یکم جولائی سـ

50 پیسے

آواز

आकाशवाणी

…عت کا ۴۶واں سال



اس بار اردو مجلس (دہلی) کی غزلیں

محسن زیدی

ایسے پت جھڑ میں کہاں کوئی ٹھکانا اپنا
اب وہ پتے ہی نہیں جن پہ تھا تکیہ اپنا
سبز ہو جائے گی اپنی بھی بہا کر آنسو
شمع کی طرح ہے شب بھر کا فسانا اپنا
مدتوں سے ہمیں اپنی بھی نہ پہچان رہی
جانے کس طاق پہ رکھ آئے ہیں چہرا اپنا
اک تعلق ہے ہمیں غم سے کسی کا غم ہو
یہ دکھے دل کا ہے نزدیک کا رشتا اپنا
آج تک دشت میں جس جگہ ہے اک نہر رواں
قافلہ آ کے اسی جگہ لٹا تھا اپنا
تہ بہ تہ اب جہاں مٹی کے سوا کچھ بھی نہیں
اک کتبے پہ وہیں نام لکھا تھا اپنا
دور سے وادیٔ غربت میں پکارا کس نے
یہ تو جیسے ہو کوئی جانے پہچانا والا اپنا
کم ہی احساس کو پیرایۂ اظہار ملا
آ سکا کچھ ہی سرِ عام دفینا اپنا
اب کڑی دھوپ ہے اور دربدری کا عالم
لے گیا سر سے وہ جاتے ہوئے سایا اپنا
جب تک امید تھی دھڑکا سا لگا رہتا تھا
عالم یاس میں ہے حال کچھ اچھا اپنا
اک مدت ہوئی ہم خود سے خجل بیٹھے ہیں
ہم جو کر بیٹھے تھے اک روز بھروسا اپنا
سنگ زاروں میں دکھائی کہاں دیگا محسن
ڈھونڈنے نکلے تو ہیں نقشِ کفِ پا اپنا

سیماب سلطانپوری

زندگی آرزو کا اک ایسا سفر مانگتا ہے جو ہو بےکراں دوستو
زندگی نعرۂ سرفروشانِ حق، زندگی سولیوں کی زباں دوستو
روشنی کا نگر، نور کے آدمی، میری نظروں کو لیکن یہ کیا ہو گیا
دیکھتا ہوں میں چہروں کے پیچھے کھڑی ظلم چہروں کی پرچھائیاں دوستو
روز خوابوں میں آتی رہی اک ندی روز اڑتی رہی تشنگی کی ہنسی
پیاسی دھرتی پہ پانی نہ برسا کبھی آتی جاتی رہیں بدلیاں دوستو
قد کسی کا یہاں اتنا اونچا نہیں دیکھ لے جو تمہاری انا کی سزا
اپنی تنہائی سے لپٹے سوتے رہو کھول کر گھر کی سب کھڑکیاں دوستو
روشنی جاوداں، تیرگی جاوداں، جاوداں ہے فریبِ نظر بھی یہاں
میں نے اکثر سنی ہیں قریبِ سحر چاند تاروں کی سرگوشیاں دوستو
وقت کی گرد چہرے سے جب صاف کی، اپنی صورت ہی لگنے لگی اجنبی
کاش تم بھی ہماری طرح دیکھتے آئینوں کی وہ حیرانیاں دوستو
لوگ ساگر کی تہ میں اترتے رہے، جھولیاں لعل و گوہر سے بھرتے رہے
مجھ پہ ہنستی رہی ساحلوں کی نمی میری مٹھی میں تھیں سیپیاں دوستو
راستے میں پڑی اک ہنسی یوں ملی جیسے کانٹوں میں بندھی ہوئی پنکھڑی
لاکھ اشکوں میں تھی تربہ تر وہ مگر، بولتی تھی گلوں کی زباں دوستو

تھک کے سیماب نے جب بھی رکھا قلم، سو گئے ساتھ ہی درد و رنج و الم
مے کدے کے چراغوں کو نیند آ گئی جام لینے لگے جھپکیاں دوستو

واجد سحری

بچی ہے حسرت و ارماں میں کھلبلی یارو
ضرور ہے یہی اس شوخ کی گلی یارو
حیات وقت کے سانچے میں ڈھل گئی تو کیا
کچھ اب تو اور بھی کانٹوں میں گھر چلی یارو
ہماری سیرِ چمن بھی جنھیں گراں گذری
وہ دیکھ سکتے ہیں کیا ہاتھ میں کلی یارو
حسین موت بھی کتنی سرور آگیں ہے
مری نظر میں ہے کھلتی ہوئی کلی یارو
مجھے پسند ہے محتاط زندگی کی ادا
گلوں کے سایہ سے بچتی ہوئی چلی یارو
اسی کو اہل خرد کہہ رہے ہیں دیوانہ
کسی کو ڈھونڈتا ہے جو گلی گلی یارو
کسی کی شوخیٔ فطرت بدل نہیں سکتی
اگرچہ کانٹوں کی صحبت میں ہے کلی یارو
ملے گی شعروں سے واجد کے روشنیٔ حیات
جہاں کی بزم میں اک شمع نو جلی یارو

مشتاق علی شاہد

چشمِ میگوں سے جو تو دیکھا کرے
کس طرح ساقی کوئی توبہ کرے
سامنے وہ شوخ جب آیا کرے
وقت سے کہنا کہ تھم جایا کرے
ترکِ توبہ کا نہیں تھا کچھ خیال
ملتفت وہ ہیں تو کوئی کیا کرے
داغِ عصیاں مٹ نہیں سکتا کبھی
شیخ دامن عمر بھر دھویا کرے
بے جنوں آتی نہیں فرزانگی
لاکھ کوئی عقل کی پوجا کرے
قصر ہائے رنگ و نغمہ توڑ کر
اک نئی دنیا کوئی پیدا کرے
تاش کا گھر توڑ کر روتا ہوں میں
مجھکو دیوانہ کوئی سمجھا کرے
چھیڑنا ہرگز نہ شاہد کو کبھی
جب وہ پچھلی رات کو رویا کرے

رام پرکاش راہی

وہ امتیاز کہ تنہا بھرے خزینے میں
یہ کس کے لمس کا پندار تھا نگینے میں
امڈ رہا تھا پسینہ وفا کے تیور سے
کہیں خلوص کا لاوا تھا اس کے سینے میں
ذرا سے گاؤں میں سمٹا ہوا تھا نور کا شہر
وہ ایک عکس جو تھا دل کے آبگینے میں
یہ کیا مقام ہے دل کو سجھائی دیتے ہیں
ابھرتے شوخ قدم آہٹوں کے زینے میں
کسی کا قرب ہی شاید اک ایسا موسم تھا
جو سارے سال نہ آیا کسی مہینے میں
ہمارے ساتھ ہے منزل'' ہمارا ذوقِ سفر
اسی وجود کے بہتے ہوئے سفینے میں

فسادِ ذہن اسی دل کی دین ہے راہی
جو حسرتوں کو سجاتا رہا دفینے میں

دوردرشن نیشنل پروگرام آکاشوانی

شبد کیرتن ۲ جولائی رات ساڑھے نو بجے

آدی گرنتھ سکھوں کی مقدس کتاب ہے گورووں کی بانی کے علاوہ یہ صوفی سنت کے کلام پر مشتمل ہے جن میں شیخ فرید کبیر نامدیو اور روی داس کے نام خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان صوفی سنتوں کا تعلق ملک کے مختلف حصوں سے ہے۔ اس مقدس کتاب کی بانی کو زیادہ تر کلاسیکی دھن میں پیش کیا جاتا ہے کیرتن کی روایت کا آغاز بھائی مردانا سے ہوا جو گورو نانک دیو جی کے دیرینہ ساتھی تھے۔

شبد کیرتن گانے والے بھائی گرمیل سنگھ کا اہم مقصد پنجاب کی ثقافتی روایت کا تحفظ ہے۔ ۲ جولائی کو رات ساڑھے نو بجے ملاقاتی موسیقی کے پروگرام میں پیش کیے جائیں گے۔



بھائی گرمیل سنگھ راگی اور ساتھی

گوپال کرشن کا وچتر وینا وادن

وچتر وینا ایک قدیم ساز ہے۔ اس ساز کے نامور فنکاروں میں صرف گوپال کرشن کا نام ہی اہمیت رکھتا ہے۔ ابتدائی عمر میں گوپال کرشن نے متعدد ساز سیکھے لیکن وچتر وینا میں خصوصی مہارت حاصل کر لی۔ ابتدا میں انھوں نے اپنے والد پنڈت سدرشن جوالی والے اور پنڈت موہن چندر سے موسیقی سیکھی اور اس کے بعد ... کی شاگردی اختیار کی۔

گوپال کرشن کا فن ایک گہرائی، گہرائی اور اظہار کے لیے بے پناہ شہرت کا حامل ہے۔



دوردرشن ٹیلی کاسٹ

ممبئی	۳ جولائی	کلکتہ	۱۹ جون
مدراس	۱ جولائی	دہلی	۲۶ جون

کرشنا ناٹم (کیرالہ کا لوک رقص)



کرشنا ناٹم کچھ عرصہ قبل تک صرف گرو وایور کے مشہور مندر کرشن مندر تک محدود تھا۔ حالانکہ یہ رقص سترھویں صدی کے آخری نصف سے وہاں رائج تھا۔ اس رقص میں شری کرشنا کی کہانی کو آٹھ ساط میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس رقص میں کلاسیکی سنسکرت کے گیت استعمال کیے جاتے ہیں۔ کتھاکلی کے برعکس اس میں رقص شیطانی اور غیر انسانی اور مقدس کرداروں کے لیے خصوصاً عام انسانوں سے بڑے ماسک استعمال کیے جاتے ہیں۔ ماسک بھی فن کاری کا اعلیٰ نمونہ ہوتے ہیں۔

دوردرشن ٹیلی کاسٹ

مدراس	۳ جولائی	دہلی	۱۹ جون
کلکتہ	۱۰ جولائی	ممبئی	۲۶ جون

کچلو برادران کا گائن ۹ جولائی رات ساڑھے نو بجے

ونے کچلو اور ... کچلو ان کے نام سے مشہور ہیں جو ملک کے نامور گائیکوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ابتدائی تعلیم انھوں نے ... سے حاصل کی۔ بعد میں انھیں استاد فیاض خاں کی شاگردی حاصل ہوئی اور انھوں نے آگرہ گھرانا کا انداز اپنا لیا۔ اور آخر میں انھوں نے ... کی شاگردی اختیار کر لی۔ آج کل کچلو برادران لطافت حسین خاں سے موسیقی کی تربیت حاصل کر رہے ہیں۔

کچلو برادران کو آلاپ چاری میں خصوصی مہارت حاصل ہے۔

رحمت علی خان کا ستار وادن : ۱۱ جولائی رات ساڑھے نو بجے

رحمت علی خاں کا شمار ملک کے نامور ستار نوازوں میں کیا جاتا ہے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد استاد ... علی خاں مرحوم سے حاصل کی جو کہ گوالیار کے ایک نامور سرود نواز تھے۔

رحمت علی خاں کو آلاپ میں خصوصی مہارت حاصل ہے جس کو وہ نمایاں کشش کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ ان کی محفل موسیقی کو اندرون ملک و بیرون ملک بے پناہ داد و تحسین حاصل ہوئی ہے۔

آج کل آپ آل انڈیا ریڈیو جموں یا ... سے منسلک ہیں۔



منگل شب کی محفل موسیقی

سوہن سنگھ کا گائن

سوہن سنگھ ہندوستانی کلاسیکی موسیقی کے نمایاں فنکار ہیں۔ موسیقی سے ان کو بچپن سے ہی لگاؤ تھا۔ یہ شوق انھیں لدھیانہ سے امرتسر لے گیا جہاں انھوں نے بھائی لال سے موسیقی کا سبق لیا اور پھر لاہور چلے گئے۔ جہاں انھوں نے ... ویدی سے موسیقی کی تعلیم حاصل کی۔ ان کی کسی استاد کی تلاش کا احساس آفتاب موسیقی استاد فیاض خاں کے پاس پہنچ کر ختم ہوا جن سے سوہن سنگھ کئی برس تک تعلیم پائی۔

ممبئی	۱۹ جون
مدراس	۲۶ جون
کلکتہ	۳ جولائی
دہلی	۱ جولائی

ٹی برندا کا کرناٹک گائن

کرناٹک موسیقی کی نامور فنکارہ ٹی برندا کا تعلق موسیقاروں کے ایک خاندان سے ہے۔ ۶ سال کی عمر میں ہی انھوں نے اپنی بہن ٹی مکتا کے ساتھ موسیقی کی محفلوں میں شریک ہونا شروع کر دیا تھا۔ ان کو کئی اعزازات اور خطابات سے نوازا جا چکا ہے۔

دوردرشن ٹیلی کاسٹ

مدراس	۱۹ جون
کلکتہ	۲۶ جون
دہلی	۳ جولائی
ممبئی	۱ جولائی

فلگن متر کا گائن ... جولائی رات دس بجے

فلگن مترا نے موسیقی کی ابتدائی تعلیم اپنے والد منب کمار مترا سے حاصل کی۔

میٹھی ہوئی شیریں آواز کے مالک فلگن مترا نے منظم اور پُرکشش راگ الاپ کی مدد سے اپنا ایک الگ انداز پیدا کیا ہے۔

آواز

آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

یکم سے ۱۵ جولائی ۱۹۸۱ء - ۱۰ سے ۲۴ آساڑھ ۱۹۰۳ شکا

جلد ۴۶ — شمارہ ۱۳

قیمت فی پرچہ ۵۰ پیسے — سالانہ دس روپے

ڈاک خرچ بذمہ ادارہ

اس شمارے میں

سرورق: ماں اور بچہ —
بچوں کی نگہداشت موضوع پر ایک مضمون اس شمارے میں شامل ہے۔

چیف ایڈیٹر — جے پی گوئل۔ فون ۳۸۲۲۴۹
ایڈیٹر — سراج احمد — فون ۳۸۲۲۵۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا ایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ایاما معدودات

الصیام

روزہ اور کردار سازی

ابونصر فارق

رمضان سے روزوں کی اہمیت مسلمانوں کے نزدیک اس لحاظ سے تو ہے ہی کہ یہ بندے کو خدا سے قریب کرتا ہے بندے کو خدا کا محبوب اور پسندیدہ انسان بناتا ہے قیامت کی ہولناکیوں سے حفاظت کا ذریعہ بنتا ہے اور جنت الفردوس کا حقدار بناتا ہے۔ اس پہلو سے بھی روزوں کی اہمیت ہے کہ یہ دنیا میں بھی انسان کو ایک ہمدرد، غمگسار، سچا، امانت دار، وفا شعار اور ذمہ دار فرد بننے میں مدد پہنچاتا ہے۔

شاید یہ مختصر بیان جو ابھی عرض کیا گیا قابل قبول نہ ہو لہذا آگے ہم اس بات کو حقائق اور دلائل سے ثابت کرنے کی کوشش کریں گے۔

آیئے ہم دیکھیں کہ روزے کا مقصد کیا ہے؟ قرآن پاک جو اسلامی تعلیمات اور ہدایات کو سمجھنے کے سلسلے میں بنیادی کتاب ہے اس میں خداوند قدوس نے یہ فرمایا ہے۔

"اے ایمان والو تم پر روزے فرض کر دیے گئے جس طرح تم سے پہلے کی امتوں پر فرض کیے گئے تھے شاید کہ تم تقویٰ کی روش اختیار کر لو۔"

قرآن کی آیت کا یہ ترجمہ بتا رہا ہے کہ روزے کا مقصد تقویٰ اختیار کرنا یا بالفاظ دیگر متقی بن جانا ہے۔

تقویٰ کا مطلب قرآن کی روشنی میں یہ ہے کہ انسان خدا کے ڈر سے ان تمام برے کاموں کے کرنے سے پرہیز کرے جو گناہ اور معصیت کہے جاتے ہیں اور ان احکامات کی پابندی کرے جو خداوند عالم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انسانوں کو دیے ہیں۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث میں یہ بات ملتی ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کے حصے میں کچھ نہیں آتا سوائے دن میں بھوکے رہنے اور راتوں کو جاگنے کے۔ یہ حدیث بھی گویا مذکورہ بالا آیت کی تشریح ہے کہ جو لوگ روزہ رکھتے اور تراویح و تہجد میں راتیں گذارتے ہیں لیکن برائیوں سے نہیں بچتے، گناہوں سے باز نہیں آتے بدکاریوں سے پرہیز نہیں کرتے اور اچھی باتوں کو اختیار نہیں کرتے ان کو روزہ رکھنے کا فائدہ نہ تو دنیا میں ملتا ہے اور نہ ہی مرنے کے بعد قیامت میں اس کا کوئی اچھا نتیجہ وہ دیکھ پائیں گے۔

اس بنیادی بات کے بعد ہم اصل مضمون کی طرف لوٹتے ہیں جو یہ ہے کہ روزہ انسانوں کی کردار سازی اور تعمیر سیرت کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ نماز، زکوٰۃ اور حج یہ سب ایسے عمل ہیں جو خدا کی خوشنودی کے لیے بھی کیے جا سکتے ہیں اور دنیاوی نام و نمود کے لیے بھی چونکہ یہ وہ اعمال ہیں جن کو کرتے ہوئے دنیا دیکھتی ہے لیکن اس کے برخلاف روزہ وہ عبادت ہے جو صرف خدا کی رضا حاصل کرنے کیلئے ہی کی جا سکتی ہے۔ کیوں کہ کوئی نہیں جانتا کہ جو شخص روزہ دار ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے اس نے چھپ کر کچھ کھا پی تو نہیں لیا ہے۔

ایک روزہ دار کو روزہ کی حالت میں جب بھوک اور پیاس ستاتی ہے تو اس کا نفس اس کو اکساتا ہے کہ کوئی دیکھ تو نہیں رہا ہے کچھ کھا لو یا پی لو لیکن فوراً ہی اس کا ضمیر اس کو ٹوکتا ہے کہ کوئی آدمی نہیں دیکھ رہا ہے تو کیا ہوا خدا تو دیکھ رہا ہے۔ اسے کیسے دھوکہ دے سکو گے اور اس احساس کے پیدا ہوتے ہی وہ اس عمل

سے باز آجاتا ہے یہی احساس جب پروان چڑھتا ہے تو اس کے اندر خود احتسابی کا عمل شروع ہوجاتا ہے اور وہ بات کرتے ہوئے یہ سوچتا ہے کہ کوئی بات اس کی زبان سے غلط تو نہیں نکلی ؟ اس نے کوئی بات جھوٹ تو نہیں کہی ؟ کوئی بے ہودہ اور گندی بات تو وہ نہیں کرگیا ؟ اپنی تلخ کلامی سے اس نے کسی کی دل آزاری تو نہیں کی ؛ اس طرح روزہ، روزہ دار کو ایک سچا اور شیریں کلام انسان بناتا ہے۔

جب ایک روزہ دار کسی سے کوئی معاملہ کررہا ہوتا ہے تو وہ اس کا خاص خیال رکھتا ہے کہ فریق ثانی پر ظلم تو نہیں کر رہا ہے ؟ اس کی حق تلفی تو نہیں ہو رہی ہے ؟ روزہ دار اپنے اختیارات کا ناجائز فائدہ تو نہیں اٹھا رہا ہے ؛ کسی مزدور سے زیادہ کام تو نہیں لے رہا ہے ؛ خریدے گئے سامان کی کم قیمت تو ادا نہیں کر رہا ہے ؛ جو سامان وہ دے رہا ہے وہ کھوٹا تو نہیں ہے ؟ اس نے جو وعدہ کیا تھا اس کی خلاف ورزی تو نہیں ہو رہی ہے ؟ اور انسان برادری کے ایک بھائی ہونے کے ناطے فریق ثانی کی خیر خواہی کی جو ذمہ داری ہے اس میں کوئی کوتاہی تو نہیں ہو رہی ہے ؟ اس طرح روزہ انسان کو ایک راست باز، باکردار، دیانت دار اور ذمہ دار انسان بناتا ہے۔

جب کسی مظلوم، مجبور، بے کس اور یتیم کی مدد اور تعاون کا معاملہ درپیش ہوتا ہے تو روزہ دار اس خیال سے کہ کھیڑے اور جھنجھٹ میں خود کو کون ڈالے اور دنیا میں بے شمار مجبور ہیں کن کن کی دستگیری کی جائے اس معاملے سے دامن بچانے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ اسے کار ثواب سمجھ کر اور خدمت خلق کے ذریعہ رضائے الٰہی کے حاصل کرنے کا ایک ذریعہ جان کر قدم بے دھڑک آگے بڑھاتا ہے اور اس میں خلوص دل کے ساتھ کھل کر حصہ لیتا ہے۔ اس طرح روزہ آدمی کو ایک ہمدرد، غمگسار اور غریبوں اور مجبوروں کا مددگار انسان بننے میں مدد پہنچاتا ہے۔

روزہ کی حالت میں ایک روزہ دار بری باتوں کے دیکھنے اور بری باتوں کے سننے سے بھی پرہیز کرتا ہے وہ ان راہوں پر قدم بڑھانے سے رک جاتا ہے جو گناہ کی منزل تک لے جانے والی ہوتی ہیں۔ روزہ دار کسی کی غیبت کرنے کسی کی آبرو برباد کرنے اور کسی کی برائی کرنے سے سخت پرہیز کرتا ہے۔ اس کے برخلاف دلوں کو جوڑنے، تعلقات کو استوار کرنے، دوستی اور بھائی چارگی کے جذبات کو فروغ دینے کی سعی کرتا ہے۔

سب سے بڑی بات یہ کہ جب روزہ دار بھوک اور پیاس کی تکلیف سے دوچار ہوتا ہے تو اسے ان غریبوں کی مصیبت کا صحیح اندازہ ہوتا ہے جنھیں دو وقت کی روٹی بھی آسانی سے نہیں ملتی اسے ان غریبوں

(بقیہ صفحہ ۱۷ پر)

فلسفہ

روایت اور بغاوت

سلام بن رزاق

"میرے مزاج اور کردار کی تعمیر ان لوگوں میں سے کسی کے نمونے پر نہیں ہوئی جنھیں میں جانتا ہوں اگر میں ان سے بہتر نہیں ہوں تو کم از کم ان سے مختلف ضرور ہوں۔"

اگر یہ کہا جائے کہ روسو کے یہ الفاظ اپنے عہد کی صداقتوں کے ساتھ جڑے ہوئے فنکار کا شناخت نامہ ہیں تو شاید مبالغہ نہ ہو۔ مگر یہ مختلف ہونا ان معنوں میں نہیں ہے۔ جیسے دو صورتیں ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں۔

یہ ایک جدلیاتی حقیقت ہے کہ تاریخی، معاشرتی اور نسلی تجربات نسل در نسل منتقل ہوتے ہوئے ہماری ذات میں جذب ہوجاتے ہیں۔ ایک عام آدمی ان انفعالی تجربات کو بغیر کسی آویزش کے قبول کرلیتا ہے۔ مگر ایک فنکار اپنے تجربات کو اپنے ذاتی علم و وجدان کی کسوٹی پر پرکھتا ہے۔ جنھیں وہ اپنے عہد، ماحول اور معاشرے کی تبدیلیوں سے اخذ کرتا رہتا ہے۔ اس آویزش اور تصادم سے رفتہ رفتہ اس کی خلاقانہ انفرادیت کے نقش ابھرنے لگتے ہیں جو دھیرے دھیرے اس کی ذات کی شناخت بن جاتے ہیں۔ یعنی وہ بھیڑ میں رہ کر بھی بھیڑ میں گم نہیں ہوتا۔ وہ قطرہ ضرور ہے مگر عشرت قطرہ کی خاطر دریا میں فنا ہوجانا اسے منظور نہیں۔ وہ ایسا جزو ہے جس کے دامن میں کل کی ساری وسعتیں پنہاں ہوتی ہیں۔

وہ زندگی کو کسی نظریے، کسی فلسفے، کسی ازم کی عینک سے نہیں دیکھتا۔ کیونکہ زندگی اس کے نزدیک ایک کھلی کتاب کی مانند ہے جسے وہ اپنے طور پر پڑھنا اور سمجھنا چاہتا ہے۔

پڑھتا اور سمجھتا رہتا ہے۔

جب سدھارتھ نے گوتم بدھ سے پوچھا۔

"تتھاگت! کیا یہ ضروری ہے کہ زندگی کا عرفان حاصل کرنے کے لیے میں وہی راستہ اختیار کروں جو آپ نے کیا تھا۔"

تو بدھ نے نفی میں گردن ہلائی۔

سدھارتھ نے آگے کہا۔

"تتھاگت! مجھے آشیرواد دیجئے کہ میں اپنے طور پر موکش پراپت کرنا چاہتا ہوں۔"

تتھاگت نے ہاتھ اٹھا کر اسے آشیرواد دیا۔

مگر جب میں نے اپنے سفر کا آغاز کیا تو میرے سر پر کسی کے آشیرواد کا سایہ نہیں تھا۔ میں اُس بھیڑ کے ساتھ شامل ہوگیا جو چلچلاتی دھوپ میں بیچ سڑک پر ایک جلوس کی شکل میں گذر رہی تھی۔ ان کے ہاتھوں میں جھنڈے تھے۔ مٹھیاں بھنچی ہوئی تھیں اور دہانوں سے کف اڑ رہا تھا۔ تھوڑے دور جلوس کے ساتھ چلنے کے بعد مجھے کچھ خیال آیا۔ میں نے اپنے ساتھ چلتے ایک پرجوش نوجوان سے پوچھا۔ "یہ جلوس کہاں جا رہا ہے ؟"

نوجوان نے اپنے آگے چلتے ایک گنجے شخص کی طرف اشارہ کیا جو مٹھیاں بھینچ بھینچ کر نعرے لگا رہا تھا۔ میں نے دو قدم بڑھ کر اس شخص کو روکا۔ "بھائی یہ جلوس کہاں جا رہا ہے ؟"

اس شخص کی بھنچی ہوئی مٹھی ہوا میں معلق رہ گئی۔ اور منہ کھلا کا کھلا۔ ماتھے کے نیچے جڑی۔ اس کی حیران آنکھیں تھوڑی دیر تک میرے چہرے کا جائزہ لیتی رہیں۔ پھر بڑی مشکل سے وہ بولا۔

"مجھے — مجھے — نہیں معلوم۔ اس شخص سے پوچھو۔ شاید وہ بتا سکے۔ اس نے اپنے آگے چلتے ایک دوسرے معنک شخص کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے عینک والے کا بازو تھام کر پوچھا۔

"بھائی یہ جلوس —"

"مجھے نہیں معلوم —"

"یہ جلوس —"

"مجھے نہیں معلوم —"

میں بڑھتے بڑھتے جلوس کے ایک دم آگے نکل آیا۔ ایک شخص پرچم اٹھائے آگے آگے چل رہا تھا۔ میں نے

سے بھی وہی سوال دوہرایا۔ "یہ جلوس کہاں جا رہا ہے؟"

"مجھے بھی نہیں معلوم۔ مگر ابھی کچھ دیر پہلے یہاں سے ایک اور جلوس گذرا تھا۔ شاید انھیں پتہ ہو۔"

جلوس کے آگے ایک اور جلوس پھر اس کے آگے ایک اور.... میں تھک ہار کر جلوس کے باہر نکل آیا (منگی دوپہر کا سہی) بھٹکی ہوئی بھیڑ کے ساتھ سفر کرنے سے بہتر تھا کہ میں اکیلے ہی اپنا سفر جاری رکھتا۔ جب سفر ہی زندگی کی شرط ٹھہری تو بھیڑ کا احسان کیوں لیا جائے

میری ذات کا شاید اپنے ماحول سے وہ پہلا تصادم تھا۔

روایت سے کتنا امان سہی۔ مگر روایت سے کٹ کر اپنی راہ دریافت کرنا کس قدر مشکل ہے۔ جلوس سے الگ ہونے کے بعد میں بھٹکتا ہوا ایسے ویرانے میں نکل آیا جہاں بھیڑ سے کٹے ہوئے بے شمار افراد اپنی اپنی انا کے پرچم اٹھائے اپنی اپنی ڈفلی بجاتے مختلف قسم کے کرتب دکھانے میں مصروف تھے کوئی سر کے بل کھڑا تھا۔ کوئی نصف دھڑ سے زمین میں دفن تھا کوئی اپنی زبان باہر نکالے اس میں سوئیاں چبھوئے آنکھیں بند کیے دھیان گیان میں مگن تھا۔ مگر میں نے بہت جلد دیکھ لیا کہ ان میں سے بیشتر کتوں کو انسانی زبان سکھانے کا تجربہ کرنے کے دعوے میں خود ہی کتوں کی طرح بھونکنے لگ گئے تھے۔

(قصہ دیوجانس جدید)

جدت کے نام پر سر کے بل کھڑے ہو کر اپنے گرد بھیڑ اکٹھی کرنا۔ شعبدہ گری تو ہو سکتی ہے تجربہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ تجربہ اپنی ذات میں گم ہو جانے، بلکہ اپنے اندر غوطہ لگا کر ایسا تصور تلاش کرنے کا نام ہے جو معاشرے کے خوابوں کی تعبیر بن سکتا ہے۔

ہیون سانگ نے اپنے سفرنامے میں ایک ایسے شخص کا ذکر کیا ہے جو گردن کی تکیوں میں اپنے سینے اور پیٹھ پر تختیاں لٹکائے پھرتا تھا جن پر عام لوگوں کے لیے رشد و ہدایات نقل ہوتے تھے۔ ادب میں بھی ایسے نمائشی لوگ موجود ہوتے ہیں جو علم کو شراب کی طرح پیتے اور کتابوں کو کاکروچ کی طرح چاٹتے ہیں۔ کتنا مشکل ہوتا ہے ان آڑے ترچھے راستوں میں اپنا راستہ تلاش کرنا۔

میں نے ریوڑ کی شکل میں چلنے والی بھیڑوں اور اپنی ٹوپیوں سے خرگوش نکالنے والے نمائشی شعبدہ گروں سے بچ کر اپنے چاروں طرف نگاہ ڈالی۔ تاحد نظر سوائے جھلسا دینے والی دھوپ کے کہیں کوئی شجر سایہ دار دکھائی نہیں دیا۔ مگر اب سائے کی تلاش فضول تھی کہ میں دھوپ کا خوگر ہو چکا تھا۔

میرا سفر برابر جاری ہے۔ میں اس سفر میں لمحہ لمحہ ٹوٹتا ہوں، ریزہ ریزہ بکھرتا ہوں۔ پھر ٹکڑے ٹکڑے جوڑ کر ایک پیکر گڑھنے کی کوشش کرتا ہوں۔ مگر حالات کا ایک تیز ریلا یا وقت کی ہوا کا ایک تند جھونکا اسے پھر منتشر کر دیتا ہے۔ افسانہ لکھنا میرے نزدیک اپنے اسی ریزہ ریزہ وجود کو سمیٹنے کا نام ہے۔ جس کے وسیلے سے میں اپنے آپ کو ماحول کی جبریت سے آزاد کرتا رہتا ہوں۔ میرا افسانہ دراصل میری نجات کا ذریعہ ہے۔ میں اپنے افسانوں میں اپنے کرداروں کے واسطے سے زندگی کو مسلسل دریافت کرنے کا تجربہ کرتا رہتا ہوں میرے کردار وہ شکست خوردہ، مظلوم اور محروم لوگ ہیں جو دن بھر میں بیسوں دفعہ ٹوٹتے ہیں، ٹوٹ کر بکھرتے ہیں مگر دوسرے روز صبح اپنے بستر سے صحیح و سالم اٹھتے ہیں۔ وہ روز شکست کھاتے ہیں۔ ذلت اٹھاتے ہیں اذیتیں جھیلتے ہیں مگر زندگی جینے کا حوصلہ نہیں ہارتے۔ یہ سب وہ بدنصیب لوگ ہیں جنھیں حالات نے اپنے چکرویوہ میں جکڑ رکھا ہے۔ وہ زندگی سے جوجھنا جانتے ہیں مگر ارجن کی طرح چکرویوہ کو توڑ کر اس سے باہر نکلنے کا گر نہیں جانتے۔ مجھے انھیں حالات کے چکرویوہ میں پھنسے لوگوں کے مسائل سے سروکار ہے کیونکہ میں بھی انھیں میں سے ایک ہوں۔ مجھے ہیروز اور فاتحین کی کہانیاں نہیں لکھنی ہیں کہ میں افسانہ لکھتا ہوں ... تخلیق نہیں کرتا۔ میرا افسانہ نعرہ نہیں چیخ ہے۔ بسا اوقات ایسی چیخ جو سینے ہی میں گھٹ کر رہ جاتی ہے

میں اپنے افسانوں کے وسیلے سے زندگی کو انگیز کرنے کا تجربہ کرتا رہتا ہوں۔ میرے تجربات میرے اپنے ہیں ممکن ہے دوسروں کے لیے بہت اہم نہ ہوں۔ مگر میرا تجربہ دوسروں کا تجربہ کیونکر بن سکتا ہے جو میں نے دیکھا وہ دوسروں کو کیونکر دکھائی دے گا۔ اس کا امکان ہے کہ میں جسے مکمل ہاتھی سمجھ رہا ہوں وہ صرف ہاتھی کی سونڈ ہو۔ مگر دوسروں کے ساتھ بھی یہ اندیشہ لاحق ہے کہ وہ جس شے کو ہاتھی کا نام دے رہے ہیں۔ وہ محض اس کی دم ہو۔ یہ ایک بنیادی حقیقت ہے کہ زندگی کثیر الابعاد ہے۔ اس لیے اسے مختلف زاویوں سے دیکھنے پرکھنے کے بعد ہی اس سے ہم آمیز ہوا جا سکتا ہے۔ میں نے کبھی دوسروں کے نتائج کو اپنے تجربے کی بنیاد نہیں بنایا۔ البتہ دوسروں کے تجربوں سے اپنے فن کی آبیاری ضرور کی ہے۔ میرا تجربہ ہوا میں معلق نہیں ہے اس کی جڑیں ماضی کے شعور میں پیوست ہیں اور شاخیں روشنی اور ہوا کا برابر انجذاب کر رہی ہیں۔ کوئی بھی تجربہ اپنے کلاسک سے کٹ کر زندہ نہیں رہ سکتا۔

تجربہ یا بغاوت کوئی مجرد شے نہیں ہے۔ ہر بغاوت روایت ہی کی کوکھ سے جنم لیتی ہے۔ اور اپنا عمل پورا کرنے کے بعد تاریخ کے سینے پر اپنا نقش چھوڑتی ہوئی پھر وقت کی شاہراہ سے جا ملتی ہے۔ ادب اور آرٹ میں صحت مند روایتیں مرتی نہیں ان کی نشو و نما ہوتی رہتی ہے۔ نئے رنگ و روپ کے ساتھ۔

ہر نیا فنکار شروع میں اپنے خیالات مروجہ تکنیک اور فارم ہی میں پیش کرتا ہے۔ پھر دھیرے دھیرے اس کے اندر تبدیلی کی خواہش جنم لینے لگتی ہے شاید یہ تبدیلی کی خواہش ہی بغاوت کی جانب اس کا پہلا قدم ہوتا ہے۔

رفتہ رفتہ اس کا خیال اس فارم پر اثر انداز ہونا شروع ہوتا ہے۔ اس طرح ایک نئی تکنیک اپنے بال و پر نکالنے لگتی ہے۔ لہٰذا اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ فعال بغاوت کے رگ و ریشے میں زندہ روایت کا لہو بھی شامل ہوتا ہے۔ وہ روایت جو ارتقا پذیر زندگی کا ساتھ نہیں دیتی بانجھ ہو کر تاریخ کے اندھیرے میں گم ہو جاتی ہیں۔ اس طرح وہ تجربہ جس کی جڑیں روایت کی دھرتی میں پیوست نہ ہوں۔ وقت کے ساتھ فنا ہو جاتا ہے۔ اصل میں تخلیق وہ ہے جس نے زندہ روایت کی کوکھ سے جنم لیا ہو۔ اور اپنے عہد کے سینے میں ہر لمحہ بغاوت کا احساس بن کر دھڑکتی رہتی ہو۔ ہاں صرف احساس۔ احساس اس لیے کہ بغاوتیں اپنی قلب ماہیت تبدیل کر کے روایتوں کا روپ اختیار کر لیتی ہیں۔ مگر احساس ہر دور میں تازہ بہ تازہ نو بہ نو رہتا ہے۔

ہر چند کہ مجھے اپنے فن کے حدود اور امکانات دونوں کا اندازہ ہے۔ میں کوشش کرتا رہتا ہوں کہ میرے افسانے میں تبدیلی کا احساس جاگتا رہے۔ جو زندگی کا بھی ضامن ہے۔ (اردو سروس سے نشر)

دنیا کی آنکھوں نے وہ منظر بھی دیکھا ہے کہ حکومت و اقتدار کے نشے میں چور ہو کر عقل کے دیوانوں نے لاتناہیات سے متاثر ہو کر دور عباسیہ میں وہ فتنہ اعتزال برپا کیا کہ ایمان و صفات اسلامی ذہنوں میں انتشار و خلفشار پیدا ہو گیا اور بڑے سے بڑے زاہد و عابد کے دامن پاکیزگی داغ داغ اور تار تار ہو کر رہ گئے۔ یہ تو محض طور پر تاریخ کے ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے ورنہ تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی انسانوں نے اپنی قوت و صلاحیت کا غلط اندازہ لگایا اور نظام قدرت میں دخل در معقولات کی کوشش کی ہے تو توازن و تناسب کی برہمی کے سبب دنیا میں فتنہ و فساد کے سیلاب اُمڈ پڑے ہیں جس سیلاب نے نجانے کتنی لہلہاتی ہوئی کھیتیاں اور گنگناتی ہوئی بستیاں اجاڑ کر رکھ دیں۔ انسانوں کا خون اس طرح بہا کہ جنگل کے خونخوار درندوں کو بھی شرم آنے لگی!

عبرت و نصیحت کے لیے بے شمار نشانیاں تاریخ کے صفحوں پر بکھری پڑی ہیں۔ نظام قدرت سے ٹکرانے کا یہی نتیجہ نکلا کہ وہ سر جو عقل و اقتدار کے غرور میں آسمان کی بلندیوں سے بھی سلامی لینے میں توہین محسوس کرتا بیک ضرب دست قدرت اس طرح پاش پاش ہوا کہ کاسۂ سر کشکول گدائی کے بھی قابل نہ رہا!

تحریر: قیوم خضر (پٹنہ)

شعر و شخصیت

حسرت کی شاعری

غلام ربانی تاباں

حسرت تک پہنچتے پہنچتے اردو غزل ایک طویل سفر طے کر چکی تھی۔ اس سفر میں اسے مختلف مرحلوں اور منزلوں سے گذرنا پڑا جس میں اس نے بہت کچھ کھویا اور بہت کچھ پایا۔ ظاہری روپ میں تو کوئی تبدیلی نہیں ہوئی لیکن غزل کا دامن وسیع تر ہو گیا اور اس کے اسلوب میں نمایاں اور خوش گوار تبدیلی نظر آنے لگی۔ ہر دور کا شاعر اپنے عہد کے تقاضوں اور تجربوں کا شعری اظہار کرتا ہے۔ بیسویں صدی کے شعراء کے یہاں ظاہر ہے کہ حسن و عشق کے معاملوں کا اظہار اس سے مختلف ہے جو ہمیں میر و غالب کے یہاں ملتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام دوسرے فنون کی طرح غزل کا آرٹ بھی سکونی نہیں بلکہ خود زندگی کی طرح حرکت اور نمو سے بھرا ہوا ہے۔ جوں جوں حیات و کائنات کا تصور پیچیدہ تر ہوتا جاتا ہے اس کے شعری اظہار میں بھی گہرائی اور گیرائی آتی جاتی ہے۔ یہ تبدیلی ضروری بھی ہے اور خوش آئند بھی۔

داغ اور امیر مینائی دہلی اور لکھنؤ کے دبستانوں کے نمائندہ شاعر تھے۔ ان دونوں بزرگوں کے یہاں زبان کی صفائی اور روانی ہے، معاملہ بندی ہے۔ بے ساختگی ہے لیکن دروں بینی کی کمی کھٹکتی ہے۔ ان کے بعد شاد، حسرت، فانی، اصغر، جگر، اور یگانہ نے غزل کو ایک دفعہ پھر دروں بینی کی دولت سے مالا مال کر دیا اور اندرونی تجربوں کے اظہار کا ذریعہ بنایا۔ ان کی سنواری اور نکھاری ہوئی غزل اپنی تمام رمزی علامتوں کے ساتھ ہم تک پہنچی ہے۔

مولانا نیاز فتحپوری نے حسرت کے رنگ کو "مومن اسکول کی یادگار" کہا ہے۔ ڈاکٹر یوسف حسین کو حسرت کے یہاں جرأت کا رنگ جھلکتا دکھائی دیتا ہے۔ پیرایہ بیان مختلف سہی لیکن ان دونوں بزرگوں نے اصل میں ایک ہی بات کہی ہے۔ حسرت کا شعری اسلوب دوسرے ہم عصر شعراء سے مختلف تھا۔ وہ اس دور کے واحد غزل گو شاعر ہیں جن کا عشق انسانی عشق ہے اور جن کا محبوب ایک جیتا جاگتا، چلتا پھرتا انسان ہے۔ یہ بات ہے جو ان کے شاعرانہ مسلک کا سلسلہ مومن اور جرأت سے ملا دیتی ہے۔ مندرجہ ذیل اشعار ان کے اس رنگ کی نمائندگی کرتے ہیں۔

چپکے چپکے رات دن آنسو بہانا یاد ہے
ہم کو اب تک عاشقی کا وہ زمانہ یاد ہے
با ہزاراں اضطراب و صد ہزاراں اشتیاق
تجھ سے وہ پہلے پہل دل کا لگانا یاد ہے
جان کر سوتا تجھے وہ قصد پا بوسی مرا
اور ترا ٹھکرا کے سر وہ مسکرانا یاد ہے
غیر کی نظروں سے بچ کر سب کی مرضی کے خلاف
وہ ترا چوری چھپے راتوں کو آنا یاد ہے
چوری چوری ہم سے تم آ کر ملے تھے جس جگہ
مدتیں گذریں پر اب تک وہ ٹھکانا یاد ہے

حسرت نے اپنی عاشقانہ زندگی کی ایک حقیقی تصویر اس مسلسل غزل میں پیش کر دی ہے۔ ان کے جذبے کی صداقت نے تفصیل کے باوجود غزلیہ لہجے کو مجروح نہیں ہونے دیا۔ اس قسم کی غزلوں سے ان کے دیوان بھرے ہوئے تھے۔

یاد ہیں اب تک وہ عیش با فراغت کے مزے
دل ابھی بھولا نہیں آغاز الفت کے مزے

یا

یاد شہرو کوئے یار آنے لگی
آرزو کو بوئے یار آنے لگی

واقعہ یہ ہے کہ حسرت کی عشقیہ شاعری اس دور کے دوسرے شعراء سے مختلف ہے۔ ان کی شاعری تصنع اور غیر ضروری مبالغہ آمیزی سے پاک ہے۔ ان کے جذباتی تجربے کی ارضیت اور ان کے شعری بیان کا خلوص دوسروں سے الگ ہے جس نے ان کے کلام میں انفرادیت پیدا کر دی ہے۔

حسرت کی نظر گہری اور مطالعہ وسیع تھا۔ انھوں نے اساتذہ کا گہرا مطالعہ کیا تھا جس سے ان کی شاعری نے استفادہ کیا۔ حالانکہ ان کے شاعرانہ مسلک کا سلسلہ دبستان دہلی سے ملتا ہے لیکن ان کے کلام میں لکھنوی اثر بھی صاف نظر آتا ہے۔ لفظوں کی تراش خراش، تراکیب کی تازگی اور محاوروں کی چستی لکھنؤ کی دین ہیں لیکن وہ لکھنوی تصنع و تکلف اور ظاہری سجاوٹ سے دامن بچا گئے۔ ان کے ہاں لکھنؤ کی لسانی خوبیوں اور دہلی کی داخلیت کا ایک حسین امتزاج پایا جاتا ہے جس میں ان کی جذباتی صداقت نے ایک طلسماتی رنگ بھر دیا ہے۔ ان کے خیال کی رعنائی اور بیان کی شستگی اور شگفتگی اردو کی غزلیہ شاعری کا ایک قیمتی سرمایہ ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ "تہذیب، رسم عاشقی" کے اس دلدادہ شاعر نے عملی سیاست میں بھی حصہ لیا۔ وہ جدوجہد آزادی کے سرفروش سپاہی تھے۔ ان کی پوری زندگی سامراجی طاقت کے خلاف مجاہدانہ سرگرمیوں میں بسر ہوئی۔ ہر تکلیف ہر مصیبت صبر و سکون کے ساتھ برداشت کی جیل میں جو مصائب ان پر توڑے گئے ان کا تذکرہ حسرت نے خود نوشت حالات و مشاہدات زنداں میں کیا ہے۔ لیکن قید و بند کے مصائب بھی انھیں "مشق سخن" سے باز نہ رکھ سکے۔

ہوتی ہے روز بارش عرفاں میرے لیے
گویا بہشت عشق ہے زنداں میرے لیے

یا

چمن جاں میں پھر بقید فرنگ
عاشقی کی بہار آئی ہے

یا ان کی مشہور غزل کے یہ شعر

ہے مشق سخن جاری، چکی کی مشقت بھی
اک طرفہ تماشا ہے حسرت کی طبیعت بھی
جو چاہو سزا دے لو تم اور بھی کھل کھیلو
پر ہم سے قسم لے لو جو کی ہو شکایت بھی
ہر چند ہے دل شیدا حریت کامل کا
منظور دعا لیکن ہے قید محبت بھی
ہیں شاد و صفی شاعر یا شوق و وفا حسرت
پھر ضامن و محسن ہیں، اقبال بھی وحشت بھی

حسرت کا اسلوب عام فہم ہے لیکن عامیانہ نہیں۔ سادہ گوئی ان کا آرٹ ہے۔ ان کے پورے کلام میں ایک وحدت تاثر ہے، انداز بیان میں ایک اندرونی کیفیت اور رچاؤ ہے۔ ہر جگہ آمد ہی آمد ہے کہیں آورد کا احساس نہیں ہوتا۔ تجربے کی صداقت اور جذبے کے اخلاص نے ان کی شاعری میں ایک اچھوتا پن پیدا کر دیا ہے۔ انھوں

نے سیاسی شعر بھی کہے ہیں کہ سیاست ان کی زندگی سے علیحدہ نہیں تھی لیکن ان کا اصل رنگ حسن و عشق کے بیان میں ظاہر ہوتا ہے جس میں نغمگی بھی ہے اور ایک طلسمی فضا بھی۔

شرم جفا سے لطف سراپا بنے ہوئے
وہ آج کل ہیں جان تمنا بنے ہوئے
شاہ جنوں نے خلعت آزارگی دیا
زنداں میں ہیں خیال کے صحرا بنے ہوئے
حسرت کے تھے فدائے تماشائے روئے یار
سو خود ہی پھر رہے ہیں تماشا بنے ہوئے

کیا کام انھیں پرسش ارباب وفا سے
مرتا ہے تو مر جائے کوئی ان کی بلا سے
مجھ سے بھی خفا ہو مری آہوں سے بھی برہم
تم بھی ہو عجب چیز کہ لڑتے ہو ہوا سے
دیوانہ کیا ساقیٔ محفل نے سبھی کو
کوئی نہ بچا اس نظر ہوش رُبا سے
ایک یہ بھی حقیقت میں ہے شان کرم انکی
ظاہر میں وہ رہتے ہیں جو ہر وقت خفا سے
(اردو سروس سے نشر)

غزل

شی۔کے۔نظامؔ

اور کچھ دیر یوں ہی شور مچائے رکھیے
آسماں ہے تو اسے سر پہ اٹھائے رکھیے
انگلیاں گر نہیں اٹھیں تو نہ اٹھیں لیکن
کم سے کم اس کی طرف آنکھ اٹھائے رکھیے
سرمئی آنکھ سیاہی سے بھری ہوتی ہے
دل ہے اک دامنِ شفاف بچائے رکھیے
کھڑکیاں رات کو چھوڑا نہ کریں آپ کھلی
گھر کی بات ہے تو پھر گھر میں چھپائے رکھیے
اب تو اکثر نظر آجاتا ہے دل آنکھوں میں
میں نہ کہتا تھا کہ پانی ہے دبائے رکھیے
اک دن شہر میں صحرا بھی چلے آئیں گے
دھجیاں اپنے گریباں کی اڑائے رکھیے
کب سے دروازوں کو دہلیز ترستی ہے نظامؔ
کب تلک گال ہتھیلی پہ ٹکائے رکھیے
(گلبرگہ سے نشر)

ادب و شخصیت

ہمارے مزاح نگار
سلسلۂ تقاریر

منشی سجاد حسین

وہاج الدین علوی

زندگی ایک ٹھوس حقیقت ہے اور سنجیدگی اس حقیقت کا اصل جوہر۔ کائنات کا ہر ذی روح سنجیدگی کے ساتھ اپنے کام میں منہمک ہے انسان چونکہ ایک انتہائی ذکی الحس مخلوق ہے اس لیے اس میں سنجیدگی بھی حد درجہ پائی جاتی ہے اس بڑھی ہوئی سنجیدگی سے یہ خطرہ لاحق ہو جاتا ہے کہ انسان اپنے ٹھوس اور تعمیری کاموں میں منہمک ہو کر کہیں جذبہ انسانیت کو بھول کر صرف متین نہ بن جاتے لیکن قدرت کی فیاضیوں نے اس کا مداوا مزاح کی نعمت سے کیا جو اس مہیب اور ہولناک سنجیدگی کو ہنس کر اور قہقہہ لگا کر دور کرتی ہے اور اس دیوانہ وار بڑھتے ہوئے مشینی پن میں بریک لگاتی ہے۔ انسان میں مزاح کی قوت فطری ہوتی ہے۔ کچھ لوگوں میں یہ جذبہ بہت زیادہ ہوتا ہے اور کچھ زندگی کی یکسوئی سے فرار کے طور پر ہنس بول لیتے ہیں۔

چنانچہ مفکرین نے مزاح کی قوت کو نہ صرف طبیعت میں شگفتگی اور نیا پن لانے کے لیے استعمال کیا بلکہ اسے کائنات کی زندہ حقیقتوں کو سمجھنے اور معاشرے کی فلاح و بہبود کے لیے بھی موثر پایا۔ وہ باتیں جو سنجیدگی سے انسان کو سمجھائی جائیں تو بار خاطر ہوں مزاح کی ایک پھلجھڑی سے دماغ میں بیٹھ جاتی ہیں۔ دنیا کے دانشوروں اور ادیبوں نے مزاح کی Sugar Coated کنین کی گولیوں سے بڑھی ہوئی سنجیدگی اور بے جا خود پسندی کے بخار کو دور بھگایا۔ ادب میں یہ روایت پرانی ہے۔ ہمارے ادب میں اس کی جڑیں معاصرانہ چشمک۔ ہجو گوئی اور فقرہ بازی میں ملتی ہیں۔ لیکن میرے خیال میں غالبؔ پہلا ادیب و شاعر تھا جس نے مزاح کے اصلی جوہر کو سمجھا اور برتا۔

اردو نثر میں غالبؔ کے بعد مزاح نگاری کا اگلا دور "اودھ پنچ" سے شروع ہوتا ہے جو اردو طنز و مزاح میں سنگ میل کی حیثیت کا حامل ہے۔ اودھ پنچ ۱۸۷۷ء میں جاری ہوا یہ وہ دور تھا جبکہ ہندوستان میں ایک تہذیب اپنی آخری سانس لے رہی تھی اور ایک نئی تہذیب جنم لے چکی تھی۔ پرانی قدروں کے دلدادہ اپنے سرمایۂ قدیم کو سینے سے لگائے بیٹھے تھے۔ خصوصاً لکھنوی حضرات جنھوں نے واجد علی شاہ اخترؔ کی آنکھیں دیکھی تھیں جنکے کانوں نے ع "جگن بن جاوں گی سنیاں تورے کارن" کے میٹھے بول سنے تھے اور اب جنھیں Fast music کی لہریں اور Good life کے الفاظ زہر مار کرنا پڑ رہے تھے۔ ایسے تہذیبی پس منظر میں دنیائے صحافت کے افق پر منشی سجاد حسین نمودار ہوئے۔

حاجی بغلول کی یہ داستان دیار محبوب میں پٹنے کی ہے۔ صورت حال ایسی ہے کہ بجائے ہمدردی کے لوگوں کے قہقہے بلند ہو جاتے ہیں۔ آنکھوں داڑھی اور منہ کی تشبیہ اتنی برجستہ اور مضحکہ خیز ہے کہ انسان تصور کر کے ہنس دے پھر ناول میں جو Situation پیش کی گئی ہے کہ گھوڑا خرید نوکر کو ساتھ لے کر حاجی بے چارے با حشمت و جاہ دیار یار میں جاتے ہیں استقبال میں پھول برسنے کی جگہ مار پڑتی ہے۔ ایسی صورت حال ہے کہ لامحالہ آدمی خندہ زن ہو جائے۔ سجاد صاحب کے مزاح کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ انھوں نے الفاظ کی تخفیف اور بے محل گفتگو سے ایک عجیب لطف پیدا کر دیا ہے۔ اگر کوئی بھلا آدمی سلیقے سے کپڑے پہنے ہوئے مرثیہ کی جگہ قصیدہ سنائے تو لوگ خود بخود اس بے وقوف کو تختۂ مشق بنا لیتے ہیں چنانچہ حاجی بغلول خشک سالی کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

.... کیا نام بسم اللہ الرحیم (گھبراہٹ میں الرحمٰن الرحیم کی تخفیف بول گئے) کہتا ہے یہ حقیر

پر تقصیر کیا نام کہ شیخ فردوسی گلستاں میں فرما گئے ہیں۔

چناں قحط سالی سد اندر دمشق
کہ یاراں فراموش کردند عشق

آج کل کیا نام کہ پانی نہیں برستا (پانچ منٹ کے بعد) قحط پڑ گیا ہے۔ بڑا افسوس ہے۔ کچھ نہیں پیدا ہوا۔ کھانے کو کہاں سے آئے بقول شخصے اونٹ کے منہ کو زیرا۔

بھلا ان اوٹ پٹانگ باتوں پر کون ذی حس نہ کھل اٹھے گا۔

یہی نہیں ملک کی سیاسی اور سماجی حالات پر جس طرز سے موصوف نے نکتہ چینی کی ہے اور طنز کے تیر برسلے ہیں اور وہ انھیں کا حصہ ہے۔ "انڈے بچے والی چیل چلہار" ہندوستانی رؤسا۔ ملکہ وکٹوریہ اور گلیڈ اسٹن کے نام جو خطوط تحریر کیے ہیں ان کو دیکھنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ منشی جی کے ذہن میں ہندوستان کے استحصال اور عوام کی غلامی اور بے بسی کا کیا نقشہ تھا اور انگریزوں کے استبدادی نظام سے کتنے نالاں تھے۔ اگرچہ اس دور میں حکومت پر کھل کر نکتہ چینی کرنا محال تھا پھر بھی منشی جی نے جس طنزیہ انداز میں یہ خطوط لکھے ہیں اور ان کے الفاظ میں جو نشتر پوشیدہ ہیں وہ قابل توجہ ہیں۔

اودھ پنچ کے پرانے پرچے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس اخبار میں کارٹون بھی شائع ہوا کرتے تھے جو زیادہ تر سیاسی اور حالات حاضرہ پر طنزیہ کارٹون ہوا کرتے تھے اردو صحافت میں کارٹونوں کو روشناس کرانا بھی منشی جی کے ذہن کی اُپج ہے۔

سجاد صاحب ایک طرف تو ادارت کی ذمہ داریاں سنبھالتے دوسری طرف مضمون نگار کی حیثیت سے اودھ پنچ کے کالم پُر کرتے۔ خدا نے ان کو دونوں صلاحیتیں بدرجہ اتم عطا کیں تھیں۔ مدیر اودھ پنچ کی حیثیت سے انھوں نے ایسے لکھنے والے پیدا کیے جو اردو ادب میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ مرزا مچھو بیگ ستم ظریف۔ احمد علی شوق، جوالا پرشاد برق جن کے کارناموں نے اس دور میں دھوم مچا رکھی تھی۔ لیکن بحیثیت مضمون نگار منشی سجاد حسین کے کارنامے کچھ کم اہمیت کے حامل نہیں "لوکل علیہ الرحمہ" اور "موافق زمانہ" کے کالم آج بھی پڑھنے والوں کے دلوں میں گدگدی پیدا کر دیتے ہیں۔ حاجی بغلول کا حلیہ تعریف اور حرکات اردو ادب میں خاصے کی چیزیں ہیں۔ منشی جی کا فن یہ ہے کہ انھوں نے طنز و مزاح کو بے ضرر لطائف کی طرح نہیں برتا بلکہ افادی پہلو پر نظر رکھی۔ اگرچہ اس مزاح میں کہیں کہیں پھوہڑ پن کی جھلکیاں نظر آتی ہیں لیکن یہ اس لیے قابل معافی ہیں کہ اردو ادب میں پہلی بار یہ چیزیں پیش کی جا رہی تھیں دوسری طرف لکھنؤ کا وہ ماحول تھا جہاں جان صاحب کی شاعری اور ضلع جگت کی بازگشت ابھی باقی تھی۔ موصوف کے مضامین

لوکل علیہ الرحمہ، اور خطوط و دوسرے آرٹیکلس کے علاوہ اردو ادب میں حاجی بغلول، طرح دار لونڈی، احمق الدین وغیرہ ایسے ناول ہیں جو آج بھی دلچسپی سے پڑھے جاتے ہیں خصوصاً حاجی بغلول کا کردار تو ایسا عام ہوا کہ اہل لکھنؤ کو ایک Symbol مل گیا۔ کسی کی شان میں اگر قصیدہ پڑھنا ہوا تو صرف اتنا کہہ دیتے ہیں۔ "اجی کس بغلول کی بات کرتے ہیں۔"

حاجی بغلول میں ناول نگاری کی خاصی خامیاں ہیں لیکن منشی جی کا یہ آرٹ ہے کہ حاجی بغلول کے حلیے ان کی عادات و سکنات سے متعارف ہونے کے بعد قاری کا ذہن ناول کے ناول پن کی طرف جاتا ہی نہیں۔

منشی الفاظ سے وہ تصویر کشی کرتے ہیں کہ قاری کا ذہن اسی تصویر میں محو ہوتا ہے۔ سنیے۔

"آنسوؤں کی قطار ننھی ننھی آنکھوں سے لے کر مختصر ریش مبارک تک اس طرح جاری تھی جیسے تمباکو کے پنڈے پر لگی ہوئی کوڑیوں سے شیرہ، بے تکان رال بہنے سے منہ بالکل بھگارہ پھیلینہ، رعشہ دار ایک ہاتھ رطوبت دماغی کی طغیانی پونچھنے میں دوسرا سینہ کوبی میں مصروف"
(اردو سروس سے نشر)

وہاج الدین علوی
جامعہ ملیہ اسلامیہ جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵ ۱۱۰۰

بعض لوگ کام کرنے کے لیے فراغ خاطر کے منتظر رہتے ہیں۔ جو شاید کاہلی کی دوسری صورت ہے لیکن بڑے لوگ جو طلب صادق رکھتے ہیں اطمینان اور فراغت کا انتظار نہیں کرتے اور اپنے کام میں تن دہی کے ساتھ لگ جاتے ہیں۔ ابو تمام بڑا مشہور شاعر تھا وہ ایک مرتبہ خراسان کے دربار کو جا رہا تھا ہمدان پہنچ کر اتنی برف پڑی کہ تمام راستے بند ہو گئے اور ابو تمام بیچ میں اٹک کر رہ گیا۔ ایک رئیس کو اس پر ترس آیا اور اس نے ابو تمام کو اپنے گھر رکھ لیا۔ غیر جگہ، پھر مسافرت اور بے اطمینانی۔ تاہم ابو تمام نے ان لمبی برفانی راتوں کو کتب بینی میں صرف کیا اس رئیس کے یہاں دواوین عرب بکثرت تھے۔ ابو تمام نے ان میں سے ایک ایک کو بغور پڑھا۔ اور ان سے اشعار انتخاب کر کے نظم عربی کا ایک بے مثل مجموعہ تیار کیا جو حماسہ کے نام سے مشہور ہے اور قطعی غیر فانی ہے۔

شیخ الرئیس حکیم بو علی سینا سے حکام وقت خفا تھے اور ان کی جان کے درپے تھے انھوں نے ایک عطار کی تنگ کوٹھری میں پناہ لی اور وہیں اپنی لافانی کتاب شفا تمام کی جو طب کی بنیادی کتابوں میں سے ہے اور جس کی شہرت جاوداں ہے۔ کسی مخبر نے حاکم کو اطلاع کر دی اور شیخ الرئیس کو قید کر کے فردجان بھیج دیا گیا۔ اسی زنداں میں اس نے "کتاب القولنج" تحریر کی جو حلقۂ شام و سحر کو توڑ کر دوامی شہرت اختیار کر چکی ہے۔ اسی طرح شمس الائمہ سرخسی نے جو کتاب علم اصول میں تصنیف کی ہے وہ زیادہ تر خوارزم کے قید خانے میں لکھی اور ابھی تک اس سے بہتر کتاب وجود میں نہیں آئی ہے۔ دنیا میں بہت سی کتابیں اسیری کی تکلیف کو کم کرنے یا تنہائی میں جی کے بہلانے کو لکھی گئی ہیں۔ جب قید خانے میں ماضی اور مستقبل۔ حال میں جذب ہو کر رہ جائیں، جب وقت تھم سا جائے۔ اس وقت لکھنے سے بہتر شغل اور کیا ہو سکتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ قید و بند کی یہ منزلیں بغیر "غزل خوانی" کے طے نہیں ہو سکتیں۔ کولمبس، راتیلے، گیلے لیو، بنین، لینن، بہادر شاہ ظفر۔ مہاتما گاندھی، پنڈت نہرو، مولانا ابوالکلام آزاد، حسرت موہانی۔ اور مولانا محمد علی سب نے اسی طرح اسیری کی تکلیف کو کم کرنے کی کوشش کی اور اعلیٰ درجہ کے تخلیقی کارنامے پیش کیے۔ خاقانی اور غالب کی حبسیات بھی اسی زندانی ادب میں شامل ہیں اور واقعی ادب کے غیر فانی نقوش ہیں۔ یہ الفاظ کا مجموعہ نہیں ہیں۔ تخلیقی کارنامے ہیں، یہ اشعار نہیں۔ صحرائے جاں سے گذرتے ہوئے غزالوں کو اسیر کرنے کی کوششیں ہیں۔ اسی لیے دل و نظر اس میں جذب ہو کر رہ جاتے ہیں۔
(اردو سروس سے نشر)

خواجہ احمد فاروقی

صنعتی شہروں کے مسائل

پی ایس بھنڈر
پولیس کمشنر دہلی

صنعتی ترقی کا ایک خاص پہلو ہوتا ہے Rapid urbanisation یعنی لوگوں کا دیہات وغیرہ سے شہروں کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ جہاں بھی صنعتی ترقی ہوتی ہے وہاں اس کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے شہروں کا وجود میں آنا لازمی ہے۔ چونکہ صنعتی ترقی روزگار کے وسیلے پیدا کرتی ہے، اس لیے دور دراز سے لوگ روزگار کی تلاش میں شہروں کی طرف آتے ہیں۔ یہ ایک ایسی صورت حال ہے جو دنیا کے ہر خطے میں پائی جاتی ہے چاہے اس کا اعتقاد کسی بھی نظامِ فکر میں ہو Rapid urbanisation یعنی تیزی سے شہریت کی طرف بڑھنے کی ایک قیمت جو انسانیت کو چکانا پڑی وہ ہے جرائم میں اضافہ اور غنڈہ گردی کی وجہ سے امن میں خلل۔ اس کی کئی وجوہات ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ایک سب سے اہم وجہ ایسے بڑے بڑے صنعتی شہروں میں آنکھ کی شرم کا نہ ہونا ہے۔ چھوٹے قصبوں اور دیہات وغیرہ میں لوگ ایک دوسرے کو اچھی طرح سے جانتے ہیں پشتوں سے لوگوں کی ایک دوسرے سے واقفیت، میل جول اور گہرے تعلقات ہوتے ہیں۔ زیادہ تر لوگ بچپن میں اکٹھے کھیلے ہوتے ہیں۔ مختصر طور ان کو ایک دوسرے کی آنکھ کی شرم ہوتی ہے۔ اور وہ کوئی بھی ایسی نازیبا حرکت کرنے سے ہچکچاتے ہیں جو سارے خاندان کے لیے باعثِ شرم بنے۔ مثال کے طور پر ابھی تک چھوٹے شہروں یا دیہات میں اگر کوئی لڑکا کسی لڑکی کو بھگا کر لے جائے تو عام لوگ یہ رائے زنی کرتے ہیں کہ ایسے خاندان میں کون اپنی لڑکی دے گا یا کون ایسے خاندان کی لڑکی کے ساتھ شادی کرے گا لیکن بڑے بڑے صنعتی شہروں میں مریادہ یا خاندان کی عزت کے فکر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ زیادہ تر لوگ دور دراز سے آکر آباد ہوئے ہوتے ہیں اور اکثر لوگ خاندان کی عزت کے بارے میں نہیں سوچتے۔ یا اگر یہ کہا جائے کہ خاندانی عزت پیچھے چھوڑ کر آئے ہوتے ہیں تو یہ بھی کسی حد تک ٹھیک ہوگا۔ بلکہ یہاں تک دیکھنے میں آیا ہے کہ پڑوسیوں کا ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہونا تو درکنار بعض اوقات تو پڑوسی ایک دوسرے کو جانتے تک نہیں۔ ایسے حالات میں کیسے کسی کی آنکھ کی شرم ہوگی۔

بڑھتی ہوئی شہری آبادی مجرموں کے لیے جرم کرنا آسان بنا دیتی ہے ایک تو مجرم کے لیے چھپنا آسان ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جیسے بڑے شہروں میں پڑوسی ایک دوسرے کو جانتے تک نہیں۔ تو کسی کو کیا پتہ کہ ان کے پڑوس میں کون اور کس قماش کا آدمی رہتا ہے اس لیے پولیس کو اطلاع ملنے میں دقت پیش آتی ہے اور غنڈوں مجرموں وغیرہ پر نگرانی مشکل ہو جاتی ہے۔

جہاں اور لوگ دور دراز سے بڑے شہروں کی طرف روزگار کی تلاش میں آتے ہیں۔ وہاں جرائم پسند لوگ بھی حالات کا فائدہ اٹھا کر ان بڑے بڑے شہروں آبستے ہیں۔ کیونکہ بڑے شہروں میں پولیس کے لیے ہر شہری کے ماضی کے بارے میں پتہ لگانا ممکن نہیں ہوتا اس لیے جرائم پسند لوگ اپنے مجرمانہ ماضی کو چھپا کر یعنی پولیس کی نظروں سے بچ کر جرم کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ جبکہ چھوٹے چھوٹے شہروں میں ایسا کرنا ممکن نہیں۔ بڑے صنعتی شہروں میں صنعت کے ساتھ ساتھ گندی بستیاں جن کو انگریزی میں Slum کہتے ہیں وجود میں آتی ہیں۔ آخر یہ لوگ جو روزگار کے لیے دور دراز سے آتے ہیں ان کو سر چھپانے کے لیے کوئی جگہ تو چاہیے لیکن کیونکہ صنعتی ترقی کے ساتھ ساتھ زمین کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں اور سرکار یا صنعتکار مکان مہیا نہیں کرتے اس لیے مزدور جھگی جھونپڑی بنا کر اپنا گذارہ کرتے ہیں۔ ان بستیوں میں رہن سہن ایسا ہوتا ہے کہ وہاں جرم و مجرم پیدا ہوتے ہیں۔ صنعتی ترقی جہاں روزگار پیدا کرتی ہے وہاں بعض اوقات بے روزگاری کا سبب بھی بنتی ہے۔ حالانکہ یہ دونوں باتیں بالکل ایک دوسرے کے الٹ لگتی ہیں۔ جب روزگار کی تلاش میں آئے لوگوں کی تعداد موجودہ اسامیوں سے زیادہ ہو جائے تو ہر آدمی کو روزگار دینا ناممکن ہو جاتا ہے اور یہ صورتِ حال بیروزگاری کا سبب بنتی ہے اور ایسے اپنے گھروں سے دور آئے بیروزگار لوگ جرم کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ نوکری دلال پیدا ہوتے ہیں جو کہ بعد میں دادا بن جاتے ہیں اور دادا گری کی شعبہ میں جرم کرواتے ہیں۔

دیکھنے میں آیا ہے کہ ہر جرم کرنے والا انسان عادی مجرم نہیں ہوتا۔ کئی لوگ تو جرم صرف مختصر سی لطف اندوزی کے لیے بھی کرتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ جرم کرنے میں ایڈونچر ہے یا جسے انگریزی میں Fun یا Raid بھی کہتے ہیں۔ صنعتی شہروں میں دور دراز سے آکر بسے لوگ جو اپنے گھر اور بیوی بچوں سے دور آکر گندی بستیوں میں زندگی سے تنگ آجاتے ہیں۔ وہ یکسانیت سے اکتا جاتے ہیں تو کبھی دل کے بہلاوے کے لیے بھی جرم کرتے ہیں۔ پکڑے ہوئے مجرمان سے بات چیت کرنے پر بعض اوقات یہ پتہ چلتا ہے کہ کبھی کبھی کچھ مزدور رات کو کھانا کھا کر ٹھنڈی ہوا میں سانس لینے کے لیے سڑک پر آئے اور کوئی اکیلی عورت سڑک پر دیکھی تو اچانک جرم کر ڈالا کبھی اکیلا پن کو دور کرنے کے لیے شراب پینے کی سوجھی تو شراب کے لیے پیسے حاصل کرنے کے لیے جرم کر ڈالا۔ مجھے یقین ہے کہ اگر یہ لوگ اپنے گھر میں بیوی بچوں کے ساتھ رہتے تو شاید کبھی جرم نہ کرتے۔

میں نے مختصر طور پر صنعتی شہروں میں جرم کی بڑی بڑی وجوہات بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کے علاوہ کچھ چھوٹی چھوٹی وجوہات بھی ہیں۔ جن کو بیان کرنا یہاں ضروری نہیں۔ لیکن جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ کہ صنعتی شہروں میں صنعتی ترقی کے ساتھ ساتھ کچھ ایسے حالات پیدا ہوتے ہیں جن میں جرم پنپتا ہے اور سماج کے لیے ان حالات پر قابو پانا بالکل ناممکن ہے۔ لیکن کچھ ایسے اقدام کیے جا سکتے ہیں جن سے جرم کم ہو۔ ان میں سب سے ضروری قدم تو یہ ہے کہ صنعتی شہروں میں سرکار ایسے حالات پیدا کرے کہ لوگ اپنی گھریلو زندگی بسر کر سکیں۔ ہر ایک آدمی کے پاس ایک موزوں سا مکان ہونا چاہیے چاہے وہ کتنا بھی چھوٹا کیوں نہ ہو جہاں وہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ رہے۔ کیونکہ جرم کو روکنے کیلیے مضبوط خاندانی بندھنوں کا ہونا ایک بہت اہم چیز ہے۔ اس کے ساتھ صنعتی مزدوروں کی انسانی ضروریات پورا کرنے کا سامان بھی ہونا چاہیے۔ روزگار سے ان کی اتنی آمدنی ہونی چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کے لیے روٹی کپڑا۔ دوا دارو اور بچوں کی تعلیم کا انتظام کر سکیں سخت محنت کے بعد ان کی کھیل کود اور تفریح کا خاطر خواہ انتظام ہونا چاہیے۔

لیکن جیسا کہ میں نے پہلے کہا جرم شہری ترقی کی ایک ایسی قیمت ہے جو ہر ایک ترقی پذیر ملک نے چکائی ہے۔ دنیا میں کوئی ایسا بڑا صنعتی شہر نہیں ہے جہاں جرم پر پورا قابو ہو۔ جو لوگ بد قسمتی سے خود جرم کا شکار ہوتے جاتے ہیں وہ شاید صنعتی ترقی سے نفرت کرنے لگیں۔ لیکن ایسے لوگوں کی تعداد بہت کم ہے۔ زیادہ لوگوں کی زندگی کو صنعتی ترقی نے رنگین خوشگوار اور آرام دہ بنایا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو قیمت ہم نے چکائی ہے وہ زیادہ تو نہ تھی۔

(اردو مجلس دہلی سے نشر)

مزاح

ہم نے مکان بنایا

مجید جمال

کسی سمجھدار آدمی کا قول ہے کہ بیوقوف آدمی مکان بناتا ہے اور عقلمند آدمی اس میں رہتا ہے عقلمندی کی بات میری سمجھ میں آئی تو لیکن ذرا دیر سے وہ جو ایک ضرب المثل ہے کہ "بعد از خرابیٔ بسیار خواجہ بیدار شد" اس عملی ثبوت کچھ لوگ مکان بنا کر دیتے رہتے ہیں۔ میں اپنا شمار بھی انھیں لوگوں میں کرنے لگا ہوں۔ ہوا یوں کہ ان مقولوں سے میرا تعارف بعد میں ہوا مکان بنا پہلے یا یوں کہہ لیجئے کہ تعمیر مکان کے دوران بزرگوں کے اقوال کی صداقت اور ان کے تجربے کی حقیقت پر ایمان لانا پڑا۔

اختصار اس تفصیل کا یوں ہے کہ پتہ نہیں کس کمزور لمحہ میں یہ طے کر لیا کہ اب صاحب مکان بن جانا چاہیے۔ اور اس پر غضب یہ ہوا کہ اس کا اظہار کئی احباب سے کر دیا نتائج کی پرواہ کیے بغیر۔ محترمہ کا خیال ہے کہ اگر میں اپنی زبان قابو میں رکھتا تو جیب بھی قابو میں رہتی اور تعمیر مکان اس قدر بے قابو نہ ہوتا۔ میری گذارش یہ ہے کہ آخر آدمی جب کسی بڑے کام کا ڈول ڈالتا ہے تو ہمدرد دوستوں، تجربہ کاروں سے مشورہ تو لیتا ہی ہے۔ کیا ہوا اگر جناب الف سے یا بے سے مشورہ طلب کر لیا۔ اُدھر سے ترکی بہ ترکی جواب ملتا ہے کہ مشورہ؟ مشورہ میں قبول یا رد کا اختیار تو انسان کو رہتا ہی مگر موت اور مشورہ کا بنیادی فرق بھی آپ نہیں سمجھ سکتے۔ تو گذر چکی زندگی اس کے آگے بحث بڑھانے کی ہمت یوں نہیں ہوتی کہ بارش کے دن ہیں اور چھت خانہ میر کی طرح ٹپکتی ہے اگر اس میں نینوں کی برسات بھی شروع ہو جائے تو طوفان کی آمد اور جناب الف کے مشورہ سے مفر نہیں۔ جناب الف کون ہیں یہ تو میں قیامت تک کبھی نہ بتلاؤں گا آخر دوسرے خود بھی تو کچھ بھگتیں البتہ ان کے مشوروں نے مکان کا اور اس سے بڑھ کر میرا کیا حشر کیا یہ عرض کرونگا

مکان بنانے کے لیے پہلی شرط یہ ہوتی ہے کسی مناسب جگہ کا انتخاب جگہ کی تلاش شروع ہوئی تلاش معاش سے بھی زیادہ تکلیف دہ یہ مرحلہ چچا غالب کو بھی پیش آچکا ہے۔ سمجھدار آدمی تھے یہ کہہ کر ٹال گئے۔

قصر اک بلندی پر اور ہم بنا سکتے
کاش کہ پرے ہوتا عرش سے مکاں اپنا

اور بہادر شاہ ظفر یہ فرما کر جاں بہ حق ہو گئے۔

"دو گز زمیں بھی نہ ملی کوئے یار میں"

ہمارا مسئلہ اس طرح حل ہونے والا نہیں تھا ہم کو تو مکان بنا کر مرنا تھا چنانچہ جگہ خریدی گئی مجھے خریدنا قطعی پسند نہیں مگر کیا کروں زمین سے لے کر اینٹ گارہ پتھر نہ جانے کیا کیا خریدنا پڑا اس مرحلہ جان لیوا سے جب فرصت ملی تو پتہ چلا کہ مکان بنانے کے لیے اجازت لینی پڑتی ہے، اجازت لینے کے لیے مکان کا نقشہ بنوانا پڑتا ہے۔ نقشہ بنوانے کے لیے نقشہ نویس ضروری ہے اور جو نقشہ ہم نے اپنے ذہن میں بنا رکھا تھا اس کے منہدم ہونے کا کسی کو ملال نہیں۔

خیر صاحب نقشہ بنوایا گیا۔ اجازت لی گئی۔ بجلی اور پانی کی فراہمی کے لیے دفاتر کے چکر لگائے گئے مختلف دفاتر سے No objection کے سوال پر ہمارا دل دہل گیا۔ حیرت اس بات پر کہ مکان ہم بنائیں اور اعتراض کوئی اور کرے کیوں؟ ہماری کسی سے کیا دشمنی پھر خوف و ہراس کے مارے ہمکو نیند نہ آئے کہ اگر کسی نے واقعی اعتراض کر دیا تو کیا ہوگا ساری محنت اکارت جائے گی۔ بہر حال یہ مرحلہ بھی کسی طرح سر ہو گیا۔ یعنی دس بارہ دفتروں کے طواف کے بعد ہمیں اس بات کی اجازت دی گئی کہ ہم اپنے پیسے سے اپنی زمین پر سرکاری نقشے کے مطابق گھر تعمیر کرنے کے مجاز ہیں۔

مکان کا کام شروع ہوا۔ اب ہمارے قبضہ قدرت میں دس بارہ مزدور اور کچھ سامان مثلاً گھمیلے پھاوڑے ٹوکرے وغیرہ وغیرہ تھے اس مرحلے پر جو دلچسپ واردات ہمیں یاد رہی وہ ہے مزدوروں اور سامان کی آنکھ مچولی اور اس کھیل کا دلچسپ پہلو یہ تھا کہ جو مزدور چھپتا تھا پلٹ آتا تھا۔ سامان چھپا تو پلٹ کر کبھی نہیں آیا۔ دوسرا مرحلہ احباب کی آمد اور مفت مشوروں کا سلسلہ اب ہم حکم دے رہے ہیں کہ اس پائے کی کھدائی آج شروع کر دو مہربان صلاح کار راست مزدوروں سے مخاطب ہیں۔ نہیں میاں ان کی باتوں میں نہ آنا وہ کام تو کل بھی ہو سکتا ہے۔ مجبوراً کہیئے یا تکلفاً ان کی بات مان لی گئی وہ صاحب مطمئن ہو کر روانہ ہوئے نہیں کہ ایک اور صاحب آدھمکے "کس بے وقوف نے کام یوں شروع کروا دیا دراصل کام تو ادھر سے شروع ہونا تھا مزدور کام چھوڑ کر ان کی ہدایات حاصل کر رہے ہیں۔ یہ سلسلہ جاری ہی تھا کہ جناب الف پورے طمطراق کے ساتھ وارد ہوئے سلام دعا کے بعد کام کی طرف توجہ مبذول فرمائی نقشہ منگوایا گیا اس کے نقائص پر تقریر ہوئی سامان دیکھا اس کے عیوب پر روشنی ڈالی گئی مزدوروں پر بگڑے۔ مکان بنوانے والے کی عقل کا ماتم کیا کچھ سمجھایا اسی اثناء میں کام کا وقت ختم ہو گیا۔ رات میں جب کا جائزہ لیا گیا کہ آج اگر دس بارہ مزدور کام پر نہ ہوتے تب بھی کام اتنا ہی ہوتا چلیے ایک دن کی مزدوری مشورے کی نذر ہو گئی۔ دل کو سمجھایا کہ کل باقاعدہ پہلے جو پروگرام بنے گا اسی پر عمل ہوگا۔ اسی سوچ میں آنکھ لگ گئی صبح پہلی آواز جس نے ہمیں جگایا جناب الف کی تھی وہ برہم تھے کہ اتنی سستی اور تن آسانی مکان بنانے والے کو زیب نہیں دیتی ہمارے سنبھلنے سے پہلے ہاتھ میں ایک فہرست تھماتے ہوئے حکم دیا سامان بہت ضروری ہے لپک کر لے آؤ۔ باہر نکلنے بھی نہ پائے تھے کہ چیخ کر کہا ارے بندہ خدا کیا بھوکے پیاسے جاؤ گے۔ پھر ہماری بیگم کو شوہر پرستی کی تعلیم دیتے ہوئے دو آدمیوں کے ناشتے کے لیے حکم صادر فرمایا۔ ناشتے کے دوران فہرست میں کچھ کیلے کانٹوں کے علاوہ سگریٹ کی ڈبیوں اور پان کے بیڑوں کا اضافہ فرمایا۔

سامان سے لدے پھندے جب دو گھنٹوں کی دوڑ دھوپ کے بعد ہم واپس لوٹے تو جناب الف تمام مزدوروں کے درمیان بیٹھے اپنے گذشتہ تجربات بیان کر رہے تھے ہمیں دیکھتے ہی فرمایا یوں لیا جاتا ہے مزدوروں سے کام جب تک مالک اور مزدور میں ہم خیالی نہ ہو کام نہیں بنتا پھر مزدوروں کی چائے پان اور سگریٹ سے تواضع کی گئی اور بارہ بجے کے قریب پہلی کدال نے زمین کا سینہ شق کیا۔ تین چار دن کے بعد یہ حالت ہوئی کہ مزدور تو مزدور خود ہم جناب الف کو مکان کا اصلی مالک اور خود کو ان کا اردلی سمجھنے لگے۔ جناب الف نے اپنے تجربے کی روشنی

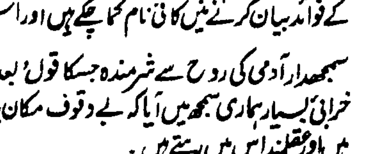
میں مکان کے نقشے میں نمایاں تبدیلی کی پہلے آنے جانے والوں کے خیال سے مردانے کو بڑھایا گیا اسی کے تناسب سے زنان خانے کو تبدیل کیا گیا۔ باہر سے آنے جانے والوں کے لیے حمام بنا۔ بچی ہوئی چند فٹ زمین پر ہمارے یعنی مالک مکان کے لیے ایک مختصر سا کمرہ جس میں ہم کو مع بیوی بچوں کے رہنا تھا باورچی خانہ البتہ ہمارے کمرے سے بڑا تھا۔ ایک دوسرے دوست جناب 'ب' نے اس میں کچھ تبدیلیوں پر زور دیا تو بات ذاتیات پر پہنچ گئی بڑی مشکل سے دونوں مہربانوں کو ٹھنڈا کیا گیا جب جناب 'ب' نے جناب الف پر راست حملہ کیا کہ اگر اتنا ہی شوق ہے مکان بنوانے کا تو خود کیوں کرائے کے مکان میں رہتے ہو۔ تو جناب الف غصے سے بے قابو ہوگئے بہت کچھ غیر غلط کہنے کے بعد ایسی بات کہی جس کو سن کر ہمیں خود بھی اپنی عقل و فراست پر شبہ ہونے لگا۔ فرمایا جناب الف نے "میں بے وقوف نہیں ہوں کہ اپنے ہی سرفے پر تجربہ کرتا بیٹھوں۔ میرا دل چاہا کہ ان سے پوچھوں کہ جناب ناچیز کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ پھر خیال آیا کہ ان کا جواب کہیں ہمیں خود اپنی نظروں میں حقیر نہ ٹھہرادے اس لیے چپ ہو رہے۔ خیر اس جھگڑے کا فائدہ یہ ہوا کہ پھر اس کے بعد کسی نے جناب الف کے کاموں میں مداخلت کی کوشش نہیں کی مکان بنتا رہا اور ہم اس دوران مجوزہ بجٹ کے علاوہ بیس پچیس ہزار کے اور مقروض ہوگئے۔ ہمارے پرانے مکان مالک نے مکان خالی کرنے کا تقاضہ شروع کیا اب آپ خدا کے فضل سے صاحب مکان ہوگئے اپنا مکان آباد کیجئے اور اپنے گھر کی کیفیت یہ کہ مردانے کا پلاستر زنان خانے کی فرش سونے کے کمرے کی چھت اور باورچی خانے کی دیواریں تعمیر ہوتے ہی مکان مکمل ہمیں تو خیر اندازہ نہیں لیکن جناب الف کا کہنا ہے کہ جتنی رقم صرف ہوچکی ہے بس اتنی رقم اور ہو تو کام یقیناً پورا ہو جائے گا محترمہ نے تو صاف صاف کہہ دیا "آپ سے بن چکا مکان۔ دس بارہ برس میں خود میرا اللہ مکمل کر دکھائیگا

آج کل ہم لپنے احباب میں کرائے کے مکان کے فوائد بیان کرنے میں کافی نام کما چکے ہیں اور اس

سمجھدار آدمی کی روح سے شرمندہ جسکا قول بعد از خرابی بسیار ہماری سمجھ میں آیا کہ بے وقوف مکان بنانے ہیں اور عقلمند اس میں رہتے ہیں۔

(آکاشوانی اورنگ آباد سے نشر)

مجید جمال
سائبان
عثمان پورہ۔ اورنگ آباد ۴۳۱۰۰۱



طب و صحت

نظام ہائے علاج میں اختلاف

سید ظل الرحمٰن

دنیا میں آج تقریباً ۳۵ مختلف نظام ہائے علاج رائج ہیں۔ ان میں سے ہر نظام اپنی کچھ بنیادی خصوصیات رکھتا ہے۔ ان کے علیحدہ وجود اور انفرادیت کے پیچھے ان کے مخصوص نظریات کی کارفرمائی ہے، جو انھیں ایک دوسرے سے ممتاز بناتی ہے ان کے علمی نظریات اور عملی قاعدے ایکدوسرے سے مختلف و جداگانہ ہیں۔

طب یونانی میں انسانی نفسیات، رطوبات، مزاج اور شخصیت کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ عرفان نفس اور مزاج شناسی کو بنیادی حیثیت دی گئی ہے، نفسیاتی و روحانی عنصر بطور بنیاد شامل ہے، جبکہ ایلوپیتھی نے میکانکی انداز اختیار کر رکھا ہے۔ وہاں انسان کو ایک مشین اور کیمیاوی مرکب سمجھ کر طبعیاتی و کیمیاوی معلموں کے حوالے کردیا گیا اور اس کا نفسیاتی و روحانی جز کم ہوتا گیا ہے۔

طب یونانی میں دوسری طبوں کے برخلاف بدنی رطوبتوں اور خلطوں کو بہت بنیادی اہمیت حاصل ہے نہ صرف مرضی نقطہ نظر سے بلکہ نفسیاتی نقطہ نظر سے بھی ان کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔ جیسا کہ آج کل نفسیاتی امراض کا سراغ جسمانی رطوبت میں تلاش کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور اب یہ حقیقت سامنے آرہی ہے کہ جسمانی رطوبتوں کا انسانی نفسیات سے بڑا قریبی تعلق ہے اور یہ نفس پر پورے طور پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

دراصل مرض کا مطالعہ بڑا پیچیدہ اور دشوار ہے۔ اسباب امراض سے انسان نے ہمیشہ دلچسپی لی اور اسباب ہی کے واسطے سے علاج و مداوا کے طریقے اختیار کیے۔ مختلف طبوں کے اختلاف کی اصل وجہ بھی اسباب امراض کے مطالعے و توجیح میں ان کا اختلاف ہے۔ انہی اسباب کے لحاظ سے پھر علاج کی راہیں تلاش کی گئی ہیں۔

بدنی رطوبتوں اور خلطوں کی بنیادی اہمیت کی وجہ سے یونان کے مطابق صحت نام ہے اخلاط کے توازن اور اعتدال کا اور مرض انہی کے اختلال و عدم توازن کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ کوئی بھی بیرونی یا بدنی سبب اس وقت تک باعث مرض نہیں ہوسکتا جب تک وہ اخلاط کو متاثر کرنے میں کامیاب نہ ہو۔ مختلف امراض کے جراثیم ہر وقت جلد، منہ، ناک، سانس کی نالی یہاں تک کہ خون میں بھی پائے جاتے ہیں اگر محض جراثیم باعث مرض ہوتے تو ہر شخص کو مریض ہونا چاہیے تھا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ تنہا ان کی موجودگی باعث مرض نہیں ہوتی وہ اسی وقت موثر ہوتے ہیں جب قوت مدبرہ بدن کی کمزوری کے باعث بدنی خلطیں ان سے متاثر ہوتی ہیں اس طرح یونانی نظام طب میں جراثیم کو امراض پیدا کرنے والے بیرونی اسباب اور اخلاط کو متاثر کرنے والے عاملات میں شمار کیا جاتا ہے گویا Predisposing Causes کی حیثیت رکھتے ہیں اور اخلاط کی تبدیلی جو براہ راست مرض پیدا کرتی ہے وہ Exciting Causes قرار دی جاتی ہے۔ جراثیمی امراض میں بھی انہی اخلاط پر اثر انداز ہونے والی دواؤں سے کام لیا جاتا ہے۔ یہ دوائیں جو قطعاً قاتل جراثیم نہیں ہوتیں جسم میں پہنچ کر ایسا ماحول اور ایسی فضا پیدا کرتی ہیں، جس میں جراثیم کی کوششیں اور ان کا وجود بے اثر ہو جاتا ہے

۲۔ ایلوپیتھی کے برخلاف یونانی نظام طب کی دوسری خصوصیت دوا کی قدرتی ترکیب توڑے بغیر مکمل اجزا کے ساتھ کروڈ فارم میں اس کا استعمال ہے۔ طب یونانی یہ تسلیم کرتی ہے کہ ہر مفرد دوا میں متعدد اجزا (الکلائڈس) پائے جاتے ہیں اور وہ متعدد اجزا ملاکر اس مجموعہ میں مخصوص دوائیں خواص پیدا کرتے ہیں۔ کیمیاوی تجزیے کے بعد جب مفرد دوا کو مختلف اجزا میں تقسیم کرکے ان کے ہر جز کو علیحدہ استعمال کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو نہ صرف اس مجموعی دوا کے خواص ختم ہوجاتے ہیں بلکہ تنہا اس جز موثر کے استعمال کی وجہ سے مخالف صحت ضمنی اثرات

شروع ہوجاتے ہیں کیونکہ دوسرے اجزار جو بظاہر مغلوب اور غیر موثر تھے وہ دراصل اس جزر موثر کی اصلاح و تعدیل کا کام انجام دے رہے تھے۔ ان کے نکل جانے کے بعد دوا کے کسی ایک خاص فعل ہیں زود اثری ضرور بڑھ جاتی ہے لیکن دوسرے عوارضات کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔ ایک مثال اس سلسلے میں دینا چاہونگا بادام تلخ میں ایک جزر پوٹیشیم سائنائڈ کا پایا جاتا ہے جس کا کھانا تو درکنار زبان پر رکھنا بھی سم قاتل ہے مگر اکثر بادام تلخ کھانے میں آجاتا ہے اس سے سمی اثر تو کیا غشی و چکر بھی نہیں آتے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ بادام تلخ میں جہاں ایک جزر سم قاتل کا ہے وہاں اسی میں اس کے مصلح اجزا بھی موجود ہیں جو اس کے سمی اثر کے ازالہ کا باعث ہوتے ہیں۔

طب یونانی میں دواؤں کو زیادہ سے زیادہ طبعی و قدرتی شکلوں میں دینے کی کوشش کی جاتی ہے تازہ پھل، پھول، پتیاں، شگوفے، جڑ، چھال، رس، شیرہ لعاب ملکے جوشاندہ اور قسم کی دوسری صورتیں اس تصور کی نمائندہ ہیں۔ قدرتی شکل سے استفادہ طب یونانی کی ذاتی خصوصیات میں سے ہے۔

یہ دوائیں جسم میں پہنچ کر مغائرت محسوس نہیں کرتیں۔ بدن ان سے پہلے سے مانوس ہوتا ہے جسمانی اعضا اور ساختوں پر ان کے عمل سے کوئی ناخوشگوار اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ تجربہ شاہد ہے کہ دوائیں جس قدر دوائیت زیادہ ہوتی ہے اسی قدر بدن کے لیے وہ مخالف اثر ظاہر کرتی ہے کیونکہ Chemicals بدن کیلیے Foreign Bodies بنے رہتے ہیں۔

طب یونانی میں قوی عمل کرنے والی دواؤں سے کم سے کم مدد لی جاتی ہے اس لیے کہ اس قسم کی دوائیں جتنا تیز اور قوی اثر کرتی ہیں۔ اسی تناسب سے ان میں سمیت اور ہلاکت پیدا کرنے کی خاصیت بھی ہوتی ہے جب تک ہلکی دواؤں سے علاج ممکن ہو اس وقت تک تیز سمی ادویہ کے استعمال سے احتیاط برتنی چاہیے اس قسم کی دوائیں قوتوں کو ضعیف کرنے والی ہوتی ہیں اور ان سے بدن کے ہر وقت جاری رہنے والے افعال متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ ان کا فوری اور وقتی اثر بدن کے لیے بڑا مخالف ہوتا ہے اور ان سے دیرپا نقصانات مرتب ہوتے ہیں۔ اور اکثر لطف یہ کہ جب ان کی تاثیر کا زور زائل ہوتا ہے تو پھر اسی حالت میں مرض لوٹ آتا ہے جس حالت میں استعمال دوا سے قبل تھا۔

ادویہ کی تاثیر، نوعیت عمل اور طریق تیاری کے سلسلے میں یونانی ایلوپیتھی، ہومیوپیتھی اور دوسری طبیں ایک دوسرے سے مختلف نظریات رکھتی ہیں۔ طب یونانی میں ادویہ کے اجزار موثرہ حاصل کرنے کی جو صورتیں اختیار کی گئی ہیں۔ ان کی پشت پر ہزاروں سال کے طویل تجربات ہیں، اور تجربہ شاہد ہے کہ جب انھیں کسی دوسری شکل میں دینے کی کوشش کی جاتی ہے تو ان سے وہ اثرات ظاہر نہیں ہوتے جو ان کے ساتھ مخصوص ہیں۔ یہ نوعیتیں مخصوص مطلوبہ فوائد حاصل کرنے کے لیے استعمال کی جاتی ہیں اس لیے کہ دوسری نوعیت میں پھر وہ خاص فائدہ حاصل کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ مثلاً بیدانہ کا لعاب نکال کر جو فائدہ حاصل کیا جاتا ہے وہ اس کے سفوف کی صورت میں ممکن نہیں، اسبغول مسلم حالت میں جس کام کے لیے استعمال کی جاتی ہے اس کے لیے پیس کر مفید ثابت نہیں ہوتی۔ یہ مختلف صورتیں تاثیر و عمل کی مخصوص خصوصیات کی بنا پر اختیار کی جاتی ہیں۔ چنانچہ بعض دواؤں کے اجزار موثرہ جوشاندہ کی شکل میں حاصل کیے جاتے ہیں۔ بعض کے سفوف کی۔ بعض کا جوہر لطیف لیا جاتا ہے، بعض کا جوہر کثیف۔ کچھ دواؤں کی خاکستر مفید ہوتی ہے اور کچھ کا شیرہ۔ بعض کا عرق اور بعض کا شیرہ کسی کا لعاب اور کسی کا زلال۔ کسی کا نمک لیا جاتا ہے اور کسی کا تیزاب، استعمال کے ان طریقوں پر اگر عمل نہ کیا جائے اور دوسرے طریقوں پر ان کے اجزا حاصل کرنے کی کوشش کی جائے تو ان کے عمل و اثر کی طاقت ضعیف ہوجاتی ہے۔ بعض ادویہ کی ترکیب بڑی مستحکم اور بعض کی ترکیب بہت نازک اور کمزور ہوتی ہے چنانچہ یہ روزمرہ کا تجربہ ہے کہ کاسنی سبز اور مکوہ سبز کے پتوں کے اجزا اتنے لطیف ہوتے ہیں کہ وہ محض زیادہ دھو دینے سے ہی زائل ہوجاتے ہیں اور ان کے اثر کی کیفیت ختم ہوجاتی ہے۔

ان تازہ سبز دواؤں، رس، عرق، شیرہ، لعاب زلال خساندہ اور ہلکے جوشاندہ کی افادیت کی ایک سائنٹفک وجہ یہ بھی ہے کہ طریق عمل کی ان صورتوں میں ان کے حیاتین اجزا ضائع نہیں ہوتے۔

ایلوپیتھی میں جو مانع حیات دوائیں استعمال کی جاتی ہیں وہ جس طرح جراثیم کے خلیات اور ان کے مادہ حیات کے خلاف عمل کر کے ان کی زندگی اور بڑھوتری کو روکتی ہیں۔ اسی طرح انسانی خلیات، خون کے ذروں اور جسم کی بافتوں کے خلاف بھی ان کا عمل ہوتا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ جس مرض کے لیے وہ دوا استعمال کی گئی وہ دور ہوجاتے لیکن قبولیت مرض کی استعداد موجود رہتی ہے اور انسان جلد ہی پھر کسی نئے مرض میں گرفتار ہوجاتا ہے۔ ان کی تیزی شدت اور سمیت کی وجہ سے مابعد اثرات مرتب ہوتے ہیں مشہور نفسیاتی ماہروں کو اس کا اعتراف ہے کہ اس زمانہ میں اعصابی امراض کی زیادتی میں دوسرے اسباب کے ساتھ ان زہریلی دواؤں کا بہت بڑا حصہ ہے ان کی وجہ سے اعصابی قوتیں متاثر ہوتی ہیں۔ نفسیاتی اور ذہنی دباؤ سے پیدا ہونے والی بیماریاں قلبی امراض اور اچانک موت کے سانحات بھی انہی کے رہین منت ہیں۔

ان دواؤں کی سمیت اور شدید رد عمل جس طرح طبعی مناعت اور بدنی قوت مخالف ہوتا ہے اسی طرح ان سے بدن میں ہر وقت جاری رہنے والے افعالی تغذیہ، استحالہ، رطوبات، تولید حرارت، اندرونی افرازات اور عصبی تحریکات وغیرہ پر بھی اثر پڑتا ہے۔

دوسری طبوں میں استعمال کی جانے والی دواؤں کے برخلاف ایلوپیتھی کی ان مانع حیات ادویہ کے استعمال سے مرض جراثیم کے ساتھ وہ جراثیم بھی ختم ہوجاتے ہیں جو جسم کے لیے کارآمد اور مفید ہوتے ہیں مثلاً آنتوں میں پائے جانے والے مخصوص قسم کے جراثیم جو وٹامن بی کی خاص مقدار رہتی ہے، ان کی غیر موجودگی اور ضائع ہونے کے نتیجہ میں وٹامن بی کی کمی سے وجود میں آنے والے امراض پیدا ہونے شروع ہوجاتے ہیں۔

جراثیم کی بعض مخصوص قسموں میں یہ صلاحیت پائی جاتی ہے کہ وہ ان ادویہ سے بچنے کے لیے اپنے اوپر ایک قسم کا غلاف چڑھا لیتے ہیں۔ اس کی موجودگی میں ان ادویہ کو کارگر ہونے کا موقع نہیں ملتا۔ یونانی اور دوسری طبوں میں استعمال کی جانے والی دواؤں کے خلاف جراثیم اس طرح کے کسی رد عمل کا مظاہرہ نہیں کرتے۔

ان مانع حیات دواؤں کے سلسلہ میں یہ بات بھی بہت اہم ہے کہ جس طرح جسم میں ماحول سے اثر پذیر ہونے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ جیسا کہ روشنی کا درجہ حرارت کا فرق، رطوبت، آکسیجن کی مقدار، دباؤ، ارتعاش، غذا کی تبدیلی اور برقی اثرات سے ظاہر ہوتا ہے اسی طرح ان دواؤں کے اثرات بھی مخصوص حالات کے مطابق رونما ہوتے ہیں اور ان کا عمل صرف ایک مخصوص دائرے میں قایم رہتا ہے۔ مثلاً بعض کے لیے حرارت کی شرط ضروری ہوتی ہے، بعض ہوائیں نکلنے سے خراب ہوجاتے ہیں اور ان پر گرمی کا اثر بھی تباہ کن ہوتا ہے۔ بعض کے نفوذ کا مسئلہ بہت اہمیت رکھتا ہے بعض برقی ذرات کی موجودگی میں اپنا پورا اثر نہیں کرسکتیں اور بعض سے آکسیجن اسی مقدار میں خارج ہوتی ہیں کہ ان کے عمل میں ضعف لاحق ہوجاتا ہے۔

آج یہ حقیقت تسلیم کی جارہی ہے کہ ہندوستانی امراض زیادہ تر نقص تغذیہ اور غذائی خرابی سے متعلق ہیں۔ اس لیے ایسی دوائیں جو انسانی جسم سے زیادہ قریب رہتی ہوں اور جن کا غذائی اجزا سے زیادہ قریبی تعلق ہو۔ وہ اس ملک کے امراض کے لیے زیادہ سودمند ہیں۔ مثلاً مغزیات، پھل، قوت بخش غذائی مرکبات اور وہ تمام چیزیں جنھیں دوا کے ساتھ ساتھ غذا کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے اور جن سے بدن کو ایک طبعی و فطری مناسبت ہے اور ان سے غذا کا فائدہ بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔ (اردو سروس سے نشر)

حسن فطرت

جنگل کی زندگی

انور صدیقی

یہ ایک خوش گوار اتفاق نہیں تو اور کیا ہے کہ میرے بچپن کا ایک اہم اور تاثر پذیر حصہ وندھیاچل کے ایک ایسے علاقے میں گذرا جو جنگل سے قریب ہی نہیں بلکہ اس کے دامن میں تھا۔ صبح ہونے کا احساس تیتروں اور دوسرے جنگلی پرندوں کی آوازوں سے ہوتا۔ شام کو ہمارے علاقے پر جگنوؤں کی ایک فوج اترتی جو روشنی اور تاریکی، تاریکی اور روشنی کا ایک ایسا منظر نامہ ترتیب دیتی جس کے نقوش آج بھی احساس پر مرتسم ہیں۔ ہرن، چیکارے اور چیتل کبھی کبھار رزق کی تلاش میں آبادی کے قریب پہنچ جاتے۔ ان جانوروں کے "گریزاں" اور "گزراں" جلوے آج تک ذہن میں محفوظ ہیں ــ اپنی اولین شدت اور تازگی کے ساتھ!

سمندر کے بلاوے کی طرح جنگل کا بلاوا مجھے بے چین کر دیتا ہے اور اس وقت تک سکون نہیں ملتا جب تک اس بلاوے پر لبیک نہ کہوں۔ یہ بلاوا میرے لیے بچپن کی طرف واپسی کا ایک استعارہ ہوتا ہے ـــ اپنے ہی بچپن کیا، پوری انسانیت کے بچپن کا استعارہ! ماقبل تاریخ اور انسان کے درمیان کوئی رشتہ باقی رہ گیا ہے تو وہ جنگلوں سے رشتہ! سال میں کم از کم ایک دو بار ترائی کے گھنے جنگلوں کا بلاوا آ ہی جاتا ہے۔ دوستوں کا مختصر سا قافلہ، شہری زندگی کے شوروں سے اکتایا ہوا، کچھ اسی جوش وخروش سے سفر کی تیاریوں میں لگ جاتا ہے جیسے "جنگل یاترا" "تیرتھ یاترا" ہو۔ اسرار سے لبریز جنگل کی زندگی، اور اس کی بوقلمونی کی تصویر کشی اس مختصر سی گفتگو میں ممکن نہیں ہے ــ ہاں آپ تصور کی آنکھیں کھولیے اور ہمارے ساتھ شریک سفر ہو جائیے۔ ممکن ہے کچھ جلوے آپ کے بھی حصے میں آ جائیں۔

ہم ہلدوانی کے راستے ترائی کے جنگلوں میں جیپ سے داخل ہو رہے ہیں، سڑک کے دونوں طرف پہاڑ ہیں اور لن تانا کی نیم خشک اور نیم شاداب جھاڑیاں۔ کسی طرف سے مرغ کے بانگ دینے کی آواز آتی ہے اور اس آواز پر قریب اور دور سے دوسری آواز لبیک کہتی ہے۔ اس جنگل میں آخر مرغ کا کیا کام۔ یہاں کسی پولٹری فارم کی بھی تو گنجائش نہیں ہے، ذہن سوچنے لگتا ہے۔ ابھی یہ سوچ ہی رہا ہوتا ہوں کہ ایک سیاہ اور چمکیلے پیروں کا کلغی دار مرغ ہماری گاڑی کے سامنے سے گذر کر، سڑک کی دوسری طرف، ایک جوان صالح کی طرح شرماتا، لجاتا کھو جاتا ہے۔ راستے میں کئی مرغ، پورے حرم کے ساتھ، نظر آتے ہیں۔ کبھی چگتے ہوئے، کبھی راستے کے کنارے گوبر میں محققانہ سنجیدگی کے ساتھ ڈھونڈھتے ہوئے اور کبھی کسی بدگمانی کی بنا پر ایک دوسرے سے دست وگریباں!

جنگل میں شام ذرا پہلے اپنے سائے طویل کر دیتی ہے اور ایک طرح کی نیم تاریکی ہر طرف چھا جاتی ہے اب ہر طرف ایک سناٹا ہے۔ مرغ اور دوسرے پرندے خاموش ہو چکے ہیں کہ اچانک دونوں طرف کے پہاڑ کتے کے بھونکنے کی آواز سے گونجنے لگتے ہیں۔ بعض "نو واردان بساط دشت" اس آواز پر حیران ہیں کہ انھیں ایک پرانے جنگل دیدہ نے مطلع کیا کہ جناب، یہ آواز کتے کی نہیں بلکہ کانکڑ کی ہے جو ہرن خاندان کا ایک چھوٹا فرد ہے۔ کتے سے اس کی آواز کی مشابہت کی وجہ سے اسے انگریزی میں Barking Dee کہتے ہیں۔ یہ کتے ہی کی طرح جنگل کے پرندوں کی حفاظت اور چوکیداری کا کام بھی کرتا ہے۔ یہ شیر یا دوسرے درندوں کی حفاظت اور چوکیداری کا کام بھی کرتا ہے۔ یہ شیر یا دوسر درندوں کی نقل وحرکت کو بہت پہلے بھانپ لیتا ہے اور بھونک بھونک دوسرے جنگلی جانوروں کو خبردار کر دیتا ہے۔ اس کے چار چھوٹے سینگ ہوتے ہیں اور دو دانت باہر کو نکلے ہوتے۔ یہ دانت اس کے لیے بڑے کام کے ہوتے ہیں۔ ماداؤں پر قبضے کی خاطر، رقیبوں کو زیر اور روسیاہ کرنے کے لیے وہ ان دانتوں سے کام لیتا ہے۔

اب تاریکی جنگل کو مکمل طور پر اپنی گرفت میں لے چکی ہے۔ جیپ کی روشنی تیزی کے ساتھ دونوں گوشوں کو منور کر رہی ہے۔ دور سڑک کے کنارے ایک آنکھ چمکتی ہوئی نظر آتی ہے ـــ ایک سبز اور روشن آنکھ۔ گاڑی قریب پہنچی تو ہماری نظروں کے سامنے ہندوستان کے جنگلوں کا سب سے خوبصورت ہرن یعنی چیتل کھڑا تھا حسن وجمال کا پیکر بنا ہوا، صندلی کھال پر گل بوٹے سجائے، کئی شاخوں والی بڑی سینگ سے آراستہ! اس نے ایک عجب شان بے نیازی سے ہمیں دیکھا اور چشم زدن میں گھنے درختوں میں کھو گیا۔ عام طور پر چیتل غول میں رہتا ہے۔ بقول قطب یار جنگ جن لوگوں نے نر چیتل کو صرف بھاگتے ہوئے دیکھا ہے اور اس کو اپنی رانیوں کے ساتھ ٹہلتے اور اٹھکھیلیاں کرتے نہیں دیکھا وہ اس کی شان اور شاہانہ انداز خرام کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ دراصل واقعہ یہ ہے کہ نر چیتل اپنے شباب میں کاروبار عشق خوب چلاتے ہیں۔ اس سلسلے میں وہ مہم جوئی اور جدال وقتال سے بھی گریز نہیں کرتے، حرم اور رانیوں پر قبضہ جمانے کے لیے ان میں بڑی خوفناک لڑائیاں ہوتی ہیں۔

ہم اپنی اس خوش بختی پر نازاں گذر رہے ہیں کہ لو آج تو سر راہ بہت کچھ دیکھنے کو مل رہا ہے۔ بس صرف ایک کمی کا احساس ہے کہ اب تک صرف جنگل کے "معصومین" سے ملاقات ہوئی ہے کوئی خطرناک درندہ نظر نہیں آیا ہے منزل قریب آ رہی ہے اور ہم خطرناک ملاقات کے امکان سے مایوس ہیں کہ اچانک سڑک کے بائیں طرف روشنی پڑتی ہے اور کوئی دس گز دور سڑک کے کنارے ایک تندوا، کھائی کر، آرام سے متمکن ہے۔ انداز نشست کچھ ایسا ہے گویا کوئی نواب دربار سجائے بیٹھا ہو۔ ہماری گاڑی آہستہ اس کے پاس سے گذر رہی ہے مگر اس کے انداز میں کوئی فرق نہیں آتا۔

تیندوے کی درندگی اور عیارانہ حملے کی بہت سی کہانیاں سن رکھی تھیں۔ کچھ دوست خوفزدہ بھی ہیں۔ مگر اعتماد ہے کہ اگر ان حضرت کے تیور بگڑے تو ہم گاڑی کی رفتار تیز کر دیں گے۔ مگر ادھر کچھ ایسی بے نیازی کا عالم ہے کہ گویا زبان حال سے کہہ رہے ہوں:

بازیچۂ اطفال ہے دنیا مرے آگے

ہاں، یہ ضرور تھا کہ ہم میں سے کسی نے کسی قسم کے جارحانہ ارادے کا اشارہ تک نہیں دیا ورنہ ممکن ہے کہ وہ کچھ ڈانٹ ڈپٹ کرتے یا پھر تیزی سے اٹھ کر کسی طرف چل دیتے۔ بات دراصل یہ ہے کہ اگر انسان اپنی نیت اور عمل سے شرافت کا ثبوت دے تو درندے بھی کچھ ایسے درندے نہیں ہیں کہ کسی کو بلاوجہ گزند پہنچائیں۔

جنگل کی یہ دولت نظارہ، جس سے لطف اندوز ہونے میں آپ چند لمحے شریک رہے ہیں، اب انتہائی ناپائدار دولت ہے جو کوئی دن میں بس لٹا ہی چاہتی

آج کی بات

توانائی کے متبادل ذرائع کی اہمیت

محمد خلیل

اب صنعتی طور پر ملک میں اس قدر ترقی ہو چکی ہے کہ پٹرول جو ہماری توانائی کے وسائل میں ایک خاص مقام رکھتا ہے مستقبل میں شاید ہماری ضروریات کو پورا نہ کر سکے کیونکہ وہ دن بھی دور نہیں جب پٹرول کے ذخیرے دنیا کی ضروریات کو پورا کرتے ہوئے ختم ہو جائیں گے اور یہی وجہ ہے کہ ساری دنیا میں اس بات کا احساس شدت سے ہو رہا ہے کہ توانائی پیدا کرنے کے لیے ہمیں دوسرے نئے ذرائع تلاش کرنے ہوں گے کیونکہ جہاں یہ بات ایک طرف پٹرول کے لیے کہی جا سکتی ہے وہ دوسری طرف لکڑی، کوئلے اور تیل کے ذخیروں کے لیے بھی صحیح ثابت ہو سکتی ہے۔ اس طرح نئے اور بہتر ذرائع کو قابل استعمال نہ بنا سکنے کا مطلب نسل انسانی کو تباہی کی جانب گامزن کرنا ہوگا۔ کیونکہ ہماری زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جو توانائی کی کمی سے متاثر نہ ہو۔

گذشتہ دنوں حکومت کی طرف سے توانائی کے متبادل ذرائع کو فروغ دینے کی غرض سے کچھ اہم اقدامات کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس کے مطابق شمسی توانائی، گوبر گیس اور ہوائی توانائی پر حکومت ٹیکس میں کمی کر دے گی اور مزید آسانیاں فراہم کرے گی ٹیکس میں یہ کمی اس ماہ کے شروع سے لاگو ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی حکومت اس قسم کے پلانٹ لگانے میں بھی مدد دے گی حکومت کا یہ فیصلہ نہایت دور رس نتائج کا حامل ہے اور اس سے توانائی کے دوسرے متبادل ذریعوں کو استعمال کرنے میں جہاں ہمارے درپیش مسائل حل ہوں گے وہیں ہم قومی ترقی کو بھی تیز تر کر سکیں گے۔

قدرتی ذرائع میں شمسی توانائی ہمارے لیے توانائی کا ایک نہ ختم ہونے والا ذریعہ ثابت ہو سکتی ہے۔ ہم سورج کی شعاعوں کو براہِ راست بجلی میں تبدیل کر سکتے ہیں۔ ہم اس توانائی سے اس لیے بھی زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں کہ بہت سے دوسرے ممالک کے بمقابلہ یہاں سورج زیادہ نکلتا ہے۔ آج شمسی توانائی کا استعمال خلا میں بھیجے جانے والے طیاروں میں بجلی پیدا کرنے تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ زندگی کی مختلف ضروریات مثلاً پانی نکالنا، مشینوں کو چلانا، چیزوں کو خشک کرنا وغیرہ، اس سے پوری کی جا رہی ہیں اب تو شمسی توانائی سے کار بھی چلانے کا تجربہ کیا گیا ہے۔ سائنسداں مسلسل اس کوشش میں مصروف ہیں کہ اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جا سکے۔ ہمارے ملک میں اس سلسلے میں کافی تحقیق ہو چکی ہے۔ کاونسل آف سائنٹفک انڈسٹریل ریسرچ (C.S.I.R) کی فنڈیکل ریسرچ لیبارٹری جموں کی ریجنل ریسرچ لیبارٹری، بھاؤنگر کی ریجنل ریسرچ لیبارٹری دہلی کا انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹکنالوجی، وغیرہ خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔ موجودہ کامیابی کو دیکھتے ہوئے مستقبل میں اس سے بڑے امکانات نظر آتے ہیں۔ توانائی کا دوسرا اہم ذریعہ "گوبر گیس" ہے۔ یہ گیس آبپاشی کی سہولت، گھروں کو روشن کرنے، کھانا پکانے اور بجلی پیدا کرنے کے لیے بخوبی استعمال میں لائی جا سکتی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق ہمارے ملک کے کوئی ساڑھے بائیس کروڑ مویشیوں کے ۵، فیصد گوبر کو اگر گیس بنانے میں استعمال میں لایا جائے تو اس سے تقریباً ایک کروڑ ۹۵ لاکھ میگاواٹ کی توانائی حاصل کی جا سکتی ہے یہ توانائی اسی قدر ہوگی جتنی ہمیں دو سو چالیس کھرب لیٹر مٹی کے تیل سے حاصل ہوتی ہے۔ سنہ ۱۹۷۴ء میں گوبر گیس کے سات ہزار پلانٹ لگ چکے تھے اب اس کی تعداد اسی ہزار تک پہنچ گئی ہے۔ اس سے اس کی مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے، اس سے گیس کا فائدہ تو ہم اٹھاتے ہی ہیں ساتھ ہی نائٹروجن کی کھاد بھی حاصل کی جا سکتی ہے۔ دیہی ترقی میں اس کا زیادہ سے زیادہ استعمال وہاں کے مسائل کو حل ہی نہیں کرے گا بلکہ دیہی ترقی اور تیز تر ہو جائے گی۔ تیسرا توانائی کا اہم ذریعہ "ہوائی توانائی" کا ہے۔ لیکن اس سے توانائی اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب ہوائیں تیز چل رہی ہوں کیونکہ ہوا کے نہ چلنے سے یہ توانائی غیر عملی ہو جاتی ہے۔ ان کا استعمال ان علاقوں میں بہتر ہے جہاں مسلسل تیز ہوائیں زیادہ چلتی ہوں۔ "ٹائڈل توانائی" بھی توانائی کا ایک دوسرا اہم ذریعہ ہے۔ سمندر کی طوفانی لہریں کس قدر تیز ہوتی ہیں یہ توانائی سے بھرپور ہیں اس توانائی کو بھی ہم بجلی میں تبدیل کر سکتے ہیں۔ بیرونی ممالک میں اس توانائی سے بجلی گھر چلائے جا رہے ہیں۔ ہمارے ملک میں اس کو عام کیا جا سکتا ہے اور ہم اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ مرکز نے ایک اعلیٰ اختیاراتی مشاورتی کمیٹی کی تشکیل کی ہے جو گجرات کے خلیجی علاقے میں سمندر کی لہروں سے بجلی پیدا کرنے کے امکانات تلاش کرے گی۔ ان سب باتوں سے یہ بات پوری طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ موجودہ توانائی کی کمی کو ہم دوسرے متبادل ذرائع سے ہی پورا کر سکتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے تو شاید غلط نہ ہوگا کہ توانائی کو حل کرنے کا ایک نہ ختم ہونے والا ذریعہ ہمارے سامنے موجود ہے جو ہمارے سائنسدانوں اور تکنیکی ماہرین کے لیے ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔

(نیوز سروسز ڈویژن سے نشر)

محمد خلیل

"سائنس کی دنیا" نئی دہلی۔

ہے جنگل کے شریف اور جمیل باسی جس قیامت سے دوچار ہیں، اس کا ہم انسانوں کو بھی احساس ہونا چاہیئے یہ جنگل باسی، جنگلات پر غلط اندیش انسانی انتظام و انصرام کی وجہ سے طرح طرح کے خطرات سے دوچار ہیں۔ جس تیزی سے جنگلات کٹ رہے ہیں لمبی گھاس سے بھرے ہوئے میدان جو کبھی جنگلی جانوروں کا مسکن بھی تھے اور مامن بھی، جس طرح کھیتوں میں تبدیل کیے جا رہے ہیں اور ان کھیتوں میں جا نکلنے پر ان معصوموں پر جو کچھ گذرتی ہے، وہ ایک لرزہ خیز داستان ہے۔ ان کھیتوں پر کام کرنے والے کسان ان بے چاروں کے لیے قصاب ثابت ہوتے ہیں اور جنگلوں میں در آنے والے شب خونیوں یعنی Night Poachers سے کہیں زیادہ سفاک ثابت ہوتے ہیں۔ جدید جنگل کاری میں بھی جنگل باسیوں کا خیال نہیں رکھا جاتا اور ایسے درخت لگائے جاتے ہیں جن کے نیچے کوئی روئیدگی نہیں ہوتی جہاں وہ چر سکیں اور چھپ سکیں۔ اس صورت حال کے پیش نظر یہ اندیشہ بے بنیاد نہیں کہ اگر کچھ نہ کیا گیا تو ملک بہت جلد حسن اور اسرار سے لبریز اپنے جنگلوں سے محروم ہو جائے گا اور انسان اپنے نسلی لاشعور کے ایک بڑے سلسلے سے کٹ کر رہ جائے گا۔

(اردو سروس سے)

سرِورق کی کہانی

بچوں کی نگہداشت

ڈاکٹر عالمگیر خاں

یوں تو آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ بچے نہ تو پھول کی طرح باغوں میں اگتے ہیں نہ شبنم کی طرح آسمان سے برستے ہیں اور نہ ہی خداوند قدوس زیر دستی گھروں میں بھیجا کرتے ہیں۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ نظام قدرت کے ماتحت وہ حاصل کیے جاتے ہیں جس کی دیکھ بھال تعلیم و تربیت والدین کے سپرد کر دی جاتی ہے۔ انسان کی ترقی کا دار و مدار ان کی صحت اور قوت ان کے والدین پر منحصر ہے۔ دماغی اور جسمانی صحت میں اٹوٹ رشتہ ہے۔ اس لیے اس کا بھی ہونا ضروری ہے۔ ابتدا ہی سے مائیں اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت، جسمانی صفائی، غذا، لباس کھیل کود اور آرام کا خاص خیال رکھیں تو تمام وہ خوبصورت نئے صحت مند اور کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ بچے نہ صرف والدین کی زندگی کا سہارا بنتے ہیں بلکہ وہ اپنے خاندان، سماج، قوم اور سارے ملک کی عزت بنے رہتے ہیں۔ اس لیے والدین بالخصوص ماں کا یہ پہلا فرض ہے کہ اپنے بچوں کی صحت کا خیال بچپن ہی سے کریں۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہندوستانی مائیں تعلیم کی کمی کی وجہ سے اپنی غلطیوں کا احساس نہ کرتے ہوئے بھی شیطانوں، بھوتوں اور پریوں کے چکر میں آ کر اپنی نسل کی دین و دنیا دونوں خراب کر ڈالتی ہیں۔ متعین اوقات پر جو اقدام اٹھانا چاہیے وہ صحیح طریقے سے نہیں اٹھا پاتی ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچے بیماری، مناسب پوشاک کی تنگی بھر پیٹ اچھی غذا نہ ملنے، اچھی تعلیم و تربیت نہ پانے کی وجہ سے اپنے والدین کو اپنی زندگی سے مایوس کر ڈالتے ہیں۔

ضروری ہدایت کے بعد اب میں مختصراً "بچوں کی نگہداشت والدین کی نظر میں" جو آتی ہیں انہیں واضح کر دینا بہتر سمجھتا ہوں: بچوں کا پہلا زمانہ شیر خواری کا زمانہ ہوتا ہے۔ یہ ہی وہ زمانہ ہے جس میں اس کی زندگی ایک چلتی ناؤ کے مانند ہوتی ہے۔ یہ زمانہ اتنا کمزور ہوتا ہے کہ ہلکے جھونکے لگنے سے چراغ گل ہو سکتا ہے۔ لہٰذا سب سے زیادہ احتیاط ماں کو اس وقت یعنی دودھ پلاتے وقت ہی کرنی پڑتی ہے۔ ماں کا دودھ شیر خوار بچوں کے لیے ایک واحد اور اہم غذا ہے۔ بچے کو ہمیشہ دودھ ٹھیک وقت پر دینا چاہیے تاکہ ان کا پیٹ درست رہے اور وہ مختلف بیماریوں سے محفوظ رہیں۔ جسمانی بناوٹ اور عمر کے مطابق تین تین اور چار چار گھنٹے پر دودھ پلانا چاہیے۔ نیند کی حالت میں بچے کو دودھ پلانا صحت کے لیے مضر ہے۔ اگر کسی وجہ سے ماں بچے کو دودھ پلانے کے قابل نہ رہے تو ایسے بچے کو گائے کا دودھ یا کسی دایہ کا دودھ پلائیں۔

جب تک بچے کو دانت نہ نکل آئیں اس وقت تک دودھ پر رکھنا چاہیے۔ دانت نکل جانے کے بعد مقوی اور ہر قسم کی غذا کھلانا چاہیے باوجود اس کے دھیان میں یہ بات بھی رکھنی چاہیے کہ دودھ کا حصہ اس میں زیادہ سے زیادہ ہو تاکہ ان کے جسم کی نشوونما مناسب طریقے سے پروان چڑھ سکے۔ کیونکہ زندگی گذارنے کے لیے طاقتور جسم اور مضبوط دل و دماغ کی ضرورت پڑتی ہے بچوں کے لیے غذا سادہ ہو تو بہتر ہے کہنے کا مطلب گرم مصالحے اور چکنی چیزوں کی تعداد کم ہو۔ بچے کے پیٹ مناسب وقت پر مناسب غذا دینا ماؤں کی سمجھ بوجھ اور ان کی واقفیت پر منحصر ہے۔ جسم کو تندرست و توانا رکھنے کے لیے پروٹین، وٹامن، کاربوہائیڈریٹ، چربی اور دیگر چیزوں کا ہونا لازمی ہے۔ انرجی بڑھانے کے لیے بچوں کو سردی کے موسم میں انڈا کھلانا مفید ہے۔ کچا انڈا دودھ میں ملا کر دینے سے زیادہ فائدہ ملتا ہے۔

ہمارے ملک میں کمسن بچوں کے لیے لباس کا ایک زبردست مسئلہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ ان کمسن بچوں پر لباس کے معاملے میں خاص دھیان دینا چاہیے کہ گرمی کے دنوں میں کس قسم کا کپڑا پہنایا جائے تو جاڑے اور برسات کے موسم میں کس قسم کا کپڑا پہنایا جائے۔

گرمی کے موسم میں بچوں کو موٹا کپڑا پہنانا ضروری ہے ایسا کپڑا جو جسم کی اندرونی گرمی کو فوراً باہر خارج کر دیتا ہے اور باہر کی گرمی سے جسم کو محفوظ رکھتا ہے لو سے بچنے کے لیے بچوں کے کانوں پر نرم کپڑا لپیٹ دینا چاہیے۔

برسات کے موسم میں کپڑے ڈھیلے ڈھالے اور ایسے ہونے چاہییں جسمیں خوب پسینہ جذب ہو سکے۔ لباس ہمیشہ صاف ستھرا اور بالکل سوکھا پہنانا چاہیے۔

جاڑے کے موسم میں جسم کو سردی سے بچانے کے لیے اور جسمانی حرارت کو برقرار رکھنے کے لیے اونی لباس کا ہونا ضروری ہے اس لیے اس موسم میں خاص کر اونی کپڑوں کا استعمال کرنا چاہیے۔ ہمیشہ بچوں کا لباس وزن میں ہلکا اور بدن پر ڈھیلا ہونا چاہیے۔ سردی کے موسم میں بچوں کو فلالین کا پاجامہ اور کرتا پہنانا بھی بہتر ثابت ہوتا ہے: بچوں کا بستر ہمیشہ آرام دہ ہونا چاہیے۔ علاوہ اس کے مچھروں سے محفوظ رکھنے کے لیے مچھردانی اور دواؤں کا استعمال کرنا چاہیے۔ اس کے رہنے کی جگہ کو ہمیشہ صاف ستھرا اور ہوادار ہونا چاہیے۔

والدین کو چاہیے کہ بچوں کی صفائی پر بھی دھیان دیں انہیں ہمیشہ صاف ستھرا رکھیں۔ گرمی کے دنوں میں تازہ پانی سے کم از کم روزانہ ایک مرتبہ غسل دیں اور جاڑے کے دنوں میں گرم پانی سے ہفتہ میں دو بار نہلائیں۔ علاوہ اس کے اگر نہلانے کے بعد بچے کے جسم پر سرسوں کے تیل یا زیتون کے تیل کی مالش کریں تو بہتر ثابت ہوتا ہے۔

شیر خوار بچوں کے لیے کسی خاص ورزش کی ضرورت نہیں بستر پر لیٹے لیٹے ہاتھ پاؤں چلانا ہی ان کی ایک خاص ورزش ہوتی ہے۔ یہ بچے کی فطری عادت ہے جب وہ کچھ بڑا ہو جاتا ہے تو ادھر ادھر دوڑنا، کھیلنا کودنا یہ سب ان کی ورزش میں شامل ہو جاتا ہے: بچوں کی جو بھی ورزش مقرر کی جائے وہ کھیل کی شکل میں ہو تاکہ بچہ اس کو کھیل سمجھ کر اس میں دلچسپی لے۔ کھیل کود کے لیے کھیل کا میدان یا کشادہ اور صاف صحن کا ہونا ضروری ہے۔ یہ نہیں کہ بچوں کو چلتی پھرتی سڑک یا کسی گلی کوچے میں چھوڑ دیا جائے۔ جہاں ہر وقت خطرہ لاحق ہو۔ جب بچہ بیٹھنے یا حرکت کرنے کے قابل ہو جائے تو اس کو زیادہ دیر تک گود میں نہیں لینا چاہیے کیونکہ اس کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے اس کے جسم کی بناوٹ میں کچھ فرق آ سکتا ہے۔

بچوں کے سامنے لغویات بکنا، غصہ کرنا، جھنجھلا کر جواب دینا، غلط بات کرنا۔ بلاوجہ مارنا پیٹنا اور دیگر چیزوں سے ڈرانا دھمکانا نہیں چاہیے۔ ایسا کرنے سے اس کی صحت پر دل و دماغ پر نہایت ہی خراب اثر پڑتا ہے۔

بچوں کی تعلیم و تربیت، کھیل کود اور جسمانی صفائی کے لیے جتنی ضرورت پڑتی ہے اتنی ہی جسم کو آرام پہنچانے کی ضرورت پڑتی ہے۔ چوبیس گھنٹہ کے اندر بچوں کو قریب

قریب نو یا دس گھنٹہ آرام کرنا بہت ضروری ہے۔ بچے کو میٹھی نیند میں سونے کے لیے کمرے میں خاموشی اور سکون کا ہونا نہایت ہی لازمی ہے۔

اوپر بیان کی گئی تمام باتوں پر والدین بالخصوص مائیں پورے طور پر عمل کریں تو امید کی جا سکتی ہے کہ ان کے بچوں کی نشو و نما، ان کا دل و دماغ اور ان کی صحت قابل رشک اور اعلیٰ پیمانہ پر بہتر ہو سکتی ہے اور وہ بڑے ہو کر گھر، خاندان، سماج، قوم و ملت اور وطن کے لیے باعث فخر ثابت ہو سکتے ہیں۔

(پٹنہ سے نشر)

ڈاکٹر عالمگیر خاں
بی/۱۰ پیلی کوٹھی
رنما روڈ پٹنہ ۸۰۰۰۰۴

بقیہ: روزہ اور کردار سازی

اور بے کسوں سے ہمدردی اور محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہ ایک ایسی نعمت ہے جس کی اہمیت و افادیت سے انکار ممکن ہی نہیں۔ جب ثروت مند لوگ غریبوں کے دکھ درد سے آشنا ہو جاتے ہیں تو ان کے غم میں شریک ہونا نیکی اور ثواب جانتے ہیں۔ گویا روزہ وہ پل ہے جو امیری اور غریبی کی گہری کھائی کو پاٹتا ہے۔ اگر تمام امیر لوگ روزہ رکھنے لگیں تو غریبوں کے بہت سے دلدر دور ہو جائیں۔

خلاصہ یہ کہ روزہ کے ذریعہ انسان کے اندر تقویٰ کی صفت پیدا ہوتی ہے اور تقویٰ کردار سازی کا بہترین ذریعہ ہے۔ ایک متقی انسان تنہائی میں ہو یا مجلس میں، مسجد میں ہو یا بازار میں ہر جگہ گناہ اور بدی کے کاموں سے بچتا ہے اور نیکی اور ثواب کے کاموں کی طرف لپکتا ہے۔ کسی خارجی خوف اور لالچ کے بغیر ہی تقویٰ کی بدولت انسان بہترین کردار کا فرد بنتا ہے اور اس کی ذات قول و عمل کی ہم آہنگی اور یکسانیت کا عمدہ نمونہ نظر آتی ہے۔ ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ روزہ افراد کی کردار سازی کے لیے ایک موثر نسخہ ہے اور آج جبکہ کردار کے بحران کی ہر جگہ فریاد کی جا رہی ہے انسانوں کو اس نسخۂ کیمیا کو آزمانا چاہیئے۔

خاتمہ کلام پر اس حقیقت کا بیان کرنا بے جا نہ ہوگا کہ جس طرح مریض دوا کا بروقت استعمال نہ کر کے علاج کے فائدوں سے محروم رہتا ہے اس طرح ایک روزہ دار روزے کے اداب و اصول کو پامال کر کے اس کی خوبیوں اور بھلائیوں سے بے بہرہ رہتا ہے۔

وما توفیقی الا باللہ

(پٹنہ سے نشر)

حیات انسانی

قربانی کا جذبہ

مولانا مظفر حسین کچھوچھوی

انسانی زندگی دو بہت ہی واضح پہلوؤں پر مشتمل ہے ایک خارجی اور دوسرا داخلی۔ اس کی خارجی دنیا اس کے افعال و اعمال سے وابستہ ہے۔ وہ کیسے زندگی بسر کرتا ہے معاشرے میں وہ کیونکر رہتا ہے اپنے پڑوسیوں سے اس کے تعلقات کس طرح کے ہیں اپنے منصبی فرائض کی ادائیگی وہ کیونکر کرتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

داخلی دنیا اس کے افکار و عقائد اور نظریات و جذبات کی دنیا ہوتی ہے جس کی تعمیر و تربیت چند اخلاقی اصولوں اور قدروں سے ہوتی ہے جس کی تعمیر و تربیت کی گرفت اس کی روح پر مضبوط ہے تو وہ اپنی جھلک انسانی افعال و اعمال میں دکھا جاتی ہے اسی لیے داخلی و خارجی زندگی کے درمیان مفاہمت و مطابقت اور ہم آہنگی بہت ضروری قرار دی گئی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے علم بلا عمل اور عمل بلا علم کو وبال کہا ہے۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ایک انسان سچائی پر یقین تو رکھتا ہے لیکن مادی زندگی میں سچائی پر عمل نہیں کرتا۔ ایمانداری کی افادیت پر اس کا اعتماد ہے لیکن عملی زندگی میں ایمانداری کا شائبہ نہیں ہوتا اس طرح کی زندگی کو اصطلاحی زبان میں منافقانہ اور ریاکارانہ زندگی کہا گیا ہے۔

جو اخلاقی قدریں انسانی زندگی کو سنوارتی ہیں اس میں ایک قربانی کا جذبہ بھی ہے اسی کو ایثار بھی کہتے ہیں انسان اس وقت تک اس دولت کو حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ خود غرضی کے غبار سے اپنے دل کو پاک نہ کر دے۔ درحقیقت اس پر عمل کرنے کے لیے سود و زیاں سے بے نیاز ہونا پڑتا ہے ہم صرف اپنے ہی لیے زندہ نہیں رہتے بلکہ ہمارے اوپر دوسروں کا بھی حق ہوتا ہے غالباً دوسروں کا ہی حق زیادہ ہوتا ہے لیکن مادہ پرستی کے اس دور میں ہم صرف اپنی شخصیت کے غلاف میں بند ہو کر رہ گئے ہیں اگر آپ نے یہ طے کر لیا ہے کہ آپ دوسروں کی خدمت کریں گے تو اس راہ میں آپ کو زر و زیاں کے کانٹوں کی پرواہ نہیں کرنی ہے ہو سکتا ہے کہ آپ کو نقصان اٹھانا پڑے یہ نقصان آپ کے نفس کا آپ کی ذات کا آپ کے حال کا اور آپ کے وقت کا ہوگا آپ کو ان نقصانات کو برداشت کرنا پڑے گا تب کہیں جا کر آپ وہ روحانی طمانیت حاصل کر سکتے ہیں جس سے ایک صالح اور صحت مند شخصیت کی تعمیر و تشکیل ہوتی ہے۔

انبیاء و رسل صوفیاء و مصلحین اور سادھو سنتوں کی زندگیاں نفس کی ان آلودگیوں سے یکسر پاک تھیں یہی سبب ہے کہ انھوں نے تکالیف و مصائب برداشت کیے آزمائشوں سے گذرے جلا وطن کیے گئے صلیب پر پر چڑھائے گئے اور طرح طرح کی اذیتوں کا شکار ہوئے لیکن وہ اپنے خدمت خلق کے مشن سے باز نہ آئے یہی نہیں بلکہ وقت کے جابر و ظالم حکمرانوں کے مسلسل جور و ستم بھی ان کے پائے استقلال کو لغزیدہ و لرزیدہ نہ کر سکے انکا مقصد انسانی دلوں پر حکمران تھا وہ بغیر سید القوم خادمہم کے زریں اصول پر عمل کیے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔

اس عمل کو میرے نزدیک قرآنی الفاظ میں (احسان) سے تعبیر کیا گیا ہے حضرت سعدیؒ نے اس شعر میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

خیر کن اے فلان و غنیمت شمار عمر
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

آج کا ہندوستان اسی جذبۂ قربانی کا ضرورتمند ہے اگر ہم ہندوستانی اپنے اندر یہ جذبہ پیدا کر لیں تو ہم ان مسائل پر قابو پا سکتے ہیں جن سے ہم آجکل دوچار ہیں اور یہ بات ہماری اپنی زریں اور شاندار روایات کے مطابق بھی ہوگی۔

اس سرزمین سے مہاتما بدھ پیدا ہوئے اسی خاک سے کبیر و نانک ابھرے یہیں پر چشتی و فرید و نظام نے اپنی محفلیں سجائیں اور یہیں یہیں کا ایک فرد گاندھی قربانی کے جذبے سے سرشار ہو کر اپنی زندگی قربان کر گیا۔

میں اپنی ملکی و قومی و مذہبی ذمہ داری سمجھتا ہوا کہ ہندوستان کے عوام و خواص سے یہ درخواست کروں کہ وہ اپنی زندگی کے طویل سفر کو اسی مینارہ نور کی روشنی میں طے کریں اور آنے والوں کی رہنمائی کے لیے اپنے نقوش قدم چھوڑ جائیں تاکہ انھیں راہ کی دشواریوں کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

(لکھنؤ سے نشر)

ہیون سانگ

وید پرکاش گرگ

بچو! ہیون سانگ ایک نہایت ہی قابل چینی سیاح تھا۔ وہ بدھ مذہب کا بڑا زبردست عالم تھا۔ بچو! آپ کو معلوم ہے۔ ہیون سانگ کی پیدائش کب ہوئی تھی ہیون سانگ کی پیدائش سنہ ۶۰۵ عیسوی میں کیوشی میں ہوئی تھی جو کہ چین کے ہونان کو صوبہ میں ہے۔ ہیون سانگ پڑھنے لکھنے میں بہت ہی مصروف رہتے تھے۔ انھوں نے خانقاہی زندگی کو قبول کیا وہ چین میں بہت ہی گھومے اور پھرے اور جیانگ ن میں جو کہ نسبان کے پاس ہے رہنے لگے تعلیم کے میدان میں انھوں نے بڑا نام پیدا کیا

بچو! اگست سنہ ۶۲۹ عیسوی میں ہیون سانگ ہندوستان کے لیے روانہ ہوئے۔ آپ کو میں یہ بھی بتلادوں کہ وہ کس راستہ سے ہوکر ہندوستان آئے تھے۔ پہلے وہ گوبی کے صحرا میں پہنچے۔ اور ترکستان اور ہندوکش ہوتے ہوئے پشاور آئے۔ جس وقت ہیون سانگ ہندوستان آئے اس وقت بادشاہ ہرش کی حکومت تھی ہیون سانگ نے ہرش کی حکومت کے حالات لکھے ہیں۔ انھوں نے لکھا ہے کہ ہرش کا انتظام سلطنت بہت اچھا تھا بادشاہ اپنی سلطنت کے سب کاموں کی نگرانی کرتا تھا ملک کا وہ خود دورہ کرتا تھا۔ وہ نیک افسروں کو انعامات اور بددیانت لوگوں کو سزائیں دیتا تھا انتظام کی سہولت کے لیے سارا ملک صوبوں ضلعوں اور دیہات میں تقسیم تھا۔ اوران کے الگ الگ افسر مقرر تھے۔ قانون سخت تھا ٹیکس ہلکے تھے۔ سلطنت کے لیے پیداوار کا ۱/۶ حصہ وصول کیا جاتا تھا۔ ملک میں خیراتی ہسپتال اور مسافروں کے ٹھہرنے کے لیے سرائیں بنی ہوئی تھیں۔ ملک بہت خوشحال تھا۔

بچو! ہیون سانگ ہندوستان میں پندرہ ۱۵ سال رہے یعنی سنہ ۶۳۰ عیسوی سے سنہ ۶۴۵ عیسوی تک۔ اور بدھ مذہب کی کتابوں کی کھوج میں لگے رہے۔ وہ بدھ مذہب کی خانقاہوں اور یادگاروں کی سیر کرتے رہے۔ ان دنوں بچو! صوبہ بہار میں ایک بہت ہی مشہور یونیورسٹی تھی جس کا نام تھا نالندہ۔ یہ یونیورسٹی اپنے عروج پر تھی۔ یہاں پر ہیون سانگ نے دو سال گذارے۔ یہاں پر وہ سنسکرت اور بدھ فلسفہ کا مطالعہ کرتے رہے۔ نالندہ یونیورسٹی کے بارے میں ہیون سانگ نے لکھا ہے کہ راجاؤں اور دانا لوگوں نے اس یونیورسٹی کے لیے زمینیں اور جاگیریں لگا رکھی تھیں۔ یہاں لگ بھگ دس ہزار طلباء تعلیم پاتے۔ اور پندرہ سو پروفیسر پڑھاتے تھے۔ طلباء کی رہائش اور خوراک کا انتظام مفت تھا۔ ذریعہ تعلیم سنسکرت تھی۔ پروفیسر اور طلباء ایک خاندان کی طرح رہتے تھے۔ منگولیا وغیرہ بدھ ممالک سے طلباء یہاں پڑھنے آتے تھے۔ لوگوں کی عام زندگی کے بارے میں ہیون سانگ نے لکھا ہے کہ وہ تعلیم یافتہ تھے۔ پاکیزہ زندگی بسر کرتے تھے۔ عورتوں میں پردے کا رواج نہیں تھا۔ لیکن ستی کی رسم جاری تھی۔ گوشت کھانے کی ممانعت تھی۔ حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو سخت سزا دی جاتی تھی۔ مذہبی تعصب بالکل نہیں تھا۔ لوگوں میں مذہبی آزادی تھی سنہ ۱۹۵۶ عیسوی میں چین کی سرکار نے ہیون سانگ کی یاد میں نالندہ میں ایک ہال بنوایا ہے جس کا نام ہیون سانگ ہال ہے۔ یہ مہاتما بدھ کی جینتی تقریب کے منانے سے تعلق رکھتا ہے۔

بچو! ہندوستان میں ایک جگہ قنوج ہے۔ یہ کانپور کے پاس ہے۔ یہاں بھی ہیون سانگ گئے تھے۔ انھوں نے قنوج کے ایک جلسہ کا ذکر کیا ہے۔ جس میں وہ خود شامل ہوئے تھے۔ یہ عظیم الشان جلسہ قنوج میں سنہ ۶۴۳ عیسوی میں کئی دن تک ہوتا رہا۔ اس میں ہزاروں آدمی شامل ہو گئے تھے یہ جلسہ بدھ مذہب کے اصولوں کا فیصلہ کرنے کے لیے منعقد کیا گیا تھا۔ اس جلسہ کی صدارت کے فرائض بھی ہیون سانگ نے خود ادا کیے تھے۔

نالندہ اور قنوج کے بعد ہیون سانگ دریائے گنگا کے کنارے کنارے ہوتے ہوئے مشرق کی طرف گئے اور آسام میں پہنچے۔ وہاں وہ کچھ عرصہ رہے۔ پھر کئی بندرگاہوں کو پار کرتے ہوئے ہیون سانگ کانچی پارا پہنچے جسے کانچی ورم کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ اس کے بعد ہیون سانگ شمال کی طرف گئے۔ اور ہندوکش اور گوبی ہوتے ہوئے واپس چین پہنچ گئے۔ اسی راستہ سے وہ پندرہ سال پہلے ہندوستان آئے تھے۔

ہیون سانگ اپنے ساتھ بچو! بہت سی کتابیں۔ قیمتی تصویریں۔ اور یادگاریں لے کر گئے۔ ۶۴۵ عیسوی میں وہ واپس چین پہنچ گئے۔ چین کے بادشاہ نے ان کا جوش کے ساتھ استقبال کیا۔ اس بادشاہ کا نام تھا، ٹئی سنگ۔ بادشاہ نے ہیون سانگ سے کہا کہ وہ خانقاہی زندگی کو چھوڑ دیں اور ان کی سلطنت کی مدد کریں۔ انھوں نے بادشاہ کی بات نہیں مانی وہ کتابیں وہ ہندوستان سے لے گیے تھے ان کا مطالعہ کرنے میں لگ گئے سنہ ۶۴۸ عیسوی میں انھوں نے یہ سارا کام پورا کرلیا۔ اور سنہ ۶۶۴ عیسوی میں ایک خانقاہ میں جس کا نام چنگ گن تھا وہ وفات پا گئے۔ وفات پانے سے پہلے ہیون سانگ نے اپنے ایک شاگرد کو بلایا اور کہا کہ وہ ان کی کتابیں۔ تصویریں اور یادگار کی فہرست بنائے اور دیکھ بھال کرتے رہیں۔

توبچو! یہ ہے ہیون سانگ کی زندگی کا حال۔ اس سے آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ بدھ مذہب کا مطالعہ کرنے کے لیے ہیون سانگ نے کتنا لمبا سفر طے کیا اور بدھ مذہب کا چین میں پرچار کیا۔ (اردو سروس سے نشر)

افسانہ

پابہ گِل

شفیع جاوید

ویسا جہاز مجھے پہلے کبھی دکھائی نہیں دیا تھا۔ بے حد وسیع و عریض بڑا خوبصورت اور عجیب و غریب تھا۔ دنیا کی طرح۔ سارے میں پھیلی ہوئی ندی کے جس کنارے وہ جہاز لنگر انداز ہوا تھا وہاں میں اکثر اونچی نیچی لہروں پر پھوٹنے والی کرنوں کو اپنی مٹھی میں تتلیوں کی طرح پکڑنے کی ناکام کوشش کرتا تھا اور آگے کے سفر پر جانے والے جہازوں کو دیکھ کر پناہ کا احساس مجھے خوش اور مطمئن کیا کرتا تھا لیکن اس جہاز کے لنگر انداز ہونے سے ندی کے کنارے کا نقشہ ہی بدل گیا تھا۔ لوگوں کا اژدہام تھا۔ لہروں کے بدلے نیچے ایک دوسرے کے پیچھے بھاگ رہے تھے اور کرنوں کے بدلے عورتیں جھلملا رہی تھیں گویا ایک نئی دنیا بس گئی تھی۔ میری عقل محو تماشا، میں حیران اور مبہوت۔ ندی کے کنارے کھڑا سوچتا تھا کہ الٰہی ماجرا کیا ہے اور یہ پری چہرہ لوگ کون ہیں؟ آخرکار ان میں سے ایک کے قریب جا کر میں نے پوچھا "بھائی آپ لوگ کہاں سے آتے ہیں؟" وہ یک لخت چونک پڑا اور اس نے بغور مجھے تعجب سے دیکھا، پھر اپنی پشت پر کھڑے آدمی کو مخاطب کر کے اس نے کہا "تم نے سنا؟"— "ہاں" کہہ کر مجھے جواب دینے کے بجائے وہ اس جہاز ہی کی طرف مڑ گیا اور اپنے سے آگے کے آدمی سے اس نے بھی وہی سوال کیا اور اس طرح یہ سلسلہ جہاز کے عرشہ تک چلا گیا، پھر سارا جہاز میرے اس سوال سے گونجنے لگا، عجیب قسم کا کنفیوژن پھیل گیا اور میں ندی کے کنارے جواب کے انتظار میں کھڑا رہا۔ کچھ دیر بعد جہاز سے نیچے آتا ہوا مجھے ایک شخص بکمل سفید لباس میں نظر آیا۔ اس کی زلفیں بھی سفید تھیں اور جہاز کے بہت سے لوگوں کا سلسلہ اس کے پیچھے تھا۔ وہ میرے پاس آ کر خاموشی سے کھڑا ہو گیا۔ اور اپنی تسبیح کے دانوں پر کچھ پڑھتا رہا۔ میرے سوال کے بعد مسافروں میں جو انتشار پھیلا تھا اس نے مجھے خوفزدہ کر دیا تھا اس لیے اب میں مزید کوئی اور سوال کرنے کی ہمت نہ رکھتا تھا۔ کچھ دیر خاموش رہ کر اس بزرگ نے مجھ سے پوچھا "تم نے کوئی سوال کیا تھا؟"

"ہاں!"

"کیا؟"

"یہی کہ آپ لوگ کہاں سے آتے ہیں؟"

"وہاں تاریکی بہت پھیلی ہوئی تھی۔ منزل کا نام و نشان بھی نہ تھا، راستے بھی گم ہو چکے تھے، مجھے بشارت ہوئی کہ امید کی شمع روشن کروں اور منزلوں کے متلاشی لوگوں کو تاریکی کے عظیم سیلاب سے بچا کر سفر قایم کروں کہ اس طرح منزلوں کے سنگِ میل خوابوں کی تعبیر ہوں گے۔"

"لیکن اس جہاز کی منزل کہاں ہے؟"

"یہ تو سفر ہے کہ مسافر معدوم نہ ہو جائے، منزلوں کا انتخاب تو مسافروں کو خود کرنا ہے، یہ جہاز تو صرف اس تاریکی سے نجات ہے جہاں راستے گم ہو چکے تھے۔" بزرگ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ تو کیا یہ مقام بھی کوئی ایک منزل ہے؟"

تمہیں کیسا لگتا ہے؟" اس نے الٹا مجھ سے ہی سوال کر دیا۔

"یہ مقام مجھے تاریک تو نظر نہیں آتا"۔ میں نے کچھ سہمتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن تاریکی سرگرم سفر ہے، بہت جلد یہاں بھی آ جائے گی اور جب تاریکی بہت بڑھ جائے گی تو سیلاب بھی آئے گا اس لیے ہمیشہ کی محفوظ جگہ کے لیے ہم سبھوں کو آگے اور آگے کا سفر کیے جانا ہے— اپنی تسبیح کے دانوں کو تیزی سے چلاتے ہوئے وہ جہاز کی طرف واپس ہونے لگا تو میرے بھی قدم ادھر ہی اٹھ گئے۔ اس نے اپنی گردن گھما کر مجھے دیکھا اور اپنی نگاہوں سے خوش آمدید کہا۔ جہاز کی نچلی سیڑھیوں ہی سے لوگ بھرے ہوئے تھے۔ عرشہ پر مجھے سوچ میں غرق ایک ادھیڑ عمر کا شخص ملا۔ میں اس کے پاس سے گذر رہا تھا تو اس نے آہستہ سے کہا "اچھا تم بھی آ گئے؟" اس نے کچھ اس طرح کہا کہ میں حیران رہ گیا جیسے مدت سے شناسائی ہو، پھر میں نے کہا "ابھی طے نہیں کیا ہے لیکن یہ بتاؤ تم کیوں آئے ہو؟"

"اوب کر میرے بھائی تنگ آ کر"

"وجہ کیا تھی؟"

"کیا بتاؤں یا تو میں وقت کے آگے تھا یا وقت مجھ سے آگے تھا، یعنی میں اور وقت adjusted نہ تھے۔"

میں نے کہا "بھائی مجھے فلسفے کی زبان میں نہیں سیدھی زبان میں سمجھاؤ کہ تم کس طرح کا adjustment چاہتے تھے۔"

بھائی یہ ہوتا تھا کہ میں گھڑی کی سوئی سے سوئی ملا کر چلتا تھا، اپنی گھڑی کے مطابق ٹھیک وقت پر دفتر پہونچتا تھا لیکن تب میری ملاقات ساتھیوں سے نہیں بلکہ دفتر کی تاریکی سے ہوتی ہے، پھر بہت بعد میں جب لوگ آتے تھے تو سب مجھے دیکھ کر ہنستے اور ایک دوسرے سے ٹھٹھوں کے ساتھ کہتے، اسے دیکھو یہ وقت سے دفتر آتا ہے، پھر ایک دن بھائی واقعی مجھ سے دیر ہو گئی صرف آدھ گھنٹے کی تو میرے افسر نے مجھے بلا کر بڑی ترش روئی سے پوچھا "آپ دیر سے دفتر کیوں آئے؟" مجھے بڑا غصہ آیا۔ میں نے کہا "ساری زندگی میں وقت سے آیا ہوں آج پہلی مرتبہ ذرا سی دیر ہو گئی تو آپ مجھ سے جواب طلب کرتے ہیں اور دوسرے سارے تو ساری زندگی دیر سے آتے رہے ان سے آپ نے کبھی پوچھا—" میرے افسر نے بڑی سادگی سے جواب دیا "ارے ان کی چھوڑئیے وہ تو اس زمانے کے لوگ ہیں۔ دیر سے آنے کے عادی ہیں آپ تو نرالے ہیں، آپ سے کیوں دیر ہو گئی؟ تو اس وقت مجھے بڑی مایوسی ہوئی ساری دنیا تاریک نظر آئی، میں خودکشی کی نیت سے بھاگ نکلا تو ندی خشک ملی ......" پھر میں آگے بڑھ گیا۔ تو ایک گوشے میں ایک سہمی سا سکڑا سکڑا ایک معمر شخص نظر آیا، اس نے اپنے چشمے کے شیشوں کو دوبار صاف کر کے مجھے دیکھا اور زور سے بولا "ٹھیک ہے تم سنجیدہ طالب علم معلوم ہوتے ہو"— میں نے رک کر پوچھا "پروفیسر تمہیں کیا ہوا؟"

"مجھے؟ کچھ نہیں؟ مجھے تو صرف تمہارے جیسا طالب علم چاہیے کیونکہ اب تک میرے شاگردوں نے کہا کہ پروفیسر تم پڑھو اور سوالات کے جواب ہماری طرف سے لکھ دو ورنہ تمہارے خون کی روشنائی اور تمہاری ہڈیوں کے قلم سے اس طرح لکھیں گے کہ تمہارا نوشتہ تقدیر بدل جائے گا۔ میں اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر بھاگا تو یہ جہاز مل گیا اور—" آگے وہ بزرگ میرا انتظار کر رہا تھا، میں تیز قدموں سے اس سے جا ملا اس نے تسبیح کے دانوں کو پھیرتے ہوئے آہستہ سے کہا "یہ سب تاریکی سے اب تک بدحواس ہو رہے ہیں، تم انھیں پاگل مت سمجھ بیٹھنا۔"

میں نفی میں سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔ بزرگ مجھے وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔ تو زلفیں بکھرائے ایک جوگن میرے نزدیک آگئی۔ میں نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا تو اس نے کہا" ہاں میں دنیا میں ہوں اور دنیا سے باہر ہوں۔ پرمیشور نے مجھے آگ چھونے کی اجازت نہیں دی ہے اس لیے لطانے کی بھکشا پر رہتی ہوں"۔

" آخر ایسا کیوں ہے؟" میں نے حیرانی سے پوچھا۔

" بھگوان کی اچھا کا کیا نام دوں کہ جو کچھ میرا ہے وہ بھی میرا نہیں ہے۔ جب میں کچھ نہیں اور کچھ بھی میرا نہیں تو من موہن کی مورتی بنانے والے کو ڈھونڈھنے نکلی اور اس جہاز پر آگئی"۔۔۔ آگے اس نے جانے کیا کہا میں تیز چلتا ہوا آگے بڑھا تو ایک عورت دوسری عورت سے پوچھ رہی تھی۔"

" تم نے شادی کیوں نہیں کی؟"

" اگر میں نے شادی کر لی ہوتی تو میرا مالک میرا شوہر ہوتا اور عورت کی آزادی ایک کھوکھلا نعرہ"۔

" تو پھر اس کے بدلے تم نے کیا کیا؟"

اوہ! واٹ اے لائف، ڈانس، ڈینٹس اور ڈرنکس، پارٹیاں، رنگینیاں، اندھیرے اور اجالے، گرم سانسیں اور نئے چہرے۔ تحفے اور امنگیں لیکن پھر ایک دم اچانک ایک دفعہ مجھے ایسا احساس ہوا جیسے کہ زندگی کا جام ایک دم خالی ہو گیا ہو اور چاروں طرف تاریکی۔ میرا دم گھٹنے لگا، میں بھاگتی رہی پھر مجھے یہ جہاز مل گیا"۔۔۔ وہ بزرگ اپنی تسبیح سمیت پھر میرے نزدیک آگیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر ایک گوشہ میں لے گیا۔ وہاں کافی بادوس کا نظارہ تھا اور دانشور نما لوگ ایک دائرہ کی صورت بیٹھے تھے۔

ان میں سے ایک کہہ رہا تھا" میں ان میں سے ہوں جو دیانتداری سے اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ خاموشی ہی سچ ہے اور بنیاد ازل ہے اور ہر آواز حسن کی دشمن ہے میں اس پر یقین رکھتا ہوں کہ خلا سچ ہے اور حسن سچ کے علاوہ کچھ اور حقیقت نہیں" دوسرے نے اس کی بات کاٹ کر کہا" محبت اور روحانیت ہی تخلیق کل ہے اور ان کے دنیا میں کوئی رنگ نہ ہوتا، ایک اور نے کہا" دراصل روپ، رنگ اور رس سے ہی سارا توازن قائم ہے"۔۔۔ پانچویں دانشور نے کہا" کیا تم لوگ جن اقدار پہ یقین رکھتے تھے، ان تک تم پہنچ سکے"۔۔۔ "نہیں" سبھوں نے ایک ساتھ کہا۔۔۔ پھر سبھوں نے کورس میں کہا اسی لیے تو ہم وہاں سے بھاگے کہ ہمیں صرف تاریکی ہاتھ آئی، یہ جہاز شاید منزل تک ہمیں لے جائے"۔

" شاید۔۔۔ دیکھو کیا ہوتا ہے؟"

اس کے بعد میں بہت دیر تک جہاز پر مختلف لوگوں کے گرد چکرا تا رہا، ہر گروہ جدا تھا ہر شخص تاریکی کا شکار اور اپنی منزل کا متلاشی تھا، میں عرشے پر ہی

(باقی ص ۲۵ پر)

افسانہ

دشت تنہائی

معین شاہد

آج میں اسے محمد شاہ مزار والی قبر میں دفن کر کے لوٹا ہوں۔ وہ منوں مٹی کے نیچے موت کی ابدی نیند سو رہی ہے۔ وہ اب کبھی واپس نہیں آئے گی۔ کبھی بھی نہیں۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مجھ سے بچھڑ گئی ہے اس کا رشتہ ناطہ اس گھر سے، مجھ سے اور میری اکلوتی بچی سے ٹوٹ چکا ہے گھر سونا سونا ہے، اور دہلیز پر انتظار کرتی ہوئی، اس کی آنکھوں کے اب چراغ بجھ گئے ہیں۔ اور بیچ آنگن میں لگی ہوئی مہندی کی چھوٹی چھوٹی نرم دھلی پتیاں اب اس کی حنائی ہتھیلیوں پر گل بوٹے کھلانے کو ترسیں گی۔ اب پروائی، مکان کی کھلی چھت پر اس کی زلفوں سے کھیلے گی اور چاندنی چپکے سے ننگے پاؤں آکر کمرے میں اسے گدگدائے گی۔ اور اب صبح میں باد صبا لذت خواب کا جادو کس پر چلائے گی۔ لہ اب وہ نہیں ہے۔

لیکن۔۔ لیکن کیا واقعی وہ نہیں ہے۔

اگر وہ نہیں ہے تو میرے کانوں میں کس کی میٹھی آواز کا رس گھل رہا ہے۔ یہ گھنگھرو سے کیوں بج رہے ہیں۔ اور کمرے میں سامنے دیوار پر اس کی ٹنگی ہوئی تصویر مجھے اس طرح کیوں گھور رہی ہے۔ کہ اب گویا ہوئی تب گویا ہوئی۔

" آپ بڑے وہ ہیں۔ بہت ہی شریر۔" وہ بولی ہے میں اس کے رخسار کی مخملی، نرم جلد پر اپنی مرتعش انگلیاں اس طرح پھیرتا ہوں جیسے خرگوش کے جسم کے سفید سفید بالوں کو ہولے ہولے دست صبا سہلا رہی ہو۔

" مجھے اس چاند کو چھو لینے دو۔"

" چاند تو تاج محل کے کنگورے پر آکر ٹھٹک گیا ہے اور اپنی ضیا پاشیاں کر رہا ہے۔ اس کی طرف تو آپ ذرا دیکھیں"۔ وہ اپنی آنکھوں میں چاند کا سارا حسن بھر لیتی ہے۔ وہ اور زیادہ حسین، زیادہ دل نواز اور زیادہ شعلہ بدامن ہو جاتی ہے۔

وہ رات تو۔۔ اندر تو حسن اس چاند میں ہے اور نہ اس تاج محل میں۔ یہ تو سارے کے سارے، سب تمہارے ہی رہین منت ہیں۔ تمہارے ہی حسن کا پرتو ہے ان پر تمہارے حسن اور اس چاند اور اس تاج محل کے حسن کے درمیان کوئی خط امتیاز نہیں کھینچا جا سکتا۔ پتہ نہیں کہ تم چاند ہو یا تاج محل ہو۔ یہ چاند اور تاج محل تمہارے ہی روپ سے عکس جمیل ہیں۔ ہم شادی کے فوراً بعد ہی ہنی مون منانے نہیں آتے تو جانتی ہو کہ کیا ہوتا۔ یہ چاند روزانہ ہی ہمارے شبستاں میں طلوع ہوتا اور ہمارے دلوں میں کئی تاج محل تعمیر ہوا کرتے۔۔۔

رات شدت سے ماتی ہے، لجاتی ہے۔ اسکے مدھ بھرے ہونٹ کپکپانے لگتے ہیں جیسے اب ان ہونٹوں سے شہد ٹپکنے ہی والا ہو۔ ایک جلترنگ سا بج اٹھتا ہے۔ چودھویں کا چاند تاج محل کے ایک گنبد کی اوٹ میں اب جا چھپا ہے اور وہ تاج محل کے چبوترے کے ایک کونے میں سنگ مرمر پر بیٹھ جاتی ہے۔ میں اس کے عنابی رخسار کو اپنی ہتھیلیوں کے کٹورے میں بھر لیتا ہوں۔ اب چاند میری گود میں اتر آیا ہے اور چاندنی میری رگ و پے میں سرایت کرتی جاتی ہے۔

تاج محل میں اس روز کافی بھیڑ ہے۔ آدمیوں کا ہجوم ہے۔ خود سپردگی تشنگی لیے وہ میرے ساتھ واپس چلی آتی ہے میں اپنی یادوں کی تربت میں واپس آجاتا ہوں۔

میں نہیں چاہتا کہ میں شبنو کی ماں کو یاد کروں۔ میں اس سے اب پیچھا چھڑانا چاہتا ہوں۔ اس کا رشتہ اب مجھ سے ٹوٹ گیا ہے اب اس کی یادوں کے سوا یہاں کیا رکھا ہے۔ یادوں سے اب کیا حاصل ہے۔؟ یادیں تو محض خوابوں کا جال بنتی ہیں یادیں تو زندگی کا فریب دیتی ہیں۔ یادیں تو سراب ہیں۔

حقیقت تو صرف اتنی ہے کہ راشدہ کو موت نے نگل لیا ہے۔ اور اب ہجر کی راتیں ہیں اور جدائی کے دن۔

لیکن، راشدہ سے میں کیسے پیچھا چھڑاؤں۔ بیس سال کی شریک زندگی بھلا ایک روز میں بھلائی جا سکتی ہے۔؟ بیس سالوں تک وہ میرے غموں، دکھوں، اور پریشانیوں کے آگے ڈھال بن کر رہی۔

ایک روز میں پریشان اور ملول خاطر اپنی دکان سے لوٹا۔ تو مجھے دیکھ کر وہ کافی مضطرب ہوئی۔ ایسا اکثر ہوتا۔ میں جب کسی غیر متوقع حادثہ سے دوچار ہوتا تو وہ بھی اس سے دوچار ہوتی۔ میں مضطرب ہوتا تو وہ بھی مضطرب ہوتی۔ میری ایک انگلی میں درد ہوتا تو وہ بھی اپنے پور پور ٹیس محسوس کرتی۔ اور تب اس وقت میں اپنے غموں کو بھول جاتا۔ میں اپنے آپ میں، غم زمانہ اور حادثات وقت کے سہنے کا ایک نیا حوصلہ پاتا۔ میں نے بیس سالوں تک زندگی کے غموں کو آنکھ نہیں لگایا لیکن یہ کمبخت دل جو ہے نا۔ ! ایسا روپے پیسے کا خوگر ہو گیا ہے کہ اگر پاس میں پیسے نہ ہوں تو پھر طبیعت اداس اداس رہنے لگتی ہے۔ حالانکہ فضائیں اسی طرح کیف پرور اور مدہوش رہتی ہیں۔ چاند کانسے کی تھالی کی طرح ویسے ہی چمکتا ہے۔ پروائی بھی ویسی ہی اٹکھیلیاں کرتی ہے۔ صبح کی ہواؤں کی مست خرامیاں بھی اپنی جگہ پر برقرار رہتی ہیں۔ لیکن پاس میں پیسے نہ ہوں تو ان میں کوئی جاذبیت نظر نہیں آتی۔

سو اس روز جب میں دکان سے واپس آیا — اور جب اس نے مجھے بجھا بجھا سا دیکھا تو اس نے میرے دل کو ٹٹولنے کی کوشش کی۔ اور ترنت بولی۔ "معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مہاجن آ گیا ہے۔ اور اس کا تقاضا کھاتہ چکانا ہے۔"

اس نے میرے بازو پر لٹکے ہوئے تھیلے کو اتارتے ہوئے کہا "اسی لیے میں کہتی ہوں کہ آدمی کو محض آدمی ہونا چاہیے۔ مہاجن اور بنیا نہیں۔"

"تو زندگی کی گاڑی کیسے چلے۔"؟

"بس ہلکی پھلکی نوکری کر لو۔ اور ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو اتنے روپے مل جائیں کہ عزت و آبرو کے ساتھ دو وقت کی روٹی مل سکے۔ اور پان کا بیڑا کلے میں دبائے ہنسی خوشی زندگی گذار دو۔" اس نے چٹکی بجاتے ہوئے، آن واحد میں جینے کا گر سکھا دیا۔

پھر نہایت ہی فلسفیانہ انداز میں بولی۔ "مٹھی بھر اناج اور چولی بھر شرافت کے لیے اتنی جان جوکھم کیوں کی جائے۔"

میں اس کی باتوں پر ہنس پڑا۔ وہ بھی ہنس پڑی۔

اکثر یہی ہوتا۔ میرے غموں اور دکھوں کا مداوا، بس اس کی ایک ہنسی میں مضمر تھا۔ اب راشدہ کی ہنسی کے بغیر میں کس طرح جی سکوں گا۔ اس کے بغیر زندگی واقعی گناہ ہو کر رہ گئی ہے۔

وہ مجھے اکثر چھیڑا بھی کرتی تھی۔

اس نے ایک روز مجھ سے کہا تھا۔

"آپ لوگ، بڑے بیوفا ہوتے ہیں۔"

"وہ کیسے۔"

"جب بیوی مرجاتی ہے تو وہ فوراً ہی دوسری عورت گھر لے آتے ہیں۔ آپ لوگوں کے یہاں کوئی عدت نہیں"

"پگلی کہیں کی۔ تم موت کی بات کرتی ہو۔ اگر خدانخواستہ تم پہلے اس دنیا سے اٹھ گئیں تو تم جانتی ہو کہ کیا کروں گا۔"

"کیا کریں گے آپ۔"

"ساری زندگی تمہاری یادوں کے سہارے گذار دوں گا اور اس جینے کی سزا کو بھگت لوں گا۔"

اور واقعی آج جب وہ دنیا سے چلی گئی ہے تو اس کی یادوں سے پیچھا چھڑانا میرے لیے کتنا مشکل دکھائی دیتا ہے۔ میں بہت تھک گیا ہوں۔ رات بھیگ چکی ہے۔ میری آنکھوں میں نیند ریت کی طرح گڑ رہی ہے۔ میں سونا چاہتا ہوں۔ لیکن راشدہ ہر رات کی طرح مجھے اتنی جلد سونے نہیں دے گی۔

جب میں اپنی دکان بند کر کے، نوبجے شب میں گھر آیا کرتا تھا تو وہ محلے ٹولے، اپنے پرائے کے ڈھیر سے قصے اور جھگڑے لے کر بیٹھ جاتی اور ایک ایک کر کے منہ چبا چبا کر۔ مزے لے لے کر سناتی جاتی۔

"سنتے ہیں جمیلہ کی بیٹی کا رشتہ طے ہو گیا۔"

میں صرف "ہوں" کہتا۔

"آنکھ اور کان کھول کر میری بات کو سنئے۔" پھر وہ بڑی رازدارانہ لہجے میں بولی۔

"شہنو کی عمر اب ماشاء اللہ چودہ سال کی ہو گئی ہے۔ اب اس کی بھی شادی کرنے کی سوچیئے اور کہیں لڑکا تلاش کیجیے۔"

"ابھی اتنی جلدی کیا ہے۔"

"آپ لوگوں کو اس کا اندازہ نہیں کہ لڑکیوں کی باڑھ کیا ہوتی ہے۔ وہ دیکھتے ہی دیکھتے ماں کے برابر ہو جاتی ہیں۔"

میں نے نیم غنودگی کے عالم میں کہا۔ "گھبراؤ نہیں۔ میں اپنے چچیرے بھائی حامد کے لڑکے سے بات چلاؤں گا۔ وہ تیار ہو جائے گا۔"

"نہیں۔ نہیں۔ حامد بھائی کے لڑکے سے بات نہ چلائیں۔ اس کی بھی تو آپ کی طرح ہی دکانداری ہے۔"

"تو کیا دکاندار ہونا برا ہے۔"

پھر وہ شرارت بھرے انداز میں بولی۔ "میں تو آپ سے شادی کر کے پچھتا رہی ہوں۔ دکانداری بھی کوئی اچھی چیز ہوتی ہے۔ آپ تو نیند میں بھی پائی پائی کا حساب جوڑتے رہتے ہیں۔ نہ بابا نہ۔ یہ بنیا ڈنڈی ٹھیک نہیں۔ میں تو اپنی بٹیا کے لیے کوئی ڈاکٹر کوئی انجینئر ڈھونڈ کر لاؤں گی۔"

میرے ذہن میں میری اکلوتی بچی گھومنے لگی۔

آسمان کا ایک ستارہ ٹوٹ کر فضا کی پہنائیوں میں کھو گیا۔

میری شہنو کہاں ہے۔؟ وہ اس وقت کہاں ہو گی ایک ماہ سے وہ لاپتہ ہے۔

بازو والے کمرے سے میری بوڑھی ماں کی آواز میرے کانوں میں آئی۔ وہ خواب میں بڑبڑا رہی تھی۔

"مجھے چھوڑ دو۔ میری پوتی کو چھوڑ دو۔ دیکھو اس کی امی اور اس کے پاپا اس کی شادی کا لال، شاہانہ جوڑا خریدنے گئے ہیں۔ آہ۔ آہ۔ مت مارو۔ اس کے کپڑے مت نوچو۔"

پھر فوراً ہی مکان سے باہر بم پھوٹنے کی آواز آئی ایک شعلہ سا لپکا۔ میری ماں خوف کے مارے چیخنے لگی اور اٹھ بیٹھی میں بھی اپنی چارپائی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ یہ سب واقعہ ایک ہی ساتھ ہوا۔

اور یہی حادثہ کل شب بھی ہوا تھا۔ ماں اسی طرح بڑبڑائی تھی۔ بم کے دھماکے اسی طرح ہوتے تھے۔ اور راشدہ اس غم کی تاب نہ لا کر اس دنیا سے چلی گئی۔

اب نہ شہنو ہے۔ اور نہ شہنو کی ماں۔ صرف دشت تنہائی ہے جہاں میں بھٹک رہا ہوں۔

(پٹنہ سے نشر)

معین شاہد
ایڈیٹر 'آدرش'
آبگلہ۔ ڈاکخانہ بنیاد گنج
گیا ۸۲۳۰۰۳

غزل

زندگی اپنی رفاقت کا صلہ مانگے ہے
اب تو دل ترکِ تعلق کی دعا مانگے ہے

وقت کے ریت پہ قدموں کے نشاں کیسے ہیں
کیوں یہ صحرائے ہوس تیز ہوا مانگے ہے

میں کہ موسیٰ بھی ہوں فرعون بھی ہوں طور بھی ہوں
پتھروں سے میرا ایمان خدا مانگے ہے

کتنے ٹوٹے ہوئے خوابوں کو بچا کر رکھوں
آنکھ تو روز کوئی خواب نیا مانگے ہے

پیاس ایسی ہے کہ پی جائے گی صحرا سارا
جانے یہ دستِ طلب ابر سے کیا مانگے ہے

معراج فیض آبادی

(گورکھپور سے)

افسانہ

گریٹنگ

شبیر احمد

دو راتوں تک مسلسل جاگتے رہنے سے اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ لیکن جب اس نے سونے کی کوشش کی تو نیند کی رنگ برنگی پریاں آنکھوں سے میلوں دور تھیں پھر بھی وہ آنکھیں بند کیے دیر تک بستر پر کروٹیں بدلتا اور سوچتا رہا کہ بیوی اور بچے یہاں ہوتے تو پھر تنہائی کی ناگن نہیں ڈستی اور اس کی آنکھوں کی نیند اس کے زہر میں تبدیل نہیں ہوتی۔ اسے یہ غم کھائے جا رہا تھا کہ یہ اس کی پہلی عید تھی جو اس نے بچوں کے بغیر منائی تھی اور یہی چیز اسے کچھ عجیب سی لگ رہی تھی۔ پھر وہ خیالوں میں ڈوب گیا بیوی اور بچوں کے متعلق سوچنے لگا کہ کسی نے ٹھیک اس وقت دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس نے دروازہ کھول دیا۔ سامنے ڈاکیہ کھڑا تھا۔

"آپ کا گریٹنگ کارڈ ہے صاحب"

ڈاکیہ نے کہا اور اس کے ہاتھ میں ایک لفافہ تھما دیا جس کے اوپر لکھا ہوا تھا ——— "عید مبارک"

وہ حیرت سے دیکھتا رہا ——— عید کارڈ اور اس کے نام ؟ عمر کی اس طویل مدت میں آج تک اسے اس طرح کا کوئی کارڈ نہیں ملا تھا۔ سال نو کے مبارک موقع پر بھی نہیں۔ اس نے بی۔ اے اور ایک طویل وقفے کے بعد ایم اے کیا تب بھی کوئی کارڈ نہیں آیا۔ ایسی بات نہیں تھی کہ وہ کسی کو نہیں جانتا تھا یا کوئی اسے جاننے والا نہیں تھا۔ دوستوں، مخلصوں اور واقف کاروں کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ کچھ دوست تو واقعی دوست تھے۔ ایسے دوست کہ جنہیں وہ اپنے جاں نثاروں میں شمار کرتا مگر ان دوستوں نے بھی کبھی مبارکبادی کا کارڈ نہیں بھیجا۔ اسے اپنے دوستوں سے شکایت بھی نہیں تھی کہ اس معاملے میں اس کا اپنا عمل بھی دوستوں سے مختلف نہیں تھا

"یہ گریٹنگ کارڈ کس نے بھیجا ؟"

"کہیں کسی دوسرے نام کا تو نہیں اور غلطی سے ڈاکیہ مجھے دے گیا ہو ؟ ایسا اکثر ہوتا ہے" اس نے سوچا اور لفافے کے اوپر لکھے ہوئے پتہ کو غور سے پڑھا۔ نام و پتہ اسی کا تھا اس کے باوجود اسے یقین نہیں آ رہا تھا ———

"کس نے بھیجا ہے یہ کارڈ ؟"

اور تب اس نے بھیجنے والے کا نام اور پتہ پڑھا۔

افضل امام، ۵ کیسری روڈ، اپارٹمنٹ ۶۰۰
ایزلنگٹن، اونٹ، ایم ۹ بی ۶ بی ۵ کناڈا

افضل امام۔؟ کناڈا ——— ؟؟

کون افضل امام۔ ——— وہ تو کسی افضل امام کو نہیں جانتا اور اس پر طرہ یہ کہ وہ کناڈا میں رہتا ہے البتہ اس کا ایک دوست ہے 'نشاط' ——— شاہ عباد الرحمٰن نشاط۔ جو امریکہ میں رہتا ہے اور وہاں کی کسی یونیورسٹی میں شعبہ انگریزی میں لیکچرار ہے۔

نشاط ——— ؟ بے حد پیارا اور مخلص دوست ——— جب بھی ملتا خلوص و محبت سے۔ وہ جیسا اندر تھا، ویسا ہی باہر۔ ایم اے کرنے کے بعد سب سے پہلے وہ پٹنہ کالج میں انگریزی کا لیکچرار ہوا اور پھر روزانہ کی ملاقات ہفتے میں بدل گئی۔ وہ ہر سنیچر کو اس سے ملنے پٹنہ آتا اور وہ سنیچر کی صبح ہی سے اس کا منتظر رہتا ہر آہٹ پر چونک پڑتا ——— کہیں نشاط تو نہیں ——— ؟ حالاں کہ یہ بات وہ خود بھی جانتا تھا کہ نشاط شام سے پہلے آیا ہے اور نہ آئے گا۔ کیونکہ اس کا آخری کلاس ۳ بجکر ۱۰ منٹ پر ختم ہوتا تھا۔ مگر وہ دل کے ہاتھوں مجبور تھا۔ دل تو صبح سے ہی اس کے انتظار میں بے قرار رہتا اور اس کے آتے ہی دل کو جیسے قرار آ جاتا۔

"کیسے ہو یار ؟"

"اچھا ہوں ——— تم کیسے رہے۔ ؟"

"فضل ربی ہے"

"اور سب حال احوال کیا ہیں ؟"

دونوں باتیں کرتے رہتے ——— سنیچر کی شب اتوار کا دن، پھر ایک شب۔ دیکھتے ہی دیکھتے اور باتوں ہی باتوں میں وقت یوں گذر جاتا کہ پتہ بھی نہیں چلتا۔ وہ تو اس وقت چونکتا جب نشاط پیر کی صبح میں جانے کے لیے تیار ہونے لگتا۔ اور جب وہ چلا جاتا تو وہ مغموم ہو جاتا شہر عظیم آباد اسے اجاڑ اور اداس اداس لگنے لگتا۔ ایک عجیب سی بے کیفی اس پر طاری ہو جاتی۔ پیر ہی سے وہ سنیچر کا منتظر رہتا ——— اف سنیچر اتنی دیر سے کیوں آتا ہے ——— چھ دن مسلسل انتظار کے بعد ——— سنیچر آتا تو وہ خوش ہو جاتا ——— لیکن ڈیڑھ دو سال بعد اسے سنیچر گرہ ایسا لگا کہ اس کے حصے میں صرف انتظار کی اذیتیں آئیں۔ ایک سنیچر کو وہ نہ آیا تو وہ گھبرا گیا۔ دوسرے سنیچر کو بھی نہیں آیا ——— تو اس کی گھبراہٹ اور پریشانیاں بڑھ گئیں اور تب اس نے نشاط کے ایک قریبی رشتہ دار سے ملاقات کی جو ریلوے میں ملازم تھے۔

"جبار بھائی! نشاط کی کوئی خبر ہے۔ وہ ادھر دو سنیچر سے غائب ہے"

"کیا آپ کو کچھ نہیں معلوم ؟"

"نہیں تو ——— خیریت ہے نا ؟"

"وہ آپ سے مل کر نہیں گیا۔؟ حالانکہ مجھ سے رخصت ہو کر آپ کے یہاں گیا تھا"

"مگر وہ گیا کہاں ؟"

"امریکہ"

"امریکہ ——— ؟ امریکہ تو وہ جانے والا تھا ——— مگر مجھ سے ملے بغیر چلا گیا۔؟"

یہ اطلاع اس کے لیے یقیناً تکلیف دہ تھی۔ وہ اکثر سوچا کرتا ——— "نشاط مجھ سے ملے بغیر چلا گیا، آخر کیوں؟" لیکن کچھ ہی دنوں بعد اس کی شکایت دور ہو گئی۔ الزام اس کو دیتا تھا، قصور اپنا نکل آیا۔ کمرے کی صفائی کرتے وقت الماری کے نیچے سے کاغذ کا ایک ٹکڑا برآمد ہوا۔

"ارے ظالم! تم کو آج ہی ایک ہفتہ کے لیے دفتر کی ضرورت سے ٹور پر جانا تھا۔ بڑی تمنائیں لیکر آیا تھا۔

سوچا تھا، فلائیٹ کے وقت جس آدمی کو آخری وقت تک دیکھتا رہوں گا۔ وہ تم ہو گے۔ مگر ظالم! تم نے یہ کیا کیا۔ میرا شیشۂ دل چور چور کر دیا۔

جان من!

تم سے ملنے کی حسرت اپنے دل میں لیے جا رہا ہوں۔ پروگرام اپنے بس میں ہوتا تو ملتوی کر دیتا" اور سب سے نیچے نشاط لکھا ہوا تھا۔

امریکہ جانے سے قبل کی اس کی یہ آخری تحریر تھی۔ اور یہی تحریر آخری رہ بھی گئی۔ شاید وہ اسے بھول چکا تھا مگر وہ اسے ہر روز اور ہر پل یاد کرتا۔ پھر ایسا ہوا کہ یاد کرتے کرتے ایک دن وہ بھی نشاط کو بھول گیا ——— پھر پورے

آٹھ سال بعد کوئی ٹیلیفون پر دریافت کر رہا تھا۔

"سعید صاحب ہیں؟"

"جی بول رہا ہوں۔ آپ کون صاحب ہیں؟"

"تم نے مجھے نہیں پہچانا۔؟"

پوچھنے والے کا لہجہ بے تکلفانہ تھا۔

"نہیں بھائی، نہیں پہچان سکا"

"اے ظالم اتنی جلد بھلا دیا تم نے"

"نشاط ———"

بے ساختہ اس کی زبان سے نکلا۔ اور دوسری طرف سے ایک زوردار قہقہے کے بعد آواز آئی۔

"چلو ظالم! تم نے پہچان تو لیا"

"کہاں سے بول رہے ہو یار؟"

"تمہارے شہر میں ہوں"

"کب آئے ——— ؟"

"دو ہفتہ قبل ——— ؟ اور میری یاد اب آئی۔ اور وہ بھی ٹیلیفون پر۔ امریکہ اور ہندوستان کے درمیان فاصلے نے دلوں کا فاصلہ بھی بڑھا دیا"

اس کی آواز درد میں ڈوبی ہوئی تھی جس کو نشاط نے بھی محسوس کیا۔

نہیں یار! بخدا ایسی بات نہیں ہے۔ تم کو بھلانے کا مطلب ہے خود کو بھلانا۔ مگر میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم ہمالیہ پہاڑ کی طرح پٹنہ میں جمے رہو گے۔ میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ تم لیکچرار ہو کر کہیں چلے گئے ہو گے۔ وہ تو آج معلوم ہوا کہ تم یہیں ہو اور اسی اخبار کے دفتر میں ہو۔ پہلے معلوم ہوتا تو تمہیں دعوت نہیں دیتا۔

"دعوت! کیسی دعوت؟"

"اب کیا بتاؤں، کچھ کہنے بن نہیں پڑ رہا ہے"

"تم نے شادی کر لی ہے کیا؟"

"ہاں!"

اور اس وقت تم وہیں سے فون کر رہے ہو۔ اور تمہاری بیگم تمہارے قریب بیٹھی ہوئی ہیں"

"بہت ذہین ہو گئے ہو ———؟"

"ذہین نہیں ——— تجربہ کار صحافی کہو"

اور پھر ایک زوردار قہقہہ۔

"تمہاری بیگم کیسی ہیں؟"

"اچھی ہیں ——— کیا ساری باتیں ٹیلیفون پر ہی ہوں گی؟"

ابھی آتا ہوں

"بیگم کے ساتھ؟"

"نہیں ——— تنہا"

"تو پھر میں ہی آجاتا ہوں۔ تم پتہ بتاؤ"

اور ٹیلیفون پر گفتگو کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ وہ اس کے بتائے ہوئے پتہ پر پہنچ گیا تھا۔ نشاط اس کا انتظار ہی کر رہا تھا۔ دونوں ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔ اور دیر تک باتیں کرتے رہے۔ ملاقاتوں کا سلسلہ اس کے امریکہ جانے سے قبل تک جاری رہا۔ اس نے وعدہ کیا تھا کہ اب وہ برابر خط لکھا کرے گا۔ مگر اب بھی امریکہ سے قبل جانے والی اس آخری تحریر کے طور پر اس کے پاس محفوظ تھی۔ ظاہر ہے کہ اس پس منظر میں یہ توقع ہی فضول تھی کہ نشاط گریٹنگ کارڈ بھیجے گا اور وہ بھی کناڈا سے جبکہ وہ امریکہ میں ہے اور گریٹنگ بھیجنے والے کا نام نشاط نہیں، افضل امام ہے،

"افضل امام ——— ؟"

"کون افضل امام ؟؟"

اس نے دماغ پر بہت زور ڈالا ——— تب ایک ہیولیٰ آنکھوں کے سامنے آیا۔

بابو ——— افضل امام ——— افضل امام ——— بابو۔

"بابو ہی افضل امام ———" شک و شبہات دور ہو چکے تھے۔ دوست، احباب، بزرگوں اور رشتہ داروں کے درمیان وہ صرف بابو تھا۔ بابو شریف انسان، مخلص اور پیارا دوست ہوائی جہاز کی انجنیرنگ مکمل کرنے کے بعد وہ انگلینڈ چلا گیا ——— پھر امریکہ اور اب کناڈا میں تھا جہاں وہ بابو نہیں افضل امام تھا۔ افضل امام کو شناخت کرنے میں اس لیے تاخیر ہوئی۔ کہ اس کی آشنائی بابو سے تھی۔ پٹنہ کی زندگی میں اسے بابو جیسا پیارا دوست مل گیا تھا۔ یہ بات یقیناً خوشی کی تھی۔ دوستوں کے معاملے میں وہ واقعی خوش نصیب بھی تھا ——— زندگی کے ہر موڑ پر اسے اچھے اور مخلص دوست مل جاتے۔ بابو اس سے بہت محبت رکھتا تھا ——— یہ گریٹنگ کارڈ اس کی محبت اور خلوص کا ثبوت تھا اور نشاط ——— ؟ وہ کمبخت تو چیزے دیگر ہے ——— جب وہ امریکہ جانے لگا تو اسے ہوائی اڈے تک آنے کے لیے کہا۔ مگر وہ صاف انکار کر گیا۔

"کیوں یار! کیوں نہیں آؤ گے۔؟"

"بات یہ ہے پیارے کہ اس فلائٹ کے وقت جس صورت کو تم آخری وقت تک دیکھنا پسند کرو گے وہ صورت بہرحال میری نہیں ہو گی"

اور واقعی وہ اسے رخصت کرنے کے لیے ہوائی اڈے تک نہیں گیا۔

"تو یہ کارڈ بابو نے ہی بھیجا ہے"

اس اطمینان کے بعد ہی اس نے لفافہ چاک کیا کارڈ ڈبل فولڈ تھا۔ سرخ کارڈ کے پہلے صفحہ پر بے حد خوبصورت طغریٰ تھا۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

دوسرا صفحہ سادہ تھا۔ البتہ تیسرے صفحہ پر ایک مختصر سی تحریر تھی۔

"گھر کے سب لوگوں کو خلوص دل سے

عید مبارک"

اور اس کے نیچے بھیجنے والوں کے نام تھے ———

افضل، تبسم، خدیجہ۔

کارڈ بے حد خوبصورت تھا۔ خاص کر طغریٰ

طغریٰ کو اس نے ایک بار پھر پڑھا۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اور بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا۔

"بیشک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے رسول ہیں"

اور پھر نہ جانے کیوں ۳۵ سال قبل مکتب میں مولوی صاحب کا پڑھایا ہوا سبق اسے یاد آگیا۔

"اللہ ایک ہے۔ پاک اور بے عیب ہے۔ اس جیسا کوئی نہیں۔ وہی مارتا ہے۔ وہی جلاتا ہے ——— وہی رزق دیتا ہے"

بیشک اللہ رازق ہے، وہ سب کو رزق دیتا ہے کسی کو عزت کی کسی کو ذلت کی، واقعی وہ سب کو رزق دیتا ہے ——— کسی کو مرغ و ماہی پلاؤ و متنجن ——— کسی کو خشک اور روکھی روٹی اور کسی کو کوڑے پر پھینکے ہوئے جھوٹے کھانے۔ پھر اسے اپنا بچپن یاد آگیا ——— اور اس کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں ——— مگر اس نے فوراً ہی خود پر قابو پالیا ——— اور آنکھیں بند کر کے ایک بار پھر سونے کی کوشش کی کہ دو راتوں مسلسل جاگتے رہنے کی وجہ سے اس کی طبیعت مضمحل تھی۔ مگر نیند کی رنگ برنگی پریاں اب بھی کوسوں دور تھیں ——— اس کی آنکھیں بار بار کھل جاتیں اور کمرے کا جائزہ لینے لگتیں جیسے وہ کسی کو تلاش کر رہی ہوں۔ پھر اس نے تکیے کے نیچے سے گریٹنگ کارڈ نکالا اور اپنے سینے پر رکھ لیا اور آنکھیں بند کر لیں۔ اس بار نہ جانے کیا ہوا کہ نیند کی روٹھی ہوئی خوبصورت پریاں جو کوسوں دور بھاگ گئی تھیں، اس کی آنکھوں کے سامنے رقص کرنے لگیں۔ کچھ دیر تک وہ ان پریوں کے رقص کو دیکھتا رہا ——— پھر اس نے ایسا محسوس کیا جیسے اس کی بیوی اس کے سرہانے بیٹھی اس کا سر دبا رہی ہے۔

(پٹنہ سے نشر)

شبیر احمد
معرفت۔ روزنامہ "صدائے عام"
پٹنہ ۴ (بہار)

ایران کے مشہور بزرگ اور صوفی شاعر حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا یہ مقولہ مشہور ہے کہ " تا مرد سخن نگفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد" یعنی جبتک انسان کوئی بات نہ بولے اس کا عیب و ہنر چھپا رہے گا۔ یہ حقیقت ہے کہ انسان کی عظمت کا اندازہ اس کے قول و فعل سے لگایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب میں پیغمبروں، نبیوں کے علاوہ اولیائے کرام، رشی منی اور سادھو سنتوں نے اپنے قول و فعل ہی کے ذریعہ انسان کی زندگی سنواری ہے فعل سے انسان خود تجربہ کرتا ہے اور قول سے دوسروں کی زندگی سنوارتا ہے اسی لیے قول کا دائرہ وسیع ترین ہوتا ہے ——— سرپرست

تحریر:- ڈاکٹر طیب بدالی

افسانہ

قصہ البم کا

نثار احمد صدیقی

جونہی ٹرین کھلی ——! میں ٹرین کی مخالف سمت میں دوڑنے لگا — ہر طرف پھیلی ہوئی دور دور تک ریل کی پٹریاں تھیں ...... اور ہر طرف پھول سے لدا ہوا خاموش چپ چاپ بہتی ہوئی ہوائیں جن میں نہ جانے کتنی چتاؤں کے جلنے کی بو شامل تھی اور نہ جانے کتنے غم کے ماروں کی آہیں اور نہ جانے کتنے ہوس پرستوں کی ہوس پرستی کا لمس میں ان سب کو پرے ڈھکیلتا ہوا آگے بڑھا اور مڑ کر نفرت سے اس کے منہ پر تھوک دیا۔

اسے میری نفرت اور پاگل پن پر ہنسی آئی !

مجھے بھی غصہ آ گیا اور جب میں نے اسے پکڑنے کے لیے قدم بڑھایا تو وہ میری زد سے بہت دور جا چکا تھا۔ مگر دور سے بھی اس کے قہقہے کی آواز بالکل صاف سنائی دے رہی تھی جیسے اس نے مجھ پر بڑا ترس کھایا !

اسی درمیان میں نے پھر ایک سمت لگائی اور اپنی رفتار کو اور تیز کر دیا اور میں بہت جلد اپنے گھر کی جانب مڑنے والے دوراہے پر جہاں ایک بہت بڑا پیپل کا درخت، شاید صدیوں سے، زمانے اور انسانوں کے عروج و زوال کو اپنے دامن میں چھپائے کھڑا مسکرا رہا ہے، پہنچ گیا اور ٹھیک اسی کے زیر سایہ پڑا بھیک منگا جس کے ہاتھ پیر سڑے ہیں۔ ان پر ڈھیر ساری مکھیاں بھنبھنا رہی ہیں۔ جیسے وہ اپنے کٹے ہاتھوں کو بار بار زمین پر پٹک کر اڑانے کی ناکام کوشش کرتا رہتا ہے۔ اسے میں مسلسل کئی سالوں سے اسی طرح دیکھتا آ رہا ہوں کون ہے یہ۔؟ کہاں سے آیا ہے ؟ کس طرح آیا....؟ یہ بھی ایک سوال ہے۔؟ مگر کس کو اتنی فرصت ہے کہ ان سوالوں کے پیچ و خم میں الجھے۔ البتہ میں نے کبھی کبھی رات میں ایک بوڑھی عورت کو کھانا کھلاتے ہیں دیکھا ہے جو شکل و شباہت سے ستم زدہ معلوم پڑتی ہے اس سے اس کا کیا رشتہ ہے۔؟ کون جانے۔؟ کون دریافت کرے۔؟

میں وہاں سے پلٹا۔ اس لیے کہ مجھ کو یک بیک محسوس ہوا کہ میرے پاؤں میں بھاری زنجیریں بندھ گئیں ہیں اور جب ان زنجیروں کو روندتا آگے کی طرف بڑھا تو دیکھا بہت سارے لوگ ایک سمت دوڑے جا رہے ہیں...... میں بھی ان کے ساتھ دوڑنے لگا۔ دوڑتے دوڑتے جب تھوڑی تھکاوٹ کا احساس ہوا تو مڑ کر دیکھا لوگ دوڑ ہی رہے ہیں یا صرف میں اتنی دور تک دوڑتا چلا آیا ہوں تب مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا.... اور پھر میں خوف سے کانپنے لگا۔ نہ جانے سب کے سب کہاں رک گئے تھے۔ صرف میں اکیلا اتنی دور تک چلا آیا تھا۔ لیکن یہاں میرا گھر تو نہیں تھا۔ میں کس غلط جگہ پر آ گیا تھا... میں وہاں سے پلٹ پڑا۔ اور راستے میں پڑے ایک پتھر سے ٹکرا کر زخمی ہو گیا۔ میں اپنے زخمی جسم اور داغ دار روح کو سمیٹے اپنے مکان والی گلی کے موڑ پر پہنچا تو ہر طرف بکھرے ہوئے عجیب اور ہیبت ناک سناٹوں نے میرا استقبال کیا ...میں سہم گیا اور چپکے سے اپنے مکان میں داخل ہو گیا آج پہلی مرتبہ مجھے خود اپنے ہی گھر میں اجنبیت کا شدید احساس ہوا۔ بام و در سب اجنبی.... اجنبی اگرچہ سورج اپنے مقام سے کچھ نیچے ہی کھسک آیا تھا۔ مگر میرا گھر ایک گہری تاریکی میں ڈوبتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ مجھے کچھ بھی سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے لیے میں یہ بھی بھول گیا کہ میں کس لیے یہاں آیا ہوں۔؟

چپ چاپ بڑی دیر تک آنگن میں کھڑا اپنے متحرک جسم سے آشنا مگر اب غیر آشنا ماحول کو دیکھتا رہا۔ کافی وقت گذر جانے کے وقت بھی جب کچھ سمجھ میں نہ آیا تو واپس جانے کو مڑا۔ ٹھیک اسی وقت میرے سر پر ایک چھپکلی گری اور پھر میرے سر پر ہوتی ہوئی زمین پر رینگنے لگی۔ مجھے بڑے گھناؤنے پن کا احساس ہوا..... اور تب مجھے یک بیک یاد آ گیا کہ میں یہاں صرف ایک "البم" کے لیے آیا تھا۔ البم جس میں میرے پرکھوں سے لے کر آج تک کی کہانی ہے میں دھیرے دھیرے چلتا اس کمرے کی طرف بڑھا جس میں البم رکھا تھا۔ وہ البم اب میرے خاندان کا واحد اثاثہ ہے بقیہ تمام اثاثے تو چھوڑ کر میں آگے جا ہی چکا ہوں

یہ میرے دادا جان کی تصویر ہے۔ مگر میں حیرت زدہ رہ گیا۔ اس لیے کہ اس پر خون کا ایک تازہ دھبہ نمایاں تھا میں تمام تصویروں پر سرسری نظر ڈالتا ہوا ورق الٹتا چلا گیا۔ تمام تصویروں پر بے شمار خون کے دھبے اور جا بجا خون کی چھینٹیں موجود تھیں۔ اس طرح اس البم کی تمام تصویروں کے داغ دار ہو جانے پر مجھے بہت افسوس ہوا۔ اس لیے کہ اس البم کو میں نے اپنی زندگی سے زیادہ عزیز رکھا تھا۔ لاکھ حالات بدلے..... بھوکوں مرے .... مگر البم کی تصویروں کو سنوارنے اور سجانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ مجھے یاد ہے کہ میں نے جا آپی کو صرف اس لیے بہت پیٹا تھا کہ اس نے میرے "پرکھوں" کی تصویروں پر ہلکا سا کالک کا دھبہ لگانے کی بھول کی تھی مگر آج یہ کس ظالم نے میری زندگی بھر کی امانت کو اس طرح ملیامیٹ کر دیا ہے..... مگر میں تو جانتا ہوں کہ اس البم کا دشمن کون ہے۔؟ اور کس نے ان تصویروں کو داغدار بنایا ہے..... مگر میں کر بھی کیا سکتا ہوں یہ ایک بے بسی ہے جو سمندر میں رہنے کی سزا ہے۔ اس لیے کہ چھوٹی چھوٹی مچھلیوں کو بڑی مچھلیوں کا لقمہ تر بننا ہی پڑتا ہے اور پھر میری سوچ کا دائرہ تنگ ہونے لگا ہے اور سورج اپنی جگہ پر واپس چلا جاتا ہے اور میں سوچنے لگتا ہوں کہ کیوں نہیں میں اپنے اس البم کو جسے اب تک زمانے کے مختلف دھبوں سے بچاتا آیا ہوں۔ ان تمام لوگوں پر پھینک دوں جن کے سروں پر البم کی چھپکلی سوار ہے مگر اس البم میں چپکی ہوئی میرے بزرگوں کی تصویریں جن سے منتشر ہوتی ہوئی روشن شعاعیں مجھے اپنے اس ارادوں پر عمل کرنے سے روک رہی ہیں۔ جن کی ایک تاریخ ہے۔ ایک یادگار ماضی ہے اسی ماضی کی بات ہے کہ ایک دن ڈوبتے ہوئے سورج نے کہا۔ اس دنیا میں کون ہے جو میرے بعد اس تاریکی سے لڑے۔ اور چاروں طرف روشنی بکھیر دے۔ بہت دیر تک سناٹا رہا آخرکار ایک ٹمٹماتا ہوا دیا آگے بڑھا اور اس نے سورج سے وعدہ کیا کہ اپنی بساط بھر کوشش کرے گا اور اسی بساط کے نتیجے میں البم کی تمام تصویروں نے یکے بعد دیگرے، دیئے میں تیل کے بجائے اپنا اپنا خون دیا۔ اس لیے کہ یہ عجیب ساخت کا دیا تھا جس میں بجائے تیل کے خون ہی جلا کرتا تھا۔ اس طرح یہ دیا بہت دنوں تک روشن رہا۔ اس دیئے کی روشنی سے تاریخ کے کئی ابواب روشن ہوگئے اور سو سال گذر گئے مگر آج ان تمام تصویروں پر خون کے دھبے، خون کی بے شمار چھینٹیں نوحہ کناں ہیں..... اور میں بڑی شدت سے سوچ رہا ہوں کہ ان پرانی بوسیدہ تصویروں سے نکلتی ہوئی تیز شعاعیں میری آنکھوں کو تو روشنی بخشتی رہی ہیں مگر کیا ان میں اتنی قوت بھی نہیں تھی کہ ان پر خون کے دھبے لگانے والوں سے اتنا ہی پوچھ سکتیں کہ میرے خون کی قیمت یہی ہے کہ تم لوگ میری تصویروں کو داغدار کر دو لیکن.....

اور تب کوئی بھی بے وطن نہیں ہوتا !!

(پٹنہ سے نشر)

افسانہ

بادل کی پرچھائیں

عبید قمر

صبح چار بجے یکایک نسیم بھائی نے مجھے جگایا۔ اور اس سے پہلے کہ میں کچھ استفسار کرتا، وہ کہنے لگے ——

"میں بس فوراً ٹرین پکڑنے جا رہا ہوں۔ رات بیٹا آور میں ٹیلیگرام ملا تھا" والدہ کی حالت تشویش ناک ہے"! اور وہ بریف کیس لٹکائے تیزی سے باہر نکل گئے۔ میری متوحش نظریں ٹیبل پر پڑے بہت سارے لفافے و خطوط کا طواف کرنے لگیں۔ نسیم بھائی کی ڈائری کے پھڑپھڑاتے اوراق میں تار کا کاغذ لال سگنل کی طرح جل بجھ رہا تھا۔ میں نے ڈائری کھولی ہی تھی کہ نظریں سامنے لکھی سطروں پر مرکوز ہوگئیں۔ لکھاوٹ کی روشنائی بالکل تازہ دم تھی۔ جیسے رات کے پچھلے پہر ہی لکھا گیا ہو۔

"آخر اس جان گسل کڑھن کا مزاج نازک کیسے متحمل ہو پاتا۔ وہی سب کچھ ہوا جس کا اندیشہ لاحق تھا۔ تم شمع کی مانند جلتی رہیں پگھلتی رہیں۔ لیکن تم اس کی طرح بے دست و پا تو نہ تھیں۔ لگی آگ بجھانا بھی تو تمہارے بس ہی میں تھا۔ مرد کی فطری جبلّت کے تحت بے بس تو میں تھا صرف میں! اور اب بھی ہوں —— اشک رواں ہیں لیکن نینوں کے ساگر میں پیار کی اُتھل پتھل سکوت کا لبادہ اوڑھے سمٹتی ہی جا رہی ہے۔ ہائے ایک سادہ لوح انسان کتنے ارمان سے تمھیں دلہن بنا کر لایا تھا۔ اور واقعی تم کیا نہ تھیں۔ دیہاتی حُسن کا جادو جو سر چڑھ کر بولے!

شاید واعظ خوش بیاں بھی تمھیں دیکھ لیتا تو یہی کہہ کر
دامن بچاتے عمر گزر جاتی کہ
"ع کہیں میری توبہ نہ توڑ ڈالے یہ چلتا پھرتا ہوا بادہ خانہ"

لیکن اپنا دامن تو اسی بادۂ طہورہ میں ڈوبا ہوا تھا۔ اور لبوں پر بس یہی گنگناہٹ کہ

ع دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

میں ساقی گلفام کے دستِ حنائی سے شباب کے گلابی چھلکاتے ہوئے بیخود و سرشار ہو کر وقت کی رنگین تتلی کو پر تولنے سے روکنے کی جنونانہ کیفیت میں محو تھا۔ لیکن انسانی زندگی کی کم مائیگی کی سب سے ادنی دلیل شاید یہی ہے کہ اس کیفیت مجنونانہ میں قدرت نے اس کے داد ستائش رکھی ہی نہیں ہے۔ پلک جھپکتے ہی فرصت کے ایام گزر گئے مجھے کلکتہ ڈیوٹی جوائن کرنے واپس جانا ہی پڑا۔

اور جب میں وہ میٹھا میٹھا درد فراق جوگ و بیراگ کر گیا تھا۔ ایک ماہ بعد وصل کی لذتوں میں لہر دوڑانے آیا تو تم یکسر بدل چکی تھیں۔ سب کچھ ویسا ہی تھا۔ سارا ماحول وہی تھا۔ لیکن چراغ کی لو جیسے یکایک مدھم ہوگئی تھی۔۔۔ اور چراغ تلے کا اندھیرا جیسے ہر چہار سمت پھیلنے لگا تھا۔

تم نے تمام نفیس اور خوشنما ملبوسات سجا سجا کر سوٹ کیسوں کی زینت بنا دیے تھے۔ تمام زیورات الماریوں میں تہہ بہ تہہ محفوظ کر دیے تھے، اور میری موجودگی میں بھی معمولی قسم کے سادے لباس زیب تن کر بیٹھی تھیں۔

اس بار بھی جو میں نے نئے نئے ڈیزائن کی ساریاں اور سوٹ کے سیٹ لائے انھیں تم نے کسی اہم دن کے لیے سجا سجا کر رکھ دیے۔

لوگوں نے تمھیں نسوانی غرور دلبری کی ہمک لیے ایک ساتھ بیس بیس اور پچیس پچیس قیمتی جوڑے دھوپ دکھلاتے دیکھے تھے۔ لیکن تم ایک بڑے شہر کے رنگین ماحول میں مقیم مرد کی فطری خواہش سے ہمیشہ تجاہل عارفانہ برتتی رہیں۔

جب تک میرا قیام رہا مجھے نہ جانے کیوں ایک عجیب سی کمی کا احساس ہوتا رہا۔ جو ہمارے جمالیاتی حس پر ایک بارِ گراں تھی۔ میں نے تمھیں اشارتاً تو کہا لیکن کبھی زور نہ دے سکا!

اسی طرح تقریباً میں ہر ماہ چھٹیاں لے کر تمھارے لیے نئے نئے ڈیزائن کی پوشاک اور زیور کے ساتھ گاؤں جاتا رہا۔ اور تم ہمیشہ تمام عمدہ اور قیمتی کپڑے اور زیور سجا سجا کر سوٹ کیسوں اور الماریوں کی زینت بڑھاتی گئیں۔ اور ہر بار جیسے دیے کی لو مدھم اور مدھم ہوتی گئی۔

پھر میں کئی ماہ گیپ کر کے گاؤں جانے لگا۔ تمھیں بھی قرب و بعد کا احساس ہو چلا تھا۔ پر مشرقی عورت نے تو ہمیشہ سے زبان پہ قفل لگا رکھا ہے۔ تم بھی اس رویہ میں حق بجانب تھیں لیکن ادھر تو دیے کی لو مدھم ہوتی جا رہی تھی اور ادھر تمھارے سینے میں کوئی شعلہ بھڑکتا جا رہا تھا۔ مجھ سے متعلق اپنے رشتہ مندوں کی غلط افواہیں سن سن کر تمہارا سراپا خموشی کی آگ میں جل رہا تھا۔ کاش کہ دیہاتی حسن فطرت جبلتوں کی باریکیوں کا بھی متحمل ہو سکتا!

اور آج جب تار ملا ہے۔ تو میں سوچ رہا ہوں کہ دو سال تک مسلسل جو میں تم سے الگ رہا، یہ میں نے ظلم کیا ہے۔ لیکن اس میں ہمارا کیا دوش؟

میں تو صرف یہ سوچ کر صاف طور پر تمھیں زور نہ دے سکا کہ تمھاری سادگی کہیں مجروح نہ ہو جائے۔ اور تم یوں سوچنے لگ جاؤ کہ میں ہی قابلِ تحسین نہ تھی۔ بلکہ وہ ان کا وقتی جوش طوفان تھا!

بخدا ایسا نہیں میں نے تمھیں کبھی غلط نہیں سراہا۔ تم تو صباحت و ملاحت کا حسین پیکر ہو۔ بالکل چودھویں کے چاند کی شفاف چاندنی کی طرح بے داغ! بھلا سوچو تو سہی، اس پہ بادل کا ہلکا سایہ بھی کون دیوانہ برداشت کر سکتا ہے۔ اور —— اور میں بھی تو انسان ہی ہوں۔ ہر شے پر چھائی ہوئی قدرت کے حسن و رعنائی کا ایک حقیر پرستار!!"

آخری سطر دونوں سروں پر پھیلی پھیلی سی تھی۔ جذب ہوئے آنسو کے قطروں کی پاکیزگی پر ہماری ڈبڈبائی ہوئی آنکھیں بھی ماتم کناں تھیں۔ (پٹنہ سے نشر)

عبید قمر گولک پور، پٹنہ ۶

بقیہ: پابہ گل

تھا کہ پھر ایک ہنگامہ سا ہوا۔ جہاز اپنا لنگر اٹھا رہا تھا نیچے کے لوگ اوپر بھاگنے لگے اور وہ بزرگ اپنے مسند پر جا بیٹھا جیسے شہنشاہ اپنے تخت پر بیٹھتا ہو۔ میں نے پاس جا کر کہا "مجھے اجازت ہو"۔ "کیوں؟ تم نہیں چل رہے ہو ہمارے ساتھ؟"

"نہیں"۔

"کیا تم تاریکیوں کے فرشتے ہو؟"

"نہیں میں اجالوں کا نقیب ہوں"۔

"تو پھر اس اجاڑ ساحل پر کیوں رک رہے ہو۔ عقل سے کام لو، تاریکیاں سرگرم سفر ہیں اور سیلاب اس کا شدت سے پیچھا کر رہا ہے"۔ بزرگ کے اس جملے کے ساتھ جہاز میں حرکت ہوئی تو میں بے تحاشا سیڑھیوں سے نیچے بھاگا اور ساحل پر پہنچ کر میں نے اپنی آواز میں پوری طاقت بھر کر کہا "میں اس ساحل پر تاریکی کا مقابلہ کروں گا۔ اور اجالوں کا علم بلند کروں گا خدا حافظ"۔ (پٹنہ سے نشر)

اردو سروس

پہلی مجلس [illegible]

[illegible]

دوسری مجلس [illegible]

[illegible]

تیسری مجلس [illegible]

[illegible]

بدھ یکم جولائی

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: نعت قوالی اور بھجن

۶-۳۰ شہرِ صبا: مدن بالا سندھو
رئیس امروہوی اور عرش ملسیانی کا کلام
صلاح الدین احمد، شفیق اور
ساحر ہوشیارپوری کا کلام

۸ -- نوائے ساز: ولایت حسین
شہنائی پر راگ بھیرو

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
مشتاق حسین: خیال

دوپہر

۲-۳۰ بزمِ خواتین: موجودہ سماج
اور فرسودہ رسوم و رواج: مباحثہ
غزل

۳ -- فلمی دنیا: کیا فلموں میں گانے
ضروری ہیں: مباحثہ
حق ادا نہ ہوا: ریحانہ سلطان
تقریر از فاروق ارگلی

رات

۸-۴۵ پس منظر

۹ -- حسنِ غزل: صلاح الدین احمد
بیخود دہلوی اور مومن کا کلام

۹-۳۰ کھیل کے میدان سے
مدیر: ٹی-این-لاؤ

۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی: مشتاق حسین: خیال
ولایت حسین
شہنائی پر راگ کلاوتی

جمعرات ۲ جولائی

صبح

۶-۳۰ شہرِ صبا: سندر پینڈیک: غزلیں
ہرپرشی بہار دواج
فراق گورکھپوری کا کلام

۸-۳۰ نوائے ساز: دیبابرت چودھری
ستار پر راگ بسنت کھماری

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
رومارانی بھٹاچاریہ: خیال دیسی

رات

۹ -- مسٹر بروس: ڈرامہ

تحریر: افسر آذری

۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی: دیبابرت چودھری
ستار پر راگ وشیش بانی
رومارانی بھٹاچاریہ

خیال چندر کونس

جمعہ ۳ جولائی

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: تلاوت قرآن مجید
قاری عبداللہ سلیم
نعت رسول

۶-۳۰ حرفِ غزل: غزلوں کا مخصوص
پروگرام معہ تشریح

۷-۲۵ گاندھی جی نے کہا

۸-۳۰ نوائے ساز: شرن رانی
سرود پر راگ اہیر بھیرو

۹ -- آؤ بچو (بچوں کا پروگرام)
ہمارے سائنسدان
اچاریہ جگدیش چندر بوس
تقریر از اندرجیت لال

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
مالتی پانڈے: خیال دیسی

رات

۵-۴۵ پاکستانی ادب: ناول
تقریر از ابوالکلام قاسمی

۹ -- حسنِ غزل: ولایت حسین ساگر
خمار بارہ بنکوی اور داغ کا کلام

۹-۱۵ شہ پارے

۹-۳۰ روبرو (مباحثہ/انٹرویو)

۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی: شرن رانی
سرود پر راگ جے جے ونتی
مالتی پانڈے: خیال کیدارہ

ہفتہ ۴ جولائی

صبح

۶-۳۰ شہرِ صبا: راجندر کمار کا چیرو
شاذ تمکنت اور راہی ایم اے
کا کلام

۸-۳۰ نوائے ساز: ہیرا لال
طبلے پر تین تال

۹ — ۴۲ کلاسیکی موسیقی
موجود حسین خاں: خیال دیسی

دوپہر
۲ — ۳۰ بزم خواتین: ہم کو عبث بدنام کیا
اشتہاروں نے: مباحثہ
دستر خوان، غزل

رات
۸ — ۴۵ ریڈیو نیوز ریل
۹ — .. حسن غزل: راجندر کمار کا چیرو
بشیر بدر اور حسن نعیم کا کلام
۹ — ۱۵ نغمہ و ساز:
۹ — ۳۰ نئی نسل نئی روشنی
تہذیب کے دلدادہ کیوں ہیں
مباحثہ، غزل، خلوص نامہ
۱۱ — ۰۵ بزم موسیقی: موجود حسین خاں
خیال بے جے وتی
ہیرالال: طبلے پر جھپ تال اور
روپک تال

اتوار ۵ جولائی

صبح
۶ — ۳۰ شہر صبا: راجندر مہتہ اور نینا مہتہ
جاں نثار اختر اور شکیل بدایونی
کا کلام
انیتا ملواڑ: شمیم جے پوری اور
سلام سندیلوی کا کلام
۷ — ۳۰ نوائے ساز: سدھ رام یادو
سندری پر بھیروی
۹ — .. آؤ بچو! (بچوں کا پروگرام)
جمعہ کی مکرر نشریات
۹ — ۴۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی: الکا دیو
ٹھمری بھیروی اور دادرا

دوپہر
۲ — ۰۰ آپ کا خط ملا
بعد ازاں ہفتہ کا گیت
۸ — ۴۵ کتابوں کی باتیں
ڈاکٹر خلیق انجم
۹ — .. حسن غزل: راجندر مہتہ اور نینا مہتہ
جاں نثار اختر اور کیفی اعظمی کا کلام
۹ — ۱۵ گجر بن کارے (ٹھمری اور دادرا)
۹ — ۳۰ رنگا رنگ: جھلکیاں
تحریر: آر کے شرما
۱۱ — ۰۵ بزم موسیقی: سدھ رام جادھو اور
ساتھی: سندری پر راگ

مالکونس اور ٹھمری
مالنی رجنی کر: خیال بھوپالی

پیر ۶ جولائی

صبح
۶ — ۳۰ شہر صبا: محمد افراہیم
امیر قزلباش اور غالب کا کلام
سیما شرما: سکندر علی وجد اور
خلیل الرحمٰن اعظمی کا کلام
۷ — ۳۰ نوائے ساز: راجندر پرسنا
بانسری پر راگ للت
۹ — ۴۲ کلاسیکی موسیقی: بینائی دیش پانڈے
خیال دیوگری بلاول

رات
۸ — ۴۵ کلام شاعر: کاوش بدری
۹ — .. حسن غزل: سیما شرما
میر اور مشیر جھنجھانوی کا کلام
۱۱ — ۰۵ بزم موسیقی: راجندر پرسنا
بانسری پر راگ دیس بہاڑی
میرا دیش پانڈے: خیال باگیشری
۱۲ — ۰۵ ہلکی کلاسیکی موسیقی: اللہ جلائی
بائی: ٹھمری اور دادرا

منگل ۷ جولائی

صبح
۶ — ۳۰ شہر صبا: راحت علی
عمر قریشی اور مشیر انصاری کا کلام
سندر کور: جگر کا کلام
۷ — ۳۰ نوائے ساز: شیو کمار شرما
سنتور پر راگ بھٹیار
۹ — ۴۲ کلاسیکی موسیقی: پنڈت منی پرساد
خیال امیری توڑی

دوپہر
۲ — ۰۰ جگتی گیت
۳ — .. نئی نسل نئی روشنی
حرف آغاز: محمود فیاض
ان سے ملیے
نوجوان کامنگار سے ملاقات
ہم جانتے ہیں۔ آزادی کیا ہے
تقریر از عبدالراشد خاں

رات
۸ — ۴۵ جمہوری نقطہ نظر: سماج میں
تقریر از ڈاکٹر موہنی انجم
۹ — .. حسن غزل: راحت علی

حسرت اور بہادر شاہ ظفر کا کلام
۹ — ۳۰ آئینہ: اردو گیت اور دوہا نمبر
مدیر: ڈاکٹر عنوان چشتی
۱۱ — ۰۵ بزم موسیقی: پنڈت منی پرساد
خیال کوشک دھونی
شیو کمار شرما
سنتور پر راگ کوشک دھونی

بدھ ۸ جولائی

صبح
۵ — ۴۵ صبح گاہی: نعت قوالی شبد
شبد: بھائی امریک سنگھ اور ساتھی
۶ — ۳۰ شہر صبا: شوبھا راؤ
فیض اور ذوق کا کلام
۷ — ۳۰ نوائے ساز: ستیش پرکاش قمر
شہنائی پر راگ بیراگی
۹ — ۴۲ کلاسیکی موسیقی
نصیر الدین خاں گورے
خیال کبھی توڑی

دوپہر
۲ — ۳۰ بزم خواتین
خاندانی بہبودی اور عورت: تقریر
غزل، خطوں کے جواب
۳ — .. رنگا رنگ: بیچلر ہوم، مزاحیہ
ڈرامہ، تحریر صغریٰ مہدی

رات
۸ — ۴۵ شہر نامہ، کلکتہ: سجاد نظر
۹ — ۳۰ مشاعرہ
۱۱ — ۰۵ بزم موسیقی
نصیر الدین خاں گورے: خیال بہیہ
ستیش پرکاش قمر
شہنائی پر راگ راگیشوری

جمعرات ۹ جولائی

صبح
۶ — ۳۰ شہر صبا
انجلی بنرجی: غزلیں
ہنسراج چوپڑہ
اوج اور ساغر نظامی کا کلام
۷ — ۳۰ نوائے ساز: سرمتشا سین
ستار پر راگ للت
۹ — ۴۲ کلاسیکی موسیقی
وجے کچلو اور روی کچلو
الاپ اور خیال للت

رات
۹ — .. ڈرامہ: ایک جگہ خالی
تحریر: ڈاکٹر ونتے
۱۱ — ۰۵ بزم موسیقی
وجے کچلو اور روی کچلو
الاپ اور خیال بہاگ
سرمتشا سین
ستار پر راگ کیدارہ

جمعہ ۱۰ جولائی

صبح
۵ — ۴۵ صبح گاہی: تلاوت قرآن مجید
معہ ترجمہ: قاری محمد ہشام صدیقی
نعت رسول
۶ — ۳۰ حرف غزل: غزلوں کا خصوصی
پروگرام معہ تشریح
۷ — ۲۵ گاندھی جی نے کہا
۷ — ۳۰ نوائے ساز: نندلال گھوش
سرود پر راگ توڑی
۹ — .. آؤ بچو! (بچوں کا پروگرام)
قومی ترانے
تقریر از سید غلام حیدر
گیت، خطوں کے جواب
۹ — ۴۲ کلاسیکی موسیقی: سیارام تیواڑی
الاپ اور دھرپد راگ کومل
رکھب اساوری
۳ — .. ہلکی کلاسیکی موسیقی
پریتی جاولہ: ملتانی کافیاں

رات
۸ — .. پاکستانی ادب: افسانہ
تقریر از ڈاکٹر عتیق اللہ
۹ — .. حسن غزل: برجو مہاراج
غالب اور شفق کا کلام
۹ — ۱۵ تازہ افسانہ: غیاث احمد گدی
۱۱ — ۰۵ بزم موسیقی: سیارام تیواڑی
الاپ اور دھرپد راگ باگیشری
نندلال گھوش
سرود پر راگ ہیمنت

ہفتہ ۱۱ جولائی

صبح
۶ — ۳۰ شہر صبا: افروز بانو
پارسا، جے پوری اور جگر کا کلام
غلام علی خاں (پاکستان)

فراق گورکھپوری اور حسن نعیم کا کلام
۷-۳۰ نوائے ساز: وچترویناوادن
۹-۲۲ کلاسیکی موسیقی: سری کانت
بھاکرے: خیال بھٹیار

دوپہر
۲-۳۰ بزم خواتین: یہ فرق بھی دیکھئے
مائیکے اور سسرال کے مہمانوں میں
گیت، کام کی باتیں
۹-۰۰ حسن غزل۔ غلام علی (پاکستان)
داغ کا کلام
۹-۳۰ نئی نسل نئی روشنی
کرن اور ہی مہکتی ہیں
افسانہ: مدرجان
کلام: تنویر زبیری
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
سری کانت بھاکرے: خیال کیدرہ
۱۲-۰۰ مشاعرہ

اتوار ۱۲ جولائی

صبح
۶-۳۰ شہر صبا: ابراہیم: غزلیں
ستیش بترا: امیر قزلباش کا کلام
۷-۳۰ نوائے ساز: منیر خاں سرحدی
فن سازی۔ ساز: سرینگ دھن
۹-۲۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی: افضل حسین
(نینیتال) ٹھمری بھیرویں اور دادرا

دوپہر
۲-۰۵ آپ کا خط ملا
بعد ازاں ہفتے کا گیت

رات
۸-۴۵ دلی ڈائری: کے۔ آر۔ پانڈے
۹-۰۰ حسن غزل۔ ستیش بترا
غلام ربانی تاباں اور حسن کمال
کا کلام
۹-۳۰ جمال ہمنشیں: ستاری افسانہ
نئے تجربے، مدیر یوگیش گپت
۱۱-۰۵ بزم موسیقی

پیر ۱۳ جولائی

صبح
۶-۳۰ شہر صبا: پشپا جس: غزلیں
ہلال احمد خاں
حسن نعیم اور مخدوم کا کلام
۷-۳۰ نوائے ساز: پرکاش این سکسینہ
بانسری پر راگ نٹ بھیرو
۹-۲۲ کلاسیکی موسیقی: سوہن سنگھ
خیال دیسی

رات
۸-۴۵ کلام شاعر: عبدالرحیم نشتر
۹-۰۰ حسن غزل
پشپا جس: غزلیں
۹-۳۰ ایک ہی فلم کے گیت
۱۱-۰۵ بزم موسیقی۔ سوہن سنگھ
خیال گوڑ کلیان
پرکاش این سنگھ
بانسری پر راگ جوگ
۱۲-۰۵ ہلکی کلاسیکی موسیقی
نرگیش نندنی
ٹھمری لنگ اور دادرا

منگل ۱۴ جولائی

صبح
۶-۳۰ شہر صبا: کمندلال نکرہ
فتوح سلطانپوری اور اختر
انصاری کا کلام
دمدنا واجپئی
سردار جعفری اور مجاز کا کلام
۷-۳۰ نوائے ساز: بھجن سوپوری
سنتور پر راگ توڑی
۹-۲۲ کلاسیکی موسیقی
پروین سلطانہ: خیال للت

دوپہر
۲-۰۷ میری نظر میں
۲-۳۰ نغمہ و تبسم
۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
عادت ہی بنا لی ہے جھوٹ بولنے کی
تقریر از مراد کرمانی
قوالی، ہماری درسگاہیں
سنٹ اسٹیفن کالج
جاوید کاظمی

رات
۸-۴۵ جمہوری نقطۂ نظر: سیاست میں
تقریر از اقتدار عالم خاں
۹-۰۰ حسن غزل: ونداواجپئی
بے خود دہلوی کا کلام
۹-۳۰ دستاویزی فیچر: آصف نقوی
۱۱-۰۵ بزم موسیقی۔ بھجن سوپوری
سنتور پر راگ کروانی

(باقی ص ۵۲ پر)

دہلی

[illegible]

دہلی "الف" عالمی خبریں ہندی اور انگریزی: صبح ۶-۰۰
ہندی میں خبریں [illegible]
[illegible]
انگریزی میں خبریں، دوپہر [illegible] سنسکرت میں خبریں [illegible]
اردو میں خبریں: صبح [illegible]
پنجابی میں خبریں۔ دوپہر [illegible]
دہلی "ب"۔ ہندی میں خبریں [illegible]
انگریزی میں خبریں۔ صبح [illegible]
[illegible] عالمی خبریں
پنجابی میں خبریں۔ صبح [illegible] شام [illegible] ہندی میں [illegible]
دہلی "د" ہندی میں [illegible] شام [illegible]
کھیل کود کی خبریں: شام [illegible] رات [illegible]

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

دہلی الف

دہلی ب

دہلی د

[illegible]

بدھ یکم جولائی

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ سرفراز حسین خاں، گائن

۸-۴۰ اردو مجلس (روزانہ)

۱۰-۳۵، ۵-۴۰، رات ۹-۰۰

گھاسی رام نرمل، جلترنگ

۱۱-۰۲ رام اوتار، گائن

۱۱-۳۰ جوائے شری واستو، وائلن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی: کنٹر

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ 'لوک جھونک'

گنپت لال ڈانگی کے ساتھ

۸-۱۵ وگیان آلوک

۸-۲۵ ٹھمری

۹-۳۰ چرچا کا وشے ہے

۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش پر شاستریہ سنگیت

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

جوائے شری واستو: وائلن

۷-۵۰ سنگم: گجراتی گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری

ہریانوی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲

لیلا سی جھنگانی: سندھی لوک گیت

۴-۳۰ شانتا راجن: گائن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵

انجلی بنرجی، گیت، بھجن

۹-۳۰ اسپورٹس میگزین

جمعرات ۲ جولائی

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، ۵-۲۰

مہندر شرما، گائن

۱۰-۳۰ پنڈت حسن لال، گائن

۱۱-۰۲ زرین دارو والا: سرود

۱۱-۳۰ ایکناتھ سرولکر: گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی

بنگلہ لوک گیت

۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ

۵-۲۰ مہندر شرما، گائن

۵-۴۰ بال کاریہ کرم

رات

۸-۱۵ ہندی تقریر

۸-۳۰ ٹھمری، دادرا

۹-۰۰ سدھ سنگیت

۹-۳۰ علاقائی سنگیت کا نیشنل پروگرام

گوروبانی

۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت

او وی سبرامنیم: گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۲ سنگیت سوربھی

روی شنکر: ستار

۷-۵۰ سنگم: مراٹھی

۹-۱۰ لوک مادھوری

برج لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲

نرملا سنگھ، گیت

۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

او. وی. سبرامنیم، گائن

رات

۹-۳ انگریزی تقریر

جمعہ ۳ جولائی

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ سیتا پریم: وچتر وینا

۱۰-۳۵، ۵-۴۰

کمار گندھرو، گائن

۱۱-۰۲ عبدالحلیم جعفر خاں: ستار

۱۱-۳۰ بھیم سین راؤ: گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی

مراٹھی لوک گیت

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ گاندھی چرچا

۸-۱۵ اولوکن

۸-۳۰ ٹھمری

۹-۰۰ سدھ سنگیت

۹-۳۰ 'دھرتی کا بیٹا' - ناٹک

مراٹھی تحریر: پی ایس شنڈے

ہندی ترجمہ: شری نواس جوشی

پروڈکشن: وی پی دکشت ٹھاک

۱۰-۳ کرناٹک سنگیت

سدھرا ناگراج: وینا

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

کمار گندھرو، گائن

۷-۵۰ سنگم: تامل گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری

راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ۴-۰۲

بنو سیدیوا: بھجن

۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

سدھرا ناگراج: وینا

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵

حبیب پینٹر اور ساتھی: قوالیاں

ہفتہ ۴ جولائی

صبح دہلی الف

۸-۱۰، ۵-۲

غلام صادق خاں: گائن

۱۰-۳۰ آر پی شاستری، وائلن

۱۱-۰۲ پنڈت جسراج، گائن

۱۱-۳۰ الفت حسین، کلارنیٹ

۱۱-۴۵، ۵-۵۰، ۶-۳۰

سدھ سنگیت

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی

گجراتی لوک گیت

رات

۸-۰۰ سواستھ رکھشا

۸-۱۵ آج کے اتتھی

۹-۰۰ ٹھمری، دادرا

۹-۳۰ نیشنل پروگرام: موسیقی

کچلو برادران: گائن

دہلی 'ب'

صبح ۷-۳۰ سنگیت سوربھی

پنڈت جسراج، گائن

۷-۵۰ سنگم، ملیالم

۹-۱۰ لوک مادھوری

ڈوگری لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲

درشن سنگھ: گٹار پر دھن

۳-۳۰ سامتا پرساد، طبلہ

۳-۴۵ سدھ سنگیت

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵

سریندر کور: شبد اور پنجابی گیت

۹-۳۰ اوگیسٹ ٹوناٹا

اتوار ۵ جولائی

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ وِمل مکرجی: ستار

۹-۱۰ بال کاریہ کرم

۱۰-۰۰ حفیظ احمد خاں: گائن

۱۱-۰۲ یوواوانی

۱۱-۳۰ کرناٹک سنگیت

دوپہر

۱۲-۱۵ 'جاگتے رہو' جھلکی

تحریر: راجکمار دلیغ

ہدایت: دیناناتھ

۲-۳۰ مینا سمواد: آسامی ناٹک پر مشتمل

تحریر: ترن سائیکانی

'دو پھول جوہی کے'

تحریر: ہردے کول بھارتی

۵-۲۰ سنسکرت پاٹھ

۵-۳۵ کرناٹک سنگیت

رات

۸-۰۰ اہندر سنگیت

۸-۱۵ ساہتکی

۹-۰۰ سدھ سنگیت

۹-۳۰ سنگیت چترایکا

۱۰-۰۰ جین

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

نیاز احمد، فیاض احمد، گائن

۷-۵ سنگم، اڑیہ گیت

۹-۱۵ اپنی نگری

۰۰۰

۳-۱۵ ۴-۰۰

۰۰۰ مندولین ۰۰۰

۳-۳ ۰۰۰ ستار

شام

۶-۴۵ ، ۰۰-۱

پنجابی

۳-۹ ۰۰۰

پیر ۶ جولائی

دہلی الف

صبح

۱-۰ ۰۰۰ کانن

۲-۰۰ ۰۰۰

۰-۱۱ غلام مصطفیٰ خاں ، گائن

۳-۱۱ ۰۰۰ ۹-۰۰

سدھ سنگیت

۲-۱۱ ۰۰۰

۰۰۰

۲-۲ لوک بھارتی

ملکو لوک گیت

۳-۱۲ ۰۰۰ مانک

۰۰۰

بات ۰۰۰

۲-۵ ۰۰۰ خاں

۰۰۰

ات

۱-۰ ۰۰۰

۱-۱۵ رام مانس ۰۰۰

۳-۹ قسمل پروگرام ہندی تقریر

۱-۰ سنگیت سبھا

۰۰۰ گائن

دہلی بے

صبح

۳۲-۰ سنگیت سوجھی

غلام مصطفیٰ خاں ، گائن

۰-۵ نظم ۰۰۰

۱-۰ ۰۰۰ ماسوری

۰۰۰ لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۲-۰۰

۰۰۰ سدھی مت

۳-۳ ۰۰۰

۰۰۰

شام

۶-۴۵ ، ۰۰-۱

شاسترچو ۰۰۰

۳-۹ انگریزی تقریر

منگل ۷ جولائی

دہلی الف

صبح

۱-۰ ۰۰۰ کانن

۳-۰ ۰۰۰

۲-۱ ۰۰۰ کانن

۳-۱۱ ۰۰۰

۰۰۰

۲-۲ لوک بھارتی

۰۰۰ لوک گیت

۵-۰ ۰۰۰

۳-۵ ۰۰۰

۵-۵ ات ۹-۰۰

۰۰۰

ات

۰-۰ ۰۰۰

۱-۱۵ ۰۰۰

۲-۰ ۰۰۰ کانن

۳-۹ ۰۰۰ مانک

۰۰۰

۰۰۰

بات ۰۰۰

۰-۰ سنگیت سبھا

دہلی بے

صبح

۰-۰ ۰۰۰

۰۰۰

۰-۵ ۰۰۰

۱-۹ لوک ماسوری

۰۰۰ لوک گیت

۰۰۰

۳-۱۵ ، ۲-۰۰

۰۰۰ ، بھجن

۳-۳ ۰۰۰

شام

۶-۴۵ ، ۰۰-۹

۰۰۰ گیت ، ۰۰۰

۳-۹ قسمل پروگرام ، انگریزی تقریر

بدھ ۸ جولائی

دہلی الف

صبح

۰-۰ ۰۰۰ پیال

۳-۵ ۰۰۰ ستار

۳-۱۱ ۰۰۰ گائن

۲-۱۱ ۰۰۰

۰۰۰

۲-۲ لوک بھارتی

۰۰۰

۰-۰ ۰۰۰ ۹-۰

۰۰۰

۵-۵ ۰۰۰ سنگیت

ات

۰-۰ ۰۰۰ جھلکی

۰۰۰

بات ۰۰۰

۱-۳۵ ۰۰۰

۳-۹ ۰۰۰

۰-۱۱ سنگیت سبھا

۰۰۰ شہنائی

دہلی بے

صبح

۳-۰ سنگیت سوجھی

۰۰۰ گائن

۰-۵ نظم ۰۰۰

۰-۹ لوک ماسوری

۰۰۰ لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۲-۰۰

۰۰۰ رسیلا ۰۰۰

۳-۳ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵ ، ۰۰-۱

۰۰۰

۰۰۰

۳-۹ ۰۰۰ انتخاب

جمعرات ۹ جولائی

دہلی الف

صبح

۰-۱ ۰۰۰ ۵-۲۰ ، ۹-۰۰

پرکاش ۰۰۰

۳-۱۰ نیاز احمد ، فیاض احمد

گائن

۲-۱۱ ۰۰۰ ، ۰۰۰

۱۲-۱۱ سدھ سنگیت

۳-۱۱ ۰۰۰ : گائن

دوپہر

۲-۱۲ لوک بھارتی

۰۰۰ لوک گیت

۵-۵ سنسکرت پاٹھ

۰-۵ ۰۰۰

ات

۱-۱۵ ۰۰۰ تقریر

۳-۱ ۰۰۰

۲-۹ قسمل پروگرام ہندی ۰۰۰

۰۰۰

۰۰۰

۰۰۰

۰-۰ سنگیت

۰-۰ کرناٹک سنگیت

دہلی بے

صبح

۳۲-۰ سنگیت ۰۰۰

۰۰۰

۰-۵ نظم ۰۰۰

۱-۹ لوک ماسوری

۰۰۰ لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۲-۰۰

۰۰۰ سنگیت

۳-۳ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵ ، ۰۰-۱

گھنشیام داس ۰۰۰

۳-۹ انگریزی تقریر

جمعہ ۱۰ جولائی

دہلی الف

صبح

۱-۰ جگدیش پرشاد ، گائن

۱۰-۳۵ شرافت حسین خاں

ستار

۲-۱۱ ، ۰۰-۲ ۵-

جے وی ایس راؤ ، گائن

آواز یکم جولائی ۱۹۶۴ء

۳۰-۱۱، رات ۰۰-۹
سبدھ سنگیت
۴۵-۱۱ ٹھمری

دوپہر
۰۲-۱۲ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت
۵۵-۵ گڑھوالی سنگیت

رات
۰۰-۸ گاندھی چرچا
۱۵-۸ اوکن
۳۰-۸ ٹھمری، دادرا
۳۰-۹ جنگلی گھاس، ناٹک
تحریر : یوتی سرن شرما
ہدایت : دیناناتھ
۳۰-۱۰ کرناٹک سنگیت

دلّی ب سے

صبح
۳۰-۷ سنگیت سوربھی
شوبھن مشرا : گائن
۵۰-۷ سنگم : تیلگو
۱۰-۹ راجستھانی لوک گیت

دوپہر
۱۵-۳، ۲۰-۴
بھیرابوس : بھجن
۳۰-۳ کرناٹک سنگیت

شام
۴۵-۶، ۴۵-۸
محمود نظامی اور ساتھی : قوالیاں
۳۰-۹ انگریزی پروگرام

ہفتہ ۱۱ جولائی

دلّی الف سے

صبح
۱۰-۸ لکشمن پرشاد جے پور والے
خیال
۳۵-۱۰ ایس وی شولاپورکر اور
وی وی شنکر : شہنائی اور کلارنٹ
۰۲-۱۱، ۲۰-۵
این آر سوہن : گائن
۳۰-۱۱، ۵۰-۵، رات ۰۰-۹
سبدھ سنگیت
۴۵-۱۱ بھجن

دوپہر
۰۲-۱۲ لوک بھارتی

گجراتی لوک گیت

رات
۰۰-۸ سواستھ رکشا
۱۵-۸ آج کے اتھتی
۳۰-۸ ٹھمری، دادرا
۳۰-۹ موسیقی کا نیشنل پروگرام

دلّی ب سے

صبح
۳۰-۷ سنگیت سوربھی
ٹھمری، دادرا
۵۰-۷ سنگم : [illegible] گیت
۱۰-۹ لوک مادھوری
گڑھوالی لوک گیت

دوپہر
۱۵-۳، ۲۰-۴
بھگتی الاپ : گیت، بھجن
۳۰-۳ دیوندر ناتھ بنرجی : سرود

شام
۴۵-۶، ۴۵-۸
اندرنائن : گیت، بھجن
۳۰-۹ اوگیست ٹوناٹ

اتوار ۱۲ جولائی

دلّی الف سے

صبح
۱۰-۷ کیسری بائی : خیال
۰۰-۹ بال کاریہ کرم
۰۰-۱۰ سنگیت سبھا
ہری سنگھ اور ساتھی : شہنائی
مختار احمد : سرود
۰۲-۱۱ یووا وانی سے
۳۰-۱۱ کرناٹک سنگیت

دوپہر
۱۵-۱۲ سوگ میں سوندریہ : پرتی یوگتا جھلکی
تحریر : سمن مہروترہ
ہدایت : دیناناتھ
۰۲-۵ سنسکرت پاٹھ
۳۵-۵ کرناٹک سنگیت

رات
۰۰-۸ راشٹر سنگیت
۱۵-۸ ساہتیکی
۰۰-۹ بلدیو راج ورما : گائن
۳۰-۹ سنگیت پتریکا
۰۰-۱۰ چین

دلّی ب سے

صبح سنگیت سوربھی
بلدیو راج ورما : گائن
۵۰-۷ سنگم : آسامی گیت
۱۵-۹ اپنی نگری

دوپہر
۱۵-۳، ۲۰-۴
بھائی شمشیر سنگھ راگی و ساتھی
شبد
۳۰-۳ کسمجا دیوی : ٹھمری، دادرا

شام
۴۵-۶، ۴۵-۸
برسا گیت
۳۰-۹ کرنٹ افیئرز

پیر ۱۳ جولائی

دلّی الف سے

صبح
۱۰-۷ گوپال کرشن : وچترا وینا
انّا مصطفیٰ : طبلہ
۳۰-۸، ۵-۵
سلطان احمد : گائن
۰۲-۱۱ اوما شرما : ستار
تارا ناتھ پنت : طبلہ
۳۰-۱۱ گیانس [illegible] جوشی : خیال

دوپہر
۰۲-۱۲ لوک بھارتی
تامل لوک گیت
۳۰-۱۲ گودام، ناٹک
تحریر : [illegible]
ترجمہ : مدن شرما
۰۲-۵ سبدھ سنگیت

رات
۰۰-۸ سواستھ رکشا
۱۵-۸ گوپال کرشن : وچترا وینا
۰۰-۹ سبدھ سنگیت
۳۰-۹ نیشنل پروگرام : ہندی تقریر
۰۰-۱۰ سنگیت سبھا
سمتی [illegible] : گائن

دلّی ب سے

صبح
۳۲-۷ سنگیت سوربھی
کشوری اموکر : خیال
۵۰-۷ سنگم : [illegible]
۱۰-۹ لوک مادھوری
اودھی لوک گیت

دوپہر
۱۵-۳، ۲۰-۴
کان موتی بائی : سندھی گیت
۳۰-۳ کشوری اموکر : خیال

شام
۴۵-۶، ۴۵-۸
امیر بائی : غزلیں
۳۰-۹ انگریزی تقریر

منگل ۱۴ جولائی

دلّی الف سے

صبح
۱۰-۷ شفیع احمد خاں : گائن
۳۵-۱۰ کرتی اونکر پنڈت : خیال
۰۲-۱۱ کوبا علی خاں : وائلن
۳۰-۱۱ [illegible] : خیال
۰۲-۱۲ لوک بھارتی
آسامی گیت
۵۵-۵ کسان وگیان
۳۰-۵ رات ۰۰-۹
شفیع احمد خاں : گائن
۵۵-۵ سبدھ سنگیت

رات
۰۰-۸ ادیوگ منڈل
۱۵-۸ ہندی تقریر
۳۰-۸ سنگم سنگیت
۳۰-۹ ناٹک
۰۰-۱۰ سنگیت سبھا
لوک پٹنائک گھوش : سرود

دلّی ب سے

صبح
۳۰-۷ سنگیت سوربھی
کرتی اونکر پنڈت : خیال
۵۰-۷ سنگم : بنگلہ
۱۰-۹ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت
۱۵-۳، ۲۰-۴
کرناٹک سنگیت
۳۰-۳ کوبا علی خاں : وائلن
۴۵-۶، ۴۵-۸
سنگم سنگیت
۳۰-۹ نیشنل پروگرام : انگریزی تقریر

لکھنؤ

بدھ ۵ جولائی

خبریں

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

بدھ یکم جولائی

صبح

۱۵ - ۷ اردو کارسماچار (اردو)
۲۰ - ۷ پرادیشک سماچار (اردو)
۴۵ - ۷ ساز و آواز
مزدوروں کا خاص پروگرام
۳۰ - ۸ اردو پروگرام (روزانہ)
۱۰ - ۹ اور شب ۳۰ - ۸
پریم سکھ کوٹ : خیال

دوپہر

۱۰ - ۱ لوک ناٹ : ستار
ملن نانی توڑی

شام

۴۵ - ۵ اور شب ۱۵ - ۸
چندر پرکاش مصرا : گیت اور بھجن
۰۰ - ۱۰ دوردرشن، ڈرامہ
مصنف : گنگا پرساد مصرا
۳ - ۱۰ ملیکا ارجن منصور
خیال : گیت کلیاں

جمعرات ۲ جولائی

صبح

۴۵ - ۷ اور شام ۴۵ - ۵
سیتارام سنگھ

گیت اور بھجن، غزلیں

۱۰ - ۹ اور شب ۳۰ - ۱۰
ایم ڈی شرنگی رشی: وائلن

شب

۱۵ - ۸ مدھو بالا چاولا: غزلیں
۳۰ - ۹ علاقائی سنگیت کا نیشنل پروگرام

جمعہ ۳ جولائی

صبح

۴۵ - ۶ گاندھی چرچا
۳۰ - ۷ سوروبلا: ہندی میں نظم خوانی
۴۵ - ۷ اور شب ۱۵ - ۸
محمد حیات خاں اور پارٹی
نعتیں
۱۰ - ۹ اور شب ۳۰ - ۸
کرشن کمار کپور: خیال

دوپہر

۰۰ - ۱۲ اور شام ۴۵ - ۵
شہزا شیل شرما
گیت اور بھجن

شب

۰۰ - ۸ پردیش میں دیاوسائک شکشا کا پرسار
ہندی تقریر
۳۰ - ۹ ایک مسیحا کی موت: ڈرامہ
مصنف: ادم تیواری اٹن
۳۰ - ۱۰ کلیانی رائے: ستار وادن

ہفتہ ۴ جولائی

صبح

۴۵ - ۷ اور دوپہر ۰۰ - ۱۲
آسا سنگھ مستانہ: شبد
۱۰ - ۹ کشوری امونکر: خیال

دوپہر

۱۰ - ۱۲ روی گھوش: سرود وادن
۱۰ - ۱ راگ رنگ
منور علی خاں: خیال

شام

۴۵ - ۵ بیلا ساور: غزلیں
۰۰ - ۸ "کرشی اتپادن کا مولیہ کسانوں کو کیا ملے": ہندی مباحثہ
۳۰ - ۹ کلاسیکی موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۵ جولائی

صبح

۴۵ - ۷ اور شام ۴۵ - ۵
پیارے بیسی
سکم سنگیت
۳۰ - ۱۰ رویوار یہ سنگیت سبھا

دوپہر

۱۰ - ۱ آج اتوار ہے
اچھی رتی مہمان نوازی
مصنف: دنیش بھارتی

شام

۳۰ - ۷ یووادانی
۰۰ - ۸ پستک پریچے
۱۵ - ۸ پرادیشک سماچار درشن
۰۰ - ۱۰ ٹی. این کرشنن: وائلن

پیر ۶ جولائی

صبح

۴۵ - ۷ دوپہر ۰۰ - ۱۲ اور شب ۱۵ - ۸
سنجاتا چکرورتی
گیت، بھجن اور غزلیں
۱۰ - ۹ اور شب ۳۰ - ۸
شریمتی دینا سبھربدھے
خیال

دوپہر

۱۰ - ۱۲ مدھوکر گونوکر: تار شہنائی

شام

۴۵ - ۵ رویندر سنگیت
۳۰ - ۱۰ پنڈت ڈی وی پلسکر: خیال

منگل ۷ جولائی

صبح

۴۵ - ۷ اور شام ۴۵ - ۵
مہیش چندر اگروال
بھجن، گیت اور غزل
۱۰ - ۹ وگیان چرچا: جور
کارن اور زندان

دوپہر

۱۰ - ۱۲ بدھادتیہ مکھرجی: ستار وادن

شب

۰۰ - ۸ سنسکرت پروگرام
۱۵ - ۸ دویندر سنگھ: شبد
۴۵ - ۹ بھارت بھارتی

۰۰ - ۱۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۸ جولائی

صبح

۴۵ - ۷ ساز غزل: غزلوں کا خاص پروگرام
نرملا کماری
۱۰ - ۹ اور شب ۳۰ - ۱۰
اجیت سنگھ پینٹل: خیال

دوپہر

۱۰ - ۱۲ صادق علی خاں: دینا
۱۰ - ۱ میرا بائی واڈیکر: خیال

شام

۴۵ - ۵ سپریتی گھوش: بھجن
۱۵ - ۸ نرملا کماری: گیت اور غزل
۳۰ - ۸ گرجا دیوی: کجری
۰۰ - ۱۰ کٹھریا: ڈرامہ
مصنف: سدھ ناتھ کمار

جمعرات ۹ جولائی

صبح

۴۵ - ۷ شام ۴۵ - ۵ اور ۱۵ - ۸
اقبال احمد صدیقی
گیت اور بھجن، غزلیں
۱۰ - ۹ محمد سمیع منے: بانسری وادن

دوپہر

۱۰ - ۱۲ اور شب ۳۰ - ۱۰
ڈاکٹر امیر خاں: خیال
بلاس خانی توڑی

شب

۰۰ - ۸ کہانی، دھمکت: کاری ترنادھون
۳۰ - ۹ ڈراموں کا نیشنل پروگرام

جمعہ ۱۰ جولائی

صبح

۳۰ - ۷ سوروبلا: ہندی میں نظم خوانی
۴۵ - ۷ اور شب ۱۵ - ۸
انعام اللہ اور پارٹی: قوالی
۱۰ - ۹ شب ۳۰ - ۸ اور ۳۰ - ۱۰
ٹی این گوسوامی: وائلن

دوپہر

۱۰ - ۱۲ پروین سلطانہ: خیال

شام

۴۵ - ۵ رینوکا: بھجن اور غزل
۰۰ - ۸ پرانی پرمپرائیں بدلتے سندربھ

پارلیمنٹ پریویش: ہندی تقریر
۳۰ - ۹ اداس بادل کا سور: ڈرامہ
مصنف: شریمتی کانتی داس

ہفتہ ۱۱ جولائی

صبح

۴۵ - ۷ دوپہر ۰۰ - ۱۲ اور شب ۱۵ - ۱۰
انیتا تلوار: بھجن اور گیت غزل
۱۰ - ۹ سویتا مہالنگ
خیال میاں کی توڑی

دوپہر

۱۰ - ۱۲ نکھل بنرجی: ستار وادن

شام

۳۰ - ۷ یووادانی
۳۰ - ۹ کلاسیکی موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۱۲ جولائی

صبح

۴۵ - ۷ اور شام ۴۵ - ۵
سکم سنگیت
۱۵ - ۹ پتر کے لئے دھنیہ واد
سامعین کے خطوں کے جواب

دوپہر

۰۰ - ۱۲ بارہ دری

شب

۰۰ - ۸ وردہ وکا فیشن
انوشاسن کے وردوہ
۰۰ - ۱۰ اور ۳۰ - ۱۰
شاستریہ سنگیت

پیر ۱۳ جولائی

صبح

۴۵ - ۷ اور شب ۱۵ - ۸
سہانا چٹرجی: بھجن، غزلیں
۱۰ - ۹ اور شب ۳۰ - ۸
گوپال چکرورتی: ستار وادن

دوپہر

۱۰ - ۱۲ فیاض اور نیاز احمد خاں: خیال

شام

۴۵ - ۵ رویندر سنگیت
۰۰ - ۱۰ کلائن
۳۰ - ۱۰ دیویندر مردیشور
بانسری

(باقی صفحہ ۳۵ پر)

الٰہ آباد

[illegible]

بدھ یکم جولائی

[illegible]

جمعرات ۲ جولائی

[illegible]

۲-۳ ...... گرام

دوپہر

۱۲-۳ ...... [illegible]

۳-۵ یوواوانی

شام

۶-۵۰ پنچایت گھر

۹-۳۰ علاقائی موسیقی کا ...... پروگرام

جمعہ ۳ جولائی

صبح

۶-۳۵ گاندھی ...... [illegible]

[illegible]

۷-۳ ...... [illegible]

۳-۲ ...... [illegible]

۳-۵ یوواوانی

۶-۵ [illegible]

۹-۳ ...... موسیقی

ہفتہ ۴ جولائی

صبح

[illegible]

۸-۳ ...... [illegible]

[illegible]

۵-۵۵ آؤ ...

۳-۵ یوواوانی

۵-۶ ...... [illegible]

شام

۹-۳ ...... موسیقی

اتوار ۵ جولائی

صبح

[illegible]

۱-۱۵ ...... [illegible]

۹-۳۰ ...... [illegible]

۱-۱۵ تینک

...... [illegible]

۱-۲۵ ...... سنگیت

...... [illegible]

...... ستار

۱۱-۲۵ ...... [illegible]

...... [illegible]

دوپہر

۱۲-۳ ...... [illegible]

۱-۱۰ آس انوار ...... [illegible]

۳-۵ یوواوانی

...... [illegible]

۵-۶ پنچایت گھر

رات

۸-۰۰ ...... [illegible]

۹-۴۵ ...... [illegible]

پیر ۶ جولائی

صبح

۸-۲ ۹-۱۰ ...... ۲-۱ ، رات ۹-۴۵

کملا بوس : ...... سال

چھوٹے لال مشرا ...... [illegible]

دوپہر

۳-۱۲ ...... [illegible]

۳-۵ یوواوانی

۶-۵۰ پنچایت گھر

رات

۳-۱ ...... [illegible]

منگل ۷ جولائی

صبح

۷-۴۵ ...... رات ۹-۴۵

...... [illegible] ...... سنگیت

۸-۲ ...... ۹ ...... [illegible]

...... [illegible]

دوپہر

۱۲-۳ ...... [illegible]

۵-۱۵ [illegible]

۵-۶ [illegible]

رات

۸-۰۰ ...... پروگرام

۱۰-۰۰ ...... کی ...... موسیقی

بدھ ۸ جولائی

صبح

۱-۹ ...... ۲-۱ ، رات ۸-۱۵

...... خیال

...... [illegible] طبلہ سنگت

دوپہر

۱۲-۳ ...... [illegible]

۵-۱۵ [illegible]

۳-۵ یوواوانی

شام

۶-۵ پنچایت گھر

۹-۵ ...... [illegible]

۱۰-۰۰ ...... ناٹک

تحریر : ...... کمار

۱۰-۳۰ ...... منظور

جمعرات ۹ جولائی

صبح

۷-۴۵ دوپہر ۱-۱۰

انجلی ...... سگم سنگیت

۸-۲ ...... ۹ ...... ۲-۱ رات ۸-۱۵

...... ستار

...... طبلہ سنگت

دوپہر

۱۲-۳۰ ...... [illegible]

جمعہ ۱۰ جولائی

صبح

۸-۳ ...... [illegible]

...... خیال

...... طبلہ سنگت

دوپہر

۱۲-۳ ...... [illegible]

۳-۵ یوواوانی

شام

۶-۵ پنچایت گھر

۹-۳ اداس ...... ناٹک

تحریر : ...... دیو

ہفتہ ۱۱ جولائی

صبح

۷-۴۵ ...... ۲-۱

نیلم کمار سنہا : سگم سنگیت

۸-۲۰ ...... ۹

دیو برت چودھری : ستار

دوپہر

۵-۱۵ آؤ جو !

۳۰-۵ یوواوانی

شام

۶-۵۰ پنچایت گھر

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ۱۲ جولائی

صبح

۷-۳۰ آپکے آس پاس

رکشا والوں کی زندگی پر مبنی ایک فیچر

پیشکش : ڈاکٹر پرمود سنہا

رامپور

[illegible]

خبریں

[illegible]

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

[illegible]

بدھ یکم جولائی

صبح

۴۵ - ۷ ساوتری سکسینہ : سگم سنگیت

۲۰ - ۸ رمیش موریا : لوک گیت

دوپہر

۳۰ - ۱۲ آپ کی پسند (صرف بدھ کو)

۱۰ - ۱ مہلا جگت (صرف بدھ اور پیر کو)

۴۰ - ۱ اور رات ۱۵ - ۸

بدھادتیہ مکھرجی : ستار وادن

شام

۳۰ - ۶ مرلی ـ ناٹک

مصنف : وشنو پربھاکر

پیشکش : ستیندر شرد

۰۰ - ۷ کرشی جگت

ایگرو کرشی سیو اکیندر کے ذریعہ

کسانوں کو سویدھائیں

بھینٹ وارتا : راجو پر سنگھ

موتی پر شکشن فائدہ مند

بھینٹ وارتا : راجیش چند

۴۵ - ۷ انگریزی تقریر

اقتباس میسج لو ہیومینٹی

۰۰ - ۸ راجیندر مہتہ : غزلیں

جمعرات ۲ جولائی

صبح

۲۰ - ۸ پریم بھاٹیہ اور ساتھی

لوک گیت

دوپہر

۱۰ - ۱ گیتیکا

۴۰ - ۱ اور رات ۱۵ - ۸

بیگم اختر : ٹھمری دادرا

شام

۰۰ - ۷ کرشی جگت

برسات میں کریلے کی کھیتی

بھینٹ وارتا

آہار اور سواستھیہ : بھینٹ وارتا

اسنہلتا

۰۰ - ۸ صلاح الدین احمد : غزلیں

جمعہ ۳ جولائی

صبح

۳۰ - ۷ کاویہ سوربھ

شرد پاٹھک اور شیوانتو

شاہجہاں پوری

۴۵ - ۷ درپن ـ پریوار کلیان پروگرام

(صرف جمعہ)

۲۰ - ۸ دیواگان اور سکھیاں

لوک گیت

دوپہر

۱۰ - ۱ نعتیہ قوالی (صرف جمعہ)

۴۰ - ۱ اور رات ۱۵ - ۸

وی ـ جی ـ جوگ، بسم اللہ خاں

وائلن، شہنائی

شام

۳۰ - ۶ یووا وانی : سرگم

خطوں کے جواب : پریوار کلیان

۰۰ - ۷ کرشی جگت : بھینٹ وارتا

ڈاکٹر وی ـ پانڈے

۴۵ - ۸ دگیاپن کی مصیبت

جھلکی : مصنف : دنیش بھارتی

۰۰ - ۹ صغیر احمد خاں : غزلیں

ہفتہ ۴ جولائی

صبح

۴۵ - ۷ اور رات ۰۰ - ۸

بھوپیندر : غزلیں

۲۰ - ۸ آرتی بنرجی : لوک گیت

دوپہر

۳۰ - ۱۲ سب رس (صرف ہفتہ)

۱۰ - ۱ جوانوں کے لئے (صرف ہفتہ)

شام

۳۰ - ۶ یووا وانی : کہانی و کویتا پاٹھ

۰۰ - ۷ کرشی جگت : بھینٹ وارتا

[illegible]

اتوار ۵ جولائی

صبح

۲۰ - ۸ محمد خلیل اور ساتھی

۱۵ - ۹ پتہ کھیلنے [illegible]

۳۰ - ۹ بال سنگھ

۱۵ - ۱۰ تیگ

پیشکش : وپن شرما

۴۵ - ۱۰ شاستریہ سنگیت

ایرن رائے چودھری : خیال

علی اکبر خاں : سرود

دوپہر

۳۰ - ۱۲ گھر پریوار

۱۰ - ۱ آج اتوار ہے

"رشتہ منظور ہے" مزاحیہ جھلکی

تحریر : [illegible]

شام

۵۰ - ۶ پنچایت گھر

۴۵ - ۹ اپیا

مالویکا کانن ـ گائن

پیر ۱۳ جولائی

صبح

۲۰ - ۸ ، ۱۰ - ۹ ، دوپہر ۲۰ - ۱ ، رات ۴۵ - ۹

منجو سندرم

خیال، ٹھمری، دادرا

دوپہر

۳۰ - ۱۲ گرہ لکشمی

۳۰ - ۵ یووا وانی

۵۰ - ۶ پنچایت گھر

رات

۰۰ - ۱۰ رگھوناتھ سیٹھ : بانسری وادن

منگل ۱۴ جولائی

صبح

۴۵ - ۷ ، دوپہر ۱۰ - ۱

دلیپ کمار مکرجی ، سگم سنگیت

۲۰ - ۸ ، ۱۰ - ۹ ، رات ۲۰ - ۸

موہن لال ، شہنائی

دوپہر

۳۰ - ۱۲ پنگھٹ

۱۵ - ۵ بال گوپال

۳۰ - ۵ یووا وانی

۵۰ - ۶ پنچایت گھر

رات

۰۰ - ۹ سنسکرت پروگرام

۰۰ - ۱۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۵ جولائی

صبح

۱۰ - ۹ ، دوپہر ۲۰ - ۱ ، رات ۱۵ - ۹

منگلا تیواری : خیال

دوپہر

۳۰ - ۱۲ گرہ لکشمی

۱۵ - ۵ آؤ بچو

۳۰ - ۵ یووا وانی

۵۰ - ۶ پنچایت گھر

رات

۵۰ - ۹ پریوار کلیان پر نوٹنکی

۳۰ - ۱۰ النور ۱۰ ، راگ سنگیت

لوک گیت
۱۰ - ۹ بال جگت (صرف اتوار)
دوپہر
۲۵ - ۲ گرامین مہلاؤں کے لئے
مہلائیں رتنی پالن سے لابھ اٹھائیں
بھینٹ وارتا
رام وتی گپتا
وقت سے کھانے کا استعمال کریں
بھینٹ وارتا: سروج سکسینہ
مہلائیں بردن شکشا میں حصہ لیں
پریم لتا اگروال
شام
۳۰ - ۶ یووادانی: سرگم
۰۰ - ۷ کرشی جگت: مونگ پھلی میں فصل کی حفاظت
بھینٹ وارتا: این۔ کے۔ سنگھ
۴۵ - ۷ پریوار کلیان پرشن وتری (صرف اتوار)
۰۰ - ۸ مہدی حسن: غزلیں
۳۰ - ۹ نظیر احمد اور ساتھی: چہار بیت
۴۵ - ۹ آپ کی پسند (صرف اتوار)

پیر ۶ جولائی

صبح
۴۵ - ۷ اور رات ۰۰ - ۸
طلعت محمود: گیت اور غزل
۲۰ - ۸ رام چند دوبے: لوک گیت
دوپہر
۴۰ - ۱ اور رات ۱۵ - ۸
لکشمی شنکر، نرملا دیوی ٹھمری
شام
۳۰ - ۶ یووادانی: نوٹنکی محبت کی پتلی
۰۰ - ۷ کرشی جگت: بھینٹ وارتا
چھوٹے لال موریہ
بچت کرنے کے ودھن سادھن
بھینٹ وارتا سدانند
۴۵ - ۷ اردو پروگرام (صرف پیر)

منگل ۷ جولائی

صبح
۴۵ - ۷ رونا لیلیٰ: گیت
۲۰ - ۸ شکنتلا سرالیواستو
سمبھوناتھ ورما: لوک گیت

۰۰ - ۱ گیتیکا

۴۰ - ۱ روی شنکر، یہودی مینوہن ستار اور وائلن پر یگل بندی

شام
۳۰ - ۶ یووادانی
۰۰ - ۷ کرشی جگت: سہکاری سمیتیاں کیسے بنائیں
بھینٹ وارتا: بھگوتی پرشاد
۴۵ - ۷ مواستھ سندیش (صرف منگل)
۲۰ - ۸ روی شنکر، علی اکبر خاں
ستار اور سرود پر یگل بندی

بدھ ۸ جولائی

صبح
۴۵ - ۷ اور رات ۰۰ - ۱
شانتی ہیرانند: غزلیں
۲۰ - ۸ سجاتا چکرورتی اور سکھیاں
لوک گیت
دوپہر
۴۰ - ۱ سدھیشوری دیوی: دادرا
شام
۰۰ - ۷ کرشی جگت

جمعرات ۹ جولائی

صبح
۲۰ - ۸ ایرا نگم، رادھا لیتھ
لوک گیت
دوپہر
۱۰ - ۱ گیتیکا
۴۰ - ۱ اور رات ۱۵ - ۸
نفر دخاں، سارنگی وادن
شام
۰۰ - ۷ کرشی جگت
پھلدار پودوں میں کھادوں کا پریوگ
بھینٹ وارتا: آنند پال سنگھ
بھینٹ وارتا: انور جہاں بیگم
۰۰ - ۸ لکشمی بائی راٹھور: گیت

جمعہ ۱۰ جولائی

صبح
۳۰ - ۷ کادیہ سوربھ

ڈاکٹر بھگوان شرن بھاردواج
۲۰ - ۸ اما سکسینہ اور سکھیاں
لوک گیت
دوپہر
۴۰ - ۱ اور رات ۱۵ - ۸
مہندر سنگھ: ٹھمری، دادرا
شام
۳۰ - ۶ یووادانی: سرگم
خطوں کے جواب پریوار کلیان
۰۰ - ۷ کرشی جگت: بھینٹ وارتا
ڈاکٹر چندر شیکھر تیاگی
۴۵ - ۷ جھلکی: مصنف منوہر ورما
پیشکش گنگا پرشاد ماتھر
۰۰ - ۸ محمد رفیع: غزلیں

ہفتہ ۱۱ جولائی

صبح
۴۵ - ۷ اور رات ۰۰ - ۸
مہندر سنگھ: غزلیں
۲۰ - ۸ ششی پربھا جوہری اور سکھیاں
لوک گیت
شام
۳۰ - ۶ یووادانی
کہانی: کویتا باٹھ
۰۰ - ۷ کرشی جگت: بھینٹ وارتا
جے پرکاش

اتوار ۱۲ جولائی

صبح
۲۰ - ۸ لوک گیت
دوپہر
۲۵ - ۲ گرامین مہلاؤں کے لئے
بھینٹ وارتا: انور جہاں بیگم
پریوار کا بجٹ کیسے ہو
بھینٹ وارتا: رنجنا چندرا
پھلدار پودوں کا مہتو
بھینٹ وارتا: ستیہ وتی
شام
۳۰ - ۶ یووادانی: سرگم
۰۰ - ۷ کرشی جگت
۰۰ - ۸ شیلندر سنگھ
سگم سنگیت
۳۰ - ۹ تصور میاں اور ساتھی
چہار بیت

پیر ۱۳ جولائی

صبح
۴۵ - ۷ خالد: غزلیں
۲۰ - ۸ ڈاکٹر ششی تیواڑی اور سکھیاں
لوک گیت
۴۰ - ۱ اور رات ۱۵ - ۸
منے خاں: طبلہ وادن
۳۰ - ۶ یووادانی: جھلکی: کنجوس کی موت
مصنف: سلیم سنگیت رتنم
پیشکش: جوالا پرشاد
۰۰ - ۷ کرشی جگت: بھینٹ وارتا
ریکھا جین
۰۰ - ۸ لتا منگیشکر: سگم سنگیت

منگل ۱۴ جولائی

صبح
۴۵ - ۷ شیام موہن: گیت اور غزل
۲۰ - ۸ مدن موہن برج واسی اور کملا سکسینہ
لوک گیت
۱۰ - ۱ گیتیکا
۴۰ - ۱ سیتا سرن سنگھ: گائن
۳۰ - ۶ یووادانی: یووا سماچار
۰۰ - ۷ کرشی جگت
بھینٹ وارتا: مہی پال سنگھ

بدھ ۱۵ جولائی

صبح
۴۵ - ۷ شوبھا ماتھر: سگم سنگیت
۲۰ - ۸ گیان وتی سکسینہ
لوک گیت
۴۰ - ۱ یعقوب علی خاں: سرود وادن
شام
۳۰ - ۶ شطرنج کے کھلاڑی
منشی پریم چند کی کہانی کا ریڈیو روپانتر
پیشکش: ڈاکٹر اچلا ناگر
۰۰ - ۷ کرشی جگت
۴۵ - ۷ دی وے ٹو پروسپیرٹی
سمپوزیم
شرکار: ڈاکٹر کے۔ کے۔ کپور
ڈاکٹر دی۔ این۔ ایس۔ چودھری
اور خالد اقبال
۱۵ - ۸ رام جی لال شرما
پکھاوج وادن

جالندھر چنڈی گڑھ

جالندھر "الف" ۳۴۳٫۶ میٹر ۸۷۳ کلو ہرٹز جالندھر "ب" ۲۷۶٫۴ میٹر ۱۰۸۷ کلو ہرٹز
چنڈی گڑھ ۴۰۹٫۶ میٹر ۷۳۲ کلو ہرٹز (شام ۱۰٫۰۱ تا ۲۰ ۔ ۶ تک)

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح (جالندھر الف)

۵ - ۵۵ وندے ماترم ، منگل دھنی
۶ - ۰۵ پرتیکھے (پروگراموں کا خلاصہ)
۶ - ۱۰ آرادھنا بھگتی سنگیت
۶ - ۲ موسم اور کھیتی باڑی
۶ - ۲۵ [illegible]
۷ - ۶ آپ سے [illegible] (اتوار)
[illegible]
[illegible]
سماچار درپن (منگل اور جمعہ)
[illegible] (جمعرات) [illegible]
چٹھی ملی (جمعہ)
۹ - ۱۵ بال جگت بچوں کے لیے پروگرام (اتوار)

۹ - ۴۵ چانن رشتیاں [illegible]
[illegible] پروگرام
۹ - ۳ [illegible] ۱۵ اتوار

دوپہر

۱۲ - ۳ ماری سمسیا [illegible]
۱۲ - ۴۵ [illegible]
۱ - ۵ [illegible] کے لیے
۲ - ۰۰ [illegible] کھیتی
۲ - ۳ لوک گیت (مختلف گلوکار)
۲ - ۴۵ [illegible]

شام

۵ [illegible] کے لیے
[illegible] (۱۹۸۱)

[illegible]
[illegible] علامات اور [illegible]
[illegible]
[illegible]
پرادیشک سماچار [illegible]
[illegible]
(جالندھر ب)

شام

[illegible]

[illegible]
[illegible]

بدھ یکم جولائی

صبح

۶ - ۴۵ بھجن
۷ - ۰۵ پنجابی گیت
۷ - ۱۵ کسم بڑودکر : گیت اور غزل
۷ - ۳۰ برہم سروپ سنگھ : وچتر دینا
راگ کومل رشب آساوری
۸ - ۳۰ پنجابی گیت
۸ - ۵۰ لوک گیت : اکبر علی جودھاں

دوپہر

۱۲ - ۰۰ وسنت رائے دلیش پانڈے
خیال نٹ بھیرو
۱۲ - ۱۵ بھائی ہرنام سنگھ جوگی : شبد
۲ - ۳۰ غزلیں

شام

۷ - ۳۰ قدم قدم پڑا پڑا
۷ - ۵۰ گیت کسم بڑودکر اور کورس
۸ - ۰۰ پنجابی میں تقریر
۸ - ۱۰ پنجابی گیت
۸ - ۲۵ سنگم سنگیت
۹ - ۳۰ آپ کی فرمائش
۱۰ - ۳۰ برہم سروپ سنگھ
وچتر دینا پر راگ درباری

جمعرات ۲ جولائی

صبح

۶ - ۴۵ بھائی گورنام سنگھ راگی اور ساتھی
شبد
۷ - ۰۵ پنجابی گیت
۷ - ۱۵ غزلیں : رام کرشن چند شری
۷ - ۳۰ شری دیکشن
بانسری پر راگ گجری توڑی
۸ - ۳۰ کلدیپ مانک : لوک گیت
۸ - ۵۰ اندر جیت سود
پنجابی گیت
۹ - ۱۵ بھجن

دوپہر

۱۲ - ۰۰ ٹھمری : نرملا دیوی
ہیرا دیوی مشرا اور گرجا دیوی
۱۲ - ۱۵ بھائی گورنام سنگھ راگی اور ساتھی
شبد
۲ - ۳۰ غزلیں

شام

۵ - ۱۵ گوردیو سنگھ کومل : لوک گیت
۷ - ۳۰ لوک رچی سماچار
۷ - ۴۵ قوالیاں
۸ - ۰۰ رجنا (پنجابی میں ادبی پروگرام)

۸ - ۳۰ سنگم سنگیت

۹ - ۳۰ پرادیشک سنگیت کانیشنل
پروگرام ۔ گوردبانی

۱۰ - ۳۰ شری دیکشن
بانسری پر راگ جھنجھوٹی اور
ٹھمری ، مشر پیلو

جمعہ ۳ جولائی

صبح

۶ - ۴۵ بھجن
۷ - ۰۵ ست سادھنا
۷ - ۱۵ نرنید ، گیتا ، غزلیں
۷ - ۳۰ بھگوان داس سینی
خیال بلاس خانی توڑی
دبے راٹھور اور بانسری پر راگ
میاں کی توڑی
۸ - ۳۰ رتنکا تیواڑی
غزلیں
۸ - ۵۰ شوکت علی ماتوئی
صوفیانہ کلام
۹ - ۱۵ محمد تقی قوال اور ساتھی : کافی

دوپہر

۱۲ - ۰۰ امرت حسین خاں
ستار پر راگ سندھ سارنگ
ہری پرشاد چورسیہ
بانسری پر ٹھمری مشر کھماج اور پیلو
۱۲ - ۳۰ رتنکا تیواڑی : غزلیں
۲ - ۳۰ غزلیں

شام

۵ - ۱۵ ملکیت سنگھ سنبھر ڈھاڈی اور
ساتھی : واراں
۷ - ۳۰ کمار گندھرو
خیال شری کلیان اور کلیان شری
۸ - ۰۰ ہندی میں تقریر
۸ - ۲۵ سنگم سنگیت
۹ - ۳۰ سندھی بتی ناٹک
۱۰ - ۱۵ منموہن کور سندھو : لوک گیت
۱۰ - ۳۰ بھگوان داس سینی
خیال کیدار
کالرہ بروشری (سرود اور ستار)
راگ جے جے ونتی اور دھن

ہفتہ ۴ جولائی

صبح

۶ - ۴۵ شبد
۷ - ۰۵ جندر کانتا کپور : لوک گیت
۷ - ۱۵ انیتا تواڑی : گیت
۷ - ۳۰ غلام مصطفےٰ خاں : خیال رام کلی
۸ - ۳۰ مینا کپور : گیت اور غزل
۸ - ۵۰ پنجابی گیت
۹ - ۱۵ شبد

دوپہر

۱۲ - ۰۰ غلام مصطفےٰ خاں : ٹھمری پیلو
۱۲ - ۱۵ گیت
۱۲ - ۳۰ لوک رنگ
لوک گیتوں کا پروگرام
۲ - ۳۰ غزلیں

شام

۵ - ۱۵ لال چند یملا جٹ ۔ لوک گیت
۷ - ۳۰ گیت ہرش نا کلے : انیتا تواڑی
پامیلا مکرجی ، سمجھانا جیکر وتی اور
کورس
۸ - ۰۰ پنجابی میں تقریر
۸ - ۱۰ پنجابی میں گیت
۸ - ۳۰ سنگم سنگیت

اتوار ۵ جولائی

صبح

۷ - ۰۵ پنجابی گیت
۷ - ۱۵ چاند رائے ، غزلیں
۷ - ۳۰ این ۔ راجم : وائلن پر راگ دیسی
۸ - ۳۰ مسیحی بھجن
۸ - ۵۰ گیت (سندھی)
۱۰ - ۱۰ آپ کی فرمائش

دوپہر

۱۲ - ۰۰ این ۔ راجم
وائلن پر راگ بلاسری
۱۲ - ۱۵ چاند رائے : غزلیں
۲ - ۳۰ سنگم سنگیت

شام

۵ - ۱۵ امرجیت سنگھ گوردا سپوری
لوک گیت
۷ - ۳۰ چاند رائے : گیت
۷ - ۴۵ جاگرت : پنجابی میں گھریلو سلسلہ
وار فیچر پروگرام
۹ - ۰۰ انگریزی میں تقریر

۸-۲۵ سکھ سنگیت
۱۰-۰۰ شبد
۱۰-۳۰ سُر یوں سمر
استاد نیاز خاں
خیال دیسی اور درباری

پیر ۶ جولائی

صبح
۶-۴۵ بھجن
۷-۰۵ کمل ہنس پال: پنجابی گیت
۷-۱۵ غزلیں
۷-۳۰ بہاری لال
کلارنٹ پر راگ بھیرویں اور
شاستری موہن بھٹ
ستار پر راگ اہیر بھیرو
نٹ بھیرو اور لوڑی
۸-۲۰ کوردیپ سنگھ: لوک گیت
۸-۵۰ پنجابی گیت
۹-۱۵ ودیا ساگر امپال: بھجن
دوپہر
۱۲-۰۰ سننے والوں کی پسند
سننے والوں کی فرمائش پر
پنجابی گیت
۱۲-۳۰ گیت (ہندی)
۲-۲۰ غزلیں
شام
۷-۴۰ ودیا ساگر امپال: غزلیں
۷-۵۵ گیت: کمل ہنس پال
۸-۰۰ ہندی میں تقریر
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۲۰ پنجابی میں ناٹک
۱۰-۱۵ لوک گیت: جسبیر سنگھ خوشدل
۱۰-۳۰ بہاری لال: کلارنٹ پر راگ
بہاگ اور روشن آرا بیگم
خیال ساون

منگل ۷ جولائی

صبح
۶-۴۵ شبد
۷-۰۵ سریندر سنگھ سمن: لوک گیت
۷-۱۵ غزلیں
۷-۳۰ سرفراز حسین خاں
خیال للت
۸-۲۰ کرتار سندھو: گیت
۸-۵۰ پنجابی گیت
۹-۱۵ کرشنا کلے، دینا بخشی
اور بھوشن مہتہ
گیت اور غزلیں
دوپہر
۱۲-۰۰ پرچھائیاں
۲-۲۰ غزلیں
شام
۵-۱۵ چندر شیکھر: لوک گیت
۷-۴۰ شاہانہ چڑجی
لکشمی بائی راٹھور: بیگم اختر اور
زرینہ خاتون: گیت اور غزل
۸-۰۰ اردو میں تقریر
۹-۱۰ غزلیں
۸-۲۰ کویتا پاٹھ
۸-۳۰ سگم سنگیت
۹-۳۰ کھیڈ سنسار
کھیلوں کا میگزین پروگرام

بدھ ۸ جولائی

صبح
۶-۴۵ بھجن
۷-۰۵ پنجابی گیت
۷-۱۵ سی-ایل-ولی: غزلیں
۷-۳۰ لت احمد صدیقی
سارنگی پر بھیرویں
۸-۲۰ سلوچنا چون اور گیتا دت: گیت
۸-۵۰ پردمیلا یتی: لوک گیت
۹-۱۵ بھائی اقبال سنگھ راگی اور ساتھی شبد
دوپہر
۱۲-۰۰ تری گریش
خیال میاں کی سارنگ
۱۲-۱۵ سی-ایل-ولی: کافیاں
۲-۲۰ غزلیں
شام
۷-۴۰ قدم قدم پڑاپڑ
۷-۵۰ بھائی اقبال سنگھ راگی اور ساتھی
شبد
۸-۰۰ پنجابی میں تقریر
۸-۱۰ پنجابی میں گیت
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۲۰ آپ کی فرمائش
۱۰-۲۰ لت احمد صدیقی
سارنگی پر راگ راجیشوری

جمعرات ۹ جولائی

صبح
۶-۴۵ شبد
۷-۰۵ پنجابی گیت
۷-۱۵ غزلیں: ارملا ناگر
۷-۳۰ دلباغ سنگھ اور گلباغ سنگھ
خیال لوڑی
استاد حفیظ علی خاں (سرود)
راگ چندر بانکو
۸-۲۰ پریتی بالا: لوک گیت
۸-۵۰ قوالی
۹-۱۵ ہربھجن لال: بھجن
دوپہر
۱۲-۰۰ رگھوناتھ سیٹھ
بانسری پر راگ کلاوتی
۱۲-۱۵ ہربھجن لال: گیت اور غزل
۲-۲۰ غزلیں
شام
۵-۱۵ جگموہن کور: لوک گیت
۷-۴۰ لوک رچی سماچار
۷-۴۵ ہربھجن لال: غزلیں
۸-۰۰ پریکی مل: ہندی میں ادبی وارتا
۸-۳۰ سگم سنگیت
۹-۳۰ فیچروں کا نیشنل پروگرام
۱۰-۳۰ دلباغ سنگھ اور گلباغ سنگھ
راگ مالکونس اور بدھی دتہ مکرجی
ستار پر راگ یمن

جمعہ ۱۰ جولائی

صبح
۶-۴۵ بھجن
۷-۰۵ ست سادھنا
۷-۱۵ کافیاں: چندر
۷-۳۰ اوم پرکاش
کلارنٹ پر راگ للت
۸-۲۰ چمن لال بھلہ: غزلیں
۸-۵۰ جاگیر محمد: صوفیانہ کلام
۹-۱۵ پنجابی گیت
دوپہر
۱۲-۰۰ پنڈت روی شنکر: ستار پر
راگ الہیہ بلاول اور ریٹ دیپ
۱۲-۳۰ چمن لال بھلہ: غزلیں
۲-۲۰ غزلیں
شام
۵-۱۵ ہربھجن سنگھ ناہل اور ساتھی
لوک گیت
۷-۴۰ پربھا اترے: خیال مارو بہاگ
۸-۰۰ سندی میں تقریر
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۳۰ ہندی میں ناٹک
۱۰-۱۵ لوک گیت: ہردیو سنگھ خوشدل
۱۰-۳۰ اوم پرکاش
کلارنٹ پر راگ چندرکونس

ہفتہ ۱۱ جولائی

صبح
۶-۴۵ شبد
۷-۰۵ کشمیر سنگھ سندھو: لوک گیت
۷-۱۵ غزلیں: سری رام
۷-۳۰ منی پرشاد: خیال چاروکیشی
۸-۲۰ گیت: بلدیو راج
۸-۵۰ پنجابی گیت
۹-۱۵ نریندر کور: گیت
دوپہر
۱۲-۰۰ الکا دیوی: ٹھمری
۱۲-۱۵ غزلیں: سری رام
۱۲-۴۵ ایم-ایل-ناگرہ: گیت
۲-۲۰ غزلیں
شام
۵-۱۵ لوک گیت: گورمیت کور
ماوا اور ساتھی
۷-۴۰ گیت اور غزل
نریندر کور اور ایم-ایل-ناگرہ
۸-۰۰ پنجابی میں تقریر
۸-۳۰ سگم سنگیت

اتوار ۱۲ جولائی

صبح
۷-۰۵ پنجابی گیت
۷-۱۵ غزلیں: لچھمن داس سندھو
۷-۳۰ اے-کانن: خیال اہیر بھیرو
۸-۵۰ گیت (ہندی)
۱۰-۱۵ آپ کی فرمائش
دوپہر
۱۲-۰۰ رام نارائن: سارنگی پر راگ اہیر
بھیرو، شوکمار شرما اور برج بھوشن
کابرہ

سنطور اور گٹار پر راگ بھیروی
۱۲-۱۵ کافیاں: لچھمن داس سندھو

شام
۵-۱۵ گردھاری لال اور ساتھی: بیٹھیں
۷-۴۰ لوک گیت: لچھمن داس سندھو
۷-۴۵ جاگرت
گھریلو سلسلہ وار فیچر (پنجابی)
۸-۰۰ انگریزی میں تقریر
۸-۲۵ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ شبد
۱۰-۳۰ سدیوی سر
اے. کانن: خیال باگیشری

پیر ۱۳ رجولائی

صبح
۶-۴۵ بھجن
۷-۰۵ پنجابی گیت
۷-۱۵ غزلیں: پریم پاٹھک
۷-۳۰ سیابہاری سرن (جل ترنگ)
راگ بھیروی
ملک ارجن منصور: خیال جونپوری
۸-۳۰ لوک گیت: سورن باوا
۸-۵ پورن شاہکوٹی: گیت اور غزل
۹-۱۵ جھلکی (طنز و مزاح کا پروگرام)

دوپہر
۱۲-۰۰ تہاڈی پسند
سامعین کی فرمائش پر پنجابی گیت
۱۲-۳۰ پورن شاہکوٹی
گیت اور غزل
۲-۲۰ غزلیں

شام
۷-۴۰ پورن شاہکوٹی اور بی. ایس نارنگ
گیت اور غزل
۸-۰۰ ہندی میں تقریر
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۳۰ پنجابی میں ناٹک
۱۰-۱۵ لوک گیت: سعیدہ بانو
۱۰-۳۰ سیابہاری شرن: راگ یمن
ملک ارجن منصور
خیال جیت کلیان اور بہاری

منگل ۱۴ رجولائی

صبح
۶-۴۵ شبد

۷-۰۵ محمد صدیق: لوک گیت
۷-۱۵ سیتا کوہلی: گیت اور غزل
۷-۳۰ بینا پانی مشرا: خیال اہیر بھیرو
۸-۲۰ غزلیں
۸-۵۰ پنجابی گیت
۹-۱۵ چرن جیت کور: گیت اور غزل

دوپہر
۱۲-۰۰ پرچھائیاں
۲-۲۰ غزلیں

شام
۵-۱۵ ہردیو سنگھ خوشدل: لوک گیت
۷-۴۰ سیتا کوہلی اور چرن جیت کور
گیت اور غزل
۸-۰۰ اردو میں تقریر
۸-۱۰ غزلیں
۸-۲۰ کویتا پاٹھ
۸-۳۰ سگم سنگیت
۹-۳۰ پرشن چنہہ
ہندی میں بھینٹ وارتا

بدھ ۱۵ رجولائی

صبح
۶-۴۵ بھجن
۷-۰۵ پنجابی گیت
۷-۱۵ شانتی ہیرانند: غزلیں
۷-۳۰ شریو کالیکر: خیال اہیر بھیرو
۸-۲۰ سگم سنگیت
۸-۵۰ سوہندر سنگھ پردیسی
لوک گیت
۹-۱۵ گورچرن کور اور ساتھی: شبد

دوپہر
۱۲-۰۰ بسم اللہ خاں (شہنائی)
راگ بھیم پلاسی
۱۲-۱۵ گورچرن کور اور ساتھی: شبد
۲-۲۰ غزلیں

شام
۷-۴۰ قدم قدم پڑ اڑیا
گیت
۷-۵۰ پنجابی میں تقریر
۸-۰۰ پنجابی گیت
۸-۱۰ سگم سنگیت
۸-۲۵ آپ کی فرمائش
۹-۳۰ شریو کالیکر
۱۰-۳۰ خیال باگیشری

روہتک

میڈیم ویو ۲۶۰ میٹر ۱۱۴۳ کلو ہرٹز
پہلی مجلس صبح ۶:۰۰ سے ۹ تک (اتوار ۹:۱۵ تک)
دوسری مجلس ۱۲:۳۰ سے ۱:۳۰ تک
تیسری مجلس ۵:۳۰ سے ۱۰:۳۰ تک (جمعرات گیارہ بجے تک)

بدھ یکم جولائی

صبح
۷-۱۰ شام ۷-۴۵
شیلندر سنگھ، پریتی چاولہ
سگم سنگیت
۷-۲۵ جیند ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ رات ۱۰:۰۰
کندن لال شرما، کلاسیکی موسیقی
۸-۳۰ دوپہر ۲:۲۰
ٹیک چند چوہان، بہاری لال
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ گاتی ہنکتی
۱-۰۰ کنترنیں

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
فلمیں سپھل کیوں ہوتی ہیں؟
۶-۱۰ ننھے منے
۶-۳۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ ہریانوی زبان اور اسکی بولیاں
ہندی تقریر
۸-۳۰ پریتی ساگر: گیت اور غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے کتنا میٹھا
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۲ رجولائی

صبح
۷-۱۰ شام ۷-۴۵
پرتیبھا جین: سگم سنگیت
۷-۲۵ کوروکشیتر ضلع کی چٹھی
۷-۳ چلتے چلتے
۸-۲۰ دوپہر ۲-۲۰ ابھیت سنگھ ایلاوت اور

سوہن کمار ساتھی: لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ایک رنگ
۱-۰۰ ورندگان

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
سرگم
۶-۱۰ ہریانوی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
جوانوں سے بات چیت
۸-۰۰ گھر آنگن
۸-۳۰ مناظرہ: گیت
۹-۱۵ آپکا پطالا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: پیرادائیک سنگیت
گورہ بانی

جمعہ ۳ رجولائی

صبح
۷-۱۰ شام ۷-۴۵
سیمانت بیا: غزلیں بھجن
۷-۲۵ مہندرگڑھ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ رات ۱۰:۰۰
ینا لال سولنکی: کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ شیر سنگھ: لوک گیت
۸-۳۰ گاندھی چرچا

دوپہر
۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت
۱-۰۰ ورندگان
۲-۲۰ شیر سنگھ، دیپ چند
لوک گیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ بھجن گیت

۷-۰۰ کھیل جگت
۷-۳۰ بیلم ... غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے 'صب'
۹-۳۰ قوالیاں

ہفتہ ۴ جولائی

صبح
۷-۱۰ شام ۴۵-۷
بیلم ... غزلیں
۷-۲۵ ... ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ ... کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ دوپہر ۲-۲۰ ... ساتھی
... لوک گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ...
۱-۰۰ ...
۴-۱۰ اساتذہ کیلئے

شام
۵-۳۰ یوواسنسار
۶-۱۰ ...
۶-۳۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ ...
۸-۳۰ یونس ملک . سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'دادا'
۹-۳۰ نیشنل پروگرام موسیقی

اتوار ۵ جولائی

صبح
۷-۱۰ شام ۴۵-۷
سمتا ماجیانی : لوک گیت
۷-۲۵ سرسہ ضلع کی چٹھی
۸-۳۰ بسم اللہ خاں اور ساتھی
شہنائی وادن
۸-۲۰ بچوں کیلئے پروگرام
'جادو کی چھڑی' کہانی
کان، ناک اور گلے کے روگ

دوپہر
۱۲-۳۰ ناری جگت
'دنیا جان گئی' کہانی
۱-۰۰ کھلا آکاش
۲-۲۰ من پھول میر، سلطان سنگھ لاٹھر
لوک گیت

شام
۵-۳۰ یوواؤں کی پسند

خطوں کے جواب
۶-۱۰ ... پردیش کے لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
آپ کی پسند
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۳۰ ... سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے '...'
۹-۳۰ جھلکی
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۶ جولائی

صبح
۷-۱۰ ... سگم سنگیت
۷-۲۵ فریدآباد ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ رات ۱۰-۰۰
... کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ دوپہر ۲-۲۰ ...
... لوک گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ...
۱-۰۰ ...

شام
۵-۳۰ یوواسنسار
رفتار زمانہ
۶-۱۰ ...
۶-۳۰ گرامین سنسار
۸-۳۰ محمد رفیع : غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے 'سنتوشی ماں'
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : تقریر

منگل ۷ جولائی

صبح
۷-۱۰ شام ۴۵-۷
ونیو راجہ ... سگم سنگیت
۷-۲۵ روہتک ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ غلام مصطفیٰ : کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ دوپہر ۲-۲۰ ...
ست نارائن وششٹ . لوک گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ ورندگان

شام
۵-۳۰ یوواسنسار
میری پسند کے گیت

ان سے ملیے
۶-۱۰ گجراتی گیت
۶-۳۰ پنگھٹ
۸-۰۰ کلام شاعر
۸-۳۰ غلام علی : سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'دی برننگ ٹرین'
۹-۳۰ 'کیا آج کے دانشور اپنے سماجی ماحول سے کٹتے جا رہے ہیں'
ہندی میں تبادلہ خیال
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۸ جولائی

صبح
۷-۱۰ شام ۴۵-۷
بگل بھاردواج سگم سنگیت
۷-۲۵ ... ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ رات ۱۰-۰۰
دیال سنگھ رانا : بانسری
۸-۲۰ دوپہر ۲-۲۰ پرہلاد سنگھ اور
کملا ... : لوک گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ گاتی ...
۱-۰۰ کتھائیں

شام
۵-۳۰ یوواسنسار
گھریلو نوکروں کی زندگی
۶-۱۰ ننھے منے
۶-۳۰ گرامین سنسار
خطوں کے جواب
لوک گیت
۸-۰۰ ہندی تقریر
۸-۳۰ رونا لیلیٰ : سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'بابی'
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۹ جولائی

صبح
۷-۱۰ شام ۴۵-۷
رومیش ... سگم سنگیت
۷-۲۵ انبالہ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ چلتے چلتے
۸-۲۰ دوپہر ۲-۲۰
کیور چند، سویتا گریوال : لوک گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ساز اور آواز
۱-۰۰ ورندگان

شام
۵-۳۰ یوواسنسار
سرگم
۶-۱۰ کشمیری گیت
۶-۳۰ بالک منڈلی
۸-۰۰ گھر آنگن
۸-۳۰ ملکہ پکھراج : سگم سنگیت
۹-۱۵ آپ کا خط ملا

جمعہ ۱۰ جولائی

صبح
۷-۰۰ شام ۴۵-۷
منو ... سگم سنگیت
۷-۲۵ بھوانی ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ ... رام نرمل : جلترنگ
۸-۲۰ دوپہر ۲-۲۰
چھوٹے اور عابد حسین . لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت
۱-۰۰ ورندگان

شام
۵-۳۰ یوواسنسار
'مورت کے مارے یہ بیچارے ادیب'
۶-۱۰ مدھیہ پردیش کے گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ وگیان کلب
۸-۳۰ ہری اوم شرن : بھجن
۹-۱۵ ایک فلم سے 'تپسیا'
۹-۳۰ ڈرامہ

ہفتہ ۱۱ جولائی

صبح
۷-۱۰ شام ۴۵-۷
طلعت عزیز ، سگم سنگیت
۷-۲۵ کرنال ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ غلام علی پرویز : کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ دوپہر ۲-۲۰ امرجیت کور اور
کوشلیا کادیان ، لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ پھر سنیے
۱-۰۰ ورندگان

۳۰-۱ اساتذہ کیلئے

شام

۳۰-۵ یووانسار
گیتوں بھری کہانی 'نہ جانے کیوں'،

۱۰-۶ برج کے گیت

۳۰-۶ گرامین سنسار

۰۰-۸ ہریانہ درشن

۳۰-۸ ہمنت کمار : گیت

۱۵-۹ ایک فلم سے 'احساس'

۳۰-۹ نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ۱۲ جولائی

صبح

۱۰-۰۰ شام ۴۵-۷
لکشمی نارائن پراشر : سگم سنگیت

۲۵-۷ گوڑگاؤں ضلع کی چٹھی

۳۰-۷ رس بہاری دتہ : ستار وادن

۲۰-۱۰ بال کنج
'ایک ضروری بات'

دوپہر

۳۰-۱۲ ناری جگت
'کتنا مشکل ہے بیٹی کا بیاہ' تبادلہ خیال

۰۰-۱ کھلا آکاش

۲۰-۲ چیتن پرکاش وساتھی اور مانگے رام
لوک سنگیت

شام

۳۰-۵ یووائوں کی پسند
خطوں کے جواب

۱۰-۶ راجستھانی گیت

۳۰-۶ گرامین سنسار
آپ کی پسند

۰۰-۸ آج اتوار ہے

۳۰-۸ ماسٹر مدن اور حبیب علی

۳۰-۹ ایک فلم سے 'گھر سنسار'

پیر ۱۳ جولائی

صبح

۱۰-۷ شام ۴۵-۷
لیش شرما : سگم سنگیت

۲۵-۷ جیند ضلع کی چٹھی

۳۰-۷ رات ۰۰-۱۰
استاد امیر خاں : کلاسیکی موسیقی

۲۰-۸ دوپہر ۲۰-۲ بھیم سنگھ وساتھی اور
نرملا دلو پتو : لوک سنگیت

دوپہر

۳۰-۱۲ ملے جلے گانے

۰۰-۱ وِرندگان

شام

۳۰-۵ یووانسار
'جہیز ایک سماجی بیماری'

۱۰-۶ بھوجپوری گیت

۳۰-۶ گرامین سنسار

۰۰-۸ انگریزی تقریر

۳۰-۸ انوپ جلوٹا : بھجن

۱۵-۹ ایک فلم سے 'قسمیں وعدے'

۳۰-۹ نیشنل پروگرام : تقریر

منگل ۱۴ جولائی

صبح

۱۰-۷ شام ۴۵-۷
مدھو لاسکینہ : سگم سنگیت

۲۵-۷ کورکشیتر ضلع کی چٹھی

۳۰-۷ ہری پرشاد چورسیا : بانسری وادن

۲۰-۹ دوپہر ۲۰-۲
آشا لتا، بیش کوشک : لوک سنگیت

دوپہر

۳۰-۱۲ لائبریری سے انتخاب

۰۰-۱ وِرندگان

شام

۳۰-۵ یووانسار
میری پسند کے گیت

۱۰-۶ پہاڑی لوک گیت

۳۰-۶ گرامین سنسار
پنگھٹ

۰۰-۸ کلام شاعر

۳۰-۸ سموہ گان

۱۵-۹ ایک فلم سے 'پتیا'

۳۰-۹ ہندی میں ادبی میگزین پروگرام

۰۰-۱۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۱۵ جولائی

صبح

۱۰-۷ شام ۴۵-۷
ویدسیٹھ : سگم سنگیت

۲۵-۷ مہندر گڈھ ضلع کی چٹھی

۳۰-۷ رات ۰۰-۱۰
رویندر دیو : کلاسیکی موسیقی

۲۰-۹ دوپہر ۲۰-۲

شملہ

۳۸۷٫۲۶ میٹر ۷۷۳ کلو ہرٹز

صبح ۴۵-۵ سے ۳۰-۷ ۴۷۹۰ کلو ہرٹز

صبح ۴۵-۷ سے ۳۰-۹ اور ۴۵-۹ سے ۴۵-۴، ۴۵-۵ ۶۰۴۰ کلو ہرٹز

شام ۰۰-۵ سے ۱۵-۶ اور ۰۰-۶ سے رات ۰۰-۱۲ ۳۲۲۳ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی صبح [illegible]

انگریزی صبح [illegible]

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۳-۹ گیان [illegible]
بھکتی سنگیت

۵۵ بھیتی باڑی [illegible]

کلاسیکی موسیقی

۴۵ پہاڑی سنگیت

۹ [illegible] موسیقی

[illegible]

۲-۳ [illegible]

شام

[illegible]

بدھ یکم جولائی

صبح

۲-۶ گیان وندو اور بھگتی سنگیت

۱۰-۷ کلاسیکی موسیقی
کرناٹک سنگیت

۴۰-۷ جیون جیوتی

۲۰-۸ ٹھمری، دادرا

۳۵-۸ امر بھارتی

۵-۹ ایک فلم کے گیت

شام

۰۰-۶ ضلع کی چٹھی

۱۵-۶ دیہی خواتین کیلئے

۳۵-۷ گرامین یووائوں کیلئے
کام کاج کی باتیں، فرمائشی لوک گیت
خطوں کے جواب

۱۵-۸ سماچار درشن

۲۵-۹ سگم سنگیت

۱۵-۹ ہماچل ڈائری

۳۰-۹ چرچا کا وشیہ ہے

۰۰-۱۰ آپ کے انورودھ پر

سری پال سنگھ، رام بھل شرما
لوک سنگیت

دوپہر

۳۰-۱۲ گاتی بھکتی

۰۰-۱ کیرتنیں

شام

۳۰-۵ یووانسار

۱۰-۶ ننھے منے

۳۰-۶ گرامین سنسار

۰۰-۸ ہندی تقریر

۳۰-۸ انور : غزلیں

۱۵-۹ ایک فلم سے 'سچا جھوٹا'

۳۰-۹ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۲ جولائی

صبح

۲۰-۶ گیان وندو اور بھگتی سنگیت

۱۰-۷ کلاسیکی موسیقی

۴۰-۷ دیش گان

۲۰-۸ پنجابی گیت

۳۵-۸ ریڈیو نکٹر

۵-۹ ایک کلاکار

شام

۰۰-۶ اس ماس کا گیت

۵-۶ کانگڑی پروگرام

۵۵-۶ پہاڑی دھن

۸-۱۵ [illegible]
۸-۲۵ بھگتی سنگیت
۹-۰۵ آپ کا پتر ملا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : علاقائی لوک گیت

جمعہ ۳ جولائی

صبح
۷-۱۰ پراتھنا سبھا
۷-۴۰ ترنگ
کاویہ پاٹھ
۸-۲۰ سگم سنگیت
۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۰۵ محفل

شام
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۶-۱۵ منڈیالی پروگرام
۶-۵۵ سامانیک چرچا
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۰۵ لوک تنتر کی پریہ کلپنا
[illegible]
تقریر از [illegible] ایس منوہر
۹-۳۰ [illegible]
۱۰-۰۰ من بھاون
پرانی فلموں سے

ہفتہ ۴ جولائی

صبح
۶-۲۰ گیان وندو اور بھگتی سنگیت
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ گیت
۸-۲۰ سیاحوں کیلئے
'سری لنکا میں کچھ دن'، تقریر از
سدرشن وششٹ
۸-۳۰ کلاسیکی موسیقی
۹-۰۵ رس دھارا

شام
۵-۰۰ چمبا پانگی پروگرام
۵-۳۰ سرموری پروگرام
۶-۳۰ بلاسپوری پروگرام
۸-۱۵ سگم سنگیت
۸-۲۵ فلمی سنگیت
۹-۱۵ ہیم درشن
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ۵ جولائی

صبح
۶-۲۵ گیان وندو اور بھگتی سنگیت
۷-۲ اس ماس کا گیت
۸-۲ آپ کی چٹھی آپ کی فرمائش
۹-۱۵ ان دنوں
انڈولوزیہ مبنی پروگرام
۹-۳۰ ساز اور آواز
۹-۴۵ وگیان اور جیون
۱۰-۰۰ یوواوانی
۱۱-۰۰ ہندی ڈرامہ

دوپہر
۱۲-۰۰ گیتوں بھری کہانی
۱۲-۳۰ بال گوپال
۲-۰۰ خواتین کیلئے

شام
۶-۰۰ پہاڑی دھن
۶-۱۵ کانگڑی پروگرام
۷-۳۵ سومان : [illegible]
۸-۲ [illegible] کیلئے
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۰۵ من منتھن
کہانی از رمیش چندر شرما
۹-۳۰ گت بہار سے

پیر ۶ جولائی

صبح
۶-۲ گیان وندو اور بھگتی سنگیت
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ شبد
۸-۲۵ ساہتیہ ویلا
'ہماچل میں پچھلے دس سال میں اپنیاس
لیکھن'، تقریر از ڈاکٹر سوشیل کمار پھل
۹-۰۵ بھولے بسرے گیت

شام
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۶-۱۵ منڈیالی پروگرام
۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس
۸-۲۵ خاندان کی بہبودی
انٹرولوزر پر مبنی پروگرام
۸-۳۵ وادیہ ورند

۹-۰۵ جگیاسا
۹-۳۰ ہندی بات چیت
۹-۴۵ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ انگریزی فیچر

منگل ۷ جولائی

صبح
۶-۲ گیان وندو اور بھگتی سنگیت
۷-۱۰ پراتھنا سبھا
۷-۳ خاندان کی بہبودی پر مبنی گیت
۸-۲۰ رات ۸-۱۵
سگم سنگیت
۸-۳۵ علاقائی سنگیت
۹-۰۵ [illegible]

شام
۶-۱۵ بلاسپوری پروگرام
۶-۵۵ سامانیک چرچا
۸-۲۵ سب رس
۹-۱۵ تعلیم پر تقریر
۹-۳۰ انگریزی بات چیت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۸ جولائی

صبح
۶-۲۰ گیان وندو اور بھگتی سنگیت
۷-۱ کرناٹک سنگیت
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ ٹھمری دادرا
۸-۲۵ امر بھارتی
۹-۵ ایک فلم کے گیت

شام
۵-۳ کلوی پروگرام
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۶-۱۵ دیہی خواتین کیلئے
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۱۵ ہماچل ڈائری
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ آپکے انورودھ پر
نئی فلموں کے گیت

جمعرات ۹ جولائی

صبح
۶-۲۰ گیان وندو اور بھگتی سنگیت
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ دیش گان
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۳۰ ریڈیو ڈاکٹر
۹-۰۵ ایک کلاکار

شام
۶-۰ اس ماس کا گیت
۶-۱۵ کانگڑی پروگرام
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ بھگتی سنگیت
۹-۱۵ آپ کا پتر ملا
۹-۳ نیشنل پروگرام : فیچر
۱۰-۰۰ کلاسیکی موسیقی

جمعہ ۱۰ جولائی

صبح
۶-۱ گیان وندو اور بھگتی سنگیت
۷-۱ پراتھنا سبھا
۷-۴۰ ترنگ
کاویہ پاٹھ
۸-۲۰، رات ۸-۱۵
سگم سنگیت
۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۰۵ محفل

شام
۵-۳۰ مہاسوئی پروگرام
۶-۰ پہاڑی دھن
۶-۱۵ منڈیالی پروگرام
۶-۳۵ خاندان کی بہبودی پر مبنی پروگرام
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۵ لوک تنتر کی پریہ کلپنا
'فرانسیسی کرانتی کے سمئے'،
تقریر از ڈاکٹر او پی گوتم
۱-۰۰ من بھاون
پرانی فلموں سے فرمائشی گیت

ہفتہ ۱۱ جولائی

صبح
۶-۲۰ گیان وندو اور وندنا
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ گیت
۸-۲۰ سیاحوں کیلئے
۸-۳۰ کلاسیکی موسیقی
۹-۰۰ رس دھارا

شام
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۶-۱۵ بلاسپوری پروگرام
۷-۳۵ گیت
۸-۱۵ سنگم سنگیت
۸-۲۵ فلمی موسیقی
۹-۱۵ ہیم درشن
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی

اتوار ۱۲ جولائی

صبح
۶-۲۵ گیان وندو اور بھگتی سنگیت
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ اس ماس کا گیت
۸-۲۰ آپ کی چٹھی آپکی فرمائش
۹-۰۵ پہاڑی دھن
۹-۱۵ ان دنوں
انٹرویو پر مبنی پروگرام
۹-۳۰ ساز اور آواز
۹-۴۵ وگیان اور جیون
۱۰-۰۰ یووا وانی
۱۱-۰۰ ہندی ڈرامہ
دوپہر
۱۲-۰۰ 'پٹاری' رنگا رنگ پروگرام
پیشکش : کیشو سوامی
۱۲-۳۰ بال گوپال
۳-۰۰ خواتین کیلئے
شام
۶-۰۰ پہاڑی دھن
۶-۱۵ کانگڑی پروگرام
۷-۳۵ 'گاؤں گاؤں سے'
انٹرویو پر مبنی فیچر
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۱۵ 'میرے پستک سنگرہ سے'
پستک سمیکشا از ڈاکٹر للن رائے
۹-۳۰ گیت پہاڑا رے

پیر ۱۳ جولائی

صبح
۶-۲۰ گیان وندو اور بھگتی سنگیت
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ جیون جیوتی
۷-۵۵ سنے کی بات
۸-۲۰ شبد
۸-۳۵ رام کرشن کوشل : کویتا پاٹھ
۹-۰۵ بھولے بسرے گیت
شام
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۶-۱۵ منڈیالی پروگرام
۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس
۸-۲۵ خاندان کی بہبودی کا پروگرام
۸-۳۰ دلیش گان
۹-۱۵ ہیم ترنگنی
۹-۳۰ ہندی میں گفتگو

منگل ۱۴ جولائی

صبح
۶-۲ گیان وندو اور بھگتی سنگیت
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ خاندان کی بہبودی پر مبنی گیت
۸-۲۰ سنگم سنگیت
۸-۳۵ علاقائی سنگیت
۹-۰۵ چٹنکا
شام
۶-۰ سامانیک دیپا
۶-۱۵ بلاسپوری پروگرام
۸-۱۵ سنگم سنگیت
۸-۲۵ سب جن
۹-۱۵ وگیان جگت
۹-۳۰ انگریزی گفتگو
۹-۴۵ سنگم سنگیت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۵ جولائی

صبح
۶-۲۰ گیان وندو اور بھگتی سنگیت
۷-۱۰ کرناٹک سنگیت
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ ٹھمری ، دادرا
۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۰۵ ایک فلم کے گیت
شام
۵-۳۰ کلوئی پروگرام
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۶-۱۵ دیہی خواتین کیلئے
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سنگم سنگیت
۹-۱۵ ہماچل ڈائری
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ آپ کے انورودھ پر
نئی فلموں کے گیت

جے پور، اجمیر، بیکانیر، اودے پور، جودھپور

جے پور (الف) ۴۳۰.۲ میٹر ۶۹۰ کلوہرٹز — جے پور (ب) ۳۰۰ میٹر ۱۰۰۸ کلوہرٹز
اجمیر ۲۹۹ میٹر ۱۰۰۸ کلوہرٹز — بیکانیر ۲۳۲.۵ میٹر ۱۲۹۰ کلوہرٹز
اودے پور ۲۲۲ میٹر ۱۱۲۵ کلوہرٹز — جودھپور ۵۳۰ میٹر ۵۳۱ کلوہرٹز ، ۲۰۰.۵ میٹر ۱۹۰۰ کلوہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں : صبح ۸-۰۰ ، دوپہر ۱-۵۰ ، ۲-۰۰ ، رات ۹-۰۰ ، شام ۵-۰۵
رات ۱۰-۴۵ ، پیر ، منگل ، ہفتہ ، اتوار ۱۱-۰۵
انگریزی میں خبریں : صبح ۸-۰۰ ، دوپہر ۱-۰۰ ، (سوائے اتوار) ، شام ۶-۰۰
رات ۹-۰۰ ، (پیر ، منگل ، ہفتہ ، اتوار ۱۱-۰۰ بجے)
صوبائی خبریں : (ہندی) صبح ۷-۰۵ ، شام ۷-۰۰ (راجستھانی) شام ۵-۱۵
سندھی میں خبریں : صبح ۷-۴۰ ، شام ۶-۱۵
سنسکرت میں خبریں : صبح ۷-۰۰ ، شام ۶-۱۰ ، ہندی میں سماچار : صبح ۹-۰۰

بدھ یکم جولائی

صبح
۷-۱۰ کرساں ری بات موسم روزانہ
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
ہدایت خاں : طبلہ وادن
۸-۲۰ پریکلپ ہندی کاویہ پاٹھ
ورشا گیت : الیسا پانچ پھول سنگھ
۸-۳۰ رات ۱۰-۱۵
ومالا پاریکھ : بھجن
۹-۱۰ دوپہر ۱-۳۰
پنا لال بوہرا اور ساتھی ، لوک سنگیت
۹-۲۰ معین الدین : غزلیں
شام
۵-۰۵ یووا وانی
نئی عمر کی نئی ترنگ
ہمارا پرلویش اور تندرستی
۵-۵۵ روزگار سوچنائیں
۶-۳۰ سندھی پروگرام
(۱) لگھو کہانی از شری سماتمانی
(۲) اندو فنکار ۔ کوشلیا کرپلانی
۷-۲۰ کرشکوں کیلئے
سوامی یاترا ۔ اخباری لال جی
۹-۳۰ 'ہاتھی اور بھاندی' ناٹک
تحریر : ہنین بوہیا
ہدایت : سکھدیو سنگھ بہور
۱۰-۳۰ اندرجالی بانی : لوک گیت

جمعرات ۲ جولائی

صبح
۶-۳۵ وندنا
۷-۰۵ دیووانی : سنسکرت کہانی
بانی معین دیوا پادھیائے
۸-۳۰ بدھ سنگیت
۹-۱۰ ، ۱-۴۰
پربھات کماری چوہان
لوک گیت
۹-۲۰ ، شام ۶-۵۰
ترپال سنگھ : منڈولین پر دھن
دوپہر
۱-۱۰ میلا بگت
کام کاجی مہیلائیں اور صحت پر پوار :
تقریر
شام
۵-۰۵ یووا وانی
۸-۰۰ کھلا آکاش
۹-۱۵ سماج چرچا
ساھد و تمان کیلئے پر یوار نیوجن :
تقریر

جمعہ ۳ جولائی

صبح

۷-۳۰ تا ۳۰-۱۰ رات
شاستریہ سنگیت
لیلا وتی ابھلے ، خیال
۱۰-۱ ممتا ڈاکن لیا ، لوک گیت

دوپہر
۱-۳۰ رام پیاری ، لوک سنگیت

شام
۵-۰۵ یوواوانی
۶-۳۵ شاستریہ سنگیت
۶-۴۵ بتن دیوانہ : غزلیں
۹-۳۰ ناٹک

ہفتہ ۴ جولائی

صبح
۷-۳۰ بنسی گوپال شاستری
جلترنگ وادن
۸-۳ دھیراسین ، لوک گیت
۹-۱۰ نور محمد لنگا اور ساتھی
لوک گیت

دوپہر
۱-۳۰ انوز بانو ، لوک گیت

شام
۵-۰۵ یوواوانی
۸-۰۰ کہکشاں - اردو پروگرام
'چھوٹا خاندان اور مصیبتوں سے چھٹکارہ'
تقریر

اتوار ۵ جولائی

صبح
۷-۳۰ ، رات ۳۰-۱۰
شاستریہ سنگیت
سرلیش گوسوامی ، وائلن
رفیق محمد ، طبلہ پر سنگت
۹-۱۵ 'مکل' بچوں کیلئے پروگرام
(۱) اس ماس کا گیت
(۲) سنتھا کا پروگرام ،
شری موتی ڈونگری بال مندر ، جے پور
(۳) وشو کے مہان وگیانک : سلسلہ تقریر
'گیلیلیو' جنھے سب کیلئے سب سے
ٹکرلی'
تحریر : ڈاکٹر اے ایل بھاٹیہ

(۴) بال کلاکار
۱۰-۰۰ سندھی پروگرام
'برسات میں بیماریاں' تقریر از
ڈاکٹر جی رام
بانسیارام ، بھجن

دوپہر
۱۲-۰۰ مہیلا جگت ، کاریہ شیل مہلاؤں کیلئے
'شادی کی شرطیں' از سریندر میر فوال
۲-۳۰ سلسلہ وار فیچر
دوانی مال چھدائی لال

شام
۵-۰۵ یوواوانی
۸-۰۰ انگریزی تقریر
۱۰-۰۰ پتریکا پروگرام
'بدلتی سماجک نیتیں اور اپیکشت
ساہتیہ درشن' ہندی مباحثہ
شرکا ، ڈاکٹر مان سلمہ خیال
ڈاکٹر وی این اپادھیایہ
ڈاکٹر این کے اچاریہ
سوریم پرکاش

پیر ۶ جولائی

صبح
۷-۳۰ لکشمن بھٹ تیلنگ
آلاپ و دروپد
ملن خاں : پرواج سنگت
۸-۳۰ ، ۱۰-۹
شیورام ، لوک گیت
۸-۳۰ ، ۲۰-۹
سنیل کمار ورما ، وائلن پر دھنیں

دوپہر
۱-۳۰ سونی دیوی ، لوک گیت

شام
۵-۰۵ یوواوانی
۶-۳۰ شاستریہ سنگیت
۷-۳۰ کرشکوں کیلئے
سواتیہ پرشن اوتری
۱۰-۰۰ پیر شب کی محفل موسیقی
لکشمن بھٹ تلنگ
الاپ دھمار
ملن خاں ، پرواج سنگت

منگل ۷ جولائی

صبح
۷-۳۰ دائم علی قادری ، طبلہ وادن

۹-۱۰ ارملا کھنہ ، لوک گیت
۹-۳۰ ، شام ۴۵-۶
سوہن سنگھ ، گیت / غزلیں

دوپہر
۱-۳۰ ارملا کھنہ ، لوک گیت

شام
۵-۰۵ یوواوانی
۶-۲۵ ستیہ نارائن شرما ، لوک گیت
۸-۰۰ کھلا آکاش
۹-۳ سندھی پروگرام
فلمی اور غیر فلمی ریکارڈ
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
بھاگی میجر ، دھرپد اور دھمار

بدھ ۸ جولائی

صبح
۷-۳۰ جی کے شرما ، خیال
۸-۳۰ تیج کرن راؤ ، گیت
۹-۱۰ اللہ جلالی بائی ، لوک گیت
۹-۳۰ سبھو بائی : بھجن

دوپہر
۱-۳۰ گھنشام ڈانگی ، لوک سنگیت

شام
۵-۰۵ یوواوانی
کہانی
نئی رُت کی نئی ترنگ
۶-۳۰ سندھی پروگرام
'بارنی جی پھلواڑی' بچوں کیلئے
۸-۰۰ کھلا آکاش
۹-۳۰ 'ستیہ وان کی واپسی' ناٹک
تحریر ، ڈاکٹر ستیندر پارکھ
۱۰-۱۵ شالنی کیلر ، جگتی سنگیت
۱۰-۴۵ تیج کرن راؤ
پارسا کی غزل

جمعرات ۹ جولائی

صبح
۷-۵۰ دیووانی
گوپی کشن ویاس
سنسکرت نظم خوانی
۸-۳۰ سدھ سنگیت
۹-۱۰ ، دوپہر ۳۰-۱
لکشمی نارائن ، لوک گیت
۹-۳۰ ، شام ۰۵-۶
سگم سنگیت
بابو لال شرما ، بانسری پر دھنیں

دوپہر
۱-۱۰ مہیلا جگت
آپ کے سوال ہمارے جواب

شام
۵-۰۵ یوواوانی
۹-۱۵ سواستھ چرچا
اپچار سے بچاؤ بہتر ہے
'ہڈیوں کے روگ' انٹرویو

جمعہ ۱۰ جولائی

صبح
۷-۳۰ ، رات ۳۰-۱۰
شاستریہ سنگیت
رگھویر پرشاد : ستار وادن
۸-۳۰ ، شام ۴۵-۶
سگم سنگیت
مایا راوت ، گیت ، بھجن
۹-۱۰ دوپہر ۳۰-۱
نند دیوی ، لوک سنگیت

شام
۵-۰۵ یوواوانی
۹-۳۰ 'پلاسٹس پھولتے ہیں' ناٹک
تحریر : راجندر سکسینہ
پیشکش : ایس ایس کپور

ہفتہ ۱۱ جولائی

صبح
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
۸-۳۰ 'پڑھا گنا' ہندی تقریر از
ڈاکٹر جگدیش شرما
۸-۳۰ / ۱۰-۹
سونی بائی ، لوک گیت
۱-۳۰ اگرسین ، لوک گیت

شام
۵-۰۵ یوواوانی
۶-۳۰ بال گوپال
سہیلیاں ری باڑی
(۱) استھائی پاتر کملا بائی
(۲) ڈاکٹر سبحان سے ملاقات

اتوار ۱۲ جولائی

صبح
۷-۳۰ ، رات ۰۰-۱۰

شاستریہ سنگیت
رام گوپال ڈانگی : خیال
۸-۲۰ سورنگنا
۹-۱۵ 'مکل' بچوں کیلئے
(۱) اس ماس کا گیت
(۲) 'پھول اور کانٹے' ناٹک
تحریر : جگدیش چندر شرما
(۳) وشو کے مہان وگیانک 'آرکے میڈیز' لوگوں نے اسے جادوگر سمجھا'
تقریراز ڈاکٹر پردیپ بھٹناگر
(۴) بال کلاکار
فلمی اور غیر فلمی ریکارڈ

دوپہر
۱۲-۳۰ (۱) جھلکی
(۲) سلسلہ وار فیچر 'گنی استاد'
تحریر : جے سنگھ ایس راٹھور
۲-۲۰ اپنی چھایا اپنا درپن
(۱) ایڈیٹوریل
(۲) کہانی
(۳) نیوز اور گانے
ایڈیٹر : کے جی سنہا

شام
۵-۰۵ یووا وانی
۸-۰۰ 'جسم بیماری کا مقابلہ کیسے کرتا ہے؟' انگریزی تقریر
از ڈاکٹر ایچ پی سکینہ

پیر ۱۳؍جولائی

صبح
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
۸-۲۰ علاؤالدین لنگا و ساتھی : لوک گیت
۸-۳۰، شام ۶-۴۵ سگم سنگیت
بنواری لال : گیت/بھجن
۹-۱۰ شیلا راٹھور : لوک گیت

دوپہر
۱-۳۰ اوم پرکاش گہلوت و ساتھی لوک گیت

شام
۵-۰۵ یوواوانی
۶-۳۰ شاستریہ سنگیت
۷-۲۰ کرشکوں کیلئے
پیشکش : آدیش کمار

۱۰-۰۰ پیر شب کی محفل موسیقی

منگل ۱۴؍جولائی

صبح
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
سیتا بجول کر : وائلن وادن
۹-۱۰، دوپہر ۱-۳۰
پشپا کاس : لوک گیت
۹-۲۰ شام ۶-۴۵
سگم سنگیت
جین بھجن و مل کمار پاٹنی اور ساتھی

شام
۵-۰۵ یوواوانی
۶-۳۵ پشپا کاس : لوک سنگیت
۷-۲۰ کرشکوں کیلئے
'یوجنا ضروری ہے کھیتی اور پریوار دونوں کیلئے'
تقریر
۹-۳۰ سندھی پروگرام
ناٹک : بنسی لال یادو کے مول ہندی ناٹک کا سندھی عکس
۱۰-۰۰ دیوی پرساد گھوش
ستار وادن

بدھ ۱۵؍جولائی

صبح
۷-۳۰ شاستریہ گائن
۸-۲۰ پریمل
ہندی کاویہ پاٹھ از منگل سکینہ
۸-۳۰ مایا اسرانی : گیت
۹-۱۰ رعنا خاں : لوک گیت
۹-۳۰ عبداللطیف اور ساتھی : قوالی

دوپہر
۱-۳۰ فلکو بائی اور سہیلیاں : لوک سنگیت

شام
۵-۰۵ یوواوانی
نئی عمر کی نئی ترنگ
'بیفڑیں کھویا یووک' تقریراز آروشت
۶-۳۰ سندھی پروگرام
نئی روشنی نواں دیدار (نوجوانوں کیلئے)
۷-۳۰ کرشکوں کیلئے
استھائی پاتر - لچھی رام جی
۹-۳۰ 'کشتی کے پار' ناٹک
تحریر : سدھا گپتا
پروڈکشن : ایس ایس کپور
۱۰-۱۵ مایا اسرانی : بھگتی سنگیت
۱۰-۳۰ گنپت لال ڈانگی اور ساتھی : لوک گیت
۱۰-۴۵ عبداللطیف اور ساتھی : قوالی

پٹنہ، بھاگلپور، دربھنگہ

پٹنہ : ۹ر۴۸۳ میٹر، ۶۲۱ کلو ہرٹز بھاگلپور : ۷ر۲۰۵ میٹر، ۱۴۵۸ کلو ہرٹز
دربھنگہ : ۴ر۲۳۱ میٹر، ۱۲۹۶ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں : صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰ شام ۶-۰۵ رات ۸-۴۵ (۱۰-۰۵ صرف ہفتے کو)
اردو میں خبریں : صبح ۸-۵۰ رات ۹-۱۵
انگریزی میں خبریں : صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ رات ۹-۰۰ (۱۱-۰۰ صرف ہفتے کو)

اردو پروگرام روزانہ صبح ۸-۳۵ سے ۹-۴۵ تک

بدھ یکم جولائی

صبح
۵-۵۵ نو پربھات
۶-۱۰ وندنا
۶-۳۵ مانس گان
۷-۰۵، رات ۱۰-۰۰
شاستریہ سنگیت
اندرجیت بھٹاچاریہ : ستار
۸-۲۰، شام ۶-۱۵
سگم سنگیت
۱-۳۰ لوک گیت
۲-۳۰ پشپانجلی
۵-۵۰ ودیاپتی گیت

رات
۸-۰۰ پراگ : ہندی میں ادبی پروگرام
۸-۳۰ بھولے بسرے گیت

جمعرات ۲؍جولائی

صبح
۷-۰۵ شاستریہ سنگیت
درگیش مشر : خیال
۸-۲۰، شام ۶-۱۵
سگم سنگیت
۱-۳۰، رات ۸-۳۰
لوک گیت
۲-۲۰ دلیش بھگتی گیت
۵-۳۰ بھارتی : میتھلی پروگرام

شام
۷-۴۵ وشو ودیالیہ پرسارن

جمعہ ۳؍جولائی

صبح
۷-۰۵، رات ۱۰-۰۰
شاستریہ سنگیت
ترپتی گھوش : خیال/ٹھمری
۸-۲۰ سگم سنگیت
۱-۳۰ لوک گیت
۲-۳۰ قوالی
۵-۳۰ آرتی : بھوجپوری پروگرام

شام
۶-۱۵ گھر پریوار
سلسلہ وار فیچر
۸-۰۰ ہندی تقریر
۹-۳۰ کنچن مرگ
تحریر : ڈاکٹر جنرنجیہ پرساد جا

ہفتہ ۴؍جولائی

صبح
۷-۰۵ شاستریہ سنگیت
رام داس مشر : خیال
۸-۲۰ سگم سنگیت
۱-۳۰ لوک گیت
۲-۲۰ گیتیکا
۵-۳۰ گھمٹی پروگرام

شام
۶-۱۵ درشن

۸-۰۰ ہندی تقریر
۸-۳۰ سامانیک وارتا

اتوار ۵ر جولائی

صبح
۶-۴۵ ریڈیو کارٹون
۷-۰۵ شاستریہ سنگیت
پنالال داس ؛ سارنگی وادن
۸-۲۰ ، شام ۶-۱۵
سگم سنگیت

دوپہر
۱-۱۵ آپ کی پسند
۲-۲۰ وادیہ سنگیت
۵-۳۰ بھارتی ؛ مستقل پروگرام
رات
۸-۰۰ 'نویدن ہے' خطوں کے جواب
۸-۳۰ ہندی تقریر
۹-۳۰ شت دل
۱۰-۰۰ لوک سنگیت

پیر ۶ر جولائی

صبح
۷-۰۵ ، رات ۱۰-۰۰
شاستریہ سنگیت
چکردھر شر ؛ خیال
۸-۲۰ ، شام ۶-۱۵
سگم سنگیت

دوپہر
۱-۳۰ ، رات ۸-۳۰
لوک گیت
۲-۲۰ غزل
۵-۳۰ بھارتی ؛ بھوجپوری پروگرام
شام
۷-۴۵ ہندی تقریر
۹-۴۵ رویندر سنگیت

منگل ۷ر جولائی

صبح
۷-۰۵ شاستریہ سنگیت
شیونارائن سنگھ ؛ ستار
۸-۲۰ ، شام ۶-۱۵
سگم سنگیت

دوپہر
۱-۳۰ لوک گیت
۲-۲۰ راگداری
۵-۳۰ گھٹی پروگرام
شام
۷-۴۵ وشوودیالیہ کاریہ کرم
۸-۰۰ نئی چنائیں
۹-۳۰ ناٹک

بدھ ۸ر جولائی

صبح
۷-۰۵ ، رات ۱۰-۰۰
شاستریہ سنگیت
ایلک پنڈت ؛ خیال
۸-۲۰ ، شام ۶-۱۵
سگم سنگیت

دوپہر
۱-۳۰ لوک گیت
۲-۲۰ پشپانجلی
شام
۵-۵۰ ودیاپتی گیت
۸-۰۰ پراگ ؛ ہندی میں ادبی پروگرام
۸-۳۰ بھولے بسرے گیت

جمعرات ۹ر جولائی

صبح
۷-۰۵ شاستریہ سنگیت
راجی پاٹھک ؛ خیال
۸-۲۰ ، شام ۶-۱۵
سگم سنگیت

دوپہر
۱-۳۰ ، رات ۸-۳۰
لوک گیت
۲-۲۰ دیش بھگتی گیت
۵-۳۰ بھارتی ؛ مستقل پروگرام
۷-۴۵ وشوودیالیہ پرسارن
رات
۸-۰۰ نئی دشائیں

جمعہ ۱۰ر جولائی

صبح
۷-۰۵ ، رات ۱۰-۰۰
کرشن رام اور ساتھی شاستریہ سنگیت
۸-۲۰ سگم سنگیت

دوپہر
۱-۳۰ لوک گیت
۲-۲۰ قوالی
۵-۳۰ 'آرتی' ، بھوجپوری پروگرام
شام
۷-۴۵ ہندی تقریر
۹-۳۰ 'کنچن مرگ' ناٹک
تحریر ؛ مرتنجے پرساد جھا

ہفتہ ۱۱ر جولائی

صبح
۷-۰۵ شاستریہ سنگیت
شری کانت باکرے ؛ خیال
۸-۲۰ سگم سنگیت

دوپہر
۱-۳۰ لوک گیت
۲-۲۰ گیتیکا
شام
۵-۳۰ گھٹی پروگرام
۶-۱۵ درپن
۸-۰۰ ہندی تقریر
۸-۳۰ سامانیک وارتا

اتوار ۱۲ر جولائی

صبح
۷-۰۵ شاستریہ سنگیت
گوروديو سنگھ ؛ سرود
۸-۲۰ ، ۶-۱۵
سگم سنگیت

دوپہر
۱۲-۰۰ 'شکنتلا' ناٹک
مہاکوی کالیداس کے سنسکرت ناٹک کا
ہندی ریڈیو شکس از چیتر بج
۱-۱۵ آپ کی پسند
۲-۲۰ وادیہ سنگیت
شام
۵-۳۰ بھارتی ؛ مستقل پروگرام
۷-۴۵ 'آج ریوار ہے' مزاحیہ جھلکی
تحریر ؛ دیپک سنہا
۸-۳۰ ہندی تقریر
۱۰-۰۰ لوک سنگیت

پیر ۱۳ر جولائی

صبح
۷-۰۵ ، رات ۱۰-۰۰
شاستریہ سنگیت
میناکشی داس ؛ خیال
۸-۲۰ ، شام ۶-۱۵
سگم سنگیت

دوپہر
۱-۳۰ ، رات ۸-۳۰
لوک گیت
۱-۴۵ 'اندر دھنش'
تحریر ؛ ڈاکٹر شنکر پرشاد
۲-۲۰ غزل
۵-۳۰ 'آرتی' بھوجپوری پروگرام
۷-۴۵ ہندی تقریر
۹-۴۵ رویندر سنگیت

منگل ۱۴ر جولائی

صبح
۷-۰۵ شاستریہ سنگیت
گووردھن مشر ؛ خیال
۸-۲۰ ، شام ۶-۱۵
سگم سنگیت

دوپہر
۱-۳۰ لوک گیت
۲-۲۰ راگداری
۵-۵۰ گھٹی پروگرام
۵-۳۰
شام
۷-۴۵ وشوودیالیہ پرسارن
۸-۰۰ وگیان جگت
۸-۳۰ چتر پٹ سے

بدھ ۱۵ر جولائی

صبح
۷-۰۵ ، رات ۱۰-۰۰
شاستریہ سنگیت
ارون کمار چٹرجی ؛ ستار
۸-۲۰ ، شام ۶-۲۰
سگم سنگیت

دوپہر
۱-۳۰ لوک گیت
۲-۲۰ پشپانجلی
۵-۵۰ ودیاپتی گیت
رات
۸-۰۰ پراگ ، ہندی میں ادبی پروگرام
۸-۳۰ بھولے بسرے گیت
۹-۳۰ ہندی میں مباحثہ

اورنگ آباد، پربھنی

اورنگ آباد: ۱۹۷٫۲ میٹر - ۱۵۲۱ کلو ہرٹز　　پربھنی: ۲۲۹٫۹ میٹر - ۱۳۰۵ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی [illegible] صبح [illegible] شام [illegible] رات　　اردو [illegible] (اورنگ آباد سے)　　انگریزی [illegible] رات [illegible]

مراٹھی علاقائی خبریں [illegible] صبح [illegible] شام [illegible]　　مراٹھی (دکنی خبریں) [illegible] صبح [illegible] دوپہر [illegible]　　اردو [illegible] دوپہر [illegible] رات

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

[illegible] وندے ماترم

[illegible] امرت دھارا

[illegible] پروگرام کا خلاصہ (زبان مراٹھی)

[illegible] کسانوں کے لئے پروگرام

[illegible] سوراگل

[illegible] صبح کی جھلکی

[illegible] اختتام

شام

[illegible] پہلوانی (اوجوانوں کے لئے پروگرام)

[illegible] بھیرو کی راتے

[illegible] روز گار سماچار

[illegible] مقامی اعلانات

[illegible] پروگرام کی تفصیل (زبان مراٹھی)

[illegible] کسانوں کے لئے پروگرام (زبان مراٹھی)

[illegible] آپ کا گھر آپ کا شیوار

[illegible] [illegible]

[illegible] اختتام

بدھ یکم جولائی

صبح

۷-۱۵ پنڈت روی شنکر : ستار

۷-۳۰ سب رنگ (اردو پروگرام) (روزانہ)

۸-۴۰ پروین سلطانہ : ٹھمری

دوپہر

۱۲-۳۰ فلمی نغمے

۱-۰۰ پنڈت ڈی وی پلسکر

خیال للت اور میاں ملہار

۱-۴۰ لیگل گان

شام

۶-۳۰ دیہی پروگرام (مراٹھی)

۸-۱۵ اردو تقریر

۹-۳۰ فیچر : اوشا بڑے ساٹھے

۱۰-۰۰ میری پسند

جمعرات ۲ جولائی

صبح

۷-۱۵ لکشمی شنکر : خیال توڑی

۸-۴۰ بلرام پاٹھک

ستار پر راگ بھیروی

دوپہر

۱۲-۳۰ فلمی نغمے

۱-۴۰ خادیہ لہری

شام

۶-۱۵ لوک سنگیت

۸-۱۵ دھونی چتر

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : علاقائی موسیقی

جمعہ ۳ جولائی

صبح

۷-۱۵ گاندھی وندنا

۸-۳۰ بال گندھرو، چھوٹا گندھرو اور
کمار گندھرو : ناٹیہ سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ چترپٹ سنگیت

۱-۰۰ مانک ورما

خیال بھٹیار اور دیسی

۱-۴۰ اروند راتے : سگم سنگیت

شام

۶-۱۵ پی کے دلیش مکھ اور ساتھی

۶-۳۰ کامگار جگت

۸-۱۵ مراٹھی تقریر

۹-۳۰ مراٹھی ڈرامہ

۱۰-۰۰ امیر خاں : خیال میگھ

ہفتہ ۴ جولائی

صبح

۷-۱۵ پی کے دلیش مکھ اور ساتھی

۸-۴۰ سور شلپ

دوپہر

۱۲-۳۰ رنگ محفل

نیلم ساہنی، سیما شرما، شانتی سکینہ

۱-۰۰ سارنگ راگ کی قسمیں

۱-۴۰ ابھنگ وانی

شام

۶-۴۵ لوک سنگیت

۷-۳۰ آپکے گھر آپکے شوار

۸-۱۵ اون پاؤس : سلسلہ وار مراٹھی فیچر

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ۵ جولائی

صبح

۷-۱۰ بڑے غلام خاں : ٹھمری

۸-۴۰ بھاؤ گیت

۹-۰۵ بچوں کیلئے پروگرام

۹-۵۰ ہندی پروگرام

دوپہر

۱-۰۰ خواتین کیلئے

شام

۶-۱۵ مراٹھی میں خطوں کے جواب

۹-۱۵ فرمائشی گیتوں کا پروگرام (مراٹھی)

۱۰-۰۰ بڑے غلام علی خاں : خیال

پیر ۶ جولائی

صبح

۷-۱۵ عبدالحلیم جعفر خاں : ستار

دوپہر

۱۲-۳۰ فلمی نغمے

۱-۰۰ پرکاش سنگیت : خیال

منگل ۷ جولائی

صبح

۷-۳۰ سب رنگ

دوپہر

۱۲-۳۰ ملے جلے گانے

رات

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۸ جولائی

۱۲-۳۰ مراٹھی فلمی گیت

رات

۹-۳۰ مراٹھی مباحثہ

۱۰-۰۰ فرمائشی مراٹھی نغمے

جمعرات ۹ جولائی

صبح

۸-۴۰ رئیس خاں : ستار

۱۲-۳۰ ہندی فلمی نغمے

رات

۸-۱۵ نیوز ریل (مراٹھی)

جمعہ ۱۰ جولائی

دوپہر

۱۲-۳۰ مراٹھی فلمی نغمے

شام

۶-۳۰ مزدوروں کیلئے پروگرام (مراٹھی)

۹-۳۰ ناٹک (مراٹھی)

ہفتہ ۱۱ جولائی

دوپہر

۱۲-۳۰ قوالیاں

رات

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

اتوار ۱۲ جولائی

صبح

۸-۴۰ بھاؤ گیت

۹-۰۵ بچوں کا پروگرام

۹-۴۰ ہندی پروگرام

۱-۰۰ خواتین کا پروگرام

رات

۸-۱۵ مراٹھی میں خطوں کے جواب

۹-۳۰ فرمائشی گیتوں کا پروگرام

پیر ۱۳ جولائی

دوپہر

۱۲-۳۰ فلمی نغمے

رات

۱۰-۰۰ شریدھ کلکرنی : بانسری

منگل ۱۴ جولائی

۱۲-۳۰ شر انگیت

رات

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۵ جولائی

صبح

۸-۳۰ بیگم اختر، ٹھمری

دوپہر

۱۲-۳۰ فلمی نغمے

شام

۶-۱۵ لوک گیت

۱۰-۰۰ مراٹھی میں خطوں کے جواب

بھوپال، رائپور، گوالیار، جبلپور

بھوپال الف ۲۰۰۰ء۲۰۲ میٹر ۱۴۸۰ کلوہرٹز   بھوپال ب ۳۱۳ء۲۲ میٹر ۱۳۴۳۰ کلوہرٹز

صبح ۴۵-۵ سے ۰۵-۱۰ ۹۶۹۰ کلوہرٹز

صبح ۰۰-۱۰ سے ۰۰-۲ ۹-۴۵ — ۹

صبح ۴۵-۹ سے ۱۵-۱۰، ۴۵-۴ شام } ۴۸۰۰ کلوہرٹز

شام ۰۰-۵ سے ۰۰-۱۱ رات ۳۳۱۵ کلوہرٹز

رائپور ۱۱ء۲۰۹ میٹر ۱۴۳۰ کلوہرٹز   گوالیار ۱۱ء۲۱۵ میٹر ۱۳۹۰ کلوہرٹز   جبلپور ۲ء۲۵۲ میٹر ۱۱۷۹ کلوہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۰۰-۷، ۰۵-۷، ۱۵-۸ (پرادیشک سماچار)، دوپہر ۰۵-۱، ۴۵-۲، شام ۰۵-۶، رات ۴۵-۸، ۰۵-۱۰ (صرف ہفتے کو)

انگریزی میں خبریں: صبح ۱۰-۷، دوپہر ۰۰-۱۲، شام ۰۰-۶، رات ۰۰-۹، ۰۰-۱۱ (صرف ہفتے کو)

بدھ یکم جولائی

صبح

۶-۴۵ وندنا (روزانہ)

۱۲-۳۰ مہیلا سبھا

۲-۳۰ پر تکھیں لوک گیت سنیں

رات

۸-۰۰ ون مہوتسو پر: وزیر منتری کی تقریر

۹-۳۰ ترنگ

افسانہ از اقبال جعفری

کلام جگر: صابری برادرس

مزاحیہ تقریر: سکندر غالب

۱۰-۳۰ ڈرامہ: اپنی اپنی کھڑکی

مصنف: کے۔ ایس۔ دگل

جمعرات ۲ جولائی

صبح

۷-۳۰ ان دنوں: فیملی ویلفیر پروگرام

۹-۳۰ کویتا پاٹھ: ڈاکٹر پرشوتم چکرورتی

رات

۸-۰۰ پستک سمیکشا: رشمی دوپ

۹-۳۰ لوک اور پرادیشک سنگیت کا نیشنل پروگرام

جمعہ ۳ جولائی

صبح

۹-۱۰ نئی رچنا: نظم خوانی از جیوتی لال ورما و دوسرے

دوپہر

۲-۳۰ لوک گیت: روشن بائی اور سہیلیاں

رات

۸-۰۰ اردو پروگرام: کہکشاں

ہفتہ ۴ جولائی

صبح

۷-۴۵ مختلف صوبوں کا لوک سنگیت

دوپہر

۱-۳۰ رویندر سنگیت

رات

۸-۰۰ چتر دیکا: بھوپال تال کا اتہاس

مباحثہ

شرکاء: ڈاکٹر شنکر تیواری

ڈاکٹر ایم۔ ڈی۔ کھرے

شمبھو دیال گرو

وائی۔ کے۔ بخاری

اتوار ۵ جولائی

صبح

۸-۳۰ بال سبھا

۱۰-۰۰ ششو لوک: ننھے منوں کے لئے

دوپہر

۱۲-۳۰ بھولے بسرے گیت

رات

۸-۰۰ آپ کا پتر: سامعین کے خطوط

پیر ۶ جولائی

صبح

۷-۳۰ سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ درپن

۲-۳۰ لوک گیت: چندر کلا سونی

رات

۸-۰۰ پرادیشک سماچار درشن

۹-۴۵ وادیہ ورند

منگل ۷ جولائی

صبح

۷-۴۵ وادیہ ورند

۸-۳۰ اردو پروگرام: آئینہ، ڈرامہ

میر امن کی باغ و بہار

سیر پہلے درویش کی

مؤلف: قمر جمالی

دوپہر

۱-۳۰ کا دیہ دھارا: کالو رام بیٹھک

رات

۸-۱۵ ہندی تقریر

از ڈاکٹر شوبھ ناتھ پاٹھک

بدھ ۸ جولائی

دوپہر

۱۲-۳۰ مہیلا سبھا

رات

۸-۰۰ ساہتیکی: کہانی از ڈاکٹر نریش چندر جین

۹-۳۰ ترنگ: واپسی

مصنف: صولت سعید

جمعرات ۹ جولائی

صبح

۹-۱۰ کا دیہ پاٹھ

نظم خوانی

از دھیان سنگھ تومر راجہ

رات

۸-۰۰ ہندی تقریر

اُردن اور میگستھینز کا بھارت

ورنن، از سندر لال ترپاٹھی

۸-۱۵ دیکھی سنی

جمعہ ۱۰ جولائی

صبح

۷-۳۰ گاندھی چرچا

۹-۱۰ نئی رچنا: از کمال خاں کمال

دوپہر

۲-۳۰ لوک گیت: کرامتی جین

رات

۸-۰۰ اردو پروگرام: کہکشاں

شعر و نغمہ: شاعر اور برسات

از سرفراز دانش

بات چیت: بیتے ہوئے دن

جناب شیام بھرو سے

ہفتہ ۱۱ جولائی

دوپہر

۱۲-۳۰ مہیلا سبھا

رات

۸-۰۰ وقت کی آواز

۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

رحمت علی خاں: سرود

طبلے پر سنگت: اسماعیل دودو خاں

اتوار ۱۲ جولائی

صبح

۷-۳۰ ورندگان

۱۰-۰۰ ششو لوک

دوپہر

۱۲-۳۰ بھولے بسرے گیت

رات

۹-۳۰ ناٹک: پھول صبح کھلتے ہیں

مصنف: لکشمیندر چوپڑا

۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

پیر ۱۳ جولائی

صبح

۹-۱۰ اس ماس کا گیت

۱-۱۰ درپن

رات

۸-۱۵ یہ جیون ہے

۹-۴۵ وادیہ ورند

منگل ۱۴ جولائی

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام

(باقی صفحہ ۵۱ پر)

امبیکاپور

(۲۲۸٫۱ میٹر ۱۳۶۰ کلو ہرٹز)

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

۶ ۰ آرادھنا (بھکتی گان)
۷ مانس گان (رام چرت مانس سے پاٹھ)
۷ گیان وگیان
۷ سگم سنگیت (جمعہ کے علاوہ)
۷ پربھات کرن (فکرام وز)
۸ سورلہری
۸ شاستریہ سنگیت (اتوار کے سوائے)

۱۰ - ۹ فلمی گیت

دوپہر
۲۰ - ۲ گونجے جنگل (علاقائی موسیقی)

شام
۳۰ - ۵ یوواوانی (نوجوان بھائیوں کا پروگرام)
ہفتہ کو کشور سبھا
۱۰ - ۶ گودھولی (علاقائی موسیقی)
۱۵ - ۷ چوپال (کسان بھائیوں کا پروگرام)

بدھ یکم جولائی

صبح
۷ - نیتا شریواستو : گیت، بھجن
۸ - وی سی راناڈے
وائلن پر لبسنت لکھاری

دوپہر
۲ - گونجے جنگل
نین سانے راجواڑے اور ساتھی
آدیواسی گیت

شام
۱۰ - ۶ گودھولی
احمد علی : بھوجپوری لوک گیت
۱۰ - وی سی راناڈے
وائلن پر گاؤتی

جمعرات ۲ جولائی

صبح
۱ - ۷ جگجیت سنگھ، چترا سنگھ : غزلیں
۸ - مانک ورما : خیال بھٹیار و ٹھمری
پنڈت امباداس آگلے : پکھاوج وادن

دوپہر
۲ - ۲ گونجے جنگل
سوہن نکری اور ساتھی : آدیواسی گیت

شام
۱۰ - ۶ گودھولی
رینا دیوی : بندیلی لوک گیت

جمعہ ۳ جولائی

صبح
۳۰ - ۸ مغوبتہ : ستار پر سیراگی

دوپہر
۲۰ - ۲ گونجے جنگل
دھن سانے رام / سرگھیا دیوی : بھجن

شام
۱۰ - ۶ گودھولی
شوبھت رام اور ساتھی : آدیواسی گیت

ہفتہ ۴ جولائی

صبح
۳۰ - ۷ رام کشن چندلیشری : گیت، بھجن
۳۰ - ۸ مالنی راجورکر : خیال بھوپالی توڑی
اور شبدہ وسندھرا کانی

دوپہر
۲۰ - ۲ دیولال اور ساتھی
آدیواسی گیت

شام
۱۰ - ۶ گودھولی
گھاسی داس مانک پوری
چتیس گڑھی لوک گیت

اتوار ۵ جولائی

صبح
۳۰ - ۷ بیگم اختر : غزلیں

دوپہر
۲۰ - ۲ گونجے جنگل
بدرا داس اور ساتھی :
بالنس گیت

شام
۱۰ - ۶ گودھولی
بدرا داس اور ساتھی
بھوجپوری لوک گیت
۰۰ - ۱۰ ایس کے بنرجی، آر کے بنرجی اور
اے کے بنرجی
سرود، چندر ساگر اور ستار پر
شیام کلیان

پیر ۶ جولائی

صبح
۳۰ - ۷ ارملا کھنہ : گیت، غزل
۳۰ - ۸ رام چتر ملک : دھرپد راگ دیسی

دوپہر
۲۰ - ۲ گونجے جنگل
پنڈت رام : نرمان کے گیت

شام
۱۰ - ۶ گودھولی
اندرا نائیڈو : سرگھیا گیت

منگل ۷ جولائی

صبح
۳۰ - ۷ مہدی حسن : غزلیں
۳۰ - ۸ ولایت حسین خاں :
شہنائی پر بھیرو

دوپہر
۲۰ - ۲ گونجے جنگل
اچھمی داس اور ساتھی
آدیواسی گیت

شام
۱۰ - ۶ گودھولی
موہن داس ہنت
سرگھیا گن بھجن
۰۰ - ۱۰ منگل شب کی محفل موسیقی
پاگو مترا : دھرپد گن دھمار

بدھ ۸ جولائی

صبح
۳۰ - ۷ غلام مصطفیٰ خاں : غزلیں
۳۰ - ۸ گنگا پرشاد پاٹھک
خیال اور ترانہ راگ توڑی

دوپہر
۲۰ - ۲ گونجے جنگل
بن سانئے اور ساتھی
آدیواسی گیت

شام
۱۰ - ۶ گودھولی
پیارے لال وشوکرما
چتیس گڈھی لوک گیت
۰۰ - ۱۰ گنگا پرشاد پاٹھک
خیال و ترانہ راگ مال کونس

جمعرات ۹ جولائی

صبح
۳۰ - ۷ غلام علی : گیت، غزل
۳۰ - ۸ برج بھوشن لال کابرہ
الیکٹرک گٹار پر للاول
محمد حنیف خاں
طبلے پر سنگت

دوپہر
۲۰ - ۲ گونجے جنگل
انوکبت اور ساتھی : آدیواسی گیت

شام
۱۰ - ۶ گودھولی
چیورام اور ساتھی
بھوجپوری لوک گیت
۰۰ - ۱۰ برج بھوشن لال کابرہ
الیکٹرک گٹار پر یمن

جمعہ ۱۰ جولائی

صبح
۳۰ - ۷ گاندھی چرچا
۳۰ - ۸ (۱) جگدیش پرشاد :
خیال گجری توڑی و ٹھمری
(۲) مکند صوبے : طبلہ
۲۰ - ۲ گونجے جنگل
جنگ سانے اور ساتھی
آدیواسی گیت

شام
۱۰ - ۶ گودھولی
سندر داس اور ساتھی : سرگھیا گن بھجن

ہفتہ ۱۱ جولائی

صبح
۳۰ - ۷ وینا سریواستو : گیت، بھجن

۸-۳۰ فیق احمد : سارنگی پر بھیرو بہار

دوپہر

۲-۳۰ گونجے جنگل

پھول کنور، منزاہ ساتھی

آدیواسی گیت

شام

۶-۱۰ گودھولی

اس ہماری شے

سرگم گیت

اتوار ۱۲ جولائی

صبح

۷-۳۰ سدھا تیواری

گیت، بھجن

دوپہر

۲-۳۰ گونجے جنگل

موہن سانے اور ساتھی

آدیواسی گیت

شام

۶-۱۰ گودھولی

گوردھن سائیں

چھتیس گڈھی لوک گیت

۱۰-۰۰ شرافت حسین خاں

خیال بسنت و ترانہ

پیر ۱۳ جولائی

صبح

۷-۳۰ طلعت عزیز : غزلیں

۸-۳۰ جیا بوس اور بھالشو لبواس

ستار اور بانسری پر الہیا بلاول

استاد امیر حسین خاں

طبلے پر تین تال و روپک

دوپہر

۲-۳۰ گونجے جنگل

شوبھا ناتھ و ساتھی

آدیواسی گیت

شام

۶-۱۰ گودھولی

سیتا رام دکشت :

بھوجپوری لوک گیت

۱۰-۰۰ آپ کی پسند

منگل ۱۴ جولائی

صبح

۷-۳۰ ارملا ڈھیرا : گیت، بھجن

۸-۳۰ استاد مصطفیٰ حسین خاں :

خیال گن کلی

دوپہر

۲-۳۰ گونجے جنگل

رشمی بائی اور ساتھی

آدیواسی گیت

شام

۶-۱۰ گودھولی

سنتوشس پانڈے

بندیلی لوک گیت

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

دیوی پرشاد : ستار

بدھ ۱۵ جولائی

صبح

۷-۳۰ من موہن پہاڑی : گیت

۸-۳۰ فیاض خاں

وائلن پر للت

دوپہر

۲-۳۰ گونجے جنگل

بندھو داس اور ساتھی

آدیواسی گیت

شام

۶-۱۰ گودھولی

مترداس مہنت :

چھتیس گڈھی لوک گیت

۱۰-۰۰ فیاض خاں

وائلن پر جنس دھونی

سرینگر

میڈیم ویو سری نگر الف ـ ۲۹۸.۱۸ میٹر ۱۱۱۶ کلوہرٹز

شارٹ ویو سری نگر ب ـ ۴۱.۰۳ میٹر ۷۴۲۰ کلوہرٹز

۴۹.۱۱ میٹر ۶۱۱۰ کلوہرٹز ۹۱.۵۴ میٹر ۳۲۷۷ کلوہرٹز

پہلی مجلس ـ صبح ۶-۳۰ سے صبح ۰۰-۱۰ تک

دوسری مجلس ـ صبح ۳۰-۱۱ سے رات ۰۵-۱۱ تک

(اتوار کو صبح ۶-۳۰ سے رات ۰۵-۱۱ تک مسلسل)

خبریں

صبح

۰۰-۷ سنسکرت میں خبریں

۲۵-۷ کشمیری میں خبریں

۰۰-۸ انگریزی میں خبریں

۵-۸ اردو میں خبریں

۹- ہندی میں خبریں

دوپہر

۰۵-۱ اردو میں خبریں

۰۰-۲ انگریزی میں خبریں

شام

۰۰-۶ انگریزی میں خبریں

۱۵-۷ کشمیری میں خبریں

رات

۰۰-۸ انگریزی میں خبریں

۰۵-۹ اردو میں خبریں

۰۰-۱۱ انگریزی میں خبریں

علاقائی خبریں

صبح ۰۵-۹ ڈوگری خبریں

۰۰-۹ اردو میں خبریں ۱۵-۹ کشمیری میں

دوپہر ۱۰-۲ لداخی میں خبریں

۰۰-۳ کشمیری میں خبریں ۴۵-۰ اردو میں

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۶-۳۵ صبح گاہی : بھگتی سنگیت کا پروگرام

۶-۵۰ روشنی کا مینار

برگزیدہ شخصیتوں کے زریں اقوال

۷-۱۵ کاشتکاروں کے لیے خاطرہ

(سوائے جمعہ)

۷-۴ زونہ ڈب : سلسلہ وار فیچر

(سوائے جمعہ)

۸-۲ گھرانوں کے لیے، گھرانوں کیلئے اردو میں پروگرام (اتوار)

نو۔نو یوواں سے اتی ب

(پیر)

پنجابی پروگرام منگل، جمعرات اور اتوار ۴ بجے شام

ششش رنگ، ریڈیو ڈائجسٹ

(بدھ)

گھروبارہ خاطرہ

گھرانوں کیلئے کشمیری میں پروگرام جمعہ کو

...

۸-۲۵ ... [illegible]

...

۹-۳۰ نوید دانش سامعین کی ...

ہر مشکل اوقات کے دن ...

۱۰- ریڈیو ... (ہر اتوار کو)

۱۰-۱۵ جواب بچوں کے لیے اردو پروگرام (ہر اتوار)

۱۱- ثقافت

کشمیری میں کلچرل میگزین (اتوار I)

علم میگزین (اردو) (اتوار II)

سنگت میگزین (اتوار III)

علم میگزین، کشمیری (اتوار IV)

ثقافت، کلچرل میگزین (اردو) (اتوار V)

دوپہر

۱۲- سکول براڈکاسٹ (سوائے اتوار روزانہ)

۱۲-۳۰ پرائمری ہندی میں پروگرام (اتوار I)

ساو میرہ (اتوار II)

...(اتوار III)

...فلمی گانوں کا پروگرام (اتوار IV)

کورس (اتوار V)

۱- ... موسیقی

۱-۳۰ ...

...

۲-۳ ... (اتوار I)

...

۴-۰۰ ... پروگرام (ہر اتوار)

۴-۳۰ ... خواتین کے لیے پروگرام کشمیری (ہر اتوار)

پہاڑی پروگرام (جمعرات)

شام

۵- ... پروگرام (جمعرات)

۵-۲۵ ...

۶-۵ گانی بھاری ...

۶- وادی اور ...

۸-۲ ...

۸-۴ ...

۸-۴۵ ...

...

کے جواب (ہر جمعہ)

...(جمعرات I)

...(جمعرات II)

...(جمعرات II)

کشمیری میں بات چیت (ہر منگل)

۸-۵ سلسلہ وار فیچر (ہر اتوار کو)

اردو اور کشمیری میں ...

... (منگل I)

سائنس میگزین (اردو) (منگل II)

صدیوں پہلے ... پروگرام (منگل III)

سائنس میگزین، کشمیری (منگل IV)

... ہندی میں پروگرام (منگل V)

... (بدھ I)

ملاقات : مشہور شخصیات سے ملاقات (بدھ II)

... (بدھ III)

سنگرمال : کشمیری میں ادبی پروگرام (بدھ IV)

... ہندی میں پروگرام (بدھ V)

علاقائی موسیقی کا نیشنل پروگرام (جمعرات I)

شہروں کا نیشنل پروگرام (جمعرات II)

... ہندی میں پروگرام (جمعرات III)

کھیلوں کا نیشنل پروگرام (جمعرات IV)

ایک شام سنگیت کی (جمعرات V)

گفتگو : اردو میں مباحثہ (جمعہ I)

... کشمیری میں مباحثہ (جمعہ II)

ہم قلم (اردو میں) ... پروگرام (جمعہ III)

... ادبی ...

(جمعہ III)
مشاعرہ: اردو میں مشاعرہ
جمعہ IV
میانی زندگی میون کار
(مشہور شخصیات کے ساتھ ان کی زندگی اور فن کے بارے میں گفتگو (ہفتہ I)
بزم سامعین (کشمیری)
جمعہ II
محفل (مشہور شخصیات کے ساتھ ان کی زندگی اور فن کے

بارے میں گفتگو (اردو)
(ہفتہ III)
بزم سامعین (اردو، ہفتہ II)
سنگیت رس (موسیقی کا پروگرام)
ہفتہ V
۱-- آپ کی فرمائش، سامعین کی پسند پر فلمی گانے (بدھ اور اتوار کو)
زندہ پوشہ مال (موسیقی کا پروگرام)
جمعرات III
محفل موسیقی (جمعہ I)
اسپورٹس میگزین (جمعہ II)

گاشہ تارکہ (مشہور کشمیری شاعر پر فیچر) جمعہ III
داستان (جمعہ III، V)
باوتھ (کشمیری میں ڈائجسٹ)
ہفتہ II
ام سنگیت ہفتہ IV
کورس گانے ہفتہ V
۱۰-۳ بزم قوالی ہر جمعرات کو
شہر صدا: (سامعین کی فرمائش پر غیر فلمی گانے (ہر ہفتہ کو)

بدھ یکم جولائی

صبح

۶-۲۵ صبح گاہی
بھگتی سنگیت کا پروگرام (روزانہ)
۷-۰۵ آشا کول: غزلیں
۸-۰۰ لچھمن داس سدھو: غزلیں
۸-۲۰ شش رنگ (ریڈیو ڈائجسٹ)
۹-۱۰ لچھمن داس سدھو: گیت اور غزل

دوپہر

۱۲-۴۰ آشا کول اور عبدالرحمٰن خاں
غزلیں
۳-۳۰ عبدالرحمٰن خاں: غزلیں

شام

۷-۴۰ راجکمار رضوی: غزل
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ
۹-۳۰ 'منظر' (ریڈیو سرینگر کی پیشکش)
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

جمعرات ۲ جولائی

صبح

۷-۰۵ علی محمد: غزلیں
۸-۰۰ نینا دیوی: غزلیں
۸-۲۰ پنجابی پروگرام
۹-۱۰ نینا دیوی: گیت اور غزل
۱۱-۳۰ غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ علی محمد اور بیگم اختر: غزلیں
۴-۰۰ 'کیاری' (کشمیر، جموں، لداخ کی موسیقی)
ڈوگری: وینا گپتا
پنجابی: لال چند

شام

۷-۴۰ بیگم اختر: غزل
۸-۳۰ پراگاش

۸-۴۵ اسپورٹس پروگرام
مقرر: پرویز قیصر
۱۰-۳۰ داستان

جمعہ ۳ جولائی

صبح

۷-۰۵ اندرا کاچرو: غزلیں
۷-۱۵ گاندھی کتھا
۸-۰۰ احمد حسین، محمد حسین: غزلیں
۸-۲۰ گھر بارۂ خاطر
۹-۱۰ احمد حسین محمد حسین: گیت و غزل

دوپہر

۱۲-۴۰ نعتیں اور منقبت
۲-۱۵ ساز اور آواز
۴-۰۰ محمد عبداللہ ستاری اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

شام

۷-۴۰ نرملا ارون: غزل
۹-۳۰ 'گفتگو'
اردو میں مباحثہ
۱۰-۰۰ محفل موسیقی

ہفتہ ۴ جولائی

صبح

۷-۰۵ غلام محمد راہ: غزلیں
۷-۳۰ لکہ باتھ
۷-۳۵ سازینہ
۸-۰۰ یونس ملک: غزلیں
۸-۲۰ 'مول شعار'
تحریر و پیشکش، مشعل سلطانپوری
۹-۰۵ ریڈیو ڈائری
۹-۱۰ ریتا گنگولی: گیت اور غزل
۱۱-۳۰، ۳-۳۰
شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

شام

۷-۴۰ ریتا گنگولی: غزل
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ انگریزی بات چیت
۹-۳۰ 'میانی زندگی میون کار'
۱۰-۳۰ شہر صدا

اتوار ۵ جولائی

صبح

۷-۰۵ آرتی ٹکو: غزلیں
۷-۳۰ 'زونہ ڈب' سلسلہ وار فیچر
۸-۰۰ جگجیت سنگھ، چترا سنگھ: غزلیں
۸-۲۰ گھرانوں کیلئے
۹-۱۰ جگجیت سنگھ، چترا سنگھ: گیت و غزل
۱۱-۳۰ ڈرامہ کا نیشنل پروگرام

دوپہر

۱۲-۴۰ 'پراگ' ہندی نظموں کی تشریح
۲-۱۵ ساز اور آواز
۲-۳۰ 'کہکشاں' یووا وانی سے انتخاب
۴-۰۰ پنجابی پروگرام
۴-۳۰ 'ہی مال'

شام

۷-۴۰ آرتی ٹکو: غزل
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ تو ہنز چٹھی واتر
سامعین کے خطوں کے جواب
۹-۳۰ سلسلہ وار ڈرامہ
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش
فلمی نغمے

پیر ۶ جولائی

صبح

۷-۰۵ ایم کے پنڈتا: غزلیں
۷-۳۰ 'زونہ ڈب' سلسلہ وار فیچر
۸-۰۰ جمیل احمد: غزلیں
۹-۰۵ ریڈیو ڈائری
۹-۱۰ جمیل احمد: گیت اور غزل

دوپہر

۱۲-۴۰ ایم کے پنڈتا اور راج بیگم
غزلیں

شام

۷-۴۰ راج بیگم: غزل
۸-۴۵ 'ورق ورق روشن'
اردو تقریر از کبیر احمد جیاگی

۹-۳۰ 'پاتھر ساز'
(بانڈہ پاتھر پر مبنی کھیل)
تحریر: محمد سبحان بھگت

منگل ۷ جولائی

صبح

۷-۰۵ ریتا کول: غزل
۸-۰۰ سیما شرما: غزلیں
۸-۲۰ پنجابی پروگرام
۹-۰۵ 'میزان'
۱۱-۳۰، ۲-۳۰، ۴-۰۰
محمد عبداللہ تنت لقال اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۵ ریتا کول: غزلیں

شام

۷-۴۰ سیما شرما: غزل
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ 'کشیرہ اسلامک دیت تہ اثر'
کشمیری میں تقریر از رشید نازکی
۹-۳۰ حسن ماضی
۱۰-۰۰ تو ہنز فرمائش
سامعین کی فرمائش پر کشمیری گانے

بدھ ۸ جولائی

صبح

۷-۰۵ رحمت اللہ خاں: غزلیں
۸-۰۰ سلیم اقبال: غزلیں
۸-۲۰ شش رنگ (ریڈیو ڈائجسٹ)
۹-۰۵ ریڈیو ڈائری
۹-۱۰ سلیم اقبال، انیتا شرما
گیت اور غزل
۱۲-۴۰ انیتا شرما اور مہندر چوپڑہ
غزلیں

شام

۷-۴۰ رحمت اللہ خاں: غزلیں
۸-۰۰ پراگاش
۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ
۹-۳۰ ملاقات! اردو میں انٹرویو)
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش
فلمی گانے

جمعرات ۹ جولائی

صبح

۷-۰۵ ششی چوپڑہ: غزلیں

۷-۳۰ زونہ ڈب (سلسلہ وار فیچر)
۸-۰۰ ایم ایل نکرو : غزلیں
۹-۱۰ برلیش بھاردواج
گیت اور غزل

۱۱-۳۰ ، ۲-۳۰
غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۴۰ ششی چوپڑہ : غزل

شام
۷-۴۰ غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
ترانہ
۸-۳۰ پراگاشں
۸-۴۵ بیلۃ فورم
ڈاکٹر راجندر کوسلہ سے انٹرویو
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : فیچر
۱۰-۳۰ داستان

جمعہ ۱۰ جولائی

صبح
۷-۰۵ ظہور احمد شاہ : غزلیں
۷-۱۵ گاندھی کتھا
۸-۰۰ غلام سراج خاں اور اوُمی
غزلیں
۸-۰۰ گھر بارہ خاطرہ
۹-۱۰ گیت اور غزل

دوپہر
۲-۱۵ ظہور احمد شاہ : غزلیں
۴-۰۰ شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

شام
۷-۴۰ اوُمی : غزل
۹-۳۰ 'راۓ ترانے' کشمیری میں مباحثہ
شرکا'
جی ایچ وڑا ، جی آر میر، بشیر خاں
اور بنسی پارمو
۱۰-۰۰ اسپورٹس میگزین (کشمیری)

ہفتہ ۱۱ جولائی

صبح
۷-۰۵ نرملا دیوی : غزلیں
۷-۲۵ سازینہ
۸-۰۰ اقبال بانو : غزلیں
۸-۲۰ 'مولل شمار'

تحریر و پیشکش : شعل سلطانپوری
۹-۱۰ اقبال بانو اور بیلا ساور
گیت اور غزل
۱۱-۳۰ استاد رمضان جو اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۴۰ نرملا دیوی اور جی ایم میر
غزلیں

شام
۷-۴۰ بیلا ساویر : غزل
۸-۳۰ پراگاشں
۸-۴۵ انگریزی میں بات چیت
۹-۳۰ بزم سامعین
۱۰-۳۰ شہر صدا

اتوار ۱۲ جولائی

صبح
۷-۰۵ غلام حسن صوفی : غزلیں
۷-۳۰ زونہ ڈب : سلسلہ وار فیچر
۸-۰۰ طلعت عزیز : غزلیں
۸-۲۰ گھرانوں کیلئے
۹-۱۰ سنیتش بہار : گیت اور غزل
۱۰-۰۰ ریڈیو نیوز ریل
۱۱-۰۰ فلم میگزین (اردو)
۱۱-۳۰ 'میرا بھائی' اردو کھیل
تحریر : آفاق احمد

دوپہر
۱۲-۴۰ 'رسالو منزہ'
رسالوں سے اہم اور دلچسپ اقتباسات
پر مبنی کشمیری پروگرام
۲-۱۵ ساز اور آواز
۲-۳۰ طلعت عزیز اور سندھیا مکرجی
غزلیں
۴-۰۰ پنجابی پروگرام
۴-۳۰ 'چی مال'

رات
۸-۳۰ پراگاشں
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش
فلمی گانے

پیر ۱۳ جولائی

صبح
۷-۰۵ سونیا کول : غزلیں
۸-۰۰ فریدہ خانم : غزلیں

۸-۲۰ نو بہ نو (یو وا وانی سے انتخاب)
۹-۱۰ فریدہ خانم : گیت اور غزل

دوپہر
۱۲-۴۰ سونیا کول اور سدھارتھ کول
غزلیں
۴-۳۰ سدھارتھ کول اور راج بیگم
غزلیں

شام
۷-۴۰ راجندر مہتہ، نینا مہتہ
غزل
۸-۳۰ 'سونتہ ویور'
موسیقی کا پروگرام
۸-۴۵ 'جامع مسجد' اردو فیچر
تحریر و پیشکش : فیاض رفعت
۹-۳۰ 'کرنوں کا گھر' اردو کھیل
تحریر : انیس ہمدانی

منگل ۱۴ جولائی

صبح
۷-۰۵ شیمہ دیو : غزلیں
۸-۰۰ اقبال احمد صدیقی : غزلیں
۸-۲۰ پنجابی پروگرام
۹-۰۵ میزان
۱۱-۳۰ ، ۲-۳۰ ، ۴-۰۰
کمال بٹ اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

شام
۷-۴۰ شیمہ دیو : غزل
۸-۳۰ پراگاشں
۸-۴۵ 'نوہ کامہ' کشمیری
عبدالقیوم کے ساتھ انٹرویو
۹-۳۰ سائنس میگزین (اردو)
۱۰-۰۰ توہنہ فرمائش
کشمیری گانے

بدھ ۱۵ جولائی

صبح
۷-۰۵ وجے کمار ملا : غزلیں
۸-۲۰ شش رنگ (ریڈیو ڈائجسٹ)
۹-۰۵ ریڈیو ڈائری
۹-۱۰ بشیر احمد اور وملا دیوی
گیت اور غزل

دوپہر
۱۲-۴۰ وجے کمار ملا اور بشیر احمد
غزلیں
۴-۳۰ نسیم اختر اور محمد صدیق پانپوری
غزلیں

شام
۷-۴۰ وجے کمار ملا : غزل
۸-۳۰ پراگاشں
۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش
فلمی گانے

بقیہ :- اردو سروس

پروین سلطانہ : خیال مارو بہاگ

بدھ ۱۵ جولائی

صبح
۶-۳۰ شہر صبا : جمیل احمد
درد اور اقبال کا کلام
شیلا گلوادی
جگر اور شفیق کا کلام
۷-۳۰ نوائے ساز : جگدیش پرشاد قمر
شہنائی پر راگ میاں کی ٹوڈی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
نیاز احمد خاں فیاض احمد خاں
خیال دیسی

دوپہر
۲-۳۰ بزم خواتین : اپنے شام و سحر : فیچر
۲-۰۰ فلمی دنیا
فلمی شخصیت سے ملاقات
نئی فلمیں
۸-۴۵ پس منظر : نند کشور وکرم
۹-۰۰ حسن غزل : جمیل احمد
ریاض خیرآبادی اور ذوق کا کلام
۹-۴۰ کھیل کے میدان سے
مدیر ٹی ۔ این ۔ لاؤ
۱۱-۰۵ بزم موسیقی : جگدیش پرساد قمر
شہنائی پر راگ یمن
نیاز احمد خاں فیاض احمد خاں
خیال چندر کونس

دوردرشن سری نگر

بینڈ ۱ ۲۵ء۶۲ ایم ایچ زڈ (تصویر)   چینل ۳ ۷۵ء۶۷ ایم ایچ زڈ (آواز)

خبریں اور روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونے والے پروگرام

صبح ۰۰-۱۱ سے ۲۰-۱۱ تک بچوں کے لیے تعلیمی پروگرام (صرف پیر اور جمعرات کو) شام ۰۰-۷ دیہاتی بھائیوں کے لیے (پیر، منگل، بدھ، جمعرات) ۰۰-۸ کشمیری میں خبریں ۱۵-۸ پروگراموں کا خلاصہ ۴۵-۹ اردو میں خبریں ۰۰-۱۰ اختتام

خصوصی پروگرام

بدھ یکم جولائی

شام ۳۰-۷ ڈوگری پروگرام (بدھ) ۴۵-۷ ہلکی پھلکی موسیقی (بدھ) ۱۷-۸ اردو میں سلسلہ وار کھیل ۵۰-۸ سماجی ترقیات پر مبنی پروگرام (بدھ) ۱۵-۹ کشمیری میں ادبی میگزین پروگرام

جمعرات ۲ جولائی

شام ۳۰-۷ کشمیری میں خاندانوں کے لئے پروگرام ۱۷-۸ فلمی گیتوں اور رقص پر مبنی پروگرام (جمعرات) ۰۰-۹ حالات حاضرہ (اردو) ۳۰-۹ دستاویزی فلم

جمعہ ۳ جولائی

شام ۰۰-۷ اردو میں ڈرامیٹی پروگرام ۳۰-۷ قوالی ۵۰-۷ روزگار بلیٹن (جمعہ) ۱۷-۸ اردو میں کھیل ۱۵-۹ اردو میں صحت سے متعلق پروگرام

ہفتہ ۴ جولائی

شام ۰۰-۷ بچوں کے لئے اردو میں پروگرام (ہفتہ) ۳۰-۷ کشمیری موسیقی ۴۵-۷ ایک نظم کاٹی دی روپ ۱۷-۸ انگریزی میں سلسلہ وار فلم (ہفتہ) ۰۰-۹ موسیقی کا خصوصی پروگرام

اتوار ۵ جولائی

صبح ۰۰-۱۱ بچوں کے لئے کشمیری میں پروگرام (اتوار) ۳۰-۱۱ کشمیری لوک موسیقی ۵۰-۱۱ سلسلہ وار کھیل (دوبارہ اتوار)
دوپہر ۴۰-۱۲ یونیورسٹی طلباء کے لئے ۰۰-۱ اختتام (اتوار) شام ۳۰-۶ نوجوانوں کے لئے اردو میں پروگرام ۰۰-۷ اور ۱۷-۸ فیچر فلم ۰۰-۱۰ کلاسیکی موسیقی ۴۰-۱۰ اختتام (اتوار)

پیر ۶ جولائی

شام ۳۰-۷ کشمیری موسیقی ۴۵-۷ پی ڈی این لیف پر مبنی، ترقیاتی پروگرام (پیر) ۱۵-۸ فلمی گیتوں اور رقص پر مبنی پروگرام (پیر) ۵۰-۸ کھیلوں سے متعلق اردو میں پروگرام (پیر) ۲۰-۹ انٹرویوز پر مبنی پروگرام

منگل ۷ جولائی

شام ۳۰-۷ کشمیری کلاسیکی موسیقی ۴۵-۷ فلمز ڈویژن کی دستاویزی فلم ۱۷-۸ ناظرین کے خطوں کے جواب (منگل) ۴۰-۸ انگریزی میں سلسلہ وار فلم (منگل) ۱۵-۹ صوفی سنتوں پر پروگرام

بدھ ۸ جولائی

شام ۱۷-۸ کشمیری میں سلسلہ وار کھیل ۱۵-۹ اردو میں ادبی میگزین پروگرام

جمعرات ۹ جولائی

شام ۳۰-۷ شہری ذمہ داریوں سے متعلق پروگرام ۴۰-۷ ہوم سائنس ۰۰-۹ حالات حاضرہ ۳۰-۹ ہلکی پھلکی موسیقی

جمعہ ۱۰ جولائی

شام ۰۰-۷ گجروں کے لئے پروگرام ۳۰-۷ نعتیہ (کشمیری) ۱۷-۸ ڈرامہ (دوسرے کیندروں سے) ۱۵-۹ کشمیری میں صحت سے متعلق پروگرام

ہفتہ ۱۱ جولائی

شام ۳۰-۷ کشمیری لوک موسیقی ۴۵-۷ ایک نغمہ ۰۰-۹ اردو میں ڈرامیٹی پروگرام

اتوار ۱۲ جولائی

صبح ۳۰-۱۱ کشمیری موسیقی دوپہر ۴۰-۱۲ اور رات ۰۰-۱۰ نشر شدہ پروگراموں سے خصوصی انتخاب شام ۳۰-۶ نوجوانوں کے لئے کشمیری میں پروگرام ۰۰-۷ اور ۱۷-۸ فیچر فلم

پیر ۱۳ جولائی

شام ۳۰-۷ کشمیری لوک موسیقی ۲۰-۹ انٹرویوز ۰۰-۱۰ اختتام

منگل ۱۴ جولائی

شام ۲۰-۷ کشمیر کی دستکاریوں پر پروگرام ۱۵-۹ محفل (مدعو سامعین اور مہمانوں کے ساتھ)

بدھ ۱۵ جولائی

شام ۱۷-۸ سلسلہ وار کھیل (اردو) ۱۵-۹ کشمیری میں ادبی میگزین پروگرام

[illegible]

منگل ۱۴ جولائی

صبح
۴۵-۷ اور شام ۴۵-۵
شوبھا دیکشت: بھجن اور گیت
۹-۱۰ وگیان چرچا: پراکرتک سکت اور اپگرہ

دوپہر
۱۰-۱۲ ممتاز علی خاں: خیال

شب
۰۰-۸ سنسکرت پروگرام
۱۵-۸ سرجیت بھتیجا: گیت، غزل
۴۵-۹ بھارت بھارتی

بدھ ۱۵ جولائی

صبح ۴۵-۷ سازِ غزل

غزلوں کا خاص پروگرام

۹-۱ اور شب ۳۰-۸
محمد سمیع مٹے: بانسری
طبلہ پر سنگت جے این چوبے

دوپہر
۱-۱۰ اور شب ۳۰-۱۰
ششر کنا دھر چودھری: وائلن

شام
۳۰-۷ یووا وانی
۱۵-۸ معراج نشاط: غزلیں
۰۰-۱۰ اس بار نہیں: شرنکلا ڈرامہ
مصنف: ریوتی شرن شرما

دوردرشن لکھنؤ

چینل : ۴ ۔ ۶۲/۲۵ میگاہرٹز (تصویر)
بینڈ : ۱ ۔ ۶۷/۷۵ میگاہرٹز (آواز)

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

شام ۰۰-۶ جوبال (دیہی عوام کے لیے پروگرام) (سوائے اتوار اور منگل) اتوار کو ۳۰-۶ سے ننھے منے بچوں کے لیے اور منگل کو ۰۰-۷ کامگار سبھا۔ صنعتی مزدوروں کے لیے ۵۰-۷ کل کے پروگرام ۰۰-۹ سماچار ۳۰-۹ اختتام جمعرات کو ۳۵-۹ پر، بدھ اور ہفتہ کو ۰۰-۱۰ بجے

ہفتہ وار ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

اتوار

شام ۳۰-۶ ننھے منے (بچوں کیلئے) ۵۰-۶ سپتا ہیکی (ہفتہ بھر کے پروگراموں کی تفصیلات) ۰۰-۷ اور ۱۵-۸ ہندی فیچر فلم ۱۰-۸ ذرا دھیان دیں ۳۰-۹ کل کے پروگرام اور اختتام

پیر

شام ۳۰-۷ آپ کا سواستھ (I، III، V) سواستھ سپدا (II، IV) ۴۵-۷ ورت چتر ۱۵-۸ (آج کل) حالات حاضرہ ۳۰-۸ سرسوتی (ہندی ادبی پروگرام) ۰۰-۹ اپہار

منگل

شام ۳۰-۷ گھر چوبارہ (عورتوں کے لیے) ۱۵-۸ ٹی وی ڈاکومنٹری/آپ اور قانون ۳۰-۸ سنت دانی/امروانی ۴۵-۸ ناٹک

بدھ

شام ۳۰-۷ کھیل جگت ۱۵-۸ آپ کی ڈاک ۳۰-۸ سرگم (کلاسیکی موسیقی) ۰۰-۹ نوٹنکی ۳۰-۹ انگریزی سیریل فلم ۰۰-۱۰ اختتام

جمعرات

شام ۳۰-۷ لوک ابھیاس ۱۵-۸ آج کل (حالات حاضرہ) ۳۰-۸ یوا درشن (نوجوانوں کے لیے پروگرام) ۰۰-۹ ذرا دھیان دیں ۰۵-۹ چتر ہار ۳۵-۹ اختتام

جمعہ

شام ۳۰-۷ پھلواری بچوں کے لیے پروگرام ۱۵-۸ وگیان جگت/ برگتی کی اور ۳۰-۸ اودھ پنچ (اردو ادبی پروگرام) ۰۰-۹ گنجن (ہلکی موسیقی)

ہفتہ

شام ۳۰-۷ گھر کی دنیا ۱۵-۸ علاقائی فیچر فلم/لوک سنگیت و رقص ۳۰-۸ رقص ۰۰-۹ انگریزی فلم ۰۰-۱۰ اختتام

خصوصی پروگرام

بدھ یکم جولائی
رات ۱۵-۸ آپ کی ڈاک ۳۰-۸ سرگم (کلاسیکل میوزک) ۰۰-۹ ناٹک

جمعرات ۲ جولائی
شام ۳۰-۷ بات اپنی اپنی

بدھ ۸ جولائی
رات ۱۵-۸ آپ کی ڈاک ۰۰-۹ ترنگ

منگل ۱۴ جولائی
رات ۱۵-۸ آمنے سامنے ۳۵-۸ ناٹک

بدھ ۱۵ جولائی
شام ۳۰-۷ کھیل جگت ۰۰-۹ صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے ۳۰-۹ سیریل انگریزی فلم

بقیہ :- بھوپال

آئینہ میں محفل
کیفی اعظمی کے ساتھ ایک محفل
شرکار : ڈاکٹر مثنیٰ رضوی
اقبال مجید اور کیفی اعظمی

دوپہر
۳۰-۱ کاویہ دھارا : پرکاش چندر مشر
رات
۱۵-۸ ہندی تقریر : از ہری شنکر پاٹھک

بدھ ۱۵ جولائی

دوپہر
۳۰-۱۲ مہلا سبھا
۴۰-۱ رنگ داری
رات
۰۰-۸ ساہتیکی : مزاحیہ تقریر از ہری شنکر پرسائی
۳۰-۹ ترنگ

(آکاشوانی بھوپال)



'چنتو پھوٹا کتھا'
دوردرشن کیندر سمبلپور سے ٹیلی کاسٹ ناٹک کا ایک منظر۔

NOTPI2(PRD)--22/ATR(RJ)/81--20-6-81--1900.







(اوپر)
شری بی شنکر انند
مرکزی وزیر صحت
آکاشوانی دہلی سے ایک تقریر نشر کرتے ہوئے۔

(اوپر بائیں)
سبھا جوشی ــــ
آکاشوانی پناجی سے
خیال پیش کرتے ہوئے۔

(بائیں)
کماری کمد بین جوشی
ڈپٹی منسٹر اطلاعات و نشریات
آکاشوانی راجکوٹ کی جانب سے مدعو سامعین
کے روبرو منعقد رقص و موسیقی کے پروگرام میں
ٹیپنی لوک رقص کے فن کاروں کے ساتھ۔



نیشنل اسکول آف ڈرامہ کے منوہر سنگھ (بائیں) کے ساتھ
کنڑ ڈرامہ نویس آر بیہ انٹرویو کرتے ہوئے۔ یہ انٹرویو آکاشوانی دھارواڑ
سے نشر کیا گیا۔



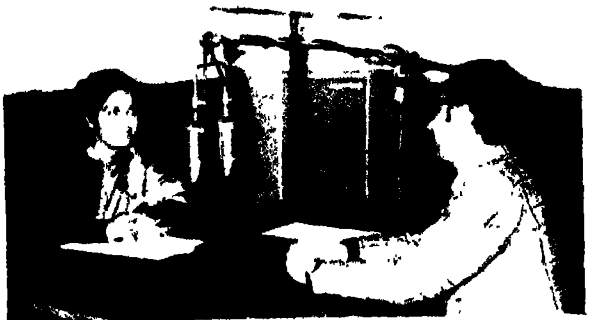
آکاشوانی رامپور سے نشر مزاحیہ شعری نشست کے شرکا ــــ
(دائیں سے) ناظم انصاری ناگپوری، شہباز امروہوی
آفتاب لکھنوی اور دوسرے۔





فلم اداکارہ پونم ڈھلوں ـــ
ریڈیو کشمیر سرینگر سے نشر ہونگی پروگرام میں فیاض رفعت کے ساتھ گفتگو۔

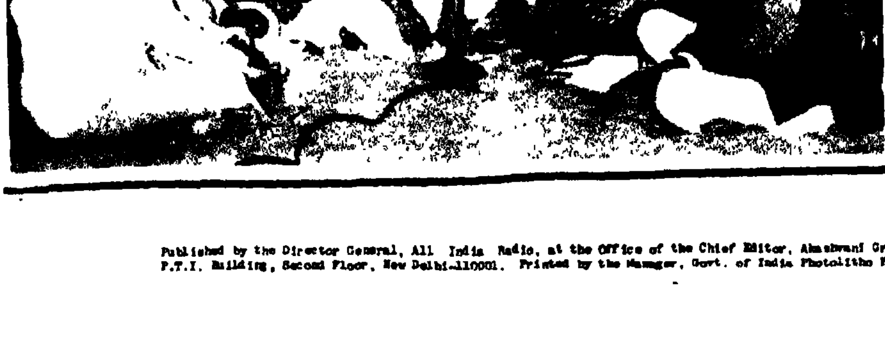
آکاشوانی روہتک کے "آکاشوانی گاؤں میں"
پروگرام میں لوک رقص و موسیقی کے فن کار اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہوئے



نامور فلم اداکارہ کامنی کوشل ـــ
آکاشوانی شملہ کے اسٹوڈیو میں انٹرویو دیتے ہوئے ۔



فلم موسیقار هنس راج بہل کے ساتھ کماری الوزا دھا شرما ـــ
وودھ بھارتی کے "ان سے ملیے" پروگرام میں انٹرویو کرتے ہوئے ۔



آکاشوانی نجیبہ، ۶.۱
اسٹوڈیو میں معتمر لوی گوسٹھی، م
شرکا
(دائیں سے) عزیز الرحمٰن
پارتھا سارتھی ڈبرال
گیانیش دت ہریت
ندیم برنی
اسو گھوش
رمیش رائے زادہ
ہلال سیوہاروی اور
سکھویر وشوکرما

Published by the Director General, All India Radio, at the Office of the Chief Editor, Akashvani Group of Journals, P.T.I. Building, Second Floor, New Delhi-110001. Printed by the Manager, Govt. of India Photolitho Press, Faridabad.

آواز

۱۶ر جولائی سنہ ۱۹۸۱ء

50 پیسے

اشاعت کا ۳۶واں سال



اس بار جالندھر سے غزلیں

ساحر سیلون

می جب انجمن میں ہم تمہارا نام لیتے ہیں — نہ جانے لوگ کیوں سن کر کلیجہ تھام لیتے ہیں
بت کرنے والے ان سے یہ انعام لیتے ہیں — کبھی گھُرکی، کبھی جھِڑکی، کبھی دُشنام لیتے ہیں
می کو یاد کرتے ہیں، تیرا ہی نام لیتے ہیں — غنیمت ہے، کہ ہم کچھ زندگی سے کام لیتے ہیں
ہمارے دوست بھی کیا مصلحت سے کام لیتے ہیں — جو گِر کر ہم سنبھل جائیں تو وہ بھی تھام لیتے ہیں
ہم نے اِس کو رکھا اک فقط اُلفت کے چکر میں — جہاں میں ورنہ دل سے لوگ سَو سَو کام لیتے ہیں
شکستِ توبہ کا افسوس کچھ باقی نہیں رہتا — تمہارے ہاتھ سے محفل میں جب ہم جام لیتے ہیں
ہمیں تو دل کی چوری کا گماں ہرگز نہیں تم پر — وہ کوئی اور ہونگے، جو تمہارا نام لیتے ہیں
خیالِ پارسائیِ مَے کشی میں بھی نہیں جاتا — ہمیشہ ہم خدا کا نام لے کر جام لیتے ہیں
تیری کوشش سے تو طوفاں سے کشتی بچ نہیں سکتی — ادھر آ ناخدا، بیٹھ اب خدا کا نام لیتے ہیں
اڑاتے ہیں تمسخر وہ ہماری بات کا ناحق — ہمیں بدنام کرنے کا، ہمیں سے کام لیتے ہیں

گوارا تھی نہ یہ سُود و زیاں کی قید اے ساحر
خِرد کو چھوڑ کر اب ہم جنوں سے کام لیتے ہیں

خورشید ناز

کوچۂ جاناں میں لے کر آ گیا تھا دل مجھے — ورنہ کیوں دنیا سمجھتی پیار کے قابل مجھے
مجھ پہ تیرے غم کے احسانات یوں بھی کم نہیں — اب بہت آساں نظر آتی ہے ہر منزل مجھے
زندگی کے راستے میں اس قدر اُلجھے ہوئے — ہر قدم پر یاد آیا کوچۂ قاتل مجھے
ذہن میں جب بھی اٹھی ہے موج تیری یاد کی — اپنے ہی دل میں نظر آنے لگا ساحل مجھے
ترکِ اُلفت کی ادا عنوانِ الفت بن گئی — بے نیازی کا تیری ہونا پڑا قائل مجھے

اپنے بیگانے کا دل سے اٹھ چکا جب امتیاز
نازؔ اب آواز دیتی ہے میری منزل مجھے

رام کرشن مضطر

اسی رنگ کیف و نشاط میں شبِ ماہتاب گزر گئی — کبھی لَب پہ غنچے چٹک اٹھے کبھی رُخ پہ زلف بکھر گئی
وہ قرارِ رُوح و نظر گیا وہ بہار شام و سحر گئی — ذرا آنکھ جھپکی تھی ایک پل کہ وہ زندگی ہی گزر گئی
کبھی پھول پھول چمن چمن کبھی چاند تاروں کی انجمن — تیری جستجو میں کہاں کہاں مجھے لیکے میری نظر گئی
پھر اُسی نظر کی ہے آرزو، پھر اسی کرن کی ہے جستجو — جو سما گئی میری روح میں جو دل و جگر میں اتر گئی
تیری ہر صدا میں ہے زندگی تیری ہر ادا میں ہے دل کشی — تیری جاں فروز نگاہ سے میری کائنات سنور گئی
ہے کہاں جہانِ سکونِ دل نہ ملا نشانِ سکونِ دل — کہ سکونِ دل کی تلاش میں میری اک عمر گذر گئی

تیرے دل کو مضطرِ غم زدہ یہ بتائے کون کہ کیا ہوا
وہ خوشی کا دور کہاں گیا وہ بہارِ عیش کدھر گئی

امجد قیس

داغ ہی دیتی رہیں اس بُت کی بے پروائیاں
ہوگئیں بے کار میری سب جبیں فرسائیاں

(قطعہ بند)

پھر ہمالہ سے گھٹائیں اٹھ رہی ہیں جھوم کر
حشر پر ڈھانے لگی ہیں حشر پھر پروائیاں
رندِ دریا نوش پر کھل جائے مَے خانے کا در
ہیں پیامِ مَے کشی فطرت کی خود آرائیاں
ساقیِ مَہ وش! اِدھر بھی اک نگاہِ مے فروش
فتنہ پرور ہیں غمِ پیہم کی پھر گہرائیاں

عشق کی دانائیاں، نادانیوں سے بھی سوا
حُسن کی نادانیاں بھی سر بسر دانائیاں
ناک میں دم، جان پلکوں پر، نگاہیں فرش رہ
رنگ لا کر ہی رہیں اُس گُل کی غفلت زائیاں
جن کی تانوں سے برستی تھی مَے عیش و طرب
نوحۂ غم کی حقیقت ہیں وہ اب شہنائیاں
دارِ فانی سے اٹھانا ہی پڑا نا کام ہاتھ
اے سکندر! کام کیا آئیں تیری دارائیاں
عشق کی یہ سطحِ منزل ہے عجب حیرت فروش
رفعتیں بھی کم نہیں، جو کم نہیں گہرائیاں
رُوح پرور ہو چلی ہیں ہوتے ہوتے آج وہ
رُوح فرسا تھیں جو کل تک ان کی بے پروائیاں
خواب میں بھی بھول کر آئی نہیں یادِ خدا
کس قدر دامن کشِ دل ہیں تیری رعنائیاں
موجِ کوثر، کہکشاں، قوسِ قزح کیا چیز ہیں
اِن سے بھی دل کش ہیں اے ظالم! تیری انگڑائیاں
خودکشی بھی فرض بنتی جا رہی ہے قیس اب
جان لیوا ہو رہی ہیں یوں میری تنہائیاں

دوردرشن | نیشنل پروگرام | آکاشوانی

وسنت راؤ دیش پانڈے: گائن



راگوں اور خیال سے بھجن اور مراٹھی اسٹیج گیتوں کی رچناؤں کے وسیع و عریض غزانے کے مالک وسنت راؤ دیش پانڈے کا شمار آج ملک کے صف اول کے موسیقار سمجھے جاتے ہیں۔

موسیقی میں ان کی دلچسپی کو جلا ناگپور کے شنکر راؤ سپرے نے دی۔ بعد میں انھوں نے سریش بابو مانے، استاد امان علی خاں مرحوم، استاد اسد علی خاں مرحوم، سور گیہ ماسٹر دینا ناتھ اور کمار گندھرو جیسے استاد ہائے فن سے اعلیٰ تربیت پائی۔ نتیجتاً آج ان کے فن میں یہ تمام انداز ایک حسین امتزاج کی شکل میں ملتے ہیں۔

دوردرشن ٹیلی کاسٹ

دہلی	۱۷ر جولائی
بمبئی	۲۴ر جولائی
مدراس	۳۱ر جولائی
کلکتہ	۷ر اگست

ڈاکٹر کانک ریلے: موہنی اٹم رقص



عصر حاضر کے کلاسیکی رقص کے میدان کی تخلیقی رقاصہ ڈاکٹر کانک ریلے کو رقص میں ایک اعلیٰ مرتبہ حاصل ہے۔

خوش قسمتی سے انھیں گورو کرونا کر سے رہنمائی حاصل کرنے کا موقع بھی ملا جو کہ کتھاکلی رقص میں نسوانی کردار ادا کرنے میں خاص شہرت رکھتے تھے۔

ایک اچھی رقاصہ اور ایک ذہین ماہر رقص ہونے کے ساتھ ساتھ موہنی اٹم کے فن کے میدان میں اپنے تحقیقی کام کے لیے انھیں کافی شہرت ملی ہے۔ کلاسیکی موسیقی کے میدان میں ان کی انتھک کوششیں ان کی شہرت میں اضافے کا سبب بنی ہیں۔

بمبئی	۱۷ر جولائی
مدراس	۲۴ر جولائی
کلکتہ	۳۱ر جولائی
دہلی	۷ر اگست

مادھوری متو کا گائن: ۲۵ر جولائی رات ساڑھے نو بجے

ملک کی نمایاں گائیکہ مادھوری متو خیال گائیکی کے کرانہ گھرانہ کی فنکار ہیں۔ ابتدائی تعلیم اپنے سسر پنڈت جیون لال متو سے حاصل کی بعد میں انھیں کرانہ گھرانہ کے بانی استاد عبدالوحید خاں سے بھی موسیقی کی تربیت حاصل کرنے کا شرف ملا۔

منظم بڑھت، سرگم، بلند تانیں اور بول تان ان کے فن کی انفرادی خصوصیات ہیں۔ اس کے علاوہ وہ ٹھمری، دادرا اکجری بھی اسی فنکاری سے گاتی ہیں۔



نماگری پلائی کے کرشنن کا ناگاسورم وادن

۱۸ر جولائی رات ساڑھے نو بجے

شری کرشنن کا تعلق سنتھا منگلم سے ہے۔ گائن کی ابتدائی تعلیم بارہ سال کی عمر میں ترچورلیتی کے مہا لکشمی انا مل سے حاصل کی۔ اور ساتھ ہی ساتھ اپنے دادا چنیا مدلیار سے ناگاسورم وادن سیکھتے رہے۔ اس کے بعد پانچ سال تک انھوں نے مزید تین فنکاروں سے ناگاسورم وادن کی تربیت حاصل کی۔

حال ہی میں انھیں راشٹرپتی نے 'پدم شری' کے خطاب سے نوازا ہے۔

منگل شب کی محفل موسیقی



مقبول حسین خاں کا سارنگی وادن

۲۸ر جولائی رات دس بجے

بطور سارنگی نواز اپنے کیریر کا آغاز مقبول حسین نے کافی کم عمری میں ہی کر دیا تھا۔ اپنے والد للو خاں سے ابتدائی رہنمائی حاصل کرنے کے بعد انھوں نے استاد جھملا خاں نجیب آباد والے اور سینیا گھرانہ کے استاد عبدالرشید خاں کے علاوہ دیگر کئی استادوں سے رہنمائی حاصل کی۔

آج کل موصوف آل انڈیا ریڈیو دربھنگہ سے منسلک ہیں۔

این رمنی کا استاد وادن



این رمنی کا تعلق موسیقاروں کے گھرانے سے ہے۔ بانسری وادن کی تعلیم انھوں نے اپنے نانا سے حاصل کرنا شروع کی اور آٹھ سال کی عمر میں ایک محفل موسیقی میں اپنے فن کا مظاہرہ کیا۔

این رمنی ماہرین فن اور عام سامعین میں اپنی تکنیکی مہارت کے سبب یکساں مقبولیت رکھتے ہیں ان کی فنی صلاحیتوں کے اعتراف میں متعدد اداروں کی جانب سے انھیں مختلف اعزازات اور خطابات سے نوازا جا چکا ہے۔

دوردرشن ٹیلی کاسٹ

مدراس	۱۷ر جولا
کلکتہ	۲۴ر جولا
دہلی	۳۱ر جولا
بمبئی	۷ر اگس

آواز
آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام
۱۶ تا ۳۱ جولائی ۱۹۸۱ء
۲۶ آساڑھ سے ۹ شراون ۱۹۰۳ شاکا
جلد ۴۶ —— شمارہ ۱۴
قیمت فی پرچہ ... —— سالانہ دس روپے
ڈاک خرچ بذمہ ادارہ

اس شمارے میں

آج کی بات

ہائیڈروجن
توانائی کا لامتناہی سلسلہ

ایم اے قریشی

دنیا میں پٹرول کے ذخیرے تشویشناک تیزی کے ساتھ خرچ ہو رہے ہیں اور یہ محسوس کیا جانے لگا ہے کہ اب دوراندیشی یہی ہوگی کہ پٹرول جلانے کی بجائے ضروری کیمیائی صنعت کے لیے محفوظ رکھا جائے۔ توانائی کی اس خلیج کو پاٹنے کے لیے یہ کوشش کی جارہی ہے۔ دیگر متبادل توانائی کے وسائل جیسے کوئلہ اسٹیم، زمین و سورج کی گرمی اور درختوں و پودوں کو بروئے کار لایا جائے۔ پٹرول کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ بآسانی لے جایا جا سکتا ہے اور مختلف صورتوں میں اسکو استعمال کرسکتے ہیں۔

آبی بجلی گھروں سے حاصل شدہ بجلی بے شک فضا کے لیے غیر آلودہ ہے مگر وہ صرف چند مقاصد جیسے روشنی گھریلو کام کاج، صنعت اور آمد و رفت کے کام بخوبی انجام دینے میں مددگار ہوتی ہے لیکن بجلی ہماری صرف ۲۰ فیصدی ضرورتوں کو پورا کرتی ہے باقی ۸۰ فیصدی سیال ایندھن سے پوری کی جاتی ہے۔

مثال کے طور پر ہوائی جہاز چلانے میں بجلی کا استعمال ناممکن ہے۔ اس کے علاوہ بھی ایک مہنگی توانائی ہے جس کے پیدا کرنے اور ضرورت کے مقامات پر پہنچانے میں کافی سرمایہ درکار ہوتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ اگلے ۵۰ سال کے لیے مختلف قسم کی توانائی کا ایسا امتزاج ہونا چاہیے جسمیں ۲۰ سے ۳۰ فیصدی بجلی اور ۷۰ سے ۸۰ فیصدی جلنے والے ایندھن ہوں۔ اب اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سا ایندھن ہو سکتا ہے جو اس قدر مقدار میں دستیاب ہو اور آنے والے وقت کی ضرورت کو مناسب طور پر پورا کرسکے۔ ایسے متبادل کیمیائی ایندھن جو تجویز کیے گئے ہیں اور قابل غور ہیں وہ ہیں Synthetic liquid hydrocarbon گیس و سیال اشکال میں Ethane and Methane اور hydrogen کیمیائی ایندھنوں کا ٹیکنیکل اور اقتصادی تجزیہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ hydrogen بحیثیت توانائی کے ان سب سے بہتر ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ hydrogen پانی سے حاصل کی جاتی ہے۔ پانی Hydrogen اور Oxygen گیسوں سے مل کر بنا ہے اس میں بجلی پاس کی جائے تو پانی ان دونوں گیسوں میں بٹ جاتا ہے۔ اس طرح ہائیڈروجن غیر محدود مقدار میں اس کرۂ ارض کے وسیع آبی وسائل سے حاصل ہو سکتی ہے۔

Hydrogen کی خصوصیت یہ ہے کہ خود جلتی ہے اور Oxygen کی خاصیت ہے کہ اس کے بغیر کوئی شے جل نہیں سکتی۔ اس لیے ہائیڈروجن کے جلانے سے صرف پانی پیدا ہوتا ہے اور پھر سے ہائیڈروجن اور Oxygen مل جاتے ہیں۔ چنانچہ جس پانی کو لے کر H_2 بنی تھی اور O_2 الگ ہوئی تھی H_2 کے جلانے سے یہ پھر دونوں گیسیں آپس میں مل کر پانی کی شکل اختیار کرتے ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ H_2 کے استعمال سے ماحولیاتی پراگندگی نہیں ہوتی۔ بلکہ جلتے وقت یہ تیز گرم، صاف، بے رنگ کا شعلہ دیتی ہے اور اسکو بھٹیوں چولہوں اور بجلی کے آلات کے چلانے میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس کو Metal anhydride یعنی ٹھوس شکل میں تبدیل کرکے بسوں اور کاروں میں پٹرول کی جگہ استعمال کرسکتے ہیں۔ سیال H_2 کو ہوائی جہاز چلانے کے کام میں لایا جاسکتا ہے۔

H_2 کو محفوظ طریقہ پر دور دراز مقامات پر کفایتی طور پر لے جایا پہونچایا جاسکتا ہے۔ اس کو ۳۰۰ سے ۵۰۰ میل تک کی Pipe line کے ذریعہ بھی پہونچا سکتے ہیں اس کے علاوہ مختلف طریقوں سے اس کے ذخائر بھی اکٹھے کیے جاسکتے ہیں جن کا انحصار اس کے طریقہ استعمال پر ہے۔

پانی کے غیر محدود وسائل اور فضا کو صاف ستھرا اور قائم رکھنے کی فکرات کے بموجب مستقبل میں H_2 کے استعمال کے عظیم امکانات ہیں۔ لیکن اس کے استعمال کے رائج ہونے میں ابھی بہت سارے ٹیکنیکل مسائل حائل ہیں جن پر سائنسی تحقیقات جاری ہیں۔

(اردو سروس)

شخصیت

فرانس کے نئے صدر

فرانکوئیس مورس میری مہتران

ڈاکٹر سلیم قدوائی

آج سے تقریباً دو سو برس قبل نپولین بونا پارٹ، جنرل ڈیگال، والٹائر، روسیو، اور مانٹسکیو جیسی عظیم اور عہد ساز شخصیتوں کو جنم دینے والے ملک فرانس میں ایک زبردست واقعہ رونما ہوا تھا۔ جس کو انقلاب فرانس کے نام سے تاریخ میں یاد کیا جاتا ہے۔ یہ انقلاب محض فرانس تک محدود نہیں تھا اور نہ محض حکومت کا تختہ الٹنے کے لیے برپا کیا گیا تھا۔ اس انقلاب نے دنیا میں تہلکہ مچا دیا تھا۔ اس انقلاب نے یورپ کے سماجی نظام کو تہہ و بالا کر کے رکھ دیا۔ اس سے یورپ میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا تھا۔ اس کی گونج اور اثرات دنیا کے دور دراز گوشوں میں محسوس کیے گئے تھے۔

دس مئی ۱۹۸۱ء کو جمہوریہ فرانس کے صدارتی انتخاب کے نتیجہ نے ایک بار پھر دنیا میں سنسنی پھیلا دی ہے۔ جمہوریت میں بیلیٹ بکس کے ذریعہ حکومت کو تبدیل کرنا کوئی انوکھی اور غیر معمولی بات نہیں سمجھی جاتی۔ خصوصاً فرانس جیسے گہوارۂ جمہوریت میں جہاں جمہوریت کی جڑیں خاصی گہرائی میں پیوست ہو چکی ہیں۔ فرانس میں پہلی جمہوری حکومت ۱۷۹۲ء میں مشہور انقلاب کے بعد قائم ہوئی تھی۔ لیکن فرانس کے حالیہ صدارتی انتخاب کے نتیجہ کو غیر معمولی اہمیت کا حامل سمجھا جا رہا ہے۔ سیاسی مبصرین نے اس واقعہ کو براعظم یورپ کی سیاست میں ایک نئے دور کا آغاز قرار دیا ہے۔ ایک سیاسی مبصر کے قول کے مطابق فرانس میں بائیں بازو سے تعلق رکھنے والے صدارتی امیدوار کی کامیابی قدامت پسند دائیں بازو کی اس لہر کے خلاف جو یورپ کو اپنی لپیٹ میں لے چکی ہے۔ بغاوت کی پہلی علامت ہے۔

آئیے ہم آپ کو اس شخصیت سے متعارف کرائیں جو جمہوریہ فرانس کا اکیسواں صدر منتخب ہوا ہے۔ ان کا پورا نام مسٹر فرانکوئیس مورس میری مہتران ہے۔ آپ ۲۶ر اکتوبر ۱۹۱۶ء کو مغربی فرانس میں جیرناک کے مقام پر پیدا ہوئے تھے۔ آپ کے والد ریلوے میں اسٹیشن ماسٹر تھے۔ پیرس یونیورسٹی سے قانون کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد ۱۹۱۸ء میں آپ فوج میں شامل ہو گئے تھے۔ ۱۹۴۰ء میں جب جرمنی نے فرانس پر حملہ کیا تو آپ کو جنگی قیدی بنا لیا گیا تھا۔ لیکن جلد ہی قید سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

مسٹر مہتران فرانس کی سیاست میں کوئی نئی دریافت یا اجنبی ہستی نہیں ہیں۔ سچ پوچھیے تو دوسری جنگ عظیم کے بعد فرانس کی آزادی کے وقت سے آپ اپنے ملک کے سیاسی منظر کی ایک اہم اور نمایاں شخصیت رہے ہیں۔ آپ عملی سیاست میں پہلی بار اس وقت داخل ہوئے جب ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں وسطی فرانس کے نیورے حلقہ انتخاب سے پارلیمنٹ کے ممبر منتخب ہوئے تھے۔ ۱۹۵۸ء میں جنرل ڈیگال کے برسر اقتدار آنے سے قبل آپ دس برس تک مسلسل حکومت کے مختلف اہم عہدوں پر فائز رہے۔ جنرل ڈیگال (جو مسٹر متران کو سخت ناپسند کرتے تھے) کے اقتدار میں آنے کے بعد آپ حزب اختلاف میں شامل ہو گئے اور اس وقت سے لے کر آج تک آپ حزب اختلاف کی سب سے قد آور شخصیت اور سب سے بلند آواز رہے۔

فرانس میں ڈیگال عہد شروع ہونے پر آپ نے ڈیموکریٹک سوشلسٹ یونین کی تشکیل کی اور اس پلیٹ فارم سے ۱۹۵۶ء میں فرانس کے مرد آہن جنرل ڈیگال کا صدارتی انتخاب میں ڈٹ کر مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی اس کے بعد آپ نے سوشلسٹ پارٹی میں شمولیت اختیار کی اور جلد ہی اس پارٹی کے جنرل سیکریٹری عہدے تک پہنچ گئے۔ ۱۹۷۴ء کے صدارتی انتخاب میں آپ ایک بار پھر انتخابی میدان میں اترے اور ویری جسکار ڈولشان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ لیکن اس بار بھی ناکام رہے۔ گو کہ اس بار آپ نہایت معمولی فرق سے ہارے۔ آپ کو اس بار ۴۹ فیصد ووٹ ملے تھے۔

ان ناکامیوں کے باوجود آپ نے ہمت نہیں ہاری اور حالیہ انتخاب میں آپ نے پھر سوشلسٹ پارٹی کے امیدوار کی حیثیت سے صدر جسکار دیشان کا مقابلہ کیا۔ اس بار قسمت نے یاوری کی اور آپ کا الیسی پیلس میں داخل ہونے کا دیرینہ خواب بالآخر شرمندۂ تعبیر ہو گیا۔

اب آئیے اس بات کا جائزہ لیں کہ مسٹر مہتران کے انتخاب کی کیا اہمیت ہے۔ آپ کے سیاسی نظریات کیا ہیں۔ اور آپ کے انتخاب سے فرانس کی پالیسیوں میں کس قسم کی تبدیلیاں آنے کی توقع ہے ان پالیسیوں کا عالمی سیاست میں کیا اثر پڑ سکتا ہے۔

اس سلسلے میں سب سے پہلی اہم بات تو یہ ہے۔ کہ مسٹر مہتران کی کامیابی سے فرانس میں دائیں باز[و] کے تیئس ۲۳ سالہ دور اقتدار کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ عرصہ دراز کے بعد فرانس میں بائیں بازو سے تعلق رکھنے والا امید وار صدر منتخب ہوا ہے۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا جا[چکا] ہے۔ مسٹر مہتران سوشلسٹ پارٹی کے امیدوار کے طور پر کامیاب ہوئے ہیں جو بائیں بازو کی پارٹی سمجھی جا[تی] ہے۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ مسٹر مہتران کے انتخا[ب] کے بعد فرانس کی اقتصادی پالیسیوں میں اہم تبدیلیا[ں] ہونے کا امکان ہے۔ مسٹر مہتران فرانس کے اقتصاد[ی] نظام میں غیر معمولی تبدیلیاں لانے کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ اس میں اکثر صنعتوں کو قومی ملکیت میں لینا شامل ہے۔ ان صنعتوں میں امریکی اور دوسری غیر ملکی کمپنیاں بھی ہیں۔ اس کے علاوہ نجی بینک اور مالیاتی ادارے قومیائے جائیں گے۔ اس طرح ملک کا پورا مالی نظ[ام] حکومت کے دائرۂ اختیار میں آجائے گا۔

تیسری اہم بات یہ ہے کہ سابقہ حکومت برخلاف مسٹر مہتران ایٹمی کارخانوں میں کام روکنے [کے] حامی ہیں۔ انھوں نے کہا ہے کہ وہ نیوکلیائی بجلی پلانٹ فوری طور سے بند کر دیں گے اور اس موضوع پر ر[ائے] شماری کرائیں گے۔

اس کے علاوہ ملک میں بے روزگاری کو [دور کرنے] کے لیے پبلک سیکٹر میں ملازمت کے لیے مواقع [فراہم] کرنے کا بھی مسٹر مہتران کا ارادہ ہے۔

جہاں تک بین الاقوامی سیاست کا تعلق [ہے] مسٹر مہتران کے انتخاب پر مختلف ردعمل کا اظہار ک[یا گیا] ہے۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کو بہرحال اس [انتخاب] سے مایوسی ہوئی ہے۔ اسی طرح برطانوی وزیر ا[عظم] مسز مارگریٹ تھیچر کی مشکلات میں اس انتخاب [سے] اضافہ ہونے کی امید ہے۔ اس کے برخلاف رو[س اور] سوشلسٹ بلاک سے تعلق رکھنے والے ممالک [نے مسٹر] مہتران کے انتخاب کو نیک فال قرار دیتے ہو[ئے مسرت] کا اظہار کیا ہے اور اسی کو امن اور سوشلزم کی ف[تح قرار دیا] ہے۔ جہاں تک مغربی ایشیا کا تعلق ہے۔ اس[رائیل کے] وزیر اعظم مسٹر بیگن کے مطابق مسٹر مہتران اسرا[ئیل کے] سچے دوست ہیں جبکہ اس کے پیش رو عربوں کے لالچ میں اسرائیل کے خلاف ہو گئے تھے۔ [ا]آنے والا وقت ہی بتائے گا کہ مسٹر مہتران کیسے ثابت ہوتے ہیں۔ (سرینگو سے نشر)

آغا حشر کاشمیری

محمد خضر حیات

آغا حشر کاشمیری کو اردو ڈرامے کا شیکسپیئر کہا جاتا ہے۔ اردو ڈرامے کی تاریخ ان کے ذکر کے بغیر ادھوری اور نامکمل رہ جاتی ہے۔

۴ اپریل ۱۸۷۹ء کو بنارس میں کشمیری النسل تاجر آغا محمد غنی کے یہاں آغا محمد شاہ اس دنیائے فانی میں تولد ہوئے۔ باپ محمد شاہ کو مولوی اور مذہبی عالم بنانا چاہتے تھے لیکن ہوش سنبھالنے کے بعد آغا محمد حشر بگڑ گئے اور حشر کا بگڑنا اردو ڈرامے کی تقدیر کا سنورنا ہو گیا۔

آغا حشر نے اوائل بیسویں صدی میں ڈرامے کی دنیا میں قدم رکھا اس وقت اردو ڈرامہ عالم طفلی میں گھٹنوں کے بل چلنا سیکھ رہا تھا۔ حافظ محمد عبداللہ اور نظیر بیگ وغیرہ انیسویں صدی کے اواخر سے اردو اسٹیج کے شائقین کا جی بہلا رہے تھے۔ جدید ڈراموں کی تکنیک سے سراسر ناواقف یہ ڈرامہ نگار فرسودہ قصے کہانیوں گھسے پٹے گیتوں اور روایتی انداز کے ناچ گانوں سے اپنے ڈرامہ کی تکمیل کرتے تھے۔ ایک ہی انداز اور ایک ہی ڈھرے پر چلنے والے ڈرامہ نویس، بلندیٔ خیال، نزاکتِ طبع، شوخیٔ تحریر اور سنجیدگی و متانت کی پرواہ کئے بغیر ڈراموں پر ڈرامے تصنیف کیے جا رہے تھے۔ گاؤں، دیہاتوں، چھوٹے بڑے قصبوں اور شہروں میں بے شمار تھیٹر کمپنیاں اپنے تماش بینوں کے ذوق و شوق کی رعایت کو مدنظر رکھتے ہوئے ان فرسودہ ڈراموں کو اسٹیج کر کے روپیہ بٹورنے میں لگی تھیں۔

اسی زمانے میں منشی مہدی حسن احسن لکھنوی اور پنڈت نرائن پرشاد بیتاب دہلوی کے نام ہماری نظروں کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ احسن اور بیتاب نے اپنے ڈراموں میں فصیح و با محاورہ زبان استعمال کر کے ڈرامہ کی ادبی حیثیت کو بلند کیا۔ ان کے ڈراموں میں عامیانہ پن کی جگہ ایک خاص قسم کا رکھ رکھاؤ نظر آنے لگا تھا۔ پلاٹ میں واضح ترتیب اور اسٹیج کی رعایت نظر آتی ہے۔ پھر بھی، ڈرامہ کے پلاٹ میں تفریحی عناصر کی بھرمار تھی اور فکری عناصر کا فقدان اور فنی شعور کی کمی کی وجہ سے ڈراما فن کی بلندیوں کو چھونے میں قاصر نظر آتا ہے عصری زندگی کی کشاکش اور داخلی کشمکش سے تو اس دور کے ڈرامے یکسر عاری نظر آتے ہیں۔

رونق بنارسی، طالب، بیتاب اور احسن لکھنوی جب اردو ڈرامے کے سفر کا آغاز کر رہے تھے اس وقت سترہ اٹھارہ سال کے نوجوان حشر نے اپنا پہلا ڈرامہ "آفتاب محبت" لکھا۔ احسن لکھنوی نے یہ ڈرامہ دیکھ کر تحقیرانہ انداز میں جو رائے ظاہر کی وہ شاید اردو ڈرامے کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گی۔ احسن نے کہا تھا "ڈرامہ نگاری بچوں کا کام نہیں ہے"

لیکن اس کے باوجود حشر ڈرامے لکھتے رہے۔ انھوں نے ۳۲، ۳۳ برسوں تک ڈرامہ نگاری کے فن کو سنوارا اور اسے نئی جہتوں اور نئی راہوں سے آشنا کیا بے شک کیفیت اور کمیت دونوں کے اعتبار سے ہم انھیں مغربی ڈرامہ نگاروں کے ہم پلہ قرار نہیں دے سکتے لیکن حشر کے دور میں اردو ڈرامہ جس حال میں تھا اور اسٹیج کی بے مائگی اور افلاس کا جو عالم تھا اسے دیکھتے ہوئے ہمیں آغا حشر کی قدآوری کا احساس کرنا ہی پڑتا ہے۔

حشر کی ڈرامہ نگاری تدریجی طور پر ترقی کرتی نظر آتی ہے۔ اور ان کے فن کا تدریجی ارتقاء درحقیقت اردو ڈرامے کا ارتقاء ہے۔ انھوں نے ڈراموں میں سے گانوں کو کم کر کے نثر کو داخل کیا۔ رواں دواں اور جاندار گفتگو کے ذریعہ انھوں نے ڈرامے کو نئی زندگی بخشی۔ فقرہ بازی اور برجستہ گوئی کے ہنر کو چابکدستی کے ساتھ استعمال کر کے ڈرامہ میں دلچسپی پیدا کی۔ مکالمہ لکھتے وقت کردار کی شخصیت اور اس کی خصوصیات کا بھی لحاظ رکھا لاؤڈ اسپیکر کی کمی کی وجہ سے مکالموں میں بلند آہنگی ضروری تھی اور آغا صاحب کے مکالموں میں بلند آہنگی بڑی آن بان کے ساتھ جلوہ گر نظر آتی ہے۔ "اسیر حرص" "مار آستین" "مرید شک" ان کے ابتدائی دور کے خاص ڈرامے سمجھے جاتے ہیں اور معاصر ڈرامہ نگاروں کے فن سے مقابلہ کرنے پر ہی ہم ان کی خوبیوں اور خامیوں کو سمجھ سکتے ہیں۔

آگے چل کر حشر نے "سفید خون" "صید ہوس" "شہید ناز" اور "خوبصورت بلا" جیسے ڈرامے لکھے۔ اول الذکر تینوں ڈرامے شیکسپیئر سے ماخوذ ہیں۔ "خوبصورت بلا" طبع زاد ڈرامہ ہے۔ ان سب ڈراموں میں قافیہ کا التزام اور کم ہو گیا ہے۔ بلند آہنگی، زبان کی سلاست و روانی، صفائی اور برجستگی کے ساتھ ساتھ طنز و ظرافت کی موجودگی نے ڈراموں میں اور حسن پیدا کر دیا ہے۔ معاشرت کی عام کمزوریوں کی طرف واضح اشارے ڈرامہ میں فکری عناصر پیدا کر کے اس کی سطح کو بلند کر دیتے ہیں۔

شہرت عام کی بلند چوٹی پر پہنچنے کے بعد بھی آغا حشر کا ارتقائی سفر جاری رہا۔ ۱۹۱۳ء میں انھوں نے "یہودی کی لڑکی" کی تخلیق کی اور اس کے بعد "رستم و سہراب" "خواب ہستی" "آنکھ کا نشہ" "بلوا منگل" "ترکی حور" وغیرہ ڈرامے لکھے جن کا شمار حشر کی بہترین تخلیقات میں کیا جاتا ہے۔ زندگی سے ان ڈراموں میں جو قربت پائی جاتی ہے وہ انھیں امتیازی خصوصیت بخشتی ہے۔

ترتیب کا سلیقہ، زبان کی شگفتگی اور واقعات کی حقیقت پسندی نے ان ڈراموں کو فنی و ادبی حیثیت سے بلند مقام عطا کیا ہے۔ ملک کی عام زندگی اور قومی و معاشرتی مسائل سے متعلق علامتی و تمثیلی اشارے حشر کی عصری حساسیت کو ظاہر کرتے ہیں۔

تشویش (Suspense) اور تصادم (Conflict) کے عناصر علی الخصوص داخلی تصادم (Inner conflict) آغا حشر سے پہلے کے ڈراموں میں مفقود ہے۔ آغا حشر کے یہاں تشویش و تصادم کی مثالیں بھی ملتی ہیں اور انھیں دو عناصر کی وجہ سے ڈرامہ نقطۂ عروج (کلائمکس) کی طرف بڑھتا ہے۔

آغا حشر سے پہلے ڈرامہ کے کردار مافوق الفطرت اور مثالی ہوتے تھے۔ آغا حشر نے انھیں زندگی سے قریب تر کر دیا۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ ان کے کردار مصائب و آلام سے کبھی ہار کے نہیں بلکہ ان سے نبرد آزمائی کا حوصلہ دکھاتے ہیں۔ ان کے کردار ان اہل بینش کا نظارہ پیش کرتے ہیں جو طوفانِ حوادث کو مکتب سمجھ کر لطمۂ موج کو سیلیِ استاد ٹھہراتے ہیں اور آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

حشر کے یہاں ہر طرح کے کردار پائے جاتے ہیں شہنشاہ، وزیر، ملکہ، خادمہ، بیگم، ظالم، محب وطن،

(باقی ص ۹ پر)

تعلیم

ہند میں تعلیم ایک جائزہ

ستیہ پال بخشی

ہندوستانی تعلیم کی تاریخ کی ابتداء قدیم ہندوستان سے ہوتی ہے۔ یہ زمانہ ویدوں کا تھا۔ ان دنوں تعلیم دینے والوں کو گورو کہا جاتا تھا۔ اور تعلیم مذہبی بنیادوں پر ہوتی تھی۔ تعلیم کا مقصد اچھے نیک مذہبی انسان بنانا تھا جنھیں کسی دستکاری میں بھی مہارت حاصل ہو۔ اس دور کے بعد بودھوں کا دور آیا اس دور میں بھی تعلیم پر دھرم کی چھاپ رہی۔ بدھ وہار کے بڑے مرکز ہوتے تھے۔ یہ ایسے ہی تھے جیسے آجکل کی رہائشی یونیورسٹیاں۔ ان میں نالندہ، وکرم شیلا ٹکسیلا۔ اودانتپوری اور جگدالا زیادہ مشہور اور بڑے تعلیمی مرکز تھے۔ اس کا اندازہ آپ اس سے لگائیے کہ صرف نالندہ میں ہی چار ہزار طالب علم ہوتے تھے۔ یہ تعلیم بہت مفید اور ہر طرح سے مکمل ہوتی تھی۔ اس میں جسمانی تہذیبی عقلی اور روحانی تعلیم شامل تھی۔ زیادہ زور مذہبی اور روحانی تعلیم پر تھا۔ جب عرب اور مغل ہندوستان آئے تو تعلیم کے بڑے مراکز مسجد اور مدرسے ہوگئے۔ مغلوں کے زمانے میں ہی تعلیم کا باضابطہ طریقہ اپنایا گیا۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے لیے رہائشی مکتب کھولے گئے۔ ان میں سے کچھ کا انتظام سرکار چلاتی تھی اور کچھ کا عوام۔ اس زمانے میں ریاضی، جیومٹری۔ آسٹرونومی فزکس، فلسفہ، تواریخ، کاشتکاری وغیرہ کی اعلیٰ تعلیم کا انتظام تھا۔ اورنگ زیب کے زمانے میں تعلیم کے ملے جلے طریقے کو دھکا لگا اور اس کے بعد ہندوؤں اور مسلمانوں کے لیے متوازی مراکز قایم کیے گیے۔

اس زمانے کے طریقۂ تعلیم میں استاد شاگرد کے درمیان بہت مضبوط رشتہ قایم ہوتا تھا۔ کیوں کہ ان کا رات دن ساتھ رہتا تھا۔ تعلیمی مراکز میں استاد شاگرد ایک خاندان کی حیثیت سے رہتے تھے۔ اور تعلیم کا مقصد صرف کچھ مضمون پڑھنا ہی نہیں تھا بلکہ اس میں جسمانی تربیت، دستکاری میں تربیت اور کھیل کود پر بھی دھیان دیا جاتا تھا۔

انیسویں صدی میں ہندوستان میں سنسکرت اور عربی کے بڑے پاٹھ شالے اور مدرسے کھولے گیے لیکن ان کا تعلق مندر اور مسجدوں سے ہونے کی وجہ سے تعلیم کا رنگ مذہبی تھا۔

انگریزوں کے ہندوستان آنے پر یہاں کی تعلیم پر ان کی چھاپ پڑنی شروع ہوگئی۔ اور انھوں نے یہاں تعلیمی ادارے کھولنے میں آگے بڑھ کر حصہ لیا۔ ایسے کالج کھولے گئے جو کہ بہت زیادہ مذہبی رنگ نہ لے کر ایک خوش گوار ڈھنگ اختیار کیے ہوئے تھے۔ انگریزوں کی طرف سے کھولے گئے کالج اور اسکول دو طرح کے تھے ایک تو Chaistian missionaries ان میں مذہب پر زور زیادہ ہوتا تھا یعنی اچھی دنیاوی تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ ان کی کوشش ہوتی تھی کہ پڑھنے والے عیسائی مذہب اپنائیں۔ دوسرے ادارے ایسے تھے کہ جن کا مقصد ایسے لوگ تیار کرنا تھا جو حکومت چلانے میں کام آئیں۔ اس کا ثبوت لارڈ مکاولے کی اسکیم سے ملتا ہے جو اس نے ۱۸۳۵ء میں گورنر جنرل لارڈ بنٹنگ کو پیش کی تھی۔ اس اسکیم کے شروع ہونے کے نتیجے میں ہندوستانیوں کی ایک نئی پود کی بنیاد پڑی۔ جو خون سے ہندوستانی تھے اور رہن سہن سے انگریز۔ انگریزی تعلیم کی جڑیں اور مضبوط ہوئیں جب لارڈ ہارڈنگ کے حکم سے انگریزی اسکول اور کالج میں پڑھے لوگوں کو ملازمت میں ترجیح دی جانے لگی۔ جیسے جیسے انگریزوں کے قدم جمنے لگے انگریزی طریقۂ تعلیم کو سرکاری سرپرستی حاصل ہوتی گئی اور حکومت نے اس کے پھلنے پھولنے میں پوری دلچسپی لی۔

وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ ہندوستانی اس بات کی اہمیت کو سمجھنے لگے کہ تعلیم کے لیے ایسا طریقہ اپنایا جائے جو اپنی ضرورتوں کے مطابق ہو۔ جیسے جیسے آزادی کے لیے سرگرمیاں بڑھتی گئیں اس کا احساس زیادہ ہوتا گیا۔ بنارس یونیورسٹی اور علی گڑھ یونیورسٹی اور ایسے ہی دوسرے اداروں کی بنیاد پڑی جہاں پڑھائی انگریزی ڈھنگ سے اور انگریزی میں ہوتی تھی لیکن اس پر ہندوستانی تہذیب کا اثر تھا۔ خالص ہندوستانی تعلیم کی تلاش میں مہاتما گاندھی نے بہت کچھ کیا ہے۔ انھوں نے ۱۹۳۷ء میں واردھا میں کل ہند قومی تعلیمی کانفرنس بلائی جہاں پر بنیادی تعلیم کا خاکہ بنایا گیا جو کہ واردھا اسکیم کے نام سے مشہور ہے اس میں دستکاری کی تربیت کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ اس تعلیم کی مدت سات سال ہے۔ اس کا syllabus گاؤں اور شہر کی ضرورتوں سے مطابقت رکھتا ہے۔ اور کسی بھی دستکاری کو دھیان میں رکھ کر بنایا گیا ہے۔ اس زمانے میں اس اسکیم کی سراہنا کی گئی اور کئی ریاستوں میں اسے عائد بھی کیا گیا۔ ڈاکٹر ذاکر حسین نے اس طریقۂ تعلیم کو سنجیدگی سے اپنایا اور جامعہ ملیہ کا قیام عمل میں آیا۔ یہ طریقۂ تعلیم پنپ نہیں پایا کیونکہ صنعتی اور مشینی ترقی کے ساتھ تال میل نہیں ہو پایا۔ عوام نے انگریزی طریقۂ تعلیم کو اہمیت دی۔ کیونکہ اس سے ان کی فوری ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ روزگار ملنے میں آسانی ہوتی ہے۔ انگریزی طریقۂ تعلیم کی جڑیں اس لیے مضبوط ہوئیں کہ اسے شروع سے ہی سرکاری سرپرستی اور عوام کی حمایت حاصل رہی ہے۔ اس کے علاوہ بھی یہ طریقۂ تعلیم مختلف ممالک میں کسی نہ کسی شکل میں اپنایا جاتا رہا ہے۔ طریقۂ تعلیم کو بہتر بنانے کے لیے آزادی کے بعد بھی بہت سے قدم اٹھائے گئے ہیں۔ ۱۹۴۸ء میں یونیورسٹی تعلیمی کمیشن ڈاکٹر رادھا کرشنن کی سرکردگی میں بٹھایا گیا۔ ۱۹۵۳ء میں سیکنڈری تعلیم کے لیے مدالیار کمیشن بٹھایا گیا۔ اور پھر اس کے بعد ۱۹۶۴ء میں اعلیٰ ہندوستانی تعلیمی کمیشن ڈاکٹر کوٹھاری کی سرکردگی میں بٹھایا گیا۔

اس بات کی ضرورت ہمیشہ سے محسوس کی گئی ہے کہ ہندوستانی تعلیم کا ڈھانچہ ایسا ہو کہ اس سے: صرف ہمیں ایسے تربیت یافتہ لوگ ملیں جو روزمرّہ کی سماجی ضرورتوں کو پورا کریں بلکہ اچھے ہندوستانی بھی ثابت ہوں اس کو سامنے رکھ کر عوام اور سرکار کی طرف سے کوششیں کی جاتی رہی ہیں۔ مختلف تعلیمی کمیشن بٹھانے کا مقصد یہ جانچ کرنا تھا کہ۔

۱۔ تعلیم دینے کے ڈھنگ میں کیسے بہتری لائی جائے؟

۲۔ تعلیم کا معیار کیسے اونچا کیا جائے۔؟

۳۔ تعلیم کو ہندوستانی ضرورتوں کے لیے کیسے مفید بنایا جائے؟ تاکہ اسکولوں اور کالجوں سے پڑھ کر نکلنے والے لوگ دیش کی ترقی میں حصہ لے سکیں۔

ان تین باتوں کو سامنے رکھ کر ان تعلیمی کمیشن کی سفارشات اور مشورے دیئے جاتے رہے اور ان پر

عمل بھی ہوا۔ لیکن کیونکہ تعلیم اسٹیٹ سبجیکٹ رہا ہے اس لیے تعلیم کا معیار سارے ملک میں ایک سا نہیں رہا۔ حالانکہ تعلیم کو ہندوستانی دستور میں صوبوں کی ذمہ داری بنانے کا مقصد یہ تھا کہ عام طور پر تعلیم کا معیار ایک سا رہے اور خاص طور پر اپنے صوبے کی ضرورتوں کو پورا کرے۔ تعلیم کا نصاب یہ دیکھ کر بنایا جائے کہ صوبہ کو آنے والے دس پندرہ برسوں میں کس قسم کے انجینیروں ڈاکٹروں کاریگروں اور ماہروں کی ضرورت پڑے گی اس بات کو بھی دھیان میں رکھا جائے کہ پڑھ لکھ کر نکلنے والے یہ نوجوان اگر اپنی تعلیم کی بنیاد پر دوسرے صوبوں میں نوکری لینا چاہیں تو انھیں دقت نہ ہو۔ اس کے علاوہ مرکزی سرکار نے ایسے تعلیمی ادارے کھولے جو کہ سارے ہندوستان کے لیے مفید تھے جیسے کہ I.I.T. All India Institute of Medical Sciences وغیرہ۔

کچھ بے جا نہ ہوگا اگر اسکولوں میں دی جانے والی تعلیم کے بارے میں تفصیل سے بات کی جائے عام طور پر ہمارے اسکول تین طرح کے ہیں۔

۱۔ سرکاری انتظام میں چلنے والے اسکول

۲۔ سرکاری امداد سے چلنے والے اسکول ان میں ایسے اسکول بھی شامل ہیں جنھیں مذہبی ادارے چلاتے ہیں۔

۳۔ پبلک اسکول اور کانونٹ اسکول جو عام طور پر سرکار سے امداد نہیں لیتے۔ ان اسکولوں میں تعلیمی نصاب کم و بیش ایک سا رہا ہے۔ لیکن اس کو پڑھانے کا ڈھنگ مختلف رہا ہے۔ ذریعہ تعلیم مختلف رہا ہے پبلک اور کانونٹ اسکولوں میں عام طور پر انگریزی ذریعہ تعلیم ہے۔ سرکاری انتظام یا سرکاری امداد سے چلنے والے اسکولوں میں زیادہ تر درمیانے طبقہ کے بچے آتے ہیں جن کے اپنے مسائل ہیں۔ اس سے انکار نہیں کہ ان اسکولوں میں پڑھائی زیادہ تر کتابوں پر منحصر ہوتی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ سب ہی اسکول اسی طرح کے ہیں۔ ان میں کچھ اسکول بہت اچھے بھی ہیں اور امتحان کے نتائج بہت اچھے دکھاتے ہیں۔ پبلک اسکول لفظ کا استعمال ایک طرح سے غلط ہے کیونکہ یہ اسکول عام طور سے امیر طبقے کے لیے ہوتے ہیں کیونکہ زیادہ فیس دینا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ اس لیے ہر بچہ کی ان تک پہنچ نہیں ہے۔ انگریزوں کے زمانے میں ان اسکولوں کا مقصد لارڈ میکالے کی سفارشات کو عاید کرنا تھا یعنی ایسے لوگ پیدا کرنے تھے جو نسل سے ہندوستانی ہوں اور رہن سہن سے انگریز۔ اس میں شک نہیں کہ ان اسکولوں میں پڑھے ہوئے لوگ ہندوستانی ہونے سے زیادہ اپنے آپ کو انگریز سمجھ کر خوش ہوتے تھے لیکن جو تربیت انھیں ملتی تھی وہ انھیں اپنے اوپر بھروسہ کرنے والا۔ بلند حوصلہ والا۔ زیادہ سوجھ بوجھ والا

اور بہتر طریقے سے مشکلوں کا سامنا کرنے والا بناتی تھی۔ انگریز حکومت دراصل انھیں لوگوں کے سہارے چلتی تھی۔ اپنی ٹریننگ کی بدولت یہ لوگ ہر طرح کے مقابلے میں بازی جیتتے تھے۔ تعلیم کے میدان میں کچھ پبلک اسکولوں نے بہت نام بھی کمایا ہے۔

آزادی کے بعد پبلک اسکولوں کی تعداد بہت بڑھی ہے۔ اس طریقہ کی کامیابی سے متاثر ہو کر حکومت نے سینک اسکول اور ملٹری اسکول کھولے ہیں جو پبلک اسکول لائن پر چل رہے ہیں مالی حالت بہت مضبوط نہ ہوتے ہوئے بھی فنڈز کے بہتر استعمال کی وجہ سے ان اسکولوں میں پڑھنے والے بچوں کو پڑھائی اور کھیل کود کی بہترین سہولیات کلچرل ٹریننگ کے بہترین موقعے اور سائنس کی بہترین لیبارٹریز ملتی ہیں۔ جب یہ بچے ان اسکولوں سے تربیت لے کر نکلتے ہیں تو کسی میدان میں مات نہیں کھاتے۔ ان اسکولوں میں پڑھے ہوئے بچے آپ کو فوج میں افسر بنے ملیں گے حکومت کے مختلف اونچے عہدوں پر ملیں گے اور مانے ہوئے انجنیئر اور ڈاکٹر بنے ملیں گے۔ مساوات پسندی نقطۂ نظر رکھنے والے لوگوں کی مانگ ہے کہ ان اسکولوں کو ختم کیا جانا چاہیے کیونکہ ان سے اونچ نیچ کو بڑھاوا ملتا ہے اور ہر بچے کی پہنچ ان اسکولوں تک نہیں ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان اسکولوں کو ختم کرنے سے تعلیم میں کوئی بہتری نہیں آسکے گی۔ کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ان اسکولوں کی سہولیات اور ذرائع آس پاس کے دوسرے اسکول بھی استعمال کرسکیں اور اس طرح تعلیم کا عام معیار بلند ہو۔ اس کے لیے سنٹرل بورڈ کی طرف سے یا محکمۂ تعلیم کی طرف سے مناسب اسکیم بنائی جاسکتی ہے۔

حکومت کی کوشش یہی رہی ہے کہ تعلیم مفید ہو اس کا معیار بلند ہو۔ بے روزگاری گھٹے اور زیادہ لوگ تعلیم حاصل کریں۔ اس کے لیے کوششیں اور تجربات ہر دور میں کیے گئے ہیں۔

ابھی کچھ عرصے پہلے تک تعلیم کا طریقہ کار ہمارے یہاں روایتی سا رہا ہے۔ طالب علم چاہے اس کا رجحان ہو یا نہ ہو سیدھے کالجوں میں جاتے رہے ہیں۔ اس کا اثر روزگار کے مواقع پر پڑا اور طلباء میں ایک عام اکتاہٹ پیدا ہوئی اس کا اظہار کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ہڑتال۔ تشدد کے واقعات اور طلباء کی عام بے راہ روی کی صورت میں ہوا۔ تعلیم بے فائدہ ہو کر رہ گئی اور تعلیم میں لگے قومی سرمائے کا مفید استعمال نہ ہوسکا۔ زیادہ سنجیدگی سے صورت حال کا جائزہ لیا گیا اور تقریباً چار سال پہلے مرکزی حکومت نے کوٹھاری کمیشن کی سفارشات کو مان کر ۱۰+۲+۳ اسکیم شروع کی۔ اس کا مقصد ہے۔ ۱۔ بے روزگاری کو دور کرنا۔ ۲۔ سفید پوش آسامیوں کی چاہت کو ختم کرنا۔ ۳۔ سماج میں محنت کا مرتبہ بلند کرنا تاکہ ہاتھ سے کام کرنے والے لوہار، بڑھئی، راج مزدور

اور دوسرے دستکاروں کو سماج میں ان کا جائز مقام ملے اور ان کے پیشوں کو کم درجے کا یا معیوب نہ مانا جائے۔ ۴۔ اس طرح ایسے شہریوں کو تربیت دینا جو سب کے سب ملک کی تعمیر اور ترقی کے لیے کارآمد ہوں۔ اس اسکیم کے تحت Work experience یعنی عملی تجربہ کا پروگرام شروع کیا گیا جس کا مقصد بچوں کی مختلف دستکاریوں میں دلچسپی کی نشاندھی اور تربیت ہے۔ یہ اسکیم بڑے پیمانے پر سنٹرل بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن کے اسکولوں میں شروع کی گئی۔ ٹیچروں کو اس کے لیے خاص طور پر ٹریننگ دی گئی۔ اس اسکیم کے تحت دس سال کی پڑھائی لازمی ہے جس کے ساتھ Work experience بھی ضروری ہے اگلے دو سالوں کی پڑھائی میں طالب علم کی قابلیت اور اس رجحان کو دھیان میں رکھ کر اس کو مضامین چننے کا اختیار دیا جاتا ہے اس کے علاوہ یہ فیصلہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ بچہ Academic stream (خالص کتبی تعلیم) سے یا Vocational stream (پیشہ وارانہ تعلیم) اختیار کرے اس سے جس بچے کا رجحان اعلیٰ تعلیم میں نہ ہو کر دست کاری یا دوسرے پیشوں میں ہو تو وہ روایتی تعلیم میں اور وقت لگانے کے بجائے اپنی پسند کی پیشہ وارانہ تعلیم حاصل کرسکتا ہے۔ اسکیم بہت اچھی ہے اور اس کا مقصد یہی ہے کہ جو بچے دست کاری میں یقین رکھتے ہیں اور جب اسکول کی پڑھائی ختم کرکے باہر آئیں تو اس دستکاری میں کچھ کرنے کے قابل بھی ہوں جو انھوں نے اسکول میں سیکھی ہے تاکہ انھیں بے روزگاری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اس اسکیم کو شروع کرنے میں کچھ دقتیں پیش آئی ہیں۔ بچوں کو کورس کی کتابیں بروقت نہیں ملیں۔ کورس میں وقتاً فوقتاً تبدیلیاں ہوتی رہیں جو اسکول سرکار چلاتی ہے یا جنھیں امداد دیتی ہے وہاں مالی امداد سب کو بروقت نہ مل سکی اور مختلف محکموں میں تال میل کی کمی کے باعث کہیں کہیں ورکشاپ بھی پوری طرح نہیں تیار ہوسکے کہیں کہیں ایسا بھی ہے کہ ورکشاپ ہے تو انسٹرکٹر نہیں۔ لیکن اسکیم کو اپنے صحیح روپ اختیار کرنے کے لیے وقت دیے بغیر اس کے کامیاب یا ناکام ہونے کا فیصلہ کردینا اسکیم کے ساتھ ناانصافی ہوگی اسکولوں میں ورکشاپ کھولنے اور Vocational Stream لاگو کرنے میں جو مشکلات آرہی ہیں ان کا حل یہ بھی ہوسکتا ہے کہ I.T.I.s کا استعمال کیا جائے ان کی گنجائش (Capacity) بڑھائی جائے اور ان میں موجود ورکشاپس کو بہتر بنایا جائے۔ ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ I.T.I.s میں ہمیں پہلے سے ہی تربیت یافتہ ٹیچر مل جاتے ہیں جو کہ Vocational Stream کے شروع کرنے میں بہت مدد دے سکتے ہیں۔ اس طرح اسکولوں کے بجائے I.T.I.s میں Vocational stream چلانا زیادہ

آسان ہوگا۔
تجربات ابھی بھی جاری ہیں۔ پٹیل کمیٹی کی سفارش پر حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ Work Experience کے بجائے Socially Useful Productive Work (سماجی طور پر سود مند کام) عاید کیا جائے۔ اس کے تحت اسکولوں کو یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ ان کے دائرۂ کار میں آنے والی آبادی کی ضروریات کیا ہیں اور ان میں اسکول کیا مدد کرسکتا ہے۔ بچوں کو سماجی امور میں تربیت دی جائے اور ایسی دستکاریاں سکھائی جائیں جو ان کے ارد گرد کی آبادی کے لیے کارآمد ہوں۔ ان تجربات میں ضرورت اس بات کی ہے کہ دوسرے ممالک میں ہونے والے تجربات اور تحقیق سے فائدہ اٹھایا جائے اور تعلیم کا نظام اس طریقے کا بنایا جائے جس سے بے روزگاری گھٹے اور قابلیت میں ہمارے طلبا کسی سے پیچھے نہ رہیں۔ اس سمت میں ہمیں ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ صحیح معنوں میں کامیابی کو حاصل کرنے کے لیے ابھی ہمیں میلوں چلنا ہے۔ کاش ہر ہندوستانی بچے کے لیے ایسا اسکول ہو اس سے زیادہ دور نہ ہو جہاں اسے ایسی تعلیم ملے جو اس کی شخصیت کو سنوار سکے اس کو ایسا ہندوستانی شہری بنا سکے جو ملک کی تعمیر اور ترقی میں بھرپور حصہ لے۔ آزادی ملے ۳۴ سال ہوئے لیکن آزاد ہندوستان کا یہ خواب ابھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکا۔

(اردو سروس سے نشر)

ستیہ پال بخشی
پرنسپل آرمی پبلک اسکول
دھولا کنواں۔ نئی دہلی

سیلاب اور ان کی روک تھام

سیلاب کیوں آتے ہیں؟ اس کی کئی وجوہات ہیں مثلاً دریاؤں کے اوپری علاقوں میں جب بہت زوردار بارش ہوتی ہے یا برفیلے علاقوں میں اگر کسی وجہ سے برف زیادہ پگھلنے لگتی ہے تو دریاؤں کے پانی میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ اور جب دریاؤں میں پانی کی کثرت ہوجاتی ہے تو ظاہر ہے کہ ان کی محدود وادیوں میں پانی نہیں سما سکتا اور یہ زائد پانی ان کے قرب وجوار میں پہنچ جاتا ہے اور اس پانی میں ایک سیلابی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے۔ سیلاب کے زمانے میں عام حالات کے مقابلے میں دریاؤں میں تیس سے سو گنا زائد پانی ہوتا ہے۔ اسی دوران پانی کے بہاؤ میں تیزی پیدا ہوتی ہے۔ اس پانی میں ریت اور مٹی کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔ سیلاب سے لائی ہوئی مٹی۔ (گاد) جو اس کے اطراف کے علاقے میں جمع ہوجاتی ہے کافی زرخیز ہوتی ہے اور کاشت کاری کے لیے بہت فائدہ مند ہوتی ہے۔ لیکن اس کے برخلاف سیلاب سے جو نواحی علاقے زیرآب ہوجاتے ہیں اور اطراف واکناف کے شہروں کے علاقے جو سیلاب کی زد میں آجاتے ہیں ان سے کافی نقصان ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ دریاؤں کے کناروں میں کٹاؤ بھی پیدا ہوتا ہے۔

پانی جو زائد مقدار میں ہونے کی وجہ سے وادیوں میں سما نہیں پاتا مختلف طریقوں سے سیلابی شکل اختیار کرلیتا ہے۔ دریا میں بندھے ہوئے باندھ ٹوٹ جاتے ہیں۔ پہاڑی علاقوں میں پہاڑی تودے جو ٹوٹ کر دریا میں عارضی باندھ بناتے ہیں ان کے ٹوٹنے کا اندیشہ بھی ہوتا ہے جب ان میں تخریب یا توڑ پھوڑ پیدا ہوجاتی ہے تو سیلاب آجاتا ہے۔

بعض دریاؤں میں سیلاب ہر سال آتے ہیں اور بعض میں چند سالوں کے وقفہ سے۔ یہ وقفہ ہر دریا کے لیے وہاں کے مختلف حالات پر مبنی ہوتا ہے جیسے بارش، زمین کی نشیب وفراز وغیرہ۔

دریائے گنگا وجمنا کے دوآبے اور وادیٔ برہمپترا میں سیلاب ہر سال آیا کرتے ہیں بارش کے موسم میں دریائے گنگا اپنے ساتھ اتنی مٹی سمندر میں پہنچاتی ہے کہ باقی موسم میں لائی ہوئی مٹی سے چوبیس گنا زائد ہوتی ہے۔

چونکہ پانی کے بہاؤ سے کٹاؤ کی طاقت" پانی کی اختیار کے مربع کے حساب سے ہوتی ہے یعنی اگر رفتار دوگنی ہو تو کٹاؤ کی طاقت چارگنی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سیلاب کے زمانے میں دریاؤں کے کناروں میں بہت زیادہ کٹاؤ پیدا ہوجاتا ہے جن کو اگر نہ روکا جائے تو دریا اپنا رخ بدل بھی سکتے ہیں۔

سیلاب کی روک تھام ایک بہت ہی دشوار کام ہے۔ البتہ مختلف طریقوں سے سیلاب کی تیزی میں کمی پیدا کی جاسکتی ہے یعنی کم رفتار سے آنے والے سیلاب نہ تباہی پیدا کرسکتے ہیں اور نہ دریاؤں میں کٹاؤ پیدا ہوتا ہے۔

پانی جب دریاؤں میں اوپری علاقوں سے آتا ہے تب اگر اس کے کچھ حصوں کو نہروں وغیرہ کے ذریعہ دوسری طرف موڑ دیا جاتا ہے تو ضرور اس پانی کی مقدار میں کمی پیدا ہوگی۔

سیلاب کو روکنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بڑے دریا اور اس کے معاون دریاؤں میں اوپری علاقوں میں جگہ جگہ باندھ (Dams) بناکر پانی روک لیا جائے۔ اور پانی کو آہستہ آہستہ خارج کیا جائے۔ اس طرح سیلاب کے زور میں قدرے کمی ہوجائے گی۔

سیلاب سے جہاں کسی شہر کو نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہوتا ہے تو وہاں کے کنارے پشتے باندھ کر اونچے کردیے جاتے ہیں۔ تاکہ سیلابی پانی کناروں کو پار نہ کرسکے اور محدود راستے سے ہی گذرے۔

مسلسل پروگراموں کے تحت یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ دریا میں سیلاب کب اور کتنے زور سے آئیں گے۔ دریاؤں کے بہاؤ کی رفتار معلوم کی جاتی ہے۔ پانی کی سطح کی اونچائی اور کس علاقے میں کس زمانے میں کتنی بارش ہوتی ہے اور اس کی پیمائش وغیرہ اس طرح مسلسل پروگراموں کے تحت پتہ لگایا جاتا ہے کہ کب اور کس قدر سیلاب آنے کا امکان ہے اور اسی کے مطابق بچاؤ اور روک تھام کے انتظامات کیے جاتے ہیں۔

(حیدرآباد سے نشر)

مغلپورہ یوتھ اکیڈمی
حیدرآباد ۵۰۰۰۰۲

بقیہ:- آغا حشر کاشمیری

دغاباز، بے وفا، شرابی، ڈاکو، طوائف، قاتل، مسخرہ غرض کہ ہر قسم کے کردار ہیں اور حشر نے انھیں اپنی فنی مہارت سے انھیں ہماری زندگی سے قریب تر کردیا ہے۔

آغا حشر کاشمیری کے فن کا جائزہ لینے کے بعد اور ان کے دور کے دوسرے ڈرامہ نگاروں کی تخلیقات کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ حشر اردو کے عظیم ڈرامہ نگار تھے انھوں نے اپنی جدت پسند طبیعت سے اردو ڈرامہ کے تجدیدی اور ارتقاء کی نئی راہ پر گامزن کیا۔ بقول پروفیسر احتشام حسین انھیں اردو ڈرامہ نگاری کے ارتقاء کا مطالعہ کرتے ہوئے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

(ناگپور سے نشر)

تذکرہ نگاری

سہیل بیابانی

اردو ادب نے اپنے ابتدائی دور میں فارسی ادب کے زیر سایہ پرورش پائی۔ دیگر اصناف سخن کی طرح اردو تذکرہ نگاری کا آغاز بھی فارسی کے زیر اثر ہوا۔ فارسی میں تذکرہ نگاری کی قدیم روایت پہلے سے موجود تھی چونکہ عہد قدیم میں شعر و شاعری کا چرچہ عام تھا لیکن نشر و اشاعت کا کوئی معقول انتظام نہ تھا۔ اس کمی کے باعث تذکرہ نگاری کے فن کی طرف توجہ مبذول ہوئی جو دراصل فن تاریخ کی ایک شاخ ہے۔ جس میں شعراء کے حالات کا ذکر تفصیل سے کیا جاتا ہے اور نمونۂ کلام پیش کرنے کے ساتھ ساتھ کلام پر تنقید بھی ہوتی ہے۔ ایک تذکرہ نگار کریم الدین نے اپنے تذکرہ "طبقات الشعراء" میں لکھا ہے۔

""تذکرہ اور تحقیقات چونکہ شاخیں فن تاریخ کی ہیں خصوصاً زبان عربی اور فارسی میں اس قسم کی بہت سی تصنیف ہوتیں۔ ان کی دیکھا دیکھی زبان اردو میں بھی اس طریق تصنیف کا استعمال کیا ہے۔""

اس عہد میں بیاض نویسی کا چلن بھی عام تھا۔ شعراء کے منتخب کلام بیاضوں میں محفوظ کر لیے جاتے۔ لیکن تذکروں میں منتخب کلام کے علاوہ شعراء کے حالات بھی اختصار کے ساتھ پیش کیے جاتے ہیں شعراء کا ذکر حروف تہجی کے اعتبار سے کیا جاتا۔ صرف کریم الدین کا تذکرہ "طبقات الشعراء" واحد تذکرہ ہے جس میں اردو شاعری کے مختلف دور قایم کیے گئے ہیں۔ اور ہر دور کے تحت شاعروں کے حالات اور ان کا کلام پیش کیا گیا۔ چونکہ اس زمانے میں اردو نثر ترقی یافتہ نہیں تھی۔ اس لیے یہ تمام تذکرے فارسی زبان ہی میں لکھے گئے۔ صرف ایک تذکرہ مرزا علی لطف کا "گلشن ہند" ہے جو گلزار خلیل کا آزاد اردو ترجمہ ہے۔

تذکرہ نگاری کے اور بھی اسباب تھے۔ ان میں معاصرانہ چشمک اور گروہ بندی کے احساس کو خاصا دخل ہے۔ میر کے نکات الشعراء کے جواب میں فتح علی حسینی گردیزی نے اپنا تذکرہ "ریختہ گویاں" لکھا ہے۔

دکن بالخصوص اورنگ آباد میں بھی اسی زمانے میں تذکرہ نویسی کا آغاز ہوا۔ جن میں شفیق اورنگ آبادی کا "چمنستان شعراء" اور خواجہ خاں حمید اورنگ آبادی کا تذکرہ "گلشن گفتار" قابل ذکر ہیں۔ رفتہ رفتہ شمالی ہند میں جب اردو کے دوسرے مراکز قایم ہونے لگے تو تذکرہ نویسی کا دائرہ بھی وسیع ہوتا گیا۔ تذکرہ نگاری میں اہمیت کی حامل شے حالات کا بیان ہے۔ جس میں شاعر کی شخصیت اور ماحول کا کم و بیش اندازہ ہو جائے لیکن اکثر تذکروں میں اس بات کا بہت کم خیال رکھا گیا بقول کلیم الدین احمد۔

"شاعر کی پیدائش، اس کا خاندان، اس کی زندگی کے مختلف واقعات، اس کی تصنیفات اس کی تعلیم و تربیت، اس کا ماحول۔ ان میں سے کسی ایک کے متعلق تسلی بخش سامان نہیں ملتا۔"

لیکن میر کی تذکرہ نگاری پر یہ بات صادق نہیں آتی۔ کیونکہ انھوں نے اپنے تذکرہ میں نہ صرف شاعر کے حالات زندگی کا ذکر کیا ہے، بلکہ شاعر کی شخصیت کا ذکر پر اعکس بھی جھلکنے لگتا ہے۔ بقول ڈاکٹر سید عبداللہ۔

""نکات الشعراء کا شاندار وصف اس کی سیرت نگاری ہے۔""

سیرت نگاری اور ماحول کی عکاسی کی جھلکیاں اگرچہ دوسرے تذکروں میں بھی ملتی ہیں لیکن "نکات الشعراء" کو ان سب پر فوقیت حاصل ہے۔

تذکرہ نگاروں میں میر کا مرتبہ متعین کرتے ہوئے مولوی عبدالحق نے ٹھیک ہی لکھا ہے۔

" میر صاحب پہلے تذکرہ نویس ہیں جنھوں نے صحیح تنقید سے کام لیا، اور جہاں کوئی سقم نظر آیا اس کے ظاہر کرنے میں مطلق تامل نہیں کیا۔"

دوسرے اہم تذکرہ نگار شیفتہ ہیں۔ جن کا تذکرہ "گلشن بے خار" اردو شعراء کے تذکروں میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔ اس تذکرے کے باعث سب سے پہلے ادب میں صحیح اصول تنقید و تبصرے کی داغ بیل پڑی۔ یہ تذکرہ دیانت داری سے لکھا گیا ہے۔ جو ایک تذکرہ نگار کا اولین فرض ہے۔ اس تذکرہ کی دوسری اہم خوبی یہ ہے کہ شیفتہ نے شاعر کے مکمل حالات زندگی پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ "گلشن بے خار" میں بعض جگہ شیفتہ سے غلطیاں بھی سرزد ہوئی ہیں۔ جو ایک تذکرہ نگار کے لیے واجب نہیں۔ وہ نظیر اکبر آبادی کو سرے سے شاعر ہی تسلیم نہیں کرتے۔

ایک تذکرہ نگار کو تعصب، پاسداری، اشرف نوازی، اسلوب پرستی، جذباتیت سے قطعی بے نیاز رہنا چاہیے۔ اسے کیا کہا جائے کہ اس عہد میں تذکرہ نگاری کا کوئی متعین فارم نہیں تھا۔ اسی لیے بیشتر تذکرہ نگار کئی کوتاہیاں کر گئے۔

اردو میں لکھنے والے اولین تذکرہ نگار مرزا علی لطف کہے جاتے ہیں۔ ان کا تذکرہ "گلشن ہند" جو ۱۸۰۱ء میں تالیف ہوا جس میں نہ صرف شعراء کے حالات زندگی معہ اشعار ہی ملتے ہیں بلکہ آخر میں ایک دیوان غزلوں، قصیدوں اور گیتوں وغیرہ کو شامل کیا گیا ہے۔ جس سے اس کی اہمیت اور افادیت اور بڑھ گئی۔

تذکرہ نگاری میں خواجہ خاں حمید اورنگ آبادی کو منفرد مقام حاصل ہے۔ "گلشن گفتار" میں انھوں نے شعراء کی قدامت کو اولیت دی اور جو بھی معلومات بہم پہنچائی وہ بہت ہی صحت کے ساتھ ہے۔ اس اعتبار سے "گلشن گفتار" ترتیب و تدوین میں نمایاں مقام رکھتا ہے۔ لچھمی نارائن شفیق اورنگ آبادی، نے اپنے تذکرہ میں اردو کے ۲۱۴ شعراء کا ذکر بڑی دیانت داری سے کیا ہے۔ یہی نہیں تذکرہ نگار نے معتبر و مستند قدیم تذکروں کے علاوہ اپنی ذاتی معلومات سے بھی کام لیا۔ اس بنا پر شفیق کی تذکرہ نگاری خصوصیت کی حامل کہی جا سکتی ہے۔

مختلف تذکروں کی خصوصیات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہم تذکروں کے مطالعہ سے اس عہد کے ادبی شعور کا کسی نہ کسی حد تک پتہ لگا سکتے ہیں۔ اور اس زمانے کی ادبی تحریکات، گروہ بندیاں اور علاقائی تعصبات سے آگاہی حاصل کر سکتے ہیں۔ مثلاً ابہام گوئی کی تحریک پر میر حسن نے اپنی ناراضگی کا اظہار کیا۔

اسی طرح مرزا علی لطف نے "گلشن ہند" اور شیفتہ نے "گلشن بے خار" میں بھی ایہام گوئی کے بارے میں بھی کوئی اچھی رائے نہیں دی۔ ہم ان تذکروں کی مدد سے اس عہد کے تنقیدی معیارات کا تعین کر سکتے ہیں۔ "آب حیات"، "گلشن بے خار" اور "گل رعنا" میں تنقیدی شعور بدرجہ اتم موجود ہے۔ یہی نہیں ان کے مطالعہ سے اس عہد کا نزاعی مواد اور گروہ بندیاں بھی عیاں ہو جاتی

اچھی باتیں

قناعت

اظہر علی فاروقی

انسان کے اوصاف حمیدہ میں سے ایک وصف قناعت بھی ہے جس کی تلقین اور ستایش دنیا کے تمام مذہبوں، فلسفیوں، شاعروں اور ادیبوں وغیرہ نے کی ہے۔ قناعت ہمیں حرص و طمع اور لالچ جیسی بری صفت سے محفوظ رکھتی ہے۔ ایک قناعت پسند انسان کبھی حریص نہیں بن سکتا۔ وہ تو جو کچھ اسکے پاس ہے اسی سے مطمئن ہے۔

قناعت پسندی کا جذبہ بیدار رکھنے میں دو وصف زبردست کام کرتے ہیں۔ صبر اور تحمل انسان میں برداشت کا مادہ پیدا کرتا ہے۔ غربت و افلاس میں پھنسا ہوا انسان اگر تحمل مزاج ہے تو ان تمام مصائب کا مردانہ وار مقابلہ کرتا ہے جو افلاس کی دین ہے۔ صبر یہ کہہ کر اس کی تشفی کرتا ہے۔ ان اللہ مع الصابرین اللہ صبر و شکر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

قناعت ہمیں رشک اور حسد جیسی بری صفتوں سے بچاتی ہے کھپریل کی چھت ہے جون کا مہینہ لو کے تھپیڑے اور گرم گرم جھلسا دینے والے جھونکے ایک قناعت پسند انسان نہ صرف یہ کہ ٹاٹ کے پردے لگا کر ان سے بچنے کی کوشش کرے گا بلکہ اسے نہ تو یہ احساس ہوگا کہ اس کے ہمسایہ کے وہاں کوئی ہے اور نہ یہ کہ فلاں شخص کے وہاں خس کی ٹٹیاں لگی ہیں۔ وہ اس کے فقدان پر نہ صرف شکایت زبان پر لائے گا اور نہ یہ جذبہ پیدا ہوگا کہ اس کے وہاں بھی ایسا ہونا چاہیئے تھا۔ وہ تو صرف یہی کہہ سکے گا:

ہم فقیروں کو ہے دیوار کا سایہ کافی
خوش رہیں وہ جو خسخانے میں آرام کریں

یا پھر یہ کہ:

کنج صبر اختیار لقمان است
ہر کہ را صبر نیست حکمت نیست

قناعت انسان کو بخل اور کنجوسی جیسی مذموم صفت سے محفوظ رکھتی ہے۔ قناعت پسند بخیل اس لئے نہیں ہوسکتا کہ اس کی فراخدلی اس پر اکتفا کرنے پر مجبور کرتی ہے جو کچھ کہ اس کے پاس ہے اور اسی لئے ؎

نعمت فقر میں بھی یاں نہیں تنہا خوری
بانٹ کھاتا ہوں جو ہوتے ہیں میسر ٹکڑے

جن لوگوں نے قناعت صبر اور توکل کو کھینچ تان کر تقدیر پرستی تک پہنچا دیا ہے اور یہ کہنے لگے ؎

تدبیر سے تو کام نہ تقدیر کا ہوا
تکیہ خدا پہ کیجئے دروازہ بھیڑ دیئے

مقسوم کا جو ہے سو وہ پہونچے گا آپ سے
پھیلایئے نہ ہاتھ نہ دامن پسار یئے

ان کے سامنے غالباً ارباب صفہ یا اسی قسم کے نام نہاد صوفی درویش اور سادھو رہے ہوں گے جو ہاتھ پیر پھیلانا پسند نہ کرتے تھے۔ اگر ایسا ہوتا تو فی الحرکۃ برکۃ ارشاد نہ ہوتا اور قانتین اور قانتات کا شمار نیک بندوں میں نہ ہوتا۔ قناعت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ایک قناعت پسند کا اپنی حالت پر اطمینان اور سکون جمودی جذبے پر مبنی ہے بلکہ اس میں صبر کی قوت موجود رہتی ہے جس کو وہ "بالقوہ" سے "بالفعل" بروئے کار لاتا ہے اور اگر وہ اس پر بھی فائز المرام نہیں ہوتا، تو بھی وہ نہ مایوس ہوتا ہے اور نہ صرف شکایت ہی زبان پر لاتا ہے بلکہ شکر اللہ و حمد اللہ کہہ کر تشفی حاصل کرتا ہے۔

سچ پوچھئے تو قناعت انسان میں خودداری اور سیلف ریسپکٹ (Self Respect) اور خود اعتمادی کا وصف پیدا کرتی ہے اور اس میں شان استغنا پیدا کرتی ہے اور اسے واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ کا سبق دیتی ہے کہ پریشانیوں میں صبر اور عبادت خداوندی کا سہارا لو۔ قناعت پسند صرف اپنی قوت بازو پر بھروسہ رکھتا ہے ؎

گدا دست اہل کرم دیکھتے ہیں
ہم اپنا ہی دم اور رحم دیکھتے ہیں

اور یہ جذبہ بھی رکھتا ہے ؎

ہم کو وزیر سے نہ کسی بادشاہ سے غرض
اللہ کے فقیر ہیں اللہ سے غرض

وہ دوسروں کے بار منت سے گراں بار ہونا اپنی توہین سمجھتا ہے یہاں تک کہ شیخ سعدی قناعت پسند انسان کے جذبہ خودداری کی داد اس طرح دیتے ہیں کہ وہ ہمیشہ یہ کے احسان سے بہشت میں جانے کو دوزخ کی عقوبت سے بھی زیادہ تکلیف دہ سمجھتا ہے ؎

حقاکہ با عقوبت دوزخ برابر است
رفتن بپائے مردی ہمسایہ از بہشت

ایک قناعت پسند انسان اس شیر کے مانند ہے جو بھوک سے غار میں مر جانا اس سے بہتر سمجھتا ہے کہ کتے کا پس خوردہ کھائے۔

عرب فلسفیوں نے بڑی بیش بہا بات بتائی ہے کہ بد ترین کھانا وہ ہے جو کسی کے احسان سے حاصل کیا گیا ہو اس سے ہانڈی تو چڑھ سکتی ہے مگر قدر و منزلت گر جاتی ہے اور اسی خودداری کا نتیجہ ہے کہ وہ دنیا سے بے نیاز ہو جاتا ہے ؎

دنیا سے بے نیاز قناعت نے کر دیا
اکسیر کا جو کام تھا اکسیر سے ہوا

(آکاش وانی لکھنؤ سے براڈ کاسٹ)

اظہر علی فاروقی ۸۴۸۔ دریاباد۔ الہ آباد

ہیں۔

مختصراً یہی کہا جا سکتا ہے کہ تذکرہ نگاری اپنی پسند ناپسند کو ملحوظ خاطر رکھ کر اپنی یادداشت کے سہارے معلومات کا ذخیرۂ ذخار فراہم کرتا ہے۔ یہ تذکرے اردو شعر وادب کے تاریخی اور تحقیقی مطالعہ کے لیے بنیادی حیثیت کے حامل ہیں، ہم ان تذکروں کے مطالعہ کے بغیر اس عہد کی تحریکات، رجحانات، تعصبات، فنی معیارات اور تنقیدی شعور پر کوئی صحت مند رائے نہیں کرتے۔

تذکروں کے مطالعہ سے اس عہد کی ادبی، فنی تہذیبی، تاریخی اور ثقافتی ترقی کس حد تک واضح ہو جاتی ہے۔ علم و فن سے واسطہ رکھنے والی اس شعوری کوشش کو ہم تاریخ کے اوراق منتشر کہہ سکتے ہیں۔ اس طور تذکرہ نگاری ادبی تاریخ کے لیے مواد فراہم کرتی ہے تذکروں کی تاریخی اہمیت کا احساس سب سے پہلے بیرونی دانشوروں کو ہوا۔ مشہور مستشرق گارساں دتاسی نے تذکرہ نویسی کی اہمیت پر زور دیا اور اپنے خطبات میں ان سے استفادہ بھی کیا ہے۔

آگے چل کر تذکرہ نگاری نے ایک اور قدم بڑھایا اور وہ ادبی تاریخ کی سرحد میں داخل ہو گئی۔ آزاد کی آب حیات "عبدالحئی کی گل رعنا" اور لالہ سری رام کی خم خانۂ جاوید" جو اردو میں لکھی گئی ہیں تذکرہ نویسی اور تاریخ کی درمیانی کڑی ہے۔

آج کا دور ادبی تاریخ کا دور ہے۔ لیکن ہمارے ادبی مورخ جہاں تک قدیم ادب کا تعلق ہے قدیم تذکروں سے استفادہ کرنے پر مجبور ہیں۔ اس لئے آج کے دور میں بھی تذکرہ نگاری کی اہمیت وافادیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

(اورنگ آباد/ پربھنی سے نشر)

سہیل بیابانی
۷۹۔۶۔۴ نیا مونڈھا روڈ اورنگ آباد (مہاراشٹر)

مقبرۂ شیر شاہ

ڈاکٹر شاہ معین عالم

یہ عالیشان سنگی مقبرہ آثار قدیمہ کے جنت نشاں شہر سہسرام میں پٹھانوں کے عہد کے فن تعمیر کا اچھوتا نمونہ اور ہندو مسلم گنگا جمنی تہذیب وتمدن کا بہترین شاہکار ہے۔ ریاست بہار کے ضلع رہتاس کا صدر مقام سہسرام نہایت دلکش اور حسین مناظر سے گھرا ہوا یہ ایک اہم تاریخی شیر شاہ نگری شاہراہ یعنی جی ٹی روڈ اور پورنی ریلوے کے گرانڈ کورڈ اور پر واقع ہے جو کسی حد تک اپنی عظیم الشان روایات اور تہذیب کا آج بھی نمونہ ہے۔ اس شہر کی سر بہ فلک ہوش ربا تعمیرات مشترکہ انڈو اسلامک کلچر کی مقدس امانتیں ہیں۔ گویا یہ بلدۂ پاک قومی یکجہتی کا نادر عطیہ ہے جس کی وجہ سے اس کی ہر آثار قدیم عمارت پر ہندو مسلم سنگم کی پائیدار اور لازوال مہریں ثبت ہیں۔ اس کے باوجود یہاں کی آثار قدیمہ عمارتوں کی امتیازی شان یہ بھی ہے کہ یہاں کی کوئی بھی اہم تاریخی عمارت کسی بھی دوسری قدیم عمارت کو منہدم اور مسمار کر کے یا کسی قدیم عمارت کے کھنڈروں کے عمارت سے نہیں بنائی گئی ہے۔ کیوں کہ سلاطین سوری ان باتوں میں اپنے طور پر بڑے روادار تھے، اور انھوں نے اپنی ہندو رعایا کو فراخ دلی کے ساتھ اولوا لعزم منصبیں اور جاگیریں عطا کی تھیں جس کے باعث ایکدوسرے نے ایکدوسرے پر پیار و محبت کے موتی لٹائے تھے۔ شیر شاہ کا انصاف تاریخ میں افسانہ بن چکا ہے۔ جس کے لڑکے سلیم شاہ نے ہیمو بقال کو آگے بڑھایا اور عادل شاہ سور نے اسے اپنا وزیر اعظم تک بنا دیا تھا جس کی مثالیں کم ملتی ہیں۔ شیر شاہ پانچ سال ۱۵۴۰ء تا ۱۵۴۵ء دہلی کے تخت شاہی پر رونق افروز رہا وہ علم وفضل کا سرپرست تھا۔ سلطنت کے نظم ونسق کا جو طریقہ اس نے رائج کیا تھا اسے نہ صرف مغلوں نے برقرار رکھا بلکہ اس وقت طریقہ انگریزی نظم ونسق میں کسی نہ کسی طرح رائج ہے۔ ساری مزروعہ زمین کی پیمائش کے بعد زمین کو مختلف درجوں میں تقسیم کیا گیا۔ ان درجوں کے مطابق لگان لگایا گیا۔ شیر شاہ نے اپنی سلطنت کے پنج سالہ دور میں بہت سی سڑکیں بنوائیں۔ ان سڑکوں کے دونوں طرف اس نے درخت لگوائے۔ مسافروں کے آرام وقیام کے لیے ان سڑکوں پر سرائیں بنوائیں۔ شیر شاہ نے ۱۵۴۵ء میں بندیل کھنڈ کے قلعہ کالنجر کا محاصرہ کیا۔ جہاں وہ خود کھڑا ہو کر انتظام کر رہا تھا کہ اچانک بارود کے انبار میں ایک دھکتا ہوا توپ کا گولہ آکر گر پڑا پھر کیا تھا بارود میں بھک سے آگ لگ گئی اور شیر شاہ کا سارا بدن اسی میں جھلس گیا لیکن پھر بھی وہ اپنی جگہ سے ہٹا نہیں اور نہ اس کے منہ سے اُف کی آواز نکلی۔ شام ہوتے ہوتے ادھر قلعہ پر قبضہ ہوا اور ادھر شیر شاہ فاتح راہیٔ ملک جناں ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس کی لاش لاکر وطن مالوف سہسرام میں دفن کی گئی اور آج تک اس کا یادگار مقبرہ شہر کے مغرب میں دو ہزار فٹ مربع احاطہ میں واقع ہے جس میں گیارہ سو فٹ طول اور ہزار فٹ عرض کا ایک وسیع تالاب ہے جس کے چاروں طرف پختہ سڑکیں ہیں جن کا محیط ایک میل ہے۔ مقبرہ سے ملحق ۲۴۳ فٹ مربع چبوترہ ہے جس کے چاروں طرف سیڑھیاں ہیں جو تالاب کے اندر تک بنی ہوئی ہیں۔

مقبرہ میں داخل ہونے کے لیے شمالی سڑک سے راستہ ہے اور گنبد نما پھاٹک سے ہو کر جانا پڑتا ہے۔ جس میں شیر شاہ کے ایک وفادار دربان کی قبر ہے۔

اس مقبرہ کے جنوبی جانب کے دروازہ سے اس پختہ راستہ پر جانا ہوتا ہے جو مقبرہ کی اصل عمارت تک گیا ہے۔ اس راستے کا طول ۳۵۰ فٹ ہے۔ جس کو حکومت برطانیہ نے ۱۸۸۲ء میں بنوایا تھا ویسے قبل اس کے محض بیڑا تھا جو مٹی اور بانسوں سے بنا ہوا تھا۔ اس کے بعد سیڑھیوں کی راہ سے اوپر پہنچ کر پہلا دروازہ ملتا ہے۔ جس سے گذر کر ایک وسیع صحن میں پہنچتے ہیں۔

مقبرہ کی عمارت کے چاروں گوشوں پر آٹھ درون والے ہشت پہل اور خوبصورت گنبد چار سنگی ستونوں پہ قایم ہیں جن سے تالاب کا پر فضا منظر دیکھا جاتا ہے۔

اصل مقبرہ شیر شاہ ایک بڑی ہشت پہل عمارت ہے بیرونی ہر پہل اس کا ساٹھ فٹ لمبا ہے، جب کہ اندرونی ہر پہل ۴۲ فٹ لمبا ہے جو قطر میں اکھتر فٹ پندرہ ۱۵ انچ ہے۔ سولہ ۱۶ فٹ موٹی دیواریں ہیں۔ جن کے چاروں طرف تین محرابیں ہیں۔

شمالی دروازہ صدر ہے۔ اس سے ہو کر اندر داخل ہوتے ہیں جس پر سر بہ فلک عالیشان قبر تعمیر ہے۔ اس کے پہلے درجہ میں سولہ کھڑکیاں ہیں۔ اس مقبرے میں پچیس قبریں ہیں جن میں چوبیس قبریں زعمائے سلطنت شاہان سوری اور اہل خاندان خصوصی کی ہیں اور ان سبھوں کے وسط میں شیر شاہ کا مزار پر انوار ہے جس کے سرہانے چراغ دان سنگی بھی ہے۔

مقبرہ کی پہلی منزل میں جانے کے لیے جنوبی مشرقی دروازے سے چھبیس بڑی چوڑی چکلی سیڑھیوں کو طے کر کے پندرہ فٹ عریض صحن میں پہونچتے ہیں جس کے کنارے پر منڈیر بنی ہوئی ہے اور آٹھ سنگی ستونوں پر گمزیاں ہیں اور قبہ والی ہشت پہل دیواریں متفرق تراشس کی جالیوں والے سولہ در ہیں۔ روضہ کے اندر مزار پر انوار شیر شاہ کے مقابل ٹھیک وسط میں آہنی زنجیر کی صورت میں کوئی چیز قبہ کے نیچے سے لگی ہوئی لٹکی ہے جو ان سولہ درون سے مختلف نت نئی شکلیں دکھائی دیتی ہیں۔

پہلی منزل سے دوسری منزل پر جانے کے لیے دو راستے ہیں دوسری منزل میں پہلی منزل کی طرح ہشت پہل گنبد اور گمزیاں ہیں جو ایک دوسرے سے چھ فٹ فاصلے پر ہیں۔

مقبرہ کے بائیس فٹ بلند گنبد نصف دائرہ میں شروع ہوتا ہے اور بتدریج مخروطی ہوتا گیا ہے۔ جس کی بلندی تالاب سے ایک سو نوے ۱۹۰ فٹ ہے۔

مقبرہ کی ہشت پہل عمارت کے گراؤنڈ فلور پہ ہر پہل میں دروازے ہیں۔ مغربی سمت کے پہل میں محرابی مسجد ہے جس میں آیات قرآنی۔ درود شریف تاریخ واشعار خط طغری میں منقوش ہیں۔ محراب کے ایک طرف اوپری گوشہ میں جو کتبہ ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ شیر شاہؒ کی وفات پُر ملال کے تین ماہ بعد اس کا خلف الرشید وزیتیم جانشیں تخت شاہی ہند سلیم شاہ سوری کے زیر اہتمام مقبرہ کی تعمیر ۱۵۵۰ء میں اختتام پذیر ہوئی۔

بہت خوب ایک گوشہ محراب میں یہ دعایہ شعر منقوش ہے کہ ؎

شاہا بقائے عمر تو بادا ہزار سال
سالے ہزار ماہ ہے وماہے ہزار سال

(پٹنہ سے نشر)

ڈاکٹر شاہ معین عالم تمنا سہسرامی
ناظم اعلیٰ رہتاس ضلع پریس اردو بھاشی
سمواداتا سنگھ، 'عالم پیلس'، سہسرام ۸۲۱۱۱۵

زندگی

آرام اور نیند

سید راشد حسین

آرام جس طرح مناسب ورزش اور متوازن غذا اچھی اور بھرپور صحت کی ضامن ہیں، اسی طرح مناسب اور حسب ضرورت آرام بھی جسم کے لیے ناگزیر ہے۔ اگر کوئی آدمی اپنے سبھی روزمرہ کے کاموں کو بحسن وخوبی انجام دیا کرتا ہے، جسمانی اور ذہنی مشقت کرتا رہتا ہے لیکن حسب ضرورت آرام نہیں کرتا اور اسے غیر ضروری خیال کرتا ہے، تو اس سے اس کی صحت کو نقصان ہوگا اور رفتہ رفتہ اس کی صحت بگڑتی جائے گی۔ یہاں تک وہ بیمار ہو جائے گا اور اپنی روزمرہ کی ضرورتوں اور ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے قابل نہیں رہ جائے گا۔ عین ممکن ہے کہ اس کے جسم کو کوئی ناقابل تلافی نقصان بھی پہنچے۔ اس طرح ہم نے دیکھا کہ اگر انسانی جسم کو مناسب اور حسب ضرورت آرام نہ ملے تو جسمانی صحت متاثر ہونے لگتی ہے اور زیادہ غفلت جسم کو ناقابل تلافی نقصان بھی پہنچا سکتی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ آخر ہمیں آرام کی ضرورت کیوں ہے؟ یا یہ کہ ہم آرام کی ضرورت کیوں اور کب محسوس کرتے ہیں؟ ایسا ہے، کہ جب بھی ہم کوئی کام کرتے ہیں۔ لہذا یہ عضلات مسلسل مصروف کار رہتے ہیں۔ اب ان عضلات کو کام کرنے کے لیے شکر کی ضرورت پڑتی ہے جس سے انھیں قوت بھی ملتی ہے اور یہ مضبوط بھی رہتے ہیں۔ قوت پیدا کرنے کے عمل میں شکر، آہستہ آہستہ Lactic Acid میں بدلتی رہتی ہے۔ یہ Lactic Acid جب ضرورت سے زیادہ ہو جاتا ہے تو عضلات میں درد ہونے لگتا ہے اور ہم تکان محسوس کرنے لگتے ہیں، یہاں تک کہ ہم کام چھوڑ کر آرام کرنے کے لیے لاچار ہو جاتے ہیں۔ آرام کے دوران عضلات میں جمع شدہ Lactic Acid رفتہ رفتہ Glycogen کی شکل میں تبدیل ہونے لگتا ہے جس سے ہماری تھکاوٹ دور ہونے لگتی ہے، ہم تازہ دم ہونے لگتے ہیں اور پھر دوبارہ کام کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اس طرح محنت و مشقت کرنے کے بعد آرام کرنا، جسم کو صحت مند اور تندرست بنائے رکھنے کے لیے نہایت ضروری ہے۔

نیند آرام کا ہی ایک روپ ہے۔ جاگتے رہ کر بھی ہم طرح طرح سے آرام کر سکتے ہیں، لیکن جو آرام ہمارے جسم کو سو کر ہوتا ہے، وہ جاگتے رہ کر نہیں ہو سکتا تو اس وقت ہمارے جسم کے کچھ خلیے ٹوٹتے پھوٹتے رہتے ہیں اور جب تک ہم اپنے کام میں مصروف رہتے ہیں، خلیات کے ٹوٹنے پھوٹنے کا سلسلہ بھی چلتا رہتا ہے۔ اس کے علاوہ زندہ رہنے اور کام کاج کرنے کے لیے ہمیں قوت اور مناسب مقدار میں حرارت کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان دونوں ضرورتوں کی تکمیل ہمیں غذائی اجناس میں موجود حیاتیاتی اجزاء، یعنی لحمیہ، شکر نشاستہ اور روغن سے ہی ہوتی ہے، جس کے لیے غذا میں زیادہ تر انھیں اجزا کی ضرورت پڑتی ہے۔ لیکن ٹوٹی پھوٹی خلیات کی مرمت ودرستگی اور نئی خلیات کی تخلیق کے لیے بھی Protein ہی درکار ہوتا ہے اس لیے آرام کرکے ہم پروٹین اور دوسرے اجزاء کو ضائع ہونے سے بچا سکتے ہیں اور خلیات کی مرمت اور نو پیدائش کے لیے ان کے صرف لے سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ محنت کے وقت جسم کے عضلات کام کرتے رہتے ہیں۔ ان عضلات کے سکڑنے اور پھیلنے کے عمل کے نتیجہ میں ہی جسم کے متعلقہ اعضاء میں حرکت پیدا ہوتی ہے

اس طرح، سونا بھی انسانی جسم کے لیے اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ خوراک۔ سونے کی حالت میں صرف جسم کو ہی نہیں بلکہ دماغ کو بھی آرام ملتا ہے۔ آدمی خواہ کتنا ہی تھکا ہو اسے چاہے کتنی فکرات دامن گیر ہوں، کتنی ہی ذہنی الجھنیں ہوں، جب وہ سو جاتا ہے تو کچھ دیر کے لیے سب کچھ بھول جاتا ہے۔ گویا نیند ساری پریشانیوں سے نجات کا وسیلہ ہے۔ اسی لیے شیکسپیئر نے نیند کو خدا کا سب سے بڑا انعام کہا ہے۔ جب ہم گہری نیند میں سوتے ہیں، تو اس وقت ہمارے جسمانی اعضاء کافی سست بلکہ تقریباً بے حس ہو جاتے ہیں۔ اس وقت کچھ اندرونی اعضاء ہی اپنا کام جاری رکھتے ہیں لیکن سونے کی حالت میں اندرونی اعضاء کا کام بھی ہلکا پڑ جاتا ہے، کیونکہ جسم کے عضلات آرام کرتے رہتے ہیں نتیجہ کے طور پر آکسیجن اور قوت کی مانگ بہت کم ہو جاتی ہے۔ جو قوت جاگتے رہ کر کام کرنے میں صرف ہوتی ہے وہ سوتے وقت خلیات کی مرمت اور ان کی نو پیدائش میں کام آتی ہے۔ اس طرح جب ہم سو کر اٹھتے ہیں اس وقت تھکاوٹ، تفکرات اور ذہنی الجھنیں سب دور ہو گئیں ہوتی ہیں۔ ایسی حالت میں ہمیں نئی تازگی کا احساس ہوتا ہے۔ اس کے برعکس، اگر ہم سوتے نہیں یا خاص موقعوں پر ہم ساری رات جاگتے ہیں، تو صبح کام کرنے میں ہماری طبیعت نہیں لگے گی۔ ہم تھکے تھکے اور اداس رہیں گے۔ سستی ہم پر غالب رہے گی۔ ایسی حالت میں ہی نیند کی ضرورت اور اہمیت کا احساس ہوگا۔

یہاں بھی اب یہ سوال ہے کہ کب اور کتنا سویا جائے؟ جن لوگوں کو کام نہیں رہتا۔ یا بہت کم رہتا ہے۔ وہ عام طور پر بہت سویا کرتے ہیں۔ لیکن ایسے لوگ سونے کا بھرپور لطف نہیں لے پاتے۔ کیونکہ جب تک ہم تھکیں نہیں، تب تک ہمیں سونے کے آرام و لطف کا احساس نہیں ہوگا۔ اس کے علاوہ زیادہ سونے سے جسمانی اعضاء بھی اپنے فعل میں ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔ اس لیے بھوک نہیں لگتی، ہاضمہ میں گڑبڑی ہونے لگتی ہے، آنکھیں سرخ رہنے لگتی ہیں، طبیعت نڈھال رہتی ہے اور اسی طرح کی دوسری خرابیاں پیدا ہونے لگتی ہیں۔ لہذا اچھی صحت کے لیے باقاعدگی سے وقت پر اٹھ کر کام کرنا ضروری ہے۔

نیند یا سونے کے وقفے میں اختلاف ہے، پھر بھی ایک نوجوان کے لیے ۸ سے ۹ گھنٹے سونا کافی ہوتا ہے لیکن یہ وقفہ عمر کے ساتھ گھٹتا بڑھتا ہے۔ بچوں اور بوڑھوں کو زیادہ سونے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اپنی حیات کے شروع کے چند مہینوں تک، بچے دن بھر میں ۱۵ سے ۱۷ گھنٹے تک سوتے رہتے ہیں، کہا جاتا ہے کہ "بچوں کو کچی نیند میں جگانا، اتنی ہی بڑی زیادتی ہے جتنی انھیں خوراک نہ دینا" اس لیے بچے جتنا سونا چاہیں، انھیں اتنا سونے دینا چاہیے، جوں جوں عمر بڑھتی ہے، خود بخود سونے کے وقفہ میں کمی آتی جاتی ہے۔ بوڑھوں کو زیادہ سونے کی ضرورت پڑتی ہے۔ کیونکہ سونے کے دوران ان کے قلب کو کچھ آرام ملتا ہے۔

اچھی اور گاڑھی نیند کے لیے کچھ باتوں کی طرف خاص طور سے توجہ دینی چاہیے، جیسے سونے کے لیے بستر ملایم تو ہو لیکن پلپلا نہیں ہونا چاہیے۔ چوکی، بستر کے لیے زیادہ موضوع ہے۔ سوتے وقت سر کے نیچے تکیہ ہونا چاہیے۔ سونے کے وقت منہ کو ڈھکنا گہری اور نقصان دہ عادت ہے۔ سونے کا کمرہ کھلا اور ہوادار ہو جس سے کہ صاف اور تازہ ہوا کے اخراج میں رکاوٹ نہ ہو۔

اس طرح، بھرپور اور گہری نیند کا مزہ لے کر اپنے جسم کو حسب ضرورت اور مناسب آرام دے کر نہ صرف ہم تندرست رہ سکتے ہیں بلکہ اپنی عمر میں اضافہ بھی کر سکتے ہیں

(پٹنہ سے نشر)

سید راشد حسین "دارالامان"، بھنور پوکھر

صحت عامہ اور سائنسداں

دنیا میں سب سے پہلے انسان کو خوراک اور سر چھپانے کی تلاش رہی اس وقت آدمی کے پاس صرف دو ہتھیار تھے۔ جو اس کو دوسروں پر ترجیح دیتے تھے۔ پہلا ہتھیار اس کی جسمانی طاقت اور دوسرا شکار میں مہارت۔ لیکن جب انسان خوراک اور سر چھپانے میں کامیاب ہو گیا تو اس نے آسانیاں اور عیش کے سامان ڈھونڈنا شروع کیے۔ تاریخ اِس کو ذہنی انقلاب کے نام سے یاد کرتی ہے۔

آدمی کی زندگی میں ترقی کا دور شروع ہوا لیکن بڑھاپا ہمیشہ کھٹکتا رہا اور موت انتہائی مایوس کن تجربہ ثابت ہوتی رہی۔ اسی کے تحت حکماء کوشش کرتے رہے کہ جوانی زیادہ عرصہ تک قایم رہے اور موت سے بچا جائے آج بھی دنیا کے بے شمار ڈاکٹر اس پر کام کر رہے ہیں سو سال کے بوڑھے کو بھی زندہ رکھنے کے لیے پوری پوری کوشش کی جاتی ہے۔ کیا یہ موت سے بچنے کی ناکام کوشش نہیں ہے ؟

ہم نے سائنس میں انتہائی ترقی حاصل کی ہے ہمارے ڈاکٹر، ہسپتال، بیماریوں سے مدافعت کی دوائیں۔ غرض کہ یہ سب چیزیں بیماریوں سے بچنے اور موت کو ٹالنے کی کوشش ہیں لیکن ان سب باتوں کے باوجود انسان بیماریوں میں آئے دن مبتلا رہتے ہیں اور عمر تناک بڑھاپے تک پہنچتے ہیں۔

اس کے برخلاف جنگل کی زندگی ایک دوسری تصویر پیش کرتی ہے۔ جہاں ڈاکٹر ہیں نہ ہسپتال نہ کالج لیکن چیونٹی سے لے کر ہاتھی تک بے حد تندرست و توانا ہوتے ہیں۔ ان کی زندگی بھی جمائی ہوتی ہے اور فطرت کے عین مطابق۔

ہم میں سے شاید ہی کسی کو اتفاق ہوا ہو کسی بیمار یا مرے ہوئے جانور کو دیکھنے کا حالانکہ جنگلات جانوروں سے بھرے پڑے ہیں لیکن سب تندرست۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر ایسا کیوں ہے ؟ ہو سکتا ہے کہ ہم اب تک خوراک اور رہن سہن میں قدرت کی نشانہ پہچان سکے ہوں۔ اور غلط چیزیں ہماری زندگیوں میں داخل ہو گئی ہوں۔ مختلف مذہبوں نے مختلف کھانوں کی اجازت دی ہے۔ مثلاً کچھ مذہبوں نے گوشت کھانے کی ممانعت کی ہے اور کچھ نے اجازت دی ہے۔

ہم میں وہ لوگ جو سمندر کے پاس آباد ہیں وہ عام طور سے مچھلیاں اور چاول کھاتے ہیں جو لوگ میدانوں میں آباد ہیں وہ اکثر گیہوں کھاتے ہیں اور جو پہاڑوں اور کم زرخیز زمینوں پر آباد ہیں وہ باجرہ اور جو وغیرہ کھاتے ہیں۔

اسی طرح لوگ عادتیں۔ کام رہن سہن میں بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ لیکن ایک چیز پوری دنیا کے لوگوں میں عام ہے۔ بیماریاں، بڑھاپا اور موت، میرا مطلب یہ نہیں کہ جانور امر ہوتے ہیں لیکن میں پورے یقین کے ساتھ اپنے جنگل کے طویل تجربے کی بنیاد پر کہہ سکتا ہوں کہ جانوروں کے بال بڑھاپے کی وجہ سے سفید نہیں ہوتے۔ بڑھاپے میں جانوروں کی شکلیں انسانوں کی طرح ہیبت ناک نہیں ہوتیں ہیں۔ آپ نے کبھی ریچھ یا کتے کو بڑھاپے کی وجہ سے سفید ہوتے ہوتے دیکھا؟ جانوروں میں تبدیلی ضروری آتی ہے لیکن برائے نام۔ سوائے ہمارے پالتو جانوروں کے۔

ان تمام باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے میرا یقین اور پختہ ہو جاتا ہے کہ ہماری خوراک اور رہن سہن فطرت کے مطابق نہیں ہے اور اس طرح ہمارے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ ہم فطرت کی منشا کو معلوم کریں اور اس سے پہلے کہ ہم چاند ستاروں میں اپنا وقت صلاحیتیں اور پیسہ ضائع کریں۔

سائنسدانوں پر ایک بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کی کھوج نکالیں کہ کون کون سی مصنوعات ہماری زندگیوں میں داخل ہو گئی ہیں کیونکہ جانوروں کی زندگی ہمارے مقابلے میں جب سے شروع ہوئی ہے آج تک ایک جیسی ہے۔ مثال کے طور پر پرندوں کو دیکھئے۔ انڈے کی زردی بچہ مکمل ہونے تک تازہ رہتی ہے اور یہ زردی بچے کے لیے تین دن (بہتر گھنٹے) تک کی خوراک ہوتی ہے اور اس طرح یہ مدد کرتی ہے کہ ماں جلدی و دیر میں نکلنے والے بچوں کو ایک ساتھ لے کر خوراک کی تلاش میں نکل سکے۔

مچھلی کے بچے پیدا ہوتے ہی تیرنا شروع کر دیتے ہیں۔ انسان کا بچہ اس کے مقابلے میں مجبور ہوتا ہے اس کو بمشکل چلنا سکھایا جاتا ہے اور اگر اس کو چلنا نہ سکھایا جائے تو وہ چاروں ہاتھ پاؤں پر چوپائے کی طرح ہمیشہ چلے گا۔

جن بچوں کو بھیڑیے اٹھا کر لے گئے ہیں وہ چاروں ہاتھ پاؤں سے چلتے ہوئے پائے گئے ہیں۔ اس لیے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ چاروں ہاتھ پاؤں سے چلنا فطرت کے مطابق ہے۔ مثلاً بندر انسان سے بہت ملتا جلتا ہے لیکن اپنی طاقت اور پھرتی میں انسان اسے چھو نہیں سکتا۔

اسی طرح سائنسداں ہم خیال ہیں کہ تیراکی بہترین ورزش ہے جس میں چاروں ہاتھ پاؤں چلائے جاتے ہیں۔

کثرت میں ہندوستانی ورزش ڈنڈ لگانا ہے۔ جو انسان کو انتہائی طاقت ور بنا دیتا ہے اور یہ ورزش بھی چاروں ہاتھ پاؤں سے کی جاتی ہے۔

بہر حال میرا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ آدمی صحت کے لیے چاروں ہاتھ پاؤں سے جانوروں کی طرح چلنے لگے لیکن یہ صورت حال سائنسدانوں کو دعوت فکر دیتی ہے کہ چوپائے کی طرح چلنے سے کن کن اعضاء پر کیا کیا اثر پڑتا ہے اور وہ کون سی ورزش ہو سکتی ہے جو انسانوں کو بھی جانوروں کی طرح طاقت ور رکھ سکے اور آدمی اپنی پوری زندگی بھرپور طاقت کے ساتھ گذار سکے۔

(اندور سے نشر)

حضرت قلمکار

اپنی تخلیقات براہ کرم ہمیں اشاعت کے لیے ارسال نہ کریں۔ آواز میں صرف وہی تخلیقات شائع کی جاتی ہیں جو نشر ہونے کے بعد ہمیں ریڈیو اسٹیشنوں سے موصول ہوتی ہیں۔

خانہ داری اور عورت

سعیدہ طاہو صدیقی

ہمارے سماج میں مرد کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ یہی کہ اگر وہ نہ ہو تو گھر نہیں چل سکتا۔ عورت بے چاری کیا کر سکتی ہے۔ مجبور اور لاچار ہوتی ہے۔ اس کے بس کا کیا ہے وغیرہ۔ لیکن دیکھا جائے تو سارے کنبہ اور خاندان کا مرکز عورت ہی ہے مرد کسی حد تک گھر چلانے اور خاندان کو پالنے میں ہاتھ ضرور بٹاتا ہے۔ لیکن عورت وہ محور ہے جس کے ارد گرد ساری گرہستی گھومتی ہے یعنی یہ کہ یہ عورت ہی کی ہنر مندی ہے کہ وہ اپنے کنبہ کو ایک پرمسرت زندگی بخشے۔

اگر کوئی کنبہ خوشحال ہے اس کو سماجی اور اقتصادی ترقی حاصل ہے تو سمجھ لیجئے کہ خاتون خانہ ہنر مند ہے اور خانہ داری میں طاق ہے۔

خانہ دار خاتون اپنے کنبہ کے تئیں بہت سی ذمہ داریاں نباہتی ہیں۔ گھر کی دیکھ بھال، شوہر کی خدمت و دلجوئی، بچوں کی نگہداشت اور پرورش رشتے داروں اور عزیزوں سے تعلق کی برقراری وغیرہ۔

گھرداری کے لیے خانہ دار خاتون کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی آمدنی کے لحاظ سے گھر کا بجٹ بنائے۔ پیسے کو اس طرح خرچ کرے کہ نہ صرف ضروریات پوری ہوں بلکہ کچھ بچت بھی ہو سکے۔

فضول خرچی سے ہاتھ روکے اور کفایت شعاری کو اپنا شیوہ بنائے۔ ظاہر ہے بے جا خرچ سے انسان نہ صرف زیر بار ہو جاتا ہے بلکہ وقت ضرورت پر تنگ دست ہو جاتا ہے۔ پیسہ کا صحیح طور پر خرچ کرنا سلیقہ مندی کی سب سے بڑی نشانی ہے۔

کام کاج کے معاملے میں بھی خانہ دار خاتون دانائی سے کام لیتی ہے اور گھر کے ہر فرد کے ذمہ کچھ نہ کچھ کام سونپتی ہے۔

ہر کام کا کر لینا ایک کے بس کی بات نہیں۔ چاہئے کہ وہ عمر، دلچسپی، رجحان اور تجربہ کے لحاظ سے کام بانٹ دے۔ جس کو جو کام اچھا لگتا ہے وہ اس کے ذمہ میں جائے تو گھر میں کسی کو کوئی کام کرنا برا بھی نہ لگے گا اور کام بھی اچھے سے اچھا ہو جائے گا۔

ہاتھ میں میاں کی تنخواہ لے کر بیٹھ جانے سے ہی گاڑی نہیں چلتی اور نہ ہی اکیلے ہاتھ پاؤں مارنے سے کام چلتا ہے۔

گھر کے کسی آدمی کے پاس وقت زیادہ ہے۔ یا کون آدمی باہر کا کام کر سکتا ہے۔ کون آدمی گھر کے بھاری کام کو سنبھال سکتا ہے۔ یہ خانہ دار خاتون دیکھتی ہے اور اس سے فائدہ اٹھاتی ہے۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گرہستی کے سب کام آسانی سے ہو جاتے ہیں۔

خانہ دار خاتون گھر کی آرائش کا بھی خاص خیال رکھتی ہے۔ گھر کی آرائش صرف قیمتی اشیاء سے نہیں ہوتی بلکہ یہ بھی اپنی عقل اور ذہانت پر منحصر ہے اپنی سوجھ بوجھ سے کام لے کر ہم اپنے رسوخ کے مطابق گھر کو سجا لیتے ہیں۔

گھر صاف ستھرا ہو۔ سامان قاعدے سے رکھا ہو تو یہ بھی آرائش کی جانب پہلا قدم ہے۔

شام کو تھکا ہارا شوہر جب گھر لوٹتا ہے تو اس کے ذہن میں گھر کا ایک حسین تصور ہوتا ہے۔ گھر کی جانب اس کا ہر قدم ایک شوق اور تمنا لیے ہوتا ہے۔

ایک سگھڑ عورت گھر آراستہ پیراستہ کر کے شوہر کا استقبال مسکرا کر کرتی ہے۔ اس کو خوش آمدید کہتی ہے اور اس کے اس حسین تصور کو جو وہ گھر کے متعلق باندھے ہوتا ہے ٹوٹنے نہیں دیتی۔

بد مزاجی تنگ مزاجی سے گھر کا ماحول مکدر ہو جاتا ہے۔ نہ صرف خاتون خانہ خود پریشان نہیں ہوتی بلکہ بچے بھی اس ماحول سے متاثر ہوتے ہیں اور نفسیاتی طور پر اپنے کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں۔

عقلمند خاتون شوہر کی دلجوئی کرتی ہے۔ باتوں ہی باتوں میں وہ اس کے دل سے افکار کا بوجھ ہلکا کر دیتی ہے۔ اسکے شوق اور مزاج کو سمجھ کر اس کا دل جیتنے کی کوشش کرتی ہے۔

اچھا کھانا وقت پر کھلا کر وہ "گھر" کے تصور کو حسین تر بنا دیتی ہے۔

شوہر کی خدمت اور بچوں کی نگہداشت خانہ دار خاتون کے بہت اہم فرائض میں شامل ہے۔

بچے کو شفیق ماں باپ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس شفقت میں بچے کو پیار و محبت ہی دینا کافی نہیں ہوتا بلکہ بچے کو وقت پر کھانا کھلانا۔ اوڑھانا، پہنانا، تعلیم و تربیت بھی شامل ہے۔

آج کل بچوں کے سلسلے میں ماں کی ذمہ داریاں اور بڑھ چکی ہیں۔ وہ نہ صرف ان کو پالتی پوستی ہیں۔ بلکہ پڑھاتی لکھاتی بھی ہیں۔

ماں کی ذمہ داری بچے کو اسکول بھیج کر ہی ختم نہیں ہو جاتی۔ بچہ اسکول میں کیا کرتا ہے۔ پڑھائی میں کتنا کمزور یا تیز ہے۔ اس کو جاننا بچے کی اصلاح کرنا۔ اس کی پڑھائی میں مدد کرنا بھی اس کے کسی حد تک ذمہ ہے۔

ماں اپنے بچے کی ایک سمجھدار دوست ہوتی ہے۔ اتنی کہ بچے کو اس پر پورا اعتماد ہوتا ہے۔ اور اس سے بلا جھجھک اپنے دل کی بات کہہ سکتا ہے۔

پھر یہ کہ بچے کے فرصت کے اوقات کا صحیح استعمال کس طرح ہو۔ وہ اس کا بھی فیصلہ کرتی ہے۔ کندھے جھٹک کر یہ کہہ کر کہ "چھٹیاں ہیں بچوں کو کھیلنے دو" اپنے سر کا بوجھ ہلکا نہیں کرتی۔

چھٹیاں کیسے گذاری جائیں اس کے لیے باقاعدہ پلیننگ (Planing) کرتی ہے۔ گھومنے پھرنے کا پروگرام بناتی ہے۔ اس بات کا لحاظ کر کے کہ بچے کا وقت فضول ضائع نہ ہو وہ اس تفریح سے بھی سبق سیکھے۔ کچھ حاصل کرے۔ بچوں کے ساتھ ان کے تفریحی پروگرام میں شامل ہوں ان کو دوست بنانا ہے اور ان کی تربیت کے مواقع حاصل کرنا ہے۔

کس کے عزیز رشتہ دار نہیں ہوتے۔ خانہ داری میں عزیز داری بھی شامل ہے۔ گھر کو سنبھال لینا کافی نہیں ہوتا گھر کے باہر بھی ہماری ذمہ داریاں ہیں۔ ویسے تو عزیز داروں سے میل ملاپ رکھنا بہت ہی مشکل کام ہے۔ لیکن ہنر مندی کا تقاضا یہی ہے کہ ہم ان سے برے نہ بنیں۔

اپنے اخلاق سے، خاطر مدارات سے ہم رشتہ داروں کے دل میں جگہ بنا سکتے ہیں۔ غریب رشتہ داروں کی مدد ہم روپے پیسے سے کر سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے ہماری اس کوشش کے باوجود وہ ہم سے دل میں خوش نہ ہوں لیکن ہم اپنے تئیں تو دل میں ضرور مطمئن رہتے ہیں کہ ہم اپنا فرض بخوبی ادا کر رہے ہیں۔

شوہر کے رشتہ داروں سے نباہ کرنا بھی گھر گرہستی کے لیے ضروری ہے کیونکہ ان کو تکلیف پہنچا کر ہم

سکتا ہے اپنی ازدواجی زندگی میں تلخی پیدا کریں۔
کہتے ہیں رشتہ داروں سے زیادہ ہمسایہ ہوتا ہے را اپنے ہمسائے کے ساتھ کیسا برتاؤ ہے۔ اور ہمارے یے تعلقات ہیں یہ بھی ہماری شخصیت کا ایک پہلو ہے اتون خانہ اپنے ہمسایہ کی ہر دم مدد کے لیے تیار رہتی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ کوئی بہت بڑا کام کر کے ہی مدد ، جائے۔ چھوٹی سی بات کے لیے بھی ہم اپنے ہمسائے کے کام آ سکتے ہیں۔
یہ گھرداری کے وہ اصول ہیں جن کے بغیر کنبہ شحال نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ بھی خاتون خانہ روزانہ کی زندگی میں اپنی ذہانت اور تجربہ کو کام میں نا ہوگا۔
ہر دن جانے کتنی طرح کے مسائل اٹھ کھڑے وتے ہیں جن کو حل کرنا اسی کا کام ہوتا ہے۔ اس کے یے قوت فیصلہ کی بہت ضرورت ہے۔
ہو سکتا ہے۔ بچّہ کا امتحان ہو رہا ہو اور اس کو بخار ہو۔ ہم اپنی نادانی سے اس کو اسکول بھیج دیتے ہیں ڈرتے بھی ہیں کہ کہیں بچہ اسی جماعت میں رہ نہ جائے۔ ہمارا ایسا اقدام غلط بھی ہو سکتا ہے۔ ہم اپنے قوت فیصلہ سے بچے کو گھر پر روک لیتے ہیں۔ اور اسکول میں س کا ڈاکٹری سرٹیفکٹ داخل کر کے اس کو آئندہ امتحان میں بیٹھلنے کی اجازت حاصل کر لیتے ہیں۔ تو یہ زیادہ درست ہوگا۔
اسی طرح سے اگر ہم کسی دن یہ پروگرام بنا لیتے ہیں کہ آج ہم اپنے کسی رشتہ دار کے یہاں جائیں گے اور وہیں کھانا کھائیں گے۔ جانے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ وہ لوگ گھر پر نہیں ہیں۔ تو پھر ہم کو اپنے قوت فیصلہ سے ہی کام لینا ہوگا۔ پھوہڑپن سے گھر والوں کو بھوکا نہیں سلانا ہوگا بلکہ گھر میں موجود چیزوں سے کھانا تیار کر لینا ہوگا لیکن کیا اتنی تمام ذمہ داریوں کو اٹھانے کے بعد یہ اس کی نادانی نہیں کہ وہ اپنے شوہر کی ذمہ داری صرف پیسہ کمانے تک محدود رکھے۔
اکثر عورتوں کو یہ گلہ کرتے سنا گیا ہے کہ "کب کروں وہ تو گھر کا کوئی کام ہی نہیں کرنا چاہتے۔ ان کو تو کوئی گھر سے مطلب نہیں۔ وغیرہ۔
ہو سکتا ہے یہ ہماری اپنی غلطی ہو۔ اپنی معروفیت کی بنا پر ہم خود شوہر سے گھر کے متعلق بات نہ کرتے ہوں۔ اور اس کو گھر کے مسائل سے بے خبر رکھتے ہوں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم دفتر سے تھکے ماندے آئے ہوں شوہر سے کہنے لگیں "فلاں کام کر دو" اور وہ جھنجھلا جائے۔
ہماری یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ شوہر گھر کے معاملات میں خود ہی دلچسپی لے۔ ہر دن اگر ہم آپس میں گھر کے مسائل پر صلاح و مشورہ کریں اور گھر میں دلچسپی لینے پر آمادہ کریں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ کیونکہ گھر گرہستی کی گاڑی کو بھی دو پہیوں کی ضرورت ہے۔ (اردو سروس سے)

مزاح

بن بیاہوں کی کانفرنس

ہاشم عظیم آبادی

پورا پنڈال بن بیاہوں سے بھرا ہوا ہے شور و غل لمحہ بہ لمحہ بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ کہیں سے سیٹی بجنے کی آواز آرہی ہے تو کہیں سے "آئم گم" بجنے کی۔ اس عرصہ میں ایک صاحب زادے مائک کے سامنے آکر فرماتے ہیں۔ "دوستو! اب کانفرنس کی تیاری شروع کی جا رہی ہے۔ لہٰذا میری درخواست ہے کہ خاموشی کے ساتھ بیٹھ کر بن بیاہوں کی اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں۔"

"دوستو! ابھی ہمارے سامنے مرحلہ ہے صدر کے انتخاب کا۔ بات یہ ہے کہ اس کانفرنس کی صدارت کے لیے حضرت لنگوٹ بند رونق افروز ہو کر ہماری عزت افزائی فرمانے والے تھے۔ لیکن نہایت ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کل سے صاحب موصوف پر کچھ ایسی وجدانی کیفیت طاری ہے کہ ان کا تشریف لانا ممکن نہیں پھر بھی ہماری خوش بختی ہے کہ اس پنڈال کے اندر ایک ایسی معزز ہستی موجود ہے کہ جس کی ذات گرامی پر جتنا بھی فخر کریں کم ہے ..... آپ "تک بڑھاؤ"، کمیٹی کے سرگرم کارکن ہیں۔ آپ کا مقابلہ بیسیوں مرتبہ ملک توڑ جماعت سے ہو چکا ہے۔ لیکن آپ اپنی گونا گوں خوبیوں کے باعث ہمیشہ "تک توڑ" والوں پر غالب رہے ہیں ..... تو میں اس وقت "حضرت بیڈ صب" یعنی "ملک بڑھاؤ" کے صدر کا اسم گرامی اس کانفرنس کی صدارت کے لیے پیش کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ حضرت سلامت ہمیں مایوس نہ فرمائیں گے۔"

ایک صاحب نے کھڑے ہو کر اس تجویز کی تائید کی حضرت بیڈ صب کرسی صدارت سنبھال لیتے ہیں ہر طرف سے تالیاں بجنے لگتی ہیں۔

حضرت بیڈ صب مقرروں کی فہرست دیکھ کر بکاتے ہیں۔ "عزیزم لق لق سلمہ تشریف لا کر اظہار خیال فرمائیں" ارے! یہ میاں لق لق تو واقعی اسم با مسمّیٰ نکلے میں تو انھیں دیکھتے ہی بے ساختہ کہہ اٹھا کہ

پھر قبر سے اللہ نے مجنوں کو نکالا

میاں لق لق نے تقریر شروع کی:۔

"جناب صدر اور معزز حاضرین۔ میں نہایت ہی مشکور ہوں کو جناب صدر نے اس بندۂ ناچیز کو سب سے پہلے اظہار خیال کا موقعہ عنایت فرمایا۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ پہلے بن بیاہے دوستوں سے اپنا تعارف کرادوں۔ اور ساتھ ہی اپنے نام کی وضاحت بھی کردوں ..... جی ہاں ..... خدانخواستہ یہ نہ سمجھیے گا کہ میں واقعی لق لق ہوں! جی ہاں! یہ نام تو میرے بزرگوں کا رکھا ہوا ہے ..... میرا نام لق لق سہی لیکن جرأت و ہمت تو دیکھیے کہ یہ میری ہی قوت عمل کا نتیجہ ہے کہ آج سینکڑوں کی تعداد میں بن بیاہے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر اپنے مستقبل کو درخشاں بنانے کے لیے غور کر رہے ہیں (رومال سے پسینہ پونچھ کر) ..... بس کر آپ لوگوں کو مسرت انصاف دنیا سے رخصت ہو گیا۔ لوگوں کا خون سفید ہو گیا سنئے اور ذرا دھیان سے سنئے۔ یعنی لڑکیاں اپنے گھروں میں کس قدر بھاری ہوتی ہیں۔ صرف اپنے عزیز و اقارب ہی پر نہیں بلکہ محلہ والوں پر بھی بار ہوتی ہیں۔ اور جیسا کہ سننے میں آتا ہے کہ کنواری لڑکیوں کو دیکھ کر اڑوس پڑوس والے بھی دست بدعا رہتے ہیں کہ خدا جلد سے جلد انھیں اپنے گھر کا بنا دے ..... تو ایسے بوجھ کو ہلکا کرنے کے لیے لڑکی والے نے ہمیں نقد روپے دیے یا ہماری طرف سے مطالبہ ہوا تو کون سی بڑی بات ہے۔ اس کے علاوہ ہم زبردستی تو کسی سے کرتے نہیں۔ خود ہی موٹے آسامی آکر پھنستے ہیں جو خوشامدیں کرتے ہیں۔ خود کہتے ہیں۔ دوسروں سے کہلاتے ہیں۔ یہ دیں گے، وہ دیں گے، تعلیم کے لیے ولایت بھیجیں گے۔ ایسا کریں گے ویسا کریں گے (قصداً کھانس کر) ..... پھر بھی خواہ مخواہ بدنام کیا جاتا ہے کہ ہم شادی سے قبل روپے کا مطالبہ کرتے ہیں ..... ارے بابا! ہم نے کسی کا بوجھ ہلکا کر دیا تو یہ لازمی امر ہے کہ ہم کو بھی کوئی فکر معاش سے ہلکا کر دے۔ ہمیشہ کے لیے نہیں تو تھوڑے

ہی دن کے لیے سہی ..... ہاں، یہ تو کہا ہی نہیں۔ اس سلسلے میں نقد روپے کا جو ہماری طرف سے مطالبہ ہوتا ہے تو ہمارے دشمنوں اور مخالفت کرنے والوں نے اس کا نام تلک رکھ چھوڑا ہے۔ حالانکہ تلک سے اور اس روپے سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ کیونکہ یہاں تو خوشی کا سودا ہے کہ خسر جی اتنی نقدی گن کر دو ورنہ ؎

تم اپنا منہ اُدھر کرلو ہم اپنا اِدھر کرلیں

مقررین اپنی گرما گرم تقریر سے پورا پنڈال گرمائے ہوتے ہیں۔ وقت کی تنگی کے باعث جناب صدر کسی کو پانچ منٹ سے زیادہ تقریر کرنے نہیں دیتے ..... جناب صدر نے ایک صاحب زادے کا نام پکارا پکارا۔ وہ میاں اٹھے تو سہی لیکن ایک ایک قدم پر سو سو بل کھاتے ہوئے۔ لاغری کا یہ عالم جیسے کسی نے خیر خوبی سے تھا تھرس کے تیسرے درجے میں قدم رکھا ہو سر پر رومال بندھا تھا جس کے متعلق بعد میں معلوم ہوا کہ ان کے سراقدس کے بالوں میں بالخورہ لگ جانے کے باعث چٹیل میدان ہو گیا ہے۔ صاحب موصوف مائک کے سامنے آتے ہی بولے "میرے دوستو! اور صاحب صدر..... معاف کیجئے گا۔ مجھے صدر پہلے کہنا چاہیے تھا خیر جو ہوا سو ہوا..... جی ہاں! مجھے وقت کی نزاکت کو خود ہی خیال ہے اور اسی لیے تو بغیر کسی تمہید کے اپنے موضوع کی طرف رجوع کر رہا ہوں..... تو میرے بن بیاہے دوستو۔ مجھ سے پہلے کے مقرروں نے وہ سب کچھ کہہ دیا ہے جو مجھے عرض کرنا تھا۔ لہٰذا اس کے دہرانے کی چنداں ضرورت نہیں سمجھتا۔ اس ضمن میں مجھے اسی قدر عرض کرنا ہے کہ جہاں ہم بن بیاہے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر اپنے مستقبل کو زیادہ سے زیادہ ہوگی کر اس بندۂ ناچیز کو سب سے پہلے اس بات کا احساس ہوا کہ جب بوڑھے اپنی کانفرنس بلا کر ہم نوجوانوں کو اپنے قبضے میں رکھنے کے لیے طرح طرح کے ریزولیشن پاس کر سکتے ہیں تو کیا ہم بن بیاہے ایسے گئے گزرے ہیں کہ اپنے مستقبل کے متعلق غور و خوض کے لیے ایک پلیٹ فارم پر جمع نہیں ہو سکتے۔ اللہ پاک کا ہزار ہزار شکر ہے کہ میری دیرینہ تمنا بار آور ہوئی اور سینکڑوں کی تعداد میں بن بیاہے دوست پنڈال کے اندر لہلہاتے نظر آ رہے ہیں۔

تو میرے دوستوں!۔ اب کچھ ایسا وقت ہی آ گیا کہ ہم بن بیاہوں کو اپنے تحفظ کے لیے سینہ سپر ہونا ہی پڑے گا۔ (آواز:۔ بے شک، بے شک)..... جی ہاں! اب وہ دن گئے جب خلیل خاں فاختہ اڑاتے تھے یعنی اب ہمارا معیار شادی بہت بلند ہو چکا ہے میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اب ہمیں شادی سے قبل یہ دریافت کرنے کی ضرورت نہیں کہ لڑکی کی صورت و شکل کیسی ہے۔ تعلیم کہاں تک ہے تندرستی کیسی ہے..... معاف کیجئے گا ہم شاعر تو ہیں نہیں کہ خواہ مخواہ فضولیات میں اپنا عزیز وقت ضائع کریں۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ لڑکی کی شکل لنگڑے توے کو بھی مات کر رہی ہو تو بھی ہمیں انکار کی گنجائش نہ ہونی چاہیے بشرطیکہ ہونے والے خسر موٹے آسامی یعنی خوب پیسے والے ہوں۔ اور اتنی نقدی ملنے کی امید ہو کہ خدانخواستہ نوکری نہ ملی تو چین سے زندگی بسر ہو سکے۔ کہیے کیا میں غلط تجویز پیش کر رہا ہوں۔ میرا خیال ہے یقین واثق ہے کہ میرے بن بیاہے دوستوں کو ضرور اس سے اتفاق ہوگا۔ واللہ کسی نے خوب کہا ہے ؎

چلو چال اب تم زمانے کے قابل

معاف کیجئے گا میں اپنی تقریر نامکمل چھوڑ کر رخصت ہو رہا ہوں۔ بات یہ ہے کہ نہ جانے کیوں مجھے چکر سا آنے لگا ہے۔ (ایک کونے سے آواز: لق لق جو ٹھہرے)

جناب صدر کا اشارہ پا کر دوسرے صاحب تشریف لاتے ہیں۔ اور اپنی شیروانی کے بٹن سے کھیلتے ہوئے یوں گہر افشانی کرتے ہیں۔

صاحب صدر اور بن بیاہے دوستو! میں اپنی عادت کے مطابق طوالت کو راہ نہ دے کر سیدھا اپنے موضوع کی طرف رجوع کرتا ہوں..... بعض کھوسٹ اور پرانے خیال کے لوگ ہم پر منہ آتے ہیں کہ ہم اپنے ہونے والے خسر سے روپے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ عجب واہیات اور بے ڈھب اعتراض۔ خدا کی قسم بس یہی طبیعت چاہتی ہے کہ ان کا منہ نوچ لوں۔ اجی صاحب ہم بن بیاہے ضرور روپے کا مطالبہ کریں گے دیکھیں ہمارا کوئی کیا کر لیتا ہے۔ چاہے اس سلسلے میں سارے خسر قسم کے لوگوں کی معاش اور ملکیت نیلام پر کیوں نہ چڑھ جاتے۔

(ایک گلاس پانی پی کر) پیارے دوستو! درخشاں بنانے کی کوشش کر رہے ہیں وہاں اس جماعت میں ایسے دل و دماغ رکھنے والے موجود ہیں جن کی حالت زار پر کم از کم مجھے تو بے ساختہ رونا آتا ہے میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اب یعنی کچھ دنوں سے ایسے بن بیاہے بھائی بھی دکھائی دینے لگے ہیں، جو اپنے ہونے والے خسر کے ٹکڑوں پر پل رہے ہیں۔ واضح الفاظ میں یہ سمجھئے کہ خسر ہی کے روپے سے اس وعدے پر تعلیم حاصل کر رہے ہیں کہ فارغ التحصیل ہوتے ہی ان کی فرزندی میں آجائیں گے (انگلیاں چمکا کر)..... تو کیا یہ زندگی یتیم اور لاوارثوں کی طرح نہیں۔ کیا اس طرح ہمارے وقار اور ہماری خودداری کو ٹھیس لگنے کا احتمال نہیں۔ سوچئے اور غور کیجئے۔ میں دو منٹ مہلت دے رہا ہوں۔ اس عرصہ میں ایک گلاس پانی پی لوں۔ بات یہ ہے کہ گلا خشک ہوتا جا رہا ہے..... ہاں تو بھیا کہ ابھی ابھی بتلایا واقعی یہ نہایت ہی بے شرمی کی بات ہے ہم بن بیاہوں کے لیے۔ لہٰذا میں پُر زور گذارش کروں گا کہ ایسے گندہ خیال رکھنے والے بن بیاہے دوستوں کے ساتھ سخت سے سخت کارروائی کی جائے کیونکہ ایسی حالت میں ہماری قیمت روز بروز گھٹنے کا اندیشہ ہے ساتھ ہی ساتھ سسرال والوں کی نگاہ میں وہ وقعت نہیں رہتی جو نقد روپے گنوا کر ہوتی ہے۔ حالانکہ اس کانفرنس کے بلانے کا مقصد ہی یہی ہے کہ ان ساری باتوں کو زیر بحث لا کر ہم ایسا طریقہ اختیار کریں جس سے ہماری قیمت زیادہ سے زیادہ لگ سکے۔

اس کے علاوہ ہمارا رکھ رکھاؤ ایسا ہونا چاہیے کہ سسرال والے ہمیں ذلیل نہ سمجھیں اور نہ کسی کو بعد میں منہ آنے کا موقعہ مل سکے (سر پر بندھا ہوا رومال کھول کر)..... ایک گر کی بات عرض کیے دیتا ہوں یعنی ہم سارے بن بیاہے خواہ اپنے پاس ایک ٹکا نہ رکھتے ہوں لیکن سسرال ایسا تلاش کریں کہ پانچوں انگلیاں گھی میں رہیں۔ اور نکاح سے قبل فرمائشوں کا اس قدر انبار لگا دیں کہ اگر خسر جی دو سال زندہ رہنے والے ہوں تو مارے صدمے کے گھل گھل کر چھ مہینے کے اندر ہی ملک عدم ہوں۔ تاکہ لائن کلیر ملے (آواز: بے شک ایسا ہی ہونا چاہیے)

ہاں، ایک بات اور کہے دیتا ہوں۔ یعنی ادھر کچھ دنوں سے یہ دیکھا جا رہا ہے کہ اگر کسی کم حیثیت لڑکے کو یا یوں کہیے کہ بالکل غریب لڑکے کو فرمائش کے بعد بہترین سوٹ، سائیکل اور ریڈیو وغیرہ کے علاوہ نقد روپے ملتے ہیں تو کہنے والے کہہ دیتے ہیں کہ میاں تمہارے باپ نے بھی اتنا بیش قیمت سوٹ کبھی پہنا تھا۔ یہ تو خیر مناؤ خسر کا کہ بڈھے نے اپنے گھر فروخت کر کے تمہاری مانگیں پوری کر دیں..... تو دیکھا..... بن بیاہے دوستو!... یہ ہیں پھبتیاں جو ہم پر کسی جانے لگی ہیں..... لہٰذا جناب صدر کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کراتے ہوئے درخواست کروں گا کہ ایسا ذلیل خیال رکھنے والوں کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کی جائے ورنہ ایسا سوٹ پہننے سے تو لنگوٹی باندھنا کہیں بہتر ہے..... ایں یہ پنڈال سے باہر اس قدر شور و غل کیسا ہو رہا ہے۔

سارے بن بیاہے حاضرین چوکنا ہو جاتے ہیں بعد میں معلوم ہوتا ہے کہ تلک توڑ جماعت والوں نے حملہ بول دیا ہے۔ یہ سنتا تھا کہ زیادہ تر بن بیاہوں کی گھگھی بن جاتی ہے اور کچھ ایسی بدحواسی کا عالم طاری ہوتا ہے کہ جس کو جدھر راستہ ملتا ہے بھاگ نکلتا ہے۔ اور سارا [illegible] آ پڑتی ہے جناب صدر یعنی "تلک بڑھاؤ" کے سرگرم کارکن پر۔ حملہ آور "تلک توڑ" والوں نے جناب صدر کی جو درگت بنائی وہ صیغۂ راز ہی میں رہے تو مناسب ہے، لیکن یہ سنتے ہیں کہ صاحب موصوف بے ڈھب پھنس جانے کے بعد سے "تلک بڑھاؤ" والی اسکیم سے توبہ کر لی ہے اور اب "تلک توڑ" والوں کی جماعت میں سب سے آگے نظر آتے ہیں۔ (پٹنہ سے نشر)

ہاشم عظیم آبادی
فلیٹ نمبر ۴۷-۲۲۶ پاٹلی پتر کالونی۔ پٹنہ ۱۳

گوشت خور جانور

ویدپرکاش گرگ

بچو! میں آپ کو ٹائیگر کی زندگی کے بارے میں بتانے جارہا ہوں۔

یہ تو آپ کو معلوم کہ ٹائیگر جنگل میں رہتے ہیں اب آپ کہیں گے کہ وہ تو چڑیا گھروں میں بھی رہتے ہیں۔ لیکن چڑیا گھروں میں جو ٹائیگر آپ دیکھتے ہیں وہ تو پکڑ کر وہاں لائے جاتے ہیں اور چڑیا گھروں میں انھیں رکھا جاتا ہے۔ لیکن چڑیا گھروں میں ان کی قدرتی اور اصلی زندگی نہیں ہے۔ پیشتر اس کے کہ میں آپ کو ٹائیگر کے بارے میں بتاؤں۔ بہتر یہ ہے کہ آپ جنگل کی زندگی کے متعلق کچھ سنئے۔ کہ یہ ہمارے لیے کیوں ضروری ہے۔

آپ کو معلوم ہے کہ جنگلوں کے شاندار جانور اور پرندے ہماری زندگی کو خوش گوار بناتے ہیں۔ ہماری تہذیب اور تمدن کے باوجود انسان کئی طریقوں سے نہ صرف جنگلی ہی بنا گیا ہے بلکہ وہ جنگل کے جانوروں سے زیادہ خطرناک ہوتا گیا ہے کیونکہ وہ ان جانوروں اور پرندوں کا صفایا کرتا گیا ہے۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے ایک جگہ لکھا ہے کہ اگر یہ جانور اور پرندے انسان کے متعلق بیان کر سکتے تو انسان کے بارے میں ان کی کیا رائے ہوتی۔

جنگلوں میں جانوروں کو خوراک کی ضرورت پڑتی ہے۔ جو طاقت ور جانور ہوتے ہیں وہ کمزور جانوروں پر حملہ کرکے اپنی خوراک مہیا کرتے ہیں۔ اور یہ کمزور جانور اپنے آپ کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ جنگل کی زندگی کا ایک طریقہ ہے۔

بہت سے ملکوں میں بچے جانوروں اور پرندوں میں بڑی دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور بہت سے لوگ تو انھیں دیکھنے کے لیے بہت دور دراز تک سفر کرتے ہیں۔ ہم ان جانوروں کی حفاظت نہ کریں جو کہ ہماری تہذیب کے لیے خطرہ ہیں اور جو ہماری فصلوں کو برباد کر ڈالتے ہیں لیکن اگر ہم اپنے خوبصورت جانوروں اور پرندوں کی حفاظت نہیں کریںگے تو بچو۔ ہماری زندگی بالکل ٹھس پھس ہوجائے گی۔ ان خوبصورت جانوروں اور پرندوں کو قایم رکھنے کے لیے ہمیں جتنا بھی ہوسکے قومی پارک یعنی کھلے باغ اور جائے پناہ یا سنکچری بنانے چاہییے۔ جہاں پر شکار منع ہوتا ہے۔ تاکہ وہاں جاکر ہم اپنے جانوروں اور پرندوں کو دیکھ سکیں اور زندگی کا لطف اٹھاسکیں۔ ہم نے اپنے جنگلوں کو کافی برباد کیا ہے۔ جس کی وجہ سے ہمارے دریاؤں میں طغیانی آتی ہے۔ گاؤں کے گاؤں بہہ جاتے ہیں۔ فصل خراب ہوجاتی ہے۔ سوکھا بھی پڑجاتا ہے کیونکہ ان جنگلوں کے کاٹنے سے بارش کی کمی ہوجاتی ہے۔ آبادی بڑھتی چلی جارہی ہے۔ اس بڑھتی ہوئی آبادی کے لیے زیادہ خوراک بھی چاہیے۔ یہ خوراک ہمیں کاشتکاری کے نئے طریقے استعمال کرکے پیدا کرنا چاہیئے نہ کہ جنگلوں کا صفایا کرکے کیونکہ جنگل ہماری اقتصادی حالت میں بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

تو بچو! اب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ جنگل، یہاں کے پیارے جانور اور پرندے ہمارے لیے کیوں ضروری ہیں۔

تو اب میں ان ہی جنگلوں میں رہنے والے ٹائیگر کے بارے میں آپ کو بتاتا ہوں ٹائیگر ایک گوشت خور جانور ہے۔ طاقت میں اور خونخواری میں یہ شیر کی مانند ہوتا ہے ان کی شکلیں الگ الگ ہوتی ہیں۔ یعنی ایک جیسی نہیں ہوتی۔ کئی علاقوں میں اس چیتے کو باگھ کے نام سے بھی پکارتے ہیں۔ ہندوستان میں ٹائیگر آسام بنگال بہار مدھیہ پردیش اور راجستھان میں پائے جاتے ہیں۔ ہمالیہ پہاڑ کے علاقوں میں چیتے نہیں پائے جاتے۔

بچو! آپ کو معلوم ہے کہ ٹائیگر کی اونچائی کتنی ہوتی ہے۔ اس کی اونچائی ساڑھے تین فٹ ہوتی ہے اور لمبائی ساڑھے گیارہ فٹ کے لگ بھگ ہوتی ہے۔ اس کو دیکھنے کے لیے سب سے بہترین جگہ کانہا ہے جو کہ مدھیہ پردیش میں ہے اور جہاں ایک بہت بڑی ٹائیگر سنکچری ہے۔ رنگ میں کچھ ٹائیگر سفید ہوتے ہیں اور یہ مدھیہ پردیش میں دیوہ میں پائے جاتے ہیں۔ کچھ ہلکے کالے رنگ ہوتے ہیں۔ ان کے جسم پر دھاریاں ہوتی ہیں۔ ان کے جسم کے نیچے کے حصے گالوں اور آنکھوں کے اوپر کے حصے سفید ہوتے ہیں۔ چین اور روس میں جو ٹائیگر پائے جاتے ہیں ان کی کھال نرم ہوتی ہے اور ہلکے رنگ کی ہوتی ہے ٹائیگر کا وزن ۲۲۷ کلوگرام ہوتا ہے۔ اس کی عادت اکیلے رہنے کی ہوتی ہے۔ اس کے دانت اور پنجے ایسے ہوتے ہیں کہ یہ خوب آسانی سے اپنا شکار کرتا ہے۔ رات کو جب یہ شکار کرتا ہے تو خوب زور سے دھاڑتا ہے۔ اس کے دیکھنے کی اور سننے کی طاقت بہت تیز ہوتی ہے۔ یہ سونگھتا بھی اچھی طرح سے ہے۔ ٹائیگر اچھا تیراک جانور بھی ہے۔ اس کے سفید اور لمبے مونچھوں کے بال ڈراونے ہوتے ہیں۔ اس کی گردن پر بال نہیں ہوتے۔

اب میں بچو! اپ کو اس کی خوراک کے بارے میں بتاؤں۔ یہ اپنے علاقے کے سب ہی جانوروں کا شکار کرتا ہے۔ جیسا کہ ہرن نیل گائے، بدے، وحشی سؤر، مور یا مورنی وغیرہ وغیرہ۔ اگر پاس میں لوگوں کے رہنے کی آبادی ہو۔ تو وہاں پر یہ مویشیوں کو بھی مار ڈالتا ہے۔ ایک ہفتہ میں عام طور پر یہ دوبارہ اپنا شکار کرتا ہے اور دلدلی جگہ میں رہتا ہے۔ جنگلی کتوں سے یہ کافی گھبراتا ہے۔ جو ٹائیگر اپنے قدرتی شکار پر رہتے ہیں وہ پتلے ہوتے ہیں اور جو مویشیوں کا شکار کرتے ہیں۔ وہ چیتے جسم میں بھاری ہو جاتے ہیں

ایک وقت میں عام طور پر ٹائیگر کی مادہ کے تین بچے ہوتے ہیں۔ لیکن یہ چھ تک بھی ہوسکتے ہیں۔ جب تک یہ بچے بڑے نہیں ہوجاتے

یہ اپنی ماں کے پاس ہی رہتے ہیں۔ گرم علاقوں میں ٹائیگر کے بچے سال میں کبھی بھی پیدا ہوسکتے ہیں۔ ٹھنڈ کے علاقے میں یہ موسم بہار میں پیدا ہوتے ہیں۔ ٹائیگر کی عمر تقریباً گیارہ سال کی ہوتی ہے لیکن کچھ ٹائیگر ۲۰ یا ۲۲ سال تک بھی زندہ رہتے ہیں۔ ٹائیگر کی مادہ کو اگر چھیڑ دیا جائے تو وہ بہت خونخوار ہوجاتی ہے۔

اب میں اس ٹائیگر کے بارے میں بتاتا ہوں جو آدم خور ہوجاتا ہے۔ یعنی لوگوں کو کھانے لگ جاتا ہے۔ ایسے ٹائیگروں کی تعداد حالانکہ بہت کم ہے۔ ایک ہزار میں ایسے صرف تین یا چار ہی ہوسکتے ہیں۔ یہ اپنے نوکیلے دانتوں سے آدمی کی گردن پکڑ لیتا ہے اور اس کو چیخنے تک کا بھی موقع نہیں دیتا۔ اگر ایسے ٹائیگر کو شکار نہ ملے تو یہ مکانوں کے کمزور دروازوں کو اپنے پنجوں سے توڑ ڈالتا ہے اور اندر سے آدمی کو پکڑ کر لے جاتا ہے۔ جیسے ایک بلی چوہے کو پکڑ کر لے جاتی ہے۔ اگر دروازہ مضبوط ہو اور نہ ٹوٹے تو وہ دیوار کے نیچے کی زمین کو کھود کر مکان کے اندر گھس جاتا ہے اور مرد یا عورت یا بچے کو پکڑ کر لے جاتا ہے۔ ایسے قصے اتر پردیش میں گڑھوال کے علاقے میں ہوچکے ہیں۔

شکاریوں نے اور پوچرز نے جو کہ ناجائز طور پر جانوروں کا شکار کرتے ہیں۔ ہمارے بہت سے ان خوبصورت جانوروں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ جیسا کہ ٹائیگر، باگھ، ہاتھی، لکڑ بھگا، گینڈا، ہرن وغیرہ وغیرہ۔ چونکہ ہماری زندگی کے لیے یہ جانور اور پرندے بہت ہی مفید اور ضروری ہیں تو سرکاروں نے اپنے اپنے ملکوں میں ان کی حفاظت کے لیے جائے پناہ اور کھلے باغ بنائے ہیں جہاں پر ان کی پوری حفاظت ہوتی ہے۔ کوئی ان کا شکار نہیں کرسکتا۔ یہ آرام سے رہ سکتے ہیں۔ گھوم پھر سکتے ہیں۔ اپنا شکار کرسکتے ہیں۔ اور ہماری زندگی کو بہتر بنا سکتے ہیں۔

بچو! ہندوستان میں سرکار نے کئی ایسی جائے پناہ بنائی ہیں جہاں پر یہ جانور اور پرندے آرام کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ جیسا کہ گجرات میں گیر جنگل جہاں پر شیر کی حفاظت کی گئی ہے مدھیہ پردیش میں کانہہ جائے پناہ ہے جہاں ٹائیگر کی حفاظت کی گئی ہے راجستھان میں سوائی مادھوپور اور سرسکا میں بھی ٹائیگر کی حفاظت کی گئی ہے۔ کرناٹک میں باندی پور میں بھینسے کی۔ کیرلا میں پرایاؤ میں ہاتھی کی کشمیر میں بارہ سنگھا کی۔ آسام میں گاڑی رنگا میں گینڈے کی۔ راجستھان میں بھرت پور میں پرندوں کی حفاظت کی گئی ہے۔

تو بچو! اگر کسی جانور کو شوٹ کرنا ہو تو بجائے بندوق کے کیمرے سے ہی شوٹ کرنا چاہیئے۔ اور ہمیں اپنے ان خوبصورت جانوروں اور پرندوں کو قایم رکھنا چاہیے۔

(اردو سروس سے نشر)

گاندھی جی نے کہا تھا

اے مجید

گاندھی جی کے نظریات نے ہندوستانی ذہن کی تعمیر میں غیر معمولی حصہ لیا۔ گاندھی جی نے نہ صرف ہندوستانی ذہن کی تعمیر کی، بلکہ تمام دنیا کے انسانوں کو سچائی اور انسانی دوستی کا عملی پیغام دیا۔ انھوں نے کہا تھا:

جب میں نے اپنی کسی معاملے میں اپنی رائے جان بوجھ کر تبدیلی کی ہے تو یہ تبدیلی صاف طور پر نظر آنی چاہیے۔ البتہ دھیان سے دیکھنے والی آنکھ ہی ارتقا کے اس عمل کو دیکھ سکتی ہے۔ میرا مدعا یہ نہیں ہے کہ کسی معاملے پر میں پہلے جو کچھ کر چکا ہوں اب اس میں کوئی تبدیلی نہ کروں۔ میرا مقصد تو محض سچائی کی اس صورت سے مطابقت قائم رکھنا ہے، جسے میں کسی خاص لمحے میں دیکھتا ہوں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجھے سچائی کی تلاش میں زیادہ کامیابی حاصل ہو رہی ہے۔

گاندھی جی نے انسانی مستقبل کو درخشاں بنانے کے لیے جس اندازِ فکر کو اختیار کیا، اس بارے میں انھوں نے خود کہا ہے۔

"میں مستقبل کا حال جاننے کا خواہش مند نہیں ہوں میرا تعلق زمانۂ حال سے ہے۔ خدا نے مجھے آئندہ ہونے والے واقعات کو کنٹرول کرنے کی طاقت نہیں دی۔ لیکن حال کے لمحوں سے عملی تعلقات ہی درخشاں مستقبل کی بنیاد ہے۔۔۔۔ ہمارے چاروں طرف جو گہرا اندھیرا ہے، وہ لعنت نہیں بلکہ رحمت ہے۔ خدا نے ہمیں صرف ایک قدم آگے تک دیکھنے کی طاقت دی ہے۔ اور اگر ہمیں خدا کی رحمت سے اتنی روشنی میسر آجائے کہ ہم اتنا فاصلہ دیکھ لیں تو یہ ہمارے لیے کافی ہوگا دوسرے الفاظ میں یہ اندھیرا اتنا گہرا نہیں جتنا ہم سمجھتے ہیں۔ یہ اسی وقت زیادہ گہرا نظر آتا ہے، جب ہم بے صبری کے عالم میں ایک قدم آگے کا حال معلوم کرنا چاہتے ہیں۔"

گاندھی جی نے اپنی روحانی قوت کی وضاحت کرتے ہوئے کہا تھا: "میں اعتقاد رکھنے والا انسان ہوں۔ میرا بھروسہ صرف خدا پر ہے۔ میرے لیے ایک قدم بڑھنا ہی کافی ہے۔ اور جب وقت آئے گا تو خدا خود مجھ پر یہ بات واضح کر دے گا کہ میرا دوسرا قدم کیا ہونا چاہیے۔ میں ایک ادنیٰ انسان ہوں جو پوری طرح اچھا بننے کی، سچا بننے کی اور خیال، قول اور عمل میں ہمیشہ عدم تشدد پر کاربند رہنے کی جدوجہد کر رہا ہوں۔ لیکن میں اس منزل تک پہنچنے میں ہمیشہ ناکام رہتا ہوں، جسے میں سچ سمجھتا ہوں، میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ ایک ہی کوشش ہے، جو سخت کوشش کی طالب ہے۔ لیکن یہ تکلیف میرے لیے خوشی کا باعث ہے۔ ہر قدم جو میں آگے بڑھتا ہوں، اس سے میں اپنے آپ کو زیادہ طاقتور اور دوسرا قدم اٹھانے کا زیادہ اہل سمجھتا ہوں۔ میرے پاس اس کے سوا اور کوئی طاقت نہیں جو کہ سچائی پر زور دینے سے حاصل ہوتی ہے۔ عدم تشدد کا منبع بھی یہی ہے۔"

حسن کے بارے میں گاندھی جی نے کہا تھا: "میں خوبصورتی کو سچائی میں اور سچائی کے ذریعہ ہی سے دیکھتا ہوں۔ تمام سچائیاں نہ صرف سچے خیال ہیں اور سچائی کے ذریعہ ہی سے دیکھتا ہوں۔ تمام سچائیاں نہ صرف سچے خیال ہیں، بلکہ سچے چہرے، سچی تصویریں اور سچے گیت، سبھی انتہائی خوبصورت ہیں۔ لوگ عام طور پر سچائی میں خوبصورتی کو دیکھ نہیں پاتے۔ عام انسان اس سے دور بھاگتا ہے۔ اور اس میں پنہاں خوبصورتی اسے نظر نہیں آتی۔ جب لوگ سچائی میں خوبصورتی پہچاننا شروع کر دیں گے، تو صحیح آرٹ پیدا ہوگا۔۔۔۔"

زندگی اور موت کے بارے میں گاندھی جی نے جس انداز سے سوچا ہمیں اس میں بھی ان کی صداقت پسندی کو بنیادی اہمیت حاصل تھی۔ انھوں نے کہا تھا۔

زندگی اور موت دونوں ہی ایک راز ہیں۔ اگر موت کے بعد کوئی اور زندگی شروع نہیں ہوتی تو یہ درمیانی وقفہ ایک مذاق ہے ہمیں موت کا غم نہ کرنا چاہیے۔ خواہ یہ کسی وقت یا کسی کو بھی آجائے۔ میرے خیال میں ہم ایسا تب ہی کر سکتے ہیں۔ جب ہم اپنے آپ سے بے تعلقی کا فن سیکھ لیں اور یہ فن ہم اسی صورت میں سیکھ سکتے ہیں جب ہمیں ہر لمحہ اس بات کا احساس رہے کہ ہمیں جو کام سونپا گیا ہے۔ ہم اسے اچھی طرح انجام دے رہے ہیں۔ زندگی میں کبھی ایسی حالت بھی پیدا ہوجاتی ہے۔ جب انسان اپنے خیالوں کو کسی عمل کے ذریعہ بھی آشکار کرنا نہیں چاہتا۔ ان کے اعلان کی بات تو الگ رہی محض خیالات ہی بروئے کار آتے ہیں۔ اور ان میں طاقت پیدا ہوجاتی ہے۔ پھر بظاہر کسی شخص کی بے عملی ہی اس کا عمل بن جاتی ہے۔ میری کوشش بھی اس منزل کی طرف پہنچنے کے لیے ہے۔

کیا مجھ میں بہادروں کا عدم تشدد موجود ہے؟ اس کا جواب میری موت کے وقت ہی ملے گا۔ اگر کسی نے مجھے مار دیا اور میں قاتل کے لیے دعا کرتا ہوا اور اپنے دل میں خدا کو یاد کرتا ہوا اور اس کی موجودگی کا احساس کرتے ہوئے مرا تب یہ کہنا ممکن ہوگا کہ میرا عدم تشدد بہادروں کا عدم تشدد ہے۔ میں ایسی موت مرنا نہیں چاہتا جس میں قویٰ جواب دے جائیں اور میں ایک معذور کی انسان کی موت مروں۔ اگر کوئی قاتل گولی مار کر میرا خاتمہ کر دے تو میں اسے خوش آمدید کہوں گا لیکن سب سے بڑھ کر میری یہ خواہش ہوگی کہ آخری دم تک اپنا فرض ادا کرتے ہوئے مروں۔ (اردو سروس سے)

افسانہ

کائیاں

انور عظیم

لوگ اپنی سی سوچتے ہیں اور میں اپنی سی۔ وہ کہتے ہیں میں کبھی بوڑھا نہیں ہوں گا نہ کبھی تھکوں گا۔ بس اسی طرح دوڑتا رہوں گا۔ زندگی بھر۔ زندگی کے بعد بھی۔ شاید۔ زندگی سے پہلے اور زندگی کے بعد۔ زندگی نے یہ جانتے کی چھٹی ہی نہیں دی۔ اور آخر دیتی بھی تو میں کیا کرلیتا۔ دوڑتا رہتا۔ گھوڑے کی طرح گھوڑے بھی کبھی کبھی اصطبل میں چھوڑ دیے جاتے ہیں نسب میں ان گھوڑوں میں سے نہیں ہوں۔ تانگے کا گھوڑا جو چمکیلی سڑک کے پیچھے اندھیری گلی میں پیدا ہوتا ہے میں وہ ہوں۔ اور وہیں تانگہ کھینچ کھینچ کر سدھار جاتا ہے میں بھی سدھار جاؤں گا۔

لگتا ہے تم بوڑھے ہو رہے ہو۔ جانے کیا کیا بڑبڑاتے رہتے ہو۔ اپنے آپ سے کچھ کہتے رہتے ہو ہوا سے الجھتے رہتے ہو۔

ہوا سے! اچھی کہی، ہوا سے۔ مجھ میں اب ہوا سے کیا کسی سے بھی الجھنے کی سکت نہیں رہی۔ تم سے بھی نہیں۔ جینا کیا ہے وقت کاٹنا ہے۔ سو کاٹ رہا ہوں دیکھو کتنی اچھی فصل ہے۔ بال سفید، آنکھوں کے گرد جھریاں آواز آنسو میں بھیگی ہوئی۔ ایک عینک اتار دی، دوسری ناک پر سنبھالوں تو کچھ پڑھوں۔ ہاں ہاں، یہی کہ کسی نے کسی کا قتل کر دیا۔ دو گاڑیاں لڑ گئیں، کتنوں نے زہریلی شراب پی اور اللہ کو پیارے ہو گئے۔ وہ تو ہونا ہی تھا۔

اور جو میں اتنی دیر سے کھڑی تمہیں شوربے دیے جا رہی ہوں تو کوئی بات ہی نہیں۔ مجھے بالکل اکیلا چھوڑ دیا ہے۔ اکیلی مروں اس کورے جھمیلے میں۔ ہر آیا گیا میری ذمہ داری، ہر شادی بیاہ میری الجھن۔ گھر میں کب پکنا ہے کیا نہیں پکنا، میرا دردِ سر، باورچی سے الجھوں، جمعدار اگر جھاڑو نہ دے تو میرا قصور، تمہارے موزے چوہے کتر گئے تو میں پکڑی جاؤں، دوکان کا ادھار میں چکاؤں، بجلی، پانی، بس سب کے پیسے میں بھروں۔ پھر اور پرسے اسکول بھی جاؤں اور پچاسوں موذیوں کو اپنا سڑا ہوا دماغ چاٹنے دوں۔ اور تم مزے میں بیٹھے بڑبڑاتے رہو۔ جیسے سارا آسمان تمہارے ہی کاندھوں پر ٹکا ہوا ہے۔ لعنت بھیجتی ہوں تم پر۔ اپنے آپ پر بھی کوئی تمہیں دیکھے تو یہی سمجھے یہ گھر نہیں پنجرا ہے جس میں بھوکی شیرنی کے ساتھ بند کر دیے گئے ہو۔ لعنت ہے۔ سب تم پر ترس کھاتے ہیں۔ سب تو سب تم بھی اپنے آپ پر ترس کھاتے رہتے ہو۔ بڑے مکار ہو۔ کائیاں۔ خوب سمجھتی ہوں۔

میں اس کی آنکھیں دیکھ رہا ہوں، بوجھل، دھواں دھواں سی۔ چنگاریوں سے کبھی کبھی جھلملاتی ہوئی۔ اب میں پہچانتا نہیں اس عورت کو۔ اس کا چہرہ کتنا بدل گیا ہے۔ اور آواز، چہرہ اور آواز، سب کچھ۔ وہ دانت پیستی ہے اور مجھے جھنجھوڑتی ہے۔ میرا ہاتھ گر جاتا ہے اور تھوڑی لگتا ہے نیچے لٹک گئی۔ میرے گلے میں کوئی چیز، کوئی گچھا سا پھنس رہا ہے۔ سوئیوں کا۔

جانتا ہوں، میں تم کو کچھ بھی نہیں دے سکا۔ میں خزاں کی ہوا کی طرح تم سے کھیلتا رہا۔ وقت کہاں سے کہاں چلا گیا اور میں اس کی گرد میں کھو گیا۔

اب تھوڑی دیر میں سب آجائیں گے اور تم سے بات پوری نہ ہو سکے گی۔ کتنا اچھا ہوگا، سب آجائیں گے گھر قہقہوں اور باتوں سے بھر جائے گا اور میں ایک کونے میں بیٹھا سب کو دیکھوں گا۔ لڑکے، لڑکیاں۔ دمکتے ہوئے چہرے۔ ہر شام جب یہ دن کاٹ کر آتے ہیں اور اکٹھا ہوتے ہیں تو ان کے پاس کتنا تجربہ ہوتا ہے۔ کتنی باتیں جمع ہو جاتی ہیں۔ چہرے پر میلوں کی موٹر سائیکل کی دوڑ کی گرد، بال الجھے ہوئے۔ لیکن آنکھوں میں کیسی چمک اور ہونٹوں پر ایسی مسکراہٹ کہ دل کا سارا میل بہہ جائے۔ آن کے آن میں۔ اور بیٹیاں ہنسیں تو اندھیرے میں بھی روشنی کی کونپلیں پھوٹنے لگیں اور وہ اس کا ہمدم جو لاسے دیکھتا ہے اور دیکھے چلا جاتا ہے۔ اور پھر اتنی ساری باتیں۔ بس فلم ہو تو ایسی کہ پیسے دے کر اندر جاؤ اور سر میں درد لے کر باہر آؤ۔ اور کیا چاہیے ہیرو ہو تو ایسا کہ جنگل میں آگ لگی ہوئی ہے اور وہ ہے کہ گھوڑے پر اڑا چلا جا رہا ہے۔ گھوڑے سے درخت پر، درخت سے پل پر اور پل پر سے سیدھے ریل گاڑی کی چھت پر جس میں ہیروئن دھوپ کا چشمہ لگائے انگور کھا رہی ہے اور، اور —— گھر قہقہوں اور باتوں سے بھر گیا ہے۔

کھانے کی میز لگائی جا رہی ہے اور میری آزمائش کا وقت آ رہا ہے۔ بڑے میاں، ساری جولانی ختم۔ تمہارے بچے جواب جوان ہیں۔ اپنے زمانے کی ہواؤں سے کھیلتے ہیں۔ ہوائیں تیز ہیں اور ان کے تیور چڑھے ہوئے۔۔۔ اور تم بوکھلائے ہوئے چپاتیوں کے چھلکے اتارتے رہتے ہو۔ اور بے تکان دو زخ بھرتے چلے جاتے ہو۔ تم کتنا ڈرے ہوئے ہو۔ منہ کھولو اور بکرے جاؤ اور جو جپ چاپ کھاتے چلے جاؤ تو چور۔ اور بات اتنی سی ہے کہ تم پچھڑ گئے ہو زمانے کی دوڑ میں۔ اب دیکھو ہونق کی طرح اتنی دیر سے دال پیتے چلے جا رہے ہو اور اتنا بھی نہیں سوچتے کہ زمانے میں اور بھی بہت کچھ ہے میرا مطلب ہے اس بگھاری ہوئی دال کے علاوہ اتنی اچھی اچھی باتیں ہو رہی ہیں اور تم سب سے آنکھیں بچا کر بس کھاتے چلے جا رہے ہو، کچھ روٹی، کچھ سالن اور کچھ ترس جیسے تم بے نمک ہڈی کی طرح چوستے رہتے ہو۔ اور شاید تھوڑا سا غم، غم کا ہے کا ہے بڑے میاں؟ کیا کہا جینے کا؟ ٹیلیفون کی گھنٹی بجی اور بڑے میاں کے کان کھڑے ہوئے۔ پہلے کان کھڑے ہوئے پھر خود کھڑے ہو گئے۔ بھئی کس کا فون تھا؟ میں نے پوچھا نہیں کہ قہقہے کا غبارہ پھٹا نہیں۔

What a morbid old fellow

بڑے میاں، تم اپنی دوڑ دوڑ چکے۔ جیت چکے، ہار چکے۔ نوجوانوں کے ٹیلیفون پر اتنا چونکنے کی کیا ضرورت ہے! کوئی کسی کی گرل فرینڈ، کوئی کسی کا بوائے فرینڈ ہو تم کیوں مرے جا رہے ہو بھائی۔

ہاں ہاں واقعی میں کیوں مرا جا رہا ہوں۔ اور یہ کوئی ایسی بات تو نہیں کہ آدمی کھانے کی میز سے اٹھ جاتے اور دیواروں کو یوں گھورنے لگے جیسے یہ کوئی پکاسو کی پینٹنگ ہو۔ وہ زرد کینوس کے دھندلکے میں لپٹی ہوئی عورت جس کے پاؤں ننگے ہیں اور بال ہوا میں اڑتے ہوئے اور ایک کتا، بہت اداس اور فکر مند، اس کی پنڈلیوں کے اوپر سر اٹھائے نہ جانے کیا دیکھ رہا ہے، میری طرح اور کتے کے سر پر جو ہاتھ ہے، بالکل ہاتھ کی پرچھائیں کی طرح جسے وہ کتے سے کیا کہہ رہا ہے اور اچانک What a morbid old fellow، یہ آواز کتنی دور ہے جیسے جنگل سے چھن کر آ رہی ہو اور پھر اتنی پاس جیسے دل سے چشمے کی طرح پھوٹ رہی ہو۔ جانے کیا سچ ہے کیا جھوٹ۔ شاید میں جھوٹ ہوں اور باقی سب سچ۔

میں ہوں کہ تڑکے، جب سالن میں بلیڈ سے اُڑ رہے ہیں، اور گل بے گئی مہر کو کہرے نے اپنی سانس میں چھپا رہا ہوں اور اپنی پران کار کو جگانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ میری طرح، یہ بوڑھی کار بھی بس چلے جا رہی ہے۔ آدھے چوک پر کس طرح گرج کر چالو ہو جاتی ہے پھر آہستہ آہستہ، جیسے جیسے چوک دباتا ہوں، اپنے آہنگ پر آجاتی ہے۔ برسوں کا تجربہ ہے، صبر ہے، اور نباہ کا انداز۔ میں آہستہ آہستہ دھند میں گاڑی کو بیک گیر میں لیتا ہوں، گیٹ کے باہر نکالتا ہوں اور کھڑا کر دیتا ہوں، کہرے میں چھپے ہوئے گل مہر کے پیڑ کے نیچے۔ اب میں گاڑی نہیں چلاتا، چلاؤں تو کیسے پٹرول کہاں سے لاؤں اور اسے بیچ سکتا نہیں۔ دل دکھتا ہے۔ پرانی ثروتوں اور دوستوں کو بیچنا آسان نہیں ہے۔ کتنا ساتھ دیا ہے اس نے، کتنا بوجھ ڈھویا ہے میرا، کتنا فاصلہ طے کرایا ہے اس نے اور اب میں اسے بیچ دوں۔ نہیں یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ ٹھیک ہے میں جانتا ہوں اس کا رنگ اڑ گیا ہے، لگتا ہے چھت پر کھلی بھری کھال منڈھ دی گئی ہے۔ فرش کے ٹکڑے اڑ گئے ہیں، سارے لیور ڈھیلے پڑ گئے ہیں، کھڑکی کے شیشے خراشوں سے بھر گئے ہیں، وائپر کے بھی ناخن نکل آئے ہیں اور شیشے کے اوپر نیم دائرے سے کھنچ گئے ہیں۔ پہیتوں کا آلائمنٹ بگڑا ہوا ہے۔ ٹائر تو شکھپ گئے ہیں۔ یہ سب ٹھیک ہے پھر بھی جب میرے بچوں کو ضرورت ہوتی ہے یہ اسی وفاداری سے شہر کے فاصلے طے کرا دیتی ہے، روشنی ہو یا اندھیرا' یہ مسافروں کو اپنی اپنی منزل پر پہنچا دیتی ہے۔

اور میں اپنی اس بوڑھی گاڑی سے جینا سیکھتا ہوں۔ میں نے زندگی بھر تجربے سے سیکھا ہے۔ اب بھی سیکھ رہا ہوں۔ جب گاڑی رک جائے گی، رک جائے گی، لیکن ابھی تو چل رہی ہے۔ میری نبض کی طرح۔

لوگ مجھے دیکھتے ہیں اور ہنستے ہیں۔ بڑا لیے دیے پھرتا ہے۔ اب دیکھو تب ہانپ رہا ہے۔

نادار، بے گھر، مقروض

لوگ جو زندگی کرائے کے فلیٹ میں گزار دیتے ہیں

لوگ جو خود زندگی کو فلیٹ کی طرح استعمال کرتے ہیں اور کرائے پر چڑھائے رکھتے ہیں لوگ جو نہ یہ کرتے نہ وہ۔ صرف ڈرائنگ روم میں بیٹھے رہتے ہیں، پائپ پیتے رہتے ہیں، اپنے کتوں کا ذکر کرتے رہتے ہیں اور سوچتے رہتے ہیں۔ سال کے آخر میں بنک بیلنس کیا ہوگا۔ یہ سب لوگ ہی ہیں نا۔ میں بھی تو ان میں سے ایک ہوں۔ پھر بھی میں ان کی طرح کیوں نہیں ہوں۔

مجھے اس سوال کا جواب کوئی نہیں دیتا اور میں دبے پاؤں زینہ چڑھتا ہوں۔ ابھی سورج نہیں نکلا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ میرے قدموں کی آہٹ سے کسی کی نیند خراب ہو۔

افسانہ

پیار کا تحفہ

حسن منصور

شبراتی کی بیوی اگر یہ کہتی کہ بال بچوں سے گھر آنگن کی رونق بڑھتی ہے، تو شبراتی کی بلا سے۔ ارے توبہ کیجیے! یہ مصیبت تو شبراتی سے اٹھنے سے رہی۔ اپنی ہڈی پسلیوں کا تیل نکالو اور اس سے بیوی بچوں کی پرورش کرو......

شبراتی تو ایسا تھا کہ جمیلہ نہ جانے کتنے چولہے چکی کر کے لائی اور شبراتی اس کی کمائی کو مٹھی میں دبائے گلے میں بندھے لال ریشمی رومال کو گرہ لگاتا کھولتا چل دیتا گنگا چودھری کی بھٹی پر...... جمیلہ نہ جانے کون سے ٹکڑے کھا کر دن کاٹتی رہی۔ لوگوں کی لعن طعن اپنے سر پیٹتی اور ہونٹوں پر ہمیشہ یہ دعا رہی، یا اللہ انھیں قایم و دایم رکھنا۔

جمیلہ جیسی بیوی پا کر شبراتی محلہ میں اکڑتا، اینٹھتا پھرتا کہ یار کلوا' یار رمضانی بیچے جاؤ مٹھائیاں، چشمے کھلونے، اٹھاتے جاؤ بیوی بچوں کے ناز نخرے، پر کوئی چیز نہ ملے تو بیوی تم لوگوں کو شوہر ماننے سے توبہ نہ کہہ جائے تو کہنا۔ مٹھائیاں، پاکٹ خرچ نہ ملنے پر بیٹے ابا کو قبول کرلیں یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ شبراتی کہتا تھا "یارو یہ جو تمہاری بیویاں ہیں نا، ہر سال بچے دے سکتی ہیں پر دل کا سکون نہیں دے سکتیں۔ اور ایک میری بیوی ہے جو میرا ہی خیال رکھتی ہے بے چاری۔"

ایک دن کلوا نے طعنہ مار دیا "میاں شبراتی بچہ پیدا کرنا کوئی پان چبا کر تھوک دینا نہیں۔ یہ کام مردوں کا ہے!" شبراتی کے گلے کا لال رومال پھانسی کا پھندا بن گیا۔ اس نے تھوڑے ہی دنوں میں محسوس کیا کہ گلی محلے میں اس کی ناک کٹ رہی ہے، اور مردوں کی لسٹ سے اس کا نام اتر رہا ہے "یا خدا شبراتی نے دونوں ہاتھ دعا کے لیے اٹھا لیے۔ پھر جمیلہ کے سر پر پیار کا ہاتھ پھیر کر کہا "قربان جاؤں تیری ہر ادا پر، محلے والوں پر آسمان ٹوٹ پڑے، میری ناک پر استرا پھر رہے ہیں۔ بس میری جان ایک چاند سا بیٹا دے دے۔"

خدا نے کیسے کیسوں کی سنی تو کیا شبراتی کی نہ سنتا ادھر جمیلہ کا پاؤں بھاری ہوا، ادھر شبراتی، کلوا اور رمضانی کی موجودگی میں راستے میں ہی تھومستری سے بول پڑا "یار چھوٹے بچے کے جھولنے کے لائق ایک پالنا تو بنا دینا"...... پر جب سچ مچ وہ دن قریب آنے لگے تو جمیلہ کا تن بھاری ہو گیا، اب وہ محنت کے قابل رہی اور نہ محبت کے، تو جیسے شبراتی آسمان سے زمین پر آ گرا۔ کباب، پراٹھے کی جگہ دال روٹی بھی مشکل سے ملنے لگی اور سگریٹ کی نوبت بیڑیوں پر پہنچی اور جب وہ بھی میسر ہونے سے رہیں تو شبراتی کو کچھ ایسا لگا کہ اس نے مردانگی نہیں کوئی بہت بڑی بے وقوفی کر دی ہے اور اسی کا پھل ہے کہ یہ مصیبتیں اٹھانی پڑ رہی ہیں۔

ایک دن شبراتی جمیلہ کے پاس بیٹھا تھا کہ وہ پوچھ بیٹھی "کہیں بیٹے کی جگہ بیٹی ہو گی تو......" اور پھر شبراتی نے وہ سرخی دیکھی جمیلہ کے گالوں پر اور وہ گھٹائیں چھائی دیکھیں اس کی آنکھوں میں کہ بڑی مشکل سے بڑی منت سے بچ پائی بے چاری "کیا بچے کا خون اپنے سر لو گے" سر جھکائے جمیلہ نے کہا۔ اور پھر شبراتی گلے میں بندھے لال ریشمی رومال کو گرہ لگاتا کھو[لتا] چل دیا......

بچہ پیدا ہونے سے پہلے جمیلہ نے پھر ایک بار وہ بات دہرائی۔ جانے کہیں بیٹے کی جگہ اگر......

اور شبراتی نے تڑاخ سے کہہ دیا "میں تو چاہتا ہوں کہ نہ بیٹا ہو اور نہ بیٹی ہو، ایک بڑا سا پتھر...... اسے مار دوں سالے کلوا کے سر پر......"

بچہ بڑا خوبصورت بڑا بھولا بھالا پیدا ہوا تھا جمیلہ نے اس کا نام شرفو رکھا مگر شبراتی نے اس کا نا[م] منحوس رکھ دیا۔ شبراتی نے کہا "جو لوگ اپنی بیوی بچو[ں]

کے غلام بنے پھرتے ہیں وہ جہنم میں جائیں، یہ چشے بیلوں، مٹھائیاں بیچنے کے دھندے تو اپنے سے ہونے سے رہے۔" اب جمیلہ اسے کیا کہے؟ سوائے اس معصوم بچے کو سینے سے لگالے۔ اپنی زبان سے پھر بھی اپنے شوہر کے لیے کوئی بُرا لفظ نہ پھوٹنے دیتی، کہ جو سر کا سایہ ہے، جیسا بھی ہے یونہی بنا رہے۔ صرف اتنی سی شکایت رکتے رکتے ہونٹوں تک چلی آئی کہ بچے سے پیار نہیں کیا جاتا تو نہ سہی پر اس بے قصور معصوم کو منحوس نہ کہا کرو۔ شبراتی ختم ہو رہی بیڑی کا ایک زوردار کش لگا کر بولا "اری جمیلہ جس کے آتے ہی میرے ارمانوں پر، میری خوشیوں پر اوس پڑ گئی تو اسے میں منحوس نہ کہوں تو کیا پیار کا تحفہ کہوں؟

زچہ کی ٹھیک دیکھ بھال نہ ہو، معقول خوراک نہ ملے تو بھلا صحت کہاں ٹھیک رہے؟ جمیلہ بیمار پڑ گئی جمیلہ کے بیمار پڑنے پر رہی سہی روٹی، روزی بھی نہ رہی۔ فاقوں کی نوبت آ گئی۔ بچے کو دودھ کی جگہ چائے میں روٹی بھگو کر دی جانے لگی۔ بچہ دن بہ دن کمزور ہوتا چلا گیا۔ جمیلہ اپنے بچے کی یہ حالت دیکھ کر زار و قطار رونے لگی اور ایسے میں شبراتی کا دل دکھتا۔ مگر وہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے ہی بیٹھا رہا۔ پڑوس میں ہی جمن میاں رہتے ہیں۔ ایک دن اور بولے "شبراتی بھائی کیا دودھ کے بغیر اس ننھے فرشتے کو مار ڈالو گے؟ جمیلہ کے منع کرنے کے باوجود بچے کو گود میں اٹھا لیا۔ اور بولے میں اسے بھیک مانگنے کے لیے گود میں لیے پھروں گا اور جو کچھ خدا کی مہربانی سے مل جائے گا اس میں آدھا حصہ تمہارا ہوگا۔ بی جمیلہ کیوں غم کرتی ہو؟ بچہ تمہارا ہے۔ تمہارا ہی رہے گا۔ یہ تو تمہیں گوارہ نہیں ہوگا کہ تمہارا چاند سا بیٹا بھوک سے بلک بلک کر.....

چار پانچ مہینے کی عمر میں ہی وہ بچہ پالنے میں جھولنے کے بجائے گلی کوچوں میں پھرایا جانے لگا جمن آوازیں لگاتا "بال بچوں والو! میں اپنے لنگڑے پاؤں سے مجبور ہوں صرف اس معصوم بچے کی خاطر، اس جگر کے ٹکڑے کی خاطر زمانے بھر کی گردشیں اپنے سر لیتا ہوں۔ اس کی ماں اس بدقسمت کے پیدا ہوتے ہی اللہ کو پیاری ہو گئی۔ دیا دھرم والو بچے پر رحم کھاؤ اس بچے کا چہرہ ہی کچھ ایسا بھولا بھالا تھا کہ نہ دینے والے کو بھی دینے کی چاہ ہو جاتی اور یوں وہ بچہ اچھی آمدنی کا ذریعہ بن گیا۔ جمن نے بے ایمانی کا دامن نہیں پکڑا اور شام کو بچہ جمیلہ کو سونپ جاتا۔ اسے ایک روپیہ دیتا کہ شبراتی سے بچا کر رکھے۔ اور باقی طے شدہ رقم چار روپے شبراتی کو دے دیتا۔

بچے کو جمن لے جاتا رہا، یوں بیت گئے دو برس جمیلہ دن میں نوکری پر چلی جاتی۔ وہ چاہتی تھی کہ بچے کو اب نہ دیا جائے۔ مگر شبراتی کے کباب پر اٹھے پھر چلنے لگے تھے۔ اس کے آگے بھلا جمیلہ کی کیا چلتی! پر ایک دن شبراتی کو دور کی سوجھی "جمیلہ گھر گھر کے جھوٹے برتن صاف کرتی پھر دگی، پر گھر میں جو کمانے کی مشین پڑی ہے اسے کوئی اور چلا رہا ہے۔ کچھ جانتی بھی ہو وہ جمن لنگڑا ہمارے بچے سے سات آٹھ روپے روز بنا لیتا ہے۔ ایک تو ہے کہ روپے دو روپے کے لیے در در کی خاک چھانتی ہے۔ میں تو کہوں گا کہ تو کمانا جانے تو تیرا بیٹا پیسے بنانے والی مشین ہے" پہلی بار باپ سے بیٹے کے لیے منحوس کی جگہ پیسے بنانے والی مشین سن کر جمیلہ کو خوشی تو ہوئی پر اپنے بیٹے کے لیے خود بھیک مانگنے پہ کیسے ہو سکے گا؟ شبراتی جھلا کر بولا "گھر گھر کے جھوٹے برتن صاف کرتے شرم نہ آئی تجھے! اور اپنے بیٹے کے دودھ روٹی کے لیے پیسے مانگتے ہوئے تیری کلائیاں شرم سے ٹوٹ کر گر پڑیں گی کیا؟"۔

جمیلہ دنیا سے لڑ سکتی تھی پر اپنے شوہر سے نہیں! بچہ جمن کو دینا بند کر دیا گیا۔ اب جمیلہ بچے کو لے کر جانے لگی۔ لاکھ برقعہ اوڑھ کر نکلتی مگر تاڑنے والوں کی نظر سے نہ بچتی۔ لوگ اب بچے کی جگہ بچے کی ماں پر زیادہ دھیان دینے لگے۔ اور جمیلہ کو شرم کے مارے ملتے پیسے بھی چھوڑنے پڑ جاتے۔ چار پانچ روپوں کی جگہ ایک دو روپے کی بھی آمدنی مشکل ہو گئی۔ تب شبراتی بولا کیا کہہ کے مانگتی ہو؟

"کیا کہتے ہو جی؟" جمیلہ اپنے گالوں پر ہاتھ دھر کر بولی "یہ بھلا مردوں کے بیچ زبان کیا کھولوں؟ ایسے ہی موئے پریشان کرتے ہیں۔ میں خاموش بچے کو لیے پھرتی ہوں کہ کوئی خدا کا بندہ.....

"خدا کے بندے کہاں رہ گئے ہیں جمیلہ" شبراتی بولا۔ خاموش بچے کو تو ماں بھی دودھ نہیں پلاتی پھر تے وقت کیوں نہیں کہتی کہ اس بچے کا باپ مر گیا ہے" جمیلہ نے یہ سنتے ہی شبراتی کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور بولی خدا کے لیے ایسا مت کہیے میری عمر بھی آپ کو لگ جائے"

دوسرے دن شبراتی خود بچے کو لے کر نکل پڑا۔ بچے کا مسکراتا چہرہ شبراتی کو اچھا نہیں لگا۔ اس نے جھٹ سے ایک طمانچہ اس کے جڑ دیا جب رونی صورت نہ ہوگی تو دینے والے کا دل کیا پسیجے گا؟

گلی محلے میں جاتے وقت شبراتی سوچ رہا تھا کہ وہ جمیلہ تھوڑا ہی ہے۔ لوگوں کے بیچ جاتے ہی کہنا شروع کر دے گا کہ اس کی ماں اللہ کو پیاری ہو گئی۔ اس بدقسمت کو جنم دیتے ہی مر گئی۔

ایک بھیڑ بھاڑ والے علاقے میں جیسے ہی شبراتی داخل ہوا، شبراتی کے بیٹے نے کسی کے بچے کے ہاتھ سے غبارہ چھین لیا۔ غبارہ پھٹ گیا۔ اس بچے کا باپ بگڑ اٹھا "ابے او بھکاری، ذرا بچے کو تو سنبھال کر رکھ! ایک ایک پیسے کی بھیک مانگتا پھرتا ہے اس پر میرے بچے کا غبارہ پھوڑوا دیا! پھر شبراتی کے بچے کے منہ پر ایک تھپڑ لگا دیا۔ شبراتی کا بیٹا نہیں رویا۔ جیسے وہ بغیر باپ کا ہو۔ شبراتی کو ایسا لگا کہ زمین پھٹ گئی ہو اور وہ اس میں سماتا جا رہا ہے۔ اس نے بغیر ادھر ادھر دیکھے بچے کو تھپڑ مارنے والے کے منہ پر تڑاتڑ چار تھپڑ جڑ دیے۔ پھر وہ بڑبڑایا "میرے بیٹے پر ہاتھ اٹھاتا ہے! توڑ ڈالوں گا تیرے ہاتھ پاؤں!! بھکاری ہوگا تیرا باپ!!! اور اپنی بیڑیوں کے لیے بچائی ہوئی چونی اس کے منہ پر مار کر وہاں سے چل دیا......

جب مل کی ڈیوٹی ختم کر کے شبراتی ساڑھے پانچ بجے گھر لوٹا تو اس کے تھیلے میں اپنے بیٹے کے لیے مٹھائی کا ڈبہ تھا۔ جمیلہ نے اس کے ہاتھ سے تھیلا لے لیا اور اپنے پلو سے شبراتی کے ماتھے کا پسینہ پونچھ دیا۔ پھر ہنس کر بولی "آج تمہارا بیٹا بار بار پوچھ رہا تھا کہ ابا کب آئیں گے؟ شبراتی نے مٹھائی کا ڈبہ نکال کر جمیلہ کے ہاتھوں میں تھما دیا۔ اور لاپرواہی سے بولا "اری جمیلہ رہنے دے اپنے بیٹے کی تعریف، وہ کیا سمجھے گا باپ کے دل کو؟ جب بھی اس کو پیار کرنا چاہتا ہوں اس کے گالوں کو چومنا چاہتا ہوں وہ مجھ سے کترا جاتا ہے۔ جمیلہ آگے بڑھ کر بولی "بیٹا تمہیں پیار دے نہ دے، میں تمہیں پیار دینے کے لیے موجود ہوں۔ بیٹا تو ہمارے اور تمہارے پیار کا ہی تحفہ ہے"

شبراتی نے فرطِ مسرت میں جمیلہ کو اپنے آغوش میں کھینچ کر اس کے گال پر اپنی محبت کی مہر ثبت کر دی۔

(دپٹنہ سے نشر)

حسن منصور
'درنور' محلہ شیرپور بہار شریف (نالندہ)

بقیہ: کائیاں

اب تو جیتے جی اسی طرح چلنا ہے، کالج کے زینے پر اور چپ چاپ سننا ہے۔

"بڑے کائیاں ہو، جب کڑا وقت پڑا ہاتھ جھاڑ کر الگ ہو گئے۔ شہید کا پوز بنا لیا۔ سسکنے لگے کہ کوئی کچھ نہ کہے اور سارے زمانے کا دکھ میں جھیلوں۔ اکیلی اور بے سہارا۔ حیران ہوتی ہوں آخر میں نے زندگی کے پچیس سال کاٹ دیے اس اجنبی کے ساتھ —'

میں بالکنی تک جاتا ہوں اور شیشے کی دیوار کے باہر گل مہر پر جمے ہوئے سبک کہرے کو دیکھتا ہوں۔ جس کے نیچے میری پرانی دوست، مری بے رنگ گاڑی، دم سادھے کھڑی ہے۔

(اردو سروس سے نشر)

افسانہ

اپنے لیے ایک کہانی

رضوان احمد

میں نے آج تک اپنے لیے کوئی کہانی نہیں لکھی ——

اونچے نیچے، اوبڑکھابڑ، ٹیڑھے میڑھے، دشوارگذار اور پتھریلے راستوں پر چلتے چلتے سنسان، جنگل بیاباں طے کرتے کرتے، پہاڑوں، دریاؤں اور صحراؤں کو پار کرتے ہوئے جب زندگی کی شام ہوگئی تو میرے ذہن میں اس خیال نے سر ابھارا کہ میں اپنے لیے ایک کہانی لکھوں ——

جب دم لینے کے لیے رکا۔ جب سانسوں کو پھیپھڑوں کے ترازو میں تولا تو ایسے وقت میں اپنے علاوہ اور کسی کا خیال کیسے آسکتا تھا۔ اس وقت تو بس میں ہی تھا اور دوسرے پلڑے میں کچھ نہیں تھا —— ذہن کے راستوں پر یہی خیال محوِ خرام تھا کہ اپنے لیے ایک کہانی لکھوں ——

کاغذ اور قلم کے درمیان فاصلہ زیادہ نہیں لیکن اس فاصلے کو عبور کرنے کے لیے منزلِ ہفت خواں طے کرنی پڑتی ہے۔

میرے ہمسفر —— ؟ ایک سوالیہ نشان
میرا راستہ —— ؟ ایک بڑا سوالیہ نشان
میری منزل —— ؟ ایک اور بڑا سوالیہ نشان
اور زادِ راہ —— ؟

ان سارے سوالیہ نشانوں کو ساتھ لے کر میں —— ان کے اندر توازن قایم رکھنا کیا کوئی آسان کام ہے ؟

جب میں نے سفر کا ارادہ کیا تو سوچا تھا کہ برق رفتار گھوڑا لے لوں گا۔ اصطبل میں متعدد صبا رفتار گھوڑے بندھے تھے —— میں اصطبل میں داخل ہوا تو جیسے زمین نے میرے پیر پکڑ لیے —— سب کچھ دھندلا دھندلا سا ہوگیا اور ساری چیزیں میری نظروں میں اجنبی بنتی جارہی تھیں —— ایک دھند سی ہر سمت بکھیر دی کوئی اس طرح میرے راستے میں رخنہ انداز ہونا چاہتا تھا ساری دشاؤں پر تاریکی کی چادر تان دینا چاہتا تھا شاید سب کو اندھیروں کے گنبد میں محصور کر دینا ہی مقصد رہا ہو ——

ایک لمحے کے لیے میرے ذہن میں بجلی سی کوندی اور اس کی چمک میں یکبارگی مجھے ساری چیزیں روشن روشن نظر آنے لگیں —— لیکن پھر گھپ اندھیرا —— ایک لمحے کے لیے چمک اور پھر گھپ اندھیرا —— اس مختصر سے لمحے میں ساری چیزوں کو نظروں میں سمیٹ لیتا تھا لیکن پھر اندھیرا ہوتے ہی جیسے سب کچھ بکھر جاتا تھا۔

آخر میں نے ہمت کرکے اپنی ساری منتشر شدہ قوت جمع کی —— اپنے تمام احساسات کو یکجا کیا اور پھر قوتِ ارادی کے سہارے اندھیرے ہی میں سمت اور راستے کا تعین کیا —— میں نے گھپ اندھیرے میں ہی کارواں گذرتے دیکھے ہیں —— جب ہاتھ کو ہاتھ سجائی نہیں دیتا لیکن قدم اس طرح راستوں کو طے کرتے ہیں جیسے وہ انھیں مسخر کرنے کا عزم لے کر آتے ہوں۔ ایسے ہی قدم ہمیشہ زمین کو زیر کرتے ہیں زمین کو کھسکنے کا موقع ہی نہیں مل پاتا —— زمین سکڑ سمٹ کر کہیں جائے، یہ قدم اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے اور اسے مسخر کرکے ہی دم لیتے ہیں۔

آخر تسخیرِ کائنات میں ہی زندگی کا راز مضمر ہے اور جس ذہن میں یہ خواہشیں کروٹیں نہ لیتی ہوں وہاں زندگی کارفرمائی کا احساس مشکل ہے۔

میری آنکھوں کے سامنے مہیب اندھیرے حائل ہیں، لیکن قوتِ ارادی کی روشنی بھی کم نہیں جو اس سے مسلسل نبرد آزما ہے —— ایک اندھیری رات میں جب ارجن کھانا کھا رہے تھے تو اچانک تیز سرکش ہوا کے جھونکے سے دیپک بجھ گیا اور انھیں یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ گھور اندھیرے کے باوجود لقمہ سیدھا ان کے منہ میں جاتا ہے، ہاتھ اِدھر اُدھر نہیں بھٹکتا۔ تب انھیں عرفان ہوا کہ تیراندازی اندھیرے میں بھی کی جاسکتی ہے اور تیر درست نشانے پر پڑ سکتا ہے —— اسی روز سے انھوں نے اندھیرے میں تیراندازی کی مشق شروع کردی۔

ایک تیر ..... دو تیر .....

پہلے غلط مقام پر ——

لیکن پر مہیب تاریکی کے باوجود سارے تیر صحیح نشانے پر پڑنے لگے تھے ——

میں نے مہابھارت کا یہ ورق الٹ دیا۔

پھر میرے قدم بھی راستوں کی تسخیر کے لیے اٹھ گئے۔ صبا رفتار گھوڑوں کے قدم سست ہوگئے تھے لیکن میں ہراساں نہیں تھا کیونکہ میں نے مہیب اندھیرے اور دشوار گذار راستوں کے باوجود اپنا سفر جاری رکھا تھا راستے میں گھاٹیاں تھیں —— ناہموار راستے تھے —— اور سنسان جنگل بیاباں تھے۔ جہاں درندے ساری دہشت ناکیوں کے ساتھ اپنے ناخنوں کو تیز کرکے شکار کی تاک میں بیٹھے ہوتے تھے۔ پُر پیچ پگڈنڈیوں میں کہیں بھٹک جانے کا خطرہ ہر وقت سر پر منڈلا رہا تھا —— لیکن یہ ساری رکاوٹیں میرے ارادوں کو بیخ بستہ کرنے کے لیے ناکافی ثابت ہو رہی تھیں۔

بالآخر اب ہوا یہ کہ میرے عزمِ محکم کے آگے تاریکی نے بھی ہتھیار ڈال دیے اور نور کی ہلکی ہلکی کرنیں پھوٹنے لگیں —— پھر جب میری آنکھیں دیکھنے کے لائق ہوئیں تو میں سب کچھ دیکھ سکتا تھا۔ ہر شے کی شناخت کر سکتا تھا —— میں نے لمبا سفر طے کیا تھا۔

اندھیرے میں پھینکے گئے سارے تیر صحیح نشانے پر نہیں لگے۔ لیکن میرا نشانہ غلط بھی نہیں ہوا تھا۔

حالانکہ میں نے تیراندازی کی مسلسل مشق نہیں کی تھی۔ لیکن شکار سامنے آجائے تو حوصلے دوچند ہوجاتے ہیں۔

حدِ نظر تک سبزہ زار تھا —— آبِ شیریں کے چشمے اُبل رہے تھے چہرے سے خوشی کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں اور جیسے ہر چہرے پر یہی تحریر کندہ نظر آرہی تھی کہ میں نے تاریکی کا سینہ شق کرکے سپیدۂ سحر برآمد کرلیا ہے۔

میں ایک شخص کے قریب گیا جس کے چہرے سے خوشی کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں اس سے پہلے کہ میں اس سے کوئی سوال کردں اس نے مجھ سے یونہی پوچھ لیا۔ کیا تم نے اندھیرے میں تیر چلایا تھا یہ بات —— غلط نہیں لیکن میرے آہنی اور ناقابلِ تسخیر ارادوں کی آنکھیں سب کچھ دیکھ سکتی تھیں۔"

"اس کا مطلب ہے کہ تم سب کو جانتے ہو"

لیکن مسئلہ سب کو جاننے سے حل نہیں ہوگا"

سوال محض اندھیروں کا نہیں۔ انھیں دور ہٹانے کا ہے۔ ہمیں ان کی جڑ تلاش کرنا ہوگی۔ ان پر وار کرنا ہوگا۔

پھر اب ہوا کہ وہ سب لوگ میرے ساتھ ہوگئے —— ان سب کو بھی یہی خواہش تھی کہ اس درخت کے

ختم کر دیا جائے جس میں نفرت کے پھل لگتے ہیں۔

ان کے ارادے مستحکم تھے اور ان کے قدموں نے زمین کو مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا اس لیے فوراً جد و جہد میں مصروف ہوگئے۔

—— یہ مجھے احساس نہیں کہ درخت کی جڑیں تلاش کرنے میں کتنا مر گیا۔ کسی کو ہوش نہیں تھا ہم اس عرصے میں بہت مصروف رہے اس کیلئے پیمانۂ امروز و فردا میں ناپنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی۔

آخر ہم کامیاب ہو گئے۔ ساری جڑیں ضائع کر دی گئیں درخت کو نیست و نابود کر دیا گیا جس میں نفرت کے پھل لگتے تھے۔

—— پھر ہم نے جشن منایا

—— ہر چہرے پر خوشی کی بجلیاں کوندیں۔

لیکن میرا سفر طویل تھا۔ اتنا لمبا سفر طے کرنے کے باوجود ہمارے چہروں پر تھکن کا کوئی احساس نہ تھا۔ شاید اس لیے کہ ہم اپنے سفر کے تئیں محنتی اور ایماندار تھے لیکن اب جب کہ شام ہو گئی ہے تو میں اپنے لیے ایک کہانی لکھنا چاہتا ہوں۔

—— میں نے جو طے کیا وہ ایک دشوار گذار سفر تھا جس میں دلدلیں بھی تھیں۔ گھاٹیاں بھی، چٹیل میدان بھی، تپتے ریگستان بھی اور پُرشور دریا بھی۔ لیکن ان کو مسخر کرنے والے ارادے بھی ہمارے پاس تھے۔

اب جبکہ ساری آکسیجن اپنے پھیپھڑوں میں جمع کر کے میں اپنے لیے ایک کہانی لکھنا چاہتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ کاغذ اور قلم کے درمیان فاصلہ زیادہ نہیں اسے عبور کرنا منزل ہفت خواں طے کرنے سے کم نہیں —— میں نے اتنا لمبا سفر طے کیا اور ابھی بہت آگے جانا اس لیے یہ کہانی یہیں ختم نہیں ہو سکتی۔ میں اسے الفاظ کے قفس میں اسیر کر دینا چاہتا ہوں۔ اس لیے کہ میں نے اپنے لیے آج تک کوئی کہانی نہیں لکھی ہے۔

اور یہ ایک ایسی کہانی ہے جس کا کوئی مطلب نہیں ——

(پٹنہ سے نشر)

رضوان احمد
روزنامہ "عظیم آباد ایکسپریس"
پٹنہ - ۴

افسانہ

مہم

شفق

رات کا پرندہ بڑی کریہہ آواز میں چیخا تھا۔ میری آنکھ کھلی تو بے اختیار ہاتھ اپنی پیشانی پر گیا، خون کی چپ چپاہٹ سے میں نے جان لیا کہ آج بھی میرے ساتھ وہی حادثہ ہوا ہے جو کئی مہینوں سے ہر شب ہونے لگا ہے۔ حادثے کے اس خوف سے میں کمرے میں بند ہونے لگا ہوں، دروازے اور کھڑکیاں اچھی طرح بند کرتا ہوں مگر رات کے بارہ بجے پرندے کی کریہہ آواز پر میری آنکھیں کھل جاتی ہیں اور میری پیشانی پر خون کی بوندیں لرزتی رہتی ہیں۔

میں باہر نکل کر دیکھتا ہوں سفید دودھ جیسا پرندہ میرے چھت کی منڈیر سے نمودار ہوتا ہے، مجھے دیکھ کر چیختا ہے، پھڑ پھڑا کر اڑتا ہے، چیختے ہوئے میرے گھر کا تین چکر لگاتا ہے اور پھر اندھیرے میں گم ہو جاتا ہے۔

میں حیران ہوں کہ جب میں کمرہ بند کر کے سوتا ہوں اور وہ آسمان پر اڑتا ہے، میری چھت پر بیٹھتا ہے تو خون کی بوندیں میری پیشانی پر کہاں سے آجاتی ہیں؟

میں نے اس پرندے کے متعلق جانکاری حاصل کی۔

وہ پرندہ .... بتانے والے کی آواز خوفزدہ تھی، جنگلوں یا پرانے کھنڈروں میں رہتا ہے، تمام دن چھپا رہتا ہے رات کو باہر نکل کر انسانی بستی کا رُخ کرتا ہے، اس کے منہ میں ایک کانٹا ہے، منہ کھولنے پر چیختا ہے تو وہ چیختا ہے اور اس کے منہ سے خون کی بوندیں ٹپکتی ہیں، وہ بڑا منحوس پرندہ ہے، جس کے اوپر اس کا خون ٹپک گیا یا جس گھر پر وہ بیٹھ گیا، تباہی بربادی اس کا مقدر بن جاتی ہے .... مگر تم اس کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو؟

کچھ نہیں، میں یونہی، ایک رات کو وہ نظر آیا تھا ....

میں اسے کیسے بتاتا کہ وہ میرا گھر دیکھ چکا ہے، روز رات کو آتا ہے اس کے خوف سے میں نے روشندانوں میں کپڑے ٹھونس دیئے ہیں مگر وہ آسیب بن کر مجھ سے چمٹ گیا ہے، میں اب تک نہیں جان سکا کہ وہ بند کمرے میں کیسے آتا ہے، کون دروازہ کھولتا ہے، کمرے میں وہ کیا کیا کرتا ہے، خون کی بوندیں صرف پیشانی پر کیوں ہوتی ہیں، کیا وہ میرے سر پر بیٹھتا ہے، پھر میری آنکھ کیوں نہیں کھلتی؟ جب میں باہر نکل کر دیکھتا ہوں تو وہ چھت کی منڈیر پر نظر آتا ہے، آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے، وہ منحوس پرندہ جس گھر پر بیٹھ جائے وہ ویران ہو جاتا ہے اور وہ تو میرے کمرے میں آرہا ہے، میری پیشانی پر اپنا نشان چھوڑ رہا ہے، اس کا انجام کیا ہوگا؟

خون کی بارش کے پہلے ہی دن سے ذہن کی بنجر دھرتی میں خوف کے ننھے ننھے پودوں نے سر ابھارا تھا، جن کی آبیاری ہو رہی تھی، اور وہ تیزی سے بڑھ کر تناور درخت میں تبدیل ہو رہے تھے۔ ہری بھری پتیاں لہلہا رہی تھیں، شاخوں میں کلیاں پھوٹنے کو بے چین تھیں، کلیاں پھوٹیں گی، کھل کر پھول بنیں گی، پھل لگیں گے اور پھر ....

میں بے حد خوفزدہ تھا، چونک چونک کر چلتا، پیچھے کسی کا سایہ دیکھ کر گھبرا جاتا، گاڑیاں ہارن بجاتی ہوئی آتیں تو میں کسی چیز کی اوٹ میں چھپ جاتا، ایک بے نام سا خوف میرے رگ و پے میں سرایت کر گیا تھا۔ تباہی و بربادی کا پرندہ میرے گھر کا چکر لگا رہا ہے، میری پیشانی خون آلود کر رہا ہے، کوئی بڑی تباہی آئے گی، جلد ہی آئے گی،

شہر تشویش کے جنگل میں جکڑا ہوا سسک رہا تھا، ہر صبح ایک نئی واردات گھروں کا دروازہ پیٹ رہی تھی، ابتداء اس لڑکی سے ہوئی تھی جسے اسکول سے چھٹی کے بعد گھر جانے کے لیے سواری نہیں ملی تھی اور شام اتر آئی تھی، سڑک کے سنسان ہوتے ہی ایک سایہ اس پر جھپٹا تھا، چیخیں گھٹ کر رہ گئی تھیں اور دوسری صبح اسکول کے ایک ویران حصے میں اس کی لاش ملی تھی۔

پھر دوسرے، تیسرے، چوتھے دن اور پھر ہر روز آسمان سے لاشیں برسنے لگیں، خوف و دہشت نے آنکھوں میں بسیرا کر لیا، گھروں کے دروازے سرِ شام ہی بند ہونے لگے، عورتوں کی آمد و رفت سڑکوں پر نہیں کے برابر ہو گئی، سینما گھر ویران ہو گئے، پارکوں میں الّوؤں نے بسیرا کر لیا، دوکانیں سویرے ہی بند ہونے لگیں اور پولس حرکت میں آگئی تھی مگر ....

اس کی کوئی شناخت نہیں تھی، اس کی شناخت کون بتاتا کہ کسی نے اسے اب تک دیکھا ہی نہیں تھا اور جس نے دیکھا وہ شناخت کی تمیز کھو بیٹھا۔

میں دفتر میں سہما سہما رہتا، صاحب کے کمرے میں طلبی ہوتی تو خون خشک ہو جاتا، حلق میں گولا سا اٹک جاتا، جب تک اس کے کمرے میں رہتا خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتا رہتا، مجھے محسوس ہوتا ابھی صاحب کا ہاتھ میز کی دراز میں جائے گا اور دوسرے ہی لمحے اس کے ہاتھ میں چمکتا ہوا خنجر ہوگا۔ اس کے چہرے کی خشکی بڑھ جائے گی، آنکھوں میں خونی پیاس ہوگی اور ہونٹ بھینچے میری طرف بڑھ رہا ہوگا۔ خنجر میرے دل کو نشانہ بنائے ہوگا قریب اور قریب... میں کسی بھی لمحے سرپٹ بھاگنے کے لیے تیار رہتا۔ میری نظریں اس کے ہاتھ پر جمی رہتیں، دیکھتے ہی دیکھتے قلم خنجر کی طرح نظر آنے لگتا تو میں کئی قدم پیچھے ہٹ جاتا، جلدی جلدی آنکھیں ملتا، کمرے سے باہر نکل کر اس طرح سانس لیتا جیسے موت کے جبڑوں سے زندہ بچ نکلا ہوں، دیر تک دل کی دھڑکنیں قابو میں نہ آتیں۔

کیا بات ہے۔ ان دنوں تم بہت پریشان نظر آ رہے ہو؟

میں دوستوں کی محفل سے سویرے اٹھنے لگتا تو کوئی ٹوکتا اور میں سراسیمہ نظروں سے اس کی طرف دیکھ کر رہ جاتا۔

بھائی زمانہ خراب ہے، گھر سویرے پہنچنا چاہتے کہ رات اس کا مسکن ہے جو وارداتیں کر رہا ہے۔

مگر ہم نے سنا ہے کہ وہ صرف عورتوں پر حملے کر رہا ہے، تم تو مرد ہو نا...... پھر ایک قہقہہ پڑتا اور میں نروس ہو کر بیٹھ جاتا۔ مگر میرے اندر سے کوئی مجھے پریشان کرتا رہتا۔ گھر چلو بہت دیر ہوگئی ہے، گھر چلو...... میں پریشان کرنے والے کو جھڑک دیتا، گھر میں رکھا ہی کیا ہے، بیوی بچے تو گاؤں میں ہیں، تنہائی میں خوف کا احساس شدید ہو جاتا ہے، یہاں دوستوں کی محفل غنیمت ہے...... مگر اندر سے گھر چلو کی تکرار جاری رہتی۔

پھر رات آ رہی ہے، پھر وہ پرندہ آئے گا، چیخے گا، میری پیشانی خون آلود ہوگی، مگر کیوں، کیا ہونے والا ہے، کیا میں اس راز سے پردہ نہیں اٹھا سکتا، اگر میں جاگتا رہوں تو؟ مگر یہ کوشش بھی بیکار رہی گئی کہ رات کا کھانا کھاتے ہی نیند شب خون مارتی اور میں کٹی ہوئی شاخ کی طرح ڈھیر ہو جاتا اور جب آدھی رات گذرتی تو...؟

جب میں دوستوں کے یہاں سے روانہ ہوا تو رات اپنے پر پھیلا چکی تھی، آسمان میں بادلوں کے ٹکڑے آنکھ مچولی کھیل رہے تھے، اور پورے شہر کی لائٹ فیوز تھی، اندھیرا اور گہرا اندھیرا، اور اس اندھیرے کا سینہ چیرتی ہوئی خود میرے قدموں کی چاپ میرا دل دہلا رہی تھی، کوئی آ رہا ہے، کوئی تعاقب کر رہا ہے؟ میں بار بار رک کر آہٹ لیتا...... پھر سڑک کے دوسرے سرے پر ایک سایہ نظر آیا تو میرے دل کی دھڑکن تیز ہو گی۔

کیا وہی جھپٹ پڑنے والا سایہ ہے اور آج میں اس کا شکار بننے والا ہوں، تباہی کے پرندے کی پیشن گوئی آج صحیح ہو جائے گی۔ کل صبح شہر میں ایک اور واردات کی خبریں چاروں طرف گشت کر رہی ہوں گی۔ برا کیا دوستوں نے جو مجھے روک لیا، میں ابھی مرنا نہیں چاہتا۔ ابھی تو سارے کام ادھورے ہیں، اب میں کیا کروں، سایہ کی رفتار بہت تیز ہے وہ میرے قریب پہنچنے ہی والا ہے، کیا واپس لوٹ جاؤں...... میری رفتار سست ہو گئی، کیا میں واپس ہونے پر اس سے بچ سکوں گا۔ میں رک گیا، تب ہی چاند پر سے بادل کا ٹکڑا گذر گیا اور چاندنی میں مجھے وہ عورت نظر آئی جو میری طرف آ رہی تھی۔

لاحول ولا قوۃ، میں بھی کتنا بزدل ہوں، ایک یہ عورت ہے کہ جوان ہونے کے باوجود شہر میں قاتل کے آزاد ہونے کے بعد بھی تنہا سفر کر رہی ہے اور ایک میں ہوں،

عورت بالکل قریب آ گئی تھی۔

اچانک مجھے اپنا وجود بہت ہلکا محسوس ہوا، میں نے دیکھا کہ میرے اندر سے ایک سایہ نکلا اور عورت پر جھپٹ پڑا۔ عورت چیخی تھی، اس کی گرفت میں بری طرح چھٹپٹا رہی تھی اور وہ سایہ اسے دبوچے ہوئے سڑک کے کنارے جھاڑیوں میں لے جا رہا تھا۔

چاند پھر بادلوں کی اوٹ میں چھپ گیا، میں وہاں سے بھاگ جانا چاہتا تھا، اپنے سائے کو روکنا چاہتا تھا مگر دل، دماغ جسم میں شل ہو چکے تھے، میرے قدموں میں ان دیکھا ریک لگ گیا تھا۔ اندھیرا گھپ اندھیرا اور میری گہری سانسیں۔

پھر جھاڑیوں کے پیچھے سے ایک گھٹی گھٹی چیخ ابھری اور میرے قدموں کے بریک ہٹ گئے۔ میں بے تحاشہ بھاگ رہا تھا، مجھے اپنے پیچھے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں، مگر میں نے پلٹ کر نہیں دیکھا۔ بھاگتا رہا۔ لرزتے ہوئے ہاتھوں سے کمرے کا دروازہ کھولا اور اوندھے منہ بستر پر گر پڑا۔

وہ سایہ دروازے پر کھڑا مسکرا رہا تھا۔

ڈر گئے بزدل کہیں کے۔ بغیر جدوجہد کے روشنی حاصل نہیں ہوتی۔ اندھیرے میں کب تک ٹھوکریں کھاتے رہو گے، ہمت کرو، میں تمہیں ایک عظیم انسان بنانا چاہتا ہوں، مجھ پر بھروسہ کرو۔

تم پر بھروسہ...... میں بپھر گیا۔ تم بے ایمان قاتل، تم میرے اندر چھپے ہوئے تھے اور میں اتنے دنوں تک تمہارا بوجھ اٹھائے پھرتا رہا ہوں، مجھے کچھ نہیں بننا، جو کچھ ہوں ٹھیک ہوں، تم یہاں سے چلے جاؤ، میں تم سے نفرت کرتا ہوں، شدید نفرت۔

وہ مسکراتا ہوا میری طرف بڑھنے لگا تو میں گھبرا کر پیچھے ہٹ گیا، رک جاؤ، ٹھہر جاؤ، آج میں نے تمہیں پہچان لیا ہے، میں تم سے نفرت کرتا ہوں، میرے قریب مت آؤ، خبردار، میں چیختا رہا اور وہ میرے قریب آتا رہا۔

میں پیچھے ہٹتے ہٹتے دیوار سے ٹک گیا تو اس نے مجھ پر چھلانگ لگا دی۔ اور پھر میں نے اپنے آپ کو بہت بھاری محسوس کیا۔ بہت بزدل، کمزور اور خوفزدہ۔

اس رات مجھے نیند نہیں آئی۔ کیا کروں، کیسے اس سے پیچھا چھڑاؤں، یہ خوف کے صلیب پر ٹنگی ہوئی زندگی کب تک سلائے کی کہانی ہم زبان پہ ہے، پولیس حرکت میں آ چکی ہے۔ کبھی نہ کبھی یہ گرفت میں آئے گا، پھر میں کہاں ہوں گا۔ میرے بعد گاؤں میں منتظر آنکھوں کا کیا ہوگا۔ اس سے نجات ضروری ہے، بہت ضروری مگر کیسے.........

سوچتے سوچتے نہ جانے کب آنکھ لگی تھی کہ پرندے کی چیخ پر میں ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔

کمرے کے کھلے ہوئے دروازے میں سایہ کھڑا مجھے گھور رہا تھا، میرے اٹھتے ہی سر پر بیٹھا ہوا پرندہ پھڑپھڑا کر اڑا اور کمرے کا چکر لگانے لگا، پھر وہ سائے کے اٹھے ہوئے ہاتھ پر بیٹھ گیا۔ کمرے میں اندھیرا تھا مگر ستاروں کی ہنسی آنگن میں بکھری ہوئی تھی اور میں دیکھ رہا تھا کہ اس کے ایک ہاتھ پر پرندہ بیٹھا ہوا ہے اور دوسرے میں گاؤں سے آیا ہوا پوسٹ کارڈ ہے۔

تو یہ بھی...... میں بات پوری نہ کر سکا، ہکلا کر رہ گیا۔

تم پریشان تھے کہ بند کمرے میں تمہاری پیشانی خون آلود کیسے ہو جاتی ہے، وہ دھیرے سے ہنسا، اپنے اندر رہنے والوں سے اتنے بے خبر رہتے ہو، اٹھو اور ہمارے ساتھ تعاون کرو پھر دیکھو گے...... بس کچھ دن اس کے بعد......

اس کے بعد مجھ میں اتنی سکت کہاں رہ جائے گی کہ میں اسے زیر کر سکوں گا، میں نے دل میں سوچا، دونوں دشمن میرے سامنے ہیں، اس سے بہتر موقع پھر کبھی نہیں ملے گا، ان دونوں کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دوں کہ پھر کوئی بوجھ نہ رہے، میں راتوں کو سکون سے سو سکوں، واردات کا خاتمہ ہو اور میں بے خوف و خطر صاحب کے سامنے کھڑا ہو سکوں۔

میں نے اچانک اس پر چھلانگ لگا دی، پرندہ چیخ کر اڑا اور کمرے میں چکرانے لگا، وہ لمحے بھر کے لیے لڑکھڑا گیا پھر سنبھل کر میرے منہ پر کارڈ رسید کر دیا۔

میں نے سنبھلنے کی بہت کوشش کی، یہ حقیر سا پوسٹ کارڈ، مگر ضرب کاری تھی میں پشت کی دیوار سے ٹکرا کر زمین پر گرا تھا۔ اٹھ کر پھر جھپٹا، اس نے کارڈ آگے کر دیا، مجھے پھر کرنٹ لگا اور میں دیوار سے ٹکرا گیا۔

سنو، آج تم رہو گے یا میں...... میں نے تلملا کر حملہ کیا اور پھر دیوار سے ٹکرایا تو میں غصے میں پاگل ہو گیا۔

پرندہ بڑی کریہہ آواز نکالتا ہوا میرے سر پر چکرا رہا تھا اور وہ دروازے کے بیچ میں کسی دیو کی طرح کھڑا تھا۔

اس بار میں نے اس کے کارڈ والے ہاتھ سے بچ کر اس کے سینے پر ٹکر مارنی چاہی مگر کارڈ کی ضرب میرے سر پر پڑی اور وہ بپھر گیا۔

اس نے کارڈ کو خنجر کی طرح تھام لیا تھا، اس کی آنکھ سے شعلے نکل رہے تھے اور وہ بڑے خوفناک انداز میں میری طرف بڑھ رہا تھا۔

میں نے چکراتے ہوئے ذہن کو سنبھالنے کی کوشش کی، دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک کر اٹھنا چاہا مگر بازو تھرتھرا کر رہ گئے تو میں نے بے بسی سے اسے دیکھا، وہ میرے اوپر جھک رہا تھا، اس کا ہاتھ بلند ہو رہا تھا۔

اور دوسرے ہی لمحے ایک تیز دھار سی میرے کلیجے میں اترتی جا رہی تھی اندر اور اندر...... پھر خون کا فوارہ چھوٹا اور اس کا چہرہ لال ہو گیا۔

میں اپنی بند ہوتی آنکھوں سے صرف یہ دیکھ سکا کہ پرندہ میرے سینے پر بیٹھ کر میرا خون پی رہا ہے۔

اور وہ میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے۔ پھر اندھیرا، گہرا اندھیرا۔ (پٹنہ سے نشر)

افسانہ

لخت لخت

فخرالدین عارفی

گزشتہ کئی راتوں سے میں سو نہیں سکا ہوں۔ میری نیند بالکل اچاٹ ہو چکی ہے۔ آج بھی میں جاگ رہا ہوں اور رات کی نیا تاریکی اور سناٹے کے اتھاہ ساگر میں ہچکولے کھاتی ہوئی وقت کے واضح اور غیر واضح ساحل کی جانب گامزن ہے۔

روز یہی ہوتا ہے کہ ایک کشتی دریا کے اس کنارے سے دوسرے کنارے کے لئے روانہ ہوتی ہے اور پھر اسی جگہ واپس آجاتی ہے ۔۔۔۔

لیکن ایک روز شاید ایسا بھی ہوگا کہ کشتی سفر کے بعد پھر کبھی واپس نہیں آئے گی اور اس طرح ایک مسلسل سفر کا سلسلہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔

رات اس وقت بھی اپنے وجود کا بوجھ اٹھائے آہستہ آہستہ آگے کی طرف رینگ رہی ہے۔ فضا بالکل خاموش ہے۔ ہر طرف اندھیرے اور سکوت کی دبیز چادر تنی ہے اور اس چادر نے دنیا کی ساری حقیقتوں کو اپنے دامن میں چھپا لیا ہے۔ سب کچھ دھند میں کھو چکا ہے۔

میری نیند آج بھی اچاٹ ہے۔ میں کوشش کے باوجود ہنوز سو نہیں سکا ہوں۔ ذہن و دل میں ایک عجیب سی بے چینی اور اضطراب کا عالم ہے۔ جیسے کوئی ناگ ہر لمحہ میرے احساس کے بدن کو ڈس رہا ہو۔۔۔۔

یا خدا میں کیا کروں؟ احساس کی اس اذیت سے کیسے نجات حاصل کروں؟ سانسوں کے بوجھ سے کیسے چھٹکارا پاؤں؟۔۔۔

چند ہی دنوں کی بات ہے کہ میرا ایک بھائی مجھ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے روٹھ کر دجانے کہاں چلا گیا ہے۔ دور دور تک کہیں اس کا پتہ نہیں چلتا ہے۔ لیکن وہ اپنی چند نشانیاں ہمارے پاس چھوڑ گیا ہے۔ میں نے اس کی چھوڑی ہوئی تمام نشانیوں کو محفوظ کر لیا ہے۔ لیکن اب جب میں سوچتا ہوں تو محسوس ہوتا ہے کہ میں نے غلط کیا ہے۔ میں اس کی تمام نشانیوں کو اسے لوٹا دینا چاہتا ہوں، اسے واپس کر دینا چاہتا ہوں۔ لیکن یہ کس طرح ممکن ہے؟ میں اسے کہاں تلاش کروں، کیسے تلاش کروں؟

کئی راتوں سے میں اسی الجھن میں سو نہیں سکا ہوں۔ بس رات کے آخری چند لمحوں میں دو تین منٹ کی خاطر مجھ پر نیم غنودگی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور پھر میں بیدار ہو جاتا ہوں۔ آج بھی جب میری آنکھیں بند ہونے لگی ہیں، میں خواب اور بیداری کے درمیان جھول رہا ہوں۔ پھر میں پوری طور پر بیدار ہو جاتا ہوں۔ قریب کی مسجد سے مجھے صبح کی اذان کی آواز سنائی دے رہی ہے ۔ میں آنکھیں کھول کر اپنے کمرے کی تمام چیزوں کا جائزہ لینے لگتا ہوں۔ کمرے میں میرے پاس ہی میری بیوی اور میری بیٹی دونوں گہری نیند میں گم ہیں۔ مجھے اپنی سوئی ہوئی بیوی اس وقت بہت بھلی اور خوبصورت محسوس ہوتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اسے بیدار کر کے اس سے کچھ باتیں کروں۔ لیکن میں ایسا نہیں کر پاتا ہوں۔ مجھے اس پل اس رات کا عجیب و غریب واقعہ یاد آجاتا ہے جس رات میرے بھائی کی موت ہوئی تھی۔ وہ رات بہت تاریک تھی۔ میں اپنے کمرے میں بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ نیند مجھے اس رات بھی بالکل نہیں آرہی تھی۔ اچانک میں نے دیکھا کہ میرا بھائی میرے پاس آکر کھڑا ہو گیا ہے۔ وہ سر سے پاؤں تک سیاہ لباس میں ملبوس تھا۔ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ آنکھیں پریشان تھیں اور چہرے کا رنگ بالکل برف کی مانند سفید ہو چکا تھا۔ وہ میرے بالکل قریب کھڑا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں مجھے گھور رہی تھیں۔ کچھ کہنے کے لئے وہ اپنے لبوں کو جنبش دیتا، اس کے پتلے پتلے ہونٹ کانپتے لیکن آواز بالکل نہیں پیدا ہوتی تھی۔ میں بہت خوف زدہ تھا لیکن پھر اپنے اندر بہت ہمت پیدا کر کے میں نے اس شخص کو غور سے دیکھا جس کی شکل و صورت بالکل میرے مرحوم بھائی سے ملتی تھی۔ وہ خود بھی مجھے گھور رہا تھا۔ اس کی آنکھیں میرے چہرے پر مرکوز تھیں اور ان آنکھوں سے جیسے آگ کی بارش ہو رہی تھی۔ مجھے اپنا سارا وجود سلگتا ہوا محسوس ہوا تھا پھر جیسے کہ میرا سارا وجود کسی سیال مادے میں تبدیل ہونے لگا تھا۔ میں یہاں وہاں، اِدھر اُدھر ہر سمت بکھرنے لگا تھا۔ کہیں نشیب، کہیں فراز۔۔۔۔ کہیں ہموار سڑک اور کہیں ٹیڑھی میڑھی پگڈنڈیاں۔۔۔ دفعتاً میں نے محسوس کیا تھا کہ وہ شخص میرے کچھ اور قریب آگیا تھا اور اس احساس کے ساتھ میرا سارا بدن کانپ اٹھا تھا۔ میں نے فرطِ خوف سے اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں۔ پھر کچھ دیر کے بعد جب میرا خوف قدرے کم ہوا تھا تو میں نے اپنی آنکھیں کھولی تھیں لیکن یہ کیا؟ اس مرتبہ جو منظر میرے سامنے تھا وہ قطعی ناقابلِ فراموش تھا اور دل کو دہلا دینے والا ۔

ہاں اگر میری آنکھوں نے مجھے دھوکا نہیں دیا تھا تو میں بالکل تیقن کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے اس شخص کو اس حال میں دیکھا تھا کہ اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں جو چیز پکڑ رکھی تھی وہ خود اس کا دل تھا! جو بالکل ٹکڑے ٹکڑے تھا اور ان ٹکڑوں میں بعض ایسے بھی تھے جن میں جان باقی تھی وہ متحرک تھے اور ان سے خون رس رہا تھا۔ باقی ٹکڑے بالکل بے حس و حرکت اور بے جان تھے۔ ان میں سے بیشتر کا رنگ بھی سرخی مائل سے سیاہ ہو چکا تھا اور وہ دیکھنے میں بھی بہت بھدا نظر آرہے تھے۔ لیکن وہ شخص ان ٹکڑوں کو میری طرف بڑھا رہا تھا۔ میرے دل کا اس وقت عجب عالم تھا۔ میں عجیب پس و پیش میں مبتلا تھا۔ آخر کیا کروں؟ پھر کچھ دیر کے توقف کے بعد میں نے اس کے ہاتھ سے ان ٹکڑوں کو اپنے دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں جکڑ لیا تھا۔ ایسا میں نے کن جذبوں سے مغلوب ہو کر کیا تھا مجھے خود معلوم نہیں۔ لیکن اب اس کے دل کے ان گنت جاندار و بے جان ٹکڑے میرے دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں جکڑے ہوئے تھے اور میں ان ٹکڑوں کا اپنے ہاتھوں میں ایک غیر معمولی وزن محسوس کر رہا تھا۔ ان کا بوجھ مجھ سے بمشکل سنبھل پا رہا تھا۔ اگر یہ معاملہ میرے بھائی کا یا میرے بھائی جیسی شکل و صورت والے شخص کا نہیں ہوتا تو میں اسی جگہ ان ٹکڑوں کو پٹخ دیتا۔ مجھے محسوس ہو رہا تھا جیسے کچھ ہی دیر بعد میرے دونوں ہاتھ بوجھ کی زیادتی کی تاب نہ لا کر ٹوٹ کر زمیں بوس ہو جائیں گے ۔ اور یہ کیا ۔ ؟ میں نے محسوس کیا کہ جیسے میرے دونوں ہاتھ ٹوٹ کر زمین پر گر پڑے ہوں۔ پھر میں نے دیکھا کہ دو بڑی بڑی آنکھیں بھی زمین پر تڑپ رہی تھیں لیکن یقیناً یہ میری آنکھیں نہیں تھیں۔ ورنہ میں ان کو کس طرح دیکھ سکتا تھا ۔ ؟ پھر یہ کس کی آنکھیں ہیں ۔ ؟ میرے دل نے مجھ سے سوال کیا ۔ اور میرے تو دونوں ہاتھ بھی موجود ہیں تب ہی تو میں اپنی آنکھوں کو ٹٹول کر دیکھ رہا ہوں اور تب مجھے یہ یقین ہو گیا تھا کہ میری آنکھیں اور میرے دونوں ہاتھ بالکل محفوظ اور ثابت و سالم ہیں۔ پھر یہ خون میں لت پت ہاتھ ۔ یہ تڑپتی ہوئی آنکھیں ۔ اُف میرے خدا ۔ میں یہ سب کیا دیکھ رہا ہوں ۔ اور تب میں نے اس شخص کے دل کے ٹکڑوں کو اسی جگہ زمین پر پٹخ دیا تھا۔

وہ شخص اب میرے سامنے کھڑا تھا۔ لیکن اب وہ اس حال میں تھا کہ اس کے چہرے سے اس کی آنکھیں غائب تھیں، سینہ چاک تھا اور اس میں دل نہیں تھا، دونوں بازو بھی کٹے ہوئے تھے

"میرے بھائی یہ سب کیا ہو رہا ہے!" میں چیخ اٹھا لیکن اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے اسے دوبارہ چیخ چیخ کر مخاطب کیا لیکن وہ پھر بھی خاموش رہا ۔

میں آگے بڑھا اور اس کے بالکل قریب پہنچ کر اسے اپنی بانہوں میں جکڑنے کا قصد ہی کر رہا تھا کہ ایک نیا منظر میرے سامنے تھا۔ وہ شخص ایک جھٹکے کے ساتھ زمیں بوس ہو چکا تھا اور اس کے جسم کا ہر عضو بالکل علیٰحدہ علیٰحدہ ہو گیا تھا۔

(پٹنہ سے نشر)

فخرالدین عارفی
محمد پور، شاہ گنج، پٹنہ ۶۔۔۔۔۸

افسانہ

ہاں اب ٹھیک ہے

لیاقت علی

ہوا کا ایک سرد جھونکا آیا اور گنپت کو کپکپاتا چلا گیا۔

اس نے دونوں گھٹنوں کو قریب کھینچا۔ ننگے پتھریلے فٹ پاتھ پر بچھا بوسیدہ بستر اپنی جگہ سے ہٹ گیا تھا اور اب اس کے جسم کا کچھ حصہ ننگے پتھر سے مس کر رہا تھا۔ اوپر کی سرد ہوا اور نیچے کا ٹھٹھرا ٹھنڈ کھایا سخت پتھر گنپت کے دانت بجانے کے لیے کافی تھا۔ اس نے دھیرے سے پرماتما کا نام لیا اور بستر ٹھیک کرنے لگا۔ گو کہ وہ پورا کامیاب نہیں ہو پایا پھر بھی اس کا جسم اب بستر پر آگیا تھا۔ اس نے ایک سرد سی سانس باہر پھینکی۔ دوبارہ گھٹنوں کو موڑ کر پیٹ سے ملا لیا اور ایک ہاتھ کو سر کے نیچے رکھ کر نیند لانے کی ناکام کوشش کرنے لگا۔

پچھلے تین روز سے شیت لہری چل رہی تھی۔ سارا شہر کانپ رہا تھا۔ سرد ہوا چیختی چلاتی پاگل وحشی کی طرح سارے شہر میں ماری ماری پھر رہی تھی۔ ژوں ژوں کرتی اس طرف سے اس طرف تک اپنے تسکاری کی تلاش میں جیسے سرگرداں تھی۔ درختوں کے پتے بے تحاشہ ہل رہے تھے۔ شاخیں کانپ رہی تھیں۔ اس سرد رات میں درختوں کی شاخوں پر بیٹھے پرندے بار بار مختلف آوازوں میں پاگل سرکش ہواؤں سے جیسے آرزو منت کر رہے تھے۔ پر آج وہ کسی کی کچھ سننے والی نہیں تھی۔ فضا میں ژوں ژوں کی آوازیں مسلسل گھوم رہی تھیں۔

لمبی چوڑی سنسان سڑک دھند میں اٹی تھی۔ بیچ سڑک پر بجلی کے کھمبوں سے لٹکے ٹیوب آج سرد رات کی تاریکی ہٹانے میں کسی بھی طرح کامیاب نہیں ہو پا رہے تھے۔ بیچ سڑک پر دو گدھے موسم اور ماحول سے بے پرواہ کھڑے تھے۔ داہنی طرف سڑک کے کنارے ایک کار خاموش کھڑی سو رہی تھی۔ دور مکانوں میں سے کسی کسی سے ہلکی ہلکی زرد روشنی باہر آتی نظر آ جا رہی تھی۔ ہوا کے ہر جھونکے کے ساتھ کوئی نہ کوئی پرندہ چیختا چلاتا احتجاج کرتا ہوا ایک شاخ سے اڑ کر دوسری شاخ پر جا بیٹھتا تھا۔ فضا میں تھوڑی دیر کے لیے ارتعاش پیدا ہو جاتا۔ پھر وہی پتوں کی کھٹتی بڑھتی مسلسل سرسراہٹ، ژوں ژوں کی آوازیں۔ ہلکی ہلکی دودھیا چاندنی۔ اور ایسے میں فٹ پاتھ پر نیم کے درخت کے نیچے لیٹا دانت بجاتا ہوا گنپت کسی بھوت کی طرح معلوم ہو رہا تھا۔

کتنا بجا ہوگا؟ یک بیک اسے خیال آیا۔ وہ کافی دیر تک گٹھری بنا چادر کے اندر ہی اندر سوچتا رہا۔ ضرور اب دو بج گئے ہوں گے۔ یا شاید ایک ہی بجا ہو۔ پر نہیں رات والا آخری فلم شو چھوٹے تو کافی دیر ہو گئی۔ نہیں اب دو ہی بج گئے ہوں گے۔ کافی رات ہو گئی ہے۔ ہاں ...... دو بج گئے ہوں گے۔ تین گھنٹے اور ...... نیند پتہ نہیں کس کھوہ میں جا چھپی ہے۔ آتی ہی نہیں —— اب تک تو وہ خرّاٹے لیتا رہتا تھا۔ لیکن اس بار سردی بہت پڑ رہی ہے نا؟ اور آج تو بہت سردی ہے۔ آج کے اتنا تو ......

اس نے دوبارہ یہ خیال ذہن سے جھٹکا اور آنکھ بند کر کے سونے کی کوشش کرنے لگا۔ اسی بیچ پتہ نہیں کہاں سے اس کی بیوی آٹپکی اور پھر شادی کے ہنگامے کا منظر ...... آہستہ آہستہ اس پر غنودگی طاری ہونے لگی تھی۔ آنکھیں پتہ نہیں نیند کے خمار سے یا بیتے دنوں کی خوشگوار یادوں سے بوجھل ہونے لگی تھیں۔ سردی ذہن سے نکل کر کسی درخت کی شاخ پر جا بیٹھی تھی دفعتاً قریب ہی کھڑا مریل سا کتا کرخت آواز میں بھونکنے لگا۔ سردی جو گنپت کو چھوڑ کر جا چکی تھی چونکی اور گنپت سے آکر لپٹ گئی۔ گنپت نے ایک سڑی سی گالی کتے کو دی اور بکھر گئی خوش گوار یادوں کو سمیٹنے کی ناکام کوشش کرنے لگا۔ پر دو سکنڈ پہلے آیا ہوا لمحہ پل بھر میں کئی سال پیچھے چھلانگ لگا چکا تھا اور اب گنپت کی پہنچ سے بہت دور تھا۔ گنپت کی آنکھیں اب صاف دھلی ہوئی ہو گئیں تھیں۔

ابے چپ ...... گنپت نے اسے زور سے ڈانٹا لیکن کتا آہ و فغاں بلند کرتا رہا۔ گنپت چادر کے اندر کبھی دانت پیستا کبھی سڑی سڑی گالیاں اس کی طرف اچھال دیتا۔ کافی دیر تک جب یہی سلسلہ چلتا رہا تو اس نے لیٹے ہی لیٹے ایک زوردار لات کتے کو جمائی۔ کتا لات کھا کر کچھ دور سرک گیا۔ لیکن اس کا بھونکنا بند ہو گیا تھا ہوا تھا۔ گنپت بے بس ہو کر اس کی کرخت آواز دم سادھے سنتا رہا۔ تبھی کتے نے ریکارڈ تبدیل کیا اور آسمان کو مخاطب کرنے کے لیے شاید بلند آواز میں رونا شروع کر دیا۔ ہوں ...... آ ...... آ ...... آ ...... ہوں آآ ...... ہوں آآ ...... پوری فضا سہم گئی تھی۔ گنپت کو دلدلی آگئی۔ بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور تب وہ رام کا نام بدبداتا ہوا اپنے آپ میں سمٹتا چلا گیا۔

جانور راتوں میں اگر رونے لگے تو مانو کہ کوئی بلا جلد ہی آنے والی ہے۔ یا آس پاس کوئی بھوت چڑیل گھوم رہی ہے۔ جانوروں کو آنے والے برے دن کا گیان پہلے سے ہی ہو جاتا ہے۔ بھوت چڑیل انھیں نظر آتے ہیں۔ ایسا اس نے بچپن سے ہی سن رکھا تھا۔ تو کیا ......؟؟ تو کیا ......؟؟ گنپت سہرتا چلا گیا۔

کتا روتے روتے شاید تھک گیا تھا۔ خاموش ہو کر تھوڑی دیر وہ منہ اٹھائے ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ پھر کھوں کھوں کی آوازیں نکالتا ہوا گنپت کے قریب آکر تھوڑا سا باہر نکلے بستر پر اس سے مل کر بیٹھ گیا۔ پھر کچھ دیر بعد سر کو اگلے دونوں پیروں کے بیچ رکھ کر لیٹ گیا۔

گنپت نے کتے کو محسوس کیا۔ اس نے سوچا اسے دھکیل کر پرے کر دے لیکن آلسی بناؤ۔ ایسے ہی لیٹا رہا۔ ہاتھ پیر ہلانے کا مطلب تھا ٹھنڈی ہوا کھانا اور پھر بستر کو ٹھیک کرنا۔ وہ پڑا رہا۔ اب دونوں کو ایک دوسرے سے گرمی مل رہی تھی۔ پیٹھ سے پیٹھ ملائے دونوں لیٹے تھے۔ اس سرد رات میں دونوں کا وجود ایک دوسرے کے لیے غنیمت تھا۔

لیٹے لیٹے اسے شام میں ریڈیو سے سنائی گئی خبر کا خیال آیا۔ اس نے سنا تھا کوئی کہہ رہا تھا "پچھلے تین روز میں ٹھنڈ سے مرنے والوں کی تعداد ایک سو پانچ ہو گئی ہے۔ لوگ شیت لہری چلنے کی وجہ سے بہت تیزی سے مر رہے ہیں۔ مرنے والوں میں ان لوگوں کی تعداد ہی کافی تھی جو بغیر چھت اور بغیر بستر کے زندگی بتا رہے تھے۔ جیسے وہ خود ...... تبھی وہ کانپ گیا

تو کیا وہ بھی ؟ ؟ سردسی ایک لہراس باراس کی ریڑھ کی ہڈی میں دوڑ گئی۔ شدید سردی کے باوجود اس نے اپنی پیشانی کو بھیگتا محسوس کیا۔ مرنے کے خیال ہی سے اس نے عجیب طرح کی بے چینی محسوس کی اور تب وہ کسی دھارمک کتاب کا یاد اکلوتا اشلوک، جو وہ ہر موقع پر بے دھڑکے پڑھا کرتا تھا، پڑھنے لگا۔

ایک ہی کروٹ لیتے لیتے اس کی پسلیاں دکھنے لگیں تھیں۔ نیند بھی غائب تھی اس نے کراہ کر کروٹ بدلی۔ پاس لیٹا ہوا کتا کھوہ کھوہ کرتا ہوا پرے سرک گیا۔ کروٹ بدلنے میں چادر بدن سے سرکی تو جیسے ٹھنڈی ہواؤں کو موقع مل گیا۔ پاس آ آ کر گنپت کے جسم سے چمٹنے لگیں۔ سرسرکرتی ہوائیں آتیں اور گنپت کے جسم کو چھو چھو کر اسے دہلانے لگتیں، گنپت نے چادر ٹھیک کرنے کے لیے پیر کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اس کا ہاتھ جیب سے جا چھوا۔ جیب میں بیڑی موجود تھی۔ بیڑی پر خیال جاتے ہی اسے اس کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔ تھوڑی دیر تک وہ سوچتا رہا۔ اٹھا جائے کہ نہیں۔ بیڑی پی جائے یا یونہی پڑا رہا جائے آخر فیصلہ بیڑی پینے کے حق میں ہوا اور تب وہ ہمت کر کے اٹھا اور دیوار سے پیٹھ لگا کر اپنے چاروں طرف چادر لپیٹ کر بیٹھ گیا۔ جیب سے بیڑی نکالی جو آگے سے ایک چوتھائی ٹوٹ چکی تھی۔ اس نے بیڑی کے اگلے سرے کو منہ میں لے کر پھونکا پھر ہونٹ میں دبا کر ماچس کے کھر کی آواز کے ساتھ اسے جلانے لگا۔ آگ کی گرمی اسے بہت بھلی معلوم ہوئی۔ جلتی تیلی وہ تب تک پکڑے رہا جب تک کہ اس کی انگلیاں بھی نہ جلنے لگیں جلتی تیلی پھینک کر وہ بیڑی کا طویل کش لے کر درپے لینے لگا۔ اب اسے سکون اور گرمی کا احساس ہو رہا تھا۔ آٹھ دس کش میں بیڑی ختم ہو گئی۔ بدن میں حرارت دوڑ گئی تھی۔ کچھ دیر وہ ویسے ہی بیٹھا رہا۔ پھر

دوسری بیڑی نکالی اور اسے سلگا کر پینے لگا۔ کتا پاس میں کھڑا اس کی ہر حرکت کو بغور دیکھ رہا تھا۔ شاید وہ اس کے لیٹنے کے انتظار میں تھا۔

ہوا کبھی کبھی کافی تیز ہو جاتی۔ پتے زوروں سے سرسرانے لگتے۔ پرندے مختلف آوازوں میں احتجاج کر کے گرتے۔ تیز چلتی ہوائیں یک لخت کبھی خاموش ہو جاتیں لیکن ٹھنڈ میں کوئی کمی نہ آتی۔ سارا شہر دھند میں اٹا ہوا تھا۔ سب چیزیں جیسے برف میں تبدیل ہو گئیں تھیں۔

آس پاس کہیں ضرور برف گری ہے۔ یا بارش ہوئی ہو گی۔ اس نے سوچا اور چادر کے سوراخ سے آتی ہوا کو روکنے کے لیے چادر کو تھوڑا ایک طرف سرکا کر اس کا رخ بدل دیا۔

ہے رام —— کتنی سردی ہے۔ دانت پر دلنت تک ہی نہیں رہا۔ آج تو وہ بچ ہی نہیں سکے گا ؟ کیا وہ صبح تک زندہ رہ پائے گا ؟ اس ایک چادر سے کیا ہوگا ؟ اس سے وہ بچ پائے گا ؟ ہے دیوی کرپا کر ...... ہے رام دیا کر ...... وہ من ہی من میں بھگوان کو یاد کر کے ان سے دیا کی بھیک مانگنے لگا

سو بھگوان کو یاد کرنے کے اور کیا کر سکتا ہے وہ ؟ اور کیا کرے ؟ کیا کرے ؟ آج اگر اسے ٹھنڈ مار گئی تو ؟ ...... وہ ایک بار پھر دہل گیا۔ ہے پربھو ...... دیا کر ...... دیا کر

ہوا ایک بار پھر سرکش انداز میں چلنے لگی تھی راہ میں حائل چیزوں کو روندتے، کچلتے جھنجھوڑتے ہوئے بھاگتی پھر رہی تھی۔ رات دو تہائی بیت چکی تھی اور اب سردی اپنے شباب پر تھی۔ وہ پیٹ میں گھٹنوں کو سمیٹے بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔

بجلی کے کھمبوں سے لٹکتے ٹیوبس کی روشنی اپنے آس پاس ہی جم گئی تھی۔ بیچ سڑک پر کھڑے دونوں گدھے گوشت پوست کے نہ ہو کر مانو پتھروں مجسموں میں تبدیل ہو گئے تھے۔ درختوں کے پتے کانپتے ٹھٹھرتے ادھر ادھر جھول رہے تھے۔ آسمان بادلوں سے کبھی ڈھک جاتا کبھی صاف ہو جاتا۔ چاند کبھی نظر آ جاتا کبھی چھپ جاتا۔ دفعتاً بڑبڑ ...... بڑبڑ ...... کی آوازیں نکالتا ہوا کوئی پرندہ نیم کے درخت کے اوپر چکر کاٹنے لگا۔ درخت کے سائے میں لیٹا گنپت ایک بار پھر بے ساختہ اکلوتا اشلوک دہرانے لگا۔ پرندہ اس کے آس پاس میں چکر کاٹ رہا تھا۔ تبھی گنپت پر آہستہ آہستہ خوف و دہشت طاری ہونے لگا۔ اس نے بچپن سے ہی اس پرندہ کے بارے میں سن رکھا تھا کہ ......

اور تب شاید اس خوف کو دور کرنے کے لیے ہی بلند آواز میں اشلوک کو پڑھنے لگا۔ اسے محسوس ہوا جیسے زور سے پڑھنے پر اس کے جسم میں کچھ گرمی آ گئی ہو۔ اب وہ تھوڑا مست ہو کر اس کو باضابطہ گانے لگا تھا۔

پرندہ کسی طرف پرواز کر گیا تھا یا خاموش ہو گیا تھا۔ گنپت اب اس اکیلے اشلوک کو مختلف سروں میں بدل بدل کر گا رہا تھا۔ سرد ہوا بہے جا رہی تھی۔ یک بیک وہ گاتے گاتے خاموش ہو گیا۔ کتا اس کی چادر میں گھسنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس نے گردن گھما کر اسے دیکھا چند لمحوں تک وہ اسے ویسے ہی تاکتا رہا۔ پھر نہ جانے کیا سوچ کر اس نے اسے چادر کا ایک کونا اڑھا دیا۔ کتے نے کھو کھو کی آواز ایک دو بار نکالی اور اس سے مل کر لیٹ گیا۔ اب اس نے دوبارہ گانا شروع کیا۔ پر اس بار اشلوک کی لائین نہ ہو کر کوئی بھوجپوری گیت تھا گنپت لہک لہک کر گا رہا تھا۔ کتا اس کے بغل میں لیٹا پتہ نہیں سن رہا تھا یا سو گیا تھا۔ اچانک گاتے گاتے گنپت کا دانت بج اٹھا۔ گیت بے سرہو کر گم ہو گئے۔ بول ادھر ادھر چھٹک گیا۔ سرد طوفانی ہوا اس کے جسم سے چادر کی دیوار پھاند کر آ ٹکرائی تھی۔ گنپت کو اپنے جسم کا خون برف میں تبدیل ہوتا محسوس ہوا۔ اس کا پورا وجود دہل گیا تھا کتا کھو کھو کرتا ہوا اس میں اور سٹنے کی کوشش کر رہا تھا لگا تھا۔

ہے بھگوان ...... ہے رام ...... اس کے منہ سے بے ساختہ نکل پڑا۔ وہ بے چین ہو اٹھا۔ بھگوان شاید خود اس شدید ٹھنڈک میں سو گیا تھا۔

اسے محسوس ہوا جیسے اپنے آپ کو زندہ رکھنے کے لیے اسے ابھی اسی وقت کچھ کرنا ہو گا۔ آگ تلاش کرنا ہو گا۔ پرال یا مزید بستر ڈھونڈنا ہو گا۔ کوئی پناہ دیکھنا ہو گی۔ پر کہاں تلاش کرے وہ ان سب کو وہ بھی اتنی رات گئے۔ کہاں ڈھونڈے ان کو ؟ کدھر جائے ؟ کیا کرے ؟ اگر ابھی اس نے کچھ نہیں کیا تو کل صبح ضرور اس کی اکڑی ہوئی لاش اس فٹ پاتھ پر ملے گی۔ —— جسے کارپوریشن والے کوڑا گاڑی میں ڈال کر لے جائیں گے۔ تو —— ؟ ٹھنڈی لہر اس کے پورے جسم میں دوڑنے لگی۔

اب اسے اپنے وجود کو برقرار رکھنے کی بات تھی بہرحال ہر قیمت پر وہ خود کو بچانا چاہتا تھا۔ لیکن کیسے ؟ کیسے ؟ ؟ بار بار گاڑی یہیں پر آ کر اٹک جاتی۔ آنکھوں کے سامنے پھیلا اندھیرا اور گہرا ہونے لگتا۔ تاریکی اور بڑھ جاتی۔ ذہن خالی سا سن سن کرنے لگتا۔ جسم اور ذہن تیزی سے برف میں تبدیل ہونے لگا تھا۔ ہاتھ پیر کی صلاحیت ختم ہوتی جا رہی تھی۔ بدن اکڑا اکڑا سا سخت معلوم ہونے لگا۔ اس نے سڑک اور آس پاس کے مکانوں پر نظر ڈالی اور مایوس ہو کر واپس لوٹا لی۔

ہوا شدید برفانی طوفان کی مانند بہنے لگی تھی ژوں ژوں کی آواز کے ساتھ ہی ایک مانوس پھڑپھڑ کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرا رہی تھی۔ یکلخت وہ چونک پڑا اس کی نگاہ نیم کے درخت کی دائیں طرف فٹ پاتھ سے ملے ہوئے زمین میں گڑے ہورڈنگ (HOARDING) پر گئی۔ دفعتاً اس کے جسم میں بجلی سی دوڑ گئی۔ نس نس میں شرارے بھر گئے۔ دوسرے ہی لمحے وہ اٹھا اور ہورڈنگ کے گارڈر پر پیر رکھ کر اوپر چڑھنے لگا۔ چند ہی لمحوں بعد ہوا کی ژوں ژوں کے ساتھ ساتھ چرچر کی آوازیں بھی آنے لگیں۔ کچھ ہی دیر بعد جب وہ اوپر سے نیچے آیا تو اس کے ہاتھ میں لمبا چوڑا کافی بڑے کپڑے کا کسی اشتہار کا بنا ہوا دبیز بینر تھا۔

اب وہ واپس اپنی جگہ لوٹا۔ اس نے اس موٹے بینر میں سے آدھے کو نیچے بچھایا اور لیٹ کر پاس کھڑے حیرت سے دیکھتے کتے کو ہاتھ بڑھا کر قریب سمیٹ لیا۔ پھر نصف باقی کو اپنے چاروں طرف اوڑھ لیا اور سوچا ...... ہاں۔ اب ٹھیک ہے!

(پٹنہ سے نشر)

اردو سروس

پہلی مجلس

میڈیم ویو: ۳۴۸.۴۳ میٹر (۸۶۱.۰۲ کلوہرٹز) — میڈیم ویو: ۲۸۰.۱۴ میٹر (۱۰۷۱ کلوہرٹز)

شارٹ ویو: ۴۸.۷۰ میٹر (۶۱۶۰ کلوہرٹز)

دوسری مجلس

میڈیم ویو: ۳۴۸.۴۳ میٹر (۸۶۱.۰۲ کلوہرٹز) — میڈیم ویو: ۲۸۰.۱۴ میٹر (۱۰۷۱ کلوہرٹز)

شارٹ ویو: ۳۱.۰۱ میٹر (۹۶۷۵ کلوہرٹز)

تیسری مجلس

میڈیم ویو: ۳۴۸.۴۳ میٹر ۸۶۱.۰۲ کلوہرٹز — شارٹ ویو: ۹۱.۰۵ میٹر ۳۲۹۵ کلوہرٹز

مقررہ پروگراموں کے لیے "آواز" یکم جولائی کا شمارہ دیکھیے

جمعرات ۱۶ جولائی

صبح

۵ - ۴۵ صبح گاہی: قوالیاں

۶ - ۳۰ شہر صبا: امرجیت
فانی اور مومن کا کلام
سریندر کور: عزیز وارثی اور
رام کشن مضطر کا کلام

۷ - ۳۰ نوائے ساز: الیاس خاں
ستار پر راگ للت

۹ - ۲۲ کلاسیکی موسیقی
سوم تیواڑی: خیال

رات

۹ - ۰۰ ڈرامہ: بہادر شاہ
تحریر حضرت آوارہ

۱۱ - ۰۵ بزم موسیقی: سوم تیواڑی: خیال
الیاس خاں: ستار پر راگ اڈانہ

جمعہ ۱۷ جولائی

صبح

۵ - ۴۵ صبح گاہی: قرآن خوانی معہ ترجمہ
نعت خوانی: نعتیہ کلام

۶ - ۳۰ حرف غزل
غزلوں کا خاص پروگرام معہ تشریح

۷ - ۲۵ گاندھی جی نے کہا

۷ - ۳۰ نوائے ساز: یعقوب علی خاں: سرود

۹ - ۰۰ آؤ بچو! (بچوں کا پروگرام)
تہذیب کے ستارے: امیر خسرو
تقریر: از حسن ثانی نظامی
گیت: بچوں کی دنیا
خطوں کے جواب

۹ - ۲۲ کلاسیکی موسیقی
شیلا دھر: خیال شوبھنی

دوپہر

۲ - ۰۷ سویتا دیوی: کجری
شوبھنا گپتا: کجری

رات

۸ - ۴۵ تقریر: پاکستانی ادب۔ شاعری
تقریر: از ڈاکٹر شمیم حنفی

۹ - ۰۰ حسن غزل: افضل حسین نگینہ
حکیم مومن خاں مومن کا کلام

۱۱ - ۰۵ بزم موسیقی: یعقوب علی خاں: سرود
شیلا دھر: خیال میگھ

ہفتہ ۱۸ جولائی

صبح

۵ - ۴۵ صبح گاہی: نعت خوانی: قوالی

۶ - ۳۰ شہر صبا: آلوک گنگولی
فراق گورکھپوری اور سکندر علی وجد
کا کلام
شانتی ہیرانند: حمید لکھنوی اور
مشیر جھنجھانوی کا کلام

۷ - ۳۰ نوائے ساز
احمد رضا: وچتر وینا

۹ - ۲۲ کلاسیکی موسیقی
کشوری امونکر: خیال جونپوری

دوپہر

۲ - ۳۰ بزم خواتین: ہم پست کیوں کہلائے
تعلیم کی کمی سے
تقریر: از صادقہ ذکی، گیت
کام کی باتیں

رات

۹ - ۰۰ حسن غزل: الوک گنگولی
دل لکھنوی اور فیض احمد فیض کا کلام

۹ - ۳۰ نئی نسل نئی روشنی: ڈرامہ
شریف آدمی: تحریر وارث احمد خاں
گیت: ہم جانتے ہیں مساوات کیا ہے
تقریر از ظفر عالم

۱۱ - ۰۵ بزم موسیقی: احمد رضا: وچتر وینا پر ملہار
کشوری امونکر: خیال اور ترانہ

اتوار ۱۹ جولائی

صبح

۵ - ۴۵ صبح گاہی: قوالیاں
حبیب پینٹر اور ہمنوا

۶ - ۳۰ شہر صبا: بشیر احمد
غلام ربانی تاباں اور ظفر کا کلام
نیلم ساہنی: فیض احمد فیض اور جگر کا کلام

۷ - ۳۰ نوائے ساز: بھگوان داس
سنتور پر راگ بسنت مکھاری

۹ - ۰۰ آؤ بچو! (بچوں کا پروگرام)
گذشتہ جمعہ کے پروگرام کی دوبارہ
نشریات

۹ - ۲۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی: بیگم اختر: ساون

۲ - ۳۰ کہکشاں

رات

۸ - ۴۵ اقتصادی جائزہ
از ایم۔ سلطان

۹ - ۰۰ حسن غزل: نیلم ساہنی
صادق دہلوی اور شفق لکھنوی کا
کلام

۹ - ۱۵ کجری کا رہے
بے نظیر بیگم: ٹھمری دیس

۹ - ۳۰ ادبی نشست: خاکہ۔ از نریندر لوتھرا
کلام از کار پاشی - دیگر شرکاء،
مجتبیٰ حسین، محمود ہاشمی

۱۱ - ۰۵ بزم موسیقی: رام کرشنا بواوازے
مرحوم: خیال میاں کی ملہار
امرت لال زید۔ اے بخاری
سارنگی پر سنگت: استاد بندو خاں مرحوم
طبلہ پر سنگت: اللہ رکھا خاں
سرود پر سنگت: استاد الہ دین خاں
چمپا کی ملہار

پیر ۲۰ جولائی

صبح

۵ - ۴۵ صبح گاہی: نعت خوانی: قوالی

۶ - ۳۰ شہر صبا: اسٹینلے والٹر
حفیظ جالندھری اور میر کا کلام
پریتا بلبیر سنگھ
بشیر بدر اور رفعت سروش کا کلام

۷ - ۳۰ نوائے ساز: وی۔ جی۔ جوگ
وائلن پر راگ اہیر بھیروں

۹ - ۲۲ کلاسیکی موسیقی
مالویکا کانن: خیال دیسی ٹوڈی

رات

۸ - ۴۵ کلام شاعر: از اختر سعید

۹ - ۰۰ حسن غزل: پریتا بلبیر سنگھ
شمیم جے پوری اور پی۔ سی۔ کوثر
کا کلام

۹ - ۳۰ شکریہ کے ساتھ: ڈرامہ

۱۱ - ۰۵ بزم موسیقی: مالویکا کانن
خیال گوڑ ملہار
استاد حفیظ علی خاں
سرود پر راگ میاں کی ملہار

۱۲ - ۰۵ مہادیو پرشاد مشرا: کافی اور ٹھمری

منگل ۲۱ جولائی

صبح

۵ - ۴۵ صبح گاہی: قوالیاں

۶ - ۳۰ شہر صبا: ودیا ناتھ سیٹھ
نغمے: نذیر اکبرآبادی اور جوش
ملسیانی،
ریتا گنگولی
امیر قزلباش کا کلام

۷ - ۳۰ نوائے ساز: دنکر راؤ
بانسری پر راگ بلاول

۹ - ۲۲ کلاسیکی موسیقی
استاد نصیر حسین خاں
خیال اور ترانہ جونپوری

دوپہر

۲ - ۰۰ نئی نسل نئی روشنی
کالج کا پہلا دن: فیچر
پیشکش منوج راگھون
غزل، خلوص نامہ

رات

۸ - ۴۵ تقریر، جمہوری نقطۂ نظر
(تعلیم میں) منشی پریم چند نمبر
پیشکش: از ڈاکٹر قریشی

۱۱ - ۰۵ بزم موسیقی: ونے کمار
راگ میگھ ملہار ستار پر
استاد نثار حسین خاں
خیال میاں کی ملہار

بدھ ۲۲ر جولائی

صبح

۵ - ۴۵ صبح گاہی، نعت خوانی، قوالی
۶ - ۳۰ شہر صبا
سرلا کپور، غزلیں
سریام: جاں نثار اختر کا کلام
۷ - ۳۰ نوائے ساز، بسم اللہ خاں اور پارٹی
شہنائی پر راگ دیشکار
۹ - ۲۲ کلاسیکی موسیقی
شرافت حسین خاں، خیال بہادری توڑی

دوپہر

۲ - ۳۰ بزم خواتین، ڈاکٹری مشورے
عورتوں میں کینسر
تقریر، از ڈاکٹر رما شرما
غزل، دسترخوان

رات

۳ - ۰۰ صدائے رفتہ
۸ - ۴۵ شہرنامہ: پٹنہ، از شوکت حیات
۹ - ۰۰ حسن غزل
سرلا کپور، غزلیں
۹ - ۳۰ سائنس میگزین
ایڈیٹر، ایم۔ اے۔ قریشی
ہوائی آلودگی سے تحفظ، ایڈیٹوریل
سویابین کی غذائی اہمیت
تقریر، از عبدالرحمٰن
سائنس کی خبریں، ایم۔ اے۔ قریشی
۱۱ - ۰۵ بزم موسیقی، استاد بسم اللہ خاں اور
پارٹی، شہنائی پر راگ سُر ملہار
شرافت حسین خاں
خیال رام داسی ملہار

جمعرات ۲۳ر جولائی

صبح

۵ - ۴۵ صبح گاہی، قوالیاں
۶ - ۳۰ شہر صبا، اوما گرگ، غزلیں

امیتابھ مشرا، انشورواحدی کا کلام
۷ - ۳۰ نوائے ساز، جیا بسواس
ستار پر راگ گن کلی
۹ - ۲۲ کلاسیکی موسیقی
ڈاکٹر سمتی مٹاٹکر
خیال نٹ بھیروں

رات

۹ - ۰۰ ڈرامہ، بکھری کڑیاں
تحریر، از ڈاکٹر لکشمی نارائن لال
۱۱ - ۰۵ بزم موسیقی
ڈاکٹر سمتی مٹاٹکر
خیال گوڑ ملہار، ترانہ اور جھالا
استاد بندو خاں مرحوم
سارنگی پر راگ گوڑ ملہار

جمعہ ۲۴ر جولائی

صبح

۵ - ۴۵ صبح گاہی، قرآن خوانی مع ترجمہ
نعت خوانی، نعتیہ کلام
۶ - ۳۰ حرف غزل
غزلوں کا خاص پروگرام، مع تشریح
۷ - ۳۰ نوائے ساز، امجد علی خاں: سرود
۹ - ۰۰ آؤ بچو! (بچوں کا پروگرام)
پنچ تنتر کی کہانیوں کا ڈرامائی روپ
تقریر، از کاری شریا سعید، گیت
بچوں کی دنیا، خطوں کے جواب
۹ - ۲۲ کلاسیکی موسیقی
گنگو بائی ہنگل، خیال میاں کی توڑی

دوپہر

۲ - ۰۷ شانتا دیوی، کجری
بینا پانی مشرا: دادرا اور کجری

رات

۸ - ۴۵ تقریر، پاکستانی ادب (تنقید)
از ایس۔ آر۔ فاروقی
۹ - ۰۰ حسن غزل، امبر کمار داس
مومن، غالب اور بہادر شاہ ظفر کا
کلام
۹ - ۱۵ تازہ افسانہ، از اقبال مجید
۱۱ - ۰۵ بزم موسیقی، امجد علی خاں، سرود
گنگو بائی ہنگل، خیال میاں کی ملہار

ہفتہ ۲۵ر جولائی

صبح

۵ - ۴۵ صبح گاہی، نعت خوانی، قوالی

۶ - ۳۰ شہر صبا، کمل ہنس پال، غزلیں
اے۔ رمیش کمار
صبا افغانی اور رونیز واسطی کا کلام
۷ - ۳۰ نوائے ساز، اسعد علی خاں
سرسوتی وینا پر راگ بیرو پال توڑی
۹ - ۲۲ کلاسیکی موسیقی، استاد امیر خاں مرحوم
خیال بیہاگ

دوپہر

۲ - ۳۰ بزم خواتین، بچوں میں سچائی
پنپنے دیجئے
تقریر، از جینتی دتہ، گیت
خطوں کے جواب

رات

۹ - ۰۰ حسن غزل
کمل ہنس پال: غزلیں
۹ - ۳۰ نئی نسل نئی روشنی
حرف آغاز: مختصر تقریر، گیت
عادت ہی بنالی ہے، ادھار مانگنے کی
مزاحیہ انداز میں
تقریر، از اعجاز الدین پاپولر
۱۱ - ۰۵ بزم موسیقی، اسعد علی خاں
سرسوتی وینا پر راگ میگھ
استاد امیر خاں مرحوم
خیال میگھ اور ترانہ

اتوار ۲۶ر جولائی

صبح

۵ - ۴۵ صبح گاہی، قوالیاں
محمد حیات قوال اور ہمنوا
۶ - ۳۰ شہر صبا، اقبال بانو
داغ دہلوی کا کلام
اقبال قریشی: غزلیں
۷ - ۳۰ نوائے ساز، پریم جین
گٹار پر سندھی بھیروں
۹ - ۰۰ آؤ بچو! (بچوں کا پروگرام)
گذشتہ جمعہ کے پروگرام کی دوبارہ
نشریات
۹ - ۲۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی، درگیش نندنی
دادرا بھیروں
حفیظ اللہ، خیال ٹھمری بھیروں

رات

۸ - ۴۵ دلی ڈائری، از ایچ۔ آر۔ ستھرا
۹ - ۰۰ حسن غزل: اقبال بانو
فانی بدایونی اور فیض کا کلام

۹ - ۱۵ گجرین کا ریے
ٹھمری تلک کاموو، از حفیظ احمد خاں
۹ - ۳۰ اردو سروس ڈائجسٹ
۱۱ - ۰۵ بزم موسیقی، واجد حسین خاں
خیال نٹ ملہار اور خیال سرت ملہار
ڈی۔ ایل۔ کالنزہ
سرود پر راگ ہیمنت

پیر ۲۷ر جولائی

صبح

۵ - ۴۵ صبح گاہی، نعت خوانی، قوالی
۶ - ۳۰ شہر صبا: سیتارام سنگھ
شمیم فاروقی اور فیض کا کلام
سریندر کور: جگر اور شکیل کا کلام
۷ - ۳۰ نوائے ساز، وی۔ سی۔ رانا ڈے
وائلن پر راگ نٹ بھیروں
۹ - ۲۲ کلاسیکی موسیقی
اشتیاق حسین خاں
خیال جونپوری

رات

۸ - ۴۵ کلام شاعر: از سید عبدالقادر خندؔ
۹ - ۰۰ حسن غزل، سیتارام سنگھ
داغ اور غالب کا کلام
۱۱ - ۰۵ بزم موسیقی: اشتیاق حسین
خیال میاں میاں کی ملہار
گوپال کشن
وچتر وینا پر راگ میاں کی ملہار
۱۲ - ۰۵ ریتا گنگولی: ٹھمری دیش
راجیش کاری: بلو، ٹھمری

منگل ۲۸ر جولائی

صبح

۵ - ۴۵ صبح گاہی: قوالیاں
۶ - ۳۰ شہر صبا، لچھمن داس سندر
بشیر بدر اور بیدم وارثی کا
ارملا نگر، فراق اور داغ
۷ - ۳۰ نوائے ساز، پرکاش واڈ
بانسری پر راگ وبھاس
۹ - ۲۲ کلاسیکی موسیقی
پران ناتھ: خیال توڑی

دوپہر

۳ - ۰۰ نئی نسل نئی روشنی، کالج
پیشکش طلبا ماتا سندری

رات

۸ - ۴۵ تقریر، جمہوری نقطۂ نظر

از پروفیسر مشیر الحق
۹-۰۰ حسنِ غزل : ارملا ناگر
بانی ایم۔ اے اور بشیر بدر کا کلام
۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی
پران ناتھ : خیال میاں کی ملہار
پرکاش وڈھیرہ
بانسری پر راگ جینت ملہار

بدھ ۲۹ جولائی

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی : نعت خوانی : قوالی
۶-۳۰ شہرِ صبا : گلو ماتھر
مخدوم محی الدین کا کلام
چندر شیکھر مجھ ورتی
نذیر بنارسی اور رنبش کمار شاد کا
کلام
۷-۳۰ نوائے ساز
گنگا ناتھ اور پارٹی : راگ کمل بھیرویا
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی : سلوچنا برہسپتی : خیال

دوپہر
۲-۳۰ بزمِ خواتین : ڈرامہ ، غزل
۳-۰۰ رنگا رنگ : ڈرامہ : آداب عرض ہے
تحریر : ستیش مہاجن

رات
۸-۴۵ پس منظر : تحریر : ایم۔ کے مہتاب
۹-۰۰ حسنِ غزل : گلو ماتھر : غزلیں
۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی
سلوچنا برہسپتی : خیال
شرن رانی : سرود پر راگ میاں کی ملہار

جمعرات ۳۰ جولائی

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی : قوالیاں
۶-۳۰ شہرِ صبا : رت بسنت کی
موسم برسات پر گانے
۷-۳۰ نوائے ساز : اوما شنکر مشرا
ستار پر راگ میاں کی توڑی
۹-۳۴ کلاسیکی موسیقی
اسعد امانت علی خاں اور حامد علی خاں
خیال توڑی

رات
۹-۰۰ ڈرامہ : بیر بگڑ
تحریر : عزیز اندوری
۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی : چھن موسے لہر کی
خیال دیش ملہار

دھلی

میڈیم ویو
دہلی الف ۳۶۶۶۳ میٹر ۸۱۹ کلو ہرٹز
دہلی ب ۲۹۴۶۹ میٹر ۱۰۱۷ کلو ہرٹز
دہلی ج ۲۱۹۶۳ میٹر ۱۳۶۸ کلو ہرٹز
دہلی د ۲۴۶۶۹ میٹر ۱۲۱۵ کلو ہرٹز

شارٹ ویو
صبح ۰۰-۸ تک ۹۱۰۱۵ میٹر ۳۳۶۵ کلو ہرٹز
صبح ۸-۱۵ کے بعد ۲۴۶۱۹ میٹر ۱۱۰ ۷ کلو ہرٹز
دوپہر ۱۵ ۱۳۱ میٹر ۷۶۳۰ کلو ہرٹز
شام ۵-۴۵ تک ۴۲۶۱۹ میٹر ۱۱۰ ۷ کلو ہرٹز
شام ۶-۰۰ سے رات تک ۹۱۰۱۵ میٹر ۳۳۶۵ کلو ہرٹز

خبریں

دھلی الف : عالمی خبریں : ہندی ، صبح ۶-۰۰ تا ۶-۲ ½ انگریزی : صبح ۶-۲ ½ تا ۶-۵
ہندی میں خبریں : ۸-۰۰ ، ۱۰-۵۰ ، ۱۰-۰۰ ، ۲-۰۰ ، ۱۲-۰۰ ، ۵-۰۵ (صوبائی خبریں) ۶-۰۵ ،
۷-۵۰ (علاقائی خبریں) ۸-۴۵ ، ۸-۵۰ ، ۱۱-۰۰ (عالمی خبریں)
انگریزی میں خبریں : دوپہر ۱۲-۰۰ سنسکرت میں خبریں : صبح ۷-۰۰ ، شام ۶-۱۰
اردو میں خبریں : صبح ۸-۵۰ ، دوپہر ۱-۵۰ اور رات ۹-۱۵ (خبریں اور تبصرہ)
پنجابی میں خبریں : دوپہر ۱-۴۰
دھلی ب : ہندی میں خبریں : ۲-۴۵ (دھیمی رفتار سے)
انگریزی میں خبریں : صبح ۸-۱۰ ، ۱۰-۰۰ ، ۱-۰۰ ، ۲-۲۰ (دھیمی رفتار سے)
۴-۰۰ ، ۶-۰۰ ، ۹-۰۰ ، ۱۱-۰۰ (عالمی خبریں)
پنجابی میں خبریں : صبح ۸-۳۰ شام ۷-۳۰ ہندی میں نیوز لیٹر : صبح ۹-۰۰ بجے
دھلی د : ہندی میں خبریں : شام ۷-۳۰
انگریزی میں خبریں : رات ۹-۱۵
کھیل کود کی خبریں : شام ۷-۰۰ (ہندی) رات ۸-۰۰ (انگریزی)

مقررہ پروگرام کے لیے "آواز" شمارہ یکم جولائی دیکھئے

جمعرات ۱۶ جولائی

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ ، ۲-۵۰ ، رات ۹-۰۰
اسد علی خاں : بین
۱۰-۳۵ شبیر احمد : گائن
۱۱-۰۲ بدھ دیو داس گپتا : سرود
۱۱-۳۰ نورتی لواسنیلکیک : گائن
۱۲-۰۲ لوک بھارتی : بنگلہ گیت
۵-۳۰ بال کاریہ کرم

رات
۸-۱۵ ہندی تقریر
۸-۳۰ شبیر احمد : گائن
۹-۳۰ نیشنل اسپورٹس میگزین
۱۰-۰۰ جتیندر پرساد : گائن
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
آر۔ وی۔ رمن : گائن

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۲ سنگیت سوربھی
ڈی۔ وی۔ پلسکر : گائن
۷-۵۰ سنگم : مراٹھی
۹-۱۰ لوک مادھوری : برج

دوپہر
۲-۱۵ ، ۳-۰۲
انجلی پاکچی ، بنگلہ لوک گیت
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
آر۔ وی۔ رمن : گائن

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
آسا سنگھ مستانہ :
شبد اور پنجابی گیت
۹-۳۰ انگریزی تقریر

جمعہ ۱۷ جولائی

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ ڈاگر بندھو
دھرپد راگ گن کلی
۱۰-۳۵ وچے کمار : بانسری
۱۱-۰۲ عقیل احمد : گائن
۱۱-۳۰ ، ۵-۳۰ ، رات ۹-۰۰
سدھ سنگیت
۱۱-۴۵ ٹھمری

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی : مراٹھی
۵-۳۰ مرنالنی کھانڈیکر : گائن
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات
۸-۰۰ گاندھی چرچا
۸-۱۵ اولوکن
۸-۳۰ ٹھمری ، دادرا
۹-۳۰ 'انت کی اور' ناٹک

او ماشنکر مشرا
ستار پر راگ میاں کی ملہار

ھفتہ ۳۱ جولائی

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی : قرآن خوانی مع ترجمہ
نعت خوانی : نعتیہ کلام
۶-۳۰ حرف غزل : غزلوں کا خاص
پروگرام مع تشریح
۷-۳۰ نوائے ساز : فردوس احمد : سرود
۹-۰۰ آؤ بچو ! (بچوں کا پروگرام)
بچوں کے اقبال
تقریر : از صفدر عباس نقوی
گیت : بچوں کی دنیا
خطوں کے جواب
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
مادھوری مٹو : خیال رام کلی

رات
۸-۴۵ تقریر : پاکستانی ادب (تنقید)
۹-۱۵ اوراقِ مصور
۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی
مادھوری مٹو : خیال میاں کی ملہار
فردوس احمد : سرود

تحریر : آر۔این۔نائیر
ہدایت : بی۔آر۔بھارگو
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
ایل ڈی بالاسیام
دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
آسکرن شرما ، گائن
۷-۵۰ سنگم : تامل
۹-۱۰ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
سریندر سنگھ سمن ،
پنجابی لوک گیت
۳-۳۰ ایل ڈی بالاسیم ، کرناٹک سنگیت

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
برلیش بھاردواج ، گیت و غزل
۹-۳۰ انگریزی تقریر

ہفتہ ۱۸ جولائی

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ ، رات ۹-۰۰
رومارانی بھٹاچاریہ ، گائن
۱۰-۳۰ ، ۵-۵۰
وشوجیت رائے چودھری : سرود
۱۱-۰۲ رمیش چندر چولی : گائن
۱۱-۳۰ چیت دیو برمن : اسراج

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی : گجراتی گیت
۵-۳۰ رومارانی بھٹاچاریہ ، گائن

رات
۸-۰۰ سواستھ رکشا
۸-۱۵ آج کے اتتھی
۸-۳۰ منموہن سنگھ ، طبلہ
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی
دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
چیت دیو برمن ، اسراج
۷-۵۰ سنگم ، ملیالم گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری

کشمیری لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
کے سی مہو : وائلن پردھن
۳-۳۰ سدھ سنگیت
۳-۴۵ ساستاپرساد ، طبلہ

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
ایرانگم ، بھجن ، گیت
۹-۳۰ اورکیسٹرا ٹونائٹ

اتوار ۱۹ جولائی

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ ، رات ۹-۰۰
شرافت حسین خاں ، گائن
۹-۰۰ بال کاریہ کرم
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش پر شاستریہ سنگیت
۱۱-۳۰ ، ۵-۲۵
میراشیشادری ، کرناٹک سنگیت

دوپہر
۱۲-۱۵ 'جے بھوانی' مختصر ناٹک
تحریر : گوپی ناتھ ویتھت
ہدایت : ممتا گپتا
۲-۳۰ 'اننت کی اور'
تحریر : آر این نائیر
ہدایت : بی آر بھارگو
۵-۲ سنسکرت پاٹھ

رات
۸-۰۰ رابندر سنگیت
۸-۱۵ ساہتیکی
(۱) مراٹھوں کے راج کال میں ہندی 'تقریر
(۲) کہانی
(۳) کویتا پاٹھ
۹-۳۰ محفل ، سنگیت پتریکا
دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
استاد بڑے غلام علی خاں
گائن
۷-۵۰ سنگم : اڑیہ گیت
۹-۱۵ اپنی نگری

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
منموہن شرما ، گیت
۳-۳۰ شرافت حسین خاں ، گائن

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
پرساد گیت
۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۲۰ جولائی

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ ، ۵-۳۰ ، رات ۹-۰۰
شرن رانی ، سرود
۱۰-۳۵ مالویکاکانن ، گائن
۱۱-۰۲ نکھل بنرجی ، ستار
۱۱-۳۰ مالنی راجورکر ، گائن

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی ، تیلگو لوک گیت
۱۲-۳۰ 'ویک اینڈ' ماہانہ منتخب ناٹک
تحریر : نرمل ورما
ہدایت : ستیندر شرت

رات
۸-۰۰ سواستھ رکشا
۸-۱۵ پریم لتا پوری ، گائن
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، تقریر
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
منی پرساد ، گائن
دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۲ سنگیت سوربھی
پریم لتا پوری : گائن
۷-۵۰ سنگم ، سندھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
بھوجپوری لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
گوری چٹرجی : اودھی گیت
۳-۳۰ مالویکاکانن ، گائن

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
اندرانلنی سکھ : بھجن ، گیت
۹-۳۰ انگریزی تقریر

منگل ۲۱ جولائی

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ ، ۵-۳۰ ، رات ۹-۰۰
ایرن رائے چودھری : گائن
۱۰-۳۰ روی شنکر ، ستار
۱۱-۰۲ پدماوتی شالگرام : گائن
۱۱-۳۰ سدھ سنگیت
۱۱-۴۵ بھجن

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی : اڑیہ لوک گیت
۵-۰۵ گیان وگیان

رات
۸-۰۰ ادیوگ منڈل
۸-۱۵ ان سے ملیے
۹-۰۰ لوک مانیہ ، طبلہ
۹-۳۰ 'سمندر اور ویڑیہ کرے' ، ناٹک
تحریر : بھاسکر نائیر
ہدایت : بھارت رتن بھارگو
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
روی شنکر : ستار
۷-۵۰ سنگم : بنگلہ گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
بینا بنرجی : رابندر سنگیت
۳-۳۰ روی شنکر : ستار

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
مہندر پال : غزلیں
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : تقریر انگریزی

بدھ ۲۲ جولائی

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ ، ۵-۳۰ ، رات ۹-۰۰
شوکت علی خاں ، گائن
۱۰-۳۵ رویندر سنگھ ، بانسری
۱۱-۰۲ سوہن سنگھ : خیال

۱۱-۳۰ سی این ہنرجی : ستار
دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
ملیالم لوک گیت
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت
رات
۸-۰۰ 'جے بھوانی' مختصر ناٹک
تحریر : گوپی ناتھ و تحقیت
ہدایت : ممتا گپتا
۸-۱۵ وگیان آلوک
۸-۳۵ سنگیت سوربھی
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ سنگیت سوربھی
اشوک کمار رائے : سرود

دہلی 'بی'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
سوہن سنگھ : خیال
۷-۵۰ سنگم : گجراتی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہریانوی لوک گیت
دوپہر
۳-۱۵، ۴-۰۲
ہیم لتا : بھجن
۳-۳۰ پربھا رنگا سوامی : کرناٹک سنگیت
شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
کمل ہنس پال : بھجن اور گیت
۹-۳۰ 'دی ریلویز' انگریزی فیچر
تحریر : انل کمار

جمعرات ۲۳ جولائی

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ نرنجن پرساد : بانسری
۱۰-۳۰، رات ۸-۳۰
پریم پرکاش جوہری : گائن
۱۱-۰۲ ہرمہندر کمار شرما : ستار
۱۱-۳۰ سیارام تیواری : گائن
دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی : بنگلہ لوک گیت
۵-۰۰ سنسکرت پاٹھ
۵-۴۰ بال کاریہ کرم

رات
۸-۱۵ یہ تعیہ ہے پاکلپنا (۲)، ناٹک
ہندی تقریر
۹-۰۰ سبھاش نروان : طبلہ
۹-۳۰ نیشنل پروگرام
'اگنی چکر' ناٹک
تحریر : سی ایل جوسے
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
وجے لکشمی مرلی دھر : گائن

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۲ سنگیت سوربھی
ریوا مہرے : ٹھمری
۷-۵۰ سنگم : مراٹھی
۹-۱۰ لوک مادھوری
برج لوک گیت
دوپہر
۳-۱۵، ۴-۰۲
انعام احمد قوال اور ساتھی
قوالیاں
۳-۳۰ وجے لکشمی مرلی دھر : گائن
شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
منموہن بہاری : گیت، بھجن
۹-۳۰ ناٹنگ اباؤٹ بکس : انگریزی میں
کتابوں پر تبصرہ از انیتا ڈیسائی

جمعہ ۲۴ جولائی

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰، ۱۱-۳۰، رات ۹-۰۰
احمد رضا : وچتروینا
۱۰-۳۵ سوم تیواری : گائن
۱۱-۰۲ یشونت دانی : بانسری
دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت
۵-۳۰ سوم تیواری : گائن
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت
رات
۸-۰۰ گاندھی چرچا
'گاندھی جی اور نیشنل مولیہ' ہندی تقریر
۸-۱۵ ڈاکٹری رائے میں
۸-۳۵ ہیرالال : طبلہ

۹-۳۰ 'ایک اور راجہ'
ہے جولیس کے کلاسیکی یونانی ناٹک کا ہندی
ترجمہ از سریندر تیواری
ہدایت : دیناناتھ
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
ٹی ایس راگھون : گائن

دہلی 'بی'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
وی آر اٹھاولے : گائن
۷-۵۰ سنگم : تیلگو
۹-۱۰ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت
دوپہر
۳-۱۵، ۴-۰۲
کلونت کور : گیت، بھجن
۳-۳۰ ٹی ایس راگھون : گائن
شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
محمد حیات خاں اور ساتھی : قوالیاں
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : انگریزی فیچر
۱۰-۰۰ اے ڈیسٹ وڈیو

ہفتہ ۲۵ جولائی

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰، ۵-۴۰، رات ۹-۰۰
اننت لال اور ساتھی : شہنائی
۱۰-۳۵، رات ۸-۳۰
سنیتا سکسینہ : گائن
۱۱-۰۲ بلونت رائے ورما : ستار
۱۱-۳۰ سندھیا مکرجی : گائن
دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی : گجراتی لوک گیت
رات
۸-۰۰ سوواستھ رکشا
۸-۱۵ آج کے اتنتی
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

دہلی 'بی'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
میناکشی مکرجی : گائن
۷-۵۰ سنگم : کنڑ گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری :
گڑھوالی سنگیت
دوپہر
۳-۱۵، ۴-۰۲
شنکر داس گپتا : گیت، بھجن
۳-۳۰ بلونت رائے ورما : ستار
شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
صلاح الدین احمد : گیت، غزل
۹-۳۰ اور گیسٹ ٹو ناٹ

اتوار ۲۶ جولائی

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ پی ڈی سپت رشی : وائلن
۹-۰۰ بال کاریہ کرم
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
امرناتھ : گائن
۱۱-۰۲ یووانی سے
۱۱-۳۰ شوبھا رنگاچاری : کرناٹک گائن
دوپہر
۱۲-۱۵ لوک جھونک
۲-۳۰ 'ایک اور راجہ' ہے جولیس کے کلاسیکی یونانی ناٹک کا ہندی ترجمہ
از : سریندر تیواری
ہدایت : دیناناتھ
۵-۲۰ سنسکرت پاٹھ
۵-۳۵ کرناٹک سنگیت
رات
۸-۰۰ رابندر سنگیت
۸-۱۵ ساہتیکی
۹-۰۰ سنت رام : طبلہ
۹-۳۰ محفل
صابری خاں : سارنگی
گلیڈون چارلس : طبلہ
۱۰-۰۰ چین

دہلی 'بی'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
فہیم الدین ڈاگر : گائن
۷-۵۰ سنگم : آسامی گیت
۹-۱۵ اپنی نگری
دوپہر
۳-۱۵، ۴-۰۲
پی ڈی سپت رشی : وائلن
مقبول حسین قریشی : طبلہ

۳-۳۰ سگم سنگیت

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵

پرسار گیت

۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۲۷ ؍ جولائی

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ جین کمار جین : سنطور
شفاعت احمد خاں : طبلہ

۱۰-۳۵ ٹھمری، دادرا

۱۱-۰۲ / ۵-۵۰

این این گھوش : ستار
راجندر سنگھ : طبلہ

۱۱-۳۰ وجنتی بھٹاچاریہ : گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
تامل لوک گیت

۱۲-۳۰ 'سمندر اور ڈیڑھ کرے'، ناٹک
تحریر : بھاسکر نائک
ہدایت : بی آر بھارگو

۴-۳۰ ، رات ۸-۱۵

ٹھمری، دادرا

رات

۸-۰۰ سواستھ رکشا

۹-۰۰ شاستریہ سنگیت

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ہندی تقریر

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
شنو کھورانہ : گائن
فیاض خاں : طبلہ
حفیظ اللہ خاں : سارنگی

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۲ سنگیت سوربھی
ہیرابائی بڑودکر : خیال

۷-۵۰ سنگم : سندھی گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری : اودھی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ / ۴-۰۲

سگم سنگیت

۳-۳۰ وجنتی بھٹاچاریہ : گائن
شفاعت احمد خاں : طبلہ

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵

سگم سنگیت

۹-۳۰ انگریزی تقریر

منگل ۲۸ ؍ جولائی

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، ۵-۵۰ ، رات ۸-۳۰
غلام تقی خاں : گائن

۱۰-۳۵ ، ۵-۴۰

شمس الدین فریدی ڈلیائی : رودروینا
طوطا رام شرما : پکھاوج

۱۱-۰۲ گوری گوبا : گائن
حسن خاں : طبلہ
چھوٹے خاں : سارنگی

۱۱-۳۰ راجندر پرسنا : بانسری
گنیش چندر سمن : طبلہ

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی : آسامی گیت

۵-۰۵ گیان وگیان

۵-۳۰ اسکول براڈکاسٹ

رات

۸-۰۰ ادیوگ منڈل

۸-۱۵ ہندی تقریر

۹-۳۰ 'وہ ضرور آئیگا' ناٹک
تحریر : ڈاکٹر وسنے
ہدایت : ممتا گپتا

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
مقبول حسین : سارنگی

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
شونا تھ پرساد : شہنائی

۷-۵۰ بنگلہ

۹-۱۰ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲

بی کے راما پربھا : کنڑہ گیت

۳-۳۰ راجندر پرسنا : بانسری
گنیش چندر سمن : طبلہ

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵

سگم سنگیت

۹-۳۰ نیشنل پروگرام
انگریزی تقریر

بدھ ۲۹ ؍ جولائی

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ یعقوب علی خاں : سرود

۱۰-۳۰ چندرکانت پنڈت : گائن

۱۱-۰۲ سبدھ سنگیت

۱۱-۱۰ ٹھمری

۱۱-۳۰ شروتی سڑولیکر : راگ گجری توڑی

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
کنڑہ لوک گیت

۵-۴۰ یعقوب علی خاں : سرود
رادھے شیام : طبلہ

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ لوک جھونک

۸-۱۵ وگیان آلوک

۸-۳۵ مالتی گیلانی : گائن

۹-۳۰ رادھے شیام : طبلہ

۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
راجن مشرا، ساجن مشرا : گائن
منیر خاں : سارنگی

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
مالتی گیلانی : گائن

۷-۵۰ سنگم : گجراتی گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری : ہریانوی گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲

سگم سنگیت

۳-۳۰ پی پورنا وردھانی : گائن

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵

سگم سنگیت

۹-۳۰ دیگر اسٹیشنوں سے انتخاب

جمعرات ۳۰ ؍ جولائی

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ واسودیو داس پانڈے : گائن

۱۰-۳۵ چنتامنی جین : جلترنگ

۱۱-۰۲ جگدیش موہن : گائن

۱۱-۳۰ ، رات ۸-۳۰

سبدھ سنگیت

۱۱-۴۵ ٹھمری

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
بنگلہ گیت

۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ

۵-۳۰ بال کاریہ کرم

رات

۸-۱۵ ہندی تقریر

۹-۰۰ جگدیش موہن : گائن

۹-۳۰ 'معصوم سپنوں کے ٹکڑے'، فیچر
تحریر و پیشکش : کمل مہروترہ

۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
اے کے رویندر ناتھ : گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۲ سنگیت سوربھی
چنتامنی جین : جلترنگ وادن

۷-۵۰ سنگم : مراٹھی گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری
برج لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲، شام ۶-۴۵ ، ۸-۴۵

سگم سنگیت

۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
اے کے رویندر ناتھ : گائن

رات

۸-۳۰ سور جھنکار
چنتامنی جین : جلترنگ

۹-۳۰ انگریزی تقریر

جمعہ ۳۱ ؍ جولائی

صبح دہلی 'الف'

۸-۱۰ ، رات ۹-۰۰

اوما شنکر مشرا : ستار

۱۰-۳۵ سریندر سنگھ اور تیج پال سنگھ
خیال بیراگی بھیرو

۱۱-۰۲ ، ۵-۴۰

شاستریہ سنگیت

۱۱-۳۰ اوما شنکر مشرا : ستار

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت

(باقی ص ۴۱ پر)

لکھنؤ

میڈیم ویو لکھنؤ الف: ۲۰۶ء۱ میٹر، ۷۴۷ کلوہرٹز — شارٹ ویو لکھنؤ ب: ۳۰ء۶۰ میٹر، ۴۹۳۰ کلوہرٹز
(صبح ۵۵-۵ سے ۴۵-۷ تک اور شام ۱۵-۵ کے بعد) — لکھنؤ ب: ۴۸ء۴۱ میٹر (۷۲۰۰ کلوہرٹز) صبح ۸-۳۰ تا ۹-۲۰

خبریں

عالمی خبریں ہندی: صبح ۶-۰۰ تا ۶-۲½ انگریزی: صبح ۶-۲½ تا ۶-۰۵
ہندی میں خبریں: صبح ۸-۰۰ بجے، دوپہر ۱-۰۵ اور ۲-۱۰، شام ۶-۰۵ شب ۸-۴۵ اور ۱۱-۰۵
انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰ بجے، دوپہر ۱-۰۰ اور ۲-۰۰، شب ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰ بجے
سنسکرت میں خبریں: صبح ۷-۰۰ بجے، شام ۶-۱۰ بجے
اردو میں خبریں: صبح ۸-۵۰ بجے، شب ۹-۱۵ بجے
نیوز ریڈر ہندی: صبح ۹-۰۰ بجے
ضلع کی چٹھی: صبح ۹-۰۵ بجے
اردو میں علاقائی خبریں دوپہر ۲-۳۰ بجے
پرادیشک سماچار: شام: ۷-۲۰ بجے

مقررہ پروگرام کے لیے "آواز" شمارہ یکم جولائی دیکھیے

جمعرات ۱۶ جولائی

صبح
۷-۱۵ روزگار سماچار (روزانہ)
۷-۴۵ اور شام ۵-۴۵
مکتا چٹرجی: بھجن، گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام (روزانہ)

دوپہر
۱۲-۱۰ اور شب ۱۰-۳۰
غلام صابر قادری
سارنگی وادن

شب
۸-۰۰ بھاواتمک ایکتا اور مسلم کوی
ہندی تقریر: ڈاکٹر سرلا شکلا
۸-۱۵ مجددنیازی: غزلیں

جمعہ ۱۷ جولائی

صبح
۷-۴۵ اور دوپہر ۱۲-۰۰
باشوبی مترا: گیت، بھجن
۹-۱۰ شب ۸-۳۰ اور ۱۰-۳۰
الیاس خاں: ستار وادن

دوپہر
۱۲-۱۰ استاد بڑے غلام علی خاں
خیال شدھ سارنگ

شام
۵-۴۵ اور ۸-۱۵
دیپک بھٹاچاریہ
گیت اور بھجن
۸-۰۰ آدھونک ہندی ساہتیہ اور رگ بودھ
ہندی نظم: تقریر
۹-۳۰ زندگی کے پھول: فیچر
مصنف: ڈاکٹر پرمود سنہا

ہفتہ ۱۸ جولائی

صبح
۷-۴۵ اور دوپہر ۱۲-۰۰
کرشنا کلے: بھجن
۹-۱۰ رام دلارے: کلارینٹ وادن
طبلہ پر سنگت: مہیش کمار شرما

دوپہر
۱-۱۰ راگ رنگ
مالنی راجرکر: خیال

شب
۸-۰۰ راشٹریہ نرمان کاریوں میں جن
سادھارن کی ساجھیداری
ہندی مباحثہ
۸-۱۵ الطاف حسین
غزلیں
۹-۳۰ کلاسیکی موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۱۹ جولائی

صبح
۷-۴۵ اجیت کور: شبد

دوپہر
۱-۱۰ آج اتوار ہے: جھوٹ، جعلی
مصنف: غزالہ فاطمہ قدوائی

شام
۵-۴۵ اندر نارائن
گیت اور بھجن
۸-۱۵ پرادیشک سماچار درشن
۹-۳۰ گلوبل ویوز اینڈ ماڈرن
ایکسپریشن: انگریزی میں مباحثہ
۱۰-۰۰ امرت خاں
ستار شیام کلیان
۱۰-۳۰ پنڈت جسراج: خیال

پیر ۲۰ جولائی

صبح
۷-۴۵ اور شب ۸-۱۵
انجلی بزجی: غزلیں
۹-۱۰ اور شب ۱۰-۳۰
سپربھات پال: سرود وادن

دوپہر
۱۲-۰۰ اوشا کھنڈن: سگم سنگیت

شب
۸-۳۰ گرجا دیوی
ٹھمری مسیر تینگ
۹-۳۰ ہندی تقریروں کا نیشنل پروگرام

منگل ۲۱ جولائی

صبح
۷-۴۵ اور شام ۵-۴۵
امریک سنگھ: گیت اور بھجن

دوپہر
۱۲-۳۰ من بھاون
آپ کی پسند کے فرمائشی فلمی گانے

شب
۹-۳۰ نیشنل پروگرام
انگریزی میں تقریر
۹-۴۵ بھارت بھارتی
۱۰-۰۰ منگل شب کی
محفل موسیقی

بدھ ۲۲ جولائی

صبح
۷-۴۵ ساز غزل
غزلوں کا خاص پروگرام
۹-۱۰ ولایت حسین خاں: خیال

دوپہر
۱-۱۰ پروین سلطانہ: خیال اور ٹھمری

شام
۵-۰۰، ۵-۴۵ اور ۸-۱۵
افضال حسین خاں نظامی
دیش گان: گیت، بھجن اور غزلیں
۸-۳۰ لکشمی شنکر: ٹھمری
۹-۳۰ میڈیسن اینڈ ہیومن ویل فیئر
انگریزی تقریر
۱۰-۰۰ سہیاتری: ڈرامہ
مصنف: پریم سوروپ سریواستو
۱۰-۳۰ ستیش چندر: ستار وادن
پرکاش چندر گوسوامی: طبلہ وادن

جمعرات ۲۳ جولائی

صبح
۷-۴۵، شام ۵-۰۰ اور ۵-۴۵
شبھا شیل شرما
گیت اور بھجن، دیش گان
۹-۱۰ اور شب ۱۰-۳۰
اشوک گوسوامی: وائلن وادن

شب
۸-۰۰ آدھونک ساہتیہ اور رگ بودھ
کہانی: راکیش شریواستو
۸-۱۵ منور حسین جالی: غزلیں
۹-۳۰ ڈراموں کا نیشنل پروگرام

جمعہ ۲۴ جولائی

صبح
۷-۴۵، دوپہر ۱۲ اور شب ۸-۱۵
دیپ شری موہن
گیت، بھجن اور غزلیں
۹-۱۰ شب ۸-۳۰ اور ۱۰-۳۰
سیتا رن سنگھ: خیال، گائن

شام
۵-۴۵ لکشمی شنکر: گیت اور بھجن
۹-۳۰ امراؤ جان ادا
ڈرامہ
ترجمہ: جی ایم شاہ

ہفتہ ۲۵ جولائی

صبح

۴۵ - ۷ اورشب ۱۵ - ۸
افضل حسین نگینہ: نعتیں، غزلیں

۱۰ - ۹ اُماکانت پاٹھک : بانسری

دوپہر

۰۰ - ۱۲ اوشا سیٹھ : بھجن

۱۰ - ۱ مالویکا کانن : خیال

شب

۰۰ - ۸ وکاس یاترا
ڈاکٹر آشارام ترپاٹھی

۳۰ - ۹ کلاسیکی موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۲۶ جولائی

صبح

۴۵ - ۷ اور شام ۴۵ - ۵
راجیندر مہتا : بھجن، گیت

دوپہر

۱۰ - ۱ آج اتوار ہے
منشی اتواری لال : جھلکی
مصنف : نریش مصرا

شب

۰۰ - ۸ آدھونیک ساہتیہ اور یگ بودھ
ڈرامہ
تقریر : شری دیجے رائے

۰۰ - ۱۰ ہیرا بائی بڑودکر : خیال

۳۰ - ۱۰ دی۔ جی۔ جوگ : وائلن وادن

پیر ۲۷ جولائی

صبح

۴۵ - ۷ اور دوپہر ۰۰ - ۱۲
کمل پوری : بھجن اور گیت

۱۰ - ۹ اور شب ۳۰ - ۸
ٹی کے سنگلیکر : ستار وادن
طبلہ پر سنگت : الیاس حسین خاں

۱۵ - ۸ انیس الحسن رضوی : غزل

۴۵ - ۹ ڈی۔ کے۔ داتار : وائلن وادن

۳۰ - ۱۰ امرناتھ اور پشوپتی ناتھ مصر : خیال

منگل ۲۸ جولائی

صبح

۴۵ - ۷، شام ۴۵ - ۵ اور ۲۰ - ۸
غلام دستگیر
نعت اور غزل

شب

۰۰ - ۸ سنسکرت پروگرام

۳۰ - ۹ تقریروں کا نیشنل پروگرام (انگریزی)

۰۰ - ۱۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۹ جولائی

صبح

۴۵ - ۷ سازِ غزل
غزلوں کا خاص پروگرام

۱۰ - ۹ اور شب ۳۰ - ۱۰
گوپال چندر مندی : وائلن وادن
طبلہ پر سنگت : احمد میاں

دوپہر

۱۰ - ۱ اور شب ۳۰ - ۸
پرسون کار بنرجی : خیال

شام

۴۵ - ۵ اور ۱۵ - ۸
وجے نریش : گیت، بھجن اور غزلیں

> ۰۰ - ۱۰ مندر مسجد : ڈرامہ
> مصنف : منشی پریم چند
> ترجمہ : کے ایل اوستھی

جمعرات ۳۰ جولائی

صبح

۴۵ - ۷ اور شام ۴۵ - ۵
رتنا گپتا : بھجن اور گیت

۱۰ - ۹ بھیم سین جوشی : خیال للت

شب

۰۰ - ۸ ہندی کہانی

۱۵ - ۸ غلام مصطفےٰ : غزلیں

۳۰ - ۱۰ بھگوان داس مصر : سارنگی وادن

جمعہ ۳۱ جولائی

صبح

۳۰ - ۷ سوریلا : ہندی میں نظم خوانی
کاری ارملا دیوی سریواستو

۴۵ - ۷ اور دوپہر ۰۰ - ۱۲
منوہر سوروپ : غزلیں

۱۰ - ۹ اور شب ۴۰ - ۸
معبود حسین : کلارینٹ وادن

شام

۴۵ - ۵ ریتو نگم : گیت اور بھجن

رامپور

۳۳۶ میٹر ۸۹۱ کلوہرٹز

خبریں

عالمی خبریں : ہندی : صبح ۰۰-۶ تا ۶-۰۳ ½ انگریزی : صبح ½ ۲-۶ تا ۵-۶

ہندی میں خبریں : صبح ۰۰-۸، دوپہر ۵-۱ اور ۲-۱۰، شام ۶-۵، رات ۸-۴۵

ہندی میں سماچار پتر : صبح ۰۰-۹ ضلع کی چٹھی : صبح ۹-۵ پرادیشک سماچار : شام ۷-۲۰

انگریزی میں خبریں : صبح ۸-۱، دوپہر ۲-۰۰، رات ۹-۰۰ اردو میں خبریں : صبح ۸-۵۰ اور رات ۹-۱۵

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۵۵ - ۵ وندے ماترم منگل دھونی

۰۵ - ۶ وندنا

۳۵ - ۶ آج کا چنتن

۴۵ - ۶ سنو کسانو!

۳۰ - ۷ چترپٹ سنگیت (صرف اتوار کو)

۲۰ - ۸ لوک گیت

۳۰ - ۸ اردو پروگرام (لکھنؤ سے ریلے)

۱۰ - ۹ بال جگت (صرف اتوار کو)

دوپہر

۳۰ - ۱۲ چترپٹ سنگیت
(ہفتہ اور اتوار کے علاوہ)

۴۵ - ۱۲ آپ کی چٹھی ملی (صرف اتوار کو)

۲۰ - ۲ چترپٹ سنگیت

شام

۰۰ - ۶ پروگرام کا خلاصہ

۱۰ - ۶ مقامی اطلاعات

۱۵ - ۶ چترپٹ سنگیت

۳۰ - ۶ یووا وانی
(بدھ اور جمعرات کے علاوہ)

۰۰ - ۷ کرشی جگت

۳۰ - ۹ چہار بیت (صرف اتوار کو)

۴۵ - ۹ آپ کی پسند (صرف اتوار کو)

جمعرات ۱۶ جولائی

صبح

۴۵ - ۷ سنسکرت پروگرام
(صرف جمعرات کو)

۲۰ - ۸ لوک گیت

دوپہر

۱۰ - ۱ گیتیکا

۴۰ - ۱ اور رات ۱۵ - ۸
استاد امیر خاں : گائن

شام

۰۰ - ۸ اوشا ٹنڈن : سگم سنگیت

> ۰۰ - ۸ پریم چند جینتی : کیا پریم چند کی
> پراسنگکتا آج ہے
> ہندی میں مباحثہ
>
> ۲۰ - ۸ موہن سنگھ : گیت اور بھجن
>
> ۳۰ - ۱۰ منی رام : خیال

جمعہ ۱۷ جولائی

صبح

۳۰ - ۷ کاویہ سوربھ (صرف جمعہ)

دوپہر

۴۰ - ۱ اور رات ۱۵ - ۸
اروند پارکھ : ستار وادن

رات

۰۰ - ۸ منی بیگم : سگم سنگیت

ہفتہ ۱۸ جولائی

صبح

۴۵ - ۷ سی۔ ایچ۔ آتما : سگم سنگیت

رات

۰۰ - ۸ جگموہن : سگم سنگیت

۱۵ - ۸ شیو کمار شرما
سنتور وادن

اتوار ۱۹ جولائی

صبح
۷-۳۰ آج اتوار ہے،

دوپہر
۱۲-۳۰ آپ کے لئے

رات
۸-۰۰ جو اے بار
(غزلوں کا مخصوص پروگرام)
۹-۳۰ محمد احمد خاں اور ساتھی (چہار بیت)

پیر ۲۰ جولائی

صبح
۷-۴۵ جگجیت سنگھ، چترا سنگھ

دوپہر
۱۱-۴۰ اور رات ۸-۱۵
بڑے غلام علی خاں: گائن

رات
۸-۰۰ طلعت محمود

منگل ۲۱ جولائی

صبح
۷-۴۵ ارشاد رحمت اور ساتھی
سگم سنگیت

دوپہر
۱-۴۰ اسد علی خاں: رودر وینا

رات
۸-۳۰ وادیہ ورند

بدھ ۲۲ جولائی

صبح
۷-۴۵ اور رات ۸-۰۰
بیگم اختر: سگم سنگیت

دوپہر
۱۱-۴۰ اور رات ۸-۱۵
بھیم سین جوشی: گائن

جمعرات ۲۳ جولائی

دوپہر
۱-۱۰ گیتیکا
۱۱-۴۰ اور رات ۸-۱۵
ہری پرشاد چورسیا: بانسری وادن

رات
۸-۰۰ مکیش: سگم سنگیت

جمعہ ۲۴ جولائی

دوپہر
۱۱-۴۰ اور رات ۸-۱۵
بنی جان خاں: کلارینٹ وادن
عطا حسین: طبلہ وادن

رات
۸-۰۰ انوپ جلوٹا: سگم سنگیت

ہفتہ ۲۵ جولائی

صبح
۷-۴۵ اور رات ۸-۰۰
نتن مکیش

رات
۷-۴۵ ہندی تقریر
۸-۱۵ کنیکا بنرجی: گائن

اتوار ۲۶ جولائی

دوپہر
۱۲-۳۰ آپ کے لئے

رات
۸-۰۰ جو اے بار
غزلوں کا مخصوص پروگرام
۹-۳۰ منجو خاں اور ساتھی: چہار بیت

پیر ۲۷ جولائی

صبح
۷-۴۵ اور رات ۸-۰۰
منوہر سوروپ: سگم سنگیت

دوپہر
۱-۴۰ ڈی۔وی۔ پلسکر: گائن

رات
۷-۴۵ اردو پروگرام
آہنگ میں خیاباں
امتیاز علی خاں عرشی
ایڈیٹر: اکبر علی خاں عرشی زادہ
۸-۱۵ امرت حسین خاں: سربہار

منگل ۲۸ جولائی

صبح
۷-۴۵ اقبال احمد صدیقی
سگم سنگیت

دوپہر
۱-۴۰ ہیمانشو وشواس: سنطور وادن

رات
۸-۳۰ وادیہ ورند

بدھ ۲۹ جولائی

صبح
۷-۴۵ سجاتا چکرورتی
سگم سنگیت

دوپہر
۱۱-۴۰ اور رات ۸-۱۵
غلام مصطفٰے خاں
شاستریہ سنگیت

رات
۸-۰۰ لکشمی بائی راٹھور
سگم سنگیت

جمعرات ۳۰ جولائی

صبح
۷-۴۵ سنسکرت پروگرام

دوپہر
۱۱-۴۰ اور رات ۸-۱۵
این۔ راجن: وائلن وادن

رات
۸-۰۰ لتا منگیشکر: سگم سنگیت

جمعہ ۳۱ جولائی

دوپہر
۱-۴۰ شجاعت حسین خاں: گائن
محفوظ علی خاں: طبلہ پر سنگیت

رات
۸-۰۰ شجاعت حسین خاں: غزلیں
۸-۱۵ محفوظ علی خاں: طبلہ وادن

الہ آباد

میڈیم ویو
۲۹۲٫۴ میٹرز — ۱۰۲۶ کلو ہرٹز ۲۰۲٫۰ میٹرز — ۱۴۸۵ کلو ہرٹز

جمعرات ۱۶ جولائی

صبح
۶-۱۵ 'آرادھنا' بھگتی سنگیت (روزانہ)
۶-۳۰ وچار وندنا (روزانہ)
۷-۰۵ مانس گان (روزانہ)
۷-۱۵ روزگار سماچار (روزانہ)
۷-۲۰ پرادیشک سماچار (روزانہ)
۷-۴۵، دوپہر ۱-۱۰
ایرا بنرجی، سگم سنگیت
۹-۱۰، ۱-۲۰، رات ۱۰-۳۰
جوتی بھٹاچاریہ: سرود
۱۲-۳۰ پنگھٹ

شام
۵-۳۰ یووا وانی
۶-۵۰ پنچایت گھر
۸-۰۰ سور ویلا
نرلیش سکینہ، منگیش ڈبروال
ہندی نظم خوانی

جمعہ ۱۷ جولائی

صبح
۹-۱۰، رات ۸-۱۵ / ۱۰-۳۰
شانتی جین:
خیال، ٹھمری، دادرا

دوپہر
۱۲-۳۰ گرہہ لکشمی

رات
۸-۰۰ آپ اور قانون

ہفتہ ۱۸ جولائی

صبح
۸-۴۵، دوپہر ۱-۱۰
ٹی این شرما، سگم سنگیت
۸-۲۰، ۹-۰۰، ۱۲-۴۵، رات ۸-۱۵
اشیم کمار بنرجی: ستار

شام
۵-۱۵ آو بچو!
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: موسیقی

اتوار ۱۹ جولائی

صبح
۷-۳۰ آپکے آس پاس

۹-۱۵ پتر کیلئے دھنیہ واد
۹-۳۰ بال سنگھ
۱۰-۱۵ ترنگ
پیشکردہ : وپن شرما
۱۰-۴۵ شاستریہ سنگیت
بینا پانی مشر : خیال
پنا لال گھوش : ستار

دوپہر
۱۲-۰۰ فلم سنگیت
۱۲-۳۰ گھر پریوار
'کام کاجی مہلاؤں کی نظر میں'
تقریر از ڈاکٹر عطیہ نشاط خاں
کہانی از وبھوتی نارائن رائے

رات
۸-۰۰ 'بینکوں میں راشٹریہ کرن کا بارہواں ورش'
تقریر از شری نارائن
۸-۱۵ پرادیشک سماچار درشن
۹-۴۵ 'اپہار'
بدھ دیو داس گپتا : سرود

پیر ۲۰ جولائی

صبح
۸-۲۰، ۹-۱۰، دوپہر ۱-۲۰، رات ۹-۴۵
مہادیو پرشاد مشر : خیال، دادرا، کجری
بیج ناتھ مشر : سارنگی پرسنگت

رات
۸-۰۰ 'پرانی پرامپرائیں، بدلتے سندھرب'،
سلسلۂ تقاریر
(۱) 'لوک آچار اور شِشٹاچار'
تحریر : ڈاکٹر ودیا ناتھ مشر
۱۰-۰۰ 'کیا بھولیں، کیا یاد کریں'،
ماہرِ موسیقی نارائن لکشمن منی سے انٹرویو
انٹرویور : وشو چندر شرما
۱۰-۳۰ ونے کمار : ستار

منگل ۲۱ جولائی

صبح
۷-۴۵، دوپہر ۱-۱۰
لوکیش کمار شکلا : سگم سنگیت
۸-۱۰، ۹-۱۰، رات ۸-۲۰
رمضان خاں : بانسری

دوپہر
۱۲-۳۰ پنگھٹ
شام
۵-۱۵ بال گوپال
۶-۵۰ پنچایت گھر

۸-۰۰ سنسکرت کاریہ کرم
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفلِ موسیقی

بدھ ۲۲ جولائی

صبح
۹-۱۰، دوپہر ۱-۲۰، رات ۱۰-۳۰
نارائن لکشمن گنے : خیال

دوپہر
۱۲-۳۰ گرہیہ لکشمی
شام
۵-۱۵ آؤ بچو!
۹-۵۰ پریوار کلیان پرشنوتری

جمعرات ۲۳ جولائی

صبح
۷-۴۵، دوپہر ۱-۱۰
پونم کمار نارنگ : سگم سنگیت
۸-۲۰، رات ۸-۱۵، ۱۰-۳۰
پنڈت جسراج : خیال
۹-۱۰، دوپہر ۱-۲۰
ایم آر ناگر : ستار

شام
۶-۵۰ پنچایت گھر
۸-۰۰ 'ہند وگنت'،
ڈاکٹر شری رام سنہا سے انٹرویو

جمعہ ۲۴ جولائی

صبح
۶-۳۵ گاندھی چرچا
۷-۳۰، ۹-۱۰، رات ۸-۱۵
اوشا جی بھٹ : خیال، ٹھمری

دوپہر
۱۲-۳۰ گرہیہ لکشمی
رات
۸-۰۰ 'جیون کی سندھیائیں'،
انٹرویوز پر مبنی پروگرام

ہفتہ ۲۵ جولائی

صبح
۷-۴۵، دوپہر ۱-۱۰
شمشاد احمد : سگم سنگیت
۸-۲۰، ۹-۱۰، دوپہر ۱۲-۴۵
موہن لال : شہنائی
شام
۵-۱۵ آؤ بچو!

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ۲۶ جولائی

صبح
۹-۱۵ پتر کیلئے دھنیہ واد
۹-۳۰ بال سنگھ
۱۰-۱۵ ترنگ
پیشکش : وپن شرما
۱۰-۴۵ شاستریہ سنگیت
لکشمی شنکر : خیال
عبد الحلیم جعفر خاں : ستار
۱۱-۴۵ پریکرما

دوپہر
۱۲-۰۰ فلم سنگیت
۱۲-۳۰ گھر پریوار
'پڑوسی اور پر نندا رس'
مزاحیہ تقریر از رشمی مالویہ
آپ کی بات : انٹرویو

شام
۶-۵۰ پنچایت گھر
۸-۰۰ پنج رنگ
۹-۴۵ 'اپہار'
اجے چکرورتی : گائن

پیر ۲۷ جولائی

صبح
۸-۲۰، ۹-۱۰، دوپہر ۱-۲۰، رات ۹-۴۵
باگیشری دیوی : ٹھمری، کجری
بدری مہاراج : طبلہ پرسنگت

رات
۸-۰۰ 'چکتسا پدھتیوں کے مول آدھار'،
سلسلۂ تقاریر
'ایلو پیتھی' از ڈاکٹر ڈی کے نگم
۱۰-۰۰ ساہتیکی : ریڈیو پترکا
'ساہتیک گریما سے ہٹتے ہوئے یہ کوی سمیلن اور مشاعرے'، مذاکرہ
شرکا : اوما کانت مالویہ،
ڈاکٹر شمبھو ناتھ سنگھ، وامق جونپوری
اور ڈاکٹر رام کمار ورما
۱۰-۳۰ ستیہ نارائن ورما : وائلن

منگل ۲۸ جولائی

صبح
۷-۴۵، دوپہر ۱-۱۰
شوبھا گپتا : سگم سنگیت

۸-۲۰، ۹-۱۰، رات ۸-۲۰
شونا تھ بھٹاچاریہ : ستار

رات
۸-۰۰ سنسکرت پروگرام
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفلِ موسیقی

بدھ ۲۹ جولائی

صبح
۹-۱۰، دوپہر ۱-۲۰، رات ۸-۱۵
جالپا پرشاد مشر : خیال

دوپہر
۱۲-۳۰ گرہیہ لکشمی
شام
۵-۱۵ آؤ بچو!
۹-۵۰ پریوار کلیان پرشنوتری
۱۰-۳۰ رئیس خاں : ستار

جمعرات ۳۰ جولائی

صبح
۷-۴۵، دوپہر ۱-۱۰
روبن چٹرجی : سگم سنگیت
۸-۲۰، ۹-۱۰، دوپہر ۱-۲۰، رات ۸-۱۵
شاردا سہائے : طبلہ وادن

رات
۸-۰۰ سورویلا : کاویہ پاٹھ
۱- راجیش شرما
۲- بھارت بھوشن
۱۰-۳۰ مدھوسدن بھاوے : خیال

جمعہ ۳۱ جولائی

صبح
۶-۳۵ گاندھی چرچا
۷-۳۰، ۹-۱۰، رات ۱۰-۳۰
منیر خاتون : خیال، ٹھمری
انوپم رائے : طبلہ پرسنگت

دوپہر
۱۲-۳۰ گرہیہ لکشمی
شام
۶-۵۰ پنچایت گھر
۸-۰۰ پریم چند جینتی
'کیا پریم چند کی پراسنگکتا آج ہے؟'
مذاکرہ — شرکا :
عتیق حنفی، لال شکل، اور امرت لال ناگر

جالندھر چنڈی گڑھ

ندھر الف ۳۴۳۴ میٹر - ۸۷۳ کلوہرٹز   جالندھر ب ۴۲۷۴ میٹر ۷۰۲ کلوہرٹز
ڈی گڑھ ۲۰۹۶ میٹر - ۱۴۳۰ کلوہرٹز   (شام ۶-۱۰ سے ۶-۳۴ تک)

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح جالندھر الف
۵ - ۱ وندے ماترم منگل دھونی
۰ - ۶ پریچے: پروگراموں کی تفصیل
- ۶ آرادھنا: بھگتی سنگیت
۶ - ۱ موسم اور کھیتی باڑی پروگرام
۶ - ۱ آسا دی وار (اتوار)
- ۸ آپ کے اُتر میں (اتوار)
ساہتیہ سدھا: سنسکرت پروگرام
(پیر) اخباراں دی رائے (منگل)
سماچار درپن (بدھ اور ہفتہ)
ترانے (جمعرات) تہاڈی چٹھی ملی
(جمعہ)
- ۹ بال جگت: بچوں کے لئے پروگرام
(اتوار)
۹ - ۲ چانن رشماں: ہفتہ وار کھیتی
سمبندھی پروگرام
۹ - ۱ اختتام (اتوار کے علاوہ)
۱۰ - ؛ آپ کی فرمائش (اتوار)
۱۱ - ۱ اختتام (صرف اتوار)

دوپہر
۱۲ - ۱ ناری سنسار (اتوار اور جمعرات)

۴۵ - ۱۲ جیون جاچ (پیر اور منگل)
۰۵ - ۱ فوجی بھائیوں کے لئے
۰۰ - ۲ موسم اور ونت کھیتی
۳۰ - ۲ لوک گیت (چیدہ چیدہ فنکار)
۴۵ - ۲ دھیمی گتی سے ہندی میں سماچار بلیٹن

شام
۰۵ - ۵ بال واڑی (دیہاتی بچوں کیلئے پروگرام
پھلواڑی (بدھ) باقی دنوں
میں پنجابی گیت
۳۰ - ۵ گوربانی وچار (روزانہ پروگرام)
۰۰ - ۶ مقامی اعلانات اور پروگراموں
کی تفصیل
۱۰ - ۶ پرادیشک سماچار (پنجابی)
۲۰ - ۶ پرادیشک سماچار (ہندی)
۳۰ - ۶ دیہاتی پروگرام
۲۵ - ۹ تبصرہ (اردو)

جالندھر ب

شام
۰۰ - ۶ یو وانی: یوکوں کیلئے پروگرام
۰۰ - ۷ دیس پنجاب: پنجابی رنگارنگ پروگرام
۰۰ - ۸ اختتام

جمعرات ۱۶ رجولائی

صبح
- ۶ شبد
- ۷ پنجابی گیت
- ۷ شوبھا گورتو: غزلیں
- ۷ دیوبرت چودھری
ستار پر راگ گجری توڑی
- ۸ رجنی دیوی، لوک گیت
- ۸ قوالی
۹ - ۱ اجیت کور، شبد

دوپہر
- ۱۲ سدھیشوری دیوی: ٹھمری کھماج
۱۵ - ۱۲ اجیت کور
گیت اور غزل
۲۰ - ۲ غزلیں

شام
۱۵ - ۵ لوک گیت، جگمیت سنگھ زیردی
۴۰ - ۷ لوک رچی سماچار
۰۰ - ۸ رچنا
پنجابی میں ساہتک پروگرام
۳۰ - ۸ سگم سنگیت
۳۰ - ۹ کھیلوں کا نیشنل پروگرام
۳۰ - ۱۰ دیوبرت چودھری
ستار پر راگ درباری اور اڈانہ

جمعہ ۱۷ رجولائی

صبح
۴۵ - ۶ بھجن
۰۵ - ۷ ست سادھنا
۱۵ - ۷ شانتا سکینہ: گیت اور غزل
۳۰ - ۷ رتن لال دیپک
خیال اہیر بھیرو اور سندراپنانگ
خیال رام کلی اور بھجن
۲۰ - ۸ رچھپال کور: بھجن
۵۰ - ۸ پورن شاہ کوٹی: صوفیانہ کلام
۱۵ - ۹ غزلیں

دوپہر
۰۰ - ۱۲ علی حسین اور ساتھی
شہنائی پر راگ برندابنی سارنگ
۳۰ - ۱۲ شانتا سکینہ
گیت اور لوک گیت
۲۰ - ۲ غزلیں

شام
۰۵ - ۵ رچھپال کور: گیت
۱۵ - ۵ گورپال سنگھ پال: لوک گیت
۴۰ - ۷ منور علی خاں: خیال بہاگ
۰۰ - ۸ وینگ ولنود: ہندی وارتا
دیپک جالندھری
۲۵ - ۸ سگم سنگیت
۳۰ - ۹ ہندی میں ناٹک
۱۵ - ۱۰ پورن شاہ کوٹی: لوک گیت
۳ - ۱۰ رتن لال دیپک: خیال بہاگ
یشونت رائے پروہت
خیال مالکونس

ہفتہ ۱۸ رجولائی

صبح
۴۵ - ۶ شبد
۰۵ - ۷ ہنس راج اور ساتھی: بھینٹاں
۱۵ - ۷ اندر نارائن: غزلیں
۳۰ - ۷ کارگندھرو: خیال دیسی
۲۰ - ۸ گوربچن لال: بھجن
۵۰ - ۸ پنجابی گیت
۱۵ - ۹ گیت اور غزل: سروجنی راٹھے

دوپہر
۰۰ - ۱۲ استاد بند دخاں
سارنگی پر راگ گوڑ ملہار
۱۵ - ۱۲ پشپارانی اور پرکاش سندھو: گیت
۳۰ - ۱۲ لوک رنگ
۲۰ - ۲ غزلیں
۳۰ - ۲ دلبار سنگھ مانگٹ اور ساتھی
لوک گیت

شام
۱۵ - ۵ نریندر بیبا: لوک گیت
۴۰ - ۷ گوربچن لال: غزلیں
۵۰ - ۷ پشپارانی اور پرکاش سدھو
گیت
۰۰ - ۸ پنجابی میں وارتا
۱۰ - ۸ پنجابی گیت
۲۰ - ۸ ادھیاپکوں کے لئے
۳۰ - ۸ سگم سنگیت
۳۰ - ۹ موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۱۹ رجولائی

صبح
۴۵ - ۶ آسا دی وار
بھائی دوبیندر سنگھ راگی اور ساتھی
۰۵ - ۷ چندرکانتا: پنجابی گیت
۱۵ - ۷ غزلیں
۳۰ - ۷ این۔ راجم
وائلن پر راگ دیسی
۲۰ - ۸ مسیحی بھجن
۵۰ - ۸ گیت (ہندی)
۱۵ - ۱۰ آپ کی فرمائش

دوپہر
۰۰ - ۱۲ این۔ راجم
وائلن پر راگ دھناشری
۲۰ - ۲ غزلیں

شام
۱۵ - ۵ لوک گیت: جگت سنگھ جگا
۴۰ - ۷ گیت: چندرکانتا
۴۵ - ۷ جاگرت: پنجابی میں گھریلو سلسلہ
وار فیچر پروگرام
۰۰ - ۸ انگریزی میں وارتا
۲۵ - ۸ سگم سنگیت
۰۰ - ۱۰ شبد گائن
۳۰ - ۱۰ این۔ راجم
وائلن پر راگ باگیشری کانہڑہ

پیر ۲۰ رجولائی

صبح
۴۵ - ۶ بھجن

۷-۰۵ پنجابی گیت
۷-۱۵ دیپک چترجی: گیت اور غزل
۷-۳۰ پھیلورام: بانسری پر اہیر بھیرو
پروین سلطانہ
خیال سالگ ورالی توڑی
۸-۲۰ نوراں: لوک گیت
۸-۳۰ ساہتیہ سدھا: سنسکرت سکرتیاں
راجہ ہارے از ستیہ پال شرن دیو
۸-۵۰ گوردیپ سنگھ: گیت
۹-۱۵ بھجن

دوپہر
۱۲-۰۰ تہاڈی پسند
(سننے والوں کی فرمائش پر پنجابی گیت)
۱۲-۳۰ ستیش چندر: گیت اور غزل
۲-۲۰ غزلیں

شام
۷-۴۰ گوردیپ سنگھ اور جگجیت سنگھ زیروی
گیت اور غزل
۸-۰۰ چھٹی پنج ورشیہ یوجنا میں وکاس
کے لکشیہ
شکشا سندھی، ہندی وارتا
آر۔ این۔ گھئی
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۳۰ پنجابی میں ناٹک
۱۰-۱۵ نوراں: لوک گیت
۱۰-۳۰ پھیلورام: بانسری پر اہیر اور
پروین سلطانہ: خیال کونسی کانہڑہ

منگل ۲۱ جولائی

صبح
۶-۴۵ شبد
۷-۰۵ رنجنا: لوک گیت
۷-۱۵ غزلیں: نرنیدر پنڈت
۷-۳۰ علی حسین اور ساتھی
(شہنائی پر راگ بھیروی)
۸-۲۰ گھنشام داس: گیت
۸-۵۰ پنجابی گیت
۹-۱۵ انل کمار: گیت اور غزل

دوپہر
۱۲-۰۰ پرچھائیاں: پرانی فلموں سے گیت
۲-۲۰ غزلیں

شام
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ جوگا سنگھ جوگی اور ساتھی: کویشری
۵-۴۰ گیت: پشپا ہنس اور نرنیدر پنت
۸-۰۰ اپنی کہانی: سکولوں کی زبانی
ہندی میں وارتا
ایس۔ بھنڈاری
۸-۱۰ غزلیں
۸-۲۰ کویتا پاٹھ: ہندی
۸-۳۰ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ منگل واری سنگیت سبھا

بدھ ۲۲ جولائی

صبح
۶-۴۵ اریک سنگھ: شبد
۷-۰۵ پنجابی گیت
۷-۱۵ نرملا اروڑ: غزلیں
۷-۳۰ اے۔ کانن: خیال اہیر بھیرو اور
ٹھمری
۸-۲۰ گیت: نرنیدر بالا اور کورس
۸-۵۰ ہرنیک سنگھ رانا: لوک گیت
۹-۱۵ کرشنا چترجی: بھجن

دوپہر
۱۲-۰۰ کلیانی رائے اور بی۔ بلسارا
(ستار اور پیانو) راگ مدھوونتی
۱۲-۱۵ اریک سنگھ: شبد
۲-۲۰ غزلیں

شام
۷-۴۰ قدم قدم پڑا اچھا
۷-۵۰ کرشنا چترجی: گیت
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۳۰ آپ کی فرمائش
۱۰-۳۰ اے۔ کانن: خیال باگیشری

جمعرات ۲۳ جولائی

صبح
۶-۴۵ بھجن
۷-۰۵ پنجابی گیت
۷-۱۵ نرنیدر گپتا: غزلیں
۷-۳۰ پرکاش وڈیرہ
بانسری پر راگ دیوگری ملاول
۸-۲۰ بنارسی سنگھ بیل: لوک گیت
۸-۵۰ کرتار سندھو: گیت
۹-۱۵ سلیم اقبال: کافیاں

دوپہر
۱۲-۰۰ ساستا پرشاد: طبلہ پر تین تال
۱۲-۱۵ سلیم اقبال: نعتیں
۲-۲۰ غزلیں

شام
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ سورن لتا: لوک گیت
۷-۴۰ لوک رچی سماچار
۷-۴۵ سلیم اقبال: غزلیں
۸-۰۰ سرجنا: پنجابی ساہتک پروگرام
۸-۳۰ سگم سنگیت
۱۰-۳۰ پرکاش وڈیرہ
بانسری پر آبھوگی کانہڑہ

جمعہ ۲۴ جولائی

صبح
۶-۴۵ راجندر مہتہ اور نینا شاہ
گیت اور غزل
۷-۰۵ ست سادھنا
۷-۱۵ بھجن
۷-۳۰ سوہن سنگھ: خیال دیسی
۸-۲۰ پریتی بالا: شبد
۸-۵۰ صوفیانہ کلام: پورن چند ڈالی
اور ساتھی
۹-۱۵ پرکاش کور اور راجندر راحن
گیت

دوپہر
۱۲-۰۰ موسیٰ کاظمی
خیال اور ترانہ توڑی
۱۲-۳۰ پرکاش کور: گیت
۲-۲۰ غزلیں

شام
۵-۰۵ پریتی بالا: گیت
۵-۱۵ مختیار سنگھ عدلی والا
لوک گیت
۷-۴۰ وجے راٹھوراؤ
بانسری پر راگ ہنس دھونی
اور شو رنجنی
۸-۰۰ پنجاب میں شوریت کرانتی: ہندی وارتا
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۳۰ ہندی میں ناٹک
۱۰-۱۵ پورن چند ڈالی اور ساتھی
لوک گیت
۱۰-۳۰ سوہن سنگھ: خیال جے جے ونتی

ہفتہ ۲۵ جولائی

صبح
۶-۴۵ نعتیں
۷-۰۵ کلدیپ سنگھ پردیسی: لوک گیت
۷-۱۵ نیلم ساہنی: غزلیں
۷-۳۰ رتناکر ویاس
سرود پر راگ نٹ بھیرو
۸-۲۰ شبد
۸-۵۰ پنجابی گیت
۹-۱۵ راجیش دیوان: بھجن

دوپہر
۱۲-۰۰ ڈی۔ جی۔ جوگ
وائلن پر راگ ہنڈول بہار
۱۲-۱۵ نیلم ساہنی: غزلیں
۱۲-۳۰ کرتار سنگھ چانن ڈھاڈی اور ساتھی
واراں
۱۲-۴۵ انیتا تلواڑ: گیت
۲-۲۰ غزلیں

شام
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ منشی خاں: لوک گیت
۷-۴۰ راجیش دیوان: گیت
۷-۵۰ غزلیں
۸-۲۰ ادھیاپکوں کے لئے
۸-۳۰ سگم سنگیت
۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۲۶ جولائی

صبح
۶-۴۵ بھائی بخشیش سنگھ راگی اور ساتھی
آسا دی وار
۷-۰۵ پنجابی گیت
۷-۱۵ غزلیں: احمد حسین محمد حسین
۷-۳۰ ایم۔ آر۔ گوتم: خیال جونپوری
۸-۲۰ مسیحی بھجن
۸-۵۰ ہندی گیت
۱۰-۱۵ آپ کی فرمائش

دوپہر
۱۲-۰۰ لطافت حسین خان
خیال پٹ دیپ
۱۲-۱۵ احمد حسین اور محمد حسین: غزلیں
۲-۲۰ غزلیں

شام
۵-۱۵ چمن لال گوردا سپوری اور ساتھی
لوک گیت
۷-۴۰ احمد حسین اور محمد حسین
لوک گیت

۷-۴۵ جاگرت
پنجابی میں سلسلہ وار گھریلو فیچر پروگرام
۸-۰۰ انگریزی میں تقریر
۸-۲۵ سگم سنگیت
۱۰-۳۰ ایم۔آر۔گوتم: خیال چھایانٹ

پیر ۲۷ر جولائی

صبح

۶-۴۵ بھجن
۷-۰۵ سریندر کور: پنجابی گیت
۷-۱۵ ارملا ناگر: غزلیں
۷-۳۰ شام لال: بانسری پر راگ ہنڈول
۸-۲۰ رنجیت کور: لوک گیت
۸-۴۰ ساہتیہ سدھا
سنسکرت کویتا پاٹھ
ڈاکٹر دھرمیندر کار گپتا
۸-۵۰ پنجابی گیت
۹-۱۵ جھلکی: طنز و مزاح کا پروگرام

دوپہر

۱۲-۰۰ تہاڈی پسند
سننے والوں کی فرمائش پر پنجابی گیت
۱۲-۳۰ صلاح الدین احمد: غزلیں
۲-۲۰ غزلیں

شام

۷-۴۰ سریندر کور: گیت
صلاح الدین احمد: غزلیں
۸-۰۰ جمن گنگا کے پار بھیک آنکڑے اور
ان کے سنگیت: ہندی میں وارتا
از آر۔پی۔ تومر
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۳۰ پنجابی میں ناٹک
۱۰-۱۵ چرن سنگھ گلشن پوری
لوک گیت
۱۰-۳۰ شام لال
بانسری پر راگ آبھوگی کانہڑہ

منگل ۲۸ر جولائی

صبح

۶-۴۵ شبد
۷-۰۵ لوک گیت: سنت سنگھ بندرا
۷-۱۵ کرشنا کلے: نیا بخشی اور بھوشن مہتہ
گیت اور غزل
۷-۳۰ سیارام تیواڑی: آلاپ اور دھرپد
راگ اہلیہ بلاول اور بھجن

۸-۲۰ سریندر کوہلی: گیت
۸-۵۰ پنجابی گیت
۹-۱۵ بھیم سین اور کویتا دمن: گیت

دوپہر

۱۲-۰۰ پرچھائیاں (پرانی فلموں سے گیت)
۲-۲۰ غزلیں

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ وجے کمار حاجی پوری
لوک گیت
۷-۴۰ سریندر کوہلی اور کویتا دمن: گیت
۸-۰۰ طلبا میں کھیل کود کا رجحان
اردو میں وارتا: کے۔ کے۔ سورما
۸-۱۰ غزلیں
۸-۲۰ کویتا پاٹھ (ہندی)
۹-۳۰ کھیڈ سنسار
کھیلوں کا نیشنل پروگرام
۱۰-۳۰ منگل دار یہ سنگیت سبھا

بدھ ۲۹ر جولائی

صبح

۶-۴۵ بھجن
۷-۰۵ پنجابی گیت
۷-۱۵ رام کرشن چندیشری: غزلیں
۷-۳۰ کستوری لال
وائلن پر راگ اہیر بھیرو
۸-۲۰ لکشمی بائی راٹھور: گیت
۸-۵۰ سوداگر مل کومل اور ساتھی
بھینٹاں
۹-۱۵ بھائی بخشیش سنگھ راگی اور ساتھی
شبد

دوپہر

۱۲-۰۰ محمد حسین خاں: خیال مالکونس
۱۲-۱۵ بھائی بخشیش سنگھ راگی اور ساتھی
شبد
۲-۲۰ غزلیں

شام

۷-۴۰ قدم قدم پڑھا پڑھا
۷-۵۰ بھائی بخشیش سنگھ راگی اور ساتھی
شبد
۸-۰۰ پنجابی میں وارتا
۸-۱۰ پنجابی میں گیت
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۳۰ آپ کی فرمائش

۱۰-۳۰ کستوری لال
وائلن پر راگ یمن

جمعرات ۳۰ر جولائی

صبح

۶-۴۵ شبد
۷-۰۵ پنجابی گیت
۷-۱۵ کسم بڑودکر: گیت اور غزل
۷-۳۰ بسوراج راجگورو: خیال دیسی
۸-۲۰ بملا دیوی
لوک گیت
۸-۵۰ مہندر پال: گیت اور غزل
۹-۱۵ ارشاد رحمت قوال اور ساتھی: کافی

دوپہر

۱۲-۰۰ وادیہ ورند
ایم۔آئی۔شاستری
۱۲-۱۵ ارشاد رحمت قوال اور ساتھی: نعتیں
۲-۲۰ نعتیں

شام

۵-۱۵ دھندر سنگھ امن اور ساتھی
لوک گیت
۷-۴۰ لوک رنگی سماچار
۷-۴۵ ارشاد رحمت قوال اور ساتھی
غزلیں
۸-۰۰ سرجنا
پنجابی میں ادبی پروگرام
۹-۳۰ ناٹکوں کا نیشنل پروگرام
۱۰-۳۰ بسوراج راجگورو
خیال کوشی کانہڑہ

جمعہ ۳۱ر جولائی

صبح

۶-۴۵ بھجن
۷-۰۵ ست سادھنا
۷-۱۵ ودیا ساگر رمپال: غزلیں
۷-۳۰ موہن لال کمار (شہنائی)
راگ گجری توڑی
نثار حسین خاں
خیال گوردھنی توڑی
۸-۲۰ ستیہ پال سنگھ: شبد
۸-۵۰ سیتا کوہلی: صوفیانہ کلام

دوپہر

۱۲-۱۰ سمت مکرجی: سرود پر راگ نٹ بھیرو
۱۲-۳۰ گوردیپ سنگھ: پنجابی غزلیں
۲-۲۰ غزلیں

شام

۵-۰۵ ستیہ پال سنگھ: گیت
۵-۱۵ جاگیر سنگھ طالب: لوک گیت
۷-۴۰ پنڈت جسراج
خیال گورکھ کلیان
۸-۰۰ نو پرکاشن: پستک سمیکشا ہندی میں
ڈاکٹر کیسری کبیر
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۳۰ ہندی میں ناٹک
۱۰-۱۵ گوردیو سنگھ کومل
لوک گیت
۱۰-۳۰ موہن لال کمار (شہنائی)
راگ چندر کونس
نثار حسین خاں
خیال آبھوگی کانہڑہ

بقیہ :- دہلی

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ گاندھی چرچا
۸-۱۵ ڈاکٹر کی رائے میں
۸-۳۰ سگم سنگیت
۹-۳۰ 'گمروندہ' ناٹک
تحریر: شنکر شیش
ہدایت: ستیندر شرت
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
کے سبین، وینا

دہلی 'بے'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
استاد فیاض خاں: گائن
۷-۵۰ سگم: تامل
۹-۱۰ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت
۳-۱۵، ۲-۴۰، رات ۶-۴۵، ۸-۴۵
سگم سنگیت
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
کے سبین، وینا
۹-۳۰ انگریزی پروگرام

روہتک

میڈیم ویو ۴۲ر ۳۶۲ میٹر — ۱۱۴۳ کلو ہرٹز

پہلی مجلس ۶-۲۵ سے ۹-۰۵ تک (اتوار ۹-۱۵ تک)   دوسری مجلس ۱۲-۳۰ سے ۳-۱۰ تک

تیسری مجلس ۵-۳۰ سے ۱۰-۳۰ تک (ہفتہ اتوار ۱۱-۰۰ بجے تک)

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

6-30 وندنا

6-55 کھیتی کی باتیں

7-05 پروگراموں کا خلاصہ

7-25 ضلع کی چٹھی

7-50 ارچنا (بھگتی سنگیت)

8-40 سب رس

دوپہر

1-10 آپ کی فرمائش (اتوار کے علاوہ)

1-40 اسکول براڈکاسٹ

(ہفتہ اور اتوار کے علاوہ)

2-20 لوک سنگیت

شام

5-30 یووا سنسار

6-10 پرادیشک سنگیت (بدھ کے علاوہ)

6-30 گرامین سنسار (دیہاتی پروگرام)

7-30 اطلاعات

7-45 سنگیت سریتا

9-15 ایک فلم سے (جمعرات کو آپ کا خط ملا)

جمعرات ۱۶ جولائی

صبح

7-10، شام 7-45

یگل بھاردواج : سگم سنگیت

7-25 سونی پت ضلع کی چٹھی

7-30 چلتے چلتے

8-20، دوپہر 2-20 بنواری لال ٹھیل اور سوشیلا دسکھیاں، لوک سنگیت

دوپہر

12-30 ایک رنگ

1-00 ورندگان

شام

5-30 یووا سنسار

سرگم

6-10 مارواڑی گیت

6-30 گرامین سنسار

بالک منڈلی

8-00 گھر آنگن

8-30 سدھا ملہوترہ : گیت

9-15 آپ کا خط ملا

جمعہ ۱۷ جولائی

صبح

7-10، شام 7-45

اقبال احمد صدیقی، سگم سنگیت

7-25 سرسا ضلع کی چٹھی

7-30، رات 10-00

شبیر خاں : سارنگی وادن

8-20 رام سروپ، لوک سنگیت

8-30 گاندھی چرچا

دوپہر

12-30 دھرتی کے گیت

1-00 ورندگان

2-20 رام سروپ اور دھرم پال لوک سنگیت

شام

5-30 یووا سنسار

ادبی میگزین

6-10 سندھی گیت

6-30 رام سروپ : لوک گیت

8-00 کھیل جگت

8-30 سریندر کوہلی : بھجن

9-15 ایک فلم سے 'ترشول'

9-30 'تیسرے پہر کی دھوپ' ناٹک

ہفتہ ۱۸ جولائی

صبح

7-10، شام 7-45

اندر نارائن، سگم سنگیت

7-25 فرید آباد ضلع کی چٹھی

7-30 مشتاق حسین خاں، کلاسیکی موسیقی

8-20، دوپہر 2-20

مان سنگھ بھٹ، منگل ناتھ وساتھی لوک گیت

دوپہر

12-30 پھر سنیئے

1-00 ورندگان

1-30 اساتذہ کیلئے

شام

5-30 یووا سنسار

6-15 پنجابی گیت

6-30 مان سنگھ بھٹ، لوک گیت

7-30 روزگار سوچنائیں

8-00 ہریانہ درشن

8-30 پردیپ چٹرجی : سگم سنگیت

9-15 ایک فلم سے 'آہ'

9-30 موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۱۹ جولائی

صبح

7-10، شام 7-45

بلرام گپتا، سگم سنگیت

7-25 روہتک ضلع کی چٹھی

7-30 عبدالحلیم جعفر خاں ستار وادن

8-20 بچوں کیلئے

دوپہر

12-30 ناری جگت

1-00 کھلا آکاش

2-20، اصغر حسین، کرشن سین وساتھی لوک گیت

شام

5-30 یوواؤں کی پسند خطوں کے جواب

6-10 علاقائی موسیقی

6-30 گرامین سنسار

آپ کی پسند

8-00 آج اتوار ہے

8-30 نریندر پنڈت، سگم سنگیت

9-15 ایک فلم سے 'جاگتے رہو'

9-30 'بڑھتی ہوئی آبادی اور مسائل' فیچر

10-00 پرانی فلموں سے

پیر ۲۰ جولائی

صبح

7-10، شام 7-45

وندنا باجپائی : سگم سنگیت

7-25 حصار ضلع کی چٹھی

7-30، رات 10-00

بڑے غلام علی خاں کلاسیکی موسیقی

8-30، دوپہر 2-20

رام کشن ورما وساتھی اور رتن لال لوک سنگیت

دوپہر

12-30 ملے جلے گانے

1-00 ورندگان

شام

5-30 یووا سنسار

رفتار زمانہ

6-10 ڈوگری گیت

6-30 گرامین سنسار

رام کشن ورما وساتھی لوک گیت

8-00 انگریزی تقریر

9-15 ایک فلم سے 'صاحب بہادر'

منگل ۲۱ جولائی

صبح

7-10، شام 7-45

منجو سیال، سگم سنگیت

7-25 انبالہ ضلع کی چٹھی

7-30 برج بھوشن کالڑہ گٹار وادن

8-20، دوپہر 2-20

رام بھائی وساتھی اور اوم پرکاش لوک سنگیت

دوپہر

12-30 لائبریری سے انتخاب

۱۰-۰۰ ورندگان
شام
۵-۳۰ یوواسنسار
میری پسند کے گیت
۶-۱۰ پنجابی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
پنگھٹ
۷-۳۰ روزگار سوچنائیں
۸-۰۰ کلام شاعر
۸-۳۰ جگدیش سنگھ ٹھاکر
لوک گیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'نامی چور'
۹-۳۰ انگریزی میں تبادلہ خیال
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۲۲ جولائی

صبح
۷-۱۰، شام ۶-۴۵
پشپا پاگدھرے ، سگم سنگیت
۷-۲۵ بھوانی ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
مہیش باجپائی، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
مہر سنگھ وساتی اور صوبے سنگھ
لوک گیت
دوپہر
۱۲-۳۰ گاتی پنکتی
۱-۰۰ کترنیں
شام
۵-۳۰ یوواسنسار
۶-۱۰ ننھے منے
۶-۳۰ مہر سنگھ وساتی، لوک گیت
۷-۳۰ روزگار سوچنائیں
۸-۰۰ ہندی تقریر
۸-۳۰ چندرانی مکرجی : سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'دور کی آواز'
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۲۳ جولائی

صبح
۷-۱۰، شام ۶-۴۵
نریندر سنگھ بیدی، سگم سنگیت
۷-۲۵ کرنال ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ چلتے چلتے

۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
رگھبیر سنگھ وساتی اور
شام لال سانگی ، لوک گیت
دوپہر
۱۲-۳۰ ساز اور آواز
۱-۰۰ ورندگان
شام
۵-۳۰ یوواسنسار
سرگم
۶-۱۰ اترپردیش کے گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
بچوں سے بات چیت
۷-۳۰ روزگار سوچنائیں
۸-۰۰ گھر آنگن
۸-۳۰ سوہنی دیوی ، گیت
۹-۱۵ آپ کا خط ملا

جمعہ ۲۴ جولائی

صبح
۷-۱۰، شام ۶-۴۵
اسلم صابری ، قوالیاں
۷-۲۵ گوڑگاؤں ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
راس بہاری دتہ ، ستار وادن
۸-۲۰ دیا سنگھ سینی ، لوک سنگیت
۸-۳۰ گاندھی چرچا
بنیادی تعلیم کا نظریہ
دوپہر
۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت
۱-۰۰ ورندگان
۲-۳۰ دیا سنگھ سینی اور چاند سانورے
لوک گیت
شام
۵-۳۰ یوواسنسار
'ہم کیوں نہیں پڑھتے' تبادلہ خیال
۶-۱۰ مدھیہ پردیش کے لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
۷-۳۰ روزگار سوچنائیں
۸-۰۰ وکاس کلب
۸-۳۰ پکنک ملک
۹-۱۵ ایک فلم سے 'لڑکی بھولی بھالی'
۹-۳۰ ہیلتھ میگزین

ہفتہ ۲۵ جولائی

صبح
۷-۱۰، شام ۶-۴۵
پشپا رانی : سگم سنگیت
۷-۲۵ جیند ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ پنڈت جسراج : کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
مور سنگھ اور چاند دلال
لوک سنگیت
دوپہر
۱۲-۳۰ پھر سنیئے
۱-۰۰ اساتذہ کیلئے
شام
۵-۳۰ یوواسنسار
گیتوں بھری کہانی
۶-۱۰ ہماچلی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ ہریانہ درشن
۸-۳۰ جگموہن ، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'شباب'
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ۲۶ جولائی

صبح
۷-۱۰، شام ۶-۴۵
سریش جی شری کھنڈے
سگم سنگیت
۷-۲۵ کورکشیتر ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ نواب جان ، طبلہ وادن
۸-۲۰ بچوں کیلئے پروگرام
'منشی پریم چند اور بچے' فیچر
دوپہر
۱۲-۳۰ ناری جگت
'مچھر بھگانے والی دوائیاں اور خریدار
کی ذمہ داری'
۱-۰۰ کھلا آکاش
۲-۳۰ بلراج ویاس، سلطان سنگھ
لوک گیت
شام
۵-۳۰ یوواؤں کی پسند اور
خطوں کے جواب
۶-۱۰ پنجابی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
آپ کی پسند
۷-۳۰ روزگار سوچنائیں
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۳۰ کندن لال سہگل
۹-۱۵ ایک فلم سے 'بابل'
۹-۳۰ 'دو ماہ رک جاؤ' ناٹک
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۲۷ جولائی

صبح
۷-۱۰، شام ۶-۴۵
راج کمار رضوی : سگم سنگیت
۷-۲۵ مہندر گڑھ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
راجن شرا، ساجن شرا
کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
بہار ناتھ وساتی اور عابد حسین
لوک سنگیت
دوپہر
۱۲-۳۰ ملے جلے گانے
۱-۰۰ ورندگان
شام
۵-۳۰ یوواسنسار
'بدلتے ہوئے گاؤں' انگریزی تقریر
۶-۱۰ راجستھانی لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
صحت اور خاندانی بہبود کا پروگرام
۷-۳۰ روزگار سوچنائیں
۸-۰۰ انگریزی تقریر
۸-۳۰ جوتیکا رائے
۹-۱۵ ایک فلم سے 'الاپ'
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : تقریر

منگل ۲۸ جولائی

صبح
۷-۱۰، شام ۶-۴۵
سجاتا چندرسینی ، سگم سنگیت
۷-۲۵ سونی پت ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ ستیش پرکاش قمر
شہنائی وادن
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
شانتی دیوی اور ابھے راج وساتی
لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب

۱-۰۰ وندنگان

شام

۵-۳۰ یووا سنسار

میری پسند کے گیت

۶-۱۰ مارواڑی گیت

۶-۳۰ گرامین سنسار

پنگھٹ

۷-۳۰ روزگار سوچنائیں

۸-۰۰ کلام شاعر

۸-۳۰ بھائی راجندر سنگھ : شبد

۹-۱۵ ایک فلم سے 'امر'

۹-۳۰ سائنس میگزین

۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۲۹ جولائی

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵

وی ایچ ساگر ، سگم سنگیت

۷-۲۵ سرسا ضلع کی چٹھی

۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰

غلام صادق خاں ، کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰

چیانند ، کلونت سنگھ ، امید سنگھ

لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ گاتی پنکتی

۱-۰۰ کسترنیں

شام

۵-۳۰ یووا سنسار

'قیمتیں کیوں بڑھتی ہیں؟' تقریر

'جنگلات کا تحفظ'

۶-۱۰ ننھے منے

۶-۳۰ گرامین سنسار

۸-۰۰ ہندی تقریر

۸-۳۰ لتا : بھجن

۹-۱۵ ایک فلم سے 'ٹیکسی ڈرائیور'

۹-۳۰ چرچا کا وشے ہے

جمعرات ۳۰ جولائی

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵

شکنتلا دھیر ، سگم سنگیت

۷-۲۵ فرید آباد ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ چلتے چلتے

۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰

عبدالشکور ، موہر سنگھ

لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ایک رنگ

۱-۰۰ وندنگان

شام

۵-۳۰ یووا سنسار

سرگم - لوک گیت

۶-۱۰ پنجابی گیت

۶-۳۰ گرامین سنسار

بالک منڈل

۷-۳۰ روزگار سوچنائیں

۸-۰۰ گھر آنگن

۸-۳۰ دیپ کمار رانے ، سگم سنگیت

۹-۱۵ آپ کا خط ملا

۹-۳۰ کلاسیکی موسیقی

۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

جمعہ ۳۱ جولائی

صبح

۷-۱۰ صابری برادران : قوالی

۷-۲۵ روہتک ضلع کی چٹھی

۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰

دیوبرت چودھری : کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰

کپور چند اور رام ناتھ وساتی

لوک سنگیت

۸-۳۰ گاندھی پرارتھنا

دوپہر

۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت

۱-۰۰ وندنگان

شام

۵-۳۰ یووا سنسار

'کیا ہمارے دانشور معاشرے سے کٹے ہوئے ہیں؟'

۶-۱۰ کشمیری لوک گیت

۶-۳۰ گرامین سنسار

۷-۳۰ روزگار سوچنائیں

۸-۰۰ کتابوں پر تبصرہ

۸-۳۰ سوہ گان

شملہ

۴۰۱-۹۴۳ میٹر ۷۰۰ کلو ہرٹز

صبح ۵-۴۵ سے ۷-۳۰ ، ۶۰۴۷ کلو ہرٹز

صبح ۷-۴۵ سے ۹-۳۰ اور ۹-۴۵ سے ۴-۴۵ ، ۵-۴۵ ، ۶۰۲۰ کلو ہرٹز

شام ۵-۰۰ سے ۶-۱۵ اور ۹-۰۰ سے رات ۱۲-۰۰ ، ۳۲۲۳ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵ اور ۲-۱۰ شام ۶-۰۵ رات ۸-۴۵ اور صرف ہفتہ ۱۰-۱۱

انگریزی صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ ، ۲-۰۰ رات ۹-۰۰ اور صرف ہفتہ ۱۱-۰۵

سنسکرت صبح ۷-۰۰ اردو صبح ۸-۵۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۶-۳۵ گیان وندو اور وندنا

۶-۵۵ کھیتی باڑی

۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۷-۳۰ ساماجکی

۷-۴۵ پہاڑی سنگیت

۹-۰۰ راجیہ کی چٹھی

۹-۳۰ اختتام

دوپہر

۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ

۱۲-۲۰ اختتام (سوائے اتوار)

۱-۱۰ فوجی بھائیوں کیلئے پروگرام

۲-۳۰ کھیتی چرچا اور موسم

۲-۳۰ سب رنگ

۳-۰۰ اختتام

شام

۵-۰۰ ہماچل پروگرام

لاہول سپتی (اتوار، منگل، جمعہ)

کنری پروگرام (پیر، جمعرات)

چمبا یانگی پروگرام (بدھ، ہفتہ)

۵-۳۰ کلوی پروگرام (اتوار، بدھ)

مہاسوی پروگرام (پیر، جمعہ)

سرموری پروگرام (منگل، ہفتہ)

چنومنو (جمعرات)

۶-۰۰ ضلع کی چٹھی / پہاڑی دھن

۶-۱۵ کانگڑی پروگرام (اتوار، جمعرات)

منڈیالی پروگرام (پیر، جمعہ)

بلاسپوری پروگرام (منگل، ہفتہ)

خواتین کیلئے (بدھ)

۶-۱۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ

۶-۴۵ علاقائی خبریں

۷-۰۵ کرشی جگت

۷-۳۵ گرامین یووکوں کیلئے

۸-۰۰ دھارا رے گیت

۱۰-۳۰ اختتام

(بجز منگل ہفتہ کو ۱۱-۰۵ بجے)

جمعرات ۱۶ جولائی

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۷-۳۰ دیش گان

۸-۲۰ پنجابی گیت

۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر : بات چیت

شام

۶-۰۰ اس ماس کا گیت

۶-۱۵ کانگڑی پروگرام

۸-۱۵ غزلیں

۸-۲۵ بھگتی سنگیت

۹-۱۵ آیکاپتر ملا

۹-۳۰ نیشنل پروگرام آف اسپورٹس

۱۰-۰۰ ہندی بات چیت

۹-۱۵ ایک فلم سے 'میرے غریب نواز'

۹-۳۰ اٹ پٹے سوال

چٹ پٹے جواب

جمعہ ۱۷ جولائی

صبح

۷-۱۰ پرارتھنا سبھا

۷-۳۰ ترنگ، کویتا پاٹھ

۸-۲۰، رات ۸-۲۵

سگم سنگیت

۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی

۹-۰۵ محفل

رات

۸-۱۵ سماچار درشن

۹-۱۵ لوک تنتر کی بڑی کلپنا

تقریر از کامیشور پنڈت

۹-۳۰ ہندی ڈرامہ

۱۰-۰۰ من بھاون

پرانی فلموں سے فرمائشی گیت

ہفتہ ۱۸ جولائی

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۷-۳۰ گیت

۸-۲۰ سیاحوں کیلئے

۸-۳۰ شاستریہ سنگیت

۹-۰۵ رس دھارا

شام

۷-۳۵ گیت

۸-۱۵ سگم سنگیت

۸-۲۵ فلم موسیقی

۹-۱۵ ہیم درشن

علاقائی ریڈیو نیوز ریل

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ۱۹ جولائی

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰ آپکی چٹھی آپکی فرمائش

۹-۰۵ پہاڑی دھن

۹-۱۵ ان دنوں

انٹرویو پر مبنی پروگرام

۹-۳۰ ساز اور آواز

۹-۴۵ وگیان اور جیون

۱۰-۰۰ یوواوانی

۱۱-۰۰ ہندی ڈرامہ

دوپہر

۱۲-۰۰ شیل شیکھر

پیش کش، کیشو سواہی

۱۲-۳۰ بال گوپال

۳-۰۰ خواتین کیلئے

شام

۷-۳۵ خاندان کی بہبودی کا پروگرام

۸-۱۵ سماچار درشن

۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی

۹-۱۵ قانون اور دیکی

جے پی گپتا سے بات چیت

پیر ۲۰ جولائی

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۷-۳۰ جیون جیوتی

۷-۵۵ سمے کی بات

۹-۰۵ بھولے بسرے گیت

شام

۶-۰۰ منڈیالی پروگرام

۶-۱۵ ضلع کی چٹھی

۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس

۸-۲۵ خاندان کی بہبودی کا پروگرام

۸-۳۰ دیش گان

۹-۱۵ جگیاسا

۹-۳۰ ہندی بات چیت

۹-۴۵ سگم سنگیت

۱۰-۰۰ کلاسیکی موسیقی

منگل ۲۱ جولائی

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۷-۳۰ سنگیت

۷-۵۵ سمے کی بات

۸-۲۰، رات ۸-۱۵، ۹-۴۵

سگم سنگیت

۸-۳۵ علاقائی سنگیت

۹-۰۵ چنکا

شام

۸-۲۵ سبھ رس

۸-۳۵ وادیہ ورند

۹-۱۵ ہماری وکاس یاترا

۹-۳۰ ہندی میں بات چیت

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۲ جولائی

صبح

۷-۱۰ کرناٹک سنگیت

۷-۳۰ ٹھمری، دادرا

۸-۳۵ سنسکرت کویتا پاٹھ

۹-۰۵ ایک فلم کے گیت

شام

۶-۱۵ دیہی خواتین کیلئے

۸-۱۵ سماچار درشن

۸-۲۵ سگم سنگیت

۹-۱۵ ہماچل ڈائری

۹-۲۵ چرچا کا وشیہ ہے

۱۰-۰۰ آپ کے انورودھ پر

نئی فلموں سے فرمائشی گیت

جمعرات ۲۳ جولائی

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۷-۳۰ دیش گان

۸-۲۰ پنجابی گیت

۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر : بات چیت

۹-۰۵ ایک کلاکار

شام

۶-۰۰ اس ماس کا گیت

۸-۱۵ غزلیں

۸-۲۵ بھگتی سنگیت

۹-۱۵ آپ کا پتر ملا

جمعہ ۲۴ جولائی

صبح

۷-۱۰ پرارتھنا سبھا

۷-۳۰ ترنگ، کویتا پاٹھ

۸-۲۰ سگم سنگیت

۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی

۹-۰۵ محفل

شام

۸-۱۵ سماچار درشن

۸-۲۵ سگم سنگیت

۹-۱۵ لوک تنتر کی بڑی کلپنا، سلسلہ تقاریر

'گاندھی جی کی'

تقریر از پرکاش اوستھی

۹-۳۰ ہندی ڈرامہ

۱۰-۰۰ من بھاون

پرانی فلموں سے فرمائشی گیت

ہفتہ ۲۵ جولائی

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۷-۳۰ گیت

۸-۲۰ دیش گان

۸-۳۰ انگریزی سبق

۹-۰۵ رس دھارا

شام

۶-۰۰ ضلع کی چٹھی

۷-۰۵ طلبا کیلئے

۸-۱۵ سگم سنگیت

۸-۲۵ فلمی موسیقی

۸-۳۵ وادیہ ورند

۹-۱۵ ہیم درشن

علاقائی ریڈیو نیوز ریل

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ۲۶ جولائی

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۸-۳۰ اس ماس کا گیت

۸-۴۰ آپ کی چٹھی آپ کی فرمائش

۹-۰۵ پہاڑی دھن

۹-۱۵ ان دنوں

انٹرویو پر مبنی پروگرام

۹-۳۰ ساز اور آواز

۹-۴۵ وگیان اور جیون

۱۱-۰۰ ہندی ڈرامہ

دوپہر

۱۲-۰۰ بات چیت

۱۲-۳۰ بال گوپال

۳-۰۰ خواتین کیلئے

شام

۷-۳۰ طلبا کیلئے پروگرام

۸-۱۵ سماچار درشن

۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی

۹-۱۵ جھلکی

۹-۳۰ گیت پہاڑاں رے

فرمائشی پہاڑی گیتوں کا ہفتہ وار پروگرام

پیر ۲۷ جولائی

صبح

۷-۱۰، اطلاعات ۰۰-۱۰
کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۳۵ ساہتیہ ویلا : ادبی پروگرام
کلام : کے کے قدوائی تاز
۹-۰۵ بھولے بسرے گیت

شام

۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس
۸-۲۵ خاندان کی بہبودی کا پروگرام
۸-۳۰ دیش گان
۹-۱۵ انگریزی تقریر
۹-۳۰ ہندی بات چیت
۹-۴۵ سگم سنگیت

منگل ۲۸ جولائی

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ سگم سنگیت
۸-۳۰ علاقائی سنگیت
۹-۰۵ چٹکلا

شام

۶-۰۰ ساماتک چرچا
۸-۱۵ سگم سنگیت
۸-۲۵ سب رس
۹-۱۵ خاندان کی بہبودی کا پروگرام
۹-۳۰ سگم سنگیت
۹-۴۵ ہندی بات چیت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۹ جولائی

صبح

۷-۱۰ کرناٹک سنگیت
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ ٹھمری، دادرا
۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۰۵ ایک فلم کے گیت

۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۶-۱۵ دیہی خواتین کیلئے
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۱۵ ہماچل ڈائری
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ آپکے انورودھ پر
نئی فلموں سے فرمائشی گیت

جمعرات ۳۰ جولائی

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ دیش گان
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر : بات چیت
۹-۰۵ ایک کلاکار

شام

۶-۰۰ اس ماس کا گیت
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ بھگتی سنگیت
۹-۱۵ آپ کا پسترلا

جمعہ ۳۱ جولائی

صبح

۷-۱۰ پیار تھنا سبھا
۷-۴۰ ترنگ
کویتا پاٹھ
۸-۲۰ سگم سنگیت
۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۰۵ محفل

شام

۶-۰۰ ساماتک چرچا
۶-۱۵ منڈیالی پروگرام
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سگم سنگیت
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۵ ہندی بات چیت
۹-۰۰ ہندی ڈرامہ
۱۰-۰۰ من بھاون
پرانی فلموں سے فرمائشی گیت

آواز کی قیمت

فی کاپی ــــ ۵۰ پیسے سالانہ ــــ ۱۰ روپے
دو سال ــــ ۱۸ روپے تین سال ــــ ۲۵ روپے

جے پور، اجمیر، بیکانیر، اودے پور، جودھپور

جے پور الف ۲/۲ ۲۰۳ میٹر ۱۴۷۶ کلو ہرٹز، اجمیر ۴۹۵/۵ میٹر ۶۰۳ کلو ہرٹز
جے پور ب ۳/۴ ۲۳۶ میٹر ۱۲۶۹ کلو ہرٹز، بیکانیر ۲۱۵ میٹر ۱۳۹۵ کلو ہرٹز
اودے پور ۶/۲۶۶ میٹر ۱۱۲۵ کلو ہرٹز، جودھپور ۵۴۴/۹ میٹر ۵۳۱ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵، ۱-۱۰، ۲-۴۵، ۲-۵۰، شام ۵-۰۰، ۵-۵، ۶-۰۰، ۷-۰۰، رات ۸-۴۵
(پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۱۱-۰۵ اپر)
انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰، دوپہر ۱۲-۰۰ (صرف اتوار) ۱-۰۰، ۲-۰۰ شام ۶-۰۰، رات ۹-۰۰
(پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۱۱-۰۰ اپر)
صوبائی خبریں (ہندی) صبح ۹-۰۵، شام ۷-۰۵ (راجستھانی) شام ۷-۱۵
سندھی میں خبریں: صبح ۸-۴۰، شام ۶-۱۵
سنسکرت میں خبریں: صبح ۷-۰۰، شام ۶-۱۰
ہندی میں سماچار پتر: صبح ۹-۰۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

۶-۳۰ منگل دھونی، وندے ماترم
۶-۳۵ وندنا
۷-۰۵ روپ ریکھا اور موسم
۷-۱۰ کرسان ری بات : بازار بھاؤ (روزانہ)
۷-۲۰ رامائن پاٹھ
۷-۳۰ ساماتیکی
۸-۵۰ رس دھارا (سوائے اتوار)
سور گنگا اتوار
۱۰-۱۵ اختتام (سوائے ہفتہ، اتوار)
(ہفتہ کو ۹-۵۰ اور اتوار ۱۰-۳۰
۱۱-۰۰)
۱-۵۰ کرشی لوک اور موسم (سوائے اتوار)
۳-۱۰ اختتام

شام

۵-۰۵ یو واوانی (نوجوانوں کے لیے پروگرام)
۶-۰۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ
۶-۲۵ ضلع کی چٹھی
۶-۳۰ کرشکوں کے لیے (کسانوں کے لیے پروگرام)
۱۰-۳۰ اختتام (بدھ، جمعرات، جمعہ)
۱۱-۱۰ اختتام (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار)

جمعرات ۱۶ جولائی

صبح

۶-۳۵ وندنا (روزانہ)
۷-۵۰ دیواوانی
سنسکرت تقریر از شانتی رنگا
۸-۳۰ سبدھ سنگیت
۹-۱۰، دوپہر ۱-۴۰
یوترا کماری : لوک گیت
۹-۲۰، شام ۶-۵۰
سگم سنگیت
ہیمنت کمار : ستار پردھن

دوپہر

۱-۱۰ میلا جگت

استھانی پتر - آشا بہن

شام

۵-۰۵ یو واوانی
۸-۰۰ کھلا آکاش
'یہ لاپرواہی، دکھ دائی' سلسلہ وار تقریر
'جنوں و کشملوں کے پرتی'
۹-۱۵ ساہتیہ چرچا
اجول بھوشیہ کیلئے پریوار نیوجن،
تقریر

جمعہ ۱۷ جولائی

صبح

۷-۳۰ شاستریہ سنگیت

آر ڈی۔ورما : ستار وادن
۹-۱۰ للیتابائی : لوک گیت
۹-۲۰ سگم سنگیت
دائم علی : غزلیں

دوپہر
۱-۳۰ اودارام : لوک سنگیت

شام
۵-۰۵ یوواوانی
۸-۰۰ کھلا آکاش
آپنے پوچھا تھا
۹-۳۰ 'انت میں' ناٹک
تحریر : پریم چند گوسوامی
۱۰-۳۰ 'گونجی تان ملہاروں کی' غنائیہ
تحریر : ہری رام آچاریہ

ہفتہ ۱۸ جولائی

صبح
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
رتن لال : پکھاوج وادن
۸-۲۰ کتھالوک (ہندی)
تحریر : یوگیندر یوگی
۸-۳۰، ۹-۱۰
چرنجی لال : لوک گیت

دوپہر
۱-۱۰ شاستریہ سنگیت
۱-۳۰ شونارائن ڈگا : لوک گیت
۱-۵۰ کرشی لوک۔ موسم

شام
۵-۰۵ یوواوانی
۶-۲۵ لوک دھن
۶-۳۰ بال گوپال۔ سہیلیاں ری باڑی
۷-۱۵ ضلع کی چٹھی
۷-۲۰ کرشکوں کیلئے
۸-۰۰ 'کہکشاں' اردو پروگرام
۹-۱۵ 'وکاس کی نئی دشائیں
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ۱۹ جولائی

صبح
۷-۳۰ رات ۱۰-۰۰
جی آر راجورکر : گائن
۸-۲۰ سوُرگنگا
۹-۱۵ 'مکل' بچوں کیلئے
(۱) اس ماس کا گیت
(۲) پرشن اتر پروگرام
پیشکردہ : پرکاش بھنڈاری
(۳) گیتی گاریہ 'کیوں دھا کرتی برسات'
تحریر : سریندر انچل
(۴) وشو کے مہان وگیانک' سلسلہ تقاریر
'کیونہار، جس نے سوکشم جگت سے
پرچیہ کرایا'
تحریر : ڈی ڈی کے اروڑہ
(۵) بال کلاکار
۱۰-۰۰ سندھی پروگرام
'بارو دجی راکیا'
مدن شرما کے مول ہندی ناٹک کا سندھی
عکس۔
ترجمہ وہدایت : موہن مہرچندانی

دوپہر
۱۲-۳۰ 'مرتیولوک میں اندر' جھلکی
تحریر : سدھا جوہری
۲-۲۰ 'دواری لال' سلسلہ وار فیچر
از : چندانی لال

۵-۰۵ یوواوانی
۷-۲۰ کرشکوں کیلئے
۸-۰۰ انگریزی تقریر

پیر ۲۰ جولائی

صبح
۷-۳۰، شام ۶-۳۰
شاستریہ سنگیت
مانک بائی : خیال
۸-۲۰ گوری دیوی : لوک گیت
۹-۱۰ شیوارام : لوک گیت
۹-۲۰، شام ۶-۴۵
افروز بانو : غزلیں

دوپہر
۱-۳۰ فضلو خاں : لوک گیت

شام
۵-۰۵ یوواوانی
۷-۲۰ کرشکوں کیلئے
۸-۰۰ کھلا آکاش
وچتر جل جنتو ہپوکیمپس
تقریر از اشوک دوبے
۹-۲۵ گیت

منگل ۲۱ جولائی

صبح ۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
۸-۳۰ رس دھارا
۹-۱۰ نارائن لال : لوک گیت
۹-۲۰ سگم سنگیت

دوپہر
۱-۳۰، شام ۶-۳۵
میناچودھری اور ساتھی : لوک سنگیت

شام
۵-۰۵ یوواوانی
۶-۲۵ 'کھیت اور گھر' تقریر
۷-۱۵ ضلع کی چٹھی
۸-۰۰ کھلا آکاش
انیکتا کی مالا میں ایکتا کے موتی 'میرا'
از بی ایم شیخ
۸-۱۵ ہندی تقریر
۹-۳۰ سندھی پروگرام
تنہاجی فرمائش

بدھ ۲۲ جولائی

صبح
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
۸-۲۰ پریمل
ہندی کاویہ پاٹھ از ڈاکٹر سنگھ نیراج
۸-۳۰ سگم سنگیت
۹-۱۰ سموہ گان لوک گیت

دوپہر
۱-۳۰ بھنور میتارام : لوک سنگیت

شام
۵-۰۵ یوواوانی
نئی عمر کی نئی ترنگ ، اسٹوری
۶-۳۰ سندھی پروگرام
سندھی سنت کوی کریم شاہ
تقریر از ڈاکٹر موتی لال جوتوانی
متھن کلوانی : سگم ولوک سنگیت
۷-۳۰ کرشکوں کیلئے
۸-۰۰ کھلا آکاش
مرو ستھل کا جن جیون اور کھان پان
تقریر از راج چترویدی
۹-۳۰ 'رستے ناسور' ناٹک
تحریر : کلیم الدین تجلی عثمانی
پیشکش : سکھدیو کپور
۱۰-۳۰ پربھودیال ڈانگی : لوک گیت

جمعرات ۲۳ جولائی

صبح ۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
۸-۳۰ سبدھ سنگیت
۹-۱۰، دوپہر ۱-۳۰
جیون لال نیپالیہ : لوک گیت

دوپہر
۱-۱۰ مہیلا جگت
'پرسو کے بعد ہونے والی بیماریاں'
انٹرویو از آمنہ سوگانی

شام
۵-۰۵ یوواوانی
۶-۲۵ لوک دھارا
۷-۱۵ ضلع کی چٹھی
۸-۰۰ کھلا آکاش
'تلک کی نیتر توشمتا'
تقریر از ایس سی سگانی
۹-۱۵ سواستھیہ چرچا
اپچار سے بچاؤ بہتر ہے 'دانت کے روگ'
انٹرویو
۹-۳۰ 'اگنی چکر' ناٹک
سی ایل جی کے مول ملیالم ناٹک کا
ہندی عکس

جمعہ ۲۴ جولائی

صبح
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
۸-۳۰، ۹-۲۰
سگم سنگیت
۹-۱۰، دوپہر ۱-۳۰
رضیہ بانو - لوک سنگیت

دوپہر
۱-۵۰ کرشی لوک - موسم

شام
۵-۰۵ یوواوانی
۶-۳۵، رات ۱۰-۰۰
شاستریہ سنگیت
۶-۴۵ سگم سنگیت
۷-۱۵ ضلع کی چٹھی
۸-۰۰ کھلا آکاش
آپنے پوچھا تھا
۹-۱۵ ملے جلے گانے

ہفتہ ۲۵ جولائی

صبح
۷-۳۰، دوپہر ۱-۱۰
شاستریہ سنگیت

۸-۲۰ منتھن
'فلموں میں سکس اور ہنسا' دوشی کون'
پیشکش : وجے وکشت
۸-۳۰، ۱۰-۹
بنو بیگم ، لوک گیت
۹-۲۰ سگم سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ شاستریہ سنگیت
۱-۳۰ سکھ دیند و ساتھی ، لوک گیت

شام
۵-۰۵ یووا وانی
۶-۳۰ بال گوپال ، سہیلیاں ری باڑی
(۱) استھانی یترا
(۲) ڈاکٹر بہن سے بھینٹ
۷-۱۵ ضلع کی چٹھی
۷-۲۰ کرشکوں کیلئے
۸-۰۰ 'کہکشاں' اردو پروگرام
۹-۰۵ وکاس کی نئی دشائیں

اتوار ۲۶ر جولائی

صبح
۷-۱۰ دیش بھگتی گان
۸-۲۰ سورگنگا
۹-۱۵ 'مکل' بچوں کیلئے
۱۰-۰۰ سندھی پروگرام

دوپہر
۱۲-۰۰ مہیلا جگت
عورتوں کیلئے پروگرام
۱۲-۳۰ 'گنی استاد' جے سنگھ راٹھور
۲-۲۰ اپنی چھایا اپنا درپن
'چھوٹے پریوار کیلئے صلاح لیں اور دیں'
فیچر اور گانے

شام
۵-۰۵ یووا وانی
۶-۲۵ راجستھانی گیتوں کا فرمائشی پروگرام
۷-۲۰ کرشکوں کیلئے
۸-۰۰ 'اے ڈیکیڈ ان انڈین سائنس'
انگریزی تقریر از ڈاکٹر آر سی بنرجی
۹-۱۵ خط ملا

پیر ۲۷ر جولائی

صبح
۷-۱۰ کرساں ری بات - موسم
۸-۲۰ چھوٹی بالو ، لوک گیت
۸-۳۰، شام ۶-۴۵
سگم سنگیت
۹-۱۰ کرشنا کماری ، لوک گیت

دوپہر
۱-۲۰ کلیان اور ساتھی ، لوک گیت
۱-۵۰ کرشی لوک اور موسم

شام
۵-۰۵ یووا وانی
۶-۲۵ لوک دھن
۷-۱۵ ضلع کی چٹھی
۷-۲۰ کرشکوں کیلئے
۸-۰۰ کھلا آکاش
سشما ہانڈا
۹-۲۵ گیت

منگل ۲۸ر جولائی

صبح
۷-۱۰ کرساں ری بات - موسم
۸-۲۰ راجستھلی
۹-۱۰ ، دوپہر ۱-۴۰
کشوری دیوی : لوک گیت

دوپہر
۱-۵۰ کرشی لوک

شام
۵-۰۵ 'کھیتی اور گھر' تقریر
۶-۲۵ سرسوتی دیوی : لوک سنگیت
۷-۱۵ ضلع کی چٹھی
۷-۲۰ کرشکوں کیلئے
۸-۰۰ کھلا آکاش
'انیکتا کی مالا میں ایکتا کے موتی' کاشمیر
تقریر از کماری نشی ماتھر
۹-۲۰ سندھی پروگرام
آکھی چھوٹی لی
کلام

بدھ ۲۹ر جولائی

صبح
۷-۱۰ کرساں ری بات - موسم
۸-۲۰ ہندی کویتا پاٹھ
۸-۳۰ سگم سنگیت
۹-۱۰ فتح کماری ویاس : لوک گیت

دوپہر
۱-۱۰ شاستریہ سنگیت
۱-۳۰ بھگوان سہائے سین اور ساتھی
لوک سنگیت
۱-۵۰ کرشی لوک اور موسم

شام
۵-۰۵ یووا وانی
نئی عمر کی نئی ترنگ
۶-۳۰ سندھی پروگرام
۷-۱۵ ضلع کی چٹھی
۷-۲۰ کرشکوں کیلئے
۸-۰۰ کھلا آکاش
۹-۳۰ 'تراشے ہوئے پتھر' ناٹک
تحریر : میگھ راج مکل
ہدایت : ایس ایس کپور
۱۰-۳۰ گوپال لال ڈرامہ پارٹی
لوک گیت

جمعرات ۳۰ر جولائی

صبح
۷-۲۰ رامائن پاٹھ
۸-۳۰ سگم سنگیت
۹-۱۰ فتح کماری ویاس : لوک گیت

دوپہر
۱-۳۰ بھگوان سہائے سین اور ساتھی
لوک سنگیت
۱-۵۰ کرشی لوک - موسم

شام
۵-۰۵ یووا وانی
نئی عمر کی نئی ترنگ
۶-۲۵ لوک دھن
۶-۳۰ سندھی پروگرام
۷-۱۵ ضلع کی چٹھی
۷-۲۰ کرشکوں کیلئے
۸-۰۰ کھلا آکاش
۹-۳۰ ناٹک
۱۰-۳۰ گوپال لال ڈرامہ پارٹی
لوک گیت

جمعہ ۳۱ر جولائی

صبح
۷-۱۰ کرساں ری بات
۷-۵۰ دیووانی
۸-۲۰ 'آنکھوں کی حفاظت کا پروگرام'
ہندی تقریر
۹-۱۰ اے آر شاستری ، لوک گیت
۹-۲۰ سگم سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ چترپٹ سنگیت
۱-۱۰ مہیلا جگت
۱-۴۰ لوک گیت
۱-۵۰ کرشی لوک - موسم

شام
۵-۰۵ یووا وانی
۶-۲۵ لوک دھن
۷-۲۰ کرشکوں کیلئے
۸-۰۰ کھلا آکاش
'تندرستی اور اچھی تندرستی کے فائدے'
تقریر از ایس سی گپتا
۹-۱۵ سواستھ چرچا
'پریوار کے ساگر وکاس کیلئے پریوار نیوجن'
بات چیت
۹-۳۰ ہندی کوی گوشٹھی
شرکا :-
سدھا گپتا، ششی کانت
ہریش بادامی، اور وجیندر وغیرہ

قارون کا خزانہ، شداد کی آرائش، فرعون کا دبدبہ، نمرود کی حکومت، ضحاک کا استبداد، بخت نصر کی شوکت، افلاطون اور ارسطو کا فلسفہ، لقمان کی حکمت دنیا پر اپنے اثرات باقی نہ رکھ سکی بلکہ خود انھیں سلطنت نہ رکھ سکی تو پھر کیوں کر تسلیم کر لیا جائے کہ آج کی ایٹمی طاقت، صنعتی عروج اور سائنسی ارتقاء دنیا کو آدمیت کی راہ دکھا سکے گی۔ زمانہ حوادثات کی زد سے محفوظ رہ سکے گا ——— اس عالم ناپائیدار پر بھروسہ کر کے بہتوں کو رونا پڑا ہے اور اپنے علم و تحقیق پر اعتماد کر کے کتنوں کو کف افسوس ملنا پڑا ہے۔

تحریر :- سید رکن الدین اصدق (پٹنہ نشر)

پٹنہ، بھاگلپور، دربھنگہ

پٹنہ : ۴۸۳۱۹۱ میٹر، ۶۲۱ کلوہرٹز
بھاگلپور : ۲۰۵۱۷ میٹر، ۱۴۵۸ کلوہرٹز
دربھنگہ : ۲۳۱۱۳ میٹر، ۱۲۹۶ کلوہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں : صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، شام ۵-۰۵، ۶-۰۰، رات ۸-۴۵ (۵-۰۰-۱۱ صرف ہفتے کو)

اردو میں خبریں : صبح ۸-۵۰، رات ۹-۱۵

انگریزی میں خبریں : صبح ۸-۱۰، دوپہر ۱-۰۰، رات ۹-۰۰ (۱۱-۰۰ صرف ہفتہ کو)

اردو پروگرام روزانہ صبح ۸-۳۵ سے ۹-۴۵ تک

جمعرات ۱۶ جولائی

صبح

۶-۰۵ کرشی چرچا (روزانہ)
۶-۱۰ وندنا (روزانہ)
۶-۳۵ مانس گان (روزانہ)
۷-۰۵ پینر بخش : شاستریہ سنگیت
۸-۲۰، شام ۶-۱۵
سنت لال : سگم سنگیت

۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۳۰ لوک گیت
۱-۴۵ اندردھنش

شام

۵-۳۰ بھارتی : میتھلی پروگرام
۷-۴۵ وشوودیالیہ پرسارن
۹-۳۰ 'ملوکما ربھوج' ناٹک
تحریر : رام کمار ورما

جمعہ ۱۷ جولائی

صبح

۷-۰۵، رات ۱۰-۰۰
سیارام تیواری، رام جی اپادھیائے
شاستریہ سنگیت
۸-۲۰ روپالیلا : سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۵ منوج گوہا : گٹار
۱-۳۰ لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ بھارتی : بھوجپوری پروگرام
۶-۱۵ 'گھر پریوار' سلسلہ وار فیچر
۷-۴۵ ہندی تقریر
۸-۰۰ سُر بھارتی : سنسکرت پروگرام

ہفتہ ۱۸ جولائی

صبح

۷-۰۵ شاستریہ سنگیت
ایل این کپور : ستار
۸-۲۰ کنک مکرجی : سگم سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۳۰ لوک گیت
۱-۴۵ اندردھنش : ڈاکٹر شنکر پرشاد

شام

۵-۳۰ مگدھی : مگھی پروگرام
۶-۱۵ درپن
۸-۰۰ ہندی تقریر
۸-۳۰ سامایک وارتا

اتوار ۱۹ جولائی

صبح

۷-۰۵ بسوراج راجگرو : شاستریہ سنگیت
۸-۲۰، شام ۶-۱۵
کلیان رانے : سگم سنگیت
۹-۱۵ بال منڈلی

دوپہر

۱-۱۵ آپ کی پسند

شام

۵-۳۰ بھارتی : میتھلی پروگرام
۷-۴۵ ہندی میں پرسن
۸-۰۰ 'نویدن ہے' خطوں کے جواب
۸-۳۰ ہندی تقریر

پیر ۲۰ جولائی

صبح

۷-۰۵، رات ۱۰-۰۰
بہادر خاں : شاستریہ سنگیت
۸-۲۰، شام ۶-۱۵
مرنالنی سنگھ : سگم سنگیت

دوپہر

۱-۳۰ لوک گیت
۱-۴۵ اندردھنش : ڈاکٹر شنکر پرساد

شام

۵-۳۰ بھارتی : بھوجپوری پروگرام
۷-۴۵ ہندی تقریر
۸-۳۰ لوک گیت

منگل ۲۱ جولائی

صبح

۷-۰۵ شاستریہ سنگیت
ساہتیہ کمار نابر، وجے کمار
۸-۲۰، شام ۶-۱۵
سگم سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۳۰ لوک گیت
۱-۴۵ اندردھنش : ڈاکٹر شنکر پرشاد

شام

۵-۳۰ مگدھی : مگھی پروگرام
۷-۴۵ وشوودیالیہ پرسارن
۸-۰۰ نئی رچنائیں
۹-۳۰ 'جنم جنم پہچانی' ناٹک
تحریر : ہری ہتہ

بدھ ۲۲ جولائی

صبح

۷-۰۵، رات ۱۰-۰۰
شاستریہ سنگیت
ذاکر حسین :
۸-۲۰، شام ۶-۱۵
نوتن سہانے : سگم سنگیت

دوپہر

۱-۳۰ لوک گیت
۱-۴۵ اندردھنش : ڈاکٹر شنکر پرشاد

شام

۵-۳۰ شیش محل
۸-۰۰ 'پراگ'
ہندی میں ادبی پروگرام
۸-۳۰ بھولے بسرے گیت
۹-۳۰ آپ کی پسند

جمعرات ۲۳ جولائی

صبح

۷-۰۵ پورنیما چودھری
شاستریہ سنگیت
۸-۲۰، شام ۶-۱۵
سریش کمار مشرا
شاستریہ سنگیت

دوپہر

۱-۳۰ لوک گیت
۱-۴۵ اندردھنش : ڈاکٹر شنکر پرشاد

شام

۵-۳۰ 'بھارتی' میتھلی پروگرام
۷-۴۵ وشوودیالیہ پرسارن
۸-۰۰ نئی دشائیں
۸-۳۰ لوک گیت

جمعہ ۲۴ جولائی

صبح

۷-۰۵، رات ۱۰-۰۰
ایس پی جیوال : گائن
گودھول پرساد : طبلہ
۸-۲۰ پریتی ساگر : سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۵ سمرجیت چوہدری : گٹار
۱-۳۰ لوک گیت
۱-۴۵ اندردھنش : ڈاکٹر شنکر پرشاد

شام

۵-۳۰ آرتی : بھوجپوری پروگرام
۶-۱۵ 'گھر پریوار' سلسلہ وار فیچر
۷-۴۵ ہندی تقریر
۹-۳۰ پانی میں بھی من پیاسا، ناٹک
تحریر : رادھاکرشن پرساد

ہفتہ ۲۵ جولائی

صبح

۷-۰۵ نندو جی : شاستریہ سنگیت

۸-۲۰ روپالمکرجی ، سگم سنگیت

دوپہر

۱-۳۰ لوک گیت

۱-۴۵ اندر دھنش ، ڈاکٹر شنکر پرشاد

شام

۵-۳۰ ماگدھی

۶-۱۵ درپن

۸-۰۰ ہندی تقریر

۸-۳۰ سامائیک وارتا

اتوار ۲۶ جولائی

صبح

۵-۰۰ ، ۷ ایم بی شولاپورکر ، بی پی دیولنکار
شاستریہ سنگیت

۸-۲۰ ، شام ۶-۱۵
رماسین ، سگم سنگیت

۱۲-۰۰ 'ایک ضدی لڑکا' ناٹک

۱-۱۵ آپکی پسند

شام

۵-۳۰ بھارتی ، میتھلی پروگرام

۷-۴۰ 'صاحب کی داڑھی' مذاحیہ جھلکی
تحریر ، شیل کمار چودھری

۸-۰۰ نویدن ہے

۸-۳۰ ہندی تقریر

۱۰-۰۰ لوک سنگیت

پیر ۲۷ جولائی

صبح

۵-۰۰ ، ۷ ، رات ۱۰-۰۰
جیوتربن پاٹھک ، للن پرساد
شاستریہ سنگیت

۸-۲۰ ، شام ۶-۱۵
انعام الدین خاں ، سگم سنگیت

دوپہر

۱-۳۰ لوک گیت

۱-۴۵ اندر دھنش ، ڈاکٹر شنکر پرشاد

شام

۵-۳۰ آرتی ، بھوجپوری گیت

۷-۴۵ ہندی تقریر

۸-۳۰ لوک گیت

۹-۴۵ رویند ر سنگیت

منگل ۲۸ جولائی

صبح

۵-۰۰ ، ۷ مترپہ سانیال ، خیال

۸-۲۰ شام ۶-۱۵
مادھوری بھٹاچاریہ ، سگم سنگیت

دوپہر

۱-۳۰ لوک گیت

۱-۴۵ اندر دھنش ، ڈاکٹر شنکر پرشاد

شام

۵-۳۰ ماگدھی ، مگھی پروگرام

۷-۴۵ وشوودیالیہ پرسارن

۹-۳۰ 'یہ پگڈنڈی میری پہچانی' ناٹک
تحریر ، جنار دن رائے

بدھ ۲۹ جولائی

صبح

۵-۰۰ ، ۷ ، رات ۱۰-۰۰
شاستریہ سنگیت
دیونارائن جھا ، سرود

۸-۲۰ ، شام ۶-۱۵
نمیتا بنرجی ، سگم سنگیت

دوپہر

۱-۳۰ لوک گیت

۱-۴۵ اندر دھنش ، ڈاکٹر شنکر پرشاد

شام

۵-۳۰ شیش محل

۸-۰۰ پراگ
ہندی میں ادبی پروگرام

۸-۳۰ بھولے بسرے گیت

جمعرات ۳۰ جولائی

صبح

۵-۰۰ ، ۷ ، شاستریہ سنگیت
ہری پدچودھری ، بانسری

۸-۲۰ ، شام ۶-۴۵
نندلال سنگھ ، سگم سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ناری جگت

۱-۳۰ لوک گیت

۱-۴۵ اندر دھنش ، ڈاکٹر شنکر پرساد

شام

۵-۳۰ بھارتی ، میتھلی پروگرام

۷-۴۵ وشوودیالیہ پرسارن

۸-۰۰ نئی دشائیں

۹-۳۰ 'سرائے کے باہر' ناٹک

تحریر : کرشن چندر

جمعہ ۳۱ جولائی

صبح

۵-۰۰ ، ۷ رات ۱۰-۰۰
بدھ دتیہ مکرجی : ستار وادن

۸-۲۰ ہیش چندر ، سگم سنگیت

دوپہر

۱-۳۰ لوک گیت

۱-۴۵ اندر دھنش ، ڈاکٹر شنکر پرساد

شام

۵-۳۰ آرتی ، بھوجپوری پروگرام

۷-۴۵ ہندی تقریر

۸-۳۰ فلمی نغمے

اورنگ آباد، پربھنی

اورنگ آباد	۱۹۶.۲	۱۵۲۱ کلوہرٹز
پربھنی	۲۲۹.۵	۱۳۰۵ کلوہرٹز

خبریں

ہندی ۸-۰۰ صبح ۶-۰۵ شام ۸-۴۵ رات

مراٹھی (علاقائی خبریں) ۵-۰۰ صبح پونہ ۷-۰۰ بجے شام (بمبئی) دوپہر ۲-۰۰ تا ۲-۰۵ (اورنگ آباد سے)

مراٹھی (مرکزی خبریں) ۸-۳۰ صبح ۱-۳۰ دوپہر ۸-۰۵ رات

انگریزی ۸-۱۰ صبح ۸-۰۰ رات ۹-۰۰ بجے رات اردو ۱-۰۵ دوپہر ۹-۱۵ رات

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۶-۳۰ وندے ماترم

۶-۳۵ امرت دھارا

۶-۴۰ پروگرام کا خلاصہ (بزبان مراٹھی)

۶-۴۵ کسانوں کے لئے پروگرام

۶-۵۰ سورانجلی

۷-۲۵ ضلع کی چٹھی

۹-۰۵ اختتام

شام

۵-۳۰ یووا وانی (نوجوانوں کے لئے پروگرام)

۵-۵۰ پریس کی رائے

۵-۵۵ روزگار سماچار

۶-۰۰ مقامی اعلانات

۶-۱۰ پروگرام کی تفصیل (بزبان مراٹھی)

۶-۳۰ کسانوں کے لئے پروگرام (بزبان مراٹھی)

۷-۳ آپکے گھر آپکے شیوار

۹-۳۰ دھوگندہ ۱۰-۳۰ اختتام

جمعرات ۱۶ جولائی

صبح

۷-۳۰ سب رنگ ، اردو پروگرام
(روزانہ)

دوپہر

۱۲-۳۰ فلمی گانے

رات

۱۰-۰۰ روشن آرا بیگم ، خیال شیام کلی

جمعہ ۱۷ جولائی

صبح

۷-۱۵ گاندھی وندنا

۱۲-۳۰ فلمی گانے

۱-۳۰ سردار خاں ، بانسری

ہفتہ ۱۸ جولائی

دوپہر

۱۲-۳۰ رنگ محفل

شام

۶-۱۵ پنجابی لوک گیت

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی

اتوار ۱۹ جولائی

صبح

۷-۱۵ فیاض احمد ، نیاز احمد

خیال

۸-۳۰ بھاؤگیت
۹-۰۵ بچوں کیلئے مراٹھی میں پروگرام
۹-۳۰ ہندی پروگرام

دوپہر
۱۲-۳۰ ناٹیہ سنگیت
۱-۰۰ بھگتی منڈل
۱-۳۰ سموہ گان

شام
۵-۳۰ یوواوانی
۶-۱۵ کیرتن
۷-۱۵ آمچے گھر آمچے شیوار
۸-۱۵ سپریم نمسکار
۸-۳۰ مدھوگندھ
۹-۳۰ آپ کی اوڑھ
۱۰-۰۰ فیاض احمد، نیاز احمد : خیال

پیر ۲۰ جولائی

صبح
۷-۱۵ امجد علی خاں : سرود
۸-۳۰ سگم سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ فلمی گانے
۱-۰۰ امجد علی خاں : سرود

شام
۶-۱۵ لوک سنگیت
۶-۳۰ دیہاتی بھائیوں کیلئے پروگرام
۷-۱۰ بازار بھاؤ
۸-۱۵ مراٹھی تقریر
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ہندی تقریر
۱۰-۰۰ یشونت شیوسگر : خیال

منگل ۲۱ جولائی

صبح
۸-۳۰ اننت ڈالے اور پرکاش
ناٹیہ سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ مشر سنگیت
۱-۰۰ رمیش تاگڑے : وائلن
۱-۳۰ سگم سنگیت، تنامنگیکر

شام
۶-۱۵ لوک سنگیت
۹-۳۰ مراٹھی میں تقریر
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۲ جولائی

صبح
۷-۱۵ ششی موہن بھٹ : ستار
۸-۳۰ فیاض احمد خاں اور یشونت راؤ
ٹھمری، دادرا

دوپہر
۱۲-۳۰ مراٹھی فلمی گیت
۱-۰۰ ششی موہن بھٹ : ستار
۱-۳۰ یگل گان

شام
۶-۱۵ لوک سنگیت
۸-۱۵ انگریزی تقریر
۹-۳۰ مباحثہ
۱۰-۰۰ مراٹھی گیتوں کا فرمائشی پروگرام

جمعرات ۲۳ جولائی

صبح
۷-۱۵ رام مراٹھے : سبھ سنگیت
۸-۳۰ ہری پرساد چورسیہ
بانسری پر راگ گجری توڑی

دوپہر
۱۲-۳۰ فلمی گانے
۱-۰۰ پنڈت جسراج : خیال
۱-۳۰ وادیہ لہری

شام
۶-۱۵ لوک سنگیت
۷-۳۰ آمچے گھر آمچے شیوار
۸-۱۵ دھونی چتر
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : اسپورٹس میگزین

جمعہ ۲۴ جولائی

صبح
۷-۱۵ گاندھی وندنا
۱۲-۳۰ مراٹھی فلمی گانے
۱-۳۰ سگم سنگیت

شام
۵-۳۰ یوواوانی
۶-۳۰ کامگار جگت
۸-۱۵ مراٹھی تقریر
۹-۳۰ ڈرامہ (مراٹھی)

ہفتہ ۲۵ جولائی

صبح
۸-۳۰ سورشیلپ

دوپہر
۱۲-۳۰ عبدالرب چاؤش : قوالی
۱-۳۰ بھیم سین جوشی : ابھنگ وانی

شام
۶-۱۵ مدھیہ پردیش کے لوک گیت
۷-۱۰ بازار بھاؤ
۸-۱۵ اوپن ہاؤس - وجے دیوان
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ۲۶ جولائی

صبح
۷-۱۵ خیال
۸-۳۰ بھاؤگیت
۹-۰۵ بال سبھا

دوپہر
۱۲-۳۰ ناٹیہ سنگیت

شام
۵-۳۰ یوواوانی
۷-۳۰ آمچے گھر آمچے شیور
۱۰-۰۰ راگ رنگ

پیر ۲۷ جولائی

صبح
۷-۱۵ خیال
۹-۴۵ اسکول براڈکاسٹ

دوپہر
۱۲-۳۰ فلمی گانے

شام
۶-۱۵ لوک سنگیت
۷-۱۰ بازار بھاؤ
۱۰-۰۰ خیال

منگل ۲۸ جولائی

صبح
۹-۴۵ اسکول براڈکاسٹ

دوپہر
۱۲-۳۰ سنگیت
۳-۳۰ اسکول براڈکاسٹ

شام
۶-۱۵ لوک سنگیت

بدھ ۲۹ جولائی

صبح
۹-۱۰، دوپہر ۳-۳۰
اسکول براڈکاسٹ

رات
۸-۱۵ اردو تقریر
۱۰-۰۰ آپ کی اوڑھ

جمعرات ۳۰ جولائی

صبح
۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ
۱۲-۳۰ فلمی گانے

شام
۶-۱۵ لوک گیت
۸-۱۵ دھونی چتر

جمعہ ۳۱ جولائی

صبح
۷-۱۵ گاندھی وندنا

دوپہر
۱۲-۳۰ مراٹھی فلمی گانے

شام
۵-۳۰ یوواوانی
۱۰-۰۰ خیال

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی برتری کا ایک واقعہ

تحریر: ضیا جالوی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک تنگ و تاریک گلی سے گذر رہے ہیں، ایک مکان کی چھت سے کوڑے کرکٹ کا ایک انبار آپ پر ارادۃً پھینک دیا جاتا ہے اور آپ سر سے پا تک گرد آلود ہو جاتے ہیں۔ اس گلی سے آپ روز روز گذرتے رہے اور کوڑا روز روز آتا رہا۔ پھینکنے والی ایک یہودی عورت تھی جو آپ سے عناد رکھتی تھی، آپ کو گرد آلود کر کے اس کے دل کا غبار نکل جایا کرتا تھا۔ کچھ دنوں بعد کوڑا آنا یکلخت موقوف ہو گیا، لیکن آپ معمول کے مطابق اس گلی سے گذرتے رہے۔ جب کئی دنوں تک کوڑے کی آمد بند رہی تو آپ نے لوگوں سے اس کی وجہ دریافت کی معلوم ہوا کہ کوڑا پھینکنے والی عورت موت و زیست کی کشمکش میں مبتلا ہے اس کی علالت کی خبر سنکر آپ بے چین ہو گئے، فوراً اس کی عیادت کو پہنچے اور خیریت دریافت کی۔ اس واقعہ کا یہودی عورت پر اس قدر اثر ہوا کہ فوراً تائب ہو گئی اور اسلام قبول کر لیا۔ (پٹنہ سے نشر)

سرینگر

میڈیم ویو سری نگر الف۔ ۲۶۸/۸ میٹر ۱۱۱۶ کلو ہرٹز
شارٹ ویو سری نگر ب۔ ۶۱/۶۳ میٹر ۴۸۶۰ کلو ہرٹز
۴۹/۱۰ میٹر ۶۱۱۰ کلو ہرٹز ۹۱/۵۶ میٹر ۳۲۷۷ کلو ہرٹز

پہلی مجلس۔ صبح ۶-۳۰ سے صبح ۱۰-۰۰ تک
دوسری مجلس۔ صبح ۱۱-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک
(اتوار کو صبح ۶-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک مسلسل

خبریں

صبح
۷-۰۰ سنسکرت
۷-۴۵ کشمیری
۸-۱۰ انگریزی
۸-۵۰ اردو
۹-۰۰ ہندی
دوپہر
۱-۰۵ اردو

۲-۰۰ انگریزی
شام
۶-۰۰ انگریزی
۶-۲۵ کشمیری
رات
۹-۰۰ انگریزی
۹-۱۵ اردو
۱۱-۰۰ انگریزی

علاقائی خبریں

صبح
۹-۰۵ دلچسپ خبریں
۹-۲۰ اردو
۹-۲۵ کشمیری
دوپہر
۲-۱۰ لداخی
۷-۳۰ کشمیری
۷-۴۵ اردو

جمعرات ۱۶ جولائی

صبح
۷-۰۵ غلام نبی شیخ : غزلیں
۸-۰۰ سی ایل ولی اور سدھا ملہوترہ
غزلیں
۹-۱۰ سی ایل ولی ، گیت اور غزل
۱۱-۳۰ ، دوپہر ۲-۳۰
غلام محمد قالین بفت اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
۲-۱۵ نینا سپرو : غزلیں
۴-۳۰ پہاڑی پروگرام
رات
۸-۳۰ پراگاش
۹-۳۰ دودھا (ہندی پروگرام)
۱۰-۰۰ رندہ پوشہ مال
راج بیگم اور ساتھی
محمد سلطان بٹ اور ساتھی
۱۰-۳۰ 'داستان' کشمیری

جمعہ ۱۷ جولائی

صبح
۷-۰۵ جلال گیلانی : غزلیں
۷-۱۵ گاندھی کتھا
۸-۰۰ غزلیں
۹-۰۵ ریڈیو ڈائری
گیت و غزل
دوپہر
۱۲-۴۰ نعتیں اور منقبت
۲-۱۵ آشا کول : غزلیں
۲-۳۰ آش تہ گاش
دیہی بھائیوں کیلئے میگزین پروگرام
۴-۰۰ غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
رات
۹-۳۰ 'ہم قلم'
اردو میں ادبی پروگرام
۱۰-۰۰ 'گاش تارکھ'
مشہور کشمیری شعراء پر فیچر پروگرام
۱۰-۳۰ محمد حیات خاں قوال اور ساتھی
قوالی

ہفتہ ۱۸ جولائی

صبح
۷-۰۵ آرتی ٹکو ، غزلیں
۷-۳۰ لکہ بانہ
۷-۳۵ سازینہ
۸-۳۰ حرف حرف
۸-۳۵ 'پردہ'
۹-۰۵ ریڈیو ڈائری اور
گیت و غزل
۱۱-۳۰ ، ۳۰-۴
محی عبداللہ ستاری اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
دوپہر
۱۲-۴۰ آرتی ٹکو اور کنول کشور جالا
غزلیں
شام
۷-۴۰ آرتی ٹکو ، غزل
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ انگریزی بات چیت
۹-۳۰ محفل (اردو)
لچھمن جُو سے گفتگو
۱۰-۳۰ 'شہر صدا'
غیر فلمی گیتوں کا پروگرام

اتوار ۱۹ جولائی

صبح
۷-۰۵ کیلاش مہرہ : غزلیں
۷-۳۰ 'زونہ ڈب'
سلسلہ وار کشمیری فیچر
۸-۳۰ گھرانوں کیلئے اردو پروگرام
۹-۱۰ کیلاش مہرہ
گیت اور غزل
۱۰-۰۰ ریڈیو نیوز ریل
۱۱-۰۰ فلم میگزین (اردو)
۱۱-۳۰ 'ڈیکہ دید' کشمیری کھیل
تحریر : امر مالموہی
دوپہر
۱۲-۴۰ 'یم چھ وناں'
۲-۳۰ 'بزم شعار'
کشمیری میں مشاعرہ
۴-۰۰ پنجابی پروگرام
شام
۷-۴۰ کیلاش مہرہ : غزل
۸-۳۰ پراگاش
۹-۳۰ سلسلہ وار فیچر
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

پیر ۲۰ جولائی

۷-۰۵ اومکار ناتھ کول : غزلیں
۸-۳۰ 'نوبہ نو' یووا وانی سے انتخاب
دوپہر
۲-۳۰ استاد عبدالکریم خاں : گائن
۴-۳۰ اومکار ناتھ کول ، شمشی چوپڑہ
غزلیں
شام
۷-۴۰ اومکار ناتھ کول : غزل
۸-۳۰ 'سونتہ ویور'
موسیقی کا پروگرام
۸-۴۵ یادشس نخیر
اردو میں بات چیت
۹-۳۰ 'وتہ ہنزہ کوچہ منزہ' ، کشمیری کھیل
تحریر : سجود سیلانی

منگل ۲۱ جولائی

صبح
۷-۰۵ نسیم اختر : غزلیں
۸-۳۰ پنجابی پروگرام
۹-۰۵ 'میزان'
ادبی اصناف پر فکر و نظر کا پروگرام
۱۱-۳۰ ، دوپہر ۲-۳۰ ، ۳۰-۴
عبدالخالق اور ساتھی ، صوفیانہ موسیقی
۴-۳۰ غلام محی الدین بلپوری اور ساتھی
چھکری
رات
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ 'سائنٹیفک دنیا'
کشمیری میں بات چیت
از ڈاکٹر بی اے مکدومی
۹-۳۰ 'صدیوں پہلے'
راج ترنگنی پر مبنی پروگرام
۱۰-۰۰ تو ہنز فرمائش
سامعین کی فرمائش پر کشمیری گانے

بدھ ۲۲ جولائی

صبح
۷-۰۵ راجندر کمار کاچرو : غزلیں
۸-۳۰ 'شش رنگ' ریڈیو ڈائجسٹ
دوپہر
۲-۳۰ بلرام پاٹھک : ستار وادن
۴-۳۰ راج بیگم : غزلیں

رات

۸-۳۰ پراگاش

۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ

سامعین کے خطوں کے جواب

۹-۳۰ 'سنگرمال'

کشمیری میں ادبی پروگرام

جمعرات ۲۳ جولائی

صبح

۷-۰۵ مہاراج کرشن پنڈتا، غزلیں

۸-۰۰ شانتی کول، غزلیں

۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۳۰

شیخ عبدالعزیز اور ساتھی

صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ شانتی کول اور مہاراج کرشن پنڈتا

غزلیں

۲-۱۵ ریتا کول، غزلیں

۴-۳۰ پہاڑی پروگرام

شام

۷-۴۰ مہاراج کرشن پنڈتا، غزل

۸-۳۰ پراگاش

۸-۴۵ ہیلتھ فورم

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ڈرامہ

'اگنی چکرا' (کشمیری روپ)

۱۰-۳۰ داستان

جمعہ ۲۴ جولائی

صبح

۷-۱۵ گاندھی کتھا

۸-۳۰ گھر بارہ خاطرہ

گھرانوں کیلئے کشمیری میں پروگرام

۹-۰۵ ریڈیو ڈائری

دوپہر

۱۲-۴۰ نعتیں اور منقبت

۲-۱۵ سونیتا کول : غزل

۲-۳۰ 'آش تہ گاش'

دیہی بھائیوں کیلئے میگزین پروگرام

۴-۴۰ استاد رمضان جو اور ساتھی

صوفیانہ موسیقی

رات

۹-۳۰ اپنی دھرتی اپنا دیش

(فیچر پروگرام)

ہفتہ ۲۵ جولائی

صبح

۷-۰۵ غلام محمد میر، غزلیں

۷-۳۰ 'لکہ باتھ' موسیقی کا پروگرام

۷-۳۵ سازینہ

۸-۳۰ 'مول شعار'

تحریر ورپکش، مشعل سلطانپوری

۸-۴۵ ذات بتزات

۹-۰۵ ریڈیو ڈائری

۱۱-۳۰، ۳۰-۴

غلام محمد ساز نواز اور ساتھی

صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ غلام محمد میر : غزلیں

رات

۸-۳۰ پراگاش

۸-۴۵ برزبامہ آثار قدیمہ

انگریزی میں بات چیت

۹-۳۰ بزم سامعین (اردو)

۱۰-۰۰ امر سنگیت

استاد عبدالوحید خاں

۱۰-۳۰ 'شہر صدا'

سامعین کی فرمائش پر

غیر فلمی گیت

اتوار ۲۶ جولائی

صبح

۷-۰۵ غلام حسن صوفی : غزلیں

۷-۳۰ 'زونہ ڈب'

سلسلہ وار کشمیری فیچر

۸-۳۰ گھرانوں کیلئے

۱۰-۰۰ ریڈیو نیوز ریل

۱۱-۳۰ بہورنگی (رنگارنگ پروگرام)

دوپہر

۱۲-۴۰ ایک آواز

فلمی گانوں کا پروگرام

۲-۱۵ ساز اور آواز

۲-۳۰ سونرال

بیرون اسٹوڈیو ریکارڈنگ پر مبنی

۴-۰۰ پنجابی پروگرام

۴-۳۰ 'ہی مال'

کشمیری میں خواتین کیلئے

شام

۷-۴۰ غلام حسن صوفی، غزل

۸-۳۰ پراگاش

۸-۴۵ توہنز چٹھی واٹز

۹-۳۰ سلسلہ وار کھیل

۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

فلمی نغمے

پیر ۲۷ جولائی

صبح

۷-۰۵ نرملا دیوی : غزلیں

۸-۳۰ 'نوبہ نو' یوواوانی سے انتخاب

دوپہر

۱۲-۴۰ نرملا دیوی اور غلام محی الدین وانی

غزلیں

۲-۳۰ جی ایس سچدیو : بانسری وادن

رات

۸-۴۵ 'روشنی امر ہے'

مجاہد آزادی چندر شیکھر آزاد پر گفتگو

۹-۳۰ 'دائرے' کشمیری کھیل

تحریر، پرویز احمد نقاش

منگل ۲۸ جولائی

صبح

۷-۰۵ نسیم اختر، غزلیں

۸-۳۰ پنجابی پروگرام

۹-۰۵ 'میزان'

ادبی اصناف پر فکر و نظر

دوپہر

۲-۱۵ نسیم اختر : غزلیں

۲-۳۰، ۴-۰۰

کمال بٹ اور ساتھی

صوفیانہ موسیقی

رات

۸-۳۰ پراگاش

۱۰-۰۰ توہنز فرمائش (کشمیری)

سامعین کی فرمائش پر گیت

بدھ ۲۹ جولائی

صبح

۷-۰۵ غلام نبی شیخ : غزلیں

۸-۳۰ شش رنگ (ریڈیو ڈائجسٹ)

دوپہر

۱۲-۴۰ غلام نبی شیخ اور کیلاش مہرہ

غزلیں

۲-۳۰ کشوری اموںکر، گائن

شام

۴-۳۰ تاج بیگم، غزلیں

۷-۴۰ کیلاش مہرہ : غزل

۸-۳۰ پراگاش

۹-۳۰ 'پتریکا' ہندی پروگرام

'کویتا میں کویتا کی تلاش' مذاکرہ

شرکاء

ہرپرساد داس، کے کے نیر، موہن نراش

۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

فلمی نغمے

جمعرات ۳۰ جولائی

صبح

۷-۰۵ وجے کمار ملا : غزلیں

۹-۱۰ وجے کمار ملا اور موہن لال ولی

گیت اور غزل

۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۳۰

محمد عبداللہ تبت بقال اور ساتھی

صوفیانہ موسیقی

رات

۸-۳۰ پراگاش

۸-۴۵ کھیلن ہند دنیا

۹-۳۰ 'ایک شام سنگیت کی'

(محفل موسیقی سے اقتباسات)

جمعہ ۳۱ جولائی

صبح

۷-۰۵ محمد صدیق پانپوری، غزلیں

۷-۱۵ گاندھی کتھا

۸-۳۰ گھر بارہ خاطر

کشمیری میں گھرانوں کیلئے پروگرام

دوپہر

۲-۱۵ محمد صدیق پانپوری، آشا کول

غزلیں

۴-۰۰ غلام محمد قالین بافت اور ساتھی

صوفیانہ موسیقی

رات

۹-۳۰ مشاعرہ (اردو)

۱۰-۳۰ عزیز احمد خاں وارثی اور ساتھی

قوالی

دوردرشن سری نگر

سینٹما ۵ء۲۲۵،۲ میگاہرٹز (تصویر)   چینل ۴ ۵ء۶۰ میگاہرٹز (آواز)

خبریں اور دوسرے ریلے کا سوالے پروگرام

صبح ۱۱ سے ۲۰ء۱۱ تک بچوں کے لئے تعلیمی پروگرام بدھ، منگل اور جمعرات کو، شام ۰۰ء۶ دیہاتی ساتھیوں کے لئے پیر، منگل، بدھ، جمعرات، ۰۰ء۸ کشمیری میں خبریں ۱۵ء۸ پروگراموں کا خلاصہ ۳۵ء۹ اردو میں خبریں ۰۰ء۱۰ اختتام

خصوصی پروگرام

جمعرات ۱۶ر جولائی

شام ۳۰ء۷ خاندانوں کے لئے کشمیری میں پروگرام ۱۷ء۸ فلمی گیتوں اور رقص پر مبنی پروگرام ۰۰ء۹ حالات حاضرہ ۳۰ء۹ دستاویزی فلم

جمعہ ۱۷ر جولائی

شام ۰۰ء۷ لوک موسیقی ۱۰ء۷ قوالی ۳۰ء۷ سائنس پروگرام ۵۰ء۷ روزگار بلیٹن ۱۷ء۸ کھیل (کشمیری) ۱۵ء۹ صحت و تندرستی سے متعلق اردو میں پروگرام

ھفتہ ۱۸ر جولائی

شام ۰۰ء۷ بچوں کے لئے اردو میں پروگرام ۳۰ء۷ کشمیری لوک موسیقی ۴۵ء۷ ایک نظم کا ٹی وی روپ ۱۷ء۸ انگریزی میں سلسلہ وار فلم ۰۰ء۹ کشمیری نغموں پر مبنی خصوصی پروگرام

اتوار ۱۹ر جولائی

صبح ۰۰ء۱۱ بچوں کے لئے کشمیری میں پروگرام ۳۰ء۱۱ کشمیری لوک موسیقی ۵۰ء۱۱ سلسلہ وار کھیل (دوبارہ) ۴۰ء۱۲ یونیورسٹی طلباء کے لئے پروگرام دوپہر ۰۰ء۱ اختتام شام ۳۰ء۶ نوجوانوں کے لئے اردو میں پروگرام ۰۰ء۷ اور ۱۷ء۸ فیچر فلم رات ۰۰ء۱۰ کلاسیکی موسیقی ۳۰ء۱۰ اختتام

پیر ۲۰ر جولائی

شام ۳۰ء۷ کشمیری لوک موسیقی ۴۰ء۷ ٹی وی این ایف پر مبنی ترقیاتی پروگرام ۱۷ء۸ فلمی گیتوں اور رقص پر مبنی پروگرام ۵۰ء۸ کھیلوں سے متعلق اردو میں پروگرام ۲۰ء۹ انٹرویو پر مبنی پروگرام

منگل ۲۱ر جولائی

شام ۳۰ء۷ کسی گاؤں کی ترقیات پر مبنی پروگرام ۴۵ء۷ فلمز ڈویژن کی دستاویزی فلم ۱۷ء۸ ناظرین کے خطوں کے جواب ۴۰ء۸ انگریزی میں سلسلہ وار فلم ۱۵ء۹ ڈائجسٹ ان دی نیکسٹ ویک

بدھ ۲۲ر جولائی

شام ۳۰ء۷ ڈوگری پروگرام ۴۵ء۷ ہلکی پھلکی موسیقی ۱۱ء۸ سلسلہ وار کھیل (کشمیری) ۵۰ء۸ سماجی ترقیات پر مبنی پروگرام ۱۵ء۹ اردو میں ادبی میگزین پروگرام ۰۰ء۱۰ اختتام

جمعرات ۲۳ر جولائی

شام ۳۰ء۷ شہری ذمہ داریوں سے متعلق پروگرام ۴۰ء۷ ہوم سائنس ۱۷ء۸ فلمی گیتوں اور رقص پر مبنی پروگرام ۰۰ء۹ حالات حاضرہ ۳۰ء۹ ہلکی پھلکی موسیقی

جمعہ ۲۴ر جولائی

شام ۰۰ء۷ گجروں کے لئے پروگرام (گوجری) ۳۰ء۷ نعتیہ (کشمیری) ۵۰ء۷ روزگار بلیٹن (اردو) ۱۷ء۸ سلسلہ وار فلم (انگریزی) ۱۵ء۹ صحت و تندرستی سے متعلق پروگرام (کشمیری)

ھفتہ ۲۵ر جولائی

شام ۰۰ء۷ بچوں کے لئے اردو میں پروگرام ۳۰ء۷ کشمیری موسیقی ۴۵ء۷ ایک نغمہ ۱۷ء۸ ڈرامہ (دوسرے کیندروں سے) ۱۵ء۹ رنگارنگ پروگرام (اردو) ۰۰ء۱۰ اختتام

اتوار ۲۶ر جولائی

صبح ۰۰ء۱۱ بچوں کے لئے کشمیری میں پروگرام ۳۰ء۱۱ کشمیری لوک موسیقی ۵۰ء۱۱ سلسلہ وار کھیل (دوبارہ) ۴۰ء۱۲ نشر شدہ پروگراموں سے انتخاب دوپہر ۰۰ء۱ اختتام شام ۳۰ء۶ نوجوانوں کے لئے کشمیری میں پروگرام ۰۰ء۷ اور ۱۷ء۸ فیچر فلم ۰۰ء۱۰ نشر شدہ پروگراموں سے خصوصی انتخاب

پیر ۲۷ر جولائی

شام ۳۰ء۷ کشمیری موسیقی ۴۵ء۷ ٹی وی این ایف پر مبنی ترقیاتی پروگرام ۱۷ء۸ فلمی گیتوں اور رقص پر مبنی پروگرام ۵۰ء۸ کھیلوں سے متعلق اردو میں پروگرام ۳۰ء۹ انٹرویو پر مبنی پروگرام

منگل ۲۸ر جولائی

شام ۳۰ء۷ کشمیر کا ثقافتی ورثہ ۱۷ء۸ ناظرین کے خطوں کے جواب ۴۰ء۸ انگریزی میں سلسلہ وار فلم ۱۵ء۹ مشاعرہ

بدھ ۲۹ر جولائی

شام ۳۰ء۷ ڈوگری پروگرام ۴۵ء۷ ہلکی پھلکی موسیقی ۱۷ء۸ اردو میں سلسلہ وار کھیل ۵۰ء۸ سماجی ترقیات پر مبنی پروگرام ۱۵ء۹ کشمیری میں ادبی میگزین پروگرام

جمعرات ۳۰ر جولائی

شام ۳۰ء۷ خاندانوں کے لئے کشمیری میں پروگرام ۱۷ء۸ فلمی گیتوں اور رقص پر مبنی پروگرام ۵۰ء۸ حالاتِ حاضرہ ۳۰ء۹ دستاویزی فلم

جمعہ ۳۱ر جولائی

شام ۳۰ء۷ دراتی پروگرام ۳۰ء۷ نعتیہ (کشمیری) ۵۰ء۷ روزگار بلیٹن ۱۷ء۸ انگریزی میں سلسلہ وار فلم ۱۵ء۹ صحت و تندرستی سے متعلق کشمیری میں پروگرام

دوردرشن لکھنؤ

چینل ۴ (۲۵ء۶۲ میگاہرٹز تصویر)، بینڈ ۱ - ۷۵ء۶۷ میگاہرٹز آواز

روزانہ پیش ہونے والے پروگرام

شام ۰۰ء۶ چوپال (دیہی عوام کے لئے پروگرام) سوائے اتوار اور منگل کے، اتوار کو ۳۰ء۶ بجے سے بچوں کے لئے اور منگل کو ۰۰ء۶ کامگار سبھا، صنعتی مزدوروں کے لئے ۵۰ء۶ کل کے کاریہ کرم ۰۰ء۸ سماچار ۰۰ء۹ اختتام، بعدات کو ۳۵ء۹ پر اور بدھ اور ہفتہ کو ۰۰ء۱ بجے

پیر

شام ۳۰ء۷ آپکا سواستھ / سواستھ سبھا ۲۵ء۷ ورت چتر ۱۵ء۸ آج کل حالات حاضرہ ۳۰ء۸ سرسوتی (ہندی ادبی پروگرام) ۰۰ء۹ اپہار ۳۵ء۹ اختتام

منگل

شام ۳۰ء۷ گھر آنگن بارہ (عورتوں کے لئے) ۱۵ء۸ نئی دلی ٹیلی فلم سیریز، آپ اور قانون، اردو علاقائی سرگرمیوں پر مبنی پروگرام، ۳۰ء۸ ست والی راہداری ۴۵ء۸ ناٹک

بدھ

شام ۳۰ء۷ کھیل جگت ۱۵ء۸ آپ کی ڈاک ۳۰ء۸ سرگم (کلاسیکی موسیقی) ۰۰ء۹ نوٹنکی صبح ہوتی ہے شام ہوتی

جمعرات

شام ۳۰ء۷ یوگ ابھیاس رپہ یکرما ۱۵ء۸ آج کل (حالات حاضرہ) ۳۰ء۸ یوا درشن (نوجوانوں کے لئے پروگرام) ۰۰ء۹ دھرادھیاں دیں ۵۰ء۹ چترہار ۳۵ء۹ اختتام

جمعہ

شام ۳۰ء۷ پھلواری، بچوں کے لئے پروگرام ۱۵ء۸ وگیان حکمت، ترقی کی اور روشنی، رہن سہن ۳۰ء۸ اردو ادبی پروگرام ۰۰ء۹ سخن (ہلکی موسیقی)

ھفتہ

شام ۳۰ء۷ بھرکی ۱۵ء۸ علاقائی فیچر فلم / لوک سنگیت و رقص، آج کے اتھتی ۳۰ء۸ فلمی نغمے، اپہار ۱۵ء۹ انگریزی فلم، اختتام

اتوار

شام ۳۰ء۷ ہمارے (بچوں کے لئے) پروگرام ۵۰ء۶ ساپتاہکی (ہفتہ بھر کے پروگراموں کی تفصیل) ۰۰ء۷ اور ۱۵ء۸ ہندی فیچر فلم ۰۰ء۱ دھرادھیاں دیں ۳۰ء۹ کل کے پروگرام، اختتام

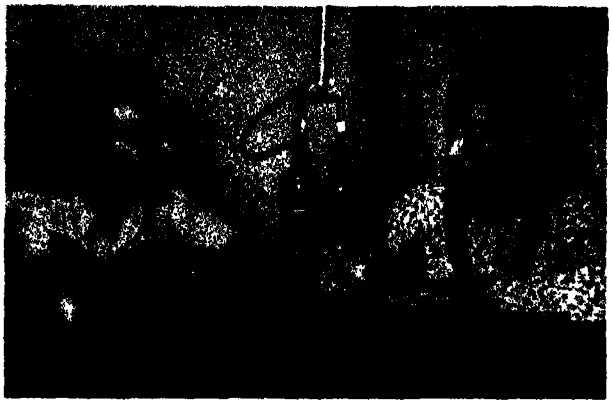
... سلسلے وار ناٹک ۳۰ء۸ انگریزی سیریل فلم ۰۰ء۱۰ اختتام

MGIPLP (PBD)—31/ATR(ND)/81—2-7-81-1,900.



فیض احمد فیض
کی دہلی میں آمد کے موقع پر
روبرو پروگرام کے لیے ڈاکٹر محمد حسن

فلمی دنیا میں اپنوں کی نظر میں سلسلے کے
تحت مرحوم محبوب خان کی شخصیت وفن پر گفتگو
کے لیے صدیق خان اور ظہیر ناصر۔





پاکستانی شاعرہ فہمیدہ ریاض سے
ڈاکٹر شمیم حنفی کی گفتگو کے لمحات



مشہور ڈائریکٹر ——
شیلا بھاٹیہ کے غنائیہ کے فنکار
یہ غنائیہ دہلی آرٹ تھیٹر کے آرٹسٹ

اردو سروس کی جھلکیاں

Regd.No. D-(C)39

AWAZ
16th. July 1981

Licensed (U-23) to post without prepayment at C.P.S.O. New Delhi.



فیض احمد فیض



اخترالایمان — جگن ناتھ آزاد — مجروح سلطانپوری



ندا فاضلی — شہریار — عزیز قیسی



علی سردار جعفری



حسن کمال — وحید اختر — اختر سعید



شاذ تمکنت — ممتاز راشد — افتخار امام صدیقی



جاوید ناصر

[illegible]

مشاعرہ
آکاشوانی بمبئی

...hed by the Director General, All India Radio, at the Office of the Chief Editor, Akashvani Group of Journals, ... Building, Second Floor, New Delhi 110001. Printed by the Manager, ... [illegible]

یکم اگست سنہ ۱۹۸۱ء

آواز

50 پیسے

اشاعت کا ۴۶ واں سال



اس بار حیدرآباد سے غزلیں

منوہر لال بہار

ہم اپنے سوز سے محفل کو جگمگائیں گے
اگر چراغ بجھے گا تو دل جلائیں گے

فریب دیر و حرم اب کبھی نہ کھائیں گے
نئی جبیں نیا آستاں بنائیں گے

ہمارے صبر کو کیا آپ آزمائیں گے
ہجوم غم میں بھی خوب مسکرائیں گے

عطا کریں گے ستاروں کو روشنی حیات
وفور درد سے جب زخم جگمگائیں گے

کلی کلی جو شرر ہے تو پھول انگارے
اب اس کے بعد بھی کیا آپ گل کھلائیں گے

شعور عزم کی وارفتگی رہے قائم
قدم قدم پہ نئی منزلیں بنائیں گے

یہ کیا ضرور کہ بجلی گرے گلستاں پر
ہم اپنے ہاتھ سے خود آشیاں جلائیں گے

جہاں جہاں نظر آئے گا تیرگی کا ہجوم
بہار جشن چراغاں وہیں منائیں گے

سعادت نظیر

غریب شہر ہوں اے دل کہوں تو کس سے کہوں
فسانۂ غم منزل کہوں تو کس سے کہوں

حیات شوق ہے بسمل کہوں تو کس سے کہوں
غم زمانہ ہے قاتل کہوں تو کس سے کہوں

غم آشنا نہیں کہ دل بھی ان کی محفل میں
کوئی بتائے غم دل کہوں تو کس سے کہوں

ادھر حرم ہے ادھر دیر درمیاں دل ہے
کشاکش حق و باطل کہوں تو کس سے کہوں

تسلیاں دیئے جاتے ہیں میرے دوست مگر
تڑپ میں چین ہے شامل کہوں تو کس سے کہوں

دیار عشق میں ہر لمحہ قتل ہوتا ہوں
میں یہ کرشمۂ قاتل کہوں تو کس سے کہوں

نگاہ و دل سے ہے محروم آج کی دنیا
حکایت نگہ و دل کہوں تو کس سے کہوں

غرور سب کو ہے موجوں سے کھیلنے کا مگر
ڈبو نہ دے کہیں ساحل کہوں تو کس سے کہوں

رہ طلب میں کوئی بھی مرا رفیق نہیں
قدم قدم پہ ہے مشکل کہوں تو کس سے کہوں

قتیل ناز ہے اس کی گلی کا ہر روز
حدیث عالم بسمل کہوں تو کس سے کہوں

مرا سفینہ تو طوفان شکن ہے پھر بھی ہنوز
غضب ہے دوری ساحل کہوں تو کس سے کہوں

یہ کیا کہ مرتے ہو تم بھی ادا پہ نظیر
جو ہے روایت محفل کہوں تو کس سے کہوں

بزمی فدائی

پاؤں بڑھتے جا رہے ہیں شوق سے جن کی طرف
اب بھلا کیا خاک دیکھوں گا میں گلشن کی طرف

بے ہنر کو کیا خبر ہوتی ہے کیا قدر سخن
باکمالوں کی نظر ہے خوبی فن کی طرف

کر لیے تھے جمع میں نے چار تنکے شاخ پر
برق نے رخ کر لیا میرے نشیمن کی طرف

جاں نثاروں کو محبت کی نظر سے دیکھئے
کیوں کرم کی ہے نظر ہر وقت دشمن کی طرف

جمع ہوتے ہیں میرے دامن میں دانے اشک کے
دیکھتا ہوں جب کبھی برباد خرمن کی طرف

کشتۂ حسرت کو دفنا کر چلے جاتے ہیں لوگ
فاتحہ کو کون پھر آتا ہے مدفن کی طرف

آپ کا بزمی فدائی نزاع کے عالم میں ہے
اس کی آنکھیں لگی ہیں رہگزر دشمن کی طرف

اظہر نعیمی

کیا جانے کیا تمہارے ذہن سے نکل گیا
احساس فکر شام وطن سے نکل گیا

اپنی انا کے جلووں میں خود جھومتا ہوا
منصور کرب دار و رسن سے نکل گیا

اہل چمن بتاؤ تو کیسی رہی بہار
وہ پھول چن کے میں تو چمن سے نکل گیا

دنیا نے احترام سے دیکھا نہیں اسے
بیکار وطن جو وطن سے نکل گیا

اہل سخن نے داد سخن کھل کے دی مجھے
اظہر جہاں فضائے دکن سے نکل گیا

رحمن جامی

تجھ سے ملنے کی خوشی میں سبھی رونا ہو جائے
آنکھ برسے تو یہ موسم بھی سلونا ہو جائے

دیکھ لوں خواب ترا تجھ کو نظر میں بھر لوں
آنکھ بھر کر جو کبھی چین سے سونا ہو جائے

اعتبار من و تو اب نہیں چلنے دوں گا
اب ترے سامنے جو کچھ بھی ہے ہونا ہو جائے

کھیلتی ہے جو کھلونے کی طرح لوگوں سے
میرے ہاتھ آئے یہ دنیا تو کھلونا ہو جائے

تجھ سے یکسوئی میں کرنی ہیں بہت سی باتیں
منتظر ہوں کہ ترا سینا پرونا ہو جائے

ہاتھ میں میرے ہے اکسیر جنوں اے جامی
میں جو مٹی کو بھی چھو لوں تو وہ سونا ہو جائے

آکاشوانی نیشنل پروگرام دوردرشن

محمود مرزا کا ستار وادن:

یکم اگست رات ساڑھے نو بجے

موسیقی میں ابتدائی تربیت محمود مرزا نے اپنے ماموں استاد حیدر حسین خاں مرحوم سے حاصل کی جو اپنے دور کے ایک نمایاں ستار نواز تھے بعد میں انھوں نے سور گیہ پنڈت جیون لال مٹو کی شاگردی اختیار کی جو کہ ایک عظیم ماہر موسیقی اور کیرانہ گھرانہ کے نمائندے تھے۔ اپنی تربیت کے دوران انھوں نے گائکی کی باریکیوں سے واقفیت حاصل کی جس کا استعمال وہ بخوبی اپنے ستار وادن میں کرتے ہیں۔

خوبصورت جمالیاتی حس کے مالک محمود مرزا راگ کی روایت اور اس کے درست



مقام کا خیال رکھتے ہیں۔ وہ الاپ کے مختلف زیر و بم کا استعمال نہایت فنکارانہ مہارت سے کرتے ہیں۔

جی ایس منی کا گائن:

۸ اگست رات ساڑھے نو بجے



جی ایس منی جنکا تعلق سولا منگلم روایات سے ہے، آج ملک کے نمایاں گائکوں میں شمار کیے جاتے ہیں اور گذشتہ پچیس سال سے اپنے فن کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

شری منی نے موسیقی کی ابتدائی تربیت اپنی ماں سیمو رتن امل سے اور اس کے بعد ایامپیٹ وینوگوپالا پلائی اور جلاترنگم بالو ایّر سے حاصل کی۔ انہیں کرناٹک اور ہندوستانی موسیقی، دونوں پر عبور حاصل ہے۔

پنجاب کا لوک سنگیت اور رقص:

'پنجاب' لفظ سنتے ہی ذہن میں، بہادر، جنگجو، نڈر، بے خوف، جفاکش اور جانباز لوگوں کی تصویر بن جاتی ہے۔ اس کے برعکس پنجاب کی لوک موسیقی اور رقص میں نرمی، شیرینی پائی جاتی ہے۔ موسیقی کا یہ انداز تو رومانٹک ہو یا مذہبی لیکن اس میں زندگی کی تڑپ ملتی ہے۔



پنجاب کے زرخیز خطہ ہونے کے سبب یہاں کا خاص پیشہ زراعت ہے۔ پنجاب کا مقبول ترین رقص بھنگڑہ اور گدّہ فصل کی کٹائی کے موقع پر بالترتیب مرد اور عورتیں کرتے ہیں۔ پنجاب کی لوک موسیقی مثالی محبت کرنے والے کرداروں جیسے مرزا صاحبان، ہیر رانجھا اور سوہنی مہیوال کی کہانیوں کی عکاسی ہوتی ہے۔ پنجاب کے لوک گیت دس سکھ گوروؤں کی شہادت کے واقعات پر مبنی ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ پنجاب کے لوک گیت ہر موقع کی مناسبت سے ملتے ہیں خواہ بچے کی پیدائش ہو یا کسی کی شادی۔

دوردرشن ٹیلی کاسٹ

دہلی	۱۴ر اگست
بمبئی	۲۱ر اگست
مدراس	۲۸ر اگست
کلکتہ	۴ر ستمبر

یوم آزادی کے سلسلے میں خصوصی پروگرام

جمعرات ۱۳ر اگست

رات ساڑھے نو بجے

'گاؤں گاؤں میں بجلی' کے زیر عنوان رمانا تھ او ستھی کا ڈاکومینٹری ہندی فیچر نیشنل پروگرام میں نشر کیا جائے گا۔

جمعہ ۱۴ر اگست

رات ۱۵-۸: راشٹرپتی کا قوم کے نام پیغام (انگریزی)

اس کے بعد، دہلی، سے ہندی میں اور دیگر تمام اسٹیشنوں سے متعلقہ علاقائی زبانوں میں اس کا ترجمہ نشر کیا جائے گا۔

رات ۳۰-۹: بھارت کی خلائی کامیابیوں پر مبنی آکاشوانی مدراس کا ترتیب دیا ہوا انگریزی ڈاکومینٹری فیچر نشر کیا جائے گا۔

ہفتہ ۱۵ر اگست

صبح ۰۵-۷: لال قلعہ پر پرچم کشائی کا آنکھوں دیکھا حال انگریزی میں دہلی 'الف' سے اور ہندی میں دہلی 'ب' سے اور پردھان منتری کا قوم سے خطاب نشر کیا جائے گا۔

آواز

آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

یکم سے ۱۵ اگست ۱۹۸۱ء — ۱۰ سے ۲۴ شراون ۱۹۰۳ شاکا

جلد ۴۶ — شمارہ ۱۵

قیمت فی پرچہ ۵۰ پیسے — سالانہ دس روپے

[illegible]

اس شمارے میں

سرورق :- یوم آزادی

چیف ایڈیٹر جے پی گوئل فون ۳۸۲۲۴۹
ایڈیٹر سراج احمد فون ۳۸۲۲۵۲

جنگ آزادی

چندرشیکھر آزاد

ڈاکٹر عاصم واحدی

بھارت کو غلامی سے نجات دلانے کے لیے ہند کے جیالے سپوتوں نے ہمیشہ سر سے کفن باندھ کر میدان میں حصہ لیا ہے۔

برٹش دورِ حکومت میں استحصال، ناانصافی، ظلم و جبر سے ہندوستانی عوام بے حد متاثر ہوتے تھے۔ لوکمانیہ تلک اور مہاتما گاندھی کی قیادت میں بے شمار حوصلہ مند نڈر اور بے باک نوجوانوں نے مادرِ ہند کی آزادی کی جدوجہد میں خود کو جھونک دیا ظلم و ستم کا مقابلہ کرنے کے لیے گاندھی جی نے سچائی، عدم تشدد، سودیسی تحریک کا نعرہ دیا۔ اُدھر انگریزوں کے غیض و غضب میں اضافہ ہوتا گیا نتیجہ میں نوجوانوں کے دلوں میں سامراجی قوتوں کے خلاف بغاوت کے لیے جذبے جنم لینے لگے اسی ماحول میں چندرشیکھر آزاد نے آگے بڑھ کر سرفروش اور پُرجوش نوجوانوں کی رہنمائی کی جس نے ان کے نام کو ہمیشہ کے لیے امر بنا دیا۔

چندرشیکھر آزاد مدھیہ پردیش کے جھابوا ضلع کے موضع بھاورا میں پیدا ہوئے آپ کے والد کا نام پنڈت سیتارام تیواری تھا۔ وہ ضلع اناؤ کے موضع بدرقہ کے باشندے تھے اور بسلسلہ ملازمت بھاورا مقیم تھے۔

چندرشیکھر کی ابتدائی زندگی انتہائی غربت اور مفلسی میں گذری۔ چودہ سال کی عمر میں وہ حصولِ علم کے لیے کاشی پہنچے اور ایک چھوٹی سی کوٹھری میں سنسکرت پڑھنے لگے۔

چندرشیکھر آزاد نے اخبارات میں بہادر نوجوانوں کے کارناموں اور انگریزوں کے ظلم و ستم کی داستانیں پڑھیں جلیان والا باغ میں جنرل ڈائر نے جو غرور کا مجسمہ اور تکبر کا پتلا تھا ان نہتے اور معصوم انسانوں پر گولی چلانے کا حکم دیدیا جو وہاں احتجاجی جلسے کے لیے یکجا ہوئے تھے۔ برطانوی سامراج نے جس بربریت کا ثبوت پیش کیا اس کی وجہ سے ہندوستانی نوجوانوں کے دلوں میں برطانوی اقتدار کے خلاف ایک آگ بھڑک اٹھی اور اس سے چندرشیکھر آزاد بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

سنہ ۱۹۲۱ء میں مہاتما گاندھی نے عدم تعاون کا نعرہ دیا۔ لالہ لاجپت رائے کی صدارت میں نیشنل کانگریس کا مخصوص اجلاس ہوا جس میں ایک سب کمیٹی نے تجویز پیش کی کہ اٹھارہ سال سے زائد عمر کے تمام طالب علم سرکاری اسکول اور کالجوں کو چھوڑ کر قومی اداروں میں تعلیم حاصل کریں نتیجہ میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے طالب علموں نے علی برادران اور مہاتما گاندھی کو دعوت دی اور ۱۲ اکتوبر کو ان لیڈروں نے طالب علموں کو جنگ آزادی سے روشناس کرایا۔

عدم تعاون تحریک نے شدت اختیار کر لی اور ملک کے کونے کونے میں اس پر عمل کیا جانے لگا چندرشیکھر بھی اس تحریک میں شامل ہو گئے کیونکہ وہ مہاتما گاندھی سے بے حد عقیدت رکھتے تھے اور کاشی میں پُرامن ستیہ گرہیوں کے ساتھ وہ بھی گرفتار کر لیے گئے۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں جس وقت یہ سولہ سالہ بچہ جس کے پیروں میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں پیش کیا گیا اس وقت اس کے چہرے پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی خود اعتمادی وقار اور بے باکی سے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بھی حیرت زدہ ہو کر رہ گیا۔ عدالت میں پہنچتے ہی بیڑیاں کھول دی گئیں مجسٹریٹ نے چندرشیکھر کو مخاطب کرتے ہوئے دریافت کیا تمہارا نام کیا ہے چندرشیکھر نے انتہائی متانت سے جواب دیا "آزاد"۔ مجسٹریٹ نے جب مکان کا پتہ پوچھا تو بچے نے جواب دیا جیل خانہ۔ مجسٹریٹ نے غصے میں آکر دریافت کیا کہ تم کام کیا کرتے ہو۔ چندرشیکھر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا مادرِ وطن کی آزادی کے لیے سرگرم عمل ہوں۔ سنتے ہی ضلع مجسٹریٹ کا چہرہ تلملا اٹھا آنکھیں سرخ ہو گئیں اور اس نے پُررعب لہجہ میں کہا تم جانتے نہیں یہ عدالت ہے اور بے ادبی کے جواب دینے کا کیا انجام ہوگا۔ چندرشیکھر نے اسی لہجہ میں جواب دیتے ہوئے کہا کہ میرا

جواب درست ہے جب تک میں مادر ہند کو آزاد نہیں کرالیتا۔ اس وقت تک میں اپنے جواب پر مستقل مزاجی سے قایم رہوں گا۔ مجسٹریٹ نے جھنجھلاہٹ میں دوبارہ سوال کیا تم نے سپاہیوں پر حملہ کیوں کیا تھا آزاد نے بے خوف ہوکر جواب دیا اس لیے کہ سپاہی ستیہ گرہیوں پر ظلم کے پہاڑ توڑ رہے تھے اور گالیاں بک رہے تھے مجسٹریٹ نے اس کے اس جواب سے چراغ پا ہوکر اس نے فوراً ہی حکم دیا کہ اسے پندرہ کوڑوں کی سزا دے کر آزاد کردیا جائے۔ خون میں لت پت آزاد جیسے ہی باہر آئے ایک بڑے ہجوم نے ان کی گل پوشی کی عورتوں نے آرتی اتاری اور مادر وطن زندہ باد چندر شیکھر آزاد زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے فضا گونج اٹھی۔

یہی چندر شیکھر آزاد آگے چل کر ہندوستانی سوشلسٹ ری پبلکن آرمی کے کمانڈر انچیف مقرر ہوئے اور انھوں نے ہی انقلابیوں کی ایک اہم تنظیم کی بنیاد ڈالی جس میں سردار بھگت سنگھ، سکھ دیو، راج گرو، بٹوکیشور دت جیسے ممبران شامل تھے۔

چوری چورا حادثہ کے بعد مہاتما گاندھی نے عدم تعاون کی تحریک واپس لے لی اگرچہ چندر شیکھر مہاتما گاندھی سے زبردست عقیدت رکھتے تھے لیکن پرامن ستیہ گرہیوں پر ہونے والے ظلم و ستم نے انھیں یہ سوچنے پر مجبور کردیا کہ صرف عدم تشدد کے سہارے سامراجی طاقتوں پر قابو پانا ممکن نہیں ہے عدم تعاون تحریک کمزور پڑنے پر آزاد نے انقلابیوں سے رابطہ قایم کرلیا اور مسلح بغاوت کے ذریعہ بھارت کو سامراجی پنجوں سے نجات دلانے کی جدوجہد میں مصروف ہوگئے پورے بھارت میں انقلابیوں کے خفیہ جلسے ہونے لگے اور ایسے سرفروشوں کو یکجا کیا جانے لگا جو سامراجیوں کی بربریت اور وحشت کا بھرپور جواب دے سکیں۔ لیکن تنظیم کو چلانے کے لیے سرمائے کی کمی زبردست احساس پایا گیا طے پایا کہ سرکاری خزانوں کو لوٹ کر اس کمی کو پورا کیا جائے۔

نتیجہ میں ۹ اگست ۱۹۲۵ء کو کاکوری کے قریب ایک پسنجر ٹرین کو روک کر رام پرساد بسمل کی قیادت میں سرکاری خزانہ لوٹ لیا گیا۔ اس میں چندر شیکھر آزاد بھی شامل تھے انگریزوں نے اس حادثے کو ڈکیتی قرار دیا اور بہت سے انقلابی لیڈر گرفتار کرلیے گئے۔ عدالت نے رام پرساد بسمل، روشن سنگھ، اشفاق اللہ خاں اور راجندر لہری کو پھانسی کی سزا کا حکم سنایا جیل میں زبردست اذیت دی گئی۔ لیکن ان مجاہدوں نے اپنے مفرور ساتھیوں کی نشاندہی کرنے سے انکار کردیا اور یہ شعر پڑھتے ہوئے

سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے
دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے

موت کا اس خندہ پیشانی سے خیر مقدم کیا کہ اس کی یاد آج بھی نوجوانوں کے دلوں میں جوش و خروش، ایثار و قربانی کا دریا موجزن کردیتی ہے۔ چندر شیکھر آزاد پولیس کی گرفت میں نہ آسکے انھیں گرفتار کرنے کے لیے انعامات کا اعلان کیا گیا بھارت کے سبھی شہروں قصبوں میں ان کے قدآور پوسٹر چسپاں کیے گئے لیکن پولیس انھیں پکڑنے میں ناکام رہی۔ آزاد نے بھیس بدل کر تنظیمی ڈھانچے کو مضبوط بنانے میں مصروف ہوگئے۔ جھانسی میں تو انھوں نے ڈرائیوری کا لائسنس حاصل کرنے کے لیے خود کو پولیس کپتان کے روبرو پیش کردیا اور لائسنس لینے میں کامیابی حاصل کی ۱۹۲۸ء میں ہندوستانیوں نے سائمن کمیشن کی زبردست مخالفت کی انگریزوں نے لاٹھی اور گولی سے اس کا جواب دیا۔ ادھر لالہ لاجپت رائے پولیس کی لاٹھیوں سے شدید طور پر زخمی ہوگئے اور چند دنوں بعد ان کا انتقال ہوگیا جس کی وجہ سے بھارت کے سبھی شہروں میں انگریزوں کے خلاف نفرت کی ایک لہر دوڑ گئی۔ اس حادثے کے بعد نوجوانوں نے ایک نئی سمت اختیار کرلی۔

پنجاب اور دہلی میں سردار بھگت سنگھ اترپردیش اور جنوبی ہندوستان میں چندر شیکھر آزاد کا بگل بجا دیا فیروز شاہ کے میلے میں بھگت سنگھ، چندر شیکھر آزاد، بٹوکیشور دت، ریتندر ناتھ داس، سکھ دیو اور راج گرو وغیرہ بھی انقلابی یکجا ہوئے۔ طے پایا کہ لالہ لاجپت رائے کے قاتل انگریز افسر اسکاٹ سے انتقام لیا جائے لیکن اسکاٹ کی جگہ پر سینڈرس لقمۂ اجل بنا انگریز خوف زدہ ہوگئے لیکن عوام میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ ملک میں پھیلی ہوئی افراتفری اور سامراجیوں کے خلاف عوامی بے زاری کو روکنے اور ان کے جذبات کو کچلنے کے لیے برٹش حکومت نے مرکزی اسمبلی میں عوامی، تحفظ بل پیش کیے عوام نے ان بلوں کی شدید مخالفت کی لیکن اقتدار کے نشے میں چور برٹش حکومت نے اس پر کوئی دھیان نہیں دیا نتیجہ میں انقلابیوں کو ایک بار پھر متحرک ہونا پڑا۔ چندر شیکھر آزاد اور ان کے ساتھیوں نے گونگی، بہری برٹش سرکار کے کانوں کو کھولنے کے لیے اسمبلی ہال میں بم پھینکنے کا فیصلہ کیا۔ سردار بھگت سنگھ اور بٹوکیشور دت نے اپنی جان ہتھیلی پر لے کر یہ کام انجام دیا۔ بم کے دھماکے سے عمارت ہل گئی انگریزوں میں بھگدڑ مچ گئی اور دونوں نوجوان گرفتار کرلیے گئے۔ پہلے انھیں تا عمر قید کی سزا سنائی گئی لیکن بعد میں اسے سزائے موت میں تبدیل کردیا گیا۔

۱۹۳۱ء میں الہ آباد الفریڈ پارک میں چندر شیکھر دوستوں کے جھرمٹ میں کھڑے باتیں کررہے تھے چند دیگر ساتھی بھی وہاں آنے والے تھے ساتھیوں کے آنے میں تاخیر سے وہ بے حد فکرمند تھے کہ اچانک انھیں پارک میں پولیس کی گاڑی دکھائی دی (کسی غدار نے پولیس کو پارک میں چندر شیکھر کی موجودگی سے مطلع کردیا تھا) آزاد نے دوستوں کو الوداع کہی پستول میں گولیاں بھریں اور مورچہ سنبھال لیا پہلی ہی گولی میں انھوں نے ایک پولیس افسر کا جبڑا اڑادیا درختوں کی اوٹ لیتے ہوئے چندر شیکھر پولیس سے زبردست ٹکر لے رہے تھے۔ الفریڈ پارک اپنی جاذبیت اور دلفریبی کے لیے لوگوں کی تفریح کا مرکز تھا میدان کارزار بن گیا تھوڑی ہی دیر کے بعد انگریز پولیس کپتان ناٹ باور کی کلائی چندر شیکھر کی گولی سے اڑ گئی اس کے باوجود پولیس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ آزاد کے سامنے آکر مقابلہ کرتی۔ اچانک چندر شیکھر نے محسوس کرلیا کہ پستول کی گولیاں ختم ہورہی ہیں۔ انھوں نے خود کو انگریزوں کے حوالے کرنے کے بجائے موت کو ترجیح دی اور اپنی کنپٹی میں آخری گولی مار کر ہمیشہ کے لیے آزاد ہوگئے۔

چندر شیکھر کی لاش دھرتی کو بوسہ دے رہی تھی لیکن خوفزدہ انگریز افسر وہاں جانے کی جرأت نہیں کررہے تھے اسی دوران انگریز کپتان ناٹ باور نے آگے بڑھ کر آزاد کے پیر میں گولی ماری تاکہ موت کی تصدیق ہوسکے۔

اس طرح سامراجی ظلم و ستم کا مقابلہ کرتے ہوئے چندر شیکھر آزاد نے جو حب الوطنی کے جذبے سے سرشار تھے شہید ہوکر ہمیشہ کے لیے امر ہوگئے۔ (گورکھپور سے)

ڈاکٹر عاصم واحدی مشرق پریس بسنت پور گورکھپور

غزل

نوید بلاسپوری

اے دوست محبت کا جادو ہر چیز پہ چلتے دیکھا ہے
ہر شمع پگھلتی دیکھی ہے پروانہ بھی جلتے دیکھا ہے

اب دور نہیں وہ دن کہ تمھیں بھی شعلہ بداماں دیکھیں گے
ہم نے تو صنم ان آنکھوں سے پتھر کو پگھلتے دیکھا ہے

ہم لاکھ برے ہیں تم لیکن کیوں ترک محبت کرتے ہو
گلشن میں گلوں کے سائے میں کانٹوں کو بھی پلتے دیکھا ہے

ہم نے تو گلابی گالوں پر آنسوؤں کی بوندیں دیکھی ہیں
کیا تم نے کہیں انگاروں پر شبنم کو مچلتے دیکھا ہے

کس طرح تمھیں میں سمجھاؤں دل دل سے بدلتا ہے کیسے
کیا تم نے کبھی پیمانے سے پیمانہ بدلتے دیکھا ہے

کیوں آپ نے غم سے گھبرا کر امید کا دامن چھوڑ دیا
ظلمت ہی کے پہلو سے ہم نے سورج کو نکلتے دیکھا ہے

کس بات پہ فخر نوید ان کو یہ روپ تو بہتا پانی ہے
دریاؤں کا رخ بھی طوفاں میں اے دوست بدلتے دیکھا ہے

(ناگپور سے نشر)

اسلامی کلچر اور ھند آریائی تہذیب

سید مقبول احمد

ہندوستان کی موجودہ تہذیب مختلف عناصر سے بنی ہے اور صدیوں سے نشوونما پا رہی ہے۔ تقریباً پانچ ہزار سال سے ہندوستان میں مختلف قومیں آکر آباد ہوتی رہیں۔ مختلف مذاہب پھیلتے رہے اور فلسفے اپنا اثر انسانوں کے ذہنوں پر ڈالتے رہے۔ اسی طرح قدیم آریائی قومیں، آدیواسی ترک، منگول، ایرانی، عرب، انگریز اور دیگر قومیں ایک دوسرے کی تہذیب و ثقافت سے متاثر ہوتے رہے۔ قدیم آریائی مذہب، فلسفہ گوتم بدھ، جین مذہب، عیسائیت اسلام، سکھ مذہب اور دیگر قبائلی مذہبوں نے ایک دوسرے پر ردِعمل کیا اور ایک دوسرے کی تہذیب سے مستفید ہوئے۔ اور پھر جہاں جہاں یہ قومیں آباد ہوئیں وہاں کے خصوصی جغرافیائی ماحول نے ان پر اثر ڈال کر انھیں ایک خاص رنگ دیا، جسے ہم علاقائی کلچر کہتے ہیں۔ علاقائی کلچر کی گوناگوں شکلیں، مختلف زبانیں، رہن سہن کے طریقے، یہاں تک کہ مختلف مزاج سب اسی کی بدولت ہیں، لیکن اس کے باوجود ہندوستانی تہذیب اپنی نوعیت میں دنیا کی مختلف تہذیبوں سے نمایاں اور یکتا ہے۔ یہ تہذیب جسے ہم Composite کلچر بھی کہتے ہیں، علاقائی تہذیبوں پر حاوی ہے۔ اس کے نشوونما پانے اور ابھرنے میں صدیوں کی کشمکش، اختلاف مذاہب اور ثقافتی لین دین شامل ہیں، لیکن یہی ہمارا وہ سرمایہ ہے جسے نہ ہم آسانی سے کھو سکتے ہیں اور نہ کھونا چاہیے۔

مختلف زمانوں میں جب ہماری یہ تہذیب نشوونما پا رہی تھی اور ہر قوم اپنے ثقافتی ورثے سے اس پودے کو سینچ رہی تھی، اس کی مختلف شکلیں بنتی رہیں۔ قدیم زمانے میں اس کا رنگ آریائی تھا، پھر سنٹرل ایشیا سے آنے والی قوموں کے میل جول سے اس کا کچھ اور رنگ نمودار ہوا۔ اس کے بعد اسلام آیا اور ترکوں اور مغلوں عربوں و ایرانیوں کے اثرات سے اس کی ایک نئی شکل بنی اور آخر میں یورپین تہذیب و تمدن کے اثرات سے اب اس کی شکل کچھ اور ہے اور مجھے یقین ہے کہ آئندہ سو سال میں اقتصادی اور صنعتی ترقی کی وجہ سے اس کی آج سے بالکل مختلف شکل ہوگی اور وہ نیا ہندوستان ہوگا، ہمارے موجودہ ہندوستان سے مختلف۔ آج ہماری سیاسی اور سماجی زندگی میں جو خلفشار ہے اور جس سے عوام دوچار ہوتے رہتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ ہم ثقافتی اور تہذیبی لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں یا ایک دوسرے کے مذہبوں اور عقیدوں کے دشمن ہیں۔ اس کی اصل وجہ اقتصادی ہے۔ ملک تیزی سے ترقی کر رہا ہے لیکن مواقع اور [illegible] بہت کم ہیں۔ ہماری تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کو ہماری اقتصادیات اور پلاننگ مطمئن نہیں کر سکتی اس لیے ہمارے پچھڑے ہوئے طبقے اپنی مانگیں اور اپنے مطالبات زیادہ انہماک اور زور و شور سے پیش کرتے ہیں اور بعض سیاسی لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہ خلفشار نہ تہذیبی و ثقافتی ہے نہ مذہبی۔ یہ ایک اقتصادی اور سیاسی خلفشار ہے آج ہمارا کلچر اور تہذیب و ثقافت ایک خاص موڑ پر ہے۔ یہ وہ پودا ہے جس میں رنگ رنگ کے پھول ہیں مگر درخت ایک ہی ہے اور ہم سب شعوری اور غیر شعوری طور پر اس پودے کو تناور اور تندرست بنانے میں مدد دے رہے ہیں۔ اگر تاریخی لحاظ سے ہماری اس قیمتی تہذیب کا جائزہ لیا جائے تو پتہ چلے گا کہ اس میں سب سے اہم عنصر آریائی تہذیب اور اسلام کے ہیں، قدیم آریائی تہذیب نے اپنے ثقافتی، علمی، سیاسی اور مذہبی اثرات سے قدیم ہندوستانی تہذیب کی بنیادوں کو سنوارا اور کوئی چھ سو سال قبل مسیح سے مہاتما گوتم بدھ اور جین مذہب اور دیگر فلسفوں نے ہماری اس تہذیب کو مالا مال کیا۔ علوم و فنون صنعت و حرفت، سادہ زندگی اور بھائی چارہ کی تلقین کی۔ یہ سلسلہ ایک ہزار سال قبل تک جاری رہا۔ یہ ہماری تہذیب کا سنہری زمانہ مانا جاتا ہے۔ اسی زمانے میں شمال کی طرف سے ترک اور دوسری قومیں آکر آباد ہوتی رہیں۔ ساتویں صدی میں عرب اپنا پیغام اسلام لے کر سندھ میں آکر آباد ہوتے۔ اور دوسری طرف جنوبی علاقوں میں تجارت میں مشغول رہے۔ یہ لوگ انصاف پسند برادری کے روادار تھے اور انھوں نے قدیم ہندی تہذیب، علوم و فنون، فلسفہ و مذہب کو اسلامی ممالک میں فروغ دیا۔ ادھر جنوب میں ہندو حکمراں عرب تاجروں سے انصاف اور خوش اسلوبی سے پیش آتے رہے۔

دسویں صدی عیسوی کے بعد سے شمالی ہندوستان سے ترک، منگول افغانی اور ایرانی آنا شروع ہوتے۔ یہ لوگ زیادہ تر سیاسی تھے اور حکومتیں قائم کرنا ان کا اولین مقصد تھا۔ چنانچہ شمال سے آئی ہوئی اسلامی تہذیب اور ہندی تہذیب میں ایک تناؤ پیدا ہوا اور ایک عرصہ تک قائم رہا، لیکن ساتھ ہی ساتھ اس زمانے میں مسلمان متقی و پرہیزگار صوفی بھی سینکڑوں کی تعداد میں آئے اور اسلام کا بھائی چارے اور رواداری کا صحیح پیغام پھیلایا۔ یہی وہ لوگ تھے جنھوں نے لوگوں کے دلوں کو موہ لیا۔ انھوں نے ہندو مسلم اور سکھ عیسائی میں کوئی تمیز نہ کی۔ اگر آج ہندوستان میں مسلمان ہیں اور اسلام زندہ ہے تو ان ہی لوگوں کی بدولت ہے اس زمانے میں ہندو مسلمانوں میں جو تناؤ سیاست کی وجہ سے پیدا ہو گیا تھا۔ اسے ختم کرنا انہی لوگوں کا کام تھا۔ اسی زمانے میں ہندوستان میں بڑے بڑے منی، رشی، اور بھگت بھی پیدا ہوئے جنھوں نے بھائی چارے محبت اور پیار کی تلقین کی۔ صوفی اور بھگت ایک ہی پیغام دے رہے تھے اور عوام کی زبانوں میں اپنی بات کہتے اور لکھتے جس کے نتیجہ میں مختلف علاقوں میں علاقائی زبانیں نمودار ہوئیں اسی دور میں صوفی کشمیر میں بھی آئے اور کشمیری تہذیب کو ایک خاص رنگ میں رنگ گئے۔ یہ دور ایک زبردست ثقافتی ہلچل اور ہیجان کا دور تھے۔ یہ دور بھی ختم ہوا۔

سولہویں صدی سے ایک نئی قوم یعنی سنٹرل ایشیا کے مغل یہاں آئے اور انھوں نے اپنی عظیم سلطنت قائم کی۔ یہ لوگ علم و ادب کے دلدادہ تصوف سے سرشار، فنون لطیفہ پر دل چھڑکنے والے اور امور حکومت میں مثالی لوگ تھے۔ ان کی بدولت ہر شعبۂ زندگی میں ترقی ہوئی ساتھ ہی یہ لوگ ہندوستانی تہذیب اور فلسفہ سے گہرے طور پر متاثر ہوئے اور ہندوستان کو اپنا گھر بنایا۔ ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ تھا کہ انھوں نے ہی اس تہذیب کی بنیاد ڈالی، جسے ہم ہندوستانی تہذیب یا [illegible] کہتے ہیں جو آج بھی زندہ ہے انھوں نے ہندوستان کا طرز بود و باش اختیار کیا۔ یہاں شادی بیاہ رچائے اور مذہبی فرق و

تفاوت کو ختم کرنے کی کوشش کی اکبر نے تو ایک نئے مذہب "دین الٰہی" کی بنیاد بھی ڈالی جو یہاں کے مختلف مذاہب پر مبنی تھا حالانکہ اس میں اسے کامیابی نہ ہوئی اس کی اولاد میں دارا شکوہ نے بھی ویدانیت اور تصوف میں رابطہ پیدا کرنے کی کوشش کی۔ مغلوں نے تقریباً ہر فن میں ترقی کی اور اسے فروغ دیا۔ سلطنتی نظام اور امور میں انھوں نے ایک ہی فوج میں رہ کر اپنے دشمن سے مقابلہ کیا اور دشمن کی فوج میں بھی ہندو مسلمان شانہ بشانہ لڑتے تھے۔ مغلوں کے کارناموں میں فنون لطیفہ کی ترقی اور عمارت سازی کو خاص درجہ حاصل تھا۔ مصوری میں انھوں نے چار چاند لگائے اور منصور جیسے مصور پیدا کیے۔ دربار میں ہندو مسلمان مصور ایک ساتھ کام کیا کرتے۔ عمارت سازی میں شاہجہاں کا کوئی ثانی نہ تھا جس نے تاج محل جیسے عجائبات تعمیر کروائے تعلیم و تدریس، انصاف پسندی، تعمیرات، تجارت اور صنعت و حرفت کو خاصی ترقی ہوئی اردو زبان بھی۔ جو ہماری قومی زبان ہے اسی دور میں پیدا ہوئی اور اردو اور ہندی میں انیسویں صدی کے نصف آخر تک کوئی مبیّن فرق نہیں تھا۔ لیکن مغلوں نے جس تہذیب کی بنیاد ڈالی تھی اس پر انگریزوں کی آمد کے بعد ہلکی سی چوٹ پڑی۔ انگریزوں نے ہندی اردو ہندی میں خلیج پیدا کی ہندو اور مسلمان تہذیب کو الگ الگ بتایا اور تواریخ ایک خاص نقطۂ نظر سے لکھوائیں جن سے ہندو اور مسلمانوں میں ایک خلیج سی حائل ہوگئی اور عوام یہ سمجھنے لگے کہ شاید ہندو مسلمان ہمیشہ سے ایک دوسرے سے الگ اور ثقافتی لحاظ سے مختلف قومیں ہیں۔ اس کا سیاسی اثر بھی پڑا۔

بہر حال اب انگریز بھی گئے۔ مگر ہماری تہذیب جو متحدہ تہذیب ہے باوجود ان باتوں کے اب بھی قائم ہے اور اس میں زیادہ سے زیادہ یگانگت پیدا ہو رہی ہے۔ یہ ہمارے سیاستدانوں، والدین اور اساتذہ کا فرض ہے کہ جو تعصب انگریز پیدا کر گئے تھے اسے ختم کریں اور اپنے ماننے والوں، بچوں اور شاگردوں کو بتائیں کہ ہماری تہذیب ایک ہے۔ ہم سب ایک ہی ملک ہندوستان کے رہنے والے ہیں اور ہندوستان سب کا وطن ہے۔ یہاں نہ کوئی اجنبی ہے نہ کوئی غیر۔ تعصب پرست لوگوں کی مخالفت کریں اور متعصب سیاسی ماحول کو ختم کریں۔ ایسی تاریخیں از سر نو لکھیں جن میں ہمارے بزرگوں کے کارناموں کو سراہا جائے اور اپنی قدیم تاریخ کو صحیح اور صحت مند روشنی میں پیش کیا جائے۔ اسی میں ہم سب کی بھلائی۔ ہمارے وطن کی ترقی اور ہندوستان کی عزت کا راز پوشیدہ ہے۔

(سرینگر سے نشر)

شعر و شخصیت

اقبال کی شاعری میں حب وطن

محمد عثمان قریشی

اقبال ۹ر نومبر ۱۸۷۷ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے وہ ابتدا ہی سے بہت ذکی اور ذہین تھے ابتدائی تعلیم مدرسہ اور مکتب میں حاصل کی اور مڈل سے لے کر ایم اے تک تمام امتحانات اعزاز کے ساتھ پاس کیے۔ کیمبرج یونیورسٹی سے فلسفۂ اخلاق کی ڈگری لی اور جرمنی کی میونک یونیورسٹی سے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ اس طرح اقبال اردو کے تمام شعراء میں سب سے زیادہ اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے۔ اس زمانے میں پنجاب میں شاعری کا چرچا بہت تھا۔ اقبال کو شاعری کا ملکہ قدرت کی طرف سے ودیعت کیا گیا تھا اور انھوں نے طالب علمی کے دنوں میں مشاعروں میں شرکت شروع کر دی تھی اقبال نے جب ہوش سنبھالا اور شاعری شروع کی اس وقت ہندوستان اور بیرون ہندوستان کی سیاسی فضا نہایت مکدر تھی وہ ۱۹۰۵ء میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے یورپ تشریف لے گئے وہاں ان کا قیام تین سال رہا۔ اس زمانے میں انھوں نے دیکھا کہ اہل یورپ اور انگریز نے ایشیاء اور خاص طور سے اسلامی ممالک کے ساتھ سیاسی چالیں چل کر انھیں ایک دوسرے کے خلاف آپس میں صف آرا کر دیا۔ انگریزی اس سیاست کا نتیجہ یہ نکلا کہ ترکی کی حکومت جو ایک زمانے میں انتہائی مضبوط تھی اور اس کی طاقت کا رعب اہل یورپ کے دلوں پر طاری تھا اس کا یہ حال ہو گیا کہ اب اس میں اپنی حفاظت کی سکت باقی نہیں رہی اور وہ یورپ کے "مرد بیمار" کے نام سے مشہور ہو گئی۔ افغانستان کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ ایران پر ایک طرف روس اور دوسری جانب انگریز کا اقتدار قایم تھا۔ شام فلسطین۔ عرب اور عراق کو ایک جابر سلطان اپنے ظلم و استبداد کے پنجے میں جکڑے ہوئے تھا اور یہ انگریزوں کے اشاروں پر ناموس دین مصطفےٰ کو بیچ رہا تھا اور ترکمان سخت کوش خاک و خوں میں مل رہا تھا۔ مصر اور سوڈان پر باقاعدہ انگریز کا قبضہ تھا ٹیونس اور الجیریا فرانس کے قبضے میں تھے۔ انڈونیشیا پر ڈچ کا اقتدار تھا۔

اقبال نے اس صورت حال کو دیکھا اس کا دل عالم اسلام کی اس خستہ اور خراب حالت کو دیکھ کر دکھ گیا اسی زمانے میں اقبال کے اپنے وطن ہندوستان کی یہ حالت تھی کہ ۱۸۵۷ء کے ہنگامے کے بعد یہاں انگریز کی حکومت پوری طرح مستحکم ہو چکی تھی اور مکمل طور پر استبدادیت کا دور دورہ تھا انگریز نے ہندوستانیوں میں نفاق پیدا کر کے یہاں کی سیاسی فضا تعصب، فرقہ پرستی اور قومی انتشار سے زہر آلود کر دی تھی۔ اس حالت کو دیکھ کر بھی اقبال کا دردمند دل دکھا اور وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ جب تک ان ممالک کے باشندوں میں اتحاد و اتفاق نہیں ہوتا ان کے غلامی سے نکلنے کی کوئی صورت نہیں اور اتحاد کے لیے ضروری ہے کہ ان بکھرے دانوں کو ایک رشتے میں پرو دیا جائے۔ اقبال نے اس وقت یہ سمجھا کہ ہندوستانیوں کو خواب غفلت سے بیدار کیا جائے اور ان میں اپنی قوم اور اپنے وطن سے محبت کا جذبہ پیدا کیا جائے تاکہ وہ وطن کی محبت سے سرشار ہو کر اس کو آزاد کرانے کی جدوجہد کریں اس خیال کے تحت اقبال نے قومیت اور وطنیت سے بھرپور نظمیں لکھنا شروع کر دیں اس زمانے میں اقبال کا عقیدہ تھا کہ مذہب کو سیاست سے الگ ہونا چاہئے اور قومیت کی بنیاد وطن پر ہونی چاہیے۔

اپنی شاعری کے ابتدائی دور میں اقبال نے ہمالہ، بچے کی دعا، صدائے درد، تصویر درد، ترانۂ ہندی، ہندوستانی بچوں کا قومی گیت، نیا شوالہ وغیرہ نظموں میں بڑے جوش و خروش اور بڑے دلنشیں انداز میں وطن پرستی اور قوم پرستی کی تعلیم دی ہے۔

گو کہ اقبال سے پہلے بھی اردو شاعری میں حالی اور آزاد نے حب وطن پر نظمیں لکھی ہیں مگر ان کی نظموں میں

حب وطن کا تصور واضح نہیں ہے۔ اردو شاعری میں خالص اجتماعی ہندوستانی وطن پرستی کا تصور سب سے پہلے اقبال نے پیش کیا۔ ان کی پہلی تصنیف بانگِ درا کی پہلی نظم ہمالہ ہے اس میں انھوں نے حب وطن ہی کی وجہ سے ہمالہ کا درجہ کوہ سینا سے بڑھا دیا ہے۔ کہتے ہیں:

اے ہمالہ! اے فصیل کشور ہندوستاں!
چومتا ہے تیری پیشانی کو جھک کر آسماں
تجھ میں کچھ پیدا نہیں دیرینہ روزی کے نشاں
تو جواں ہے گردش شام و سحر کے درمیاں
ایک جلوہ تھا کلیم طور سینا کے لیے
تو تجلی ہے سراپا چشم بینا کے لیے

ان کی نظم "بچے کی دعا" اب بھی ہندوستان میں بعض اسکولوں میں بچے درجوں میں جانے سے پہلے مل کر گاتے ہیں اس میں اقبال نے بچوں کا ذہن قوم و وطن کی بہبودی کی طرف موڑا ہے کہتے ہیں:

لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری
دور دنیا کا مرے دم سے اندھیرا ہو جائے
ہر جگہ میرے چمکنے سے اجالا ہو جائے
ہو مرے دم سے یونہی میرے وطن کی زینت
جس طرح پھول سے ہوتی ہے چمن کی زینت

اقبال کے دل کو سب سے بڑی تکلیف یہ ہے کہ ہندوستان میں اتفاق و اتحاد کی فضا ختم ہو گئی اور یہاں کے باشندوں کے دلوں میں آپس میں یکرنگی کے بجائے ناآشنائی پیدا ہو گئی ہے اپنی نظم "صدائے درد" میں کہتے ہیں:

جل رہا ہوں کل نہیں پڑتی کسی پہلو مجھے
ہاں ڈبو دے اے محیط آب گنگا تو مجھے
سرزمیں اپنی قیامت کی نفاق انگیز ہے
وصل کیسا یاں تو اک قرب فراق آمیز ہے
بدلے یکرنگی کے یہ ناآشنائی ہے غضب
ایک ہی خرمن کے دانوں میں جدائی ہے غضب

شجر ہے فرقہ آرائی تعصب ہے ثمر اس کا
یہ وہ پھل ہے کہ جنت سے نکلواتا ہے آدم کو
رلاتا ہے ترا نظارہ اے ہندوستاں مجھ کو
کہ عبرت خیز ہے تیرا فسانہ سب فسانوں میں
دیا رونا مجھے ایسا کہ سب کچھ دے دیا گویا
لکھا کلک ازل نے مجھ کو تیرے نوحہ خوانوں میں
نشان برگ گل تک بھی نہ چھوڑ اس باغ میں گلچیں
تری قسمت سے رزم آرائیاں ہیں باغبانوں میں
چھپا کر آستیں میں بجلیاں رکھی ہیں گردوں نے
عنادل باغ کے غافل نہ بیٹھیں آشیانوں میں
وطن کی فکر کر ناداں! مصیبت آنے والی ہے
تری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں
نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندوستاں والو!
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

اقبال کی ایک بہت زیادہ مشہور و معروف نظم "ترانہ ہندی" ہے اس نظم میں حب وطن کے جذبات بڑے والہانہ انداز میں پیش کیے گئے ہیں:

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا
گودی میں کھیلتی ہیں اس کی ہزاروں ندیاں
گلشن ہے جن کے دم سے رشک جناں ہمارا
مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم، وطن ہے ہندوستاں ہمارا
یونان و مصر و روما سب مٹ گئے جہاں سے
اب تک مگر ہے باقی نام و نشاں ہمارا
کچھ بات ہے کہ ہستی مٹتی نہیں ہماری
صدیوں رہا ہے دشمن دور زماں ہمارا

ہندوستان بہت سے مذاہب کا ملک ہے اقبال نے بھی سمجھا کہ ہندوستان میں یہ تمام مذاہب ملک کی تمدنی وحدت میں انتشار نہیں بلکہ یکرنگی پیدا کریں گے۔ ہندوستانی بچوں کے قومی گیت میں انھوں نے اس خیال کا اظہار کیا ہے:

چشتی نے جس زمیں میں پیغام حق سنایا
نانک نے جس چمن میں وحدت کا گیت گایا
تاتاریوں نے جس کو اپنا وطن بنایا
جس نے حجازیوں سے دشت عرب چھڑایا
میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے

اقبال کی وطنی شاعری کا سب سے زیادہ محرک جذبہ اتحاد و اتفاق ہے ان کا پختہ یقین ہے کہ اتفاق کے بغیر ہمارا ملک غلامی کی زنجیروں سے آزاد نہیں ہو سکتا اس موضوع پر ان کی بہترین اور دلکش نظم "نیا شوالہ" ہے اس نظم میں اقبال نے پرخلوص، پرجوش اور ایک انوکھا انداز بیان اختیار کیا ہے۔ ہندو مسلم اتفاق کے پیش نظر اقبال نے اپنی اس نظم میں ہندی الفاظ بڑے عمدہ انداز میں استعمال کیے ہیں وہ کہتے ہیں:

سچ کہہ دوں اے برہمن! گر تو برا نہ مانے
تیرے صنم کدوں کے بت ہو گئے پرانے
اپنوں سے بیر رکھنا تو نے بتوں سے سیکھا
جنگ و جدل سکھایا واعظ کو بھی خدا نے
تنگ آکے میں نے آخر دیر و حرم کو چھوڑا
واعظ کا وعظ چھوڑا، چھوڑے ترے فسانے
پتھر کی مورتوں میں سمجھا ہے تو خدا ہے
خاک وطن کا مجھ کو ہر ذرہ دیوتا ہے
سونی پڑی ہوئی ہے مدت سے دل کی بستی
آ، اک نیا شوالہ اس دیس میں بنا دیں
دنیا کے تیرتھوں سے اونچا ہو اپنا تیرتھ
دامان آسماں سے اس کا کلس ملا دیں
شکتی بھی شانتی بھی بھگتوں کے گیت میں ہے
دھرتی کے باسیوں کی مکتی پریت میں ہے

(رام پور سے نشر)

محمد عثمان قریشی
ہیڈ ڈپارٹمنٹ آف اردو بریلی کالج بریلی (یوپی)

اقبال کو ہندوستان کی غلامی کا شدید احساس تھا یہ احساس ان کی نظم "تصویر درد" میں خاص طور سے نمایاں ہے اس نظم میں اقبال نے بڑے جوش و صداقت کے ساتھ پراثر انداز میں اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے اس میں انھوں نے اپنے ہم وطنوں کی ایسی کمزوریوں کو ظاہر کیا ہے جن سے ہندوستان کی قومی اور وطنی وحدت اور اس کے سبب سے ہندوستان کی آزادی اور ترقی کے حصول میں دقتیں پیدا ہو رہی تھیں اقبال نے اچھی طرح محسوس کر لیا تھا کہ ہندوستان میں فرقہ آرائی اور تعصب جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک دوسرے کے خلاف پیدا ہوتا چلا جا رہا ہے ایک دن ہندوستان کی قومیت اور وطنیت کے تصور کو توڑ دے گا کہتے ہیں:

غزل

تحریر: انجم

کھوئی منزل ہوں بھولا ہوا راستہ ہوں
کچھ غور سے دیکھو تو، حالات کا نقشہ ہوں
دوڑو نہ مرے پیچھے، سمجھو نہ مجھے اپنا
کیا میرا بھروسا ہے، میں ابر کا سایہ ہوں
کیا جانے ہوا ہیں یہ کس سمت کو لے جائیں
میں شاخ شجر کا اک، ٹوٹا ہوا پتہ ہوں
پانی سے ملوں گا یا، مل جاؤں گا مٹی میں
میں آنکھ سے بادل کی ٹپکا ہوا قطرہ ہوں
کیا مجھ کو سمیٹو گے، کیا جوڑو گے تم مجھ کو
بکھرا ہوا نغمہ ہوں، ٹوٹا ہوا شیشہ ہوں
شاید میں نہیں کچھ بھی شاید میں بہت کچھ ہوں
ہاں لفظ نہیں لیکن، میں لفظ کا نقطہ ہوں
کیا جانے مجھ کو لگایا، مرجھاؤں گا میں انجم
حالات کے گملے میں احساس کا غنچہ ہوں

(گورکھپور سے)

شہنشاہِ موسیقی نوشاد

فاروق ارگلی

ذکر جب چھڑ گیا قیامت کا
بات پہنچی تری جوانی تک

کس کا ذکر کر رہے ہیں آپ ــــ؟

یہ ہندوستانی فلموں کے عظیم موسیقار نوشاد کا ذکر ہے، جن کا نام ذہن میں آتے ہی روح گنگنانے لگتی ہے اور کانوں میں کیف و سرور عطا کرنے والی دُھنیں گونجنے لگتی ہیں۔

نوشاد صاحب صرف فلمی موسیقار نہیں، ان کا فن ہمارا تہذیبی اور ثقافتی سرمایہ ہے ان کی تخلیق کی ہوئی فلمی دھنیں، ایک ایسا جادو ہیں جو آنے والی نسلوں تک سر چڑھ کر بولتا رہے گا۔

ہماری فلمی دنیا کا کوئی میوزک ڈائرکٹر، شہرت، مقبولیت اور فنی بلندیوں کے اس مقام تک نہیں پہنچ سکا جہاں نوشاد صاحب کی کامیابی کا جھنڈا آج بھی لہرا رہا ہے۔

عظیم موسیقار نوشاد ۲۵ر دسمبر سنہ ۱۹۱۹ء کو لکھنؤ میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کے گھرانے کا سنگیت سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ ان کے والد ضلع عدالت میں اہل کار تھا۔ مگر نوشاد کا ذہن فطری طور پر موسیقی کی طرف مائل تھا۔ اوائل عمری میں ہی ایک سنگیت منڈلی میں شامل ہو گئے۔ وہ ساز و آواز کا فن سیکھتے اور اس کا مظاہرہ کرتے۔

بیس سال کی عمر تک سنگیت نوشاد کی رگ رگ میں سما چکا تھا۔ جوانی کی امنگیں کچھ کر دکھانے اور کچھ بن جانے کے لیے اکسانے لگیں سنہ ۱۹۳۷ء میں بمبئی پہنچے، در بہ در کی ٹھوکریں کھائیں اور بالآخر مشتاق حسین صاحب کے آرکیسٹرا میں نہایت معمولی تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔ لیاقت اور صلاحیت نے سہارا دیا۔ کچھ دن بعد نوشاد مشہور میوزک ڈائرکٹر کھیم چند پرکاش کے معاون بن گئے۔

کھیم چند پرکاش سے وابستگی کے بعد انھوں نے فلم "درشن"، کے ایک گیت کی دھن بنائی جس کے بول تھے ـ "تمہیں ہماری یاد ستائے ـ ہمیں تمہاری بجلی تڑپائے۔"

گیت ہٹ ہوا، نوشاد صاحب فلم والوں کی نظروں میں آگئے۔ اس کے بعد فلم "اسٹیشن ماسٹر" کی کامیاب ترین دھنوں نے پوری فلمی دنیا کو چونکا دیا۔ ان دنوں فلم انڈسٹری میں اے۔ آر کاردار کا بول بالا تھا۔ ایک ماہر فلمی جوہری کی طرح کاردار نے نوشاد نامی ہیرے کو پہچان لیا۔

کاردار کی فلم "شاردا" کی موسیقی اس قدر کامیاب ہوئی کہ نوشاد صاحب اچھے موسیقار تسلیم کیے جانے لگے۔ اور پھر وہ دن بھی آگیا جب انھیں فلم "پریم نگر" کے لیے آزادانہ موسیقی دینے کا موقعہ ملا۔ 'پریم نگر' کی ترین موسیقی ترتیب دینے کے بعد ان کا فن دن بہ دن چمکتا چلا گیا۔

نوشاد صاحب عظیم ہدایت و فلم ساز محبوب صاحب کے محبوب میوزک ڈائرکٹر بنے اور محبوب پروڈکشن کی فلموں کی کامیابی ضمانت بن گئے۔ انمول گھڑی، انوکھی ادا، اعلان، انداز، آن اور مدر انڈیا جیسی فلموں کے گانے ہندوستان کی فضاؤں میں گونجنے لگے۔ فلم "سن آف انڈیا" کی بہترین موسیقی کے لیے بھارت سرکار نے انھیں 'پدم شری' کے اعزاز سے نوازا۔

نوشاد صاحب نے اب تک اپنی ستاوّن فلموں میں صاف ستھری موسیقی پیش کر کے ساری دنیا میں اپنے ملک کا نام اونچا کیا۔

شاردا، اسٹیشن ماسٹر، سنیاسی، ناٹک، قانون، درشن، مالا، نئی دنیا، جیون، گیت، جادو، شاہجہاں داستان، رتن، اعلان، انداز، انمول گھڑی، انوکھی ادا امر، میلہ، دیدار، چاندنی رات، اڑن کھٹولا، بیجو باورا، بابل شباب، دیوانہ، کوہ نور، مدر انڈیا، مغل اعظم، سوہنی مہیوال گنگا جمنا، سن آف انڈیا، میرے محبوب، لیڈر، دل دیا درد لیا، سنگھرش، ساز اور آواز، پالکی، تانگے والا، ساتھی گنوار، مائی فرینڈ، آدمی، رام اور شیام، سنہرا سنسار اور آئینہ جیسی مقبول فلموں کے ذریعہ نوشاد نے لانادال نغمے دیئے ہیں

کمال امروہی کی لافانی فلم 'پاکیزہ' کا ٹائیٹل میوزک دے کر نوشاد نے اس فلم میں چار چاند لگا دیے۔

نوشاد صاحب کی دس فلموں نے گولڈن جُبلی اور تقریباً بائیس فلموں نے سلور جُبلی منائی۔ 'بیجو باورا' نے تو ڈائمنڈ جُبلی منائی، اس فلم کے لیے نوشاد صاحب کو ۱۹۵۳ء کا فلم فیئر ایوارڈ دیا گیا۔

نوشاد صاحب کی موسیقی میں ہندوستانی شاستریہ سنگیت کا رچاؤ اور بھارتی کسانو، کھیتوں اور کھلیانوں میں گونجنے والے لوک سنگیت کی جھنکار ہے نوشاد صاحب، غیر ملکی دھنوں کی چوری کر کے آرکیسٹرا کے شور و شغب کو موسیقی کے نام پر فروخت کرنے والے کامیاب فلمی سنگیت کاروں سے بہت بلند ہیں۔ ان کا فن سدا بہار ہے۔ آج بھی انھیں بہت بڑا سنگیت کار مانا جاتا ہے۔

لیکن تجارتی اعتبار سے نوشاد صاحب کو "ناکام" سمجھا جا رہا ہے۔ لوگ اب اس طرح سوچنے لگے ہیں کہ کیا نوشاد صاحب اپنی فنی صلاحیتیں کھو چکے ہیں۔

نہیں، ہرگز نہیں۔ اصل وجہ یہ ہے کہ آج کی فلم انڈسٹری میں زیادہ تر لوگ فلم کو صرف تجارت سمجھتے ہیں، فن کی قدر و قیمت کا خیال کون کرے۔ نااہل لوگوں کی بہتات نے فن کو قتل کر دیا۔ اب زیادہ تر فلموں میں مغرب سے چوری کی گئی کہانیاں اور چوری کی گئی دھنیں آسانی سے پیش کی جاتی ہیں۔

اس رجحان کا نتیجہ یہ ہے کہ فلمی موسیقی صرف مغربی سازوں کے بے ہنگم شور اور اوٹ پٹانگ لفظوں کی کمپوزیشن بن کر رہ گئی۔ اب ہر روز ریکارڈ ہونے والے سینکڑوں نئے نغموں میں ایک بھی گیت مقبول نہیں ہوتا۔ جبکہ پرانے گانے پہلے سے زیادہ پسند کیے جاتے ہیں

آج کل کامیاب موسیقار وہی ہے جو اجارہ داری جوڑ توڑ اور کاسہ لیسی کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ فلمیں حاصل کر لیتا ہے، مگر نوشاد صاحب صرف ایک سچے فنکار ہیں، سازشوں اور جوڑ توڑ کی تجارت میں ایک دم کورے ہیں اس لیے وہ ناکام ہیں

فلمی موسیقی کے معیار میں اتنی گراوٹ کے بارے میں موسیقار اعظم نوشاد کا خیال ہے کہ زندگی کے ہر شعبے کی طرح فلموں پر بھی ذہنی غلامی اور مغرب پرستی کا اثر پڑا ہے۔ ہمارے فلم والے اپنے گھر کے دیپک کو چھوڑ کر اُنکے اجالوں کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ اب ہم مغربی کہانیاں چراتے ہیں اور چوری چھپانے کی کوشش میں

تاریخ وسیاست

ہمارا تہذیبی میل جول عراق سے

اختر الواسع

ہندوستان اور عراق کے تہذیبی، تمدنی اور ثقافتی تعلقات کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی کہ خود "سندھ و فرات" کی قدامت۔ عراق سے ہندوستان کے روابط اور میل جول کی تاریخ عربوں سے ہمارے ملک کے تعلقات سے جدا نہیں ہے۔

یہ سوال ایک زمانہ سے بحث طلب رہا ہے کہ ہندوستان کے اصلی باشندے کون ہیں؟ ہندوستان کے دراوڑ اور آریہ نسل کے دعووں کے ساتھ ہی ساتھ مولانا سید سلیمان ندوی کے بقول "اہل عرب کا دعویٰ ہے کہ ہندوستان سے ان کا تعلق صرف چند ہزار برس کا نہیں بلکہ پیدائش کے شروع سے یہ ملک ان کا پدری وطن ہے۔" اس کے ثبوت میں وہ جنت سے نکالے گئے حضرت آدم کا سراندیپ میں پہلا قدم رکھا جانا کہتے ہیں، جس کا نشان اس کے ایک پہاڑ پر موجود ہے۔

خود پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث اس مضمون کی بیان کی جاتی ہے کہ "مجھے ہندوستان کی طرف سے ربانی خوشبو آتی ہے۔" ان تمام باتوں سے یہ حقیقت تو واضح ہو جاتی ہے کہ عربوں کا اس سرزمین سے تعلق بہت پرانا ہے اور عرب اس ملک کو اپنا مفتوحہ علاقہ سمجھنے کے بجائے "پدری وطن" قرار دیتے رہے ہیں۔

ہندوستان اور عراق دونوں اپنی تہذیبی قدامت، ثقافتی رنگا رنگی اور تمدنی ترقی کے لیے حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے قبل بھی تاریخ میں اپنا مقام بنا چکے تھے۔ ہندوستان ان اولین علمی و تہذیبی ملکوں میں سے ایک تھا جس نے اپنی حکمت و دانش، ادبی روایات اور علوم و فنون میں مہارت سے عربوں بالخصوص عراق کو بے حد متاثر کیا۔

ہندوستان اور عربوں کے اس تعلق کی بنیاد وہ عرب سیاح تھے جنہوں نے اس ملک میں اپنی تجارتی سرگرمیوں کی غرض سے سفر کیے اور ساتھ ہی ساتھ اس ملک کی سیاسی، سماجی اور معاشی زندگی کے ایسے مرقع بھی تاریخ میں اپنی یادگار کے طور پر چھوڑے جو یہاں کے باشندوں کی مکمل زندگی مثلاً لباس، غذا، رسوم و رواج اور رہن سہن کے بیان میں حقیقت سے قریب تر ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک عرب سیاح سے ہندوستان کے بارے میں رائے معلوم کی تو اس نے عربوں کی روایتی فصاحت و بلاغت کے ساتھ جو جواب دیا وہ خود اس عہد کے ہندوستان کی بہترین تصویر پیش کرتا ہے۔ اس نے کہا:

"اس کے دریا موتی ہیں، اس کے پہاڑ یاقوت ہیں اور اس کے درخت عطر ہیں۔"

عربوں اور ہندوستان کے تجارتی روابط کا اندازہ عراق کی اسلام سے پہلے کی مشہور بندرگاہ اُبلہ کے بارے میں اس تاثر سے لگایا جا سکتا ہے کہ "اُبلہ سے ہندوستان کی تجارتی آمد و رفت اس کثرت سے تھی" کہ "بعض مورخین کے بقول" اہل عرب اُبلہ کو ہندوستان ہی کا ایک ٹکڑا سمجھتے تھے۔"

جن قدیم سیاحوں نے اس تعلق، ربط اور میل جول کو اپنی تحریروں اور سرگرمیوں سے فروغ دیا ان میں سلیمان تاجر، ابو دلف مسعر، بزرگ بن شہریار، ابوالحسن علی المسعودی، ابو اسحق ابراہیم بن محمد اصطخری، ابن حوقل اور یعقوبی وہ سیاح، مورخ اور جغرافیہ دان تھے جو براہ راست عراق سے تعلق رکھتے تھے اور جنہوں نے ہندوستان کے بارے میں معلومات کے وہ مفید اور پُراثر خزانے اپنی تحریروں کی صورت میں چھوڑے جن سے کہ تاریخ اور جغرافیہ کے طالب علم آج تک فیضیاب ہو رہے ہیں۔ ان کے علاوہ ابن خردازبہ کی کتاب 'المسالک الممالک' میں جو عربی میں جغرافیہ کی پہلی کتاب ہے، ہندوستان کے بری، بحری راستوں کی تفصیل اور مختلف ذاتوں اور شہروں کا تذکرہ موجود ہے۔

ہماری تاریخ کے عہد وسطیٰ میں جب عباسیوں نے بغداد کو پایۂ تخت بنایا تو خاندان برامکہ نے اس علمی و تہذیبی لین دین کو ہند و عراق کے مابین سب سے زیادہ فروغ دیا، جو آج تک کسی نہ کسی صورت میں قائم و دائم بھی ہے اور جاری و ساری بھی۔ یہاں اس بات کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ بعض مورخوں کی رائے میں "برامکہ" ہندی الاصل تھے اور ان کا اصل وطن ہندوستان تھا۔ بغداد میں اپنے عروج کے زمانے میں انھوں نے ہندوستان کے پنڈتوں، بدھ عالموں اور طبیبوں کو بلوا کر ترجموں کے کام میں لگایا اور شفاخانوں میں مقرر کیا۔ ابن ندیم نے "الفہرست" میں لکھا ہے کہ:

"عربوں کے دور حکومت میں ہندوستان کے معاملے سے جس نے سب سے زیادہ دلچسپی لی وہ یحییٰ بن خالد برمکی اور برامکہ کی جماعت ہے، جس کی دلچسپی اور اہتمام ہندوستان کے معاملے کے ساتھ اور وہاں کے پنڈتوں اور ویدوں کو ہندوستان سے بغداد بلوانے میں مشہور ہے۔"

عربی میں عباسی عہد میں سنسکرت سے جو کتابیں ترجمہ ہوئیں ان میں علم ہیئت کی بنیادی کتاب "سدھانت" نیز "آریہ بھٹ" اور "ارکند" شامل ہیں۔ "پنچ تنتر" کا "کلیلہ و دمنہ" کے نام سے فارسی زبان کے ذریعہ ترجمہ کیا گیا۔ اہل عرب یہ تسلیم کرتے ہیں کہ انھوں نے ... ہندسے لکھنے کا طریقہ ہندوؤں سے سیکھا اور اسی لیے اہل عرب اس کو "حساب ہندی" کہتے ہیں۔ علم طب کی بیشتر کتابیں سنسکرت سے ترجمہ ہوئیں جن میں "سشرت" اور "چرک" کی کتابیں بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔ ان کے علاوہ تقریباً دس کتابیں اور بھی ترجمہ ہوئیں جن میں امراض نسواں کی بھی ایک کتاب شامل تھی۔ جانوروں کی بیماریوں کے لیے چانکیہ یا چانک نامی ہندوستانی پنڈت کی کتاب کا بھی ترجمہ کیا گیا۔ اس کے علاوہ نجوم، جیوتش، جفر، رمل، کیمیا، حیوانیات، موسیقی وغیرہ کے موضوع پر بھی کتابوں کے ترجمے ہوئے یہاں تک کہ اس میل جول کا اثر خود عربی اور ہندوستانی زبانوں پر پڑا۔ عربی میں بعض ہندی الاصل اور ہندوستان کی مقامی زبانوں میں عربی الاصل الفاظ کی کسی قدر آمیزش ہوئی۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد کے بعد سے جو نصاب تعلیم مدرسوں کے لیے منتخب کیا گیا وہ بغداد میں پڑھایا جانے والا درس نظامیہ ہی تھا جسے بعد میں ہندوستانی ضرورتوں کے تحت ملا نظام الدین فرنگی محلی نے از سر نو ترتیب دیا، لیکن اس کا نام وہی رہا چونکہ اس کے پہلے بانی نظام الملک کی طرح دوسرے کا نام بھی قریب قریب وہی تھا۔ پھر کون نہیں جانتا کہ اب تک مسلمان گھرانوں میں ہمارے یہاں قرآن شریف کی ناظرہ تعلیم شروع کرنے سے پہلے قاعدۂ بغدادی پڑھایا جاتا ہے جو کبھی اسی سرزمین عراق پر تیار ہوا تھا۔

ہندوستانی مسلمانوں کو زندگی کے لیے جو قانونی اصول و ضوابط ضروری تھے اس کے لیے انھوں نے عراق میں جنم لینے والے فقہ حنفی ہی کو منتخب کیا اور آج ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اسی کی پیرو ہے۔ ہندوستان میں چشتیہ سلسلۂ تصوف کے علاوہ جن دوسرے دو سلسلوں نے سب سے زیادہ یہاں کی عوامی زندگی پر اثر ڈالا ان دونوں کا مرجع اور عقیدت کا مرکز بغداد ہی ہے یعنی قادریہ سلسلہ جس کے بانی غوث الاعظم حضرت خواجہ عبدالقادر جیلانیؒ آج بھی "بڑے پیر" کے نام سے ہمارے ملک میں جانے جاتے ہیں

اپنے دیس میں

درگاہ خواجہ غریب نواز

مشیر الدین قریشی

موجودہ زمانے میں سائنس کی ترقی کے ساتھ ساتھ انسان [illegible] ہوئی ترقی سے لوگ [illegible] جمعیت [illegible] بے چینی پیدا [illegible] ہو سکتی ہے اور [illegible] کے ذریعے انسان انسانیت تک پہنچ سکتا ہے۔

اس تعلیم کو حاصل کرنے کا ایک ذریعہ صوفیائے کرام ہیں۔ صوفیوں نے مذہب کی رہنمائی اور روحانیت [illegible] زندگی کا غور سے مطالعہ [illegible] کیونکہ ان کا [illegible] اخلاقی اور عملی مذہبی تعلیمات کا جیتا جاگتا نمونہ تھا۔ انھوں نے [illegible] زندگی [illegible] انسانیت کو [illegible] وقف کر دی تھی۔

ایک عظیم روشن صوفی اور [illegible] ہندوستان میں اعلیٰ مقام ہو سکتا ہے ان کی روشن [illegible] حضرت غریب نواز اجمیری یا خواجہ غریب نواز اور اجمیر والا [illegible] لحاظ [illegible] سنتے ہی دل و دماغ میں ایک [illegible] ابھرتا ہے محبت کا، اتحاد کا، ایثار اور بھائی چارے کا اثر۔

یہ وہ مقام ہے جہاں ہر سال عرس کے موقع پر تمام دنیا کے مسلمانوں کا اجتماع ہوتا ہے اور ہزاروں زائرین بلا امتیاز مذہب و ملت نذرانۂ عقیدت پیش کرنے آتے ہیں۔ خواجہ [illegible] کا پورا نام معین الدین چشتی تھا جنہیں عام طور سے خواجہ غریب نواز کہا جاتا ہے۔

خواجہ صاحب کا آبائی وطن خراسان تھا۔ آج سے تقریباً ۸۰۰ برس پہلے آپ نے اجمیر میں قیام کیا۔ اس وقت آپ کی عمر ۵۰ برس کی تھی۔ آپ کی زندگی کا کوئی لمحہ خدا کی یاد سے خالی نہ رہا۔ آپ ہمیشہ [illegible] سکون [illegible] دوستی میں [illegible] ہر ایک کی خیریت پوچھتے اور ہمدردی کرتے تھے۔ آپ کی زندگی نہایت سادہ تھی۔ جوں جوں آپ کی شہرت ہندوستان میں پھیلی لوگ آپ کی طرف کھنچے چلے آئے۔ آپ مذہب و ملت کا امتیاز کیے بغیر [illegible] انسان کو ایک ہی نظر سے دیکھتے تھے۔

ایک بار آپ کے پیر و مرشد نے فرمایا تھا کہ اے معین الدین تم نے درویشوں کا لباس تو پہن لیا اب تمہارا کام بھی درویشوں جیسا ہی ہونا چاہیے۔ اور وہ کام یہ ہے کہ غریب اور محتاجوں کی خدمت [illegible] دنیا کی برائیوں سے دامن بچانا۔ آپ نے تمام عمر اس پر عمل کیا۔ ایک موقع پر ایک سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا تھا کہ انسان کو برائیوں سے بچانا ہمارا کام ہے۔

آپ کا مقصد حیات انسانی کردار کی عظمت کو اجاگر کرنا تھا۔ آپ نے لوگوں کو محبت کا پیغام دیا۔ ظلم اور ستم کرنے سے روکا۔ انسانیت کا سبق پڑھایا اور ایکتا، اتحاد اور یکجائی کے راستے پر چلنے کی تعلیم دی۔

خواجہ صاحب کے اخلاق نے لاکھوں انسانوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔ آپ نے اسلامی تعلیمات پر نہ صرف خود عمل کیا بلکہ دوسروں کو بھی اس کی تلقین کی۔ آپ نے بتایا کہ اسلامی تعلیم میں انسانی برادری کا تعلق بہت وسیع ہے کیونکہ سب لوگ حضرت آدم کی اولاد ہیں اس لیے ایک انسان کو دوسرے انسان کے ساتھ رنگ و نسل، مذہب و ذات کے بغیر محبت سے پیش آنا چاہیے اور ضرورت کے وقت ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیے۔ انسان کو چاہیے کہ اپنے دل کو برے خیالات سے پاک و صاف رکھے۔ اچھے اور پاک دل والا انسان دوسروں کے لیے ضرور ہی اچھا ہوگا۔ [illegible] سے سماج میں خرابی اور نفرت پیدا ہو اس سے بچا جائے۔ آپ نے بتایا کہ ایک انسان کا [illegible] حفاظت [illegible] انسانیت [illegible] اور دو دونوں ایک دوسرے کی عزت کے مستحق ہیں۔ انسانی ترقی کا راز انسانیت کے احترام میں پوشیدہ ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ انسانیت پامال ہو اور انسان ترقی کے مدارج طے کرے۔

خواجہ غریب نواز اجمیر میں تقریباً ۴۰ برس رہے اور ۹۰ سال کی عمر میں اپنا مشن پورا کرنے کے بعد اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

خواجہ صاحب کی درگاہ ہندوستان کے ان مقدس مقامات میں سے ہے جہاں بڑے بڑے بادشاہوں نے اپنا سر نیاز خم کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کے آستانہ پر ہر فرقہ اور ہر قبیلے کے لوگ کثیر تعداد میں حاضر ہوتے ہیں۔ اس مقبولیت اور عقیدت مندی کو دیکھ کر ہندوستان کے اس وقت کے گورنر جنرل اور وائسرائے لارڈ کرزن نے کہا تھا کہ میں نے ایک قبر کو ہندوستان میں شہنشاہی کرتے دیکھا ہے۔

انقلابات آتے رہے اور آتے رہیں گے لیکن غریب نواز کی درگاہ انسانی نسلوں کو قومی یکجہتی اور باہمی محبت کا پیغام دیتی رہے گی۔ یہی غریب نواز کی زندگی کا مشن تھا۔

([illegible] پورے نشر)

اور لاکھوں مسلم گھرانوں میں بڑی گیارہویں کی دیگ انھیں کے لیے کی جاتی ہے۔ دوسرا سہروردیہ سلسلہ جس نے سلطنت کے ہندوستان میں باقاعدہ قیام سے پہلے یہاں اسلامی تعلیمات کا عوامی تعارف کرانے میں سبقت حاصل کی۔ اس سلسلے کے بانی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی بھی حضرت خواجہ عبدالقادر جیلانی کی طرح بغداد ہی کی سرزمین پر دفن ہیں۔

عہد جدید میں ہندوستان اور عراق بہت سے انقلابات زمانہ سے گزر کر آج جہاں تک پہنچے ہیں وہاں پر بھی ان میں اس تہذیبی لین دین اور مشترک قدیم روایت کو بخوبی دیکھا جا سکتا ہے۔ آج دونوں ملک جو ترقی پذیر ہیں اپنی خلاقی عظمت، تاریخی وراثت اور تہذیبی و تمدنی ثمرات کے ساتھ جب ایک نئی تاریخ ترتیب دے رہے ہیں تو امن و آشتی، صلح کل، مذہبی رواداری، سماجی مساوات اور عوامی خواہشات کے احترام کے مسلک کو سختی سے اپنائے ہوئے ہیں۔ آج دونوں ملک عالمی سیاست کے میدان میں بھی ناطرفداری، بڑی طاقتوں کے ذریعہ غریب قوموں اور ملکوں کے استحصال کو روکنے اور پر امن بقائے باہم کے نقیب ہیں۔

کل کی طرح آج بھی ہندوستان کے دانشور، معالج ماہرین علوم و فنون، فنکار و دستکار اسی طرح سے بغداد، بصرہ، موصل اور غرض پورے عراق کی نئی تشکیل و تعمیر میں مدد دے رہے ہیں جس کی روایت کبھی ان کے بزرگوں نے عباسی عہد یا اس سے بھی پہلے ڈالی تھی۔ اسی طرح عراق سے بھی علم و فضل رکھنے والے اصحاب، مدبر اور دانشور یہاں آ رہے ہیں اور دونوں ملکوں کی تاریخ میں "گنگا و فرات" کی جدید تہذیبی علمی اور ثقافتی روایات کا وہ سنگم وجود میں آ رہا ہے جو ایک خوشگوار، سنہرے اور صحت مند مستقبل کا امین ہوگا۔

(اردو مجلس سے)

اختر الواسع
لیکچرر شعبہ اسلامک و عرب۔ ایرانین اسٹڈیز
جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵

موت کیا ہے؟

سید احمد علی جاوید

ہر کسی کے لیے موت کا ایک دن معین ہے۔ مذہبی اعتبار سے موت ایک حقیقت ہے۔ ہر شے کو ایک نہ ایک دن موت آنی ضرور ہے۔ قدیم حکما اور دانشوروں نے کہا کہ موت اٹل قانون کائنات ہے۔ اسلامی روایات کے مطابق جب انسان مر جاتا ہے تو اس کی روح [illegible] میں چلی جاتی ہے۔

ہندو فلسفہ کے مطابق انسان کے مرتے ہی اس کی آتما کسی اور جسم میں منتقل ہو جاتی ہے۔ اس فلسفہ کو وہ آواگون کہتے ہیں ـــ یعنی روحوں کے جسم تبدیل کرنے کا یہ سلسلہ ازل سے جاری ہے اور تا ابد رہے گا۔ اب یہ اس فرد کے کرموں پر منحصر ہوتا ہے کہ دوسرے جنم میں اس کی آتما کس قالب میں جاتی ہے۔

جب سے انسان نے ہوش سنبھالا ہے اور سوچنا شروع کیا ہے، موت انسان کے لیے معمہ بنی ہوئی ہے۔ ہزاروں سال سے انسان جانتا ہے کہ جب کسی انسان کا دل حرکت کرنا بند کر دیتا ہے اور سانس ختم ہو جاتا ہے تو کہا جاتا ہے اس شخص کی موت واقع ہو گئی۔

لیکن کیا موت کی یہ پہچان صحیح ہے ـــ؟ کیا واقعی سانس اور دل کا عمل رک جانے سے انسان مر جاتا ہے ـــ؟ آج کی سائنس کہتی ہے ایسا نہیں ہے ـــ؟ آج کے سائنسداں کہتے ہیں کہ ہمیں بہت جلد لفظ موت کے معنی لغت میں تبدیل کرنے پڑیں گے۔ کیوں کہ دور جدید کے تجربات کی روشنی میں موت کی یہ پہچان غلط ثابت ہو چکی ہے۔ جس پر ہزاروں برسوں سے انسان کا عقیدہ تھا۔

آج کے سائنسدانوں کے نظریات کے مطابق ایک انسان کی دو موتیں واقع ہوتی ہیں۔ پہلی موت جسمانی موت [illegible] اور دوسری موت طبی موت [illegible] کہلاتی ہے۔ جسمانی موت اس وقت واقع ہوتی ہے جب انسان کی سانس رک جاتی ہے اور دل کی حرکت بند ہو جاتی ہے۔ طبی موت [illegible] اس کے پانچ یا سات منٹ بعد واقع ہوتی ہے۔ جب دماغ کے اعصابی مرکز کے خلیے "نیورون" ٹوٹنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اس پانچ سے سات منٹ کے عرصے میں اگر مرنے والے کو مناسب اور ضروری طبی امداد مل جاتی ہے تو اس کو دوبارہ زندگی دی جا سکتی ہے۔ اس سلسلہ میں ایک بارہ سال پرانی خبر یقیناً آپ کی دلچسپی کا باعث بن سکتی ہے۔

امریکہ کے ایک اسپتال میں ایک ۶۵ سالہ بوڑھی مریضہ مسز ہاکس مارچ ۱۹۶۶ء میں داخل کی گئیں۔ مسز ہاکس پر دل کا دورہ پڑا تھا۔ اسپتال پہنچتے ہی ان کے دل کی حرکت رک گئی۔ لیکن اس شعبہ کے انچارج ڈاکٹر نے [illegible] نام کی ایک مشین سے ان کے دل کو ۴۰۰ وولٹ کا برقی جھٹکا پہنچا کر پھر ان کو زندہ کر دیا۔

یہاں دلچسپی کی بات یہ ہے کہ اس ایک ہفتہ کے دوران مسز ہاکس کا دل ایک سو باون (۱۵۲) مرتبہ رکا یعنی ایک سو باون مرتبہ ان کی موت واقع ہوئی اور ہر بار مونیٹر سے برقی جھٹکا دیکر ان کو زندہ کیا گیا ـــ لیکن آخر کار ۲۴ مارچ ۱۹۶۶ء کو جب ایک سو ترپن (۱۵۳) ویں مرتبہ ان کا دل رکا تو مونیٹر کا برقی جھٹکا بھی ان کو زندہ نہ کر سکا۔

اب ذرا آپ یہ فرض کیجئے کہ مسز ہاکس کا دل ہسپتال کے بجائے اپنے گھر پر ہی رک جاتا یا ہسپتال میں آج کے سائنسدانوں کی بنائی ہوئی مشین [illegible] نہ ہوتی تو مسز ہاکس کو دل کے پہلے حملہ پر ہی مردہ کہہ کر ہفتہ بھر پہلے دفن کر دیا جاتا۔ آپ ہی اس بات پر ذرا غور کیجئے کہ آج سے پچاس سال پہلے کوئی سوچ سکتا تھا کہ دل کی حرکت بند ہو جانے کے بعد انسان کے دل کو دوبارہ دھڑکنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔!

ترقی یافتہ ملکوں کے دواخانوں میں آج ایسی مشینیں لگی ہوئی ہیں کہ جب کسی مریض کے دل کی حرکت اچانک رک جاتی ہے تو اس شعبہ سے متعلق تمام ڈاکٹر پانچ منٹ کے اندر اندر اس مردہ مریض کے گرد جمع ہو جاتے ہیں، اور مشینوں سے اس کی سانس جاری کر دیتے ہیں۔ پھر بجلی کے جھٹکوں سے یا دل کی مالش کر کے دل کو دوبارہ دھڑکنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔

لیکن اگر کسی مردہ مریض کو دس بارہ منٹ تک یہ طبی امداد نہ پہنچے تو کوئی مشین اس کو دوبارہ زندگی نہیں دے سکتی۔ کیوں کہ دماغ کے خلیوں کو اور خاص طور پر نیورون یعنی اعصابی مرکز کے خلیوں کو پانچ منٹ تک آکسیجن نہ ملے تو وہ ٹوٹنے شروع ہو جاتے ہیں اور پھر کوئی طاقت ان کو زندہ نہیں کر سکتی۔

زندگی کیا ہے عناصر میں ظہور ترتیب
موت کیا ہے انہیں اجزا کا پریشاں ہونا

یہ شعر آج کی سائنس کے مطابق بالکل درست ہے۔ قدیم زمانے کے فلاسفہ اور حکما کا خیال تھا کہ انسان عناصر سے مل کر بنا ہے۔ ہوا، پانی، خاک، آگ، جبکہ یہ چاروں اشیا عناصر نہیں ہیں۔ جدید تحقیق کے مطابق انسان اور دنیا کیا بلکہ کائنات کی ہر شے قدرتی عناصر سے مل کر بنی ہے ـــ انسان نے کئی سو غیر قدرتی عناصر بھی بنائے ہیں۔ مثلاً پانی عنصر نہیں ہے بلکہ آکسیجن اور ہائیڈروجن دو عناصر کا مجموعہ ہے۔ ہوا میں آکسیجن، ہائیڈروجن دو عناصر کا مجموعہ ہے۔ ہوا میں آکسیجن، ہائیڈروجن، نائٹروجن اور بے شمار عناصر مختلف مقدار میں موجود ہیں۔

انسان جب مر جاتا ہے تو اس کو مٹی کے نیچے دبا دیا جاتا ہے۔ یہ جسم اب عناصر کے علاوہ کچھ نہیں، چنانچہ یہ عناصر بکھرنے والے بنانے ہیں اور پھر بہت سی نئی زندگیاں پیڑوں یا کیڑوں کی صورت میں اس جسم کے عناصر سے وجود میں آتے ہیں۔

اور یہیں سوال پیدا ہوتا ہے کہ موت کیا ہے ـــ؟ اگر ہم دل کی حرکت بند ہو جانے اور سانس کی آمد و رفت رک جانے کو موت کہتے ہیں تو سائنسدانوں نے اس موت پر قابو پا لیا ہے وہ کسی ایسے مریض کو ہفتوں نہیں بلکہ مہینوں آکسیجن مشین اور دل کو حرکت دینے والی مشین کے ذریعہ زندہ رکھ سکتے ہیں جس کو صرف چند گھنٹوں میں مر جانا چاہیے تھا لیکن ایسا مریض صرف ایک زندہ لاش ہوتا ہے جس میں سانس باقی ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں ـــ

سائنس آج اس قدر ترقی کر چکی ہے کہ وہ کسی زندہ مرے ہوئے انسان کا دل پھیپھڑے یا گردے نکال کر ایک مرنے والے مریض میں منتقل کر کے اس کو بچا لیتے ہیں۔ اگرچہ دل اور پھیپھڑے بدلنے کے عمل پر ابھی تک پوری طرح قابو نہیں پایا جا سکا۔ پھر بھی طبی تاریخ میں دوسرے انسانوں کے دل پر زندہ رہنے والے شخص ایک سال تک زندہ رہ چکے ہیں۔ کیونکہ ابھی یہ تجربات ابتدائی مراحل میں ہیں۔ اس لیے یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ مستقبل قریب میں یہ آپریشن مکمل طور پر کامیاب بنائے جا سکیں گے ـــ کیا آج سے تقریباً پچاس سال پہلے کا آدمی یہ سوچ سکتا تھا کہ کسی ایک انسان کا دل دوسرے انسان کے سینے میں رکھا جا سکے گا۔ اور وہ دھڑکنا بھی شروع کر دے گا۔

چنانچہ ان تجربات سے یہ ثابت ہوا کہ موت صرف دل کی حرکت بند ہونے یا سانس کے رک جانے کا نام نہیں ہے بلکہ موت اور کوئی چیز ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ موت کو سمجھنے کے لیے زندگی کو سمجھنا ضروری ہے۔ زندگی کی حالت میں ہمارا جسم بالکل ایک مشین کی طرح کام کرتا ہے جس میں ہاتھ پاؤں آنکھوں وغیرہ کے علاوہ دل اور پھیپھڑوں کا بھی ایک عمل ہے جو وہ مشینی طور پر پورا کرتے ہیں۔

انسان کے پورے جسم میں صرف دماغ ہی ایک ایسی چیز ہے جو اس پوری انسانی مشین کے لیے ڈائرکٹر کا کام کرتا ہے۔ یہ دماغ ہے جو جسم کے کسی حصہ میں تکلیف یا خرابی محسوس کرکے جسم میں موجود دوسرے کیمیائی اجزا کو حکم دیتا ہے کہ اس خرابی کو دور کیا جائے۔ جسم پر جب کسی جگہ خراش آجاتی ہے اور خون نکلنا شروع ہوجاتا ہے تو دماغ اعصابی ڈوریوں کے ذریعہ فوراً خون کے سفید خلیوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ زخم کے پاس پہنچ جائیں۔ انہیں سفید خلیوں کے باعث خون جم کر زخم کا منہ بند کردیتا ہے۔ جسم پر جب کوئی مصیبت آتی ہے دماغ کے حکم سے بدن سے کچھ خاص قسم کے کیمیائی مرکب خارج کرتے ہیں جو جسم کی دفاعی قوتوں کو بڑھاتے ہیں۔

یہ دماغ ہی ہے جو ہمیں بیرونی خطروں سے مطلع کرتا ہے یعنی ہمیں بتاتا ہے کہ آگے گڑھا ہے اس سے بچ کر چلو! یا فلاں چیز جسم کے لیے نقصان دہ ہے اس کو نہ کھاؤ!

یہ دماغ ہی ہے جو ہمیں مسرت کا احساس دیتا ہے، دکھ محسوس کراتا ہے، خوف زدہ کرتا ہے یا جوش میں لاتا ہے۔ مختصر یہ کہ انسان کا دماغ ہی باشعور زندگی کا مرکز ہے۔ اس اعتبار سے دماغ پورے جسم کا بادشاہ ہے۔

ہمارے دماغ میں ہر حس کے الگ الگ مرکز ہیں جن کا رشتہ جسم کے مختلف حصوں سے بہت باریک باریک اعصابی ڈوریوں کے ذریعہ قائم ہے۔ جب ہم داہنے ہاتھ کی ایک انگلی کو جنبش دینا چاہتے ہیں تو ہمارے دماغ کے بائیں حصہ کے مرکز میں چند نیورون اعصابی ڈوریوں کے ذریعہ برقی سگنل انگلی تک بھیجتے ہیں اور انگلی ہلنے لگتی ہے۔ اگر اتفاق سے کبھی ہمارے بائیں ہاتھ کی انگلی ماچس سے جل جاتی ہے تو انگلی میں موجود اعصابی ڈوریاں فوراً برقی سگنل دماغ کے دائیں جانب والے مرکز میں بھیجتی ہیں اور دماغ فوراً سمجھ جاتا ہے کہ انگلی کو خطرہ ہے لہذا فوراً انگلی کو حکم دیتا ہے کہ آگ سے پیچھے ہٹ جاؤ۔ اور انگلی حکم پاتے ہی پیچھے ہٹ جاتی ہے اس عمل کو ہم جبلت کہتے ہیں۔

جسے ہم شعور کہتے ہیں وہ دراصل ہمارے دماغ کا گرے میٹر ہے جو پورے جسم کے نظام کو چلاتا ہے جب کسی انسان پر فالج کا اثر ہوتا ہے تو اس کے ہاتھ یا پاؤں میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی بلکہ جسم کے اس حصہ کو کنٹرول کرنے والے دماغ کے مرکز اور اعصابی ڈوریوں میں خرابی پیدا ہوجاتی ہے جس کے باعث دماغ جسم کے ان حصوں کو مناسب برقی سگنل نہیں بھیج سکتے اور وہ حرکت میں نہیں آسکتے۔

ان باتوں سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ زندگی صرف جسم میں حرکت اور حرارت باقی رہنے کا نام نہیں ہے بلکہ دماغ کے باعمل رہنے کا نام زندگی ہے۔ اور جب دماغ کے اعصابی مرکز کے خلیے نیوران ٹوٹ کر منتشر ہونے لگتے ہیں تو دماغ میں خلیوں کے بجائے صرف عناصر باقی رہ جاتے ہیں۔ عناصر کا وہ نظام ترتیب بگڑ جاتا ہے، دماغ مرجاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی جسم بھی مرجاتا ہے۔ تو گویا اصل میں موت جسم کے مرنے کا نام ہے۔ پھر روح کیا چیز ہے؟ کیا روح اسی شعور کا دوسرا نام نہیں؟ بہت سے عناصر ایک خاص ترتیب سے مل کر کچھ سالمے بناتے ہیں پھر بہت سے سالمے مل کر خلیے بناتے ہیں ـــــ اور پھر ان بہت سے خاص قسم کے خلیوں سے پورا دماغ بنتا ہے۔ اسی دماغ میں احساس کی پانچوں طاقتیں ہوتی ہیں۔ جسے ہم شعور کہتے ہیں۔ جب ان عناصر کی یہ ترتیب بگڑ جاتی ہے دماغ میں نہ کوئی احساس باقی رہتا ہے نہ شعور رہتا ہے بلکہ وہ مختلف عناصر کا ایک ڈھیر رہ جاتا ہے۔

گویا روح یا شعور یا زندگی عناصر کی ایک خاص ترتیب کا نام ہے اور جب عناصر کی یہ ترتیب ختم ہوجاتی ہے تو زندگی ختم ہوجاتی ہے۔

موت کے بارے میں آج کے سائنسدانوں کا نظریہ ہے اور اسی نظریہ کے تحت آج کے ڈاکٹروں کے سامنے ایک نیا مسئلہ کھڑا ہوگیا ہے۔

ایک ڈاکٹر اخلاقی طور پر یقیناً اس وقت تک زندہ رکھنے پر مجبور ہے جب تک وہ اس کو دواؤں یا دوسرے مصنوعی طریقوں سے زندہ رکھ سکتا ہے۔ یہ اخلاقی فریضہ بھی ہے اور قانونی بھی لیکن آج یہ فریضہ ایک مسئلہ بنتا جارہا ہے اور جب تک موت کے معنوں میں تبدیلی نہیں کی جائے گی یہ مسئلہ حل نہیں ہوسکتا۔ ذرا سوچئے کہ ایک سو سال کا بوڑھا دواخانے میں داخل کیا گیا جس کے بارے میں تجربہ کار ڈاکٹروں کی متفقہ رائے ہے کہ بوڑھے کے علاج کے باوجود وہ صرف دس بارہ گھنٹے ہی جی سکے گا لیکن ڈاکٹر اپنا فرض ادا کرتے ہوئے اس بوڑھے شخص کے جسم سے دو مشین لگا دیتے ہیں جن میں سے ایک مشین اس کی سانس جاری رکھتی ہے اور دوسری مشین دل کی حرکت پر کنٹرول کرتی ہے۔ وہ بوڑھا مریض بالکل بے ہوش ہے صرف ایک زندہ لاش ہے۔ اس کے ہوش میں آنے کی کوئی توقع نہیں اس کے باوجود یہ دونوں مشینیں اس کے جسم کو کئی ماہ زندہ رکھ سکتی ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اتنے بھاری خرچ پر یہ دونوں مشینیں چلا کر بوڑھے کو برائے نام زندہ رکھنا مناسب ہے یا نہیں ـــــ؟

اسی سلسلے میں مختلف ڈاکٹروں نے موت کے یقینی فیصلہ کے لیے پانچ امتحانات کی سفارش کی ہے۔

۱۔ جب احوال کا احساس مریض میں بالکل ختم ہوجائے
۲۔ جب جبلت کا اظہار باقی نہ رہے۔ ۳۔ جب سانس رک جائے۔
۴۔ جب مصنوعی طور پر ایک بار خون پمپ کرنے کے باوجود خون کا دباؤ ایک دم گر جائے اور پانچواں یہ E.E.G میں جب کوئی اتار چڑھاؤ باقی نہ رہے۔

E.E.G کے ذریعہ دماغ کے اعصابی مرکز میں برقی سگنلوں کا پتہ چلایا جاتا ہے۔ موت کے سلسلے میں آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ مصنوعی طور پر سانس جاری کرکے مردوں کو زندہ کیا جاسکتا ہے۔ اگر اتفاق سے جو دریا میں ڈوب کر مر جاتے ہیں یا بجلی کے جھٹکے سے مر جاتے ہیں تو ان کو اگر فوری طور پر منہ پر منہ رکھ کر آکسیجن پہنچائی جائے اور بازوؤں کو ہلا کر سانس جاری کرنے کی کوشش کی جائے تو ایسے مردہ افراد میں دوبارہ زندگی آجاتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر دماغی موت کو اصل موت مان لی جائے تو E.E.G سے بہتر کوئی یقینی ثبوت نہیں مل سکتا کیونکہ E.E.G مرکزی نروس سسٹم کی برقی لہروں کو گراف کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔ جب اعصاب کے خلیے منتشر ہوجائیں گے تو کوئی برقی لہر باقی نہ رہے گی اور E.E.G کے گراف میں کوئی اتار چڑھاؤ نہ ہوگا اس کا مطلب ہے کہ دماغ مردہ ہو چکا ہے۔ اب جسم کو مشینی طور پر گرم رکھو یا دل چلاتے رہو اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

ایک روسی سائنسداں نے کہا کہ "مستقبل قریب میں موت ایک حکم مطلق نہیں رہے گی بلکہ ایک ایسے مرض کی حیثیت اختیار کرے گی جس کا علاج انسان کے قبضہ قدرت میں ہوگا۔"

وہ دن کب آئے گا اس کے بارے میں کوئی پیشن گوئی نہیں کی جاسکتی۔ البتہ سائنس کی ترقی دیکھ کر یہ یقین کیا جاسکتا ہے کہ وہ دن زیادہ دور نہیں۔ اور جب وہ دن آئے گا تو یقیناً ہمیں اپنی بہت سی اخلاقی قدروں میں تبدیلیاں کرنی پڑیں گی۔

(حیدرآباد سے نشر)

باتیں جن سے زندگی سنورتی ہے

تحریر: محمد حفیظ الرحمٰن

نفس انسان کا مسخر اور تابع ہو تاکہ جو کچھ اس کو کہا جائے اسی کے مطابق کرسکے اس کے حکم سے انحراف نہ کرے اور اس میں غفلت نہ برتے، ایسا نہ ہو کہ نفس ہی اس کو مسخر کرلے اور اس پر سوار ہوجائے، اگر نفس اس پر سوار ہوجائے گا تو نکیل ڈال کر جس طرف چاہے گا لے جائے گا، اس طرح وہ نفس کا بندہ ہوکر رہ جائے گا۔ اور زندگی کو استوار نہ کرسکے گا، ضبط نفس انسان کو معراج کمال تک پہنچا دیتا ہے اور اس کے لیے اسی کی بدولت خرق عادت وکرامت کا ظہور ہوتا ہے، دیکھئے! غیب سے ایک آواز آتی ہے کہ اے بدلی! فلاں شخص کے باغ میں پانی برسا، ایک آدمی نے اس کو سنا اور دیکھا کہ بدلی چلی اور ایک باغ میں برسا کر نکل گئی، سننے والے آدمی نے بدلی کا پیچھا کیا تاکہ دیکھے کہ کہاں بارش ہوتا ہے، جب اس باغ میں پہنچا تو دیکھا کہ بارش کا پانی ایک نشیب جگہ میں جمع ہوگیا ہے اور ایک آدمی کیاریاں بنا کر پانی باغ میں پھیلا رہا ہے، سننے والے نے اس شخص سے اس کا نام پوچھا، اس نے اپنا نام وہی بتایا جس کے باغ میں پانی برسانے کا حکم بدلی کو دیا گیا تھا، سننے والے شخص نے اس سے دریافت کیا کہ آپ کیا عمل کرتے ہیں؟ جس کی وجہ سے آپ کی یہ کرامت ہے، اس نے کہا کہ میں وہی کرتا ہوں جو عام آدمی کرتے ہیں، ہاں! ایک کام کرتا ہوں وہ یہ کہ میں ہمیشہ نفس جو کہتا ہے اس کے خلاف کرتا ہوں، دیکھا! ضبط نفس کے ذریعہ انسان کو کیا اعزاز حاصل ہوا! تعمیر سیرت میں ضبط نفس کلیدی کردار ادا کرتا ہے، ضبط نفس کے باعث ہی انسان کو صاف، ستھری، نکھری اور سنوری ہوئی زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا ہوتی ہے۔

(پٹنہ سے نشر)

مزاح

میری شگفتہ یادیں

وجاہت علی سندیلوی

نہیں معلوم زمانے کے ساتھ انسان بھی بدل جاتے ہیں؟ لیکن یہ بھی ایک سوال بہت غور طلب ہے کہ انسان بدلتا ہے یا زمانہ؟ انسان بدلتے ہیں اس لیے زمانہ بدل جاتا ہے یا زمانہ بدلتا ہے اس لیے انسان بدل جاتے ہیں۔ علت اور معلول کی اس بحث کا سلسلہ انڈے اور مرغی تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کے متعلق جب ہم نے اپنے دوست قاضی صاحب سے پوچھا تو انھوں ایک ایسا جواب دیا کہ جس سے اگرچہ ہم مطمئن تو نہیں ہو سکے لیکن ہمیں خاموش ضرور ہونا پڑا۔ انھوں نے فرمایا کہ انسان بدلتا ہے نہ زمانہ۔ بدلتی ہیں دیکھنے والوں کی آنکھیں اور اس کے بعد جب انھوں نے ڈپٹ کر پوچھا "سمجھ گئے یا اور سمجھاؤں" تو ہم کو اپنی آنکھیں پھاڑ کر بہت سعادت مندی سے اقبال ـــ جسے آپ اقبال جرم بھی کہہ سکتے ہیں۔ کرنا پڑا! "جی ہاں سمجھ گیا۔ بالکل سمجھ گیا"۔

ابھی کل کی بات ہے ـــ اگر آپ بیالیس سال کی مدت کو کل کہہ سکیں تو ـــ جب قاضی طاہر حسین صاحب جو اپنا نام ایم۔ ایچ۔ قاضی لکھتے یونیورسٹی میں ہیٹ ٹرک قاضی کہلاتے تھے کیونکہ وہ بی۔ اے پاس کرنے کی مہم میں تابڑ توڑ تین دفعہ ناکام ہو چکے تھے۔ حالانکہ اس اثنا میں انھوں نے طلباء کی یونین کے انتخابات میں جتنے بھی امیدوار کھڑے کیے تھے وہ سو فی صد کامیاب ہو گئے تھے۔ یہاں قاضی صاحب کی صفائی میں یہ جملہ معترضہ کہہ دینا غالباً ضروری ہے کہ اس زمانے میں امتحان میں نقل کرنے کی وہ سہولتیں میسر نہیں تھیں جو اب آئے دن سننے میں آتی ہیں۔

اس وقت نہ قاضی صاحب ۹ بچوں کے والد بزرگوار تھے نہ سکریٹریٹ میں ملازم، جہاں سے وہ اب ریٹائر ہو چکے ہیں۔ نہ ان کے داڑھی تھی نہ ان کے زہد و تقویٰ سے ملنے والے آج کی طرح مرعوب تھے۔ ان کی جس سنجیدگی اور سلامت روی کو آج مثال کے طور پر پیش کیا جاتا ہے اور جس کی بنا پر وہ محلے کی ہر پنچایت کے سرپنچ بنائے جاتے ہیں اس کا اس وقت ان سے کہیں دور کا بھی لگاؤ نہیں تھا۔ وہ ہر وقت ہنسنے ہنسانے والے شگفتہ منش ایک بہت آزاد خیال نوجوان تھے۔ ہمارے ماہرین تعلیم تو اب بڑی تفتیش اور تحقیق کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ہمارا نصاب تعلیم ناکارہ اور ناقص ہے لیکن ہمارے قاضی صاحب اس حقیقت سے قریب نصف صدی پہلے واقف ہو چکے تھے۔ چنانچہ درسی کتابوں کے بجائے وہ اپنی خداداد ذہانت اور ذکاوت کا مرکز توجہ یونین کے انتخابات کو بنائے ہوئے تھے۔ اُن انتخابات کے متعلق منصوبہ بندی اور پیش بندی بلکہ فریق مخالف کی زبان بندی اور ناکہ بندی وہ اس ہوشیاری اور چابک دستی سے کرتے جیسے کوئی پختہ کار جنرل کسی ہونے والی جنگ کے متعلق کرتا ہے۔ اور پھر انتخاب میں کامیابی کے بعد وہ اپنے قدر دانوں اور پرستاروں کے ہجوم میں تالیوں، نعروں اور بے کاروں کے درمیان چٹکیاں بجا بجا کر یہ شعر پڑھتے:

کوہ میں دشت میں لے کر ترا پیغام پھرے
اور معلوم ہے تجھ کو کبھی ناکام پھرے

قاضی صاحب جب تیسرے حملے میں بھی بی۔ اے نہ پاس کر سکے تو اُن کے والد محترم نے جو پرانے زمانے کے ایک حد درجہ نیک اور وضعدار بزرگ تھے ان کی انتخابی سرگرمیوں کو دائرۂ اعتدال میں لانے کے لیے یہ ترکیب سوچی کہ ان کی شادی کر دی جائے۔ والد محترم کا خیال تھا کہ صاحبزادے بیوی پاس ہوں گے تو خود بخود بی۔ اے پاس ہو جائیں گے۔ اس زمانے کے بزرگ عام طور پر سوچتے کہ ہر نوجوان کی ہر بے راہ روی کا علاج اس کی شادی ہے۔ کیونکہ ان کے خود اپنے تجربے کچھ اسی قسم کے تھے۔

ہیٹ ٹرک قاضی کے سامنے ان کی شادی کی تجویز رکھی گئی تو وہ بہت بھڑکے اور پھڑکے ـــ وہ اس وقت اس مکتب خیال کے معلم اور مبلغ تھے کہ شادی ایک فرسودہ بلکہ وحشیانہ رسم ہے جو سرمایہ داری کو جنم دیتی ہے اور سرمایہ داری ام الخبائث ہے یعنی دنیا کی ہر ناانصافی، استحصال ظلم اور جنگ کا سرچشمہ ہے۔

میں قاضی کا نہ صرف ہم جماعت اور دوست تھا بلکہ میرے اور ان کے خاندان کے بہت قریبی تعلقات کئی پشتوں سے چلے آرہے ہیں۔ قاضی کے والد محترم نے اپنے وطن سے قاضی کو ان کی شادی کے متعلق بہت سے خطوط لکھے جن میں بتدریج خوشامد سے عاق کر دینے کی دھمکی تک تھی اور ساتھ ہی ساتھ مجھے بھی کئی خطوط لکھے کہ میں شادی کے متعلق نہ صرف قاضی کو راضی اور ہموار کر دوں بلکہ مقررہ تاریخ کو مقررہ وقت پر "بر دکھاوا" کے لیے ان کو ساتھ لے کر فلاں صاحب کے دولت خانے پر پہنچ جاؤں ورنہ بصورت دیگر خاندان بھر کی ناک کٹنے کا سہرا میرے سر رہے گا۔

"نہیں یہ ہرگز نہیں ہو سکتا" قاضی غرائے۔

"میں شہر چھوڑ دوں گا" قاضی چیخے۔

"میں ابا جان کی اس اذیت کو ایک لمحے کے لیے برداشت نہیں کر سکتا" قاضی بلکے "میں خودکشی کر لوں گا" قاضی نے گلوگیر آواز میں کہا اور تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہو گئے۔ غالباً اپنی جوان مرگی کے تصور پر یا طلبا کی یونین کے یتیم ہو جانے کے سوگ میں۔ میں نے اپنا آخری حربہ بھی استعمال کر ڈالا۔ "قاضی بھائی آپ یونین کے اتنے الکشن جیتتے ہیں جتنی کہ نپولین نے لڑائیاں بھی نہ لڑی ہوں گی لیکن تعجب ہے کہ ایک بہت چھوٹی سی بات آپ کی سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔ آپ کو شادی کے لیے نہیں صرف بر دکھاوا کے انٹرویو کے لیے جانا ہے۔ آپ تین دفعہ بی۔ اے کے امتحان میں فیل ہو سکتے ہیں تو کیا ایک انٹرویو میں فیل نہیں ہو سکتے؟ انٹرویو میں چلیے اور فیل ہو جائیے۔ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔"

تیر نشانے پر بیٹھا اور قاضی راضی ہو گئے۔

صدر دروازے پر استقبال کے لیے دو حضرات موجود تھے جنھوں نے اپنی قیادت میں ہمیں سامنے برآمدے میں آرام کرسی پر دراز ایک بہت سن رسیدہ بزرگ کے حضور میں پیش کر دیا۔ قاضی صاحب بالکل خاموش رہے اور ہم نے سلام علیکم کہہ کر "جیتے رہو، جیتے رہو" کی دہری دعائیں وصول کریں۔ ہم دونوں آرام کرسی کے سامنے والی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ دروازوں کی چقوں کے پیچھے سے مستورات کی کھسر پھسر اور دبی دبی کھلکھلاہٹوں اور ہنسی کی آوازیں آرہی تھیں۔

"موسم کس تیزی سے بدل رہا ہے" انٹرویو لینے والے بزرگ نے گویا اپنی بولنگ کا آغاز کیا۔

"کچھ غور نہیں کیا میں نے" قاضی نے بے رخی سے جواب دیا۔

"شربت پیجیے گا یا چائے؟" استقبال کرنے والے حضرات میں سے جو قریب ہی منڈلا رہے تھے ایک نے پوچھا۔

"دونوں" قاضی بولے۔ چقوں کے پیچھے نسوانی قہقہوں کی ایک ہلچل سی مچ گئی۔

"تعلیم ختم کر کے آپ کا کیا ارادہ ہے" بزرگ نے پوچھا۔

"عالمی سیاحت پر روانہ ہو جاؤں گا" قاضی نے چھت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ا جو رتس کا بھی کچھ شوق ہے آپ کو؟"
"کیوں نہیں؟ پتنگ بازی کرتا ہوں۔"
"اس سے بھلا کیا ورزش ہوتی ہو گی؟"
"واہ [illegible] پتنگ اور ڈور لوٹ میں وہ دھینگا مشتی اور دوڑ دھوپ کرنی پڑتی ہے [illegible]
[illegible] موگا کہ [illegible] جواب پر
پھولوں کے پیچھے نسوانی قہقہوں [illegible]
"شاعری [illegible]"
"بس اس قدر کہ [illegible] نہیں [illegible]"
چائے [illegible] کی کشتی آ گئی۔ [illegible] فوراً [illegible] اور میری [illegible] دیکھ [illegible] بیٹھے [illegible] بسکٹوں اور [illegible] سے لطف [illegible] ہوتے۔

چق کے پیچھے سے [illegible] لڑکی کی [illegible] آواز [illegible] جیسے سوال [illegible] کو پھیر [illegible] گیا ہو [illegible] ٹوپی کا پھندنا [illegible] قاضی صاحب [illegible] ٹوپی پہنے ہوئے تھے۔

[illegible] میں یہ ٹوپی لاولد ہی بک رہی تھی۔

اس جواب پر نسوانی قہقہوں کا وہ طوفان برپا ہو گیا [illegible] اس کے درمیان مجبوراً [illegible] ختم ہو گیا بلکہ ڈوب [illegible] ہم لوگ خوشی خوشی باہر نکلے [illegible] گرم جوشی سے مبارکباد دی۔ "آج تو بس کمال ہی کر دیا آپ نے قاضی صاحب!"

اپنے مقصد کی کامیابی پر قاضی نے جھوم کر چٹکی بجائی "اور معلوم ہے مجھکو کبھی ناکام پھرے!" لیکن [illegible] قاضی نہیں ان کی تقدیر بول رہی تھی۔ پندرہ دنوں کے اندر ان کی شادی ہو گئی۔ یونین کے انتخاب کے دن وہ میٹرنٹی ہاسپٹل میں اپنے پہلے بچے کی پیدائش کا انتظار کر رہے تھے اور یونیورسٹی کی ستم ظریفی ملاحظہ فرمائیے کہ ان کے شادی شدہ ہونے کے باوجود ان کو بیچلر آف آرٹس کی ڈگری دیدی۔

(لکھنؤ سے نشر)

وجاہت علی سندیلوی
نصرت منزل، سندیلہ دھردوئی

غزل

مظفر حنفی

جسم تمام آبلہ گرد ہی گرد ہر طرف
آنکھوں میں سبز خواب ہیں موسم زرد ہر طرف
گرم ہوا کی ہم عناں ریگِ رواں چہار سو
ریگِ رواں کے ساتھ ہم صحرا نورد ہر طرف
آئینہ آئینہ وہی ایک شبیہ دل نواز
خون میں ٹیس مارتا موجۂ درد ہر طرف
ہاتھ لگائیے تو راکھ آنکھ ملائیے تو خاک
موم کی عورتیں بہت موم کے مرد ہر طرف
ایک وجود کا شرار اور فضا دھواں دھواں
برف ہی برف ہر طرف سرمر سرد ہر طرف

(گورکھپور سے)

شمع فروزاں

انسانی معاملہ

سید غیاث الحسن مظاہری کیرانوی

انسانیت کی پوری تاریخ اور خود فطرتِ انسانی اس بات پر گواہ ہے کہ انسان معاشرہ سے جدا یا بے تعلق نہ کبھی رہا ہے اور نہ رہ سکتا ہے۔ وہ پیدا ہی معاشرہ میں ہوتا ہے، پرورش پاتا ہے، پروان چڑھتا ہے اور پھر اپنی فطری صلاحیتوں کو استعمال اور اپنی شخصیت کا اظہار بھی وہ معاشرہ کے اندر ہی کرتا ہے۔ اس کا علم اس کی عقل، اس کی عادتیں اس کے خیالات۔ اس کے احساسات اور اس کی زبان غرض شرافت و اخلاق کا پورا سرمایہ اسے معاشرے سے ملتا ہے اور معاشرے ہی میں صرف ہوتا ہے۔

دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے کہ انسانی زندگی عبارت ہی معاشرے کے تعلق سے ہے۔ جو شخص معاشرے سے بالکل بے تعلق ہو اسے ہم کسی بھی صورت میں انسان نہیں کہہ سکتے۔

زندگی کی اچھائی اور برائی کا دارومدار بھی اس بات پر ہے کہ ایک فرد نے معاشرے سے جو تعلقات قائم کیے ہیں وہ کس قسم کے ہیں۔ یعنی اس کے تعلقات اگر معاشرہ کے ساتھ اچھے اور خوش گوار ہیں اور ان کی بنیاد نیکی اور بھلائی پر قائم کی گئی ہے تو اس کا نفع خود اس کی ذات کو پہنچے گا کہ اس کی زندگی بھی زیادہ بہتر، زیادہ خوش گوار اور زیادہ پاکیزہ ہو گی۔

اور اگر معاشرے کے ساتھ اس کے تعلقات برے اور خراب ہیں اور ان کی بنیاد گناہ اور بدی پر رکھی گئی ہے تو اس کے نقصانات اور غیر صحت مند اثرات سے وہ خود اور اس کی زندگی بھی محفوظ نہیں رہے گی اور وہ ہمیشہ رنج و غم اور مصیبت کا شکار رہے گا۔

جو شخص دوسرے کے ساتھ خیانت، بددیانتی اور ظلم کرتا ہے وہ دراصل سب سے پہلے خود اپنے نفس کے ساتھ خیانت کرتا ہے کیونکہ دل و دماغ کی قوتیں اس کے پاس بطور امانت ہیں۔ ان پر بے جا تصرف کر کے وہ انھیں مجبور کرتا ہے کہ خیانت میں اس کا ساتھ دیں اور اپنے ضمیر کو جسے اللہ نے اس کے اخلاق کا محافظ بنایا تھا اس حد تک دبا دیتا ہے کہ وہ اس خیانت میں رکاوٹ بننے کے قابل نہیں رہتا۔ جب انسان اس ظالمانہ غفلت کو پوری طرح اپنا لیتا ہے تب کہیں جا کر اس سے خیانت اور معصیت کا ارتکاب ہوتا ہے۔ گویا انسان جتنے بھی گناہ کرتا ہے اور برے کام انجام دیتا ہے ان تمام میں وہ سب سے پہلے اپنے ہی نفس پر ظلم کرتا ہے۔

معاشرے میں رہ کر وہ دوسروں کے ساتھ جو ظلم و زیادتی خیانت و بددیانتی کرتا ہے اور اپنی اس بدمعاملگی کو صرف دوسروں کے لیے نقصان دہ سمجھتا ہے وہ بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ جو برائی اور نقصان وہ دوسروں کو پہنچاتا ہے وہ نقصان اور برائی اس کی طرف لوٹ آتی ہے اور اس درجہ بڑھ چڑھ کر لوٹتی ہے کہ وہ اس کی وجہ سے ہلاک و فنا ہو جاتا ہے دنیا کی تمدنی تاریخ بھی اس بات پر گواہ ہے کہ چوری، رشوت خوری، خیانت اور بے جا نفع اندوزی نے جس معاشرے میں بھی جڑ پکڑی وہ معاشرہ بالآخر برباد ہو کر رہا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ ہر نظام معاشرت میں ان خرابیوں کی روک تھام کے لیے قانون اور حکومت کی قوت کو بھی استعمال کیا جاتا ہے تاکہ معاشرے کو ہلاکت سے بچایا جا سکے۔

اسلام نے ان خرابیوں کی روک تھام کے سلسلے میں عقیدے کی قوت کو بھی استعمال کیا ہے اور اس طرح اس بات کی پوری پوری کوشش کی گئی ہے کہ انسانوں کے درمیان جو بھی معاملہ ہو نیکی و بھلائی کی بنیادوں پر استوار و مستحکم ہو سکے۔

(اردو سروس سے نشر)

شیخ چلّی نے نوکری کی

پروین رحمان

شیخ چلّی کا دل جب بے کمائی سے بہت اُوب گیا تو انھوں نے نوکری کرنے کی ٹھانی اور اپنے گھر سے چل پڑے۔ ایک شہر میں کپڑے کے ایک بیوپاری نے انھیں نوکر رکھ لیا۔ ایک دن بیوپاری نے انھیں کپڑے کا ایک تھان دیا اور کہا ــــــ اسے جاکر بازار میں بیچ کر جتنا بھی منافع ہوگا میں تمھیں اسی حساب سے کمیشن دوں گا۔

شیخ چلی نے جو نہایت بے وقوف واقع ہوئے تھے پوچھا "اور میں اسے کس قیمت پر بیچوں"

بیوپاری نے انھیں بتایا "اسے دو اوپر یا دو پیسے نیچے میں بیچنا" ــــــ بیوپاری کا مطلب تھا کہ کپڑے کو یا تو کچھ زیادہ دام یا کچھ ہی کم دام میں بیچا جائے یعنی اس کی اصل قیمت سے کچھ زیادہ دام لگنے چاہئیں۔

خیر شیخ چلی بازار گئے اور کپڑا بیچنے کی تیاری کرنے لگے۔ کچھ ہی دیر میں ایک گاہک آیا اور جب کپڑے کی قیمت پوچھی شیخ چلی نے اکڑ کر کہا۔ دو پیسے اوپر اور دو پیسے نیچے سے ایک پیسہ بھی کم نہیں۔

گاہک نے سمجھا شیخ چلی مذاق کر رہے ہیں اور چلا گیا، اسی طرح اور بہت سے گاہک بھی قیمت پوچھ کر چلے گئے مگر ان میں سے ایک گاہک سمجھ گیا کہ یہ شیخ چلی کا مذاق نہیں مگر ان کی بے وقوفی کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ اس نے بھی ایک چال چلی۔ اپنی ہتھیلی پر اس نے دو پیسے اوپر اور دو نیچے رکھے اور شیخ چلی کو دکھایا۔ شیخ چلی نے فوراً کپڑا اس کے حوالے کیا۔ پیسے لیے اور کپڑا بیچنے میں اس قدر کامیابی پر دل ہی دل میں خوش ہوتے ہوئے دوکان کی طرف چل پڑے۔

اسی عرصے میں شیخ چلی کو بھوک نے ستانا شروع کیا۔ انھوں نے فوراً ان چار پیسوں کی روٹی خریدی اور کھانے بیٹھ گئے۔ ابھی انھوں نے روٹی کھانی شروع بھی نہیں کی تھی کہ ایک کتا آیا اور روٹی منہ میں دبا کر بھاگ گیا۔ بے چارے شیخ چلی بھوک سے بے حال اپنے مالک کے پاس پہنچے اور اس سے کہا "مالک آپ نے مجھے کپڑوں کا صرف ایک تھان دیا تھا۔ اگر آپ دس بیس تھان اور دیتے تو میں انھیں بھی بیچ دیتا"

"میں تمھیں کل اور بھی کپڑے بیچنے دوں گا۔ پہلے تم آج کے کپڑوں کا پیسہ تو مجھے دو۔"

"مالک! ایک کتا وہ روٹی کھا گیا جسے میں نے ان پیسوں سے خریدا تھا جو کپڑا بیچنے پر مجھے ملے تھے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں میں نے وہ روٹی چکھی تک نہیں" شیخ چلی نے بے حد سکینیت سے جواب دیا۔

ان کا جواب سن کر بیوپاری ان پر خوب چلایا۔ "کیا بیوقوفی کی بات کر رہے ہو تم؟ جاؤ فوراً میرے پیسے لاکر مجھے دو ورنہ میں تمھیں اتنا پیٹوں گا کہ زندگی بھر یاد کروگے۔"

شیخ چلی فوراً اس کتے کی تلاش میں نکل پڑے جس نے ان کی روٹی کھائی تھی بہت تلاش کے بعد وہ انھیں ایک حلوائی کی دوکان کے پاس حلوے کا پتیل چاٹتا نظر آیا۔ شیخ چلی اس پر ایک پڑے۔ "بدمعاش کتے فوراً میرا پیسہ واپس کر۔"

کتا بے چارا پیسہ کیا واپس کرتا، البتہ ڈر کے مارے وہ وہاں سے بھاگا اور ایک امیر آدمی کے گھر گھس گیا۔ شیخ چلی غصے سے بے حال ہوکر ماحول سے بے خبر اس کے پیچھے دوڑے۔ اسی دوران وہ امیر آدمی جو اپنے پیسے گن رہا تھا کسی کام سے مکان کے اندر گیا۔ اس کی الماری کھلی ہوئی تھی۔ شیخ چلی جی نے بڑے آرام سے نوٹوں کا ایک بنڈل اٹھایا اور بھاگتے بھاگتے اپنے مالک بیوپاری کو جاکر یہ پیسے دے دیئے۔ بیوپاری تو بہت خوش ہوگیا کہ شیخ چلی نے اتنے زیادہ پیسوں میں کپڑے کا وہ تھان بیچا تھا۔ اور اس نے منافع کے حساب سے انھیں کمیشن بھی کافی دیا۔

اسی عرصے میں، پولیس، جو کہ امیر آدمی کے گھر کی چوری کا پتہ لگا رہی تھی، شیخ چلی کے پیچھے لگ گئی۔ انھیں شک تھا کہ جو آدمی پیسے چرا کر بھاگا تھا یہی تھا۔ کیونکہ کچھ لوگوں نے انھیں پیسے چرا کر جاتے دیکھا تھا۔ اور ان کی صورت و شکل کا بتہ پولیس کو بتا دیا تھا ایک سپاہی نے شیخ چلی جی کو جا پکڑا اور پوچھا: "کیا تم نے رئیس کے گھر چوری کی تھی؟"

ہاں شیخ چلی نے جو جھوٹ بولنا پسند نہیں کرتے تھے۔ نہایت سادگی سے جواب دیا "تم نے ایسا کب کیا ــــــ" کانسٹبل تو خوش ہو رہا تھا کہ چلو بغیر تکلیف کے ہی اسے چور کا پتہ چل گیا تھا۔

شیخ چلی نے جھٹ سچ بات بتائی۔ جی۔ اس دن جب میں کتے کے پیچھے بھاگا تھا۔

اور تم کتے کے پیچھے کب بھاگے تھے۔ سپاہی نے بہت پرامید ہوکر شیخ چلی سے سوال کیا۔ ارے اسی دن جس دن میں نے چوری کی تھی۔ شیخ چلی نے پتے کی بات بتائی۔

اب سپاہی کافی پریشان ہوا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کس قسم کے آدمی سے اس کا پالا پڑا ہے۔ "اچھا بتاؤ تمہارا گھر کہاں ہے۔"

مسجد کے سامنے۔ شیخ چلی نے جواب دیا۔

اور مسجد کہاں ہے؟

میرے گھر کے سامنے۔ شیخ چلی نے کہا۔

سپاہی نے ایک اور کوشش کی۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ یہ دونوں کہاں ہیں؟

مطلب تمہارا گھر اور مسجد ــــــ؟

شیخ جی کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ انھوں نے بہت چہک کر صحیح صحیح پتہ بتا دیا یہ دونوں جناب ایک دوسرے کے سامنے ہیں۔

اب سپاہی کو یقین ہوگیا تھا کہ شیخ چلی کے دماغ کی کوئی چول ضرور ہی ڈھیلی ہے اور وہ تنگ آگیا تھا اور کوئی سوال پوچھے بغیر ہی چلا گیا۔

اس کہانی سے سبق ملتا ہے کہ بیوقوف کے ساتھ نہ کھپانا بھی بیوقوفی ہے چونکہ اس سے سوائے وقت کی بربادی کے کچھ نہیں ملتا۔ اور کچھ ملتا بھی ہے تو وہ ہے دردِ سر۔

(سرینگر کشمیر سے نشر)

خواتین کے لیے

خوش ذائقہ کھانے

ذکیہ مشہدی

ایک مشہور انگریزی کہاوت ہے "مرد کے دل تک پہنچنے کا راستہ اس کے معدے سے ہو کر گذرتا ہے" میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ اس کہاوت کو ذرا اور وسیع ہونا چاہیے تھا یعنی مرد ہی نہیں بلکہ عورتوں اور بچوں کو بھی اس میں شامل کیا جانا چاہیے تھا دل جیتنا تو محبوب کا ہی نہیں بلکہ دوسروں کا بھی ضروری ہوتا ہے اور خوش ذائقہ کھانے محض زبان کو گدگدانے کے لیے نہیں بلکہ صحت اور ہاضمہ درست رکھنے کے لیے بھی ضروری ہوتے ہیں۔

یہاں میں ایک چیز کی وضاحت کر دوں، ذائقے کو کبھی کھانے پر آنے والی لاگت کے ساتھ خلط ملط نہیں کرنا چاہیے۔ بعض خواتین کو غلط فہمی ہوتی ہے کہ کھانوں میں جتنی پر تکلف اور قیمتی اشیاء مثلاً گھی، میوہ، مصالحے شامل کیے جائیں گے کھانا اسی قدر لذیذ ہوگا۔ غالباً اسی غلط فہمی کی وجہ سے دادی اور نانی قسم کی خواتین نے یہ محاورہ ایجاد کیا تھا کہ "گھی سنوارے ہانڈی، بڑی بہو کا نام"۔ نہیں صاحب جب تک بہو میں سلیقہ نہیں ہوگا گھی کیا خاک ہانڈی سنوارے گا۔

کھانے کو ذائقہ دار بنانے کے لیے پہلی شرط یہ ہے کہ ان کے لیے جو بھی اجزا استعمال کیے جائیں وہ تازے اور اچھی قسم کے ہوں۔ باسی سبزیاں، باسی مچھلی اور گوشت نہ صرف ذائقے کو بگاڑ دیتے ہیں بلکہ ان کے قوت بخش اجزا بھی ضائع ہو جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں جہاں تک ہو سکے ملازموں اور بچوں پر بھروسہ مت کیجئے اور خریداری خود کیجئے یا ان کو تکلیف دیجئے جن کے دل کی راہ معدے سے گذرتی ہے۔ دوسری ضروری چیز ہے آپ کا وہ روغن جو آپ کھانے پکانے کے لیے استعمال کرتی ہیں۔ تلخ، بہت دنوں کا رکھا ہوا اور بازار میں کھلا بکنے والا روغن نہ صرف صحت کے لیے مضر ہے بلکہ کھانے کو بدذائقہ بھی بنا دیتا ہے۔ اس سلسلے میں آپ کنجوسی کو راہ نہ دیجئے۔ بجٹ اس طرح بنائیے کہ غیر ضروری اشیاء پر لگنے والا پیسہ آپ اچھا روغن خریدنے پر صرف کر سکیں اکثر متوسط طبقے کی خواتین بھی محض معلومات نہ ہونے کی وجہ سے یا لاپرواہی کی وجہ سے کھلا بکنے والا تیل یا گھی استعمال کرتی ہیں۔ اچھی اور قابل اطمینان کمپنیوں کے مہر بند تیل ہی استعمال کرنے چاہییں خالص گھی اپنی خوشبو کی وجہ سے کھانوں کے ذائقہ میں اضافہ کرتا ہے لیکن اس کی غذائی اہمیت اتنی زیادہ نہیں ہے۔ دوسرے آج کل نہ دستیاب ہے اور نہ متوسط طبقے کی قوت خرید کے دائرے میں رہ گیا ہے اس لیے اس سے اجتناب بہتر ہے۔ مخصوص موقعوں اور میٹھے کے لیے استعمال کیجئے۔ باقی کھانوں کے لیے آپ بہ اطمینان مونگ پھلی، سورج مکھی کے بیجوں، سرسوں اور بنولے کا صاف شدہ تیل استعمال کر سکتی ہے۔ ان سے نہ ذائقہ خراب ہوگا نہ غذائی افادیت متاثر ہوگی۔

ہری سبزیوں مثلاً بھنڈی، کدو، سیم وغیرہ کو پکانے میں پانی بالکل نہ ڈالیں یا بہت ہی ذرا سا ڈالیں۔ بہت دھیمی آنچ پر ان سبزیوں کے اپنے پانی میں انھیں پکنے دیں۔ یہ معمولی ترکاریاں بہت خوش ذائقہ ہو جائیں گی۔ موسم میں ٹماٹر کا استعمال فیاضی کے ساتھ کیجئے۔ اس کو کسی بھی سبزی میں شامل کر دیجئے اس میں وٹامنوں کے ساتھ ذائقہ بڑھ جائے گا۔ پسا ہوا گرم مصالحہ ائر ٹائٹ شیشی یا چھوٹے ڈبے میں محفوظ رکھئے۔

اس میں زیرہ، سیاہ مرچ، بڑی الائچی کے دانے، دال چینی کے ٹکڑے ہم وزن مقدار میں پیس لیجئے۔ بیک وقت بہت زیادہ نہ پیسئے اور ائر ٹائٹ شیشی میں ہی رکھیں ورنہ خوشبو ختم ہو جائے گی، سبزی تیار ہو جائے تو اوپر سے تھوڑا سا چھڑک دیں۔ ذائقے میں نمایاں اضافہ ہو جائے گا۔ اس نسخے میں آپ لونگ اور چھوٹی الائچی بھی شامل کر سکتی ہیں۔ لیکن یہ دونوں ضروری نہیں ہیں۔

دال جیسی حقیر چیز اگر سلیقے سے تیار کی جائے تو وہ بھی بہت مزے دار بن سکتی ہے۔ دال کو ذرا گاڑھا رکھئے۔ بہت پتلا مت کیجئے۔ اس میں ٹماٹر کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے، ذرا سا ادرک، ہری مرچیں ڈال دیجئے۔ دم پر چھوڑ دیجئے بگھارنے کے بعد پسا ہوا گرم مصالحہ اور ہرے دھنئے اور پودینے کی پتیاں شامل کر کے پیش کیجئے۔ آپ خود دیکھیں گی کہ ایک معمولی سی چیز کتنی مزیدار ہو گئی ہے۔

میں نے دانستہ دال اور سبزیوں کی بات کی ہے اس لیے کہ یہ روزمرہ کے کھانوں میں شامل ہیں۔ پر تکلف کھانے تو عموماً بہت کم کھائے جاتے ہیں اور عام طور پر ذائقہ دار ہی ہوتے ہیں۔ گرہستن تعریف کی مستحق اسی وقت ہوتی ہے جب وہ سادہ اور کم حیثیت کھانوں کو لذیذ بنا سکے۔

کھانوں کو ذائقہ دار بنانے کے سلسلے میں ایک بات اور یاد رکھیں۔ وہ یہ کہ کھانے میں یکسانیت نہیں ہونی چاہیے۔ روز ایک طرح کا گوشت یا ایک ہی قسم کی دال پکا کر مت رکھ دیجئے ـــــ اگر آپ مرغ مسلم اور بریانی بھی روزانہ پیش کریں گی تو یہ پر تکلف کھانے اپنی لذت کھو بیٹھیں گے۔ دال کی جگہ چھولے، کڑھی، شوربے دار ترکاریاں، بڑی وغیرہ کا سالن استعمال کیا جا سکتا ہے۔ گوشت کو کئی ترکیبوں سے تیار کیا جاتا ہے، یہ ساری ترکیبیں آزماتی رہیے۔ عام گھرانوں میں یکساں مصالحے والا شوربے دار سالن روز پکتا ہے اور لوگ اکتا جاتے ہیں۔ عورتوں کے بہت سے رسالے اردو ہندی انگریزی کھانوں کی ترکیبیں پیش کرتے ہیں۔ انھیں آزمائیے۔ خصوصیت سے دوسرے صوبوں کے کھانے۔ اپنے بجٹ کے مطابق ترکیب کا انتخاب کیجئے۔ تنوع معمولی دسترخوان کو بھی دلچسپ بنا دیتا ہے۔

ہفتے میں ایک دن خاص طور سے چھٹی کے دن جب گھر کے سارے افراد اور بچے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا سکیں۔ کوئی پر تکلف ڈش تیار کیجئے۔ ہفتے میں ایک دن کی قید نہیں۔ زیادہ بار پر تکلف کھانا تیار ہو سکتا ہے لیکن یہ یاد رہے کہ پر تکلف کھانے ہاضمے پر بار ہوتے ہیں اس لیے ان سے پرہیز بہتر ہے۔ ہفتے میں ایک یا دو مرتبہ میں کوئی مضائقہ نہیں۔

کھانے کو خوش ذائقہ بنانے میں الیکٹرک اوون بہت مدد کر سکتا ہے۔ یہ مختلف قیمتوں میں دستیاب ہے اور متوسط درجے کی خواتین بھی خرید سکتی ہیں۔ اوون یعنی تندور میں پکانے سے کھانے کے فطری ذائقے برقرار رہتے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ کہ روغن بہت کم استعمال ہوتا ہے۔ گوشت میں ہلکے سے مصالحے لگا کر اور نارمل سے نصف مقدار میں

روغن ڈال کر اوون میں ڈال دیجیے تو عام سالن سے کہیں لذیذ ڈش تیار ہو سکتی ہے۔ اوون کوکنگ کے لیے آپ کو کسی خصوصی ٹریننگ کی بھی ضرورت نہیں ہوگی۔ کسی بھی ایسی سہیلی سے سیکھ سکتی ہیں جس کو اس سے واقفیت ہے۔

چٹنی اور اچار بھی ذائقے میں اضافے کا باعث ہوتے ہیں لیکن ان کے استعمال میں اعتدال برتنا ضروری ہے۔ مصالحوں کے استعمال میں بھی اعتدال برتیے۔ ذائقہ مصالحے سے نہیں بلکہ مصالحوں کی صحیح ترتیب اور امتزاج سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ صحیح ترتیب اور امتزاج آپ اپنے ذاتی تجربے سے بھی سیکھ سکتے ہیں اور دوسروں کے تجربوں سے بھی فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔ دلچسپی لگن اور انہماک شرط ہے۔ مصالحے جہاں تک ہو سکیں خود تیار کرائیں۔ بازار کے لیے ہوئے مصالحوں کے ذائقے اور ان کے خالص ہونے پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔

اگر آپ کے پاس ریفریجریٹر ہے تو اس کو محض بچے ہوئے کھانے اور سبزیاں اسٹور کرنے کی الماری مت بنائیے۔ کچھ کھانے ٹھنڈے ہونے سے زیادہ ذائقہ دار ہو جاتے ہیں۔ زیادہ تر میٹھے ٹھنڈے ہو کر زیادہ لذیذ ہو جاتے ہیں۔ دہی کا معمولی رائتہ بھی ٹھنڈا ہونے سے زیادہ ذائقہ دار ہو جاتا ہے۔ دہی میں ایک چٹکی شکر بھنا ہوا زیرہ، سرخ مرچ نمک ملا کر ٹھنڈا کر لیجیے موسم ہو تو کھیرے یا کیلے کے چند ٹکڑے ڈال سکتی ہیں۔ بہت زیادہ ٹھنڈا مت کیجیے۔ سلاد بھی ٹھنڈی ہو کر زیادہ کرکری اور مزے دار ہو جاتی ہے۔

آخر میں ایک نکتہ اور ذہن نشین کر لیجیے وہ یہ کہ کھانے کی میز یا تخت، کھانے کی جگہ اور برتن کی صفائی کا بھی کھانے کے ذائقے سے بہت گہرا تعلق ہے۔ ذائقہ کچھ حد تک ذہن سے بھی تعلق رکھتا ہے اگر کھانے کی جگہ یا برتنوں پر گندگی موجود ہے تو کھانے والے کی طبیعت متعفن ہو کر کھانوں کا ذائقہ برباد ہو سکتا ہے۔ اس لیے ہمیشہ صاف برتنوں میں صاف جگہ کھانا کھلائیے اور کھانا کھلاتے وقت خود بھی صاف ستھری رہیے۔

(پٹنہ سے نشر)

علم و فن

دارالترجمہ عثمانیہ

مجیب الاسلام

اس حقیقت سے انکار ناممکن ہے کہ اردو کو جدید زبان بنانے، ملک گیر سطح پر اسے عوام و خواص میں مقبولیت بخشنے اور خاص طور پر ہندوستانی زبانوں میں ایک نمایاں اور انفرادی شان عطا کرنے میں انگریزی علم و ادب کے تراجم نے ایک اہم رول ادا کیا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اردو کو عالم گیر سطح پر روشناس کرانے میں دوسرے عناصر کام نہیں کر رہے، یقیناً کر رہے تھے۔ لیکن یہ محدود تھے۔ ترجمہ نے لامحدود سطح پر ایک زبان کے علوم و فنون کو دوسری زبان کے قارئین تک پہنچانے میں اس فطری رکاوٹ کو ختم کیا ہے جو دو زبانوں کے درمیان حائل تھی ترجمہ ہی کی بدولت ایک تہذیب دوسرے پر اثر انداز ہوئی۔ خاص طور پر سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں ایک گروہ کے تجربات سے دوسری جماعتیں متاثر ہوئیں اور فیض اٹھانے لگیں۔ اردو زبان نے بھی ان عناصر سے اپنا دامن سجایا ہے اور ترجمہ کی مدد سے دنیا کی دوسری بڑی زبانوں کے ساتھ سربلند کر کے چل رہی ہے۔ اردو زبان کو یہ مرتبہ عطا کرنے میں سائنسی تراجم کا زبردست ہاتھ رہا ہے۔ یہ سائنسی تراجم ہندوستان کے مختلف چھوٹے بڑے شہروں میں کہیں باقاعدہ اور کہیں غیر منظم طور پر تقریباً ڈیڑھ سو سال پہلے سے ہو رہے ہیں۔

سائنسی علوم کے تراجم کی ابتدا فخر الدین خاں شمس الامراء نے کی۔ انھوں نے ۱۸۳۴ء میں ایک دارالترجمہ حیدر آباد میں قائم کیا اور علم آب، علم ہیئت علم و مناظر جیسے موضوعات پر کئی رسالے انگریزی اور فرانسیسی زبانوں سے اردو میں ترجمہ کرائے۔

مغربی علوم کو اردو میں منتقل کرنے کی دوسری کوشش شاہان اودھ کی سرپرستی میں ہوئی۔ انھوں نے لکھنؤ میں دارالترجمہ قائم کیا اور سائنس کی مختلف شاخوں مثلاً کیمیا اور ہیئت وغیرہ کے کئی رسالے انگریزی سے اردو میں تراجمہ کرا کے شائع کیے۔

۱۸۴۲ء میں دہلی کالج جو آج ذاکر حسین کالج کے نام سے منسوب ہے اس میں دہلی ورنیکلر ٹرانسلیشن سوسائٹی کے نام سے برقیات، حرارت، روشنی کا انعکاس اور ہائڈر اسٹیٹ جیسے عنوانات کے انگریزی سے اردو میں کافی ترجمے کئے گئے۔ یہاں ذوق و شوق کی تسکین کے لیے نہیں درس و تدریس کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے سائنسی علوم کے ترجمے کئے گئے تھے۔ یہی وہ ادارہ ہے جہاں تراجم اور اصطلاحیں وضع کرنے کے لیے سب سے پہلے کچھ اصول مرتب کیے گئے۔

۱۸۶۴ء میں سرسید کی سائنٹفک سوسائٹی کے زیر اثر طبعیات، علم برقی اور ہیئت جیسے سائنسی علوم کے ترجمے ہوئے۔

دارالترجمہ شمس الامراء سے سائنٹفک سوسائٹی تک اجتماعی طور پر اچھا خاصا مغربی علوم کا ذخیرہ اردو میں منتقل کیا جا چکا تھا بعض افراد نے انفرادی طور پر بھی ترجمے کئے لیکن ان اداروں اور افراد کا کام محدود۔ عارضی اور کم مایہ تھا۔

۲۶ اپریل سنہ ۱۹۱۷ء کو عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد کا قیام عمل میں آیا۔ ابتدائی جماعتوں سے اعلیٰ سطح تک تعلیم کا ذریعہ اردو قرار دی گئی۔ نصابی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ۱۷ اگست ۱۹۱۷ء کو حیدر آباد میں نام پلی اسٹیشن کے سامنے جہاں اب رائل ہوٹل کی عمارت ہے اس میں دارالترجمہ قایم کیا اور ہندوستان بھر کے اہل علم کو معقول مشاہیرے پر مدعو کیا اور ان سے ترجمہ کے کام میں مدد لی گئی۔ ان میں ہر ایک اپنے مضمون کا ماہر اردو زبان پر کامل عبور اور انگریزی زبان سے پوری طرح واقف تھا مثال کے طور پر معاشیات میں پروفیسر الیاس برنی، ریاضی میں قاضی محمد حسین، فلسفہ میں خلیفہ عبدالحکیم اور تاریخ میں سید ہاشمی فرید آبادی۔

دارالترجمہ نے ابتدا میں میٹریکولیشن اور انٹرمیڈیٹ کی نصابی کتب کا ترجمہ کیا۔ ان جماعتوں کے طلبا نے مادری زبان میں تعلیم کی سہولتوں کے باعث نمایاں کامیابی حاصل کی ان خوش کن اور حوصلہ افزا نتایج کو دیکھتے ہوئے بی اے، بی ایس سی، بی کام اور پھر ایم اے کی کلاسیں تمام مضامین میں کھول دی گئیں۔ دوسرے مغربی علوم میں سائنس، میڈیسن، طب، انجنیرنگ اور قانون وغیرہ کی اعلیٰ تعلیم کا بھی نہایت معقول بندوبست کر دیا گیا اور حسب ضرورت مشرقی اور مغربی علوم کے تراجم کا کام دارالترجمہ انجام دیتا رہا۔ اس کا طریقہ یہ تھا کہ عثمانیہ یونیورسٹی کے تمام شعبے اپنی ضرورت کی کتابوں کی فہرستیں دارالترجمہ میں بھیج دیتے تھے۔ دارالترجمہ کے نظام اور کاموں کو انجام دینے کے لیے نصاب کمیٹی، انتظامی کمیٹی اور وضع اصطلاحات کمیٹی قایم کی گئیں تھیں۔ ان کمیٹیوں میں اردو، عربی فارسی اور انگریزی زبانوں پر قدرت رکھنے والے اہل علم کو شریک کیا گیا تھا۔ نصاب کمیٹی تمام مضامین کی کتابیں ترجمہ کے لیے انتخاب کرتی تھی یہ وہ نصاب تھا جو ہندوستان کی بڑی یونیورسٹیوں میں پڑھایا جاتا تھا۔ انتظامی کمیٹی نظم و نسق کے تمام کاموں کی ذمہ دار تھی۔ وضع اصطلاحات کمیٹی دارالترجمہ کی مشہور کمیٹی تھی اس میں ماہرین مضامین اور ماہرین زبان شرکت کرتے تھے۔ ان میں بابائے اردو مولوی عبدالحق، وحید الدین سلیم، علی حیدر نظم طباطبائی، عبداللہ عمادی کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ان کا خاص کام اردو میں اصطلاحیں وضع کرنا تھا۔ یہ انگریزی اصطلاحوں کے اردو مترادفات وضع کر کے زبان کی کسوٹی پر پرکھتے اور جو لفظ مفہوم واضح کرتا تھا اسے اصطلاح کی سند دے دیتے تھے۔ اصطلاحیں وضع کرنے میں وضع اصطلاحات کمیٹی کے ارکان مترجمین سے بھی مدد لیتے تھے۔ جو اصطلاحیں وضع کرنے کے اصولوں کی پابندی کیا کرتے تھے۔ اس طرح وضع اصطلاحات کمیٹی نے سائنٹفک نقطہ نظر کی مدد سے تمام مضامین میں تقریباً ۸۰ ہزار اصطلاحیں وضع کیں۔

دارالترجمہ میں تمام مضامین کے الگ الگ مترجمین تھے ہر مضمون کا اپنی مترجم کتاب کا ترجمہ کر کے ماہر فن کو دیدیتا تھا۔ ماہر فن ناظر ادب کو یہ ترجمہ پیش کر دیتا تھا ناظر ادب ترجمہ کی زبان سے مطمئن ہو کر ناظر مذہب کو پیش کر دیتا ناظر مذہب کا خاص کام مذہبی نقطہ نظر سے ترجمہ کو دیکھنا ہوتا تھا۔ اس طرح ہر ایک ترجمہ کو ماہر فن، ناظر ادب اور ناظر مذہب چیک کرتے تھے۔ ان سب کے مطمئن ہو جانے پر ترجمہ بہت عمدہ چھپ جانے کے بعد شائع کر دیا جاتا تھا۔

دارالترجمہ نے آرٹس میں تاریخ، جغرافیہ، سیاسیات معاشیات، سوشل سائنس میں فلسفہ نفسیات، اخلاقیات اور منطق سائنس میں ریاضی، طبعیات، کیمیا، نباتیات اور میڈیسن کے علاوہ قانون، انجنیرنگ طب اور اسلامی تاریخ کی ۳۹۵ کتابیں ترجمہ و تالیف کر کے اردو دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔ دارالترجمہ سے وابستہ مترجمین کی طویل فہرست ہے ان میں سے چند کے نام اس لیے نہیں تحریر کیے جا سکتے کہ تمام مترجمین اپنی اپنی جگہ اہم ہیں۔ لیکن سید ہاشمی فریدآبادی، پروفیسر ہارون خاں شیروانی پروفیسر عبدالرحمٰن خاں، قاضی تلمذ حسین، مولوی احسان احمد۔ مرزا ہادی رسوا، شیخ برکت علی، سید علی رضا عبدالباری ندوی، قاضی محمد حسین، ضیا الدین انصاری اور پروفیسر الیاس برنی قابل ذکر ہیں۔ خاص طور پر میڈیسن انجنیرنگ اور قانون کے مترجمین زیادہ اہمیت کے حامل ہیں قابل تعریف ہیں کیونکہ ہندوستانی زبانوں میں خاص طور پر اردو کو ہی یہ شرف حاصل ہوا کہ اس زبان میں پہلی مرتبہ مغربی علوم کی بڑی تعداد میں کتابیں ترجمہ ہو کر منظر عام پر آئیں۔

جہاں تک ترجموں کی زبان اور اصطلاحات کے مترادفات کا تعلق ہے ان کے بارے میں کافی کچھ کہا گیا ہے لیکن کسی نے حقیقت کو جاننے کی کوشش نہیں کی سچ تو یہ ہے کہ دارالترجمہ عثمانیہ کا عہد اپنی تہذیبی اقدار کی وجہ سے عربی اور فارسی سے قریب تھا پھر مترجمین عربی فارسی زبانوں پر عبور رکھتے تھے ان میں بعض ان زبانوں کے مستند استاد تھے یہی وجہ ہے کہ دارالترجمہ کے تراجم اور اصطلاحیں عربی آمیز ہیں یہ اس عہد کی ایک خاص خصوصیت بھی تھی۔ لیکن تمام مضامین کے تراجم مشکل اور اصطلاحیں عربی آمیز نہیں ہیں۔ تاریخ جغرافیہ سیاسیات اور معاشیات وغیرہ کے تراجم اور اصطلاحیں آسانی سے سمجھ میں آجاتے تھے ان کے مقابلے میں طب میڈیسن اور انجنیرنگ کے ترجمے کچھ مشکل معلوم ہوتے ہیں کیا اس کا بڑا سبب یہ نہیں ہے کہ یہ مضامین ہمارے لیے بالکل اجنبی تھے۔ اور ان کا ترجمہ اردو میں پہلی مرتبہ کیا گیا تھا۔ ہمیں اپنے شاعرانہ مزاج سے الگ رہ کر ان تراجم کا مطالعہ کرنا چاہیے اور سب سے بڑی وجہ تو یہ ہے کہ ان ترجموں اور اصطلاحوں پر نظر ثانی کا وقت ہی نہیں ملا جو سلیس زبان میں دوبارہ تحریر کیے جا سکتے یہ کام ہونا تھا اور یقیناً ہوتا اگر عثمانیہ یونیورسٹی زیادہ عرصے قایم رہتی۔

جامعہ عثمانیہ صرف تیس سال قایم رہی اس مختصر سی مدت میں جن طلبا نے مادری زبان میں تعلیم حاصل کی وہ ہر اعتبار سے مکمل اور قابل ستائش تھے یہ کسی طرح بھی ان طلبا سے پیچھے نہیں تھے جن کی تعلیم انگریزی میں ہوئی تھی۔ مادری زبان میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد جب یہ طلبا مزید اعلیٰ تعلیم کے لیے ہندوستان اور اس سے باہر دنیا کی بڑی یونیورسٹیوں میں گئے تو ان کا استقبال کیا گیا اور انھیں ہر قسم کی مراعات دی گئیں کیونکہ یہ دوسروں کے مقابلے میں زیادہ ذہین ہونہار اور قابل تھے۔ پھر جو حضرات جامعہ عثمانیہ سے مادری زبان میں تعلیم حاصل کر کے ہندوستان اور دوسرے ممالک میں اعلیٰ خدمات پر مامور ہوئے انھوں نے اپنی ذہنی بصیرت اور آگہی سے سب کو متاثر کر کے اعلیٰ اور نمایاں مقام حاصل کیا۔

عثمانیہ یونیورسٹی نے اردو زبان میں تعلیم دے کر جو تجربہ کیا وہ ہر لحاظ سے کامیاب رہا ہم کہہ سکتے ہیں کہ دارالترجمہ عثمانیہ یونیورسٹی کی بنیاد تھا جس پر اردو ذریعہ تعلیم کا ایک عظیم اور عالیشان محل تعمیر کیا گیا بہت کم مدت میں دارالترجمہ نے اپنی شدید کوششوں سے نہایت اہم اور حیرت انگیز نتایج برآمد کیے۔ آج بھی دارالترجمہ کے تراجم بھرپور افادیت اور معنویت رکھتے ہیں سوال یہ ہے کہ ان تراجم اور اصطلاحوں سے فائدہ کیسے اٹھایا جائے۔

(اردو سروس سے نشر)

شہنشاہِ موسیقی ۔ نوشاد

صفحہ ۹ سے آگے

کہانی کو تباہ کر دیتے ہیں۔ فلم بن جاتی ہے مگر کہانی ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے۔ اکثر فلموں میں تو کہانی نظر ہی نہیں آتی۔ کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ پنٹ گنوار ہیرو مغربی دھن گنگناتا ہے۔ ظاہر ہے کہ مغربی موسیقی ہمارے مزاج سے میل نہیں کھاتی۔ اسی لیے گانے کا معیار گر گیا ہے۔

پہلے لوگ دوسرے فنکاروں کے کام میں دخل نہیں دیتے تھے۔ لیکن آج کل تو وہ فلم پرڈیوسر جسے یہ بھی علم نہیں کہ کل کتنے سر لگتے ہیں تال کس چڑیا کا نام ہے وہ بھی دھن کو پسند ناپسند کرنے کا حق رکھتا ہے ہیرو ہیروئن جن کے خاندان میں بھی کسی کو شعر، ترنم اور غنائیت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا ان کی رائے سے بھی دھن پاس یا فیل ہوتی ہے تو پھر گیت کا یہی حشر ہونا چاہیے۔

نوشاد آج بھی فلمی موسیقی کے بادشاہ ہیں۔ ان کے سر سے مقبولیت کا تاج اتارنے والا ابھی پیدا نہیں ہوا ہے، انھیں اپنی تجارتی ناکامی کا غم نہیں ہے۔ انھیں دکھ ہے تو اس بات کا کہ پہلے ہندوستان برطانیہ کی کالونی تھی اور اب ہماری فلمیں ہالی وڈ کی کالونی ہیں، لیکن نوشاد صاحب کو یقین ہے کہ وہ گاندھی ضرور جنم لے گا جو فلموں کو غیر ملکی غلامی سے آزاد کرائے گا۔

(اردو سروس سے نشر)

فاروق ارگلی
۲۵/۲۴ گنیش پارک
نئی دہلی ۵۱ ۱۱۰۰

افسانہ

زہریلا ناگ

محمد طارق

رات گہری تاریک تھی ـــــ سیاہ . . . کالی . . . !!
خاموش ـــــ

اور رات کے اس پر ہول سناٹے میں مٹی کے چھوٹے سے مکان کے کمرے کے اندر زمین کی سخت سطح پر فاصلے سے بچھے ہوئے دو معمولی بستروں پر دو بدن کروٹیں بدل رہے تھے۔

ایک بوڑھے مرد کا بدن ـــــ

ایک دوشیزہ کا بدن ـــــ

بوڑھے مرد کی کروٹیں

کنواری کی کروٹیں

کس قدر فرق تھا دونوں کی کروٹوں میں !

دوشیزہ کی کروٹیں جوانی کی پر کیف امنگوں کی تکمیل کے انتظار کی چاشنی سے بھری۔

بوڑھے کی کروٹیں دوشیزہ کی امنگوں کو پورا کرنے کی فکر پریشانی سے لبریز . . . !!

کیونکہ وہ اس کی بیٹی تھی۔ اکلوتی بیٹی "سیتا"، جسے اس نے بڑے پیار سے پالا تھا۔ ماں کی کمی محسوس نہ ہونے دی تھی اس نے جو سیتا کو اور اسے عرصہ ہوا چھوڑ کر دنیا سے چل بسی تھی جب سیتا کی عمر صرف آٹھ سال تھی۔

آج سیتا کی عمر ۲۴ سال ہے۔

وہ ہر رات اسے کروٹیں بدلتے دیکھتا رہتا ہے . . .

لیکن . . . لیکن خاموش . . .

کیونکہ اس کی کروٹوں کے علاج کے لیے رقم کی ضرورت تھی اور اس کے پاس رقم نہیں تھی ـــــ وہ مل کا ایک معمولی مزدور تھا ـــــ

اس لیے نیند جیسے اس سے روٹھ گئی تھی۔ سیتا کی کروٹوں کے علاج کی پریشانی اس پر چھا گئی تھی۔ اسی پریشانی میں مبتلا آج بھی وہ کروٹیں بدل رہا تھا . . .

اُدھر بستر پر سیتا . . .

اِدھر بستر پر وہ . . .

کروٹیں ـــــ !

کروٹیں ـــــ !!

یکلخت "سیتا" کی خوفناک چیخ اس کے کانوں سے ٹکرائی "پتاجی !"

اور وہ بجلی کی سی سرعت سے اٹھ بیٹھا۔

چراغ کی مدھم مدھم روشنی میں سیتا کا کالا کلوٹا چہرہ چپٹی ناک والا، چھوٹی چھوٹی آنکھوں والا چہرہ جو سماج کی بنائی ہوئی حسن کی کسوٹی پر پرکھنے کے لائق نہیں تھا۔ درد و کرب کی لہروں میں الجھا ہوا تھا "پتاجی !" اس کے موٹے موٹے لب کچھ کہنے کے لیے کانپ رہے تھے . . .

"کیا ہوا بیٹی ـــــ ؟" اس نے گھبرا کر سیتا سے پوچھا۔

"ناگ . . . ناگ . . . کاٹ لیا ہے مجھے، وہ . . .، وہ جا رہا ہے . . . وہ . . . وہ !!"

اور دوسرے ہی لمحے اس نے اٹھ کر چراغ کی بتی بڑی کی۔ ایک بڑا سا کالا ناگ تیزی سے ایک سوراخ کی طرف رینگ رہا تھا۔ اس پر سکتہ سا طاری ہو گیا تھا۔ وہ خاموش اسے دیکھ رہا تھا ـــــ ناگ بڑی سرعت سے سوراخ میں گھس گیا . . . . .

گہرا سناٹا کمرے میں چھایا ہوا تھا ـــــ

"پتاجی !" سیتا کی آواز نے اسے جھنجھوڑا، "مجھے اسپتال لے چلو پتاجی ! اچھا نہیں لگ رہا ہے مجھے !"

اور خموشی اس کے لبوں پر پھیلی ہوئی تھی۔ طویل خموشی . . .

وہ اپنی بیٹی کے درد و کرب میں ڈوبے ہوئے چہرے کو تکے جا رہا تھا ـــــ

"لے چلو نا پتاجی !" سیتا کی ڈوبتی ہوئی آواز نے اس کے ذہن کے تاروں کو جھنجھوڑ ڈالا ـــــ اور اس کے ذہن کے تار چیخ اٹھے "دو ہزار روپیے ؟"

"اسپتال لے چلو نا پتاجی، میرا دم بیٹھا جا رہا ہے۔"

"تین ہزار روپیے !" شدت سے بجنے لگے اس کے ذہن کے تار . . .

"تین ہزار روپیے !"

"تین ہزار روپیے !"

"تین ہزار روپیے !"

"منتر ڈالنے والے کے پاس ہی لے چلو پتاجی !!"

سیتا کی بے پناہ درد میں ڈوبی ہوئی آواز نے اس کے دل کو زور سے جکڑ لیا۔ اور . . .

باپ کا دل رو پڑا . . . سسکنے لگا۔

ایک کوشش ـــــ ایک ارادہ ـــــ ایک عزم، اکلوتی بیٹی کو موت سے بچانے کا عزم ماہیٔ بے آب کی طرح اس کے دل کے ریگستان پر تڑپا جا رہا تھا۔ لیکن ـــــ

"چار ہزار روپیے !!"

باپ کے دل کے آنسو . . . چار ہزار روپیے ؟

اُس کے دل کے آنسو آنکھوں کی راہ سے بہنے لگے، رک رک کر، تھم تھم کر . . .

اور وہ اپنی بیٹی کی نگاہیں چرا کر ان آنسوؤں کو اپنی دھوتی کے پلو سے پونچھے جا رہا تھا . . . لیکن آنسو بہے جا رہے تھے، ابل رہے تھے، پہاڑی چشموں کی طرح . . . !

آنسو !

سسکیاں !!

"پتاجی ! تم رو رہے . . . ہو، میں، اچھی، ہو . . . ہو . . . جاؤں . . . گی . . . مجھے اسپتال . . . لے چلو !!"

سیتا نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی ـــــ

"مجھ . . . سے، اٹھا بھی، نہیں جا، رہا . . . ہے . . . مجھ . . . مجھ . . . ے . . . نیند . . . !!"

اور یکلخت سیتا کی آواز ٹوٹ گئی۔

"ہاں ـــــ ! سو جاؤ بیٹی !!" سسک سسک کر کہنے لگا وہ، "مجھے بھی ناگ نے ڈس لیا ہے، وہ ناگ بہت زہریلا ہے بیٹی، بہت، بہت، وہ میرے پیروں سے اب بھی لپٹا ہوا ہے، تاکہ تجھے موت سے بچانے کی کوشش نہ کر سکوں، تلک اور جہیز کا ناگ !!"

بے اختیار اس کا ہاتھ کانپتے ہوئے اپنی بیٹی کے چہرے پر جھک گیا۔ اور اس کے لب کانپے۔

"ہو گیا تیری کروٹوں کا علاج بیٹی، ناگ دیوتا نے کر دیا"

آنسو کے دو گرم گرم قطرے اس کی آنکھوں سے لڑھک گئے۔

دوسرے ہی لمحے اس نے آنسو بھری آنکھوں سے اس سوراخ کی طرف دیکھا۔ جس میں وہ ناگ گیا تھا جس نے سیتا کو ڈسا تھا۔

اور چیخا ـــــ ناگ دیوتا ! جاؤ، ان سیتاؤں کو بھی ڈس لو جو میری سیتا کی طرح بستروں پر کروٹیں بدل رہی ہیں۔ ان کا اس کے سوا کوئی علاج نہیں ہے، کیونکہ ان کے والدین میری طرح مجبور ہیں . . . .

جاؤ ناگ دیوتا . . . مقدس ناگ دیوتا . . . جاؤ جاؤ . . . جاؤ !!

(ناگپور سے نشر)

محمد طارق معرفت محمد شفیق انصاری
تاجی پورہ، کھولاپور ۴۴۴۸۰۲ ضلع امراؤتی (مہاراشٹر)

افسانہ

نیا قانون

قاضی عبدالستار

لکھنؤ کے سر پر اختر نگر کا تاج رکھا تھا جس کے ہیرے کمھلانے اور موتی سونلانے لگے تھے۔

آہستہ خرام گومتی امام باڑۂ آصفی کے چرن چھو کر آگے بڑھی تو ریزیڈنسی کے سامنے جیسے ٹھٹک کر کھڑی ہوگئی موجوں نے بیقراری سے سر اٹھا اٹھا کر دیکھا لیکن پہچاننے سے عاجز رہیں کہ ریزیڈنسی نواب ریزیڈنٹ بہادر کی کوٹھی کے بجائے انگریزوں کی چھاؤنی معلوم ہو رہی تھی تمام برجوں اور فرازوں پر توپیں چڑھی ہوئی تھیں۔ راؤٹیوں اور گزبلوں کا پورا جنگل لہلہا رہا تھا حصار پر انگریز سواروں اور پیدلوں کا ہجوم تھا دونوں پھاٹکوں کے دونوں دروں پر سنگینیں تنی ہوئی تھیں پھر راہ چلتوں نے دیکھا کہ قیصر باغ کی طرف سے آنے والی سڑک حیدری پلٹن کے سواروں سے جگمگانے لگی جن کی وردیاں دولہا کے لباسوں کی طرح بھڑکدار اور ہتھیار دولہن کے زیوروں کی طرح چمکدار تھے۔ ریزیڈنسی کے جنوبی پھاٹک پر چھلبل کرتے سواروں کے پردے سے وزیراعظم نواب علی نقی خاں اور وکیل السلطنت موتمن الدولہ کے بوچے برآمد ہوئے جن کے درمیان دس پندرہ سواروں کے اردل کا حجاب تھا اور سامنے انگریز سپاہیوں کے ہتھیاروں کی دیواریں کھڑی تھیں۔ دیر کے انتظار کے بعد افسر التشریفات نے آگمان کو سواریوں سے اتارا۔ اور اپنے اردل کے حلقے میں پاپیادہ پیشں دالان تک لے گیا جس کی سیڑھیوں پر سر سے پاؤں تک اسلحہ پہنے ہوئے گارڈز کا دستہ کھڑا تھا جیسے زینت کے لیے مجسمے نصب کر دیئے گئے ہوں کشتی دار تکیوں کی آبنوسی کرسی پر وہ دونوں پڑے سوکھتے رہے اپنے ذاتی محافظ رسالے کے متعلق سوچتے رہے جو پھاٹک پر روک لیا گیا تھا اور مغربی دروازے سے داخل ہونے والی توپوں کی گڑگڑاہٹ سنتے رہے پھر فوجی افسروں کے جھرمٹ میں وہ ریزیڈنٹ کی اسٹڈی میں باریاب ہوئے۔ ریزیڈنٹ بہادر اسی طرح کرسی پر جڑے رہے۔ ابرو کے اشارے پر وزیراعظم اور وکیل السلطنت اس طرح بیٹھ گئے جیسے وہ ریزیڈنٹ کی اسٹڈی میں نہیں واجد علی شاہ کے دربار میں کرسی نشینی سے سرفراز کیے گئے ہوں۔ تامل کے بعد صاحب بہادر نے اپنے پہلو میں کھڑے ہوئے میر منشی سلامت علی کو سر کی جنبش سے اشارہ کیا اور میر منشی ایک خریطہ کھول کر پڑھنے لگا اور جب اس کے منہ سے یہ فقرہ ادا ہوا۔

"کمپنی بہادر نے پچاس لاکھ سالانہ کے وظیفے کے عوض میں سلطنت کا الحاق کر لیا"

تو وکیل السلطنت کہ سپاہی بچہ تھا ہر چند کہ سپہگری کے سبق بھول چکا تھا تاہم نیزے کی طرح تن کر کھڑا ہو گیا

"یہ ناممکن ہے"

ریزیڈنٹ نے کھڑے ہو کر اسے گھورا ایک ایک لفظ کو توڑ توڑ کر ادا کیا۔

یہ گورنر جنرل بہادر کا حکم ہے اور تم کو اس دستاویز پر دستخط کرنا ہیں۔

ریزیڈنٹ کا لہجہ جلاد کی تلوار کی طرح بے امان تھا اور اس کے لفظوں میں بارود کے بگولوں کا اشتعال تھا۔

"یہ ہرگز نہیں ہو سکتا"

دونوں کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

جواب میں صاحب بہادر نے کمرے کر یچ کھول کر میز پر ڈال دی۔

وکیل السلطنت نے اس بھانڈ وزیراعظم کو دیکھا جس کی انگلیاں طبلے کی سنگت کی عادت کی جگالی کر رہی تھی اور اس نے خود اپنی آواز سنی۔

اس کا فیصلہ تو آج سے بہت پہلے بکسر کے میدان میں ہو چکا تاہم اتنے بڑے حکم کی تعمیل کے لیے کم از کم دس دن کی مہلت۔

"نائیں ممکن نائیں"

"تین ہی دن بخش دیئے جائیں"

نائیں ... چوبیس گھنٹے کے بعد عمل درآمد شروع ہو جانے کا۔

اور وکیل السلطنت کا تھرتھراتا ہوا ہاتھ قلمدان کی طرف بڑھنے لگا۔

وزیراعظم نے قیصر باغ کے شمالی پھاٹک کی طرف مڑتے ہوئے سواری کے آئینے میں دیکھ لیا کہ موتمن الدولہ کا بوچہ روشن الدولہ کی کوٹھی کی طرف مڑ رہا ہے نوبت خانے پر دوسری نوبت بج رہی تھی۔ اور لال بارہ دری کے باب عالی پر چتر طوغ کھڑا جہاں پناہ کی موجودگی کا اعلان کر رہا تھا۔ وزیراعظم نے دوسری ڈیوڑھی پر خان ساماں داروغہ معتبر علی خاں کی کمر سے تلوار کھول کر ہاتھ میں لے لی اور تیسری ڈیوڑھی کے گھونگھٹ پر گلے میں پہن لی اور حاضر دربار ہو کر ہاتھ باندھ لیے بادشاہ پنج گوشہ تاج پہنے، جواہرات میں ڈھکا ہوا سونے کے تخت پر بیٹھا تھا اور مشہور زمانہ سازندوں کے فنکار ہاتھوں سے غنا کے بادل برس رہے تھے اور سدھے ہوئے سجے ہوئے گڑھے ہوئے گوشت پوست کی زندہ بجلیاں تڑپ رہی تھیں۔ بادشاہ کا ہاتھ اٹھا اور سازوں اور مضرابوں اور گھنگھروؤں تک کی سانسیں تھم گئیں اور دوسری جنبش پر سارا ہال خالی ہو گیا۔ جیسے صبح کا آسمان۔

"کیا ہے"

"غلام ریزیڈنٹ بہادر کی کوٹھی سے آرہا ہے"

آج تیسری نوبت کے بعد شہروں کی لڑائی دیکھنا ہے۔ مابدولت کو یاد ہے۔

"جہاں پناہ" مکار آنکھوں سے مکاری کے دو کرشمے آنسوؤں کی نقل میں پیش کر دیئے۔

"منہ سے بول نامراد"

وہ اور قریب آگیا ... اس طرح معروض ہوا کہ پاس کے ستون بھی سننے سے قاصر رہیں۔

کلکتے سے کوئی فرمان آیا ہے سلطنت کے سلسلے میں۔

"تفصیل"

کاش یہ زبان کٹ کر گر پڑتی۔

"تاہم"

فیصلہ کر لیا گیا ہے کہ سلطنت کا الحاق۔

"الحاق"

"جہاں پناہ"

اور جیسے سب کچھ ساکت ہو گیا۔ سن ہو گیا زمین سے آسمان تک ایک ہولناک سناٹا چھا گیا۔ پہلو کا ایک تکیہ جواہرات سے سجی ہوئی انگلیوں میں گولر بن گیا اور کھل گیا۔ بنتا اور کھلتا رہا بہت دیر کے بعد کہیں دور سے آواز آئی۔

اس کے باوجود معمولات شاہی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

"جہاں پناہ"

اور وہ الٹے قدموں کسی پردے میں کھو گیا۔

شاہ منزل کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھتے ہی بادشاہ کھڑا ہو گیا۔ قیصری پلٹن کے رسالدار کے ہاتھ سے اس کی بندوق لے لی معائنہ کرتے رہے پھر نواب علی نقی خاں وزیراعظم کو اس طرح دیکھا کہ نگاہیں اس کے پار ہو گئیں۔

"یہ بندوق جلد بھرنے اور فیر کرنے میں انگریزوں کی بندوق سے کسی طرح کم نہیں ہے لیکن اس کے چلانے

والوں کے کندھے غدار اور انگلیاں نمک حرام ہیں۔"

اور ایک ایک سیڑھی اس طرح چڑھی جیسے ایک ایک دنیا پیچھے چھوڑ آئے ہوں۔

چاندی کے ستونوں پر لاجوردی بفت کی بارگاہ کھڑی تھی اس کے وسط میں مرصع کٹگیرے کے سائے میں چھترشاہی کے نیچے تخت سلطانی کے داہنی جانب موتمن الدولہ سلطنت کے دوسرے دولاؤں کے ساتھ کورنش کر رہا تھا بائیں بازو پر نواب ریزیڈنٹ بہادر اپنے عملے کے ساتھ مغرور بے نیازی سے کھڑا تھا بادشاہ کے قریب پہنچتے ہی ریزیڈنٹ نے اس طرح سلامی دی جیسے بازاری آدمی معزول کوتوال کو سلام کرتے ہیں۔ اس کے سرخ کوٹ کے شانوں پر زری کے چھپتے جھول رہے تھے چپلے چھپتے کے گول سفید ہیٹ میں جڑاؤ کلغی جڑی تھی اور ہیٹ ہاتھ کے بجائے سر پر منڈھا ہوا تھا اور کمر میں لگی لانبی سیدھی تلوار سرخ چرمیں ساق پوش کے تھپکیاں دے رہی تھی بادشاہ نے تخت پر بیٹھتے ہی ریزیڈنٹ کو مخاطب کیا۔

"آج ہم نواب ریزیڈنٹ بہادر کو ایسی لڑائی دکھائیں گے جس کی نظیر دنیا کا کوئی دربار پیش نہیں کر سکتا۔"

اشارہ ملتے ہی سیمیں کٹہرے کے بازوؤں پر کھڑے ہوئے چوبداروں نے جھنڈے ہلا دیئے اور نیچے دریا کے اس پار رمنوں باغوں اور جنگلوں کے پورے علاقے میں ہلچل سی مچ گئی۔ تھوڑی ہی دیر میں شمالی اور جنوبی گوشوں سے ڈھولوں کے پٹنے ہانکنے والوں کے للکارنے اور سیکڑوں برچھیوں کے کڑکنے کا طوفان مچ گیا۔ لوہے کی جالیوں اور تول کے پردوں کے عظیم الجثہ مستطیل کٹہرے کے شمالی دروازے پر ایک دیوپیکر چھکڑا دھکیلتا ہوا لایا گیا۔ دروازہ کھلتے ہی ایک غیر معمولی طور پر سفید اونچا اور بھاری گھوڑا انتہائی غضبناکی سے ہنہناتا ہوا داخل ہوا کبھی ہاتھوں سے زمین کھرچتا کبھی پیروں کھڑا ہو کر پورے جسم سے تڑپتا اس کی کنوتیوں سے چنگاریاں اور نتھنوں سے شعلے نکل رہے تھے اور اس کی جولانیوں کی مار سے پورا کٹہرہ ہل رہا تھا۔ کہ جنوبی دروازہ بھی کھل گیا اور دوسرے چھکڑے سے ایک شیر داخل ہوا۔ گرجتا دہاڑتا کٹہرے کے وسط تک جا کر تھا ساتھ ہی یکساں آوازوں کا یکمشت گولہ اس پر گر پڑا اور وہ بھڑک کر اٹھا اور سستے ہوئے بدن سے اڑ کر گھوڑے پر گرا۔ گھوڑے نے پوری مشاقی سے اپنے اگلے بدن کو سمیٹ کر زمین پر ڈالا اور پورے بدن کی طاقت پیروں میں سمیٹ کر اتنا کاری وار کیا کہ شیر کا چہرہ بگڑ گیا۔ پورا کٹہرہ اس عجیب و غریب اور بھیانک لڑائی سے اتھل پتھل تھا اور گرد و باد کے بادلوں میں ڈوبتے اور ابھرتے جانور ایک دوسرے کی قضا کی طرح ایک دوسرے پر مسلط تھے کہ ہزاروں آنکھوں کے سامنے شیر نے پیٹھ دکھائی اور اپنے چھکڑے سے پناہ مانگی اور فاتح گھوڑا کاوے کاٹ رہا تھا چیخ چیخ کر اپنی فتح کا اعلان کر رہا تھا اور دونوں ہاتھوں سے مٹی اڑا رہا تھا۔ کہ بہت سے برچھیت اپنے برچھوں میں دھڑ دھڑاتی مشعلیں جلائے اور کمند اندازوں کا دستہ اپنی کمندیں کھولے لپکا اور گھوڑے کو گرفتار کرنے کے جتن کرنے لگا۔

بادشاہ ابھی ریزیڈنٹ کا چہرہ پڑھ رہا تھا کہ عقب کا پردہ اٹھا۔ زہرہ بدن اور ثریا لباس کنیزیں نقل کی کشتیاں اور شراب کی صراحیاں اٹھائے نرت کرتی حاضر ہوئیں۔ ریزیڈنٹ کا سر ابھی تک داد میں ہل رہا تھا اس کی ایک آنکھ سے حیرت اور دوسری سے بے اعتباری ٹپک رہی تھی کہ بادشاہ نے مخاطب کیا۔

"جانوروں میں شیر بادشاہ ہوتا ہے اور گھوڑا تاجر .... مشاہدہ ہے کہ شیروں کے مصاحب لکڑ بگھے اور بھیڑیئے تک گھوڑوں کا شکار کر لیتے ہیں لیکن جب دنیا پرانی ہو جاتی ہے تو نئی دنیا کے لیے نئے قانون وضع ہوتے ہیں اور اب زمانہ آگیا ہے کہ تاجر گھوڑا بادشاہ شیروں پر غالب ہوتا چلا جائے گا۔ کہ آج یہی قانونِ قدرت ہے۔"

اور ریزیڈنٹ نے اپنا گلاس اٹھا لیا۔

(اردو سروس سے)

افسانہ

وہ کچھ عجیب لڑکی تھی۔ دوسری تمام لڑکیوں سے مختلف، گفتار، کردار اور شباہت کے لحاظ سے بھی۔ اس کی آواز میں عجیب کشش اور نغمگی تھی تقدس کے میٹھے رس میں گھولی ہوئی نغمگی اور شاید اسی وجہ سے وہ اکثر سوچا کرتا کہ کالی کالی آنکھوں اور لمبے لمبے بالوں والی یہ معصوم سی لڑکی کہیں کوئی آسمانی شے تو نہیں کہ جسے الوہیت کی شناخت اور اقرار کے لیے زمین پر اتار دیا گیا ہو۔ یہ سادہ دل لڑکی معصوم دلوں کے سمجھنے اور سمجھانے کی چیز تھی۔

یونیورسٹی میں وہ مغرور لڑکی کے نام سے مشہور تھی شاید اس لیے کہ وہ حد درجہ بے نیاز تھی۔ اس کی بے نیازی کا حال یہ تھا کہ وہ کسی سے نہیں ملتی، کسی سے باتیں بھی نہیں کرتی یہاں تک کہ لڑکیاں بھی اس سے بات کرنے کو ترستی رہتیں مگر نہ جانے کیوں وہ خاموش طبع لڑکی اس کے بہت قریب آگئی تھی، اتنا قریب کہ وہ ایک دوسرے سے ملنے کے لیے بے چین رہا کرتے۔ اور جب ملتے تو گھنٹوں ایک دوسرے سے باتیں کرتے رہتے۔ لیکن باتوں ہی باتوں میں اس نے ایک دن بہت صفائی اور سادگی کے ساتھ یہ بات بھی واضح کر دی تھی کہ اس کی اس قربت کی وجہ سے اسے کسی غلط فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ اور تب اس کے یہ پوچھنے پر کہ پھر کیوں ملتی ہو، اس نے بہت ہی معصومیت کے ساتھ بتا دیا تھا کہ وہ دل کے ہاتھوں مجبور ہے — اور دل کا رشتہ صرف ایک ہی تو نہیں ہوتا — کوئی دوسرا رشتہ بھی تو استوار کیا جاتا ہے —— بے حد پاکیزہ اور مقدس رشتہ —۔ ایسا رشتہ جس میں ایک دوسرے کو حاصل کرنے کی تمنا اور تڑپ تو نہ ہو، لیکن ایک دوسرے کے لیے خلوص و محبت ضرور ہو۔ اور تب وہ مطمئن ہو گیا۔ اب اسے یہ خوف بھی نہیں رہا کہ اس لڑکی کی قربت اسے مونا سے دور کر دے گی۔ خوفزدہ ہونے کی وجہ صرف اتنی تھی کہ وہ بے اختیار اس کی طرف بہت تیزی کے ساتھ

غزل

رفیق راز

وہ آنکھ ہے تو اسے کرب انتظار میں رکھ
میں مضطرب ہوں مجھے برق کے حصار میں رکھ

دکھائی دے گا تجھے بھی وہ سرد و بے صدا
بجھی ہوئی سی ان آنکھوں کو رہ گزار میں رکھ

وہاں جو تھا وہ تری روح میں سما ہی گیا
یہاں جو ہے ہی نہیں چشم شعلہ بار میں رکھ

اسے بھی گھیر نہ لیں شب کے ہانپتے سائے
طلوع مہر کا شکوہ چشم شہ سوار میں رکھ

فسونِ محشرِ آواز چھیننے والے ....
خموشیوں کی چمک صرف بے قرار میں رکھ

دیار ابر سے چھوٹے نہ پھر شعاعِ صدا
طلسم بادِ سیہ پردۂ غبار میں رکھ

نہ برگِ سبز کو تیزاب کی نمی ہی دے
نہ بجلیوں کی تڑپ پیکر غبار میں رکھ

اس صدی میں رہا ہو گئے ہیں کچھ لمحے
رفیق راز انھیں بھی الگ قطار میں رکھ

(سری نگر کشمیر سے)

ایک رشتہ انجانا سا

شبیر احمد

بڑھ رہا تھا۔ لیکن یہ بھی سچ تھا کہ اس نے اس لڑکی کو کبھی ان نگاہوں سے دیکھا ہی نہیں جن نگاہوں سے اس نے مونا کو دیکھا تھا — یہ لڑکی اس کے لیے سب کچھ تھی اس کے باوجود وہ مونا کی جگہ نہیں لے سکی تھی۔ اس کے دل میں تو صرف مونا کو پانے کی تڑپ تھی لیکن وہ اس لڑکی کا بھی شیدائی تھا۔ بالکل ویسے ہی جیسے وہ گنگا کا شیدائی تھا۔ گنگا کے کنارے گھنٹوں بیٹھ کر اس کی لہروں کا نظارہ کرنے کے باوجود اس نے کبھی گنگا پر اپنا قبضہ جمانے کی کوشش نہیں کی۔ اس کے باوجود اسے گنگا سے بےحد محبت تھی اور اس لڑکی سے بھی۔ ہر وقت اسے دیکھتے رہنے کی خواہش کے باوجود وہ اسے بھرپور نگاہوں سے بھی نہیں دیکھ سکا۔ اس کی نگاہیں خود بخود جھک جاتیں اور ایک بےحد پاکیزہ مقدس اور محترم جذبہ اس کے سارے وجود پر حاوی ہو جاتا۔ جلوہ ازبس تقاضائے نگہ بھی کرتا مگر اسے اپنی قوت دیدار پر بھروسہ ہی کہاں تھا کہ تاب رخ یار کو دیکھ کر ہر لحظہ جل جانے کا خطرہ لاحق تھا کہ جلوۂ یار بہرحال جلوۂ حقیقی کا نظارہ پیش کر رہا تھا۔

حقیقت بس اتنی سی تھی اور اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں تھا کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے قریب تھے مگر یونیورسٹی میں صرف انھیں دونوں کے قصے مشہور تھے یونیورسٹی کی کوکھ سے ہر روز ایک نئی کہانی جنم لیتی اور ایک سے ایک واقعے بیان کیے جاتے۔

"تمہاری وجہ سے ڈیپارٹمنٹ کی بدنامی ہو رہی ہے" اس کے عزیز ترین دوست نے شکایت کی۔ مگر وہ خاموش رہا۔

"تمہارا کلاس خراب ہو جائے گا" وہ اب بھی خاموش تھا۔

"تم نے اس پہلو پر کبھی سنجیدگی سے غور کیا کہ تم احمد ہو اور وہ گیتا۔ تم سکستھ ایر اردو میں ہو وہ فیفتھ ایر ہندی میں۔"

"یہ باتیں تمہارے لیے تشویشناک ہو سکتی ہیں۔ میرے لیے نہیں۔"

"کیوں ——— ؟"

"کیونکہ جو کچھ تم لوگ سوچتے ہو وہ درست نہیں ہمارے ذہن صاف ہیں اور ہمارے جذبات صالح اور پاکیزہ۔"

"تمہاری ان باتوں کو کون تسلیم کرے گا —؟"

"کوئی نہ کرے — مگر ہم احمد اور گیتا کی حیثیت سے ملتے رہیں گے۔ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں نہیں روک سکتی اور کوئی قانون ہمیں مجرم قرار نہیں دے سکتا۔"

"تو گویا تم گیتا کا ساتھ چھوڑنے کو تیار نہیں ہو —؟"

"نہیں بالکل نہیں"

"تو پھر میں تم سے تعلقات ختم کر لوں گا۔"

اس کے دوست نے کہا اور جواب کا انتظار کیے بغیر چلا گیا۔ اور وہ وہیں پر گم سم کھڑا دیر تک اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا اور جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا تو وہ گنگا کے کنارے چلا گیا اور سب سے آخری سیڑھی پر جاکر بیٹھ گیا اور خالی خالی نظروں سے گنگا کی لہروں کو دیکھنے لگا۔ معاً اسے یاد آیا۔ اس کے دوستوں نے گنگا سے اس والہانہ عقیدت پر بھی اعتراض کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ گنگا کے کنارے گھنٹوں بیٹھ کر اپنا وقت برباد نہ کیا کرے۔ اور اس اعتراض کے باوجود اس کے معمولات میں کوئی فرق نہیں آیا تھا اور نہ گنگا سے عقیدت میں کوئی کمی ہی آئی۔ وہ سوچ رہا تھا۔

"آخر یہ لوگ ہمیں کیوں بدنام کرتے ہیں اور ہمارے تعلقات کی غلط تعبیریں کیوں پیش کرتے ہیں جب کہ حقیقت سب پر واضح ہے۔"

"ارے! تم یہاں بیٹھے ہو؟ اور میں تم کو یونیورسٹی میں تلاش کرتے کرتے تھک گئی سدھیر"

"سدھیر ——؟"

"ہاں! میں آج سے تم کو سدھیر ہی کہنا چاہتی ہوں۔ تم برا تو نہیں مانو گے؟"

"نہیں اس میں برا ماننے کی کیا بات ہے۔ ناموں میں کیا رکھا ہے کہ یہ تو صرف شناخت کا ایک وسیلہ ہے اور میری شناخت کا وسیلہ سدھیر کو بنا رہی ہو تو میں سدھیر ہی ہوں۔"

اور وہ اس کے اس جواب پر کچھ بولی نہیں بلکہ حیرت سے اس کا منہ تکنے لگی۔

"یوں کیا دیکھ رہی ہو؟"

"کچھ نہیں —— صرف یہ جاننا چاہتی ہوں کہ تم نے یہ کیوں نہیں پوچھا کہ سدھیر کون ہے یا کون تھا —؟"

"کوئی بھی رہا ہو —— مگر اب میں ہوں۔ اور اپنے بارے میں تم سے کیا پوچھوں۔"

"وہ تو خیر ٹھیک ہے، مگر تم یہ تو سوچ رہے ہو گے ہو گے کہ میں نے تم کو سدھیر کیوں بنا دیا؟"

"گیتا! مجھے یہ سوچنے کی بھی کیا ضرورت ہے۔ میں یہ کیوں سوچوں کہ سدھیر کون ہے یا کون تھا اور تمہارا اس سے کیا رشتہ تھا کہ ان تمام باتوں کا تعلق تمہارے ماضی سے ہے۔ اور جب میں اپنے ماضی میں جھانکنا پسند نہیں کرتا تو پھر تمہارے ماضی میں کیوں جھانکوں۔ ماضی کی بجھی ہوئی راکھ کو کریدنے سے حاصل ہی کیا؟"

"تم گریٹ آدمی ہو۔"

"سنو! اے نیک دل آسمانی لڑکی کہ میں مستقبل پر بھی بھروسہ نہیں کرتا۔ میں تو صرف حال کا قائل ہوں کہ حال میری آنکھوں کے سامنے ہے اور وہ اس طرح کہ میں سدھیر ہوں، اور تم گیتا۔ تم میری آنکھوں کے سامنے ہو اور میں تمہاری آنکھوں کے سامنے۔ تم کل کیا تھیں، یہ میں نہیں جانتا، کل تم کیا ہو گی، یہ تم بھی نہیں جانتیں، آج میں کیا ہوں یہ میں جانتا ہوں، آج تم کیا ہو یہ تم جانتی ہو"

"ارے بابا! تم تو فلسفہ بگھارنے لگے۔"

"تم مانو یا نہ مانو، مگر یہ فلسفہ ہی حقیقت ہے۔" کچھ دیر تک وہ خاموش رہا۔ پھر اپنے گرد و پیش کا جائزہ لینے کے بعد بولا۔

"گیتا! تم نے یونیورسٹی کی دیواروں کی زبانی میری اور اپنی کہانی سنی ہے؟"

"کہتے ہیں وہ لوگ جو جھوٹی کہانیاں گڑھتے ہیں"

اس نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس سے مخاطب ہوئی۔

"سدھیر اب میں جاتی ہوں۔ ماتا جی میرا انتظار کر رہی ہوں گی"

"جاؤ! خدا حافظ"

اور جب وہ چلی گئی تو وہ پھر گنگا کی اٹھتی، بنتی اور دور تک پھیلتی، ٹوٹتی اور بکھرتی لہروں کا جائزہ لینے لگا

لہریں —— جو اٹھ رہی تھیں

لہریں —— جو بن رہی تھیں

لہریں ـــــ جو دور دور تک پھیلتی جا رہی تھی۔
لہریں ـ ـــ جو ایک دوسرے سے ٹکرا کر ٹوٹ اور بکھر رہی تھیں۔
لہریں ـــــ جو دور دور تک پھیل کر وجود سے عدم کی طرف گرم سفر تھیں۔

لہروں کا سفر جاری تھا۔ عدم سے وجود کی طرف اور پھر وجود سے عدم کی طرف۔ ایک لہر بن رہی تھی۔ دوسری لہر ٹوٹ کر بکھر رہی تھی۔ اور یہ سلسلہ جاری تھا۔ کب سے؟ نہیں معلوم ـــــ کب تک ـــ؟ نہیں معلوم۔ وہ دیر تک لہروں کے بننے اور بکھرنے کے سلسلہ پر غور کرتا رہا تھا پھر اچانک ابدیت کے تمام راز اس پر آشکارا ہو گئے۔ اور وہ بات جسے وہ جاننا چاہتا تھا، آج اس کی سمجھ میں آ گئی تھی۔ زندگی کے بننے اور بکھرنے کا راز بھی اب اس کے نزدیک راز نہیں تھا کہ زندگی بھی سلسلوں کی اسیر تھی ـــ "

عدم ـ وجود ـــ اور عدم" ـــــ

وجود دو طرفی عدم کی بندشوں میں جکڑا ہوا تھا۔ مگر اتنا کچھ جاننے کے باوجود وہ یہ نہیں جان سکا کہ لہریں بنتی کیوں ہیں اور پھر ٹوٹ کر بکھر کیوں جاتی ہیں کیوں بکھر جاتی ہیں ٹوٹ کر؟؟ ایک بڑا سا سوالیہ نشان مگر اس سوالیہ نشان کا اطمینان بخش جواب نہ کل تھا اور نہ آج ہے، کیا مقصد ہے عدم سے وجود اور وجود سے عدم کے سفر کا ـ؟

وہ سوچتے سوچتے تھک گیا، مگر اس سوال کا اسے جواب نہیں ملا اور تب وہ پھر گنگا کی لہروں کو دیکھنے لگا۔

چاندنی راتوں میں گنگا کی لہریں جوان کیوں ہو جاتی ہیں۔ گنگا کی سطح پر اٹھتی ہوئی چاندنی میں بنائی ہوئی لہریں ایسی لگتی تھیں جیسے کسی خوبصورت دوشیزہ نے اپنی گردن میں سفید گلوبند لپیٹ رکھا ہو۔

اور جب وہ اپنے گھر لوٹ آیا تب بھی وہ یہ ہی سوچ رہا تھا۔

"چاندنی راتوں میں گنگا کی لہریں جوان کیوں ہو جاتی ہیں۔"

دوسرے دن گیتا یونیورسٹی نہیں آئی۔ تیسرے اور چوتھے دن بھی نہیں۔ اور اس طرح ایک ہفتہ گذر گیا تو اسے بے حد تشویش ہوئی کہ کہیں وہ بیمار تو نہیں ہو گئی یا اس کے ساتھ کوئی حادثہ تو نہیں پیش آیا۔ اسے گیتا کے گھر کا پتہ بھی نہیں معلوم تھا اور اس نے اس کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی تھی۔ جب گیتا اس کے سامنے تھی تو پھر وہ کیوں یہ جاننے کی کوشش کرتا کہ وہ کون ہے اور کہاں رہتی ہے۔ بالکل اسی طرح گنگا سے عقیدت کے باوجود اس نے آج تک یہ نہیں سوچا کہ گنگا کہاں سے نکلی ہے۔ شیو کی جٹا سے، مان سرودر سے یا ہمالیہ سے ـــــ مگر آج اس نے محسوس کیا کہ اسے یہ جاننا چاہیے تھا۔ اگر اسے گیتا کے گھر کا پتہ معلوم ہوتا تو وہ اس کے گھر جا کر یہ معلوم کرتا کہ وہ یونیورسٹی کیوں نہیں آ رہی۔

ایک دن اچانک ایک لڑکا اس سے مخاطب تھا۔

"آپ احمد جی ہیں؟"

"ہاں! میں ہی ہوں۔ کیا بات ہے؟"

"گیتا دیدی نے یہ چٹھی دی ہے۔"

اور وہ خط لے کر پڑھنے لگا"

"سدھیر! ماتا جی تم سے ملنا چاہتی ہیں۔ پرسوں تم میرے گھر آ جاؤ۔ میری خاطر، میری ماں کی خاطر، تمہاری رہنمائی کے لیے یہ لڑکا، جہاں تم کہو گے، موجود رہے گا مجھے یقین ہے تم ضرور آؤ گے۔ میں ابھی سے دیدہ و دل فرشِ راہ کیے بیٹھی ہوں۔"

اور وہ اپنے وعدہ کے مطابق گیتا کے گھر پہنچ گیا بڑا خوبصورت مکان تھا اس کا۔ اور بے حد سجا سجایا ڈرائنگ روم۔ ابھی وہ ٹھیک سے ڈرائنگ روم کا جائزہ بھی نہیں لے پایا تھا کہ ایک ادھیڑ عمر خاتون ڈرائنگ روم میں داخل ہوئیں۔ "ماتا جی" رہنمائی کرنے والے لڑکے نے آہستہ سے اسے بتا دیا تھا۔ اور وہ انھیں دیکھتے ہی ادب سے کھڑا ہو گیا۔ ماتا جی آتے ہی اس سے لپٹ گئیں اور دیر تک اسے اس طرح پیار کرتی رہیں جیسے کوئی ماں بہت دنوں بعد گھر لوٹنے والے بیٹے کو پیار کرتی ہو۔

"سدھیر یہاں بیٹھو بیٹا"

انھوں نے ایک صوفے کی طرف اشارہ کیا اور وہ بیٹھ گیا۔ وہ بھی ایک صوفے پر بیٹھ گئیں۔ وہ ایک ٹک اسے دیکھتے جا رہی تھیں۔ اور وہ سوچ رہا تھا کہ گیتا نے اپنی ماں کو بھی اس کا نام سدھیر ہی بتایا تھا۔ اس کا اصلی نام ان سے چھپا دیا آخر کیوں ؟ کیوں کیا گیتا نے ایسا؟؟

گیتا! اری او گیتا۔"

ماتا جی نے آواز دی

"جی ماں"

"سدھیر آ گیا ہے بیٹی اس کا منہ میٹھا کراؤ۔"

"اچھا ماں"

اور کچھ ہی دیر بعد گیتا مٹھائیاں لیے ہوئے لجائی شرمائی سی ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی۔ مٹھائیاں میز پر رکھ دیں اور خود اس کے مقابل والے صوفے پر بیٹھ گئی۔

"مٹھائی کھاؤ سدھیر"

ماتا جی نے کہا اور وہ مٹھائیاں کھانے لگا اور چور نگاہوں سے گیتا کا جائزہ لینے لگا۔ وہ پیلے وائل کی معمولی ساڑی پہنے ہوئی تھی اور اس کے پورے بدن میں ابٹن لگا ہوا تھا۔

"یہ کیا گیتا ـــــ؟"

اس نے تعجب اور حیرت سے پوچھا۔ اور گیتا نے شرما کر نظریں اور بھی نیچی کر لیں۔

"میں بتاتی ہوں بیٹا! اسی لیے تو تم کو بلوایا ہے گیتا کی شادی ہو رہی ہے۔"

"اچھا ـــــ؟"

اس نے خوشی اور حیرت کے ملے جلے جذبات کا اظہار کیا۔

"تم جانتے ہو بیٹا! میں اکیلی عورت اور اتنا سارا کام، شادی کا انتظام بھلا میں اکیلے کیسے کر سکتی۔ گیتا نے مشورہ دیا کہ سدھیر کو بلوا لیجئے۔ وہ ہاتھ بٹائے گا۔"

کچھ دیر وہ خاموش رہیں پھر بولیں۔

"تم کیا کہتے ہو بیٹا؟"

ماتا جی نے کچھ اس اپنائیت سے کہا کہ وہ انکار نہ کر سکا۔

"تو پھر تم کچھ دنوں کے لیے یہیں آ جاؤ۔ کل ہی سے، وقت بہت کم ہے۔"

اور وہ کل ہی سے چلے آنے کا وعدہ کر کے جانے کے لیے کھڑا ہو گیا۔ اور رخصت ہونے سے قبل ڈرائنگ روم کا ایک سرسری جائزہ لینے لگا کہ اچانک دیوار پر آویزاں ایک قد آدم تصویر پر اس کی نگاہیں ٹھہر گئیں اور وہ چونک پڑا۔ وہ دھیرے دھیرے چلتا ہوا اس تصویر کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا اور اسے ایک ٹک دیکھتا رہا۔ کہ یہ اس کی اپنی تصویر تھی۔ اس کی تصویر یہاں کیسے آئی۔؟ گیتا کو تو اس نے اپنی کوئی تصویر نہیں دی تھی۔ پھر یہ تصویر کہاں سے آئی؟ کہاں سے آئی یہ تصویر ـــ؟؟

"کیا دیکھ رہے ہو بیٹا۔؟"

"جی! یہ تصویر، کس کی ہے یہ تصویر؟"

"میرے بیٹے کی ـــ ایک ہی بیٹا تھا میرا ـ مگر۔؟

"مگر کیا، ماتا جی۔؟"

"وہ اب اس دنیا میں نہیں رہا۔ انجینیرنگ کالج کا اسٹوڈنٹ تھا وہ۔ ایک روز کالج سے لوٹ رہا تھا کہ ایک تیز رفتار ٹرک نے کچل دیا اور وہ وہیں پر ہلاک ہو گیا"

ماتا جی نے کہا اور ان کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسوؤں کے قطرے گرنے لگے۔ مگر انھوں نے فوراً ہی خود پر قابو پا لیا اور ساڑی کے پلو سے آنکھوں کو خشک کیا اور اس کی بلائیں لیتی ہوئی بولیں۔

"لیکن میرا بیٹا تو مجھے مل گیا ہے۔ میرا سدھیر۔ میری آنکھوں کا تارا، نین سہارا"

اور جب کافی رات گیے وہ اپنے گھر لوٹ رہا تھا تو اس کی سمجھ میں یہ بات آ چکی تھی کہ گیتا نے اسے سدھیر کیوں کہا تھا ـــ !!

(پٹنہ سے نشر)

شبیر احمد
معرفت، روزنامہ "صدائے عام"
مراد پور پٹنہ ۴ ۸۰۰۰۰

افسانہ

احساس

خورشید عالم

وہ خدا تو نہیں تھی لیکن خدا کی طرح ہمیشہ مجھ سے قریب تھی۔ میں اکثر سوچتا ہوں وہ اگر پاس ہوتی تو دنیا میں کوئی غم نہیں تھا لیکن وہ زندگی میں اس طرح آئی جیسے رات کی خاموش اداس تنہائی میں پھول کی خوشبو جسے سمیٹ اور دل میں چھپا کر رکھ لینے کا یارا نہ ہو ـــــــــــ بھلا خوشبو بھی کبھی قید ہو سکتی ہے۔

لیکن اس کا چلا جانا اس کے آنے سے بھی زیادہ تکلیف دہ تھا۔ وہ اس طرح چلی گئی جیسے دھوپ دیکھتے دیکھتے غائب ہو جائے، رونقی ماند پڑ جائے، اجالا کھو جائے ـــــ میں نے یہ کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ جو کبھی ایک ہنسی کی طرح میرے ہونٹوں پر چھائی تھی، آنسو بن کر میری آنکھوں میرے دل سے نکل جائے گی ـــــ اب سوچتا ہوں واقعی وہ خدا ہی کا ایک روپ تھی جو بظاہر بہت مہربان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے لیکن دراصل کچھ اور ہی ہوتا ہے۔

آج وہی ہستی خود مجھ سے ملنے کے لیے بے چین ہے۔ منزل خود مسافر کو صدا دے رہی ہے۔ لیکن کب؟ جب میلوں کے فاصلے احساس خودداری کے طویل وفصیل اور خود اپنے احساسات کے ناقابل عبور خلیج ہمارے درمیان حائل ہو چکے ہیں۔ اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرنے میں کیا اس نے دیر نہیں کی؟ میرے احساسات وجذبات کی شدت مجھے ایک بار پھر ماضی کے مسرت وانبساط، اداسی اور محرومی کے سنگم پر لے گئی۔

اس پانچ سال کی طویل مدت نے ہماری زندگیوں میں کافی تبدیلیاں پیدا کر دی تھیں۔ میں نے اپنی تمام معروفیات تعلیم پر مرکوز کر دی تھیں۔ ظاہر ہے جب زندگی اتنی معروف ہو جاتی ہے تو طالب علمی کے زمانے کا رومان اور احساسات خود بخود کہیں گم ہو جاتے ہیں۔ لیکن میرے ساتھ ایسا نہیں ہوا۔ روحی شکل وصورت کے حساب سے قدر متناسب تھی۔ ہماری ملاقات ایک شادی کی پارٹی میں ہوئی تھی۔ میزبان کے ذریعہ پتہ چلا کہ محترمہ بھی میرے کالج میں ہی ہیں۔ اور پھر رفتہ رفتہ کی ملاقاتیں قربت کی شکل اختیار کر گئیں۔ روحی نے ہی اپنی نمناک آنکھوں سے مجھے وہ سنہرے خواب دکھائے تھے جس کا تصور بھی میرے لیے مشکل تھا۔

"ارشد!" اس نے ملنے سے پکار کر کھوئی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہاں ـــ"

"ارشد! تم کوئی جادوگر تو نہیں! میرے اوپر تم نے کیسا جادو کر دیا ہے کہ مجھے دن کو چین ہے اور نہ رات کو قرار۔ بولو ارشد ـــ تم نے تو مجھے اپنا دیوانہ بنا لیا ہے۔ بس میرے دل و دماغ پر تم اور صرف تم چھائے رہتے ہو۔"

"نہیں روحی! میں کوئی جادوگر نہیں۔ یہ صرف تمہارا ذہنی تصور ہے۔"

لیکن تم اس سے مختلف بھی تو نہیں۔"

اس کے بعد ـــــ روحی قید کر لی گئی۔ میں نے کئی خط لکھ کر اسے بھجوائے۔ اپنی قربت کا واسطہ دیا لیکن میری منت وسماجت کا اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اور اس نے قطعی طور پر مجھ سے قطع تعلق کر لیا۔

وقت گزرتے دیر نہیں لگتی۔ میں نے وہ شہر چھوڑ دیا۔ مجھے میرے ایک دوست کے خط سے پتہ چلا کہ روحی کی شادی ہو گئی۔ میری روحی بھی تو ایک لڑکی تھی ان بے شمار لڑکیوں کی طرح جو پیار کی دنیا میں قدم رکھتی ہیں تو یہ سوچ کر کہ وہ جس سے پیار کریں گی اسی کے لیے زندہ رہیں گی اور مر جائیں گی اسی کے لیے۔ بڑی بڑی قسمیں کھاتی ہیں۔ لمبے چوڑے وعدے کرتی ہیں لیکن حالات کی ایک ہلکے سے گردش سے وہ اتنی بدل جاتی ہیں کہ کوئی انھیں پہچان بھی نہیں سکتا۔ پھر میرے دوست کے خط سے ہی پتہ چلا کہ اس کی یہ ازدواجی زندگی زیادہ دن تک قائم نہ رہ سکی مجھے نہ جانے کیوں اس کی ازدواجی زندگی کی ناکامی کی خبر پا کر ایک عجیب مسرت اور خوشی کا احساس ہوا تھا۔ کسی میچ میں مدمقابل ٹیم کی شکست پر جس خوشی کا احساس ہوتا ہے بالکل ویسی خوشی کا احساس مجھے ہوا تھا۔

روحی کا خط آیا کہ وہ مجھ سے ملنے میرے شہر آ رہی ہے۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو بہت ہی فراخدلی سے مجھ سے ہاتھ ملایا۔ میرے دل میں شدت سے نہ دبنے والا وہ احساس ابھرنے لگا کہ میں روحی کو لیے ہوئے اپنے اکیلے اور سنسان مکان میں پہنچوں اور اس کے حسین وجوان وجود اور غرور کا سر نیچا کر دوں۔ ایک غرور اور برتری کا جذبہ میرے ذہن میں گردش کرنے لگا اور جذبات کی آسودگی کی خواہش ذہن میں کروٹیں لینے لگیں۔ نہ جانے کیوں ان خیالات کے ساتھ میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی گئیں میں اس کی شخصیت کو کچل کر اس سے انتقام لینا چاہتا تھا۔ جس کے وجود نے میری راتوں کی نیند، صبر وقرار، چین سب حرام کر دیا تھا۔ جس نے میرے پیار کو بہت ہی سفاکی سے نظرانداز کر دیا تھا۔ آج وہ میرے ہاتھوں میں مسحور تھی۔ کیوں نہ اس کے گزشتہ غرور کے بچے کھچے حصے کی دھجیاں اڑائی جائیں اور اس طرح اس کی بے وفائی کا انتقام لیا جائے۔ میں پھر اس کی طرف دیکھنے لگا پھر میں نے اس کے شانے پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور اسے اپنی طرف کھینچنے لگا۔ اس کے چہرے پر بشاشت اور مسکراہٹ پھیل رہی۔ میں اسے لے کر اپنے گھر پہنچا تو رات کافی ڈھل چکی تھی میں گھڑی دیکھتے ہوئے اٹھ گیا۔ وہ بھی میرے ساتھ اٹھ گئی۔ میں اس کا ردعمل دیکھنا چاہتا تھا۔ کیا وہ میرے ساتھ میرے کمرے میں آئے گی یا دوسرے کمرے میں جا کر سو جائیگی۔ لیکن وہ میرے پیچھے ہی میرے کمرے میں چلی آئی۔ میں نے دونوں ہاتھوں میں اس کے چہرے کو لے لیا۔ وہ میرے سینے سے لگ گئی۔ مجھے اسے اس طرح بے بس دیکھ کر ایک سکون اور خوشی کا احساس ہو رہا تھا۔ وہ احساس جو لاٹری کے جیت جانے کے بعد ہوتا ہے۔ میرے جذبات کی شدت پر اس نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ میرے تمام وجود پر ایک تجسس طاری رہا۔ "تو یہ وہی روحی ہے جس نے لمبے چوڑے وعدے کیے تھے اور پھر انھیں خود ہی مسمار کر دیا تھا۔" میرے ذہن میں جیسے ایک آواز سی آ رہی "جسے حاصل کرنا ہی تمہاری زندگی کا مقصد تھا جس نے بے رحمی اور بے وفائی کی ٹھوکر تمھیں دی تھیں اب تمہاری شکار ہے۔ تم اس تیزی سے ڈھلتی رات کا بھرپور فائدہ اٹھاؤ" اور میری گرفت اس پر مضبوط سے مضبوط ہوتی گئی۔ دوسرے لمحے مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے روحی، جسے میں چاہتا تھا جو بے وفا ہو گئی تھی اگر وہ ایک شاندار محل تھی تو یہ روحی جو میری بانہوں میں ہے اس محل کا کھنڈر ہے۔ گزرتے ہوئے وقت نے اس محل کی رونق اس کا سب کچھ لے لیا ہے اور بس ایک کھنڈر چھوڑ گیا ہے۔"

میری گردن اس کی بازوؤں سے ڈھیلی پڑنے لگی۔ میں نے اپنے ہونٹوں کو اس کے ہونٹوں سے الگ کرنا چاہا لیکن روحی نے اپنی گرفت مجھ پر مضبوط کر دی۔ وہ بری طرح مجھے اپنے سے چمٹائے رہی۔ اس کی سانسیں تیز ہوتی گئیں۔ وہ کہنے لگی "ارشد! میں مجبور تھی۔ ارشد! میں بے وفا نہیں ہوں۔ زمانے کے ہاتھوں کٹھ پتلی بن گئی تھی۔ ایک بے سہارا اور بے بس عورت تھی نا۔ تم مجھے پناہ دو گے نا ارشد؟" میری خوشی کا احساس ختم ہو چکا تھا۔ میں بس اسے دیکھتا رہا اور میری آنکھیں بھیگ گئیں۔

(گورکھپور سے)

خورشید عالم

۶/۲۳ مالویہ روڈ، دیوریا ۲۷۴۰۰۱

افسانہ

احساس کا کرب

محمود نہسوی

وہ مدہوش کن اور نغمہ ریز رات انوپ کو اپنی پوری زندگی یاد رہے گی۔ وہ مہکتے ہوئے لمحات کس قدر سرور بخش اور فرحت انگیز تھے جب ریما پھولوں سے لدی سرخ ہونٹوں پر تبسم لیے انوپ کے سامنے اپنی سانسیں روکے بیٹھی تھی ایسا لگ رہا تھا کہ آکاش سے کوئی تارہ ٹوٹ کر گھر میں آ گرا ہو۔ زرد زرد بکھری ہوئی روشنیاں، پھولوں کی دلفریب مہک، گیتوں سے بھری رات، دو دلوں کے سلگتے ہوئے جذبات اور بے پناہ مسرت لیے ہوئے انوپ کی چمکتی ہوئی آنکھیں جیسے سارا سنسار زندگی کے سرگم پر ناچ اٹھا ہو۔ شدت جذبات سے مغلوب ہو کر انوپ نے ریما کے مہندی لگے ہاتھوں کو عقیدت سے چومتے ہوئے کہا تھا کہ تم میرے دل کی دیوی ہو اور جب تک میں اس دھرتی پر زندہ رہوں گا تمہاری پوجا سے آتما کو شانت کرتا رہوں گا۔ ریما نے خوشیوں کو دباتے ہوئے کہا تھا۔ سچ! انوپ نے مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا..... ہاں! انوپ شادی کے دن سے لے کر آج تک ریما سے کیے اپنے وعدے کو نبھا رہا تھا۔ محبت کبھی کبھی عقیدت کا روپ لے لیتی ہے اور تب ایسا ہوتا ہے کہ مصائب و آلام بھی لذت فراہم کرنے لگتے ہیں۔ انوپ زندگی کے بے شمار مسائل کے بیچ کھڑا جل رہا تھا لیکن جلن کا احساس قطعی نہیں تھا۔ تمام دکھ درد کو وہ اس طرح بھول گیا تھا جیسے اس کی شادی کل ہی ہوئی ہو۔ حالانکہ کل اور آج میں نمایاں فرق تھا۔ وقت گذرتے دیر نہیں لگتی۔ آج انوپ دس بیٹیوں کا باپ بن چکا تھا۔ انوپ ریما سے کیے وعدے کو ضرور نبھا رہا تھا لیکن بڑھتے ہوئے اخراجات اور تفکرات سے وہ برف کی طرح آہستہ آہستہ پگھلتا جا رہا تھا جس کا احساس ریما کو بھی ہو چکا تھا ریما ایک حسین عورت تھی لیکن زندگی گذارنے کے لیے تو حسن کو بھی کبھی نیلام کر دینا پڑتا ہے وہ آئینہ کے سامنے کھڑے ہو کر بے اختیار رو پڑی۔ وقت تو کسی کا بھی انتظار نہیں کرتا ہے ایک سیلاب کی طرح زندگی کے گھروندے کو توڑ کر آگے بڑھ جاتا ہے۔ انوپ حوصلے کے ساتھ آگے بڑھ رہا تھا لیکن وہ زندگی کے دلدل میں پھنسا چلا جا رہا تھا۔ انوپ کی زندگی دفتر میں بے شمار فائلوں کے بیچ دب کر رہ گئی تھی۔ صبح سے شام تک وہ فائلوں کے سمندر میں تیرتا رہتا اور پھر ایک لٹے ہوئے مسافر کی طرح رات گئے ریما کے سامنے آ کھڑا ہوتا۔ کسی سرکس کے جوکر کی طرح روپ بنا کر خود بھی وہ ہنستا اور ریما کو بھی ہنسانے کی کوشش کرتا تاکہ احساس کی سولی پر شب نہ گذر جائے۔

ریما سب کچھ سمجھتے ہوئے بھی کھل کھلا کر ہنس پڑتی جیسے سویرا کوئی نیا پیغام لے کر آنے والا ہے۔ انوپ نے ریما کو مخاطب کرتے ہوئے کہا آواز میں کہا۔ ریما کبھی تم نے ایسا دیکھا ہے کہ آسمان بالکل صاف ہو۔ کہیں بادل نظر نہیں آتے ہوں اور پانی برسنے لگتا ہے! ریما نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ہاں بن بادل بھی برسات ہوتی ہے۔ انوپ نے ریما کو دیکھتے ہوئے دوبارہ کہا — ریما انسان کے حالات بھی اسی طرح بدلتے ہیں۔ اچھے دن جاتے اور برے دن آتے دیر نہیں لگتی۔ ریما یہ سن کر مغموم ہو گئی کیونکہ انوپ نے اس کے سلگتے ہوئے دل کو مزید ہوا دینے کی کوشش کی تھی۔ وہ درد سے تلملا اٹھی۔ سسکیوں میں ڈوبی ہوئی آواز نے انوپ کو اور بھی مضطرب کر دیا۔ ریما سسک سسک کر رونے لگی یہ دس بیٹیوں کی ماں ضرور تھی لیکن آنے والی بھیانک رات سے وہ خوف زدہ تھی۔ ریما بہت دیر تک سسک سسک کر روتی رہی اور انوپ پہلی مرتبہ ایک تماشائی بنا سب کچھ دیکھتا رہا جیسے وہ پتھر کا بنا آدمی ہو۔ آج نہ وہ مسکراہٹیں تھیں، نہ اظہار محبت، نہ کوئی گیت نہ پیار بھری باتیں..... ہر طرف اداسی ہی اداسی، تاریکی ہی تاریکی جیسے سیاہ ناگن زندگی کے تعاقب میں ہو۔ بیٹیوں نے جب باپ کو اس طرح سے مغموم اور ماں کو سسکتے ہوئے دیکھا تو سارے کے سارے بلک بلک کر رونے لگے۔ آج پہلی بار ان معصوم بیٹیوں کو بھی احساس ہوا تھا لیکن پتہ نہیں وہ احساس ان کا کیا تھا؟ ریما نے ممتا کے جذبات سے مغلوب ہو کر اپنے بچوں کو سینے سے لگا لیا اور کہنے لگی۔ تم لوگ کیوں روتی ہو میں ابھی زندہ ہوں اور پھر تمہارے پاپا تم لوگوں کو بیٹے سے کیا کم پیار کرتے ہیں۔ ریما کی یہ بات انوپ کے دل میں سلگتی ہوئی چنگاری بن کر اتر گئی اس کا سارا تن بدن جل اٹھا اور دوسرے ہی لمحہ اپنی تمام بیٹیوں کو بانہوں میں سمیٹ کر بے اختیار رو پڑا۔ ریما نے انوپ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ دکھیوں کا مالک اوپر والا ہے بیٹے بیٹیاں سبھی ایشور کے بنائے ہوتے ہیں۔ برے دن ہمیشہ نہیں رہتے کبھی تو دن بدلتے ہیں جب سوکھے درخت میں ہری پتیاں اگتی ہیں تو ہم لوگ تو انسان ہیں۔ انوپ ایک محنتی اور ذی شعور انسان تھا لیکن آج وہ زندگی کے ایسے دوراہے پر کھڑا تھا جہاں اس کے لیے کسی بھی طرح کا فیصلہ کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن تھا۔ کہا گیا ہے جب کسی کے برے دن آتے ہیں تو اپنے بھی نظریں بچا کر چلتے ہیں۔ انوپ کے بگڑتے ہوئے حالات کو دیکھ کر دھیرے دھیرے لوگوں نے ساتھ چھوڑنا شروع کر دیا تھا لیکن اس کا اثر انوپ پر ذرا بھی نہیں تھا۔ وہ خوب اچھی طرح جانتا تھا کہ کھانے کے وقت سبھی دوست ہوتے ہیں لیکن کھلانے کے وقت کوئی کسی کا دوست نہیں ہوتا۔ ریما کا چہرہ زرد ہو گیا تھا تکلیف کی شدت سے ہونٹ سوکھ گئے تھے۔ ریما نے بہت انتظار کیا کہ یہ گیارہواں بچہ لڑکا ہی ہو جائے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ ریما نے انوپ سے لرزتے ہوئے کہا۔ اب درد بڑھتا ہی جا رہا ہے اس لیے آپ مجھ کو ہسپتال لے چلیے شاید یہ گیارہواں بچہ بیٹا ہی ہو۔ بیٹے کا نام سن کر انوپ کا احساس سلگ اٹھا اور اس نے گمبھیر ہو کر ریما سے کہا۔ ریما جس پر ایشور بہت مہربان ہوتے ہیں۔ اسے ہی زیادہ بیٹیاں ہوتی ہیں۔ چلو میں تمہیں ہسپتال لے چلوں۔ ریما اس طنز کو سمجھتے ہوئے بھی بالکل خاموش رہی۔ ہسپتال میں داخلے کے دوسرے دن جب نرس نے انوپ کے قریب آ کر کہا مٹھائی کھلاؤ تمہیں بیٹی ہوئی ہے۔ انوپ کے ہونٹ تھرتھرا کے رہ گئے۔ آنکھوں سے جلتے ہوئے آنسو کے کچھ قطرے اور پھر وہ تیزی سے اپنے گھر لوٹ آیا۔ گھر کے آنگن میں ایک تلسی کا درخت تھا اس کے قریب انوپ کھڑا ہو گیا اور آسمان کی طرف نظریں جما کر بڑبڑانے لگا۔ ایشور تو مجھ پر بہت مہربان ہے اسی لیے تو تیری مہربانی سے میں گیارہ بیٹیوں کا باپ بن گیا ہوں ہاں گیارہ بیٹیوں کا باپ اور انوپ کھل کھلا کر ہنس پڑا۔ انوپ دوبارہ گرج پڑا ایشور میں گیارہ بیٹیوں کا نراش باپ ہوں اور میں احساس کی بھٹی میں جل رہا ہوں۔ ایک ہفتہ تک اپنے گھر میں محصور رہا۔ ریما جس دن گیارہویں بیٹی کو لے کر گھر میں آئی تو انوپ نے ریما کے قریب جا کر گیارہویں بیٹی کو دیکھتے ہوئے کہا۔ بیٹی تیری ڈولی بھی میرے دروازے سے اٹھے گی گیارہ

دولہے آئیں گے گیارہ ڈولیاں سجیں گی اور گیارہ بار ہمارے دروازے پر شہنائیاں بجیں گی لوگ کہیں گے انوپ بابو کتنے مہان آدمی ہیں کہ لوگوں کو گیارہ بار کھلاتے ہیں......

بولتے بولتے انوپ یکایک خاموش ہوگیا اور دوسرے ہی لمحے بے ہوش ہوکر گر گیا۔ ریما اپنے پتی کی یہ حالت دیکھ کر کراہ اٹھی وہ گود کے بچے کو پھینک کر ڈاکٹر کو لانے باہر نکل گئی۔ ڈاکٹر نے آتے ہی انوپ کا معائنہ کیا اور پھر اداس نظروں سے ریما کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ آپ کا ہسبنڈ اچھا تو ہوجائے گا لیکن...... کہتے کہتے ڈاکٹر رک گیا۔ ریما نے گڑگڑاتے ہوئے کہا۔ ڈاکٹر صاحب میرے پتی کو بچا لیجیے ورنہ میں پاگل ہوجاؤں گی۔ میرا اس سنسار میں کوئی نہیں ہے۔ ڈاکٹر نے نرم لہجے میں ریما کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ لیکن اچھا ہونے سے بہتر ہے اس مریض کا مرجانا اور ڈاکٹر خاموش ہوگیا۔ ریما کی دلخراش آواز گونج اٹھی۔ نہیں ڈاکٹر صاحب اسے بچا لیجیے۔ میری زندگی لے لیجیے مگر میرے پتی کو بچا لیجیے اور ریما پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ ڈاکٹر نے انوپ کو لگاتار تین انجکشن لگائے اور انوپ کے ہوش آنے کا انتظار کرنے لگا۔ انوپ کچھ ہی دیر میں ہوش میں تو آگیا لیکن پورے جسم سے وہ کانپ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہوگئی تھیں۔ ڈاکٹر ضروری ہدایت دے کر چلا گیا۔ ریما انوپ کی جلتی ہوئی آنکھوں کو دیکھ کر لرز اٹھیں۔ سرشام ہی تمام بیٹیوں کو لے کر اپنے کمرے میں چلی گئی لیکن انجانے خوف سے بار بار اس کا دل کانپ اٹھتا تھا

آج کی رات ریما معلوم نہیں اس قدر کیوں احساس کے کرب میں مبتلا تھی کسی پہلو اسے چین نہیں مل رہا تھا ریما نے سسکتی ہوئی بھیانک رات کا ایک بار پھر بھرپور جائزہ لیا اور نیند کے گہرے سمندر میں ڈوب گئی۔ ہر طرف مہیب سناٹا تھا اچانک کہیں دور سے کسی کتے کے رونے کی آواز آئی اور پھر دوسرے ہی لمحہ انوپ اپنے ہاتھ میں تیز کرپان لیے بدبدا رہا تھا۔ وہ تیزی سے سرکتا ہوا ریما کے قریب آیا جہاں ریما گہری نیند میں سوئی ہوئی تھی۔ انوپ نے آگے بڑھ کر سوئی ہوئی معصوم بیٹیوں کا پھول جیسا رخسار غور سے دیکھا اور پھر تیزی کے ساتھ پلٹ کر آگے بڑھا پھر پیچھے ہٹا اور تمام بیٹیوں کی گردن کو کرپان سے کاٹ کر الگ کر دیا۔ خون کا تیز دھارا بہہ نکلا اور انوپ چیخ اٹھا۔ ریما مجھے بچاؤ میں نے اپنی تمام بیٹیوں کا خون کر دیا ہے میں قاتل ہوں میں اپرادھی ہوں۔

(پٹنہ سے نشر)

افسانہ

ضمیر کی آواز

رشید احمد

"میں کہہ رہا تھا" ہمارے مذہب میں رشوت لینا حرام ہے، قطعی حرام!" دولت کے عوض ایمان نہیں فروخت کر سکتا" انوار

"تم حرام و حلال کے چکر میں کیوں پڑ رہے ہو؟" سنیل بولا۔

" واہ یار مذہب کو خوب بدنام کرتے ہو۔ کیا مذہب یہ کہتا ہے کہ کسی کی جان کے لالے پڑے ہوں اور تم حلال پر ڈٹے رہو؟ جب حلال ہی کھانا تھا تو نوکری کیوں کی، جاؤ جنگلوں میں سجوگ مرو! حلال رزق صرف بیابانوں میں مل سکتا ہے" آزاد نے ایک ہی سانس میں کہہ ڈالا۔

"ہاں، مگر میں تو رشوت نہیں لوں گا!" انوار نے مضبوط آواز میں کہا۔

"ٹھیک ہے، ابھی تمہیں کچھ سمجھ میں نہیں آئے گا۔" آزاد کہہ رہا تھا۔ "زیادہ نہیں، بس دو دنوں بعد تم خود سر تسلیم خم کردوگے۔ اس طرح کے مباحثے تم حاکموں سے تو کر نہیں سکتے!"

انوار خاموش رہا مگر دل میں ٹھانا کہ خواہ کچھ بھی ہو، حکام ناراض ہوں، افسران ناخوش ہوں، یا وکلاء بگڑ جائیں وہ تو اپنا فیصلہ بدلے گا نہیں۔

"اچھا دوست تو ہمیں اجازت دو!" سنیل اور آزاد دونوں اٹھ گئے۔

دوسرے دن انوار کے آفس پہنچتے ہی چپراسی نے اطلاع دی کہ "حضور کو حاکم نے طلب کیا ہے۔" وہ سیدھے مجسٹریٹ کے چیمبر میں پہنچا۔ دروازے پر کھڑے چپراسی کو اپنا شناختی کارڈ دے کر اندر بھیج دیا۔

"اوہ! انوار اعظم ایڈوکیٹ!" وہ زیر لب بڑبڑایا۔ "بھیج دو انہیں!" حکم ہوا۔

"گڈ مارننگ سر!" کہہ کر انوار کمرے میں داخل ہوگیا۔

"مارننگ، بیٹھو!"

"شکریہ!" انوار بیٹھتے ہوئے بولا۔

"سنا ہے تم نے حلال کی روزی تلاش کرلی ہے؟"

"جی۔ تو کیا اب تک...... ؟" انوار کچھ کہتے کہتے رکا۔

"تو آخر تمہارے دماغ میں یہ کیڑا آیا کہاں سے؟"

"سر! یہ انصاف اور وفا کا کیڑا ہے۔ جو آپ جیسے اعلیٰ عہدیداروں میں تو تا حشر نہیں سما سکتا۔ رشوت لینا کیا جرم نہیں ہے؟ اگر میرے جیسے قانون کے محافظ ہی قانون شکنی کریں تو ملک کا کیا حال ہوگا ـــــــ غدار وطن ہیں وہ لوگ جو قانون کی خلاف ورزی کرتے ہیں! خدا کے واسطے مجھے ان غداروں کی فہرست میں شامل نہ کریں!"

"ختم کرو بکواس!" مجسٹریٹ گرجا "میں تمہیں وارننگ دیئے دیتا ہوں، اگر کل تک کسی طرح بیس ہزار روپے نہیں پہنچایا تو نوکری سے ہاتھ دھولوگے۔ سمجھے! جاؤ نکل جاؤ۔"

انوار کچھ بولنا چاہتا تھا، مگر حکم کی تعمیل کرکے چپ چاپ نکل جانا ہی مناسب تھا۔ وہاں سے وہ سیدھے گھر آیا اور سوچ میں ڈوب گیا؛ وہ کیا کر سکتا ہے؟ اگر نوکری گئی تو بے موت مر جائے گا۔ اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، پھر ایک جوان لڑکی ہے۔ اُف، اس کی بیوی، اس کی ماں! کیا ہوگا ان سب کا؟ ایک بھائی ہے وہ بھی ابھی چھوٹا ہے۔ میٹرک کلاس کا طالب علم، عمر پندرہ سال سے زائد نہ ہوگی۔ وہ گھبرا اٹھا اور عالم اضطراب میں ٹہلنے لگا

....

"ٹن ٹن!........." ٹیلی فون کی گھنٹی نے چیخ چیخ کر خوابیدہ انوار کو جگا دیا۔ اس نے گھڑی پر نظر ڈالی۔ دوسرے دن کی صبح کے سات بج رہے تھے۔ انوار نے جھپٹ کر ٹیلیفون اٹھایا

"ہیلو، ہیلو ـــــ انوار اسپیکنگ......."

اوہ حضور؟ جی کیا کہا؟ ــــ نوکری ــــ حضور مجھے معاف کر دیجئے!"

"معافی کی ایک ہی صورت ہے ــــ وہ روپے تم لے لو!" دوسری جانب سے آواز آئی۔

"نہیں! ــــ نہیں! ــــ میں نہیں ــــ میری نوکری!" وہ بری طرح ہانپنے لگا۔ "میرے چھوٹے چھوٹے بچے

ں، بیوی ہے، چھوٹا بھائی ہے، ماں ہے کیا ہوگا ان سب کا!
ـــــ ہرگز نہیں! ـــــ میں! ـــ میں!!" یہ دوسری جانب سے دی جانے والی دھمکی کا اثر تھا۔

"میں، ویں کچھ نہیں چلے گا۔" پھر ایک گرج سنائی دی۔

"اچھا حضور میں ـــــ میں تیار ہوں ـــــ" اور دوسری جانب سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا اس کے ہاتھ سے ریسور چھوٹ پڑا ـــــ مگر اس نے اسے اٹھا کر کریڈل پر رکھا۔

"بیس ہزار روپے!" اس کا دماغ سوچ رہا تھا۔ یہ اتنی بڑی رقم وہ کہاں سے لاتے؟ ـــ بیٹی کے زیورات! ـــ وہ تو صرف دو ہزار کے ہیں۔ بیوی کا گہنا ـــ مگر وہ پانچ ہزار سے زیادہ کا نہ ہوگا۔ میرے خدا میں کیا کروں۔

وہ ابھی باہر جانے کی تیاری ہی کر رہا تھا کہ آزاد آدھمکا۔

"کہو یار، آخر آتے نہ راستے پر!" اس نے آتے ہی کہا۔

"کیا کہا؟ ہرگز نہیں ـــــ میں رشوت نہیں لوں گا! کبھی نہیں۔" انوار بوکھلا گیا۔

"اوہ تو گویا تم ابتک .... دیکھو میاں لے لو وہ پیسے، مفت میں نوکری کو ہاتھ سے مت دو۔ ایماندار دنیا میں ہے کون؟ اور اس میں تمھارا کوئی نقصان بھی نہیں ہے۔" آزاد نے سمجھانے کی کوشش کی۔

"ملک کا نقصان ہر شہری کا نقصان ہے۔ میں تو..." انوار نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"اچھا میں جاتا ہوں! آئندہ ہونے والے واقعات کے ذمہ دار تم خود ہوگے ـــــ یعنی کہ نوکری!" آزاد بولا۔

"تم۔ میرے دوست مجھے بچاؤ!" اس نے دوڑ کر آزاد کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اسے پھر گھر والوں کا خیال کھائے جا رہا تھا۔

"تم۔ میں لوں گا، لے لوں گا!" وہ پاگلوں کی طرح سر دھننے لگا۔ آزاد اس سے ہاتھ چھڑا کر چلا گیا۔ وہ دوبارہ اپنے کمرے میں آیا۔

"اچھا میں جاتا ہوں، آئندہ ہونے والے واقعات کے ذمہ دار تم خود ہوگے ـــــ یعنی کہ نوکری! نوکری!!"

اس کے دماغ پر ہمیز لگا رہا تھا۔

....

"ہاں، اب وہ رستے پر آگیا ہے، مگر دیکھو،" مجسٹریٹ کہہ رہا تھا، "سیل اور آزاد تم دونوں کو اس کی نگرانی کرنا ہے۔"

"سر! تو آخر ہماری کیا ضرورت؟"

"ہاں، ضرورت ہے!"

"او۔ کے۔ سر!"

"او۔ کے!"

....

انوار سائیکل کی جانب جا رہا تھا۔ چلا جا رہا تھا۔ اسے یکایک خیال آیا کہ وہ غلط چل رہا ہے۔ اسے تو ڈ تنا لیک جانا تھا، وہ فوراً پلٹ گیا۔ اب وہ صحیح راستے پر تھا۔ اس کے ارد گرد کی ساری دنیا اندھیری ہے، وہ یکے بعد دیگرے محلے کے افراد کا جائزہ لے رہا تھا ـــــ دکاندار: اس کی نقلی اشیاء کی آمیزش کی وجہ سے نہ جانے کتنوں کو اپنے اعضاء سے ہاتھ دھونا پڑا۔ چپراسی سے صاحب تک، کلرک سے آفیسر تک سب کے سب رشوت خور! ـــــ پروفیسر شفیق الرحمٰن: انھوں نے ایک پڑوسن کی زمین ہڑپ لی۔ کمال علی اصغر: اس نے تقسیم جائداد کے دوران اپنے بھائی کا قتل کر دیا۔ رکشہ والا، اف یہ بھی ـــــ ایک مرتبہ ایک رکشہ والا ہی تو اس کا سامان لے کر فرار ہوگیا تھا جس میں آفس کے کاغذات والا ایک بیگ بھی شامل تھا جس سے اس کی نوکری چھنتے چھنتے بچی۔ فقیر: حال ہی کا واقعہ ہے؛ ایک فقیر کسی کے گھر بھیک مانگنے گیا۔ تو صاحب مکان نے اسے اندر بلا کر کھانا کھلا دیا۔ اسی رات انکے گھر چوری ہوگئی ـــ اور پولس آئی تو رنگے ہاتھوں گرفتار ہونے والوں میں فقیر بھی شامل تھا۔ اور ایک زندہ مثال سامنے تھی ـــ مجسٹریٹ اے۔ آر۔ کرنجیا!

غرض جہاں تک ذہن کی رسائی ممکن تھی اسے غریب، امیر، جاہل و عالم سب کے سب بے ایمان، چور اور کالا دھندا کرنے والے دکھائی دیتے رہے تھے۔ ان میں کوئی ایسا نہ تھا جو قابل اعتماد، ایماندار اور شریف سمجھا جاتے ـــــ وہ ایک مقام پر پہنچ کر رک گیا۔ سنسان سڑک کے کنارے یہ ایک خوبصورت بنگلا تھا ـــ یہاں وہ حضرت مقیم تھے جو پر پانچ لاکھ کی اشیاء کی اسمگلنگ کے علاوہ دو ٹریفک پولس کے قتل کا الزام بھی تھا۔ ان کا مقدمہ انوار کی تحویل میں تھا۔ وہ بوجھل قدموں سے بنگلہ کے گیٹ تک پہنچا۔ گیٹ کی ذیلی کھڑکی کھلی تھی۔ وہ لمحہ بھر کے لیے رکا۔ پھر ایک پیر اندر داخل کیا۔ اور اس کا پورا جسم لرز گیا۔ اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی اسے پکار کر کہہ رہا ہو:

لوگ تو برائیاں کرتے ہیں، اپنے کیے کا وہ خود بھگت لیں گے۔ مگر تم کیا کر رہے ہو؟ کیا تم دنیا والوں کو روشنی نہیں دے سکتے؟ وہ تاریکی میں ہیں، انھیں راستہ نہیں معلوم! تم ان کے لیے مشعل راہ بنو، لات مار و ایسی نوکری پر۔ تم اپنی دنیا کے آپ قائد ہو نا کہ موجودہ دنیا کے مقلد! یک ساعت اس نے آواز کی جانب مڑ کر دیکھا۔ یہ تھی ضمیر کی آواز۔ جس نے اسے ظلمت کے اتھاہ غار میں گرنے سے بچا لیا۔ اس نے پیر باہر نکالا اور بھاگتا ہوا گھر کی جانب چلا۔

....

آزاد نے پاس ہی کے ٹیلی فون بوتھ سے مجسٹریٹ سے رابطہ قائم کیا۔

"سر! جب ہم جیپ آگے نکال لے جا رہے تھے تو وہ ملزم کے بنگلے کے سامنے کھڑا تھا۔ ہم نے جیپ تھوڑا فاصلہ پر روک دیا اور بنگلہ کے نزدیک ہی جھاڑی میں آ چھپے وہ ایک پاؤں سے گیٹ میں داخل ہوا مگر فوراً اسے نکال لیا۔ ظاہر تھا وہ مقصد حل کیے بغیر باہر نکل آیا تھا۔ اور اس طرح وہ ہمیں فریب دینا چاہتا تھا۔ پھر وہ سڑک پر آیا اور ہم دونوں لوٹ رہے تھے۔ اس نے ہماری ہی جیپ کو ہاتھ دیا۔ مجھ سے حکم حاکم کی خلاف ورزی دیکھی نہ گئی۔ نتیجتاً وہ میری گولیوں کی زد میں آگیا۔ آگے حضور کی مرضی!"

"ویری گڈ!" مجسٹریٹ کہہ رہا تھا۔ "دغا کا مکمل علاج! مگر دیکھو، لاش ایسی جگہ دفن ہونی چاہیے۔ جہاں قانون کے فرشتے بھی پر نہ مار سکیں، سمجھے!"

(آکاشوانی پٹنہ سے نشر)

رشید احمد
۹۴۔ آ بنگلہ، بنیاد گنج
گیا ۸۲۳۰۰۳ (بہار)

باتیں جن سے زندگی سنورتی ہے

تحریر: قیوم خضر

ہستی کے مت فریب میں آ جائیو اسدؔ ـــــ عالم تمام حلقۂ دامِ خیال ہے!

یہ مقطع اسداللہ خاں غالبؔ کی گہری فکر کا نتیجہ ہے، انھوں نے مومن خاں مومنؔ کی طرح زندگی کا ماتم نہیں کیا بلکہ زندگی کو سمجھ کر ایک تعبیر پیش کی۔ اسی لیے غالبؔ، زندگی بھر اس فریب کا مذاق اڑاتے رہے، خوب خوب پھبتیاں کسی ہیں اور خوب خوب ہنسی اڑائی ہے، ان کے اشعار میں تم کو طنزیہ زہر خند کی چبھنے والی علامتیں اکثر ملیں گی۔ اور یہ واقعہ ہے کہ دکھوں اور غموں سے بھری ہوئی اس زندگی میں مسکرانا بڑے کلیجے کا کام ہے، تیز آندھی کی زد میں چراغ کو جلائے رکھنے کے لیے بڑے بیلے اور بڑے حوصلے کی ضرورت ہے۔ بقول مبارک عظیم آبادی مرحوم ؎

یہ غم کدہ ہے اس میں مبارک خوشی کہاں ـــــ غم کو خوشی بنا، کوئی پہلو نکال کے

غم حیات میں خوشی کا پہلو نکالنا، ہنرمندی کا ایک کمال ہے، فنکارانہ چابکدستی کا ایک کامل ترین فن ہے۔ مسکرانا ایک نعمت الٰہی ہے، جو ہر کس و ناکس کو نصیب نہیں، اس موقع کی مناسبت سے جوشؔ کی ایک بے مثل و لافانی رباعی سنو!

غنچے! تری زندگی پہ دل ہلتا ہے ـــــ بس ایک تبسم کے لیے کھلتا ہے؟
غنچے نے کہا اس چمن میں بابا! ـــــ یہ ایک تبسم بھی کسے ملتا ہے؟؟

(پٹنہ سے نشر)

۱۱-۰۰ خبروں کا خلاصہ
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
۱۲-۰۰ عالمی خبریں
۱۲-۰۵ پلیئر ہلکی کلاسیکی موسیقی

منگل بدھ/ کچھ
جمعہ/ جمعرات/ جمعہ/ اتوار
فلمی نغمے
ھفتہ فلمی نغمے (I، III، V)

مشاعرہ (II، IV)
۱۲-۳۰ آخر شب
۱۲-۵۵ پروگراموں کا خلاصہ
۱-۰۰ اختتام

اردو سروس

پہلی مجلس
میڈیم ویو ۳۱۳ میٹر (۹۶۰ کلو ہرٹز) میڈیم ویو ۳۰۰/۳ میٹر (۱۰۰۰ کلو ہرٹز) شارٹ ویو ۲۵۰۶۶ میٹر (۱۱۶۲۰ کلو ہرٹز)

صبح
۵-۴۲ سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
۵-۴۵ صبح گاہی، حمد، نعت، سلام
شبد، بھجن اور منتخب کلام
جمعہ قرآن خوانی
مع ترجمہ اور نعتیہ کلام
۶-۱۵ خبریں
۶-۲۵ اخباروں کی رائے
۶-۳۰ شہر صبا (علاوہ جمعہ)
جمعہ حرف آغاز
(مع وضاحتی نوٹ)
۷-۰۰ شمع فروزاں

۷-۰۵ پرانی فلموں سے
(جمعہ کو ۷ بجکر ۲۵ منٹ تک)
۷-۲۵ جمعہ گاندھی جی نے کہا
۷-۳۰ نوائے ساز
۷-۴۵ گذشتہ شب ۴۵-۸ کی دوبارہ نشریات
۸-۰۰ آپ کی فرمائش
۸-۲۰ پروگراموں کا خلاصہ
۸-۲۵ آپ کی فرمائش
۹-۰۰ چلتے چلتے (علاوہ جمعہ/ اتوار)
جمعہ اتوار آو بچو!

۹-۱۵ آج کی بات (علاوہ جمعہ/ اتوار)
۹-۲۰ دھرتی گاتی ہے
(علاوہ جمعہ، ہفتہ، اتوار)
جمعہ/ اتوار
آو بچو! (آغاز اور نوجیہ)
ھفتہ نغمہ وطن
(حب الوطنی کے نغمے)
۹-۳۰ خبروں کا خلاصہ
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی (علاوہ اتوار)
اتوار ہلکی کلاسیکی موسیقی
۱۰-۰۰ اختتام

دوسری مجلس
میڈیم ویو ۳۰۰/۳ میٹر (۱۰۰۰ کلو ہرٹز) میڈیم ویو ۳۰۰/۳ میٹر (۱۰۰۰ کلو ہرٹز) شارٹ ویو ۱۹/۱۸ میٹر (۱۵۸۵۵ کلو ہرٹز)

دوپہر
۱-۵۸ سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
۲-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
۲-۰۲ خبروں کا خلاصہ
پاینداگاہ انتخاب
I، III، V ۳ بجے تک
فلمی قوالیاں
II، IV ۳۰-۲ بجے تک
منگل بھکتی گیت I، III، V
میری نظر میں: II، IV
بدھ حسن نظر
جمعرات دھوپ چھاؤں
جمعہ ہلکی کلاسیکی موسیقی
ھفتہ گنگا جلی
I، III، V تازہ ریکارڈنگ
II، V لائبریری ریکارڈنگ
اتوار آپ کا خط ملا
۲-۲۷ بجے تک
۲-۳۰ پاینداگاہ انتخاب (I، III، V)
راگ رنگ: II، IV
منگل نغمہ و تبسم

(I، II، IV)
یک رنگ (III، V)
بدھ بزم خواتین
جمعرات سنگت (I، III، V)
یادیں بن گئیں گیت
(II، IV)
جمعہ گیت سے گیت
(I، III، V)
تیس منٹ: (II)
بھلے جو یاد ہیں (IV)
ھفتہ بزم خواتین
اتوار گیتوں بھری کہانی (I)
محفل (II)
کہکشاں (III)
غزلیں: (غیر فلمی IV)
سنگ سنگ (V) ۳۰-۲ بجے تک
۳-۰۰ پلیئر رات ایک قسم کی (II)
مجھے یاد ہے ذرا ذرا (IV)
قوالیاں - غیر فلمی (I، III، V)
منگل نئی نسل نئی روشنی

بدھ الفلمی دنیا (I، III)
رنگارنگ (II، V)
صدائے رفتہ (IV)
جمعرات سازینہ
جمعہ آواز دے کہاں ہے
(گذشتہ اتوار کی دوبارہ)
ھفتہ ہے تیرے
اتوار کچھ تو کہیے (I)
قوالیاں (فلمی) (III)
قوالیاں (غیر فلمی) (II، IV)
سنگ سنگ (V)
(شروعات ۳۰-۲ بجے سے)
۳-۳۰ آپ کی پسند
۴-۰۰ اخباروں کی رائے
۴-۰۵ آپ کی پسند (مسلسل)
۴-۳ تبصرہ پارلیمانی کارروائی پر
ہفتہ وار تبصرہ
۴-۳۵ آپ کی پسند (مسلسل)
۴-۵۰ خبریں
۵-۰۰ اختتام

تیسری مجلس
میڈیم ویو ۳۰۰/۳ میٹر (۱۰۰۰ کلو ہرٹز) شارٹ ویو ۱۵/۰۹ میٹر (۹۹۰۵ کلو ہرٹز)

رات
۷-۵۸ سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
۸-۰۰ خبریں
۸-۱۰ پروگراموں کا خلاصہ
۸-۱۵ آبشار (سامعین کی درخواست پر غیر فلمی غزلیں/ نغمے)
(علاوہ اتوار؛ تعطیلات کے روز ۴۵-۸ بجے تک)
اتوار آواز دے کہاں ہے
۸-۴۵ بجے تک)
۸-۲۵ جہاں نما
(علاوہ اتوار؛ تعطیلات)
اتوار آواز دے کہاں ہے (مسلسل)
تعطیلات: آبشار (مسلسل)
۸-۴۵ پیلر کلام شاعر
منگل تقاریر
بدھ شہر نامہ/ پس منظر
جمعرات آپ کا خط ملا
جمعہ تقاریر
ھفتہ یونیورسٹی ریڈیو
اتوار کتابوں کی باتیں (I، V)
ملاقاتیں (II، IV)

اقتصادی جائزہ (III)
اردو دنیا (V)
۹-۰۰ حسن غزل (علاوہ جمعرات)
جمعرات ڈرامہ
(مسلسل ۴۵-۹ بجے تک)
۹-۱۵ پیر مدہ
قوالیاں (غیر فلمی)
منگل علاقائی نغمے
جمعرات ڈرامہ (مسلسل)
جمعہ (II، V)
شہ پارے (III)
اوراق مصور (V)
ھفتہ نغمہ و ساز
اتوار کا جریں کا گیت
(ٹھمری دادرا)
۹-۳۰ پیر ایک راگ
کئی روپ (I)
ایک ہی فلم کے گیت (II)
شکریے کے ساتھ (III)
فنون لطیفہ (IV)
خواب زار (V)

منگل آئینہ (I، III)
مجید (II)
ورلڈ عمر رفتہ کو آواز دینا (IV)
اس کے دیار (V)
بدھ کھیل کے میدان سے
(I، III)
مشاعرہ (II)
سائنس میگزین (IV)
نئی فلموں سے (V)
جمعرات ڈرامہ (مسلسل)
رات ۱۰-۴۵ بجے تک
جمعہ ریویو
(انٹرویو/ مباحثہ)
ھفتہ نئی نسل نئی روشنی
اتوار رنگارنگ (I، V)
جال ہنشیں (II)
ادبی نشست (III)
اردو سروس ڈائجسٹ (IV)
۹-۴۵ جمعرات سازینہ
۱۰-۰۰ خبریں
۱۰-۱۰ تعمیل ارشاد (علاوہ جمعرات)

ہفتہ یکم اگست

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی: نعت خوانی، قوالی
۶-۳۰ شہر صبا: لچھمن داس سندھو: غزلیں
افروز بانو: پارسا سچے پوری اور جگر کا کلام
۷-۳۰ نوائے ساز: اننت لال اور پارٹی
شہنائی پر راگ دیسی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی: امرناتھ: خیال

دوپہر
۲-۳۰ بزم خواتین
۱۔ تہذیبی ورثہ کا تحفظ (مباحثہ)
شرکاء: پروین ظفر/ عزیزہ امام
سشما بھٹناگر
۲۔ غزل ۳۔ دسترخوان

رات
۹-۰۰ حسن غزل: افروز بانو
بہادر شاہ ظفر اور غالب کا کلام
۹-۳۰ نئی نسل نئی روشنی
مباحثہ: کیا نوجوان وقت کو برباد کرتے ہیں
شرکاء: صباحہ صدیقی/ آفتاب محمد شہرانہ
الیاس قریشی
غزل: موہنی دیپا چٹرجی
خلوص نامہ
۱۱-۰۵ بزم موسیقی: امرناتھ: خیال
اننت لال اور پارٹی
شہنائی پر راگ کیدارہ

اتوار ۲ اگست

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی: قوالیاں
عیدالفطر پر قوالیوں کا خاص پروگرام
۶-۳۰ شہر صبا: عید آئی
عید کے کورس
۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی: پنا دیوی
ٹھمری، بھیروی اور دادرا

رات
۸-۴۵ کتابوں کی باتیں: شہباز حسین

۹-۰۰ حسن غزل: راجندر مہتہ نیتا مہتہ
جاں نثار اختر اور شکیل بنارسی کا کلام
۹-۱۵ کچھ بن کا رہے: ٹھمری کھماج
۹-۳۰ رنگارنگ: ڈرامہ "کا یا پلٹ"
تحریر سراج انور
۱۱-۰۵ بزم موسیقی: موسم برسات پر موسیقی کا خاص پروگرام

پیر ۳ اگست

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی: نعت خوانی، قوالی
۶-۳۰ شہر صبا: مدن بالا سندھو
رضا امروہوی اور عرش ملسیانی کا کلام
پرنس بہار دواج
فراق گورکھپوری کا کلام
۷-۳۰ نوائے ساز: الدین
اسراج پر راگ سارنگ برادری
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی: اے کانن
خیال اہیر بھیروں
۸-۴۵ کلام شاعر: نشور واحدی
۹-۰۰ حسن غزل: مدن بالا سندھو
کمال احمد صدیقی کا کلام
۱۱-۰۵ بزم موسیقی: اے کانن
خیال شدھ کلیان
الدین: اسراج پر راگ مارو بہاگ
بشیر احمد: ٹھمری پہاڑی
بڑی موتی بائی: دادرا اور کافی

منگل ۴ اگست

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی: قوالیاں
۶-۳۰ شہر صبا: صلاح الدین احمد
بیخود دہلوی اور مومن کا کلام
کرونا ابرول
عرش ملسیانی اور اقبال کا کلام
۷-۳۰ نوائے ساز: ایس این گلاٹی
وائلن پر سندھی بھیرویں
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی: اشیا راتے
خیال بلاسکھانی توڑی

دوپہر

۲-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
۱۔ حرفِ آغاز
تقریر از عارض بن حیرت
۲۔ گیت، ۳۔ ان سے ملیے
اسٹاف نرس انجم سیّد سے بات چیت

رات

۸-۴۵ تقریر: جمہوری نقطۂ نظر
آزادی افراد میں
از دیوندر ایسر
۹-۰۰ حسنِ غزل: صلاح الدین احمد
فیض احمد فیض اور ساحر ہوشیار پوری کا کلام
۹-۳۰ آئینہ (ادبی میگزین پروگرام)
تحقیق نمبر
انشائیہ: سیّد ضمیر حسن
کلامِ شاعر: مغیث الدین فریدی
ایڈیٹوریل: ناہید عزیز
۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی
اینا رلتے: خیال نٹ چندر
ایس۔ این۔ گلانی
وائلن پر راگ مالکونس

بدھ ۵ راگست

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: نعت خوانی، قوالی
۶-۳۰ شہرِ صبا: سیما شرما: راجیش کمار
اوج اور بشیر بدر کا کلام
ستیش بھوٹانی
اقبال، غالب اور داغ کا کلام
۷-۰۵ گاندھی جی نے کہا
۷-۳۰ نوائے ساز: پرشانت کمار بھانجا
ستار پر راگ اہیر بھیروں
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی: گنگا پرشاد پاٹھک
خیال اور ترانہ رام کلی

دوپہر

۲-۳۰ بزمِ خواتین
۱۔ ہم کو عبث بدنام کیا (مباحثہ)
شرکاء: نور جہاں ثروت/صبا شمیم/ڈاکٹر عظیم نکہت
۲۔ غزل ۳۔ خطوں کے جواب
۳-۰۰ فلمی دنیا: علاقائی فلمیں
تقریر از حمید الدین محمود

فلم ڈائری: انظہیر کیفی امروہوی
کے چہرے: راجکمار پر تقریر
از برجیشور مدان

رات

۸-۴۵ پس منظر: تحریر، بہار برنی
۹-۰۰ حسنِ غزل: سیما شرما
میر تقی میر اور مشیر جھنجھانوی کا کلام
۹-۳۰ کھیل کے میدان سے
ایڈیٹر، محمد اخلاص
ہند میں کرکٹ کا موجودہ مقام
تقریر از ڈاکٹر نروتم پوری
کرکٹر سے بات چیت
از سنیل منڈا
کھیلوں کا جائزہ: از محمد اخلاص
۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی: پرشانت کمار بھانجا
ستار پر راگ کیدارہ
گنگا پرشاد پاٹھک: خیال کیدارہ

جمعرات ۶ راگست

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: قوالیاں
۶-۳۰ شہرِ صبا: راوندرن گرودر
ساحر بھوپالی اور شمیم جے پوری کا کلام
ولایت حسین ساگر
عرش ملسیانی اور مجاز کا کلام
۷-۳۰ نوائے ساز: زرین دارو والا
سرود پر راگ شاردا
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
ہنگاری بائی: خیال وبھاس

رات

۹-۰۰ "ڈیوار": ڈرامہ
تحریر پریم پاٹھک
۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی
ہنگاری بائی: خیال بہاگ
زرین دارو والا: سرود پر راگ جوگ

جمعہ ۷ راگست

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: قرآن خوانی معہ ترجمہ
نعت خوانی، نعتیہ کلام
۶-۳۰ حرفِ غزل: غزلوں کا خاص پروگرام معہ ترجمہ
۷-۳۰ نوائے ساز: ڈی، آر، پروتیکر

وناریہ وینا پر راگ درشکار
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
غلام مصطفیٰ خاں: خیال توڑی

رات

۸-۴۵ تقریر: پاکستانی ادب
سیاسی اور عصری شعور
از ڈاکٹر قمر رئیس
۹-۰۰ حسنِ غزل: نذیر احمد آکاشی
حسن نعیم کا کلام
۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی: غلام مصطفیٰ خاں
خیال مالکونس
ڈی، آر، پروتیکر
وناریہ وینا پر راگ چکاری للت

ہفتہ ۸ راگست

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: نعت خوانی، قوالی
۶-۳۰ شہرِ صبا: ریٹا گنگولی: غزلیں
گھنشیام داس: غزلیں
۷-۳۰ نوائے ساز: سکندر حسین اور پارٹی
شہنائی پر رام کلی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی: دیپالی ناگ: خیال

دوپہر

۲-۳۰ بزمِ خواتین
۱۔ غذائی انداز اور غذائیت
(تقریر) از ڈاکٹر آر۔ ناگپال
۲۔ غزل ۳۔ کام کی باتیں

رات

۹-۰۰ حسنِ غزل: ریٹا گنگولی: غزلیں
۹-۳۰ نئی نسل نئی روشنی
ہم جانتے ہیں۔ جمہوریت کیا ہے
تقریر از ناہید عظمت
غزل
ہماری درس گاہیں
دلی کالج، تقریر از انتظار مرزا
۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی: دیپالی ناگ: خیال
سکندر حسین اور پارٹی
شہنائی پر راگ گوری

اتوار ۹ راگست

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: قوالیاں
۶-۳۰ شہرِ صبا: برجو مہاراج: غزلیں
شانتی ہیرانند

کیفی اعظمی اور حمید لکھنوی کا کلا[م]
۹-۰۰ آؤ بچو (بچوں کا پروگرام)
۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
ٹھمری، بھیرویں اور دادرا

رات

۸-۴۵ دلی ڈائری: تحریر: رمیش چند[ر]
۹-۰۰ حسنِ غزل: شانتی ہیرانند
قدیر لکھنوی اور سراج لکھنوی کا کلا[م]
۹-۱۵ گجرین کا ریلے
کمل سنگھ: ٹھمری تلنگ
۹-۳۰ جمال ہم نشیں
کنڑ شاعری آج کے عہد میں
پیشکش: حمید الماس
۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی
موسیقی کا خاص پروگرام

پیر ۱۰ راگست

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: نعت خوانی، قوالی
۶-۳۰ شہرِ صبا: شانتی سکینہ
آنند نرائن ملا اور ساحر بھوپالی کا کلام
شبیر حسین: جگر کا کلام
۷-۳۰ نوائے ساز: جیت دیو برمن
اسراج پر راگ بیراگی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی: غلام صادق [خاں]
خیال راگ بیراگی

رات

۸-۴۵ کلامِ شاعر: والی آسی
۹-۰۰ حسنِ غزل: شانتا سکسی[نہ]
ساغر بھوپالی اور ذوق کا کلا[م]
۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی
غلام صادق خاں: خیال آ[...]
جیت دیو برمن
اسراج پر راگ ابھوگی کا[نہڑا]
۱۲-۰۵ بھیم سین جوشی: ٹھمری کھ[...]
ہیرا دیوی مشرا: دادرا اور [...]

منگل ۱۱ راگست

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: قوالیاں
۶-۳۰ شہرِ صبا: راحت علی
عمر قریشی اور مشیر انصاری [کا کلام]
وینا بخشی: فیض اور فراق [کا کلام]

۳۰ – ۷ نوائے ساز: پنّالال چورسیہ
وائلن پر راگ بیراگی بھیروں
۳۲ – ۹ کلاسیکی موسیقی
بینا پانی مشرا: خیال للت

دوپہر
۰۰ – ۳ نئی نسل نئی روشنی
کرن - ادبی میگزین پروگرام
افسانہ: انجم عثمانی
کلام شاعر: خسرو متین
دیگر شرکا: بدر عالم شمسی / شاہدہ پروین

رات
۴۵ – ۸ تقریر: جمہوری نقطۂ نظر (بین الاقوامی شعور میں)
از پروفیسر علی اشرف
۰۰ – ۹ حسن غزل: راحت علی
حسرت موہانی اور ظفر کا کلام
۳۰ – ۹ فیچر: چاندنی چوک تاریخ کے آئینہ میں - از خلیق انجم
۰۵ – ۱۱ بزم موسیقی: بینا پانی مشرا
خیال مالگنج اور ترانہ
پنّالال چورسیا: وائلن پر راگ دیس

بدھ ۱۲ اگست

صبح
۴۵ – ۵ صبح گاہی: نعت خوانی، قوالی
۳۰ – ۶ شہر صبا: ستیش بتر
امیر قزلباش اور فاخر کا کلام
تسنیم ستید: امیر احمد خاں اور مخدوم محی الدین کا کلام
۳۰ – ۷ نوائے ساز: دیبو چودھری
ستار پر جوگیا
۳۲ – ۹ کلاسیکی موسیقی
غلام تقی خاں: خیال گن کلی
۳۰ – ۲ بزم خواتین: ۱- یہ فرق بھی دیکھئے (تقریر) تنخواہ کے دن اور باقی مہینے میں - از صغرا مہدی
۲- گیت ۳- خطوں کے جواب
۰۰ – ۳ رنگا رنگ: دوبارہ نشریات
"دو جھلکیاں" تحریر آر کے شرما
۴۵ – ۸ شہر نامہ: لکھنؤ - از رام لال
۰۰ – ۹ حسن غزل: ستیش بتر
داغ اور فراق کا کلام
۳۰ – ۹ مشاعرہ: شرکاء: ساغر نظامی
ساحر ہوشیارپوری / رام کرشن مضطر

بشیر بدر / مصور سبزواری
آزاد بدایونی
۰۵ – ۱۱ بزم موسیقی: غلام تقی خاں
خیال درباری، دیبو چودھری
ستار پر کونسی کانہڑہ

جمعرات ۱۳ اگست

صبح
۴۵ – ۵ صبح گاہی: قوالیاں
۳۰ – ۶ شہر صبا: امرجیت: غزلیں
غلام صادق خاں
حسرت موہانی اور مومن کا کلام
۳۰ – ۷ نوائے ساز: جوتن بھٹاچاریہ
سرود پر راگ جوگیا
۳۲ – ۹ کلاسیکی موسیقی: شیلا دھر
خیال بلاس خانی توڑی

رات
۰۰ – ۹ "بکھرے ہوئے پھول" ڈرامہ
تحریر محمد حسن
۰۵ – ۱۱ بزم موسیقی: شیلا دھر
خیال ہنڈولی کونس
جوتن بھٹاچاریہ: سرود پر راگ درباری

جمعہ ۱۴ اگست

صبح
۴۵ – ۵ صبح گاہی: قرآن خوانی معہ ترجمہ
نعت خوانی، نعتیہ کلام
۳۰ – ۶ حرف غزل: غزلوں کا خاص پروگرام معہ تشریح
۳۰ – ۷ نوائے ساز: اسعد علی خاں
سرسوتی وینا پر راگ بلاس خانی توڑی
۳۲ – ۹ کلاسیکی موسیقی
شرافت حسین خاں: خیال
۱۵ – ۸ **صدر جمہوریہ ہند کا قوم سے خطاب**
۴۵ – ۸ پاکستانی ادب (احتجاجی ادب)
تقریر از ڈاکٹر محمد حسن
۰۰ – ۹ حسن غزل: شانتی ماتھر
عزیز وارثی اور ایم ایل ملہوترہ کا کلام
۱۵ – ۹ تازہ افسانہ: ظفر اوگانوی
۰۵ – ۱۱ بزم موسیقی، شرافت حسین خاں
خیال، اسعد علی خاں
(باقی ص ۵۴ پر)

دہلی

میڈیم ویو۔ دہلی "الف" ۳۶۶۵۳ میٹر ۸۱۹ کلوہرٹز دہلی "ب" ۲۹۴۰۹ میٹر ۱۰۱۷ کلوہرٹز
دہلی "ج" ۲۱۹۶۲ میٹر ۱۳۶۸ کلوہرٹز دہلی "د" ۲۴۶۰۹ میٹر ۱۲۱۵ کلوہرٹز
شارٹ ویو صبح ۔ ۸ بجے تک ۸۹۵۱۵ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز صبح ۱۵-۸ کے بعد ۴۲۵۱۹ میٹر ۱۱۰، کلوہرٹز
دوپہر ۴۱۵۱۵ میٹر ۷۲۲ کلوہرٹز شام ۴۵-۵ تک ۴۲۵۱۹ میٹر ۱۱۰، کلوہرٹز
شام ۶ بجے سے رات تک ۸۹۵۱۵ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز

دہلی "الف" عالمی خبریں ہندی اور انگریزی: صبح ۰۰ – ۶
ہندی میں خبریں: ۰۰–۸، ۰۵–۱۱، ۱–۱۰ – ۲
۰۰–۵ (صوبائی خبریں) ۰۵–۶، ۰۵–۷ (علاقائی خبریں)
۴۵–۸، ۰۵–۱۱ (عالمی خبریں)
انگریزی میں خبریں: دوپہر ۰۰–۱۲ سنسکرت میں خبریں صبح ۰۰۰، شام ۱۰–۶
اردو میں خبریں: صبح ۰۵–۸، دوپہر ۰۵–۱ اور رات ۱۵ – ۹ (خبریں اور تبصرہ)
پنجابی میں خبریں: دوپہر ۴۰–۱
دہلی "ب": ہندی میں خبریں: ۴۵–۲ (دھیمی رفتار سے)
انگریزی میں خبریں: صبح ۱۰–۸، ۰۰–۱۰، ۰۰–۱، ۲۰–۲ (دھیمی رفتار سے)
۰۰–۴، ۰۶–۰۰، ۰۰–۹، ۰۰–۱۱ (عالمی خبریں)
پنجابی میں خبریں: صبح ۳۰–۸، شام ۳۰–۷ ہندی میں نیوز لیٹر: صبح ۰۰–۹ بجے
دہلی "د" ہندی میں خبریں شام ۳۰–۷ انگریزی میں خبریں: رات ۱۵ – ۹
کھیل کود کی خبریں شام ۰۰–۷ (ہندی) رات ۰۰–۸ (انگریزی)

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

دہلی الف

صبح
۵۵ – ۵ وندے ماترم، شہنائی، ڈھول
۰۰ – ۶ وندنا، کھیتی باڑی
۰۰ – ۷ کھیتی کی باتیں
۳۵ – ۷ رام چرت مانس
۴۵ – ۷ سورو دھارا
۵۵ – ۷ آج کے پروگرام
۰۵ – ۸ [illegible] (سوائے اتوار)
۰۰ – ۸ نیرپر سادان
۴۵ – ۸ [illegible] (سوائے [illegible])
۰۰ – ۹ اردو مجلس (روزانہ)
۹ اختتام (سوائے اتوار)

دوپہر
۰۲ – ۱۲ لوک بھارتی (سوائے اتوار)
۰۵ – ۱۲ سنگم سنگیت (سوائے اتوار)
۰۳ – ۱۲ [illegible] پروگرام (اتوار، منگل، جمعرات، جمعہ)
یا ہمیں بہنوں کا پروگرام (دوسرے دن)
۰۰ – ۲ ایک ہی کلاکار (روزانہ)
۰۲ – ۲ چترپٹ سنگیت (روزانہ)
۰۰ – ۳ موسم اور اختتام (اتوار ۰۰–۳)
۰۵ – ۴ مقامی اعلانات اور گم شدہ لڑکوں کے لیے پروگرام
۰۰ – ۶ گرام سنسار (روزانہ)

دہلی ب

صبح
۰۰ – ۷ کرشی جگت
۰۰ – ۷ پروگراموں کا خلاصہ، موسم
۳۵ – ۷ سامسکی
۴۵ – ۷ وادیہ وادن
۰۰ – ۱۱ [illegible]
۰۰ – ۱۱ موسم اور اختتام

دہلی ب

صبح
۰۰ – ۷ وندے ماترم
۰۰ – ۷ انگریزی میں پروگرام (روزانہ)
۰۰ – ۷ گنگا (سوائے [illegible])
۳۰ – ۷ سنگیت سوریکا
۰۰ – ۹ پنجابی پروگرام
۰۰ – ۹ ستاروں (سوائے [illegible])
۰۲ – ۱۰ اختتام (اتوار ۰۰–۱۱)

دوپہر
۱۰ – ۳ موسم کا حال (انگریزی میں)
۱۵ – ۳ اسپورٹس سروس
۰۰ – ۵ بہاروں کی بات
۵۵ – ۵ آج کا پروگرام اور موسم کا حال
۰۰ – ۶ فوجی بھائیوں کے لیے پروگرام
۰۰ – ۷ سماجی پروگرام
۳۰ – ۷ سار سنگیت
۴۵ – ۷ اردو مجلس
۱۵ – ۹ سماجی [illegible]
یووا پروگرام (منگل، جمعرات، ہفتہ)
روزمرہ اسپورٹس [illegible]

دہلی د
یوواوانی

صبح
۰۰ – ۷ آج کا پروگرام (ہندی)
۰۵ – ۷ پرشن
۴۵ – ۷ ٹولیاں و ودھا
۰۵ – ۸ وادیہ سنگیت، وادیہ وادن
۰۰ – ۸ شاستریہ سنگیت
۴۵ – ۸ ووردگان
۳۰ – ۸ مغربی موسیقی
۰۰ – ۹ اختتام (اتوار ۰۰–۱۰)

شام
۵۵ – ۶ آج کا پروگرام
۰۵ – ۷ محفل
۰۵ – ۷ تجلک باتیں (سندی) (پہیلی)
۰۵ – ۹ ان دی گروو (پاپ میوزک)
۰۰ – ۹ باتیں (انگریزی، منگل سے جمعہ)
۰۰ – ۱۰ زمزمہ
۰۰ – ۱۱ اختتام

۲۵ – ۱ سماچار سمیکشا
۱۵ – ۹ اسپاٹ لائٹ (بعد میں سار سنگیت)
۳۵ – ۹ مغربی موسیقی (اتوار کو ۰۰–۱۰)
۰۵ – ۱۱ موسم کا حال اور اختتام

ھفتہ یکم اگست

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، ۵-۴۰ ، رات ۹-۰۰

سبیتا دیوی ، گائن

۱۰-۳۵ بھگوان داس شرما : سنطور
ونود کمار : طبلہ

۱۱-۰۲ مشتری بیگم : ٹھمری ، دادرا

۱۱-۳۰ ٹھمری ، دادرا

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت

رات

۸-۰۰ سواستھ رکشا

۸-۱۵ آج کے اتتھی

۸-۳۰ سگم سنگیت

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

۷-۵۰ سنگم ، ملیالم گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری
ڈوگری گیت

دوپہر

۲-۱۵ ، ۴-۰۲ ، شام ۶-۴۵ ، ۸-۴۵
سگم سنگیت

۳-۳۰ بھگوان داس شرما ، سنطور وادن

رات

۹-۳۰ اورگیسٹ ٹوناٹ

دوپہر

۱۲-۱۵ جھلکی

۲-۳۰ 'اگنی چکر' ، ناٹک
تحریر : سی ایل بوس
ہدایت : دیناناتھ

۵-۳۰ سنسکرت پاٹھ

رات

۸-۰۰ رابندر سنگیت

۸-۱۵ ساہتکی

۹-۰۰ ممتا داس گپتا ، گائن

۱۰-۰۰ چین

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

۷-۵۰ سنگم ، اڑیہ گیت

۹-۱۰ اپنی نگری

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
نریندر پال ، کلارنٹ پردھن

۳-۳۰ اتیندر کمار موئیترا : سرود
غلام سرور صابری ، طبلہ

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
پرسار گیت

۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۳ ر اگست

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، رات ۸-۱۵
اجیت سنگھ پینٹل ، گائن

۱۰-۳۵ امرناتھ : بانسری

۱۱-۰۲ الابوھک ، گائن
مرلی دھر گرب ، طبلہ

۱۱-۳۰ شری کرشن شرما ، گٹار

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی ، تیلگو لوک گیت

۱۲-۳۰ 'وہ ضرور آئیگا' ، ناٹک
تحریر : ڈاکٹر دسے
ہدایت : ممتا گپتا

۵-۳۰ ، رات ۹-۴۵
سبدھ سنگیت

رات

۸-۰۰ سواستھ رکشا

۹-۰۰ شاستریہ سنگیت

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، ہندی تقریر

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
شجاعت حسین خاں : ستار

دہلی 'ب'

صبح

۷-۲۲ سنگیت سوربھی
شری کرشن شرما : گٹار

۷-۵۰ سنگم : سندھی گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری ، بھوجپوری لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
رمیش کمار : بھجن ، گیت

۳-۳۰ الابوھک : گائن
مرلی دھر گرب ، طبلہ

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
پشپا ہنس : پنجابی گیت ، غزل

۹-۳۰ انگریزی تقریر

منگل ۴ ر اگست

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، رات ۸-۳۰
ستیہ دیو پنوار : وائلن

۱۰-۳۵ ، ۵-۴۰
انیتا رائے : گائن
وزیر حسین ، سارنگی

۱۱-۰۲ پیارا سنگھ : تار شہنائی

۱۱-۳۰ زندہ حسن : ٹھمری ، دادرا

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
اڑیہ لوک گیت

۵-۰۵ گیان وگیان

رات

۸-۰۰ ادیوگ منڈل

۸-۱۵ نئے پرکاشن

۹-۰۰ زندہ حسن : ٹھمری ، دادرا

۹-۳۰ 'کھل نائیک' ، ناٹک
اچلا شرما کی کہانی کا ریڈیو عکس
ترتیب : سشما بھٹناگر
ہدایت : ممتا گپتا

۱۰-۰۰ سنندہ جوگ ، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
ٹھمری ، دادرا

۷-۵۰ سنگم : بنگلہ گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
گیتا جے رامن : بھجن

۳-۳۰ ستیہ دیو پنوار : وائلن

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
ترلوک کپور : پنجابی گیت ، غزل

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : انگریزی تقریر

بدھ ۵ ر اگست

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ غلام سراج خاں ، غلام صادق خاں
گائن

۱۰-۳۵ کیلاش پنوار : ستار

۱۱-۰۲ سبدھ سنگیت

۱۱-۱۷ ٹھمری

۱۱-۳۰ موتی داس : سرود

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
ملیالم لوک گیت

۵-۳۰ غلام سراج خاں ، غلام صادق خاں
گائن
نصرو خاں : سارنگی

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ 'مجنوں پارک' ، جھلکی
تحریر : آر۔کے۔شرما
ہدایت : دیناناتھ

۸-۱۵ وگیان آلوک

۹-۰۰ شاستریہ سنگیت

۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
آپ کی فرمائش پر شاستریہ سنگیت

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی : گائن

۵۰-۷ سنگم : گجراتی گیت
۱۰-۹ لوک مادھوری
ہریانوی لوک گیت

دوپہر
۱۵-۳، ۰۲-۴
شیاملا نرسہنا اور بھارتی نرسہنا
بھجن
۳۰-۳ ٹی آر وینکٹا لکشمی، کرناٹک گائن

شام
۴۵-۶، ۴۵-۸
رویندر گروور : بھجن، غزل
۳۰-۹ اسپورٹس میگزین

جمعرات ۶ اگست

دہلی 'الف'

صبح
۱۰-۸، رات ۰۰-۹
تیج پال سنگھ : گائن
۳۵-۱۰ پنالال چورسیہ : وائلن
۰۲-۱۱ اندرا ورما : گائن
صدیق احمد : سارنگی
۳۰-۱۱ مطلوب حسین : ستار

دوپہر
۰۲-۱۲ لوک بھارتی : بنگلہ لوک گیت
۰۵-۵ سنسکرت پاٹھ
۴۰-۵ بال کاریہ کرم

رات
۱۵-۸ ہندی تقریر
یہ شیب ہے یا کلپنا (۳) پنیہ
۳۳-۸ پنالال چورسیہ : وائلن
۳۰-۹ نیشنل پروگرام : علاقائی سنگیت
۳۰-۱۰ کرناٹک سنگیت
رادھا وینکٹا چلم : گائن

دہلی 'ب'

صبح
۳۰-۷ سنگیت سوربھی
مطلوب حسین : ستار
۵۰-۷ سنگم : مراٹھی
۱۰-۹ لوک مادھوری
برج لوک گیت

دوپہر
۱۵-۳، ۰۲-۴
سنیرمل بنرجی : بنگلہ لوک گیت
۳۰-۳ رادھا وینکٹا چلم : گائن

شام
۴۵-۶، ۴۵-۸
امرجیت : گیت، بھجن
۳۰-۹ انگریزی تقریر

جمعہ ۷ اگست

دہلی 'الف'

صبح
۱۰-۸، ۳۰-۵، رات ۳۵-۸
بھوپندر سیتل : گائن
۳۵-۱۰، ۴۵-۵، ۱۱، رات ۰۰-۹
سدھیر گوتم : سنطور
۰۲-۱۱، ۳۰-۱۱
شاستریہ سنگیت

دوپہر
۰۲-۱۲ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت
۵۵-۵ گڑھوالی سنگیت

رات
۰۰-۸ گاندھی چرچا
۱۵-۸ اولوکن
۳۰-۹ 'پلاسٹک کی گھاس' ناٹک
تحریر : سریندر گلاٹی
ہدایت : دینا ناتھ
۳۰-۱۰ کرناٹک سنگیت
ٹی ایس وشوناتھن
گائن

دہلی 'ب'

صبح
۳۰-۷ سنگیت سوربھی
۵۰-۷ سنگم : تیلگو گیت
۱۰-۹ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت

دوپہر
۱۵-۳، ۰۲-۴
بانی مکرجی : رابندر سنگیت
۳۰-۳ کرناٹک سنگیت
ٹی ایس وشوناتھن : گائن

شام
۴۵-۶، ۴۵-۸
سرلا کپور : گیت، غزل
۳۰-۹ انگریزی پروگرام

ہفتہ ۸ اگست

دہلی 'الف'

صبح
۱۰-۸ ، غلام دستگیر خاں : ستار
متھن لال : طبلہ
۳۵-۱۰، ۵۰-۵، رات ۰۰-۸
اے ریشی کمار : ٹھمری، دادرا
۰۲-۱۱، رات ۰۰-۹
گھنشام داس پربھاکر : جلترنگ
۳۰-۱۱، ۴۰-۵
سبدھ سنگیت

دوپہر
۰۲-۱۲ لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت

رات
۰۰-۸ سواستھ رکشا
۱۵-۸ آج کے اتتھی
۳۰-۹ نیشنل پروگرام
مدورائی جی ایس منی : کرناٹک سنگیت

دہلی 'ب'

صبح
۳۰-۷ سنگیت سوربھی
متھن لال : طبلہ
۵۰-۷ سنگم : کنڑ گیت
۱۰-۹ لوک مادھوری
گڑھوالی لوک گیت

دوپہر
۱۵-۳، ۰۲-۴
اندرا سکینہ : گیت، بھجن
۳۰-۳ غلام دستگیر خاں : ستار
متھن لال : طبلہ

شام
۴۵-۶، ۴۵-۸
پربتا بلبیر سنگھ : گیت، غزل
۳۰-۹ اورکیسٹ لٹرائٹ

اتوار ۹ اگست

دہلی 'الف'

صبح
۱۰-۸، رات ۰۰-۹
شانتی ہیرانند : ٹھمری، دادرا
رمضان خاں : طبلہ
۰۰-۹ بال کاریہ کرم
۰۰-۱۰ سنگیت سبھا
ظہور احمد خاں : گائن
۰۲-۱۱ یووا وانی سے
۳۰-۱۱، ۳۵-۵
کرناٹک سنگیت
شری رنگم آر کانن : گائن

دوپہر
۱۵-۱۲ جھلکی
۳۰-۲ 'پلاسٹک کی گھاس' ناٹک
تحریر : سریندر گلاٹی
ہدایت : دینا ناتھ
۲۰-۵ سنسکرت پاٹھ

رات
۰۰-۸ رابندر سنگیت
۱۵-۸ ساہتیکی
۳۰-۸ لطیف احمد : طبلہ وادن
۳۰-۹ سنگیت پتریکا
۰۰-۱۰ چین

دہلی 'ب'

صبح
۳۰-۷ سنگیت سوربھی
۵۰-۷ سنگم : آسامی گیت
۱۵-۹ اپنی نگری

دوپہر
۱۵-۳، ۰۲-۴
مرتنجے چکرورتی : گٹار پردھن
۳۰-۳ شانتی ہیرانند : ٹھمری، دادرا
رمضان خاں : طبلہ

شام
۴۵-۶، ۴۵-۸
پرسار گیت
۳۰-۹ کرنٹ افیئرز

پیر ۱۰ اگست

دہلی 'الف'

صبح
۱۰-۸، رات ۱۵-۸
ایل کے پنڈت : گائن
۳۵-۱۰، ۴۰-۵، رات ۰۰-۹
پرکاش این سکینہ : بانسری
۰۲-۱۱ سنیل کمار بوس : ٹھمری، دادرا
۳۰-۱۱ بھاسکر بوس : سرود
نذیر احمد : طبلہ

دوپہر
۰۲-۱۲ لوک بھارتی

تامل لوک گیت
۱۲-۳۰ 'کھل نائیک' ناٹک
اچلا شرما کی کہانی کا ریڈیو عکس
ہدایت : ممتا گپتا

رات

۸-۰۰ سواستھ رکھشا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ہندی تقریر
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
دیوبرت چودھری : ستار

دہلی 'بے'

صبح

۷-۲۲ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم : سندھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
اودھی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۲۰
آنند مکرجی : گیت، بھجن
۳-۳۰ سنیل کمار بوس : ٹھمری، دادرا

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
سیما شرما : گیت، غزل
۹-۳۰ انگریزی تقریر

منگل ۱۱ اگست

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ بالی چترویدی : دھرپد، دھمار
۱۰-۳۵، ۵-۴۰، رات ۸-۳۰
برجو مہاراج : ٹھمری، دادرا
پون کمار ورما : طبلہ
۱۱-۰۲ جگدیش موہن : جلترنگ
۱۱-۳۰ شاستریہ سنگیت

دوپہر

۵-۰۵ گیان وگیان

رات

۸-۰۰ ادیوگ منڈل
۸-۱۵ ہندی تقریر
۹-۰۰ گوپال داس : پکھاوج
۹-۳۰ 'کون؟' ماہانہ انتخاب ناٹک
آر۔ آر۔ بورادے کے مراٹھی ناٹک
'وہار' کا ہندی عکس
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا

دہلی 'بے'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
جگدیش موہن : جلترنگ
۷-۵۰ سنگم : بنگلہ گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۲۰
رادھیکا سندرسن : ملیالم لوک گیت
۳-۳۰ شاستریہ سنگیت

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
امیتا شرما : بھجن، غزل
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : انگریزی تقریر

بدھ ۱۲ اگست

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، ۵-۳۰
پیوش پنوار : سنطور
۱۰-۳۵، ۱۱-۳۰
مشتاق حسین خاں : گائن
رضا حسین : سارنگی
۱۱-۰۲ اجے کمار کھنہ : ستار
فتح محمد : طبلہ

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
کنڑ لوک گیت
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ 'مرزا جھنڈو کی گواہی' جھلکی
تحریر : راجکمار داغ
ہدایت : دینا ناتھ
۸-۱۵ وگیان آلوک
۸-۲۵ سنگم سنگیت
۹-۰۰ مشتاق حسین خاں : گائن
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا

دہلی 'بے'

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم : گجراتی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
بندیل کھنڈی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۲۰
سراج احمد خاں : گیت، غزل
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
کماری کے اوما : گائن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
الا بنرجی : رابندر سنگیت
۹-۳۰ یوواوانی سے انتخاب

جمعرات ۱۳ اگست

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، ۱۱-۰۲
غلام حسین خاں : گائن
۱۰-۳۵ ستیش کمار : ستار
۱۱-۳۰ گردیو سنگھ : سرود
ضمیر احمد : طبلہ

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
کنگنی لوک گیت
۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ
۵-۴۰ بال کاریہ کرم

رات

۸-۰۰ ہندی تقریر
۸-۳۰ ٹھمری، دادرا
۹-۰۰ گردیو سنگھ : سرود
۹-۳۰ نیشنل پروگرام
'گاؤں گاؤں میں بجلی' فیچر
تحریر و پیشکش : رماناتھ اوستھی
۱۰-۳۰ مادھوی راجگوپالن : گائن

دہلی 'بے'

صبح

۷-۲۲ سنگیت سوربھی
ستیش کمار : ستار
۷-۵۰ سنگم : مراٹھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
برج لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۲۰
رینو سنگھ : بھجن و غزل
۳-۳۰ مادھوی راجگوپالن
کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
مدن بالا سندھو : گیت، غزل
۹-۳۰ انگریزی تقریر

جمعہ ۱۴ اگست

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، ۵-۴۰، رات ۹-۰۰
نصیر احمد خاں : گائن
۱۰-۳۵ درشن سنگھ : کلارنٹ
غلام غوث بھارتی : طبلہ
۱۱-۰۲ بے نظیر بیگم : ٹھمری، دادرا
۱۱-۳۰ غلام احمد قادری : ستار
غلام غوث بھارتی : طبلہ

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی : مراٹھی گیت
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ گاندھی چرچا
۸-۱۵ یوم آزادی کی قبل شب پر
راشٹرپتی کا قوم کے نام پیغام
۹-۳۰ 'پتھر کے دعویدار' ناٹک
شرت چندر چٹوپادھیا کے ناول پر مبنی
مترجم : اشیش سنہا
ہدایت : کدناگر
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
ای۔ کلیانی : وینا

دہلی 'بے'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سبھا
بے نظیر بیگم : ٹھمری، دادرا
۷-۵۰ سنگم : تامل
۹-۱۰ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۲۰
رجنی دوبے : گیت، بھجن
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
ای کلیانی : وینا

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
شمینہ آزاد : غزلیں
۹-۳۰ انگریزی پروگرام

(باقی ص ۱۴۱ پر)

لکھنؤ

لکھنؤ الف ۲۹۳ میٹر ۱۰۲۳ کلوہرٹز — لکھنؤ ب: ۲۰۶۰۹۲ میٹر ۱۵۲۴۳ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی انگریزی : ۰۰-۹ بجے (عالمی خبریں)
ہندی صبح ۸ بجے، دوپہر ۰۰-۱ اور ۱-۲ بجے شام ۵-۹ شب ۴۵-۸ اور ۵-۱۱ بجے
انگریزی صبح ۱۰-۸، دوپہر ۱-۱ شب ۹ اور ۰۰-۱۱ بجے
سنسکرت: صبح ۰۰-۸ اور شام ۱-۷ بجے
اردو صبح ۵۰-۸ اور شب ۱۵-۹ بجے
بور لیٹر سندھی : صبح ۹ بجے ضلع کی چٹھی صبح ۵-۹ بجے
اردو میں علاقائی خبریں دوپہر ۳-۲ بجے پرادیشک سماچار، شام ۲-۷ بجے

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۵۵-۵ وندے ماترم، منگل دھونی
۰۵-۶ کرشی چرچا اور موسم کا حال
۲-۶ آرادھنا
۴۵-۶ گاندھی چرچا (جمعہ)
۵-۶ وچار ومرو (جمعہ کے علاوہ)
۵۵-۶ آج کا کاریہ کرم اور موسم کا حال
۰۵-۷ مانس گان
۱۵-۷ آپ کے آس پاس، پیر (اتوار)
۳-۷ سنسکرت شکشا : (پیر جمعرات)
تلگوشکشا (منگل، جمعہ، ہفتہ)
۲-۸ لوک گیت
۲-۸ اردو پروگرام
۱۰-۹ اس ماس کے گیت (اتوار)
۱۵-۹ بچر کیلئے وصی واد (اتوار)
۲-۹ پھلجھڑیاں (اتوار)
۴۵-۹ بال سنگھ (اتوار)
۲-۱۰ رولواریہ سنگیت سبھا (اتوار)
۲-۱۱ اختتام

دوپہر

۰۰-۱۲ بارادری (اتوار)
۱-۱۲ ودیارتھیوں کیلئے (اتوار کے علاوہ)
۲-۱۲ کاریہ تیل مہلاؤں کیلئے (اتوار)
لے چلے گانے (پیر)
سب رس (بدھ)
جیتر پٹ سے (جمعرات، جمعہ)
۱۰-۱ آج اتوار ہے (اتوار)
گھر آنگن (پیر اور جمعرات)
ترنگ کشی (منگل اور جمعہ)
راگ رنگ (ہفتہ)
۲۵-۱ لوک گیت (اتوار)
۳۰-۱ جوانوں کے لیے
۲۰-۲ وگیان اور کسان
۳۵-۲ موسم کا حال اور اختتام

شام

۰۰-۵ لو وادالی ۲-۵ لوک گیت
۳۰-۵ مقامی اطلاعات اور موسم کا حال
۰-۶ گم شدہ افراد سے متعلق اطلاعات
۱۵-۶ ترکہ ریڈیو گوشٹی (اتوار)
مزدور منڈل (اتوار کے علاوہ)
۴۵-۶ آج اور کل کے کاریہ کرم
۵-۶ کسانوں کے لیے (منگل، جمعہ کے علاوہ)
دیہاتی ریڈیو گوشٹی (منگل اور جمعہ)
۳۰-۰ دیشس گان
۴۵-۷ لوکائتی اتوار، منگل، جمعرات، ہفتہ
رویندر سنگیت (پیر)
آؤ بچو (بدھ)
مال گوپال (جمعہ)

شب

۰۰-۹ ہندی تقریر (اتوار سے جمعہ تک)
۳۰-۹ انگریزی تقریر (اتوار، بدھ)
۴۵-۹ بھارت بھارتی (منگل)
۵-۹ گیت سنگیت (اتوار)
پریوار کلیان پر شنوتری (بدھ)
۰۰-۱۰ ساہتیکی (پہلے اور تیسرے پیر کو)
۱-۱۱ موسم کا حال اور اختتام

لکھنؤ ب

صبح

۵۵-۵ لکھنؤ الف کے مطابق
۴۵-۷ اختتام
۰۰-۸ لکھنؤ الف کے مطابق
۳-۹ اختتام
۴۵-۹ لکھنؤ الف کے مطابق (اتوار)

دوپہر

۱۲ لکھنؤ الف کے مطابق
۳۵-۲ اختتام

شام

۵ لکھنؤ الف کے مطابق
۴۵-۵ اُردو پروگرام (لکھنؤ اور فیض آباد)
۴۵-۶ لکھنؤ الف کے مطابق

شب

۱-۱۱ اختتام

ہفتہ یکم اگست

صبح

۱۵-۷ روزگار سماچار (روزانہ)
۴۵-۷، دوپہر ۰۰-۱۲ اور شام ۴۵-۵
سگم سنگیت
۳۰-۸ اردو پروگرام (روزانہ)
۱-۹ پنڈت جسراج
خیال بلاس خانی توڑی

دوپہر

۱-۱ ڈی۔وی۔ پلسکر : خیال

شب

۳۰-۹ کلاسیکی موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۲ اگست

(دہلی سے ریلے)

صبح

۴۵-۷ اور شام ۴۵-۵
چندر پرکاش مصرا
بھجن، گیت
۱-۹ اس ماس کا گیت : رم جھم رم جھم
ونود چندر پانڈے

دوپہر

۴۵-۱۲ کورل سنگیت
۱۰-۱ آج اتوار ہے

انتا کپڑا اچاڑ دیے : جھلکی
مصنف : کے۔ پی سکسینہ

شب

۱۵-۸ پرادیشک سماچار درشن
۳۰-۹ ہزارڈس آف اے ہاؤس ہولڈ
انگریزی تقریر
۰۰-۱۰ مالویکا کانن : خیال
۳۰-۱۰ کارتک کمار : ستار وادن

پیر ۳ اگست

صبح

۴۵-۷ اور دوپہر ۰۰-۱۲ اور شب ۱۵-۸
شیتل نگم : گیت اور بھجن
۱-۹ و شب ۳۰-۸ اور ۳۰-۱۰
گنیش پرساد مصرا : گائن
طبلہ پرسنگت : رنگ ناتھ مصرا

شام

۴۵-۵ رویندر سنگیت
۳۰-۹ ہندی تقریروں کا نیشنل پروگرام

منگل ۴ اگست

صبح

۴۵-۷، شام ۴۵-۵ اور ۲۰-۸
انجنا چٹرجی : گیت اور بھجن

دوپہر

۰۰-۱۲ ہری اوم شرن : بھجن

شب

۰۰-۸ سنسکرت پروگرام
۳۰-۹ انگریزی تقریروں کا نیشنل پروگرام
۰۰-۱۰ منگل شب کی محفل موسیقی
(دہلی سے ریلے)

بدھ ۵ اگست

صبح

۴۵-۷ ساز غزل : غزلوں کا خاص پروگرام
۱-۹ اور شب ۳۰-۸
افضل حسین نگینہ : ٹھمری

دوپہر

۱۰-۱ کیلو بندھو : خیال

شام

۴۵-۵ اور ۱۵-۸
پریم جیت کور : گیت اور بھجن
گیت اور غزل
۳۰-۹ بیوروکریسی دین اینڈ ناؤ
انگریزی تقریر

۰۰-۱۰ دوراہیں : ڈرامہ
مصنف : لکشمی کانت درما

۳۰-۱۰ کلیانی رائے : ستار وادن

جمعرات ۶ اگست

صبح

۴۵-۷ اور شب ۱۵-۸
چاند رائے : بھجن اور گیت، غزلیں
۱-۹ اور شب ۳۰-۱۰
ایم۔ وی۔ شرنگی رشی : وائلن وادن

دوپہر

۰۰-۱۲ جگجیت سنگھ : غزل

شام

۴۵-۵ آر۔ اے۔ سنگھ، ستانہ : بنسری
۳۰-۹ علاقائی سنگیت کا نیشنل پروگرام

جمعہ ۷ اگست

صبح

۴۵-۷ اور دوپہر ۰۰-۱۲
رنجیت کمار سین گپتا
بھجن، گیت
۱-۹ و شب ۳۰-۸ اور ۳۰-۱۰
ونائک راؤ سباودانے : خیال

شام

۴۵-۵ اور ۱۵-۸
رگھونش سنگھ : بھجن
۳۰-۹ بہت سرس دھرم نہیں بھائی
فیچر : ڈاکٹر آشارام ترپاٹھی

ہفتہ ۸ اگست

صبح

۴۵-۷ اور شام ۴۵-۵
سیتارام سنگھ
گیت اور بھجن
۱-۹ نثار حسین خاں : خیال

دوپہر

۰۰-۱۲ گندھ ریکل : گیت، غزل
۱-۱ کمل بنرجی : ستار وادن

شب

۳۰-۹ کلاسیکی موسیقی کا نیشنل پروگرام

رامپور

۲۲۲ ۳۳ میٹر (۸۹۱ کلوہرٹز)

خبریں

انگریزی میں خبریں صبح ۷ بجے (دہلی سے)
ہندی میں خبریں صبح ۸ بجے [illegible]
شام ۵ - ۰۰ رات ۸-۴۵

ہسلٹس سماچار صبح ۹-۰۰
ضلع کی خبریں صبح ۹-۰۵
پرادیشک سماچار شام ۶-۰۰

انگریزی میں خبریں صبح [illegible] رات ۹-۰۰
اردو میں خبریں صبح [illegible] رات ۹-۱۵

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۵-۵۵ وندے ماترم اور منگل دھنی
۶-۵ سوسواگتم
۶-۰۰ [illegible]
۶-۳۵ گاندھی چرچا (صرف منگل)
۷-۰۰ آج کا کاریہ کرم (پروگرام کی تفصیل)
۷-۵۵ آج کا سنگیت (علاوہ جمعہ)
۷-۳۵ سگم سنگیت (علاوہ اتوار جمعہ)
۸-۰۰ لوک گیت (اتوار)
۸-۰۰ بال منچ (اتوار)

دوپہر

۱۲-۰۰ فرمائشی سنگیت (علاوہ اتوار)
۱۲-۰۵ آپ کی پسند (اتوار)
لے کے گانے (روز)

۱-۰۰ سوچنائیں کاریہ کرم وورن
۱-۵۰ دیہات اور کسان
۳-۲۰ گرامین بھائیوں کے لیے (اتوار)

شام

۶-۰۰ دستا سوچنائیں اور کاریہ کرم وورن
۶-۰۰ یووادانی (پہیلیاں بھو جعلی اتوار)
کلاسیکل میوزک (صرف جمعرات)
۶-۵ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین جگت (روزانہ)
۷-۰۰ سروا نکال یہ شوتری (اتوار)
اردو پروگرام (اتوار)
سوا ستھ سدستر
بیسر کا پروگرام (منگل)

انگریزی تقریر (روز)
۸-۳۳ [illegible]
ہندی کی تقریروں کا نیشنل پروگرام (بدھ)
انگریزی تقریروں کا نیشنل پروگرام (منگل)
[illegible] سنگیت (روز)

[illegible] سگم سنگیت کا ہیس پروگرام
(بدھ جمعرات)
[illegible] کا نیشنل پروگرام [illegible]
کلاسیکی موسیقی کا نیشنل پروگرام (ہفتہ)
۹-۴۵ آپ کی پسند [illegible] کا پروگرام [illegible]
[illegible] کلاسیکل موسیقی کے فنکاروں کی مجلس
کا پروگرام (منگل)

ہفتہ یکم اگست

صبح

۷-۴۵ ، اور رات ۸-۰۰
شیلا دھر : غزلیں

۸-۳۰ لوک گیت

شام

۶-۳۰ یووادانی : تقریر
کہتا اور گیت
۷-۴۵ اگر کبھی فرصت ملے
ونود وارتا از ایشوری سن سنگھل
۸-۱۵ نرملا دیوی ، ہیرا دیوی : ٹھمری

اتوار ۲ اگست

صبح

۸-۲۰ لوک گیت
۹-۱۰ بال جگت : پکی دوستی ، ناٹک
مصنف : شیاما جین
ملاقات : نئے ممبروں سے
سنو اور سناؤ : آؤ مل کر گائیں

دوپہر

۱۲-۳۰ آپ کے لئے (صرف اتوار)

شام

۶-۳۰ یووادانی (پہری چرچا اور سرگم)
۸-۰۰ جو اے بار
غزلوں کا پروگرام
۹-۳۰ اصغر خاں اور ساتھی
چہاریت
۹-۴۵ آپ کی پسند (صرف اتوار)

اتوار ۹ اگست

صبح

۷-۴۵ ، اور شام ۵-۴۵
راجندر مہتہ : بھجن

دوپہر

۱-۱۰ آج اتوار ہے : سن کا رشتہ
مصنف : شریمتی شیلا شرما

شب

۸-۱۵ پرادیشک سماچار درشن
۱۰-۰۰ بسوداج رانگورد : خیال
۱۰-۳۰ بمل مکھرجی : ستار وادن

پیر ۱۰ اگست

صبح

۷-۴۵ ، دوپہر ۱۲-۰۰ اور شب ۸-۱۵
ردپالی مکھرجی : گیت اور بھجن
۱۰-۰۰ و اور شب ۸-۳۰
دلدار خاں : سارنگی وادن

شام

۵-۴۵ رویندر سنگیت
۹-۳۰ ہندی تقریروں کا نیشنل پروگرام
۹-۴۵ میرا بنرجی : ٹھمری

منگل ۱۱ اگست

صبح

۷-۴۵ جمیدنیازی : بھجن

شام

۵-۴۵ اور ۸-۳۰
فرافروز بیگم : غزلیں
۹-۳۰ انگریزی تقریروں کا
نیشنل پروگرام
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
جگدیش پرساد ورما
بانسری وادن

بدھ ۱۲ اگست

صبح

۷-۴۵ ساز غزل : غزلوں کا خاص پروگرام
۱۰-۰۰ و دوپہر ۱۰-۱ اور شب ۱۰-۳۰
سریندر شنکر اوستھی : خیال گائن

دوپہر

۱۲-۰۰ سنسکرت گیتم

شام

۵-۴۵ الیاس حسین : سگم سنگیت

۸-۱۵ سورج پانڈے : سگم سنگیت
۸-۳۰ برجو مہاراج : ٹھمری
۱۰-۰۰ ایک اور روبو : ڈرامہ
مصنف : مدرا راکشس

جمعرات ۱۳ اگست

صبح

۷-۴۵ ، اور شام ۵-۴۵
سریش سریواستو : بھجن
۱۰-۰۰ و اور شب ۱۰-۳۰
دھرم ناتھ مصر : ٹھمری

دوپہر

۱۲-۰۰ اوشا ٹنڈن : بھجن

شب

۸-۱۵ ریتو کا : بھجن اور غزل
۱۰-۴۵ عبدالحلیم جعفر خاں : ستار وادن

جمعہ ۱۴ اگست

صبح

۷-۴۵ سمنا رائے : غزلیں
۱۰-۰۰ ایس بی این مصر
ستار وادن
دیویندر پرتاپ جوہری
طبلہ وادن

شام

۵-۴۵ سگم سنگیت

۸-۱۵ صدر جمہوریہ جناب نیلم سنجیوا ریڈی
کا یوم آزادی کی قبل شب پر پیغام
انگریزی میں ،
اور اس کا ہندی ترجمہ

۹-۳۰ مکتی پتھ : ڈرامہ
مصنف : لالچند جوشی
ریڈیو کہانی : اونکار شرد
۱۰-۳۰ نیکا رجن منصور : خیال

ہفتہ ۱۵ اگست

صبح

۷-۰۵ یوم آزادی کے موقعہ پر
لال قلعہ دھلی پر پرچم کشائی
کی رسم کا آنکھوں دیکھا حال
وزیر اعظم ھند ، شریمتی
اندرا گاندھی کی تقریر
۷-۴۵ جنم دن سوتنترتا کا کورس
دیش بھکتی گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام : طرحی نشست
شرکاء : تسنیم فاروقی
ساحر لکھنوی ، راجیندر بہادر موج
اور زبیدہ عشرت
۱۰-۰۰ و اور دوپہر ۱۰-۱
بسم اللہ خاں اور پارٹی
شہنائی وادن
۱۲-۳۰ یوم آزادی پر مبنی فیچر

شام

۵-۴۵ جنم بھومی تیری جے جے کار
کورس ، آکاشوانی لکھنؤ
کورل گروپ
۸-۰۰ یوم آزادی کے موقعہ پر اترپردیش
کے مکھیہ منتری وشوناتھ
پرتاپ سنگھ کا پیغام
۸-۱۵ جے ہو مہان دیش ہمارا
کورل گیت
آکاشوانی لکھنؤ کورل گروپ
۹-۳۰ کلاسیکی موسیقی کا نیشنل پروگرام

پیر ۳ اگست

صبح

۴۵ - ۶، اور رات ۰۰ - ۸
پشپا پگ دھرے : غزلیں
۳۰ - ۸ لوک گیت

دوپہر

۱۰ - ۱ مہلا جگت : خطوں کے جواب
بہت مہنگا پڑا سہیلی کے گھر جانا
ونود دارتا
گیت اور غزل
۴۰ - ۱ اور رات ۱۵ - ۸
بنی جان خاں : کلارینٹ وادن
عطا حسین خاں : طبلہ وادن

شام

۳۰ - ۶ یووادانی : کہانی کوتیا پاٹھ، نوٹنکی
۴۵ - ۷ اردو پروگرام : شعری نشست
شرکاء : وسیم بریلوی
واحد القادری، اظہر عنایتی
اور خلیل رامپوری

منگل ۴ اگست

صبح

۴۵ - ۷ پشپا ہنس : سگم سنگیت
۳۰ - ۸ لوک گیت
گیان وتی سکسینہ اور سکھیاں

دوپہر

۴۰ - ۱ سرفراز حسین خاں : گائن

شام

۳۰ - ۶ یووادانی : میری پسند
۳۰ - ۸ وادیہ ورند (صرف منگل)

بدھ ۵ اگست

صبح

۴۵ - ۶، اور رات ۰۰ - ۸
محبوب ظفر اور ساتھی
نعت، قوالی
۳۰ - ۸ لوک گیت

دوپہر

۱۰ - ۱ گرامین مہلاؤں کے لئے
(صرف بدھ)
۴۰ - ۱ اور رات ۱۵ - ۸
شیام گوپی رائے چودھری
سرود وادن

شام

۳۰ - ۶ یووادانی
کھیل پتریکا
۴۵ - ۷ دی وے ڈپو ویپرٹی
انگریزی تقریر از
ڈاکٹر کے۔ کے۔ کپور

جمعرات ۶ اگست

صبح

۴۵ - ۷ ساہتیہ سدھا
سنسکرت پروگرام
ابھیوگیتا
۳۰ - ۸ رینش موریا : لوک گیت

دوپہر

۱۰ - ۱ گیتکا
۴۰ - ۱ اور رات ۱۵ - ۸
شاستریہ سنگیت

شام

۳۰ - ۶ یووادانی
کوتیا پاٹھ : یووا پسند
۰۰ - ۸ پرون کمار مکھرجی
سگم سنگیت

جمعہ ۷ اگست

صبح

۳۰ - ۷ کادیہ سوربھ : شمشیر بہادر انچل
اور ڈاکٹر رویندر بھرمر
۴۵ - ۷ درپن : پریوار کلیان پروگرام
۳۰ - ۸ لوک گیت
۳۰ - ۸ اردو پروگرام
اس شہر سے میرا رشتہ
اردو تقریر : تاباں نقوی

دوپہر

۱۰ - ۱ نعت، قوالی
۴۰ - ۱ اور رات ۱۵ - ۸
جیا بوس
ہیمانشو وشواس : ستار، بانسری

شام

۳۰ - ۶ یووادانی : پریوار کلیان
سرگم : خطوں کے جواب
۰۰ - ۸ طلعت محمود : سگم سنگیت

ہفتہ ۸ اگست

صبح

۴۵ - ۷ سگم سنگیت
۳۰ - ۸ لوک گیت

شام

۳۰ - ۶ یووادانی
تقریر : کوی دربار
۴۵ - ۷ رنگین ٹی وی : تقریر
۰۰ - ۸ منوہر سوروپ : بھجن اور غزل
۱۵ - ۸ منور علی خاں : گائن

اتوار ۹ اگست

صبح

۳۰ - ۸ لوک گیت
۱۰ - ۹ بال جگت : پری چرچہ
ناٹک : تین کلہاڑیاں
مصنف : سکھ درشا پنڈت
پیش کش : بی۔ آر۔ ناگر
خطوں کے جواب : بال جگت

شام

۳۰ - ۶ یووادانی : بات چیت
سرگم
۰۰ - ۸ جو اے بار
غزلوں کا پروگرام
۳۰ - ۹ عبدالغفور مستری اور ساتھی
چہاربیت

پیر ۱۰ اگست

صبح

۴۵ - ۶، اور رات ۰۰ - ۸
جگجیت سنگھ، چترا سنگھ
سگم سنگیت
۳۰ - ۸ لوک گیت

دوپہر

۱۰ - ۱ مہلا جگت : سمسیا سمادھان
آپ کے دشمن
تقریر، گیت اور قوالی
۴۰ - ۱ اور رات ۱۵ - ۸
مہندر سنگھ : گائن

شام

۳۰ - ۶ یووادانی
کہانی، شعری اور جھلکی
۴۵ - ۷ اردو پروگرام
چیتل ٹھمری
اردو روپک
(بھینٹ وارتائیں)

منگل ۱۱ اگست

صبح

۴۵ - ۷ سگم سنگیت : راجندر مہتہ
۳۰ - ۸ لوک گیت

دوپہر

۴۰ - ۱ شیوکمار شرما (سنطور)
ہری پرساد چورسیا : بانسری
برج بھوشن کابرا : گٹار

شام

۳۰ - ۶ یووادانی : میری پسند

بدھ ۱۲ اگست

صبح

۴۵ - ۶، اور رات ۰۰ - ۸
غلام صابری اور ساتھی
نعت، قوالی
۳۰ - ۸ لوک گیت

دوپہر

۴۰ - ۱ افضال حسین نظامی : گائن

شام

۳۰ - ۶ یووادانی : سنسکرت پتریکا
۱۵ - ۸ شوبھا گرٹو : گائن

جمعرات ۱۳ اگست

صبح

۴۵ - ۷ سنسکرت پروگرام
۳۰ - ۸ لوک گیت

دوپہر

۱۰ - ۱ گیتکا
۴۰ - ۱ اور رات ۱۵ - ۸
بدھ دتیہ مکرجی : ستار وادن

شام

۳۰ - ۶ یووادانی
شعری، یووا پسند

جمعہ ۱۴ اگست

صبح

۳۰ - ۷ کادیہ سوربھ
۳۰ - ۸ لوک گیت
۳۰ - ۸ اردو پروگرام : روہیل کھنڈ کے
تاریخی آثار، اردو میں تقریر
ڈاکٹر : پی۔ سی۔ ساہنی، شعری
منتقیم بریلوی

دوپہر
۴۰-۱ اور رات ۱۵-۸
بھیم سین جوشی: گائن

شام
۳۰-۶ یووادانی: پریوار کلیان
سرگم، خطوں کے جواب
۰۰-۸ سگم سنگیت

ہفتہ ۱۵ اگست

صبح
۰۵-۶ وندنا

۰۵-۷ دہلی کے لال قلعہ پر پرچم کشائی کی رسم کا آنکھوں دیکھا حال اور وزیراعظم کی تقریر

دوپہر
۱۰-۱ جوانوں کے لئے
حب الوطنی سے متعلق گیت
۲۰-۲ ہماری آزادی کے زاویئے: فیچر
پیشکش
شرافت یار خاں

شام
۲۰-۶ اسنیت کے جھروکے سے
آزادی (روپک)
مصنف: ایشور سرن سنگھل
۳۰-۶ میرا وطن یہی ہے: روپک
۴۵-۷ آزاد ہندوستان
تاریخ کے صفحات سے
ہندی تقریر
ڈاکٹر کے۔ این۔ مصرا

رات
۳۰-۸ یوم آزادی کی جھلکیاں
پیشکش
شرافت یار خاں اور
چندر موہن سکسینہ
۳۰-۹ یہ اسرار وطن میری: فیچر
تحریر اور پیشکش
زبیر رضوی
۳۰-۱۰ حب الوطنی کے گیت

★★★★★★

الہ آباد

الہ آباد الف ۴/۲۹۲ میٹر ۱۰۲۶ کلوہرٹز
الہ آباد ب ۰/۲۰۲ میٹر ۱۴۸۵ کلوہرٹز

ہفتہ یکم اگست

صبح
۴۵-۷/رات ۳۰-۸
اوما ورما: سگم سنگیت
۲۰-۸، دوپہر ۴۵-۱۲، رات ۱۵-۸
پنڈت جسراج: خیال
۱۰-۹ نکھل بنرجی: ستار

شام
۱۵-۵ آؤ بچو
۳۰-۵ یووادانی (روزانہ)
۵۰-۶ پنچایت گھر
۰۰-۸ لوک مانیہ تلک کی ہندیہ تنقی
(تلک مہاراج کی تقاریر پر مبنی فیچر)
۳۰-۹ نیشنل پروگرام: موسیقی

اتوار ۲ اگست

صبح
۳۰-۷ 'ٹیکے آس پاس' فیچر
۱۵-۹ پتر کیلئے دھنیہ واد
۳۰-۹ بال سنگھ: بچوں کا پروگرام
۱۵-۱۰ ترنگ
۴۵-۱۰ - غلام مصطفیٰ: خیال
علی اکبر خاں: سرود
بھیم سین جوشی: خیال
۴۵-۱۱ پریکرما

دوپہر
۰۰-۱۲ فلم سنگیت
۳۰-۱۲ گھر پریوار
۱۰-۱ آج اتوار ہے
'اتنا کپڑا چاہئیے' مزاحیہ جھلکی
تحریر: کے پی سکسینہ

شام
۵۰-۶ پنچایت گھر
گاؤں گاؤں کی جھانکی
۰۰-۸ پنچ رنگ

۳۰-۹ تقریر از رینوکول
۰۰-۱۰ عیدالفطر کا پروگرام

پیر ۳ اگست

صبح
۲۰-۸ برکت علی خاں: دادرا
۱۰-۹، رات ۱۵-۸
گرجا دیوی: خیال اور ٹھمری

دوپہر
۳۰-۱۲ گرہیہ لکشمی
۳۰-۱ جیا بسواس: ستار وادن
گرجا دیوی: ٹھمری

رات
۰۰-۸ پرانی پیڑھیاں، بدلتے سندربھ
تقریر از کبیرناتھ رائے
۳۰-۱۰ گرجا دیوی: ٹھمری

منگل ۴ اگست

صبح
۴۵-۷، دوپہر ۱۰-۱، رات ۴۵-۹
شیلا گلواڑی: سگم سنگیت
۲۰-۸، رات ۲۰-۸
ذاکر حسین: طبلہ وادن

دوپہر
۳۰-۱۲ پنگھٹ: دیہی خواتین کیلئے
۱۵-۵ بال گوپال

شام
۵۰-۶ پنچایت گھر
۰۰-۸ سنسکرت پروگرام
۰۰-۱۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۵ اگست

صبح
۱۰-۹، دوپہر ۲۰-۱، رات ۱۵-۸
این راجم: وائلن

دوپہر
۳۰-۱۲ گرہیہ لکشمی

شام
۵۰-۶ پنچایت گھر
'کشتی اور دنگل - بیرانا اور نیا'
۳۰-۹ 'بیوروکریسی - وین اینڈ ناؤ'
تقریر: ڈاکٹر جے ڈی شکلا
۴۰-۹ پریوار کلیان پر شنوتری
۰۰-۱۰ 'دیواریں' ناٹک
تحریر: لکشمی کانت ورما
۳۰-۱۰ اجے چکرورتی: خیال

جمعرات ۶ اگست

صبح
۴۵-۷، دوپہر ۱۰-۱
بے بی دیوناتھ: سگم سنگیت
۲۰-۸، ۰۰-۹
پنّا لال گھوش: بانسری

دوپہر
۳۰-۱۲ پنگھٹ
لوک گیتوں میں ہمارا گھر
روزی روزگار
۲۰-۱، رات ۳۰-۱۰
شنو کھورانہ: خیال

رات
۰۰-۸ 'سوروپلا' راشٹریہ وچار دھارا کی کوتیائیں
روپ نارائن ترپاٹھی اور شیخ زین العابدین
۳۰-۹ نیشنل پروگرام: علاقائی و لوک موسیقی

جمعہ ۷ اگست

صبح
۳۵-۶ گاندھی چرچا
۳۰-۷، رات ۳۰-۱۰
پربھا اترے: خیال اور ٹھمری
۱۰-۹ برج بھوشن کابرہ: گٹار

شام
۵۰-۶ پنچایت گھر
'گھر گھر میں بسے تلسی'
تلسی جینتی پر خصوصی ڈاکومینٹری فیچر
۳۰-۹ 'بہت سہ سہ مرم ناہیں جانی' فیچر
تحریر: ڈاکٹر آشارام ترپاٹھی

ہفتہ ۸ اگست

صبح
۴۵-۷، دوپہر ۱۰-۱

رات

۸-۰۰ تقریر از گنگا سرن سنگھ

۸-۱۵، ۱۰-۳۰

اے کانن ، خیال اور ٹھمری

۱۰-۰۰ میری ساہتیہ یاترا ، گدھ رچنا کے سندربھ میں

سمرن کھاتا ، مہادیوی ورما

سپنا بھٹاچاریہ ، سگم سنگیت

۸-۲۰، ۹-۱۰

شنتی موہن بھٹ ، ستار

دوپہر

۱۲-۴۵ بینا پانی مشرا ، ٹھمری

۵-۳۰ آؤ بچو!

۶-۵۰ پنچایت گھر

رات

۸-۴۵ سیارام تیواری ، دھمار

۹-۳ نیشنل پروگرام ، موسیقی

اتوار ۹ اگست

صبح

۷-۳۰ 'آپ کے آس پاس' فیچر

۹-۱۵ پتر کیلئے دھنیہ واد

۹-۳۰ بال سنگھ

۱۰-۱۵ ترنگ

۱۰-۴۵ وسنت راؤ دلیش پانڈے ، خیال

بدھ دتیہ مکرجی ، ستار

کمار گندھرو ، خیال

۱۱-۴۵ پریکرما

دوپہر

۱۲-۰۰ فلم سنگیت

۱۲-۳۰ گھر پریوار

۱-۱۰ آج اتوار ہے

'من کا رشتہ' ناٹیکا

تحریر ، شیلا شرما

شام

۶-۵۰ پنچایت گھر

'آلہا' مہوبا سے ریکارڈ کیا ہوا خصوصی

فیچر

۸-۰۰ پنچ رنگ

۸-۱۵ پرادیشک سماچار درشن

۹-۳۰ 'رول آف ایجوکیشن ان نیشنل ڈولپمنٹ'

مذاکرہ

۹-۵۰ 'اپہار'

کرشن چکرورتی ، ستار وادن

پیر ۱۰ اگست

صبح

۸-۲۰، دوپہر ۱-۲۰، رات ۹-۴۵

نظیر احمد ، سارنگی

۹-۱۰ نثار حسین خاں : خیال

۱۲-۳ گرہ لکشمی

منگل ۱۱ اگست

صبح

۷-۴۵، دوپہر ۱-۱۰

نشی گپتا : سگم سنگیت

۸-۲۰، ۹-۱۰، رات ۸-۲۰

راجیشور پرشاد مشر ، خیال

دوپہر

۱۲-۳۰ ینگھٹ

رات

۸-۰۰ سنسکرت پروگرام

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۲ اگست

صبح

۹-۱۰، دوپہر ۱-۲۰، رات ۸-۱۵

سریندر موہن : ستار

دوپہر

۱۲-۳۰ گرہ لکشمی

۵-۱۵ آؤ بچو!

شام

۶-۵۰ پنچایت گھر

۹-۳۰ 'فیشن ایبٹی اینڈ انس بیجنگ فیسٹ'

تقریر از رنجن لسو

۹-۵۰ پریوار کلیان پرشنوتری

۱۰-۰۰ 'ایک اور روبو' ناٹک

تحریر : مدورا راکشس

جمعرات ۱۳ اگست

صبح

۷-۴۵، دوپہر ۱-۱۰

سپنا پال ، سگم سنگیت

۸-۲۰، ۹-۱۰، دوپہر ۱-۲۰

پورنیما چودھری ، خیال ، ٹھمری ، دادرا

دوپہر

۱۲-۳۰ پنگھٹ

رات

۸-۰۰ پستک سمیکشا

ہندی کی نئی کتابوں پر تبصرہ از

ڈاکٹر شیو پرکاش مشر

جمعہ ۱۴ اگست

صبح

۶-۳۵ گاندھی چرچا

۷-۳۰، ۹-۱۰، دوپہر ۱-۲۰

ستیش کمار ملک : سرود

۱۲-۳۰ گرہ لکشمی

شام

۶-۵۰ پنچایت گھر

۸-۰۰ 'گاؤں کی باتیں گاؤں کے لوگ'

انٹرویوز پر مبنی پروگرام

۹-۳۰ 'بھگتی پتھر' ناٹک

الاچند رجوشی کے ناول کا ڈرامائی عکس

از اونکار شرد

ہفتہ ۱۵ اگست

صبح

۷-۴۵، دوپہر ۱-۱۰ دلیش گان

۱۲-۳۰ 'سوادھینتا دوس' خصوصی فیچر

پیشکش : ڈاکٹر پرمود سنہا

۵-۱۵ آؤ بچو!

۶-۵۰ پنچایت گھر

'اس دھرتی کا کن کن اپنی ایک کہانی کہتا

ہے' لوک بھاشا کوی گوشٹھی

رات

۸-۰۰ پردیش کی جنتا کے نام مکھیہ منتری کا پیغام

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

روہتک

میڈیم ویو ۴۲۷ر۲ میٹر ۷۰۳ کلو ہرٹز

پہلی مجلس: صبح ۶-۰۵ سے ۹-۰۵ تک (اتوار ۱۰-۹ تک)

دوسری مجلس: ۱۲-۳۰ سے ۳-۰۰ تک

تیسری مجلس: ۵-۳۰ سے ۱۰-۳۰ تک (ہفتہ رات گیارہ بجے تک)

ہفتہ یکم اگست

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵

پریتی چاولہ ، سگم سنگیت

۷-۲۵ حصار ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ استاد امیر خاں

کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰

چھتر سنگھ میراثی اور ریتا وساتھی

لوک گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ پھر سنیے

۱-۰۰ ورندگان

۱-۳۰ اساتذہ کیلئے

شام

۵-۳۰ یووا سنسار

۶-۱۰ برج کے گیت

۶-۳۰ چھتر سنگھ میراثی : لوک گیت

۷-۳۰ روزگار سوچنائیں (روزانہ)

۸-۰۰ ہریانہ درشن

۸-۳۰ سموہ گان

۹-۱۵ ایک فلم سے 'بارود'

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی

اتوار ۲ اگست

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵

مدن سنگھ ، سگم سنگیت

۷-۲۵ انبالہ ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ اجیت سنگھ پنٹل

کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰ بچوں کیلئے پروگرام

دوپہر

۱۲-۳۰ ناری جگت

۱-۰۰ کھلا آکاش

۲-۲۰ راجیش کمار پوسلہ اور

لیلا رام سانگی ، لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار

۶-۱۰ پنجابی گیت

۳۰-۶ گرامین سنسار
آپ کی پسند
۰۰-۸ آج اتوار ہے
۳۰-۸ ملکہ پکھراج : سگم سنگیت
۱۵-۹ ایک فلم سے 'وفن'
۳۰-۹ موسیقی کی جھلکی
۰۰-۱۰ پرانی فلموں سے

پیر ۳ راگست

صبح
۱۰-۷ انوپ جلوٹا ، سگم سنگیت
۲۵-۷ جھانسی ضلع کی چٹھی
۳۰-۷ ، رات ۰۰-۱۰
منی پرساد ، کلاسیکی موسیقی
۲۰-۸ ، دوپہر ۲۰-۲
ملبش کمار و ساتھی اور
نیہال ناتھ یوگیشور : لوک سنگیت

دوپہر
۳۰-۱۲ ملے جلے گیت
۰۰-۱ ورندگان

شام
۳۰-۵ یوواسنسار
۱۰-۶ علاقائی موسیقی
۳۰-۶ ملبش کمار اور ساتھی
لوک گیت
۴۵-۷ بلجیت سنگھ : لوک سنگیت
۰۰-۸ انگریزی تقریر
۳۰-۸ اسلام صابری ، سگم سنگیت
۱۵-۹ ایک فلم سے 'شان'
۳۰-۹ نیشنل پروگرام : تقریر

منگل ۴ راگست

صبح
۱۰-۷ ، شام ۴۵-۷
نند کشور ، سگم سنگیت
۲۵-۷ کرنال ضلع کی چٹھی
۳۰-۷ سرفراز حسین خاں
کلاسیکی موسیقی
۲۰-۸ ، دوپہر ۲۰-۲
پشپا سینی و ساتھی اور پیارے لال سانگی
لوک سنگیت
۳۰-۸ فیچر

دوپہر
۳۰-۱۲ لائبریری سے انتخاب
۰۰-۱ ورندگان

شام
۳۰-۵ یوواسنسار
۱۰-۶ گجراتی گیت
۳۰-۶ گرامین سنسار
پنگھٹ
پشپا سینی و ساتھی ، لوک گیت
۰۰-۸ کلام شاعر
۳۰-۸ دیویندر سنگھ : شبد
۱۵-۹ ایک فلم سے 'رام اور شیام'
۳۰-۹ ہندی میں تبادلہ خیال
۰۰-۱۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۵ راگست

صبح
۱۰-۷ ، شام ۴۵-۷
سیما شرما ، سگم سنگیت
۲۵-۷ گوڑگاؤں ضلع کی چٹھی
۳۰-۷ ، رات ۰۰-۱۰
سنگھ بندھو ، کلاسیکی موسیقی
۲۰-۸ ، دوپہر ۲۰-۲
راج کمار شرما اور کملا دیوی ہڈا
لوک سنگیت
۳۰-۸ آٹھویں جماعت کیلئے انگریزی درس

دوپہر
۳۰-۱۲ گاتی سنگتی
۰۰-۱ کترنیں

شام
۳۰-۵ یوواسنسار
۱۰-۶ نغمے
۳۰-۶ گرامین سنسار
راج کمار شرما ، لوک گیت
۰۰-۸ ہندی تقریر
۳۰-۸ احمد حسین محمد حسین ، سگم سنگیت
۱۵-۹ ایک فلم سے 'دوستانہ'
۳۰-۹ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۶ راگست

صبح
۱۰-۷ ، شام ۴۵-۷
گگن گوگیا ، سگم سنگیت
۲۵-۷ جیند ضلع کی چٹھی
۳۰-۷ چلتے چلتے
۲۰-۸ ، دوپہر ۲۰-۲
سروپ لال سانگی اور
رگھبیر سنگھ و ساتھی ، لوک سنگیت
۳۰-۸ کبیر داس
نویں جماعت کیلئے ہندی درس

دوپہر
۳۰-۱۲ ایک رنگ
۰۰-۱ ورندگان

شام
۳۰-۵ یوواسنسار
۱۰-۶ ڈوگری گیت
۳۰-۶ گرامین سنسار
بچوں سے بات چیت
۰۰-۸ گھر آنگن
۳۰-۸ محمد یعقوب
لوک سنگیت
۱۵-۹ آپ کا خط ملا
۰۰-۱۰ پرانی فلموں سے

جمعہ ۷ راگست

صبح
۱۰-۷ ، شام ۴۵-۷
نیلم ساہنی : سگم سنگیت
۲۵-۷ کوکشیتر ضلع کی چٹھی
۳۰-۷ ، رات ۰۰-۱۰
نکھل بنرجی : ستار وادن
۲۰-۸ ، دوپہر ۲۰-۲
یشونت دت شرما و ساتھی اور
بنواری لال و ساتھی ، لوک سنگیت
۳۰-۸ گاندھی چرچا
۳۰-۱۲ دھرتی کے گیت
۰۰-۱ ورندگان

شام
۳۰-۵ یوواسنسار
۱۰-۶ ہماچل پردیش کے گیت
۳۰-۶ گرامین سنسار
یشونت دت شرما و ساتھی ، لوک گیت
۰۰-۸ کھیل جگت
۳۰-۸ سونیتا باجپائی ، سگم سنگیت
۱۵-۹ ایک فلم سے 'راکی'
۳۰-۹ قوالیاں

ہفتہ ۸ راگست

صبح
۱۰-۷ ، شام ۴۵-۷
جعفر حسین اور ساتھی : سگم سنگیت
۲۵-۷ مہندرگڑھ ضلع کی چٹھی
۳۰-۷ بسم اللہ خاں : شہنائی وادن
۲۰-۸ ، دوپہر ۲۰-۲
اجیت سنگھ ایلاوت اور
رام بھائی و ساتھی ، لوک سنگیت

دوپہر
۳۰-۱۲ پھر سنیئے
۰۰-۱ ورندگان
۳۰-۱ اساتذہ کیلئے

شام
۳۰-۵ یوواسنسار
۱۰-۶ اترپردیش کے گیت
۳۰-۶ گرامین سنسار
اجیت سنگھ ایلاوت : لوک گیت
۰۰-۸ ہریانہ درشن
۳۰-۸ ہیمنت کمار : گیت
۱۵-۹ ایک فلم سے 'سن آف انڈیا'
۳۰-۹ نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ۹ راگست

صبح
۱۰-۷ ، شام ۴۵-۷
مانک لال ورما ، سگم سنگیت
۲۵-۷ سونی پت ضلع کی چٹھی
۳۰-۷ مینش باجپائی
۳۰-۸ بچوں کیلئے
آدمی کی کہانی، فیچر

دوپہر
۳۰-۱۲ ناری جگت
۰۰-۱ کھلا آکاش
۳۰-۲ دھرم پال اور ہری رام شرما
لوک سنگیت

شام
۳۰-۵ یوواسنسار
۱۰-۶ مدھیہ پردیش کے گیت
۳۰-۶ گرامین سنسار
آپ کی پسند
۰۰-۸ آج اتوار ہے
۳۰-۸ اندر نارائن
۱۵-۹ ایک فلم سے 'بندنی'
۳۰-۹ 'سچ اور جھوٹ' ، ناٹک
۰۰-۱۰ پرانی فلموں سے

پیر ۱۰ اگست

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵

کمل ہنس پال : سگم سنگیت

۷-۲۵ ہریانہ ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰

غلام علی پروینز : کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰ ، دوپہر ۲-۲۰

ٹکارام ، رام نواس شرما

لوک سنگیت

۹-۴۰ چھٹی جماعت کیلئے درس

دوپہر

۱۲-۳۰ ملے جلے گانے

۱-۰۰ وندگان

شام

۵-۳۰ یووا سنسار

۶-۱۰ مارواڑی گیت

۶-۳۰ گرامین سنسار

ٹکارام : لوک گیت

۸-۰۰ انگریزی تقریر

۸-۳۰ رینا گنگولی

۹-۱۵ ایک فلم سے 'سارنگا'

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : تقریر

منگل ۱۱ اگست

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵

سورج پرکاش گروور : سگم سنگیت

۷-۲۵ فریدہ آباد ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ درگا پرشاد : طبلہ وادن

۸-۲۰ ، دوپہر ۲-۲۰

درشن چنکارے و ساتھی اور

پورن ناتھ و ساتھی : لوک سنگیت

۸-۴۰ ساتویں جماعت کیلئے درس

دوپہر

۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب

۱-۰۰ وندگان

شام

۵-۳۰ یووا سنسار

۶-۱۰ راجستھانی گیت

۶-۳۰ گرامین سنسار

پنگھٹ ، دیہی خواتین کیلئے

۸-۰۰ کلام شاعر

۸-۳۰ کمار گندھرو : بھجن

۹-۱۵ ایک فلم سے 'جولی'

۹-۳۰ ہندی میں تبادلہ خیال

بدھ ۱۲ اگست

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵

اقبال صدیقی : سگم سنگیت

۷-۲۵ روہتک ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ پنالال سولنکی : کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰ ، دوپہر ۲-۲۰

آٹھویں جماعت کیلئے درس (انگریزی)

دوپہر

۱۲-۳۰ گاتی بجاتی

۱-۰۰ وندگان

شام

۵-۳۰ یووا سنسار

۶-۱۰ ننھے منے

۶-۳۰ گرامین سنسار

ست نارائن وششٹ : لوک گیت

۸-۰۰ ہندی تقریر

۹-۱۵ ایک فلم سے 'جے سنتوشی ماں'

۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

۱۰-۰۰ روی شنکر : ستار وادن

جمعرات ۱۳ اگست

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵

وید سیٹھی : سگم سنگیت

۷-۲۵ حصار ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ چلتے چلتے

۸-۲۰ ، دوپہر ۲-۲۰

ابھے رام و ساتھی اور چاند سانورے

لوک سنگیت

۸-۴۰ نویں جماعت کیلئے درس

دوپہر

۱۲-۳۰ ساز اور آواز

۱-۰۰ وندگان

شام

۵-۳۰ یووا سنسار

۶-۱۰ برج کے لوک گیت

۶-۳۰ گرامین سنسار

بچوں سے بات چیت

۸-۰۰ گھر آنگن

۸-۳۰ شام بھیجہ : سگم سنگیت

۹-۱۵ آپ کا خط ملا

جمعہ ۱۴ اگست

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵

گووند پرشاد جے پور والے ، سگم سنگیت

۷-۲۵ انبالہ ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ بسم اللہ خاں ، ولائت خاں

شہنائی اور ستار وادن

۸-۲۰ ، دوپہر ۲-۲۰

ضلع سنگھ ملکن اور

راج بالا سنگیت راٹھی : لوک گیت

۸-۴۰ پرائمری جماعتوں کیلئے درس

دوپہر

۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت

۱-۰۰ وندگان

شام

۵-۳۰ یووا سنسار

۶-۱۰ بنگالی گیت

۶-۳۰ گرامین سنسار

ضلع سنگھ : لوک گیت

۸-۰۰ وگیان کلب

۸-۳۰ مینو پرشوتم : سگم سنگیت

۹-۱۵ یوم آزادی کی قبل شب پر

وزیر اعلیٰ کی تقریر

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ناٹک

ہفتہ ۱۵ اگست

صبح

۷-۱۰ لال قلعہ پر قومی جھنڈا لہرانے کی رسم کا آنکھوں

دیکھا حال اور وزیر اعظم کی تقریر

۸-۲۰ ، دوپہر ۲-۲۰

حکم چند راٹھی و ساتھی اور

ایشور سنگھ و ساتھی : لوک گیت

۱۲-۳۰ چہرے نئے

۱-۰۰ وندگان

۱-۴۰ اساتذہ کیلئے

۵-۳۰ یووا سنسار

۶-۱۰ راجستھانی گیت

۶-۳۰ گرامین سنسار

حکم چند راٹھی و ساتھی : لوک گیت

۷-۴۵ لتا منگیشکر : سگم سنگیت

۸-۰۰ ہریانہ درشن

۸-۳۰ مناؤ ے

۹-۱۵ ہریانہ درشن

یوم آزادی پر خصوصی پروگرام

۱۰-۰۰ بڑے غلام علی خاں

کلاسیکی موسیقی

بقیہ: دہلی

ہفتہ ۱۵ اگست

دہلی ے الف سے

صبح

۷-۰۵ لال قلعہ پر رسم پرچم کشائی کا آنکھوں

دیکھا حال اور

پردھان منتری کی تقریر

۹-۱۰ بسم اللہ خاں اور ساتھی

شہنائی پر راگ جونپوری

۱۰-۳۵ کمار گندھرو : گائن

۱۱-۰۲ ، ۵-۴۰

روی شنکر : ستار وادن

۱۱-۳۰ ، ۵-۲۰

بھیم سین جوشی : گائن

۱۲-۰۲ لوک بھارتی

گجراتی لوک گیت

رات

۸-۰۰ سوا ستھ رکھشا

۸-۱۵ فیچر 'یووا پیڑھی اور آزادی'

تحریر : ڈاکٹر راجندر کمار مہیشوری

۸-۳۰ بیگم اختر : ٹھمری ، دادرا

۹-۰۰ بسم اللہ خاں اور ساتھی

شہنائی پر پوروی دھن

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

دہلی 'ب'

صبح

۷-۰۵ لال قلعہ پر رسم پرچم کشائی کا آنکھوں

دیکھا حال اور وزیر اعظم کی تقریر

۷-۰۵ سنگم : ملیالم

۹-۱۰ لوک مادھوری

کشمیری لوک گیت

۲-۱۵ ، ۴-۰۲ ایکتا کے گیت

۳-۳۰ بیگم اختر : ٹھمری ، دادرا

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵

دلیش بھگتی کے گیت

۹-۳۰ ارگیسٹ ٹونائٹ

آکاشوانی سلی گوڑی

طبلہ نواز — سرود نواز — سارنگی نواز

درکار ہیں

اسٹیشن انجینیر، آل انڈیا ریڈیو سلی گوڑی کو اسٹاف آرٹسٹ کی درج ذیل اسامیاں پر کرنے کے لیے امیدواروں سے درخواستیں مطلوب ہیں۔

اسامی کا نام	تعداد	ریزرویشن
طبلہ نواز	ایک	ایک اسامی نابینا فنکار
سرود نواز	ایک	امیدوار کیلئے مخصوص ہے۔
سارنگی نواز	ایک	

کام کی نوعیت ڈیوٹی چارٹ کے مطابق بطور اکمپنسٹ / انسٹرومنٹلسٹ شفٹ ڈیوٹیز انجام دینا۔ ضرورت پڑنے پر بطور سولو آرٹسٹ پروگرام دینا۔ خصوصی مواقع کیلئے موسیقی کے خصوصی آئٹمز کی ریہرسل اور ریکارڈنگ۔ موسیقی کے پروگراموں کی ریہرسل اور پلاننگ میں مدد دینا۔ جب اور جہاں ضرورت ہو موسیقی کے سازوں کی دیکھ بھال کرنا۔ کمپوزیشنز کی علامات اور کتب کی سنبھال۔ موسیقی کے اسباق پیش کرنے میں تعاون اور شرکت کرنا۔ اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً سپرد کردہ فرائض کی انجام دہی۔

اہلیت، عمر، اور فیس اسکیل وغیرہ سے متعلق تفصیلات درج ذیل ہیں۔

لازمی اہلیت

(الف) امیدوار کو متذکرہ بالا زمروں میں سے کلاسیکی موسیقی کے پرفارمنگ میوزک آرٹسٹ بطور، آل انڈیا ریڈیو کی جانب سے 'بی' ہائی گریڈ دیا گیا ہو یا اس سے اعلیٰ گریڈ دیا گیا ہو (بی ہائی گریڈ یا اس سے اعلیٰ گریڈ یافتہ آرٹسٹ مہیا نہیں ہونیکی صورت میں ہی بی گریڈ آرٹسٹ (کلاسیکل) امیدوار قابل غور سمجھا جائے گا۔)

(ب) موسیقی میں باقاعدہ اور باضابطہ تربیت۔

(ج) موسیقی کے اجتماعی مظاہرے میں دیگر سازندوں کے ساتھ سنگت دینے کی بخوبی صلاحیت۔

(د) سنگت دینے / تنہا ساز بجانے کی صلاحیت۔

(ہ) بنگالی زبان لکھنے اور پڑھنے کی صلاحیت۔

پسندیدہ

تانپورہ بجانے کی صلاحیت اور دیگر سازندوں کو تانپورہ پر سنگت دینے کی صلاحیت۔

عمر کی حد: یکم جولائی ۱۹۸۱ء کو ۱۹ اور ۴۵ برس کے درمیان۔ آل انڈیا ریڈیو کے اسٹاف آرٹسٹوں / شیڈول کاسٹ / شیڈول ٹرائب اور جسمانی طور پر معذور امیدواروں کو عمر کی حد میں رعایت دی جائے گی۔

فیس کا اسکیل:

'اے' گریڈ فنکار کیلئے: ۶۵۰-۳۰-۷۴۰-۳۵-۸۱۰-ای بی-۳۵-۸۸۰-۴۰-۱۰۰۰-ای بی-۴۰-۱۲۰۰ روپے۔

'بی ہائی' گریڈ فنکار کیلئے: ۵۵۰-۲۵-۷۵۰-ای بی-۳۰-۹۰۰ روپے۔

'بی' گریڈ فنکار کیلئے: ۴۲۵-۱۵-۵۰۰-ای بی-۱۵-۵۶۰-۲۰-۶۴۰-ای بی-۲۰-۷۰۰-۲۵-۵۰ روپے۔

اور ساتھ ہیں وہ بھتے جو آل انڈیا ریڈیو کے اسٹاف آرٹسٹوں کو وقتاً فوقتاً دیئے جاتے ہیں۔

عام ہدایات

۱۔ امیدواروں کو اپنے خراجات پر ٹسٹ / انٹرویو کیلئے آکاشوانی سلی گوڑی پہنچنا ہوگا۔

۲۔ سرکاری ملازمین اپنی درخواستیں اپنے دفتر کے توسط سے ارسال کریں۔

۳۔ منتخب امیدوار کا تبادلہ آل انڈیا ریڈیو کے کسی بھی اسٹیشن پر کیا جاسکتا ہے۔

(۴) تمام ضروری کارروائیوں کی اطمینان کن تکمیل سے قبل منتخب امیدوار کو ابتدا میں عارضی ماہانہ قابل تجدید معاہدے کی بنیاد پر رکھا جائے گا۔ اسکے بعد مقررہ فیس اسکیل میں انکو بطور اسٹاف آرٹسٹ تین سالہ معاہدے پر تقرری دی جائے گی۔ اس میں سے دو سال کی مدت آزمائشی شمار کی جائے گی۔ آزمائشی مدت کی کامیاب تکمیل پر انہیں طویل المدت معاہدے کی بنیاد پر تقرری کیلئے قابل غور سمجھا جائے گا۔ یہ معاہدہ امیدوار کی ۵۸ برس کی عمر تک چلیگا۔

(۵) درخواستیں سادہ کاغذ پر دیں اور اس میں درج ذیل معلومات مہیا کریں۔ پورا نام اور پتہ، عمر تاریخ پیدائش کے ساتھ، کس اسامی کیلئے درخواست دی گئی، تعلیمی اور پیشہ ورانہ قابلیت تجربہ، موجودہ روزگار، ساتھ تائیدی اسناد کی مصدقہ نقول منسلک کریں۔ درخواستیں اسٹیشن انجینیر، آل انڈیا ریڈیو، سلی گوڑی کے پاس ۳۱ اگست ۹۱ء تک پہنچ جانی چاہئیں۔ امیدوار کیلئے آل انڈیا ریڈیو کا 'بی' ہائی گریڈ یافتہ ہونا ضروری ہے۔ 'بی ہائی' یا اس سے اعلیٰ گریڈ یافتہ امیدوار مہیا نہ ہونیکی صورت میں، ایم اے بی کے 'بی' گریڈ فنکاروں کی درخواستیں قابل غور سمجھی جائیں گی۔

(۶) اگر امیدوار کا کوئی رشتہ دار آل انڈیا ریڈیو، دوردرشن یا وزارت اطلاعات و نشریات کے کسی میڈیا یونٹ میں ملازم ہے تو اسکے متعلق تفصیلات اور اس سے پہلے کسی اسامی کیلئے بھی درخواست دی ہے تو اس سے متعلق تفصیلات کا اندراج بھی اپنی درخواست میں کریں۔

۷۔ مقررہ تاریخ کے بعد موصول ہونے والی درخواستیں کسی بھی حالت میں قابل قبول نہ ہونگی۔ ٹسٹ / انٹرویو کیلئے بلاتے وقت زیادہ قابل اور زیادہ تجربہ کار امیدواروں کو ترجیح دی جائے گی۔

۸ کسی بھی قسم کے اثر و رسوخ کے استعمال کی کوشش امیدوار کی ناموزنیت کا سبب ثابت ہوگی۔

جالندھر چنڈی گڑھ

جالندھر "الف" ۴۶ء۳۳۳ میٹر ۸۷۳ کلو ہرٹز جالندھر "ب" ۴ء۲۲۷ میٹر ۷۰۲ کلو ہرٹز
چنڈی گڑھ ۶ء۲۰۹ میٹر ۱۴۴۰ کلو ہرٹز (شام ۱۰-۶ تا ۳۰-۶ تک)

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح (جالندھر الف)
۵۵ وندے ماترم، منگل دھونی
۶-۰۵ پرچے (پروگراموں کا خلاصہ)
۶-۱۰ آرادھنا، بھگتی سنگیت
۶-۴۰ موسم اور کھیتی باڑی
۶-۴۵ آسا دی وار (اتوار)
۸-۴۰ آپ کے آس پاس (اتوار)
ساہتیہ سدھا سنسکرت پروگرام
(پیر) اخباراں دی رائے منگل
سماچار درپن (بدھ اور ہفتہ)
تراتے (جمعرات) اتہاس دی
جھلکی (جمعہ)
۹-۱۵ بال جگت بچوں کے لیے
پروگرام (اتوار)

۹-۴۵ چاس رشیاں سعد دا رانی
میکریں پروگرام
۹-۳ اختتام (۵-۱۱ اتوار)
دوپہر
۱۲-۳۰ ناری سنسار (اتوار و جمعرات)
۱۲-۴۵ جیون جاچ (پیر اور جمعہ)
۱-۰۵ فوجی بھائیوں کے لیے
۲-۰ موسم اور زرعی کھیتی
۲-۳ لوک گیت (مقامی فنکار)
۲-۴۵ دیہی رنگ منچ ... کا میلہ
شام
۵-۵ ... بچوں کے لیے پروگرام ... (جمعہ)

بقیہ روزانہ ہی کی گیت
۵-۳ گوردواں وچار (روزانہ)
۶-۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ
۶-۱۰ پرادیشک سماچار (پنجابی)
۶-۲۰ پرادیشک سماچار (ہندی)
۶-۳۰ دیہاتی پروگرام (روزانہ)
۶-۴۵ ختم
(جالندھر ب)
شام
۶- یوروانی
۶-۰ تا ۹- دلیس پنجاب (... میں رنگ) رنگ پروگرام

ہفتہ یکم اگست

صبح
۶-۴۵ شبد
۷-۰۵ کلدیپ مانک: لوک گیت
۷-۱۵ ستیش چندر: گیت اور غزل
۷-۳۰ وجے کچلو: خیال توڑی
۸-۲۰ سریندر کار شرما: بھجن
۸-۵۰ پنجابی گیت
۹-۱۵ گیت
دوپہر
۱۲-۰۰ امرت حسین خاں: ستار
۱۲-۱۵ گیت اور غزل
سویتا سمن اور ثروت حسین
۱۲-۳۰ لوک رنگ
لوک گیتوں کا پروگرام
۲-۲۰ غزلیں
شام
۵-۱۵ گوردیپ سنگھ: لوک گیت
۷-۴۰ روزگار سماچار
۷-۵۰ سریندر کار شرما: گیت
۸-۰۰ پنجابی میں وارتا
۸-۱۰ پنجابی گیت
۸-۲۰ ادھیاپکوں کے لئے
۸-۳۰ سگم سنگیت
۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام
محمد مشیر (ستار)

اتوار ۲ اگست

صبح
۷-۱۰ دیش پیار دا گیت
۷-۱۵ سی۔ ایل۔ ولی: غزلیں
۷-۳۰ غلام مصطفےٰ خاں: خیال رام کلی
۸-۲۰ مسیحی بھجن
۸-۵۰ پنجابی گیت
۱۰-۱۵ آپ کی فرمائش
دوپہر
۱۲-۰۰ غلام مصطفےٰ خاں: ٹھمری پیلو
۱۲-۱۵ سی۔ ایل۔ ولی: کافیاں
۲-۲۰ غزلیں
شام
۵-۱۵ لوک گیت: اکبر علی جودھاں
۷-۴۰ روزگار سماچار
۷-۴۵ جاگرت: پنجابی میں سلسلہ وار گھریلو فیچر پروگرام
۸-۰۰ انگریزی میں وارتا
۸-۲۵ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ شبد گائن
۱۰-۳۰ استاد بڑے غلام علی خاں

پیر ۳ اگست

صبح
۶-۴۵ شبد
۷-۱۰ دیش پیار دا گیت
۷-۱۵ چندر کانتا: کافیاں
۷-۳۰ بلبیر سنگھ کلسی: خیال توڑی
روی شنکر (ستار) اور علی اکبر خاں (سرود)، راگ بلاس خانی توڑی
۸-۲۰ لال چند یملا جٹ: لوک گیت
۸-۴۰ سنسکرت دے امر ساہتیہ کار بان بھٹ: پنجابی میں ششما دھیر سے وارتا
۹-۱۵ ارملا نگر: غزلیں
دوپہر
۱۲-۰۰ تہاڈی پسند
سننے والوں کی فرمائش پر پنجابی گیت
۱۲-۳۰ لکشمی شنکر: گیت اور غزل
۲-۲۰ غزلیں
شام
۷-۴۰ روزگار سماچار
۷-۴۵ غزلیں
۸-۰۰ سماجک روڑھیاں اور سنت ساہتیہ: شیخ فرید
ہندی میں وارتا۔ ڈاکٹر پریم ساگر شاستری
۸-۲۰ سگم سنگیت
۹-۳۰ پنجابی میں ناٹک
۱۰-۱۵ لوک گیت: لال چند یملا جٹ
۱۰-۳۰ بلبیر سنگھ کلسی، خیال میاں کی ملہار
روی شنکر اور علی اکبر (ستار اور سرود)
راگ پلاس کافی

منگل ۴ اگست

صبح
۶-۴۵ بھجن
۷-۱۰ دیش پیار دا گیت
۷-۱۵ چاند رانے: غزلیں
۷-۳۰ این۔ راجم: وائلن پر راگ دیسی
۸-۲۰ لوک گیت
۸-۵۰ بلدیو راج: پنجابی گیت
۹-۱۵ دینا ناتھ: کافی اور لوک گیت
دوپہر
۱۲-۰۰ پرچھائیاں: پرانی فلموں سے گیت
۲-۲۰ غزلیں
شام
۵-۱۵ لوک گیت: نقیر سنگھ نقیر
۷-۴۰ روزگار سماچار
۷-۴۵ گیت: دینا ناتھ
۸-۲۰ کویتا پاٹھ (ہندی، ترمیتی جیون جیوتی
۸-۳۰ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ منگل وار یہ سنگیت سبھا

بدھ ۵ اگست

صبح
۶-۴۵ شبد
۷-۱۰ دیش پیار دا گیت
۷-۱۵ غزلیں
۷-۳۰ وزیر چند چترا: ستار پر راگ للت
۸-۳۰ پرم جیت سکھوں: بھجن
۹-۵۰ کلدیپ مانک: لوک گیت
۹-۱۵ شبد
دوپہر
۱۲-۰۰ شرافت حسین خاں: کاموونیٹ حسینی کانہڑہ اور بھیروی دادرا
۱۲-۱۵ شبد
۲-۲۰ غزلیں
شام
۷-۴۰ روزگار سماچار
۷-۴۵ قدم قدم پڑھا پڑھا
۷-۵۵ گیت
۸-۰۰ پنجابی میں وارتا
۸-۱۰ پرم جیت سکھوں
پنجابی گیت
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۳۰ آپ کی فرمائش
۱۰-۳۰ وزیر چند چترا
ستار پر راگ مالکونس

جمعرات ۶ اگست

صبح
۶-۴۵ بھجن
۷-۴۰ آج دا وچار
۷-۱۰ دیش پیار کا گیت
۷-۱۵ گیت اور غزل: شاما نہ چٹرجی
لکشمی بائی راٹھور
بیگم اختر اور زرینہ خاتون

شام
۷-۲۵ خاندانی بہبود کا پروگرام
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۱۵ من منتھن
'اور دھی'، کہانی از وجے سرسوتی
۹-۳۰ گیت پہاڑاں رے
فرمائشی پہاڑی گیتوں کا ہفتہ وار پروگرام

پیر ۳ راگست

صبح
۷-۴۰ جیون جیوتی
۷-۵۵ سمے کی بات
۸-۲۵ ساہتیہ ویلا : ادبی پروگرام
۹-۰۵ بھولے بسرے گیت

رات
۸-۰۰ نیوز ریل اسپورٹس
۸-۲۵ خاندانی بہبود کا پروگرام
۸-۳۰ دلکش گان
۹-۱۵ جگیاسا
۹-۳۰ ہندی بات چیت

منگل ۴ راگست

صبح
۷-۴۰ سنگیت
۷-۵۵ سمے کی بات
۸-۲۰ ، رات ۸-۱۵
سگم سنگیت
۸-۳۵ علاقائی سنگیت
۹-۰۵ چٹکلا

شام
۶-۰۰ ساماجک چرچا
۷-۰۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی
۸-۲۵ سب رس
۹-۱۵ تعلیم پر بات چیت
۹-۳۰ ہندی بات چیت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۵ راگست

صبح
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ ٹھمری، دادرا
۸-۳۰ امر بھارتی
۹-۰۵ ایک فلم کے گیت

شام
۶-۱۵ مہیلا سمیلن
دیہی خواتین کیلئے پروگرام
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۱۵ ہماچل ڈائری
۹-۳۰ چرچا کا وشے ہے
۱۰-۰۰ آپ کے انورودھ پر
نئی فلموں سے گیت

جمعرات ۶ راگست

صبح
۷-۴۰ دلکش گان
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر ، بات چیت
۹-۰۵ ایک کلاکار

شام
۵-۰۵ لوک گیت
۶-۰۰ پہاڑی دھن
۶-۵۵ خاندانی بہبود کا پروگرام
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۵ آپ کا پتر ملا
۹-۳۰ ہندی ڈرامہ
۱۰-۰۰ کلاسیکی موسیقی

جمعہ ۷ راگست

صبح
۷-۱۰ پرارتھنا سبھا
۷-۴۰ ترنگ ، کویتا پاٹھ
۷-۵۵ سمے کی بات
۸-۲۰ ، رات ۸-۲۵
سگم سنگیت
۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۰۵ محفل

شام
۶-۰۰ ساماجک چرچا
۷-۰۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی
۸-۱۵ سماچار درشن
۹-۱۵ بک ریویو
۹-۳۰ ہندی ڈرامہ
۱۰-۰۰ من بھاون
پرانی فلموں سے فرمائشی گیت

ہفتہ ۸ راگست

صبح
۷-۴۰ ، شام ۷-۳۵
گیت
۷-۵۵ سمے کی بات
۸-۲۰ سیاحوں کیلئے
۸-۳۰ انگریزی سبق
۹-۰۵ رس دھارا

شام
۸-۱۵ سگم سنگیت
۸-۲۵ فلم سنگیت
۹-۱۵ ہیم درشن
علاقائی ریڈیو نیوز ریل
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ۹ راگست

صبح
۷-۴۰ اس ماس کا گیت
۸-۳۰ آپ کی چٹھی آپ کی فرمائش
۹-۰۵ فلمی دھن
۹-۱۰ لوک روچی سماچار
۹-۱۵ ان دنوں
انٹرویوز پر مبنی پروگرام
۹-۳۰ ساز اور آواز
۹-۴۵ وگیان اور جیون
۱۰-۰۰ یووا وانی
۱۱-۰۰ ہندی ڈرامہ

دوپہر
۱۲-۰۰ 'پٹاری' رنگا رنگ پروگرام
۱۲-۳۰ بال گوپال
۳-۰۰ ونیتا منڈل : خواتین کیلئے

شام
۶-۰۰ پہاڑی دھن
۷-۲۵ خاندانی بہبود کا پروگرام
۷-۴۰ اساتذہ کیلئے
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۵ بک ریویو
۹-۳۰ گیت پہاڑاں رے
فرمائشی پہاڑی گیتوں کا
ہفتہ وار پروگرام

پیر ۱۰ راگست

صبح
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ شبد
۸-۳۵ ساہتیہ ویلا : ادبی پروگرام
۹-۰۵ بھولے بسرے گیت

شام
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس
۸-۲۵ خاندان کی بہبود کا پروگرام
۸-۳۰ دلکش گان
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۳۰ ہندی میں بات چیت
۹-۴۵ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ کلاسیکی موسیقی

منگل ۱۱ راگست

صبح
۷-۴۰ سنگیت
۷-۵۵ سمے کی بات
۸-۲۰ ، رات ۸-۱۵
سگم سنگیت
۸-۳۵ علاقائی سنگیت
۹-۰۵ چٹکلا

شام
۶-۰۰ ساماجک چرچا
۷-۰۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی
۸-۲۵ سب رس
۹-۳۰ انگریزی میں بات چیت
۹-۴۵ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۲ راگست

صبح
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی : کرناٹک
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ ٹھمری، دادرا
۸-۳۵ امر بھارتی
۹-۰۵ ایک فلم کے گیت

شام
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۶-۱۵ مہیلا سمیلن
دیہی خواتین کیلئے

۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۵ ہندی جھلکی
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۹-۴۵ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ آپ کے انورودھ پر
نئی فلموں کے گیت

جمعرات ۱۳ / اگست

صبح

۷-۳۰ دیش گان
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۲۵ ریڈیو ڈاکٹر : بات چیت
۹-۰۵ ایک کلاکار

شام

۶-۰۰ پہاڑی دھن
۶-۵۵ خاندان کی بہبودی کا پروگرام
۷-۳۰ اساتذہ کیلئے
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ ، رات ۱۰-۰۰

کلاسیکی موسیقی

۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۵ آپ کا پتر ملا
۹-۳۰ ہندی ڈرامہ

جمعہ ۱۴ / اگست

صبح

۱۰-۰۰ پرار تھنا سبھا
۷-۳۰ ترنگ : کویتا پاٹھ
۷-۵۵ سننے کی بات
۸-۲۰ ، رات ۸-۲۵
سگم سنگیت
۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۰۵ محفل

شام

۶-۰۰ سامائیک چرچا
۷-۰۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی
۸-۱۵ سماچار درشن
۹-۱۵ بک ریویو
۹-۳۰ ہندی ڈرامہ
۱۰-۰۰ من بھاون
پرانی فلموں سے فرمائشی گیت

ہفتہ ۱۵ / اگست

صبح

۷-۳۰ ، شام ۷-۳۵
گیت
۸-۲۰ سیاحوں کیلئے
۸-۳۰ انگریزی سبق
۹-۰۵ رس دھارا

شام

۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ اساتذہ کیلئے
۶-۱۵ سگم سنگیت
۸-۲۵ فلم سنگیت
۹-۱۵ بھیم درشن
علاقائی ریڈیو نیوز ریل
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

بھوپال، رائپور، گوالیار، جبلپور

بھوپال 'الف' ۲۰۲.۰۲ میٹر ۱۴۸۵ کلو ہرٹز   بھوپال 'ب' ۲۴۴.۱۲ میٹر ۱۲۲۳ کلو ہرٹز
صبح ۵-۴۵ سے ۱۰-۰۰ ، ۶۹۰۰ کلو ہرٹز
صبح ۸-۳۰ سے ۹-۳۰/۹-۴۵
صبح ۹-۲۵ سے ۵-۱۵/۵-۱۲ شام تا ۱۰-۰۰ کلو ہرٹز
شام ۵-۳۰ سے ۱۱-۰۰ رات ، ۲۲۱۵ کلو ہرٹز
رائپور ۱۱.۲۰۶ میٹر ۱۰۸۰ کلو ہرٹز   گوالیار ۱۵/۸۱۲ میٹر ۱۴۹۰ کلو ہرٹز   جبلپور ۲۲.۲۵۸ میٹر ۱۱۷۹ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں : صبح ۷-۰۰ ، ۸-۰۵ (پرادیشک سماچار) دوپہر ۱-۰۵ ، ۲-۰۱ ، ۲-۴۵ شام ۶-۰۵ ، رات ۸-۴۵ ، ۱۰-۰۰ (صرف ہفتے کو)
انگریزی میں خبریں : صبح ۸-۱۰ ، ۱۰-۰۰ دوپہر ۱۲-۰۰ ، ۱-۰۰ شام ۶-۰۰
رات ۹-۰۰ ، ۱۱-۰۰ (صرف ہفتے کو)

ہفتہ یکم اگست

صبح

۸-۲۰ پدماکر روڑے : سگم سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ مہلا سبھا
۲-۳۰ لوک گیت : موتی رام سہاکے اور ساتھی

شام

۵-۳۰ یووا وانی : اپنی پسند
۷-۱۵ چوپال : دیہی بچوں کے پروگرام

کونپل کے ساتھ
۸-۰۰ سرجنا : کہانی : ڈاکٹر کرشن
اگنیہوتری : کاویہ پاٹھ : نرملا جوشی

اتوار ۲ / اگست

صبح

۸-۲۰ بال سبھا
۹-۱۵ سندھی پروگرام
۱۰-۲۰ ششما سنگھ : شاستریہ گائن

دوپہر

۱-۴۰ راگداری : ششما سنگھ : گائن

پیر ۳ / اگست

صبح

۸-۳۰ سگم سنگیت : انامیکا تیواری

دوپہر

۱-۱۰ درپن : خطوط پر مبنی پروگرام
۲-۳۰ سیتارام تیواری اور ساتھی
لوک گیت

رات

۸-۱۵ یہ جیون ہے

منگل ۴ / اگست

صبح

۸-۲۰ رام پرتاپ شرما
سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام

تتلی : باغ و بہار
قصہ آزاد بخت کا
ریڈیو پیکر : از ڈاکٹر حامد حسین

دوپہر

۱-۳۰ کاویہ دھارا : جے نارائن مہتہ
۲-۳۰ سدھا شریواستو
لوک گیت

رات

۸-۱۵ مہلاؤں میں ساماجک
چیتنا کی پرشن : ہندی تقریر
سروج للوانی

بدھ ۵ / اگست

صبح

۸-۲۰ جگدیش سنگھ ٹھاکر
سگم سنگیت
۸-۳۰ مادھو انڈیکر : خیال

دوپہر

۱۲-۳۰ مہلا سبھا
۱-۳۰ جگدیش سنگھ ٹھاکر
سگم سنگیت

رات

۸-۰۰ ساہتکی : کاویہ پاٹھ
ڈاکٹر دیودت جوشی
۱۰-۰۰ روپک : سانپ
ڈاکٹر مشتاق رضوی
۱۰-۳۰ مادھو انڈیکر : گائن

جمعرات ۶ / اگست

صبح

۸-۲۰ اور دوپہر ۱-۳۰
انیتا گپتا : سگم سنگیت
۲-۳۰ لوک گیت : جسی لال مہوبیا

رات

۷-۱۵ چوپال : گرام لکشمی دیہی عورتوں کا پروگرام
۸-۰۰ ہندی تقریر
ایچ . ایم . جوشی

جمعہ ۷ / اگست

صبح

۸-۲۰ اور دوپہر ۱-۳۰
ایلا بھٹا چاریہ
سگم سنگیت

دوپہر

۲-۳۰ لوک گیت ابھگوان داس شرما

رات

۸-۰۰ اردو پروگرام

کفایت ایک فن ہے : بات چیت

ایم رفیق اور فرحت جہاں

کلام شاعر : وامق جونپوری

ہفتہ ۸ اگست

صبح

۸-۲۰ جاگی پنت، سگم سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ مہیلا سبھا

۲-۳۰ نرملا لوسے اور ساتھی

لوک گیت

رات

۷-۱۵ چوپال

دیہی بچوں کے پروگرام

کونپل کے ساتھ

اتوار ۹ اگست

صبح

۸-۲۰ بال سبھا

۹-۱۵ سندھی پروگرام

۹-۴۵ اور دوپہر ۱-۴۰

سدھ سنگیت

سدھ رام سوامی کوردار

رات

۹-۳۰ ناٹک : ایک روپیہ ایک پھول

مصنف : کرشن چندر

پیش کش : میناکشی مشرا

پیر ۱۰ اگست

صبح

۷-۳۰ رمیش کماربیل : سگم سنگیت

۸-۲۰ دیناوانی : سگم سنگیت

۸-۳۰ عبداللطیف : سارنگی

دنیش پانڈے : طبلہ

دوپہر

۱-۱۰ درپن، خطوط پر مبنی پروگرام

۲-۳۰ وشوکرما کل : لوک گیت

رات

۱۰-۰۰ سنگیتا کٹارے : خیال

۱۰-۳۰ عبداللطیف : سارنگی

منگل ۱۱ اگست

صبح

۸-۲۰ ذوالفقار علی ملک

سگم سنگیت

۸-۳۰ اردو پروگرام آئینہ میں مباحثہ

جاں نثار اختر کا گھر آنگن

شرکاء : فضل تابش، اجلال مجید

ڈاکٹر قمر رئیس اور ظ انصاری

دوپہر

۱-۳۰ کاویہ دھارا : چندرکار تارن

۲-۳۰ کروڑا راوت

لوک گیت

رات

۸-۰۰ یگ بودھ

۸-۱۵ ہندی تقریر

ہجری سموت اور اس کا پنچانگ

سندر لال ترپاٹھی

بدھ ۱۲ اگست

صبح

۷-۳۰ شردآنند بھیل، سگم سنگیت

۸-۳۰ اور دوپہر ۱-۳۰

کے ستیادستا کشمی

سگم سنگیت

۸-۳۰ اور رات ۱۰-۰۰

نیرا دوبے : ستار

فیاض احمد : طبلہ

دوپہر

۱۲-۳۰ مہیلا سبھا

رات

۸-۰۰ ساہتیک کہانی : مالتی جوشی

۹-۳۰ ترنگ : پالک

مصنف : عظیم الدین

پیش کش : مقبول حسن

جمعرات ۱۳ اگست

صبح

۸-۲۰ اور دوپہر ۱-۳۰

وندنا شکلا : سگم سنگیت

۲-۳۰ لوک گیت : وندنا سکسینہ

رات

۷-۱۵ چوپال، گرام لکشمی

دیہی عورتوں کا پروگرام

(باقی ص ۵۳ پر)

جے پور، اجمیر، بیکانیر، اودے پور، جودھپور

جے پور (الف) ۲۲۰۲۰ میٹر ۱۳۰۶ ۔ جے پور (ب) ۴۱ء۳۳ میٹر ۱۳۶ کلوہرٹز

امبر ۲۹ء۴۰ میٹر ۷۰۰ کلوہرٹز ۔ بیکانیر ۱۵۰ میٹر ۱۲۶ کلوہرٹز

اودے پور ۲۲۶ء۲ میٹر ۱۲۵ کلوہرٹز، جودھپور ۲۰ء۵۶ میٹر ۵۳۱ کلوہرٹز ۲۵۰ء۲ میٹر ۱۱۵ کلوہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں : صبح ۸-۰۰، دوپہر ۵-۰۱، ۲-۰۲، ۴۵-۲، شام ۵-۰۵-۶

رات ۴۵-۸ (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۱۱-۰۰ بجے)

انگریزی میں خبریں : صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱۲-۰۰ (صرف اتوار) ۱-۰۰، ۲-۰۰، شام ۶-۰۰

رات ۱۰-۰۰ (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۱۱-۰۰ بجے)

علاقائی خبریں : (ہندی) صبح ۵-۱، شام ۵-۰۰ (راجستھانی) شام ۱۵-۰

سندھی میں خبریں : صبح ۱۰-۰۰، شام ۱۵-۶

سنسکرت میں خبریں : صبح ۸-۰۰، شام ۱۰-۶، ہندی میں سماچار تبصرہ : صبح ۹-۰۰

ہفتہ یکم اگست

صبح

۷-۳۰ شاستریہ سنگیت

فیاض حسین : ٹھمری، دادرا

۸-۲۰ کتھالوک

تحریر : موتی سنگھ یادو

۸-۳۰ نارائنی دیوی : لوک گیت

۹-۱۰ چھوٹی بانو : لوک گیت

۹-۲۰ یووا گیت

شانتی ورما - الیس کے بھٹ

روبی چٹرجی - ایم الیس ڈوٹ

دوپہر

۱-۳۰ شیودت پروہت : لوک گیت

۵-۰۵ یووا وانی

(۱) رامیشورلال : سگم سنگیت

(۲) سنیتا کماری شکل، کہانی پریرنا

(۳) ششی بھیم : ستار وادن

(۴) پری سر

شام

۵-۵۵ روزگار سوچنائیں (روزانہ)

۸-۰۰ 'کہکشاں' اردو پروگرام

عید کی چاند رات پر خصوصی پروگرام

(۱) تلاوت قرآن پاک، مولانا خلیق محموری

(۲) نعت رسول

(۳) 'عید اور اسکی اہمیت' تقریر

(۴) کلام شاعر : راہی شہابی

۹-۳۰ نیشنل پروگرام

محمود مرزا : ستار وادن

۱۰-۳۰ رمضان خاں : ستار پر راگ میگھ

اتوار ۲ اگست

صبح

۷-۳۰ کمل سنگھ : ٹھمری، دادرا

۹-۱۵ 'مکل' بچوں کیلئے

(۱) اس ماس کا گیت : بول اور گیت

(۲) میٹھے تہوار کی میٹھی یادیں 'عید'

تقریر از شیام کرشن بھٹناگر

(۳) بال کلاکار

کن مول اگروال : لوک گیت

(۴) سنستھا کا پروگرام

شری مہاویر دگمبر جین ہائر سکنڈری اسکول

سیکیم، جے پور

۱۰-۰۰ سندھی پروگرام

ڈاکٹر جی رانے

(۱) 'وٹامنس' تقریر از پونیا رکمنی

(۲) کلو رام اور ساتھی : بھجن

دوپہر

۱۲-۰۰ مہیلا جگت

'جلتے بجھتے دیپ' کہانی از چندرکانتا گلکھ

(۲) گیت

(۳) کیا غضب ہو گیا اگر ہم الگ الگ

شہروں میں نوکری کرتے ہیں'

تقریر از منی مالا بھٹناگر

'نہلے پر دہلا' انل کے وششٹ

۵-۰۵ یووانی
(۱) پترواتر
(۲) جیون بسنے کا نام
(۳) نوترنگ، یوگیش شرما

رات

۸-۰۰ 'ہاؤسنگ پرابلم اِن راجستھان'،
انگریزی تقریر از للت بہاری بخشی
۱۰-۰۰ 'بھاونا' پتریکا پروگرام

پیر ۳ راگست

صبح

۸-۲۰ تیج کے لوک گیت
۸-۳۰، شام ۶-۴۵
سگم سنگیت
عبدالحمید : غزلیں
۹-۱۰ تیج کے لوک گیت
۹-۲۰ مہندر بھٹ کی سنگیت رچنائیں

دوپہر

۱-۳۰ پشپا ویاس : لوک گیت

شام

۵-۰۵ یووانی
(۱) یووا ورگ۔ کتنا سکشم
تقریر از گوپال کرشن اگروال
(۲) چترتا جاگو : سگم سنگیت
(۴) 'نئی زندگی' کہانی از جنہ
۸-۰۰ کھلا آکاش
وچتر جل جنتو 'اسٹار فش'
برج موہن لال ماتھر

منگل ۴ راگست

صبح

۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
شبیر حسین : ٹھمری، دادرا
۹-۱۰، دوپہر ۱-۴۰، شام ۶-۳۵
وینا پاٹنی رستوگی : لوک سنگیت
۹-۲۰ وشو موہن بھٹ : گٹار پر دھنیں

شام

۵-۰۵ یووانی
(۱) یووا پسند
(۲) 'پترملن' کہانی از سنیل کمار شرما
(۳) ہندی کاویہ پاٹھ از کاشور تلوار
۶-۴۵ وشو موہن بھٹ : گٹار پر دھنیں
۸-۰۰ کھلا آکاش
انیکتا کی مالا میں ایکتا کے موتی 'پنجاب'،

۸-۱۵ 'میرے سپنوں کا بھارت'،
تقریر از ستیندر چترویدی
۹-۲۰ سندھی پروگرام
فلمی و غیر فلمی ریکارڈ
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
سندر جوگ گائن

بدھ ۵ راگست

صبح

۷-۲۰ پیارے خاں : ستار پر بھیرو
۸-۳۰ کانتا دھون : غزلیں
۹-۱۰ یوگنی شرما : لوک گیت
۹-۲۰، دوپہر ۱-۳۰
گنگرا جکمار : گیت/ساورا

شام

۵-۰۵ یووانی
راجکمار : لوک گیت
پریوار کلیان کی اور سے
'صبح کا سپنا' کہانی از اوما شنکر
۶-۳۰ سندھی پروگرام
(۱) کہانی از وی سی اور وانی
(۲) انجوجی فنکار : گاشن اسرانی
۸-۰۰ کھلا آکاش
مستقبل کا جن جیون 'رہن سہن'
تقریر از آر ایس اگنی ہوتری
۹-۳۰ 'بھاونا' ناٹک
تحریر : ستیندر پارک
۱۰-۱۵ گنگرا جکمار : بھکتی سنگیت
۱۰-۳۰ چھوٹو رام اور ساتھی : راجستھانی گیت
۱۰-۴۵ کانتا دھون : گیت، غزلیں

جمعرات ۶ راگست

صبح

۷-۵۰ یووانی - کتھا کومودی
سنسکرت کہانی از ہزاری لال شرما شاستری
۸-۲۰ 'کہتے نہ بنے' ہندی تقریر
مسز شانتی چوہان
۹-۱۰، دوپہر ۱-۴۰
ارملا کھنہ اور ساتھی : لوک گیت
۹-۲۰ سگم سنگیت
مدھو بھٹ : گیت/بھجن

دوپہر

۱-۱۰ مہیلا جگت
'مانس کے اسمرنیہ پاتر۔ شہری اہلیہ میں

دوری امید' تقریر از
گائیتری ولشیہ
(۲) گیت
(۳) پریوار کلیان کی اور سے

شام

۵-۰۵ یووانی
(۱) 'پستک سمیکشا' جنگل کے دادو
رے۔ کمہار۔ اپنیا اسکر
(۲) کماری رشمی : سگم سنگیت
(۳) گرام دیپ
۸-۰۰ کھلا آکاش
'تنکالین سماج اور تلسی کی مانس رچنا'،
تقریر از کوکا گیتا

جمعہ ۷ راگست

صبح

۷-۳۰ شکور خاں
خیال راگ للت پنچم
۸-۳۰ سگم سنگیت
نیلما شرما : گیت
۹-۱۰، دوپہر ۱-۳۰
ریحانہ مرزا : لوک سنگیت
۹-۳۰ سگم سنگیت
رمضان خاں کی سنگیت رچنائیں

شام

۵-۰۵ یووانی
(۱) یووا پسند
(۲) جودھپور کیندر سے
(۳) سر دیس گوئل : بینجو وادن
۶-۴۵ نیلما شرما : غزلیں
۸-۰۰ کھلا آکاش
آپ نے پوچھا تھا
۹-۳۰ ناٹک
۱۰-۳۰ شکور خاں : خیال مالا گنجی

ہفتہ ۸ راگست

صبح

۸-۲۰ 'پڑھا گنا'،
ہندی تقریر از پی کے سرلوا ستو مجاز
۸-۳۰ جنار دن جلج : لوک گیت
۹-۱۰ مشری دیوی : لوک گیت
۹-۳۰ اوشا ٹنڈن : گیت

دوپہر

۱-۳۰ شیام سنگھ راجپوت : لوک گیت

شام

۵-۰۵ یووانی
(۱) پرلیسر
(۲) لینا بھارگو : سگم سنگیت
(۳) 'قرض' گیتوں بھری کہانی
تحریر : سنیہہ لتا سونی
۸-۰۰ 'کہکشاں' اردو پروگرام
(۱) 'رک جانا' مہدی ٹونکی
(۲) نغمۂ گل
(۳) کلام شاعر : خالد مہر
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی
مدھو راؤ۔ جی ایس منی : گائن

اتوار ۹ راگست

صبح

۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
برہانند گوسوامی : خیال بھیرو بہار
۹-۱۵ 'مکل' بچوں کیلئے
(۱) اس ماس کا گیت
(۲) 'لالچ کا انت' ناٹک
(۳) بال کلاکار : رینو بھارگو : بھجن
(۴) 'ترنگے جھنڈے کا اتہاس'،
تقریر از چندر کانتا
۱۰-۰۰ سندھی پروگرام
فلمی و غیر فلمی ریکارڈ

دوپہر

۱۲-۰۰ مہیلا جگت (کاریہ شیل بہنوں کیلئے)
(۱) ہمارے پورو تہوار 'آندھرا پردیش'
(۲) گیت
(۳) 'اپنا کاریہ بچوں پر نہ تھوپ دیں'،
تقریر از شوبھنا اگروال
(۴) 'گنی استاد' جے سنگھ ایس راٹھو

شام

۵-۰۵ یووانی
(۱) پترا تر
(۲) جیون بسنے کا نام
(۳) نوترنگ : بھاونا شاہ
۸-۰۰ انگریزی تقریر
۱۰-۰۰ شاستریہ سنگیت
برہانند گوسوامی : خیال رام داس

پیر ۱۰ راگست

صبح

۷-۳۰، شام ۶-۳۰

شاستریہ سنگیت
رفیق حسین : ٹھمری، دادرا
۸-۲۰ لکشمی نارائن : لوک گیت
۹-۲۰، شام ۶-۲۰
سگم سنگیت
سگندھا کل کردوں : گیت / بھجن

دوپہر
۱-۳۰ اندرکوور ویاس : لوک گیت

شام
۵-۰۵ یوواوانی
(۱) سامانیہ گیان،
ہندی تقریر از ڈاکٹر وشنو پنکج
(۲) آشاما تھر، وینا شرما، سگم سنگیت
(۳) شاک شات کار : بھینٹ وارتا
راکیش جین، منجولتا شرما
۸-۰۰ کھلا آکاش
وسبن جل جنتو 'ہیما ہیڈ شرما'
تحریر : جتیندر شرما
۱۰-۰۰ پیر شب کی محفل موسیقی
ششی موہن بھٹ : ستار وادن

منگل ۱۱ر اگست

صبح
۹-۱۰ دھیرا بین : لوک گیت
۹-۲۰، شام ۶-۴۵
عبدالسعید : غزلیں

دوپہر
۱-۳۰ سورج مل اور ساتھی، لوک گیت

شام
۵-۰۵ یوواوانی
(۱) یووا پسند
(۲) کلنک، کہانی از منوج کمار
(۳) لوکیش شکلا، کاویہ پاٹھ
(۴) کامنی اجمیرا : ستار وادن
۶-۳۵ سورج مل اور ساتھی، لوک گیت
۸-۰۰ کھلا آکاش
انیکتا کی مالا میں ایکتا کے موتی
راجستھان تقریر از حمیدہ خاں
۸-۱۵ وگیان لوک
'وگیان میں ہندی بھاشا'
تقریر از ڈاکٹر ایل کے پاریکھ
۹-۳۰ سندھی پروگرام
'سوہنا سارنگ' سنگیت روپک
تحریر : جیویم بھارتی

موسیقی : رمضان خاں
پیشکش : موہن مہرچندانی
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
جگدیش پرشاد شرما : بانسری

بدھ ۱۲ر اگست

صبح
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
امیر احمد : طبلہ وادن
۸-۲۰ سمن ماتھر، سگم سنگیت
۹-۱۰ یشولتا چودھری، لوک گیت
۹-۲۰، رات ۱۰-۴۵
ستیش نارائن : بھجن / گیت

دوپہر
۱-۳۰ گنپت لال ڈانگی و ساتھی
لوک سنگیت

شام
۵-۰۵ یوواوانی
(۱) راجیو اگروال : انگریزی تقریر
(۲) ششی شرما : لوک گیت
(۳) لکشمی نارائن شرما : ایکابھنیہ
(۴) پریوار کلیان کی اور سے
۶-۵۰ سندھی پروگرام بچوں کیلئے
واٹ نجی پھلواری
(۲) دلیش بھگتی گیت
۸-۰۰ کھلا آکاش
مروستھل کا جن جیون۔ دلیش بھوشا
آر ایس سینی
۹-۳۰ 'فاصلوں کی صلیب' ناٹک
تحریر : ممتاز شکیب
۱۰-۱۵ سمن ماتھر : بھجن
۱۰-۳۰ فضلو خاں : راجستھانی گیت

جمعرات ۱۳ر اگست

صبح
۸-۲۰ 'میرے سپنوں کا بھارت'
ہندی تقریر از عبدالرحمن چودھری،
اُپ منتری راجستھان
۹-۱۰، دوپہر ۱-۴۰
پریم نارائن اور ساتھی، لوک گیت
۹-۲۰، شام ۶-۵۰
سگم سنگیت
تارک کمار : مینڈولن وادن
۱-۱۰ مہیلا جگت

(۱) جو کہا نہ جا سکا کہ جلدی لوٹائیے گا،
تقریر از وجے شنکر سریواستو
(۲) گیت
(۳) پریوار کلیان کی اور سے

شام
۵-۰۵ یوواوانی
وارتا وگیا پن ایس این مہیشوری
(۲) انورادھا پرکاش : سگم سنگیت
(۳) گرام دیپ
۸-۰۰ کھلا آکاش
'کیا تمہیں معلوم ہے مہنگائی کیوں بڑھ رہی ہے؟'
تقریر از ایم ایل دتہ

جمعہ ۱۴ر اگست

صبح
۷-۳۰ بتن دیوانہ : خیال دیوگندھار
۸-۳۰ سگم سنگیت
ایم آر کمل دیال کی سنگیت رچنائیں
۹-۱۰، دوپہر ۱-۴۲
روپی پرکاش ناگ : لوک گیت
۹-۲۰، شام ۶-۴۵
سگم سنگیت
تپن بنرجی : گیت / غزلیں

شام
۵-۰۵ یوواوانی
(۱) یووا پسند
(۲) جودھپور کیندر سے
(۳) وصنن جے ڈانگی : ڈھولک وادن
۶-۳۵ بتن دیوانہ : ترانہ راگ مدھوونتی
۸-۰۰ کھلا آکاش
آپنے پوچھا تھا
۹-۳۰ روپکوں کا نیشنل پروگرام :
دو جھلکیاں
(۱) ایک ناری بر بھاری
تحریر : پربھات شاستری
(۲) 'میک اپ'
تحریر : سدھا جوہری
۱۰-۳۰ بتن دیوانہ
خیال راگ شہانہ

ہفتہ ۱۵ر اگست

صبح
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت

غزل — معین احسن جذبی

دانائے غم نہ محرم رازِ حیات ہم
دھڑکا رہے ہیں پھر بھی دلِ کائنات ہم

ہاں اک نگاہِ لطف کے حقدار تھے ضرور
مانا کہ تھے نہ قابلِ صد التفات ہم

بیمِ خزاں سے کس کو مفر تھا مگر نسیم
کرتے رہے گلوں سے نکھرنے کی بات ہم

اے شمعِ دلبری! تری محفل سے بارہا
لے کر اٹھے ہیں سوزِ غم کائنات ہم

ڈھونڈا کیے ہیں راہ ہوس رہروانِ شوق
دیکھا کیے ہیں لغزشِ پائے ثبات ہم

ان کے غموں کا ہائے سہارا نہ پوچھیے
کچھ پا گئے ہیں اپنے غموں سے نجات ہم

(اردو مجلس سے)

بسم اللہ خاں اور ساتھی : شہنائی
۸-۲۰ کتھا لوک
ہندی کہانی از رام دیو اچاریہ
۸-۳۰ بابو لال اندولیا و ساتھی
لوک گیت

دوپہر
۱-۳۰ سوشیل کمار : لوک گیت

شام
۵-۰۵ یوواوانی
(۱) پریسر
(۲) اقبال حسین : سگم سنگیت
(۳) 'کھل کھلاہٹ' جھلکی
(۴) انیتا ساہنی : کاویہ پاٹھ
۸-۰۰ 'کہکشاں' اردو پروگرام
(۱) 'خاکِ وطن کا ہر ذرہ مجھ کو دیوتا ہے'
از عبدالحمید فیض
(۲) کچھ رائیں وطن کے نام
فراز حامدی
(۳) نغمہ وطن
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی
غلام مصطفےٰ خاں : گائن

سرینگر

میڈیم ویو — سری نگر الف۔ ۲۹۸۰۱۸ میٹر ۱۱۱۶ کلوہرٹز
شارٹ ویو — سری نگر ب۔ ۶۱۰۴۳ میٹر ۴۸۷۰ کلوہرٹز
۴۹۱۱۰ میٹر ۶۱۱۰ کلوہرٹز ۹۱۵۴ میٹر ۳۲۷۷ کلوہرٹز

پہلی مجلس۔ صبح ۶-۳۰ سے صبح ۱۰-۰۰ تک
دوسری مجلس۔ صبح ۱۱-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک
(اتوار کو صبح ۶-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک مسلسل)

خبریں

صبح
۰۰-۰ سنسکرت میں خبریں
۰-۲۵ کشمیری میں خبریں
۰-۱۰ انگریزی میں خبریں
۵-۰۰ اردو میں خبریں
۹-۰۰ ہندی میں خبریں

دوپہر
۱-۵۰ اردو میں خبریں
۲-۰۰ انگریزی میں خبریں

شام
۶-۰۰ انگریزی میں خبریں
۹-۲۵ کشمیری میں خبریں

رات
۹-۰۰ انگریزی میں خبریں
۹-۱۵ اردو میں خبریں
۱۱-۰۰ انگریزی میں خبریں

علاقائی خبریں

صبح ۹-۰۵ ڈوگری میں
۹-۲۰ اردو میں خبریں ۹-۲۵ کشمیری میں
دوپہر ۲-۱۰ لداخی میں خبریں
۳-۰۰ کشمیری میں خبریں ۲۵ اردو میں

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۶-۳۵ صبح گاہی، بھگتی سنگیت کا پروگرام
۶-۵۰ روشنی ہر گام شراچھر
برگزیدہ شخصیتوں کے زریں اقوال
۷-۱۵ کاشتکارن ہندہ خاطرہ
(سوائے جمعہ)
۷-۳۰ زونہ ڈب: سلسلہ وار فیچر
(سوائے ہفتہ)
۸-۳۰ گھرانوں کے لیے، گھرانوں کیلئے اردو میں پروگرام (اتوار)
نو بہ نو: یووانی سے انتخاب
(پیر)
پنجابی پروگرام: منگل، جمعرات اور اتوار ۴ بجے شام
شش رنگ: ریڈیو ڈائجسٹ
(بدھ)
گھرہ بارہ خاطرہ
گھرانوں کیلئے کشمیری میں پروگرام ہر جمعہ کو
مول شمار (ہفتہ I، II، IV)
حرف حرف (ہفتہ III، V)
۸-۴۵ پردہ (ہفتہ I، III اور II)
دات ہترات (ہفتہ II اور IV)
۹-۰۵ ریڈیو ڈائری (سوائے منگل اور...)
میزان (منگل)
۹-۳۰ نوجوز فرمائش: سامعین کی فرمائش پر کشمیری گیت روزانہ اور ہر منگل کو رات کے دس بجے)
۱۰-۰۰ ریڈیو نیوز ریل (ہر اتوار کو)
۱۰-۱۵ ہونہار: بچوں کے لیے اردو پروگرام (ہر اتوار)
۱۱-۰۰ ثقافت
کشمیری میں کلچرل میگزین (اتوار I)
فلم میگزین (اردو) (اتوار II)
سنگیت میگزین (اتوار III)
فلم میگزین (کشمیری) (اتوار IV)
ثقافت: کلچرل میگزین (اردو) (اتوار V)

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
(سوائے اتوار روزانہ)

۱۲-۴۰ پراگ: ہندی میں پروگرام (اتوار I)
رسالو مسرہ (اتوار II)
یمی چھپو ذاں (اتوار III)
ایک اتوار، فلمی گانوں کا پروگرام (اتوار IV)
کوبس (اتوار V)
۱-۰۰ مغربی موسیقی
۱-۳۰ اور ۳-۰۰
فوجی بھائیوں کیلئے پروگرام
۲-۲۰ کہکشاں: یووانی سے انتخاب
(اتوار I)
سوغزل: اسٹوڈیو سے ماہر یکارڈ کیا گیا پروگرام
(اتوار II)
بزم شاعر: کشمیری میں مشاعرہ
(اتوار III)
بات ایک علم کی (اتوار IV)
آتش ہرگاش (دیہاتی سننے والوں کیلئے) جمعہ
۴-۰۰ پہاڑی پروگرام (ہر اتوار)
۴-۳۰ پی مال: خواتین کے لیے پروگرام (کشمیری) (ہر اتوار)
بہاڑی پروگرام (جمعرات)

شام
۵-۰۰ گوجری پروگرام (بچوں سے پہلے)
۵-۲۵ گوجری پروگرام (بچوں کیلئے)
۶-۱۵ گامی بھاین ہندہ خاطرہ
دیہاتی بھائیوں کیلئے پروگرام
۸-۰۰ وادی آواز، یا کتاب ... خصوصاً کشمیر سے والوں کیلئے پروگرام (بعد ایک گھنٹے پہلے)
۸-۲۰ ... (سوائے ...)
سونہ ولور: ... تعلیقات ... ہر پیر کو
۸-۳۰ ...
۸-۴۵ ... کشمیری میں سامعین ... ہر ... کو
... کشمیری میں ... منگل کو، خواتین کیلئے ... اردو میں ...

کے جواب (ہر بدھ کو)
کھیلوں کی دنیا (جمعرات I)
یلتھ ذوہم (جمعرات II اور IV)
کھیلیں ہندوستان (جمعرات III، V)
انگریزی میں بات چیت (ہر ہفتہ کو)
۹-۳۰ سلسلہ وار کھیل (ہر اتوار کو)
اردو، آؤ کشمیری کھیل (ہر پیر کو)
حسن ماضی (ریکارڈوں سے انتخاب)
(منگل I)
سائنس میگزین (اردو) منگل II
صدیوں پہلے (رات ترنگی پر مبنی پروگرام) (منگل III)
سائنس میگزین (کشمیری) منگل IV
سنیکا (ہندی میں پروگرام)
(منگل V)
سطر (تعمیر و ترقی پر مبنی پروگرام)
(ہر بدھ I)
ملاقات (مشہور شخصیات سے ملاقات) (بدھ II)
منظر (تعمیر و ترقی پر مبنی پروگرام)
(لمبوں سے پہلے، بدھ III)
سنگر مال (کشمیری میں ادبی پروگرام) (بدھ IV)
پتریکا (ہندی میں پروگرام)
(بدھ V)
علاقائی موسیقی کا نیشنل پروگرام
(جمعرات I)
فیچروں کا نیشنل پروگرام
(جمعرات II)
دو دھارا (ہندی میں پروگرام)
(جمعرات III)
کھیلوں کا نیشنل پروگرام
(جمعرات IV)
ایک شام سنگیت کی (جمعرات V)
گفتگو (اردو میں مباحثہ)
(جمعہ I)
... (کشمیری میں مباحثہ)
(جمعہ II)
ہم قلم (اردو میں ادبی پروگرام)
(جمعہ III)
... (جمعہ IV)

(جمعہ V)
مشاعرہ (اردو میں مشاعرہ)
جمعہ IV
میانی زندگی میون کار
(مشہور شخصیات کے ساتھ ان کی زندگی اور فن کے بارے میں گفتگو) (ہفتہ I)
بزم سامعین (کشمیری)
(ہفتہ II)
محفل (مشہور شخصیات کے ساتھ ان کی زندگی اور فن کے

بارے میں گفتگو (اردو)
(ہفتہ III)
بزم سامعین (اردو) ہفتہ IV
سنگیت رس (موسیقی کا پروگرام)
(ہفتہ V)
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش، سامعین کی پسند پر فلمی گانے (ہر اتوار کو)
رندہ پوشہ مال (موسیقی کا پروگرام)
(جمعرات III)
محفل موسیقی (جمعہ I)
اسپورٹس میگزین (جمعہ II)

گاشہ رکہ (مشہور کشمیری شاعر پر فیچر) (جمعہ III)
داستان (جمعہ IV، V)
یادتھ (کشمیری میں ڈائجسٹ)
(ہفتہ II)
امر سنگیت (ہفتہ IV)
کورس گمنے (ہفتہ V)
۱۰-۲۰ قوالی ہر جمعرات کو
شہر صدا: سامعین کی فرمائش پر غیر فلمی گانے
(ہر ہفتہ کو)

ہفتہ یکم اگست

صبح
۶-۳۵ صبح گاہی
بھگتی سنگیت (روزانہ)
۷-۰۵ آشا کول: غزلیں
۷-۳۰ لکہ بائتھ
۷-۴۵ سازینہ
۸-۰۰ اوما گرگ: غزلیں
۸-۲۰ مول شمار
تحریر و پیشکش: سومناتھ زتشی
۹-۰۵ ریڈیو ڈائری
۱۱-۳۰، ۳-۳۰
شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۴۰ آشا کول اور اوما گرگ
غزلیں
۲-۳۰، ۳-۰۰
حبیب اللہ بمبو اور ساتھی
چکری اور روف

رات
۸-۳۰ 'پراگاش'
۸-۴۵ انگریزی بات چیت از
یوآر راؤ
۹-۳۰ میانی زندگی میون کار
۱۰-۳۰ شہر صدا
سامعین کی فرمائش پر غیر فلمی گانے

اتوار ۲ اگست

صبح
۷-۰۵ شمیمہ دیو: غزلیں
۱۰-۰۰ ریڈیو نیوز ریل
۱۱-۰۰ 'ثقافت'
کشمیری میں کلچرل میگزین
۱۱-۳۰ نیشنل پروگرام: ڈرامہ

دوپہر
۱۲-۳۰ 'پراگ'
ہندی نظموں کی تشریح
۲-۱۵ ساز اور آواز
۲-۳۰ کہکشاں
یووانی سے انتخاب
۴-۳۰ 'پی مال'
خواتین کیلئے کشمیری میں ملا جلا پروگرام

شام
۸-۳۰ پراگاش
۹-۳۰ سلسلہ وار کھیل
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش
فلمی نغمے

پیر ۳ اگست

صبح
۷-۰۵ علی محمد: غزلیں
۸-۳۰ 'نو بہ نو'
یووانی سے انتخاب
۹-۰۵ ریڈیو ڈائری
۱۰-۰۰ گیت اور غزل
۴-۳۰ اسداللہ: غزلیں

رات
۸-۴۵ 'ورق ورق روشن'
'ہندوستان میں اسلامی درسگاہیں'
اردو تقریر
۹-۳۰ 'تی لقب لعل' کشمیری کھیل
تحریر: سعید یعقوب دلکش

منگل ۴ اگست

صبح
۷-۰۵ غلام محمد راہ: غزلیں
۸-۳۰ پنجابی پروگرام
۹-۰۵ 'میزان'
ادبی اصناف پر فکر و نظر کا پروگرام
۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۳۰، ۳-۰۰

شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
۴-۳۰ محمد سلطان صوفی اور ساتھی
چھکری اور روف

رات
۸-۴۵ 'کشیرہ اسلامک دینیہ اثر'
کشمیری تقریر از ڈاکٹر شمس الدین احمد
۱۰-۰۰ تو ہنز فرمائش
سامعین کی فرمائش پر کشمیری گانے

بدھ ۵ اگست

صبح
۷-۰۵ رتیا کول : غزلیں
۸-۳۰ شش رنگ
۹-۰۵ ریڈیو ڈائری
۴-۳۰ رتیا کول اور کنور کشور جالا
غزلیں

رات
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ
۹-۳۰ 'منظر'
انٹرویوز پر مبنی پروگرام
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش
فلمی نغمے

جمعرات ۶ اگست

صبح
۷-۰۵ جلال گیلانی : غزلیں
۷-۳۰ 'زونہ ڈب'
سلسلہ وار کشمیری فیچر
۸-۳۰ پنجابی پروگرام
۹-۰۵ دلچسپ خبریں
۱۱-۳۰ غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۲-۱۵ نسیم اختر : غزلیں
۴-۳۰ پہاڑی پروگرام

رات
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ 'کھیلوں کی دنیا'
تحریر : قیوم زلفی
۹-۳۰ ودکاس گیت (دہلی سے ریلے)
۱۰-۳۰ داستان

جمعہ ۷ اگست

صبح
۷-۰۵ مہاراج کشن پنڈتا
غزلیں
۸-۳۰ 'گھر بارہ خاطرہ'
۹-۰۵ ریڈیو ڈائری

دوپہر
۱۲-۳۰ نعت اور منقبت
۲-۱۵ سونیا کول : غزلیں
۴-۰۰ محمد عبداللہ تبت بقال اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

رات
۹-۳۰ 'گفتگو' اردو میں مباحثہ
۱۰-۰۰ محفل موسیقی
۱۰-۳۰ محمد حیات خاں اور ساتھی
قوالی

ہفتہ ۸ اگست

صبح
۷-۰۵ راج بیگم : غزلیں
۷-۳۰ لکہ باتھ
۷-۳۵ سازینہ
۸-۳۰ مول شعار
تحریر و پیشکش : سومناتھ زتشی
۸-۲۵ 'ذات بتزات'
پیشکش : اے آر بٹ
۱۱-۳۰ کمال بٹ اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۳۰ راج بیگم : غزلیں
۴-۰۰ عبدالرشید حافظ اور ساتھی
چھکری اور روف

رات
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ انگریزی تقریر از سی ایل گنجو
۹-۳۰ بزم سامعین (کشمیری)
۱۰-۰۰ 'باذقہ'
(عصر حاضر کے ہندوستانی ادب پر پروگرام)
۱۰-۳۰ 'شہر صدا'
سامعین کی فرمائش پر غیر فلمی گیت

اتوار ۹ اگست

صبح
۷-۰۵ وجے کمار ملا : غزلیں
۷-۰۰ حسین بخش : غزلیں
۸-۳۰ گھرانوں کیلئے
۱۱-۰۰ 'گل صبح' اردو کھیل
تحریر : آفاق احمد

دوپہر
۱۲-۳۰ 'رسالو منیزہ'
رسائل سے اقتباسات پر مبنی پروگرام
۲-۳۰ وجے کمار ملا اور حسین بخش
غزلیں
۴-۰۰ پنجابی پروگرام
۴-۳۰ 'ہی مال'
خواتین کیلئے کشمیری میں ملا جلا پروگرام

رات
۸-۳۰ پراگاش
۹-۳۰ سلسلہ وار کھیل
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش
فلمی گانے

پیر ۱۰ اگست

صبح
۷-۰۵ نرملا دیوی : غزلیں
۸-۳۰ 'نوبہار'
یو واوانی سے انتخاب
۹-۰۵ ریڈیو ڈائری
۴-۳۰ حمزہ داس : غزلیں
غلام قادر بٹ : رباب پر دھن
کورس

رات
۸-۴۵ 'آئینہ خانہ' فیچر پروگرام
تحریر : فیاض رفعت
۹-۳۰ 'احساس' اردو کھیل
تحریر : نیلما زحی

منگل ۱۱ اگست

صبح
۷-۰۵ رحمت اللہ خاں : غزلیں
۸-۳۰ پنجابی پروگرام
۹-۰۵ 'میزان'
ادبی اصناف پر فکر و نظر کا پروگرام
۱۱-۳۰ ، ۲-۳۰ ، ۴-۰۰
شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
۴-۳۰ نسیم اختر اور ساتھی
چھکری اور روف

رات
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ 'نوہ کامہ رہائشی مکانن ہنزہ سکیمہ'
کشمیری میں بات چیت
۹-۳۰ سائنس میگزین (اردو)
۱۰-۰۰ تو ہنز فرمائش
کشمیری گانے

بدھ ۱۲ اگست

صبح
۷-۰۵ ستشی چوپڑہ : غزلیں
۸-۳۰ شش رنگ
۹-۰۵ ریڈیو ڈائری
۴-۳۰ محمد خلیل اور ساتھی : قوالی
اندرا کاچرو : غزلیں

رات
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ
۹-۳۰ 'ملاقات' اردو میں انٹرویو
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

جمعرات ۱۳ اگست

صبح
۷-۰۵ راجندر کمار کاچرو : غزلیں
۸-۳۰ پنجابی پروگرام
۹-۰۵ دلچسپ خبریں
۱۱-۳۰ ، ۲-۳۰
محمد عبداللہ تبت بقال اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
۲-۱۵ راجندر کاچرو : غزلیں

رات
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ ہیلتھ فورم
ڈاکٹر عبدالاحد سے انٹرویو
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : فیچر
۱۰-۰۰ داستان

جمعہ ۱۴ اگست

صبح
۷-۰۵ کیلاش مہرہ : غزلیں
۸-۳۰ گھر بارۂ خاطرہ

دوپہر
۱۲-۳۰ نعتیں اور منقبت
۲-۱۵ اونکار ناتھ کول : غزلیں
۴-۰۰ استاد رمضان جو اور ساتھی

رات

۸-۱۵ یوم آزادی کی قبل شب پر راشٹرپتی شری نیلم سنجیوا ریڈی کا قوم سے خطاب اور اس کا کشمیری عکس

۹-۳۰ 'رانے ترانے'
کشمیری میں مباحثہ

۱۰-۰۰ اسپورٹس میگزین (اردو)

۱۰-۳۰ نیاز احمد، نظیر احمد اور ساتھی
قوالی

ہفتہ ۱۵ اگست

صبح

۵-۰۰ یوم آزادی کے موقع پر لال قلعہ پر رسم پرچم کشائی کا آنکھوں دیکھا حال اور وزیراعظم کی تقریر (دہلی سے ریلے)

۸-۰۰ جگجیت سنگھ اور چترا سنگھ
غزلیں

۸-۳۵ 'پردہ'، تاریخ کشمیری کی چند نمایاں شخصیات

۹-۳۰ کشمیری موسیقی کا خصوصی پروگرام

۱۱-۳۰ غلام محمد سازنواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
علی محمد شیخ اور ساتھی
چھکری اور روف

دوپہر

۱۲-۴۰ شیو بھجنوں پر مبنی خصوصی پروگرام

۱-۳۰ رکشا بندھن کے سلسلے میں فلمی نغمے

۲-۱۵ یوم آزادی کے سلسلے میں وادی کے پروگراموں کی ریڈیو رپورٹ

۴-۰۰ غلام محمد سازنواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
علی محمد شیخ اور ساتھی
چھکری

۴-۳۰ شمیم دیو، کیلاش مہرہ، آرتی تکو وی کے ملا، راج بیگم، نسیم اختر
دوگانے

شام

۶-۱۰ غلام حسن صوفی: غزل

۸-۳۰ پراگاش

۸-۴۵ انگریزی تقریر
از ڈاکٹر ٹی این دھر

۹-۳۰ ڈاکٹر کرن سنگھ سے گفتگو

۱۰-۳۰ سوامی امرناتھ یاترا
فیچر

بقیہ :- بھوپال

۸-۰۰ ہندی تقریر: ساکشاتکار
نرملا ورما سے دھینیہ ورما کی بات چیت

جمعہ ۱۴ اگست

صبح

۸-۲۰ شبھد امیرال
سگم سنگیت

۸-۳۰ وی۔آر۔شوبیکر: وائلن

دوپہر

۱-۰۰ کروچ بدھ ناٹک
پیش کش: میناکشی مشر

۲-۳۰ رام سیوک کمہارے
لوک گیت

رات

۸-۰۰ اردو پروگرام کہکشاں

فیچر: دھرتی اپنی ماں
تقریر: تاج بھوپالی

۱۰-۳۰ وی۔آر۔شوبیکر: وائلن

ہفتہ ۱۵ اگست

دوپہر

۱۲-۳۰ میلا سبھا

۱-۱۰ لوک شیلی گیتوں پر بنی روپک
پیش کش: ترپاٹھی

رات

۷-۱۵ چوپال: دیہی بچوں کے پروگرام
کونپل کے ساتھ

۸-۰۰ سوتنتر دوس کے موقع پر مکھیہ منتری کا پردیش کی جنتا کے نام سندیش

دوردرشن سرینگر

بینڈ ۱ ۶۲/۲۵ ایم ایچ زیڈ (تصویر) چینل ۳ ۶۷/۶۵ ایم ایچ زیڈ (آواز)

خبریں اور روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونے والے پروگرام

صبح ۱۱-۰۰ سے ۱۱-۲۰ تک بچوں کے لیے تعلیمی پروگرام (صرف پیر اور جمعرات کو) شام ۷-۰۰ دیہاتی بھائیوں کے لیے (پیر، منگل، بدھ، جمعرات) ۸-۰۰ کشمیری میں خبریں ۸-۱۵ پروگراموں کا خلاصہ
۹-۴۵ اردو میں خبریں ۱۰-۰۰ اختتام

خصوصی پروگرام

ہفتہ یکم اگست

شام ۷-۰۰ بچوں کے لئے اردو میں پروگرام ۷-۳۰ کشمیری لوک موسیقی ۷-۴۵ ایک نظم کا ٹی وی روپ ۸-۱۷ ڈرامہ (اردو) ۹-۱۵ موسیقی کا خصوصی پروگرام

اتوار ۲ اگست

صبح ۱۱-۰۰ بچوں کے لئے کشمیری میں پروگرام ۱۱-۳۰ کشمیری لوک موسیقی ۱۱-۵۰ سلسلہ وار کھیل (دوبارہ) ۱۲-۴۰ یونیورسٹی طلبا کے لئے پروگرام شام ۶-۳۰ نوجوانوں کیلئے اردو میں پروگرام ۷-۰۰، ۸-۱۷ فیچر فلم ۱۰-۰۰ کلاسیکی موسیقی

پیر ۳ اگست

شام ۷-۳۰ کشمیری موسیقی ۷-۴۵ ٹی وی این ایف پر مبنی ترقیاتی پروگرام ۸-۱۷ فلمی گیتوں اور رقص پر مبنی پروگرام ۸-۵۰ کھیلوں سے متعلق اردو میں پروگرام ۹-۲۰ انٹرویو پر مبنی پروگرام

منگل ۴ اگست

شام ۷-۳۰ کشمیری کلاسیکی موسیقی ۷-۴۵ فلمز ڈویژن کی دستاویزی فلم ۸-۱۷ ناظرین کے خطوں کے جواب ۸-۴۰ انگریزی سلسلہ وار فلم ۹-۱۵ صوفی سنتوں پر پروگرام

بدھ ۵ اگست

شام ۷-۳۰ ڈوگری پروگرام ۷-۴۵ ہلکی پھلکی موسیقی ۸-۱۷ اردو میں سلسلہ وار کھیل ۸-۵۰ سماجی ترقیات پر مبنی پروگرام ۹-۱۵ کشمیری میں ادبی میگزین پروگرام

جمعرات ۶ اگست

شام ۷-۳۰ خاندانوں کے لئے کشمیری میں پروگرام ۸-۱۷ فلمی گیتوں اور رقص پر مبنی پروگرام ۹-۰۰ حالات حاضرہ (اردو) ۹-۳۰ دستاویزی فلم

جمعہ ۷ اگست

شام ۷-۰۰ اردو میں رنگا رنگ پروگرام ۷-۳۰ قوالی ۷-۵۰ روزگار بلیٹن ۸-۱۷ انگریزی سلسلہ وار فلم ۹-۱۵ صحت وتندرستی سے متعلق اردو میں پروگرام

ہفتہ ۸ اگست

شام ۷-۰۰ بچوں کے لئے اردو میں پروگرام ۷-۳۰ کشمیری

موسیقی ۴۵ - ۷ ایک نغمہ ۱۷ - ۸ ڈرامہ (دوسرے کیندروں سے) ۱۵ - ۹ اردو میں ورائیٹی پروگرام

اتوار ۹ راگست

صبح ۰۰ - ۱۱ بچوں کے لئے کشمیری میں پروگرام ۳۰ - ۱۱ کشمیری موسیقی ۵۰ - ۱۱ سلسلہ وار کھیل (دوبارہ)
دوپہر ۴۰ - ۱۲ نشر شدہ پروگراموں سے انتخاب شام ۴۰ - ۶ نوجوانوں کے لئے کشمیری میں پروگرام ۰۰ - ۷ اور ۱۰ - ۸ فیچر فلم ۰۰ - ۱۰ نشر شدہ پروگراموں سے خصوصی انتخاب

پیر ۱۰ راگست

شام ۳۰ - ۷ کشمیری لوک موسیقی ۴۵ - ۷ ٹی وی این ایف پر مبنی ترقیاتی پروگرام ۱۷ - ۸ فلمی گیتوں اور رقص پر مبنی پروگرام ۵۰ - ۸ کھیلوں سے متعلق اردو میں پروگرام ۲۰ - ۹ انٹرویو پر مبنی پروگرام

منگل ۱۱ راگست

شام ۳۰ - ۷ کشمیری دستکاریاں اور دستکار ۱۷ - ۸ ناظرین کے خطوں کے جواب ۴۰ - ۸ انگریزی سلسلہ وار فلم ۱۵ - ۹ محفل (خصوصی مہمانوں اور مدعو سامعین کے ساتھ)

بدھ ۱۲ راگست

شام ۳۰ - ۷ ڈوگری پروگرام ۴۵ - ۷ ہلکی پھلکی موسیقی ۱۷ - ۸ سلسلہ وار کھیل (کشمیری) ۵۰ - ۸ سماجی ترقیاتی پر مبنی پروگرام ۱۵ - ۹ اردو میں ادبی میگزین پروگرام

جمعرات ۱۳ راگست

شام ۳۰ - ۷ شہری ذمہ داریوں سے متعلق پروگرام ۴۰ - ۷ ہوم سائنس ۱۷ - ۸ فلمی گیتوں اور رقص پر مبنی پروگرام ۰۰ - ۹ حالات حاضرہ (اردو) ۳۰ - ۹ ہلکی پھلکی موسیقی

جمعہ ۱۴ راگست

شام ۰۰ - ۷ بزرگوں کے لئے پروگرام ۳۰ - ۷ نغمہ (کشمیری) ۵۰ - ۷ روزگار بلیٹن ۱۷ - ۸ یوم آزادی کے موقع پر صدر جمہوریہ ہند کا قوم سے خطاب ۴۰ - ۸ انگریزی سلسلہ وار فلم ۱۵ - ۹ صحت و تندرستی سے متعلق کشمیری میں پروگرام

ہفتہ ۱۵ راگست

شام ۰۰ - ۷ یوم آزادی کے موقع پر بچوں کے لئے اردو میں خصوصی پروگرام ۳۰ - ۷ کشمیری لوک موسیقی ۴۵ - ۷ ایک نظم کا ٹی وی روپ ۱۷ - ۸ کشمیری ڈرامہ ۱۵ - ۹ یوم آزادی کے موقع پر، نغموں پر مبنی خصوصی پروگرام

★★★★★★★

دوردرشن لکھنؤ

چینل : ۴ — ۶۲/۲۵ میگھا ہرٹز (تصویر)
بینڈ : ۱ — ۶۷/۷۵ میگھا ہرٹز (آواز)

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

شام ۰۰ - ۶ چوپال (دیہی عوام کے لیے پروگرام) (سوائے اتوار اور منگل) اتوار کو ۳۰ - ۶ سے ننھے منّے بچوں کے لیے اور منگل کو ۰۰ - ۷ کامگار سبھا صنعتی مزدوروں کے لیے ۰۰ - ۸ سماچار ۳۰ - ۸ کل کے پروگرام ۳۰ - ۹ اختتام جمعرات کو ۳۵ - ۹ پر، بدھ اور ہفتہ کو ۰۰ - ۱۰ بجے

ہفتہ وار ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

اتوار

شام ۳۰ - ۶ ننھے منّے (بچوں کیلئے) ۵۰ - ۶ سپنا ہیسکی (ہفتہ بھر کے پروگراموں کی تفصیلات) ۰۰ - ۷ اور ۲۰ - ۸ ہندی فیچر فلم ۱۵ - ۸ ذرا دھیان دیں ۳۰ - ۹ کل کے پروگرام اور اختتام

پیر

شام ۳۰ - ۷ آپ کا سواستھ (I، III، V) سواستھ سمپدا (II، IV) ۳۵ - ۷ ورت چتر ۱۵ - ۸ (آج کل) حالات حاضرہ ۳۵ - ۸ اپہار ۰۵ - ۹ سرسوتی (ہندی ادبی پروگرام) ۳۵ - ۹ اختتام

منگل

شام ۳۰ - ۷ کامگار سبھا ۱۵ - ۸ وگیان جگت / ٹی وی این ایف فلم ۳۵ - ۸ ڈرامہ ۳۰ - ۹ سرگم ۰۰ - ۱۰ اختتام

بدھ

شام ۳۰ - ۷ کھیل جگت ۱۵ - ۸ آپ کی ڈاک ۳۵ - ۸ بی بی نعتیوں والی (لکھنؤ کی سماجی تہذیب کی ایک جھلک) ۰۰ - ۹ گنجن ۳۵ - ۹ سیریل انگریزی فلم ۰۰ - ۱۰ اختتام

جمعرات

شام ۳۰ - ۷ یووا درشن ۱۵ - ۸ کلا اور کرتی ۳۵ - ۸ چترہار ۰۵ - ۹ بات اپنی اپنی / آمنے سامنے ۳۵ - ۹ اختتام

جمعہ

شام ۳۰ - ۷ پھلواری بچوں کے لیے پروگرام ۱۵ - ۸ آج کل ۳۵ - ۸ کوئز ۰۵ - ۹ اودھ پنچ (اردو ادبی پروگرام) ۳۵ - ۹ اختتام

ہفتہ

شام ۳۰ - ۷ گھر کی دنیا ۱۵ - ۸ لوک سنگیت ۳۵ - ۸ علاقائی فیچر فلم ۰۵ - ۹ انگریزی فلم ۰۰ - ۱۰ اختتام

بقیہ : اردو سروس

سرسوتی وینا پر راگ شنکرا

ہفتہ ۱۵ راگست

صبح

۴۵ - ۵ صبح گاہی: نعت خوانی، قوالی
۳۰ - ۶ شہر صبا: حب الوطنی پر مبنی کورس
۰۰ - ۷ شمع فروزاں: خصوصی تحریر مہدی نظمی
۰۵ - ۷ یوم آزادی کے موقع پر لال قلعہ دہلی پر پرچم کشائی کی تقریبات کا آنکھوں دیکھا حال اور وزیر اعظم ہند شریمتی اندرا گاندھی کی تقریر
۳۲ - ۹ کلاسیکی موسیقی: جیوتسنا بھولے خیال ایمن بھیرو
۳۰ - ۲ بزم خواتین ہماری آزادی اور خواتین
تقریر گیت خطوں کے جواب
۰۰ - ۳ پھر سنئے
۴۵ - ۸ ریڈیو نیوز ریل یوم آزادی پر خصوصی ریڈیو نیوز ریل
۰۰ - ۹ محمد حسین: ساحر لدھیانوی اور کیفی اعظمی کا کلام
۳۰ - ۹ نئی نسل نئی روشنی آزادی اور نوجوان فیچر از شعیب حسن گیت
عادت ہی بنالی ہے کتابیں نہ خریدنے کی: مزاحیہ تقریر از وہاج الدین علوی
۰۵ - ۱۱ بزم موسیقی: جیوتسنا بھولے خیال مارو بہاگ بسم اللہ خاں اور پارٹی راگ چھایانٹ اور پوربی دھن

MGIPSD(PBD)--34/AIR(SD)/81--19-7-81--1,950.





(اوپر) 'سانپ اور توہمات' کے موضوع پر دیپک مترا، ڈائریکٹر، سائنس پارک
کلکتہ کے ساتھ ایس آر اگروال، کیور یٹر کرشنا وگیان سنستھان پٹنہ
انٹرویو کرتے ہوئے۔ یہ انٹرویو آکاشوانی پٹنہ سے نشر کی گئی۔
(دائیں) شریمتی شوبھا نہرو، ریڈیو کشمیر سری نگر کی جانب سے منعقدہ 'ریڈیو دیہاتی میلہ' میں
ریاستی سرکار کے مختلف شعبوں کی جانب سے لگائے گئے اسٹالز کا معائنہ کرتے ہوئے۔
(نیچے) فیس بھارتی گھرا پارٹی، بھوانی پٹنہ ———
آکاشوانی جے پور (اڑیسہ) کی جانب سے منعقدہ لوک سنگیت کی محفل میں۔





▲ بلونت گارگی ——— پروڈیوسر ایمریٹس
جن کی تقریر دہلی 'ب' سے
پنجابی پروگرام میں نشر کی گئی۔

▶ آکاشوانی جالندھر کی جانب سے منعقدہ
کوی گوشٹی
کے شرکاء ———
(دائیں سے)
راجندر ویا تھت
ہرمہندر سنگھ بیدی
راجیش ریڈی
گلشن بہار اور
کملیش بھارتی







پروگرام میں مشہور معروف کریکٹر آرٹسٹ مرزا مشرف
کے ساتھ اراکین اردو سروس —
پروگرام میں "ہندوستانی معاشرہ اور اقلیتیں" کے زیر عنوان نشر مباحثے کے شرکاء
(دائیں سے) پروفیسر علی اشرف، ایم ایس مینائی، ڈاکٹر گوپال سنگھ اور بشپ ایزک ناصر

(اوپر) آکاشوانی اودے پور
کے پروگرام ناری جگت کی جانب سے منعقد
ایک رنگارنگ محفل میں
سادھنا ناگر
موز ایکٹنگ کرتے ہوئے۔
(نیچے دائیں) شانتا کول اور محمد امین
'آپ کی فرمائش' پروگرام میں فلمی نغمے پیش کرتے ہوئے۔
یہ پروگرام ریڈیو کشمیر سرینگر سے
ہر اتوار اور بدھ کو رات دس بجے پیش کیا جاتا ہے۔
(نیچے) وندنا دتہ اور غلام احمد
آکاشوانی امبیکاپور کی جانب سے منعقد
ایک محفل موسیقی میں
مدعو سامعین کا منورنجن کرتے ہوئے۔







Published by the Director General, All India Radio, at the Office of the [illegible] ... Second Floor, New Delhi-110001. Printed by the Manager, [illegible]

آواز

۱۶ اگست سنہ ۱۹۸۱ء

50 پیسے

اشاعت کا ۴۶ واں سال



اس بار سرینگر سے غزلیں

راز مناوری

کچھ اس طرح سے ابھاری تھی خط میں بات اس نے
کچھ ایک لفظ مٹا کر اداس لکھا تھا

وہ اپنے آپ کو پڑھتا کچھ اور تھا لیکن
مری نظر نے اُسے بے لباس لکھا تھا

میری ہی آنکھ رکی تھی گذرتے پانی پر
میرے ہی پاؤں پہ صحرا شناس لکھا تھا

کڑکتی دھوپ تھی صحرا تھا اور رستے میں
کسی نے کانپتے ہاتھوں سے گھاس لکھا تھا

یہ راز کون ہے مدت سے لاپتہ کیوں ہے
کسی نے کل مری کھڑکی کے پاس لکھا تھا

رگھوبیر سنگھ نادم

پتھر کی تشنگی کا بھی تھوڑا خیال رکھ
شاید دعا ہی دے تجھے اتنا خیال رکھ

امیدِ فصل شورہ زمین سے نہ رکھ کبھی
اپنا وقار سوچ کچھ اپنا خیال رکھ

مٹی کے دیوتا کو بھی دیکھا ہے پوج کر
اب وقت کہہ رہا ہے کہ اونچا خیال رکھ

بستر پہ کون پوچھنے آئے گا تیرا حال
پاؤں کی آگ کا بھی ذرا سا خیال رکھ

اڑتے ہوئے پرندے سے تھا محوِ گفتگو
اور مجھ سے کہہ رہا تھا کہ اس کا خیال رکھ

سنہرے نقوش و رنگ میں جب بھی الجھ گیا
دل نے یہی صدا دی کہ گھر کا خیال رکھ

نادم نہیں ہیں علم و ہنر کچھ بکاؤ جنس
تو ان کے تحفظات کا پورا خیال رکھ

فصیح الزماں

داغ دل کے گنا کرے کوئی
وہ نہ آئیں تو کیا کرے کوئی

نہ دیا کچھ تو صبر ہی دیجئے
اور کیا التجا کرے کوئی

میرے دل کا دیا ہو یا مہ و مہر
آپ کا سامنا کرے کوئی

جس نے پہنا ہو دوستی کا لباس
ایسے دشمن کو کیا کرے کوئی

اہل محفل شریک سوز نہ ہوں
شمع بن کر جلا کرے کوئی

ایک جھونکے کا منتظر ہے چراغ
اب تو آئے خدا کرے کوئی

رونے والے کا دل بڑھے کیونکر
زیر لب جب ہنسا کرے کوئی

جب کہ سوزاں ہو اک دلِ نازک
گھر نہ پھونکے تو کیا کرے کوئی

آنکھ جو کھو چکے ہیں ان کو فصیح
دے کے آئینہ کیا کرے کوئی

رنبیر راز

چشم شب کا عذاب ہو جاؤں
دود آلودہ خواب ہو جاؤں

میں ترے سایہ بستاں میں
سرمئی آفتاب ہو جاؤں

میں وہ شہر غبار و گرد صدا
شام تک زیر آب ہو جاؤں

پھیل جائے ردائے شب تو میں
نکہت آب و تاب ہو جاؤں

بس کہ ہوں لمس یک شرارِ خیال
شعلگی کی کتاب ہو جاؤں

تو بھی ہو جائے پیاس کا منظر
میں بھی تصویر آب ہو جاؤں

سوچتا ہوں کہ کس چوراہے پر
نذر صد اضطراب ہو جاؤں

برتپال سنگھ بیتاب

بحر و بر میرے سب شجر میرے
اور فرشتے ہیں بے خبر میرے

خواب در خواب آسماں میرے
اور پرندے ہیں ہمسفر میرے

سبز باغوں میں سلطنت میری
شاخ در شاخ سب ثمر میرے

دھوپ اوڑھی ہوئی ردا میری
اور صحرا ہیں بے شجر میرے

گھر سے باہر نکل کے علم ہوا
بستیاں میری سب نگر میرے

بستیوں میں نہ مل سکوں گا میں
دور جنگل میں ہیں کھنڈر میرے

بوجھ کیا کیا ہیں دوش پر بیتاب
اور رستے ہیں پر خطر میرے

احسن رضوی

کیف کچھ شام و سحر میں آئے
کوئی چہرہ تو نظر میں آئے

ہر نظر اٹھتی ہے اپنی جانب
کس کے ہمراہ سفر میں آئے

دل کے ارمان یہ کہتے ہوں گے
کیسے نادار کے گھر میں آئے

چڑھتے سورج کا پرستار ہوں میں
نام میرا بھی خبر میں آئے

منتظر تھیں تو کتابیں اپنی
رات جب لوٹ کے گھر میں آئے

کتنے بچھڑ رہے ساتھی اپنے
ہم اکیلے نہ ڈگر میں آئے

لوگ پہچان سکے مشکل سے
اب کے جب اپنے نگر میں آئے

آواز

آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

١٦ سے ٣١ اگست ١٩٨١ء

٢٥ شراون سے ٩ بھادر ١٩٠٣ ساکا

اس شمارے میں

نیشنل پروگرام

اندرلال ڈھانڈرا کا سارنگی وادن

٢٢ اگست رات ساڑھے نو بجے

اعلیٰ تخلیقی صلاحیتوں کے سارنگی نواز اندرلال ڈھانڈرا نے موسیقی کی ابتدائی تربیت اپنے والد بہاری لال سے حاصل کی جو کہ اودے پور کے ایک مشہور سارنگی نواز تھے۔ بعد میں انھوں نے دلیپ چندر ویدی سے بھی تربیت حاصل کی۔

اندرلال اپنے ساز کا استعمال نہایت ماہرانہ انداز سے کرتے ہیں۔ آج کل آپ آل انڈیا ریڈیو، دہلی سے منسلک ہیں۔

پریم ولبھ کا طبلہ وادن

پریم ولبھ کا تعلق متھرا کے پکھاو[illegible] کی ایک مشہور خاندان سے ہے۔ ابتدائی تربیت پکھاو[illegible] اپنے دادا چرنجی لال سے حاصل کی اور بعد میں استاد احمد جان تھرکوا کی شاگردی اختیار کی۔ آپ ١٩٦٧ء سے آل انڈیا ریڈیو، دہلی سے منسلک ہیں۔

پدماوردھن کا وینا وادن : ٢٩ راگست رات ساڑھے نو بجے



پدماوردھن نے موسیقی کی ابتدائی تربیت اپنے والد راما نج ایینگر سے حاصل کی اور نو سال کی عمر میں ہی پرفارمنگ آرٹسٹ کی حیثیت سے اپنے کیریر کا آغاز کر دیا۔ آپ کلاسیکی رچناؤں کے ایک وسیع خزانے کی مالک ہیں۔ میوزک اکیڈمی، مدراس کی جانب سے آپ کو وینا دھنتی کا ایوارڈ دیا گیا ہے۔



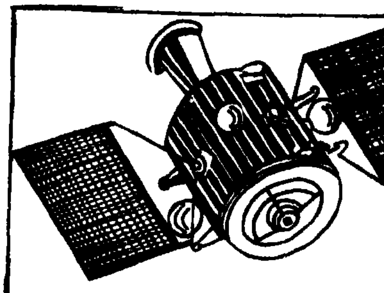
پنڈت سیارام تیواری کا گائن

پنڈت سیارام تیواری آج ملک کے عظیم دھرپد گائیکوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ آٹھ سال کی عمر میں ہی انھوں نے موسیقی کی تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی تھی۔ دھرپد گائیکی کی تربیت پنڈت چھتی پال ملک اور اپنے دادا پنڈت وشنو دیو پاٹھک سے حاصل کی۔ دھرپد کے علاوہ انھیں خیال، ٹھمری اور ٹپہ گائیکی میں بھی مہارت حاصل ہے۔

دوردرشن ٹیلی کاسٹ

دہلی	٢١ راگست
بمبئی	٢٨ راگست
مدراس	٤ رستمبر
کلکتہ	١١ رستمبر

آج کی بات



ایپل
ہندوستان کی خلائی فتح

محمد خلیل

ہندوستان کا پہلا تجرباتی مواصلاتی مصنوعی سیارہ ایپل بڑی کامیابی کے ساتھ مدار میں نقطۂ ساکن میں داخل ہو گیا ہے اس طرح ہندوستان نے ایک بار پھر خلائی تحقیق میں ایک بڑی کامیابی حاصل کر لی ہے اور اسے ہندوستانی خلائی سائنسدانوں کا ایک بڑا کارنامہ سمجھنا چاہیے۔ اس کامیابی کے بعد ہندوستان خلائی میدان میں ایسا نواں ملک ہو گیا ہے جس کے پاس اب اپنا مواصلاتی سیارہ ہے۔ یہ ایک ایسی پیش رفت ہے جس پر ہم فخر کر سکتے ہیں۔ یہ کامیابی مواصلاتی سیارے کے چھوڑے جانے کے ۲۸ دن بعد ایپل کو اپنے نقطۂ ساکن پر پہنچ کر حاصل ہوئی ہے۔ اس سے قبل یہ اس رفتار سے گردش کر رہا تھا جس رفتار سے زمین سورج کے گرد گردش کرتی ہے اب بھی یہ نقطۂ ساکن پر پہنچ کر زمینی گردش کے ساتھ گھوم رہا ہے۔ زمین سے اس کی دوری تقریباً ۳۶۰۰۰ کلو میٹر ہے یہ جگہ انڈونیشیا کے سماترا جزیرے کے اوپر ہے۔ ایپل کا "سی بینڈ" مواصلاتی آلہ اب کھول دیا گیا ہے اور اس کے ۹۰ سینٹی میٹر انٹینا کا رخ ناگپور کی طرف موڑ دیا گیا ہے اور اس طرح سے سارا ہندوستان اس کے دائرۂ کار میں آ جائے گا۔ توقع ہے کہ ۲۲ جولائی سے اس کے ذریعے مواصلاتی تجربات کا آغاز ہو جائے گا۔ خلائی تحقیقی ادارے کے ڈائرکٹر پروفیسر یو۔ آر۔ راؤ نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ اس سیارے کے ذریعے ایک سال تک تجربات کیے جائیں گے کیونکہ اس میں ضرورت کے مطابق بجلی موجود ہے آپ کو یاد ہوگا یہ مواصلاتی سیارہ گذشتہ ۱۹ جون کو فرنچ گیانا میں کورو سے چھوڑا گیا تھا۔ اس سیارے کے دو شمسی بازوؤں میں سے ایک نے چونکہ کام کرنا چھوڑ دیا تھا اس لیے یہ سیارہ اپنی راہ سے کچھ ہٹ گیا۔ ہمارے سائنسدانوں نے مختلف کارروائیاں کر کے اس سیارے کو اپنی مقررہ جگہ پر لانے میں آخر کار کامیابی حاصل کر لی ہے۔ زمین سے اس سیارے کو جو ہدایات بھیجی گئیں ان پر اس نے اپنے ۲۸ دن کے خلائی سفر میں پوری طرح سے عمل کیا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کو مقررہ جگہ پر لا کر ساکن کرنے کے لیے ہمارے سائنسدانوں کو اتنی جدوجہد کیوں کرنا پڑی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بین الاقوامی قوانین اور ضابطوں کے تحت ہم اس کا استعمال کسی اور جگہ سے نہیں کر سکتے تھے بلکہ مقررہ جگہ سے ہی ہم اس کو اپنے استعمال میں لا سکتے تھے۔ ایپل کے انٹینا کو اس طرح لگایا گیا ہے کہ اس کی لہریں اب ناگپور کے زمینی مرکز پر پڑیں گی جہاں سے مواصلاتی کام کا سلسلہ شروع ہوگا۔ اس مصنوعی سیارے پر تقریباً چار کروڑ روپے خرچ آئے ہیں اور اس کی تیاری میں پانچ سال لگے ہیں۔

خلائی میدان میں اس کامیابی سے اب یہ امکانات پیدا ہو گئے ہیں کہ جلد ہی ٹیلی ویژن سے دور دراز علاقوں میں بھی ایک سے زیادہ مراکز کے پروگرام صاف صاف دیکھے جا سکیں گے۔ اس طرح دیہی تعلیمی پروگراموں کو تیزی سے پورا کرنے میں مدد ملے گی۔

ہماری یہ کامیابی دراصل ایک عظیم مواصلاتی سلسلے کا آغاز ہے جو ایپل اور اسی جیسے سیاروں کی بدولت شروع ہو جائے گا اس کی مدد سے دور دراز سائنسی تجرباتی کانفرنسوں کی کارروائی بھی ہم بہ آسانی دیکھ سکیں گے۔ صرف یہی نہیں ہندوستان کے ایسے دشوار گذار علاقوں میں جہاں پر اس وقت مواصلاتی نظام مختلف وجوہات سے قایم نہیں ہو سکا ایک ایسا مواصلاتی سلسلہ قایم ہو جائے گا جس کے تحت ٹیلیفون پر بہ آسانی رابطہ قایم کیا جا سکے گا۔ اس کے ذریعہ ملک کے اندر نہ صرف مختلف کمپیوٹروں کو ایک دوسرے سے جوڑنا بلکہ طاقتور کیمروں کے ذریعہ زمین کے اندرونی حصوں کی تصویریں لینا اور اس طرح وہاں موجود معدنیات کے ذخیروں کو بھی دریافت کرنا ممکن ہو جائے گا۔

اسرو (ISRO) کے ڈائرکٹر پروفیسر راؤ نے صحیح فرمایا ہے کہ ایپل کی کامیابی ہمارے سائنسدانوں کے لیے فخر کی بات ہے جس پر پورے ملک کو ناز ہے۔

(نیوز سروسز ڈویژن سے نشر)

محمد خلیل "سائنس کی دنیا" (اردو)
سی ایس آئی آر رفیع مارگ نئی دہلی

ماضی قریب میں اردو کے افسانوی ادب کو ایک نئے رخ سے روشناس کرانے کی کوششوں کا ایک بڑا حصہ علامتی اظہار سے متعلق رہا ہے۔ آج ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ اس علامتی اظہار کی نوعیت کیا ہے۔ یہ لسانی اظہار ہی کی ایک شکل ہے یا اس کی نفی اور یہ کہ علامت کا استعمال افسانوی اظہار پر کس طرح اثر انداز ہوا ہے۔

پچھلے پچاس ساٹھ برسوں میں، یورپ میں فلسفہ نے حقیقت کو ایک ٹھوس خارجی وجود سے متبدل کر کے اضافت کے ایک ایسے نقطہ پر پہنچا دیا ہے جہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کی حیثیت داخلی ہے اور ہر شخص ایک نجی حقیقت کی تشکیل کرنے پر مجبور ہے، چاہے اس کی یہ کوشش کتنی ہی احمقانہ کیوں نہ ہو۔ یہ وجودی نقطۂ نظر ہے۔ توضیح یا نقل کا تصور جو اس کا حریف اور مقابل ہے اس وقت تک اہمیت کا حامل تھا جب تک یہ تصور کیا جاتا تھا کہ ایک عام یا بنیادی حقیقت بہر حال موجود ہے اور اس بات کی منتظر ہے کہ کوئی اسے منکشف کرے۔ ہربرٹ ریڈ کے مطابق اس تصور کو تسلیم کرنے کے معنی یہ ہیں کہ فلسفے اور آرٹ ایسے نیلام گھر ہیں جہاں سب سے زیادہ قابل قبول حقیقت کی سب سے اونچی بولی لگتی ہے۔ حقیقت کا یہ تصور ادب میں پیکر کی اہمیت کو کم کرتا ہے۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیں انسانی شعور کے تاریخی تصور کا بھی احسان مند ہونا چاہیے جس کے بغیر فن میں پیکر ([illegible]) کے مقابلے میں علامت کا ظہور ممکن نہیں۔ انسانی ذہن کے کام کرنے کے دو طریقے ہیں۔ ان میں سے ایک علامتی اظہار ہے اور دوسرے کی بنیاد خارجی دنیا کے براہ راست تجزیہ پر ہے۔ علامتی اظہار پر اصرار کرنے والوں کی رائے میں خارجی حقیقت کو بھی علامت کے استعمال کے بغیر پوری طرح نہیں سمجھا جا سکتا جبکہ اس کے حریف نقطۂ نظر کے مطابق انسانی شعور کے ارتقاء کا تاریخی تصور ہی وہ خام مواد اور مصالحہ فراہم کرتا ہے جس کی بنیاد پر علامت کی تشکیل اور تجسیم ممکن ہو پاتی ہے۔

علامتی فنکار آوازوں اور الفاظ کا ایک ایسا مجموعہ پیش کرتا ہے جس سے معنی کی ترسیل ہوتی ہے اور فن میں یہ معنی ہمیشہ جذباتی اور جمالیاتی رنگ و آہنگ کے حامل ہوتے ہیں۔ اس عمل کو جذبہ کی علامتی منتقلی کہا جا سکتا ہے۔ اس تبدیلی میں غیر ضروری تفصیلات سے اجتناب کیا جاتا ہے کیونکہ وہائٹ ہیڈ کے الفاظ میں ایک جذبہ یا تو دوسرے جذبے کو روکتا ہے یا اس کی شدت میں اضافہ کرتا ہے اور خوش اسلوب جذبہ کے معنی ایسے جذبات کا ایک مجموعہ ہے جو ایک دوسرے کی شدت میں اضافہ کا باعث ہوں جبکہ غیر ضروری تفصیلات جذبے کو کمزور اور غیر متعلق ہونے کی وجہ سے اصل اثر کو تحلیل کر دیتی ہیں۔ فرانسیسی فنکار گاگوین نے غیر ضروری تفصیلات کے بیان کو گدھے کے بال گننے کی کوشش قرار دیا ہے۔

چنانچہ حسب ذیل اجزاء علامتی اظہار کی بنیاد قرار

ادب

اردو میں علامتی افسانہ

عابد سہیل

پاتے ہیں۔

۱۔ خارجی حقیقت کی حیثیت داخلی ہے اور ہر شخص اپنی نجی حقیقت کی تشکیل پر مجبور ہے۔

۲۔ فن پارے میں جس معنی کی ترسیل ہوتی ہے اس کا رنگ و آہنگ جذباتی اور جمالیاتی ہوتا ہے

۳۔ غیر ضروری تفصیلات جذبہ کی شدت کی راہ میں رکاوٹ بنتی ہیں۔

افسانہ کی حد تک ہمارے یہاں علامت اور تجرید کا نام ایک ہی سانس میں لیا جاتا ہے اور دونوں کو کم و بیش متبادل الفاظ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے جبکہ بعض خارجی مماثلتوں کے باوصف دونوں میں خاصا بڑا فرق ہے۔ علامتی افسانہ میں عام طور پر کسی قدیم داستان تلمیح یا مذہبی قصہ کسی متھ [illegible] یا کبھی کبھی ایسے ادبی کرداروں سے بھی کام لیا جاتا ہے جن کو ایک مستقل حیثیت حاصل ہو چکی ہے اس ضمن میں رات، دیوار اور پوشاک کا نام لیا جا سکتا ہے لیکن یہاں صرف تناظر ماضی کا ہے۔ صورت حال نئی اور آج کی دنیا سے جڑی ہوئی ہوتی ہے ماضی کے اس تناظر میں نئی صورت حال ایک نئے معنی حاصل کر کے خود کو بالکل نئے انداز میں منکشف کرتی ہے۔

ینگ کے اجتماعی شعور کے تصور سے قطع نظر، ادبی تہذیبی اور مذہبی حد تک کے کرداروں اور ان کے عمل اور رد عمل سے آگاہی اکتسابی تہذیبی اساس فراہم کرتی ہے جس سے مدد لے کر کسی موجودہ صورت حال کو زیادہ شدت اور گہرائی سے پیش کیا جا سکتا ہے۔ بیشتر صورتوں میں اس پیش کش کا خمیر داخل سے تیار کیا جاتا ہے اور خارج کو بھی داخلی محرکات کے حوالہ ہی سے سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

تجریدی افسانہ کا معاملہ اس سے مختلف ہے۔ اول تو یہ کہ مکمل طور سے تجریدی افسانہ اس وقت تک ممکن ہی نہیں جب تک الفاظ کو ان کے معنی سے آزاد کر کے انھیں رنگوں کے طور پر استعمال نہ کیا جائے۔ اور یہ بات تقریباً ناممکن ہے چنانچہ افسانہ میں تجرید سے صرف جزوی طور پر کام لیا جا سکتا ہے اور وہ بھی اس طرح کہ لفظ کے معنی کی نفی کرنے کے لیے جملوں کی صرفی اور نحوی ترتیب کو توڑ کر الفاظ کے صرفی آہنگ سے وہ کیفیت پیدا کی جائے جو کسی تجریدی تصویر کو دیکھ کر پیدا ہوتی ہے اور پھر اس کیفیت کو بامعنی جملوں اور روایتی زبان کی مدد سے ایسی ہی دوسری کیفیت یا کیفیات سے جوڑ دیا جائے اس ضمن میں آزاد تلازمۂ خیال اور شعور کی روح کی تکنیک سے بھی کام لیا جا سکتا ہے

انسانی فکر ایک مخصوص نظام کے تحت کام کرتی ہے اور علت و معلول کا رشتہ اور وقت کا تصور اس کی بنیادی اساس ہیں۔ آزاد تلازمۂ خیال اور شعور کی رو کی تکنیک کا وجدان دونوں رشتوں کو مسترد کرنے کے امکان پر ہی قایم ہے۔ علت و معلول کے تصور کے لیے وقت کی موجودگی ناگزیر ہے کیونکہ ایک عمل یعنی علت اور دوسرے عمل یعنی معلول کے وجود کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ جب جب ایک مخصوص عمل واقع ہوتا ہے دوسرا مخصوص عمل اس کے فوراً بعد واقع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس تصور میں وقت خود بخود شامل ہو جاتا ہے گویا وقت ہر عمل یا سلسلۂ عمل کا ظرف ہے اور علت و معلول اس عمل کا تانا بانا۔

غیر ضروری تفصیلات سے گریز کرنے کے لیے علامتی افسانہ اس رشتے کو توڑنے کی کوشش ضرور کرتا ہے۔ کہیں کامیابی بس اس حد تک ممکن ہو پاتی ہے کہ معلول علت سے پہلے آ جاتا ہے اور کبھی دونوں ساتھ ساتھ پیش کر دیے جاتے ہیں یہی صورت حال وقت کی ہے۔ افسانہ چونکہ وقت کا اسیر ہے اور وقت کے اسیر ہم آپ سب ہیں۔ اس لیے اس اسیری سے صرف جزوی آزادی ممکن ہے اور علامتی نظم وقت کے اسی جبر کو توڑنے کی ایک کوشش ہے۔ یہاں ایک نکتہ قابل غور ہے۔ افسانہ یا کسی بھی ایسی تخلیق جس میں واقعہ اور کردار کو اہمیت حاصل ہو، کسی نظم کے تحت علامت کا استعمال افسانہ نگار کے کام کو قایم کرنے کے لیے اسے کئی بار دہرایا جاتا ہے علامت کا یہ دہرایا جانا علامت کے استعمال کی کوئی لازمی شرط نہیں ہے۔ ہاں اس طرح اس کی تفہیم کی راہیں اور تخلیق کے مختلف عناصر سے اس کے رشتے کی نسبت دودھ اور شکر کی ہو جاتی ہے۔

اردو افسانہ میں علامت کو عام طور پر استعارہ کی وسیع شکل ہی میں استعمال کیا گیا ہے۔ چونکہ استعارہ کے اس پھیلاؤ کی کوئی جمالیاتی منطق نہیں۔ اس لیے ایسی نام نہاد علامتیں اکثر چیستاں بن جاتی ہیں۔ استعارہ اور تشبیہ میں اصلی فرق وجہ شبہ کی عدم موجودگی ہے۔ استعارہ کے برخلاف علامت میں وجہ شبہ پھیل کر ایک بڑی اکائی بنتی ہے اور اس اکائی کے حوالے سے علامت ایک معنی کی ترسیل کرتی ہے چنانچہ علامت کا استعارہ کی طرح استعمال دراصل علامت کی نفی ہے، کے مترادف ہے۔ ہمارے بیشتر علامتی افسانوں کی اصل خامی یہی ہے کہ پورا افسانہ کوئی علامتی نظم کے بغیر استعارہ کی قوت سے بھی محروم ہو جاتی ہے۔

علامت غیر ضروری تفصیلات سے بچنے میں مدد ضرور دیتی ہے لیکن بیانیہ کی لازمی طور سے نفی نہیں کرتی اور سریندر پرکاش، جوگندر پال، انور عظیم اور انتظار حسین وغیرہ کے افسانوں کی کامیابی کا راز بیانیہ کی قوت کو علامت کے ساتھ استعمال کرنے میں پوشیدہ ہے۔ ان افسانوں کی دوسری خوبی یہ ہے کہ اگر علامت تک قاری کی رسائی نہ ہو سکے تو بھی کہیں زبان کی سلاست، کہیں تحیر کے عنصر اور کہیں - [illegible] کے سبب اس کی دلچسپی کا سامان موجود رہتا ہے۔ غیاث احمد گدی کے علامتی افسانوں کو بیانیہ کی قوت کی حمایت حاصل نہیں لیکن ان کو سہارا کہانی پن سے مل جاتا ہے۔

جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے افسانہ کا مکمل طور سے تجریدی ہونا ممکن نہیں، کہیں تجرید کو افسانے میں شدت پیدا کرنے، شدت کو تحلیل کرنے اور کہیں کہیں بیانیہ کی یکسانیت کو توڑنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور بلراج مینرا، انور سجاد، جوگندر پال اور رشید امجد نے یہ تکنیک نہایت خوبصورتی سے استعمال کی ہے۔

علامت کو کہانی کا نعم البدل نہیں قرار دیا جا سکتا۔ ہاں اس کے استعمال سے افسانہ کے حسن میں اضافہ ضرور ممکن ہے اور نئی نسل کے افسانہ نگار جن میں ظفر اوگانوی، قمر احسن، شوکت حیات، حمید سہروردی اور ان سے زیادہ سلام بن رزاق، سید محمد اشرف، شارق ادیب، عبدالصمد، فاروق راہب اس راز سے اچھی طرح واقف ہیں اور اس سے کام بھی لے رہے ہیں آخر الذکر افسانہ نگاروں نے اپنے سے پہلے والی نسل کی طرح خود کو افسانہ کا ہیرو بھی نہیں بنایا ہے۔

(دور درشن سے نشر)

انشائیہ

فیشن

رام لال نابھوی

فیشن لفظ انگریزی کا ہے۔ اردو زبان نے دیگر زبانوں سے الفاظ مستعار لیے ہیں۔ ان میں یہ لفظ بھی ہے۔ انگریزی لغت کے مطابق فیشن کے معنی ڈھنگ، طرز، پیٹرن، طریق۔ خاص اوقات میں مستقل رواجات۔ اصطلاح میں اس کا اطلاق کاروبار پر ہے۔

فیشن کی ابتدا کب ہوئی کہنا مشکل ہے۔ اندازہ یہ ہے کہ فیشن کی ابتدا اس وقت ہوئی جب اللہ تعالیٰ نے آدم اور حوا کو ناراض ہوکر آسمان سے زمین پر دھکیل دیا۔ انھیں اپنے ننگے پن کا احساس ہوا اور پتوں سے جسم کو ڈھانپا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ فیشن کا سب سے گہرا تعلق لباس سے ہی رہا ہے۔

فیشن کے ارتقا کی داستان اتنی ہی طویل ہے جتنی انسانی زندگی۔ انسان ہر وقت اور ہر عہد میں بدلتا رہا ہے۔ اسی طرح فیشن بھی بدلتا رہا ہے۔ البتہ فیشن نے تیز قدم اٹھائے اور وہ آگے نکل گیا۔ پھر ایسے جھنڈے گاڑے کہ کل کائنات پر تسلط کرلیا۔ اب ہر ملک کا اپنا فیشن ہے۔ ہر علاقے کا اپنا فیشن ہے۔ ہر گھر کا اپنا فیشن ہے۔ فیشن نے لاکھوں رنگ بدلے۔ اس کا کام ہی رنگ بدلنا ہے اور بدلتے رہنا ہے۔ "تو بھی بدل فلک کہ زمانہ بدل گیا"۔ اگر آج ذکر ہے تو فیشن کا اور فکر ہے تو فیشن کا۔ آج فیشن ہر صبح نیا۔ ہر دوپہر نیا۔ ہر شام نیا اور ہر رات نیا ہے۔

فیشن نے پرانی تہذیب اور پرانی قدروں کا لحاظ رکھا تو پوری دنیا میں آرٹ چمکا۔ آرٹسٹ پیدا ہوئے۔ سنگ تراشی وجود میں آئی۔ مصوری میں نکھار پیدا ہوا۔ آثار قدیمہ کی حفاظت ہوئی۔ عجائب گھر بنے۔ نئے نئے محلات تعمیر ہوئے۔ ریسرچ اسکالر پیدا ہوئے۔ فیشن کے گیت گائے جانے لگے۔ بادشاہوں، تاجداروں، مہاراجاؤں اور نوابوں نے اس کی سرپرستی کی۔ فیشن نے ایک تہذیب کو جنم دیا۔ کلچر پیدا کیا۔ اس کی اپنی ایک روایت تھی۔ اپنا تمدن تھا۔ ایک علامت تھی۔ فیشن میں عریانی تھی لیکن اس میں آرٹ چھپا ہوا تھا۔ اسے آرٹ کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ پرکھا جاتا تھا۔ سمجھا جاتا تھا۔ فیشن کے مینا بازار لگے۔ تزکوں میں اس کا ذکر ہوا۔ فیشن نے نئے زیورات۔ نئے ملبوسات بناوٹ اور سجاوٹ کے سامان پیدا کیے۔

تغیر میں زندگی ہے۔ فیشن تغیر لاتا ہے۔ نئی زندگی برتنے کا سلیقہ سکھاتا ہے۔ زندگی زندہ رہنے، پنپنے، بڑھنے اور چھا جانے کی ایک خواہش ہے۔ آزادی نے اسے جلا دی ہے۔ آزادی نے اسے جلا دی ہے۔ آزادی سے فیشن پنپتا ہے۔ آج کون ہے جو آزاد ہونا اور رہنا نہیں چاہتا ہے۔ آزادی ملنے پر انسان خود کو آزاد محسوس کرنے لگ جاتا ہے۔ فیشن بھی آزاد ہو جاتا ہے۔ فیشن نے نیاپن اور نئے تیور لانے کے لیے پرانی تہذیب اور قدروں کو پامال کر دیا۔ ہر مخالفت کو روندتا، کچلتا، للکارتا، دندناتا ہوا چلا جا رہا ہے۔ اسے کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔ وہ نہ رکنا جانتا ہے نہ جھکنا۔

فیشن مغربی ممالک سے شروع ہوا۔ وقت نے فاصلے کم کر دیئے۔ ہوائی جہازوں نے رابطے تیز کر دیئے۔ مغربی تہذیب کا اثر مشرق پر پڑا۔ ایلیک منی نے فیشن کو جلا دی اور فیشن کے اسکول قائم ہو گئے۔ سیلون قائم ہو گئے۔ اداروں نے جنم لیا۔ فیشن پریڈوں کا اہتمام ہونے لگا۔ فیشن نے پرانے آرٹ اور کلچر کے معنی بدل دیئے۔ چرس اور گانجا فیشن کے جز بن گئے۔ شراب پینا اور پلانا، مست رہنا فیشن کی علامت بن گیا۔

ایک وقت تھا جب کسی لڑکی کے جسم کا کوئی حصہ شاید ہی ننگا نظر آتا ہو۔ آج حالت یہ ہے کہ جسم کا کوئی حصہ شاید ہی ڈھکا نظر آتا ہو۔ لباس اور زیبائش کا یہ عالم ہے کہ نمائش مقصود ہے۔ نئے لباس میں ملبوس تنگ چولی، ترشی ہوئی ننگی باہیں، تابدار رنگ، ہر خط بھرپور، ہر زاویہ تیکھا، اونچی ایڑی کے بوٹ۔ ڈوپٹہ سر سے اور سر ڈوپٹے سے بے نیاز، سنوارے سجائے بال، آراستہ اور پیراستہ۔ جب کوئی لڑکی مسکراتی، ہنستی، چہکتی قہقہے لگاتی چلتی ہے تو فیشن کے نئے تیور کا احساس شدید تر ہو جاتا ہے۔ اب تو لڑکوں اور لڑکیوں میں تمیز کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ لڑکوں نے اپنی تمام تر توجہ صحت بنانے کی بجائے فیشن پر مرکوز کر دی ہے۔

ذرا ہٹئیے۔

"بھائی صاحب۔ ذرا ایک طرف ہو جائیے۔"

"یہ بھائی صاحب نہیں۔ لڑکی ہے۔"

"تو جناب آپ ہی ایک طرف ہو جائیے۔"

"میں بھی جناب نہیں، میں اس لڑکی کی ماں ہوں۔"

کیوپڈ کا تیر چلتا ہے تو کوئی نہ کوئی دل پھینک آوازہ کستا ہے۔ ادھر چپل حرکت میں آتا ہے۔ لو ہنگامہ ہو گیا۔ ٹریفک رک گیا۔ ایک کہتا ہے یہ لڑکیاں ایسے لباس میں کیوں نکلتی ہیں۔ دوسرا کہتا ہے لڑکوں کو اس سے کیا مطلب۔ تیسرا کہتا ہے آپ کو کیا پڑی ہے۔ ایک کہتا ہے یہ لڑکیاں ایسے لباس میں کیوں نکلتی ہیں۔ دوسرا کہتا ہے لڑکوں کو اس سے کیا مطلب۔ تیسرا کہتا ہے آپ کو کیا پڑی ہے۔ فیشن ایک کونے میں کھڑا مسکرا رہا ہے۔

فیشن پر زیادہ اثر فلموں کا ہے۔ کپڑوں کے تاجر نئے ڈیزائن کے سلے سلائے کپڑے فلم کمپنیوں کو نذر کرتے ہیں۔ فیشن کے دلدادہ انھیں ڈیزائنوں کو حاصل کرنے میں جٹ جاتے ہیں۔ ایک دوڑ لگ رہی ہے۔ ملوں کے مالک ہاتھ رنگ رہے ہیں۔ قیمتی سرمایہ فیشن کی نذر ہو رہا ہے۔

بڑے بڑے شہروں میں بڑے بڑے تاجر کال گرلز رکھتے ہیں۔ انھیں ہر طرح کی سہولت میسر ہے۔ ان کی معرفت بڑے مشکل کام نکلتے ہیں۔ کال گرلز رکھنا فیشن میں داخل ہو گیا ہے۔ کیبرے فیشن ہے۔ اس کا دیکھنا فیشن ہے۔

فیشن پریڈوں کا اہتمام دھوم دھام سے ہوتا ہے۔ ٹکٹیں بلیک میں بھی نہیں ملتیں۔ جس طرح قصاب بکرے کو خریدنے سے پہلے اس کے جسم کا ہر حصہ ٹٹولتا ہے اسی طرح جج صاحبان پریڈ میں شامل ہونے والی لڑکیوں کے اعضا کی جانچ کرتے ہیں۔ ہاتھوں کی انگلیوں اور پاؤں کی انگلیوں کا قد تک ناپا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ کھلے ہال میں شائقین کی نظروں کے سامنے ہوتا ہے۔ والدین نمائش پر تالیاں بجاتے ہیں۔ فخر محسوس کرتے ہیں۔

ایک وقت تھا والدین کا کہنا ماننا فیشن تھا۔ اب کہنا نہ ماننا فیشن ہے۔ استاد کی ہر بات کو صحیح سمجھا جاتا تھا۔ اب صحیح بات کو بھی غلط بتانا فیشن ہے۔ پہلے طالب علم ڈرتا تھا۔ اب استاد ڈرتا ہے۔

فیشن نے مذاہب کی بنیادیں ہلا دی ہیں۔ خدا کی خدائی میں دراڑیں پیدا کر دی ہیں۔

فیشن امیر گھرانوں سے نکلتا ہے۔ اس کا اثر پڑوسیوں پر پڑتا ہے۔ شہر پر پڑتا ہے۔ ملک پر پڑتا ہے۔ فیشن کے لیے رشوت لی جاتی ہے۔ قرض مانگا جاتا ہے۔ نہیں ملتا یا ملنا بند ہو جاتا ہے تو چاقو چلتا ہے۔ فیشن نے چور، اچکے، جیب کترے، رہزن، اسمگلر پیدا کر دیئے۔ جوا خانے، مئے خانے تعمیر کر دیئے۔ چکلے اور اڈے بنا دیئے۔

فیشن اپنی راہ پر گامزن ہے۔ آپ چیخئے چلائیے۔ فیشن پر اس کا کوئی اثر نہیں۔ وہ قہقہے لگاتا، اچھلتا کودتا، دندناتا اپنی منزل کی طرف رواں ہے۔ اس کی منزل کہاں ہے یہ پتہ تو شاید فیشن کو بھی نہیں۔

(جالندھر سے نشر)

بی مغلانی

صغرا مہدی

پرانی وضع کے ایک بڑے سے دالان میں لمبے چوڑے تخت پر بچھی ہوئی رنگ کی جاجم بچھی ہے ایک ادھیڑ عمر کی خاتون چھینٹ کا تنگ پاجامہ اور کلیوں کا سفید کرتا پہنے ململ کا سفید دوپٹہ سر سے اوڑھے بیٹھی سلائی میں مصروف ہیں۔ ان کے پاس رنگ برنگے ریشمی کپڑے پھیلے ہیں، ایک صندوقچی رکھی ہے جس میں ایک طرف بہت سے انگشتانے اور رنگ برنگی پیچکیں اور تاگے کی گٹھیاں رکھی ہیں۔ کئی طرح کی قینچیاں چھوٹی بڑی اور تلے دانیاں رکھی ہیں۔ جن میں گرم کپڑے کے ٹکڑوں میں موٹی مہین سوئیاں ٹکی ہیں۔ یہ ہیں۔ بی مغلانی "مغلانی ارے بی تم سنتی ہی نہیں۔ اے مغلانی کیا کانوں میں تیل ڈال کر بیٹھی ہو۔"

بیگم صاحب نے اپنے کمرے سے آواز دی

"جی ابھی آئی۔ ابھی حاضر ہوتی ہوں" کہہ کر بی مغلانی سلیپریں گھسیٹتی جھٹ بیگم کے کمرے میں پہنچ گئیں

"اے ہے بیگم کیا کروں یہی تو مجھ نگوڑی کی شامت ہے۔ جو کام کرتی ہوں بس مجھے دنیا و مافیا کی خبر نہیں رہتی شدن بھی میری اس عادت پر خفا ہوتی ہے اور اللہ بخشے اس کے ابا بھی بہت جھنجھلاتے تھے۔ اے بیوی ایسے پتہ مار کے کام نہ کروں تو پھر آپ جیسے نفاست پسند نازک مزاج لوگوں کے یہاں کہاں بار پاؤں۔"

"ہاں ٹھیک ہے" بیگم صاحب نے ان کے طویل سلسلہ کلام کو منقطع کرنا چاہا۔

"ہاں تو بیوی فرمائیے آپ نے لونڈی کو کیوں یاد کیا۔ تیل لگا دوں چہرہ اترا رہا ہے نصیب دشمناں سر میں درد تو نہیں۔"

"یہ بتاؤ بڑی بٹیا کی دولائی کی چٹاپٹی کی گوٹ کے لیے یہ رنگ کیسے رہیں گے۔؟"

بیگم نے تین چار رنگ کے قیمتی ریشمی کپڑے کے ٹکڑے ان کے سامنے پھیلا دیے۔ مغلانی بی نے دوپٹہ سے ہاتھوں کا پسینہ پونچھا کپڑوں کو مسل کر دیکھا اور پھر ان کپڑوں کو ترتیب سے پلنگ پر رکھا پھر ذرا دور جا کر عینک ٹھیک کی اور کپڑوں کا معائنہ کرنے لگیں پھر بولیں "واہ بیگم صاحب واہ خوب رنگ ملائے ہیں۔ بہت کھلے گا بڑی بٹیا پر۔ اور بیگم اس فالسئی جوڑے پر وہ بنت لگوائیں گی نا۔" "کون بنت جو تم بنا کر لائی ہو۔؟ وہ تو میں چوتھی کے جوڑے پر لگواؤں گی بہت خوبصورت بنت ہے۔"

"اے بیوی مہینوں آنکھیں پھوڑی ہیں، جب یہ بنت بنا پائی۔ سات سال کی عمر میں یہ بنت میری دادی اماں نے مجھے بنانا سکھائی تھی۔ دلارے میاں اے وہ نواب اعظم کے سالے جو کٹرہ ابوتراب میں رہتے تھے ان کے بیٹے کی بری کے لیے اماں دادی اور میں نے ایسی دس بنتیں بنائی تھیں۔"

"بس بے پر کی مت ہانکو بی مغلانی تم سات سال کی عمر میں بنت بنانے لگی تھیں؟"

رفن میاں نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا

کون رفن میاں۔ لونڈی صدقے جائے ہمارے زمانے میں بچپن سے ہی لڑکیوں کو یہ کام سکھا دیے جاتے تھے تاکہ ان کو پتا مارنا آجائے۔

وہ کیا ہوتا ہے؟

اے ہے تم اسے کیا سمجھو گے مغلانی اور بیگم دونوں ہنسنے لگیں۔

تمہاری شادی کس عمر میں ہوئی تھی بی مغلانی؟

میری شادی۔ بس یوں سمجھئے بارہ بھر کر تیرھویں میں لگی تھی۔

اتنی جلدی؟ رفن میاں نے حیرت کا اظہار کیا

"اے میاں میری ماں کی شادی تو سات سال کی عمر میں ہو گئی تھی۔ گڑیاں کھیل رہی تھیں پر نانی نے جا کر گود میں اٹھا لال دوپٹہ اڑا دیا یہ لگیں مار رونے۔ اتنے میں میری نانی آگئیں انھوں کہا "اری چڑیل تو دلہن بنے گی تب یہ جھٹ گڑیا سی دلہن بن کر بیٹھ گئیں۔"

تم اس وقت کتنی بڑی تھیں؟"

میں۔؟ میں بس یوں سمجھو۔ کہ ہوں گی۔ اے آپ بھی میاں کیا باتیں کرتے ہیں میں نگوڑی اس وقت کہاں تھی؟ رفن میاں ہنستے ہوئے کمرے سے نکل گئے مغلانی نے دور سے بلائیں لیں خدا پروان چڑھائے ماں باپ کو سہرا دکھائے میری بیوی جوڑا سی دلہن جھم جھم بیاہ کر لائیں۔

اچھا مغلانی وہ گل شفتالو رنگ کا جوڑے پر کیسا کام بنواؤں۔؟ بیگم صاحب نے مغلانی سے مشورہ کیا۔

حضور چوتھی کا جوڑا ہے اس پر ماہی پشت کا جال کھلے گا۔" اتنے میں بڑی بٹیا کمرے میں داخل ہوئیں فوراً مغلانی نے ان کی بلائیں لیں "بیوی نظر بد سے بچائے گل شفتالو رنگ بٹیا پر بہت ہی بھلا لگے گا۔" اور دوپٹہ بڑی بٹیا کے سر پر ڈالنے لگیں۔

"ارے یہ کیا کر رہی ہو" کہہ کر انھوں نے دوپٹہ الگ کر دیا تو مغلانی نے پھر بلائیں لیں خدا رکھے کیسی شرمیلی ہیں ہماری بٹیا۔"

"اچھا مغلانی اب چٹاپٹی کی گوٹ میں کتنی دیر لگے گی؟ جھٹ پٹ کر کے الگ کرو۔"

"ارے بیوی آپ مطلق پریشان نہ ہوں۔ دو دن کا کام ہے اگر لگ کر بیٹھوں تو یہ سمجھیے کہ آدھے دن میں پورا کر لوں گی۔"

"ہاں بھئی جلدی کرو میرے تو ہاتھ پیر پھولے جا رہے ہیں ابھی تو بہت کام پڑا ہوا ہے اور پھر دس پندرہ دن میں مہمان آنا شروع ہو جائیں گے۔ کھانا پکوانا کھلانا، ان کی دیکھ بھال یہ سب کام تمہیں ہی کرنے ہوں گے۔ ہمارے نوکروں میں تو کسی بات کا شعور ہی نہیں ہے۔"

بیوی آپ کیوں پریشان ہوتی ہیں۔ اللہ رکھے پھوپھیاں آئیں گی چچیاں آئیں گی۔"

"اے بس رہنے دو بی مغلانی میرا منہ نہ کھلواؤ مجھے تو خود ان کی خاطر مدارات کرنی ہوگی۔"

"ہاں بیوی ابن میاں کی دلہن تو بہت ہی مزاج دار ہیں بیوی کیا بہت بڑے گھر کی ہیں۔ نوابی خاندان سے ہیں" "کچھ نہیں بس ٹھسا ہے ٹھسا ہے۔"

بیوی وہ ہیں تو آپ کی دیورانی مگر ایمان سے کہتی ہوں گمتی ہیں آپ کی جٹھانی اللہ رکھے جوان بیٹے بیٹی کی ماں ہیں اب ساس بن جائیں گی اور اللہ نے چاہا تو سال اندر نواسا کھلانے لگیں گی مگر نظر نہ لگے چہرے پر کیا چھبا پن ہے۔ کہ کنواریوں ——

اے اتنی دیر ہوگئی۔ لو یہ کنجیاں لو اور جنس تلوا دو“ بیگم نے گودام کی کنجیاں مغلانی کو دیتے ہوئے کہا۔

حضور بس گھر کے ہی لوگ ہوں گے کہ باہر کے۔!

نہیں بس گھر کے ہی ہوں گے۔

مغلانی وہاں سے نکلیں دوپٹہ ٹھیک سے اوڑھا پاندان آگے سرکایا اور پان بنانے لگیں۔

مغلانی پہلے جنس دیدو پھر تم جو چاہے کرنا۔ ہاں اتنی دیر ہوگئی کب کھانا پکے گا۔

اے ہے بچی ذرا تو دم لے ابھی آتی ہوں تو برتن لا ذرا پان کی ایک گریج کھا رہی تھی موئی زبان چھرا ہو رہی ہے یہ کہتی سٹر پٹر کرتی گودام کی طرف چلیں۔

ارے وہ کنستر اچھی طرح بند کر۔ اور یہ باسمتی چاول بس آدھا سیر ہی ٹھیک ہیں طاہری پکے گی۔ اور باقی خشکے کے لیے موٹے چاول لے۔ اور ہاں دیکھ مجھے دو نوالے طاہری دینا مجھے زکام ہو رہا ہے خشکہ نقصان کرے گا۔ اری کوفتوں کے لیے چنے تو لیے ہی نہیں اور گرم مصالحہ۔ وہ ڈبہ لا یہ کہہ کر بہت سی لونگیں انھوں نے پلو میں باندھ لیں اور ملازمہ کی معترض نگاہوں سے گھبرا کر کہنے لگیں یہ برف کا پانی پی پی کر گلا خراب ہوگیا ہے

حفیظا ارے او حفیظا ذرا ایک پیالی چائے تو بنا دے یہ لونگ ڈال دینا اور ذرا دودھ اچھا ڈالنا۔ کم دودھ کی چائے خشکی کرتی ہے۔

مغلانی ہو تم بڑی چنٹ بیوی سے تو کہہ رہی تھیں اے میں تو چائے میں بس دو بوند دودھ ڈالتی ہوں۔

کمبختنی مارے وہ تو میں شام کی چائے کے لیے کہہ رہی تھی دن ڈھلے دودھ نقصان کرتا ہے۔

اے ان کا کیا ہے یہ کھانا بھی منا سا کھاتی ہیں گھر کی ملازمہ نے طنز کیا۔

اے تو کیا میں منوں کھاتی ہوں۔

ارے نہیں بس چار روٹیاں ایک پلیٹ چاول“

چپ رہ کھاتی ہوں تو کیا تیرے باپ کا کھاتی ہوں دیکھو میرے منہ نہ لگنا ہاں میں کوئی ایسی ویسی نہیں ہوں مرزا تراب کی پوتی ہوں جو نواب جگیانہ کے دربار میں داروغہ تھے“ مغلانی بی نے گھر کے ملازموں کو ایک جھاڑ بتائی۔ اور تخت پر بیٹھ کر پھر سلائی میں مشغول ہوگئیں۔

مغلانی بی۔ مغلانی بی۔ جلدی سے وہ کہانی پوری کر دو جو رات کو پوری نہیں ہو پائی تھی مغلانی میری مغلانی وہی سات جنلاقوں کی۔

اے میاں ذرا ادھر ہی رہیے ایک منٹ میں دے چکے جاؤں میاں ادھر سوئیاں پڑی ہیں۔ آ ادھر۔ ہاں اب یہاں بیٹھو۔

سناؤ نا کہانی۔

میاں دن کے وقت کہانی سننے سے مسافر راستہ بھول جاتے ہیں۔

نہیں کوئی نہیں بھولتا کہہ کر چھوٹے نواب لگے کرنے ٹھن ٹھن۔

اچھا لو ادھر آؤ میں تم سے ایک پہیلی پوچھتی ہوں

بھلا بوجھو تو۔

کیا؟ کون سی پہیلی پوچھو۔

مغلانی اے بی مغلانی ذرا میرے سر میں تیل کو ٹھونک دو“ لو دیکھو اماں جانی بلا رہی ہیں ہم بتائیں تم جب تک منظہریا کے ساتھ کھیلو ہم ابھی آتے ہیں ایک نہیں دو پہیلیاں تم سے بجھوائیں گے واہ ہمارا لال بہت اچھا ہے۔ شاباش

کون تھا تمہارے پاس بیگم صاحب نے مغلانی سے پوچھا۔ اللہ رکھے چھوٹے نواب تھے ضد کر رہے تھے کہ کہانی سناؤ بہت مشکل سے بہلا کر آئی ہوں

اچھا ذرا سر میں تیل کھپا کر کنگھی تو کر دو

اے ہے یہ چنبیلی کا تیل ہے۔ قنوج کا معلوم ہوتا ہے۔

واہ! کیا اچھی خوشبو ہے۔

تیل پر اظہار خیال کر کے مغلانی بیگم صاحب کے تیل لگانے لگیں اور ساتھ میں گاتی جاتی تھیں۔

میری کونے بیٹھی لاڈو راج کرے
ابا ایسا بر دیجیو مڈل پاس کیے ہو
چشمہ آنکھ جس کے ہو
گھڑی ہاتھ جس کے ہو۔

یہ تھیں بی مغلانی جو امیروں نوابوں اور رئیسوں کے گھر کی رونق تھیں۔ یہ سلائی بھی کرتیں، کشیدہ بھی بناتیں تکا بنائی بھی کرتی تھیں۔ جنس تلواتیں۔ مہمانوں کی خاطر مدارات کرتیں۔ مشورہ دیتیں اور گھر کے لوگوں کی مصاحبت بھی کرتیں۔

ان کا تعلق نچلے متوسط طبقے سے ہوتا اور ان کا رتبہ ان گھروں میں عزیزوں سے نیچا اور ملازموں سے ذرا اونچا ہوتا۔ وہ پلنگ پائنتی یا تخت کے کونے میں گھر کی بیویوں کے ساتھ بیٹھ سکتیں۔ کھانا ساتھ میں نہ کھاتیں مگر ان کو کھانا الگ سینی یا کشتی میں ان کے پلنگ پر دیا جاتا۔ ان کا پاندان الگ ہوتا تھا۔ پشتینی رئیسوں کے گھر مغلانی کی جگہ مستقل ہوتی تھی مگر عام رؤسا کے گھر وہ شادی بیاہ کی تقریبوں میں مہینوں پہلے بلالی جاتیں۔ ان کو جوڑے توڑے انعام واکرام سے نوازا جاتا۔ اور جو کام وہ کرتیں اصل میں یہ اس کی اجرت ہوتی مگر وہ اس کو نہ اجرت سمجھ کر لیتیں اور نہ دینے والے اجرت کہہ کر دیتے۔

زمانے کے انقلاب کے ساتھ زندگی میں بڑی بڑی تبدیلیاں آگئیں زندگی کاروباری اور تجارتی ہو کر رہ گئی اور اس موجودہ تہذیب میں بی مغلانی قسم کے لوگوں کی جگہ کہاں؟ اس لیے یہ بی مغلانی قسم کے لوگ جو اپنی ذات سے ایک انجمن تھے اب داستان پارینہ کا ایک ورق بن گئے ہیں۔

(اردو سروس سے نشر)

ہاتھ قلم ہوتے رہے مگر جنون کی داستان خونچکاں رقم ہوتی رہی۔ اور شاید ہوتی رہے گی۔ کیونکہ عشق وہ جذبہ ہے جو ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا اور جب تک یہ جذبہ دلوں میں زندہ رہے گا داستانیں جنم لیتی رہیں گی، صدیاں گذر جائیں گی، زمانہ بدل جائے گا، مگر یہ داستانیں ہماری رگوں میں گردش کرتے ہوئے لہو کو گرم کرتی رہیں گی، اس کے کردار بولتے رہیں گے، آواز دیتے رہیں گے ”آؤ ہماری سمت“ ”آؤ ہماری سمت“۔ یہی جذبہ سچا اور آفاقی ہے۔

انھیں جیتے جاگتے اور بولتے ہوئے کرداروں میں سے ایک کردار ”اودے بھان“ بھی ہے۔ رانی کیتکی کی کہانی کا یہ مختصر کردار ضرور ہے، مگر ہے بے پناہ طاقتور، کنور اودے بھان صرف ایک شہزادہ ہی نہیں ہے بلکہ ایک انسان بھی ہے، ایک عام انسان، جس کے سینے کے اندر ایک دھڑکتا ہوا جوان دل بھی ہے۔ جس کا ثبوت رانی کیتکی کی پوری کہانی ہے۔

کنور اودے بھان جس نے زندگی کی صرف سولہ بہاریں دیکھی ہیں، جو بہادر بھی تھا اور خوبصورت بھی۔ جس کے بارے میں مصنف خود کہتا ہے:

”سچ مچ اوس کے جوبن کی جوت میں
سورج کی ایک سوت آ ملی تھی۔ اوس کا
اچھا پن اور بھلا لگنا کچھ ایسا نہ تھا جو کسی کے
لکھنے اور کہنے میں آسکے۔“

یہی کنور اودے بھان ایک روز ہرنی کا پیچھا کرتا ہوا دور نکل جاتا ہے اور گھر کا راستہ بھی گم ہو جاتا ہے آرام کرنے کے لیے وہ ایک باغ میں پہنچتا ہے اسے کیا معلوم تھا کہ تھوڑی دیر کے آرام کی حاجت اس کو مدتوں حیران و پریشان رکھے گی۔ اسی باغ میں رانی کیتکی بھی اپنی سہیلیوں کے ساتھ ٹھہری ہوئی تھی۔ رانی کیتکی کی سہیلیوں نے جب ایک اجنبی کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تو کسی نے کہا:

”یہ تو کوئی اچھا معلوم ہوتا ہے۔ دوسری نے کہا۔ چھٹا ہوا پکا معلوم ہوتا ہے۔ یہاں سے فوراً ٹھنڈے ٹھنڈے نکل لو“ ان سب کے جواب میں کنور اودے بھان نے کہا:

”اتنی دکھائیاں نہ دیجئے۔ میں سارے دن کا تھکا ہوا ایک پیڑ کی چھانو میں اوس کا بچاؤ کر کے پڑ رہوں گا، بڑے تڑکے دھند لکے اٹھ کے جدھر کو منہ پڑے چلا جاؤں گا کسی کا لیتا دیتا نہیں۔“

کنور اودے بھان کی اس صاف گوئی اور پریشان حالی سے حسن کی ملکہ رانی کیتکی بھی متاثر ہوئی اور بولی ”ہاں جی بولیاں ٹھولیاں نہ مارو ان کو کہہ دو جہاں جی چاہے اپنے پڑ رہیں جو کچھ کھانے پینے کو مانگیں تو انھیں پہنچا دو گھر آئے کو کسی نے آج تک مار نہیں ڈالا۔ ہمارے اور ان کے بیچ میں کچھ اوٹ سی کپڑے کی کر دو۔“

لیکن یہ کپڑے کی دیوار تو صرف ایک کپڑے کی اوٹ تھی اس رات نے دونوں کو ہمیشہ کے لیے ایک کر دیا۔ کیتکی اس مختصر سی ملاقات میں ہی کنور اودے بھان کو دل دے بیٹھی۔ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر رات جب سائیں سائیں کرنے لگی اور سناٹا ہونے لگیں تو کیتکی نے اپنی سہیلی مدن بان سے کہا

رانی کیتکی

محمد امین انصاری

"اری تونے کچھ سنا؟ میراجی اودس پر آگیا ہے۔
اور کسی ڈول سے تھم نہیں سکتا۔"

کیتکی اودے بھان سے ملتی ہے اور اپنے عشق کا اظہار
ل ہے۔ کنور اودے بھان پہلی ہی نظر کا شکار ہو چکا تھا۔ اس
اپنی انگوٹھی کیتکی کو پہنادی۔

مگر یہ ہلکی سی ملاقات کنور اودے بھان کے لیے زندگ
وگ بن گئی اور گھر واپس آگیا مگر اس کا سب کچھ تو چھن ہی چکا
دل ہوش و حواس سکھ چین۔ وہ مضطرب اور پریشان
ے لگا۔ دیکھنے والوں نے شہزادے کی اس کیفیت کا بیان
راج سے کیا:۔

"وہ کنور اودے بھان جن سے تمہارے گھر اوجالا ہے
دنوں کچھ اس کے برے تیور، بے ڈول آنکھیں دیکھائی دیتی
۔ گھر سے باہر پاؤں نہیں دھرتا گھر والیاں جو کسی ڈول سے
اتیاں ہیں تو اور کچھ نہیں کرتا ایک اونچی سانس لیتا ہے۔"

مہاراج نے جب شہزادے کی اس کیفیت کو سنا، تو
در اودے بھان سے کہا۔

"جس کی بات ہے۔ سو کہتے کیوں نہیں؟ کیا دکھ پڑا
یسے پڑے کراہتے ہو؟ راج پاٹ جس کو چاہو دے ڈالو
تو کیا چاہتے ہو۔"

کنور اودے بھان نے اپنے جی کا حال مہاراج کو
بھیجا۔ مہاراج نے جواب میں کہا:۔

"اداس مت رہا کرو۔ کھیلو، کودو، بولو، چالو، آنند کرو
ابھی شبھ گھڑی سوچ کر تمہارے سسرال میں کسی بامھن کو
بھیجتے ہیں۔"

اور جب برہمن یہ پیغام لے کر رانی کیتکی کے پتا جگت
کاش کے پاس پہنچتا ہے تو برہمن کو قید کرنے کا حکم دیتے ہیں
کہتے ہیں:۔

"اون کے ہمارے ناتا نہیں ہونے کا۔ جس کے
ماتھے ہم بائیں پاؤں کے انگوٹھے سے ٹیکا لگا دیں وہ مہاراجوں
کا راجہ ہو جائے۔ کس کا منہ جو یہ بات ہمارے منہ پر لاتے۔"

نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں مہاراج ایک دوسرے کے
سامنے تلوار سونت کر کھڑے ہو گئے۔ فوجیں آمنے سامنے آگئیں،
گھمسان کا رن پڑا۔ رانی کیتکی ساون بھادوں کے روپ رونے
لگی " دونوں کے جی پر کیسی آئی، یہ کیسی چاہت ہے جس میں
لہو برسنے لگا۔"

کنور اودے بھان نے رانی کیتکی کو ایک خط لکھا
"اب میرا کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا ہے دونوں مہاراجوں کو
آپس میں لڑنے دو۔ کسی ڈول سے جو ہو سکے تو تم مجھے اپنے
پاس بلالو۔ ہم تم دونوں مل کر کسی اور دیس نکل چلیں۔"

رانی کیتکی کو اودے بھان کا جب یہ خط ملا تو اس نے
اسے آنکھوں سے لگایا اور ایک موتیوں سے بھرا ہوا تھال اس چیلی
کو دیا جس نے یہ خط اس تک پہنچایا تھا۔ مگر جواب میں کیتکی
نے لکھا:۔

"اے میرے جی کے گاہک جو تو مجھے بوٹی بوٹی کرکے چیل کوے
کو دے ڈالے تو بھی میری آنکھوں کو چین کلیجہ کو سکھ ہوتے۔ پر
یہ بات بھاگ چلنے کی اچھی نہیں۔"

اودے بھان اس خط کے عوض سونے اور ہیرے کے
بھرے بھرے ہوئے تھال نچھاور کرتا ہے اور اس خط کو تعویذ بنا کر
اپنے بازو سے باندھ لیتا ہے۔ مگر دوسری طرف جنگ اپنے شباب
پر تھی۔ یہیں سے اودے بھان کی مصیبتوں کا آغاز ہوتا ہے۔
جگت پرکاش نے اپنے گرو کی مدد سے اودے بھان اور اس کے
والدین کو جادو کی مدد سے ہرن میں تبدیل کر دیا۔ اور جنگل جنگل
بھٹکنے پر مجبور کر دیا۔

وہ اودے بھان جس کے ارد گرد داسیاں ہاتھ باندھ کر
کھڑی رہتی ہیں۔ وہ اودے بھان جس کے اشارے پر ہر شے حاضر
کی جاتی تھی۔ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر جنگل میں جانور کا روپ لے کر
بھٹک رہا تھا۔ ادھر رانی کیتکی بھی آہ و زاری کر رہی تھی۔ لیکن
اپنے آپ پر زیادہ دنوں تک قابو نہ رکھ سکی اور کنور اودے بھان
کی تلاش میں نکل کھڑی ہوئی۔ راجہ جگت پرکاش کو بھی اپنی نادانی
کا احساس ہوتا ہے اور وہ رانی کیتکی کی شادی اودے بھان
سے کرنے پر راضی ہو جاتے ہیں اور بہت دکھوں اور مصیبتوں
کے بعد راجہ اندر کی مدد سے اودے بھان اور کیتکی کی شادی
انجام پاتی ہے۔

رانی کیتکی کی کہانی کا یہ کردار مختصر ضرور ہے، مگر ہے
بہت جاندار، وہ مصیبتوں اور دکھوں سے گھبراتا نہیں، بلکہ
مردانہ وار ان کا مقابلہ کرتا ہے اور اس پر قابو پاتا ہے۔ وہ اس
کہانی میں ایک شہزادہ ضرور ہے۔ مگر اس کے احساسات و
جذبات بالکل ویسے ہی ہیں جیسے ایک عام انسان کے۔ غالباً
یہی وجہ ہے کہ اس طرح کے کردار داستانوں، مثنویوں اور
کہانیوں سے نکل کر ہمارے دلوں میں زندہ رہتے ہیں۔

(گورکھپور سے نشر)

محمد امین انصاری
ریسرچ اسکالر، گورکھپور یونیورسٹی گورکھپور

غزل

اوج یعقوبی

لغزش کو چھوڑ ساقی اکثر نہیں بہکتے
نظروں سے پینے والے پی کر نہیں بہکتے

ہاں زخم کی نشستیں تبدیل ہو سکیں گی
ممکن ہے ہاتھ بہکیں خنجر نہیں بہکتے

رہتا ہے ہوش میں خود سب کو پلانے والا
کتنی ہی تند ہوے ساغر نہیں بہکتے

اے کاش یوں نہ چڑھتا منزل رسی کا نشہ
ثابت قدم جو ہوتے رہبر نہیں بہکتے

ماحول میکدہ کچھ آداب میکشی کچھ
اندر بہکنے والے باہر نہیں بہکتے

مخدوم کو جو دیکھا ہم کو یہ یاد آیا
اے اوج ظرف والے پی کر نہیں بہکتے

(حیدرآباد)

صرف ایک گھنٹہ

عظیم اقبال

عوام کی اکثریت اس امر سے اتفاق کرتی ہے کہ تمام شعبۂ زندگی میں انسان حالات کا پروردہ ہوتا ہے۔ موقع کے مطابق اسے فتح یا شکست نصیب ہوتی ہے۔ کچھ دوسرے لوگوں کا قول ہے کہ یہ کہنے کے بجائے کہ انسان حالات پر منحصر کرتا ہے، یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ انسان حالات کا خالق ہے۔ کسی عاقل نے کہا ہے کہ کامیابی اور ناکامی کے درمیان حدِ فاصل کھینچنے کے لئے صرف پانچ الفاظ درکار ہیں: "میرے پاس وقت نہیں تھا"۔

آج زندگی کے شور و شغب میں ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ ہماری خواہشات کی تکمیل کے لئے وقت ناکافی ہے۔ ہمارے کاموں کے لئے دن کے گھنٹے بہت کم ہیں۔ اس لئے ہم لوگ اپنے خیالات و تصورات سے کنارہ کش ہوتے جا رہے ہیں۔ اس کے باوجود دنیا میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے جو محض اپنے عزم کی وجہ سے ایسے طریقے دریافت کر چکے ہیں کہ جن سے وہ اپنی تخلیقی تعمیر و ترقی کے لئے کم سے کم ایک گھنٹہ وقت روزانہ پس انداز کر سکیں۔ جو شخص جس قدر زیادہ مشغول ہوتا ہے، اتنا ہی یہ امکان ہے کہ وہ روزانہ ایک گھنٹہ بچا کر اپنی مزید ترقی کے اسباب فراہم کر سکے۔

ہیوگو بلیک جب ریاستہائے متحدہ امریکہ کی سینیٹ میں داخل ہوا، وہ یونیورسٹی کی تعلیم سے بے بہرہ تھا۔ اس نے روزانہ کا معمول بنا لیا کہ ایک گھنٹے تک اپنے سارے مشاغل سے الگ تھلگ ہو کر لائبریری آف کانگریس میں پڑھتا رہے گا۔ اس نے معاشیات، تاریخ، فلسفہ، شاعری ــ سب کا مطالعہ کیا۔ یہ سلسلہ برسوں تک جاری رہا۔ سینیٹ کی کارروائیاں شدت کے ساتھ چل رہی ہوتیں، لیکن وہ متعین اوقات میں مطالعہ میں مصروف رہتا۔ ایک دن ایسا بھی آیا کہ ریاستہائے متحدہ کی عدالتِ عالیہ میں جسٹس بن کر وہ جلوہ فگن ہوا۔ اس کا شمار عدالت کے فاضل ترین لوگوں میں ہوتا تھا۔ اس کے ملک کو اس کے وسیع علم سے کافی مستفید ہونے کا موقع ملا۔

اگر آپ روزانہ کسی مقصد کے لئے صرف ایک گھنٹہ صرف کرنے لگیں تو ظاہر ہے اس کے لئے ایک سال میں ۳۶۵ گھنٹے نکال سکیں گے۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ اس مقصد کے لئے آپ نے آٹھ گھنٹہ روزانہ کام کے پورے ۴۵ دن صرف کئے۔ اور زندگی کے ہر سال میں ڈیڑھ ماہ تعمیری رہائش کے واسطے اضافہ ہوا۔

لوگ کہتے ہیں "میں بے حد مشغول ہوں۔ دن بھر کام کرتا ہوں۔ گھر واپس آ کر تھکا ماندہ رہتا ہوں۔ چاہتا ہوں کچھ وقت تو بچوں کے ساتھ گزرے"۔ یہ درست ہے کہ یہ آسان کام نہیں بغیر عزمِ محکم اور عملِ پیہم کے یہ ممکن نہیں۔ آپ ایک گھنٹہ کی تشکیل کیجئے اور پھر اس کا استعمال ہوشیاری کے ساتھ کیجئے۔ مناسب حالات کو نہ چوکنا ایک اچھا اصول ہے لیکن حالات کو مناسب بنا لینا اور بھی عمدہ ہے۔

ولیفرڈ کوہن نے چالیس سالوں تک زندگی کپڑا بنانے والی کمپنی میں گزار دی۔ وہ اس میں ماہر ہو گیا پھر بھی اس کی ایک دوسری خواہش بھی تھی جس کی تکمیل کام سے پُر لمحات میں وہ نہیں کر سکتا تھا۔ وہ مصور بننا چاہتا تھا۔ وہ کہتا ہے ــ "میں نے مصوری کا کبھی مطالعہ نہیں کیا۔ میرے پاس کوئی جواز نہیں تھا کہ اپنی کوششوں سے کوئی قابلِ قدر پینٹنگ کبھی منظرِ عام پر لا سکوں گا۔ اس کے باوجود میں نے فیصلہ کیا کہ اپنی اس خواہش کو پایۂ تکمیل تک پہونچانے کے لئے روزانہ ایک گھنٹہ وقت نکالوں گا۔ اس گھنٹہ کو پانے کے لئے مجھے کتنی قربانیاں دینی پڑیں گی میں نے یہ بالکل نظرانداز کر دیا"۔

ولیفرڈ کوہن کو جس چیز کی قربانی دینی پڑی وہ سونے کے اوقات میں تخفیف تھی۔ وہ پانچ بجے کے پہلے بیدار ہو جاتا اور ناشتہ کے وقت تک رنگ آمیزی میں لگا رہتا۔ اس نے کہا۔ "یہ مشکل نہیں تھا۔ ایک بار میں نے فیصلہ کر لیا کہ اس خاص وقت میں میں پینٹنگ کروں گا۔ اور اس وقت میں کبھی نہیں سو سکا۔ اپنے کام میں لگ جانے کی خواہش نے ہر صبح مجھے جگا دیا"۔ اپنے بالاخانے کو اس نے اسٹوڈیو میں بدل دیا۔ برسوں تک وہ اس مخصوص صبح کے وقفہ کو کام لاتا رہا۔ اس کے جو نتائج نکلے وہ حیرت ناک ہیں۔ اس کی تصویریں بہت سی نمائشوں میں پیش کی گئیں۔ اس کی صدہا تصویریں اونچی قیمتوں میں فروخت ہوئیں۔ اس نے صرف ایک گھنٹہ وقف کر کے اتنا کچھ کر لیا۔ کوہن کی آمدنی سے ایک اسکالرشپ فنڈ وجود میں آیا۔ جس سے آرٹ کے ذہین طلباء کی مدد کی جاتی ہے۔ کوہن کہتا ہے۔ "میں نے جو مسرت اس مخصوص وقت میں کام کر کے حاصل کی ہے اس کی نصف خوشی بھی کسی دوسرے کام میں مجھے کبھی نہیں مل سکی"۔

معمول کے مطابق روزانہ اپنے اوقات کا استعمال کیجئے۔ اس سے آپ کا ذہن تعمیری باتیں سوچنے کے قابل ہو سکے گا۔ نکولس کرسٹوفلوس کے ذمہ لفٹ کی دیکھ بھال تھی۔ وہ جدید سائنس میں دلچسپی رکھتا تھا۔ کام کے بعد روزانہ رات کے کھانے سے پہلے وہ ایک گھنٹہ کے لئے نکلیائی طبعیات کی کتابوں کا مطالعہ کرتا تھا۔ جیسے جیسے باتیں اس کی سمجھ میں آنے لگیں اور مطالب واضح ہوتے گئے، اس کے دماغ میں خیالات کی اُپج ہونے لگی۔ ۱۹۴۸ء میں اس نے ایک منصوبہ بنایا جو ذرّے کی شدید حرکت آمیزی سے متعلق تھا۔ اس نے بتایا کہ رائج تکنک کی بہ نسبت یہ منصوبہ زیادہ سستا اور قوت بخش ہوگا۔ اپنی تجویز اس نے ریاستہائے متحدہ کے اٹمی طاقت کے محکمہ کو ارسال کیا کہ اس کی جانچ پڑتال کی جائے۔ آگے اس نے کچھ تصحیح بھی کی اور اس پلان سے سرکار کو تقریباً ۲۳ کروڑ روپے بچانے کا موقع ملا۔ کرسٹوفلوس کو ۴۷،۵۰۰ روپئے نقد بطور انعام دیا گیا۔ کرسٹوفلوس فورنیا کے پُرتوریزی کے دارالتجربہ میں اسے بحال بھی کر لیا گیا۔

فلسفی شاعر جیمس رسل لوئل کا قول ہے ــ "تنہائی تصورات کے لئے اسی قدر ضروری ہے جس طرح کردار کے لئے سماج خوش آئند ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنی تنہائی کے لمحات کو زیادہ تعمیری بنایا جائے۔ یہی وہ لمحات ہیں جو حیاتِ انسانی کو جاوداں مسرت عطا کرتے ہیں"۔

اس ایک گھنٹہ سے فائدہ اٹھانے کے لئے آپ کی عمر کبھی نہیں ڈھلی۔ جب چاہیں اس سے آپ مستفید ہو سکتے ہیں۔ ایک شخص نے ۷۸ سال کی عمر میں فنِ موسیقی کا جائزہ لینا شروع کیا۔ جلد ہی اسے اس فن کی پرکھ ہو گئی۔ اور وہ اس سے محظوظ ہونے لگا۔ بہت سے لوگ جو خود کو ایک گھنٹہ تنہائی کا روزانہ عطا کرتے ہیں، ہمیشہ فائدہ میں رہتے ہیں۔ ظاہراً انہیں کچھ کر سکنے کا موقع نہیں مل پاتے تب بھی انہیں یہ موقع تو ضرور ہی مل جاتا ہے کہ اپنے ذہن کے تہاں خانوں میں جھانک سکیں۔ اس ایک مخصوص وقفہ کے لئے ایک مخصوص مقصد مدِنظر رکھنا زیادہ سود مند ہے۔ صرف ایک بار کسی آدرش کو سامنے رکھ کر کام کا آغاز کر دیں۔ آپ کی کامیابی کا افق پھیلتا جائے گا۔

مصنوعات کی ایک بڑی کمپنی کا مالک اپنے طالب علم فرزند کے مذہبیات میں کافی نمبر لانے سے از حد خوش ہوتا تھا لیکن ہر بار جب اس کا لڑکا گھر پہونچتا اور باپ بیٹے میں تبادلۂ خیالات ہونے لگتا، باپ یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہتا کہ بیٹے کا علم وسیع ہوتا جا رہا ہے۔ اب تک وہ مذہبیات میں دلچسپی لیتا تھا لیکن سنجیدگی سے کبھی اس کا مطالعہ وہ نہیں کر سکا تھا۔ اب اس نے معمول بنا لیا کہ روزانہ ایک گھنٹہ لنچ کے فوراً بعد اس کام کے لئے وقف کرے گا۔ اپنے آفس کا دروازہ مقفل کر کے ڈیسک پر اپنے پیر پھیلا دیتا اور تقابلی مذہب کے مطالعہ میں جٹ جاتا۔ شروع

علم الارض

علم الزلزلہ اور زمین کی ساخت

ماہرین ارضیات کا خیال ہے کہ درحقیقت زمین کو کسی وقت بھی سکون نہیں ہوتا۔ ایک سال میں لاکھوں زلزلے آتے جو معمولی قسم کے ہوتے ہیں اور انھیں خاص قسم کے زلزلے پیما آلات ہی محسوس کر سکتے ہیں۔ حالانکہ زیادہ تباہ کن زلزلے سال میں بہت کم ہی ہوتے ہیں۔

دراصل زلزلے ان جھٹکوں کی موجوں کا تسلسل ہیں جو زمین کے اوپری پرت قشر یا (Crust) یا درمیانی پرت (Mantle) میں پیدا ہوتے ہیں ان دونوں قسم کی پرتوں کے ابتدائی حصوں سے جو قوت آزاد ہو کر جس خاص حصے سے باہر نکلتی ہے اس کو 'ماسکہ' کہتے ہیں۔ اور سطح زمین پر پائے جانے والے ماسکے کو ظل ماسکہ (Epicentre) کہتے ہیں جو عین ماسکے کے اوپر ہوتا ہے۔

جن موجوں سے زلزلے پیدا ہوتے ہیں انھیں 'زلزلوی موجیں' (Seismic Waves) کہتے ہیں۔ زلزلوی موجوں کو مختلف خصوصیات کی بنا پر تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۱۔ ابتدائی موجیں یا P موجیں
۲۔ ثانوی موجیں یا S موجیں
۳۔ لوف موجیں

ابتدائی موجیں ایسی موجیں ہیں جن میں ذرات ایک ہی سمت میں حرکت کرتے ہیں۔ یہ دوسری زلزلوی موجوں کی رفتار میں سب سے زیادہ تیز رفتار ہوتے ہیں ان کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہ ٹھوس اجسام اور مائع واسطوں میں بآسانی سفر کر سکتے ہیں۔

ثانوی موجیں اپنی ماہیت میں مختلف ہوتے ہیں ان کے سفر کی سمت ان میں ذرّوں کی حرکت سے زاویہ قائمہ بناتی ہے۔ ان کی رفتار 'ابتدائی موجوں' کی رفتار سے کم ہوتی ہے۔ یہ موجیں صرف ٹھوس واسطوں سے ہی گذرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں یعنی ان موجوں کے لیے مائع واسطے غیر شفاف ہوتے ہیں چنانچہ زمین کی اوپری، درمیانی اور اندرونی پرت کے زلزلوی مطالعوں میں ان موجوں کا پتہ چلتا ہے جو اس بات کا ثبوت پیش کرتی ہیں کہ زمین کی اندرونی ساخت کا ایک کثیر حصہ ٹھوس مادّے پر مشتمل ہے۔

لوف موجیں، ابتدائی و ثانوی موجوں کے مقابلے میں یکسر مختلف پائی گئی ہیں۔ ان کی اہم خصوصیات یہ ہیں کہ ان کی کوئی خاص سمت نہیں ہوتی بلکہ یہ ہر سمت (Random directions) میں سفر کرتی ہیں۔ یہ زمین کی اوپری سطح میں پائی جاتی ہیں۔

زلزلوں سے پیش آنے والی تباہ کاریوں کا ایک اہم سبب یہ ہے کہ یہ موجیں تیز رفتاری سے اور بے سمت دوڑتی ہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ زلزلے قدرتی آفات میں سب سے زیادہ تباہ کن ہوتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بڑے بڑے علاقے و شہر زلزلوں کی زد میں آ کر تباہ ہو جاتے ہیں

یوں تو کرۂ ارض پر ایسا کوئی مقام نہیں جہاں کبھی بھی معمولی قسم کے جھٹکے نہ آتے ہوں۔ بڑے قسم کے زلزلے دو علاقوں میں محدود ہیں۔ پہلا بحرالکاہل کے چاروں طرف کا خشکی کا علاقہ دوسرا علاقہ کرۂ عرضی پہلے حصہ میں شمالی امریکہ اور جنوبی امریکی براعظموں کے مغربی ساحل کا کوہستانی علاقہ اور براعظم ایشیا کے مشرقی ساحل کا علاقہ جس میں جزائر جاپان وغیرہ بھی شامل ہیں۔ دوسرے میں مشرق سے مغرب رخ کی وہ پٹی ہے جس میں یورپ کا جنوبی کوہستانی علاقہ، جزائر مغربی۔ وسطی امریکہ جزائر ہوائی۔ کوہ ہمالیہ اور مشرقی جزائر واقع ہیں۔ ان دو علاقوں میں نوعمر کوہستانی علاقہ واقع ہے۔ اور تقریباً ۹۵ فیصد زلزلے ان دو ہی علاقوں میں آیا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جاپان، مغربی میکسیکو چلی، جزائر فلپائن، یونان، ترکی، بلوچستان، تبت چین آسام وغیرہ میں کثرت سے زلزلے آیا کرتے ہیں۔

یوں تو ہر زمانے میں زلزلے آتے رہتے ہیں لیکن ان میں قابل ذکر علاقے یہ ہیں۔ چلی، جاپان، جنوبی الاسکا سلسلی، آسام، کیلی فورنیا وغیرہ۔

سسلی کے زلزلے میں تقریباً دو لاکھ جانیں ضائع ہوئی تھیں اور سنہ ۱۹۲۳ء میں جاپان کے زلزلے میں ٹوکیو شہر کا کافی حصہ تباہ ہو گیا تھا اور شہر یوکوہاما مکمل طور پر تباہ ہو چکا تھا۔

سائنسی بنیادوں پر زلزلوں کی پیمائش کے لیے مختلف پیمانے بنائے گئے ہیں جن کو مارسلی اسکیل پیمانہ کہتے ہیں۔

مختلف مشاہدات سے یہ پتہ چلا ہے کہ زلزلے کا اثر مرکز (Hypocentre) کے قریب کے علاقوں پر سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ مرکز جس قدر دور ہوتا ہے اسی قدر زلزلے کا اثر گھٹتا چلا جاتا ہے۔

کسی مقام پر زلزلے سے ہونے والی تباہی کا اثر مختلف چیزوں پر مبنی ہوتا ہے۔ جیسے ماسکہ کی گہرائی اور اس کے مرکز کی دوری، زمین کی ساخت اور زلزلے کی قوت یعنی (Magnitude of earthquake) وغیرہ۔

(حیدرآباد سے نشر)

مغلپورہ یوتھ اکیڈمی
حیدرآباد ۵۰۰۰۰۲

میں اس کے دوستوں نے اس کا مضحکہ اڑایا۔ لیکن دھیرے دھیرے وہ سب اس کے قائل ہو گئے۔ اس کے تقابلی مذہب کے مطالعہ نے اسے آثار قدیمہ، عمرانیات اور دوسرے مضامین تک اس کی رہنمائی کی۔ اب وہ اس قابل ہو گیا ہے کہ جگہ بہ جگہ اسے لیکچر دینے کے لئے بلایا جاتا ہے۔ اس کی تحریریں اور تقریریں مختلف عقیدے کو سمجھنے اور سمجھانے میں مفید ثابت ہوئی ہیں۔

اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اسے اعتراف ہے ——
"میں سوچتا ہوں میری تعلیم سے میرا بیٹا خود پر فخر کرتا ہے۔"
ہو سکتا ہے تھوکرینو کے خیال سے سب لوگ متفق نہ ہوں۔ "مجھے کبھی کوئی ایسا ساتھی نہیں ملا جو میری تنہائی سے زیادہ دل نشیں ہو۔"
ہماری طاقت کا سرچشمہ خشک ہو رہا ہے، کیوں نہ اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ روزانہ ایک گھنٹہ کا اسطرح استعمال ہماری موجودہ تنگ حالی بے یقینی، قنوطیت اور بدنصیبی کو بدلنے میں یقیناً معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ ساتھ ہی یہ اقدام ہمارے اندر نئی قوت، نیا جوش، نیا جذبہ پیدا کرنے کا موجب ہو سکتا ہے۔ آیئے اسے آزمائیں اور نتائج پر نظر رکھیں۔ (پٹنہ سے نشر)

عظیم اقبال گنج مدا بتیا (بہار)

مزاح

کیا خوب ہے خوش فہمی

مجتبیٰ حسین

زندگی کے چالیس برس گذارنے کے بعد اب ہم اپنی چالیس سالہ زندگی کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں اپنی زندگی خوش فہمی اور غلط فہمی کے بیچ لٹکتے ہوئے پنڈولم کی مانند دکھائی دیتی ہے۔ یا تو ہمیشہ خوش فہمی میں مبتلا رہے یا پھر غلط فہمی کے شکار رہے۔ لسے آپ ہماری کج فہمی کہہ لیں مگر حقیقت یہ ہے کہ فہم و فراست کے معاملہ میں ہمارے ذہن کا لٹو کبھی سیدھا نہیں چل سکا ہے

نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں

مگر اتنا ضرور جانتے ہیں کہ خوش فہمی نے جہاں ہمیں ہمیشہ فائدہ پہنچایا وہیں غلط فہمی ہمارے لیے ہمیشہ نقصان کا سبب بنی۔ خوش فہمی ایک ایسی نعمت غیر مترقبہ ہے جس کے بل بوتے پر ہم اپنے بل بوتے کو دھوکہ دیتے ہیں، خوش فہمی نہ ہوتی تو ہم وہ نہ ہوتے جو آج دکھائی دیتے ہیں۔ اس وقت ہمیں ایک مشہور ادیب کی یاد آ رہی ہے جس نے پچاس سال تک ادب کی تخلیق کرنے کے بعد ایک دن اپنے ایک دوست سے کہا "پچیس سال تک ادب تخلیق کرنے کے بعد ایک دن مجھے پتہ چلا کہ مجھ میں ادیب بننے کی صلاحیت بالکل نہیں ہے اور یہ کہ اتنے برس میں صرف اس خوش فہمی میں مبتلا رہا۔

دوست نے پوچھا "اس خوش فہمی کا بھرم کھل جانے کے بعد کیا تم نے ادب لکھنا چھوڑ دیا؟"

ادیب بولا "نہیں! میں اس وقت ادب سے اپنا رشتہ توڑ نہیں سکتا تھا کیونکہ اس وقت تک میں صف اول کے ادیب کی حیثیت سے خاصا مشہور ہو گیا تھا۔"

آپ غور فرمائیں کہ اگر اس ادیب میں خوش فہمی کی صلاحیت نہ ہوتی تو وہ ادیب نہ بنتا۔ سچ پوچھئے تو ہمارے ادب میں بہت سے اہل قلم کو اس لیے شہرت ملی کہ ان میں صلاحیت کم اور خوش فہمی زیادہ تھی۔ ادب کی بات چھوڑیے۔ سماج میں بھی قدم قدم پر خوش فہمی آپ کا ساتھ دیتی ہے۔ نوجوانی کے زمانے میں ہمیں یہ خوش فہمی تھی کہ ہم بڑے خوب رو نوجوان ہیں حالانکہ ان دنوں آئینہ بڑی پابندی سے دیکھا کرتے تھے۔ یہ اور بات ہے کہ آئینے میں ہم وہ نہیں دیکھتے تھے جو آئینہ ہمیں دکھاتا تھا بلکہ وہ دیکھتے تھے جو ہماری خوش فہمی ہمیں دکھانا چاہتی تھی۔ جب بھی آئینہ دیکھا ہم نظر نہیں آئے بلکہ ہماری خوش فہمی نظر آ گئی۔ گھنٹوں آئینہ کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی خوش فہمی کو سجایا سنوارا کرتے تھے۔ گھر سے باہر نکلتے تو ہمیں یوں محسوس ہوتا تھا کہ دنیا بھر کی دوشیزاؤں کی نظریں ہم پر جمی ہوئی ہیں۔ مانتے ہیں کہ اس زمانے میں کسی دوشیزہ نے پلٹ کر ہمیں نہیں دیکھا۔ کسی نے ہماری خیریت تک نہیں پوچھی مگر اس کے باوجود ہم اپنے خوب رو ہونے کی خوش فہمی میں مگن رہے اور یہی سوچا کہ "حسن بے پرواہ" کو کسی تعریف یا توصیف کی کیا ضرورت ہے۔ جب نوجوانی کے چل چلاؤ کا زمانہ آیا تو ہمیں اچانک اپنی خوش فہمی کا احساس ہوا۔ جیسے تیسے بزرگوں نے ہمیں اس خوش فہمی سے باہر کھینچ نکالا۔ ایک جگہ رشتہ کی بات چلائی تو پتہ چلا کہ جس حسینہ سے رشتے کی بات چل رہی ہے اس کی خوش فہمی بس ابھی شروع ہوئی ہے۔ نوجوانی کی خوش فہمی میں یہی ہوتا ہے کہ لڑکا کسی شہزادی سے اور لڑکی کسی شہزادے سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ جمہوریت کا زمانہ آ گیا ہے خوش فہمی شہزادیوں اور شہزادوں کا انتظار کراتی ہے۔ اب یہ جو ہمارے گھر میں ایک موٹی اور بھدی خاتون نظر آتی ہیں کسی زمانے میں اپنی خوش فہمی کے بل بوتے پر خود ساختہ شہزادی بنی ہوئی تھیں۔ آج ہماری بیوی بنی ہوئی ہیں۔ انھیں تو اب بھی یہ خوش فہمی ہے کہ وہ اصل میں کسی شہزادے کے لیے پیدا ہوئی تھیں لیکن بدقسمتی سے ہمارے حصے میں آ گئیں۔ لہٰذا اب وہ تخت پر بیٹھنے کے بجائے ہمارے گھر میں چٹائی پر بیٹھتی ہیں۔ امور سلطنت سنبھالنے کے بجائے امور خانہ داری سنبھال رہی ہیں۔ کبھی کبھی ان کی خوش فہمی ان کے اندر دوبارہ جاگ اٹھتی ہے تو ہم انھیں جتلاتے ہیں کہ ہم بھی اصل میں کسی شہزادی کے لیے پیدا ہوئے تھے مگر تمہارے والدین نے گڑبڑ کر دی ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے۔

ماہ و سال کی گردش نے اب اگرچہ نوجوانی کی خوش فہمی کا بھرم توڑ دیا ہے لیکن ہمیں اب بھی وہ دن یاد آتے ہیں تو کلیجہ منہ کو آ جاتا ہے۔ ہائے وہ بھی کیا دن تھے جب خوش فہمی ہماری سیاہ رنگت کو سرخ و سپید بنا دیتی تھی، ہماری بھدی آنکھوں میں ہرنی کی آنکھیں ڈال دیتی تھی۔ ہماری چال میں ہنس کی چال کی ملاوٹ کر دیتی تھی۔ اب آئینہ دیکھتے ہیں تو احساس ہوتا ہے کہ وہ صرف ہماری خوش فہمی تھی۔ لیکن ذرا سوچئے یہ خوش فہمی کتنی انمول تھی اور اس نے کس طرح ہماری انا کو بے جا تکلیف پہنچائی تھی۔

اب بھی ہمارے اندر خوش فہمی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ چونکہ فطرتاً نیک آدمی واقع ہوئے ہیں اس لیے ہماری خوش فہمی بھی بڑی بے ضرر سی ہے۔ لگتا ہے ایک ہماری خوش فہمیاں بڑی بے ضرر سی ہیں۔ لگتا ایک خوش فہمی یہ ہے کہ ہمارے سارے دوست ہم پر جان دیتے ہیں اور وقت آنے پر ہمارے لیے "آتش نمرود" میں بھی کود پڑنے کو تیار رہتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ جب بھی ہم نے کسی دوست سے دس روپے ہی ادھار مانگے تو اس نے ملک کے معاشی نظام پر ایک لمبا چوڑا لیکچر دینا شروع کیا۔ اپنی کسمپرسی کا حال مثالوں کے ذریعہ واضح کیا کہ کس طرح منے کے اسکول کی فیس دو مہینوں سے ادا نہیں ہوئی ہے۔ اپنی چپل دکھائی کہ دیکھو اس کی کیا حالت ہو گئی ہے۔ نئی چپل لینا چاہتا ہوں لے نہیں سکتا۔ پھر اپنی جیب سے مونگ پھلی کا لفافہ ہماری طرف بڑھا کر کہتے ہیں "میں تو دوپہر میں کھانا تک نہیں لے آتا مونگ پھلی پر گذارا کر رہا ہوں۔ بھئی لو مونگ پھلی تو کھا لو۔"

اصولاً ایسے وقت میں ہمیں دوستوں کے تعلق سے اپنی خوش فہمی سے کنارہ کشی اختیار کر لینی چاہیئے لیکن ہم اس خوش فہمی کو بڑے جتن کے ساتھ اپنے اندر سنبھال کر رکھتے ہیں اور دوست کے بیان کو سچ مان لیتے ہیں۔ حد تو یہ کہ اس کی مونگ پھلی تک نہیں کھاتے کہ کیوں بے چارے کے پیٹ پر لات ماریں۔ آپ یقین کریں کہ ہمارے آڑے وقت میں آخر تک کسی دوست نے ہماری مدد نہیں کی اور یہ احساس دلایا کہ خود اس کے سامنے آڑا وقت کھڑا ہے لیکن اس کے باوجود ہم اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ دوست ہی ہمارے لیے سب کچھ ہیں۔

ایک اور خوش فہمی ہم میں یہ ہے کہ ہم خاندانی آدمی ہیں۔ ساری اچھی روایات کی پاسداری کا فرض ہم پر عائد ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب کوئی دوست ہمارے یہاں مہمان بن کر آتا ہے تو ہم اس کے آگے بچھ جاتے ہیں اور خود اپنے ہاتھوں گھر کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتے ہیں۔ بیوی جب میزبانی پر اعتراض کرتی ہے تو ہم اسے اس کے خاندان کا حوالہ دے کر چپ کر دیتے ہیں کہ تمہارے خاندان پر ایسی روایات کی پاسداری کا فرض عائد نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس معاملے میں خاموش رہو۔ اس خوش فہمی نے ہمیں کتنا رسوا

کیا ہے اس کا حال آپ سے کیا بیان کریں۔

ادیب ہونے کے ناطے ہم اور بھی کچھ خوش فہمیوں کے شکار ہیں۔ ہمیں یہ خوش فہمی ہے کہ جہاں بھی جاتے ہیں لوگ ہمیں آنکھوں پر بٹھاتے ہیں۔ ایک بار ایک ادبی محفل میں شرکت کے لیے ایک شہر میں گئے۔ اسٹیشن پر اترے تو اس شہر کے ادیب دوستوں نے ہمیں ہاروں سے لاد دیا۔ ہم ان ہاروں میں ڈوبنے ہی والے تھے کہ کسی نے ہاروں کو ہٹا کر ہمارا چہرہ دیکھا اور اپنے ساتھیوں سے کہا "بھائیو! جس نیتا کے استقبال کے لیے ہم آئے ہیں وہ یہ صاحب نہیں ہیں۔ لہٰذا ان کے گلے سے ہار خالی کرو" اور دیکھتے ہی دیکھتے ہماری خوش فہمی کو گلے میں سے نکالا جانے لگا۔ وہ ہڑبونگ مچی کہ ہاروں کو ہمارے گلے میں سے نکالنے کی کوشش میں ہمارے کوٹ کے دو بٹن ٹوٹ گئے۔ چہرے پر پانچ عدد خراشیں آئیں۔ کچھ بال بھی اکھڑ گئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہم پھر اپنی اصلی حالت پر واپس آ گئے۔ مگر یہ سارا کھیل محض ہماری خوش فہمی کی وجہ سے ہوا تھا۔ اگر ہم اپنے تعلق سے خوش فہمی میں مبتلا نہ ہوتے تو استقبال کرنے والوں کو پہلے ہی بتا دیتے کہ بھائیو ہم اس کے اہل نہیں ہیں۔ یہ بوجھ ہمارے کندھوں پر نہ ڈالیے۔ دوسری طرف یہ احساس بھی ہوتا ہے کہ اگر یہ خوش فہمی نہ ہوتی تو ہم زندگی میں بیک وقت اتنے سارے ہاروں کو پہننے کے تجربے سے محروم رہ جاتے۔

سچ پوچھئے تو ہر طرف خوش فہمیوں کا دور دورہ ہے۔ تاجر اس خوش فہمی میں مبتلا رہتا ہے کہ وہ گاہک کو بیوقوف بنا رہا ہے اور گاہک اس خوش فہمی کا شکار رہتا ہے کہ اس نے بھاؤ تاؤ کر کے تاجر کو بیوقوف بنایا ہے۔ افسر کی خوش فہمی یہ رہتی ہے کہ اس کے ماتحت اس سے بہت خوش ہیں اور ماتحت اس خوش فہمی میں زندگی گزارتے ہیں کہ وہ اپنے افسر کو بڑی خوش اسلوبی سے بیوقوف بنا رہے ہیں۔ افراد کی خوش فہمیاں تو ہوتی ہی ہیں لیکن کچھ ممالک بھی خوش فہمیوں میں مبتلا رہتے ہیں اور اپنے آپ کو کائنات کا مرکز سمجھتے ہیں۔

یہ جانتے ہوئے بھی کہ خوش فہمی کا بھرم ایک نہ ایک دن ٹوٹ جاتا ہے آدمی خوش فہمی میں مبتلا رہنے کو ضروری سمجھتا ہے۔ مثال کے طور پر ہمارے ایک شاعر دوست زندگی بھر اس خوش فہمی میں مبتلا رہے کہ مشاعروں میں ان کا کلام پسند کیا جاتا ہے حالانکہ ان کے کلام میں ترنم کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا تھا۔ لوگ ان کے ترنم کی داد دیتے تو وہ اسے کلام کی داد سمجھ کر لیتے تھے۔ اس خوش فہمی میں وہ زندگی بھر مشاعروں میں گانا گاتے رہے۔ ان کا اصل مقام کہیں اور تھا مگر انھوں نے محض اپنی خوش فہمی کے بل بوتے پر اپنے آپ کو ایک غلط مقام پر بٹھائے رکھا۔ ہمارے ایک اور دوست ہیں جو ایک بیرونی ملک میں رہتے ہیں جب تک اپنے ملک میں تھے تو اچھی خاصی باعزت زندگی گزار رہے تھے۔ ایک دن نہ جانے جی میں کیا آئی کہ مزید اچھی زندگی کی تلاش میں ملک سے باہر چلے گئے۔ ان کے

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

کیا آپ بچوں کے سامنے اچھی حرکات و سکنات کا نمونہ پیش کرتے ہیں

نسرین بشیر

بچوں کی پرورش میں جہاں ماں باپ کو ان کے کھانے پینے ان کی صحت کا ان کی تعلیم کا دھیان رکھنا پڑتا ہے وہاں اس بات کا خاص طور سے خیال رکھنا پڑتا ہے کہ جب بچہ چاروں طرف کے حالات کا جائزہ لینے کے قابل ہو تو ہم اس کے سامنے ایسا ماحول بنائیں کہ وہ ان سے کچھ سیکھ سکے۔ بچپن کی سیکھی اور دیکھی باتیں ہمیشہ کے لیے بچے کے ذہن میں بیٹھ جاتی ہیں اور اس کی پوری نشو و نما میں ان کا بڑا ہاتھ رہتا ہے۔ یہ کہنا بھی ٹھیک ہے کہ بچہ آس پاس کے لوگوں سے اور اسکولوں سے بہت کچھ سیکھ لیتا ہے مگر اصل میں اس کا کیریکٹر ماں باپ کے ساتھ گزارے ہوئے ان کے آپس کے تعلقات کے اثر سے ہی بنتا ہے۔ اس لئے سب سے ضروری بات جو ہمیں دماغ میں رکھنی چاہئے وہ یہ کہ ہم خود ایسا نمونہ پیش کریں جس سے وہ اچھی باتیں سیکھے۔

کبھی کبھی ماں باپ کو جھوٹ بھی بولنا پڑتا ہے کبھی کسی مصلحت سے کبھی کسی ضرورت سے۔ مگر ہم کو چاہئے کہ بچے کے سامنے اس جھوٹ کو اس طرح لائیں کہ وہ سمجھ جائے کہ ہم لوگوں نے کوئی غلطی نہیں کی ہے۔ بلکہ کسی ضرورت کی وجہ سے ایسا کیا ہے۔ اور اس میں کسی کا نقصان یا فائدہ نہیں ہے ورنہ وہ سمجھے گا کہ جھوٹ بولنا بہت اچھی بات ہے اور اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے بغیر کسی [illegible]۔ اس کے دماغ میں یہ بات اچھی طرح ڈال دیں ورنہ غلط بات ہمارے بچوں میں گھر کر لیتی ہے جیسے فرض کیجئے آفس سے چھٹی لینی ہے اور بیماری کا بہانہ کرنا ہے تو جس دن سے چھٹی لی گئی ہے اس ضرورت کو خاص اہمیت دی جائے ورنہ وہ بھی اسکول سے چھٹی لینے کا بہانا سوچنے لگے گا۔ اور سوچے گا کہ یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے جب ماں باپ غلط بات کہہ کر چھٹی لے سکتے ہیں تو پھر ہم بچے بھی یہ کام آسانی سے کریں تو کوئی بری بات نہیں ہے۔

اپنے رشتہ داروں سے تعلقات قائم رکھنا دوستوں سے ملنے کے طریقے یہ سب بچہ بچپن میں ہی سیکھتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ ماں باپ بڑوں کی عزت کس طرح کرتے ہیں۔ ہم اپنے والدین کے ساتھ جس محبت اور عزت سے پیش آتے ہیں بچہ بڑا ہونے کے بعد ضرور اسی طرح ہمارا خیال رکھنے کی کوشش کرے گا۔ جب کوئی بزرگ آئے تو اس کی خدمت ماں کو کرتے دیکھ کر وہ سمجھے گا کہ یہ ہمارا فرض ہے اگر ہم اس کے سامنے شکایت کریں کہ بڑھاپے میں ہمارے اوپر آ کر ذمہ داری بڑھانے لگے وغیرہ وغیرہ تو وہ ضرور یہ سمجھے گا کہ دادا دادی یا نانا نانی ماں کو تنگ کرنے آ جاتے ہیں اور ان کا کوئی بھی حق ہمارے والدین پر نہیں ہے بلکہ یہ لوگ گھر کے ماحول کو خراب کرنے ہی آتے ہیں۔ اسی طرح کم حیثیت کے رشتہ داروں یا دوستوں کو بھی وہی عزت دینی چاہئے جو ہم اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو دیتے ہیں تاکہ وہ یہ سمجھ سکے کہ دوستی کا اور امیری غریبی کا کوئی تعلق آپس میں نہیں ہے۔ ہم نے ایسے بھی لوگ دیکھے ہیں جن کے گھروں میں بچے ہمیشہ یہ دیکھتے ہیں کہ جب کوئی امیر رشتہ دار یا دوست آتا ہے تو اس کی بہت آؤ بھگت ہوتی ہے مگر جب کوئی معمولی حیثیت کے رشتہ دار یا دوست آتے ہیں تو وہ اپنی لڑکی سے کہتی ہیں جاؤ تم باہر کھیل آؤ یا جا کر اپنے کمرے میں پڑھو ان لوگوں سے زیادہ ملنے کی ضرورت نہیں اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ لڑکی اپنے کئی رشتہ داروں کو دوستوں کے سامنے پہچاننے سے بھی انکار کر دیتی ہے۔ وہی لڑکی جب سسرال جائے گی تو کس طرح وہاں رشتہ داروں اور دوستوں کو نبھا پائے گی وہاں ہر طرح کے ملنے والے بھی ہوں گے اور دوست بھی ہوں گے غریب رشتہ دار بھی ہوں گے اور امیر بھی۔

اسی طرح دیکھا گیا ہے کہ کئی بار عورت شوہر کے ڈر سے کئی ایسے کام کرتی ہے جو وہ کرنا چاہتی ہے مگر شوہر کو پتہ نہ ہونے کی وجہ سے نہیں کر پاتی ہے ایسے میں وہ بچے کو اپنی طرف کر لیتی ہے اور کہتی ہے ماں کو ڈانٹ پڑے گی جب تمہارے والد آئیں تو ان کو بتانا نہیں۔ یہ چیز بچے کے لئے بہت ہی نقصان دہ ہوتی ہے اس کے لیے دونوں کو سمجھوتا کرنا چاہیے۔ اگر کوئی ایسی بات ہے تو ماں باپ دونوں مل کر اس کا حل ڈھونڈیں یا ماں بچے کے سامنے یہ بات نہ لائے کہ جو وہ کر رہی ہے وہ باپ کی مرضی کے خلاف ہے۔ ہو سکتا ہے بچہ ماں سے ناراض ہو اور اس کی شکایت باپ سے کر دے جس کا انجام خطرناک بھی ہو سکتا ہے۔

کئی بار دیکھا گیا ہے والدین میں آپس میں بالکل نہیں بنتی مگر وہ لوگ بچوں کے سامنے کبھی آپس کے جھگڑے نہیں لاتے ہیں اگر کبھی ان کے سامنے آپس میں تو تو میں میں ہو جائے تو ان کو اچھی طرح سمجھا دیا جائے کہ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جس کا اثر لیا جائے۔ جس طرح دو دوستوں میں آپس میں کہا سنی ہو جاتی ہے اسی طرح ہم لوگوں میں بھی ہو گئی۔ مگر پھر اس کے سامنے ہی سمجھوتا بھی کر لینا چاہئے تاکہ وہ اس واقعہ کو بھول جائے۔ اور خوشگوار ماحول کی خوشگوار باتیں یاد رکھے۔ سب سے زیادہ والدین کو اپنے آپس کے تعلقات بچوں کے سامنے اچھی طرح پیش کرنے چاہئیں۔ خاص طور سے جب بچہ بڑھ رہا ہو۔ کبھی کبھی دیکھا گیا ہے یہ باتیں اس کی پوری زندگی کو بدل دیتی ہیں۔ ایک گھر میں ایک صاحب ہمیشہ اپنی بیوی کو اس بات کا طعنہ دیتے رہے کہ ان کو شادی کر کے کبھی سکون نہیں ملا۔ جہیز کچھ نہیں ملا وہ اپنی بیوی پر ہمیشہ سختی کرتے رہے اس کا اثر یہ ہوا کہ ان کی لڑکی شادی سے نفرت کرنے لگی وہ ہمیشہ کہتی تھی کہ مردوں کی غلامی کرنے سے اچھا ہے کہ شادی نہ کرو اور یہ مرد ہمیشہ جہیز کے لئے ہی شادی کرتے ہیں۔

ان سب باتوں کو دماغ میں رکھ کر ہمیں ہمیشہ یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہم بچوں کے سامنے ہمیشہ ہی ایسے ماحول کو بنائے رکھیں جس سے ان کی پرورش اچھی طرح ہو سکے اور ساتھ ساتھ اس کی دماغی نشو و نما اچھی طرح ہو سکے اور سماج کا ایک اچھا فرد بن سکے۔

(اردو سروس)

بچوں کے لیے

دو بھوتوں کی کہانی

ظہیر کیفی امروہوی

ان دونوں بھوتوں سے سب ہی خوف زدہ تھے۔ ہرن والی گلی کی رہنے والی عورتوں نے اپنے اپنے بچوں کو بتا رکھا تھا کہ حاجی مینڈھو کے مکان میں یہ دونوں بھوت رہتے ہیں۔ اور اندھیرا ہوتے ہی مکان سے نکل کر گلی میں چکر کاٹتے ہیں اسی لیے بچے سرشام ہی سے سوجاتے تھے۔ بڑے بوڑھے بھی بارہ بجے رات میں گلی سے گذرتے ہوتے ڈرتے تھے کیوں کہ دونوں بھوت کئی لوگوں سے گتھم گتھا بھی کر چکے تھے اور ان کو زخمی کرکے بھاگ گئے تھے۔

اسی لیے ان بھوتوں سے نمٹنے کے لیے کوئی تیار نہ تھا۔ اپنے اپنے گھروں کے دروازوں کو بند کرکے بھی گلی کے سب ہی لوگ اس اندیشے میں مبتلا رہتے تھے کہ کہیں یہ بھوت ان کے مکان میں نہ گھس آئیں یا کھلی چھت پر کہیں چھپے نہ بیٹھے ہوں۔ اسی لیے گلی والوں نے شدید گرمی کے باوجود اپنی چھتوں پر سونا چھوڑدیا تھا۔ اگر کوئی مہمان آجاتا تو اسے بھی تاکید کردی جاتی تھی کہ وہ ان بھوتوں سے ہوشیار رہے۔ بچوں کو تو خاص طور پر بتادیا جاتا تھا کہ وہ اکیلے گھر سے باہر نہ نکلیں، بچے بھی ان بھوتوں کے خوف سے رات میں گھر سے باہر نہیں نکلتے تھے ان کے کھیلنے کودنے میں یہ بھوت بہت بڑی اور پریشان کن رکاوٹ بن گئے تھے!

ہرن والی گلی میں گولر کا پیڑ کچھ اور بھی خوف زدہ کرنے والا لگتا تھا اس کی شاخیں دور تک پھیلی ہوئی تھیں اور اس کے چھتنارے نے ہرن والی گلی کو اور بھی تاریک کردیا تھا اس کے علاوہ یہ بھی مشہور تھا کہ وہ دونوں بھوت اس گولر میں چھپ کر بیٹھ جاتے ہیں اور اکیلے آدمی یا بچے کو دیکھ کر جھپٹ پڑتے ہیں اور زخمی کرکے بھاگ جاتے ہیں یہ سچ تھا کہ ان دونوں بھوتوں کے ہاتھوں کئی بچے اور بڑے زخمی ہو چکے تھے واقعی ان بھوتوں نے چہرے پر اس قدر گہری خراشیں ڈالی تھیں کہ وہ لہولہان ہوگئے تھے معلوم ہوتا تھا جیسے کسی نے بلیڈ سے گھائل کیا ہو۔

عجیب سی بے بسی اور سراسیگی لوگوں نے محسوس کر رکھی تھی، کیونکہ شاید ان بھوتوں سے نمٹنے یا ٹکر لینے کی ہمت ہرن والی گلی کے کسی بھی شخص میں نہیں تھی۔ سبھوں کو یہ ہی ڈر اور اندیشہ رہتا تھا کہ کہیں یہ دونوں انھیں جان سے نہ مارڈالیں۔ تعویز گنڈے کرنے والوں کے ذریعہ بھی ان بھوتوں کو بھسم کرڈالنے کے لیے اور بوتل میں بند کرکے ندی میں ڈبو دینے کے لیے گھر گھر سے چندہ بھی اگایا گیا تھا لیکن کسی بھی جنتر منتر کرنے والے کو کامیابی نصیب نہ ہو سکی تھی—— ہاں اتنا فرق ضرور پڑجاتا تھا کہ یہ دونوں بھوت ہفتے دو ہفتے کے لیے کہیں غائب ہوجاتے تھے لیکن ان کے وہاں سے چلے جانے کے باوجود بھی ڈر اور احتیاط اور اندیشہ ہر شخص کے دماغ میں بھرا رہتا تھا۔ بچوں پر بھی ویسی ہی پابندی اور تاکید رہتی تھی۔ مہمانوں کو بھی یہ بات ذہن نشین کرائی جاتی تھی کہ وہ ہرن والی گلی کے بھوتوں سے بچ کر رہیں۔ ہوشیاری اور چوکسی سے رات میں کہیں آئیں جائیں.....!

اسے بالکل اتفاق ہی کہیے کہ اچانک ہرن والی گلی میں بمبئی سے کچھ مہمان آگئے تھے ان میں بچے بھی تھے، یہ بچے ہرن والی گلی کے بچوں سے زیادہ چالاک اور نڈر تھے دلیر تھے شیخ مینڈھو کی تنبیہ اور تاکید کی پرواہ نہ کرکے یہ بچے گلی میں رات اور دن شور وغل مچاتے پھرتے تھے

حد تو یہ ہے کہ گلی کے آسیب زدہ گولر کے پیڑ پر بھی چڑھ جاتے تھے اس کی شاخوں کو ہلاتے اور لچکاتے تھے اور بھوتوں کو اونچی آوازوں میں پکارتے اور للکارتے بھی تھے۔ شیخ مینڈھو نے بہت بار ان بچوں کو ڈانٹا اور ڈپٹا بھی تھا۔ لیکن یہ شریر مہمان بچے ذرا بھی دوڑتے روش چھوڑنے کو تیار نہ ہوتے بلکہ کافی رات تک گلی میں کھیلتے کودتے رہتے، اور رات کے اندھیرے میں بھی دوڑتے بھاگتے رہتے تھے۔ یہ بچے دوسرے بچوں کو بھی ان کے گھروں سے باہر لے آتے اور ساتھ میں ان کو بھی شرارتوں اور کھیلوں میں شامل کرلیتے تھے۔ جب کہ بچوں کی مائیں ان کو گھر سے باہر جانے سے روکتی ٹوکتی رہتی تھیں لیکن اب بچے ان کی تاکید اور سختی پر عمل کرنے کو اس لیے تیار نہ تھے کہ مہمان بچے ان کا حوصلہ بڑھاتے اور ان کو بتاتے کہ وہ اکیلے ہی بھوتوں سے مقابلہ کرنے کو تیار ہیں.....!

واقعی مہمان بچے راتوں رات تک کھیلتے بھاگتے پھرتے تھے لیکن ان سے دونوں بھوتوں نے کچھ بھی نہیں کہا تھا ان کے ساتھ کبھی انھوں نے ہاتھا پائی نہیں کی تھی ایک ہلکی سی خراش یا گھاؤ بھی ان کے بدن پر نہیں لگایا تھا جیسے وہ ان مہمان بچوں کی وجہ سے ہرن والی گلی چھوڑ کر کہیں چلے گئے تھے اور یہ سوچ کر شاید انھوں نے ان کو پریشان نہیں کیا تھا کہ مہمان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ تو کیا گلی کے بچے ہی ان بھوتوں کے دشمن تھے یا پھر ان بچوں کے ماں باپ.....!

لیکن ایک رات ان مہمان بچوں نے دیکھا کہ وہ دونوں بھوت کالے برقعوں میں لپٹے ان کے سامنے کھڑے ہیں، اور ان کے سروں پر آگ کی ہانڈیاں دہک رہی ہیں جس میں سے شعلے اور چنگاریاں ہوا سے اور بھی بھڑک رہی ہیں، لپٹیں سی ان بھوتوں کے سروں پر سے جیسے پھوٹ نکلیں تھیں۔ گلی کے بچے یہ دیکھ کر چیختے چلاتے اپنے اپنے گھروں کی طرف بھاگے پھولی پھولی سانسوں کے ساتھ اپنی اپنی ماؤں کو ان بھوتوں کے بارے میں بتانے لگے اور خوف سے تھر تھر کانپنے لگے۔ ڈانٹ ڈپٹ کو سہتے ہوئے اپنے بستروں میں سہم کر سونے کی کوشش کرنے لگے لیکن نیند ان کی آنکھوں

سے جیسے روٹھی رہی کیونکہ انھیں ایسا لگ رہا تھا جیسے یہ بھوت ان کی چارپائی کے پاس ہی کھڑے ہیں، ہر ایک بچہ یہی ڈر محسوس کر رہا تھا بعض بچوں نے تو خوف کے مارے اور شدید گرمی کے باوجود سر سے پیر تک چادر اوڑھ رکھی تھی تاکہ بھوت انھیں پہچان نہ سکیں اور ستا نہ سکیں۔

شاید ہرن والی گلی کے کسی شخص میں بھی ہمت نہ تھی کہ اپنے گھر سے باہر نکل کر ان بھوتوں کو کم از کم ایک جھلک دیکھنے کا حوصلہ ہی کرتا —— البتہ مہمان بچے اب بھی ان بھوتوں کے مقابل بدستور کھڑے تھے اور ان کو للکار رہے تھے مگر وہ دونوں بھوت ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ رہے تھے —— بچے چار تھے —— اور بھوت دو تھے .... ایک لڑکے نے اپنے بھائی سے کہا "کیوں شمیر میاں! کیا یہی وہ بھوت ہیں جن کے بارے میں دادا مینڈھو اور حاجی چچا سراج بتاتے ہیں.....؟"

"ہاں بھائی جان لگتا تو ایسا ہی ہے کہ یہ بھوت آج ہمیں دیکھنے کو آگئے ہیں، چلو اچھا ہوا ہمارا بھی ان سے ملنے کو جی چاہتا تھا ——"

بڑا بھائی شہیر آہستگی سے بولا "نہیں یار شمیر! یہ بھوت نہیں ہیں۔ یہ تو عورتیں ہیں اللہ قسم! تم نے کیسے پہچانا —— ؟" شمیر نے پوچھا —— "دیکھتے نہیں برقعے پہنے ہوئے ہیں —!" عاطف نے عقلمندی جتائی۔

"لیکن ان کے سروں پر آگ کی ہانڈیاں دہک رہی ہیں ——" آعظم نے کانپتے لہجے میں کہا۔ مجھے تو لگتا ہے یہی وہ بھوت ہے جن سے سب ہی پریشان ہیں، کچھ نہ کچھ دال میں کالا ہے، چلو بھاگ چلیں——" "نہیں" شہیر نے پورے جوش اور سختی سے کہا۔ "ہم آج ان بھوتوں سے لڑیں گے دو دو ہاتھ کر کے رہیں گے چلو تیار ہو، اپنے اپنے ہاتھوں میں اینٹیں اٹھالو اور تاک کر نشانہ لگاؤ۔ جو کچھ ہوگا —— دیکھا جائے گا۔ آج بھوت نہیں ہوں گے یا ہم —— چلو ریڈی —— !"

دونوں بھوت بدستور کھڑے تھے اور عجیب عجیب خوفناک آوازیں اپنے منہ سے نکال رہے تھے البتہ ان کے سروں پر آگ کی لپٹیں دھیمی پڑنے لگی تھیں۔

شہیر چلایا۔ ریڈی —— !

ریڈی کی آواز سنتے ہی سبھوں نے ان پر اینٹیں داغنا شروع کر دیں لیکن دونوں بھوت اب بھی اپنی جگہ ڈٹے کھڑے تھے بلکہ وہ ناچ رہے تھے اور گا بھی رہے تھے۔ پوغ پوغ پوغ پوغاغ پق پق پق پقاغ

اچانک چچا سراج جاگ اٹھے تھے انھوں نے اپنے مکان کی چھت پر سے بچوں کو پکارا "یہی وہ بھوت ہیں ارے کم بختوں —— بھاگ آؤ ——!"

"نہیں —— چچا میاں، آج ہم دیکھیں گے کہ بھوت بہادر ہیں یا ہم ——" شہیر نے اونچی آواز سے کہا۔ بچوں کے شور و غل سے لوگوں نے اپنی اپنی چھتوں پر کھڑے ہو کر ان دونوں بھوتوں کو دیکھا، ان کے سروں پر جلتی ہوئی آگ کو دیکھ کر ان کو یقین ہو گیا تھا کہ بھوت چاروں بچوں کو زندہ نہ چھوڑیں گے کچھ تعجب کی بات نہ ہو کہ وہ ان زخموں کر دیں یا ان کا گلا کاٹ ڈالیں —— لیکن مہمان بچوں نے بہت سی آوازوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بھوتوں پر اینٹیں اب بھی برسانی شروع کر رکھی تھیں۔

اچانک دونوں بھوتوں نے بچوں کی طرف بڑھنا شروع کیا، چھتوں پر سے عورتوں بچوں اور مردوں نے چیخ چیخ کر پکارا

"بھاگ آؤ —— بھوت تمھیں مار ڈالیں گے"

چچا سراج نے بے بس ہو کر غصیلے لہجے میں کہا۔ اچھا ٹھہرو —— میں اپنی بندوق لا رہا ہوں"

"نہیں چچا جان، بندوق کی ضرورت نہیں ہے —— شمیر بولا۔" ہم نمٹ لیں گے ان بھوتوں سے، اور ان بھوتوں کو بتا دیں گے کہ ہم ان سے ڈرنے والے نہیں، ہم نے کبھی بھوت نہیں دیکھے تو کیا ہوا —— اپن ان بھوتوں سے کریں گے ——" چچا سراج جلدی جلدی زینے سے اتر کر کوٹھری میں سے بندوق نکال لاتے۔ شہیر نے اینٹ کا نشانہ ایک بھوت کے سر پر لگایا، اینٹ بھوت کے سر پر رکھی آگ کی ہانڈی پر لگی جلتی آگ اس کے سر پر سے بکھر کر ہوا میں اڑنے لگی زمین پر بھی اسکی چنگاریاں رات کے اندھیرے میں صاف نظر آرہی تھیں۔ چچا سراج نے اپنی بندوق سے ہوائی فائر کیا۔ دونوں بھوت بھاگ کھڑے ہوئے، شمیر نے بھاگتے ہوئے بھوتوں پر اور بھی تیزی سے پتھروں کے ٹکڑے پھینکے۔ دوسرے بھوت کے سر پر جلتی ہوئی آگ کے شعلوں دور تک اڑنے لگے۔ اس کے بھی سر پر رکھی ہانڈی پھوٹ چکی تھی .... !

دونوں بھوت حاجی مینڈھو کے ویران اور وسیع مکان میں گھس گئے تھے۔

چچا سراج چیخے "کم بختوں —— اب تو بھاگ آؤ گھر میں ——"

بچے چلاتے "چچا جان —— نیچے آئیے اور پولس کو بلائیے، یہ بھوت نہیں ہیں چور ہیں۔ ملی ہیں!" "نہیں، یہ بھوت ہیں میرے بچو!" چچا سراج پھر دہاڑے۔ بھئی یہ بھوت ہیں زخمی کر دیں گے تمہیں نادانو ——"

اچانک رات کی گشتی پولس کے سپاہیوں کی وسل سنائی دی۔ چاروں بچے باہر دوڑ پڑے .....! حاجی مینڈھو اور چچا شیخ سراج کے برسوں کے غیر آباد، ویران مکان سے خالی بھوتوں کو پولس نے پکڑ لیا تھا۔ اور اس سارے سامان کو بھی اپنے قبضے میں لے لیا تھا جو ان دونوں چوروں نے چرا چرا کر اس خالی مکان میں چھپا رکھا تھا —! (دہلی سے نشر)

ظہیر کیفی امروہوی

بی ۳/ ۲۲ اے، اندرلوک نئی دہلی۔ ۳۵

صفحہ ۱۳ سے آگے — خوش فہمی

بارے میں پتہ چلا ہے کہ دیارِ غیر میں وہ بفضل تعالیٰ خیریت سے ہیں اور ایک ہوٹل میں بیرے کا کام کرتے ہیں۔ گاہکوں سے بخشش اور ہوٹل کے مالک سے تنخواہ پاتے ہیں۔

اس کے باوجود ان کے ہر خط میں لکھا ہوتا ہے کہ زندگی میں بڑا عیش و آرام ہے۔ یہاں کی زندگی ہی الگ ہے۔ یہاں کا سورج الگ ہے۔ یہاں کی ندیاں اس طرح نہیں بہتیں جیسے اپنے ملک کی ندیاں بہتی ہیں۔ بڑی شائستہ اور مہذب ندیاں ہیں۔ یہاں کے کوّے اپنے کوّوں کی طرح منڈیروں پر بیٹھ کر کائیں کائیں نہیں کرتے مہذب ملک کے کوّے جو ٹھہرے۔ یہاں کے جانور تک ہر کام وقت پر کرتے ہیں۔ یہ ہمارے جانوروں کی طرح بیٹھے صرف جگالی نہیں کرتے رہتے۔ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہمارے دوست کی خوش فہمی ہی ان سے ایسے خط لکھواتی ہے۔ پچھلے خط میں تو انھوں نے ہمیں بھی مشورہ دیا ہے کہ ہم اپنا ملک چھوڑ کر آجائیں اور وہاں کے کوّوں اور جانوروں کے ساتھ بقیہ زندگی ہنسی خوشی گذار دیں۔ لیکن ہم وہاں جانا نہیں چاہتے کیونکہ ہماری بھی اپنی کچھ خوش فہمیاں ہیں۔ آدمی سے اس کی خوش فہمیاں چھین لیجئے تو اس کا سانس لینا دوبھر ہو جائے۔ ایک بوڑھا شخص مر رہا تھا۔ بچنے کی امید نہ تھی۔ ڈاکٹر نے اس سے کہا "لو بھئی! تمہارا آخری وقت آن پہنچا تمہاری کوئی آخری خواہش ہو تو بیان کرو":

مریض بولا "ڈاکٹر صاحب! میری آخری خواہش یہ ہے کہ آپ فوراً کسی اچھے ڈاکٹر کو بلالیں"

یہ مریض کی خوش فہمی ہی تھی جو جینے کی آرزو بن کر چمک اٹھی تھی۔ اس لیے تو ہم نت نئی خوش فہمیوں کی تلاش میں رہتے ہیں ایک خوش فہمی کا بھرم ٹوٹتا ہے تو دوسری خوش فہمی کو اپنی ذات میں سجا لیتے ہیں۔

(اردو سروس سے نشر)

طب

پولیو کے اسباب اور علاج

ڈاکٹر غوث الدین

پولیو کافی پرانا مرض ہے۔ اس کو پہلے زمانے میں لوگ بچوں کا فالج لیتے تھے مگر بعد میں یعنی ۲۰۰۱ء کو سب سے پہلے روسی سائنسداں [illegible] نے اس کا نام [illegible] رکھا۔ اس کے بعد [illegible] کے سائنسداں [illegible] نے ۱۰۰۸ء میں اس کی تصدیق کر دی

یہ بیماری [illegible] یا جرثومہ کے انسانی جسم میں داخل ہونے سے لاحق ہوتی ہے۔ یہ جرثومہ ہمیں آنکھ سے دکھائی نہیں دیتا اس کو دیکھنے کے لیے ہمیں [illegible] استعمال کرنا پڑتا ہے جس سے ہم پولیو کے جرثومے کو آسانی سے دیکھ سکتے ہیں۔

پولیو کے جرثومے تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ان تینوں قسموں میں ہمارے ملک ہندوستان میں پہلی قسم [illegible] کے ذریعے زیادہ مریض متاثر ہوتے ہوئے دیکھے گئے ہیں۔ پولیو کے جرثومے انسانی جسم میں دودھ، پانی اور غذا کے ذریعے داخل ہوتے ہیں۔ جیسے ہی یہ وائرس غذائی نالی کے ذریعے انسانی جسم میں داخل ہوا غذائی نالی کو متاثر کرتے ہوئے یہ آنتوں میں جاتا ہے۔ اور آنتوں کو متاثر کر کے نخاتے اور مبدالنخاع کے خاکی حصّے کو متاثر کر دیتا ہے۔ اور چونکہ نخاع سے اعصاب نکلا کرتے ہیں تو اس لیے جس حصّے کا عصب متاثر ہو وہ حصّہ مفلوج ہو جاتا ہے

پولیو عام طور پر تین قسم کا ہوتا ہے۔ ایک Paralytic، دوسرا Non-Paralytic اور تیسرا Bulbar۔

اس مرض کی علامات میں سب سے پہلے بچّے کو ۱۰۲ سے ۱۰۴ ڈگری بخار رہتا ہے جو مسلسل تین دن تک قایم رہتا ہے۔ بخار میں کوئی کمی یا زیادتی نہیں ہوتی۔ بعض بچوں کو قے ہوتے ہیں اور بعض بچوں کو اجابتیں ہوتی ہیں۔

اس کے بعد بیماری کا حملہ ہوتا ہے اور کوئی ایک عضو یا پورا جسم یا دونوں ہاتھ یا دونوں پیر متاثر ہو جاتے ہیں۔ اگر بیماری کا حملہ پورے جسم پر ہو جائے تو دیکھنے پر بچے کی گردن کمر دونوں ہاتھ اور دونوں پیر کے عضلات متاثر ہو جاتے ہیں۔

اگر ایسی صورت میں بچے کو بٹھانے کی کوشش کی جائے تو بچہ بیٹھ نہیں سکتا۔ گردن پیچھے کی جانب جھک جاتی ہے کمر جھک کر بالکل کمان کی طرح ہو جاتی ہے اور اگر کھڑا کیا جائے تو بچہ پیچھے ٹک نہیں سکتا۔ اس کے برخلاف اگر ایک ہاتھ اور ایک پیر پر ہو جائے تو اس عضو کی حرکت ختم ہو جاتی ہے۔

پولیو کی بیماری عام طور پر بارش کے موسم میں ہوا کرتی ہے اس مرض میں جنس کی کوئی قید نہیں بچے اور بچیوں کو دونوں کو بھی ہوتی ہے۔ عام طور پر یہ بیماری ۳ ماہ سے لے کر ۵ سال تک کے بچوں میں زیادہ دیکھی گئی ہے۔ یہ بیماری کمزور اور لاغر بچوں کے مقابلے میں تندرست اور صحت مند بچوں میں زیادہ دیکھی گئی ہے۔

یہ بیماری عام طور پر اوسط درجہ کے لوگوں میں زیادہ چہارم درجہ کے لوگوں میں اس کے بعد اور بڑے درجہ کے لوگوں میں سب سے کم دیکھی گئی ہے۔

مرض پولیو کے علاج کے سلسلے میں اس کا کوئی تحقیقی دوائی یا علاج کسی بھی طریقہ علاج میں نہیں ہے۔ سوائے اس کے Physiotherapy کے یہ طریقہ علاج نہ صرف ہندوستان بلکہ ساری دنیا میں استعمال کیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ قوت کی دوائیں دی جاتی ہیں۔ Physiotherapy میں وہ طریقے استعمال کیے جاتے ہیں۔ جس کے ذریعہ مفلوج حصّے میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے چنانچہ مالش کے ذریعہ مختلف قسم کے Exercises کے ذریعہ پٹیوں اور جوتوں کو استعمال کرا کے مریض کو چلنے کے قابل بنا دیتے ہیں۔ جہاں تک بیماری کے ٹھیک ہونے کا سوال ہے وہ اس مرض کے حملے پر منحصر ہے اگر مرض کا حملہ شدید ہے تو پورا اچھا ہونا مشکل ہے چنانچہ حملہ کی شدّت کے لحاظ سے اس کی قسمیں اگر بیماری Non-Paralytic type کی ہو تو وہ تقریباً ٹھیک ہو جاتا ہے اور اگر بیماری Bulbar type کی ہو تو مریض کا اس میں بچنا مشکل رہتا ہے کیونکہ اس قسم میں مرض کا پورا جسم کے ساتھ ساتھ ہوا کی نالی پر بھی حملہ ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے مریض برابر سانس نہیں لے سکتا اور آخر میں اس کی موت بھی واقع ہو سکتی ہے اس مرض سے بچنے کے لیے والدین کو چاہیے کہ وہ بچہ کو جب وہ تین ماہ کا ہو جائے تو پولیو کے قطرے پلانا شروع کر دیں یہ قطرے تین ماہ کی عمر سے شروع کیے جاتے ہیں اور ایک ایک ماہ کے وقفے سے تین دن پلاتے جاتے ہیں۔ پھر اس کے ڈیڑھ سال بعد اور پھر ایک دفعہ I Booster dose دیا جاتا ہے اور پھر ایک سال کے وقفے سے ایک II Booster dose دیا جاتا ہے۔ اگر اس طرح کا کورس مکمل کر لیا جائے تو بچے کو پولیو کی بیماری سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔

والدین کو یہ بھی خیال رکھنا چاہیے کہ بارش کے دنوں میں اگر بچے کو بخار آ جائے تو صرف دواؤں کے ذریعہ علاج کروائیں۔ اگر بخار کی حالت میں انجکشن دے دیا گیا اور وہ پولیو کا بخار رہا تو جیسے ہی انجکشن دلوایا گیا اس کے بعد پولیو کا شدید حملہ نمودار ہو جاتا ہے۔ بچوں کو صاف ستھرا رکھیں۔ گرم کپڑے پہنا کر رکھیں۔ بارش میں خاص طور پر احتیاط کرنے کی ضرورت ہے۔ بچوں کو بارش میں پانی میں بھیگنے سے بچانے کی کوشش کریں۔ بچوں کی بیماریوں کے معاملے میں زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

(حیدرآباد سے نشر)

باتیں جن سے زندگی سنورتی ہے تحریر: عظیم اقبال

اپنی شخصیت کو سربستہ راز بنائے رکھیے۔ کبھی کھل کر سامنے نہ آئیے۔ اگر لوگ آپ کو ایک کھلی کتاب کی طرح پڑھ سکیں تو امکان ہے کہ وہ آپ کی ساری اچھائیوں، برائیوں سے واقف ہوں گے۔ اُن کی دلچسپی آپ میں ختم ہو جائیگی اور جلد آپ کو فراموش کر دیں گے۔ اپنے بارے میں انہیں ہمیشہ شش و پنج میں مبتلا رکھیے اور اس کے لیے وقت بے وقت ان کے تجسس کو ابھارتے رہیے۔ ان کے تصورات کو جِلا بخشئے اور انہیں ہمیشہ تعجب میں ڈالیے۔ (بقیہ [illegible])

صحت

شراب نوشی کے خطرناک نتائج

ڈاکٹر محی الدین احمد

سب کو مارا جگر کے شعروں نے
اور جگر کو شراب نے مارا

جگر مرادآبادی نے یہ شعر اپنی زندگی کے اس موڑ پر فرمایا تھا جب شراب نوشی انھیں پوری طرح گرفت میں لے کر برباد کر چکی تھی۔ یہ حقیقت ہے کہ شاعر کو اس بات کا احساس عمر کے آخری حصہ میں ہوا۔ کہ اس کی زندگی شراب کی نذر ہو گئی اگر شاعر اپنی ابتدائی زندگی میں اس بات کا احساس کرتا تو شاید اس کی ذات سے شعر و ادب کو کچھ اور مل پاتا لگے ہاتھوں ایک شعر اور سن لیجئے ؎

گرچہ سفر حیات کا بے حد طویل تھا
میں میکدے کی راہ سے ہو کر گذر گیا

اس شعر میں اس بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ شراب نوشی زندگی کو بے حد قلیل اور کم کر دیتی ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اور دوسری نشہ آور چیزوں کی طرح شراب انسانی زندگی کے لیے بے حد مضر بلکہ مہلک ہے۔ شراب کو بجا طور پر ام الامراض اور ام الخبائث یعنی (برائیوں کی ماں) کہا گیا ہے نامور سائنسداں ڈاکٹر کارل جے مارٹنسن (Dr. Karl J. Martinson) کے نزدیک شراب غذائیت سے قطعاً خالی ہے اس کا روزآنہ، زیادہ اور عادت کے طور پر استعمال صحت و زندگی کے لیے زہر سے کم نہیں۔

قدرت نے اپنے بیش بہا خزانے سے پھل انسانوں کو اس لیے عطا کیے ہیں کہ انسان ان پھلوں سے اپنی صحت قایم رکھے۔ لیکن بدقسمتی سے انگور جیسے مفید اور کارآمد پھل کو شراب کی کشید کے لیے استعمال کر کے انسانوں کی بڑی اکثریت نے اپنے لیے وبال جان پیدا کر لیا ہے۔ شراب کسی بھی نقطہ نظر سے انسانی زندگی کے لیے کارآمد نہیں خواہ وہ انسانی زندگی کا طبی پہلو، سماجی یا نفسیاتی پہلو ہو۔ ہر اعتبار سے شراب ایسا سریع الاثر زہر ہے جو رفتہ رفتہ زندگی کے ہر پہلو کو دلفگار ہر عضو کو ناکارہ اور سب سے اہم بات قوت ارادی کو متزلزل کر کے رکھ دیتی ہے۔

اگر ہم انسانی زندگی کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ بڑی بڑی شکستوں میں شراب کو بڑی حد تک عمل دخل رہا ہے اور شراب سے چھٹکارا پاکر انسان نے بڑی بڑی فتوحات حاصل کی ہیں۔

سب سے اہم عضو جسے شراب متاثر کرتی ہے وہ جگر ہے جس میں انتڑیوں کے راستے پہنچتی ہے۔ زیادہ مقدار میں اور بار بار پینے سے جگر کے رگ و ریشے غیر معمولی حرکت پر مجبور ہوتے ہیں۔ جس سے ان میں سوجن پیدا ہوتی ہے اور آہستہ آہستہ جگر سخت بے حس اور ناکارہ ہو جاتا ہے۔ جگر انسانی جسم کا بہت ہی اہم عضو ہے اور جتنے کام جگر کو انجام دینے پڑتے ہیں اتنے کسی بھی جسمانی عضو کو نہیں دینے پڑتے شراب نوشی سے ہم جگر کی ذمہ داریوں میں کچھ اور اضافہ کر دیتے ہیں اور جگر پر ناقابل برداشت بوجھ آن پڑتا ہے۔

جگر کو اگر پورے جسم کی لیبارٹری (Laboratory) کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ جسم کی لیباوٹری ہی معطل اور ناکارہ ہو جائے تو جسم کا نظام کس طرح اپنے ضروری کام انجام دے سکے گا۔

جگر کے ساتھ ہی معدہ، پھیپھڑا، انتڑیاں دل اور دماغ متاثر ہوتے ہیں انتڑیاں اندر سے چھل جاتی ہیں اور ان میں زخم (Ulcers) پیدا ہو جاتے ہیں دل کی دھڑکن غیر معمولی طور پر بڑھ جاتی ہیں۔

شراب کے زیادہ استعمال سے عصبی نظام (Nervous System) بھی متاثر ہوتا ہے۔ اور مدہوشی طاری ہونے لگتی ہے۔ زبان میں لکنت، بینائی میں فرق اور پاؤں میں لغزش پیدا ہو جاتی ہے۔ اور آخر میں ہوش و حواس قطعاً گم ہو جاتے ہیں۔ نبض ڈوبنے سی لگتی ہے۔ اور بعض اوقات انتہائی درجہ پر پہنچ کر دم رکنے سے موت واقع ہو جاتی ہے۔

عادی شراب کے معدے میں ایک قسم کی سوزش اور زخم Ulcer پیدا ہو جاتا ہے ورم جگر (Cirrhosis of Liver) اور یرقان (Jaundice) جیسی مہلک بیماریاں لاحق ہوتی ہیں۔ عادی شرابی کو نسیان (Amnesia) ہذیان (Delirium) دردسر (Headache) لقوہ یا فالج (Paralysis) مرگی (Epilepsy) اور بے خوابی (Insomnia) وغیرہ دماغی اور اعصابی امراض لاحق ہونے کا ہر وقت خطرہ لگا رہتا ہے۔ بات یہیں ختم نہیں ہوتی بلکہ گردہ Kidneys اور مثانہ Bladders بھی کمزور ہو جاتے ہیں۔ اور آگے چل کر پیشاب کرنے پر کنٹرول نہیں رہتا۔ چونکہ معدہ اور آنتوں میں سوزش اور زخم پڑ جاتے ہیں اس لیے ہاضمہ کا پورا نظام منتشر ہو کر رہ جاتا ہے۔ غذا نہ صحیح ڈھنگ سے کھائی جا سکتی ہے اور نہ ہی نظام ہاضمہ اس قابل رہ جاتا ہے کہ غذا کے ضروری اجزار کو ہضم کر کے جزو بدن ہونے میں مددگار ہو سکے لہذا غذا کے ضروری اجزار کی کمی واقع ہونے لگتی ہے اس کے بعد ان گنت بیماریوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور اپنی انتہا پر پہنچ کر عادی شرابی کو موت کے بھیانک دروازے پر لا کر کھڑا کر دیتی ہے۔

ان جسمانی تکلیفوں کے علاوہ انسان سماجی اور نفسیاتی مسائل کا بھی شکار ہو کر رہ جاتا ہے۔ قوت ارادی رفتہ رفتہ زائل ہونے لگتی ہے اور زندگی کے تمام مسائل جوں کے توں رہ جاتے ہیں۔ یورپ کے نامور سائنسداں اور ڈاکٹروں کی تحقیق کے مطابق شراب کے اثرات صرف شرابی ہی تک محدود نہیں رہتے بلکہ اس کی اولاد تک بھی پہنچتے ہیں۔ شرابی والدین کی اولاد کمزور نحیف اور بزدل ہوتی ہے۔ ساتھ ہی اعصاب کی کمزوری مرگی اور پاگل پن وغیرہ جیسی بیماریوں میں مبتلا ہونے کا احتمال رہتا ہے۔ نفسیاتی نقطہ نظر سے شرابی والدین کے بچے مختلف قسم کے احساسات کا شکار ہو جاتے ہیں جس میں احساس کمتری Inferiority complex سب سے زیادہ اہم ہے۔ کوئی بھی بچہ احساس کمتری کے ساتھ اگر اپنی زندگی کا آغاز کرے تو وہ زندگی کے کسی بھی میدان میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ آخر میں اہل فہم کے لیے یہ مشورہ ہے کہ ؎

تم کیا پیو گے چوم کے رکھ دو لبوں سے جام
تسنیم یہ شراب ہے کتنوں کو پی گئی

ڈاکٹر محی الدین احمد
قدوائی روڈ۔ مومن پورہ
ناگپور ۴۴۰۰۱۸

(ناگپور سے نشر)

افسانہ

پناہ گاہ

بیگ احساس

وہ سب وحشت زدہ جانوروں کی طرح سڑک پر نکل آئے۔ عمارتوں اور انسانوں کے اس جنگل میں عزاق پھرنے والی بسیں آگ اور پتھراؤ کے خوف سے غاروں میں جا چھپی تھیں اور وہ سب بے بس ہو کر اپنی پناہ گاہوں میں پہنچنے کے لیے بے چین ادھر ادھر دوڑنے لگے۔ اس بھیڑ سے الگ تھلگ سنہرے بالوں والی نوجوان خوبصورت عورت نے ان وحشت زدہ انسانوں کو حقارت سے دیکھا اور ایک خاص ادا سے بالوں کو جھٹکا دے کر بڑبڑائی سب جانور ہیں۔

خوف کا احساس اس کے وجود میں دھیرے دھیرے اترتا جا رہا تھا کہ وہ خود اپنے گھر کیسے پہنچے — گھر — جب بھی وہ عفریت تباہی پھیلاتا ہے گھر میں کی موجودگی کا یقین بھی کہاں رہ جاتا ہے۔ گھر تو اینٹ سمن بن جاتے ہیں تحفظ کا احساس مفقود ہو جاتا ہے۔ اچانک ہی ایک کار اس کے سامنے رُکی۔ دروازہ کھلا اور مہذب قسم کے آفیسر نے شائستگی سے اس کی طرف مسکرا کر دیکھا۔ عورت کے اندر چھپی ہرنی نے کہا یہ تو جانوروں جیسا نہیں لگتا اس میں شکاریوں جیسی سفاکی بھی نظر نہیں آتی۔ ہرنی نے چھلانگ لگائی اور پنجرے کا دروازہ بند ہو گیا۔ وہ بے حد خاموش تھا۔ اور وہ اپنے گھر کا راستہ بتانے لگی۔

کار جھٹکے سے رُکی ایک خاکی وردی والے نے آگے آکر کہا اس علاقے میں سخت کرفیو لگا دیا گیا ہے۔ آپ آگے نہیں جا سکتے شاید وہ عفریت اس مقام پر اپنے خون کی پیاس بجھا رہا تھا۔

کرفیو پاس چاہیے۔

پاس یہاں نہیں ملتا۔

گھر کیسے جائیں۔

خاکی وردی والے کے پاس اس کا جواب نہیں تھا وہ واپس مڑ گئی۔ لکڑیاں اور بھالے لیے نکل آؤ۔ آگ لگانے پھر دیا سس کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔

وہ گھبرا گئی۔ قریبی ادھ کھلے ریستوران سے اس نے مختلف نمبر ڈائیل کیے لیکن اس کا شوہر اسے کہیں نہ مل سکا۔ چوتھی بار اس نے نمبر ڈائیل کرنا چاہا تو آفیسر نے کریڈل پر ہاتھ رکھ دیا۔

کیا حرج ہے کرفیو ختم ہونے تک آپ میرے گھر چلیں۔

اس نے فون رکھ دیا اسے مہذب انسانوں سے کبھی خوف نہیں ہوتا تھا۔ شادی سے قبل بھی اس کے بہت سے مرد دوست تھے۔ کبھی کبھی وہ ان کے ساتھ پکنک پر چلی جاتی۔ ٹھنڈی بیئر کی چسکیاں اور غیر ملکی سگریٹ کے کش بھی لگا لیتی۔ ناچ بھی لیتی تھی لیکن ہوش میں رہ کر۔ اس نے اپنی شخصیت کے گرد بہت سخت خول چڑھا رکھا تھا۔ ناچتے ناچتے کبھی کسی نے کمر پر گرفت مضبوط کر دی۔ کبھی قدم لڑکھڑاتے کبھی کوئی چہرہ جھکا۔ انسانی کھالوں کے اندر سے جھانکتے جانور کو وہ فوراً پہچان لیتی تھی۔ اور خود کو اس خول میں سمیٹ لیتی۔ اسے اس بات کا شدید خوف تھا کہ اگر اس خول میں ذرا سی بھی دراڑ پڑ گئی تو اس کی شخصیت کا جوہر رفتہ رفتہ اس دراڑ سے بہہ نکلے گا اور وہ خالی خالی ہو جائے گی کھوکھلی بے قیمت۔

جوان ہوتے ہی اسے احساس ہوا کہ اسے بہت ہی خوبصورت بدن ملا ہے۔ اور اپنے بدن کی وجہ سے وہ نگاہوں کا مرکز بن جاتی ہے۔ اپنی شخصیت اور بدن کی خوبصورتی کو پہچاننا اور پہچان کر اس خوبصورتی کو ابھارنا اور اس طرح ابھارنا کہ ساری کمزوریاں اس خوبصورتی کے پیچھے جا چھپیں اور نظروں کے سامنے خوبصورتی ہی خوبصورتی رہے۔ ایک آرٹ ہے اور اس آرٹ کو وہ جان گئی تھی۔ اس آگہی نے اسے مردوں کو ترسانا بھی سکھا دیا تھا۔ ایک بہت ہی خوبصورت ہرنی اس کے اندر چھپی تھی جو لمحے بھر کو شکاری کو نظر آتی اسے لبھاتی ترساتی اور نشانہ تاکتے ہی قلانچیں بھرتے ہوئے یہ جا وہ جا شکاری سارا جنگل چھانتا پھرتا رہے۔

کار رکی۔ دیل فرنشڈ فلیٹ — سٹیریوفونک ٹیپ ریکارڈ سے ابلتی ہوئی دھیمی دھیمی موسیقی — کیسٹس کا ڈھیر۔

ریشمی بالوں کو لاپرواہی سے جھٹکا دیا جیسے وہ فلیٹ کی سجاوٹ سے بالکل بھی متاثر نہ ہوئی ہو — میز پر پڑے رسائل میں سے ایک رسالہ اٹھا کر وہ ورق گردانی کرنے لگی — کرفیو اٹھنے تک وہ آفیسر کے خاندان کے مہذب افراد کے ساتھ رمی کھیل کر وقت گزار سکتی ہے — کتنا عرصہ ہوا ہے اسے جم کر رمی کھیلے ہوئے۔ اس کے شوہر کو تو وقت ہی نہیں ملتا تھا۔

اندر سے آفیسر آیا تو اس کے ہاتھ میں تھمی ٹرے دیکھ کر وہ سمجھ گئی کہ اس فلیٹ میں اس آفیسر کے علاوہ کوئی اور نہیں —

خوف کی ایک لہر اس کے وجود میں دوڑی —

اونہہ..... اس نے تراشیدہ بال جھٹکے لیکن ریڑھ کی ہڈی پر کنڈلی مارے خوف میں ہلکی سی جنبش بھی نہ ہوئی۔

سارے ملازم شاید گھر واپس ہو گئے ہیں ان کے گھر کرفیو زدہ علاقے میں ہیں کرفیو زدہ..... وہ بڑبڑائی۔

چائے کی چسکیوں کے ساتھ گفتگو شروع ہوئی۔ دونوں آرٹ فلسفہ اور سیاست پر بحث کر کے خود کو انٹکچول ثابت کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ لیکن دونوں کے پاس صرف لفظ ہی لفظ تھے معنوں سے محروم۔ جلد ہی انھوں نے محسوس کیا کہ جو لفظ بن رہے ہیں وہ ماحول اور ان کی ذہنی کیفیت سے ہم آہنگ نہیں ہیں...... وقفے وقفے سے وہ فون کرتی رہی۔

کرفیو رات بھر رہے گا...... پورے شہر پر مسلط کر دیا گیا ہے۔ باہر نکلتے ہی گولی مار دینے کا حکم ہے.....

وہ محصور ہو گئی... ریڑھ کی ہڈی پر کنڈلی مارے بیٹھا ہوا خوف سارے وجود میں پھیلنے لگا اور خود اعتمادی کی دیواروں کو کمزور کرنے لگا۔ اس نے اپنی شخصیت کے اطراف بڑی محنت سے ایک مضبوط فصیل تیار کی تھی اور اس میں داخلے کا صرف ایک ہی راستہ تھا جس پر اس کا شوہر بیٹھا تھا... پولس انسپکٹر...

کیسٹ بدلتے رہے۔ مغربی و مشرقی موسیقی کی آوازیں بے صدا ہو گئیں، سرخ آنکھیں جھکنے لگیں۔ بدن بوجھل ہو کر دکھنے لگے۔ دونوں کے درمیان شیشے کی دیوار ابھی تک صحیح سالم تھی۔ ٹیپ ریکارڈ بند ہوا...... ایک طویل جماہی...... چھلکتا ہوا بدن۔

آپ چاہیں تو بیڈ روم میں آرام کر سکتی ہیں۔

بیڈ روم تک وہ ساتھ آیا۔ کمرے میں آتے ہی وہ انگڑائی لینے کی خواہش نہ دبا سکی۔

وہ بستر پر بیٹھ گئی۔ دن بھر چست کپڑوں میں کسے جسم کو آزاد چھوڑنے کی خواہش کو وہ دبا گئی۔ تکیے سے کمر لگا کر وہ لیٹ گئی۔ بستر میں عجیب سی اجنبی مردانہ بو رچی ہوئی تھی۔

دروازے پر آہٹ ہوئی...... وہی تھا۔

نیند نہیں آ رہی ہے کیا۔

ہاں جگہ کی تبدیلی اور کپڑے۔

اگر آپ چاہیں تو میں اپنا سلیپنگ گاؤن دے سکتا ہوں۔

نہیں یوں ہی ٹھیک ہے...... وہ سنبھل کر بیٹھ گئی۔

آپ..... آپ..... اپنے منگیتر کا بہت خیال

رکھتی ہیں نا۔ شیشے کی دیوار پر ایک کنکر کمی سے لگا۔ شیشہ ریزہ ریزہ ہوگیا لیکن کرچیں ایک دوسرے سے جڑی رہیں بکھری نہیں۔ دیوار کے اس طرف اس کی طرف اس کی شخصیت دھندلا گئی۔

میں نے ایسی لڑکیاں بہت کم دیکھی ہیں جو اپنے بدن کو ایکسپوز کرنے کا ڈھنگ جانتی ہیں۔ ۔ ۔ جسم کی خوبصورتی کو ابھارنا آرٹ ہے ...... ہے نا۔ اس نے ایک دھکے سے شیشے کی دیوار گرا دی اور کرچوں کے ڈھیر پر پیر رکھتا ہوا اسکے قریب آگیا۔

ہائی..... دی..... وے..... آپ کی عمر کیا ہوگی...... اٹھارہ۔

اسے ایسا لگا جیسے وہ سرکس کی نیم برہنہ لڑکی ہے جسے دائرہ نما گھومتے ہوئے تختے سے سختی سے باندھ دیا گیا ہے وہ دم سادھے رہی...... آنکھ پر پٹی باندھے ہوئے مرد نے سنسناتا ہوا خنجر چھینکا یا تھا۔

نہیں بائیس کی ہوگئی ہوں...... وہ بال بال بچی۔ خنجر تختے میں دھنس گیا۔ اوہ..... تو..... میں یقین نہیں کرتا۔

وہ تراشیدہ زلفیں جھٹک کر مسکرا دی۔

کون سا شیمپو استعمال کرتی ہیں.... اس نے ریشمی بالوں کو چھو کر دیکھا۔ دوسرا خنجر.....

پلیز...... اس نے احتجاج کیا۔

تم جیسی حسین عورت اس لیے نہیں بنائی جاتی کہ اپنے حسن کو سینت سینت کر رکھے..... تم یہ بہت اچھا کرتی ہو کہ اپنے حسن کی ضیا سب میں تقسیم کرتی ہو۔ خنجروں کی بوچھار..... ہر خنجر پر وہ لڑکی کانپ جاتی۔ پھر لڑکی نے محسوس کرلیا کہ وہ صرف خنجر پھینک رہا ہے اس کا مقصد خنجر جسم میں پیوست کرنا نہیں بلکہ وہ صرف نشانہ بازی میں اپنی مہارت کی دھاک جمانا چاہتا ہے۔ آفیسر دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اسکی طرف جھٹکا۔

یہ کیا...... اس نے غصیلی آواز میں کہا۔

تم نے یقیناً وہ فضول قسم کے قصے نہیں پڑھے ہونگے جن میں عورت کو خواہ مخواہ ہی ہوا بنا دیا جاتا ہے۔

اوہ پلیز...... وہ گھگھیائی۔

دیکھو سمجھنے کی کوشش کرو۔ ہم دونوں کے بیچ ایک تناؤ ہے۔ ٹینشن ہے۔ اور جب تک یہ ٹینشن باقی رہے گا ہم سو نہیں سکیں گے۔ سکون کے لیے اب ایک ہی صورت ہے کہ ہم اس تناؤ کو توڑ دیں۔ میرے ساتھ کوآپریٹ کرو..... اور معمولی لڑکیوں کی طرح بے وقوف نہ بنو.....

شٹ اپ... اس نے ہاتھ جھٹک دیئے اور کھڑی ہوگئی۔

تمھاری مرضی..... میں کوئی جبر نہیں کرنا چاہتا.....

خنجر ختم ہوگئے تھے۔ تختہ گھومتے گھومتے رک گیا۔ لڑکی تختے سے اتر آئی۔ اب تختے پر خنجروں سے بنا اس کا سراپا باقی رہ گیا تھا۔ لڑکی نے اطمینان کی سانس لی وہ باہر کی طرف جانے لگی۔

رات کے تین بجے ہیں..... باہر کرفیو ہے۔ تم کیسے جاؤگی.......

اس نے لباس برابر کرتے ہوئے آفیسر کی طرف حقارت

(باقی ص ۲۳ پر)

گاندھی جی نے کہا تھا

محمود ہاشمی

گاندھی جی کے بارے میں ایک عام خیال یہ ہے کہ وہ مذہبی انسان تھے۔ ہمارے عہد میں مذہبی کا لفظ، جن معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مذہبی مزاج کا انسان محدود نظریات پر عمل کرتا ہے۔ گاندھی جی کو ہم ان معنی میں مذہبی انسان نہیں کہہ سکتے۔ انھیں ہم ایسا انسان تصور کرسکتے ہیں جو روحانی اقتدار پر پورا یقین رکھتا ہو، اور تمام مذاہب کی بنیادی سرشت کو تسلیم کرتا ہو۔ گاندھی جی نے اپنے اس نظریے کی وضاحت خود اپنی تحریر میں کی ہے۔ انھوں نے لکھا ہے:

"عقیدے کے بغیر یہ دنیا صفر کے برابر ہے۔ سچا عقیدہ ان لوگوں کے عقل کے تجربات کو اپنی ذات میں سمو لیتا ہے، جن کے بارے میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ انھوں نے عبادت اور ریاضت کے ذریعہ ایک پاکیزہ زندگی بسر کی۔ اس لیے پیغمبروں یا اوتاروں میں، جو مدتوں پہلے پیدا ہوئے، اعتقاد رکھنا محض توہم پرستی نہیں ہے۔ بلکہ انسان کی روحانی تشنگی کی تسکین کا ذریعہ ہے۔"

کچھ ایسے موضوعات ہیں جن پر عقل ہمیں زیادہ دور نہیں لے جاسکتی، اور ہمیں عقیدے کی بنیاد پر ہی بہت سی باتوں کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ ایسی حالت میں اعتقاد عقل سے ٹکراتا نہیں، بلکہ اس سے بالاتر ہوجاتا ہے۔ عقیدہ ایک طرح کی چھٹی حس ہے جو ان حالتوں میں کام کرتی ہے، جہاں عقل کی رسائی نہیں ہوسکتی۔

علامہ اقبال کی طرح گاندھی جی نے بھی عقل کی اہمیت کو تسلیم کیا ہے۔ لیکن ماورائے عقل جو روحانی حقائق ہیں۔ ان کے وجود کو بھی تسلیم کیا ہے۔ گاندھی جی نے کہا تھا:

"میں یہ نہیں کہتا کہ عقل کو پس پشت ڈال دیا جائے، بلکہ ہمارے اندر جو روحانی عنصر موجود ہے اس کو مناسب حد تک تسلیم کیا جائے، تاکہ عقل کو بھی تقدس حاصل ہوجائے۔

عقیدہ کوئی ایسا نازک پھول نہیں ہے، جو معمولی سا طوفان آنے پر ہی مرجھا جائے گا۔ عقیدہ تو ہمالہ پہاڑ کی مانند ہے۔ جس کا بدلنا ممکن نہیں ہے کسی بھی طوفان کا ہمالہ پہاڑ کی بنیادوں کو ہلانا ممکن نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ میں سے ہر ایک شخص خدا اور مذہب میں ایسا ہی عقیدہ رکھے۔"

مذہب کیا ہے؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے گاندھی جی نے کہا تھا:

"مذہب سے میری مراد رسمی مذہب یا مذہبی رسومات سے نہیں، بلکہ اس مذہب سے ہے، جو تمام مذاہب کی روح ہے۔ اور جو ہمیں خالق سے ملاتی ہے۔

بلاشبہ مذہب کو ہمارے ہر عمل میں جاری وساری ہونا چاہیے۔ یہاں مذہب سے مراد کوئی گروہ یا فرقہ نہیں۔ بلکہ اس سے مراد دنیا کے لیے باضابطہ اخلاقی حکومت میں اعتقاد رکھنا ہے۔ یہ نظام محض اس وجہ سے کچھ کم حقیقی نہیں کہ یہ دکھائی نہیں دیتا۔ یہ مذہب ہندوازم، اسلام، عیسائیت وغیرہ سے بالاتر ہے۔ یہ ان کی جگہ نہیں لیتا، بلکہ ان میں یگانگت پیدا کرکے انھیں ایک حقیقی روپ دیتا ہے۔"

تمام مذاہب کی مشترکہ روح کی وضاحت کرتے ہوئے گاندھی جی نے کہا تھا:

"مختلف مذاہب ایک ہی منزل پر پہنچنے کے مختلف راستے ہیں۔ جب تک منزل ایک ہے۔ راستوں کا مختلف ہونا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ مجھے لفظ رواداری پسند نہیں۔ لیکن مجھے اس سے اچھا کوئی اور لفظ سوجھ بھی نہیں سکا۔ رواداری میں دوسرے فریق کے عقیدے کو اپنے عقیدے سے کمتر سمجھ کر برداشت کرنے کے خیال کی موجودگی کا امکان بھی ہوسکتا ہے۔ جبکہ اہنسا ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ دوسروں کے مذہبی عقائد کا بھی اتنا ہی احترام کیا جائے۔ جتنا کہ ہم اپنے عقیدے کا کرتے ہیں اس طرح ہم یہ تسلیم کریں گے کہ ہمارا اپنا عقیدہ مکمل نہیں ہے۔ سچائی کا متلاشی جو محبت کے قاعدے کی پیروی بھی کرتا ہو۔ اس بات کو فوراً تسلیم کرے گا۔ اگر ہم نے مکمل سچائی کو پالیا ہوتا تو ہم سچائی کے متلاشی نہ ہوتے بلکہ خدا کے ساتھ ایک ہوگئے ہوتے۔ کیونکہ سچائی خدا کا دوسرا نام ہے۔"

(اردو سروس سے نشر)

افسانہ

لہو کی بو

کنور سین

"تم مانتے کیوں نہیں ؟" اس نے سامنے بیٹھے دوست کی طرف دیکھا اور کھل کر سانس لیتے ہوئے کوشش کرنے لگا "پہاڑ کے اس پار سے آنے والے اکا دکا جھونکوں میں لہو کی بو ہی نہیں آگ کی بھبھک اور آنچ بھی ہے"

"یہ تبھی ہو سکتا ہے اگر وہاں خون بہہ رہا ہو اور آگ لگ گئی ہو" دوست پریشان ہو اٹھا۔

"میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا۔ ہوا لگاتار ادھر کی چلے تو پتہ لگے۔ شاید مجھے باہر پھیلا سناٹا ڈرا رہا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پرکرتی کسی پرانے دکھانت کو یاد کر کے آہیں بھر رہی ہو۔ کوئی بات ضرور ہے ورنہ ....."

"مجھے کچھ محسوس نہیں ہوتا شاید وہم میں پڑنا میری عادت نہیں" دوست اس سے دور ہونے لگا۔

"تم دیر سے پہاڑ کے اس پار نہیں گئے۔ کوئی اپنی بستی کی سرحد دوسروں پر یوں ہی بند نہیں کر دیتا۔ بات کو چھپانے کے پیچھے راز ہوتا ہے"

"دوسروں کے بارے میں ہر وقت سوچتے رہنا ٹھیک نہیں ہوتا۔ اُن کے بارے میں اندازے لگاتے رہنے سے ہمارا من بیمار ہو جاتا ہے۔ سوچ بھی گدلا جاتی ہے۔ ہمارے اندر وسوسوں کا جال پھیل جاتا ہے۔ ہم اس میں مکھی کی طرح پھنس جاتے ہیں۔ تم اس پار کا خیال کرنا چھوڑ دو"

"یہ نہیں ہو سکتا۔ کل تک جو اپنا تھا آج بیگانہ ہو گیا چوٹیاں، ڈھلانیں، وادیاں! اپنے سے تعلق توڑ لینا آسان بات نہیں"

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ دوری جیسی وچتر وستو دوسری نہیں۔ دور ہوتے ہی ہمارا دیکھا بھالا، جانا پہچانا بھی اوپرا لگنے لگتا ہے۔ ہم اس کے لیے ترس اٹھتے ہیں۔ جبکہ یہ دوری ہی کی دین ہے۔ بیتی ہوئی کڑوی اور بے سواد زندگی بھی میٹھی لگنے لگتی ہے" دوست اس کے ساتھ ہو لیا "کھڑکی کھول کر دیکھو کوئی باہر کھڑا ہمیں پکار رہا ہے۔"

"ایسا نہ کر بیٹھنا" وہ سہم گیا "کھڑکی کھلتے ہی دہشت بھری دھند اندر گھس آئے گی"

"تمہیں کیسے معلوم ہے ؟"

"مجھے پتہ ہے۔ وہی درندے کی طرح ہمارے کواڑوں پر ٹھوکریں مار رہی ہے"

"درندہ پھر کہاں سے آ گیا۔ ؟"

دھند کوہستان سے اٹھتی ہے۔ کوہستان میں پھیلی برف ہمیں درندہ بن کر ڈراتی ہے" دوست کو مسکراتے دیکھ وہ آگے کہنے لگا۔

"مجھے پتہ ہے دھند اپنے اندر کیا کچھ لیے ہوئے ہے پرکرتی کا یوں سہم جانا معمولی بات نہیں۔ مجھے لگتا ہے اس پار کی فضا ہماری بستی پر منڈلانے لگی ہے۔ اسی لیے میں شام ہوتے ہی کھڑکیاں اور دروازے بند کر لیتا ہوں۔ لوگ بھی رات گئے تک باہر نہیں ٹھہرتے۔ تم ہی کہو موت کا چہرہ دیکھنا کسے پسند ہے"

"میرے خیال میں یہ سب جاڑے کے کارن ہے۔ موسم کی سختی ہماری سوچ کو الجھا دیتی ہے۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ ہوا میں بسی بو انسانی خون ہی کی تھی؟"

"فضا میں تیرتی چیخ یہی بتاتی ہے" اس نے لمبا سانس لیا۔

"ٹھیک ہے۔ بتی بجھا دو۔ صبح ہوتے ہی سب معلوم ہو جائے گا"

"میں بتی نہیں بجھاؤں گا"

"کیوں ؟"

"مجھے اندھیرے سے ڈر لگتا ہے" وہ گھبرا اٹھا "میں نہیں مانتا کہ صبح ہوتے ہی سب کچھ معلوم ہو جائے گا"

"کیسی بات کرتے ہو ؟"

"میں غلط نہیں کہتا۔ صبح کا منہ دیکھنا آسان بات نہیں۔ صبح کے انتظار میں ...." وہ تڑپ اٹھا "تم نہیں جانتے۔ تم کچھ نہیں جانتے"

"میں کیا نہیں جانتا ؟"

"تم نہیں جانتے اجالا اپنے میں ایک پردہ ہے" وہ چہرہ میز کے درمیان تک لے آیا "

"سورج کی روشنی اور تپش بو کو ختم کر دیتی ہے۔ آگ کی آنچ کا احساس نہیں ہونے دیتیں۔ صبح کا شور سب کچھ جذب کر لیتا ہے۔ اس میں نہ سسکی سنائی دیتی ہے کہ نہ ہوک" اس کی آواز گمبھیر ہو گئی "اجالا پھیلنے اور صبح ہونے میں فرق ہے"

"مجھے یہ بتاؤ کیا ساری بستی میں ہم ہی جاگ رہے ہیں"؟ دوست اندر تک ہل گیا۔

"ایشور کرے ایسا نہ ہو!" وہ پریشان ہو اٹھا "شکر کرو ہوا پر کسی کا زور نہیں۔ ہوا نہ چلے تو مرنے والے کی چیخ تک سنائی نہ دے۔ ہوا پرکرتی کا راجدوت ہے"

اس کی بات سُن کر دوست پگھلتی موم بتی کو گھورنے لگا۔ باہر ویران رات سنسان ڈگر پر چلتی رہی۔ موڑ کاٹتی رہی

اجالا پھیلنے سے پہلے ہی دونوں گھر سے نکل پڑے سڑک پر تھوڑی دور چلنے کے بعد انھیں خاکروب دکھائی دیے۔ خاکروب چوک میں جلتے الاؤ کے گرد بیٹھے اندر تک گھس آئی سردی کو باہر نکالنے میں لگے تھے۔ انھیں بے کار بیٹھے دیکھ کر وہ غصے میں آ گیا۔

"کوڑا کون اٹھائے گا۔ شہر سنڈاس بن گیا۔ سانس لینا مشکل ہو گیا"

"بابو! سردی تو دیکھو۔ ہاتھ پاؤں سُن ہو گئے بدن کاٹھ بن گیا جھاڑو نہیں پکڑی جاتی" بوڑھا خاکروب الاؤ میں لکڑی ڈالنے لگا۔

"تم تو ان سے الجھ پڑے۔ یہی لوگ ہیں جو ہماری بات کا جواب دے سکتے ہیں۔ سردی ہو یا گرمی یہ رات جاگ کر کاٹتے ہیں۔ ان سے مطلب کی بات پوچھو ورنہ ....." دوست اسے سمجھانے لگا۔

"کیا تم رات بھر جاگتے رہے ؟" اس نے اپنی جھلاہٹ کو دبا دیا۔

"ایک آدھ جھپکی کا کہہ نہیں سکتے۔ اس کڑاکے کی سردی میں سر پر چھت کے بغیر کوئی سو سکتا ہے۔؟ ہمارے پاس نہ بستر نہ چارپائی" بوڑھے نے اس کی طرف اداس نظروں سے دیکھا "تم یہ سب کیوں پوچھتے ہو ؟"

"رات ہوا میں بسی انسانی خون کی بو سونگھی تھی ؟" اس نے بوڑھے کی بات اَن سُنی کر دی۔ بوڑھا اس کو حیرت سے دیکھنے لگا۔

"آگ کی بھبھک بھی محسوس نہیں کی ؟

"بابو کیسی بات کرتے ہو؟ ہمیں بو کا احساس ہوتا ہے نہ تپش کا" خاکروب جمے ہوئے آس پاس کو دیکھنے لگا

آگے سڑک خالی تھی۔ آوارہ کتا تک دکھائی نہ دیتا تھا وہ دوست کی طرف دیکھنے لگا۔

"کرمانی کے پاس چلتے ہیں" دوست اچانک بول اٹھا۔

"کرمانی!" وہ چونکا "وہ جیرکار! اسے کیا معلوم ہوا کیا کہتی ہے؟ فضا کیا بتاتی ہے؟"

ہے۔ یہ لوگوں کو زبان دے سکتا ہے ان سے آواز چھین سکتا ہے انھیں خوش گلو اور خوبصورت زندگی کی جھلک دکھا سکتا ہے انھیں محرومی اور لاحاصل کے اندھے غار میں دھکیل سکتا ہے۔ اتہاس کی نہ پوچھو یہ ہمارے چہرے مسخ کرسکتا ہے انہاس کالا دیو ہے۔۔ اتہاس کو کوئی نہیں پہچان سکتا۔ من مانی کرنے والا! زہریلی مسکراہٹ! میٹھی جھلاہٹ! .....“

”کہے جاؤ۔ رکو نہیں“ دوست بدحواس ہونے لگا ”بے شک تم اپنے کو ہی جھٹلاؤ“

”بات ایسی نہیں۔ میں اپنے کو نہیں جھٹلا رہا۔ میں جو ہے اس کا بکھان کر رہا ہوں۔ خون کی بو میں نے سونگھی چیخ بھی میں نے سنی۔ کرمانی نہیں جانتا۔ زندگی اس کے کینوس سے بڑی ہے پہاڑ کے آر پار سے بھی بڑی وہ اتہاس کو انسان کے ہاتھ کا کھلونا سمجھتا ہے۔ اسے نہیں معلوم لوگ کسی بھی ایک چیز سے مطمئن نہیں ہوتے۔ وہ ترازو کے پلڑے برابر رکھنا چاہتے ہیں۔ اتہاس ظالم ہے۔ وہ یہی نہیں ہونے دیتا۔ وہ کبھی ہمیں ایک چیز سے زیادہ دینے کو تیار نہیں ہوتا۔ ورنہ چیخ گیت میں بدل جائے اور بو خوشبو میں“ اس کی آواز ڈوبنے لگی ”دینے والے کے پاس سب کچھ ہے لیکن دینا نہ دینا اس کی مرضی .....“

کیا ہم چوٹی پر جانے کا خیال چھوڑ دیں؟“ دوست کی آواز میں بے زاری تھی۔

”میں وہاں نہیں جاؤں گا“ وہ سہمی ہوئی نظروں سے دوست کی طرف دیکھنے لگا ”کاش کوئی سرحد کو کوئی مہر بند کردے۔ اب مجھے کچھ اچھا نہیں لگتا۔ اب میں نہ خون کی بو کا کارن جاننا چاہتا ہوں نہ انسانی چیخ کا۔ میں تو بس اپنے کمرے میں.....“

اس کے جملہ پورا کرنے سے پہلے ہی اسے گھر کے سامنے اکٹھے ہوتے لوگوں کا شور سنائی دینے لگا۔ وہ کھڑکی کھول کر باہر دیکھنے لگا۔ باہر لوگوں کا بڑھتا ہوا ہجوم تھا سب سے آگے کرمانی کھڑا تھا۔ وہ ہجوم سے کہہ رہا تھا۔

”تم سب یہیں سے کھڑے رہو۔ میں اندر جاتا ہوں۔ دونوں کو باہر آنے کو کہتا ہوں۔ ہم سب ان کے ساتھ چوٹی پر چلیں گے۔ اتہاس کو انگڑائی لیتے اور آنکھیں ملتے دیکھنے سے زیادہ سندر اور کوئی نہیں ہوسکتی۔ ہمیں ان دونوں کی قدر کرنی چاہیے۔ انھوں نے ہمیں اتہاس کے جاگنے کی خبر دی ہمیں چوٹی پر پہنچ کر اس پار کی خبر لینی ہے انسانی ہمدردی سرحد کو نہیں مانتی۔ حدوں کو پھلانگ جاتی ہے۔ انسانی خون کی بو کا پھیلاؤ اسیم ہوتا ہے اور انسان کے دل سے نکلی کراہ سیما کو جھٹلاتی چلی جاتی ہے“ کرمانی رکا ”منظر کے ساتھ ساتھ کینوس بھی پھیلتا رہتا ہے۔ ہمیں یہ بات نہیں.....“

کرمانی کی آواز سے گھبرا کر اس نے کھڑکی بند کردی اور اس کے آگے پردہ تان دیا لیکن اس کے دل کی دھک دھک وقت کے قدموں کی آہٹ جیسی تھی اور دوسروں سے

مجھے یہ بتاؤ کہ کرمانی کیا کہہ رہا تھا“ اس نے دوست کی بات پر دھیان نہیں دیا۔

”میرے خیال میں وہ کینوس کو ترتیب دینے کی بات کر رہا تھا“

”کیا مطلب؟“ اس کا دل ڈوبنے لگا

”چترکار انسانی خون بہنے کا کارن ڈھونڈ رہا تھا۔ شاید وہ ہانتا ہے۔ لوا آنکھوں میں بھرنے کو بے چین تھا کلاکار بڑا وچترا آدمی ہوتا ہے“

”تم تو پہیلیاں ڈالنے لگے“ وہ بے چین ہو اٹھا۔

”وہ سرحد کی نشاندہی اور نگرانی کے بے معنی ہونے کی طرف اشارہ کر رہا تھا“ دوست نے سر کو جھٹکا دیا ”بات میری سمجھ میں اب آنے لگی ہے“

”کہتے جاؤ! تم رکتے ہو تو مجھے کوفت ہوتی ہے“

”ہر کوئی کہتا ہے ہوا پر کسی کا بس نہیں فضا پر روک نہیں لگائی جاسکتی پھر بھی لوگ دیوار کھڑی کرنے سے باز نہیں آتے۔ اسیم کو سیما میں باندھنے لگتے ہیں لیکن.....“

”لیکن کیا؟“

”جو اسیم ہے وہ ہماری نظر سے پرے تک جاتا ہے۔ ہماری اس کے خلاف سازش ہی ہماری ہار کا کارن بن جاتی ہے۔ ہم اس بو اور چیخ سے ڈرتے ہیں۔ کرمانی نہیں ڈرتا۔ وہ کہتا ہے جب تاریخ کروٹ بدلتی ہے تو جھنگھاڑتی ہے۔ اس کی چکی کے پاٹوں کی گڑگڑاہٹ.....!“

”یہ بات بھیانک ہے اسے ہمیں روکنا چاہیے چنگھاڑ اور گڑگڑاہٹ کا ادھر کیا کام؟“ وہ کسمسایا۔

”روکنے سے بات بگڑتی ہے۔ تم بھی تو کہتے ہو ہوا پر کرنا، اور دوست ہے کرمانی بھی جانتا ہے اس پار ہو یا اس پار ہوا کے رخ پر پابندی نہیں لگ سکتی ہوا کو روکنا اپنے کو قتل کرنا ہے۔ شاید ہوا ہی ہماری آزادی کی ضمانت ہے تم بھی تو چترکار کی بات کو درست مانتے ہو“ دوست نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

”بالکل نہیں بوڑھے کو جو ہو چکا ہے یا ہو رہا ہے اسی کا گیان ہے وہ ہونے والے کے بارے میں نہیں جانتا۔ اس کا کینوس نہیں دیکھا؟ بکھرا ہوا چتر“

عجیب سمسیا ہے۔ کرمانی کی بات درست نہیں مانو گے تو چوٹی پر پہنچنے کے لیے کیسے تیار ہوگے؟ دوست بڑبڑا اٹھا ”چوٹی پر پہنچے بغیر ہم ڈھلان کی کہانی سن سکتے ہیں نہ گھاٹی کی کتھا۔

تم مورکھ ہو۔ کیا میں نہیں جانتا ڈھلان پر کیا بیت رہی ہے اور گھاٹی کس حالت میں ہے؟“ چوٹی کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہتا چلا گیا۔

اتہاس کا جاگنا معمولی بات نہیں ہوتی۔ ہوسکتا ہے کہ اتہاس کے کروٹ بدلنے سے ہریالی کا یگ شروع ہوگا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اتہاس آنکھ کھولے تو قبرستان جاگ اٹھے کوڑوں کی بارش ہونے لگے جیل کراہنے لگے پھانسی کا پھندہ مسکرانے لگے۔ چترکار نہیں جانتا کہ اتہاس کا جاگنا نیارا ہوتا

اسے نہیں تو اور کسے معلوم ہوگا؟“ دوست دور نکل گیا ”رنگ روپ کا جانکار“

کرمانی اسٹوڈیو میں ایزل پر ٹکی ادھوری تصویر کے آگے کھڑا اسے دھیان سے دیکھ رہا تھا۔ دروازے کی طرف اس کی پیٹھ تھی۔

دوست نے اسے بہت روکا۔ لیکن وہ کرمانی سے ملنے کا انتظار نہ کرسکا

”چترکار! کیا تم نے رات ہوا میں بسی خون کی بو سونگھی“

”ہوں!“ کرمانی نے تصویر پر سے آنکھیں ہٹائے بغیر ہنکار بھری۔

”تم نے فضا میں تیرتی چیخ بھی سنی ہوگی؟“

”کیا کہا؟“ چترکار ان کی طرف پلٹا ”کیسی بو؟ کس کی چیخ؟“

”انسانی لہو کی بو۔ انسان کی چیخ“

”کیا بکتے ہو؟“ چترکار لپکا اور اسے کندھوں سے پکڑ کر جھنجھوڑنے لگا۔ تھوڑی دیر تک اس کی آنکھوں میں جھانکنے کے بعد وہ ادھوری تصویر کی طرف اشارہ کرنے لگا

”بکھراؤ ہی بکھراؤ۔ گڑبڑ۔ انتشار۔ ایک بھی شکل دوسری سے جڑی ہوئی نہیں۔ رنگ آپس میں میل نہیں کھاتے۔ صبح شام کا بھید مٹ گیا۔ نہ بھور کا اجالا! اور نہ سانجھ کا دھندلکا نہ ریکھا۔ نہ رنگ۔ نہ روپ....

”تم نہیں جانتے۔ تم نہیں سمجھتے۔ یہ پہیلی سلجھ گئی ہے۔ خون یونہی نہیں بہتا انسان یونہی نہیں چیختا۔ لیں لیں تاریخ تو کروٹ نہیں بدلنے لگی۔ انسانی لہو! انسانی چیخ!

”تم پہاڑ پر چلے جاؤ۔ ابھی روانہ ہوجاؤ۔ چوٹی پر پہنچے بغیر دم نہ لینا۔ ادھر کی ڈھلان اپنی کہانی آپ سنائے گی“

کرمانی نے برش اٹھالیا۔ وہ پلیٹ میں رنگ ڈال کر انھیں ملانے لگا۔ ادھورے چتر کو وچتر نظروں سے دیکھنے لگا۔

کرمانی کے اسٹوڈیو سے نکلے تو وہ پریشان تھے۔

وہ بار بار پہاڑ کی چوٹی کو دیکھتے۔ چوٹی بہت اونچی تھی۔ اس پر چڑھنا جوکھم کا کام تھا۔

”چوٹی پر پہنچے بغیر کچھ دکھائی نہیں دے سکتا۔ نہ خون کے کارن کا پتہ چل سکتا ہے نہ چیخ کی وجہ معلوم ہوسکتی ہے۔“ کمرے میں لوٹتے ہی وہ دھم سے کرسی پر بیٹھ گیا ”لیکن چوٹی پر پہنچنا آسان نہیں“

”چوٹی پر پہنچے بغیر ہم اندازے لگائیں گے۔ اندازوں پر ہمیں ہی یقین نہ آئے گا“ دوست نے حوصلہ نہ ہارا ”جیسے تو کہیں پہنچیں گے۔ تم اتنا گھبراؤ۔ پہاڑی راستہ سخت ہوتا ہے اور آسان بھی۔ راستے بے شمار موڑ مسافر کو آگے کی لمبائی سے ڈراتے ہیں۔ پیچھے کے طے کیے ہوئے مرحلے دکھاتے ہیں“

۱۶/اگست ۱۹۸۱ء

افسانہ

فیصلہ

نجمہ برکاتی

میں نے دل میں پختہ فیصلہ کرلیا ہے۔ اور اب میں ایسا محسوس کر رہا ہوں کہ جیسے میری طبیعت کو سکون مل گیا ہو۔ کچھ دیر پہلے جو دل و دماغ میں ہیجان برپا تھا اور ایک قیامت کی اتھل پتھل مچی ہوئی تھی، وہ جوالا مکھی کی طرح شانت ہو چکی ہے۔ جی ہاں! اب میں گہری اور پرسکون نیند سو سکتا ہوں۔ اس وقت رات کے دو بجے ہوا چاہتے ہیں، سارا عالم محو خواب ہے۔ لیکن میں جاگ رہا ہوں۔ انسان بے چین و مضطرب ہو تو نیند اس سے روٹھ جاتی ہے۔ اچھا ہوا کہ میں ایک نتیجہ پر پہنچ گیا۔ مجھے معلوم ہے کہ کل صبح جب میں اپنے فیصلہ کا اظہار کروں گا تو سارے گھر میں مسرت کی لہر دوڑ جائے گی۔ اماں فوراً دو رکعت نماز شکرانہ ادا کریں گی، بہنیں فوراً مٹھائی منگا کر تقسیم کریں گی، اور آناً فاناً یہ خبر منتقل کی جائے گی اور جنگل کی آگ کی طرح پھیل جانے کی توقع بلا شبہ ہے...

لیکن آئیے! پہلے میں آپ کو اپنے بارے میں بتا دوں۔ اور ان حالات سے بھی روشناس کرا دوں جو میرے فیصلہ کی نوعیت کا بخوبی اندازہ کرا سکیں۔ آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ میں ڈاکٹر حسین ہوں۔ ابھی دو سال پہلے انگلینڈ سے ڈاکٹری تعلیم حاصل کر کے لوٹا ہوں۔ اگرچہ میں پرائیویٹ پریکٹس کرتا ہوں لیکن شہر کے سربرآوردہ ڈاکٹروں میں میرا شمار ہوتا ہے۔ یہ خدا کا کرم و احسان ہے کہ ہر دل عزیزی اور مقبولیت نے میرے قدم چوم لیے ہیں، اور چاروں طرف میرے کلینک کی دھوم ہے۔ مریض جوق در جوق آتے ہیں اور مجھ سے مطمئن ہو کر جاتے ہیں۔ میرا قاعدہ ہے کہ شام کے وقت میں پانچ بجے کلینک پہنچتا ہوں اور رات کو نو بجے کرسی سے اٹھ جاتا ہوں۔

آج سے دو مہینے پہلے کی بات ہے، ہاں مجھے اچھی طرح یاد ہے، وہ سنیچر کی رات تھی، دسمبر کی سرد اور برفیلی ٹھٹھری ہوئی رات، ۹ بجے جیسے ہی میں گھر جانے کے لیے کھڑا ہوا میری نظر ٹیبل پر گئی، وہاں ایک ڈائری رکھی ہوئی تھی، شاید کوئی مریض لے کر بھول گیا تھا۔ میں نے اس وقت اسے کوئی اہمیت نہیں دی، اور یہ سوچ کر کہ اکثر ایسا ہو جاتا ہے، لوگ اپنی چیزیں مختلف جگہ پر بے خیالی میں بھول جاتے ہیں اور یاد آنے پر واپس لے جاتے ہیں۔ اس کو وہیں چھوڑ کر گھر روانہ ہو گیا۔ مگر اس میں کہانی کا آغاز اس ڈائری سے ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں کہا جا سکتا ہے کہ میرے احساسات کی دنیا میں انقلاب لانے کی ذمہ دار یہی ڈائری تھی تو کوئی بیجا بات نہ ہوگی۔ ہاں! تو میں آپ لوگوں کو بتا رہا تھا کہ ڈائری میں نے اس وجہ سے وہیں چھوڑ دی تھی کہ جو بھی مریض بھول گیا ہے۔ وہ یاد آنے پر واپس لے جائے گا۔ یہ بھی ممکن ہے اپنے علاج معالجہ کے سلسلہ میں وہ دوسرے دن بھی آئے۔ ایک ہفتہ بیت گیا اور وہ بدستور ٹیبل پر رکھی رہی، اور کوئی اس کی تلاش و جستجو میں نہیں آیا۔ تو میرا تجسس بڑھا۔ میں نے ڈائری اٹھا لی۔ اس کو کھول کر دیکھا۔ وہ ایک عام ڈائری تھی جیسی سب اپنے لیے رکھتے ہیں۔ پہلے ہی صفحہ پر نام جمال اور پورا پتہ درج تھا۔ جگہ جگہ حساب کتاب اور ضروری یادداشتیں لکھی ہوئی تھیں جو میرے لیے غیر ضروری تھیں۔ ڈائری کے اوراق کے بیچ میں کچھ اخبار کے تراشے بھی تھے۔ مجھے اشتیاق ہوا کہ سرسری نظر ان پر ڈالوں اور کچھ ہی سیکنڈ میں میں نے وہ تمام اخباری تراشے پڑھ ڈالے۔ مجھے بڑی حیرت ہوئی کیونکہ وہ سبھی ایک جیسے تراشے تھے، یعنی موضوع اور مضمون سب کا ایک جیسا تھا۔ چند سرخیاں اس طرح تھیں جس سے آپ کو بھی اندازہ ہو سکتا ہے۔۔

"مناسب جہیز نہ لانے کے سبب ساس نے بہو کو زندہ جلا دیا"

"جہیز کی لعنت کی ایک اور شکار، لڑکی نے خودکشی کر لی"

"جہیز کے معاملے نے طول پکڑا۔۔ بارات واپس"

میں نے سبھی اخباری تراشے اسی طرح ڈائری میں رکھ دیئے تھے جس ترتیب سے وہ سلسلہ وار رکھے تھے اور پھر خیالوں میں کھو گیا۔ آخر ان تراشوں کو اتنے اہتمام سے رکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ سوالیہ نشان میرے ذہن میں گھوم رہا تھا۔ اب مجھے اس شخص سے ملنا بہت ضروری ہو گیا تھا۔ چوتھے روز میں ڈائری کا نام پتہ لے کر اس کے اسکول پہنچ گیا۔ وہ تھوڑی دور پر واقع ایک سیکنڈری اسکول میں مدرس تھا۔ اسٹاف روم میں وہ بڑی گرم جوشی سے ملا، اور میرا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ میں نے اب اس شخص کو بغور دیکھا۔ وہ ۲۷-۲۸ سالہ ایک صحت مند اور خوبصورت نوجوان تھا۔ بشرے سے معلوم ہوتا تھا کہ زمانے کے سرد و گرم تھپیڑوں نے اسے جھلسا کر رکھ دیا ہے۔ تاہم اس کے ہونٹوں پر تھرکتی ہوئی مستقل مسکراہٹ بتا رہی تھی کہ وہ بڑے عزم و ارادے کا آدمی ہے۔ آنکھوں میں بے پناہ ذہانت تھی مگر ان میں بھی ایک سیمابی کیفیت تھی، جیسے کہ اضطراب اور بے چینی ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہو۔ میں نے جیب سے ڈائری نکال کر اسے پیش کی تو وہ حیرت و استعجاب میں ڈوب گیا، اور پھر تشکر آمیز لہجہ میں بولا ــــــ "معاف کیجئے! ڈاکٹر صاحب!! واقعی میں ڈائری کی وجہ سے کافی پریشان رہا، لیکن اس کا مطلق دھیان نہ آیا کہ میں اسے آپ کے مطب میں چھوڑ آیا ہوں۔ آپ نے خاکسار کے لیے جو زحمت فرمائی، اس کے لیے میں تہ دل سے آپ کا مشکور ہوں"

"ارے صاحب! شکریہ کی کوئی بات نہیں، یہ تو میرا اخلاقی فرض تھا ــــــ میں نے سوچا کہ ممکن ہے کہ آپ ڈائری کی وجہ سے پریشانی میں ہوں۔"

اسٹاف روم میں ایک دو اساتذہ اور بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ ان کی موجودگی میں اخباری تراشوں کے بارے میں دریافت کروں، اور یہ اس کا محل بھی نہ تھا۔ چائے وغیرہ سے جب ہم فارغ ہوئے، تو میں اٹھ کر کھڑا ہوا، اور اس سے بولا ــــــ "اچھا تو جمال صاحب! ملتے رہئے! اب تو ہم شناسا ہو گئے ہیں۔۔" میں نے دانستہ طور پر یہ جملہ کہا تھا، کیونکہ میں نہیں چاہتا تھا کہ اس سے دوبارہ ملاقات کا امکان ختم ہو جائے۔ اس نے ایک بار پھر میرا شکریہ ادا کیا، اور اسکول کے صدر دروازے تک مجھے چھوڑنے آیا۔

دو چار ملاقاتوں میں ہم کافی قریب آگئے تھے۔ میں نے اندازہ لگایا وہ ایک مستقل مزاج اور باحوصلہ شخص ہے، اس کی باتوں سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ حالات اور زمانہ کی رفتار سے مطمئن نہ ہو۔ اکثر دوران گفتگو بڑے طنزیہ انداز میں وہ معاشرے، اور رسم و رواج پر نشتر زنی کر جاتا تھا۔ آخر ایک دن میں اپنے دل کی خلش کو نہ دبا سکا۔ ہم ایک ریستوران میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے چائے کی چسکیاں لیتے ہوئے کہا۔

"جمال صاحب۔ اگر برا نہ مانیں تو ایک بات دریافت کروں؟"

"ارے ڈاکٹر صاحب! آپ بھی کمال کرتے ہیں، ایک نہیں دس باتیں دریافت کیجئے نا!" وہ بے تکلفی سے بولا۔

"دریافت تو مجھے پہلی ملاقات میں ہی کرنا چاہیے تھا مگر سوچتا رہا کہ کہیں آپ غلط تاثر نہ لے لیں۔" میں نے پھر کہا۔

"اب پہیلیاں نہ بجھوایئے، اور جو چاہے سوال کیجئے، خاکسار حاضر ہے۔" اس کے چہرے پر بدستور بشاشت کھیل رہی تھی۔

"بہت معمولی سوال ہے مسٹر جمال! میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ آپ نے اپنی ڈائری میں وہ اخباری تراشے کیوں اتنی حفاظت سے جمع کر رکھے ہیں؟"

" اوہ " یہ سن کر وہ چونک سا پڑا، اس کی آنکھیں بجھ سی گئیں، اور چہرے پر اُداسی کے آثار نمودار ہو گئے۔ مگر ایک لمحہ بعد ہی وہ زہر خند کے ساتھ بولا،

ڈاکٹر صاحب! وہ تراشے نہیں! ہمارے نام نہاد سماج کا بدنما آئینہ ہیں۔ وہ تراشے نہیں، بلکہ ہماری تہذیب کی ننگی تصویریں ہیں۔ ہمارے معاشرے کے ماتھے کا کلنک ہیں اور ہماری کھوکھلی اقدار کا کھلا ثبوت ہیں۔

وہ تھوڑی دیر رُکا، مجھے ایسا معلوم ہوا کہ وہ اندرونی کرب میں مبتلا ہو۔ اس نے ایک ہی سانس میں چائے کا کپ خالی کر دیا، اور خالی خالی نظروں سے مجھے دیکھتے ہوئے بولا،

—— ڈاکٹر صاحب! آپ نے میرے دل کے زخم کو پھر تازہ کر دیا ہے۔ ۔آپ جانتے ہیں، اور نہ بھی جانتے ہوں تو کیا فرق پڑتا ہے۔ مجھے ہمارے سماج کی موجودہ رسوم سے سخت نفرت ہے۔ ہمارا معاشرتی ڈھانچہ اس قدر گھناؤنا اور ظالم ہے کہ ہر ذی ہوش انسان اس پر لعنت بھیج سکتا ہے۔ جہاں امیر، غریب کے درمیان، امارت اور دولت کی سدِ سکندری ہو، جہاں لڑکیاں جہیز کے نام پر سرِ بازار نیلام ہوتی ہوں اور جہاں شادی بیاہ کے نام سودے بازی کی جاتی ہو، دولت کمائی جاتی ہو، بھلا اس سماج میں مجھ جیسا حساس انسان باعزت زندگی کیسے بسر کر سکتا ہے۔

یہ تراشے، اس بات کے گواہ ہیں کہ سیکڑوں لوگوں کی بہنیں، بیٹیاں، جہیز کی بلی دیوی پر قربان ہو جاتی ہیں ..... شاید ..... آپ سوچ رہے ہوں گے کہ میں جذباتی ہو رہا ہوں مگر ڈاکٹر صاحب! جب انسان کے دل چوٹ پہنچتی ہے تو اس کے سینہ میں لاوا کھول اٹھتا ہے اور اس کے جذبات میں ایک طوفان مچل اٹھتا ہے۔ آپ سننا چاہتے ہیں نا! سنئے!! ان ہی اخباری تراشوں میں ایک تراشا ایسا بھی ہے جو میری معصوم بہن کی خودکشی کا افسانہ دہرا دیتا ہے ...... سسرال والوں نے جہیز کی کمی کو لے کر اسے اسقدر طعنے دیئے کہ وہ مجبور ہو کر اپنی جان پر کھیل گئی، آہ میری پیاری فرشتہ صفت بہن! آج بھی جب اس کو یاد کرتا ہوں تو کلیجہ منہ کو آتا ہے —— مجھے ایسا لگتا ہے کہ دولت اور جہیز کے بھوکے گدھ اس کی لاش کو آج بھی نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں ...... میری بہن کی خودکشی کے صدمے نے میرے والد کو نڈھال کر دیا، اور وہ بھی کچھ دن بعد اسی غم میں چل بسے ...... میں اسی لیے یہ تراشے رکھتا ہوں کہ ہمارے معاشرتی نظام پر بظاہر جنس سکوں اور تنہائیوں میں رو سکوں.. آپ جیسا ڈاکٹر بھی میرے غم کا مداوا نہیں کر سکتا۔

وہ چپ ہو گیا تھا، اور میری آنکھوں میں دیکھ رہا تھا، اس کے چہرے سے صاف طور پر عیاں تھا کہ وہ ذہنی اور قلبی اذیت سے دوچار تھا، میرے پاس کچھ کہنے کے لیے الفاظ نہیں تھے۔ اس کی داستان مختصر تھی، مگر زندگی کی تلخیوں کا سارا زہر اس میں گھلا ہوا تھا اسی دن وہ مجھے ایک دوسرا شخص معلوم ہو رہا تھا، یہ وہ ہنس مکھ اور زندہ دل شخص نہیں تھا، جو مجھے اسکول کے اسٹاف روم میں ملا تھا بلکہ شیکسپیئر کے کسی ایک المیہ ڈرامہ کا کوئی مثالی ہیرو دکھائی دے رہا تھا، میرے دل و دماغ پر بھی غم کی ایک کالی گھٹا چھا گئی تھی۔

تیس روز کے بعد آج پھر ہم اسی ریسٹورنٹ میں ملے تھے۔ اس کی باتوں سے مجھے ایسا لگتا تھا کہ جیسے پھر کسی وجہ سے اس کا زخم تازہ ہو گیا ہے —— رسمی گفتگو کے بعد میں نے اس سے پوچھا تھا —— "کہو بھئی! گھر پر تو سب خیریت ہے؟ وہ چونک گیا تھا، اور پھر اجنبی لہجہ میں بولا تھا —— ہاں! میرے گھر پر سب خیریت ہے .... امی جان بھی اچھی ہیں، بہن..... مسرت بھی اچھی طرح ہے اور میں بھی —— مگر ڈاکٹر صاحب! آپکو میرے گھر سے کیوں دلچسپی ہو گئی؟

"تم تو ناراض ہو رہے ہو! تم نے آج پھر اُداسی اوڑھ رکھی ہے۔ اس لیے برسبیلِ تذکرہ پوچھ بیٹھا تھا" میں نے بہ مشکل کہا تھا۔

اُداسی اوڑھ رکھی ہے؟ ہا ہا ہا.. . اس نے ایک زہریلا قہقہہ لگایا تھا۔

"ڈاکٹر صاحب! بڑا شاعرانہ جملہ ہے۔ میں نے اُداسی اوڑھ نہیں رکھی ہے۔ بلکہ اداسیاں بانٹنے کا کام تو سماج کرتا ہے .... چلو کیا یاد کرو گے۔ آج کی اُداسی کا سبب بھی بتا دیتا ہوں۔

ڈاکٹر صاحب! میرے پڑوس میں آج ایک شادی ہے سیٹھ کریم بخش کے گھر۔ اس کی لڑکی سانولے رنگ کی پستہ قد اور میٹرک فیل ہے۔ مگر چونکہ لکھ پتی گھرانہ ہے۔ اچھے جہیز کی امید میں ایک پروفیسر صاحب بڑی دھوم دھام سے گھوڑے پر چڑھ کر آئیں گے۔ اور دلہن کے ساتھ بہت کچھ لے جائیں گے، اور تصویر کا دوسرا رُخ دیکھئے! .....

ابھی آپ نے میرے گھر کی بابت دریافت کیا تھا... اس میں مسرت بھی رہتی ہے —میری دوسری بہن ... چندے آفتاب چندے ماہتاب، ایم اے پاس کر چکی ہے۔ اور اب عمر کی پچیسویں منزل میں ہے۔ مگر بھاری بھرکم جہیز نہ ہونے کی وجہ سے ہر بار اسے ٹھکرا دیا گیا ہے۔ سوچ رہا ہوں کہ اس موقعہ پر اُس کے کیا تاثرات ہوں گے۔ میں اس لیے اُداس ہوں کہ آج اس کا دل اپنی قسمت پر آٹھ آٹھ آنسو روئے گا۔ میرے گھر کے برابر شہنائی گونجے گی۔ شادیانے بجیں گے۔ لیکن وہ اپنی بدنصیبی پہ نوحہ خوانی کرے گی، مسرت، بے چاری مسرت، جس کے لیے شاید مسرتیں خواب وخیال ہو کر رہ گئی ہیں ...

دیکھئے ڈاکٹر صاحب!! آپ کی چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے۔ چھوڑیئے ان باتوں کو —— کچھ دیر بعد میں بوجھل قدموں سے گھر لوٹ رہا تھا، میرے خیالات کی دنیا میں طوفان مچا ہوا تھا۔

اماں نے ڈیڑھ سال سے شادی کی رٹ لگا رکھی ہے۔ وہ میرے چہرے پر پھولوں کا سہرہ اور گھر میں چاند سی دلہن دیکھنا چاہتی ہیں۔ مگر میرے پیہم انکار نے ان کے اصرار کے حوصلے پست کر دیئے تھے۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ کل صبح میں اپنی شادی رضامندی ظاہر کر دوں گا۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ سن کر سارے گھر میں ایک مسرت کی لہر دوڑ جائے گی۔ اماں دو رکعت نماز شکرانہ ادا کریں گی، طلعت باجی فوراً مٹھائی منگا کر تقسیم کریں گی۔ اور آناً فاناً یہ خبر محلے بھر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل جائے گی کہ ڈاکٹر طاہر حسین صاحب شادی کے لیے تیار ہو گئے ہیں۔ مگر میں اماں سے صاف صاف کہہ دوں گا کہ اگر وہ مسرت کے شادیانے بجانا چاہتی ہے تو انھیں جیتی جاگتی مسرت کو گھر میں لانا ہوگا۔ اور یہ بھی کہہ دوں گا کہ شادی بڑے سیدھے سادے ڈھنگ سے ہوگی۔ جہیز کے سلسلے میں کوئی بات چیت نہ کی جائے گی۔ اور سبھی معاملات میں اسلامی شعار کو مدِ نظر رکھا جائے گا...... ہاں میرا خیال ہے کہ ذہنی سکون حاصل کرنے کے لیے اس سے بہتر میرے پاس کوئی حل نہیں تھا، اب میں آسانی سے سو سکتا ہوں ....

جے پور سے نشر

نجمہ برکاتی
شفاء منزل۔ ٹونک۔

صفحہ ۱۹ سے آگے —— پناہ گاہ

سے دیکھا اور گیٹ سے نکل کر سڑک پر آ گئی۔

اے کون ہے چلو اندر.....

اندھیرے میں کرخت آواز گونجی۔

چلو.... ایک قدم بھی آگے بڑھاؤ گی تو گولی مار دی جائے گی۔

وہ ویسے ہی کھڑی رہی، جیسے چوراہے پر نصب کوئی بت ہو چند لمحے گزرے ایک دھماکہ ہوا..... اس کے پیروں کے پاس دھواں اٹھا.... خوف کے سانپ نے اسے ڈس لیا، وہ گھبرا کر واپس بھاگی۔

دھماکے کی آواز سن کر آفیسر پھاٹک تک آ گیا تھا۔

وہ بے بس ہو گئی.... خود اعتمادی کی فصیل گر گئی...

وہ آفیسر اپنی شخصیت پر سے تہذیب کا خول اتارے کھڑا تھا۔

پھر ایک نیا کھیل شروع ہو گیا۔ نیم برہنہ لڑکی کو بہت اونچائی پہ پہنچا دیا گیا اور جھولے سے لٹکتا ہوا مرد زوردار جھکولے لے کر اس کی طرف ہاتھ بڑھاتا رہا۔ گرنے کا خوف نہ کھاؤ۔ نیچے جال ہے.... تو اسمت کی گرا بہر حال کرنا ہے.... چاہے جال تنی ہو یا نہ ہو...

ایک بار مرد کے ہاتھ لڑکی تک پہنچ گئے اور وہ توازن برقرار نہ رکھ سکی مرد کے ہاتھ تھام کر وہ جھولنے لگی....

کمرے میں عفریت منہ پھاڑے کھڑا تھا جسم پر برسوں سے لگا ہوا کپڑا اُڑ گیا.... سنسناتی ہوئی گولیاں... چیخیں شانوں پر بکھری زلفیں ... بھیجے ہوئے ہونٹ.... وہ آگے لگاتار ہا.... احتجاج..... آگ پھیلتی رہی... فائر انجن کی گھنٹیاں پائپوں سے ابلتا پانی..... دھواں... خون.. ... سکوت ....

احیدرآباد سے نشر۔

افسانہ

زندگی کی تلاش

اعجاز بن ضیا اوگانوی

گرمی کی یلغار سے ہر ذی روح مضطرب و پریشان دکھائی دے رہا تھا۔ انسان وحیوان پرکیا اس کی شدت کا احساس تھا، پختہ مکانوں کے نسبت جھونپڑوں میں قدرے اس کی شدت کا احساس کم تھا۔ برسات کا جو تھائی حصہ گذر چکا تھا مگر پانی کا کہیں نام ونشان نہیں تھا۔ کھیت میں دراڑیں پڑی ہوئی تھیں گویا زمین اپنے خشک لب آسمان کو دکھاتی پیاس اور اضطرابی کا رونا رو رہی تھی۔ ہر جاندار زندہ لاش دکھائی دے رہا تھا۔ تالاب اور چراگاہیں خشک تھیں۔ سوکھی گھاس کو ٹٹولتے تپ دق کی مانند بے جان آوارہ جانور ادھر سے ادھر منہ مارنے کی ناکام کوشش کررہے تھے اور کبھی کبھی آسمان کی طرف منہ اٹھا کر ڈکارنے لگتے جن کی نحیف آواز نقاہت کے سبب گھٹ کر رہ جاتی، شاید یہ بھی بارگاہ ایزدی میں سوالیہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے فریاد کرنا چاہتے ہوں کہ ہم پر یہ جبر کیوں ؟ آخر ہمارا قصور کیا ہے ؟؟ مگر ان کی فریاد کون سننے والا تھا۔ ہر کوئی اس بپتا میں گرفتار تھا اور اس بھیانک اور خوفناک خشک سالی کے دہانے پر کھڑا تھا جو ساری مخلوق کو نگل جانے کے درپے تھی۔ نفسی نفسی کا عالم تھا۔ رات گنہگاروں کے مانند تاریک تھی، بادلوں کی مہیب گرج سے دل دہل رہا تھا، آندھی کا مجنونانہ انداز درختوں اور جھاڑیوں کی سوکھی اور بے جان ٹہنیوں کو جھکولے مار کر توڑ پھوڑ رہا تھا، مگر بادلوں کی وحشت زدہ گھن گرج میں صرف پانی کی امید کا ہی پرتو تھا۔ انہیں آشاؤں کے سہارے لوگ مندر، مسجد اور گرجا گھروں میں اپنے اپنے خداؤں سے زندگی کی بھیک مانگ رہے تھے۔ خشک سالی سے نجات کا ذریعہ ڈھونڈ رہے تھے۔ پانی کے لئے گریہ وزاری کررہے تھے اور شاید اب امید بھی ہو چلی تھی مگر اس امید کی ابھرتی کرن میں سیٹھ دھنو مل کی چھاتی پر سانپ لوٹ رہا تھا وہ تو چاہتا تھا کہ اس سے بھی بھیانک خشک سالی ہوتا کہ اس کے خفیہ گوداموں میں پڑے مال کی دوگنی اور چوگنی قیمت مل سکے ــــ انسان کس قدر ہوس اور خودغرضی کے خمیر سے تیار شدہ اشرف المخلوقات کے لقب سے فائز ہے۔ مہلک اور موذی سے موذی جانور بھی بغیر نقصان اٹھائے کسی پر وار کرنے سے گریز کرتے ہیں مگر انسان ــــ انسان اپنی طاقت کے نشہ میں کس قدر سرشار ہے۔ سیٹھ دھنو مل کے کالے کارنامے سے کون واقف نہیں، اس کا خیال آتے ہی رمولا کی آنکھوں کے ڈورے سرخ ہو جاتیں اور انتقامی آگ کے شعلے اس کے دل ودماغ میں ایک ہیجان برپا کر دیتے۔ مگر ایک مجبور اور بے بس بیوہ کر بھی کیا سکتی تھی۔

اسے کیا معلوم تھا کہ اتنا شوخ، چلبلا اور ہر وقت ہنسنے ہنسانے والا درگاداس اس طرح بے سہارا چھوڑ کر چلا جائے گا، ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بچھڑ جائے گا۔ ٹرک حادثہ اس کی مانگ سے سیندور اور اس کی کلائیوں کی چوڑیاں ہمیشہ کے لئے چھین لے گا۔ رمولا اچھی طرح جانتی تھی کہ بظاہر ٹرک حادثہ دھنو مل کی شاطرانہ چال تھی جس کی بھینٹ اس کا سہاگ چڑھ چکا تھا، مستقبل کے خوش گوار امیدیں وابستہ کرنے والا درگاداس اس قدر خاموشی سے اٹھ گیا کہ اس کی خوابوں اور آشاؤں کا بنا بنایا شیش محل یک لخت زمین بوس ہو گیا تھا اور اس کی ساری مسرتیں تہس نہس ہو کر رہ گئی تھیں جس گھر ان کے مسرت بھرے قہقہوں کی گونج تھی اور فضا میں پیار کی سیکڑوں آرزوؤں کی باتیں رچی تھیں وہ اجڑ چکا تھا۔ زندگی بھر ساتھ دینے کی قسمیں ٹوٹ گئیں اور مسرتوں کے قہقہے چیخیں بن گئی تھیں۔ زخم تازہ تھا تو لوگوں نے ہمدردیاں دکھائیں۔ زخم پر مرہم رکھنے کی کوشش کی، آنسو بہانے میں ساتھ دیا۔ مگر رمولا کا غم تو ایسا نہ تھا کہ ان باتوں سے کافور ہوتا۔ دیوانگی کے عالم میں اس نے کئی بار چاہا کہ وہ بھی درگاداس سے جا ملے۔ اپنی زندگی کے ٹمٹماتے چراغ کو ہمیشہ کے لئے گل کردے مگر رامو کا خیال آتے ہی فقط ایک سرد آہ بھر کر رہ جاتی۔

رمولا کا سب کچھ اجاڑنے کے بعد سیٹھ دھنو مل نے گھر اور تانگہ کو قرقی کروا کر اپنی تحویل میں لے لیا تھا تاکہ اپنی ہوسناکی کا شکار رمولا کو بنا سکے۔ اس نے رامو پر دست شفقت رکھنا چاہا تو وہ بپھر اٹھی ــــ سیٹھ جی، ہم بے بس ضرور ہیں لیکن اپنی بے بسی پر عزت اور مریادا کی متاع کو اجڑنے نہ دیں گے۔ اس نے سیٹھ دھنو مل کو دوٹوک جواب دیا تھا ــــ وہ بے بسی میں تڑپ کر روئی اور رو، رو کر تڑپی لیکن نوشتۂ تقدیر یہی تھا کر کیا سکتی تھی ــــ زندہ رہنا بھی بڑے دل گردہ کا کام ہے اس کے لئے مضبوط اعصاب کی ضرورت ہوتی ہے۔ خاص کر اس شخص کے لئے جس نے اپنے تابناک اور خوش گوار ماضی کی چمکتی شعاؤں کو حال کے تاریک سمندر کی تہہ میں ڈوبتے دیکھا ہو ــــ آج دو سال بعد اس کا پتی درگاداس بے طرح یاد آرہا تھا۔ رمولا کے دل ودماغ اس کی تابناکی اور خوش حالی کی مدھم کرنوں کے گرد طواف کرنے لگے۔

رامو، رامو بیٹا ــــ! خوش رنگ مخملی سرخ رضائی کو تہہ کرتی ہوئی رمولا رام داس کو آواز دے رہی تھی ــــ پانچ سال کا رامو آفت کا پرکالہ ہی تو تھا۔ ذرا نگاہ چوکی اور گلی میں غائب گلی کیا یہ اچھی خاصی سڑک تھی جہاں سواریوں کا تانتا بندھا رہتا بیل گاڑی، یکے اور تانگے دن بھر ادھر سے ادھر چرچوں کرتے ہوئے گذرتے رہتے۔ کئی بار آواز دینے کے باوجود رام داس نہ بولا تو رمولا رضائی وہیں کونے میں پھینک کر مضطرب باہر لپکی اسے ناگاہ خیال آیا کہیں وہ اپنے پتاجی کے ساتھ باہر تو نہیں نکل گیا ہو ــــ مگر برآمدے میں آتے ہی اس کی بے چینی قدرے کم ہوئی اور اس نے اطمینان کا سانس لیا رامو گلی میں نہیں تھا بلکہ بڑی شان سے اسکوٹر پر براجمان تھا اور سیٹھ درگاداس اسکوٹر تھامے اپنے لاڈلے کو صحن کا طواف کرانے میں مشغول تھے۔

واہ، واہ ــــ رمولا اسے دیکھ کر مسکرائی، آج دکان نہیں جائیں گے، شاید۔

نہیں تو، درگاداس نے جواب دیا۔

پھر؟

کیا کروں تمہارے لاڈلے کا حکم ہے کہ اسکوٹر کی سواری کراؤں۔

اور آپ حکم کے بندے جو کچھ اس نے کہا اور پورا کر دیا۔

جی صاحب! ہم تو ماں بیٹے کے غلام ٹھہرے۔ درگاداس نے رمولا کو پیار کی چبھتی نظروں سے دیکھ کر جھکتے ہوئے کہا۔

ہٹیے بھی ــــ وہ پیار اور شرارت بھری نظروں کی تاب نہ لاکر بولی۔ اور رامو کی طرف ہاتھ بڑھا کر اسے اسکوٹر سے اتارنا چاہا۔

نہیں آتے ــــ وہ باپ کی طرف جھک گیا اور معصوم نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

چلو بس کرو ــــ پاپا کو جانے دو۔ رمولا نے پھر ہاتھ بڑھایا۔

ارے دکان ہی جانا ہے تیشہ کاندھے پر رکھ کر جوئے شیر تھوڑے ہی لانا ہے۔ تم تو لٹھ لیکر پیچھے پڑ جاتی ہو۔ بیٹے کی طرف دلاری کرتے ہوئے درگاداس نے کہا۔

ارے واہ ــــ روز ہی دیر سے جاتے ہیں

کیا فرق پڑتا ہے۔ اپنا یار دصنوں جوت ہو۔ وقت کے مانند دکان پہنچ جاتا ہے۔

مگر! ......

مگر کیا؟

ملازموں پر اس قدر اعتماد بھی اچھا نہیں۔

بس ہو گئی نہ تم شروع۔ میں نے اسے ایمان کی کسوٹی پر گھس گھس کر پرکھا ہے۔ بیگم جب جا کر اعتماد کے۔

بس بس! ہوش کا ناخن لیجئے اور دنیا کی رفتار کو دیکھئے۔ خیر جانے دیجئے۔ اب آپ تیار ہو جائیے۔ آپ نہیں چلے تو گیارہ بجے تک یہیں بیٹھے رہا کریں۔

واقعی کیا دل کی بات کہہ دی بیگم۔ بھئی ہم کون جانا چاہتا۔ جس کے پاس اتنا پیارا منا ہو اور پھر تم جیسی...

بس بس، اب ہوش کی دنیا میں آئیے اور دکان تشریف لے جائیے۔

تو پھر لیجئے اور سنبھالئے اپنے لاڈلے کو۔

نہ پاپا ـــ مت جاؤ۔ رامو نے اپنے باپ کے پیر سے لپٹ کر کہا۔

نہیں بیٹا، ضد نہیں کرتے۔ اب جانے دو۔ میں تمہارے لئے ٹافیاں لاؤں گا۔

اور ایک گڑیا بھی پاپا ـــ یوں یوں، ہونہ جانے کتنی ماں رامو نے اپنی خوب صورت اور بڑی بڑی ملی والی آنکھیں اس اداکاری سے کھولیں اور بند کیں کہ درگا داس مسکرائے بغیر نہ رہ سکے اور اس کے بالوں کو سہلانے لگے ـــ اور ماں نے اسے پیار سے چھاتی سے لگا لیا۔

ماں مجھے بھوک لگی ہے ـــ رامو نے نقاہت سے بھری آواز میں ماں کی طرف مایوس نگاہوں سے دیکھ کر کہا ـــ ناگاہ رموا کے ماضی کی یادیں بکھر گئیں اور اس نے رامو کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر اس کے بخار کا جائزہ لیا۔ بخار شدت پکڑتا جا رہا تھا۔ دو دنوں کا فاقہ اور پھر یہ بخار ـــ اگر رامو کو کچھ ہو گیا تو..........

نہیں نہیں۔ میں ایسا ہرگز نہ ہونے دوں گی اس نے رامو کو تسلی دی اور مکمل اعتماد کے ساتھ جھونپڑے سے باہر نکلی، اسے رات کی وحشت اور تاریکی کا مطلق احساس نہیں تھا ـــ زندگی کی روشن متاع پر ہوس کی ناپاک اور تاریک پرچھائیاں غالب آ چکی تھیں اور غیر ارادی طور پر سیٹھ دصنوں کے بنگلے کی طرف اٹھتا چلا گیا ـــ!!!

(پٹنہ سے نشر)

افسانہ

درندہ

نعیم کوثر

اور ایک بار پھر ان لوگوں نے خوف و ہراس سے اپنے اپنے دروازے بند کر لیے تھے۔ جب وہ گاؤں کی آخری سرحد پار کر رہی تھی تو شانتی نگر کا میلوں پھیلا ہوا خونخوار سناٹا اسے بڑی حسرت سے تک رہا تھا۔ چاروں دشاؤں میں پھیلی ہوئی گہری خاموشی کا دھواں پھیلا ہوا تھا۔ سورج کی خونخوار آنکھیں اس کے بدن کو چھلنی کر رہی تھیں اس کے بدن کا انگ انگ بھٹک رہا تھا۔ رُواں رُواں چیخ رہا تھا۔

چند روز قبل جب وہ دلاور نگر سے شانتی نگر اپنے ماما کے گھر آئی تھی تو اسے شانتی نگر کا میلوں پھیلا ہوا گہرا سناٹا بے حد پسند آیا تھا۔ دور دور تک پہاڑوں کے پھیلے ہوئے دراز سلسلے اسے اچھے لگے تھے اور گاؤں کو بیچ سے کاٹتی ہوئی سونا ندی اُسے بڑی پیاری لگی تھی۔ اکثر گاؤں کے منچلے نوجوان اس ندی کے دراز پل پر اپنی آنکھوں کی پیاس بجھانے کے لیے اکٹھا ہو جاتے۔ بچے بوڑھے جوان عورت سبھی اس ندی پر دن بھر اپنی ضرورت کے تحت آتے رہتے۔ اس لیے گاؤں والے اس ندی کو بھگوان کی دین کہہ کر اسے سونا ندی کے نام سے پکارتے تھے۔ ندی کے کنارے آموں کا ایک لمبا سلسلہ تھا جہاں بیساکھی کے موقع پر ایک زبردست میلہ لگتا تھا اور دور دراز کے لوگ اس موقع پر اکٹھا ہوتے تھے۔ گاؤں گاؤں کے لوگ ڈھول اور تاشے کے ساتھ اس میلہ میں شرکت کے لیے آتے۔ اس دن عورتوں کو آزادی مل جاتی ان پر کسی کی روک ٹوک نہیں رہتی۔ میلے کے آخری دن گاؤں کا زمیندار ضرور حاضری دیتا۔ اس دن کشتی، کھیل، کبڈی اور جانوروں کا مقابلہ ہوتا اور زمیندار کی طرف سے انعام دیا جاتا۔ رات میں کرشو بھگوان کی بڑے دھوم دھام سے پوجا ہوتی۔ گاؤں کے لوگوں کا کہنا تھا کہ دراصل کرشو بھگوان کی وجہ سے ہی اس ندی کا وجود ہوا۔ سیکڑوں سال پہلے جب یہ گاؤں ایک جنگل تھا وہ یہاں دھیان گیان کیا کرتے تھے اور راتوں رات اس ندی کا وجود ہو گیا۔ کچھ لوگوں کا کہنا تھا کہ اس ندی کا وجود کرشو نام کے ایک کمہار کی وجہ سے ہوا۔ وہ بھگوان کی مورتیاں بنایا کرتا تھا اور اس کی لڑکی جس کا نام سونا تھا ان مورتیوں میں رنگ بھرا کرتی تھی۔ وہ بہت خوبصورت تھی۔ ایک رات وہ اچانک غائب ہو گئی۔ صبح میں یہ بات سارے گاؤں میں پھیل گئی۔ گاؤں کے لوگوں کا کہنا تھا کہ زمین دار کا لڑکا اس پر فریفتہ ہو گیا تھا اس نے اس کو اٹھوا لیا۔ کچھ لوگوں کا کہنا تھا کہ کوئی جانور اٹھا لیا لے گیا اور کچھ لوگ یہ بھی کہتے تھے کہ بھگوان اس سے خوش ہو گئے اور اس کو اپنے پاس بلا لیا۔ کرشو زمیندار کے یہاں جا کر رو یا گڑگڑایا لیکن زمیندار نے اس کی ایک نہ سنی۔ کرشو سیکڑوں سال تک اپنی بیٹی کی تلاش میں مارا مارا پھرتا رہا اور روتا رہا اور اس کے آنسوؤں سے اس ندی کا وجود ہوا اور بعد میں وہ کرشو بھگوان کے نام سے مشہور ہو گیا۔

رادھا آٹھ سالوں کے بعد گاؤں لوٹی تھی اور پہلی دلاور نگر کو سونپ کر اپنی سولہ سال کی جوانی کو لے کر شانتی نگر میں قدم رکھا تھا ان آٹھ سالوں میں کتنی اہم تبدیلیاں ہوئی تھیں۔ پیپل کا وہ پرانا درخت کچھ اور پھیل گیا تھا ٹھیک جانکی کاکی کے پیٹ کی طرح۔ اس پیپل کے درخت کے سائے میں بیٹھ کر اس نے کتنے چھوٹے موٹے پتے دیکھے تھے۔ گیان اور دھیان کی باتیں سیکھی تھی۔ اس نے گاؤں میں جب قدم رکھا تو گاؤں کے سارے لوگوں نے بڑی گرم جوشی سے اس کا استقبال کیا ان کی آنکھوں سے ممتا اور پیار جھلک رہا تھا۔ اسے محسوس ہوا کہ گاؤں کے لوگوں کو اس کا صدیوں سے انتظار تھا۔

رات کو چوپال میں اسے خبر ملی کہ گاؤں کے لوگ ایک خوفناک درندہ سے بے حد خوفزدہ اور خائف ہیں تو اسے حیرت ہوئی۔ گاؤں میں اتنے سارے لوگ ہیں وہ

سب مل کر ایک درندہ کو ختم نہیں کر سکتے۔

اور پھر اس نے گاؤں کے نوجوانوں کو بلا کر ایک اہم فیصلہ کیا ہم سب ساتھ مل کر ڈٹ کر اس کا مقابلہ کریں گے۔ سارے بکھرے ہوئے لوگوں کی طاقت یکجا ہو جائے گی تو ہم دریاؤں کا منہ موڑ سکتے ہیں۔ قطرہ قطرہ مل کر دریا بن جاتا ہے۔ اس بات کو سن کر سارے لوگوں کے چہرے اتر گئے۔ ان کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ گاؤں کے لوگ کسی حال میں اپنے جگر کے ٹکڑوں کی قربانی کیلئے تیار نہ تھے۔ ماضی کے زخم اتنے گہرے تھے کہ وہ اس پر مزید چوٹ کھانے کو تیار نہ تھے۔

بھگوان کرشن نے گیتا میں کہا ہے "جو شخص ہر طرف کے تعلقات سے کنارہ کش ہو اور برا یا بھلا جو کچھ آپڑے اس کے پسند اور ناپسند کا جس کے پاس سوال ہی نہ ہو اس کو مستحکم ارادہ والا کہتے ہیں جسطرح کچھوا اپنے بدن کو سب طرف سے سمیٹ لیتا ہے اسی طرح جب کوئی شخص اپنی خواہشات اور احساسات سے اپنے احساس کو سمیٹ لے تو وہ مستحکم ارادہ والا ہے اسے غرض اور مستعدی سے عمل کر، جو فرض ہے کیونکہ جو شخص بغیر غرض کے عمل کرتا ہے اس کو انسانیت کا اعلیٰ ترین درجہ میسر ہوتا ہے اس لیے تو حق کے کاموں کو انجام دے، عمل نہ ہو تو جسم کی بقا بھی ناممکن ہے۔"

رادھا ایک بار پھر اداس ہو گئی۔ آج کے نوجوانوں کے بازو اتنے کمزور اور دل اتنے نازک کیوں ہو گئے ہیں کہ طوفان کے ذکر سے بھی ان کا دل دھڑکنے لگتا ہے۔

دوسری صبح اس نے ایک اہم فیصلہ کیا اور اس نے اعلان کر دیا کہ میں اس درندے کا تنہا مقابلہ کرونگی اور یہ سن کر سارے لوگ اپنی بہو بیٹیوں کو لے کر اپنے اپنے گھروں کی طرف بھاگنے لگے جیسے وہ درندہ ایک پل میں وہاں آجائے گا اور انھوں نے اپنے اپنے دروازے بند کر لیے۔

پچھلے کئی مہینوں سے ایک خونخوار درندہ گاؤں والوں کے سکھ اور شانتی کی درہم برہم کر دیا تھا۔ سارا گاؤں اس خوفناک درندہ سے حیران و پریشان اور سراسیمہ نظر آتا تھا۔ کتنی ماؤں کو اپنے لال، بہنوں کو اپنے بھائی اور سہاگ سے محروم ہونا پڑا تھا لیکن کسی میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ اس کا مقابلہ کرے۔ گاؤں کے لوگوں نے لاکھ منع کیا لیکن وہ اپنی ضد پر اڑی رہی۔ ماؤں نے اپنے بیٹوں کو قسمیں دیں۔ بہنوں نے اپنے سہاگ کی لیکن وہ ان سارے لوگوں کے جواب میں خاموش ہی رہی۔ اس کی آنکھوں میں ان کے لیے نفرت اور حقارت کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔ آخری بار اس کی ایک چہیتی اور پیاری سہیلی نے سمجھایا " رادھا میری بات مان لے اس راہ میں سوائے بربادی کے اور کچھ نہیں " اس کے جواب میں رادھا نے کہا۔

"اگر میری ایک زندگی کی قربانی سے سیکڑوں بہنوں کے بھائی اور ان کے سہاگ کی حفاظت ہو سکتی ہے تو میں اپنی قربانی کے لیے تیار ہوں "

اور جب رات کا سناٹا اور گہرا ہو گیا اور گاؤں کے لوگوں نے اپنے اپنے کیواڑوں کو مقفل کر لیا اور سکھ کی نیند سو رہے تھے تو رادھا کے چیخنے اور چلانے کی آواز ان کے کانوں سے ٹکرائی۔ وہ کھڑکیوں اور کیواڑوں سے جھانکتے رہے لیکن خوف سے کسی نے دروازہ نہ کھولا ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے چاروں دشاؤں میں شیطانوں کا رقص ہو رہا ہو اور ان کی بدکار روحیں چیخ چنگھاڑ رہی ہوں۔

جب صبح کی کرن چاروں دشاؤں میں پھیل گئی۔ گاؤں کے سارے لوگ سونا ندی کے کنارے پر پھیلے ہوئے اس بڑے میدان میں اکٹھا ہونے لگے جہاں کرشن بھگوان کی بیس فٹ کی مورتی نصب تھی رادھا زندگی اور موت کے درمیان آخری سانسیں لے رہی تھی۔ گاؤں والوں کی آنکھوں میں رادھا کے لیے احترام تھا، عزت تھی اور وہ بڑی ہمدردی اور شفقت بھری نظروں سے رادھا کو دیکھ رہے تھے جس نے گاؤں والوں کو اس آفت اور مصیبت سے ہمیشہ کے لیے نجات دلادی تھی۔

"گاؤں والوں میں نے اس خطرناک درندے کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا لیکن انسانی بھیس میں چھپے ہوئے اس درندے سے مکتی نہ دلا سکی "

رادھا کی چیخ فضاؤں میں گھٹ کر رہ گئی۔

ایک بار پھر گاؤں کے لوگ اپنے اپنے گھروں کی طرف بھاگ رہے تھے۔

(پٹنہ سے نشر)

نعیم کوثر

"گلستان" چندوارہ مظفرپور ۸۴۲۰۰۱ (بہار)

غزل

تو اگر ہے تو پھر نہاں کیوں ہے
میری آنکھوں میں یہ دھواں کیوں ہے

دل کھنڈر ہے تو کیوں نہیں خاموش
اس میں آوازۂ فغاں کیوں ہے

ایک موہوم سا یقیں کیسا
ایک بے وجہ سا گماں کیوں ہے

زندگی ہے اگر اجاڑ اتنی
موجِ خوں میں ہوس رواں کیوں ہے

جب کسی بات میں نہیں گرمی
پھر بدن میں لہو تپاں کیوں ہے

راستہ چھوڑ، خوں سے ملنے دے
تو مرے اپنے درمیاں کیوں ہے

میں گنہگار ہوں اٹھا مجھ کو
میرے معبود! مہرباں کیوں ہے

عبدالرحیم نشتر

(اردو سروس سے)

تخت پر توشک کے اوپر شفاف سفید چادر بچھی ہوئی تھی، اور میں آلتی پالتی مارے اس پر چائے کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا۔ سفید چادر مجھے بہت پسند ہے اور شاید اسی لیے دھیرے دھیرے میں اس طرح اس پر ہاتھ پھیر رہا تھا جیسے وہ سفید چادر نہ ہو ان کے ریشمی گیسو ہوں۔ ایک غیر واضح سی فرحت بخش ٹھنڈک میری ہتھیلیوں اور انگلیوں سے ہوتی ہوئی پورے جسم کو گدگدا رہی تھی۔ وہ دو ہی قدم پر نیچے اسٹوو کی آنچ کو پھولے ہوئے چنے میں ضم کر رہی تھیں۔ پاس ہی کیتلی اور چائے کا سامان بھی رکھا تھا۔ کل میں بازار سے جو انرسہ لایا تھا وہ بھی پلیٹ میں رکھا مجھ تک آنے کے لیے مچل رہا تھا۔ ابر ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی جس سے ہو کر کسی قدر ٹھنڈی ہوا ہم لوگوں کو چھیڑ رہی تھی کہ اچانک لائٹ آف ہو گئی اور اندھیرا چادر کی سفیدی کو بھی نگل گیا۔

"توبہ، چھی! ___ اس بتی نے تو عاجز کر کے رکھ دیا ہے " انھوں نے جھنجھلا کر فرمایا اور پھر ننھی خادمہ کو آواز دی،

" رضوانہ! لیمپ اٹھا لا، تو ___ دیکھو۔ اندھیرے میں توڑ نہ دینا "

پھر لیمپ روشن ہوا جو میز پر رکھا گیا، اور پھر آل کی شیشی جو اب ڈھبری میں تبدیل ہو چکی ہے، روشن ہو کر ان کے اسٹوو کے پاس روشنی بکھیرنے لگی۔ اور اس ناکافی روشنی میں ان کا بھنبھنانا۔

" آپ لوگ تو کچھ کرتے ہی نہیں۔ یہ بجلی والے جب جی چاہتا ہے اندھیرا کر دیتے ہیں۔ آخر کب تک یہ لوڈ شیڈنگ چلتا رہے گا؟ آپ کہتے ہیں آپ کے دوست منسٹر ہو گیے ہیں، ان سے ٹیلی فون ہی کرا دیتے کہ ہمارے یہاں کی بتی نہ بجھے "

مجھے ان کی اس معصومیت پر ہنسی آگئی۔

" ارے بھئی! بجلی کا قحط ہر طرف ہے، کہاں کہاں منسٹر صاحب ٹیلی فون کریں گے؟ بجلی زیادہ پیدا ہونے لگے گی تو یہ لوڈ شیڈنگ خود بخود ختم ہو جائے گا "

"تو یہ سرکار بجلی کیوں زیادہ پیدا نہیں کرتی؟ اُسے کس نے روک رکھا ہے۔ سب کاہل ہوتے جا رہے ہیں، ہُنہ! "

انھوں نے تلے ہوئے چنے پلیٹ میں ڈالے اور پھر انرسہ کی پلیٹ کے ساتھ میری طرف بڑھا دیا۔

میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا،

" آج کون سی تاریخ ہے؟ "

قدرے سوچ کر فرمایا، " آج تو ۹ تاریخ ہے کیوں؟

" اور آج منگل ہے؟ "

" ہاں! منگل ہے مگر آپ یہ تاریخ اور دن کیوں گن رہے ہیں؟ " انھوں نے سوچتی ہوئی آنکھوں سے مجھے دیکھنے کی کوشش کی۔

یعنی شب جمعہ میں مزید دو روز کی دیر ہے " میری مسکراہٹ گہری ہو گئی جس میں ان کا سوال خود بخود غرق

آواز

افسانہ

ہوگیا۔

"شب جمعہ۔؟ اوہ! بش!!

استعجاب، فہم اور شرم کی ملی جلی پھواریں جب ان کے چہرے پر پڑیں تو ان کے رخسار دمک اٹھے۔ آنکھیں روشن ہوگئیں اور کان کی لویں پھڑکنے سی لگیں۔ انھوں نے جھینپی مسکراہٹ کی اوٹ میں دزدیدہ نگاہوں سے میری طرف دیکھا تو دل کا موسم بدل گیا۔ تلے ہوئے چنوں کا ذائقہ کچھ زیادہ ہی لذیذ ہوگیا۔ ٹھنڈا انرسہ بھاپ دینے لگا اور پھر چائے —— لذت بخش، راحت جاں اور کیف آور بن گئی ——۔

ہم دونوں کچھ دیر کے لیے خاموش سے ہوگئے۔ دیا سلائی کا ایک تنکا انگلیوں میں دبائے وہ زمین پر الٹی ترچھی لکیریں بناتی رہیں اور میں چائے گھونٹ گھونٹ پیتا کھڑکی سے باہر اندھیرے میں ایک مچلتے دل کی آہٹ پر کان لگائے تھا کہ جھم سے روشنی آگئی۔

"بتی آگئی —— پاپا! بتی —— آ —— گئی"

ننھی روشنی چہکارتی اور میں اس کی طرف گھوم گیا دونوں ہاتھوں سے دودھ کی بوتل پکڑے وہ خوشی سے کھلی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہی تھی، میں نے ایک ہاتھ سے اسے گرما گرم تھپکیاں دیتے ہوئے اسی کی طرح توتلی زبان میں جب اس کی طرف جھک کر زور سے کہا۔

"روشنی! بتی —— آ —— گئی!"

تو اس نے کھلکھلا کر کروٹ لی اور نپل کو منہ میں ڈال کر دودھ حلق میں ٹپکانے لگی،

۱۸ مئی کی شب تھی کہ "ہاں —— ہوں" کے بعد ہم ایک دوسرے کے ہوتے تھے۔ اس وقت قیود اور قوانین بگڑے کے جاتے تھے، سرحدیں بنتی اور بگڑتی رہتیں تھیں مگر آج صرف چھ سال کے بعد ہم نے سختی سے سرحدوں کا تعین کیا ہے اور ایک دوسرے کو سرحدوں کا احترام کرنے پر زور دیتے ہیں۔

۱۶ اگست ۱۹۸۱ء

اندھیرے کا اژدھا

تاج انور

اس سال بھی تو ایسا ہوا تھا کہ نیم تاریک کمرے میں اچانک گھپ اندھیرا ہوگیا تھا اور چھت کا پنکھا خاموش ہوگیا تھا اور ہم اندھیرے میں دستی پنکھا تلاش کر رہے تھے —— مگر پنکھا، ہوا، گرمی، پسینہ اور حبس کا احساس کس کو تھا —— لیکن آج جب سرِ شام بلب سو جاتے ہیں اور پنکھا سکوت اختیار کر لیتا ہے تو ہم کس قدر بے چین ہو جاتے ہیں —— ؟

"یہ دو روز قبل شب جمعہ کدھر یاد آگئی —— ؟ خیریت تو ہے!" ان کی آواز آئی جس میں مسکراہٹ گھلی ہوئی تھی۔

"کبھی کبھی —— حدیں توڑ دینے میں کیا مضائقہ ہے؟" میں نے بغیر رخ بدلے دھیرے سے کہا۔ جس کے جواب میں ایک طویل "ہوں!" سنائی دی اور پھر خاموشی رینگنے لگی،

رات کے سائے جب گھنے ہوگئے اور اڑتے بھنبھناتے شیروں کی رلہ میں مچھر دانیاں حائل ہوگئیں تو ہم دستی پنکھے ہلاتے بار بار چھت میں لگی سفید پنکھڑیوں کو دیکھنے لگتے کہ

شاید اب متحرک ہوگئی ہوں —— اب گھڑی کی شافیں گیارہ کے وقفہ کا اعلان کر رہی تھیں، نیند غائب تھی اور دستی پنکھوں کی مزاحمت کے باوجود قطرہ قطرہ شبنم جسم کی ڈھلانوں پر رواں دواں محسوس ہو رہی تھی، سرحدوں کو توڑنے کے حوصلے کی لو ٹمٹما رہی تھی!

بڑی گھیر والی سبز سی مچھر دانی میں ننھی روزی اور روشنی وقفہ وقفہ سے کروٹ بدل رہی تھیں اور وہ دستی پنکھے کی مدد سے مچھر دانی کی حبس فضا کو معتدل کرنے میں مصروف ——،

یہ ہاتھ تھک جائیں گے اور نیند آنکھوں کے دریچوں کو مقفل کر دے گی تو ان بے چین اور ننھی جانوں کے لیے مچھر دانی کی فضا کو کون معتدل کرے گا —— ؟؟

سامنے کے کمرے میں لیمپ بالکل مدہم جل رہا ہے جس سے قابل محسوس روشنی درمیانی دروازہ سے گذر کر اس کمرے میں بھی جھانک رہی ہے۔ ایک ننھا سا لیمپ اس کمرے میں بھی میز پر رکھا ہے جس کے شیشے سے برائے نام سر اٹھائے لو جھانکتی دکھائی دے رہی ہے مگر اس کی روشنی میز تک ہی محدود نظر آتی ہے۔ میرا بستر جنگلے کے مقابل لگا ہوا ہے اور جنگلہ پورا کھلا ہے لیکن —— ہوا بھی شاید وی۔ آئی۔ پی ایریے میں مقید ہے!

میں ننھے سے لیمپ کی طرف دیکھ کر ایک ٹھنڈی سانس لیتا ہوں، کاش! فوراً بجلی آجاتی اور یہ لیمپ چھت کی پنکھڑیوں کی گردش سے بجھ جاتا —— اور کمرہ نہ صرف معتدل بلکہ خنک ہو جاتا —— اور بچوں کی بے چین کروٹوں کی جگہ کیف پرور نیند لہریں لیتی —— اور پھر ——،

دستی پنکھوں کی حرکت ماند پڑتی جا رہی ہے۔ اور پپوٹے بھاری ہوتے جا رہے ہیں کہ اچانک ننھی روشنی نے کروٹ لی مگر بھرائی کہہ کر اٹھنے لگتی ہے۔ وہ گھبرا کر سیدھی ہو جاتی ہیں اور جلدی جلدی اسے تھپتھپانے لگتی ہیں لیکن، روشنی بے چین سی بالآخر بیٹھ جاتی ہے اور بدن کو کھجاتے ہو "ریں ٹیں"، شروع کر دیتی ہے۔

ان کا چمکارنا اور تھپتھپانا تیز ہو جاتا ہے کہ اچانک "اوق" کی آواز آجاتی ہے تو میں بھی گھبرا کر اٹھ بیٹھتا ہوں "اوق —— او —— اوق ....!" ننھی روشنی غذا اور دودھ دونوں بستر پر اگل رہی ہے اور ہم دونوں پر گھبراہٹ، جھنجھلاہٹ اور بے چارگی کے سائے گہرے ہوتے جا رہے ہیں۔

اور پھر ان کا صفائی کرنا، چادر بدلنا اور بھنبھنانا ——،

اور میرا سر جھکائے ننھی روشنی کو تھپتھپاتے ہوئے سلانے کی کوشش کرنا ——،

اس درمیان بجلی آئی بھی، ننھا لیمپ بجھا بھی، کمرہ نہ صرف معتدل بلکہ خنک بھی ہوا لیکن ہمارے دل بجھے ہوئے تھے اور آنکھوں میں صرف تشویش کی لہریں تھیں۔!

(پٹنہ سے نشر)

تاج انور

العصر، کریم گنج گیا۔ (بہار)

آپ مشہور حکما کے اقوال ہرگز نہیں بھول سکتے۔

"انسان آزاد پیدا ہوا لیکن ہر جگہ وہ زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے" —— روسو۔

"انسان ایک معاشرتی ذی روح ہے" —— ارسطو۔

"خدا انسان کی شاہکار تخلیق ہے" —— والٹیر۔

"میری لغت میں ناممکن لفظ کا وجود نہیں" —— نپولین۔

اردو سروس

پہلی مجلس

میڈیم ویو: ۳۰۲ء۴۲ میٹر ۱۰۰۰ کلو ہرٹز — میڈیم ویو: ۲۸۰ء۴ میٹر ۱۰۷۱ کلو ہرٹز

شارٹ ویو: ۰۰ء۲۵ میٹر (۱۲۰۰ کلو ہرٹز)

دوسری مجلس

میڈیم ویو: ۳۰۲ء۴۲ میٹر (۱۰۰۰ کلو ہرٹز) — میڈیم ویو: ۲۸۰ء۴ میٹر (۱۰۷۱ کلو ہرٹز)

شارٹ ویو: ۱۰ء۱۹ میٹر (۱۵۰۶۰ کلو ہرٹز)

تیسری مجلس

میڈیم ویو: ۲۰۱ء۱ میٹر ۳۰۰ کلو ہرٹز — شارٹ ویو: ۹۱ء۰ میٹر ۳۲۹۵ کلو ہرٹز

مفصل پروگراموں کے لیے "آواز" یکم اگست کا شمارہ دیکھیے

اتوار ۱۶ اگست

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: قوالیاں

۶-۳۰ شہر صبا

محمد نیازی: شوکت پونڈیر کا کلام

بیگم اختر: آنند نرائن ملا کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز

سرشن کمار: ستار

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

زندہ حسن: ٹھمری، بھیروی

اور دادرا

رات

۸-۴۵ اقتصادی جائزہ

از پروفیسر رحمت علی

۹-۰۰ حسنِ غزل

بیگم اختر: شاہ نصیر کا کلام

۹-۱۵ گجر بجی کاریے: زندہ حسن

۹-۴۰ ادبی نشست

ایک فن کار (پاکستانی شاعرہ

کشور ناہید صاحبہ پر مباحثہ

شرکا: ڈاکٹر گوپی چند نارنگ

بلراج کومل، ایس۔آر۔فاروقی

محمود ہاشمی

۱۱-۰۵ بزم موسیقی

پنڈت نارائن راؤ ویاس

خیال میاں کی ملہار

پیر ۱۷ اگست

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی

نعت خوانی: قوالی

۶-۳۰ شہر صبا: اندر نارائن: غزلیں

بیلا ساوری: مجاز اور

قیصر قلندر کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز

امرناتھ گپتا: بانسری پر ٹوڑی

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

پی این بارو ے

خیال دیو گری بلاول

رات

۸-۴۵ کلام شاعر: از شمیم فاروقی

۹-۰۰ حسنِ غزل

بیلا ساوری: غالب اور جگر کا کلام

۱۱-۰۵ بزم موسیقی

امرناتھ: بانسری پر راگ چندر کونس

پی این بار وے: خیال نیلم باڑی

۱۲-۰۵ عثمان خاں

ٹھمری کھماج، دادرا

سوبتا دیوی بگری

منگل ۱۸ اگست

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: قوالیاں

۶-۳۰ شہر صبا

بتر دیوانہ: جگر کا کلام

چاندرائے: ظفر اور مومن کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز

این۔ راجم: وائلن پر ٹھمری بھیرویں

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

مشکور علی خاں: خیال وبہاس

دوپہر

۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی

ان سے ملیے: نوجوان آرٹسٹ

سندیپ کول سے ملاقات

غزل: خلوص نامہ

رات

۸-۴۵ تقریر: جمہوری نقطۂ نظر

(آئین اور قانون میں)

از ڈاکٹر ریاض قادری

۹-۰۰ حسنِ غزل: بیتر خاں: داغ کا کلام

۹-۳۰ آئینہ (ادبی میگزین پروگرام)

طنز و مزاح نمبر: اردو کی مزاحیہ

شاعری: پیش کش: رضا نقوی واہی

۱۱-۰۵ بزم موسیقی

این۔ راجم: وائلن پر راگ جوگ

مشکور علی خاں

خیال ترانہ بھوپالی

بدھ ۱۹ اگست

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی

نعت خوانی: قوالی

مہتاب فریدی اور ہمنوا

۶-۳۰ شہر صبا: اقبال احمد صدیقی

عزانصاری اور اختر شیرانی کا کلام

کاجل بنرجی

مجاز اور جاں نثار اختر کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز: بھجن سوپاری

سنتور پر راگ بسنت مکھاری

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

شنو کھورانہ

خیال سارنگ، براری ٹوڑی

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین

ہم پست کیوں کہلائیں (تقریر)

مالی طور پر مردوں پر انحصار

غزل: دستر خوان

۳-۰۰ فلمی دنیا

مباحثہ: فلم بینوں کی نفسیات

شرکا: حمید الدین محمود، رمیش گوڑ

سدھیشور دیال، محمود ہاشمی

حق ادا نہ ہوا

جلال آغا پر تقریر از راجیو مرزا

رات

۸-۴۵ پس منظر: تحریر ایم کاظمی

۹-۰۰ حسنِ غزل

اقبال احمد صدیقی: غزلیں

۹-۳۰ کھیل کے میدان سے

ایڈیٹر: اے۔ ایس راقم علی

فیچر: دلی کے کھیل

کھیلوں کا جائزہ

از اے: ایس راقم علی

۱۱-۰۵ بزم موسیقی

بھجن سوپوری: راگ پوریا کلیان

شنو کھورانہ: خیال جے جے ونتی

جمعرات ۲۰ اگست

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی، قوالیاں

۶-۳۰ شہر صبا

اجیت کور: غالب، فیض اور

سکندر علی وجد کا کلام

دینا ناتھ: قیصر قلندر اور بشیر بدر

کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز: عبدالحلیم جعفر خاں

ستار پر راگ دیوگری بلاول

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

شفیع احمد: خیال اہیر بھیروں

رات

۹-۰۰ ڈرامہ: میں یہاں کیوں ہوں

تحریر ریوتی سرن شرما

۱۱-۰۵ بزم موسیقی

عبدالحلیم جعفر خاں

ستار پر راگ ہیماوتی

شفیع احمد: خیال جوگ

جمعہ ۲۱ اگست

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی

قرآن خوانی معہ ترجمہ

نعت خوانی: نعتیہ کلام

۶-۳۰ حرفِ غزل
غزلوں کا خاص پروگرام مع تشریح
۷-۳۰ نوائے ساز
بدھ دیو داس گپتا
سرود پر راگ بھیرویں بہار
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
راجن مشرا ساجن مشرا
خیال اور ترانہ بھیرویں

دوپہر
۳-۰۰ بے نظیر بیگم : دادرا پیلو
برجو مہاراج : ٹھمری مشر پیلو

رات
۸-۴۵ پاکستانی ادب (بین الاقوامی نظر)
تقریر از ڈاکٹر وہاب اشرفی
۹-۰۰ حسنِ غزل
غلام مصطفےٰ خاں : مخدوم کا کلام
۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی
بدھ دیو داس گپتا
سرود پر راگ کیدارہ
راجن مشرا ساجن مشرا : خیال بھوگی

ہفتہ ۲۲ اگست

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
نعت خوانی : قوالی
۶-۳۰ شہرِ صبا
شنکر داس گپتا : غزلیں
اقبال بانو : غزلیں
۷-۳۰ نوائے ساز : دیا شنکر اور پارٹی
شہنائی پر راگ پرمیشوری
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
نصیر احمد خاں : خیال

دوپہر
۲-۳۰ بزمِ خواتین
ڈاکٹری مشورے : ہسٹیریا
تقریر از ڈاکٹر برجیش کمار
گیت : خطوں کے جواب

رات
۹-۰۰ حسنِ غزل
اقبال بانو : غزلیں
۹-۳۰ نئی نسل نئی روشنی
رنگِ شام : کملا نہرو کالج کے
طلبا کی پیش کش
۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی

دیا شنکر اور پارٹی
شہنائی پر راگ راگیشری

اتوار ۲۳ اگست

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی : قوالیاں
۶-۳۰ شہرِ صبا : انجلی بنرجی
مجروح سلطانپوری اور اکبر الہ آبادی
کا کلام
سیتا رام سنگھ : شمیم فاروقی
اور فیض احمد فیض کا کلام
۷-۳۰ نوائے ساز : گھانسی رام نرمل
جل ترنگ پر راگ وبھاس
۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
اوما دیے : ٹھمری بھیرویں
صفدر حسین
دادرا بھیرویں اور دادرا کانگڑ

رات
۸-۴۵ دلی ڈائری
تحریر : این۔اقبال سنگھ
۹-۰۰ حسنِ غزل : جنم کنہیا
موسیقی کا پروگرام
از نذیر اکبر آبادی
۹-۳۲ اردو سروس ڈائجسٹ
از اقبال سنگھ

پیر ۲۴ اگست

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی : نعت خوانی : قوالی
۶-۳۰ شہرِ صبا : ترلوک کپور : غزلیں
ایرا نگم : سکندر علی وجد
اور اختر انصاری کا کلام
۷-۳۰ نوائے ساز
نرنجن پرساد : بانسری پر بھیرویں
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
شانتی۔ڈبلیو۔ساڈولیکر
خیال رام کلی

رات
۸-۴۵ کلامِ شاعر
از اعجاز اقبال
۹-۰۰ حسنِ غزل : ایرا نگم
ساحر لدھیانوی اور ناصر کاظمی کوثر
کا کلام
۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی

نرنجن پرشاد : بانسری پر راگ کروانی
شانتی ڈبلیو۔ساڈولیکر
خیال کیدارہ
۱۲-۰۵ رسولن بائی : ٹھمری تلنگ اور
مشرا کھماج

منگل ۲۵ اگست

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی ؛ قوالیاں
۶-۳۰ شہرِ صبا
اقبال قریشی : داغ اور میر تقی میر
کا کلام
سکو اختر : محمد عثمان عارف
اور فیض کا کلام
۷-۳۰ نوائے ساز
وی جی جوگ ؛ وائلن پر راگ توڑی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
گرجا دیوی : خیال دیسی

دوپہر
۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
حرفِ آغاز (مختصر تقریر)
قوالی ؛ غلام حسین خاں اور ہمنوا
ہم جانتے ہیں۔مطلق العنانی
از فیاض ہاشمی

رات
۸-۴۵ جمہوری نقطۂ نظر (اجتماعی ترقی میں)
تقریر : از عشرت علی صدیقی
۹-۰۰ حسنِ غزل
اقبال قریشی
زبیر رضوی اور شاذ تمکنت کا کلام
۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی
وی جی جوگ
وائلن پر راگ جے جے ونتی
گرجا دیوی : خیال نائیکی

بدھ ۲۶ اگست

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
نعت خوانی ؛ قوالی
۶-۳۰ شہرِ صبا
بلونت جنسل : مجاز اور فیض کا کلام
مدھو راتی : شکیل اور فراق کا کلام
۷-۲۵ گاندھی جی نے کہا
۷-۳۰ نوائے ساز

بھگوان داس : سنطور پر بسنت کھماری
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
حفیظ احمد خاں : خیال للت کیسر

دوپہر
۲-۳۰ بزمِ خواتین
بچوں کو تنگ نظر نہ بنایئے
تقریر از عائشہ سلطانہ
غزل : خطوں کے جواب

رات
۸-۴۵ شہر نامہ : بمبئی : از عبداللہ کمال
۹-۰۰ حسنِ غزل : بلونت جنسل
داغ اور نوح ناروی کا کلام
۹-۳۰ سائنس میگزین : ایڈیٹر محمد خلیل
کوڑا کرکٹ کی افادیت
ایڈیٹوریل
ڈاکٹر مس زیدہ حسین سے
ملاقات از محمد خلیل
سائنس کی خبریں : محمد خلیل
۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی
بھگوان داس
سنطور پر راگ باگیشری
حفیظ احمد خاں : خیال رس رنجنی

جمعرات ۲۷ اگست

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی ، قوالیاں
۶-۳۰ شہرِ صبا
ہلال احمد : اقبال کا کلام
منیر خاتون بیگم
قدیر اور سراج کا کلام
۷-۳۰ نوائے ساز
امرت حسین خاں
ستار پر راگ میاں کی توڑی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
ڈاکٹر سنتی مٹاکر ، خیال

رات
۸-۴۵ آپ کا خط ملا
۹-۰۰ ڈرامہ : ایک پہیئے کی گاڑی
۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی
امرت حسین خاں
راگ درباری کا نہڑا
ڈاکٹر سنیل مٹاکر ، خیال

جمعہ ۲۸ اگست

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قرآن خوانی مع ترجمہ
نعت خوانی : نعتیہ کلام

۶-۳۰ حرفِ غزل
غزلوں کا خاص پروگرام مع تشریح

۷-۳۰ نوائے ساز : سنیل مکرجی
سرود پر راگ الہیہ بلاول

۹-۰۰ آؤ بچو! (بچوں کا پروگرام)

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
ہیرا بائی بروڈکر : خیال للت

دوپہر

۳-۰۰ غلام علی خاں : ٹھمری پیلو

رات

۸-۴۵ پاکستانی ادب : کلاسیکی مطالعہ
تقریر از ڈاکٹر عنوان چشتی

۹-۰۰ حسنِ غزل
محمد ظفر : اصغر گونڈوی اور میر کا کلام

۹-۱۵ تازہ افسانہ : از حسین الحق

۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی
سنیل مکرجی
سرود پر راگ کونسی کانہڑا
ہیرا بائی بڑوڈکر : خیال پوریا کلیان

ہفتہ ۲۹ اگست

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی : نعت خوانی
قوالی : علی خاں اور ہمنوا

۶-۳۰ شہرِ صبا
اوشا سیٹھ : غزلیں
ایم۔ ایل۔ ناکرہ
قمر جلالوی اور پارسا جے پوری کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز
جگن ناتھ اور پارٹی
شہنائی پر راگ کومل بھیرویں

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
حسین بخش (پاکستان) : خیال گن کلی

دوپہر

۲-۳۰ بزمِ خواتین
مشاعرہ : شرکاء
نسیم مخموری، شبانہ نذیر،
ذکیہ سلطانہ نیر، جمیلہ بانو
نور جہاں ثروت

۹-۰۰ حسنِ غزل : غزلیں

۹-۳۰ نئی نسل نئی روشنی
کھیلوں کی دنیا
پیشکش : فیروز بخت احمد

۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی
جگن ناتھ اور پارٹی
شہنائی پر راگ چندر
حسین بخش (پاکستان)
خیال راگیشری

اتوار ۳۰ اگست

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی : قوالیاں

۶-۳۰ شہرِ صبا
غلام علی خاں : غزلیں
نسیم بانو : غزلیں

۷-۳۰ نوائے ساز
منیر خاں : سرمنڈل پر لوک دھن

۹-۰۰ آؤ بچو! (بچوں کا پروگرام)

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
ایرن رائے چودھری
ٹھمری بھیرویں دادرا

دوپہر

۲-۳۰ رنگ محل
ڈرامہ دوریاں : تحریر از انور عظیم

رات

۸-۴۵ اردو دنیا : ابو الفیض سحر

۹-۰۰ حسنِ غزل
غلام علی : غزلیں

۹-۱۵ گجرن کارے
لکشمی شنکر : ٹھمری پہاڑی

پیر ۳۱ اگست

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی : نعت خوانی، قوالی

۶-۳۰ شہرِ صبا
امینا بوسطرا : غزلیں
مبارک بیگم : اقبال اور فیض کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز
پرکاش وڈھیرہ
بانسری پر راگ دیسی

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
امتیاز علی خاں، ریاض خاں

(باقی ص ۴۴ پر)

دھلی

شارٹ ویو

صبح ۰۰-۶ سے ۰۰-۸ تک ۱۵ء۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلو ہرٹز
صبح ۱۵-۸ کے بعد ۱۹ء۴۴ میٹر ۱۱۰ ۷ کلو ہرٹز
دوپہر ۱۵ء۳۱ میٹر ۹۵۳۰ کلو ہرٹز
شام ۴۵-۵ تک ۱۹ء۴۴ میٹر ۱۱۰ ۷ کلو ہرٹز
شام ۰۰-۶ سے رات تک ۱۵ء۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلو ہرٹز

میڈیم ویو

دہلی الف ۳ء۳۶۶ میٹر ۸۱۹ کلو ہرٹز
دہلی ب ۹ء۲۹۴ میٹر ۱۰۱۷ کلو ہرٹز
دہلی ج ۳ء۲۱۹ میٹر ۱۳۶۸ کلو ہرٹز
دہلی د ۹ء۲۴۶ میٹر ۱۲۱۵ کلو ہرٹز

خبریں

دھلی الف: عالمی خبریں : ہندی : صبح ۰۰-۶ تا ۱/۲ ۶-۲ انگریزی : صبح ۱/۲ ۶-۲ تا ۶-۵
ہندی میں خبریں : ۰۰-۸، ۰۰-۱۱، ۰۵-۱۰، ۰۵-۱۲، ۰۰-۰۵ (صوبائی خبریں) ۰۵-۶،
۵۰-۷ (علاقائی خبریں) ۴۵-۸، ۰۵-۱۱ (عالمی خبریں)
انگریزی میں خبریں : دوپہر ۰۰-۱۲ سنسکرت میں خبریں : صبح ۰۰-۷، شام ۱۰-۶
اردو میں خبریں : صبح ۵۰-۸، دوپہر ۰۵-۱ اور رات ۱۵-۹ (خبریں اور تبصرہ)
پنجابی میں خبریں : دوپہر ۴۰-۱

دھلی ب: ہندی میں خبریں : ۴۵-۲ (دھیمی رفتار سے)
انگریزی میں خبریں : صبح ۱۰-۸، ۰۰-۱۰، ۰۰-۱۱، ۰۰-۲ ۲-۲۰ (دھیمی رفتار سے)
۰۰-۴، ۰۰-۶، ۰۰-۹، ۰۰-۱۱ (عالمی خبریں)
پنجابی میں خبریں : صبح ۳۰-۸ شام ۳۰-۷ ہندی میں نیوز لیٹر : صبح ۰۰-۹ بجے

دھلی د: ہندی میں خبریں : شام ۳۰-۷
انگریزی میں خبریں : رات ۱۵-۹
کھیل کود کی خبریں : شام ۰۰-۷ (ہندی) رات ۰۰-۸ (انگریزی)

مقررہ پروگرام کے لیے "آواز" شمارہ یکم اگست دیکھئے

اتوار ۱۶ اگست

دہلی الف

صبح

۷-۱۰ وجے شنکر چٹرجی : اسراج
۸-۴۰ اردو مجلس (روزانہ)
۹-۰۰ بال کاریہ کرم
۱۰-۰۰ حفیظ احمد خاں : گائن
۱۱-۳۰، ۵-۴۵
للتا ناگ راجن : گائن

دوپہر

۱۲-۱۵ جھلکی
۲-۳۰ پتھر کے دعویدار، ناٹک
شرت چندر چٹوپادھیائے کے ناول کا
ہندی عکس از اشیش سنہا
ہدایت : کمد ناگر

۵-۲۰ سنسکرت پاٹھ

رات

۸-۰۰ رابندر سنگیت
۸-۱۵ ساہتکی
۹-۰۰ سبدھ سنگیت
۹-۳۰ محفل
۱۰-۰۰ انتخاب

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
مسرت علی خاں : سرود
۷-۵۰ سنگم : اڑیہ گیت
۹-۱۵ اپنی نگری

دوپہر

۲-۱۵، ۲-۰۲
دنیش کمار : ہوائین گٹار

۲-۳۰ مسرت علی خاں : سرود

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵

پرسار گیت

۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۱۷ اگست

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، ۵-۴۰ ، رات ۸-۱۵

ریتا گنگولی : ٹھمری ، دادرا

۱۰-۳۵ ، رات ۹-۰۰

ونے کمار : ستار

۱۱-۰۲ ٹھمری ، دادرا

۱۱-۳۰ ایس این گلاٹی : وائلن

شمشاد علی خاں میرٹھی ، طبلہ

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی : تیلگو لوک گیت

۱۲-۳۰ 'کنواں'

آر۔آر۔بورڈے کے ناول کا ریڈیو عکس

رات

۸-۰۰ سوواستھ رکشا

۸-۳۰ بھیم سنگھ : کلارنٹ

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ہندی تقریر

آبادی اور وکاس ، ۱۱ جن سواستھ

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا

کرشنا بشٹ اور بھارتی چکرورتی

خیال

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۲ سنگیت سوربھی

ایس این گلاٹی : وائلن

۷-۵۰ سنگم : سندھی گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری

بھوجپوری لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲

پریم کمار بھٹناگر ، ہماچلی گیت

۳-۳۰ ونے کمار : ستار

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵

سریندر کور : بھجن ، پنجابی گیت

۸-۳۰ انگریزی تقریر

منگل ۱۸ اگست

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، رات ۹-۰۰

پارتھا داس : ستار

۱۰-۳۵ رادھے راج : گائن

سیتارام : سارنگی

۱۱-۰۲ بھیم شنکر راؤ : گائن

۱۱-۳۰ مصطفےٰ رضا : وچتر وینا

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی : اڑیہ

۵-۳۰ مصطفےٰ رضا : وچتر وینا

اسلم پرویز : طبلہ

رات

۸-۰۰ ادیوگ منڈل

۸-۱۵ ان سے ملیے

۸-۳۰ رادھے راج : گائن

سیتارام : سارنگی

۹-۳۰ 'لائق بیٹا' ناٹک

تحریر : رویا بھٹناگر

ہدایت : ممتا گپتا

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا

دینا ناتھ مشرا ، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

۷-۵۰ سنگم : بنگلہ گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری

ہماچلی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲

منجلا ماتھر : گیت ، بھجن

۳-۳۰ پارتھا داس : ستار

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵

این اے آکاشی : غزلیں

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : انگریزی تقریر

بدھ ۱۹ اگست

صبح

۸-۱۰ ، ۱۱-۳۰ ، رات ۹-۰۰

دیپالی ناگ : گائن

۱۰-۳۵ نندہ نائیر : ستار

محمد یاسین : طبلہ

۱۱-۰۲ چھنو نے لہری : خیال بھوپالی توڑی

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی : ملیالم لوک گیت

۵-۳۰ ، رات ۸-۳۵

سبدھ سنگیت

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ 'اگنی چکر' ناٹک

تحریر : ایس ایم رتن پال

ہدایت : دینا ناتھ

۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا

گوپال کرشن : وچتر وینا

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

۷-۵۰ سنگم : گجراتی گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری : ہریانوی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲

امر لال : منڈولن پر دھن

۳-۳۰ جے پربھا : گائن

شام

۶-۴۵ ، ۶-۴۵

اوم پرکاش : گیت ، غزل

۹-۳۰ یوو اوانی سے انتخاب

جمعرات ۲۰ اگست

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، رات ۱۰-۰۰

کمل سہگل اور کویتا سہگل : گائن

۱۰-۳۵ علی اکبر خاں : سرود

۱۱-۰۲ گجانن راؤ جوشی : خیال دلیکار

۱۱-۳۰ نذیر حسین اور ساتھی

شہنائی پر راگ اہیر بھیرو

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی : بنگلہ لوک گیت

۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ

۵-۳۰ بال کاریہ کرم

رات

۸-۱۵ 'یہ ستیہ ہے یا کلپنا : پنر جنم ، تقریر

۸-۳۰ ، ۹-۰۰

سبدھ سنگیت

۹-۳۰ نیشنل اسپورٹس میگزین

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

علی اکبر خاں ، سرود

۷-۵۰ سنگم : مراٹھی

۹-۱۰ لوک مادھوری : برج کے لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲

امر سنگھ اور ساتھی : شبد

۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

رادھا کرشنا : گائن

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵

پریم ناتھ : غزلیں

۹-۳۰ انگریزی تقریر

جمعہ ۲۱ اگست

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، ۵-۴۰ ، رات ۹-۰۰

کیشور گھوناتھ تلیگا ؤکر ، گٹار

۱۰-۳۵ ہیرا بائی بڑودکر : خیال رام کلی اوریہ

۱۱-۰۲ رمیش پریم

وچتر وینا پر راگ بسنت مکھاری

۱۱-۳۰ لکشمی شنکر : خیال اہیر بھیرو

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی

مراٹھی لوک گیت

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ گاندھی چرچا

۸-۱۵ ڈاکٹروں کی رائے میں

۸-۳۰ سبدھ سنگیت

۹-۳۰ 'پوسٹ مارٹم' ناٹک

تحریر : ریوتی سرن شرما

ہدایت : دینا ناتھ

۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت

کرشنا وینی سندرا راجن : گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

لکشمی شنکر : خیال

۷-۵۰ سنگم ، تیلگو گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
اوشا جرلوال ، بھجن
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
کرشناوینی سندر راجن ، گائن

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
افضال اقبال اور ساتھی ، قوالیاں
۹-۳۰ انگریزی پروگرام

ہفتہ ۲۲ اگست

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ نثار حسین خاں ، خیال گجری توڑی
۱۰-۳۵ وی جی جوگ ، وائلن
۱۱-۰۲ فورتی لوا سرنائیک ، خیال کوکب بلاول
۱۱-۳۰ ، ۵-۴۰
رام نارائن ، سارنگی پر راگ جونپوری

رات

۸-۰۰ سواستھ رکشا
۸-۱۵ آج کے اتتھی
۸-۳۰ ہیرا بائی بڑودکر ، گائن
۹-۰۰ سبھدہ سنگیت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی

دہلی 'بے'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
رام نارائن ، سارنگی
۷-۵۰ سنگم ، کنڑ گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری ، گڑھوالی لوک گیت
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
وجے چندا ورکر ، گیت ، بھجن
۳-۳۲ فورتی لوا سرنائیک ، گائن

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
راجندر کمار کا چرو ، گیت ، غزل
۹-۳۰ اور گیت لونائٹ

اتوار ۲۳ اگست

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ تیش پرکاش قمر ، شہنائی
۹-۰۰ بال کاریہ کرم
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
استاد امیر خاں ، خیال میاں کی توڑی
اور ملہار
۱۱-۰۲ یووا وانی سے
۱۱-۳۰ کرناٹک سنگیت
گومتی وشوناتھن ، گائن

دوپہر

۱۲-۱۵ 'نام ہمارا پتہ تمہارا' جھلکیے
تحریر ، سریندر سیٹھی
ہدایت ، بھارت رتن بھارگو
۲-۳۲ 'پوسٹ مارٹم' ناٹک
تحریر ، ریوتی سرن شرما
ہدایت ، دینا ناتھ
۵-۰۲ سنسکرت پاٹھ
۵-۳۵ گومتی وشوناتھن ، گائن

رات

۸-۰۰ رابندر سنگیت
۸-۱۵ ساہتیکی
۹-۰۰ سبھدہ سنگیت
۹-۳۰ شاستریہ سنگیت
۱۰-۰۰ چین

دہلی 'بے'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
نارائن راؤ ویاس ، خیال سرپردہ بلاول
۷-۵۰ سنگم ، آسامی گیت
۹-۱۵ اپنی نگری

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
گنگوماتھر ، بھجن
۳-۳۰ ٹھمری
۳-۴۵ سبھدہ سنگیت

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
پرسار گیت
۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۲۴ اگست

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ونل مکرجی ، ستار وادن
۱۰-۳۵ ذکر کیفی
۱۱-۰۲ بسنت راناڈے ، وائلن
۱۱-۳۰ شاستریہ سنگیت

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی ، تامل لوک گیت
۱۲-۳۰ 'کالے حاشیے' ناٹک
تحریر ، سمن سرین
ہدایت ، جناردن راٹے
۵-۳۰ آر پی شاستری ، وائلن

رات

۹-۰۰ شاستریہ سنگیت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، ہندی تقریر
آبادی اور وکاس (۲) ، شکھشا
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
گنگو بائی ہنگل ، گائن

دہلی 'بے'

صبح

۷-۳۲ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم ، سندھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
اودھی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
ورسعان کے نندنی ، سندھی گیت
۳-۳۰ ذکر کیفی

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
ارمل وڈھیرا ، بھجن اور غزل
۹-۳۰ انگریزی تقریر

منگل ۲۵ اگست

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ پنڈت حسن لال ، خیال
۱۰-۳۵ غلام صابر خاں ، سارنگی
غفار احمد ، طبلہ
۱۱-۰۲ کپلو بندھو ، گائن
۱۱-۳۰ کلیان چند لاہری ، ستار
شمی بھارتیہ ، طبلہ

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی ، آسامی گیت
۵-۰۵ گیان وگیان
۵-۳۰ 'ٹھمری' دادرا

رات

۸-۰۰ ادوگ منڈل
۸-۱۵ فلم چرچا
۸-۳۰ سگم سنگیت
۹-۳۰ 'جلتی چادر' ناٹک
تحریر وہدایت ، دیویندر سنگھ
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
ایس آر ککنی ، دلربا

دہلی 'بے'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم ، بنگلہ
۹-۱۰ لوک مادھوری ، ہماچلی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
کرناٹک سنگیت
ٹی ایم ڈنڈپانی اتھور ، تامل گیت
۳-۳۰ غلام صابر خاں ، سارنگی
غفار احمد ، طبلہ

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
سورسبھا ، کورل گروپ
وبندگان
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، انگریزی تقریر

بدھ ۲۶ اگست

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ اختر علی ذاکر علی ، گائن
۱۰-۳۰ ، ۵-۴۰
زرین دارو والا ، سرود
۱۱-۰۲ جگدیش پرشاد ، گائن
۱۱-۳۰ وسنت راناڈے ، وائلن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی ، کنڑ لوک گیت
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ 'نام ہمارا پتہ تمہارا' جھلکیے
تحریر ، سریندر سیٹھی
ہدایت ، بھارت رتن بھارگو
۸-۳۰ سگم سنگیت
۹-۰۰ سبھدہ سنگیت
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
اسد علی خاں ، بین
پرشوتم داس ، پکھاوج

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی : ٹھمری

۷-۵۰ سنگم ، گجراتی گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری
ہریانوی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
رنجنا چوہدری : راجستھانی لوک گیت

۳-۳۰ کانتی متھو ، وینا

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
شری رام ، غزلیں

۹-۳۰ دیگر اسٹیشنوں سے انتخاب (انگریزی)

جمعرات ۲۷ اگست

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ایم وی شولا پنکر ، ایم بی شنکر
شہنائی اور کلارنٹ

۱۰-۳۵ شیام گوپی رائے چوہدری ، سرود
مشتاق قریشی ، طبلہ

۱۱-۰۲ ایکناتھ سرولکر ، خیال

۱۱-۳۰ گرجا دیوی ، گائن

۱۲-۰۲ لوک بھارتی : بنگلہ

۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ

۵-۴۰ بال کاریہ کرم

رات

۸-۱۵ 'ان میں فرق کرنا مشکل ہے' سلسلۂ تقاریر
'پیار اور تکرار میں'

۸-۳۰ سگم سنگیت

۹-۰۰ ٹھمری

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ناٹک

۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
جے لکشمی بالا رامن ،

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۲ سنگیت سوربھی
شیام گوپی رائے چوہدری ، سرود
مشتاق قریشی ، طبلہ

۷-۵۰ سنگم : مراٹھی

۹-۱۰ لوک مادھوری : برج لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲

کشوری گندھرو : کلارنٹ پروھن

۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
جے لکشمی بالا رامن ، گائن

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
ارملا ناگر ، بھجن ، غزل

۹-۳۰ انگریزی تقریر

جمعہ ۲۸ اگست

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، ۱۱-۳۰ ، رات ۹-۰۰
بشیر احمد ، گائن

۱۰-۳۵ شاستریہ سنگیت

۱۱-۰۲ ، ۵-۴۰
مرلی کرشن : ستار

۱۱-۴۵ سبدھ سنگیت

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی : مراٹھی لوک گیت

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۹-۳۰ 'بچھو' مولیر کے مشہور اسٹیج ناٹک کا
ہندی عکس
ہدایت : رنجیت کپور

۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
این۔ سوامی ناتھن ، بانسری

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
استاد عبدالکریم خاں : خیال

۷-۵۰ سنگم ، تامل

۹-۱۰ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
نشی جوشی : سگم سنگیت

۳-۳۰ سوامی ناتھن ، بانسری

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
سندر پنڈیر ، غزلیں

۹-۱۵ اسپاٹ لائٹ
بمعہ سازینہ

ہفتہ ۲۹ اگست

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ملک ارجن منصور : راگ شیومت بھیرو

۱۰-۳۵ سرشیٹھا سین : ستار

۱۱-۰۲ میرا بنرجی : خیال شدھ سانگ

۱۱-۳۰ بھجن لال : سرود

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی ، گجراتی

۵-۴۰ ٹھمری ، دادرا

رات

۸-۰۰ سوواستھ رکھشا

۸-۱۵ آج کے اتھتی

۸-۳۰ سگم سنگیت

۹-۰۰ سبدھ سنگیت

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

۷-۵۰ ملیالم گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری : ڈوگری لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
غلام صابر اور ساتھی : قوالیاں

۳-۳۰ شرمشٹھا سین : ستار

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
وندنا واجپئی ، غزلیں

۹-۳۰ اورگیسٹ ٹونائٹ

اتوار ۳۰ اگست

صبح

۸-۱۰ ، رات ۹-۰۰
دیا شنکر اور ساتھی : شہنائی

۹-۰۰ بال کاریہ کرم

۱۰-۰۰ اسمتی مناکر : گائن

۱۱-۰۲ یووا وانی

۱۱-۳۰ ، ۵-۳۵
کرناٹک سنگیت
منی کرشنا سوامی ، گائن

دوپہر

۱۲-۱۵ لوک جھونک

۲-۳۰ 'بچھو' مولیر کے اسٹیج ناٹک کا ہندی عکس

۵-۳۰ سنسکرت پاٹھ

رات

۸-۰۰ رابندر سنگیت

۹-۳۰ محفل/سنگیت پتریکا

۱۰-۰۰ چین ، منتخب پروگرام

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
استاد فیاض خاں ، گائن

۷-۵۰ سنگم ، اڑیہ گیت

۹-۱۵ اپنی نگری

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
ہربھجن سنگھ ، ہوائین گٹار پر دھن

۳-۳۰ دیا شنکر اور ساتھی ، شہنائی

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
پرسار گیت

۹-۳۰ کرنٹ افیرز

پیر ۳۱ اگست

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، ۵-۴۰
شاستریہ سنگیت

۱۰-۳۵ نیاز احمد ، فیاض احمد خاں ،
راگ رام کلی

۱۱-۰۲ ، رات ۹-۰۰
سبدھ سنگیت

۱۱-۱۷ ٹھمری ، دادرا

۱۱-۳۰ ، رات ۸-۱۵
آر ایس کمبوج ، وچتر وینا

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی ، تیلگو لوک گیت

۱۲-۳۰ 'چٹی چادر' پنجابی ناٹک
تحریر و ہدایت ، دیویندر سنگھ

۵-۳۰ شاستریہ سنگیت

رات

۸-۰۰ سوواستھ رکھشا

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، تقریر

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
شرافت حسین خاں ، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۲ سنگیت سوربھی

(باقی ص ۴۶ پر)

لکھنؤ

میڈیم ویو لکھنؤ الف: ۲۹۰٫۱ میٹر، ۷۴۷ کلوہرٹز
(صبح ۵۵-۵ سے ۴۵-۷ تک اور شام ۱۵-۵ کے بعد)
شارٹ ویو لکھنؤ ب: ۴۱٫۱۰ میٹر، ۷۳۰۵ کلوہرٹز
لکھنؤ ب: ۳۰۸٫۶۰ میٹر (۹۷۲ کلوہرٹز) صبح ۳۰-۸ تا ۲۰-۹

خبریں

عالمی خبریں ہندی: صبح ۰۰-۶ تا ۲-۶ انگریزی: صبح ۲-۶ تا ۵-۶
ہندی میں خبریں: صبح ۰۰-۸ بجے دوپہر ۵-۱ اور ۱۰-۲ شام ۰۵-۶ شب ۴۵-۸ اور ۰۵-۱۱
انگریزی میں خبریں: صبح ۱۰-۸ بجے دوپہر ۰۰-۱ اور ۰۰-۲ شب ۰۰-۹ اور ۰۰-۱۱ بجے
سنسکرت میں خبریں: صبح ۰۰-۷ بجے، شام ۱۰-۶ بجے
اردو میں خبریں: صبح ۵۰-۸ بجے، شب ۱۵-۹ بجے
نیوز لیٹر: ہندی: صبح ۰۰-۹ بجے
ضلع کی چٹھی: صبح ۰۵-۹ بجے
اردو میں علاقائی خبریں دوپہر ۳۰-۲ بجے
پرادیشک سماچار: شام ۲۰-۷ بجے

مقررہ پروگرام کے لیے "آواز" شمارہ یکم اگست دیکھئے

اتوار ۱۶ اگست

صبح
۷-۴۵ کیلاش شریواستو
گیت اور بھجن
۸-۳۰ اردو پروگرام (روزانہ)

دوپہر
۱-۱۰ آج اتوار ہے
ادھورا ناٹک: جھلکی
مصنف: شنکر سلطانپوری

شام
۵-۴۵ محرجیات اور پارٹی: نعتیں
۹-۳۰ پلیوشن: ایلی آن انوائرنمنٹ
ڈائیلاگ
۱۰-۰۰ منی لال ناگ
ستار وادن
۱۰-۳۰ جگدیش پرساد: خیال

پیر ۱۷ اگست

صبح
۷-۴۵ اور دوپہر ۰۰-۱۲
وِمل پنت
بھجن اور گیت
۹-۱۰ اور شب ۳۰-۸، ۳۰-۱۰
کاشی ناتھ بوڈاس: خیال

شب
۸-۱۵ پریم جیت سنگھ: غزلیں
۹-۴۵ صادق علی خاں: وینا وادن

منگل ۱۸ اگست

صبح
۷-۴۵ اور شام ۴۵-۵، ۲۰-۸
مُرلی قوال اور ساتھی
نعتیں اور غزلیں
۹-۱۰ وگیان چرچا

شب
۸-۰۰ سنسکرت پروگرام
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۹ اگست

صبح
۷-۴۵ سازِ غزل
غزلوں کا پروگرام
۹-۱۰ اور شب ۳۰-۸، ۳۰-۱۰
سکندر حسین اور پارٹی
شہنائی

دوپہر
۱۲-۰۰ سنسکرت گیتم
۱-۱۰ کشوری امونکر: گائن
احمد جان تھرکوا: طبلہ سولو

شام
۵-۴۵ شاہین سلطانہ: غزلیں
۸-۱۵ کمل نگم: گیت اور بھجن
۹-۳۰ ایگرجی اینڈ اِٹس کانسز
انگریزی تقریر
۱۰-۰۰ ویک اینڈ: ڈرامہ
مصنف: نرمل ورما

جمعرات ۲۰ اگست

صبح
۷-۴۵ اور شب ۱۵-۸
ستیش چندر گپتا
گیت اور بھجن
۹-۱۰ اور شب ۳۰-۱۰
غلام وارث: ستار وادن
طبلہ پر سنگت: روی ناتھ مصر

دوپہر
۱۲-۰۰ اور شام ۴۵-۵
انجلی بھٹاچاریہ: غزلیں

شب
۹-۳۰ ڈراموں کا نیشنل پروگرام

جمعہ ۲۱ اگست

صبح
۷-۳۰ سور ویلا
ہندی میں نظم خوانی
۷-۴۵ اور دوپہر ۰۰-۱۲، شام ۴۵-۵
ونود کمار چٹرجی
گیت، بھجن اور غزلیں
۹-۱۰ اور شب ۳۰-۸
بھانو پرتاپ بنرجی
وائلن وادن

شب
۸-۱۵ منور حسین جمالی: غزلیں
۹-۳۰ دھرا تل: ڈرامہ
مصنف: رام دھاری سنگھ دنکر
ترجمہ: رادھے شیام اُپادھیائے
۱۰-۳۰ مانک ورما: خیال

ہفتہ ۲۲ اگست

صبح
۷-۴۵ اجیت کور: اشبد
۹-۱۰ سُمترا کماری سنگھ: خیال

دوپہر
۱۲-۰۰ اور شام ۴۵-۵
سرلا سنہا: گیت اور بھجن

شب
۹-۳۰ کلاسیکی موسیقی کا نیشنل پروگرام
(دہلی سے ریلے)

اتوار ۲۳ اگست

صبح
۷-۴۵ صغیر احمد خاں
نعت اور غزلیں
۸-۳۰ اردو پروگرام
بولتی تحریریں
اردو کے کلاسیکی ادب سے انتخاب

دوپہر
۱-۱۰ آج اتوار ہے
منشی اتواری لال: جھلکی
مصنف نریش مصر

شب
۹-۳۰ انگریزی میں مباحثہ
۱۰-۰۰ شرافت حسین خاں: خیال
۱۰-۳۰ رادھیکا موہن موئیترا
سرود وادن

پیر ۲۴ اگست

صبح
۷-۴۵ اور شب ۱۵-۸
جوہر روشن: نعت اور غزلیں
۸-۳۰ اردو پروگرام: ملاقات
مولانا صباح الدین عبدالرحمٰن سے
گفتگو
۹-۱۰ اور شب ۳۰-۸
ہردیال ملہوترا: خیال

شام
۵-۴۵ رویندر سنگیت
۱۰-۳۰ کارتک کمار: ستار

منگل ۲۵ اگست

صبح
۷-۴۵ شنکر داس گپتا: بھجن
۸-۳۰ اردو پروگرام
میگزین پروگرام
افسانہ: احمد ابراہیم علوی
نظم: میرا بھی زمانہ تھا

نخاس : بات چیت
اظہر مسعود رضوی

شام
۵-۴۵ اندر نرائن : گیت اور بھجن
۸-۰۰ سنسکرت پروگرام
۸-۱۵ اندر نرائن : غزلیں
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۶ اگست

صبح
۷-۴۵ سازِ غزل
غزلوں کا پروگرام
۸-۳۰ اردو پروگرام : محفل ظرافت
یہ بھی ایک فن ہے
بات کا بتنگڑ بنانا
محترمہ عائشہ صدیقی کی بات چیت
۹-۱۰ اور شب ۸-۳۰
ممتا سین : گائن

دوپہر
۱-۱۰ اور شب ۱۰-۳۰
الیاس خاں : ستار وادن

شام
۵-۴۵ اور ۸-۱۵
کلاوتی دیوی
گیت، بھجن اور غزلیں
۹-۳۰ پولیس اینڈ پبلک کوآپریشن
انگریزی مباحثہ
۱۰-۰۰ پڑاؤ : ڈرامہ
مصنف : وجیندر کمار

جمعرات ۲۷ اگست

صبح
۷-۴۵ شمبھو ناتھ ورما
بھجن اور گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
اساتذہ کا کلام
۹-۱۰ اور شب ۱۰-۳۰
افضل حسین خاں نظامی
گائن

دوپہر
۱۲-۰۰ اور شام ۵-۴۵، ۸-۱۵
محمد جعفر : غزلیں

شام
۷-۳۰ یووا وانی

۹-۳۰ ناٹکوں کا نیشنل پروگرام
سیمائیں : مصنف : شنکر
ریڈیو عکس
کشتی مکھو یاد ھیائے

جمعہ ۲۸ اگست

صبح
۷-۳۰ سُور ویلا
ہندی میں نظم خوانی
۷-۴۵ اور شام ۵-۴۵
امر سنگھ اور پارٹی : شبد
۸-۳۰ اردو پروگرام
میگزین پروگرام
ماضی اور حال کے آئینے میں
بہرائچ
ڈاکٹر سعید عارفی کی بات چیت
کلامِ شاعر : زبیر رضوی
۹-۱۰ اور شب ۱۰-۳۰
جی این گوسوامی : وائلن
طبلہ پر سنگت : منے خاں

شب
۸-۱۵ پشپا پاگدھرے : غزلیں
۸-۳۰ منے خاں : طبلہ سولو
۹-۳۰ سنسکرت ڈرامہ

ہفتہ ۲۹ اگست

صبح
۷-۴۵ اور شام ۵-۴۵
انیتا سری واستو
گیت اور بھجن
۸-۳۰ اردو پروگرام
خواتین کے لیے

صبح
۹-۱۰ سبھاش رائے : بانسری
۱-۱۰ راگ رنگ
رسولن بائی : ٹھمری

شب
۸-۰۰ وِکاس یاترا
۹-۳۰ کلاسیکی موسیقی کا نیشنل پروگرام
(دہلی سے ریلے)

اتوار ۳۰ اگست

صبح
۷-۴۵ گوری مترا : بھجن اور گیت
(باقی ص ۱۴۱ پر)

رامپور

۲۳۶ میٹر ۱۲۷۰ کلوہرٹز

خبریں

عالمی خبریں : ہندی : صبح ۶-۰۰ تا ۶-۲۰ انگریزی : صبح ۲-۶ تا ۶-۵
ہندی میں خبریں : صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵ اور ۲-۱۰، شام ۶-۰۵، رات ۸-۴۵
ہندی میں سماچار پتر : صبح ۹-۰۰ ضلع کی چٹھی : صبح ۹-۰۵ پرادیشک سماچار : شام ۷-۲۰
انگریزی میں خبریں : صبح ۸-۱۰، دوپہر ۲-۰۰، رات ۹-۰۰ اردو میں خبریں : صبح ۸-۰۵ اور رات ۹-۱۵

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۵-۵۵ وندے ماترم منگل دھونی
۶-۰۵ وندنا
۶-۳۵ آج کا چنتن
۶-۴۵ سنو کسانو!
۷-۳۰ چترپٹ سنگیت (صرف اتوار کو)
۸-۲۰ لوک گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام (لکھنؤ سے ریلے)
۹-۱۰ بال جگت (صرف اتوار کو)

دوپہر
۱۲-۳۰ چترپٹ سنگیت
(ہفتہ اور اتوار کے علاوہ)
۱۲-۴۵ آپ کی چٹھی ملی (صرف اتوار کو)
۲-۲۰ چترپٹ سنگیت

شام
۶-۰۰ پروگرام کا خلاصہ
۶-۱۰ مقامی اطلاعات
۶-۱۵ چترپٹ سنگیت
۶-۳۰ یووا وانی
(بدھ اور جمعرات کے علاوہ)
۷-۰۰ کرشی جگت
۹-۳۰ چہار بیت (صرف اتوار کو)
۹-۴۵ آپ کی پسند (صرف اتوار کو)

اتوار ۱۶ اگست

صبح
۸-۲۰ ریواگان
شیام کماری اور سکھیاں

دوپہر
۱۲-۳۰ آپ کے لیے
جھلکی (صرف اتوار کو)

شام
۶-۳۰ یووا وانی
پری چرچہ "ایشین گیمس ۱۹۸۲"
راشٹریہ درشٹی کون
شرکا : عارف خاں، دلیپ کپور
اور ونود کمار سنگھ
سرگم : سگم سنگیت
کماری انکا شری واستو
۷-۰۰ کرشی جگت
"دھان کو کیڑے اور بیماریوں
سے بچائیں"
۸-۰۰ جو۔ اے۔ یار
غزلوں کا پروگرام
۹-۳۰ ببو خاں اور ساتھی
چہار بیت
۹-۴۵ آپ کی پسند (صرف اتوار کو)

پیر ۱۷ اگست

صبح
۷-۴۵ بیلا ساویر : بھجن، گیت
۸-۲۰ کورس
لوک گیت

دوپہر
۱-۱۰ مہیلا جگت

"بس بیس منٹ" : ناٹیکا
ڈاکٹر بہن سے بھینٹ وارتا

لوک گیت
۱ - ۴۰ ستیش چند : ستار وادن
راگ ملتانی

شام
۶ - ۳۰ یووا وانی
کہانی : وجے لکشمی
شاعری (ہندی میں)
چٹکلے ہیں : جھلکی
۷ - ۰۰ کرشی جگت : مکا کی دیکھ ریکھ
بھینٹ وارتا
۷ - ۴۵ اردو پروگرام
شریک حیات کا انتخاب
مباحثہ : شرکاء
کملا دیوی، ممتاز عرشی
سردار جاوید خاں، اوشا گپتا
۸ - ۰۰ تامکلیشکر، منا ڈے
سگم سنگیت
۸ - ۱۵ شیورام : ہارمونیم

منگل ۱۸ اگست

صبح
۷ - ۴۵ اور رات ۸ - ۰۰
سمن دیوگن
بھجن، گیت اور غزل
۸ - ۲۰ نگینہ، امبیشوری شریواستو
لوک گیت

دوپہر
۱ - ۴۰ استاد مشتاق حسین خاں
گائکی

شام
۶ - ۳۰ یووا وانی : میری پسند
مغربی موسیقی
۷ - ۰۰ کرشی جگت
بھینٹ وارتا

بدھ ۱۹ اگست

صبح
۷ - ۴۵ اور رات ۸ - ۰۰
سعادت حسین قوال اور ساتھی
نعت اور غزل
۸ - ۲۰ سرسس کول : لوک گیت
مدن موہن برج واسی

لوک گیت

دوپہر
۱ - ۱۰ گرا ہین مہیلاؤں کے لیے
سویا بین کا استعمال
کب اور کیسے ؟
بھنڈارت اناج کی دیکھ بھال
پھلوں کا سنسرکشن
۱ - ۴۰ شیو شنکر مصرا : طبلہ

شام
۶ - ۳۰ یووا وانی
فلم پتریکا : چھایا لوک
فلمیں کیسی بنے
تقریر : روی شنکر
فلم دنیا میں گئے لوگوں سے
بھینٹ وارتا
لوک گیتوں پر مبنی پروگرام
۷ - ۰۰ کرشی جگت : بھینٹ وارتا
۸ - ۱۵ شیو نرائن : طبلہ وادن

جمعرات ۲۰ اگست

صبح
۷ - ۴۵ ساہتیہ سدھا
سنسکرت پروگرام
۸ - ۲۰ جے رام دویدی : لوک گیت

دوپہر
۱ - ۱۰ گیتکا
(صرف جمعرات)
۱ - ۴۰ غلام صادق خاں : گائن

شام
۶ - ۳۰ یووا وانی
شاعری : خالد قمر بدایونی
یووا پسند
۷ - ۰۰ کرشی جگت : بھینٹ وارتا
۸ - ۰۰ محمد یعقوب : غزلیں
۸ - ۱۵ جگدیش موہن : گائن

جمعہ ۲۱ اگست

صبح
۷ - ۳۰ کاویہ سوربھ
ڈاکٹر دھرم پال شلیہ اور
شاردا پراشر
۷ - ۴۵ درپن
پریوار کلیان پروگرام
(صرف جمعہ کو)

۸ - ۲۰ چھنولال اور ساتھی
ہیرالال اور ساتھی
لوک گیت
۸ - ۳۰ اردو پروگرام
امروہہ کی قالین : تقریر
عظیم امروہوی
کلام شاعر : نازش نیازی

دوپہر
۱ - ۱۰ قوالی اور نعت
۱ - ۴۰ سودیپ کمار مترا : گٹار
شو بھارانی کودیسیا : طبلہ

شام
۶ - ۳۰ یووا وانی : سرگم
کماری آرتی بھٹناگر : سگم سنگیت
خطوں کے جواب
پریوار کلیان
۷ - ۰۰ کرشی جگت
۸ - ۰۰ رشمی استھانہ : گیت اور بھجن
۸ - ۱۵ شو بھارانی کودیسیا
طبلہ وادن

ہفتہ ۲۲ اگست

صبح
۷ - ۴۵ یونس ملک : غزلیں
۸ - ۲۰ کاشی بتو اور ساتھی : لوک گیت

شام
۶ - ۳۰ یووا وانی : شعری نشست
میں نہیں ماکھن کھایو
روپک
پیشکش : جوالا پرشاد
۷ - ۰۰ کرشی جگت
۸ - ۰۰ جو - اے - بار
غزلوں کا پروگرام
شجاعت حسین خاں
بھینٹ وارتا : گھر کی سازسے
۷ - ۰۰ کرشی جگت
بھینٹ وارتا

۷ - ۴۵ کرم یوگی
شری کرشن : تقریر

۸ - ۰۰ ماسٹر مدن اور
حبیب ولی محمد : غزلیں

اتوار ۲۳ اگست

صبح
۸ - ۳۰ کرشن چند شرما اور ساتھی
لوک گیت

شام
۶ - ۳۰ یووا وانی
۹ - ۳۰ نظام الدین اور ساتھی
چہار بیت

پیر ۲۴ اگست

صبح
۷ - ۴۵ راحت علی، اوشا ٹنڈن
غزلیں
۸ - ۲۰ اوشا اگروال : لوک گیت

دوپہر
۱ - ۱۰ مہیلا جگت : کہانی
تقریر : سب کے پیارے بننے کے لیے کیا کریں ؟
گیت اور غزل
۱ - ۴۰ اور رات ۸ - ۱۵
گنیش پرساد مشرا : گائن

شام
۶ - ۳۰ یووا وانی : یووا ورگ
نئی عمر اور کچے من کے کٹ گھرے ہیں : تقریر از سید محمد رضا
شعری
اوور کی آخری گیند : جھلکی
۷ - ۰۰ کرشی جگت : بھینٹ وارتا
۷ - ۴۵ اردو پروگرام
خیاباں : میگزین پروگرام
شاد عارفی
ایڈیٹر پروفیسر نجم الدین نقوی
۸ - ۰۰ اوشا ٹنڈن
غزل اور گیت

منگل ۲۵ اگست

صبح
۷ - ۴۵ مایا مہروترا : غزلیں
۸ - ۲۰ ایرا نگم، شکنتلا شریواستو
لوک گیت

دوپہر
۱ - ۴۰ سمترا کنادھر چودھری
شاستریہ سنگیت

شام
۳۰-۶ یووا وانی
میری پسند اور مغربی موسیقی
۰۰-۷ کرشی جگت
گرامین ودھی کرن یوجنا

بدھ ۲۶ اگست

صبح
۴۵-۷ اور رات ۰۰-۸
مکیش : غزلیں
۲۰-۸ پربھا گپتا اور سکھیاں
لوک گیت
ڈاکٹر ششی تیواڑی اور سکھیاں
لوک گیت

دوپہر
۱۰-۱ گرامین مہیلاؤں کے لیے
۴۰-۱ غلام تقی خاں : گائن

شام
۳۰-۶ یووا وانی
۰۰-۷ کرشی جگت
کرشی کے وکاس میں یوگ دان
۱۵-۸ دھرم ناتھ مشرا : گائن

جمعرات ۲۷ اگست

صبح
۴۵-۷ ساہتیہ سدھا
سنسکرت پروگرام
۲۰-۸ سرلا شرما اور سکھیاں
لوک گیت

دوپہر
۴۰-۱ اور رات ۱۵-۸
پنڈت روی شنکر : ستار

شام
۳۰-۶ یووا وانی
شعری : اردو : قمر جاوید
یووا پسند
۰۰-۷ کرشی جگت
آکاشوانی گاؤں میں
۰۰-۸ جعفر حسین قوال اور ساتھی
غزلیں

جمعہ ۲۸ اگست

صبح
۳۰-۷ کاویہ سوربھ

ڈاکٹر رام سیرن لال اور
ڈاکٹر نریش
۲۰-۸ ششی پربھا جوہری
پرمیلا بھارتی : لوک گیت
۳۰-۸ اردو پروگرام
مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پہ کہ آساں ہوگئیں
تقریر : غیور رحمان زیدی
کلام شاعر
سلمان صہبا بدایونی

دوپہر
۴۰-۱ اور رات ۱۵-۸
سیتا سرن سنگھ : گائن

شام
۳۰-۶ یووا وانی
سرگم : کماری رتنا رستوگی : طبلہ
خطوں کے جواب : پریولر کلیان
۰۰-۷ کرشی جگت
۰۰-۸ جگجیت سنگھ : غزلیں

ہفتہ ۲۹ اگست

صبح
۴۵-۷ الکا پرکاش : بھجن اور گیت
۲۰-۸ کسم گوئل : لوک گیت

شام
۳۰-۶ یووا وانی
تقریر : سریش چند شریواستو
فلم سنگیت
۰۰-۷ کرشی جگت
۴۵-۷ بری مل ، پتریکا پروگرام
تقریر : کوشل نند گوسوامی
ایڈیٹر : اندر جیت نرالا
۰۰-۸ مالویندر مکھرجی
سگم سنگیت
۱۵-۸ غلام مصطفےٰ خاں
شاستریہ سنگیت

اتوار ۳۰ اگست

صبح
۲۰-۸ سوہ گان : رسیا

شام
۳۰-۶ یووا وانی
سوالوں کے دائرے میں
بینک منیجر

(باقی ص ۵۰ پر)

الٰہ آباد

میڈیم ویو
۲۹۲/۴ میٹرز — ۱۰۲۶ کلوہرٹز ۲۰۲/۰ میٹرز — ۱۴۸۵ کلوہرٹز

اتوار ۱۶ اگست

صبح
۲۰-۷ آپکے آس پاس : فیچر
۱۵-۹ پتر کیلئے دھنیہ واد
۳۰-۹ بال سنگھ (بچوں کا پروگرام)
۱۵-۱۰ 'ترنگ'
پیشکش : وپن شرما
۴۵-۱۰ مانی راجوکر : خیال
برج بھوشن کابرہ : گٹار
استاد امیر خاں : خیال
۴۵-۱۱ پریکرما

دوپہر
۳۰-۱۲ 'گھر پریوار'
'مہیلاؤں کی بدلتی چھوی'
تقریر از ڈاکٹر ریکھا جوشی
کہانی از نیلا درباری
۱۰-۱ آج اتوار ہے
'ادھورا ناٹک' جھلکی از
شنکر سلطانپوری

شام
۳۰-۵ یووا وانی (روزانہ)
۵۰-۶ پنچایت گھر (روزانہ)
۰۰-۸ پنچ رنگ
'اپنا علاج خود : خطرے اور پریشانیاں'
مباحثہ — شرکا
ڈاکٹر حماد عثمانی ، ڈاکٹر وچندر پنت اور
ڈاکٹر اے اے فاطمی
۳۰-۹ انگریزی بات چیت
۴۵-۹ اپہار
ملہار کے پرکاروں کا سودھارن پروگرام
پیشکش : رام کرشنا جھا

پیر ۱۷ اگست

صبح
۲۰-۸ ، ۱۰-۹ ، دوپہر ۴۰-۱ ، رات ۴۵-۹

کملا بوس : خیال
رام جی مشرا : طبلہ پر سنگت

دوپہر
۳۰-۱۲ گریہہ لکشمی

رات
۰۰-۱۰ 'کیا بھولیں کیا یاد کریں'
ڈاکٹر اودے نارائن تیواری سے انٹرویو
انٹرویور : نند کشور چترویدی

منگل ۱۸ اگست

صبح
۴۵-۷ ، دوپہر ۲۰-۱
سنیتا اوڈرہ ، سگم سنگیت
۲۰-۸ ، ۱۰-۹ ، رات ۲۰-۸
ہزاری لال چوہان : بانسری

دوپہر
۳۰-۱۲ پنگھٹ : دیہی خواتین کیلئے

شام
۱۵-۵ بال گوپال : دیہی بچوں کیلئے
۰۰-۸ سنسکرت پروگرام
۰۰-۱۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۹ اگست

صبح
۱۰-۹ ، دوپہر ۴۰-۱ ، رات ۱۵-۸
چھنو لال مشر : خیال

شام
۱۵-۵ آفر چوں
۳۰-۹ 'الرجی اینڈ اٹس کازیز'
ڈاکٹر ظفر جمیل کے ساتھ انٹرویو
انٹرویور : پی نیوگی
۰۰-۱۰ ناٹک
۳۰-۱۰ اکوروہ رنگ سنگیت

جمعرات ۲۰ اگست

صبح

۷-۴۵ ، دوپہر ۱-۱۰
بنواری لال شرما : سگم سنگیت

۸-۲۰ ، ۹-۱۰ ، دوپہر ۱-۲۰
رویندرناتھ پانڈے : سنطور

رات

۸-۰۰ سوزویلا
کاویہ پاٹھ : ڈاکٹر راجندر کمار ورما
اور وبھوتی نارائن رائے

جمعہ ۲۱ اگست

صبح

۶-۳۵ گاندھی چرچا
۹-۱۰ ، دوپہر ۱-۲۰ ، رات ۸-۱۵
ہری شنکر مشر : خیال
ایشور لال : طبلہ سنگت

رات

۸-۰۰ آپ اور قانون
'میلاؤں کے سوتیہ ادھیکار سمبندھی
قانون'
ایک وکیل کیساتھ انٹرویو
۹-۳۰ 'گھراتل' رام دھاری دواکر کی کہانی
کا ریڈیو نانک عکس از
رادھے شیام اپادھیائے

ہفتہ ۲۲ اگست

صبح

۷-۴۵ ، دوپہر ۱-۱۰
شری کانت وشیہ ، کرشن لیلا پد

۸-۲۰ ، ۹-۱۰
سمہ رام یادو : سندری

شام

۵-۱۵ آؤ بچو!
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ۲۳ اگست

صبح

۷-۳۰ آپ کے آس پاس : فیچر
۹-۱۵ پتر کیلئے دھنیہ واد
۹-۳۰ بال سنگھ
۱۰-۱۵ ترنگ
۱۰-۴۵ بسوراج راجگرو : خیال

بسم اللہ خاں اور ساتھی : شہنائی
۱۱-۴۵ پریکرما

دوپہر

۱۲-۳۰ گھر پریوار
(۱) 'گھرآنگن کے گیتوں میں کرشن جنم'
تمثیلی تقریر از انیتا شریواستو
(۲) آپ کی بات
۱-۱۰ آج اتوار ہے
'منشی اتواری لال' جھلکی از نریش مشر

رات

۸-۰۰ پنچ رنگ
آپ کا سواستھ 'کشٹھ روگ'
تقریر از ڈاکٹر جے۔آنرک
۸-۱۵ پرادیشک سماچار درشن
۹-۳۰ 'سیلف ریلئن اینڈ اکنامک اسٹڈیز'
مباحثہ : شرکا'
وی۔ رجنوی، ڈی کے گھوش
اور سندھیا مکرجی
۹-۴۵ 'اپہار'
کشن مہاراج سے بات چیت اور
طبلہ وادن

پیر ۲۴ اگست

صبح

۸-۲۰ ، ۹-۱۰ ، دوپہر ۱-۲۰
ایس۔ایل۔ گنا اڈارہ : وائلن
کاشیورناتھ مشر : طبلہ پر سنگت

رات

۸-۰۰ 'چکتسا پدھتیوں کے مول آدھار'
'ہومیو پیتھی چکتسا'
ڈاکٹر آر کے کپور کے ساتھ انٹرویو
۱۰-۰۰ 'ساہتیکی' ریڈیو پتریکا
ساہتیہ کے بدلتے ہوئے۔ یہ کوی
سمیلن اور مشاعرے' مباحثہ
شرکا' : اوما کانت مالویہ'
ڈاکٹر شمبھو ناتھ سنگھ، وامق جونپوری
اور ڈاکٹر رام کمار ورما

منگل ۲۵ اگست

صبح

۷-۴۵ ، دوپہر ۱-۴۵ ، رات ۹-۴۵
کے ایس تیواری : سگم سنگیت

۸-۲۰ ، ۹-۱۰ ، رات ۸-۲۰
ونملا پد ونکر : خیال

شام

۵-۱۵ بال گوپال
۸-۰۰ سنسکرت پروگرام
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۶ اگست

صبح

۹-۱۰ ، دوپہر ۱-۲۰ ، رات ۸-۱۵
درگا پرشاد اور ساتھی : شہنائی

شام

۵-۱۵ آؤ بچو!
۹-۳۰ 'پولیس اینڈ پبلک کوآپریشن' مباحثہ
شرکا : نریش کمار، پروتیما بھٹ
وبھا چترویدی، اور ایل ایچ نقوی
۹-۵۰ پریوار کلیان پر شنو تری
۱۰-۰۰ 'پڑاؤ' ناٹک
تحریر : وجیندر کمار

جمعرات ۲۷ اگست

صبح

۷-۴۵ ، دوپہر ۱-۲۰
گوپا چٹرجی : سگم سنگیت

۸-۲۰ ، ۹-۱۰ ، دوپہر ۱-۲۰
شیوناتھ بھٹاچاریہ : گٹار
کمار لال مشر : طبلہ پر سنگت

رات

۸-۰۰ سانسکرتک سمیکشا
لکشمی کانت ورما
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ناٹک
سیمابدھ شنکر کے ناول کا ڈرامائی ریڈیو
عکس

جمعہ ۲۸ اگست

صبح

۶-۳۵ گاندھی چرچا
۷-۳۰ ، ۹-۱۰ ، رات ۸-۱۵
دیپالی بنرجی : ٹھمری، دادرا

رات

۸-۰۰ 'جیون کی سندھیا میں' انٹرویو
۹-۳۰ سنسکرت ناٹک

ہفتہ ۲۹ اگست

صبح

۷-۴۵ ، دوپہر ۱-۱۰
اوک کمار کوشل : سگم سنگیت

۸-۲۰ ، ۹-۱۰ ، رات ۸-۱۵
نرمل کمار رانے چودھری
ستار وادن

شام

۵-۱۵ آؤ بچو!
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ۳۰ اگست

صبح

۷-۳۰ آپ کے آس پاس : فیچر
۹-۱۵ پتر کیلئے دھنیہ واد
۹-۳۰ بال سنگھ
۱۰-۱۵ ترنگ
۱۰-۴۵ جتیندر ابھشیکی : خیال
اسد علی خاں : وینا
اونکار ناتھ ٹھاکر : خیال
۱۱-۴۵ پریکرما

دوپہر

۱۲-۳۰ گھر پریوار
'ریڈیو خراب ہو گیا ہوگا' ناٹک
تحریر : گریش بخشی
پیشکش : ستیندر شرد
۱-۱۰ آج اتوار ہے
'ماتم پرسی' : مزاحیہ جھلکی
تحریر : کمل کشور سکسینہ

رات

۸-۰۰ پنچ رنگ
'بات بولیگی - ہم نہیں' فیچر
پیشکش : زاہد فاخری
۸-۱۵ پرادیشک سماچار درشن
۹-۳۰ 'ٹوورڈز دی نیو سورسز آف انرجی'
پروفیسر کرشن جی کے ساتھ انٹرویو
۹-۴۵ 'اپہار' درشارت کے راس

پیر ۳۱ اگست

صبح

۸-۲۰ ، ۹-۱۰ ، دوپہر ۱-۱۰
کرشن کمار شوا : وائلن
شو شنکر مشر : طبلہ پر سنگت

رات

۸-۰۰ 'بھارتیہ جیون اور وچار دھارا پر مسلم
سنسکرتی کا پربھاؤ استھاتھیہ'
تقریر از ڈاکٹر آنند کرشن

جالندھر چنڈی گڑھ

جالندھر الف ۳۴۳۴ میٹر - ۸۷۳ کلوہرٹز | جالندھر ب ۲۷۰۴۴ میٹر - ۷۰۲ کلوہرٹز
چنڈی گڑھ ۲۰۹۴۶ میٹر - ۱۴۳۰ کلوہرٹز | (شام ۶-۱۰ سے ۶-۲۴ تک)

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح جالندھر الف

۵-۵۵ وندے ماترم منگل دھونی
۶-۰۵ پریچے: پروگراموں کی تفصیل
۶-۱۰ آرادھنا: بھگتی سنگیت
۶-۴۰ موسم اور کھیتی باڑی پروگرام
۶-۴۵ آسا دی وار (اتوار)
۸-۴۰ آپ کے اکثر میں (اتوار)
ساہتیہ سدھا: سنسکرت پروگرام
(پیر) اخباراں دی رائے (منگل)
سماچار درپن (بدھ اور ہفتہ)
ترانے (جمعرات) تہاڈی چٹھی ملی
(جمعہ)
۹-۱۵ بال جگت: بچوں کے لئے پروگرام
(اتوار)
۹-۴۵ چانن رشماں: ہفتہ وار کھیتی
سمبندھی پروگرام
۹-۳۰ اختتام (اتوار کے علاوہ)
۱۰-۰۵ آپ کی فرمائش (اتوار)
۱۱-۱۵ اختتام (صرف اتوار)

دوپہر

۱۲-۳۰ ناری سنسار (اتوار اور جمعرات)
۱۲-۴۵ میوزک چاپ (پیر اور منگل)
۱-۰۵ فوجی بھائیوں کے لئے
۲-۰۰ موسم اور رانت کھیتی
۲-۳۰ لوک گیت (چیدہ چیدہ فنکار)
۲-۴۵ دیھی گتی سے ہندی میں سماچار بلیٹن

شام

۵-۰۵ بال واڑی (دیہاتی بچوں کیلئے پروگرام
پھلواڑی (بدھ) باقی دنوں
میں پنجابی گیت
۵-۳۰ گوربانی وچار (روزانہ پروگرام)
۶-۰۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں
کی تفصیل
۶-۱۰ پرادیشک سماچار (پنجابی)
۶-۲۰ پرادیشک سماچار (ہندی)
۶-۳۰ دیہاتی پروگرام
۹-۲۵ تبصرہ (اردو)

جالندھر ب

شام

۶-۰۰ یووادانی: یوکوں کیلئے پروگرام
۷-۰۰ دیس پنجاب: پنجابی رنگارنگ پروگرام
۸-۰۰ اختتام

اتوار ۱۶ اگست

صبح

۷-۱۵ پورن شاہ کوٹی
گیت اور غزل
۷-۳۰ منی پرشاد
خیال چاروکیشی
۸-۲۰ مسیحی بھجن
۸-۵۰ گیت (پنجابی)
۱۰-۱۵ آپ کی فرمائش

دوپہر

۱۲-۰۰ شاستریہ سنگیت
۱۲-۱۵ پورن شاہ کوٹی
گیت اور غزل
۲-۲۰ غزلیں

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ گورمیت کور باوا اور ساتھی
لوک گیت
۷-۴۵ جاگرت
پنجابی میں گھریلو فیچر پروگرام
(سلسلہ وار)
۹-۰۰ انگریزی میں وارتا
۹-۲۵ تبصرہ
۱۰-۰۰ شبد گائن
۱۰-۳۰ منی پرشاد: خیال جوگ

پیر ۱۷ اگست

صبح

۷-۱۵ سیتا کوہلی: گیت اور غزل
۷-۳۰ دیپک چٹرجی: خیال جونپوری
حفیظ علی خاں (سرود) راگ
چندر بھانکر
۸-۲۰ جگجیت سنگھ زیروی
لوک گیت
۸-۴۰ ساہتیہ سدھا
سنسکرت پروگرام
سنسکرت سوکتیاں
(مکتی موکش)
وارتا (پنجابی)
۸-۵۰ انل کمار: گیت
۹-۱۵ بی ایس نارنگ
گیت اور غزل

دوپہر

۱۲-۰۰ تہاڈی پسند
سننے والوں کی پسند پر پنجابی گیت
۱۲-۳۰ انل کمار: گیت اور غزل
۲-۲۰ غزلیں

شام

۷-۴۵ سیتا کوہلی
گیت اور غزل
۸-۰۰ وینگ ولڈ: ہندی میں وارتا
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۳۰ پنجابی میں ناٹک
۱۰-۱۵ جگجیت سنگھ زیروی
لوک گیت
۱۰-۳۰ دیپک چٹرجی
خیال مارو بہاگ
امجد علی خاں (سرود)
راگ کوشی کانہڑہ

منگل ۱۸ اگست

صبح

۷-۱۵ چمن جیت کور
گیت اور غزل
۷-۳۰ بسوراج راجگورو: خیال دیسی
۸-۲۰ گیت: کورس
۸-۵۰ پنجابی گیت
۹-۱۵ پریم پاٹھک: غزلیں

دوپہر

۱۲-۰۰ پرچھائیاں
پرانی فلموں سے سنگیت
۲-۲۰ غزلیں

شام

۵-۱۵ جگجیت سنگھ جگا: لوک گیت
۷-۴۵ چرن جیت کور: گیت اور غزل
۸-۰۰ ہندی میں کویتا پاٹھ
۸-۳۰ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ منگلواریہ سنگیت سبھا

بدھ ۱۹ اگست

صبح

۷-۱۵ شانتی ہیرانند: غزلیں
۷-۳۰ ایس کے دتہ
ستار پر راگ نٹ بھیرو
۸-۲۰ لوک ناتھ ساہا: بھجن
۸-۵۰ رنجنا: لوک گیت
۹-۱۵ بھائی امریک سنگھ امر اور ساتھی
شبد

دوپہر

۱۲-۰۰ لچھمن سنگھ
طبلہ پر تین تال
۱۲-۱۵ بھائی امریک سنگھ امر اور ساتھی
شبد
۲-۲۰ غزلیں

شام

۷-۴۵ قدم قدم پڑا پڑا
۸-۰۰ پنجابی میں وارتا
۸-۱۰ پنجابی گیت
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۳۰ آپ کی فرمائش
۱۰-۳۰ ایس کے دتہ
ستار پر راگ یمن

جمعرات ۲۰ اگست

صبح

۷-۱۵ شانتا سکسینہ
گیت اور غزل
۷-۳۰ سنیل کوچی
سرود پر راگ نٹ بھیرو
۸-۲۰ بنارسی سنگھ پھل: لوک گیت
۸-۵۰ نریندر پنڈت: غزلیں
۹-۱۵ بھجن

دوپہر

۱۲ - ۰۰ روشن آرا بیگم : خیال ساون

۱۲ - ۱۵ گیت اور غزل

۲ - ۲۰ غزلیں

شام

۵ - ۰۵ پنجابی گیت

۵ - ۱۵ امریک سنگھ غازی منگل
لوک گیت

۷ - ۴۵ لوک رُچی سماچار

۷ - ۵۰ کافی

۸ - ۰۰ سرجنا
پنجابی ادبی پروگرام

۸ - ۳۰ سگم سنگیت

۱۰ - ۳۰ گنیش رام چندر بہرے بُوا
خیال شدھ کلیان

جمعہ ۲۱ اگست

صبح

۶ - ۴۵ شبد

۷ - ۱۰ بھجن

۷ - ۱۵ صلاح الدین احمد : غزلیں

۷ - ۳۰ شام لال : شہنائی پر راگ جھنجھوٹی

۸ - ۲۰ پنجابی گیت

۸ - ۵۰ پورن چند وڈالی اور ساتھی
صوفیانہ کلام

۹ - ۱۵ روی کانت : بھجن

دوپہر

۱۲ - ۰۰ افضل حسین خاں
ٹھمری اور دادرا

۱۲ - ۳۰ صلاح الدین احمد : غزلیں

۲ - ۲۰ غزلیں

شام

۵ - ۰۵ روی کانت : گیت

۵ - ۱۵ بھوپندر سنگھ چھاپہ اور ساتھی
لوک گیت

۷ - ۴۵ خان بندھو
خیال کامود نٹ اور گن کلی

۸ - ۲۵ سگم سنگیت

۹ - ۳۰ ہندی ناٹک

۱۰ - ۱۵ گوردیو سنگھ کوئل
لوک گیت

۱۰ - ۳۰ شام لال
شہنائی پر راگ چندر کونس

ہفتہ ۲۲ اگست

صبح

۶ - ۴۵ نعتیں

۷ - ۱۵ سویتا سُمن اور ثروت حسین
گیت اور غزل

۷ - ۳۰ موسٰی کاظمی
خیال توڑی اور ٹھمری بھیرویں

۸ - ۲۰ ہرجندر کور کوہلی : شبد

۸ - ۵۰ پنجابی گیت

۹ - ۱۵ رام داس : بھجن

دوپہر

۱۲ - ۰۰ گیانن راؤ جوشی
وائلن پر راگ بھیم پلاسی

۱۲ - ۱۵ محمد حسین اور ثروت حسین
غزلیں

۱۲ - ۳۰ سعیدہ بانو : لوک گیت

۲ - ۲۰ غزلیں

شام

۵ - ۰۵ پنجابی گیت

۵ - ۱۵ پریتی بالا : لوک گیت

۷ - ۴۵ ہرجندر کور کوہلی : غزلیں

۸ - ۰۰ پنجابی میں وارتا

۸ - ۱۰ پنجابی گیت

۸ - ۳۰ سگم سنگیت

۹ - ۳۰ سنگیت کا نیشنل پروگرام

۱۰ - ۳۰ پریم ولبھ : طبلہ
اندر لال : سارنگی

اتوار ۲۳ اگست

صبح

۷ - ۱۰ صوفیانہ کلام

۷ - ۱۵ شام دوج کے چندا : بھجن
(بھگوان کرشن کی پرشنسا میں)

۷ - ۳۰ ایم۔ آر گوتم : خیال جونپوری

۸ - ۲۰ مسیحی بھجن

۸ - ۵۰ شبد

۱۰ - ۱۵ آپ کی فرمائش

۱۲ - ۰۰ ادپی کپور : ٹھمری اور دادرا

۱۲ - ۱۵ مرلیا باجے جمنا تیر
(بھگوان کرشن کی پرشنسا میں)

۲ - ۲۰ غزلیں

شام

۵ - ۰۵ شبد

۵ - ۱۵ لوک گیت : سریندر چھندا

۷ - ۴۵ جاگرت
پنجابی میں سلسلہ وار گھریلو
فیچر پروگرام

۸ - ۰۰ انگریزی میں وارتا

۸ - ۳۰ سگم سنگیت

۱۰ - ۰۰ شبد گائن

۱۰ - ۳۰ ایم آر گوتم : خیال چھایانٹ

پیر ۲۴ اگست

صبح

۶ - ۴۵ بھجن

۷ - ۱۰ صوفیانہ کلام

۷ - ۱۵ احمد حسین اور محمد حسین
غزلیں

۷ - ۳۰ پرشوتم داس مہتہ
ستار پر راگ بھیرویں
پروین سلطانہ : خیال للت

۸ - ۲۰ نریندر بیبا : لوک گیت

۸ - ۴۰ ساہتیہ سدھا : کویتا پاٹھ
سنسکرت میں سودھارن وارتا
از ڈاکٹر ڈی ڈی بھٹ

۸ - ۵۰ پنجابی گیت

۹ - ۱۵ جھلکی
طنز و مزاح کا پروگرام

دوپہر

۱۲ - ۰۰ تہاڈی پسند
سننے والوں کی پسند کے
پنجابی گیت

۱۲ - ۳۰ سروجنی مراٹھے : گیت اور غزل

۲ - ۲۰ غزلیں

شام

۷ - ۴۵ احمد حسین اور محمد حسین
لوک گیت اور غزلیں

۸ - ۰۰ بھارتیہ سنسکرتی کو دین
بہار کی
ہندی میں وارتا

۸ - ۲۵ سگم سنگیت

۹ - ۳۰ پنجابی میں ناٹک

۱۰ - ۱۵ نریندر بیبا : لوک گیت

۱۰ - ۳۰ پرشوتم داس مہتہ
راگ بسنت ونتی
پروین سلطانہ
راگ کوشی کانہڑہ

منگل ۲۵ اگست

صبح

۶ - ۴۵ شبد

۷ - ۱۰ صوفیانہ کلام

۷ - ۱۵ سی ایل ولی : غزلیں

۷ - ۳۰ کمار گندھرو : خیال دیسی

۸ - ۲۰ لکشمی بائی راٹھور : گیت

۸ - ۵۰ پنجابی گیت

۹ - ۱۵ ستیش چندر
گیت اور غزل

دوپہر

۱۲ - ۰۰ پرچھائیاں
(پرانی فلموں سے گیت)

۲ - ۲۰ غزلیں

شام

۵ - ۰۵ پنجابی گیت

۵ - ۱۵ امرجیت سنگھ گورداسپوری
لوک گیت

۷ - ۴۵ سی ایل ولی : کافیاں

۸ - ۰۰ اردو میں وارتا

۸ - ۱۰ غزلیں

۸ - ۳۰ سگم سنگیت

۱۰ - ۰۰ منگل واریہ سنگیت سبھا

بدھ ۲۶ اگست

صبح

۶ - ۴۵ بھجن

۷ - ۱۰ صوفیانہ کلام

۷ - ۱۵ نرملا ارون : غزلیں

۷ - ۳۰ مہندر سنگھ
ٹھمری بھیرویں
بسم اللہ خاں اور وی جی جوگ
شہنائی اور وائلن پر
راگ جونپوری

۸ - ۲۰ گھنشام داس : پنجابی گیت

۸ - ۵۰ محمد صدیق : لوک گیت

۹ - ۱۵ بھائی ہرچند سنگھ راگی اور ساتھی
شبد

دوپہر

۱۲ - ۰۰ مہندر سنگھ : ٹھمری پیلو

۱۲ - ۱۵ بھائی ہرچند سنگھ راگی اور ساتھی
شبد

۲ - ۲۰ غزلیں

شام

۷-۴۵ قدم قدم بڑا پڑا

۷-۵۵ گھنشام داس : گیت

۸-۰۰ پنجابی میں وارتا

۸-۱۰ بھائی ہرچند سنگھ راگی اور ساتھی
شبد

۸-۲۵ سگم سنگیت

۹-۳۰ آپ کی فرمائش

۱۰-۳۰ غلام مصطفیٰ خاں
خیال راجیشوری کونس

جمعرات ۲۷ر اگست

صبح

۶-۴۵ شبد

۷-۱۰ صوفیانہ کلام

۷-۱۵ کویتا من دگیت

۷-۳۰ این راجم
وائلن پر راگ دیسی

۸-۲۰ سدھیر کوشل : غزلیں

۸-۵۰ ملکھی رام : لوک گیت

۹-۱۵ مادھوری ما : بھجن

دوپہر

۱۲-۰۰ این راجم
وائلن پر راگ نیلا مبری

۱۲-۱۵ مادھوری ما : گیت

۲-۲۰ غزلیں

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت

۵-۱۵ کرشن لال پریمی جٹ اور ساتھی
لوک گیت

۷-۴۵ لوک رچی ساچار

۷-۵۰ سدھیر کوشل : غزلیں

۸-۰۰ سرجنا
پنجابی میں ادبی پروگرام

۸-۳۰ سگم سنگیت

۱۰-۳۰ اے۔ کانن : خیال باگیشری

جمعہ ۲۸ر اگست

صبح

۶-۴۵ شبد

۷-۰۵ ست سادھنا

۷-۱۵ راجندر مہتہ اور نینا شاہ
گیت اور غزل

۷-۳۰ ڈی کے مترا
ستار پر راگ اہیر بھیرو
ملک ارجن منصور
خیال بہادری توڑی

۸-۲۰ پرکاش کور اور راجندر راجن
گیت

۸-۵۰ دھوندر سنگھ امن اور ساتھی
صوفیانہ کلام

۹-۱۵ بلدیو سنگھ : بھجن

دوپہر

۱۲-۰۰ محمد حسین خاں
خیال بھاٹکر اور ملتانی

۱۲-۳۰ پرکاش کور
لوک گیت اور گیت

۲-۲۰ غزلیں

شام

۵-۰۵ بلدیو راج : گیت

۵-۱۵ اتم سنگھ بھولا ناتھ
لوک گیت

۷-۴۵ نثار حسین خاں
خیال آبھوگی

۹-۰۰ آدھونک ہندی کویتا اور دھول
ہندی وارتا

۹-۲۵ سگم سنگیت

۹-۳۰ ہندی میں ناٹک

۱۰-۱۵ رجنی دیوی : لوک گیت

۱۰-۳۰ ڈی کے مترا
ستار پر راگ بھوپالی
ملک ارجن منصور
خیال گوڑ ملہار

ہفتہ ۲۹ر اگست

صبح

۶-۴۵ شبد

۷-۱۵ نیلم ساہنی : غزلیں

۷-۳۰ علی حسین اور ساتھی
شہنائی پر راگ بھیروی

۸-۲۰ نعتیں

۸-۵۰ سریندر کوہلی : گیت

۹-۱۵ بھیم سین : بھجن

دوپہر

۱۲-۰۰ علی حسین خاں اور ساتھی
شہنائی پر دادرا

۱۲-۱۵ بھیم سین : غزلیں

۱۲-۳۰ لوک رنگ
لوک گیتوں کا پروگرام

۲-۲۰ غزلیں

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت

۵-۱۵ رام ناتھ پوری اور ساتھی
لوک گیت

۷-۴۵ کرشنا کلے، وینا بخشی اور
بھوشن مہتہ، گیت اور غزل

۸-۰۰ پنجابی وارتا

۸-۱۰ سریندر کوہلی : پنجابی گیت

۸-۳۰ سگم سنگیت

۹-۳۰ سنگیت کا نیشنل پروگرام
پدما وندن : وینا

اتوار ۳۰ر اگست

صبح

۶-۴۵ آسادی وار
بھائی بخشیش سنگھ راگی
اور ساتھی

۷-۱۵ غزلیں

۷-۳۰ سیارام تیواڑی
آلاپ، دھرپد
الہیہ بلاول اور بھجن

۸-۲۰ مسیحی بھجن

۸-۵۰ گیت (ہندی)

۱۰-۱۵ آپ کی فرمائش

دوپہر

۱۲-۰۰ سیارام تیواڑی
آلاپ اور دھرپد
برندا بنی سارنگ

۱۲-۱۵ سگم سنگیت

۲-۲۰ غزلیں

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت

۵-۱۵ کلونت سنگھ بیدی
لوک گیت

۷-۴۵ جاگرت
پنجابی میں گھریلو سلسلہ وار
فیچر پروگرام

۸-۲۵ سگم سنگیت

۱۰-۰۰ شبد

پیر ۳۱ر اگست

صبح ۷-۱۵ سگم سنگیت

۷-۳۰ سوہن سنگھ : خیال بہاگ

۸-۲۰ رمیش رنگیلا اور ساتھی
لوک گیت

۸-۵۰ سگم سنگیت

۹-۱۵ جھلکی
(طنز و مزاح کا پروگرام)

دوپہر

۱۲-۰۰ تہاڈی پسند
(سننے والوں کی پسند پر پنجابی گیت)

۱۲-۳۰ ہندی گیت

۲-۲۰ غزلیں

شام

۷-۴۰ روزگار سماچار

۸-۰۰ ہندی میں وارتا

۸-۲۵ سگم سنگیت

۸-۳۰ پنجابی میں ناٹک

۱۰-۱۵ ستیش چندر : لوک گیت

۱۰-۳ سوہن سنگھ
خیال چھایا نٹ

بقیہ : لکھنؤ

۱-۱۰ آج اتوار ہے
ماتم پرسی : جھلکی
مصنف : کمل کشور سکسینہ

شام

۵-۴۵ عظیم اللہ اور پارٹی
غزلیں

۸-۱۵ پرا دیشک سماچار درشن

۹-۳۰ ٹوورڈس دی نیو
سورسیز آف انرجی
انٹرویو، پروفیسر کرشن جی

۱۰-۰۰ این راجم : وائلن وادن

پیر ۳۱ر اگست

صبح

۷-۴۵ اور شب ۸-۱۵
دیپتی وشواس : غزلیں

۹-۱۰ اور شب ۱۰-۳۰
غلام وارث قادری
سارنگی وادن

شام

۵-۴۵ رویندر سنگیت

۸-۳۰ پدماوتی گوکھلے : ٹھمری

۱۰-۰۰ کوی گوشٹھی

روہتک

میٹر ۲۲۶ء۴ ، ۲۶۲ میٹر ۱۳۲۳ کلو ہرٹز

پہلی مجلس ۶-۲۵ سے ۱۰-۰۵ تک (اتوار ۹-۱۵ تک) دوسری مجلس ۱۲-۳۰ سے ۳-۱۰ تک

تیسری مجلس ۵-۳۰ سے ۱۰-۰۰ تک (ہفتہ اتوار ۱۱-۰۰ بجے تک)

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۶-۳۰ وندنا
۶-۵۵ کھیتی کی باتیں
۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۲۵ ضلع کی چٹھی
۷-۵۰ ارچنا (بھگتی سنگیت)
۹-۴۰ سب رس

دوپہر
۱-۱ آپ کی فرمائش
(اتوار کے علاوہ)
۱-۴۰ اسکول براڈ کاسٹ

(ہفتہ اور اتوار کے علاوہ)
۲-۲۰ لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ پرادیشک سنگیت
(بدھ کے علاوہ)
۶-۳۰ گرامین سنسار (دیہاتی پروگرام)
۷-۳۰ اطلاعات
۷-۴۵ سنگیت سریتا
۹-۱۵ ایک فلم سے
(جمعرات کو آپ کا خط ملا)

اتوار ۱۶ اگست

صبح
۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
شیاما امرندن ، سگم سنگیت
۷-۲۵ کرنال ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ پی ایل گ بانگر کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ بچوں کیلئے پروگرام

دوپہر
۱۲-۳۰ ماری حکت
۱-۲ کھلا آکاش
۲-۲۰ جاگو رام بالمیکی اور اصغر حسین
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
خطوں کے جواب
۶-۱۰ مدھیہ پردیش کے گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار ۔ آپ کی پسند
جاگو رام بالمیکی لوک سنگیت
۷-۳۰ روزگار سوچنائیں (روزانہ)
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۳۰ پریتی ساگر ؛ سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'روٹی کپڑا اور مکان'
۹-۳۰ اپاہجوں پر مبنی ایک روپک
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۱۷ اگست

صبح
۷-۱۰ ہری سندھو ؛ سگم سنگیت
۷-۲۵ گوڑگاؤں ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
کندن لال شرما ، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ ، دوپہر ۲-۲۰
مانگے رام میراثی اور ہزاری لال
لوک سنگیت
۸-۴۰ چھٹی جماعت کیلئے درس

دوپہر
۱۲-۳۰ ملے جلے گانے
۱-۰۰ ورندگان

شام
۵-۳۰ رفتار زمانہ
۶-۱۰ اترپردیش کے گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
مانگے رام میراثی : لوک گیت
۷-۴۵ منادے : گیت
۸-۰۰ انگریزی تقریر
۸-۳۰ ہری سندھو ، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'عبداللہ'

منگل ۱۸ اگست

صبح
۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
آشا گپتا : سگم سنگیت
۷-۲۵ جیند ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ ستیش کمار ، شہنائی
۸-۲۰ ، دوپہر ۲-۲۰
چاند دلال ، ابھے رام وساتھی
لوک سنگیت
۸-۳۰ ساتویں جماعت کیلئے درس

دوپہر
۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ ورندگان

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
میری پسند کے گیت
۶-۱۰ کشمیر کے گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
چاند دلال ، لوک سنگیت
۸-۰۰ کلام شاعر
۸-۳۰ جگجیت سنگھ اور چترا سنگھ
سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'بسنت بہار'
۹-۳۰ انگریزی میں تبادلہ خیال
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۱۹ اگست

صبح
۷-۱۰ غلام علی ، سگم سنگیت
۷-۲۵ کوروکشیتر ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ پرکاش وڈھیرا ، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ ، دوپہر ۲-۲۰
ہردھیان سنگھ اور بلبیر سنگھ
لوک سنگیت
۸-۴۰ آٹھویں جماعت کیلئے درس

دوپہر
۱۲-۳۰ گاتی بیکتی
۱- کتہ نیں

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ ننھے منے
۶-۳۰ گرامین سنسار
ہردھیان سنگھ ؛ لوک گیت
۷-۴۵ طلعت عزیز ، کلاسیکی موسیقی
۸-۰۰ ہندی تقریر
۸-۳۰ کنول سدھو ؛ سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'پلکوں کی چھاؤں میں'
۹-۳۰ چرچا کا وشے ہے
۱۰-۰۰ پرکاش وڈھیرا : بانسری

جمعرات ۲۰ اگست

صبح
۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
جیوتی چودھری ، سگم سنگیت
۷-۲۵ مہندرگڑھ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ چلتے چلتے
۸-۲۰ ، دوپہر ۲-۲۰
رام پرکاش تیلاوت ، بلونت سنگھ ،
امید سنگھ ، لوک سنگیت
۸-۴۰ نویں جماعت کیلئے درس

دوپہر
۱۲-۳۰ ایک رنگ
۱-۰۰ ورندگان

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
سرگم
۶-۱۰ ڈوگری گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ گھر آنگن
۸-۳۰ یونس ملک ؛ سگم سنگیت
۹-۱۵ آپ کا خط ملا
۱۰-۰۰ امجد علی خاں ، کلاسیکی موسیقی

جمعہ ۲۱ اگست

صبح
۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
اے ہری ہرن ، سگم سنگیت
۷-۲۵ سونی پت ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
غلام صادق خاں ، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ بھتے موہیا ، لوک سنگیت

٨-٣٠ پرائمری جماعتوں کیلئے درس

دوپہر

١٢-٣٠ دھرتی کے گیت
١-٠٠ ورندگان
٢-٢٠ بنتے مومیا، دیپ چند
لوک سنگیت

شام

٥-٣٠ یووا سنسار
٦-١٠ سندھی گیت
٦-٣٠ گرامین سنسار
بنتے مومیا : لوک گیت
٨-٠٠ کھیل جگت
٨-٣٠ سپرا بوس : سگم سنگیت
٩-١٥ ایک فلم سے ' دیوداس'
٩-٣٠ تیسرے پہر کی دھوپ' ناٹک

ہفتہ ٢٢ اگست

صبح

٧-١٠ طلعت عزیز : سگم سنگیت
٧-٢٥ سرسا ضلع کی چٹھی
٧-٣٠ ، رات ١٠-٠٠
سنگھ بندھو : کلاسیکی موسیقی
٨-٢٠ ، دوپہر ٢-٢٠
شام لال سانگی، چاند سالورے
لوک سنگیت

دوپہر

١٢-٣٠ پھر غنچے
١-٠٠ ورندگان
١-٣٠ اساتذہ کیلئے

شام

٥-٣٠ یووا سنسار
گیتوں بھری کہانی
٦-١٠ بھولے بسرے گیت
٦-٣٠ گرامین سنسار
شام لال سانگی : لوک گیت
٧-٤٥ وید سیٹھی : سگم سنگیت
٨-٠٠ ہریانہ درشن
٨-٣٠ محمد یعقوب : سگم سنگیت
٩-١٥ ایک فلم سے ' آنکھیں دیکھیں'
٩-٣٠ نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ٢٣ اگست

صبح

٧-١٠ ، شام ٧-٤٥
رما ڈوگرے : سگم سنگیت
٧-٢٥ فرید آباد ضلع کی چٹھی
٧-٣٠ ڈی وی پلسکر : کلاسیکی موسیقی
٨-٢٠ بچوں کیلئے پروگرام

دوپہر

١٢-٣٠ ناری جگت
١-٠٠ کھلا آکاش
٢-٢٠ پیارے ناتھ و ساتھی اور
اوم پرکاش : لوک گیت

شام

٥-٣٠ یووا سنسار
خطوں کے جواب
٦-١٠ پنجابی گیت
٦-٣٠ گرامین سنسار
آپ کی پسند
پیارے ناتھ و ساتھی : لوک گیت
٨-٠٠ آج اتوار ہے
٨-٣٠ شیلا دھر : غزلیں
٩-١٥ ایک فلم سے ' بڑی بہن'
٩-٣٠ ' اپنی اپنی کوٹھڑی' ناٹک
١٠-٠٠ پرانی فلموں سے

پیر ٢٤ اگست

صبح

٧-١٠ ، شام ٧-٤٥
شام بھٹیجہ : سگم سنگیت
٧-٢٥ روہتک ضلع کی چٹھی
٧-٣٠ ، رات ١٠-٠٠
مشتاق حسین خاں : کلاسیکی موسیقی
٨-٢٠ ، دوپہر ٢-٢٠
راج کمار اور گلاب سنگھ کھنڈیلوال
لوک سنگیت
٨-٤٠ چھٹی جماعت کیلئے درس

دوپہر

١٢-٣٠ ملے جلے گانے
١-٠٠ ورندگان

شام

٥-٣٠ یووا سنسار
٦-١٠ مدھیہ پردیش کے گیت
٦-٣٠ گرامین سنسار
راج کمار : لوک گیت
٨-٠٠ انگریزی تقریر
٨-٣٠ اندر نارائن : سگم سنگیت
٩-١٥ ایک فلم سے ' سسرال'
٩-٣٠ نیشنل پروگرام : تقریر

منگل ٢٥ اگست

صبح

٧-١٠ ، شام ٧-٤٥
مدن لال شرما : سگم سنگیت
٧-٢٥ حسار ضلع کی چٹھی
٧-٣٠ برج بھوشن کابرہ : کلاسیکی موسیقی
٨-٢٠ ، دوپہر ٢-٢٠
کوشلیا کادیان اور رام پرکاش
لوک سنگیت
٨-٤٠ ساتویں جماعت کیلئے درس

دوپہر

١٢-٣٠ لائبریری سے انتخاب
١-٠٠ ورندگان

شام

٥-٣٠ یووا سنسار
میری پسند کے گیت
٦-١٠ گرامین سنسار پنگھٹ
کوشلیا کادیان : لوک گیت
٨-٠٠ کلام شاعر
٨-٣٠ بیگم اختر : سگم سنگیت
٩-١٥ ایک فلم سے ' ہیرا لال پنا لال'
١٠-٠٠ پرانی فلموں سے

بدھ ٢٦ اگست

صبح

٧-١٠ منا ڈے : سگم سنگیت
٧-٢٥ انبالہ ضلع کی چٹھی
٧-٣٠ ، رات ١٠-٠٠
دیال سنگھ رام : کلاسیکی موسیقی
٨-٢٠ ، دوپہر ٢-٢٠
صوبے رام، چھتر سنگھ : لوک سنگیت
٨-٤٠ آٹھویں جماعت کیلئے درس

دوپہر

١٢-٣٠ گاتی چہکتی
١-٠٠ کترنیں

شام

٥-٣٠ یووا سنسار
٦-١٠ نغمے
٦-٣٠ گرامین سنسار
صوبے رام : لوک گیت
٧-٤٥ نند کشور : سگم سنگیت
٨-٠٠ ہندی تقریر
٨-٣٠ خالد : سگم سنگیت
٩-١٥ ایک فلم سے ' دو بیگھہ زمین'
٩-٣٠ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ٢٧ اگست

صبح

٧-١٠ ، شام ٧-٤٥
یش شرما : سگم سنگیت
٧-٢٥ بھوانی ضلع کی چٹھی
٧-٣٠ چلتے چلتے
٨-٢٠ ، دوپہر ٢-٢٠
سومیر سنگھ آریہ اور صوبے سنگھ
لوک سنگیت
٨-٤٠ نویں جماعت کیلئے درس

دوپہر

١٢-٣٠ ساز اور آواز
١-٠٠ ورندگان

شام

٥-٣٠ یووا سنسار
سرگم
٦-١٠ برج کے لوک گیت
٦-٣٠ گرامین سنسار
٨-٠٠ گھر آنگن
٨-٣٠ انور : غزلیں
٩-١٥ آپ کا خط ملا
١٠-٠٠ پرانی فلموں سے

جمعہ ٢٨ اگست

صبح

٧-١٠ ، شام ٧-٤٥
اجیت کور : سگم سنگیت
٧-٢٥ کرنال ضلع کی چٹھی
٧-٣٠ ، رات ١٠-٠٠
سری کانت باکرے : کلاسیکی موسیقی
٨-٢٠ امید سنگھ آریہ اور ساتھی
لوک سنگیت
٨-٣٠ گاندھی چرچا
٨-٤٠ پرائمری جماعتوں کیلئے درس
١٢-٣٠ دھرتی کے گیت
١-٠٠ ورندگان
٢-٢٠ امید سنگھ و ساتھی اور
جگدیش چندر شرما : لوک سنگیت

شام

٥-٣٠ یووا سنسار

۶-۱۰ ہماچل پردیش کے گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
امید سنگھ وساتھی ، لوک گیت
۸-۰۰ وکاس کلب
۸-۳۰ کے ایل سہگل ؛ سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے ' ہیر رانجھا'
۹-۳۰ ہیلتھ میگزین

ہفتہ ۲۹ اگست

صبح
۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
دیویندر سنگھ ؛ سگم سنگیت
۷-۲۵ گوڑگاؤں ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ نیاز احمد خاں، فیاض احمد خاں
کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ ، دوپہر ۲-۲۰
تیج رام اور شکنتلا دھیمہ
لوک سنگیت
۱۲-۳۰ پھر سنیے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ اساتذہ کیلئے
شام
۵-۳۰ یووانسار ؛ ڈراما
۶-۱۰ مدھیہ پردیش کے گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
تیج رام ، لوک گیت
۸-۰۰ ہریانہ درشن
۸-۳۰ اوشا سیٹھ ، غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے ' انمول گھڑی'
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

اتوار ۳۰ اگست

صبح
۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
منجو بترہ ؛ سگم سنگیت
۷-۲۵ جیند ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ عبدالحلیم جعفر خاں ، ستار

۸-۲۰ بچوں کیلئے پروگرام
۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۰۰ ورندگان
۲-۲۰ ستیہ دیو سانگ اور پیارے رام وساتھی
لوک سنگیت
شام
۵-۳۰ یووانسار
خطوں کے جواب
۶-۱۰ بھوجپوری گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
آپ کی پسند
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۳۰ شانتی واجپائی ، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے ' مدر انڈیا'
۹-۳۰ ہریانہ کی صنعتی ترقی
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۳۱ اگست

صبح
۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
راجکمار رضوی ؛ سگم سنگیت
۷-۲۵ کوروکشیتر ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
رویندر دیو ، ستار وادن
۸-۲۰ ، دوپہر ۲-۲۰
من پھول میرا اور مکش کمار
لوک سنگیت
۸-۴۰ چھٹی جماعت کیلئے درس
۱۲-۳۰ ملے جلے گانے
۱-۰۰ ورندگان
شام
۵-۳۰ یووانسار
۶-۱۰ کشمیری گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ انگریزی تقریر
۸-۳۰ سنندا پٹنائک ؛ سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے ' پھول اور پتھر'
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، تقریر

بقیہ - اردو سروس

خیال اور ترانہ میاں کی توڑی
رات
۸-۴۵ کلام شاعر ؛ از پرکاش فکر
۹-۰۰ حسن غزل
اینا بہ مشرا ، غزلیں

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
پرکاش وڈھیرہ
بانسری پر راگ جوگیا
امتیاز علی خاں، اعجاز خاں
خیال اور ترانہ مدھ کلیان

شملہ

۳۸۹ء۶ میٹر ۷۷۰، کلو ہرٹز
صبح ۵-۴۵ سے ۷-۳۰ ، ۶۰۷۴ کلو ہرٹز
صبح ۷-۴۵ سے ۹-۲۰ اور ۹-۴۵ سے ۴-۴۵ ، ۵-۳۵ ، ۶۰۲۰ کلو ہرٹز
شام ۵-۰۰ سے ۶-۱۵ اور ۶-۰۰ سے رات ۱۲-۰۰ ، ۳۲۲۳ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵ اور ۲-۱۰ شام ۶-۰۵ رات ۸-۴۵ اور صرف ہفتہ ۱۱-۱۰
انگریزی صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ ، ۲-۰۰ رات ۹-۰۰ اور صرف ہفتہ ۱۱-۰۵
سنسکرت صبح ۷-۰۰ اردو صبح ۸-۵۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۶-۳۵ گیان وندو اور وندنا
۶-۵۵ کھیتی باڑی
۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۳۰ ساماینکی
۷-۴۵ پہاڑی سنگیت
۹-۰۰ راجیہ کی چٹھی
۹-۳۰ اختتام
دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
۱۲-۲۰ اختتام (سوائے اتوار)
۱-۱۰ فوجی بھائیوں کیلئے پروگرام
۲-۳۰ کھیتی چرچا اور موسم
۲-۳۰ سب رنگ
۳-۰۰ اختتام
شام
۵-۰۰ ہماچل پروگرام
لاہول سپتی (اتوار، منگل، جمعہ)
کنری پروگرام (پیر، جمعرات)

چمباپانگی پروگرام (بدھ، ہفتہ)
۵-۳۰ کلوی پروگرام (اتوار، بدھ)
مہاسوی پروگرام (پیر، جمعہ)
سرموری پروگرام (منگل، ہفتہ)
چنومنو (جمعرات)
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی/
پہاڑی دھن
۶-۱۵ کانگڑی پروگرام (اتوار، جمعرات)
منڈیالی پروگرام (پیر، جمعہ)
بلاسپوری پروگرام (منگل، ہفتہ)
خواتین کیلئے (بدھ)
۶-۱۰ مقامی اعلانات اور
پروگراموں کا خلاصہ
۶-۴۵ علاقائی خبریں
۷-۰۵ کرشی جگت
۷-۳۵ گرامین یوواؤں کیلئے
۸-۰۰ دھارا رے گیت
۱۰-۳۰ اختتام
(ہفتہ منگل ہفتہ کو ۱۱-۰۵ بجے)

اتوار ۲۳ اگست

صبح
۶-۴۵ اس ماس کا گیت
۸-۲۰ آپ کی چٹھی آپ کی فرمائش
۹-۰۵ پہاڑی دھن
۹-۱۰ لوک روچی سماچار
۹-۱۵ ان دنوں
۹-۳۰ ساز اور آواز
۹-۴۵ وگیان اور جیون
۱۰-۰۰ یووا وانی
۱۱-۰۰ ہندی ڈراما
دوپہر
۱۲-۳۰ بال گوپال
۲-۳۰ ونیتا منڈل
شام
۶-۵۵ روزگار سماچار (روزانہ)

۷-۲۵ سوپان : ریڈیو پتریکا
خاندان کی بہبودی کا پروگرام
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی

۹-۱۵ قانون اور ونیکتی
۹-۳۰ گیت پہاڑا رے
فرمائشی پہاڑی گیتوں کا پروگرام

پیر ۱۷ اگست

صبح
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۵ ساہتیہ ویلا
۹-۰۵ بھولے بسرے گیت
رات
۸-۱۵ اسپورٹس نیوز ریل
۸-۲۵ خاندان کی بہبودی کا پروگرام
انسٹرویوز پر مبنی
۸-۳۵ دلیش گان
۹-۱۵ جگیاسا
۹-۳۰ ہندی بات چیت
۹-۴۵ سنگم سنگیت
۱۰-۰۰ کلاسیکی موسیقی

منگل ۱۸ اگست

صبح
۷-۴۰ سنگیت
خاندان کی بہبود پر مبنی گیت
۸-۲۰ ، رات ۸-۱۵
سنگم سنگیت
۹-۱۵ چنیکا
شام
۶-۰۰ سامانیک چرچا
۷-۰۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی
۸-۲۵ سب رس
۹-۱۵ ہماری وکاس یاترا
۹-۳۰ ہندی میں بات چیت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۹ اگست

صبح
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ دلیش گان
۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۰۵ ایک فلم کے گیت

شام
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۶-۱۵ مہیلا ستمبان
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سنگم سنگیت
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۵ گھر آنگن
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ آپ کے انورودھ پر
نئی فلموں سے فرمائشی گیت

جمعرات ۲۰ اگست

صبح
۷-۴۰ دلیش گان
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر : بات چیت
۹-۰۵ ایک کلاکار
شام
۶-۰۰ اس ماس کا گیت
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ بھگتی سنگیت
۹-۱۵ آپ کا پتہ ملا
۱۰-۰۰ ہندی بات چیت

جمعہ ۲۱ اگست

صبح
۷-۱۰ پرارتھنا سبھا
۷-۴۵ ترنگ ، کویتا پاٹھ
۷-۵۵ ہمنے کی بات
۸-۲۰ ، رات ۸-۲۵
سنگم سنگیت
۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۰۵ محفل
شام
۶-۰۰ سامانیک چرچا
۷-۰۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی
۸-۱۵ سماچار درشن
۹-۱۵ ہندی تقریر
۱۰-۰۰ من بھاون
پرانی فلموں سے فرمائشی گیت

ہفتہ ۲۲ اگست

صبح
۷-۴۰ گیت

۸-۲۰ سیاحوں کیلئے
۹-۰۵ رس دھارا
شام
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۷-۲۶ گیت
۸-۱۵ سنگم سنگیت
۸-۲۵ فلم سنگیت
۹-۱۵ ہیم درشن
علاقائی ریڈیو نیوز ریل
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ۲۳ اگست

صبح
۷-۴۰ اس ماس کا گیت
۸-۲۰ آپ کی چٹھی آپ کی فرمائش
۹-۰۵ فلمی دھن
۹-۱۰ لوک روچی سماچار
۹-۱۵ اِن دنوں
۹-۳۰ ساز اور آواز
۹-۴۵ وگیان جیون
۱۰-۰۰ یووا وانی
۱۱-۰۰ ہندی ڈرامہ
دوپہر
۱۲-۳۰ بال گوپال
شام
۶-۰۰ پہاڑی دھن
۷-۳۵ خاندان کی بہبودی پر مبنی پروگرام
۷-۴۰ اساتذہ کیلئے

۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۱۵ جھلکی
۹-۳۰ گیت پہاڑا رے
پہاڑی گیتوں کا فرمائشی پروگرام

پیر ۲۴ اگست

صبح
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ شبد
۸-۳۵ ساہتیہ ویلا
۹-۰۵ بھولے بسرے گیت
۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس
۸-۲۵ خاندان کی بہبودی کا پروگرام
۹-۱۵ انگریزی تقریر
۹-۳۰ ہندی بات چیت

۹-۴۵ سنگم سنگیت
۱۰-۰۰ کلاسیکی موسیقی

منگل ۲۵ اگست

صبح
۷-۴۰ سنگیت
خاندان کی بہبود پر مبنی گیت
۸-۲۰ ، رات ۸-۱۵
سنگم سنگیت
۸-۳۵ علاقائی سنگیت
۹-۰۵ چنیکا
شام
۶-۰۰ سامانیک چرچا
۷-۰۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی
۸-۲۵ سب رس
۹-۱۵ خاندان کی بہبود پر مبنی پروگرام
۹-۳۰ ہندی بات چیت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۶ اگست

صبح
۷-۱۰ کرناٹک سنگیت
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ ٹھمری ، دادرا
۸-۳۵ سنسکرت کویتا پاٹھ
۹-۰۵ ایک فلم کے گیت
شام
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۶-۱۵ مہیلا ستمبان
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سنگم سنگیت
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۵ گھر آنگن
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ آپ کے انورودھ پر
نئی فلموں کے گیت

جمعرات ۲۷ اگست

صبح
۷-۴۰ دیش گان
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر : بات چیت
۹-۰۵ ایک کلاکار
رات
۸-۱۵ غزلیں

۸-۲۵ بھگتی سنگیت
۹-۱۵ آپ کا پتر ملا

جمعہ ۲۸ اگست

صبح
۷-۳۰ دلیش گان
۷-۵۵ سینے کی بات
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر : بات چیت
۹-۰۵ ایک کلاکار

شام
۶-۰۰ سامانیک چرچا
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۱۵ ہندی تقریر
۹-۳۰ ڈرامہ
۱۰-۰۰ من بھاون
پرانی فلموں سے فرمائشی گیت

ہفتہ ۲۹ اگست

صبح
۷-۳۰ گیت
۸-۲۰ دلیش گان
۸-۳۰ انگریزی سبق
۹-۰۵ رس دھارا

شام
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۷-۲۵ سگم سنگیت
۸-۲۵ فلم سنگیت
۹-۰۵ ہیم درشن
علاقائی ریڈیو نیوز ریل
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ۳۰ اگست

صبح
۷-۳۰ اس ماس کا گیت
۸-۳۰ آپ کی چٹھی آپ کی فرمائش
۹-۰۵ پہاڑی دھن
۹-۱۰ لوک روچی سماچار
۹-۱۵ ان دنوں
انشورنس پر مبنی پروگرام
۹-۳۰ ساز اور آواز
۹-۴۵ وگیان او جیون
۱۰-۰۰ یووا وانی
۱۱-۰۰ ہندی ڈرامہ
۱۱-۳۰ کوی گوشٹھی

دوپہر
۱۲-۳۰ بال گوپال

شام
۶-۰۰ پہاڑی دھن
۶-۱۵ کانگڑی پروگرام
۷-۲۵ خاندان کی بہبودی کا پروگرام
کوی گوشٹھی
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۱۵ جھلکی
۹-۳۰ گیت پہاڑ رے
پہاڑی گیتوں کا فرمائشی پروگرام

پیر ۳۱ اگست

صبح
۷-۳۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ شبد
۸-۲۵ ساہتیہ ویلا
۹-۰۵ بھولے بسرے گیت

شام
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۶-۱۵ منڈیالی پروگرام
۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس
۸-۲۵ خاندان کی بہبودی پر مبنی پروگرام
۹-۱۵ مارچ آف سائنس
۹-۳۰ ہندی بات چیت

بقیہ :— دہلی

۷-۵۰ سنگم : سندھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
بھوجپوری لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵، ۳-۲۰
اقبال سنگھ : گیت
۳-۳۰ شاستریہ سنگیت

شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
اوما گرگ : گیت، بھجن
۹-۳۰ انگریزی تقریر

جے پور، اجمیر، بیکانیر، اودے پور، جودھپور

جے پور الف ۲۰۳/۲ میٹر ۱۴۷۶ کلو ہرٹز، اجمیر ۴۹۷/۵ میٹر ۶۰۳ کلو ہرٹز
جے پور ب ۲۳۶/۴ میٹر ۱۲۶۹ کلو ہرٹز، بیکانیر ۲۱۵/۱ میٹر ۱۳۹۵ کلو ہرٹز
اودے پور ۲۶۶/۶ میٹر ۱۱۲۵ کلو ہرٹز، جودھپور ۵۴۴/۹ میٹر ۵۳۱ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵، ۲-۴۵، ۲-۵۵، شام ۵-۰۰، ۶-۰۵، ۷-۰۰، رات ۸-۴۵
(پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۱۱-۰۵ بجے)
انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰، دوپہر ۱۲-۰۰ (صرف اتوار) ۱-۱۰، ۲-۰۰ شام ۶-۰۰، رات ۹-۰۰
(پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۱۱-۰۰ بجے)
صوبائی خبریں (ہندی) صبح ۹-۰۵، شام ۵-۰۰، (راجستھانی) شام ۷-۱۵
سندھی میں خبریں: صبح ۸-۴۰، شام ۶-۱۵
سنسکرت میں خبریں: صبح ۷-۰۰، شام ۶-۱۰
ہندی میں سماچار پتر: صبح ۹-۰۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

۶-۰۰ منگل دھونی: وندے ماترم
۶-۳۵ وندنا
۷-۰۵ روپ ریکھا اور موسم
۷-۱۰ کرساں ری بات: بازار بھاؤ (روزانہ)
۷-۲۰ رامائن پاٹھ
۷-۳۰ سامانیک
۸-۵۰ رس دھارا (سوائے اتوار)
سور گنگا (اتوار)
۱۰-۱۵ اختتام (سوائے ہفتہ، اتوار)
(ہفتہ کو ۹-۰۵ اور اتوار ۱۰-۳۰
۱۱-۰۰)
۱-۵۰ کرشی لوک اور موسم (سوائے اتوار)
۳-۱۰ اختتام

شام
۵-۰۵ یووا وانی (نوجوانوں کے لیے پروگرام)
۶-۰۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ
۷-۲۵ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ کرشکوں کے لیے (کسانوں کے لیے پروگرام)
۱۰-۳۰ اختتام (بدھ، جمعرات، جمعہ)
۱۱-۱۰ اختتام (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار)

اتوار ۲۶ اگست

صبح
۶-۳۵ وندنا (روزانہ)
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
روی موہن بھٹ : وائلن پر ابھیر بھیرو
۹-۱۵ مکل (بچوں کیلئے)
(۱) اس ماس کا گیت
(۲) پرشن اتر کاریہ کرم (اتہاس)
(۳) 'اونٹ اور مینڈک' پد کتھا
تحریر : تاراچند
(۴) 'یہ چمن ہمارا ہے'
تقریر از شانتا گپتا
۱۰-۰۰ سندھی پروگرام
'ہے ری اسندی سیر' ناٹک
تحریر : ڈھولک گری
ہدایت : موہن مہر چندانی
۱۲-۰۰ میلا جگت
کاریہ شیل مہیلاؤں کیلئے
کوتری گوشٹھی : ڈاکٹر راجکماری کول
شانتا بالا، ارچنا بھٹناگر اور
ڈاکٹر سدیش بترہ
۱۲-۳۰ 'دکھاوا' جھلکی
تحریر : رمیش کمار رنگانی

شام
۵-۰۵ یووا وانی

(۱) پتروا تر
(۲) جیون ہنسنے کا نام
(۳) نوترنگ : پرمود کمار ماتھر
۵-۵۵ روزگار سوچنائیں (روزانہ)
۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت
روی لوہن بھٹ ، وائلن پر کروانی

پیر ۱۷ راگست

صبح
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
بی این ہری ساگر : خیال پربھا بلاول
۸-۲۰ رتن کنور گہلوت ، لوک گیت
۸-۳۰ ، شام ۶-۴۵
سنیتا بنرجی : گیت/غزلیں
۹-۱۰ ، دوپہر ۱-۳۰
گوری دیوی : لوک گیت
۹-۲۰ چمن لال کی سنگیت رچنائیں
شام
۵-۰۵ یووا وانی
(۱) شرت کام سماج وادی ارتھ ویوستھا اور بھارت' پریچرچا ئیں
(۲) اوما شنکر ماتھر : سگم سنگیت
(۳) ارون کمار سنگھ راٹھور : کاویہ پاٹھ
۶-۳۰ شاستریہ سنگیت
بی این ہری ساگر : خیال بیٹ دیپ
۸-۰۰ کھلا آکاش
وبھن جل جنتو ، سوفش .
تحریر : بی ایس اگروال

منگل ۱۸ راگست

صبح
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
نیاز احمد خاں : ستار پرا ہیر للت
۹-۱۰ ، دوپہر ۱-۴۰
رمضان خاں : لوک گیت
۹-۲۰ ، شام ۶-۴۵
ایف سی پنوار : گیت ، غزلیں
شام
۵-۰۵ یووا وانی
(۱) یووا پسند
(۲) سنیوگ . کہانی
از شمشیر سنگھ پہاڑی
(۳) کاویہ پاٹھ از سریش گپتا
(۴) نیم وادان : انیل سنہا

۶-۳۵ نارائنی دیوی : لوک سنگیت
۸-۰۰ کھلا آکاش
انیکتا کی مالا میں ایکتا کے موتی
ونگال ، بی پی جوشی
۸-۱۵ یوراک سندھروتما پرلوش ریتی رواج'
تقریر از کماری نیلم گپتا
۹-۳۰ ندھی پروگرام
سماجی فرمائش
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
وینا ناتھ : گائن

بدھ ۱۹ راگست

صبح
۸-۳۰ ، رات ۱۰-۴۵
سگم سنگیت
محمد حسین ، غزلیں
۹-۱۰ احمد خاں : لوک گیت
۹-۲۰ گوری مدنی گھاٹ : سگم سنگیت
دوپہر
۱-۳۰ اندر کمار شرما : لوک سنگیت
شام
۵-۰۵ یووا وانی
(۱) 'ہندی فلمیں' انگریزی میں گفتگو
(۲) راجستھانی لوک گیت ، وندنا
(۳) پریوار کلیان کی اور سے
(۴) راجستھلی سے چین
۶-۳۰ سندھی پروگرام
'ذری ریتھنی نتاں نی دار'
یوواؤں کیلئے
(۱) تقریر
(۲) کہانی
(۳) کاویہ پاٹھ
(۴) سموہ گان
۸-۰۰ کھلا آکاش
مستقل کا جن جیون ریتی رواج
تقریر از اشوک شرما
۹-۳۰ 'بلیو پرنٹ' ناٹک
تحریر : روی کمار ڈیسائی
۱۰-۱۵ گوری مدلیار : بھجن
۱۰-۳۰ ہری اوم ورما : راجستھانی گیت

جمعرات ۲۰ راگست

صبح
۷-۵۰ دیووانی

'شاکنتلم میں شکنتلا کا چرتر چترن'
تقریر از ویدمراری لال مشر
۸-۳۰ 'شتیج کیوں دور ہے ہم سے'
ہندی تقریر
۸-۳۰ سبدھ سنگیت
ڈاکٹر اندو شیکھر
۹-۱۰ ، دوپہر ۱-۴۰
آر کے ویاس ، لوک گیت
۹-۵۰ ، شام ۶-۵۰
عبدالعزیز : کلارنٹ پر دھن
دوپہر
۱-۱۰ مہیلا جگت
(۱) 'بچے کے جنم کی تیاریاں اور ساودھانیاں' تقریر از ڈاکٹر اجے اگروال
(۲) گیت
(۳) پریوار کلیان کی اور سے
شام
۵-۰۵ یووا وانی
(۱) 'پردوشن پر ایک بڑھتی ہوئی سمیا'
کماری رینو
(۲) نشار احمد : سگم سنگیت
(۳) گرام دیپ
۸-۰۰ کھلا آکاش
'کیا ہمیں معلوم ہے گندگی کیوں بڑھ رہی ہے؟'
تقریر از منوہر ورما

جمعہ ۲۱ راگست

صبح
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
آر ایم ماگاؤنکر : خیال بیراگی
۸-۳۰ آسکرن شرما ، گیت
۹-۱۰ بیلی دیوی ، لوک گیت
۹-۲۰ ، شام ۶-۴۵
احمد حسین : غزلیں
دوپہر
۱-۳۰ سوہن لال لوک سنگیت
شام
۵-۰۵ یووا وانی
یووا پسند
(۲) جو دھپور کیندر سے
(۳) پربھا بھنڈاوت اور ساتھی
ستار پر گلبندی
۶-۳۵ شاستریہ سنگیت

آر ایم ملگاؤنکر : خیال بھیم
۸-۰۰ کھلا آکاش
آپ نے پوچھا تھا
۹-۳۰ 'اسی موا وپر' ناٹک
تحریر : وجے کمار دلشت

ہفتہ ۲۲ راگست

صبح
۸-۳۰ ، ۹-۱۰
سندلتا شرما ، لوک گیت
۹-۲۰ مہندر سنگھ ، غزل
دوپہر
۱-۳۰ کلیان پارٹی ، لوک گیت
شام
۵-۰۵ یووا وانی
(۱) پریسر
(۲) ابھرتے سور
نلنی گپتا ، سگم سنگیت
(۳) 'رنگ شالہ' ناٹک
رات
۸-۰۰ 'کہکشاں' اردو پروگرام
(۱) 'کیا آج کے عرب میں غیر خارجی رجحانات تقویت پا رہے ہیں؟' مذاکرہ
شرکا : ڈاکٹر ثاقب رضوی ، ڈاکٹر فیروز احمد ، ڈاکٹر روشن افتر ناظمی
(۲) کلام شاعر : عبدالجبار عزیز
(۳) غزل
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی
(۱) پریم تلم
(۲) اندو لال : سارنگی

اتوار ۲۳ راگست

صبح
۷-۳۰ ستیہ نارائن شرما ، وائلن پر للت
۹-۱۵ 'مکل' بچوں کیلئے پروگرام
(۱) اس ماس کا گیت
(۲) 'کرتویہ' کہانی از اوم پرکاش انعود
'پتنگ کے اثر'
(۳) جودھپور کیندر سے
جناشتی پرویشش
دوپہر
۱۲-۰۰ مہیلا جگت ، کاریہ شیل مہلاؤں کیلئے
(۱) مجھے پرتیکشا ہے ورش جنم کی
(ناری شوشن کے ورود ھ میں) تقریر

از ڈاکٹر موہنی شرما

(۲) گیت

(۳) 'سجاوٹ کے پودے اور دیکھ بھال'

تقریر از اوم پرکاش کامرا

۱۲-۳۰ 'گنی استاد' جھلکی

از جے سنگھ ایس راٹھور

شام

۵-۰۵ یووا وانی

(۱) پتر واتر

(۲) جیون ہنسنے کا نام

(۳) نوترنگ - فلمی گیت ، اپنی پسند

پیشکش : رینو ورما

۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت

ستیہ نارائن شرما : وائلن پر سامو گری

پیر ۲۴ اگست

صبح

۷-۳۰ شاستریہ سنگیت

پرتاپ سنگھ چوہان ، ستار پر بھیروی

۸-۲۰ ارملا کھنہ ، لوک گیت

۸-۳۰ ، شام ۶-۴۵

مانگی لال پنوار : گیت / بھجن

۹-۱۰ ، دوپہر ۱-۳۰

پشپا دیاس ، لوک گیت

۹-۲۰ نرملا دیوی : غزل

شام

۵-۰۵ یووا وانی

روپک : انسٹرولوز پر مبنی

(۲) بھاونا لانکر : سگم سنگیت

(۳) ایکامسنے ، چندر پال سنگھ

۶-۳۰ پرتاپ سنگھ چوہان ، ستار پر ملتانی

۸-۰۰ کھلا آکاش ، وچتر جل جنتو

'میگھ فش' تقریر از امر کے جین

منگل ۲۵ اگست

صبح

۷-۳۰ ایل ایم کلتھ وائے ، خیال دلش

۹-۱۰ ، دوپہر ۱-۴۰ ، شام ۶-۲۵

شکنتلا ماتھر ، لوک گیت

۹-۲۰ ، شام ۶-۴۵

وینا پانی رستوگی ، گیت / غزلیں

شام

۵-۰۵ یووا وانی (۱) یووا پسند

(۲) 'دوشی کون ؟' کہانی از ونود کمار

(۳) سنیل وتسونی ، کاویہ پاٹھ

(۴) تار سپتک

شیر خاں ، اکیڈین پر دھن

۸-۰۰ کھلا آکاش

'انیکتا کی مالا میں ایکتا کے موتی آسام'

تقریر از منجو اگروال

۸-۱۵ 'پریوار کلیان' ہندی تقریر

۹-۳۰ سندھی پروگرام

(۱) تنہا جی چٹھی ملی

(۲) سگم سنگیت

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

ایس آر کلکرنی ، دلربا

بدھ ۲۶ اگست

صبح

۸-۳۰ ، رات ۱۰-۴۵

سگم سنگیت

۹-۱۰ لوک گیت

۹-۲۰ ریحانہ مرزا ، غزلیں

۱-۳۰ کملیش کساری ، لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ یووا وانی

(۱) دیویندر نگم ، انگریزی نظم خوانی

(۲) گیتا اگروال ، لوک گیت

(۳) کھیل اور کھلاڑی

(۴) پریوار کلیان کی اور سے

۶-۳۰ سندھی پروگرام

(۱) تقریر

(۲) سگم سنگیت

۸-۰۰ کھلا آکاش

مرو ستھل - یاجن جیون

۹-۳۰ 'بکرا' ناٹک

تحریر : حمید

۱۰-۱۵ شانتا ورما ، بھجن

۱۰-۳۰ راجستھانی گیت

جمعرات ۲۷ اگست

صبح

۷-۵۰ دیو وانی

تقریر از ڈاکٹر مدن موہن شرما

۸-۳۰ 'پریوار کلیان' ہندی تقریر

۹-۱۰ لوک گیت

۹-۲۰ ، شام ۶-۵۰

سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ مہلا جگت

(۱) جو نہ کہا جا سکا

(۲) جلدی میں ہے

(۳) گیت

(۴) پریوار کلیان کی اور سے

۱-۳۰ موہن سنگھ ، لوک گیت

شام

۵-۰۵ یووا وانی

(۱) تقریر

(۲) سگم سنگیت

(۳) گرام دیپ

۸-۰۰ کھلا آکاش

'کیا ہمیں معلوم ہے ؟'

ترتیب : ڈاکٹر بی کے سنگھ

جمعہ ۲۸ اگست

صبح

۷-۳۰ افضل حسین : ٹھمری ، دادرا

۸-۳۰ گیت اور غزل

۹-۱۰ پربھات کساری چوہان ، لوک گیت

۹-۲۰ ، شام ۶-۴۵

چرنجی لال ، گیت / گیت اور بھجن

دوپہر

۱-۳۰ موہن سنگھ ، لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ یووا وانی

(۱) یووا پسند

(۲) جودھپور کیندر سے

(۳) نیل کمل بھٹناگر ، گٹار وادن

۶-۲۵ افضل حسین : دادرا

۸-۰۰ کھلا آکاش ، آپ نے پوچھا تھا

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، فیچر

ہفتہ ۲۹ اگست

صبح

۸-۲۰ جناردن بنا ، کتھا لوک

۸-۳۰ ، ۹-۱۰

پھلکو بائی اور ساتھی ، لوک گیت

۹-۲۰ نیلم ساہنی ، گیت ، غزل

دوپہر

۱-۳۰ وشوا آنند وششٹھ ، لوک گیت

شام

۵-۰۵ یووا وانی

(۱) پریسر

(۲) سگم سنگیت

(۳) 'ملن' کہانی از اشوک کمار شرما

(۴) بابو خاں ، طبلہ وادن

۸-۰۰ 'کہکشاں' اردو پروگرام

(۱) 'عربی سے ہندی قریب'

تقریر از مدبر علی زیدی

(۲) غزل

(۳) کلامِ شاعر ، انعام شرد

اتوار ۳۰ اگست

صبح

۸-۲۰ سور گنگا

۹-۱۵ 'مکل' بچوں کیلئے

(۱) اس ماس کا گیت

(۲) بال منچ

بے بی فریدہ : طبلہ وادن

غزل - کہانی

۱۰-۰۰ سندھی پروگرام

دوپہر

۱۲-۰۰ مہلا جگت

(۱) شادی کا سروپ کتنا بدلیں

(۲) گیت

(۳) اور ناٹک ادھورا رہ گیا

شام

۵-۰۵ یووا وانی

(۱) جیون ہنسنے کا نام

(۲) نوترنگ

۷-۲۰ کرشکوں کیلئے

۸-۰۰ انگریزی تقریر

۱۰-۰۰ مشاعرہ ، خداداد مونس

پیر ۳۱ اگست

صبح

۸-۲۰ احمد خاں ، لوک گیت

۸-۳۰ کے این پروہت ، گیت

۹-۱۰ لوک گیت

۹-۲۰ راجندر مہتہ ، گیت اور غزل

دوپہر

۱-۳۰ سونی بائی

شام

۵-۰۵ یووا وانی

(۱) سگم سنگیت

(۲) کوی گوشٹھی

۶-۴۵ کے این پروہت ، گیت اور بھجن

۸-۰۰ کھلا آکاش

نہ، بھاگلپور، دربھنگہ

پٹنہ ۴۸۳،۰۹ میٹر ۶۲۱ کلو ہرٹز
بھاگلپور ۲۰۵،۱۷ میٹر ۱۴۵۸ کلو ہرٹز
دربھنگہ ۲۳۱،۳۰ میٹر ۱۲۹۶ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱۱-۰۵، ۲-۰۰، شام ۶-۰۵
رات ۸-۴۵ (۱۱-۰۵ صرف ہفتے کو)
اردو میں خبریں: صبح ۸-۵۰، رات ۹-۰۵
انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰، دوپہر ۱۱-۰۰، رات ۹-۰۰ (۱۱-۰۰ صرف منگل کو)

ردو پروگرام روزانہ صبح ۸-۴۰ سے ۹-۴۵ تک

اتوار ۱۶ اگست

کرشی چرچا (روزانہ)
وندنا (روزانہ)
مانس گان (روزانہ)
کرشن داس گپتا، شاستریہ سنگیت
، شام ۶-۴۵
سیتارام سنگھ: سگم سنگیت
بال منڈلی
'گھیرے سے باہر' ناٹک
ہندی روپانتر کار: الیس سامو
آپ کی پسند
'بھارتی' میتھلی پروگرام
'شاک' مزاحیہ ہندی جھلکی
تحریر: بی ایس رستوگی
نویدن ہے
ہندی تقریر
شت دل

پیر ۱۷ اگست

شردرانی: شاستریہ سنگیت
، شام ۶-۱۵
انجلی جا: سگم سنگیت
فلم سنگیت

۱ - ۲۰ لوک گیت
۲ - ۲۰ غزل
شام
۵ - ۳۰ آرتی: بھوجپوری پروگرام
۷ - ۴۵ ہندی تقریر
۹ - ۴۵ روندر سنگیت
۱۰ - ۰۰ شاستریہ سنگیت
علی اکبر خاں: سرود

منگل ۱۸ اگست

صبح
۷ - ۰۵ شاستریہ سنگیت
روشن علی: سارنگی
۸ - ۲۰ شام ۶-۱۵
مکند دت دواری: سگم سنگیت
۱۲ - ۰۰ ناری جگت
۱ - ۳۰ لوک گیت
۲ - ۰۰ تروینی
۲ - ۲۰ راگ داری
شام
۵ - ۳۰ ماگدھی، مگھی پروگرام
۷ - ۴۵ یونیورسٹی براڈکاسٹ
۸ - ۰۰ نئی رچنا
۹ - ۳۰ 'لواسپیشلسٹ' ناٹک
تحریر: ندیش بھارتی

بدھ ۱۹ اگست

صبح
۷ - ۰۵ ، رات ۱۰-۰۰

شاستریہ سنگیت
کامیشور پاٹھک: خیال
۸ - ۲۰ ، شام ۶-۱۵
جبیر کور: سگم سنگیت
۹ - ۴۵ رس منجری
دوپہر
۱ - ۳۰ لوک گیت
۲ - ۲۰ پشپانجلی
شام
۵ - ۳۰ ودیاپتی گیت
۸ - ۰۰ پراگ: ہندی میں ادبی پروگرام
۸ - ۳۰ بھولے بسرے گیت
۹ - ۳۰ سندھرب اور سادھنا

جمعرات ۲۰ اگست

صبح
۷ - ۰۵ پروین سلطانہ: شاستریہ سنگیت
۸ - ۲۰ ، شام ۶-۱۵
شنکر پرشاد: سگم سنگیت
۹ - ۴۵ رس منجری
دوپہر
۱۲ - ۳۰ ناری جگت
۱ - ۱۵ فلم سنگیت
۱ - ۳۰ لوک گیت
۲ - ۲۰ دیش بھگتی گیت
شام
۵ - ۳۰ 'بھارتی' میتھلی پروگرام
۷ - ۴۵ یونیورسٹی براڈکاسٹ
۹ - ۲۰ 'جٹایو' ہندی ناٹک
ہندی روپانتر: ڈاکٹر مہشور

جمعہ ۲۱ اگست

صبح
۷ - ۰۵ ، رات ۱۰-۰۰
شاستریہ سنگیت
پنا لال داس: ستار
۸ - ۲۰ نیلم ساہنی: سگم سنگیت
۹ - ۴۵ رس منجری
دوپہر
۱ - ۱۵ ڈی کے مترا: گٹار
۱ - ۳۰ لوک گیت
۲ - ۲۰ قوالی
شام
۵ - ۳۰ 'آرتی' بھوجپوری پروگرام
۶ - ۱۵ گھر پریوار: سلسلہ وار فیچر
۷ - ۴۵ ہندی تقریر
۹ - ۳۰ 'بہار' روپک
تحریر: بی این پی سنہا

ہفتہ ۲۲ اگست

صبح
۷ - ۰۵ اولکار ناتھ: شاستریہ سنگیت
۸ - ۲۰ محمد رفیع: سگم سنگیت
۹ - ۴۵ رس منجری
دوپہر
۱۲ - ۳۰ ناری جگت
۱ - ۱۵ فلم سنگیت
۱ - ۳۰ لوک گیت
۲ - ۲۰ گیتیکا
شام
۵ - ۳۰ ماگدھی، مگھی پروگرام
۶ - ۱۵ درپن
۸ - ۰۰ ہندی تقریر
۸ - ۳۰ سامائیکی وارتا

اتوار ۲۳ اگست

صبح
۷ - ۰۵ شری کانت باکرے
شاستریہ سنگیت
۸ - ۲۰ ، شام ۶-۱۵
انجن چٹرجی: سگم سنگیت
دوپہر
۱۲ - ۰۰ 'پیرتی شودھ' تحریر: چرنجیت دھون
۱ - ۱۵ آپ کی پسند
۲ - ۲۰ وادیہ سنگیت
شام
۵ - ۳۰ 'بھارتی' میتھلی پروگرام
۷ - ۴۵ 'ایک نام چاہیئے' مزاحیہ جھلکی
تحریر: جنارددن رائے
۸ - ۰۰ نویدن ہے
۸ - ۳۰ ہندی تقریر
۹ - ۳۰ شت دل

پیر ۲۴ اگست

صبح
۷ - ۰۵ ، رات ۱۰-۰۰
شاستریہ سنگیت
کشوری شر: سارنگی

۸-۲۰، شام ۶-۱۵
انسلی پرشاد ، سگم سنگیت
۹-۴۵ رس منجری

دوپہر
۱-۱۵ لوک گیت
۲-۲ غزلیں

شام
۵-۳۰ آرتی ، بھوجپوری پروگرام
۷-۴۵ ہندی تقریر
۹-۴۵ رویندر سنگیت

منگل ۲۵ اگست

صبح
۵-۰۰ ذاکر حسین ، شاستریہ سنگیت
۸-۲۰، شام ۶-۱۵
سوریہ پرکاش دھاری سنگھ
سگم سنگیت
۹-۴۵ رس منجری

دوپہر
۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۱۵ فلم سنگیت
۱-۳۰ لوک گیت
۲-۳۰ راگداری

شام
۵-۳۰ ماگدھی ، میتھلی پروگرام
۷-۴۵ یونیورسٹی براڈکاسٹ
۸-۰۰ نئی رچنائیں
۹-۳۰ 'وہ دیوانی'
تحریر : سشیل کمار

بدھ ۲۶ اگست

صبح
۵-۰۰، رات ۱۰-۰۰
بمل کمار شریواستو ، شاستریہ سنگیت
۸-۲۰، شام ۶-۱۵
شیام سنہا ، سگم سنگیت
۹-۴۵ رس منجری

دوپہر
۱-۱۵ فلم سنگیت
۱-۳۰ لوک گیت
۲-۳۰ پشپانجلی

شام
۵-۳۰ ششو محل
۵-۵۰ ودیاپتی گیت

۸-۰۰ پراگ ، ہندی میں ادبی پروگرام
۸-۳۰ بھولے بسرے گیت
۹-۳۰ انگریزی میں بات چیت

جمعرات ۲۷ اگست

صبح
۵-۰۰ بمل مکرجی ، ستار
۸-۲۰ شام ۶-۱۵
نرملا ڈے ، سگم سنگیت
۹-۴۵ رس منجری

دوپہر
۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۱۵ فلم سنگیت
۱-۳۰ لوک گیت
۲-۳۰ دیش بھگتی گیت

شام
۵-۳۰ 'بھارتی' میتھلی پروگرام
۷-۴۵ یونیورسٹی براڈکاسٹ
۸-۰۰ نئی رشائیں

جمعہ ۲۸ اگست

صبح
۵-۰۰، رات ۱۰-۰۰
رام نریش مشرا ، شاستریہ سنگیت
۸-۲۰ شانتا سنہا ، سگم سنگیت
۹-۴۵ رس منجری

دوپہر
۱-۱۵ قاضی امین الدین ، گٹار
۱-۳۰ لوک گیت
۲-۳۰ قوالی

شام
۵-۳۰ 'آرتی' بھوجپوری پروگرام
۶-۱۵ گھر پریوار : سلسلہ وار فیچر
۷-۴۵ ہندی تقریر
'رات باقی ہے' ناٹک
تحریر : شمیم افزا قمر

ہفتہ ۲۹ اگست

صبح
۵-۰۰ مانسی چٹرجی : شاستریہ سنگیت
۸-۲۰ سمن کلیانپور ، سگم سنگیت
۹-۴۵ رس منجری

دوپہر
۱۲-۳۰ ناری جگت

۱-۳۰ لوک گیت
۲-۳۰ گنیکا

شام
۵-۳۰ ماگدھی ، مگھی پروگرام
۶-۱۵ دیش
۸-۰۰ ہندی تقریر
۸-۳۰ سامائیک وارتا

اتوار ۳۰ اگست

صبح
۵-۰۰ شاستریہ سنگیت
۸-۲۰، شام ۶-۱۵
سگم سنگیت

دوپہر
۱-۱۵ آپ کی پسند
۲-۳۰ وادیہ سنگیت

شام
۵-۳۰ بھارتی ، میتھلی پروگرام
۷-۴۵ مزاحیہ جھلکی
۸-۳۰ ہندی تقریر
۹-۳۰ شمت دل

پیر ۳۱ اگست

صبح
۵-۰۰، رات ۱۰-۰۰
شاستریہ سنگیت
۸-۲۰، شام ۶-۱۵
سگم سنگیت

دوپہر
۱-۱۵ فلم سنگیت
۱-۳۰ لوک گیت
۲-۳۰ غزل

شام
۵-۳۰ 'آرتی' بھوجپوری گیت
۷-۴۵ ہندی تقریر
۹-۴۵ رویندر سنگیت

بقیہ : رامپور

شرکا : ہری شنکر، آر۔ این ٹنڈن
اور شریمتی آشا اروڑا
کماری ارچنا اگروال
سگم سنگیت
۷-۰۰ کرشی جگت : بھینٹ وارتا
۸-۰۰ جو۔ اے۔ بار
غزلوں کا پروگرام
شیام موہن
۹-۳۰ نظیر احمد صاحتی : چہار بیت

پیر ۳۱ اگست

صبح
۷-۴۵ شانتی ہیرانند : غزلیں

دوپہر
۱-۱۰ مہیلا جگت
تقریر : پری چرچہ
گیت اور غزلیں
۱-۴۰ پنڈت جسراج : گائن

شام
۶-۳۰ یووا وانی
کہانی : ٹوٹتا سلیو
ستیش ورما پشپ
شاعری، کماری سوریش سکینہ
جھلکی
۷-۰۰ کرشی جگت
سویا بین کی دیکھ ریکھ
بھینٹ وارتا
۷-۴۵ اردو پروگرام : ادبی گفتگو
رئیس نجمی کا افسانہ ناقد
ذکاءالدین شایاں اور
زبیر رضوی
۸-۰۰ غلام مصطفیٰ خاں : غزلیں
۸-۱۵ رئیس خاں : ستار
۱۰-۰۰ محفل

بھوپال، رائپور، گوالیار، جبلپور

بھوپال 'الف' ۲۰۲/۲ میٹر ۱۴۸۵ کلو ہرٹز   بھوپال 'ب' ۲۲۳/۲ میٹر ۱۳۴۳ کلو ہرٹز

صبح ۵-۴۵ سے ۷-۴۵، ۴۹۹۰ کلو ہرٹز

صبح ۹-۳۰ تا ۹-۲۰، ۹-۴۵

صبح ۹-۴۵ تا ۱۵-۵/۴۵-۵ شام } ۷۱۸۰ کلو ہرٹز

شام ۵-۳۰ سے ۱۲-۰۰ رات، ۳۳۱۵۰ کلو ہرٹز

رائے پور ۹/۳۰۵ میٹر ۹۸۱ کلو ہرٹز   گوالیار ۳/۲۰۶/۲ میٹر ۱۴۶۱ کلو ہرٹز

جبلپور ۲/۲۵۴ میٹر ۱۱۷۹ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۸-۰۰، ۹-۵ (پرادیشک سماچار)

دوپہر ۵-۱، ۱-۲، ۴۵-۲، شام ۶-۵

رات ۸-۴۵ (۵-۱۱ صرف ہفتے کو)

انگریزی میں خبریں: صبح ۱-۱، ۱۰-۰۰

دوپہر ۱۲-۰۰، ۱-۰۰، شام ۶-

رات ۹-۰۰ (۱۰-۱۱ صرف ہفتے کو)

اتوار ۱۶ اگست

صبح

۸-۲۰ بال سبھا

۹-۱۵ سندھی پروگرام

۹-۴۵ سیدھ سنگیت

آر وی گرو : بانسری وادن

۱۰-۱ روبیندر گرو : بانسری وادن

شام

۵-۳۰ یووا وانی

سامعین کی پسند وغیرہ

۹-۳۰ 'الگاؤ' ناٹک

تحریر : ڈاکٹر راجندر شرما

پیر ۱۷ اگست

صبح

۸-۲۰ نرمل کما پاٹھک : سگم سنگیت

۸-۳۰ شاستریہ سنگیت

بعد دیوداس گپتا : سرود

دوپہر

۱۰-۱ درپن : میگزین پروگرام

۲-۳۰ شنتی کرن سکسینہ : لوک گیت

رات

۱۰-۳۰ پنڈت جسراج : خیال

منگل ۱۸ اگست

صبح

۸-۲۰ نیل پربھا : سگم سنگیت

۸-۳۰ اردو پروگرام

'سیر تیسرے درویش کی'

باغ و بہار پر مبنی تمثیلی پروگرام

ترتیب : نعیم کوثر

دوپہر

۱-۳۰ کاویہ دھارا : موہن جین

۲-۳۰ برج کشور نائیک : لوک گیت

رات

۸-۰۰ یگ بودھ

۸-۱۵ 'مدھیہ پردیش کے راشٹریہ ادھین'

ہندی تقریر از مہیش سریواستو

بدھ ۱۹ اگست

صبح

۸-۲۰ تاپسی چکرورتی : سگم سنگیت

۸-۳۰ کسم نگریا : ستار پر راگ دیسی

دوپہر

۱۲-۳۰ میلا سبھا

رات

۸-۰۰ سانجھی

ونینگ واتنا از لکشمی کانت وبھشرو

۹-۳۰ 'ترنگ'

'دل بدل آپریشن' تحریر : یوگیش

۱۰-۳۰ بڑے غلام علی خاں : خیال

جمعرات ۲۰ اگست

صبح

۸-۲۰ مشتاق حسین خاں : غزلیں

۸-۳۰ عبداللطیف : خیال

دوپہر

۲-۳۰ گرجیش شریواستو : لوک گیت

رات

۸-۰۰ 'سمکالین ہندی غزل کا سوروپ'

ہندی تقریر از شمشیر بہادر

۱۰-۰۰ عبداللطیف خاں : خیال

۱۰-۳۰ سعید خاں : اپ شاستریہ سنگیت

جمعہ ۲۱ اگست

صبح

۸-۳۰ پنا لال گوشٹھی : ستار

دوپہر

۱-۳۰ کرشن رائے چودھری : سگم سنگیت

۲-۳۰ رتن لال کشواہا اور ساتھی

لوک گیت

رات

۸-۰۰ اردو پروگرام

گھر کے چراغ

کرشن جنم ، کلام

گیتا - عمل کا پیغام

۱۰-۰۰ 'ترنگ'

'چور پکڑا گیا' ناٹک

تحریر : آشا مشرا

پیشکش : کمو سکسینہ

۱۰-۳۰ پنا لال گوشٹھی : ستار

ہفتہ ۲۲ اگست

صبح

۸-۲۰ منوہر لال : سگم سنگیت

۸-۳۰ کمار گندھرو : خیال

دوپہر

۱۲-۳۰ مہیلا سبھا

۲-۳۰ چترنجن گھوشال : لوک گیت

شام

۵-۳۰ یووا وانی

آپکی پسند وغیرہ

۸-۰۰ امرتا

اتوار ۲۳ اگست

صبح

۸-۲۰ بال سبھا

۹-۱۵ سندھی پروگرام

۹-۴۵ سیدھ سنگیت

پدما تلک دار : ستار

رات

۹-۳۰ سنسکرت ناٹک

پیشکش : سانتی سکسینہ

پیر ۲۴ اگست

صبح

۸-۲۰ گووند بھارتی : سگم سنگیت

۸-۳۰ ایس ایل ناتھن : وائلن پر للت

دوپہر

۱۰-۱ درپن

سامعین کے خطوط پر مبنی

۲-۳۰ سریش تیواری : لوک گیت

رات

۸-۱۵ یہ جیون ہے

۱۰-۳۰ ایس ایل ناتھن : شاستریہ سنگیت

منگل ۲۵ اگست

صبح

۸-۲۰ ترپتی شاہ : سگم سنگیت

۸-۳۰ اردو پروگرام

'بزم سخن' کے شرکا

یوسف ہما ، قمر معراج ، شفیق تنویر

شجاع فاروقی ، افتخار انظار ،

کامل بہزادی ، اور علی عباس اُمید

دوپہر

۱-۳۰ کاویہ دھارا : گیا پرشاد ساہو

۲-۳۰ گھنشام داس پھوندنا

رات

۸-۰۰ یگ بودھ

۸-۱۵ پستک سمیکشا : سکھدیو دوبے

بدھ ۲۶ اگست

صبح

۸-۲۰ کسم بڑوڈکر : سگم سنگیت

۸-۳۰ رحمان خاں اور ساتھی

شہنائی وادن

دوپہر

۱۲-۳۰ میلا سبھا

رات

۸-۰۰ ساہتیکی
کہانی از مہرالنساء پرویز
پرسارے بھاؤ اور موسم

۹-۳۰ 'ترنگ'
'چنداشاستر' تحریر : راجیش جین
پیشکش : میناکشی مترا

۱۰-۰۰ 'بھوپال جنت کلا ادوگ' روپک
پیشکش : ارچنا راجکمار

جمعرات ۲۷ اگست

صبح

۸-۲۰ سمنارانے : سگم سنگیت

۸-۳۰ اوماشنکر مشرا : ستار

دوپہر

۱-۳۰ سمنارانے : سگم سنگیت

۲-۳۰ اروناورما اور ساکھیاں : لوک گیت

رات

۷-۱۵ گرام لکشمی : دیہی عورتوں کیلئے
کونیل کے ساتھ

۸-۰۰ 'گوالیار قلعہ کا اتہاس' ہندی تقریر
از : ہری ہرنواس دویدی

۱۰-۳۰ اوماشنکر مشرا : ستار پر بارو بہاگ

جمعہ ۲۸ اگست

صبح

۸-۲ کلجیت سنگھ سنگر : سگم سنگیت

۸-۳۰ سجن لال برہم بھٹ

رات

۸-۰۰ اردو پروگرام
شعر و نغمہ : وطن کے موسم
تحریر : عشرت قادری
کلام شاعر : کیف بھوپالی

ہفتہ ۲۹ اگست

صبح

۸-۲۰ یومنہ بودھ : سگم سنگیت

۸-۳۰ بھیم سین جوشی : خیال

دوپہر

۱۲-۳۰ میلا سبھا

۵-۳۰ یووادانی
اپنی پسند - چیتنا کے سوز وغیرہ

سرینگر

میڈیم ویو سری نگر الف - ۲۶۸/۸ میٹر ۱۱۱۶ کلو ہرٹز
شارٹ ویو سری نگر ب - ۶۱/۶۳ میٹر ۴۸۶۰ کلو ہرٹز
۴۹/۱۰ میٹر ۶۱۱۰ کلو ہرٹز ۹۱/۵۶ میٹر ۳۲۷۷ کلو ہرٹز

پہلی مجلس - صبح ۶-۳۰ سے صبح ۱۰-۰۰ تک
دوسری مجلس - صبح ۱۱-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک
(اتوار کو صبح ۶-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک مسلسل)

خبریں

صبح

۷-۰۰ سنسکرت

۷-۴۵ کشمیری

۸-۱۰ انگریزی

۸-۵۰ اردو

۹-۰۰ ہندی

دوپہر

۱-۵۰ اردو

۲-۰۰ انگریزی

شام

۶-۰۰ انگریزی

۶-۲۵ کشمیری

رات

۹-۰۰ انگریزی

۹-۱۵ اردو

۱۱-۰۰ انگریزی

علاقائی خبریں

صبح

۹-۰۵ دلچسپ خبریں

۹-۲۰ اردو

۹-۲۵ کشمیری

دوپہر

۲-۱۰ لداخی

۷-۳۰ کشمیری

۷-۴۵ اردو

اتوار ۱۶ اگست

صبح

۷-۰۵ آرتی ٹکو : غزلیں

۸-۰۰ غزلیں

۸-۳۰ گھرانوں کیلئے (اردو)

۱۱-۳۰ 'ورفتار' بنگالی کھیل کا کشمیری روپ
تحریر : ایم وائی ٹینگ

دوپہر

۱۲-۴۰ 'یم چھ ونان' مختلف طبقوں سے
تعلق رکھنے والے افراد کے انٹرویوز
پرنٹی پروگرام

۲-۳۰ بزم شعار

۴-۰۰ پنجابی پروگرام

۴-۳۰ 'ہی مال'

شام

۷-۴۰ روزگار سماچار

۸-۳۰ پراگاش

۸-۴۵ 'توہنز چیٹھی واٹر'

۸-۰۰ چتر دیکا
'سنت دریا صاحب' روپک
تحریر : ڈاکٹر ونے موہن
تحریر : لکشمی نارائن لال
پیشکش : میناکشی مشر

اتوار ۳۰ اگست

صبح

۸-۲۰ مال سبھا

۹-۱۵ سندھی پروگرام

۱۰-۲۰ ، دوپہر ۱-۴۰
علی اکبر خاں : سرود پر میاں کی توڑی
اور پیلو

رات

۹-۳۰ ناٹک 'ونیکتی گت'

پیر ۳۱ اگست

صبح

۸-۲۰ انوار حسین : سگم سنگیت

۸-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
بالا صاحب پوچھوالے : خیال

دوپہر

۱-۱۰ درپن
سامعین کے خطوط پر مبنی پروگرام

رات

۱۰-۳۰ پنڈت روی شنکر : ستار

۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

پیر ۱۷ اگست

صبح

۷-۰۵ سدھارتھ کول : غزلیں

۸-۰۰ غزلیں

۸-۳۰ 'نوبہ نو' یووادانی سے انتخاب

۹-۰۵ ریڈیو ڈائری

۹-۱۰ گیت اور غزل

دوپہر

۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
چوتھی اور پانچویں جماعت کیلئے اردو میں پروگرام

۲-۳۰ ولایت خاں : ستار وادن

رات

۹-۳۰ 'ویران نوبہ ہند حیران کاؤ'
کشمیری میں کھیل
تحریر : این اے جہانگیر

منگل ۱۸ اگست

صبح

۷-۰۵ ظہور احمد : غزلیں

۸-۳۰ پنجابی پروگرام

۹-۰۵ میزان

۱۱-۳۰ غلام محمد قالین بفت اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۵ ظہور احمد : غزلیں

رات

۸-۳۰ پراگاش

۸-۴۵ سائنسی دنیا
تقریر از ڈاکٹر اے آر شاہ

بدھ ۱۹ اگست

صبح

۷-۰۵ آشا کول : غزلیں

۸-۰۰ غزلیں

۸-۲۰ 'ششِ رنگ' ریڈیو ڈائجسٹ

۹-۰۵ ریڈیو ڈائری

۹-۳۰ توہنز فرمائش
فرمائشی کشمیری گانے

دوپہر

۲-۳۰ استاد بڑے غلام علی خاں
گائن

۴-۳۰ حمزہ داس، ہردے ناتھ توشخانی

رات

۸-۳۰ پراگاش

۹-۳۰ 'منظر' (جموں سے ریلے)

۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش
سامعین کی فرمائش پر فلمی گانے

جمعرات ۲۰ اگست

صبح

۷-۰۵ شانتی کول : غزلیں

۸-۰۰ غزلیں

۸-۲۰ پنجابی پروگرام

۹-۰۵ دلچسپ خبریں

۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
عبدالخالق اور ساتھی، صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ شانتی کول : غزلیں

۲-۱۵ بیتا کول : غزلیں

رات

۸-۳۰ 'سانہ جھکو گذرتہ گرد'
کشمیری میں گفتگو

۸-۴۵ 'کھیلن ہند دنیا' (کشمیری)

۹-۳۰ 'دودھا' ہندی پروگرام

۱۰-۰۰ عبدالسلام بٹ کوہ اور ساتھی
حبیب اللہ سبو اور ساتھی
حسینہ اختر اور ساتھی
چکری اور روف

جمعہ ۲۱ اگست

صبح

۷-۰۵ نرملا دیوی : غزلیں

۸-۰۰ غزلیں

۸-۲۰ 'گھر بارہ خاطرہ' (کشمیری)

۹-۰۵ ریڈیو ڈائری

دوپہر

۱۲-۴۰ نعتیں اور منقبت

۲-۱۵ غزلیں

۴-۰۰ محمد عبداللہ ستاری و ساتھی
صوفیانہ موسیقی

رات

۱۰-۰۰ گلشتہ تا کہ
مشہور کشمیری شعرا پر فیچر

۱۰-۳۰ محمد حیات خاں اور ساتھی
بزم قوالی

ہفتہ ۲۲ اگست

صبح

۷-۰۵ جیلانی گیلانی : غزلیں

۷-۳۰ لکہ باتھ

۷-۳۵ سازینہ

۸-۰۰ غزلیں

۸-۲۰ مولل شعار
تحریر و پیشکش : سومناتھ زتشی

۸-۳۵ ذات بذات
تحریر اور پیشکش : عبدالرحمان بٹ

۱۱-۳۰، ۳-۳۰
شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

رات

۸-۳۰ پراگاش

۸-۴۵ انگریزی بات چیت

۹-۳۰ بزم سامعین (اردو)

۱۰-۰۰ پنالال گھوش : بانسری

۱۰-۳۰ شہر صدا
سامعین کی فرمائش پر فلمی گیت

اتوار ۲۳ اگست

صبح

۷-۰۵ شمیمہ دیو : غزلیں

۸-۰۰ غزلیں

۸-۲۰ گھرانوں کیلئے

۱۰-۰۰ ریڈیو نیوز ریل

۱۱-۰۰ فلم میگزین (کشمیری)

۱۱-۳۰ 'بھونگی'
رنگا رنگ پروگرام

دوپہر

۱۲-۴۰ 'ایک آواز' (فلمی گانے)
کے ایل سہگل

۲-۳۰ 'سونزل'
دیہاتی علاقوں سے کی گئی ریکارڈنگ پر مبنی پروگرام

۴-۰۰ پنجابی پروگرام

۴-۳۰ گھریلو تفرقات نے بچوں کی صحت پر ذہنی اثر، تقریر از اے اے بیگ

رات

۸-۳۰ پراگاش

۸-۴۵ 'تو ہنز چٹھی واتز'
سامعین کے خطوں کے جواب

۱۰-۰۰ کشمیری بھجنوں کا ملا جلا پروگرام

پیر ۲۴ اگست

صبح

۷-۰۵ علی محمد : غزلیں

۸-۲۰ 'نوبہ نو' یووانی سے انتخاب

۹-۰۵ ریڈیو ڈائری

۹-۱۰ گیت اور غزل

دوپہر

۱۲-۴۰ غلام نبی وگے : غزلیں

۲-۳۰ مکھن لال شنگلو : ستار وادن

۴-۳۰ غلام نبی وگے اور شمشی چوپڑہ
غزلیں

رات

۸-۳۰ 'سونتہ ولور'
نئی شعری تخلیقات پر مبنی پروگرام

۸-۴۰ اس ہفتے کا خط

۹-۳۰ 'تیسری بیٹی' اردو کھیل
تحریر : آفاق احمد

منگل ۲۵ اگست

صبح

۷-۰۵ غلام نبی شیخ : غزلیں

۸-۲۰ پنجابی پروگرام

۹-۰۵ 'میزان'

۱۱-۳۰، ۲-۳۰، ۴-۰۰
غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

رات

۸-۳۰ پراگاش

۸-۴۵ کشمیری میں بات چیت

۱۰-۰۰ تو ہنز فرمائش
سامعین کی فرمائش پر کشمیری گانے

بدھ ۲۶ اگست

صبح

۷-۰۵ راج بیگم : غزلیں

۸-۰۰ غزلیں

۸-۲۰ 'شش رنگ' ہفتہ وار ڈائجسٹ

۹-۰۵ ریڈیو ڈائری

رات

۸-۳۰ پراگاش

۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ

۹-۳۰ 'سنگرمال'
کشمیری میں ادبی پروگرام

۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش
فلمی نغمے

جمعرات ۲۷ اگست

صبح

۷-۰۵ رحمت اسد خاں : غزلیں

۸-۳۰ پنجابی پروگرام

۹-۱۰ وجے کمار ملا : گیت، غزل

۱۱-۳۰، ۲-۳۰، ۳-۳۰
محمد عبداللہ تبت بقال اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

۴-۳۰ پہاڑی پروگرام

رات

۸-۳۰ پراگاش

۸-۴۵ ہیلتھ فورم
ڈاکٹر جی-ایم-کلو سہ کے ساتھ انٹرویو

جمعہ ۲۸ اگست

صبح

۷-۰۵ کیلاش مہرہ : غزلیں

۸-۲۰ گھر بارہ خاطرہ

۹-۰۵ ریڈیو ڈائری

دوپہر

۱۲-۴۰ نعتیں اور منقبت

۲-۱۵ غلام محمد وانی : غزلیں

۴-۰۰ استاد رمضان جواد و ساتھی
صوفیانہ موسیقی

رات

۹-۳۰ اپنی دھرتی اپنا دیش : فیچر

۱۰-۳۰ بزم قوالی
انعام احمد قوال و ساتھی اور
ارشاد راحت قوال و ساتھی

ہفتہ ۲۹ اگست

صبح

۷-۰۵ نسیم اختر : غزلیں

۷-۳۰ لکہ باتھ

۷-۳۵ سازینہ

۸-۰۰ غزلیں

۸-۲۰ گھرانوں کیلئے

۸-۳۵ 'پروہ'
(تاریخ کشمیر کی کچھ نمایاں شخصیتیں)

۱۱-۳۰ غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ نسیم اختر : غزلیں

دوردرشن لکھنؤ

چینل ۴، ۶۲/۲۵ میگاہرٹز (تصویر)
بینڈ ۱ ۶۶/۷۵ میگاہرٹز (آواز)

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

شام ۷۔۰۰ چوپال (دیہی عوام کے لیے پروگرام) (سوائے اتوار اور منگل) اتوار کو ۶۔۳۰ سے ننھے منے بچوں کے لیے اور منگل کو ۷۔۰۰ کامگار سبھا صنعتی مزدوروں کے لیے ۸۔۰۰ سماچار ۸۔۳۰ کل کے پروگرام ۹۔۳۰ اختتام جمعرات کو ۹۔۳۵ پر، بدھ اور ہفتہ کو ۱۰۔۰۰ بجے

ہفتہ وار ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

اتوار

شام ۶۔۳۰ ننھے منے (بچوں کے لیے) ۶۔۵۰ سپتاہکی (ہفتہ بھر کے پروگراموں کی تفصیلات) ۷۔۰۰ اور ۸۔۲۰ ہندی فیچر فلم ۸۔۱۵ ذرا دھیان دیں ۹۔۳۰ کل کے پروگرام اور اختتام

پیر

شام ۷۔۳۰ آپ کا سواتھ (I، III، V) سواتھ سمپدا (II، IV) ۷۔۴۵ ورت چتر ۸۔۱۵ (آج کل، حالات حاضرہ ۸۔۳۵ اپہار ۹۔۰۵ سرسوتی (ہندی ادبی پروگرام) ۹۔۳۵ اختتام

منگل

شام ۷۔۳۰ کامگار سبھا ۸۔۱۵ وگیان جگت ڈی وی این ایف فلم /وگیان اور جن جیون ۸۔۳۵ ڈرامہ ۹۔۳۰ سرگم ۱۰۔۰۰ اختتام

بدھ

شام ۷۔۳۰ کھیل جگت ۸۔۱۵ آپ کی ڈاک ۸۔۳۵ بی بی نغمیوں والی (لکھنؤ کی سماجی تہذیب کی ایک جھلک ۹۔۰۰ گنجن ۹۔۳۵ سیریل انگریزی فلم ۱۰۔۰۰ اختتام

جمعرات

شام ۷۔۳۰ یووادرشن ۸۔۳۵ چترہار ۹۔۰۵ بات ایک اپنی سنت وانی / آپ اور قانون ۹۔۳۵ اختتام

جمعہ

شام ۷۔۳۰ پھلواری بچوں کے لیے پروگرام ۸۔۱۵ آج کل ۸۔۳۵ فرائی ڈے کوئز ۹۔۰۵ اودھ پنچ (اردو ادبی پروگرام ۹۔۳۵ اختتام

ہفتہ

شام ۷۔۳۰ گھر کی دنیا ۸۔۱۵ آج کے اتتھی (مہمان) ۸۔۳۵ علاقائی فیچر فلم / ہندی ڈرامہ

رات

۸۔۳۰ پرکاش
۸۔۴۵ 'جرنلزم ان کشمیر'
انگریزی تقریر از محمد سعید ملک
۹۔۳۰ سنگیت رس
(۱) مقام اداسی
(۲) سازینہ
غلام محمد سازنواز
شیخ عبدالعزیز اور محمد عبداللہ سیاری
عبدالخالق اور ساتھی
۱۰۔۰۰ کورل میوزک
کیلاش مہرہ اور ساتھی
شمیمہ دیو اور ساتھی
میوزک اور فائن آرٹس کے طالب علم
۱۰۔۳۰ 'شہر صدا'
سامعین کی فرمائش پر غیر فلمی گانے

اتوار ۳۰ اگست

صبح
۷۔۰۵ غلام حسن صوفی، غزلیں
۸۔۲۰ گھر والوں کے لیے
۱۰۔۰۰ 'ریڈیو نیوز ریل'
۱۱۔۳۰ 'انتخاب' (دیگر اسٹیشنوں سے)

دوپہر
۱۲۔۳۰ کورس
آشا بھونسلے و ساتھی
مہندر کپور و ساتھی
محمد رفیع و ساتھی
۲۔۳۰ بات ایک فلم کی
۴۔۰۰ پنجابی پروگرام
۴۔۳۰ 'ہی مال'
کشمیری میں خواتین کیلئے ملاجلا پروگرام
۸۔۳۰ پرکاش
۸۔۴۵ تو نہز چھٹی واژ
سامعین کے خطوں کے جواب
۱۰۔۰۰ آپ کی فرمائش
فلمی نغمے

پیر ۳۱ اگست

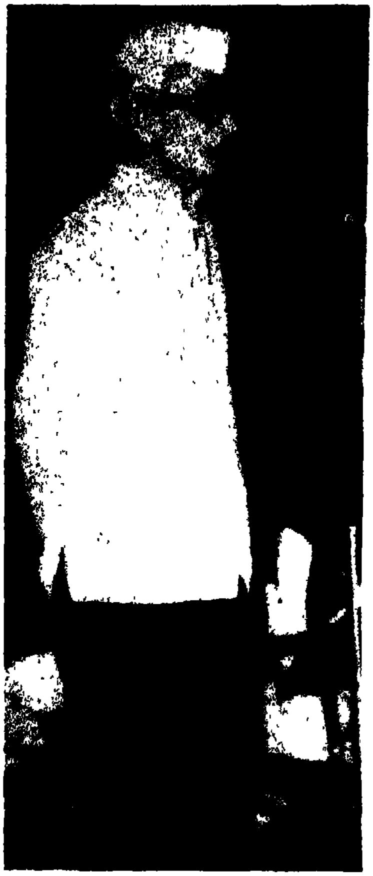
صبح
۷۔۰۵ سونیناکول، غزلیں
۸۔۳۰ 'نو بہ نو' یووانی سے انتخاب

دوپہر
۲۔۳۰ طبلہ وادن
۴۔۳۰ سونیناکول اور غلام محمد راہ
غزلیں

رات
۹۔۳۰ 'آگر' کشمیری میں کھیل
تحریر، ایچ کے بھارتی

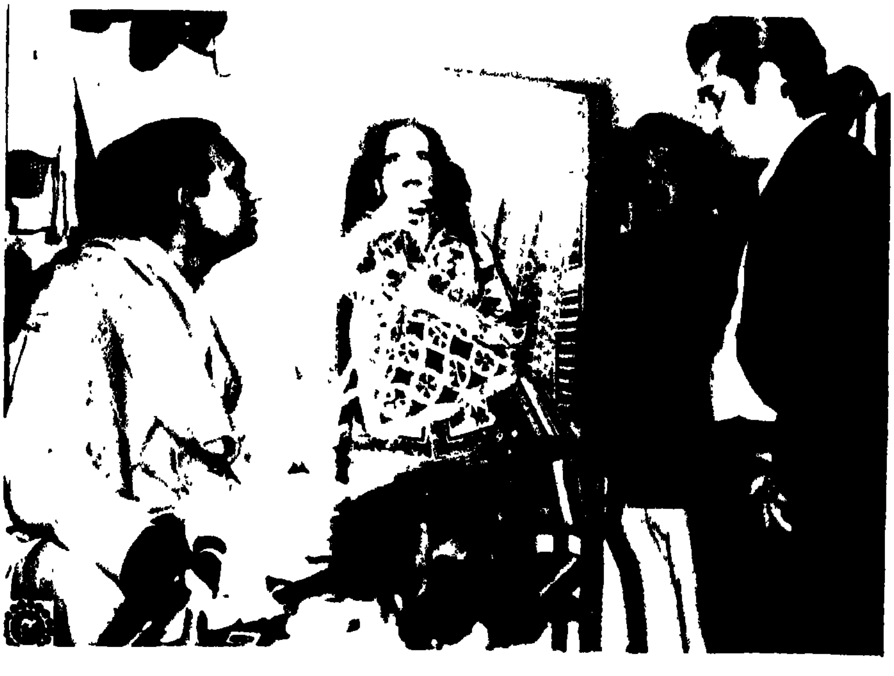


کماری چنپلا —— دوردرشن کیندر سمبلپور سے ٹیلی کاسٹ ناٹک کا ایک منظر









۱

اپندر ناتھ اشک، ممتاز شاعر اور پروڈیوسر ایمرٹس آکاشوانی الہ آباد کی جانب سے منعقد ایک مشاعرے میں کلام سناتے ہوئے۔

۲

ایس ایم کرمانی، مشہور کرکٹ کھلاڑی جن کے ساتھ کپل تاراپور (بائیں) کا انٹرویو آکاشوانی بنگلور سے نشر کیا گیا۔

۳

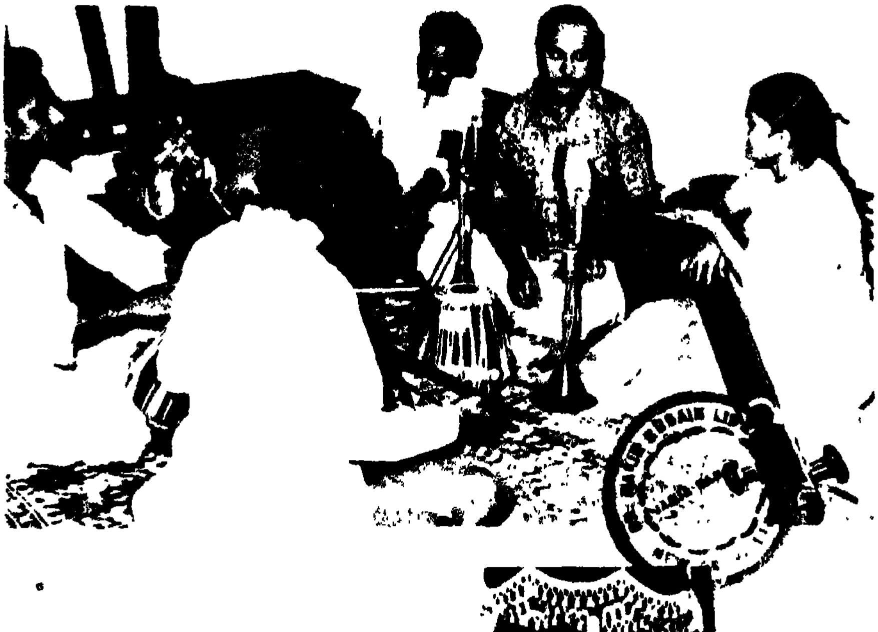
نیلم آنند۔ سابق کرکٹ کھلاڑی کے ساتھ شمیم فاروقی (بائیں) آکاشوانی پٹنہ کے لیے محو گفتگو۔

۴

دوردرشن کیندر کلکتہ کے سلسلہ وار ناٹک، چوکھرالائے، کی آؤٹ ڈور شوٹنگ کا ایک منظر۔ تصویر میں وسنت چودھری، شرمیلا ٹیگور، پارتھا پرتم چودھری (ڈرامہ نگار) اور اس پروگرام کے پروڈیوسر سبرتا مکرجی کو دیکھا جا سکتا ہے۔







(اوپر دائیں)
محفل پروگرام میں
ماضی کی ممتاز اداکارہ بیگم پارہ کے ساتھ محو گفتگو
مریم کاظمی، عبدالجبار اور سلامت اللہ۔

(اوپر)
کنور مہندر سنگھ بیدی سحر
سے محو گفتگو ظہیر ناصر
موضوع تھا، اپنوں کی نظر میں۔ دلیپ کمار،

(دائیں)
کمل سہگل اور کویتا سہگل
کلاسیکی موسیقی کی ریکارڈنگ میں مصروف۔



▲ افسانہ نگار سریندر پرکاش۔ بحیثیت فلمی کہانی کار
کے ساتھ 'فلمی دنیا' میں
بات چیت کر رہے ہیں محمود ہاشمی اور ایس ایس راقم علی



▲ آنند نرائن ملا سے
'روبرو' پروگرام میں محو گفتگو
خلیق انجم (بائیں)

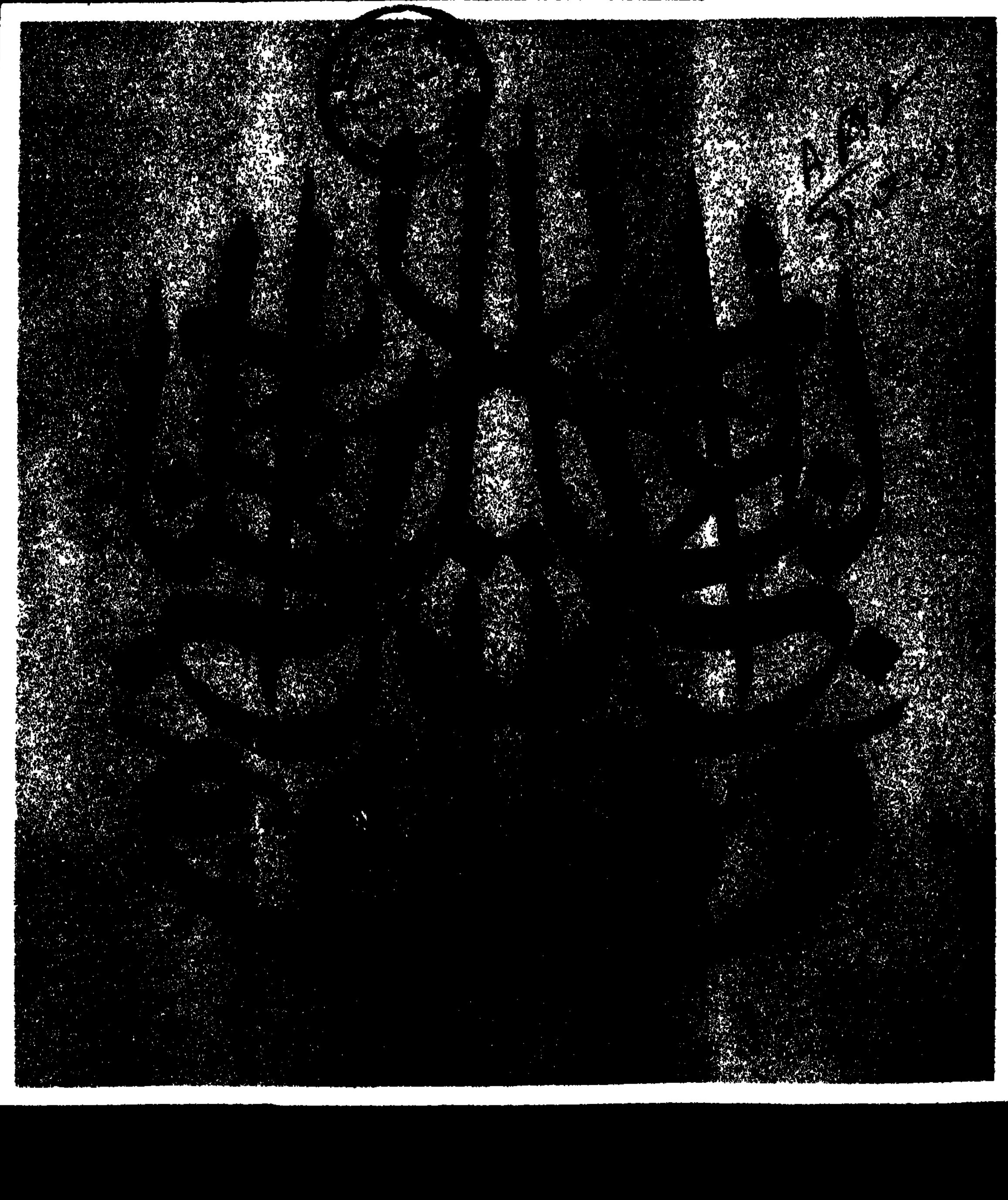
Published by the Director General, All India Radio, at the Office of the Chief Editor, Akashvani Group of Journals, P.T.I Building, Second Floor, New Delhi-110001 Printed by the Manager Govt. of India Photolitho Press, Faridabad

یکم ستمبر ۱۹۸۱ء

آواز

50 پیسے

اشاعت کا ۴۶واں سال



اس بار غزلیں پٹنہ سے

سلطان اختر

ڈوبتی ساعتوں کی طرح ایک دن سب کی آنکھوں سے روپوش ہو جائیگی
بے بسی کی کڑی دھوپ ڈھلنے تلک زندگی گرم پتھر پہ سو جائیگی

اس سفر کے سمندر میں چاروں طرف سہمی سہمی صداؤں کی دیوار ہے
وقت کی موج سے بچ بھی گئے اگر خوف کی لہر ہم کو ڈبو جائیگی

جستجو کی گھنی چھاؤں رخصت ہوئی فاصلوں کے اندھیرے سرکنے لگے
آنکھ کھلنے سے پہلے ہی یہ رات بھی روشنی کے تعاقب میں کھو جائیگی

خواب کے نیلگوں پیرہن پھٹ گئے جتنے تھے سب بیچ سے کٹ گئے
کیا خبر تھی کہ یوں صبح کی جل پری نیند کا آئینہ آ کے دھو جائیگی

پھر دلوں تشنگی کی سزا کاٹیے یونہی چاروں دشاؤں کے لب چاٹیے
پانچویں سمت سے آنے والی گھٹا ریت کی خشک چادر بھگو جائیگی

میٹھ کر جسم وجاں کی شکن جھاڑ لو نیند آئے تو آنکھیں کھلی ہی رکھو
ورنہ یادوں کے جنگل کی ٹھنڈی ہوا نرم پلکوں میں سوئی چبھو جائیگی

خورشید سحر

وہ تو صحرا تھا مگر اب کے سمندر نکلا
کسی اذیت کے تحت ڈوبے وہ باہر نکلا
شیشگی اپنی سلامت بھی ہے گی جیسے
پھول سمجھا تھا جسے میں نے وہ پتھر نکلا
دفن ہے اس کی نگاہوں میں عقیدہ میری
اپنے ماضی کا وہی ایک کلینڈر نکلا
مجھ کو اس شہر کے لمحوں کی رفاقت نہ ملی
بس وہی دھوپ وہی دھوپ کا منظر نکلا
میں تو امرت کی نئی شاخ سمجھتا تھا اسے
وہ مگر زہر میں ڈوبا ہوا خنجر نکلا
کھو گیا جانے کہاں مجھ کو صدائیں دے کر
میں تو صحرا کی طرف اس کی صدا پہ نکلا
لوٹ آؤں گا تیرے شہر کی سڑکوں پہ سحر
کوئی میرا بھی اگر راہ کا پتھر نکلا

کلیم عاجز

کاش اب بھی ذرا چین پاتے
عمر گذری غزل گاتے گاتے

پیاسی نظریں اگر ہم اٹھاتے
کتنے جام و سبو ٹوٹ جاتے

غم سے دیوانے گر بن نہ جاتے
تم خدا جانے کیا کیا بناتے

سب جفا سب ستم بھول جاتے
تم بلاتے تو کیا ہم نہ آتے

تم ہو جلاد بھی دلربا بھی
جان جاتی اگر دل بچاتے

کہتے رہو ہماری کہانی
دل یہ کہتا گیا جاتے جاتے

تھک گئے تجھ کو اے زلف برہم
آئینہ ہم دکھاتے دکھاتے

علیم اللہ حالی

ہجوم یار ترا اور مرا سمٹنا نا تو
اب اور چھوڑ بھی دے مجھ کو آزمانا تو
مرے لیے ہے مری نامرادیوں کا عذر
کہیں سے ڈھونڈ لے اب کوئی بہانہ تو
اسے بھی اپنے فسانہ کی یاد آجائے
کہانی اپنی کچھ اس طور سے سنانا تو
تری شکست نے پہنچا دیا کہاں تجھ کو
حضور حسن بھی بھولا ہے سر جھکانا تو
میں اپنے آپ میں تجھ کو سمیٹتا کیوں کر
میں ایک لمحۂ محدود اک زمانہ تو
کوئی صدا دے پس دیوار جب صدا کی
قریب منزل جاناں ہی بیٹھ جانا تو

ظہیر صدیقی

قصور اندھیرے کا یہ نہیں ہے، ہمارے اندر کی بزدلی ہے
سڑک پہ رسی پڑی ہوئی ہے جو سانپ بن کر ڈرا رہی ہے
کسی سہارے کی چاہ میں اپنے دست و پا مضمحل ہوئے ہیں
مہیب موجوں نے کیا بگاڑا حقیر تنکوں نے جان لی ہے
کرن نے لوٹا ہے اس کا زیور، ہوا نے اس کا لباس اتارا
برہنہ ٹہنی بدست گلچیں تمام انگوں سے کانپتی ہے
سیاہیٔ نیم شب کی منت کہ روشنیٔ سحر کی رشوت!!
جبین خورشید دن کے چوکھٹ پہ پاؤں ظلمت کے چومتی ہے
رسول تخیل ہر قدم پر سرودش الفاظ کا ہے مرہون
مگر جہاں سے یہ بڑھ گیا ہے وہیں ہر آواز جل گئی ہے
ظہیر کیا آج کہہ گیا ہے کہ لوگ ششدر کھڑے ہوئے ہیں
ہر ایک پتھر سرک چکا ہے، ہر ایک مٹھی کھلی پڑی ہے

طلحہ رضوی برق

ہے ابتدائے عشق رو دے جاتے ہیں
لباس سجنے سے پہلے بھگوئے جاتے ہیں

ستارہ لہت مرے خون ناروا کا خیال
وہ نیند میں ہیں مگر ہاتھ دھوئے جاتے ہیں

رہے ہمیشہ یہ فن کار بے نیاز ستم
قلم کی نوک لہو میں ڈبوئے جاتے ہیں

وہ دیکھ دیکھ کے شاداب لالہ زار جگر
غموں کے بیج مرے دل میں بوئے جاتے ہیں

حواس یورش تہذیب نو میں گم جو ہوئے
ہم اپنے گوہر اقدار کھوئے جاتے ہیں

ورق ورق ہمیں تاریخ کا ہے آئینہ
شکستہ دیکھ کے شکل اپنی روئے جاتے ہیں

خلوص و مہر و محبت کی دھوپ کب کی ڈھلی
وفا شعار سر شام سوئے جاتے ہیں

یہ زندگی کے کڑے کوس کٹ ہی جائیں گے
اک اک نفس پہ گرانبار ڈھوئے جاتے ہیں

کہاں سے برق نے انداز فکر و فن کے لیے
غزل میں درد کے جوہر سموئے جاتے ہیں

غبار بھٹی

تصور نے جو وحدت کے خدا خانے تراشے ہیں
تجسس نے بھی کچھ بت اپنے من مانے تراشے ہیں

ہماری ہجر کی رُوداد سے اس کو نہیں نسبت
تمھاری بزم والوں نے جو افسانے تراشے ہیں

وہ خود کوشش جہت سے جلوہ آرا دیکھ سکتے ہیں
تخیل نے جو میرے آئینہ خانے تراشے ہیں

ہاتھوں ہاتھ پہونچے گا کبھی تو ان کے ہونٹوں تک
ہمارے شیشۂ دل سے جو پیمانے تراشے ہیں

نہیں اُس کے لیے دشوار تا سیس حرم کوئی
تمھاری جستجو میں جس نے بت خانے تراشے ہیں

بس اک حسن نظر کے واسطے صورت پرستوں نے
جہاں پر تم نظر آئے صنم خانے تراشے ہیں

نصیب دیگراں ہو جائیں دنیا میں یہ ناممکن
مقدر نے جو میرے رزق کے دانے تراشے ہیں

تخیل سے نگاہ مست کے بڑھتی ہے سرمستی
یہاں مستوں نے پیمانے سے پیمانے تراشے ہیں

غبار آوارگی کا میری بس اتنا ہی حاصل ہے
کسی کی جستجو میں میں نے ویرانے تراشے ہیں

آواز

آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

یکم سے ۱۵ ستمبر ۱۹۸۱ء ـــ ۱۰ سے ۲۴ بھادر ۱۹۰۳ شاکا

جلد ۴۶ ـــــــــ شمارہ ۱۷

قیمت فی پرچہ ۵۰ پیسے ـــــــــ سالانہ دس روپے

ـــــ (ڈاک خرچ بذمہ ادارہ)

اس شمارے میں

سرورق

وقنا عذاب النار ـــ خطاطی کا ایک بہترین نمونہ

چیف ایڈیٹر ـــ جے پی گوئل ـــ فون ۳۸۲۲۶۵

ایڈیٹر ـــ سراج احمد ـــ فون ۳۸۲۲۵۶

آکاشوانی نیشنل پروگرام

نملئے چند بورال کا گائن ، ۵ ستمبر رات ساڑھے نو بجے

نمائے چند بورال کا تعلق موسیقاروں کے ایک گھرانے سے ہے۔ ابتدائی تعلیم دھرپد گائکی میں اپنے چچا کشن چند بورال اور رائے چند بورال سے حاصل کی۔ بعد میں استاد نعیم الدین خاں ڈاگر کی شاگردی اختیار کی اور ڈی وی پلسکر سے خیال گائیکی سیکھی۔

آجکل آپ سنگیت بھون وشو بھارتی میں پرنسپل کے عہدے پر فائز ہیں۔



راس بہاری دتہ کا ستار وادن ،

۱۲ ستمبر رات ساڑھے نو بجے

راس بہاری دتہ ایک باصلاحیت جواں سال ستار نواز کا نام ہے۔ موسیقی کی ابتدائی تعلیم پنّا لال سنگھ سے اور بعد میں اعلیٰ تربیت اوما شنکر شرار سے حاصل کی۔

راس بہاری دتہ راگوں کو ان کی نفاست، روح اور مزاج کو برقرار رکھتے ہوئے بتدریج اجاگر کرتے ہیں۔ اپنے ساز پر انھیں مکمل عبور حاصل ہے۔

دوردرشن



سجوگتا پانی گرہی کا اڈیسی رقص

سجوگتا پانی گرہی نے نہایت کم عمری میں ہی اڈیسی رقص سیکھنا شروع کر دیا تھا اور بعد میں اس کو فنی طور پر اپنا لیا کئی سال تک انھوں نے گرو کیلو چرن مہوپترا سے سخت تربیت حاصل کی، انھوں نے رکمنی دیوی سے بھارت ناٹیم بھی سیکھا ہے۔

سجوگتا کا رقص دیکھنا کسی جمالیاتی تجربے سے کم نہیں ہوتا ہے۔ انھوں نے رقص کے میدان میں کئی تجرباتی پہلو بھی کئے ہیں۔

ان متعدد اعزازات اور خطابات کے علاوہ جو انھیں مختلف تنظیموں کی جانب سے ملے ہیں، صدر جمہوریہ کی جانب سے پدم شری کا اعزاز بھی دیا گیا ہے۔

ـــ ٹیلی کاسٹ ـــ

دہلی ـــ ۱۱ ستمبر ـــ مدراس ـــ ۲۵ ستمبر

بمبئی ـــ ۸ ستمبر ـــ کلکتہ ـــ ۲ اکتوبر

منگل شب کی محفل موسیقی

نریندر کانیکر کا گائن ، یکم ستمبر رات دس بجے

نریندر کانیکر نے موسیقی کی ابتدائی تعلیم گوا ہی میں پنڈت منوہر بروے سے حاصل کی اور بعد میں آگرہ گھرانے کے مشہور فن کار ڈی وی کاسنے سے تربیت حاصل کی۔ آجکل آپ اترولی گائیکی کے ماہر رتنا کر پائی سے تربیت حاصل کر رہے ہیں۔

مصطفیٰ رضا کا وچتر وینا وادن : ۸ ستمبر رات دس بجے

مصطفیٰ رضا نے وچتر وینا کی ابتدائی تربیت اپنے والد احمد رضا سے حاصل کی نہایت کم عمری میں انھیں ساز پر مہارت حاصل ہو گئی تھی اور اپنا ایک منفرد انداز پیدا کر لیا تھا۔

گوپا سانیال کا گائن : ۱۵ ستمبر رات دس بجے

گوپال سانیال نے کلاسیکی موسیقی شریمتی گھوش سے حاصل کی جو کہ پنڈت اونکار ناتھ ٹھاکر کی شاگرد رہی ہیں متعدد محافل موسیقی میں شرکت کی ہے اور ایوارڈ حاصل کیے ہیں۔

سرورق کی کہانی

خطاطی ایک اسلامی فن

انیس چشتی

ڈاکٹر اقبال نے اپنی شہرہ آفاق نظم مسجد قرطبہ میں ایک جگہ لکھا ہے

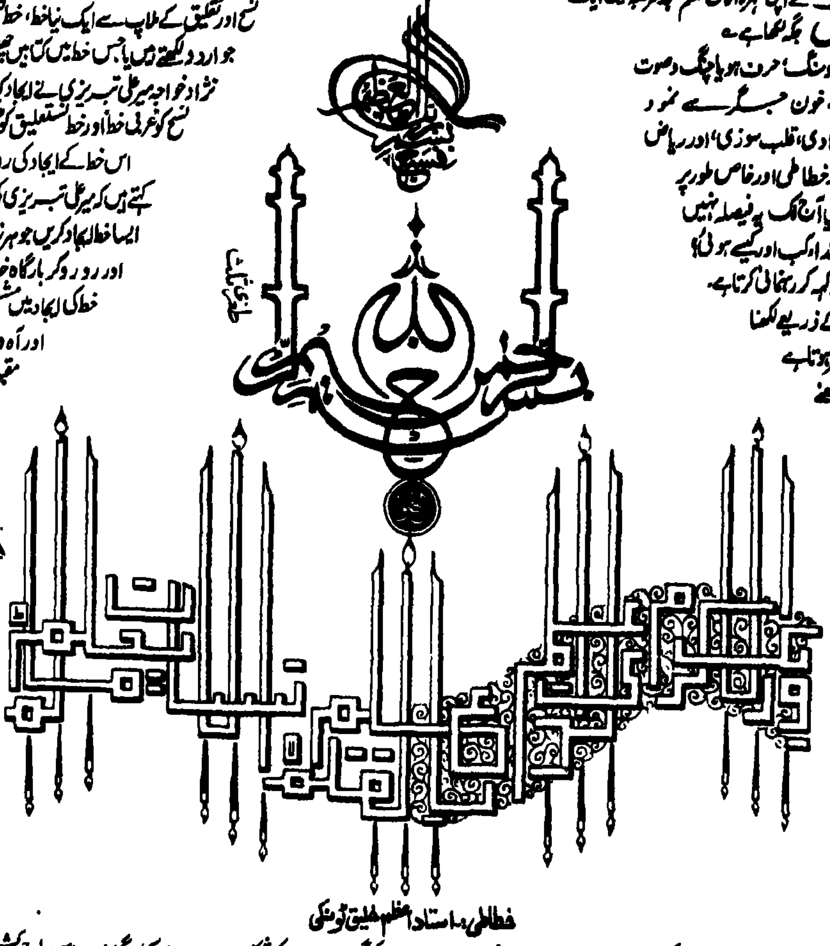
رنگ ہو یا خشت و سنگ، حرف ہو یا چنگ و صوت
معجزۂ فن کی ہے، خون جگر سے نمود

دنیا کا کوئی فن جگر کاوی، قلب سوزی، اور ریاض کے بغیر حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ خطاطی اور خاص طور پر علم زبان (لسانیات) کے ماہرین آج تک یہ فیصلہ نہیں کر پائے ہیں کہ اس فن کی ابتدا کب اور کیسے ہوئی؟ قرآن اس سلسلے میں ہماری یہ کہہ کر رہنمائی کرتا ہے۔ علم بالقلم یعنی ہم نے تمہیں قلم کے ذریعے لکھنا سکھا دیا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انسان نے اس وقت سے لکھنے پڑھنے کا عمل شروع کیا جب سے اس کرۂ ارض پر آدمؑ تشریف لائے۔ ایام جاہلیت میں جو خط عربوں تک پہنچا تھا اس کے متعلق یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ خط "خط معقلی" تھا اور حضرت ادریسؑ کا ایجاد کردہ تھا اس کے بعد خط کوفی کا رواج ہوا۔ پھر اس کے بعد تقریباً تین سو دس ہجری میں خطاط ابن مقلہ نے خط معقلی اور خط کوفی کے ملاپ سے چھ نئے خط ایجاد کیے۔ ثلث، ریحان، توقیع، محقق، نسخ اور رقاع۔ ہم نے ابھی ابھی آپ سے ابن مقلہ کا ذکر کیا ہے۔ کئی زمانے بعد ایرانی ماہرین فن نے ابن مقلہ کے ایجاد کردہ چھ خطوں میں سے خط توقیع اور رقاع کے ملاپ سے ایک ساتواں خط، خط تعلیق ایجاد کیا۔ اس مجموعہ خط کا نام ہفت قلم یا ہفت خط ہے۔

اس دنیا میں آپ جو کچھ بھی حسن و جمال دیکھ رہے ہیں اس میں انسانی تجربات کو بڑا دخل ہے۔ فن خطاطی کے ماہرین نے بھی ان سات خطوں پر ہی اکتفا نہیں کیا۔ امیر تیمور اور گورگان بادشاہ صاحبقران کے دور حکومت میں خواجہ میر علی تبریزی نے ماوراءالنہر میں خط نسخ اور تعلیق کے ملاپ سے ایک نیا خط، خط نستعلیق ایجاد کیا۔ آج آپ جو اردو دیکھتے ہیں یا جس خط میں کتابیں چھپتی ہیں، یہ وہی خط ہے جو ایرانی نژاد خواجہ میر علی تبریزی نے ایجاد کیا۔ آسانی کے لیے لوگ خط نسخ کو "عربی خط" اور خط نستعلیق کو "اردو خط" بھی کہتے ہیں۔

اس خط کے ایجاد کی روایت بھی بڑی دلچسپ ہے۔ کہتے ہیں کہ میر علی تبریزی کی بڑی خواہش تھی کہ وہ ایک ایسا خط ایجاد کریں جو ہر زمانے میں کامیاب ثابت ہو۔ اور رو رو کر بارگاہ خداوندی میں دعائیں کرتا اور نئے خط کی ایجاد میں مشقیں کرتا رہتا۔ اس کی دعائیں اور آہ و زاری دربار خداوندی میں مقبول ہوگئیں۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ اس کے خواب میں حضرت علیؑ تشریف لائے اور مرغابیوں کی طرف اشارہ کرکے اس سے کہا کہ "تم ان بطوں کے سر، گردن اور بازو پر غور کرو اور ان سے حروف تراشو۔" چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ حرف "ک" کی شکل بط کی گردن اور سینے کے درمیان بنائی گئی ایک شکل ہے۔ "س" کے شوشے بطخ کے پنجے سے ملتے جلتے ہیں۔ ج، ن، ص، س، ق اور ل وغیرہ دائرے والے حروف بط کی گردن اور سر کی شکلوں سے اخذ کئے گئے ہیں۔ اسی طرح کشش والا یعنی ب، ت، س مکمل طور پر بط کی پیٹھ، پشت، گردن اور سر کی نشست سے حاصل کیا گیا ہے۔

خواجہ میر علی تبریزی نے اپنے فن میں بڑا نام پیدا کیا۔ ان کے کئی ایک شاگرد بھی ہوئے ان کے شاگردوں میں سے خاص شہرت جن صاحب کو، میر عماد الحسن قزوینی تھے۔ آپ کی مقبولیت کی بنا پر یہ مشہور ہے کہ حاکم وقت نے ان کا دایاں ہاتھ قلم کروا دیا تھا۔ بعد میں آپ نے بائیں ہاتھ



خطاطی: استاد اعظم خلیق ٹونکی

ے شق کی اور پہلے سے کہیں زیادہ مہارت حاصل کرلی۔ دلچسپی کے لئے ان کا ایک واقعہ نقل کرتا چلوں۔ شاہ عباس صفوی ابتدا میں ان سے سخت برہم رہتا تھا کسی سفارش پر ایک اور بادشاہ نے ستر اشرفیاں میر عمادالحسن کو بھیجیں اور کہلایا کہ شاہ نامہ لکھ دیں۔ عماد نے اشرفیاں رکھ لیں اور شاہنامہ لکھنا شروع کردیا۔ ایک سال بعد جب شاہی قاصد شاہنامہ لینے آیا تو ابتدائی ستر شعر حوالہ کرکے کہلایا کہ شاہی عطیہ اس سے زیادہ کے لئے کافی نہ ہوسکا۔ قاصد نے بادشاہ سے جب یہ ماجرا سنایا تو وہ سخت ناراض ہوا اور حکم دیا کہ یہ اشعار واپس کردو اور اشرفیاں لے آؤ۔ قاصد نے حکم پہنچادیا۔ مگر چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں تمام اشرفیاں خرچ ہوچکی تھیں۔ میر صاحب نے اپنے شاگردوں اور قدردانوں میں اعلان کروادیا کہ یہ معاملہ درپیش ہے۔ بس کیا تھا اپنے شاگردوں اور قدردانوں کو میر صاحب ایک ایک شعر کاٹ کر دیتے جاتے تھے اور وہ ایک ایک شعر جمع کرتے جاتے۔ تھوڑی ہی دیر میں بادشاہ کی مطلوبہ رقم جمع ہوگئی اور بادشاہ کو لوٹا دی گئی ـــــ یہ ماجرا سن کر بادشاہ آپے سے باہر ہوگیا اور انتہائی جلال میں حکم دیا کہ کوئی اس کا سر کاٹ لائے چنانچہ ۱۶۰ ھ کو جمعہ کے دن کسی منصور نے صبح کے اندھیرے میں تلوار مار کر انہیں قتل کردیا۔

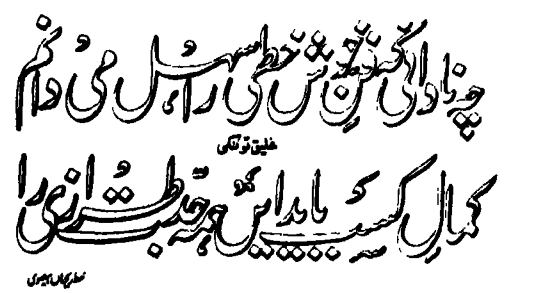
ہندوستان میں اس وقت شاہجہاں تخت سلطنت پر متمکن تھا جب اس نے یہ خبر سنی تو سخت افسوس کا اظہار کیا اور کہا کہ کاش اس بڑے فنکار کو میرے پاس بھجوا دیا ہوتا۔ شاہجہاں کا ذکر آگیا ہے تو ضروری سمجھتا ہوں کہ ہندوستانی خطاطی کا بھی ذکر کرتا چلوں۔

فن خطاطی میں یہ ملک بھی اپنا ایک خاص مقام رکھتا ہے۔ یہاں کی پرانی عمارتیں آپ نے ضرور دیکھی ہوں گی۔ تاج محل، مقبرہ ہمایوں، سکندرہ، قطب مینار، چار مینار، حیدرآباد کی مکہ مسجد، کشمیر کی خانقاہ معلی اور جامع مسجد وغیرہ ـــــ ان عمارتوں کے تعمیری حسن میں فن خطاطی کو بڑا دخل ہے۔ قطب مینار، تاج محل سے بھی زیادہ قدیم عمارت ہے۔ دونوں کی آرائش میں قرآنی آیات کا استعمال کیا گیا ہے۔ لیکن ان دونوں عمارتوں کی خطاطی میں کچھ نمایاں فرق آپ نے محسوس کیا؟ قطب مینار کے حروف ابھرے ہوئے ہیں۔ جب کہ تاج محل کے حروف کھدے ہوئے ہیں اور سنگ مرمر سے ہم سطح کرنے کے لئے ان میں سیسہ بھر دیا گیا ہے۔ یہ فرق سلاطین دہلی اور سلاطین مغلیہ کی عمارتوں میں خاص ہے۔ مغل عہد سے پہلے عمارتوں پر خطاطی کا کام ابھرے ہوئے حروف کی شکل میں ہوتا تھا۔ جبکہ مغلیہ عہد میں حروف کو پتھروں کے سینے میں پیوست کرنے کا رواج تھا۔ تاج محل کی فنکارانہ چابکدستی کی ایک اور بات آپ کو سناؤں۔ تاج محل کی بلندی قطب مینار سے زیادہ ہے۔ خطاطوں نے اس میں جو کمال پیدا کیا ہے وہ یہ ہے کہ قرآنی آیات کے حروف کی موٹائی نیچے سے اوپر تک یکساں نظر آتی ہے حرف جیسے جیسے بلندی پر پہنچے ہیں خطاط نے ہر محراب میں ان کی موٹائی کو اس تناسب سے بڑھایا ہے کہ وہ نیچے سے بھی دیکھنے میں پڑھنے میں آئیں اور بلندی اور پستی کے حروف یکساں موٹائی کے لگیں۔

ہندوستان کے قدیم مخطوطے اور سکے بھی خطاطی کے عمدہ نمونوں کی مثالیں ہیں۔ خوش نویسی چاہے عربی رسم الخط میں ہو یا اردو۔ اپنے سمجھنے اور رکھ رکھاؤ میں دنیا میں کسی بھی بڑی زبان سے بہتر ہے اور جتنے تجربات اس میں ہوئے ہیں شاید ہی دنیا کے کسی رسم الخط میں ہوئے ہوں گے ـــــ آخر اس کی کیا وجہ ہے آپ جانتے ہی ہوں گے کہ مصوری یا تصویر کشی اسلام میں حرام ہے چنانچہ مسلمانوں میں جتنی مصورانہ صلاحیتیں تھیں وہ سب اس فن کو سجانے اور سنوارنے میں صرف ہوگئیں۔ دوسرے یہ کہ باذوق اور حسن پرور بادشاہوں اور سلاطین کی اعانتیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم لایلف قریش الفھم رحلۃ الشتاء والصیف فلیعبدوا رب ھذا البیت الذی اطعمھم من جوع وامنھم من خوف بسم اللہ الرحمن الرحیم الم تر کیف فعل ربک باصحب الفیل الم یجعل کیدھم فی تضلیل وارسل علیھم طیرا ابابیل ترمیھم بحجارۃ من سجیل فجعلھم کعصف ماکول

خط دیوانی : انیس صدیقی



خلیق ٹونکی



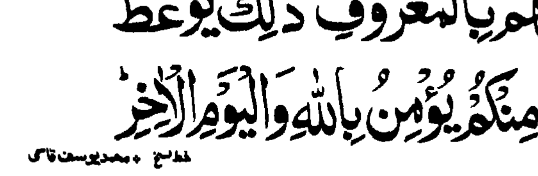
خلیق ٹونکی

قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد

خط ثلث : انیس صدیقی

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ ذَٰلِكَ يُوعَظُ بِهِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

خط نسخ : محمد یوسف قاسمی



خلیق ٹونکی

آج بھی اس برصغیر میں بڑے بڑے خطاط موجود ہیں، بعض گمنامی کے گوشے میں اور بعض زمانے کی بے مہری کے باوجود اس فن کے تقدس اور عزت مآبی کو برقرار رکھے ہوئے جگر کاوی میں مصروف ـــــ اقبال نے سچ کہا ہے ؎

نقش ہیں سب ناتمام خون جگر کے بغیر
نغمہ ہے سودائے خام خون جگر کے بغیر

(ریڈیو کشمیر سری نگر سے نشر)

ہم اور روح عصر

ڈاکٹر شبیر محمد خاں

آج کے اس موضوع سخن پر بات کرتے ہوئے میں ماقبل تاریخ اور تاریخی دور کے پس منظر میں جدید فکری نظریات آپ کے سامنے پیش کرونگا۔

اس کارخانۂ قدرت میں انسان کا کیا مقام ہے؟ اس سوال کا جواب اگر علم فلکیات کی روشنی میں ڈھونڈا جائے تو خدا کی اس وسیع تر کائنات میں انسان کی حیثیت، اس کی جسمانی حیثیت اور قوت کے لحاظ سے بہت حقیر نظر آتی ہے۔ اسی سوال کو ہم علم ادیان کے صحیفوں میں دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بندہ اس جہان میں خدا کا نائب ہے اور کائنات کی تمام ترقوتیں اس کے زیر تابع ہیں۔ اگرچہ بادی النظر میں یہ باتیں دو انتہا کو ظاہر کرتی ہیں لیکن ان میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ خالق عالم نے انسانی تعمیر میں ایسا وصف رکھا ہے اور وہ ہے Intelligence جو اسے ادنیٰ حیثیت سے اعلیٰ ترمقام عطا کرتی ہے۔ اپنے چاروں طرف نظر ڈالیے یہ حقیقت منکشف ہوگی کہ دنیا تمام نیرنگیوں کے باوجود بجز آدمی کے، کوئی ذی روح ایسا نہیں ہے جسے قدرت نے عقل سلیم عطا کی ہو اور وہ ایک سے دس تک گنتی کرسکے۔

اس کرۂ ارضی پر زندگی کی ابتدا کب سے ہوئی اس کا جواب ہمیں کتب آسمانی میں ملتا ہے اور علم سائنس کی تحقیقات میں بھی، چنانچہ کتاب الہٰی میں فرمایا ہے "کن فیکون" یعنی خدائے ذوالجلال نے کہا ہوجا اور وہ چیز ہوجاتی ہے۔ اسی گتھی کو انسان نے اپنی عقل و دانش کی مدد سے سلجھانے کی کوشش کی ہے اور نظریات اور نتائج اخذ کئے ہیں۔

علم فلکیات کے نقطۂ نظر سے انسانی حیثیت کا تعین کریں تو معلوم ہوگا کہ اس وسیع کرۂ ارضی پر انسان ایک حقیر جاندار ہے دنیا میں اس کے مقابلہ میں کئی گنا طاقتور اور قوی ہیکل طاقتیں۔ انسان کی کمتری کا احساس اور بھی شدید ہوجاتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ کرۂ ارضی خود نظام شمسی کا ایک چھوٹا حصہ ہے اس سے بڑے بڑے سیارے زمین سمیت سورج کے گرد چکر لگا رہے ہیں جو اس کے مقابلہ میں کئی گنا بڑے ہیں۔ اس کائنات کے وسیع ترنظام میں کئی نظام شمسی خلا میں محو گردش ہیں جو ہمارے نظام شمسی سے بھی بڑے ہیں۔

کائنات اتنی وسیع ہے کہ تصور میں اس کو محیط کرنا مشکل نظر آتا ہے اس میں لاکھوں ستارے ایسے ہیں جن کی روشنی کو کرۂ ارضی پر پہنچنے میں کئی میلین نوری سال لگ جاتے ہیں۔ روشنی کی رفتار فی سکنڈ تقریباً ۳ لاکھ کلو میٹر ہے۔ اس حساب سے ان ستاروں سے نکلنے والی روشنی زمین پر آنے تک کئی نوری سال لگتے ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان ستاروں کا زمین سے فاصلہ کتنا ہے اس کائنات میں تقریباً ایک کھرب کہکشائیں ہیں۔ اندازاً ایک کھرب بڑے ستارے ہیں یہ تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ہر ستارہ کا اگر ایک لفظی نام رکھا جائے تو ان ناموں کو دہرانے میں ۳۰ کھرب سال لگ جائیں گے۔ یہ حقائق کائنات کی وسعت کا پتہ دیتے ہیں۔ ممکن ہے کائنات اپنے مخفی راز آئندہ انسان پر اور منکشف کرے۔

انسانی زندگی کے Period کو عام طور پر دو حصوں، میں بانٹا جاسکتا ہے، ایک تاریخی اور دوسرا ماقبل تاریخ کا دور، انسان اس زمین پر Stone age، Metal age سے ہوتا ہوا زراعتی زندگی کے دور تک پہنچا ہے۔ ماقبل تاریخ کے حالات ہمیں مختلف کھدائیوں، کتبوں اور آثار قدیمہ کے ذریعہ معلوم ہوتے ہیں ایک بات جو خصوصی طور پر متاثر کرتی ہے وہ یہ ہے کہ زمانہ قدیم میں بڑی تہذیبوں کے مرکز اقوام مشرق کا حصہ رہے چنانچہ یونان، مصر، روما، چین اور موہنجو داڑو کی تہذیبیں اس کی شہادت دیتی ہیں اور یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ قدیم زمانے میں سرداری اقوام مشرق کا حصہ رہی، یہ فضیلت تاریخی دور کی پندرہویں صدی عیسوی تک قائم رہی۔ اور یہ حصہ اقوام عالم میں علم و دانش کا گہوارہ بنا رہا۔

پندرہویں صدی عیسوی کے بعد حالات پلٹا کھاتے ہیں اور یوروپی اقوام جو اب تک جہالت اور اندھیرے میں بھٹک رہی تھیں ایک نیا مقام حاصل کرلیتی ہیں۔ اس انقلاب زمانہ کے کئی اہم اسباب ہیں۔

مذہب کے اجارہ داروں کی ذہنی غلامی سے آزادی، صنعتی انقلاب اور سائنس و ٹکنالوجی کی معجزاتی ترقی ایسے عوامل تھے جس نے ان قوموں کے خمیر میں ایسی روح پھونک دی جسے ایک لفظ میں "روح عصر" سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ ترقی کی اس دوڑ میں نہ صرف انھوں نے حیرت انگیز ترقی کی ہے بلکہ ہر گذرتا ہوا سال ہمارے اور ان کے درمیان فصل کو اور بڑھا دیتا ہے۔ خصوصاً پچھلی دو صدیوں میں ان کی ترقی اتنی تیز رفتار رہی کہ ہم ان کی گرد راہ کو بھی نہیں پہنچ پا رہے ہیں۔ یہ سرزمین ایسی زرخیز بن گئی ہے کہ ہر میدان علم میں اقوام مغرب نے بیسیوں دانشور اور صاحب ذکاء افراد کو جنم دیا ہے۔ ایسی صاحب علم شخصیتیں جنھوں نے علم فکر کے ڈھانچے بدل ڈالے ہیں ان میں سرفہرست فرائڈ، مارکس اور ڈاروِن کا نام لیا جاسکتا ہے۔

فرائڈ جسے Father of Modern Psychology کہا جاتا ہے اپنے نظریات کی وجہ سے مقبول بھی رہا اور معتوب بھی، علم نفسیات جو جذبات، خیالات اور احساسات سے بحث کرتا ہے دوسرے علوم سائنس کی طرح اسے ناپا، تولا، یا گنا نہیں جاسکتا۔ زمانۂ قدیم سے Sex کی حیثیت سماج میں شجر ممنوعہ کی رہی ہے۔ فرائڈ نے نہ صرف اس طاقت ور جبلت پر سے راز کے پردے ہٹائے بلکہ تمام انسانی کاوشوں میں اسی کو مرکزی نکتہ قرار دیا۔ اس نظریۂ جنس نے زندگی کے مختلف شعبوں کو متاثر کیا۔ لیکن کچھ لوگ خود کو ذہنی طور پر اس نظریہ کے لئے تیار نہیں کرسکے، فرائڈ نے بتلایا کہ جنسی جذبہ آغوش مادر سے قبر کی گود تک کارفرما رہتا ہے۔ بچپن میں بچے کا دودھ حاصل کرنا، انگوٹھا چوسنا، اسی جذبہ کی تسکین کی مختلف حالتیں ہیں۔ بچپن سے لاشعوری طور پر بچے جذباتی طور پر اپنے والدین سے وابستہ ہوتے ہیں جس میں جنسی جبلت کو بھی دخل ہوتا ہے۔ جوں جوں بچے سمجھدار ہوتے ہیں، سماجی بندشیں اس جذبہ کو دبا دیتی ہیں یہ جذبہ شعور کی سطح سے نکل کر اس حصہ میں داخل ہوجاتا ہے جسے لاشعور کہا جاتا ہے۔ اس سے جو الجھن پیدا ہوتی ہے، ایڈیپس کمپلیکس کہلاتی ہے، ذہن کا لاشعوری حصہ، شعوری حصہ سے بڑا اور زیادہ طاقتور ہوتا ہے یہی حصہ شعور پر اثرانداز ہوتا ہے اور ہمارے حرکات اور سکنات، عادات اور کیرکٹر پر اثرانداز ہوتا رہتا ہے۔ لاشعور، ناخوشگوار یادوں کا مدفن ہے یہ اپنی تسکین کے لئے نئے مختلف راستے اختیار کرتے ہیں۔ اور بھیس بدل کر شعور کے پردے پر رونما ہوتے ہیں۔ ناپسندیدہ خواہشات کی تسکین کا ایک ذریعہ خواب کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ بعض خواہشات خواب میں بھی اپنی شکل بدل کر تسکین حاصل کرتی ہیں۔ چنانچہ علم نفسیات میں نفسیاتی بیماری کی گتھی سلجھانے میں خوابوں کی تعبیر اہم رول ادا کرتی ہے اور اس طریقہ علاج کو تحلیل نفسی، کہا جاتا ہے۔

فرائڈ کے نظریات کے سبب ادب تعلیم، طب کے مسائل اور جرائم پیشہ لوگوں کی زندگی ان نظریات کی روشنی میں دیکھی جا رہی ہے۔

دوسری اہم شخصیت جس نے دور حاضر کے معاشی سماجی اور سیاسی زندگی میں انقلاب برپا کیا وہ مارکس کی ذات ہے۔ اگرچہ اشتراکی نظریہ کا تصور ہیگل نے دیا، مارکس نے اس کو سائنٹفک نظریہ کی شکل دی۔ اس نظریہ کی بنیاد پر روس میں قائم حکومت دنیا کی دو بڑی طاقتوں میں سے ایک شمار کی جاتی ہے۔

مارکس نے اپنے نظریات کو ایک کتابی شکل میں پیش کیا جو سرمایہ کے نام سے موسوم ہے۔ علامہ اقبال نے مارکس کی توصیف میں کہا ہے کہ:۔

نیست پیغمبر و لیکن در بغل دارد کتاب

مارکس نے اپنے نظریہ میں معاشی محرکات کو مرکزی اہمیت دی۔ اس نظریہ کے اہم نکات ہیں ذرائع پیداوار کی قومی ملکیت بنانا۔ جدلیاتی مادیت 'Dialectical Materialism' طبقاتی کشمکش اور تاریخ کی معاشی تعبیر ہے۔ اس نظریہ کے لحاظ سے سرمایہ دارانہ نظام میں ملک میں جو دولت پیدا ہوتی ہے اس سے دو طبقات جنم لیتے ہیں ایک بورژوا اور دوسرا پرولتاری، لوٹ کھسوٹ کو روکنا اور دولت کی برابر تقسیم اس نظریہ کا مطمح نظر رہا۔ یہ نظریہ بحیثیت مادہ پرستی کی تعلیم دیتا ہے، روحانیت کا اس میں گذر نہیں بلکہ مذہبی تعلیم کو اس نے افیون سے تعبیر کیا۔ اس نظریہ نے تاریخ کی معاشی توجیہ کی اور مختلف تاریخی واقعات کو معاشی عوامل کی کشمکش کا نتیجہ قرار دیا۔

تیسری اہم شخصیت جو علم حیاتیات کی ماہر ہے وہ ڈارون ہے۔ ڈارون کا نظریۂ حیات نہ صرف سابقہ نظریات سے مختلف ہے بلکہ بالراست متضاد حیثیت کا حامل ہے۔ ڈارون نے اپنا نظریہ مختلف ڈھانچوں، کھوپڑیوں، نباتاتی اور حیوانی زندگی کے مطالعہ کے بعد پیش کیا۔ اس نظریہ کی رو سے زندگی کی ابتدا سادہ ترین شکل UNICELLULAR LIFE ایک خلیہ زندگی سے ہوئی جو مزید تقسیم اور تولید کے درجات طے کرتے ہوئے Multicellular Life کی شکل اختیار کر گئی۔ زندگی پہلے آبی شکل میں رہی۔ نباتاتی زندگی کے بعد وہ حیوانی دور میں داخل ہوئی اور خشکی پر زندگی کے آثار پیدا ہوئے۔ ابتدا میں خشکی پر جو حیوانی اجسام تھے وہ بڑے بھدے، طویل قامت اور بے حد وزنی تھے۔ جو ماحول سے مطابقت پیدا نہیں کر سکے اور فنا ہو گئے۔ اس بات نے Survival of the fittest کے نظریہ کو جنم دیا۔ حالات سے مطابقت پیدا کرنے والے جاندار ارتقاء کی منزلیں طے کرتے ہوئے، بن مانس، گوریلا اور انسانی شکل تک پہنچے۔ ان کی ڈارون نے سلسلہ وار تشریح کی ہے۔

جن تین مفکرین کے انقلابی نظریات آپ کے سامنے پیش کئے گئے ان کی حیثیت نظریات کی ہے۔ انھیں حرف آخر نہیں کہا جا سکتا۔ جدید علوم کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ مزید تحقیق کے بعد جو نئے حقائق سامنے آتے ہیں اس کی روشنی میں سابقہ نظریات کی ترمیم ہو جاتی ہے یا انھیں رد کر دیا جاتا ہے۔ ان نظریات کو علمی اور سائنٹفک نقطہ نظر سے دیکھنا چاہیے۔ انھیں دھارمک صحیفوں کی بنیاد پر مورد الزام گردانا علمی دیانت داری کے خلاف ہے۔ ان نظریات کو جذباتی نظر سے دیکھنا اور منفی رویہ اختیار کرنا یا اپنانا بیمار اور شکست خوردہ ذہنیت کی نشاندہی کرتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ سائنسی مزاج پیدا ہو۔ محنت، لگن اور تحقیق کو اپنا شیوہ بنایا جائے تاکہ ہم بھی خالق کائنات کی بہترین مخلوق کہلانے کے مستحق بن سکیں جب تک ہم ان خوبیوں کے مالک رہے زمانہ ہماری اتباع کرتا رہا جب ہم روح عصر سے بیگانہ ہو گئے تاریخ نے بھی ہمیں معاف نہیں کیا۔ (اورنگ آباد ریڈیو بھنی سے نشر)

آج کی بات

گوبر گیس

محمد خلیل

پچھلے دنوں کی خبر ہے کہ جنوبی ہند میں آسائل نام کے ایک ریلوے اسٹیشن پر آج کل گوبر گیس سے بجلی پیدا کی جاتی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ اس بجلی سے نہ صرف ریلوے اسٹیشن کو روشنی مہیا کی جا رہی ہے۔ بلکہ اور بھی سب کام بخوبی ہو رہے ہیں۔

آج کے زمانے میں جب کہ دنیا کی بیشتر حکومتوں کے سامنے خام تیل کی قلت اور اس کی گرانی کا مسئلہ ہے۔ ہر جگہ توانائی کے متبادل ذرائع کی تلاش ہو رہی ہے۔ ان ذرائع میں گوبر گیس ایک سستی اور آسانی سے مہیا ہونے والی چیز ہے یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں گوبر گیس کے پلانٹ لگانے پر اسقدر زور دیا جا رہا ہے۔ مرکزی وزارت زراعت نے ان ہی باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلہ کیا ہے کہ ۱۹۹۵ تک ملک میں گوبر گیس بنانے کے دس لاکھ پلانٹ قائم کئے جائیں گے۔ اس کام کے لئے پلاننگ کمیشن نے پچاس کروڑ روپئے مخصوص کئے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ ہمارے یہاں گوبر کی شکل میں توانائی کا ایک بہت بڑا ذریعہ موجود ہے۔ اس کی گیس سے نہ صرف کھانا پکانے کا کام لیا جا سکتا ہے۔ بلکہ پانی کھینچنے کے پمپنگ سیٹ بھی چلائے جا سکتے ہیں۔ اس سے گھروں کو روشنی بھی مہیا کی جا سکتی ہے مزید برآں گوبر گیس کے استعمال سے ماحول بھی آلودہ نہیں ہوتا۔ ملک بھر میں جب وسیع پیمانے پر گوبر گیس کے پلانٹ لگائے جائیں گے تو گاؤں والوں کو ایندھن کے لئے جنگل سے لکڑی کاٹنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ اس طرح سے ہمارے درخت کٹنے سے بچ جائیں گے۔ گوبر جب گیس بنانے کے کام آنے لگے گا تو دیہات سے گندگی بھی بہت حد تک ختم ہو جائے گی۔

گوبر گیس کے استعمال کا ایک اور فائدہ یہ ہے کہ اس سے توانائی ضائع نہیں ہوتی۔ ایک اندازے کے مطابق اپلوں میں گوبر کی حرارت کا تقریباً گیارہ فیصد استعمال ہوتا ہے جب کہ گیس کے ذریعے گوبر کی حرارت کا ساٹھ فیصد تک استعمال ہو سکتا ہے۔ پھر گوبر سے کھاد بھی بنتی ہے اور اس کھاد کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ آسانی سے مٹی میں مل جاتی ہے۔ اور اس میں مٹی سے پانی خشک کرنے کی صلاحیت بھی بڑھ جاتی ہے۔ فصل پر بھی اس کا بہت اچھا اثر ہوتا ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ جس کسان کے پاس صرف تین مویشی ہوں وہ بھی گوبر گیس پلانٹ لگا کر فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔

آج ہمارے ملک میں تقریباً اسی ہزار گوبر گیس پلانٹ ہیں۔ مگر خام تیل کی قلت اور توانائی کی ضرورتوں کو دیکھتے ہوئے یہ تعداد بہت کم ہے۔ گجرات، مہاراشٹرا، کرناٹک، تامل ناڈو، اور پنجاب میں گوبر گیس کے پلانٹ سب سے زیادہ ہیں۔ انھیں لگانے میں مہاراشٹر کے کھادی گرام ادیوگ اور انڈین ایگریکلچر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ نے سب سے زیادہ اہم کردار ادا کیا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اگر ہم ۵۰ فیصد گوبر گیس بنانے کے کام میں لائیں تو اس سے تقریباً ایک کروڑ پچاس لاکھ میگاواٹ پاور کی توانائی حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ توانائی اسی قدر ہوگی جتنی کہ ہم ۴۲ کھرب لیٹر مٹی کے تیل سے حاصل کر سکتے ہیں۔ مگر ہندوستان میں گوبر گیس پلانٹ لگانے میں کچھ مشکلات بھی ہیں۔ پہلا مسئلہ تو یہی ہے کہ ایک اوسط درجے کے کسان کی اقتصادی حالت دیکھتے ہوئے یہ بہت مہنگا ہے۔ گوبر گیس کا چھوٹا پلانٹ لگانے پر بھی کم از کم ڈیڑھ ہزار روپئے خرچ ہوتے ہیں۔ اس طرح پلانٹ لگانے کی لاگت جب تک کم نہیں ہوتی ہم یہ توقع نہیں کر سکتے کہ دیہات میں بہت وسیع پیمانے پر گوبر سے تیار ہونے والی گیس کا استعمال ہوگا۔ علاوہ ازیں گوبر کا مطلوبہ مقدار میں حاصل کرنا بھی اب آسان نہیں جب کہ ہم سمجھتے ہیں، جس کسان کے پاس ایک یا دو مویشی ہیں وہ خود تو پلانٹ لگا نہیں سکتا اور اگر کسی بڑے پلانٹ کے لئے اپنے مویشیوں کا گوبر فروخت کر دے تو اپلوں کی صورت میں جو ایندھن اسے میسر ہے اس سے بھی محروم ہو جائے گا۔ مگر ان مشکلات کے باوجود گوبر گیس کی افادیت سے انکار نہیں ہو سکتا اگر ہمیں دیہات میں مٹی کے تیل کا بدل تلاش کرنا ہے تو اس گوبر پر انحصار کرنا ہوگا جو سب سے سستا ہے۔

(نیوز سروسز ڈویژن سے)

اپنے دیس میں

تذکرہ شعرا بدایوں

طیب بخش بدایونی

زمانہ قدیم سے بدایوں مدینۃ العلم والاولیاء کے نام سے مشہور رہا ہے۔ بدایوں کے ایک عالم مولانا رضی الدین نے امام بخاری کے استاد الاستاد علامہ زہری کو "اذا سکب المؤذن" والی حدیث کی صحت کرائی تھی۔ اسی بدایوں نے ملا عبدالقادر جیسا بیباک مورخ بھی پیدا کیا۔ اسی شہر کو مدینۃ الشہدا بھی کہا گیا ہے۔ مصحفیؔ کا ایک شعر سماعت فرمایئے۔

قاتل تری گلی بھی بداؤں سے کم نہیں
ہر گھر میں جس کے ایک مزار شہید ہے

بدایوں کے قدیم شعراء فارسی میں مشق سخن کرتے نظر آتے ہیں۔ عہد اکبری کے مشہور شاعر شیخ شمس الدین زاہدؔ نے بسم اللہ شریف کی تعریف میں ایک مثنوی لکھی تھی۔ مطلع سماعت فرمایئے۔

کنگرۂ سین چوں خنداں شدہ
خندہ او ازیں دنداں شدہ

بدایوں ہی کے ایک اور شاعر شیخ اکرام اللہ محشرؔ کی ایک منقبت آج بھی مقبول عام ہے۔ مطلع سنئے۔

غوث اعظم بمن بے سروساماں مددے
قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

بدایوں کے ایک اور شاعر شیخ رسول بخش حقیرؔ نے اپنی فارسی غزلیات سے ادب فارسی میں معتدبہ اضافہ کیا۔ آنہی حقیرؔ صاحب کے برادر زادے شیخ علی بخش خان صاحب شررؔ کا ایک شعر سماعت فرمایئے۔

رقیبوں کے گھر آنا جانا بُرا ہے
تم اچھے سہی پر زمانہ بُرا ہے

ماضی قریب کے دریچوں سے دیکھئے پر بدایونی شعرا کی ایک بڑی تعداد نظر آتی ہے۔ ان مرحوم شعرا میں سے اکثر شعرا کا کلام بھی مرحوم ہو چکا ہے یا مرحوم ہوتا جا رہا ہے۔ ان مرحوم شعرا میں سے چند کا کلام سنئے اور سوچئے کہ ہماری خاکستر میں کیسی کیسی چنگاریاں دبی ہوئی ہیں۔ کلام سماعت فرمایئے۔

انصار حسین صاحب زلالیؔ کا شعر سنئے:

مصیبت شب ہجراں کبھی کٹی نہ کٹے
یہ رات بھر کے لیے، رات عمر بھر کے لیے

محبوب کا خط ملنے پر ایک شاعر کے تاثرات ملاحظہ فرمایئے۔ امیر احمد صاحب امیرؔ فرماتے ہیں:

مجھ سے بگڑے تھے تو خط بھی مجھے بگڑا لکھا
حسن اخلاق نہ تھا حسن رقم بھی نہ رہا

چودھری سعیدالدین صاحب سعیدؔ کا منقبت کا شعر سنئے۔

مرجع شاہ وگدا۔ منبع انعام وعطا
مطلع صدق وصفا۔ حضرت غوث الثقلین

اسمٰعیل خان صاحب مستؔ اسلام نگری تیراندازی صیاد کا شکوہ یوں کرتے ہیں۔

ہائے مارا ابھی تو مارا تیر کب سفاک نے
جب نشیمن کی طرف میں عازم پرواز تھا

محمد مبین نازشؔ جناب شیخ کی دستار اچھالنے کی وجہ یوں بیان کرتے ہیں۔

دھول دھپے میں گرے شیخ کی دستار سے بت
کھل گیا قبلۂ دیں کعبۂ ایماں ہونا

حجاب کی فتنہ ساماں دیکھنا ہے تو تولا حسین صاحب تولاؔ بدایونی کا یہ شعر سنئے۔

میرے آتے ہی حجاب فتنہ ساز آہی گیا
بن کے یوں لیٹے ہیں گویا خواب ناز آہی گیا

وحشت عشق کا شہرہ معلوم کرنا ہے تو محمد علی خاں صاحب آزادؔ کا یہ شعر سماعت فرمایئے۔

شہرہ ترے وحشی کا ہے گھر گھر کئی دن سے
کوٹھوں پہ چنے جاتے ہیں پتھر کئی دن سے

معجزۂ رسولؐ کا ذکر اکرام احمد صاحب شادؔ کی زبانی سنئے۔

کام پتھر سے لیا گویائی کا
خاتمہ کر دیا اعجاز مسیحائی کا

پینے پلانے کا سلیقہ حاجی عبدالرزاق صاحب حمزہؔ سے سیکھئے فرماتے ہیں۔

اُس کی مئے طہور کو کیا پوچھتے ہیں آپ
حمزہؔ نے چار بار مدینے میں جا کے پی

پینے پلانے کا ذکر آگیا ہے تو مجتہدین صاحب عفیفؔ بدایونی کے اشعار بھی سماعت فرمایئے۔

چھوٹی سی چیز کا بازار سے لے آنا کیا
جیب میں ڈال دامن میں چھپالی بوتل

اب ہمیں پینے پلانے سے تو کچھ کام نہیں
جھومتے رہتے ہیں بیٹھے ہوئے میخانے میں

عالم وحشت کی قسم کھانا ہے تو جناب رضیؔ بدایونی کا یہ شعر سنئے

میں کہیں کا نہ رہا عالم وحشت کی قسم
تم تو یہ کہہ کے الگ ہو گئے سودائی ہے

محبوب کو فسانۂ غم سنانے کا طریقہ کفیل الدین عالیؔ نے یوں بیان کیا ہے۔

بچا بچا کے سنانا پڑا افسانۂ غم
یہ شرط تھی نہ کوئی حرف آرزو آئے

خوئے وفا کے متعلق عبدالحیٔ صاحب بےخودؔ فرماتے ہیں۔

اپنی خوئے وفا سے ڈرتا ہوں
عاشقی بندگی نہ ہو جائے

حجاب اور رُخ یار کی کارفرمائیاں دیکھنا ہیں تو یعقوب بخش صاحب راغبؔ کے یہ دو اشعار سنئے۔

وہ شرم وہ ادا وہ جوانی کہ ہائے ہائے
کافر کا حسن اور بھی نکھرا حجاب سے

اب حشر تک بہار نظارہ ہے اور ہم
آنکھیں ہوئی ہیں بند رُخ یار دیکھ کر

تکمیل جنوں کا راز جناب مستؔ گنوری کی زبانی سماعت فرمایئے۔

اب جنوں کامل ہوا اب پختگی تک آگیا
روتے روتے ان کے دیوانے ہنسی تک آگئے

امام یاسیات فانیؔ بدایونی کے بھی دو اشعار سماعت فرمایئے۔

تو کہاں تھی اے اجل اے نامرادوں کی مراد
مرنے والے راہ تیری عمر بھر دیکھا کیے

میں نے فانیؔ ڈوبتے دیکھی ہے نبض کائنات
جب مزاج یار کچھ برہم نظر آیا مجھے

عابد سعید خاں صاحب فناؔ بدایونی کا شعر سنئے۔

کوئی گذرا ہے فناؔ دل کے حجابوں سے ضرور
آج منزل کا نشاں راہ گذر دیتی ہے

شیخ کو نصیحت جامیؔ صاحب کی زبانی سماعت فرمایئے۔

خدا کی یاد کے معنی یہ ہیں جناب شیخ
بتوں کو پاس بٹھا کر خدا خدا کرتے

محبوب کو نصیحت سماعت فرمایئے۔

میں نہیں کہتا کہ میری موت کا غم کیجئے
کیا کہے گی دیکھ کر دنیا ہنسی کم کیجئے

زبان کی چاشنی اور محبوب سے سوال و جواب کا انداز ملاحظہ ہو۔ جناب قمر الحسن صاحب قمرؔ فرماتے ہیں۔

پوچھا کہ ستمگاری، بولے ہمیں آتی ہے
پوچھا کہ وفاداری، بولے ہمیں کیا کرنا
کہا کب تک ملوگے، ہنس کے فرمایا قیامت تک
کہا جب تک تو مر جائیں گے، فرمایا کہ مر جانا

مفتی کرم احمد صاحب لطفؔ کا نعتیہ شعر جس کو سن کر علامہ اقبال بھی جھوم اُٹھے تھے۔ آپ بھی سماعت فرمایئے۔

رُخ مصطفےٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

ساغر سے محرومی کی شکایت لطفؔ صاحب کی زبانی سنئے

لب تک آتے ہی خدا جانے لگی کس کی نظر
رہ گیا ہاتھ میں ساغر کا کنارا ٹوٹا

سادگی، غرور اور خود داری کا ٹکراؤ دیکھنا ہے تو ابر گنوری کے یہ اشعار سنئے۔

سادگی میں لٹ گئے سادگی میں کھو گئے
جس نے ہنس کے بات کی ہم اسی کے ہوگئے

عشق خود دار ہے حسن مغرور ہے
میں بھی مجبور ہوں، وہ بھی مجبور ہے

پختگی کلام۔ صنعت ارصاد کی کار فرمائی اور اسلوب بیان دیکھنا ہے تو آفتاب احمد صاحب جوہرؔ کے یہ دو شعر سماعت فرمایئے۔

خود شمع ہی جب سوز محبت سے پگھل جائے
پروانے کی عزت کا تقاضا ہے کہ جل جائے

کوئی کہدے زاہد خشک سے جو مذاق غم سے نفور ہے
کہ نشاط روح کیواسطے غم عاشقی بھی ضرور ہے

حبیب حسن صاحب جگرؔ کا ایک شعر سنئے۔

گور تک ساتھ دے گئے احباب
بوجھ کاندھوں کا تھا اتار گئے

اسی مضمون کو محمد احمد صاحب بیتابؔ کی زبانی سنئے۔

زندگی میں یار اور احباب سب بھرتے تھے دم
چھوڑ آئے مجھ کو تنہا زیر مدفن ڈال کر

علی حاتم بدایونی کا مشترک تعلیم پر طنز یہ ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں۔

مشترک تعلیم کے ہاتھوں بہت بن جائینگے
مجد کے بن انڈیا کے عرض میں اور طول میں
کورس ہو جائینگے جاری حسن کے اور عشق کے
لیلیٰ و مجنوں نظر آئیں گے ہر اسکول میں

تنگی ظرف کی شکایت اور مقدر کا شکوہ لکشمی نرائن جوہرؔ کی زبانی سنئے۔

نہ جانے ظرف سے زائد ہے یا میرے مقدر سے
لبوں تک آتے آتے مئے چھلک جاتی ہے ساغر سے

شکیلؔ بدایونی کے اشعار سے کون واقف نہ ہوگا۔ آپ بھی شکیلؔ صاحب کے دو اشعار سنئے۔

اللہ تو سب کی سنتا ہے جرأت ہے شکیلؔ اپنی اپنی
حالیؔ نے زباں سے اُف بھی نہ کی اقبالؔ شکایت کر بیٹھے

جو از خود نہ بدلا نظام دو عالم
تری زلف سے برہمی مانگ لوں گا

پروفیسر ضیاؔ صاحب کا ایک شعر سماعت فرمایئے۔

کہوں کس سے شراب بے خودی میں جو مزہ پایا
کہ اس لذت سے دنیا بے خبر معلوم ہوتی ہے

غلام سجاد صاحب بسملؔ کا یہ شعر سماعت فرمایئے۔

اے شعلہ باریٔ غم الفت کہاں ہے اب
وہ بال و پر کہ نذر ہوں شمع جمال کی

موجودہ زمانے میں بدایونی شعرا کی ایک بہت بڑی تعداد نظر آتی ہے۔ کل ہند شہرت کے اکثر شعراء اب پاکستانی ہو چکے ہیں۔ کچھ کے نام سنئے۔ دلاور فگارؔ، شہید حسین شہیدؔ، جامؔ نوائی، انجمؔ فوقی، نیازؔ بدایونی، اخترؔ کمالی، فاروق احمد محشرؔ، ثقلین احمد منورؔ۔ وغیرہ وغیرہ۔

بدایوں میں اردو شاعری کا وقار چند ہستیوں کی محنت و کاوش کا مرہون منت ہے۔ ان میں جوشؔ، رونقؔ، کاملؔ، دلکشؔ، الیاسؔ، پیامؔ، شاداںؔ، رفیعؔ، عظمتؔ، صہباؔ، وسیمؔ، شادؔ گکراوی، منورؔ وغیرہ خاص ہیں ـــ اب کچھ شعراء کا نمونۂ کلام سماعت فرمایئے۔

توہین بہار سے بچنے کا طریقہ رادھا رمن صاحب جوشؔ سے سیکھئے۔ فرماتے ہیں۔

کہیں ایسا نہ ہو الزام توہین بہار آئے
بہاروں کا زمانہ ہم بیاباں میں گذار آئے

جناب عروجؔ زیدی صاحب کا ایک شعر سنئے۔

بے خبر سوتے تھے آغوش رواداری میں
آج بھی تم نے جگایا ہے تو ہم جاگے ہیں

محبوب کا ما فی الضمیر رونقؔ صاحب نے کس عمدہ طریقہ سے سمجھایا ہے۔ شعر سماعت فرمایئے۔

وہ کہہ رہے ہیں زمانہ ہے بے وفا رونقؔ
مگر جو کہنے کا مطلب ہے ہم سمجھتے ہیں

زلفوں کی پریشانی کی وجہ ملاحظہ ہو۔

میرے حالات پریشاں کو دعائیں دیجئے
آ گیا آپ کی زلفوں کو پریشاں ہونا

ایک ابھرتا ہوا نوجوان شاعر سلمان صباؔ، زاہد کی ریاکاری کا پردہ اس طرح چاک کرتا ہے۔

سب ہی کچھ تھا ترے سجدوں میں زاہد
اگر ہوتا خلوص بندگی بھی

محبوب کا سراپا ملاحظہ ہو۔

ان کی آنکھیں پھول کنول کے
ان کے عارض شعر غزل کے

غم محبوب سے الفت کی وجہ علاء الدین دلکشؔ نے کس قدر دلکش انداز میں بیان کی ہے۔ سماعت فرمایئے۔

تمہارے غم سے مجھے اس لیے بھی الفت ہے
کہ اس میں پاتے ہیں انداز جاوداں ہم نے

ذوق نظر کی فتنہ سامانی دیکھنا ہے تو عبد المجید صاحب شاداںؔ کی زبانی سنئے۔

بغیر ذوق نظر مضطرب ہیں وہ جلوے
نظر اٹھائیں گے اہل نظر تو کیا ہوگا

التفات گریزاں دیکھنا ہے تو شفیع احمد خاں صاحب پیامؔ کا یہ شعر سماعت فرمایئے۔

گذرے مرے قریب سے وہ بارہا پیامؔ
آنکھوں میں التفات گریزاں لیے ہوئے

الیاس رشید الیاسؔ نے زندگی کی مدت کس قدر دلچسپ انداز سے بیان کی ہے۔ یہ شعر سماعت فرمایئے۔

حیات ایک چراغ ہے چراغ کی حیات کیا
بہت چلا تو جل گیا بس ایک رات کے لیے

قدر دانوں کی کمی کی شکایت رفیع بخش صاحب رفیعؔ کی زبانی سماعت فرمایئے۔

یہ میرا جذب محبت خلوص مہر و وفا
میں کس کی نذر کروں قدرداں نہیں ملتا

شعور دیوانگی دیکھنا ہے تو عظمتؔ صاحب کا یہ شعر سنئے۔

شکوۂ جور نہ بیداد کا غم ہوتا ہے
یہ شعور آپ کے دیوانوں کو کم ہوتا ہے

احساس غم کے باقی رہنے کا نتیجہ وسیمؔ صاحب کی زبانی سنئے۔

ابھی احساس غم باقی ہے مجھ میں
ابھی میرا جنوں کامل نہیں ہے

ایک شاعر فکر دنیا کو کس طرح چیلنج کرتا ہے۔ مہدیؔ بدایونی کا یہ شعر سماعت فرمایئے۔

وہ تو کیے کھا چکے ہیں بادہ نوشی کی قسم
ورنہ تو اے فکر دنیا ایک پیمانے کی تھی

داستان حیات کیسے مکمل کی جاتی ہے۔ عبد الجبار صدیقی شررؔ اسلام نگری کی زبانی سنئے۔

تب مکمل ہوگی میری داستان زندگی
آپ جب کہنے لگیں گے اپنا دیوانہ مجھے

ان شعراء کے علاوہ نفیسؔ، کرشن موہن وحشیؔ، نسیمؔ، ستیش چندر نشترؔ، جسونت رائے رعناؔ، شاہ سعید پوری، پریم جونس عاجزؔ، منورؔ، شیداؔ، رانبس جون حیرتؔ، عارفؔ ایوبی وغیرہ مشق سخن جاری رکھے ہوئے ہیں۔

(رام پور سے نشر)

آزادی کے
34 سال
کامیابیاں اور مستقبل

☐ ہم نے ایک خود انحصار معیشت کی بنیادیں بنالی ہیں

☐ خوراک میں خود کفیل ہو گئے ہیں، اپنے صنعتی ڈھانچے کو متنوع بنالیا ہے اور سائنس اور ٹکنالوجی میں اہم ترقی کی ہے۔

1985ء تک

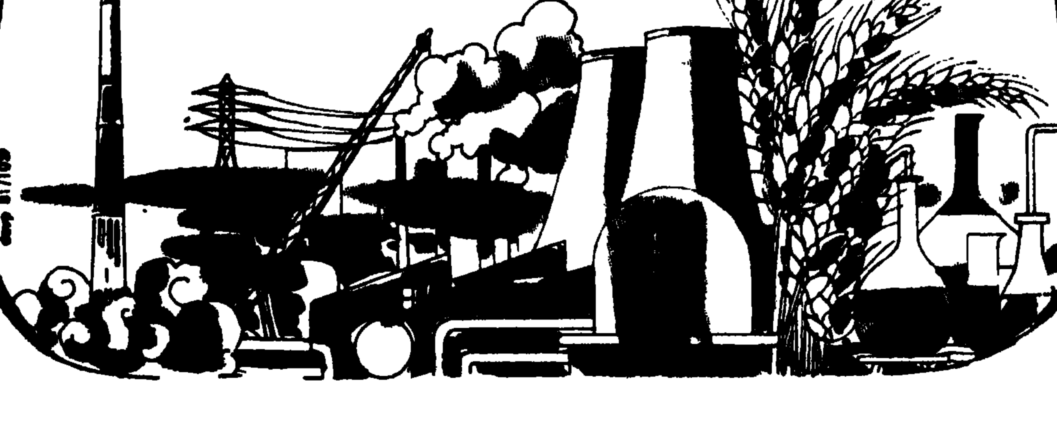
ہم نے اپنے عوام کے مزید چھوٹے حصے کو غریبی کی سطح سے اوپر اُٹھانے اور ان تمام دیہات کو پینے کا صاف پانی، جہاں یہ دستیاب نہیں، فراہم کرنے کا

اور 2000ء تک

کوڑھ کو ملیامیٹ کرنے اور شرح پیدائش کو 36 سے کم کرکے 21 فی ہزار کرنے کا عزم کر رکھا ہے

دن چڑھے گا، یقین واثق رکھیں

(رابندر ناتھ ٹیگور)



ادب

ادب اور سماج

مہر گیرا

ادب اور سماج ایک ایسا موضوع ہے۔ جس پر ہر دور میں بحث ہوتی رہی ہے مختلف ادیبوں اور نقادوں کی آرا ر قارئین کے سامنے آتی رہی ہیں۔ کوئی ادیب یا قاری اس حقیقت سے انحراف نہیں کر سکا کہ ادیب کا سماج سے ایک دائمی رشتہ ہے۔ ایک ایسا تعلق ہے جو ہمیشہ رہے گا۔ ادب سماج کی عکاسی کرتا رہے گا۔ اس کی رہنمائی بھی کرتا رہے گا۔ سماج کو بہتر بنانے اور اسے خوش گوار ماحول عطا کرنے میں پیش پیش رہے گا۔ سردار جعفری کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیے۔

کر رہا ہوں فاش اسرار حیات
تاکہ ہو آسان پیکار حیات

انسانی سماج میں پیکار حیات ایک مسلسل عمل ہے۔ ہر دور میں انسان نے کوشش کی ہے کہ زندگی بہتر ہو، پُر مسرت ہو، خوش گوار ہو۔ اسی پیکار حیات سے ہی تہذیبی اور تمدنی ارتقار کا آغاز ہوا۔ ادب کی تخلیق بھی اسی ارتقار کا حصہ ہے ادب آخر ہے کیا؟ انسانی زندگی کی بو قلمونیت کا اظہار ہے۔ اس میں جمالیاتی پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ ادب انسانی سماج کے ہر پہلو کو اچھوتے انداز میں پیش کرتا ہے۔ اس کی نوک پلک سنوارتا ہے۔ اس سے متاثر ہوتا ہے۔ اسے متاثر کرتا ہے۔ اس کا آئینہ دار بھی ہے۔ اور اس کی سمت کا تعین کرنے والا بھی۔

ادبی تخلیق پیش کرنے والا ادیب خود انسانی سماج کا ایک اہم رکن ہے۔ اس لیے اس کا انسانوں سے دلچسپی لینا ناگزیر ہے۔ سماج اسے ہر طرح سے متاثر کرتا ہے۔ سماج کے مسائل اس کے اپنے مسائل بھی ہیں۔ سماج میں ہر تبدیلی کو وہ شدت سے محسوس کرتا ہے۔ اور حالات و واقعات کے طلاطم کو ادبی ہیئت عطا کر کے پُر کشش بنا کر قارئین کے سامنے پیش کرتا ہے۔ ساحر لدھیانوی نے اپنی شعری تخلیقات سے متعلق کیا خوب کہا ہے۔

دنیا نے تجربات و حوادث کی شکل میں
جو کچھ مجھے دیا ہے وہ لوٹا رہا ہوں میں

اب یہ تجربات و حوادث خلا میں ہوتے نہیں۔ انسانی سماج میں ہی ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ انسانی سطح پر معرض وجود میں آتے ہیں۔ اور ان کی عکاسی کسی شعر، نظم افسانہ یا ناول کی شکل میں ہمارے سامنے آتی ہے۔ بقول ڈاکٹر عبادت بریلوی "ادیب کی اپنے سماجی ماحول سے چشم پوشی ناممکن ہے۔ وہ اس ماحول اور اس کے مختلف حالات کو مختلف زاویوں سے دیکھتا ہے۔ وہ صرف اس پر اکتفا نہیں کر سکتا کہ وہ انسانوں کے جذبات و احساسات کی ترجمانی کرے۔ یا جس حالت میں وہ ہیں اس کا نقشہ ان کی آنکھوں کے سامنے کھینچ دے۔ بلکہ اس کی کوشش یہ رہتی ہے کہ ان حالات کو سامنے رکھ کر وہ چند ایسے نکات سماج کے افراد کو سمجھاتے جن سے خود ان کے اندر زندگی کے متعلق ایک شعور پیدا ہو۔ اسی پیمانے سے ادیب کی شخصیت کا پتہ لگایا جاتا ہے۔ ادیب کو چاہیے کہ اس کی ادبی تخلیق سماجی زندگی کے لیے مفید اور صحت بخش ہو۔ یہی ادب کا افادی پہلو ہے۔ اس کو مقصدیت کہتے ہیں۔ اور اس افادیت میں بھی سماج میں تبدیلی کے ساتھ تبدیلی آنا ضروری ہے جاگیردارانہ نظام ایک سرمایہ دارانہ نظام میں تبدیل ہو چکا ہے صنعتی انقلاب نے ساری دنیا کی صورت ہی بدل دی ہے طبقاتی کشمکش نے ایک شدید صورت اختیار کر لی ہے۔ ادب بھی ہر حال میں اپنے وقت کی سماجی زندگی کی پیداوار ہوا کرتا ہے۔ اس لیے ظاہر ہے کہ وہ ان موجودہ حالات اور موجودہ سماجی ماحول کے پیچیدہ اور اہم مسائل سے اپنا دامن نہیں بچا سکتا۔ ادیب کو انفرادیت کے محدود دائرے سے نکل کر اجتماعیت کی کھلی فضا میں آنا ہی پڑے گا۔ ادیب کسی طرح سماجی انتشار اور پریشانی سے بچ نہیں سکتا۔

جناب ممتاز حسین اردو زبان میں عوامی ادب کے مسئلے پر رائے زنی کرتے ہوئے فرماتے ہیں "ادب کا مقصد یہ ہے کہ وہ نئی قدریں جو عوام کی محنت نے پیدا کی ہیں انھیں انسان کی نفسیات کا جز بنا دے۔ انسان کو از سر نو حقیقت سے متعارف کرائے۔ پرانے وجود کے خلاف جنگ لڑنے پر اکسائے۔ پُرانے طریق فکر عادت و خصلت اور نفسیاتی رد عمل کے جواب میں نیا طریق فکر، نئی عادتیں اور نیا نفسیاتی عمل پیدا کرے۔ [illegible] کے ذریعہ حقیقت کی مصوری کر کے لوگوں کو متحرک کرے۔ ان کی نفسیات کو منظم کرے۔ مستقبل کا تعین اور عمل کا جذبہ پیدا کرے۔"

عارف عبد المتین کا ایک شعر ہے ؎

میں اپنے عہد کا ماتم سہی مگر عارف
میں آنیوالے زمانے کے دل کی آس بھی ہوں

اور ناصر کاظمی فرماتے ہیں ؎

پھر کسی صبح طرب کا جادو
پردۂ شب سے ہویدا ہوگا

ادب اور سماج کے موضوع پر بات کرتے ہوئے ترقی پسند تحریک بھی سماجی نظام میں تبدیلی کی مظہر ہے۔ یہ رجحان حالی کے زمانے سے ادب میں اتنا اہم ہو گیا کہ اس نے ساری فضا کو متاثر کیا۔ حالی کے بعد پریم چند، اقبال اور جوش نے اس روایت کو آگے بڑھایا۔ مگر یہ تحریک باقاعدہ طور پر ۱۹۳۵ء سے شروع ہوئی۔ بقول پروفیسر آل احمد سرور "علی گڑھ تحریک کے بعد اردو میں یہ بڑی تحریک ہے۔" علی گڑھ تحریک ایک اصلاحی تحریک تھی۔ ترقی پسند تحریک ایک باغیانہ تحریک ہے ایک نئے اجتماعی نظام کی آواز ہے۔ دونوں تحریکیں محض ادب برائے ادب یا ادب برائے جمال کی قائل نہیں۔ یہ درست ہے کہ ادب میں جان انفرادیت سے آتی ہے مگر آزاد مکمل اور شاداب انفرادیت کو سماج کے تعلق سے تازہ خون ملتا ہے۔ ترقی پسندی ایک رجحان۔ ایک کیفیت ذہنی، ایک میلان ہے ترقی پسند شاعری کے معیار کی بلندی سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ بحیثیت مجموعی فراق کی غزلوں فیض کی نظموں اور مجاز، مخدوم، محی الدین اختر انصاری، سردار جعفری اور جذبی وغیرہ کی شاعری میں انقلاب کی شعریت اور انقلاب کا حسن ملتا ہے۔ ترقی پسند شاعری نے اپنے دور کے تمام واقعات سے بھی اثر قبول کیا ہے۔ اس کی علامت میں تازگی اور ندرت بھی ملتی ہے۔ اس کے استعارے بھی نئے ہیں۔ آزاد نظم یقیناً اسی ذہنی فضا کی مرہون منت ہے جو

جاگیردارانہ نظام ایک سرمایہ دارانہ نظام میں تبدیل ہو چکا ہے صنعتی انقلاب نے ساری دنیا کی صورت ہی بدل دی ہے۔ طبقاتی کشمکش نے ایک شدید صورت اختیار کر لی ہے۔

ترقی پسند تحریک نے پیدا کی۔ فن اور فارم کے تجربے ہوئے اور ان تجربوں سے اردو شاعری کو فائدہ پہنچا ہے مگر ترقی پسند تحریک کے اثرات سب سے زیادہ نمایاں افسانوں میں ہیں۔ بیدی، کرشن چندر، عصمت، منٹو، اختر انصاری۔ اختر اورینوی اور عسکری اس دور کے بہترین افسانہ نگار رہے ہیں۔ اس تحریک نے اردو ادب کو زندگی کے بہت قریب لاکر کھڑا کر دیا۔ اس سے حقیقت نگاری ابھری۔ بقول سرور صاحب حقیقت نگاری کا جو تصور مارکسیت میں ہے۔ وہ زولا کے نیچرلزم یا فطرت نگاری کا سا نہیں سماجی رشتوں اور ان کی اہمیت کا احساس ہے۔ ادب میں افادیت کے لیے دراصل ایک ذہنی پیمانے کی ضرورت ہے اور روح انسانی کو گہرے تجربات سے آشنا کرنا اسے تازگی اور زندگی دینا بھی افادیت رکھتا ہے۔

آج کا ادیب ایک نئے ماحول میں سانس لے رہا ہے۔ ایک نئے سماجی نظام میں جی رہا ہے۔ زندگی ایک نئی کروٹ لے رہی ہے اس نظام میں خوف بھی ہے۔ *Tension* بھی سماج میں نئی قدریں ابھر رہی ہیں۔ ادیب ان عناصر سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اس پر سماج کی ہر حرکت ایک خاص اثر چھوڑتی ہے۔ اس کے ذہن کو جھنجھوڑتی ہے۔ اور وہ اپنی راہ بدلتے ہوئے آگے بڑھتا ہے۔ سماجی شعور اور سماجی بیداری کو ساتھ لے کر اسی لیے اس کا اسلوب بدلتا ہے۔ اور اس طرح وہ سماج کے اندر صحت مند تبدیلی کا محرک بن جاتا ہے۔ اس ماحول نے اردو شاعری کو نئی سمت عطا کی ہے۔ جدت عطا کی ہے۔ نئی قدریں معرض وجود میں آئی ہیں۔ اس ضمن میں ناصر کاظمی، منیر نیازی شمیم حنفی، بمل کرشن اشک، بشیر بدر، ندا فاضلی، زیب غوری، سلطان اختر، پرکاش فکری، بانی، عمیق حنفی، باقی مہدی کے نام قابل ذکر ہیں۔ ندا فاضلی کا ایک شعر سنیے

بھیڑ سے کٹ کر نہ بیٹھا کرو تنہائی میں
بے خیالی میں کئی شہر اجڑ جاتے ہیں

اور بمل کرشن اشک کا ایک شعر ہے

اشک میں چند دنوں اور بھی جی سکتا تھا
کیا سمجھ کر مرے احساس نے مارا مجھ کو

شمیم حنفی کا ایک شعر ہے

آرزو کے قہر سے سانسوں کی کشتی کو بچا
بادبانوں کو ہوا کے ساتھ لہرانے نہ دے

اس لیے اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ادب کو سماج سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ سماج ایک بہتے ہوئے پانی کا دھارا ہے۔ جس میں ہر لمحہ تبدیلی رونما ہوتی ہے۔ تو اس کا اثر ادب پر لازمی ہے۔ ادیب اگر ان تبدیلیوں کو ملحوظ خاطر رکھ کر آگے بڑھتا ہے تو وہ ادب کے پھول کو یقیناً ایک خوشبو عطا کرتا ہے۔ جو سماج کے ماحول کو معطر بنا دیتی ہے۔

(جالندھر سے نشر)

وطن سے دور وطن کے پاس

اردو سروس کا سلسلہ

سعید جعفری اور ونود پانڈے

مثل مشہور ہے ؎

عزت اسے ملی جو وطن سے نکل گیا
وہ پھول سر چڑھا جو چمن سے نکل گیا

سدا ہی یہ روایت رہی ہے کہ افراد نے اپنی اپنی سرزمینوں کو خیرباد کہہ کر دور دراز علاقوں میں قسمت آزمائی کرنے کی کوشش کی ہے اور اس میں کامیاب بھی ہوئے۔ کیا ابن بطوطہ، کیا محمود گاواں، سبھی اپنی سرزمینوں سے دور شہرت اور عظمت کے حامل ہوئے۔

دوسری عالمی جنگ کے بعد لاکھوں کی تعداد میں ایشیائی و افریقی باشندے یورپ و امریکہ میں تلاش معاش کے لیے جا بسے کیونکہ جنگ کے ہاتھوں یورپی و امریکی ملکوں میں آبادی کی سطح بہت ہی گر چکی تھی۔ کچھ عرصے تگ و دو کے بعد ان اجنبی سماجوں میں تارکان وطن نے اپنی دنیا بسالی اور رفتہ رفتہ مہمان سماج سے ہم آہنگی پیدا کرکے اپنی تخلیقی ترغیبات کی پرورش کرتے رہے اور ایک دن امتیاز و افتخار حاصل کر لیا۔ جب انسان کی شخصیت اس طرح اجاگر اور مطمئن ہو جاتی ہے تو اس کی روح سب سے پہلے اپنی ماں کو تلاش کرتی ہے اور وہ ماں انفرادی ماں نہیں ہوتی بلکہ اجتماعی ماں اپنے وطن کی گود ہوتی ہے بعض کی آرزو تو اتنی شدید ہوتی ہے کہ وہ مادر وطن کی خاک میں مدفون ہونا چاہتے ہیں۔ جب ایسی تڑپ اور کشش دل میں بسیرہ کر لیتی ہے تو فن کار اور تخلیقی فنون میں مشغول ہستیاں بہت شدت سے وطن کو واپس ہونا چاہتی ہیں۔ اسی لیے ہمارے اس سلسلے کا نام "وطن سے دور وطن کے پاس" رکھا گیا۔ یہ دراصل اقبال کے اس مشہور شعر کی تفسیر ہے جو ان کے قومی ترانے کا حصہ ہے اور جس میں کہا گیا ہے ؎

غربت میں ہوں اگر ہم رہتا ہے دل وطن میں
سمجھو وہیں ہمیں بھی، دل ہو جہاں ہمارا

اس سلسلہ تقاریر میں ہم آپ کو ایسی کئی ہستیوں سے متعارف کرائیں گے جنھوں نے غیر ملکوں میں سکونت اختیار کی وہاں شہرت پائی اور پھر وطن کی تڑپ سے مجبور ہو کر اور وطن آکر اپنی شخصیت اور فن کا مظاہرہ کیا اور ایک رشتہ قائم کیا۔ شری رام چھل جو کامن ویلتھ سکریٹریٹ کے افسر اعلیٰ ہیں ڈاکٹر سیو ساگر رام غلام جو ماریشس کے وزیر اعظم ہیں مادر وطن سے اپنی پچھلی پشتوں میں جدا ہوئے تھے لیکن آج بھی اپنے ہندی نژاد ہونے پر فخر محسوس کرتے ہیں لیکن یہ ہستیاں ہمارے اس سلسلے میں شامل نہیں۔ اس کے برخلاف اس سلسلے میں ہم صرف انہی شخصیتوں کو پیش کریں گے جنھوں نے ہندوستان کی آزادی کے آس پاس ترک وطن کیا اور غیر سیاسی شعبوں میں فخر و امتیاز حاصل کیا۔

آج کی نشست میں ذکر ہے دو ہستیوں کا سعید جعفری اور ونود پانڈے۔ دونوں کا باہم رشتہ ونود کی فلم "ایک بار پھر" سے قائم ہوا جس کی تیاری اور تکمیل میں سعید جعفری کی ہمت افزائی تعاون اور رہنمائی کا کافی دخل رہا ہے۔ دونوں حال ہی میں وطن لوٹے۔ دہلی میں قیام کیا اور اپنی مصروفیات جاری رکھیں۔ سعید ایٹن برا کی 'گاندھی' فلم میں سردار پٹیل کا رول ادا کر رہے ہیں اور ونود بمبئی گئے ہوئے ہیں تاکہ اپنی دوسری فلم کی کاسٹ وغیرہ کی تیاریاں مکمل کریں۔

سعید جعفری سرزمین اودھ کی ٹوٹی ہوئی شاخ ہیں۔ جو فرنگی دنیا میں ثمر آلود ہوئی۔ بہت دنوں تھیٹر میں کام کرتے رہے اور اس کے بعد مغرب روانہ ہوئے وہاں بھی تھیٹر میں کام جاری رکھا اور رفتہ رفتہ *Old Vic* جیسے نامور ادارے سے منسلک ہوئے۔ اسی عرصے میں مدھر سے ان کی شادی ہوئی۔ لیکن جب ازدواجی زندگی نے رخ بدلا اور مدھر سے جدائی ہوئی تو سعید کے حساس فنکارانہ ذہن نے ان کی زندگی میں پیچیدگیاں پیدا کیں۔ انھوں نے از سر نو زندگی شروع کی۔ نیویارک میں ہر قسم کی محنت کے ذریعے زندہ رہنے کی کوشش کی۔ اور زندگی کے ہر روپ اور رنگ سے گذرنے کے بعد، پھر تھیٹر، ٹیلی ویژن اور سنیما کی طرف رجوع ہوئے مغربی یا انگریزی تھیٹر میں گوروں کے علاوہ یا امریکی نیگروں کے علاوہ بہت ہی کم دوسری نسل کے لوگوں کو داخلہ ملا ہے۔ اگر عرب ملکوں سے عمر شریف مغربی

حمیدالدین محمود

فلموں میں ہیں تو اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ وہ عیسائی ہیں۔ دوسرا نامور نام امریکی فلموں سابو دستگیر کا ہے جو کمسنی ہی میں امریکی فلمی کمپنی کے ساتھ امریکہ چلے گئے تھے لیکن جو کامیابی ضیا محی الدین اور سعید جعفری نے ریڈیو ٹیلی ویژن، تھیٹر اور سینما میں حاصل کی وہ انہی کی انتھک کوششوں کا نتیجہ تھی۔ اگر آپ نے پیٹر سیلرز کی فلمیں دیکھی ہوں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ وہ کس حد تک ہندوستانیوں کے انگریزی تلفظ کا مذاق اڑاتے تھے اور پھر لندن کے اسٹیج پر کام کرنا بمبئی کی فلموں میں کام کرنے کے برابر تو نہیں ہے، وہاں تنقیدی معیار بہت اونچا ہے اور پھر جن


سعید جعفری

رفیقوں کے ساتھ کام کرنا پڑتا ہے وہ نہ صرف انگریز نژاد ہوتے ہیں بلکہ بین الاقوامی شہرت کے مالک بھی ہوتے ہیں اور تیسری مشکل یہ ہوتی ہے کہ ان ڈراموں کے کردار مغربی سماج کے افراد ہوتے ہیں ایسے اسٹیج میں نام پیدا کرنا اور انگریزوں کے تعصبات پر قابو پانا ان سے اپنی صلاحیت منوانا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کے دیکھنے والوں سے قبولیت پانا بہت کٹھن کام ہے۔ ضیا محی الدین اور سعید جعفری پہلے ایشیائی افراد ہیں جنھوں نے یہ کامیابی حاصل کی۔ سعید جعفری نے اپنے کان اور اپنی آنکھیں کھلی رکھیں۔ ہر آدمی کی حرکت دیکھتے اس کی آواز پرکھتے، اس کے علاقے کی خصوصیات اس کی آواز اور حرکتوں میں تلاش کرتے۔ اور بعد میں اس کی حرکت چال ڈھال اور آواز و تلفظ کو اپنانے کی کوشش کرتے۔ انگلستان کے مختلف حصوں میں تلفظ کی نزاکتوں اور فرق کا مطالعہ کرتے نسلی کمزوریوں اور خوبیوں کی جانچ کرتے تاکہ جو بھی رول انھیں ملے چاہے ریڈیو پر یا ٹی وی پر، اسٹیج پر یا فلم میں اس رول کو اس خوبی سے ادا کریں کہ دیکھنے والا یا سننے والا کبھی یہ نہ جان سکے کہ ایک ایشیائی یہ رول ادا کر رہا ہے چنانچہ اب سعید کو اتنی مہارت ہے کہ وہ انگلستان، آسٹریلیا، اسکاٹ لینڈ ویلز وغیرہ کے علاقوں کے لب ولہجہ کے ساتھ امریکہ مختلف حصوں کے لب ولہجے کی بھی مکمل نقل کرتے ہیں۔

جب سعید کی اداکارانہ مہارت مسلّم ہو گئی تو انھیں امریکی فلموں میں کام کرنے کی پیشکش کی گئی پانچ چھ بڑی فلموں میں کام کیا۔ مجھے اب بھی یاد ہے ایک فلم The Man who would be King جس میں انھوں نے شان کانیری اور مائیکل کین کے ساتھ کام کیا تھا۔ یہ رول گورکھا کا تھا۔ سعید کا چہرہ دیکھتے ہی اودھ کے شائستہ فن کار کے بجائے ہمالیائی گورکھا یاد آجاتا ہے

سنہ ۶۰ء کی دہائی میں ایک اور ہندوستانی اسمٰعیل مرچنٹ نے امریکی ہدایت کار جیمز آئیوری کے ہمراہ مرچنٹ آئیوری فلمز کی داغ بیل ڈالی اور ایک کے بعد ایک ایسی فلمیں بنائیں جنھوں نے ہندوستانی سماج اور ہندوستانی فنکاروں کو ساری دنیا میں پہنچا دیا۔ سعید جعفری مرچنٹ آئیوری کی فلموں میں بھی آئے۔

اس طرح سعید جعفری ایک بین الاقوامی اداکار بن گئے لیکن لندن میں فلم اسٹیج یا ٹی وی پر کام کیا تو کبھی امریکہ میں اور کبھی کہیں اور جب ۱۹۸۹ء میں ونود پانڈے نے "ایک بار پھر"


ونود پانڈے

بنانی شروع کی تو سعید کی ضرورت پڑی اور سعید نے حق بزرگی ادا کرتے ہوئے نوجوان ہدایت کار کو اپنی پہلی فلم بنانے میں مدد دی۔ سعید کی زندگی کا سب سے اہم فلمی رول ستیہ جیت رائے کی پہلی ہندوستانی فلم "شطرنج کے کھلاڑی" میں تھا جو ۱۹۷۷ء میں بنی یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس رول کی بدولت سعید ہندوستان اور ہندوستانی سینما کی طرف لوٹے۔ مرزا کے رول میں سعید نے وسط انیسویں صدی کی ذہنی و سماجی کیفیت کی بڑی خوبی سے ترجمانی کی۔ لیکن ستیہ جیت کا کہنا ہے کہ سعید کو اپنی اردو درست کرنی پڑی۔ ستیہ جیت نے کہا کہ "میں سمجھتا تھا کہ میری اردو ابھی کچی ہے لیکن مجھے تعجب ہوا کہ سعید کی اردو مجھ سے کچی تھی۔"

شطرنج کے کھلاڑی کے بعد سعید کی دوسری ہندوستانی فلم ایک بار پھر تھی اب تیسری فلم چشم بد دور بن رہی ہے۔ جس کی ہدایت کاری سائی پرانجپے کر رہی ہیں اسی اثنا میں انھوں نے ایک انگریزی ناول Staying On کو بی بی سی کے لیے فلمایا ہے اور اس وقت وہ ایٹن برا کی فلم میں ایک اہم رول سردار ولبھ بھائی پٹیل کا کر رہے ہیں۔

ونود پانڈے ایک نوجوان فن کار ہیں۔ جنھوں نے لندن میں ایڈورٹائزنگ کی دنیا میں اپنا کیریر شروع کیا۔

ایشیائیوں کی برطانیہ میں زندگی کا ایک دلچسپ پہلو یہ ہے کہ ان کی نئی نسل اقدار کشمکش میں مبتلا ہے جس سماج میں وہ رہتے ہیں وہ مختلف ہے، جس سے ان کا اپنا تمدن اور ان کی اپنی اقدار ہم آہنگ نہیں ہے۔ وہ اس سے الگ رہنا چاہتے ہیں لیکن الگ نہیں رہ سکتے۔ سینما کے لیے ایسی صورت حال بہت اچھی معلوم ہوتی ہے چنانچہ ونود پانڈے کو خیال آیا کہ کیوں نہ اس پہلو پر فلم بنائی جائے۔ لیکن گنجے کے ناخون نہیں ہوتے۔ وسائل کا مسئلہ پیدا ہوا۔ پہلا سوال سرمائے کا تھا۔ لندن کی آرٹس کونسل نے انھیں ایک گرانٹ دی۔ دوسرا سوال فن کاروں اور تکنیکی ماہروں کا تھا۔ فن کار تو لندن میں صرف سعید تھے۔ باقی فنکاروں کے لیے بمبئی سے ہی سپلائی ممکن تھی۔ برطانوی تکنیکی ماہرین کی مانگ زیادہ ہوتی ہے جو پہلے فلم بنانے والے ہدایت کار کے بس کی بات نہیں تھی تاہم ونود نے اپنے نوجوان کیمرہ مین کے ساتھ فلم کا آغاز کر ڈالا اور چھپ چھپ کر شوٹنگ کی کیونکہ ضابطے کی کارروائی میں دیر لگتی۔ بہرحال شوٹنگ لندن میں اور ری ریکارڈنگ بمبئی میں کر کے مکمل کر ڈالی لیکن اس کے بعد کیا ہوگا ونود کو یقین نہ تھا۔ لیکن امید تھی کہ فلم کا موضوع اور اس کا اسٹائل لوگوں کو پسند آئے گا۔ چنانچہ لندن کے ریویوز اچھے رہے۔ فلم کو بنگلور کے فلم اتسو میں انڈین پنوراما کے تحت دکھایا گیا اور پھر ہندوستان میں ریلیز ہوئی اور کامیاب رہی۔

اور اس طرح ہندوستان میں بلکہ انڈو برٹش کلچر میں ایک نئی ہستی ابھری ونود پانڈے کی۔ اب دوسری فلم کی تیاری شروع ہو چکی ہے ونود کے کام کا اہم پہلو یہ ہے کہ ہماری فلموں نے اب تک ہندوستان کے درون ملک سماج کی عکاسی کی ہے لیکن ونود کی فلم بیرون ملک ہندوستانی سماج کی عکاسی ہے۔ اس طرح یہ ہندوستانی شخصیت کا توسیعی مطالعہ ہے اور اس کی اہمیت اس لیے بڑھ جاتی ہے کہ دوسرے ممالک میں مقیم ہندوستانیوں کے بارے میں بھی اب فلمیں بننے لگی ہیں۔ کینیڈا میں مقیم ہندوستانیوں کے بارے میں 'نوان کنیڈا' امریکہ میں مقیم ہندوستانیوں کے بارے میں 'کشش بنی'۔ اس طرح ایک ایسا مجموعہ فلموں کا بن جائے گا جس میں ہندوستانیوں کی تہذیبی، ذہنی اور ثقافتی زندگی کی جھلکیاں مل جائیں گی۔ یہ ایک نیا فلمی ادب ہوگا جس کی ثقافتی و سماجی اہمیت کا مستقبل میں پتہ چلے گا۔

(اردو سروس سے نشر)

مزاح

اپنا ایک پڑوسی تھا

بمل کرشن اشک

پچھلے برس دو تین ہفتے ہمارے برابر والا مکان خالی رہا۔ اور جب شام کو لوٹ کر ہمیں اس مکان میں زندگی کے آثار دکھائی دیئے تو مجھے بے حد خوشی ہوئی۔ مسز اشک انھیں دنوں ایک معمولی سے گھریلو جھگڑے کی بنا پر میکے چلی گئی تھیں۔ پہلے تو چاہا کہ سرِ شام ہی پڑوسی سے واقفیت کر لی جائے پھر سوچا ایسی بھی کیا بے صبری ہے۔ ایک دو دن میں آپ ہی آپ جان پہچان ہو جائے گی۔ صبح کا ناشتہ کر کے اگلے دن گھر سے باہر نکلا تو ایک بیس بائیس سال کی سانولے سے رنگ کی لڑکی سے تقریباً ٹکرا گیا۔ پھر ذرا پیچھے ہٹ کر اس کا معائنہ کیا تو احساس ہوا کہ اگر اس کی ناک صحیح جگہ پر ہوتی اور دائیں آنکھ ادھر ہی دیکھتی جس طرف اکثر دائیں آنکھ دیکھا کرتی ہے تو لڑکی خوبصورت ہو سکتی تھی فی الحال ایسا محسوس ہوا کہ اسے خوبصورت دکھائی دینے کے لیے دو تین بار جنم لینا پڑے گا۔

میں نے سوالیہ نشان بنتے ہوئے پوچھا "فرمائیے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں"

انھوں نے جواب دیا "آپ اپندر ناتھ اشک ہیں نا؟"

میں نے نفی میں سر ہلایا "نہیں میں بمل کرشن اشک ہوں"۔

اشک تو پھر بھی ہیں نا! مجھے تسلیم کرنا پڑا۔ انھوں نے سانس لیے بغیر فرمایا "آپ جھوٹ بول رہے ہیں آپ اپندر ناتھ اشک ہیں"۔ مجھے غصہ آ رہا تھا "اگر میں اپندر ناتھ اشک ہوں تو آپ ضرور بیگن کا پودا ہیں"، میں نے جواب دیا وہ ہنس پڑیں اور یقین مانئے مجھے اب پتہ لگا کہ کوئی آدمی دانتوں سے بھی ہنس سکتا ہے" اشک آپ کا نام ہے نا" میں نے کہا "آپ نام ہے"۔ گفتگو کا پہلو بدلنے کے لیے میں نے جیب سے پان نکالا اور منہ میں ڈال لیا دراصل مجھے پان ان کے منہ میں ڈال دینا چاہیے تھا تاکہ وہ کچھ لمحے خاموش رہ سکتیں مگر نہیں، انھوں نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ آپ کو پان نہیں کھانا چاہیے اس سے دانتوں کو نقصان ہوتا ہے۔ میں نے جواب دیا ابھی میری عمر صرف باون سال ہے"۔ جواب تھا "میں نے دو سال کے بچوں تک کے دانت ٹوٹتے دیکھے ہیں۔ اور آپ چائے بغیر دودھ کے کیوں پیتے ہیں" میں ہکا بکا ہو گیا "آپ کو کیسے معلوم" "جب آپ ناشتہ کر رہے تھے میں کھڑکی سے جھانک کر دیکھ رہی تھی" "کیوں" میں نے پوچھا۔ میں آپ کی پڑوسن جو ہوں"۔ انھوں نے جواب دیا۔ مجھے برابر کے مکان کے آباد ہو جانے کا سخت افسوس ہوا۔

دفتر سے لوٹ کر سب سے پہلا کام جو میں نے کیا وہ کھڑکی کو پردہ پہنانے کا تھا۔ میرے ایک عزیز دوست ہیں پریم کمار نظر ان کا ایک مشہور شعر ہے ؎

آئے گی ہر طرف سے ہوا دستکیں لیے

اونچا مکاں بنا کے بہت کھڑکیاں نہ رکھ

تھوڑی دیر بعد ڈرائنگ روم کی کھڑکی پر دستک ہوئی۔ میں ادھر گیا تو معلوم ہوا میرے پڑوسی ہیں جن کی ناک شیشے سے جڑی ہوئی ہے۔ انھوں نے ہونٹ بھی کھولے مگر میرے دماغ میں تو نظر کا شعر گونج رہا تھا اور میں مکان مالک کو گالیاں دے رہا تھا جسے شاید کھڑکیوں سے بہت محبت تھی میں خاموشی سے بیڈ روم میں آ کر لیٹ گیا۔ اس بار کسی نے گھنٹی بجائی۔ یقیناً ہماری پڑوسن ہی رہی ہوگی۔ میں نے پرواہ نہیں کی لیکن گھنٹی تھی کہ لگاتار بجتی جا رہی تھی، دکھی ہو کر میں نے دروازہ کھولا اور ساتھ ہی چلایا "دیکھتی نہیں ہو کہ میں سو رہا ہوں۔ بعد ازاں فقرے پر دکھ بھی ہوا کیونکہ بڑی بہن جی دہلی سے تشریف لائی تھیں۔ میں نے معافی مانگ کر انھیں اندر آنے کو کہا اور ساتھ ہی ہماری پڑوسن بھی داخل ہوئیں۔ انھیں روکنے کا موقع تھا ہی نہیں۔

اندر تشریف لانے کے ساتھ ہی انھوں نے بہن جی کی طرف مشتبہ نظروں سے دیکھا گویا کہہ رہی ہوں "کون ہیں" میں نے تعارف کرایا "میری بڑی بہن پریم اور یہ ہماری پڑوسن ہیں۔ کیا نام ہے آپ کا" انھوں نے قہقہہ لگایا "کل بتایا تو تھا آپ کو گلاب"۔ میں نے گلاب کے پھول کی اتنی بے عزتی ہوتے کبھی نہیں دیکھی۔

دیدی نے مشتبہ نظروں سے میری جانب دیکھا اور گلاب نے بھی کچھ ایسی ہی نظروں سے میری جانب نہارا "یہ آپ کی بہن ہیں" میں نے کہا جی ہاں" "سچ" میں نے کہا "جی ہاں" "جھوٹ تو نہیں" میں نے کہا جی نہیں" انھوں نے پوچھا آپ کی شادی ہو چکی ہے" لیکن انھوں نے مسکراتے ہوئے فرمایا" یہ آپ کی بہن ہیں" میں نے پھر کہا۔ جی ہاں" انھوں نے قہقہہ لگایا اور مسز اشک کی تصویر کی طرف نظر لگا کر کہا" یہ بھی آپ کی بہن دکھائی دیتی ہیں۔ آپ سے شکل کافی ملتی ہے" میں نے جواب دیا" نہیں جی یہ میری بیوی ہیں" انھوں نے پھر قہقہہ لگایا۔ میں مانتا ہوں کہ ہنسنا صحت کے لیے بہت مفید ہے مگر ان کے قہقہوں سے میری صحت پر خاطر خواہ اثر نہیں پڑ رہا تھا۔

دیدی پڑوسن کی طرف گھورتی ہوئی کچن میں چائے بنانے کے لیے تشریف لے گئیں اور میں صوفے پر جا کر براجمان ہو گیا۔ گلاب میرے قریب ایسے جم گئیں گویا میرے اور ان کے بہت پرانے نجی تعلقات ہیں۔ کچھ لمحوں بعد انھوں نے پوچھا آپ کے کتنے بچے ہیں" میں نے کہا "چار" چار! آپ نے اپریشن نہیں کرایا" مجھے ہنسی آ گئی۔ "اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے" وہ جیسے ناراض ہو گئیں۔ لیکن اتنے ہی میں دیدی چائے لے کر آ گئیں۔ میری چائے میں دودھ نہیں تھا۔ انھوں نے دیدی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا" اگر آپ ان کی بہن ہیں تو چائے میں دودھ کیوں نہیں ڈالا" دیدی کی صورت دیکھنے والی تھی۔ ان کی تیوریاں چڑھی ہوئی تھیں۔ اور مجھے وہ تھپڑ یاد آ رہا تھا جو انھوں نے بچپن میں میرے منہ پر اس لیے جمایا تھا کہ میں نے دسہرے والے دن نہانے سے انکار کر دیا تھا مجھے حالات بگڑتے دکھائی دے رہے تھے اور میں چاہ رہا تھا کہ حالات کو پلٹا کھانا چاہیے۔

مس گلاب نے گویا مجھے پچکارتے ہوئے کہا" آپ برا نہ مانیں تو ایک بات کہوں" گویا وہ کوئی ایسی بات بھی کہہ سکتی تھیں جس کا برا نہ مانا جا سکے "دیکھیے" انھوں نے فرمایا پینٹ آپ کو جچتی نہیں۔ آپ دھوتی پہنا کیجیے"۔ میں نے عرض کیا" مجھے دھوتی پہننا نہیں آتا۔ خاص طور پر پانچ چھ گز والی" دیدی نے ٹکڑا دیا" گلاب جی۔ خیر ان کو دھوتی سج تو جائے گی۔ آپ یہ بل بوٹم سی کیوں پہنے ہوئے ہیں۔ آپ کو صرف نکر پہننی چاہیے" دیدی کا موڈ سنبھل چکا تھا۔ مس گلاب چلائیں "آپ کون ہوتی ہیں مجھے سمجھانے والی کہ میں کیا پہنوں" ٹھیک ہے ٹھیک ہے دیدی۔ تم کون ہوتی ہو۔ میں تو خیر کچھ ہوتا بھی ہوں" اس بار دیدی کے ہنسنے کی باری تھی۔ میں نے دست بستہ عرض کی "آپ کی شادی ہو چکی ہے" دیدی بیچ میں بول اٹھیں" اور ہاں آپ نے پلاسٹک سرجری کے بارے میں کچھ سنا ہے" مس گلاب کی تیوریاں چڑھ گئیں۔ میں نے دیدی کی بات کی وضاحت کی۔ ان کا مطلب ہے گلاب جی کہ آپ کی شادی جب ہو سکتی ہے جب آپ اپنی ناک کا اینگل ٹھیک کرا لیں اور آپ کی ناک کھڑکی کے شیشوں سے ٹکرا کر خراب ہوئی ہے شاید اور آپ ناشتے میں کیا لیتی ہیں" میں نے پوچھا۔ ناشتے میں" وہ گھبرا کر

(آگے صفحہ ۱۷ پر)

ذاکر صاحب کا نظریہ تعلیم

باقر مہدی

ذاکر صاحب کا نام ہندوستان کے تعلیمی معماروں میں لیا جاتا ہے اور یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ ہمارا موجودہ نظام تعلیم بالخصوص جس کا تعلق ابتدائی تعلیم سے ہے بڑی حد تک ذاکر صاحب کے نظریۂ تعلیم کا مرہون منّت ہے۔ آزادی سے قبل وہ ہندوستان کے تعلیمی افق پر ایک روشن ستارہ کی مانند نمودار ہوتے اور اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ ہمیں اپنے خیالات سے روشناس کرایا جو اس دور کے لیے بجا طور پر انقلابی کہے جا سکتے ہیں۔ ان کا خلاق ذہن اپنے وسیع لیکن غریب ملک کے لیے ایک ایسے نظام تعلیم کی تلاش میں تھا جو نظریات و افکار کے اعتبار سے سائنٹفک ہو لیکن جس کی جڑیں ملک کے سماجی اقتصادی حالات میں پیوست ہوں جس کی بنا پر اسے خالص ہندوستانی کہا جا سکے۔

ان کی دور بیں نظریں یہ دیکھ رہی تھیں کہ جلد ہی ہمارا ملک غلامی کی زنجیروں سے آزاد ہو جائیگا اور پھر ہمیں ایک ایسے نظام تعلیم کی ضرورت پیش آئے گی جو ہمارے حالات کے عین مطابق ہو اور جو ہماری ضرورتوں اور خواہشوں کو پورا کر سکے۔ انھوں نے گاندھی جی کی قیادت میں اپنے چند ہم خیال ساتھیوں کی مدد سے ہندوستان کے تعلیمی ڈھانچے کو ایک نئی شکل دینے کا بیڑہ اٹھایا اور ایک استاد کی حیثیت سے اپنے نظریۂ تعلیم کی ترویج میں برابر کوشاں رہے اور بلند سے بلند عہدے پر فائز ہونے کے باوجود استاد کے منصب کو کبھی فراموش نہیں کیا۔

پہلی بار اپنے نظریۂ تعلیم کو جس خوبی کے ساتھ انھوں نے اپنی اس رپورٹ میں جسے ذاکر حسین کمیٹی رپورٹ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، ۱۹۳۷ء میں پیش کیا وہ نہ صرف ان کی تخلیقی صلاحیتوں کی آئینہ دار ہے بلکہ آزادی کے بعد سے آج تک جو کوشش ہمارے ملک کی ابتدائی تعلیم کی اصلاح کے سلسلے میں کی گئیں ان کے لیے نشان راہ بھی بنی رہی۔ اس رپورٹ کے پڑھنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ذاکر صاحب کی نظر میں کتنی وسعت اور گہرائی تھی اور ان کا نظریۂ تعلیم کتنا ہمہ گیر تھا جس میں بچہ اسکول کی چہار دیواری تک محدود ایک سبق یاد کرنے والے طالب علم کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک آزاد جمہوری سیکولر ملک کے آئندہ شہری کی حیثیت سے متصوّر کیا گیا ہے۔ ذاکر صاحب کی نظر میں مدرسہ ایک ایسی درس گاہ ہے جس کا مقصد بچے کو محض لکھنا پڑھنا سکھا دینا نہیں ہے بلکہ اس کی شخصیت کے تمام پہلوؤں کو پیش نظر رکھ کر اس کی جسمانی، ذہنی، سماجی اور اخلاقی تربیت کا کام انجام دینا ہے اور اس کو اس قابل بنانا ہے کہ وہ اپنی زندگی کو نہ صرف بہ حیثیت فرد بہتر بنا سکے بلکہ اپنے کو ایک جمہوری سیکولر سماج میں رہنے کے لیے تیار بھی کر سکے۔ ساتھ ہی اس میں وہ اوصاف بھی پیدا ہوں جو ایک اچھے طالب علم ایک اچھے انسان۔ ایک اچھے شہری اور ایک اچھے کام کرنے والے کے لیے ضروری ہیں۔ ذاکر صاحب کے خیال میں یہ ایک ایسے نظام تعلیم کی مدد سے ممکن ہے جو بچے کو شروع ہی سے سماج کا ایک اہم رکن مان کر اس پر اپنی توجہ مرکوز کرے نہ کہ اسے سماج سے کوئی علیحدہ شے تصوّر کر کے اسکول کی چہار دیواری کے اندر ایک خشک نصاب کا بوجھ لاد کر اس کے ابھرتے ہوئے ذہن اور شخصیت کو سرے سے کچل دے ان کا بیدار ذہن ایک ایسے نظام تعلیم کی تشکیل کر رہا تھا جس کے ذریعہ بچے کی مکمل شخصیت کی تعمیر کا کام انجام دیا جا سکے اور جس میں اس کی شخصیت کے جسمانی، ذہنی، سماجی اور اخلاقی پہلوؤں کو ایک دوسرے سے مربوط کیا جا سکے۔ ایسے نظام تعلیم کی بنیاد ذاکر صاحب کے خیال میں کسی دلچسپ اور با معنی کام کو تعلیمی نصاب میں ایک مرکزی مقام دے کر ہی ممکن ہے۔ بنیادی تعلیم کا نظریہ جسے گاندھی جی نے پیش کیا اسے ایک باضابطہ اسکیم کی شکل دینا ذاکر صاحب ہی کا کارنامہ ہے۔ گاندھی جی کی طرح ذاکر صاحب نے بھی بنیادی تعلیم میں وہ تمام خوبیاں دیکھیں جو ان کے تعلیمی خیالات کی صحیح ترجمانی کرتی تھیں۔ اسی لیے گاندھی نے ذاکر صاحب کی قیادت میں ایک کمیٹی کی تشکیل کی جس نے ملک کو بنیادی تعلیم کا ایک نظام دیا یہ اور بات ہے کہ گاندھی جی اور ذاکر صاحب کا خواب تعبیروں کی کثرت سے پریشان ہو کر رہ گیا لیکن یہ واقعہ ہے کہ جن اصولوں پر بنیادی تعلیم کا نظریہ قایم ہوا اس میں آج بھی کوئی بنیادی تبدیلی نہیں کی جا سکی۔ تفصیل میں جانے کا موقعہ نہیں۔ یہاں پر صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ بچے کی تعلیم کے وہ تمام اصول جن کی بنیاد بچہ کی فطرت اور اس کی نفسیات پر قایم ہے بنیادی تعلیم کا مرکزی تصوّر ہیں مثلاً یہ اصول کہ موثر طریقہ پر اگر بچہ کو کوئی چیز سکھانا ہو تو یہ ضروری ہے کہ اس کا انحصار بچے کے ذاتی تجربہ پر ہو یا جسے بچہ خود کر سکے۔ علم کے حصول کا ایک اہم اصول ہے جو بنیادی طریقہ تعلیم کا ایک مرکزی تصوّر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہاتھ کے کام کو بنیادی طریقہ تعلیم میں ایک اہم مقام حاصل ہے۔ یہ افسوس کی بات ہے کہ اس اصول کے کچھ فروعی پہلوؤں کو لے کر اس پر بہت سی بے جا نکتہ چینی کی گئی جس کی وجہ سے اس کا خاص تعلیمی اور نفسیاتی پہلو پس منظر میں چلا گیا لیکن فکری اعتبار سے یہ تصوّر آزادی کے بعد تمام ماہرین تعلیم کا پسندیدہ موضوع بنا رہا۔ اس طرح بنیادی تعلیم کا دوسرا اہم تصوّر جس میں علم کو ایک اکائی مانا گیا ہے اور اس بات کو دکھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ نصاب تعلیم ایسا ہو کہ بچہ بہت سی باتوں کو جو بظاہر ایک دوسرے سے الگ معلوم ہوتی ہیں لیکن جن کا آپس میں کوئی رشتہ ہے ایک فطری اور مربوط انداز میں سیکھ سکے آج بھی تعلیم کا ایک اہم اصول مانا جاتا ہے۔ یہاں پر ہمارا مقصد بنیادی تعلیم کا تجزیہ کرنا نہیں بلکہ صرف یہ بتانا ہے کہ بنیادی نظریۂ تعلیم جسے ذاکر صاحب کے تخلیقی ذہن نے ایک باضابطہ اسکیم کی شکل دی آج بھی ہندوستانی ماہرین تعلیم کی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔ اس لیے کہ اس میں وہ تمام امکانات موجود ہیں جو بچہ کی جسمانی اور ذہنی قابلیتوں اس کی دلچسپیوں اور نفسیاتی کیفیتوں۔ اس کی شخصیت کے سماجی اور اخلاقی پہلوؤں کو اپنے اندر سمو سکیں۔

جو بات ذاکر صاحب کو اپنے دور کے دیگر ماہرین تعلیم سے ممتاز کرتی ہے وہ ہے ان کا تعلیم کے اخلاقی اور سماجی مقصد کی اہمیت پر زور۔ اپنی تحریروں اور تقریروں میں ذاکر صاحب نے اس مقصد کو تعلیم کے دیگر تمام مقاصد پر فوقیت دی ہے تعلیم کے زیور سے آراستہ شخصیت کا جو تصوّر ذاکر صاحب کے ذہن میں تھا اس کو عملی شکل دینے کے لیے انھوں نے جامعہ

کی تشکیل کی جامعہ ذاکر صاحب کے تعلیمی خواب کی ایک جیتی جاگتی تصویر تھی اور ایک خواب بھی جس کی تعبیر وہ آئندہ سالوں میں دیکھنا چاہتے تھے۔ جن لوگوں نے ذاکر صاحب کو خونِ جگر سے اس کیاری کو سینچتے دیکھا ہے وہ بتا سکتے ہیں کہ دراصل ذاکر صاحب کیا چاہتے تھے۔ ان کا بنیادی مقصد آزاد ہندوستان کے لیے ایسے شہری تیار کرنا تھا جو تہذیبی اور ثقافتی اعتبار سے ہندوستانی کہلائے جاسکیں خواہ وہ کسی مذہب و ملت سے تعلق رکھتے ہوں اور جن کے دلوں میں اپنے وطن کی محبت اور اس کی خدمت کا جذبہ موجزن ہو۔ جو ہر طرح کے مذہبی تعصب اور فکری تنگ نظری سے پاک ہوں اور ہر ناانصافی اور بددیانتی کے خلاف اپنی آواز بلند کر سکیں۔ وہ تعلیم کے ذریعہ ان تمام انسانی اقدار کا تحفظ اور ان کی بقا چاہتے تھے جن پر ایک صالح انفرادی اور سماجی زندگی کا دارومدار ہے۔

یہ کہا جاسکتا ہے کہ ذاکر صاحب کا نظریۂ تعلیم ایک آئیڈیل نظریۂ تعلیم ہے جس کو عملی جامہ پہنانا آسان کام نہیں لیکن میرے خیال میں اگر IDEALISM کی سب سے زیادہ ضرورت کہیں ہے تو وہ تعلیم کے میدان میں ہے۔ جہاں تک اس بات کا سوال ہے کہ ان نظریات کو عملی جامہ کیسے پہنایا جائے اس کے لیے بلاشبہ ٹھوس ارادہ اور صحیح کوشش کی ضرورت ہے ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ تعلیم ہی وہ واحد ذریعہ ہے جس کی مدد سے ہم بچے کی جملہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاسکتے ہیں۔ ذاکر صاحب تعلیم کی عظمت کے قائل تھے۔ وہ اس کی نعمتوں سے بہرہ ور ہوئے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ دوسرے بھی ان سے بہرہ ور ہوسکتے ہیں۔ ان کا نظریۂ تعلیم دراصل خود ان کے فلسفۂ حیات کا ایک پرتو ہے۔ ہم انھیں ایک آئیڈیل انسان کہیں یا نہ کہیں۔ لیکن اتنا تو ماننا ہی پڑے گا کہ ذاکر صاحب نے اپنی زندگی میں برابر ان اصولوں کو برتنے کی کوشش کی جو زندگی کو اس کا صحیح مقام عطا کرتی ہیں اور انسان کو اس کی عظمت سے روشناس کراتی ہیں۔ زندگی کے اعلیٰ معیاروں کو سامنے رکھ کر انھوں نے تعلیم کے اصول و ضوابط مرتب کیے اور ان کو ایک عملی شکل بھی دی۔ اپنی تعلیمی کوششوں کے ذریعہ انھوں نے نہ جانے کتنی زندگیوں کو بنایا اور سنوارا اور آئندہ اپنے بلند خیالات سے وہ نہ جانے کتنی اور زندگیوں کو بناتے اور سنوارتے رہیں گے۔ ؏

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

(اردو مجلس (دہلی) سے نشر)

باقر مہدی
پروفیسر آف ایجوکیشن
جامعہ ملیہ اسلامیہ، جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵

صحت و طب

ہومیوپیتھی

ڈاکٹر ریاض احمد

ہومیوپیتھک طب دوسرے طریقہ علاجوں کے مقابلہ میں کافی نیا ہے۔ اس کا وجود جرمن کے ڈاکٹر سیموئل ہینیمن کے ہاتھوں انیسویں صدی کے اوائل میں ہوا اور تب سے اب تک پروان چڑھ رہا ہے۔ ۱۸۳۹ء تک پچاس سال کی مدت میں صرف ۹۹ دواؤں کے تجربات اور مشاہدات انسانی جسم پر کیے جاچکے تھے۔ اب تک تقریباً دو ہزار دوائیں معلوم کی جاچکی ہے۔ جسمانی نظام کو متحرک ہم آہنگ اور باقاعدہ رکھنے والی قوت قوتِ حیات (Vital Force) کہلاتی ہے۔ جب قوتِ حیات میں فساد اور خلل واقع ہوتا ہے تو بیماریاں نمودار ہوتی ہیں۔ اور امراض کا سبب بنتی ہیں۔ ہومیوپیتھک دوائیں قوتِ حیات پر ہی عمل کرتی ہے۔ اس قدرتی مرض کو دور کرنے کے لیے مماثلت اور مشابہت کی بنا پر ایسی دوا کا انتخاب کیا جاتا ہے جو تندرست آدمی میں ٹھیک اسی طرح کی علامت پیدا کر سکیں۔ کیونکہ ان ادویات کو پہلے تندرست لوگوں کو زیادہ مقدار میں دیا جاتا ہے۔ ان سب میں جو علامت مشترک پائی جاتی ہیں، وہی دوا کی مخفی شفابخشی تاثیر ہوتی ہے۔ اب اگر کسی آدمی میں اس طرح کی علامت ملیں اور جس سے دوچار ہوکر وہ بیمار ہوگیا ہے، تب اسے یہی دوا قلیل ترین مقدار میں دی جاتی ہے جس سے وہ تندرست ہوجاتا ہے۔ ہر دوا کے اندر مرض پیدا کرنے کی صلاحیت اور مرض اچھا کرنے کی طاقت ہوتی ہے اور اس کی قوتِ حیات بھی کمزور نہیں ہونے پاتی اور نہ ہی کوئی نقصان ہوتا ہے۔ مثلاً قے روکنے کے لیے Ipecal عام طور سے استعمال کی جاتی ہے۔ مگر ہومیوپیتھی میں Ipecal قے روکنے کے لیے جمال گوٹہ Croton Jig اور ایلوا Aloe جیسی دست آور دوائیں ہومیوپیتھی میں دست روکنے کے لیے دی جاتی ہیں۔ اگر آپ کے سامنے کوئی پیاز کاٹ رہا ہو تو آنکھ ناک سے پانی بہنا شروع ہوجائیگا لیکن بنا پیاز کے سردی ہوگئی ہو اور آنکھ ناک سے پانی بہہ رہا ہو تو پیاز سے بنی ہوئی دوا Allium Cepa اسے ٹھیک کردے گی۔ زبان یا جسم کے کسی حصے پر سرخ مرچ لگ جانے سے کتنی تیز جلن ہوتی ہے۔ لیکن اسی طرح کی جلن اگر مرچ کے بغیر بیماری کی وجہ سے ہو تب سرخ مرچ سے بنی دوا Capsicum کام آئے گی۔

روزانہ ہم کتنا ہی نمک کھاتے ہیں مگر جو شخص ضرورت سے زیادہ نمک کھانے کا عادی ہو اسے نمک سے بنی ہوئی دوا Natrum Mur اس عادت کو کم کر کے اعتدال پر لے آئیگی۔ لہٰذا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ طریقہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے گرمیوں میں جتنا زیادہ برف کا ٹھنڈا پانی پیا جائے گا پیاس بڑھتی ہی جائے گی۔ مگر معمولی سا گرم پانی پیاس کی شدت کو کم کردے گا۔ اسی طریقے کے علاج کو بالمثل یا ہومیوپیتھی کہتے ہیں۔

ہندوستان اور دوسرے ممالک میں ان ادویات کی تاثیر دوبارہ معلوم کرنے کی کوشش کی گئی مگر ان کے مشاہدات پہلے سے مختلف نہ تھے۔ بلکہ اس میں مزید اضافہ ہی ہوا۔ دوا کے انتخاب میں عام طور پر علامتیں ہی رہبری کرتی ہیں۔ لیکن موجودہ دور کی تحقیقات مثلاً ایکس رے، پیشاب، پاخانہ، خون اور بلغم کی جانچ سے مرض کی نوعیت اور گہرائی کا پتہ چل جاتا ہے۔ پھر اسی مطابقت سے ادویاتی قوت بروئے کار لائی جاتی ہے۔ ہومیوپیتھک دوا چونکہ پورے جسم پر عمل کرتی ہے لہٰذا مجموعی علامت (دماغی و جسمانی) مریض کی شخصیت اور اس کے خونی رشتے کی پرانی بیماریوں کو مدِنظر رکھ کر دوا چنی جاتی ہے۔ مثلاً جس خاندان میں دمہ یا ٹی بی کے اثرات ملتے ہیں انھیں Bacillinum بے سی لینم، جہاں کینسر کی تاریخ ملتی ہے وہاں Thuja یا Carcinocin شروع میں یا علاج کے دوران دینے کی ضرورت پڑتی ہے۔

نئی تحقیقات نے یہ ثابت کردیا ہے کہ لوہے یا دوسری چیزوں سے مار لگنے یا کٹ جانے پر جو زخم ہوجایا کرتے ہیں، ان لوگوں میں Tetanus کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔ ایسے وقت "Anti Teta" انجکشن کے بجائے Hypericum کی ایک یا دو خوراک کھلا دینے سے Tetanus کا خطرہ نہیں ہوتا اور تکلیف بھی کم ہوجاتی ہے۔ اس دوا کو لاکھوں مریضوں پر کامیابی سے آزمایا جاچکا ہے۔

جراحی والے امراض سے گردے یا مثانے کی پتھری مسے، غدود کا ابھار یا سوزش، پیر کے تلوں کا ٹھیک، معدے زخم، وغیرہ بغیر چاقو کے استعمال کے ہومیوپیتھک دواؤں سے

مکمل طور پر ٹھیک کیے جا رہے ہیں۔ جلدی امراض خصوصاً ایگزیما سفید داغ، مختلف قسم کی خارش وغیرہ ایک بار ٹھیک ہو جانے کے بعد دوبارہ اٹھنے کے امکانات نہیں رہتے۔ یہ بات بھی آپ کے گوش گزار دینا ضروری ہوگا کہ جہاں یہ پرانی بیماریوں کو ٹھیک کرنے میں کامیابی حاصل کر چکی ہے وہیں یہ نئی کم وقتی بیماریوں کو بھی جلد اچھی کر دیتی ہے۔ ٹی بی اور کینسر جیسے موذی امراض بھی ابتدائی اور درمیانی مرحلوں میں ٹھیک کیے جا سکتے ہیں۔ ساتھ ہی ان کی نسل میں بھی ان بیماریوں کے زہریلے اثرات کا سدباب بھی کیا جاتا ہے۔

ہومیوپیتھک دوائیں صاف پانی میں گھول کر چھوٹی چھوٹی خوراکوں میں استعمال کرنے سے جلد اور تیز اثر کرتی ہیں۔ روزے کی حالت میں دوا ملے ہوئے پانی کو کچھ دیر منہ میں رکھ کر کلی کرنے سے بھی تکلیف کم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ یہ زبان اور منہ کی جھلیوں پر عمل کرتی ہے۔ دوائیں سونگھ کر یا انجکشن کے ذریعہ بھی قابل استعمال ہیں۔ مگر عام طور سے اسے سفید شکر کی گولیوں میں ملا کر استعمال کیا جاتا ہے۔ جس کے کھلانے میں خوراک بنانے میں اور زیادہ دنوں تک محفوظ رکھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ گو کہ انھیں ضرر رساں سمجھا جاتا ہے لیکن بہت سے لوگ من مانے طریقوں سے بار بار اونچی طاقت (ہزار یا اس سے زیادہ) میں استعمال کرتے ہیں۔ اور شروع میں فائدہ اٹھا کر بعد میں نقصان اٹھاتے ہیں۔ کبھی کبھار دماغی خلل بھی واقع ہو سکتا ہے۔ نچلی اور درمیانی طاقت یعنی ۶۔۱۲۔۳۰ اور ۲۰۰ میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ سوائے Nosodes کے جنہیں احتیاط سے استعمال کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ Nosodes وہ دوائیں ہوتی ہیں جو مریض کے بیمار عضلات مثلاً T. B. Bacillin سے عضلات کے Tuberculinum کے جراثیم سے Diphtherinum خناق کے جراثیم سے Influenzinum چیچک کے جراثیم سے Variolinum انفلوئنزا کے جراثیم سے تیار کی جاتی ہیں۔ پودوں اور درختوں کے عرق یا ان کے پھول، پتی، جڑ وغیرہ سے بھی ادویات تیار ہوتی ہیں۔ جیسے Calendula, Podophyllum -

جو دوائیں حیوانات یا ان کے زہروں سے بنتی ہیں ان میں Apis, Lachesis, Vipera, Naja سانپوں سے Sepia سمندری مچھلی سے Cimex کھٹمل سے Formica چیونٹی سے تیار کی جاتی ہیں۔ کیمیائی اجزاء اور مرکبات سے جو دوائیں بنتی ہیں ان میں سونا، چاندی، پارہ، تانبا، کھانے کا نمک، ریت، کوئلہ، چونا وغیرہ شامل ہیں۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہوگی کہ مصنوعی اور قدرتی برق Electricity مقناطیس کے شمال اور جنوبی قطب چاند کی شعاعیں اور X. ray وغیرہ کی شعاعوں سے بھی ہومیوپیتھک ادویات تیار ہوتی ہیں۔

ہندوستان نے بھی ہومیوپیتھک دواؤں کی تحقیقات میں اہم رول ادا کیا ہے۔ اور درجنوں دواؤں کے متعلق معلومات فراہم کی ہیں جیسے کڑوا نیم پھوڑے پھنسی، بخار وغیرہ کے لیے یا بچی Psoralea سفید داغ کے لیے پیپل Ficus religiosa خون کے بہنے کو روکنے کے لیے جامن Syzygium جمبولینم ذیابطیس کے لیے کثرت سے استعمال میں ہیں۔

ہومیوپیتھی کی ایک شاخ Biochemistry بھی ہے۔ اس طریقہ علاج میں صرف ۱۲ دواؤں سے تمام بیماریوں کا علاج کیا جاتا ہے۔ یہ بارہ نمکیات انسانی جسم میں موجود ہوتے ہیں۔ اور ان کی کمی بیماری کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ لہٰذا علامات کی مدد سے ان نمکیات کی کمی کو پورا کیا جاتا ہے۔ یہ دوائیں ایک دوسرے میں ملائی بھی جا سکتی ہیں۔ مگر ہومیوپیتھی میں یہ دوائیں آپس میں ملائی نہیں جاتی۔ بلکہ مفرد ہی استعمال کی جاتی ہے۔

Bowel Nosodes جس طرح اپنڈی سائٹس کے آپریشن کے بعد مریض کی حالت سدھر جاتی ہے۔ اسی طرح بہت سی پرانی بیماریوں کے علاج کے لیے بڑی آنت کے کچھ مخصوص حصہ کو کاٹ کر ٹھیک کیا جاتا ہے۔ اس اصول کی بنا پر ۱۹۲۵ء میں ڈاکٹر پیٹرسن نے باول نوسوڈ Bowel Nosodes گروپ کی دواؤں کی تحقیق کی۔ آنتوں کے خوردبینی حیوانات Micro organism سے ہومیوپیتھک دواسازی کے طریقے پر دوائیں تیار کی جاتی ہیں۔ ان کا استعمال علامات ملنے پر ہوتا ہے۔ یا کوئی ایک دوا صاف طور سے سمجھ میں نہ آ رہی ہو۔ یا کئی دوائیں بیک وقت ظاہر ہو رہی ہوں یا ہومیوپیتھک دوا کا ٹھیک اثر نہ ہو رہا ہو تب استعمال کی جاتی ہیں۔

Flower Bach Remedies ۱۹۳۶-۱۹۳۰ کے درمیان انگلینڈ کے ڈاکٹر Edward Bach نے جنگلی پھولوں کے ذریعہ علاج کا طریقہ دریافت کیا۔ کیونکہ ہر مرتبہ صحیح ہومیوپیتھک دوا جس میں مریض اور دوا دونوں کی علامتیں یکساں ہوں ملنا مشکل تھا۔ ساتھ ہی دوا کی کون سی طاقت کس وقت سے دی جائے یہ بھی ایک پریشان کن مسئلہ تھا۔ لہٰذا انھوں نے ۳۸ جنگلی پھولوں کے عرق سے دوائیں تیار کی۔ جو ہومیوپیتھی کے برعکس جلدی جلدی اور کئی دواؤں کو ایک ساتھ ملا کر زیادہ سے زیادہ پانچ بھی استعمال کی جا سکتی ہیں۔ مگر یہاں پر مریض کی دماغی علامات اور کیفیت Mood کو بنیاد بنا کر دوا تجویز کی جاتی ہیں۔ کیونکہ بقول ان کے مرض سے پہلے مریض کے دماغ میں بگاڑ ہوتا ہے۔ جیسے پریشانی، بے چینی، خوف، ڈر، پژمردگی، حسد، جلن، کینہ، گھمنڈ، غرور، غم، غصہ وغیرہ۔ جو بعد میں کسی مرض کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ اسلئے ان دماغی علامات کی بنیاد پر جو دوا تجویز کی جاتی ہے وہ دیر سے پیدا ہونے والی بیماریوں کا سدباب کر دے گی۔ عام طور سے ہومیوپیتھی کے متعلق ایک غلط رجحان پایا جاتا ہے کہ یہ صرف بچوں کی دوا ہے حالانکہ اس کا اثر بچوں اور بڑوں دونوں پر یکساں ہوتا ہے بچوں میں اس طرح کا اثر جلدی اس لیے ہوتا ہے کیونکہ ان کے جسم میں دوسروں دواؤں کے اثرات اور ذہنی تناؤ نہیں ہوتا۔ جب کہ بڑوں میں یہ بات پائی جاتی ہے۔ ساتھ ہی وہ نشہ آور چیزوں کے بھی عادی ہوتے ہیں۔

نئی تحقیقات نے ان دواؤں کو جانوروں پر بھی بڑی کارآمد ثابت کر دیا ہے۔ خاص طور سے چوپایوں کے منہ، پیٹ اور کھر کی بیماریوں میں جو کہ دوسرے طریقہ علاجوں میں ناقابل درست سمجھی جاتی ہیں۔ ہومیوپیتھی نے کم وقت میں ہی ٹھیک کر دکھایا ہے۔ مرغیوں کی رانی کھیت کی بیماری اور پرندوں کی بیماریوں پر بھی اس کے کامیاب تجربات کیے گئے ہیں۔ جانوروں میں دودھ بڑھانے کے لیے بھی ہومیوپیتھک دوا موثر ثابت ہو رہی ہے۔

Magnetic Dowsing صحیح دوا کے انتخاب کے لیے یہ طریقہ ابھی تحقیقی منزلوں پر ہے۔ مرض کی علامات کے مطابق چند مماثلت والی دوائیں اور مریض کو سامنے رکھا جاتا ہے۔ پھر مقناطیسی آلہ کی مدد سے ایک دوا منتخب کر لی جاتی ہے یہ طریقہ Magnetic Dowsing کہلاتا ہے۔

ہومیوپیتھک علاج کے ساتھ ساتھ کچھ طبیب شعاعوں Cosmic Rays کا بھی استعمال کرتے ہیں۔ یہاں پر بھی کسی ایک رنگ کی شعاع مریض پر ڈالی جاتی ہے۔ یا کسی خاص رنگ کی بوتل میں صاف پانی لے کر چند گھنٹوں کے لیے دھوپ میں رکھا جاتا ہے تاکہ وہ رنگ جذب ہو جائے اور پھر اس پانی کو بطور دوا استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے سرخ رنگ پیٹ اور ہاضمہ کی خرابی، نیند کا نہ آنا اور کمزوری وغیرہ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جبکہ ہرا رنگ، بخار کو کم کرنے کے لیے اور نارنجی رنگ بلڈ پریشر کی زیادتی، اختلاج قلب اور ماہواری کی زیادتی کے لیے۔

قیمتی پتھروں سے بھی پرانی بیماریوں کا علاج کیا جا رہا ہے۔ ان پتھروں کو کچھ عرصہ کے لیے پانی میں رکھا جاتا ہے۔ یا جسم کے کسی حصے میں پہنتے ہیں۔ ان پتھروں میں ہیرا، موتی، عقیق، یاقوت، نیلم، زمرد، مرجان وغیرہ خاص ہیں۔

علاج بالمثل اپنی شاندار کامیابی کی وجہ سے ایک سائنٹفک سچائی اور حقیقت ہے۔ جس کا اظہار روزانہ لاکھوں مریضوں پر ہو رہا ہے۔

(ناگپور سے نشر)

ڈاکٹر ریاض احمد
آزاد کالونی، اشوک نگر ناگپور ۱۷

سلسلہ ۱۴ سے آگے

اپنا ایک پڑوسی تھا

بولیں "جی۔ میں نے کہا ماشتے میں۔ اور آپ کے کتنے بھائی ہیں" انھوں نے جواب دیا "دو" دونوں میں سے کسی کی شکل آپ سے ملتی ہے" دیدی بولیں "اور ہاں آپ شادی کریں تو دولہا آپ جیسا ہی ڈھونڈنا چاہیے ناک ذرا ٹیڑھی ہو۔ دائیں آنکھ ذرا بھینگی ہو اور عادتیں ملتی ہوں تو اور بھی اچھا ہو یعنی وہ بھی دوسروں کے معاملات میں دخل دیتا رہے" گلاب جی اٹھ کر کھڑی ہو گئیں "آپ دونوں بہت بدتمیز ہیں" دیدی ہنس کر بولیں "آپ جھوٹ کہہ رہی ہیں۔ ہم تینوں بہت بدتمیز ہیں"

مس گلاب نے اگلے دن مکان چھوڑ دیا۔ لیکن مجھے آج تک ان کی یاد آتی رہتی ہے بے چاری کتنی ہمدرد تھیں۔ ہمارے بارے میں سب کچھ جان کر صلاح مشورہ دینے کو یکدم تیار اور اپنے بارے میں کچھ نہ سننے کو بے قرار۔ ایسے پڑوسی کسی خوش نصیب کو ہی مل سکتے ہیں۔

(دھنک سے نشر)

شعر و شخصیت

سلیمان خطیب

شمیم ثریا

موت ایک اٹل حقیقت ہے۔ زندگی کے وسیع صحرا میں انسان کا وجود ایک ذرّے کی مانند ہے جس کو موت کے جھکّڑ نہ جانے کہاں لے جاتے ہیں کہ وہ لوٹ آنے نہیں آتے بس اس کی یاد باقی رہ جاتی ہے۔ دنیا سے چلے جانے والوں اور ان کے پیچھے رہ جانے والوں کے درمیان جو رشتہ باقی رہتا ہے وہ صرف یاد کا رشتہ ہے۔ کیسی کیسی عظیم ہستیاں اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئیں صرف ان کی یاد باقی رہ گئی۔

سلیمان خطیب سے کون واقف نہیں؟ کل ہی کی تو بات لگتی ہے جب وہ ہم میں موجود تھے پھر معلوم ہوا کہ وہ نہیں رہے۔ کوئی شخص جو محفل میں بڑے ہنگامے اور زور شور سے داخل ہو اور پھر چپکے سے چلا جائے تو تعجب ہوتا ہے نا؟ سلیمان خطیب کے سانحہ ارتحال نے بھی دوست احباب۔ رشتہ داروں اور افراد خاندان کو رنج آمیز حیرت سے دوچار کر دیا۔ یہ حادثہ ناقابل یقین تھا لیکن رفتہ رفتہ اذہان نے اسے قبول کر لیا

میں نے جب کبھی بھی کسی کو سلیمان خطیب کا ذکر کرتے سنا ہے تو ایسے جیسے کوئی اپنے عزیز کا ذکر کرتا ہے اپنوں اور بیگانوں کے دلوں میں گھر کر لینا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی لیکن سلیمان خطیب تو اپنی ذات سے انجمن تھے اس لیے وہ ہر دلعزیز تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کی ہر دلعزیزی میں ان کی شاعری کو بھی بڑا دخل تھا لیکن ساتھ ہی میں یہ بھی کہوں گی کہ اگر وہ شاعر نہ ہوتے تب بھی اتنے ہی ہر دل عزیز ہوتے کیونکہ ان کی شخصیت خود ایسی سحر خیز تھی۔ بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کی ذات سے ان کے فن کو جدا کر دیا جائے تو ذات میں کوئی کشش باقی رہ جائے۔ لیکن سلیمان خطیب وہ وہ شاعر تھے جن کے منفرد لب و لہجہ نے شاعری میں تنوع پیدا کیا۔ ان کا اسٹیج پر آنے کا انداز۔ کلام سنانے سے پہلے تمہید باندھنے کا انداز۔ دلچسپ برجستہ فقرے چست کرنے کا انداز۔ یہ سب ان کی شخصیت کے سحر انگیز پہلو تھے۔ سلیمان خطیب کے بارے میں لوگوں کا یہ کہنا سچ ہے کہ ان کی شخصیت سے شاعری کو الگ کر دینے کے بعد آدھا لطف باقی نہیں رہتا اور یہ کہ ان کی آواز کے بغیر ان کی نظمیں ادھوری اور بے رس لگتی ہیں۔

وہ ہر نظم سے پہلے ایک تمہید باندھتے اور اس طرح تمہید کے ذریعہ وہ اپنے اور سامعین کے درمیان حائل تکلف کی دیوار ڈھا دیتے اور پھر جو کچھ کہنا ہوتا اتنے خلوص اور دردمندی سے کہتے کہ طبع نازک اسے بے تکلف قبول کر لیتی ہے۔

مشاعروں میں انھیں سب سے آخر میں پڑھایا جاتا کہ سوتے ہوئے سامعین کو تازہ دم کیا جا سکے۔ سلیمان خطیب کا نام ہی لوگوں کو بیدار کر دیتا۔ پھر وہ اپنے مخصوص انداز سے مائیک پر آتے۔ حاضرین کا جائزہ لیتے۔ اپنی مخصوص مخاطبت "باشا" سے انھیں گدگداتے اور اس طرح دلچسپی کی فضا قایم کر کے اپنے کلام کے لیے فضا ساز گار بنا لیتے۔ ایک بار کسی مشاعرے میں وہ کلام سنانے کھڑے ہوتے تو ہر طرف سے فرمائشات ہونے لگیں۔ کسی نے ایک نظم کی فرمائش کی تو کسی نے دوسری کی۔ ایک نوجوان نے نسوانی آواز میں کہا کہ "ادی ماں ساس بہو سناؤ" سلیمان خطیب اس کی شرارت تاڑ گئے اور جواباً فقرہ کسا کہ "میں تو سمجھتا تھا یہاں صرف زنانہ اور مردانہ ہے اب معلوم ہوا کہ درمیانہ بھی ہے" اور قہقہوں کی گونج میں انھوں نے اپنی نظم "ساس بہو" سنائی۔

میں نے کئی مشاعروں میں شرکت کی ہے اور ہر مشاعرہ انھیں لوٹتے ہوتے دیکھا ہے۔ کشمیر سے مدراس تک جس دکنی شاعر نے یکساں مقبولیت حاصل کی وہ سلیمان خطیب ہی تھے انھیں اپنی مقبولیت کا احساس تھا اور اپنی شاعری پر ناز بھی اسی لیے تو انھوں نے کہا ہے ؎

دم غنیمت ہے میرا دکھن میں
اپنے فن کا امام ہوں باشا

سلیمان خطیب کی ابتدائی نظمیں نیچرل شاعری کی بہترین مثال ہیں۔ ندی، پگڈنڈی، موٹ کا پانی، نھیو کالا، میگھ راج میں جو منظر نگاری اور فطرت کی عکاسی ملتی ہے وہ بے مثال ہے۔ دیسی عناصر کو اس قدر رومانی انداز میں پیش کرنا بس ان ہی کا کمال تھا۔ کبھی وہ "پگڈنڈی" کو اس طرح تعبیر کرتے ہیں کہ ؎

میں کنواری چھوریاں کی ایک لمبی سانس ہوں
دو دلاں میں چبھنے والی ایک بنگلی پھانس ہوں

تو کبھی "ندی" کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں ؎

بلگی لنگی، ننھی ندی، ریت پودی پیت کی
پل میں تولا پل میں ماشہ، دو نیچ غصہ، دو نیچ ہنسی
کھکھلانا، سنسنانا، ہور گول پھرنا، ناچنا
دو نیچ پائل کی چھماچھم جل ترنگاں باجنا

پڑوسن، دکنی عورت کا انتظار، بھوت مزا ہے اور یاد، بیشک سلیمان خطیب کو رومانی شعرا میں لا کھڑا کرتی ہیں، پھر ان کا انداز بدل جاتا ہے۔ وہ شاعر جو "پگڈنڈی" پر چلتا اور موٹ کے گیت گاتا ہے ہمیں زندگی کے مسائل سے الجھا نظر آتا ہے اور تعجب ہوتا ہے کہ وہ مسایل حیات کی عکاسی میں بھی اتنے ہی کامیاب ہیں جتنے فطرت نگاری میں۔ اس سے سلیمان خطیب کے فن کی گہرائی اور گیرائی کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ شاعری یوں ہی نہیں کیا کرتے بلکہ داخلی اور خارجی جذبات کی ترجمانی کرتے تھے۔

جب وہ آزاد اور بے فکر نوجوان تھے تو انھوں نے فطرت کی خوبیوں اور رعنائیوں کا مشاہدہ کیا اور اس کے نغمے گاتے۔ جب وہ سماج کے ذمہ دار فرد بن گئے تو پھر حقائق کی تلخی نے ان کے جذبات کو اس طرح ٹھیس پہنچائی کہ وہ ان ہی تلخ تجربات کا ذکر کرنے لگے۔ ان کے اس ذہنی اضطراب اور تفکرات اظہار ساس بہو۔ پہلی تاریخ۔ چھورا چھوری، سراج کا پلنگ۔ اٹھائیس تاریخ وغیرہ میں ملتا ہے۔ ان نظموں میں انھوں نے گھریلو مسائل کو پیش کیا ہے لیکن ان کا اصلاحی رجحان انھیں گھر کی چار دیواری سے باہر دیکھنے پر مجبور کر دیتا ہے اور وہ ہمارے بچے، رستے، روٹی اور بے چارگی جیسی نظموں کے خالق بن جاتے ہیں۔

(گلبرگہ سے نشر)

مسز شمیم ثریا۔ ایم اے بی ایڈ
پرنسپل۔ بی بی رضا ڈگری کالج برائے خواتین
گلبرگہ (کرناٹک)



خاکہ

سیانی بوا

منّو بھنڈاری

سیانی بُوا کا نام اصلیت میں ہی سیانی تھا۔ یا ان کے سیانے پن کو دیکھ کر لوگ انھیں سیانی کہنے لگے تھے۔ یہ تو میں آج تک نہ جان سکی پر پتاجی سے ان کی شہرت سن سن کر من میں ایک عجیب سا احساس سمایا ہوا تھا۔ بچپن سے ہی وہ وقت کی اتنی پابند تھیں۔ اپنا سامان سنبھال کر رکھنے میں اتنی چوکس، اور اتنی منتظم کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے کہتے ہیں جو پنسل وہ ایک بار خریدتیں وہ جب تک اتنی چھوٹی نہ ہو جاتی کہ ان کے پکڑنے میں بھی نہ آئے تب تک اس سے کام لیتی تھیں کیا مجال کہ وہ کبھی کھو جائے یا بار بار نوک ٹوٹ کر وقت سے پہلے ہی ختم ہو جائے۔ جو ربڑ انھوں نے چوتھی کلاس میں خریدا تھا اسے نویں کلاس میں آکر ختم کیا ان کی ایک ایک بات پتاجی ہم لوگوں کے سامنے مثال کے طور پر رکھتے اور ہم خیر منایا کرتے کہ خدا کرے وہ سسرال میں ہی رہا کریں ورنہ ہم جیسے لاابالی اور غیر منتظم لوگوں کا تو جینا بھی اجیرن ہو جائے گا۔

ایسی سیانی بوا کے پاس جاکر پڑھنے کی تجویز جب میرے سامنے رکھی گئی تو تصور کیجئے کہ مجھ پر کیا بیتی ہوگی۔ پر ایم۔ اے کرنے کی خواہش اتنی شدید تھی اور پتاجی کا بھی اتنا اصرار تھا کہ میں کسی طرح راضی ہو گئی۔ اور خدا کا نام لیتے لیتے ایک دن ان کے ہاں پہنچ بھی گئی۔ بڑے پیار سے بوا نے خیر مقدم کیا اور میں نے دیکھا ان کے گھر میں سارا کام اصولوں کی پابندی اور انتہائی سلیقے سے ہوتا۔ جیسے گھر والے انسان نہیں مشین ہوں جو وقت پر اور قاعدے میں بندھی لگاتار اپنا کام کیا کرتیں۔ گھر میں بوا کے شوہر اور ایک ان کی بیٹی انو تھی۔ ٹھیک پانچ بجے صبح سب لوگ اٹھتے ایک گھنٹہ میدان میں ٹہلتے اور اس کے بعد چائے دودھ اور پھر انو پڑھنے بیٹھتی اور انو کے پتا اخبار اور فائلیں دیکھتے۔ نو بجے نہانا شروع ہوتا جو کپڑے بوا جی نکال دیں وہی پہننے ہوتے۔ جو کھانا وہ بنوائیں وہی کھانا ہوتا۔ اپنی مرضی یا خواہش کا تو وہاں کوئی سوال ہی نہیں اٹھتا تھا۔ گھر کے اس بے رس اور مشینی ماحول میں اپنے کوفٹ کرنے میں مجھے کتنی مصیبت اٹھانا پڑی سوچیں ہی جانتی ہوں پر سب سے زیادہ ترس آتا تھا انو پر وہ اس ننھی سی عمر میں ہی بالغ ہو گئی تھی۔ نہ بچوں کا سا جوش و خروش نہ کوئی چہچہاہٹ جیسے ہمیشہ ایک ڈر سے گھری رہتی تھی۔

بُوا جی کی اتنی احتیاط اور کھانے پینے کے اتنے کنٹرول کے باوجود انو کو بخار رہنے لگا۔ سب طرح کے علاج کروائے پر بخار نہیں اترا۔ انو ایک دم پیلی پڑ گئی۔ بُوا جی پریشان ——— بے لگتا کہ اس کے جسم میں بیماری کے جراثیم نہیں ہیں۔ بُوا جی کے خوف کے جراثیم ہیں۔ آخر انو کے پتا نے بھی یہی کچھ، محسوس کر کے ڈاکٹروں کو پوری صورت حال بتائی اور ڈاکٹروں نے صاف لفظوں میں کہا کہ انو کو تبدیلی آب و ہوا کے لئے پہاڑ پر بھجوانا چاہیے۔ لیکن ماں کا ساتھ جانا ٹھیک نہیں ہوگا سنتے ہی بوا جی نے غدر مچا دیا پر ڈاکٹر نے جب سختی سے پوچھا کہ کیا آپ نہیں چاہتی ہیں کہ بچی جلدی سے اچھی ہو؟ تو بوا جی من مار کر چپ ہو گئیں۔

زور و شور سے انو کے باہر جانے کی تیاری شروع ہو گئی پہلے دونوں کے کپڑے کی لسٹ بنی، پھر جوتوں کی موزوں کی پھر اوڑھنے بچھانے کے سامان کی، پھر برتنوں کی لسٹ بنی اور ہر چیز کے ساتھ انو کے پتا کو سخت ہدایت دی جاتی ——— دیکھو یہ فراک مت کھو دینا۔ ایک بھی پیالہ ٹوٹا تو میرا سٹ بگڑ جائے گا ——— اور دیکھو گلاس کی تم پرواہ نہیں کرتے، پندرہ سال سے یہ میرے پاس ہے۔ چیزوں کے بعد انو کی باری آئی کس دن کس وقت کیا کھائے گی۔ اس کا مینو بھی بتا دیا۔ کب کتنا گھومے گی۔ کب کیا پہنے گی۔ سب کچھ طے کر دیا۔ میں سوچ رہی تھی کہ یہاں بیٹھے بیٹھے بُوا نے انھیں ایسا باندھ دیا کہ بے چارے اپنی مرضی سے کیا خاک کریں گے۔ ہدایات کی لمبی فہرست کے بعد انھوں نے ٹھوک ٹھوک کر کہہ دیا کہ بلاناغہ ہر روز ایک خط ڈالا کریں گے۔ انو کے پتا نے ہر بات کو چپ رہ کر مان لیا اور آخر طے شدہ تاریخ پر وہ انو اور ایک نوکر کو لیکر روانہ ہوئے۔

بھائی صاحب کا خط روز آتا جس میں انو کی طبیعت کے حالات ہوتے بوا جی بھی روز ایک خط لکھتیں جس میں اپنی ہدایتوں کو درج کر دیا کرتیں۔ بوا جی کے خطوں کا مضمون وہی رہتا صرف تاریخ بدل جایا کرتی تھی۔

کوئی بیس دن بعد ایک روز انو کے پتا کا خط نہیں آیا بوا جی پریشان۔ دوسرے دن بھی نہیں آیا بوا جی فکرمند ہیں تیسرے دن بھی جب خط نہیں آیا تو بوا جی بے حد دکھی ہو بیٹھیں۔ اتنی دکھی کہ وہ سارے قاعدے قانون توڑ کر رات میں میرے کمرے میں آکر سوئیں لیکن میں جانتی ہوں کہ وہ شاید ایک منٹ کے لئے بھی سوئی نہیں میرا اپنا من بے حد پریشان تھا اور نہ چاہتے ہوئے بھی برے برے خیال دل میں چلے آرہے تھے۔

دوسرے دن وہ سات بجے تک سوتی رہیں اور نو بجے میرے بہت کہنے سننے پر کسی طرح ناشتہ کرنے کے لئے راضی ہوئیں۔ تبھی نوکر نے انو کے پتا کا خط لا کر دیا۔ کانپتے ہاتھوں، سے انھوں نے اسے کھولا اور دو لائنیں پڑھنے کے بعد ہی وہ چیخ کر رو پڑیں۔ میں دھک سے رہ گئی۔ نوکر چاکر سہم کر رہ گئے تو کیا اب سچ مچ انو اس دنیا میں نہیں، یہ سب کیسے ہو گیا میں نے ہمت کر کے انو کے پتا کا خط اٹھایا۔ لکھا تھا۔

پیاری سیانی ——— سمجھ میں نہیں آتا کس منہ سے تمہیں یہ غم ناک خبر سناؤں پھر بھی تم اس چوٹ کو تحمل کے ساتھ برداشت کرنا۔ یہ دنیا فانی ہے جو بنا ہے ایک نہ ایک دن مٹے گا ہی۔ تمہاری اتنی ہدایات اور اپنی پوری احتیاط کے باوجود میں اسے بچا نہیں پایا اسے اپنی بدنصیبی کے سوا اور کیا کہوں۔ یہ سب میرے ہی ہاتھوں ہونا تھا۔ صبر کرنا اور جو کچھ ہوا اسے برداشت کرنے اور بھولنے کی کوشش کرنا۔ تین دن پہلے چار بجے کی چائے پینے کے بعد تمہارے قیمتی سیٹ والے دو پیالے مجھ سے ٹوٹ گئے۔ انو اچھی ہے۔ اور جلد ہی ہم لوگ روانہ ہونے والے ہیں۔

ایک منٹ تک میں گم سم سی کھڑی رہی سمجھ ہی نہیں پائی یہ کیا سے کیا ہو گیا۔ یہ جیسے دوسرا جھٹکا تھا ایکدم ——— Anti-Climax ——— جیسے ہی ہوش آیا میں زور سے ہنس پڑی ——— کیسے بوا جی کو ساری صورت حال سمجھائی اور کیسے وہ بھی روتے روتے ہنسنے لگیں۔ یہ سب کوشش کر کے بھی شاید لکھ نہیں سکوں گی یہیں پیسے کی صراحی توڑ دینے والے نوکر کو نوکری سے نکال دینے والی بوا جی اپنے قیمتی سیٹ کے پیالے ٹوٹ جانے پر ہنس رہی تھیں۔ جیسے کہ انھیں جنت کا خزانہ مل گیا ہو۔

(اردو سروس سے)

افسانہ

مٹھی بھر گھاس

ذکیہ مشہدی

اونگھتے اداس۔ اجاڑ اسٹیشن کو جھک جھک کرتی دیو قامت گاڑی اور اس کا شور بھی جگانے میں کامیاب نہ ہوسکے۔ میلا سا چھوٹا سا اسٹیشن۔ ایک ٹوٹی پھوٹی بنچ۔ بنچ پر تین مسافر۔ ایک دھندلی آنکھوں والا بوڑھا۔ ایک نئی بیاہی چھوٹی سی لڑکی جس کی چوڑیوں بھری کلائیاں سرخ ساڑی کے آنچل سے جھانک رہی تھی۔ ایک جھکے کاندھوں والا ادھیڑ عمر شخص جو لڑکی ساتھ تھا پتہ نہیں باپ تھا کہ شوہر — ایک قلی۔ الله الله خیر صلیٰ۔

نفیسہ نے سوتے ہوتے آیاز کو جلدی سے اٹھایا اٹیچی اور بیت کی بنی ہوئی سبک سی باسکٹ خود ہی نکال لی۔ اونگھتے ہوتے ایاز نے ہولڈال باہر کیا۔ قلی نئی بیاہی لڑکی کا سامان اٹھا رہا تھا۔ بانس کی رنگین ٹوکری جس میں کچھ سوغات ہوگی۔ ٹین کا بکس جس پر ہرے لال پھول بنے تھے۔ رسّی سے بندھا ہوا بستر۔ پانی کی صراحی۔ لڑکی نے پیلی پیلی مہندی لگی انگلیوں سے گھونگھٹ ذرا سا سرکایا اور لمحہ بھر کو شفاف آنکھوں سے نفیسہ کی طرف دیکھا — نظریں چار رہیں اور لمحہ سرک گیا۔

اب اس لڑکی سے کبھی ملاقات نہیں ہوگی — پتہ نہیں کون ہے کہاں جا رہی ہے۔ خوش ہے یا اداس کون جانے۔ اسٹیشنوں پر نہ جانے کیسے کیسے چہرے دکھتے ہیں اور دھند میں غروب ہو جاتے ہیں۔ وہ جب گھر سے چل رہی تھی تو ایک خستہ حال بوڑھا میلے انگوچھے سے آنسو پونچھتا سیڑھیاں اتر رہا تھا اور نفیسہ کا دل بھر آیا تھا۔ جھرّیوں بھرے چہروں پر آنسوؤں نے جال سا بن دیا تھا۔ پتہ نہیں کس سے بچھڑ رہا تھا۔ اب ہر آدمی کے پاس اپنے ہی دکھ اتنے ہیں کہ پرائے دکھوں میں پڑنے کی طاقت ہے نہ وقت — بڑی اماں نے اسے لکھا تھا۔ ٹیڑھی میڑھی تحریر بھی جیسے آنسوؤں میں بھیگی ہوئی تھی۔ — "چند روز کی مہمان ہوں تمہارا میرا ناطہ ہی کیا مگر ن جائیں تو —" نفیسہ کو گھر سے نکلنے اور سفر کا پلان بناتے بناتے بھی بارہ چودہ دن لگ گئے تھے — ایاز کے امتحان ہونے ولے تھے وہ ساتھ چلنے سے آنا کانی کر رہا تھا خود نفیسہ انجکشن لے رہی تھی — "کورس پورا ہو جاتا تو اچھا تھا": اس کے شوہر نے کہا تھا —

"کیوں ممی ویٹنگ روم میں ٹھہرو گی یا ابھی چلیں اندھیرے میں ہی —" ایاز کہہ رہا تھا۔ اسٹیشن چھوڑتی ٹرین کی تیز سیٹی میں اس کی آواز دب گئی اور سیٹی کی آواز کے ساتھ نفیسہ کے دل میں ہوک اٹھی — ۔

ایک زمانہ گذرا اسی اسٹیشن سے اسی طرح بڑی اماں بھی رخصت ہوئی تھیں۔ اس وقت وہ ایسی ہی تھیں۔ اس لڑکی کی طرح — ان کے ساتھ بھی ایسی ٹوکریاں تھیں۔ بہت سا جہیز تھا۔ انھیں رخصت کرنے بہت سے لوگ آئے تھے۔ باپ کی آنکھیں نم رہی ہوں گی۔ بھائی اس شکستہ اسٹیشن کے شکستہ کھمبے سے چمٹا کھڑا رو رہا ہوگا۔ ان کے پاؤں من من بھر کے ہوگئے تھے۔

دلہن بنی کم سن بڑی اماں کو رخصت کرنے بہت سے لوگ آئے تھے۔ ان کے ساتھ سوغات کی بہت سی ٹوکریاں تھیں۔ ان کے دیہاتی وضع کے مگر قیمتی کپڑوں میں سجا لچکا گوٹا ٹکا تھا مگر ان کو رخصت کرانے سنجیدہ صورتوں والے صرف پانچ آدمی تھے جن کے کپڑے بہت معمولی تھے۔ ان کا لایا ہوا ساز و سامان بھی بہت معمولی تھا۔ اس لیے کہ دولہا ایک غریب گھرانے کا معمولی حیثیت والا لڑکا تھا۔ غریب، کم سخن، پختہ عمر، سنجیدہ مزاج بلکہ ترش رو — نفیسہ کو بڑے ابا کی شادی خوب یاد تھی وہ اس وقت تھی بھی خاصی دس برس کی۔

نفیسہ کی ماں کے انتقال سے پہلے وہ شادی کے لیے راضی نہیں ہوتے تھے۔ "آمدنی کم ہے اور خرچ زیادہ" وہ اکثر دادی سے کہا کرتے تھے۔ کیوں مزید مصیبت میں ڈالنا چاہتی ہیں اماں —" خدا رازق ہے بیٹا۔ وہ کہتیں تو بڑے ابا تلملا کر جواب دیتے۔ خدا نے رزق بنایا ضرور مگر بانٹنا بھول گیا۔ جس کا داؤں چلے وہ لے بھاگے باقی لوگ حسب توفیق منہ تاکتے رہیں۔ وہ بہت ہی منہ پھٹ اور بے ادب تھے اور ضدی بھی مگر نفیسہ کی ماں کا انتقال ہوا تو وہ جھٹ شادی کے لیے راضی ہوگئے — اماں بوڑھی ہو رہی ہیں۔ ان سے کام نہیں ہوتا۔ رہے میاں اشفاق تو انھیں بیوی سے اتنی محبت تھی کہ دوسری شادی کریں گے نہیں۔ بچے بکھرے بکھرے پھر رہے ہیں۔ بچوں یعنی بھتیجے بھتیجیوں کو سمیٹنے کے لیے وہ نرم نازک کچی کلی سی بڑی اماں کو بیاہ لاتے۔ وہ بے چاری ابھی خود ہی اس لائق تھیں کہ کوئی انھیں سمیٹتا۔

دوسرے پھیرے کے بعد ہی انھوں نے گھونگھٹ الٹ دیا۔ ابھی ان کے ہاتھوں کی مہندی پھیکی نہیں پڑی تھی۔ پتلی پتلی مہندی لگے پوروں سے ہی انھوں نے سارا گھر سنبھال لیا۔ نفیسہ منی۔ آؤ تمہاری چوٹی باندھ دوں۔ یہ کرتا پہن کر دکھاؤ تو ذرا ٹھیک سلا ہے نا؟ سہیل چلو منہ دھلا دوں۔ ناشتہ تیار ہے۔ عقیل میاں اسکول کا وقت ہوگیا۔ بستہ ٹھیک ہے کہ کر دوں — ناشتہ کا ڈبہ میں نے پلنگ کے پاس تپائی پر رکھ دیا ہے۔ آس پاس کی عورتیں ان کی بے حد تعریف کرتی ہیں۔ مگر بڑے ابا کا کرخت چہرہ ہمیشہ سپاٹ رہتا تھا۔ ان کے اور بڑی اماں کے درمیان گفتگو عموماً ان جملوں تک محدود رہتی تھی۔ "اماں کو ڈاکٹر کے ہاں لے گئی تھیں؟ کیا کہا اس نے؟ — یہ نفیسہ بہت اچھلتی پھرتی ہے ذرا پڑھنے کی تاکید کیا کرو — عقیل آج کل بڑا دبلا دکھ رہا ہے۔ بڑی اماں کے جواب عموماً Monosyllables میں ہوا کرتے تھے جی ہاں — جی نہیں۔ بہت اچھا — ضرور —

سارے گھر کا کام نمٹا کر، دادی کے پیر دبا کر جب وہ سونے کے لیے اپنی کمرے میں جاتیں تو عموماً بڑے ابا اس وقت کوئی کتاب یا اخبار سینے سے لگائے خراٹے بھر رہے ہوتے تھے۔

شادی کے بعد نفیسہ جب اپنے شوہر کے شانے پر سر ٹکا کر گھنٹوں ادھر ادھر کی باتیں کرتی اور وہ اُس کے لانبے بالوں سے کھیلتا رہتا تھا تو نفیسہ کی سمجھ میں آیا تھا کہ بڑی اماں زندگی میں گہری رفاقت محبت کے کتنے بڑے

> بڑے ابا تلملا کر جواب دیتے۔ خدا نے رزق بنایا ضرور مگر بانٹنا بھول گیا
> جس کا داؤں چلے وہ لے بھاگے باقی لوگ حسب توفیق منہ تاکتے رہیں۔

سکون سے محروم تھیں۔ اور سب سے بڑی بات تو یہ تھی کہ انھیں اس محرومی کا احساس تھا ورنہ ایسا نہ ہوتا کہ وہ ہنستیں اور ان کی آنکھیں خاموش رہتیں کیسی عجیب سی مسکراہٹ تھی ان کی جو صرف ہونٹوں تک محدود رہتی تھی۔ وہ شاذ و نادر ہنستیں یا مسکراتیں لیکن جب بھی وہ مسکراتیں ان کی آنکھیں ان کے چہرے سے الگ ہو جاتیں تھیں —— کچھ باتیں اس وقت سمجھ میں آتی تھیں جب ان کو سمجھنے کا وقت گذر چکا ہوتا ہے —— نفیسہ نے بھی جب ان کو سمجھا، ان کے درد کو محسوس کیا وہ خود اپنی گرہستی میں ضم ہو چکی تھی۔ رفتہ رفتہ افراد کی یادیں بھی مدھم پڑتی چلی گئی تھیں —— . بڑے ابا جنھوں نے اس کے اور اس کے بھائیوں کے لیے شادی کی تھی —— ان کی بے پناہ محبت، ابا، دادی، سب پر شوہر اور بچے محیط ہو گئے کہ ہندوستانی عورت کی زندگی انھیں سے عبارت ہے۔

نفیسہ رخصت ہو رہی تھی تو انھوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا تھا —— بیٹی! میں بے اولاد رہی اس لیے نہیں جانتی کہ اولاد کی محبت کیسی ہوتی ہے مگر اللہ جانتا ہے۔ میں نے اپنا فرض نبھایا۔ تمہارے بڑے ابا۔ تمہارے ابا اور تمہاری مرحومہ ماں کے سامنے میں سرخرو ہوں —— پھر بھی کوئی کوتاہی ہوئی ہو تو معاف کر دینا —— ان کے چہرے پر کرب تھا۔ وہ نفیسہ سے صاف چھ سات برس بڑی تھیں مگر بوڑھی لگ رہی تھیں —— اذیت کی شدت نے نفیسہ کو گنگ کر دیا۔ وہ اس وقت رو بھی نہیں سکی۔

دھند کو چیرتا ہوا رکشہ آگے بڑھ رہا تھا۔ رات کے پتلے پردے کے پیچھے سے شہر کی مدھم مدھم روشنیاں چمک رہی تھیں۔ نفیسہ نے سر اٹھا کر دیکھا۔ ایک بڑا سا چمکیلا تارا اس کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا یہ تارا روز صبح اس کے الہ آباد والے مکان کی چھت پر سے بھی دکھائی دیتا تھا۔ دو دیواروں سے بننے والے کونے کے پیچھے سے۔

بڑی اماں شاید اسی تارے کا ذکر کرتی تھیں بڑے سے گھر کے کچے آنگن میں لگی ہوئی سدا بہار کی گھنی بیل کا اور ایک بڑے سے روشن تارے کا جو آنگن کے لگائے ہوئے بیری کے درخت سے چمکا کرتا تھا —— ایک بار انھوں نے ہنس کر کہا تھا نفیسہ میری کیاریوں کی گھاس بہت ڈھیٹ تھی —— میں مٹھی بھر بھر کر اکھاڑتی اور پھر دوسرے دن وہ وہیں کی وہیں نظر آتی —— یہاں تو گھاس تک تک نہیں ہے —— ان کی سیاہ آنکھیں اور سیاہ ہو گئی تھیں جیسے ان میں بادل گھر آتے ہیں۔

پھولوں اور سبزے سے انھیں عشق تھا۔ اور جب وہ اپنے سارے شوق جلا کر خاک کرنے لگیں تھیں تو اسے یہ واحد شوق تھا جسے بچا کر انھوں نے پلو سے باندھ لیا تھا سہیل سے انھوں نے دو گملے منگائے اور بیلے اور گلاب کا ایک ایک پودا شاید یہ واحد خرچ تھا جو اپنی مرضی سے انھوں نے اپنی ذات پر کیا تھا۔ بڑے ابا سے وہ بہت ڈرتی تھیں لیکن جب پودے بڑے ہونے پر ایک دن وہ غرا کر بولا تھے کہ کیا جھاڑ جھنکاڑ اکٹھا کر رکھا ہے تو انھوں نے کوئی نوٹس نہیں لیا تھا —— ایک کان سے سن کر دوسرے سے اڑا گئی تھیں۔

سہیل کی شادی ہو گئی اور دلہن آئی تو، پانس کے جال سے وہاں کی جگہ گھیر کر ایک عارضی کمرہ بنایا تھا اس لیے کہ دلہن کا جہیز رکھنے کے لیے کہیں جگہ نہیں تھی۔ گملے اٹھا کر پڑوس کے منشی جی کو دیدیے گئے۔

رکشہ ایک تنگ گلی میں مڑ چکا تھا اور اندھیرے

چھوٹے سے قصبے میں سب ایک دوسرے کو کتنے قریب سے جانتے ھیں
بھی کبھی یہ جان پہچان کھل جاتی ھے ۔

سے تھوڑی تھوڑی کرنیں جھانک لگی تھیں۔ دور سے ایک بالکل شکستہ مکان دکھائی دے رہا تھا۔ کھنڈر سا —— یہی ہے فضل منزل —— رکشے والا کہہ رہا تھا —— گھر کے بوڑھے تو جانے کب کے مرکھپ گئے، جوان ادھر ادھر ہو گئے۔ ایک بوڑھی عورت رہتی ہیں شاید فضل صاحب کی بٹیا ہیں —— سسرال میں بھی سب مرکھپ گئے تھے —— بال بچے کس کو پوچھتے ہیں —— یہیں آکر رہنے کو ——

چھوٹے سے قصبے میں سب ایک دوسرے کو کتنے قریب سے جانتے ہیں۔ کبھی کبھی یہ جان پہچان کھل جاتی ہے —— نفیسہ کو رکشے والے کی دخل اندازی ناگوار گذری۔

خستہ حال مکان اور پاس آگیا —— ایک دروازہ جو سلامت تھا۔ اس میں بڑا سا تالا لٹک رہا تھا —— تالا کیوں لٹک رہا ہے —— وہاں کہاں جا سکتی ہے۔ اس نے سوچا۔ ٹھہریے ذرا میں پوچھتا ہوں —— ایاز تو اونگھ رہا تھا رکشے والے نے مستعدی دکھائی بغل کے مکان سے ایک بزرگ نکل رہے تھے شاید صبح کی نماز کے لیے مسجد جانے سے رکشے والے نے انھیں روکا ——

وہ —— وہ میر فضل مرحوم کی صاحبزادی ——

ان کا تو پرسوں انتقال ہو گیا۔ کون آیا ہے ان سے ملنے —— وہ ذرا تاسف بھرے لہجے میں بولے اور رکشے کے ذرا قریب آگئے۔

—— انتقال ہو گیا —— جملہ بھری بندوق کی طرح چھوٹا اور نفیسہ کے دماغ میں پیوست ہو گیا اس کا ذہن ایسا سُن ہوا کہ موت کی سنگینی اسکی سمجھ میں نہیں آئی۔ انتقال ہو گیا؟ کیوں ہو گیا؟ مجھ سے ملے بغیر کیسے ہو گیا؟ بھرے گھر میں وہ مجھ سے ہی تھوڑا مانوس تھیں مجھ سے ملے بغیر کیسے مر گئیں؟ ارے واہ۔ آئیے ہمارے یہاں بیٹھ جائیے۔ آپ لوگ شاید دور سے آرہے ہیں؟ آئیے آئیے۔

وہ مہرباں بزرگ انھیں اپنے یہاں لے گئے۔ ان کی نیک بوڑھی بیوی جلدی سے چائے بنانے لگیں۔ پھر جیسے بڑا سا گدھ پر پھیلا کر دھیرے دھیرے فضا میں چکراتا ہوا نیچے اتر آتا ہے۔ اسی طرح موت کی قطعیت دھیرے دھیرے نفیسہ کے ذہن پر واضح ہونے لگی —— وہ مر چکی ہیں —— پر کیوں —— پر کیسے پر کہاں کی بیخ سے دور —— قیام پاکستان کے بعد جب ان کے والدین اور بھائی صرف یہ مکان ان کے نام چھوڑ کر سرحد پار چلے گئے تھے اور وہ بھری دنیا میں بالکل ہی تنہا تھیں تو نفیسہ ہی تو وہ واحد ہستی تھی جس سے وہ تھوڑا سا قریب تھیں اور کچھ کچھ کہہ لیتی تھیں —— شاید اس لیے کہ وہ لڑکی تھی اور ان سے زیادہ قریب تھی۔ نفیسہ کی شادی سہیل اور عقیل کی تعلیم دادی کی موت، دیور کا نروس بریک ڈاون، شوہر کا فالج اور پھر موت سب نمٹا کر وہ اپنے گھر واپس آگئیں تھیں۔ جہاں انھوں نے جنم لیا تھا —— تنہائی ڈستی تو کبھی کبھی نفیسہ کو ہی خط بھی لکھ لیتی تھیں۔ نفیسہ آجاتی تو آخری لمحوں میں مل کر شاید انھیں احساس ہوتا کہ ان کے پاس کوئی اپنا ہے —— ایسی ہستی ہے جس کے اور ان کے درمیان اپنائیت کی ایک پتلی سی ڈور بندھی ہے۔ شاید کچھ کہتیں کچھ سنتیں —— آنسو جھر جھر نفیسہ کی آنکھوں سے بہنے لگے —— وہ بوڑھی خاتون تسلی دینے لگیں۔ ایاز خاموشی سے منہ تکتا رہا کہ نئی نسل کے پاس بوڑھوں کے لیے آنسو بہانے کا وقت نہیں ہے۔

ان کی چابی ہمیں لوگوں کے پاس ہے —— کفن دفن ہم ہی نے کیا تھا۔ آپ چابی لے لیجیے۔ ان کی وصیت کے مطابق انھیں گھر کے آنگن میں دفن کیا گیا تھا —— فاتحہ پڑھ لیجیے گا —— پہلے منہ ہاتھ دھو لیجیے... مگر نفیسہ اسی وقت اٹھ کھڑی ہوئی۔

کھنڈر کا دروازہ چرچرایا —— اینٹوں اور ملبے سے الگ ہٹ کر ایک صاف کی ہوئی کیاری کے پاس ان کی قبر تھی۔ —— اس کی تازہ کھدی مٹی کی تازگی اور بھر بھرا پن دور سے دکھ رہا تھا۔ آس پاس بہت سی گھاس تھی —— تین دن کے اندر ذرا ذرا سی گھاس نے بھربھری مٹی کے اندر سے بھی سر اٹھانا شروع کر دیا تھا —— نفیسہ کو ان کی ہنسی سنائی دی —— میرے آنگن کی گھاس بہت ڈھیٹ تھی نفیسہ بٹیا —— میں مٹھی بھر بھر اکھاڑتی تھی دوسرے دن پھر حاضر دو چار روز میں یہ گھاس پوری قبر کو ڈھک لے گی —— شاید ان کا واحد حاصل زندگی یہی ہو گا

کیوں مر گئیں بڑی اماں —— مجھ سے پوچھے بغیر —— مجھ سے ملے بغیر کیوں مر گئیں۔ قبر سے لپٹ کر ادھیڑ عمر نفیسہ بچوں کی طرح چلا کر رو پڑی ——

(پٹنہ سے نشر)

افسانہ

ایک رہگذر کا بلب

احمد یوسف

ایک طرف گلی کوئی چالیس پچاس گز کا سفر طے کرنے کے بعد ایک نسبتاً کشادہ سی گلی میں جا ملتی تھی، تو دوسری طرف ساڑھے ستر گز کے فاصلے کے بعد میونسپل کارپوریشن کے لیمپ پوسٹ سے دوچار قدم پہلے اسی گلی سے کئی ایک گلیاں پھوٹتی تھیں۔

اور جس مقام کا یہ ذکر ہے وہاں رات کو ایسا گہرا اندھیرا چھا جاتا تھا کہ آنے جانے والے کبھی ایک کچے گھر کے آگے بنے چہ بچہ میں گر جاتے اور کبھی بہت احتیاط سے چلنے کے باوجود اس عقرب نما گڑھے میں پاؤں ڈال دیتے، جس میں نالی کا زائد پانی ہمہ وقت جمع رہتا۔ اس عقرب نما گڑھے کو گلی کے لڑکے جھیل کہا کرتے اور اکثر چھوٹے بچے کھیلتے اس میں کاغذ کی ناؤ چھوڑ دیتے۔

ایک بار کا ذکر ہے کہ ایک عورت کی چپل اسی گدلے پانی میں چلے گئے تو اس نے زور زور سے دھائی دی کہ کوئی اللہ کا بندہ اسے روشنی دکھاتا۔

قریب ترین گھر کا مالک کہ خدا ترس آدمی تھا اس کی آواز سن کر ٹارچ لیے گھر سے باہر نکلا۔ ٹارچ کی روشنی میں عورت نے اپنی چپل برآمد کی، اور پھر اس کے گھر کے اندر جا کر اپنے پاؤں دھوئے، چپل دھوئی اور یوں اسے دعائیں دیتی ہوئی رخصت ہو گئی۔

اس واقعہ کا اس شخص پر ایسا اثر ہوا کہ اس نے دوسرے ہی دن اپنی دیوار میں چھید کر کے گلی کی سمت بجلی کا تار اور ہولڈر لگایا اور اس میں ایک بلب فٹ کر دیا۔

کچھ دنوں تک وہ بلب — روشن بلب، راتوں میں غیر جاری بنا رہا ہے۔ گلی میں آنے جانے والے اونچ کھابڑ راستے، نالی، چہ بچہ اور عقرب نما جھیل کے گدلے پانی سے محفوظ رہے۔ اس طرح گلی کے باسیوں اور دوسرے راہگیروں نے سکھ چین کا سانس لیا۔

لیکن یک دن شام ڈھلے جب اس نے گلی کے بلب کا سوئچ آن کیا، تو اسے یہ دیکھ کر بڑی مایوسی ہوئی کہ گلی میں روشنی کا کوئی کوندا نہیں لپکا۔

وہ تقریباً دوڑتا ہوا گھر سے باہر نکلا تو اس نے دیکھا کہ ہولڈر کی گردن سے بلب غائب تھا۔ اسے یہ سوچ کر بڑی حیرت ہوئی کہ اتنی معمولی سی چیز کون چرا لے گیا لیکن دوسری ہی ساعت اسے یہ خیال آیا کہ ممکن ہے بلب ہولڈر میں پوری طرح فٹ نہ ہوا ہو، اور دن کے کسی وقت میں نیچے گر کر ٹوٹ گیا ہو۔

اس نے نیچے جھک کر دیکھا، لیکن پھر اپنی نادانی پر خود ہی پشیمان ہوا تھا کہ بلب کے بیشتر اجزا کو تو آنے جانے والوں کے قدم کب کے روند چکے ہوں گے۔ ممکن ہے کچھ اجزا نالی میں بہہ گئے ہوں — پھر وہ آخر وہاں کیا ڈھونڈ رہا ہے۔

اس خیال کے آتے ہی وہ انگنائی کا وہ بلب جو ایک فاضل بلب کی حیثیت رکھتا تھا نکال لایا اور اسے اس نے ہولڈر میں فٹ کر دیا۔

کسی راہ گیر کے استفسار پر اس نے بتایا کہ پہلا بلب غالباً ٹوٹ چکا ہے اور دوسرا لگا رہا ہے تو راہگیر نے اس پر ایک تعریفی جملہ اچھال دیا۔

— " بھائی صاحب نیکی کی راہ میں بھی آج کل بڑے جھمیلے ہیں۔"

مکان مالک آہستہ سے سر ہلا کر اظہار تشکر بجا لایا اور یوں گلی میں ایک دوسرے بلب کی روشنی کا دور شروع ہو گیا۔

چلتے چلتے مالک مکان نے بلب کی ہر دو کیل کو اچھی طرح دیکھ لیا، جو ہولڈر کے خانوں میں پوری طرح پیوست تھیں اتنا کچھ دیکھنے بھالنے کے بعد اسے یقین ہو گیا کہ بلب اب گرنے والا نہیں۔

لوگ راتوں میں بلا خوف خطر گلی میں آنے جانے لگے۔ روشنی چونکہ روشنی تھی، اس لیے وہ اپنا حصار توڑ کر خاصی دور تک چلی جاتی، اور دونوں رخ کا بڑا علاقہ اپنے قبضے میں لے لیتی۔

آس پاس کے لوگ خوش تھے کہ اس مقام پر بلب لگ جانے سے رات کے وقت گلی کی راہ طے کرنے میں بڑا آرام ہو گیا، ورنہ بلب لگنے سے پہلے آئے دن کوئی نہ کوئی چھوٹا بڑا حادثہ ہوتا ہی رہتا تھا۔

مالک مکان بھی کہ جس نے اپنی دیوار پر بلب آویزاں کیا تھا، بے حد خوش تھا کہ اس کے ایک چھوٹے سے ایثار سے خلق خدا کو آرام ملا اور ایک عرصے سے کوئی واردات سننے میں نہیں آئی۔

اسی دوران بلب ایک بار پھر غائب ہو گیا۔ بلب والے شخص نے سوچا اس بار تو بلب کے گرنے کا سوال ہی نہیں اٹھتا تھا کیونکہ اس نے اچھی طرح بلب کی کیلوں کو چیک کر لیا تھا۔ اس بار تو بلب یقینی چوری ہو گیا ہے۔

یہ سوچ کر وہ اڑوس پڑوس کے لوگوں کے پاس گیا کہ شاید انھیں بلب کی چوری کا کچھ علم ہو۔ شاید انھوں نے کسی کو چراتے ہوئے دیکھا ہو۔ لیکن سب ہی نے لاعلمی کا اظہار کیا۔

ظاہر ہے چور اتنا دیدہ دلیر تو تھا نہیں کہ محلے والوں کے سامنے سینہ تان کر بلب کی چوری کرتا۔ چوری تو اس نے بہر حال رات کے سناٹے میں کی ہوگی۔

تب پڑوسیوں نے اس گلی میں کھڑے کھڑے ایک غیر رسمی سی ملاقات کی اور صورت حال پر غور و خوض کیا دفتر کے ایک بابو کا خیال تھا کہ 'سل' وہ پورا نام لینا چاہتے تھے کہ ایک صاحب نے اپنے منہ پر انگلی رکھ کر انھیں روک دیا۔

" بھائی صاحب صرف نام کا پہلا حرف استعمال کیجیے محلے کے سب ہی لچے لفنگے لونڈے لپاڑے تو اپنی نظر میں ہیں، پھر کیا ضرورت ہے کہ ہم کسی کا نام لے کر اس سے دشمنی مول لیں۔

کسی نے تجویز پیش کی کہ اس بلب کا نقصان سبھوں کو مل جل کر برداشت کرنا چاہیے۔

لیکن جن صاحب نے اپنی دیوار پر بلب لگایا تھا۔ وہ اس تجویز کو گول کر گیے۔ شاید وہ اس خیر کا سارا ثواب اپنے حصے میں لینا چاہتے تھے۔

پھر بھی انھوں نے ایک دو دن بلب نہیں لگایا پڑوس کے ایک صاحب اپنے یہاں سے بلب لا کر لگانا چاہتے تھے تو انھوں نے انھیں بھی منع کر دیا۔

" رہنے دیجیے بھائی صاحب، جب لوگ اس کی افادیت کو نہیں سمجھتے تو ہمیں اس دردسری کی کیا ضرورت ہے۔

اسی درمیان گلی میں رات کے اوقات میں دو تین چھوٹی موٹی وارداتیں ہو گئیں۔ ایک صاحب عقرب نما

جھیل میں پھسل گئے۔ دوسرے صاحب کسی مکان کے زینے سے ایسے ٹکرائے کہ ان کو ایک پاؤں کی ربر کی چپل ہاتھ میں لے کر جانا پڑا۔

ان چھوٹے چھوٹے حادثوں کے بعد مالک مکان نے دیوار پر ایک نیا بلب خرید کر لگا دیا۔ کیونکہ ان کے گھر میں اب کوئی فاضل بلب نہیں تھا۔

بلب کی خریداری کے بعد انھوں نے گلی والوں کی ایک چھوٹی سی ٹولی کے سامنے اس بات کا انکشاف کیا کہ اب اس پاور کے بلب کی قیمت ساڑھے تین روپے ہو گئی ہے،

تب ہی یہ فیصلہ کیا گیا کہ بلب پر پہرہ بٹھا دیا جائے۔

دو تین افراد کا گروہ گلی میں دو دو گھنٹے کی ڈیوٹیاں دینے لگا۔

لیکن جلد ہی لوگ اوب گئے، اور یہ سلسلہ زیادہ دلوں تک نہیں چل سکا۔

" بتاؤ کہ ساڑھے تین روپے کے بلب کے لیے یہ ساری ساری رات برباد کی جائے، لعنت ہے ہم پر "

لیکن پھر ایک صاحب فہم نے بتایا کہ معاملہ بلب کی قیمت کا نہیں اس کی افادیت کا ہے، وہ ہمیں حادثوں سے بچاتا ہے۔

اور تب ایک آسان صورت بلب کی نگہبانی کی یہ نکالی گئی کہ لوگ گھر بیٹھے دروازوں کی، درازوں اور کھڑکیوں سے اسے دیکھتے رہیں۔

دو چار دنوں کے بعد جب اڑوس پڑوس کے لوگوں سے یہ دریافت کیا گیا کہ وہ راتوں میں گھر بیٹھے بلب کی نگہبانی کرتے ہیں تو وہ محض 'ہاں ہوں' میں ٹال گیے۔ ادھر بلب والے صاحب نے بھی صاف طور پر کہہ دیا کہ رات کے دو چار گھنٹے دروازے سے لگ کر بیٹھنا کسی بھی حال میں ممکن نہیں۔

وہ سب اپنے اپنے دفتر جانے کو کھڑے تھے۔ اس لیے یہ بات اس سے آگے نہیں بڑھی، اور یہ طے ہو گیا کہ وہ شام کو دوبارہ مل کر اس مسئلے پر گفتگو کریں گے۔

لیکن شام تک بلب چوری ہو چکا تھا۔

تمام شہادتوں سے پتہ چلا کہ یہ چوری دن دھاڑے ہوئی ہے، کیونکہ ایک صاحب نے بتایا کہ وہ جب صبح فجر کی نماز پڑھنے جا رہے تھے تو خود انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ بلب جل رہا تھا۔ دوسرے صاحب نے بتایا کہ انھیں اچھی طرح یاد ہے کہ صبح دفتر جانے سے پہلے جب وہ لوگ رات کی کارگزاریوں پر غور و خوض کے لیے گلی میں یکجا ہوئے تھے تو بلب دیوار پر لٹک رہا تھا۔

عام خیال یہ تھا کہ بلب دوپہر میں چوری ہوا ہوگا گھر والے دفتروں میں رہتے ہیں۔ بچے کھا پی کر سو گئے ہوں گے اور گلی سنسان ہو گئی ہوگی۔

سبھوں کے چہرے اتر گئے۔ اب اس کا کیا جواب ہے کہ تم رات کو پہرہ دو گے تو ہم دن کو چوری کریں گے۔

چور کے پاس آپ کی ہر ترکیب کی کاٹ موجود ہے۔ ایک صاحب نے اظہار خیال کیا۔

تب ہی بلب والے صاحب نے بڑے دل شکن لہجے میں کہا۔

" بھائیوں میں اب اس نیک کام سے باز آیا "

لیکن شام کو جب ایک پڑوسی نے اپنے گھر سے بلب لا کر لگانا چاہا تو وہ بگڑ گئے — " یہ کیا بات ہوئی دیوار میری اور بلب آپ کا — یہ نہیں ہو سکتا، یہ میری توہین ہے "

چنانچہ انھوں نے بلب نہ خود لگایا اور نہ کسی دوسرے کو لگانے دیا۔

اس رات ایک صاحب جو گلی کے جغرافیہ سے خاصی اچھی واقفیت رکھتے تھے، جب نالی چہ بچہ اور عقرب نما جھیل سے بچ نکلے تو اس کوڑے کے ڈھیر پر چڑھ گئے۔ جو ادھر دو تین دلوں سے صفائی کے محکمے کی ہڑتال کے سبب گلی میں لگ گیا تھا۔ ان کے پیر میں چپل تھی، جس کے سبب کوڑے کے ڈھیر پر پڑا ایک شیشے کا ٹکڑا ان کی ایڑی کو لہو لہان کر گیا۔ ان کے منہ سے زور کی چیخ نکل گئی، پڑوس کے ایک صاحب اپنے گھر سے نکلے اور انھوں نے اپنا زخم دھلا کر مرہم پٹی کر دی۔ وہ بے چارے لنگڑاتے ہوئے اپنے گھر کو چل دیے

اس طرح پیر پھسلنے اور نالی میں گرنے کے بھی دو چار چھوٹے چھوٹے واقعات رونما ہوئے۔

بلب والے صاحب نے ان وارداتوں کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔

لیکن تیسرے دن جب ایک کمزور سا راہگیر ایک گھر کے زینے سے ٹکرایا تو اس کا توازن ایسا بگڑا کہ وہ خود عقرب نما جھیل میں جا گرا، چپل کہیں اور گیتی اور عینک کہیں اور — وہ آدمی چونکہ پورے وزن کے ساتھ گرا تھا، اس لیے بڑے زور کا دھماکہ ہوا — وہ چیخ چیخ کر رونے لگا۔

شور سن کر سبھی لوگ اپنے اپنے گھروں سے نکل آئے دو ایک کے ہاتھ میں ٹارچ بھی تھی۔ اس غریب کو جب یہ خبر ملی کہ اس کی عینک ٹوٹ چکی ہے، تو وہ اپنا غم بھول گیا اور 'ہائے میری عینک' ہائے میری عینک کہہ کر چلانے لگا۔

لوگوں نے اسے دلاسا دیا۔ اس کے ہاتھ پاؤں دھلائے، اسے پانی پلایا، اور چونکہ عام خیال یہ تھا کہ اسے اب کچھ بھائی نہیں دے رہا ہوگا۔ اس لیے ایک صاحب اسے اس کے گھر تک پہنچا آئے۔

لیکن اس واقعے کے بعد بلب والے صاحب نے سبھوں کے سامنے یہ اعلان کر دیا کہ وہ اگلے روز ایک نیا بلب اس دیوار پر لگا دیں گے۔

چنانچہ دوسرے دن دفتر سے آتے ہوئے، وہ ایک نیا بلب خرید لائے اور اسے اپنی دیوار پر آویزاں کر دیا۔

اس مرتبہ انھوں نے گلی والوں کو بتایا کہ اس بلب میں ایک لاک سسٹم لگا، جس سے چور بلب کو توڑ تو سکتا ہے پر اسے نکال نہیں سکتا۔

امن و آشتی کے دن دوبارہ لوٹ آئے۔

دوسرے دن دفتر جانے سے پہلے کی ملاقات میں ایک پڑوسی نے بتایا کہ رات کسی محلے میں ایک بدمعاش نے ایک شریف راہگیر کو چاقو دکھا کر اس کی گھڑی اور بٹوہ چھین لیا۔

اچانک ان کے اپنے دلوں میں کہیں سے ایک چور گھس آیا۔

'کیا یہاں بھی ایسا ہو سکتا ہے ؟'

تب ہی ان میں سے کسی نے کہا " لیکن یہاں تو روشنی ہے "

نیا بلب کچھ زیادہ ہی دلوں چل گیا، شاید یوں کہ چور لاک سسٹم کی تکنیک سے واقف نہیں تھا۔

لیکن جب وہ اسے کھولنے کی ترکیب جان گیا تو صبح کی سیر سے لوٹتے ہوئے ایک صاحب نے دیکھا کہ بلب اپنی جگہ سے غائب تھا۔

کوئی گھنٹہ بھر میں گلی کے ہر شخص کو یہ معلوم ہو گیا کہ لاک سسٹم والا نیا بلب بھی چوری ہو گیا۔

دفتر جانے سے پہلے وہ ملے تو ان کے دلوں میں آگ سی لگی تھی۔

" بھائی صاحب ڈیڑھ دو روپے میں بیچ دیتا ہوگا "

" یہ کام تو کسی لفنگے کا ہے جو اتنے پیسوں میں سنیما کا ایک شو دیکھ لیتا ہوگا "

لیکن اب کیا ہوگا ؟ "

ایک صاحب نے پرانی تجویز دہرائی۔

"بلب کے لیے چندہ اکٹھا کیا جائے۔ صرف بھائی صاحب پر......'

انھوں نے بلب والے صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا " سارا بار ڈالنا مناسب نہیں "

بلب والے صاحب نے وہی بات کہی جو وہ پہلے بھی کتنی بار کہہ چکے تھے'۔

میں بارہا کہہ چکا ہوں کہ دیوار میری ہے تو بلب بھی میرا ہی ہوگا "

" سوال یہ ہے کہ کیا یہ ممکن نہیں کہ اندھیرے سے نقصان اٹھانے والے اس اندھیرے کے شہزادے کو اجالے میں لائیں جس نے ہمارا جینا دوبھر کر دیا ہے "

"بلب کا کیا ہے وہ تو ایک نہ ایک دن آ ہی جائے گا "

(پٹنہ سے نشر)

احمد یوسف
کمرشیل ایمپوریم
صدر گلی
پٹنہ

نیلم ستمبر ۱۹۶۱ء

افسانہ

شمّو

شکیلہ اختر

وقت کس تیزی کے ساتھ گذرتا ہے اس کا احساس نہیں ہوتا، صبح ہوتی ہے پھر شام، اور رات کٹنے کے بعد دوسری صبح اور پھر دوسری شام، دن ہفتوں، مہینوں اور مہینے سالوں میں تبدیل ہوتے چلے جاتے ہیں یہ وقت کا تقاضہ ہے لیکن ہم میں کتنے ہیں جو اس دنیا کی گہما گہمی میں ان باتوں کو دیکھتے ہیں؟ ان بے شمار لوگوں میں میں بھی ایک ایسا ہی شخص تھا۔ مگر حال ہی کے ایک واقعہ نے مجھے جھنجھوڑ کر چونکا دیا۔

لندن کی برق رفتار زمین دوز ریل گاڑی زناٹے سے چلی جا رہی تھی گاڑی اپنا راستہ خود تلاش کرتی تاریک وطویل سرنگ کے اندر چلی جا رہی تھی۔ برقی گاڑی بھی کتنی خاموش ہوتی ہے مجھے تو ایسا محسوس ہوتا جیسے میں بند ہوائی جہاز میں اڑ رہا ہوں، رفتار کا احساس کسی آبادی یا اردگرد کے ماحول سے گذرنے ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ جب کچھ دیر روشنی کے بعد باہر سے روشنی کا کوندا سا تاریکی میں لپکتا دکھائی دیتا تو گاڑی کے خودکار دروازے از خود کھلتے اور بند ہو جاتے، سواریاں میکانیکی انداز میں اترتیں اور چڑھتی ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ہم زمین پر ہیں فضا میں اڑ نہیں رہے۔ سارے مسافر مرد، عورت، نوجوان، بوڑھے بچے سفید فام، سیاہ فام، سب گاڑی میں خاموشی سے بیٹھے یا کھڑے تھے۔ ہر مسافر جیسے ایک جزیرہ ہو ایک درخت۔ انگریز تو یوں بھی کم گو واقع ہوا ہے۔ شاید اسی لیے اس کی سوچ بہت گہری ہوتی ہے۔ کتابیں، اخبار، رسالے پڑھے جا رہے تھے۔ لندن میں صبح کے وقت تقریباً ہر شخص، ٹرین، ٹیوب، بسوں اور ٹیکسیوں میں عموماً اخبار پڑھتے ہوئے پایا جاتا ہے۔ اس کی وجہ شاید یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اسی وقت ان کو اخبار پڑھنے کی فرصت ملتی ہو، مجھے گاڑی میں بیٹھے پانچ سات منٹ ہو گئے تھے۔ اس اثنا میں دو تین اسٹیشن گذر چکے۔ جہاں سکوت چھایا ہوا ہو وہاں انسان بات کس سے کرے؟ خاص طور پر جب انگریز فوراً کسی سے بے تکلف نہیں ہوتا اسے پگھلنے میں کچھ وقت لگتا ہے۔ یہ برف کے تودے ہیں۔

چند لمحوں کے بعد ٹرین کسی اسٹیشن پر رکی۔ دیکھا کہ ایک ادھیڑ عمر کی موٹی عورت دروازے سے اندر داخل ہوئی۔ یہ ایشین معلوم ہو رہی تھی، ایک ہاتھ میں ہینڈ بیگ اور دوسرے میں ایک بڑا سا پیکٹ اور پیچھے پیچھے چار بچوں کا قافلہ۔ اتفاق سے ہمارے عین مقابل کی سیٹیں خالی تھیں وہ اگر مع اپنے بچوں کے وہاں بیٹھ گئی۔ میں سرسری طور پر اس کو دیکھ کر اخبار پڑھتا رہا۔ ہر اسٹیشن پر لوگ آتے ہی جاتے رہتے ہیں اور پھر اس عورت میں کوئی خاص بات یا کوئی جاذبیت بھی تو نہ تھی۔

"معاف کیجئے! اگر میں غلطی نہیں کر رہی تو کیا آپ ڈاکٹر محمود نہیں؟"

میں نے اخبار الگ رکھ کر اس عورت کو غور سے دیکھا جو مجھ سے مخاطب تھی۔

"جی ہاں! مجھے محمود ہی کہتے ہیں۔ اور میں ڈاکٹر بھی ہوں۔"

وہ مسکرائی "آپ نے مجھے نہیں پہچانا؟"

"آپ کی صورت مانوس تو ضرور لگتی ہے اور آپ کو کہیں دیکھا تو ضرور ہے، لیکن یاد نہیں آتا، کب اور کہاں؟"

وہ بہت زور سے ہنسی "مجھے تعجب نہیں ہوا۔ آپ مجھ کو پہچان نہیں سکے تو آپ کا قصور نہیں ایک زمانہ بھی تو بیت گیا۔ چالیس سال کا عرصہ ایک لمبی مدت ہوتی ہے۔"

اس کی آنکھیں کچھ بھیگیں بھیگیں اور کرب سے بجھی بجھی سی لگیں۔

اس نے ہنستے ہوئے کہا۔ میرا نام شمیم ہے لیکن آپ مجھے ہمیشہ شمّو یا شمّی کہتے تھے۔

اس کی ہنسی میں ایک ہلکا سا درد اور کسک تھا۔

مجھے ایسا معلوم ہوا جیسے مجھ پر بجلی سی گر پڑی۔ کیا یہ کبھی بھی ایسا ممکن ہو سکتا ہے کہ یہ عورت جو مجھ سے باتیں کر رہی تھی اور بالکل میرے سامنے بیٹھی تھی۔ شمّو ہے! وقت کتنا ظالم ہے۔

آنکھیں ایک ہی ہوتی ہیں مگر کبھی مسکراہٹ اور خوشی سے دمک اٹھتی ہیں اور کبھی کرب اور ندامت سے بجھ جاتی ہیں۔ دیکھئے، دونوں کتنی متضاد کیفیات ہیں مگر پھر بھی کتنی قریب کہ ایک ہی عضو کی گود میں ساتھ ساتھ پڑی رہتی ہیں، میں شاعر نہیں مگر Observant تیز نگاہ ضرور ہوں، سیدھا سادا غیر شاعرانہ قسم کا آدمی جس نے ۶۸ برسوں میں بڑی بڑی دھوپ چھاؤں دیکھی ہے۔ ملکوں ملکوں گھوما ہوں، دنیا کی خاک چھانی ہے، بڑی آبلہ پائی کی ہے لیکن آج تک میں نے کبھی بھی ایسی آنکھیں نہیں دیکھیں جس میں کرب اور مسکراہٹ، ندامت اور خوشی گھڑی گھڑی گتھم گتھا ہو رہے تھے۔

مجھ کو گم چپ دیکھ کر وہ زور سے ہنسی۔

"ہاں میں بہت بدل گئی ہوں۔ وقت اور رفتار زمانہ ہر چیز کو بدل دیتا ہے، وقت کی دیمک چپکے چپکے ہر چیز کو چاٹتے چاٹتے کھا جاتی ہے۔ ہم اور آپ کر ہی کیا سکتے ہیں؟ یہی نظام قدرت ہے" لیکن دیکھئے، میں نے تو آپ کو ایک ہی نظر میں پہچان لیا۔ لوگ ٹھیک ہی تو کہتے ہیں کہ عورتوں کو چھٹی حس ہوتی ہے جو آپ مرد لوگوں کو نہیں ہوتی۔"

میں کھویا کھویا سا بیٹھا چپ چاپ اس کی باتیں سن رہا تھا، مجھے دھچکا بہت زور کا دھچکا لگا تھا۔ جیسے میں شاک treatment میں ہوں یا بجلی کا جھٹکا زور سے لگا ہو۔

آپ بھی تو بہت بدل گئے ہیں۔ بدن خوب بھر گیا ہے ہائے اللہ کیسے دھان پان سے ہوا کرتے تھے آپ، کالج میں آپ کا چہرہ مہرہ بھی تو ہم لڑکیوں جیسا ہوا کرتا تھا۔ یاد ہے محمود ہم لوگ اکثر آپ کا مذاق بھی اڑایا کرتے تھے کہ اللہ میاں نے غلطی سے آپ کو لڑکی کے بجائے لڑکا بنا دیا.... ہائے سر کے آدھے بال بھی آپ کے سفید ہو چکے ہیں، کچھ چندلے بھی ہو گئے ہیں۔ آنکھوں کے نیچے حلقے اور گالوں پر جھریاں بھی نظر آ رہی ہیں۔"

وہ بولے جا رہی تھی اور ہم ہکا بکا ٹک ٹک اس کا منہ دیکھ رہے تھے۔

"ارے ہاں میں آپ کا تعارف اپنے بچوں سے کرانا تو بھول ہی گئی، باتوں میں خیال نہیں رہا۔ یہ ہیں تمہارے انکل ڈاکٹر محمود، ہم لوگ ڈاکٹری ساتھ پڑھتے تھے..... یہ ہے میری بیٹی صفیہ، دوسرا بیٹا جو یہ بیٹھا ہے اختر ہے۔ یہ عرفان ہیں ہمارے دوسرے بیٹے اور یہ ہیں میری سب سے چھوٹی بیٹی تہمینہ ہم لوگ یہیں لندن میں بہت دنوں سے رہتے ہیں۔ سب بچوں نے اٹھ اٹھ کر مجھ سے مصافحہ کیا۔ بڑے پیارے بچے تھے اور بڑی بیٹی تو ماشاء اللہ جوانی کی دہلیز پر قدم رکھ چکی تھی۔ کتنی خوبصورت، بالکل اپنی ماں کی ہو بہو تصویر جب وہ اس عمر کی ہوگی۔

وہ مسلسل بولتی چلی جا رہی تھی، میں اپنے خیالوں میں اس قدر الجھا ہوا تھا کہ اس کی گفتگو پوری طرح سن بھی نہیں رہا تھا۔

یک بیک گاڑی آہستہ ہونے لگی، شاید کوئی اسٹیشن آ رہا ہوگا۔ جب گاڑی کھڑی ہوئی وہ اپنے بچوں کے ساتھ اٹھ

کھڑی ہوئی اور اپنا داہنا ہاتھ مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولی

"میرا اسٹیشن آگیا ہے۔ مجھے یہیں اترنا ہے۔ آپ سے خوب ملاقات ہوئی، برسوں بعد۔ اچھا خدا حافظ۔"

جب وہ جا چکی تو مجھے شدت سے اس بات کا احساس ہوا کہ میں نے تو اس کی پوری باتیں بھی نہ سنیں۔ ایک لفظ بھی مجھ سے بولا نہ گیا۔ یہ بھی نہ پوچھا کس سے شادی کی؟ شوہر کیا کرتے ہیں؟ پتہ کیا ہے؟ نہ اپنا کارڈ ان کو دیا اور نہ ان کا کارڈ مانگا۔ میں تو بالکل کھو گیا تھا، وہ مجھ کو کس قدر بدتمیز سمجھتی ہوگی، لیکن میں تو جیسے ایک سکتے کے عالم میں تھا اور اس محو حیرت دیکھتا رہا۔ سخت پشیمانی ہوئی کم از کم جانے سے قبل اس کا پتہ ہی لے لیتا، خود اس کے ساتھ ٹرین سے اتر جاتا تاکہ اس سے ڈھیر ساری باتیں کرتا اب لندن جیسے شہر میں یہ پتہ لگانا ناممکن ہے کہ وہ یہاں کہاں اور کس جگہ رہتی ہے۔

دیر تک خود کو ملامت کرتا رہا اور جب حواس کچھ درست ہوئے تو پچھلی پرانی ساری باتیں آہستہ آہستہ یاد آ گئیں۔

ہم دونوں نے میڈیکل کالج میں ایک ہی ساتھ داخلہ لیا تھا۔ اس کے قبل بھی ایک ہی کالج میں ساتھ پڑھتے تھے میڈیکل میں پانچ سال کلاس فیلو رہے۔ اس کا نام شمیم تھا لیکن ہم اس کو پیار سے کبھی شمو اور کبھی شمی کہتے تھے۔ بہت خوبصورت لڑکی تھی۔ گوری چٹی، کشادہ پیشانی، صندل سا کاغذی جلد، لمبا قد، دبلی پتلی، بڑی بڑی ہرنوں جیسی آنکھیں، ہونٹوں پر ہر وقت مسکراہٹ، نہایت چلبلی اور از حد شریر، سارے لڑکے اس کی نت نئی شرارتوں سے تنگ تھے لیکن اس سے بات کرنے کو ترستے تھے۔ ہر لڑکا اس کا گرویدہ تھا امتحان کے دنوں میں ہم دونوں کالج کی لائبریری اور میوزیم میں دن دن بھر ساتھ پڑھتے۔ ہم لوگوں کے درمیان اچھی دوستی تھی اور ہر سال ہم دونوں ایک دوسرے کے زیادہ قریب ہوتے گئے۔ ڈاکٹری کا آخری امتحان بھی ساتھ ہی پاس کیا۔ اتفاق سے ہاؤس جاب بھی ایک ہی وارڈ میں ساتھ کرتے رہے اگر وقت ساتھ دیتا تو بہت ممکن تھا کہ ہم دونوں زندگی بھر کے لیے ایک دوسرے کے ہو جاتے، دنیا میں ہم جو چاہتے ہیں وہ نہیں ہوتا۔ ہماری خواہشات کی تکمیل کے سامنے مجبوریوں کی آہنی دیواریں کھڑی ہو جاتی ہیں۔ وہی ہوا قسمت نے ساتھ نہیں دیا۔ جنگ چھڑ گئی۔ ورلڈ وار ٹو، ہم نے فوج میں کیپٹن لے لیا [illegible] سات سمندر پار جانے سے قبل جب شمو اسٹیشن پر مجھے چھوڑنے آئی تو آنکھوں میں آنسو اور بھرائی آواز میں خدا حافظ کہتے ہوئے آہستہ سے مجھ سے کہا "جلد آجانا، میں تمہارا انتظار کرتی رہوں گی۔"

کیا معلوم تھا کہ یہ آخری ملاقات تھی، گھمسان کی جنگ میں پھنسے۔ دو مرتبہ زخمی ہوئے۔ سخت جان تھا کہ دونوں دفعہ بچ گیا، لیکن وہ بھی کس کام کا، جاپانیوں کے آگے ہتھیار ڈالنا پڑا اور ایک لاکھ ستر ہزار کے ساتھ میں بھی جنگی قیدی

(باقی صفحہ ۲۶ پر)

افسانہ

خالی لفافہ

مہناز نور

سخت ترین گرمی سے گھبرا کر میں نے پہلے تو ابلتے ہوئے سورج سے نگاہیں ملانی چاہیں! ـــــ یہ دیکھنے کے لیے کہ آخر اس میں ایسا کون سا دہکتا ہوا انگارہ چھپا ہے جو میرے جسم کو جھلسائے دے رہا ہے ـــــ؟ جس سے میرے جسم کے تمام اجزار جیسے خشک ہوتے جا رہے ہیں۔ مگر میں دیر تک اس سے نگاہیں چار نہ کر سکی !! ـــــ میں نے اپنی نظریں نیچی کر لیں اور پل بھر کے لیے ایسا لگا جیسے میری آنکھوں کی روشنی یکسر غائب ہو چکی ہے؟ ـــــ مگر روشنی ؟! ـــ ہاں، میری آنکھوں کی اسی روشنی ہی نے تو میری دنیا کو جیسے تاریک کر دیا ہوں !؟ ـــــ میں ـــــ؟ ـــ...اس کا گلہ کس سے کروں؟ ـــــ کس سے جا کر کہوں کہ اب مجھے کوئی روشنی نہ چاہیے؟ ـــــ کاش !!! ـــــ کاش میری ان آنکھوں کی روشنی نے کبھی مجھے کسی دہکتے ہوئے سورج کی طرف دیکھنے پر آمادہ نہ کیا ہوتا ؟ ـــــ مگر اب ؟ اب میں کیا کروں ؟ ـــــ ؟؟

مارے گرمی کے، جیسے میرا گلا خشک ہونے لگا ہے۔ میں اپنے آپ سے جیسے کچھ کہنا چاہتی ہوں ......!! اپنے کیے کی معافی مانگنا چاہتی ہوں ـــ مگر صرف معافی مانگ لینا ہی تو گناہ کی تلافی نہیں ہوا کرتا !ـــ میں پیاس اور گرمی سے گھبرا کر اپنے کمرے کی تمام کھڑکیاں بند کر لیتی ہوں ! ـــ اور دبیز پردوں سے سارے ماحول پر ایک نیم تاریکی سی چھا جاتی ہے !! ـــ کونے میں رکھے ہوئے فرج سے ایک ٹھنڈی بوتل نکالتے وقت مجھے تھوڑی سی سردی کا بھی احساس ہوا ! مگر! سردی اور گرمی کا توازن کیے بغیر ہی ٹھنڈے پانی کے کئی گھونٹ حلق میں اتار لیتی ہوں ـــ ! اُفوہ ! نہ جانے وہ کون سا منحوس لمحہ تھا جب میں نے ان کی مرضی کے خلاف گھر سے باہر قدم نکال کر ندیم کے ساتھ تھوڑا سا خوش گوار وقت گزارا تھا۔

میں بیٹھے ہوئے اس واقعے کو پھر یاد کرنے لگتی ہوں جس نے میری زندگی میں ایک بھونچال سا برپا کر دیا تھا۔

میری شادی تقریباً تین سال پہلے ہوئی تھی۔ میرے ذہن میں جو شوہر تھا، یہ اس کے بالکل برعکس تھے ـــ میں نے شادی کے بعد اپنے شوہر کے ساتھ جو خواب دیکھے تھے، وہ سب کے سب بکھر چکے تھے !! سوچا تھا ـ ہمارا بھی ایک گھر ہوگا! جس میں ہم دونوں خوشی خوشی ایک ساتھ آئیڈیل زندگی بسر کریں گے ـــ ہم دونوں ترقی کی منزلوں پر علم و ادب کی دنیا میں شانہ بشانہ ساتھ رہیں گے۔ ہم دونوں ایک قلم ہو کر لکھیں گے، ایک خیال بُنے گا تو دوسرا اسے تحریری شکل دے گا ـ اور اس طرح ادب کی دنیا میں یہ دو نام ساتھ لیے جائیں گے۔

آج بھی ہماری الماری میں، رضیہ سجاد ظہیر، صالحہ عابد حسین، رشید جہاں، محمد الظفر، سلمہ کرشن چندر اور نہ جانے ایسی کتنی ہی ادبی ہستیوں کی کتابیں سجی ہوئی مجھے اپنی طرف بلا رہی ہیں۔ اور میں ان کتابوں کو دیر تک تکتے رہنے کے بعد یہ سوچنے لگتی ہوں کہ کاش میری طرح انھیں بھی ان سے کوئی دلچسپی ہوتی ؟ ـــ

میری شادی ایسے شخص سے ہو گئی جس کا چھوٹا موٹا کاروبار ہے اور ایک محدود زندگی ـ ـ میں نے بھی اپنی زندگی سے سمجھوتہ کر لیا، اور دونوں آرام سے زندگی بسر کرنے لگے ـ ان کی چاہت میں کوئی کمی نہ تھی، مگر جو کچھ کہ میں چاہتی تھی مجھے مل نہ سکا ـــ رفتہ رفتہ میں بھی اس زندگی میں رچ بس گئی اور تمام خواہشات لاشعور میں جا کر گہری نیند سو گئیں ـ ان کے جتنے ملنے جلنے والے تھے سب ہی سے میں ملتی جلتی تھی ـ ـ سب ہی ملنسار تھے مگر پھر بھی، میں ان کی باتوں میں بالکل ساتھ نہ دے پاتی ـ ـ کیونکہ ان کے کسی دوست کو بھی میری باتوں سے کوئی سروکار نہیں تھا ـ کیونکہ میں بزنس اور سطحی باتوں میں کوئی دلچسپی نہیں لے پاتی ـ آمدنی محدود ہونے کی وجہ سے ہم لوگ بڑے

حساب کتاب سے چلتے تھے گھر کے خرچ وغیرہ کا بجٹ میں بناتی تھی، اور بہت سنبھال سنبھال کر گھر کے اخراجات پورے کرتی ـــــ !! آرام دہ گھر کو ہر طرح سے ہموار ہموار رکھتی ـــــ !! تو یہ تھی میری زندگی ـــــ !! یاد کرتی ہوں تو آنکھوں میں چبھن سی ہونے لگتی ہے۔ دھندلا تی ہے اور پھر کچھ بھی تو نظر نہیں آتا ؟ ...... کتاب کے اوراق کی طرح۔ یہ وقت اتنی جلدی بدلا کہ سب کچھ ٹوٹے کانچ کی مانند بکھر گیا ـــــ !!

ایک شام نے رات کی سیاہی اس طرح اوڑھی کہ ساری زندگی تاریکیوں میں ڈوب گئی ـــــ ! میں حسب معمول ان کی راہ دیکھ رہی تھی کہ وہ کسی ساتھی کے ساتھ گھر میں داخل ہوئے ـــــ عارفہ ! ان سے ملو ! یہ میرے دوست ندیم ہیں ایک یہی ہیں جنھوں نے کالج کا پیچھا اب تک نہیں چھوڑا ! پہلے پڑھتے تھے اور اب پڑھاتے ہیں !! ـــــ میں زیر لب مسکرائی، اور وہیں بیٹھ کر ان دونوں کی باتیں سننے لگی ! ـــــ پہلی ہی ملاقات میں مجھے ان کی زبان اس قدر پسند آئی کہ میں ان کی باتیں بغور سنتی رہی ! ـــــ اور پھر رفتہ رفتہ زبان کی یہی پسندیدگی، شخصیت کی پسندیدگی میں بدل گئی ! ـــــ میرے لاشعور میں اتھل پتھل ہونے لگی، ایسا لگا جیسے بھولے بسرے خواب پھر سے جاگنے لگے، اور میں، میں بے چین سی ہونے لگی ! ـــــ ندیم سے ملتے رہنے کے لیے ...... ان سے باتیں کرنے کے لیے ! ...... ان کی باتیں سنتے کے لیے ...... ! تھوڑے ہی دنوں میں میں ان کے بہت قریب آگئی، ـــــ یہاں تک کہ ان سے چھپ چھپ کر ملنے لگی !! ـــــ وہ میرے فلسفیانہ انداز گفتگو میں میری نفسیاتی گرہیں کھولتے گئے، اور میں دن بہ دن، ان کے سامنے بے جھجھک سی ہوتی چلی گئی ـــــ ان سے ایک دن نہ ملتی تو بے چین سی رہتی ! ـــــ

ایک بار اتفاق ایسا ہوا کہ ایک مہینہ گذر گیا اور ہم لوگ یکجا نہ ہو سکے !! ـــــ اسی دوران ایک دن کھانے کی میز پر میرے شوہر نے مجھے ایک لفافہ دیتے ہوئے کہا ! ـــــ لو اس لفافے میں پچاس روپے ہیں ! ـــــ آج درزی کے یہاں سے جاکر کپڑے لے آنا ! اب سِل گئے ہوں گے ! ـــــ ان دنوں میں بہت مصروف ہوں شاید شام کو بھی دیر سے گھر واپسی ہوگی !! ـــــ " اور میں موقعہ غنیمت جان کر، اسی لمحے ندیم کے پاس پہونچنے کے لیے بے چین ہو اٹھی !! " ان " کے گھر سے نکلتے ہی میں اچھی طرح تیار ہوئی اور خوشبو میں رچی بسی، کچھ سوچے بغیر ٹیکسی میں بیٹھ کر ندیم کے گھر کی طرف چل پڑی !!! ـــــ دھڑکتے دل سے دروازے پر دستک دی ! دروازہ کھلا ! اور ندیم میرے سامنے کھڑے ہوئے تھے !! ـــــ مارے خوشی کے تھوڑی دیر تک ہم دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے رہے ـــــ زبان جیسے خاموش تھی، اور نگاہیں نہ جانے کیا کیا کہے جا رہی تھیں ؟ ؟ ! ـــــ دونوں ساتھ ساتھ اندر گیے، اور پھر ندیم نے، اس ایک مہینے کے وقفے میں جو کچھ لکھا تھا میرے سامنے رکھ دیا ! ـــــ

عارفہ ! دیکھو تمہارے بغیر میرے قلم میں کتنی ٹریجڈی آگئی ہے ؟ ؟ ! اب ایسا لگتا ہے جیسے دل کا سارا غم اس قلم نے لیا ہو ؟ ـــــ یہ کہتے کہتے ندیم کی آواز جیسے بھرا سی گئی ! ـــــ میری زبان سے جیسے کچھ بھی نہ نکلا ! اور ہم دونوں ایک دوسرے میں کچھ اس طرح کھوئے کہ وقت کا اندازہ بھی نہ ہوا !! ـــــ ! واپسی پر، میرے پاس اتنا وقت نہ تھا کہ درزی کے یہاں جاکر کپڑے لے آتی !! ـــــ سیدھے گھر واپس آگئی، اور سوچا کہ روپیوں کے لفافے کو ٹھیک سے رکھ دوں، تاکہ کل سب سے پہلے جاکر کپڑے لے آؤں گی ! ـــــ مگر ـــــ میرے پرس میں لفافہ نہ تھا ! ـــــ میں بہت پریشان ہوگئی، اور سوچتی رہی کہ اب آخر کپڑے کیسے آئیں گے ؟ ـــــ میرے پاس بھی گھر میں اتفاق سے اتنے روپے نہ تھے اور پتہ نہیں ان کے پاس بھی ؟ ..... مگر میں ان سے روپوں کے کھوجانے کا ذکر کرتی بھی تو کیسے ؟ ـــــ ان کے سوالات کے جواب .... اور پھر ندیم سے ملنے کا راز کھل گیا تو ؟ ـــــ میرے ماتھے پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے پھیلنے لگے، پتہ نہیں یہ قطرے ندامت کے تھے یا روپیوں کے کھوجانے پر پریشانی کا اظہار ؟

ـــــ وہ رات بہر حال گذر گئی اور گھر میں نہ تو روپیو کا کوئی ذکر آیا اور نہ ہی کپڑوں کی کوئی بات ہوئی ! دوسرے دن میں پھر ندیم کے پاس پہنچ گئی، آج بھی ندیم مجھے پاکر بہت خوش ہوا !! ـــــ میں نے فوراً آنے کی وجہ بتائی، اور لفافے کے کھوجانے کی خبر دی ! ندیم نے اپنا پورا کمرہ چھان مارا ـــــ مگر کہیں کچھ نہ ملا ! ـــــ ہاں ڈریسنگ ٹیبل کے پاس ایک خالی لفافہ ضرور ملا ! ـــــ ندیم نے اس لفافے کو اٹھاتے ہوئے کہا، کہ یہ دیکھو لفافہ مل گیا۔ مگر خالی ؟ ؟ ! ـــــ میں انتہائی گھبرائی ہوئی تھی، میں نے گھبراہٹ اور جھلاہٹ کے لہجہ میں ندیم سے کافی غصے میں کہا کہ " ہاں، یہی لفافہ ہے، مگر یہ خالی نہیں تھا بلکہ اس میں پچاس روپے تھے !! یقیناً وہ یہیں کہیں ہوں گے تم تم انھیں ٹھیک سے تلاش کرو، وہ اور کہیں گر بھی تو نہیں سکتے ؟ ؟ ! ! میں کل پھر آؤں گی تم روپے تلاش کر کے رکھنا ـــــ یہ کہتے ہوئے بغیر کسی توجہ کے میں باہر نکل گئی !!

میں سوچنے لگی ندیم ہرگز اچھا آدمی نہیں ہے ! ـــــ یقیناً یہ اس کی حرکت ہوگی ! ـــــ وہ لالچی معلوم ہوتا ہے میں اب تک اس کے جال میں تھی، ..... ! اس کی زبان کا جادو مجھے برا لگنے لگا، اس کا انداز گفتگو مجھے ایک ڈھونگ سا لگا !! ـــــ !!

دوسرے دن جیسے ہی میں ندیم کے گھر پہنچی، دروازہ کھولتے ہی، روپے اس نے میرے حوالے کر دیے، اور بڑی ہی سرد مہری کے ساتھ دروازہ بند کر لیا ـــــ میں بھی الٹے پاؤں گھر واپس لوٹ آئی اور چین کی سانس لی ! کچھ ہی دیر بعد میرے شوہر بھی آگئے ـــــ چائے پینے کے • ان مجھ سے کہنے لگے ـــــ کیوں، کہو، درزی کے یہاں سے کپڑے نہ لا سکیں ؟ ـــــ ان کے لہجے میں ہنسی تھی، جیسے نہ جانے وہ مجھ سے کیا کہنا چاہتے ہوں ؟ ـــــ میں نے گھبراتے ہوئے کہا ! ـــــ مگر بظاہر میرے لہجے میں یقین تھا، ہاں فرصت نہیں ملی، کل ضرور لے آؤں گی ! ـــــ انھوں نے پھر کچھ عجیب لہجے میں کہا ! تم لا ہی نہیں سکتیں، میرا دل زوروں سے دھڑکنے لگا ! میں نے کہا، لا کیوں نہیں سکتی ؟ ـــــ روپے میرے پاس ہیں ! ـــــ اور میں نے فوراً پرس سے نکال کر میز پر رکھ دیے !!

میرے شوہر چپ چاپ خالی خالی آنکھوں سے مجھے دیکھتے رہے !! ـــــ !؟ ـــــ پھر کرسی پر سے اٹھتے ہوئے، بڑے ہی بھرائے ہوئے لہجہ میں، جیب سے ایک اور لفافہ نکالتے ہوئے کہنے لگے " میں نے غلطی سے وہ لفافہ خالی تمہیں دے دیا تھا، دراصل روپے اس لفافے میں تھے !! ـــــ

میرے شوہر چپ چاپ اٹھ کر نہ جانے کہاں گھر سے باہر چلے گئے ـــــ اور میری آنکھوں کے سامنے وہ منظر گھومنے لگا، جب ندیم بڑے ہی حقیرانہ انداز میں مجھے روپے دے رہا تھا !! (اردو سروس سے)

مہناز انور ۸ ، بلاک I اولڈ کیمپس
جواہر لال نہرو یونیورسٹی نئی دہلی ۶۷

شمّو ـ صفحہ ۲۵ سے آگے

شمّو ـ صفحہ ۲۵ سے آگے

ہوگیا۔ ایک دو سال بھی نہیں۔ پورے تین سال اور آٹھ مہینوں کے بعد جب لڑائی ختم ہوئی اور جب ہم چھٹے تو بدلا ہوا زمانہ تھا ایک دوسری بجلی گری۔ ملک کا بٹوارہ ہوگیا، کون کہاں گیا کون کدھر ؛ کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ میں نے بہت چھان بین کی۔ لیکن شمّو کا کہیں پتہ نہ چلا۔ کچھ دنوں بعد معلوم ہوا کہ وہ اور ان کے خاندان کے لوگ ہجرت کر گئے ہیں۔

برسوں شمّو کا خیال دل کو ستاتا رہا۔ دن گذرتے گئے ہفتے مہینوں میں اور مہینے برسوں میں اور پھر وقت کے ساتھ اس کی یاد بھی آہستہ آہستہ مٹتی چلی گئی۔

اسی شب کچھ دیر نیند سے پہلے میں اچانک اپنے کمرے کے قدآدم آئینہ کے سامنے گیا اور جب اس آئینے کے مقابل کھڑا ہوا تو دیکھا ایک بھدا، موٹا، ادھیڑ عمر کا شخص جس کے سر کے آدھے سے زیادہ بال سفید ہو چکے تھے اور جس کی آنکھوں کے نیچے سیاہ حلقے تھے اور چہرے پر جھریاں پڑ چکی تھیں مجھے گھور گھور کر دیکھ رہا تھا۔

شمّو نے ٹھیک ہی تو کہا تھا کہ "وقت اور رفتار زمانہ ہر چیز کو بدل دیتا ہے اور وقت کی دیمک اس کو چاٹتے چاٹتے کھا جاتی ہے۔ یہی نظام قدرت ہے۔ ہم اور آپ کر ہی کیا سکتے ہیں۔ ؟"

شمّو ! جو ایک حقیقت تھی وہ ایک افسانہ بن گئی۔

(پٹنہ سے نشر)

افسانہ

بھلائی

انجم جمالی

مرزا نیاز بیگ جب بس پڑاؤ کے قریب آئے تو بوندا باندی نے انھیں گھیر لیا۔ گہرے اندھیروں میں ڈوبی ہوئی رات سرد ہواؤں کی لپیٹ میں پڑی لگڑی تھرتھراتی، سہمی سی تھی، وقت گذارنے کی خاطر وہ بس پڑاؤ کے شیڈ کے اندر ایک بنچ پر بیٹھ گئے۔ بجلی کی پھیلی ہوئی روشنی میں ان کی گھومتی ہوئی نگاہیں شیڈ کے اندر ایک کنارے وہاں پہنچ پر رک گئیں جہاں ایک نوعمر لڑکا زمین کے فرش پر ایک کتے کے دوش بدوش سویا ہوا تھا۔ قدرت نے مرزا نیاز بیگ کے جسم کے خول کے اندر جو دل عطا کیا تھا وہ انسانیت کے نور سے بھرا تھا۔ ان کی آنکھوں نے جو اثر ذہن کو سونپا اس سے وہ تڑپ اٹھے، بے اختیار ہو کر بنچ سے اٹھ کر اس لڑکے کے پاس گئے اور اکڑوں بیٹھ کر اپنے ہاتھ سے اس کا سر سہلانے لگے۔ ان کے اس پیار بھرے عمل نے کچھ ایسا جادو جگایا کہ لڑکے کی آنکھوں کے پپوٹوں میں پہلے ہلکا سا تناؤ پیدا ہوا اور پھر اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ سامنے مرزا نیاز بیگ کا چہرہ اس پر جھکا تھا۔ جب سے وہ اپنے گھر سے فرار ہوا تھا ایسے چہروں نے طرح طرح سے اس کے دل کو توڑا مروڑا تھا۔ مرزا نیاز بیگ زمانہ شناس تھے لڑکے کے دل میں اٹھتے ہوئے خوف کو بھانپتے ہوئے بولے۔

"تمہارا گھر کہاں ہے بیٹے؟"

"مرزا پور"

اور پھر مرزا نیاز بیگ اس لڑکے کی زبانی گھر سے ماں کے زیورات لے کر بھاگنے اور گنوا دینے کی کہانی سن کر بوندا باندی کے ختم ہوتے ہی جب اس کے ساتھ لیے اپنے مکان میں داخل ہوئے تو ان کی بیگم اس میلے کچیلے لڑکے کو دیکھتے ہی ابل پڑیں۔

نہ جانے تم کہاں کہاں سے کس کس کو اٹھا لاتے ہو، ایک بار دھوکہ کھا چکے ہو، پھر بھی عقل نہ آئی تو کب آئیگی مرزا؟"

الیسی عقل کبھی نہ آئے تو اچھا ہے بیگم جس سے کہ بھلائی کرنے کا حوصلہ ٹوٹ جائے۔ ہر اچھے کام کی راہ میں کچھ مشکلات حائل ہوتی ہیں، انسان کہلانے کا حقدار وہ ہے جو ان مشکلات میں پھنس کر بھی انسانی حقوق کو نظر انداز نہ کرے" مرزا نیاز بیگ نے کہا "دیکھو یہ لڑکا بہت بھوکا ہے پہلے اس کو کچھ کھلا پلا دو"

بیگم مرزا کے مزاج سے پوری طرح واقف تھیں۔ ان کا حکم نہ ماننے کی صورت میں ایک ہنگامے کا اٹھ جانا لازمی تھا۔ عمر کے اس دور میں پہنچ کر جہاں بیٹے عقل کی باتیں کرنے لگے ہوں بیگم ایسے ہنگاموں کے اٹھنے کے ہر امکان پر اپنی سوجھ بوجھ جتا کے دھیان دینے لگی تھیں۔ اپنے دل پر جبر کر کے پہلے انھوں نے اس لڑکے کا منہ ہاتھ صاف کرایا پھر اس کو کھلا پلا کے جب وہ اس کے ساتھ مرزا کے کمرے میں آئیں تو ضبط نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ بڑے تلخ انداز میں بولیں

"اس چہیتے کو اپنے ساتھ ہی سُلانا"

مرزا نے بڑے غور سے اس لڑکے کا بھرپور جائزہ لیا گرد و غبار کے کفن سے نکل کر اس کا چہرہ چمک اٹھا تھا۔ چہکتے ہوئے بولے۔

"کسی اچھے خاندان کا چشم و چراغ ہے اگر صحیح ڈگر پر چل نکلا تو کبھی نام روشن کرے گا"

"چپ بھی رہو مرزا، جاگتے ہوئے تم اب لذت خواب دیکھنے لگے ہو، تم نے اس لڑکے کے متعلق بھی جس کو نہ جانے کہاں سے اسی طرح اٹھا لائے تھے کچھ ایسی ہی باتیں ایک دن کہی تھیں اور اس رات وہ تمہاری گھڑی اور پرس لے کر فرار ہو گیا تھا" بیگم بولیں حقیقت جھٹلانے کے عیب سے مرزا جی کا کوئی سروکار نہ تھا۔ بیگم کی سچی باتوں سے لاجواب ہو کے وہ خاموش ہو گئے اور کئی دنوں کے بعد ان کا تار (مایا) کے جب اس لڑکے کا باپ اس کو لے گیا تو اس کے جانے کے بعد جہاں ان کی بیگم پرائی آگ سے بچ نکلنے پر خوش ہوئی تھیں وہاں مرزا جی کچھ پا کے کچھ دینے پر بجھ سے گئے تھے۔ اکثر وہ لڑکا ان کے ذہن میں جھانک کر یادوں کے چراغ جلاتا رہا لیکن گذرتے ہوئے وقت میں کہیں وہ روشنی مدھم ہو کے بجھ گئی۔ بدلتے ہوئے موسم کے ساتھ ساتھ وقت سجا گتا رہا مرزا کی عمر بڑھتی رہی، اور اس گذری ہوئی طویل مدت میں اپنی ایمانداری اور فرائض کی ادائیگی میں ہمکنار رہنے کے بل بوتے پر انھوں نے ایک معمولی کلرک سے ترقی پا کے بڑے ناظر کا منصب پا لیا تھا۔ اب تو گنتی کے چند سال ان کی ملازمت کے باقی رہ گئے تھے لیکن ڈھلتی عمر کے حدود میں داخل ہو کر بھی ان کے روزمرہ کے معمول میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ آج بھی وہ روز کی طرح اخبار پر نظریں جمائے چائے کی چسکیاں لے رہے تھے کہ ملازم نے آ کے یہ خبر دی کہ ضلع کے بڑے حاکم ان سے ملنے آتے ہیں۔ بیگم جو ان کے قریب ہی بیٹھی تھیں اس خبر کے پاتے ہی انکے جسم کی رگوں میں دوڑتا ہوا خون رک رک کر چلنے لگا اور اس کا ردعمل یہ ہوا کہ ان کے چہرے کا رنگ سرخ مائل سے زرد مائل ہو گیا ابھی پچھلے دنوں کی بات ہے کہ ان کے پڑوس میں رہنے والا ایک بابو جو کوئی سرکاری دفتر میں کام کرتا تھا۔ غبن کے الزام میں صبح تڑکے ہی اپنے گھر پر دھر لیا گیا تھا۔ اس خیال کے ذہن میں کودتے ہی بیگم کانپ اٹھیں، دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے مرزا کا راستہ روکتی ہوئی بولیں۔

لین دین کا کام تم بھی کرتے ہو۔ جانے انجانے میں کوئی بھول چوک ہو گئی ہو مجھ سے تو نہ چھپاؤ"

"پاگل نہ ہو بیگم، میں اپنی زندگی سے زیادہ ہمیشہ اپنی ایمانداری قیمتی سمجھتا رہا ہوں۔ حاکم اپنی مرضی کے مالک ہوتے ہیں، جی میں آیا چلے آتے ہیں۔ پر ان کی یہ بات ان کے ہی خیال میں کوئی وزن نہیں رکھتی تھی ناظر اور کلکٹر کے درمیانی فاصلے کا پوری پوری طرح علم تھا۔ عجیب تذبذب میں پڑے جب وہ مکان کے اندرونی حصے سے نکل کر باہر سائبان میں آئے تو نوکر نے ان سے کہا۔

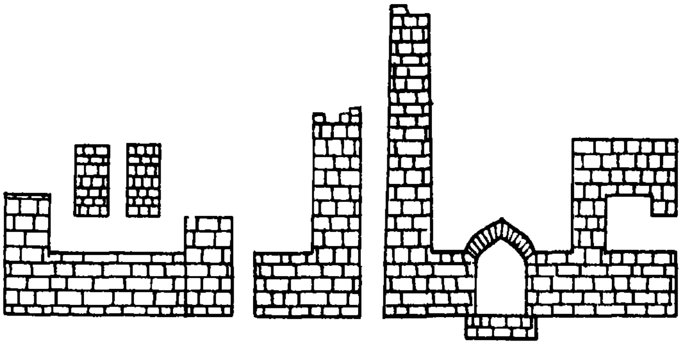
"صاحب آپ سے ملنے آتے ہیں"

اس وقت تک ایک خوبصورت جوان جو کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا مرزا نیاز بیگ کے چہرے پر اپنی نگاہیں جماتے ہوئے بولا۔

"کل اپنے عہدے کا چارج لینے میں بہت مصروف رہا، ورنہ کل ہی آپ کی زیارت کو حاضر ہوتا"

"شرمندہ کیوں کرتے ہیں حضور میں تو آپ کے ماتحت کا ایک معمولی ملازم ہوں، ایک بار حکم ہوتا تو دس بار حاضر ہو گیا ہوتا۔ تشریف تو رکھئے اور فرمایئے کیا حکم ہے" مرزا جی نے نہایت ہی ادب سے کہا۔

"مرزا چاچا آپ مجھے پہچان نہیں پائے، میں بھی شاید آپ کو کبھی جان نہیں پاتا اگر اس شہر میں میرے تبادلہ کی خبر پا کر والد مکرم کا مجھے وہ خط ملا نہ ہوتا جس سے میرے بچپن میں فرار ہونے، آپ کا اپنے گھر میں مجھے پناہ دینے اور پھر مجھے میرے والد کے حوالے کرنے کا تذکرہ نہ ہوتا آپ کی بھلائی نے میری زندگی کا رخ موڑ کر اس کو کتنا روشن بنا



شوکت حیات

آخرکار شہر کی اَن گنت عمارتوں کے درمیان اس عالیشان عمارت کی تعمیر مکمل ہوگئی۔

تاحدِ نظر اس شہر کی یہاں سے وہاں تک ہر طرف بڑی بڑی عمارتوں کا طویل اور نہ ختم ہونے والا سلسلہ دکھائی دیتا تھا۔ آدمیوں کے قد کم نہیں ہوتے تھے۔ لیکن اونچی اونچی بلڈنگوں کے پس منظر میں لوگ بونے نظر آتے تھے۔ لوگ حیرت سے ایک دوسرے کو گھورتے کہ ہر آنے والا دن ان کے قامت سے کیا کچھ چھین لے جاتا ہے ___ اگر یہی سلسلہ جاری رہا تو آخر ایک دن وہ کس انتہا کو پہنچیں گے۔

وہ جنھوں نے اس عمارت کی تعمیر میں اپنا خون پسینہ ایک کر دیا تھا۔

بوجھ ڈھوتے ڈھوتے جن کی کمر کی ہڈیاں کمان ہوگئی تھیں۔

اور اتنا کچھ کھونے کے بعد جنھیں کچھ بھی نہیں ملا تھا خالی ہاتھ آتے تھے اور خالی ہاتھ ہی جا رہے تھے۔

شروع سے ہی یہی ہوتا آیا تھا کہ مختلف راستوں سے بے منزل سفر پر چلتے ہوئے ایک جگہ رکتے تھے اور عمارت کی تعمیر مکمل ہوتے ہی خالی ہاتھ اپنے بے منزل راستوں کی طرف مڑ جاتے تھے۔

انھیں لگا کہ بے منزل سفر کی تھکن سے ان کے اندر تلملاہٹ پیدا ہونے لگی ہے جو دھیرے دھیرے زخم بنتی جا رہی ہے۔

کب تک یوں ہی بے منزل سفر ___ !

خالی ہاتھ اور خالی پیٹ ___ !!

انھیں لگا کہ زخم کے اندر نفرت اور انتقام کا مواد پکنے لگا ہے اور اگر اسے نکاسی نہیں ملی تو ان کا جسم سڑ جائے گا۔

زخموں کی ٹیس نے ان کے چہروں کے نقوش بگاڑ دیے تھے۔ جسم کی ہیئت جلی ہوئی لکڑیوں کی سی ہوگئی تھی۔ مسکرانا تو شاید وہ جانتے ہی نہ تھے۔ پکے ہوتے زخم کی تکلیف ناقابلِ برداشت ہو رہی تھی۔ مسکراہٹ انھیں متحیّر اور پریشان کرتی تھی۔ انھیں غصّہ آنے لگتا تھا۔ یہاں تک کہ ان کے میلے کچیلے بچے اگر کبھی کسی بات سے بے اختیار ہو کر ہنسنے لگتے تو وہ انھیں تھپّڑ مار دیتے۔ بچے چیخنے چلّانے لگتے لیکن ان کے ہاتھ جلدی رکنے کا نام نہیں لیتے۔ پھر ایک عرصے تک کے لیے ان بچّوں پر افسردگی طاری ہو جاتی۔ ان کے آس پاس مہیب سنّاٹوں کی گہری دھند چھا جاتی۔

عمارت کی تکمیل کے بعد جب پھٹے پرانے چیتھڑوں میں لپٹے زرد چہرہ مزدوروں کا یہ قافلہ ٹوٹ ٹوٹ کر ٹکڑوں میں اپنے بے منزل سفر پر روانہ ہوا تو اچانک ان کے قدم رک گئے۔

اندر کا زخم گہرائی تک پک کر کھول رہا تھا۔ ان کے سارے جسم سے پکے ہوتے مواد کی بدبو نکلنے لگی۔

___ یوں ہی آخر کب تک مارے مارے پھرتے رہیں گے!

زخم آنکھوں سے چنگاری بن کر بہنے لگے۔ ہاتھوں میں تلملاہٹ پیدا ہو گئی۔ رگیں جلنے بجھنے لگیں۔

سب نے نامعلوم بے منزل سفر کی تھکن سے چور چور آنکھوں سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔ سنّاٹے کی دبیز دھند میں کچھ دیر پہلے جو چہرے غیر واضح نظر آ رہے تھے، چنگاری کی حرارت سے ایک دوسرے تک صاف صاف منتقل ہو رہے تھے۔ سب کچھ صاف و شفاف نظر آ رہا تھا ___ نیم مردہ اشاروں میں ہاتھوں کی تلملاہٹ یہاں سے وہاں تک پھیل گئی۔

اور ......

اور جب ان لوگوں کی بھرپور سانسوں سے عمارت معطر ہو گئی، جنھوں نے عمارت کی تکمیل کے لیے ایک اینٹ بھی نہیں ڈھوئی تھی۔

عمارت کی تکمیل میں تین وقت کے دانوں کے لیے اپنا خون پسینہ ایک کرنے والے پھٹے پرانے چیتھڑوں میں لپٹے ہوئے زرد مگر سخت ہاتھوں نے سارے دروازوں کو بند کرنے کے بعد عمارت میں تلملاتی انگلیوں سے آگ لگا دی۔

انھیں لگا کہ ان کے اندر کا پکتا ہوا مواد تیزی سے باہر آنے لگا ہے اور اسی آگ میں جل کر نئی شعاعوں سے ان کے ٹوٹے پھوٹے جسم کو جوڑتا جا رہا ہے۔ انھیں احساس ہوا کہ جس اذیت میں وہ مبتلا تھے۔ دھیرے دھیرے اس سے نجات ملتی جا رہی ہے۔

عمارت لپلپاتے شعلوں سے تڑتڑا کر ٹوٹنے اور بکھرنے لگی تو ان کے لبوں پر عجیب مسکراہٹ تھی۔

زندگی میں پہلی بار وہ دل سے مسکرائے تھے۔

گوشت کے جلنے کی بو انھیں بڑی سوندھی لگ رہی تھی۔

(پٹنہ سے نشر)

شوکت حیات
ڈاکٹر مہاویر بھون مہندرو پٹنہ ۶

دیا ہے" نوجوان مسکرایا۔

مرزا نماز بیگ بے اختیار ہو کر اس نوجوان سے لپٹ گئے، ساری زندگی انسانی تقاضوں کو پورا کرنے میں جو کچھ بھی انھوں نے لٹایا تھا اس کا بدل ضلع حاکم کے سرنگوں ہونے پر انھوں نے پا لیا تھا۔

آدمی سے انسان بننے کا کٹھن عمل ہر شخص اختیار نہیں کر پاتا۔ کچھ میں ہمّت کی کمی ہوتی ہے اور کچھ میں حوصلے کا فقدان اور جو کر لیتا ہے وہ انسانیت کی معراج پا لیتا ہے۔ مرزا جی نے بھی اپنے اصولوں، اپنی ہمّت اور اپنے حوصلے کے سہارے آج وہ مقام پا لیا تھا۔ اور ان کی

بیگم جو اپنے دل پر جھلاتے ہوتے خوف سے دروازے سے لگی چپ کھڑی تھیں، سارا حال جان کر دل ہی دل میں کٹ سی گئیں، انھوں نے بھلائی کرنے میں خلوص دل سے مرزا کا ہاتھ کبھی نہیں بٹایا تھا۔ پل بھر میں انھوں نے فیصلہ کر لیا تھا آئندہ ایسی نادانی وہ کبھی نہ کریں گی (پٹنہ سے)

اردو سروس

پہلی مجلس میڈیم ویو ۳۱۳ میٹر (۹۵۸ کلوہرٹز) — میڈیم ویو ۲۰۷۶۳۰ میٹر (۱۰۰۰ کلوہرٹز) — شارٹ ویو ۳۰۰۴۱ میٹر (۱۰۲۰۰ کلوہرٹز)

صبح

۵-۴۳ سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
۵-۴۵ صبح گاہی، حمد، نعت، سلام
شبد، بھجن اور نعتیہ کلام
جمعہ: قرآن خوانی
معہ ترجمہ اور نعتیہ کلام
۶-۱۵ خبریں
۶-۲۵ اخباروں کی رائے
۶-۳۰ شہر صبا (علاوہ جمعہ)
جمعہ: حرف آغاز
(مع وضاحتی نوٹ)
۷-۰۰ شمع فروزاں
۷-۰۵ پرانی فلموں سے
(جمعہ کو، بجکر ۲۰ منٹ تک)
۷-۲۵ جمعہ: گاندھی جی نے کہا
۷-۳۰ نوائے ساز
۷-۴۵ گزشتہ شب ۴۵-۸ کی دوبارہ نشریات
۸-۰۰ آپ کی فرمائش
۸-۲۰ پروگراموں کا خلاصہ
۸-۲۵ آپ کی فرمائش
۹-۰۰ چلتے چلتے (علاوہ جمعہ/اتوار)
جمعہ/اتوار: آؤ بچو!
۹-۱۵ آج کی بات (علاوہ جمعہ/اتوار)
۹-۲۰ دھرتی گاتی ہے
(علاوہ جمعہ/ہفتہ/اتوار)
جمعہ/اتوار
آؤ بچو! (آغاز ار نو بجے)
ہفتہ: نغمہ وطن
(حب الوطنی کے نغمے)
۹-۳۰ خبروں کا خلاصہ
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی (علاوہ اتوار)
اتوار: ہلکی کلاسیکی موسیقی
۱۰-۰۰ اختتام

دوسری مجلس میڈیم ویو ۳۱۳ میٹر (۹۵۸ کلوہرٹز) — میڈیم ویو ۲۰۰-۳ میٹر (۱۰۰۰ کلوہرٹز) — شارٹ ویو ۱۰۱-۱۷ میٹر (۱۷۹۰ کلوہرٹز)

دوپہر

۱-۵۸ سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
۲-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
۲-۰۲ خبروں کا خلاصہ
پاینداگاہ انتخاب
(I، III، V) ۳ بجے تک
فلمی قوالیاں
(II، IV) ۲-۳۰ بجے تک
منگل: بھکتی گیت (I، III، V)
میری نظر میں: (II، IV)
بدھ: حسن نظر
جمعرات: دھوپ چھاؤں
جمعہ: ہلکی کلاسیکی موسیقی
ہفتہ: گیتانجلی
(I، III، V) تازہ ریکارڈنگ
(II، V) لائبریری ریکارڈنگ
اتوار: آپ کا خط ملا
۲-۲۰ بجے تک
۲-۳۰ پایندگاہ انتخاب (I، III، V)
راگ رنگ: (II، IV)
منگل: نغمہ و تبسم
(I، II، III)
یک رنگ: (III، V)
بدھ: بزم خواتین
جمعرات: یکمشت (I، III، V)
یادیں بن گئیں گیت
(II، IV)
جمعہ: سنگیت سے گیت
(I، III، V)
تیس منٹ (II)
بچے جو یاد ہیں (IV)
ہفتہ: بزم خواتین
اتوار: گیتوں بھری کہانی (I)
محفل (II)
گلگشت (III)
غزلیں (غیر فلمی IV)
رنگ محل: (V) ۲-۳ بجے تک
۳-۰۰ پیار رات ایک مسلم کی (II)
مجھے یاد ہے ذرا ذرا (IV)
قوالیاں غیر فلمی (I، III، V)
منگل: نئی نسل نئی روشنی
بدھ: فلمی دنیا (I، III)
رنگارنگ (II، V)
صدائے رفتہ (IV)
جمعرات: سازینہ
جمعہ: آواز دے کہاں ہے
(گزشتہ اتوار کی دوبارہ
ہفتہ: پھر تیسے
اتوار: کچھ تو کہیے (I)
قوالیاں (فلمی) (III)
قوالیاں (غیر فلمی) (II، IV)
رنگ محل (V)
(شروعات ۳-۲ بجے سے)
۳-۳۰ آپ کی پسند
۴-۰۰ اخباروں کی رائے
۴-۰۵ آپ کی پسند (مسلسل)
۴-۲ تبصرہ، پارلیمان کارروائی پر
ہفتہ وار تبصرہ
۴-۳۵ آپ کی پسند (مسلسل)
۴-۵۰ خبریں
۵- اختتام

تیسری مجلس میڈیم ویو ۳۱۳ میٹر ۲، کلوہرٹز — شارٹ ویو ۹۱۰۵ میٹر ۲۹۵ کلوہرٹز

رات

۷-۵۸ سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
۸-۰۰ خبریں
۸-۱۰ پروگراموں کا خلاصہ
۸-۱۵ آبشار (سامعین کی درخواست پر غیر فلمی غزلیں، نغمے)
(علاوہ اتوار: تعطیلات کے روز ۴۵-۸ بجے تک)
اتوار: آواز دے کہاں ہے
۸-۴۵ بجے تک)
۸-۴۵ جہاں نما
(علاوہ اتوار: تعطیلات)
اتوار: آواز دے کہاں ہے (مسلسل)
تعطیلات: آبشار (مسلسل)
۸-۴۵ پہلا کلام شاعر
منگل: تقاریر
بدھ: شہرنامہ، پس منظر
جمعرات: آپ کا خط ملا
جمعہ: تقاریر
ہفتہ: ریڈیو نیوز ریل
اتوار: کتابوں کی باتیں (I، V)
ملی ڈائری (II، IV)
اقتصادی جائزہ (III)
اردو دنیا (V)
۹-۰۰ حسن غزل (علاوہ جمعرات)
جمعرات: ڈرامہ
(مسلسل ۴۵-۸ بجے تک)
۹-۱۵ بیر: بدھ
قوالیاں (غیر فلمی)
منگل: علاقائی نغمے
جمعرات: ڈرامہ (مسلسل)
جمعہ: افسانہ (II، IV)
شہ پارے (I، III)
اوراق مصور (V)
ہفتہ: نغمہ و ساز
اتوار: کا جرمن کا ریکے
(شعری ادوار)
۹-۳ پایندہ ایک راگ
کئی روپ (I)
ایک ہی فلم کے گیت (II)
تکرینے کے ساتھ (III)
فنون لطیفہ (IV)
خواب زار (V)
منگل: آئینہ (I، III)
یہ پچیر (II)
ذرا عمر رفتہ کو آواز دینا (IV)
ماضی کے دیار (V)
بدھ: کھیل کے میدان سے
(I، III)
مشاعرہ (II)
سائنس میگزین (IV)
نئی فلموں سے (V)
جمعرات: ڈرامہ (مسلسل)
رات ۴۵-۸ بجے تک
جمعہ: بدھ
(انٹرویو/مباحثہ)
ہفتہ: نئی نسل نئی روشنی
اتوار: رنگارنگ (I، V)
بال جنشیں (II)
ادبی نشست (III)
اردو سروس ڈائجسٹ (IV)
۹-۴۵ جمعرات: سازینہ
۱۰-۰۰ خبریں
۱۰-۱۰ تفصیل اشاعت (علاوہ پہلا اتوار)
۱۱-۰۰ خبروں کا خلاصہ
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
۱۲-۰۰ عالمی خبریں
۱۲-۰۵ پاکستانی ہلکی کلاسیکی موسیقی
منگل: ریکارڈ
بدھ/جمعرات/جمعہ/اتوار
فلمی نغمے
ہفتہ: فلمی نغمے (I، III، V)
مشاعرہ (II، IV)
۱۲-۳۰ آخر شب
۱۲-۵۸ پروگراموں کا خلاصہ
۱-۰۰ اختتام

منگل یکم ستمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: قوالیاں
۶-۳۰ شہر صبا
اسٹیلے والٹر:
حفیظ جالندھری اور درد کا کلام
کرونا ابرول:
شمیم جے پوری اور شکیل کا کلام
۷-۳۰ نوائے ساز: وی سی راناڈے
وائلن پر بسنت مکھاری
۹-۳۲ سریندر سنگھ، تیج پال سنگھ
خیال دیسی

دوپہر

۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
(۱) حرف آغاز - تقریر از عبدالرشید
(۲) غزل
(۳) ان سے ملیے:
پاکستانی جوڈو پہلوان محمد فیض سے ملاقات
(۴) ہم جانتے ہیں
'سماجی ذمہ داری کیا ہے' نگار فاطمہ علوی

رات

۸-۴۵ تقریر: جمہوری نقطہ نظر -
'حکومت کی تشکیل میں' از عارف محمد خاں
۹-۰۰ حسن غزل
کونا ابرول: عرش ملسیانی اور
اقبال کا کلام
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
وی سی راناڈے، وائلن پر جے جے ونتی
سریندر پال سنگھ، تیج پال سنگھ
خیال کلاوتی

بدھ ۲ ستمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت خوانی، قوالی، شبد
۶-۳۰ شہر صبا
سری رام
نیر تاجی اور ساحر لدھیانوی کا کلام
اندرانلنی سکھ، حالی، فراق کا کلام
۷-۰۵ گاندھی جی نے کہا تھا
۷-۳۰ نوائے ساز
رام جی لال شرما، پکھاوج پر چن تال
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی، مینا پی دلیش پانڈے
خیال دیوگری بلاول

دوپہر

۳-۰۰ فلمی دنیا
(۱) ملاقات
(۲) نئی فلمیں، از سبط اصغر رضوی

رات

۸-۴۵ پس منظر
تحریر: ذہین نقوی
۹-۰۰ حسن غزل
سریرام: امیر قزلباش اور جگر کا کلام
۹-۳۰ کھیل کے میدان سے
ایشیائی کھیل، فیچر
پیشکش: وریندر کھنہ
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
رام جی لال شرما، پکھاوج پر دھمار اور
سرتال
مینا پی دلیش پانڈے: خیال باگیشری

جمعرات ۳ ستمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: قوالیاں
۶-۳۰ شہر صبا
مہندر چوپڑہ:
راجیش کمار اوج اور ساغر نظامی کا کلام
میرا پرشوتم، فراق اور درد کا کلام
۷-۳۰ نوائے ساز
شرمشٹھا سین، ستار پر راگ جونپوری
۹-۳۲ رشید حسین خاں: خیال توڑی

رات

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
سرمشٹھا سین، ستار پر راگ کیدارہ
رشید حسین خاں: خیال چندر کونس

جمعہ ۴ ستمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: قرآن خوانی معہ ترجمہ

نعت خوانی ، نعتیہ کلام

۶-۳۰ حرف غزل

غزلوں کا خصوصی پروگرام مع تشریح

۷-۳۰ نوائے ساز

شرن رانی : سرود پر راگ بھیرو

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

سوم تیواری : خیال

دوپہر

۲-۰۷ مانک ورما ، ٹھمری پیلو

حفیظ اللہ : خیال کافی بلھے شاہ

رات

۸-۴۵ پاکستانی ادب ، لسانی نقطہ نظر

تقریر از ڈاکٹر مغنی تبسم

۱۱-۰۵ بزم موسیقی

سوم تیواری ، خیال

شرن رانی :

سرود پر راگ جے جے ونتی

ہفتہ ۵ ستمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی

نعت خوانی ، قوالی ، بھجن

۶-۳۰ شہر صبا

غلام عباس :

حسرت موہانی اور داغ کا کلام

افسروز بانو :

یلدرم سلجوقی پوری اور جگر کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز

جگدیش پرشاد قمر اور ساتھی

شہنائی پر راگ بھیرو

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

یونس حسین خاں ، خیال جونپوری

رات

۹-۰۰ حسن غزل

افروز بانو : بہادر شاہ ظفر اور

غالب کا کلام

۹-۳۰ نئی نسل نئی روشنی

(۱) کیا آدرش کے ساتھ جینا

مشکل ہے ؟ ' مباحثہ

(۲) غزل

(۳) خلوص نامہ

۱۱-۰۵ بزم موسیقی

جگدیش پرکاش قمر اور ساتھی

شہنائی پر راگ یمن

یونس حسین خاں : خیال باگیشری

اتوار ۶ ستمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی ، قوالیاں

۶-۳۰ شہر صبا

غلام علی خاں :

فراق اور داغ کا کلام

مدن بالا سندھو

رضا مرو سوی اور عرش ملسیانی کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز

گوپال سنگھ ، گٹار پر راگ الہیا بلاول

۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی

بے نظیر بیگم : ٹھمری ، دادرا

رات

۸-۴۵ کتابوں کی باتیں

تحریر : ڈاکٹر حنیف کیفی

۹-۰۰ حسن غزل

غلام علی خاں : غزل ، برحسن

۹-۱۵ گجر بن کا سے

پروین سلطانہ : دادرا

پیر ۷ ستمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی

نعت خوانی ، قوالی ، شبد

۶-۳۰ شہر صبا

مدھو بالا چاولہ ، بی بی سکینہ اور

جیالال وسنت کے نغمے

آکاشی ، نعت سروش کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز

راجندر پرسنا : بانسری

۹-۳۲ پنڈت منی رام جی : خیال دیوگندھار

رات

۸-۰۰ کلام شاعر ، نشتر خانقاہی

۹-۰۰ مدھو بالا چاولہ : جگر اور فیض کا کلام

۱۱-۰۵ راجندر پرسنا : بانسری

پنڈت منی رام جی : خیال آسا نند

۱۲-۰۵ افضال حسین : ٹھمری تلنگ

ثریا سوتی بائی : ٹھمری مشر کھماج

منگل ۸ ستمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی ، قوالیاں

۶-۳۰ شہر صبا

پریتا بلبیر سنگھ

شمیم جے پوری اور بی کے پوری کا کلام

راجکمار رضوی : محمود شام کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز

سسر کنادھر چودھری

وائلن پر بسنت مکھاری

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

اوما ڈے : خیال بلاس خانی توڑی

دوپہر

۲-۰۰ نئی نسل نئی روشنی

'کرن' ادبی میگزین

(۱) افسانہ از غیاث الرحمن

(۲) کلام شاعر : ظفر مراد آبادی

دیگر شرکا : شمیم اختر ، شمس الحسن زیدی

رات

۸-۰۰ ' جمہوری نقطہ نظر : آزادی کی وسعت

اور حدود ' تقریر از

جعفر رضا بلگرامی

۹-۰۰ حسن غزل

پریتا بلبیر سنگھ غالب کا کلام

۱۱-۰۵ بزم موسیقی

سسر کنادھر چودھری :

وائلن پر راگ بھوپالی

اوما ڈے : خیال راگیشری

بدھ ۹ ستمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی

نعت خوانی ، قوالی ، بھجن

۶-۳۰ شہر صبا

رونا لیلیٰ : ظفر اور فیض کا کلام

سعادت بن اشرف : داغ ،

جیالال وسنت اور صبا افغانی کا کلام

۷-۲۵ گاندھی جی نے کہا تھا

۷-۳۰ نوائے ساز

محمد احمد ، طبلے پر تین تال

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

وجے کچلو ، رانی کچلو : خیال للت

رات

۸-۴۵ شہرنامہ ' بھوپال '

تحریر : اقبال مجید

۹-۰۰ رونا لیلیٰ ، داغ اور فیض کا کلام

۱۱-۰۵ بزم موسیقی

شیخ داؤد ، طبلے پر تین تال اور

۱۲ ماتراؤں کا لکشم

وجے کچلو ، رانی کچلو : خیال بہاگ

جمعرات ۱۰ ستمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی

قوالیاں

۶-۳۰ شہر صبا

شوبھنا رائے ، فیض اور

ذوق کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز

غلام حسین خاں ، ستار پر راگ بھٹیار

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

سندھیا مکرجی ، خیال گن کلی

رات

۱۱-۰۵ بزم موسیقی

غلام حسین خاں : ستار پر راگ ایمن

سندھیا مکرجی : خیال بہاگ

جمعہ ۱۱ ستمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی

قران خوانی مع ترجمہ

نعت خوانی ، نعتیہ کلام

۶-۳۰ حرف غزل

غزلوں کا خصوصی پروگرام مع تشریح

۷-۳۰ نوائے ساز

اشوک رائے ، سرود پر بلاس خانی توڑی

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

رجنی کانت وی ڈیسائی ، خیال

دوپہر

۲-۰۷ اقبال بانو ، ٹھمری پیلو

نینا دیوی : دادرا

رات

۸-۴۵ ' پاکستانی ادب ، تہذیبی بازیافت '

تقریر از ڈاکٹر وحید اختر

۹-۱۵ تازہ افسانہ ، از انوار کمال

۱۱-۰۵ بزم موسیقی

اشوک رائے ، سرود پر راگ کروانی

رجنی کانت وی ڈیسائی :

خیال جے جے ونتی

ہفتہ ۱۲ ستمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی ، نعت خوانی

نایاب بانو اور ھنوا ، قوالی

شبد

۶-۳۰ شہرِ صبا
محمد یعقوب، ظفر کا کلام
گگوما تھر، مخدوم محی الدین کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز
دیا شنکر اور ساتھی، شہنائی

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
پدماوتی شالگرام، خیال دیسی

رات

۹-۰۰ حسنِ غزل
محمد یعقوب، راج کمار اوج کا کلام

۹-۳۰ نئی نسل نئی روشنی
(۱) 'عادت ہی بنا ڈالی۔ نکتہ چینی کی'
تقریر از شہزادہ فرہاد
(۲) قوالی
(۳) ہماری درسگاہیں۔ سلسلہ تقریر
'ہندو کالج' تقریر از فیروز بخت احمد

۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی
دیا شنکر اور ساتھی، شہنائی
پدماوتی شالگرام، خیال بہاگڑہ

اتوار ۱۳ ستمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی، قوالیاں

۶-۳۰ شہرِ صبا
اقبال بانو، فانیؔ اور فیضؔ کا کلام
وجے ناتھ سیٹھ: نغمے

۷-۳۰ نوائے ساز
پریم جین، گٹار پر سندھی بھیروی

۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
سنیل کے بوس: ٹھمری، دادرا

رات

۸-۴۵ دلّی ڈائری: تحریر: حسن سرور

۹-۰۰ حسنِ غزل
اقبال بانو، داغؔ دہلوی کا کلام

۹-۱۵ کجری کا سے
پنّا دیوی: ٹھمری، کماج

۹-۳۰ جمالِ ہم‌نشیں
'اجتماعی شاعری ۱۹۶۰ء کے بعد'
پیشکش: ڈاکٹر فضل امام

پیر ۱۴ ستمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی، نعت خوانی
قوالے، بھجن

۶-۳۰ شہرِ صبا
شمیم آزاد: غزلیں
مدن بالا سدھو:
رضا امروہوی اور عرش ملسیانی کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز
ڈی ایل، بانسری

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
پریم ناتھ، خیال کومل رشب اساوری

رات

۸-۴۵ کلامِ شاعر
از سعید شاہدی

۹-۰۰ حسنِ غزل
شمیم آزاد: غزلیں

۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی
ڈی ایل: بانسری
پریم ناتھ: خیال بھوپالی

۱۲-۰۵ ہیرا دیوی: ٹھمری، دادرا

منگل ۱۵ ستمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں

۶-۳۰ شہرِ صبا
ایرا نگم، جاں نثار اختر کا کلام
اے رمیش کمار:
صبا افغانی اور عزیز وارثی کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز
پی ڈی سیت رشی،
وائلن پر راگ بھٹیار

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
پروین سلطانہ: خیال للت

دوپہر

۲-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
(۱) 'بورڈنگ کا ایک دن' ڈاکومنٹری فیچر
(۲) گیت
(۳) خلوص نامہ

رات

۸-۴۵ 'جمہوری نقطۂ نظر، حقوق و فرائض'
تقریر از ڈاکٹر ہاشم قدوائی

۹-۰۰ حسنِ غزل
اے رشمی کمار:
مخمور دہلوی اور میر تقی میر کا کلام

۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی
پی ڈی سیت رشی
وائلن پر راگ شام کلیان
پروین سلطانہ: خیال مالکونس

دہلی

میڈیم ویو: دہلی "الف" ۳۶۶۶۳ میٹر ۸۱۹ کلوہرٹز دہلی "ب" ۲۹۳۶۹ میٹر ۱۰۱۷ کلوہرٹز
دہلی "ج" ۲۱۹۶۳ میٹر ۱۳۶۸ کلوہرٹز دہلی "د" ۹ء۲۴۶ میٹر ۱۲۱۵ کلوہرٹز
شارٹ ویو: صبح ۰۰-۸ تک ۱۵ء۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز صبح ۱۵-۸ کے بعد ۱۹ء۴۲ میٹر ۱۱۰، ۷ کلوہرٹز
دوپہر ۱۵ء۴۱ میٹر ۷۲۳۰ کلوہرٹز شام ۴۵-۵ تک ۱۹ء۴۲ میٹر ۱۱۰، ۷ کلوہرٹز
شام ۰۰-۶ سے ساڑھے ۱۵ء۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز

دہلی "الف" عالمی خبریں ہندی اور انگریزی: صبح ۰۰-۶
ہندی میں خبریں: ۰۰-۸، ۰۰-۱۱، ۰۵-۱، ۱۰-۲
۰۰-۵ (صوبائی خبریں) ۰۵-۶، ۵۰-۷ (علاقائی خبریں)
۴۵-۸، ۰۵-۱۱ (عالمی خبریں)
انگریزی میں خبریں: دوپہر ۰۰-۱۲ سنسکرت میں خبریں صبح ۰۰-۷، شام ۱۰-۶
اردو میں خبریں: صبح ۵۰-۸، دوپہر ۵۰-۱ اور رات ۱۵-۹ (خبریں اور تبصرہ)
پنجابی میں خبریں: دوپہر ۴۰-۱

دہلی "ب": ہندی میں خبریں: ۴۵-۲ (دھیمی رفتار سے)
انگریزی میں خبریں: صبح ۱۰-۸، ۰۰-۱۰، ۰۰-۱، ۰۰-۲، ۲۰-۲ (دھیمی رفتار سے)
۰۰-۴، ۰۰-۶، ۰۰-۹، ۰۰-۱۱ (عالمی خبریں)
پنجابی میں خبریں، صبح ۳۰-۸، شام ۳۰-۷، ہندی میں نیوز لیٹر: صبح ۰۰-۹ بجے

دہلی "د" ہندی میں خبریں: شام ۳۰-۷ انگریزی میں خبریں: رات ۱۵-۹
کھیل کود کی خبریں شام: ۰۰-۷ (ہندی) رات ۰۰-۸ (انگریزی)

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

دہلی الف

صبح
۵-۵۵ وندے ماترم، منگل دھون
۶-۰۵ وندنا، کھیتی باڑی
۶-۳۰ کھیتی کی باتیں
۶-۳۵ رام چرت مانس
۶-۴۵ سوردھارا
۶-۵۵ آج کے پروگرام اور موسم
۷-۰۵ بھکتی دھارا (سوائے اتوار)
۷-۳۰ نیر پرسارن
۷-۳۵ وندگان (سوائے پیر، منگل)
۸-۳۰ اردو مجلس (روزانہ)
۹-۰۰ اختتام (سوائے اتوار)

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی (سوائے اتوار)
۱۲-۱۵ سنگم سنگیت (سوائے اتوار)
۱۲-۳۰ سنوں کا پروگرام
(اتوار، منگل، جمعرات، جمعہ)
گرامین بہنوں کا پروگرام
(بدھ، جمعہ)
۲-۰۰ ایک ہی کلاکار (روزانہ)
۲-۲۰ چتر پٹ سنگیت (روزانہ)
۲-۳۰ موسم اور اختتام (اتوار ۳-۳۰)
۶-۱۵ مقامی اعلانات اور گم شدہ لوگوں کے لیے پروگرام
۶-۳۰ گرام سنسار (روزانہ)

۷-۰۰ کرشی جگت
۷-۳۰ پروگراموں کا خلاصہ، موسم
۷-۳۵ سامئیکی
۷-۴۵ وادیہ وادن
۸-۱۰ وادیہ ورند
۱۰-۱۱ موسم اور اختتام

دہلی ب

صبح
۶-۰۰ وندے ماترم
۶-۰۲ انگریزی میں پروگرام (دوبارہ)
۶-۲۰ گیتکا (سوائے پیر)
۶-۳۰ سنگیت سروری
۸-۲۰ یووا (۳۰-۸) ہمارا پروگرام
۹-۳۰ سورس (سوائے بدھ)
۱۰-۰۲ اختتام (اتوار ۱۱)

دوپہر
۲-۱۰ موسم کا حال (انگریزی میں)
۲-۱۵ اسپورٹس سروس
۵-۵۰ اسپارون کی راتے
۵-۵۵ آج کا پروگرام اور موسم کا حال
۶-۰۵ فوجی بھائیوں کے لیے پروگرام
۷-۰۰ پنجابی پروگرام
۷-۳۰ سار سنگیت
۷-۴۵ اردو مجلس
۸-۱۵ سماچار درشن (اتوار، بدھ، جمعہ)
ندائے جمہوریت (منگل، جمعرات، ہفتہ)
یونیورسٹی اسپورٹس، پیر

۸-۴۵ سماچار پتروں سے
۹-۱۵ اسپاٹ لائٹ
(بعد میں سار سنگیت)
۹-۴۵ مغربی موسیقی (اتوار کو ۰۰-۱۰)
۱۱-۰۵ موسم کا حال اور اختتام

دہلی د
یووا وانی

صبح
۷-۰۰ آج کا پروگرام (ہندی)
۷-۰۵ چہرشتے
۷-۴۵ وگیان وودھا
۷-۵۰ وادیہ سنگیت / وادیہ وادن
۸-۰۰ شاستریہ سنگیت
۸-۲۵ وندگان
۸-۳۰ مغربی موسیقی
۹-۰۰ اختتام (اتوار ۰۰-۱۰)

شام
۶-۵۵ آج کا پروگرام
۷-۰۵ محفل
۷-۵۰ بلاک، تھو ہندی (ہیپ ہیپ)
۸-۰۵ ان وی گرو (پوپ میوزک)
۸-۵۰ پالیو انگریزی (منگل سے ہفتہ)
۹-۰۰ برقہ
۱۱-۰۰ اختتام

منگل یکم ستمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، ۵-۴۰، رات ۹-۰۰
جگن ناتھ اور ساتھی، شہنائی

۱۰-۳۵ شیشری سین، گائن

۱۱-۰۲ مرنال سین گپتا، سرود

۱۱-۳۰ شاستریہ سنگیت

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی، اڑیہ گیت

۵-۰۵ گیان وگیان

رات

۸-۰۰ ادیوگ منڈل

۸-۱۵ نئے پرکاشن

۸-۳۰ سبدھ سنگیت

۹-۳۰ 'بھکاری کی وصیت'، ناٹک
تحریر: ڈاکٹر ہری رام اچاریہ
ہدایت: ایس ایس کپور

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
نریندر کینکر، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی، گائن

۷-۵۰ سنگم، بنگلہ

۹-۱۰ لوک مادھوری، ہماچلی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
گوپال کمار خوشنوانی، سندھی گیت

۳-۳۰ مرنال سین گپتا، سرود

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
ودیاناتھ سیٹھ، بھجن

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، انگریزی تقریر

بدھ ۲ ستمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، ۵-۴۰، رات ۹-۰۰
منی پرساد، گائن

۱۰-۳۵ جیوتن بھٹاچاریہ، ستار

۱۱-۰۲ شوبھنا نائیر، گائن

۱۱-۳۰ جولئے سرواستو، وائلن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی، ملیالم لوک گیت

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ لوک جھنک

۸-۱۵ وگیان آلوک

۸-۳۳ سندھ سمیکشا

۹-۳۰ چرچا کا وشے ہے

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
آپکی فرمائش پر شاستریہ سنگیت

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
جولئے سرواستو: وائلن

۷-۵۰ سنگم، گجراتی

۹-۱۰ لوک مادھوری
ہریانوی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
کویتا سہگل، غزلیں

۳-۳۰ چندنارائن، گائن

شام

۶-۱۵، ۸-۴۵
شنکرداس گپتا، گیت، بھجن

۹-۳۰ اسپورٹس میگزین

جمعرات ۳ ستمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، ۱۱-۳۰، رات ۹-۰۰
میرابی دلیش پانڈے، گائن

۱۰-۳۵ ٹھمری، دادرا

۱۱-۰۲ سید ظفر خاں، ستار

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی، بنگلہ لوک گیت

۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ

۵-۴۰ بال کاریہ کرم

رات

۸-۱۵ ہندی میں تقریر

۸-۳۳ سندھ سمیکشا

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، علاقائی سنگیت

۱۰-۳۰ سیتا وینکٹا چلم، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۳ سنگیت سوربھی
سید ظفر خاں، ستار

۷-۵۰ سنگم، مراٹھی

۹-۱۰ لوک مادھوری، برج لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
بلال احمد خاں، غزلیں

۳-۳۰ سیتا وینکٹا چلم، کرناٹک گائن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
اندرنارائن، گیت، بھجن، غزل

۹-۳۰ انگریزی تقریر

جمعہ ۴ ستمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، ۱۱-۳۰، ۵-۴۰
احمد رضا، وچتر وینا

۱۰-۳۵ سبدھ سنگیت

۱۱-۰۲، رات ۹-۰۰
این آر شاہنے، گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی، مراٹھی لوک گیت

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ گاندھی چرچا

۸-۱۵ اولوکن

۸-۳۰ سندھ سمیکشا

۹-۳۰ 'دیانند دگوجیم'
تحریر: بھوانی شنکر ترلویدی

۱۰-۳۰ سرسوتی سنتھانم، کرناٹک گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
این آر شاہنے، گائن

۷-۵۰ سنگم، تیلگو گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
ارون کمار چٹرجی
رابندر سنگیت

۳-۳۰ سرسوتی سنتھانم، گائن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
پربھا بھارتی اور ساتھی
قوالیاں

۹-۳۰ انگریزی پروگرام

ہفتہ ۵ ستمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، ۱۱-۰۲، ۵-۵۵
آنرین رائے چودھری، گائن

۱۰-۳۵، ۵-۴۰، رات ۹-۰۰
گھاسی رام نرمل: جلترنگ

۱۰-۴۵ ٹھمری، دادرا

۱۱-۳۰ راشد مصطفیٰ، طبلہ

۱۱-۵۰، رات ۸-۳۰
سبدھ سنگیت

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی، گجراتی

رات

۸-۰۰ سواستھ رکھشا

۸-۱۵ آج کے اتتھی

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی
نمائی چند بوروال: دھرپد، دھمار

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
راشد مصطفیٰ: طبلہ

۷-۵۰ سنگم، کنڑ گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری
گڑھوالی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۴
ہیرا شرما، گیت، غزل

۳-۳۰ شاستریہ سنگیت

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
سریندر کور، شبد، پنجابی گیت

۹-۳۰ اورگیسٹ لونائٹ

اتوار ۶ ستمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، رات ۹-۰۰
سرفراز حسین خاں، گائن

۱۰-۰۰ اجیت سنگھ

۱۰-۳۰ اوم پرکاش کپور، ٹھمری، دادرا

۱۱-۰۲ یووا وانی سے

۱۱-۳۰، ۵-۳۵
اپنو شنکر شاستری: وینا

دوپہر

۱۲-۱۵ 'ویشنوجن' جھلکی

تحریر : ہری مہتہ

ہدایت : ممتا گپتا

۲-۳۰ نسیما بدھ شنکر کے ناول کا ریڈیو عکس - پچیکش، کیشتی مکھوپادھیائے

ترجمہ : منوہن ٹھاکر

ہدایت : ستیندر شرت

۵-۳۰ سنسکرت پاٹھ

رات

۸-۰۰ رابندر سنگیت

۸-۱۵ ساہتیکی

۹-۳۰ محفل

۱۰-۰۰ چین : منتخب پروگرام

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

۷-۵۰ سنگم : آسامی گیت

۹-۱۵ اپنی نگری

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲

بھائی اوتار سنگھ، گورچرن سنگھ

شبد

۳-۳۰ سرفراز حسین خاں : گائن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵ پرساگیت

۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۷ ستمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، ۵-۴۰

چندن رائے : سرود

چندر موہن : طبلہ

۱۰-۳۵ لکشمی شنکر : گائن

۱۱-۰۲ بدھ دتیہ مکرجی : ٹھمری، دادرا

۱۱-۳۰، رات ۸-۱۵

سبدھ سنگیت

۱۱-۴۵ ٹھمری

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی : تامل گیت

۱۲-۳۰ 'بھکاری کی وصیتا' ، ناٹک

تحریر : ہری رام اچاریہ

ہدایت : ایس ایس کپور

۸-۰۰ سواستھ رکشا

۹-۰۰ چندر موہن : طبلہ

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ہندی تقریر

۹-۴۵ سبدھ سنگیت

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا

نینا دیوی : گائن

سردار خاں : طبلہ

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی : ٹھمری

۷-۵۰ سنگم : سندھی گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری

اودھی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲

بی آر مولگا : گیت، بھجن

۳-۳۰ سبدھ سنگیت

۳-۴۵ ٹھمری، دادرا

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵

اوشا سیٹھ : گیت، بھجن

۹-۳۰ انگریزی تقریر

منگل ۸ ستمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، ۵-۴۰، رات ۹-۰۰

روما رانی بھٹاچاریہ : گائن

۱۰-۳۰ علاؤالدین خاں : اسراج

۱۱-۰۲ چھجو رام : گائن

۱۱-۳۰ سنت رام : طبلہ

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی : آسامی لوک گیت

۵-۰۵ گیان وگیان

رات

۸-۰۰ ادیوگ منڈل

۸-۱۵ ہندی تقریر

۸-۳۰ سبدھ سنگیت

۹-۳۰ 'انترال'

رام دھاری سنگھ دنکر کی کہانی کا ریڈیو عکس

ترتیب : رادھے شیام اپادھیائے

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا

مصطفےٰ رضا : وچتر وینا

دہلی 'ب'

صبح ۷-۳۰ سنگیت سوربھی

شیو شنکر : ستار

۷-۵۰ سنگم : بنگلہ

۹-۱۰ لوک مادھوری : ہماچلی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲

جی ایس پربھاکر راؤ : کرناٹک سنگیت

۳-۳۰ علاؤالدین خاں : اسراج

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵

کمل ہنس پال : گیت، بھجن

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : انگریزی تقریر

بدھ ۹ ستمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، رات ۹-۰۰

غلام تقی خاں : گائن

۱۰-۳۵ کندا ویلنگ : گائن

۱۱-۰۲ وشنو پرسنا اور ساتھی : شہنائی

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی : کنڑ لوک گیت

۸-۴۰، رات ۸-۳۰

سبدھ سنگیت

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ 'وشنوجن' ، تحریر : ہری مہتہ

ہدایت : ممتا گپتا

۸-۱۵ وگیان آلوک

۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

۱۰-۰۰ پرکاش وڈھیرہ : بانسری

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

وشنو پرسنا اور ساتھی : شہنائی

۷-۵۰ سنگم : گجراتی

۹-۱۰ لوک مادھوری : میتھلی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲

چندر منی چودھری : غزلیں

۳-۳۰ پدما سرینواسن : گائن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵

محمد یعقوب : غزلیں

۹-۳۰ یووا وانی سے انتخاب

جمعرات ۱۰ ستمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، ۱۱-۳۰، رات ۹-۰۰

اوما شنکر مشرا : ستار

۱۰-۳۵ فردوس احمد خاں : سرود

۱۱-۰۲ عثمان خاں : گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی : کنکنی لوک گیت

۵-۰۶ سنسکرت پاٹھ

۵-۳۰ بال کاریہ کرم

رات

۸-۱۶ ہندی تقریر

۸-۳۰ سندھیکا

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : فیچر

۱۰-۱۵ وی جی جوگ : وائلن

۱۰-۳۰ وی گانیتری : گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

عثمان خاں : گائن

۷-۵۰ سنگم : مراٹھی گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری : برج لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲

دیوداس گنگولی

رابندر سنگیت، بنگلہ ادھنک

۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

وی گانیتری : گائن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵

دینا ناتھ

گیت، بھجن اور ملتانی کافی

۹-۳۰ انگریزی تقریر

جمعہ ۱۱ ستمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ سلوچنا برہسپتی : گائن

۱۰-۳۵ سنگھ بندھو : گائن

۱۱-۰۲ اوم پرکاش چاننہ : ستار

۱۱-۳۰، رات ۹-۰۰

سلوچنا برہسپتی : گائن

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت
۵-۳۰ سبھدرا سنگیت
۵-۴۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ گاندھی چرچا
۸-۱۵ اولوکن
۸-۳۰ سندرسمیکشا
۹-۳۰ 'گرتا تمدن' ناٹک
تحریر و ہدایت، الیف سی ماتھر
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
کے بھین، وینا
دہلی 'بے'

صبح

۷-۳۲ سنگیت سوربھی
اوم پرکاش چانند، ستار
۷-۵۰ سنگم، تامل گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
ہرمیندر سجروال، گیت
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
کے بھین، وینا

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
انجلی بنرجی، غزلیں
۹-۳۰ انگریزی پروگرام

ہفتہ ۱۲ ستمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ہیمندر شرما، گائن
۱۰-۳۵ سمر کنادھر چودھری
وائلن وادن
۱۱-۰۲ سدلشوری دیوی، ٹھمری، دادرا
۱۱-۳۰ مختار احمد، سرود

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت
۵-۳۰، رات ۹-۰۰
ہیمندر شرما، گائن

رات

۸-۰۰ سواستھ رکشا
۸-۱۵ آج کے اتھق

۸-۳۰ سبھدرا سنگیت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی
راس بہاری دتہ، ستار
دہلی 'بے'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم
ملیالم گیت
۹-۱۵ لوک مادھوری
کشمیری لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
مینا کشی پانڈے، گیت، بھجن
۳-۳۰ وجے شری منور کر، گائن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
مندسپال، گیت، بھجن، غزلیں
۹-۳۰ اورگیسٹ ٹو نائٹ

اتوار ۱۳ ستمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ اوم پرکاش، دلربا
۹-۰۰ بال کاریہ کرم
۱۰-۰۰ مادھوری مٹو، گائن
۱۱-۰۲ یووا وانی سے
۱۱-۳۰ کرناٹک سنگیت
سیتا سندلیس، گائن

دوپہر

۱۲-۱۵ 'لائق بیٹا' مختصر ناٹک
تحریر: روپا پشنکر
ہدایت، ممتا گپتا
۲-۳۰ 'گرتا تمدن'
تحریر و ہدایت: الیف سی ماتھر
۵-۳۰ سنسکرت پاٹھ
۵-۳۵ کرناٹک سنگیت
سیتا سندلیس، گائن

رات

۸-۰۰ راشٹر سنگیت
۸-۱۵ ساہتیکی
(کلاسیکی ادب)
۹-۰۰ رادھے شیام
طبلہ وادن
۹-۳۰ سنگیت پتریکا
۱۰-۰۰ چین، منتخب پروگرام

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
اشیش خاں، سرود
۷-۵۰ سنگم، اڑیہ گیت
۹-۱۵ اپنی نگری

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
اوما کانت، گٹار پر دھن
۳-۳۰ اوم پرکاش، دلربا

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
پرسار گیت
۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۱۴ ستمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ علاؤالدین خاں، سرود
۱۰-۳۵، رات ۸-۱۵
پربھا دیوی، گائن
۱۱-۰۲ ستیہ دیو پنوار، وائلن
۱۱-۳۰ بھیم سین جوشی، گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
تیلگو لوک گیت
۱۲-۳۰ 'انتراِل'
رام دنکر سنگھ کی کہانی کا ریڈیو عکس
ترتیب، رادھے شیام اپادھیائے
۵-۳۰ رات ۹-۰۰
یعقوب علی خاں، سرود

رات

۸-۰۰ سواستھ رکشا
۸-۳۳ سندرسمیکشا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، ہندی تقریر
۱۰-۰۰ حفیظ احمد خاں، گائن
دہلی 'بے'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
ستیہ دیو پنوار: وائلن
۷-۵۰ سنگم: سندھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری،
بھوجپوری لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲ دیپک راہل، غزلیں

۳-۳۰ پریما دیوی، گائن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
آسا سنگھ مستانہ، شبد، پنجابی گیت
۹-۳۰ انگریزی تقریر

منگل ۱۵ ستمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ راجندر پرسنا
بانسری وادن
۱۰-۳۵ لکشمن پرشاد چوبے، گائن
۱۱-۰۲ دنیش کمار پربھاکر، وائلن
۱۱-۳۰ ٹھمری، دادرا

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
اڑیہ لوک گیت
۵-۰۵ گیان وگیان
۵-۳۰، رات ۹-۰۰
راجندر پرسنا، بانسری وادن

رات

۸-۰۰ ادیوگ منڈل
۸-۱۵ ہندی تقریر
۸-۳۰ رام جی لال شرما، پکھاوج
۹-۳۰ 'جیب کترا' ناٹک
تحریر، سعادت حسن منٹو
ہدایت: دینا ناتھ
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
گوپا سانیال، گائن
دہلی 'بے'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
دنیش کمار پربھاکر، وائلن
۷-۵۰ سنگم
بنگلہ گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
مہتاب احمد خاں، غزلیں
۳-۳۰ لکشمن پرساد چوبے، دھرپد

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
ہریش بھاردواج، گیت، بھجن
نیشنل پروگرام، تقریر

لکھنؤ

لکھنؤ الف [illegible] میٹر، کلوہرٹز   لکھنؤ ب [illegible] میٹر، کلوہرٹز

خبریں

ہندی انگریزی : ۰۰-۷ بجے (عالمی خبریں)
ہندی : صبح ۰۰-۸ بجے، دوپہر ۰۰-۱ اور ۱۰-۲ بجے شام ۵۰-۹، شب ۴۵-۸ اور ۰۰-۱۱ بجے
انگریزی : صبح ۱۵-۸، دوپہر ۰۰-۱ شب ۰۰-۹ اور ۰۰-۱۱ بجے
سنسکرت : صبح ۰۰-۷ بجے اور شام ۱۰-۶ بجے
اردو : صبح ۵۰-۸ اور شب ۱۵-۹ بجے
نیوز لیٹر : ہندی : صبح ۰۰-۹ بجے   ضلع کی چٹھی : صبح ۰۵-۹ بجے
اردو میں علاقائی خبریں، دوپہر ۳۵-۲ بجے   پرادیشک سماچار : شام ۳۰-۷ بجے

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۵۵-۵ وندے ماترم / منگل دھونی
۰۵-۶ کرشی چرچا اور موسم کا حال
۲۰-۶ آرادھنا
۳۵-۶ گاندھی چرچا (جمعہ)
۵۰-۶ وچار وندو (جمعہ کے علاوہ)
۵۵-۶ آج کا کاریہ کرم اور موسم کا حال
۰۵-۷ بانسری گان
۱۵-۷ آپ کے آس پاس، پیر (اتوار)
۳۰-۷ سنسکرت شکشا : (پیر، جمعرات)
تگرشٹ (منگل، جمعہ، ہفتہ)
۲۰-۸ لوک گیت
۳۰-۸ اردو پروگرام
۱۰-۹ اِس ماٹی کے گیت (اتوار)
۱۵-۹ پتر کے لئے دھنی وار (اتوار)
۲۰-۹ چنگھڑیاں (اتوار)
۴۵-۹ بال سنگم (اتوار)
۳۰-۱۰ رویوار سنگیت سبھا (اتوار)
۳۰-۱۱ اختتام

دوپہر
۰۰-۱۲ بارہ دری (اتوار)
۱۰-۱۲ بیمار نسیوں کے لئے (اتوار کے علاوہ)
۳۰-۱۲ کاریہ کرم بچوں کے لئے (اتوار)
سلے جلے گھسنے (پیر)
سب رسی (جمعہ)
چٹر پٹ سے (جمعرات، بدھ)
۱۰-۱ آج اتوار ہے (اتوار)
گھر آنگن (پیر اور جمعرات)
گرہ لکشمی (منگل یا جمعہ)
راگ رنگ (ہفتہ)
۲۵-۱ لوک گیت (اتوار)
۴۰-۱ جوانوں کے لیے
۲۰-۲ وگیان اور کسان
۳۵-۲ موسم کا حال اور اختتام

شام
۰۰-۵ پرواوانی ۲۰-۵ لوک گیت
۴۰-۵ مقامی اطلاعات اور موسم کا حال
۰۰-۶ گم شدہ افراد سے متعلق اطلاعات
۱۵-۶ شہری ریڈیو گوشٹی (اتوار)
مرد منڈل (اتوار کے علاوہ)
۴۵-۶ آج اور کل کے کاریہ کرم
۵۰-۶ کسانوں کے لیے
(منگل، جمعہ کے علاوہ)
دیہاتی ریڈیو گوشٹی (منگل اور جمعہ)
۳۰-۷ دیش گان
۴۵-۷ لوک گیت، اتوار، منگل، جمعرات، ہفتہ
روبندر سنگیت (پیر)
آؤ بچو! (جمعہ)
بال گوپال (جمعہ)

شب
۰۰-۸ ہندی تقریر (اتوار سے جمعہ تک)
۳۰-۹ انگریزی تقریر (اتوار، جمعہ)
۴۵-۹ بھارت بھارتی (منگل)
۵۰-۹ گیت سنگیت (اتوار)
پریوار کلیان پرشنوتری (جمعہ)
۰۰-۱۰ ساہتیکی (پہلے اور تیسرے پیر کو)
۱۰-۱۱ موسم کا حال اور اختتام

لکھنؤ ب

صبح
۵۵-۵ لکھنؤ 'الف' کے مطابق
۴۵-۷ اختتام
۰۰-۸ لکھنؤ 'الف' کے مطابق
۳۰-۹ اختتام
۴۵-۹ لکھنؤ 'الف' کے مطابق (اتوار)

دوپہر
۰۰-۱۲ لکھنؤ 'الف' کے مطابق
۴۵-۲ اختتام

شام
۰۰-۵ لکھنؤ 'الف' کے مطابق
۴۵-۵ اترانچل پروگرام
(لکھنؤ اور نجیب آباد)
۴۵-۹ لکھنؤ 'الف' کے مطابق

شب
۱۰-۱۱ اختتام

منگل یکم ستمبر

صبح
۴۵-۷، دوپہر ۰۰-۱۲، شام ۰۰-۵
ریتا گنگولی، گیت، بھجن، دیش گان
۳۰-۸ اردو پروگرام
۱۰-۹ وگیان چرچا

شام
۰۰-۸ سنسکرت پروگرام
۴۵-۵، ۱۵-۸
شانتا دیال، گیت، بھجن، غزلیں
۰۰-۸ سنسکرت پروگرام
۰۰-۱۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲ ستمبر

صبح
۴۵-۷ سازِ غزل
غزلوں کا خصوصی پروگرام
۳۰-۸ اردو پروگرام
۱۰-۹ وگیان چرچا

دوپہر
۰۰-۱۲ سنسکرت گیتم

شام
۴۵-۵، ۱۵-۸
شیلی رائے، گیت اور بھجن
۳۰-۹ 'لوورڈس بیلنسڈ اکنامک گروتھ
اینڈ سوشل جسٹس'،
انگریزی مباحثہ
۵۰-۹ پریوار کلیان پرشنوتری
۰۰-۱۰ 'سطحیں اور تہیں'، ڈرامہ
تحریر : سوریہ بالا

جمعرات ۳ ستمبر

صبح
۴۵-۷ اجیت کور، شبد

شام
۴۵-۵، ۱۵-۸
انجلی بھٹاچاریہ، گیت اور بھجن
۳۰-۷ یوواوانی
۳۰-۹ نیشنل پروگرام، علاقائی موسیقی

جمعہ ۴ ستمبر

صبح
۳۰-۷ سورویلا، ہندی نظم خوانی
۴۵-۷، دوپہر ۱۲، شام ۴۵-۵
سجاتا چکرورتی، گیت، بھجن
۳۰-۸ اردو پروگرام

شام
۰۰-۵، ۱۵-۸
اوشا بخشی، دیش گان اور غزلیں
۳۰-۹ 'ویدک ہنسا ہنسا نہ بھوتی'
ڈرامہ
تحریر : بھارتیندو ہریش چندر
ترجمہ : کے این پانڈے

ہفتہ ۵ ستمبر

صبح
۴۵-۷، دوپہر ۱۲، شام ۴۵-۶
دیپ شری موہن
گیت، بھجن، غزلیں

رات
۰۰-۸ وکاس یاترا
۳۰-۹ نیشنل پروگرام، موسیقی

اتوار ۶ ستمبر

صبح
۴۵-۷، شام ۴۵-۷
منوہر سروپ : بھجن، گیت
۳۰-۸ اردو پروگرام
۳۰-۱۰ رویوار سنگیت سبھا

دوپہر
۰۰-۱۲ بارہ دری
۱۰-۱ آج اتوار ہے
'علاج ہر مرض کا'، جھلکی
تحریر : راجندر تیواری

رات
۰۰-۸ پستک سمیکشا
جنارون داس
۱۵-۸ پرادیشک سماچار درشن
۳۰-۹ 'بزنس آف اے ریسپانسبل سٹیزن'
انگریزی تقریر
۰۰-۱۰ اروند پارکھ : ستار وادن
۳۰-۱۰ راجن مشرا، ساجن مشرا
خیال جگلبندی

پیر ۷ ستمبر

صبح
۴۵-۷، دوپہر ۰۰-۱۲
نیل سریواستو، گیت اور بھجن
۱۰-۸ اردو پروگرام
'انصاف کا حصول اور اخراجات'
مباحثہ
۱۰-۹، رات ۳۰-۸، ۳۰-۱۰
گوپال چندر نندی، وائلن
روی ناتھ مشر، طبلہ پر سنگت

شام
۴۵-۵، ۱۵-۸
سپرو شکلا، دیش گان، گیت، بھجن
۴۵-۵ رویندر سنگیت
۰۰-۱۰ ساہتیکی
'سفیدی' کہانی از ٹھاکر پرساد سنگھ
'[illegible] کا ویہ رچنا کے دھراتل'
ڈاکٹر ریتا سنگھ

منگل ۸ ستمبر

صبح
۴۵-۷، شام ۴۵-۷
کے کے کپور، بھجن، گیت، غزل
۳۰-۸ اردو پروگرام : میگزین، نظم
'میرا بھی زمانہ تھا' ڈیوڑھی آغا میر
بات چیت، ڈاکٹر ولی الحق انصاری
رنگِ تغزل
۱۰-۹ وگیان چرچا

رات
۰۰-۸ سنسکرت پروگرام

رامپور

۳۳۶٫۷۰ میٹر (۸۹۱ کلوہرٹز)

خبریں

انگریزی میں صبح ۷ بجے (دہلی سے) — ہندی میں خبریں صبح [illegible] — شام ۵-۰۰ رات ۸-۴۵

[illegible] صبح ۹-۰۰ — ضلع کی خبریں صبح ۹-۰۰ — پارلیمنٹ [illegible] : شام [illegible]

انگریزی میں [illegible] صبح [illegible] — اردو میں خبریں [illegible]

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۵-۵۵ [illegible] منگل دھنی
۶-۰۰ [illegible]
۶-۲۵ [illegible]
۶-۴۵ [illegible]
۶-۵۰ آج کا کاریہ کرم
۶-۵۵ آج کا چنتن
۷-۴۵ سگم سنگیت
۸-۰۰ لوک گیت
۸-۲۰ بال جگت (اتوار)

دوپہر
۱۲-۲۰ چتر پٹ سنگیت
۱۲-۴۵ آپ کی پسند (اتوار)
[illegible]

۱-۰۰ سوچنائیں، کاریہ کرم وورن
۱-۰۵ گاؤں اور کسان
۱-۲۰ گرامین مہیلاؤں کے لیے (اتوار)

شام
۶-۰۰ [illegible] سوچنائیں اور کاریہ کرم
۶-۰۵ [illegible]
کلاسیکل میوزک
۷-۰۵ کرشی جگت
۷-۳۰ گرامین جگت (روزانہ)
۹-۰۰ پریوار کلیان پرشنوتری (اتوار)
اردو پروگرام (بدھ)
سواستھ سندیش
یوریکا پروگرام (منگل)

انگریزی تقریر (بدھ)
۸-۳۳ [illegible]
[illegible] نیشنل پروگرام
انگریزی تقریر [illegible] نیشنل پروگرام
راونگ سنگیت (بدھ)
[illegible] سگم سنگیت کا نیشنل پروگرام
[illegible]
[illegible] نیشنل پروگرام [illegible]
کلاسیکل [illegible] نیشنل پروگرام (جمعہ)
۹-۴۵ آپ کی پسند [illegible]
وائلن کلاسیکل میوزک کے [illegible]
کا پروگرام (منگل)

منگل یکم ستمبر

صبح
۷-۴۵ سمن دیو گن : بھجن، گیت، غزل
۸-۲۰ لوک گیت

دوپہر
۱-۱۰ دھرتی گاتی ہے
لوک گیتوں کا فرمائشی پروگرام
۱-۴۰ دت راؤ دیش پانڈے : گائن

شام
۷-۰۰ کرشی جگت
خطوں کے جواب، بھینٹ وارتا
۷-۴۵ سواستھ سندیش
میگزین پروگرام
۸-۲۰ وادیہ ورند

بدھ ۲ ستمبر

صبح
۷-۴۵، رات ۸-۰۰
محمد یعقوب : غزلیں
۸-۲۰ لوک گیت

دوپہر
۱-۱۰ گرامین مہیلاؤں کیلئے
(۱) مہیلاؤں کیلئے پرشکشن، بات چیت
(۲) بھینٹ وارتا
(۳) 'آئیے گھر میں اچار ڈالیں' تقریر
۱-۴۰ پنڈت روی شنکر، یہودی مینوہن
ستار اور وائلن

شام
۷-۰۰ کرشی جگت
۷-۴۵ 'کنسٹر آف مین اسٹریم آف سیکولر انڈیا'
انگریزی میں مذاکرہ
۸-۱۵ وی جی جوگ اور ہری پرساد چورسیا
وائلن، بانسری جگلبندی

جمعرات ۳ ستمبر

صبح
۷-۱۵ ساہتیہ سدھا۔ سنسکرت پروگرام
سوادھارن تقریر
۸-۲۰ لوک گیت
۱-۱۰ گنگا
۱-۴۰، رات ۸-۱۵
مہندر سنگھ : ٹھمری

شام
۷-۰۰ کرشی جگت : بھینٹ وارتا
۸-۰۰ شیلا گلوادی : سگم سنگیت

جمعہ ۴ ستمبر

صبح ۷-۲۰ کاویہ سوربھ ، وپن سنہا

۸-۳۰ پشپا پاگدھرے : غزلیں
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۹ ستمبر

صبح
۷-۴۵ ساز غزل
غزلوں کا خصوصی پروگرام
۸-۳۰ اردو پروگرام
'جگر مرادآبادی' حیات اور شاعری
پیش کش ڈاکٹر آفتاب اختر
۹-۱۰، دوپہر ۱-۱۰، رات ۱۰-۳۰
گنیش پرشاد مشر : خیال
آفاق حسین ، طبلہ پر سنگت

دوپہر
۱۲-۰۰ سنسکرت گیتم

شام
۵-۰۰، ۵-۴۵، ۸-۱۵
لکشمی بائی راٹھور :
دیش گان، گیت، بھجن، غزل
۸-۴۲ سندھیا مکرجی : ٹھمری
۹-۲۳ 'انڈسٹریلیس اینڈ دی سوسائیٹی'
انگریزی مباحثہ
۹-۵۰ پریوار کلیان پرشنوتری
۱۰-۰۰ سلسلہ وار ناٹک

جمعرات ۱۰ ستمبر

صبح
۷-۴۵، ۸-۱۵
روپ شکلا : غزلیں
۸-۳۰ اردو پروگرام
'ریاست کے آدی واسی'
تمثیلی فیچر
۹-۱۰، رات ۱۰-۳۰
اشوک گوسوامی : وائلن

شام
۵-۰۰، ۵-۴۵ رینا بنرجی
دیش گان، گیت اور بھجن
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ناٹک

جمعہ ۱۱ ستمبر

صبح
۷-۰۰ سورویلا ، ہندی نظم خوانی
۷-۴۵، شام ۵-۴۵، ۸-۱۵
انعام اللہ ساقی، نعتیں، غزلیں
۸-۳۰ اردو پروگرام : میگزین
(۱) ماضی اور حال کے آئینے میں لکھیم پور
(۲) کلام شاعر
(۳) رنگ تغزل
۹-۱۰، رات ۱۰-۳۰ دھرم پال بڑنگا
دھرپد، دھمار

دوپہر
۱۲-۰۰ سپرتی گھوش : بھجن

رات
۸-۲۰ راجندر سنگھ : وائلن وادن
۹-۲۳ 'اپنی دیوی' ڈرامہ
تحریر : اپیندر ناتھ اشک

ہفتہ ۱۲ ستمبر

صبح
۷-۴۵، شام ۵-۴۵
بہا کھرے : بھجن، گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام : بچوں کیلئے
'اخبار کی کہانی' فیچر از شوکت عمر
۹-۱۰ ہری پرساد چورسیہ : بانسری پر [illegible]

دوپہر
۱۲-۰۰، شام ۵-۰۰ موہن سنگھ
دیش گان، گیت اور بھجن
۱-۱۰ نشاط حسین خاں : خیال

رات
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ۱۳ ستمبر

صبح
۷-۴۵، شام ۵-۴۵
نوشے علی وارثی : نعت، غزلیں
۸-۳۰ اردو پروگرام
ہمارے مزاح نگار 'راجہ مہندی علیخاں'
فیچر
۱۰-۳۰ سچار یوارکی

دوپہر
۱-۱۰ آج اتوار ہے
'وہ گئی، جھلکی'
تحریر : نند کمار اپرتی

رات
۹-۳۰ 'پاپولیشن اینڈ ڈولپمنٹ :
دی ڈائنمک ایکویلیبریم'
انگریزی مباحثہ
۱۰-۰۰ سمن مانکر : خیال
۱۰-۳۰ رسک بہاری لال : سرود وادن

(باقی ص ۴۵ پر)

۷-۴۵ درپن
پریوار کلیان پروگرام
۸-۳۰ اردو پروگرام
'کہتے ہیں جکو عشق خلل ہے دماغ کا'
زبیر گستاخ
کلام شاعر : افسر امروہوی

دوپہر
۱-۱۰ نعت اور قوالی
۱-۴۰ ، رات ۸-۱۵
شاستریہ سنگیت

شام
۷-۰۰ کرشی جگت
بھینٹ وارتا ، خطوں کے جواب
۸-۰۰ سگم سنگیت

ہفتہ ۵ ستمبر

صبح
۷-۴۵ محمد رفیع ، مکیش
سگم سنگیت
۸-۲۰ لوک گیت

شام
۷-۰۰ کرشی جگت ، بھینٹ وارتا
۷-۴۵ 'اگر کبھی فرصت ملے' تقریر
۸-۰۰ اوشا ٹنڈن ، سگم سنگیت
۸-۱۵ کمار مکرجی ، گائن

اتوار ۶ ستمبر

صبح
۷-۳۰ آج اتوار ہے
۸-۲۰ لوک سنگیت
۹-۱۰ بال جگت
۱۲-۳۰ آپ کے لیئے - جھلکی
۲-۳۵ پریوار جگت
'اپنی آمدنی کیسے بڑھائیں' تقریر
کچھ ضروری باتیں

شام
۷-۰۰ کرشی جگت
خطوں کے جواب ، بھینٹ وارتا
۸-۰۰ جوتے بار
جمیل احمد ، غزلیں
۹-۳۰ تصور میاں اور ساتھی : چہار بیت

پیر ۷ ستمبر

صبح
۷-۴۵ رونا لیلیٰ ، سگم سنگیت

۸-۲۰ لوک گیت

دوپہر
۱-۱۰ مہیلا جگت
(۱) خطوں کے جواب
(۲) 'خدا بچائے بن بلائے مہمانوں سے'
مزاحیہ تقریر
(۳) کہانی
(۴) گیت اور بھجن
۱-۴۰ ، رات ۸-۱۵
علاؤالدین خاں : سرود وادن

شام
۷-۰۰ کرشی جگت ، بھینٹ وارتا
۷-۴۵ اردو پروگرام
'دیہی ترقی اور تعلیم یافتہ نوجوان'
مباحثہ - شرکاء
ناظم علی خاں ، الیس پی ماتھر
اور حامد رضا خاں
پیشکش ، شرافت یار خاں
۸-۰۰ انوپ جلوٹا ، غزلیں

منگل ۸ ستمبر

صبح
۷-۴۵ طلعت محمود : سگم سنگیت
۸-۲۰ کرشن آریہ اور سکھیاں
روہیل کھنڈ کے لوک گیت

دوپہر
۱-۱۰ پٹھان راگ
چہار بیت کا فرمائشی پروگرام
۱-۴۰ پنڈت جسراج ، گائن

شام
۷-۰۰ کرشی جگت
خطوں کے جواب ، بھینٹ وارتا

بدھ ۹ ستمبر

صبح
۷-۴۵ منی بیگم ، غزلیں
۸-۲۰ لوک گیت

دوپہر
۱-۱۰ گرامین مہلاؤں کیلئے
'عورتیں فضول خرچی سے بچیں' گفتگو
بھینٹ وارتا
۱-۴۰ ، رات ۸-۱۵
اروند پاریکھ ، ستار وادن

شام
۷-۰۰ کرشی جگت ، بھینٹ وارتا

۷-۴۵ اپنے لکھا ہے
۸-۰۰ بیگم اختر : غزلیں

جمعرات ۱۰ ستمبر

صبح
۷-۴۵ ساہتیہ سدھا
سنسکرت پروگرام
۸-۲۰ لوک گیت

دوپہر
۱-۴۰ ، رات ۸-۱۵
پروین سلطانہ ، گائن

شام
۷-۰۰ کرشی جگت ، بھینٹ وارتا
۸-۰۰ پنکج ملک ، گیت

جمعہ ۱۱ ستمبر

صبح
۷-۳۰ کاویہ سوربھ
روی سارسوت اور راکیش کمل
۸-۲۰ لوک گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
'اس شہر سے میرا رشتہ' تقریر
'مزاحیہ خاکہ'
تحریر و پیشکش : زبیر رضوی

دوپہر
۱-۴۰ عبدالحلیم جعفر خاں : ستار وادن

شام
۷-۰۰ کرشی جگت
خطوں کے جواب
۸-۰۰ مہندر پال اور رماسین
گیت اور بھجن
۸-۱۵ امجد علی خاں ، سرود وادن

ہفتہ ۱۲ ستمبر

صبح
۷-۴۵ ، رات ۸-۰۰
غلام علی ، غزلیں

۸-۲۰ لوک گیت

شام
۷-۰۰ کرشی جگت : بھینٹ وارتا
۷-۴۵ نئے پرکاشن
کتابوں پر تبصرہ
۸-۱۵ روشن آرا بیگم ، شاستریہ سنگیت

اتوار ۱۳ ستمبر

صبح
۸-۲۰ لوک گیت

دوپہر
۲-۳۵ پریوار جگت
مباحثہ - شرکاء
اختر علی اور ڈاکٹر انند گپتا

شام
۷-۰۰ کرشی جگت
خطوں کے جواب ، بھینٹ وارتا
۸-۰۰ جوتے بار
مدن موہن گوسوامی ، غزلیں
۹-۳۰ محمد احمد خاں اور ساتھی
چہار بیت

پیر ۱۴ ستمبر

صبح
۷-۴۵ ، رات ۸-۰۰
آشا بھونسلے ، سگم سنگیت
۸-۲۰ لوک گیت

دوپہر
۱-۱۰ مہیلا جگت
(۱) آمنے سامنے ، سمیا اور سمادھان
(۲) تقریر
(۳) گیت اور بھجن
۱-۴۰ ، رات ۸-۱۵
نکھل بنرجی ، ستار وادن
۷-۴۵ اردو پروگرام
'رام پور کی چھوٹی صنعتیں' فیچر
تحریر و پیشکش ، شرافت یار خاں
: رام کمار سکینہ

منگل ۱۵ ستمبر

صبح
۷-۴۵ حسن کلیانپور ، سگم سنگیت
۸-۲۰ کماری رینو نیگی ، کمایونی لوک گیت

دوپہر
۱-۱۰ دھرتی گاتی ہے
لوک گیتوں کا فرمائشی پروگرام
۱-۴۰ لکشمی شنکر ، نرملا دیوی ، ٹھمری

شام
۷-۰۰ کرشی جگت
خطوں کے جواب ، بھینٹ وارتا

الہ آباد

الہ آباد الف ۲۹۲٫۴ میٹر ۱۰۲۶ کلوھرٹز
الہ آباد ب ۲۰۲٫۰ میٹر ۱۴۸۵ کلوھرٹز

منگل یکم ستمبر

صبح
۷-۴۵ ، دوپہر ۱-۱۰ ، رات ۹-۴۵
پربھ بکرجی ، سگم سنگیت
۸-۲۰ ، ۹-۱۰ ، رات ۸-۲۰
خادم علی اور ساتھی : شہنائی
دوپہر پنگھٹ
دیہی خواتین کیلئے
شام
۵-۱۵ بال گوپال
۸-۰۰ سنسکرت پروگرام
۱۰-۰۰ نوجوانوں کی سنگیت سبھا

بدھ ۲ ستمبر

صبح
۹-۱۰ ، دوپہر ۱-۲۰ ، رات ۸-۱۵
نیلا کار دال ، ٹھمری ، دادرا
شام
۵-۱۵ آؤ بچو! ، ننھے منّوں کیلئے
۹-۵۰ پریوار کلیان پرشنوتری
۱۰-۰۰ ناٹک

جمعرات ۳ ستمبر

صبح
۷-۴۵ شکیل احمد ، سگم سنگیت
۸-۲۰ ، ۹-۱۰ ، دوپہر ۱-۲۰
منوپم چکرورتی ، گٹار
رات
۸-۰۰ سور ویلا ، کاویہ پاٹھ
نرلیش مہتہ ، پرتاپ وریالنکر
۹-۱۲ بھارتیندو جینتی
'اندھیر نگری' ناٹک
تحریر ، ہریش چندر

جمعہ ۴ ستمبر

صبح
۶-۴۵ گاندھی چرچا
۷-۳۰ ، ۹-۱۰ ، رات ۸-۴۵
گوپال گووند جھا : خیال
دوپہر
۱-۲۰ فلم سنگیت
رات
۸-۰۰ کھیل جگت

ہفتہ ۵ ستمبر

صبح
۷-۴۵ ، دوپہر ۱-۱۰
راناشنکر سریواستو ، سگم سنگیت
۸-۲۰ ، ۹-۱۰ ، دوپہر ۱۲-۴۵ ، رات ۸-۱۵
پریم جین ، گٹار
دوپہر
۱-۲۵ ملے جلے گانے
رات
۸-۰۰ 'ادھیایک دوس'
ریاست کے وزیر تعلیم سے گفتگو
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ۶ ستمبر

صبح
۷-۳۰ آپ کے آس پاس ، فیچر
۹-۱۵ بچّوں کیلئے دھنیہ واد
۹-۳۰ بال سنگھ
۱۰-۱۵ ترنگ
۱۰-۴۵ کشوری الکار ، خیال
روی شنکر اور علی اکبر خاں
ستار ، سرود جگل بندی
کمار گندھرو : خیال
۱۱-۴۵ پریکرما
دوپہر
۱۲-۰۰ فرمائشی فلمی نغمے
۱۲-۳۰ گھر پریوار
۱-۱۰ آج اتوار ہے
'علاج ہر مرض کا' جھلکی
پیشکش ، راجندر تیواری
رات
۸-۰۰ پنچ رنگ
۹-۴۵ اپہار

پیر ۷ ستمبر

صبح
۸-۲۰ ، ۹-۱۰ ، دوپہر ۱-۲۰ ، رات ۹-۴۵
منجو سندرم ، ٹھمری ، دادرا
ماٹھو مشرا : طبلہ پرسنگت
دوپہر
۱۲-۳۰ گرہ لکشمی
رات
۸-۰۰ 'کیا ہمارے گاؤں اپنا پن کھو رہا ہیں'
مباحثہ ، شرکا ، مارکنڈے
ڈاکٹر ودیکی رائے ، اجیت شکل
۱۰-۰۰ ریڈیو پتریکا : ادبی

منگل ۸ ستمبر

صبح
۷-۴۵ ، دوپہر ۱-۱۰
کلپنا بنرجی ، سگم سنگیت
۸-۲۰ ، ۹-۱۰ ، رات ۸-۲۰
راجیش چندر مترا ، سرود
دوپہر
۱۲-۳۰ پنگھٹ
رات
۸-۰۰ سنسکرت پروگرام
۱۰-۰۰ نوجوانوں کی سنگیت سبھا

بدھ ۹ ستمبر

صبح
۹-۱۰ ، دوپہر ۱-۲۰ ، رات ۸-۱۵
پشوپتی ناتھ مشرا ، خیال
شام
۵-۱۵ آؤ بچو! ننھے منّوں کیلئے
۸-۰۰ سماجک پرسنگ
۹-۵۰ پریوار کلیان پرشنوتری
۱۰-۰۰ سلسلہ وار ناٹک
۱۰-۳۰ گوپال چندر نندی ، وائلن

جمعرات ۱۰ ستمبر

صبح
۷-۴۵ ، دوپہر ۱-۱۰
شاردا ویلانکر ، سگم سنگیت
۸-۲۰ ، ۹-۱۰ ، دوپہر ۱-۲۰
ایس آر ماؤلنکر ، ستار
رات
۸-۰۰ پستک سمیکشا
از ڈاکٹر رگھو ونش

جمعہ ۱۱ ستمبر

صبح
۶-۳۵ گاندھی چرچا
گاندھی درشن پر ونوبا بھاوے کے وچار
۷-۳۰ ، ۹-۱۰ ، رات ۱۰-۳۰
بلونت رائے بھٹ : خیال
دوپہر
۱-۲۰ فلم سنگیت
رات
۸-۰۰ 'گاؤں کی باتیں گاؤں کے لوگ'
بے زمین کسانوں کے مسائل سے
متعلق انٹرویو

ہفتہ ۱۲ ستمبر

صبح
۷-۴۵ ، دوپہر ۱-۱۰
گوپال مشر ، سگم سنگیت
۸-۲۰ ، ۹-۱۰ ، دوپہر ۱۲-۴۵ ، رات ۸-۱۵
کنہیا لال اور ساتھی ، شہنائی
دوپہر
۱-۱۰ ملے جلے گانے
رات
۸-۰۰ وگیان کی
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی

اتوار ۱۳ ستمبر

صبح
۷-۳۰ آپ کے آس پاس ، فیچر
۹-۱۵ بچّوں کیلئے دھنیہ واد
۹-۳۰ بال سنگھ
۱۰-۱۵ ترنگ
۱۰-۴۵ نیاز احمد ، فیاض احمد : خیال
نکھل بنرجی : ستار
مانک ورما : خیال اور ٹھمری
دوپہر
۱۱-۴۵ پریکرما
۱۲-۰۰ فرمائشی فلمی گانے

۱-۱۰ آج اتوار ہے
'وہ گئی'، جھلکی
تحریر، نند کمار اپیتی

رات

۸-۰۰ پنج رنگ
۹-۴۵ اپہار

پیر ۱۴ ستمبر

صبح

۸-۲۰ ، ۹-۱۰۰ ، دوپہر ۱-۲۰ ، رات ۱۰-۳۰
بسم اللہ خاں اور ساتھی
شہنائی وادن

دوپہر

۱۲-۳۰ گوہبہ لکشمی
دیہی خواتین کیلئے

رات

۸-۰۰ 'میل کے پتھر'، سلسلہ تقاریر
(۳) 'خلافت آندولن'
تحریر، محمد میاں فاروقی
۱۰-۰۰ 'میری ساہتیہ یاترا - ناٹیہ رچنا کے چھیتر میں'، ڈاکٹر رام کمار ورما کے ساتھ ونود رستوگی کا انٹرویو

منگل ۱۵ ستمبر

صبح

۷-۴۵ ، دوپہر ۱-۱۰
رشم ماتھر
سگم سنگیت

۸-۲۰ ، ۹-۱۰۰ ، رات ۸-۲۰
وی این سنگھ، خیال

دوپہر

۱۲-۳۰ پنگھٹ
دیہی خواتین کیلئے پروگرام
۱-۲۰ فلمی سنگیت

شام

۵-۱۵ بال سنگھ
دیہی بچوں کیلئے پروگرام

رات

۸-۰۰ سنسکرت پروگرام
۱۰-۰۰ نوجوانوں کی
سنگیت سبھا

خط و کتابت کرتے وقت اپنا پتہ صاف و خوشخط تحریر کیجئے

جالندھر چنڈی گڑھ

جالندھر "الف" ۴۴۳/۶ء۳ میٹر ۸۷۳ کلوہرٹز جالندھر "ب" ۴۲۷/۳ء۴ میٹر ۷۰۲ کلوہرٹز
چنڈی گڑھ ۲۰۹/۶ء۶ میٹر ۱۴۳۰ کلوہرٹز (شام ۶-۰۰ تا ۳۰ - ۶ بجے تک)

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح (جالندھر الف)
۵۵ وندے ماترم ، منگل دھونی
۶-۰۵ پرتیکا (پروگراموں کا خلاصہ)
۶-۱۰ آرادھنا ، بھگتی سنگیت
۶-۳۰ موسم اور کھیتی باڑی
۶-۴۵ آسا دی وار ، (اتوار)
۸-۴۰ آپ کے اُتر میں (اتوار)
سانجھیہ سدھا سنسکرت پروگرام (پیر) اخباراں دی رائے نگم
سماچار درپن (بدھ اور ہفتہ)
ترانے (جمعرات) تہا گرمی
چشمی لی (جمعہ)
۹-۱۵ بال جگت : بچوں کے لیے پروگرام (اتوار)

۹-۴۵ جانن ریشماں - ہفتہ وار زرعی میگزین پروگرام
۹-۳۰ اختتام (۱۵ - ۷ اتوار)

دوپہر

۱۲-۳۰ ناری سنسار ، (اتوار و جمعرات)
۱۲-۴۵ جھلمل جاگ (پیر اور جمعہ)
۱-۰۵ فوجی بھائیوں کے لیے
۲-۰۰ موسم اور اُنت کھیتی
۲-۳۰ لوک گیت ، (مختلف گلوکار)
۲-۴۵ دھیمی رفتار میں ہندی خبروں کا نشر

شام

۵-۰۵ بالواڑی ، دیہاتی بچوں کے لیے پروگرام (پیر) کا ہلکہ ڈھولن (بدھ)

بقیہ روز پنجابی گیت
۵-۳۰ گوروانی وچار (روزانہ)
۶-۰۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ
۶-۱۰ پرادیشک سماچار (پنجابی)
۶-۲۰ پرادیشک سماچار (ہندی)
۶-۳۰ دیہاتی پروگرام (روزانہ)
۹-۲۵ تبصرہ
(جالندھر ب)

شام

۶-۰۰ پوروانی
۷-۰۰ تا ۸-۰۰ دیس پنجاب ، پنجابی میں رنگ رنگ پروگرام

منگل یکم ستمبر

صبح جالندھر الف

۶-۴۵ شبد
۷-۰۵ امرت بودھ
۷-۱۵ شوبھا گورٹو ، غزلیں
۷-۳۰ ایم آر گوتم ، خیال جونپوری
۸-۲۰ کمل نس پال ، گیت
۸-۵۰ پنجابی گیت
۹-۱۵ چندر کانتا : کافیاں

دوپہر

۱۲-۰۰ پرچھائیاں (پرانی فلموں سے)
۲-۲۰ غزلیں

شام

۵-۱۵ سنت سنگھ بندرا ، لوک گیت
۸-۰۰ اردو تقریر
۸-۲۰ کویتا پاٹھ (ہندی)
ہرمندر سنگھ بیدی
۸-۳۰ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲ ستمبر

جالندھر الف

صبح

۶-۴۵ بھجن
۷-۲۵ چاندرانے ، غزلیں
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۳۰
لیش پال ، خیال بھٹیار/بہاگ
۸-۲۰ سیما شرما ، گیت
۸-۵۰ گوردیپ سنگھ ، لوک گیت
۹-۱۵ ، دوپہر ۱۲-۱۵
بھائی دلویندر سنگھ ، شبد

دوپہر

۱۲-۰۰ پنالال گھوش ، بانسری پر راگ پیلو
۲-۲۰ غزلیں

شام

۷-۴۵ قدم قدم پہ پڑا
۸-۰۰ پنجابی تقریر
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۳۰ آپکی فرمائش ، فلمی نغمے

جمعرات ۳ ستمبر

جالندھر الف

صبح

۶-۴۵ شبد
۷-۱۵ رام کشن چندلیری ، غزلیں
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
جگموہن سہگل ، ستار پر راگ دیسی/دیس
بھیم سین جوشی ، خیال بھٹیار/مارو بہاگ
۸-۲۰ ہربھجن سنگھ نابل اور ساتھی
لوک گیت
۸-۵۰ قوالی
۹-۱۵ ، دوپہر ۱۲-۱۵ ، شام ۷-۴۵
اجیت کور ، شبد/گیت اور غزل

دوپہر

۱۲-۰۰ بھیم سین جوشی ، خیال گوڑ سارنگ
۲-۲۰ غزلیں

شام

۵-۱۵ لوک گیت
ہری سنگھ رنگیلا اور بلدیو سنگھ شوقی
۷-۵۰ اجیت کور ، غزلیں
۸-۰۰ سرجنا ، پنجابی میں ادبی پروگرام
۸-۳۰ سگم سنگیت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، علاقائی سنگیت
منی پوری بھگتی سنگیت

جمعہ ۴ ستمبر

جالندھر الف

صبح

۶-۴۵ نعتیں
۷-۱۵ سری رام ، غزلیں
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۳۰
مقصود حسین خاں ، سارنگی پر
راگ للت/میاں کی ملہار
۸-۲۰ ، شام ۵-۰۵
گورچن سنگھ زمن ، شبد/گیت
۸-۵۰ برکت سدھو ، صوفیانہ کلام
۹-۱۵ ، ۱۲-۳۰
نشتر کھنہ ، بھجن/غزلیں

دوپہر

۱۲-۰۰ استاد بڑے غلام علی خاں
خیال شدھ سارنگ
بیگم اختر ، ٹھمری
۲-۲۰ غزلیں

شام

۵-۱۵ سدیش کپور ، لوک گیت
۷-۴۵ نرملا رون ، خیال پوریا دھناشری
۸-۰۰ بھارتیہ سنسکرتی کو دین 'گوا کی'
ہندی تقریر
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۳۰ ہندی ناٹک
۱۰-۱۵ برکت سدھو ، لوک گیت

ہفتہ ۵ ستمبر

جالندھر الف

صبح

۶-۴۵ شبد

۷-۱۵ نریندر گپتا : غزلیں

۷-۳۰ ، دوپہر ۱۲-۰۰

شری ونکٹیش : بانسری

راگ گجری توڑی / جھنجھوٹی

۸-۳۰ نریندر کور : گیت

۸-۵۰ پنجابی گیت

۹-۱۵ ، دوپہر ۱۲-۱۵ ، ۵-۰۵

پریم جگیاسو : بھجن / گیت ، غزل

دوپہر

۱۲-۳۰ لوک رنگ : لوک گیتوں کا پروگرام

۲-۳۰ غزلیں

شام

۵-۰۵ ہربھجن سنگھ رتن : لوک گیت

۷-۵۰ غزلیں

۸-۳۰ اساتذہ کیلئے

۸-۳۰ سگم سنگیت

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ۶ ستمبر

جالندھر الف

صبح

۶-۴۵ بھائی دویندر سنگھ راگی وساتھی

۷-۱۵ غزلیں

۷-۳۰ اے کانن : خیال اہیر بھیرو ، ٹھمری

۸-۳۰ مسیحی بھجن

۸-۵۰ ، ۵-۰۵

پنجابی گیت

۱۰-۱۵ 'آپ کی فرمائش' فلمی نغمے

دوپہر

۱۲-۰۰ امجد علی خاں : سرود پر راگ بھیم وتی

۱۲-۱۵ لکشمی بائی راٹھور : گیت

۲-۳۰ غزلیں

۵-۱۵ کرتار سنگھ چانن ڈھاڈی وساتھی

واراں

شام

۷-۴۵ جاگرت

پنجابی میں سلسلہ وار گھریلو فیچر

۸-۲۵ سگم سنگیت

۹-۳۰ کرنٹ افیرز

۱۰-۰۰ شبد گائن

۱۰-۳۰ استاد امیر علی خاں : خیال دیباری

پیر ۷ ستمبر

جالندھر الف

صبح

۶-۴۵ شبد

۷-۱۵ صلاح الدین احمد : غزلیں

۷-۳۰ لچھمن داس سندھو : ٹھمری ، دادرا

۸-۳۰ کرتار چند جوگی : لوک گیت

۸-۵۰ ، شام ۵-۰۷

سریندر کور : گیت / گیت اور کافی

۹-۱۵ ، ۱۲-۳۰

ودیا ساگر راماپال : بھجن / گیت اور غزل

دوپہر

۱۲-۰۰ تمہاری پسند

فرمائشی پنجابی گیت

۲-۳۰ غزلیں

رات

۸-۰۰ 'سماجک رودھیاں اور سنت ساہتیہ

'سنت لکا نام' ہندی تقریر

۸-۲۵ سگم سنگیت

۹-۳۰ پنجابی ناٹک

۱۰-۱۵ چندر کانتا کپور : لوک گیت

۱۰-۳۰ پنڈت منی رام اور جسراج

خیال باگیشری

منگل ۸ ستمبر

جالندھر الف

صبح

۶-۴۵ بھجن

۷-۱۵ لکشمی شنکر : گیت اور غزل

۷-۳۰ اجیت سنگھ پنٹل

خیال کومل رشب اساوری

۸-۳۰ سیتا کوہلی : گیت اور غزل

۸-۵۰ پنجابی گیت

۹-۱۵ ، شام ۶-۴۵

پورن شاہ کوٹی : گیت اور غزل

دوپہر

۱۲-۰۰ پرچھائیاں

پرانی فلموں سے سنگیت

۲-۳۰ غزلیں

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت

۵-۱۵ توراں : لوک گیت

۸-۰۰ اردو تقریر

۸-۲۰ کویتا پاٹھ

۸-۳۰ سگم سنگیت

۹-۳۰ 'انتر راشٹریہ کھیلوں میں بھارت کی استھتی'

ہندی مباحثہ

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۹ ستمبر

جالندھر الف

صبح

۶-۴۵ بھجن

۷-۱۵ پریم پاٹھک : غزلیں

۷-۳۰ ، رات ۱۰-۳۰

شانتی کمار : بانسری پر راگ اہیر بھیرو / یمن

ونت راؤ دلیش پانڈے

خیال نٹ بھیرو / راگ کلیان

۸-۳۰ لچھمن داس سندھو : کافیاں

۸-۵۰ کلدیپ مانک : لوک گیت

۹-۱۵ ، دوپہر ۱۲-۱۵

بھائی بخشیش سنگھ راگی وساتھی : شبد

دوپہر

۱۲-۰۰ پروین سلطانہ ، لکشمی شنکر ، شوبھا گرتو

ٹھمری

۲-۳۰ غزلیں

شام

۷-۴۵ قدم قدم پڑا پڑا

۸-۰۰ پنجابی تقریر

۸-۲۵ سگم سنگیت

۹-۳۰ آپ کی فرمائش : فلمی نغمے

جمعرات ۱۰ ستمبر

جالندھر الف

صبح

۶-۴۵ شبد

۷-۱۵ شانتی ہیرانند : غزلیں

۷-۴۵ پریم ناتھ ترکھا : خیال جونپوری

رام نارائن : سارنگی پر راگ للت اور بھیروی

۸-۳۰ ، رات ۱۰-۱۵

ہردیو سنگھ خوشدل : لوک گیت

۸-۵۰ ، رات ۱۰-۰۰

پشپا ہنس : گیت

۹-۱۵ ، شام ۷-۰۵

سلیم اقبال : کافیاں / غزلیں

دوپہر

۱۲-۰۰ امرت حسین خاں : ستار پر راگ گوری

۲-۳۰ غزلیں

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت

۵-۱۵ سورن باولا : لوک گیت

۸-۰۰ پریمل : ہندی ادبی پروگرام

'نئی کویتا کا کاویہ شاستر' ہندی تقریر

۸-۳۰ سگم سنگیت

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ناٹک

۱۰-۳۰ پریم ناتھ ترکھا : خیال کیدار

امرت حسین خاں : ستار پر راگ باگیشری

جمعہ ۱۱ ستمبر

صبح جالندھر الف

۶-۴۵ نعتیں

۷-۱۵ شانتا سکینہ : گیت و غزل

۷-۳۰ ، رات ۱۰-۳۰

وزیر چند چترا : ستار پر راگ توڑی / مالکونس

۸-۳۰ ، دوپہر ۲-۳۰

چندر کانتا : بھجن / غزلیں

۸-۵۰ لچھمن داس سندھو : صوفیانہ کلام

۹-۱۵ ، ۱۲-۳۰

بھائی گوردیال سنگھ راگی وساتھی : شبد

دوپہر

۱۲-۰۰ وینا پانی مشر : خیال اہیر بھیرو

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت

۵-۱۵ گیان سنگھ کنول : لوک گیت

۷-۴۵ دیتی ناگ : خیال جے جے ونتی

۸-۰۰ ساکشاتکار (ہندی)

۸-۲۵ سگم سنگیت

۹-۳۰ ہندی ناٹک

۱۰-۱۵ جگموہن کور : لوک گیت

ہفتہ ۱۲ ستمبر

جالندھر الف

صبح

۶-۴۵ شبد

۷-۱۵ ، دوپہر ۱۲-۴۵

سی ایل ولی : غزلیں / کافیاں

۷-۳۰ استاد بڑے غلام علی خاں

ٹھمری ، بھیروی ، کماج

۸-۳۰ ، گیت

۸-۵۰ ، شام ۵-۰۰ پنجابی گیت

۹-۱۵ پشپارانی اور پرکاش سدھو
گیت

دوپہر
۱۲-۰۰ بسم اللہ خاں اور وی جی جوگ
شہنائی اور وائلن رگ جونپوری
۱۲-۳۰ جدیو کمار، بملاجٹ
لوک گیت

۲-۳۰ غزلیں
شام
۵-۱۵ بلدیو سنگھ رندھاوا، لوک گیت

۷-۴۵ غزلیں
۸-۰۰ پنجابی تقریر
۸-۲۰ اساتذہ کیلئے
۸-۳۰ سگم سنگیت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

اتوار ۱۳ ستمبر

جالندھر الف

صبح
۶-۴۵ بھائی دیویندر سنگھ راگی وساتھی، شبد
۷-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵

احمد حسین، محمد حسین
غزلیں/ لوک گیت اور غزل
۷-۳۰، رات ۱۰-۳۰
سرفراز حسین خاں، خیال اللتسر چپایانٹ
۸-۲۰ میٹھی بھجن
۸-۵۰ بھیم سین اور کوتا دمن، گیت

۱۰-۱۵ آپ کی فرمائش، فلمی نغمے

دوپہر
۱۲-۰۰ بسم اللہ خاں اور ساتھی
شہنائی پر رگ بھیم پلاسی

۲-۳۰ غزلیں
شام
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ سورن لتا، لوک گیت
۷-۴۵ جاگرت، سلسلہ وار گھریلو پنجابی فیچر
۸-۰۰ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ شبد گائن

پیر ۱۴ ستمبر

جالندھر الف

صبح
۶-۴۵ شبد

۷-۱۵ کمل ہنس پال، گیت
۷-۳۰، رات ۱۰-۳۰

پی این چھبر، ستار پر رگ بھیرو/ بھوپالی
پروین سلطانہ، خیال منگل بھیرو/ کوسی کانہڑو
۸-۴۰ ساہتیہ سدھا

سنسکرت سوکتیاں، آزادی بارے
پنجابی تقریر از رام سہائے شرن
۸-۵۰، دوپہر ۱۲-۳۰
بی ایس نانگ، بھجن/ غزلیں
۹-۱۵ طنز و مزاح کا پروگرام

دوپہر
۱۲-۰۰ تہاڈی پسند
فرمائشی پنجابی گیت

۲-۳۰ غزلیں
شام
۸-۰۰ وینگ ولوڈ
اوم ادتھی سے ہندی بات چیت

۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۳۰ پنجابی ناٹک
۱۰-۱۵ سریندر شندا، لوک گیت

منگل ۱۵ ستمبر

جالندھر الف

صبح
۶-۴۵ شبد
۷-۱۵ غزلیں، شیلا دھر
۷-۳۰ شری گرلش، خیال بھن تنلج
۸-۲۰، شام ۷-۴۵
لچھمن داس سندھو، کافیاں/ پنجابی غزلیں

۸-۵۰، ۵-۰۵
پنجابی گیت
۹-۱۵ جاگرت، پنجابی میں سلسلہ وار گھریلو فیچر

دوپہر
۱۲-۰۰ پرچھائیاں، پرانی فلموں سے سنگیت
۲-۳۰ غزلیں
شام
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ گلزار بھٹی، لوک گیت
۸-۰۰ اردو تقریر
۸-۲۰ کوتا پاٹھ، از پرتھوی راج کالیہ
۸-۳۰ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ منگل کی شب کی محفل موسیقی

روہتک

میڈیم ویو ۲۲۶٫۲ میٹر ۱۳۲۶ کلو ہرٹز
پہلی مجلس: صبح ۶-۲۵ سے ۹-۰۵ تک (اتوار ۱۰-۹ تک)
دوسری مجلس: دوپہر ۱۲-۰۰ سے ۳-۱۰ تک
تیسری مجلس: شام ۵-۰۰ سے ۱۰-۳۰ تک (ہفتہ رات گیارہ بجے تک)

منگل یکم ستمبر

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
کملا ادیپور، سگم سنگیت
۷-۲۵ مہندر گڑھ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ بسنت راؤ دیش پانڈے
خیال
۸-۲۰، دوپہر ۲-۳۰ سوشیلا کماری و ساتھی
اور چانن لال، لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ ساتویں جماعت کیلئے درس
شام
۵-۳۰ یووا سنسار
میری پسند کے گیت
۶-۱۰ سندھی لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
سوشیلا کماری و ساتھی
۸-۰۰ کلام شاعر
۸-۳۰ محمد رفیع، غزل و گیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'کوا چوتھ'
۹-۳۰ ہندی میں تبادلہ خیال
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۲ ستمبر

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
پشپارانی، سگم سنگیت
۷-۲۵ سونی پت ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
سریش چودھری کمانڈے
کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰، دوپہر ۲-۳۰ صاحب سنگھ اور
تاراوتی و سکھیاں، لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ گاتی پنکتی
۱-۰۰ کترنیں
۱-۴۰ آٹھویں جماعت کیلئے درس
شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ ننھے منے
۶-۳۰ گرامین سنسار
صاحب سنگھ
۸-۰۰ ہندی تقریر
۸-۳۰ سوہ گان
۹-۱۵ ایک فلم سے 'دوستی'
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۳ ستمبر

صبح
۷-۱۰ پرتبھا جین، سگم سنگیت
۷-۲۵ سرسا ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ چلتے چلتے
۸-۲۰، دوپہر ۲-۳۰ پیارے لال رانے اور
پریت سنگھ و ساتھی، لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ایک رنگ
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ نویں جماعت کیلئے درس
شام
۵-۳۰ یووا سنسار
سرگم
۶-۱۰ بنگالی لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ گھر آنگن
۸-۳۰ اے بی برنا، سگم سنگیت

۹-۱۵ آپ کا خط ملا

جمعہ ۴ ستمبر

صبح

۷-۱۰ لتا منگیشکر : سگم سنگیت
۷-۲۵ فرید آباد ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
راجندر کمار : بانسری وادن
۸-۲۰ ، دوپہر ۲-۲۰
اصغر حسین ، چندر لال ، لوک سنگیت
۸-۳۰ گاندھی چرچا

دوپہر

۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ پرائمری جماعتوں کے لئے درس

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
پتر لیکھا
۶-۱۰ بھوجپوری لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
اصغر حسین ، چندر لال ، لوک سنگیت
۸-۰۰ کھیل جگت
۸-۳۰ اقبال احمد صدیقی ، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'پائل'
۹-۳۰ قوالیاں

ہفتہ ۵ ستمبر

صبح

۷-۱۰ جعفر حسین اور ساتھی ، سگم سنگیت
۷-۲۵ روہتک ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ استاد امیر خاں ، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ ، دوپہر ۲-۲۰
رتن لال ، بشیر احمد ، لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ پھر سنیئے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ اساتذہ کیلئے

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ برج کے لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
رتن لال
۷-۲۵ شام بتیجہ : سگم سنگیت
۸-۰۰ ہریانہ درشن
۸-۳۰ مینو پرشوتم : غزلیں

۹-۱۵ ایک فلم سے 'نانک نام جہاز ہے'
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

اتوار ۶ ستمبر

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
وینو راجا چین : سگم سنگیت
۷-۲۵ حصار ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ بھیم سین جوشی ، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ بچوں کیلئے

دوپہر

۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۰۰ کھلا آکاش
۲-۲۰ راجکمار سیہوال ، پدم لتا ڈوگر
لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
نوجوانوں کی پسند ، خطوں کے جواب
۶-۱۰ مدھیہ پردیش کے لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
آپ کی پسند
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۳۰ وید سیٹھی : سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'پتھر کے صنم'
۹-۳۰ جھلکی
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۷ ستمبر

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
کنول سدھو : سگم سنگیت
۷-۲۵ انبالہ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
غلام مصطفےٰ خاں : خیال
۸-۲۰ ، دوپہر ۲-۲۰ بلونت سنگھ میراثی اور
راجکمار سیویا : لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ملے جلے گانے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ چھٹی جماعت کیلئے درس

شام

۵-۳۰ رفتار زمانہ
۶-۱۰ ڈوگری گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
بلونت سنگھ میراثی
۸-۰۰ انگریزی تقریر
۸-۳۰ الفہ ، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'سوداگر'
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : تقریر

منگل ۸ ستمبر

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
مدھو بالا سکینہ : سگم سنگیت
۷-۲۵ بھوانی ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ لکشمی شنکر ، نرملا دیوی
ٹھمری
۸-۲۰ ، دوپہر ۲-۲۰ کپور چند اور
کملا دیوی بڈا : لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ ساتویں جماعت کیلئے درس

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
میری پسند کے گیت
۶-۱۰ راجستھانی لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
کملا دیوی بڈا
۸-۰۰ کلام شاعر
۸-۳۰ سورج پرکاش گرور : سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'سیما'
۹-۳۰ ہندی میں تبادلہ خیال
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۹ ستمبر

صبح

۷-۱۰ شام بتیجہ : سگم سنگیت
۷-۲۵ کرنال ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ دیوبرت چوہدری : کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ ششی شرما ساتھی اور
عبدالشکور : لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ گاتی پنکتی
۱-۰۰ کستوریں
۱-۳۰ آٹھویں جماعت کیلئے درس
۲-۲۰ ششی شرما ساتھی اور
ایوب خاں : لوک سنگیت
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ غنچے
۶-۳۰ گرامین سنسار : ششی شرما اور ساتھی
۸-۰۰ ہندی تقریر
۸-۳۰ طلعت محمود : سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'سہاگ کا تاج نہیں'
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ گرجا دیوی : کلاسیکی موسیقی

جمعرات ۱۰ ستمبر

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
رمیش چندر دت : سگم سنگیت
۷-۲۵ گوڑگاؤں ضلع کی چٹھی
۸-۲۰ ، دوپہر ۲-۲۰ ٹیک چند چوہان اور
ہزاری لال : لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ساز اور آواز
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ نویں جماعت کیلئے درس

شام

۵-۳۰ یووا سنسار : سرگم
۶-۱۰ ہماچل پردیش کے لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ گھر آنگن
۸-۳۰ طلعت محمود : سگم سنگیت
۹-۱۵ آپ کا خط ملا

جمعہ ۱۱ ستمبر

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
اسلم شبیر : سگم سنگیت
۷-۲۵ جیند ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ پی ایل گوڈکر : کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ ، دوپہر ۲-۲۰ پیارے رام متانہ اور
لیلا رام سانگی : لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ پرائمری جماعتوں کیلئے درس

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ بھوجپوری لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار : لیلا رام سانگی
۸-۰۰ سائنس میگزین
۸-۳۰ سگم سنگیت

۹-۱۵ ایک فلم سے 'بھوانی'

ہفتہ ۱۲ ستمبر

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
انوپ جلوٹا : سگم سنگیت
۷-۲۵ کورو کشیتر ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ راج نارائن : سارنگی
۸-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
دھرم ویر سنگھ، آشالتا : سگم سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ پھر سنیے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ اساتذہ کیلئے

شام
۵-۳۰ یوواسنسار: گیتوں بھری کہانی
۶-۱۰ کشمیری لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار : دھرم ویر سنگھ
۸-۰۰ ہریانہ درشن
۹-۱۵ ایک فلم سے 'جل بن مچھلی نرتیہ بن بجلی'

اتوار ۱۳ ستمبر

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
یوگل بھاردواج : سگم سنگیت
۷-۲۵ مہندر گڑھ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ جتیندر ابھیشیکی : کلاسیکی موسیقی
۸-۳۰ بچوں کیلئے

دوپہر
۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۰۰ کھلا آکاش
۲-۳۰ ہری رام شرما، منگل ناتھ وساتھی
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یوواسنسار
نوجوانوں کی پسند، خطوں کے جواب
۶-۳۰ گرامین سنسار : آپ کی پسند
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۳۰ خالد : سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'نانک'
۹-۳۰ 'بیساکھی' ڈرامہ
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۱۴ ستمبر

صبح ۷-۱۰، شام ۷-۴۵
ہری سندھو : سگم سنگیت
۷-۲۵ سونی پت ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
سنگھ بندھو : کلاسیکی موسیقی
۸-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
دھرم ویر، کملارانی
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ سلے جلے گانے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ چھٹی جماعت کیلئے درس

شام
۵-۳۰ یوواسنسار
۶-۱۰ راجستھان کے لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار : دھرم ویر
۸-۰۰ انگریزی تقریر
۸-۳۰ نورجہاں : سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'بیجو باورا'
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : تقریر

منگل ۱۵ ستمبر

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
سیتا باجپائی : سگم سنگیت
۷-۲۵ سرسہ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ ہری پرساد چورسیا : بانسری
۸-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
امرجیت کور، بابے رام مستانہ
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ ساتویں جماعت کیلئے درس

شام
۵-۳۰ یوواسنسار
میری پسند کے گیت
۶-۱۰ ڈوگری لوک گیت
۶-۳۰ امرجیت کور
۸-۰۰ کلام شاعر
۸-۳۰ غلام علی : سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'دی برننگ ٹرین'
۹-۳۰ انگریزی میں تبادلہ خیال
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

شملہ

۳۸۷/۶ میٹر ۷۷۳ کلوہرٹز
صبح ۵-۴۵ سے ۷-۳۰ ۴۷۶۰ کلوہرٹز
صبح ۷-۴۵ سے ۹-۳۰ اور ۹-۴۵ سے ۴-۴۵، ۵-۴۵ ۶۰۲۰ کلوہرٹز
شام ۵-۰۰ سے ۶-۱۵ اور ۶-۰۰ سے رات ۱۲-۰۰ ۳۲۲۳ کلوہرٹز

خبریں

ہندی صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۰، ۲-۱۰، شام ۶-۰۰، ۹-۰۰ اور رات ۸-۴۵ - صرف ہفتہ کو رات ۱۰-۱۰

انگریزی: صبح ۸-۱۰، دوپہر ۱-۰۰، ۲-۰۰ رات ۹-۰۰ اور صرف ہفتہ ۱۱-۰۵ سنسکرت: صبح ۷-۰۵ اور صبح ۸-۰۵

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح	دوپہر	شام
۶-۳۰ گیان وندو اور بھکتی سنگیت	۹-۰۵ فلمی موسیقی	۶-۳۵ علاقائی خبریں
۶-۵۵ کھیتی باڑی	۱-۱۰ دیہی سامعین کیلئے پروگرام	۷-۰۵ کرشی جگت
۷-۰۱ کلاسیکی موسیقی	۲-۲۰ موسم - کھیتی چرچا	۷-۳۵ گرامین یوواؤں کیلئے پروگرام
۷-۳۵ پہاڑی سنگیت	۲-۳۰ سب رنگ	۸-۰۰ ہمارے گیت

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

منگل یکم ستمبر

صبح
۶-۳۰ گیان وندو 'ویدوں سے'
برہماری شنکر مشر
۷-۳۰ خاندان کی بہبود پر گیت
۷-۵۵ سنے کی بات : پی سی پانڈا
۸-۳۰، رات ۸-۱۵
سگم سنگیت
۸-۳۵ علاقائی سنگیت
۹-۰۵ چٹکلا

شام
۵-۰۵ لاہول سپتی پروگرام
خبریں، بال کتھا، لوک گیت
۵-۳۰ سرموری پروگرام
خبریں، آن دھن کی بچت
صحت بارے گفتگو، لوک گیت
۵-۵۵ ساماجک چرچا
۶-۱۵ بلاسپوری پروگرام
خبریں، خطوں کے جواب، فرمائشی لوک گیت
'چھوٹی بچت یوجناؤں میں پیسہ کا پانی' تقریر
۷-۰۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹی
۸-۲۵ سب رس
۹-۱۵ تعلیم پر بات چیت
۹-۳۰ انگریزی بات چیت

بدھ ۲ ستمبر

صبح
۶-۳۰ گیان وندو 'نیائے درشن سے'
سالیگرام شاستری
۷-۱۰ کرناٹک سنگیت
۷-۳۰ جیون جیوتی
۸-۳۰ ٹھمری، دادرا
۸-۳۵ سنسکرت پروگرام
۹-۰۵ ایک فلم کے گیت

شام
۵-۰۰ پنجابی پروگرام
خبریں، مگر بلواد لوک،
'خالی وقت میں کیا کریں' تقریر، لوک گیت
۵-۳۰ کلوی پروگرام : خبریں، لوک گیت
اور صحت بارے تقریر
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۶-۱۵ دیہی خواتین کیلئے
'کیڑے مار دوائیوں سے پرہیز'
صحت بارے گفتگو اور گیت
۷-۰۵ کرشی جگت
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سگم سنگیت

۹-۱۵ گھرآنگن
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ
۱۰-۰۰ آپ کے انورودھ پر
نئی فلموں کے گیت

جمعرات ۳ ستمبر

صبح
۶-۲۰ وندنا، صوفی سنتوں کی وانی سے
ڈاکٹر ایم کے اے بیگ
۷-۴۰ دلکش گان
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر، بات چیت
۹-۰۵ ایک کلاکار
شام
۵-۰۵ لوک گیت
۶-۰۰ اس ماس کا گیت
۷-۰۵ کرشی جگت
۷-۳۵ گرامین یوواؤں کیلئے
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ بھگتی سنگیت
۹-۱۵ آپ کا خط ملا

جمعہ ۴ ستمبر

صبح
۶-۲۰ گیان وندو: بالمیکی رامائن سے
ڈاکٹر ابھی منیو
۷-۱۰ پرارتھنا سبھا
۷-۴۰ ترنگ، کویتا پاٹھ
۷-۵۵ سمے کی بات، ایس ایس گوتم
۸-۲۰، رات ۸-۲۵
سگم سنگیت
۹-۰۵ محفل
شام
۵-۰۵ لاہول سپتی پروگرام
خبریں، گاؤں کی ترقی، 'بزرگوں کیلئے خوراک'
لوک گیت
۵-۳۰ مہاسوی پروگرام
خبریں، لوک گیت، خاندان کی بہبودی
بارے بات چیت، گاؤں اور باغبانی
۶-۰۰ سامانیک چرچا
۶-۱۵ منڈیالی پروگرام
سماچار، خطوں کے جواب اور
فرمائشی لوک گیت
۷-۰۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی

۷-۲۵ گرامین یوواؤں کیلئے
۸-۱۵ سماچار درشن
۹-۱۵ ہندی تقریر
۹-۳۰ 'پانی بن میں پیاسی' ہندی ناٹک
تحریر، رادھا کرشن
۱۰-۰۰ من بھاون
سامعین کی فرمائش پر پرانے فلمی گانے

ہفتہ ۵ ستمبر

صبح
۶-۲۰ گیان وندو 'رگ وید'،
اچاریہ دوا کر دت شرما
۷-۴۰، شام ۷-۲۵
گیت
۸-۲۰ سیلانیوں کیلئے
۹-۰۵ رس دھارا
شام
۵-۰۵ چباپانگی پروگرام، خبریں،
خطوں کے جواب، فرمائشی لوک گیت،
وکاس کاریہ کرم
۵-۳۰ سرموری پروگرام، خبریں
بڑھتے قدم، کھیتی باغبانی میں،
لوک گیت
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۶-۱۵ بلاسپوری پروگرام، خبریں، خاندان کی
بہبودی پر بات چیت، لوک گیت
'گرام وکاس میں یوواؤں کا یوگ دان'
تقریر
۷-۰۵ کرشی جگت
۷-۴۰ سیاحوں کیلئے
۸-۲۵ فلمی سنگیت
۹-۱۵ بیم درشن، علاقائی ریڈیو نیوز ریل
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

اتوار ۶ ستمبر

صبح
۶-۲۰ گیان وندو
۷-۴۰ اس ماس کا گیت
۸-۲۰ آپ کی چٹھی، آپ کی فرمائش
۹-۰۵ پہاڑی دھن
۹-۱۵ ان دنوں
۹-۴۵ وگیان اور جیون
۱۰-۰۰ یوواوانی
۱۱-۰۰ ہندی ڈرامہ

دوپہر
۱۲-۰۰ گیتوں بھری کہانی
۱۲-۳۰ بال گوپال
۲-۳۰ خواتین کیلئے
شام
۶-۰۰ پہاڑی دھن
۷-۲۵ 'سوپان' ریڈیو پتریکا
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۱۵ کہانی
۹-۳۰ گیت بہاڑ سارے

پیر ۷ ستمبر

صبح
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ شبد
۸-۳۵ ساہتیہ ویلا
۹-۰۵ بھولے بسرے گیت
شام
۵-۳۰ مہاسوی پروگرام: خبریں
'شادی کی عمر' تقریر - لوک گیت
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۶-۱۵ منڈیالی پروگرام: خبریں
'وقت کی مانگ - ایکتا' تقریر - لوک گیت
۷-۰۵ کرشی جگت
۷-۳۵ گرامین یوواؤں کیلئے
۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس
۸-۲۵ خاندان کی بہبودی کا پروگرام
انٹرویوز پر مبنی
۹-۱۵ جگیاسا
۹-۳۰ ہندی میں بات چیت
۹-۴۵ سگم سنگیت

منگل ۸ ستمبر

صبح
۷-۴۰ خاندان کی بہبودی پر مبنی گیت
۷-۵۵ سمے کی بات، 'الرسنگھ ٹھاکر'
۸-۲۰ سگم سنگیت
۸-۳۵ علاقائی سنگیت
۹-۰۵ چٹنکا
شام
۵-۰۰ لاہول سپتی پروگرام، خبریں
ہمارے مہاپرش 'راجا رام موہن رائے'
تقریر - لوک گیت

۵-۳۰ سرموری پروگرام، خبریں
لوک گیت، انٹرویوز پر مبنی پروگرام
۶-۰۰ سامانیک چرچا
۶-۱۵ بلاسپوری پروگرام، خبریں، لوک گیت
صحت بارے تقریر
۶-۵۵ گیت
۷-۰۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی
۷-۳۵ گرامین یوواؤں کیلئے
سگم سنگیت
۸-۲۵ سب رس
۹-۱۵ وگیان جیون
۹-۳۰ ہندی میں بات چیت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۹ ستمبر

صبح
۷-۱۰ کرناٹک سنگیت
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ ٹھمری، دادرا
۸-۳۵ امر بھارتی
۹-۰۵ ایک فلم کے گیت
شام
۵-۰۰ چباپانگی پروگرام: خبریں، لوک گیت
خاندان کی بہبودی، کھیتی کے بیج کے
بارے میں گفتگو
۵-۲۵ کلوی پروگرام
خبریں، لوک گیت، بات چیت
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۶-۱۵ خواتین کیلئے
۷-۰۵ کرشی جگت
۷-۳۵ گرامین یوواؤں کیلئے
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۱۵ جھلکی
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ
۱۰-۰۰ آپ کے انورودھ پر
نئی فلموں سے فرمائشی گیت

جمعرات ۱۰ ستمبر

صبح
۷-۴۰ دلکش گان
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر، بات چیت
۹-۰۵ ایک کلاکار

شام
۶-۰۰ اس ماس کا گیت
۷-۰۵ کرشی جگت
۷-۳۵ گرامین یوواؤں کیلئے
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ بھگتی سنگیت
۹-۱۵ آپ کا پتر ملا : خطوں کے جواب
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : اسپورٹس

جمعہ ۱۱ ستمبر

صبح
۷-۱۰ پرارتھنا سبھا
۷-۴۰ ترنگ : کویتا پاٹھ
۷-۵۵ سمے کی بات : رام کرشن
۸-۲۰ ، رات ۸-۲۵
سگم سنگیت
۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۰۵ محفل
شام
۵-۰۰ لاہول سپتی پروگرام : خبریں، لوک گیت
’چھوٹے پریوار کا سکھ‘ تقریر
۵-۳۰ مہاسوی پروگرام، خبریں،
خطوں کے جواب، فرمائشی لوک گیت
۶-۰۰ سامائیک چرچا
۶-۱۵ منڈیالی پروگرام، خبریں، لوک گیت
گرامین پھلوں کا یوگدان، تقریر
۷-۰۵ دیہاتی ریڈیو گوشٹھی
۷-۳۵ گرامین یوواؤں کیلئے
۸-۱۵ سماچار درشن
۹-۱۵ ہندی تقریر
۹-۳۰ ’دھرتی اب بھی گھوم رہی ہے‘ ناٹک
تحریر : وشنو پربھاکر
۱۰-۰۰ من بھاون
پرانی فلموں سے فرمائشی گیت

ہفتہ ۱۲ ستمبر

صبح
۷-۴۰ ، شام ۷-۳۵
گیت
۸-۲۰ سیاحوں کیلئے
۸-۳۰ انگریزی سبق
۹-۰۵ رس دھارا
شام
۵-۰۵ چباپانگی پروگرام
خبریں، لوک گیت
’بچوں کا نہ پڑھنا‘ بات چیت
’میری کلپنا میں پریوار‘ تقریر
۵-۳۰ سرموری پروگرام : خبریں
خطوں کے جواب، فرمائشی لوک گیت
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۶-۱۵ بلاسپوری پروگرام :
خبریں، لوک گیت، تقریر
۷-۰۵ کرشی جگت
۸-۱۵ سگم سنگیت
۸-۲۵ فلم سنگیت
۹-۱۵ ہیم درشن، علاقائی ریڈیو نیوز ریل
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

اتوار ۱۳ ستمبر

صبح
۷-۴۰ اس ماس کا گیت
۸-۲۰ آپ کی چٹھی، آپ کی فرمائش
۹-۰۵ پہاڑی دھن
۹-۱۵ ان دنوں
۹-۳۰ ساز اور آواز
۹-۴۰ وگیان اور جیون
۱۰-۰۰ یوواوانی
۱۱-۰۰ ’لوکا ڈوبی‘ ہندی ڈرامہ
دوپہر
۱۲-۰۰ پٹاری
۱۲-۳۰ بال گوپال
۲-۰۰ خواتین کیلئے
شام
۵-۰۰ لاہول سپتی پروگرام، خبریں
خطوں کے جواب، فرمائشی گیت
۶-۰۰ پہاڑی دھن
۷-۰۵ کرشی جگت
۷-۳۵ ’گاؤں گاؤں سے‘ انٹرویوز پر مبنی
خاندانی بہبود کا پروگرام
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۱۵ کتابوں پر تبصرہ
۹-۳۰ گیت پہاڑاں رے

پیر ۱۴ ستمبر

صبح
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ شبد
۸-۳۵ ساتھیہ ویلا
۹-۰۵ بھولے بسرے گیت
شام
۵-۳۰ مہاسوی پروگرام، خبریں
لوک گیت، ’چھوٹا کنبہ کیوں‘ تقریر
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۶-۱۵ منڈیالی پروگرام، خبریں
لوک گیت ’چھوٹی چھوٹی باتیں‘
۷-۰۵ کرشی جگت
۷-۳۵ گرامین یوواؤں کیلئے
۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس
۸-۲۵ خاندانی بہبود کا پروگرام
انٹرویوز پر مبنی
۸-۳۰ دیش گان
۹-۱۵ جگیاسا
۹-۳۰ ہندی بات چیت
۹-۴۵ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ کلاسیکی موسیقی

منگل ۱۵ ستمبر

صبح
۷-۴۰ خاندانی بہبود پر مبنی گیت
۷-۵۵ سمے کی بات : پرتاپ سنگھ نیگی
۸-۲۰ ، رات ۸-۱۵
سگم سنگیت
۸-۳۰ انگریزی سبق
۹-۰۵ چٹکا
شام
۵-۰۰ لاہول سپتی پروگرام، خبریں، لوک گیت
’گھاٹی گھاٹی اپنا جیون‘
انٹرویوز پر مبنی پروگرام
۵-۳۰ سرموری پروگرام، خبریں، لوک گیت
’میری کلپنا میں پریوار‘ تقریر
’دھان کی کھیتی کی دیکھ بھال‘ بات چیت
۶-۰۰ سامائیک چرچا
۶-۱۵ بلاسپوری پروگرام
فرمائشی لوک گیت
خطوں کے جواب، خبریں اور
کام کاج کی باتیں
۶-۵۵ گرام وکاس سماچار
۷-۰۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی
۷-۳۵ گرامین یوواؤں کیلئے
۸-۲۵ سب رس
۹-۱۵ ہماری وکاس یاترا
۹-۳۰ ہندی بات چیت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

باتیں جن سے زندگی سنورتی ہے

تحریر : عظیم اقبال

اپنی حرکات میں فصاحت پیدا کیجئے۔ آپ کے اظہار کے طریقے جس قدر واضح ہوں گے، اتنی ہی آسانی سے دوسروں کا دھیان اپنی طرف مبذول کر سکیں گے۔ گفتگو کے درمیان ہاتھ کے اشاروں سے اپنے خیالات کی تشریح کیجئے اس سے مختلف زاویوں کے خاکے بنتے بگڑتے رہیں گے۔ یہ انداز آپ کی فصاحت و بلاغت کو تقویت عطا کرے گا۔

خصوصیت، غیر مانوس کاموں کو کیجئے بعض لوگوں کو درندے پالنے کا شوق ہوتا ہے۔ کچھ دوسرے زہریلے سانپ پالتے ہیں۔ طرح طرح کی مہم جوئی کی مثالیں نئے دن سامنے آتی رہتی ہیں دوسروں کا دھیان کھینچنے کے لیے یہ ایک بہترین ذریعہ ہے۔ (پٹنہ سے)

بقیہ : لکھنؤ

پیر ۱۴ ستمبر

صبح
۷-۴۵ ، دوپہر ۱۱ ، رات ۸-۱۵
افضل حسین نگینہ ، نعتیں اور غزلیں
۸-۰۰ اردو پروگرام
طرحی نشست : مصرعہ طرح
’نہ زن کئی ملتے ہیں رہے دیر و حرم میں‘
شعرا : رباب رشیدی، انصار عابد،
رفیق الزماں اور حق بنارسی
۹-۱۰ ، رات ۸-۳۰، ۱۰-۳۰
شمشیر سنگھ : سرود وادن
شام
۵-۴۵ رویندر سنگیت
۱۰-۰۰ کلاسیکی ، سانسکرتک سمیکشا

منگل ۱۵ ستمبر

صبح
۷-۴۵ ، رات ۸-۲۰
کرشنا کلے : گیت اور بھجن
۸-۳۰ اردو پروگرام : میگزین
افسانہ ، عابد سہیل
رنگ تغزل
۹-۱۰ وگیان چرچا
شام
۵-۴۵ کفیل خاں : غزلیں
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

جے پور، اجمیر، بیکانیر، اودے پور، جودھپور

جے پور (الف) ۲۰۳۱۲ میٹر ۱۴۷۶ جے پور (ب) ۴۱۳۹۱ ۳۴۰ میٹر ۱۳۹۹ کلوہرٹز

اجمیر ۸۱ء۴۹ میٹر ۳۰۶۰ کلوہرٹز بیکانیر ۲۱۵۱ میٹر ۱۳۹۵ کلوہرٹز

اودے پور: ۲۶۹۹۶ میٹر ۱۱۲۵ کلوہرٹز، جودھپور ۵۶۴۱۹ میٹر ۳۰۵ کلوہرٹز ۲۵۰۰۶ میٹر ۱۱۹ کلوہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵، ۲-۴۵، شام ۶-۰۵

رات ۸-۴۵ (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۱۱-۰۵ پر)

انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰، دوپہر ۱۲-۰۰ (صرف اتوار) ۱-۰۰، شام ۶-۰۰

رات ۹-۰۰ (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۱۱-۰۰ پر)

صوبائی خبریں: (ہندی) صبح ۹-۰۵، شام ۷-۰۵، (راجستھانی) شام ۷-۱۵،

سندھی میں خبریں: صبح ۸-۳۰، شام ۶-۱۵

سنسکرت میں خبریں: صبح ۸-۰۰، شام ۶-۱۰، ہندی میں سماچار پتر: صبح ۹-۰۰

منگل یکم ستمبر

صبح

۶-۲۵ وندنا (روزانہ)

۷-۳۰ شاستریہ سنگیت

اے کانن: خیال بیراگی

۸-۲۰ راجستھلی

کاویہ پاٹھ: مراری لال مہارشی

۹-۱۰، دوپہر ۱-۴۰، شام ۶-۳۵

بنو بیگم، لوک گیت

۹-۲۰ چرنجی لال، ستیش نارائن

گیت اور غزل

دوپہر

۲-۲۰ آج کل

شام

۵-۰۵ یوواوانی

کہانی

کاویہ پاٹھ

گٹار وادن

۶-۴۵ اوشا ماتھر، شانتی ورما، حلد حسین

گیت اور غزل

رات

۸-۰۰ کھلا آکاش

۹-۳۰ سندھی پروگرام

فلمی و غیر فلمی ریکارڈ

۱۰-۰۰ نریندر کینکر

گائن

بدھ ۲ ستمبر

صبح

۷-۳۰ عبدالحلیم جعفر خاں، ستار، آنند بھیرو

۸-۲۰ ہندی کاویہ پاٹھ، برجند سکھ کوشک

۸-۳۰، رات ۱۰-۴۵

مکند لال نگرہ، غزلیں، گیت و غزل

۹-۱۰ رضیہ بانو، لوک گیت

۹-۲۰، رات ۱۰-۱۵

ساوتری سکینہ، گیت

دوپہر

۱-۳۰ مہیش چند شرما، لوک سنگیت

۲-۲۰ انگریزی پاٹھ

شام

۵-۰۵ یوواوانی

لوک گیت، کہانی، انگریزی تقریر،

پریوار کلیان کی اور سے

۶-۳۰ سندھی پروگرام

کہانی از ایشور چند

۷-۲۰ کرشکوں کیلئے

خیالی پاتر، اخباری لال جی

۹-۳۰ 'فاصلوں کی صلیب'

ناٹک از ممتاز تکیب

جمعرات ۳ ستمبر

صبح

۷-۵۰ دیووانی، کتھا کومدی

۹-۱۰، دوپہر ۱-۴۰

پنچی دیوانہ، لوک گیت

۹-۲۰ مکھن لال شرما

نیرج اور مہادیوی ورما کی رچنائیں

دوپہر

۱-۱۰ مہیلا جگت

تقریر، گیت

پریوار کلیان کی طرف سے

۲-۲۰ انگریزی پاٹھ

شام

۵-۰۵ یوواوانی

پتنگ سمکتا 'زمین پک رہی تھی'

سگم سنگیت، گرام دیپا

۶-۵۰ مکھن لال شرما

پارسا جے پوری کی غزلیں

۸-۱۵ راجستھلی

'کپوت قصہ' راجستھانی میں تقریر

۹-۱۵ سواستھ چرچا، پریوار نیوجن

۹-۲۵ پریوار نیوجن گیت

جمعہ ۴ ستمبر

صبح

۷-۳۰، شام ۶-۳۵

جی آر راجور کر، شاستریہ سنگیت

۸-۳۰ کے سرسوتی رستوگی، گیت

۹-۱۰، دوپہر ۱-۳۰

گوبند سنگھ راٹھور، لوک گیت

۹-۲۰ رام کشن، نغمے

دوپہر

۲-۲۰ ناٹک۔ سنو۔ سمجھو

شام

۵-۰۵ یوواوانی

یووا پسند۔ جودھپور کیند سے

۶-۴۵ ویرومل بھاٹیہ، گیت

جی پی ترشی، ایکتا

۹-۳۰ سلسلہ وار ماہانہ ناٹک

۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت

ہفتہ ۵ ستمبر

صبح

۷-۲۰ شیو شنکر پانڈے

بانسری پر میاں کی توڑی

۸-۲۰ پڑھاگن

ہندی تقریر از ڈاکٹر منیجر پانڈے

۸-۳۰، ۱۰-۹

مشری لال کلاونت، لوک گیت

۹-۲۰ شانتا سکینہ، گیت

دوپہر

۱-۳۰ ساویتا چندیل، لوک گیت

۲-۲۰ ودیالیہ پرسارن (اساتذہ کیلئے)

'شکشکوں کی شہروں کمی پروتی سمیا

اور سمادھان': مباحثہ

شام

۵-۰۵ یوواوانی

(۱) پرلسیر

(۲) سنجے پاریکھ: سگم سنگیت

(۳) احترام احمد: طبلہ وادن

۶-۲۰ بال گوپال۔ سہنیاں ری باڑی

استھائی پتر۔ کملا بائی

ڈاکٹر بہن سے بھینٹ

ڈاکٹر پشپا گپتا

۸-۰۰ کہکشاں، اردو پروگرام

کلام شاعر: ہاشم علی راز

اتوار ۶ ستمبر

صبح

۷-۳۰ لیلاوتی اوسطے، خیال بسنت مرواری

۸-۲۰ سورگنگا

(۱) چرنجی لال: بھجن

(۲) دیپا ورما: گیت

(۳) منالال بھٹ: غزل

۹-۱۵ مکل: بچوں کیلئے پروگرام

(۱) اس ماس کا گیت

(۲) 'سورا ورجا شکتی کا نیا استوت'،

تقریر از چندر پرکاش ماتھر

(۳) بال کلاکار

کوشک کلان داس، طبلہ وادن

(۴) سنستھا کا پروگرام

ٹیگور ودیا بھون، بنی پارک

۱۰-۰۰ سندھی پروگرام

(۱) ڈاکٹر جی ملنے 'ہومیوپیتھی'

(۲) موتی رام سادھو وساتھی: بھجن

دوپہر

۱۲-۰۰ مہیلا جگت (کاریہ شیل بہنوں کیلئے)

(۱) 'اماں کے سپنے' کہانی از سوہن لتا شرما

(۲) گیت

(۳) 'ہمیں شکایت ہے کچھ کہنے پر'

تقریر از شانتی لال بھاردواج وکیش

شام

۵-۰۵ یوواوانی: (۱) پترواتر

(۲) جیون بننے کا نام
(۳) نوترنگ ، نیرج بھٹناگر
۸-۰۰ انگریزی تقریر از بی آہوجہ
۱۰-۰۰ 'ساہتیہ اور راج نیتی کا سہیوگ کرن' مذاکرہ ، ڈاکٹر ایس ڈی کپور اور بوجنید

پیر ۷ ستمبر

صبح
۷-۳۰ ، شام ۶-۳۰
جے کمار سنوار ، وائلن
۸-۳۰ پونم کماری ، لوک گیت
۸-۳۰ ، شام ۶-۴۵
انور دھاما تقر ، گیت ، بھجن
۹-۱۰ سوہن لال شرما ، لوک گیت
۹-۳۰ مہندر پال ، بھجن
دوپہر
۱-۳۰ چھوٹو رام وساتھی ، لوک گیت
۲-۳۰ انگریزی پاٹھ
شام
۵-۰۵ یووا وانی
(۱) بھارتیہ سنسکرتی کی دھروہر
(۲) سگم سنگیت
(۳) کہانی - راجستھلی سے
۷-۳۰ کرشکوں کیلئے
سوا سہ سوال اور جواب
۸-۱۵ راجستھلی
'گاندھی جی اور ہریجن اتھان' تقریر از پھول چند بانیا
۹-۳۰ 'آبادی اور وکاس' تقریر از آر کے کول
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
علی اکبر خاں ، سرود

منگل ۸ ستمبر

صبح
۷-۳۰ اسد علی خاں ، شاستریہ سنگیت
۸-۳۰ راجستھلی ، باتاں ری پھلواری
راجستھانی کہانی از کملا ورما
۹-۱۰ ، دوپہر ۱-۳۰
منیر خاں ، لوک گیت
۹-۳۰ ، شام ۶-۴۵
بسنتی چترتی ، گیت ، بھجن
دوپہر
۲-۳۰ مہمان ابھی یاتری 'کولمبس'

شام
۵-۰۵ یووا وانی
(۱) ذکری ، کہانی از وجے کمار
(۲) کاویہ پاٹھ ، پردیپ کمار
(۳) بانسری وادن
۶-۳۵ رام چندر ، لوک گیت
۷-۱۵ ضلع کی چٹھی
۸-۰۰ کھلا آکاش
۹-۳۰ ناٹک سدھا
سندھی پروگرام
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۹ ستمبر

صبح
۷-۳۰ بیگم اختر ، ٹھمری ، دادرا
۸-۳۰ پنزمل ، کمل کانت
۸-۳۰ ، رات ۱۰-۴۵
دان سنگھ ، گیت ، غزل
۹-۱۰ مانگی بائی ، لوک گیت
۹-۳۰ بجرنگ کمار ، بھجن
دوپہر
۱-۳۰ سوشیل کمار ، لوک سنگیت
۲-۳۰ انگریزی پاٹھ
شام
۵-۰۵ یووا وانی
(۱) انگریزی تقریر
(۲) لوک گیت
(۳) پریوار کلیان
۶-۳۰ سندھی پروگرام
بارن جی پھلواڑی (بچوں کیلئے)
۸-۰۰ کھلا آکاش
۹-۳۰ 'دوریوں کے گھیرے' ناٹک
تحریر ، سریندر کمار
۱۰-۱۵ بجرنگ کمار ، بھگتی سنگیت
۱۰-۳۰ اللہ جلائی بائی ، لوک گیت

جمعرات ۱۰ ستمبر

صبح
۷-۰۵ سنسکرت کاویہ پاٹھ
۹-۱۰ ، دوپہر ۱-۳۰
عیدان کور دیوانہ ، لوک گیت
۹-۳۰ ، شام ۶-۰۵
ڈی بی مہرو ، گیت ، بھجن
دوپہر
۱-۳۰ میلا جگت

(۱) 'ماں کا کرتویہ ہے بچوں میں دیش پریم جگانا'
(۲) گیت
(۳) پریوار کلیان کی اور سے
آپ کے سوال ہمارے جواب
۱۰-۵۰ کرشی لوک ، موسم
۲-۳۰ انگریزی پاٹھ
شام
۵-۰۵ یووا وانی ، سپن منو گیان
سگم سنگیت
گرام دیپ
۸-۱۵ راجستھلی
۹-۱۵ سوا سہ چرچا

جمعہ ۱۱ ستمبر

صبح
۷-۳۰ وشو یادو بھٹ ، گٹار پر ابیر بھیرو
۸-۳۰ مبارک بیگم ، کلام غالب
۹-۱۰ نرائن لال گندھرو ، لوک گیت
۹-۳۰ مبارک بیگم ، کلام اقبال
دوپہر
۱-۳۰ کیلاش چند شرما ، لوک سنگیت
۲-۳۰ بڑا چاہوتا ہے کھیلنا کودنا
شام
۵-۰۵ یووا وانی
(۱) یووا پسند
(۲) جودھپور کیندر سے
(۳) سلامت علی ، طبلہ
۶-۴۵ مبارک بیگم ، غزلیں
۷-۳۰ کرشکوں کیلئے
۹-۳۰ دو جھلکیاں
(۱) چپا کا وداعی سمارودھ
(۲) نندرم
۱۰-۳۰ وشو موہن بھٹ
گٹار پر راگ چندر نندن

ہفتہ ۱۲ ستمبر

صبح
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت ، خیال بھیار
۸-۳۰ کتھا لوک
ہندی کہانی از پربھا سکینہ
۸-۳۰ حوہ گان ، لوک گیت
۹-۱۰ پنا لال لوہرا وساتھی ، لوک گیت
۹-۳۰ کرشن کمار دہلوی ، گیت
دوپہر
۱-۳۰ شیام لال ، لوک گیت

۱۰-۵۰ کرشی لوک
۲-۳۰ بچوں کو کیسا ساہتیہ دیں
شام
۵-۰۵ یووا وانی
(۱) پیری سر
(۲) سگم سنگیت
(۳) گرام دیپ
۷-۳۰ کرشکوں کیلئے
۸-۰۰ کہکشاں ، اردو پروگرام
۹-۱۵ وکاس کی نئی دشائیں

اتوار ۱۳ ستمبر

صبح
۷-۳۰ سرلیش گوسوامی ، وائلن پر نٹ بھیرو
۸-۳۰ سور گنگا
چرنجی لال ، بھجن
دیپا دریا ، گیت
مینا لال بھٹ ، غزل
۹-۱۵ مکل ، بچوں کیلئے
(۱) اس ماس کا گیت
(۲) 'ہیر کا قرض' ناٹک از دبیرالدین دبیر
(۳) بال کلاکار ، ستار وادن
(۴) انڈے جیسا - بھیانک
۱۰-۰۰ سندھی پروگرام
فلمی وغیر فلمی ریکارڈ
دوپہر
۱۲-۰۰ میلا جگت
'کبھی نہ کنا بھی سیکھئے' تقریر
گیت
'ہمیں شکایت ہے بنا سوچے سمجھے چھٹی لینے سے' تقریر
۱۲-۳۰ گنی استاد ، جھلکی
۲-۳۰ کہانی
شام
۵-۰۵ یووا وانی ، خط کا جواب
جیون بننے کا نام - نوترنگ
۸-۰۰ انگریزی تقریر
۱۰-۰۰ سرلیش گوسوامی
وائلن پر راگ میاں ملہار

پیر ۱۴ ستمبر

صبح
۸-۳۰ رشی چند پالیوال ، لوک گیت
۸-۳۰ ، شام ۶-۴۵
نرنجن کمار ، گیت ، بھجن

۹-۱۰ مصری دیوی : لوک گیت

۹-۳۰ ، رات ۹-۲۵

کاجل بنرجی ، گیت ، بھجن

دوپہر

۱-۳۰ بنسی لال وساتھی ، لوک گیت

۲-۲۰ انگریزی پاٹھ

شام

۵-۰۵ یوواوانی

(۱) سامانیہ گان

(۲) سگم سنگیت

(۳) بھینٹ وارتا

۷-۱۵ ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ کرشکوں کیلئے

پریوار کلیان کی طرف سے

۸-۱۵ راجستھلی

'راشٹر بھاشا کی ترقی میں راجستھانی

سے یوگ دان' ، تقریر

۹-۵۰ سودیشی پرتبھا

۱۰-۰۰ وریا دھر ویاس

خیال کلیان اور راجشری

منگل ۱۵ ستمبر

صبح

۷-۳۰ شاستریہ سنگیت

دائم علی ، طبلہ پر

تین تال اور جھپ تال

۹-۱۰ رتن کمار کہلوت

۹-۲۰ ، شام ۶-۴۵

پنا لال بوہرا ، گیت ، بھجن

دوپہر

۱-۳۰ چھیدو رام وساتھی ، لوک گیت

۲-۲۰ مہان ابھی یاتری 'واسکوڈی گاما'

شام

۵-۰۵ یوواوانی ، یووا پسند

کہانی - کاویہ پاٹھ - ستار

۶-۲۵ چھوٹو رام وساتھی

لوک سنگیت

۷-۲۰ کرشکوں کیلئے

پریوار کلیان کی طرف سے

۸-۰۰ کھلا آکاش

۹-۲۰ سندھی پروگرام

آیکو فرمائش

۱۰-۰۰ گوپی سانیال

گائن

اورنگ آباد، پربھنی

اورنگ آباد ۱۹۰.۲ ۱۵۲۱ کلو ہرٹز

پربھنی ۲۲۹.۵ ۱۳۰۵ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی ۷-۰۰ صبح ۵-۰۵ ۔ ۶ شام ۴۵-۸ رات

مراٹھی (علاقائی خبریں) ۵.۰۰۔ صبح پونہ ۷۰۰۰۔ بجے شام (ممبئی) دوپہر ۲-۰۰ تا ۵-۰۲ (اورنگ آباد سے)

مراٹھی (مرکزی خبریں) ۳۰-۸ صبح ۳۰-۱ دوپہر ۸-۰۰ رات

انگریزی ۱۰-۰۰ صبح ۹-۰۰ رات ۹ بجے رات اردو ۵۰-۱ دوپہر ۵-۹ رات

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۶-۳۰ وندے ماترم

۶-۳۵ امرت دھارا

۶-۴۰ پروگرام کا خلاصہ (بزبان مراٹھی)

۶-۴۵ کسانوں کے لئے پروگرام

۶-۵۰ سورانجلی

۷-۲۵ ضلع کی بیٹھی

۹-۰۵ اختتام

شام

۵-۳۰ یوواوانی (نوجوانوں کے لئے پروگرام)

۵-۵۰ پریس کی رائے

۵-۵۵ روزگار سماچار

۶-۰۰ مقامی اعلانات

۶-۱۰ پروگرام کی تفصیل (بزبان مراٹھی)

۶-۳۰ کسانوں کے لئے پروگرام (بزبان مراٹھی)

۷-۳ آپکے گھر آپکے تیوار

۸-۳ مدھو گندھ ۱۰-۳۰ اختتام

منگل یکم ستمبر

صبح

۷-۱۵ بہارے بوا ، خیال للت

۸-۳۰ ناٹیہ سنگیت

۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ

دوپہروشام

۱۲-۳۰ مشر سنگیت

۱-۰۰ شبھانگی موگے ، خیال

۱-۳۰ سگم سنگیت

۸-۱۵ مراٹھی میں تقریر از دلیش پانڈے

۸-۳۰ مدھو گندھ

۹-۳۰ مراٹھی فیچر

بدھ ۲ ستمبر

صبح

۷-۱۵ ستار پر راگ کروانی

۸-۱۰ عبدالکریم خاں ، ٹھمری

دوپہروشام

۱۲-۳۰ مراٹھی فلمی گیت

۱۰-۰۰ نیاز احمد ، فیاض احمد

خیال بھیم پلاسی

۱-۳۰ لیگل گان

۸-۱۵ انگریزی تقریر

۹-۳۰ فیچر از گووند دلیش پانڈے

جمعرات ۳ ستمبر

صبح

۷-۱۵ سبدھ سنگیت

۸-۳۰ سنطور

۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ

شام دوپہروشام

۱۲-۳۰ فلمی گانے

۱-۰۰ راگ

۱-۳۰ سگم سنگیت

۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ

۶-۱۵ لوک سنگیت

۸-۱۵ دھونی چتر

۸-۳۰ مدھو گندھ

جمعہ ۴ ستمبر

صبح

۷-۱۵ گاندھی وندنا

۸-۳۰ ناٹیہ سنگیت

۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ

دوپہروشام

۱۲-۳۰ مراٹھی فلمی گانے

۱-۰۰ رئیس خاں : راگ

۱-۳۰ سگم سنگیت

۶-۱۵ لوک سنگیت

۶-۳۰ کلدگار جگت

۸-۱۵ مراٹھی تقریر

۹-۳۰ مراٹھی ڈرامہ

ہفتہ ۵ ستمبر

صبح

۷-۱۵ لوک سنگیت

۸-۱۰ سور شلپ

۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ

دوپہروشام

۱۲-۳۰ رنگ محفل

۱-۳۰ ابھنگ وانی

۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ

۸-۳۰ مدھو گندھ

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی

اتوار ۶ ستمبر

صبح

۹-۰۵ بچوں کا پروگرام

دوپہروشام

۱۲-۳۰ نعتیہ کلام

۶-۱۵ کیرتن

۸-۳۰ مدھو گندھا

۹-۳۰ مراٹھی میں خطوں کے جواب

پیر ۷ ستمبر

صبح

۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ

دوپہروشام

۱۲-۳۰ فلمی گانے

۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ

۶-۱۵ لوک سنگیت

پٹنہ، بھاگلپور، دربھنگہ

پٹنہ : ۹٫۳۸۲ میٹر، ۶۳۱ کلو ہرٹز بھاگلپور : ۲۰۵٫۷ میٹر، ۱۴۵۸ کلو ہرٹز
دربھنگہ : ۲۳۱٫۴ میٹر، ۱۲۹۶ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، شام ۵-۶۰ رات ۸-۴۵ (۱۱-۰۵ صرف پٹنے کو)
اردو میں خبریں: صبح ۸-۵۰ رات ۹-۱۵
انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ رات ۹-۰۰ (۱۱-۰۰ صرف پٹنے کو)

اردو پروگرام روزانہ صبح ۸-۴۰ سے ۹-۴۵ تک

منگل یکم ستمبر

صبح
۶-۱۰ وندنا (روزانہ)
۶-۳۵ مالس گان (روزانہ)
۷-۰۵ ایم بی شوالاپورکر، بی بی دیولنکار شاستریہ سنگیت
۸-۲۰، شام ۶-۱۵ شنکر پرشاد، سگم سنگیت
۹-۴۵ رس منجری

دوپہر
۱-۳۰ لوک گیت
۱-۴۵ اندر دھنش، ڈاکٹر شنکر پرشاد

شام
۵-۳۰ ماگدھی، مگمنی پروگرام
۷-۴۵ یونیورسٹی براڈکاسٹ
۸-۰۰ نئی رچنائیں

بدھ ۲ ستمبر

صبح
۷-۰۵، رات ۱۰-۰۰ پی کے بنرجی: خیال
۸-۲۰، شام ۶-۱۵ نیکا جہا، سگم سنگیت
۸-۴۵ رس منجری

دوپہر
۱-۳۰ شانتی شریواستو اور ساتھی لوک گیت
۱-۴۵ اندر دھنش

شام
۵-۳۰ شنتو محل
۵-۵۰ ودیاپتی گیت
۸-۰۰ پراگ، ہندی میں ادبی پروگرام
۸-۳۰ بھوے بسرے گیت
۹-۳۰ کتھا کہانی

جمعرات ۳ ستمبر

صبح
۷-۰۵ پرہلاد پرساد، شاستریہ سنگیت
۸-۲۰، شام ۶-۱۵ شیاما سنہا، سگم سنگیت
۹-۴۵ رس منجری

دوپہر
۱-۳۰ شومناتھ سنگھ کشواہا اور ساتھی لوک گیت
۱-۴۵ اندر دھنش

شام
۵-۳۰ بھارتی، میتھلی پروگرام
۷-۴۵ یونیورسٹی براڈکاسٹ
۸-۰۰ نئی دشائیں
"ادیوگ ستھاپنا میں وت نگم کی سہایتا" تقریر: رام اپدیش سنگھ

جمعہ ۴ ستمبر

صبح
۷-۰۵ رات ۱۰-۰۰ سیتارام ہری ڈانڈیکر، شاستریہ سنگیت
۸-۲۰، دوپہر ۱-۱۵

منگل ۸ ستمبر

صبح
۸-۳۰ نعتیہ کلام
۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ

دوپہر و شام
۱۲-۳۰ مشر سنگیت
۶-۱۵ لوک سنگیت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۹ ستمبر

صبح
۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ

دوپہر و شام
۱۲-۳۰ فلمی گانے
۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
۶-۱۵ لوک سنگیت
۹-۳۰ حالات حاضرہ پر تبصرہ
۱۰-۰۰ مرہٹی میں خطوں کے جواب

جمعرات ۱۰ ستمبر

صبح
۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ

دوپہر و شام
۱۲-۳۰ فلمی گانے
۱-۳۰ سگم سنگیت
۶-۱۵ لوک سنگیت

جمعہ ۱۱ ستمبر

صبح
۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ

دوپہر و شام
۱۲-۳۰ فلمی گانے
۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
۶-۱۵ لوک سنگیت

ہفتہ ۱۲ ستمبر

صبح
۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ

دوپہر و شام
۱۲-۳۰ بیگم اختر: غزلیں
۸-۳۰ مدھوگندھ
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

اتوار ۱۳ ستمبر

صبح
۷-۱۵ میرا بنرجی، ٹھمری
۹-۳۰ ہندی میں پروگرام

دوپہر و شام
۱۲-۳۰ ناٹیہ سنگیت
۱-۰۰ بھگتی منڈل
۹-۳۰ آپ کی اداریہ

پیر ۱۴ ستمبر

صبح
۷-۱۵ ستار

دوپہر و شام
۱۲-۳۰ فلمی گانے
۸-۳۰ مدھوگندھ

منگل ۱۵ ستمبر

صبح
۷-۳۰ سب رنگ

دوپہر و شام
۱۲-۳۰ مشر سنگیت
۵-۳۰ یوواوانی
۶-۱۵ لوک گیت
۹-۳۰ مراٹھی میں فیچر

غزل

فصیح الزماں

مائل بہ کرم تم جو ہوئے کچھ نہ رہا یاد — جینے کی ادا یاد نہ مرنے کی ادا یاد
گلشن میں تجھے ڈھونڈتی پھرتی ہیں بہاریں — ہر سانس میں کرتی ہے تمہیں باد صبا یاد
پھر شوق در کعبہ سے سر پھوڑ رہا ہے — رد کردۂ اصنام کو آیا ہے خدا یاد
ہے آج بھی آنکھوں کو تری جنبش پا یاد
کانوں میں وہ رس گھولتی پائل کی صدا یاد

(سرینگر سے)

ایرپش گوسوامی، گٹار
۹-۴۵ رس منجری
دوپہر
۱-۳۰ اوما کانت جھا: لوک گیت
۱-۴۵ اندردھنش
شام
۵-۳۰ آرتی، بھوجپوری پروگرام
۷-۴۵ ہندی تقریر
۸-۰۰ سُر بھارتی، سنسکرت پروگرام
۸-۳۰ فلمی نغمے

ہفتہ ۵ ستمبر

صبح
۷-۰۵ شاستریہ سنگیت
جیوترجن پاٹھک، ستار
۸-۲۰ روپالی مکرجی، سگم سنگیت
۹-۴۵ رس منجری
دوپہر
۱-۳۰ جگدیش پرشاد اور ساتھی
لوک گیت
۱-۴۵ اندردھنش
شام
۵-۳۰ ماگدھی، مگھی پروگرام
۶-۱۵ درپن
۸-۰۰ ہندی تقریر
۸-۳۰ سامانیک وارتا

اتوار ۶ ستمبر

صبح
۷-۰۵، رات ۱۰-۰۰
کرشن رام اور ساتھی، شہنائی
۸-۲۰، شام ۶-۱۵
رماسین، سگم سنگیت
۹-۴۰ بال منڈلی
دوپہر
۱-۱۵ آپ کی پسند
۲-۳۰ وادیہ سنگیت
شام
۵-۳۰ بھارتی، میتھلی پروگرام
۷-۴۵ ہندی میں مزاحیہ جھلکی
۸-۰۰ نویدن ہے
۸-۳۰ ہندی تقریر

پیر ۷ ستمبر

صبح ۷-۰۵، رات ۱۰-۰۰
میناکشی داس، شاستریہ سنگیت
۸-۲۰، شام ۶-۱۵
انجن چٹرجی، سگم سنگیت
۹-۴۵ رس منجری
دوپہر
۱-۳۰ دل گنجن سنگھ یادو اور ساتھی
۱-۴۵ اندردھنش
شام
۵-۳۰ آرتی، بھوجپوری کاریہ کرم
۷-۴۰ بہار کی پرگتی
۸-۰۰ انگریزی تقریر
۹-۴۵ رویندر سنگیت

منگل ۸ ستمبر

صبح
۷-۰۵ گنگادھر پاٹھک، شاستریہ سنگیت
۸-۲۰، شام ۶-۱۵
پرتما سہائے، سگم سنگیت
۹-۴۵ رس منجری
دوپہر
۱-۳۰ گرجا پاسوان، لوک گیت
۱-۴۵ اندردھنش
شام
۵-۳۰ ماگدھی، مگھی پروگرام
۷-۴۵ یونیورسٹی براڈکاسٹ
۸-۰۰ نئی رچنائیں

بدھ ۹ ستمبر

صبح
۷-۰۵، رات ۱۰-۰۰
محمود مرزا، شاستریہ سنگیت
۸-۲۰، شام ۶-۱۵
کلیان رائے، سگم سنگیت
۹-۴۵ رس منجری
۱-۳۰ پدما لتا، لوک گیت
۱-۴۵ اندردھنش
شام
۵-۵۰ ودیاپتی گیت
۸-۰۰ پراگ، ہندی میں ادبی پروگرام
۸-۳۰ بھولے بسرے گیت
۹-۳۰ ہندی میں مباحثہ

جمعرات ۱۰ ستمبر

صبح
۷-۰۵ برج بالا دیوی، ٹھمری، دادرا
۸-۲۰، شام ۶-۱۵
اجے کمار رائے، سگم سنگیت
۹-۴۵ رس منجری
۱-۳۰ گنگادھر جھا، لوک گیت
۱-۴۵ اندردھنش
شام
۵-۳۰ بھارتی، میتھلی پروگرام
۷-۴۵ یونیورسٹی پروگرام
۸-۰۰ 'نئی دشائیں' کہانی از
گووند شرما

جمعہ ۱۱ ستمبر

صبح
۷-۰۵، رات ۱۰-۰۰
راجن مشرا، ساجن مشرا
شاستریہ سنگیت
۸-۲۰ سگم سنگیت
۹-۴۵ لوک گیت
۱-۱۵ سنیل گنگولی، گٹار
۱-۳۰ پھول چند دوبے، لوک گیت
شام
۵-۳۰ آرتی، بھوجپوری پروگرام
۶-۱۵ گھر پریوار
۸-۰۰ پریوار کلیان
۸-۳۰ فلمی نغمے
۹-۳۰ 'انتزال' ناٹک
تحریر: ولاس بہاری

ہفتہ ۱۲ ستمبر

صبح
۷-۰۵ شاستریہ سنگیت
اے کے داس، وائلن
۸-۲۰ آرتی مکرجی، سگم سنگیت
۹-۴۵ رس منجری
۱-۳۰ نقوئی پانڈے آزاد، لوک گیت
۱-۴۵ اندردھنش
شام
۵-۳۰ ماگدھی، مگھی پروگرام
۶-۱۵ درپن
۸-۰۰ ہندی تقریر
۸-۳۰ سامانیک وارتا

اتوار ۱۳ ستمبر

صبح
۷-۰۵ پروین سلطانہ، امیر خاں
شاستریہ سنگیت
۸-۲۰، شام ۶-۱۵
شنکر شمبھو، سگم سنگیت
۹-۴۵ بال منڈلی
۱۲-۰۰ 'کوشلیا' ستیہ نارائن کے تیلگو
ناٹک کا ہندی عکس
۱-۱۵ آپ کی پسند
۲-۳۰ وادیہ سنگیت
شام
۵-۳۰ بھارتی، میتھلی پروگرام
۷-۴۵ 'چریکا' جھلکی
تحریر: سیتارام چندر شرن رام
۸-۰۰ نویدن ہے
۸-۳۰ ہندی تقریر
۱۰-۰۰ بڑے غلام علی خاں

پیر ۱۴ ستمبر

صبح
۷-۰۵، رات ۱۰-۰۰ شاستریہ سنگیت
ایس پی جیسوال، گائن
بلبل مہاراج، طبلہ
۸-۲۰، شام ۶-۱۵
سنگیتا کماری ناہر، سگم سنگیت
۹-۴۵ رس منجری
۱-۳۰ بھرت سنگھ بھارتی، لوک گیت
۱-۴۵ اندردھنش
شام
۵-۳۰ آرتی، بھوجپوری پروگرام
۷-۴۵ ہندی تقریر
۸-۰۰ انگریزی تقریر
۹-۰۰ رویندر سنگیت

منگل ۱۵ ستمبر

صبح
۷-۰۵ راج کماری سنہا، شاستریہ سنگیت
۸-۲۰، شام ۶-۱۵
شرمتی مترا، سگم سنگیت
۹-۴۵ رس منجری
دوپہر
۱-۳۰ ورندر پرساد، لوک گیت
۱-۴۵ اندردھنش
شام
۵-۳۰ ماگدھی، مگھی پروگرام
۷-۴۵ یونیورسٹی براڈکاسٹ
۸-۰۰ نئی رچنائیں
۸-۳۰ فلمی نغمے

سرینگر

میڈیم ویو — سری نگر الف۔ ۲۶۸۰۸ میٹر ۱۱۱۶ کلوہرٹز
شارٹ ویو — سری نگر ب۔ ۹۱۱۵۳ میٹر ۴۸۹۰ کلوہرٹز
۲۹۱۱۰ میٹر ۶۱۱۰ کلوہرٹز ۱۵۹۱۵۶ میٹر ۳۲۷۵ کلوہرٹز

پہلی مجلس۔ صبح ۶-۳۰ سے صبح ۱۰-۰۰ تک
دوسری مجلس۔ صبح ۱۱-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک
(اتوار کو صبح ۶-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک مسلسل)

خبریں

صبح
۷-۰۰ سنسکرت میں خبریں
۷-۲۵ کشمیری میں خبریں
۸-۱۰ انگریزی میں خبریں
۸-۵۰ اردو میں خبریں
۹-۰۰ ہندی میں خبریں

دوپہر
۱-۵۰ اردو میں خبریں
۲-۳۰ انگریزی میں خبریں

شام
۹-۰۰ انگریزی میں خبریں
۹-۱۵ کشمیری میں خبریں

رات
۹-۰۰ انگریزی میں خبریں
۹-۱۵ اردو میں خبریں
۱۱-۰۰ انگریزی میں خبریں

علاقائی خبریں

صبح ۹-۰۵ ڈوگری میں خبریں
۹-۳۰ لداخی میں خبریں ۱۰-۹ کشمیری میں
دوپہر ۲-۱۰ لداخی میں خبریں
۷-۳۰ کشمیری میں خبریں ۴۵ ۔ اردو میں

روزانہ اور ہفتہ وار پروگرام

صبح
۶-۳۵ صبح گاہی: بھگتی سنگیت کا پروگرام
۶-۵۰ روشنی کا مینار: برگزیدہ شخصیتوں کے زریں اقوال
۷-۱۵ کاشتکارن ہندہ خاطرہ (سوائے جمعہ)
۷-۳۰ زونہ ڈب: سلسلہ وار فیچر (سوائے ہفتہ)
۸-۳۰ گھرانوں کے لیے: گھرانوں کیلئے اردو میں پروگرام (اتوار)
نو بہ نو: یوو وانی سے انتخاب (پیر)
پنجابی پروگرام: منگل، جمعرات اور اتوار ۴ بجے شام
شش رنگ: ریڈیو ڈائجسٹ (بدھ)
گھرہ بارہ خاطرہ: گھرانوں کیلئے کشمیری میں پروگرام: ہر جمعہ کو
سوال شعار (ہفتہ I، II، III)
حرف حرف (ہفتہ III، IV)
۸-۴۵ پروہ (ہفتہ I، III اور V)
ذات بجرات (ہفتہ II اور IV)
۹-۰۵ ریڈیو ڈائری (سوائے منگل اتوار)
میزان (منگل)
۹-۳۰ تونہز فرمائش: سامعین کی فرمائش پر کشمیری گانے روزانہ اور ہر منگل کو ماتے کے دس منٹ)
۱۰-۰۰ ریڈیو نیوز ریل (ہر اتوار کو)
۱۰-۱۵ ہونہار: بچوں کے لیے اردو پروگرام (ہر اتوار)
۱۱-۰۰ ثقافت
کشمیری میں کلچرل میگزین (اتوار I)
فلم میگزین۔ (اردو) (اتوار II)
سنگیت میگزین (اتوار III)
فلم میگزین (کشمیری) (اتوار IV)
ثقافت: کلچرل میگزین (اردو) (اتوار V)

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ (سوائے اتوار روزانہ)

۱۲-۴۰ پرائگ: ہندی میں پروگرام (اتوار I)
رسالو منزہ (اتوار II)
بکی چھپنو دان (اتوار III)
ایک آواز: فلمی گانوں کا پروگرام (اتوار IV)
کورس (اتوار V)
۱-۰۰ مغربی موسیقی
۱-۳۰ اور ۳-۰۰ فوجی بھائیوں کیلئے پروگرام
۲-۳ کہکشاں: یوو وانی سے انتخاب (اتوار I)
سو سُر۔ (اسٹوڈیو سے ماہر ریکارڈ کیا گیا پروگرام) (اتوار II)
بزم شعار: کشمیری میں مشاعرہ (اتوار III)
بات ایک فلم کی (اتوار V)
آتش نگاش: دیہاتی سننے والوں کیلئے (جمعہ)
۳-۰۰ پنجابی پروگرام (ہر اتوار)
۴-۳۰ ہی مال: خواتین کے لیے پروگرام (کشمیری) (ہر اتوار)
پہاڑی پروگرام (ہر جمعرات)

شام
۵-۰۰ گوجری پروگرام (جموں سے ریلے)
۵-۲۵ گوجری پروگرام (جموں کیلئے ریلے)
۶-۱۵ گامی بھایئن بندہ خاطرہ (دیہاتی بھائیوں کے لیے پروگرام)
۸-۰۰ وادی آواز: پاکستان اور پاکستانی مقبوضہ کشمیر میں سننے والوں کیلئے پروگرام) جمعہ کو ایک گھنٹے کیلئے
۸-۳۰ پراگاش: غیر نصابی تعلیمی پروگرام (سوائے پیر اور جمعہ کے روزانہ)
سوزنہ ولہو: (نئی تخلیقات پر مبنی پروگرام (ہر پیر کو)
۸-۳۰ اس ہفتے کا نغمہ (ہر پیر کو)
۸-۴۵ تو منہ بجلی داڑ (کشمیری میں سامعین کے خطوں کے جواب) ہر اتوار کو
اردو میں بات چیت (ہر پیر کو)
کشمیری میں بات چیت (ہر منگل کو)
خط کیلئے شکریہ (اردو میں خطوں کے جواب (ہر بدھ کو)
کھیلوں کی دنیا (جمعرات I)
بیلتہ فورم (جمعرات II اور IV)
کھیلن ہندہ دنیا (جمعرات III، V)
انگریزی میں بات چیت (ہر ہفتہ کو)
۹-۳۰ سلسلہ وار کھیل (ہر اتوار کو)
اردو یا کشمیری میں کھیل (ہر پیر کو)
حسن ماضی (آرکائیوز سے انتخاب) (منگل I)
سائنس میگزین (اردو) منگل II
صدیوں چلے (ریاستی ترقی پر مبنی پروگرام) (منگل III)
سائنس میگزین (کشمیری) منگل IV
سنیگا (ہندی میں پروگرام) (منگل V)
منظر (تعمیر و ترقی پر مبنی پروگرام) (سرینگر سے) بدھ I
ملاقات (مشہور شخصیات سے ملاقات) (بدھ II)
منظر (تعمیر و ترقی پر مبنی پروگرام) (جموں سے ریلے) بدھ III
سنگرمال (کشمیری میں ادبی پروگرام) بدھ IV
پتریکا (ہندی میں پروگرام) (بدھ V)
علاقائی موسیقی کا نیشنل پروگرام (جمعرات I)
فہرولی کا نیشنل پروگرام (جمعرات II)
دو دھا (ہندی میں پروگرام) (جمعرات III)
کھیلوں کا نیشنل پروگرام (جمعرات IV)
ایک شام سنگیت کی (جمعرات V)
گفتگو (اردو میں مباحثہ) (جمعہ I)
باسنہ تراشہ (کشمیری میں مباحثہ) (جمعہ II)
ہم قلم (اردو میں ادبی پروگرام) (جمعہ III)
اپنی دھرتی اپنا دیش (فیچر) (جمعہ IV)
مشاعرہ (اردو میں مشاعرہ) جمعہ V
میانی زندگی میون کار (مشہور شخصیات کے ساتھ ان کی زندگی اور فن کے بارے میں گفتگو) (ہفتہ I)
بزم سامعین (کشمیری) ہفتہ II
محفل (مشہور شخصیات کے ساتھ ان کی زندگی اور فن کے بارے میں گفتگو (اردو) (ہفتہ III)
بزم سامعین (اردو) ہفتہ IV
سنگیت رس (موسیقی کا پروگرام) ہفتہ V
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش۔ سامعین کی پسند پر فلمی گانے (بدھ اور اتوار کو)
زندہ پوشہ مال (موسیقی کا پروگرام) جمعرات III
محفل موسیقی (جمعہ I)
اسپورٹس میگزین (جمعہ II)
کاشرہ بابک (مشہور کشمیری شاعر پر فیچر) جمعہ III
داستان (جمعہ III، IV)
بادھہ (کشمیری میں ڈائجسٹ) ہفتہ II
امر سنگیت ہفتہ III
کورس گانے ہفتہ IV
۱۰-۳۰ بزم قوالی ہر جمعرات کو
شہر صدا: (سامعین کی فرمائش پر فلمی گانے (ہر ہفتہ کو)

منگل یکم ستمبر

صبح
۵-۰۰، ۷-۰۵، شام ۶-۱۰ آرتی تکو، غزلیں
۸-۰۰ بیگم اختر، غزلیں
۹-۰۵ میزان
- ادبی اصناف پر فکو نظر کا پروگرام
۱۱-۳۰، ۲-۳۰، ۴-۰۰ عبدالخالق اور ساتھی، صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
۲-۱۵ عبدالاحد پرے، غزلیں
۴-۳۰ غلام محمد کاوا اور ساتھی
چکری ورف

شام
۷-۳۰ رونگار سماچار
پیشکش: پی کے کمیر
۸-۳۰ نیل مت پوران
۸-۴۵ کاشرہ اسلامک ریت تہ اثر، تقریر از: ڈاکٹر کاشی ناتھ پنڈتا
۹-۳۰ حسن ماضی
۱۰-۰۰ تونہز فرمائش

بدھ ۲ ستمبر

صبح
۷-۰۵ مہاراج کرشن پنڈتا، غزلیں
۸-۰۰ محمد یعقوب، غزلیں
۸-۲۰ شش رنگ، ریڈیو ڈائجسٹ
۹-۱۰ گیت اور غزل

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
ساتویں جماعت کیلئے انگریزی پروگرام
۱۲-۴۰ مہاراج کرشن پنڈتا اور محمد یعقوب، غزلیں
۲-۳۰ شاستریہ سنگیت
۴-۳۰ چکری اور رعف
راج بیگم و عبدالصمد صوفی

رات
۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ
۹-۳۰ 'منظر' (سرینگر سے)
۱۰-۰۰ آپکی فرمائش

جمعرات ۳ ستمبر

صبح
۷-۰۵، شام ۶-۱۰ ظہور احمد شاہ، غزلیں
۸-۰۰ انجلی بنرجی، غزلیں
۸-۲۰ پنجابی پروگرام
۹-۱۰ شمیم دیو، گیت اور غزل
۱۱-۳۰، ۲-۳۰ غلام محمد سازنواز اور ساتھی صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۰۰ 'چارلس ڈارون' آٹھویں جماعت کیلئے اردو میں جنرل سائنس کا پروگرام
۱۲-۴۰ ظہور احمد شاہ اور انجلی بنرجی غزلیں
۲-۱۵ نسیم اختر، غزلیں
۲-۳۰ پروگرام

شام
۶-۱۵ نسیم اختر، غزلیں
۸-۴۵ کھیلوں کی دنیا (اردو)
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: علاقائی موسیقی
۱۰-۳۰ داستان

جمعہ ۴ ستمبر

صبح
۷-۰۵ آشا کول، غزلیں
۷-۱۵ گاندھی کتھا
۸-۰۰ جمیل احمد، غزلیں
۹-۱۰ چترانگدہ، گیت اور غزل

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
(آٹھویں جماعت کیلئے سائنس پروگرام)
۱۲-۴۰ نعتیں
۲-۱۵ ، شام ۶-۱۰
محمد خلیل اور ساتھی ، قوالیاں
۴-۰۰ شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

شام
۶-۱۵ گامی بجاین ہندہ خاطرہ
۹-۳۰ گفتگو (اردو مباحثہ)
۱۰-۰۰ محفل موسیقی

ہفتہ ۵ ستمبر

صبح
۷-۰۵ ، شام ۶-۱۰
اومکار ناتھ کول ، غزلیں
۷-۳۰ لکہ باتھ
۷-۳۵ پنالال گھوش ، سازینہ
۸-۰۰ راج کمار رضوی ، غزلیں
۸-۳۵ 'پردہ'
تاریخ کشمیر کی کچھ نمایاں شخصیتیں
۱۱-۳۰ ، ۳-۳۰
محمد عبداللہ ستاری اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
(نویں جماعت کیلئے معلومات عامہ)
۲-۴۰ اوشا ننندن ، راج کمار رضوی
غزلیں

رات
۸-۴۵ انگریزی تقریر ، ڈاکٹر این این رینہ
۹-۳۰ میون زندگی ، میون کار
۱۰-۳۰ شہر صدا
سامعین کی فرمائش پر غیر فلمی گیت

اتوار ۶ ستمبر

صبح
۷-۰۵ ، شام ۶-۱۰
کیلاش مہرہ ، غزلیں
۸-۰۰ مہدی حسن ، غزلیں
۹-۱۰ ریتا گنگولی : گیت و غزل
۱۰-۰۰ ریڈیو نیوز ریل
۱۰-۱۵ 'ہونہار' (اردو)
(بچوں کیلئے ملا جلا پروگرام)
۱۱-۰۰ ثقافت (کشمیری میں ادبی پروگرام)
۱۱-۳۰ نیشنل پروگرام ، ڈرامہ (دوبارہ)

دوپہر
۱۲-۴۰ پیرنگ ، ہندی نظموں کی تشریح
۲-۳۰ 'کہکشاں' ، دیواوانی سے انتخاب
۴-۳۰ 'بی مال'
(عورتوں کیلئے کشمیری میں)

رات
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ توہنز چٹھی واتھ
۹-۳۰ مغربی موسیقی
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

پیر ۷ ستمبر

صبح
۷-۰۵ راجندر کمار کاچرو ، غزلیں
۸-۰۰ محی الدین خاں ، غزلیں
۸-۲۰ نو بہ نو (دیواوانی سے انتخاب)
۹-۰۵ ریڈیو ڈائری

دوپہر
۱۲-۰۰ قوس قزح : معلومات عامہ
چوتھی و پانچویں جماعت کیلئے
۱۲-۱۵ ٹیچرز فورم
۱۲-۴۰ راجندر کمار کاچرو ، محمد صدیق پانپوری
غزلیں
۱-۰۰ شاستریہ سنگیت
۴-۳۰ محمد صدیق پانپوری ، غزلیں

رات
۸-۳۰ 'سونتہ ویور' (موسیقی)
۸-۴۵ 'ورق ورق روشن'
'اسلام میں خواتین کا حصہ'
تقریر از مفتی جلال الدین
۹-۳۰ 'بوچھس لوہ ننگ' ، کشمیری ناٹک
تحریر : ریاض ماہر

منگل ۸ ستمبر

صبح
۷-۰۵ کشمیری سنگیت
ریتا کول ، غزلیں
۸-۰۰ راحت علی ، غزلیں
۸-۲۰ پنجابی پروگرام
۹-۰۵ 'میزان'
ادبی اصناف پر فکر و نظر کا پروگرام
۱۱-۳۰ ، ۲-۳۰ ، ۴-۰۰
محمد عبداللہ تبت بقال اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
چھٹی جماعت کے طلبا کیلئے انگریزی
پروگرام
۱۲-۴۰ بھجن
۲-۱۵ ، شام ۶-۱۰
کنول کشور جالا ، غزلیں

رات
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ نوہ کامہ (کشمیری میں بات چیت)
از عبدالرشید میر
۹-۳ سائنس میگزین
۱۰-۰۰ توہنز فرمائش

بدھ ۹ ستمبر

صبح
۷-۰۵ جلال گیلانی : غزلیں
۸-۰۰ جگجیت سنگھ ، غزلیں
۸-۲۰ شش رنگ ، ریڈیو ڈائجسٹ
۹-۰۵ ریڈیو ڈائری
۹-۱۰ وجے کمار ملا ، گیت و غزل

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
ساتویں جماعت کیلئے انگریزی پروگرام
۱۲-۴۰ مہر ، جگجیت سنگھ ، غزلیں
۲-۳۰ ستار پر راگ بھیم پلاسی
۴-۳۰ جلال گیلانی اور راج بیگم
غزلیں

شام
۶-۱۰ راج بیگم اور نیلم ساہنی
غزلیں
۸-۳۰ پراگاش
۹-۳۰ ملاقات (اردو)
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

جمعرات ۱۰ ستمبر

صبح
۷-۰۵ نسیم اختر ، کشمیری سنگیت
۷-۳۰ زونہ ڈب : سلسلہ وار فیچر
۸-۰۰ اقبال قریشی ، غزلیں
۸-۲۰ پنجابی پروگرام
۹-۱۰ نینا دیوی ، گیت ، غزل
۱۱-۳۰ ، دوپہر ۳-۳۰
غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
آٹھویں جماعت کیلئے اردو پروگرام
۲-۱۵ نسیم اختر : چکری
۲-۴۰ نینا دیوی ، اقبال قریشی
غزلیں
۴-۳۰ پہاڑی پروگرام

شام
۶-۱۰ شانتی کول ، غزلیں
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ ہیلتھ فورم
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : فیچر
۱۰-۰۰ داستان

جمعہ ۱۱ ستمبر

صبح
۷-۰۵ کشمیری سنگیت
غلام نبی شیخ ، غزلیں
۷-۱۵ گاندھی کتھا
۸-۰۰ لچھمن داس سندھی ، غزلیں
۸-۲۰ گھر بارہ خاطر
۹-۰۵ ریڈیو ڈائری
۹-۱۰ نرملا اروِن ، گیت اور غزل
۱۱-۳۰ غلام محمد میر اور ساتھی
کشمیری موسیقی
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ ، آٹھویں
جماعت کیلئے جنرل سائنس
۱۲-۴۰ نعتیں اور منقبت
۲-۱۵ اندرا کاچرو ، غزلیں
۴-۰۰ استاد رمضان جو اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
۴-۳۰ محمد میر اور ساتھی
چکری اور روف

شام
۶-۱۰ اندرا کاچرو ، غزلیں
۸-۰۰ وادی کی آواز
۹-۳۰ رانے ترانے
۱۰-۰۰ محفل موسیقی
۱۰-۳۰ بزم قوالی
غلام فرید صابری اور ساتھی

ہفتہ ۱۲ ستمبر

صبح
۷-۰۵ ، شام ۶-۱۰

دوردرشن لکھنؤ

چینل : ۴ — ۶۲٫۲۵ میگا ہرٹز (تصویر)
بینڈ : ۱ — ۶۷٫۷۵ میگا ہرٹز (آواز)

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

شام ۶-۰۰ چوپال (دیہی عوام کے لیے پروگرام) (سوائے اتوار اور منگل) اتوار کو ۶-۳۰ سے ننھے منّے. بچوں کے لیے اور منگل کو ۷-۰۰ کامگار سبھا۔ صنعتی مزدوروں کے لیے ۸-۰۰ سماچار ۸-۳۰ کل کے پروگرام ۹-۳۰ اختتام جمعرات کو ۹-۳۵ پر، بدھ اور ہفتہ کو ۱۰-۰۰ بجے

ہفتہ وار ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

اتوار

شام ۶-۳۰ ننھے منّے (بچوں کیلئے) ۶-۵۰ سپتا ہیکی (ہفتہ بھر کے پروگراموں کی تفصیلات) ۷-۰۰ اور ۸-۲۰ ہندی فیچر فلم ۸-۱۵ ذرا دھیان دیں ۹-۳۰ کل کے پروگرام اور اختتام

پیر

شام ۷-۳۰ آپ کا سواستھ (I، III، V) سواستھ سمپدا (II، IV) ۷-۴۵ ورت چتر ۸-۱۵ (آج کل) حالاتِ حاضرہ ۸-۳۴ اپہار ۹-۰۵ سرسوتی (ہندی ادبی پروگرام) ۹-۳۵ اختتام

منگل

شام ۷-۳۰ کامگار سبھا ۸-۱۵ وگیان جگت/ٹی وی این ایف فلم ۸-۳۵ ڈرامہ ۹-۳۰ سرگم ۱۰-۰۰ اختتام

بدھ

شام ۷-۳۰ کھیل جگت ۸-۱۵ آپ کی ڈاک ۸-۳۵ بی بی نعتیوں والی (لکھنؤ کی سماجی تہذیب کی ایک جھلک) ۹-۰۰ گنجن ۹-۳۵ سیریل انگریزی فلم ۱۰-۰۰ اختتام

جمعرات

شام ۷-۳۰ یووا درشن ۸-۱۵ کلا اور کرتی ۸-۳۵ چترہار ۹-۰۵ بات اپنی اپنی/آمنے سامنے ۹-۳۵ اختتام

جمعہ

شام ۷-۳۰ پھلواری بچوں کے لیے پروگرام ۸-۱۵ آج کل ۸-۳۵ کوئز ۹-۰۵ اودھ پنچ (اردو ادبی پروگرام) ۹-۳۵ اختتام

ہفتہ

شام ۷-۳۰ گھر کی دنیا ۸-۱۵ لوک سنگیت ۸-۳۵ علاقائی فیچر فلم ۹-۰۵ انگریزی فلم ۱۰-۰۰ اختتام

خصوصی پروگرام

منگل یکم ستمبر

شام ۶-۰۰ گھر چوبارہ (دیہی خواتین کے لیے پروگرام) ۷-۳۰ کامگار سبھا (صنعتی مزدوروں کے لیے پروگرام؛ مزدور میاں بیوی اور گھر کی دیکھ بھال؛ موسمی کھانا پینا اور ورزش

بدھ ۲ ستمبر

شام ۶-۰۰ چوپال : نعت/بھجن : ارہر کا کیڑوں سے بچاؤ

غلام محمد راہ : غزلیں
۷-۳۰ زونہ ڈب (سلسلہ وار فیچر)
۷-۴۵ سازینہ
ترتیب : آکاشوانی بمبئی
۸-۰۰ سیما شرما، غزلیں
۸-۲۰ ذات بنترات
۹-۱۰ گیت اور غزل
۱۱-۳۰، ۴-۳۰
کمال بٹ اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
نویں جماعت کیلئے اردو پروگرام
۱۲-۴۰ غلام محمد راہ اور آشا کول
غزلیں

شام
۶-۱۰ غلام محمد راہ : غزل
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ انگریزی تقریر
از ڈاکٹر ایم ایچ ماہر
۹-۳۰ بزم سامعین (کشمیری)
۱۰-۰۰ 'باؤنتھ'
عصر حاضر کے ہندوستانی ادب کا پروگرام
۱۰-۳۰ شہر صدا
فرمائشی غیر فلمی گانے

اتوار ۱۳ ستمبر

صبح
۷-۰۵، شام ۶-۱۰
غلام حسن صوفی، غزلیں
۸-۰۰ محمد رفیع، غزلیں
۸-۲۰ گھرانوں کیلئے پروگرام
۹-۱۰ لتا منگیشکر، گیت اور غزل
۱۰-۰۰ ریڈیو نیوز ریل (علاقائی)
۱۰-۱۵ 'ہونہار'
اردو میں بچوں کیلئے پروگرام
۱۱-۰۰ فلم میگزین (اردو)
۱۱-۳۰ 'بچھو' اردو کھیل
تحریر، علی محمد لون

دوپہر
۱۲-۴۰ 'رسالو منزہ'
۲-۱۵ ساز اور آواز
۲-۳۰ غزلیں
۴-۰۰ پنجابی پروگرام
۴-۳۰ 'ہی مال'
رات
۸-۳۰ توہنز چٹھی واتر
۹-۳۰ مغربی موسیقی
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش
فلمی گانے

پیر ۱۴ ستمبر

صبح
۷-۰۵ نرملا دیوی، کشمیری موسیقی
۷-۳۰ زونہ ڈب : سلسلہ وار فیچر
۸-۰۰ شانتی ہیرانند، غزلیں
۸-۲۰ نوبہ نو (ریوواوانی سے انتخاب)
۹-۰۵ ریڈیو ڈائری اور گیت و غزل
۹-۱۰ مہندر چوپڑہ، گیت و غزل
۱۱-۳۰، ۴-۰۰
عبدالغنی مالونی اور ساتھی
کشمیری موسیقی

دوپہر
۱۲-۰۰ زلزلے (اردو میں بات چیت)
۱۲-۱۵ ٹیچرز فورم
۱۲-۴۰ نرملا دیوی اور مہندر چوپڑہ، غزلیں
۲-۳۰ پروین سلطانہ، گائن
۴-۳۰ وجے گورکھا و ساتھی اور
عبدالاحد بیرے، غزلیں

شام
۶-۱۰ عبدالغنی مالونی و ساتھی اور
نرملا دیوی، غزلیں
۸-۴۵ 'آئینہ خانہ' اردو میں بات چیت
۹-۳۰ 'دوسری لداخی' اردو کھیل
۱۰-۳۰ محمد عبداللہ تارہ بلی اور ساتھی

چکری اور روف

منگل ۱۵ ستمبر

صبح
۷-۰۵، دوپہر ۲-۱۵، شام ۶-۱۰
رحمت اللہ خاں، غزل
۸-۰۰ چندر کانت، غزل
۸-۲۰ پنجابی پروگرام
۹-۰۵ میزان
ادبی اصناف پر فکر و نظر کا پروگرام
۱۱-۳۰ شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
کشمیری موسیقی

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
(چھٹی جماعت کیلئے انگریزی میں پروگرام)
۲-۳۰، ۴-۰۰
شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

رات
۸-۴۵ سائنٹک دنیا
تقریر از سنت جی سلطان
۹-۳۰ صدیوں پہلے
راج ترنگنی پر مبنی پروگرام
۱۰-۰۰ توہنز فرمائش

دھان کی فصل (پانی کا بندوبست اور کھرپتوار کی روک تھام)
ڈاکٹر دولت سنگھ: ۸-۳۵ بی بی نعتیوں والی، سلسلہ وار ڈرامہ؛ مصنف: کے پی سکسینہ (پانچواں حصہ)
۰۰-۹ گنجن (ہلکی موسیقی کا پروگرام) مرلی قوال اور ساتھی

جمعرات ۳ ستمبر

شام ۰۰-۷ چوپال: ربیع کی سبزیوں کے بیج ڈالیں
ڈاکٹر کے پی سری واستو: پپیتا اگائیں: ڈاکٹر راج سنگھ
۸-۱۵ پرگتی کی اور

جمعہ ۴ ستمبر

شام ۰۰-۷ چوپال: مرغیوں میں چیچڑی بخار، گنے کی بوائی کریں ۸-۳۵ چکر

ھفتہ ۵ ستمبر

شام ۰۰-۷ چوپال: لوک سنگیت: تلہنی فصلوں کو بیماری سے بچائیں: خریف میں کھرپتوار کی روک تھام اور ٹاپ ڈریسنگ
۳۰-۷ گھر کی دنیا: آج کے میچ: بیت بازی کا مقابلہ
۸-۳۵ سلسلہ وار ہندی ڈرامہ

پیر ۷ ستمبر

شام ۰۰-۷ چوپال: وقتی ہوشیاری اور احتیاط: توریا کی بوائی ۳۰-۷ آپ کا سواستھ: جلدی بیماری: سبب اور علاج

منگل ۸ ستمبر

شام ۳۰-۷ کامگار سبھا: مزدور تعلیم: شرم گیت
۸-۳۵ ناٹک: ۳۰-۹ رقص

بدھ ۹ ستمبر

شام ۰۰-۷ چوپال: مانس پر سنگت: دھان کی فصل کو جھلسا بیماری سے بچائیں ۸-۳۵ بی بی نعتیوں والی (سلسلہ وار ڈرامہ حصہ VI: مصنف کے پی سکسینہ)

جمعرات ۱۰ ستمبر

شام ۰۰-۷ چوپال (دیہی ناظرین کے لیے پروگرام)
باجرہ اور جوار کو بیماری سے بچائیں: مچھلی پالن

جمعہ ۱۱ ستمبر

شام ۰۰-۷ چوپال (دیہی ناظرین کے لیے پروگرام) خریف مونگ، ارہر کی کٹائی: مویشیوں میں مضنیلا بیماری کی روک تھام

ھفتہ ۱۲ ستمبر

شام ۰۰-۷ چوپال (دیہی ناظرین کے لیے پروگرام)
ترقی کی اور: دیہی ترقیاتی اسکیم: سواستھ چرچا
۳۰-۷ گھر کی دنیا: ایک شام کہانی کے نام

پیر ۱۴ ستمبر

شام ۰۰-۷ چوپال: مسائل اور ان کا حل: گرامین سماچار
۳۰-۷ آپ کا سواستھ: عام نسوانی بیماری

منگل ۱۵ ستمبر

شام ۰۰-۷ چوپال (دیہی ناظرین کے لیے پروگرام)
چمڑا صنعت کے ملازمین: چمڑا صنعت (مختصر فلم)

دوردرشن سرینگر

[illegible] چینل ۴ [illegible] ایم ایچ زیڈ (آواز)

خبریں اور روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح [illegible] تعلیمی پروگرام [illegible]
[illegible] دیہاتی ناظرین کے لیے [illegible] کشمیری [illegible]
[illegible] ۹-۱۵ پروگراموں کا خلاصہ
[illegible] اردو میں [illegible]

خصوصی پروگرام

منگل یکم ستمبر

شام ۳۰-۷ کشمیری موسیقی (کلاسیکی) ۴۵-۷ فلمز ڈویژن کی دستاویزی فلم ۸-۱۷ ناظرین کے خطوں کے جواب
۸-۴۵ انگریزی سلسلہ وار فلم ۹-۱۵ صوفی سنتوں پر پروگرام

بدھ ۲ ستمبر

شام ۳۰-۷ ڈوگری پروگرام ۴۵-۷ ہلکی پھلکی موسیقی
۸-۱۷ سلسلہ وار کھیل (اردو) ۵۰-۸ سماجی ترقیات پر مبنی پروگرام ۹-۱۵ کشمیری میں ادبی میگزین پروگرام

جمعرات ۳ ستمبر

شام ۳۰-۷ خاندانوں کے لیے کشمیری میں پروگرام
۸-۱۷ فلمی گیتوں اور رقص پر مبنی پروگرام ۰۰-۹ حالات حاضرہ (اردو) ۳۰-۹ دستاویزی فلم

جمعہ ۴ ستمبر

شام ۰۰-۷ "خیابان" ۳۰-۷ قوالی ۵۰-۷ روزگار بلیٹن
۸-۱۷ انگریزی سلسلہ وار فلم ۹-۱۵ صحت و تندرستی سے متعلق اردو میں پروگرام

ھفتہ ۵ ستمبر

شام ۰۰-۷ بچوں کے لیے اردو میں پروگرام ۳۰-۷ کشمیری موسیقی ۴۵-۷ ایک نظر کالی ٹوپی رد پ ۸-۱۷ ڈرامہ (اردو)
۹-۱۵ موسیقی کا خصوصی پروگرام

اتوار ۶ ستمبر

صبح ۰۰-۱۱ بچوں کے لیے کشمیری میں پروگرام ۳۰-۱۱ کشمیری موسیقی ۵۰-۱۱ سلسلہ وار کھیل (دوبارہ)
دوپہر ۴۰-۱۲ یونیورسٹی طلباء کے لیے ۰۰-۱ اختتام
شام ۳۰-۶ نوجوانوں کے لیے اردو میں پروگرام ۰۰-۷، ۸-۱۷ فیچر فلم ۰۰-۱۰ کلاسیکی موسیقی

پیر ۷ ستمبر

شام ۳۰-۷ کشمیری لوک موسیقی ۴۵-۷ ٹی وی ایف ایف پر مبنی ترقیاتی پروگرام ۸-۱۷ فلمی گیتوں اور رقص پر مبنی پروگرام
۵۰-۸ کھیلوں سے متعلق اردو میں پروگرام
۲۰-۹ انٹرویو پر مبنی پروگرام

منگل ۸ ستمبر

شام ۳۰-۷ کشمیری دستکاریاں اور فنکار ۸-۱۷ ناظرین کے خطوں کے جواب ۴۰-۸ انگریزی سلسلہ وار فلم ۹-۱۵ محفل مدعو سامعین کے ساتھ خصوصی پروگرام

بدھ ۹ ستمبر

شام ۳۰-۷ ڈوگری پروگرام ۴۵-۷ ہلکی پھلکی موسیقی
۸-۱۷ سلسلہ وار کھیل (کشمیری) ۵۰-۸ سماجی ترقیاتی پروگرام
۹-۱۵ اردو میں ادبی میگزین پروگرام

جمعرات ۱۰ ستمبر

شام ۳۰-۷ شہری ذمہ داریوں سے متعلق پروگرام ۴۰-۷ ہوم سائنس
۸-۱۷ فلمی گیتوں اور رقص پر مبنی پروگرام ۰۰-۹ حالات حاضرہ (اردو) ۳۰-۹ ہلکی پھلکی موسیقی

جمعہ ۱۱ ستمبر

شام ۰۰-۷ گجروں کے لیے پروگرام ۳۰-۷ نعت (کشمیری)
۵۰-۷ روزگار بلیٹن ۸-۱۷ انگریزی سلسلہ وار فلم
۹-۱۵ صحت و تندرستی سے متعلق کشمیری میں پروگرام

ھفتہ ۱۲ ستمبر

شام ۰۰-۷ بچوں کے لیے اردو میں پروگرام ۳۰-۷ کشمیری موسیقی ۴۵-۷ ایک نغمہ ۸-۱۷ ڈرامہ (دوسرے کیندروں سے) ۹-۱۵ اردو میں رنگارنگ پروگرام

اتوار ۱۳ ستمبر

صبح ۰۰-۱۱ بچوں کے لیے کشمیری میں پروگرام ۳۰-۱۱ کشمیری لوک موسیقی ۵۰-۱۱ سلسلہ وار کھیل (دوبارہ) ۴۰-۱۲ یونیورسٹی طلباء کے لیے شام ۳۰-۶ نوجوانوں کے لیے کشمیری میں پروگرام ۰۰-۷ اور ۸-۱۷ فیچر فلم ۰۰-۱۰ نشر شدہ پروگراموں سے انتخاب

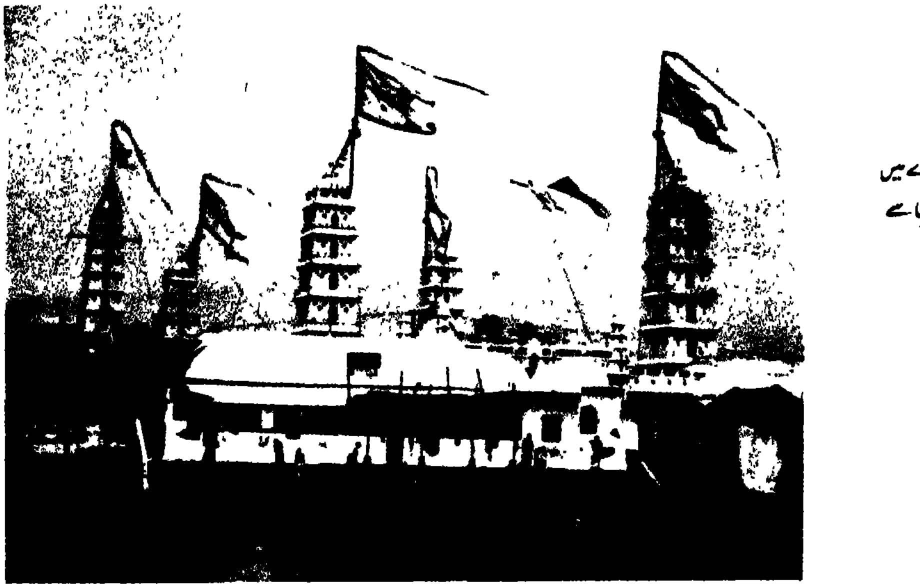
پیر ۱۴ ستمبر

شام ۳۵-۷ کشمیری لوک موسیقی ۴۵-۷ ٹی وی ایف ایف پر مبنی ترقیاتی پروگرام ۸-۱۷ فلمی گیتوں اور رقص پر مبنی پروگرام ۵۰-۸ کھیلوں سے متعلق اردو میں پروگرام
۲۰-۹ انٹرویو پر مبنی پروگرام

منگل ۱۵ ستمبر

شام ۳۵-۷ گاؤں کی ترقیاتی جھلک ۴۵-۷ فلمز ڈویژن کی دستاویزی فلم ۸-۱۷ ناظرین کے خطوں کے جواب ۴۵-۸ انگریزی سلسلہ وار فلم ۹-۱۵ گیسٹ اِن دی ہیپی ویلی

NOIPLP(PBD)—40/AIR(ND)/81—21-8-81—1950.



(دائیں)
'ناگور درگاہ'
تامل ناڈو میں مسلمانوں کی
عقیدت کا مرکز ہے
حال ہی میں اس درگاہ کے بارے میں
ایک تامل فیچر آکاشوانی پانڈیچری سے
نشر کیا گیا۔

(نیچے)
شری عبدالاحد
اسپیشل افسر اوقاف نے
دور درشن کیندر سرینگر کے
پروگرام 'بونزات' میں
عازمین حج کے لیے
متعلقہ ضروری فارم
پُر کرنے کا طریقہ بتایا۔





(اوپر)
احمد حسین محمد حسین
آکاشوانی بمبئی کی جانب سے
مدعو سامعین کے رو برو
منعقد بھگتی سنگیت کی محفل میں۔

(دائیں)
'خون پھر خون ہے' کے زیر عنوان نشر قومی یکجہتی اور فرقہ وارانہ
ہم آہنگی کے موضوع پر نشتر خانقاہی کے تحریر کردہ ناٹک کے
شرکا، فنکار (دائیں سے) ایس پی سریواستو (پروڈیوسر)
سعادار، راجیش گوڑ، جے دیر تیاگی، ارون جوشی، ہرپال سنگھ
رام اوتار بھاردواج، امرناتھ ترویدی اور
پارتھا سارتھی تھاپیال۔
یہ ناٹک آکاشوانی نجیب آباد سے نشر ہوا۔







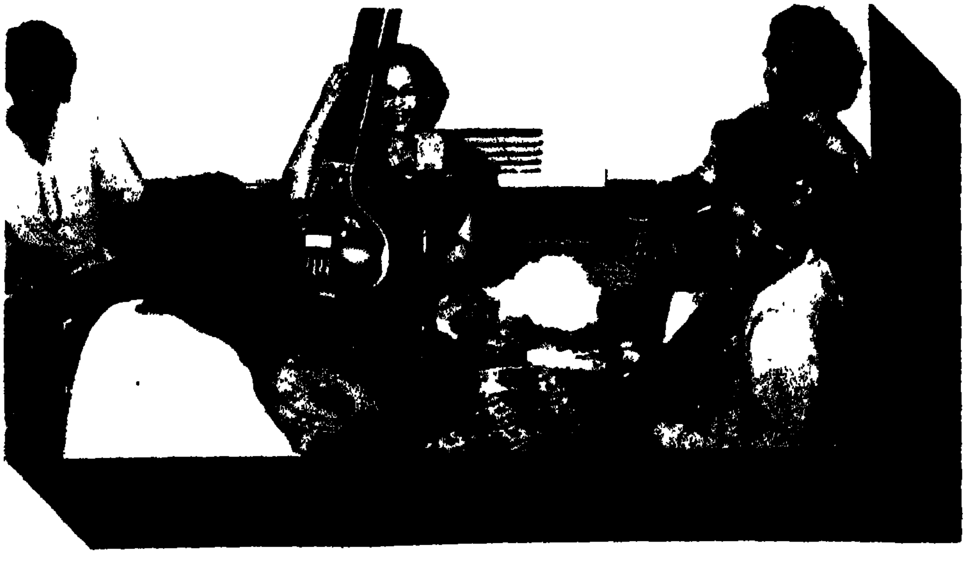
(اوپر) ممتاز شاعر جگن ناتھ آزاد (دائیں) کے ساتھ شمیم فاروقی آکاشوانی پٹنہ کے لیے انٹرویو کرتے ہوئے ۔

(بائیں) لارا ڈین — عصر حاضر کی نامور امریکی رقاصہ

• جن کے ساتھ ایک انٹرویو حال ہی میں اردو گیسٹ ٹو نائٹ پروگرام میں آکاشوانی دہلی سے نشر کیا گیا ۔







(اوپر)
رفیعہ منظور الامین —
اردو مجلس (دہلی) سے اپنا
افسانہ پیش کیا

(اوپر بائیں)
ننھے منے فنکار
آکاشوانی احمد آباد
کی جانب سے منعقد
ایک پروگرام میں ۔

(بائیں)
سفنو گھورانہ —
اردو سروس کے لیے
کلاسیکی موسیقی
ریکارڈ کراتے ہوئے ۔

Published by the Director General, All India Radio, at the Office of the Chief Editor, Akashvani Group of Journals, P.T.I Building, Second Floor, New Delhi-110001. Printed by the Manager, Govt. of India Photolitho Press, Faridabad.

آجکل

۱۶ر ستمبر سنہ ۱۹۸۱ء

اشاعت کا ۳۶واں سال

۲۵ بھادر ۱۹۰۳ شاکا

قیمت 50 پیسے



اس بار رامپور سے غزلیں

وسیم بریلوی

میری آنکھوں کو یہ سب کون بتانے دے گا
خواب جس کے ہیں وہی نیند نہ آنے دے گا
اُس نے یوں باندھ لیا خود کو نئے رشتوں میں
جیسے مجھ پر کوئی الزام نہ آنے دے گا
سب اندھیروں سے کوئی وعدہ کیے بیٹھے ہیں
کون ایسے میں مجھے شمع جلانے دے گا
بھیگتی جھیل کنول باغ مہک سناٹا
یہ مرا گاؤں مجھے شہر نہ جانے دے گا
وہ بھی آنکھوں میں کوئی خواب لیے بیٹھا ہے
یہ تصور ہی کبھی نیند نہ آنے دے گا
اب تو حالات سے سمجھوتہ ہی کر لیجے وسیم
کون ماضی کی طرف لوٹ کے جانے دے گا

رئیس رامپوری

غم و الم میں مسرت کے آس پاس رہے — ذرا ہنسے تو بہت دیر تک اداس رہے
وفا کریں نہ کریں وعدۂ وفا تو کریں — کہ زندگی کے لیے کچھ نہ کچھ تو آس رہے
یہ ایک نکتہ کوئی نکتہ داں ہی سمجھے گا — جو خود شناس رہے وہ خدا شناس رہے
کوئی یہ جا کے اسیرانِ یاس سے کہدے — وہ زندگی ہی نہیں ہے جو وقفِ یاس رہے
رئیس دل ہی نہیں ہے جو پاک صاف تو کیا
تمام عمر اگر آپ خوش لباس رہے

واحد القادری

نظر جمے تو، رُکے تو، بہت سے رستے ہیں
ہم اس کو بند دریچوں سے دیکھ سکتے ہیں
ہمارے شہر میں ایسے بھی لوگ بستے ہیں
کہ روز ملتے ہیں اور اجنبی سے لگتے ہیں
جو اپنوں کا بھی موسم عجیب ہوتا ہے
کہ گل کھلیں نہ کھلیں راستے مہکتے ہیں
اک آفتاب نے چمکا دیا ہے شہر کا شہر
جدھر نگاہ اٹھے آئینے چمکتے ہیں
حیات مسئلہ کیا اک سانس سلجھا دے
مگر ہم ایسے مسائل میں کب الجھتے ہیں
ہے لالہ فامی کے دل پر بھی داغ اے واحد
کہ اس کے پھول سے رخسار کیوں دمکتے ہیں

خیال رامپوری

غنچہ و لب یوں کھلے حیران و ششدر ہو گئے — ہم اسے بت کہتے کہتے آپ پتھر ہو گئے
میکدے میں رات جب تک بھی رہا دورِ شراب — سینکڑوں احسان ان آنکھوں کے ہم پر ہو گئے
اب کوئی مرغوب شے ذرے سے سورج تک نہیں — آپ ایسے سامنے آئے نظر بھر ہو گئے
ہر نفس سے کچھ نئی مہکیں گلے ملتی رہیں — جب تک اس محفل سے ہم اٹھے معطر ہو گئے
غالباً راتوں نے حملہ کر دیا خورشید پر — اک قیامت رخ پہ وہ گیسو بکھر کر ہو گئے
اللہ اللہ یہ زبانِ دل کی پہلی گفتگو — اس کو جتنے پھول بھیجے میں نے زیور ہو گئے
کٹ گیا کچھ وقت رو کر اور کچھ ہنس کر خیالؔ
آج کا غم اور خوشی دونوں برابر ہو گئے

اظہر عنایتی

آنسو ہر اک لفظ کا آنچل بھگو گئے
کاغذ پہ یہ بھی حادثے ہونا تھے ہو گئے
چورا ہوں کا تو حسن بڑھا شہر کے مگر
جو لوگ نامور تھے وہ پتھر کے ہو گئے
شاید نظر نظر سے ہوئے ہوں گے سنگسار
وہ عکس آئینوں میں جو محصور ہو گئے
مجھ کو بھی جاگنے کی اذیت سے دے نجات
اے رات اب تو گھر کے در و بام سو گئے
اخلاص کا مظاہرہ کرنے جو آئے تھے
اظہر تمام ذہن میں کانٹے چبھو گئے



آکاشوانی رامپور سے نشر شری نشست کے شرکا شعراء (دائیں سے) واحدی القادری، خیال رامپوری، اظہر عنایتی
وسیم بریلوی اور رئیس رامپوری۔ نظامت کرتے ہوئے زبیر رضوی اور شرافت یار خاں

نیشنل پروگرام

اکاشوانی

وولیتی وینکٹیشودلو کا گائن : ۱۹ ستمبر رات ساڑھے نو بجے



وولیتی وینکٹیشور کا شمار ملک کے ان نمایاں گائیکوں میں کیا جاتا ہے جو شائقین موسیقی اور نقادوں میں یکساں مقبولیت رکھتے ہیں۔ ابتدائی تربیت منو گانتی وینکٹا راؤ سے حاصل کرنے کے بعد ڈاکٹر سری پڈا پنا کا پانی کی شاگردی اختیار کی۔

گونجیلی پاٹ دار آواز کے ساتھ جب وہ گاتے ہیں تو فضا پر چھا جاتے ہیں۔

وولیتی وینکٹیشور لو آج کل موسیقی کے پروڈیوسر کی حیثیت سے آل انڈیا ریڈیو وجے واڑہ سے منسلک ہیں۔

رسولن بائی اور بڑی موتی بائی

ریکارڈنگ کا انتخاب : ۲۶ ستمبر رات ساڑھے نو بجے

ہلکی کلاسیکی موسیقی گائیکی کے اپنے منفرد انداز کے سبب رسولن بائی اور بڑی موتی بائی کو بھول پانا شائقین موسیقی کے لیے ناممکن سی بات ہے۔

ہر دو فنکاروں کو ٹھمری (پورب انگ) اور دیگر اصناف موسیقی جیسے ٹپّہ، دادرا، چیتی اور کجری گانے میں خصوصی مہارت حاصل تھی۔

رسولن بائی نے شمو خاں سے تربیت حاصل کی تھی جو کہ نسبی طور پر ٹپّہ گائیکی کے موجد میاں شوری سے براہ راست تعلق رکھتے تھے۔

بڑی موتی بائی نے موسیقی کی تعلیم، سیاجی مشرا، معیض الدین خاں اور وارانسی کے مٹھائی لال جی سے حاصل کی تھی۔

مالیکا کانن کا گائن



مالیکا کانن کو ملک کی نمایاں گائیکہ سمجھا جاتا ہے۔ ان کو اس اعزاز کے حاصل ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ وہ ہماری موسیقی کے عظیم الشان روایتی انداز پر عمل پیرا ہیں۔ موسیقی کی تعلیم حاصل کرنے کا آغاز انھوں نے نہایت کم عمری میں اپنے والد ڈاکٹر را بندرلال رائے سے کیا جو کہ ایک ذہین اسکالر اور نمایاں ماہر موسیقی تھے۔

انتھک محنت، ریاض اور اپنے والد کی رہنمائی میں انھوں نے اپنی آواز میں نسوانی گائیکی کی تمام تر خوبیاں پیدا کر لی ہیں۔ اسکے علاوہ انھوں نے اپنے شوہر اسے کانن سے بھی رہنمائی حاصل کی ہے

دوردرشن ٹیلی کاسٹ

کلکتہ	۱۱ ستمبر
دہلی	۱۸ ستمبر
بمبئی	۲۵ ستمبر
مدراس	۲ اکتوبر

آواز

آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

۱۶ تا ۳۰ ستمبر ۱۹۸۱ء - ۲۵ بھادرسے ۸ اشون ۱۹۰۳ شاکا

جلد ۴۶ —— شمارہ ۱۸

قیمت فی پرچہ ۵۰ پیسے —— سالانہ دس روپے

(ڈاک خرچ بذمہ ادارہ)

اس شمارے میں

چیف ایڈیٹر — جے پی گوئل —— فون ۳۸۲۲۲۹

ایڈیٹر — سراج احمد —— فون ۳۸۲۲۵۴

پریم چند کی زندگی
اور فکر و فن پر مبنی فیچر

افسانہ و افسوں

فیاض رفعت

ہندوستان کی دھرتی رشیوں، منیوں، اوتاروں اور پیغمبروں کی دھرتی کہلاتی ہے۔

اس سرزمین کی سوندھی مہک اور خوشبو سے ایسے عظیم فنکاروں اور کلاکاروں کی خمیر اُٹھا۔ جن کی یادوں کی روشن قندیلیں ہمارے ذہن و دل کو ہمیشہ جگمگاتی رہیں گی۔ انیسویں صدی کے ہندوستان کی شناخت جن مہا کلاکاروں سے ہوتی ہے ان میں ٹیگور، اقبال، اور پریم چند کے نام نمایاں ہیں۔ جس طرح ٹیگور، اور اقبال نئے دور کے نقیب کہلاتے ہیں اسی طرح پریم چند نے افسانہ و افسوں کی سحر انگیزی سے نئے انسان کو تلاش کیا۔ اسے زندگی کی نئی بشارتیں دیں۔ نئی تعبیروں اور بشارتوں کی دنیائیں آباد کرنے کے لیے پریم چند نے اپنا خون جگر صرف کیا۔

زندگی کی آبیاری اور تزئین کاری کے لیے منشی پریم چند نے تجزیوں کے زہر کو سقراط کی طرح اپنی روح میں اتارا اور امر ہو گئے۔

بڑے فنکار جہانِ تازہ کی تلاش میں درد کی انجانی منزلوں سے گزرتے ہیں۔ آزمائشوں کی آنچ انسان کی روح کو کندن بنا دیتی ہے۔

ارسطو نے کہا تھا کہ ہم زندگی کی عمیق گہرائیوں میں کھو کر ہی نئی دنیاؤں کی تلاش کر سکتے ہیں۔

پریم چند نے زندگی کے بیکراں سمندر کا منتھن کر کے اعلیٰ انسانی قدروں کے جوہر کو پایا تھا۔

پریم چند کا ہندوستان شکست و ریخت کی منزلوں سے گزر رہا تھا اور اسے کسی ایسے مسیحا کی تلاش تھی، جو ان کی نجات کا باعث بن سکے۔

گاندھی اور ٹیگور کے اثر سے پریم چند نے رنگوں کے بطن سے ایسی افسانوی تخلیقات کو جنم دیا جن میں نئی صبح کی پہلی کرن جاگ رہی تھی۔

افسانہ نگار اپنے انکشافات کی بنیاد مفروضات پر رکھتا ہے مگر یہ فرض کی ہوئی زندگی حقیقی زندگی ہوتی ہے۔ کارنامہ حیات پر تنقید و تبصرہ کرتے وقت اپنے فنی نقطۂ نظر کی وضاحت ایجاز اور اختصار کے ساتھ کرتا ہے۔

فنکار کی یہی فلسفہ طرازی ایک مخصوص فکری رجحان اُسے ادب کی دنیا میں قدر آور بنا دیتا ہے۔ کسی نقطۂ نظر یا فلسفۂ فکر کے بغیر کوئی بھی انسان فن کے منصب کو حاصل نہیں کر سکتا۔

پریم چند اصولوں کے شیدا تھے۔ سچے محب وطن تھے۔ وہ ہندو مسلم عیسائی کے درمیان کسی امتیاز اور تفریق کے قائل نہ تھے۔ وہ ایک ایسے ہندوستان کا خواب دیکھ رہے تھے جس کے پیروں میں پڑی ہوئی زنجیروں کو توڑنے کے لیے آہنی عزم کی ضرورت تھی۔

پریم چند کے ابتدائی افسانے ان کے پہلے مجموعے سوزِ وطن میں شامل ہیں۔

دنیا کا سب سے انمول رتن شیخ مخمور یہی میرا وطن ہے" جلسۂ ماتم، عشقِ دنیا، اور حُبِ وطن۔ ان افسانوں کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ پریم چند وطن کی محبت سے سرشار تھے۔

۱۹۰۸ء میں جب یہ کہانیاں مجموعی صورت میں شائع ہوئیں اس وقت دیش میں تقسیم بنگالہ کی شورش برپا تھی اور کانگریس میں گرم دل کی بنیاد پڑ چکی تھی۔

پریم چند کو اپنی ان کہانیوں کی وجہ سے حکومتِ وقت کے عتاب کا شکار ہونا پڑا۔

حاکمِ وقت نے ان کی سرزنش کرتے ہوئے کہا تھا:

"تمھاری کہانیوں میں سیڈیشن (Sedition) بھرا ہوا ہے۔ اپنی تقدیر پر خوش ہو کہ انگریزی عملداری میں ہو، مغلوں کا راج ہوتا تو تمھارے دونوں ہاتھ کاٹ ڈالے جاتے۔ تمھاری کہانیاں یکطرفہ ہیں تم نے انگریزی سرکار کی توہین کی ہے۔"

پریم چند پر سیاسی تحریکوں کا زبردست اثر پڑا تھا۔ وہ ملک کی سیاسی تحریکوں سے اس قدر متاثر ہو گئے تھے کہ انھوں نے سرکاری ملازمت بھی ترک کر دی تھی۔

ملکی تحریکوں کا اثر ان کی تحریروں میں صاف نمایاں ہے۔

اس سلسلے میں ان کے افسانے 'بھاڑے کا ٹٹو' کا ایک اقتباس دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

"رمیش جیل سے نکل کر پکا انقلابی بن گیا۔ جیل کی تاریک کوٹھری میں تمام دن کی سخت محنت کے بعد وہ غریبوں کی فلاح اور اصلاح کے منصوبے باندھا کرتا تھا۔ سوچتا کہ انسان کیوں نباہ کرتا ہے۔ اس لیے تاکہ دنیا میں اس قدر اختراق ہو کوئی تو عالیشان محلوں میں رہتا ہے اور کسی کو درخت کا سایہ بھی میسر نہیں۔ کوئی ریشم و جواہرات سے منڈھا ہوا ہے کسی کو پھٹا کپڑا بھی میسر نہیں۔ ایسی بے انصاف دنیا میں اگر چوری، ہتیا اور ادھرم ہے تو یہ کس کا قصور ہے۔ وہ ایک ایسی انجمن قائم کرنے کا خواب دیکھتا ہے۔ جس کا کام اس دنیا سے امتیاز و فرق کو مٹا دینا ہو۔ جیل سے نکلتے ہی اس نے ایسی جماعتی انقلاب کا اعلان کر دیا۔ خفیہ انجمن قائم ہونے لگی، ہتھیار جمع کیے جانے لگے۔"

پریم چند نے اپنے افسانے "قاتل" میں اُس سبھا کا ذکر کیا ہے۔ دھرم ویر اور اس کی ماں کے درمیان جو مکالمہ ہوا ہے وہ حقائق سے مملو ہے۔

دیش میں ایسے دو گروہ یقیناً پیدا ہو گئے تھے جن میں سے دونوں کا مقصد حصولِ آزادی تھا۔ مگر ایک ستیہ گرہ کا قائل تھا اور دوسرا عدم تشدد پر قائم رہنا چاہتا تھا۔ ان گروہوں کے خیالات ماں اور بیٹے کے درمیان مکالمہ کی صورت میں پیش کیے گئے ہیں۔

بیٹا: مجھے امید نہیں کہ پکٹنگ اور جلوسوں سے ہمیں آزادی حاصل ہو سکے۔ یہ تو اپنی کمزوری اور معذوری کا صریحی اعلان ہے۔ جھنڈیاں نکال کر اور گیت گا کر قومیں آزاد نہیں ہوا کرتیں۔ مجھے تو یہ طرزِ عمل بچوں کا سا کھیل معلوم ہوتا ہے۔ لڑکوں کو رونے دھونے اور مچلنے پر کھلونے اور مٹھائیاں ملا کرتی ہیں۔ وہی ان لوگوں کو مل جائے گا۔ اصلی چیز بھی ملے گی جب ہم اس کی قیمت دینے کو تیار ہوں گے۔

ماں: کیا اس کی قیمت ہم نہیں دے رہے ہیں۔ ہمارے لاکھوں آدمی جیل نہیں گئے۔ ہم نے ڈنڈے نہیں کھاتے۔ ہم نے اپنی جائدادیں نہیں ضبط کروائیں۔

بیٹا: اس سے انگریزوں کا کیا نقصان ہوا۔ وہ ہندوستان اس وقت چھوڑیں گے جب انھیں یقین ہو جائے گا کہ اب ہم یہاں ایک لمحہ بھر بھی زندہ نہیں رہ سکتے۔ اگر آج ہندوستان کے ایک ہزار انگریز قتل کر دیے جائیں تو آج سوراجیہ مل جائے۔ روس اسی طرح آزاد ہوا۔ آئرلینڈ اسی طرح آزاد ہوا۔ اور ہندوستان بھی اسی طرح آزاد ہوگا۔

ماں: کیا تم سمجھتے ہو کہ انگریزوں کے قتل کر دینے سے ہم آزاد ہو جائیں گے۔ ہم انگریزوں کے دشمن نہیں۔ ہم اس طرزِ حکومت کے دشمن ہیں۔

پریم چند کے فن پاروں سے نہ صرف ان کی قوتِ استدلال کا پتہ چلتا ہے۔ بلکہ ان کی سیاسی بصیرت اور بیدار مغزی کا بھی اظہار ہوتا ہے۔

پریم چند کے یہاں جو چیز سب سے زیادہ نمایاں ہے وہ دیہاتی زندگی کی صحیح اور ہو بہو مرقع کشی ہے۔

پریم چند کی کہانیوں میں دیہی نظام کی زراعتی بنیادوں کا تجزیہ ملتا ہے۔ ہندوستان کی تین چوتھائی آبادی زراعت پر زندگی بسر کرتی ہے۔ پریم چند نے دیہاتی کسانوں کے بارے میں جد و جہد، عمل، محنت اور فاقہ کشی کو ساتھ ساتھ پیش کیا ہے کسانوں قرضوں میں زندگی کے دن گذارتا ہے اور قرضوں کی میراث چھوڑ کر مرجاتا ہے۔

اپنی کہانی سفید خون میں انھوں نے معاشی ابتری کی تصویر کشی کتنے خوبصورت لفظوں میں کی ہے۔

"بیساکھ کی وہ جلتی ہوئی دھوپ، آگ کے جھونکے زور زور سے ہرہراتے ہوتے چلتے تھے اور وہاں ہڈیوں کے بیشمار ڈھانچے جن کے بدن پر عریانی کے سوا کوئی لباس نہ تھا، مٹی کھودنے میں مصروف تھے۔ گویا مرگھٹ تھا جہاں مردے اپنے ہاتھوں اپنی قبریں کھود رہے تھے۔"

پریم چند کی کہانیوں میں گاؤں کے جیتے جاگتے لوگ نظر آتے ہیں۔ ان میں کُرمی، کاچھی، دھوبی، نائی، سے لے کر خان بہادر، رائے بہادر، راجہ صاحب اور ان کے اہل کاروں کی لمبی فہرست ہے۔

ان میں کسانوں کی فاقہ مستیوں، قرض، مقدمے بازی، ان کی ذاتی زندگی کی ابتری، پسماندگی، فریب، مکاری، ضعیف الاعتقادی، اور مذہبی گمراہیوں کا تفصیلی ذکر ملتا ہے۔

یوں تو پریم چند نے کرداروں کو جس طرح شائستہ کے سانچے میں ڈھالا ہے اس سے اختلاف کیا جا سکتا۔ لیکن بنیادی طور پر ان کا نظریہ ترقی پسندی اور انسان دوستی رہا۔

وہ ہندوستانی عوام کی منع میں اُترکر ان کے دکھ درد، ان کے کرب و اضطراب، اُن کی مایوسی اور امید، ان کے خوابوں اور خیالوں کو دیکھ سکتے تھے۔ وہ انھیں اس جال سے نکال کر ایک بہتر زندگی کا خلعت دینا چاہتے تھے جس میں وہ صدیوں سے جکڑے ہوئے تھے۔

مہاتما گاندھی کے نظریات اور عقاید کا پریم چند پر گہرا اثر تھا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ بنارس جیسے سناتن دھرمی شہر میں رہتے ہوئے بھی انھوں نے مذہب کے نام نہاد ٹھیکیداروں پر طنز کیے۔

۵ اکتوبر ۱۹۳۴ء کے جاگرن میں لکھتے ہیں۔

"اچھوت کے پیسے آپ بے دھڑک لے لیتے ہیں اچھوت کوئی مندر بنوائے آپ دل کھول کے ساتھ جا کر مندر میں دیوتا رکھیں گے۔ تر مال کھائیں گے۔ ہاں اچھوت نے اسے بنوایا نہ ہو۔ دھنت ڈالیں گے اس میں کوئی بات نہیں مانی جاتی۔ لیکن اچھوت مندر میں نہیں جا سکتا اس سے دیوتا نجس ہو جائیں گے۔ اگر آپ کے دیوتا ایسے ہیں جو ان کے درشن کرنے سے نجس ہو جاتے ہیں تو ان دیوتاؤں کا سا ہی جھوٹ ہے۔"

اچھوتوں کے موضوع پر لکھی گئی ان کی کہانی "مندر" بے خبری میں آگہی اور بصیرت کی تلاش ہے۔ انسانی ذہن کے زوال کی اس کہانی میں بہترین تصویر کشی کی گئی ہے۔

پریم چند کی کہانی "کفن" ان کے ادبی سفر میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ یوں تو بظاہر مادھو اور اس کے باپ گھیسو کی کاہلی کو طنز یہ کی شکل میں پیش کیا گیا ہے لیکن حقیقت میں کفن انسانی زندگی کی بے حسی کا زبردست المیہ ہے۔

گھیسو کی بیوی موت و جاکنی کے عالم میں گرفتار ہے۔ اور دونوں باپ بیٹے اس کی موت کے منتظر ہیں۔ دونوں الاؤ کے پاس بیٹھے ایک دوسرے کو آمادہ کرتے ہیں کہ جا کر بڑھیا کے مرنے کی خبر لائیں۔

مادھو اور گھیسو الاؤ سے ہٹنا نہیں چاہتے۔ انھیں خوف ہے کہ اگر ایک اٹھ کر گیا تو دوسرا راکھ میں گڑے ہوئے آلو کھا جائے گا۔

دراصل یہ رشتوں کے زوال کا المیہ تھا جسے پریم چند نے اپنی کہانی میں تمثیلی صورت میں پیش کیا ہے۔ الاؤ سے راکھ تک تمثال کی ایک دنیا آباد ہے۔

مادھو اور گھیسو کا اس قدر استحصال ہوا ہے کہ وہ جذبات سے ماورا ہو چکے ہیں۔ اُن کے خیال کی زنجیریں ٹوٹ بکھر کر موم ہو چکی ہیں۔ اور ان کے وجود پر بے حسی کی طنابیں کھنچی ہوئی ہیں۔

بڑھیا کے کفن دفن کے لیے چندہ ملتا ہے تو دونوں اس کی شراب پی کر نیم برہنگی کے عالم میں بلّڑ مچاتے ہیں اور وہیں بدمست ہو کر گر پڑتے ہیں۔ بڑھیا بے گور و کفن پڑی رہتی ہے

پریم چند نے اپنی کہانی کفن میں عزت کی برہنگی کو بیحد فنکارانہ انداز میں پیش کیا ہے۔

اسی طرح انھوں نے اپنی کہانی "منتر" میں نام نہاد تعلیم یافتہ ذہنوں کی تاریکی کو ایک روشن تجربے کے طور سے پیش کیا ہے۔

گاؤں کا غریب بوڑھا اپنے دم توڑتے ہوئے بیٹے کو دکھانے کے لیے ڈاکٹر چڈھا کے پاس جاتا ہے۔ مگر انھیں کسی بیمار کی عیادت سے زیادہ اپنی تفریح عزیز ہے

ڈاکٹر چڈھا گولف کھیلنے چلے جاتے ہیں اور بوڑھے کی آخری آس بھی ٹوٹ جاتی ہے۔

"منتر" کا نقطۂ عروج وہ ہے جب ڈاکٹر چڈھا کے بیٹے کو سانپ کاٹ لیتا ہے اور بڈھا انسانی نفرت اور بیزاری کے باوجود اپنی خدمات پیش کرنے کے لیے ڈاکٹر کے یہاں پہنچتا ہے اور ان کے مرتے ہوئے بیٹے کو اپنے منتر اور جھاڑ پھونک سے نئی زندگی عطا کرتا ہے۔

غریب اور امیر کے مزاج کے تضاد کو پریم چند نے اپنی کہانی "منتر" میں بڑی خوبی سے نمایاں کیا ہے۔

پریم چند کی کہانی امر بیل کی طرح ہے جو ہمیشہ پھلتی پھولتی رہے گی۔

کہانیوں کے ساتھ ساتھ پریم چند نے عظیم الشان ناولوں کی بھی تخلیق کی ہے۔

"گئو دان" کا ہوری صنعتی دور کے زبوں حال کسان کی نمایاں تصویر پیش کرتا ہے۔

گئو دان میں کسان اور زمیندار کے رشتے کو طنز کی تمام تر زہرناکی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

کسان گاؤں کے ٹھاکر صاحب سے قرض کا طالب ہے۔ ٹھاکر صاحب بہت پس و پیش کے ساتھ اسے دس روپے بطور قرض دینے کے لیے راضی ہو جاتے ہیں۔

لیکن اس کے ہاتھ میں محض پانچ روپے پکڑاتے ہیں

کسان حیرت سے کہتا ہے۔ یہ تو پانچ ہیں مالک؟

پانچ نہیں دس ہیں، گھر جا کر گننا۔

نہیں سرکار پانچ ہیں۔

ایک روپیہ نذرانے کا ہوا کہ نہیں۔

ہاں سرکار۔

ایک تحریر کا۔

ہاں سرکار

ایک کاغذ کا۔

ہاں سرکار۔

ایک دستور کا۔

ہاں سرکار

ایک سود کا۔

ہاں سرکار۔

پانچ نقد، دس ہوتے کہ نہیں۔

ہاں سرکار۔ اب یہ پانچوں بھی میری اور سے رکھ لیجئے۔

کیا پاگل ہے۔

نہیں سرکار۔ ایک روپیہ چھوٹی ٹھکرائن کا نذرانہ ایک روپیہ بڑی ٹھکرائن کا۔

ایک روپیہ چھوٹی ٹھکرائن کے پان کھانے کے لیے۔
ایک روپیہ بڑی ٹھکرائن کے پان کھانے کے لیے۔
باقی بچا ایک وہ آپ کے کریا کرم کے لیے۔

پریم چند نے کہا تھا۔ کہانی وہ دھرپد کی تان ہے جس میں گانے والا محفل شروع ہوتے ہی اپنی تمام صلاحیتوں کا اظہار کر دیتا ہے۔ ایک لمحہ میں ذہن کو اپنی رنگینیوں سے لبریز کر دیتا ہے۔ جتنا رات بھر گانا سننے سے نہیں ہو سکتا۔ پریم چند نے افسانہ و فسوں کی ایک ایسی بزم آراستہ کی۔ جس کی روشنی صدیوں تک آنے والی نسلوں کی رہنمائی کرتی ہے۔

(ریڈیو کشمیر سری نگر سے نشر)

غزل

عارف عباس

ے سے غرض اس کو کیا ہوگی جو مجھ سا دیوانہ ہوگا
درد سے بڑھ کر کیف کہاں ہے دل سا کیا پیمانہ ہوگا
کون کرے گا ان فتنوں سے اے شب غم تری دلداری
محرم غم اک ہم نہ رہیں گے یوں تو ایک زمانہ ہوگا
جس کو سن کر بھیگ چلا تھا دامن گل دامن صبا بھی
اہل چمن نمناک تھے جس پر میرا ہی فسانہ ہوگا
آج وہ سب گلبار بہت ہیں وہ آنکھیں دلدار بہت ہیں
عارف میری بربادی کا یہ بھی ایک بہانہ ہوگا

(گورکھپور سے)

عہد رفتہ کی کہانی سکوں کی زبانی

ایس پی بھنڈاری

زمانۂ قدیم کے قبیلے آپسی لین دین یا یوں کہیے کہ خرید و فروخت چیزوں کے تبادلہ سے کرتے تھے۔ اناج دے کر کپڑا لیا جا سکتا تھا جوتے بنانے والا اپنی ضروریات زندگی پوری کرنے کے لئے جوتوں کے بدلے ضرورت کی چیزیں لے لیتا تھا۔ یہ طریقہ کار بہت دیر نہ چل سکا اناج پیدا کرنے والوں کو کپڑے کی فوری ضرورت نہ ہو تو کپڑا بنانے والے اناج کہاں سے لیں۔

پھر سماجی زندگی میں پشوؤں کے ذریعہ لین دین شروع ہوا۔ ایک انسان دوسرے کو گائے دے کر اپنی ضرورت کی چیز خرید لیتا۔ خرید و فروخت کے اس طریقہ کار میں مشکل یہ تھی کہ چھوٹی موٹی چیز خریدنے کے لئے پشو کے حصے نہیں کئے جا سکتے تھے۔

اور اس کے بعد دھات کے ٹکڑوں سے تجارت ہونے لگی۔ سونے چاندی اور تانبے کے ٹکڑوں کے بدلے چیزیں خریدی اور بیچی جانے لگیں۔

تجارت کے اس طریقہ کار میں دقت یہ تھی کہ عام آدمی کو یہ یقین کرنے میں مشکل پیش آتی تھی کہ اس کے دیئے جانے والے دھات کے ٹکڑے ٹھیک وزن کے ہیں اور خالص ہیں۔ اس یقین دہانی کے لئے ان تاجروں نے جن کی ساکھ بازار میں چلتی تھی دھات کے ٹکڑوں پہ اپنی مہریں ثبت کرنا شروع کیں۔ یہ بات بہت دیر تک نہ چل سکی۔ تاجروں کے اثر و رسوخ سے باہر کے علاقوں میں یہ مہریں لگے دھات کے ٹکڑے قابل قبول نہیں تھے۔ تب ان دھات کے ٹکڑوں پر بادشاہ کی مہریں لگنی شروع ہوئیں۔ تاکہ ساری سلطنت میں یہ ٹکڑے قابل قبول سمجھے جائیں۔ بادشاہ کی مہر والے یہ دھات کے ٹکڑے سکے کہلائے۔ چاندی کے بے ڈھب سے کٹے ہوئے مستطیل شکل کے پتلے پتلے ٹکڑے جو کسی سخت چیز سے ان پر ثبت کئے گئے ہیں۔ یہ ٹکڑے ہمارے ملک کے سب سے پرانے سکے ہیں جنہیں PUNCH MARKED سکے یا کندہ سکے کہا جا سکتا ہے۔ سر الیگزنڈر کننگھم اور کچھ دوسرے لوگ جنہوں نے سکوں پر کافی کھوج کی ہے۔ ان سکوں کو عیسیٰؑ سے ایک ہزار پہلے کے خیال کرتے ہیں۔ کسی بادشاہ کا نام ان پر نہیں لکھا گیا مہروں کے جو نشانات ان پر لگے دکھائی دیتے ہیں۔ انھیں دیکھ کر لگتا ہے کہ آج سے تقریباً تین ہزار سال پہلے کا انسان خوبصورت جانوروں، درختوں، جھیلوں اور پہاڑوں کو دھات کے ٹکڑوں پر نقش کر سکتا تھا۔ سکوں پر ثبت ان تصویروں کو دیکھ کر اس وقت کے لوگوں کے فن نقاشی کے کمال کا پتہ چلتا ہے

سکندر کے پنجاب پر حملے کے بعد جو یونانی جرنل گورنر کی حیثیت سے یہاں رہ گئے تھے ان کے رائج کردہ سکے دیکھنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ لوگ کس قسم کا لباس پہنتے تھے۔ ان کے چہرے کے نقوش ان کی نسل کا پتہ بتاتے ہیں۔ ان کے سکوں پر بنی دیوی دیوتاؤں کی تصویریں ان کے مذہبی عقائد کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ سکوں پر لکھی زبان اس زمانے میں بولی جانے والی زبان کا پتہ دیتی ہے۔ یونانی سکوں پر لکھی گئی فروشٹی، اس بات کا ٹھوس ثبوت ہے کہ پنجاب کے گرد و نواح میں یہ زبان بولی اور لکھی جاتی تھی۔

کشان بادشاہوں کے سکوں پر فروشٹی کا نقش ہونا بتاتا ہے کہ عیسیٰؑ سے تیسری اور چوتھی صدی بعد تک یہ زبان یہاں کے لوگوں کی زبان ہی ہوگی۔ کشان خاندان کے پہلے بادشاہوں WIMA KADPHISES کے سکوں پر بنی نندی بیل اور شوجی کی تصویریں اس بات کا ثبوت ہیں کہ عام لوگوں کا مذہب ہندو مذہب تھا اور وہ لوگ شوجی کے پجاری تھے۔ لوگوں کی زبان اور مذہبی عقائد کو سمجھ کر ہی بادشاہ سکے جاری کرتے تھے

غزنوی اور غوری مسلمان سلاطین نے بھی دسویں صدی کے کابل کے براہمن بادشاہوں کی پیروی کرتے ہوئے ان کے سکوں جیسے سکے ہی رائج کئے۔ محمود غزنوی اور شہاب الدین غوری سے لیکر خاندان غلامان کے بادشاہوں تک ایک ہی طرح کے سکوں کا سلسلہ جاری رہا۔ سکے کے ایک طرف بیٹھا ہوا شوجی کا نندی بیل اور اس کے اوپر کی طرف بادشاہ کا نام ناگری رسم الخط میں۔ محمود غزنوی کے سکوں پر شری محمود سلطان او شہاب الدین غوری کے سکوں پر شری محمد بن سام ناگری رسم الخط میں لکھا ملتا ہے۔ محمود غزنوی نے کلمہ کا ترجمہ سنسکرت میں کروا کر اپنے سکوں پر ثبت کروایا۔ شہاب الدین غوری نے اپنے سونے کے سکوں پر لکشمی دیوی کی تصویر کندہ کروائی جب کشان کے راجہ کنشک نے بدھ مت اختیار کیا تو اس نے اپنے سکوں پر مہاتما بدھ کی تصویریں بنوائیں۔

خاندان غلاماں کے بادشاہوں نے اپنے سکوں میں آہستہ آہستہ تبدیلی لانی شروع کی۔ سکوں کے ایک طرف فارسی رسم الخط میں بادشاہ کا لقب اور اس کا پورا نام لکھا جانے لگا۔ شوجی کا بیل اور دوسری طرف گھوڑ سوار جو کابل کے راجہ سامنت دیو کے سکوں پر ملتے ہیں غائب ہونے شروع ہوئے۔ بلبن اور دوسرے بادشاہوں نے سکوں پر ناگری اور فارسی رسم الخط میں اپنا نام لکھوایا۔ بالکل ویسے ہی جیسے یونانی اور کشان بادشاہوں نے یونانی اور خروشٹی زبانیں اپنے سکوں پر لکھوائیں۔ سوری خاندان کے بادشاہوں کے وقت سکوں پر فارسی اور ناگری رسم الخط چلتا رہا۔

مغلوں کے زمانہ میں جب درباری زبان فارسی ہوگئی اور مسلمانوں کی اچھی خاصی تعداد ہندوستان کے طول و عرض میں آبسی تو ناگری رسم الخط سکوں پر سے غائب ہوگیا۔ ہاں کچھ دور دراز کے علاقوں میں جہاں مسلمان حملہ آور قابض نہ ہو سکے دوسری زبانیں سکوں پر لگاتار لکھی جاتی رہیں۔ آسام کے سکے، کانگڑہ کے سکے اور جنوبی علاقوں کے بادشاہوں کے سکے اس کا واضح ثبوت ہیں۔

گپتا خاندان کے سکوں پر برہمی رسم الخط اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ رسم الخط اس برصغیر میں رائج تھا اور برہمی زبان یہاں کی زبان تھی۔ ایک ہی خاندان کے بادشاہوں کے سکے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ دو چار سو سال کی اس خاندان کی حکومت کے دوران کسی رسم الخط میں کس طرح تبدیلیاں رونما ہوتی رہیں۔

یونانی بادشاہوں سے لیکر گپتا خاندانوں کے بادشاہوں کے سکوں سے اس زمانے کے لوگوں کے فن نقاشی کا پتہ ملتا ہے۔ بادشاہوں کی طرح طرح کی پوشاکیں، سر پر عجیب و غریب قسم کے تاج، ان کی گھوڑ سواری اور شکار کرنے کا شوق، خونخوار اور خوفناک جنگلی جانوروں سے لڑنے کی جرأت چندر گپت اور سمندر گپت کے سکوں پر بادشاہ کو گینڈے اور شیر سے لڑتے دکھایا گیا ہے۔

چندر گپت کا لچھوی خاندان کی شہزادی کمار دیوی سے شادی کرنا ایک اہم تاریخی واقعہ ہے۔ جس سے گپتا خاندان کی قسمت چمک اٹھی۔ کچھ مورخ یہ خیال کرتے ہیں کہ لچھوی خاندان کی مدد سے ہی چندر گپت اتنی بڑی سلطنت قائم کر سکا تھا۔ چندر گپت کے سونے کے سکوں پر بنی چندر گپت کے ساتھ کمار دیوی کی تصاویر اس واقعہ کی یاد تازہ کرتی ہیں اور پھر باقی سبھی شہزادوں کو چھوڑ کر سمندر گپت کو اپنا وارث چننے کی وجہ بھی یہ تھی کہ سمندر گپت کمار دیوی کے بطن سے تھا۔ اور چندر گپت بخوبی جانتا تھا کہ اس کے بعد سمندر گپت "لچھوی" خاندان کی مدد سے ہی اتنی بڑی سلطنت کو سنبھال

سکے گا۔

کسی زمانے کی خوشحالی کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اس زمانے میں کس دھات کے سکے بکثرت چلتے تھے۔ ظاہر ہے کہ سونے اور چاندی کے سکوں کی بکثرت ہونا قوم کی خوشحالی کا ثبوت ہے۔ یونانی، کشان، گپتا اور مغل بادشاہوں کا زمانہ خوشحالی کا زمانہ رہا ہوگا۔ خاندان غلاماں لودھی اور خلجی خاندانوں کے زمانہ کے زیادہ تر چھوٹے چھوٹے سکے یا تو تانبے کے ہیں یا تانبہ اور چاندی کی ملاوٹ سے بنے ہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ زمانہ مالی مشکلات کا زمانہ تھا۔

مغلیہ خاندان کے سکے کئی وجوہات کی بنا پر خاص اہمیت کے حامل سمجھے جاتے ہیں۔ اکبر، جہانگیر اور شاہ جہاں کے چاندی کے ایسے سکے ملے ہیں۔ جن پر "خیر قبول" "نثار" اور "نور افشاں" کے الفاظ لکھے ملتے ہیں۔ یہ وہ سکے تھے جو خاص خاص مواقع پر مثلاً بادشاہ کے یوم پیدائش پر یا شہزادوں کی شادیوں کے مواقع پر لوگوں میں خیرات کے طور پر بانٹے جاتے تھے۔ مغل سکوں پر ٹکسال کا نام جہاں وہ سکے بنے، لکھا رہتا تھا۔ انھیں سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ لاہور، ملتان، ڈیرہ جات سرہند، نارنول، دہلی، اجمیر، آگرہ، متھرا، بنارس اور اورنگ آباد وغیرہ میں مغل بادشاہوں کے سکے بنتے تھے۔ لاہور کو دار السلطنت، اجمیر کو دار الخیر، ملتان کو دار السلطان، آگرہ کو اکبر آباد، دہلی کو شاہ جہاں آباد، بنارس کو محمد آباد، چٹا گانگ کو اسلام آباد وغیرہ ناموں سے پکارا جاتا تھا۔ جہانگیر کے سونے کے سکوں پر اسے شراب کا جام ہاتھ میں لئے دکھایا گیا ہے۔ یہ سکے جام محبت سکوں کے نام سے مشہور ہیں۔ جہانگیر کے سکوں پر نور جہاں کے نام کا ملنا اس بات کا ثبوت ہے کہ نور جہاں کا حکومت میں کس حد تک دخل رہا ہے

شہنشاہ اکبر کے دین الٰہی کے سکے ظاہر کرتے ہیں کہ اکبر نے جرأت سے کام لیتے ہوئے دین الٰہی مذہب چلایا تھا۔ ان سب باتوں کے علاوہ وہ سکے باہر سے آئے حملہ آوروں اور ان کے بادشاہوں کے ناموں سے ہمیں روشناس کراتے ہیں۔ ان کے خاندانوں کا شجرۂ نسب ہمارے سامنے رکھتے ہیں۔ ان کے مختلف مذاہب کے بارے میں ہمیں واقفیت بہم پہنچاتے ہیں۔ اور زمانہ قدیم کے انسان کی تہذیب و تمدن کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ زمانہ قدیم میں نہ تو اخبار ہوتے تھے اور نہ ہی ریڈیو اور ٹیلیویژن۔ کسی بادشاہ نے ملک پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس کا پتہ لوگوں کو کیسے لگتا تھا۔ اکثر بادشاہ اپنی فوج کے ساتھ ہی ٹکسال بھی رکھتے تھے۔ کسی علاقہ کو فتح کرتے ہی پہلا کام وہاں اپنا سکہ رائج کرنا ہوتا تھا۔ اکبر کے کئی سکوں پر ٹکسال کے نام کی جگہ ضرب اردو یا ضرب "اردو ظفر قرین" لکھا ملتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ سکہ فوج نے یا فتحیاب فوج نے چلایا۔ نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی کے سکوں پر بھی "ضرب رکاب مبارک" لکھا ملتا ہے۔

قدیم سکے زمانۂ قدیم کے بادشاہوں اور ان کے عہد حکومت کی بہترین مثال کرتے ہیں اور عہد رفتہ کی جھلکیاں ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں۔ (جالندھر سے

میر تقی میر

اختر ناز

مت سہل جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

اردو شاعری میں غزل کا دوسرا نام میر ہے۔ میر کا انداز بیان، سوز حیات اور الم آشنا مزاج اردو شاعری میں اتنا رچ بس گیا ہے کہ عام طور پر یہی غزل کا فطری مزاج پاگیا۔ میر نے یہ دولت بیداری اپنی دلنواز شخصیت، فنکارانہ صلاحیت اور گہرے انفرادی اور اجتماعی شعور کی بدولت حاصل کی ہے۔ انھوں نے غم حیات کے سنگ گراں کو کاٹ کر غزل کی جوئے شیر نکالی ہے۔ جس میں شیرینی اور بانکپن ہے۔ لیکن اس کے پس منظر میں کوہ کنی کی ایک طویل اور روح فرسا داستان بھی ہے جو میر کی اپنی زندگی ہے۔ میر کی زندگی اور میر کی شاعری میں فرہاد اور جوئے شیر کی نسبت ہے۔ اسی لیے تو وہ کہتے ہیں ؎

کس کس طرح سے میر نے کاٹا ہے عمر کو
اب آخر آخر آن کے یہ ریختہ کہا

میر کو خدائے سخن اور شہنشاہ متغزلین کہا جاتا ہے حقیقت یہ ہے کہ شاید ہی کوئی ایسا خوش نصیب شاعر ہو جسے ہر عہد میں میر کی طرح مقبولیت حاصل رہی ہو۔ اس حقیقت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ غالب جیسے خود بیں و خود آرا شاعر نے اردو کے جس ایک شاعر کے کمال فن کا اعتراف کیا ہے وہ میر ہیں وہ فرماتے ہیں ؎

ریختہ کے تم ہی استاد نہیں غالب
کہتے ہیں اگلے زمانے میں کوئی میر بھی تھا

میر کی شاعری پر حزنیہ انداز کی چھاپ جگہ جگہ ملتی ہے ان کے کلام کے سرسری مطالعہ سے اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان کے تمام کلام پر خارجی ماحول کے زیر اثر ایک کسک، غم اور حزنیہ عنصر کی گہری چھاپ لگی ہوئی ہے ؎

مجھ کو شاعر نہ کہو میر کہ صاحب میں نے
درد و غم کتنے کیے جمع تو دیوان کیا

ڈاکٹر عبدالحق اسی امر کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

"افسوس کہ آرام و راحت، زندہ دلی اور مسرت ان کی قسمت میں نہ تھی۔ ایسا لگتا تھا کہ ایک ابر سیاہ غم و الم کا ان پر چھایا ہوا ہے جس سے خوشی کی ایک کرن بھی نہیں چھن سکتی جوان پر پڑے اور یہی رنگ ان کے کلام میں چھلکتا ہے گویا وہ اور ان کا کلام ایک ہوگئے۔ جس کی وجہ سے ان کی شاعری اپنے انتہائے کمال تک پہنچ گئی۔ ان کے غموں کی شدت تو اس قدر بڑھ گئی ہے کہ ان کے "استخواں کانپ کانپ جلتے ہیں" ؎

شام سے ہی کچھ بجھا سا رہتا ہے
دل ہوا ہے چراغ مفلس کا

میر اردو شاعری کے معمار ہیں انھوں نے اپنے پیشواؤں سے ترکہ میں ملنے والی اردو زبان اور شاعری کو آنے والی نسلوں کے لیے ترقی یافتہ شکل میں چھوڑا۔ میر سے قبل اردو شاعری میں ولی کی شاعری زبان وخیال کا وہ آخری ارتقا تھا جسے تاریخ عرصے سے طے کر رہی تھی"۔ میر نے ولی سے ملی ترکہ میں ملی اردو سے تراش خراش کرکے اسے شاعری کے لیے زیادہ ہموار کیا اور فارسی اور ہندی کو ملا کر اردو میں وسعت پیدا کی اور پھر ایک تراشیدہ زبان اردو بنی۔ اسی لیے ان کے عہد کو اردو زبان کا عہد زریں کہتے ہیں جس میں اردو زبان پر جلا کی گئی تھی۔ میر نے چونکہ زبان بنائی تھی لہذا ان کا قول تھا ؎

سارے عالم پہ ہوں میں چھایا ہوا
مستند ہے میرا فرمایا ہوا

میر غزل کے شاعر تھے۔ انھوں نے مثنویاں قصیدے اور مرثیے بھی لکھے لیکن وہ غزل جیسی قد و قامت نہیں رکھتے اصناف سخن میں غزل ہی ان کی محبوب صنف نظر آتی ہے جس پر ان کا قبضہ معلوم ہوتا ہے۔ میر شاعر کے علاوہ ایک اچھے انشا پرداز تھے۔ ایک انفرادی رنگ کی

فارسی لکھتے تھے۔ فلسفۂ تصوف کی طرف ان کا مخصوص رجحان تھا۔ اور جب وہ اس موضوع پر خامہ فرسائی کرتے تھے تو ان کی تحریر اور بھی جاندار ہو جاتی تھی ان کی تصنیفات کو دو حصوں میں بانٹا جا سکتا ہے۔ ایک نثر اور دوسرا نظم۔ ان کی نثریہ تصنیفات فارسی میں ملتی ہیں۔ نثریہ تصنیفات میں نکات الشعراء، فیض میر، دریائے عشق، کلیات میر شامل ہیں۔

غزل کے بعد میر نے سب سے زیادہ مثنویاں کہی ہیں۔ ان کی مثنویاں چار حصوں میں تقسیم کی جا سکتی ہیں۔ عشقیہ مثنویاں، واقعاتی مثنویاں، مدحیہ مثنویاں۔

عشقیہ مثنویوں میں شعلۂ عشق، دریائے عشق، معاملات عشق، جوش عشق، اعجاز عشق، مثنوی مورنامہ، مثنوی ساقی نامہ۔ واقعاتی مثنویوں میں خواب و خیال، شکارنامہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ میر نے قصائد بھی لکھے ہیں جو تعداد میں سات ہیں۔

میر کے غزلیہ کلام کا اندرونی پہلو مواد و موضوع کے لحاظ سے جائزہ لینے پر ہمیں ان کے یہاں زیادہ تر جذبہ کی شاعری ملتی ہے۔ اسی لیے عام طور پر انھیں جذبے اور احساس کا شاعر مانا جاتا ہے۔ میر کی غزلیں فکر و جذبے کے حسین امتزاج کے باعث قلب و ذہن یا دل و دماغ دونوں ہی کو متاثر کرتی ہیں لیکن یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ ان کے کلام میں فکر کے مقابلے میں جذبہ اور احساس زیادہ غالب ہے۔ ڈاکٹر عبداللہ لکھتے ہیں۔

"میر کے کلام میں افکار اور حقائق کا اچھا خاصہ سرمایہ مل جاتا ہے مگر اس کے باوجود یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ عقلی تجربہ کی اس استعداد سے بہرہ مند نہ تھے جو غالب سے مخصوص ہے غالب حقائق کی دریافت اور حقائق کی تربیت میں میر سے زیادہ رسا ذہن رکھتے تھے۔ اس کے برعکس میر کے یہاں عقلی تجزیہ کی صرف ابتدائی صورتیں زیادہ ملتی ہیں۔"

فراق گورکھپوری نے کہا ہے "کلام میر کی سحرکاری میں جو بات سب سے زیادہ اہم معلوم ہوتی ہے۔ اور جن میں اس عالمگیر مقبولیت کا راز پنہاں ہے وہ ہے ہمارے اوائل ترین محسوسات کی فطری مصوری۔ جو اردو کا کوئی دوسرا شاعر نہ کر سکا۔ ان کے اشعار میں ترشے ہوئے انسانوں کی طرح جبلت اور فطرت آدم پر پیدا ہونے والے آدمی کے دل کو چھو لینے کی بھی بے پناہ صلاحیت ہے میر جس بے تکلف اور بے تصنع الفاظ میں دل کی بات کہتے ہیں۔ وہ کسی بھی خطے اور کسی بھی ملک کے انسان کو دل کو چھو سکتی ہے۔ میر کے اس شعر سے ان کے دل چھو لینے والے انداز بیان کا پتہ چلتا ہے۔ شعر ملاحظہ ہو۔

نظر میر نے کیسی حسرت سے کی
بہت روئے ہم اسکی رخصت کے بعد

میر کی غزلیں پڑھ کر ان کی بعض خوبیاں سامنے آتی ہیں جن پر ایک اجمالی نظر ڈالی جا سکتی ہے۔

میر کے یہاں خطابت کا انداز نہیں بعض جگہ تو وہ جیسے خود کلامی کرتے ہیں۔ اور اپنے کلام کا تاثر ایک ربط باطن کے ذریعہ اپنے قاری تک پہنچا دیتے ہیں ؎

جوں توں کر حال دل اک بار میں تو عرض لیا
میر صاحب جی بس اب بار دگر مت پوچھو

غموں کے اثر سے ان کے کلام میں ایسی حزنیت پیدا ہو گئی ہے جس کا جواب نہیں مل سکتا۔ میر بات کرنے کا ڈھنگ خود پیدا کرتے ہیں ان کا طرز بیان نہ فارسی اساتذہ سے استعارہ ہے نہ کسی ماسبق ریختہ گو سے۔ ان کے کلام میں سہل ممتنع بہترین صورت میں ملتا ہے بعض جگہ یہ لفظوں کو غلط استعمال کر کے صحیح سے زیادہ لطف پیدا کر دیتے ہیں ؎

کچھ فکر کرو مجھ دوانے کی
دھوم ہے پھر بہار آنے کی

جس گھبراہٹ کا احساس دوانے سے ہوتا ہے دیوانے سے نہیں ہو سکتا۔ سادگی کے برعکس بعض جگہ بسیط مطالب کو سمیٹنے کے لیے میر نے فارسی الفاظ سے بھی فائدہ اٹھایا ہے ؎

طاقت دل، برنگ نکہت گل
پھر نہ پہنچے مکاں پر آئی

میر اپنے کلام میں کہیں کہیں ایک شائستہ ظرافت کی بھی چاشنی پیدا کر دیتے ہیں ان پر عبرت انجام زندگی بڑے پُر اثر طریقے پر پیش کرنے کی صلاحیت موجود تھی۔ وہ بڑے خوبصورت نفسیاتی شعر بھی کہتے تھے ان کا انداز بیان اتنا کامیاب ہے کہ فرسودہ مضامین میں بھی جان پڑ جاتی ہے۔ اپنے وسیع تجربات کی روشنی میں بعض حکیمانہ اصول کبھی کبھی اپنے اشعار میں بیان کرتے تھے۔ انھوں نے یک لخت معنوی مضامین بھی سحر طراز انداز میں کہے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو ایک عظیم فن کار اس طرح ثابت کرتے ہیں ؎

برسوں لگی رہی ہیں جب مہر و مہ کی آنکھیں
تب کوئی ہم سا صاحب، صاحب نظر بنے ہے

میر اپنے کلام میں حسن کی تصویریں عجیب عجیب زاویوں سے دکھا کر ان کو اس طرح بیان کرتے ہیں ؎

اس کی طرز نگاہ مت پوچھو
جی ہی جانے ہے آہ مت پوچھو

شراب نہ پینے کے باوجود ان کے رندانہ اشعار سے ایسا انداز چھلکتا ہے جیسے ایک رند کی روح بول رہی ہو۔ احساس کی صحیح ترجمانی کی وجہ سے میر کے اشعار دل میں پیوست ہو جایا کرتے ہیں ؎

عمر بھر رہے ہم شرابی سے
دل پُر خوں کی ایک گلابی سے

ان کی شاعری میں کیف غم ملتا ہے۔ زہر غم نام کو نہیں۔ کیف غم حیات میں رس پیدا کرتا ہے۔ اور زہر غم حیات کو مسموم کر دیتا ہے۔ رنگ غالب نے اردو شاعری کو نئے راستوں پر ڈالا لیکن اس رنگ کی جھلکیاں بھی میر کے کلام میں کثرت سے ملتی ہیں۔ تشبیہوں میں ایک ندرت اور جدت ہے جس کا لطف ذہن کی عمیق سطح تک پہنچتا ہے۔ سادگی اور جذبات کے دوش بدوش پوری غزلیں فکر انگیز ہیں۔ میر کے پاس کہنے کو بہت کچھ تھا جو بعض وقت تنگنائے غزل میں نہیں سماتا تھا۔ ان کے خیالات کی زد اور جذبات کے سیلاب بہت سے جگہوں پر غزل کے حدود پھاند کر نظم کے حدود میں آ گئے ہیں۔ ایسی صورت میں میر نے پاشاں اشعار کی جگہ غزل میں قطعے کہے ہیں۔ جو بجائے خود اعلیٰ درجے کی نظم معلوم ہوتے ہیں جو اگر غزل کی طرح پڑھے جائیں تو کلام پاشاں ہیں اور اگر نظم کی طرح پڑھے جائیں تو اعلیٰ درجے کی مسلسل نظم ہیں۔

میر کا کلام بقول جعفر علی خاں اثر لکھنوی "زبان و بیان کی گھلاوٹ کا بہترین نمونہ ہے۔ میر روحانی شاعر تھے ان کی شاعری میں ان کی شخصیت جھلکتی ہے۔ میر کی شاعری وجدان کی سرکردگی میں جذبات و واردات کی مصوری ہے۔ میر فطرتاً غزل گو شاعر ہیں۔ میر کے غزلیہ کلام میں موسیقیت اور ترنم کی بھی خاص اہمیت ہے غزل چونکہ موسیقیت سے تعلق رکھتی ہے۔ لہذا میر کے کلام میں ترنم کا ملنا کوئی تعجب کا امر نہیں۔ میر کے ترنم اور موسیقیت کے بہترین اور فنکارانہ نمونے خاص کر اپنی طویل بحر والی غزلوں میں پیش کیے ہیں۔

شعر میں لہجہ بے حد اہم چیز ہے۔ بڑے شاعر اپنے لہجے ہی کی انفرادیت سے پہچانے جاتے تھے۔ میر کا لہجہ غالب کا لہجہ، انیس کا لہجہ، اقبال کا لہجہ، جوش کا لہجہ سب شاعر اپنے لہجے کی موسیقی الگ الگ انداز میں بکھیر رہے ہیں لیکن ان سب سے انوکھا سب سے نرالا اور سب سے پُر اثر لہجہ میر کا ہے جو تقریباً ڈھائی سو سال سے فضا میں لہرا رہا ہے اور جس کی نقل بڑے بڑے مشاق استاد آج تک نہ کر سکے۔ خود میر کہتے ہیں ؎

نہیں ملتا سخن اپنا کسو سے
ہماری گفتگو کا ڈھب الگ ہے

ذرا میر کے لہجے کی موسیقی دیکھئے ؎

فرصت کم یاں رہنے کی ہے، بات نہیں کچھ کہنے کی
آنکھیں کھول کہ کان جو کھولو بزم جہاں افسانہ ہے

(اورنگ آباد ریڈیو سے نشر)

اختر ناز
عظیم کالونی، جونا بازار
اورنگ آباد

قطعہ

ہوش مرحدی

بات کا بے بات افسانہ بنا دیتے ہیں لوگ
آ کے میرے گھر کو غمخانہ بنا دیتے ہیں لوگ
چھیڑتے ہیں کس لیے گزرے دنوں کی داستاں
کیسے دیوانے ہیں دیوانہ بنا دیتے ہیں لوگ

(گورکھپور سے)

سائنس کے نئے انکشافات

ابو نعیم

آج کے زمانے میں سائنس کی رفتار ترقی برق وباراں کی طرح ہے۔ انسانی ذہن کی بھرپور تلاش وجستجو کوشش وکاوش اور دریافت وتحقیق ہماری روزمرہ کی زندگی کے لئے مفید اور ضروری معلوم ہوتی جارہی ہے۔ چنانچہ مذہبی پیشوا بھی رفتہ رفتہ سائنس کے انکشافات اور حیرت انگیز کارناموں سے متاثر ہو کر سائنس کے حق میں آواز بلند کرنے لگے ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا پنڈت نہرو نے ایک بار فرمایا تھا کہ زندگی کی جملہ سمتوں میں سائنس نے دنیا بھر انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ مستقبل اب سائنس کے ہاتھوں میں ہے اور ان کے جو سائنس کے دوست ہیں۔ کسی بھی ملک کی صنعتی ترقی اور معیشت کا دارومدار چونکہ سائنس اور ٹکنالوجی کے فروغ سے ہی منسلک ہے اسلئے خود ہمارے ہندوستان میں بھی کئی برسوں سے ایک خاموش سائنسی ارتقائی انقلاب رونما ہوتا چلا آیا ہے۔ اس شاندار انقلاب کے مرہون منت ہی آج ہمیں خلاء، زراعت، توانائی، الکٹرانکس، کمپیوٹر اور طب جیسے شعبوں میں نمایاں ترقی نصیب ہوئیں۔ آئیے یکے بعد دیگرے ان تمام امور کے متعلق قومی اور بین الاقوامی سطح پر حاصل شدہ کارناموں و انکشافات کا جائزہ لیں۔

خلائی تحقیق سائنس کی جدید کامیابیوں میں اپنا مقام آپ رکھتی ہے۔ مصنوعی سیاروں کو خلاء میں داغنے سے بھارت بھی ترقی یافتہ ممالک کی صف میں شامل ہو گیا ہے۔ یہ سیارے نہ صرف ملک کی مواصلاتی اور پیغام رسانی کی صورت حال کو بہتر بنانے میں کارگر ہوتے ہیں بلکہ قدرتی مصائب مثلاً آندھی طوفان وسیلاب کا مقابلہ کرنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں ہمارا پہلا ذیلی سیارہ آریہ بھٹ روسی انٹر کاسمس راکٹ کے ساتھ ۱۹ اپریل ۱۹۷۵ء کو داغا گیا تھا۔ اس کے بعد سیارہ بھاسکر خلاء میں بھیجا گیا جس کا فاصلہ زمین کی سطح سے کوئی ۵۵۰ کلو میٹر تھا۔ اس سیارے سے ہمیں پہاڑوں پر برف کی تہ سمندری سطح پر درجہ حرارت زمین کی فضائیں اور ابر بخارات کے بارے میں اطلاعات ملنی شروع ہو چکی ہیں۔ روس نے پہلے Venus نامی سیارہ خلاء میں روانہ کیا تھا جو زہرہ کا مصنوعی سیارہ بن چکا۔ ہمارا تازہ ترین کارنامہ SLV-3 ہے جو پہلی سٹیلائٹ سیارہ داغنے کی گاڑی ہے ۱۸ جولائی ۱۹۸۰ء کو اسی مشین کے ذریعہ ایک ننھے روہنی سٹیلائٹ کو اچھالا گیا جو ۲۴ کلوگرام وزن کا تھا۔ اس کا مقصد یہ جانچ کرنا ہے کہ گاڑی کے متعلق روہنی معلومات فراہم کر سکتی ہے کہ نہیں۔ ۶۲۰ کلو گرام وزنی Apple بھی ایک تجرباتی مواصلاتی سٹیلائٹ ہے جو ان دنوں مصروف کار ہے۔

زراعتی امور میں سائنس کے جدید اصولوں کو اپنا کر پیداواری صلاحیت میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ پچھلے چند برسوں میں چاول وگیہوں کی پیداوار میں بے حد اضافہ دیکھا گیا ہے۔ آلو جو صرف پہاڑی بیجوں پر اگتا تھا آج میدانی علاقوں میں بھی تیار ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ سائنسدانوں نے کپاس کی ایک مخلوط قسم تیار کی ہے جو مصر اور سوڈان سے درآمد ہونے والی بہترین روئی کے ہم پایہ تسلیم کی جاتی ہے ماہرین کو یقین ہے کہ جلد ہی گنے کی ایسی اقسام تیار ہو جائیں گی کہ دو سال میں تین فصلیں ملیں گی۔ Triticale نامی ایک اور مصنوعی فصل بھی دریافت کی گئی ہے جس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس سے خشک، ریتیلی اور کم زرخیز مٹی جیسے ناسازگار حالات میں بھی پیداوار کی جا سکتی ہے۔ امریکہ، کناڈا، ہنگری، اسپین، روس اور میکسیکو میں Triticale کی کاشت جاری ہے۔ زرعی ترقی کے ساتھ ساتھ مویشی و ماہی پروری میں بھی متعدد کامیابیاں حاصل ہوئیں مثلاً جانوروں کی بیماریوں کی روک تھام چارے کی تکنیکوں اور مویشیوں اور مچھلیوں کی افزائش نسل وغیرہ میں نمایاں ترقی ہوئیں۔

آبادی میں اضافہ کے ساتھ ساتھ صنعتی زرعی نقل وحمل اور دوسری گھریلو ضروریات میں توانائی کی مقدار زیادہ درکار ہوگی چنانچہ اندازہ ہے کہ ۲۰۰۰ء تک ہمیں کوئلہ ۴ گنا تیل دو گنا اور بجلی ۵ گنا ملنی ضروری ہوگی۔ توانائی کی اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے دنیا بھر میں نئے نئے ذرائع کی تلاش جاری ہے مثلاً سورج ہوا زمینی حرارت سمندری تموج گوبر گیس اور ایٹمی توانائی وغیرہ۔

شمسی توانائی کو کام میں لا کر شمسی بھٹیاں اور زرعی و صنعتی اداروں میں پیداوار خشک کرنے کے آلات وغیرہ چلائے جا رہے ہیں۔ دیہاتوں کے لئے مرچیں سکھانے کا ایک آر آر پی ایل جموں نے بنایا ہے۔ ازبکستان کے ریگستانوں میں ۲۰ میٹر کی گہرائی سے شمسی موٹر پمپ کے ذریعہ پانی نکالا جا رہا ہے جاپان نے ۱۹۸۱ء میں پہلا تھرمل پاور پلانٹ لگایا جو صرف سورج کی توانائی سے چلتا ہے۔ اسرائیل میں سورج سے گرمائے گئے گنڈے بنائے گئے ہیں جن سے ۵۰۰۰ کلو واٹ بجلی ملتی ہے۔

کسی حد تک ہوا کی توانائی کا بھی فائدہ اٹھایا گیا ہے۔ ہوائی چکیاں اور ہوا کی توانائی سے چلنے والے بجلی کی جنریٹریں ہمارے لئے نئے نہیں ہیں۔

زمین کی اندرونی حرارت بھی توانائی پیدا کرنے کے لئے مفید ہے۔ خصوصاً گرم ممالک میں بجلی کی پیداوار اور خلاء کو گرمانے کے نظام پر ممکنہ توجہ دی جا رہی ہے۔ کیلی فورنیا میں زمینی حرارت سے توانائی کا پلانٹ کام کر رہا ہے۔

سمندری تموج کو بھی کام میں لا کر فرانس میں ایک اسٹیشن قائم کیا گیا ہے۔ جس سے سالانہ کوئی ۵۰۰ بلین یونٹ بجلی مہیا کی جا رہی ہے۔

گوبر گیس بھی توانائی کے بحران کا ایک حل ہے۔ یہ وہ گیس ہے جو گوبر اور پانی کے مرکب میں پیدا شدہ جراثیم کے عمل خمیر کے ذریعے وجود میں آتی ہے۔ یہ گیس کھانا پکانے کے علاوہ گھروں کو روشن کرنے اور آبپاشی کی سہولیات فراہم کرنے و نیز بجلی پیدا کرنے کے لئے زیر استعمال لائی جاتی ہے ایک تخمینہ کے مطابق ہمارے ملک کے ۲۴ کروڑ مویشیوں کے ۵۰ فیصد گوبر کو بروئے کار لائیں تو ان سے ۲ کروڑ میگا واٹ پاور کی توانائی مل سکتی ہے۔

ایٹمی توانائی کو پچھلے چند سالوں میں کافی فروغ ملا چنانچہ ہمارا پہلا ایٹمی بجلی گھر ٹرامبے میں قائم کیا گیا ہے۔ بجلی حاصل کرنے کے لئے ایٹم کو جو تین ذروں یعنی پروٹون، نیوٹرون اور الیکٹرون پر مشتمل ہوتا ہے۔ مرکز کو پھاڑ دیا جاتا ہے۔ یورانیم اور تھوریم جیسی دھاتیں اس قسم کی توانائی کے ذمہ دار ہیں۔

سائنسی کارناموں میں الکٹرانکس و کمپیوٹرس بھی قابل ذکر ہیں۔ جن کے استعمال سے مواصلات، طب، صنعت خلائی نظام اور دفاعی ضرورت سہولتیں مل رہی ہیں۔ الکٹرانکس کی عام چیزوں میں انٹگریٹیڈ سرکٹ اور ریڈیو وغیرہ شامل ہیں۔

الکٹرانکس کی ایک اور تخلیق روبوٹ ہے۔ روبوٹ دراصل ایک مشینی انسان ہے جس کے ہاتھ پاؤں و بازو متحرک ہوتے ہیں۔ ان سے مشکل سے مشکل کام بھی لیا جاتا ہے مثلاً پہاڑی علاقوں میں کھیتی باڑی، دہکتی بھٹیوں، لوہا سازی، بڑے پتھروں وچٹانوں کو ہٹانا، ہوٹلوں میں سربراہی اور وہ

تمام تجرباتی مرحلے جو انسان کے لئے مضرت رساں ہیں یہی روبوٹ بہ خوبی کر سکتے ہیں۔ روس امریکہ اس دریافت میں آگے ہیں۔

مغربی ممالک میں ٹیلی فون بھی آجکل چھوٹا سا کمپیوٹر بن گیا ہے۔کسی ٹیلیفون کے ذریعہ گھر کے سارے ساز و سامان کو دور سے اپنی منشاء کے مطابق چلایا جا سکتا ہے۔ جسے -Re mote control کا نام دیا گیا ہے۔ جاڑے کی آدھی رات میں آپ کسی تقریب یا تھیٹر سے اپنے مکان کے لئے روانہ ہونا چاہتے ہیں اور یہ بھی خواہش ہے کہ مکان کے کمرے گرم ملیں تو اس کے لئے کسی جگہ سے اپنا فون نمبر ڈائل کر کے ہدایات کے کوڈ بٹن دبا دیں آپ کا ہیٹر آن ہو جائیگا اور جب آپ گھر پہونچے تو ہیٹر آپ کے کمرے کو خوشگوار حد تک گرم کر چکا ہوگا۔

ایک اور ایجاد ٹیلی پرنٹر سے موسم کا حال صحیح طور پر معلوم کرنا آسان ہو گیا ہے۔مثلاً ہوا کا دباؤ درجہ حرارت، نمی، ہوا کی رفتار و رخ وغیرہ کا تعین کرنا کوئی مسئلہ نہیں رہا۔

اب آیئے طب کے میدان میں جہاں سائنس نے اپنا لوہا منوایا ہے۔ایک زندہ مثال ٹیسٹ ٹیوب بے بی ہے جو واقعی امتحانی نلی یعنی ٹیسٹ ٹیوب میں پیدا نہیں ہوئی بلکہ ایک دوسری تکنیک جسے Laboratory dish یا Fertilized کہتے ہیں استعمال کی گئی۔ بچہ کے ساتھ ٹیسٹ ٹیوب کا تصور اس لئے عام ہے کہ جنین Foetus نے ابتدائی مراحل تجربا۔گاہ میں پورے کئے تھے۔یہ کارنامہ انگلینڈ میں ۲۴ جولائی ۱۹۷۸ء کو ہوا جب کہ مسٹر لزبی براؤن نے دنیا کے پہلے نلکی زادے یا ٹیسٹ ٹیوب لوس کو جنم دیا۔اس دریافت سے بانجھ عورتوں کا علاج اب ممکن دکھائی دیتا ہے برطانیہ و امریکہ کے دو پروفیسروں نے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا ہے جس کی مدد سے ڈاکٹر کسی مریض آپریشن کئے بغیر اس کے جسم کا اندرونی حصہ دیکھ سکتے ہیں اس آلے -- .C.A.T Skies کی ایجاد ایکسرے کی دریافت کے بعد کی اہم ترین ترقی مانی جاتی ہے۔

بہرحال ان تمام انکشافات سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آئندہ سائنس کو مذہب و فلسفہ یا علم و نجوم کسی کا بھی حریف و رقیب سمجھا نہیں جائے گا اور ہمارے سائنس داں زیادہ سہولت و سکون سے آزادانہ تحقیق کے نتائج سے عالم انسانیت کو روشناس کریں گے۔

(حیدرآباد سے نشر)

فوٹو کاپی کرلی ہے

نئی غزل کی نمائندہ آوازیں

آل احمد سرور

نئی غزل سے مراد وہ غزل ہے جو آزادی کے بعد وجود میں آئی اور جس کی سب سے اچھی نمائندگی ناصر کاظمی، ابن انشا اور خلیل الرحمان اعظمی کے یہاں ہے۔ لیکن ۱۹۶۰ء سے اس نئی غزل میں کچھ اور ابعاد پیدا ہوتے ہیں جن کی وجہ سے یہ اس سے پہلے کے رنگ سے خاصی مختلف ہو گئی ہے۔ ناصر کاظمی، ابن انشا اور خلیل الرحمن اعظمی، میر کی زبان اور ان کے اسلوب میں اپنے دور کا سوز و گداز شامل کر دیتے ہیں۔ واقعات سے زیادہ تاثرات سے کام لیتے ہیں۔ بلند آہنگی کے بجائے دھیمی سوچ کا ثبوت دیتے ہیں، خواب اور حقیقت کے تصادم سے زخمی روح پر جو بیت جاتی ہے اس کا المیہ خاصی مردانگی سے بیان کرتے ہیں، مگر ان کا رشتہ ہمارے کلاسیکی شعراء سے پھر بھی استوار ہے۔ ۱۹۶۰ء کے بعد جو نئی غزل سامنے آئی ہے اس میں فکر اور فن دونوں میں ایسی تبدیلی ہوئی ہے کہ غزل کا نیاپن اور واضح ہو گیا ہے۔ بڑی بات یہ ہے کہ غزل نے اس نئی غزل کے روپ میں زندگی کے سارے تضادات اور عجائبات کو آئینہ دکھانے کا مشن اپنے ذمے لے لیا ہے اور تنگنائے غزل کا شکوہ کرنے والوں کو بھی یہ محسوس ہونے لگا ہے کہ غزل کا نگارخانہ اپنی بلاغت اور تہہ داری، اپنی رمزیت اور خود بینی کے باوجود، زندگی کی تمام حقیقتوں کی عکاسی کرتا ہے۔ اس نئی غزل میں پہلی چیز جو نئی ہے وہ ذات اور کائنات کے متعلق اس کا تصور ہے۔ کائنات کی بات اب ذات کے حوالے سے ہوتی ہے اور ذات بھی کائنات کی طرح پھیلی ہوئی ہے کیونکہ دنیا اب سمٹ کر ایک گروی گاؤں ہو گئی ہے۔ بشیر بدر نے ایک شعر میں اس کیفیت کو بیان کیا ہے ؎

خوبصورت، اداس خوف زدہ
وہ بھی ہے بیسویں صدی کی طرح

اور باقر مہدی نے اس جدید آہنگ کی ترجمانی اس طرح کی ہے ؎

میرے نالے کی کوئی لے نہیں ہے
مشینی دور کی اک نغمگی ہے

بیسویں صدی کی اداسی، خوفزدگی اور خوبصورتی اور اس میں مشینی آہنگ کی نغمگی نے ایک نئی حقیقت پسندی کو جنم دیا ہے۔ جو اخلاق کے مفروضوں کی پٹری پر چلنے کے بجائے، آج کل کی ٹیڑھی میڑھی پگ ڈنڈیوں، مانوس پستیوں اور عام کمزوریوں کے اظہار سے شرماتی نہیں اور اس طرح ایک نئی ایمانداری یا اپنے مشغلے سے وفاداری کا ثبوت دیتی ہے۔ ظفر اقبال اس رنگ کی اچھی نمائندگی کرتے ہیں۔ گو یہ لے دوسروں کے یہاں بھی اپنی بہار دکھاتی ہے

جابجا ہیں دھول کے دھبے، دھوئیں کی دھاریاں
آسماں کا آئینہ کس نے مکدر کر دیا
آئندہ ہوگا اور رواں، سکہ رہا
کام آئے گی جناب یہ دولت بچائیے

ظفر اقبال نے کھردرے پن کو اینٹی غزل کہا ہے، مگر یہ نئی حقیقت پسندی غزل کے آداب کے ساتھ مظہر امام کے یہاں اس طرح ظاہر ہوتی ہے۔

جانے کس راہ چلوں، کون سے رخ مڑ جاؤں
مجھ سے مت مل کر زمانے کی ہواؤں میں بھی

زبیر رضوی اس کیفیت کو اس طرح بیان کرتے ہیں ؎

اپنے سب خواب نہ یوں ہاتھ میں لے کر نکلو
دھوپ ہوگی تو کسی ہاتھ میں پتھر ہوگا

اور کشور ناہید کہتی ہیں ؎

اب تو ہر تازہ ستم ہے تسلیم
حادثے دل پہ گراں تھے پہلے

سلیم احمد نے اس کیفیت کو اس طرح بیان کیا ہے ؎

اس پہ کیا کھلیں کہ دل پتھر ہوا
اس پہ کیا روئیں کہ رونا بند ہے

ساقی فاروقی کہتے ہیں ؎

جسم کی سطح پہ کاغذ کی طرح زندہ ہیں
تو سمندر ہے تو میں ڈوبنے والا ایسا

علوی اپنے سادہ اور پُروقار انداز میں کہتے ہیں ؎

ہمیں کیا گھاس ڈالے گی بھلا وہ
خوشی، اونچے گھرانے کی بہو ہے

شہریار نے جبر و اختیار کا یہ نیا مسلک اس طرح بیان کیا ہے ؎

وقت کی ڈور کو تھامے رہے مضبوطی سے
اور جب چھوٹی تو افسوس بھی اس کا نہ ہوا

اس نئی حقیقت پسندی کی وجہ سے ظلم پر غیظ و غضب، بدی پر چیخ و پکار بستی پر زہر میں بجھی ہوئی طنز کے بجائے نئی غزل میں دھیمے لہجے میں بڑے سے بڑے کرب کا بیان، ایک سرگوشی کا لہجہ، ایک IRONY یا ہجو ملیح یا لطیف طنز، جو بڑی مردانگی اور تاثر رکھتی ہے، کئی شاعروں کے یہاں بڑے بھرپور اور جاندار انداز سے آئی ہے۔ شہریار فسادات پر چیختے چلاتے نہیں۔ بلکہ ایک گمبھیر سادگی کے ساتھ کہتے ہیں ؎

آگ کے شعلوں سے سارا شہر روشن ہو گیا
لو مبارک آرزوئے خار و خس پوری ہوئی

ظفر اقبال اس نئی حقیقت پسندی کی عکاسی اس طرح کرتے ہیں ؎

اس کے گلاب، اس کے چاند، جس کی بھی قسمت میں ہیں
آپ ظفر کس لیے اتنی مصیبت میں ہیں

ندا فاضلی بڑے شہر کی یکسانیت اس طرح بیان کرتے ہیں ؎

نقشہ اٹھا کے اور کوئی شہر ڈھونڈیے
اس شہر میں تو سب سے ملاقات ہو گئی

اور اس دور کے کاروباری اور مشینی ذہن کی محرومی کا ذکر ساقی فاروقی کس جذبہ ترحم سے بیان کرتے ہیں

یہ لوگ خواب میں بھی برہنہ نہیں ہوتے
یہ بد نصیب تو کبھی تنہا نہیں ہوتے

جو لوگ براہ راست شاعری خطابت اور سیاسی واقعات سے غزل کو گراں بار کرنے کے عادی ہیں ان کا شکوہ یہ ہے کہ نئی غزل سماجی اور سیاسی حقائق کی چشم پوشی کرکے ذات کے نہاں خانے میں پناہ گزین ہو گئی ہے یہ الزام سراسر غلط ہے۔ اوّل تو غزل براہ راست بیان یا خطابت کو منہ ہی نہیں لگاتی، دوسرے اس نے یہ گر پالیا ہے کہ سیاسی شعور یا سماجی حقائق کے اشارے داستانوں پر بھاری ہوتے ہیں۔ نیا غزل گو سماجی شعور رکھتا ہے مگر وہ تلقین کی سنگلاخ راہوں کے بجائے اشاروں کی دم بدم کھلتی اور بند ہوتی کھڑکیوں اور علامات کے جادو کے دریچوں سے زیادہ شغف رکھتا ہے۔ اس لیے میرے نزدیک اس کی بات دلوں میں اترتی اور انھیں ہم خیال بنا دیتی ہے۔ احمد فراز کہتے ہیں ؎

اب روشنی ہوتی ہے کہ گھر جلتا ہے دیکھیں
شعلہ سا طواف در و دیوار کرے ہے

انہی کا شعر ہے

میں شب کا بھی مجرم تھا سحر کا بھی گنہگار
یارو مجھے اس شہر کے آداب سکھا دو

منیر نیازی جن کا رنگ ایک خواب آلود سحر رکھتا ہے یہ کہنے پر بھی مجبور ہوتے ہیں ؎

کسی کو اپنے عمل کا حساب کیا دیتے
سوال سارے غلط تھے جواب کیا دیتے

خورشید الاسلام کہتے ہیں

کہاں میں فریب روز، اٹھائیں نقاب روز
ہر شخص کیا ہے اور کہاں دیکھتے چلیں

مظہر امام کا یہ تبصرہ کتنا بلیغ ہے ؎

بلائے شام کے سائے تھے اور وادیٔ دل
اگرچہ جسم کا چہرہ دھلا دھلا سا تھا

میر ا ایک شعر ہے ؎

رات بھاری تھی تو تھے اس کے ستم سے بیزار
صبح آئی ہے تو وہ اور بُری لگتی ہے

نئی غزل الفاظ کے برتنے میں پچھلی غزل کے مقابلے میں زیادہ جرأت رکھتی ہے وہ کبھی انگریزی کے رائج الفاظ سے بھی کام لیتی ہے کبھی لفظ کے جدلیاتی پہلو پر زور دیتی ہے اور کبھی قوافی کے برتنے میں صوتی مناسبت کو قواعد سے زیادہ اہمیت دیتی ہے۔ اس آزادی سے ایک خوشگوار تازگی کا احساس ہوتا ہے جو پرانی غزل کی شائستہ لے اور مانوس چال کے مقابلے میں زیادہ مزا دیتی ہے۔ جاں نثار اختر کہتے ہیں ؎

ہائے یہ انتظار کے لمحے
جیسے سگنل پہ رک گئی ہو ریل

ندا فاضلی کا شعر ہے

سورج کو لے کے چونچ میں مرغا کھڑا رہا
کھڑکی کے پردے کھینچ دیے رات ہو گئی

علوی کہتے ہیں ؎

کسی بھی ہونٹ پر جا بیٹھتی ہے
ہنسی سچ پوچھیے تو فالتو ہے

علوی کے یہاں یہ رنگ خاصا چوکھا ہے۔ اس کے علاوہ ظفر اقبال، عادل منصوری اور باقر مہدی بھی اس لحاظ سے قابل ذکر ہیں۔

نئی غزل میں ایک خاص آواز شاعرات کی ہے جنھوں نے حقیقت پسندی کا ایک سانچی انداز میں عکس پیش کیا ہے۔ اس لحاظ سے پروین شاکر کا ایک خاص مقام ہے۔ ان کے ان اشعار کی لے نئی بھی ہے اور لذیذ بھی۔ یہ نئی غزل میں ایک دلکش اضافہ ہے۔

میں سچ کہوں گی مگر پھر بھی ہار جاؤں گی
وہ جھوٹ بولے گا اور لاجواب کر دے گا

بس یہ ہوا کہ اس نے تکلف سے بات کی
اور ہم نے روتے روتے دوپٹے بھگو لیے

حسن کے سمجھنے کو عمر چاہیے جاناں
دو گھڑی کی چاہت میں لڑکیاں نہیں کھلتیں

وہ شہر میں ہے یہی بہت ہے
کس نے کہا میرے گھر میں ٹھہرے

ہیں تیز بہت ہوا کے ناخن
خوشبو سے کہو کہ گھر میں ٹھہرے

نئی غزل کی نمائندہ آوازوں میں ذات کے حوالے سے بات اور اس ذات میں کائناتی احساس، سماجی شعور مگر اشاروں، کنایوں میں نئی حقیقت پسندی جو زندگی کے تضادات اور پست و بلند کا مردانہ وار جائزہ لیتی ہے اور مذہب و اخلاق کی قیود سے بلند ہو کر بھی چیزوں کو دیکھ سکتی ہے۔ ایک تمثیلی جست جو رومانی بھی ہو جاتی ہے اور کبھی کبھی رومان شکن بھی۔ الفاظ کے استعمال میں زیادہ آزادی اور دوسری زبانوں سے الفاظ لینے میں زیادہ فراخدلی، جسم کی آنچ اور اس میں روح کے شعلے کا احساس، موڈ کی ترجمان زمینیں افعال سے زیادہ کام لینے والی ردیفیں بہکنے اور بہکنے میں سنبھلنے کی کیفیت، سبھی کا احساس ہوتا ہے۔ ہند و پاکستان میں اس وقت نئی غزل نئی بلندیوں کو چھو رہی ہے اور اس کی تخلیقی توانائی حیرت انگیز ہے۔ علامات سے بھی اس نے بڑا کام لیا ہے اور بعض اوقات علامات کے شوق میں چیستاں بھی بن گئی ہے۔ پھر بھی اس دور کی سوچ اس کے موڈ، اس کی محرومی اور سرشاری، اس کی کمزوری اور طاقت اور اس کے ساتھ اپنی تہذیبی دولت کے سارے سرمائے پر دسترس، کلاسیکی دور سے الگ ہو کر بھی اپنے رنگ محل کو جاذب نظر بنانے کی صلاحیت، اس کی وہ خصوصیات ہیں جنھیں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ نئی غزل گردن زنی نہیں گلے سے لگانے کے قابل ہے اور سلیم احمد کی زبان میں ہم سے کہہ رہی ہے۔

مجھے حرف غلط سمجھا تھا تم نے
سو میں معنی کا دفتر ہو گیا ہوں

نئی غزل کی یہ خصوصیت بھی ذہن میں رکھنی چاہیے کہ یہ نظم اور غزل کی خلیج کو کم کر رہی اور غزل کی نئی آوازیں اکثر وہی ہیں جو نظم کی نئی آوازیں بھی ہیں صرف غزل ہی کہنے والے نسبتاً کم ہیں۔

(مسوینگو سے نشر)

آدمی کو دو رُخہ نہیں ہونا چاہیے

فاروق شفق

انسان کے کردار کی تعمیر و تشکیل میں ان کے قول و فعل بہت ہی اہم رول ادا کرتے ہیں۔ قول و فعل میں ہم آہنگی اور مطابقت ہی آدمی کو اچھا اور بلند کردار انسان بناتی ہے۔ سماج اور معاشرہ چونکہ آدمیوں کے مجموعہ کا نام ہے لہذا وہی سماج اور معاشرہ مثالی، مستحکم اور صاف ستھرا اور ترقی پذیر ہوگا جس میں رہنے والے لوگ بلند کردار کے مالک ہوں گے۔ ظاہر اور باطن میں مطابقت اور ہم آہنگی کا تناسب جس معاشرہ میں قابل لحاظ ہوگا وہ معاشرہ یقیناً دوسروں کے لیے قابل تقلید ہوگا۔ کسی بھی ملک کی ترقی، خوشحالی اور استحکام کا دارومدار بڑی حد تک گرد و پیش میں موجود سماج اور سوسائٹی پر ہوتا ہے۔ غرض یہ کہ اگر انسان قول و فعل کے لحاظ سے اچھا ہوگا تو اس کا خوشگوار اثر سماج اور سوسائٹی پر پڑے گا اور جب سماج اچھا ہوگا تو بلاشبہ ملک خوشحال، مضبوط اور ترقی کی راہ پر گامزن ہوگا۔

انسان خواہ زندگی کے کسی شعبہ سے تعلق رکھے اس کے کردار کا بنیادی تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنے قول و فعل میں پورا اترے اور دوسروں کے لیے اپنی ذات اور کردار کو ایک نمونہ بنا دے۔ جو لوگ تعلیم یافتہ نہیں بلکہ محنت مزدوری کے ذریعہ نہایت ہی معمولی زندگی گزارتے ہیں ان کے لیے بھی اس سے مفر نہیں کہ جس طرح چاہیں غلط سلط اپنے کردار کی تعمیر کریں۔ دانشور، مفکر، ادیب اور شاعر پر تو اور کڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ علم و ہنر سے بہرہ مند ہونے کی وجہ سے نیک اور پاکیزہ کردار کے مالک ہوں۔ تاکہ ان کی نیک اور پاکیزہ کرداری کا اثر دوسروں پر خاطر خواہ پڑے۔ مثلاً یہ کہ زندگی کے مختلف شعبہ میں لوگ مختلف مناصب پر برسرپیکار ہیں۔ کوئی معلم اخلاق ہے، کوئی عالم دین ہے، کوئی سیاسی رہنما ہے کوئی مفکر اور دانشور ہے، کوئی ادیب اور شاعر ہے۔ لہذا اگر ایک معلم اخلاق کے قول و فعل اور اس کے ظاہر و باطن میں تضاد ہوگا تو ظاہر ہے وہ دوسروں پر اپنی باتوں اور عمل سے اچھا تاثر نہیں پیدا کر سکتا ہے۔ اس لیے کہ اوّل تو اس کے منہ سے نکلی ہوئی باتوں میں کوئی وزن نہ ہوگا دوسرے اس کی جھوٹی اور کھوکھلی باتیں اس کے اپنے کردار کی چغلی کھائیں گی۔ بالکل اسی طرح عالم دین کا بھی ہے۔ عالم دین کے معنی ہیں علم دین پر مکمل طور پر عمل کرنے والا۔ اب اگر کوئی عالم مجھ کو دین کا درس دے اور خود اس کی زندگی اس درس کا نمونہ نہ ہو؟ اس کی زندگی میں دین نہ ہو تو سمجھا جا سکتا ہے کہ سننے والوں پر اس کا کیا اثر پڑے گا۔ سیاسی رہنما یا قائد کے بارے میں بھی یہی بات صادق آتی ہے کہ اگر اسٹیج پر بیان کی ہوئی باتیں جن پر عمل کرنے کے لیے وہ لوگوں کو جوش دلا رہا ہے خود اس کی زندگی کا حصہ نہیں ہیں تو پھر اس کو ایک جھوٹا، خود غرض، مفاد پرست رہنما تو بلاشبہ کہا جا سکتا ہے لیکن اس کی نصیحتوں پر عمل بہرحال نہیں کیا جائیگا۔ شاعر، ادیب اور دانشور بھی اس شرط سے مستثنیٰ نہیں ہیں اس سلسلے میں ڈاکٹر اقبال کی مثال بالکل سامنے ہے۔ وہ خود جس بلند اوصاف اور کردار کے مالک تھے اس کی تبلیغ انھوں نے شد و مد کے ساتھ اپنی شاعری میں بھی کی۔ اقبال نے انسانی کردار کو بلند کرنے اور خودی کو پہچاننے پر کس قدر زور دیا ہے اس سے سبھی واقف ہیں۔ اقبال نے اس بات کو پیش نظر رکھ کر خود اپنے اوپر طنز کرتے ہوئے ایک موقع پر کہا ہے ؎

اقبال بڑا اپدیشک من باتوں میں موہ لیتا ہے
گفتار کا غازی وہ تو بنا کردار کا غازی بن نہ سکا

اگر ہم مذہب کی رو سے بھی جانچنا چاہیں جب بھی یہی بات سامنے آتی ہے کہ تقریباً ہر مذہب نے انسان کے قول و فعل کی تضاد کی سختی سے مذمت کی ہے۔ سب نے کردار کو صاف ستھرا، پاکیزہ بنانے پر زور دیا ہے۔ کیونکہ یہی وہ اہم اور بنیادی شرط ہے جس سے آدمی بحیثیت انسان کے سرخرو اور ممتاز ہوتا ہے۔ مذہب کے علاوہ بھی جتنے بڑے ولی اللہ، سنت اور رشی آئے سبھی نے اپنی تعلیمات میں اس بات پر زور دیا۔ مذہب اسلام نے تو کردار کی پاکیزگی اور استحکام کا بار بار اور جگہ جگہ ذکر کیا ہے کہ یہی انسان کی روح اور کردار کی اصل سچائی ہے۔

انسان کے قول و فعل کا تضاد اور ظاہر و باطن میں عدم مطابقت شعوری بھی ہوتی ہے اور غیر شعوری بھی۔ اگر یہ فعل غیر شعوری ہے تو ایسا شخص اس قدر قابل نفرین نہیں ہے کہ جتنا کہ اس مذموم فعل کو شعوری طور پر کرنے والا۔ کردار کی یہ غیر شعوری خامی اکثر اس کے اندر بچپن سے در آتی ہے جو اندر اندر پرورش پاتی ہے۔ اور یہ عمل آہستہ آہستہ ہوتا ہے کہ بعد میں خود اسے بھی اسکا احساس نہیں ہوتا کہ اس کے قول و فعل میں فی نفسہٖ کوئی تضاد یا خرابی موجود ہے۔ ذاتی طور پر چونکہ اس شخص کے ارادے اور مرضی کو اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا لہذا ایسے شخص کی اس خامی کا تدارک نسبتاً آسانی سے ہو سکتا ہے۔ اس کے برعکس ایسے بھی لوگ ہیں جو اپنے قول و فعل میں مصلحتاً تضاد پیدا کرتے ہیں جس کا وہ بظاہر اپنی حکمت عملی اور چالاکی سے دوسروں پر برملا اظہار نہیں ہونے دیتے۔ ایسے لوگوں کا مقصد کردار کے اس تضاد سے محض جھوٹی اور وقتی شہرت اور ذاتی مفاد حاصل کرنا ہوتا ہے۔ کیونکہ اندر اندر وہ اپنے دل میں یہ مفروضہ گھڑ لیتے ہیں کہ جب تک ایسی دو رُخی پالیسی نہیں اپنائیں گے اس وقت تک سماج اور سوسائٹی میں ان کی ساکھ نہیں بنے گی اور نہ حسب ضرورت ان کو کچھ مل سکتا ہے۔ ایسے لوگ کچھ دنوں کے لیے اپنے مقصد کے حصول میں کامیاب بھی ہو جاتے ہیں اور بظاہر سماج اور سوسائٹی دوستوں اور ہم چشموں میں سرخروئی اور نیک نامی بھی حاصل کر لیتے ہیں لیکن کچھ دنوں کے بعد جب یہ ملمع اتر جاتا ہے تو پھر ایسے لوگ سماج، سوسائٹی دوستوں اور ہم چشموں کی نظروں سے اس طرح اتر جاتے ہیں کہ کوئی ان کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا۔ ان کی قائم کی ہوئی ساکھ کی کھوکھلی عمارت دیکھتے ہی دیکھتے ڈھے جاتی ہے اور تب انھیں احساس ہوتا ہے کہ انھوں نے کیا کیا لیکن اس وقت ماسوا احساس ندامت کے کچھ ہاتھ نہیں آتا کیونکہ کسی بھی شخص کے لیے سب سے بدترین اور بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ وہ لوگوں کی نظروں میں گر جائے اور اپنا وقار کھو دے۔ صرف یہی نہیں کہ ایسا شخص محض سماج میں اپنا مقام اور کردار گنواتا ہے بلکہ اس کا گہرا اثر اس کی گھریلو زندگی اور خود اس کی آنے والی زندگی پر پڑتا ہے۔ گھریلو زندگی میں ایک قسم کی تلخی اور دراڑ پیدا ہو جاتی ہے جس کا بعد میں مداوا مشکل سے ہی ہوتا ہے۔ بچوں کی بھی تربیت اور ان کی آئندہ زندگی پر اس کے ناخوشگوار اثرات پڑنے کا امکان رہتا ہے۔

لہذا انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے کردار کو اپنی روزمرہ زندگی کا ایک ایسا اور شفاف شیشہ بنائے کہ جس کے آر پار

(بقیہ ص ۴۴ پر)

لسانیات پڑھنے کے فائدے کیا ہیں

آنند پرکاش مصرا

لسانیات اور سماج کا بہت گہرا رشتہ ہے۔ لسانیات جہاں ایک طرف زبان کے بارے میں جانکاری دیتی ہے وہیں دوسری طرف سماج کے بارے میں بھی جانکاری حاصل کرنے میں مددگار ہوتی ہے۔

لسانیات کا آج ہماری زندگی میں اتنا اہم رول ہے کہ ایک ڈسپلن کی حیثیت سے اس کا مطالعہ شروع کرنا پڑا ہے اہم رول یہ ہے کہ لسانیات کے مطالعے سے ہم اپنے سماجی فاصلوں کو کم کرکے ایک دوسرے کے لئے نیک خواہشات کے ساتھ بہتر سماج کی تعمیر کر سکتے ہیں۔

لسانیات کا مطالعہ مختلف زبانوں کو سمجھنے میں مدد کرتا ہے۔ تاریخی لسانیات ایک طرف جہاں زبانوں کے ارتقاء کو سمجھاتی ہے۔ وہیں دوسری طرف ان کے باہمی رشتوں اور باریک فرق کو بھی ظاہر کرتی ہے زبان کے باہمی کو تلاش کرکے ہم زبان کے متعلق فسادوں اور زبان کے نام پر کئے جانے والے سیاسی فرقہ وارانہ مذہبی گندے پرچار سے بہت کچھ بچ سکتے ہیں۔ مثال کے لئے جب ہم جان جاتے ہیں کہ ہندی ہندوؤں اور اردو مسلمانوں کی زبان نہ ہو کر ادبی کھڑی بولی کے دو اسلوب ہیں۔ تب ہندی اردو کے نام پر ہونے والے سارے فسادوں کی وجہیں معلوم کرتے ہیں اس طرح دیکھا جائے تو لسانیات کا پہلا اہم فائدہ یہ ہے کہ یہ سماج کو سمجھنے کی ایک صحیح سمجھ اور مکمل سمت دیتی ہے۔ بنیادی فائدہ تو یہ ہے کہ لسانیات کسی بھی زبان کے ارتقاء اس کی تعمیر اس کے مزاج اور دوسری زبانوں کے ساتھ اس کے تعلق کو واضح کرتی ہے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ لسانیات کسی قوم کی خصوصیات کو سامنے رکھتی ہے اس کی تہذیب پر روشنی ڈالتی ہے۔ اور بین الاقوامی سطح پر زبان سماج اور تہذیب میں ہوئے باہمی لین دین کا تجزیہ کرکے بین الاقوامی سطح پر بھائی چارے کے جذبے کو مضبوط کرتی ہے۔ اس طرح لسانیات کا سب سے مفید پہلو یہ ہو جاتا ہے۔ کہ وہ تمام انسانوں کے درمیان لسانی تجزیہ کے ذریعہ سے ایک رشتہ تلاش کرکے اتحاد کے احساس کو بڑھاوا دیتی ہے۔ جس طرح پہلے میں نے کہا کہ بنیادی فائدہ لسانیات پڑھنے سے یہ ہے کہ وہ کسی بھی زبان کے بارے میں جانکاری دیتی ہے۔ اس طرح کا مطالعہ خاص طور سے ہم Nadative Linguistics کے تحت کرتے ہیں۔ یہ ہم کو زبان کی قواعد کے اصولوں کو سمجھنے میں مدد کرتی ہے۔

تاریخی لسانیات زبان کے خاندانوں کا مطالعہ کرتی ہے اس سے فائدہ یہ ہے کہ ہم زبانوں کے آپسی تال میل اور ان کی پیدائش وغیرہ کو تاریخی شکل میں سمجھ سکتے ہیں جو ایک اہم فائدہ ہو سکتا ہے۔ سماجی لسانیات بھی بہت فائدے مند ہے یہ تاریخ کا پس منظر میں سماج کا مطالعہ کرتے ہوئے زبان کے بارے میں جانکاری حاصل کراتی ہے۔ اس مسئلے کو دوسری طرح سے بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ لسانیات کو ہم سائنس کہتے ہیں۔ جب اسے سائنس کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم یہ مان کر چلتے ہیں کہ یہ ڈسپلن حقیقی ہے۔ اور اس کے حقائق کو ثابت کیا جا سکتا ہے اس سے فائدہ یہ ہوا کہ جب ہم زبان کا مطالعہ کرتے ہیں تب لسانیات پڑھتے وقت ہمارے پاس بہت بڑی تعداد میں حقائق جمع ہو جاتے ہیں۔ یہ حقائق خود زبان کے بارے میں ہو سکتے ہیں۔ دوسری زبانوں کے بارے میں ہو سکتے ہیں۔ سماج اور تہذیب کے بارے میں ہو سکتے ہیں۔ اس طرح لسانیات پڑھنے کا ایک مکمل فائدہ یہ ہوا کہ وہ ہمارے ذہن کو صاف اور وسیع کرنے میں بھی مددگار ثابت ہوتی ہے۔ وسیع اس نقطۂ نظر سے کہ لسانیات پڑھتے وقت ہم اسے محض علاحدہ کرکے نہیں پڑھ سکتے۔ اسے سماج اور تاریخ کے سیاق میں جہاں پڑھتے ہیں وہیں دوسرے مضامین سے جوڑ کر بھی پڑھتے ہیں۔ مثلاً وہ تاریخ سے بھی جڑ جاتی ہے عمرانیات سے جڑ جاتی ہے اور سب سے زیادہ ادب سے جڑ جاتی ہے۔ دوسری طرف وہ فلسفے سے بھی جڑتی ہے۔ مثلاً گاندھی جی کے زبان کے بارے میں کیا خیالات تھے یا دوسرے لوگوں نے زبان کے بارے میں کیا خیالات پیش کئے ہیں اور اس طرح کی بہت سی فائدے مند اور ضروری باتیں لسانیات پڑھ کر جانی جا سکتی ہیں۔

لسانیات پڑھتے وقت ہم ان سبھی سوالوں سے تو ٹکراتے ہی ہیں خاص بات یہ ہوتی ہے کہ ہم جس زبان کو بولتے ہیں اس سے تعلق کچھ زیادہ ہی ہوتا ہے اس سے فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ہم ایک طرح سے خود سے متعارف ہوتے جاتے ہیں۔ دوسری خاص بات یا دوسرا خاص فائدہ جو میں سمجھتا ہوں وہ لسانیات پڑھنے سے یہ ہے کہ لسانیات کے کچھ پہلو خاص طور سے تاریخی لسانیات اور سماجی لسانیات زبان سے متعلق سیاسی نظریئے پر روشنی بھی ڈالتے ہیں یہ میری اپنی رائے ہے۔ تمام لوگ اور عالم اس سے اختلاف بھی کر سکتے ہیں۔ میں جب لسانیات کے مطالعے سے اس فائدے کی بات کر رہا ہوں تو اس خیال سے کہ زبان کے نام پر دیئے جانے والے سیاسی فتوے یا لسانی مسئلے کے نام پر بار بار ہر جگہ اٹھائے جانے والے سوالات یا زبان کو مذہب یا قوم سے جوڑ کر کروائے جانے والے والے فرقہ وارانہ فسادوں میں گھسی ہوئی سیاست کو طالب علم آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ یہی نہیں لسانیات کو کہاں انسانی تہذیب کے خلاف اور ذاتی مفادات کے لئے مذہب اور فرقے سے جوڑ کر استحصال کرنے والے چند سرمایہ دار اجارے دار یا ان کی طاقت پر زندہ سیاست سے جڑے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ان سبھی باتوں کو لسانیات پڑھنے سے جانا جا سکتا ہے۔ میری نظر میں یہ سب سے بڑا فائدہ ہے۔ مثال کے طور پر لسانیات کے وہ عالم جو مانتے ہیں کہ ہندی اردو دو علیحدہ زبانیں ہیں ہمارے اتحاد کے لئے خطرہ ہیں۔ ہندی اردو کی تاریخ بتاتی ہے کہ یہ دونوں ہی کھڑی بولی کے ادبی اسلوب ہیں۔ جن کی روایت ایک ہے خود سوچنے کی بات ہے کہ ہم یا شمالی ہندوستان کے لوگ جو زبان روزمرہ کی زندگی میں بولتے ہیں وہ کیا ہے۔ یقیناً وہ، وہ ہندی یا اردو نہیں ہے جو ہم پرچوں یا کتابوں میں پڑھتے لکھتے ہیں۔ پرچوں اور کتابوں میں لکھی جانے والی چیز میری نظر میں عموماً بولی جانے والی چیز کا ایک اسلوب ہوتا ہے ہم جو زبان بولتے ہیں اس کو ہی ادبی لہجے میں لکھتے ہیں اور لہجے یا اسلوب بہت سے ہو سکتے ہیں چاہے ہم اسے اردو کہیں یا ہندی اتنا تو ایک ادنٰی سا آدمی بھی سمجھتا ہے۔ کہ رسم الخط سے زبان طے نہیں ہوتی ہندی چاہے عربی یا رومن رسم الخط میں لکھیں رہے گی وہ ہندی ہی۔ میرا مطلب بیان یہ ہے کہ لسانیات پڑھنے سے ہم اس طرح کے ایک نہیں بہت سے سوالوں کا صحیح حل تلاش کر سکتے ہیں اور خود

لسانیات سے جڑی ہوگی۔ پسماندہ اور Reactionary طاقتوں کو بے نقاب کرکے لسانیات کی بہتر خدمت کرسکتے ہیں اسے ایک نئی سمت دے سکتے ہیں۔ یہی نہیں لسانیات کے ذریعے سے رسم الخط کا مطالعہ کرکے اس کی تاریخ کو بھی جانا اور سمجھا جاسکتا ہے۔ اس سے سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ ہزاروں سال پہلے کی تہذیب اور سماج کے بارے میں معلومات حاصل ہوسکے گی۔

کل ملاکر لسانیات زبان رسم الخط اور سماج کے بارے میں صحیح معلومات حاصل کرنے کا ایک بہت مفید ذریعہ بن کر سماج کی خدمت کرسکتا ہے۔ اور یہی سب سے بہتر فائدہ ہے۔ جسے لسانیات پڑھ کر لیا جاسکتا ہے۔ آج بھی بہت سی پرانی تہذیبیں ایسی ہیں جن کے بارے میں پوری جانکاری نہیں ہے۔ اس وقت کی زبان کا پتہ نہیں ہے اور نہ ہی اس کے رسم الخط کا مطالعہ ممکن ہوسکا ہے۔

لسانیات ایسے چھپے ہوئے پہلوؤں کو روشن کرتی ہے وہ پوری روایت کی ایک پہچان قائم کرتی ہے۔ مثلاً آج بھی پوری طرح سے ہڑپا تہذیب کے رسم الخط کو نہیں پڑھا جاسکا ہے اس لئے آج بھی پوری طرح سے اس وقت کے حالات روشن نہیں ہوسکے ہیں۔ لیکن لسانیات لگاتار اس بارے میں کام کررہی ہے۔ اور یقیناً ایک وقت ایسا آسکتا ہے جب لسانیاتی مطالعے کے ذریعے عموماً سبھی چھپے جواب کھوجے جاسکتے ہیں۔

اس طرح لسانیات کسی ایک مورچے پر ہی نہیں لڑتی ہے ایک طرف وہ جہاں ہماری آج کی لسانی سماجی دقتوں کو دور کرنے کی کوشش کرتی ہے وہیں پرانے وقت اور تاریخ کے بند دروازوں کو بھی کھٹکھٹاتی ہے۔ وہ زبان کے بارے میں بتاتی ہے دوسری اور رسم الخط کے بارے میں بتاتی ہے۔ وہ زبان پر بحث کرتی ہے اور دوسری طرف کئی مضامین سے مدد بھی لیتی ہے۔ وہ زبان پر بات بھی کرتی ہے اور کئی یا سبھی زبانوں کو ایک ساتھ رکھ کر بھی مطالعہ کرتی ہے۔

لسانیات کے اتنے سارے پہلو ملک قوم اور سماج کی پرانی سمت کو بدل کر نئی سمت دیتے ہیں نیا ذہن دیتے ہیں اور یہی سب سے واجب فائدہ ہے۔ لسانیات پڑھنے کا۔

لسانیات ان بہت سی باتوں کا اور سوالوں کا جواب نہیں دیتی ہے تو اسے مطالعے کی ضرورت ہی کیا ہے لسانیات کو محض ایک زبان یا صرف زبانوں کا 'قواعد کے مطالعے کی شکل میں پیش کرنا بھی غلط ہے اور ایسا کرنا کسی خاص فائدے تک نہیں پہنچاتا۔ سوائے اس کے کہ ایک طالب علم زبان کی تعمیر سے متعارف ہوجائے لیکن یہی تو سب کچھ نہیں۔ زبان کیوں ہے کیسے بنی کب بنی اور بننے کے پیچھے کن کن سماجی حالات اور طاقتوں نے کام کیا۔ یہ جاننا زیادہ ضروری ہے بہ نسبت اس کے کہ زبان کی قواعد کیا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ قواعد بالکل بے کار سی چیز ہے۔ ہم لسانیات پڑھتے وقت یہ بھی جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ قواعد کی تعمیر ایک خاص طرح کی کیوں اور کیسے ہوتی ہے۔ مثلاً ہندی اردو میں ایک ساتھ دو ایسے الفاظ بولے جاتے ہیں جن کا مطلب بنیادی طور پر الٹا ہوتا ہے ہم کہتے ہیں یہاں آجاؤ۔ آنے اور جانے کا مطلب بالکل الٹا ہے پھر بھی ہم دونوں کو ایک ساتھ ایک خاص مطلب کے لئے بولتے ہیں۔ جب کہ انگریزی میں ایک ساتھ ایسے الفاظ نہیں بولے جاتے۔ لسانیات اس پریشانی یا اس خصوصیت کا جواب دیتی ہے۔ ہندی اردو کی یہ خصوصیت اس کی تہذیب اور اس کے فلسفے کی بدولت ہے۔ میں نے مثال کے ساتھ ایک قاعدے کو پیش کیا ہے۔ اس طرح کی مختلف مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں لسانیات پڑھنے کے فائدوں کو روشنی میں لانے کے لئے۔

(اردو سروس سے)

شمع فروزاں

مہدی نظمی

بہادری اور شجاعت قابل تعریف صفت ہے لیکن رسول اسلامؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ بہادر وہ نہیں جو اپنے دشمن کو پچھاڑ دے بلکہ بہادر وہ ہے جو اپنے نفس کو زیر کرے۔ ظاہر ہے کہ انسان کا اپنا ہی نفس اس کا بڑا اور طاقت ور دشمن ہے کیونکہ جب آدمی کا نفس اس کی اعلیٰ صفات پر غالب آجاتا ہے تو آدمی اپنے ہی نفس کی خواہشات کا غلام بن جاتا ہے اور اس کی نفسانی خواہشات اس کی دنیا بھی برباد کر دیتی ہے اور اس کا دین بھی، انسان کا نفس جن لذتوں کی طرف اسے مائل کرتا ہے وہ اگرچہ جلد ہی ختم ہوجاتی ہیں لیکن اپنے پیچھے اپنے نتیجے کے طور پر جو حسرتیں چھوڑ جاتی ہیں وہ بڑی ہی دردناک ہوتی ہیں۔ اس لیے اپنے نفس کو زیر کرنا واقعی طور پر بہادری کا وہ کام ہے جو ان حسرتوں سے آدمی کو آزاد کرا دیتا ہے جن کو پورا کرنے کے لیے آدمی اپنے بدن کو گھلاتا ہے اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ایک قول کے مطابق بڑے گھاٹے کا سودا کرتا ہے۔

بہادری یہ بھی نہیں کہ کمزور پر ہاتھ اٹھایا جائے بے کس پر اپنے بازوؤں کا زور آزمایا جائے اور زیر دست کو قوت دکھائی جائے بہادری کا مطلب نہ جفا کاری ہے نہ ستمکاری۔ جو قوت موجب جفا و ستم بن جاتی ہے وہ بزدلی کے مترادف ہے۔ بہادری کی قابل تعریف صفت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے بہادری یہ ہے کہ ظالم سے کمزور کے حق کو چھین لیا جائے اور زیر دستوں کو زبردستوں کے جبر و تشدد سے محفوظ رکھا جائے۔ بہادری کے دو لازمی جز ہیں ایک ضبط و تحمل دوسرے نرم مزاجی، اگر یہ دونوں جز بہادری میں شامل نہ ہوں تو پھر بہادری بہادری نہیں رہتی بلکہ جلادی، سفاکی اور ستم گری بن جاتی ہے اور یہ تینوں چیزیں قابل مذمت ہیں قابل تعریف نہیں ہیں۔

طاقت اور دولت کے ذریعے ان اغراض و مقاصد کو حاصل کرنا بھی بہادری نہیں ہے جو دنیا کی زندگی میں خواہ کتنے ہی اہم ہوں لیکن جن کی لذت جلد ہی ختم ہوجاتی ہے اور بھگتان باقی رہ جاتا ہے۔ ناحق کو قبول نہ کرنا اور حق پر قائم رہنا چاہے اس راستے میں ذلتوں کا سامنا ہو یا جان سے ہاتھ دھونا پڑے انتہائی بہادری ہے اور اس بہادری کی بے شمار مثالیں انسانی تمدن کی تاریخ میں موجود ہیں۔ ناسازگار حالات میں سچائی کے علم کو اٹھائے رکھنا۔ ظالم کے سامنے مظلوم کی حمایت کرنا حضرت علی کے ارشادات گرامی کے مطابق بہادری کی اعلیٰ صفت قرار پاتا ہے۔ اور وہ حق سے ٹکراؤ کو سب سے بڑی بزدلی تصور کرتے ہیں۔ گاندھی جی کے ایک قول کے مطابق بدی اور شر سے بچنا بہادری کی علامت ہے۔ انھوں نے کہا تھا کہ اہنسا کا مطلب بزدلی نہیں ہے، اہنسا کا مطلب ہے سچائی کی جرأت! لہذا ایسے مقاصد کے لیے اپنی طاقت کو ظاہر کرنا جو اخلاقی اقدار کے منافی ہوں کسی بھی اعتبار سے بہادری کی تعریف میں نہیں آتا اور محض بزدلی قرار پاتا ہے۔ اور بزدلی قابل مذمت ہے جس سے انسان کو اپنا نفس بھی بچانا چاہیے، اپنی شخصیت اپنا کردار بھی۔

(اردو سروس سے نشر)

بقیہ :- آدمی کو دو رخہ نہیں ہونا چاہیے

سب کچھ یکساں اور اصلی نظر آئے۔ یعنی کچھ عیاں اور کچھ مخفی نہ رہے۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی بے لاگ موقع ملے کہ وہ اس شفاف شیشے میں جھانک کر اصلیت کا نظارہ کرسکیں۔ حقیقت میں یہیں سے وہ منزل شروع ہوتی ہے جب آپس میں خلوص بھائی چارگی اور یگانگت کے جذبہ کو فروغ ملتا ہے اور انسانیت کی بنیاد مستحکم ہوتی ہے۔ کردار کی یہ شفافیت انسان کی زندگی اور اس کے کردار کا سب سے انمول اور روشن پہلو ہے۔ ایسے ہی موقع پر کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

آدمی آدمی سے ملتا ہے
دل مگر کم کسی سے ملتا ہے

(آکاشوانی کلکتہ سے نشر)

فاروق شفیق جی۔۱۱۲، دھن کھیتی گارڈن ریچ، کلکتہ ۷۰۰۰۲۴

انشائیہ

رام لال نابھوی

فنِ انشا دوسرے فنون کی طرح وسیع اور مختلف النوع ہے۔ انشا کے لغوی معنی دل سے بات پیدا کرنا ہے اور اصطلاح میں اس کا اطلاق انشا نثر اور انشا کتابت پر ہوتا ہے۔ رشک فرماتے ہیں۔

نامۂ جاناں ہے کیا لکھا میری تقدیر کا
خط کی انشا اور ہے لکھنے کی املا اور ہے

انشائیہ ہے کیا؟ انشائیہ کا تصور انگریزی ایسے essay سے وابستہ ہے۔ مشرق کی ادبی اصناف میں اس کا کوئی تصور نہیں ملتا۔ انگریزی میں بھی ایسے (essay) کی خصوصیات کو بیان کرنے کے لیے کئی تعریفیں دی ہیں۔ جانسن کا مقولہ ہے کہ ایسے (essay) ذہن کی ایک آزاد ترنگ ہے جس میں ایک مخصوص بے ربطی ہوتی ہے۔ ادسون کے لفظوں میں ایسے (essay) کسی وقتی اہمیت کے موضوع پر ہلکی گپ شپ ہے جی۔ بی برسٹلے ایسے (essay) کو جبلی شخصیت کا پر خلوص اظہار اور پر فن بات چیت کا نام دیتا ہے۔ کچھ انگریزی ناقد ایسے (essay) میں خود کلامی کے عناصر بھی شامل کرتے ہیں۔ ایسی تمام تعریفوں سے انشائیہ کی کچھ خصوصیات متعین کی جا سکتی ہیں۔ جس میں اختصار، تحریر کی غیر سالمیت۔ بیان میں سادگی اور بے تکلفانہ پن اور شخصی ہونا ضروری ہیں۔ ایسے essay کی ہی خصوصیات کم و بیش اردو انشائیہ کی بنیادی خصوصیات ہیں کیونکہ اردو انشائیہ کی اقدار کا تعین کرنے کے لیے ہمارے پاس اور کوئی پیمانہ نہیں۔ انشائیہ نہ تو محض مزاحیہ مضمون ہوتا ہے۔ نہ مزاحیہ افسانہ نہ ہی کوئی طنز۔ نہ ہی کوئی مقالہ۔ انشائیہ کو جو چیز طنزیہ اور مزاحیہ مضمون سے الگ کرتی ہے وہ یہ ہے کہ جہاں طنز نگار قارئین کو فراز سے مخاطب کرتا ہے اور مزاح نگار نشیب سے۔ انشائیہ نگار ان کو اسی سطح سے پکارتا ہے اور وہ بھی ایسے کہ انھیں چپکے سے انھیں اپنے دل کی پنہائیوں میں اتار لیتا ہے اور ان سے بے تکلفی سے محو راز و نیاز ہوتا ہے کہ وہ اس کی باتوں سے محظوظ بھی ہوتے ہیں اور ان پر غور و فکر بھی کرتے ہیں۔ یہ ہی انشائیہ کا مخصوص مزاج ہے۔

جہاں تک اختصار کا سوال ہے۔ یہ ایک اضافی اصطلاح ہے۔ کچھ ایسے (essay) لکھنے والے اسے بیس یا تیس صفحات پر محدود کرنا چاہتے ہیں اور کچھ اسے دو سو صفحات پر لے جانا چاہتے ہیں۔ لیکن جیسے کسی نے کہا ہے کہ انشائیہ تقریباً اتنا ہی مختصر ہوگا جتنا مختصر۔ مختصر افسانہ ہو سکتا ہے۔ انشائیہ کی غیر ساطیت کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ اس میں کسی قسم کی تنظیم نہیں ہے۔ ظاہری طور پر انشائیہ کسی ایک موضوع پر متعدد و مختلف خیالات کی رنگا رنگ نقش نگاری ہے۔ لیکن اس کے پس منظر میں ایک ایسی تنظیم بھی ہوتی ہے جو انشائیہ کو ایک غیر واضح اور مبہم سی مربوط کیفیت عطا کرتی ہے۔ انشائیہ ایسے ہے کہ جیسے آپ بے تکلف دوستوں میں ادھر ادھر کی باتیں اسی ڈھنگ سے کر رہے ہوں کہ وہ آپس میں بے ربط ہوتے ہوئے بھی بے تکلفی کے رابطے سے کسی ایک نقطہ پر مرکوز ہوتی نظر آتیں۔ یہی وجہ ہے کہ انشائیہ میں بیان کی سادگی اور بے تکلفانہ پن پیدا ہو جاتا ہے۔ انشائیہ بے انتہا شخصی چیز ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ انشائیہ نگار اپنی شخصیت یا ذاتیات کے بارے میں بات کرتے ہیں بلکہ یہ کہ انکشاف ذات کا ایک وسیلہ اس طرح بنتا ہے کہ اس کی شخصیت غیر شخصی انداز میں صفحۂ قرطاس پر آتی ہے۔ انشائیہ کی ان جملہ خصوصیات کو ڈاکٹر احتشام حسین نے یوں بیان کیا ہے:۔

"انشائیہ ایک ادب پارہ قرار پائے گا جو زندگی کے مختلف مسائل اور اشیاء کے متعلق ایک تخلیقی ذہن کے استعجاب خوشگوار اور لطیف ردِ عمل تناسبات اور تناقصات کا ذکر شگفتہ انداز میں پیش کرتا ہے اور منطق یا استدلال کا باقاعدہ التزام کیے بغیر پڑھنے والے کے ذہن کو متاثر کرتا ہے۔"

ڈاکٹر وزیر آغا نے اردو ادب میں پہلی بار انشائیے کی تعریف دی ہے۔ اپنے انشائیوں کے پہلے مجموعے "خیال پارے" کے دیباچے میں انھوں نے غیر رسمی طریقِ کار، عدم تکمیل، اختصار، شگفتگیِ اسلوب اور انکشافِ ذات کو انشائیے کے خارجی اور ہیئتی عوامل قرار دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

"ایک اچھے انشائیے کی پہچان یہ ہے کہ آپ اس کے مطالعے کے بعد کتاب کو چند لمحوں کے لیے بند کر دیں گے اور انشائیے میں بکھرے ہوئے بہت سے اشارات کا سہارا لے کر خود بھی سوچتے اور محظوظ ہوتے چلے جائیں گے۔"

انشائیہ نگار کی اصلاحی نقطۂ نظر سے انشائیہ نہیں لکھتا کیونکہ وہ واقعات کا تاثر تجربے کے انوکھے پن کو ہی انشائیہ کی اساس گردانتا ہے۔ وہ انشائیہ کو اس قابل بنا دیتا ہے کہ پیشِ نظر موضوع کو جذب کر کے سمیٹ سکے اور ایک تازہ شگفتگی کے آئینے سے منعکس کر کے اسے سب کے سامنے لا سکے اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ انشائیہ میں طنز اور فلسفیانہ بحث مباحثہ خام صورت میں ہوں جو کہ انشائیہ موضوع کو ذات کی کٹھالی میں پگھلا کر شخصیت کے حسن کے سانچے میں ڈھالتا ہے۔ اس لیے اس میں انشائیہ نگار کی شخصیت کے تاثر کو بھی ابھارتا ہے اور جب تک شخصیت جذبہ اور فکر کا اچھوتا پن انشائیہ نگار کے تجربے اور احساس و خیال کی ندرت میں گھل مل نہ جائیں کامیاب انشائیہ کی تخلیق نہیں ہو سکتی۔ اگر انشائیہ نگار کے پاس نیا زاویۂ نظر ہوگا تو وہ انشائی اسلوب میں شگفتگی پیدا کر سکے گا۔ نئے زاویے سے دیکھنے کی وجہ سے انشائیہ نگار کا مشاہدہ انسانی فطرت کے تجسس سے مل کر نئے انکشافات اور حقائق کو سامنے لاتا ہے۔ اس طرح تجربات کے انوکھے پن سے انشائیہ میں وہ تازگی پیدا ہو جاتی ہے جو معمولی سے معمولی موضوع کو شگفتگی عطا کرتی ہے۔ ظاہر ہے کہ انشائیہ نگار کے پاس تیز قوتِ مشاہدہ، نیا زاویۂ نظر اور الفاظ کو نئے معنی میں برتنے کا فن ہونا چاہیے، انشائیہ نگار کی نگاہ وسعت اور کشادگی چاہتی ہے اور کسی بھی فکری افق کی قید میں رہ کر فکر اور مشاہدہ کی اس تازگی سے محروم ہو جاتی ہے جو اچھے انشائیے کی جان ہے۔ انشائیہ میں گریز کی کیفیت بھی ہوتی ہے اور یہ گریز اس بے ربطی کا نتیجہ ہے جو انشائیہ کی خصوصیات میں سے ہے۔ اچھا انشائیہ اس نرم و گداز جسم کی طرح ہے جس پر آنکھیں ٹھہرنے سے پہلے پھسلنے لگتی ہیں۔

اگر انو سعید کے الفاظ مستعار لیے جائیں تو ہم یوں کہیں گے:۔

"انشائیہ نگار اس انبوہ میں شریک ہے۔ جو پگڈنڈی پر چلتے چلتے کیچڑ میں لتھڑ گیا ہے لیکن زہر خند یا ہنسی کو جنم دینے کے بجائے انشائیہ نگار اس کیچڑ سے اکتساب سرور کر رہا ہے اور اپنے ساتھیوں کو ایسی شگفتہ باتیں بتا رہا ہے جو اسے مٹی کی سوندھی خوشبو سونگھنے، زمین کے لمس سے آشنا ہونے اور کیچڑ کا ذائقہ چکھنے سے پہلے معلوم نہیں تھی۔"

(اردو سر دست سے نشر)

رام لال نابھوی
دیوان محلہ۔ نابھا۔ پنجاب

سرینگر شہر۔ سکھ دور میں

ڈاکٹر محمد اسحاق خاں

شہر سرینگر صدیوں سے کشمیر کی سیاسی، سماجی اقتصادی اور تمدنی زندگی کی آماجگاہ رہا ہے۔ خاص کر مغلوں کے دور حکومت میں یہ شہر ایشیا کے مشہور شہروں میں ایک مقام رکھتا تھا۔ اس بات کا ثبوت ہمیں مرزا حیدر ابوالفضل، بیلراٹ، جہانگیر، برنیر اور عبدالحمید لاہوری کی تصانیف میں ملتا ہے۔ مغل بادشاہوں کے زمانے میں یہ شہر کشمیر یا شہر کشمیر کے نام سے مشہور ہوا۔ مغلوں سے پہلے افغان حکمرانوں کے دور میں بھی سرینگر شہر کشمیر کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

سنہ ۱۸۱۹ء میں جب کشمیر پر لاہور کے سکھ حکمراں مہاراجہ رنجیت سنگھ کا تسلط قایم ہوا تو شہر کشمیر اپنے قدیم نام سرینگر سے پکارا جانے لگا۔ سکھوں نے ۱۸۱۹ء سے ۱۸۴۶ء تک کشمیر پر حکومت کی، اور سکھ گورنروں نے مغل صوبے داروں کی طرح سرینگر کو اس کی بے پناہ خوبیوں کی بنا پر کشمیر کا دارالحکومت بنایا۔ سیاسی اعتبار سے سکھوں کے دور حکومت میں کشمیر میں بدامنی کا دور دورہ تھا۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ کرنل مہان سنگھ اور شیخ غلام محی الدین کے علاوہ باقی سب سکھ گورنروں نے عوامی مسائل کو حل کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں لی۔

دیوان موتی رام جو ۱۸۱۹ء میں کشمیر کا صوبہ دار مقرر ہوا، بہت ہی سخت اور ظالم حکمراں تھا۔ اس نے ایک فرمان کے ذریعہ جامع مسجد کے دروازے بند کرادیے۔ سرینگر کی پتھر مسجد کے علاوہ باقی سب مسجدیں نزولات میں شامل کی گئیں۔ موتی رام کے زمانے میں جب ایک سپاہی نے شہر کی خانقاہ معلی کو شہید کرنا چاہا تو شہر کے رئیس پنڈت بیربل دھر نے عام بلوے کے خوف سے اسے اس ارادے سے روک دیا۔

دیوان چونی لال موتی رام کے بعد دو سال گورنر کے عہدے پر فائز رہا۔ دیوان کرپارام جو ۱۸۶۲ء میں کشمیر کا گورنر مقرر ہوا بڑا عیاش حکمراں تھا۔ وقت کا اکثر حصہ عیش و عشرت اور نغمہ و سرود میں بسر کرتا تھا۔ جب وہ تفریح کے لیے دریائے جہلم یا جھیل ڈل کی طرف نکلتا تھا تو ملاح اس کی کشتی کو سرخ پردوں سے سجاتے اس موقعہ پر ملاح اپنی عورتوں کو گھنگھرو پہناتے جو کشتی چلانے کے فرائض انجام دیتی تھیں۔ اس کے دور میں کشمیر میں ایک زبردست قحط پڑ گیا۔ کرپارام کے بعد شہزادہ شیر سنگھ نے کشمیر کی گورنری کا عہدہ سنبھالا۔ قحط کے دوران مورخ حسن شہر کی اقتصادی زندگی کی عکاسی ان الفاظ میں کرتا ہے۔

"اس وقت یہاں کے باشندوں کی وہ حالت ہوئی کہ خدا دشمن کو نصیب نہ کرے۔ لوگ روٹی کی نایابی، سردی کی شدت اور اس پر جاڑے کا سامان نہ ہونے کے باعث موت کا شکار ہوگئے۔ انکی لاشیں کوچوں بازاروں اور میدانوں میں پڑی نظر آتی تھیں۔"

کشمیر کے سکھ حکمرانوں میں صرف کرنیل مہان سنگھ ہی ایک کامیاب اور رحم دل گورنر ثابت ہوا۔ چنانچہ جب وہ پہلی بار وارد سرینگر ہوا، تو شہر کی حالت دیکھ کر اس کے دل کو سخت صدمہ پہنچا۔ شہر میں اتنا سناٹا چھایا ہوا تھا کہ بقول ایک مورخ رات کے پچھلے پہر بھی کسی مرغ کی آواز مہان سنگھ کو سنائی نہیں دی۔

جب مہان سنگھ شہر کے گشت کے لیے پہلی بار نکلا تو شہر کی بری حالت دیکھ کر بہت رو دیا۔ تین دن اور تین رات اس رحم دل گورنر نے کھانا بالکل ترک کردیا۔ ہر وقت اس کی زبان پر بس یہ شکوہ جاری رہا کہ خدا نے مجھے تباہ و برباد ملک بخشا ہے۔ آخر کار تنگ آکر مہان سنگھ حکیم شاہ ثانی کی خدمت میں حاضر ہوا جو اس زمانے میں شہر کی گلیوں اور کوچوں میں مجذوبی کی حالت میں پھرتے تھے۔ آخری عمر میں محلہ گوجوارہ میں قرار کیا تھا اور ان کے ہاں لوگوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ شاہ صاحب نے مہان سنگھ کو نصیحت کی کہ جب تو کھیتوں کو پانی سے سیراب نہیں کرسکتا تو انھیں اپنی ذاتی صفات کے پانی سے ترو تازہ کر۔ یہ سن کر مہان سنگھ کی جان میں جان آگئی اور اس نے عوامی مسائل حل کرنے میں کوتاہی نہیں برتی۔

مہان سنگھ کے دور میں شہر میں غلّہ سستے داموں پر فروخت کیا جاتا تھا۔ شالی کا نرخ فی خروار ایک روپیہ ہری سنگھی قرار پایا۔ مہان سنگھ نے اس بات کی طرف خاص توجہ دی کہ شہر کے باشندوں کو اشیائے خوردنی صرف سستے داموں پر فراہم ہوں بلکہ انھوں نے یہ کوشش اور تدبیر بھی کی کہ بیوپاری کھانے پینے کی چیزوں میں ملاوٹ نہ کریں۔

مہان سنگھ کے بعد شیخ محی الدین کشمیر کا گورنر مقرر ہوا۔ اس نے حکومت کا نظم و نسق عدل و انصاف کے ساتھ چلایا جامع مسجد جو موتی رام کے دور میں بند کی گئی تھی نہ صرف کھلوادی بلکہ اس کی مرمت پر بھی کافی روپیہ خرچ کیا گیا۔ شیخ محی الدین کی وفات کے بعد ان کے بیٹے شیخ امام الدین نے کشمیر کی گورنری کا عہدہ سنبھالا اگرچہ وہ زیادہ دیر حکومت نہ کرسکا چنانچہ اس کے دور میں ۱۸۴۶ء میں کشمیر پر ڈوگروں کا تسلط قایم ہوا۔

سکھوں کے دور حکومت میں وادی کشمیر میں فوجی حکومت قایم تھی۔ شہر سرینگر کے موجودہ دو محلے گرو بازار اور شہید گنج جو سکھوں کے عہد میں بسائے گئے دراصل اس زمانے میں فوجی چھاونیاں تھیں۔ شہر میں قانون اور عدل و انصاف کا کہیں نام ہی نہ تھا کشمیر کی حیثیت ایک نو آبادی کی تھی۔ حکومت کا نصب العین ملکی ترقی اور رعایا کی بہبودی کے بجائے صرف اتنا تھا کہ کشمیر سے جتنا روپیہ وصول ہوسکے وہ لاہور بھیج دیا جائے میجر ہاج سن کی رپورٹ کے مطابق جو نیشنل آرکائیوز آف انڈیا میں محفوظ ہے شہر سرینگر سے سترہ لاکھ اکسٹھ ہزار روپے بطور ٹیکس سالانہ لیا جاتا تھا۔ اس ٹیکس میں بارہ لاکھ روپے شہر کے شالبافوں سے وصول کیا جاتا تھا۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ شالباف فاقہ کشی پر مجبور ہوگئے۔ کارخانہ داروں کے استحصال اور سرکاری افسروں کی لوٹ کھسوٹ سے شالباف اتنے تنگ آگئے کہ ان میں سے چند افراد نے بے کسی اور مجبوری کی حالت میں اپنی انگلیاں کاٹ لیں مورکرافٹ، وائن، شونبرگ اور دیگر مغربی سیاح جو سکھوں کے دور حکومت میں شہر سرینگر آتے وہ بھی شالبافوں کی بے کسی پر آنسو بہاتے نظر آتے ہیں۔

فن تعمیر میں کرنل مہان سنگھ اور شیخ محی الدین کے علاوہ کسی دوسرے حاکم نے دلچسپی نہیں لی۔ شیخ باغ اور بسنت باغ اس دور کی چند یادگاریں ہیں۔ شہر سرینگر جو سلاطین اور مغلوں کے زمانے میں علم و ہنر کا گہوارہ تھا، مگر سکھوں کے دور حکومت میں یہاں علم و فن کی محفلیں سرد ہوچکی تھیں۔ مدرسے اور مکتب بری حالت میں تھے۔ شہر کی مشہور رقاصائیں جو حافظ کے نام سے مشہور تھیں حکام کی اجازت کے بغیر شادی بیاہ کی محفلوں میں اپنے فن کا مظاہرہ نہیں کرسکتی تھیں اور اگر انھیں اجازت بھی ملتی تو سکھ سپاہی سائے کی طرح ان کا پیچھا کرتے بقول ایک یورپین سیاح ان کی آمدنی کا بیشتر حصہ سپاہیوں کی نذر ہوجاتا تھا۔

اگرچہ کشمیر کی تاریخ میں سکھوں کا دور حکومت تاریک دور کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا مگر اس دور میں بھی شہر سرینگر میں چند ایسی بزرگ ہستیاں تھیں جن کا ذکر شہر کی داستان میں دلچسپی کا مواد فراہم کرتا ہے۔ ان بزرگوں میں شیخ احمد تارہ بلی کا نام سرفہرست آتا ہے۔ اپنے روحانی کمالات کی بدولت شیخ صاحب کا ہندوستان ترکستان، خراسان اور دوسرے ملکوں میں کافی چرچا تھا۔ کشمیر کے سکھ حکمراں شیخ غلام محی الدین نے انہی کی سفارش سے ایک لاکھ خروار زمین مسکینوں، فقیروں اور سادات کو بطور جاگیر بخشی۔

شیخ احمد تارہ بلی کا لائحہ عمل شریعت کی حفاظت، جاہلوں کی گمراہی کو دور کرنا، نیک کاموں کی ہدایت کرنا بندگان خدا کی امداد اور بدعتوں کی ملامت کرنا تھا۔ صبح سویرے اپنے ہاتھ سے چائے بنا کر دوپہر تک دو تین سو لوگوں میں روٹیاں اور چائے تقسیم کرتے تھے۔ اب ایسا کار خیر انجام دینے والے لوگ کہاں!

(سری نگر سے نشر)

ڈاکٹر محمد اسحاق خاں شعبہ تاریخ کیمپ یونیورسٹی سرینگر

گردے کی پتھری

ڈاکٹر محمد عبدالغفار

گردے کی پتھری کا مرض اتنا ہی قدیم ہے جتنی کہ انسانی تہذیب۔ قدیم مصری اس مرض سے اچھی طرح واقف تھے۔ چنانچہ ہزارہا سال قبل کی حنوط شدہ لاشوں (ممیوں) کے گردوں میں بھی پتھر پائے گئے ہیں۔ جس سے اس بات کی توثیق ہوجاتی ہے۔ تاریخ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ قدیم مصری صدہا سال قبل مسیح ہی سے اس کے علاج سے واقف تھے۔ آج بھی یہ مرض دنیا کے ہر گوشے میں عام ہے۔

ہماری غذا کا بیشتر حصّہ جو غیر ضروری ہوتا ہے بڑی آنت سے فضلے کی شکل میں اور گردوں سے فاسد مادّوں کی شکل میں خارج کردیا جاتا ہے۔ خون سے فاسد مادّوں کی تقطیر اور پانی کی بڑی مقدار کے ساتھ ان کا اخراج گردوں کا اہم فعل ہے۔

الگزینڈر رینڈل کے مطابق پتھریاں گردے ہی میں بنتی ہیں۔ پیشاب میں کئی قلمی مرکبات (Crystalline Substances) اور Colloids ہوتے ہیں ان کا ایک خاص تناسب ہوتا ہے۔ اگر کسی وجہ سے Colloids کم ہوجائیں تو قلمی مرکبات پیشاب میں جمنا شروع ہوجاتے ہیں۔ یہ پتھری کی ابتدا ہے ابتداءً یہ خوردبینی ذرات کی شکل میں ہوتے ہیں بعدازاں بڑھتے بڑھتے یہ ذرات پتھری کی شکل اختیار کرلیتے ہیں۔

ابتدا میں یہ چھوٹے، گول یا بیضوی شکل کے ہوتے ہیں لیکن اگر یہ گردے سے گزر کر حالب (Ureter) میں نہ چلے جائیں تو پھر ان پر مختلف قسم کے مرکبات کی تہہ جمنا شروع ہوجاتی ہے اور ان کی شکل کے ہوتے ہیں
ہوجاتی ہے اور ان کی شکل و جسامت بھی تبدیل ہونا شروع ہوجاتی ہے۔ ایک ذرّے کا جنوں تھا جو بیاباں نکلا

اسباب: گردے میں پتھری بننے کے کئی اسباب ہیں مثلاً

۱۔ غذا میں وٹامن 'اے' کی کمی یا وٹامن 'ڈی' کی زیادتی یا کیلشیم (چونا) کا زیادہ استعمال پتھری بننے کے امکانات کو بڑھا دیتے ہیں۔

۲۔ آب و ہوا۔ گرم آب و ہوا میں پیشاب کم مقدار میں خارج ہوتا ہے کیونکہ گرمی کی وجہ سے جسم کا بیشتر پانی پسینے کی شکل میں خارج ہوتا ہے اور پیشاب کیمیائی ذرات کی موجودگی سے مرتکز ہوجاتا ہے۔

۳۔ اخراج میں رکاوٹ:۔ پیشاب کے اخراج میں اگر کہیں بھی اور کسی وجہ سے بھی رکاوٹ پیدا ہو تو پتھری بننے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

۴۔ سٹرک ترشہ:۔ کیلشیم کو حل شدہ حالت میں برقرار رکھتا ہے۔ اس کی کمی کیلشیم کو ذرات کی شکل میں خارج کرتی ہے۔ لیموں میں یہ ترشہ بہت زیادہ مقدار میں پایا جاتا ہے اسی لیے گرما میں لیموں کے شربت کا استعمال زیادہ کرنا چاہیے

۵۔ گردے کا التہاب (Renal infection) گردے کا التہاب پتھری کے بننے میں مدد دیتا ہے۔ التہاب کیلشیم کو تحلیل نہیں ہونے دیتا۔ اور یہ ذرات کی شکل میں جمنے لگتے ہیں۔

۶۔ اگر فالج کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے مریض ایک طویل عرصہ تک غیر متحرک حالت میں رہے تو استخوانی کیلشیم (یعنی ہڈیوں کا چونا) پیشاب کے ذریعہ خارج ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ گردوں کی ساخت اور جائے وقوع کچھ اس طرح ہے کہ ایسے مریضوں میں رفتہ رفتہ پیشاب کا اخراج کم ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے یہی کیلشیم کے ذرات گردے میں جمع ہونا شروع ہوجاتے ہیں۔ اس لیے ایسے مریضوں کو ہر دو گھنٹے بعد جسم کو حرکت دینا چاہیے یا ان کی کروٹ تبدیل کرنا چاہیے۔

۷۔ Hyperparathyroidism ایک بیماری ہے جس میں گردے کی پتھری عام طور پر پائی جاتی ہے۔ ۲ تا ۱۰ فیصد پتھری کے مریضوں میں یہ بیماری پائی جاتی ہے۔

پتھری کے اقسام۔

اصولاً پتھری دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک وہ قسم ہے جو تندرست اخراجی نظام میں بنتی ہے۔ جس میں پیشاب ترشی ہوتا ہے۔ اس کو "Primary Stones" یا "ابتدائی پتھری" کہتے ہیں۔ اس کی مثال Cystine، Oxalate، uric acid یا Stones ہیں

دوسری قسم وہ ہے جو التہاب زدہ گردوں میں بنتی ہے جس میں پیشاب کلوی ہوتا ہے انھیں Secondary stones یا ثانوی پتھر کہا جاتا ہے۔ مثلاً Phosphate Stones

۱۔ کیلشیم آگزیلیٹ Oxalate Stones۔ پالک، بینگن، ٹماٹر، بھنڈی وغیرہ میں پایا جاتا ہے۔ غذا سے ان کا خون میں انجذاب معدہ کی تیزابیت پر منحصر ہوتا ہے۔ Oxalate stones گول، بنفشی یا شہتوت نما اور سخت ہوتے ہیں پیٹ کے سادہ ایکسرے میں یہ صاف اور واضح دکھائی دیتے ہیں۔

۲۔ فاسفیٹ سٹون Phosphate stones۔ یہ بھورے رنگ کے نرم اور بڑی ساخت کے ہوتے ہیں۔ سادہ ایکسرے میں یہ اتنے واضح طور پر نظر نہیں آتے جتنی آگزیلیٹ پتھری نظر آتی ہے۔

۳۔ Uric acid stone۔ عموماً یہ گوشت خوروں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ رنگ میں زردی مائل ہوتے ہیں۔ سادہ ایکسرے میں یہ نظر نہیں آتے۔

۴۔ Cystine stone۔ یہ سبزی مائل، ملایم ہوتے ہیں۔ سادہ ایکسرے میں نظر آتے ہیں۔

علامتیں: گردے کی پتھری تقریباً ہر عمر میں پائی جاتی ہے۔ ۵۰ فیصد مریضوں کی عمر ۳۰ اور ۵۰ کے درمیان ہوتی ہے۔ مرد و زن کا تناسب بالترتیب ۴ اور ۳ ہے۔ ۵۰ فیصد مریضوں میں درد ہوتا ہے۔ اگر پتھری گردے میں ہو تو یہ درد پشت میں آخری پسلی کے قریب ہوتا ہے یا سامنے پسلی کے نیچے۔ درد حرکت کرنے سے بڑھتا ہے خصوصاً سیڑھیاں چڑھنے سے، یا کسی سواری سے ناہموار راستہ پر سفر کرنے سے۔

اگر پتھری حالب (Ureter) میں ہو تو درد شدت کا ہوگا اور ٹھہر ٹھہر کے ہوگا۔ اس شدید درد کے ساتھ وقتاً فوقتاً قے بھی ہوتی ہے اور پسینہ چھوٹ جاتا ہے۔ حالب کا درد عموماً نیچے خصیوں کی طرف بڑھتا ہے۔ پیٹ میں تناؤ کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے۔

پیشاب کا اخراج قطروں قطروں کی شکل میں انتہائی تکلیف سے ہوتا ہے۔ رنگ تبدیل ہوکر گہرا زرد یا سرخی مائل ہوجاتا ہے۔ اگر پتھری حالب کے نچلے حصے میں یا مثانہ میں ہو تو پیشاب خون آلود ہوتا ہے۔

تشخیص

سب سے پہلے قارورہ کا مکمل معائنہ ضروری ہے۔ بعدازاں ایک سادہ ایکسرے لیا جاتا ہے۔

بکثرت حالات میں اسپیشل ایکسرے جنھیں IVP کہتے ہیں کروانا ضروری ہے۔ اس طریقے سے پتھری کا صحیح جائے وقوع اور اسی طرح کے گردے کا فعل بھی معلوم ہوجائے گا۔

آجکل مثانہ، حالب یا گردوں کی پتھری معلوم کرنے کے لیے خاص آلہ کا استعمال ہوتا ہے جو ایک طرح کا باریک اور حساس ٹیلیسکوپ ہوتا ہے۔ اس کو پیشاب کے راستے سے داخل کرکے

تشخیص کی جاتی ہے۔ اگر مثانہ کا معائنہ کرنا ہو تو ایک نلی نما ٹیلیسکوپ داخل کیا جاتا ہے جس کو Cystoscope کہتے ہیں۔ اس سے مثانہ کا اندرونی حصّہ، حالب کے اوزان وغیرہ کا مکمل مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ حالب یا گردوں کے لیے جو آلہ استعمال ہوتا ہے وہ نہایت باریک ہوتا ہے اس کو Nephroscope کہتے ہیں۔

علاج گردہ التہاب زدہ ہو تو پہلے اس کا علاج کیا جاتا ہے۔ درد کے لیے مختلف قسم کی گولیاں دی جاتی ہیں یا پھر انجکشن لگوایا جاتا ہے جو وقتی طور پر درد کو کم کر دیتا ہے۔

پتھری اگر چھوٹی ہو تو پانی کے زیادہ استعمال سے وہ نکل آئے گی۔ فاسفیٹ سٹون پانی کے زیادہ استعمال سے کبھی کبھار گھل جاتے ہیں۔ آج کل آیورویدک یا ہومیوپیتھک دوائیں بھی پتھری کے لیے کارآمد ثابت ہو رہی ہیں۔

اگر پتھری بڑی ہو اور اس کی وجہ سے گردے کے افعال پر اثر ہوتا ہے تو فوری آپریشن کروا کر پتھری نکلوالیں۔ پتھری کے جائے وقوع کے لحاظ سے آپریشن کیا جاتا ہے۔ چاہے وہ گردے میں ہو، حالب میں ہو یا مثانہ میں۔

سب سے پہلے سولہویں صدی عیسوی میں Amb- roise Pare نے ایک قیدی جو پتھری کا مریض تھا اور جس کو پھانسی دی جانے والی تھی۔ گردے کا آپریشن کر کے دو پتھریاں نکالیں۔ طبی دنیا کا یہ پہلا اور کامیاب آپریشن تھا۔ ۱۵ دن بعد وہ قیدی نہ صرف صحت مند ہو گیا بلکہ اس کو رہائی کے ساتھ ساتھ انعام بھی ملا۔

احتیاط:- پتھری کے علاج میں احتیاط اتنی ہی ضروری ہے جتنا کہ علاج۔

۱۔ پتھری نکل جانے یا نکالنے کے بعد اس کا تجزیہ کرنا ضروری ہے۔

۲۔ خون میں کیلشیم، پیشابی ترشہ یعنی Uric Acid وغیرہ کی مقدار جاننا ضروری ہے۔

۳۔ پانی۔ چاہے پتھری کسی بھی قسم کی ہو پانی ہر وقت اور ہر موسم میں زیادہ استعمال کرتے رہیں۔

۴۔ غذا۔ اگر کیلشیم آگزیلیٹ پتھری ہو تو، پالک، بینگن، ٹماٹر، بھنڈی استعمال نہ کریں۔ اور اگر کریں بھی تو ساتھ میں بالائی یا دودھ کا استعمال کر لیں تاکہ کیلشیم آگزیلیٹ تکثیف ہو کر آنت کے ذریعہ خارج ہو جائیں۔

اگر فاسفیٹ پتھری ہو تو لیموں اور پانی کا استعمال زیادہ کریں۔

یورک ایسڈ اور یوریٹ پتھری ہو تو گوشت، مچھلی ترک کر دیں۔

سٹیسن پتھری ہو تو گوشت، مچھلی، انڈے وغیرہ سے پرہیز کریں اور پانی کا استعمال کثرت سے کریں خصوصاً رات میں۔

اگر احتیاط برتی نہیں گئی تو پتھری کے پھر سے بننے کے امکانات باقی رہتے ہیں۔ جو آگے چل کر گردوں کے افعال پر خطرناک حد تک اثرانداز ہو سکتے ہیں۔ (اورنگ آباد / بمبئی سے نشر)

ڈاکٹر محمد عبدالغفار گوردھن گھاٹ روڈ وزیر آباد۔ ۴۳۱۶۰۱

نئے پرانے روپ

اولڈ سیکریٹریٹ

غلام حیدر

کچھ پڑھ لکھ کر یہ سمجھ میں آیا کہ حکومت کیا چیز ہوتی ہے تو یہ بھی سمجھ میں آیا کہ حکومت کو چلانے کے لیے دفتر، بلکہ بہت سے دفتروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان دفتروں میں کچھ چھوٹے بڑے افسر ہوتے ہیں، ان کی مدد کے لیے بہت سے کلرک، چپراسی اور دوسرے کام کرنے والے ہوتے ہیں۔

ذرا اپنے اسکول کو ہی لیجئے۔ آپ تو صرف اتنا دیکھتے ہیں کہ اس میں آپ کو پڑھانے والے کچھ استاد ہیں، ایک ہیڈ ماسٹر صاحب ہیں، اور اسکول کو صاف ستھرا رکھنے کے لیے کچھ چپراسی وغیرہ ہیں۔ مگر شہر کے سارے اسکولوں کا انتظام کرنے کے لیے۔! کس اسکول میں کتنے استادوں کی ضرورت ہے، اسکول کے فرنیچر، عمارتوں کی دیکھ بھال اور نہ معلوم کتنے کاموں کے لیے بہت سے دفتر ہوتے ہیں۔ اور پھر ملک بھر کی تعلیم، صحت و صفائی، ہماری ضرورت کی چیزوں کی تقسیم، امن و امان قایم رکھنے کے انتظام وغیرہ کے لیے تو اور بھی بہت سے اور بڑے دفتروں کی ضرورت ہوگی۔

کچھ آسانیوں کو نگاہ میں رکھتے ہوئے حکومت کوشش یہی کرتی ہے کہ ملک، صوبے یا ریاست کے سارے بڑے دفتروں کو، ایک ہی جگہ یعنی کسی ایک بڑی عمارت میں رکھا جائے۔ اس جگہ کو صدر دفتر یا Secretariat کہتے ہیں۔

ہندوستان کی تاریخ میں کسی ایسے سکریٹریٹ یا دفتر کی ضرورت خاص طور پر اس وقت سے پیش آئی جب سے انگریزوں کی حکومت یہاں قایم ہوئی۔ حکومت تو ظاہر ہے انگریزوں سے پہلے بھی ہندوستان میں موجود تھی اور اس کے کام بھی چلتے تھے، مگر اس کا انداز انگریزی حکومت سے ذرا الگ تھا۔ عام طور پر بادشاہ کا محل یا قلعہ ہی حکومت کا صدر دفتر ہوتا تھا اور اس کے وزیروں کے گھروں پر بھی دفتری کام ہوتا تھا۔

آپ نے اپنی تاریخ کی کتابوں میں پڑھا ہوگا کہ انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی نے سب سے پہلے کلکتہ میں قدم جمائے اور آہستہ آہستہ یہیں سے اپنی حکومت بڑھائی۔ کلکتہ میں ان کے دفتر جس جگہ قایم ہوتے اس کا نام تھا فورٹ ولیم۔ پھر آپ نے یہ بھی پڑھا ہوگا کہ ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف شمالی ہند میں زبردست بغاوت ہوئی جو بڑی سختی سے کچل دی گئی۔ اس کے بعد سے ہندوستان پر ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت تو ختم ہو گئی، اور انگلستان کی ملکہ وکٹوریہ ہندوستان کی بھی ملکہ بنادی گئیں۔ لیکن اس کے بعد بھی کافی عرصے تک انگریزی حکومت نے اپنی راجدھانی کلکتہ میں ہی رکھی۔ مگر دہلی شہر جس کی قسمت میں صدیوں سے ملک کی راجدھانی رہنا لکھا ہوا تھا، ایک بار پھر اس کی قسمت نے پلٹا کھایا اور دسمبر ۱۹۱۱ء میں ہندوستان کے دل، یعنی دہلی کو اس کی راجدھانی بنانے کا اعلان کر دیا گیا۔

ظاہر ہے کہ راجدھانی میں سب سے پہلے جس چیز کی ضرورت پیش آتی ہے وہ اس کا صدر دفتر ہے۔ چنانچہ اس ضرورت کو بہت تیزی سے، یعنی سال بھر کے اندر ہی پورا کر لیا گیا اور ۱۹۱۲ء میں کشمیری دروازے سے آگے

علی پور گاؤں اور دہلی کو ملانے والی سڑک پر سکریٹریٹ کی ایک عمارت تیار ہوگئی۔

دہلی میں انگریزوں کے لیے اس علاقے کی بڑی اہمیت تھی۔ ۱۸۵۷ء میں بغاوت کے زمانے میں، بہادر شاہ ظفر کی بادشاہت میں، ہندوستانی فوج اور دہلی کے شہریوں نے انگریزوں کو باہر نکال کر شہر کو اپنے قبضے میں کرلیا تھا۔ اس وقت باغیوں اور انگریزوں کی فوج کے درمیان ساری بڑی جنگیں اسی علاقے میں ہوئی تھیں۔ سکریٹریٹ کی عمارت سے کچھ دور، جہاں اب دہلی یونیورسٹی کی عمارتیں ہیں، وہیں علی پور گاؤں تھا اور یہیں انگریزوں کی چھاونی تھی۔ پھر اسی طرف سے انگریزوں نے آخری اور فیصلہ کن حملہ کیا تھا، جو شہر کی دیوار کے کشمیری دروازے پر ہی ہوا تھا۔

پھر یہ بھی ضروری تھا کہ حکومت کا صدر دفتر نہ تو بالکل شہر کی آبادی اور اس کے شوروغل میں پھنسا ہوا ہو نہ اس سے بہت دور ہو۔ چنانچہ ایسی جگہ چنی گئی جو خود لال قلعے اور جامع مسجد سے تین چار میل سے زیادہ دور نہیں ہے۔

اب یہ دفتر پرانے یا اولڈ سکریٹریٹ کے نام سے مشہور ہے۔ مگر یہ پرانا کیوں کہلانے لگا؟ ظاہر ہے جب یہ ۱۹۱۲ء میں بنا تھا اس وقت تو یہ پرانا نہ کہلاتا ہوگا۔ نئی عمارت کو تو کوئی پرانا نہیں کہتا۔ تو پھر کب سے اسے اولڈ سکریٹریٹ کہا جانے لگا؟ اصل میں ہوا یہ کہ سنہ ۱۹۳۰ء میں ایک اور بہت بڑا اور بہت خوب صورت سکریٹریٹ نئی دہلی میں بنایا گیا، جس کے ایک طرف وائسرائے کی کوٹھی یا محل ہے، جسے، آج کل راشٹرپتی بھون کہتے ہیں، اور اس میں صدر جمہوریہ رہتے ہیں۔ دوسری طرف پارلیمنٹ ہاؤس ہے۔

تو اولڈ سکریٹریٹ کی لمبی چوڑی ایک منزلہ عمارت سینکڑوں کمروں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ پرانا سکریٹریٹ پورے اٹھارہ سال تک حکومت کا مرکز یا صدر دفتر رہا۔ اسی میں ملک کے سارے بڑے بڑے دفتر تھے۔ یہیں انگریز وائسرائے کا دفتر تھا۔ انگلستان سے جو حکم ہندوستان کی حکومت کو چلانے کے لیے آتا تھا سب سے پہلے یہیں پہنچتا تھا اور پھر یہیں سے پورے ملک کی حکومت کا انتظام کیا جاتا تھا۔ اولڈ سکریٹریٹ کی عمارت کے چاروں طرف بڑی بڑی کوٹھیاں تھیں۔ مٹکاف صاحب کی کوٹھی، فریزر صاحب کی کوٹھی جس میں آج کل ہندو راؤ اسپتال چل رہا ہے۔ اس کے چاروں طرف دور قریب پھیلے ہوئے خوبصورت پارک اور باغ تھے۔ نکلس گارڈن، قدسیہ گارڈن وغیرہ وغیرہ اور مغرب کی طرف وہ پہاڑی تھی جسے 'رج' کہا جاتا ہے اور جہاں سے انگریزوں نے دہلی کو فتح کرنے کے لیے آخری حملہ کیا تھا

مگر پھر ۱۹۳۰ء سے اس کی رونق گھٹ گئی چونکہ ملک کے سارے بڑے بڑے اور اہم دفتر سنٹرل سکریٹریٹ چلے گئے تھے۔ کچھ ایسا ہوا کہ اس عمارت کو جو عہدہ ملا ہوا تھا وہ اس تبدیلی کے بعد جیسے گھٹ گیا ہو۔

پھر ۱۹۴۷ء میں ملک کو آزادی ملی اور ۲۶ جنوری ۱۹۵۰ء سے ملک کے لیے جمہوری قانون منظور کرلیا گیا۔ یہ ملک کی زندگی میں کوئی چھوٹی تبدیلی نہیں تھی اب ہم اپنے ملک کی ترقی اور سارے کاموں کے خود ذمے دار ہیں۔ اب ہم کسی دوسرے کی حکومت میں نہیں ہیں بلکہ خود اپنی حکومت میں ہیں۔

ہم جس عمارت کا ذکر کررہے تھے، یعنی اولڈ سکریٹریٹ، اس کی زندگی میں بھی ایک نیا دور آیا۔ ایک طرح سے اس کی اہمیت کم نہیں ہوئی، کچھ بڑھ ہی گئی۔ آپ جانتے ہیں کہ ہمارے سیاسی نظام میں دو طرح کی حکومتیں ہیں۔ ایک مرکزی حکومت، جس کی راجدھانی نئی دہلی ہے اور یہ پورے ملک کا انتظام، اس کی پالیسیوں اور کاموں کی نگرانی کرتی ہے۔ پھر اس کے علاوہ بہت سے صوبے ہیں جن کو اب ریاستیں کہتے ہیں ان کی اپنی ریاستی حکومتیں ہیں۔ ان ریاستوں کے علاوہ کچھ چھوٹے چھوٹے علاقے اور بھی ہیں جن کا انتظام مرکزی حکومت خود ہی کرتی ہے۔ جیسے گوا، دمن دیو کا علاقہ، چنڈی گڑھ کا علاقہ اسی طرح خود دہلی کا انتظام بھی مرکز کے ہاتھوں میں ہے۔ چنانچہ دہلی کے کاموں کو چلانے کے لیے مرکزی سرکار نے دہلی ایڈمنسٹریشن کے دفتر قایم کیے ہیں۔

اب پچھلے تیس سال سے دہلی کے تمام بڑے دفتر اور دہلی کے کاموں کو چلانے والے تمام افسر، جس میں سب سے بڑے افسر لفٹیننٹ گورنر ہوتے ہیں، اسی پرانے سکریٹریٹ میں بیٹھتے ہیں۔ کوئی تیس سال پہلے جب دہلی کی اپنی بھی ایک اسمبلی بنی تو اس وقت اسی عمارت میں اس کا اجلاس بھی ہوتا تھا اور یہیں اس کے دفتر تھے۔

آج بھی یہاں وہی چہل پہل، مصروفیت اور بھاگ دوڑ نظر آتی ہے۔ جو کبھی بہت پہلے اس زمانے میں دکھائی دیتی ہوگی۔ جب یہاں انگریزی حکومت کے مرکزی دفتر ہوتے تھے۔

مگر اس فرق کے علاوہ کہ پہلے اولڈ سکریٹریٹ میں مرکزی حکومت کے دفتر تھے اور اب صرف دہلی کے چھوٹے سے علاقے کی حکومت کے دفتر ہیں ایک اور زیادہ اہم فرق بھی ان میں پیدا ہوگیا ہے

جب یہاں انگریزی حکومت کے دفتر تھے اس وقت ہمارے کاموں اور ہماری ترقی کی پالیسیوں کا فیصلہ بہت دور یعنی لندن میں ہوا کرتا تھا۔ فیصلہ کرنے والے لوگوں کا مقصد ہندوستان کی ترقی نہیں تھا ان کا مقصد تھا ہندوستان میں اپنی حکومت کو کسی نہ کسی طرح باقی رکھنا۔ ہمارے لیے فیصلہ کرنے والوں میں بہت سے تو ایسے بھی تھے جنھوں نے ہندوستان کی زمین پر قدم بھی نہیں رکھا تھا اور کسی ہندوستانی کو اپنے پاس بٹھا کر بات کرنا بھی انھیں پسند نہ تھا۔

مگر اب جو دفتر اس اولڈ سکریٹریٹ میں یا ملک کے کسی حصے میں بھی کام کرتے ہیں۔ وہ ہمارے ہیں، ہم ہی انھیں چلاتے ہیں۔ ان سے جاری ہونے والے سارے قانون، ساری پالیسیاں۔ ہمارے ہی چنے ہوئے لوگ بناتے ہیں۔ ان پالیسیوں اور حکموں کا مقصد ملک میں امن وامان قایم کرنے کے ساتھ عوام کی بھلائی اور ان کی ترقی کے لیے کوشش کرنا ہے۔ اب اولڈ سکریٹریٹ جیسی سرکاری عمارتیں دوسروں کی عمارتیں نہیں ہیں جہاں کبھی ہم غلامی کے بوجھ سے سر جھکا کر جاتے تھے۔ اب یہ آزاد ملک کی عمارتیں ہیں جہاں ہم آزادی کا احساس اور اس کی پوری ذمے داری محسوس کرتے ہوئے داخل ہوتے ہیں۔ یہ دفتر اب ہمارے کے لیے دل و دماغ کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔

(اردو سروس سے نشر)

عادت ھی بنالی ھے ادھار مانگنے کی

سید اعجاز الدین پاپولر

ہمارے عشرت بھائی کہاں کہاں مشہور نہیں جدھر بھی جایئے ہرطرف عشرت بھائی عشرت بھائی چھائے ہوئے ہیں. عشرت بھائی نہ کوئی نیتا ہیں اور نہ ہی ادیب وشاعر لیکن کچھ نہ ہونے کے باوجود وہ سب کچھ ہیں. ان کی حد سے بڑھی ہوئی خوش اخلاقی کی بنا پر ان کے سامنے منہ سے بات نکالتے ڈر لگتا ہے. کوئی بھی کام ہو وہ اپنی خدمات پیش کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں چاہے وہ کام ان کے بس کا ہو یا نہ ہو شاید کام کرنے سے ان کا مقصد اپنے بے پایاں اثر ورسوخ کا رعب ڈالنا اور اپنی اہمیت ظاہر کرنا ہوتا ہے. چنانچہ اکثر وبیشتر یہی ہوتا ہے کہ کام کھٹائی میں پڑ جاتا ہے. جس کا کام ہوتا ہے اس کا وقت خواہ مخواہ ان کے گھر کے چکر لگانے میں اور ان سے تقاضہ کرنے میں ضایع ہوتا ہے اور خود انھیں بھی بلا وجہ غلط بیانی اور روپوشی کرنی پڑتی ہے.

عشرت بھائی پیدائشی اردو ادب کے خدمت گذاروں میں سے ایک ہیں ایسا لگتا ہے کہ اردو زبان انھیں گھٹی میں پلائی گئی ہے. عشرت بھائی کو اردو کا جتنا غم ہے وہ تو سب جانتے ہیں. بڑی بڑی باتیں کرنا اردو کی خدمت کم اور اپنی شکم پروری زیادہ ہے ان کی زندگی کا انحصار ہی، ان کی بناوٹی اور پرفریب باتوں پر ہے. عشرت بھائی میں بہت سی اچھائیاں ہیں مگر ایک برائی بھی ہے اور وہ یہ کہ عشرت بھائی جھوٹ بہت بولتے ہیں اور جھوٹ بولنے کی وجہ سے ان کا حافظہ ایسا کمزور ہو گیا ہے کہ انھیں یاد ہی نہیں رہتا کہ وہ پہلے کیا کہہ چکے ہیں اور اب کیا کہنے والے ہیں مختلف باتیں رہتے ہیں مثلاً کبھی کہیں گے کہ "دلیپ کمار میرے بہت اچھے دوستوں میں سے ہیں. اور پھر چند ہی روز بعد یہی کہہ بیٹھیں گے "افسوس میں نے دلیپ کمار کو کبھی نہیں دیکھا ہے کاش ایک ہی مرتبہ انھیں قریب سے دیکھنے کا موقع مل جاتا.

عشرت بھائی سچ مچ ایک چلتے پھرتے کارٹون کی طرح نظر آتے ہیں. پستہ قد پر اکا دکا بال والا گول مٹول سر کالے کوٹ میں لگے ہوئے بٹنوں کی طرح چمکتی آنکھیں بیگن کی قاشوں کی طرح نیلے نیلے ہونٹ ان میں سے بیلے کی کلیوں جیسے سفید سفید دانت ٹوتھ برش جیسے بالوں کی کھڑی کھڑی کھردری مونچھیں چہرے اور سینے کے درمیان گم ہو جانے والی گردن اور جگہ جگہ گنڈے کی طرح لٹکتے ہوئے گوشت کے تودے جب بولتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے الیکشن لڑ کر ابھی واپس آئے ہیں اور جب ہنستے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی ٹوٹا ہوا گھڑا بج رہا ہے.

اس الزام میں بھی پوری طرح سچائی ہے کہ عشرت بھائی لوگوں سے ادھار لینے کے معاملے میں پوری طرح چوکس رہتے ہیں. ہم قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ عشرت بھائی کو ہم نے صرف ادھار لیتے سنا اور برتا ہے اس سلسلے میں وہ اس قدر محتاط ہیں کہ مانگا ہوا ادھار بھی کبھی واپس نہیں کرتے کہ کہیں کوئی دشمن یہ نہ سمجھ لے کہ عشرت بھائی ہمیں ادھار دے کر اپنا شرمندۂ احسان کر رہے ہیں عشرت

> جب بولتے ھیں تو یوں محسوس ھوتا ھے جیسے الیکشن لڑ کر ابھی واپس آئے ھوں اور جب ھنستے ھیں تو یوں لگتا ھے جیسے کوئی ٹوٹا ھوا گھڑا بج رھا ھے

بھائی کی اس شریف النفسی کی تو ہمارے دل میں قدر ہے.

عشرت بھائی سے میری ملاقات قریب قریب روز ہی ہوتی ہے ایک دن وہ مجھ سے فرمانے لگے کہ اماں پاپولر صاحب اس زمانے میں کسی کچھ کیا ہیں چار پیسے کیا آ گئے سمجھو تو لائن لگ گئی ادھار مانگنے والوں کی اب مجھے ہی دیکھیے کہ جس دن سے اللہ نے صاحب حیثیت کیا ہے ہر شخص میرے گھر کی طرف منہ اٹھائے چلا آرہا ہے. مشاعرے وغیرہ میں تو تم جانتے ہی ہو کہ لوگ ہمیں کتنا پسند کرتے ہیں جہاں ایک شعر پڑھا بس ادھم مچ گیا. رہنے دیجئے رہنے دیجئے. آگے نہیں. آج وقت بدل گیا ہے ہمارے پاس چار پیسے ہیں سب لوگ گھر پر ہی آکر شعر سنتے ہیں اور بڑی خوشی کے ساتھ کئی کئی غزلیں برداشت کر جاتے ہیں. ایسے ہی وقت میں یہ ادھار مانگنے والے بھی پریشان کرتے ہیں گویا کہ ان لوگوں نے عادت ہی بنالی ہے. ادھار مانگنے کی.

عشرت بھائی نے بڑے منکرانہ انداز میں اقبال کا شعر سناتے ہوئے کچھ دیر کو ہمیں اپنے خلوص کا گرویدہ بنالیا

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

انسان کو انسان کے کام آنا چاہئے. لیکن آج کل زمانہ بدل گیا ہے. بھلائی کا تصور ہی نہیں اگر کسی کی کوئی امداد کی جائے تو وہ اس سے ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے. ان کے پاس جب سے دولت کی فراوانی ہوگئی تھی تو وہ کس قدر اپنے آپ کو بھول چکے تھے. میں ان کی گفتگو میں کھویا ہوا ان کے ماضی کے ان دنوں کو یاد کر رہا تھا جب وہ ملتے تھے تو کچھ نہ کچھ رقم کا مطالبہ کسی نہ کسی صورت میں کر دیتے تھے. اور ہمیشہ ہی کہا کرتے تھے کہ میں فلاں دن لوٹا دونگا. لیکن وہ وقت کبھی نہ آیا جب وہ لئے ہوئے قرض کو ادا کرتے. آج وہی عشرت صاحب ہیں جو فرضی احسانات اور ہمدردیوں کا ہر ملاقات میں ذکر کرکے یہ ظاہر کرتے رہتے ہیں کہ وہ کس قدر مخیر ہمدرد اور خوش اخلاق انسان ہیں لیکن جب میں ماضی کے آئینہ میں عشرت بھائی کو دیکھتا ہوں تو مجھے تصویر کا دوسرا رخ نظر آتا ہے. مجھے اچھی طرح یاد ہے جب عشرت بھائی کی ملاقات نواب سلیم سے ہوئی تھی. اور یہ ملاقات دوستی کا روپ اختیار کر گئی تھی. ادھر عشرت بھائی من ہی من خوش تھے کہ چھوٹے موٹے ادھار سے انسان کی پوزیشن بھی خراب ہوتی ہے اس سے اچھا ہے کہ نواب سلیم سے ایک بڑی رقم کا ادھار لیکر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے روپوشی اختیار کر لوں گا. ایک دن عشرت بھائی نواب صاحب کے ساتھ بازار گئے. بازار میں گھومتے ہوئے عشرت بھائی نے نواب صاحب سے کہا. سو روپئے کا سامان خریدنا ہے. مگر بٹوا گھر بھول آیا ہوں. کیا آپ میری مدد کریں گے. نواب صاحب نے جواب دیا یقیناً دوست ہی دوست کے کام آتا ہے. یہ لو پچاس پیسے بس میں بیٹھ کر گھر جاؤ اور بٹوا لے آؤ. یہ بات سن کر عشرت بھائی کو بڑی کوفت ہوئی وہ پچاس پیسے لیکر گھر آ گئے اور سوچنے لگے کہ نواب صاحب تو بڑے گھاگ نکلے. میں نے صرف انھیں پرکھنے کے لیے سو روپئے کا مطالبہ کیا الٹا انھوں نے مجھے گھر بھیج دیا.

ایک دن عشرت بھائی کی ملاقات پھر نواب صاحب سے ہوئی. نواب صاحب نے عشرت بھائی کو اپنے محل میں مدعو کیا اور فرمایا کہ ضرور آنا، جو چٹنی روٹی موجود ہوگی دسترخوان پر سجادی جائے گی. عشرت بھائی وقت مقررہ پر پہنچ گئے اور دسترخوان پر ملازمین نے ان کے سامنے چٹنی روٹی لاکر رکھ دی. عشرت بھائی اس امید پر بیٹھے رہے کہ شاید کچھ اور آئے ـــــ مگر نواب صاحب نے فرمایا میاں عشرت شروع کرو. بیچارے عشرت شروع ہو گئے. اچانک ایک کتا بھی وہاں آگیا اور اس

نے کوشش کی کھانے میں منہ ڈال دے مگر نواب صاحب نے اسے ڈانٹا اور جب دیکھا کہ کتا باز نہ آیا تو اندر سے بندوق نکال لائے اور کتے سے فرمایا چلا جا ورنہ گولی مار دونگا اس پر بیچارے عشرت بھائی نے آہستہ سے کہا کہ اے بھائی کتے چلا جا۔ نواب صاحب جو فرماتے ہیں وہی کرتے ہیں۔ اس دن کے بعد سے عشرت بھائی نواب سلیم سے کھنچے کھنچے رہنے لگے تھے۔ یہ پہلا موقع تھا کہ عشرت بھائی نے کسی سے مات کھائی تھی ورنہ انھوں نے لوگوں کو ادھار لین دین میں مات دی ہے۔

وہ بھی کیا دن تھے جب عشرت بھائی کا ایک لالہ سے ادھار لین دین چل نکلا تھا۔ لالہ نے انھیں پندرہ دن کے ادھار پر کچھ سامان دیا تھا دن پورے ہونے پر لالہ نے ان سے اپنی رقم کا مطالبہ کیا تو انھوں نے لالہ سے کہا کہ آپ کا میری طرف کیا حساب ہے لالہ نے حساب دیکھ کر بتایا کہ آپ کی طرف سو روپئے نکل رہے ہیں۔ عشرت بھائی نے لالہ سے کہا میں اپنے گھر جاکر دیکھتا ہوں کہ آپ کا حساب ٹھیک ہے یا نہیں کیونکہ ہمارے گھر میں ایک خاندانی رسی ہے جس پر ہم ادھار لین دین کیا کرتے ہیں۔ جب ہم کسی سے ادھار لیتے ہیں تو رسی میں ایک گرہ لگاتے ہیں گھر جاکر دیکھتا ہوں کہ رسی میں کتنی گرہیں لگی ہوئی ہیں۔ عشرت بھائی گھر گئے اور کچھ دیر بعد لالہ کے پاس آئے اور بولے آپ کے حساب میں کچھ گڑبڑ ہے لالہ نے کہا اماں عشرت بھائی ہم پکا حساب کتاب رکھتے ہیں۔ ہمارے حساب میں آنے پائی کی بھی گڑبڑ نہیں ہوسکتی میرے حساب سے تو آپ کی طرف سو روپئے نکل رہے ہیں۔ ادھر عشرت بھائی بولے لیکن میرے حساب سے آپ کے دو سو روپئے نکلتے ہیں کیونکہ میری خاندانی رسی میں دو گرہ لگی ہوئی ہیں۔ لالہ نے کچھ دیر عشرت بھائی کی طرف دیکھا اور بولے تب تو آپ کا حساب ٹھیک ہوگا مجھ سے ہی کچھ بھول ہوگئی ہے اس کے لئے معافی چاہتا ہوں۔ آئندہ حساب کتاب بھی اسی رسی پر چلے گا کیونکہ آپ حساب کے بہت ٹھیک معلوم ہوتے ہیں۔ اب چاہے آپ کتنا ہی ادھار لے سکتے ہیں میں آپ جیسے شریف ایماندار آدمیوں سے ہی یہ لین دین کرنا چاہتا ہوں۔ پھر اس کے بعد عشرت بھائی لالہ سے ادھار لیتے رہے۔ جب تقریباً چھ سو روپئے ہوگئے تو لالہ نے پھر ٹوک دیا کہ عشرت بھائی کافی دن ہوگئے ہیں عشرت بھائی نے لالہ سے پوچھا آپ کا اب کیا حساب ہے لالہ نے حساب دیکھ کر بتایا کہ میرے حساب سے تو چھ سو روپئے ہوئے ہیں۔ عشرت بھائی گھر گئے اور کچھ دیر بعد رسی لاکر انھوں نے لالہ کے سامنے ڈال دی۔ لالہ نے رسی کو غور سے دیکھا اور بولا۔ میاں عشرت صاحب اس میں ایک بھی گرہ نہیں ہے عشرت بھائی نے جواب دیا کہ یہی تو میں سوچ رہا ہوں کہ کس حساب سے آپ کے چھ سو روپئے ہوگئے۔ ادھر میری رسی میں کوئی بھی گرہ نہیں یہ تو سراسر بہتان ہے۔ میرے اور آپ کا یہ سن کر لالہ اپنا سر پیٹ کر رہ گئے (اردو سروس سے)

۱۶ ستمبر ۱۹۸۱ء

غیر ملکی سیاحوں کی ہندوستان میں آمد
سلسلہ تقاریر

فاہیان

مہرالنساء

عہد قدیم سے ہی ہندوستان میں غیر ملکی سیاحوں کی آمد کا سلسلہ بنا رہا۔ اس کا تعلق مختلف ملکوں سے تھا۔ اور ان میں بعض چینی سیاح بھی شامل تھے۔ چینی سیاحوں کے سلسلے میں تین نام زیادہ اہم ہیں یہ ہیں فاہیان۔ I-Tsang- Hiun-Tsang ۔ ان کے درمیان سب سے پہلے آنے والا سیاح فاہیان تھا۔ اس کی ہندوستان میں رہائش کے متعلق الگ الگ تاریخیں بتائی جاتی ہیں۔ Tripathi نے (۳۹۹ - ۴۱۴) عیسوی کی تاریخ بتائی ہے۔ جبکہ Romila Thaper کے مطابق یہ تاریخ (۴۰۵ - ۴۱۱) ہے۔ یہ زمانہ چندرگپتا دوم کے عہد حکومت سے تعلق رکھتا ہے۔

سیاحوں کے سفرنامے خاص اہمیت کے حامل ہیں کیوں کہ ان میں سیاحوں نے اپنے تاثرات اور تجربات کا مفصل ذکر کیا ہے اور ان میں بعض دلچسپ تاریخی حقائق پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مورخین نے ان سفرناموں کی تاریخی ماخذ کے طور پر استعمال کیا ہے۔ اور اس زمانے کے ہندوستان کی سیاسی، سماجی، معاشی، ثقافتی تاریخ کو سمجھنے میں ان سفرناموں سے مدد ملتی ہے۔ اس نقطۂ نظر سے فاہیان کا سفرنامہ بھی کافی اہم ہے۔

فاہیان چین سے تبت اور موجودہ پاکستان ہوتا ہوا پنجاب میں داخل ہوا تھا اور ہندوستان میں اپنے قیام کے دوران وہ کپل وستو، متھرا، کاشی، پاٹلی پترا، ویشالی اور قنوج وغیرہ جیسے شہروں میں رہا۔ اس نے واپسی کا سفر سیلون اور جاوا ہوتے ہوئے سمندر کے ذریعے طے کیا۔ فاہیان کی آمد کا بنیادی مقصد بودھ مذہب کے بارے میں معلومات حاصل کرنا تھا اور اس کے متعلق مخطوطات یا Manuscripts جمع کرنا تھا اور اس نے اپنے سفرنامے میں زیادہ تر ہندوستان میں بودھ مذہب کی حالت اور بودھ مذہب کے متعلق مذہبی اور تعلیمی اداروں کے سلسلے میں لکھا ہے۔ لیکن اس نے جابجا یہاں کے لوگوں اور ان کی ریاستوں کے متعلق بھی، بہت ساری باتیں قلم بند کی ہیں۔

فاہیان نے پاٹلی پترا یا موجودہ پٹنہ میں تقریباً ۳ سال گذارے اور سنسکرت کی تعلیم حاصل کی۔ اس کا بیان ہے کہ اس شہر میں دو Monastries یا ویہار تھے۔ جن میں ایک Hinyan فرقے کی تھی اور دوسری Mahayan فرقے کی۔ جس میں تقریباً . . . . . چھ یا سات سو بھکشو رہا کرتے تھے۔ اس کے زمانے میں اشوک کا بنوایا ہوا محل قائم تھا۔ اور فاہیان نے اسکی بہت تعریف کی ہے۔ یہاں تک کہ اس نے لکھا ہے کہ اسے انسانوں نے نہیں بلکہ کسی آسمانی طاقت نے بنایا ہے۔ مگدھ کی خوشحالی اور دولت کی فراوانی سے بھی وہ بہت متاثر ہوا۔ اس نے دلچسپ تیوہار کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس کے مطابق ہر سال دوسرے مہینے میں آٹھویں تاریخ کو بدھ کی مورتیوں کا ایک بڑا جلوس نکالا جاتا تھا انھیں تقریباً بیس گاڑیوں پر سجایا جاتا تھا اور ہر ایک کا سجانے کا ڈھنگ دوسرے سے مختلف ہوتا تھا۔ فاہیان نے اس شہر کے لوگوں کی بھی تعریف کی ہے۔ اور یہ لکھا ہے کہ یہاں کے لوگ مذہبی معاملات میں پکے تھے اور فلاحی کاموں میں کافی دلچسپی لیتے تھے۔ اس نے شہر میں ایک خیراتی اسپتال کا بھی ذکر کیا ہے۔ جہاں غریب اور ضرورت مند مریضوں کو مفت علاج کے ساتھ دوا اور غذا دینے کا بندوبست تھا۔

فاہیان نے وسطی ہندوستان کے لوگوں کے رہن سہن کے متعلق بھی تفصیل سے لکھا ہے۔ اس کے مطابق لوگ سبزی خور تھے اور شراب سے پرہیز کرتے تھے۔ وہ نہ تو پیاز کھاتے تھے نہ لہسن۔ لیکن اس بیان کو اکثر مورخین تسلیم نہیں نہیں کیا ہے۔

Romila Thaper نے بعض شہادتوں کی بنا پر یہ ثابت کیا ہے کہ اس زمانے میں گوشت خوری اور شراب نوشی دونوں کا رواج عام تھا Tripathi نے بھی فاہیان

کے اس بیان کو تسلیم نہیں کیا ہے۔

فاہیان نے سماج میں اچھوت طبقہ یا Chandal لوگوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ ان لوگوں کو شہر کے باہر رہنے کا ذکر، سے پتہ چلتا ہے کہ چھوت چھات کی وبا کتنی عام تھی۔ شہر میں آتے وقت انھیں لکڑی کے ٹکڑے کو بجاتے ہوئے آنا پڑتا ہے تاکہ لوگ راستے سے ہٹ جائیں۔ اور ان کے چھونے سے ان کی ذات خراب نہ ہو جائے۔

فاہیان نے مختلف مذہبوں کی حالت کے بارے میں بھی تفصیل سے لکھا ہے۔ اور اس سلسلے میں اس کا بیان زیادہ قابل وثوق ہے کیوں کہ وہ مذہبی حلقوں میں ہی زیادہ گھومتا رہا۔ اس نے زیادہ توجہ بودھ مذہب پر دی جو کہ اس کا اپنا مذہب تھا۔ اس کے بیان سے ایسا لگتا ہے کہ پنجاب اور بنگال میں بودھ مذہب زیادہ مقبول تھا اور متھرا کے علاقے میں اس کی مقبولیت میں اضافہ ہو رہا تھا۔ لیکن وسطی ہندوستان میں اس کا اثر کم تھا اور یہاں بدھ وہیاروں کی تعداد بھی بہت کم تھی۔ اس علاقے میں ہندو مذہب اور برہمنوں کا اثر کافی زیادہ تھا۔ لیکن مختلف مذہب کے ماننے والوں کے بیچ تعلقات اچھے تھے۔ اور کہیں بھی مذہب کے نام پر جھگڑے یا اختلافات کا اس نے ذکر نہیں کیا ہے۔ اس بات کی تصدیق دوسرے ذرائع سے بھی ہوتی ہے۔ جن کے مطابق Chandra Gupta کے بعض اعلیٰ افسر بودھ مذہب کے ماننے والے تھے۔

فاہیان نے حکومت اور انتظامیہ کے متعلق اپنے تاثرات بیان کیے ہیں۔ اس کے مطابق حکومت اچھی تھی لوگوں پر ٹیکس کا بوجھ زیادہ نہیں تھا اور بادشاہ کے ذریعے لوگوں پر زیادہ سختی نہیں کی جاتی تھی۔ موت کی سزا عام طور پر نہیں دی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ غداری کا الزام ثابت ہونے پر بھی صرف داہنا ہاتھ کاٹ لیا جاتا تھا۔ عام طور سے مجرموں پر جرمانہ لگایا جاتا تھا۔ فاہیان کے اس بیان کو بھی بعض مورخین نے تسلیم نہیں کیا ہے۔

فاہیان نے وسطی ہندوستان کے لوگوں کے رہن سہن کے متعلق بھی تفصیل سے لکھا ہے۔ اس کے مطابق لوگ سبزی خور تھے اور شراب سے پرہیز کرتے تھے۔

فاہیان کے مطابق حکومت کی آمدنی کا سب سے اہم ذریعہ لگان یا زمین کا محصول تھا۔ یہ اناج نقد روپئے دونوں ہی شکل میں لیا جا سکتا تھا۔ سرکاری افسروں کی تنخواہ نقد دی جاتی تھی اور مختلف قسم کے سکے استعمال میں تھے۔ حکومت کا اثر کافی گہرا تھا اور چوری ڈکیتی کی وارداتیں بہت کم ہوتی تھیں۔ ہندوستان کے سفر کے دوران فاہیان کے ساتھ ایسا کوئی سا حادثہ پیش نہیں آیا۔ اس سے بالکل مختلف صورت حال کچھ صدیوں بعد Harsh Vardhna کے زمانے میں ملتی ہے۔ جبکہ ایک دوسرا چینی سیاح Hiun-Tsang ہندوستان آیا تھا اور کئی بار اسے ڈاکوؤں کے ذریعہ لوٹا گیا۔

فاہیان کے سفرنامے سے عام طور پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ

(آگے صفحہ ۲۳ پر)

افسانہ

موریہ ونش کا زوال

قمر احسن

شہروں اور قصبات میں بھی ہاہاکار، بدامنی اور انتشار کی خبریں سن سن کر اس کے دل میں طرح طرح کے خیالات اور تمنائیں سر ابھارنے لگی تھیں۔ چاروں طرف موریہ ونش کے اچانک زوال کے اسباب اور اس کے نتائج پر ہی باتیں ہو رہی تھیں۔ ایسے میں بیٹے باپ کی طرف سے اور ماں بیٹوں کی طرف زیادہ مشکوک اور حسّاس ہوتے جا رہے تھے۔ زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکنے کا اس سے بہتر وقت اور وقت نہیں آئے گا۔

دکن کے چھوٹے سے گاؤں سے وہ یہی سب سوچ کر نکل کھڑی ہوتی تھی۔ اور جہاں جب بھی پہونچی اسے من پسند اور وقت تلاش کر لینے میں ذرا بھی دیر نہ لگی۔ اس نے سوچا کہ معمولی پتریا بن کر تو کوئی بھی جی سکتا ہے۔ تن کا رس مفت لٹانے کے لیے تو کوئی بھی دیوداسی بن سکتا ہے۔ شہروں کی بات ہی کچھ اور ہوگی۔

جب وہ شہر پہونچی تو سارا شہر موریہ ونش کے زوال کے اسباب پر غور کر رہا تھا۔ چاروں طرف غیر محسوس تھرتھراہٹ ہچکولے لے رہی تھی۔ اور شہر والے عجیب بے چینی اور اعصاب کشیدگی کے شکار تھے۔ کچھ ہو چکنے کا احساس اور کچھ ہونے کا احساس دونوں مل کر ایک عجیب ناقابل بیان کیفیت پیدا کر رہے تھے۔ دیکھنے میں سارا شہر بہت نارمل نظر آ رہا تھا۔ لیکن اندر سے اس کا ایسا ہی حال تھا جیسے شادی کی پہلی رات آ چکی ہو لیکن سہاگ رات کی نوبت نہ آئی ہو۔ ایسے میں پدما نے بہت سوچ سمجھ کر ہنگاموں کے عین بیچ اپنا گھر تلاش کیا۔ اور مزے لے لے کر وہ بھی موریہ ونش کے زوال کے اسباب پر غور کرنے لگی۔

گھر میں دو بڑے کمرے تھے۔ ایک طرف چھوٹا سا حوض تھا۔ بندی، ہارسنگھار، کیلے اور انجیر کے درخت چہار دیواری کے چاروں طرف پھیلے تھے، بیچ میں نہ جانے کیسے ایک کھجور کا درخت بھی اگ آیا تھا۔ پہلے اس نے چاہا کہ اس درخت کو نکلوا دے۔ پھر بعد میں یہ سوچ کر کہ کہاں اسے بہت دن رکنا ہے۔ اس خیال کو چھوڑ دیا۔

دوسرے دن سے ہی وہ ایک کہارن کا انتظام کر کے مطمئن ہو گئی۔ اوپر کا کام کرنے والے تو اپنے آپ آ جائیں گے پھر بھلا اوپر کا کام ہی کیا ہوگا۔ کہاں سب بالائی کھانے والے ہیں اور کون اتنی دیر ٹھہر سکے گا کہ دھوبی کو کپڑے بھجوا سکے۔

دو تین راتیں تو اس نے آرام سے بستر پر لیٹ کر موریہ ونش کے زوال کے اسباب پر سوچا اور اپنے کام کی روپ ریکھا تیار کی گلیوں، کوچوں، کوٹھوں چوباروں اور مندروں کے نقشے کہارن نے اسے پہلے ہی بتلا دیے تھے۔ بلکہ اس نے اپنے مشکوک بیانات سے لوگوں کے تجسس کو ابھار کر اس کے کام کو اور آسان بنا دیا تھا۔

جب بھی وہ گذرنے والوں کو اس مکان کے پاس آتے ہی چونکتا دیکھتی تو ہلکے سے مسکرا دیتی اور زور سے کہارن کو کسی کام کے لیے آواز ضرور دیتی۔ پھر کھسی لے کر بیٹھ جاتی لیکن دماغ باہر ہی لگا رہتا۔

اسے ہنسی آتی کہ شہر اتنا ہراساں اور اعصاب زدہ ہے کہ اس کے اجنبی وجود کو نظر انداز کر کے اب بھی موریہ ونش کے زوال کے اسباب پر ہی غور کیے جا رہا ہے۔ اور شہر.....

شہر اچانک اتنا تیز رفتار ہو گیا تھا کہ جو لوگ ایک گھڑی کھڑے ہو کر کچھ بات کرتے، کوئی سوال یا کوئی پتہ پوچھتے پدما محسوس کرتی کہ وہ تو ٹھہرے ہیں لیکن ان کے چہرے اب بھی چل رہے ہیں اور دوڑ سے باہر نہیں ہوتے ہیں۔ تیز رفتار ہوائیں تیز رفتار سواریاں۔ زیادہ پُرشور اور سہما ہوا اعصاب کشیدہ شہر صبح سے ہی جاگ کر موریہ ونش کے اچانک زوال پر غور کرنے لگتا۔ اور گئی رات تک گردن اٹھا اٹھا کر غور کرتا رہتا۔

کچھ دنوں تجسس پیدا کرنے کی ناکام کوشش کے بعد پدما نے گھر سے باہر نکلنا شروع کیا۔ اور کہارن کو ساتھ لے کر سارا سارا دن شہر کے چکر لگاتی رہی۔ بلا سبب پُر ہجوم بازاروں گلیوں اور بھرے پُرے چوراہوں سے گذرتی۔ لیکن

والیسی پر نڈھال سی آکر گر پڑتی اور اکتاہٹ سے کہارن سے پوچھ بیٹھتی۔

ارے میں نے تو سنا تھا کہ شہروں میں دن دہاڑے لوگ باگ لڑکیاں اٹھالے جاتے ہیں۔ کسی کی بہو بیٹی کی عزت ہی محفوظ نہیں رہتی اور..... کہارن چپ چاپ اسے دیکھا کرتی۔ پھر بول اٹھتی۔

بائی موریہ ونش کا زوال ہو گیا ہے نا۔

پدما جھلا کر کھڑی ہو جاتی۔ نرک میں جائے موریہ ونش اور اس کا زوال۔ یہاں گھومتے گھومتے پیر سوج گئے ہیں۔ سارا شہر رشی منی ہو جاتا تو بھی ٹھیک تھا۔ نہ کہیں لڑکی اٹھتی۔ نہ چوری چکاری ہے۔ کہارن دونوں ہاتھوں پر چہرہ لگا کر انتہائی متفکرانہ لہجہ میں سوال کرتی۔ لیکن بائی جی۔ موریہ ونش کے بعد اب ہو گا کیا۔؟

وہی جو موریہ ونش کے زوال سے پہلے ہوتا تھا۔

یعنی صبح ہوتے ہی شریف لوگ اپنی شریف بیویوں کے نرم اور ٹھنڈے پہلوؤں سے اٹھ کر اشنان کریں گے۔ اور سبزی ترکاری کھا کر کام پر نکل جائیں گے۔ شام کو بیواڑی سے میٹھا پتہ کھا کر چپ چاپ جیسے پہلے مکانوں میں گھس کر بیٹھ جائیں گے۔

میری تو مت ماری گئی تھی کہ یہاں چلی آئی۔ ہر شخص دوسرے سے اتنا خوفزدہ کیوں ہے۔؟ یا سب نامرد ہو گئے ہیں۔ اتنے بھرے پرے بازار میں بھی میں نے نہ کسی دوکاندار کو گاہک کی طرف دیکھتے پایا نہ گاہک کو دوکاندار سے آنکھ ملاتے دیکھا پاس سے کوئی گذر جاتا ہے تو ایسا چونک کر اسے دیکھتے ہیں۔ جیسے — ارے کہارن تو بھی مجھے اتنی شک بھری آنکھ سے دیکھ رہی ہے۔

نن۔ نہیں بائی — موریہ ونش کا زوال —

ایسے میں جبکہ سارا شہر موریہ ونش کے زوال کے اسباب پر غور کر رہا تھا۔ پدما سارا سارا دن بازاروں اور چوراہوں کے چکر لگایا کرتی۔ نت نئے چہروں کو بڑے غور سے دیکھتی، چوپال اور چوک کی طرف سے عموماً گذرتی لیکن کوئی اس نگاہ سے اسے نہ دیکھتا جسکی یہ عادی اور متلاشی تھی۔ تھک کر گھر لوٹتی تو شہر اور شہر والوں کو کوستی ہوئی بستر پر گر پڑتی۔ اور بیر کا زہر دھیرے دھیرے سارے جسم میں تیرنے لگتا۔

ایسے میں ہی ایک دن اسے بھرے بازار میں بہت سے نسبتاً نئے اور اجنبی چہرے نظر آئے تو یہ جان بوجھ کر ان کے بیچ میں گھس گئی اور کترا کترا کر ان کے بیچ سے لاپرواہی سے گذرتی رہی۔ شام تک وہ اور یہ سارے شہر کا چکر لگاتے رہے۔ شام ہوئی تو تھک کر اپنے ٹھکانوں پر لوٹ گئے۔ پھر تو پدما کا روز کا معمول بن گیا کہ پہلے تو ان کی تلاش میں بھٹکتی پھر انھیں پاکر ان کے ساتھ ٹھوکریں کھاتی۔

چونکہ اب اس کے پاس تھا وہ ختم کے قریب تھا۔ لہذا اسے اپنے کام میں تیزی کرنا ہی تھی۔ اور ادھر ان کا یہ عالم تھا کہ شاید ہی کوئی دوکان خالی جاتی ہو جس سے — ان میں سے کوئی کچھ خریدتا نہ ہو۔ پدما کو لگتا جیسے یا تو وہ اپنے دھن کو دکھا رہے ہیں یا پھر اتنی افراط ہے کہ لٹا رہے ہیں۔ اس کے جی میں کئی بار آئی کہ آگے بڑھ کر ان میں سے کسی کا ہاتھ پکڑ کر روک لے اور کہے کہ ارے اتنی سجیلی دوکان بھی ہے — سارا لبسا طخانہ ہی میں دکن سے اٹھا لائی ہوں۔

ایسے ہی ایک دن اسے محسوس ہوا کہ ان میں سے ایک جو دوسروں سے زیادہ فضول خرچ واقع ہوا تھا اور شاید ان میں کوئی اہمیت بھی رکھتا تھا۔ اسے بار بار دیکھ کر کچھ کہنا چاہتا ہے۔ پھر رک جاتا ہے۔ دوسری طرف اس نے یہ بھی دیکھا تھا کہ اب بہت سی عورتیں اور لڑکیاں جن کے لباس اور چہرے سے ہی امارت کا اظہار ہوتا تھا ان کے چاروں طرف نہ صرف منڈلا رہی ہیں بلکہ وہ سب بھی وقتاً فوقتاً ان کے ہمراہ علیٰحدہ علیٰحدہ نظر آنے لگے ہیں۔ پدما کو لگا جیسے وہ دوڑ میں پیچھے رہ گئی ہو۔ یا پھر یہاں کے ریت رواج ہی الٹے ہوں۔ وہ خود سے آگے بڑھنا بھی چاہتی تھی لیکن ایک عجیب سی جھجھک اسے روک بھی رہی تھی اور آنکھیں پکار پکار کر کہہ رہی تھیں۔ پہل تم کرو۔ پہل تم کرو۔

آخر جب پدما نے محسوس کیا کہ اب بازاروں میں ان کا رش کم سے کم ہوتا جا رہا ہے اور اب اکا دکا ہی کہیں نظر آتے اور تھوڑی ہی دیر بعد کہیں سے کوئی سواری آکر رکتی ہے اور وہ اطمینان سے مسکراتے ہوئے اس میں بیٹھ کر چل دیتے ہیں تو اسے اور بھی مایوسی ہوئی۔ ایک دن جیسے ہی ان میں کا ایک خوش لباس و خراچ فرد نظر آیا۔ پدما جھجھکتی ہوئی اس سے مخاطب ہی ہو گئی۔

کیا آپ لوگ اس شہر میں اجنبی ہیں۔؟

جی نہیں! ایسی کوئی بات نہیں؛ اس نے بہت شائستگی سے جواب دیا۔

میرے لائق کوئی خدمت؟

میں یہی سمجھی تھی۔ اسی لیے دل چاہا کہ دو گھڑی آپ سے مل بیٹھوں۔ میں بھی دکن سے ابھی حال ہی میں آئی ہوں گھبراہٹ میں اس کو پسینہ سا آگیا۔ آیئے کہیں اطمینان سے بیٹھ کر باتیں کریں۔ میں تو ہر خدمت کے لیے تیار ہوں، کیا آپ کے پاس اپنی سواری ہے۔؟

ہے تو۔ لیکن شاید آپ کے لائق نہ ہو — آیئے

پدما اسے لے کر گھر آئی تو دل ہی دل میں آج کی پہلی آمدنی کا سارا حساب جوڑ ڈالا۔ اور کہارن کو سمجھا کر اس سے لگ کر بیٹھ گئی۔ گئی رات تک دونوں موریہ ونش کے زوال کے اسباب پر غور کرتے رہے۔ پھر ایک ایک کر کے تمام مسئلوں کی گرہیں کھلتی گئیں —

صبح پدما اس کی شائستگی، مہارت اور باتوں کے انداز پر دل ہی دل میں مسرور دکن کا ایک لوک گیت گنگناتی حمام میں داخل ہوئی تو موریہ ونش کے زوال کے تمام اسباب اسے جھوٹے لگنے لگے۔ باہر آئی تو دیکھا کہ وہ تیار ہو کر باہر برآمدہ میں آگیا ہے۔ پدما نے اپنائیت بھری نگاہوں سے اسے دیکھا تو اس نے آگے بڑھ کر شائستگی سے کہا۔

میں نہیں سمجھتا کہ آپ کو مجھ سے کسی قسم کی مایوسی ہوئی ہو گی۔ بہرحال اب مجھے حکم دیں کہ مجھے ابھی اور آپ کے ساتھ قیام کرنا ہے یا آج ہی چلا جانا ہے۔

پدما کچھ سمجھ نہ پائی پھر بھی کھل کر ہنس دی — یہ تو مجھے آپ سے پوچھنا تھا کہ آپ کو کوئی تکلیف یا الجھن تو نہیں ہوئی..

جی آپ لوگوں کی خدمت تو میرا فرض ہے۔ اس نے درمیان میں ہی ٹکڑا لگایا۔

ویسے آپ کی مرضی۔ اگر آپ قیام کرنا چاہیں تو میں آج کہیں نہ جاؤں۔ پدما نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

وہ تو آپ پر منحصر ہے۔ ویسے ہم لوگ ایک رات کا پانچ کاشاپل (موریہ دور میں سکہ) لیتے ہیں۔ لیکن کچھ تو آپ کی ذہانت، خلوص کی وجہ سے اور کچھ موریہ ونش کے زوال کی وجہ سے اب ہم اپنی مانگ پر اصرار نہیں کر سکتے۔ آپ جتنی راتیں بھی ہمیں روکیں گی چار کاشاپل کے حساب سے دے دیجئے گا۔ ہم جمونگا لوگ یوں بھی اب خاصے پریشان ہیں۔

پدما کو لگا جیسے زمین سرکتی جا رہی ہو۔ اور سارا شہر موریہ ونش کے زوال کے اسباب پر غور کر رہا ہو۔

(اردو سروس سے نشر)

بقیہ:- فاہیان

صفحہ ۲۲ سے آگے

ہندوستان کے حالات اچھے تھے۔ عوام خوشحال تھی۔ انتظامیہ ٹھیک سے کام کر رہی تھی۔ اور سماج میں مختلف طبقے ایک دوسرے سے مل جل کر رہتے تھے۔ لیکن اس نے بعض علاقوں کی بدحالی کا بھی ذکر کیا ہے۔ ایسے شہروں میں — Kushi-na Nagar, Gaya - اور Kapilvastu شامل ہیں۔ جو اس کے مطابق پہلے آباد علاقے تھے مگر اس وقت ویران اور بدحال ہو رہے تھے۔

فاہیان کا سفرنامہ کئی اعتبار سے اہم ہے۔ اور ایک تاریخی ماخذ کی حیثیت سے اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس سفرنامے کے ذریعے جو معلومات حاصل ہوتی ہیں ان کی مدد سے گپت عہد حکومت میں ہندوستان کی سیاسی، سماجی، معاشی حالات کی ایک واضح تصویر ہمارے سامنے آتی ہے۔ اور بہت ساری باتیں جو حقیقتوں یا دوسرے ماخذ سے نہیں معلوم ہوتی۔ ان پر اس سفرنامے سے روشنی پڑتی ہے

(پٹنہ سے نشر)

مہرالنساء
معرفت ڈاکٹر قیام الدین احمد
خواجہ کلاں، پٹنہ۔ ۸

ڈوبتے منظر کا سفر

سلطان انجم

امّی لمبی ناک والی ماں کے ہاں دو برس گذارنے کے بعد گذشتہ ہفتے بڑی بھابھی آخر آ ہی گئیں، یہ جلاوطنی دراصل بڑی بھابھی کے اپنے نصیبوں کا پھل نہیں تھی بلکہ ان کی ماں کے ہی کرموں کی سزا تھی۔ سنتے آئے ہیں کہ بُرے کام کرنے والوں کو آخرت میں اذیت ناک عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا۔ لیکن ایسا لگتا ہے کہ بڑی بھابھی بھائی جان سے دور رہ کر اسی دنیا میں اپنے ناکردہ گناہوں کی سزا بھگت آئی ہیں۔ ناکردہ گناہ اس لیے کیونکہ بڑی بھابھی کی اپنی رضامندی سے یہ سب کچھ نہیں ہوا تھا۔

یہ دیس نکالا بڑی بھابھی نے اس وقت مول لیا تھا جب دو سال پہلے چھوٹی بجیا کی خان فیملی سے بات آنے پر بڑی بھابھی کی ماں چراغ پا ہو اٹھیں تھیں۔ وہ حیران تھیں کہ جس رشتے کے لیے انھوں نے کئی برس اپنے تلوے گھسائے تھے، خان فیملی سے ہاں کہلوانے کے لیے لتنے پاپڑ بیلے تھے، وہی رشتہ چھوٹی بجیا کے لیے گھر بیٹھے بٹھائے کیوں کر منظور ہو گیا۔ چھوٹی بجیا جس کے سر پر مشفق ماں کا سایہ نہ تھا۔ ماں جو ایک سایہ دار چھتناور درخت کی مانند اپنے بچوں کو زمانے کے سرد و گرم سے بچاتی ہے۔ جس کے دامن میں منہ چھپانے سے دونوں جہاں کی خوشیاں ملتی ہیں۔ ہم بچپن میں ہی ماں کی محبتوں اور شفقتوں کے محتاج ہو چکے تھے اب امّی کی ایک دھندلی تصویر ہی ذہن کے نہاں خانوں میں محفوظ رہ گئی تھی۔ البتہ خوشی یا غم کے موقعوں پر اب بھی اس تصویر سے یہ ساری دھند چھٹ جاتی ہے۔ لگتا ہے دو مہربان آنکھیں ہر وقت ہماری نگہبانی کرتی ہیں۔ خوشی کی محفلوں میں ہمارا ساتھ دیتی ہیں۔ رنج و الم کے موقعوں پر ہماری ڈھارس بندھاتی ہیں۔

بیتے دنوں کی یادیں خوش گوار بھی ہوتی ہیں۔ کرب ناک بھی۔ یادوں کی یہ پروائی کبھی محرومی کا احساس فزوں کرتی تو کبھی بے رنگ و بے نام یادیں جینے کی امنگ بڑھاتی ہیں۔

یہ سہیل جو آج بھرپور جوان نظر آتا ہے۔ ان دنوں مشکل تین برس کا ہوگا۔ امّی کو کینسر ہو گیا تھا۔ ایک سال میں ہی امّی کے ہر دم مسکرانے والے چہرے پر سے مسکراہٹ غایب ہو گئی۔ ایک بے نام سے کرب اور عجیب سی بے چینی نے اس مسکراہٹ کی جگہ لے لی۔ مرض نے شدت اختیار کی انھیں ہسپتال میں داخل کروا دیا گیا لیکن بے سود۔ ایک روز امّی کی طبیعت یک دم ناساز ہوئی۔ نانی امّاں نے اٹھا کر بٹھایا۔ امّی کا دل گھبرا رہا تھا پھر تے ہوئی سرخ و سپید تھوک ہم سمجھے امّی نے ابھی ابھی جو پان کھایا تھا' یہ سرخی اسی کی ہے۔ لیکن یہ کیا؟۔ ان کی آنکھوں کی پتلیاں عجیب عجیب حرکتیں کرنے لگیں۔ پیشتر اس کے کہ کسی کو آواز دی جاتی ڈاکٹر آتا امّی کی گردن ایک طرف کو ڈھلک گئی ایک دم کہرام مچ گیا۔ وہ ہمیشہ کے لیے ہم سب سے روٹھ گئیں تھیں۔

یہ زخم ابھی تازہ تھا کہ نانا ابّا پر فالج نے حملہ کیا۔ وہ بھی جانبر نہ ہو سکے۔ اور امّی کے ساتھ ہی جا ملے۔ نانی امّاں ان پے بہ پے صدموں سے نیم جان ہو گئیں تھیں۔ ایک روز خاموشی سے وہ بھی اسی کارواں میں شامل ہو گئیں جس میں امّی اور نانا ابّا ان کی راہ تک رہے تھے۔

یہ سب باتیں آج اس طرح کیوں یاد آ رہی ہیں جیسے کل ہی کی بات ہو۔ اگر یہ سب ہی لوگ ہم میں موجود ہوتے تو بڑی بھابھی کے قدم اس دہلیز کو پار کرنا تو در کنار شاید چھو بھی نہ پاتے امّی تو شروع سے ہی تائی سے رشتہ جوڑنے کو تیار نہ تھیں۔ البتہ تایا ابّا کا ہم سب ہی آج ہی کی طرح احترام کرتے تھے۔ لیکن بڑی بھابی کی ماں سے ان دنوں بھی ایسی ہی نفرت تھی۔ آج تو وہ نفرت آگ کا دریا بن چکی ہے۔ امّی کے ہوتے تو وہ بے بس تھیں۔ اب ان کی بن آئی بلّی کے بھاگوں چھیکا ٹوٹا انھوں نے تایا ابّا اور ابّو سے کہہ سن کر جھٹ پٹ بھائی جان کو پھانس لیا۔ اور مغرور ماں کی نک چڑھی بیٹی ہماری تایازاد نازیہ بڑی بھابھی بن کر ہمارے گھر آ گئیں۔ تائی نے ایک اہم محاذ سر کر لیا تھا۔ اب انھوں نے آہستہ آہستہ دوسرے مورچوں کی جانب پیش قدمی کی چھوٹی بجیا کو مٹھی میں کر لیا۔ نادان چھوٹی بجیا نے منجھلی بھابھی کے خلاف محاذ آرائی میں بڑی بھابھی کا ساتھ دیا۔ لیکن خان فیملی سے رشتہ تئے پر تائی اپنے اصلی روپ میں سامنے آ گئیں۔ ان کا یہ روپ ہمارے لیے کوئی نیا تو نہ تھا البتہ انوکھا ضرور تھا۔ ہمارا خیال تھا کہ اب وہ قلعہ کے صدر دروازے سے داخل ہو کر قلعہ پر قابض ہو چکی ہیں۔ ان کی ہوس پوری ہو چکی ہے۔ اس لیے ان سے بھلائی کی توقع کی جا سکتی ہے۔ ہمارے ہتھیار ڈال دینے کے بعد یہ توقع فضول بھی نہ تھی۔ اب تک ہم سپہ سالار یعنی مرحومہ امّی کے بغیر اس قلعہ کو شکست و ریخت اور دراندازیوں سے محفوظ رکھے ہوئے تھے۔ لیکن کب تک۔ تجربہ کار جرنیل کے بعد آخر فوجیں لڑ بھی کتنی دیر سکتی ہیں ؟۔

چھوٹی بجیا کی بات آنے پر تائی بڑی بھابھی کو لے گئیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ گئیں کہ اگر ان کی مرضی کے خلاف خان فیملی کی طرف ہاتھ بڑھایا گیا تو ان کی چہیتی بیٹی اس دہلیز پر کبھی قدم نہیں رکھے گی شاید وہ اس زعم میں مبتلا تھیں کہ بڑی بھابھی ان کی جانشین ملکہ نازیہ اگر ہمارے گھر کو بے یار و مددگار چھوڑ دے گی تو دشمنوں کے لشکر بے کر چار جانب سے ہم پہ یلغار کریں گے اور بلند و بالا فصیلیں ہمارے کچھ کام نہیں آئیں گی۔ لیکن چھوٹی بجیا، خالہ، منجھلی بھابھی اور خود بھائی جان کی حکمت عملی سے ہم نے غنیم کو اپنے پاس تک نہ پھٹکنے دیا۔ تائی کی امیدوں پہ اوس پڑ گئی۔

بعد میں چھوٹی بجیا کی خان فیملی میں نسبت طے کر دی گئی کئی بار ہم لوگ بڑی بھابھی کو لینے گئے۔ لیکن تائی کے آگے کس کی پیش جاتی۔ انھیں اب بھی یہ بھرم تھا کہ شاید ہم لوگ ان کی مان لیں۔ اور یہ رشتہ ٹوٹ جائے۔ لیکن ہم نے ان کی ناراضگی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے نہایت سادگی سے چھوٹی بجیا کو دلہن بنایا اور چشم پرنم سے اسے ایک نئے سفر کے لیے رخصت کیا۔ رخصتی کے وقت تایا ابّا کے علاوہ ادھر سے اور کوئی نہ آیا۔ ایک معمولی سی بات سے پیدا ہوا اختلاف تائی کی ناسمجھی کے باعث ایک بے پایاں چیلنج بن چکا تھا دو سال تو تائی نے کسی نہ کسی طرح کاٹ لیے۔ لیکن شادی کے بعد جوان لڑکی کو گھر بٹھانا کون سا آسان ہے۔ تائی کے کس بل نکلنے لگے۔ اب وہی بیٹی اسے ان چاہا بوجھ لگنے لگی۔ ہار ماننا انھیں اپنی ہتک محسوس ہوا۔ جھوٹے وقار کا معاملہ جو ٹھہرا ہماری مسلسل خاموشی پر وہ فکر مند ہوئیں۔ اور لوگوں سے اپنی نیم رضامندی کا ذکر کرنے لگیں۔ اس موضوع پر بات نکلنے پر یہ کہنے سے نہ چوکتیں "میری بیٹی صرف ایک شرط پر اس گھر میں جا سکتی ہے۔ وہ یہ کہ اسے الگ کمرہ ملے گا۔ الگ کھانا بنائے گی۔ گھر والوں سے اس کا کوئی ناطہ نہیں ہوگا۔ وہ نہ ان لوگوں کے کپڑے صاف کرے گی' نہ جھاڑو نکالے گی۔ اور نہ جھوٹے برتنوں کو چھوئے گی"۔ بھائی جان اور ہم سب کو یہ شرائط منظور نہ تھیں اس لیے معاملہ لٹکا رہا۔

ان دو برسوں میں تائی کو برادری کے طعنوں اور خود ان کو اپنے ضمیر کی لعنت ملامت کے سوا کچھ نہ دیا۔ ویسے بھی آج کے دور میں کنواریوں کو "ور" نہیں ملتے۔ شادی شدہ زندگی کا پنجسالہ تجربہ رکھنے والی لڑکی کو کون گھاس ڈالے گا۔ ممکن ہے تائی جیسی جہاں دیدہ عورت کی نظر میں کچھ بھی تصویر کے اس رخ کی طرف بھی گئی ہوں۔

آہستہ آہستہ بھائی جان کے ارادے متزلزل ہونے لگے بالآخر بیوی کی یاد نے انھیں بے چین کرنا شروع کر دیا۔ اور بقول ان کے "اپنے گھر کے حالات اور مصلحت کے پیش نظر انھیں

باری بار نا پڑی۔ وہ بڑی بھابھی کو منالاتے۔ چھوٹے سے گھر میں ایک کمرہ ان کے لیے مخصوص ہو گیا۔ جس گھر کی دہلیز پر تائی نے کبھی اپنی بیٹی کے قدم نہ پڑنے دینے کی قسم کھائی تھی۔ بڑی بھابھی کو اسی "لکشمن ریکھا" کو عبور کرنا پڑا۔

اب کئی دنوں سے گھر میں عجیب منظر دیکھنے کو ملتے ہیں۔ ہمارے چھوٹے سے گھر کی چھوٹی سی رسوئی میں دو چولہے سلگتے ہیں ایک پر منجھلی بھابھی کھانا پکاتی ہیں۔ دوسرے پر بڑی بھابھی کی ہنڈیا چڑھتی ہے۔ ہم سب منجھلی بھابھی کے ہاتھ کا بنا کھاتے ہیں۔ بھائی جان بڑی بھابھی کی چپاتیوں سے پیٹ بھرتے ہیں بڑی بھابھی اور بھائی جان کا رخ مغرب کی طرف ہے اور ہم سب مشرق کی طرف دیکھتے ہیں۔ اس رسوئی میں جہاں اب تک ایک چولہا جلتا تھا سبھی ایک دوسرے کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر کھانا کھاتے تھے اب پیٹھ سے پیٹھ ملا کر بیٹھنا پڑتا ہے۔ سگے بھائی بہن غیروں کی طرح ایک دوسرے کی طرف پشت کر کے کھانا کھاتے ہیں۔ خون کے رشتوں میں دراڑ پڑتی جا رہی ہے۔ ذہنوں میں بغاوت کے جراثیم پلنے لگے ہیں۔ بھائی جان ہمارا سالن نہیں چکھتے تو ہم ان کی چائے کیوں پئیں بڑی بھابھی اپنا کمرہ صاف کرتی ہیں۔ بھائی جان ناشتہ کر کے دفتر چلے جاتے ہیں۔ بڑی بھابھی برقعہ سنبھال کر ٹریننگ اسکول اپنے ملنگے سدھارتی ہیں۔ جہاں شام تک ان کی کلاسیں ہوتی ہیں۔ اکثر وہیں سے 'ایک آدمی' کا کھانا ساتھ باندھ لاتی ہیں۔ یا پھر بھائی جان سیدھے آفس سے وہیں پہنچ جاتے ہیں۔ نئی نویلی دلہن کی ناراضگی کون مول لے۔

ایک خوش گوار تبدیلی بھی آئی ہے۔ شام کو ہمیشہ دیر سے گھر لوٹنے والے بھائی جان اب دفتر سے سیدھے گھر آتے ہیں۔ بڑی بھابھی کے لیے سودا سلف لاتے ہیں۔ سورج غروب ہونے کے بعد گھر سے باہر نہیں نکلتے۔ ان کی لامحدود سرگرمیاں مثلاً دوستوں سے ملنا، ورکر یونین کے لیے کام کرنا دوسرے شہروں میں یونین کے ہمدردوں کا حلقہ وسیع کرنے کے لیے دو دو چار چار روز گھر سے غائب رہنا وغیرہ اب محدود ہوتی جا رہی ہیں۔ یہ سبھی سرگرمیاں ایک دائرے میں سمٹ آئی ہیں۔ جن کا مرکزی نقطہ غالباً بڑی بھابھی کی ذات ہے۔ اسی لیے وہ ورکرز یونین کے نعروں کی گمشدہ آب و تاب بڑی بھابھی کے روئے پُرنور میں تلاش کرتے ہیں۔ اس تلاش میں وہ اس قدر کھو گئے ہیں۔ کہ دو دو چار چار روز کے سفر کے بجائے ایک طویل مسافت طے کرنے میں مگن ہیں۔ البتہ اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ بڑی بھابھی بھائی جان کے شریک سفر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یا خود انھوں نے ہی گنجلک اور کبھی نہ ختم ہونے والی راہوں کی شکل اختیار کر رکھی ہے۔ جن راہوں میں بھائی جان اپنے بھائی بہنوں کی پہچان تو کیا خود اپنی شناخت بھی گم کر چکے ہیں۔ ممکن ہے بڑی بھابھی آجکل "حقوق زوجین" پر انھیں لیکچر پلا رہی ہوں جس کی خاطر وہ تربیت انھیں ٹریننگ اسکول سے ملتی ہی رہتی ہے۔ کوئی نہ کوئی بات ہے ضرور۔

ابھی چند لمحے پہلے بھائی جان نے اپنے ہاتھوں سے مرحومہ امی کی سلائی مشین چھوٹی بجیا کی جتیلیں، منجھلی بھابھی کے دو ایک یادگار قسم کے ٹین کی پرانی وضع قطع کے ٹرنک جن میں امی خود بھائی جان کے اور ہمارے کپڑے انتہائی سلیقے سے رکھا کرتی تھیں۔ اپنے کمرے سے باہر پھینکے ہیں بیتے دنوں کی یادیں پھٹی پرانی چیزوں کے ساتھ چاروں طرف بکھر گئی ہیں۔ مجھے لگ رہا ہے کہ دو نازک ہاتھ اس ٹرنک کو کھول اور بند کر رہے ہیں۔ اس انداز میں گویا ہمارے اور بھائی جان کے کپڑے رکھے اور نکالے جا رہے ہوں۔

امی سلائی مشین چلا رہی ہیں۔ ننھے سہیل کا فراک سل رہا ہے۔ مشین کی کھٹ کھٹ کھٹ میں چوڑیوں کی کھنک شامل ہو کر ایک مدھر تان بن گئی ہے۔ ایک ساز ہے جو بج رہا ہے۔ اور روح کی گہرائیوں میں اترتا جا رہا ہے۔ دوپہر کا وقت ہے ہم سب کی آنکھیں نیند سے بوجھل ہیں۔ سلائی مشین اور چوڑیوں کی ملی جلی آوازیں لوری سنا رہی ہیں۔

امی سب کام نپٹانے کے بعد جب مشین پر بیٹھتی تھیں تو ہمیں اپنے سامنے چاندنی پر لٹا لیتی تھیں تاکہ گرمی کی دوپہر میں چلنے والی تیز لوئیں ہمارے چہروں کو نہ جھلسا سکیں اور ہم سب سلائی مشین اور چوڑیوں کے جل ترنگ کو سنتے سنتے خواب کی وادیوں میں پہنچ جاتے تھے۔ یہی دن تو ہوا کرتے تھے۔ اب بھی تو جون ہے۔ باہر گرم لوؤں کے تھپیڑے چہرے جھلسا رہے ہیں۔ چھوٹی بجیا دور پردیس میں ہے۔ باقی سب اپنے اپنے کام پر گئے ہوئے ہیں۔ منجھلی بھابھی دونوں بچوں کو لیے سو رہی ہیں۔ میری طبیعت آج کچھ ٹھیک نہیں۔ جانے کیوں بار بار ان بچھڑنے والوں کی یاد ستا رہی ہے۔ میں تن تنہا اس کمرے میں لیٹا ہوں۔ بھائی جان کے کانوں تک یہ سبھی آوازیں کیوں نہیں پہنچ رہیں۔ انھوں نے کچھ بھی نہ سننے کی قسم کھا رکھی ہو۔ اور سب کچھ سنتے ہوئے بھی ایسے بن رہے ہیں جیسے کچھ سنا ہی نہ ہو۔ یا ممکن ہے بڑی بھابی نے ان سے دیکھنے اور سننے اور محسوس کرنے کی سبھی قوتیں جیسے چھین لی ہوں۔ ورنہ وہ ایسے بے حس تو نہ تھے۔ میرے کانوں میں بدستور امی کی مشین اور چوڑیوں کی ملی جلی آوازیں آ رہی ہیں۔ کتنا سکون مل رہا ہے اس وقت مجھے۔ بڑی بھابی کے کمرے سے باہر پھینکی ہوئی مشین پر امی صاف نظر آ رہی ہیں۔ تیرہ برس ہوئے آج سے پہلے میں نے جاگتی آنکھوں سے انھیں اتنا قریب کبھی نہ دیکھا تھا۔ سلائی مشین کی آواز اور چوڑیوں کی کھنک لوریاں دے رہی ہے۔ غنودگی سی طاری ہو رہی ہے۔ میرے آس پاس اور کوئی نہیں ورنہ میں اسے بھی امی کے دیدار ضرور کراؤں۔ سبھی اپنے حال میں مست ہیں بھائی جان اور بڑی بھابی کی ہنسی بار بار اس طلسم کو توڑ رہی ہے وہ دونوں بھی تھوڑی دیر کے لیے ہی سہی خاموش کیوں نہیں ہو جاتے؟ تاکہ میں امی کو دیکھتے ہوئے اور ان کی لوریوں کو سنتے ہوئے آہستہ آہستہ نیند کی دنیا میں پہنچ جاؤں۔ سو جاؤں، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے، کبھی بیدار نہ ہونے کی خاطر۔

(جالندھر سے نشر)

پری محل

محمد یٰسین بیگ

جھیل
تنہائی کی بے رنگ سراسیمہ پیاس
سبز ٹیلوں پہ اُگے وقت کا ماحول
بھیانک یادیں
اور تاریخ کا بے نام کھنڈر
سنگ آلودگیٔ ذات کی افسردہ کرن
پھول کی طرح سے مرجھائی ہوئی
کہنہ روایات کا عکس
کروٹیں لیتے دریچوں پہ شفق کا ماتم
برف پہ ٹوٹتے قدموں کے نشاں
کارواں کوئی نہیں
قافلہ سالار کو آواز نہ دو
میرے ٹوٹے ہوئے ہاتھوں میں
کوئی ساز نہ دو
رات صدیوں سے مکیں
گنبد و در خام لبادوں کا سکوں اوڑھے ہوئے
ایک گمبھیر سکوت
الجھنیں ذہن کی پروردہ ہیں
اپنی تاریخ کی مٹی کو کریدوں کیسے
جن کی قبروں پہ جلاتا ہوں چراغ
کون تھے ؟
مذہب و ملت و احساس کی
بے انت صلیبیں گرداں
دُور تک وادیٔ لیلا میں سراسیمہ پیاس
محفلیں خالی ہیں
یہ پری محل
ایک آسیب زدہ کہنہ عمارت کا کھنڈر
دفن ہیں جس میں زمانوں کے سراغ
کتنے دیرینہ راز .....

(سرینگر سے)

(ڈل جھیل کے کنارے بنی ایک عمارت)

افسانہ

ویران شہر کا کتبہ

م ق خان

اونگھتے شہر کو اچانک چھینک آئی،
اور تار نفس ٹوٹ گئے۔
چٹکی بھر بھولی بھٹکی تازہ ہوا،
سینے کے پنجرے میں مقید ہوا باہر آنے کو پنکھ پھڑپھڑانے لگی۔

روشنی ہوتی ہے تو الجھن کے گدھ منڈلانے لگتے ہیں
روشنی نے کیسے کیسے حادثوں کو جنم دیا ہے۔ اندھیرے
کی چادر کم از کم پردہ پوشی تو کرتی ہے۔
لیکن تاریکی...... ؟
تاریکی در آتی ہے تو بھی عجیب سی گھٹن کا احساس ہوتا
ہے۔ تاریکی سے بھی نہ جانے کتنے ہی سانحوں کے کھرے پلٹے ہیں
روشنی ہوتی تو شاید ان کی یوں نہ بن آتی — !
تو ہونا کیا چاہیے ؟
عدم اور وجود سے پرے۔
اپنی عبوری صورت حال کہ نہ روشنی ہو نہ تاریکی — کیا
شناخت اور پہچان کی ساری طنابیں ٹوٹ جانی چاہیے ؟
میں آج پھر اسی جگہ کھڑا ہوں جہاں سے لوٹ بھی سکتا۔
نہ جانے کون سا شعوری یا غیر شعوری تجسس بار بار میری ننگی پیٹھ
پر کوڑے برسانے لگتا ہے بار بار اکساتا ہے۔ آبلہ پائی زبان دشت
پر خار میں قدم بڑھانے کو بے تاب رہتی ہے کہ دریافت کرے
ان نیم خوابیدہ کواڑوں کو مقفل کیوں نہیں کر لیتے...... ؟
اور پھر گہری سانس ڈوبتی ہے ابھرتی ہے۔ ماچس کی
تیلی فر فر کرتی تاریکی کی لاش سے گوشت نوچنے لگتی ہے۔
"دروازہ کھلا رہتا ہے۔ دروازہ کھلا نہ رکھوں تو..... ؟
انتظار میں وقت کا کوہ گراں کٹ جاتا ہے اور..... انتظار
کا تیشہ بھی نہ ہو تو........ ؟ پھر رہ کیا جاتا ہے..... ؟
دروازہ کھلا تو آنے والے بھی آتے ہی ہوں گے۔
اس نے کروٹ بدلتے ہوئے ایسے تھکے تھکے لہجے میں کہا
جیسے میت کو لحد میں اتار رہا ہو۔
"زندہ لوگ اب کہاں بچے ہیں ؟
"پھر انتظار کی قندیل کی لو کو مسل کیوں نہیں ڈالتے ؟"
انتظار کی لمبی، اننت سڑک کا دوسرا سرا ہمیشہ سے ہی
دھند کا قیدی رہا ہے۔ اب تو صرف اس دھند میں ہیولے نظر
آتے ہیں۔ اور شاید ایک زمانہ تھا لیکن آپ یہ داستان
پارینہ سن کر بھی کیا کریں گے ؟
ایک سوال نے سرگوشی کی تھی "کیا آپ یقین کریں گے ؟"
اور یہاں حال یہ تھا کہ یقین کے سپاہی کو بے یقینی کی صلیب
پر بہت پہلے ہی لٹکایا جا چکا تھا۔
پہلا وقت ہے نہ وہ لوگ،
اب رہ گئے ہیں محض سر بریدہ لوگ اور چلتے پھرتے
سائے اور سایوں سے کیا امید وابستہ کی جا سکتی ہے ؟
یاد ماضی کا عذاب نہ جانے کب تک تعاقب کرتا رہے گا
گا۔ اور لیجئے، قزاق ہوا کا ایک جھونکا حملہ آور ہوا، روشنی کا
قلعہ تاراج کرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔
تاریکی کے کھنڈر میں تشنہ کام آوارہ روحیں بھٹکنے لگیں۔
معاً میرے قدم زینے چڑھنے لگے۔ زینے تاریکی کے پنگوڑے
میں محو خواب تھے اور تنہائی انھیں لوری دے رہی تھی۔
قدموں کی چاپ جب سرحد پر گونجی چوکیاں چوکس ہو گئیں
مستعد فوجیوں کی طرح وہ صف آرا ہو کر نقل و حرکت کی منتظر
تھیں۔ کبھی وہ میرے قدموں کے آگے ہوتیں کبھی پیچھے۔
میں ان زینوں پر کب چڑھا ؟ پہلا وہ کون سا دن تھا ؟
یادوں کی الجھی ڈور کا ایک سرا گرفت تو دوسرے سرے یادداشت
کی دہلیز پر دستک دینے لگتے اور سب کچھ گڈمڈ ہو جاتا۔
پھر میں سوچنے لگتا۔ میں یہاں کب آیا۔
اپنی پیدائش سے پہلے ؟
یا اپنے باپ کی پیدائش سے پہلے ؟ ؟
یا اس سے بھی بہت پہلے...... ؟؟؟
یہ زینے اس قدر شناسا سے کیوں لگتے ہیں ؟
شاید میں صدیوں سے آ تا رہا ہوں ! اور ساری پابندیوں کے
باوجود آتا رہوں گا ! کرم خوردہ کاغذ پر لکھے الفاظ بے معنی رہے
ہیں۔
کون پہلا شخص تھا ؟
کون آخری ہوگا ؟ ؟
مجھے اس بات کا یقین ہے کہ
نہ میں پہلا ہوں نہ آخری۔ نہ میں آج پہلی بار آیا ہوں
اور نہ آخری بار۔ میں ان زینوں پر بار بار چڑھا ہوں ان
میرے قدموں کے سجدوں سے منور رہی ہیں۔ رہیں گی !
اور یہی بار بار کی تکرار نے روشنی اور تاریکی کو گڈمڈ
کر دیا ہے کہ میں پہلی بار.......
وہ مبارک گھڑی تھی کہ منحوس ساعت.....
اور اب ان قدموں کے ساتھ ہزاروں قدموں کی
چاپ ہے لیکن یہ محض آوازیں ہیں ؟
ان کے چہرے، ان کے خط و خال کا کوئی نقش لوح
ذہن پر مرتسم نہیں سب گڈمڈ ہو کر ایک ہو گئے ہیں
ان قدموں کی چاپ کی بازگشت صدیوں سے ان
زینوں نے اپنے سینے میں محفوظ کر لی
ہاں پہلے پہل جب آیا تھا گرمیوں کے دن
تھے۔ مہتابی پر دن رہے چھڑکاؤ ہوا ہوگا تب ہی تو شام تک
زمین سرد تھی۔ کوری کوری صراحیاں پانی بھر کے، کیوڑا ڈال کر
گھڑونچیوں پر رکھی تھیں ان پر بالو کے آبخورے ڈھکے تھے۔ برف
کا انتظام علیحدہ تھا۔ کاغذی ٹھلیوں میں سفید پانوں کی سات
سات گلوریاں سرخ صافی میں لپیٹ کر کیوڑے میں بسا کر رکھ
دی گئی تھیں۔ ڈبکنیوں پر تھوڑا تھوڑا کھانے کا خوشبودار تمباکو
رکھ دیا تھا ڈیڑھ نیچے حقوں کے نیچوں میں پانی۔
لیکن مجھے ایسا نہیں لگتا اس دن میں وہاں موجود تھا
پتہ نہیں لگتا کیوں ہے ؟
اور اس دن
نواڑ کے پلنگ ڈوالیوں سے کسے ہوئے تھے۔ فرش پر
ستھری چاندنی بچھی ہوئی تھی۔ بڑے بڑے نقشی پاندان، حسن
دان، خاص دان، اگالدان اپنے اپنے قرینوں سے رکھے تھے
دیواروں پر جلتی آئینے عمدہ عمدہ تصویریں، چھت میں چھت گیریاں
لگی ہوئی جس کے درمیان مختصر سا جھاڑ، ادھر ادھر عمدہ ہانڈیاں،
سر شام دو کنول روشن تھے
دو مہریاں، دو خدمتگار ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔
لیکن میں اس دن گیا تھا ؟
یہ تو نصابی نقشہ ہے یا کسی کتاب کا اقتباس !
آج وہ صحن ہے نہ وہ کمرہ.....
لیکن نہیں صحن بھی ہے اور کمرہ بھی ہے۔
اور صحن میں بے شمار کتبے تاریکی کی پیشانی پر لگے ہیں۔
دھنک رنگ ماحول کی جگہ پھنکارتی تاریکی ہے۔ تنہائی کے سینے
سے لگی ہوا سسکیاں لیتی ہے۔
اور اس نے فوراً دروازہ بند کرتے ہیں دریافت کیا
"روشنی گل کر دوں"
"نہیں مجھے اندھیرے سے عجیب سی گھٹن محسوس ہوتی ہے

(بقیہ ص ۲۹ پر)

افسانہ

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں

اعجاز شاہین

مسز انوپما سنہا بہت دیر سے پرنسپل کے آفس کے دروازے پر کھڑی تھی۔ ایک قدم وہ اندر جانے کو اٹھاتی پھر جھجک کر رک جاتی۔ وہ پرنسپل سے کئی بار چھٹی مانگ چکی تھی۔ اور آج اسکول کا سالانہ فنکشن تھا وہ میوزک ٹیچر تھی۔ انوپما کو یہ بات معلوم تھی کہ آج کسی حالت میں چھٹی نہیں مل سکتی ہے۔ اگرچہ چھ بج چکے تھے مگر فنکشن تو نو بجے تک ختم ہوگا عورت کی مجبوری نے اسے پرنسپل آفس کے دروازے پر لا کھڑا کر دیا تھا۔ وہ اپنی چار ماہ کی بچی کو تیز بخار میں مبتلا چھوڑ آئی تھی بچی کی محبت تو ایک الگ چیز تھی دراصل وہ اپنی ساس سے زیادہ خوفزدہ تھی۔ دس بجے رات میں پہنچنے پر وہ کیا کیا نہیں سنائے گی۔ انوپما کی ساس کبھی نہیں سمجھ سکی کہ عورت کو بھی نوکری کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

اسی سوچ میں دس منٹ اور گذر گئے آخر کسی کام سے خود پرنسپل صاحبہ اپنے چیمبر سے باہر نکلیں تو انوپما کو پسینہ میں تر بتر دروازے کی اوٹ میں کھڑا پایا۔ حیرانی سے پوچھا "کیا بات ہے مسز سنہا طبیعت تو ٹھیک ہے نا....." انوپما اپنی پریشانی کو چھپا نہ سکی بولی "میڈم میری بچی...." ابھی پرنسپل نے پوری بات سنی بھی نہیں تھی کہ بے حد گمبھیرتا سے بولیں "مسز سنہا آپ جب اسکول میں رہیے تو گھر کو بھول جائیے اور گھر جائیے تو اسکول کو۔"

میڈم میں سچ کہتی ہوں وہ بہت بیمار ہے...." انوپما نے ایک اور چانس لیا۔

وہ قریب آئیں اور سمجھایا "میں بھی عورت ہوں اور آپ کا درد محسوس کر رہی ہوں مگر اس وقت میرے سامنے کامیاب فنکشن کے سوا کچھ اور نہیں ہے..... پھر ان کی آنکھیں نمناک ہو گئیں بھرائی آواز سے کہا "میں اپنے شوہر کو گھر پر پیٹ کے درد میں تڑپتا چھوڑ آئی ہوں۔"

انھوں نے پردہ اٹھایا اور اندر چلی گئیں

انوپما حیران حیران نظروں سے دیکھتی ہوئی اپنی ڈیوٹی پر چلی گئی۔ بچی اور گھر کو تو وہ بھول ہی چکی تھی مگر پرنسپل کی نمناک آنکھوں کو نہ بھول سکی۔

گھر پہنچتے پہنچتے انوپما کو دس بج ہی گئے..... جب وہ گھر کی سیڑھی طے کر رہی تھی تو یکایک خیال آیا معلوم نہیں بچی کیسی ہے؟ اور پھر ساس کا موڈ کیسا ہے! وہ لرز لرز کر دعا مانگنے لگی بھگوان کرے سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہو.....

مگر وہاں تو سب کچھ بے ٹھیک ہی تھا..... انوپما نے جیسے ہی کمرے کے اندر قدم رکھا..... سب کی غصے سے بھری آنکھیں اٹھیں۔ انوپما نے جھٹ اپنی نظریں جھکا لیں کیونکہ وہ ان تیز چبھتی نظروں کی تاب نہ لا سکی۔ وہ بچی کو لینے ساس کے قریب گئی تو ساس نے کہا "بہو کو سیر سپاٹے سے ابھی فرصت ملی ہے.....اے جی میں کہوں ہوں..... جو عورت اپنے بچے کی نہیں وہ کس کی ہوگی؟ انوپما نے بچی کو لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو ونود نے ایسا ہاتھ جھٹکا کہ بانہہ تک ایک تیز لہر جا پہنچی، شوہر نے طعنہ دیا "تم روپیہ کی ہو..... نہ میری اور نہ میرے بچے کی....

انوپما نے آہستہ سے بے حد نرم لہجے میں اپنی صفائی پیش کی "آج ہی تو دیر ہوئی..... وہ بھی کسی خاص وجہ سے۔"

ساس غصہ سے بولیں "پر آج ہی یہ بچی بھگوان نہ کرے تم سے چھن جاتی تو..... واہ رے تیرا دل بہو اسکول میں ناچ گانا کروا رہی تھی اور یہاں بچی کی جان پر بنی تھی۔"

ونود نے بڑی تیکھی نظر ڈالی اور بولا "ہاں ایک کا دل ٹوٹا پر کتنوں کا دل جیت تو لیا..... عورت کو دو چار تعریف کرنے والے مل جائیں تو شوہر اور بچے یاد نہیں رہتے....."

انوپما نے چاہا کہ وہ شوہر کو جواب دے "یہ مرد کب جانے کہ عورت کو کیا یاد رہتا ہے اور کیا وہ بھولتی ہے....." مگر اس وقت کا جواب گویا آگ پر تیل چھڑکنے کے مترادف تھا اور انوپما شعلوں سے اپنا دامن بچانا خوب جانتی تھی چنانچہ خاموشی میں عافیت سمجھی۔ مگر ساس کی زبان تو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی اور درمیان میں شوہر کی سمع خراشی سے وہ اندر اندر کھول رہی تھی۔ دیور کے آ جانے سے ایک امید بندھی مگر وہاں دو رخی پالیسی اپنائی گئی کچھ ادھر بھی کچھ ادھر بھی سروس کرنے والی عورت تو آنگن میں اتری گوریا سے بھی زیادہ چوکنا رہتی ہے۔ چنانچہ انوپما نے بھی دیور کو براہ راست طرفداری نہ کرتے دیکھا تو اپنے حق میں بہتر یہی سمجھا ورنہ سارا نزلہ نوکری پر ہی اترتا.....

تھوڑی دیر بعد اس نے پھر بچی کو گود میں لینے کی کوشش کی۔ اس بار ساس نے بچی کو دے تو دیا مگر ایک تلخ جملے کے ساتھ "تم کو تو مفت کی لونڈی ہاتھ لگی ہے..... نہ چونا لگے نہ پھٹکری اور رنگ آئے چوکھا..... تم ہی چالاک ٹھہری بہو....."

انوپما نے دیکھا بچی کا بخار کم ہو گیا اور وہ سو رہی ہے۔

اس نے بچی کو بستر پر لٹا دیا اور شوہر کے لیے کھانے کا انتظام کرنے چلی گئی۔ جسم دن بھر کی دوڑ دھوپ کے بعد تھک کر چور ہو چکا تھا۔ بھوک سے وہ خود نڈھال ہو رہی تھی مگر اسے کون پوچھنے والا تھا۔ یہی کیا کم تھا کہ نند نے کھانا پکا دیا۔ ساس نے بیمار بچی کی دیکھ بھال کر دی اگر وہ اس سے زیادہ کی طلب گار تھی تو وہ اس کی بھول تھی۔ سارے گھر کے احسان کے بوجھ سے دب کر اسکی شخصیت گھٹ کر رہ گئی تھی۔ حسد سے اس نے دوسری گھریلو عورتوں کے بارے میں سوچا..... کیا ٹھاٹ ہیں گھریلو فنکشن میں دل کھول کر حصہ لیتی ہیں شوہر سے جھگڑا کر کے اپنا حق مانگتی ہیں اور پیر پسار کر آرام کرتی ہیں۔ یہاں تو دوسروں کی دلجوئی میں اپنا سب کچھ بھول جانا پڑتا ہے۔ وہ نہ گھر کی رہی نہ گھاٹ کی شوہر کو کھانا کھلاتے وقت اس کے دل میں یکایک خواہش پیدا ہوئی کہ کاش ونود بھی اس سے پوچھ لیتا کہ تم نے کھانا کھایا..... مگر جب اس نے خاموشی سے کھانا کھا لیا اور ریڈیو کھول کر سننے لگا تو وہ مایوس ہو کر بستر پر گر گئی ابھی نصف گھنٹہ بھی نہ گذرا تھا کہ بڑا لڑکا جو تین سال کا تھا اور ضدی تھا جاگ گیا۔ وہ کراہ کر اٹھ بیٹھی اور بچے کو بہلانے لگی ونود نے اپنا تکیہ اٹھایا اور بڑبڑاتا ہوا دوسرے کمرے میں چلا گیا "اف اس شور میں تو نیند ہی خراب ہو جائے گی صبح آفس بھی جانا ہے۔"

انوپما نیند اور تھکن سے نڈھال ہو چکی تھی۔ آخر بچے کو بہلا کر سلایا خود کھانا کھانے کے بعد سونے کو جانے لگی تو ونود نے پکارا "انوپما ایک گلاس پانی لے آؤ....."

وہ پانی لے کر ونود کے پاس چلی گئی۔

صبح ہوئی وہ تھک کر چور ہو چکی تھی۔ جلدی جلدی ناشتہ بنایا۔ ونود کو کھلا پلا کر رخصت کیا بچے کو ہاتھ منہ دھلا کر صاف ستھرا کیا۔ بکھرے کپڑوں کو اپنی جگہ پر رکھا تب ناشتہ کرنے بیٹھی۔ ناشتہ کرنے کے بعد اسکول یاد آیا۔ سارا سامان بکھرا پڑا تھا ابھی وہاں بھی کام باقی تھا۔ ساس سے اجازت لینے گئی تو وہ تانت کی طرح تن گئیں..... "بہو یہ روز روز کی غلامی مجھ سے نہ ہوگی تم اپنا انتظام کر لو....." انوپما کو بہت غصہ آیا..... وہ جانتی تھی کہ ونود کو پانچ سو روپیہ ملتا ہے۔ اس سے گھر کا خرچ نہیں چل سکتا ہے۔ نند کی شادی کے لیے روپیہ کی ضرورت الگ ہے۔ مگر گھر کے سارے لوگ اس سے خار کھائے بیٹھے ہیں دوسرے تو دوسرے ہی ہیں خود شوہر بھی ہر قسم کا طعنہ دینے سے باز نہیں آتا۔ وہ پریشانی میں کبھی ادھر جاتی ہے کبھی ادھر۔ بیمار بچی کو توجہ کی ضرورت تھی۔ بخار پھر بڑھ گیا تھا۔ گھبرا کر وہ رونے لگی۔ کبھی اس کا دل چاہتا کہ اس کشمکش سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ خودکشی کر لے..... کبھی یہ خیال آتا کہ کیوں نہ وہ ونود سے طلاق لے لے..... مگر دوسرے لمحے یہ سوچتی کہ اس سے نقصان کس کو ہوگا۔ انوپما پڑھی لکھی عورت تھی اور ہر پہلو پر کافی غور کرنے کے بعد فیصلہ کرتی تھی اس الجھن میں وہ آخری فیصلہ تک نہ پہنچ سکی۔ دوپہر کے وقت چپراسی پرنسپل کا سخت خط لے کر آیا..... ساس کا موڈ اچھا تھا اس نے جانے کی اجازت دے دی۔

شام کے وقت پھر ایک ہنگامہ کھڑا ہوگیا۔ ونود آفس سے معمول کے خلاف سیدھے گھر پہنچا اور آتے ہی انوپما سے چبھتا ہوا ایک سوال پوچھا" ورما صاحب تم کو کب سے جانتے ہیں جی.....؟"

انوپما نے چونک کر پوچھا" کون ورما؟"

"میری کمپنی کے برانچ منیجر..... آج کہہ رہے تھے تمہاری بیوی بہت اچھا گاتی ہے۔ اسے ایک دن گھر لے کر آؤ....."

انوپما نے بے رخی سے جواب دیا" جانتے ہونگے.... اسکول کی وجہ سے بہت سارے لوگ جان سکتے ہیں۔"

ونود بہت غصے میں تھا بولا" تم کو معلوم ہے ورما کیسا آدمی ہے؟"

انوپما نے بدستور بے رخی اختیار کی اور بولی" جیسا بھی ہو..... مگر میں اسے مجبور کیسے کر سکتی ہوں کہ مجھے نہ جانے.... رہا جانے کا سوال تو ان کو بلانے دیجئے یہاں جا کون رہا ہے پھر اس نے ایک سیدھی اور سچی بات اپنے شوہر سے کہی" یہ مردوں کی عجیب فطرت ہے کہ بیوی کی تعریف سنی تو مارے حسد کے شک میں پڑ گئے اور یہاں عورتیں اپنے شوہر کی تعریف پر غرور سے سر اٹھا لیتی ہیں۔"

انوپما کا اتنا کہنا تھا کہ ونود کو آگ لگ گئی۔ اس رات زوردار جنگ ہو گئی۔ انوپما بھی جواب دینے سے باز نہیں آئی۔ ایک تو وہ سارا دن پریشان رہی تھی کچھ اس کا بھی اثر تھا۔ کھانے کے وقت تک فضا صاف ہو گئی۔ ونود نے کھانا کھایا اور اپنی ذہنی عیاشی کے لیے ایک دوست کی بیوی سے گپ کرنے چلا گیا۔ مگر انوپما پر اس کا بے حد اثر تھا۔ وہ رات میں ٹھیک سے سو بھی نہیں سکی۔ زندگی میں اس ٹگ آف وار والی کیفیت سے وہ اوب چکی تھی۔ اس نے کئی ایک فیصلے کیے مگر مطمئن نہ ہوئی۔ صبح ہوتے ہوتے وہ آخری فیصلہ پر پہنچ چکی تھی۔ اس نے سوچا اپنے اس عمل سے وہ سب کا دل جیت لے گی۔

چنانچہ صبح صبح اس نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اپنا استعفٰی لکھا اور ونود کو دیتے ہوئے بولی" آفس جاتے وقت پرنسپل کو دیدیجئے گا۔"

ونود نے سمجھا چھٹی کی درخواست ہوگی مگر جب تفصیل سے پڑھا تو گھبرا کر انوپما کو دیکھا اور بولا" پاگل ہوئی ہو کیا....؟"

انوپما کا چھ سو روپیہ ماہانہ ونود کی آنکھوں میں لہرایا تھا۔

انوپما نے جواب میں کہا" پہلے تھی اب پاگل نہیں ہوں"

ونود نے کہا" اسی لیے عورت کو ناقص العقل کہا جاتا ہے" اور اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے انوپما کے استعفٰی کو پھاڑ دیا۔

انوپما نے حیران ہو کر شوہر کو دیکھا اور بے حد بے بسی کے عالم میں کاغذ کے پھٹے ہوئے ٹکڑے کو فضا میں منڈلاتے دیکھنے لگی۔

(پٹنہ سے نشر)

اعجاز شاہین پرنسپل ایوب اردو گرلس اسکول پٹنہ ۴

افسانہ

میری کہانی سنو

حسین الحق

میں وقار احمد ہوں رات کے اسرار میں گم..... ایک پاگل شخص!

رات! جو میرے وجود کے چاروں اطراف ہی نہیں بلکہ میرے وجود کے اندر اندر، بہت دور تک اترتی چلی گئی ہے یہ رات میرے ان دکھوں کی علامت ہے جنھیں محسوس تو کیا جا سکتا ہے لیکن دکھایا نہیں جا سکتا۔

میں اسی رات کا ایک حصہ ہوں اور یہ رات گذر نہیں رہی ہے بلکہ کچھوے کی رفتار سے بھی دھیمی رفتار میں رینگ رہی ہے..... نہیں..... شاید ٹھہر گئی ہے۔ دل کے آس پاس..... یا شاید اتر گئی ہے..... دل میں..... اندر ہی اندر، بہت دور تک!

اور بہت دور تک کوئی نہیں ہے..... شاید میں بھی نہیں..... شاید تم بھی نہیں!

میری بیوی بغل میں سوئی ہوئی ہے لیکن شاید وہ بھی نہیں!

ہونے کا کیا مطلب ہے سنبل؟

"صرف یہ" سنبل نے میرے گلے میں اپنی باہیں حمائل کر دیں اور میں نے تیزی سے خود کو اس کی گرفت سے چھڑا لیا ایسا لگا جیسے تم پلنگ کے اس حصے پر ابھی تک موجود ہو جہاں اس رات کچھ دیر کے لیے تم بیٹھ گئی تھیں

ہونے کا کیا مطلب ہے فرخندہ؟

ہونے کا کیا مطلب ہے کائنات؟

شاید یہی کہ کوئی نہ ہو..... شاید یہی کہ سب ہوں سنبل بغل میں سوئی ہوئی ہیں لیکن وہ نہیں ہیں اور ہمارے تمہارے درمیان آنسوؤں کا سمندر حائل ہے لیکن ہر وقت محسوس ہوتا ہے کہ تم ساتھ ساتھ چل رہی ہو..... ہنس رہی ہو..... مجھ سے جھگڑا کر رہی ہو..... مجھے پریشان کر رہی ہو۔"

وجود کے نت نئے رنگ مجھے بہت پریشان کرتے ہیں، انسانی ذات کے یہ کیسے اسرار ہیں فرخندہ بی بی جو موجود کو غایب غایب کو موجود بنا ڈالتے ہیں میں برسوں سے اس کا جواب تلاش کر رہا ہوں اور مجھے جواب نہیں ملتا اس وقت بھی نہیں ملا جب تمہیں اسکول جاتے دیکھ کر پہلی مرتبہ یہ تمنا جاگی کہ" کاش تم مجھے پناہ دے پاتیں".....

اور اس وقت بھی نہیں ملا جب تم موجود نہ ہونے کے باوجود موجود تھیں اور میں قاضی کے سامنے ایک دوسرے موجود کو جو بظاہر موجود نہیں تھا، اپنے وجود میں مستقلاً بس جانے کی اجازت دے رہا تھا اور آج بھی یہ سوال جواب ڈھونڈتا پھر رہا ہے جب سالہا سال گذر جانے کے بعد بھی وجود میں بسنے کی کوشش کرنے والا موجود وجود میرے لیے غیر وجود بنا ہوا ہے، اور وجود کے ارد گرد چکر کاٹ رہا ہے۔

تب ایسے میں کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ میں غائب ہو جاتا ہوں اور اپنے آپ کو پکارتا پھرتا ہوں۔

"بھائی وقار احمد تم کہاں ہو..... بھائی وقار احمد تم کہاں ہو؟"

اور بھائی وقار احمد کسی کونے کھدرے میں جلدی جلدی اپنی نم آنکھیں پونچھتے ہیں اور وہیں سے آواز لگاتے ہیں۔"

"آتا ہوں بھائی..... آتا ہوں بھائی!

تو سچ پوچھو تو اس بے چارے وقار احمد پر کبھی کبھی بڑا ترس آتا ہے کہ غریب نے اپنا سفر کیسے طمطراق سے شروع کیا تھا اور اب یہ عالم ہے کہ چار چھ چھٹانک کی ایک لڑکی اسے چکراتی پھرتی ہے اور عزیزم وقار احمد اس کی خاطر کرکٹ سیکھنے کے بارے میں سوچتے ہیں کبھی فلمی واقفیت بڑھانے کی غرض سے فلم فیر خریدنے بازار جاتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ فلم فیر تو کئی سال ہوئے بند ہو گیا اور اس کی جگہ کئی نئے فلمی رسالے نکل آئے۔

دراصل یہ فرد کے ذاتی زوال کی کہانی ہے اور ایسے زوال کی کہانی ہے جس کے نزول میں فرد کے ذاتی ارادے کو کوئی اہمیت نہیں، یہاں ہر عمل بے ارادہ اور بے معنی ہے اور سب کا نتیجہ مایوسی اور گھٹن!

تمہیں کیا بتاؤں؟ تمہارا تو ایک ہی جواب ہے۔ "پوچھتا کون ہے؟" لیکن اس لمحے میں تو تم موجود ہو کر بھی موجود نہیں ہو اور میرے بغل میں موجود ہے، یہ وجود تو یوں بھی آج تک میرے وجود میں موجود نہ پایا جا سکا، صرف وجود کے ارد گرد چکر کاٹتا رہتا ہے...... اور اس وقت تو وہ بھی خوابیدہ ہے!

باقی بچی میری قسمت (جس کا تقاضہ ہے کہ تم سے کچھ نہ کہہ پاؤں)

تو وہ عزیب تو ہمیشہ سے گہری نیند میں گم ہے۔

اس لیے ہاتھ پکڑ کر کوئی یہ کہنے والا نہیں ہے کہ "یہ مت لکھو"

اس لیے بگڑ کر کوئی یہ کہنے والا نہیں ہے کہ "یہ مت بولو"

پتہ نہیں تم سن رہی ہو یا نہیں لیکن اگر سن رہی ہو تو میری کہانی سنو! یہ ایک ایسے بچے کی کہانی ہے جس نے اپنا سفر "اقرا باسم ربک الذی" سے شروع کیا اور عمر عزیز کے ایک بڑے حصے تک تفسیر جلالین اور صحیح بخاری کی موٹی موٹی جلدیں ڈھوتا رہا اور چلتے چلتے مڑ گیا تو برنارڈ شا، شکسپیر اور ٹی این ایلیٹ نے ہاتھ پکڑ لیا...... پھر کچھ دنوں بعد سب کچھ گڈمڈ ہو گیا اور سارتر اور ابن عربی دونوں بہ یک وقت اسے دبوچنے کی کوشش کرتے رہے اور جب سب چھوڑ کر کنارے ہٹ گئے تو وہ خود چاروں خانے چت پڑا تھا اور ایک بہت قہقہہ لگانے والا اور بہت پیسہ خرچ کرنے والا شخص اس کے سینے پر اچھل اچھل کر رقص کر رہا تھا۔

تم نے شاید پہچان لیا ہوگا...... وہ تمہارا سویٹ ہارٹ تھا۔

میں بے چارا تو آج تک کسی کا سویٹ ہارٹ نہ بن سکا، شاید اپنا بھی نہیں کیونکہ اگر اپنا ہی سویٹ ہارٹ ہوتا تو کم از کم اپنے سے پیار کرتا اور اپنی خاطر تم کو چاہ کر اپنے پر ظلم نہ کرتا.... آخر میری بیوی غریب میں کیا برائی ہے.... لوگ تو کہتے ہیں کہ اتنا چاہنے والی بیوی قسمت ہی سے ملتی ہے، اور اس پر میری بیٹی اور بیٹیا...... بظاہر دیکھو تو میری کائنات مکمل ہے لیکن میرے دل کی کائنات میں یہ کس اتھل پتھل مچی رہتی ہے فرخندہ بی بی...... یہاں بڑے محلات اور مضبوط عمارتیں دھڑا دھڑ گر رہی ہیں۔ لوگ ان گرتی عمارتوں کے ملبے تلے پڑے چیخ رہے ہیں، کراہ رہے ہیں...... اور گرتی عمارتوں کے گرد و غبار میں کھڑا ایک شخص گاہے ہنستا ہے گاہے روتا ہے اور گاہے گرتی عمارتوں کے ملبے کی گرد اپنے جسم پر مل کر کھنڈر ہوتے محلات کے بیچوں بیچ دیوانہ وار رقص کرتا ہے

میں نے ایک بار بڑی مشکل سے اس کے قریب جا کر اسے پہچاننے کی کوشش کی۔

وہ وقار احمد تھا فرخندہ بی بی!

"کیوں بھائی یہاں کیوں کھڑے ہو؟ دور ہٹ جاؤ ورنہ کہیں کوئی دیوار تم پر گر پڑی تو؟

یہی تو بدقسمتی ہے بھائی" اس نے اپنی سسکیوں پر قابو پانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا "میں اسی انتظار میں مدتوں سے یہاں کھڑا ہوں کہ کوئی دیوار، کوئی چھت میرا بھی کام تمام کر دے مگر ساری عمارتیں میرے دائیں بائیں گرتی ہیں.... شاید مجھے زندہ رہنے کی سزا بخشی گئی ہے۔

"اور اس سزا کے بارے میں کیا خیال ہے؟" میں نے عمارتوں کی ان شہتیروں کی طرف اشارہ کیا جو اس کے سینے میں گھسی ہوئی تھیں

"ہہ ہہ ہہ ہا ہا ہا ہا" وہ وحشیانہ انداز میں ہنستا ہوا بولا "یہ بے اثر ہیں پیارے..... یہ بے اثر ہیں"

تو یہ بے اثر شہتیریں وقار احمد کے سینے میں گھسی ہوئی تھیں اور وہ ان شہتیروں کو سینے کی زینت بنائے ہنستا رہتا ہے.... مگر ہنستے ہنستے اچانک تمہارا سویٹ ہارٹ.... تمہارا بہت قہقہہ لگانے والا سویٹ ہارٹ.... قہقہہ لگانے لگتا ہے اور تب سارے میں اچانک سناٹا چھا جاتا ہے.... وقار احمد بھی خاموش ہو جاتا ہے..... مجھے بھی چپکی لگ جاتی ہے..... اور دل کی کائنات ویران ہوتی رہتی ہے۔

ویرانیوں کا یہ سلسلہ بہت طویل ہے بی بی..... یہ دل ہمیشہ سے ویران رہا، پہلے جو عمارتیں اور محلات تعمیر ہوئے تھے ان میں بھی رہنے والا کوئی نہ تھا... اور جب سارے میں رات اور رات کے اسرار پھیلے ہوئے ہیں..... میں اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مارتا رہتا ہوں..... اور تم اپنے سویٹ ہارٹ کے راستے میں چراغ جلائے بیٹھی ہو..... اور تمہارا سویٹ ہارٹ....."

خیر جانے دو! اس کے بارے میں کیا کہوں.... کچھ کہوں گا تو تم اور خفا ہو جاؤ گی۔

لیکن غور کرو تو تم کو بھی احساس ہوگا کہ ایک سلسلہ دراز ہے..... یا تو چاہنے کا..... یا دھوکا دینے کا.....

تمہارا سویٹ ہارٹ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ دھوکا کر رہا ہے..... میں اپنے بیوی بچوں کو بلف دے رہا ہوں....

تم اپنے سویٹ ہارٹ کے راستے میں چراغ جلائے بیٹھی ہو.... اور میں تمہارے راستے میں قدم آگے بڑھا چکا ہوں..... اور چاروں طرف گھٹا ٹوپ اندھیرا ہے۔

پھر اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں تمہاری طرف آگے بڑھنے کا مرحلہ کیسے طے ہوگا؟

میرے وجود میں چھپا وقار احمد مجھ سے سوال کرتا ہے
اور میں چپ ہوں کہ میرے سوالوں کا جواب میری تقدیر نہیں
میری تقدیر صرف رات ہے
اور میں رات کے اسرار میں گم ہوں۔
صرف اس امید پر کہ شاید کبھی کوئی جگنو جگمگا کر رستہ دکھا دے۔

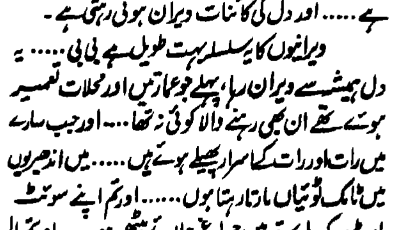
سنو فرخندہ بی بی! تمہارا سویٹ ہارٹ اور میں دونوں دھوکے باز ہیں!

تو کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ دو دھوکہ بازوں میں جو کم دھوکہ باز ہو......"

نہیں نہیں بی بی..... صرف میں دھوکہ باز ہوں..
صرف میں کمینہ ہوں۔
مجھے ان اندھیروں میں بھٹکنے دو۔
ان اندھیروں میں بھٹک بھٹک کر مر جانے دو۔
میری کہانی مت سنو
میری کوئی بات مت سنو
ٹرانزسٹر بند کر دو ——

(پٹنہ سے نشر)

حسین الحق
"آذاری ہاؤس" شاہ ہارون۔ سہسرام



اندھیری قبروں میں رہتے رہتے اندھیرے سے خوف سا ہونے لگا ہے"
اندھیرے غار میں اترنے کے پہلے آنکھیں بند کرنی پڑتی ہیں۔ روشنی خوف اور انتشار کو جنم دیتی ہے"

اس نے ٹھیک ہی کہا تھا۔ کاش ہم اندھوں کے دیس باسی ہوتے! یہ آنکھیں ہی بیماریاں ہیں۔ روشنی لاعلاج مرض آنکھیں غم کی فصل بوتی ہیں۔ آنسو کی فصل کاٹتی ہیں۔

اس نے روشنی گل کر دی تھی اور اب نہ گھٹن کا احساس تھا نہ خوف کا۔ اندھیرا شہر پناہ کی طرح ہمارا محافظ تھا۔

اس دن کی بات اور تھی لیکن آج کی تاریکی؟
یہ کس کی شبیہ اپنے کندھوں پر اٹھائے کھڑی ہے

یہ لاش کس کی ہے؟
شہر ویران کی.....؟
جس کی پیشانی پر وہ کتبہ نصب ہے
یا دل ویران کی ؟ اس خانہ خراب، ویران ویران جگہ کی؟؟ تاریکی کا تابوت منہ کھولے منتظر ہے۔

اور لوگ ہیں کہ جوق در جوق اس تابوت میں اترتے جا رہے ہیں۔ لیکن اب یہاں ان تابوتوں کے لیے کوئی لحد خالی نہیں ہے۔

شہر ویران ہو چکا ہے۔ قبریں منہدم ہو چکی ہیں
ان کی شناخت کے لیے
وہ کتبہ سر اونچا کیے کھڑا ہے۔

(پٹنہ سے نشر)

م۔ ق۔ خان
معروف گنج۔ گیا

افسانہ

ارمانوں کی سیج

میمونہ نسرین

اور شام کا طلسم ٹوٹ گیا۔ ماحول کی رقاصہ کے قدم اچانک رک گئے، گنگناتی فضائیں خاموش ہو گئیں اور میں خاموش منزل سے نکل آئی۔ سب کچھ تو وہی تھا۔ وہی لوگوں کا ہجوم لیکن ان میں کوئی دلکشی باقی نہ تھی۔ میری حد نظر تک دھندلکے تھے جس میں میری نظریں گم ہو گئیں۔ تمہاری آواز میرا پیچھا کرتی وہی شبنم میری کالج کی سہیلی تھی۔ ہم دونوں میں بے حد بے تکلفی تھی۔ اور وہ مجھ سے ہر بات کہتی اور بے حد محبت کرتی تھی۔

اچانک گھر میں کسی کی ڈانٹ سنائی دی یہ آواز شبنم کی تھی۔ تمہیں ڈانٹ ڈپٹ کر سمجھایا گیا لیکن تم نہ جانتی تھیں کہ انجمی محبت شادی میں تبدیل ہو کر بڑے بھیانک نتائج دکھاتی ہے۔ پھر میں نے کچھ بھی نہ سنا اب رہ بھی کیا گیا سننے کو آج معلوم ہوا کہ الفاظ کے منہ پر دل کے آبگینے کو کس طرح توڑ دیتے ہیں۔ میرے تھکے تھکے قدم گھر کے دروازے پر رک گئے، ہر طرف سناٹا تھا میں دبے قدموں سے دالان میں ہوتے ہوئے شبنم کے کمرے میں پہونچی وہ مجھے اس طرح دیکھ رہی تھی جس طرح سے ایک چابی سے چلنے والے کھلونے کو کسی بچے کے ہاتھ سے کھینچ لیا لیا جائے۔ وہ اداس تھی۔ اور اس کی اداسی کا سبب اس سے پوچھے تو مجھے بغیر واپس لوٹ آئی۔

شبنم میرے ساتھ ہی کالج میں پڑھ رہی تھی اور شہباز بھی اسی کلاس کا طالب علم تھا۔ وہ ایک شریف اور خوبصورت نوجوان ہونے کے باوجود معاشی اعتبار سے مجبور تھا۔ لیکن ہر لیکچر کا وہ منظور نظر تھا۔ شبنم جو ایک رئیس خاندان سے تعلق رکھتی کالج کار میں آیا کرتی تھی۔ کالج کی چھٹیوں کا زمانہ تھا اور کالج میں شبنم اور شہباز کی محبت پروان چڑھی تھی۔ رفتہ رفتہ وہ ایک دوسرے کے قریب ہوتے گئے اور نہ جانے کتنے عہد و پیمان ہوئے۔

وقت کو بدلتے دیر نہیں لگتی اور نہ ہی وقت پرانی باتوں کو دہراتا ہے۔ شہباز ہمیشہ گم صم رہا کرتا اور شبنم کے تعلق سے خیالی گھوڑے دوڑائے رہتا لیکن وہ ناکام ہی واپس آتے۔ اچانک شہباز کے کانوں سے یہ بات ٹکرائی۔

"تمہاری دنیا میں دکھ درد اور اندھیرے کے سوا کچھ بھی نہیں"

ہاں شبنم میری دنیا میں دکھ ہے، درد ہے، تاریکیاں ہیں اور مشکلیں بھی۔ تمہاری دنیا جیسی ممکن رنگینیاں و رعنائیاں کہاں سے لاؤں۔ میری زندگی تو ادھوری ہے۔ زندگی کے تقاضے ہر ہر گھڑی دروازے پر دستک دیا کرتے ہیں اس وجہ سے میرا حال تاریک ہے اور شاید مستقبل بھی لیکن تمہیں تو یہ سب معلوم تھا میں نے اپنے حالات کی پردہ داری تو نہیں کی تھی پھر تم میرے پاس کیوں آگئی تھیں۔ بالکل قریب رگ جاں کے قریب۔ بتاؤ شبنم میرے خوابوں کے جھروکوں کو کیوں سجایا دل کی خاموش وادیوں کو محبت کے راگ گانے کے لئے کیوں مجبور کیا۔ تم جو میری آرزو تھیں۔ تم نے میرے دل میں پیار کی جوت جگائی تھی تم نے مجھے اپنا پیار دے کر سارا جیون دے دیا تھا اور پھر کیا ملا تمہیں زندگی کے ساتھ اتنا بڑا مذاق کرکے کیا تمہیں معلوم نہ تھا کہ جب خوابوں کے فانوس ٹوٹتے ہیں تو دل پر کیا گزرتی ہے۔ اس سے پہلے تو مجھے کوئی خاص غم نہ تھا اپنی ذمہ داریوں کا بار محسوس ہوا اور نہ کم مائیگی کا احساس محسوس ہوا کبھی ماں کی پیار بھری ڈانٹ ملی۔ کتنا اس ممتا اس جیون میں ماں کی ممتا کی چاندنی تھی اور بھائی بہنوں کے پیار کی مہک مستقبل کے حسین خواب تھے اور میں۔ پھر وہ شام آئی، وہ شام جب اچانک تم سے ملاقات ہوئی اور میں چونک پڑی ایسا محسوس ہوا جیسے میں تمہیں برسوں سے جانتا تھا۔ وہی چہرہ، وہی زلفیں، وہی خوشبو جن میں میرے خوابوں کی دنیا آباد تھی۔ نہ جانے میں نے تمہیں کن نظروں سے دیکھا کہ تم آہستہ آہستہ میرے قریب آگئیں اور دلوں کی دھڑکنیں ہم آہنگ ہو گئیں میں اپنا پیریڈ ختم کرکے باہر نکل ہی رہا تھا کہ تمہاری نظر مجھ پر پڑی، تم نے میری طرف بڑے شوق اور پیار سے مسکراہٹ کے ساتھ دیکھا اور اچانک مڑ گئیں۔ اس دن میں نے محسوس کیا کہ محبت میں امیری غریبی کا کیا رشتہ ہے۔ کیا غریب انسان نہیں ہوتے ہیں۔ پھر تم میری جانب آئیں اور بڑبڑانے لگیں اس دن محسوس ہوا کہ تم ایک اعلیٰ خاندان کی لڑکی ہو اور خاندانی رئیس بھی ہو۔ تب ہی مجھے ایک جھٹکا سا لگا کہ خیال آیا کہ ہم دونوں کی منزلیں الگ الگ ہیں چلتے چلتے کسی موڑ پر الگ ہو جائیں گے۔ ٹرین میں بہت سے ساتھی ملتے ہیں لیکن اپنی اپنی منزلوں پر سب بچھڑ جاتے ہیں اور سوچتا ہوں کاش ہم اس وقت اجنبی ہو گئے ہوتے لیکن تم میرے ساتھ چلتی رہیں۔

شبنم غصے سے بھری آواز میں کہنے لگی یہ دولت امیری غریبی کی بات کیا۔ لئے بیٹھے ہو۔ ایک لڑکی کو پیار امرت کے سوا کیا چاہئے۔ ویسے میں تمہیں پسند نہیں تو اور بات ہے جانے دو جب تم اداس سی ہو گئیں اور یہ جانے کیا خیال کیا ہوگا۔

شبنم کالج کی لڑکیوں میں واقعی خوب صورت تھی، اور خوبصورتی کے ساتھ ساتھ خدا نے کافی دولت بھی دے رکھی تھی اس کی آنکھیں سمندر جیسی گہری اور بلا کی خوبصورت تھی۔ شانوں پر گھنگھر والے بال کس قدر خوب صورت معلوم ہوتے تھے اور وہ باتیں بھی بہت دلچسپ کیا کرتی تھی۔ ان ہی باتوں بار بار کی ملاقاتوں نے اس کو چاہ چاہ کر شہباز کی محبت میں بدل دیا تھا۔

کئی دنوں کے بعد میں نے شبنم کے گھر کا رخ کیا وہ اس دن بھی اداس سی نظر آئی لیکن میرے جاتے ہی وہ پہلے جیسی باتیں کرنے لگی۔ وہی مذاق وہی شوخیاں، شبنم کے سامنے ہم شہباز کا خیال گھومنے لگا وہ پیش میں تھی کہ یہ منزل کس موڑ پر کھڑی ہے اور اسے کس جانب جانا ہے۔ زندگی دوراہے پر کھڑی تھی۔ ایک طرف شہباز کی محبت اسے پکار رہی تھی اور ادھر ماں باپ کی نصیحت رکاوٹ بنی ہوئی تھی ان دنوں شہباز کالج پابندی سے بھی نہ آرہا تھا۔ ایک دن کالج میں شبنم کی ملاقات شہباز سے ہوئی، شبنم نے کہا۔ شہباز آج کل یونیورسٹی سے خفا ہو گیا۔

شہباز نے درد بھری آواز میں کہنا شروع کیا شبنم میں نے تمہیں دل کی گہرائیوں سے چاہا ہے پرستش کی ہے پوجا کی ہے اور تمہاری یاد میں میں نے کتنے سجدے کئے ہیں معلوم نہیں میں نے یہ سجدے کیوں کئے تم ایک پتھر نکلیں میری وفا نے کوئی اثر نہیں کیا مجھے اپنی محبت کا کچھ صلہ نہ

ہاں شہباز میں نے ممی کو بہت سمجھایا ہم دونوں کے درمیان بہت فاصلہ ہے، بہت دوری، تمہاری دنیا دکھ درد اور اندھیرے کے سوا کچھ بھی نہیں میں دنیا دیکھ ہے نا اس لئے ان کے فیصلے بہر حال مجھ سے بہتر ہی ہوں گے شہباز مجھے بھول جانے کی کوشش کرو۔

ہاں شبنم تمہاری محبت کو تمہارے ہی لئے غم داستان بنانا نہیں چاہتا تو کیا محبت کرنے والے کو اس پر اتنا قابو نہیں رہتا کہ اپنی خواہش کا جواب دے سکے اچانک ہوا کا ایک خشک جھونکا آیا۔ بارش اور طوفان شروع ہو گیا۔

آج شہباز کی محبت دم توڑ رہی تھی۔ شبنم نے شہباز کی اس معصوم زندگی کا گلا گھونٹ دیا۔ ہاں آج حنا منزل لائٹوں سے خوب سجی تھی۔ آج شبنم کی شادی ہو رہی تھی اپنے ماں کی نصیحتوں اپنے مستقبل کے سنہرے خوابوں ڈولی میں سوار تھی اور ایک طرف شہباز آرزوؤں ٹوٹے میں نہ جانے کہاں دور بہت دور نکل گیا۔

(حیدر آباد سے نشر)

اردو سروس

پہلی مجلس

میڈیم ویو: ۳۷۶ء۱۴ میٹر (۸۰۲ کلو ہرٹز)　میڈیم ویو: ۲۸۰ء۱۴ میٹر (۱۰۷۱ کلو ہرٹز)

شارٹ ویو: ۴۸ء۷۰ میٹر (۶۱۲۰ کلو ہرٹز)

دوسری مجلس

میڈیم ویو: ۳۷۶ء۱۴ میٹر (۸۰۲ کلو ہرٹز)　میڈیم ویو: ۲۸۰ء۱۴ میٹر (۱۰۷۱ کلو ہرٹز)

شارٹ ویو: ۳۱ء۰۱ میٹر (۹۶۷۵ کلو ہرٹز)

تیسری مجلس

میڈیم ویو: ۳۷۶ء۳ میٹر ۸۰۲ کلو ہرٹز　شارٹ ویو: ۹۱ء۰۵ میٹر ۳۲۹۵ کلو ہرٹز

مقررہ پروگراموں کے لیے "آواز" یکم ستمبر کا شمارہ دیکھیے

بدھ ۱۶ ستمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت، قوالیاں اور شبد

۶-۳۰ شہر صبا
ششی لتا ورک : نیر آتی کا کلام
مہندر سنگھ : راج بلدیو راج اور
اختر رضوی کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز
نظام الدین : طبلے پر دیپ تال

۹-۳۲ منور علی خاں :
خیال کومل رکھب اساوری

دوپہر

۲-۰۰ فلمی دنیا
(۱) علاقائی فلمیں، تقریر
(۲) فلمی ڈائری
(۳) نئے چہرے نکا رگورو، تقریر

رات

۸-۴۵ پس منظر

۹-۰۰ حسن غزل
ششی لتا ورک : ذوق، مصحفی
اور فانی بدایونی کا کلام

۹-۳۰ کھیل کے میدان سے

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
نظام الدین : طبلے پر تین تال
منور علی خاں : خیال درباری

جمعرات ۱۷ ستمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی : قوالیاں

۶-۳۰ شہر صبا
ستیش بھوٹانی : صبا افغانی کا کلام
رانی گرولا : وامق جونپوری کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز
پارتھا داس : ستار وادن

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
مانک ورما : خیال امیر بھیرو

دوپہر

۲-۰۷ دھوپ چھاؤں

رات

۱۱-۰۵ پارتھا داس : ستار وادن
مانک ورما : خیال شدھ کلیان

جمعہ ۱۸ ستمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
تلاوت کلام پاک مع ترجمہ
نعتیہ کلام

۶-۳۰ حرف غزل

۷-۲۵ گاندھی جی نے کہا تھا

۷-۳۰ نوائے ساز
رادھیکا موہن موئترا
سرود پر راگ کھٹ توڑی

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
محمد حسین سرآہنگ : خیال گن کلی

دوپہر

۲-۰۷ پریتی چاولہ : ملتانی کافیاں

رات

۸-۰۰ پاکستانی ادب
'مذہبی شعور' تقریر از ابن فرید

۹-۰۰ حسن غزل
احمد حسین : اعجاز وارثی اور
غلام ربانی تاباں کا کلام

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
رادھیکا موہن موئترا : سرود پر راگ چھایا
محمد حسین سرآہنگ : خیال باگیشری

ہفتہ ۱۹ ستمبر

صبح

۶-۳۰ شہر صبا
جمیل احمد : غزلیں
سینا کوہلی : مجاز اور ظفر کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز
ستیش پرکاش قمر : شہنائی پر راگ بیراگی

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
لکشمی شنکر : خیال اور ترانہ بیراگی

رات

۸-۴۵ ریڈیو نیوز ریل

۹-۰۰ حسن غزل
جمیل احمد : غزلیں

۹-۳۰ نئی نسل نئی روشنی
اسپورٹس میگزین

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
لکشمی شنکر : خیال چندر کونس
ستیش پرکاش قمر : شہنائی پر راگ رگیشوری

اتوار ۲۰ ستمبر

صبح

۶-۳۰ شہر صبا
راجندر مہتہ : داغ اور جگر کا کلام
شانتی ماتھر : خمار بارہ بنکوی اور
ایم ایل طہوترہ کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز
گھاسی رام نرمل : جلترنگ وادن

۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
گُرجا دیوی : ٹھمری بھیروی اور دادرا

دوپہر

۲-۳۰ 'کہکشاں' تحریر و پیشکش : سرفراز احمد

رات

۸-۴۵ اقتصادی جائزہ : اطہر رضا بلگرامی

۹-۰۰ حسن غزل - راجندر مہتہ
صبا افغانی اور شمیم جے پوری کا کلام

۹-۳۰ 'ادبی نشست' ادبی رسائل کا جائزہ

پیر ۲۱ ستمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی : نعت، قوالی اور شبد

۶-۳۰ شہر صبا
الوک گنگولی : فراق اور وجد کا کلام
بیلا ساویر : مجاز اور قیصر قلندر کا کلام

۷-۳۲ نوائے ساز
علاؤ الدین : اسراج پر راگ بیراگی

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
لطافت حسین خاں : خیال الہیہ بلاول

رات

۸-۴۵ کلام شاعر : پریم کمار نظر

۹-۰۰ حسن غزل
آلوک گنگولی : دل لکھنوی اور
فیض کا کلام

۹-۳۰ شکریہ کے ساتھ

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
علاؤ الدین : اسراج پر راگ مارو بہاگ
لطافت حسین خاں : خیال شاہانہ

منگل ۲۲ ستمبر

صبح

۶-۳۰ شہر صبا
بشیر احمد : تاباں اور ظفر کا کلام
چاند رائے : مجروح سلطانپوری اور
۵ جگر مرادآبادی کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز
پنا لال چورسیہ : ونشی پر راگ بیراگی بھیرو

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
گنگو بائی ہنگل : خیال میاں کی توڑی

دوپہر

۲-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
(۱) حرف آغاز : عبدالرشید
(۲) 'شریف آدمی' ڈرامہ از ادریس احمد خاں

رات

۸-۴۵ جمہوری نقطہ نظر : 'ذہنوں کی تہذیب'
تقریر از مونس رضا

۹-۰۰ حسن غزل
بشیر احمد : اختر شیرانی اور مومن کا کلام

۹-۳۰ ذرا عمر رفتہ کو آواز دینا
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
ینالال چوبے ، وائلن پر راگ دیس
گنگو بائی ہنگل ، خیال غارہ

بدھ ۲۳ ستمبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی ، نعت رسول
تقی طلار اور ساتھی ، قوالی
بھجن
۶-۳۰ شہر صبا
اقبال قریشی ، داغ اور میر کا کلام
۷-۳۰ نوائے ساز ، استاد احمد جان تھرکوا
طبلہ پر آڑا چوتالہ
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
استاد نزاکت علی خاں ، خیال گجری توڑی

دوپہر
۳-۰۰ صدائے رفتہ

رات
۸-۴۵ شہنامہ ، سری نگر ،
تقریر از غلام نبی خیال
۹-۰۰ حسن غزل ، اقبال قریشی
زبیر رضوی اور شاذ تمکنت کا کلام
۹-۳۰ سائنس میگزین
ایڈیٹر ، حسین فاروقی
۱۱-۰۰ بزم موسیقی
استاد احمد جان تھرکوا ، طبلہ پر تین تال
نزاکت علی خاں ، خیال لگن کونس

جمعرات ۲۴ ستمبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی ، قوالیاں
۶-۳۰ شہر صبا
سریندر کمار ، عزیز وارثی اور
رام کرشن مضطر کا کلام
کاجل بنرجی ، مجاز اور غالب کا کلام
۷-۳۰ نوائے ساز
سروجیت کور ، ستار پر راگ دیوگندھار
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
جگدیش پرشاد ، خیال بہار

رات
۹-۰۰ ڈرامہ
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
سروجیت کور ، ستار پر راگ بہار
جگدیش پرشاد ، خیال واچسپتی

جمعہ ۲۵ ستمبر

صبح
۶-۳۰ حرف غزل
۷-۳۰ نوائے ساز
یعقوب علی خاں ، سرود پر نٹ بھیرو
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
روما رانی بھٹاچاریہ ، خیال

دوپہر
۲-۰۷ سدھیشوری دیوی ، دادرا
کمل سنگھ ، ٹھمری پیلو

رات
۸-۰۰ پاکستانی ادب
'مشترکہ تہذیبی اقدار' تقریر از قاضی عبدالستار
۹-۰۰ مہندر پال ، فراق اور مخدوم کا کلام
۹-۱۵ تازہ افسانہ ، سریندر پرکاش
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
یعقوب علی خاں ، سرود پر چندرکونس
روما رانی بھٹاچاریہ ، خیال

ہفتہ ۲۶ ستمبر

صبح
۶-۳۰ شہر صبا
امینہ برنی ، غزلیں
وینا ناتھ ، جاں نثار اختر اور
ترلوک چند کوثر کا کلام
۷-۳۰ نوائے ساز
ولایت حسین ، شہنائی پر راگ بھیرو
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
استاد نثار حسین خاں ، خیال للت

رات
۸-۴۵ ریڈیو نیوز ریل
۹-۰۰ امینہ برنی ، غزلیں
۹-۳۰ نئی نسل نئی روشنی - مشاعرہ
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
ولایت حسین ، شہنائی پر راگ کلاوتی
استاد نثار حسین خاں ، خیال مالکونس

اتوار ۲۷ ستمبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی ، قوالیاں
۶-۳۰ شہر صبا
نیلم ساہنی ، غزلیں
راحت علی ، حسرت موہانی اور
فراق گورکھپوری کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز
منیر خاں سرحدی ، سارنگی پر دھن
۹-۰۵ آؤ بچو
۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
منیر خاتون بیگم ، ٹھمری بھیروی
راجیش کماری بتو ، دادرہ بھیروی

دوپہر
۲-۳۰ محفل
۳-۰۰ قوالیاں

رات
۸-۴۵ دلی ڈائری
۹-۰۵ حسن غزل
نیلم ساہنی ، غزلیں
۹-۱۵ گجربن کارے
نرملا دیوی اور مادھوری مٹو
ٹھمری پہاڑی
۹-۳۰ اردو سروس ڈائجسٹ
۱۱-۰۵ بزم موسیقی

پیر ۲۸ ستمبر

صبح
۶-۳۰ شہر صبا
نینا مہتہ ، بہادر شاہ ظفر اور
فانی بدایونی کا کلام
ہریش بھاردواج ، مجروح سلطانپوری
اور جاں نثار اختر کا کلام
۷-۳۰ نوائے ساز
چت دیو برمن ، اسراج پر بیہاگ
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
کانکا بنرجی ، خیال اور ترانہ بہار

رات
۸-۴۵ کلام شاعر
۹-۰۰ حسن غزل
ہریش بھاردواج ، فنا نظامی کانپوری
اور ساحر بھوپالی کا کلام
۹-۳۰ فنون لطیفہ
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
کانکا بنرجی
خیال مالکونس
چت دیو برمن ،
اسراج پر راگ درباری
۱۲-۰۵ ہلکی کلاسیکی موسیقی
مہندر سنگھ ، ٹھمری تلنگ
سندھیا مکرجی
ٹھمری کھماج

منگل ۲۹ ستمبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
پربھا بھارتی ، نعتیہ قوالی
۶-۳۰ شہر صبا
نسیم بانو ، سودا اور درد کا کلام
ولایت حسین ساگر ، خمار بارہ بنکوی
اور شمیم جے پوری کا کلام
۷-۳۰ نوائے ساز
این راجم ، وائلن پر میاں کی توڑی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
نیاز احمد خاں ، فیاض احمد خاں
خیال للت

دوپہر
۳-۰۰ 'کالج کی ایک شام' ذاکر حسین کالج کے
طلبا کا پیش کردہ رنگارنگ پروگرام

رات
۸-۰۰ جمہوری نقطہ نظر 'انسانی اقدار'
تقریر از خواجہ احمد فاروقی
۹-۰۰ نسیم بانو ، میر اور فیض کا کلام
۱۱-۰۵ این راجم ، وائلن پر راگ درباری
نیاز احمد خاں ، فیاض احمد خاں
خیال اور ترانہ راگ راجشری

بدھ ۳۰ ستمبر

صبح
۶-۳۰ شہر صبا ، اوشا شنڈن ، بسمل الہ آبادی ،
شمیم فاروقی ، جگر مرادآبادی کا کلام
۷-۳۰ نوائے ساز
جیری میس ، طبلے پر روپک تال
۹-۳۲ ایل کے پنڈت ، خیال

دوپہر
۳-۰۰ رنگارنگ

رات
۸-۴۵ پس منظر ، احمد معظم
۹-۰۰ حسن غزل
اوشا شنڈن
فیروز نظامی اور راز الہ آبادی کا کلام
۹-۳۰ نئی فلموں سے
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
استاد اللہ رکھا خاں ، طبلے پر
سول فاختہ تال اور مت تال
ایل کے پنڈت
خیال

دہلی

شارٹ ویو

۳۶۶.۳ میٹر ۸۱۹ کلوہرٹز
۲۹۴.۹ میٹر ۱۰۱۷ کلوہرٹز
۲۱۹.۳ میٹر ۱۳۶۸ کلوہرٹز
۲۴۶.۹ میٹر ۱۲۱۵ کلوہرٹز

صبح ۰۰-۸ تک ۸۹۱۵ میٹر ۳۳.۶۵ کلوہرٹز
صبح ۱۵-۸ کے بعد ۴۲.۱۹ میٹر ۷۱۱۰ کلوہرٹز
دوپہر ۱۵-۱ ۴۱ میٹر ۷۲۳۰ کلوہرٹز
شام ۴۵-۵ تک ۴۲.۱۹ میٹر ۷۱۱۰ کلوہرٹز
شام ۰۰-۶ سے رات تک ۸۹۱۵ میٹر ۳۳.۶۵ کلوہرٹز

خبریں

عالمی خبریں: ہندی: صبح ۰۰-۶ تا ½۲-۶ انگریزی: صبح ½۲-۶ تا ۵-۶
ہندی میں خبریں: ۰۰-۸، ۰۰-۱۱، ۵-۱۰، ۲-۰۰، ۵ (صوبائی خبریں) ۵-۰۶،
۵۰-۷ (علاقائی خبریں) ۴۵-۸، ۵-۰۰-۱۱ (عالمی خبریں)
انگریزی میں خبریں: دوپہر ۰۰-۱۲ سنسکرت میں خبریں: صبح ۰۰-۷، شام ۱۰-۶
اردو میں خبریں: صبح ۵۰-۸، دوپہر ۵۰-۱ اور رات ۱۵-۹ (خبریں اور تبصرہ)
پنجابی میں خبریں: دوپہر ۴۰-۱
ہندی میں خبریں: ۴۵-۲ (دھیمی رفتار سے)
انگریزی میں خبریں: صبح ۱۰-۸، ۰۰-۱۰، ۰۰-۱، ۲۰-۲ (دھیمی رفتار سے)
۰۰-۴، ۰۰-۶، ۰۰-۹، ۰۰-۱۱ (عالمی خبریں)
پنجابی میں خبریں: صبح ۳۰-۸ شام ۳۰-۷ ہندی میں نیوز لیٹر: صبح ۰۰-۹ بجے
ہندی میں خبریں: شام ۳۰-۷
انگریزی میں خبریں: رات ۱۵-۹
کھیل کود کی خبریں: شام ۰۰-۷ (ہندی)، رات ۰۰-۸ (انگریزی)

بقیہ پروگرام کے لیے "آواز" شمارہ یکم ستمبر دیکھئے

بدھ ۱۶ ستمبر

دہلی الف

۲۰-۱۱، رات ۰۰-۹
شفیع احمد، گائن
میتری موزمدار: گائن
ظفر احمد خاں: ستار

لوک بھارتی، ملیالم گیت
سبدھ سنگیت
گڑھوالی سنگیت

'لائق بیٹا' ناٹک
تحریر: رویا بھشتا گر
ہدایت: ممتا گپتا

۱۵-۸ وگیان آلوک
۳۰-۸ سند سمیکشا
۳۰-۹ چرچا کا وشے ہے
۰۰-۱۰ سنگیت سبھا
اننت لال اور ساتھی: شہنائی

دہلی ب

صبح

۳۰-۷ سنگیت سوربھی
ظفر احمد خاں: ستار
۵۰-۷ سنگم، گجراتی
۱۰-۹ لوک مادھوری
ہریانوی لوک گیت

دوپہر

۱۵-۳، ۲۰-۴
نوتن چانن، گیت، بھجن
۳۰-۳ سیتھورمن، گائن

شام

۴۵-۶، ۴۵-۸
کاجل بنرجی، گیت، بھجن، غزل
۳۰-۹ یووا وانی سے انتخاب

جمعرات ۱۷ ستمبر

دہلی الف

صبح

۱۰-۸، ۲۰-۱۱، رات ۰۰-۹
شنو کھورلنہ: گائن
۳۵-۱۰ ستیش کمار: ستار
۳۰-۱۱ گوہر علی،

دوپہر

۰۲-۱۲ لوک بھارتی، بنگلہ لوک گیت
۰۵-۵ سنسکرت پاٹھ
۴۰-۵ بال کاریہ کرم

رات

۰۰-۸ ہندی تقریر
۳۰-۹ نیشنل پروگرام اسپورٹس
۰۰-۱۰ ستیش کمار، ستار
مہدی حسین: طبلہ
۳۰-۱۰ کرناٹک سنگیت
کوشلیا راجہ رام: وینا

دہلی ب

صبح

۳۲-۷ سنگیت سوربھی
مہدی حسین: طبلہ
۵۰-۷ سنگم: مراٹھی
۱۰-۹ لوک مادھوری: برج لوک گیت

دوپہر

۱۵-۳، ۲۰-۴
نگینہ جی، بھوجپوری لوک گیت
۳۰-۳ کوشلیا راجہ رام، وینا

شام

۴۵-۶، ۴۵-۸
ایرانگم، گیت، غزل
۳۰-۹ انگریزی تقریر

جمعہ ۱۸ ستمبر

دہلی الف

صبح

۱۰-۸، ۳۵-۱۰، ۴۰-۵
گوپال کرشن: وچتر وینا
۰۲-۱۱ چترا چکرورتی: گائن
۳۰-۱۱ ہری سنگھ و ساتھی، شہنائی

دوپہر

۰۲-۱۲ لوک بھارتی، مراٹھی گیت

رات

۰۰-۸ گاندھی چرچا
۱۵-۸ اولوکن
۳۰-۸ سبدھ سنگیت
۰۰-۹ ہری سنگھ و ساتھی، شہنائی
۳۰-۹ رات بیتی ہے
۳۰-۱۰ کرناٹک سنگیت
تارا انت راجن، گائن

دہلی ب

صبح

۳۰-۷ سنگیت سوربھی
چترا چکرورتی، گائن
۵۰-۷ سنگم، تیلگو
۱۰-۹ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۱۵-۳، ۲۰-۴
اوم پنوار: بھجن اور
راجستھانی لوک گیت
۳۰-۳ ایم پاروتی، گائن

شام

۴۵-۶، ۴۵-۸
مہندر چوپڑہ، غزلیں
۳۰-۹ انگریزی پروگرام

ہفتہ ۱۹ ستمبر

دہلی الف

صبح

۱۰-۸، ۴۰-۵
سوم تیواری، گائن
مٹھن لال، طبلہ
۳۵-۱۰ ظہور احمد خاں، وائلن
۰۲-۱۱ سبدھ سنگیت
۳۰-۱۱ شاستریہ سنگیت

دوپہر

۰۲-۱۲ لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت

رات

۰۰-۸ سوا ستھ رکشا
۱۵-۸ آج کے اتتھی
۰۰-۹ سوم تیواری، گائن
۳۰-۹ نیشنل پروگرام، موسیقی
ولٹی ونکٹیشورلو، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
ظہور احمد ، وائلن
۷-۵۰ سنگم ، کنڑ
۹-۱۰ لوک مادھوری ، گڑھوالی گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
'ماسونی ، گیت ، بھجن
۳-۳۰ ظہور احمد ، وائلن

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
تیش ببر ، غزلیں
۹-۳۰ اورگیسٹرا ٹو ناٹ

اتوار ۲۰ ستمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، رات ۹-۰۰
اشوک کمار رائے ، سرود
۹-۰۰ بال کاریہ کرم
۱۰-۰۰ شاستریہ سنگیت
۱۱-۰۲ یووا وانی
۱۱-۳۰ کرناٹک سنگیت
ٹی ایس تنکرن ، بانسری

دوپہر

۱۲-۱۵ 'علاؤالدین کا چراغ ، جھلکی
تحریر ، امرت کیشپ
ہدایت ، بی آر بھارگو
۲-۳۰ رات بیتی ہے
۵-۲۰ سنسکرت پاٹھ
۵-۳۵ کرناٹک سنگیت
ٹی ایس تنکرن ، بانسری

رات

۸-۰۰ رابندر سنگیت
۸-۱۵ ساہتیکی
۹-۳۰ محفل
۱۰-۰۰ چٹنی

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم ، آسامی گیت
۹-۱۵ اپنی نگری

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲ این جے میسی

ہوائین گٹار
۳-۳۰ اشوک کمار رائے ، سرود

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
پرسار گیت
۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۲۱ ستمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، ۱۰-۳۵
پرکاش این سکینہ ، بانسری
۱۱-۰۲ عقیل احمد ، گائن
۱۱-۳۰ ، رات ۹-۰۰
این این گھوش ، ستار

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی ، تامل
۱۲-۳۰ 'جیب کترہ' ، ناٹک
تحریر ، سعادت حسن منٹو
ہدایت ، دینا ناتھ
۵-۴۰ ، رات ۸-۱۵ ، ۸-۳۳ ، ۹-۴۵
سبدھ سنگیت

رات

۸-۰۰ سواستھ رکھشا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، ہندی تقریر
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
سیتا دیوی ، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۵۰ سنگم ، سندھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری ، اودھی

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲ ریبا چٹرجی ، گیت ، بھجن
۳-۳۰ عقیل احمد ، گائن

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
صلاح الدین احمد ، غزلیں
۹-۳۰ انگریزی تقریر

منگل ۲۲ ستمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، ۱۱-۳۰ ، رات ۹-۰۰
راجن مشرا ، ساجن مشرا ، گائن
۱۰-۳۵ ہیرا بائی بڑوڈیکر ، گائن

۱۱-۰۲ چت دیو برمن ، اسراج

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی ، آسامی گیت
۵-۰۵ گیان وگیان
۵-۴۰ بلونت رائے ورما ، ستار

رات

۸-۰۰ ادیوگ منڈل
۸-۱۵ ہندی تقریر
۸-۳۳ سبدھ سنگیت
۹-۳۰ 'انتظار اور ابھی' ، ناٹک
تحریر ، ڈاکٹر سدھ ناتھ کمار
ہدایت ، ممتا گپتا
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
اقبال احمد ، سارنگی

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
بلونت رائے ورما ، ستار
۷-۵۰ سنگم ، بنگلہ
۹-۱۰ لوک مادھوری ،
ہماچلی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
سروجا رامن ، تامل گیت
۳-۳۰ لورتی لواسرناٹیک ، گائن

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
چندر کانت گندھرو ، ملتانی کافی
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، انگریزی تقریر

بدھ ۲۳ ستمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، ۱۱-۰۲ ، رات ۹-۰۰
غلام صادق خاں ، گائن
۱۰-۲۵ ، ۵-۴۰
وشوجیت رنجن چودھری ، سرود
۱۱-۳۰ ، رات ۸-۳۳
سبدھ سنگیت

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی ، کنڑ گیت
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ 'علاؤالدین کا چراغ ، جھلکی
تحریر ، امرت کیشپ
ہدایت ، بی آر بھارگو
۸-۱۵ وگیان آلوک
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
لکشمن داس سندھو ، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم ، گجراتی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری ، ہریانوی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
ساتھ سنگھ ، بھجن
۳-۳۰ ونیدھی رام چندرن ، گائن

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
شانتی ہیرانند ، غزلیں
۹-۳۰ دیگر اسٹیشنوں سے انتخاب

جمعرات ۲۴ ستمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، ۱۱-۰۲ ، رات ۹-۰۰
شرن رانی ، سرود
لطیف احمد ، طبلہ
۱۰-۳۵ برجو مہاراج ، ٹھمری ، دادرا
۱۱-۳۰ ، ۸-۳۳
سبدھ سنگیت

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی ، بنگلہ
۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ
۵-۴۰ بال کاریہ کرم

رات

۸-۱۵ ہندی تقریر
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، ناٹک
شری مانیکے کانن کے تامل ناٹک
کا ریڈیو روپ
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
او ایس تیاگ راجن ، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
برجو مہاراج ، ٹھمری ، دادرا
۷-۵۰ سنگم ، مراٹھی
۹-۱۰ لوک مادھوری ، برج

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
نایاب بانو اور ساتھی ، قوالیاں
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
اوالیس تیاگ راجن ، گائن
شام
۶-۴۵ شانتا سکینہ ، گیت ، بھجن
۹-۳۰ انگریزی تقریر

جمعہ ۲۵ ستمبر

دہلی 'الف'
صبح
۸-۱۰ رام چترملک : الاپ دھرپد
۱۰-۳۵ شیوناتھ پرساد : شہنائی
۱۱-۰۲ شرت چندآرولکر : گائن
۱۱-۳۰ ، ۴۰-۵
روبی گھوش ، سرود
دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی : مراٹھی
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت
رات
۸-۰۰ گاندھی چرچا
۸-۱۵ ڈاکٹروں کی رائے میں
۸-۳۲ ، ۹-۰۰
سبدھ سنگیت
۹-۳۰ 'کانی' ، ستی نندی کی کہانی کا
ریڈیو عکس
ترتیب : ویدیہ ناتھ مکوپادھیائے
ہدایت : دینا ناتھ
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
اوشاوینکٹا چلم ، وینا
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
شیوناتھ پرشاد ، شہنائی
۷-۵۰ سنگم ، تامل گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری ، راجستھانی
دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
گوربخش سنگھ سہگل ، شبد
۳-۳۰ اوشاوینکٹا چلم ، وینا
شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
جمیل احمد : غزلیں
۹-۱۵ اسپاٹ لائٹ

ہفتہ ۲۶ ستمبر

دہلی 'الف'
صبح
۸-۱۰ ، ۴۰-۵ ،
پی ڈی سپت رشی : وائلن
۱۰-۳۵ وجینتی بھٹاچاریہ : گائن
۱۱-۰۲ رویندر ارولیشورا
ستار وادن
۱۱-۳۰ ، رات ۳۳-۸
سبدھ سنگیت
دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت
رات
۸-۰۰ سواستھ رکشا
۸-۱۵ آج کے اتتھی
۹-۰۰ پی ڈی سپت رشی ،
وائلن وادن
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی
رسولن بائی اور بڑی موتی بائی
کی ریکارڈنگ کا انتخاب
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
وجینتی بھٹاچاریہ ، گائن
۷-۵۰ سنگم ، ملیالم گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ڈوگری لوک گیت
دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
ترلوچن کور ، غزلیں
۳-۳۰ متوخاں ، کلارنٹ
شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
اندرا لتی سکھ
گیت اور بھجن
۹-۳۰ اورگیسٹ ٹونائٹ

اتوار ۲۷ ستمبر

دہلی 'الف'
صبح
۸-۱۰ نرنجن پرساد
بانسری وادن
۹-۰۰ بال کاریہ کرم
۱۰-۰۰ منور علی خاں
گائن
۱۱-۰۲ یووا وانی سے
۱۱-۳۰ جی وشیدھی
گائن
دوپہر
۱۲-۱۵ لوک جھونک
۲-۳۰ 'کانی' ناٹک
شریمتی نندی کی بنگلہ کہانی کا
ریڈیو عکس
ترتیب : وشیدیہ ناتھ مکھوپادھیائے
ہدایت : دینا ناتھ
۵-۳۰ سنسکرت پاٹھ
۵-۳۵ کرناٹک سنگیت
جی وشیدھی : گائن
رات
۸-۰۰ رابندر سنگیت
۸-۱۵ ساہتیکی
۹-۰۰ نرنجن پرساد
بانسری وادن
۹-۳۰ سبدھ سنگیت
۱۰-۰۰ چٹین
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
نرنجن پرساد : بانسری وادن
۷-۵۰ سنگم
اڑیہ گیت
۹-۱۵ اپنی نگری
دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
سہاشنی پرشاد
گٹار وادن
۳-۳۰ چونی لال اندوریہ
سرود وادن
شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
پرسار گیت
۹-۳۰ کرنٹ افیرز

پیر ۲۸ ستمبر

دہلی 'الف'
صبح
۸-۱۰ ، ۱۱-۰۲
اسد علی خاں : بین
پرشوتم داس : پکھاوج
۱۰-۳۵ سبدھ سنگیت
۱۱-۳۰ سنگیہ بندھو
خیال
دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
تیلگو لوک گیت
۱۲-۳۰ 'انتظار اور ابھی' ناٹک
تحریر : ڈاکٹر سدھ ناتھ کمار
ہدایت : ممتا گپتا
۵-۴۰ سرکنا دھر چودھری
وائلن
۵-۵۵ ٹھمری ، دادرا
رات
۸-۰۰ سواستھ رکشا
۸-۱۵ اسد علی خاں : بین
۹-۰۰ ونے کمار :
ستار وادن
۹-۳۰ نیشنل پروگرام
ہندی تقریر
۹-۴۵ سبدھ سنگیت
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۲ سنگیت سوربھی
ونے کمار ، ستار وادن
۷-۵۰ سنگم
سندھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
بھوجپوری لوک گیت
دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
انجنا چوپڑہ ، غزلیں
۳-۳۰ ونے کمار
ستار وادن
شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
محمد حیات اور ساتھی
قوالیاں
۹-۳۰ انگریزی تقریر

منگل ۲۹ ستمبر

دہلی الف
صبح
۸-۳۰ ، بالجی چتر ویدی ، دھرپد

۱۰-۳۵ ہرشں وڈھیرا
بانسری وادن
سنو کہ سنگھ
طبلہ وادن
۱۱-۰۲ بالجی چترویدی
دھرپد
۱۱-۳۰ آر. ایس. تیواری
وائلن وادن
اختر حسین ، طبلہ وادن

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
اڑیہ لوک گیت
۵-۰۵ گیان وگیان
۵-۵۵ ، رات ۸-۳۳
سبدھ سنگیت

رات
۸-۰۰ ادیوگ منڈل
۸-۱۵ ہندی تقریر
۹-۰۰ بالجی چترویدی
دھرپد
۹-۳۰ 'علاج' ، ناٹک
تحریر : دنیش بھارتی
ہدایت : گھنشام شرما
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
بشیر احمد
شاستریہ سنگیت

'دہلی ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
عبدالحلیم جعفر خاں
ستار وادن
۷-۵۰ سنگم
بنگلہ گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت

دوپہر
۲-۱۵ ، ۴-۰۲
وی.پی. اروڑہ
گیت ، بھجن
۳-۳۰ علی اکبر خاں
سرود وادن
۳-۲۵ سبدھ سنگیت

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
پرکاش سدھو اور ساتھی ، شبد

۹-۳۰ نیشنل پروگرام
انگریزی تقریر

بدھ ۳۰ ستمبر

'دہلی الف'

صبح
۸-۱۰ ، ۱۰-۳۵
نصیر احمد خاں ، گائن
۱۱-۰۲ شمس الدین فریدی ڈیسائی
بین وادن
۱۱-۳۰ لکشمی شنکر
خیال

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
ملیالم لوک گیت
۵-۳۰ نصیر احمد خاں ، گائن
بی یانیہ : طبلہ
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات
۸-۰۰ لوک جھونک
۸-۱۵ وگیان آلوک
۸-۳۳ سبدھ سنگیت
۹-۰۰ شمس الدین فریدی ڈیسائی
بین وادن
۹-۳۰ چرچہ کا وشے ہے
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
دیوبرت چودھری : ستار
پریم ولبھ : طبلہ

'دہلی ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم
گجراتی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہریانوی لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
روشن جمیل ، بھجن
۳-۳۰ شیاملا راما سوامی
گائن

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
ولایت حسین ساگر
غزلیں
۹-۳۰ دیگر اسٹیشنوں سے انتخاب

لکھنؤ

میڈیم ویو لکھنؤ الف : ۴۰۱ء۳ میٹر ۷۴۷ کلوہرٹز
(صبح ۵۵-۵ سے ۴۵-۷ تک اور شام ۱۵-۵ کے بعد)

شارٹ ویو لکھنؤ ب : ۹۰ء۳۲ میٹر ۹۳۲۰۵ کلوہرٹز
لکھنؤ ب : ۴۸ء۹۱ میٹر (۴۸۸۰ کلوہرٹز) صبح ۳۰-۸ تا ۳۰-۹

خبریں

عالمی خبریں ہندی : صبح ۰۰-۶ تا ۰۲-۶ انگریزی : صبح ۰۲-۶ تا ۰۵-۶
ہندی میں خبریں : صبح ۰۰-۸ بجے ، دوپہر ۰۵-۱ اور ۱۰-۲ ، شام ۰۵-۶ ، شب ۴۵-۸ اور ۰۵-۱۱
انگریزی میں خبریں : صبح ۱۰-۸ بجے ، دوپہر ۰۰-۱ اور ۰۰-۲ ، شب ۰۰-۹ اور ۰۰-۱۱ بجے
سنسکرت میں خبریں : صبح ۰۰-۷ بجے ، شام ۱۰-۶ بجے
اردو میں خبریں : صبح ۵۰-۸ بجے ، شب ۱۵-۹ بجے
نیوز ریڈ ، ہندی صبح ۰۰-۹ بجے
ضلع کی چٹھی : صبح ۰۵-۹ بجے
اردو میں علاقائی خبریں دوپہر ۳۰-۲ بجے
پرادیشک سماچار شام : ۲۰-۷ بجے

مقررہ پروگرام کے لیے "آواز" شمارہ یکم ستمبر دیکھئے

بدھ ۱۶ ستمبر

صبح
۷-۲۰ سازغزل
۸-۳۰ اردو پروگرام
'کرگھے کے پھول' ، گورکھپور کی
ہینڈلوم صنعت پر ڈاکومنٹری فیچر
ترتیب و پیشکش : شفاعت علی
۹-۱۰ ، رات ۸-۳۰ ، ۱۰-۳۰
سریندر شنکر اوستھی ، خیال

دوپہر
۱۲-۰۰ سنسکرت گیتم
۱-۱۰ منی لال ناگ ، ستار وادن

شام
۵-۴۵ ، ۸-۱۵
سوراج کور ، گیت ، بھجن
۹-۳۰ 'ریلونس آف بائر ایجوکیشن ان انڈیا ٹوڈے' انگریزی میں مباحثہ
۱۰-۰۰ 'دھاگوں میں الجھی زندگی' ، فیچر
تحریر : کماری درگا مہروترہ

جمعرات ۱۷ ستمبر

صبح
۷-۴۵ ، شام ۵-۴۵ وینا ماتھر ، گیت ، بھجن

۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰ ، شب ۱۰-۳۰
سیر بھات پال ، سرود وادن

رات
۸-۱۵ وِمل کمار سریواستو ، گیت ، بھجن
۹-۳۰ جن پد کی جھانکی

جمعہ ۱۸ ستمبر

صبح
۷-۳۰ سوروِیلا ، ہندی نظم خوانی
۷-۴۵ ، دوپہر ۱۱ ، شام ۵-۴۵
افضل حسین خاں نظامی
نعت ، گیت ، بھجن اور غزلیں
۸-۳۰ اردو پروگرام ، میگزین
'فانی بدایونی کی شاعری میں شاعرانہ حسن' ، تقریر از شجاعت علی سندیلوی
کلام شاعر : معراج فیض آبادی
۹-۱۰ ، رات ۱۰-۳۰
کرشن کمار مصرا : سارنگی

رات
۸-۱۵ رام شنکر دویدی ، گیت ، بھجن
۸-۳۰ استاد بڑے غلام علی خاں ، ٹھمری
۹-۳۰ 'موم اور پتھر' ، ناٹک
تحریر : دنیش بھارتی

۱۰-۴۵ چنداننداگرکر : خیال

ہفتہ ۱۹ ستمبر

صبح

۷-۴۵ ، دوپہر ۱۲-۰۰
وجے سروپ : بھجن، گیت

۸-۳۰ اردو پروگرام : خواتین کیلئے
بیگم اعزاز رسول، چیئرمین
اترپردیش اقلیتی کمیشن سے بات چیت

۹-۱۰ روی شنکر
ستار پراہیر بھیرو

دوپہر

۱-۱۰ پرسون کمار بنرجی : خیال

شام

۵-۴۵ آرتی گوسوامی : گیت، بھجن

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ۲۰ ستمبر

صبح

۷-۳۰ آپکے آس پاس : فیچر

۸-۳۰ اردو پروگرام
'بولتی تحریریں' کلاسیکی اردو ادب
پر مبنی پروگرام

۱۰-۳۰ سبھا روپوار کی

دوپہر

۱-۱۰ آج اتوار ہے
'منشی اتواری لال' جھلکی
تحریر : نریش مصر

رات

۸-۰۰ چہرے اور مکھوٹے : پہنچے ہوئے سنت
ہندی تقریر

۸-۱۵ پرادیشک سماچار درشن

پیر ۲۱ ستمبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام
'طلبا، سماجی خدمت اور تعلیم' مذاکرہ

شام

۵-۴۵ روبیندر سنگیت

۱۰-۰۰ آدھونک چترکلا کی پرشٹھ بھومی
کتنی بھارتیہ، کتنی ابھارتیہ

منگل ۲۲ ستمبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام
افسانہ از رام لال
رنگِ تغزل

۹-۱۰ وگیان چرچا

دوپہر

۱-۱۰ گرہیہ لکشمی

شام

۵-۴۵ سگم سنگیت

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : انگریزی تقریر

۹-۴۵ بھارت بھارتی

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۳ ستمبر

صبح

۷-۴۵ سازِ غزل

۸-۳۰ اردو پروگرام
یہ بھی ایک فن ہے 'سرقہ کرنا'
مزاحیہ تقریر از مجتبیٰ حسین
مزاحیہ کلام از آفتاب لکھنوی

۹-۱۰ شاستریہ سنگیت

دوپہر

۱۲-۰۰ سنسکرت گیتم

شام

۵-۴۵ سگم سنگیت

۹-۵۰ پریوار کلیان پرشنوتری

جمعرات ۲۴ ستمبر

صبح

۷-۴۵ سگم سنگیت

۸-۳۰ اردو پروگرام
یہ بستیاں ہماریاں 'قصبہ سنبھل'
ڈوکومینٹری فیچر
ترتیب و پیشکش، شفاعت علی

۹-۱۰ شاستریہ سنگیت

دوپہر

۱۲-۰۰ غـزل

شام

۵-۴۵ سگم سنگیت

۸-۰۰ ہندی کہانی

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : فیچر

جمعہ ۲۵ ستمبر

صبح

۷-۳۰ سورویلا : ہندی نظم خوانی

۸-۳۰ اردو پروگرام : میگزین
'اردو میں نئی تنقید' ڈاکٹر نیر مسعود
کلام شاعر - رنگ تغزل

شام

۵-۴۵ سگم سنگیت

۸-۰۰ 'آج کا کتھا ساہتیہ اور رونمان سماج'
تقریر از مدھولیکھا ودیارتھی

۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت

ہفتہ ۲۶ ستمبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام : بچوں کیلئے
تلوک چند محروم کی زندگی اور بچوں
کیلئے لکھی ہوئی انکی نظموں پر مبنی
فیچر - ترتیب و پیشکش، شفاعت علی

۹-۱۰ شاستریہ سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ راگ رنگ

رات

۸-۰۰ وکاس یاترا

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ۲۷ ستمبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام
'لوک گیت' فیچر از اطہر علی فاروقی

۱۰-۳۰ سبھا روپوار کی

دوپہر

۱-۱۰ آج اتوار ہے
'سوسال بعد' جھلکی
تحریر : کے کے اگروال

شام

۵-۴۵ سگم سنگیت

۸-۱۵ پرادیشک سماچار درشن

۹-۳۰ گیت سنگیت

پیر ۲۸ ستمبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام
'فن، فنکار اور موجودہ حالات'
مذاکرہ : شرکا
عثمان غنی، مدورا کشس اور
شاہنواز قریشی

۹-۱۰ شاستریہ سنگیت

شام

۵-۴۵ روبیندر سنگیت

۷-۳۰ یووانی

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ہندی تقریر

۱۰-۰۰ ساہتیکی

منگل ۲۹ ستمبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام
کتابوں کی باتیں
'اردو مطبوعات پر سہ ماہی تبصرہ'
از پروفیسر نورالحسن ہاشمی

۹-۱۰ وگیان چرچا

دوپہر

۱-۱۰ گرہیہ لکشمی

شام

۵-۴۵ سگم سنگیت

۸-۰۰ سنسکرت پروگرام

۹-۴۵ بھارت بھارتی

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۳۰ ستمبر

صبح

۷-۴۵ سازِ غزل

۸-۳۰ اردو پروگرام
'اردو ادب میں طنز و مزاح' فیچر

۹-۱۰ شاستریہ سنگیت

دوپہر

۱۲-۰۰ سنسکرت گیتم

شام

۵-۴۵ سگم سنگیت

۹-۵۰ پریوار کلیان پرشنوتری

۱۰-۰۰ 'دشاہین' ناٹک
تحریر : شیلیش گپتا
ہندی ترجمہ : گورینیدر چودھری

قلمکار حضرات

اپنی تخلیقات براہ کرم ہمیں اشاعت کے لیے ارسال نہ کریں
'آواز' میں صرف وہی تخلیقات شائع کی جاتی ہیں جو نشریہ کے بعد
ہمیں ریڈیو اسٹیشنوں سے موصول ہوتی ہیں۔

الٰہ آباد

میڈیم ویو
۲۹۲/۴ میٹرز — ۱۰۲۶ کلوہرٹز ۲۰۲/۰ میٹرز — ۱۴۸۵ کلوہرٹز

●●●●●●●●●●

بدھ ۱۶ ستمبر

صبح

۹-۱۰، دوپہر ۱-۴۰، رات ۱۰-۳۲
این راجم، وائلن
کشن مہاراج، طبلہ پر سنگت

شام

۵-۳۰ یووا وانی
۹-۳۰ 'ریلیونس آف ہائر ایجوکیشن ان انڈیا ٹوڈے'، انگریزی مباحثہ
شرکا: پروفیسر ایس این جھا، پی آر چوہان اور ڈاکٹر ڈی ٹی شرما
۹-۵۰ پرلوار کلیان پر شنوتری
پیشکش، ڈاکٹر راج بوہرہ
۱۰-۰۰ 'دھاگوں میں الجھی زندگی'، فیچر
تحریر، کماری درگا مہروترہ

جمعرات ۱۷ ستمبر

صبح

۸-۲۰، دوپہر ۱-۲۰، رات ۱۰-۳۲
مہادیو پرساد مشر، خیال، ٹھمری، کجری
چھوٹے لال مشر، طبلہ پر سنگت

رات

۸-۰۰ سورو ملا
کویتا پاٹھ از ڈاکٹر شری پال سنگھ 'شوم' اور سا کھلیش کمار سنگھ

جمعہ ۱۸ ستمبر

صبح

۶-۳۵ گاندھی چرچا
۷-۳۰، ۹-۱۰، رات ۱۰-۳۰
کرشنا چکرورتی، ستار
سامتا پرساد، طبلہ پر سنگت

رات

۸-۰۰ 'آپ اور قانون، شہری بھومی پرسیمن سمبندھی قانون'
مول بہاری سکسینہ ایڈوکیٹ سے گفتگو
۹-۳۰ 'موم اور پتھر'، ناٹک
تحریر، دنیش بھارتی

ہفتہ ۱۹ ستمبر

صبح

۸-۲۰، ۹-۱۰، دوپہر ۱۲-۴۵
گیتا بنرجی
خیال، ٹھمری، دادرا، کجری
۷-۴۵، دوپہر ۱-۱۰
پرتیما سنگھ، سگم سنگیت

رات

۹-۳۲ نیشنل پروگرام، موسیقی

اتوار ۲۰ ستمبر

صبح

۱۰-۴۵ پروین سلطانہ، خیال
علی اکبر خاں، سرود
استاد بڑے غلام علی خاں: خیال
۱۲-۳۰ گھر پریوار
کہانی از ملیا شبنم
چٹھی آپ کی
۱-۱۰ آج اتوار ہے
'منشی اتواری لال' جھلکی
تحریر، نرلیش شریر
پیشکش، ونود رستوگی

رات

۸-۰۰ پنچ رنگ
'انو بھو کی لڑیاں'، فیچر
تحریر، کماری درگا مہروترہ
۸-۱۵ پرادیشک سماچار درشن

پیر ۲۱ ستمبر

صبح

۹-۱۰، دوپہر ۱-۲۰، رات ۱۰-۳۰
باگیشوری دیوی، ٹھمری، دادرا، کجری
ہنومان پرساد مشر، سارنگی پر سنگت۔

رات

۸-۰۰ 'پرانی پرمپرائیں، بدلتے سندربھ'
'سماجک سمیائیں'
ارپت رائے سے ملاقات

منگل ۲۲ ستمبر

صبح

۸-۲۰، ۹-۱۰، رات ۸-۲۰
وسنت لال، ستار
۸-۴۵، دوپہر ۱-۱۰
سمتا بوس، سگم سنگیت

رات

۸-۰۰ سنسکرت پروگرام
سنسکرت کے مہان گیکار 'گیانیشور'
تقریر از ڈاکٹر جگن ناتھ اپادھیائے

بدھ ۲۳ ستمبر

صبح

۹-۱۰، دوپہر ۱-۲۰، رات ۱۰-۳۰
این ایل گنی، خیال

رات

۹-۳۰ 'انفلیشن اینڈ دی پبلک' بات چیت
شرکا: اے کے سین گپتا، ڈاکٹر ایس تیواری اور آر کے شکلا

رات

۹-۳۰ پریوار کلیان پر شنوتری
پیشکش، ڈاکٹر مالتی بجاج
'کتا' ناٹک
تحریر، عمیق حنفی

جمعرات ۲۴ ستمبر

صبح

۸-۲۰، ۹-۱۰، رات ۱۰-۳۰
رما شنکر، شہنائی
۷-۴۵، دوپہر ۱-۱۰
نارائن دت باجپائی، سگم سنگیت

رات

۸-۰۰ سائنٹفک سمیکشا
از ڈاکٹر بھانو شنکر مہتہ

جمعہ ۲۵ ستمبر

صبح

۶-۳۵ گاندھی چرچا
۷-۲۰، ۹-۱۰، رات ۱۰-۳۰
شانتی جین، خیال، ٹھمری، دادرا اور کجری

رات

۸-۰۰ 'جیون کی سندھیائیں'، انٹرویو
۹-۳۰ 'خاموش عدالت جاری ہے'
تندولکر کے مراٹھی اسٹیج ناٹک کا ہندی عکس

ہفتہ ۲۶ ستمبر

صبح

۸-۲۰، ۹-۱۰، دوپہر ۱۲-۴۵ رات ۸-۰۰
کے ایل سود، جل ترنگ

رات

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

اتوار ۲۷ ستمبر

صبح

۱۰-۴۵ شناق علی خاں: خیال
روی شنکر: ستار
پنڈت جسراج: خیال

دوپہر

۱۲-۳۰ گھر پریوار
'کام کاجی مہلا رشتے داروں کی نظر میں'
تقریر از ڈاکٹر ارملا پرکاش
کیا یہ سچ مچ مصیبت ہے 'مشکی میاں'
خاکہ از کیلاش گوتم
۱-۱۰ آج اتوار ہے
'سو سال بعد' جھلکی از کے کے اگروال

رات

۸-۰۰ 'پنچ رنگ'، آپ کا سواستھ
'مرگی' ڈاکٹر اے کے تنڈن
۹-۳۰ 'مائی ٹریول ڈائری'
انگریزی تقریر از ڈاکٹر وی ایس نرونے

پیر ۲۸ ستمبر

صبح

۸-۲۰، ۱-۱۰، رات ۱۰-۳۰
بھولا ناتھ، بانسری
۹-۱۰ نصیر احمد: خیال

رات

۸-۰۰ 'بھارتیہ جیون اور وچار پر مسلم سانسکرتی کا پربھاؤ'
(۳) چترکلا اور ستاپتیہ کلا، تقریر
۱۰-۰۰ ساہتیکی، ریڈیو پتریکا

(آگے صفحہ ۴۲ پر)

رامپور

۳۳۶ر۷ میٹر ۸۹۱ کلوہرٹز

خبریں

عالمی خبریں: ہندی: صبح ۶-۰۰ تا ۶-۲۰ انگریزی: صبح ۶-۲۰ تا ۶-۳۵
ہندی میں خبریں: صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵ اور ۲-۱۰، شام ۶-۰۵، رات ۸-۴۵
ہندی میں سماچار پتر: صبح ۹-۰۰ ضلع کی چٹھی: صبح ۹-۰۵ پرادیشک سماچار: شام ۷-۲۰
انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰، دوپہر ۲-۰۰، رات ۹-۰۰ اردو میں خبریں: صبح ۸-۱۰ اور رات ۹-۱۵

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۵-۵۵ وندے ماترم منگل دھونی
۶-۰۵ وندنا
۶-۳۵ آج کا چنتن
۶-۴۵ سنو کسانو!
۷-۳۰ چترپٹ سنگیت (صرف اتوار کو)
۸-۲۰ لوک گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام (لکھنؤ سے ریلے)
۹-۱۰ بال جگت (صرف اتوار کو)

دوپہر
۱۲-۳۰ چترپٹ سنگیت
(ہفتہ اور اتوار کے علاوہ)
۱۲-۴۵ آپ کی چٹھی ملی (صرف اتوار کو)
۲-۲۰ چترپٹ سنگیت

شام
۶-۰۰ پروگرام کا خلاصہ
۶-۲۰ مقامی اطلاعات
۶-۱۵ چترپٹ سنگیت
۶-۳۰ یوواوانی
(بدھ اور جمعرات کے علاوہ)
۷-۰۰ کرشی جگت
۹-۳۰ چہار بیت (صرف اتوار کو)
۹-۴۵ آپ کی پسند (صرف اتوار کو)

بدھ ۱۶ ستمبر

صبح
۷-۴۵، رات ۸-۰۰
جگجیت سنگھ، چترا سنگھ، غزلیں

دوپہر
۱-۱۰ گرامین مہلاؤں کیلئے
(۱) 'دیوو بارک رکشا سے ادھک لابھ'
بھینٹ وارتا، کماری ریتا
(۲) 'مہلائیں بھی سہکاری سمتیاں بنا سکتی ہیں'، نرملا بھ جوشی
۱-۳۰، رات ۸-۴۵
بسم اللہ خاں اور ساتھی، شہنائی

شام
۶-۳۰ یوواوانی
فلم پتریکا 'چھایا لوک'
۷-۰۰ کرشی لوک
'مینتھا کی کٹائی اور وپرن'
بات چیت از کے کے لال

جمعرات ۱۷ ستمبر

صبح
۷-۴۵ سنسکرت پروگرام
تقریر از ڈاکٹر رخسانہ پروین

دوپہر
۱-۱۰ گیتیکا
۱-۳۰ بھیم سین جوشی، گائن

شام
۷-۰۰ کرشی جگت
'پھل دار پودوں میں کھاد کب اور کیسے دیں؟' تقریر از
رمیش چند بھاٹی

جمعہ ۱۸ ستمبر

صبح
۷-۳۰ کاویہ سوربھ
کیلاش چند اگروال، بنکی ناتھ مشرا
۷-۴۵ درپن، پریوار کلیان پروگرام
۸-۳۰ 'آہنگ'، اردو پروگرام

دوپہر
۱-۱۰ نعت اور قوالی
۱-۳۰، رات ۸-۱۵
اسد علی خاں، وینا وادن

شام
۷-۰۰ کرشی جگت
خطوں کے جواب

ہفتہ ۱۹ ستمبر

صبح
۷-۴۵، رات ۸-۰۰
راجندر مہتہ، نینا مہتہ، سگم سنگیت

شام
۷-۰۰ کرشی جگت
'آلو کی اگیتی کھیتی کیلئے کیا کریں؟'
تقریر
۷-۴۵ 'وکلانگوں کے پرتی ہمارا دائتو'
مباحثہ — شرکا
ہیشور تیواری، ایشور سرن گپتا
۸-۱۵ جگدیش پرساد، گائن

اتوار ۲۰ ستمبر

صبح
۷-۳۰ آج اتوار ہے
۹-۱۰ بال جگت

دوپہر
۱۲-۳۰ آپکے لیے، جھلکی

شام
۷-۳۰ کرشی جگت، خطوں کے جواب
بھینٹ وارتا، مہندر کمار سنگھ
۸-۰۰ جوئے بار
محمد اسلم، غزلیں
۹-۳۰ منجو خاں اور ساتھی، چہار بیت

پیر ۲۱ ستمبر

صبح
۷-۴۵، رات ۸-۰۰
راجکمار رضوی، غزلیں

دوپہر
۱-۱۰ میلا جگت
۱-۳۰، رات ۸-۱۵
بہسا د خاں، سرود وادن

شام
۷-۰۰ کرشی جگت
اگیتی لاہی کی کھیتی
تقریر از راجیشور مشرا
۷-۴۵ اردو پروگرام
'بے میل شادیاں ایک مسئلہ' مباحثہ
۱۰-۰۰ ملاقات

منگل ۲۲ ستمبر

صبح
۷-۴۵ پنکج ملک، سگم سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ پٹھان راگ
چہار بیت کا فرمائشی پروگرام
۱-۳۰ استاد امیر خاں، گائن

شام
۷-۰۰ کرشی جگت
(۱) خطوں کے جواب
(۲) لگھو سنچائی کا پروگرام
تقریر، رمیش چندر سنگھ مالس
۷-۴۵ سوا ستھ سندیش

بدھ ۲۳ ستمبر

صبح
۷-۴۵، رات ۸-۰۰
محمد احمد خاں قوال اور ساتھی
سگم سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ گرامین مہلاؤں کیلئے
۱-۳۰، رات ۸-۱۵
ہری پرساد چورسیا، بانسری وادن

شام
۷-۰۰ کرشی جگت
ٹماٹر کی کھیتی زیادہ فائدہ مند

جمعرات ۲۴ ستمبر

صبح
۷-۴۵ سنسکرت پروگرام، ساہتیہ سدھا

دوپہر
۱-۳۰، رات ۸-۱۵
استاد بڑے غلام علی خاں، گائن

شام

۷.۰۰ کرشی جگت
آکاشوانی گاؤں میں

۸.۰۰ کیش : غزل

جمعہ ۲۵ ستمبر

صبح

۶.۳۰ 'آہنگ' اردو پروگرام

دوپہر

۱.۴۰ شجاعت حسین خاں : گائن
نثار حسین خاں : طبلہ

شام

۷.۰۰ کرشی جگت
(۱) خطوں کے جواب
(۲) بھینٹ وارتا : ڈاکٹر سکھ دیو سنگھ ورما

۸.۰۰ کندن لال سہگل : سگم سنگیت

۸.۱۵ نثار حسین طبلہ

ہفتہ ۲۶ ستمبر

صبح

۷.۴۵ کملا جھریا : غزلیں

شام

۷.۰۰ کرشی جگت
بھینٹ وارتا : وی ایس چوہان

۷.۴۵ سنسکرت کا آدان پردان
تقریر : ڈاکٹر سمن اگروال

۸.۰۰ خالد : غزلیں

۸.۱۵ برج بھوشن کابرا : گٹار

اتوار ۲۷ ستمبر

صبح

۷.۳۰ آج اتوار ہے

دوپہر

۲.۳۵ پریوار جگت
سنواد : وکلانگ کون

شام

۷.۰۰ کرشی جگت
(۱) خطوں کے جواب
(۲) بھینٹ وارتا : اندل سنگھ بھیدریا

۸.۰۰ جونے بائی
موتی بیگم : غزلیں

۹.۳۰ صغیر خاں اور ساتھی : چھار بیت

پیر ۲۸ ستمبر

صبح

۷.۴۵ جگموہن : گیت

دوپہر

۱.۱۰ میلا جگت

۱.۴۰ افضال حسین نظامی : گائن

شام

۷.۰۰ کرشی جگت
بھینٹ وارتا : شیام لال

۷.۴۵ 'خیابان' اردو میگزین پروگرام
'جگر مرادآبادی - فن اور شخصیت'

۸.۰۰ شلیندر سنگھ : غزلیں

۸.۱۵ رام چندر بھٹ : طبلہ وادن

منگل ۲۹ ستمبر

صبح

۷.۴۵ ملکہ پکھراج : غزلیں

دوپہر

۱.۱۰ دھرتی گاتی ہے
لوک گیتوں کا فرمائشی پروگرام

۱.۴۰ روی شنکر : ستار وادن

شام

۷.۰۰ کرشی جگت

بدھ ۳۰ ستمبر

صبح

۷.۴۵ ، رات ۸.۰۰
فریدہ خانم : سگم سنگیت

دوپہر

۱.۱۰ گرامین سپاؤں کیلئے

۱.۴۰ ، رات ۸.۱۵
سدھیشوری دیوی : ٹھمری ، دادرا

شام

۷.۰۰ کرشی جگت
بھینٹ وارتا : کے این ایس مہروترو

جالندھر چنڈی گڑھ

جالندھر الف ۴۴۴.۴ میٹر - ۸۷۳ کلوہرٹز — جالندھر ب ۴۲۷.۴ میٹر - ۷۰۲ کلو

چنڈی گڑھ ۲۰۹.۷ میٹر - ۱۴۳۰ کلوہرٹز (شام ۶.۱۰ سے ۶.۳۰ تک)

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

جالندھر الف

صبح

۵.۵۵ وندے ماترم منگل دھونی

۶.۰۵ پریچے : پروگراموں کی تفصیل

۶.۱۰ آرادھنا : بھگتی سنگیت

۶.۴۰ موسم اور کھیتی باڑی پروگرام

۶.۴۵ آسا دی وار (اتوار)

۸.۳۰ آپ کے اُتر میں (اتوار)
ساہتیہ سدھا : سنسکرت پروگرام
(پیر) اخباراں دی رائے (منگل)
سماچار درپن (بدھ اور ہفتہ)
ترانے (جمعرات) تا ذی چیٹی تی
(جمعہ)

۹.۱۵ بال جگت : بچوں کے لئے پروگرام
(اتوار)

۹.۴۵ جان پہچان : ہفتہ وار کھیتی
سمبندھی پروگرام

۹.۰۲ اختتام (اتوار کے علاوہ)

۱۰.۱۵ آپ کی فرمائش (اتوار)

۱۱.۱۵ اختتام (صرف اتوار)

دوپہر

۱۲.۳۰ ماری سنسار (اتوار اور جمعرات)

۱۲.۴۵ جیون جاچ (پیر اور منگ

۱.۰۵ فوجی بھائیوں کے لئے

۲.۰۰ موسم اور ...نت کھیتی

۲.۳۰ لوک گیت (چیدہ چیدہ فن

۲.۴۵ دھرتی سے ہندی میں ...

شام

۵.۰۵ بال واڑی (دیہاتی بچوں
پھلواڑی (بدھ) باقی
میں پنجابی گیت

۵.۳۰ گوربانی وچار (روزانہ)

۶.۰۰ مقامی اعلانات اور پروگرام
کی تفصیل

۶.۱۰ پراڈیشک سماچار (

۶.۳۰ پراڈیشک سماچار (ہند

۷.۳۰ دیہاتی پروگرام

۹.۲۵ تبصرہ (اردو)

جالندھر ب

شام

۶.۰۰ یوواوانی : یوکوں کیلئے پر

۷.۰۰ دیس پنجاب : پنجابی رنگارنگ

۸.۰۰ اختتام

بدھ ۱۶ ستمبر

صبح

۷.۰۵ امرت بودھ

۷.۳۰ ، رات ۱۰.۰۰
شرو کالیکر : گائن

۸.۲۰ تیش چندر : گیت و غزل

۸.۵۰ سربجیت : لوک گیت

۹.۰۵ ، دوپہر ۱۲.۱۵
بھائی گوردیال سنگھ راگی و ساتھی
شبد

دوپہر

۱۲.۰۰ کلیانی رائے اور بی بادوا

ستار اور پیانو پر راگ مدھ

۱۲.۳۰ ہیلتھ فورم

۲.۳۰ غزلیں

شام

۷.۱۵ قدم قدم پڑا پڑا

۸.۲۵ سگم سنگیت

۹.۳۰ آپ کی فرمائش

جمعرات ۱۷ ستمبر

صبح

۷.۳۰ منوہر پرساد : خیال چا

۸-۲۰ کملادیوی : لوک گیت
۸-۵۰ شبد
۹-۱۵ ، دوپہر ۱۲-۱۵
محمد سلیم قوال اور ساتھی ، کافی / غزلیں

دوپہر
۱۲-۰۰ شیو کمار شرما اور برج بھوشن کابرہ
سنتور اور گٹار پر اہیر بھیرو
۲-۲۰ غزلیں

شام
۷-۵۰ گیت
۸-۰۰ سرجنا
۸-۲۰ سنگم سنگیت
۱۰-۰۰ کوی سبھا
شرکا: دوارکا دت النک ،
ایم ایل بھاسکر مدھو ،
گلشن بہار ، دلجیت دیوانشو
۱۰-۲۰ منی پرساد : خیال جوگ

جمعہ ۱۸ ستمبر

صبح
۷-۲۰ ، رات ۱۰-۲۰
اوم پرکاش : شہنائی پر
راگ گن کلی / مارو بہاگ
۸-۲۰ ، شام ۵-۰۵
میرا گاندھی ، گیت
۸-۵۰ ، رات ۱۰-۱۵
پورن شاہکوٹی ، صوفیانہ کلام / لوک گیت
۹-۱۵ ، دوپہر ۱۲-۲۰
منوہر لال اروڑہ : بھجن / غزلیں

دوپہر
۱۲-۰۰ علی حسین اور ساتھی
شہنائی پر راگ برنداہنی سارنگ

شام
۵-۱۵ من موہن کور سدھو : لوک گیت
۷-۴۵ شرافت حسین خاں : خیال آنندی
۸-۰۰ 'ہم کالین ہندی اپنیاس میں تناؤ'
ہندی تقریر
۸-۲۰ ، ۱۰-۰۰ سنگم سنگیت
۹-۲۰ 'اپنی اپنی کھڑکی' ناٹک
تحریر : کرتار سنگھ دگل

ہفتہ ۱۹ ستمبر

صبح
۷-۲۰ ، دوپہر ۱۲-۰۰ غلام مصطفےٰ خاں
خیال رام کلی ، ٹھمری پیلو

۸-۲۰ اندر جیت سنگھ راہی : غزلیں
۸-۵۰ ، شام ۷-۴۵
سریندر کوہلی ، پنجابی گیت
۹-۱۵ ، دوپہر ۱۲-۱۵
سرتہ سنگھ سرتہ : شبد گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ لوک رنگ ، لوک سنگیت کا پروگرام
۲-۲۰ غزلیں

شام
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ پورن چند وڈالی و ساتھی ، لوک گیت
۸-۰۰ پنجابی تقریر
۸-۲۰ سنگم سنگیت
۹-۲۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی

اتوار ۲۰ ستمبر

صبح
۷-۱۵ ، دوپہر ۲-۲۰ غزلیں
۷-۲۰ ، رات ۱۰-۲۰
بسوا راج راجگرو
خیال دلیسی اور کوسی کانہڑا
۸-۵۰ چرن جیت کور
گیت اور غزلیں
۱۰-۱۵ آپ کی فرمائش
سامعین کی پسند کے فلمی گانے

دوپہر
۱۲-۰۰ بدھ دتیہ مکرجی
ستار پر میاں کی توڑی
۱۲-۱۵ چرن جیت کور
گیت اور غزلیں

شام
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ جگت سنگھ جگا
لوک گیت
۷-۴۵ 'جاگرت'
پنجابی میں پروارک جھلکی
۸-۰۰ انگریزی تقریر
۸-۲۵ سنگم سنگیت
۱۰-۰۰ شبد گائن

پیر ۲۱ ستمبر

صبح
۶-۴۵ شبد
۷-۲۰ ، رات ۱۰-۲۰
لطیف احمد صدیقی ، سارنگی پر

راگ بلاسخانی توڑی
۸-۲۰ گورمیت کور باوا اور ساتھی
لوک گیت
۸-۴۰ ساہتیہ سدھا
سنسکرت کویتا پاٹھ اور
اسکا پنجابی ترجمہ
شیام دیو پراشر
۸-۵۰ ، شام ۷-۴۵
پورن شاہ کوٹی ، گیت اور غزلیں
۹-۱۵ روی شرما : بھجن

دوپہر
۱۲-۰۰ تہاڈی پسند
سامعین کی پسند پر پنجابی گیت
۱۲-۳۰ روی شرما گیت ، غزلیں
۲-۲۰ غزلیں

رات
۸-۰۰ سواستھ چرچا
'زچگی کے بعد دھیان رکھنے یوگیہ باتیں'
ہندی تقریر از ڈاکٹر وِمل بیدی
۸-۲۵ سنگم سنگیت
۹-۲۰ پنجابی ناٹک
۱۰-۱۵ لوک گیت
۱۰-۲۰ لطیف احمد صدیقی
راگ وشیشوری اور ٹھمری باگیشوری

منگل ۲۲ ستمبر

صبح
۶-۴۵ بھجن
۷-۲۰ وجے کچلو : خیال توڑی
۸-۲۰ وی ایس نانگ ، گیت و غزل
۸-۵۰ پنجابی گیت
۹-۰۵ اجیت کور ، گیت و غزل

دوپہر
۱۲-۰۰ پرچھائیاں
پرانی فلموں کا سنگیت
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ گوردیو سنگھ کومل ، لوک گیت

شام
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ سعیدہ بانو ، لوک گیت
۷-۴۵ چندر کانتا : گیت
۸-۰۰ اردو تقریر
۸-۲۰ سنگم سنگیت
۹-۲۰ کمیڈ سنسار
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفلِ موسیقی

بدھ ۲۳ ستمبر

صبح
۶-۴۵ بھجن
۷-۲۰ ، رات ۱۰-۲۰ ایس کے دتا
ستار پر راگ بسنت مکھاری
اور مارو بہاگ
۸-۲۰ گھنشیام داس : گیت
۸-۵۰ نریندر بیبا : لوک گیت

دوپہر
۱۲-۰۰ بھیم سین جوشی : خیال برنداہنی سارنگ
۱۲-۱۵ شبد
۱۲-۳۰ جنگی صحت
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ چرن سنگھ کنگن پوری ، لوک گیت

شام
۷-۴۵ قدم قدم پڑا پڑا
۸-۰۰ پنجابی تقریر
۸-۲۵ سنگم سنگیت
۹-۲۰ آپ کی فرمائش

جمعرات ۲۴ ستمبر

صبح
۶-۴۵ چندر کانتا : کافیاں
۷-۲۰ باقر حسین : خیال دلنکار
حفیظ علی خاں : سرود پر راگ چندر
بھانکر
۸-۲۰ کلدیپ مانک : لوک گیت
۸-۵۰ پنجابی گیت
۹-۱۵ راجندر سنگھ باوا : غزلیں

دوپہر
۱۲-۰۰ امرت حسین خاں
سرہار پر راگ شدھ سارنگ
۱۲-۱۵ راجندر سنگھ باوا : غزلیں
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ چمن لال گورداسپوری اور ساتھی
لوک گیت

شام
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ مدن دیگر سر کھاوی : لوک گیت
۷-۵۰ قوالیاں
۸-۰۰ سنگم سنگیت
۹-۲۰ نیشنل پروگرام ، ناٹک
۱۰-۲۰ باقر حسین : خیال پوریہ
امرت حسین خاں : سرہار پر مارو ا

جمعہ ۲۵ ستمبر

صبح

۶-۴۵ شبد

۷-۴۰ بہاری لال، کلارنٹ پر راگ بھیروی
استاد امیر خاں، خیال للت

۸-۲۰، دوپہر ۱۲-۳۰
گوپال شرما، بھجن/غزلیں

۸-۵۰ شوکت علی ملتانی، صوفیانہ کلام

۹-۱۵ سری رام، غزلیں

دوپہر

۱۲-۰۰ روشن آرا بیگم
خیال ہنس دھونی اور ساون

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ کرتار سنگھ رملا، لوک گیت

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت

۵-۱۵ پرکاش چند چمن، لوک گیت

۶-۰۰ چھوٹی چھ ورشیہ یوجنا میں وکاس کے
لکش، پچھڑے ورگوں کے وکاس
تقریراز بی سی بڈھا

۸-۲۵ سگم سنگیت

۹-۳۰ ہندی ناٹک

۱۰-۱۵ محمد صدیق، لوک گیت

۱۰-۳۰ بہاری لال، کلارنٹ پر یوریا کلیان
خاں بندھو: خیال کودنت

ہفتہ ۲۶ ستمبر

صبح

۶-۴۵ بھجن

۷-۳۰ رام نارائن: سارنگی پر توڑی

۸-۳۰ ۸-۵۰
نریندر کور، گیت

۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵، شام ۷-۴۵
ارشاد رحمت قوال اور ساتھی
کافی/نعتیں/غزلیں

دوپہر

۱۲-۰۰ استاد بڑے غلام علی خاں
خیال گوجری توڑی

۱۲-۳۰ ہنس راج اور ساتھی
بنشیاں

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ پریتی بالا، لوک گیت

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت

۵-۱۵ راجندر سنگھ دادی وساتھی
لوک گیت

۸-۲۰ ادھیاپکوں کیلئے

۸-۳۰ سگم سنگیت

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

اتوار ۲۷ ستمبر

صبح

۶-۴۵ بھائی دویندر سنگھ راگی وساتھی

۷-۱۵، دوپہر ۲-۲۰ غزلیں

۷-۳۰ مالویکا کانن: خیال توڑی

۹-۲۰ مسیحی بھجن

۸-۵۰ سیتا کوہلی، غزلیں اور گیت

۱۰-۱۵ آپ کی فرمائش

دوپہر

۱۲-۰۰ گجانن راؤ جوشی
وائلن پر راگ بھیم پلاسی

۱۲-۱۵ سیتا کوہلی: غزلیں

۲-۳۰ ریشم رنگیلا وساتھی، لوک گیت

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت

۵-۱۵ تیش چندر: لوک گیت

۷-۴۰ پنجابی میں گھریلو جھلکی

۸-۰۰ انگریزی تقریر

۸-۲۵ سگم سنگیت

۱۰-۰۰ شبد گائن

۱۰-۳۰ مالویکا کانن، خیال بہاگ وٹھمری

پیر ۲۸ ستمبر

صبح

۶-۴۵ بھجن

۷-۳۰، رات ۱۰-۳۰
برہم سروپ سنگھ، وچترو وینا پر
راگ گجری توڑی/راگیشوری

۸-۲۰ گورچرن سنگھ گولوال ڈھاڈی وساتھی
واراں

۸-۴۰ ساہتیہ سدھا، سنسکرت کی نئی کتابوں
پر تبصرہ از لکشمی نارائن شرما گوتم

۸-۵۰، دوپہر ۱۲-۳۰
سیوارام مسکین، بھجن/غزلیں

دوپہر

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ کیلاش کمار کشیپ، لوک گیت

شام

۷-۵۰ سلیم اقبال، غزلیں اور کافی

۸-۲۵ سگم سنگیت

۹-۳۰ پنجابی گیت

۱۰-۱۵ لوک گیت

منگل ۲۹ ستمبر

صبح

۷-۳۰ سوہن سنگھ: خیال جونپوری

۸-۲۰ پنجابی گیت

۸-۵۰ رنجیت کور، لوک گیت

۹-۰۵، دوپہر ۱۲-۱۵
سوہن سنگھ راگی وساتھی، شبد/بھجن

دوپہر

۱۲-۰۰ روی شنکر، ستار پر راگ اہیر للت
نٹ بھیرو بھٹیار اور شدھ بھیروی

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ گمدھور سنگھ امن وساتھی، لوک گیت

شام

۷-۴۵ قدم قدم بڑھا بڑھا

۶-۰۰ پنجابی تقریر

۸-۲۵ سگم سنگیت

۹-۳۰ آپ کی فرمائش
سامعین کی پسند کے فلمی نغمے

۱۰-۳۰ سوہن سنگھ: خیال

بدھ ۳۰ ستمبر

صبح

۶-۴۵ شبد

۷-۳۰ ایم کے گوتم: خیال جونپوری

۸-۲۰ مہندر پال، غزلیں

۸-۵۰ پنجابی گیت

۹-۱۵ جاگرت

دوپہر

۱۲-۰۰ پرچھائیاں: پرانی فلموں کا سنگیت

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ رنجیتا: لوک گیت

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت

۵-۱۵ لال چند یملا جٹ اور ساتھی
لوک گیت

۷-۴۵ مدھوبالا چاولہ اور مہندر پال
کافی اور غزل

۸-۲۰ ہندی کویتا پاٹھ از
کملیش آہوجہ

۸-۳۰ سگم سنگیت

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بقیہ: الٰہ آباد

منگل ۲۹ ستمبر

صبح

۸-۲۰، رات ۸-۲۰
برکت علی، ٹھمری

۹-۱۰ برج بھوشن کابرہ، گٹار

۹-۴۵، دوپہر ۱-۱۰
بینا پانڈے:
سگم سنگیت

بدھ ۳۰ ستمبر

صبح

۹-۱۰، دوپہر ۱-۲۰، رات ۱۰-۳۰
راج مان سنگھ، ستار

رات

۹-۳۰ 'کنٹمپریری کلچرل کرائسیس اینڈ اٹس
اسپکٹ'،
ڈاکٹر آر آر ورما اور ڈاکٹر ایم آر احمد
کے درمیان گفتگو

۹-۵۰ پریوار کلیان پر شنوتری
پیکش، ڈاکٹر آر کے نولا

قطعہ

مومن خاں شوق

جو نور بخش رات کو ہوں ماہتاب کی طرح
ضیاء نواز دن میں بھی ہوں آفتاب کی طرح

یہ شرحِ زندگی بھی ہے بیانِ زندگی بھی ہے
تمہارے سامنے ہوں میں کھلی کتاب کی طرح

روھتک

میڈیم ویو ۴۷۰ء۲۶۲ میٹر ۱۱۴۳ کلو ہرٹز

پہلی مجلس ۶-۲۵ سے ۹-۰۰ تک (اتوار ۹-۱۵ تک) دوسری مجلس ۱۲-۳۰ سے ۳-۱۰ تک
تیسری مجلس ۵-۳۰ سے ۱۰-۳۰ تک (ہفتہ اتوار ۱۱-۰۰ بجے تک)

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۶-۳۰ وندنا
۶-۵۵ کھیتی کی باتیں
۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۲۵ ضلع کی چٹھی
۷-۵۰ ارچنا (بھگتی سنگیت)
۸-۴۰ سب رس

دوپہر
۱-۱۰ آپ کی فرمائش
(اتوار کے علاوہ)
۱-۴۰ اسکول براڈکاسٹ

(ہفتہ اور اتوار کے علاوہ)
۲-۲۰ لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ پرادیشک سنگیت
(بدھ کے علاوہ)
۶-۳۰ گرامین سنسار (دیہاتی پروگرام)
۷-۳۰ اطلاعات
۷-۴۵ سنگیت سریتا
۹-۱۵ ایک فلم سے
(جمعرات کو آپ کا خط ملا)

۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

بدھ ۱۶ ستمبر

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
او۔پی۔کپور، سگم سنگیت
۷-۲۵ فرید آباد ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
گھاسی رام نرمل: جلترنگ
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
رگھبیر سنگھ سادھو وساتھی، لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ گاتی پنکتی
۱-۰۰ کترنیں
۱-۴۰ آٹھویں جماعت کیلئے درس

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ ننھے منے
۶-۳۰ گرامین سنسار
رگھبیر سنگھ سادھو وساتھی، لوک سنگیت
۸-۰۰ ہندی تقریر
۸-۳۰ سی ایچ آتما، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'سچا جھوٹا'

جمعرات ۱۷ ستمبر

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
بلرام گپتا، سگم سنگیت
۷-۲۵ روہتک ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ چلتے چلتے
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
پربلاد سنگھ، ایشور سنگھ، لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ایک رنگ
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ نویں جماعت کیلئے درس

شام
۵-۳۰ یووا سنسار، سرگم
۶-۱۰ ہماچل کے لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
بالک منڈلی
۸-۰۰ گھر آنگن
۸-۳۰ محمد رفیع، سگم سنگیت
۹-۱۵ آپکا خط ملا

جمعہ ۱۸ ستمبر

صبح
۷-۱۰ ہری رام شرن، سگم سنگیت
۷-۲۵ حصار ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ نواب خاں، طبلہ وادن
۸-۲۰ رمنی شرما اور ساتھی: لوک سنگیت
۸-۳۰ گاندھی چرچا

دوپہر
۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ پرائمری جماعتوں کیلئے درس
۲-۲۰ رمنی شرما وساتھی اور
نتھو رام وساتھی، لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ ہریانہ کے لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
نتھو رام وساتھی
۷-۲۵ خالد: سگم سنگیت
۸-۰۰ کھیل جگت
۸-۳۰ کمل سدھو
۹-۱۵ ایک فلم سے 'جہاں آرا'
۹-۳۰ تیسرے پہر کی دھوپ

ہفتہ ۱۹ ستمبر

صبح
۷-۱۰ شرما بندھو، سگم سنگیت
۷-۲۵ انبالہ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
بڑے غلام علی خاں، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
چتن پرکاش وساتھی اور
راج کمار، لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ پھر سنیئے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ اساتذہ کیلئے

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ سندھی لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
چتن پرکاش اور ساتھی
۷-۴۵ طلعت عزیز، سگم سنگیت
۸-۰۰ ہریانہ درشن
۸-۳۰ یونس ملک، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'گوپال کرشن'

اتوار ۲۰ ستمبر

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
لکشمی نارائن پراشر، سگم سنگیت
۷-۲۵ بھوانی ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ استاد مشتاق حسین خاں
کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ بال کنج

دوپہر
۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۰۰ کھلا آکاش
۲-۲۰ دھرم پال بیدی اور
چمن لال ملک، لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یوواؤں کی پسند
خطوں کے جواب
۶-۱۰ مدھیہ پردیش کے لوک گیت
۶-۳۰ آپ کی پسند
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۳۰ سیما شرما، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'بسنت بہار'
۹-۳۰ فیچر
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۲۱ ستمبر

صبح
۷-۱۰ طلعت محمود: سگم سنگیت
۷-۲۵ کرنال ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
راس بہاری دتہ: ستار
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
کرن سنگھ سانگی وساتھی اور
دیا سنگھ سینی: لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ سے جلے گانے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ چھٹی جماعت کیلئے درس

شام
۵-۳۰ رفتار زمانہ
۶-۱۰ برج کے لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
دیا سنگھ سینی

۷-۲۵ گووند پرساد ، سگم سنگیت
۸-۰۰ انگریزی تقریر
۸-۳۰ احمد حسین، محمد حسین ، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'قربانی'
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، تقریر

منگل ۲۲ ستمبر

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
سبھاش چندر سینی ، سگم سنگیت
۷-۲۵ گوڑگاؤں ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ کرشنا راؤ شنکر پنڈت
کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰ ، دوپہر ۲-۲۰
سنتوش کماری اور رام پھل شرما
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ ساتویں جماعت کیلئے درس

شام
۵-۳۰ میری پسند کے گیت
۶-۱۰ بھوجپوری لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
سنتوش کماری ، لوک سنگیت
۸-۰۰ کلام شاعر
۸-۳۰ اوشا سیٹھ
۹-۱۵ ایک فلم سے 'شریف بدمعاش'
۹-۳۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۲۳ ستمبر

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
مینو پرشوتم ، سگم سنگیت
۷-۲۵ جیند ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
پنا لال سولنکی ، کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰ ، دوپہر ۲-۲۰
رتن کمار اور ماسٹر سورج
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ گاتی پنکتی
۱-۰۰ کترنیں
۱-۴۰ آٹھویں جماعت کیلئے درس

۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ ننھے منے
۶-۳۰ گرامین سنسار
رتن کمار
۸-۰۰ ہندی تقریر
۸-۳۰ مہدی حسن ، غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے 'سرکاری مہمان'
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۲۴ ستمبر

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
منجو سہگل ، سگم سنگیت
۷-۲۵ کورکشیتر ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ چلتے چلتے
۸-۲۰ ، دوپہر ۲-۲۰
سمیر سنگھ یادو ، بھیم سنگھ وساتھی
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ساز اور آواز
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ نویں جماعت کیلئے درس

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
سرگم
۶-۱۰ بنگالی لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ گھر آنگن
۸-۳۰ انوپ جلوٹا ، سگم سنگیت
۹-۱۵ آپ کا خط ملا

جمعہ ۲۵ ستمبر

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
نند کشور ، سگم سنگیت
۷-۲۵ مہندر گڑھ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
دیال سنگھ رانے ، بانسری
۸-۲۰ عبدالشکور ، لوک سنگیت
۸-۳۰ گاندھی پرارتھنا

دوپہر
۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ پرائمری جماعتوں کیلئے درس
۲-۲۰ عبدالشکور اور سلطان سنگھ

لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
ادبی میگزین
۶-۱۰ راجستھانی لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
عبدالشکور
۸-۰۰ وکاس کلب
۸-۳۰ بیگم اختر ، غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے 'بھوک'
۹-۳۰ ہیلتھ میگزین

ہفتہ ۲۶ ستمبر

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
جعفر حسین خاں ، سگم سنگیت
۷-۲۵ سونی پت ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ سسر کنا دھر چودھری ، وائلن
۸-۲۰ ، دوپہر ۲-۲۰
مانگے رام میراثی ، اور اوشا کرن وساتھی
لوک گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ پھرسنیئے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ اساتذہ کیلئے

شام
۵-۳۰ گیتوں بھری کہانی
۶-۱ ڈوگری گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
مانگے رام میراثی
۸-۰۰ ہریانہ درشن
۸-۳۰ جگجیت سنگھ ، چترا سنگھ
لوک سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'پیاسا'

اتوار ۲۷ ستمبر

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
وید سیٹھی ، سگم سنگیت
۷-۲۵ سرسہ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ عبدالکریم خاں ، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ ننھے منے

دوپہر
۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۰۰ کھلا آکاش

۲-۳۰ جیانند ، کشور کمار
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یوواؤں کی پسند
خطوں کے جواب
۶-۱۰ پنجابی لوک گیت
۶-۳۰ آپ کی پسند
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۳۰ ہیمنت کمار ، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'ہیرالال پنالال'
۹-۳۰ ناٹک
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۲۸ ستمبر

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
سر ہیرا بوس ، سگم سنگیت
۷-۲۵ فرید آباد ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
ہیش باجپائی ، کلاسیکی موسیقی
۸-۳۰ ، دوپہر ۲-۲۰
رام نواس شرما ، رام سروپ بھولا وساتھی
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ملے جلے گانے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ چھٹی جماعت کیلئے درس

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ مارواڑی لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
رام نواس شرما
۸-۰۰ انگریزی تقریر
۸-۳۰ انور ، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'ستیم شیوم سندرم'
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، تقریر

منگل ۲۹ ستمبر

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
سریندر سنگھ بیدی ، سگم سنگیت
۷-۲۵ روہتک ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ پنا لال گھوش ، بانسری
۸-۳۰ ، دوپہر ۲-۲۰
آشالتا اور شام لال سانگی

دوپہر
۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ ساتویں جماعت کیلئے درس
۶-۱۰ گجراتی لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
آشالتا

رات
۸-۰۰ کلام شاعر
۸-۳۰ سموہ گان
۹-۱۵ ایک فلم سے 'سرگم'
۹-۳۰ مشاعرہ
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۳۰ ستمبر

صبح
۷-۱۰، شام ۴۵-۷
منموہن بہاڑی، سگم سنگیت
۷-۲۵ حصار ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
رویندر دیو : ستار
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
برسروپ روہیلا، وملنرو راجن
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ گاتی پنکتی
۱-۰۰ کترنیں
۱-۴۰ آٹھویں جماعت کیلئے درس
شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ ننھے منّے
۶-۳۰ گرامین سنسار
برسروپ روہیلا، وملنرو راجن
۸-۰۰ ہندی تقریر
۸-۳۰ لتا منگیشکر، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'جانی دشمن'
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

خط وکتابت کرتے وقت اپنا
پتہ صاف وخوشخط
تحریر کیجئے۔

شملہ

۱۷۱۰ میٹر ۲۷۷ کلوہرٹز
صبح ۵-۵۰ سے ۷-۳۰ ، ۷۶۰۳ کلوہرٹز
صبح ۷-۴۵ سے ۹-۳۰ اور ۹-۴۵ سے ۴-۴۵ ۵-۴۵ ۰۰۲۰ ۶ کلوہرٹز
شام ۵-۰۰ سے ۶-۱۵ اور ۶-۰۰ سے رات ۱۲-۰۰ ، ۳۲۲۳ کلوہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵ اور ۲-۱۰ شام ۶-۰۵ رات ۸-۴۵ اور صرف ہفتہ ۱۰-۱۱
انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ ، ۲-۰۰ رات ۹-۰۰ اور صرف ہفتہ ۱۱-۰۵
سنسکرت: صبح ۷-۰۰ اردو صبح ۸-۵۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۶-۳۵ گیان وندو اور وندنا
۶-۵۵ کھیتی باڑی
۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۳۰ ساماٹکی
۷-۴۵ پہاڑی سنگیت
۹-۰۰ راجیہ کی چٹھی
۹-۳۰ اختتام
دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
۱۲-۲۰ اختتام (سوائے اتوار)
۱-۱۰ فوجی بھائیوں کیلئے پروگرام
۲-۲۰ کھیتی چرچا اور موسم
۲-۳۰ سب رنگ
۳-۰۰ اختتام
شام
۵-۰۰ ہماچل پروگرام
لاہول سپتی (اتوار، منگل، جمعہ)
کنزی پروگرام (پیر، جمعرات)
چمبیانگی پروگرام (بدھ، ہفتہ)
۵-۳۰ کلوی پروگرام (اتوار، بدھ)
مہاسوی پروگرام (پیر، جمعہ)
سرموری پروگرام (منگل، ہفتہ)
چنومنو (جمعرات)
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی/
پہاڑی دھن
۶-۱۵ کانگڑی پروگرام (اتوار، جمعرات)
منڈیالی پروگرام (پیر، جمعہ)
بلاسپوری پروگرام (منگل، ہفتہ)
خواتین کیلئے (بدھ)
۶-۱۰ مقامی اعلانات اور
پروگراموں کا خلاصہ
۶-۴۵ علاقائی خبریں
۷-۰۵ کرشی جگت
۷-۳۵ گرامین یوواؤں کیلئے
۸-۰۰ دھارا رے گیت
۱۰-۳۰ اختتام
(ہفتہ منگل ہفتہ کو ۱۱-۰۵ بجے)

بدھ ۱۶ ستمبر

صبح
۶-۲۰ وندنا اور گیان وندو
مراٹھی سنتوں کی وانی
۷-۱۰ اوشاوندے، کرناٹک سنگیت
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ ٹھمری، دادرا
۸-۲۵ ویدوں میں، راج نیتک ولوستھا
۹-۰۵ ایک فلم کے گیت
دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
'سبھی کیلئے برابری' تقریر۔ گیت
شام
۵-۰۰ چمبیانگی پروگرام، خبریں
'عادت کیوں' تقریر۔
'خواتین اور بچے' بات چیت
۵-۳۰ کلوی پروگرام : خبریں، لوک گیت
سچل کہانیاں
۶-۱۵ میلا سمیلن
'کھانے کی عادت بدلیں' بات چیت
گیت
۷-۳۵ گرامین یوواؤں کیلئے
کام کاج کی باتیں، خطوں کے جواب
فرمائشی لوک گیت
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۱۵ گھرآنگن : سلسلہ وار ڈرامہ
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۱۷ ستمبر

صبح
۶-۲۰ وندنا اور گیان وندو
'گورو گرنتھ سے' ایم ایس اہلوالیہ
۷-۴۰ دلیش گان
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر
۹-۰۵ ایک کلاکار
دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
چتکاران کے کلپنے، تقریر
گیت
شام
۵-۰۰ کنزی پروگرام
خبریں، لوک گیت، کویتا پاٹھ
۵-۳۰ چنومنو
۶-۱۵ کانگڑی پروگرام، خبریں
ڈرامہ از اونکار لال بھاردواج
۷-۳۵ گرامین یوواؤں کیلئے
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ بھگتی سنگیت
۹-۱۵ آپ کا پتر ملا
۱۰-۰۰ ہندی بات چیت

جمعہ ۱۸ ستمبر

صبح
۶-۲۰ وندنا اور گیان وندو
'بھارتیہ درشنوں سے' کیشو شرما
۷-۱۰ پرارتھنا سبھا
۷-۴۰ ترنگ، کویتا پاٹھ
۷-۵۵ سمے کی بات، منسا گوتم
۸-۲۰، رات ۸-۲۵ سگم سنگیت

۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۰۵ محفل

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ : انگریزی سبق

شام
۵-۰۰ لاہول سپتی پروگرام : خبریں
'قومی ایکتا کیلئے'، تقریر
'آلسی بھید بھاؤ' بات چیت
۵-۳۰ مہاسوی پروگرام : خبریں
'عورتوں کو قانونی امداد'، تقریر
'ایک ماں کے تجربات'
۶-۱۵ منڈیالی پروگرام : خبریں
خطوں کے جواب، فرمائشی لوک گیت
۷-۰۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی
۹-۱۵ ہندی تقریر
۹-۳۰ 'انترال سے' ناٹک از رجن رائے
ترجمہ : سوشیل گپتا
۱۰-۰۰ من بھاون

ہفتہ ۱۹ ستمبر

صبح
۶-۲۰ وندنا اور گیان وندو
'ویدوں سے'، ڈاکٹر بلدیو سنگھ
۷-۳۰ گیت
۸-۲۰ سیاحوں کیلئے
'آئیے سانگلا گھاٹی چلیں'، تقریر
۸-۳۰ انگریزی سبق
۹-۰۵ رس دھارا

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
'چاتر پرشید'، بات چیت - گیت

شام
۵-۰۰ چمبا پانگی پروگرام : خبریں
خطوں کے جواب، فرمائشی لوک گیت
۵-۳۰ سرموری پروگرام : خبریں
'گھر کی سجاوٹ'، تقریر
'پنچایتی راج'، بات چیت
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۶-۱۵ بلاسپوری پروگرام : خبریں
'ایک ڈاکٹر کے تجربات'، بات چیت
لوک گیت
۷-۳۰ گیت
۸-۱۵ سگم سنگیت
۸-۲۵ فلمی موسیقی
۸-۳۵ وادیہ وِرند

۹-۱۵ 'یگ دھارا ہماچل اتہاس کی'، تقریر
ڈاکٹر ایم ایس اہلووالیہ
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ۲۰ ستمبر

صبح
۶-۲۰ وندنا اور گیان وندو
ڈاکٹر جی ڈی کالے
۹-۰۵ پہاڑی دھن
۹-۳۰ ساز اور آواز
۹-۴۵ وگیان اور جیون
۱۰-۰۵ یوواوانی
۱۱-۰۵ 'لال سیاہی'، ہندی ڈرامہ
تحریر : ریوتی سرن شرما

دوپہر
۱۲-۰۰ غزلیں
۱۲-۳۰ بال گوپال
۳-۰۰ 'گھر سنسار'، خواتین کیلئے
'بچوں میں ہنر جگانا'، تقریر
گیت

شام
۵-۰۰ لاہول سپتی پروگرام : خبریں
خطوں کے جواب، فرمائشی لوک گیت
۵-۳۰ کلوی پروگرام : خبریں
'بنکوں سے قرضہ'، تقریر - لوک گیت
۶-۰۰ پہاڑی دھن
۶-۱۵ کانگڑی پروگرام : خبریں
خطوں کے جواب، فرمائشی لوک گیت
۷-۰۵ کرشی جگت
۷-۳۵ 'سوپان'، ریڈیو میگزین
۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۱۵ قانون اور وکتی

پیر ۲۱ ستمبر

صبح
۶-۲۰ وندنا اور گیان وندو
۷-۳۰ جیون جیوتی
تنکہ اچاریہ : ہنسا گوتم
۸-۳۵ ساہتیہ ویلا : ادبی پروگرام
۹-۰۵ بھولے بسرے گیت

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
یہ تیرتھ ستھل 'اجمیر'، تقریر
گیت
۵-۰۰ کنتری پروگرام

خبریں، لوک گیت
۵-۳۰ مہاسوی پروگرام : خبریں
'تعلیم اور خواتین'، بات چیت
لوک گیت
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۶-۱۵ منڈیالی پروگرام
خبریں، لوک گیت
'آنکھ کے روگ سے بچاؤ' بات چیت
۷-۰۵ کرشی جگت
۷-۳۵ گرامین یوواؤں کیلئے
آج کی بات، گیت
'شنکرے گلایا'، سلسلہ وار ڈرامہ
۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس
۸-۳۰ دلکش گان
۹-۱۵ جگیاسا
۹-۴۵ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ کلاسیکی موسیقی

منگل ۲۲ ستمبر

صبح
۶-۲۰ وندنا اور گیان وندو
'شریمد بھگوت سے'، کیشو شرما
۷-۵۵ سمے کی بات : للی کپور
۸-۲۰ رات ۸-۱۵
سگم سنگیت
۹-۰۵ چُٹکلا

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
انگریزی سبق

شام
۵-۰۰ لاہول سپتی پروگرام : خبریں
لوک گیت، 'نشہ سے نقصان'، تقریر
۵-۳۰ سرموری پروگرام
خبریں، لوک گیت
'میٹھی دھن'، ڈرامہ
۶-۰۰ سامائک چرچا
۶-۱۵ بلاسپوری پروگرام : خبریں، لوک گیت
'بچے اسکول کیوں چھوڑتے ہیں'، تقریر
۷-۰۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی
۷-۳۵ گرامین یوواؤں کیلئے
آج کی بات، گیت
رامائن کے پاتر 'کیکئی'، تقریر
۸-۲۵ سب رس
۹-۳۰ انگریزی بات چیت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۳ ستمبر

صبح
۶-۲۰ وندنا اور گیان وندو
'اپنشدوں سے'، ڈاکٹر مان سنگھ
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ ٹھمری، دادرا
۸-۳۰ 'ایودھیا کانڈ'، رامائن سے پاٹھ
دوسرا حصہ
۹-۰۵ ایک فلم کے گیت

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
یاترا [illegible] تک کی
چوتھا پڑاؤ '۱۹۴۲' - گیت

شام
۵-۰۰ چمبا پانگی پروگرام
'بھیڑ بکریوں کے روگ'، بات چیت
خبریں اور لوک گیت
۵-۳۰ کلوی پروگرام، خبریں، فرمائشی لوک گیت
خطوں کے جواب، ترقی کے کام کاج
۶-۱۵ مہلا سمیلن، دیہی خواتین کیلئے
گیت۔ 'چاچی'، سلسلہ وار ڈرامہ
۷-۳۵ گرامین یوواؤں کیلئے
کام کاج کی باتیں، گیت
خطوں کے جواب، فرمائشی لوک گیت
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۱۵ 'گھر آنگن'، سلسلہ وار ڈرامہ
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۲۴ ستمبر

صبح
۶-۲۰ وندنا اور گیان وندو
'بائبل سے'، ایچ بی ایس راہی
۷-۴۰ دلکش گان
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر
۹-۰۵ ایک کلاکار

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
'ارجا جل سے'، تقریر
'کال چکر'، بات چیت

شام
۵-۰۰ کنتری پروگرام
خبریں، لوک گیت، گاؤں کی باتیں
۵-۳۰ چنو منو پروگرام

۵-۵۰ لوک گیت
۶-۰۰ اس ماس کا گیت
۷-۳۵ گرامین یوواوں کیلئے
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ بھگتی سنگیت
۹-۱۵ آپ کا پتر ملا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ناٹک

جمعہ ۲۵ ستمبر

صبح
۶-۲۰ وندنا اور گیان وندو
'رگ ویدسے'، دواکردت شرما
۷-۱۰ پرارتھنا سبھا
۷-۴۰ ترنگ، کویتا پاٹھ
۷-۵۵ سمے کی بات، کلا ٹھاکر
۸-۲۰، شام ۸-۲۵
سگم سنگیت
۹-۰۵ محفل

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
'ہمارا ملک'، انگریزی تقریر

شام
۵-۰۰ لاہول سپتی
خبریں، لوک گیت، وگیان سماچار
۵-۳۰ مہاسوی پروگرام
خبریں، فرمائشی لوک گیت
خطوں کے جواب، خواتین اور کارخانے
۶-۰۰ سامائیک چرچا
۶-۱۵ منڈیالی پروگرام
خبریں، لوک گیت
'بڑھتے قدم'، بات چیت
۷-۰۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی
۷-۳۵ گرامین یوواوں کیلئے
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۱۵ 'یگ دھارا ہماچل اتہاس کی'
'انگریز گورکھا یدھ' وید دواکر
۹-۳۰ 'کنواں' سلسلہ وار ڈرامہ

ہفتہ ۲۶ ستمبر

صبح
۶-۲۰ وندنا اور گیان وندو
'بدھ گرنتھوں سے'
ڈاکٹر شانتی بھکشو شاستری
۷-۴۰ گیت
۸-۲۰ دلیس گان
۹-۲۵ رس دھارا

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
'سر، سنگیت، لے اور تال' بات چیت

شام
۵-۰۰ چمبیالی پروگرام، خبریں
'زیادہ آمدن کیلئے پشوپالن' گفتگو
۵-۳۰ سرموری پروگرام : خبریں
خطوں کے جواب، اور
فرمائشی لوک گیت
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۶-۱۵ بلاسپوری پروگرام، خبریں
لوک گیت، 'راشٹر کا وکاس اور ہم' تقریر
۸-۱۵ سگم سنگیت
۸-۲۵ فلمی موسیقی
۹-۱۵ 'ہیم درشن'، علاقائی ریڈیو نیوز ریل
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ۲۷ ستمبر

صبح
۶-۲۰ وندنا اور گیان وندو
۷-۴۰ اس ماس کا گیت
۸-۲۰ آپ کی چٹھی، آپ کی فرمائش
۹-۰۵ پہاڑی دھن
۹-۱۵ ان دنوں
۹-۳۰ ساز اور آواز
۹-۴۵ وگیان اور جیون
۱۰-۰۰ یووادانی
۱۱-۰۰ 'جہاں کوئی نہ ہو'، ناٹک
تحریر : پی ایل دلیش پانڈے

دوپہر
۱۲-۳۰ بال گوپال
۳-۰۰ ونیتا منڈل، خواتین کیلئے
گھر سنسار، لوک گیت، بات چیت

شام
۵-۰۰ لاہول سپتی پروگرام۔
۵-۳۰ کلوی پروگرام
۶-۰۰ پہاڑی دھن
۷-۰۰ خاندان کی بہبودی کا پروگرام
۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۱۵ جھلکی

پیر ۲۸ ستمبر

صبح
۶-۲۰ وندنا اور گیان وندو
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ شبد
۸-۳۵ ساہتیہ ویلا، ادبی پروگرام
کلام سریش چندر شوق
۹-۰۵ بھولے بسرے گیت

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
کتنے مہان تھے وہ، گاندھی، فیچر
راشٹر گان پاٹھ

شام
۵-۰۰ کنری پروگرام
۵-۳۰ مہاسوی پروگرام
۶-۱۵ منڈیالی پروگرام
'لشوں سے پرلوار پر پربھاؤ' تقریر
۷-۳۵ گرامین یوواوں کیلئے
۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس
۹-۱۵ انگریزی تقریر
۹-۴۵ سگم سنگیت

منگل ۲۹ ستمبر

صبح
۶-۲۰ وندنا اور گیان وندو
۷-۴۰ گیت : خاندانی بہبود پر مبنی
۸-۲۰، رات ۸-۱۵
سگم سنگیت
۹-۰۵ چٹکا

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
انگریزی سبق

شام
۵-۰۵ لاہول سپتی پروگرام
۵-۳۰ سرموری پروگرام
۶-۰۰ سامائیک چرچا
۶-۱۵ بلاسپوری پروگرام
[illegible]
۷-۰۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی
۷-۳۵ گرامین یوواوں کیلئے
۸-۲۵ [illegible]
۹-۱۵ [illegible]
۹-۲۵ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ [illegible] موسیقی

بدھ ۳۰ ستمبر

صبح
۶-۲۰ وندنا اور گیان وندو
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ کشمیری، [illegible]
۹-۰۵ ایک [illegible] کے گیت

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
'[illegible]' گیت

شام
۵-۰۰ چمبیالی پروگرام
۵-۳۰ کلوی پروگرام
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۶-۱۵ میلا [illegible]
۷-۳۵ گرامین یوواوں کیلئے
۸-۱۵ [illegible] درشن
۸-۲۵ سگم سنگیت
۸-۳۵ [illegible]
۹-۳۰ چرچا کا وشے [illegible]
۱۰-۰۰ آپ کے [illegible]

غزل

وحید [illegible]

عجیب شام ہے بیمار کی ہنسی کی طرح — کٹے گی [illegible] کی طرح
اجالے پر بھی اجالے کا وہم ہوتا ہے — ہر ایک [illegible] آدمی کی طرح
نہ جانے کیا ہوا میں خود ہی ہٹ گیا ورنہ — وہ میری [illegible] کی طرح
کہاں تلاش کرو گے وہ زندگی عرشی
جو آکے کھو گئی چوراہے پہ کسی کی طرح

[illegible]

بھوپال، رائپور، گوالیار، جبلپور

بھوپال الف ۲۲۲ میٹر ۱۳۵۱ کلوہرٹز بھوپال ب ۴۰۲ر۲۴۴ میٹر ۱۲۲۲ کلوہرٹز

صبح ۵-۴۵ سے ۵-۵۵ ... ۹۹۰۰ ۴ کلوہرٹز

صبح ۱۰-۳۰ تا ۹-۲۰، ۹-۴۵

صبح ۹-۴۵ تا ۵-۱۵، ۵-۴۵/۵ شام } ۱۸۰ کلوہرٹز

شام ۵-۳۰ سے ۱۲ رات ۱۵۰۰، ۲۲۲ کلوہرٹز

رائے پور ۹/۳۰۵ میٹر ۹۹۱ کلوہرٹز گوالیار ۲/۲۶۲ میٹر ۱۴۹۶ کلوہرٹز

جبلپور ۲/۲۵۴ میٹر ۱۱۷۹ کلوہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں صبح ۸-۵/۹ پرادیشک سماچار)

دوپہر ۱-۱، ۲۰-۲۵-۲، شام ۵-۶

رات ۴۵-۸/۱۸-۱۰ (صرف ہفتے کو)

انگریزی میں خبریں صبح ۱-۱۰، ۱۰

دوپہر ۲۰-۱۲، ۱-۰۰، شام ۶

رات ۹-۱۱-۰۰ (صرف ہفتے کو)

بدھ ۱۶ ستمبر

صبح

۸-۲۰ میناسکینہ، سگم سنگیت

رات

۸-۰۰ ساہتیکی
کہانی از ڈاکٹر کشل گوئل

۱۰-۳۰ ٹی ڈی جانوبکر، خیال

جمعرات ۱۷ ستمبر

صبح

۸-۲۰ منگلامنگیش نائیک، سگم سنگیت

۹-۲۰ منی لال ناگ، ستار پر ایمن بھیرو

رات

۸-۰۰ 'بھارتیہ درشن میں اہنسا کی کلپنا'
ہندی تقریر از سوامی آتما نند

۱۰-۳۰ رحمت علی: اپ شاستریہ سنگیت

جمعہ ۱۸ ستمبر

صبح

۸-۲۰ نرملاڈولیا، سگم سنگیت

۸-۳۰ پدماوتی شالگرام، گائن

رات

۸-۰۰ 'کہکشاں' اردو پروگرام
(۱) ہماری فلموں میں موسیقی کا بدلتا ہوا معیار' تقریر از متین سید
(۲) قومی یکجہتی اور ہماری فلمیں'
تقریر از ایم اے شاد

ہفتہ ۱۹ ستمبر

صبح

۸-۲۰ پریم لتا رنگا سوامی: سگم سنگیت

۱-۳۰ نئی دنیا
کاویہ پاٹھ، سریندر مہتہ

رات

۸-۰۰ چترلیکا
'اندھ وشواس اور پرگتی شیلتا آن ورودھ آبھاس' مباحثہ
شرکا: یشونت رگرے، ترجیون یادو، پریم شنکر لواستو، کیلاش پنت اور منوج ماتھر

اتوار ۲۰ ستمبر

صبح

۹-۲۵ سدھ سنگیت
محمود مرزا، ستار وادن

رات

۹-۱۵ سندھی پروگرام

۹-۳۰ 'ایک چتا چتا کی' ناٹک
تحریر، ستیش باگڑیا

پیر ۲۱ ستمبر

صبح

۸-۳۰ راجے تیام مالوی اور ساتھی
لوک گیت

۹-۲ پرتاپ تنوالی، سگم سنگیت

۹-۳۰ رام مرا بھٹے: خیال آسا بھیرو

رات

۱۰-۳۰ اروند پاریکھ، ستار

منگل ۲۲ ستمبر

صبح

۹-۲ قیصرجہاں: سگم سنگیت

۹-۳۰ 'آئینہ' اردو پروگرام
(۱) بزم زندہ دلاں
(۲) تب مجھے یہ شعر یاد آیا
(۳) بزرگوں کی طرحی محفل
شرکا: عابد اختر، بختیار ضیا ساجد سیفی، شاہد بھوپالی

۱-۳۰ کاویہ دھارا
بھیشم سنگھ چوہان

بدھ ۲۳ ستمبر

صبح

۸-۲۰ رینا دت: سگم سنگیت

۹-۲ نارائن راؤ ویاس: خیال

رات

۹-۳۰ 'کفن' ناٹک از منشی پریم چند
ترجمہ: خلیل انصاری
پیشکش، میناکشی مترا

جمعرات ۲۴ ستمبر

صبح

۹-۲ رتنا دتا: سگم سنگیت

۸-۳۰ امجد علی خاں: سرود وادن
ذاکر حسین: طبلہ

رات

۸-۰۰ 'انتریکش وگیان اور بھارت'
ہندی تقریر از ڈاکٹر آر سی سکسینہ

جمعہ ۲۵ ستمبر

صبح

۸-۲۰ گھوبند نارائن شرما، سگم سنگیت

۹-۳۰ کاویہ بکر، خیال توڑی

رات

۸-۰۰ 'کہکشاں' اردو پروگرام
(۱) شعر و نغمہ، عمر خیام' از ڈاکٹر فدا عباس
(۲) 'میں اور میرا فن' علی سردار جعفری

ہفتہ ۲۶ ستمبر

صبح

۸-۲۰ سواتی پوہنکر، سگم سنگیت

۹-۳۰ نیاز احمد، فیاض احمد
للت للت

۱-۳۰ نئی دنیا
کاویہ پاٹھ، کیلاش بجوری

اتوار ۲۷ ستمبر

صبح

۸-۲۰ بال سبھا

۹-۱۵ سندھی پروگرام

رات

۱۰-۳۰ بدھ دیتیا مکرجی
خیال بسنت مکھاری توڑی

پیر ۲۸ ستمبر

صبح

۹-۲ سندھیا نائر، سگم سنگیت

۸-۳ ایل وی ملگاونکر: خیال
سردار خاں، سارنگی

رات

۱۰-۰۰ 'آزادی کے دیوانے شہید بھگت سنگھ'
فیچر از میناکشی مشرا

منگل ۲۹ ستمبر

صبح

۹-۳۰ آئینہ اردو پروگرام 'گھر آنگن'
(۱) بچوں کیلئے کہانی از سراج انور
(۲) بچوں کی نظمیں از محبوب راہی
(۳) ملازمت پیشہ خواتین اور گھر' تقریر

۱-۳۰ کاویہ دھارا، سہندر گگن

بدھ ۳۰ ستمبر

صبح

۸-۲ سریکھا کالیکر، سگم سنگیت

۹-۳۰ بی شیام سندر نائیڈو: ستار

رات

۸-۰۰ ساہتیکی
للت وارتا از رام نارائن اپادھیائے

۹-۳۰ 'مات' ناٹک
تحریر: وکرم بھروسے
پیشکش، میناکشی مشرا

۱۰-۳۰ پربھا اترے،
خیال ماسو بہاگ۔ کلاوتی

جے پور، اجمیر، بیکانیر، اودے پور، جودھپور

جے پور (الف) ۲/۲۰۳ ۳ میٹر ۱۴۷۶ کلو ہرٹز، اجمیر ۵/۴۹۷ میٹر ۶۰۳ کلو ہرٹز
جے پور (ب) ۲/۲۳۴ میٹر ۱۲۶۹ کلو ہرٹز، بیکانیر ۲۱۵ میٹر ۱۳۹۵ کلو ہرٹز
اودے پور ۶/۲۶۶ میٹر ۱۱۲۵ کلو ہرٹز، جودھپور ۹/۵۶۴ میٹر ۵۳۱ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵، ۱-۱۰، ۲-۴۵، ۲-۱۰ شام ۵-۰۰، ۵-۵، ۶-۱۰، ۷-۰۰، رات ۸-۴۵
(پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۱۱-۰۵ بجے)
انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰، دوپہر ۱۲-۰۰ (صرف اتوار) ۱-۰۰، ۲-۰۰ شام ۶-۰۰، رات ۹-۰۰
(پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۱۱-۰۰ بجے)
صوبائی خبریں (ہندی): صبح ۹-۰۵، شام ۷-۰۵ (راجستھانی) شام ۷-۱۵
سندھی میں خبریں: صبح ۸-۴۰، شام ۶-۱۵
سنسکرت میں خبریں: صبح ۷-۰۰، شام ۶-۱۰
ہندی میں سماچار پتر: صبح ۹-۰۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

۶-۳۰ منگل دھونی: وندے ماترم
۶-۳۵ وندنا
۷-۰۵ روپ ریکھا اور موسم
۷-۱۰ کرساں ری بات: بازار بھاؤ (روزانہ)
۷-۲۰ رامائن پاٹھ
۷-۳۰ سامائیکی
۸-۵۰ رس دھارا (سوائے اتوار)
سور گنگا (اتوار)
۱۰-۱۵ اختتام (سوائے ہفتہ، اتوار)
(ہفتہ کو ۹-۵۰ اور اتوار ۱۰-۳۰)

۱۱-۰۰)
۱-۵۰ کرشی لوک اور موسم (سوائے اتوار)
۳-۱۰ اختتام

شام
۵-۰۵ یوا وانی (نوجوانوں کے لیے پروگرام)
۶-۰۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ
۷-۲۵ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ کرشکوں کے لیے (کسانوں کے لیے پروگرام)
۱۰-۳۰ اختتام (بدھ، جمعرات، جمعہ)
۱۱-۱۰ اختتام (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار)

بدھ ۱۶ ستمبر

صبح
۶-۳۵ پریتی ببب
۷-۲۰ مانس گان
۷-۳۰، دوپہر ۱-۳۰
شاستریہ سنگیت
۸-۳۰ بندھنا گلگنی، گیت
۹-۱۰ سونی بائی، لوک گیت
۹-۲۰ پربھا ماتھر، بھجن
۹-۳۰ ریڈیو پر ادیوگک پری یوجنا پروگرام

شام
۶-۳۰ سندھی پروگرام

نئی روشنی نواں وچار
یواؤں کیلئے
۹-۳۰ غزل کے اُت بھو کی کہانی
'کارواں غزل' روپک
تحریر: کلیم الدین تجلی عثمانی
ہدایت: سکھدیو سنگھ کپور

جمعرات ۱۷ ستمبر

صبح
۷-۵۰ دیووانی
اجگیاں شاکتلم میں کبرشی
سودھارن وارتا از شنکر پرشاد شکلا
۹-۲۰ جگن ناتھ ڈانگی، بانسری پر دھن

دوپہر
۱-۱۰ میلا جگت

شام
۵-۰۵ یوا وانی
'روگ اور پراکرت چکتسا' تقریر از
سیتا رام سون
دیپک کمار پاریکھ، سگم سنگیت
گرام دیپ - گرامین یواؤں کے
راجستھلی - راج وارتا
دوروں دھڑی راگ رجگاری
۹-۱۵ سواستھ چرچا
پریوار نیوجن ایک جن آندولن کی انی
تقریر

جمعہ ۱۸ ستمبر

صبح
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
راجیش کماری ہتو، خیال
۸-۳۰ لکشمن دت سندھو، غزلیں
۹-۱۰ بتو بیگم، لوک گیت
۹-۲۰، شام ۶-۴۵
رام داس راؤ، گیت / بھجن

دوپہر
۱-۳۰ سنیہ لتا شرما، لوک گیت
۲-۲۰ ودھالیہ پرسارن
'یہ سب کیسے - دن اور رات'

شام
۵-۰۵ یوا وانی
(۱) یوا پسند
(۲) جودھپور کیندر سے
(۳) ارون چترویدی اور ساتھی، آرکیسٹرا
۹-۳۰ 'بھوبیٹی' ناٹک
تحریر: رتی کانت چودھری

ہفتہ ۱۹ ستمبر

صبح
۸-۳۰ کلیانا پارٹی، لوک گیت
۹-۲۰ شنکر شمبھو اور ساتھی، غزلیں

دوپہر
۱-۱۰ شاستریہ سنگیت
۱-۳۰ امر سنگھ مہدیایا، لوک گیت

شام
۶-۳۰ سہیلیاں ری باڑی
رودھانی پاتر - پریتم بانی
ڈاکٹر بہن سے ملاقات

ڈاکٹر پدما راگ پال
۸-۰۰ 'کہکشاں' اردو پروگرام

اتوار ۲۰ ستمبر

صبح
۷-۳۰ ڈی وی گپتا، بانسری پر بھوپال توڑی
۸-۲۰ سور گنگا
۹-۱۰ 'مکل' بچوں کیلئے
(۱) اس ماس کا گیت
(۲) انگل بچو جوتشی کہانی از جسونت نرملن
(۳) بال کلاکار - مونا شرما، بھجن
(۴) بچوں کیلئے کویتا پاٹھ، نند کشور
۱۰-۰۰ سندھی پروگرام
'سینجولاش' ناٹک
تحریر: ایشور چند
ہدایت: موہن مہر چندانی

دوپہر
۱۲-۰۰ میلا جگت
۱۲-۳۰ 'چھتی کا دن' جھلکی
تحریر: بمل کمار سکینہ
۱-۱۰ آپ کی فرمائش - موسم

شام
۶-۲۵ راجستھانی فرمائشی پروگرام
۸-۰۰ انگریزی تقریر از ڈاکٹر ایم جی بھٹ
۱۰-۰۰ 'نرجھر' میگزین پروگرام
سمپادک: راجندر بوہرا
(۱) 'سامپردائیک ایکتا' تقریر از
ڈاکٹر شانتی لال بھاردواج راکیش
(۲) کاویہ پاٹھ: کاندان کلیت
(۳) ریکھا چتر: تیندر جوشی
(۴) ۱۰-۳۰ ڈی وی گپتا، بانسری پر پوریا کلیان

پیر ۲۱ ستمبر

صبح
۷-۳۰، شام ۶-۳۰
ہیم لتا ورما، خیال للت / ماروا
۹-۱۰ کبری دیوی، لوک گیت
۹-۲۰ شانتی ہیرانند، غزل
۹-۳۰ ریڈیو پر ادیوگک پری یوجنا پروگرام

دوپہر
۱-۱۰ شاستریہ سنگیت
۱-۳۰ ریحانہ مرزا، لوک گیت

شام
۶-۲۵ لوک دھن
۶-۴۵ راجیو بھٹ، گیت، بھجن

۸-۱ راجستھلی راج وارتا
پراگرتی رپوٹرو
'راجستھان میں کل کارخانے' تقریر از
کنل راج سندھوی

منگل ۲۲ ستمبر

صبح
۸-۲۰ راجستھلی - باتاں ری پھلواری
کہانی از ڈاکٹر للتا پارک
۸-۳۰ رس دھارا
۹-۲۰ اپیکشا - اب بین ٹاکر - گیت

دوپہر
۱-۴۰ ننھی وساتھی ، لوک گیت

شام
۶-۴۵ اپیکشا اب بین ٹاکر ، گیت ، غزل
۹-۳۰ سندھی پروگرام
تنہا جی چِٹھی ملی
سنگم سنگیت

بدھ ۲۳ ستمبر

صبح
۷-۳۰ ، دوپہر ۱-۱۰
شاستریہ سنگیت
۸-۲۰ بھاگیرت بھارگو - پریمل
۹-۱۰ دھیراسین ، لوک گیت

دوپہر
۱-۳۰ مادھوری ٹھاور ، لوک گیت
۲-۳۰ ودھالیہ پرسارن - انگریزی سبق

رات
۸-۰۰ کھلا آکاش
۹-۳۰ ناٹک اور آتم ہتیا
ڈاکٹر ہری رام آچاریہ
۱۰-۳۰ سونی بائی ، لوک گیت

جمعرات ۲۴ ستمبر

صبح
۷-۰۵ دیووانی ، راجستھان میں سنسکرت
ساہتیہ کار 'کوی راج کرشن راج بھٹ'
ہندی تقریر از گنگا دھر بھٹ
۸-۲۰ کرمچاری راجیہ بیمہ یوجنا -
ہندی تقریر از ڈاکٹر آر آر پروہت
۹-۱۰ شکنتلا شرما ، لوک گیت

رات
۹-۱۵ سواستھ چرچا
اپچار سے بچاؤ بہتر ہے

'چرم روگ'
تقریر از ڈاکٹر آر کے بھارگو

جمعہ ۲۵ ستمبر

صبح
۹-۱۰ احمد خاں ، لوک گیت

دوپہر
۱-۱۰ شاستریہ سنگیت

شام
۵-۰۵ یووادانی
یووا پسند
جودھپور کیندر سے
جتیندر ناتک ، بانسری
۸-۰۰ کھلا آکاش
۹-۱۵ ملے جلے گانے

ہفتہ ۲۶ ستمبر

صبح
۸-۳۰ نندو دیوی ، لوک گیت
۹-۳۰ ریڈیو پیرالوگک پری یو بنا پروگرام

دوپہر
۱-۳۰ پریم ناتھ نائیک ، لوک گیت
۲-۲۰ ودیالیہ پرسارن
'شکشن ، پریکشن کی راشٹر نیتی
کیا ہو'

شام
۶-۳۰ بال گوپال
۸-۰۰ 'کہکشاں' ، اردو پروگرام

اتوار ۲۷ ستمبر

صبح
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
۸-۲۰ سُور گنگا
۹-۱۵ 'مکل' ، بچوں کیلئے
۱۰-۰۰ سندھی پروگرام
کویتا پاٹھ ، لکشمن پرشاد نردوش
بول چند ، لوک اور سگم سنگیت

دوپہر
۱۲-۰۰ پہیلا جگت
'ہنستے آنسو' ، ناٹک
تحریر : رتی کانت چودھری
کام کی باتیں
۱-۱۰ آپ کی فرمائش اور موسم
۲-۲۰ اپنی چھایا ، اپنا درپن
(۱) سمپادکیہ

شام
۵-۰۵ یووادانی
۸-۰۰ انگریزی تقریر از جی سی سندھوی
۱۰-۰۰ لکشمن بھٹ تیلنگ ، الاپ ، دادرا ، الیس
شیام لال ، پکھاوج پر سنگت
'ہم اور ہمارا پریوار' تقریر
گیت اور خبریں

پیر ۲۸ ستمبر

صبح
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
۸-۲۰ پشپا ویاس ، لوک گیت
۹-۲۰ سگم سنگیت

رات
۸-۰۰ راجستھلی
۱۰-۰۰ پیر شب کی محفل موسیقی
ستیہ نارائن شرما ، وائلن پر
شیامک تیاگ اور راگ درباری

منگل ۲۹ ستمبر

صبح
۸-۲۰ باتاں ری پھلواری - راجستھانی کہانی

۹-۱۰ احمد خاں ، لوک گیت

شام
۶-۴۵ کرشن کمار دہلوی ، لوک گیت
۸-۱۵ بال وکاس پروگرام ، ہندی تقریر
۹-۳۰ سندھی پروگرام ، ہندراج دکھائل سے
نرمل واسوانی کا انٹرویو

بدھ ۳۰ ستمبر

صبح
۷-۲۰ شاستریہ سنگیت
۹-۱۰ منوہر دادا ، لوک گیت

دوپہر
۱-۳۰ پربھو دیال ڈانگی ، لوک گیت
۲-۲۰ انگریزی کا سبق

شام
۵-۰۵ یووادانی - کویتا پاٹھ
بین کمار ، لوک گیت
کھیل اور کھلاڑی
۶-۳۰ سندھی پروگرام
لوک گیتوں کا خصوصی پروگرام
کملا کیشوانی ، نرائن سنگھانی
۹-۳۰ 'سفید مٹی کی مینا'
مول گجراتی ناٹک

زندگی

رات اک پر ہول سناٹوں کا جنگل
راستہ سنگلاخ منزل دور ہے
آسماں خاموش ، ششدر ، منجمد ہے
منجمد ماہتاب یخ بستہ سحاب
چاندنی اس برف کے نیچے دبی ہے
راستے مسدود ہیں
اب سحر نہ آسکیگی !
کیا تمہاری یاد کا سایہ ابھی تک
ہے مقید رات کی پہنائیوں میں
کیا مری تخیل کا بے خواب نغمہ
بجھ گیا انفاس کی پرچھائیوں میں
منتشر احساس کا سوکھا شگوفہ
ارمغانِ اضطرار .....
اب فلک پہ چاند ابھرے یا نہ ابھرے
اب کسی کی یاد آئے یا نہ آئے
شب جو غم کو کاٹتی ہے
اپنے دامن کو جلا کر !
اپنی وحشت کو لٹا کر !
مسکرا کر تلملا کر !
وقت کو زنداں بنا کر !

انعام داور

(آکاشوانی ناگپور سے نشر)

سری نگر

میڈیم ویو سری نگر الف۔ ۲۶۸٫۸ میٹر ۱۱۱۶ کلو ہرٹز
شارٹ ویو سری نگر ب۔ ۶۱٫۷۳ میٹر ۴۸۶۰ کلو ہرٹز
۴۹٫۱۰ میٹر ۶۱۱۰ کلو ہرٹز ۹۱٫۵۶ میٹر ۳۲۷۷ کلو ہرٹز

پہلی مجلس۔ صبح ۶-۳۰ سے صبح ۱۰-۰۰ تک
دوسری مجلس۔ صبح ۱۱-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک
(اتوار کو صبح ۶-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک مسلسل)

خبریں

صبح
۷-۰۰ سنسکرت
۷-۴۵ کشمیری
۸-۱۰ انگریزی
۸-۵۰ اردو
۹-۰۰ ہندی

دوپہر
۱-۵۰ اردو

۲-۰۰ انگریزی

شام
۶-۰۰ انگریزی
۶-۲۵ کشمیری

رات
۹-۰۰ انگریزی
۹-۱۵ اردو
۱۱-۰۰ انگریزی

علاقائی خبریں

صبح
۹-۰۵ دلچسپ خبریں
۹-۲۰ اردو
۹-۲۵ کشمیری

دوپہر
۲-۱۰ لداخی
۷-۳۰ کشمیری
۷-۴۵ اردو

بدھ ۱۶ ستمبر

صبح
۷-۰۵ شام ۶-۱۰
سونیناکول : غزلیں
۸-۰۰ نسیم بانو : غزلیں
۸-۲ 'شش رنگ'، ریڈیو ڈائجسٹ
۹-۱۰ طلعت محمود، گیت، غزل
۱۱-۳۰ اسد شاہ اور ساتھی : کشمیری موسیقی

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ (انگریزی)
۱۲-۴۰ سونیناکول، نسیم اختر، غزلیں
۲-۱۵، ۴-۰۰
اسد شاہ اور ساتھی : چھکری
۲-۳۰ بانسری وادن
۴-۰۰ اسد اللہ، نسیم اختر : غزلیں

رات
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ
۹-۳۰ منظر (رتوں سے ریلے)

جمعرات ۱۷ ستمبر

صبح
۷-۰۵، دوپہر ۲-۱۵ سدھارتھ کول، غزلیں
۸-۰۰، دوپہر ۱۲-۴۰
فریدہ خانم : غزلیں
۹-۰۵ دلچسپ خبریں
۱۱-۳۰، دوپہر ۳-۳۰
محمد عبداللہ تاری، صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
تقریباز اندورینہ
۴-۳۰ پہاڑی پروگرام

شام
۶-۱۰ سدھارتھ کول اور آشا بھونسلے
غزلیں
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ کھیلن ہندو دنیا
۹-۳۰ 'وودھا' ہندی پروگرام
پروین رحمان، غزل
۱۰-۰۰ محمد سلطان بٹ و ساتھی اور
غلام محمد ڈار و ساتھی، روف
۱۰-۳۰ داستان

جمعہ ۱۸ ستمبر

صبح
۷-۰۵ راج بیگم : غزلیں
۷-۱۵ گاندھی کتھا
۸-۰۰ مشتاق حسین : غزلیں
۸-۲۰ گھرباره خاطر
۹-۱۰ پشپا رینہ، گیت، غزل
۱۱-۳۰، ۴-۳۰
غلہ بٹ و یوگی اور ساتھی
کشمیری موسیقی

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
پانی کے نیچے پائے جانے والے پودے
۴-۰۰ محمد سلطان میر و ساتھی
صوفیانہ موسیقی

رات
۹-۳۰ 'ہم قلم' اردو ادبی پروگرام
۱۰-۰۰ 'گاشہ تارکھ'
مشہور کشمیری شعرا پر فیچر

ہفتہ ۱۹ ستمبر

صبح
۷-۰۵ جلال گیلانی : غزلیں
۷-۳۵ سازینہ
۸-۰۰ خالد : غزلیں
۸-۳۵ 'پردہ'
تاریخ کشمیر کی کچھ نمایاں شخصیات
۹-۱۰ بنسی لال جوشی، سرلا کپور
گیت اور غزل
۱۱-۳۰، ۲-۳۰، ۴-۳۰
غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
فیروز شاہ تغلق
۱۲-۴۰ جلال گیلانی، بنسی لال جوشی
غزلیں

شام
۶-۱۰ جلال گیلانی : کشمیری موسیقی
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ انگریزی بات چیت
۹-۳۰ محفل (اردو میں گفتگو)
۱۰-۳۰ شہر صدا

اتوار ۲۰ ستمبر

صبح
۷-۰۵ شیمہ دیو : کشمیری موسیقی
۸-۰۰ سخاوت حسین : غزلیں
۸-۲۰ گھرانوں کیلئے
۹-۱۰ شانتا سکینہ، گیت اور غزل
۱۰-۰۰ ریڈیو نیوز ریل
۱۱-۰۰ سنگیت میگزین
۱۱-۳۰ 'بینہ جگر' کشمیری کھیل
کشمیری روپ از علی محمد لون

دوپہر
۱۲-۴۰ 'یم چھ ونان'
مختلف طبقوں سے تعلق رکھنے والے
افراد کے انٹرویوز پر مبنی
۲-۱۵ ساز اور آواز
۲-۳۰ بزم شعار

شام
۶-۱۰ شیمہ دیو، غزلیں
۸-۰۰ پراگاش
۹-۳۰ مغربی موسیقی
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

پیر ۲۱ ستمبر

صبح
۷-۰۵ مہاراج کرشنا پنڈت، کشمیری موسیقی
۸-۰۰ صلاح الدین احمد، غزلیں
۸-۳۰ 'نوبہ نو' یووا وانی سے انتخاب
۹-۰۵ ریڈیو ڈائری۔ گیت و غزل
۱۱-۳۰ محمد سبحان ڈار و ساتھی
کشمیری موسیقی

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
زعفران کی کہانی
۱۲-۱۵ ٹیچرز فورم
۱۲-۴۰ مہاراج کرشنا پنڈتا، شنتی چوپڑہ
غزلیں
۲-۱۵ محمد سلام ڈار و ساتھی، چھکری
۲-۳۰ میرا بائی بروڈکر، شاستریہ سنگیت
۴-۰۰ محمد سلام ڈار و ساتھی
چھکری اور روف
۴-۳۰ شنتی چوپڑہ، غلام محمد راہ
غزلیں

شام
۶-۱۰ غلام محمد راہ، غزلیں
۹-۳۰ 'وحشی کبتھ' کشمیری کھیل
تحریر، سوہن لال کول

منگل ۲۲ ستمبر

صبح
۷-۰۵ وجے کمار، غزلیں

۸-۰۰ ششی لتاورک، غزلیں
۸-۲۰ پنجابی پروگرام
۹-۰۵ 'میزان'
ادبی اضافہ پنکو ولظر کا پروگرام
۱۱-۳۰ غلام محمد اور ساتھی
کشمیری موسیقی

دوپہر
۱۱-۰۰ اسکول براڈکاسٹ (انگریزی)
۲-۱۵، شام ۶-۱۰
وجے کمار ملا، غزلیں

۲-۳۰، ۴-۰۰
غلام محمد قالین بفت اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

رات
۸-۳ 'پراگاش'، نیل مت پوران
۸-۴۵ 'جرمن سیٹھ قالو'
کشمیری میں تقریراز ڈی این کول
۹-۳۰ سائنس سیگزین (کشمیری)
۱۰-۰۰ فرمائشی کشمیری گیت

بدھ ۲۳ ستمبر

صبح
۷-۰۵، شام ۶-۱۰
آرتی تکو، غزلیں
۸-۰۰ شجاعت حسین، غزلیں
۸-۲۰ 'شش رنگ'، ریڈیو ڈائجسٹ
۹-۱۰ شانتی کول، گیت و غزل
۱۱-۳۰، ۲-۱۵، ۴-۰۰
غلام احمد راتھر و ساتھی
کشمیری موسیقی

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
۱۲-۴۰ آرتی تکو، غلام محمد میر
غزلیں
۲-۳۰ عبدالحلیم جعفر خاں، ستار وادن
۴-۳۰ غلام محمد میر اور شانتی کول
غزلیں
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ
۹-۳۰ 'سنگرمال'، کشمیری میں ادبی پروگرام

جمعرات ۲۴ ستمبر

صبح
۷-۰۵ نرملا دیوی، غزلیں
۸-۰۰ شبیر حسین، غزلیں

۸-۲۰ پنجابی پروگرام
۹-۳۰ شوبھا گورٹو، گیت اور غزل
۱۱-۳۰، دوپہر ۳-۰۰
شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
ریشم کا کیڑا
۱۲-۴۰ نرملا دیوی، شبیر حسین
غزلیں
۲-۱۵ غلام نبی شیخ، غزلیں
۴-۳۰ پہاڑی پروگرام
شام
۶-۱۰ غلام نبی، نرملا دیوی
غزلیں
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ ہیلتھ فورم
۱۰-۳۰ داستان

جمعہ ۲۵ ستمبر

صبح
۷-۰۵، دوپہر ۲-۱۵، شام ۶-۱۰
نسیم اختر، غزلیں
۸-۰۰ اقبال بانو، غزلیں
۸-۲۰ گھرباره خاطره
۹-۱۰ گیت اور غزل
۱۱-۳۰، ۴-۳۰
ولی محمد شاہ اور ساتھی، کشمیری موسیقی
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
۴-۰۰ محمد عبداللہ تبت بقال اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

رات
۸-۳۰ 'اپنی دھرتی اپنا دیش'، فیچر
۱۰-۳۰ بزم قوالی
نیاز احمد، وزیر احمد قوال اور ساتھی

ہفتہ ۲۶ ستمبر

صبح
۷-۰۵، شام ۶-۱۰
غلام حسن صوفی، غزلیں
۷-۳۵ سازینہ
۸-۰۰ کیلاش مہرہ، غزلیں
۸-۲۰ مولل شعار
۸-۳۰ 'ذات بوتراتھ'
پیشکش: اے۔ آر۔ بٹ
۹-۱۰ نذیر احمد خاں، گیت و غزل

۱۱-۳۰، ۴-۳۰
عبدالخالق اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
۱۲-۴۰ غلام حسن صوفی، کیلاش مہرہ
غزلیں
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ 'کنڈینی یوگا'، انگریزی تقریر از
گوپی کشن
۹-۳۰ بزم سامعین
۱۰-۰۰ امر سنگیت
حافظ علی خاں: سرود وادن

اتوار ۲۷ ستمبر

صبح
۷-۰۵، شام ۶-۱۰
راج بیگم: غزلیں
۸-۰۰ بشیر احمد: غزلیں
۸-۲۰ گھرالوں کیلئے
۹-۱۰ جمیل اکبر، گیت اور غزل
۱۰-۰۰ ریڈیو نیوز ریل
۱۱-۰۰ فلم میگزین (کشمیری)
۱۱-۳۰ 'بہورنگی'
۱۲-۴۰ ایک آواز
مہندر کپور، غزلیں
۲-۱۵ ساز اور آواز
۲-۳۰ سونرل
۴-۰۰ پنجابی پروگرام
رات
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ تو ہنز چٹھی واٹھ
۹-۳۰ مغربی موسیقی
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

پیر ۲۸ ستمبر

صبح
۷-۰۵ رحمت اللہ خاں، غزلیں
۸-۰۰ اقبال احمد صدیقی، غزلیں
۸-۲۰ 'نوبہ نو'، یوواوانی سے انتخاب
۹-۱۰ راجندر مہتہ، گیت اور غزل
۱۱-۳۰ محمد منور متو اور ساتھی، کشمیری موسیقی
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
لداخ کی کہانی
۱۲-۱۵ ٹیچرز فورم
۱۲-۴۰ ششی چوپڑہ، غزلیں
۲-۱۵ محمد منور متو اور ساتھی، غزلیں
۲-۳۰ شاستریہ سنگیت

پنڈت جسراج، گائن
۴-۰۰، شام ۶-۱۰
محمد منور متو اور ساتھی:
چھکری اور روف

رات
۸-۲۰ 'روشنی امر ہے'، اردو میں بات چیت
۹-۳۰ 'اپنی اپنی کھڑکی'، اردو کھیل
تحریر: کے ایس دگل

منگل ۲۹ ستمبر

صبح
۷-۰۵، شام ۶-۰۰
ریتا کول: غزلیں
۸-۰۰ حسن کلیانپور، غزلیں
۸-۲۰ پنجابی پروگرام
۹-۰۵ 'میزان'
۱۱-۳۰، ۲-۳۰، ۴-۳۰
کمال بٹ اور ساتھی، صوفیانہ موسیقی
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ (انگریزی)
۲-۱۵ ریتا کول: چھکری
رات
۸-۰۰ پراگاش
۸-۴۵ 'نوہ کتابہ'، کشمیری میں تقریر
۹-۳۰ 'سنچائیکا' ہندی پروگرام
۱۰-۰۰ تو ہنز فرمائش

بدھ ۳۰ ستمبر

صبح
۷-۰۵ اومکار ناتھ کول، غزلیں
۸-۰۰ الکا دیوی، غزلیں
۸-۲۰ 'شش رنگ'
۹-۱۰ گیت اور غزل
۱۱-۳۰ محمد عبداللہ ڈار اور ساتھی
کشمیری موسیقی
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ (انگریزی)
۱۲-۴۰ نسیم اختر: غزلیں
۲-۱۵ محمد عبداللہ ڈار اور ساتھی: غزلیں
۲-۳۰ شیو کمار شرما، سنطور وادن
۴-۰۰ محمد عبداللہ ڈار اور ساتھی
چھکری اور روف
۴-۳۰ محمد خلیل و ساتھی اور نسیم اختر
غزلیں
۶-۱۰ محمد خلیل و ساتھی، غزلیں
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ
۹-۳۰ 'پتریکا'، ہندی میگزین
۱۰-۰۰ آپکی فرمائش

دُور درشن بمبئی

بمبئی چینل ۴:	تصویر ۶۲٫۲۵ میگا ہرٹز
بینڈ: ۱	آواز ۶۷٫۷۵ میگا ہرٹز
پونہ چینل ۵:	تصویر ۱۷۵٫۲۵ میگا ہرٹز
بینڈ: ۳	آواز ۱۸۰٫۷۵ میگا ہرٹز

خبریں

شام ۷-۳۰ مراٹھی میں خبریں رات ۹-۰۰ ہندی میں خبریں ۱۰-۰۰ انگریزی میں خبریں
شام ۷-۴۰ کل کے پروگرام

ہفتہ وار ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

اتوار

صبح ۹-۰۰ سلسلے وار فلم ۹-۴۰ پرتبھا آنی پریتا ۱۰-۳۰ ونڈر بیلون (مدراس سے)/ میجک لیمپ ۱۱-۰۰ ساپتا ہیکی؛ ہندی میں ہفتے بھر کے پروگرام کی جھلک ۱۱-۳۰ اختتام
شام ۶-۰۰ اور ۷-۴۲ ہندی فیچر فلم ۷-۴۰ کل کے پروگرام ۹-۱۰ یوگا بھیاس ۹-۳۰ سائنس رپورٹ

پیر

صبح ۱۰-۴۰ اور ۲-۰۰ شالے چتروانی (طلباء کے لیے) پانچویں جماعت کے لیے (انگریزی کا سبق
شام ۶-۴۰ ستا لگڑی ۷-۰۰ سگم سنگیت (گجراتی) ۷-۱۰ آپچی ماتی آپچی مانس ۷-۴۰ کل کے پروگرام ۷-۴۲ گیان دیپ ۸-۰۰ یوا درشن (مراٹھی) ۸-۳۰ سلسلے وار انگریزی فلم ۹-۱۰ وائس دی گڈ ورڈ ۹-۴۰ ورت چتر ۱۰-۱۰ اختتام

منگل

شام ۶-۳۰ کلبل ۷-۰۰ مراٹھی گیت ۷-۴۰ کل کے پروگرام ۷-۴۲ پریورتن ایک چنوتی / رونیان وگیان ۸-۰۰ یوا درشن (گجراتی) ۸-۳۰ اسپورٹس راؤنڈ اپ ۹-۱۰ پریکرما سنچیتا ہندی ادبی پروگرام ۱۰-۱۰ بزم قوالی / کرناٹک موسیقی ۱۰-۴۰ اختتام

بدھ

صبح ۱۰-۴۰ اور دوپہر ۲-۰۰ شالے چتروانی (طلبا کیلئے) چھٹی جماعت کے لیے انگریزی کا سبق
شام ۶-۳۰ سندر مازے گھر ۷-۰۰ فلم ۷-۱۰ آپچی ماتی آپچی مانس ۷-۴۰ کل کے پروگرام ۷-۴۲ پرادیشک سنگیت / ملکھا ویگالی مانس ۸-۰۰ محفلِ یاراں/ امرت منتھن ۸-۳۰ نیگ ورلڈ ۹-۱۰ پاریجات / ہندی ڈرامہ ۱۰-۱۰ حالات حاضرہ سے متعلق پروگرام ۱۰-۴۰ اختتام

جمعرات

شام ۶-۳۰ گھر بیٹھاں / وندن وار ۷-۰۰ لوک سنگیت ۷-۱۰ کامگار وشو ۷-۴۰ کل کے پروگرام ۷-۴۲ گجراتی گیت / ہندی گیت ۸-۰۰ ہندی ڈرامہ / مراٹھی ڈرامہ ۹-۱۰ چھایا گیت ۹-۵۵ خصوصی اعلان ۱۰-۱۰ اختتام

جمعہ

صبح ۱۰-۴۰ اور دوپہر ۲-۰۰ شالے چتروانی (طلبا کے لیے) آٹھویں جماعت کے لیے سائنس کا سبق
شام ۶-۳۰ کھیل کھلونے ۷-۰۰ ہندی گیت ۷-۱۰ آپچی ماتی آپچی مانس ۷-۴۰ کل کے پروگرام ۷-۴۲ گیان دیپ ۸-۱۰ اسپورٹس راؤنڈ اپ ۹-۱۰ آوہ ماری ساتھے / پھول کھلے ہیں گلشن گلشن ۹-۴۵ ورت چتر ۱۰-۱۰ موسیقی اور رقص کا نیشنل پروگرام ۱۰-۵۵ اختتام

ہفتہ

صبح ۱۰-۴۰ اور دوپہر ۲-۰۰ شالے چتروانی استادوں کے لیے
شام ۶-۰۰ اور ۷-۴۲ علاقائی زبان میں فیچر فلم ۷-۴۰ کل کے پروگرام ۹-۱۰ رقص / آن دی فیلڈ آف دی فیلڈ ۹-۳۰ سائنس فورم / روآبریشنز ۱۰-۲۰ اختتام

دُوردرشن لکھنؤ

چینل ۴:	۶۲٫۲۵ میگا ہرٹز	(تصویر)
بینڈ: ۱	۶۷٫۷۵ میگا ہرٹز	(آواز)

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

شام ۷-۰۰ چوپال (دیہی عوام کے لیے پروگرام)
(سوائے اتوار اور منگل کے) اتوار کو ۶-۳۰ سے ننھے منے بچوں کے لیے اور منگل کو ۷-۰۰ کامگار سبھا صنعتی مزدوروں کے لیے
۸-۰۰ سماچار ۸-۳۰ کل کے پروگرام ۹-۳۰ اختتام
جمعرات کو ۹-۳۵ پر، بدھ اور ہفتہ کو ۱۰-۰۰ بجے

ہفتہ وار ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

اتوار

شام ۶-۳۰ ننھے منے (بچوں کے لیے) ۶-۵۰ سپتاہکی (ہفتہ بھر کے پروگراموں کی تفصیلات) ۷-۰۰ اور ۸-۲۰ ہندی فیچر فلم ۸-۱۵ ذرا دھیان دیں ۹-۳۰ کل کے پروگرام اور اختتام

پیر

شام ۷-۴۰ آپ کا سواتھ (II، III، V) سواتھ سمپدا (II IV) ۷-۴۵ ورت چتر ۸-۱۵ (آج کل، حالات حاضرہ ۸-۳۵ اپہار ۹-۰۵ سرسوتی (ہندی ادبی پروگرام) ۹-۳۵ اختتام

منگل

شام ۷-۳۰ کامگار سبھا ۸-۱۵ وگیان جگت / ٹی وی این ایف فلم / وگیان اور جن جیون ۸-۳۵ ڈرامہ ۹-۳۰ سرگم ۱۰-۰۰ اختتام

بدھ

شام ۷-۳۰ کھیل جگت ۸-۱۵ آپ کی ڈاک ۸-۳۵ بی بی نائیتوں والی (لکھنؤ کی سماجی تہذیب کی ایک جھلک ۹-۰۰ گنجن ۹-۳۵ سیریل انگریزی فلم ۱۰-۰۰ اختتام

جمعرات

شام ۷-۳۰ یوا درشن ۸-۳۵ چترہار ۹-۰۵ بات ایک اپنی سنت والی / آپ اور قانون ۹-۳۵ اختتام

جمعہ

شام ۷-۳۰ پھلواری بچوں کے لیے پروگرام ۸-۱۵ آج کل ۸-۳۵ فرائی ڈے کوئز ۹-۰۵ اودھ پنچ (اردو ادبی پروگرام ۹-۳۵ اختتام

ہفتہ

شام ۷-۳۰ گھر کی دنیا ۸-۱۵ آج کے اتھتی (مہمان) ۸-۳۵ علاقائی فیچر فلم / ہندی ڈرامہ

خصوصی پروگرام

بدھ ۱۶ ستمبر

شام ۷-۳۰ اسپورٹس کی دنیا ۸-۱۵ ناظرین کے خطوط کے جواب ۸-۳۵ بی بی نائیتوں والی، سیریل ڈرامہ (لکھنوی تہذیب کا عکس) ۹-۰۰ گنجن؛ ہلکی موسیقی ۹-۳۰ سیریل انگریزی فلم اور اختتام

جمعرات ۱۷ ستمبر

شام ۷-۳۰ نوجوانوں کے لیے پروگرام ۸-۱۵ ترقیاتی فلم ۸-۳۵ فلموں کے تاج نگانے کا پروگرام ۹-۱۵ سنت وانی

جمعہ ۱۸ ستمبر

شام ۷-۳۰ پھلواری؛ بچوں کے لیے پروگرام ۸-۳۵ چکر ویو کوئز پروگرام ۹-۰۵ اودھ پنچ؛ اردو ادبی میگزین پروگرام اور اختتام

ہفتہ ۱۹ ستمبر

شام ۷-۳۰ خاندان کے لیے پروگرام ۸-۱۵ لوک سنگیت

۸-۳۵ سیریل ... ڈرامہ ... ۹ انگریزی فلم اور اختتام

اتوار ۲۰ ستمبر

شام ۶-۴۰ چھوٹے بچوں کے لیے پروگرام ۶-۵۰ اگلے ہفتہ کے پروگرام کی جھلکیاں ... ۷ اور ۸-۲۰ ہندی فیچر فلم ۸-۱۵ ذرا دھیان دیں : ... سے متعلق پروگرام

پیر ۲۱ ستمبر

شام ... چوپال ... آپ کا سواستھ : صحت کے متعلق پروگرام ۷-۴۵ فلم ڈویژن کی فلم ۸-۳۵ اپہار دوسرے کیندروں سے موسیقی پروگرام ۹-۰۵ سرسوتی : ہندی ادبی میگزین پروگرام اور اختتام

منگل ۲۲ ستمبر

شام ... کرشی ... صنعتی پروگرام ۸-۱۵ وگیان ... جیون ... ۹-۳۰ ... سرگم : کلاسیکی موسیقی اور اختتام

بدھ ۲۳ ستمبر

شام ۷-۳۰ ... کی دنیا ۸-۱۵ ناظرین کے خطوط کے جواب ۸-۳۵ ... بی بی ناتیوں والی : لکھنؤ تہذیب کی عکاسی کرنے والا سیریل ڈرامہ ... ۹ گنجن : ہلکی موسیقی کا پروگرام ۹-۳۰ انگریزی ... اور اختتام

جمعرات ۲۴ ستمبر

شام ... یووا درشن : نوجوانوں کے لیے پروگرام ۸-۱۵ کلا اور ... فن اور فن کار ۸-۳۵ چترہار : فلموں کے ناچ گانوں کا پروگرام ۹-۰۵ آپ اور قانون

جمعہ ۲۵ ستمبر

شام ... چوپال ۷-۳۰ پھلواری : بچوں کے لیے پروگرام ۸-۳۵ ... پروگرام ۹ ... اردو ادبی میگزین پروگرام

ہفتہ ۲۶ ستمبر

شام ... چوپال ۷-۳۰ ... کی دنیا : خاندان کے لیے پروگرام ۸-۱۵ آج کے ... مہمان ۹ انگریزی سیریل فلم

اتوار ۲۷ ستمبر

شام ۶-۴۰ ننھے منے بچوں کے لیے پروگرام ۶-۵۰ سپتاہکی : اگلے ہفتہ کے پروگرام کی جھلکیاں ۷-۰۰ اور ۸-۲۰ ہندی فیچر فلم ۸-۱۵ ذرا دھیان دیں

پیر ۲۸ ستمبر

شام ۷-۰۰ چوپال ۷-۳۰ آپ کا سواستھ ۷-۴۵ کارٹون فلم ۸-۳۵ اپہار : دوسرے کیندر کے پروگرام ۹-۰۵ سرسوتی ہندی ادبی میگزین پروگرام اور اختتام

منگل ۲۹ ستمبر

شام ... ۷ گھر چوبار گاؤں کی عورتوں کے لیے پروگرام ۷-۳۰ کامگار سبھا : صنعتی مزدوروں کا پروگرام ۸-۰۰ سماچار ۸-۱۵ وگیان جگت ۸-۳۰ کل کے پروگرام ۸-۳۵ ناٹک (ڈرامہ) ۹-۳۰ سرگم : کلاسیکی موسیقی کا پروگرام اور اختتام

بدھ ۳۰ ستمبر

شام ۷-۳۰ کھیل جگت ۸-۱۵ آپ کی ڈاک ۸-۳۵ سیریل ڈرامہ بی بی ناتیوں والی (لکھنوی تہذیب کا عکس) ۹-۰۰ گنجن ہلکی موسیقی کا پروگرام ۹-۳۰ سیریل انگریزی فلم اور اختتام

دور درشن سرینگر

چینل ۴ - ۶۲٫۲۵ میگاہرٹز (تصویر)

بینڈ ۱ - ۶۷٫۷۵ میگاہرٹز (آواز)

خبریں اور روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونے والے پروگرام

صبح ۱۱-۰۰ سے ۱۱-۲۰ تک بچوں کے لیے تعلیمی پروگرام (صرف پیر اور جمعرات کو) شام ۷-۰۰ دیہاتی بھائیوں کے لیے (پیر، منگل، بدھ، جمعرات) ۸-۰۰ کشمیری میں خبریں ۸-۱۵ پروگراموں کا خلاصہ ۹-۴۵ اردو میں خبریں ۱۰-۰۰ اختتام

خصوصی پروگرام

بدھ ۱۶ ستمبر

شام ۷-۳۰ ڈوگری پروگرام ۷-۴۵ ہلکی پھلکی موسیقی ۸-۱۷ سلسلہ وار کھیل (اردو) ۸-۵۰ سماجی ترقیات پر مبنی پروگرام ۹-۱۵ کشمیری میں ادبی میگزین پروگرام ۱۰-۰۰ اختتام

جمعرات ۱۷ ستمبر

شام ۷-۳۰ کشمیری میں خاندانوں کے لیے پروگرام ۸-۱۷ فلمی گیتوں پر مبنی پروگرام ۹-۰۰ حالاتِ حاضرہ (اردو) ۹-۳۰ دستاویزی فلم

جمعہ ۱۸ ستمبر

شام ۷-۰۰ موسیقی (لوک) ۷-۱۵ قوالی ۷-۳۰ سائنس پروگرام ۷-۵۰ روزگار بلیٹن ۸-۱۷ انگریزی سلسلہ وار فلم ۹-۱۵ صحت و تندرستی سے متعلق اردو میں پروگرام

ہفتہ ۱۹ ستمبر

شام ۷-۰۰ بچوں کے لیے اردو میں پروگرام ۷-۳۰ کشمیری موسیقی ۷-۴۵ ایک نظم کا ٹی وی روپ ۸-۱۷ کشمیری میں کھیل ۹-۱۵ کشمیری نغموں پر مبنی موسیقی کا پروگرام ۱۰-۰۰ اختتام

اتوار ۲۰ ستمبر

صبح ۱۱-۰۰ بچوں کے لیے کشمیری میں پروگرام ۱۱-۳۰ کشمیری لوک موسیقی ۱۱-۵۰ سلسلہ وار کھیل (دوبارہ) ۱۲-۴۵ یونیورسٹی طلبا کے لیے

شام ۶-۳۵ نوجوانوں کے لیے اردو میں پروگرام ۷-۰۰ اور ۸-۱۷ فیچر فلم ۱۰-۰۰ کلاسیکی موسیقی ۱۰-۳۰ اختتام

پیر ۲۱ ستمبر

شام ۷-۳۰ کشمیری لوک موسیقی ۷-۴۵ ٹی وی این ایف پر مبنی ترقیاتی پروگرام ۸-۱۷ فلمی گیتوں پر مبنی پروگرام ۸-۵۰ کھیلوں سے متعلق اردو میں پروگرام ۹-۲۰ انٹرویو پر مبنی پروگرام

منگل ۲۲ ستمبر

شام ۷-۳۰ کشمیر کا ثقافتی ورثہ ۸-۱۷ ناظرین کے خطوں کے جواب ۸-۴۰ انگریزی سلسلہ وار فلم ۹-۱۵ مشاعرہ ۱۰-۰۰ اختتام

بدھ ۲۳ ستمبر

شام ۷-۳۰ ڈوگری پروگرام ۷-۴۵ ہلکی پھلکی موسیقی ۸-۱۷ سلسلہ وار کھیل (کشمیری) ۸-۵۰ سماجی ترقیات پر مبنی پروگرام ۹-۱۵ اردو میں ادبی میگزین پروگرام

جمعرات ۲۴ ستمبر

شام ۷-۳۰ شہری ذمہ داریوں سے متعلق پروگرام ۷-۴۰ ہوم سائنس ۸-۱۷ فلمی نغموں کا پروگرام ۹-۰۰ حالاتِ حاضرہ (اردو) ۹-۳۰ ہلکی پھلکی موسیقی

جمعہ ۲۵ ستمبر

شام ۷-۰۰ بجرّوں کے لیے پروگرام ۷-۳۰ نعتیہ کلام پروگرام (کشمیری) ۷-۵۰ روزگار بلیٹن ۸-۱۷ انگریزی سلسلہ وار فلم ۹-۱۵ صحت و تندرستی سے متعلق کشمیری میں پروگرام ۱۰-۰۰ اختتام

ہفتہ ۲۶ ستمبر

شام ۷-۰۰ بچوں کے لیے اردو میں پروگرام ۷-۳۰ کشمیری لوک موسیقی ۷-۴۵ ایک نغمہ ۸-۱۷ ڈرامہ (دوسرے کیندروں سے) ۹-۱۵ اردو میں ثقافتی پروگرام

AOIPLP(PBD)—44/AI(BD)/91


کمال احمد صدیقی


ایم آر راہی


شبیب ممتاز


وسیم بریلوی


رفعت سروش


جمیلہ بانو


ایم اے راگیش


کے ڈی موہنی


مصور سبزواری


بشیر بدر


ڈاکٹر رانا پرتاپ گنوری


بل کرشن اشک

آکاشوانی روہتک

مشاعرہ

گذشتہ دنوں آکاشوانی روہتک کی جانب سے منعقد
ایک محفل مشاعرے کے شرکا شعرا

Regd.No. D-(C)39

AWAZ
16th. September 1981

Licensed (U-23) to post without prepayment at C.P.S.O. New Delhi.



آکاشوانی [illegible] گیت پیش کرتے ہوئے
[illegible]



[illegible] اردو مجلس سے [illegible] کی صدا بندی
[illegible]



[illegible]
[illegible]

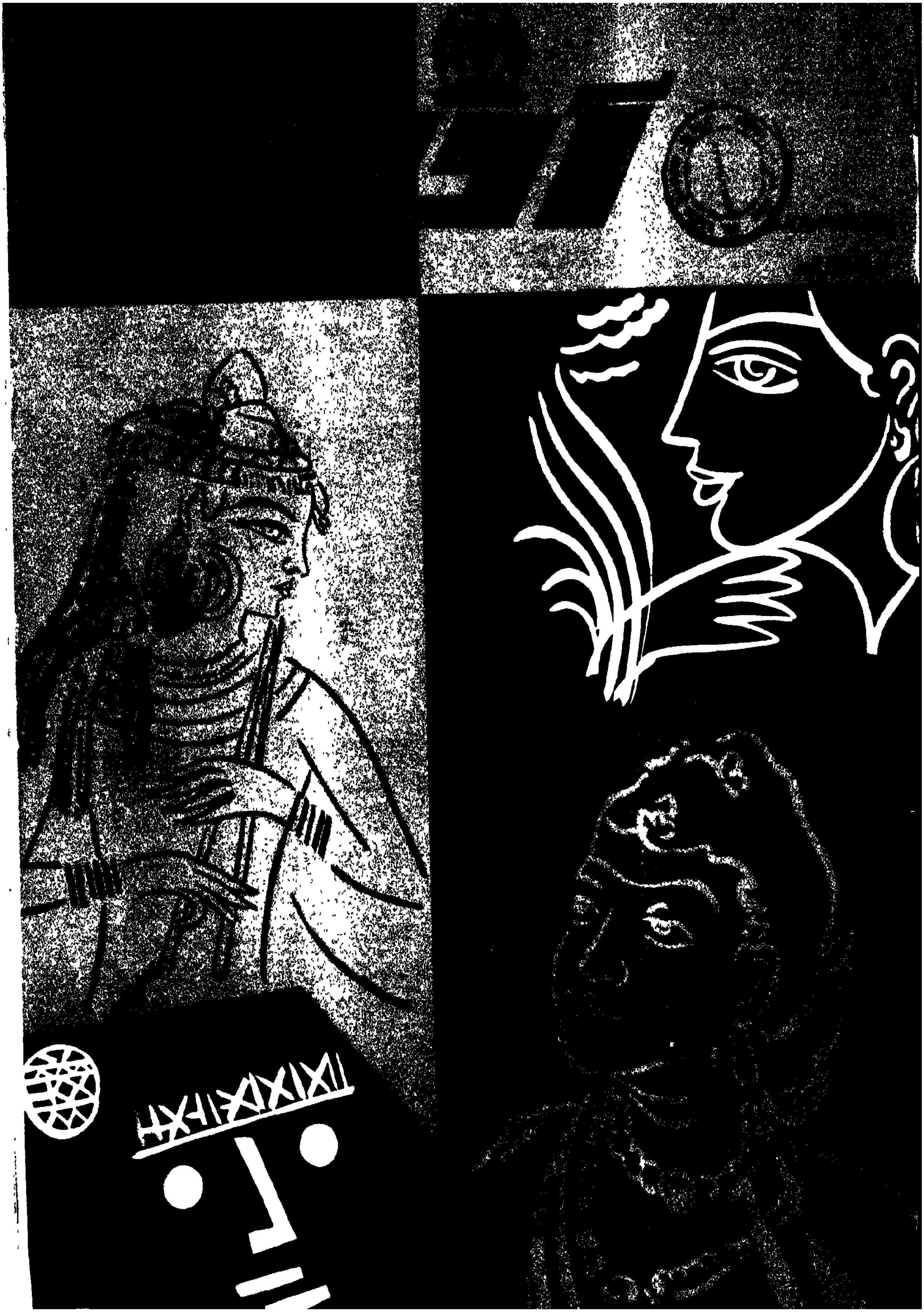


[illegible] والی
[illegible]
ناٹک کا ایک منظر
[illegible]
[illegible]



[illegible]

Published by the Director General, All India Radio, at the Office of the Chief Editor, Akashvani Group of Journals, [illegible] Building, Second Floor, New Delhi-110001 Printed by the Manager, Govt. of India Photolitho Press, Faridabad.



سیّد نورالباسط نورؔ

جہاں ہوش بھی تھے اُڑے ہوئے، جہاں عقل کے بال و پر کی رہی
تھے گریز پا جہاں خضر بھی، وہاں میری چارہ گری رہی

یہ مری اَنا تو نہیں مگر، میرے حوصلے کی یہ بات ہے
میں وہاں سے بھی تو گذر گیا، جہاں موت مجھ سے ڈری رہی

رہِ ذوق و شوق کی وسعتوں میں تھی روشنی کہیں ظلمتیں
کبھی کشفِ رازِ خودی ہوا، کبھی خود سے بے خبری رہی

وہ جو آئے ہیں تو کہاں رہیں؟ میں ملوں تو ان سے کہاں ملوں؟
نہ وہ دل ہے اب نہ نشانِ دل، نہ ہی دل کی وہ نگری رہی

یہ دوائے درد بھی خوب کی، میری تابِ ضبط ہی چھین لی
ترا شکریہ میرے چارہ گر، تیری خوب چارہ گری رہی

کوئی ہمنوائے سرآج ہے نہ تو یادِ مرگِ سرآج ہے
نہ خرد میں فکر و نظر ہے اب، نہ جنوں میں نوحہ گری رہی

تیرے اس بیانِ شعور پر، مجھے اعتراض نہیں مگر
یہ غزل کا شہر ہے نورؔ یاں غمِ دل کی بات کھری رہی

سکندر علی وجدؔ

اے صبا، غنچۂ امید کھلا آخرِ شب
اس نے بخشی غمِ ہجراں کی دوا آخرِ شب

دل میں تھا شام سے طوفانِ تمنا برپا
بارے مقبول ہوا حرفِ دُعا آخرِ شب

راہِ تاریک میں روشن پرستاروں کی طرح
آنے والے، ترے نقشِ کفِ پا آخرِ شب

گرمِ رفتار سے ملبوس کی خوشبو مہکی
خوب دہکی ترے ہاتھوں کی حنا آخرِ شب

دن میں الفاظ کی تقدیر نہ جاگی لیکن
اس نے چپکے سے کہا مان لیا آخرِ شب

احتیاطوں کا حجابوں کا چلن ختم ہوا
رنگ لائی ہر مے ہوش رُبا آخرِ شب

ایک لحظ میں ہوئی دولتِ کونین عطا
کام آئی ہر تری لغزشِ پا آخرِ شب

آج شاداب و معطر ہے مرا ویرانہ
کھُل کے برسی تری زلفوں کی گھٹا آخرِ شب

پھر کبھی سو نہ سکا چین سے وہ شیدائی
جس نے دیکھی تری مستانہ ادا آخرِ شب

تجھکو روکا تھا سرِ شام حیا نے لیکن
شوق بے تاب ہوا راہ کا آخرِ شب

تو اندھیرے میں مثالِ مہِ نو آیا تھا
بدر بن کر مرے پہلو سے اٹھا آخرِ شب

کون تھا ہوش میں یہ کون بتا سکتا ہے
کون محفل سے گیا کون رہا آخرِ شب

وجدؔ مخدومؔ کی یادوں کے چمن میں اب تک
گونجتی ہے طرب انگیز نوا آخرِ شب

(مخدوم کی یاد میں)

محمود عشقیؔ

زندگی سے اپنی یارو ہم بھی آسودہ نہیں
دل ہمارا وہ کبھی چھوتا ہوا گزرا نہیں

آپ کا یہ شہر ہے یا خواب کی بستی کوئی
اجنبی تھا میں کسی نے بھی مجھے پوچھا نہیں

اِن حریفانِ سُبک رو میں توانائی کہاں
کھیتوں پر دو دھیا بادل کبھی برسا نہیں

ایک دن میں راکھ ہو جاتی ہیں جلتی سرخیاں
آج کے اخبار کو کل کوئی بھی پڑھتا نہیں

پیچھے رہ جاؤ گے عشقیؔ تیز قدموں سے چلو
کاروانِ وقت راہی کے لیے رُکتا نہیں

رؤف انجم

میرے حصے میں نہیں پھل کوئی آنے والا
میں ہوں رستے میں فقط پیڑ لگانے والا

صرف تو ہی نہیں موسم بھی ہے روٹھا روٹھا
کوئی راہوں میں نہیں پھول بچھانے والا

زد میں تھا پھر بھی میں سائے کی طرح بچ نکلا
سخت حیران ہے دیوار گرانے والا

اب وہ چاہے تو مجھے چھوڑ کے جی سکتا ہے
اتنا بھٹکا ہے مجھے راہ پہ لانے والا

ساتھ اپنے بھی رہا ہوں میں بہت اپنے خلاف
خود سے برتاؤ کیا میں نے زمانے والا

سب کی تنہائی کے اوپر کوئی شیشہ تھا روؔف
کوئی تصویر سے باہر نہ تھا آنے والا

احسن یوسف زئی

پیام دیدۂ باطن کسی شکار کے نام
چراغ بخت ترا ہر نفس شرر کے نام

تمام رات سپردِ حکایتِ اعجاز
تمام عمر کسی وعدۂ بہار کے نام

ہر ایک خواب شہیدِ کشاکشِ امکاں
سلگتی آنکھ میں آنسو ہے اعتبار کے نام

ہماری آنکھوں میں کیا کچھ نظر نہیں آتا
تمام شہر کہ زندہ ہے انتظار کے نام

نہ جانے کیسے زمانہ شریک ان میں ہوا
ہمارے گیت ہمارے، ہمارے یار کے نام

آکاشوانی نیشنل پروگرام دوردرشن

علی حسین اور ساتھی کا شہنائی وادن : ۳ر اکتوبر رات ساڑھے نو بجے



علی حسین نے شہنائی وادن کی ابتدائی تربیت اپنے بڑے بھائی منصب علی خاں مرحوم سے حاصل کی۔ پھر اس کے بعد تاج گھرانے کے محمد حسین خاں اور جمال حسین سے مزید تربیت حاصل کی۔ ملک میں منعقد موسیقی کی متعدد محفلوں میں شرکت کر چکے ہیں اور ان کے فن کو داد تحسین ملی ہے۔

کے ایس نارائنا سوامی کا وینا وادن : ۱۰ر اکتوبر رات ساڑھے نو بجے



نارائنا سوامی کا شمار ملک کے صف اول کے وینا فنکاروں میں کیا جاتا ہے۔ ابتدا میں گائن کی تعلیم حاصل کی اور اناملائی یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد نامور وینا نواز دیسا منگلم سبرامنیم ایر کے زیر نگرانی وینا وادن میں خصوصی تربیت حاصل کی۔

نارائنا سوامی کے انداز میں گائن کی لطیف خوبیاں اور وینا کی تکنیکی نزاکت کا امتزاج پایا جاتا ہے۔ نارائنا سوامی موسیقی کے کئی مشہور اداروں اور تنظیموں سے وابستہ رہے ہیں اور آجکل شان مکھانند آرٹس اینڈ سنگیت سبھا بمبئی کے سنگیت ودیالیہ کے پرنسپل کے عہدے پر فائز ہیں۔

منگل شب کی محفل موسیقی

روشن جمال بھارتی کا ستار وادن : ۶ر اکتوبر رات دس بجے



روشن جمال بھارتی کو ستار وادن کا شوق بچپن سے ہی اپنے والد کو دیکھ کر پیدا ہوا جو کہ خود بھی ایک مشہور ستار نواز تھے۔

اپنے شوق، ریاضت اور محنت کے سبب روشن جمال نے بہت جلد فن کی منزلیں سر کر لیں اور لڑکپن میں ہی ایک محفل میں اپنے فن کا مظاہرہ کیا۔

الاپ، جوڑ اور جھالا کی تکنیکی کا بتدریج ابھار ان کے ستار وادن کی خصوصیت ہے۔

سپن سندری کا کچی پوڑی رقص

شائقین رقص کے لیے سپن سندری کا نام نیا اور اجنبی نہیں ہے۔ محض چھبیس سال کی عمر میں ہی انھوں نے بھارتی رقص کے میدان میں ایک نمایاں مقام حاصل کر لیا ہے۔ سپن سندری کا جنم کلکتہ میں جنوبی ہند کے ایک خاندان میں ہوا۔ ان کو اچھی تعلیم کے ساتھ ساتھ کلاسیکی موسیقی اور گائن کی بھی تربیت دی گئی ۱۹۷۲ء سے ان کے فن کی مقبولیت کا سفر جاری ہے۔ بھارت ناٹیم اور کچی پوڑی رقص میں انھوں نے کافی شہرت حاصل کی ہے۔ اپنے فن کا مظاہرہ انھوں نے ملک اور بیرون ملک منعقد محفلوں میں کیا ہے

دوردرشن ٹیلی کاسٹ

دہلی ——— ۹ر اکتوبر : بمبئی ——— ۱۶ر اکتوبر

مدراس ——— ۲۳ر اکتوبر : کلکتہ ——— ۳۰ر اکتوبر



رادھا اور جیا لکشمی کا گائن

جنوبی ہند کی گائیکاؤں کی مشہور جوڑی رادھا اور جیا لکشمی کا تعلق شائقین موسیقی کے خاندان سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کرناٹک موسیقی میں ان کی دلچسپی بچپن ہی سے رہی ہے۔ ان کے اس شوق کو ان کی ماں شریمتی گوپال نے بھی جو ایک ماہر وینا نواز ہیں مزید ہوا دی۔

ان کی صلاحیتوں سے متاثر ہو کر انجہانی جی این بالا سبرامنیم نے موسیقی کی تربیت دی۔

خداداد شیریں آواز کی مالک رادھا اور جیا لکشمی کلاسیکی اور ہلکی موسیقی کی پیش کش کا ایک منفرد انداز رکھتی ہیں۔



دوردرشن ٹیلی کاسٹ

مدراس ——— ۹ر اکتوبر : کلکتہ ——— ۱۶ر اکتوبر

دہلی ——— ۲۳ر اکتوبر : بمبئی ——— ۳۰ر اکتوبر



دیانند دیوگندھر کا گائن : ۱۳ر اکتوبر

دیانند دیوگندھر نے موسیقی کی ابتدائی تعلیم اپنے والد گوپال جی دیوگندھر سے حاصل کی جو کہ ایک مشہور گائک اور اودے پور کے دربار سے منسلک تھے۔ مزید اعلیٰ تعلیم انھوں نے پروفیسر دیودت ندموری سے حاصل کی۔ ان کا فن چھجو گھرانہ کی گائیکی سے متاثر ہے جو کہ عموماً بھنڈی بازار گھرانے کے نام سے جانا جاتا ہے۔ انھوں نے موسیقی کی متعدد محفلوں میں شرکت کی ہے۔ سُر سنگار سنسد کی جانب سے 'سُرمنی' کا خطاب بھی مل چکا ہے۔

آواز
آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام
[illegible] اکتوبر [illegible]
[illegible]

اس شمارے میں

مشرقی مصوری - مغربی مصوری

کسی نے کہا ہے "مشرق مشرق ہے اور مغرب مغرب" مگر میں نہیں سمجھتا کہ آرٹ کی دنیا میں بھی یہ فرق اسی طرح قائم ہے جس طرح سمجھا جاتا ہے۔ نیلگوں آسمان، چاند، سورج، دریا، تارے انہیں کہاں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ تصویر کی تو کوئی زبان نہیں آرٹسٹ اپنے خیالات خط اور رنگ کے ذریعہ ظاہر کرتا ہے۔ پیشکش کے انداز میں یقیناً ملک، سماج اور قوم کی روایتیں شامل ہوں لیکن خیال پر تو کوئی روک نہیں یہ تو سبھی کے مشترک ہوسکتے ہیں اور منفرد بھی۔ تصویر ایک نگاہ میں اپنے مضمون کو ظاہر کردیتی ہے کیونکہ فنون لطیفہ سے متاثر ہونے کے لیے کسی خاص تربیت کی ضرورت نہیں۔ حقیقی مصور کسی ظاہری خدوخال کا محتاج نہیں ہوتا اس کا پیغام عالمگیر بھی ہوسکتا ہے جبکہ وہ اپنی تہذیب میں ایسا رچا ہوا ہو کہ قدیم روایات کو اپنے انفرادی رنگ میں ڈھال سکے۔ آزاد حسن اور نازک تمثیلیں اختراع کرسکے۔ زندگی کے رُخ سے نقاب ہٹاکر اس کے چہرے کے بدلتے ہوئے رنگوں کو ہمارے سامنے واضح کرسکے۔ آرٹ کی تخلیق مختلف ثقافتوں کے باہمی امتزاج سے ہوتی ہے اور آرٹ ذات، نسل، مذہب اور رنگ کی مصنوعی حدبندیوں سے ماوراء ہوتا ہے۔ انسانی جذبات کی ترجمانی میں کیا مشرق اور کیا مغرب۔

مشرقی مصوری کے تذکرے میں بھارت ہی زیادہ تر میرے پیش نظر ہے۔ ویسے چین اور جاپان نے بھی بہت سے شاہکار مشرق کو دیئے ہیں۔ آبی رنگوں میں خوبصورت تنظیم، تصویر میں خالی جگہ سے بھی ایک بامعنی پس منظر، باریک اور نازک خطوط یہ ایسی خصوصیات ہیں جن کا اثر ہماری مصوری پر بھی پڑا۔

ہندستانی مصوری کا آغاز بھی ماقبل تاریخ سے ہے۔ انسان نے برسوں جنگلوں کی خاک چھاننے کے بعد پہاڑیوں میں پناہ مسکن بنایا تو اسے غاروں کی بے ہنگم دیواروں پر مصوری کی سوجھی اور اس نے دستیاب معدنی رنگوں سے تصویر کشی شروع کی۔ ماقبل تاریخ کی زندگی کے مناظر جیسے جنگلی جانوروں کی لڑائیاں اور شکار، جنگ اور ناچ وغیرہ یہی ان کی تخلیق اور موضوع تھے۔ یہ نقش اول کی حیثیت رکھتے ہیں ایسے تصویری سلسلے کیمور پہاڑیوں، چھوٹا ناگپور، ست پڑا کی پہاڑیوں وغیرہ میں ملتے ہیں۔ ان قدیم تصویروں میں جنسیات سے متعلق تصویریں بھی ملتی ہیں۔ بعد کی تصاویر میں زراعتی آلات، ہاتھی گھوڑے پر سوار لوگ بھی نظر آتے ہیں۔ وادیٔ سندھ کی تہذیب کا زمانہ تین ہزار سال قبل مسیح یا اس سے بھی پہلے کا ہے۔ اس دور میں مٹی کے برتنوں پر نقاشی کا رواج تھا ہندسی طرح اندازی کے بڑے خوبصورت نمونے دستیاب ہوتے ہیں اس دور تک انسان بستیوں میں رہنے لگا تھا۔ سندھی تہذیب کے بڑے خوبصورت سنگی مجسمے دستیاب ہوتے ہیں، جن میں رقاصہ، داڑھی والے کسی معمر شخص کا نیم قد مجسمہ اور مٹی کے خوبصورت کھلونے اور مہریں مشہور ہیں۔

اس کے بعد بدھ دور کی مصوری ہندستانی مصوری میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ بالخصوص گپت دور کو تو سنہرا زمانہ کہا جاتا ہے۔ مہاتما بدھ کے دور حیات میں ہی اس فن نے اہمیت اختیار کرلی۔ دنیا میں بدھ فن کاری کے ذریعہ ہی مذہب و تمدن کا امتزاج انسان کے فنی جذبات کے ذریعہ ہوا۔ سترہویں صدی کے مشہور مورخ تارا ناتھ کا کہنا ہے کہ "صحیح مصوری بدھ ازم میں موجود ہے اور جن مقامات پر بدھ ازم کی اشاعت ہوئی وہاں ہند کے دانش مند نقاشوں اور ماہر مصوروں کی موجودگی کو لازمی سمجھنا چاہئے"۔ چینی مصوری کے بارے میں اکثر محققین کی رائے ہے کہ اس میں بدھ مصوری کی روح اپنا کام کررہی ہے۔ چینی مصوری کا ارتقاء بدھ مت کے تہذیبی اثرات کے نفوذ کے بعد ہوا۔ اجنتا کی دیواری تصاویر دیکھنے کے بعد بدھ دور کی تاریخی تہذیبی عظمت کے ساتھ مصوری کی ترقی یافتہ شکل نظر آجاتی ہے کیوں نہ ہو "جگر کے خون سے کھینچے گئے ہیں نقش لاثانی" یہاں جذبات کے اظہار کی معراج ہے۔ "رانی کی موت" "پدما پانی بدھستوا" "مہاتما بدھ اپنے گھر کے دوار پر" "راہو کے روبرو رقص کی محفل" "ایک شہزادہ اور شہزادی معروف گفتگو" "مایہ کا خواب اور بدھ کا جنم" غرض جاتک کتھاؤں کے سیکڑوں موضوع مہاتما بدھ کی پیدائش سے پہلے سے لے کر وفات کے بعد تک مناظر مصور کئے گئے ہیں۔ زندگی کا

چند تاثرات

غیاث قریشی



شاید ہی کوئی پہلو چھوٹ گیا ہو۔ خالی جگہوں کو پُر کرنے کے لیے بڑے خوبصورت طرح اندازی کے نمونے پیش کیے گئے ہیں اس میں صرف پھل پھول پتے ہی نہیں بلکہ جانوروں کی شبیہ کو بھی خوبصورت آرائشی روپ دیا گیا ہے۔ کنول اور انسانی ہاتھ کو اس انداز سے پیش کیا گیا ہے کہ شاید ہی دنیا میں اس کی مثال ملے مشہور نقاد گرفتھ نے "دی پینٹنگ آف اجنتا" میں لکھا ہے "کیفیت باطنہ اور اضطراب دل کی حالت نمایاں کرنے میں اس سے بہتر تصاویری سلسلہ میری نظر سے آج تک نہیں گزرا۔"

بدھ کے اس شاندار دور کے بعد کچھ عرصہ انتشار رہا، پھر ہندو دھرم کے مذہبی تخیلات کی نشاۃ ثانیہ شروع ہوئی ساتویں صدی عیسوی کی ابتدا سے ہندستانی مصوری نے اپنی کھوئی ہوئی شہرت پھر پالی۔ رام چندر جی کے ایام طفلی سے سیتا جی کی اگنی آزمائش تک کی داستان خطوطی اشاروں میں پیش کی گئی ہے تصویر کشی کے سلسلہ میں تاڑ کے مضبوط پتے استعمال کیے گئے ہیں۔ دیواری تصاویر کے مقابلہ میں یہ تصاویر اتنی اہم نہیں ہیں قدیم دور کی مصوری میں زیادہ تر بانیان مذہب کی زندگی کے مختلف پہلو پیش کیے جاتے رہے۔ بعد میں مذہب کی فلسفیانہ تشریح، بھگتی تحریک اور اسلامی تصوف کے اثرات فن مصوری پر بھی پڑے اور ایک نئے طرز فکر نے جنم لیا۔ کاغذ کے بآسانی دستیاب ہونے پر مصوری کی دیوی گپھاؤں اور تاڑ کے پتوں سے نکل کر کاغذ پر براجمان ہوئی۔ اور کتابی تصاویر کا ایک سلسلہ شروع ہوا۔

راجستھانی اسکول، سولہویں اور سترھویں صدی عیسوی کے درمیان راجستھان کے راجاؤں کی زیر سرپرستی اس مدرسۂ فکر نے جنم لیا راجستھانی مصوری کے موضوعات رامائن، مہابھارت کے واقعات، روزمرہ کی عوامی زندگی، شکار اور شبیہ سازی پر مشتمل ہیں۔ ان کے علاوہ ہندستانی موسیقی پر مشتمل راگ مالا، تصاویر کا ایک سلسلہ بھی مشہور ہے جس میں موسیقی کے اتار چڑھاؤ اور جذباتی کیفیت کو مصور کیا گیا ہے۔

کانگڑا اسکول اٹھارہویں صدی میں کشمیر کے راجہ سنسار چند نے اس طرز فکر کو فروغ دیا۔ اس دور کے فنکاروں نے کرشنا کی زندگی کے واقعات اور ہندو طرز فکر کی روایتوں کو مصور کیا۔

مغل مصوری مغل بادشاہوں نے ایرانی مصوروں کے تعاون سے ایک نئے طرز کی بنیاد ڈالی جسے مغل مصوری کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اکبر نے اس طرز کے فروغ میں ذاتی دلچسپی لی۔ ہندستانی بالخصوص راجستھانی اور گجراتی مصوروں کو اپنے ہاں ملازم رکھا اس طرح ایرانی اور ہندستانی مصوروں کے اشتراک سے مغل مصوری کی داغ بیل پڑی۔ 'بابرنامہ'، 'اکبرنامہ'، کے علاوہ رامائن اور مہابھارت کے واقعات بھی مصور کیے گئے مغلوں نے تعمیر کے ساتھ ساتھ تصویر پر بھی توجہ دی۔ اس طرح حسین، پرشکوہ، متناسب عمارات کے ساتھ ساتھ مصوری کے شاہکار بھی وجود میں آئے۔ مغل مصوری کے موضوعات میں جہاں درباری واقعات، امرا کی شبیہیں، شکار کے مناظر تھے وہیں مذہبی کتابوں کو بھی مصور کیا گیا۔ جہانگیر نے جانوروں، پرندوں اور پھولوں کی بڑی خوبصورت تصویریں بنوائیں۔ مغل مصوروں نے بڑی نازک، خوبصورت اور دیدہ زیب رنگوں کی تعلیم پر مشتمل تصویریں تیار کی ہیں۔ یہ تصویریں بہت چھوٹی ہوتی تھیں اس لیے انھیں کتابی تصاویر کہا جاتا ہے۔

دکنی اسکول زیادہ اہم نہیں ہے اورنگ زیب کے زمانے میں مصوروں کی مرکزیت قائم نہیں رہی انہی میں سے چند مصور دکن کی طرف چلے آئے اور مقامی طرز کے امتزاج سے دکنی اسکول کی بنیاد پڑی۔

انگریزوں کی آمد کے بعد راجہ روی ورما نے مغربی طرز کو اپنا روغنی رنگوں میں تصاویر تیار کیں۔ جس کے موضوعات ہندستانی تھے۔ مگر طرز مغربی ہندستان میں مصوری کے تین اسکول کلکتہ، بمبئی اور لاہور مشہور رہے جنگ عظیم کے بعد یہ انفرادیت باقی نہ رہی۔ رویندر ناتھ نے ہندستانی فن میں ایک نئی روح پھونکی اور اسے نشاۃ ثانیہ عطا کی۔ ان کے شاگردوں میں نندلال بوس، اسیت کمار ہلدر، دیوی پرساد رائے چودھری اور چغتائی وغیرہ مشہور ہیں۔ جدید ہندستانی فنکاروں میں رویندر ناتھ ٹیگور، امرتا شیرگل، جیمنی رائے، بیندرے، چاوڑا، ہیبر، حسین، ہیبلکر، لکشمن پے، مادھو ساتولیکر، اچریکر وغیرہ مشہور ہیں انھوں نے ہندستانی طرز اظہار میں نئی راہیں تلاش کیں اور اپنے شاہکاروں کے ذریعہ فن کو ایک نیا موڑ دیا ہے۔

مغربی مصوری

اس کی تاریخ بھی قدیم ہے اسپین اور فرانس میں قدیم دور کے کچھ نمونے دستیاب ہوتے ہیں ان کے موضوعات بھی وہی جانوروں کے نمونے اور ان کا شکار وغیرہ ہیں۔ یہ تصاویر مٹی کے رنگوں میں جانوروں کی چربی ملا کر تیار کی گئی ہیں یہی نقش اول ہیں۔ اس کے بعد انسانی تہذیب کا عروج ہمیں مصر (وادی نیل) میں نظر آتا ہے۔ یہ کوئی ساڑھے چار ہزار سال قبل مسیح کی بات ہے مصریوں کے اہرام اور ان کی بت سازی دنیا میں مشہور ہے۔ مضبوط اور پرشکوہ فرعونوں کے مجسمے، سنگی دیواروں پر ابھار کاری کے خوبصورت نمونے، اہرام بنانی ہوئی خوبصورت رنگین تصویریں یہ سب مصری تہذیب کے معرکہ کی گواہ ہیں۔

مصری تہذیب کے برسوں بعد یونانی فن وجود میں آیا۔ یونانیوں نے سنگ مرمر کو موم بنا دیا بڑے خوبصورت مجسمے پیش کیے جن میں مصری بتوں کی طرح سکون نہیں بلکہ حرکت نظر آتی ہے۔ یونانیوں کے بعد رومیوں کا دور آتا ہے۔ انھوں نے یونانیوں کی روایت کو جلا بخشی اور اپنی محبوب شخصیتوں کو فن کے ذریعہ امر بنایا۔ رومی شہنشاہیت جب اپنے عروج پر تھی عیسائیت کا آغاز ہوا۔ زمین دوز گرجا گھر تعمیر ہوئے جن میں مصوری کے نادر نمونے ملتے ہیں۔ ۱۴۰۰ء سے لے کر ۱۶۰۰ء تک کے دور کو نشاۃ ثانیہ کا دور کہتے ہیں۔ یہ دور حقیقت نگاری کی انتہا کا دور ہے۔ اس دور کے فنکاروں نے اپنی تخلیقات سے اسے تاریخ ساز دور بنایا۔ جن میں لیونارڈو داونچی، مائیکل انجیلو اور رافیل سر فہرست ہیں۔ لیونارڈو صرف مصور ہی نہیں بلکہ مجسمہ ساز، موسیقار، ریاضی داں، انجینئر کی حیثیت سے بھی مشہور ہے۔ "مونالیزا" اور "آخری طعام" اس کی ناقابل فراموش تصویریں ہیں۔ مائیکل انجیلو عظیم فنکار مصوری و سنگ تراشی میں ماہر کامل تھا۔ وینس میں واقع سسٹین چیپل کے گرجا گھر کی آرائش چھت اور دیواریں اس کی عظمت کی گواہ ہیں۔ رافیل بھی اسی سلسلہ کا ایک فنکار ہے اس نے وینس کے محلات کی دیواروں کو مصور کیا یہ اس کا لازوال کارنامہ ہے۔

انیسویں صدی تک حقیقت نگاری کا ہی انداز اہمیت رکھتا تھا صنعتی انقلاب، کیمرے کے فروغ، اور ایجادات نے اس انداز کو یکسر بدل دیا۔ جدید تجربوں کی وجہ سے مختلف تحریکوں اور رجحانات نے جنم لیا۔ تاثری تحریک، اظہاری تحریک، مکعبی تحریک اور لاشعوری تحریک اسی دور کی دین ہیں۔ تجریدی تحریک نے بھی اسی دور میں جنم لیا۔ ان تحریکوں کے علمبردار مصوروں میں پکاسو، زودا، موڈگلیانی، دین گاگ، پکاسو، براک بیزاں وغیرہ سر فہرست ہیں۔ آج کا فن مصوری کم و بیش انہی رجحانات کا حامل ہے۔ فنکار مختلف تحریکوں کے امتزاج سے شاہکار تخلیق کر رہے ہیں۔ مشرق ہو یا مغرب آج مصور کو جو آزادی اور وسائل میسر ہیں وہ اس سے پہلے نہیں تھے۔ سابق میں فن پر مذہب کی گہری گرفت تھی۔ آج کا فنکار اپنے جذبات کو کسی بھی رنگ یا اسلوب میں پیش کر سکتا ہے۔ انفرادیت اور ذاتی احساس آج کے فن میں نمایاں ہیں اور یہی انفرادیت اس کے فن کو ممتاز بناتی ہے۔ بقول وان گاگ "اگر تخلیق سے مسرت حاصل نہ ہو تو یقین جانو میں کبھی برش کو ہاتھ نہ لگاؤں۔"

غیاث قریشی

امیر منزل شاہ بازار
اورنگ آباد دکن

(آکاشوانی اورنگ آباد سے پیش نظر)

[illegible]

روہیلکھنڈ کے تاریخی آثار

ڈاکٹر لطیف حسین ادیب

اٹھارویں صدی عیسوی میں روہیلوں نے کٹھیر پر قبضہ کیا۔ اس وقت کٹھیر کی حدود میں بریلی مرادآباد سنبھل اور بدایوں کے اقطاع شامل تھے۔ اب روہیلکھنڈ میں بدایوں، شاہجہاں پور، بریلی پیلی بھیت، رامپور، مرادآباد اور بجنور کے اضلاع کو شمار کیا جاتا ہے جن میں بریلی کو مرکزی حیثیت حاصل ہے اور جس کے گرد روہیلکھنڈ کی تاریخ گھومتی ہے۔

بریلی میں دور قبل از مسیح کے آثار موضع رام نگر میں پانچال سلطنت کے دارالسلطنت اہی چھتر سے برآمد ہوئے جن میں ٹیراکوٹا یعنی مٹی اور ریت کی آمیزش سے بنی ہوئی مورتیوں اور پختہ اینٹوں کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ ادنچا گاؤں کے ٹیلے کی کھدائی کے بعد معلوم ہوا کہ اس کا تعلق نہ صرف پانچال عہد سے تھا بلکہ اس کی تہذیب کے آثار سندھ گھاٹی سے ملتے ہیں۔ اہی چھتر میں ہی پارس ناتھ جی کا مندر جینی دور کی یادگار ہے۔ بودھ دور سے مغلوں کی آمد تک کے آثار بریلی میں نہیں ملتے کیونکہ اس وقت سنبھل اور بدایوں کو تاریخی حیثیت حاصل تھی۔ البتہ دور تغلق کے دو بزرگ سید حبیب شاہ اور حضرت شاہ دانا ولی کے مزارات محفوظ ہیں۔ ہمایوں کے زمانے میں راجہ جگت دیو برٹھل کے نام پر پرانے شہر میں محلہ جگت پور آباد ہے۔ اس کے لڑکے بانس دیو برٹھل کے نام پر بانس بریلی نام پڑا اور محلہ کوٹ اس کے بنوائے ہوئے قلعے ہی سے منسوب ہے۔ اکبر کے زمانے میں عباس علی خاں عرشی نے بریلی کو فتح کیا اور یمین الملک مرزائی بریلی کا ناظم مقرر ہوا جس کی ۱۵۶۰ء میں بنوائی ہوئی مرزائی مسجد شہر کہنہ میں محفوظ ہے۔ جہانگیر و شاہجہاں کے عہد حکومت میں بریلی میں ناظم مقرر ہوئے مگر اس دور کے آثار نہیں ملتے اورنگ زیب کے صوبے دار راجہ مکرند رائے نے سنہ ۱۹۶۷ء کو جامع مسجد بنوائی اور حضرت شاہ دانا ولی کا مقبرہ تعمیر کرایا۔ ساکھو کا جنگل صاف کرا کے عالمگیری گنج بسایا۔ اسی دور کے ایک کمبوہ امیر محمد مسیح نواب خیر اندیش خاں ثانی نے قلعہ خیر نگر اور مسجد نو محلہ تعمیر کرائی۔ مسجد نو محلہ آباد ہے۔

روہیلوں کے مختصر دور حکومت میں آنولہ میں نواب علی محمد خاں کا مقبرہ، بخشی سردار خاں، فتح خاں خانساماں اور بیگم کی مساجد مشہور عمارتیں ہیں۔ بریلی میں مسجد خاں جہاں خاں، مسجد بدرالاسلام خاں، مسجد اخوان محمد یارت خاں اور مسجد بی بی جی یادگار مساجد ہیں۔ مقابر میں مقبرہ حافظ رحمت خاں، حویلیوں میں گڑھی راؤ پہاڑ سنگھ، کٹرہ دیوان مان رائے باغات میں باغ جیت رائے اور بازاروں میں بزریہ عنایت گنج، بزریہ صندل خاں اور بازار شہامت گنج کے آثار محفوظ ہیں۔

روہیلوں کے بعد آصف الدولہ کے زمانے کی آصفی مسجد، کالا امام باڑہ اور حسینی باغ تاریخی آثار ہیں۔ اسی دور کی یادگار جنگ دوجوڑہ کے سلسلے کا فتح گنج غربی میں وار میموریل ہے جس کے میدان میں اس لڑائی کے ہیرو نجو خاں و بلند خاں کی قبور محفوظ ہیں۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کے آثار میں بریلی کینٹ، پرانے گرجے و قبرستان، کمپنی باغ، کینٹ کا قلعہ اور بریلی کالج ہیں۔

جنگ آزادی سنہ ۱۸۵۷ء کے سلسلے میں کمشنری بریلی میں برگد کا وہ پیڑ جہاں مجاہدین آزادی کو انگریز سامراجیوں نے پھانسی دی، ایک مقدس یادگار ہے۔ بریلی میں ۱۸۵۷ء کے ہیرو نواب خان بہادر خاں کی بنوائی ہوئی ایک مسجد کنور دیاشنکر انٹر کالج کے متصل محفوظ ہے۔

۱۸۵۷ء کے بعد جان انگلس نے، انگلس گنج بسایا اور ویسٹرن انگلس میموریل اسکول اور ایسٹرن انگلس میموریل اسکول قایم کیے۔

بریلی کے پرانے مندروں میں تلسی استھل، بیٹری ناتھ الکھناتھ، تپاسی ناتھ، دھوپیشور ناتھ، گواپاسدھ اور بن کھنڈی ناتھ پرانے مندر ہیں۔

مرادآباد

پانچال حکومت ہمالیہ سے چمبل ندی تک تھی لہذا مرادآباد کو بھی پانچال حکومت میں شمار کیا جاتا ہے۔ حکیم نجم الغنی نے اخبارالصنادید میں لکھا ہے کہ "مرادآباد اور اس کے حوالی میں بہت تہذیب یافتہ آرین سنہ ایک ہزار عیسوی سے پہلے موجود تھے۔" تاہم مرادآباد کی تاریخی قدامت کے آثار نہیں ملتے۔

سترھویں صدی عیسوی میں بہ عہد شاہجہاں نواب رستم خاں نے راجہ رام سکھ کٹھیریا کو شکست دے کر مرادآباد پر قبضہ کیا اور اس کا نام رستم آباد رکھا جو بعد کو شہزادہ مراد بخش کے نام پر مرادآباد کہلایا۔ نواب رستم خاں نے رام گنگا ندی کے کنارے ایک قلعہ اور ۱۶۲۹ء کو ایک مسجد تعمیر کرائی جو آباد ہے۔

مرادآباد کی بستیوں میں سنبھل اور امروہہ تاریخی قصبات ہیں۔ سنبھل آٹھویں صدی عیسوی سے بارہویں صدی عیسوی تک تومڑ اور چوہان اور اس کے بعد مسلمانوں کی صوبیداری میں رہا۔ پرتھوی راج چوہان کے بنوائے قلعے کے آثار ملتے ہیں۔ سوتھ ندی کے کنارے مسلمانوں کے عہد حکومت کا ایک قلعہ محفوظ ہے۔ منو کا منا مندر اور گنبد مزار کا شمار بھی تاریخی آثار میں کیا جاتا ہے۔

حکیم نجم الغنی کے بیان کے مطابق پرتھوی راج چوہان نے امروہہ میں بھی ایک قلعہ بنایا تھا جس کا نام اس نے اپنی بہن ابنا کے نام پر رکھا۔ امروہہ میں حضرت سید شرف الدین شاہ ولایت کا مزار بہت مشہور ہے۔ آپ غیاث الدین بلبن کے زمانے میں امروہہ تشریف لائے اور ۱۳۴۲ء میں وفات پائی۔ آپ کی نسل کے افراد نے ہر دور میں علم و ادب کی بڑی خدمت کی۔ آپ کے مزار کے علاوہ دیوان سید محمود کے زمانے کی عمارات اہم تاریخی آثار ہیں۔ امروہہ کی تاریخی عزاداری ہندو مسلم اتحاد کی روشن نظیر ہے۔ امروہہ کا سب سے قدیم عزاخانہ چاند سورج محلہ قاضی زادہ میں ہے جو ۹۵۱ھ مطابق ۱۵۴۴ء میں قایم ہوا اور جہاں سے ہر سال ۸ محرم کا جلوس نکلتا ہے۔

بدایوں

بدایوں روہیل کھنڈ کی ایک قدیم اور تاریخی بستی ہے۔ سورج کنڈ، نگلا کے مندروں میں دیوی استھل، شنکر دھنو مان کے مندر، ساہوتارہ میں کوٹ کا مندر اور بروا کی باری بدایوں کے پرانے مندر ہیں۔ حضرت میراں ملہم شریف اور حضرت میر ناصر الدین شہید کا تعلق غزنوی اور غوری دور سے ہے۔ غازی احمد اور غازی محمد جو ماموں بھانجے کے نام سے مشہور ہیں۔ قطب الدین ایبک کے عہد سے متعلق ہیں جامع مسجد، عیدگاہ شمسی، دور التمش کی یادگار ہیں۔ بدایوں خطہ یونان اور مدینۃ الاولیاء کہلاتا تھا۔ چنانچہ علماء، فضلاء اور صوفیاء کے صدہا مزارات و مدارس بدایوں کی عظمت ماضی کا نشان ہیں۔ حضرت سلطان العارفین خواجہ سید حسن شیخ شاہی اور حضرت خواجہ سید ابوبکر موئے تاب بدرالدین شاہ ولایت رح کے مزارات

مرجع عوام ہیں۔ موضع عطاپور گھیا میں مورخ ملا عبدالقادر بدایونی کی قبر دور اکبری کے اس عظیم مورخ کی یاد دلاتی ہے۔

ساگرتال کے قریب شاہ عالم خاں کی قبر مسجد اور درگاہ سید احمد صاحب، مزار خواجہ سید عرب صاحب، ادجھیانی میں نواب عبداللہ خاں کا مقبرہ اور بسولی میں نواب دوندے کا قلعہ مسجد اور حمام دور روہیلہ کی یادگار ہیں، حقیقت یہ ہے کہ بدایوں کا کوئی گلی کوچہ تاریخی آثار سے خالی نہیں ہے۔

رامپور

رام پور کو نواب فیض اللہ خاں کے بھتیجے نواب مصطفیٰ خاں نے رامپورہ نام کے ایک گاؤں میں آباد کیا اور اس کا نام مصطفےٰ آباد رکھا۔ محلہ ٹھوٹھر اور راج دوارہ رام پور کی بقیہ آبادیوں میں سے ہے۔ مصطفیٰ آباد زبان زد خاص و عام نہیں ہوا اور نئی آبادی رامپور کے نام سے مشہور ہوئی۔ اٹھارویں صدی عیسوی کے تاریخی آثار میں خود نواب فیض اللہ خاں کا مقبرہ اور بزرگان دین میں شاہ جمال اللہ چشتی، حضرت شاہ عبداللہ قادری اور حضرت شاہ عبدالکریم عرف ملا فقیر اخوند کے مقبرے زیارت گاہ خاص و عام ہیں۔ رامپور کی عالیشان جامع مسجد نواب کلب علی خاں کی تعمیر کردہ ہے۔ رضا لائبریری اور اس کی عمارت نوابیت رامپور کے اعلیٰ ذوق ادب اور ذوق تعمیر کا بے نظیر ثبوت ہیں۔

شاہجہانپور

شاہ جہاں پور کو دلیر خاں نے شاہجہاں کے عہد میں آباد کیا۔ شاہجہانپور میں کبھی گوجروں کا قلعہ تھا۔ سنہری مسجد اور بہادر خاں کا مقبرہ شاہجہانپور کے مشہور تاریخی آثار ہیں۔ شاہجہانپور میں ممکشا آشرم، کانٹ کے کھنڈر، نگوہی کے پرانے کھیڑے اور کنویں عہد گذشتہ کی تاریخی یادگار ہیں۔ کٹرہ کمانوئی خاں میں وہ تاریخی میدان ہے جہاں ۲۳ اپریل ۱۷۷۴ء کو نواب حافظ رحمت خاں اور ایسٹ انڈیا کمپنی و شجاع الدولہ کی افواج کے درمیان لڑائی ہوئی۔ شاہجہانپور کے قدیم مزارات میں حضرت سید شاہ فتح علی میاں قادری رح اور حضرت مولوی محمد شریف چشتی رح مشہور ہیں۔ اودھے پور میں ۱۸۵۷ء کے مشہور مجاہد مولانا احمد اللہ شاہ کا سر مبارک مدفون ہے۔

پیلی بھیت

پیلی بھیت ترائی کے علاقے میں واقع ہے جس کا ذکر کمایوں کی تاریخ میں بھی آیا ہے۔ ۱۷۴۲ء میں نواب علی محمد خاں نے راجہ ہر نندن کو شکست دینے کے بعد، پائندہ خاں کو پیلی بھیت کے زمیندار دیس پت بنجارے کو مغلوب کرنے کے لیے بھیجا۔ پائندہ خاں کی فتحیابی کے بعد ۱۷۴۲ء میں تمام مفتوحہ علاقہ نواب حافظ رحمت خاں کو جاگیر میں دے دیا گیا۔ نواب حافظ رحمت خاں نے پیلی بھیت میں شہر پناہ رہائشی مکانات، حمام اور ایک جامع مسجد ۱۷۶۹ء میں تعمیر کرائی جو دور روہیلہ کی ایک اہم یادگار ہے۔ پیلی بھیت کی جامع مسجد، دہلی کی شاہجہانی مسجد کے نقشے کے مطابق مگر کم رقبے میں ہے۔

بجنور

بجنور روہیل کھنڈ کی ایک تاریخی بستی ہے جس کا ذکر تیمور کے حملے کے وقت سے ملتا ہے۔ بجنور کو دور روہیلہ میں نواب علی محمد خاں نے ۱۷۴۸ء کو اپنے علاقے میں شامل کیا۔ راولی، باسٹا، دارانگر میں ودر کٹی، منڈاور میں کرزشی کا آشرم، جہاں آباد اور موردھوج کے کھنڈر اور نجیب آباد پرانا بجنور کے اہم تاریخی آثار ہیں۔

مختصر یہ کہ روہیل کھنڈ کے تاریخی آثار ہندوستان کے تہذیبی و تمدنی ارتقاء سے وابستہ ہیں اور جن کے ذریعہ مادر وطن کی شوکت و عظمت کا سراغ ملتا ہے۔

(رامپور سے نشر)

ڈاکٹر لطیف حسینی ادیب
ایم اے، پی ایچ ڈی
پھولوالال - بریلی (یوپی)

گاندھی جی نے کہا تھا

محمود ہاشمی

گاندھی جی کی شخصیت کا تاثر اور ان کی تعلیمات صرف ہندوستان اور ہندوستانیوں کی ذات تک محدود نہیں ہیں۔ گاندھی جی کے پیکر میں بیسویں صدی کو ایک ایسا عظیم الشان ذہن میسر آیا جس نے سچائی اور اہنسا کے نظریات میں اس عہد کے انسان کی تمام روحانی، اخلاقی اور سماجی قدروں کو اور مسائل کو سمیٹ لیا۔ گاندھی جی خود عمل کا مجسمہ تھے، لیکن ان کی تحریریں، ان کے اقوال اور ان کے ارشادات ایسی ہمہ گیر تاثیر رکھتے ہیں جو ہمارے احساس اور ذہن کو سچائی کا آئینہ دکھاتے دکھاتے ہیں۔ گاندھی جی کی تحریریں اور ارشادات کسی ایک موضوع تک محدود نہیں ہیں۔ انھوں نے انسان کو جسم اور روح کا ایسا اشتراک تصور کیا جو دھرتی پر تمام مخلوقات سے افضل بھی ہے ۔۔۔ اور اپنی افضلیت کو اپنے عمل سے ثابت بھی کر سکتا ہے ۔۔۔ گاندھی جی کی فکر صرف سیاسیات تک محدود نہیں تھی، انھوں نے خدائے برتر کی ذات عظیم سے لیکر روزمرہ زندگی کے معمولی سے معمولی پہلو کو بھی اپنی فکر کا محور بنایا۔ ان کا روحانی تصور بھی بے حد عظیم تھا۔ 'خدا کی ذات' کے موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے انھوں نے لکھا ہے:

"ایک پراسرار قوت جس کی وضاحت نہیں کی جا سکتی، دنیا کی ہر چیز میں پنہاں ہے۔ میں اسے محسوس کر سکتا ہوں اگرچہ میں اسے دیکھ نہیں سکتا۔"

خدائے برتر کی وحدانیت اور قوت کا اظہار بھی گاندھی جی نے انتہائی موثر پیرائے میں کیا ہے۔ انھوں نے لکھا ہے

"مجھے اس امر کا دھندلا سا احساس ہے کہ میرے گرد و نواح میں ہر چیز میں، ہر لمحے تبدیلی آتی رہتی ہے اور وہ ختم ہوتی رہتی ہے۔ لیکن ان تبدیلیوں کی تہ میں ایک ایسی زندہ قوت موجود ہے، جو کبھی تبدیل نہیں ہوتی۔ جو سب کو ایک لڑی میں پروئے رکھتی ہے، جو تخلیق کرتی ہے، ختم کرتی ہے اور پھر پیدا کرتی ہے۔ یہ قوت یا روح، خدا ہے ۔۔۔ چونکہ وہ تمام چیزیں جنھیں میں اپنے حواس خمسہ کے ذریعہ دیکھتا ہوں اور محسوس کرتا ہوں، دائم رہنے والی نہیں ہیں، اس لئے صرف اسی کی ذات قائم و دائم ہے۔"

خدائے برتر کی ذات کے اس اعتراف اور احساس کے بعد گاندھی جی نے خدائے برتر کی صفات کو بھی اپنے منفرد انداز میں بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

"خدا ایک ایسی طاقت ہے جسے ہم سب محسوس کرتے ہیں لیکن جسے ہم جانتے نہیں۔ میرے نزدیک خدا، سچائی اور محبت ہے۔ اخلاق ہی خدا ہے۔ بے خوفی خدا ہے۔ خدا زندگی اور روشنی کا منبع ہے۔ خدا ہمارا ضمیر ہے۔ جو لوگ اس کی ذاتی موجودگی کو ضروری سمجھتے ہیں، وہ ان کا ذاتی خدا ہے۔ جو لوگ اس کا لمس چاہتے ہیں ان کے لئے وہ جسم اختیار کر لیتا ہے۔ وہ خالص ترین روح ہے۔ وہ صرف ان کے لئے ہے، جو اس میں اعتقاد رکھتے ہیں، وہ صابر ہے لیکن جابر بھی ہے۔ اس کے نزدیک لاعلمی کوئی بہانہ نہیں ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ ہمیشہ معاف کرنے والا بھی ہے۔ کیونکہ وہ ہمیں پچھتانے اور نادم ہونے کا موقع دیتا ہے۔ وہ سب سے بڑا جمہوریت پرست ہے۔ کیونکہ وہ ہمیں نیکی اور بدی میں سے کسی ایک کو چننے کی مکمل آزادی دیتا ہے۔"

خدائے برتر کی ان اعلیٰ ترین صفات میں گاندھی جی نے تمام مذاہب کی روح کو بھی یکجا کیا اور یہ بھی واضح کیا کہ انھوں نے جمہوری قدروں کا بنیادی تصور خدائے برتر کے اس نظام سے حاصل کیا، جس میں نیکی اور بدی کی انتخاب کا حق انسان کو حاصل ہے۔ گاندھی جی کے نظریات اور ارشادات، انھیں ہمارے زمانے کا ایک باعمل مفکر ثابت کرتے ہیں۔

(اردو سروس سے)

احسان فراموشی

گوربچن سنگھ طالب

اس امر کو ہر شخص بلا استثنا تسلیم کرے گا کہ احسان فراموشی نہایت مذموم فعل ہے انسانی رشتے آپس میں پیار اور محبت ہمدردی اور رواداری پر قایم ہیں۔ اگر انھیں مٹا دو تو انسان ایک دوسرے کے تئیں درندوں جیسا سلوک کرنے لگتے ہیں۔ اور ہوتا بھی یوں ہی ہے۔ لڑائی جھگڑے دشمنی یہ سب اس کیفیت سے پیدا ہوتی ہیں جہاں محبت اور ہمدردی مٹ جاتی ہیں۔ بالفاظ دیگر انسان انسانیت کے پائے سے گر جاتا ہے۔ اور اس کا دل شیطانیت کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے کہ احسان کیا ہے۔ لغوی اعتبار سے احسان نیکی کا نام ہے۔ کسی کے ساتھ نیکی بھلائی کا برتاؤ کرنا۔ عرفِ عام میں جب کوئی شخص خصوصی تردد اور مشقت سے کسی کے ساتھ نیکی کرے۔ کسی کا بگڑا ہوا کام سنوارے۔ اس کو احسان کہا جاتا ہے۔ اچھے لوگوں کے درمیان کسی کے ساتھ نیکی کسی معاوضہ کی وصولی کی توقع پر نہیں کی جاتی۔ نیک لوگ نیکی اس لیے کرتے ہیں کہ یہ ان کا خاصہ ہے ان کی فطرت ہے۔ جیسے بُرے لوگ بدی اپنی فطرت اپنی افتاد سے مجبور ہو کر کرتے ہیں۔ تو نیکی بلند اخلاق کے اعتبار سے اپنا انعام آپ ہے۔ یعنی نیکی کرنا ہی گویا ایک انعام پاتا ہے۔ ذرا کم درجے کے لوگ کسی کے ساتھ نیکی کسی عوضانہ کی توقع سے کرتے ہیں اس خیال سے کہ ایک ہاتھ سے دے کر دوسرے ہاتھ سے کچھ وصول کیا جائے۔ اس نیکی میں خودغرضی کی لاگ ہوتی ہے۔ تاہم یہ بدی سے بدرجہا افضل ہے۔ جس شخص کے ساتھ نیکی کی جائے۔ خواہ نیکی کرنے والے کے دل میں عوض کی توقع بھی ہو۔ بہر حال اس کا فرض ہے کہ شکر گذار ہو۔ دنیا میں وسائل اور اسباب کی اصل قدر کی ہے۔ کہ ہر انسان کا پہلا محرک خودغرضی کا ہوتا ہے۔ جیسا میں نے ابھی کہا۔ جو لوگ فطرتاً نیک ہیں۔ ان پر یہ بات صادق نہیں ہوتی۔ وہ تو بُروں کے ساتھ بھی نیکی ہی کریں گے مگر عوام الناس کچھ سوچ بچار کر، اپنا نفع نقصان جانچ کر اپنا نظریہ اور لائحہ عمل قایم کرتے ہیں اور احسان کرتے ہیں۔ جس پر احسان کیا جائے اس کا فرض ہے کہ اس احسان کو تسلیم کرے جس نے اپنے وسائل کا استعمال کر کے نیکی کی ہے شاید خود کو کسی تکلیف میں بھی ڈالا ہو۔ اس کے تئیں ممنون ہو۔ جہاں یہ نہ کیا جائے انسانی رشتوں میں کڑواہٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ جو شخص ایک یا چند بار نیکی کر کے احسان کش لوگوں کی احسان کشی کا شکار بنے وہ آئندہ کے لیے محتاط ہو جاتا ہے۔ اور انسان کے بارے میں اس کا یقین اٹھ جاتا ہے۔ اس میں کلبیت آجاتی ہے جس کو انگریزی میں cynicism کہتے ہیں۔ جو شخص دوسروں کے تئیں احسان فراموشی سے کام لیتا ہے۔ وہ کسی حد تک دوسروں میں نیکی کا سرچشمہ سکھا دیتا ہے۔ نیکی کی ایک راہ بند کرنے کا گناہ اپنے اوپر لیتا ہے۔ نیکی پر سے دوسروں کا ایمان اٹھ جاتا ہے۔ ان اعتبارات سے احسان فراموشی ایک مذموم فعل اور اخلاقی جرم ہے۔

ادب عالم میں احسان فراموشی کے موضوع کو مختلف پیرایوں میں پیش کیا گیا ہے۔ احسان کرنا اور اس سے متاثر ہونا یا نہ ہونا ہی نوع انسان کے بنیادی تاثرات ہیں جس میں نفسیاتی دکھ اور خوشی مضمر ہے۔ اسی لیے دنیا کے عظیم ترین ادیبوں نے اس موضوع کو اپنی تخلیقات کی بنیاد بنایا ہے۔ خدا کی نعمتوں کا شکر نہ کرنا کفرانِ نعمت کہلاتا ہے۔ اس اعتبار سے اپنے کسی برادر انسان کے احسان کو نہ ماننا بھی کفر کی ہی ایک نوع ہے۔ ایسا شخص قابل نفرین اور اپنے اعمال کی پاداش کا مستحق ہوتا ہے۔ میں نے ابھی ادب عالم کا ذکر کیا تھا جس میں ناشکری کے موضوع کو بنیادی تصور بنایا گیا ہے۔ ہمارے ملک کی قدیم کلاسیکی تصنیف ہتوپدیش ہے جس کا مطلب ہے پیار سے وعظ اور تلقین۔ اُس میں ایک داستان جو تمثیل کے طور پر ہے۔ ایک شیر اور برہمن کی ہے۔ شیر پنجرے میں بند ہے۔ ایک برہمن سے جو پاس سے گذرتا ہے۔ منت اور لجاجت سے درخواست کرتا ہے کہ اسے آزاد کر دے۔ برہمن اس کی خوشامد سے متاثر ہو کر ترس کھا کر پنجرے کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ شیر پنجرے کے باہر نکلتے ہی برہمن کو نگلنا چاہتا ہے۔ وہ شیر کو اپنے احسان سے متاثر کرنا چاہتا ہے۔ مگر بے سود۔ پھر دونوں انصاف کرانے کے لیے مختلف مقامات پر جاتے ہیں۔ آخر انھیں ایک لومڑی ملتی ہے۔ جو ذہانت کی ترجمانی کرتی ہے۔ لومڑی حکمت سے شیر کو دوبارہ پنجرے میں بند ہو کر اپنی پہلی حالت دکھلانے کے لیے کہتی ہے۔ جوں ہی شیر پنجرے میں چلا جاتا ہے لومڑی برہمن سے اس کا دروازہ بند کرنے کو کہتی ہے۔ کہ شیر وہیں پر قید رہے۔ ناشکرے کی یہی سزا ہے۔ مشہور عالم انگریز مصنف شیکسپیر نے احسان کشی کے موضوع کو دو تمثیلوں میں مضمون کیا ہے As you like it اور King Lear اوّل الذکر تمثیل میں ایک بھائی جو اپنے بھائی سے تخت و تاج چھین کر اس کو جلاوطن کر دیتا ہے اس کا ذکر ہے اس تمثیل میں ایک سردار [illegible] ایک گیت گاتا ہے جس میں سردی کی برفانی ہوا کو خطاب کر کے کہا گیا ہے۔ تیرا سرد جھونکا اس قدر ایذا رساں نہیں جتنا انسان کا ناشکرا پن۔

King Lear ایک المیہ ہے جس میں اسّی سالہ بوڑھے باپ کو اس کی بیٹیاں اس سے سلطنت لے کر گھر سے نکال دیتی ہیں۔ انسان اور خود اپنی اولاد اپنے جگر پاروں کی یہ مذموم حرکت لیئر کو دیوانہ بنا دیتی ہے۔ اور وہ برہنہ جسم جنگل میں مارا مارا پھرتا ہے۔ اس کے برعکس اس کی تیسری بیٹی جو سلطنت کی جائز وراثت سے محروم کر دی گئی تھی اس کی خبرگیری کرتی ہے۔ اور اس کو ان محاسبوں کے پنجے سے چھڑانے کی سعی کرتی ہے۔

ہیملٹ میں بھی شہزادہ ہیملٹ کے دو بچپن کے دوست لالچ میں آکر اس سے غداری کرتے ہیں۔ دونوں موت کے گھاٹ اتارے جاتے ہیں۔ ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ احسان کشی اکثر اوقات ایک سنگین اخلاقی جرم کی شکل اختیار کرتا ہے۔ جس سے بدترین نتائج نکلتے ہیں۔

احسان کرنے میں روحانی مسرت مضمر ہے۔ احسان کرنا اور نہ جتانا یا احسان لے کر اس کا احساس دل میں ہی رکھنا۔ یہ دونوں کیفیات یک گونہ بلندی کی طرف لے جانے والی ہیں۔ مرزا غالب نے چند اشعار میں یہی موضوع باندھا ہے۔ احسان کے نازک احساس کے بارے میں شعر ہے

مہرباں ہو کے بلا لو مجھے چاہو جس وقت
میں گیا وقت نہیں ہوں کہ پھر آ نہ سکوں

احسان کرنا، اس مسرت کا ذکر اس شعر میں ہے

سرمۂ مفت نظر ہوں مری قیمت یہ ہے
کہ رہے چشم خریدار پہ احسان میرا

کسی کی مہربانی اور قدردانی سے متاثر ہونے کی کیفیت یوں مضمون کی ہے۔

بک جاتے ہیں ہم آپ متاع سخن کے ساتھ
لیکن عیار طبع خریدار دیکھ کر

لیکن ایک ایسی کیفیت آتی ہے۔ کہ انسان دنیا کے لوگوں کی خود غرضی اور احسان کشی، نفسا نفسی دیکھ کر بے زار اور بے نیاز ہو جاتا ہے۔ احسان کشی کا سب سے بڑا نقصان نوعِ انسانی کو یہی ہے۔ کہ اس سے دوسروں میں یہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ ان کی مسرت ختم ہو جاتی ہے۔ اسی کیفیت کا غالب نے مختلف مقامات پر اظہار کیا ہے۔ ایک شعر ہے ؎

میں اور افسردگی کی آرزو غالب کہ دل
دیکھ کر طرزِ تپاکِ اہلِ دنیا جل گیا

پھر دنیا سے کنارہ کشی کا جذبہ ابھرتا ہے ؎

رہیے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو
ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہم زباں کوئی نہ ہو

یعنی نہ کسی سے احسان کی۔ نہ احسان شناسی کی توقع رہے۔ پھر ایک اللہ کی جھلک آتی ہے۔

بیگانگیِ خلق سے بیدل نہ ہو غالب
کوئی نہیں تیرا تو مری جان خدا ہے

بہر کیف انسان کو اپنی زندگی کا انداز یہ بنانا چاہیئے کہ احسان کر مگر فطرت انسانی کی پستی کے پیش نظر احسان شناسی کی توقع سے بے نیاز ہو جائے۔ بزرگوں نے کہا ہے نیکی کر اور دریا میں ڈال۔ نیکی کے صلہ کی کسی شکل میں بھی توقع بہر حال وبال جان ہے۔ مایوسی کا پیش خیمہ ہے۔ عام انسانی فطرت سے بہت زیادہ توقع نہیں کی جا سکتی۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو حساس ہیں اور دوسروں کی نیکی سے متاثر ہو کر خود بھی نیکی کا سلسلہ قایم کرتے ہیں۔

(جالندھر سے نشر)

باتیں جن سے زندگی سنورتی ہے

از:- سید رکن الدین اصدق

دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ جس طرح کسان کو کھیت کی عرق ریزیوں کا صلہ کھلیان میں ملتا ہے ایسا ہی یہاں کی محنتوں کا بدلا بھی وہاں کے لئے محفوظ ہے بلا شبہ کاشتکار گھر کے دانے جس وقت کھیتوں کی نذر کر رہا ہوتا ہے اس کے سامنے کھلیان پیکر محسوس کی طرح نہیں ہوتا یہاں بھی آخرت کی جزا ہماری نگاہوں سے پوشیدہ رکھی گئی ہے ـــــ یہاں تک بات آخرت کے ادراک کی ہے تو اس دنیا میں کچھ ایسے محسوسات ضرور ہیں جن سے عالم آخرت کو بخوبی سمجھا جا سکتا ہے۔ یہ تو انسان کی کوتاہ عقلی ہے کہ وہ دنیا ہی کو سب کچھ سمجھ کر فکر کی دہلیز پر آواز نہیں دیتا ہے آدمی کمرہ میں بیٹھ کر اسی کو سب کچھ سمجھے اور کمرہ کے باہر کی دنیا کا انکار کر دے تو اس سے بڑھ کر عقل کا یتیم کون ہوگا جبکہ کمرہ کے اندر رکھا ہمارا ریڈیو اور ٹیلی ویژن ہی باہر کی دنیا کو بتلانے کے لئے کافی ہے۔

(پٹنہ سے نشر)

گاندھی جی

طلحہ رضوی برق

اٹھ کی صبح وحشتناک غم کی شام دنیا کو
دکھاتی ہے نہ کیا کیا گردشِ ایام دنیا کو
تعلق شانتی سے، امن سے کیا کام دنیا کو
اہنسا کا دیا بھارت ہی نے پیغام دنیا کو

مری تحریکِ آزادی پہ خود تاریخ نازاں ہے
قتیلِ ملک و ملت کا لہو گلشن بداماں ہے

غلامی کی کڑی زنجیر سے دیوانہ گزرا ہے
ستم کی گرم بازاری سے بے باکانہ گزرا ہے
خود اپنی قتل گہ سے سر بکف مستانہ گزرا ہے
خمِ زلفِ جنوں پرور سے مثلِ شانہ گزرا ہے

عروسِ مملکت نے اس کی آنکھوں سے حیا سیکھی
نگارِ وقت نے اس کی اداؤں سے وفا سیکھی

اٹھائیں زحمتیں، برداشت کیں تکلیفیں اندیکھی
فلک نے بھی نہ ماتھے پر کبھی اس کے شکن دیکھی
جبیں پر موج، مثلِ موجۂ گنگ و جمن دیکھی
مگر یہ سب ہے آزادیِ اہلِ وطن دیکھی

زمیں سے اوجِ گردوں تک ہے اس کا کارنامہ روشن
لہو دے کر کیا اپنی صداقت کا دیا روشن

عزائم کا ثریا، قول کا اپنے دھنی ایسا
ارادے کا ہمالہ، جسم و جاں کا منمنی ایسا
کہاں فرزند کوئی مادرِ گیتی جنی ایسا
نہیں حدِ نظر تک کوئی سدِّ آہنی ایسا

ثبوت اس کا دیا باپو نے، ہیں بیکار شمشیریں
"جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں"

مرے شعروں کو بانگِ نغمہائے سرمدی کہیے
زبانِ تیغ سے مقتل میں صوتِ مشہدی کہیے
خوشی سے رنج بدلا اور نیکی سے بدی کہیے
کہ اس چودہ صدی کو برق اب گاندھی صدی کہیے

کرے اب آسماں گاندھی صفت کوئی بشر پیدا
"بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا"

(پٹنہ سے نشر)

غزل کی کلاسیکی روایات

قدوس جاوید

اس حقیقت کے باوجود کہ اردو غزل کی ترییت میں فارسی غزل نے بڑا اہم کردار ادا کیا ہے یہ بھی ایک ناقابل تردید سچائی ہے کہ اردو غزل، فارسی غزل کی توسیع محض نہیں بلکہ ہندوستانی ادبی روایات کی ایک ارتقائی شکل بھی ہے کیونکہ موضوعات اور لفظیات کی سطح پر فارسی غزل سے استفادہ کے باوجود اردو غزل نے شروع سے ہی مزاج کے اعتبار سے اپنے اندر جو انفرادیت قائم رکھی ہے اس کی جڑیں ہندوستانی تہذیب و ثقافت میں بہت گہرائی تک پیوست ہیں اور صحیح معنوں میں اردو میں صنف غزل ہی جس کے پورے سرمائے کو سامنے رکھ کر قطب شاہ اور ولی سے لے کر حسن نعیم اور بانی تک مختلف ادوار کے ذہنی ارتقار کی داستان مرتب کی جا سکتی ہے۔

اصناف شاعری میں غزل ہمیشہ ہر دور میں سب سے زیادہ مقبول اور ہر دلعزیز رہی ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہی ہے کہ اردو غزل نے ہی عرب اور ایران کی شعری روایات اور ہندوستان کی ثقافتی اقدار کی آمیزش سے فکر و فن کے اعتبار سے ایک ایسا جہان تازہ پیدا کیا جو اپنے اندر اظہار کی بے پناہ وسعتیں رکھتا ہے آمیزش کی مثالیں دکنی اردو غزل میں نمایاں ہیں۔

اے خوش خبر صبا توں لے جا جواں کداں کوں
چمناں کی آرزو میں بیٹھے ہیں مے پرستاں
(قلی قطب شاہ)

ابرو کماناں کھینچ کر مارے پلک کے تیر سوں
زخمی ہوا دل کا ہرن لاگیا نشاں لح بات کا
(ہاشمی)

دوسری بات یہ کہ اردو غزل نے ایک محدود دائرے میں رہتے ہوئے بھی زمانے کی ہر گردش ہر کروٹ کو اپنے اندر جس طرح جذب کیا ہے اور سیاسی و سماجی تہذیبی و ثقافتی سطحوں پر رونما ہونے والے تغیرات کا جس انداز میں اظہار کیا ہے، نیز ہر دور میں جس طرح زندہ تحریکوں کا ساتھ دیا ہے وہ صرف غزل کی ہر دلعزیزی کا ہی نہیں، انجذاب و اظہار کی اس کی بے پناہ قوت کی بھی مظہر ہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ غزل کی ہئیت اور مزاج پر عظمت اللہ اور کلیم الدین احمد جیسے نقادوں کے شدید اعتراضات کے باوجود غزل نہ صرف یہ کہ آج بھی اردو شاعری کی سب سے مقبول فعال اور متحرک صنف سخن ہے بلکہ آج بھی غزل ہی صحیح معنوں میں اردو شاعری کی آبرو کہی جانے کی مستحق ہے۔

لیکن اردو غزل چونکہ اپنی کم و بیش تین سو سالہ تاریخ میں نہ جانے کتنی روایات اور اقدار کو اپنے اوپر سے گذار کر ہم تک پہنچی ہے اور اپنے اس شعری سفر میں غزل نے داخلی سطح پر اپنی ہیئت کے نہ جانے کتنے چولے بھی بدلے ہیں. اس لیے آج جبکہ جدید غزل اسلوب اور لفظیات دونوں ہی اعتبار سے ایک طرف جہاں تشکیل و تعمیر نو کی شکار بھی ہے۔ اس لیے آج یہ سوال بے حد اہم ہو گیا ہے کہ اردو غزل کی کلاسیکی روایات کیا ہیں ان کی کیا معنویت ہے اور جدید مناظر میں ان روایات کو برتنا مستحسن ہوگا بھی یا نہیں۔

یہاں پر اس بات کی بھی وضاحت ضروری ہے کہ مغربی ادبیات میں کلاسیکیت کی اصطلاح جن معنوں میں استعمال ہوتی ہے اردو میں محض انہی معنوں میں استعمال نہیں ہوتی۔ اردو کے نقادوں نے کلاسیکی ادب سے دور قدیم اور دور وسطیٰ کا وہ ادب مراد لیا ہے جو اپنے عہد میں عظیم ادب تھا اور آج بھی ہے۔ خواجہ احمد فاروقی نے اپنی کتاب "کلاسیکی ادب" میں آل احمد سرور اور احتشام حسین نے اپنے متعدد مضامین میں مختلف پہلوؤں سے اس موضوع پر روشنی ڈالی ہے۔ اور قدیم اور دور وسطیٰ کے ادب کے تناظر میں جدید ادب میں کلاسیکی روایات کی بازیافت کی کوشش کی ہے اس ضمن میں اردو غزل کے مجموعی مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اردو غزل کی کلاسیکی روایت کا تعلق غزل کی ہیئت، موضوعات اور لفظیات سے ہے۔ اردو غزل کی موجودہ یکسانیتی ہیئت ولی اور فائز تک آکر متعین ہو چکی تھی، اس سے قبل قلی قطب شاہ، وجہی، غواصی، اور ہاشمی کی غزلوں میں تسلسل ملتا ہے گرچہ مفرد اشعار کی بھی کمی نہیں۔ اور جہاں تک موضوعات کا تعلق ہے غزل میں شروع سے اب تک معاملات عشق مسائل تصوف اور حالات روزگار کے موضوعات ہی بیان کیے گئے ہیں لیکن اس خصوصیت کے ساتھ کہ اردو کے جن غزل گو شعرار کو ہم کلاسیکی شعرار کی حیثیت سے جانتے ہیں انھوں نے اردو غزل میں موضوعات کے اعتبار سے بھی ایسی روایات قایم کیں جنھیں آج ہم کلاسیکی روایات کا نام دیتے ہیں۔ مثلاً ولی نے اردو غزل کو صرف دکن کے مقامی اثرات سے ہی آزاد نہیں کیا بلکہ حسن و عشق کے معاملات پہلی بار مردانہ وار بیان کیے ورنہ ولی سے قبل اردو غزل میں جذبات کا اظہار عورت کی زبان میں ہی کیا جاتا رہا ہے۔ مثلاً

سکھی بھی سچ لوں دل میں اپنے
کتا منت کر عاشق بچارا
(عبداللہ قطب شاہ)

رضا گر مجھ کو دیتے ہو کروں گی گھر میں جا دارو
اگر مج ہووے گی فرصت صبح پھر آوں گی چھوڑو
(میراں ہاشمی)

ولی نے اس روایت کو ختم کیا اور پہلی بار ایک مرد کی حیثیت سے معشوق کو مخاطب کیا ؎

تجھ لب کی صفت لعل بدخشاں سے کہونگا
جادو ہیں تیرے نین غزالاں سے کہونگا

ولی کے سفر دلی اور سعد اللہ گلشن سے ملاقات کے بعد اردو غزل میں ایک نئی زبان کا استعمال تو عام ہوا ہی، مزاج کے اعتبار سے شمال و دکن کا فرق بھی ختم ہوا، اور میر و غالب کے عہد تک آتے آتے پورے ہندوستان میں غزل کم و بیش ایک ہی زبان، ایک ہی لب و لہجے میں اپنے جلوے دکھانے لگی۔ ولی نے غزل کو جو مردانگی بخشی تھی مومن نے اس مردانگی کو زبان دیدی اور پہلی بار کھل کر کہا ؎

ہجر پردہ نشیں پہ مرتے ہیں
زندگی پردہ در نہ ہو جائے

میر نے غزل کے سرور و نشاط میں درد و غم کی آمیزش کر کے اسے بنا دیا ؎

مجھ کو شاعر نہ کہو میر کہ صاحب ہم نے
درد و غم جمع کیے کتنے تو دیوان کیا

میر و مومن سے ایک قدم آگے غالب نے صرف اپنی ذات کو ہی نہیں بلکہ اس پوری کائنات کو مختلف پہلوؤں سے جھانک کر اور جھیل جھیل کر دیکھا، اس لیے غالب کے یہاں روش عام سے ہٹ کر چلنے کی جو خصوصی ادا ملتی ہے وہ کسی اور شاعر کے یہاں نہیں۔ غالب نے

(آگے صفحہ ۱۶ پر)

زمانہ، اقبال کی شاعری میں

عالم خوندمیری

مشرق کے شاعروں میں اقبال شاید پہلا شاعر ہے جس نے وقت کے موضوع کو اور انسانی تقدیر سے اس کے ربط کو اپنی شاعری میں مرکزی اہمیت عطا کی۔ یہ عقیدہ کہ وقت غیر حقیقی ہے تغیر محض ایک فریب نظر، اور تاریخ بے معنی، مشرقی فکر پر مسلط رہا ہے۔ اسی عقیدے کا اثر تھا کہ نجات کو وقت سے فرار اور ابدیت میں پناہ کے ڈھونڈنے کا مرادف قرار دیا گیا۔ نجات کے اسی تصور نے مشرق میں انسان کو اپنی ارضی تقدیر اور تاریخ کی اہمیت سے بے نیاز کر دیا۔ شاعری میں اس تصور نے، تخیل کی مدد سے، غیر معمولی اہمیت اختیار کر لی۔ وقت اور زمانہ کا احساس اگر کبھی ابھرا بھی تو اس طرح کہ اس کا انسانی شخصیت سے، اور اس کے نشوونما سے کوئی ربط نہ رہا۔ وقت سے اس روگردانی اور بے نیازی کا ایک بڑا محرک، مشرقی شاعری کا کائناتی تصور بھی تھا۔ اس مشرقی کائناتی نقطۂ نظر کی رو سے خود کائنات بھی ایک جامد وجود ہے۔ جس کو خدا نے ایک مثالی لمحے میں اس طرح پیدا کیا کہ اس میں کسی تغیر یا تبدیلی کی گنجائش نہیں۔ جہاں یہ ایک مثالی لمحے میں پیدا ہوئی ہیں، وہیں وہ ایک لمحے فنا کی نذر ہو جائے گی۔ اقبال نے اپنی شاعری کے ابتدائی دور ہی میں کائنات کے بارے میں ایک ایسا کشف حاصل کیا جس کی رو سے یہ کائنات، نہ تو جامد ہے نہ مثالی۔ بلکہ تغیر اور تبدیلی کا معروض ہے، ثبات اس کو حرام ہے اور تغیر اس کی تقدیر ہے۔ اس کے پہلے دور کا یہ شعر، اسی کے اسی شاعرانہ کشف کا آئینہ دار ہے۔

سکوں محال ہے، قدرت کے کارخانے میں
ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں

اقبال کی اس دور کی شاعری میں، اس کا عرفان وقت تبدیلی اور تغیر کے بنیادی تصور سے وابستہ نظر آتا ہے اور اس لئے وقت کا یہ عرفان ایک المناک احساس کا بھی حامل بن جاتا ہے کہ عالم فطرت میں کسی شے کو دوام نہیں، حتی کہ حسن بھی عارضی ہے، یہاں روایتی تو فلاطونی تصور کو بھی جو بیشتر اردو فارسی کا مشترک ورثہ ہے ایک ٹھیس پہونچتی ہے اقبال، کے درمیانی دور کی ایک معنی خیز نظم 'حقیقت حسن' اقبال کے عرفان وقت کی ایک حسین تصویر پیش کرتی ہے۔ اس نظم میں حسن خدا کے بالمقابل کھڑا ہوتا ہے، اور اس کے ساتھ ہی اقبال کی شاعری میں ایک نیا محرک بھی داخل ہوتا ہے یعنی محاورہ بین خدا اور انسان' اور بالآخر یہ محرک اقبال کی شاعری میں بار بار ابھرنے لگتا ہے۔

اقبال کے شعری سفر میں یہ نظم ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ نظم کے پس منظر میں پر شکوہ عالم فطرت کا وجود محسوس ہوتا ہے جہاں کائناتی وقت کی حکمرانی ہے جس میں لمحات کا عبور، جو انسانی وقت کا ایک خاصہ ہے مفقود لیکن شاعر کا تخیل، کائناتی اور انسانی وقت کی اس خلیج کو پاٹتا ہوا نظر آتا ہے۔ جونہی خدائی کلمات ادا ہوتے ہیں، ستارے بھی جو بظاہر ابدیت کے حصہ دار دکھائی دیتے ہیں عدم کے خوف سے سہم جاتے ہیں، ہر چیز کو نگل جانے والا وقت حسن پر بھی شفقت نہیں کرتا۔ وقت کا یہ عرفان نظم کو ایک سوگوار ماحول فراہم کر دیتا ہے اور ؎

چمن سے روتا ہوا موسم بہار گیا
شباب سیر کو آیا تھا سوگوار گیا

وقت کا یہ تخریبی پہلو اقبال کے عرفان وقت کا اولین معنی خیز لمحہ تھا، لیکن اقبال کی بصیرت نے بہت جلد وقت کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کر لیا۔ وہ وقت اور اس کے عمل کو، سکوں پرور ابدیت پر ترجیح دینے اور تکوین اور تغیر کے عمل ہی میں حقیقت کی تلاش کرنے لگتا ہے۔ اب وہ روایتی سکوں پرور ذہن کے برخلاف سعی مسلسل کو وجود کے مفہوم کا حامل قرار دیتا ہے اور سب سے بڑھ کر جدید ترکی تلاش میں تاریخ کے ہنگامہ خیز پہلوؤں کو دیکھنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے جسے وہ شاعرانہ زبان میں عشق کی جست کے نام سے یاد کرتا ہے۔

تاریخ اور وقت کے اسی عرفان نے، یا یوں کہئے کہ تاریخی وقت کے عرفان نے اقبال کو وقت تینوں اہم پہلو، تکوین' دوران اور دوام سے آگاہ کیا۔ وقت کے یہی تین رخ وقت کے تین ادوار حال، ماضی اور مستقبل کو معانی عطا کرتے ہیں۔ وقت کے ان تین پہلوؤں اور وقت کے ان تین ادوار کے کامل عرفان کا نتیجہ ہے کہ اقبال محض حال کے لمحہ میں گم نہیں ہوتا، ماضی کے پرسکون ماحول میں پناہ تلاش نہیں کرتا اور مستقبل کے خوابوں کھو نہیں جاتا صرف وقت کے عرفان ہی میں اقبال منفرد نہیں، اقبال کا عرفان وقت بھی منفرد ہے۔ اور اسی کا اثر ہے کہ اقبال اگر اپنے عرفان وقت کو ایک طرف، ایک تغیر پذیر کائنات کے تصور سے جہاں اسے 'دمادم صدائے کن فیکون' سنائی دیتی ہے' مربوط کرتا ہے تو وہیں وہ اس عرفان کو تاریخ کے عمل بھی ہم آہنگ کرتا ہے جہاں قوموں کا عروج بھی ہے اور زوال بھی' جہاں پرانی قدروں کی شکست بھی ہے اور نئی قدروں کی آفرینش بھی۔

قدر آفرینی کے عمل کے نقطۂ نظر سے وقت کے یہ تین پہلو یعنی تکوین، دوران اور دوام' تخریب، تحفظ اور تخلیق Destruction, Conservation, Creation کے ہم معنی بن جاتے ہیں۔ شاعر عام طور پر وقت کے تخریبی پہلو سے مانوس رہے ہیں کیونکہ اسی تخریبی پہلو سے فنا کا عمل وابستہ ہے۔ لیکن اقبال تخلیق اور تحفظ کے پہلوؤں کو بھی مساوی اہمیت دیتا ہے۔ 'تخلیق اور تخریب' ایک دوسرے سے مربوط ہیں اس کے الفاظ میں، ؎

وداع غنچہ میں ہے راز آفرینش گل
فنا کی نیند مے زندگی کی مستی ہے

لیکن جوں جوں بصیرت بڑھتی ہے وہ دوام اور تحفظ کے راز کا بھی شناسا بن جاتا ہے، اور اس منزل پر اس کا عرفان عشق اس کا راہنما بنتا ہے۔ ہم کائنات میں بھی تخلیق اور تحفظ کے عمل کو باہم گر مربوط دیکھتے ہیں، لیکن جہاں انسانی وجود ہمارے سامنے آتا ہے۔ تخلیق اور فنا ہمیں، ایک دوسرے سے قریب تر نظر آتے ہیں۔ انسان کی تخلیقی سعی بار بار فنا کے اسی احساس سے درندگی کا شکار ہو جاتی ہے اور اسی لئے انسان حدیث طرب میں بھی نجات کے سامان تلاش کرتا ہے۔ یا پھر وہ موت کے خیال میں تسکین ڈھونڈتا ہے۔ اقبال نے ایک مفکر کی حیثیت سے اس بات کو محسوس کیا کہ وہ انسانی وجود ہی ہے جو وقت کا عرفان اور وجدان حاصل کرتا ہے۔ ماضی، حال، مستقبل ایک غیر انسانی دنیا میں کوئی مفہوم نہیں رکھتا اور انسانی شعور کی غیر موجودگی میں عالم محض تغیرات کا ایک سلسلہ ہے۔ تغیر، تخلیق کا مفہوم صرف اسی عالم میں حاصل کرتا ہے جو انسانوں سے آباد ہے، اور دوسری طرف یہ بات صرف انسانی دنیا ہی میں ممکن ہے کہ انسان اپنے عمل سے تخلیق کو، مقاصد کا پابند کرے اور ان مقاصد کا شعور بھی رکھے۔ کائنات میں مقاصد پنہاں ہوتے ہیں۔ انسانی عمل میں رہنما۔ مقاصد

کی وہ بنیاد جذبۂ عشق میں تلاش کرتا ہے یہی عشق ہے جو تخلیق پیدا کرتا ہے۔ اور بالآخر یہی عشق ہے جو انسانی تخلیق کو دوام کے راز سے آشنا بھی کرتا ہے۔ عشق ہی تخلیق کو معانی عطا کرتا ہے۔ اور یہی عشق ہے جس کے مرد خدا کامل دوام حاصل کرتا ہے اور فروغ بھی۔ اس کی نظم مسجد قرطبہ کا پہلا حصہ ایک غیر معمولی یاس کی فضا سے معمور ہے جہاں اول و آخر اور ظاہر و باطن سب ہی فنا کے شکار نظر آتے ہیں اور انسانی ہنر بھی فنا کے عمل سے مستثنیٰ دکھائی نہیں دیتا لیکن نظم فوراً ہی ایک ڈرامائی کروٹ لیتی ہے اور یہ راز منکشف ہوتا ہے۔

ہے مگر اس نقش میں رنگ ثبات دوام
جس کو کیا ہو کسی مرد خدا نے تمام
مرد خدا کا عمل عشق سے صاحب فروغ
عشق ہے اصل حیات موت ہے اس پر حرام

اسی عشق سے انسان اس راز سے آگاہ ہوتا ہے کہ وہ وقت کے سیل میں دوام کیسے حاصل کرے اور اپنی شخصیت یا خودی کو برقرار کیسے رکھے۔ اقبال اس بات پر مصر ہے کہ دوام انسان کے تخلیقی امکان کے دائرے میں ہے۔ انسانی خودی وقت ہی میں نمو حاصل کرتی ہے اور یہی، وقت تاریخی زمانے کا سرچشمہ بن جاتا ہے۔ انسانی خودی، وجودی حیثیت سے محدود ہے لیکن نمو کے اعتبار سے لامحدود امکانات کی حامل نمو کا یہ عمل چونکہ اختتام کو نہیں پہنچتا اس لئے یہ ابدی ہے اور چونکہ نمو کا یہ عمل وقت میں واقع ہوتا ہے اسی لئے وقت کا دھارا ابدیت میں جاملتا ہے۔ اس اعتبار سے ابدیت لامحدود امکانات کا دوسرا نام ہے۔ یہ وقت کی نفی نہیں بلکہ ابد خود لامحدود وقت ہے۔ یہ کائنات نامکمل ہے جو اپنے بطن میں نمو کے لامحدود امکانات کی حامل ہے لیکن جہاں تک ان امکانات کے ظہور کا سوال ہے کائنات اور عالم انسانی میں ایک بنیادی فرق ہے۔ عالم انسانی کے امکانات جہات کی انسانی بھلے عالم ظہور میں آسکتے ہیں اسی سعی انسانی کا راز وہ عشق میں تلاش کرتا ہے اور اسی بنا پر اس کی لازوال نظم مسجد قرطبہ میں ہنر یا انسانی آرٹ، اگر ایک طرف سعی انسانی کی علامت بن جاتا ہے تو دوسری طرف عشق کا اظہار۔ مسجد قرطبہ ہنر کا لازوال کارنامہ ہے اور چونکہ عشق اس کا محرک ہے اسی لئے اس کو دوام ہے۔

اے حرم قرطبہ عشق سے تیرا وجود
عشق سراپا دوام جس میں نہیں رفت و بود

یہاں اقبال نے اس اہم نکتہ کو منکشف کیا ہے کہ صرف ایک مستند شخصیت (مرد خدا) کی تخلیق ہی وقت کے بہاؤ کا یعنی عمل تخریب کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ جس پر موت کا سایہ نہیں منڈلاتا یعنی ایسی مستند شخصیت ہی وقت کے تمام عمل رہتے ہوئے فنا کے عمل سے بے نیاز ہو جاتی ہے اسی شخصیت پر وقت کا وہ پہلو جو دوام اور تسلسل سے عبارت ہے منکشف ہوتا ہے۔

(اورنگ آباد یونیورسٹی سے نشر)

ممتاز شانتی

ظہیر ناصر

آج سے تقریباً ۴۴ سال پہلے متحدہ ہندوستان میں ایک فلم ریلیز ہوئی تھی جس کا نام تھا "سوہنی کمہارن" پنجابی زبان کی یہ فلم ریلیز ہوئی تو ہندوستانی پردۂ فلم کو ایک انتہائی حسین اور پرکشش شخصیت کی حامل ایکٹریس ممتاز شانتی ملیں، ممتاز شانتی فلموں میں آنے سے پیشتر تھیٹر سے وابستہ رہی تھیں فلموں کا وسیع میدان ملا تو یہ ممتاز بھی ہوئیں اور لاکھوں دلوں کو شانتی پروان بھی کرتی رہیں۔ ممتاز شانتی کی پرورش بڑے عجیب و غریب ماحول میں ہوئی۔ ابھی یہ بچی تھیں کہ ماں کی ممتا سے محروم ہو گئیں باپ کی شکل تو انھوں نے دیکھی ہی نہیں تھی۔ چچا نامی ایک شخص نے ممتاز شانتی کی پرورش کی اور کتابوں کے بجائے رقص کی تعلیم سے نوازا۔ یہ صاحب ایک تھیٹر کے مالک تھے جب ممتاز نے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تو تھیٹر کا اسٹیج ان کا منتظر تھا۔ ممتاز شانتی تھیٹر سے وابستہ ہوئیں تو تھیٹر کی قسمت بدل گئی ممتاز شانتی کو شہرت اور عزت ملی اور تھیٹر کے مالک کو دولت شہرت کی خوشبو پھیلی تو ممتاز شانتی فلموں میں آگئیں۔ ممتاز شانتی کی پہلی فلم "سوہنی کمہارن" اٹھارہ دن کی مختصر مدت میں مکمل ہوئی جس کے ہدایت کار راج ہنس اور کہانی کار و مکالمہ نویس ولی صاحب تھے۔ ولی صاحب کی بھی یہ پہلی فلم تھی اور ممتاز شانتی کی بھی۔ مگر دونوں کو کیا علم تھا کہ کسی ایک فلم میں پہلی بار ایک ساتھ کام کرنے والے یہ دونوں فن کار مستقبل میں جیون ساتھی بن جائیں گے۔ 'سوہنی کمہارن' کی تکمیل کے زمانے میں اسی کہانی پر ایک اور فلم بھی بن رہی تھی جس کا نام 'سوہنی مہیوال' تھا سوہنی مہیوال کی ہیروئن الماس تھیں۔ دونوں فلمیں ایک ساتھ ریلیز ہوئیں اور دونوں فلموں نے کامیابی پائی۔ مگر سوہنی کمہارن کی ہیروئن ممتاز شانتی پہ قسمت کی دیوی اپنی پہلی فلم سے ہی مہربان ہو گئی۔

ممتاز شانتی کی دوسری فلم تھی 'منگنی' یہ فلم بھی کامیاب رہی۔ منگنی کی کامیابی کے بعد ممتاز شانتی لاہور سے بمبئی آگئیں، بمبئی میں ممتاز شانتی کو اپنے عہد کی کامیاب ترین فلم 'قسمت' میں کام کرنے کا موقعہ ملا۔ 'قسمت' بامبے ٹاکیز کی فلم تھی جس کے ہیرو اشوک کمار تھے۔ 'قسمت' کے بعد تو ممتاز شانتی نے پیچھے مڑ کر دیکھا ہی نہیں انھوں نے تقریباً پچیس فلموں میں مختلف ہیروز کے ساتھ فلموں میں کام کیا اور ان میں بیشتر فلمیں کامیاب رہیں۔ ممتاز شانتی نے اشوک کمار، دلیپ کمار، پران، یعقوب، غلام محمد، الناصر اور شری ناتھ جیسے ہیروز کے ساتھ فلموں میں کام کیا اور اپنی ہر فلم میں اپنی ایک علیحدہ پہچان کراتی رہیں۔

آپ کے زمانے میں فلمی اداکار کافی سادگی پسند واقع ہوتے تھے مگر آج اس کے بالکل برعکس دکھائی دیتا ہے اس سوال کے جواب میں پچھلے دنوں ممتاز شانتی نے کہا تھا

"ہمارے زمانے میں سادگی کو اہمیت دی جاتی تھی۔ پرانی فلموں کے ہیروز میں سوائے دیو آنند کے جو مغربی تہذیب کو اپناتے تھے اور آج بھی اسی ڈگر پر قائم ہیں۔ اشوک کمار، بلراج ساہنی، دلیپ کمار اور ساحر جیسے بڑے اداکار اس وقت بھی اور آج بھی سادہ اور نفیس لباس پہنتے ہیں۔ اشوک کمار تو عام زندگی میں بڑی سادگی پسندی کا مظاہرہ کرتے تھے۔ اور پھر انسان کی عظمت سادگی میں ہے تصنع میں کہاں؟

ممتاز شانتی نے جیسا کہ میں نے شروع میں عرض کیا اپنی پہلی فلم کے کہانی و مکالمہ نویس ولی صاحب سے شادی کی تھی۔ ولی صاحب آج اس دنیا میں نہیں ہیں مگر ممتاز شانتی اپنے مرحوم شوہر کی یادیں اپنے دل اور ذہن میں آج بھی بسائے بیٹھی ہیں۔ اپنے مرحوم شوہر کے بارے میں

ممتاز شانتی کہتے ہوئے کچھ جذباتی ہو جاتی ہیں۔

"ولی صاحب نہ صرف اچھے مصنف اور ہدایت کار تھے بلکہ وہ بے حد ذہین اور بلند انسان واقع ہوئے تھے، مجھے جو عزت اور شہرت ملی وہ ان کی مرہون منت ہے۔ خواہ گھر کا کام ہو یا فلمی مصروفیات وہ ہر کام میں مجھ سے مشورہ کرتے۔ زمانے کی قدریں بدل چکی ہیں مگر آپ سوچئے آج سے تیس ۳۵ سال پہلے کا ماحول کیسا تھا اس زمانے میں فلموں میں کام کرنے والی خواتین کو عام سماج میں اچھی نظروں سے کب دیکھا جاتا تھا۔ شریف خاندان میں کسی ایکٹریس کو بہو بنانے کے بارے میں سوچنا بھی گناہ معلوم ہوتا تھا۔ مگر جب ولی صاحب نے میرا ہاتھ تھاما تو ان کے خاندان نے مجھے صرف ایک ایکٹریس بیوی نہیں سمجھا بلکہ اپنے خاندان کی عزت تصور کیا۔"

ممتاز شانتی تقسیم ملک کے بہت بعد پاکستان گئیں اس کی وجہ بتاتے ہوئے وہ خود کہتی ہیں۔

"یہ صحیح ہے کہ میں تقسیم کے وقت انڈیا میں ہی تھی۔ تقسیم کے وقت میں اس لیے پاکستان نہیں آئی کہ لاہور میں ہمارا گھر تھا۔ ولی صاحب کی پہلی بیوی، بچے اور والدین لاہور میں تھے، ہم جس وقت چاہتے یہاں آ سکتے تھے پھر بمبئی میں میری کچھ فلمیں بھی زیر تکمیل تھیں میں انھیں ادھورا چھوڑ کر نقل مکانی نہیں کرنا چاہتی تھی ادھر ولی صاحب کے بچے اور بچیاں بھی جوان ہو گئے تھے اور میں نہیں چاہتی تھی کہ گھر کے ماحول میں میری وجہ سے کوئی دوسرا تاثر مرتب ہو لہٰذا میں نے پاکستان آنے کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لیے فلمی دنیا کو خیرباد کہہ دیا۔"

ممتاز شانتی کی نظر میں فلمی دنیا ایک خاندان کی حیثیت رکھتی تھی۔ فلمی دنیا کے بارے میں تاثرات دیتے وقت وہ ماضی میں کھو جاتی ہیں۔

"میں نے فلمی دنیا میں اپنی عمر کا بیشتر وقت گزارا ہے اگر میں اس دنیا کو ناپسند کرتی تو خود اس میں کیوں رہتی میرا تجربہ شاید ہے کہ انسان اگر خود ثابت قدم ہو اور مستقل مزاج بھی ہو تو وہ زندگی کے ہر شعبے میں کامیابی حاصل کر سکتا ہے اچھے اور برے انسان تو ہر شعبے میں ہوتے ہیں۔ فلمی دنیا خود بری جگہ نہیں ہے۔"

جب آپ فلمی دنیا کو برا نہیں سمجھتیں تو آپ کی دوسری نسل فلموں سے دور کیوں رہی؟ اس سوال کے جواب میں ممتاز شانتی کہتی ہیں۔

"اپنی جوانی کا تقریباً پورا دور فلمی دنیا میں صرف کرنے کے بعد مجھے فلمی دنیا کی کشش نہیں رہی ہمارے زمانے میں لوگ ایک دوسرے کی عزت کرتے تھے حالانکہ یہ وہ دور تھا جب شریف خاندان کی لڑکیاں فلمی دنیا کی طرف کم ہی آتی تھیں مگر جو خاتون ایک مرتبہ انڈسٹری میں آ گئی چاہے وہ کسی دنیا کسی بازار سے آتے مگر انڈسٹری اسے بے پناہ عزت دیتی تھی۔ آج زمانہ بدل گیا بڑے خاندان کی اعلیٰ تعلیم یافتہ لڑکیاں فلموں میں آ گئیں مگر انڈسٹری کا اپنا مزاج بدل گیا فلمی اخبارات و رسائل میں ان کے متعلق کیا کچھ چھپتا ہے وہ دنیا کے سامنے ہے بس یہی دیکھ کر میں نے اپنے خاندان کی بچیوں کو فلمی دنیا سے دور رکھا ہے۔"



ماضی کے دلیپ کمار
آج بھی باوقار لباس پہنتے ہیں



اشوک کمار
فلم ,قسمت، میں

ولی صاحب سے شادی کرنے کے بعد ممتاز شانتی کو بڑا سکون ملا ان کی ازدواجی زندگی کبھی کسی بحث کا موضوع نہیں بنی۔ اپنی ازدواجی زندگی کے بارے میں ممتاز شانتی کہتی ہیں۔

"دراصل جب ولی صاحب سے میری شادی ہوئی تو اس زمانے میں ولی صاحب صرف فلموں کی کہانیاں لکھتے تھے انھوں نے مجھ سے فلمیں چھوڑنے کے لیے کہا ضرور لیکن جب میں نے انھیں بتایا کہ آپ خود تخلیق کار ہیں اور یہ بات آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں کہ میں شہرت کے عروج پر کھڑی ہوں اگر اس زمانے میں مجھ سے میرا فن چھڑ جاتے تو مجھے ذہنی صدمہ برداشت کرنا ہوگا جس سے میری صحت بھی متاثر ہوگی اور میں کام کر کے جو پیسہ کماؤں گی وہ میرے علاوہ آپ کے بچوں کے کام بھی آئے گا آپ ایک بڑے خاندان کی کفالت کرتے ہیں لہٰذا میں یہ بوجھ آپ کے ساتھ اٹھانا چاہتی ہوں۔ ولی صاحب کو میری باتیں پسند آئیں اور انھوں نے مجھے فلموں میں کام کرنے کی اجازت دے دی۔ پھر وہ خود ہدایت کار بن گئے تو میں نے زیادہ تر ان کی بنائی ہوئی فلموں میں کام کیا لیکن کچھ ایسی کمپنیاں اور پروڈیوسر بھی تھے جو ولی صاحب کے دوست تھے جب وہ اصرار کرتے تو ان کی فلموں میں بھی کام کر لیتی۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر فلمی لوگوں میں اتنی ذہنی ہم آہنگی ہو تو زندگی بڑی پرمسرت گزر سکتی ہے۔"

ممتاز شانتی حالانکہ ایک فلم ایکٹریس تھیں مگر انھوں نے ایک مثالی مشرقی عورت کی طرح زندگی بتائی۔ ولی صاحب شادی شدہ تھے ممتاز شانتی ان کی دوسری بیوی بن کر خاندان میں آئیں۔ اولاد سے محرومی ممتاز شانتی کا مقدر بنی مگر ممتاز شانتی نے یہ خلا اپنے شوہر کی اولاد سے پورا کیا انھوں نے اپنی سوکن کے بچوں کی پرورش ایک ماں کی حیثیت سے کی ولی صاحب کے بچوں کو [illegible] اس طرح کی کہ بچے کو اس کا احساس [illegible] تک نہ ہونے پایا ہے۔

وہ ممتاز شانتی جو کبھی [illegible] دھڑکن بن کر زندگی گزار رہی تھیں آج لاہور کی ایک کالونی شادمان میں قیام پذیر ہیں اور گھر کی دیکھ بھال کے بعد وقت بچتا ہے تو کپڑے سیتی ہیں یعنی [illegible] شخصیت کبھی [illegible] تھی آج کپڑے سیتی ہے۔

(اردو سروس سے ماخوذ)

قلم کار حضرات اپنی تخلیقات براہ کرم ہمیں اشاعت کے لیے ارسال نہ کریں، آواز میں صرف وہی تخلیقات شائع کی جاتی ہیں جو نشر کے بعد ہمیں ریڈیو اسٹیشنوں سے موصول ہوتی ہیں۔

قومی یکجہتی اور صحافی کی ذمہ داری

مرزا محمد قسیم

آج کی معروف زندگی میں آمدورفت کے مسائل نے پھیلی ہوئی دنیا کو سمیٹ کر رکھ دیا ہے۔ خبروں کے وسائل نے تو اور بھی وسائل کو کم کر دیا ہے۔ ان وسائل میں ریڈیو اور اخبار کا ذکر بہت اہم ہے۔ اخبارات کو تو پہنچنے میں کچھ دیر ہوتی ہے۔ ریڈیو کی خبریں تو منٹوں میں سینکڑوں میل کا سفر طے کرتی ہیں۔

قومی سطح پر ان وسائل کی اہمیت آج بہت بڑھ گئی ہے۔ ہمارے ملک ہندوستان میں خصوصیت کے ساتھ جہاں مختلف رنگ و نسل کے لوگ آباد ہیں مختلف مذاہب یہاں پائے جاتے ہیں۔ بے شمار زبانوں کے بولنے والے یہاں موجود ہیں اور ان میں چودہ زبانیں تو خود ہمارے دستور میں جگہ حاصل کر چکی ہیں کتنی بولیاں ایسی ہیں جو ترقی کی منزلیں طے کر رہی ہیں اور کل وہ بھی زبان کا درجہ حاصل کریں گی۔ ایسی صورت میں آپس میں اتفاق و اتحاد کا پیدا ہونا اور مل جل کر ملک و قوم کی تعمیر میں حصہ لینا اسی وقت ممکن ہے جب ہر آدمی اپنی ذمہ داری کو سمجھنے لگے اور ایک دوسرے کے جذبات و احساسات کا احترام کرنے والا بن جائے۔ اسی کو ہم "قومی یکجہتی" کہتے ہیں۔ ہندوستان کی یہ خصوصیت جسے ہم (Unity in diversity) کہتے ہیں پورے عالم میں اپنا ایک مقام رکھتی ہے۔

قومی یکجہتی کس طرح پروان چڑھے اور اس کو قائم رکھا جائے ایک اہم سوال ہے۔ اس سوال کے حل میں صحافیوں پر بڑی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

ایک صحافی کے سامنے اس طرح کے سوالات کھل کر سامنے آتے ہیں۔

۱۔ حکومت اور عوام کے درمیان رابطہ قایم رکھنا یہ رابطہ دو طرفہ ہوتا ہے (الف) حکومت کی پالیسیوں کو عوام تک پہنچانا (ب) اور عوام کے مسائل کو حکومت تک پہنچانا۔

۲۔ عوام کے مختلف طبقوں کے درمیان رابطے کا پیدا کرنا۔

۳۔ شر پسند عناصر کی کارروائیوں سے حکومت اور عوام دونوں کو آگاہ کرنا۔

۴۔ افواہوں کا سدباب کرنا

۵۔ خبروں کے وسائل کے انتخاب میں دانش مندی سے کام لینا۔ مراد اس سے یہ کہ کون سی خبر عوام تک کس ذریعہ سے پہنچانے میں زیادہ مفید اور کارآمد ثابت ہوگی۔

ان تمام امور پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ صحافی کی ذمہ داریاں بہت اہم ہیں اور فرائض کی ادائیگی میں تھوڑی سی کوتاہی بھی بہت خطرناک نتائج پیدا کر سکتی ہے۔ اس لیے صحافی کے لیے ضروری ہے کہ ان باتوں کا خیال رکھے۔

عوام سے اس کا رابطہ گہرا ہو۔

اپنے علاقے کا اس کو پورا پورا علم ہو۔

عوام کی نفسیات سے آگاہ ہو

جس زبان کو وہ اظہار خیال کا وسیلہ بناتا ہے۔ اس پر اس کو قدرت حاصل ہو۔

محتاط ہو۔ اور یہ بہت اہم ہے۔ وہ سنے تو سب کی لیکن دل کی بات پوری ایمانداری سے کہے۔

علاقے کے حکام سے بھی اس کا رابطہ قایم ہو۔

اس کے مزاج میں سنجیدگی ہو اور جذبات کو راہ نہ دے۔

غیر جانب دار ہونا انتہائی ضروری ہے۔

ان اصولوں کو پیش نظر رکھ کر ہی کوئی بھی صحافی اپنے فرائض کو صحیح طور پر انجام دے سکتا ہے جس علاقے کے لیے وہ مقرر کیا گیا ہے۔ اس علاقے کی ادبی و ثقافتی سرگرمیوں میں بھی اس کا حصہ لینا ضروری ہے۔ صحافی کسی حکومت کا غلام نہیں ہوتا بلکہ ملک و قوم کا غلام ہوتا ہے اور ان خدمات کی انجام دہی میں اس کا غیر جانب دار ہونا ضروری ہے۔

"قومی یکجہتی" کے لیے ضروری ہے کہ صحافی مختلف ادبی و ثقافتی و لسانی سرگرمیوں کو اس طرح پیش کرے کہ دوسروں کو اس سے دلچسپی پیدا ہو اور نفرت و حقارت کا جذبہ کم سے کم ہوتا چلا جائے۔ یہاں اس کی ذہانت خبروں کے انتخاب اور ان کی پیشکش میں مضمر ہے۔ نفرت کرنے والے عناصر سے گریز کرنا ہوگا۔

موقعۂ واردات پر صحافی کے لیے کم سے کم وقت میں پہنچ جانا انتہائی ضروری ہے کہ خبروں کی اہمیت کے اعتبار سے ان کی نشر و اشاعت کا فوراً انتظام کیا جائے۔ ان خبروں کو صحیح مقام پر پہنچانے کے لیے تار ٹیلیفون، وائرلیس اور خصوصی قاصد ان چاروں میں سے صحافی کسی ایک بھی اختیار کر سکتا ہے اور یہ اسی وقت ہوگا۔ جب یہ چاروں ذرائع اس کے قابو میں ہوں۔

خبروں کے علاوہ ایک صحافی اپنے مضامین کے ذریعہ بھی "قومی یکجہتی" کے مقاصد کو حاصل کر سکتا ہے چونکہ اس کے پاس مواد کی کمی نہیں ہوتی ہے اس لیے آسانی سے قومی یکجہتی کو مضبوط کرنے والے اور عوام میں اس جذبے کو پروان چڑھانے والے مضامین اکثر صحافیوں ہی کے قلم سے نکلتے ہیں۔ مختصر یہ کہ صحافی اپنے فرائض کی ادائیگی میں چاق و چوبند ہو جاتے تو قومی یکجہتی کا پیدا ہونا آسان ہو جاتے۔

یہ صحیح ہے کہ ساری ذمہ داریاں صحافی پر عائد نہیں ہوتیں پھر بھی اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ صحافی کا رول سب سے اہم ہے۔

(پٹنہ سے نشر)

مرزا محمد قسیم (جرنلسٹ)
گولہ محلہ، آرہ ۸۰۲۳۰۱

پریم چند۔ نئی کہانی کے بانی

عابد سہیل

اپنی بات شروع کرنے سے پہلے مجھے موضوع کی حد بندی کر لینی چاہیے۔ موضوع ہے "پریم چند نئی کہانی کے بانی" اس ضمن میں نتیجہ کے طور پر دو ہی باتیں کہی جا سکتی ہیں کہ یہ دعویٰ درست ہے یا غلط ہے۔ دوسرے سلسلے میں جو باتیں کہی جائیں گی وہ پہلے دعوے کی نفی کریں گی اس لیے آئیے پہلے یہ طے کریں کہ نئی کہانی کے بانی ہونے کے معنی کیا ہیں اور پھر اردو افسانے کو پریم چند کی دین کا جائزہ لیں۔

۱۔ کہانی اور نئی کہانی کا فرق محض تاریخی اور زمانی ہے اور پریم چند نے کہانی کو تکنیک مواد اور موضوع کے اعتبار سے جس دنیا سے روشناس کرایا اور اردو افسانہ اس سے پہلے اس دنیا سے واقف نہیں تھا۔

۲۔ آج کا افسانہ پریم چند کے افسانے سے آگے تو بڑھ گیا ہے لیکن پریم چند نے اس جس سمت اور رخ سے متعارف کرایا تھا اس کی بالادستی آج بھی قائم ہے۔

۳۔ تیسری بات جو پہلی اور دوسری بات کے اثبات کا نتیجہ ہے کہ پریم چند کے افسانوں کی افسانویت نقطۂ نظر، چیزوں اور زندگی کو دیکھنے کا ان کا یہ رویّہ آج بھی معنوی اہمیت کا حامل ہے۔ اور متعدد وجوہ کی بنا پر آج بھی کہانی کا نقطۂ آغاز ہے۔

پریم چند نے جس وقت اپنا افسانوی سفر شروع کیا یعنی ۱۹۰۵ء میں اس وقت ٹیگور کی رومانویت، شرت چندر اور بنکم چٹرجی کی رومانی حقیقت پسندی اور سجاد حیدر یلدرم کی جذباتی آسودگی اور سکون کا فریب دینے والے فطرت، حسن، عورت اور محبت کے تخئیلی پیکروں کے اثرات اردو نثر میں نمایاں تھے۔ ٹیگور اور یلدرم کے خیالات بلکہ جذبات کو مجسّم کرنے کی کوشش بھی نہیں بلکہ ان کا صرف ایک رومانی ہیولیٰ تیار کیا جا رہا تھا جبکہ شرت چندر اپنے ناولوں اور افسانوں میں تصورات کو جذبہ کی آنچ دے کر مجسّم کر رہے تھے۔ ان میں سے کسی کی اہمیت کو کم کر کے پیش کرنا مقصود نہیں بلکہ کہنا صرف یہ ہے کہ جس طرح ان ادیبوں نے داستانوں کی طلسمی فضا سے نکل کر ایک رومانی دنیا کی تعمیر کی کوشش کی جس میں زندگی بھی کہیں کہیں سر اٹھاتی ہے اسی طرح ایک قدم بلکہ بہت بڑا قدم بڑھا پریم چند نے ایک جہانِ تازہ کی تعمیر کی۔

لیکن اس منزل تک پریم چند یک لخت نہیں پہنچ گئے۔ کبھی بنگال کے ادیبوں کا جادو نگار قلم انھیں اپنی طرف کھینچتا تھا کبھی شاعری کے جلو میں پروان چڑھتی ہوئی اردو زبان کی لفظیات ان سے کیف آور منظر نامے لکھواتی تھی، کبھی ٹالسٹائی کی انسان دوستی اور کبھی گورکی کی کھری اور کھردری حقیقت پسندی انھیں اپنی جانب کھینچتی ہے۔ کعبہ اور کلیسا کی کشمکش کو نقل کی کوشش سے منسوب کرنا غلط ہوگا۔ یہ دراصل خود کو جاننے سمجھنے اور پہچانتے کا عمل تھا جس سے ہر سچے فن کار کو گذرنا پڑتا ہے۔ آخر انھوں نے اپنی منزل کفن میں پا لی جسے جدید اردو افسانہ کا "آغاز سفر" قرار دیا جا سکتا ہے۔

جیسا کہ اس سے قبل عرض کیا جا چکا ہے اصل سوال یہ ہے کہ کیا پریم چند کی نئی معنویت آج بھی قائم ہے اور کیا سماجی حالات میں تبدیلی، نئے معاشی رشتوں کے ابھرنے، ہندوستان کے دور غلامی سے آزادی کی منزل میں داخل ہو جانے، زبردست صنعتی ترقی اور دیہی معیشت میں زرعی اور زمینی اصلاحات سے ان کے موضوعات فرسودہ اور ازکار رفتہ نہیں ہو گئے ہیں۔

پریم چند پر لکھے جانے والے متعدد حالیہ مضامین میں کھینچ تان کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ہندوستان کا دیہات آج بھی وہی ہے جو پریم چند کا دیہات تھا۔ اس لیے پریم چند کا فن اور ان کی معنویت آج بھی برقرار ہے۔ نتیجہ سے متفق ہونے کے باوجود میرے خیال میں اس استدلال کی سعی نا مشکور سے زیادہ اہمیت نہیں ہے۔ پریم چند کی معنویت برقرار ہے اور اس معنویت کی نوعیت کسی نہ کسی طرح سے برابر موضوع بحث نہیں ہوتی ہے یہ بحث ہی اس بات کی غماز ہے کہ کوئی رشتہ ہے جو توڑے سے نہیں ٹوٹتا لیکن آخر یہ رشتہ ہے کیا؟۔

یہ رشتہ ہے انسان کو دیکھنے سمجھنے اور اسے واقعات کے تانے بانے میں بننے کا۔ ازکار رفتہ اقدار پر سوالیے قایم کرنے اور کہانی کو ایسا بنانے کا جس میں پڑھنے والا معنویت تلاش کر سکے۔

پریم چند کا سابقہ جس سماجی پس منظر سے تھا اس کی خارجی شکل یقیناً بدل چکی ہے اور خود پریم چند کے افسانوں کا اگر تاریخ تخلیق کے اعتبار سے مطالعہ کیا جائے تو واضح ہو جائے گا کہ انھیں اس تبدیلی کی نوعیت کا واضح احساس تھا بڑے گھر کی بیٹی سے لے کر کفن تک ظاہر ہونے والی اس تبدیلی کے اس احساس ہی سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ محض موضوعات اور ان کی نوعیت کی تبدیلی کسی فن کار کو معنویت سے محروم نہیں کرتی اگر ایسا ہوتا تو پریم چند خود اپنے زمانے میں ہی اس معنویت سے محروم ہو جاتے۔

پریم چند کا دوسرا بڑا کارنامہ "نئے افسانہ کے تناظر" ہیں، جو دراصل ان کا سب سے بڑا کارنامہ ہے۔ فن کی آزادی اور خود مختاری کے نئے سماج سے بے تعلقی نہیں بلکہ سماجی محرکات کے خارجی مظاہر سے اوپر اٹھ کر ان سے زندہ حساس ترقی پذیر اور حرکت پذیر تعلق قایم رکھنے میں ہے۔ ان کے سارے افسانے اپنا جواز داخلی طور پر پیش کرتے ہیں۔ ان کو سماجی حالات سے مطابقت کی دولت اور کہیں کہیں ان سے انکار اور ان کی تردید کی جرأت ضرور حاصل ہے۔ لیکن اپنے واقعاتی اور کرداری ڈھانچے میں وہ ایسے ہیں کہ ان کو اپنی معنویت آشکار کرنے کے لیے کسی خارجی جواز کی ضرورت نہیں۔

اردو افسانہ کو پریم چند کی سب سے بڑی دین یہی ہے۔ سماج اور خارجی زندگی سے ان کا تعلق محض نظر اور عقائد کی سطح پر نہیں بلکہ اس سطح پر ہے تجربہ جس کی سب سے بڑی اکائی ہوتا ہے۔ ان کے کردار اپنے عمل اور دوسرے کرداروں کے عمل سے آویزش اور آمیزش سے نمو پذیر ہوتے ہیں اور کہانی کا تعلق تجربہ عمل کے استعاروں میں رچ بس کر ایک منفرد افسانی تجربہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ خارجی حالات واقعات پس منظر کا کام ضرور کرتے ہیں لیکن ان کی کہانی کا تانا بانا ان واقعات کے تابع نہیں ہوتا بلکہ خود یہ واقعات اور کردار ان کی تخلیقی قوت کے لمس سے زندہ تابندہ ہو جاتے ہیں۔

پریم چند کے کردار قدیم داستانوں کے کرداروں کی طرح نہ مجسّم شر ہیں نہ مجسّم خیر۔ وہ عام انسانی کمزوریوں، قوت لغزشوں، تمناؤں اور نامرادیوں سے تشکیل پاتے ہیں اور ہمارے دل و دماغ سے زندہ تعلق اسی بنا پر قایم کرتے ہیں کہ وہ اپنے افسانوں کا لازمہ خیال میں ہم سے شاید خود ہم سے زیادہ واقف معلوم ہوتے ہیں۔

پریم چند حقیقت پسند ہیں لیکن ان کی حقیقت پسندی خارجی یا باطنی دنیا کے سامنے آئینہ رکھ دینے والی حقیقت پسندی نہیں۔ وہ اپنی فکر اور اپنے فن سے اسے تخلیق کا مرتبہ دیتے

ہیں اور زندگی کا بھرپور توانا اور دیرپا نقش پیش کرتے ہیں
پریم چند کے بعد اس وقت تک افسانہ نگاروں کی کم و بیش چار نسلیں پروان چڑھ چکی ہیں۔ ان نسلوں کے چند نمائندہ نام ہیں۔ علی عباس حسینی، سہیل عظیم آبادی، حیات اللہ انصاری، کرشن چندر، راجندر سنگھ بیدی، سعادت حسن منٹو، عصمت چغتائی، احمد ندیم قاسمی، شوکت صدیقی، سریندر پرکاش، اقبال متین، رام لعل، رتن سنگھ، غیاث احمد گدی، بلراج منرا، انتظار حسین، انور سجاد، سید محمد اشرف، عبدالصمد، سلام بن رزاق وغیرہ وغیرہ۔

اس طویل فہرست میں سے بہت سے لکھنے والے کے موضوعات اور ان موضوعات کو برتنے کا فنی انداز جسے تکنیک کا نام بھی دیا جا سکتا ہے، اور فکر پریم چند کی فکر سے مختلف ہیں لیکن زندگی سے زندہ اور تعاون تعلق، فکر و خیال کی وسعت افسانہ کی داخلی خودمختاری اور فن کی حقیقت پسندانہ بنیاد چاہے اس کا اظہار علامت اور استعارے کے توسط سے ہی کیوں نہ ہوا ہو ایسے عناصر ہیں جو پریم چند سے ان کے رشتے کو زندگی اور پائداری بخشتے ہیں۔

شعری زبان سے آزادی بیانیہ کی قوت اور امکانات سے روشناسی از کار رفتہ اقدار کو مسترد کر کے ان کے ملبہ پر جہان نو تعمیر کرنے کی جرأت حسن کی ماورائیت سے نجات دلانے کی کوشش اور کہانی کو انسانی المیہ اور طربیہ کے مناظر میں پیش کرنے کی اولیت انھیں نہ صرف اردو کہانی بلکہ نئی اردو کہانی کا بانی بتاتے ہیں۔ کہانی کے سفر میں کوئی بھی راستہ اختیار کیا جائے پریم چند کے سنگ میل کو چھو کر ہی گذرنا پڑے گا۔ (لکھنؤ سے نشر)

بقیہ: غزل کی کلاسیکی روایات

اردو غزل کو کلاسیک بنانے میں اہم کردار ادا کیا غالب نے غزل کو نئے مضامین اور نیا رنگ و آہنگ دیا، اور نئی تراکیب نئے استعارات اور علامات وضع کر کے غزل کی لفظیات کو بھی مالا مال کیا اور یہ بھی واقعہ ہے کہ اردو غزل میں زبان و بیان لب و لہجہ موضوع اور طرز اظہار کے پہلوؤں میں تبدیلی کا آغاز غالب کی غزلوں سے ہی ہوتا ہے۔ اور اس تبدیلی کو بعد میں اقبال اور فراق، شاد اور جمیل مظہری نے نقطۂ عروج پر پہنچایا غزل کی کلاسیکی دراصل اپنے محدود مفہوم میں غزل کی ہی روایات ہیں جنھیں ہم روایت کہہ سکتے ہیں۔ [illegible] غزل میں دلی کی داخلیت لکھنؤ کی خارجیت ترقی پسند غزل کی مقصدیت اور جدید غزل کی ذات پسندی کی روشنی میں [illegible] کی غزل کا تعلق قدیم اور دور وسطیٰ کی غزل سے [illegible] کر جائزہ لیں تو ہر چند کہ داخلی ہیئت موضوعات [illegible] نمایاں تبدیلی نظر آئے گی۔ لیکن یہ ماننا پڑے [illegible] مظہر امام اور بانی وغیرہ کی شاعری میں [illegible] روایات آج بھی زندہ ہیں۔

(سرینگر سے نشر)

انشائیہ

کتّے

سید ضمیر حسن

کسی راہگیر نے ایک کتے کو سڑک کے بیچوں بیچ سوتے ہوئے دیکھ کر سوال کیا بھائی تم یہاں کیوں سوتے ہو کتے نے جواب دیا برے اور بھلے کی پہچان کے لیے۔ بھلے مانس مجھ سے بچ کر گذر جاتے ہیں اور برے مجھے ٹھوکر مارتے ہیں کتے کی یہ منطق راہگیر کو پسند آئی اور رفتہ رفتہ انھوں نے اسے ایک افسانہ بنا دیا۔ وہ جو مثل مشہور ہے کہ شہر میں اونٹ بدنام، گدھے بیچارے نے جو کتے کے ایک لات رسید کی تو سب اس کے مخالف ہو گئے کسی نے اتنا نہ سوچا کہ نظم و نسق کی پابندی آخر کتوں کے لیے بھی تو ضروری ہے۔ غریب کی جورو سب کی بھابی۔ گدھوں کی حمایت لینا مہذب معاشرے میں معیوب سمجھا جاتا ہے اس لیے کسی کے دل میں یہ خیال گذرا بھی ہو گا تو وہ بے چارا شرم کے مارے خاموش رہا۔ آپ ذرا انصاف کر دیکھئے اور بتلائیے کہ صدیوں سے کتوں کے تئیں یہ جانبدارانہ سلوک انسان کی پیشانی پر ایک بدنما داغ کی مانند ہے۔ یا نہیں۔

انسان اور کتے کا بڑا پرانا ساتھ ہے۔ محکمہ آثار قدیمہ نے جو زمین دوز شہر تلاش کیے ہیں ان میں انسانی نقوش کے ساتھ ساتھ کتوں کے نقوش بھی پائے جاتے ہیں۔ ان دنوں بھی کتا انسانی معاشرے کا ایک معزز رکن سمجھا جاتا ہو گا۔۔ اصحاب کہف کے باب میں ایک کتے کا ذکر آیا ہے جو ان کے ساتھ رہتا تھا اور انھیں کے ساتھ دفن ہوا۔ سوامی درونا چارج جب ارجن کو تیر اندازی کی مشق کراتے ہوئے جنگل میں پھر رہے تھے تو ان کے ساتھ ایک کتا بھی تھا۔ اک یوگی نے اس کتے کا منہ اپنے تیر کی نوک سے چھید کر بند کیا تو آچاریہ جی اس کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔ ہماری داستانوں میں کتے کی رفاقت جاں نثاری اور انسان دوستی کے سینکڑوں قصے موجود ہیں۔ خواجہ سگ پرست نے اپنے حقیقی بھائیوں پر کتے کو ترجیح دی تھی۔ اس کے پٹے میں بیش بہا لال جڑوائے تھے۔ خواجہ اپنے کتے کو ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتا تھا۔ ان شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ کتے بھی ماضی کی ایک شاندار تاریخ رکھتے ہیں اور انسان کے ساتھ ان کے روابط ہمیشہ استوار رہے ہیں۔ یہ حقیقت بھی سامنے آئی کہ ان کے لیے انسان کے دل میں ایک نرم گوشہ ہے۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو کتے کا حق میں اور گدھے کے خلاف فیصلہ دینا اقربا پروری کے مترادف قرار پائے گا۔ یہ ہمارے موجودہ سماج کا ناقابل تلافی جرم ہے۔

نیوٹن طبعیات کے کسی اہم مسئلے پر غور کر رہے تھے تھوڑی دیر کے لیے انھیں کہیں جانے کی ضرورت پیش آئی۔ رات کا وقت تھا۔ اپنے مطالعے اور تجربات کے کاغذات کو سمیٹ کر انھوں نے ایک طرف رکھ دیا اور جلتی ہوئی شمع چھوڑ کر وہ چلے گئے ان کی غیر موجودگی میں ان کے کتے نے نہ جانے کیا شرارت کی کہ جلتی ہوئی شمع کاغذ پر گر پڑی اور نیوٹن کی ساری محنت پر پانی پھر گیا۔ شریف النفس سائنس داں نے لوٹنے پر صرف اتنا کہا کہ نادان جانور تو نہیں جانتا کہ تو نے میرا کتنا نقصان کر دیا ہے۔ نیوٹن کا نقصان دراصل نوع انسانی کا نقصان تھا شاید اسی لیے کتوں کی آئندہ نسل نے "لائیکا" کو چاند پر بھیج کر اس جرم قبیح کا کفارہ ادا کیا ہے۔ یہ سمجھ کر اس مہم جوئی نے کتوں کا سر فخر سے بلند کر دیا ہے مگر ہم کو اس کا افسوس ہے کہ ہمارا سر کتوں کے بار احسان سے بہرحال جھک گیا ہے۔

یخ بستہ ممالک میں کتے برف پر گاڑیاں گھسیٹتے ہیں۔ کوئی مضائقہ نہیں وقت پڑے تو آدمی گدھے کو باپ بنا لیتا ہے۔ لیکن دوسرے ملکوں کے باشندے جب کتوں کے اعزاز میں غلو سے کام لیتے ہیں تو ہمیں ناگوار گذرتا ہے۔ بھلا بتائیے تو سہی انسان کی جائز اولاد کی نگہداشت تو ذکر چاکر کیا کریں، اور کم بخت کتوں کی ضیافت کے لیے اسے اپنا حلیہ بگاڑ کے رکھنا پڑے۔ کتوں کے شیدائی گھنٹوں ان کے شتر غمزے برداشت کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ کھیلتے کودتے ہیں۔ کسی پُر فضا مقام پر لے جا کر چہل قدمی کرتے ہیں۔ گھنٹوں ان کی صحبت میں گنواتے ہیں

جب ہی تو کتے بھی سعادت مند اولاد کی طرح ان کا حکم مانتے ہیں۔ رہی اولاد تو وہ البتہ ماں باپ سے کتوں جیسا سلوک کرتی ہے۔ انسان اور کتے کے اختلاط نازیبا نے معاشرے کے سارے اقدار کو شکست و ریخت کر دیا ہے اور آدمی کتوں کی بالادستی سے پریشان دکھائی دیتا ہے۔

کتوں سے ہمارے تعلقات ہمیشہ خراب رہے۔ کبھی واسطہ پڑا تو دور کی صاحب سلامت رکھی۔ دریا میں رہ کر مگرمچھ سے بیر باندھنا تو خیر کون سی عقلمندی کی بات تھی راہ باٹ میں اکثر بھینٹ ملاقات ہوتی رہی اور ہم نیچی نگاہ کیے شرمیلے بنے کی طرح ان کے آگے سے گذر جاتے تھے۔ کتوں نے بھی خوب کنکھیوں سے ہمیں گھورا ہے۔ کبھی کبھی منہ سے بھی معاندانہ کلمات ادا کئے ہیں مگر ہم بنا بر ڈشا کی طرح انھیں راستہ دیتے رہے جواب جاہلاں باشد خموشی۔ کسی بزرگ کا یہ قول ہمارے پیش نظر رہا کہ کتوں کا کیا اعتبار نہ جانے کب بھونکنا چھوڑ کاٹنا شروع کر دیں۔ کتوں نے بھی شاید ہم جیسے دشمن کو منہ لگانا پسند نہ کیا اس لیے بات کبھی سرد جنگ سے آگے نہیں بڑھی۔ احباب نے بسا اوقات، جیسے لڑتے ہوئے دوستوں کو گلے ملاتے ہیں، کتوں سے معانقہ بھی کرا دیا مگر افضل بیگ اور شیوا جی کی ملاقات کی مانند ہم دونوں چوکنا رہے۔ بات یہ ہے کہ جیسے ہم کتے کو پہچانتے ہیں کتا بھی ہمیں پہچاننے لگا ہے۔ وہ چاہے تو بزعم دنداں ہمیں اپنی دشمنی سے باز بھی رکھے مگر شاید کسی مضبوط اور مستحکم سربراہ مملکت کی مانند وہ کمزور حزب مخالف سے الجھنا پسند نہیں کرتا۔

ہمارے ملک میں ابھی تک کتوں کو انسانی کے مساوی حقوق حاصل نہیں ہیں۔ یہ بڑا غنیمت ہے ایک بار کتوں کے ساتھ رعایت کیجئے تو عرب اور اونٹ والا معاملہ پیش آتا ہے سنا ہے جن ممالک میں کتوں سے غیر معمولی موانست برتی گئی وہاں آج تک کتوں کی اکثریت ہے۔ متمدن ملکوں میں کتوں کی مردم شماری سے پتہ چلتا ہے کہ وہ جب چاہیں جمہوری طرز پر اپنی حکومت قائم کر سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں انسانی اقلیت کو اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے کسی بین الاقوامی ادارے کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑے گا۔ اور بین الاقوامی ادارے آپ جانتے ہیں کتوں کی گیدڑ بھبکیوں کے آگے پہلے ہی تعطل کا شکار ہیں۔ فارسی کا مشہور مقولہ ہے سگ باش برادر خورد مباش۔ اس مشورے پر عمل کرتے ہوئے اکثر چھوٹے بھائیوں نے اپنے آپ کو کتے کے قالب میں ڈھال لیا ہے اور اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ بڑے بھائی بے چارے ان خورد سالوں کے رحم و کرم پر زندہ ہیں۔

کہتے ہیں جب آدمی کے برے دن آتے ہیں تو اونٹ چڑھے پر کتا کاٹتا ہے کتے کے کاٹنے کا فسانہ بھی عجیب ہے جس غریب کے ساتھ یہ حادثہ پیش آئے وہ اپنی جان سے زیادہ کتے کی فکر کرے۔ اس کے لیے درازی عمر کی دعا کرے سنا ہے کتا زندہ رہے تو مریض بچ جاتا ہے خدانخواستہ وہ مر جائے تو مریض بے چارے کا خدا ہی حافظ ہے۔ سانپ کا کاٹا سوتے بچھو کا کاٹا روتے، اور کتے کا کاٹا پاگل ہوتے۔ زخموں پر نمک پاشی کا محاورہ تو آپ نے سنا ہوگا کتے کے ہاتھوں زک اٹھایا ہوا انسان اپنے زخموں پر بحفاظت مرہم چھڑکتا ہے۔ اس پر بھی مریض عشق کی طرح یہ خوف لاحق ہے کہ خدا جانے کب سر میں سودا سما جائے اور کتوں کی طرح فحشیات بکنے لگے۔

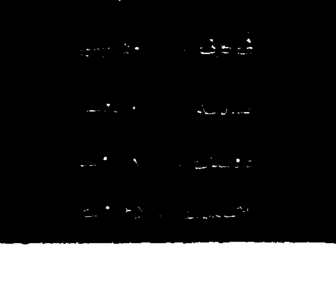
کتوں کی عادت ہے کہ وہ خانہ جنگی میں مصروف رہتے ہیں۔ اپنے اقتدار کی سرحد سے آگے بڑھ کر ان کے حوصلے پست ہو جاتے ہیں۔ دشمن کی حدود میں ان کا زہرہ آب ہوتا ہے۔ بڑے سے بڑا شیر دہان کتا معمولی چیتھڑوں کے آگے دم ہلانے لگتا ہے۔ وہ دم جو بارہ برس نلکی میں رہ کر سیدھی نہ ہوئی تھی کڑا وقت پڑنے پر سیدھی ہو کر ٹانگوں میں گھس جاتی ہے۔ اللہ اللہ ذرا سفاکی تو دیکھئے کہ خدا کی بخشی ہوئی زمین کو انھوں نے ٹکڑوں میں بانٹ لیا ہے جہاں پایا ایک خود ساختہ لکیر کھینچی اور گردن اکڑا کر بیٹھ گئے۔ پدرم سلطان بود۔ دوسروں کا آنا جانا بند نسبی اور نسلی افتراق بھی ان میں بدرجہ غایت پایا جاتا ہے۔ اونچی ذات کے کتے تو محل دو محلوں میں رہتے ہیں اور غریب نیچی ذات والوں کو دیکھئے تو صنعتی شہروں کی نوے فی صد آبادی کی طرح فٹ پاتھ پر سوتے ہیں۔ کتوں کے قبائلی سردار بے قصور اور کمزور خلقت کو سر بازار جھنجھوڑتے پھرتے ہیں۔ نرینہ عجب و نخوت کا مادہ بھی کتوں میں زیادہ ہوتا ہے ان کی قوم میں فرقہ اناث کے حقوق آج تک پامال ہیں کتے اس ضمن میں ترقی یافتہ دور کے ضوابط قبول کرنے کو تیار نہیں۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ انسان کی قربت سے انھوں نے خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھایا۔ چراغ تلے اندھیرا ہی رہا۔ ہر چند کہ دونوں فریقین میں ثقافتی لین دین بدرجہ اتم ہوا ہے مگر کتے کتے ہی رہے۔ انسان نے البتہ ان کی سرشت کے مطابق سرداری سے سرمایہ داری تک متعدد منزلیں طے کی ہیں۔ کتوں کا کہنا ہے کہ انسان اور کتے میں ایک بنیادی فرق آج بھی پایا جاتا ہے۔ سڑک سے کسی لاوارث پلے کو اٹھا کر اس کی پرورش کیجئے وہ آپ کے کاٹنے کا نہیں۔ اس میں کتے کی نمک حلالی کو زیادہ دخل ہے یا حرام خوری کے چلن کو اس کا فیصلہ آپ خود کر لیجئے۔

انسان اور کتے کے تعلقات میں بلا کی منافقت پائی جاتی ہے بظاہر دونوں گھی شکر ہیں، لیکن نفرت کا سلسلہ جاری ہے۔ کتوں کو جب موقع ملتا ہے وہ انسان کے کاٹ لیتے ہیں۔ انسان انھیں بدنام کرتا ہے۔ لوگوں میں جو شخص بدباطن اور بدخو ہوتا ہے وہ اس نام سے یاد کیا جاتا ہے جس مقام پر کتوں کی معاشرتی حیثیت بلند ہے وہاں بھی انھیں ہوٹلوں پارکوں اور مخصوص دعوتوں میں آنے کی اجازت نہیں کتے ابھی تک استصواب رائے کے بنیادی حق سے محروم ہیں۔ متمدن گھرانوں میں بھی انھیں طوق ڈال کر رکھا جاتا ہے یہ دوسری بات ہے کہ مفلوک الحال طبقہ ان کی غلامی پر رشک کرتا ہے۔

بڑ شاہ بلا کے چوراہے پر ایک حلوائی کی دوکان تھی۔ حلوائی جب کسی کتے کو دوکان کے سامنے بیٹھا دیکھتا تو فوراً لقمہ ڈالتا تھا۔ اسے کتوں کے ٹکر ٹکر دیکھنے سے ڈر لگتا تھا۔ ان دنوں چاوڑی زنان بازاری سے آباد تھی۔ دکان کے سامنے ایک مفلوک الحال شخص بھی گرسنہ نگاہوں سے سامنے والے کوٹھے کو ٹکٹکی باندھے دیکھا کرتا تھا۔ ایک دن خدا جانے غیب سے کیا اشارہ ہوا کہ وہ شخص لپک کر سیڑھیاں چڑھتا اوپر گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد سارے بازار میں انودی کے قتل کا شور مچ گیا۔ لوگ کہتے ہیں کتوں کے تئیں حلوائی کی سخاوت کا مدار اس حادثے کی بنیاد پر تھا کتے کو ہڈی پھینکنے میں کوئی مضائقہ نہیں انسان اسے گوارا کر سکتا ہے مگر اس کا کیا کیا جائے کہ ایک ہڈی پر بیک وقت کئی کتے ٹوٹ پڑتے ہیں۔ راشن کی دوکان کا سا منظر ہو جاتا ہے۔ کتے کو ٹکڑا ڈالنے والوں کو یہ بھی خیال رکھنا ضروری ہے کہ اسے کمی نہیں بہت کتا اپنی بساط سے زیادہ کھا لے تو اس کے منہ سے مکروہ آوازیں نکلنے لگتی ہیں اور سارا ماحول پراگندہ ہو جاتا ہے۔

کتوں کے بارے میں زیادہ لمبی چوڑی تقریر کرتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے ان کے کانوں تک بات پہنچی تو شامت ہو جائے گی پھر اگر کسی نے راستہ میں دھر لیا تو ہم مثل بید کانپیں گے۔ بتلایئے تو سہی ہمارے پاگل کتے نے کاٹا ہے کہ ہم بیٹھے بٹھائے ان کی دشمنی مول لیں۔ دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا، کتے ہمارے سب راستے بند کر دیں گے ہم پر تو جناب کتوں کی دہشت اس درجہ سوار ہے کہ جگہ جگہ دکھائی دیتے ہیں۔ چوراہوں پر، سڑکوں کے بیچ گلی کوچوں میں اور لوگوں کے بالاخانوں پر ان کی اتنی بڑی تعداد ہے کہ دیکھنے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ آپ کہیں گے کہ کارپوریشن والوں سے شکایت کر دیجئے کر بھائی بات یہ ہے کہ ان بے چاروں کو کیا دکھائی دے گا آنکھوں کے آگے ناک سوجھے کیا خاک۔ کسی مفکر کا کہنا ہے کہ کتے ہر جگہ ہوتے ہیں مگر انھیں پہچاننے والی آنکھ اللہ کسی کسی کو دیتا ہے۔

(اردو سروس سے نشر)



کلکتہ کا جو ذکر کیا....

یوسف نقی

اُردو ادب خصوصاً اردو نثر کی تاریخ میں شہر کلکتہ کو تین وجہوں کی بنا پر خاص اہمیت حاصل ہے۔

اوّل فورٹ ولیم کالج جس نے اردو نثر کو ایک نیا موڑ دیا۔ اور اُردو زبان کو روزمرہ سے قریب کرنے میں اہم رول ادا کیا۔ دوم اُردو کا پہلا مطبع جہاں سے ٹائپ میں اردو اور فارسی کا مخلوط اخبار نکلا۔ سوم غالب کا طویل سفر و قیام جس نے غالب کی زندگی اور فن دونوں کو متاثر کیا۔ غالب کا یہ سفر "نمونۂ سفر" ہو یا ڈاکٹر وزیر آغا کے الفاظ میں ان کی "آوارہ خرامی" لیکن خود غالب کے لیے نئے تجربات اور مشاہدات سے روشناس ہونے کا ذریعہ تھا۔

غالب کی دہلی سے روانہ ہونے اور کلکتہ پہنچنے تک کے درمیانی سفر کا حال کچھ اتنا الجھا ہوا ہے کہ صحیح صحیح نشاندہی نہیں کی جا سکتی۔ محققین میں اس پر بھی اختلاف ہے کہ وہ کب دلی سے روانہ ہوئے۔ "غالب شناسی" کے مصنف ظ انصاری غالب کی دلی سے روانگی کی تاریخ اگست ۱۸۲۶ء بتاتے ہیں۔ حالانکہ جدید تحقیق کی رو سے یہ خیال اغلب ہے کہ غالب ماہ اپریل ۱۸۲۷ء میں دلی سے روانہ ہوئے اور لکھنؤ پہنچے۔ لکھنؤ پہنچنے کے سلسلے میں حالی یادگار غالب میں لکھتے ہیں:

"جب مرزا نے دلی سے کلکتہ جانے کا ارادہ کیا اور اس وقت راہ میں ٹھہرنے کا قصد نہ تھا مگر چونکہ لکھنؤ کے بعض ذی اقتدار لوگ مدت سے چاہتے تھے کہ مرزا ایک بار لکھنؤ آئیں اس لیے کان پور پہنچ کر ان کا خیال آیا کہ لکھنؤ بھی دیکھتے چلئے"

لیکن مالک رام نے غالب کی زبانی اس کی دوسری وجہ بتائی ہے۔ ذکر غالب میں لکھتے ہیں:

[بدقسمتی سے جونہی کانپور پہنچا بیمار پڑ گیا یہاں تک کہ اٹھنے چلنے کی سکت بھی جاتی رہی کیونکہ اس شہر میں ڈھنگ کا کوئی معالج نہیں تھا۔ اس لیے مجبوراً ایک کرائے کی پالکی میں گنگا پار لکھنؤ جانا پڑا۔ یہاں میں پانچ مہینے سے کچھ دن اوپر بستر پر پڑا رہا۔ یہیں میں نے نواب گورنر جنرل بہادر کے ورود اور بادشاہ اودھ کے ان کے استقبال کو جانے کی خبر سنی لیکن ان دنوں میں چارپائی سے اٹھنے تک کے قابل نہیں تھا۔ غرض کہ لکھنؤ کی آب و ہوا بالکل راس نہیں آئی۔]

ان دو اقتباسات میں جو وجہیں بیان کی گئی ہیں۔ ان کے علاوہ بھی مزید وجہیں محققین نے بتائے ہیں۔ اس سے قطع نظر کہ کون سا بیان صحیح ہے اور کون سا غلط، یہ حقیقت ہے کہ وہ لکھنؤ گئے اور وہاں کچھ دنوں قیام بھی کیا۔ لکھنؤ سے کان پور، باندہ، بنارس، پٹنہ اور مرشد آباد ہوتے ہوئے کلکتہ پہنچے۔

غالب کے کلکتہ پہنچنے کی صحیح تاریخ کے سلسلے میں شروع شروع کچھ اختلاف رہا ہے لیکن غلام رسول مہر کی تفصیلی اور مدلل بحث کے بعد یہ طے پایا گیا کہ ۱۴ شعبان ۱۲۴۳ھ مطابق ۲۱ فروری ۱۸۲۸ء کو کلکتہ پہنچے۔ اور تقریباً سبھی غالبیات کے ماہر اس سے اتفاق کرتے ہیں۔

لیکن انجمن ترقی اردو کی شائع کردہ تقویم ہجری و عیسوی مرتبہ ابو النصر محمد خالدی کی رو سے ۱۴ شعبان ۱۲۴۳ھ کی عیسوی تاریخ ۲۰ فروری ۱۸۲۸ء ہوتی ہے۔ اگر ہجری تاریخ کو صحیح مان لیں اور یہ مناسب بھی ہوگا کیونکہ کم از کم اس وقت تک عام چلن ہجری تاریخ لکھنے کا تھا اور خود غالب نے اپنے خطوط میں ہجری تاریخ کو ہی اولیت دی ہے۔ اس لیے ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ غالب ۲۱ فروری ۱۸۲۸ء میں نہیں بلکہ ۲۰ فروری ۱۸۲۸ء بدھ کے دن کلکتہ پہنچے تھے۔ کلکتہ میں ان کا قیام جیسا کہ اسماعیل پانی پتی نے غالب کے خط کے حوالے سے لکھا ہے۔

جس دن غالب کلکتہ پہنچے۔ اس دن کی غیر معمولی جستجو اور زحمت کے بغیر انہیں رہنے کے لیے بہت معقول مکان مل گیا جو ان کی ضروریات کے لیے بالکل کافی تھا۔ یہ مکان شملہ بازار (مفصل جیت بازار) میں گورو کے تالاب کے نزدیک مرزا علی سوداگر کی حویلی میں تھا۔ مکان کھلا اور کشادہ تھا۔ اس میں ضرورت کی تمام چیزیں مہیا تھیں صحن میں میٹھے پانی کا کنواں تھا۔ ان تمام سہولتوں کے باوجود مکان کا کرایہ ایک روایت کے بموجب دس روپے اور ایک دوسری تحریر کے مطابق چھ روپے ماہوار تھا۔

کلکتہ میں غالب کا قیام ایک سال ۹ مہینے ۹ دن رہا کیونکہ ان کی روانگی ۲۹ نومبر ۱۸۲۹ء کو ہوئی تھی۔ ان اکیس مہینوں میں غالب نے کیا دیکھا؟ کیا محسوس کیا۔ کیسی ذہنی اذیت سے گذرے، کتنے پرلطف اور خوشگوار لمحے گذارے۔ کہاں ان کی انا مجروح ہوئی اور کہاں انھوں نے مصلحت پسندی سے کام لیا۔ ان سب کی جھلکیاں بڑی دلچسپ اور پراثر ہیں جو ان کے کلام اور ان کے خطوط میں ملتی ہیں۔

غالب کے کلکتہ آنے کا مقصد اپنی پنشن کے متعلق سپریم کورٹ میں مقدمہ دائر کرنا تھا۔ پنشن کے سلسلے میں ان کا دعویٰ تھا کہ وہ اپنے چچا نصر اللہ خاں کے وارث ہیں۔ اسلئے پنشن کی پوری رقم جو دس ہزار کی ہوتی ہے ان کو ملنی چاہیئے۔ اور رقم کی ادائیگی ریاست فیروزپور جھرکہ کے بجائے خود ایسٹ انڈیا کمپنی کے ذریعے ہو۔ اور ۱۸۰۶ء سے ابتک جو رقم کم ملی ہے اسے حساب کرکے یکمشت ادا کیا جائے۔ لہٰذا انھوں نے تگ و دو شروع کی اور شہر کے روسا اور اہل اقتدار سے ملے اور سفارشی خطوط جو دلی سے لے کر چلے تھے ان کو پہنچانے میں مصروف رہے۔ گرچہ ان کی ساری کوششیں آگے چل کر ناکام ہوگئیں اور انھیں بڑی مایوسیوں کا سامنا کرنا پڑا۔

غالب کی دوسری بڑی مصروفیت مشاعرہ اور مجادلہ رہی ہے۔ وہ تاریخی مشاعرہ مدرسہ عالیہ کلکتہ کی موجودہ عمارت ہی میں ہوا تھا جو حاجی محمد محسن اسکوائر میں واقع ہے۔ حالانکہ پروفیسر حمید خاں نے مولانا ابوالکلام آزاد کے حوالے سے اپنے مضمون "غالب اور کلکتہ" میں لکھا ہے:

"مدرسہ کلکتہ وارن ہیسٹنگز نے ۱۷۸۲ء میں قائم کیا تھا اس کی موجودہ عمارت ویلزلی اسکوائر (موجودہ حاجی محمد محسن اسکوائر) کے شمال میں ہے۔ یہ ایک دو منزلہ عمارت ہے۔ جس کی نچلی منزل کے وسط میں ایک صحن ہے۔ اس صحن کو ہر طرف سے دالان گھیرے ہوئے اور دالانوں کے پیچھے مدرسہ کے کمرے ہیں۔ اس نچلی منزل کے اوپر اسی طرز کی دوسری منزل بنی ہے۔ اگست ۱۹۳۸ء میں جب میں کلکتہ میں تھا تو مولانا ابوالکلام آزاد نے ایک مجلس میں مجھ سے کہا کہ مدرسہ اپنی موجودہ عمارت میں ۱۸۲۶ء یا ۲۷ء کے قریب منتقل ہوا۔ غالب کی مثنوی "بادِ مخالف" والا ہنگامہ مدرسہ کی

پہلی ملاقات ... پیش آیا۔ جو سالدہ میں ... ملک خانہ ... پر تھی۔

مولانا ... کے اس بیان پر پروفیسر موصوف نے شک کا اظہار کیا اور اس کی تحقیق میں لگے ہیں۔

بہر کیف اس تاریخی مشاعرہ کا اہتمام بڑے تزک و احتشام کے ساتھ کیا گیا جس میں سامعین کی کثیر تعداد کے علاوہ ایرانی شخصیتوں اور خصوصاً حکومت ہرات کے سفارتی وفد کے قائد عنایت خاں جو فارسی کے فاضل اور ادیب تھے، شریک ہوئے۔ جب تک مقامی شعرا پڑھتے رہے وہ خاموشی سے بیٹھے سنتے رہے لیکن جب غالب نے اپنی غزلیں سنائی تو انھوں نے بے انتہا داد دی۔ جس سے مقامی شعرا کے جذبہ رقابت کو ہوا ملی اور وہ بھڑک اٹھے۔ اپنی اس آگ کو ٹھنڈا کرنے کی بس یہی ایک صورت تھی کہ غالب کے کلام میں خامی تلاش کی جاتے۔ سو یہی کیا گیا اور سند کے طور پر مرزا قتیل کے اشعار پیش کیے گئے۔ غالب بھلا کب مرزا قتیل کو سند ماننے والے تھے جبکہ وہ فیضی اور ابو الفضل کو کچھ نہیں سمجھتے تھے۔ برہم ہو گئے اور کہا۔

"میں دیوان سنگھ فرید آباد کے کھتری بچہ)
کے قول کو نہیں ملتا اور اہل زبان کے سوا
کسی کے قول کو قابل استفسار نہیں سمجھتا"

غالب کا یہ کہنا گویا آگ پر تیل چھڑکنے کے مترادف ہوا۔ قتیل کے حامیوں نے ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ غالب کی انانیت نے تو اپنا کام کر دیا تھا لیکن ان کے دور اندیش کو فکر لاحق ہوئی کہ جس مقصد کے لیے وہ آئے تھے اس تکمیل میں یہ ہنگامہ رکاوٹ پیدا کر سکتا ہے۔ لہذا ان کی مصلحت پسندی نے ان کو احساس دلایا کہ اب مفاہمت کرنا زیادہ بہتر ہے۔ اس مقصد کے لیے انھوں نے ایک فارسی مثنوی "آشتی نامہ" لکھی جو بعد میں "باد مخالف" کے نام سے مشہور ہوئی۔ اور جس میں انھوں نے بہت ہی پُر درد اور پُر سوز لہجے میں اور دبے لفظوں میں اپنی غلطی کا اعتراف کیا ہے۔

غالب کی غزلوں کا حسن اور اعتراضات پر ان کی تیز گامی نے جہاں اہل کلکتہ کے دل کو جیت لیا تھا وہاں کلکتہ کی حسینان فرنگ نے بھی غالب کے دل کو چھید کر رکھ دیا۔ جس کی کسک وہ عمر بھر محسوس کرتے رہے۔

کلکتے کا جو ذکر کیا تو نے ہم نشیں
اک تیر میرے سینے میں مارا کہ ہائے ہائے
صبر آزما وہ ان کی نگاہیں کہ حف نظر
طاقت ربا وہ ان کا اشارا کہ ہائے ہائے
وہ میوہ ہائے تازہ و شیریں کہ واہ واہ
وہ بادہ ہائے ناب گوارا کہ ہائے ہائے

کلکتے میں ان کی مصروفیات میں سیر و تفریح بھی تھا اور دوستوں کی صحبتوں میں ادبی و علمی گفتگو بھی۔ آپس میں ایک صحبت کی یاد ... ہے جو شعار ہیں۔ جو انھوں نے ایک مخصوص نشست میں مولوی کرم حسین بلگرامی سفیر شاہ اودھ کی خواہش پر کہے تھے۔

اشعار ملاحظہ ہوں۔

کیوں اسے قفل در گنج محبت لکھیے
کیوں اسے نقطۂ پرکار تمنا کہیے ؟
کیوں اسے گوہر نایاب تصور کیجے
کیوں اسے مردمک دیدۂ عنقا کہیے
کیوں اسے تکمۂ پیراہن لیلیٰ کہیے
کیوں اسے نقش پے ناقۂ سلمیٰ کہیے
بندہ پرور کے کف دست کو دل کیجے فرض
اور اس چکنی سپاری کو سویدا کہیے

غالب کا سفر کلکتہ، جہاں مادی طور پر ناکام رہا وہاں اس سفر نے انھیں نئے تجربات اور مشاہدات کی دولت سے مالا مال کیا۔ انھوں نے کلکتے میں نئے ہندوستان کی پرچھائیاں دیکھی۔ انتظام اقتدار کے طریقے دیکھے۔ اور نئی تہذیب کی خوشبو سونگھی بقول ظ انصاری۔

"ممکن نہیں ہے کہ تعلیم یافتہ حلقوں سے ربط ضبط رکھنے کے باوجود غالب کو سماجی اور ذہنی اصلاح کی اس تحریک سے آگاہی نہ ہوئی ہو جو راجہ رام موہن رائے کی تحریروں اور تقریروں کے ساتھ کلکتہ میں شروع ہو چکی تھی۔ ...... جہاں ایک طرف نئے تمدن کی لائی ہوئی خوشحالی اور تعلیم کی جھلک تھی۔ اخبار نکل رہے تھے، نئے تعلیم یافتہ بنگال کو عظمت رفتہ اور بنگالی زبان و ادب کی تدوین کی فکر ہو چلی تھی پرانی رسموں میں ترمیم و اصلاح کا چرچا ہونے لگا تھا ... انیسویں صدی کے آغاز کا یہ کلکتہ علم و ادب، سماج اور تہذیب ملکی اور سیاسی ماحول میں مقلد بھی تھا اور نئی بیداری میں باقی ہندوستان کا رہنما بھی۔

اور پروفیسر حمید احمد خاں کے خیال میں

اگر انگریز عطر، الائچی اور پان کے استعمال سے بے خبر نہ تھے، تو ہندوستانی بھی وہسکی اور اولڈ ٹام سے مانوس ہوتے جاتے تھے۔

اور پھر جس کا اظہار غالب نے خود "ساقی بزم آگہی" سے فرضی مکالمہ میں کیا ہے کہ شہر بے مثال ہے۔ آدمی ایک ایک ملک اور ایک ایک فن کا باکمال ہے لیکن سادگی اور بے فکری سے یہاں کام نہیں چل سکتا۔ ہر ایک سے ہوشیار رہو۔ شعر و شاعری کی بساط الٹنے کا زمانہ آگیا۔ یہاں کے مغربی حسینوں کے دل پتھر کے ہیں۔ یہاں کتنا ہی سر مارو انصاف نہیں ملے گا۔ اب ایک ہی راستہ ہے کہ دنیا بھر کے جھگڑوں سے بے نیاز ہو جاؤ۔

غالب نے اسے صرف وقتی طور پر محسوس نہیں کیا تھا بلکہ اس محسوسات کا پرتو ہمیں ان کی بعد کی غزلوں میں بھی ملتا ہے۔ ان کے دیوان کا وہ حصہ جو "نوائے سروش" کے عنوان سے ہے اور جس میں کلکتہ سے واپسی کے بعد کی غزلیں ہیں۔ ان غزلوں میں ان کا لہجہ اور اسلوب دونوں ہی بدلا ہوا نظر آتا ہے۔ مثلاً ذیل کی غزلوں کو دیکھیے

عشق مجھ کو نہیں، وحشت ہی سہی
میری وحشت، تیری شہرت ہی سہی
مدت ہوئی ہے، یار کو مہماں کیے ہوئے
جوش قدح سے بزم چراغاں کیے ہوئے
دل سے تری نگاہ، جگر تک اتر گئی
دونوں کو ایک ادا میں رضامند کر گئی
تسکین کو ہم نہ روئیں جو ذوق نظر ملے
حوران خلد میں تیری صورت مگر ملے
کوئی امید بر نہیں آتی
کوئی صورت نظر نہیں آتی
دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے
آخر اس درد کی دوا کیا ہے
بازیچۂ اطفال ہے دنیا مرے آگے
ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے
ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مرے ارماں لیکن پھر بھی کم نکلے

غرض غالب کا یہ طویل ترین سفر گرچہ اپنے مطلوبہ مقصد میں کامیاب نہیں رہا لیکن اردو شاعری اہل کلکتہ اور خود غالب کے لیے ایک اہم موڑ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس سفر نے جہاں ان سے قاطع برہان لکھوایا وہاں ان کی غزلوں کو نئی آب و تاب بخشا۔

(کلکتہ سے نشر)

غزل

ابراہیم ہوش

اب کوئی راہ، نہ منزل، نہ کوئی راہبری
میں بھی اس پیڑ تلے ہوں جو ہے فصیلوں میں گھری

وقت کچھ کہتا رہے، اپنی روش کیوں بدلوں
میرے نزدیک وہ کھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کھری

مرثیہ خوانی ازل سے ہے مقدر میں لکھی
کل بھی تھی نوحہ گری آج بھی ہے نوحہ گری

گامزن ہوں میں کڑی دھوپ کے سائے میں جہاں
دھول اڑتی ہوئی گرتی ہے مری ہم سفری

پاؤں اٹھلاتے ہوئے کیوں نہ رکھیں مہر فروش
چاندنی کی ہے نمی آج ہر اک سمت دری

وقت برگشتہ ہوا جب سے تو عالم یہ ہے
ہوش کے نام نہیں آتی کوئی خوش خبری

(کلکتہ سے)

سمندری دولت

عبداللطیف مرزکی

صرف نظام شمسی ہی نہیں، بلکہ کائنات میں موجود معلوم فلکی اجسام میں ہماری زمین کو نمایاں اہمیت اس لحاظ سے حاصل ہے کہ اس پر پانی کی ایک بھاری مقدار موجود ہے۔ یہاں تک کہ کرۂ ارض کے تقریباً تین چوتھائی حصہ پر سمندر موجود ہیں۔ کرۂ ارض کے کوئی اکہتّر فیصد حصہ پر مشتمل سمندروں کے متعلق ویسے تو انسان، زمانۂ قدیم سے ہی غور و فکر کرتا آیا ہے لیکن ان سمندروں اور ان میں موجود خزانوں کی تحقیقات صحیح طور پر انیسویں صدی سے شروع ہوئی۔ سمندروں کے متعلق معلومات میں اضافہ اسی وقت ممکن ہو سکا جب کہ سائنس اور ٹکنالوجی کی ترقیات کی بنا پر، کارآمد آلات اور مؤثر طریقہ کار ایجاد ہوئے۔ اس ضمن میں انجینیروں اور سائنسدانوں نے مل کر بہت کام کیا ہے۔

ایک عرصہ دراز سے، انسان کے لیے سمندر، سمندری قدرت، غذا، تجارت اور ترسیل وغیرہ کا ایک بہت بڑا ذریعہ رہا ہے۔ سمندر، قدرتی وسائل کا ایک عظیم، قیمتی خزانہ ہے جس میں ان گنت آبی حیوانات، مختلف نامیاتی مادّے، گیسیں سمندری نباتات، مختلف معدنیات اور دھاتیں شامل ہیں۔

سمندری علاقوں میں موجود غذائی ذخائر، زمینی ذخائر کی بہ نسبت بہت زیادہ ہیں۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ رقبہ کے لحاظ سے سورج کی توانائی کا بڑا حصہ، سمندروں میں جذب ہوتا ہے۔ جب کہ زمینی حصوں پر نسبتاً کم سورج کی اشعاعی توانائی RADIATIONAL ENERGY پہنچتی ہے۔ سورج کی یہ توانائی نباتات کی زندگی کی ضامن ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سمندری وسائل میں نباتات کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ سمندری نباتات، "پولی سیکرائیڈس" پیدا کرتے ہیں جو توانائی کا خزانہ ہوتے ہیں۔ سمندری جانور اس کو بطور "غذا" استعمال کرتے ہیں۔

سمندری نباتات میں، الگی یا الجی کثرت سے پائی جاتی ہے۔ الجی مختلف رنگوں کی ہوتی ہے۔ جیسے سرخ، بھورے، سبز اور نیلی الجی وغیرہ۔ ان میں سرخ اور بھورے رنگ کی الجی کو اہمیت حاصل ہے۔ اس لیے کہ یہ زیادہ مقدار میں پائی جاتی ہے اور اس کے علاوہ یہ مختلف نفع بخش کیمیائی اجزا کا ذریعہ ہوتی ہے۔ الجی کی ان قسموں کے علاوہ اور بھی قسم کے الجی پائی جاتی ہے ان میں جو چھوٹی ہوتی ہیں وہ پانی میں تیرتی رہتی ہیں جن کو فائٹو پلینکٹن (PHIETOPLANKTON) کہتے ہیں اور بڑی الجی "بحری گھاس" کہلاتی ہے۔

سمندری الجی میں جو مختلف کیمیائی مرکبات پائے جاتے ہیں ان کو حاصل کرنے کے لیے ایک مدت سے کوشش کی جا رہی ہیں اور اس سلسلہ میں خاطر خواہ کامیابی بھی ہوئی ہے۔ اب تک جو کیمیائی مرکبات دریافت ہوئے ہیں ان میں آیوڈین، الجن، کیراجینان وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ روزمرہ کی عام ضروریات جیسے دانت منجن، جام، پالش اور روغن و ادویات وغیرہ میں الجی سے حاصل شدہ کیمیائی مرکبات کا استعمال ہوتا ہے۔

بحری الجی میں حیاتین، پروٹین اور کاربوہائیڈریٹس کے علاوہ بہت سے ضروری اجزا بھی کافی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ اس وقت دنیا کے کئی ممالک میں الگی غذا کے طور پر مختلف طریقوں سے استعمال کی جا رہی ہے اور بہت سے ممالک میں اسے جانوروں کے چارے کے طور پر بھی استعمال کرتے ہیں۔

ویسے تو سمندری پانی میں آیوڈین بہت ہی کم مقدار میں پائی جاتی ہے لیکن الجی کی چند قسمیں ایسی ہوتی ہیں جو آیوڈین کو کافی مقدار میں ذخیرہ کر لیتی ہیں۔ عرصہ دراز سے دنیا کے کئی ممالک میں الجی، بطور دوا بھی مستعمل ہو رہی ہے۔ الجی کے ادویات میں استعمال کے سلسلے میں مزید کوششیں جاری ہیں اور امید ہے کہ سمندری ذخائر سے بہت سے اہم ادویات کا انکشاف ہوگا۔

سمندری جانوروں میں سینکڑوں قسم کے مچھلیاں، مولسک (MOLLUSKS) اور آرتھروپوڈ (ORTHROPEDES) وغیرہ شامل ہیں۔ انسان ان مچھلیوں، مولسک اور آرتھروپوڈ جانوروں کا بھاری مقدار میں شکار کرکے اپنی غذا کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ اس طرح سے سطح زمین پر انسانوں کی غذائی مانگ کا ایک قابل قدر حصہ شکار کیے جانے والے سمندری جانوروں کی شکل میں حاصل ہوتا ہے۔

سمندروں میں سمندری جانوروں کے علاوہ بحری نباتات اور جانداروں کے بچے کچھے مادّے، محلول یا آمیزہ کی حالت میں پائے جاتے ہیں۔ ایک خیال کے مطابق نامیاتی مادّوں کی مقدار، سمندر میں موجود جانداروں کی بہ نسبت کوئی (۳۰۰) گنا زیادہ ہوتی ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ صرف بحر اٹلانٹک میں حل شدہ نامیاتی مادّے اس قدر ہیں کہ یہ ایک سال کے عرصہ میں دنیا میں کاشت کی جانے والی گیہوں کی پوری مقدار سے تقریباً بیس ہزار گنا زیادہ ہے۔ ان نامیاتی مادوں میں مختلف وٹامن بھی شامل ہیں جو سمندری جانوروں کے METABOLISM کے لیے بہت ضروری ہوتے ہیں۔ سمندر ایک ایسا گھر ہے جس میں نباتی اور حیوانوں کی ان گنت قسمیں موجود ہیں۔

سمندروں کی تہوں میں کئی قیمتی معدنیات موجود ہوتے ہیں مثلاً سونا، برومائیڈ، میگنیشیم، نکل، مینگنیز اور لوہا وغیرہ۔ اس کے علاوہ سمندری پانی میں بھی بہت سارے کارآمد اور قیمتی کیمیائی عناصر حل شدہ حالت میں پائے جاتے ہیں۔ سمندری پانیوں کا یہ عظیم حجم، ان کارآمد عناصر کو ہر وقت مہیا کرنے والا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ مسئلہ صرف اس بات کا ہے کہ پانی کے ایک بڑے حجم میں سے، ان کیمیائی اجزا کی قلیل مقدار کو کفایت کے ساتھ کس طرح حاصل کیا جائے؟ سمندر سے حاصل کی جانے والی کئی قابل قدر معدنیات میں میگنیشیم، برومائیڈ اور مینگنیز شامل ہیں۔ بھاری مقدار میں میگنیشیم، سمندری پانی سے حاصل کی جاتی ہے اور برومائیڈ کو تجارتی پیمانہ پر حاصل کیا جاتا ہے۔ مینگنیز، کافی مرتکز حالت میں، سمندر کے مخصوص حصوں میں پایا جاتا ہے۔ ان معدنیات سے ہٹ کر دوسرے کئی عناصر بھی پائے جاتے ہیں۔

سمندری پانیوں میں مختلف گیس، حل شدہ حالت میں پائی جاتی ہیں۔ ان میں جو زیادہ مقدار میں پائی جاتی ہیں، وہ ہیں، نائٹروجن، آکسیجن اور کاربن ڈائی آکسائیڈ وغیرہ۔ یہ گیسیں، زمینی فضا میں بھی پائی جاتی ہیں اور زندگی کے لیے بہت اہم ہیں۔

گیسوں کے علاوہ سمندروں کی تہوں کے نیچے، ایندھنی تیلوں اور گیسوں کے زبردست ذخائر موجود ہیں۔ آج کل ان ایندھنی گیسوں اور تیلوں کو سمندری تہوں کے نیچے سے حاصل کرنے کے لیے مختلف طریقوں سے بڑے پیمانوں پر کام ہو رہا ہے۔

سمندروں سے قیمتی معدنیات اور کارآمد آبی نباتات و حیوانات کو حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ انسان نے سمندر میں اٹھنے والے تند و تیز سمندری موجوں کی قوت سے

بچوں کے لیے

دریائے راوی کی کہانی

محمد خلیل

پرانے زمانے سے ہی تمام دنیا کی زندگی کا دارومدار دریاؤں پر رہا ہے اور تم میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہو جو دریاؤں کی اہمیت سے واقف نہ ہو۔ آج ہم تمھیں بتائیں گے "راوی" ندی کے بارے میں۔ اس کا سنسکرت نام اراوتی ہے یہ کلو کی گھاٹی سے نکلتی ہے اور مادھوپور کے قریب میدان میں داخل ہوتی ہے یہی وہ مقام ہے جہاں سے اپر باری دوآب نہر نکالی گئی ہے۔ یہاں سے کچھ فاصلے تک یہ ہندوستان اور پاکستان کی سرحد کے ساتھ بہتی ہے اور پاکستان میں وہاں کے مشہور شہر لاہور کے نزدیک داخل ہوتی ہے۔ ہندوستان میں اس ندی کے قریب پٹھان کوٹ، دھاری وال اور امرتسر شہر آباد ہیں۔ جیسا کہ تم جانتے ہو پنجاب بہت سے دریاؤں سے مل کر بنا ہے۔ ان میں راوی اور چناب ندیوں کے درمیان والے دوآبے کو "رچنا دوآب" کہتے ہیں (اس میں 'ر' لفظ راوی سے لیا گیا ہے اور چنا لفظ چناب سے لیا گیا ہے)۔ اس طرح سے بیاس اور راوی ندیوں کے درمیان والے دوآب کو "باری دوآب" کہتے ہیں (اس میں با لفظ بیاس سے اور ری لفظ راوی سے لیا گیا ہے)۔ گویا رچنا اور باری دوآب کے درمیان سے راوی ندی بہتی ہے۔ یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ پنجاب ہمارے ملک کا سب سے زرخیز علاقہ ہے اور یہاں کھیتی باڑی (زراعت) کا سارا کام آبپاشی پر منحصر ہے اور اس کا سب سے بڑا ذریعہ نہریں ہیں۔ جو راوی، چناب جہلم، بیاس وغیرہ ندیوں سے نکالی گئی ہیں۔ پرانے زمانے میں بھی بہت سے تاریخی واقعات ان ندیوں کے کنارے پیش آتے تھے مثلاً سکندر اعظم کا سفر اسی علاقے تک ہوا تھا۔ جہاں اس نے پورس سے جنگ کی اور پھر اپنے ملک واپس لوٹ گیا۔

یہ ندی گنگا اور جمنا جیسی بڑی نہیں ہے لیکن اپنے علاقے میں اس کی اہمیت کسی دوسری ندی سے کم نہیں ہے۔ اس کی مثال یوں دی جاسکتی ہے جس طرح ہاتھ کی پانچ انگلیاں مل کر ایک مضبوط ہاتھ بناتی ہیں اسی طرح شمالی مغربی ہندوستان کی یہ پانچ ندیاں جن میں راوی بھی ایک ہے آگے بڑھ کر بہتی ہوئی سندھ ندی کہلاتی ہے جو دنیا کی بہت بڑی ندیوں میں سے ایک ہے۔

سمندر سے اس کی دوری تقریباً ۳۸۸۰ کلو میٹر ہے اور ایک اندازے کے مطابق اس سے تقریباً ۱۲ کروڑ ہیکٹر آبپاشی کی جاتی ہے اس سے تمھیں اس کے بڑے ہونے کا اندازہ ہوگیا ہوگا۔

راوی میں پانی کا بہاؤ پورے سال ایک جیسا نہیں رہتا بلکہ جولائی سے ستمبر تک کل پانی کا آدھا پانی بہتا ہے اور پھر یہ مقدار بھی گھٹ جاتی ہے۔ اکتوبر سے دسمبر تک پانی بہنے کی تعداد آٹھ فیصد اور جنوری سے مارچ تک ۱۱ فیصد اور اپریل سے جون کے درمیان یہ مقدار بہت کم ہو کر ۲ فیصد پہنچ جاتی ہے۔ یہ رفتار سال میں مختلف مہینوں میں ہی نہیں بدلتی بلکہ ہر سال اس میں تبدیلی ہوجاتی ہے۔ اس طرح کبھی ندی میں کم پانی بہتا ہے تو کبھی زیادہ پانی کا بہاؤ ہوتا ہے۔ پانی کی اس مقدار میں کمی اور زیادتی کو کم کرنے کے لیے نہروں کا جال بچھا کر ان سب ندیوں کو آپس میں ملا دیا گیا ہے۔ اس طرح اس علاقے میں تقریباً تیس نہریں ہیں۔ ہندوستان کی مشہور "سرہند کنیال" اپر باری دوآب نہر کی ہی ایک شاخ ہے۔ یہ نہر اب تقریباً سو سال سے بھی زیادہ پرانی ہوچکی ہے۔ ان نہروں کو بنانے میں پانی کو جمع کرنے کے لیے تالاب نہیں بنانے پڑے ہیں راوی ندی اور یہاں کی نہروں کا بہاؤ برف اور گلشیر پر منحصر ہے۔

بجلی پیدا کرنے کے لیے ندیوں کی ابھی زیادہ استعمال نہیں کیا گیا ہے لیکن ستلج ندی پر جو "بھاکرا ننگل ڈیم" بنایا گیا ہے وہ دنیا کا بہت بڑا ڈیم ہے اور ابھی اس جیسے کئی منصوبے جہلم، چناب اور راوی پر بھی بنائے جاسکتے ہیں ہماری زندگی میں دریاؤں کی بڑی اہمیت ہے اس کی تعریف میں اب بہت سے گیت گائے گئے ہیں۔ سامان کو ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجنے میں ندی کی بڑی اہمیت ہے۔ ہمارے ملک کی ایک بڑی آبادی آج بھی دریاؤں پر منحصر ہے۔ سائنسدانوں نے بھی ندی کے پانی کو روک کر مختلف طریقوں سے بجلی پیدا کی ہے جس کا آبپاشی میں بڑا استعمال ہے اس طرح ہماری زندگی میں ندی کی بڑی اہمیت ہے۔

(اردو سروس سے نشر)

محمد خلیل 'سائنس کی دنیا'
پی، آئی، ڈی' سی، ایس، آئی، آر
رفیع مارگ نئی دہلی ۱۱۰۰۰۱

توانائی کے حصول کی جانب اپنے قدم بڑھائے ہیں سمندری موجوں کی قوت کو برقی توانائی میں تبدیل کرنے کے سلسلے میں ترقی پذیر ممالک میں بہت کام ہو رہا ہے۔ اور ایک اندازہ ہے کہ مستقبل میں ساری دنیا میں ان موجوں کی قوت سے بجلی حاصل کی جانے لگے گی۔ اور اس وقت ملک فرانس میں دریائے رہون (RHONE) کے دہانے پر ایک ایسا سمندری پاور پلانٹ کام کر رہا ہے۔

ایک جانب جہاں پر سائنسداں اور انجینئر ان سمندری خزانوں کو مختلف طریقوں سے استعمال میں لانے کی جانب راغب ہیں تو دوسری جانب ان سمندری ذخائر کو کئی طرح کے خطرات لاحق ہونے لگے ہیں جیسے ترقی یافتہ ملکوں نے ناکارہ اور نقصان رساں کیمیائی مرکبات کو سمندروں میں پھینکنا شروع کیا ہے۔ ایندھنی تیل بردار سمندری جہاز جب حادثات سے دوچار ہوتے ہیں تو ان ایندھنی تیلوں کے سمندر میں پھیلنے سے پانی میں آلودگی پیدا ہو جاتی ہے۔

ترقی یافتہ ممالک کے بڑے شہروں کا کوڑا کرکٹ اور ناکارہ مادے وغیرہ سمندروں میں ڈبو دیے جاتے ہیں ان سے بھی پانی میں آلودگی کے خطرات بڑھتے جا رہے ہیں۔

کسی شخص کے پاس اگر کسی قسم کی دولت موجود ہو تو وہ اسے مختلف طریقوں سے محفوظ رکھنے کی ہر طرح سے کوشش کرتا ہے۔ اسی طرح سمندری ذخائر روئے زمین پر بسنے والے سارے انسانوں کی مشترکہ دولت ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان ذخائر کو ممکن حد تک آلودگی سے بچایا جائے۔ ورنہ اس آلودگی سے کئی سمندری حیوانات ہلاک ہونے لگے ہیں اور سمندری نباتات کی ایک قسم پلانکٹن (PLANKTON) کو بھی شدید نقصانات کا اندیشہ ہونے لگا ہے۔ یہ پلانکٹن زمین پر موجود آکسیجن کی مقدار کا ایک بڑا حصہ تیار کرنے کی ضامن ہیں اس لیے کہا جانے لگا ہے کہ انسان کو سطح زمین پر زندگی گذارنا ہے تو ان حیات بخش سمندری ذخائر کی حفاظت لازمی ہے۔

(حیدرآباد سے نشر)



بن بیاہیوں کی کانفرنس

ہاشم عظیم آبادی

اپنی نوعیت کی یہ پہلی کانفرنس ہے جو انعقاد پذیر ہونے جا رہی ہے۔ پورا پنڈال کنواری لڑکیوں سے بھرا ہے۔ نقرئی قہقہے ہر سمت گونج رہے ہیں۔ عطر اور سینٹ کی خوشبو سے فضا معطر ہے۔ لباس کی رنگا رنگی عجیب دلکش منظر پیش کر رہی ہے۔ بعض لڑکیاں اس قدر تنگ اور چست لباس میں ملبوس ہیں کہ فرش پر بیٹھنا دشوار ہو رہا ہے۔ ساری اور غرارے میں ملبوس لڑکیاں انہیں بڑی پسندیدہ نظروں سے دیکھ رہی ہیں۔ یہ ٹیڈی گرلز تہذیب نو کی نمائندہ جو ٹھہریں...... جب شور وغل انتہائی عروج کو پہنچ جاتے ہیں تو ایک صاحبزادی مائک پر تشریف لا کر یوں لب کشائی فرماتی ہیں۔

"بہنو! بن بیاہیوں کی کانفرنس کی کارروائی شروع ہونے والی ہے۔ اگرچہ خلاف توقع بہنوں کو زحمت انتظار اٹھانی پڑی ہے۔ جس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں..... تو اب دیدہ دلیر بہن کا نام اس کانفرنس کی صدارت کے لئے پیش کر رہی ہوں۔"

دیدہ دلیر صاحبہ بصد عشوۂ انداز کرسی صدارت سنبھالتی ہی فضا میں نغمے بکھیرتی ہیں۔

"میں اس لائق تو نہ تھی کہ صدارت جیسے بار گراں کی متحمل ہو سکوں لیکن جب از راہ خلوص اس شرف سے نوازا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ میں اپنے کو اس کا اہل نہ سمجھوں..... تو لیجئے کانفرنس کی کارروائی شروع کئے دیتی ہوں..... سب سے پہلے بہن فتنۂ دوراں سے گذارش کروں گی کہ اپنے خیالات زریں کا اظہار فرما کر ہمیں اور سامعین کو شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔"

فتنۂ دوراں کالج کی ہونہار طالبہ ہیں۔ بڑی ذہین و فطین، اور تیز و طرار بھی۔ یہ صاحبزادی جمپر اور غرارہ زیب تن کئے ہوئے ہیں سامنے آتے ہی گوہر افشانی فرماتی ہیں۔

"پیاری بہنو! ان بن بیاہیوں کی اس کانفرنس میں، ہم یہ غور و خوض کرنے کے لئے اکٹھا ہوئے ہیں کہ ہماری حالت اس قدر ناگفتہ بہ کیوں ہے اور کیا وجہ ہے کہ ہمارا مستقبل تاریک سے تاریک تر ہوتا جا رہا ہے مجھے اس سے انکار نہیں کہ ہمارا پس و پیش یا ہم ابھی ناتجربہ کار ہیں اور ہمارے خیالات میں نہ تو ابھی پختگی ہے اور نہ تجربہ کاری کے عناصر ہی۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت نہیں یا اچھی اور بری باتوں کی تمیز کا فقدان ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ ہماری "بے زبانی" جو کنوارے پن کا طرۂ امتیاز اس سے بے جا فائدہ اٹھایا جائے۔ آپ سبھی بہنیں واقف ہیں کہ رواجاً اور رسماً شادی کے معاملے میں ہماری پسند اور ہماری مرضی کا کوئی دخل ہی نہیں بلکہ اس سلسلے میں ہمارا زبان ہلانا ہماری دیدہ دلیری اور بے باکی تصور کیا جاتا ہے۔ مقام حیرت ہے بہنو کہ جس کی شادی ہونے جا رہی ہے اسی کے منہ پر تالے لگائے جاتے ہیں۔ اشارۃً بھی کچھ کہنے کا حق نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ مرضی کے خلاف دو بول پڑھوا کر والدین اپنے فرض سے سبکدوش ہو جاتے ہیں، چاہے اس سبکدوشی کی جدوجہد میں کالج کی فضا میں پروان چڑھنے والی لڑکیاں کسی ایسے فرسودہ خیال کے پلے کیوں نہ پڑ جائیں جن کی قربت پر جہنم کو ترجیح دی جا سکتی ہو۔ لیکن ہماری اس بے بسی اور حرماں نصیبی پر کوئی آنسو بہانے والا نہیں۔ ہمارے حسین اور سنہرے خواب شاذ و نادر ہی شرمندۂ تعبیر ہوتے ہیں۔ انتہائے ستم یہ ہے بہنو کہ اگر ہم کالج کے کسی قبول صورت صاحبزادے کو اپنانا چاہیں تو ہر چہار جانب سے ہم پر انگلیاں اٹھتی ہیں اور ہم اپنے ارادے اور کوشش سے اتفاق ہی سے کامیاب ہوتے ہیں۔ مگر آج کی یہ دو رنگی ملاحظہ ہو کہ کالج کے ان چھوکروں کو عام اجازت ہے کہ وہ اپنی حسب پسند لڑکیوں سے عہد و پیمان کی باتیں کریں۔ والدین پر دباؤ ڈال کر من پسند لڑکی کو اپنا شریک حیات بنائیں۔ لیکن سارے قاعدے قانون ہیں تو ہم بے بس مجبور اور بے زبانوں کے لئے گویا لڑکیاں پروان چڑھائی جاتی ہیں تو صرف اس لئے کہ جوان ہو کر کسی کے دل بہلانے کا ذریعہ، کسی کی تفریح کا سامان اور کسی کے گھر کی رونق قرار پائیں اور تا عمر کسی کے حکم کی بجا آوری ہی ان کا حاصل زندگی ہو۔ بلکہ میں تو کہوں گی کہ ہمارا لکھنا پڑھنا اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا لاحاصل ہی نہیں صرف بھاڑ جھونکنا ہے۔ کیوں کہ ادھر ہم سن بلوغ کو پہنچے نہیں کہ باوا جان کو ہمارے لئے ایک شوہر خریدنے کا سودا سوار ہوتا ہے تلاش و تجسس کے دوران ایک الو کا پٹھا مل ہی جاتا ہے۔ ادھر اپنا گھر پھونک کر اس نامعقول کو باوا جان نے اپنی فرزندی میں قبول کیا نہیں کہ ہمارے لکھنے پڑھنے پر پانی پھرا ہمیں اپنی ذات پر بھی اپنا اختیار نہیں رہتا۔ اور ہماری زندگی صورت پرکار ایک ہی نقطے کے گرد گردش کرنے لگتی ہے۔ یعنی چولہا پھونکنا، بچے کھلانا، حکم کی تعمیل اور ناز برداریاں..... میں کہتی ہوں بہنو کہ لعنت ہے ہماری زندگی پر تف ہے ہمارے کنوارے پن پر اور پھٹکار ہے ہماری روشن خیالی پر۔"

"اب بے باک بانو تشریف لائیں۔" صدر صاحبہ نے پکارا۔

"بہنو! ابھی ابھی بہن فتنۂ دوراں نے جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے وہ دراصل ہم سبھی بن بیاہیوں کے حالات اور خیالات کی صحیح ترجمانی ہے۔ بہنو! یہ مرد نگوڑے جو ہماری کمزوری سے فائدہ اٹھا کر روز اول سے ہمارے سر تاج بنتے چلے آ رہے ہیں اور ہم ان کے تابع فرمان تو اس کی کہیں انتہا بھی ہے یا یہ چکر تا قیامت اسی طرح چلتا ہی رہے گا۔ زمانہ کہاں سے کہاں نکل آیا۔ لوگ چاند پر پہنچ رہے ہیں۔ مشرق کا سرا مغرب سے ملایا جا رہا ہے۔ روئے زمین کا نقشہ بدل رہا ہے لیکن ہم ہیں کہ سابق دستور بچوں کا کھلونا، بچہ پیدا کرنے کی مشین اور کسی کے اشارے پر ناچنے والی کٹھ پتلی ہیں اور اس فرسودہ ڈھکوسلے سے نجات کی صورت ہی نظر نہیں آتی۔ جب کہ دو بول پڑھوا کر ہمیں کسی ایسے اجنبی کے حوالے کر دیا جاتا ہے جس سے نہ کبھی کی جان پہچان اور نہ ملاقات اور اس پر یہ دباؤ کہ اس کو اپنا سرتاج اور خدائے مجازی سمجھیں...... بہنو، ہم اپنے والدین کے ظلم و ستم کا بہت شکار رہ چکے۔ ہم نے اپنی بے زبانی کا خمیازہ بھگت لیا اور بھگت رہے ہیں۔ ہم اپنی رائے اور پسندیدگی کو والدین کی خوشنودی پر قربان کر چکے۔ اب ہمارے صبر کا پیمانہ لبریز ہو کر چھلکنے والا ہے۔ وقت کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم ساری کنواری لڑکیاں شادی بیاہ کے معاملے میں دخل انداز ہوں کیونکہ یہ زندگی بھر کا سودا ہے۔ ہم اپنے والدین کو مجبور کریں کہ فرسودہ خیالی کو بالائے طاق رکھ کر شادی سے پہلے ہمیں کورٹ شپ کی اجازت دیں...... اور اس راہ کی ساری کٹھنائیوں اور مصیبتوں کا ہم ساری بن بیاہیاں زنانہ وار مقابلہ کرنے کو تیار

میں کیونکہ

سب کچھ ہو جو لے جان کا ڈر کیا ہوگا

اب شرمیلی بی بی تشریف لائیں۔ صدر صاحبہ نے پکارا۔

شرمیلی بی بی کالج کی طالبہ ہونے کے باوجود شرم و حیا کی پتلی ہیں۔ سر پر سلیقے سے آنچل پڑا ہے چہرے پر سنجیدگی اور وقار ہے۔ یہ پیکر شرم و حیا جھجکتے ہوئے یوں گویا ہوتی ہیں۔

" بہنو! ابھی ایک بہن کی تقریر جس میں کورٹ شپ کی تجویز پیش کی گئی ہے سن کر صحیح معنوں میں پانی پانی ہو رہی ہوں، خدایا تیری پناہ! کیا شرم و حیا نام کی کوئی چیز دنیا میں نہیں رہی افسوس ہے بہن صاحبہ کی اس ناپختہ خیالی پر اور اس الٹی ریت پر جس کا وہ شکار ہونے جا رہی ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ کورٹ شپ سے پیدا ہونے والی برائیوں کو بھی زیر بحث لایا جائے..... لہذا

(ہر طرف سے آواز:- بیٹھ جائیے شرمیلی بی بی۔ بیٹھ جائیے۔ ہم یہ بکواس نہیں سن سکتے۔)

شرمیلی بی بی گھبرا کر اپنی جگہ پر آکر بیٹھ جاتی ہیں اور صدر صاحبہ بہ آواز بلند پکارتی ہیں" اب منہ پھٹ بیگم تشریف لاکر اظہار خیال فرمائیں۔"

محترمہ منہ پھٹ بیگم گوہر افشانی فرماتی ہیں۔

بہنو! ہماری اس کانفرنس میں اگر دو چار عدد شرمیلی بی بی کے خیال کی نکل آئیں تو ہو چکی ہماری یہ کانفرنس۔ لہذا آئندہ کانفرنس میں ایسے مولویانہ خیال کی لڑکیوں کے داخلہ پر سخت پابندی عاید کی جائے۔ تو اب میں اپنے ذاتی خیالات کا اظہار کرنے جا رہی ہوں یعنی ہمیں یہ دیکھ کر سخت صدمہ ہوتا ہے کہ ہماری زندہ لاشیں اس وقت تک نہیں اٹھ سکتیں جب تک کہ صاحبزادے کے ناجائز مطالبات پورے نہ کئے جائیں آخر ایسا کیوں ہوتا ہے کیا اسی دن کے لئے ہم جنم لیتے ہیں۔ خدا قسم اس سے زیادہ ہماری تحقیر اور کیا ہو سکتی ہے۔ لہذا اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کے لئے ضرورت ہے کہ الٹی گنگا بہائی جائے یعنی ہم ساری کنواری لڑکیاں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس وقت تک شادی نہ کرنے کا عہد کر لیں جب تک کہ یہ کاروباری ذہنیت رکھنے والے چھوکرے اپنی حرکات ناشائستہ سے توبہ نہ کر لیں۔ آپ یقین کر لیں نہیں کہ اس طرح دو چار سال ہی کے اندر یہ حرص و ہوا کے بندے ہمارے دروازوں کی دھول سر پر نہ ڈالیں اور ہمارے والدین کے آگے ناک نہ رگڑیں تو میرا نام منہ پھٹ نہیں بلکہ اس طریقے کو اپنانے کے بعد ان خر دماغوں کا حلیہ اس قدر ٹائیٹ ہو جائے گا کہ تلک لینے کے بجائے تلک دینے کو تیار ہو جائیں گے۔

ابھی مقررین کی تقریر کا سلسلہ جاری ہی ہے کہ صدر صاحبہ کالج بند ہونے کی گھڑی دیکھ کر گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوتی ہیں اور سامعین کو مخاطب کر کے فرماتی ہیں۔

بہنو! اس کانفرنس کی کارروائی میں ایسا محسوس کر کے پتہ ہی نہ رہا کہ آج ہی کا ٹھ بجے شب تک چند ہوائے فرہنگ

(آگے صفحہ ۴۲ پر)

اجنبی گاؤں

شبیر احمد

میرا گاؤں اب بہت بدل چکا تھا۔ ظاہری اعتبار سے بھی اور تہذیب و تمدن کے لحاظ سے بھی۔ اب گاؤں کے چاروں طرف آم کے باغات بھی نہیں تھے۔ مادھو والی گاچھی تھی اور نہ فقیر تکیہ بکیہ والی گاچھی ــــ جامن کا وہ پیڑ بھی نہ تھا، جس کی جامن ہم لوگوں کو بہت پسند تھی اور دن بھر ہم لوگ اسی جامن کے پیڑ کے ارد گرد منڈلاتے رہتے تھے اور آم کا وہ پیڑ بھی نہیں تھا جس کی ٹہنی پر ہم لوگ جھولا جھولا کرتے تھے ــــ گاؤں میں اب وہ لوگ بھی نہیں رہتے تھے جن کے ساتھ میرا بچپن گذرا اور جن سے ایک پل کی جدائی بھی مجھے گوارا نہیں تھی ــــ اب وہ سب کے سب گاؤں سے دور ــــ بہت دور کلکتہ اور دوسرے شہروں میں رہا کرتے تھے۔ مگر گاؤں آنے جانے کا سلسلہ جاری تھا۔ اور اس طرح ان لوگوں نے گاؤں سے اپنی شناخت برقرار رکھی تھی، اور اس طرح خود ہی اپنی شناخت کھو دی ــــ بڑے بوڑھوں میں کچھ تو اللہ میاں کو پیارے ہو گئے اور جو تھے سو ان لوگوں نے بھی مجھے نہیں پہچانا کہ ان کی آنکھوں کی بینائی کمزور ہو چکی تھی اور میں بھی بہت بدل چکا تھا۔

گاؤں سے جب میرا رشتہ استوار تھا اور اس کی سوندھی سوندھی مٹی مجھے بہت پسند تھی تو اس وقت میں پندرہ سولہ برس کا لمبا، دبلا پتلا اور اکہرے بدن کا لڑکا تھا۔ جب کبھی تیز ہوا میں چلتا تو لوگوں کو خطرہ پیدا ہو جاتا کہ ہوا مجھے بھی اپنے ساتھ اڑا کر کہیں دور نہ لے جائے ــــ اور ہوا بھی یہی ایک دن وقت کی تیز اور زور دار آندھی مجھے اپنے گاؤں سے اڑا کر دور بہت دور ــــ اجنبی شہر میں چھوڑ آئی ــــ اور جب اس شہر سے طویل مدت کے بعد اپنے گاؤں پہنچا تو پچاس برس کے ایک قیم شحیم انسان کی شکل میں۔ پھر بھلا وہ لوگ مجھے پہچانتے بھی تو کس طرح۔

پانچ منٹ کے اندر میری آمد کی خبر پورے گاؤں میں پھیل گئی۔ گاؤں کے لوگ مجھے دیکھنے کے لیے امڈ پڑے یوں بھی اس گاؤں کی یہ روایت رہی ہے کہ جب کوئی کلکتہ یا دوسرے شہر سے گاؤں آتا تو لوگ باگ اس سے ملنے آتے۔ اس کی خیریت پوچھتے۔ پھر کلکتہ میں رہنے والے ایک ایک شخص کی خیریت پوچھتے ــــ اور وہ ہر ایک کی خیریت تفصیل سے بتاتا، پھر کلکتہ میں رہنے والے لوگوں کے ذریعہ بھیجی گئی چیزیں ان کے عزیزوں اور بزرگوں کے حوالے کرتا جاتا اور کچھ دیر بعد جب یہ سلسلہ ختم ہو جاتا تو کلکتہ کی باتیں ہونے لگتیں۔

" ہو چچا اب کلکتہ بہت بدل گئی ہے۔ تورے لوگ کے زمانے والا کلکتہ اب نہ رہی " کلکتہ سے آنے والا کہتا اور کلکتہ کی بڑائی بیان کرنے لگتا۔

" کلکتہ میں آج بھی پچاس پیسے میں بھر پیٹ کھا سکو ہو"

اور سارے لوگ ہمہ تن گوش اس کی باتیں سنتے رہتے۔ پھر تمام لوگوں کو بسکٹ کھلایا جاتا۔ ایک خاص قسم کا گول گول سفید بسکٹ جس کے بیچوں بیچ لال نکھویا ہوتا۔

میں اپنے ساتھ اس طرح کا بسکٹ نہیں لے گیا تھا کہ یہ بسکٹ تو صرف کلکتہ میں ملتا ہے۔ اور میں کلکتہ میں نہیں رہتا تھا۔ البتہ میں اپنے ساتھ رنگ برنگی مٹھائیاں، پھل اور کچھ دوسری چیزیں لے گیا تھا۔ پھر جب میں نے یہ چیزیں ان لوگوں کو کھلائیں تو وہ لوگ بہت خوش ہوتے اور دیر تک ان چیزوں کی تعریفیں کرتے رہے۔ ان تمام چیزوں میں قلاقند لوگوں کو بہت اچھا لگا تھا۔

میں نے ان لوگوں سے دیر تک باتیں کیں، جس شہر میں رہتا تھا اس کی باتیں نہیں، بلکہ اپنے بچپن کے دوستوں ساتھیوں، بزرگوں اور عزیزوں کی باتیں۔ اور تب مجھے معلوم ہوا کہ ہارون بول پور میں رہتا ہے، المونیم کے سامانوں کی دکان ہے اس کی، مزے میں ہے ــــ مجیب پہلے آسنسول میں تھا، اگرتی کی کسی کمپنی میں۔ مگر ادھر بہت دنوں سے اس کی کوئی خبر نہیں کہ وہ کہاں ہے ــــ احمر، احد، مہدی عباس، نور الہدیٰ ــــ یہ سب لوگ کلکتے میں تھے ــــ عباس کا چھوٹا بھائی الیاس ایک دن اچانک کلکتہ سے کہیں چلا گیا پتہ نہیں اب وہ کہاں ہے ــــ

"اور ہاں اللہ ــــ ؟ وہ بھی تو شاید آسنسول میں ہے"
وہ تو اللہ کو پیارا ہو گیا۔

اور پوری فضا پر کافوری فضا چھا گئی۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ نواب بھائی بھی ایک دن اچانک چل بسے۔ کلکتے سے جب یہ اندوہناک خبر گاؤں آئی تو گاؤں کا ایک ایک آدمی رو پڑا۔ اور روتے روتے سر شام سو گیا۔ اور گاؤں کے کتے رات بھر منہ پھاڑ پھاڑ کر روتے رہے ـــ میری آنکھوں میں نواب بھائی کی صورت پھر گئی۔ کیا حسن دیا تھا خدا نے انھیں۔ دراز قد، چھریرا بدن۔ گٹھا جسم، بھرے بھرے بازو اور انگریزوں جیسی شباہت۔ جب وہ شرٹ اور فل پینٹ پہن کر شہر جاتے تو لوگوں کو شبہ ہوتا کہ کوئی انگریز افسر آیا ہوا ہے نواب بھائی جب گاؤں کے راستوں سے گذرتے تو گاتے ہوتے۔

جانا ہے پی کے دوار، سکھی ری ڈولی میں ہو جا سوار

اور گاؤں والے سمجھ جاتے کہ نواب بھائی آئے ہوئے ہیں۔ میں دیر تک نواب بھائی کے متعلق سوچتا رہا۔ پھر مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے نواب بھائی گا رہے ہیں

آج میں جاؤں کل تیری ہے باری
جانا ہے سب کو باری باری
چار کے کندھے سوار
سکھی ری ڈولی میں ہو جا سوار

بالکل نواب بھائی کی آواز تھی

قالو بلا کا قول نبھا دے ـ کلمہ نبی کا پڑھ کر سنا دے
میکے کی یاد اب دل سے مٹا دے۔ جانا ہے پی کے دوار
سکھی ری ڈولی میں ہو......

نواب بھائی واقعی سب سے رشتہ ناطہ توڑ کر چار کے کندھے سوار ہو کر چلے گئے تھے۔ کافوری ماحول کا اثر اب تک قائم تھا۔

عظیم بابو بھی سفر آخرت پر روانہ ہو گئے۔ اور ان کی بیوی ان کی جدائی کا غم برداشت نہ کر سکیں۔ اور ایک دن وہ بھی قبرستان میں جا کر سو گئیں۔"

"بھائی اب مجھے کچھ نہ بتاؤ، اب میں برداشت نہ کر سکوں گا۔"

میں نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا اور بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ پھر بیٹھک گاہ سے اٹھا اور گھر کے اندر چلا گیا۔ رات میں سوتے وقت میرے چھوٹے بھائی نے پوچھا۔

"بھیا! آپ نے گاؤں چھوڑ ہی دیا۔؟"

"نہیں میاں! ایسی بات نہیں، حالات سے مجبور تھا ـــ اب حالات کچھ بہتر ہو رہے ہیں"

"تو پھر کسی صورت سے ایک گھر بنوا لیجیے"

"ہاں! گھر بنواؤں گا اور زمین بھی خریدوں گا"

اور پھر میں نے اسے بتایا کہ سرجگ اور جھنگر کھیتی کریں گے اور بھٹی والی مویشیوں کے تھان کی صفائی کرے گی ـــ

وہ ایک ٹک مجھے پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھے جا رہا تھا ـــ

"تم یوں مجھے گھور کیوں رہے ہو؟"

"کیا آپ کو معلوم نہیں کہ سرجگ اور جھنگر برسوں قبل مر چکے اور بھٹی والی بھی؟"

اور مجھے ایسا محسوس ہوا کہ کسی نے میرے خوابوں کے شیش محل پر پتھر مار کر اسے چوا چور کر دیا ہے اور اس کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑے میرے چاروں طرف بکھرے پڑے تھے۔ میں رات بھر بستر پر کروٹیں بدلتا رہا۔ پچھلی باتیں ایک کر کے یاد آتی گئیں۔ والد مرحوم کے انتقال کے وقت میری عمر صرف دس سال کی تھی۔ اس واقعہ کے کچھ دنوں کے بعد بٹوارہ ہو گیا۔ کھیتوں میں کام کرنے والے مزدوروں کا بھی بٹوارہ ہوا۔ میرے حصے میں سرجگ اور جھنگر آئے۔ بھٹی والی آئی

بھٹی والی اس گاؤں کی بہو تھی اس لیے اس کا نام اس کے میکے کے نام سے منسوب ہو گیا، بھٹی والی!

سرجگ اور جھنگر نے اپنی وفاداریوں کا یقین دلاتے ہوئے کہا۔

"مالک کا روپ تو بھگوان کا روپ ہوتا ہے مالک، ہم اپنے بھگوان کی سیوا کرتے رہیں گے۔"

اور واقعی ان لوگوں نے جو کچھ کہا وہ کر کے دکھایا بھی ـــ یہ دونوں بڑی محنت سے کھیتوں میں کام کرتے ـــ لیکن کچھ ہی دنوں کے بعد ایسا ہوا کہ تین سال تک لگاتار قحط پڑا۔ کھیتوں میں لہلہاتے ہوئے پودے سوکھ گئے۔ قحط کے بعد لگاتار دو برسوں تک سیلاب آتے ـــ ساری فصلیں ڈوب گئیں اور پودے پانی میں سڑ گل گئے اور پھر ہوا یہ کہ اناج پیدا کرنے والے اوسط درجہ کے کسانوں کے گھر میں اناج کا ایک دانا بھی نہیں تھا۔ وہ بھوکوں مرنے لگے اور ان کے بچے اناج کو ترسنے لگے اور تب ـــ اناج پیدا کرنے والی زمینیں اونے پونے بکنے لگیں۔ پانچ برسوں تک میری زمین بھی بکتی رہی۔ اور اس سے جو بچ گئیں وہ میرے خاندان کی کفالت کے لیے ناکافی تھیں اور تب مجبوراً مجھے گاؤں چھوڑنا پڑا۔

پھر مجھے گاؤں کے لوگوں سے معلوم ہوا کہ سرجگ اور جھنگر نے بھی دوسرے کے کھیتوں میں کام کرنا چھوڑ دیا تھا۔ ان کھیتوں میں جہاں کبھی یہ لوگ کام کرتے تھے، اب دوسرے مزدور کام کیا کرتے تھے اور یہ تبدیلی ان دونوں کے لیے بہت اذیت ناک تھی۔ ان دونوں نے ان کھیتوں کی طرف دیکھنا بھی چھوڑ دیا تھا۔ ان دونوں میں سے کوئی اگر کبھی ان کھیتوں کی طرف سے گذرتا تو نظریں پھیر لیتا۔ ان کھیتوں میں کام کرنے والا کوئی مزدور انھیں آواز دیتا کہ آؤ بھیا کھینی کھاتے جاؤ تو وہ سنی ان سنی کر کے آگے بڑھ جاتا اور اس کی آنکھیں بھر آتیں۔

جھنگر کے گھر میں کوئی دوسرا کمانے والا نہیں تھا لہٰذا وہ مجبوراً بنگال چلا گیا۔ مگر بنگال کا پانی اسے راس نہ آیا کچھ دنوں بعد جب وہ لوٹا تو گاؤں کے لوگ اسے پہچان بھی نہیں سکے کہ یہ وہی جھنگر تھا جس کی جوانی کبھی دیکھنے کی چیز تھی۔ بنگال سے آنے کے بعد جب وہ گھر میں داخل ہوا تو پھر کبھی وہ باہر نہیں نکلا بلکہ اس کی ارتھی نکلی۔

سرجگ کہیں نہیں گیا کہ اس کا بیٹا کماتا تھا۔ مگر جب بیٹے کی شادی ہو گئی اور بہو گھر میں آگئی تو اس کے دکھ کے دن شروع ہو گئے۔ اب اسے بھر پیٹ کھانا بھی نہیں ملتا، بہو جو کچھ دے دیتی، وہ چپ چاپ کھا لیتا۔ اف تک نہ کرتا۔ بیٹے سے کبھی شکایت تک نہیں کی۔ کبھی کبھی تو وہ دن بھر بھوکا ہی رہ جاتا۔ پھر ایسا ہوا کہ بھوک مرتے مرتے ایک دن وہ خود بھی مر گیا۔

دوسرے دن سویرے سویرے میں نے اپنا سوٹ کیس کھولا اور اس میں سے ایک ساڑی، دو دھوتی، اور کچھ دوسرے کپڑے نکال کر اپنے بھائی کو تھما دیے۔

"یہ کس کے لیے ہیں بھیا؟"

"اب میں کیا بتاؤں کہ کس کے لیے ہیں، تمہارا جی جس کو چاہے، دیدو" میں نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اپنے سامان کو درست کرنے لگا کہ میں نے واپسی کا فیصلہ کر لیا تھا کہ اب اپنا ہی گاؤں میرے لیے اجنبی تھا ـــ!!

(پٹنہ سے نشر)

شبیر احمد
روزنامہ "صدائے عام"
مراد پور - پٹنہ ۴

بن بیاہیوں کی کانفرنس

میرا اپائنٹمنٹ ہے۔ لہٰذا کانفرنس کی کارروائی دوسرے روز پر ملتوی کرنے کے قبل رسماً اظہار خیال اپنا فرض سمجھتی ہوں ..... مختصراً یہ عرض کروں گی کہ یہ کورٹ شپ والی تجویز بہر حال پاس ہونی چاہئے۔ چاہے ہمارے والدین کی طرف سے کتنی ہی مخالفت کیوں نہ ہو اس کے علاوہ یہ الٹی گنگا بہانے والی تجویز سے بھی مجھے پورا اتفاق ہے بلکہ شاید قدرت کو بھی یہی منظور ہے کیونکہ میں دیکھ رہی ہوں کہ الٹی گنگا بہنے کے آثار خود بخود پیدا ہو رہے ہیں۔ یعنی یہ مرد نگوڑے قریب قریب ہمارا لباس اپنا ہی چکے ہیں اور نخرے مردانگی کے آثار ان کے چہرے سے آہستہ آہستہ رخصت ہی ہو رہے ہیں تو انھیں چوڑی پہنتے کیا دیر لگے گی..... (پھر گھڑی دیکھ کر)..... اب میں اجازت طلب کرتی ہوں کیونکہ ہمارے ہونے والے فرینڈ اگر ہم سے ناراض ہو گئے تو لعنت ہے بن بیاہیوں کی اس کانفرنس پر۔

(پٹنہ سے نشر)

افسانہ

پردہ نہ اٹھاؤ

عطیہ پروین

دادی بی نے پن کٹی میں پان کوٹ کے منہ میں رکھا، پھر انگلی کتھا چونا چاٹا چٹکی بھر تمباکو پھانکی پھر اسی خزانے کو داہنے رخساروں میں دبانے کے بعد بولیں۔

"ارے یہ آج کل کی لڑکیاں۔ توبہ۔ توبہ۔ خدا بچائے نہ آگے کا خیال نہ پیچھے کا لونڈوں سے بال اور گھوڑا سی چال کیا زمانہ آگیا ہے، بی قیامت قریب ہے——"

قیامت کی ساری پہچان سامنے آرہی ہے۔ کنواری اپنا بر مانگنے لگی ہے۔ ساری شرم حیا گھول گھول کر پی لی ہے دادی۔ او دادی بی پلیز! کھانا کھاتے ہوئے شعیب نے ٹوکا۔

"نہ پلیہد نہ سلیہد، دادی بی نے برا سا منہ بنا کے اگالدان میں پیک تھوکی اور دوپٹے کے پلوسے باچھیں صاف کرتے ہوئے پھر کہنے لگیں۔ ارے ہمارا زمانہ تو بہت پرانا ہوا مجھو قصے کہانیوں والا گر میں نے اپنی رابعہ اور راضیہ کی وہ اٹھان اٹھائی کہ میری بچیاں شرم وحیا میں سب مجھے بھی مات کر گئیں۔ ہے ہے غضب خدا کا انھوں نے سینے پر ہاتھ رکھ لیا۔ اگر میری بچیاں اپنی بھتیجیوں کو دیکھ لیں تو کلیجے پھٹ جائیں۔ دشمنوں کے۔ ارے ایک بار سات قرآن درمیان میری رابعہ کے پیٹ میں درد اٹھا وہ غضب کا کہ اللہ کی پناہ، مچھلی کی طرح پھڑک رہی تھی میری بچی۔ دادی بی کی آنکھیں چھلک اٹھیں مگر اس کی شرم دیکھو جب منہ سے چیخ نکلنے کو ہوتی نہ صرف ہونٹ بھینچ لیتی کس کے دونوں ہاتھ ہونٹ پر دبا لیتی کہ ایسا نہ ہو چیخ باہر سن لی جائے——"

شعیب اور اس کی بیوی نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور مسکرانے لگے۔ لیکن اسی احتیاط کے ساتھ کہ ان کی مسکراہٹ دادی نہ دیکھ لیں۔ دادی بی دیکھ لیتیں تو قیامت برپا کر دیتیں۔

اللہ رکھے ۷۰ برس کے قریب سن ہوگا مگر آنکھ کی روشنی اتنی تیز کہ مغرب کے وقت بھی دور دروازے سے آنے والے آدمی کو پہچان لیتیں کہ کون ہے۔ سماعت میں بھی کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ گھر میں ہونے والی ہر بات وہ سن لیا کرتیں۔ دانت جو بچے کچھے رہ گئے تھے وہ اتنے مضبوط تھے کہ مسل مسل کر مزے سے روٹی اور بوٹی نوش فرمایا کرتیں آج بھی بالوں میں مہندی لگانا اور کپڑوں پر عطر حنا پابندی سے چھڑکنا نہ بھولتیں۔ گھر میں اب بھی ان کا دبدبہ تھا۔ آواز اب بھی لٹنانے دار تھی شعیب کے ہر دوست سے ان کو ازلی بیر اور فاخرہ سہیلہ کی موٹی پرنٹنی سہیلیوں سے چڑھ تھی۔

امی لاکھ سمجھاتیں: "اماں بی، اب وہ زمانہ نہیں رہا جب لڑکیاں بے منہ کی گائے ہوا کرتی تھیں آپ ناحق ان کا مقابلہ آج کے دنوں سے کرتی ہیں۔" دادی بی زبانہ متاثر ہوتیں بس چپ رہو دلہن۔ وہ فوراً امی کا منہ بند کر دیتیں۔ زمانہ برا لاکھ سہی لوگ اپنی شرم وحیا اور تمیز و تہذیب کیوں بیچیں قصور زمانے کا نہیں لوگوں کا ہے ارے میری رابعہ میری راضیہ مجال تھی جو——"

وہ اپنا دونوں لڑکیوں کا ذکر لہک لہک کرنے لگتیں اکثر شعیب دبی زبان میں کہتا۔

دادی بی۔ آپ کو کیا معلوم وہ لوگ اب کس قدر بدل گئی ہیں۔ "میرا دل نہ برا کرو شعیب۔ دادی بی گرج اٹھتیں۔ میری بچیاں بدل نہیں سکتیں۔ لو دیکھو ان کی تصویریں۔ دادی بی ہزار بار کیا لاکھ بار کی دیکھی اور دکھائی ہوئی وہ رنگین تصویریں اپنے تکیے کے نیچے سے نکال لیتیں اور بڑے فخر سے بستر پر ہی پھولوں کی طرح بکھیر دیتیں۔ ان ساری تصویروں میں رابعہ اور راضیہ کے خاندان سجے ہوئے تھے۔ رابعہ اور راضیہ ہر تصویر میں دوپٹے سے سر ڈھانکے نظر آتیں اور ان کی لڑکیاں لمبے لمبے جمپروں اور شلواروں اور دوپٹوں میں سر سے پاؤں تک ڈھکی ہوتیں۔

"لو دیکھو۔ دادی بی فخریہ انداز میں ایک ایک تصویر کو اٹھاتیں ایسی ہیں میری بچیاں اور ان کی بچیاں۔

"دلہن ذرا دیکھو اور اپنی لڑکیوں کا مقابلہ کرو۔"

امی بے چاری منہ ہی منہ میں بڑبڑاتی رہ جاتیں۔ وہ کھلم کھلا دادی بی کی بغاوت نہیں کر سکتی تھیں۔ دادی بی کے ان پر بڑے احسان تھے۔ وہ بے حد غریب گھر کی لڑکی تھیں دادی بی نے اپنے کماؤ پوت کے لئے ہزاروں لڑکیاں دیکھیں ہزاروں کے جہیز کی لالچ بھی ان کو رہی لیکن ایک بار امی کو کسی تقریب میں دیکھ کر وہ ایسی فریفتہ ہوئیں کہ اونچے اونچے گھروں کی لڑکیوں کو نظر انداز کر کے ٹرک بھر جہیز پر لات مار کے وہ امی کو رو انتا نہیں حقیقتاً جسم کے تین کپڑوں اور ناک میں فقط ایک باریک ترین تار کی ننھی سی نتھنی کے ساتھ بیاہ لائیں۔ کبھی امی کو کسی قسم کا طعنہ نہیں دیا۔ بیٹے نے ذرا اگر بیوی کو آنکھیں دکھائیں انھوں نے طوفان اٹھا دیا۔ بہو بیٹے کو قریب کرنے میں ان کا بڑا ہاتھ تھا۔ ان ہی کی بدولت امی نے اس گھر میں راج رچا پھر جب ان کے میاں ایک حادثے کا شکار ہو گئے تو دادی بی نے اپنا درد بھول کے اپنی شفقت و محبت کا سائبان بہو اور پوتے پوتیوں پر چھا دیا۔ ان کی لڑکیاں رابعہ اور راضیہ بڑے اچھے اچھے گھروں میں بیاہی تھیں چھوٹا بیٹا پاکستان چلا گیا تھا وہاں بڑی اچھی ملازمت پر تھا۔ برابر اس کے خط آتے تھے بلاوے آتے مگر دادی بی ٹس سے مس نہ ہوتیں۔

"نوج۔ میں اپنا وطن اپنا دیس کیوں چھوڑوں ارے میری چٹنی روٹی ابھی اپنی دہلیز پر ملتی ہے۔"

دادی بی نے راضیہ اور رابعہ کی جدائی کا صدمہ بھی اٹھا لیا۔ دونوں لڑکیاں بھائی کے بلاوے پر پاکستان چلی گئی تھیں۔ دادی بی اپنے بڑے بیٹے کے بچوں اور بیوی کے لئے وقف ہو کر رہ گئیں۔ ہر سرد و گرم برداشت کیا۔ دونوں پوتوں کو اعلیٰ تعلیم دلائی اپنی مرضی کے خلاف پوتیوں کو بھی کالج بھیجا اب سب اپنے اپنے پیروں پر کھڑے ہو چکے تھے۔

بڑا پوتا حبیب انجینئر تھا۔ چھوٹا شعیب ایک کامیاب ایڈوکیٹ۔ تینوں پوتیاں مقامی کالجوں میں لکچرار ہو گئی تھیں۔ دادی بی اگر زبان سے آگ اگلتی تھیں تو دل ان کا پھول کی طرح کومل تھا۔ ان کو اپنے سارے بچوں سے والہا پیار تھا لیکن بس وہ ان سب کی آزادی سے نالاں تھیں۔ وہ آج کے زمانے میں رہتے ہوئے بھی ۵۰ برس پہلے کی باتیں کرتی تھیں۔ ہر ہر بات پر اپنی لڑکیوں کی مثالیں دینا ان کی عادت تھی۔ ان کو تینوں پوتیوں کا نوکری کرنا پھوٹی آنکھ نہ بھاتا وہ وہ چاہتی تھیں ان سب کے ہاتھ پیلے کر دیئے جائیں اور ہاتھ پیلے ہونے کے خیال سے اسمیٰ، سلمیٰ اور نجمہ کو وحشت تھی۔ ہائے میرے اللہ۔ اسمیٰ لرز کر کہتی۔ دادی بی چاہتی ہیں میں ایک بہنے مانجھے بیٹھوں۔ ابٹن کے نام سے ایک گھناؤنا گیلا آٹا بدن پر ملواؤں اور زیورات میں سر سے پیر تک گھنٹوں گردن جھکائے بیٹھی اپنی ریڑھ کی ہڈی توڑ دوں اور

دن دلہن بنوں۔

"اور ناک بھی تو چھدوانا پڑے گی آپی!" سلمیٰ ہنس کے کہتی:

"خدایا۔ بجز اپنے سیب جیسے رخسار ہاتھوں سے پیٹ کر اور بھی سرخ کر دیتی۔ ناک میں سوراخ کر کے ایک بوجھ لٹکانا۔۔۔۔ لاحول ولا قوۃ۔۔۔۔۔"

دادی بی یہ باتیں سنتیں تو سر پیٹ لیتیں۔ چلا چلا کے آفت اٹھا دیتیں۔ لڑکیوں کی بے غیرتی پر غش کھا کھا جاتیں مگر اب ان کا بس نہ چل پاتا۔

پہلی قیامت ان پر جب ٹوٹی تھی، جب حبیب ایک خوبصورت لڑکی کو اپنے ساتھ گھر لایا تھا اور یہ کہہ کر دادی بی سے ملوایا تھا۔

"دادی بی۔ یہ آپ کی بہو ہے۔"

"میری بہو۔ دادی بی وحشت زدہ ہو کر چلائیں۔ اسے یہ کہاں سے ہو گئی میری بہو۔ میری بہو تو پھولوں کی ڈولی میں آئے گی رے۔ گہنوں اور پھولوں سے لدی پھندی سرخ جوڑا پہنے سر جھکائے۔ ارے یہ بہو ہے۔۔۔۔ لوگو انصاف کرو کیا بہوئیں اسی طرح آ جایا کرتیں ہیں۔"

لوگوں نے انصاف نہیں کیا۔ سب منہ چھپائے چھپائے ہنس رہے تھے۔ حبیب کی دلہن نے گھبرا کر اپنا گھر الگ بسا لیا آخر دادی بی کو بھی صبر آ گیا۔ انھوں نے اس کو حبیب کی دلہن کے طور پر قبول کر لیا۔

دوسری قیامت سال بھر کے بعد آئی جب شعیب نے ان کی پسند کی ہوئی لڑکی کو ٹھکرا کر اپنی پسند کی لڑکی سے شادی کا اعلان کر دیا۔ دادی بی گھنٹوں ساکت بیٹھی خلا میں تکتی رہیں۔ پھر شعیب نے ان کے گلے میں باہیں ڈالیں گود میں سر چھپا کر خوشامد کی۔ انھوں نے ایک طویل سانس لے کر اس حقیقت کو بھی قبول کر لیا۔

اب جب اسمیٰ اور سلمیٰ کے دوست آتے ڈرائنگ روم میں قہقہے برستے تو وہ جانماز بچھا کر بیٹھ جاتیں یا پھر چلا چلا کر نئے زمانے کو صلواتیں سنایا کرتیں۔ ہر آنے جانے والے کے سامنے اپنی راضیہ اور رابعہ کی مثالیں پیش کیا کرتیں۔

بہرحال ان کا دم غنیمت تھا۔ اب بھی سارے گھر پر ان کا رعب تھا چاہے وہ دکھاوے کا ہی ہو کیونکہ کرتے سب اپنی مرضی کی۔

پاکستان اور ہندوستان کے درمیان کے راستے کھلے تو دادی بی نہال ہو اٹھیں۔

"نوج۔ موئی دیواریں بھی کہیں دل بانٹتی ہیں۔ محبت یہاں والوں کو وہاں والوں سے ہے کیا چاہے ظاہر نہ ہو۔ انھوں نے فوراً رابعہ راضیہ کو بلاوا بھیج دیا۔ برسیں ہو گئی تھیں ان دونوں کو دیکھے ہوئے اب تو ان کے بچے بھی بچے والے ہو گئے تھے۔ رابعہ کا جواب آیا وہ بہت جلد آ رہی تھی، راضیہ نے کچھ روز بعد آنے کو لکھا تھا۔ اس کے میاں بیمار ہو گئے ہوئے تھے۔

دادی بی کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا۔

"دیکھنا میری ربو کے مکھڑے پر آج بھی وہی نور اور معصومیت ہو گی۔ انھوں نے شعیب کی دلہن کو سنا کر کہا۔ آج کل کی طرح چہرے پر ٹھیکرے تھوڑے ٹوٹتے ہوں گے اے اللہ وہ بے کل ہو کر بولیں۔ کب آئے گی وہ گھڑی جب میں اپنی بچی کا چاند سا چہرہ سیاہ نقاب سے جگمگاتا دیکھوں گی۔"

"اب وہ نقاب نہیں اوڑھتی ہیں دادی بی!" اسمیٰ ڈرتے ڈرتے بولی۔

"بس چپ بیٹھو۔ دادی بی اسمیٰ کو کھانے دوڑیں میری بچیاں چاہے لندن رہیں چاہے امریکہ ان کے دیدوں کا پانی تم لوگوں کی طرح مرا نہ ہو گا۔"

سب کی سب چپکے چپکے ہنسنے لگیں تو دادی بی اور غضبناک ہو اٹھیں، خوب بکیں چلائیں آخر امی نے جب خوب سمجھایا بجھایا تب جلال ذرا کم ہوا۔

اب وہ گھڑیاں گن گن کے گذار رہی تھیں۔ رابعہ اور راضیہ کے تذکرے اب ان کا محبوب موضوع رہ گئے تھے امی سے کہہ کہہ کر انھوں نے رابعہ کے لئے مرچوں کا اچار بنوایا کہ ان کی ربو مرچ کا اچار بڑے شوق سے کھاتی تھی۔ بچوں کے لئے ماش اور مونگ کے پاپڑ اور چاول کی بڑیاں خود بنائیں سکھائیں اور بڑے بڑے ڈبوں میں بھر کے اپنے پلنگ کے نیچے کیوں محفوظ کر لیں۔ رابعہ کی آمد سے دو روز پہلے انڈوں کا حلوہ بنایا گیا۔ گھر صاف کیا گیا۔ نئے سرے سے سجاوٹ کی گئی ایک دادی بی ہی نہیں سب گھر والے رابعہ کے منتظر تھے۔

اللہ اللہ کر کے یہ دو روز بھی گزر گئے۔

دادی بی کی بے تابی کا یہ عالم تھا کہ دس برس تو بڑی جی داری سے وہ جھیل لے گئیں تھیں یہ چند گھنٹے ان سے کاٹے نہیں کٹ رہے تھے۔

"ارے بچوں۔ اسٹیشن کون کون جا رہا ہے؟" انھوں نے پوچھا۔

"ہم سب ہی لوگ دادی بی"، شعیب کار کی چابی بجاتا ہوا بولا۔ "دلہن تم بھی جاؤ گی؟" دادی بی نے امی سے پوچھا۔

"ہاں اماں بی۔ امی مسکرائیں۔ ربو کو میں سب سے پہلے گلے لگانا چاہتی ہوں۔"

"اللہ تم سب کی اس محبت اور سلوک کو قائم رکھے۔"

دادی بی آنسوؤں کے درمیان ہنس رہی تھیں وہ کچھ زیادہ ہی بے قرار نظر آ رہی تھیں جیسے ہی شعیب اس کی دلہن اور تینوں لڑکیاں باہر نکلیں دادی بی نے مضطرب ہو کر کہا۔

"دلہن ذرا یہاں آؤ!"

امی کچھ حیران سی ان کے پاس آئیں۔

دادی بی اپنا تکیہ اٹھاتے ہوئے بولیں۔

دلہن۔ لڑکوں لڑکیوں کسی کو معلوم نہ ہونے پائے کہ یہ نقاب میں نے دیا ہے۔ انھوں نے کبھی کا رکھا سفنتا ہوا سیاہ رنگ کا ایک برقعہ نکالا اور امی کی طرف بڑھایا۔ یہ رابعہ کا برقعہ ہے جب وہ یہاں سے جانے لگی تھی تو یہ برقعہ میرے پاس چھوڑ گئی تھی۔۔۔۔۔ میں سب سمجھتی ہوں دلہن۔۔۔ جب تم بدل سکتی ہو تمہارے بچے بدل سکتے ہیں تو کیا رابعہ نہ بدلی ہو گی وہ میرے لئے ایک مخصوص انداز کی تصویریں بھیجا کرتی تھی کہ میں خوش رہوں میرا بھرم بنا رہے۔۔۔۔ میں نے ربو اور رضو کی وہ تصویریں تمہارے بکس میں دیکھ لی ہیں جن میں ان دونوں کے لمبے لمبے گھنے بال قینچی کی نظر ہو گئے ہیں اور لمبے کرتے کی بجائے ان دونوں نے بغیر آستینوں کے ایک ایک بالشت کے بلوز پہن رکھے ہیں۔۔۔۔

"اماں بی۔۔۔۔ امی اس بوڑھی عمارت کو افسوس اور ہمدردی کے ساتھ دیکھ رہی تھیں جس کی بنیادیں کمزور پڑ چکی تھیں۔

"ہاں دلہن۔ دادی بی نے ایک آہ بھری۔ یہ نقاب ربو کو دے دینا اور کہنا کہ میری جان صرف اپنی ماں کی ان آنکھوں کی خاطر اس نقاب پہن کر میرے سامنے آنا جن آنکھوں میں میں تیرا چاند سا جگمگاتا ہوا معصوم مکھڑا سیاہ نقاب کے اندر سے چمکتا ہوا آج تک بسا ہے۔۔۔۔"

"امی!" شعیب نے پکارا۔

"دیکھ لینا میری ربو آج بھی ویسی ہی معصوم اور شرمیلی ہو گی سیاہ نقاب کے اندر سے جگمگاتا ہوا اس کا مکھڑا آج بھی۔۔۔۔"

دادی بی کی آواز پورے گھر میں گونج رہی تھی۔

(آکاش وانی لکھنؤ سے براڈکاسٹ)

غزل

قدر فیض آبادی

نہ نکل سکیں نگاہیں شبِ غم کی تیرگی سے
میرا گھر ہوا نہ روشن تیرے رخ کی چاندنی سے

مجھے یہ خبر جو ہوتی مجھے سب کریں گے رسوا
تو میں رازِ دل نہ کہتا کبھی عمر بھر کسی سے

میرے منہ میں بھی زباں ہے مگر دل میں بھی کسک ہے
نہ غلط نکال مطلب میرے لب کی خاموشی سے

رہِ عاشقی میں مجھ کو تیرا ہر ستم گوارا
میرا غم رہے سلامت مجھے کیا غرض کسی سے

یہی ہے میرا فسانہ یہی ہے میری کہانی
مجھے دیا تھا زندگی کو نہ ملا وہ زندگی سے

(گورکھپور سے نشر)

افسانہ



بنیاد

نواب رونق جمال

شہر میں فساد کے باعث لوٹ مار آتش زنی اور قتل و غارت گری کا سلسلہ پچھلے دو ماہ سے مسلسل چل رہا تھا۔ پولس اور اسپیشل فورس حالات پر قابو پانے میں بُری طرح ناکام ہوگئی تھی۔ اعلیٰ حکام نے تھک ہار کر شہر کو ملٹری کے حوالے کر دیا۔ ملٹری نے شہر کا محاصرہ کرکے سڑکوں، گلیوں اور کوچوں میں گشت شروع کر دیا۔ ملٹری کے اعلیٰ افسران نے شہر میں اعلان کروا دیا کہ اب اگر کوئی شہری کسی قسم کی زیادتی یا بدعنوانی پھیلاتا ہوا گھر سے نکلا تو اسے دیکھتے ہی گولی مار دی جائے گی۔ ملٹری کے کڑے اقدام کے باعث مسلسل دو ماہ سے نفرت کی آگ میں جلتا ہوا شہر ایک ہی دن میں سرد پڑ گیا۔ دو چار دنوں بعد دن کا کرفیو ہٹا دیا گیا۔ دو ماہ بعد لوگ ڈرے ڈرے سہمے سہمے ضروریات زندگی کی اشیاء کی خرید و فروخت کرنے کے لیے گھروں سے سڑکوں پر نکل آئے چند ہی لمحوں میں قبرستان کی مانند سنسان شہر میں زندگی کے آثار نظر آنے لگے۔ شہر کی شاہراہیں گلی اور کوچے پُر رونق ہو گئے لیکن لوگوں کے چہروں پر اب بھی دلکشی و رونق کی جگہ دہشت خوف و ہراس نے ڈیرہ ڈال رکھا تھا۔ وہ گھروں سے نکلتے تو چوروں کی مانند ناپ تول کر ایک ایک قدم اٹھاتے تھے۔ آہستہ آہستہ شہر میں پوری طرح امن قائم ہو گیا اور رات کا کرفیو بھی اٹھا دیا گیا شہر میں اب زندگی معمول پر آگئی تھی لیکن پھر بھی خوف و ہراس کی ایک ہلکی سی چادر تنی ہوئی تھی۔ حکومت ہر ممکن کوشش کر رہی تھی کہ کسی طرح مکمل امن قائم ہو جائے اور شہر کی فضا میں اتحاد کی خوشبو مہک اٹھے۔

معزز شہریوں کے دل و دماغ سے فساد کے خوف کا غلاف اترا تو انھوں نے سوچا فساد کی بنیاد کیا تھی اتنی قتل و غارت گری خون خرابا اور لوٹ مار کا ذمہ دار کون ہے۔ کیوں نہ اس کے چہرے سے نقاب اتروا لیجئے۔ تاکہ آئندہ کوئی ملک دشمن ملک کے کسی بھی حصہ میں اس قسم کا خوں ریز اقدام کرنے کی کوشش نہ کرے اور ان کے شہر اور بھارت کی سرزمین پر کسی بھی صوبے میں اس قسم کا تباہ کن ہنگامہ نہ ہونے پائے۔ شہر کی معزز ہستیوں نے مل کر حکومت سے درخواست کی کہ اس فساد کی انکوائری کرائی جائے یہ ہماری نہیں بلکہ شہر کے تمام مذاہب کے ماننے والوں کی گذارش ہے۔ حکومت نے فساد زدہ شہر کے عوام کی درخواست فوراً قبول کر لی اور ایک کمیٹی مقرر کر دی اور اس پر ذمہ داری عائد کر دی کہ فوراً فساد کے بنیادی باتوں کا پتہ لگائے تاکہ ملک دشمن عناصر سے اچھی طرح نمٹا جا سکے۔ کمیٹی نے اپنی سرگرمیاں جاری کر دیں۔ گلی کوچوں میں گھوم کر اور مکانوں پر جا جا کر کمیٹی کے حضرات ہر مذہب کے لوگوں سے ملاقات کرکے فساد کے سلسلے میں معلومات حاصل کرنے لگے۔ پندرہ دنوں کی تگ و دو کے بعد کمیٹی نے ایک رپورٹ تشکیل دی جو اس طرح تھی ....

لاکھوں کے نقصان سیکڑوں کو بے گھر و یتیم کرنے اور سینکڑوں جانوں کو ضائع کرنے کا ذمہ دار کسے ٹھہرایا جائے کمیٹی یہ فیصلہ نہیں کر سکی لیکن فساد کی بنیاد تک پہنچنے میں پوری طرح کامیاب ہوئی ہے۔ وہ ایک چلچلاتی ہوئی دوپہر تھی۔ سورج اپنی بلندی سے کچھ زیادہ ہی پستی کی جانب آگیا تھا۔ جس کی تپش کی وجہ سے مہذب حضرات اپنے اپنے گھروں اور دفتروں میں دبکے پڑے تھے اور غیر ذمہ دار حضرات تپتی ہوئی دھوپ میں شہر کی سڑکوں پر چاندنی رات کا لطف اٹھا رہے تھے۔ ہری بنارس والے کی پان کی دکان پر کافی دھوم تھی وہ ضعیف العمر مولوی الطاف صاحب کو تیزی سے بنارسی پان کوٹ کر دے رہا تھا۔ ساتھ ہی ساتھ ٹھنڈائی کے استعمال کے فوائد اور بنارسی مسالے کے ذائقہ کی شان میں قصیدے بھی بیان کرتا جا رہا تھا۔ مولوی صاحب قہقہہ لگا رہے تھے۔ نکڑ والی شہر پنجاب ہوٹل میں کرپال سنگھ اپنی موٹی موٹی مونچھوں کو بل دے کر دال فرائے تیار کر رہے تھے۔ بازار والی انگیٹھی پر اسکا چھوٹا بھائی بھائی ہمت سنگھ پاپڑ سینک رہا تھا۔ محمد بھائی فالودے والے کی دکان پر بچوں کا ہجوم لگا ہوا تھا۔ وہ برف کی سِل پر جلدی جلدی ہاتھ چلاتا برف کا گولا تیار کرکے اس پر کئی قسم کے رنگوں کا چھڑکاؤ کرتا اور نعرہ لگاتا جاتا کھالو کھالو...... پانچ پیسے میں رنگی برنگی گولا کھالو..... ان ہی رنگوں کو دیکھ کر انگریز ہمارے پیارے دیش کو چھوڑ کر بھاگ گیا تھا..... آؤ بچو تم دھوپ کو بھگالو ... آؤ آؤ ....

الفت چوک میں ہر قسم کے مذہب اور ذات کے لوگوں میں ایک مخصوص قسم کی ہم آہنگی ہے مختلف قوموں کا حسین سنگم الفت چوک میں ایک انوکھا ماحول پیدا کرتا ہے جو بڑا ہی فرحت بخش ہے۔ جیسے قسم قسم کے پھولوں کو یکجا کرکے ایک خوبصورت گلدستہ بنایا گیا ہو۔ شدید دھوپ اور گرمی کے باوجود الفت چوک میں اچھی خاصی گہما گہمی تھی اچانک بھگدڑ مچ گئی اور چاروں طرف دھواں نظر آنے لگا۔ آگ کے شعلے آسمان کو چھونے لگے چند ہی لمحوں میں یہ خبر جنگل کی آگ کی مانند سارے شہر میں پھیل گئی کہ شہر میں ہندو مسلم فساد ہو گیا۔

فساد کی ابتداء الفت چوک ہی سے ہوئی تھی وقت یہی کوئی تین بجے کا رہا ہوگا چوک میں کھڑے ہوٹلوں میں بیٹھے اور دکانوں پر کھڑے لوگوں نے دیکھا کہ چھوٹی چھوٹی گلیوں سے نکل کر لوگ محبت نگر کی جانب بے تحاشہ دوڑے چلے جا رہے ہیں۔ جن کے ہاتھوں میں لاٹھیاں، بلم، سلاخیں اور تلواریں تھیں عجب منظر تھا کوئی کسی سے کچھ نہیں کہہ رہا تھا بس بھاگے چلے جا رہے تھے !! ام الفت چوک میں راہ گیر رُک گئے تھے۔ ہوٹلوں میں بیٹھے ہوئے حضرات ہوٹلوں سے باہر آکر یہ تماشہ دیکھ رہے تھے اسی اثنا

میں ایک صاحب نے دوڑتے ہوئے ایک شخص کو پکڑ کر پوچھا "بھائی کیا بات ہے ؟" اس شخص نے اسے جھڑک دیا "چھوڑو مجھے جانے دو" اور وہ جناب اسے محبت نگر کی جانب دوڑتا دیکھتے رہے۔ وہ ابھی نظروں سے اوجھل بھی نہیں ہوا تھا کہ محبت نگر کی جانب سے ایک غول "جے بجرنگ بلی توڑ دشمن کی نلی" کا فلک شگاف نعرہ لگاتا ہوا نمودار ہوا یہ حضرات جو اسی سمت دیکھ رہے تھے. مخالف سمت میں دوڑ پڑے ان کو دوڑتا دیکھ کر الفت چوک میں کھڑے ہوئے لوگوں نے ان سے پوچھا "جناب کیا ہو گیا آپ کیوں دوڑ رہے ہیں !!" دوڑنے والے شخص نے کہا "ہو گیا" لوگوں نے چیخ کر پوچھا کیا ہو گیا !!!؟" مجمع میں سے ایک اور شخص نے چیخ کر پوچھا "جناب کیا فساد۔۔۔!!" ابھی اس کا جملہ ادھورا ہی تھا کہ دوڑنے والے شخص نے پوری قوت سے چیخ کر جواب دیا۔۔۔" ہو گیا" اور دوڑتے چلا گیا۔ بس یہ سننا تھا کہ بھگدڑ مچ گئی ...... فساد ہو گیا...... ہندو مسلم فساد ہو گیا ...... جھگڑا ہو گیا ...... بھاگو دوڑو ...... اور الفت چوک میں کھڑے لوگ بے تحاشہ بھاگنے لگے۔ شہر نعرۂ تکبیر اللہ اکبر...... جے بجرنگ بلی توڑ دشمن کی نلی" کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھا۔ چند ہی لمحوں میں آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے شہر کی گٹر اور نالیوں میں گندے پانی کی بجائے خون بہنے لگا۔ اس بے جا قتل و غارت گری کا سلسلہ مسلسل دو ماہ تک چلتا رہا۔ اور آج جا کر حالات سازگار ہوئے تو معلوم ہوا کہ اس روز جو لوگ لاٹھیاں بلم سلاخیں اور تلواریں لیے محبت نگر کی جانب دوڑ رہے تھے وہ دراصل ایک انسان کے دشمن پاگل گدھے کو مارنے جا رہے تھے لیکن پر کا کوا والی کہاوت کے مثل وہ لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے اور انسانوں کے دشمن پاگل گدھے کو مارنے کی بجائے آپس میں قتل و غارت گری کرنے لگے تھے۔

(آکاشوانی ناگپور سے نشر)

نواب رونق جمال بی۔ اے
چاندنی چوک بگھاؤں روڈ امراؤتی ۴۴۴۶۰۱

قطعات

خورشید سحر

خوشیوں کی گھنی چھاؤں سے چلنے نہ دیا
ارمان کے شیشوں کو پگھلنے نہ دیا
یہ اس کی رفاقت کا کرشمہ تھا سحر
اچھا ہی کیا مجھ کو سنبھلنے نہ دیا

سہمے ہوئے چہروں سے ملائیں گے تمہیں
آئینۂ حالات دکھائیں گے تمہیں
لمحاتِ شکستہ پہ ذرا غور کرو
اک اور کہانی وہ سنائیں گے تمہیں

(پٹنہ سے نشر)

افسانہ

طوطومائی

ادھیڑ عمر کی طوطومائی پنہارن تھی اور مم مم جنم سے ہی گونگا اور بہرہ بلکہ پاگل جوان لڑکا تھا۔ لیکن دونوں میں ایک چیز ملی جلی تھی کہ وہ ایک دوسرے سے بے حد گھلے ملے تھے۔ طوطومائی شیو دوارہ کے مندر سے پانی بھر کر گھر گھر پہنچاتی تھی لیکن مم مم رام بجار کی طرح مندر کی سیڑھی پر پڑا پڑا طوطومائی کو پانی بھرتے دیکھتا رہتا اور من ہی من مسکاتا بھی رہتا۔ اس کے سپاٹ لیکن تکونے چہرے پر خوشی کی لہر سی پھوٹتی دکھائی پڑتی تھی۔ اور اس وقت اس کا چہرہ دیکھ کر ہر ایک کی ہنسی چھوٹ جاتی تھی۔ مم مم جیسے آدمی کی اولاد نہ ہو بلکہ وہ پورے کا پورا بندر دکھائی پڑتا تھا۔ اس کا سر میٹھے کدو یا چھوٹے سے تربوز کی طرح ڈنڈی سمیت نظر آتا تھا مم مم کے منڈے منڈائے سر کی چندیا پر بس ایک پھندنا جیسی چوٹی لنگور کی دم کی طرح اِدھر اُدھر تھرکتی ہوئی لگتی تھی۔ اس حالت میں اسے بیٹھے دیکھ کر بچوں کو شرارت سوجھتی اور وہ اسے چڑانے اور غصہ دلانے کے لیے کہہ اٹھتے۔

"مم مم۔ طوطومائی ـــــ!"

اتنا سنتے ہی مم مم اپنی ننگ دھڑنگ مریل سے بدن دو جھٹکا مارتا، پھر بلاتا، پھر زمین سے دو فٹ اونچا اچھلتا، اور اپنے داہنے ہاتھ کو پتوں کے دونے کی طرح بنا کر چبانے لگتا غصے سے اس کے منہ سے تھوک نکلنے لگتا، آنکھیں سرخ انگارہ ہو جاتیں..... اور وہ مسلسل کودے جاتا اور اپنے نام کو دہرائے جاتا، مم مم، مم مم

اس لفظ کے علاوہ مم مم کو کبھی کسی نے بولتے ہوئے نہیں سنا اور دیکھا تھا بس وہ تو ہر بات کے لیے مم مم کہتا محلے کی دوکانوں سے سودا سلف گھر کے لیے خریدنے جاتا تو بھی وہ مم مم کہتا اور ہاتھ کے اشارے سے اس چیز کی طرف اشارہ کرتا جو اس کے گھر والوں نے اس سے منگوائی ہوتی۔ ایسے میں بھی بچے اور بڑے اسے چھیڑنے اور چڑانے سے باز نہ آتے تھے۔ اسے غصہ کی حالت میں ہاتھ کے پنجے چباتے اور کاٹتے پا کر اچھلتے کودتے دیکھ کر ہر ایک کھی کھی، ہی ہی کر کے ہنسنے لگ جاتا۔ اور بے چارہ مم مم اپنے غصہ کی آگ میں اور بھی سرخ چقندر نظر آنے لگتا تھا۔ اور اس کے چاروں طرف شور مچاتے اچھلتے کودتے بچے اور بھی ستاتے رہتے، مم مم کارٹون بنا اور بھی شدت سے اچھلتا کودتا دکھائی دیتا تھا ـــــ!

مم مم جب بے حد پریشان اور بے بس سا ہو جاتا تب وہ بے تحاشہ رونے لگ جاتا اس کی چندی مندی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگتے اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ بچوں اور بڑوں کے اس مجمع میں سے ٹوک دُم بھاگ کھڑا ہوتا اور سیدھا مندر کی سیڑھیوں پر جا بیٹھتا۔ ایسے لمحوں میں وہ بہت ہی قابل رحم نظر آنے لگتا اور ساتھ ہی اس کی شکل اور بھی حیوانی سی نظر آنے لگتی، لگتا جیسے وہ کوئی مریل اور بزدل کتا ہو، جو اپنے ساتھیوں کی یلغار اور مار دھاڑ سے گھائل ہو کر بھاگا ہو... سچ مچ وہ کسی بیمار اور مرگھلے سے جانور کی مانند دکھائی پڑتا۔ ایسے لمحوں میں طوطومائی ہی بس اس کو پچکارتی، پیار کرتی، اس کا صفاچٹ، چٹیل سر سہلاتی، اس کے ننگے اور کمزور شریر پر بڑی اپنائیت سے ہاتھ پھیرتی... پھر اسے دلاسہ دیتے ہوئے پوچھتی۔

کیوں رے مم مم تجھے کس نے ستایا ہے.... ؟

مم مم ہنکارا بھی نہ بھرتا، بس سسکنے لگتا! آنسو مندر کی سیڑھیوں پر پٹ پٹ گرنے لگتے۔ اور تب طوطومائی اپنی دھوتی کے آنچل سے اس کی آنکھیں پونچھتی ہوئی کہتی ـــــ!

"ستیاناس جلائے انوں کا، جن نے اس گئو سمان کو مارا ہوئے ....."

مم مم اپنی توتلی زبان میں پکارتا .... مم مم ... مم مم ـــــ"

طوطومائی مم مم کے سارے شریر کو اپنے آنچل سے پونچھتی جاتی اور کہتی جاتی ـــــ!

"ہائے بے جبان پر بھی تو جلم کرنے سے باج نہیں آتے ـــــ!"

کوئی محلے کا پوچھنے لگتا "کیوں طوطومائی ـــــ کیا ہوا تیرے مم مم کو ـــــ؟"

ظہیر کیفی امروہوی

اجی ہوتا کیا مختیار صاحب سگے بے چارہ مم مم دھاروں دھار مندر پہ بیٹھا اکلا روبتے جاوے ہے"

"سو تو ہے ..." ڈھائی کوئنٹل بدن اور وزن کی مختار صاحب کی بیوی اپنے گھر کے دروازے پر سے ہی پوچھتیں

"پر یہ تو کچھ سمجھ ہی نہیں رکھتا، دن بھر رام جی کے بجار کی طرح تیرے میرے گھر کے دوار پر ڈولتا پھرے ہے ری"

"سچ کہو ہو مکتارن جی" طوطومائی فریادی لہجے میں کہتی اور کبھی وہ ان کو اور کبھی مم مم کو تاکنے لگتی، اور ان دونوں کے بیچ میں سینک سلائی شریر والے مختار صاحب نہایت نرم لہجہ میں کہتے۔

"کہتا ہے طوطومائی ـــــ تو ہی مم مم کی سگی ماں ہے...؟"

"ہاں ـــــ" ایک کراہ بھری دکھی آواز میں طوطومائی کہتی مختیار صاحب، اس دکھیا کی ماں تو بچپن میں ہی مر گئی، پر سچ کہو ہو، اس کو جنم تو میں نے ہی دلوایا تھا میرے ہی ہاتھوں کا جنا جنیا ہے یہ دکھیارا ـــــ !"

سو تو ہے ـــــ" مختار صاحب کی بیوی ہانپتی کانپتی ان دونوں کے قریب آتے ہوئے تصدیق کرتیں ـــــ!

یہ تو سارا جگت جانے ہے کہ مم مم کو تو نے اپنی اولاد کی طرح پالا ہے در در، گھر گھر پانی بھر بھر کر جو کمائی ہے وہ اس پر ہی لٹا دے ہے ری طوطومائی ـــــ تیرے کبھی اور نہ کوئی تیرا ابھی گھر در، یہ تو ہنیہ کرے ہے ری کہ اس لاوارث کو رام جی کے بجار کی طرح پیار دیوے ہے اس کی دیکھ ریکھ رکھے ہے.....!"

طوطومائی مختار صاحب کی بیوی سے اپنی تعریف سن کر خوشی سے جھوم اٹھتی اور اسے بھی مم مم پہ پیار آنے لگتا۔

اس دن شیو دوارے والے مندر کے کنوئیں پہ بھاری بھیڑ جمع تھی ـــــ پر کسی کو نہیں معلوم تھا کہ ہوا کیا ہے مجمع بڑھتا ہی جا رہا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ بچوں اور بڑوں اور عورتوں کا شور و غل بھی مندر کی گھنٹیوں کی طرح مسلسل ٹن ٹن ٹن.... کرتا ہوا سنائی دے رہا تھا۔ اچانک مجمع کو چیرتی پھاڑتی ایک عورت مندر کے کنوئیں کی جگت پر چڑھ آئی، اور چلاتے ہوئے رونے لگی "ہائے ہائے .... میرا مم مم.....!"

طوطومائی کی دھاڑیں سن کر ہانپتی کانپتی مختار صاحب کی بیوی نے اسے کنوئیں کی من سے کھینچا ـــــ اور پھر اسے ڈانٹتے ہوئے پوچھنے لگیں "اری کاہے کو اتنا فیل مچاوے ہے ری، آخر ہوا کیا ـــــ؟"

ـــــ"اجی بی بی جی، میرا مم مم ـــــ"

"سو تو کیا ہوا ـــــ؟" مختار صاحب کی بیوی نے اسے مندر کی سیڑھیوں سے نیچے لے جاتے ہوئے پوچھا۔ "آخر ہوا کیا.... جو یہ ڈھیر سارے لوگ اکٹھا ہوئے کھڑے ہیں ـــــ" طوطومائی کی بجائے مم مم کے چاچا اندھے بنی نے پوری بات بتائی ـــــ!

"اجی مختارنی! یہ تو اس بڑپوت مم مم کی رٹ لگاتے نہیں تھک رہی، اوپر سے یہ عورتیں اور بچے بڑے اپنی اپنی ہانک رہے ہیں کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی، اب کس کس کو بتاؤ اور سمجھاؤں کہ معاملہ کیا ہے ـــــ؟"

"سو تو ہے بنی بھیا ـــــ مختار صاحب کی بیوی نے مجمع کو للکارا اور ڈانٹا، اور پھر اندھے بنی سے پوچھا۔ ہاں تو بھیا بنی! بات کیا ہے....!

اجی مختارنی بات تو اتی سی ہے کہ مارک پور کے جاٹوں کا تانبے کا ڈول کنوئیں میں گر گیا، سیدھے سبھاؤ میں نے اپنا ڈول نکالنے کے لیے کانٹا دے دیا، پر بڑپوت وہ ڈول نکلنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا تب میں نے کنوئیں میں ڈول نکالنے کا کانٹا خود اپنے ہاتھوں سے ڈالا اب جو نکال کر دیکھتا ہوں تو بڑپوت اتنا وزنی لگا جیسے ڈول نہ ہو کر بھادو ہو گنے کے رس جیسا بھاری۔ تب میں نے منشتے بھیجے کو پکارا، ہم دونوں نے جب رسی کو چرخے پر ڈال کر کھینچا تو ہم دونوں کے ہاتھ لال انگارہ ہو گئے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ وہ بڑپوت نکما مم مم مزے سے ڈول میں بیٹھا اوپر چلا آ رہا ہے، سو مختارنی جی اس سسرے کو تو کی بیڑیں میں الٹا ٹانگ کر اس کے پیٹ کا پانی نکالا، شکر ہے بھگوان کا کہ وہ بڑپوت زندہ سلامت ہے پر یہ پگلی طوطومائی اپنی ہی ہانکے جا رہی ہے کہ مم مم .... اچانک مم مم کو دتا پھاندتا ادھر آ نکلا، اور اپنی عادت کے تحت اچھلا، کودا، چیخا، بدبدایا، گھگھیاتے ہوئے بس اتنا ہی بولا مم مم !ـــــ! یہ سن کر طوطومائی کے چہرے پر وہی چمک آ گئی جو مم مم کے چہرے پر اسے دیکھ کر دوڑ جاتی تھی !

جب بھیڑ تتر بتر ہو گئی، تب مختار صاحب کی بیوی نے اندھے بنی سے پوچھا۔

"بنی بھیا! یہ جو الو کھائی، خصمانی طوطومائی کو آخر کیا ایسا لو بھا اور موہ پاگل مم مم سے ہے کہ اس پر واری صدقے رہے ہے ہر سمے.....؟

اندھے بنی نے پوری بات سمجھائی: "اجی مختارنی یہ پنہارن جوانی میں ہی بیوہ ہو گئی تھی، رانڈ ہو جانے پر اس نے اپنے اکلوتے بیٹے کو پالا پوسا، مگر وہ نہ جیا مر گیا، تب اس نے طوطے پالے، اور اس سمے سے یہ طوطوں والی مائی کہلانے لگی، پانی آج بھی بھرتی ہے اسے اب کوئی پنہارن نہیں کہتا، بچے بوڑھے تک اسے اب طوطومائی کے نام سے جانیں ہیں۔ رہی بات پاگل مم مم کی، تو یہ اسے اپنے بیٹے سمان جانے ہے اور چاہے ہے اسے ....!

مختار صاحب کی بیوی حیرت سے اندھے بنی کا منہ تکنے لگیں۔

(اردو مجلس 'دہلی' سے نشر)

ظہیر کیفی امروہوی
بی ۳/اے ۲۲ سرائے روہیلہ
اندر لوک نئی دہلی ۱۱۰۰۳۵

غزل

غلام ربانی تاباں

کبھی جو کی بھی تو یوں شرح آرزو میں نے
خموشیوں میں بھرا رنگ گفتگو میں نے

بڑھائی میری وفاؤں کی آبرو تو نے
کیا ہے تیری جفاؤں کو سرخ رو میں نے

قریب آ گیا دامن تو ہاتھ کھینچ لیا
بدل بدل دیے آدابِ آرزو میں نے

اب اس سے بڑھ کے بھی کیا ہو گی شوق کی توہین
خود آج اپنا گریباں کیا رفو میں نے

کہاں کہاں سے تلاشِ چمن میں گذری ہے
صبا سے سیکھے ہیں اندازِ جستجو میں نے

کہاں دماغ کہ غیروں سے جوڑیئے ناتا
سمجھ کے اپنا کہا ہے تجھے عدو میں نے

خزاں نصیب سہی پھر بھی بارہا تاباں
چمن میں دیکھے ہیں ہنگامہ نمو میں نے

(اردو مجلس دہلی سے نشر)

اردو سروس

پہلی مجلس میڈیم ویو ۳۱۳ء۳ میٹر ۹۶۰ کلو ہرٹز — میڈیم ویو ۴۲۷ء۳ میٹر ۷۰۲ کلو ہرٹز — شارٹ ویو ۴۱ء۵۹ میٹر ۷۲۲۵ کلو ہرٹز

صبح
۵-۴۲ سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
۵-۴۵ صبح گاہی، حمد، نعت، سلام
شبد، بھجن اور منتخب کلام
جمعہ: قرآن کی تلاوت
صبحِ صادق: منتخب کلام
۶-۱۵ خبریں
۶-۲۵ اہلِ علم کی بات
۶-۳۰ شہرِ صبا (علاوہ جمعہ)
جمعہ: نعت کا آغاز
(مع وضاحتی نوٹ)
۷-۰۰ شمعِ فروزاں

۷-۰۵ پرانی فلموں سے
(جمعہ کو، بھجن ۷-۲۵ منٹ تک)
۷-۲۵ جھنکار ذرا بڑی سے کہا
۷-۳۰ نوائے ساز
۷-۴۵ گزشتہ شب ۸-۴۵ کی دوبارہ نشریات
۸-۰۰ آپ کی فرمائش
۸-۳۰ پروگراموں کا خلاصہ
۸-۴۵ آپ کی فرمائش
۹-۰۰ چلتے چلتے (علاوہ جمعہ/اتوار)
جمعہ/اتوار: آؤ بچو!

۹-۱۵ آج کی بات (علاوہ جمعہ/اتوار)
۹-۲۰ دھرتی گاتی ہے
(علاوہ جمعہ/ہفتہ/اتوار)
جمعہ/اتوار
آؤ بچو! (آغاز از نو بجے)
ہفتہ: نغمۂ وطن
(حب الوطنی کے نغمے)
۹-۳۰ خبروں کا خلاصہ
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی (علاوہ اتوار)
اتوار: ہلکی کلاسیکی موسیقی
۱۰-۰۰ اختتام

دوسری مجلس میڈیم ویو ۴۲۷ء۳ میٹر ۷۰۲ کلو ہرٹز — میڈیم ویو ۳۱۳ء۳ میٹر ۹۶۰ کلو ہرٹز — شارٹ ویو ۴۱ء۵۹ میٹر ۷۲۲۵ کلو ہرٹز

دوپہر
۱-۵۸ سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
۲-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
۲-۰۲ خبروں کا خلاصہ
پسندیدہ انتخاب
I، III، V ۳ بجے تک
فلمی قوالیاں
II، IV ۲-۳۰ بجے تک
منگل: بھکتی گیت I، III، V
میری نظر میں II، III
بدھ: حسنِ نظر
جمعرات: دھوپ چھاؤں
جمعہ: کلاسیکی موسیقی
ہفتہ: نکھیا بجلی
I، III، V تانہ ریکارڈنگ
II، V لائبریری ریکارڈنگ
اتوار: آپ کا خط ملا
۲-۲۸ بجے تک
۲-۳۰ پسندیدہ انتخاب (I، III، V)
راگ رنگ: II، IV
منگل: نغمہ و تبسم

(I، II، IV)
یکسنگ: (III، V)
بدھ: بزمِ خواتین
جمعرات: بگسٹ (I، III، V)
یادیں بن گئیں گیت
(II، IV)
جمعہ: سنگیت سے گیت
(I، III، V)
تیس منٹ: (II)
بکھرے یادیں: (IV)
ہفتہ: بزمِ خواتین
آوازیں گیتوں بھری کہانی (I)
محفل (II)
کہکشاں (III)
غزلیں: (غیر فلمی III)
رنگ محل: (V) ۲-۳۰ بجے تک
۳-۰۰ پیارا رات ایک فلم کی (II)
مجھے یاد ہے ذرا ذرا (IV)
قوالیاں: غیر فلمی (I، III، V)
منگل: نئی نسل نئی روشنی

بدھ: فلمی دنیا (I، III)
رنگارنگ (II، V)
صدائے رفتہ (IV)
جمعرات: سازینہ
جمعہ: آواز دے کہاں ہے
(گزشتہ اتوار کی دوبارہ
ہفتہ: پھر سنیے
اتوار: پھر کچھ (I)
قوالیاں (فلمی) (III)
قوالیاں (غیر فلمی) (II، IV)
رنگ محل (V)
(شروعات ۲-۳۰ بجے سے)
۳-۳۰ آپ کی پسند
۴-۰۰ اخباروں کی رائے
۴-۰۵ آپ کی پسند (مسلسل)
۴-۳۰ تبصرہ / پارلیمانی کارروائی پر
ہفتہ وار تبصرہ
۴-۳۵ آپ کی پسند (مسلسل)
۴-۵۰ خبریں
۵-۰۰ اختتام

تیسری مجلس میڈیم ویو ۴۲۷ء۳ میٹر ۷۰۲ کلو ہرٹز — شارٹ ویو ۱۰۵۹ء۱ میٹر ۹۴۹۲ کلو ہرٹز

رات
۷-۵۸ سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
۸-۰۰ خبریں
۸-۱۰ پروگراموں کا خلاصہ
۸-۱۵ آبشار (سامعین کی درخواست
پر فلمی غزلیں / نغمے)
(علاوہ اتوار، تعطیلات کے
روز ۸-۴۵ بجے تک)
اتوار: آواز دے کہاں ہے
(۸-۴۵ بجے تک)
۸-۴۵ جہاں نما
(علاوہ اتوار، تعطیلات)
اتوار: آواز دے کہاں ہے (مسلسل)
تعطیلات: آبشار (مسلسل)
۸-۴۵ پیر: کلام شاعر
منگل: تقاریر
بدھ: شہر نامہ ہیں عمر
جمعرات: آپ کا خط ملا
جمعہ: تقاریر
ہفتہ: ریڈیو نیوز ریل
اتوار: کتابوں کی باتیں (I)
ملک کی ترقی (II، IV)

اقتصادی جائزہ (III)
اردو دنیا (V)
۹-۰۰ حسنِ غزل (علاوہ جمعرات)
جمعرات: ڈرامہ
(مسلسل ۹-۴۵ بجے تک)
۹-۱۵ پیر/بدھ
قوالیاں (غیر فلمی)
منگل: علاقائی نغمے
جمعرات: ڈرامہ (مسلسل)
جمعہ: افسانہ (II، IV)
شہ پارے (I، III)
اوراقِ مصور (V)
ہفتہ: نغمہ و ساز
اتوار: کامیرین کا رسالہ
(شعری/ادبی)
۹-۳۰ پیر: ایک مالک
کئی روپ (I)
ایک ہی فلم کے گیت (II)
شکریے کے ساتھ (III)
لطیفہ (IV)
خواب نگار (V)

منگل: آئینہ (I، III)
تبصرہ (II)
ذرا عمر رفتہ کو آواز دینا (IV)
ماضی کے دیار (V)
بدھ: کھیل کے میدان سے
(I، III)
مشاعرہ (II)
سائنس میگزین (IV)
نئی فلموں سے (V)
جمعرات: ڈرامہ (مسلسل
رات ۹-۴۵ بجے تک
جمعہ: روبرو
(انٹرویو/مباحثہ)
ہفتہ: نئی نسل نئی روشنی
اتوار: رنگارنگ (I، V)
محفلِ مشاعرہ (II)
ادبی نشست (III)
اردو سروس کا گشت (IV)
۹-۴۵ جمعرات: سازینہ
۱۰-۰۰ خبریں
۱۰-۱۰ تفصیل اسٹینڈرڈ (علاوہ اتوار)

۱۱-۰۰ خبروں کا خلاصہ
۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی
۱۲-۰۰ عالمی خبریں
۱۲-۰۵ ہلکی کلاسیکی موسیقی

منگل: ادبی
بدھ/جمعرات/جمعہ/اتوار
فلمی نغمے
ہفتہ: غیر فلمی نغمے (I، III، V)

مشاعرہ (II، IV)
۱۲-۳۰ آخرِ شب
۱۲-۵۸ پروگراموں کا خلاصہ
۱-۰۰ اختتام

جمعرات یکم اکتوبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں
۶-۳۰ شہرِ صبا
سندر پنڈھیر، جگدیش مہتہ درد کا کلام
ولایت حسین ساگر، خمار بارہ بنکوی
اور راجیش کمار اوج کا کلام
۷-۳۰ نوائے ساز
الیاس خاں، ستار پر راگ بہادری توڑی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
ایرن رائے چودھری، خیال

رات
۸-۴۵ آپ کا خط ملا
۹-۰۰ 'ڈاکٹر' ڈرامہ
تحریر: وشنو پربھاکر
۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی
ایرن رائے چودھری، خیال
الیاس خاں، ستار پر راگ اڈانہ

جمعہ ۲ اکتوبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
تلاوتِ قرآن مجید مع ترجمہ
قاری عبداللہ سلیم
نعت رسول، بشیر احمد خاں
نعتیہ قوالی، کلو قوال
۶-۳۰ بھجن
گاندھی جینتی کے موقع پر خصوصی پروگرام
۷-۰۰ شمعِ فروزاں
خصوصی تحریر: ڈاکٹر نثار احمد فاروقی
۷-۲۵ گاندھی جی نے کہا تھا
۹-۰۰ آؤ بچو
'باپو بچوں کیلئے' تحریر: دیپا گرگ
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
سوہن سنگھ، خیال دیسی

دوپہر
۲-۰۰ آواز دے کہاں ہے

۸-۴۵ طنز و مزاح
تقریر از مجتبیٰ حسین
۹-۰۰ حسنِ غزل
انجلی بنرجی، مصحفی اور
سراج لکھنوی کا کلام
۹-۱۵ 'ہندپاک مفاہمت اور لال بہادر
شاستری' تقریر
۹-۳۰ روبرو
'گاندھی جی کا فلسفہ اور آج کی دنیا'
مباحثہ
۱۱-۰۵ زرین دارو والا، سرود پر راگ جگ
سوہن سنگھ، خیال جے جے ونتی

ہفتہ ۳ اکتوبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
نعت و قوالی
۶-۳۰ نینا دیوی - غزلیں
بشیر احمد - غزلیں
۷-۳۰ نوائے ساز
احمد رضا، وچتر وینا پر راگ بھیروی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
نصیر الدین ڈاگر، فیاض الدین ڈاگر
دھرپد دھمار

دوپہر
۲-۳۰ بزمِ خواتین
'مساوات کا تصور - سماجی زندگی میں'
تقریر از: سعیدہ طاہر
۲-۰۰ پھر سنیے

رات
۸-۴۵ ریڈیو نیوز ریل
۹-۰۰ حسنِ غزل
نینا دیوی، غزلیں
۹-۱۵ نغمہ و ساز
۹-۳۰ نئی نسل نئی روشنی
(۱) اظہارِ خیال
'آسائشوں کا تصور اور نوجوان'
(۲) غزل
(۳) خلوص نامہ
۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی

احمد رضا، وچتر وینا پر راگ مالکوس
نصیر الدین ڈاگر، امین الدین ڈاگر
دھرپد دھمار

اتوار ۴ر اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
اسلم صابری اور ہمنوا: قوالیاں

۶-۳۰ شہر صبا
ششی لتا ورک، غزلیں
وتیا ناتھ، نظیر اکبرآبادی اور جوش ملسیانی کا کلام

۷-۳۰ سدھ رام یادو اور ساتھی
سندری پر راگ بھیروی

۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
نرملا دیوی، ٹھمری، دادرا

دوپہر

۲-۳۰ گیتوں بھری کہانی

۳-۰۰ کچھ تو کہیے

رات

۸-۴۵ کتابوں کی باتیں

۹-۰۰ حسن غزل
ششی لتا ورک، غزلیں

۹-۳۰ رنگا رنگ
'مارے گئے گلفام'
تحریر، راج کمار والٹر

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
سدھ رام یادو اور ساتھی، سندری پر راگ مالکوس اور دھن

پیر ۵ر اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت و قوالی

۶-۳۰ شہر صبا
شنکر داس، شمیم جے پوری اور عرش ملسیانی کا کلام
شانتی ناتھ، عزیز وارثی اور ایم ایل طیبرتھ کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز
دنیکر راؤ، بانسری پر راگ بلاول

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
پی این برورے، خیال دیوگری بلاول

رات

۸-۴۵ کلام شاعر، مظہر امام

۹-۰۰ حسن غزل
شنکر داس گپتا، ساحر لدھیانوی اور اکبر الٰہ آبادی کا کلام

۹-۳۰ ایک راگ کئی روپ

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
دنکر راؤ، بانسری پر راگ درباری اور ہنس دھونی
پی این برورے، خیال

منگل ۶ر اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں

۶-۳۰ شہر صبا
راجندر کمار کاچرو، غزلیں
سیدرش سنہا، مخدوم محی الدین، فراق گورکھپوری اور مجاز کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز
استاد شکور خاں، سارنگی پر راگ کلی

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
مالویکا کانن، خیال دیسی توڑی

دوپہر

۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی

رات

۸-۴۵ 'علوم کی ترقی میں ہند کا حصہ، علم ادویات' تقریر از حسین فاروقی

۹-۰۰ حسن غزل
راجندر کمار کاچرو، غزلیں

۹-۳۰ 'آئینہ'، تہذیبی ادب نمبر
مہمان مدیر، ڈاکٹر صدیق الرحمٰن قدوائی

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
مالویکا کانن، خیال
استاد شکور خاں، سارنگی پر راگ مارو بہاگ

بدھ ۷ر اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت و قوالی

۶-۳۰ شہر صبا
شبیر حسین، جگر مرادآبادی کا کلام
پشپا رانی، ساغر نظامی اور کیفی اعظمی کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز
سکندر حسین و ساتھی، شہنائی پر جوگیا

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
حسین بخش، خیال

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین
'گھر کیسے چلے' مباحثہ
دسترخوان

۳-۰۰ فلمی دنیا
(۱) 'حق ادا نہ ہوا' فریدہ جلال
تقریر از پروانہ ردولوی
(۲) اداکار راکیش پانڈے سے ملاقات

رات

۸-۴۵ شہر نامہ
'کلکتہ' از ابراہیم اشک

۹-۰۰ حسن غزل
شبیر حسین، خار بارہ بنکوی اور شمیم جے پوری کا کلام

۹-۳۰ کھیل کے میدان سے
مدیر، ٹی این لاؤ

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
حسین بخش، خیال
سکندر حسین و ساتھی
شہنائی پر راگ گوری

جمعرات ۸ر اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی، قوالیاں

۶-۳۰ شہر صبا
چندن کمار داس، بشیر بدر اور حفیظ جالندھری کا کلام
شوبھا گلواڑی، ذوق اور مومن کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز
دیب برت چودھری
ستار پر راگ بسنت مکھاری

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
کشوری امونکر: خیال جونپوری

رات

۸-۴۵ آپ کا خط ملا

۹-۰۰ 'جہاں گلاب کھلتے ہیں' ڈرامہ
تحریر، پشکر ناتھ

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
(۱) دیب برت چودھری
ستار پر راگ ڈھینشوری
(۲) کشوری امونکر
خیال مالکوس اور ترانہ

جمعہ ۹ر اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
(۱) تلاوت قرآن مجید اور ترجمہ
قاری محمد ہشام صدیقی
(۲) نعت رسول، عثمان خاں اور ساتھی
(۳) نعتیہ کلام، پیارو قوال اور ساتھی

۶-۳۰ عید الضحیٰ کے موقع پر شاد تمکنت کا تحریر کردہ غنائیہ

۷-۰۰ 'شمع فروزاں' عید الضحیٰ کے موقع پر خصوصی تحریر از وحید الدین خاں

۷-۳۰ نوائے ساز
اشوک رانے، سرود وادن

۹-۳۲ کمل سہگل اور کویتا سہگل
خیال کومل رکھب اساوری

دوپہر

۲-۰۷ 'قربانی'
مہدی نظمی کا تحریر کردہ غنائیہ

۳-۰۰ 'آواز دے کہاں ہے'
پیشکش، اے جبار

رات

۸-۴۵ 'آج کے تناظر میں سائنس اور روحانیت'
تقریر از، وقار حسین

۹-۰۰ 'آج عید ہے'
عید الضحیٰ کی صوتی تصویر
ترتیب و پیشکش، سفر احمد، اقبال ملک

۹-۱۵ افسانہ

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
اشوک رانے، ستار وادن
کمل سہگل، کویتا سہگل، خیال بہاگ

ہفتہ ۱۰ر اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی، نعت و قوالی

۶-۳۰ شہر صبا
آسا سنگھ، غزلیں

وندنا واجپائی، بجو، دہلوی کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز
امبالال ستاری، وچتروینا پر
راگ اہیر بھیرو

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
منور علی خاں : خیال

دوپہر
۲-۳۰ بزم خواتین
(۱) شام ڈھلے محبوب کا انتظار گیتوں میں
تقریر از صبا شمیم
(۲) کام کی باتیں
(۳) خطوں کے جواب

۳-۰۰ کچھ رنگینے

رات
۸-۴۵ ریڈیو نیوز ریل
۹-۰۰ حسن غزل
وندنا واجپائی، سردار جعفری اور
مجاز لکھنوی کا کلام

۹-۳۰ نئی نسل نئی روشنی
'کالج کی شام'، رامجس کالج، دہلی
کے طلبا کا پیش کردہ ثقافتی پروگرام

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
منور علی خاں : خیال
شمس الدین فریدی ڈیسائی
وینا پر راگ مالکوس

۱۲-۰۵ [illegible]

اتوار ۱۱ اکتوبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی : قوالیاں
۶-۳۰ شہر صبا
(۱) راحت علی، قمر لتی اور بشیر انصاری کا کلام
(۲) ملکہ پکھراج
نظم : فیض احمد فیض
نغمہ : حفیظ جالندھری

۷-۳۰ نوائے ساز
چنتامنی دین، جلترنگ پر دلشکار

رات
۸-۴۵ دلی ڈائری
تحریر : ایچ آر لوتھرا
۹-۰۰ حسن غزل
راحت علی، حسرت موہانی اور
ظفر کا کلام
۹-۱۵ لوک ناٹک جے پرکاش نارائن
ایک عوامی مجاہد

۹-۳۰ جہاں ہم نشیں
'اردو میں علاقائی ادب'
مدیر : انور کمال حسینی

پیر ۱۲ اکتوبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
نعت و قوالیاں

۶-۳۰ شہر صبا
تاج احمد، مجروح سلطانپوری اور
مجاز کا کلام
شیلا گلواڑی، جاں نثار اختر اور
فیض کا کلام

۷-۳۵ نوائے ساز
امرناتھ : بانسری پر گجری توڑی

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
جیوتسنا بھولے : خیال اہیر بھیروی

دوپہر
۳-۰۰ بات ایک فلم کی

رات
۸-۴۵ کلام شاعر : پدم کمار نظر
۹-۰۰ حسن غزل
شیلا گلواڑی، جگر اور شفق کا کلام
۹-۳۰ ایک ہی فلم کے گیت

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
امرناتھ : راگ چندرکونس
جیوتسنا بھولے : خیال مادھو بہاگ

منگل ۱۳ اکتوبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں

۶-۳۵ شہر صبا
احمد حسین (جے پور) غلام ربانی تاباں
اور حفیظ جالندھری کا کلام
انجلی بوس : ذوق اور مومن کا کلام

۷-۰۰ شمع فروزاں
خصوصی تحریر از جاوید وششٹ

۷-۳۰ نوائے ساز
حفیظ اللہ خاں : سارنگی پر نوبہار توڑی

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
پنڈت جسراج : خیال بہار بھیرو

دوپہر
۲-۳۰ نغمہ و ساز
۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
'کرن' ادبی میگزین
(۱) افسانہ از ممتاز شبنم
(۲) کلام : رعنا سحری
(۳) گفتگو : مجیب الاسلام
وسیم آرا رضوی

رات
۸-۴۵ ہماری تہذیب
'ہندوستانی تہذیب کی بنیادیں'
تقریر از ڈاکٹر محمد حسن

۹-۳۰ 'یہ آئی ایس آئی ہے' فیچر
ترتیب و پیشکش : ایس ایم شفیق

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
حفیظ اللہ خاں : سارنگی وادن
پنڈت جسراج : خیال پوریہ کلیان

بدھ ۱۴ اکتوبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
نعت و قوالی

۶-۳۰ شہر صبا
سیما شرما : غزلیں
ہیمنت کمار : فیاض ہاشمی اور
ایس ایچ بہاری کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز
بسم اللہ خاں و ساتھی
شہنائی پر راگ جونپوری

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
لطافت حسین خاں : خیال گجری توڑی



اردو سروس کے 'فلمی دنیا' پروگرام میں
'فلم بینوں کی نفسیات' کے زیر عنوان نشر مباحثے کے شرکا،
(دائیں سے) مجیب صدیقی، کے ایم صادق حسنان اور سدھیشور پال۔

دہلی

میڈیم ویو: دہلی 'الف' ۳۶۶۰۳ میٹر ۸۱۹ کلوہرٹز دہلی 'ب' ۲۹۴۰۹ میٹر ۱۰۱۷ کلوہرٹز
دہلی 'ج' ۲۱۹۰۴ میٹر ۱۳۶۸ کلوہرٹز دہلی 'د' ۲۴۶۰۹ میٹر ۱۲۱۵ کلوہرٹز
شارٹ ویو: صبح ۰۰-۸ تک ۸۹۰۱۵ میٹر ۳۳۲۵ کلوہرٹز صبح ۱۵-۸ سے دوپہر ۴۲۰۱۹ میٹر ۷۱۱۰ کلوہرٹز
دوپہر ۳۱۰۱۵ میٹر ۹۶۳۰ کلوہرٹز شام ۴۵-۵ تک ۴۲۰۱۹ میٹر ۷۱۱۰ کلوہرٹز
شام ۰۰-۶ سے رات تک ۸۹۰۱۵ میٹر ۳۳۲۵ کلوہرٹز

دہلی 'الف' عالمی خبریں ہندی اور انگریزی: صبح ۰۰-۶
ہندی میں خبریں: ۰۰-۸، ۰۵-۱۱، ۱۰-۲
۰۰-۵ (صوبائی خبریں) ۰۵-۶، ۰۵-۷ (علاقائی خبریں)
۴۵-۸، ۰۵-۱۱ (عالمی خبریں)
انگریزی میں خبریں: دوپہر ۰۰-۱۲ سنسکرت میں خبریں صبح ۰۰-۷، شام ۱۰-۶
اردو میں خبریں: صبح ۵۰-۸، دوپہر ۵۰-۱ اور رات ۱۵-۹ (خبریں اور تبصرہ)
پنجابی میں خبریں: دوپہر ۴۰-۱

دہلی 'ب': ہندی میں خبریں: ۴۵-۲ (دھیمی رفتار سے)
انگریزی میں خبریں: صبح ۱۰-۸، ۰۰-۱۰، ۰۰-۱، ۰۰-۲، ۲۰-۲ (دھیمی رفتار سے)
۰۰-۴، ۰۰-۶، ۰۰-۹، ۰۰-۱۱ (عالمی خبریں)
پنجابی میں خبریں، صبح ۳۰-۸، شام ۳۰-۷، ہندی میں نیوز لیٹر: صبح ۰۰-۹ بجے

دہلی 'د' ہندی میں خبریں: شام ۳۰-۷ انگریزی میں خبریں: رات ۱۵-۹
کھیل کود کی خبریں: شام ۰۰-۷ (ہندی) رات ۰۰-۸ (انگریزی)

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

دہلی الف

صبح
۵۵-۵ وندے ماترم، منگل دھون
۰۵-۶ وندنا، بھکتی بانی
۳۰-۶ کھیتی کی باتیں
۴۵-۶ رام چرت مانس
۴۵-۷ سور دھارا
۵۵-۷ آج کے پروگرام اور موسم
۰۵-۸ پربھا دھرینی (سوائے اتوار)
۳۰-۸ پرانے سلف
۴۵-۸ وندنا گان (سوائے پیر، منگل)
۴۰-۸ اردو مجلس (روزانہ)
۰۰-۹ اختتام (سوائے اتوار)

دوپہر
۰۲-۱۲ لوک بھارتی (سوائے اتوار)
۱۵-۱۲ سنگم سنگیت (سوائے اتوار)
۳۰-۱۲ جنتا کا پروگرام
(اتوار، منگل، جمعرات، جمعہ)
گرامین بہنوں کا پروگرام
(بدھ، جمعہ)
۰۰-۲ ایک چہا کلاکار (روزانہ)
۳۰-۲ چترپٹ سنگیت (روزانہ)
۴۰-۲ موسم اور اختتام (اتوار ۳۰-۳)
۰۵-۶ مقامی اعلانات اور گمشدہ لوگوں کے لیے پروگرام
۳۰-۹ گرام شہر (روزانہ)

دہلی ب

۰۰-۷ کرشی جگت
۳۰-۹ پروگراموں کا خلاصہ، موسم
۴۵-۷ سامیکی
۴۵-۷ وادیہ وادن
۰۰-۱۱ وادیہ وند
۱۰-۱۱ موسم اور اختتام

صبح
۰۰-۶ وندے ماترم
۰۴-۶ انگریزی میں پروگرام (دوبارہ)
۳۰-۶ گیتکا (سوائے پیر)
۳۰-۶ سنگیت سوربھی
۰۰-۸ سے ۴۰-۸ پنجابی پروگرام
۳۰-۹ سیدوس (سوائے بدھ)
۰۲-۱۰ اختتام (اتوار ۰۰-۱۱)

دوپہر
۱۰-۳ موسم کا حال (انگریزی میں)
۱۵-۴ اسپورٹس سروس
۵۰-۵ اخباروں کی رائے
۵۵-۵ آج کا پروگرام اور موسم کا حال
۰۵-۶ فوجی بھائیوں کے لیے پروگرام
۰۰-۷ وطیبا پروگرام
۳۰-۷ ساز سنگیت
۴۵-۷ اردو مجلس
۱۵-۸ سماچار درشن (اتوار، بدھ، جمعہ)
میڈیو نیوز ریل (منگل، جمعرات، ہفتہ)
نیشنل اسپورٹس ڈیسک

دہلی د
یوواوانی

۴۵-۸ سماچار ہندی میں
۱۵-۹ اسپاٹ لائٹ
(بعد میں ساز سنگیت)
۴۵-۹ مغربی موسیقی (اتوار کو ۰۰-۱۰)
۰۵-۱۱ موسم کا حال اور اختتام

صبح
۰۰-۷ آج کا پروگرام (ہندی)
۰۵-۷ پہر شنے

۴۵-۷ دگیان وودھا
۵۰-۷ وادیہ سنگیت / وادیہ وادن
۰۰-۸ شاستریہ سنگیت
۲۰-۸ وندگان
۳۰-۸ مغربی موسیقی
۰۰-۹ اختتام (اتوار ۰۰-۱۰)

شام
۵۵-۶ آج کا پروگرام
۰۵-۷ محفل
۵۰-۷ بچک پاٹھ (ہندی) (بدھ، جمعہ)
۰۵-۸ ان دی گروو (پیپ سینگ)
۵۰-۸ پالس آف انگریزی (منگل سے جمعہ)
۰۰-۹ ڈ جر
۰۰-۱۱ اختتام

جمعرات یکم اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح
۱۰-۸، ۴۵-۱۱
واسدیو دیس پانڈے، گائن
۳۰-۸ اردو مجلس (روزانہ)
۳۵-۱۰ جین کمار جین، جلترنگ
۰۲-۱۱ ٹھمری، دادرا
۳۰-۱۱، رات ۳۰-۸
سبھا سنگیت

دوپہر
۰۲-۱۲ لوک بھارتی
بنگلہ گیت

شام
۰۵-۵ سنسکرت پاٹھ
۴۰-۵ بال کاریہ کرم
۱۵-۸ ہندی تقریر
۰۰-۹ واسدیو دیس پانڈے، گائن
۳۰-۹ نیشنل پروگرام، علاقائی سنگیت
۳۰-۱۰ کرناٹک سنگیت
اندرا مورتی، گائن

دہلی 'ب'

صبح
۳۲-۷ سنگیت سوربھی
جین کمار جین، جلترنگ
۵۰-۷ سنگم، مراٹھی
۱۰-۹ لوک مادھوری
برج کے لوک گیت

دوپہر
۱۵-۳، ۲۰-۴
کمل سہگل، غزلیں
۳۰-۳ کرناٹک سنگیت
اندرا مورتی، گائن

شام
۴۵-۶، ۴۵-۸
اسلم صابری قوال و ساتھی، قوالیاں
۳۰-۹ انگریزی تقریر

جمعہ ۲ اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح
۰۵-۷ گاندھی جینتی کے موقع پر سرو دھرم پرارتھنا کا نشریہ
۱۰-۸ اتیندر کمار موئترا، سرود
۳۵-۱۰ بے نظیر بیگم، ٹھمری، دادرا
۰۲-۱۱ منی لال ناگ،
ستار پر راگ شدھ سارنگ
۳۰-۱۱ ملک ارجن منصور، گائن
راگ گوڑ سارنگ

دوپہر
۰۲-۱۲ لوک بھارتی، مراٹھی

شام
۴۰-۵، ۰۰-۹
اتیندر کمار موئترا، سرود
۵۵-۵ گڑھوالی سنگیت
۰۰-۸ گاندھی چرچا
۱۵-۸ اولوکن
۲۲-۸ سبھا سنگیت
۳۰-۹ 'سوورداس، منشی پریم چند، گرو نانک، رنگ بھومی کا ریڈیو فیچر
پیشکار: ڈی۔ وشنو پربھاکر
ہدایت: تیندر شرت
۳۰-۱۰ کرناٹک سنگیت
ایس وی رمنی، گائن

دہلی 'ب'

صبح
۳۰-۷ سنگیت سوربھی
بینظیر بیگم، ٹھمری، دادرا
۵۰-۷ سنگم، تیلگو
۱۰-۹ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت

دوپہر
۱۵-۳، ۲۰-۴
انیتا راے، رابندر سنگیت
۳۰-۳ ایس وی رمنی، گائن

شام
۳۰-۶ کرونا ابریل
گاندھی جی کے پیارے بھجن
۳۰-۹ 'گاندھی جی اور آکاشوانی'
انگریزی فیچر

ہفتہ ۳ اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح
۱۰-۸ ریتا گنگولی، ٹھمری، دادرا
۳۵-۱۰ بھگوان داس شرما، سنطور
۰۲-۱۱ میرا بنرجی، خیال شدھ سارنگ
۳۰-۱۱ وی جی جوگ، وائلن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت

شام

۵-۳۰ ، ۹-۰۰
ریتا گنگولی ، ٹھمری ، دادرا
۸-۰۰ سماچار درشٹا
۸-۱۵ آج کے اتتھی
۸-۳۰ سبدھ سنگیت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
ڈی وی پلسکر ، گائن
۷-۵۰ سنگم
کنڑ گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
گڑھوالی گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
گیتا مولک ، پالی گیت
۳-۳۰ بھگوان داس شرما ، سنطور

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
حبیب پینٹر اور ہمنوا ، قوالیاں
۹-۳۰ اور گیسٹ لُوناشٹ

اتوار ۴ ر اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، رات ۹-۰۰
غلام دستگیر خاں ، ستار
۹-۰۰ بال کاریہ کرم
۱۰-۰۰ دیپالی ناگ ، گائن
۱۱-۰۲ یووا وانی سے
۱۱-۳۰ کرناٹک سنگیت
لکشمی راماسوامی ، گائن

دوپہر

۱۲-۱۵ جھلکی
۲-۳۰ 'آپکی بیٹی'
مالیگے کانن کے تامل ناٹک کا ریڈیو ایکس
ہدایت ، چرنجیت

شام

۵-۲۰ سنسکرت پاٹھ
۵-۲۵ لکشمی راماسوامی ، گائن
۸-۰۰ رابندر سنگیت

۸-۱۵ ساہتیکی
۹-۳۰ محفل
۱۰-۰۰ چلین

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
ننداپشتانیک ، گائن
۷-۵۰ سنگم ، آسامی گیت
۹-۱۵ اپنی نگری

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
گلزار احمد ، منڈولن پر دھن
۳-۳۰ غلام دستگیر خاں ، ستار
۳-۴۵ سبدھ سنگیت

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
پرسار گیت
۹-۳۰ کرنٹ افیرز

پیر ۵ ر اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، رات ۹-۰۰
پیوش پنوار ، سنطور
۱۰-۳۰ وادیہ ورند
۱۱-۰۲ امرناتھ ، بانسری
۱۱-۳۰ انیتا رائے ، گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
تیلگو لوک گیت
۱۲-۳۰ علاج ، ناٹک
تحریر ، دنیش بھارتی
ہدایت ، گھنشیام شرما

شام

۵-۳۰ ، رات ۹-۰۰
مشتاق حسین ، گائن
۸-۰۰ سماچار چرچا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، ہندی تقریر
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
تیج پال سنگھ ، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۲ سنگیت سوربھی
مشتاق حسین خاں ، گائن
۷-۵۰ سنگم ، سندھی گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری
اودھی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
میناکشی کانت ، بھجن
۳-۳۰ انیتا رائے ، گائن

رات

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
پشپا ہنس ، پنجابی گیت / غزل
۹-۳۰ انگریزی تقریر

منگل ۶ ر اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ اجیت سنگھ پنتل ، گائن
۱۰-۳۰ وادیہ ورند
۱۱-۰۲ چنتامنی جین ، جلترنگ
۱۱-۱۵ ، رات ۸-۲۳
سبدھ سنگیت
۱۱-۳۰ تار شہنائی ، پیارا سنگھ

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی ، اڑیہ لوک گیت

شام

۵-۰۵ گیان وگیان
۵-۳۰ کشوری امونکر ، گائن
۵-۵۵ ، رات ۹-۰۰
چنتامنی جین ، جلترنگ
۸-۰۰ ادیوگ منڈل
۸-۱۵ ہندی تقریر
۹-۳۰ 'راون ودھ' ، ناٹک
تحریر ، ڈاکٹر رام کمار ورما
ہدایت ، وی پی دیکشت بھگ
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
کشوری امونکر ، گائن
۷-۵۰ سنگم ، بنگلہ
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہماچل لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
مہندر کور ، گیت ، بھجن
۳-۳۰ اجیت سنگھ پنتل
گائن

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
چندر مکھی چوہدری ، غزلیں
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، انگریزی تقریر

بدھ ۷ ر اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ سنیل کمار بوس ، گائن
۱۰-۳۰ وادیہ ورند
۱۱-۰۲ مطلوب حسین ، ستار
۱۱-۳۰ مالویکا کانن ، گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
کنڑ لوک گیت

شام

۵-۳۰ ، رات ۹-۰۰
سنیل کمار بوس ، گائن
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت
۸-۰۰ 'بجا دو بگل' ، جھلکی
تحریر ، ایس ایم رتن پال
۸-۳۵ سبدھ سنگیت
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش پر شاستریہ سنگیت

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
مطلوب حسین خاں ، ستار
۷-۵۰ سنگم ، گجراتی
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہریانوی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
ایس ایس چترویدی ،
اودھی گیت
۳-۳۰ وی گائتری ، گائن

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
من موہن پہاڑی ، گیت ، بھجن
۹-۳۰ اسپورٹس میگزین

جمعرات ۸ ر اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ جگن ناتھ وساتھی ، شہنائی



معین احسن جذبی — آکاشوانی دہلی کی اردو مجلس سے اپنا کلام پیش کرتے ہوئے۔

۱۰-۳۰ وادیہ ورند
۱۱-۰۲ الابھومک ، گائن
۱۱-۳۰ ، رات ۹-۰۰
جگن ناتھ وساتھی ، شہنائی

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی ، کوکنی لوک گیت

شام
۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ
۵-۴۰ بال کاریہ کرم
۸-۱۵ ہندی تقریر
۸-۳۰ سبھہ سنگیت
۹-۳۰ 'ایک دنیا اور — بن پرانیوں کی'
پھیرا ز ریاناتھ او ستھی
۱۰-۰۰ سنگیت
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
سدھاکر شناچاری ، گائن

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۲ سنگیت سوربھی
الابھومک ، گائن
۷-۵۰ سنگم ، مراٹھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
برج کے لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
سرلا مشی ، گیت بھجن
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
سدھاکر شناچاری ، گائن

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
پشپارانی ، بھجن گیت

۹-۳۰ انگریزی تقریر

جمعہ ۹ر اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ بھوپیندر سیتل ، گائن
۱۰-۳۰ وادیہ ورند
۱۱-۰۲ مشتاق علی خاں ، ستار
۱۱-۳۰ ، رات ۸-۴۵
سبھہ سنگیت
۱۱-۴۵ ٹھمری

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت

شام
۵-۴۰ ، رات ۹-۰۰
بھوپیندر سیتل ، گائن
۹-۳۰ 'چلتا پرزہ'
مولیر کی کامیڈی کا ریڈیو عکس
پیشکش ، حضرت آوارہ
ہدایت ، دیناناتھ
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
بھاگیہ لکشمی چندر شیکھرن ، وینا

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
پنڈت گوپال شرما ، سارنگی
۷-۵۰ سنگم ، تامل گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
وسیا خاں ، گیت ، بھجن
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
وی ایس وینکٹ رمن ، وائلن

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
رویندر گرووڑ ، گیت ، غزل
۹-۳۰ ان پریکٹو

ہفتہ ۱۰ر اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ کیلاش پنوار ، ستار
۱۰-۳۰ ، رات ۱۱-۰۰
وادیہ ورند
۱۱-۰۲ شام ۵-۳۰
اے رمیش کمار ، ٹھمری ، دادرا
۱۱-۳۰ وسنت راناڈے ، وائلن

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت

رات
۸-۰۰ سوراستہ رکشا
۸-۱۵ آج کے اتھتی
۸-۳۰ ، ۹-۰۰
سبھہ سنگیت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام
موسیقی

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
نیاز احمد ، فیاض احمد ، گائن
۷-۵۰ سنگم
ملیالم گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
کشمیری لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
سمن بھٹناگر
بندیل کھنڈی لوک گیت
۳-۳۰ کیلاش پنوار ، ستار

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
اسپیشلے والٹرز
گیت اور غزل

۹-۳۰ اور گیسٹ ٹونائٹ

اتوار ۱۱ر اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ گورودیو سنگھ ، گائن
۹-۰۰ بال کاریہ کرم
۱۰-۰۰ اتوار نظم خوانی
امرناتھ ، گائن
۱۱-۰۲ یووا ولی سے
۱۱-۳۰ کرناٹک سنگیت
نوراتری کیرتن

دوپہر
۱۲-۱۵ 'لوک ناتھ کی شامت آئی' جھلکی
تحریر ، پریم پاٹھک
۲-۳۰ 'چلتا پرزہ'
مولیر کی کامیڈی کا ریڈیو عکس
پیشکش ، حضرت آوارہ
ہدایت : دیناناتھ

شام
۵-۲۰ سنسکرت پاٹھ
۵-۳۵ کرناٹک سنگیت
نوراتری کیرتن
۸-۰۰ رابندر سنگیت
۸-۱۵ ساہتیکی
۹-۰۰ رمضان خاں ، طبلہ
۹-۳۰ سنگیت پتریکا
۱۰-۰۰ چین

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
پنڈت جسراج ، گائن
۷-۵۰ سنگم
اڑیہ گیت
۹-۱۵ اپنی نگری

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
شیر سنگھ ، بانسری وادن
۳-۳۰ گورودیو سنگھ ، سرود

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
پرسار گیت
۹-۳۰ کرنٹ افیئرز



ساغر نظامی — آکاشوانی دہلی کی اردو مجلس سے اپنا کلام پیش کرتے ہوئے

پیر ۱۲ اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ نورتی لوا سرنائیک
کلاسیکی گائن

۱۰-۳۰ وادیہ ورند

۱۱-۰۲ وسنت ٹھکار، گائن

۱۱-۳۰ جگدیش موہن
جل ترنگ وادن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
تامل لوک گیت

۱۲-۳۰ فیچر

شام

۵-۴۰، رات ۹-۰۰
صابری خاں، سارنگی

۹-۰۰ سرواسمت راشا

۹-۱۵، ۸-۳۳
جگدیش موہن، جل ترنگ

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، ہندی تقریر

۹-۴۵ سبدھ سنگیت

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
ضمیر احمد، ٹھمری، دادرا

دہلی 'ب'

صبح

۷-۲۲ سنگیت سوربھی
پروین سلطانہ، گائن

۷-۵۰ سنگم، سندھی گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری
بھوجپوری لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۲۰
نیتو ڈے، بنگلہ لوک گیت

۳-۳۰ وسنت ٹھکار، گائن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
سرلا کپور، گیت، غزل

۹-۳۰ انگریزی تقریر

منگل ۱۳ اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ احمد رضا، وچتر وینا

۱۰-۳۰ وادیہ ورند

۱۱-۰۲ سدھیر گوتم، سنطور

۱۱-۳۰ غلام حسین، گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
آسامی گیت

شام

۵-۰۵ گیان وگیان

۵-۴۰، رات ۹-۰۰
احمد رضا، وچتر وینا

۸-۰۰ ادیوگ منڈل

۸-۱۵ ہندی تقریر

۸-۳۰ سبدھ سنگیت

۹-۳۰ 'بنجر' ماہانہ انتخاب ناٹک
مدن موہن شرما کے ڈوگری ناٹک کا
ہندی عکس

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

دہلی 'ب'

صبح

۷-۲۲ سنگیت سوربھی
سدھیر گوتم، سنطور

۷-۵۰ سنگم،
بنگلہ گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
کرناٹک سنگیت

۳-۳۰ غلام حسین، گائن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
ترلوک کپور، گیت، غزل

۹-۳۰ نیشنل پروگرام
انگریزی تقریر

بدھ ۱۴ اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ سلوچنا برہسپتی، گائن

۸-۴۰ گائن

۱۰-۳۰ وادیہ ورند

۱۱-۰۲ پنا لال چورسیہ، بانسری

۱۱-۳۰ پدماوتی شالگرام، گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
ملیالم لوک گیت

شام

۵-۴۰، رات ۹-۰۰
سلوچنا برہسپتی، گائن

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

۸-۰۰ 'لوک ناتھ کی شامت آئی'، جھلکی
تحریر، پریم پاٹھک

۸-۱۵ وگیان آلوک

۸-۲۵ سبدھ سنگیت

۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
اوما شنکر مشرا، ستار

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
پنا لال چورسیہ، وائلن

۷-۵۰ سنگم
گجراتی گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری
بندیل کھنڈی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۲۰
ملا کپور، بھجن

۳-۳۰ پی۔ لیس۔ پربھاکر راؤ
گائن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
نیلم ساہنی، گیت، غزل

۹-۳۰ یووا وانی سے انتخاب

جمعرات ۱۵ اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، ۱۱-۳۰
حفیظ احمد خاں، گائن

۱۱-۰۲ اندر لال، سارنگی

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
بنگلہ لوک گیت

شام

۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ

۵-۴۰ بال کاریہ کرم

۸-۱۵ ہندی تقریر

۸-۳۰ سبدھ سنگیت

۹-۰۰ حفیظ احمد خاں، گائن

۹-۳۰ نیشنل اسپورٹس میگزین

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
رام چترملک، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۲۲ سنگیت سوربھی
لکشمی شنکر، گائن

۷-۵۰ سنگم
مراٹھی گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری
برج کے لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۲۰
پنا لال مشرا، بنگلہ لوک گیت

۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
سیما شرما، بھجن، غزل

۹-۳۰ انگریزی تقریر

لکھنؤ

میڈیم ویو لکھنؤ (الف) ۴۰۱/۶ میٹر ۷۴۷ کلو ہرٹز
〃 لکھنؤ (ج) ۲۳۴/۷ میٹر ۱۲۷۸ کلو ہرٹز
شارٹ ویو لکھنؤ (الف اور ب) ۹۳/۶۰ میٹر ۳۲۰۵ کلو ہرٹز
صبح ۷-۴۵ تک اور شام اور رات
〃 لکھنؤ 〃 ۴۸/۸۲ میٹر ۶۱۶۰ کلو ہرٹز صبح ۸-۰۰ کے بعد
〃 لکھنؤ 〃 ۴۱/۳۸ میٹر ۷۲۵۰ کلو ہرٹز دوپہر کے بعد

خبریں

ہندی انگریزی : ۰۰-۷ بجے (علاقائی خبریں)
ہندی : صبح ۸-۰۰ بجے دوپہر ۱-۰۰ اور ۲-۱۰ بجے شام ۶-۰۵ شب ۸-۴۵ اور ۱۱-۰۰ بجے
انگریزی : صبح ۱۰-۰۰ دوپہر ۱-۰۰ شب ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰ بجے
سنسکرت : صبح ۷-۰۰ بجے اور شام ۶-۱۰ بجے
اردو : صبح ۸-۰۵ اور شب ۹-۱۵ بجے
بلیٹن : ہندی : صبح ۹-۰۰ بجے ضلع کی چٹھی : صبح ۹-۰۵ بجے
کرو دیں علاقائی خبریں : دوپہر ۲-۳۰ بجے پرادیشک سماچار : شام ۸-۳۰ بجے

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۵-۵۵ وندے ماترم / منگل دھونی
۶-۰۰ کرشی چرچا اور موسم کا حال
۶-۳۰ آرادھنا
۶-۴۵ گاندھی چرچا (جمعہ)
۶-۵۰ چاہ منظر (جمعہ کے علاوہ)
۶-۵۵ آج کا کاریہ کرم اور موسم کا حال
۷-۰۵ بانسری گان
۷-۱۵ آپ کے آس پاس فیچر (اتوار)
۷-۳۰ سنسکرت شکشا (پیر جمعرات)
ٹاک شو (منگل، بدھ، ہفتہ)
۸-۳۰ لوک گیت
۸-۴۰ اردو پروگرام
۹-۱۰ اِس ماہ کے گیت (اتوار)
۹-۱۵ پتریکا دھنی واد (اتوار)
۹-۳۰ بچوں کا (اتوار)
۹-۴۵ بال سنگم (اتوار)
۱۰-۳۰ ودیارتھی سنگیت سبھا (اتوار)
۱۱-۳۰ اختتام

دوپہر
۱۲-۰۰ برادری (اتوار)
۱۲-۱۰ ودیارتھیوں کے لئے (اتوار کے علاوہ)
۱۲-۳۰ کاسٹیل سیلانیوں کے لئے (اتوار)
مہلا جگت (پیر)
صحت رس (بدھ)
چترلیکھا (جمعرات جمعہ)
۱-۱۰ آج کا مہمان (اتوار)
گھر آنگن (پیر اور جمعرات)
گرہ لکشمی (منگل اور جمعہ)
راگ رنگ (ہفتہ)
۱-۲۵ لوک گیت (اتوار)
۱-۳۰ جوانوں کے لیے
۲-۳۰ دیہاتیوں کے لئے
۲-۳۵ موسم کا حال اور اختتام

شام
۵-۰۰ یووا وانی ۵-۳۰ لوک گیت
۵-۳۰ مقامی اطلاعات اور موسم کا حال
۶-۰۰ گمشدہ افراد سے متعلق اطلاعات
۶-۱۵ شہریک ریڈیو گوشی (اتوار)
مزدور منڈل (اتوار کے علاوہ)
۶-۳۵ آج اور کل کے کاریہ کرم
۶-۵۰ کسانوں کے لیے
(منگل، جمعہ کے علاوہ)
دیہاتی ریڈیو گوشی (منگل اتوار)
۷-۳۰ دیش گان
۷-۳۵ لوک دھن (اتوار، منگل جمعرات ہفتہ)
روبندر سنگیت (پیر)
آؤ بچو! (بدھ)
بال گوپال (جمعہ)

شب
۸-۰۰ ہندی تقریر (اتوار سے جمعہ تک)
۹-۰۰ انگریزی تقریر (اتوار، بدھ)
۹-۴۵ بھارت بھاشا (منگل)
۹-۵۰ گیت سنگیت (اتوار)
پریوار کلیان پر شنوتری (بدھ)
۱۰-۰۰ سابتلی (پہلے اور چوتھے پیر کو)
۱۱-۱۰ موسم کا حال اور اختتام

لکھنؤ ب

صبح
۵-۵۵ لکھنؤ الف کے مطابق
۷-۴۵ اختتام
۸-۰۰ لکھنؤ الف کے مطابق
۹-۳۰ اختتام
۹-۴۵ لکھنؤ الف کے مطابق (اتوار)

دوپہر
۱۲-۰۰ لکھنؤ الف کے مطابق
۲-۴۵ اختتام

شام
۵-۰۰ لکھنؤ الف کے مطابق
۵-۴۵ اُتراتی پروگرام
(لکھنؤ اور نجیب آباد)
۶-۴۵ لکھنؤ الف کے مطابق

شب
۱۱-۱۰ اختتام

جمعرات یکم اکتوبر

صبح
۷-۴۵، شام ۵-۴۵
گرچرن سنگھ چانی : بھجن
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰ ستار وادن

رات
۸-۰۰ کہانی
۸-۱۵ پشپا پلدھرے : غزلیں
۹-۳۰ نیشنل پروگرام
علاقائی موسیقی
۱۰-۳۰ خیال

جمعہ ۲ اکتوبر

صبح
۷-۴۵، دوپہر ۱۲-۰۰، شام ۵-۴۵
چندر پرکاش مشرا : بھجن
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰ خیال

رات
۸-۰۰ لال بہادر شاستری جینتی
۸-۱۵ رینوکا : بھجن اور غزل
۸-۳۰ ٹھمری
۱۰-۰۰ مہاتما گاندھی جینتی
۱۰-۳۰ شہنائی وادن

ہفتہ ۳ اکتوبر

صبح
۷-۴۵، شام ۵-۴۵
وجے نرلیش، گیت، بھجن، غزلیں
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰ ستار وادن
۱-۱۰ راگ رنگ : خیال

شام
۷-۳۰ یووا وانی
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ۴ اکتوبر

صبح
۷-۴۵، شام ۵-۴۵
کرشنا کلے : بھجن
۸-۳۰ اردو پروگرام
۱۰-۳۰ سبھا رولوارکی
۱-۱۰ آج اتوار ہے
'مکتی دھن' جھلکی
تحریر : منشی پریم چند
ریڈیو کلک : تیش چکولشی

رات
۸-۰۰ پستک سمیکشا
۸-۱۵ پرادیشک سماچار درشن
۱۰-۰۰ خیال
۱۰-۳۰ سرود وادن

پیر ۵ اکتوبر

صبح
۹-۱۰، رات ۸-۳۰
راج جی لال شوا : پکھاوج وادن
۱۲-۱۰، رات ۱۰-۳۰
ایم ڈی شرنگی رشی : وائلن وادن

شام
۵-۴۵ روبندر سنگیت
۹-۴۵ ٹھمری
۱۰-۰۰ سابتلی

منگل ۶ اکتوبر

صبح
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰ رگیان چرچا
۱۲-۳۰ من بھاون
آپ کی فرمائش پر فلمی گانے

شام
۷-۳۰ یووا وانی
۹-۴۵ بھارت بھارتی
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۷ اکتوبر

صبح
۷-۴۵ ساز غزل
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰، رات ۸-۳۰ سرود وادن
۱۲-۰۰ نمسکرت گیتم
۱-۱۰، رات ۱۰-۳۰
شرافت حسین خاں : خیال

رات
۹-۵۰ پریوار کلیان پر شنوتری
۱۰-۰۰ 'کونے' ڈرامہ
تحریر : جینت دلوی
ریڈیو کلک : سوشیلا کش الکر

جمعرات ۸ اکتوبر

صبح
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰ رادھیکا موہن موئیترا : سرود وادن

دوپہر
۱۲-۱۰ سدھیشوری دیوی : ٹھمری

رات
۸-۰۰ وجیا دشمی
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ناٹک

جمعہ ۹ اکتوبر

صبح
۷-۳۰ سوریلا : ہندی نظم خوانی
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰، رات ۸-۳۰
خیال

دوپہر
۱۲-۱۰ ستار وادن

رات
۹-۳۰ 'ماٹو کمار سوج' ڈرامہ
تحریر : ڈاکٹر رام کمار ورما

۱۰-۳۰ علی اکبر خاں، سرود وادن

ہفتہ ۱۰ اکتوبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام

۹-۱۰، دوپہر ۱۲-۱۰

بانسری وادن

شام

۶-۳۰ یووا وانی

۸-۰۰ وگیانکی

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

اتوار ۱۱ اکتوبر

صبح

۷-۴۵، شام ۵-۴۵

انجلی بنرجی، غزلیں

۸-۳۰ اردو پروگرام

۱۰-۳۰ سبھار دیوارکی

دوپہر

۱-۱۰ آج اتوار ہے 'جھلکی'

شام

۶-۳۰ یووا وانی

۸-۱۵ پرادیشک سماچار درشن

۱۰-۰۰ وائلن وادن

۱۰-۳۰ خیال

پیر ۱۲ اکتوبر

صبح

۷-۴۵، دوپہر ۱۲-۰۰، رات ۸-۱۵

پیارے میاں: غزلیں

۸-۳۰ اردو پروگرام

۹-۱۰، رات ۸-۳۰

ستار وادن

شام

۵-۴۵ رویندر سنگیت

۶-۳۰ یووا وانی

۱۰-۰۰ کلائیں، سانسکرتک سمیکشا

۱۰-۳۰ سرسوتی رانے، خیال شیام کلیان

منگل ۱۳ اکتوبر

صبح

۷-۴۵، شام ۵-۴۵

امریک سنگھ: بھجن اور گیت

۸-۳۰ اردو پروگرام

۹-۱۰ وگیان چرچا

(باقی ص ۴۵ پر)

رامپور

۳۳۶.۷۰ میٹر (۸۹۱ کلوہرٹز)

خبریں

[illegible]

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۵-۵۵ وندے ماترم اور منگل ناد

۶-۰۵ سوک باز

۶-۰۲ [illegible]

۶-۳۵ گاندھی چچا [illegible]

۷-۰۵ [illegible]

۷-۵۵ [illegible]

۷-۳۵ سگم سنگیت [illegible]

۸-۰۰ لوک گیت (اتوار)

۸-۰۰ بال جگت (اتوار)

دوپہر

۱۲-۳۰ چترپٹ سنگیت [illegible]

۱۲-۴۵ آپ کی چٹھی ملی (اتوار)

[illegible]

۱-۰۰ [illegible]

۱-۰۵ وگیان اور [illegible]

۱-۰۶ گرامین بھائیوں کے لیے (اتوار)

شام

۶-۰۰ [illegible]

۶-۰۶ یووا وانی [illegible]

کلاسیکل میوزک [illegible]

۶-۰۵ کرشی جگت

۷-۰۶ گرامین جگت (روزانہ)

۸-۰۰ [illegible] (اتوار)

اردو پروگرام (پیر)

[illegible]

ترنگا پروگرام (منگل)

انگریزی تقریر [illegible]

۸-۳۳ [illegible]

ہندی تقریر [illegible]

انگریزی تقریر [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۸-۴۵ [illegible]

[illegible]

جمعرات یکم اکتوبر

صبح

۷-۴۵ ساہتیہ سدھا، سنسکرت پروگرام

دوپہر

۱-۳۰، رات ۸-۱۵

ہیندر سنگھ، ٹھمری، دادرا

شام

۶-۳۰ یووا وانی

نظم خوانی - یووا پسند

۸-۰۰ شیلا گلواڑی، سگم سنگیت

جمعہ ۲ اکتوبر

صبح

۶-۳۰ کاویہ سوربھ

۷-۴۵ 'درپن' پریوار کلیان کاریہ کرم

۸-۳۰ 'آہنگ' اردو پروگرام

(۱) اس شہر سے میرا رشتہ 'بریلی'

(۲) 'اوراقِ پارینہ'

[illegible]

دوپہر

۱-۳۰، رات ۸-۱۵

بسنت راؤ دلیش پانڈے

گائن

شام

۶-۳۰ یووا وانی 'سرگم پردیپ تتر'

۸-۰۰ بھوپندر، غزلیں

ہفتہ ۳ اکتوبر

صبح

۷-۴۵، رات ۸-۱۵

اوشا اشٹن، سگم سنگیت

شام

۶-۳۰ یووا وانی، سماج گیت

۷-۴۵ ہندی تقریر

۸-۱۵ کمار مکرجی، گائن

اتوار ۴ اکتوبر

صبح

۹-۱۰ بال جگت

دوپہر

۱۲-۳۰ آپ کیلئے جھلکی

۲-۳۵ پریوار جگت

شام

۶-۳۰ یووا وانی 'برجیو جیا سرگم'

۸-۰۰ جوئے بار

شوبھا ماتھر، غزلیں

۹-۳۰ چہار سمت

پیر ۵ اکتوبر

صبح

۷-۴۵ رونا لیلیٰ، سگم سنگیت

۸-۳۰ لوک گیت

دوپہر

۱۱-۱۰ مہیلا جگت

۱-۳۰، رات ۸-۱۵

عطا حسین خاں، طبلہ وادن

شام

۶-۳۰ یووا وانی

نظم خوانی - نوشکی

۷-۴۵ اردو پروگرام

'شعری نشست'

شرکا شعرا، حفیظ آتش،

حلیل خاں نعمانی، پرتاپ چند آزاد

کرشن موہن جوہری وحشی

۸-۰۰ انوپ جلوٹا، غزلیں

منگل ۶ اکتوبر

صبح

۷-۴۵ طلعت محمود، غزلیں

۸-۳۰ گیان وتی سکینہ اور سکھیاں

لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ دھرتی گاتی ہے

لوک گیتوں کا فرمائشی پروگرام

۱-۳۰ پنڈت جسراج، گائن

شام

۶-۳۰ یووا وانی

میری پسند 'مغربی موسیقی'

۷-۴۵ سوستھ سندیش

بدھ ۷ اکتوبر

صبح

۷-۴۵، رات ۸-۰۰

ابنا ماتھر، گیت اور بھجن

۱۱-۱۰ گرامین مہیلاؤں کیلئے

دوپہر

۱-۳۰، رات ۸-۱۵

اروند پاریکھ، ستار وادن

شام

۶-۳۰ یووا وانی

کھیل جگت - میگزین پروگرام

۷-۴۵ 'اقبال کا پیغام برائے انسانیت'

انگریزی تقریر
۸-۰۰ بیگم اختر، غزلیں

جمعرات ۸ اکتوبر

صبح
۸-۳۰ رجنی ماتھر، لوک گیت
دوپہر
۱-۴۰، رات ۸-۱۵
پروین سلطانہ، گائن
شام
۶-۳۰ یووا وانی
نظم خوانی - یووا پسند
۸-۰۰ پنکج ملک، گیت

جمعہ ۹ اکتوبر

صبح
۸-۳۰ 'آہنگ' اردو پروگرام
'بنا ہے شہ کا مصاحب پھرے ہے اترانا'
مزاحیہ فیچر
دوپہر
۱-۴۰ عبدالحلیم جعفر خاں، ستار وادن
شام
۶-۳۰ یووا وانی
سرگم - پتر واتر
۸-۰۰ مہندر پال، گیت
رامائن بھجن
۸-۱۵ امجد علی خاں، سرود وادن

ہفتہ ۱۰ اکتوبر

صبح
۷-۴۵، رات ۸-۰۰
پی ایل گھکل، گیت اور بھجن
شام
۶-۳۰ یووا وانی
ولتا - کوی گوشٹی
۸-۱۵ روشن آرا بیگم، گائن

اتوار ۱۱ اکتوبر

صبح
۹-۱۰ بال جگت
دوپہر
۱۲-۳۰ آپ کیلئے جھلکی
شام
۶-۳۰ یووا وانی - سرگم
۸-۰۰ جوٹے ہار، غلام مصطفےٰ خاں، غزلیں

پیر ۱۲ اکتوبر

صبح
۷-۴۵ اور رات ۸-۳۰
آشا بھونسلے، سگم سنگیت
دوپہر
۱-۴۰، رات ۸-۱۵
بنی جان خاں، ساز سنگیت
شام
۶-۳۰ یووا وانی
نظم خوانی - جھلکی
۷-۴۵ 'آہنگ' اردو پروگرام
'کتب بینی' انشروائز پر ہنی فیچر

منگل ۱۳ اکتوبر

صبح
۸-۳۰ کرشن نکار
لوک گیت
دوپہر
۱-۴۰ لچھمی شنکر، نرملا دیوی، ٹھمری
شام
۶-۳۰ یووا وانی
میری پسند 'مغربی سنگیت'

بدھ ۱۴ اکتوبر

صبح
۷-۴۵، رات ۸-۴۵
ریتا شرما، بھجن، گیت
دوپہر
۱-۴۰، رات ۸-۱۵
بسم اللہ خاں اور ساتھی، شہنائی وادن
شام
۶-۳۰ یووا وانی؛ 'اولوکن' سنسکرت پتریکا
۷-۴۵ آپنے لکھا ہے

جمعرات ۱۵ اکتوبر

صبح
۸-۲۰ انجم شیر واستو، لوک گیت
دوپہر
۱-۴۰، رات ۸-۱۵
بھیم سین جوشی، گائن
شام
۶-۳۰ یووا وانی
نظم خوانی، یووا سماچار
۸-۰۰ جگجیت سنگھ، غزلیں

جالندھر چنڈی گڑھ

جالندھر 'الف' ۳۴۳/۶ میٹر، ۸۷۳ کلوہرٹز   جالندھر 'ب' ۴۲۷/۴۳ میٹر، ۷۰۲ کلوہرٹز
چنڈی گڑھ ۲۰۹/۶ میٹر ۱۴۴۰ کلوہرٹز   (شام ۱۰-۶ تا ۳۰-۶ تک)

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

جالندھر الف

صبح
۶-۲۵ وندے ماترم؛ منگل دھونی
۶-۳۰ آرادھنا؛ بھگتی سنگیت
۶-۵۵ موسم اور کھیتی باڑی پروگرام
۷-۰۵ امرت ودھ
۷-۱۵ پریچے؛ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۲۰ آساوی وار (صرف اتوار)
۸-۲۰ مسیحی بھجن (صرف اتوار)
۸-۴۰ آپ کے اتر میں (اتوار)
سابتیہ سدھا؛ سنسکرت پروگرام
(پیر) اخباراں دی رائے (منگل)
سماچار درپن (بدھ اور ہفتہ)
تراشے (جمعرات)
تہاڈی چِٹھی ملی (جمعہ)
۹-۱۵ بال جگت
بچوں کے لیے ہفتہ وار پروگرام
۱۰-۰۰ چانن ریشماں
ہفتہ وار زرعی پروگرام
۱۰-۳۰ آپ کی فرمائش (اتوار)
۹-۳۰ اختتام (۱۱-۱۵ تک اتوار کو)
دوپہر
۱۲-۰۰ پکھ گلاں کجھ گیت (منگل)
۱۲-۳۰ ناری سنسار (اتوار اور جمعرات)
۱۲-۴۵ جیون جاچ (پیر اور جمعہ)
۱-۰۵ فوجی بھائیوں کے لیے
۲-۰۰ موسم اور اتے کھیتی
۲-۲۰ ساڈے آس پاس (ہفتہ)
۲-۳۰ لوک گیت؛ چیدہ چیدہ فنکار
۲-۴۵ ہندی خبریں (دھیمی رفتار)
شام
۵-۰۵ بال واڑی (دیہاتی بچوں کے لیے
پیر) پھلجھڑی (بدھ)
۵-۳۰ گروانی وچار (روزانہ)
۶-۰۰ مقامی اعلانات اور
پروگراموں کا خلاصہ
۶-۱۰ پرادیشک سماچار (پنجابی)
۶-۲۰ پرادیشک سماچار (ہندی)
۶-۳۰ دیہاتی پروگرام
۷-۴۰ روزگار سماچار (روزانہ)
۸-۲۰ ادھیاپکوں کے لیے (صرف ہفتہ)
۹-۲۵ تبصرہ (اردو)

جالندھر ب

صبح
۱۰-۱۰ طالب علموں کے لیے پروگرام
شام
۶-۰۰ یووا وانی -
یوکوں کے لیے پروگرام
۷-۰۰ دیس پنجاب
پنجابی میں رنگا رنگ پروگرام
۸-۰۰ اختتام

جمعرات یکم اکتوبر

صبح
۶-۴۵ شبد
۸-۲۰ پریتم پاٹھک، لوک گیت
۸-۵۰ غزلیں
۹-۱۵، شام ۷-۵۰
روبی بنرجی، بھجن/غزلیں
دوپہر
۱۲-۰۰ شاستریہ گائن
۱۲-۱۵ پشپا ہنس، گیت
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ کشمیر سنگھ شمبھو، لوک گیت
شام
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ سریندر شندا، لوک گیت

۸-۰۰ سرجنا، پنجابی میں ادبی پروگرام
۸-۱۲ سگم سنگیت
۹-۱۲ نیشنل پروگرام، موسیقی
سبرامنیم بھارتی کی رچنائیں
۱۰-۰۰ شاستریہ سنگیت

شام
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ گرودیپ سنگھ، لوک گیت
۸-۲۰ ادھیاپکوں کیلئے
۸-۳۰ سگم سنگیت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

جمعہ ۲ اکتوبر

صبح
۶-۴۵ بھجن، شبد، نعتیں
۷-۳۰، دوپہر ۱۲، رات ۱۰-۳۰
شاستریہ سنگیت
۸-۲۰ راشٹریہ بھگتی سنگیت
۸-۵۰ محمد تقی قوال و ساتھی،
صوفیانہ کلام
۹-۱۵ بھگتی سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ باپو کی امر کہانی، گیت
۲-۲۰ بھجن، شبد، نعت
۲-۳۰ لوک گیت (کورس)

شام
۵-۰۵ ایک ہرش داتارہ
راشٹریہ سنگھٹ گیت
۵-۱۵ گردھاری لال و ساتھی
بھینٹیں
۸-۰۰ پنجابی تقریر
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۳۰ ہندی ناٹک
۱۰-۱۵ سوداگر مل کول و ساتھی
بھینٹیں

ہفتہ ۳ اکتوبر

صبح
۶-۴۵ شبد
۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۰۰
شاستریہ سنگیت
۸-۲۰ سریندر کوہلی، گیت
۸-۵۰ پنجابی گیت
۹-۱۵، شام ۷-۴۵
لچھمن داس پردیسی، بھجن / غزلیں

دوپہر
۱۲-۱۵ گیت گنجن
۱۲-۳۰ لوک رنگ، لوک سنگیت کا پروگرام
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ پرومیلا جی، لوک گیت

اتوار ۴ اکتوبر

صبح
۷-۲۵ سلیم اقبال، کافیاں
۸-۲۰ مسیحی بھجن
۸-۵۰ پنجابی گیت

دوپہر
۱۲-۰۰ شاستریہ سنگیت
۱۲-۱۵ سیتا کوہلی، گیت اور غزل
۲-۲۰ غزلیں

شام
۵-۱۵ پربھجن سنگھ نایل اور ساتھی
لوک گیت
۷-۴۵ جاگرت
پنجابی میں سلسلہ وار گھریلو فیچر
۸-۰۰ انگریزی تقریر
۸-۲۵ سگم سنگیت
۱۰-۱۰ شبد کیرتن
۱۰-۳۰ سریلی سُر

پیر ۵ اکتوبر

صبح
۷-۳۵، رات ۱۰-۰۰
شاستریہ سنگیت
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
ریٹا شرما، بھجن / غزلیں
۸-۵۰ کلدیپ مانک، لوک گیت
۹-۱۵، شام ۷-۴۵
میناکشی چترجی

دوپہر
۱۲-۰۰ تہاڈی پسند
۱۲-۳۰ لچھمن داس سندھو، پنجابی غزلیں

رات
۸-۰۰ ہندی تقریر
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۳۰ پنجابی ناٹک
۱۰-۱۵ منوہر کور، لوک گیت

منگل ۶ اکتوبر

صبح
۷-۳۵، شام ۷-۴۵
شاستریہ سنگیت
۸-۲۰ سنت سنگھ بندرا، لوک گیت
۸-۵۰ پنجابی ناٹک
۹-۱۵ جاگرت
پریواروں کیلئے

دوپہر
۱۲-۰۰ کرگاں کر گیت
۲-۲۰ غزلیں

شام
۵-۱۵ زیلارام اور ساتھی
لوک گیت
۸-۰۰ اردو تقریر
۸-۲۰ ہندی کویتا پاٹھ
۸-۳۰ سگم سنگیت
۹-۳۰ کھیڈ سنسار
کھیلوں کا سپیکٹرم پروگرام

بدھ ۷ اکتوبر

صبح
۷-۳۵، دوپہر ۱۲-۰۰، شام ۱۰-۳۰
شاستریہ سنگیت
۸-۲۰ تیش چند، گیت
۸-۵۰ رمیش رنگیلا و ساتھی
لوک گیت
۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵
بھائی بخشش سنگھ راگی و ساتھی
شبد
۱۲-۳۰ چنگی صحت، صحت پروگرام
۲-۲۰ غزلیں

شام
۷-۴۵ قدم قدم پڑاؤ پڑا
۸-۰۰ پنجابی تقریر
۸-۳۰ سگم سنگیت
۹-۳۰ آپ کی فرمائش
سامعین کے پسندیدہ فلمی گیت

جمعرات ۸ اکتوبر

صبح
۷-۳۵، دوپہر ۱۲-۰۰، رات ۱۰-۳۰
شاستریہ سنگیت
۸-۱۲ کرتار چند جگی، لوک گیت
۸-۵۰ رام چرت مانس سے پاٹھ
۹-۱۵ بھجن - بھگوان رام کے

دوپہر
۱۲-۱۵ بھگتی سنگیت (بھگوان رام کا)
۲-۲۰ بھگتی سنگیت

شام
۵-۱۵ نکو داس و ساتھی، لوک گیت
۷-۰۵ تلسی داس کے دوہے
۸-۰۰ پچھلی، ہندی ادبی پروگرام
۸-۳۰ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ کویتا پاٹھ

جمعہ ۹ اکتوبر

صبح
۷-۳۵، دوپہر ۱۲-۰۰، رات ۱۰-۱۲
شاستریہ سنگیت
۸-۱۲ نعتیں
۸-۵۰ محمد سلیم اقبال و ساتھی
صوفیانہ کلام
۹-۱۵ شوبھا گورٹو، غزلیں

دوپہر
۱۲-۳۰ نعتیں
۲-۲۰ غزلیں

شام
۵-۱۵ برکت سدھو، لوک گیت
۷-۴۵ شیل بالا، کرتا دمن، اوم پرکاش سین
گیت
۸-۰۰ ہندی تقریر
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۳۰ ہندی ناٹک
۱۰-۱۵ فرمود سنگھ امن اور ساتھی
لوک گیت

ہفتہ ۱۰ اکتوبر

صبح
۷-۳۵، دوپہر ۱۲-۰۰
شاستریہ سنگیت
۸-۲۰ شبد
۸-۵۰ پنجابی گیت
۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۳۰، رات ۷-۴۵
محمد شریف قوال و ساتھی
نعتیں / غزلیں

دوپہر
۱۲-۱۵ احمد حسین، محمد حسین، غزلیں

۱۲-۳۰ فلمی، لوک گیت
۵-۱۵ پیلا سنگھ پنچھی، لوک گیت
۸-۰۰ پنجابی تقریر
۸-۱۲ سگم سنگیت

اتوار ۱۱ اکتوبر

صبح
۷-۳۵، رات ۸-۱۵
سگم سنگیت
۸-۱۲ مسیحی بھجن
۸-۵۰ پنجابی گیت
۱۲-۰۰، رات ۱۰-۳۰
شاستریہ سنگیت
۱۲-۱۵ کمل ہنس پال، گیت
۲-۲۰ غـزلیں
شام
۵-۱۵ چندر کانتا کپور
۷-۴۵ جـاگیت
۸-۰۰ انگریزی تقریر
۸-۱۰ وادیہ وادن
۱۰-۰۰ شبد گائن

پیر ۱۲ اکتوبر

صبح
۷-۳۵، رات ۱۰-۳۰
شاستریہ سنگیت
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۵۰ لال چند یملا جٹ، لوک گیت
۹-۱۵ جھلکی ـ طنز و مزاح کا پروگرام
۱۲-۰۰ تمہاری چٹھی
سامعین کی پسند پنجابی گیت
۱۲-۳۰ راجندر مہتہ، نینا شاہ
گیت اور غـزل
۲-۲۰ غـزلیں
۷-۴۵ چاند بانے، غـزلیں
۸-۰۰ ہندی تقریر
۸-۱۰ وادیہ وادن
۹-۳۰ پنجابی ناٹک
۱۰-۱۵ لال چند یملا جٹ، لوک گیت

منگل ۱۳ اکتوبر

صبح
۷-۱۲، شام ۷-۴۵
شاستریہ سنگیت
۸-۲۰ بنارسی سنگھ بھل، لوک گیت
۸-۵۰ بھگتی سنگیت
بالمیکی جی کے گیت

۹-۱۵ جھلکیت
۱۲-۰۰ کیرتن گیت
۲-۲۰ غـزلیں
شام
۵-۱۵ بلونت سنگھ کولشر اور ساتھی
لوک گیت
۸-۰۰ اردو تقریر
۸-۲۰ پنجابی کویتا پاٹھ
۸-۳۰ سگم سنگیت
۹-۳۰ ہندی میں بسنت واٹیا

بدھ ۱۴ اکتوبر

صبح
۷-۳۵، دوپہر ۱۲، رات ۱۰-۳۰
شاستریہ سنگیت
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۵۰ سوندر سنگھ پردیسی، لوک گیت
۹-۱۵، دوپہر ۱-۱۵
بھائی ہرچند سنگھ راگی و ساتھی
شبد
۱۲-۳۰ چنگی صحت
۲-۲۰ غـزلیں
شام
۷-۴۵ قدم قدم چاہتا
۸-۰۰ پنجابی تقریر
۸-۱۰ وادیہ وادن
۹-۳۰ آپ کی فرمائش

جمعرات ۱۵ اکتوبر

صبح
۷-۳۵، دوپہر ۱۲-۰۰، رات ۱۰-۳۰
شاستریہ سنگیت
۸-۲۰ سریندر سنگھ سمن، لوک گیت
۸-۵۰ قوالی
۹-۱۵، دوپہر ۱-۱۵
سلیم اقبال، نعتیں
۲-۲۰ غـزلیں
شام
۵-۱۵ ہردیو سنگھ خوشدل، لوک گیت
۷-۵۰ سلیم اقبال، غـزلیں
۸-۰۰ سرجنا
پنجابی میں ادبی پروگرام
۸-۳۰ سگم سنگت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، ناٹک
۱۰-۰۰ ضلع کی تصویر

روہتک

میڈیم ویو ۳۷۵.۲، ۲۴۲ میٹر ۱۴۳۷ کلوہرٹز
پہلی مجلس: صبح ۶-۲۵ سے ۹-۰۵ تک (اتوار ۱۰-۰۹ تک)
دوسری مجلس: ۱۲-۲۸ سے ۱۰-۳ تک
تیسری مجلس ۱-۱۴۸ سے ۱۰-۳۰ تک (ہفتہ رات گیارہ بجے تک)

جمعرات یکم اکتوبر

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
پرتبھا جین، سگم سنگیت
۷-۲۵ انبالہ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ چلتے چلتے
۸-۳۰ رام کمار شرما اور عبدالشکور
لوک سنگیت
دوپہر
۱۲-۳۰ ایک رنگ
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ نویں جماعت کیلئے درس
۲-۳۰ رام کمار شرما اور
اندر سنگھ لوال و ساتھی، لوک سنگیت
شام
۵-۳۰ یووانسار، سرگم
۶-۱۰ سندھی لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
بالک منڈلی
کھیل اور کھلاڑی
گھر آنگن
۸-۰۰ محمد یعقوب، سگم سنگیت
۸-۳۰ آپ کا خط ملا
۹-۱۵

جمعہ ۲ اکتوبر

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
جیوتی چودھری، سگم سنگیت
۷-۲۵ بھوانی ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
غلام علی پرویز، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ سورج بھان سنگھ اور الٰہ دین
لوک سنگیت

۸-۳۰ گاندھی چرچا
دوپہر
۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت
۱-۰۰ ورندگان
۲-۲۰ جے بھگوان کوشک اور
سورج بھان ساگی، لوک سنگیت
شام
۵-۳۰ یووانسار
پتریکا
۶-۱۰ مارواڑی لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
جے بھگوان کوشک، لوک گیت
۸-۰۰ کھیل جگت
۸-۳۰ کرشنا کلے، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'بوبی'

ہفتہ ۳ اکتوبر

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
شیلجا رام چندرن، سگم سنگیت
۷-۲۵ کرنال ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ نواب خاں، طبلہ وادن
۸-۲۰ ویر بھان سنگھ اور
کملا دیوی ہڈا، لوک سنگیت
دوپہر
۱۲-۳۰ پھر ملیں گے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ اساتذہ کیلئے
۲-۲۰ ہردھیان سنگھ اور
جگدیش چندر شرما، لوک سنگیت
شام
۵-۳۰ یووانسار
گیتوں بھری کہانی
۶-۱۰ کشمیری لوک گیت

۶-۳۰ یوواسنسار
ناٹک

۸-۰۰ ہریانہ درشن

۸-۳۰ لتا ، غزلیں

۹-۱۵ ایک فلم سے 'سہاگ'

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی

اتوار ۴ر اکتوبر

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
سمیتا باجپائی ، سگم سنگیت

۷-۲۵ گوڑگاؤں ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ دیوبرت چوہدری ، ستار

۸-۲۰ بچوں کیلئے

دوپہر

۱۲-۳۰ ناری جگت

۱-۰۰ کھلا آکاش

۲-۲۰ نیت رام و ساتھی اور
گلاب سنگھ کھنڈیلوال ، لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یوواسنسار
نوجوانوں کی پسند - خطوں کے جواب

۶-۱۰ پنجابی لوک گیت

۶-۳۰ گرامین سنسار
آپ کی پسند

۸-۰۰ آج اتوار ہے

۸-۳۰ سوہ گان

۹-۱۵ ایک فلم سے 'پلکوں کی چھاؤں میں'
۹-۳۰ 'قسم خدا کی' ، جھلکی

۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۵ر اکتوبر

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
لیش شرما ، سگم سنگیت

۷-۲۵ جیند ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
ڈی الیس رانا ، بانسری وادن

۸-۲۰ لال چند شرما اور
امرجیت کور ، لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ملے جلے گانے

۱-۰۰ وندنگان

۱-۳۰ چھٹی جماعت کیلئے درس

۲-۲۰ لال چند شرما اور بالے رام دھیا
لوک گیت

شام

۵-۳۰ رفتار زمانہ

۶-۱۰ بنگالی لوک گیت

۶-۳۰ گرامین سنسار
بالے رام دھیا ، لوک گیت

۸-۰۰ انگریزی تقریر

۸-۳۰ یونس ملک ، سگم سنگیت

۹-۱۵ ایک فلم سے 'ساجن بنا سہاگن'

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، تقریر

منگل ۶ر اکتوبر

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
رمیش چندر دت ، سگم سنگیت

۷-۲۵ کورکشیتر ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ این بی پٹوردھن ، کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰ من پھول میر ، شکنتلا ڈانگی و ساتھی
لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب

۱-۰۰ وندنگان

۱-۴۰ ساتویں جماعت کیلئے درس

۲-۲۰ من پھول میر ، نرملا پنو
لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یوواسنسار
میری پسند کے گیت

۶-۱۰ برج کے لوک گیت

۶-۳۰ گرامین سنسار
نرملا پنو ، لوک گیت

۸-۰۰ کلام شاعر

۸-۳۰ ہری رام شرن ، سگم سنگیت

۹-۱۵ ایک فلم سے 'سنینا'

۹-۳۰ ہندی میں تبادلہ خیال

۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۷ر اکتوبر

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
منجو بترہ ، سگم سنگیت

۷-۲۵ مہندرگڑھ ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
اجیت سنگھ منل ، کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰ صوبے رام دلیش اور ساتھی
لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۲۰ گاتی پنکتی

۱-۰۰ کستر نیں

۱-۴۰ آٹھویں جماعت کیلئے درس

۲-۲۰ صوبے سنگھ اور لال چند
لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یوواسنسار
تقریر

۶-۱۰ ننھے منے

۶-۳۰ گرامین سنسار
لال چند

۸-۰۰ ہندی تقریر

۸-۳۰ محمد رفیع ، سگم سنگیت

۹-۱۵ ایک فلم سے 'ہم دونوں'

۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۸ر اکتوبر

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
سریش جی شری کھانڈے
سگم سنگیت

۷-۲۵ سونی پت ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ چلتے چلتے

۸-۲۰ ست نارائن وششٹ اور سنتوش
سامپلوال و ساتھی ، لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ساز اور آواز

۱-۰۰ وندنگان

۲-۲۰ ست نارائن وششٹ اور لکشمن سنگھ
لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یوواسنسار - سرگم

۶-۱۰ پنجابی لوک گیت

۶-۳۰ گرامین سنسار

۸-۰۰ گھر آنگن

۸-۳۰ ماسٹر مدن ، سگم سنگیت

۹-۱۵ آپ کا خط ملا

جمعہ ۹ر اکتوبر

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
اقبال صدیقی ، سگم سنگیت

۷-۲۵ سرسہ ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ ہیش باجپائی ، کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰ کرشنا سینی و ساتھی اور
رام نواس شرما ، لوک سنگیت

۸-۳۰ گاندھی چرچا

دوپہر

۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت

۱-۰۰ وندنگان

۲-۲۰ کرشنا سینی و ساتھی اور بلبیر سنگھ گیدار
لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یوواسنسار
پترکا

۶-۱۰ ہماچل کے لوک گیت

۶-۳۰ گرامین سنسار
بلبیر سنگھ گیداور

۸-۰۰ وکاس کلب

۸-۳۰ پریتی ساگر ، غزلیں اور گیت

۹-۱۵ ایک فلم سے 'آشا'

ہفتہ ۱۰ر اکتوبر

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
آشا لپتا ، سگم سنگیت

۷-۲۵ فرید آباد ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ راجن مشرا ، ساجن مشرا
کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰ اوما دتہ اور بھیم سنگھ و ساتھی
لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ بکھر شیٹے

۱-۰۰ وندنگان

۱-۴۰ اساتذہ کیلئے

۲-۲۰ اوما دتہ اور ٹیک چند چوہان و ساتھی
لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یوواسنسار
سوال و جواب

۶-۱۰ ڈوگری لوک گیت

۶-۳۰ گرامین سنسار
ٹیک چند چوہان و ساتھی

۸-۳۰ ہریانہ درشن

۸-۳۰ طلعت عزیز ، سگم سنگیت

۹-۱۵ ایک فلم سے 'ہمراز'

۹-۳۰ نیشنل پروگرام
موسیقی

اتوار ۱۱ اکتوبر

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
سبھاش چندر سینی، سگم سنگیت
۷-۲۵ روہتک ضلع کی چٹھی
۷-۳۲ وجے کمار، ستار
۸-۳۰ بچوں کیلئے

دوپہر
۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۰۰ کھلا آکاش
۲-۳۰ کپور چند اور تارا چند دھیا و ساتھی
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
نوجوانوں کی پسند
خطوں کے جواب
۶-۱۰ پنجابی لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
آپ کی پسند
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۳۰ منوہن پہاڑی، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'سو دن ساس کے'
۹-۳۰ 'شہر کے گاؤں کی دوڑ'
ہریانوی ناٹک
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۱۲ اکتوبر

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
گلشن کوکیا، سگم سنگیت
۷-۲۵ حصار ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
کندن لال شرما، کلاسیکی موسیقی
۸-۳۰ منشی رام اور آشا لتا
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ملے جلے گانے
۱-۰۰ ورندگان
۲-۳۰ منشی رام اور مانگے رام زرگر
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ بھوجپوری لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
مانگے رام زرگر
۸-۰۰ انگریزی تقریر
۸-۳۰ بیگم اختر
سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے
'جھوٹا کہیں کا'
۹-۳۰ نیشنل پروگرام
تقریر

منگل ۱۳ اکتوبر

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
شکنتلا دیوی، سگم سنگیت
۷-۲۵ انبالہ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ بڑے غلام علی خاں
کلاسیکی موسیقی
۸-۳۰ اوم پرکاش، لیلا رانی
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۲ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ ورندگان
۲-۳۰ اوم پرکاش، لیلا رانی
لوک سنگیت

شام
۶-۱۰ مراٹھی لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
کملا رانی
۸-۰۰ کلام شاعر
۸-۳۰ چندا نی مکرجی
بھجن
۹-۱۵ ایک فلم سے
فلم 'روٹی'
۹-۳۰ ہندی میں تبادلہ خیال
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۱۴ اکتوبر

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
مدھوبالا سکسینہ، سگم سنگیت
۷-۲۵ بھوانی ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
گنگا پرساد پاٹھک
کلاسیکی موسیقی
۸-۳۰ پیارے رام مستانہ،
اور سنتوش کماری
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ گاتی پنکتی
۱-۰۰ کترنیں
۲-۳۰ شنکر داس و ساتھی اور
سنتوش کماری
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ ننھے منے
گیت اور کہانی
۶-۳۰ گرامین سنسار
شنکر داس و ساتھی
۸-۰۰ ہندی تقریر
۸-۳۰ حبیب پینٹر اور ہمنوا
قوالیاں
۹-۱۵ ایک فلم سے
فلم 'دو بدن'
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۱۵ اکتوبر

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
مدن سنگھ، سگم سنگیت
۷-۲۵ کرنال ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ چلتے چلتے
۸-۳۰ پیارے لال ساگی اور
کوشلیا قادیان و ساتھی
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ایک رنگ
۱-۰۰ ورندگان
۲-۳۰ پیارے لال ساگی اور
منگل ناتھ و ساتھی، لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
سرگم
۶-۱۰ پنجابی لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ گھر آنگن
۸-۳۰ طلعت محمود
غزلیں
۹-۱۵ آپ کا خط ملا

بقیہ :- اردو سروس

دوپہر
۲-۳۰ بزم خواتین
'ہم خاموش رہے۔ میکے والوں کے سامنے'
مزاحیہ تقریر از شفیقہ فرحت
غزل
خطوں کے جواب
۳-۰۰ رنگا رنگ
جھلکیاں از فاطمہ ترمذی

رات
۸-۴۵ پس منظر
تحریر: احمد معظم
۹-۰۰ حسن غزل
سیما ثریا، غزلیں
۹-۳۰ مشاعرہ
لکھنؤ کی پیشکش
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
بسم اللہ خاں اور ساتھی
شہنائی پر راگ کیدارا
لطافت حسین خاں، خیال مالی گورا

جمعرات ۱۵ اکتوبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی۔ قوالیاں
۶-۳۰ شہر صبا
دی پی دھر، غالب اور شاد کا کلام
رویندر گرو ور، شکیل بدایونی کا کلام
۷-۳۰ نوائے ساز
رئیس خاں، ستار پر راگ بھیرو
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
کرشنا بشٹ اور بھارتی چکرورتی
خیال گن کلی

رات
۸-۴۵ آپ کا خط ملا
۹-۰۰ 'جھوٹ یا سچ'، ڈرامہ
تحریر، صالحہ عابد حسین
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
رئیس خاں، ستار پر راگ دیباری
کرشنا بشٹ اور بھارتی چکرورتی
خیال مالکونس

شملہ

میڈیم ویو ۳۸۷٫۶ میٹر ۷۷۴ کلوہرٹز
شارٹ ویو ۹۳٫۰۹ میٹر ۳۲۲۳ کلوہرٹز صبح ۷-۳۰ تک اور شام ۶-۳۰ کے بعد
۴۹٫۸۳ میٹر ۶۰۲۰ کلوہرٹز صبح ۷-۴۵ کے بعد اور شام ۶-۱۵ تک
صبح ۵-۴۵ سے ۷-۳۰ ۳۲۲۳ کلوہرٹز صبح ۷-۴۵ سے ۹-۳۰ اور ۹-۴۵ سے ۴-۴۵
۵-۴۵ اور شام ۵-۰۰ سے ۶-۱۵ تک ۶۰۲۰ کلوہرٹز ۶-۰۰ سے رات ۱۱-۰۰ ۳۲۲۳ کلوہرٹز

خبریں

[illegible]

رات ۹-۰۰ ... ۱۱-۰۵ سنسکرت: صبح ۷-۰۰ ... صبح ۸-۰۵

[illegible]

صبح
- ۶-۲۰ گیان ہند اور بھگتی سنگیت
- ۶-۴۵ کھیتی باڑی
- ۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
- ۷-۴۵ پہاڑی سنگیت

۹-۰۵ فلمی موسیقی

دوپہر
- ۱-۱۰ فوجی بھائیوں کیلئے پروگرام
- ۲-۳۰ موسم - کھیتی چرچا
- ۲-۳۰ سب رنگ

شام
- ۶-۴۵ علاقائی خبریں
- ۷-۰۵ کرشی جگت
- ۷-۴۵ نوجوان بچوں کیلئے پروگرام
- ۸-۰۰ دھارا سے گیت

جمعرات یکم اکتوبر

صبح
- ۷-۳۰ دلیش گان
- ۸-۲۰ پنجابی گیت
- ۸-۴۵ ریڈیو ڈاکٹر : بات چیت
- ۹-۰۵ ایک کلاکار

دوپہر
- ۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
'میری دنیا، پودے اور پرکاش' تقریر

شام
- ۵-۰۵ لوک گیت
- ۶-۰۰ اس ماس کا گیت
- ۶-۵۵ خاندانی بہبود کا پروگرام
- ۸-۱۵ غزلیں -
- ۸-۲۵ بھگتی سنگیت
- ۸-۴۵ وادیہ ورند
- ۹-۱۵ آپ کا پتر ملا
- ۹-۳۰ علاقائی سنگیت
- ۱۰-۰۰ کلاسیکی موسیقی

جمعہ ۲ اکتوبر

صبح
- ۷-۱۰ پراتھنا سبھا
- ۷-۳۰ ترنگ ، کویتا پاٹھ
- ۷-۵۵ سمے کی بات

۸-۲۰ ، رات ۸-۴۵
سگم سنگیت
- ۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی
- ۹-۰۵ محفل

شام
- ۶-۰۰ ساماجک چرچا
- ۷-۰۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی
- ۸-۱۵ سماچار درشن
- ۹-۱۵ ہندی تقریر
- ۹-۳۰ ہندی ڈرامہ
- ۱۰-۰۰ من بھاون
پرانی فلموں سے فرمائشی گیت

ہفتہ ۳ اکتوبر

صبح
۷-۳۰ ، شام ۷-۳۵
گیت
- ۷-۵۵ سمے کی بات
- ۸-۲۰ سیاحوں کیلئے
- ۸-۳۰ انگریزی سبق
- ۹-۰۵ رس دھارا

دوپہر
- ۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
بھارت درشن : روپک

- ۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
- ۷-۳۰ اساتذہ کیلئے

شام
- ۸-۱۵ سگم سنگیت
- ۸-۲۵ فلم سنگیت
- ۹-۱۵ ہم وطن
علاقائی میل پیشنل ریل
- ۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ۴ اکتوبر

صبح
- ۹-۰۵ فلمی دھن
- ۹-۱۰ لوک روچی سماچار
- ۹-۱۵ اِن دنوں
اسٹوڈیوز پر مبنی پروگرام
- ۹-۳۰ ساز اور آواز
- ۹-۴۵ وگیان اور جیون
- ۱۰-۰۰ لوک وانی
- ۱۱-۰۰ ہندی ڈرامہ

دوپہر
- ۱۲-۰۰ 'پٹاری' رنگارنگ پروگرام
- ۱۲-۳۰ بال گوپال
- ۳-۰۰ ونیتا منڈل : خواتین کیلئے

شام
- ۶-۰۰ پہاڑی دھن
- ۷-۴۵ خاندانی بہبود کا پروگرام
- ۷-۳۰ اساتذہ کیلئے
- ۸-۱۵ سماچار درشن
- ۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی
- ۸-۴۵ وادیہ ورند
- ۹-۱۵ کہانی
- ۹-۳۰ گیت پہاڑاں رے
فرمائشی پہاڑی گیتوں کا

پیر ۵ اکتوبر

صبح
- ۷-۴۰ جیون جیوتی
- ۸-۲۰ شبد
- ۸-۳۵ ساہتیہ ویلا ، ادبی پروگرام
- ۹-۰۵ بھولے بسرے گیت

دوپہر
- ۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
ہمارا ہماچل : دیوی دیوتا

شام
- ۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
- ۸-۱۵ میونسپل اسپورٹس
- ۸-۲۵ خاندان کی بہبود کا پروگرام

- ۸-۳۰ دلیش گان
- ۸-۴۵ وادیہ ورند
- ۹-۳۰ ہندی میں بات چیت
- ۹-۴۵ سگم سنگیت
- ۱۰-۰۰ انگریزی فیچر

منگل ۶ اکتوبر

صبح
- ۷-۴۰ سنگیت
- ۷-۵۵ سمے کی بات

۸-۲۰ ، رات ۸-۱۵
سگم سنگیت
- ۸-۳۵ علاقائی سنگیت
- ۹-۰۵ چٹکا

دوپہر
- ۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
انگریزی سبق

شام
- ۶-۰۰ ساماجک چرچا
- ۷-۰۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی
- ۸-۲۵ سب رس
- ۹-۱۵ تعلیم پر بات چیت
- ۹-۳۰ ہندی میں بات چیت
- ۹-۴۵ سگم سنگیت
- ۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۷ اکتوبر

صبح
- ۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی ، کرناٹک
- ۷-۴۰ جیون جیوتی
- ۸-۲۰ ٹھمری ، دادرا
- ۸-۴۵ امر بھارتی
- ۹-۰۵ ایک فلم کے گیت

شام
- ۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
- ۶-۱۵ مبلا ستیان
دیہی خواتین کیلئے
- ۸-۱۵ سماچار درشن
- ۸-۲۵ سگم سنگیت
- ۸-۳۵ وادیہ ورند
- ۹-۱۵ ہماچل ڈائری
- ۹-۳۰ چرچا کا وشیے ہے
- ۹-۴۵ سگم سنگیت
- ۱۰-۰۰ آپ کے انتخاب پر
نئی فلموں کے گیت

جمعرات ۸ اکتوبر
صبح
۷-۳۰ دیش گان
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر، بات چیت
۹-۰۵ ایک کلاکار
شام
۶-۰۰ پہاڑی دھن
۶-۳۵ خاندان کی بہبودی کا پروگرام
۷-۳۰ اساتذہ کیلئے
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ بھگتی سنگیت
۹-۱۵ آپ کا پترا
۹-۳۰ ہندی ڈرامہ
۱۰-۰۰ کلاسیکی موسیقی

جمعہ ۹ اکتوبر
صبح
۷-۱۰ پیار تماسبا
۷-۳۰ ترنگ: کویتا پاٹھ
۷-۵۵ سمے کی بات
۸-۳۰، رات ۸-۲۵
سنگم سنگیت
۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۰۵ محفل
شام
۶-۰۰ سلانیک چرچا
۷-۰۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹی
۸-۱۵ سماچار درشن
۹-۱۵ بک ریویو
۹-۱۵ ہندی تقریر
۱۰-۰۰ من بھاون
پرانی فلموں سے فرمائشی گیت

ہفتہ ۱۰ اکتوبر
صبح
۷-۳۰ شام ۷-۳۵
گیت
۸-۲۰ سیاحوں کیلئے
۸-۳۰ انگریزی سبق
۹-۰۵ [illegible]
شام
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ اسکولوں کیلئے
۸-۱۵ [illegible]
۸-۲۵ [illegible]
۹-۱۵ [illegible]
[illegible]
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

اتوار ۱۱ اکتوبر
صبح
۷-۳۰ اس ماس کا گیت
۸-۳۰ آپکی چٹھی آپکی فرمائش
۹-۰۵ پہاڑی دھن
۹-۱۰ لوک روچی سماچار
۹-۱۵ ان دنوں
[illegible] پروگرام
۹-۳۰ ساز اور آواز
۹-۴۵ وگیان اور جیون
۱۰-۰۰ یووا وانی
۱۱-۰۰ ہندی ڈرامہ
دوپہر
۱۲-۰۰ گیتوں بھری کہانی
۱۲-۳۰ بال گوپال
۳-۰۰ ونیتا منڈل
شام
۷-۳۵ خاندانی بہبود کا پروگرام
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۱۵ بک ریویو
۹-۳۰ گیت پہاڑاں دے
فرمائشی پہاڑی گیتوں کا ہفتہ وار پروگرام

پیر ۱۲ اکتوبر
صبح
۷-۳۰ جیون جیوتی
۷-۵۵ سمے کی بات
۸-۳۵ ساہتیہ دیپ، ادبی پروگرام
۹-۰۵ بھولے بسرے گیت
دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
(۱) کیا ہیں ایک پکار، 'بابو'
(۲) کویتا دیپ، کونل: کویتا پاٹھ
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۸-۱۵ نیوز ریل یا اسپورٹس
۹-۱۵ وگیان جگت
۷-۴۵ [illegible]

منگل ۱۳ اکتوبر
صبح
۷-۳۰ گیت
۷-۵۵ سمے کی بات
۸-۲۰، رات ۸-۱۵
سنگم سنگیت
۸-۳۵ علاقائی سنگیت
۹-۰۵ چٹکا
شام
۶-۰۰ سلانیک چرچا
۷-۰۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹی
۸-۲۵ سب رس
۹-۱۵ تعلیم پر بات چیت
۹-۳۰ ہندی بات چیت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۴ اکتوبر
صبح
۷-۱۰ کرناٹک سنگیت
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ ٹھمری، دادرا
۸-۳۵ امر بھارتی
۹-۰۵ ایک فلم کے گیت
دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
حیدرآباد، سوویت روس
سپیشل پروگرام
شام
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۶-۱۵ میلا میلن
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سنگم سنگیت
۹-۱۵ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ آپ کے اور دوسرے

جمعرات ۱۵ اکتوبر
صبح
۷-۳۰ دیش گان
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر، بات چیت
۹-۰۵ ایک کلاکار
دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
چتکارن کے 'لینس'، تعمیر
شام
۵-۳۰ چنومنو
۶-۰۰ اس ماس کا گیت
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ بھگتی سنگیت
۹-۱۵ آپ کا پترا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام آف اسپورٹس

بقیہ: لکھنؤ

شام
۷-۳۰ یووا وانی
۸-۰۰ سنسکرت پروگرام
۸-۳۰ گوری مترا، گیت اور بھجن
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۴ اکتوبر
صبح
۷-۴۵ ساز غزل
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰، رات ۸-۳۰، ۱۰-۳۰
وائلن وادن
دوپہر
۱۲-۰۰ سنسکرت گیتم
۵-۴۵، ۸-۳۰ محمد ظفر، غزلیں
۷-۳۰ یووا وانی
۹-۵۰ پریوار کلیان پر نوٹنکی

جمعرات ۱۵ اکتوبر
صبح
۷-۴۵، شام ۵-۴۵
کمتا چترجی، گیت اور بھجن
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰ خیال
شام
۷-۳۰ یووا وانی
۸-۱۵ آسا سنگھ مستانہ، شبد
۹-۳۰ جن پد کی جھلکی
۱۰-۳۰ شہنائی وادن

جے پور، اجمیر، بیکانیر، اودے پور، جودھپور

جے پور (الف) ۳۰۳۰۳ میٹر ۱۰۶۹ کلوہرٹز — جے پور (ب) ۴۱۰۶۱۳۳ میٹر ۱۳۶۹ کلوہرٹز
اجمیر ۲۷۹۰۱ میٹر ۱۰۸۰ کلوہرٹز — بیکانیر ۱۵۱۰ میٹر ۱۳۹ کلوہرٹز
اودے پور ۲۶۶۰۹۱ میٹر ۱۱۲۵ کلوہرٹز، جودھپور ۹۰۴۱۰۵ میٹر ۱۵ کلوہرٹز ۲۵۰۱۶ میٹر ۱۱۹ کلوہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵، ۲-۴۵، شام ۶-۰۵

رات ۸-۴۵ (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۱۱-۰۵ بجے)

انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰، دوپہر ۱۲-۰۰ (صرف اتوار) ۱-۰۰، ۲-۰۰، شام ۶-۰۰

رات ۹-۰۰ (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۱۱-۰۰ بجے)

صوبائی خبریں: (ہندی) صبح ۹-۰۰، شام ۷-۰۵، (راجستھانی) شام ۷-۱۵

سندھی میں خبریں: صبح ۸-۴۰، شام ۶-۱۵

سنسکرت میں خبریں: صبح ۷-۰۰، شام ۶-۱۰، ہندی میں سماچار پتر: صبح ۹-۰۰

جمعرات یکم اکتوبر

صبح

۷-۵۰ راجستھان میں سنسکرت ساہتیہ کار 'کوی راج بھٹ' تقریر از گنگا دھر بھٹ

۹-۱۰ شکنتلا شرما، راجستھانی گیت

دوپہر

۱-۱۰ ہیلا جگت

۱-۳۰ شکنتلا شرما، راجستھانی گیت

رات

۸-۰۰ کیوٹ راقصہ

راجستھانی تقریر از ڈاکٹر شانتا بھانات

۹-۱۵ 'اپچار سے بچاؤ بہتر ہے' چرم روگ انٹرویو، ڈاکٹر آر کے بھارگو

جمعہ ۲ اکتوبر

صبح

۹-۱۰ احمد خاں: راجستھانی گیت

دوپہر

۱-۳۰ اندر کمار ویاس، لوک گیت

ہفتہ ۳ اکتوبر

صبح

۸-۳۰، ۹-۱۰ شنو دیوی، لوک گیت

دوپہر

۱-۳۰ پیما ناتھ ماسے، لوک گیت

شام

۷-۳۰ لکشمن بھٹ تانگ، شاستریہ سنگیت

اتوار ۴ اکتوبر

صبح

۷-۳۰، ۱۰-۳۰ بر ہمانند گوسوامی، شاستریہ سنگیت

۹-۱۵ 'مکل' بچوں کیلئے پروگرام

۱۰-۰۰ سندھی پروگرام

دوپہر

۱۲-۰۰ ہیلا جگت

شام

۵-۰۰ یووانی

۸-۰۰ جے پور اسکول کا کتھک کیندر

انگریزی میں تقریر از چیتن کرنانی

پیر ۵ اکتوبر

صبح

۷-۳۰، رات ۱۰-۳۰ ستار وادن

دوپہر

۲-۳۰ اسکول براڈکاسٹ

منگل ۶ اکتوبر

صبح

۷-۳۰ شاستریہ سنگیت

۹-۳۰ سندھی پروگرام

بدھ ۷ اکتوبر

صبح

۷-۳۰ شاستریہ سنگیت

۹-۱۰ لوک گیت

دوپہر

۲-۳۰ اسکول براڈکاسٹ

شام

۶-۳۰ سندھی پروگرام

۹-۳۰ ڈرامہ

جمعرات ۸ اکتوبر

صبح

۷-۵۰ دیووانی، کتھا کوسی سنسکرت کہانی از آرالیس ناگن ہوتری

دوپہر

۱-۱۰ ہیلا جگت

رات

۸-۱۰ راجستھلی

جمعہ ۹ اکتوبر

صبح

۷-۳۰، شام ۶-۳۰ رام گوپال ڈانگی، شاستریہ سنگیت

رات

۸-۰۰ کھلا آکاش

ہفتہ ۱۰ اکتوبر

صبح

۸-۲۰ کتھا لوک

رات

۸-۰۰ 'کہکشاں' اردو پروگرام

اتوار ۱۱ اکتوبر

صبح

۷-۱۰ دلیش بھگتی گان

۷-۳۰، رات ۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت
ششی موہن بھٹ، ستار وادن

۸-۲۰ سوز گنگا

۹-۱۰ 'مکل' بچوں کا پروگرام
اس ماس کا گیت، ڈرامہ

۱۰-۰۰ سندھی پروگرام
فلمی و غیر فلمی گیت

۱۲-۰۰ ہیلا جگت

۲-۳۰ 'ترکون' سپاکیہ، کہانی، کویتا

شام

۶-۳۰ راجستھانی لوک گیتوں کا فرمائشی پروگرام

۸-۰۰ کرشنا نرنگ دی پروفیشن 'میڈیسن' تقریر از ڈاکٹر جی جوشوا

۱۰-۰۰ قوالیاں

پیر ۱۲ اکتوبر

صبح

۷-۳۰ مانس گان

۸-۲۰ لال کلاوت، لوک گیت

۸-۰۰ کماری منگل چوہان، لوک گیت

۹-۳۰ رادھا کشن داس، بھجن

دوپہر

۱۲-۰۰ ریڈیو پبلیکیشن پر یوجنا پروگرام

۱۲-۳۰ فلمی گانے

۱-۱۰ شاستریہ سنگیت

شام

۶-۳۰ شاستریہ سنگیت
رمضان خاں، سارنگی وادن

۶-۴۵ کماری منگل چوہان
گیت اور بھجن

۱۰-۰۰ پیر شب کی محفل موسیقی
سارنگی پر شدھ کلیان

منگل ۱۳ اکتوبر

صبح

۷-۲۰ مانس گان

۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
رفیق حسین، ٹھمری، دادرا

۸-۲۰ راجستھانی گیت

۹-۲۰، شام ۶-۴۵ سنیل کمار صبا، وائلن وادن

دوپہر

۱۲-۳۰ فلمی گانے

۱-۱۰ سہیلیاں ری باڑی

شام

۵-۰۵ یووانی

۶-۳۰ رام پال بھٹ، لوک سنگیت

۹-۳۰ سندھی پروگرام
'رشتہ' ڈرامہ، حمید اللہ سکھ بہندی شاہ کا عکس

ترجمہ و پیشکش : موہن مہر چندانی

بدھ ۱۴ اکتوبر

صبح
۷-۲۰ مانس گان
۷-۳۰ سیتا بڈھالکر : وائلن وادن
۹-۱۰ لوک گیت
۹-۲۰ مکندلال نکو : بھجن
دوپہر
۱-۳۰ سنتگو سوامی ، لوک سنگیت
شام
۵-۰۵ یوواوانی : پریوار کلیان
کہانی از پریم پرکاش
۶-۳۰ سندھی پروگرام
بچوں کیلئے خصوصی پروگرام
تحریر : ایشور چند
کھلا آکاش
۸-۰۰
۹-۱۵ فلمی گانے
۹-۳۰ ڈرامہ

جمعرات ۱۵ اکتوبر

صبح
۷-۲۰ مانس گان
۷-۵۰ دیووانی
راجستھان کے سنسکرت ساہتیہ کار
'سوریہ نارائن شاستری'
تقریر از شیو ساگر ترپاٹھی
۸-۲۰ ہندی تقریر
۹-۱۰ لوک گیت
دوپہر
۱-۱۰ میلا جگت
۱-۳۰ منجو کوٹھاری ، لوک گیت
۲-۲۰ اسکول براڈکاسٹ
شام
۶-۲۵ لوک دھارا
۶-۳۵ نرمان کے سور
کھلا آکاش
۸-۰۰
۸-۱۵ راجستھلی
۹-۱۵ سماستیہ چرچا ، انٹرویو

بھوپال، رائپور، گوالیار، جبلپور

بھوپال 'الف' ۰۰ ۔۔۔ میٹر ۵۰۰ کلوہرٹز بھوپال 'ب' ۳۰۰۰ ۔۔۔ میٹر ۳۳ کلوہرٹز

صبح ۵-۴۵ سے ۵-۴۵ ... ۹۹۰۰ کلوہرٹز

صبح ۸-۲۰ سے ۹-۲۰/۹-۴۵ ۱۱۸۰۰ کلوہرٹز

صبح ۹-۴۵ سے ۵-۱۵/۵-۴۵ شام ۹۶۹۰ کلوہرٹز

شام ۵-۳۰ سے ۱۱-۰۰ رات ۳۳۱۵ کلوہرٹز

رائپور ۱۰۸۱/۳۰۰ میٹر ۸۰۰ کلوہرٹز گوالیار ۲۱۵/۸۱ میٹر ۱۳۹۰ کلوہرٹز جبلپور ۲۰۲/۲ میٹر ۱۴۷۹ کلوہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں : صبح ۸-۰۰ ، ۹-۰۵ (پرادیشک سماچار) دوپہر ۰۵-۱، ۱-۱۰ ، ۲-۴۵ شام ۶-۰۵ ، ۹ رات ۸-۴۵
(۱۱-۰۵ صرف ہفتے کو)

انگریزی میں خبریں : صبح ۸-۱۰ ، ۱۰-۰۰ دوپہر ۱۲-۰۰ ، ۱-۰۰ شام ۶-۰۰
رات ۹-۰۰ (۱۱-۰۰ صرف ہفتے کو)

جمعرات یکم اکتوبر

صبح
۸-۲۰ ششی کرن سکینہ ، سگم سنگیت
رات
۸-۰۰ 'ج' ہندی تقریر از
ڈاکٹر سریش مشر
۱۰-۳۰ اپ شاستریہ گائن ، نینا دیوی

جمعہ ۲ اکتوبر

صبح
۸-۲۰ ثروت حسین خاں ، غزلیں
۸-۳۰ نثار حسین خاں ، خیال بھٹیار
دوپہر
۲-۳۰ منورما سریواستو ، لوک گیت
رات
۸-۰۰ 'کہکشاں' نیا افسانہ از
علی تقی
۹-۳۰ پرادیشک سنگیت سبھا
سدھ رام کوروار ، خیال

ہفتہ ۳ اکتوبر

صبح
۸-۳۰ اسمٰعیل دادو خاں ، طبلہ وادن
دوپہر
۱-۳۰ نئی رچنا
وتسلا ساکلیہ ، کاویہ پاٹھ

رات
۸-۰۰ سرجنا
کہانی از شریمتی مالتی مشر

اتوار ۴ اکتوبر

صبح
۱۰-۲۰ بالا صاحب پونچھوالے
خیال
دوپہر
۲-۳۰ وطبانی تومر اور سہیلیاں
لوک گیت
رات
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

پیر ۵ اکتوبر

صبح
۸-۲۰ شلپا پانڈے ، سگم سنگیت
۸-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
اروندوی جوشی ، ستار پر رام کلی
اور اہیر
دوپہر
۲-۳۰ گووند نام دیو ، لوک گیت

منگل ۶ اکتوبر

صبح
۸-۳۰ 'آئینہ' اردو پروگرام
بزمِ سخن ، فی البدیہہ شعری نشست

شرکا : شفیع بجلانی ، کوثر سنگری
سعادت بلندوی ، حسن بلندوی
اور انجم جبلپوری
دوپہر
۱-۳۰ اودھنارائن : سارنگی
رات
۸-۱۵ 'جاتی گت دنگے اور سماجک سرکشا'
ہندی تقریر از دھنالال شاہ

بدھ ۷ اکتوبر

صبح
۷-۳۰ دامودر پرشاد سونی و ساتھی
لوک گیت
۸-۳۰ سدھا سپرے ، خیال دیشکار
رات
۸-۰۰ ساہتیکی
کہانی از رمیش چند شاہ
۱۰-۳۰ دی شولاپورکر ، کلارینٹ

جمعرات ۸ اکتوبر

صبح
۸-۲۰ اوشا نائیر ، سگم سنگیت
دوپہر
۲-۳۰ ہرگووند سونی اور ساتھی
لوک گیت
رات
۸-۰۰ 'ودیشوں میں دسہرہ'
ہندی تقریر از اشیش نارائن جوشی
۱۰-۳۰ نرملا دیوی ، اپ شاستریہ سنگیت

جمعہ ۹ اکتوبر

صبح
۸-۳۰ سریش چودھری ، خیال
دوپہر
۱-۳۰ وبھاشرا ، سگم سنگیت
رات
۹-۳۰ کوی گوشٹھی

ہفتہ ۱۰ اکتوبر

صبح
۸-۲۰ ونود رنجن اپادھیائے ، سگم سنگیت
دوپہر
۱-۳۰ نئی رچنا
شبو پرشاد سدانتہ ، کاویہ پاٹھ

۹-۳۰ نیشنل پروگرام: موسیقی

اتوار ۱۱ر اکتوبر

صبح

۱۰-۳۰ نندیں دارہ والا: سرود

دوپہر

۲-۳۰ وداشر ہاستو، لوک گیت

رات

۹-۳۰ 'آخری گناہ' ناٹک
تحریر: گنانش دروی
ہندی سوپانتر: دنیش رانے
پیشکش: میناکشی شر

پیر ۱۲ر اکتوبر

صبح

۸-۲۰ وجے رنجن ایادھیائے
سُگم سنگیت

دوپہر

۲-۳۰ ساوتری رانگو اور سہیلیاں
لوک گیت

رات

۹-۳۰ نیشنل پروگرام: ہندی تقریر

منگل ۱۳ر اکتوبر

صبح

۸-۳۰ 'آئینہ' اردو پروگرام
'عالمی صحت اور اکیسویں صدی'
بات چیت: اعجاز شریف، ڈاکٹر ڈی پی ورما
'بیتے ہوئے دن' تقریر از آر ایس پرمان

دوپہر

۱-۳۰ کاویہ دھارا
جیون لال ودروہی

رات

۸-۱۵ پستک سمیکشا: کرشن کلیش

بدھ ۱۴ر اکتوبر

صبح

۸-۳۰ ایس کے داس گپتا
سرود پر للت

دوپہر

۲-۳۰ منی ماہور، لوک گیت

شام

۵-۳۰ یووا وانی پروگرام
۸-۰۰ ساہتیکی

(باقی ص ۹۴ پر)

حیدرآباد

۰۵ء۴۰۶ میٹر (۷۳۸ کلو ہرٹز) ۲۵۶ء۴ میٹر (۱۱۷۰ کلو ہرٹز)

خصوصی پروگرام

جمعرات یکم اکتوبر

صبح

۸-۲۵ یووا وانی
یونیورسٹی طلبا کیلئے

دوپہر

۲-۳۰ اسکول طلبا کیلئے

شام

۵-۳۰ ترنگ: میری پسند
فلمی گانوں پر مبنی
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا 'باغ و بہار'
(۲) اپنی نگری اپنے لوگ
(۳) 'آپ کی پسند' فلمی گانے
(۴) 'قومی یکجہتی اور ہماری فلمیں' تقریر از احمد سلطان

جمعہ ۲ر اکتوبر

صبح

۶-۴۰ الیشور اللہ
قرأت کلام پاک از عثمان علی
نعت شریف از قاضی انجم عارفی
۸-۴۰ 'جنگ آزادی میں لال بہادر شاستری کا حصہ' تقریر از
سنیل سنگھ لشکری

شام

۵-۳۰ ترنگ: سائنس میگزین
از ینگ رائیٹرس اکیڈیمی
۹-۳۰ 'نیرنگ'
(۱) ناولوں کی دنیا: باغ و بہار
(۲) اس ہفتے کی ڈائری از اعجاز قریشی
(۳) ڈاکٹر سے ملاقات 'لیکوڈرما'
ڈاکٹر ایس اے قدیر سے بات چیت
(۴) قوالیاں
(۵) 'ایک تاریخ اور دو ستارے' تقریر
از سید رحمت علی
(۶) 'گاندھی جی'
نظمیں از امیر احمد خسرو

ہفتہ ۳ر اکتوبر

صبح

۸-۲۵ یووا وانی: فلمی قوالیاں

شام

۵-۳۰ ترنگ
ڈرامہ 'پیاسا' از دیپک کلانکیتن
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا 'باغ و بہار'
(۲) افکار عالیہ 'سادھو سوامی'
تقریر از ڈاکٹر جگنا نند راشٹروادی
(۳) لطیفے ہی لطیفے
(۴) گیت اور غزلیں

اتوار ۴ر اکتوبر

صبح

۸-۲۵ یووا وانی
'گلدستہ' نوجوانوں کے خطوط پر مبنی
۹-۳۰ بچوں کیلئے

دوپہر

۲-۳۰ بہنوں کیلئے
(۱) کام کی باتیں از شابانہ غوث
(۲) ڈھولک کے گیت
(۳) افسانہ
(۴) خطوں کے جواب

شام

۵-۳۰ ترنگ: سازاور آواز
'کے ایل سہگل' پیشکش: الوذالہ
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) 'یہودی کی لڑکی' ڈرامہ
تحریر: آغا حشر کاشمیری
(۲) غزلیں

پیر ۵ر اکتوبر

صبح

۸-۳۰ یووا وانی
نغموں کی دنیا از ریکھا پوری

شام

۵-۳۰ ترنگ
(۱) کھیلوں پر تبصرہ از منزل گلریز
(۲) خطوں کے جواب
(۳) فلمی گانے
۹-۲ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا 'باغ و بہار'
(۲) ہم آپ اور وہ 'تحفظ جنگلی جانوروں'
(۳) کلام شاعر بزبان شاعر
سعادت نظیر اور فیض الحسن خیال
(۴) غزلیں اور گیت

منگل ۶ر اکتوبر

صبح

۸-۲۵ یووا وانی
'تحفظ جنگلی جانوروں'
تقریر از نرملک پرشاد

شام

۵-۳۰ 'آہنگ' ادبی میگزین از
پروگریسیو یوتھ ایسوسی ایشن
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا 'باغ و بہار'
(۲) صنعتی مزدوروں کیلئے
(۳) 'دوست احباب' مزاحیہ خاکہ از
داؤد رفیق
(۴) ڈھولک کے گیت

بدھ ۷ر اکتوبر

صبح

۸-۲۵ یووا وانی
'فوڈ کرافٹ انسٹی ٹیوٹ، حیدرآباد'
فیچر از عابد سلطان شاہین

دوپہر

۲-۳۰ اسکول طلبا کیلئے

شام

۵-۳۰ ترنگ: میوزیکل ورائٹی پروگرام
پیشکش: ایم کلچرل ایسوسی ایشن
(۱) ناولوں کی دنیا 'باغ و بہار'
(۲) خطوں کے جواب
(۳) 'آؤ مل بیٹھیں' ہفتہ وار مزاحیہ پروگرام

پیشکش، اظہار افسر
(۲) 'قیمت' کہانی از عوض سعید
(۳) غزلیں

جمعرات ۸ر اکتوبر

صبح
۸-۲۵ یووانی
یونیورسٹی طلبا کیلئے

دوپہر
۲-۳۰ طلبا کیلئے
خاندانی بہبود اور ہماری صحت
تقریر از ڈاکٹر سعید عزیز

شام
۵-۳۰ ترنگ، میری پسند
فلمی گانوں پر مبنی پروگرام
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) اپنی نگری اپنے لوگ
(۳) 'آپ کی پسند' فلمی گانے
(۴) سائنس کی دنیا، تقریر از
میر لشیر قربان علی

جمعہ ۹ر اکتوبر

صبح
۶-۳۰ الیٰ نور اللہ
قرأت کلام پاک از محمد کلیمی
نعت از خان علی ضیاء
۸-۳۰ یووانی
'ارضی مطالعہ' تقریر

شام
۵-۳۰ ترنگ
'فیوسا ہسپتال، حیدرآباد' فیچر از
ایس کے محی الدین
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا 'باغ و بہار'
(۲) 'اس ہفتہ کی ڈائری' اختر حسین
(۳) ڈاکٹر سے ملاقات
'جوڑوں کی بیماریاں احتیاط و علاج'
ڈاکٹر اطہر حسین سے بات چیت
(۴) قوالیاں
(۵) قومی نظمیں از عارف بیابانی

ہفتہ ۱۰ر اکتوبر

صبح
۸-۱۵ یووانی، فلمی قوالیاں

شام
۵-۳۰ ترنگ
ڈاک کون؟ ڈرامہ۔ پیشکش
پیپلز انٹر کلچرل ویلفیئر سوسائٹی
۹-۳۰ نیرنگ،
عید الضحیٰ کا خصوصی پروگرام
قرأت، قاری وحید الدین
نعت، غلام احمد قادری
'عید الضحیٰ کی اہمیت' تقریر از
محمد عثمان حسن
قصیدہ بردہ شریف از
حبیب جعفر الطاف وساتھی

اتوار ۱۱ر اکتوبر

صبح
۸-۲۵ یووانی
'گلدستہ' نوجوانوں کے خطوط پر مبنی
۹-۳۰ بچوں کیلئے

دوپہر
۲-۳ بہنوں کے لیے
(۱) ڈھولک کے گیت
(۲) 'بالوں کی حفاظت'
تقریر از طلعت شاہین
(۳) کام کی باتیں
(۴) خطوں کے جواب

شام
۵-۳۰ ترنگ، ورائٹی پروگرام
پیشکش، چندن کلچرل ایسوسی ایشن
۹-۳۰ نیرنگ
ڈرامہ۔ غزلیں

پیر ۱۲ر اکتوبر

صبح
۸-۳۰ یووانی
نغموں کی دنیا از بلاگپتا

شام
۵-۳۰ ترنگ
(۱) کھیلوں پر تبصرہ از پرہلاد راٹھے
(۲) خطوں کے جواب
(۳) فلمی گانے
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا۔ 'باغ و بہار'
(۲) ہم آپ اور وہ
(۳) کلام شاعر بزبان شاعر
رحمٰن جامی اور صلاح الدین نیر
(۴) غزلیں

منگل ۱۳ر اکتوبر

صبح
۸-۲۵ یووانی
'بڑھتی ہوئی آبادی ایک مسئلہ'
تقریر از عقیل الرحمٰن

شام
۵-۳۰ آہنگ، ادبی میگزین از
لٹریری کلچرل یوتھ اکیڈیمی بارکس
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا 'باغ و بہار'
(۲) صنعتی مزدوروں کیلئے
(۳) 'شاگرد کے شاگرد' مزاحیہ خاکہ
از ڈاکٹر غیاث صدیقی
(۴) ڈھولک کے گیت
(۵) 'وہ بھی کیا دن تھے' از جیلانی سیرک

بدھ ۱۴ر اکتوبر

صبح
۸-۲۵ یووانی، شہرنامہ
نوجوانوں کی سرگرمیوں پر مبنی

دوپہر
۲-۳۰ اسکول طلبا کیلئے

شام
۵-۳۰ ترنگ: ورائٹی پروگرام
پیشکش، سبلائم اکیڈیمی، نامپلی
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا باغ و بہار
(۲) خطوں کے جواب
(۳) 'آؤ دل بہلائیں' مزاحیہ پروگرام
(۴) 'تصویر کا دوسرا رخ' نئی کہانی از
مجید سلیم

جمعرات ۱۵ر اکتوبر

صبح
۸-۲۵ یووانی
یونیورسٹی طلبا کیلئے
'گلہائے شائش' از ایس ایس سراج الدین
۲-۳۰ اسکول طلبا کیلئے

شام
۵-۳۰ ترنگ
'میری پسند' فلمی نغمے
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا 'باغ و بہار'
(۲) اپنی نگری اپنے لوگ
(۳) 'آپ کی پسند' فلمی نغمے
(۴) 'خاکہ نگاری'
تقریر از خواجہ عبدالغفور آئی اے ایس

بقیہ: بھوپال

اشوک باجپائی سے انکی کویتاؤں
کے بارے میں گفتگو
۹-۳۰ ترنگ
'آسمان سے ٹپکے' ناٹک
تحریر، سویندر چترویدی
پیشکش، مقبول حسین

جمعرات ۱۵ر اکتوبر

صبح
۷-۳۰ ان دنوں
۲-۳۰ روزگار سماچار

شام
۵-۳۰ یووانی
۸-۰۰ 'ہماری سماجک چیتنا۔ ویکتی اور سماج
کے درشٹی کون میں انتر' ہندی تقریر
از ڈاکٹر پربھاکر شروتریہ

باتیں جن سے زندگی سنورتی ہے

از سید رکن الدین احمد رفا

حضرت مخدوم سعدی علیہ الرحمۃ نے ایک خوشحال زندگی کا نقشہ کھینچتے ہوئے ایک واقعہ نقل فرمایا ہے کہ ایک وزیر نے حضرت ذوالنون مصریؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں بادشاہ کی خدمت میں شب و روز مشغول رہتا ہوں اور اس کی خوشنودی کا طلب گار ہوں اور ہر دم خیال رکھتا ہوں کہ تعمیل حکم میں تقصیر نہ ہونے پائے۔ آپ دعا فرمائیں کہ بادشاہ کی نظر التفات مجھ پر زیادہ رہے۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ یہ سن کر بہت روئے اور فرمایا ——— "اگر من خدائے عزوجل راچناں پرستیدمے کہ تو سلطان را از جملہ صدیقاں بودمے" یعنی اگر میں خدا کی بارگاہ کا ایسا ہی نیاز مند بن جاتا جیسا کہ تو بادشاہ کا پرستار ہے تو یقیناً میں خاصان خدا میں سے ایک ہوتا۔

(پڑھئے آگے)

اورنگ آباد، پربھنی

اورنگ آباد ۱۹۶۱۲ ۱۵۲۱ کلوہرٹز
پربھنی ۲۲۹۱۵ ۱۳۰۵ کلوہرٹز

خبریں

ہندی ۸۰۰ صبح ۵-۶۰ شام ۲۵-۸ رات
مراٹھی علاقائی خبریں ۱۵-۷ صبح پونہ ۰۰-۷ بجے شام (بمبئی) دوپہر ۲۰-۲ تا ۰۵-۲ (اورنگ آباد سے)
مراٹھی (مرکزی خبریں) ۳۰-۸ صبح ۳۰-۱ دوپہر ۰۵-۸ رات
انگریزی ۱۰-۸ صبح ۰۰-۸ رات ۰۰-۹ بجے رات اردو ۰۵-۱ دوپہر ۱۵-۹ رات

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۶-۳۰ وندے ماترم
۶-۳۵ امرت دھارا
۶-۴۰ پروگرام کا خلاصہ (بزبان مراٹھی)
۶-۴۵ کسانوں کے لئے پروگرام
۶-۵۰ سوراجلی
۸-۲۵ ضلع کی چٹھی
۹-۰۵ اختتام

شام

۵-۳۰ یوواوانی (نوجوانوں کے لئے پروگرام)
۵-۵۰ بزیس کی رائے
۵-۵۵ روزگار سماچار
۶-۰۰ مقامی اعلانات
۶-۱۰ پروگرام کی تفصیل (بزبان مراٹھی)
۶-۳۰ کسانوں کے لئے پروگرام (بزبان مراٹھی)
۷-۳۰ آپکے گھر آپکے شیوار
۸-۳۰ مدھوگندھ ۱۰-۳۰ اختتام

جمعرات یکم اکتوبر

صبح

۷-۱۵ سبدھ سنگیت
۷-۳۰ 'سب رنگ' اردو پروگرام (روزانہ)

دوپہر

۱-۰۰ خیال

شام

۶-۱۵ لوک سنگیت
۸-۱۵ ہفتہ وار نیوز ریل
۱۰-۰۰ کلاسیکی موسیقی

جمعہ ۲ اکتوبر

دوپہر

۱-۰۰ پربھودیو سردار، خیال

رات

۸-۱۵ 'لال بہادر شاستری'، مراٹھی میں بات چیت
۱۰-۰۰ میکینی مکرزی، خیال

ہفتہ ۳ اکتوبر

صبح

۷-۱۵ لوک گیت

دوپہر

۱-۰۰ نصیر احمد، خیال

شام

۶-۱۵ مقامی لوک موسیقی
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

اتوار ۴ اکتوبر

صبح

۷-۱۵ اجے پوہنکر، خیال
۹-۰۵ بچوں کیلئے (مراٹھی)، 'گنوتیانا اراتی'، فیچر

دوپہر

۱-۰۰ عورتوں کیلئے (مراٹھی) 'استری جیون'، مراٹھی تقریر

شام

۸-۱۵ سامعین کے خطوں کے جواب
۱۰-۰۰ پنڈت منی رام، پرتاپ نارائن اور پنڈت جسراج، کلاسیکی موسیقی

پیر ۵ اکتوبر

صبح

۷-۱۵ بدھ دیتہ مکرجی، خیال

دوپہر

۱-۰۰ پرکاش سنگیت، خیال

رات

۸-۱۵ ایکلسار کھے انیک، مراٹھی تقریر از ڈاکٹر اے پی سپرے
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، ہندی تقریر
۱۰-۰۰ پرکاش سنگیت، خیال

منگل ۶ اکتوبر

صبح

۷-۱۵ عبدالکریم خاں، ٹھمری بھیروی

دوپہر

۱-۰۰ ایم آر گوتم، خیال

رات

۸-۱۵ مراٹھی تقریر از ڈاکٹر پربھاکر دیو
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۷ اکتوبر

صبح

۷-۱۵ رام مراٹھے، بھگتی گیت
۸-۳۰ برکت علی خاں، ٹھمری، دادرا

دوپہر

۱-۰۰ محمد سعید، راشد خاں، خیال

شام

۶-۱۵ لوک گیت
۹-۳۰ ڈاکومنٹری فیچر از وینکٹیش مڈگلکر
۱۰-۰۰ فرمائشی گیت

جمعرات ۸ اکتوبر

صبح

۷-۱۵ ہری پرساد چوریا، بانسری وادن
۸-۲۰ دلچسپ کہانیاں
۸-۳۰ شیو کمار شرما، سنتور

دوپہر

۱-۰۰ سلامت علی، نزاکت علی خیال

رات

۸-۱۵ نیوز ریل
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، ہندی فیچر
۱۰-۰۰ مراٹھی فیچر از پرشوتم دھارویکر

جمعہ ۹ اکتوبر

صبح

۷-۱۵ گاندھی وندنا

دوپہر

۱-۰۰ اولنکارناتھ ٹھاکر، خیال

رات

۹-۳۰ 'اپنگ'، مراٹھی ناٹک تحریر، سدھیر گوانے

ہفتہ ۱۰ اکتوبر

دوپہر

۱-۰۰ وناٹیک راؤ پٹوردھن، خیال

شام

۶-۱۵ لوک گیت

اتوار ۱۱ اکتوبر

صبح

۷-۱۵ مراٹھی تقریر از آر کے پاٹل
۹-۰۵ بچوں کیلئے (مراٹھی)
۹-۴۰ ہندی تقریر

دوپہر

۱-۰۰ عورتوں کیلئے (مراٹھی)

رات

۸-۱۵ خطوں کے جواب

پیر ۱۲ اکتوبر

صبح

۷-۱۵ وجے راگھوراؤ، بانسری

دوپہر

۱-۰۰ بندومادھو پاٹھک، بین

شام

۶-۱۵ رام چندر اور ساتھی، لوک سنگیت
۸-۱۵ مراٹھی تقریر از ڈاکٹر اے آر کلکر
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، ہندی تقریر

منگل ۱۳ اکتوبر

صبح

۷-۱۵ ڈی وی پلسکر، خیال

سرینگر

میڈیم ویو سری نگر الف۔ ۲۹۸۱۸ میٹر ۱۱۱۹ کلوہرٹز
شارٹ ویو سری نگر ب ۱، ۲۴۵ میٹر ۱۲۲۴ کلوہرٹز
۴۹۱۱۰ میٹر ۱۱۰ ۹ کلوہرٹز ۹۱۵۴ میٹر ۳۲۷۷ کلوہرٹز
پہلی مجلس۔ صبح ۶-۳۰ سے صبح ۱۰-۰۰ تک
دوسری مجلس۔ صبح ۱۱-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک
(اتوار کو صبح ۶-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک مسلسل)

خبریں

صبح
۰۰ - ۶ سنسکرت میں خبریں
۲۵ - ۶ کشمیری میں خبریں
۱۰ - ۷ انگریزی میں خبریں
۰۵ - ۸ اردو میں خبریں
- ۹ ہندی میں خبریں

دوپہر
۵۰ - ۱ اردو میں خبریں
۰۰ - ۲ انگریزی میں خبریں

شام
۰۰ - ۶ انگریزی میں خبریں
۲۵ - ۶ کشمیری میں خبریں

رات
۰۰ - ۹ انگریزی میں خبریں
۱۵ - ۹ اردو میں خبریں
۰۰ - ۱۱ انگریزی میں خبریں

علاقائی خبریں

صبح ۰۵ - ۹ ڈوگری میں خبریں
۳۰ - ۹ اردو میں خبریں ۴۵ - ۱ کشمیری میں
دوپہر ۱۰ - ۲ لداخی میں خبریں
۳۰ - ۶ کشمیری میں خبریں ۴۵ - ۶ اردو میں

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۳۵ - ۶ صبح گاہی: بھگتی سنگیت کا پروگرام
۵۰ - ۶ روشنی ریکا شراچیہر برگزیدہ شخصیتوں کے زریں اقوال
۱۵ - ۷ کاشتکارن ہندہ خاطرٕ (سوائے جمعہ)
۳۰ - ۷ زونہ ڈب: سلسلہ وار فیچر (سوائے ہفتہ)
۳۰ - ۸ گھرانوں کے لیے، گھرانوں کیلئے اردو میں پروگرام (اتوار)
نوبہ نو: یووانی سے انتخاب (پیر)
پنجابی پروگرام: منگل، جمعرات اور اتوار ۳ بجے شام
شش رنگ: ریڈیو ڈائجسٹ (بدھ)
گھرہ بارہ خاطرہ گھرانوں کیلئے کشمیری میں پروگرام: ہر جمعہ کو
مول شعار (ہفتہ I، II، IV)
حرف حرف (ہفتہ III، V)
۴۵ - ۸ پردہ (ہفتہ I، III اور V)
ذات تجربات (ہفتہ II اور IV)
۰۵ - ۹ ریڈیو ڈائری (سوائے منگل) میزان (منگل)
۳۰ - ۹ تو ہند فرمائش، سامعین کی فرمائش پر کشمیری گانے روزانہ اور ہر منگل کو رات کے دس بجے)
۰۰ - ۱۰ ریڈیو نیوز ریل (ہر اتوار کو)
۱۵ - ۱۰ ہونہار: بچوں کے لیے اردو پروگرام (ہر اتوار)
۰۰ - ۱۱ ثقافت
کشمیری میں کلچرل میگزین (اتوار I)
فلم میگزین (اردو) (اتوار II)
سنگیت میگزین (اتوار III)
فلم میگزین (کشمیری) (اتوار IV)
ثقافت: کلچرل میگزین (اردو) (اتوار V)

دوپہر
۰۰ - ۱۲ اسکول براڈکاسٹ (سوائے اتوار روزانہ)
۴۰ - ۱۲ پراگ: ہندی میں پروگرام (اتوار I)
رسالو منزہ (اتوار II)
یی چھیہ ژاں (اتوار III)
ایک آواز، فلمی گانوں کا پروگرام (اتوار IV)
کورس (اتوار V)
۰۰ - ۱ مغربی موسیقی
۳۰ - ۱ اور ۰۰ - ۳ فوجی بھائیوں کیلئے پروگرام
۳۰ - ۲ کہکشاں: یووانی سے انتخاب (اتوار I)
سو نزل (اسٹوڈیو سے براہ راست ریکارڈ کیا گیا پروگرام (اتوار II)
بزم شعار: کشمیری میں مشاعرہ (اتوار III)
بات ایک فلم کی (اتوار IV)
آش نگاش (دیہاتی رہنے والوں کیلئے (جمعہ)
۰۰ - ۴ پنجابی پروگرام (ہر اتوار)
۳۰ - ۴ پی مال: خواتین کے لیے پروگرام (کشمیری) (ہر اتوار)
پہاڑی پروگرام (ہر جمعرات)

شام
۰۰ - ۵ گوجری پروگرام (جموں سے ریلے)
۲۵ - ۵ گوجری پروگرام (جموں کیلئے ریلے)
۱۵ - ۶ گامی بھاین ہند خاطرٕ دیہاتی بھائیوں کے لیے پروگرام
۰۰ - ۸ وادی کی آواز: پاکستان اور پاکستانی مقبوضہ کشمیر میں رہنے والوں کیلئے پروگرام (جمعہ کو ایک گھنٹے کیلئے)
۳۰ - ۸ پراگاش: غیر نصابی تعلیمی پروگرام (سوائے پیر اور جمعہ کے روزانہ)
سونتہ ویور: نئی تحقیقات پر مبنی پروگرام (ہر پیر کو)
۳۰ - ۸ اس ہفتے کا فلم (ہر پیر کو)
۴۵ - ۸ تو ہند چٹھی واٹھ: کشمیری میں سامعین کے خطوں کے جواب (ہر اتوار کو)
اردو میں بات چیت (ہر پیر کو)
کشمیری میں بات چیت (ہر منگل کو)
خط کچھ نہ کہئے: اردو میں خطوں کے جواب (ہر بدھ کو)
انگریزی میں بات چیت (ہر ہفتہ کو)
کھیلوں کی دنیا (جمعرات I)
مبلغ نورم (جمعرات II اور IV)
کھیل ہند دنیا (جمعرات III، V)
۳۰ - ۹ سلسلہ وار کھیل (ہر اتوار کو)
اردو اور کشمیری میں کھیل (ہر پیر کو)
حسن باقی (آرکائیوز سے انتخاب) (منگل I)
سائنس میگزین (اردو) (منگل II)
صدیوں پہلے (راج ترنگی پر مبنی پروگرام) (منگل III)
سائنس میگزین (کشمیری) (منگل IV)
سنچیکا (ہندی میں پروگرام) (منگل V)
منظر (تعمیر و ترقی پر مبنی پروگرام) (سرینگر سے) بدھ I
ملاقات (مشہور شخصیات سے ملاقات) (بدھ II)
منظر (تعمیر و ترقی پر مبنی پروگرام) (جموں سے ریلے) بدھ III
سنگرمال (کشمیری میں ادبی پروگرام) بدھ IV
پترکا (ہندی میں پروگرام) (بدھ V)
علاقائی موسیقی کا نیشنل پروگرام (جمعرات I)
فیچروں کا نیشنل پروگرام (جمعرات II)
ودیو دھا (ہندی میں پروگرام) (جمعرات III)
کھیلوں کا نیشنل پروگرام (جمعرات IV)
ایک شام سنگیت کی (جمعرات V)
گفتگو (اردو میں مباحثہ) (جمعہ I)
مائے نزائے (کشمیری میں مباحثہ) (جمعہ II)
ہم قلم (اردو میں ادبی پروگرام) (جمعہ III)
اپنی دھرتی اپنا دیش (فیچر) (جمعہ IV)
مشاعرہ: (اردو میں مشاعرہ) جمعہ V
میانی زندگی میون کار (مشہور شخصیات کے ساتھ ان کی زندگی اور فن کے بارے میں گفتگو) (ہفتہ I)
بزم سامعین (کشمیری) ہفتہ II
محفل (مشہور شخصیات کے ساتھ ان کی زندگی اور فن کے بارے میں گفتگو (اردو) (ہفتہ III)
بزم سامعین (اردو) ہفتہ IV
سنگیت رس (موسیقی کا پروگرام) ہفتہ V
۰۰ - ۱۰ آپ کی فرمائش: سامعین کی پسند پر فلمی گانے (جمعہ اور اتوار کو)
ندہ پوشہ مال (موسیقی کا پروگرام) جمعرات III
محفل موسیقی (جمعہ I)
اسپورٹس میگزین (جمعہ II)
گاشہ تارک (مشہور کشمیری شاعر پر فیچر) جمعہ III
داستان (جمعہ IV، V)
باوتھ (کشمیری میں ڈائجسٹ) ہفتہ II
امر سنگیت ہفتہ IV
کورس گانے ہفتہ V
۳۰ - ۱۰ بزم قوالی ہر جمعرات کو
شہر صدا (سامعین کی فرمائش پر غیر فلمی گانے (ہر ہفتہ کو)

جمعرات یکم اکتوبر

صبح
۰۵ - ۷ سدھارتھ کول: غزلیں
۰۰ - ۸ فریدہ خانم: غزلیں
۲۰ - ۸ پنجابی پروگرام
۱۰ - ۹ آشا بھونسلے: گیت اور غزل
۳۰ - ۱۱ محمد عبداللہ ستیاری اور ساتھی صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۰۰ - ۱۲ اسکول براڈکاسٹ: آٹھویں جماعت کیلئے اردو میں ایک کہانی
۰۰ - ۴ کیاری: (جموں، کشمیر اور لداخ کی موسیقی)
۳۰ - ۴ پہاڑی پروگرام

رات
۳۰ - ۸ پراگاش: غیر نصابی تعلیمی پروگرام گاندھیائی نظریے: کشمیری میں گفتگو
۴۵ - ۸ کھیلوں کی دنیا (اردو)
۳۰ - ۹ سبھرانیم بھارتیہ سے اقتباسات

جمعہ ۲ اکتوبر

صبح
۰۵ - ۷ راج بیگم: غزلیں
۱۵ - ۷ گاندھی کتھا
۰۰ - ۸ مشتاق حسین: غزلیں
۱۰ - ۹ سیما شرما: گیت اور غزل
۳۰ - ۱۱ محمد سلیم ڈار اور ساتھی: کشمیری موسیقی

دوپہر
۴۰ - ۱۲ نعت اور منقبت
۱۵ - ۲ راج بیگم: غزلیں
۳۰ - ۲ آش نگاش (دیہاتی بھائیوں کے لیے پروگرام)
۰۰ - ۴ محمد سلطان میر اور ساتھی صوفیانہ موسیقی
۱۰ - ۶ انیتا شرما اور سیما شرما: دوگانہ

رات
۳۰ - ۹ گفتگو (اردو)
۱۰ - ۱۰ غلام محمد کاوا اور ساتھی محفل موسیقی

ہفتہ ۳ اکتوبر

صبح
۰۵ - ۷ جلال گیلانی: غزلیں
۳۰ - ۷ لکھ باتھ
۴۵ - ۷ سازینہ
۰۰ - ۸ خالد: غزلیں
۲۰ - ۸ مول شعر تحریر و پیشکش: مظفر عازم
۱۰ - ۹ سرلا کپور: گیت اور غزل
۳۰ - ۱۱ اور شام ۳۰ - ۴ غلام احمد سازنواز اور ساتھی صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۰۰ - ۱۲ ہمارے ملک کی زرعی پیداوار برائے جماعت نہم
۴۰ - ۱۲ مشتاق حسین: غزلیں
۳۰ - ۲ محمد عبداللہ تبت بقال اور ساتھی چھکری اور روف

رات
۳۰ - ۸ پراگاش (غیر نصابی تعلیمی پروگرام) معلوماتی کتھ: کشمیری میں گفتگو
۴۵ - ۸ ٹرولیس، اینڈ اور ورسیز کمیونیکیشن انگریزی میں بات چیت
۳۰ - ۹ میانی زندگی میون کار: ملاقات
۳۰ - ۱۰ شہر صدا غیر فلمی گیتوں کی فرمائش

اتوار ۴ اکتوبر

صبح
۰۵ - ۷ شمیمہ دیو: غزلیں
۰۰ - ۸ سخاوت حسین: غزلیں

۸ — ۳۰ توہنز فرمائش
(سامعین کی پسند پر فرمائشی گانے)

۱۰ — ۰۰ ریڈیو نیوز ریل

۱۰ — ۱۵ نو نہال: اردو میں بچوں کے لیے پروگرام

۱۱ — ۰۰ ثقافت کشمیری (کلچرل پروگرام)

دوپہر

۱۲ — ۳۰ پراگاش: ایک ہندی گیت کی تشریح

۲ — ۱۵ ساز اور آواز

۲ — ۳۰ کہکشاں (یووا وانی کے پروگراموں سے انتخاب)

رات

۸ — ۳۰ پراگاش (غیر تعلیمی نصابی پروگرام) تو وہ چھاتیس، کشمیری میں گفتگو

پیر ۵ اکتوبر

صبح

۷ — ۰۵ ایم کے پنڈیتا: غزلیں

۸ — ۰۰ صلاح الدین احمد: غزلیں

۸ — ۲۰ نو بہ نو
(یووا وانی پروگراموں سے انتخاب)

۹ — ۰۵ ریڈیو ڈائری اور گیت و غزل

۹ — ۱۰ کے ایل سہگل: گیت اور غزل

دوپہر

۱۲ — ۰۰ جانے کی کہانی (اردو میں چوتھی اور پانچویں جماعت کے لیے

۱۲ — ۱۵ ٹیچرس فورم
ایک استاد کی زبان سے

۱۲ — ۳۰ صلاح الدین احمد اور کے ایل سہگل غزلیں

۱۲ — ۱۵ اور شام ۴ — ۰۰
غلام نبی راتھر اور ساتھی: چھکری

۲ — ۳۰ جگدیش پرشاد پنڈت: گائن

۴ — ۳۰ کسم لتا اور غلام محمد راہ: غزلیں

رات

۸ — ۳۰ "سونتہ ویود": کشمیری میں پروگرام

۸ — ۴۵ اردو میں بات چیت

۹ — ۳۰ کشمیری میں ایک کھیل

۱۰ — ۳۰ "زلال" پندرھویں صدی ہجری کے تقریبات پر ایک پروگرام

منگل ۶ اکتوبر

صبح

۷ — ۰۵ وجے کمار طلا: غزلیں

۸ — ۰۰ ششی لتا ڈک: غزلیں

۸ — ۲۰ پنجابی پروگرام

۹ — ۰۵ "میزان"
ادبی جائزے پر مبنی پروگرام

۱۱ — ۳۰ دوپہر ۲ — ۳۰ اور شام ۴ — ۰۰
محمد عبداللہ تبت بقال اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲ — ۰۰ سکول براڈکاسٹ
انگلش ہائی ریڈیو
چھٹی جماعت کیلئے انگریزی میں پروگرام

۱۲ — ۳۰ بھجن

۲ — ۱۵ وجے کمار طلا: غزلیں

۴ — ۳۰ غلام محمد شیخ بنڈہ پوری اور ساتھی
چھکری اور روف

رات

۸ — ۴۵ "نیم چھ سانہ لنگ لبہ"
مشہور ہستیوں سے ملاقات

۹ — ۳۰ حسن ماضی

بدھ ۷ اکتوبر

صبح

۷ — ۰۵ آرتی ٹکو: غزلیں

۸ — ۰۰ شجاعت حسین: غزلیں

۹ — ۰۵ ریڈیو ڈائری اور گیت و غزل

۹ — ۱۰ شانتی کول: گیت اور غزل

۱۱ — ۳۰ اور دوپہر ۲ — ۱۵
عبدالغنی بٹ اور ساتھی
کشمیری موسیقی

دوپہر

۱۲ — ۴۰ شانتی کول اور شجاعت حسین غزلیں

۲ — ۳۰ ہری پرشاد چورسیا
بانسری پر دھن

۴ — ۳۰ غلام محمد میر اور آرتی ٹکو: غزلیں

رات

۸ — ۳۰ پراگاش (غیر نصابی تعلیمی پروگرام)
تحقیق اور اندیشہ: کشمیری میں گفتگو

۹ — ۳۰ 'منظر' اردو میں ایک فیچر پروگرام

جمعرات ۸ اکتوبر

صبح

۷ — ۰۵ نرملا دیوی: غزلیں

۸ — ۰۰ شبیر حسین: غزلیں

۹ — ۰۰ شوبھا گرٹو: گیت اور غزل

۱۱ — ۳۰ شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲ — ۴۰ شبیر حسین اور شوبھا گرٹو: غزلیں

شام

۴ — ۰۰ کیاری، ڈوگری
کاری اندرا: ڈوگری گیت

۴ — ۳۰ پہاڑی پروگرام

رات

۸ — ۳۰ پراگاش (غیر نصابی تعلیمی پروگرام)
لوگوں کمپوجیا (کشمیری میں گفتگو)

۸ — ۴۵ ہیلتھ فورم: پتہ میں پتھر کی ساخت
ڈاکٹر بی ایل جلالی سے انٹرویو
انٹرویو: ایس کے بھان

جمعہ ۹ اکتوبر

صبح

۷ — ۰۵ نسیم اختر: عیدروف

۷ — ۱۵ گاندھی کتھا: پرزگورم'
گاندھی جی کی سوانح عمری سے
کشمیری میں چند اقتباسات

۸ — ۰۰ اقبال بانو اور غلام نبی: غزلیں

۹ — ۱۰ ریم لتا اور مہدی حسن
گیت اور غزل

۱۱ — ۳۰ اور شام ۴ — ۳۰
علی محمد شیخ اور ساتھی: کشمیری موسیقی

دوپہر

۱۲ — ۰۰ عیدروف: نسیم اختر

رات

۹ — ۳۰ رلئے ترائے
'وادی منز رہائشی مکانن ہند مسئلہ'
کشمیری میں مباحثہ
شرکاء۔ جی ایس وید، ڈاکٹر او، این ککلو اور او، این کول

۱۰ — ۰۰ کھیلوں کا میگزین

۱۰ — ۳۰ حبیب پینٹر اور ساتھی: قوالی

ہفتہ ۱۰ اکتوبر

صبح

۷ — ۰۵ غلام حسن صوفی: غزلیں

۸ — ۰۰ غلام مصطفےٰ خاں: غزلیں

۸ — ۲۰ موول شعر
تحریر اور ڈائریکشن: مظفر عازم

۸ — ۳۵ ذات بترات

۹ — ۱۰ کیلاش مہرہ: گیت اور غزل

۱۱ — ۳۰ اور دوپہر ۲ — ۳۰
عبدالخالق اور ساتھی: صوفیانہ موسیقی

۱۲ — ۴۰ کیلاش مہرہ اور غلام حسن صوفی غزلیں

رات

۸ — ۳۰ پراگاش (غیر نصابی تعلیمی پروگرام)
لکھ چھ پرشان (خطوں کے جواب)

۸ — ۴۵ انگریزی میں شری برج بہاری ولج سے بات چیت

اتوار ۱۱ اکتوبر

صبح

۷ — ۰۵ راج بیگم: غزلیں

۸ — ۰۰ اقبال احمد صدیقی: غزلیں

۹ — ۱۰ راجندر ناتھ رنیتا مہتہ: گیت غزل

۱۱ — ۰۰ اردو میں ایک کھیل (نشر شدہ)

دوپہر

۱۲ — ۴۰ "رسالو متر" (میگزینوں سے)

۲ — ۱۵ ساز اور آواز

۲ — ۳۰ اقبال احمد صدیقی اور راجندر مہتہ، نیتا مہتہ: غزلیں

شام

۶ — ۱۰ راج بیگم: غزل

۸ — ۳۰ پراگاش (غیر نصابی تعلیمی پروگرام)
انسان سنز کتھ، کشمیری میں گفتگو

پیر ۱۲ اکتوبر

صبح

۷ — ۰۵ رحمت اللہ خاں: غزلیں

۸ — ۰۰ شمن کلیان پوری: غزلیں

۸ — ۲ نو بہ نو (یووا وانی کے پروگراموں سے منتخب شدہ پروگرام)

۱۱ — ۳۰ اور دوپہر ۲ — ۱۵ و شام ۴ — ۰۰
خضر محمد بیگ اور ساتھی
کشمیری موسیقی

دوپہر

۱۲ — ۰۰ اسکول براڈکاسٹ: پندرہ اگست
چوتھی اور پانچویں جماعت کے لیے
پندرہ اگست کی کہانی

۱۲ — ۱۵ ٹیچرس فورم
استادوں کے لیے بات چیت

۱۲ — ۴۰ سمن کلیانپوری: غزلیں

شام

۷ — ۴۰ روزگار سماچار

۸ — ۳۰ "سونتہ ویود" کشمیری میں پروگرام

۸ — اردو میں بات چیت
۱۰ — "زلال" پندرھویں صدی ہجری کی تقریبات پر ایک پروگرام

منگل ۱۳؍اکتوبر

صبح
۷ — غلام نبی شیخ : غزلیں
۸ — الکا دیو اور غلام سراج خاں غزلیں
۹ — "میزان" ادبی جائزے پر مبنی پروگرام
۱۱ — دوپہر ۲-۳۰ شام ۴ — ۰۰
کمال بٹ اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
۱۲ — اسکول براڈکاسٹ
انگلش بائی ریڈیو (برائے جماعت ششم)
اور سنگیت

۲ — ۱۵ اندرا کا چہرہ : غزلیں
رات
۸ — ۳۰ پراگاش (غیر نصابی تعلیمی پروگرام) سائنی کتھ، نیل مت مراں کشمیری میں گفتگو
۸ — ۴۵ فن تہ ادب، افسانہ نگاری منزہ نوہ نجہ : ڈاکٹر کے بی رازدان سے بات چیت
۹ - ۳۰ اردو میں اسپورٹس میگزین

بدھ ۱۴؍اکتوبر

صبح
۵ — ۰۰ نسیم اختر : غزلیں
۸ — ۰۰ سدھا ملہوترہ : غزلیں
۸ — ۲۰ ششی رنگ : ریڈیو ڈائجسٹ
۹ — ۱۰ بیگم اختر : گیت اور غزل
۱۱ — ۳۰ غلام حسن سنگتراش اور ساتھی کشمیری موسیقی

۱۲ — اسکول براڈکاسٹ
انگلش بائی ریڈیو
ساتویں جماعت کے طلبا کے لیے
انگریزی پروگرام اور سنگیت
۱۲ — ۴۰ اوم کار ناتھ کول اور نسیم اختر غزلیں
۲ — ۳۰ بسم اللہ خاں : شہنائی پر دھن
۴ - ۳۰ عبدالرحمٰن ریشی اور علی محمد : غزلیں
رات
۸ — ۳۰ ملاقات : اردو میں انٹرویو

جمعہ ۱۵؍اکتوبر

صبح
۷ — ۵ ششی چوپڑہ : غزلیں
۹ — ۱۰ چترا سنگھ : گیت اور غزل
۱۱ — ۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
غلام محمد ساز نواز اور ساتھی

صوفیانہ موسیقی
دوپہر
۱۲ — ۰۰ اسکول براڈکاسٹ
جماعت ہشتم کے لیے سی وی رمن کی سوانح حیات پر اردو میں بات چیت
۲ — ۱۵ ششی چوپڑہ : غزلیں
۴ — ۰۰ کیلاش دکشمیر جنتوں اور لقاح کی موسیقی پر مبنی پروگرام
رات
۸ — ۳۰ پراگاش (غیر نصابی تعلیمی پروگرام) کشمیری میں گفتگو
۸ — ۴۵ کھیلن ہند دنیا، کھیلوں کی دنیا
۱۰ — ۰۰ غلام محمد ڈار، نسیم اختر اور ساتھی
عبدالرشید حافظ اور ساتھی
روف گسنے

دوردرشن بمبئی

... چینل ۴ :	تصویر ۶۲/۲۵ میگا ہرٹز
بینڈ ۱ :	آواز ۶۷/۷۵ میگا ہرٹز
... چینل ۵ :	تصویر ۱۰۵/۲۵ میگا ہرٹز
بینڈ ۳ :	آواز ۱۸۵/۷۵ میگا ہرٹز

۷-۳۰ ... مراٹھی میں خبریں رات ۹-۰۰ ہندی میں ... ۱۰-۰۰ انگریزی میں خبریں
۷-۴۰ کل کے پروگرام

... وار
... ۹-۰۰ سلسلے وار فلم ۹-۳۰ پرتبھا آن پرتبھا

۱۱-۰۰ ساپتاہکی : ہفتے بھر کے پروگرام کی ہندی میں جھلک
۱۱-۳۰ اختتام شام ۶-۰۰ اور ۷-۴۲ ہندی میں فیچر فلم ۹-۱۰ آروگیہ سمپدا ۹-۳۰ سائنس رپورٹ
۱۰-۱۰ اختتام

پیر

شام ۶-۳۰ سنا ٹکری : گجراتی میں بچوں کا پروگرام ... ۷ سگم سنگیت ۷-۱۰ آپکی بات آپکی باتیں ۷-۴۲ گیان دیپ ۸-۰۰ یوواورشن ۸-۳۰ سلسلے وار فلم ۹-۱۰/۱۵ فوکس/اوپن ہاؤس (مدراس سے ریلے) ۹-۳۰/۴۵ ورت چتر ۱۰-۱۰ اختتام

منگل

شام ۶-۳۰ کھیل : مراٹھی میں بچوں کا پروگرام ... ۷ سگم سنگیت ۷-۱۰ کامگار وشو : صنعتی مزدوروں کے لیے پروگرام ۷-۴۲ دنیا دان وگیان (روزکی سائنس) بریورتن ایک چنوتی ... ۸ یوواورشن (ہندی) ۸-۳۰ سپورٹس راؤنڈ اپ ۹-۱۰ سینیما : ہندی میں ادبی پروگرام/ پریکرما ۹-۳۰ قانون اور عام آدمی ۱۰-۱۰ اکوتی کا خصوصی پروگرام : آمدنی ۴۵/۱۰-۴۰ اختتام

بدھ

شام ۶-۳۰ سندر مانسے گھر ... ۷ فلم ۷-۱۰ آپکی بات آپکی باتیں ۷-۴۲ پراویشک سنگیت/ لکھا ویکھا ناٹس ۸-۰۰ آئینہ خانے/ چترگیت (گجراتی) ۸-۳۰ ینگ ورلڈ ۹-۱۰ پارنجات ۱۰-۱۰ حالات حاضرہ سے متعلق پروگرام

جمعرات

شام ۶-۳۰ گھر بیٹھاں (گجراتی) ... ۷ لوک سنگیت ۷-۱۰ کامگار وشو ۷-۴۲ سگم سنگیت ۸-۰۰ مراٹھی ڈرامہ/ راشٹری ڈرامہ ۹-۱۰ چھایا گیت ۹-۵۵ خصوصی اعلان ۱۰-۱۰ اختتام

جمعہ

شام ۶-۳۰ کھیل کھلونے ... ۷ سگم سنگیت ۷-۱۰ آپکی بات آپکی باتیں ۷-۴۲ گیان دیپ ۸-۱۰ کرم مراٹھی ۹-۱۰ گجرا/ پھول کھلے ہیں گلشن گلشن ۱۰-۱۰ موسیقی اور رقص کا نیشنل پروگرام ۱۰-۵۵ اختتام

ہفتہ

شام ۶-۰۰ اور ۷-۴۲ مراٹھی فیچر فلم/ ۶-۳۰ اور ۷-۴۲ ڈرامہ ۹-۱۰ کلاسیکی موسیقی/ آن دی فیلڈ آف دی فیلڈ ۹-۳۰ پروفیل/ وائبرنشنز ۱۰-۲۰ اختتام

خصوصی پروگرام

... ۴؍اکتوبر
صبح ۱۰-۳۰ ونڈر بیلون (مدراس سے ریلے)
... ۵؍اکتوبر
صبح ۱۰-۴۰ اور دوپہر ۲-۰۰ شالے چتروانی (طلبا کے لیے)
... یں جماعت کے لیے انگریزی کا سبق
... م ... ۷ گجراتی گیت
منگل ۶؍اکتوبر
... م ... ۷ مراٹھی گیت ۱۰-۱۰ آروہی : موسیقی کا خصوصی پروگرام
... ۷؍اکتوبر
صبح ۱۰-۴۰ اور ۲-۰۰ شالے چتروانی (طلبا کے لیے)
... ی جماعت کے لیے انگریزی کا سبق
جمعرات ۸؍اکتوبر
... م ۶-۳۰ وندن وار ۷-۴۲ ہندی گیت

جمعہ ۹؍اکتوبر
شام ۷-۰۰ ہندی گیت ۹-۴۵ ورت چتر
اتوار ۱۱؍اکتوبر
صبح ۱۰-۳۰ میجک لیمپ رات ۹-۱۰ آپ کا سواستھ
پیر ۱۲؍اکتوبر
شام ۷-۰۰ گجراتی گیت
منگل ۱۳؍اکتوبر
شام ۷-۰۰ مراٹھی گیت ۸-۰۰ یوواورشن (گجراتی)
۱۰-۱۰ شیدا نچیا پلیکڑے
بدھ ۱۴؍اکتوبر
شام ۸-۰۰ چترگیت (گجراتی)
جمعرات ۱۵؍اکتوبر
شام ۷-۴۲ گجراتی گیت ۸-۰۰ ہندی ڈرامہ

بقیہ - اورنگ آباد

دوپہر
۱-۰۰ فیاض احمد، نیاز احمد خیال
شام
۶-۱۵ کرشنا لال مالی و ساتھی لوک سنگیت
۸-۱۵ وجیند کابرہ، مراٹھی تقریر

بدھ ۱۴؍اکتوبر

صبح
۷-۱۵ سدھا رام جادھو، سندری
۸-۳۰ بیگم اختر، ٹھمری، دادرا
دوپہر
۱-۰۰ لطافت حسین خاں، خیال
شام
۶-۱۵ جیوتی ابھنگ راؤ، لوک سنگیت
۹-۲۰ مراٹھی میں مباحثہ

جمعہ ۱۵؍اکتوبر

صبح
۷-۱۵ راجا کالے، سہمد سنگیت
دوپہر
۱-۰۰ جی آدھرے بوئے، خیال
شام
۶-۱۵ پی این دلشک و ساتھی لوک سنگیت
۸-۱۵ ہفتہ وار نیوز ریل
۱۰-۰۰ اوشا پاٹھک، خیال

دوردرشن لکھنؤ

بینل: ۴ — ۶۲٫۲۵ میگاہرٹز (تصویر)
بینڈ ۱ — ۶۷٫۷۵ میگاہرٹز (آواز)

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونے والے پروگرام

شام ... ۷ چوپال (دیہی عوام کے لیے پروگرام)
سوائے اتوار اور منگل) اتوار کو ۶-۳۰ سے نھے منے۔
ں کے لیے اور منگل کو ... ۷ کامگار سبھا، صنعتی مزدوروں
کے لیے ... ۸ سماچار ۸-۳۰ کل کے پروگرام ۹-۳۰ اختتام
رات کو ۹-۳۵ پر، بدھ اور ہفتہ کو ... ۱۰ بجے

ہفتہ وار ٹیلی کاسٹ ہونے والے پروگرام

اتوار

شام ۶-۲۰ ننھے منے (بچوں کیلئے) ۶-۵۰ ہنستا ہنسکی
ہفتہ بھر کے پروگراموں کی تفصیلات) ... ۷ اور ۸-۲۰
فیچر فلم ۸-۱۵ ذرا دھیان دیں ۹-۳۰ کل کے پروگرام
اختتام

پیر

شام ۷-۳۰ آپ کا سواستھ (I، III، V) سواستھ سمپدا
(II، IV) ۷-۴۵ ورت چتر ۸-۱۵ (آج کل) حالات حاضرہ
۸ اپہارنہ ... ۹ سرسوتی (ہندی ادبی پروگرام) ۹-۳۵ اختتام

منگل

شام ۷-۳۰ کامگار سبھا ۸-۱۵ وگیان جگت/ٹی وی این
فلم ۸-۳۵ ڈرامہ ۹-۳۰ رقص ... ۱۰ اختتام

بدھ

شام ۷-۳۰ کھیل جگت ۸-۱۵ آپ کی ڈاک ۸-۳۵
ادبی شخصیتوں والی (لکھنؤ کی سماجی تہذیب کی ایک جھلک
۹ گنجن ۹-۳۵ سیریل انگریزی فلم ... ۱۰ اختتام

جمعرات

شام ۷-۳۰ سیوادرشن ۸-۱۵ کلا اور کرتی/یوگیان اور جن جیون ۸-۳۵ چترہار
۹ بات اپنی اپنی/آمنے سامنے بہت والی ۹-۳۵ اختتام

جمعہ

شام ۷-۳۰ پھلواری بچوں کے لیے پروگرام ۸-۱۵ آج کل
... ۹ ... (اردو ادبی پروگرام)
۹-۳۰ اختتام

ہفتہ

شام ۷-۳۰ گھر کی دنیا ۸-۱۵ لوک سنگیت ۸-۳۵ علاقائی
فیچر فلم/ ہندی ناٹک ... ۹ انگریزی فلم ... ۱۰ اختتام

دوردرشن سرینگر

بینڈ ۱ ۶۲٫۲۵ ایم ایچ زیڈ (تصویر)   چینل ۳ ۶۷٫۷۵ ایم ایچ زیڈ (آواز)

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونے والے پروگرام

صبح ... ۱۱ سے ۱۱-۲۰ تک بچوں کے لیے تعلیمی پروگرام (صرف پیر اور جمعرات کو)
شام ... ۶ دیہاتی بھائیوں کے لیے (پیر، منگل، بدھ، جمعرات) ... ۸ کشمیری
میں خبریں ۸-۱۵ پروگراموں کا خلاصہ
۹-۴۵ اردو میں خبریں ... ۱۰ اختتام (اتوار کو ۱۰-۳۰)

خصوصی پروگرام

جمعرات یکم اکتوبر

شام ۷-۳۵ خاندانوں کے لیے کشمیری میں پروگرام ۸-۱۷ فلمی گیتوں کا پروگرام ... ۹ حالات حاضرہ (اردو) ۹-۳۰ دستاویزی فلم

جمعہ ۲ اکتوبر

شام ... ۷ خیابان ۷-۳۰ قوالی ۷-۵۰ روزگار بلیٹن ۸-۱۷ انگریزی سلسلہ وار فلم ۹-۱۵ صحت و تندرستی سے متعلق کشمیری میں پروگرام

ہفتہ ۳ اکتوبر

شام ... ۷ بچوں کے لیے اردو میں پروگرام ۷-۳۰ کشمیری لوک موسیقی ۷-۴۵ ایک نظم کا ٹی وی روپ ۸-۱۷ ڈرامہ (اردو)
۹-۱۵ موسیقی کا خصوصی پروگرام

اتوار ۴ اکتوبر

صبح ... ۱۱ بچوں کے لیے کشمیری میں پروگرام ۱۱-۳۰ کشمیری لوک موسیقی ۱۱-۵۰ سلسلہ وار کھیل ۱۲-۴۰ یونیورسٹی طلبا کے لیے پروگرام
شام ۶-۳۰ نوجوانوں کے لیے اردو میں پروگرام ... ۷ اور ۸-۱۷ فیچر فلم ... ۱۰ کلاسیکی موسیقی

پیر ۵ اکتوبر

شام ۷-۲۰ کشمیری موسیقی ۷-۴۵ ٹی وی نیوز فیچر ۸-۱۷ فلمی گیتوں کا پروگرام ۸-۵۰ کھیلوں سے متعلق اردو میں پروگرام
۹-۲۰ انٹرویو پر مبنی پروگرام

منگل ۶ اکتوبر

شام ۷-۳۰ کشمیری موسیقی ۷-۴۵ فلمز ڈویژن کی دستاویزی فلم ۸-۱۷ ناظرین کے خطوں کے جواب ۸-۴۰ انگریزی سلسلہ وار فلم ۹-۱۵ صوفی سنتوں پر پروگرام

بدھ ۷ اکتوبر

شام ۷-۳۰ ڈوگری پروگرام ۷-۴۵ ہلکی پھلکی موسیقی ۸-۱۷ اردو میں سلسلہ وار کھیل ۸-۵۰ سماجی ترقیات پر مبنی پروگرام
۹-۱۵ کشمیری میں ادبی میگزین پروگرام

جمعرات ۸ اکتوبر

شام ۷-۳۰ شہری ذمہ داری سے متعلق پروگرام ۷-۴۰ ہم سائنس ۸-۱۷ فلمی گیتوں کا پروگرام ... ۹ حالات حاضرہ (اردو)
۹-۳۰ ہلکی پھلکی موسیقی

جمعہ ۹ اکتوبر

شام ... ۷ گجروں کے لیے پروگرام ۷-۳۰ نعتیہ کلام ۷-۵۰ روزگار بلیٹن ۸-۱۷ انگریزی سلسلہ وار فلم
۹-۱۵ صحت و تندرستی سے متعلق کشمیری میں پروگرام

ہفتہ ۱۰ اکتوبر

شام ... ۷ بچوں کے لیے اردو میں پروگرام ۷-۳۰ کشمیری لوک موسیقی ۷-۴۵ ایک نغمہ ۸-۱۷ ڈرامہ ۹-۱۵ اردو میں ورائٹی پروگرام

اتوار ۱۱ اکتوبر

صبح ... ۱۱ بچوں کے لیے کشمیری میں پروگرام ۱۱-۳۰ کشمیری لوک موسیقی ۱۱-۵۰ سلسلہ وار کھیل ۱۲-۴۰ نشر شدہ پروگراموں سے انتخاب شام ۶-۳۰ نوجوانوں کے لیے کشمیری میں پروگرام ... ۷ اور ۸-۱۷ فیچر فلم ... ۱۰ نشر شدہ پروگراموں سے خصوصی انتخاب

پیر ۱۲ اکتوبر

شام ۷-۲۰ کشمیری موسیقی ۷-۴۵ ٹی وی این ایف پر مبنی ترقیاتی پروگرام ۸-۱۷ فلمی گیتوں اور رقص پر مبنی پروگرام ۸-۵۰ کھیلوں سے متعلق اردو میں پروگرام ۹-۲۰ انٹرویوز

منگل ۱۳ اکتوبر

شام ۷-۳۰ کشمیری دستکاریاں اور دستکار ۸-۱۷ ناظرین کے خطوں کے جواب ۸-۴۰ سلسلہ وار انگریزی فلم ۹-۱۵ "محفل" اہم شخصیتوں اور سامعین کے ساتھ

بدھ ۱۴ اکتوبر

شام ۷-۳۰ ڈوگری پروگرام ۷-۴۵ ہلکی پھلکی موسیقی ۸-۱۷ کشمیری میں سلسلہ وار کھیل ۸-۵۰ سماجی ترقیات پر مبنی پروگرام
۹-۱۵ اردو میں ادبی میگزین پروگرام

جمعرات ۱۵ اکتوبر

شام ۷-۳۰ کشمیری میں خاندانوں کے لیے پروگرام ۸-۱۷ فلمی گیتوں اور رقص پر مبنی پروگرام ... ۹ حالات حاضرہ (اردو)
۹-۳۰ دستاویزی فلم

No. 2732(P30)—65/A22(UD)/81—10-9-81—1992.





ڈپٹی منسٹر اطلاعات ونشریات کماری کمد بین جوشی آکاشوانی جالندھر کے اسٹوڈیو میں لوک سنگیت کی ریکارڈنگ کے وقت۔
سبھاش چندر گارب جو معذور ہونے کے باوجود ایک چائے دوکان کے مالک ہیں کے ساتھ شمیم قریشی ریڈیو کشمیر سرینگر کے لیے انٹرویو کرتے ہوئے۔



نواب زادہ کرنل سید جعفر علی خاں اثر جاہدی (دائیں)
اور زبیر رضوی محو گفتگو۔ یہ پروگرام آکاشوانی رامپور سے نشر کیا گیا۔



نامور سرود نواز اشیش خاں کے ساتھ
شمیم فاروقی آکاشوانی پٹنہ کے لیے انٹرویو کرتے ہوئے۔



اردو سروس کے لیے
حب الوطنی کے نغموں کی صدابندی میں مصروف فنکار۔





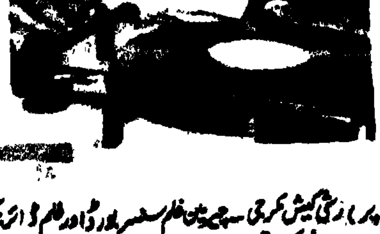
(اوپر) قادر خاں ۔ فلم ایکٹر، رائٹر، پروڈیوسر کے ساتھ ان سے ملیے، پروگرام میں ڈاکٹر اچلا ناگر کی گفت گو۔
(اوپر بائیں) مشہور گائیکہ آرتی مکرجی ۔ سگم سنگیت پیش کرتے ہوئے۔



(اوپر) مشہور ڈانسر سنکتا پانی گراہی (بائیں) کے ساتھ ایک انٹرویو ان سے ملیے، پروگرام میں نشر ہوا۔
(نیچے) مشہور کلاسیکی گائیکہ پدماوتی شالگرام کے ساتھ
سنگیت سریتا پروگرام میں شری کانت ٹھاکر نے انٹرویو کیا۔







(اوپر) رنگی کیش مکرجی سے چیئرمین فلم سنسر بورڈ اور فلم ڈائرکٹر خصوصی بے مالا
پیش کرتے ہوئے۔

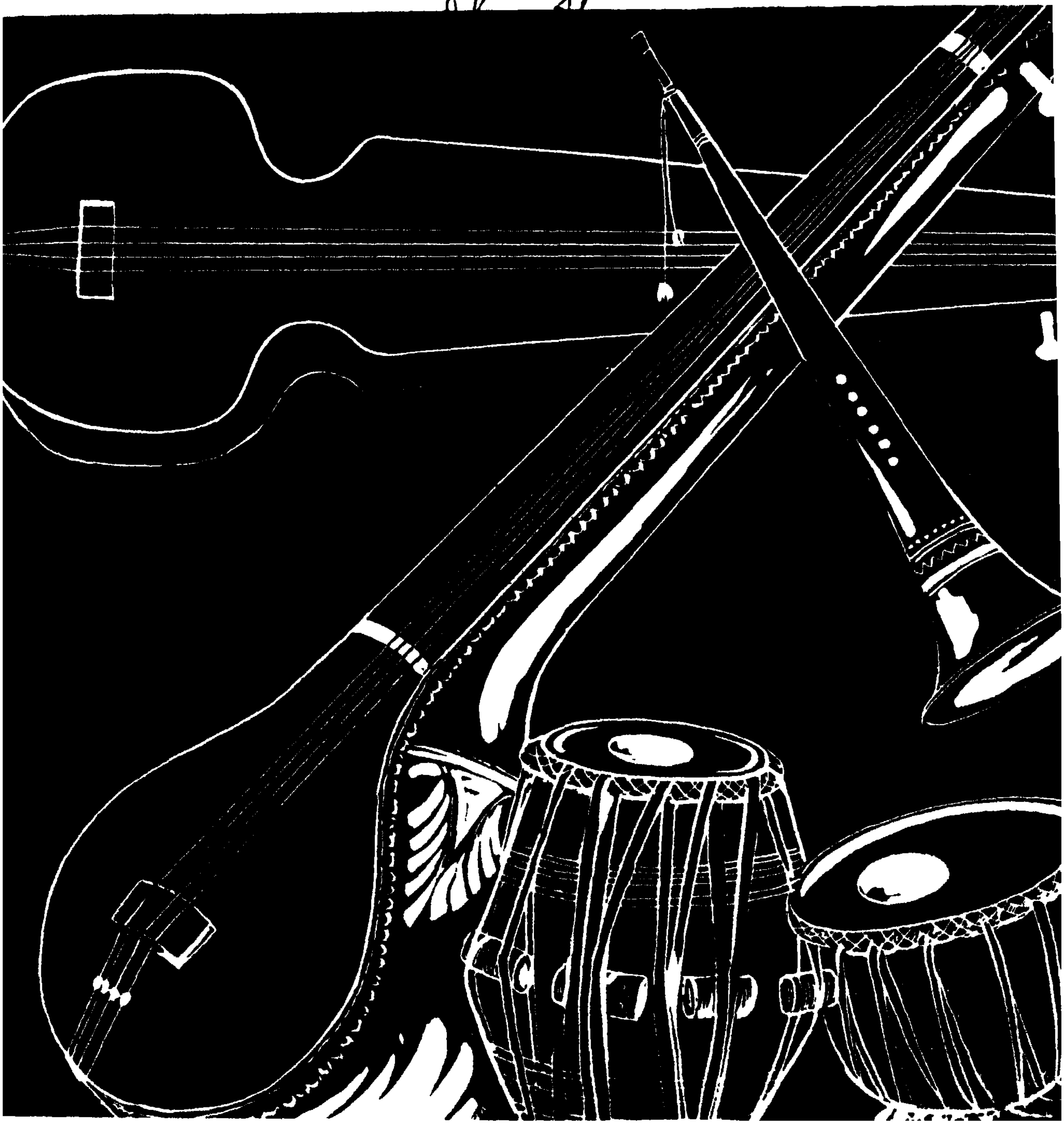
ودودھ بھارتی کی جھلکیاں

Published by the Director General, All India Radio, at the Office of the Chief Editor, Akashvani Group of Journals, P.T.I Building, Second Floor, New Delhi-110001. Printed by the Manager, Govt. of India Photolitho Press, Faridabad.

آواز

۱۶ راکتوبر ۱۹۸۱ء
۲۴ راشون ۱۹۰۳ شا

اشاعت کا ۴۶ واں سال
قیمت 50 پیسے



فضل الرحمٰن خلش

رہی نہ آج کوئی رسم دلبری جیسے
رہِ وفا بھی کہیں جاکے کھو گئی جیسے
نہ آبِ جوئے محبت نہ سائے اخلاص
بھٹکتی پھرتی ہے صحرا میں زندگی جیسے
میں نامراد سہی کیفِ آرزو تو دیکھ
چھلکتی ہو لبِ میکش پہ تشنگی جیسے
دلِ خراب میں آیا ہے یوں خیال ترا
گماں کے شہر سے گزری ہو آگہی جیسے
نگاہِ شوق مری تیرا غازۂ رخسار
غمِ سحر سے ہو پھولوں میں تازگی جیسے
اس خلش سے جو عنوان تھا انکی محفل کا
ملے وہ راہ میں ملتے ہوں اجنبی جیسے

راشد صدیقی

خط بھیج کے قاصد سے بلایا نہیں کرتے
معصوم کو اس طرح ستایا نہیں کرتے
اے اہلِ خرد حد سے گزرنا نہیں اچھا
ہم اہلِ جنوں بات بڑھایا نہیں کرتے
حق بات پہ گردن تو کٹا دیتے ہیں لیکن
خوددار کبھی سر کو جھکایا نہیں کرتے
کیوں خونِ جگر دیکے انھیں سینچ رہے ہو
یہ پیڑ تو ایسے ہیں جو سایا نہیں کرتے
ہے کون جو دیتا ہے صدا اس کے گدا کی
کشکول ہر اک سمت بڑھایا نہیں کرتے
اک لفظِ وفا ہی سے تو ضد ہے انھیں راشد
یہ لفظ کبھی لب پہ بھی لایا نہیں کرتے

اختر بستوی

نظر آئے گی یہ دنیا عمر بھر اک کربلا مجھ کو
ندو اکھڑی ہوئی سانسوں سے جینے کی دعا مجھ کو
وہ زیورِ فرشِ مخمل پر جو ٹوٹا تھا کبھی گر کر
زبانِ خامشی سے کہہ گیا تھا بے وفا مجھ کو
گناہوں کے ہزاروں اژدہے کچھ بھی نہ کرپائے
کسی معصوم سی خواہش کی ناگن نے ڈسا مجھ کو
یہ منشا ہے کہ لکھوں وقت کی وحشت کا افسانہ
گئی ہے دیکے اک سادہ ورق پاگل ہوا مجھ کو
لٹی آبادیوں کے ادھ جلے خیموں کے منظر نے
ڈرایا ہے میرے خوابوں آکر بار ہا مجھ کو
سمیٹا خود کو تھا خلوت کی بزم آرائی میں اختر
مگر محفل کی تنہائی نے پھر بکھرا دیا مجھ کو

بندیا باسنی قمر

رنگینیٔ گلشن کو یوں صحرا میں سمو لیں
کانٹوں کو ہر ایک آبلۂ پا میں چبھو لیں
اس کا تو پتہ چل نہ سکا دیر و حرم میں
اے ذوقِ تجسس ذرا میخانے میں ہو لیں
لے دے کے اسی سے تو ہے روشن شبِ فرقت
تم کہتے ہو ہم داغِ جگر اشکوں سے دھو لیں
لازم ہے ہمیں قتل کریں تیغِ ادا سے
ہم ارضِ تمنّا کے لیے منہ کو جو کھولیں
اے راہِ روِ راہِ عدم بات تو سُن لے
منظور ہو تو ہم بھی تیرے ساتھ میں ہو لیں
باتیں تو نگاہوں سے ہوا کرتی ہیں اکثر
کیا غم ہے قمر منہ سے بولیں کہ نہ بولیں

اطہر عباس دانش

وہ دل جو درد کا حامل نہیں ہے
اسے پتھر کہو وہ دل نہیں ہے
ہے دشمن اپنی جاں کا دوست اس کا
اب اپنا دل بھی اپنا دل نہیں ہے
محبت میں سکوں کی جستجو کیا
کہ یہ منجدھار ہے ساحل نہیں ہے
ستم کو بھی سمجھنا ہے کرم یہ
ہمارا دل تمہارا دل نہیں ہے
بڑھا جاتا ہوں ذوقِ جستجو میں
کوئی منزل مری منزل نہیں ہے
گذرتا جا ہر اک وہم و گماں سے
یقیں سے کم تری منزل نہیں ہے

شمیم یزدانی

کوئی عدو نہ سہی کوئی آشنا ہی ملے
بطرزِ چارہ گری زخم اک نیا ہی ملے
کسی تعلقِ خاطر کا ہو تو کچھ احساس
وہ ملتفت نہ ہو مجھ سے گریز پا ہی ملے
بس اک تبسمِ رنگیں ہی وقتِ رخصت دو
اندھیری شب کے مسافر کو اک دیا ہی ملے
کوئی بتائے کہ یہ ترکِ عشق کیسا ہے
میں جب بھی دیکھوں تو وہ مجھ کو دیکھتا ہی ملے
مآل کار ہمیں سرخ رو تو ہونا ہے
نہیں لہو کا سلیقہ تو پھر حنا ہی ملے
شمیم ترکِ محبت کا ہو تو کچھ اعجاز
مرے جنوں میں کسی شوخ کی ادا ہی ملے

اُس پار
گورکھپور سے
عتیق الٰہی

سنگیت سمیلن ۱۹۸۱

موسیقی ہماری زندگی کا ایک اہم جزو ہے ۔ خوشی کا موقع ہو یا غم کا، ہماری زندگی میں موسیقی قدم قدم پر اہم کردار ادا کرتی ہے ۔ ہمارے ملک ہماری زندگی اور ہمارے عوام میں موسیقی کی جڑیں نہایت گہری اور صدیوں پرانی ہیں ۔

یہ وہ سرزمین ہے جہاں تان سین جیسے موسیقاروں نے جنم لیا، جہاں موسیقی کی روایات، مہارت اور فنکاری کی پشت کئی صدیوں کی کاوشیں اور ریاض کار فرما ہے، جہاں موسیقی کا فن نسل در نسل منتقل ہوتا چلا آرہا ہے، جہاں موسیقی کے دبستان قائم ہوئے ۔

یہاں نصف صدی سے زائد عرصے سے آل انڈیا ریڈیو موسیقی کے میدان میں خدمات انجام دیتا آیا ہے ، ہر برس منعقد ہونے والا سنگیت سمیلن ایسا ہی ایک خوشگوار اور موسیقی ریز عرصہ ہوتا ہے جس کا انتظار شائقین موسیقی نہایت بے چینی سے کرتے ہیں ۔

اس برس ریڈیو سنگیت سمیلن کی محفلیں ۱۷ر اور ۱۸ر اکتوبر ۱۹۸۱ء کو ملک کے مختلف مراکز پر مدعو سامعین کے روبرو منعقد کی جائیں گی ۔

موسیقی کی ان محفلوں کی ریکارڈنگس ۳۱ر اکتوبر سے ۶ر دسمبر ۱۹۸۱ء تک آل انڈیا ریڈیو سے نشر کی جائیں گی ۔

زیر نظر شمارے میں ہم ۱۷ر اکتوبر کو دہلی میں منعقد سنگیت سمیلن کی افتتاحیہ محفل کے فن کار کا تعارف پیش کر رہے ہیں



ہفتہ ۳۱ر اکتوبر رات ۹-۳۰ سے ۱۱--

عبدالحلیم جعفر خاں — ستار نوازی

سدا شیو پوار — طبلہ

(۱۷ر اکتوبر کو دہلی میں منعقدہ محفل کی ریکارڈنگ ــــــــــ)

ذیل میں ہم سنگیت سمیلن کی نشریات کا ایک سرسری خاکہ پیش کر رہے ہیں نشریات سے متعلق تفصیلات آواز کے آئندہ شماروں میں پیش کی جائیں گی ۔

یکم نومبر	صبح	۱۰ر بجے	زرین دارووالا	سرود وادن
	•	۱۱ر بجے	پنڈت منی رام	گائن
	رات	۱۰ر بجے	سری رنگم ایس گوپالا رتنم	گائن
۲ر نومبر	رات	۱۰ر بجے	راجن اور ساجن مشرا	دوگانہ
۳ر نومبر	رات	۱۰ر بجے	پی این سریش	بانسری
۴ر نومبر	رات	۱۰ر بجے	رام نارائن	سارنگی
۵ر نومبر	رات	۱۰ر بجے	شیر کاضی ایس گووندا راجن	گائن
۶ر نومبر	رات	۱۰ر بجے	سیارام تیواری	گائن
۷ر نومبر	رات	ساڑھے نو بجے	لال گڈی جی جیارمن	وائلن
۸ر نومبر	صبح	۱۰ر بجے	دیاشنکر و ساتھی	شہنائی
	صبح	۱۱ر بجے	رسک لال اندھریا	گائن
	رات	۱۰ر بجے	سی سروجا سی للیتا	دوگانہ
۹ر نومبر	رات	۱۰ر بجے	دیب برت چودھری	ستار
۱۰ر نومبر	رات	۱۰ر بجے	ایم چندر اشیکرن	وائلن
۱۱ر نومبر	رات	۱۰ر بجے	ملک ارجن منصور	گائن
۱۲ر نومبر	رات	۱۰ر بجے	ایم ایس بالا سبرامنیا سرما	گائن
۱۳ر نومبر	رات	۱۰ر بجے	رگھوناتھ سیٹھ	بانسری
۱۴ر نومبر	رات	ساڑھے نو بجے	بھیم سین جوشی	گائن
۱۵ر نومبر	صبح	۱۰ر بجے	بدھ دیو داس گپتا	سرود
	صبح	۱۱ر بجے	مالبیکا کانن	گائن

۱۵ر نومبر	رات	۱۰ر بجے	دامودا چتی ایا بائی	ناگاسورم
۱۶ر نومبر	رات	۱۰ر بجے	پالگھاٹ کے ولنارا ئنا سوامی	گائن
۱۷ر نومبر	رات	۱۰ر بجے	ڈی کے داتار	وائلن
۱۸ر نومبر	رات	۱۰ر بجے	رنگانائیکی راجگوپالن	وینا
۱۹ر نومبر	رات	۱۰ر بجے	سرفراز حسین خاں	گائن
۲۰ر نومبر	رات	۱۰ر بجے	این ایس سرینواسن	بانسری
۲۱ر نومبر	رات	ساڑھے نو بجے	رادھا، جیالکشمی	دوگانہ
۲۲ر نومبر	صبح	۱۰ر بجے	رمیش پریم	وچتر وینا
	صبح	۱۱ر بجے	گنگو بائی ہنگل	گائن
	رات	۱۰ر بجے	بمل مکرجی	ستار
۲۳ر نومبر	رات	۱۰ر بجے	ایم وی وراسوامی	گوٹووادیم
۲۴ر نومبر	رات	۱۰ر بجے	ریتا گنگولی	گائن
	رات	۱۰--۳۰	چھترپتی سنگھ	پکھاوج
۲۵ر نومبر	رات	۱۰ر بجے	کڈا اور ایم سبرامنیم	گائن
۲۶ر نومبر	رات	۱۰ر بجے	وجے راگھوراؤ	بانسری
۲۷ر نومبر	رات	۱۰ر بجے	وی ایل جانکی رام	وینا
۲۸ر نومبر	رات	ساڑھے نو بجے	پدماولی تاتاچاری	گائن
۲۹ر نومبر	رات	۱۰ر بجے	پی وی رمن اور پی وی کرشنن	دوگانہ
۶ر دسمبر	صبح	۱۰ر بجے	اشوک رائے	سرود
	صبح	۱۱ر بجے	منور علی خاں	گائن

دور درشن

نیشنل پروگرام

آکاشوانی

نینادیوی کا گائن : ۱۷راکتوبر رات ساڑھے نو بجے



ہلکی کلاسیکی موسیقی کے میدان میں نینا دیوی کا نام ملک کے صف اول کے فن کاروں میں شامل ہے۔ موسیقی کی ابتدائی تعلیم سنگیت اچاریہ گریجا شنکر چکرورتی کلکتہ والے سے حاصل کی اور بعد میں غلام صابر خاں، رامپور کے مشتاق حسین خاں اور بنارس کی رسولن بائی سے مزید علم موسیقی حاصل کیا۔

نینادیوی پورب انگ ٹھمری اور غزل نہایت دلکش اور منفرد انداز میں گاتی ہیں۔ ان کے فن کو داد تحسین ملک اور بیرون ملک دونوں جگہ ملی ہے اس کے علاوہ موسیقی کے میدان میں ان کی خدمات کے پیش نظر انھیں 'پدم شری' کے اعزاز سے بھی نواز اگیا ہے۔

پرکاش وڈھیرہ کا بانسری وادن ۲۴راکتوبر رات ساڑھے نو بجے



پرکاش وڈھیرہ ملک کے ایک ایسے نامور بانسری نواز ہیں جن کے فن کو شائقین کلاسیکی موسیقی نے ملک اور بیرون ملک ہر جگہ سراہا ہے، موسیقی کی تعلیم دیوندر مرڈ گلائے سے حاصل کی۔ اس کے بعد انھوں نے علی اکبر خاں کی شاگردی اختیار کی۔

راگوں کا منظم اور بتدریج زیروبم ان کے فن کی انفرادی خصوصیت ہے۔ جس کا استعمال وہ مکمل مہارت تخیل کی بلند پروازی اور جذباتیت کے ساتھ کرتے ہیں۔

منگل شب کی محفل موسیقی

ستیش پرکاش قمر کا شہنائی وادن

۲۰راکتوبر : رات دس بجے



ستیش پرکاش قمر دہلی کے ایک جواں سال ابھرتے ہوئے فن کار ہیں۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے دیپ چندجی اور بعد میں اپنے بڑے بھائی جگدیش پرکاش قمر سے تعلیم حاصل کی جو دہلی کے نامور شہنائی نواز ہیں انھوں نے استاد چاند خاں مرحوم سے بھی تعلیم پائی ہے۔

آج کل آپ دہلی کے نصیر احمد خاں سے گائکی انگ کی تربیت حاصل کر رہے ہیں اس کے علاوہ آپ وشنو پرساد سے شہنائی وادن کی تکنیکی باریکیوں کا علم بھی حاصل کر رہے ہیں۔

نندلال گھوش کا سرود وادن

نندلال گھوش کا تعلق سینائی گھرانہ سے ہے اور وہ بین کار استاد محمد دبیر خاں رامپور والے کے شاگرد ہیں اپنے 'بلج' انداز کے لیے معروف شری گھوش کا شمار ملک کے صف اول کے سرود نوازوں میں کیا جاتا ہے۔ اپنے کلاسیکی انداز کی نزاکت ولطافت کے لیے کافی شہرت رکھتے ہیں۔

نہایت کم عمری میں ہی، جبکہ وہ شانتی نکیتن میں طالب تھے ان کا براہ راست تعلق گورودیو رابندرناتھ ٹیگور سے ہوگیا انھوں نے ذاتی دلچسپی لی اوران کی حوصلہ افزائی کی۔

انھوں نے رابندرناتھ ٹیگور کی قیادت میں ملک بھر اور سیلون کا دورہ کیا۔ گوکہ نندلال گھوش کا تعلق کلکتہ سے ہے لیکن آج کل آپ اربندو آشرم' پانڈیچری میں مقیم ہیں۔

دوردرشن ٹیلی کاسٹ

کلکتہ	——	۹ اکتوبر
دہلی	——	۱۶راکتوبر
بمبئی	——	۲۳راکتوبر
مدراس	——	۳۰راکتوبر



ایم آر گوتم کا کلاسیکی گائن

ایم آر گوتم کا تعلق جنوبی ہند کے ایک شائقین موسیقی کے خاندان سے ہے۔ لیکن اس کے باوجود انھوں نے ہندوستانی موسیقی کا علم حاصل کرنے کو ترجیح دی اور آگرہ گھرانہ کے پنڈت راماراؤ نائیک کے زیر نگرانی ۲۰سال تک علم موسیقی حاصل کیا۔ اس کے بعد پنڈت دلیپ چندر ویدی استاد ولایت حسین خاں، ڈاگر برادران' استاد انوار حسین خاں، رضا علی خاں (نواب رامپور) ٹھاکر جے دیو سنگھ، سدھیشوری دیوی پنڈت رام جی مشرا جیسے استادوں سے فن گائن کی مختلف اصناف جیسے خیال ٹھمری ٹپا وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے علاوہ آپ علم موسیقی کے اسکالر ہیں اور گندھرو مہاودیالیہ اور بنارس ہندو یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں حاصل کی ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی کئی مطبوعات بھی ہیں۔ ۱۹۷۸ء میں انھیں سنگیت ناٹک اکیڈمی کی جانب سے بہترین گائیک کا خطاب دیاگیا۔

دور درشن ٹیلی کاسٹ

بمبئی	——	۹راکتوبر
مدراس	——	۱۶راکتوبر
کلکتہ	——	۲۳راکتوبر
دہلی	——	۳۰راکتوبر

آکاشوانی

تھارو قبیلے کی عورتیں

فاطمہ حسن

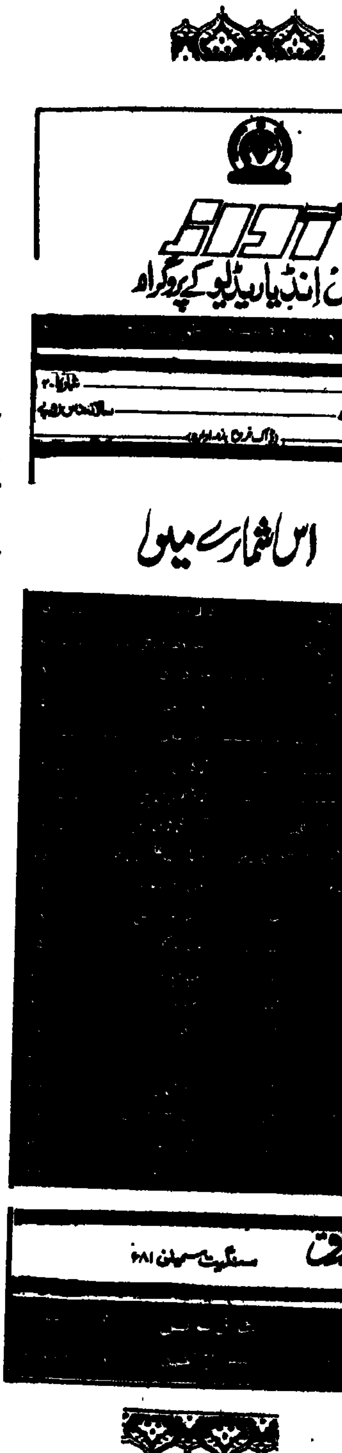
یوں تو آج کی زندگی کے ہر شعبہ میں عورت کا مقام بلند ہو گیا ہے لیکن سچ پوچھئے تو تھارو قبائلی عورتیں صدیوں پہلے جو سماجی برتری پا چکی ہیں ہم اس سے بہت پیچھے ہیں۔ یہ قبائلی تھارو یوپی کے پانچ مندرجہ فہرست قبائل میں سے ایک ہیں اور گورکھپور، گونڈہ، بہرائچ، کھیری اور نینی تال جیسے ترائی اضلاع میں سے ہیں۔ یہاں ان کی کل آبادی تقریباً اسی ہزار ہے۔

مجموعی طور پر ہر قبائلی سماج میں عورتوں کو مردوں سے بہتر سمجھا جا رہا ہے مگر تھاروؤں کے درمیان عورتوں کو مردوں پر فوقیت ہمیشہ سے حاصل رہی ہے مرد ان کی ذاتی زندگی میں کسی بھی طور سے دخل انداز نہیں ہوتا ہے۔ تھارو عورتوں کی اس برتری کی ایک خوبصورت اور رنگین روایت ہے جس کے مطابق تھارو عورتوں کا سلسلہ نسب ان راناؤں سے ملتا ہے جو مغلوں سے شکست کے بعد چند معتبر سپاہیوں وفادار ملازموں رانیوں اور شاہی خاندان کے دیگر افراد کے ہمراہ بھاگ کر ترائی کے جنگلوں میں پناہ گزین ہوئے تھے۔ میلوں تک پھیلی زمین پر خود کاشت کے ذریعہ ضرورت سے زیادہ غلہ اگا کر شہروں سے آتے بنجارے تاجروں سے دیگر ضروریات زندگی غلہ کے عوض حاصل کر کے زندگی نے ان جنگلوں میں قدم جمائے تھے۔ مہارانا پرتاپ کے ساتھ دیگر راناؤں نے عہد کیا تھا "اپنا راج واپس لے کر وطن لوٹیں گے اور اس وقت تک سیاہ لباس پہنیں گے اور زمین پر سوئیں گے۔" مگر تمام رانا جنگ میں کام آ گئے تھے اور رانیاں رہ انتظار تکتی جنگلوں میں بیٹھی رہ گئیں تھیں۔ ساتھ آئے وفادار ملازموں اور بچے کھچے سپاہیوں کے سوا اور کوئی بھی متنفس ان گھنیرے جنگلوں میں نہیں تھا تقاضہ زندگی اور مصلحت وقت کو مدنظر رکھتے ہوئے حالات سے بے بس رانیوں نے اپنی راجکماریوں کی شادیاں انھیں ملازموں اور سپاہیوں کے لڑکوں سے کر دی تھیں۔ مگر زن کے ساتھ کہ زن و شوہر ہوتے ہوئے بھی رانی اور خادم کا لحاظ قائم رہے اور یہ لحاظ تھاروؤں قبیلے میں آج تک قائم ہے اور عورت آج بھی رانی سمجھی جاتی ہے اور اپنے آباؤ اجداد کے کیے ہوئے عہد کے مطابق سیاہ لباس پہنتی اور زمین پر سوتی ہے۔ مرد ہم مرتبہ نہ ہونے سے ان شرائط کا پابند نہیں ہے اسی طرح روزمرہ کی زندگی میں بھی اسے عورت سے کم رتبہ پر رہنا ہوتا ہے جیسے راستہ چلتے ہوئے عورت ہمیشہ مرد کے آگے چلتی ہے۔ یا پھر مرد باورچی خانے میں نہیں جا سکتا اور کھانا پہلے عورتیں اور لڑکیاں کھاتی ہیں اور بعد کو مرد اور لڑکے۔ بہر صورت تھارو عورتیں اپنے کو رانا راجپوت رانیاں کہتی اور سمجھتی ہیں اور تھارو نام پڑنے کی وجہ تسمیہ بھی بتاتی ہیں۔ چونکہ یہ لوگ ابتداء میں وقتی طور سے ان جنگلوں میں ٹھہرے ہوئے تھے اس لیے نئی نسل ٹھہارو اور بعد کو تھارو کہی گئی۔

مگر علم الانسان کے ماہرین کے مطابق تھارو منگولائی نسل کے ہیں۔ صداقت کچھ بھی ہو مگر تھارو عورتیں دیکھنے میں خوبصورت، باوقار اور پرکشش ہوتی ہیں جبکہ مرد ان کے برعکس بالکل معمولی شکل و صورت اور معمولی بے اثر شخصیت کے ہوتے ہیں اس فطری امتیاز کے ساتھ طرز رہائش اور زندگی کے روزمرہ میں بھی مقابلتاً عورت کا معیار زیادہ صحیح اور بہتر ہوتا ہے تھارو عورت رنگین دھاگوں سے کڑھے سیاہ لہنگے چولی پر سیاہ اوڑھنی جو سر پر اوڑھے ہوئے جوڑے کو ڈھکتی ہوئی پیچھے کمر تک پھیلی ہوتی ہے گلاٹ کے گہنے اور مختلف دور کے رائج الوقت سکوں سے بنے زیورات سے سجی ہر وقت دکھائی دیتی ہے جبکہ مرد مٹ میلے سفید شلوکے اور گھٹنوں سے اوپر اونچی دھوتی پہنے ہوتے ہیں۔ اور اس لباس میں عورتوں کے مقابلے میں مرد پھیکے دکھائی دیتے ہیں۔

اسی طرح محنت اور جفاکشی میں بھی تھارو عورت مردوں سے آگے ہے۔ خواہ کھیت ہو یا کھلیان محل کی تعمیر ہو یا مرمت عورت مرد کے شانہ بہ شانہ کام کرتی ملے گی اس کے علاوہ جانوروں کی پرورش غلہ پیسنے اور دھان کوٹنے سے لے کر گھر کی صفائی کھانا پکانا۔ جنگلوں سے لکڑیاں مچھلی کیلے پھل اور پھول جمع کرنے کی تمام تر ذمہ داری تنہا عورت کی ہے۔

تھارو عورتیں خاصی دستکار بھی ہوتی ہیں رنگین مونج کی چھوٹی بڑی ڈلیاں پنکھے چٹائیاں اور رنگین سنلی سے منگ پیڑھی بڑی خوبصورت بنتی رہتی ہیں اپنے و نیز بچوں اور مردوں



کے لباس و بستر خود ہی سی کر تیار کرتی ہیں عورتیں اپنے لباس پر شوخ رنگوں کے دھاگوں سے بڑی مہین اور نفیس کشیدہ کاری کرتی ہیں۔ موتیوں، ریشم، اون اور رنگین دھاگوں سے بڑے خوبصورت زیور بنا کر پہنتی ہیں۔ سارا دن جبکہ عورت ان کاموں میں مصروف رہتی ہے تو مرد کسی طرف سست بیٹھے حقہ پیتے ہوں گے یا شراب کے نشے میں سرشار پڑے ہوں گے ایسی صورت میں اگر عورت حاوی ہے مرد زن مرید تو تعجب کی کوئی بات نہیں ہے۔

تھارووں کے یہاں بڑے دلچسپ رسم و رواج ان کی شادیوں کے ہیں لیکن بڑی نمایاں خوبی ہے کہ تھارو رسم جہیز کی لعنت سے پاک ہیں۔ جہیز کے نام پر صرف بھینس یا گائے اور تھالی یا جو زیور لڑکی والے دینا چاہیں تو دیتے ہیں اس کے علاوہ سارا خرچ لڑکے والے کرتے ہیں۔

منگنی بچپن میں کر دی جاتی ہے اس رسم کی ادائیگی کے لیے لڑکے والا پانچ تھاروؤں کے ساتھ بتاشے لڑکی کے لیے کپڑے اور گڑ لے کر لڑکی کے گھر جاتا ہے اور لڑکی کے والدین کو بچوا تا ہے۔ اس طرح منگنی کی رسم پوری ہو جاتی ہے شادی بڑے ہو جانے پر کی جاتی ہے لڑکے والے خود ہی آ کر دن تاریخ طے کر جاتے ہیں اور ساتھ میں بارات کے لیے کھانا پکانے کا سامان لڑکی والوں کو لا کر پہنچاتے ہیں۔ جو عورتیں بارات کے لیے کھانا پکاتی ہیں انھیں باراتی نیگ کے طور پر روپے دیتے ہیں۔

دولہا دلہن کا لباس سفید ہوتا ہے ان کے لیے یہ لباس اور نیا بستر لڑکے والے بناتے ہیں۔ بارات باجے گاجے اور ناچ رنگ کے ساتھ ۲۵ سے تیس آدمیوں پر مشتمل ہوتی ہے جس میں عورتیں نہیں ہوتی ہیں مگر دلہن کے ساتھ تقریباً سارے گاؤں کی عورتیں آتی ہیں۔ اور ایک رات کے قیام کے بعد لوٹ آتی ہیں۔ زمین پر رکھے پانی سے بھرے ٹونٹی دار لوٹے پر جلتا چراغ رکھ کر اسی کے گرد دولہا دلہن سات پھیرے کرتے ہیں اور شادی ہو جاتی ہے رخصتی میں دولہا دلہن الگ الگ پالکیوں میں بیٹھتے ہیں۔

جن لڑکوں کی کسی وجہ سے بچپن میں منگنی نہیں ہوا تی ہے بڑے ہو جانے پر ان کی شادی تب ہی ہو سکتی ہے کہ وہ کسی عورت کو بھگا لائیں۔ تھارو عورت کو بھگا لانا کوئی آسان کام نہیں ہوتا۔ اس لیے اس مسئلے کو حل کرنے والے پیشہ ور تھارو ہوتے ہیں جو مچھ پتیا کہلاتے ہیں اور پانچ سو سے ہزار تک معاوضہ پر یہ کام انجام دیتے ہیں۔ عورت بھگا لانے کے بعد اس شادی کو قانونی اور سماجی شکل دینے کے لیے برادری کی پنچایت بلائی جاتی ہے۔ جس میں سابق مظلوم شوہر اس کے والدین اور اگر لڑکی کنواری ہے تو لڑکی کے والدین کو تاوان ادا کرتے ہیں جو تین ہزار سے پانچ ہزار تک ہوتا ہے ایسی شادی کرنے والا تخمیناً دس ہزار کے خرچ میں پڑ جاتا ہے۔

اس کے بعد ایک تیسری طرح کی شادی کا بھی رواج ہے جب کسی بیوہ بہو کی شادی اس کے سسرال والے کرتے ہیں تو داماد کے سر کی چوٹی کاٹ لیتے ہیں اس طرح وہ ان کے مرے ہوئے بیٹے کے بجائے ان کے خاندان میں شامل ہو کر رہتا ہے۔ ایسے گھر داماد کو جٹ کٹا کہتے ہیں مگر عام حالات میں گھر داماد کے ساتھ ایسا نہیں کیا جاتا۔

تھاروؤں میں علیحدگی آسان تو ہے مگر ممکن اسی وقت ہے جب عورت پہل کرے۔ اپنی مرضی سے شوہر کو چھوڑ کر دوسری شادی کر لینے کا پورا اختیار تھارو عورت کو حاصل ہے۔ ایسا کرنے سے اس کی سماجی پوزیشن پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور اس سلسلے کے سارے خرچ مرد ہنسی خوشی اٹھاتے ہیں۔

تھارو لڑکیوں کو شادی سے پہلے اور شادی کے بعد میکے میں کافی جنسی آزادی حاصل ہوتی ہے کسی اور لڑکے سے ایسی تعلقات بڑھنے پر بھی شادی بچپن کی طے شدہ منگنی کے مطابق اسی منگیتر سے کی جاتی ہے اور ان تعلقات کی نوعیت محض تفریح سمجھی جاتی ہے لیکن اگر لڑکی کی مرضی ہوتی ہے تو وہ آشنا کے ساتھ بھاگ کر شادی کر لیتی ہے

شادی سے قبل اگر جنسی تعلقات اولاد کی صورت میں سامنے آ جاتے ہیں تو بھی طے شدہ شادی پر کوئی اثر نہیں پڑتا بلکہ منگیتر تاوان کا حقدار ہوتا ہے اور شادی کے بعد بیوی کے ساتھ بچہ بھی اسی کا کہلاتا ہے۔ یہ باتیں تھارو سماج میں بڑی وسیع النظری سے عین انسانی فطرت سمجھی جاتی ہیں جن کی عکاسی تھاروؤں میں مروج اس شعر سے ہوتی ہے

تیل جلو باتی جلو ہوئے دیا کا نام
میکے اسے ایک لوالا یو ہوئے پیا کا نام

اس کے علاوہ تہواروں پر بھی تھارو لڑکیاں تفریح کے لیے میکے بلائی جاتی ہیں جن میں ہولی تیج اور چراغ خصوصی ہیں۔ ہولی کے موقع پر لڑکے لڑکیاں ساتھ ناچتے گاتے ہیں اور سب شراب پیتے ہیں۔ آٹھ دن تک مرد عورت یکساں صحیح معنوں میں رنگ رلیاں مناتے ہیں۔ لڑکیاں تھارو بستی کے سربراہ اور خوشحال مردوں سے ہنسی ہنسی میں تقریباً روزانہ کھانے اور ناچنے کی دعوتیں وصول کرتی ہیں جن میں سارا گاؤں شریک ہوتا ہے۔

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ آج جبکہ خواتین آزادی نسواں اور دوسری تحریکوں کے ذریعہ مردوں سے اپنے حقوق حاصل کرنے میں اور سماجی رسم و رواج کی بندشیں توڑنے میں کوشاں ہیں تھارو عورتیں ان نام نہاد مہذب خواتین سے مقابلتاً نہ صرف ذاتی معاملات اور سماجی رسم و رواج میں ہم سے زیادہ با اختیار اور آزاد ہیں بلکہ مردوں پر فوقیت رکھتی ہیں۔

(لکھنؤ سے نشر)

بیگم فاطمہ حسن
۲۵ گلستاں کالونی لکھنؤ

باتیں جن سے زندگی سنورتی ہے

تحریر:- ضیاء جالوی

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یہاں ایک شاطر چور ایک غریب الدیار پردیسی کے بھیس میں حاضر ہوا اور اس نے حضرت موصوف سے ان کی خانقاہ میں رات گذارنے کی اجازت چاہی۔ آپ نے اسے کھلا پلا کر ایک کمرہ میں سلا دیا اور اس کمرے میں ایک شمع جلا دی تاکہ مہمان اندھیرے کے سبب وحشت زدہ نہ ہو۔ ابھی رات کا کچھ حصہ باقی ہی تھا کہ مہمان کی آنکھیں کھلیں، اس نے دیکھا کہ جس شمع دان پر شمع جل رہی ہے وہ چاندی کا ہے۔ چور تو تھا ہی، شمع گل کر دی شمعدان لے کر چلتا بنا۔ جب آبادی سے کچھ دور نکل گیا تو خیال کیا کہ اب وہ خطرے کی زد سے باہر ہے۔ اگر کوئی اس کا تعاقب بھی کر رہا ہوگا تو یہاں تک نہیں پہنچ سکے گا۔ اس خیال کے آتے ہی وہ شمعدان ہاتھ میں لئے لاپرواہی سے چلنے لگا۔ راہگیروں میں سے ایک نے اس کے ہاتھ میں شمعدان دیکھ کر پہچان لیا کہ یہ مخصوص ساخت اور ڈیزائن کی شمعدان وہی ہے جو حضرت جنید بغدادی کی بزم خاص میں رکھی جاتی ہے۔ اس نے قریب پاس کے لوگوں کو پکارا "دوڑو، دوڑو، یہ شمعدان لیکر بھاگا جا رہا ہے۔" اس پکار پر چاروں طرف سے لوگ دوڑ پڑے اور چور پکڑ لیا گیا۔ چور نے کہا کہ یہ صحیح ہے کہ یہ شمعدان میں حضرت ہی کے یہاں سے لا رہا ہوں، مگر یہ دراصل میری ہی تھی جسے بہت پہلے میں نے ان کے پاس امانتاً رکھی تھی اب میں اپنی امانت ان سے واپس لئے جا رہا ہوں۔" لوگوں نے کہا اس شمعدان سے ہم لوگوں نے حضرت کو مصرف لیتے دیکھا ہے اور امانت میں رکھی ہوئی چیز سے مصرف لینا امانت میں خیانت کے مترادف ہے، اس لئے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ حضرت جنید جیسا صاحب شرع اور تقویٰ شخص خیانت جیسے جرم کا ارتکاب کرے اس لئے تم انہی کے یہاں چلو ابھی فیصلہ ہوا جاتا ہے۔" چنانچہ لوگ اسے آپ کے پاس پکڑ لائے۔ حضرت کو جب چور کے دعوے کا علم ہوا تو آپ نے خیال فرمایا شمعدان لے جانے کی وجہ یہ تھی کہ وہ چاندی کی ہے لیکن جس رکابی میں اسے کھانا دیا گیا تھا وہ بھی تو چاندی کی ہے اور اسی کمرے میں ایک طرف رکھی ہوئی ہے۔ غالباً اس شخص نے اس طرف دھیان نہیں دیا۔ اس خیال کے آتے ہی آپ کمرے کی طرف دوڑ پڑے اور وہاں سے رکابی لئے ہوئے برآمد ہوئے۔ آتے ہی چور کو مخاطب کر کے فرمایا اچھا ہوا آپ تشریف لے آئے آپ اپنی شمعدان لے گئے تھے تو اپنی رکابی بھی آپ کو لے جانا چاہئے تھا شاید جلدی میں آپ اسے بھول گئے۔ یہ لیجئے رکابی اور اسے بھی لیتے ہی جائیے۔ حضرت کی گفتگو سے جو لوگ اس شخص کو چور سمجھ کر پکڑ لائے تھے بہت شرمندہ ہوئے اور اس سے معذرت طلب کی کیونکہ اس شخص نے جو بیان دیا تھا حضرت کی گفتگو سے اس کی تصدیق ہو جاتی تھی۔ ادھر چور کی یہ حالت تھی کہ کاٹو تو بدن میں خون نہیں۔ حضرت کے اس اخلاق کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ چوری کی عادت اس کی ہمیشہ کے لئے چھوٹ گئی اور نہایت صاف ستھری زندگی گذارنے کا عادی ہو گیا۔

(پٹنہ سے نشر)

فکر اسلامی اور سائنسی شعور

سید اوصاف علی

اس زمانہ میں اگر اسلام اور سائنس کا ذکر آتا ہے تو عام طور پر یہی خیال کیا جاتا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ یہ خیال نہ صرف سائنس سے ناواقفیت پر مبنی ہے بلکہ اسلام میں علم کے ارتقاء سے بھی ناواقفیت ظاہر کرتا ہے۔ سائنس محض قوانین قدرت کا نام ہے انسان جب غور و فکر اور تفتیش و تحقیق سے کارخانۂ قدرت کے اصولوں کا پتہ لگاتا ہے تو اسے سائنس سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اگر مزید تحقیق و تفتیش سے نئے اصول اور قوانین سامنے آئیں تو انھیں پرانے نظریات کی جگہ رکھ دیا جاتا ہے۔ اس طرح سائنس کسی جامد چیز کا نام نہیں ہے بلکہ ایک تغیر پذیر عمل ہے مثال کے طور پر جب تک اٹلی کے مشہور سائنسداں گیلیو نے سولویں صدی میں یہ ثابت کر دیا کہ زمین سورج کا طواف کرتی ہے اس وقت تک لوگوں کا عقیدہ یہ تھا کہ زمین ساکن ہے اور دوسرے سیارے اس کے گرد چکر لگاتے ہیں پرانے عقیدوں کی جگہ نئے عقیدوں کو لانا ہمیشہ دشوار رہا ہے اور گیلیو کو بھی ایک نئے نظریہ کو پیش کرنے پر سزا ملی اور اس نے اپنی زندگی کے آخری آٹھ سال نظر بندی میں گزارے۔

اگر ایک طرف وہ لوگ صف آراء ہیں جو سائنس کو مذہب کا حریف سمجھتے ہیں تو دوسری طرف ہمیں ایسے لوگ بھی ملتے ہیں جو سائنس کے تمام انکشافات کو مقدس کتابوں سے ثابت کرنے پر آمادہ نظر آتے ہیں۔ ان دونوں گروہوں کے فکری سانچوں نے علوم و فنون کی ترقی کو روکا ہے۔

علم کی حد بندی جس طرح اب کی جاتی ہے پہلے نہ تھی۔ اسلام وحدت کا قائل ہے، چاہے وہ خدا کی ہو یا انسان کی یا علم کی۔ یہی وجہ ہے کہ ابتدا میں لفظ حکمت جو اب صرف علم طب کے لئے استعمال ہوتا ہے تمام علوم کا احاطہ کرتا تھا اور حکیم صرف طبیب کو نہ کہتے تھے بلکہ ایسے شخص کو حکیم کہا جاتا تھا جو اپنے زمانہ کے تمام بنیادی علوم پر گہری نظر رکھتا ہو۔ حکیم عمر خیام کی مثال ہمارے سامنے ہے جو اپنی رباعیوں کی وجہ سے زیادہ مشہور ہوئے لیکن ریاضیات اور فلکیات میں ان کا کام کچھ کم اہم نہیں ہے۔ اسلام نے ہر قسم کے علم کے حصول پر زور دیا عربی کا یہ مقولہ بہت مشہور ہے کہ علم حاصل کرنے کے لئے چین بھی جانا پڑے جو اس زمانہ میں مشرق کی آخری حد سمجھا جاتا تھا اور جسے آج بھی الشرق البعید سے موسوم کیا جاتا ہے، تو مضائقہ نہیں جب علم شاخ در شاخ پھیلنے لگا تو اس کے دو حصے کر دیے گئے جنھیں علم ادیان اور علم ابدان کہا گیا۔ بعد میں دسویں صدی عیسوی کے آغاز میں اسلامی علوم کی پوری طرح درجہ بندی پہلی بار ابو نصر الفارابی نے کی۔ اب ہر علم کی حدیں مقرر ہو چکی ہیں اور علم اتنا وسیع ہو چکا ہے کہ کوئی شخص تمام علوم کا احاطہ تو در کنار شاید کسی ایک علم کا بھی آسانی سے احاطہ نہیں کر سکتا۔ مادی اشیاء کی ترقی کو علمائے دین سائنس سمجھتے ہیں اور اسے مذہبی اقدار کا مقابل سمجھتے ہیں اکبر الہ آبادی نے بھی اسی نظریہ کے تحت یہ شعر کہا ہے ؎

جرف پڑھنا پڑا ہے ٹائپ کا
پانی پینا پڑا ہے پائپ کا

لیکن جب اسلام کی کرن پھوٹی تو تمام علوم کی یکساں قدر تھی۔ قرآن کریم نے غور و فکر کی دعوت ایک بار نہیں متعدد بار دی۔ کہا گیا کہ "غور کرو آسمانوں کو کسطرح بلند کیا پہاڑوں کو کسطرح جمایا گیا اور زمین کو کسطرح پھیلایا گیا" یا یہ کہا گیا کہ "عقل والوں کے لیے اشارے ہیں زمین و آسمان کی ساخت میں، گردش لیل و نہار میں، سمندر پر رواں نفع بخش جہازوں میں، بارش کے پانی میں جو مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے، جانوروں جو روئے ارض پر بکھیر دیے گئے ہیں ہواؤں کے رخ بدلنے میں اور بے بس بادلوں میں جو زمین و آسمان کے درمیان محو خرم ہیں،،۔ انہی اشاروں پر غور و خوض کرنے کے نتیجے میں اسلام نے نامور سائنسداں پیدا کیے جن کے کاموں نے علمی ضیاء پاشی سے دنیا کو منور کیا۔ اگر ہم شیوع اسلام سے دسویں صدی عیسوی کے آخر تک یعنی صرف چار سو برس کی مدت کا جائزہ لیں تو ہمیں سائنسدانوں کی اتنی تصانیف نظر آئیں گی کہ حیرت ہوگی۔ اس چار سو سال کے عرصہ میں مسلمانوں نے مختلف علوم میں جو نمایاں کام انجام دیئے ہیں ان کی ایک جھلک پروفیسر فواد سزگن کی کتاب

Gaschichte des Arabischen Schrifttums.

میں مل جائے گی جس کی اب تک سات جلدیں شائع ہو چکی ہیں

جو سرزمین علم سے قطعاً محروم تھی وہ وحی اوّل کے سو برس کے اندر اندر علمائے صوفیاء، فقہاء اور مفکرین سے بھر گئی۔ ان میں جنوبی عرب کے قبیلۂ ازد کے سائنسداں جابر ابن حیان الازدی الطوسی الصوفی بھی تھے جنھوں نے دکیمیا کی بنیاد رکھی۔ ایک روایت یہ ہے کہ انھوں نے تین ہزار رسائل آٹھویں صدی عیسوی میں لکھے۔ ممکن ہے کہ یہ مبالغہ ہو لیکن ان کے بے پایاں علم اور فکر رسا سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ ان کے بعد ہمیں ابو یوسف یعقوب ابن اسحاق الکندی جنھوں نے فلسفہ طبعیات ریاضیات اور طب وغیرہ پر دو سو سے زیادہ رسائل لکھے، ریاضی داں محمد ابن موسیٰ ابن شاکر، محمد ابن موسیٰ الخوارزمی، محمد ابن زکریا الرازی ابو القاسم مسلمہ المجریطی جیسے مشاہیر کے نام ملتے ہیں۔ یہ المجریطی ہی کا مدرسہ تھا جو انھوں نے قرطبہ میں قائم کیا تھا، جس میں ابن خلدون اور ابو قاسم الزہراوی جیسے نامور لوگوں نے تعلیم پائی تھی۔ ابھی اسلام کو آئے ہوئے چار سو برس نہیں گذرے تھے کہ دو اور ہستیاں وجود میں آئیں جن کے نام علمی دنیا میں درخشاں ستاروں کی طرح اب تک چمکتے آئے ہیں۔ ایک ابو ریحان البیرونی ہیں جن کی اب تک ایک سو اسی تصانیف طبعیات جغرافیہ معدنیات اور فلکیات وغیرہ سے متعلق ہیں۔ ان کی پیمائش اتنی صحیح تھی کہ جدید آلات کے ذریعہ جو پیمائش ہوئی ہے اس میں اور البیرونی کی پیمائش میں زیادہ فرق نہیں ملتا۔

دوسری شخصیت ابو علی الحسین ابن سینا کی ہے جن کی پیدائش کا ہزار سالہ جشن اس سال تمام ہندوستان، ایشیا اور دوسرے ممالک میں منایا جا رہا ہے۔ انھوں نے طب پر جو کام کیا ہے وہ حیرت انگیز ہے ان کی کتابیں القانون فی الطب اور کتاب الشفا علم کا سند رہیں۔ القانون فی الطب تو کئی سو برس بعد تک یورپ کی دانش گاہوں پر پڑھائی جاتی رہی۔ یہ ابن سینا ہی کا زمانہ تھا کہ علمائے دین نے ابن سینا جیسے عظیم مفکر اور سائنسدانوں کی مذمت شروع کی۔ ابن سینا پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا جس کا جواب ابن سینا نے یوں دیا ؎

کفر چو منے گزاف و آساں نبود
محکم تر از ایمان من ایماں نبود
در دہر چو من یکے و آں ہم کافر
پس در ہمہ دہر یک مسلماں نبود

یعنی جسے میرا کفر سمجھا جاتا ہے وہ کوئی آسان بات نہیں اگر اسے خود ستائی پر محمول نہ کیا جائے تو یہ ایسا ایمان ہے کہ اس سے زیادہ مضبوط ایمان ممکن نہیں۔ اگر ایسے صاحب ایمان کو جس کی دنیا میں کوئی مثال نہیں، کافر کہا جائے تو پھر دنیا میں ایک بھی مسلمان باقی نہ رہے گا۔

ابن سینا کے بعد سائنسی علوم کی رفتار، جس کو اسلام نے فروغ دیا تھا سست پڑ گئی۔ امام غزالی اور ان کے بعد آنے والے علماء نے تمام تر توجہ علم دین پر مرکوز کر دی۔ اگر اس حقیقت کو سمجھ لیا جاتا کہ علم دین اور علم اشیاء میں کوئی تضاد نہیں ہے، بلکہ وہ ایک دوسرے کے معاون بن سکتے ہیں، تو آج بھی سائنسی ترقی کی باگ ڈور ان کے ہاتھوں میں ہوتی جنھیں قرآن کریم نے بار بار غور و فکر کی دعوت دی اور ارض و سماء کو تسخیر کرنے کی ترغیب دی۔ یہ تسخیر اب دوسرے لوگ کر رہے ہیں۔ مسلمانوں نے اپنے سائنسی شعور کو غلط فہمیوں کی وجہ سے سلا دیا۔ اس خوابیدہ شعور کو جگانا اور دین کے ساتھ ساتھ جدید علوم کو آگے بڑھانا تعلیمات اسلام کے عین مطابق ہے۔ دسویں صدی عیسوی کے طبعیات کے مشہور عالم ابو علی الحسن ابن الہیثم کا یہ قول یاد رکھنے کے قابل ہے کہ "وہ لوگ جو سائنس کی جڑوں کو اکھاڑنا چاہتے ہیں وہ درحقیقت مذہب کی بنیادوں کو ہلا رہے ہیں۔

(آکاشوانی دہلی اردو مجلس سے نشر)

خوش گفتاری

صادق ذکی

کہا جاتا ہے کہ بات وہ جو منہ سے نکلے اور دل میں گھر کر جائے۔ آپ بیتی ہو یا جگ بیتی۔ بات کا منہ سے نکلنا تو آسان ہوتا ہے لیکن اس کا دل میں گھر کرنا کچھ ایسا سہل نہیں ہوتا۔ غالب نے کہا ہے

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

تقریر کی اس لذت کے لیے آواز کا حسن ہی کافی نہیں ہے اس کے لیے اخلاقی صفات کی چاشنی یا انسانی قدروں کا رنگ کچھ اور ہی مزا دے جاتا ہے۔ "خوش گفتاری" مذہب، خاندان اور سماجی قدروں کے احساس سے ترکیب پاتی ہے۔ جو کبھی فطری ہوتی ہے اور کبھی فنی ریاضت کا نتیجہ۔ تجربات کی آنچ میں تپ کر ہی اپنی بات کہنے اور دوسروں کی سننے کا سلیقہ آتا ہے تب کہیں وہ منزل آتی ہے کہ جہاں تلخ نوائی یا سخت کلامی بھی بآسانی گوارا کر لی جاتی ہے اور بعض کسیلی باتیں بھی حلق سے اس طرح اتر جاتی ہیں جیسے طویل مرض میں کوئی کڑوی دوا۔ خوش گفتاری کے لیے خیال کا اچھا ہونا بھی ضروری ہوتا ہے اگر خیال کی کوالٹی عمدہ ہے تو زبان اور لہجہ دونوں ہی اس کے تابع ہو جاتے ہیں لیکن اگر خیال ہی میں حسن اور جاذبیت نہیں تو پھر "خوش گفتاری" الفاظ کی ایک بے معنی جھنکار ہو کر رہ جاتی ہے۔

بعض مرتبہ خوش کلام شخصیتیں شیریں سخن یا بلبل شیریں زبان مشہور ہو جاتی ہیں اس خوبی کے لیے منہ سے "پھول جھڑنا" اور "موتی رولنا" بھی کہا جاتا ہے۔ جہاں تک شعر و شاعری کا سوال ہے وہاں ایسے مراحل بھی آتے ہیں جب عاشق کہہ سکتا ہے ؂

کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب
گالیاں کھا کے بے مزا نہ ہوا

ایسے اتفاقات کو نظر انداز کر دیجیے اور روزانہ زندگی میں خوش گفتار لوگوں کو تلاش کیجیے تو کچھ اس طرح کی رائے ہو سکتی ہے "خوش گفتاری زندگی کا حسن ہے" ایک سلیقہ ہے بھائی امن کا ایک سودا ہے۔ چلچلاتی دھوپ میں ایک لمحاتی سایہ ہے خشک بنجر زمین پر پانی کا ایک چھینٹا ہے گویا یہ ایک ایسی قسم ہے جو شاذ و نادر ہی نظر آتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سنجیدگی کے ساتھ صبر و تحمل سے کام لینا ذرا مشکل ہے۔

ان کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایسے حضرات کو اپنی زبان اور طبیعت پر، مہنگائی پر، بچوں کی فوجداری پر، حاکم کی بدسلوکی پر، دوستوں اور ساتھیوں کی خود غرضی پر، دفاتر کے خشک بے جان ماحول میں گھٹتے ہوئے تن بدن پر، تھکا دینے والی مہمان نوازی پر اور سب سے زیادہ اپنی مفلوک الحالی پر پوری قدرت ہوتی ہے۔ بعض حالات بعض افراد پر بہت اثر انداز ہوتے ہیں اور بعض پر کم۔ پھر عادتوں کے جال میں ایک بار گرفتار ہو جائیں تو ان سے نکلنا بھی عام آدمی کے بس کی بات نہیں ہوتی۔

ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے کہ جن کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ وہ جب بھی بولتے ہیں کفن پھاڑ کر بولتے ہیں اور مخاطب کو اپنی زبان دانی کا شکار بناتے رہتے ہیں۔ دوسروں کی کمزوریوں پر نکتہ چینی کرنے اور دکھتی رگ پر ہاتھ رکھنے میں انھیں ملکہ حاصل ہوتا ہے۔ اس کے لیے انھیں علم کی ضرورت نہیں ہوتی بلاغت خود پیدا ہوتی ہے وہ ایسے چبھتے الفاظ کہتے ہیں کہ ان کی ذہنیت کے کئی پردے فاش ہو جاتے ہیں۔

خاندانی زندگی سے قطع نظر عام طور پر کیا ایسے اصحاب سے واسطہ نہیں پڑتا رہتا کہ جن کے ایک ایک جملے میں ایسا آتش گیر مادہ نہیں ہوتا کہ ذوق و ذہن جھلس کر رہ جائیں چند الفاظ میں ان کی تنگ ذہنیت کا پورا جنگل سامنے آجاتا ہے اس قسم کی قوت بیان کے سامنے خوش گفتاری کا نازک پودا کہاں پروان چڑھ سکتا ہے۔

اس کے برعکس ایسے کردار بھی ہوتے ہیں جو طبیعت کی فیاضی اور کشادگی کا مجسمہ ہوتے ہیں لیکن بات کیجیے تو جیسے موسل دے ماری۔ یا جیسے زلزلہ آگیا ہو اور کانوں کے پردے گویا دم توڑ رہے ہوں، مذکورہ شخصیت گھر کا فرد ہو تو خوش سلوبی سے نباہ کیجیے اور اگر وہ آپ کے مہمان ہوں تو پھر لاچمی سے ان کی گفتگو سنیے۔ دروازے اور کھڑکیاں بند کرنا ضروری ہوتا ہے ویسے ان کو کال بیل کی ضرورت نہیں ہوتی محلہ میں داخل ہونے سے پہلے گھروں کے در و دیوار کہنے لگتے ہیں "باآدب با ملاحظہ ہوشیار" کانوں پر چاہے ضرب پڑے لیکن دل و دماغ کو کوئی آنچ نہیں آتی۔ ویسے بھی ہندوستانی معاشرہ میں چیخ چیخ کر باتیں کرنے کی کچھ عادت ہے بہت ہی کم لوگ ہوتے ہیں جو نرمی اور آہستگی سے اپنا مدعا بیان کر سکتے ہیں۔

ایسی باتوں کو تو بس جانے ہی دیجیے سو گھریلو زندگی میں خواتین کو پیش آتی رہتی ہیں اور ہمہ وقت خوش گفتاری جیسی خوبی کا احساس دلاتی ہیں اور جہیں بھی۔ غالباً موسموں کی شدت کی بناء پر بھی ہم لوگ تنک مزاج ہیں بس ناک پر مکھی نہ بیٹھنے پائے۔ کیا مجال جو کوئی بات لاجواب رہ جائے جس گھر میں کئی ہم عمر بچیاں یا خواتین ہوں وہاں "مہابھارت" کا سلسلہ چلتا ہی رہتا ہے اور حاضر جوابی کے ایسے نقشے سامنے آتے ہیں کہ اہل علم و سیاست اور فلسفہ حیران رہ جائیں۔

بحث و مباحثہ بھی بعض مزاجوں کا خاصہ ہوتا ہے۔ جو لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں میں بحث کرنے کے عادی ہوتے ہیں وہ اپنے علم تجربے اور مشاہدے کے آگے کسی کو گھاس نہیں ڈالتے۔ معمولی باتوں میں الجھتے رہنا ان کی عادت بحث میں حصہ لیجیے تو وہ گرم ہو جائیں گے۔ اور نہ لیجیے تو وہ لیکچر سناتے رہیں گے اس وقت یہی چارہ ہوتا ہے کہ معصوم بن جائے اور اپنے آپ کو قطعاً جاہل سمجھیے ورنہ وہ اپنے خیالات کو بار بار دہرائیں گے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کریں گے کہ وہ سو فیصد صحیح ہیں اور آپ اسی نسبت سے جاہل، کیا ایسی گفتگو خوش کلامی کے دائرہ میں آسکتی ہے؟؟

ہمارے آس پاس کچھ ایسے کردار بھی ہوتے ہیں جو بلاوجہ بولتے رہنے کی عادت میں گرفتار ہوتے ہیں۔ انھیں یہ اطمینان چاہیے کہ کوئی ان کی باتیں سن رہا ہے۔ ان سے نمٹنا بعض مرتبہ بڑا مشکل بھی ہو جاتا ہے۔ اس کی ایک ترکیب یہی ہو سکتی ہے کہ آپ اپنا کام کرتے رہیے اور "ہوں، ہوں" کرتے رہیے۔ اس پر بھی وہ مطمئن نہ ہوں تو خواہ مخواہ کبھی افسوس ظاہر کرتے ہوئے منہ بنا لیجیے کبھی ہنس دیجیے ایک صاحبہ کو اس پر بھی چین نہ آئی تو انھوں نے اپنی مخاطب کو شانہ پکڑ پکڑ کر اور کمر پر چپت لگا لگا کر باتیں شروع کر دیں یہاں تک کہ جسم میں درد شروع ہو گیا اور جب باتونی خاتون نے انھیں زور سے ہلایا تو وہ بے اختیار برس پڑیں "کہاں تک سنتی رہوں آخر کچھ سنانا بھی چاہتی ہو، فضول باتیں جن کا کوئی سر نہ پیر، ٹھیک ہے بابا، تم بس میں سوار ہوئیں وہاں رش تھا۔ تم اس میں دب گئیں۔ پھر آخر میں کیا کروں۔ یہ تو روزانہ کا قصہ ہے کوئی نئی بات ہو تو سناؤ۔ وغیرہ وغیرہ۔

ماؤں کا بچوں کے سلسلے میں چیخنا چلانا ایک عام بات ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچے نہ ہوں تو بھی زور زور باتیں کرنے کی عادت سی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ رات میں ڈیوٹی دینے والے یا کام کرنے والے آدمی کی نیند تو بس غائب ہو جاتی ہے ایک گھر میں مریض درد و کرب سے بے چین تھا۔ خدا خدا کر کے آنکھ لگی ہی

(بقیہ ص ۱۴۶ پر)

سانپ کی قسمیں

انوار احمد

دنیا میں سانپوں کی ۲ ہزار قسمیں پائی جاتی ہیں جن میں سے دو سو قسموں کی لمبائی ۱۰۰ ملی میٹر (WORM SNAKE) سے ۶ میٹر (اجگر) تک ہے جو ہندوستان میں پائی جاتی ہے۔

سانپ نے فصلوں کی تباہی کم کرنے میں کافی اہم رول ادا کیا ہے حالانکہ زہریلے اور غیر زہریلے دونوں طرح کے سانپ یہاں پائے جاتے ہیں۔ ہمیں اس کے بارے میں بہت کم جانکاری رہتی ہے کہ کس علاقے میں کون سے سانپ کس تعداد میں پائے جاتے ہیں۔

سانپ کے زہر میں کئی اجزا ملے ہوتے ہوئے ہیں اور اس مرکب کا ہر جزو مارگزیدہ کے عضلات پر ایک خاص اثر ڈالتا ہے سانپ کے زہر کے ہر ایک جزو میں کوئی نہ کوئی ادویاتی اثر ہوتا ہے اس لیے ان کی اقتصادی حیثیت مسلم ہے سانپ کے زہر بے حد قیمتی ہوتے ہیں ناگ سانپ کے زہر کی قیمت فی گرام ۱۲۰ روپے ہے جبکہ کریٹ اور Echis سانپوں کے زہر کی قیمت فی گرام ۲۵۰ روپے ہے سانپ کا زہر چھلکوں اور سوتیوں کی شکل میں خشک کیا جا سکتا ہے اور جب انھیں نمک کے محلول یا پانی میں حل کیا جاتا ہے تو اس میں بھی زہر کی خاصیتیں پیدا ہو جاتی ہیں یہ بات دلچسپی سے سنی جائے گی کہ سانپ کے زہر کا اثر بدن کے صرف کٹے یا پھٹے حصے پر ہوتا ہے اور اس میں حیوانی جسم کے تمام حصے سوائے بالوں اور ناخنوں کے حل ہو جاتے ہیں۔

سانپوں کے زہر کا اخراج زہریلے غدود سے ہوتا ہے جو تبدیل شدہ غدود لعاب دہن ہیں۔ زہر کا اثر اور اس کی پیدائش کی تعداد الگ الگ سانپوں میں الگ الگ ہوتی ہے سرد علاقوں کے سانپ کے ڈسنے سے جو زہر خارج ہوتا ہے اس کی مقدار دو تین قطرے ہوتی ہے اور Kigtaoe میں اس کی مقدار ۳۰ قطرے ہے۔

سانپ کی کچھ اہم قسمیں درج ذیل ہیں۔

(۱) Indian Rock Python

یہ ایک غیر زہریلا سانپ ہے اس کی اوسط لمبائی ۳ میٹر اور زیادہ سے زیادہ ۶ میٹر ہوتی ہے۔

Indian Rock Python بھاری بھرکم ہوتا ہے اس کا سر Lance کی شکل کا ہوتا ہے اور دم چھوٹی ہوتی ہے اکثر یہ مغربی گھاٹوں اور آسام کے جنگلات میں پائے جاتے ہیں ادھر پائے جانے والا اجگر کا رنگ کالا ہوتا ہے۔

Regel python جو ہندوستان میں پایا جاتا ہے اس کی لمبائی ۱۰ میٹر ہوتی ہے یہ دنیا کا سب سے بڑا سانپ مانا جاتا ہے۔

یہ دن کے وقت آرام کرتا ہے اور رات میں اپنا شکار تلاش کرتا ہے خاص کر ایسی جگہوں پر جہاں جانور آیا جایا کرتے ہیں۔ اس کی خاص غذا چوہا، چڑیا اور گیدڑ ہے پہلے اس کے چمڑے دوسرے ملک میں بھی بھیجے جاتے تھے لیکن بھارت سرکار نے اس پر اب پابندی لگا دی ہے کیونکہ ایسا خوبصورت سانپ کہیں ہمیشہ کے لیے ختم نہ ہو جائے۔

Common Wolf Snack

چھوٹا، اس کے جسم کی اوپری سطح دیکھنے میں چمکیلی اور اس کی آنکھیں باہر کی جانب ابھری ہوتی ہیں۔

Common Wolf Snack کا رنگ بھورا ہوتا ہے اس کے جسم پر ۱۰ سے ۲۰ تک پتلے اُجلے یا پیلے رنگ کے Bond ہوتے ہیں۔ اس کی آنکھ باہر کی جانب ابھری ہونے کی وجہ سے اس کی پتلی دکھائی نہیں پڑتی ہے۔ چھوٹی قسم کے Common Wolf Snack کے جسم کا چمڑا شفاف ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کا اندرونی حصہ نظر آتا ہے۔

یہ سانپ بھی رات میں ہی شکار تلاش کرتا ہے۔ یہ باآسانی درخت، دیوار پر چڑھ سکتا ہے

یہ کھوہ پتھروں کے نیچے اور کھوکھلے درختوں کے اندر اینٹوں کے نیچے رہنا پسند کرتا ہے اس سانپ کی غذا چھپکلیاں اور مینڈک ہیں۔

Strip Keel Back

یہ سانپ ہلکے گہرے بھورے رنگ کا ہوتا ہے اس کے جسم کے اوپر دو پیلے رنگ کی دھاریاں ہوتی ہیں۔ اس کے نوکیلے دانت شکار کو پکڑنے میں مددگار ہوتے ہیں۔ سر کا رنگ بھورا اور ہونٹ اجلا پیلا ہوتا ہے۔ یہ پورے ہندوستان میں پایا جاتا ہے

یہ سانپ پتھروں کے نیچے جھاڑیوں میں رہنا پسند کرتا ہے۔ رات میں آرام کرتا ہے۔ یہ سب سے زیادہ سیدھا سانپ مانا جاتا ہے۔ اس کی غذا مینڈک ہے۔

Gaeen Keel back

یہ چمکیلے رنگ کا ہوتا ہے اس کا سر اور گردن شکل کی ہوتی ہے جسم کا اوپری چمڑا چکنا ہوتا ہے۔ اس کی آنکھوں کی پتلی بڑی اور سر چوڑا ہوتا ہے۔ یہ ہندوستان کے جنگلوں میں اکثر پایا جاتا ہے۔

Lat Snacks

اس کی اوسط لمبائی ۲ میٹر اور زیادہ سے زیادہ ۳٫۵ میٹر ہوتی ہے۔ اس سانپ کا رنگ ہلکا پیلا ہوتا ہے زمین کے اوپر رہنے والا سانپ کا رنگ ہلکا پیلا ہوتا ہے اور پہاڑی علاقوں میں پایا جانے والا سانپ کا رنگ گہرا سیاہ ہوتا ہے۔ اس کا سر پتلا اور آنکھیں نوکیلی ہوتی ہیں۔

یہ سانپ پورے ہندوستان میں حتیٰ کہ انڈمان نکوبار میں بھی پایا جاتا ہے۔ اس سانپ کی غذا چوہا ہے۔

Royal Snack

اس کی اوسط لمبائی ۱٫۵ میٹر اور زیادہ سے زیادہ ۲ میٹر ہوتی ہے۔

رائل اسنیک پیلے بھورے رنگ کا ہوتا ہے سر اور گردن گہری سیاہ اور پچھلا حصہ کالے رنگ کا ہوتا ہے جو دیکھنے میں خوشنما لگتا ہے۔ جب یہ سانپ پچھلے حصے کا رنگ بدلتا ہے تو دیکھنے میں کافی دلکش لگتا ہے

قدرت کی طرف سے عطا کی گئی عجیب و غریب خوبصورتی کی وجہ سے ہی شاید اسے رائل اسنیک کے نام سے جانا جاتا ہے۔

یہ پنجاب، کشمیر، راجستھان اور ہماچل پردیش کے سوکھے حصوں میں پایا جاتا ہے۔

عموماً یہ چوہے کے رہنے کی جگہ میں رہنا پسند کرتا ہے یہ بڑی تیزی سے درختوں پر چڑھ سکتا ہے۔ یہ سانپ دن میں اپنا شکار تلاش کرتا ہے۔

Flying Snack

یہ ایک غیر زہریلا سانپ ہے اس کی اوسط لمبائی ۱ میٹر اور زیادہ سے زیادہ ۱٫۲۵ ہوتی ہے

یہ سانپ قدرت کی عمدہ ترین خوبصورتی کا مظاہرہ اس وقت کرتا ہے جب ایک درخت سے دوسرے درخت پر اُڑ کر جاتا ہے۔

اس کا پچھلا حصہ کالا اور اس پر پیلے اور اجلے رنگ کی دھاریاں اس کی خوبصورتی میں اضافہ کرتی ہیں۔

یہ سانپ اتری بہار اور اڑیسہ میں پایا جاتا ہے۔

اس کی دوسری قسم جس کو Paradise Flying Snake کہا جاتا ہے۔ انڈمان نیکوبار میں بھی پائی جاتی ہے۔

یہ اونچے اونچے درختوں اور گھنے جنگلوں میں رہنا پسند کرتا ہے۔

یہ دن میں اپنا شکار تلاش کرتا ہے اس سانپ کی عادت یہ ہے کہ اونچے اونچے درختوں پر سے شکار دیکھتا ہے اور جہاں دیکھا اوچھل کر شکار پکڑ لیتا ہے۔

اس سانپ کی خاص غذا چھپکلی، مینڈک اور چھوٹی چھوٹی چڑیاں ہیں۔

Common Kraith

یہ ایک زہریلا سانپ ہے اس کی اوسط لمبائی ۱ میٹر اور زیادہ سے زیادہ ۱٫۷۵ میٹر ہوتی ہے اس کے جسم پر ہم پتلی پتلی اجلی دھاریاں پائی جاتی ہیں۔ یہ سانپ نیلے کالے رنگ کا مالک ہے اس کے سر اور گردن کی شکل گول ہوتی ہے۔

ریڑھ کی پہلی اور تیسری ہڈی پر اجلے دھبے ہوتے ہیں اور اس کا نچلا حصہ پورا سفید ہوتا ہے اس کی ۶ قسمیں ہندوستان میں ایسی پائی جاتی ہیں جو بے حد زہریلے ہوتے ہیں۔ یہ زیادہ تر ہندوستان اور انڈمان نکوبار میں پائے جاتے ہیں۔ یہ اینٹوں کے نیچے رہنا پسند کرتا ہے۔

عموماً یہ سانپ رات میں اپنا شکار تلاش کرتا ہے۔ اس کی غذا سانپ اور چھپکلی ہے۔ یہ سانپ۔ Shappee Keel back Olive Keelback کو بھی اپنے غذا کے طور پر استعمال کرتا ہے۔

King Cobra

اس کے زہر میں Neurotoxin 3 - Enzyme پایا جاتا ہے ان کا اثر اعصاب پر ہوتا ہے خصوصاً ان اعصاب پر ہوتا ہے جو عمل تنفس پر کنٹرول رکھتے ہیں اس زہر کے عمل سے عمل متنفس رک کر دم گھٹ جاتا ہے۔

Russels Viper

یہ بھی ایک زہریلا سانپ ہے اس کی اوسط لمبائی ۳ میٹر اور زیادہ سے زیادہ ۵ میٹر ہوتی ہے لیکن Thiland میں جو King cobra پائی جاتی ہے اس کی لمبائی ۶ میٹر ہوتی ہے اس سانپ کا سر گردن سے کچھ کم چوڑا ہوتا ہے اس کا جسم Jet black اور دم Olive green ہوتی ہے۔ یہ عموماً لاہور پاکستان دکن ہندوستان، آسام اور اڑیسہ کے جنگلوں میں پایا جاتا ہے۔ یہ سب سانپوں میں زہریلا ہوتا ہے۔

Rattle Snake کو سب سے زیادہ مہلک اور خوفناک سانپ مانا گیا ہے اس کے جسم کا رنگ عام طور سے بھورے پیلا اور اس کے اوپر اجلے کالے دھبے ہوتے ہیں اس سانپ کی خاص پہچان جسم موٹا، مثلث نما سر اور

(بقیہ ص ۱۱ پر)

شریر بچوں کی ذہنی تربیت

ایک بار عجیب اتفاق ہوا جب ہم اپنے محلے کی خواتین کی ماہانہ نشست کر رہے تھے تاکہ اپنے اپنے مسائل پر غور کریں اور ان کے حل معلوم کریں تو شہناز نے ایک سوال کیا کہ ہم شریر بچوں کی ذہنی تربیت کس طرح کریں کہ وہ اچھے شہری محب وطن محنتی اور علم کے شوقین بن سکیں۔ کس طرح ضدی بچوں کو راہ راست پر لائیں۔ اس نے جب یہ سوال کیا تو اس کی مسکراتی ہوئی آنکھیں کچھ سنجیدہ ہوگئیں۔ پھر جیسے غمگین ہوگئیں۔ غالباً شہناز یہ بتانا چاہتی تھی کہ اس نے جب یہ سب کچھ پوچھا تھا تو اس کے سامنے اس کے خود کے بچے تھے جو شریر تھے۔ ضدی تھے اور غیر ذمہ دار تھے شہناز کے لیے بچوں کا مسئلہ اس کی زندگی کا اہم ترین مسئلہ تھا اٹھتے بیٹھتے اس کا ذہن اس میں الجھا رہتا۔ وہ کبھی کبھی گم سم ہوجاتی پھر خود کو سنبھال کر آگے بڑھتی۔

بچوں کی ذہنی تربیت ایک نازک مسئلہ ہے اس کو بڑی ہی مہارت سے حل کرنا پڑتا ہے۔ اس میں کئی بار ماؤں کو ناکامی ہوتی ہے۔ کئی بار ان کے انداز غلط ہوجاتے ہیں کئی بار مایوسی ہوتی ہے۔ آج شہناز نے یہ سوال پوچھ کر ذہن کو ایک ایسے مسئلے پر سوچنے پر مجبور کردیا جو ہمارا سب کا مسئلہ ہے۔ کس طرح اپنے بچوں کی بہتر تربیت کرسکیں کہ وہ اچھے انسان بنیں یہ خواہش صرف شہناز کی نہیں بلکہ دنیا کی ہر ماں کی خواہش ہے۔

بچوں کی ذہنی تربیت کا کوئی ایک فارمولہ نہیں کہ اس فارمولے کو متعین کردو اور نتیجہ حاصل کرلو۔ کیونکہ بچوں کا تعلق انسانی گروہ سے ہوتا ہے جس کے جذبات ہوتے ہیں احساسات ہوتے ہیں۔ بچوں کا ذہن اردگرد کے ماحول سے متاثر ہوتا ہے ان لوگوں سے جن سے وہ ملتے ہیں۔ ان کتابوں سے جن کو وہ پڑھتے ہیں۔ ان باتوں سے جن کو وہ سنتے ہیں ان واقعات سے جن کو وہ دیکھتے ہیں اس طرح ماں باپ کو ان کے ماحول کا جائزہ لینا ضروری ہوتا ہے۔

بچہ بذات خود تو شریر نہیں ہوتا یہ بات مانی ہوئی ہے کہ بچے کو شریر اور ضدی بناتا ہے اس کا ماحول جس میں وہ پل بڑھ رہا ہے اور شریر بناتے ہیں وہ حالات جن سے وہ گذر رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ ہر بچہ ایک ہی طرح کے حالات یا ماحول سے نہیں گذر رہا ہے تو لازمی طور پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ ہر بچے کی شرارت اور ضد کے پیچھے الگ الگ حالات کارفرما ہیں تو پھر ایسے بچوں کے لیے کوئی مخصوص فارمولہ تو استعمال نہیں کیا جائے گا ایسی تربیت ہونے پر بچے شریر نہ رہیں گے۔

مختلف بچوں کو مختلف حالات متاثر کرتے ہیں۔ ہمارا اپنا ماحول دو طرح کا ہے۔ ایک گھر کا ماحول اور ایک گھر کے باہر کا ماحول۔ ہمیں اس دوہرے ماحول میں ایک پر قابو ہے اور دوسرے پر تصرف نہیں ہے۔ ہم اپنے گھر کے ماحول کو بڑی حد تک اپنی مرضی کے مطابق بنا سکتے ہیں۔ مگر گھر کے باہر کے ماحول پر ہمارا کوئی اثر نہیں ہوتا لیکن یہ سوچ کر ہم اس ذمہ داری سے نظر نہیں چرا سکتے۔ ہم کو بچوں کے ذہن کی تربیت اس ڈھنگ سے کرنی پڑے گی کہ وہ گھر کے باہر کے ماحول سے ان طور طریقوں کو اپنائے جو اچھے ہوں اور ان سے دور رہے جو اس کے کردار کو مسخ کرتے ہوں۔

بچوں کو سب سے پہلے ان کے گھر کا ماحول متاثر کرتا ہے۔ اگر گھر میں سکون ہو ماں باپ آپس میں متفق رہتے ہوں تو ایسے ماحول میں بچے اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے ہیں اور ضدی نہیں ہوتے شریر بچوں کا نفسیاتی تجزیہ یہ سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ بچے قصداً اس لیے کرتے ہیں کہ وہ شعوری یا غیر شعوری طور پر یہ چاہتے ہیں کہ ماں باپ کی توجہ ان کی طرف مرکوز رہے یوں تو ہر بچے کی یہی خواہش ہوتی ہے اور اگر ماں باپ اتنا وقت دیں کہ وہ بچوں پر اپنی پوری توجہ اور توانائی صرف کرسکیں تو پھر بچوں کی یہ خواہش پوری ہوکر ان کو ایک اطمینان عطا کردیتی ہے اور وہ ضدی نہیں بنتے لیکن اگر حالات اس کے برعکس ہوں اور ان کو وہ توجہ نہیں ملتی جس کے وہ حق دار ہوتے ہیں تو پھر لازمی طور پر اس کی یہ خواہش کہ وہ مرکز نظر بنے رہیں شرارت اور ضد کے انداز اختیار کرلیتی ہے۔

بچوں کی خواہش کو پورا کرنا بھی بڑا ضروری امر ہوتا ہے۔ کبھی بچے کسی چیز کی تمنا کرتے ہیں جیسے کسی کھلونے کی خواہش کسی نئی جگہ جانے کا اظہار کوئی لباس پہننے کی ضد

آگ

ذکیہ سلطانہ

ماں باپ کو چاہیے کہ جہاں تک ممکن ہوسکے بچوں کی خواہش حتی المقدور پوری کریں اور اگر ممکن نہ ہو تو بچوں کو سمجھایا جائے کہ کیوں کر ان کی خواہش کی تکمیل اس وقت ممکن نہیں۔ اور کیا یہ ممکن ہے کہ آئندہ کسی وقت یہ کام ہوسکتا ہے۔ غرض ماں باپ کو یہ چاہیے کہ اپنے زندگی کے نشیب فراز میں بچوں کو بھی داخل رکھیں تاکہ ان کو یہ معلوم ہو کہ کس مجبوری کے تحت ان کی یہ خواہش پوری نہیں ہو رہی ہے اور اگر یہ مجبوری نہ ہوتی تو ان کی تمنا ضرور پوری کی جاتی۔ یا پھر اگر وہ ایسی چیز کی خواہش کر رہے ہیں جو ان کے لیے ضرر رساں ہے تو ماں باپ کو چاہیے کہ صبر کے ساتھ اتنا وقت بچوں کو دیں کہ جس میں وہ ان کو یہ سمجھا سکیں کہ جس چیز کی وہ خواہش کر رہے ہیں وہ کس طرح ان کو تکلیف پہنچا سکتی ہے۔ یہ عمل وقت طلب ضرور ہے لیکن اس کے نتائج یقیناً مثبت ہوں گے بہ نسبت اس کے کہ بچوں کو ڈانٹ کر کہہ دیا جائے کہ بس ان کی یہ خواہش پوری نہیں کی جاسکتی۔ ایسا سننے پر یقیناً بچوں کا رد عمل کچھ اس طرح کا ہوتا ہے کہ تم ہماری خواہش پوری نہیں کرتے تو ہم کسی نہ کسی طرح سے اپنی یہ خواہش پوری کرلیں گے اور پھر ان کا ذہن انھیں ضد اور شرارت کے نئے انداز سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ بچوں کی پرورش ایک عظیم مسئلہ ہے اس میں سب سے اہم بات جو ہے وہ کہ ماں باپ کو سب کچھ ایثار کرنا پڑتا ہے اپنی دوسری مصروفیات کو کم کرکے بچوں میں وقت گزارنا ان کی خواہشات کی تکمیل کرنا بچوں کے ساتھ اس طرح رہنا کہ وہ ماں باپ کو اپنا دوست اور ساتھی سمجھیں اور ہر مسئلہ پر کھل کر ماں باپ سے بحث کرسکیں ماں باپ کا فرض ہے کہ بچوں سے استدلال کریں اور ان کے جذبات کا خیال کرکے ان کی خواہش کو پورا کریں۔

ایسا بھی ہوتا ہے کہ مناسب غذا کی کمی بھی بچوں میں چڑچڑا پن پیدا کرنے کا سبب بنتی ہے۔ کم غذا اور کم توانائی بخش غذا کا راست اثر بچے کی صحت پر پڑتا ہے۔ صرف یہ کہہ دینا کہ بچوں کو اچھی غذا دی جائے مسئلہ کا حل پیش نہیں کردیتی ہم یہ جانتے ہیں کہ ملک کی بیشتر آبادی غربت کی زندگی گزار رہی ہے اور ایسی صورت میں یہ بہت مشکل ہے کہ ہر بچہ کو دودھ انڈا میوہ وغیرہ جیسی نعمتیں حاصل ہوتی ہوں لیکن اگر پھر بھی کوشش اور توجہ کی جائے تو کم قیمت کی ایسی غذا بھی مل سکتی ہے جو زیادہ توانائی بخش ہو تاکہ بچوں کی صحت برقرار رہ سکے۔ صحت مند دماغ اچھی تربیت پاتا ہے اس لیے اگر ماں باپ بچوں کے حفظان صحت پر خاص توجہ دیں تو بچے بڑی حد تک شریر اور ضدی نہیں ہو پاتے اس سلسلہ میں حکومت بھی اپنا فرض ادا کرسکتی ہے بچوں کے لیے ایسے دواخانے جہاں ان کا مفت معائنہ کیا جاتے اور دوائیں وغیرہ فراہم کی جائیں اور بہبودی اطفال کے ایسے ادارے جہاں ان کو غذا اور دودھ مل سکے ان کو بڑے پیمانے پر قائم کرنے کی ذمہ داری بہر حال حکومت کی ہوتی ہے۔

ذہنی ارتقا بھی بچوں کو ضدی بننے سے روکتا ہے۔ بچوں کا ذہنی ارتقا ان کی کامیابی کا راز ہے۔ اس لیے ماں باپ کو چاہیے کہ کم عمری ہی سے بچوں کو کسی نہ کسی ایسے ایسے مشغلہ کی طرف راغب کریں جو نہ صرف ان کو مصروف رکھے بلکہ ان کے مشاہدے اور عمل کے دائرے کو وسیع کرتا جائے۔ ٹکٹ کا جمع کرنا، کتب بینی، باغبانی وغیرہ ایسے مشغلے ہیں جو نہ صرف بچوں کو مصروف رکھتے ہیں بلکہ ان کے ذہنی ارتقا میں بڑی مدد دیتے ہیں۔

بچوں میں ایک جذبہ جو بڑی شدت کے ساتھ موجود رہتا ہے وہ جذبہ تصرف ہے۔ بچے یہ چاہتے ہیں کہ کچھ مخصوص اشیا ان کی ایسی ہوں جن پر ان کا اور صرف ان کا تصرف رہے ان کی اپنی کرسی اور میز ہو ان کی اپنی کتابیں ہو مکان میں بھی کوئی الگ حصہ ان کا اپنا ہو اگر ماں باپ ان باتوں کا خیال رکھیں اور ان کی اپنی معاشی حیثیت کے مطابق اپنے بچوں کو ان کی ضرورت کی چیزیں فراہم کرسکیں جن پر بچوں کا تصرف رہے اور گھر کے کسی کونے کا یا حصہ کو ان کے لیے مخصوص کردیں تو اس کی سجاوٹ اور ان میں اضافہ بچوں کی توجہ کا مرکز رہے اور گھر میں ایک سکون کا ماحول پیدا ہوگا اور بچے آپس میں ایک دوسرے سے دست و گریباں نہ رہیں گے۔

ایک اہم بات جو ہمیشہ پیش نظر رکھنا ہے وہ یہ کہ بچہ توجہ اور محبت کے ساتھ ساتھ عزت کا بھی حقدار ہوتا ہے۔ بچوں کو یہ احساس دلانا ضروری ہے کہ گھر میں ان کی اہمیت بھی ہے اور ضرورت بھی ہے اس کے علاوہ اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ گھر کے ہر بچے کے ساتھ مساوی سلوک کیا جانا چاہیے اس بات کا خیال رکھا جائے کہ بچہ کے ذہن میں کبھی احساس کمتری پیدا نہ ہونے پائے۔ ورنہ یہ ایک ایسا زبردست نفسیاتی مسئلہ بن جاتا ہے جس کا اثر انسان کی زندگی میں بہت دیر تک رہتا ہے۔ ہر بچہ کو مساوی محبت اور توجہ اس طرح دی جائے کہ وہ خود کو دوسروں سے کمتر محسوس نہ کریں اگر کسی بچے سے کوئی امتیازی سلوک کرنے کی ضرورت پڑے تو پھر بڑی احتیاط کے ساتھ دوسرے بچے کو یہ یقین دلانا پڑے گا کہ اول الذکر کے ساتھ امتیاز اس لیے برتا جا رہا ہے کہ وہ اس کا حقدار ہے اور ضرورت پڑنے پر اس کے ساتھ بھی وہی سلوک روا رکھا جائے گا۔ بچے فطری طور پر خود دار ہوتے ہیں اس لیے اگر بچوں سے محبت کی جائے تو بچے اپنے چاہنے والوں کو پہچان لیتے ہیں اس لیے از بس یہ ضروری ہے کہ بچوں سے نہ صرف محبت کی جائے بلکہ اس کا اظہار بھی کیا جائے اس کے لیے ماں باپ کو ایثار دینا پڑے گا اپنے سرمایہ کا ایثار اپنے وقت کا ایثار اپنے جذبات و احساسات کا ایثار بچے خدا کی نعمت ہیں بچوں سے گھر آباد نظر آتا ہے انسان کی زندگی کے نشیب و فراز میں غمگین لمحات بھی آتے ہیں جو بچوں کی موجودگی سے خوش گوار بن جاتے ہیں۔ اس لیے بچوں کی عزت کرنا چاہیے ان سے پیار محبت اور شفقت کا برتاؤ کرنا چاہیے بچوں کی محبت میں ماں باپ کو خود بھی بچہ بن جانا پڑتا ہے تاکہ بچے انھیں اپنا دوست اپنا ساتھی سمجھے بچوں میں قوت ارادی بھی پیدا کرنا چاہیے اور ساتھ ساتھ خود اعتمادی ورنہ یہ عین ممکن ہے کہ گھر کے باہر کے ماحول میں یا بری صحبت میں بچے وہ سب بھول جائیں جو وہ گھر میں سیکھتے ہیں۔

ہمارا معاشرہ ابھی مکمل معاشرہ نہیں ہمارے معاشرے میں اچھے برے سچے جھوٹے ایماندار بے ایمان انصاف پسند اور ظالم سبھی طرح کے لوگ بستے ہیں اس لیے ضروری ہے کہ بچوں میں قوت امتیازی پیدا کی جائے کہ وہ سچ کو جھوٹ سے ایمان داری کو بے ایمانی سے انصاف کو ظلم سے الگ کریں اور سچ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں اچھے شہری بنیں اچھے انسان بنیں۔ بچہ نہ صرف ملک و قوم کا سرمایہ ہے بلکہ آنے والے زمانے کی امانت ہے۔

(حیدرآباد سے نشر)

بقیہ: سانپ کی قسمیں

سر اور چھلکے سلسلہ وار ڈھنگ سے سجے رہتے ہیں۔

یہ چار انتہائی زہریلے سانپوں میں سے ایک ہے سب سے بڑا۔ Lerentine Yper India

Yoper ہے جس کا رنگ کالا ہوتا ہے یہ کشمیر کی وادی میں پایا جاتا ہے۔

یہ سانپ کیڑے کوڑے کھانا پسند کرتا ہے

Slewer Coral Snack

اس کا رنگ بھورا ہوتا ہے اس کے سر اور گردن کا رنگ کالا ہوتا ہے اور سر کے اوپری حصہ پر پیلے رنگ کا دھبہ ہوتا ہے اس کا سر گردن کا Black ہوتا ہے اس کے جسم کا چھلکا چکنا ہوتا ہے

Indian Coral Snak Slewer Coral Snak میں سے ایک ہے۔ یہ مدراس کے جنگلوں میں پایا جاتا ہے یہ صبح سویرے اپنا شکار کرنا پسند کرتا ہے یہ گھونگھے والا سانپ ہے یہ بالو کے اندر چلا جاتا ہے اور صرف سر اوپر نکالے رکھتا ہے۔

(پٹنہ سے نشر)

انوار احمد
شعبہ زولوجی پٹنہ یونیورسٹی پٹنہ (بہار)

شمسی توانائی

محمد عمران

بڑھتی ہوئی تیل اور گیس کی قیمتیں، ختم ہوتے ہوئے کوئلہ کے ذخائر اور توانائی کے تمام قدرتی ذرائع کی غیر متوازن تقسیم نے دنیا کے کئی ملکوں کے سائنسدانوں کا دھیان اور نسبتاً سستے توانائی حاصل کرنے کے مختلف طریقوں کی طرف دھیان دلایا۔ جن نئے ذرائع سے توانائی حاصل کرنے میں کامیابی حاصل ہوئی ہے اس میں سب سے اہم ہیں شمسی توانائی یا SOLAR ENERGY GE-OTHERMAL ENERGY اور HYDRO - POWER اس کے علاوہ ہوا اور سمندری لہروں سے بھی توانائی حاصل کرنے کے تجربات کیے جا رہے ہیں۔

خوش قسمتی سے ہمارے ملک کا بیشتر حصہ سورج کی روشنی سے اوسطاً تقریباً ساڑھے آٹھ مہینہ پرنور رہتا ہے، اور تقریباً چار مہینے تو اپنی پوری آب و تاب سے چمکتا ہے اس لیے ہمارے لیے توانائی کے دوسرے ذرائع کی بہ نسبت شمسی توانائی کافی کارآمد ثابت ہو سکتی ہے۔

سورج اپنے اندر کتنی طاقت چھپائے ہوئے ہے اس کا مشاہدہ آپ نے خود کیا ہوگا کہ اگر اس کی کرنوں کو ایک معمولی CONVEX LENSE سے ایک نکتے پر اکٹھا کریں تو اس سے کاغذ اور روئی جیسی چیزیں بآسانی جل جاتی ہیں۔ سورج کی اس خاصیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی کرنوں کو بڑے پیمانے پر اکٹھا کر کے چھوٹے بڑے مختلف کاموں میں استعمال کیا جا رہا ہے۔

سورج حالانکہ ہماری زمین سے ۹ کروڑ ۳۰ لاکھ کلومیٹر کی دوری پر ہے اور اس سے نکلنے والی کرنیں زمین پر آتے آتے چاروں طرف پھیل جاتی ہیں، اس کے باوجود تجربات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس سے ہم ۶۰ واٹ فی مربع فٹ توانائی حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر ہم سورج کی ان کرنوں کو بجلی میں تبدیل کر دیں تو ہم ۶۰ واٹ کا بلب تب تک روشن کر سکتے ہیں جب تک کہ سورج کی کرنیں ایک مربع فٹ زمین پر پڑتی رہیں۔

شمسی توانائی کا استعمال سب سے پہلے سٹیلائٹ اور دوسرے خلائی تجربات کے لیے کیا گیا۔ خلاء میں جہاں پر توانائی حاصل کرنے کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے سورج کی کرنوں کو SILICON CELLS کی مدد سے بجلی میں تبدیل کیا جا سکتا ہے لیکن ایک SILCON CELL مہنگا ہونے کے باوجود صرف آدھا وولٹ ہی بجلی پیدا کر سکتا ہے اس لیے آجکل بڑے بڑے شمسی ری ایکٹر کا استعمال کیا جا رہا ہے۔ ان شمسی ری ایکٹرز کی مدد سے خلاء میں بجلی پیدا کی جا سکتی ہے اور پھر اس کو ELECT-RO MAGNETIC RADIATIONS میں تبدیل کر کے زمین پر بھیجا جاتا ہے جہاں پر اس کو دوبارہ بجلی میں تبدیل کر کے استعمال کر سکتے ہیں۔

خلائی تجربات اور توانائی کی پیداوار کے علاوہ شمسی توانائی کو کامیابی کے ساتھ مختلف گھریلو کاموں کے لیے بھی استعمال کیا جا رہا ہے جیسے کھانا پکانے اور پانی گرم کرنے میں، پانی صاف کرنے میں، کھارے پانی کو میٹھے پانی میں تبدیل کرنے میں اور سبزیوں اور پھلوں کے خشک کرنے میں۔ اس کے علاوہ اس کو پانی کے پمپ چلانے اور جگہ ٹھنڈا کرنے اور ریفریجریشن میں بھی استعمال کیا جا رہا ہے۔

اسرائیل جیسے ملک میں کافی عرصے سے شمسی توانائی کا استعمال پانی گرم کرنے میں ہو رہا ہے اور تقریباً چالیس فی صد آبادی اپنے گھروں کی چھت پر لگے شمسی چولہوں سے گرم پانی حاصل کر کے اپنے ملک کی کل ضروریات کی دو فیصد توانائی سورج سے حاصل کرتی ہے اس صدی کے آخر تک وہ شمسی چولہوں کی تعداد میں پچاس فیصد کا اضافہ کر کے اپنے ملک کی کل ضروریات کی دس فیصد توانائی سورج سے حاصل کریں گے۔

SOLAR WATER HEATERS میں سورج کی گرمی سے پانی گرم کرنے کے لیے FLAT PLATE SOLAR COLLECTOR کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کی مدد سے ایک دن میں ۱۲۵ لٹر پانی معمولی درجہ حرارت سے ۴۰ ڈگری سینٹی گریڈ تک گرم کیا جا سکتا ہے چونکہ اس میں پانی گرم کرنے کا بھی بندوبست ہے اس لیے اس کی مدد سے پورے چوبیس گھنٹے گرم پانی حاصل کر سکتے ہیں

SOLAR COOKER صندوق کی شکل کا ہوتا ہے جس میں ایک INSULATED COOKING TRAY ہوتی ہے۔ اس COOKING TRAY کو باہر کی طرف سے کالا رنگ دیا جاتا ہے تاکہ حرارت کو اپنے اندر قائم رکھ سکے۔ اس کے اوپر کچھ آئینے لگے ہوتے ہیں جو SOLAR RADIATIONS کو گرمی میں تبدیل کرتے ہیں۔

اس کی مدد سے دال چاول سبزی وغیرہ پکائی جا سکتی ہے۔ یہ سال کے دو سو پچاس دنوں میں جب کہ سورج کی روشنی موجود رہتی ہے۔ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یہ تقریباً تین کلو چاول اور پانچ کلو سبزی بآسانی پکا سکتا ہے۔ اسکی مدد سے ایک چپاتی بنانے میں زیادہ سے زیادہ دو منٹ کا وقفہ لگتا ہے۔

اگر چھ آدمیوں کے ایک خاندان کا پچاس فی صد کھانا SOLAR COOKER کی مدد سے تیار کیا جائے تو اس سے ایک سال میں تقریباً ۶۰۰ کلوگرام لکڑی یا پانچ سو کلوگرام کوئلہ یا دو سو پچاسی لیٹر کیروسین کی بچت ہو سکتی ہے۔

شمسی توانائی کی مدد سے کھارے یا نمکین پانی کو میٹھے پانی میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لیے ایک کالے رنگے ہوئے تسلے میں کھارا پانی بھر دیا جاتا ہے اور اسے سورج کی کرنوں کی مدد سے گرم کرتے ہیں۔ پانی گرم ہو کر بھاپ بنتا ہے جس کو ایک شیشے کی پلیٹ میں اکٹھا کر کے ٹھنڈا کر لیا جاتا ہے۔

SOLAR DRYER کی مدد سے پھل یا سبزیوں کو سکھا کر محفوظ کیا جا سکتا ہے۔ کھلی دھوپ میں سکھانے کی بہ نسبت SOLAR DRYER کے ذریعہ DEHY-DRATION کا طریقہ زیادہ بہتر ہے۔ آجکل اتر پردیش ہماچل پردیش اور جموں کشمیر میں پھلوں کا DEHYDRATION زیادہ تر SOLAR DRYER کی مدد سے ہی کیا جا رہا ہے

ہمارے ملک میں شمسی توانائی کا استعمال اتنا عام نہیں ہے جتنا دوسرے ملکوں جیسے چین، اسرائیل، آسٹریلیا اور روس میں ہے۔ ہماری حکومت بھی شمسی توانائی کے استعمال کو فروغ دینے کے لیے مناسب سہولتیں فراہم کر رہی ہے۔ اس سلسلہ میں مرکزی حکومت نے کمیشن آف اڈیشنل سروسز آف انرجی قائم کیا ہے۔ اس کے علاوہ کچھ ادارے جیسے سنٹرل ایرڈ زون ریسرچ انسٹی ٹیوٹ۔ جودھپور گجرات انرجی ڈیولپمنٹ ایجنسی، جیوتی لمٹیڈ بڑودہ، نیتر و ودھالیہ بڑودہ اور کھادی اور گرام ادیوگ پریوگ سمیتی احمد آباد شمسی توانائی کے گھریلو استعمال کے لیے نہ صرف تجربات کر رہے ہیں بلکہ انھوں نے بڑے پیمانے پر SOLAR WATER-HEATER'S، SOLAR COOKERS اور SOLAR DRYERS جیسے آلات کو بنانا بھی شروع کر دیا ہے۔

ایٹمی توانائی

محمد اعظم محی الدین

آج کل ایٹمی توانائی مختلف طریقوں سے استعمال کی جارہی ہے۔ کوئی اس کا بے جا استعمال کرتا ہے تو کوئی اس کا استعمال پُرامن مقاصد کے لیے کرتا ہے۔ ایٹمی توانائی کے پُرامن استعمال میں ہندوستان نے ایک اہم رول ادا کیا ہے۔ اس کے علاوہ ہمارا ملک دوسرے ملکوں کے ساتھ ایٹمی توانائی کے پُرامن استعمال میں تعاون کررہا ہے۔ جس میں سوویت یونین قابل ذکر ہے تقریباً ۲۵ سال قبل جنیوا میں منعقد ہونے والی پہلی بین الاقوامی کانفرنس جو ایٹمی توانائی کو پُرامن مقاصد کے لیے استعمال کرنے کے سلسلے میں ہوئی تھی۔ اس میں ہمارا ملک ایک اہم رول ادا کرچکا ہے۔ اس کے بعد حکومت ہند نے مشہور و معروف سائنسداں ڈاکٹر بھابھا کی قیادت میں چند ماہرین کو ماسکو روانہ کیا تھا تاکہ ایٹمی توانائی کے پُرامن استعمال کو فروغ دیا جاسکے اس کے بعد بھارت اور سوویت یونین کے اشتراک سے جوائنٹ نیوکلیر انسٹی ٹیوٹ قائم کیا گیا جس میں دونوں ملکوں کے سائنسداں مل کر کام کرتے ہیں یہ انسٹی ٹیوٹ آجکل سب سے بڑے چارجڈ پارٹیکل اکسلیٹر جس کی طاقت ۷۰ ارب الکٹران وولٹن کے برابر ہوتی ہے اس کی مدد سے تجربات کررہا ہے۔

ابتدا میں سائنسدانوں کو ایٹمی طاقت کا اندازہ نہ تھا اس کا انھیں اس وقت پتہ چلا جب وہ ایٹم کے مرکزہ کو توڑنے میں کامیاب ہوگئے۔ ریڈیم کا ایٹم جس کے مرکزے میں (۸۸) پروٹان ہوتے ہیں وہ جیکہ بعد دیگرے چھ پروٹان باہر نکال کر سیسے میں تبدیل ہوجاتا ہے اور اس عمل کے دوران ریڈیم کے ایٹم سے طاقت کی بہت بڑی مقدار گرمی اور ارتعاش کی شکل میں نکلتی ہے۔ اس کے برعکس اگر ہم کچھ عناصر کے ایٹموں کے مرکزوں میں کچھ پروٹان بڑھا دیں تو وہ عناصر تبدیل ہوسکتے ہیں جس طرح سے یورانیم اور دوسرے وزنی عناصر کو مرکزی گولیوں کی باڑھ سے دوسرے عناصر میں تبدیل کردیا جاتا ہے ایسے ہی مرکزہ کی باڑھ سے ایٹم توڑ دیے جاسکتے ہیں۔ ایٹم کے تبدیل ہوجانے سے ہمیشہ طاقت پیدا ہوتی ہے اور طاقت کا اس طرح پیدا ہونا ایٹمی طاقت کی بنیاد ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ایٹم کے توڑنے سے طاقت کی ایک بہت بڑی مقدار حاصل ہوتی ہے۔ یہی ایٹمی طاقت آجکل مختلف طرح سے استعمال کی جارہی ہے۔ اکثر لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ایٹمی توانائی سے صرف مہلک ہتھیار ہی بنائے جاتے ہیں لیکن یہ بات غلط ہے۔ ایٹمی توانائی سے صرف مہلک ہتھیار ہی نہیں بنائے جاتے بلکہ آج کل اس کی مدد سے نیوکلیائی بجلی گھر بھی بننے لگے ہیں۔ نیوکلیائی بجلی گھر سے جو بجلی حاصل ہوتی ہے وہ بالکل صاف ستھری ہے اس کی مدد سے کئی شہروں کو بجلی پہنچائی جارہی ہے۔ اس وقت دنیا بھر میں ۲۴۰ نیوکلیائی بجلی گھر موجود ہیں۔

ایٹمی توانائی سے لوگوں کی شناسائی بڑی حد تک افسوسناک حالات میں ہوئی لوگوں کی نظروں کے سامنے ایٹمی توانائی ایٹم بموں کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران دنیا ایٹم بم سے آشنا ہوئی جبکہ جاپان کے دو اہم شہروں، ہیروشیما اور ناگاساکی کو ایٹم بم کی مدد سے موت کی نیند سلا دیا گیا۔ جدید سائنس اور ایٹمی توانائی کو انسانوں کے لیے استعمال کرنے کی یہ بدترین صورت تھی اس پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے پہلا بم ۶؍اگست ۱۹۴۵ء کو ہیروشیما پر گرایا گیا اور دوسرا ۹؍اگست کو ناگاساکی پر گرایا گیا ہے۔ ہیروشیما پر گرائے گئے ایٹم بم کی طاقت ۲۰ ہزار ٹن (T.N.T) کے برابر تھی۔ آتشیں گیند کا قطر ۱۷ میٹر تھا اور درجہ حرارت تین لاکھ ڈگری سینٹی گریڈ تھا۔ دھماکہ کے وقت شہر کی آبادی چار لاکھ تھی جس میں سے دو لاکھ چالیس ہزار لوگ ہلاک ہوگئے اور ایک لاکھ ۶۳ ہزار لوگ زخمی ہوئے ایٹمی توانائی سے پیدا ہونے والی بیماریاں ہیروشیما اور ناگاساکی میں عام ہیں۔ ان شہروں میں کینسر کا تناسب سارے جاپان کے اوسط سے دس گنا زیادہ ہے۔ ہیروشیما اور ناگاساکی کے المیہ کے بعد ایٹم بم کے موجد 'رابرٹ اوپن ہیمر' نے سخت لہجہ میں کہا تھا کہ "ہم نے شیطانوں کی طرح کام کیا ہے۔ اب ہم ایٹم بم کے اس "بھیانک جن" کو ہمیشہ کے لیے بوتل میں بند کردیں گے تاکہ دنیا کے دوسرے لوگ اس سے محفوظ رہ سکیں۔"

دنیا ابھی ایٹم بم کی ہولناک داستان فراموش بھی نہ کرپائی تھی کہ سائنسدانوں نے دو اور بم تیار کردیے جو ہائیڈروجن اور نیوٹران بم ہیں۔ دنیا والوں نے آج تک ان کا استعمال نہیں کیا لیکن اگر ان کو استعمال کیا گیا تو ہماری تہذیب اور ہماری ساری رونق سب تباہ ہوجائے گی۔ آج کی دنیا ایک اکھاڑہ بنی ہوئی ہے اور تمام ملک اس کے پہلوان نظر آتے ہیں وہ جس طرح بھی چاہتے ہیں سائنسی تحقیقات کو استعمال کرلیتے ہیں اور اس کی تکلیف معصوم اور بے گناہ عوام کو برداشت کرنی پڑتی ہے لوگوں کے ذہنوں نے توانائی کے اس ذریعہ سے مسرت محسوس کرنے کے بجائے خطرے کے احساس کو جنم دیا اور ایٹمی توانائی سے ہر انسان خوفزدہ ہے۔

ہمارا نصب العین یہی ہے کہ ایٹمی توانائی کی مخالفت نہیں کی جانی چاہیے بلکہ اس سے تیار ہونے والے ایٹمی ہتھیاروں کی مخالفت کی جانی چاہیے جس سے انسان کو بھاری جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ دنیا کے ایٹمی توانائی کے ماہرین کی اکثریت نے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ اس صدی کے اختتام تک نیوکلیائی ایندھن دنیا کی توانائی کا بنیادی ذریعہ بن جائے گا۔ (حیدرآباد سے نشر)

محمد اعظم محی الدین
باغ جہاں آرا ۱۴-۸-۰ ۵۳۳/۱۹۹ چنچل گوڑہ حیدرآباد ۰۲۳

کوئلہ کے ذخائر کی تیزی سے کمی اور سوختنی لکڑی کے بکثرت استعمال سے تیزی سے کٹتے ہوئے جنگلات نے یہ سنگین خطرہ پیدا کردیا ہے کہ ایک طرف تو ہمارے لیے ایندھن کچھ صدیوں بعد قریب قریب نایاب ہوجائے گا۔ اور ساتھ ہی ساتھ غائب ہوتے ہوئے جنگلات غیر متوازن موسمی کیفیات پیدا کردیں گے۔ اس وجہ سے اس بات کی شدید ضرورت ہوگئی ہے کہ نہایت عجلت کے ساتھ کوئی متبادل ایندھن دریافت کرلیا جائے تاکہ اس سے پہلے کہ ہمارے ایندھن کے موجودہ ذخائر ختم ہوجائیں ہم کسی اور ذرائع سے اپنی ایندھن کی ضروریات کو پورا کرنے لگیں۔

اب سے دس سال قبل جبکہ تیل اور ایندھن گیس کی قیمتیں اتنی زیادہ نہیں تھیں۔ شمسی توانائی کا استعمال اتنا کفایتی نہیں تھا لیکن ۱۹۷۳ کے بعد سے پٹرولیم کے دام اتنی تیزی سے بڑھنا شروع ہوگئے ہیں کہ اب شمسی آلات کا استعمال نہ صرف کفایتی بلکہ ناگزیر ہوگیا ہے۔ اس لیے توانائی کے موجودہ ذرائع کو کم سے کم استعمال کرکے ان کو ممکنہ حد تک محفوظ رکھنے کی ضرورت ہے گو کہ حکومت اپنے طور پر کوشش کررہی ہے کہ متبادل ایندھن کا استعمال عام ہوجائے اور ہم توانائی کی ضروریات دوسرے ذرائع سے پورا کرنے لگیں لیکن اس کے باوجود بھی اس سلسلے میں ریسرچ کی کاوشوں کو تیز تر کرنے کی ضرورت ہے (گلبرگہ سے نشر)

محمد عمران ایم ایس سی۔ ایم ٹیک
جیالوجسٹ۔ سمنٹ ڈویژن
انڈین ریمن کارپوریشن لمیٹیڈ گلبرگہ

نیشنل لائبریری - کلکتہ

ڈاکٹر محمد قمر الدین

جب کوئی شخص علی پور کے بیلویڈر ہاؤس میں نیشنل لائبریری کو پہلی بار دیکھتا ہے تو تھوڑی دیر کے لئے مبہوت ہو جاتا ہے۔ بیلویڈر ہاؤس کی عظیم الشان عمارت جو طویل و عریض سبزہ زار کے بیچوں بیچ واقع ہے اپنی عظمت و خوبصورتی کا سکہ دیکھنے والوں پر فوراً بٹھا دیتی ہے۔ یہ ایک تاریخی محل ہے۔ یہاں آج سے دو سو سال پہلے وارن ہیسٹنگز رہ چکا ہے ۱۹۱۱ء کے قبل وائسرائے یان ہند کی رہائش گاہ یہی محل تھا ۱۹۱۱ء کے بعد بھی وائسرائے موسم سرما یہیں گزارتے تھے۔

نیشنل لائبریری کی موجودہ عظمت دیکھ کر گمان ہوتا ہے کہ ابتدا سے یہ ایسی ہی عالمگیر شہرت کی مالک رہی ہے۔ لیکن ایسا نہیں۔ اس لائبریری نے اپنا سفر معمولی طور سے شروع کیا اس پر برا وقت بھی پڑا ہے۔ مگر اس نے ہر حال میں اپنا سفر جاری رکھا یہاں تک کہ آج اس مرتبہ کو پہنچ گئی ہے کہ علم کا ہر پیاسا اس سے اپنی پیاس بجھا سکتا ہے۔

نیشنل لائبریری کا پہلا نام کلکتہ پبلک لائبریری تھا پھر امپیریل لائبریری ہوا اور آخر میں نیشنل لائبریری۔

اس کی مختصر تاریخ کچھ یوں ہے:۔

۱۳ اگست ۱۸۳۵ء کو مسٹر جے. ایس. اسٹاکلر ایڈیٹر دی انگلش مین کی ایماء پر کلکتہ کے ٹاؤن ہال میں چند علم دوست شہریوں کی نشست ہوئی جس کی صدارت سپریم کورٹ کے ایک معروف جج سر جان پیٹر گرانٹ نے کی۔ اس نشست میں طے پایا کہ باشندگان کلکتہ کی علمی ضرورتوں کے پیش نظر ایک لائبریری قائم کی جائے اس تجویز نے ۲۱ مارچ ۱۸۳۶ء کو عملی جامہ پہنا جب ڈاکٹر ایف. پی. اسٹرانگ کی جائے قیام واقع ۱۳ اسپلینڈ روڈ کلکتہ میں کلکتہ پبلک لائبریری کے نام سے دارالمطالعہ کا افتتاح ہوا۔ یہ لائبریری پانچ سال تک ڈاکٹر اسٹرانگ کی رہائش گاہ پر رہی۔ اس عرصہ میں اس میں روز بروز کتابوں کا اضافہ ہوتا رہا ۱۸۴۱ء تک کتابیں اتنی ہو گئی تھیں کہ مجبوراً منتظمین نے محسوس کیا کہ ڈاکٹر اسٹرانگ کا مکان اس کے لئے کافی نہیں۔ چنانچہ اس سال جولائی میں لائبریری کو فورٹ ولیم لے جایا گیا۔ انھیں دنوں لارڈ مٹکاف کے شیدائیوں نے موصوف کی مختلف النوع خدمات کے اعتراف میں ان کے نام پر اسٹرینڈ روڈ پر ایک عالیشان عمارت بنوائی اور اس کا نام مٹکاف ہال رکھا تھا۔ ان لوگوں کے عزائم میں مٹکاف ہال میں ایک عمدہ سی لائبریری کا قیام بھی شامل تھا۔ جب کلکتہ پبلک لائبریری کے منتظمین کو اس بات کا علم ہوا تو انھوں نے پرستاروں کو اس کے لئے راضی کر لیا کہ کلکتہ پبلک لائبریری کو ہی فورٹ ولیم سے مٹکاف ہال میں منتقل کر دیا جائے۔ چنانچہ جون ۱۸۴۴ء میں لائبریری کو مٹکاف ہال میں لایا گیا۔ اس طرح اسے پہلی بار اس کے شایان شان جگہ مل گئی۔

۱۸۹۹ء کا سال کلکتہ پبلک لائبریری کے لئے ایک نیا موڑ لے آیا۔ اس سال وائسرائے ہند لارڈ کرزن نے لائبریری کا معائنہ کیا۔ لائبریری نے ان پر جادو کر دیا اور انھوں نے اس کی ترقی کا بیڑہ اٹھا لیا۔ وائسرائے موصوف کی کوششوں کے نتیجہ میں کلکتہ و اطراف میں واقع حکومت ہند کے مختلف شعبوں نے اپنے اپنے علمی خزانے کلکتہ پبلک لائبریری کے حوالے کر دیئے۔ جب یہ اہم کام ہو چکا تو لارڈ کرزن نے ۱۹۰۲ء میں ایک قانون کے ذریعہ کلکتہ پبلک لائبریری کا نام بدل کر امپیریل لائبریری کر دیا۔ لارڈ موصوف کی یہ علم دوستی آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ امپیریل لائبریری کا افتتاح کرتے ہوئے انھوں نے کہا تھا: اس لائبریری کا اعلیٰ مقصد یہ ہے کہ یہ ہر قسم کے علم کا منبع ہو۔ عام طلباء، قارئین، اساتذہ اور محققین سب کے سب اپنی ضرورت کی کتابیں یہاں حاصل کر سکیں۔ ہندوستان کے متعلق کوئی ایسا مواد نہ ہو جو یہاں نہ دستیاب ہو۔ امپیریل لائبریری نے موصوف کے اس خواب کو سچ کر دکھایا۔ امپیریل لائبریری کی تیز رفتار ترقی کا مٹکاف ہال کی تنگ عمارت بھی ساتھ نہ دے سکی تو اسپلینڈ میں ایک نئی طویل و عریض اور دیدہ زیب عمارت بنائی گئی اور ۱۹۲۳ء میں لائبریری کو اس میں منتقل کر دیا گیا۔

دوسری جنگ عظیم کے دوران فوجی ضرورت کے پیش نظر امپیریل لائبریری کو جیاکم ہاؤس میں منتقل کر دیا گیا جو اسپلینڈ سے تھوڑے فاصلے پر واقع ہے۔ لڑائی ختم ہونے کے بعد بھی تین سال تک لائبریری جیاکم ہاؤس میں رہی۔ ۱۹۴۷ء میں ہندوستان آزاد ہوا تو شری راج گوپال آچاریہ مغربی بنگال کے گورنر بنا کر بھیجے گئے۔ انھوں نے ۱۹۴۸ء میں دانشمندانہ مشورہ دیا کہ امپیریل لائبریری کو علی پور بیلویڈر ہاؤس سابق وائسرائے لاج میں منتقل کر دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اسی سال ماہ ستمبر میں حکومت ہند نے امپیریل لائبریری کا نام بدل کر نیشنل لائبریری کر دیا اور اس کے نظم و نسق کی تمام ذمہ داری اپنے اوپر لے لی۔ جیاکم ہاؤس اور اسپلینڈ کی عمارت سے بیلویڈر ہاؤس کو کتابیں اور دیگر علمی نوادرات میں منتقل کرنے میں پانچ سال لگ گئے۔ یہ کام ۱۹۵۳ء میں ختم ہوا۔ اسی سال امپیریل لائبریری کی جو اب نیشنل لائبریری بن چکی تھی گولڈن جبلی بھی منائی گئی۔ گولڈن جبلی کی تقریبات اور نیشنل لائبریری کی اس کی نئی رہائش گاہ میں آمد کے سلسلے کے جلسے کا افتتاح کرنے کے لئے مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کو جو اس وقت مرکزی حکومت کی وزارت تعلیم کے وزیر تھے مدعو کیا گیا۔ حضرت مولانا مرحوم نے پہلی فروری کو بیلویڈر ہاؤس میں نیشنل لائبریری کا افتتاح کیا۔ اس تاریخی جلسے کی صدارت ڈاکٹر ایس. سی. مکھرجی گورنر مغربی بنگال نے کی تھی۔ اس دن سے نیشنل لائبریری ترقی کی منزلیں نہایت تیز رفتاری سے طے کر رہی ہے۔ سفر جاری ہے۔

حضرت مولانا آزاد مرحوم نے اپنی افتتاحی تقریر میں نیشنل لائبریری کے زیر اہتمام بچوں کے لئے ایک دارالمطالعہ پر بھی زور دیا تھا۔ لہذا سات سال کی تیاری کے بعد ۲۲ جنوری ۱۹۶۰ء کو بچوں کے دارالمطالعہ کا افتتاح پروفیسر ہمایوں کبیر مرحوم نے کیا۔

کتاب و جرائد کی روز افزوں دستیابی نے بیلویڈر ہاؤس کو بھی ناکافی بنا دیا تو اس سے تھوڑی دور پر ۳ مئی ۱۹۶۱ء کو وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے ایک نئی ۹ منزلہ عمارت کا سنگ بنیاد رکھا۔ یہ طویل و عریض عمارت جو انیکس کہلاتی ہے ۱۹۶۶ء کو پایہ تکمیل کو پہنچی۔ عربی فارسی اور اردو کتابوں اور جرائد کا خزانہ اس عالیشان عمارت کی اوپری منزل پر ہے۔ مشہور و معروف مورخ سر جادو ناتھ سرکار کے عطا کردہ فارسی مخطوطات کا مختصر مگر قیمتی سرمایہ بھی اسی عمارت کی زینت ہے۔

نیشنل لائبریری کو تحفے میں ملنے والی کتابوں کا سالانہ اوسط بیس ہزار بتایا جاتا ہے۔ تقریباً دس ہزار کتابیں لائبریری ہر سال خود خریدتی ہے۔

نیشنل لائبریری کو بجا طور پر نہ صرف قومی بلکہ بین الاقوامی شہرت حاصل ہے۔ ایسا کم ہوتا ہے کہ اہم ذی علم یا سیاسی شخصیت کلکتہ آئے اور نیشنل لائبریری نہ جائے۔ علمی شخصیتوں کا تو کہنا ہی کیا ماضی قریب میں نیشنل لائبریری کی زیارت کرنے والوں میں اہم ترین سیاسی رہنما بلگانن اور خرشچیف سے لیکر کوسی گن تک کے نام شامل ہیں۔

جیسا کہ ابھی عرض کیا نیشنل لائبریری بین الاقوامی اہمیت و شہرت کی مالک ہے دنیا کی شاید ہی کوئی ایسی زبان ہوگی جس میں شائع ہونے والی کتابیں یہاں نہ آتی ہوں۔ فی الحال کتابوں کی مجموعی تعداد ۱۸ لاکھ تک پہونچ چکی ہے۔ مشرق بعید اور مغربی ممالک کی زبانوں کے علاوہ سنسکرت، پالی، عربی، فارسی، اردو، ہندی، بنگالی، آسامی، اڑیہ، مراٹھی، پنجابی، گجراتی، تامل، ملیالم، تیلگو اور کنڑی زبانوں کے بیش بہا خزانے آپ کو اس لائبریری میں ملیں گے۔

(آکاش وانی کلکتہ سے نشر)

ڈاکٹر محمد قمر الدین
ریڈر ڈپارٹمنٹ آف اسلامک ہسٹری اینڈ کلچر
کلکتہ یونیورسٹی، کلکتہ

افسر کی جی حضوری سے بچنا محال ہے

وجاہت علی سندیلوی

بہت سے چھوٹے موٹے اور کھٹے میٹھے قسم کے افسروں کو ہم نے دیکھا اور بھگتا ہے۔ ان میں زیادہ تر سے تو ہمارا سابقہ بہت ہی محدود یا سرسری سا ہے جیسے زد میں شیر بھالو بن بلاؤ سے یعنی وہ کٹہرے کے اندر تماشا اور ہم کٹہرے کے باہر تماشائی۔ لیکن کچھ کو ہمیں زیادہ قریب سے ان اوقات میں بھی دیکھنے کا موقع ملا ہے چڑھی ہوئی تیوریاں اور تنی ہوئی مونچھیں اور مونچھیں نہ ہونے کی صورت میں بھنچے ہوئے ہونٹ جو غالباً آئین ملازمت کے بہت اہم ضابطوں میں شامل ہیں ان پر طاری نہ ہوتے اور وہ افسر کم اور انسان زیادہ دکھائی پڑتے۔ بہرکیف اپنے مجموعی تجربے کی بنا پر ہم بہت وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ افسروں میں بھی دلچسپ اور بھلے آدمیوں کی کمی نہیں ہوتی البتہ جی حضوری کی طلب انھیں جنس عجیب بنا دیتی ہے اور یہ طلب ان کے متعلقین اور ماتحتین کے لیئے کبھی تو سامان تفریح فراہم کرتی ہے اور کبھی شامت اعمال بن جاتی ہے۔

افسر صاحبان میں ہم نے کچھ باتیں ایسی مشترک پائی ہیں کہ ہم کو گمان کیا یقین ہونے لگتا ہے کہ یہ کسی متعدی مرض کی کھلی علامتیں ہیں اور بغیر ان کے لاحق ہوئے کوئی اچھا بھلا آدمی ایک ایسا قرار واقعی افسر بن ہی نہیں سکتا جس کو نہ صرف دیکھ کر بلکہ دور ہی سے سونگھ کر لوگ اس کے افسر ہونے پر ایمان لے آئیں اور اس کے متعلق کچھ اس قسم کا اظہار خیال کرنے پر مجبور ہو جائیں۔

کسی کی شامت آئے گی کسی کی جان جائے گی
کسی کی تاک میں اجلاس پر بن ٹھن کے بیٹھے ہیں

ہر افسر خواہ بڑے سے بڑا عہدے دار یا محض کسی دفتر کے پچاسوں بابوؤں میں سے محض ایک ہو یہی سمجھتا ہے کہ پوری حکومت کا سب سے اہم اور ضروری محکمہ اسی کا ہے اور محکمے کی عزت و آبرو کا واحد محافظ اور رکھوالا وہ بیچارہ خود ہے اور اس کی حیثیت اپنے محکمے میں محلے کے اس روایتی مرغ جیسی ہے کہ جس کے بغیر سویرا ہو ہی نہیں سکتا۔ اور اگر کبھی کوئی دل جلا کسی افسر سے اس کے محکمے کی نااہلیت اور تعطل کی شکایت کر بیٹھتا ہے تو افسر فوراً اپنی صفائی پیش کر دیتا ہے کہ میرے ماتحت کام کرنے والے کام کرکے نہیں دیتے اور میرے اوپر کے افسر مجھے کام کرنے نہیں دیتے۔ نیچے والے بریک لگاتے ہیں اور اوپر والے مشین خراب کرتے ہیں اب گاڑی چلے تو کیسے۔ سنتے والا اس قسم کے مظلوم افسر کی اس بات کو ایک بڑا کارنامہ سمجھتا ہے کہ وہ ایسی جامد اور ساکت گاڑی میں بیٹھا کسی قسم کی گھٹن محسوس کیئے بغیر اپنی تنخواہ اور دوسرے لوازمات وصول کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کر رہا ہے۔

ہر افسر خواہ عہدے کے لحاظ سے کتنا ہی بالا نہ ہو اس بات کو اپنا پیدائشی حق سمجھتا ہے کہ اس کے متعلقین ماتحتین اور وہ بیچارے غرض مند جو اس کے پاس انہیں عقیدہ کشائی کے لیئے آتے ہیں اس کی ہاں میں ہاں ضرور ملائیں اور اس کی ہر بات کی تائید کرنا اپنا فرض سمجھیں ——— ایک آنریری مجسٹریٹ صاحب کو ان کی سسرال سے ایک گھوڑا مال غنیمت کے طور پر ملا تھا انھیں یہ گھوڑا بہت پسند تھا چنانچہ آئے دن وہ اجلاس پر اس کی خوبیاں اور خصوصیتیں بیان کرتے اور اکثر جب بظاہر وہ گواہوں کے بیانات یا وکیلوں کی بحث سن رہے ہوتے ان کا ذہن اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر ہوتا اور وہ غیر حاضر دماغی میں اگر اس کی تعریف اور توصیف میں کچھ بے ربط جملے بھی بے موقع کہہ جاتے۔

ایک روز ایک ایسے مقدمے میں جس میں ملزم کے گدھے نے مستغیث کے کھیت کی فصل کو کافی نقصان پہنچایا تھا۔ مستغیث کا وکیل بحث کر رہا تھا۔ وکیل صاحب جب بھی گدھے کی نقصان رسائی کی تفصیل بیان کرنے کی کوشش کرتے عدالت انھیں لقمہ دیتی۔ آپ گھوڑے کو گدھا کیوں کہتے ہیں۔ وہ تو بڑا عالی شان گھوڑا ہے۔

"حضور والا ثبوت سے ظاہر ہے کہ وہ گدھا ہے" وکیل نے عاجز آکر کہا۔

"تو ثبوت جھوٹا ہے میں خود اس پر روز بیٹھتا ہوں وہ گدھا نہیں گھوڑا ہے۔ عدالت نے مونچھوں پر تاؤ دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں اس گدھے کی بات کر رہا ہوں جو میرے موکل کے کھیت میں گھس گیا تھا" وکیل نے فریاد کی "حضور اس پر کب بیٹھ سکتے ہیں؟"

"بالکل جھوٹ! میں اس پر سواری کرتا ہوں وہ آپ کے موکل کے کھیت میں کبھی نہیں گیا۔ اور معاف کیجئے گا آپ یہ اشارہ کرتے ہیں گھوڑے کے بجائے گدھے کا توہین تذکرہ کر رہے ہیں۔ آپ کا مقدمہ ایک دم خارج! مجھے لوگوں کا ممکن ہے کہ یہ خیال ہو کہ میں آنریری مجسٹریٹ صاحبان جیسے آثار قدیمہ کا تذکرہ کرکے بات کا بتنگڑ بنا رہا ہوں لیکن میری نیت میں اس قسم کا کوئی فتور نہیں ہے۔

آنریری مجسٹریٹ صاحبان بھلے ہی نہ ہوں لیکن ان کی نادر شاہی ترنگ کو جو ہر منطق اور دلیل سے ماورا ہوتی ہے ہمارے افسر صاحبان ایک پشتینی امانت سمجھ کر اب تک سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔ ہمارے دو ملاقاتی جن کی لیاقت ہر حیثیت سے ایک دوسرے کے برابر ایک ہی محکمے میں ملازم تھے ایک عرصے کے بعد دونوں ایک دوسرے سے ملے تو پتا چلا ایک نے دوسرے سے دگنی ترقی کر لی ہے۔ وجہ پوچھی تو مقابلتاً کم ترقی کرنے والے نے بتایا "انھیں کدو پسند ہے اور مجھے نہیں" پوچھا کہ اس کا کیا مطلب؟ تو کہنے لگا "ہمارے باس کو کدو بہت پسند ہے اور وہ دونوں وقت انھیں کے ساتھ اس کا استعمال بلاناغہ کرتے ہیں۔"

جب افسر کی خوشنودی اور دنیاوی ترقی کا دارومدار جی حضوری ہی پر ٹھہرا تو بہت سمجھدار لوگوں نے اسے ایک فن لطیف بنا لیا ہے۔ جہاں کوئی نیا افسر آتا ہے وہ چند ہی روز میں بھانپ لیتے ہیں کہ وہ کس قماش کا انسان ہے کیا چاہتا ہے؟ کس بات سے خوش ہوتا ہے؟ اور تھوڑے ہی عرصے میں اپنے آپ کو اسی کے قالب میں ڈھال لیتے ہیں۔ ہم نے اپنے دوست مرزا صاحب کو کبھی داڑھی بڑھائے دیکھا ہے اور کبھی گھٹے سر اور فرنچ کٹ داڑھی کی اس تبدیلی کے ساتھ ان کے عادات اور صفائل میں بھی نمایاں انقلابات ہوتے دیکھے ہیں البتہ ان کے متعلق کوئی بات مستقل اور اٹل پائی ہے تو صرف یہ کہ ان کا ہر حاکم اور افسر ہمیشہ ان کا کلمہ ہی پڑھتا ہوا پایا گیا۔

ایک نیا افسر دفتر بارہ بجے کے بعد آیا تو اس نے مرزا صاحب سے کچھ محجوب ہو کر کہا "آج ہمیں آنے میں تھوڑی دیر ہو گئی" مرزا صاحب نے جواب دیا "نہیں سرکار حضور تو پنج سے ایک گھنٹہ پیشتر تشریف لے آئے ہیں۔" افسر خوش ہوا اور مرزا صاحب کے پیش کیئے ہوئے کاغذات پر جلدی جلدی دستخط کرنے لگا یہ کام ختم ہوا تو مرزا صاحب نے کہا "واہ کیا دماغ پایا ہے سرکار نے سارے دن کا کام بیس منٹ میں ختم کر دیا" افسر بھی جوش میں آگیا بولا "مرزا تم بہت کارگزار آدمی ہو ہم تمہاری سفارش کرکے تمھیں ترقی دلوانا چاہتے ہیں۔ مرزا صاحب نے ہاتھ جوڑ کر کہا "میں حضور کا منشا از خود سمجھ گیا تھا اور میں نے ایسے کاغذ پر پہلے ہی حضور سے دستخط کروا لیئے ہیں اور افسر مرزا

کا منہ تکتارہ گیا۔

ایک سپرنٹنڈنٹ کو لطیفے سنانے کا شوق تھا چنانچہ جب بھی موقع ملتا وہ اپنے ماتحت کلرکوں کو جمع کرکے لطیفے سنانا شروع کردیتے اور ان کی خوشنودی میں بیچارے سامعین کو چاروناچار سننا پڑتا۔ ایک روز ایک کلرک جو پہلے ان کے لطیفوں پر بہت اظہار مسرت کیا کرتا کسی لطیفے پر بھی نہ ہنسا اور نہ تعریف کی بلکہ کچھ ایسا منہ بنایا کہ جیسے رونا چاہتا ہو۔ سپرنٹنڈنٹ نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "برخوردار میرے محکمے سے تمہارا جو تبادلہ ہوا تھا وہ میں نے منسوخ کروادیا ہے"۔ یہ سنتے ہی وہ کلرک ہنسنے اور قہقہے لگانے لگا اور بے تحاشا لطیفے کی داد دینے لگا۔

داد دیتے ہی بنے گی غالب۔ باس دل تنگ ہے اور جان عزیز

(آکاش وانی لکھنؤ سے براڈ کاسٹ)

وجاہت علی سندیلوی ایڈوکیٹ

نصرت منزل سندیلہ ضلع ہردوئی

بقیہ - خوش گفتاری

تھی کہ صاحب خانہ کی آواز درد کی ٹیس بن گئی۔

"ارے کمبختوں مان جاؤ، مریض سورہا ہے۔" اور مریض کراہنے لگا۔ ننھے منے کمبخت گلی میں نکل چکے تھے۔ خوش کلامی کے یہ اندازات دن دیکھنے میں آتے رہتے ہیں۔

موجودہ صنعتی تہذیب میں میٹھی میٹھی باتیں کرنا بھی عین "ڈسپلن" ہے ایسے کردار کسی بڑے آدمی کے سامنے اپنی زبان اور آداب و تہذیب کا رعب تو ڈال ہی دیتے ہیں بعد میں خواہ کچھ ہوتا رہے، مہذب کہلائیں یا غیر مہذب۔ یہ ثنویت اور ظاہر و باطن کا تضاد معاشرہ کی ایک عام سی خصوصیت ہوگئی ہے جہاں غرض ہی سب سے بڑی قدر ہے جس کے لیے سراپا انکساری اور خوش کلامی یا گفتاری ضروری شرط ہے اور اگر غرض کا رشتہ ٹوٹ جائے تو ایک آن کی آن میں آدمی اپنی کینچلی اتار دیتا ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ خوش گفتاری کے لیے لب و لہجہ کا حسن ہی کافی نہیں ہے اس کے لیے آداب انسانیت کا احساس، وقت کی قیمت، اور موقع و محل کا لحاظ بھی ضروری ہے۔ غیر ضروری اور بے موقع بات چیت، تیز تیز گفتگو، بحث کرنے کا اندھا دھند شوق، طبیعت کی شدت پسندی مظہر ہے۔ حسن کے لیے تناسب کی شرط ہے چنانچہ خوش کلامی بھی اسی تناسب کا نتیجہ ہوتی ہے۔

(اردو سروس سے نشر)

آواز کی قیمت

فی کاپی ـــــ [illegible] پیسے

سالانہ ـــــ [illegible] روپے

دو سالہ ـــــ [illegible] روپے

سہ سالہ ـــــ ۲۵ روپے

خواتین کے لیے یوگ

میناکشی دیوی

خواتین کے کسی بھی اجتماع میں شریک ہوجائیے۔ بیماری، موت، ناشادی، اکتاہٹ، جسمانی طاقت کی کمی، اندرونی شادمانی کا فقدان اور گھریلو مسائل پر بڑے زور شور کے مباحثے سننے کو ملیں گے۔ لیکن جب یوگ جیسی جانی پہچانی طرز علاج کی پیش کش کی جاتی ہے تو کوئی خاتون اس میں پیش قدمی کرتی ہوئی دکھائی نہیں دیتیں۔ آنندا شرم پانڈیچری کی محترمہ میناکشی دیوی اس صورت حال پر نالاں ہیں، یوگ کے موضوع پر وہ اپنے خطبے میں فرماتی ہیں:-

ہر وقت خوش رہنا، ذہنی سکون، ہنس مکھی، دور اندیشی اور مستقبل کی آزمائشوں سے حوصلہ مندی اور جرأت کے ساتھ نوبالینا ہر عورت کی دلی خواہش ہوتی ہے۔ اس مقصد کو بغیر کسی خرچ کے پالینے کا راز میرے پاس ہے۔ اس راز کے بارے میں اشتہاری طور طریقے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لاکھوں خواہش مندوں کا سلسلہ چل پڑے گا اور اگر یہ بتادیا جائے کہ روپے پیسے کی بجائے اس راز کی قیمت سنجیدگی، سرتوڑ کوشش نظم و نسق تندہی، لگن، مستعدی، محنت اور باقاعدگی کی صورت میں چکانی ہوگی تو بلاشبہ دلچسپی لینے والوں کی تعداد ایک ہزار سے بھی کم رہ جائے گی۔ اگر نجی کوشش کا مطالبہ کیا جائے تو اس راز کی کشش اور بھی گھٹ جائے گی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس راز کا بدل دوائی کی گولی، طلسماتی لمس، منتر وغیرہ کی شکل میں بھی طلب کیا جاتے اور ہماری دیوی کی طرح پوجا ہونے لگے معاوضہ طلب کرنے کی صورت میں عقیدت مندوں کی تعداد بالکل کم ہوجائے اور قیمت کا عنصر شاید حاصل کی اہمیت ہی ختم کردے۔ پھر بھی اگر پچاس یا اس سے کم خواتین سچی دلچسپی کے ساتھ ہمارے یہاں آئیں تو یوگ کی سائنس اور اس کی افادیت کے خزانے ان کے لیے کھلے ہیں اور یوگ کی سنجیدہ مشق تمام فوائد کی ضامن ہوسکتی ہے ابتدا میں چھ مہینے کا کورس یوگ کی بنیادی مشق کے لیے مخصوص ہوگا۔ دھیرے دھیرے سیکھنے والوں کی تعداد کم ہوجائے گی جس کے اسباب یہ ہوسکتے ہیں کہ بچے بیمار ہیں، خاوند کا مزاج برہم ہے۔ وقت نہیں ہے۔ آنے جانے کی سہولت نہیں، شادی کی تیاریوں میں الجھے ہوئے ہیں۔ ساس اجازت نہیں دیتی وغیرہ وغیرہ۔ جہاں دو ہفتوں تک عقیدت مندوں کی تعداد پانچ یا کم رہ جائے گی وہاں چھ مہینے کے بعد شاید ایک ہی خاتون یوگ کے راستے پر ثابت قدم رہ سکے گی۔ یہ ٹھیک ہے جیسے بائبل میں کیا گیا ہے "بہت سے لوگوں کو بلایا جاتا ہے لیکن انتخاب میں چند ہی آتے ہیں"۔ کرشن بھگوان جی نے بھی فرمایا ہے کہ "مجھے تلاش کرنے والے کروڑوں ہوسکتے ہیں لیکن ایک ہی تکمیل کی منزل تک پہنچ پاتا ہے"۔ جب خود بھگوان لوگوں کو اپنے راستے پر ثابت قدم رکھنے سے قاصر ہیں تو میں ایک انسان ہوکر کیا کرسکتی ہوں۔

کیا یہ عجیب بات نہیں کہ دنیا کی ہر نعمت بغیر کسی قیمت کے پائی جاسکتی ہے بشرطیکہ اس کے لیے نظم و نسق اور سنجیدہ کوشش کی صورت میں ادا کی جائے۔ کیا یہ اور بھی عجیب نہیں لگتا کہ بہت سے لوگ ان نعمتوں کی خواہش کرتے ہیں لیکن عملی قیمت ادا کرنے والے بہت کم ہیں۔ یہ تدریجی فارمولہ جس کے بارے میں تفصیلاً پہلے کہا جاچکا ہے بالکل صحیح ثابت ہوتا ہے جب ہم یوگ ابھیاس کا سلسلہ خاص کر خواتین کی سوسائٹی میں شروع کرتے ہیں۔ یوگ کے بارے میں عام خاتون یہ کہے گی کہ اس عمر میں میں سر کے بل کیسے کھڑی ہوسکتی ہوں اور وہ بھی ساڑھی میں۔ یہ ان کا یوگ کے بارے میں محض کم علمی کا اظہار ہے یوگ ان لوگوں کا پیدائشی حق ہے جو ہندوستانی تمدن کی فضا میں پیدا ہوتے ہیں لیکن انسانی فطرت کی بے راہ روی بر طرف، اکثر دیکھا گیا ہے کہ اس حق کو دلیے کی ایک کٹوری سے بھی کم قیمت میں بیچ دیا جاتا ہے۔ کوئی خاتون جس کے ہوش و حواس قائم ہوں کسی جوہری کی دوکان پر جاکر اپنے سونے کے کنگنوں کے بدلے پیتل کے کنگن نہیں مانگے گی۔ پھر بھی افسوس ہے کہ ہماری قوم کی خواتین، ہندو کلچر کے انمول ہیرے موتیوں کے بدلے، مغرب کے حیر ترقی یافتہ ممالک کے مادی تصورات کی

بھیک مانگنے کے لیے دوڑ دھوپ کر رہی ہیں۔ ہماری ترقی پسند خواتین اپنے اندر کی مقدس ضمیر کی آواز کو دبا نہیں سکتیں، چاہے وہ کتنے ہی مرغن اور لذیذ کھانے اپنے پیٹ میں بھرلیں بہترین ریشمی ساڑیاں پہن لیں، زیورات سے آراستہ ہوجائیں بیش قیمت موٹر کاروں میں گھومتی پھریں، بڑے بڑے ایوانوں میں رہائش رکھیں۔ شراب، سنیما، ٹیلی ویژن اور دعوتوں میں گریز کے انداز اپنالیں۔ یقیناً ملامت آمیز اور غضبناک بے صبری ان کے ساتھ بدستور رہے گی اور سوال کرے گی: کیا یہی سب کچھ ہے؟ بھارت کے قدیم رشیوں نے اس اندرونی شعلے کو مادی خوشیوں سے شاداب کرنے کی فضول کوشش سمجھ لیا تھا اور وہ پکار اٹھے تھے "دیکھو! اے مصیبت زدہ لوگو! اس تاریکی سے نکلنے کا راستہ پا لیا گیا ہے۔ یہ راستہ کوئی ایسا راز نہیں ہے جو چند گنے چنے لوگوں تک ہی محدود ہو۔ تمام راز لوگوں کو گمراہ کرنے، انھیں وہم میں مبتلا کرنے، پیسہ بٹورنے اور ان سے اختیار چھیننے کے بہانے ہیں۔ یوگ صحیح معنوں میں عقلیت، اخلاقی اور منظم طریق زندگی ہے جو ہر اُس شخص کے لیے وقف ہے جو نظم و نسق کے ساتھ اس راستے پر چل کر اندھیرے سے نکل کر روشنی میں جانے کی آرزو رکھتے ہیں۔

ایک پرانی کہاوت ہے کہ "اگر کنبے میں صحیح نظام ہے تو گاؤں میں بھی ہوگا۔ اگر گاؤں میں صحیح نظام ہے تو ساری سلطنت میں بھی ہوگا۔ اگر ساری سلطنت میں ہے تو ساری دنیا میں بھی ہوگا۔" میں مزید کہوں گی کہ اگر ہر ماں اور ہر بیوی کے ذہن، جسم اور جذبات میں نظم و نسق موجود ہے تو سارا کنبہ جس کا مدار اس کے گرد ہوتا ہے، بھی منظم، پرامن، صحت مند اور شادمان ہوگا۔ سماجی تنظیم اس کا لازمی نتیجہ ہوگا۔ ہندوستان میں "طریق مادری" کی اہمیت ہمیشہ تسلیم کی گئی ہے اور ماں کی دولت اختیار وہ چیز ہے جو لکشمی دیوی کی طرح مادی دنیا کے لیے مناسب پرورش، حفاظت، تعلیم اور تقسیم کی ذمہ دار ہوتی ہے۔

ماں کا رتبہ :-

ماں کی پرستش باپ اور استاد سے بھی پہلے ہوتی ہے وہ تمام استواریوں کا منبع ہے۔ جب خواتین ذہنی، جذباتی اور جسمانی طور پر پاک ہوتی ہیں تو کنبے کا ڈھانچہ محفوظ رہتا ہے۔ جب یہ چیز ناپید ہوجاتی ہے تو کنبہ، گاؤں، سلطنت اور دنیا بھی قائم نہیں رہتے۔

ہندوستان کے قدیم تمدن نے عورت کے کاندھے پر بڑا بھاری بوجھ ڈالا ہے اور اسے ابھار کر دیوی کا رتبہ دیا ہے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ عورت بے پناہ قوتوں کا سرچشمہ ہے اور اس میں شدید احساس، قربانی کی صلاحیت، ہمدردی اور محبت کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ ہندوستان کا شمار دنیا کی ان چند سرزمینوں میں ہوتا ہے جہاں خدا کا تصور نسوانی صورت میں ہوتا ہے اور شکتی جو ایک نسوانی پیکر ہے اس کا دعا کنندہ ٹھہرایا گیا ہے۔ ماں ایک ایسا رشتہ ہے جس میں کنبے کے افراد پروئے ہوئے ہوتے ہیں۔

افسوس کہ آج کے زمانے میں یہ پرانا رشتہ ٹوٹنے کے قریب ہے زندگی میں صنعتی اور شہری تبدیلی لانے کے لیے، نئی تباہ کن عادتوں، سنیما اور ٹیلی ویژن کے پھیلتے ہوئے اثرات، تعلیمی نظام کی بے راہ روی نے لوگوں کو اپنے روحانی سرمایے کے خلاف بہکا دیا ہے۔ سماجی طور طریقے بدل رہے ہیں کوئی بھی ٹھیک طور پر اپنے متوقع فرائض کو نہیں جانتا۔ سب کچھ لایقینی کے الجھاؤ میں ہے۔ عورتیں خود اپنے فرائض کے بارے میں پریشان سی ہیں۔ جدید خواتین کے جریدوں اور دیگر نشریات کے عوامی پروگراموں میں وہ چلا چلا کر کہتی ہیں "ہمیں کہاں جانا ہے ہمیں کیا کرنا ہے ؟"

اس سوال کا ایک جواب یہ ہے کہ جس راستے سے ہم ادھر آئی ہیں اسی سے واپس چلیں لیکن یہ خاص خیال رکھیں کہ ہم ماضی کے انھیں اجزا کو انتخاب کریں جن سے ہمیں فائدہ رہا ہے اور ہم انھیں موجودہ دور کے مطابق ڈھال لیں۔ یوگ ابھیاس کی خوبصورت سائنس جدید خاتون کو پکار کر کہتی ہے کہ اے مصیبت زدہ خاتون، وہ راستہ پایا جاچکا ہے جو تمام اندھیروں سے باہر لے جاتا ہے۔

یوگ سے مراد ہے باسلیقہ عمل۔ یوگ کا مطلب ہم آہنگی بھی ہے۔ یہ ایک کوشش ہے ہم آہنگ طریق زندگی کی جیسیں انسان کو جسم، ذہن اور جذبات کو یکجا کرکے اسے ایک یکمشت نظام عمل بنایا جائے اور اس طرح انسان کے بیرونی تعلقات میں بھی ہر ممکن سطح پر ایکتا پیدا کی جائے۔ یوگ ایک متوسط طریق کار ہے۔ یہ نہ اس کے لیے ہے جو حد سے زیادہ سوتا ہے اور نہ اس کے لیے جو بہت کم سوتا ہے۔ یہ نہ اس کے لیے جو زیادہ کھاتا ہے اور نہ اس کے لیے جو بہت کم کھاتا ہے۔ یوگ چہار طرفی بیداری کا نام ہے۔ اس کا آغاز جسم کی جان کاری اور اس کے عمل کی جانکاری سے ہوتا ہے۔ دوسرا مرحلہ ہے جذبات کی پہچان اور یہ جاننا کہ جذبات جسم پر کس طرح اثر انداز ہوتے ہیں۔ بیداری کا تیسرا پہلو ہے ذہن کی جان کاری اور ذہن کے جذبات اور جسم سے رشتوں کی شناخت چوتھی اور آخری بیداری خود بیداری کی جان کاری ہے۔ یہ ارتقا کی اونچی سطح ہے جو زندگی کے عام کاروبار میں بھی لمحہ بہ لمحہ بیداری کے ساتھ زندگی گذارنے کا ثمرہ ہوتی ہے۔

یوگ ایک بڑی دانشورانہ احتیاط سے تراشا ہوا، قدم بہ قدم یکتا اور حیرت انگیز سلسلہ ہے۔ یوگ ایک طریق زیست اور زندگی کے تئیں شائستہ برتاؤ کا نام ہے۔ یہ بتدریج ایک ایک اخلاقی زندگی سے شروع ہوتا ہے اور آسنوں، کریاؤں، مدارلوں، کی صورت میں جسم کے منظم استعمال سے ہوتا ہوا، سانس پر قابو پانے اور بعد میں جسمانی قوت کو پرانایام سے قابو کرنے کی سعی کرتا ہے۔ اس کے بعد ذہنی یکسوئی حاصل کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے جس سے ذہن کو پُرسکون اور ایک نقطے پر مرکوز کرکے روحانی استغراق کا متبرک ثمرہ نصیب ہوتا ہے، وہ چند خوش نصیب لوگ جو قدرت کے سخت قوانین کی تسلی بخش تعمیل کرلیتے ہیں۔ وہ سمادھی جیسی آفاق گیر حالت کو پہنچ جاتے ہیں۔ یوگ ایک شعوری ارتقا، ایک شعوری حرکت ہے جو آٹھ سیڑھیوں کے زینے پر ہوتی ہے۔ پاتانجلی رشی نے یہ اشٹانگ یوگ کا سلسلہ، یام، نیم، آسن، پرانایام، پرتی ہار، دھرن دھیان جیسی آٹھ حالتوں میں تنظیم دیا ہے۔

محض ابتدا کی چار سیڑھیوں کے عبوری دور میں بھی یوگ کرنے والا شخص ان فوائد سے لطف اٹھا سکتا ہے جسے مندرجہ بالا سطور میں، میں نے صحت، حسن، مضبوطی، اعتماد صفت عمل، نظم و نسق، زندگی کی قوت پر قابو پانے والے اور اسے سمجھنے اور دنیا میں اپنے مقام کا تعین کرنے نام سے پیش کیا ہے۔ ذہنی سکون، خاموشی، رحم دلی، زندگی کے ہر روپ سے ہمدردی، قدرتی طور پر یوگ ابھیاس سے پیدا ہوتے ہیں۔

کیا یہ زندگی کی وہ تمام خوبیاں نہیں ہیں جن کے لیے ہر عورت بے تاب ہے؟ کیا یہ تمام وہی خصوصیات نہیں ہیں جو تمام عورتوں کے پاس ہونی چاہیئے تاکہ انھیں دیوی کہلوانے کا حق پہنچے جو ان کے لیے سماج کا عطیہ ہے۔؟ کیا یہ وہی خصوصیات نہیں ہیں جن کا ہونا ہر عورت کے لیے ضروری ہے تاکہ وہ اس مرکزی قوت کا قیام پا سکے جس کے گرد کنبہ متحرک رہ کر پروان چڑھ سکے۔؟ سب کچھ یوگ ابھیاس سے حاصل ہوسکتا ہے اور یوگ ابھیاس گھریلو عورت کے لیے آسان ہے۔ اسے گھر سے باہر جانے کی ضرورت نہیں۔ اسے کسی مہنگے ساز و سامان کی بھی ضرورت نہیں۔ اسے صرف تن تنہا، خود میں محو ہونے کے لیے تھوڑی سی جگہ درکار ہے۔ ابتدا میں اسے ہر روز ایک گھنٹہ صرف کرنا ہوگا۔ اسے کوئی تیرتھ یاترا بھی نہیں کرنی ہوگی۔ جس چیز کی اسے ضرورت ہے وہ اس کے اپنے دل کی دھڑکن سے بھی قریب تر ہے۔ اسے صرف اپنے اندر چھپی ہوئی تمام تر قوت کو باہر لانے کے لیے مشورے کی ضرورت ہے۔ اور جہاں تک استاد کا تعلق ہے ہمیں یقین ہے اگر شاگرد تیار ہو تو استاد خود بہ خود ظاہر ہوجاتا ہے۔ جب شاگرد یوگ کے سچے گورو کا نیاز چکانے کے لیے بڑے شوق اور رضامندی سے تیار ہوگا تو گورو بھی رونما ہوجائے گا۔ یوگ کے سب اساتذہ کی طرف سے یہ ایک بڑی پیش کش ہے۔

یہ ایک بہت انوکھا اور اہم راز ہے جس کی خوشخبری ہمیں دنیا بھر کی خواتین تک پہنچانی چاہیئے۔ ہاں اس یوگ ابھیاس کی قیمت بڑی ہے جیسے ہم اپنی دنیا اور اپنے وجود کو سمجھنے کی سنجیدہ خواہش، کوشش، تنظیم، تہذیب، اپنی فطرت کے تاریک پہلوؤں کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ ثابت قدمی، محنت اور باقاعدگی کے مختلف ناموں سے پکارتے ہیں یہی وہ کھرے سکے ہیں جن سے پرانی طرز تنظیم کا سودا مول لیا جاسکتا ہے اور آج کے انحطاط پذیر کل یگ میں یہ سکے کمیاب ہیں۔

اے خاتونو! تمہیں واقعی اپنے اور اپنے کنبے کے لیے زندگی کی اچھی نعمتوں کی ضرورت ہے۔ یوگ ابھیاس کا راز کوئی راز نہیں۔ یہ ایک کھلی حقیقت ہے جو سب کے لیے ہر جگہ موجود ہے۔ قدیم رشیوں اور رشی پتنوں کی عظیم آتما ماضی کے جھروکوں سے آج کے بھارت کی خواتین کے لیے روشنی کے خزانے لٹا رہی ہے۔ قیمت چکاؤ اور اپنے دامن لبریز کرلو۔ (پانڈیچری سے

چاپ

آمنہ ابوالحسن

ہنستے ہنستے اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ ثمینہ کام چھوڑ کر آئی اور بولی "یوں پاگلوں کی طرح کیوں ہنس رہے ہیں۔ کسی باولے کتے نے تو نہیں کاٹ لیا آپ کو۔؟"

"نہیں" وہ اطمینان سے بولا "میں تو یوں حیران ہوں کہ میں نے کسی کو کیوں نہیں کاٹ کھایا اب تک"

"کیا مطلب۔؟"

"تازہ اخبار میں خبر چھپی ہے کہ دو بیٹوں نے مار مار کر اپنے باپ کو ہلاک کر دیا ہے"

"تو یہ ہنسنے کی بات ہے کوئی۔؟"

"رونے کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔ خواہ مخواہ اپنی آنکھیں دکھانے سے حاصل۔؟ ہو سکتا ہے کبھی آئندہ کسی ناپسندیدہ بات پر میرے بیٹے بھی مجھے......"

"چھی۔ خدانخواستہ۔ ہمارے بچے ایسے نہیں چھوٹی موٹی ضد بے شک کریں لیکن۔ لیکن اس بے اطمینانی کی وجہ کیا ہے آخر۔ سکون کیوں نہیں کہیں بھی۔؟"

"سکون۔؟" وہ پھر ہنسا "آج یہ لفظ بے مطلب ہو کر رہ گیا ہے۔ ثمینہ ڈیر۔ تم یقیناً اس لفظ کے ڈکشنری والے معنی ہی لو گی لیکن آج کے حساب سے تو پچھلی تمام ڈکشنریاں بھی غلط ہو کر رہ گئی ہیں۔ اب تو الفاظ کے مفہوم کے لیے نئی ڈکشنریاں بنانا ہوں گی۔ خیر چھوڑو یہ لو اخبار۔ ذرا ایک نظر تو ڈالو پھر تم بھی روتے روتے ہنسنے اور ہنستے ہنستے رونے نہ لگو تو کہنا"

"رہنے دو۔ رہنے دو۔ مجھے نہیں پڑھنا اخبار۔ ویسے ہی کام کم ہیں کچھ جو ایک کا اور اضافہ کر لوں اور وہ بھی صرف قتل خون خرابہ جاننے کے لیے۔ اوں نہ۔!" وہ تیزی سے دوسرے کمرے میں جا کر چھوڑا ہوا کام نبٹانے لگی مگر اس کا ذہنی تناؤ کم نہ ہوا۔ کچھ بھی سوچتے ہوئے وہ گھبرا رہی تھی کہ استے میں ہڑبڑایا ہوا ایاز کمرے میں آیا اور کوئی چیز الماری سے نکال کر اپنی جیب میں ٹھونس لی۔ ثمینہ نے پھولی ہوئی جیب کو دیکھا اور ایاز کو۔

"سنو" وہ بولی

"سوری۔ میرے پاس وقت نہیں ممی"

"کیا ایک ذرا سی بات سننے کے لیے تمہارے پاس وقت نہیں؟"

"ہاں! مجھے بہت جلد جانا ہے"

"کہاں کون سی ٹرین نکلی جا رہی ہے تمہاری۔؟"

"اُفوہ آپ کی جرح۔ اچھا کہیئے کیا کہنا ہے آپ کو؟"

"اپنی جیب دیکھ رہے ہو۔؟"

"نہیں"

"تو دیکھو۔"

"پھر۔؟"

"اس طرح باہر جاؤ گے۔؟"

"کیا حرج ہے ممی"

"تمہاری عمر کیا ہے ایاز۔؟"

"بائیس سال"

"اور تمہاری حرکتیں......"

"ممی ممی۔ کیا یہی ضروری بات ہے آپ کی۔؟"

"ہاں۔ میں تمہیں یاد دلانا چاہتی ہوں کہ اب تم اس عمر میں نہیں جہاں برتاؤ کی بابت تمہیں سمجھایا جائے۔ آخر وہ کیا چیز ہے جس نے بدنمائی کی حد تک تمہاری جیب ابھار دی ہے۔؟"

ایاز نے اپنی جیب کو آہستہ سے تھپتھپایا

"میں جاؤں ممی۔؟"

"شٹ اپ۔ بیٹھ جاؤ۔ میں وہ چیز دیکھنا چاہتی ہوں" مگر ایاز اگلے ہی لمحے ایک لمبی جست لگا کر دروازے سے باہر۔ ثمینہ حیران ہکا بکا رہ گئی۔ یہ لڑکا کیسے جا رہا ہے آخر۔ کیا کرنے لگا ہے چھپا چھپا کر؟؟

وہ اپنا کام مکمل نہ کر سکی تب ہی شنو دوڑی ہوئی آئی۔

"ممی۔ ممی۔ سنا آپ نے؟"

گہری سوچ سے ابھر کر ثمینہ نے پوچھا "کیا بات ہے شنو۔؟"

"میگھا کہتی ہے یونیورسٹی اسٹرائیک کے سلسلے میں آج طلباء اور پولیس کا ٹکراؤ ہونے والا ہے۔ کیونکہ طلباء نے وائس چانسلر کی کوٹھی کا گھیراؤ کر لیا ہے اور آتشگیر مادّہ بھی ساتھ لیے جا رہے ہیں۔ میگھا کا بھائی بھی ابھی ابھی ایاز کے ساتھ گیا ہے"

"اوہ ہاں۔ اِتو ایاز اسی لیے عجلت میں تھا۔؟"

لمحہ بھر کو ثمینہ کا بدن کپکپایا۔ ایاز کی پھولی ہوئی جیب یاد آئی تو اس کے پسینے چھوٹ گئے۔ وہ لپک کر افتخار کے کمرے میں گئی "کچھ سنا آپ نے۔؟"

"کچھ بھی نہیں بھئی۔ سناؤ"

"صاحبزادے وائس چانسلر کی کوٹھی کا گھیراؤ کرانے۔ پولیس سے ٹکرانے گئے ہیں۔ کچھ اور باقی ہے سننے کو"

"حالانکہ ہم نے اسے تعلیم حاصل کرنے بھیجا تھا وہاں"

"چولہے میں گئی تعلیم۔ کسی طرح واپس لائیے جا کر"

"فضول ہے۔ وہ آنے سے رہا"

"کیوں نہیں آئے گا۔ کیسے نہیں آئے گا۔ ہم نے یہ سب کرنے کی اجازت نہیں دے رکھی ہے اسے"

"لیکن ہماری اجازت کی ضرورت ہی کہاں ہے اُسے"

"واہ کیا ہم اس کے ماں باپ نہیں۔؟"

"بے شک ہیں لیکن اگر اس کا راستہ روکیں گے تو وہ یقیناً ہمیں دھکیل کر آگے بڑھ جائے گا۔ آج کل کا یہی چلن ہے ڈیر"

"نہیں" ثمینہ نے بے یقینی سے کہا "ایسا کیسے ہو سکتا ہے"

"یقین کرو ایسا ہی ہو رہا ہے"

اسی وقت پردہ ہٹا اور نادرہ کھکھلاتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی "ہیلو ممی۔ ڈیڈی۔ یہاں ہیں آپ دونوں۔؟"

ممی خاموش رہیں۔ ڈیڈ نے پوچھا

"کیا کام آن پڑا ہے بیٹی۔؟"

"میں کلچرل ٹروپ کے ساتھ بمبئی جا رہی ہوں ڈیڈ۔ کل دن والی ٹرین سے"

"تو ہمیں کیا کرنا ہوگا۔؟"

"اوہ ڈیڈ۔ کرنا تو کچھ نہیں آپ کو لیکن کیا یہ میرا فرض نہیں بنتا کہ آپ لوگوں کو اطلاع دے کر جاؤں"

"شکریہ" ثمینہ نے زہر خند سے کہا۔ "لیکن اگر ہم اجازت نہ دیں تو۔؟"

"کیوں نہیں دیں گی اجازت آپ۔؟ میں کوئی چوری ڈکیتی کرنے نہیں جا رہی۔ میں تو فن کی خدمت کرنا چاہتی ہوں"

"خدمت کی بچی پہلے ماں باپ کی خدمت تو کرو"

ثمینہ گرجی۔ نادرہ کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے۔

"ممی۔ ممی۔ بی ہیو یور سلف۔ آپ میری انسلٹ کر رہی ہیں"

"کیا۔؟ اب مجھے آداب سکھاؤگی تم۔؟" ثمینہ کرسی سے اٹھ کر نادرہ کی طرف بڑھی مگر افتخار دونوں کے درمیان آگیا۔ "کیا ہاتھاپائی ہوگی اب۔؟"

"نہیں۔ میں اسے سامنے والے کمرے میں مقفل کرنا چاہتی ہوں" ثمینہ نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"بیکار ہے" افتخار آہستہ سے بولا

"پاپا صحیح سوچ رہے ہیں ممی" نادرہ نے بھی بھرائی ہوئی مگر بلند آواز میں کہا۔

"بکواس بند کرو۔ تم کہیں نہیں جاسکتیں۔ ہماری اجازت کے بغیر کچھ نہیں کرسکتیں"

نادرہ نے غصے سے پاؤں پٹخا۔ "آپ بھول رہی ہیں میں بالغ ہوں اور اپنی مرضی کی مالک"

شاید وہ کچھ اور بھی کہتی مگر افتخار اسے باہر دھکیل لے گیا۔

"شنّو" ثمینہ نے یکایک پکارا

"جی ممی" شنّو لپک کر آئی

"سکندر اور اختر کہاں ہیں۔؟"

"گراؤنڈ میں کرکٹ کھیل رہے ہیں ممی"

"تو جاکر بلا لاؤ دونوں کو"

"اچھا ممی" شنّو دوڑی ہوئی گئی اور لوٹ کر بولی

"وہ نہیں آرہے ہیں ممی۔ کہتے ہیں اس وقت ہم سکندر اور اختر نہیں ہیں بلکہ سنیل گواسکر اور کپل دیو ہیں اور جب تک ہار جیت کا فیصلہ نہیں ہوجاتا کچھ اور نہیں ہوسکتا"

"اُفوہ۔!" ثمینہ نے اپنا چکراتا ہوا سر تھام لیا حالانکہ اس وقت افتخار نہیں ہنسا تھا مگر اس کی کچھ دیر قبل والی ہنسی ثمینہ کے کانوں میں گونج گئی۔ کڑواہٹ سے بھری ہوئی ہنسی! تو کیا وہ ہنسی نہیں تھی۔ آنے والے زمانے کی چاپ تھی۔؟ خوف بوند بوند اس کے خون میں گھلنے لگا۔ تو کیا سب کچھ تہس نہس ہوچکا۔؟ وہ اب تک ملبے پر اتراتی رہی ہے۔؟ بارود بھری سرنگ پر کھڑی کسی بھی لمحے جل کر خاک ہوجانے کے لیے؟

ایکا ایکی اتنے آنسو اس کی آنکھوں میں امڈے کہ وہ انھیں خشک بھی نہ کرسکی۔ ہر طرف پھیلی ہوئی نفرت۔ نافرمانی۔ من مانی سے ہول ہول کر بس یہی سوچتی رہ گئی کہ بھروسے ایثار اور محبت کے جو باغیچے اس کے پاس ماضی کی امانت ہیں کیا وہ بھی اب نہ بچ سکیں گے۔؟ بڑھتی ہوئی سفاک ہولناک چاپ کیا ان پر سے بھی ہو کر گذر جائے گی۔ ؟؟

(اردو سروس سے نشر)

آمنہ ابوالحسن
۳۰۔ پٹودی ہاؤس
دریا گنج۔ نئی دہلی ۱۱۰۰۰۱

مختصر افسانہ

جمود کا قتل

نوید ہاشمی

وہ لوگ کئی تھے اور ایک ہی سمت میں چل رہے تھے۔

ان کے بھاری بھرکم قدموں کی چاپ خاموش فضا کو نگل رہی تھی، سڑک پر آتے جاتے لوگوں نے ان کی طرف غور سے دیکھا۔

نیا چہرہ، نئی ہیئت، نئے تیور۔

ان کے ماتھے پر بل پڑ گئے، ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا اور خزاں رسیدہ پتوں کی طرح کانپنے لگے۔

پھر یہ خبر گشت کرتی ہوئی، شہر، قصبہ اور گاؤں میں پھیل گئی۔

خوف کا بادل شدت سے گرجنے لگا، ماؤں نے اپنے بچوں کو، بیویوں نے اپنے شوہروں کو گھر میں سمیٹا اور دروازے کھڑکیاں بند کرلیں۔

وہ لوگ ایک ہی سمت میں کچھ دور چل کے ایک جگہ رکے، چاروں طرف نظریں دوڑائیں۔ "لہلہاتے کھیت، پھل سے لدے درخت، اور یہ یہاں زندگی کی بھرپور علامت ہے ہمیں بہت پہلے ہی یہاں آجانا چاہیے تھا"

لیکن خیر، ہم اب بھی وقت پر پہنچے ہیں، اب ہم لوگوں کو اپنا کام شروع کر دینا چاہیے"

ان لوگوں نے آپس میں مشورے کیے اور کئی حصوں میں بٹ گئے۔

دوسرے دن لوگوں نے دروازے اور کھڑکیاں کھولیں۔ بچے میدانوں اور کھلیانوں میں کلکاریاں کرتے نظر آئے، بڑے بوڑھے سڑکوں گلیوں اور کھیتوں میں دکھائی دیے، عورتیں بھی اپنے گھر کی چوکھٹ سے لگی فضا کو گھورتی رہیں۔

کوئی تغیر نہ تھا، سب کچھ اپنے پرانے رنگ میں رنگا ہوا تھا۔ سبھوں نے اطمینان کی سانسیں لیں۔ اور پھر اپنے اپنے کام میں جٹ گئے۔

ان کے آنے کا مقصد نہ کسی کی سمجھ میں آیا اور نہ ہی کسی نے جاننے کی کوشش کی۔ پھر رات آئی، لوگوں نے اطمینان سے اپنے اپنے گھروں میں گھس کر دروازے، کھڑکیاں بند کیں اور سو گئے۔

وہ لوگ جو کئی تھے اور ایک ہی سمت میں چل کر کئی حصوں میں بٹ گئے تھے، پھر یکجا ہوتے اور بھاری بھرکم قدموں کی چاپ کے ساتھ لوٹ گئے، ان کے لوٹتے قدموں کو کسی نے نہ دیکھا۔

سب کچھ اپنے محور پر گھوم رہا تھا، سورج ٹھیک وقت پر طلوع و غروب ہوتا رہا، بچے کھیتوں اور کھلیانوں میں کلکاریاں کرتے رہے، عورتیں گھر کی چوکھٹ سے لگیں فضا کو گھورتی رہیں۔ نوجوان جنگل کے بیچ شطرنج کھیلتے رہے بوڑھوں کے سر عبادت گاہوں پر ٹکے رہے۔

پھر کچھ دنوں کے بعد کئی چہرے پہاڑ کی چوٹی سے پھیلے اور ایک ہی سمت میں چلنے لگے۔ ان کے بھاری بھرکم قدموں کی چاپ خاموش فضا کو نگل رہی تھی، سڑک پر آتے جاتے لوگوں نے ان کی طرف غور سے دیکھا۔

بھیانک چہرہ، عجیب ہیئت اور تیور کچھ اکھڑے اکھڑے سے۔

"یہ لوگ دوسرے معلوم ہوتے ہیں"

"ہاں! ــــ لیکن نہیں! یہ لوگ بھی وہی ہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ ان کے چہرے پر دھوپ چھاؤں کی گرد جمی ہوئی ہے" "میں نے شاید کسی اخبار میں پڑھا تھا یا ریڈیو پر سنا تھا کہ ایسے لوگ پہاڑ کی وادیوں میں کثرت سے نظر آنے لگے ہیں اور پتھروں سے ٹکرا ٹکرا کر خود بھی پتھر جیسے بن گئے ہیں"

تب ــــ؟

تب کیا جو لوگ پہلے آئے تھے بغیر کچھ تغیر لائے واپس چلے گئے، اتنی خاموشی سے کہ ان کے لوٹتے قدموں کی چاپ بھی کسی نے نہ سنی، یہ لوگ بھی شاید اسی کے نقش قدم پر چلیں۔

اور پھر لوگوں نے ان کے آنے جانے کا کوئی نوٹس نہ لیا۔

وہ لوگ ایک سمت میں کچھ دور چل کر ایک جگہ رکے، چاروں طرف نظریں دوڑائیں۔

رنگ برنگے پھولوں کے نظارے، چہچہاتے پرندوں کے شور، اور...... ان لوگوں نے ٹھیک ہی کہا تھا، جلو، جلدی کرو۔

اور پھر وہ لوگ کئی حصوں میں بٹ گئے۔

پھر رات آئی، کالی اور بھیانک رات اور اس رات لوگوں نے بھاری بھرکم قدموں کی چاپ اپنے اپنے گھروں کے بند دروازے پر محسوس کی ـــ پھر کواڑ چرچرائے، دھماکہ ہوا، اور پوری فضا شور کے سمندر میں ڈوب گئی۔

ہرے بھرے لہلہاتے کھیت سرخی مائل ہوگئے ــــ

وہ لوگ جو کئی تھے اور کئی حصوں میں بٹ چکے تھے یکجا ہو کر قہقہہ لگانے لگے ــــ!

(پٹنہ سے نشر)

افسانہ

لامکانی کا نوحہ

حمید سہروردی

اُس کی نگاہوں میں نادیدہ حسرتوں اور تمناؤں کا ایک لامتناہی سلسلہ جھانک جھانک کر اعلان کر رہا تھا کہ وہ صدیوں پرانے الفاظ دہراتے دہراتے اپنے مفہوم کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ مگر اماوس کی رات کا رنگ اس کے چاروں اور نظر آنے لگا۔ اس نے ہمت کی پیٹھ پر ہاتھ رکھا اور اپنے فیصلے کا بیداری سے اعلان کیا۔ میں زندہ رہوں گی۔

سب کچھ ٹوٹا ہوا ہونے کے باوجود اسے ٹیبل پر رکھی ہوئی مورتی جس کا چہرہ ہی نہیں تھا' اس کے لیئے عجیب کشمکش پیدا کرتی۔ اس کشمکش میں اسے ایک طرح کی تسکین کا احساس ہوا کرتا تھا کہ ٹوٹے ہوئے چہرے بغیر کسی ذہنی الجھن کے جیتے رہتے ہیں۔

صبح دودھ والا بھی آیا تھا اور برتن مانجھنے والی بھی آئی تھی مگر اس کی کسلمندی کا احساس اپنی جگہ برقرار تھا۔ پھر اس نے سوچا تھا کہ آج وہ ضرور آئے گا۔ پتہ نہیں یہ احساس کیوں کر پیدا ہوا تھا۔ سب کچھ ٹوٹا ٹوٹا لگنے کے باوجود تعلق کی روشنی نمودار ہوتی ہوئی لگی۔ وہ دن بھر بے کلی و بے کیفی میں بسر کر رہی تھی۔

پھر اچانک اسے کیا ہوا۔۔۔ وہ پلنگ پر لیٹی لیٹی چھت پر لگے ہوئے ٹیوب لائٹ کو دیکھ کر چیخی۔۔۔ اس کی چیخ کی آواز سن کر چھپکلی فوراً دیوار کے سوراخ میں چلی گئی۔ اس نے آنکھ بند کر لی۔ آنکھ بند ہوتے ہی چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔

اسے اکیلا مکان کاٹ کھانے کے لیئے دوڑ رہا تھا پر وہ کیا کرتی۔ ایسا لگتا تھا کہ یہ خالی مکان اس کا مقدر بن گیا ہے۔ وہ پلنگ سے اٹھ کر کتابوں کے بک شیلف تک آئی اور ایک کتاب اٹھائی اور پھر پلنگ پر جا کر لیٹ گئی اور ورق گردانی کرنے لگی۔ کسی بھی سطر یا کسی بھی ورق پر اس کی نظر نہیں ٹھہرتی۔ کچھ دیر کے بعد کتاب کو تکیہ کے بازو پر پھینک دی پھر اس کی نظریں ٹیوب لائٹ پر چلی گئیں۔ چھپکلی ٹیوب لائٹ کے قریب ہی تھی اور اس کے ذرا قریب ایک پتنگا ادھر ادھر گھوم رہا تھا۔ چھپکلی اپنے حواس کے ساتھ پتنگے کو نگلنے کے لیئے تیار تھی۔۔۔ اور پتنگا۔۔۔ چھپکلی کے ارادے سے بے خبر ٹیوب لائٹ کے اردگرد چکر لگا رہا تھا۔

اچانک اس کی آنکھیں اس کے ذہن میں گھس گئیں اسے وہ حدت بھری دوپہر یاد آئی۔ وہ بہت ہی نراشس موڈ میں آنے والے دنوں کے بارے سوچ رہی تھی۔ مکان کے ایک کونے میں ایک چڑیا اور چڑا بہت دیر تک ایک دوسرے کی چونچ سے چونچ ملاتے ہوئے ایک دوسرے سے کچھ کہہ رہے تھے اور دیکھتے ہی دیکھتے دونوں قدرت کے ازلی تقاضے پورے کرنے لگے۔ ذہن کی تیز رفتار لہریں دھیرے دھیرے دھیمی دھیمی ہونے لگیں۔ وہ پلنگ سے اٹھ کر سیدھے باورچی خانے میں چلی گئی اور وہاں سامان ادھر ادھر کرنے لگی۔

آج جب وہ صبح اٹھی تو اس کی نظریں الماری کے قریب چھوڑی ہوئی چپلوں پر پڑیں۔ اس کے بائیں پیر کی چپل اوندھی پڑی ہوئی۔ اس نے اپنی آنکھیں اپنے ہاتھوں سے صاف کیں اور اور پلنگ سے سیدھے اٹھ الماری کے قریب آ کر اوندھی پڑی ہوئی چپل کو سیدھی کر دیا۔ پھر اپنے بالوں کو جھٹکا اور جوڑا باندھ لیا۔ کمرے کا دروازہ کھول دیا۔

آج وہ گھر سے باہر نہ نکلی اور نہ ہی اس کے پاس کوئی ملنے والا ہی آیا۔ بس ایک نا سمجھ میں آنے والا سفر دن بھر طے کرتی رہی۔

وہ رو رو کر تھک گئی اس کے آنسو چہرے پر پھیل گئے تھے۔ اس نے حمام خانے میں جا کر منہ ہاتھ دھو لیا۔ پھر پلنگ پر آ کر لیٹ گئی۔ کتنے دن ہو گئے۔۔۔؟ خضر کو گئے ہوئے۔ ایسا کیوں؟ کیا اس نے۔۔۔؟ میں نے اس سے کچھ بھی نہیں کہا تھا۔ بغیر کچھ کہے خضر چلا گیا۔ اسی طرح گوتم راتوں رات جنگل کی طرف چل پڑا۔۔۔ پھر وہ ایک کروٹ بدلی۔

اس کے چہرے پر لوند بوند آنسو تھے۔ بہلا ہر ایک کو کہاں نصیب ہوتی ہے۔ عمر عزیز کے اہم اور خوش حال دن ہر روز موت کے نزدیک ہوتے جا رہے ہیں۔ اس نے ایک اور کروٹ بدلی۔۔۔ کیا سہارا ضروری ہے؟ پھر خضر کے چلے جانے کے بعد کے دن' میں نے اپنے ہی سہارے گذارے ہیں۔ خضر کہاں گیا ہوگا؟ میں نے اس سے کچھ نہیں کہا تھا بات بس اتنی سی تھی کہ میں نے اسے آخری رات اتنا ہی کہا تھا۔۔۔

"ہر آدمی اپنے ہی بارے میں سوچتا ہے' کسی اور کا خیال نہیں رکھتا۔۔۔" اس طرح کی باتیں تو ہوتی ہی رہتی ہیں' پھر ایسا کیوں ہوا۔۔۔ کہ میں بھیانک اور سفاک ایام میں بسر ہو رہی ہوں۔ کیا میری زندگی کا یہی انجام تھا۔ میں کب تک انتظار کرتی رہوں گی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو رواں دواں تھے۔ کیا ساری عمر۔۔۔!؟

ٹیوب لائٹ کے قریب چھپکلی بدستور زبان نکالے ہوئے پتنگے کو دیکھ رہی تھی۔ اس نظریں چھپکلی پر جم گئیں۔ پتنگا چھپکلی سے بے خبر وہیں طواف کر رہا تھا۔

خضر تم نے یہ اچھا نہیں کیا۔۔۔ دیکھو میں اپنے آپ کتنی دور ہوتی جا رہی ہوں۔۔۔ نہیں خضر نہیں۔۔۔ میں نے تمہیں کیا کہا تھا۔۔۔ بس اتنی سی بات پر تم مجھ سے دور ہو گئے کیا تم اپنے آپ سے نزدیک ہو۔۔۔؟

اس کی نظریں الماری کے قریب پڑی ہوئی چپلوں پر پڑیں مگر دونوں چپلیں سیدھی تھیں۔

ہاں یاد آیا گیروا کپڑے والے جیوتشی نے کہا تھا۔۔۔۔ کیا کہا تھا۔۔۔۔ اس کے چہرے کے تاثرات بدل رہے تھے۔۔۔۔ بہت دنوں کی بات ہے میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے جیوتشی نے کہا تھا۔

"تمہیں زندگی میں سقراط سے بھی تلخ زہر پینا پڑے گا" مگر کیوں۔۔۔!؟ میرا کیا قصور ہے؟ کیا خضر نے مجھ سے کچھ نہیں کہا۔۔۔؟ بہت کچھ کہا تھا۔۔۔ میں نے خضر کو سب کچھ سونپ دیا تھا۔۔۔ اپنا آپ۔۔۔ پھر ایسا کیوں ہوا۔۔۔!؟

وہ پلنگ پر اٹھ کر سیدھی کھڑی ہو گئی۔۔۔ نہیں' نہیں کس طرح میں رہوں گی۔ اسے پورا کمرہ گھومتا ہوا نظر آیا۔۔۔ وہ پلنگ پر بیٹھی اور بے سدھ ہو کر لیٹ گئی۔ خضر جیتا تھا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو بدستور جاری تھے۔ اس نظریں دیوار پر چھپکلی پر جم گئیں۔ چھپکلی میں حرکت ہوئی۔۔۔ اور دوسرے ہی لمحے پتنگا' چھپکلی کے منہ میں تھا۔

وہ زور سے چیخی۔۔۔ نہیں نہیں۔۔۔ خضر تم گوتم بھی نہیں بن سکو گے۔

(آکاش وانی اورنگ آباد/ پربھنی سے نشر)

حمید سہروردی
صدر شعبۂ اردو، لوگن کالج
بیڑ۔ ۴۳۱۱۲۲

افسانہ

زخمی مسکراہٹ

عبید قمر

قلی کے اترتے ہی گاڑی چل چکی تھی۔ نشی برتھ پر اپنا بستر لگا رہی تھی اور بدبدا رہی تھی ـــ عجیب حال ہے ہم ہندوستانیوں کا۔ ڈسپلن سے ذرا بھی واسطہ نہیں۔ چند گھنٹوں کے مسافر بھی سلیپر کمپارٹمنٹ میں بے دھڑک گھس آتے ہیں۔ سارا راستہ ہلاک کر دیا ہے ان لوگوں نے۔ انھیں یہ تو سوچنا چاہئے کہ جنہوں نے سیٹ ریزرو کرائی ہے انھیں پوری شب گذارنی ہوگی۔ ہونہہ! نہ جانے کب ہم لوگ کلچرڈ کہلانے کے مستحق ہونگے۔"

بستر لگا کر وہ بیٹھی ہی تھی کہ سامنے کی برتھ سے اس کی نظریں ٹکرا گئیں۔ ایک نوجوان کسی ناول کے مطالعہ میں غرق تھا۔ اس کا جی چاہا کہ بس سیدھے جا کر چھین کھینچ دے۔ اسے ناول سے سخت نفرت تھی۔ اب بھلا وہ کیونکر سو سکے گی۔ ہونہہ! بالکل فراڈ۔" وہ بڑبڑا اٹھی۔

جی آپ نے مجھ سے کچھ کہا۔؟ ناول پڑھتے ہوئے نوجوان نے نظریں اٹھائیں اور اس کے سراپا کو ٹٹولنے لگا۔

"جی نہیں!" اس نے جیسے دانت پیستے ہوئے کہا ـــ نوجوان پھر ناول کے ابواب میں کھو گیا۔ نشی بھی برتھ پر لیٹ گئی۔

"ہونہہ، یہ ناول نگار، کہانی کار حضرات فراڈ ہی تو ہوتے ہیں۔ کیا کیا کچھ آدرشی باتیں لکھ جانے والے کی نجی زندگی فریب اور ریاکاری سے بھری ہوتی ہے۔ لیڈر اور فنکار دونوں ہی کے دکھانے کے دانت اور ہوتے ہیں اور......؟"

یہ سوچتے ہی وہ مسکرانے لگی۔ بس ٹھیک یہی جملہ اس نے نسیم بھائی کے سامنے ادا کیا تھا۔ اور نسیم بھائی، بتیسی نکالے کرسی سے اٹھ کر اس کے روبرو کھڑے ہو گئے تھے۔

"دیکھئے محترمہ! یہ نہ تو کھانے کے دانت ہیں اور نہ دکھانے کے۔ ان کا تو بس اب ایک ہی کام رہ گیا ہے۔ جب کبھی آپ کے لب میرے کسی رقیب کو دیکھ کر مسکرا اٹھتے ہیں۔ یہ دانت خود بخود ہی اپنے لبوں کو کچلنے لگتے ہیں۔ میرے لب لہولہان ہو جاتے ہیں اور اگر یہی احتجاجی لہو کہیں بغاوت پر آمادہ ہو گیا؟ تو آپ جانتی ہیں کیا ہوگا یہ رستے ہوئے لہو آپ کے لبوں کی لالی پہ پپڑی بن کر جم جائیں گے۔ اور خدا نہ کرے۔ آپ کی مسکراہٹ زخمی ہو جائے گی۔"

وہ جھجکتی ہوئی بس اتنا ہی کہہ پائی تھی۔" اُفوہ آپ آپ تو بہت شکی ہیں۔"

نشی اب برتھ پر لیٹ چکی تھی۔ ایک ہاتھ کی کلائی پیشانی پر تھی۔ دوسرے ہاتھ کی انگلیاں لبوں کو سہلا رہی تھیں۔ لہولہان نظریں سامنے کھڑکی کے شیشے پر مرکوز تھیں۔ ٹرین اپنی پوری رفتار سے رواں دواں تھی۔ کمپارٹمنٹ میں روشنی تھی۔ لیکن کھڑکی کے شیشے سے باہر تاریکی کا دور دورہ تھا۔ کبھی کبھی مماثلث کی بجائے تضاد پر بھی انسان چونک پڑتا ہے۔ وہ سوچنے لگی۔ کمپارٹمنٹ کے اندر روشنی ہی روشنی ہے۔ لیکن چلتی ٹرین کے باہر کیسا گھپ اندھیرا چھایا ہے۔ میرے اندر بھی اندر تاریکی رچ بس گئی ہے۔ رنگ برنگی پوشاک، جھلملاتی چوڑیاں، جگمگاتے گہنے اور ہونٹوں پر جمے لپ اسٹک کی لالی لاکھ کوشش کے باوجود بھی میرے من کے اندھیرے کو منور نہ کر سکی۔

یکایک سامنے کی برتھ سے ایک زوردار 'واہ' کی صدا بلند ہوئی۔ وہ نوجوان ناول کا کوئی پیراگراف بار بار پڑھ رہا تھا اور داد دیئے جا رہا تھا۔ "واہ واہ کیا بات ہے کیا خوب آج کے دور کی حقیقی عکاسی کی ہے ظالم نے! آج کل کی لڑکیاں نہ جانے کتنوں سے نظریں چار کرتی پھرتی ہیں ہونہہ یہ بھی ایک فیشن اور کریز بن گیا ہے۔ پھر اس نے منمناتے ہوئے شاید عورت ذات ہی کو کوئی بھدی گالی سے نوازا۔ اور پھر افسوس کرتے ہوئے بدبدانے لگا ـــ آہ اس ناول سے تم شہرت کے بام عروج پر پہنچ گئے پیارے۔ لیکن کاش یہ تمہارا آخری ناول ہوتا۔" ان چند جملوں کے بعد وہ پھر مطالعہ میں محو ہو گیا۔

وہ لیٹے لیٹے کنکھیوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ ان جملوں نے اس کے اندر ناول اور مصنف کے نام سے آشنائی کا جذبہ پیدا کر دیا تھا لیکن وہ کچھ اس زاویئے سے پڑھ رہا تھا کہ ناول کی جلد برتھ کی لکڑی کے دیوار سے سٹی تھی۔

نشی نے اپنے سوکھے لبوں پہ انگلیاں پھیریں اور کروٹ بدل کر آنکھیں بند کر لیں۔

رات کافی گذر گئی تھی۔ کمپارٹمنٹ میں سناٹا چھا گیا تھا۔ ٹرین اپنی منزل کی جانب رکتی، اٹھلاتی بل کھاتی، تیزی سے بڑھتی جا رہی تھی۔ اس رنجش میں اس پر ایسی جھنجھلاہٹ طاری ہوئی کہ وہ پورے کمپارٹمنٹ کا جائزہ بھی نہ لے سکی۔ ناول جیسے اس کے ذہن سے چپک کر رہ گیا تھا نوجوان کے چند جملے نشتر چبھوئے جا رہے۔ جیسے اسی کے زندگی کے اوراق پریشان کو سمیٹ کر ناول کا روپ دے دیا گیا ہو۔ جیسے اس کی زندگی کا المیہ عورت ذات کی عصمت و عفت پر گندے تبصرے کرنے کا پیش خیمہ ثابت ہوا ہو۔

نسیم بھائی پھر اس کے سامنے اپنی ساری معصومیت و بے بسی کے ساتھ آ کھڑے ہوئے۔

"کہئے محترمہ پکڑی گئی نا آپ کی چوری۔ میں نے تو سامنے کوٹھے پر کھڑے نوجوان کے لبوں پر آپ کی مسکراہٹ کا پرتو دیکھ ہی لیا تھا۔ میں دور سے ہی سمجھ گیا تھا کہ آپ ضرور اپنی کھڑکی پر جلوہ افروز ہوں گی۔"

نشی گھبرا کر بولی تھی ـــ "ارے ارے، آپ کے ہونٹ سے خون بہہ رہا ہے۔"

"چھوڑیئے محترمہ انھیں اپنے کئے کی سزا مل رہی ہے۔ یہ آپ کو دیکھ کر آخر کیوں پنکھڑی کی طرح کھل اٹھتے ہیں۔"

"خیر گھبرایئے نہیں یہ خون آپ کی صراحی دار گردن پر ذرا حرف نہ لائے گا۔"

"ہائے اللہ یہ کون سی بری عادت آپ نے لگا رکھی ہے۔ شکی لوگ ذرا سے میں جل بھن جاتے ہیں۔ بھئی وہ مجھے دیکھ کر مسکرانے لگتا ہے تو کیا میں اس کی طرف منہ کر کے تھوک دوں؟"

نسیم بھائی نے ہاتھ بڑھا کر اس کے لبوں پہ انگلی رکھ دی تھی اور یوں گویا ہوئے تھے۔ "نہیں جان من کسی کی تضحیک میرا مدعا نہیں ہے۔ ایسے میں بس اپنے لبوں کا شٹر گرا دیجئے۔ ہاؤس فل کا بورڈ خود بخود لگ جائے گا۔"

"مت ہنسئے بھئی آپ بڑے شریر ہیں۔" وہ شرما گئی تھی۔

"ارے محترمہ لفظوں کے ہیر پھیر میں کیوں پھنسا رکھا ہے مجھے۔ صاف کیوں نہیں کہتیں کہ آپ۔ آپ بڑے وہ ہیں" اور وہ لجا کر اندر بھاگ گئی تھی۔ پھر وہ دندناتے ہوئے اندر چلے آئے تھے اور امی کو سنا کر بولنے لگے ـــ "چچی جان ذرا نشی کو کہئے کہ عمدہ چائے بنائیں۔ بھئی روز تو یہ بس یونہی سی چائے پلا کر مجھے ٹرخا دیتی ہیں۔"

اور میں کھمبے کے پیچھے چھپی بس انھیں منہ چڑھانے لگی تھی۔

یکایک ٹرین ایک دھچکے سے رک گئی شاید چین پلنگ ہوئی تھی۔ اس نے گردن گھما کر دیکھا۔ نوجوان بدستور مطالعے میں غرق تھا۔ وہ اٹھ بیٹھی۔ اس نے پپڑی جمے ہونٹوں پر زبان پھیری بیاؔنا نے رکھے فلاسک کو اتار کر غٹاغٹ پانی پیتی چلی گئی۔ جیسے نہ جانے کتنی صدیوں کی پیاسی ہو۔ حلق تر ہوتے ہی اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اک ذرا سی غلطی نے اسے بھی منزل سے دور نہ جانے کہاں لا پھینکا۔ وہ تو بس یونہی لڑکوں کی مسکراہٹ کے جواب میں شوخی کر بیٹھتی تھی۔ کبھی مسکرا کر کبھی منہ چڑا کر اور کبھی گنگنا کر! لیکن آہ نے پوجنے کی حد تک چاہا تھا تو صرف نسیم ہی بھائی کو!

نسیم بھائی دبے لہجے میں ہمیشہ احتجاج کرتے رہے بھلا وہ کیا سمجھتی تھی کہ اس کی شوخی اور دلگی یہ رنگ دکھائے گی۔ نسیم بھائی کی غیر موجودگی میں دل بہلانے کی یہ ادا آج اسے خون کے آنسو رلا رہی تھی۔

نہیں نہیں یہ سب تو ایک بہانہ تھا ان کا۔ اتنی معمولی سی بات کا انھوں نے فسانہ بنا دیا۔ وہ روہانسی سی برتھ پر جیسے گر گئی۔ اور اس کے ذہن پر پھر آخری ملاقات کا منظر چھانے لگا۔ رکشہ لگا ہوا تھا وہ کالج جانے کے لئے دروازے سے باہر نکلی ہی تھی کہ سامنے کا نوجوان دوکاندار اسے دیکھ کر مسکرانے لگا۔ اور پھر اس نے ایک زوردار بوسہ فضا میں اچھال دیا۔ رکشہ پر بیٹھتے ہوئے وہ بغیر مسکرائے نہ رہ سکی تھی۔ اس کا یہ زیر لب تبسم اس کے چمن زار الفت پر بجلی بن کے گر پڑا۔

رکشے کے پیچھے چھپے کھڑے نسیم بھائی اچک کر اس کی بغل میں آ بیٹھے تھے۔ اور انھوں نے اپنے لبوں کو دانتوں سے کچلنا شروع کر دیا تھا۔ وہ کچھ گھبرا سی گئی تھی۔ ایک مجرم کی مانند اس کی گردن جھکی تھی۔ پھر یکایک اس نے سیچوئیشن کو مذاق میں بدلنا چاہا۔

"ارے نسیم بھائی آپ تو ذرا سی بات میں سیریس ہو جاتے ہیں بھئی مانا کہ میری چاہت کئی حصوں میں منقسم ہے لیکن یہ اطمینان رکھئے کہ سب سے بڑے حصے کے مالک آپ ہیں۔ بھئی پانچوں انگلیاں برابر تو نہیں ہوں گی۔ ہیں نا؟"

یہ سنتے ہی نسیم بھائی نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔ اور جذبات سے مغلوب آواز میں بولے تھے۔ "میں ایسی محبت کا قائل نہیں نشی! میں شہر چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ شاید پانچ چھ سال بعد میں تمہیں اس جملے کا جواب دے سکوں۔ اچھا۔ خدا حافظ۔" اور وہ جیسے چلتے رکشے پر سے کود پڑے تھے۔

اب تقریباً سات سال ہونے کو آئے۔ وہ ابتک لاپتہ تھے۔ ملک کے مشہور فنکار نے لکھنا ترک کر دیا تھا گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ شاید کہیں ہی۔...

یکایک سامنے کی برتھ پر لیٹا نوجوان اٹھ بیٹھا۔ اس نے نشی کی طرف ناول بڑھاتے ہوئے کہا۔

(آگے ص ۲۵ پر)

افسانہ

گرم گرم سرخ سرخ

شمیم یزدانی

دو ماہ پہلے قیصر بریلی سے تبادلہ ہو کر مراد آباد آیا تھا۔ ہر ممکن کوشش کے باوجود اب تک اس کو کوئی ایسا مکان کرائے پر نہیں مل سکا تھا جس میں وہ اپنی بیوی عائشہ اور بچے کاشف کو لا کر رکھ سکتا رمضان شریف نزدیک آ رہے تھے۔ تنہا رہ کر روزے رکھنے کا تصور اس کے لیے سوہان روح تھا ہر روز صبح سے ہی وہ مکان کی تلاش میں نکل جاتا لیکن، کام واپس ہوتا۔ ایسا نہیں تھا کہ مکان ملتے نہ تھے وہ ملتے تھے لیکن کبھی تو ان کا کرایہ اس کی بساط سے باہر ہوتا۔ کبھی مالک، مکان کی شرائط کسی شریف کرایہ دار کے لیے ناقابل برداشت ہوتیں، کبھی مکان رہنے کے ناقابل ہوتا اور اگر یہ سب باتیں نہ بھی ہوتیں تو مکان ایسے محلہ میں ہوتا جہاں اس کے دوست کسی مسلم فیملی کو رکھنے کے خلاف ہوتے۔

یہاں آنے کے بعد دو دن تک قیصر ہوٹل میں ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد اس کے قریبی کولیگ مسٹر نارنگ شرما زبردستی اس کو اپنے مکان میں لے آئے اور تب سے وہ ان کے باہری کمرے میں ڈیرہ جمائے تھا۔ کھانا بھی وہ زیادہ دن تک ہوٹل میں نہ کھا سکا۔ ماں جی اور اوشا بہن کے اصرار کے آگے اس کی ایک نہ چلی۔ اب نارنگ اور قیصر دونوں ہی باہری کمرے میں ساتھ ساتھ کھانا کھاتے تھے۔

آفس جاتے وقت نارنگ کے ساتھ ہی قیصر بھی جب ماں جی کے پاؤں چھو کر گھر سے قدم نکالتا تو اس کو محسوس ہوتا کہ اس کی مرحوم ماں کی شفقتیں اس کے سر پر سایہ فگن ہیں۔ ماں جی بھی سوچتیں کہ بچپن میں کھوئے ہوئے ان کے دوسرے بیٹے کے سمان ہی بھگوان نے ان کو ایک بیٹا لوٹا دیا ہے جو اگر موجود ہوتا تو اتنا ہی بڑا ہوتا اور شاید ایسا ہی نیک بھی۔ محبت اور خلوص کی تیز رو موجوں کے آگے مذہب اور سماجی تفریق کی کمزور دیوار معہ اپنی بنیادوں کے بہہ گئی تھی۔

ماں جی کا تو اصرار تھا کہ جب تک مکان نہ ملے قیصر بہو کو اسی گھر میں لے آئے۔ لیکن قیصر ان نیک دل فرشتوں کو مزید تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا۔ آخرکار نارنگ کی کوششوں سے قیصر کو ایک مکان نارنگ کے مکان سے تھوڑے ہی فاصلے پر مل گیا۔ قیصر بے حد خوش ہوا۔ چھٹی لے کر وہ گیا اور دو دن کے بعد ہی عائشہ اور کاشف کو لے کر آ گیا۔ اسی درمیان میں نارنگ اور اوشا نے مل کر مکان کو ضروری چیزوں کی فراہمی کے بعد رہنے کے قابل بنا دیا تھا۔ عائشہ یہاں آ کر ایسی مطمئن ہوتی کہ اسے پل بھر کے لیے بھی پردیس میں رہنے کا احساس نہ ہوا۔ ماں جی جب اپنے سیدھے سادے لب و لہجہ میں عائشہ کو "آشا" اور کاشف کو "کاشی" کہہ کر پکارتیں تو ان کے چہرے پر ممتا کے ہزار رنگ ہوتے۔ کاشی تو ماں جی سے اتنا مانوس ہو چکا تھا کہ وہ ان کو تلاش کرتا ہوا ان کے پوجا کے کمرے تک دھاؤ مار آتا لیکن ماں جی نے کسی کو اس بات کی کبھی اجازت نہیں دی کہ وہ اس پر کاشی کو ذرا بھی ٹوک سکتا۔

عید قریب آ گئی تھی۔ قیصر نے دو کرتے اور دو پائجاموں کا کپڑا اپنے اور نارنگ کے لیے، دو دو پٹے غرارے اور جمپروں کا کپڑا اوشا اور عائشہ کے لیے اور ایک عمدہ سفید ساڑی و بلاؤز کا کپڑا ماں جی کے لیے لا کر رکھ دیا تھا۔ عائشہ چپکے چپکے ان کو سی رہی تھی۔ عائشہ اور قیصر چاند رات کو نارنگ کے گھر جا کر ان کو سرپرائز دینا چاہتے تھے۔ ان کو احساس تھا کہ وہ لوگ بآسانی اس کو قبول نہیں کریں گے لیکن یہ بھی طے ہو چکا تھا کہ اگر وہ لوگ عید کے دن ان کپڑوں کو نہ پہنیں گے تو یہ لوگ بھی نئے کپڑے پہنیں گے۔ اپنے اس حربے کی کامیابی پر قیصر اور عائشہ دونوں کو پورا پورا بھروسہ تھا۔ عید سے ایک ہفتہ قبل ہی عائشہ نے سارے جوڑے سی کر تیار کر لیے تھے۔ کاشف کا ریڈی میڈ سوٹ بھی آ کر رکھا تھا۔

آخرکار عید کا چاند اپنے ساتھ ہزار مسرتوں کا خزانہ لے کر نمودار ہوا۔ افطار اور کھانے سے فرصت پا کر قیصر اور عائشہ کپڑوں کو لے کر کاشف کے ساتھ ماں جی کو سلام کرنے کیلئے چل دیے۔ راستہ ہی میں نارنگ مل گیا جو ان کے ہی گھر جا رہا تھا۔ اس نے کاشف کو گود میں اٹھا لیا اور بولا۔

"تم لوگ گھر چلو۔ ماں جی انتظار کر رہی ہیں۔ ہم اور کاشی بیٹے ابھی گھوم کر آتے ہیں۔ وہ ان کے جواب کا انتظار کیے بغیر ہی کاشف کے ساتھ چل دیا۔ عائشہ جانتی تھی کہ کاشف کے ساتھ گھومنے جانے کا مطلب ہے ڈھیر ساری ٹافیاں، بسکٹ کے بنڈل اور کھلونوں کے ساتھ واپسی۔ لیکن نارنگ

نے ان کو کچھ کہنے کا موقعہ ہی نہیں دیا۔ قیصر پکار کر صرف اتنا ہی کہہ سکا۔

"نارنگ ذرا جلدی آجانا بھائی۔ آج ہم لوگ دیر تک نہیں ٹھہر سکیں گے۔"

جواب نارنگ کے بجائے کاشف نے دیا

"او کے پاپا۔ ہم ابھی آتے ہیں۔ بس دو منٹ میں پلیز۔" اس نے اپنی ننھی سی چٹکی بجانے کی ناکام کوشش کی اور نارنگ کی گود میں کھکھلا کر ہنس پڑا۔

وہ دونوں واقعی جلدی آگئے۔ مٹھائی، بسکٹ کے پیکٹ اور کھلونوں کے علاوہ کاشی ایک عمدہ ساریڈی میڈ سوٹ بھی سنبھالے تھا۔ اس درمیان قیصر اور عائشہ نے ماں جی اور اوشا کو کپڑے قبول کر لینے پر راضی ہونے کا مرحلہ بھی کامیابی کے ساتھ طے کر لیا تھا۔ ماں جی آنکھوں میں خوشی کے آنسو بھرے کپڑوں کو گود میں سمیٹے بیٹھی تھیں۔ ایسی صورت میں نارنگ کے لیے انکار کی گنجائش کہاں رہ گئی تھی۔ اس نے دو ایک بار زبان کھولنے کی کوشش کی لیکن ماں جی خود ہی قیصر کی وکالت پر اتر آئیں۔ نارنگ بھی خاموش ہو گیا۔ احساس ممنونیت اس کے چہرے سے عیاں تھا۔ ماں جی نے نارنگ کی طرف دیکھا اور اس کے ہاتھوں سے دو پیکٹ لے لیے ایک میں موتیوں کے خوبصورت سے ہار کا سیٹ تھا جسے انھوں نے اپنے ہاتھوں سے عائشہ کو پہنا کر اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔ دوسرے میں موزے اور رومال تھے جسے قیصر کو تھماتے ہوتے انھوں نے اسے بھی اپنے دوسرے بازو کے گھیرے میں سمیٹ لیا۔ قیصر اور عائشہ کی پیاسی روحیں محبت اور خلوص کی اسی بارش کے لیے ایک عرصہ سے بھٹک رہی تھیں۔ انھیں لگا کہ کل کی عید واقعی عید ہوگی۔

گھر واپس لوٹتے ہوتے عائشہ نے ماں جی سے وعدہ لے لیا تھا کہ کل سویرے ہی وہ اور اوشا نارنگ کے ساتھ ان کے گھر آجائیں گی اور رات کا کھانا کھا کر واپس ہوں گی۔ عائشہ دو بجے رات تک عید کی تیاریوں میں مشغول رہی اور پھر سویرے ہی اٹھ گئی۔ کاشف اور قیصر کے تیار ہوتے ہوتے نماز کا وقت ہو گیا۔ کاشف دادی ماں اور نارنگ چاچا کے انتظار میں عیدگاہ بھی نہیں گیا۔ قیصر تنہا ہی نماز پڑھنے چلا گیا اس کے جانے کے آدھے گھنٹے کے اندر ہی ماں جی اوشا اور نارنگ عید کے کپڑے پہنے ہوتے آگئے۔ ماں جی اور اوشا تو اندر جا کر عائشہ کا ہاتھ بٹانے لگیں۔ اور نارنگ باہر ہی کمرے میں کاشف کے ساتھ دل بہلانے لگا۔

نماز کے بعد جیسے ہی خطبہ ختم ہوا قیصر اٹھا۔ وہ جلد ہی گھر لوٹنا چاہتا تھا۔ شناسا تو کوئی تھا نہیں جس سے وہ گلے ملتا۔ دو ایک لوگ اخلاقاً اس کی طرف بڑھے۔ وہ ان سے گلے مل کر ابھی فارغ بھی نہیں ہوا تھا کہ بندوق کی گولیوں کی دو چار باڑھیں آئیں، کچھ لوگ گرے، کچھ بھاگے۔ گولیوں کے دھماکے ہوتے بارود کی بو اور دھوئیں کے بادل چاروں طرف پھیلنے لگے۔ اینٹوں اور پتھروں کی بارش شروع ہو گئی۔ نعروں اور جوابی نعروں نے پورے ماحول کو دہشت زدہ کر دیا۔ قیصر نے سمجھ لیا کہ فساد ہو گیا ہے۔ اسے یہ معلوم کرنے کی فرصت کہاں تھی کہ یہ ہنگامے، یہ گولیاں، یہ آگ و خون کا کھیل کیسے شروع ہوا۔ کس نے شروع کیا اور کیوں؟ انسانی فطرت کے پہلے تقاضے سے مجبور ہو کر اس نے سب سے پہلے حفاظت خود اختیاری کے تحت پوزیشن لی اور اس کے بعد باہر نکلنے کے بارے میں سوچنے لگا۔ اپنے اور نارنگ کے مکان اور مکینوں کی حفاظت کا خیال اس سے صرف ایک لمحے کے فاصلے پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ ساری احتیاط سے دامن چھڑا کر بے چین ہو کر بھاگا۔ یہ معجزہ ہی تھا کہ وہ اس وقت تک محفوظ تھا۔

کبھی کبھی خطرے میں گھر کر انسان کے سارے حواس پوری طرح مستعد ہو جاتے ہیں۔ قیصر کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ وہ اس دوزخ سے باہر نکل آنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور شہر کی طرف پوری رفتار سے بھاگا۔ ابھی یہاں اس آگ کی تپش پوری طرح محسوس نہیں ہو رہی تھی معصوم لوگ سکتے کے عالم سے آزاد ہو کر ابھی کچھ سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے قیصر کو راستے میں روک کر لوگوں نے کچھ پوچھنا چاہا۔ لیکن اسے اتنی فرصت کب تھی اسے خود بھی اس سلسلے میں تفصیلات کا کوئی علم نہیں تھا وہ گلیوں اور مکانوں کی آڑ لیتا ہوا آگے بڑھتا چلا آ رہا تھا راستے میں شر پسند عناصر گروہ بناتے آپس میں مشورے کر رہے تھے۔ لیکن خدا نے قیصر کی مدد کی اور وہ ان سے بچ کر نکل آنے میں بھی کامیاب ہو گیا۔

جیسے ہی قیصر نارنگ کے مکان کے سامنے پہنچا اس نے دیکھا کہ نارنگ کا ایک پڑوسی جس سے نارنگ کے تعلقات کشیدہ تھے، حالات کا فائدہ اٹھاتے ہوتے اس کے مکان میں آگ لگا رہا ہے۔ قیصر جھپٹ کر سامنے آگیا۔ پڑوسی تھوڑی دیر کے لیے تو بوکھلایا۔ اس کے بعد بھاگ نکلا قیصر آگ کے شعلوں میں کود گیا اور ان کو بجھانے کی کوشش کرنے لگا۔ نام لے لے کر وہ نارنگ کے دوسرے پڑوسیوں کو مدد کے لیے بلا رہا تھا۔ لوگ دوڑ پڑے، آگ بجھ گئی لیکن قیصر کافی جھلس گیا تھا

نارنگ کے مکان کو اس کے ایک دوست کی حفاظت میں دے کر وہ پوری تیزی سے اپنے گھر کی طرف بھاگا۔ ابھی وہ بمشکل وہ دس پندرہ قدم ہی گیا ہوگا کہ آگ لگانے والے پڑوسی کی کھڑکی سے ایک گولی نکلی اور قیصر کے داہنے کاندھے میں پیوست ہو گئی۔ قیصر کے سارے بدن میں آگ لہریں لینے لگی جیسے ہی وہ لڑکھڑا کر گرا دوسری گولی اس کے اوپر سے گذر گئی۔ وہ جلدی سے اٹھ کر بھاگا تیسری گولی نے بھی اس کا تعاقب کیا لیکن تب تک قیصر اپنے گھر کے موڑ پر گھوم کر اس کی پہونچ سے باہر ہو چکا تھا۔ وہ بائیں ہاتھ سے اپنا داہنا کندھا دبائے پوری رفتار سے دوڑ رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کی قوت برداشت دیر تک اس کا ساتھ نہ دے پائے گی۔

قیصر کے گھر کے سامنے بھی بلوائیوں کا ایک ہجوم تھا نارنگ دروازے سے پیٹھ لگائے بدحواس سا کچھ چیخ رہا تھا۔ ہجوم کے خونیں نعروں کے شور میں نارنگ کی آواز ڈوب ڈوب جاتی تھی۔ اس کی زبان سے صرف جملے سنائی دے رہے تھے۔

"بھاگ جاؤ۔"

"یہ کیا نا سمجھی ہے"

"تم مجھے مار کر ہی اندر جا سکو گے۔"

بلوائی چلا رہے تھے "اسے مار ڈالو۔ دروازہ توڑ دو"

قیصر مبہوت سا ہجوم کے پیچھے کھڑا تھا۔ اس وقت وہ اپنی تکلیف بھی بھول گیا تھا۔ اسے تو صرف یہی ڈر تھا کہ کہیں سچ مچ نارنگ کو مار ہی نہ ڈالیں۔ ابھی وہ کچھ سوچ بھی نہ پایا تھا کہ دروازہ کھلا۔ عائشہ کا ہاتھ باہر نکلا اور اس نے ایک جھٹکے سے نارنگ کو اندر کھینچ لیا دروازہ بند کر لیا۔ ہجوم اور غضبناک ہو گیا۔ اندر کاشف چلا رہا تھا "چاچا باہر نہ جاؤ۔ یہ لوگ تم کو مار ڈالیں گے۔"

اسی درمیان ہجوم نے غضبناک ہو کر دروازہ توڑ دیا اور اندر گھس پڑا۔ قیصر بھی اس میں شامل تھا اب تک کسی نے اس پر دھیان نہیں دیا تھا۔ سب کے سب لوٹ مار کے چکر میں تھے۔

بلوائیوں کا پہلا نشانہ ماں جی بنیں جو سب کو اپنے پیچھے کیے، ہاتھ پھیلائے راستہ روکے کھڑی تھیں۔ ایک خنجر لہرایا اور ماں جی کے سینے میں اتر گیا۔ ان کے منہ سے بڑی بھیانک چیخ نکلی اور وہ "ہے رام" کہتی ہوئی پیچھے کھڑے قیصر کی بانہوں میں جھول گئیں۔ انھوں نے آخری ہچکی لی اور قیصر کے زخمی کندھوں پر سر رکھ کر دم توڑ دیا۔

اتنے ہی میں پولیس کا سائرن سنائی دیا۔ باہر بھگدڑ کی آواز آئی۔ بلوائیوں کے لیڈر نے باہر جھانک کر دیکھا اور سب کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوا باہر نکل گیا۔ سب لوگ اس کے پیچھے ہی نکل گئے اور گھر بلوائیوں سے خالی ہو گیا۔

قیصر اپنے زخمی کندھے سے ماں جی کے مردہ جسم کو ٹکائے ساکت کھڑا تھا۔ سارے لوگ سکتے کے عالم میں تھے۔ وہ رونا بھول گئے تھے اور ایک دوسرے کو تسلی دینا بھی، ماں جی کے مردہ جسم سے خون کا فوارہ ابل رہا تھا۔ قیصر کے زخمی کاندھے سے بھی خون بہہ رہا تھا۔ دونوں خون الگ الگ جسموں سے بہنے کے باوجود زمیں پر ایک دھارے میں تبدیل ہو چکے تھے دونوں یکساں تھے گرم گرم سرخ سرخ۔ اب وہ صرف انسان کے خون تھے لیکن انسانیت کا خون کرنے والوں کی نظروں میں بے وقعت۔ پانی کی طرح۔ ماں جی کے لیے ان کے دونوں بیٹے سوگوار تھے وہ بیٹا بھی جس کا ان سے خون کا رشتہ تھا اور وہ بھی جس کے زخمی کاندھے پر انھوں نے زندگی کی آخری سانس لی تھی۔ اور خون کا رشتہ نہ ہوتے ہوئے بھی جس کا خون ان کے خون سے گلے مل رہا تھا اور جو خود بھی اپنی ماں جی کے پیچھے پیچھے جانے کو تیار تھا۔

(دگورکھپور سے نشر)

چونّی بھر شرافت

ذکیہ مشہدی

نذرل نے ایک بار پھر کنکھیوں سے اس عورت کی طرف دیکھا۔ اس نے سلک کی ساڑی پہن رکھی تھی۔ ہاتھوں میں سونے کی دو چوڑیاں تھیں اور ایک انگوٹھی۔ برا ہو اس لاقانونیت کا۔ جب سے ہر موڑ، ہر گلی میں چوری ڈکیتی کی وارداتیں بڑھ گئی تھیں عورتوں نے سونا پہن کر باہر کا نکلنا بند کر دیا تھا۔ خیر شکر خدا کا اس نے کچھ تو پہن رکھا تھا اور سب سے بڑی بات یہ کہ دھندلکا پھیل جانے کے بعد وہ بغیر کسی مرد کے جا رہی تھی۔ ساتھ میں صرف ایک ننھی بچی تھی۔ کیا بڑھیا انتظام ہے۔ روشنی نام کی کوئی چیز دور دور تک نہیں تھی۔ اکا دکا اسٹریٹ لائٹ کہیں جل بھی رہی تھی تو اس چوڑی شاہراہ پر منڈلاتے گھنے اندھیرے کا اس سے کچھ نہیں بگڑتا تھا۔ مدقوق روشنی میں جو تو نظر آتا تھا مگر نقوش پڑھنا ناممکن تھا۔ ہے کچھ اس نے دل ہی دل میں خوش ہو کر کہا۔ آگے چل کر مینشن روڈ تو بالکل ہی اندھیرے میں غرق تھی۔ سردی بڑھنی شروع ہو گئی تھی اس لئے راہ گیروں کی بھیڑ بھی نہیں تھی۔ پھر آج کل تو دھرتی پر راج اسی کا ہے جس کے ہاتھ میں چھرے چاقو ہیں۔ باقی رہی اوپر کی بات سو اوپر والا جانے۔ اس کے معاملوں سے ہمیں کیا مطلب۔ عرصہ ہوا اس نے بھی نیچے والوں کے معاملات میں دخل دینا چھوڑ دیا ہے۔ نذرل نے عجیب تھپتھپائی ٹھنڈا اور سخت رام پوری کی محسوس کرکے اس کے دل میں خوشی اور خوف دونوں کا انوکھا سا امتزاج دوڑ گیا۔

وہ بڑی ہی سست رفتاری سے رکشہ چلا رہا تھا تاکہ وہ پوزیشن کو پوری طرح گرفت میں لے سکے۔ عورت کو نیو مارکیٹ جانا تھا۔ راستہ خاصا طویل تھا اور راستے میں دو سنسان موڑ آتے تھے۔ بڑی بے جگر عورت ہے۔ نذرل کو ہلکی سی بے چینی کا احساس ہوا۔ کہیں ہنگامہ نہ کرے۔ ڈیل ڈول اچھا ہے اگر ہاتھ پکڑ لیا اور چھڑا چھینے میں کامیاب ہو گئی تب ——— نہیں کچھ بھی ہو ہے تو عورت۔ پھر ہم ساتھ ہو تو بڑے بڑے بہادر بزدل بن جاتے ہیں ——— بھاری رکشہ کھینچنے والے ان کڑیل ہاتھوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمت چاہئے۔ نذرل نے ذرا فخر سے اپنے بازوؤں کی طرف دیکھا ———

پہلی واردات کے وقت وہ پتے کی طرح تھر تھر کانپ رہا تھا۔ خیریت تھی کہ اس کے شکار نے اس کی گھبراہٹ کو محسوس نہیں کیا ورنہ وہ قطعی Surrender نہ کرتا۔ ذرا سی ہمت کرتا تو لٹنے سے بچ سکتا تھا۔ مگر اندھیرے میں اسے نذرل کا پسینے میں بھیگا ہوا چہرہ دکھائی دیا نہ تھر تھراتے ہاتھ جو چمکتے ہوئے پھل کے دستے پر پھسل رہے تھے۔ اسے صرف چمک دکھائی دی اور آواز کی مصنوعی کرختگی ——— "جو کچھ بھی ہے خاموشی سے ڈال دو باہر ——— ذرا بھی چوں چپڑ کی تو یاد رکھنا، جان سے جاؤ گے"

اس کے ساتھ جوان لڑکی تھی جو اس بری طرح سے کانپنے لگی تھی کہ اس کی کپکپی اندھیرے کو مرتعش کر رہی تھی۔ ادھیڑ عمر مرد نے اپنا بٹوا الٹ دیا تھا۔ کوئی ڈیڑھ سو روپئے تھے۔ لڑکی سے گھڑی نہیں کھل پا رہی تھی۔ مرد نے اس کی مدد کی اور ان لوگوں نے گھڑی کھول کر بھی آگے بڑھا دی ——— نذرل انہیں اندھیرے میں چھوڑ کر رکشہ لے کر فرار ہو گیا تھا۔ کئی دن سخت بے چینی میں گذرے۔ وہ رکشے میں سویا کرتا تھا۔ پاس سے کوئی کتا گذرتا، کوئی آہٹ ہوتی تو وہ ڈر جاتا۔ ہفتوں نیند اپنے آپ ٹوٹتی رہی۔ خواب میں پولیس والے ستاتے تھے اور دن میں اپنے دل کا چور ——— پورا مہینہ خیریت سے گذر گیا تو اس نے روپیوں کی پوٹلی نکالی، گھڑی اونے پونے نکالی اور آرام سے خرچ کرنا شروع کیا۔ دو ہفتوں تک اس نے روز صبح گرم گرم خمیری روٹیوں اور نہاری کا ناشتہ کیا تھا۔ پچاس روپئے گاؤں بھی بھیج دیئے تھے ناجو کے نام۔ یہ سارا اندھیرے کا کرشمہ تھا۔ اے دلبر جانی صدقے جاؤں ——— اس کا جی چاہا اندھیرا دھواں بن کر سمٹ کر اس کی آغوش میں آ جائے اور وہ اسے چوم چوم لے۔ پہلی واردات تھی اس لئے نذرل کے ضمیر نے تھوڑا سا احتجاج کیا تھا مگر نذرل نے اسے جلد ہی سمجھا لیا۔ باپ بیٹی نے شکرانہ ادا کیا ہوگا۔ اس نے لڑکی کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ لڑکی نوخیز تھی اور کسی کا بھی ایمان بہک سکتا تھا۔ توبہ توبہ۔ نذرل نے کانوں کو ہاتھ لگایا ——— یہ اپنا دھندہ نہیں۔ دوسروں کی بہو بیٹی میری بھی بہو بیٹی ہے۔ رہا روپئے پیسے کا معاملہ تو یہ گناہ نہیں۔ آخر کچھ سالے عیش کریں اور وہ بھوکا مرے یہ تو سراسر بے انصافی ہے ——— نذرل نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ کم از کم اپنی ذات کی حد تک خود انصاف کرے گا۔

رکشہ ایک ٹیوب لائٹ کے پاس سے گذرا ——— عورت کی چوڑیاں چمکیں اور ناک کی کیل لو دے اٹھی۔ خدا بھلا کرے اس کا سونے کی چوڑیاں پہن کر نکلی ہے ——— دو تولہ بھی ہوئیں تو ڈھائی ہزار ——— نذرل کی ہتھیلیاں پھر پسینے سے بھیگ گئیں۔ اتنی بڑی رقم کا تصور اس نے کبھی نہیں کیا تھا۔ وہ سب سے پہلے اپنے لئے ایک بڑھیا موٹا سوئٹر لے گا اور ایک ٹیری کاٹ کی پتلون ——— پتلون پہننے کی اسے بڑی تمنا تھی مگر سلوانے کی نوبت آج تک نہیں آ سکی تھی ——— پھر ——— ہو سکا تو وہ جاتے جاتے ناجو کو یہاں بلانے کا انتظام کرے گا۔ اس کی ناک پر پسینے کی بوندیں پھر جھلملا اٹھیں۔ مگر مگر اس سونے کو ٹھکانے لگانا کتنا مشکل ہو گا۔ چوڑیاں سکوں کی جگہ چل تو نہیں سکتیں ——— کسی سنار سے اس کی شناسائی نہ کسی دلال سے۔ اس کے اعصاب دھینے کی دھنکی کی تانت کی طرح تن اٹھے۔

اچانک وہ رکشہ کی گدی پر اچھل پڑا۔ عورت اب تک خاموش بیٹھی تھی۔ یکایک اس نے بچی کو ڈانٹا تھا۔ چڑیل ٹھیک سے بیٹھتی ہے یا رکشہ سے گرنے کا ارادہ ہے۔ جواب میں بچی کھلکھلا کر ہنسی ——— سناٹا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ لیکن نذرل کے تنے ہوئے اعصاب ذرا کی ذرا پر سکون ہو اٹھے۔ بڑی پیاری ہنسی تھی ننھی سی، کھنک دار معصوم ہنسی ——— اس بچی کو نہیں معلوم تھوڑی دیر میں وہ ایک ایسے واقعے سے دوچار ہونے والی ہے جسے وہ ہمیشہ یاد رکھے گی اور جب اس کے اپنے بچے بڑے ہو جائیں گے تو ان کو سنائے گی۔ جب میں کوئی چھ سات برس کی تھی اور ممی کے ساتھ ٹینس شوز خریدنے جا رہی تھی نذرل کے جسم میں بے چینی پھر لہر بن کر اٹھی۔ اسے زور دور سے پیشاب لگنے لگا۔

کیوں بھیا ——— اتنے دھیرے دھیرے کیوں چلا رہے ہو۔ ذرا جلدی کرو۔ عورت جوان تھی مگر اس کا لہجہ بوڑھی عورتوں کی طرح شفیق تھا۔ نذرل چونکا۔ اس نے بات جاری رکھی۔ ابھی گھر واپس جا کر کھانا پکانا ہے۔ اس کے موزے دھونے ہیں۔

نذرل کی باتونی فطرت جاگ اٹھی۔ نوکر نہیں ہے میم صاب۔

ارے نوکر کہاں بھیا۔ اس مہنگائی میں اپنا پیٹ پالنا تو مشکل ہو رہا ہے۔

نذرل ایک بار پھر چونکا۔ سلک کی ساری، سونے کی چوڑیاں، ہاتھ میں بیگ۔ یہ لوگ بھی عجیب سے کی بات کرتے ہیں۔

ارے منا ٹھیک سے بیٹھ۔ بار سے کیوں جھکی جا رہی ہے۔ عورت پھر جھنجلائی۔

سردی لگ رہی ہے ماں ——— ابھی سردی کہاں ہوئی ہے۔ دیوالی آئی بھی نہیں اور اسے سردی لگنے لگی۔ اچھا گھر چل سوئٹر نکال دوں گی۔

ممی رکشے والے کی شرٹ پیچھے سے بالکل پھٹی ہوئی ہے اسے سردی کیوں نہیں لگتی۔

عورت نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ نذرل سے مخاطب

ہو گئی۔ کیوں رکشے والے کتنا کما لیتے ہو۔ ایک قمیض نہیں بنا لیتے بس اب دیوالی میں دس بارہ روز ہیں پھر تو سردی زور پکڑے گی۔

سردی گرمی امیروں کے لئے ہیں میم صاحب ہم تو غریب آدمی ہیں ہمارے لئے سب موسم برابر ہیں۔ اس نے ایک فلم کا ڈائیلاگ یوں کا توں دہرا دیا جو اس نے ابھی حال ہی دیکھی تھی۔

عورت نے جواب میں پھر کچھ کہا لیکن ایک بار پھر تندل کے کان بند ہو چکے تھے۔ اس کا ذہن بڑی تیزی سے دوڑ رہا تھا۔ وہ پہلا موڑ بس کوئی سو گز کی دوری پر تھا۔ وہاں مکمل اندھیرا تھا۔ پاس میں ایک آفس کی بلڈنگ تھی جو چار کے بعد سنسان ہو جاتی تھی۔ دوسری طرف ایک بڑا سا خشک تالاب تھا۔ دن میں وہاں جانے کہاں کے غلیظ بچے آ کر کھاتے اور آفس کے بابوؤں کے جانے پہچانے چلتے رہتے تھے۔ اور شام کو پرندوں کی طرح اپنے اپنے گھونسلوں میں دبکنے کو واپس ہو جاتے تھے وہ آئیڈیل جگہ تھی۔ وہاں وہ اچانک رکشہ سے اتر جائیگا خشک تالاب کی طرف جا کر پہلے پیشاب کرے گا پھر وہیں چاقو نکال کر مضبوطی سے ہاتھ میں پکڑ کر لوٹے گا۔ اس نے نیفے میں اڑسے ہوئے چاقو کو چھوا۔ بس ایک دو بار اور تندل۔ بیٹا پھر مجھ جائے گے بھورے کاکا کی طرح.......

سنو رکشے والے تمہارا نام کیا ہے؟

تندل نے دانت بھینچ کر خود کو گالی دی۔ اس کو رکشہ چلاتے ہوئے چھ مہینے ہو گئے تھے مگر سواری نے اس میں اتنی دلچسپی نہیں لی تھی۔ ان دونوں ماں بیٹیوں کے لئے اس کے دل میں نرم گوشے جاگنے لگے تھے۔ گھوڑا گھاس سے دوستی کرے گا تو کھائے گا کیا۔ سالے تم ہمیشہ رکشہ چلاؤ گے اور پھٹی ہوئی قمیض ہی پہنو گے وہ بھی لنگی پر۔ پینٹ کبھی نہیں جٹے گی۔

تم رہتے کہاں ہو..... عورت نے دوسرا سوال جڑ دیا موڑ آ چکا تھا۔ سن سن سن — خون تندل کے کانوں میں چڑھ آیا۔ کان لو دے اٹھے۔ باہر گھپ اندھیرا چڑھ رہا تھا۔ سن سن سن۔ گھپ اندھیرے میں دو سونے کی چوڑیوں کا کوندا رہ رہ کر لپک رہا تھا۔ تندل نے رکشہ روک دیا۔

کیا ہوا بھیا — چین اتر گئی کیا؟

تندل نے جھنجھلا کر سوچا۔ یہ کمبخت عورت اسے بھیا، کیوں کہے جا رہی ہے۔ ڈانٹ کر کیوں نہیں بولتی۔ اس تحکمانہ انداز میں جس میں زیادہ تر سواریاں رکشے والوں سے بات کرتی ہیں۔

نہیں پیشاب کرنا ہے۔ وہ اجنبی سی آواز میں بولا اور لنگی سنبھالتا ہوا ذرا آگے بڑھ گیا۔

ممی — مجھے بھی شو شو آ رہا ہے۔ بچی ذرا جھجکتے ہوئے بولی

ممی بے ہودہ لڑکی ہے۔ گھر سے کر کے کیوں نہیں چلی تھی۔ اچھا چل — اس نے بچی کو اتارا اور بیگ سے ٹارچ نکالی۔ روشنی کی چھوٹی سی لکیر کئی گز تک پھیل گئی۔ تندل یوں اچھلا جیسے کسی نے اسے چھرا دکھا دیا ہو۔ شرم سے اس کا سانولا چہرہ اوڈا ہو گیا۔ وہ جلدی سے منہ پھیر کر بیٹھ گیا۔ بچی ہنسنے لگی۔

چلو چلو جلدی اٹھو۔ عورت نے کہا اور تندل دونوں سے مخاطب تھی۔ جگہ اندھیرا ہے یہاں۔ زمانہ خراب ہے۔ بس نکل چلو — کھسیایا ہوا سا تندل مشینی انداز میں رکشے تک واپس آ گیا اور خاموشی سے پیڈل پر پاؤں مارنے لگا۔ مارے کھسیاہٹ کے اسے چھرا یاد رہا نہ سونے کی چوڑیاں۔ ایک لامتناہی سی جھنجھلاہٹ اس کے چاروں طرف پھیل گئی۔ چند لمحوں میں وہ موڑ اسپاٹ گذر گیا۔ بچی ابھی تک ہنس رہی تھی۔ رکشے والے تمہارا نام کیا ہے۔ ممی نے نام پوچھا تھا تم نے بتایا کیوں نہیں وہ ہنسی روک کر اس سے بولی۔

میرا نام — میرا نام ہے تندل —

تندل مکان کہاں ہے تمہارا؟ اس بار بچی کی ماں نے پوچھا۔

بنارس کا ہوں بہن جی —

تب ہی زبان اتنی صاف ہے۔ تندل کے دل میں ٹھنڈی ٹھنڈی پھوار سی جھڑی۔

بنارس کے ہو تو یہاں کیسے چلے آئے بچی نے پوچھا

رکشہ چلاتے چلاتے چلا آیا بٹیا —

اتنے دھیرے دھیرے تو چلاتے ہو —

نہیں بٹیا بہت تیز بھی چلاتا ہوں۔ کہتے کہتے اس کی رفتار نارمل بھی ہوئی اور پھر نارمل سے بھی تیز۔

آہا ہا — بچی تالی بجا کر ہنسی — تم مجھے اسکول پہونچا دیا کرو۔ وہ جو رام بلاس تھا نا بدمعاش وہ اپنے گاؤں چلا گیا۔

ارے ہاں واقعی — تم بچی کو اسکول پہونچا دیا کرو۔ اس کے رکشے والے کی ماں بیمار رہتی ہے وہ گاؤں چلا گیا۔ محلے سے تین بچے اور بھی جاتے ہیں ہر گھر سے ۴۰ روپے ملا کریں گے۔ راضی ہو تو کل آ کے بات کر لو۔ میں پتہ بتا دوں گی۔

ہاں مگر گاؤں مت بھاگ جانا — تمہاری ماں بیمار تو نہیں ہے رکشے والے —

ماں تو ہے ہی نہیں بٹیا۔

آہا کتنا اچھا ہے۔ ممی اس کی ماں ہی نہیں ہے — بچی تالی بجا کر زور سے یہ گاؤں نہیں بھاگے گا۔

چپ بدتمیز — اس بیچارے کی ماں نہیں ہے اور تو خوش ہو رہی ہے۔ پھر وہ تندل سے مخاطب ہو گئی۔ کب مری ماں بھیا۔ ابھی تمہاری عمر تو کچھ بھی نہیں۔ بچے سے لگتے ہو۔

شادی ہوئی کہ نہیں —؟

ہو گئی ہے بہن جی — اس کے تصور میں ناجو کوندگئی سانولی مگر دلکش، دبلی مگر محنتی۔ اب کے چاند رات کے چار سال گذر گیا اور ابھی تک رخصتی نہیں ہوئی۔ اس کے سسرال والے بھی اسی کی طرح غریب تھے۔ تندل کے ذہن میں پھر سونے کی چوڑیاں جگ جگ کرنے لگیں۔ اس نے رفتار دھیمی کی مگر نظریں اٹھائیں تو دور گمٹیوں کی روشنیاں چمک رہی تھیں اور آس پاس خوانچے والے دکھائی دینے لگے تھے۔ دوسرا ویرانہ کب کا گذر چکا تھا۔ تندل کو لگا جیسے اس کی جیب کٹ گئی ہو اور ڈھائی ہزار روپے نکل گئے ہوں مگر ساتھ ہی اس کے تنے ہوئے اعصاب بھی ڈھیلے پڑ گئے جیسے طوفان کے بعد سائیں سائیں کرتے درخت پرسکون ہو جائیں اور غبار اڑ کر صاف آسمان نکل آئے جس پر تارے نکلے ہوں۔ دوستی اعتماد اور رفاقت کے تارے۔

بچی کہہ رہی تھی — ممی دیکھئے کتنا اچھا رکشے والا ہے دیکھئے کتنی تیزی سے چلا لایا۔ وہاں اندھیرے میں مجھے ڈر لگ رہا تھا۔

نیو مارکیٹ آ گیا تھا۔ عورت کہہ رہی تھی۔ ارے تندل ذرا رکو تو تمہیں واپس بھی پہونچا دینا۔ بس بچی کے جوتے خریدنے ہیں۔ دیر نہیں ہوگی۔

نہیں بہن جی — وہ دوبارہ ان اندھیری جگہوں سے نہیں گذرنا چاہتا تھا۔ جیسے اسے خود اپنے لٹنے کا ڈر ہو۔

اچھا اگر بچی کو اسکول لے جانا چاہو تو کل آ کر بات کر لینا۔ جہاں سے تم نے بٹھایا تھا وہی سفید گھر ہے ہم لوگوں کا۔ سامنے پھول لگے ہیں — اور یہ رہا ایک روپیہ تمہارا کرایہ۔ یہ چونی الگ ہے۔ میری طرف سے چائے پی لینا۔ عورت کو یہ بھیگی بھیگی مسوں والا امنت کش معصوم صورت رکشے والا جانے کیوں بھا گیا تھا — وہ مڑ کر مسکرائی بڑی شفیق، بڑی مخلص مسکراہٹ

تندل دیر تک چونی ہتھیلی پر رکھے جو نقوں کی طرح اس کی آگے بڑھتی پشت دیکھتا۔ یہ اس کی بزدلی کی قیمت تھی یا شرافت کا صلہ۔

رات کو نتھو چائے والے کے چھپر کے سامنے رکشہ کھڑا کر کے وہ دن بھر کی کمائی گننے لگا تو وہی چونی پھر ہاتھ آ گئی۔ وہ سب سکوں سے الگ تھی۔ بالکل نئی اور چمک دار۔ اس بھولی بچی کی طرح، نئی اگی کونپل کی طرح — اس نے سوچا وہ کل ضرور اس کے بتائے ہوئے پتہ پر جائے گا اور مٹی کی ایک بڑی گولک خریدے گا اگر وہ ہر مہینے ایک سو بیس روپے الگ جمع کرتا رہا تو ضرور چھ مہینے میں ناجو گھر آ جائے گی۔

اس نے چونی کو پھر انگلیوں میں محسوس کیا اور پھر، نکھری ستھری آواز میں چلا کر بولا۔

لا استاد بنا کڑاکے دار گرما گرم۔ اس سردی کی تو ایسی تیسی۔

(پٹنہ سے نشر)

بقیہ - زخمی مسکراہٹ

لیجئے صاحبہ آپ بھی پڑھ لیجئے۔ شاید اسی انتظار میں آپ کروٹیں بدل رہی تھیں سفر اچھا گذر جائے گا۔

ناول کی جلد پر نسیم شفیقی کی تصویر چھپی تھی۔ اس کی دونوں کلائیاں بغیر انگلیوں کے ایک دوسرے پر رکھی تھیں۔ موٹے حرفوں کے نام کے نیچے لکھا تھا۔

"پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں"

اس معرکۃ الآرا ناول کے خالق نے یوں تو کئی ناول لکھے ہیں۔ لیکن یہ ان کا آخری ناول ہے۔ صد افسوس کہ اس تخلیق کے بعد انہوں نے اپنے ہاتھوں کی ساری انگلیاں قلم کر کے نذر کر دیں۔

نسل کی آنکھیں نسیم بھائی کی تصویر پر جمی تھیں۔ اس نے اپنے لب لہو لہان کر لئے تھے۔ مسکراہٹ کا زخمی پنچھی اس کے لبوں پر جیسے پھڑ پھڑا رہا تھا۔

(پٹنہ سے نشر)

افسانہ

پہچان کے زخم

انجم عثمانی

کسی نے مجھے اطلاع دی کہ اس نے آتم ہتیا کرلی۔ خودکشی کی اس افسوسناک خبر کا ردِ عمل دیکھنے کے لیے اطلاع دینے والا اطلاع دے کر خاموش ہوگیا جیسے کوئی کہانی کا اختتام سنا کر چپ ہو جائے حالانکہ کہانی یہاں ختم نہیں ہوتی بلکہ یہاں سے کہانی آغاز ہوتا ہے اس لیے کہ کچھ ڈرامے ایسے بھی ہوتے ہیں جو پردہ گرنے کے بعد شروع ہوتے ہیں اور اس کی تو ساری زندگی ڈرامائی کشمکش اور کرداروں کے اُتار چڑھاؤ پر تھی۔ اس کی خودکشی کے بارے میں بتانے والا مجھے خاموش دیکھ کر غمگین اور مبہوت سمجھا کہ اچانک کسی خبر کے سن لینے سے مبہوت رہ جانا عام اور فطری بات ہے چنانچہ اطلاع دینے والے نے تسلی کے بہت سے رسمی لفظ اگلنے شروع کر دیے کہ وہ سمجھتا تھا کہ اس کی موت کی خبر میرے لیے صدمہ بھی ہے اور باعث حیرت بھی کیونکہ جاننے والے جانتے ہیں کہ وہ اور میں دوست تھے حالانکہ صورت حال یہ ہے کہ میرے لیے اس کی موت کی خبر نہ تو نئی تھی اور نہ تعجب خیز اس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ وہ مر تو بہت پہلے گئی تھی اب تو صرف اس نے مرنے کی رسم پوری کی ہے چنانچہ میں نے اطلاع دینے والے سے یہ پوچھنا بھی ضروری نہیں سمجھا کہ اس نے خودکشی کے لیے کیا ذریعہ استعمال کیا پھندہ گلے میں ڈال کر، ریل کی پٹریوں پر لیٹ کر یا کوئی زہر پی کر کہ سانس ختم ہو جانے پر ان ذریعوں کے معنی بھی کیا رہ جاتے ہیں۔ اطلاع دینے والے نے اپنا فرض سمجھا کہ مجھ سے کہے "واقعی بڑے افسوس اور دکھ کی بات ہے۔ مگر اس معاملے میں کوئی کر بھی کیا سکتا ہے"

"میں جانتا ہوں" میرا جواب تھا۔ حالانکہ میں نہیں جانتا کہ اس نے اپنے ساتھ ایسا کیوں کیا جبکہ میں اس کو بہت سال سے اتنے قریب سے جان گیا تھا کہ اپنے خیال کے مطابق اس کے اندر کی کیفیات کو سمجھ لینا میرے لیے کسی حد تک مشکل نہیں رہ گیا تھا یہ بات اور کہ آج مجھے اس بات کا دکھ ہوتا ہے کہ میں نے اس کو اتنا کیوں جانا کہ جاننے کا دکھ نہ جاننے کے دکھ سے کہیں بڑا ہوتا ہے۔ اگر میں اس کو اتنا نہ جانتا تو آج اس کی خودکشی کے حادثہ پر اظہار افسوس بھی کر سکتا تھا اور اظہار حیرت بھی۔ لیکن یہ دونوں کام میں اس دن انجام دے چکا تھا جس دن اچانک اور خلاف توقع اس نے میرے سامنے دم توڑ دیا تھا یہ بات اور کہ اس کی اس موت سے میرے علاوہ شاید کوئی اور واقف نہیں ہے۔

اس کی پیدائش کے حادثے کا تو مجھے علم نہیں لیکن اس کی موت کے حادثے سے میں کافی پہلے سے واقف ہوں جبکہ وہ مجھ سمیت سب سے مرنے کے عرصہ دراز بعد تک ایسا رویّہ اپنائے رہی جیسے وہ نہ صرف یہ کہ زندہ ہے بلکہ وہ زندگی کے ہر زاویے سے آنکھیں ملا سکتی ہے۔

میری اس سے پہلی ملاقات عام سی تھی۔ یہ کالج میں میرے داخلہ کا پہلا دن تھا۔ دوسرے بہت سے فریشرز کی طرح میں بھی داخلے فارم کے پیچیدہ کالموں سے لے کر پرانے اسٹوڈنٹس کے بے باک جملوں تک کی زد میں تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک لڑکی کھدر کی معمولی سی ساڑی میں ملبوس پاؤں میں گھِسا سی چپل پہنے جلدی جلدی ادھر سے ادھر آجا رہی ہے اس کے ارد گرد نئے اور پرانے طلبا کا جمگھٹا تھا، وہ کسی کے داخلہ فارم کو صحیح کراتی کسی کو کسی دوسرے سے متعارف کراتی تو کسی پر بے تکلفی سے فقرہ کس کر قہقہوں کا موقع مہیا کرتی۔ تب ہی کسی نے مجھے اس سے مدد لینے کا مشورہ دیا تھا اور مشورہ دینے والے سے میں نے کہا تھا "میں اس کو جانتا تک نہیں پھر اس سے کیا کہوں" مشورہ دینے والے نے جواب میں میری طرف متوجہ نہ ہو کر اس کو میری طرف متوجہ کر کے کہا تھا "ستے! مدد ہو گئی ان صاحب سے۔ نہ جانے کہاں سے کھل کر آئے ہیں کہ والدین کو نہیں پہچانتے" سب لوگ میری طرف متوجہ ہو گئے تو میری گھبراہٹ میں اضافہ قدرتی بات تھی۔ اس نے تاڑ لیا اور میری طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولی "یہ کوئی بات نہیں آپ پریشان نہ ہوں کچھ دن میں پہچان جائیں گے ویسے میرا نام نشا ہے۔" "عرف والدین" کسی نے ٹکڑا لگایا تھا۔ یہ تو پھر بعد میں معلوم ہو سکا کہ والدین ہمارے کالج کی خاص اور خود ساختہ اصطلاح تھی جو ہر اس شخص کے لیے استعمال کی جاتی تھی جو اپنے علاوہ سب کے کاموں میں دلچسپی لے۔ ہر کالج میں ایسے کئی لوگ پائے جاتے ہیں جو اپنے ساتھیوں کے ساتھ مربیوں کی طرح پیش آتے ہیں۔ ایسے لوگ جہاں کالج میں مقبولیت پاتے ہیں وہاں نئے طلبا کے لیے ماحول میں گھل مل جانے میں مدد دینے کے علاوہ کالج کی زندگی کے دوسرے شعبوں میں بھی مددگار ثابت ہوتے ہیں نشا حقیقتاً بہت سوں کی مددگار ثابت ہوئی اور میری تو اس نے عرصۂ دراز تک ہر طرح مدد کی خاص طور پر وہ ذہنی رفاقت بھی مہیا کی جو بعض اوقات دوسری تمام مددوں سے زیادہ اہم ہوتی ہے اور جو نئے اسٹوڈنٹس کو مشکل ہی سے میسّر آتی ہے اور میں تو اس کے مقابلے میں بہت جونیئر تھا۔ میرا بی اے کا پہلا سال تھا اور وہ پی ایچ ڈی کی اسٹوڈنٹ تھی۔ پی ایچ ڈی تک پہنچتے پہنچتے یوں بھی طالب علم استاد کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے اور کالج میں رہتے رہتے ماحول میں ایسا رچ بس جاتا ہے کہ لگتا ہی نہیں کہ یہ بھی کبھی نیا تھا۔ نشا نے مجھے کبھی محسوس نہیں ہونے دیا کہ میں جونیئر ہوں یا اس کی ذہنی یا تجرباتی سطح مجھ سے بلند ہے۔ خوش اخلاقی، بے تکلفی اور خدمت سب ہی کے لیے اس کی عادت میں شامل تھی اور میں تو اس کے ان ساتھیوں میں سے تھا جنھیں ہمارے کالج کی مخصوص اصطلاح میں لے پالک کہا جاتا ہے۔

میرے اور اس کے ذوق میں کئی باتیں مشترک تھیں اس لیے کھیل کود سے لے کر تعلیمی مباحث تک میں اکثر اس کا اور میرا ساتھ ہوتا گیا اور وہ اور میں عمروں اور تعلیمی سالوں میں فرق کے باوجود ایک دوسرے کے قریب آتے گئے آہستہ آہستہ میرے لیے اس کا ساتھ ناگزیر ہوتا گیا اور شاید کالج کے ماحول نے بھی ہم دونوں کے ساتھ کو دوسروں کے ساتھ رہنے کے واقعات کی طرح قبول کر لیا۔ جتنا میں اس کے قریب ہوتا گیا مزید قریب ہونے کی خواہش میں اضافہ ہونے لگا۔ اکثر ایسا ہوتا کہ بحث کرتے کرتے میں خاموشی سے اس کو دیکھنے لگتا اور ان لمحوں میں مجھے لگتا کہ میں صرف اپنی طالب علم دوست کو نہیں بلکہ ایک عورت کو دیکھ رہا ہوں ایسی عورت کو جس کی اچھی عادتوں اور ذہانت کی روشنی نے اس کے فطری حسن کو خود میں چھپا لیا ہے لیکن یہ لمحے بہت کم ہوتے۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ نہ جانے کیسے تاڑ جاتی اور کہتی:

"کیوں؟ کیا کوئی نئی فلم دیکھ کر آ رہے ہو، یوں عاشقوں کی طرح مجھے کیا دیکھ رہے ہو" میرا دل چاہتا کہ اس سے کہوں کہ تم بھی مجھے اسی طرح دیکھو بڑا اچھا لگتا ہے۔ کبھی تو

اپنی ذہانت اور معلومات کے ملبے سے نکل کر ایک عام لڑکی کی طرح میری طرف دیکھو پھر تمہیں اندازہ ہوگا کہ خشک فلسفے کے مقابلے میں یہ کتنے خوبصورت ہوتے ہیں۔ ذرا غور کرو حسن اور معصومیت کی اپنی اہمیت ہے بھائی تم جو دن رات کالج کے کینٹین اور ہوسٹلوں کے کمروں میں زندگی اور اس کے فلسفہ پر بحث کرتی رہتی ہو۔ تم جو سماجی انقلاب کا بوجھ اپنے اپنے کاندھوں پر اٹھائے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی ہو، تم جو رسموں کی زنجیروں کے چٹخنے کی آواز سن اور سنا رہی ہو کبھی تو صرف نشا کی طرح میری طرف دیکھو مگر اس کی بے تکلفی کبھی اس موضوع کو سنجیدہ نہ ہونے دیتی اور ہمیشہ وہ ساری سوچ خیال کے سارے حسن کو کتابی باتیں کہہ کر اس کی ساری پرتیں ایسے اتارتی کہ جذبہ کی کشش دم توڑ دیتی اور مجھے لگتا کہ وہ صرف مادّی زندگی کی قائل ہے جبکہ ایسا ہرگز نہیں تھا میں نے بارہا اسے دوسروں کے دکھ کے لیے دکھی ہوتے دیکھا تھا اور کتنی بار اس نے اپنے لیے مشکلات اور بدنامیاں سمیٹ کر عملی اور جذباتی طور پر دوسروں کو سہارا دیا تھا جن میں سے ایک میں بھی تھا جو اپنے آپ کو اس کے اتنا قریب لے جا چکا تھا کہ اس کے بغیر خود کا تصور بھی مشکل تھا آتا تھا حالانکہ سب ہی ایک دوسرے کے بغیر رہ سکتے ہیں، اور رہتے ہیں۔

باوجود اس قربت اور بے تکلفی کے وہ نہ جانے کیسے مجھ تک سے ایک خاص قسم کا فاصلہ بنائے رکھنے پر قادر تھی، اور شاید یہی فاصلہ تھا جس نے مجھ میں پیاس کو شدید کر دیا تھا۔ فاصلہ خواہش کی شدت میں اضافہ کر دیتا ہے اور شاید یہی شدت مجھ میں در آئی تھی۔

کالج میں آئے مجھے کئی سال بیت چکے تھے اس کی ریسرچ بھی مکمل ہونے والی تھی۔ میں اب اس کے اتنا قریب اور متاثر ہو چکا تھا کہ اپنی آئندہ زندگی کا پروگرام اسی کے ساتھ بنانے پر اپنے آپ کو مجبور پاتا تھا۔ اس کے ساتھ گزارے ہوئے عرصے میں میں جان چکا تھا کہ وہ ایک کھلے دل و دماغ کی عورت ہے اور ایک ہونے کے لیے وہ عمروں اور سماجی تفاوت کی نہ پابند ہے اور نہ قائل۔ میں مطمئن تھا کہ میرے اور اس کے خیالات بہت حد تک یکساں ہیں اور مجھے یقین تھا کہ میں ایک دن اس میں خالص نشا کو جگانے پر قادر ہو جاؤں گا۔

اب میں اس کے پریشان کن گھریلو پس منظر سے بھی واقف تھا اور اسے تئیں اس کی خاص پسند اور توجہ سے بھی اور یقیناً وہ بھی مجھ سے میری طرح واقف رہی ہوگی اس لیے کہ سب سے واقف رہنا اس کی عادت بن چکی تھی اور کالج میں یہ بات عام طور پر کہی جاتی تھی کہ نشا کالج کی زندگی کے بعد بھی اسی طرح سماج سے لڑتی رہے گی۔ خود مصیبت جھیل کر دوسروں کی مدد کرتی رہے گی اور اسی طرح اپنی سادہ سی مسکراہٹ کے پھول دوسروں کی راہوں میں بکھیرتی رہوگی۔ اس کے جانے کے دن قریب تھے اور میں باوجود اپنی ساری خود اعتمادی کے



اور اس کے ساتھ بے تکلفی کے، دل کی بات کے اظہار سے ہچکچا رہا تھا اس لیے کہ وہ بہر حال میرے اور اپنے درمیان بھی اس فاصلے کو بنائے رکھنے پر قادر تھی جس کو عبور کیے بغیر بات یقینی نہیں ہوتی۔ اپنی بات کو یقینی بنانے اور اپنے خوابوں کو سچ کرنے کے لیے ایک دن میں نے ہمت کر کے نہایت سنجیدگی سے اسے اپنے دل کی بات بتا دی اور ردِ عمل دیکھنے کے لیے خاموش رہا میں نے دیکھا کہ اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا ہمیشہ کی طرح اس نے بحث کرنے کے بجائے چپ سادھ لی۔ میں نے کریدنا چاہا اور کہا "میں جانتا ہوں کہ تم عمروں کے تفاوت اور سماجی اونچ نیچ کے قائل نہیں ہو۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میں تم سے شدید محبت کرتا ہوں اور تم..... اور یہ کہ تم پگلی ہو۔ جاؤ اس وقت تم یہاں سے مجھے کچھ ذاتی کام کرنا ہے" میری بات کاٹ کر اس نے عجیب سے اجنبیت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے کی تبدیلی اور ردِ عمل کی شدت پر میں حیران اور ساکت رہ گیا۔ وہ میری طرف سے منہ موڑ کر کھڑی ہوگئی۔ میں نے محسوس کیا کہ اس کی آواز میں آنسو شامل تھے۔

میرا دل چاہا کہ اس سے پوچھوں کہ یہ کیا ہے کیا تم بھی عام عورتوں کی طرح .....، مگر خلافِ معمول اس کے کمرے سے میں یوں نکل آیا جیسے کوئی کسی کو دفنا کر لوٹا ہو۔

اگلی صبح ملی تو حسبِ معمول تھی اسی طرح شانت اور پرجوش مگر وہ فاصلہ جو اس نے اپنے اور میرے درمیان بنائے رکھا تھا جوں کا توں تھا تعلیمی زندگی کے دن اسی تیز رفتاری اور بے تکلفی سے گذرتے گئے گرچہ وہ جوں کی توں تھی مگر اسے دیکھ کر مجھے کسی لاش کا گمان گذرتا مجھے لگتا کہ اس نے اپنی علمیت گمبھیرتا اور فلسفے کے ہتھیار سے مار کر نشا کی لاش کو میرے سینے میں دفن کر دیا ہے۔ وقت اپنی رفتار سے بہتا رہا دوسروں کی طرح وہ اور میں بھی کالج کی زندگی گزار کر اپنی اپنی سمت چلے گئے۔ کبھی کبھی کسی سے اس کی خبر مل جاتی کہ وہ اب بھی جوں کی توں ہے ویسی ہی اچھی ویسی ہی خراب۔ پھر کسی نے مجھے بتایا کہ اس نے گھریلو مجبوریوں کے کارن اپنے شہر کے کسی بوڑھے رئیس سے شادی کر لی ہے۔ یہ خبر واقعی اوروں کے لیے تعجب خیز تھی کہ ایسی انقلابی مزاج کی لڑکی اور کچھ کر گذرنے کی دھن میں مست یوں دولت اور مجبوریوں کے سامنے دو زانو ہو جائے گی مگر میرے لیے یہ خبر کوئی تعجب خیز نہ تھی کیونکہ میں جانتا تھا کہ یہ سب نشا نے نہیں کیا ہوگا کہ وہ تو کب کی خود کو مجھ میں دفن کر چکی ہے، بھلا لاشیں بھی کہیں احتجاج کر سکتی یا سوچ سکتی ہیں۔ آہستہ آہستہ دوسرے واقعات اور حادثوں کی طرح یہ حادثہ بھی میرے ذہن میں دھندلا ہوتا گیا کبھی کالج کے دنوں کا کوئی ساتھی مل جاتا تو پھر اس کا تذکرہ تازہ ہو جاتا مگر میرے دل میں ہمیشہ یہ بات کھٹکتی رہی کہ آخر وہ کیا اسباب تھے جن کی وجہ سے اس نے خود کو علم، خدمت، فلسفہ، اور بے تکلف قہقہوں کی بھیڑ میں گم کر دیا تھا۔ کبھی کبھی افسوس ہوتا کہ کاش اس نے خود کو یوں نہ مار رکھا ہوتا۔ وہ بھی دوسروں کی طرح عام اور بے ضرر سی زندگی گذار سکتی اور اس رات میرے سنجیدہ بے دلغ جذبہ کا سامنا کرنے سے یوں منہ نہ موڑتی تو میں اس کی کہانی یوں نہ کہہ رہا ہوتا اس لیے کہ مجھے یہ اقرار کرنے میں آج بھی کوئی عار نہیں ہے کہ میں اس رات اس کو اپنے سینہ میں دفنا کر اس کے کمرے سے نکلا تھا اور وہ لاش آج بھی میرے سینے میں بے کفن محفوظ ہے جبکہ وہ اس دن کے بعد سے آج اس کی خودکشی کی خبر ملنے تک زندگی رسم نبھاتی رہی تھی۔

اس کی لاش کو ابھی تک لوگوں نے کفن پہنا کر دفنا دیا ہوگا لیکن میں محسوس کر رہا ہوں کہ میرے سینے میں محفوظ اس کی لاش میرے ہی کفن میں لپٹی جائے گی۔ میری ہی قبر میں سُلائی جائے گی۔

(اردو سروس سے نشر)

باتیں جن سے زندگی سنورتی ہے

تحریر: سید رکن الدین اصدق

ہفت اقلیم گر بگیرد پادشاہ
ہمچنیں در بندِ اقلیمِ دگر

سات ملکوں کی فرماں روائی حاصل ہو جانے کے بعد بھی بادشاہوں کو آٹھویں ملک کی فکر دامن گیر رہتی ہے۔ دارا و سکندر، آدھی دنیا پر فتوحات کے پرچم لہرا دینے کے بعد بھی مطمئن نہ دیکھے گئے۔ البتہ موت کے بعد آنے والی زندگی پر جنھیں اعتماد و یقین حاصل تھا وہ دنیا سے ہمکنار رہنے کے باوجود لذتِ نفس کے شکنجہ میں کبھی نہ دیکھے گئے ــــــــ اتنا ہی نہیں بلکہ دنیا کی رنگینیاں انھیں اپنی طرف مائل نہ کر سکیں تو مصائب بھی ان کو ہراساں نہ کر سکے ــ حضرت مخدوم سعدی علیہ الرحمۃ نے ایک واقعہ نقل فرمایا ہے کہ ایک درویش کسی دریا کے کنارے دیکھا گیا جسے چیتے نے زخمی کر دیا تھا مگر وہ درد کی لذت پا کر آہ نہ کہتا بلکہ ہر دم خدا کا شکر ادا کرتا۔ لوگوں نے پوچھا جب تو تکلیف میں مبتلا ہے شکر کس چیز کا ادا کر رہا ہے۔ درویش نے جواب دیا ــــ "شکر آنکہ بمصیبتے گرفتارم نہ بمعصیتے"۔ شکر اس بات کا ادا کرتا ہوں کہ تکلیف میں مبتلا ہوں جو اس دنیا کی چند روزہ زندگی کے ساتھ ہے۔ اگر گناہ میں مبتلا ہوتا تو ابدی زندگی میں اس کا عذاب سر پر آتا یعنی اس خدائے پاک نے ہمیشہ کی معصیت سے بچا کر ایک فانی تکلیف دی تاکہ درد کا مزہ پا کر گناہوں سے دور رہوں یہ کیا کم احسان ہے۔ اسی لئے تو کسی عاشقِ جانباز نے کہا ہے:

(پٹنہ سے نشر)

افسانہ

خوابوں کے کھنڈر

الیاس فرحت

بگو کی موت کی خبر نے اس کو جھنجوڑ کر رکھ دیا۔ وہ سر سے پاؤں تک لرز کر رہ گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ ایسا کیوں کر ہوا ہے ــــــ ابھی ابھی وہ کل پرسوں ہی بگو سے ملا تھا تب تو وہ اچھی خاصی تھی۔۔۔۔۔ وہی دیوانگی۔۔۔ وہی پاگل پن۔ دلہن بننے کا وہی جنون۔۔۔ مہندی میں رچے ہوئے ہاتھ، سر پر پھولوں کا سہرا۔ کلائیوں میں گجرے ــــــــ اور ہونٹوں پر مسی کی دھڑی۔۔ پھر کل اچانک کیا ہو گیا۔ وہ سوچ میں پڑ گیا۔ ایک گہری فکر میں اس کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور وہ دور خلاؤں میں گھورتا ہوا دیوار کی ٹیک سے وہیں بیٹھ گیا۔ اس کا دل اندر ہی اندر بیٹھا جا رہا تھا۔

وہ معمولی کلرک تھا جس کی تین جوان بیٹیاں شادی کی آس لگائے بیٹھی تھیں۔ وہ ان لڑکیوں کے رشتے کے لئے جستجو کر رہا تھا لیکن ہر بار بات جہیز کے لین دین اور گھوڑے جوڑے کی رقم پر ٹوٹ جاتی تھی۔ اس کی مالی حیثیت ایسی نہیں تھی کہ وہ لڑکے والوں کے مطالبات پورے کر سکتا۔ وہ ایک معمولی کلرک تھا اور اپنی قلیل آمدنی میں اس نے بس اپنی تینوں لڑکیوں کو خوب تعلیم سے آراستہ کیا تھا۔ اس کی پہلی لڑکی شاہین گریجویٹ تھی لیکن ملازمت نہ ملنے کی وجہ سے گھر پر بیٹھی ہوئی تھی۔ دوسری لڑکی سلمیٰ نے امتیازی، نشانات سے میٹرک پاس کیا تھا اور اب کسی سلائی اسکول میں کام سیکھ رہی تھی۔ اس طرح چھوٹی لڑکی زہرہ بھی میٹرک کامیاب کرنے کے بعد پکوان کا کورس پورا کر رہی تھی۔ تینوں لڑکیاں امور خانہ داری سے پوری طرح واقف تھیں۔ وہ انتہائی نیک شریف خوش اخلاق اور خوبصورت بھی تھیں۔ لیکن اس کے باوجود ان کی شادیوں کے معاملہ میں ان کی غربت ہمیشہ آڑے آئی اور کافی عمر کو پہنچ جانے کے باوجود کسی کی بھی شادی نہ ہو سکی۔۔۔۔۔ وہ فکر مند تھا ان لڑکیوں کی طرف سے اور دن رات اسی فکر میں گھلا جا رہا تھا۔ اس کی بیوی صالحہ بھی ایک نیک خاتون تھیں مگر لڑکیوں کی ذمہ داری نے اس کا بھی چین چھین لیا تھا۔ دونوں میاں بیوی دن رات بس اسی فکر میں غلطاں رہتے۔ اپنی مفلسی کا خیال کر کے انہوں نے تین ہی لڑکیوں پر اکتفا کیا تھا۔ اتفاق سے تینوں لڑکیاں ہی پیدا ہوئی تھیں پھر بھی انہوں نے چوتھے کی حسرت اور اولاد نرینہ کے ارمان کو کچل کر رکھ دیا اس کے باوجود ان کے گھر میں خوشیاں نہیں چھائیں اور گھر پر موت کا سناٹا ہمیشہ منڈلاتا رہا ــــــــ

بگو کی موت نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی۔

وہ ایک دیوانی اور پاگل عورت تھی۔ اس کو دلہن بننے کا خبط تھا اور شاید اسی لئے وہ پاگل بھی ہوئی تھی۔ دن رات وہ باسی پھولوں کا سہرا باندھے پھرتی رہتی ــــ شہر کے ہر طبقے کے لوگ اس سے بڑی عقیدت رکھتے تھے اور اس کو سر آنکھوں پر جگہ دیتے تھے۔ اس سے متعلق ایک عام عقیدت یہ تھی کہ وہ جس کو بھی چھولے یا کسی کے ہاتھ کا کچھ کھا لے تو اس کے سارے دلدر دور ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ہوٹل والے اپنا کھانا، میوہ والے اپنا میوہ، پان والے اپنا پان اور رکشہ والے اپنا رکشہ ہمیشہ اس کے لئے تیار رکھتے۔ وہ کسی بھی ہوٹل میں بلا کھٹکے چلی جاتی اور خوب ڈٹ کر کھاتی لیکن ہوٹل والا اس سے پیسوں کا مطالبہ نہیں کرتا بلکہ اس میں اپنی خوشنودی سمجھتا اور اس کو عزت سے جانے کی اجازت دیتا اور ساتھ ہی کچھ رقم بھی اس کے ہاتھ میں رکھ دیتا۔ وہ نہ شکریہ ادا کرتی اور نہ ہوٹل والے کا منہ ہی دیکھتی۔ بس جیسی آتی تھی ویسے ہی چلی جاتی۔ لیکن ہوٹل والا آج کے دن خوشی سے پھولوں میں سما جاتا۔ ان لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ اب دولت چھپر پھاڑ کر ضرور آئے گی۔ وہ ایک انتہائی میلی کچیلی اور ہر دم غلیظ رہنے والی عورت تھی اس آنکھیں بڑی بڑی۔ ناک قدرے ستواں اور ہونٹ پتلے پتلے تھے۔ رنگ بھی ذرا کھلتا ہوا تھا۔ چہرے مہرے سے وہ کسی اچھے خاندان سے لگتی تھی۔ لیکن اس دیوانگی اور، پاگل پن میں اس کو کوئی سدھ نہ تھی۔ ہمیشہ میلی کچیلی رہتی بدن پر پھٹے ہوئے کپڑے، بال بکھرے ہوئے تاہم دلہن بننے کا شوق اس دیوانگی میں بھی قائم تھا۔ سر پر سہرا، ہاتھوں میں مہندی، آنکھوں میں کاجل اور چپر چپر پان کھاتے رہنا یہ اس کی پہچان تھی۔

اس نے بگو کو شہر کے ہر اچھے برے ماحول میں دیکھا تھا۔ وہ بس اسٹاپ، ریلوے اسٹیشن جوا خانہ اور شراب کے اڈوں پر آزادی سے گھومتی پھرتی رہتی۔ اس کے پھٹے کپڑوں سے اس کا بدن جھانکتا رہتا لیکن اس کو فکر نہیں تھی ــــ وہ جہاں کہیں سے گذر جاتی لوگ اس کے ہاتھ میں کچھ نہ کچھ پیسے رکھ دیتے اور وہ اپنی ساڑی کے پلو میں باندھ کر دل ہی میں کچھ حساب لگاتی رہتی ــــــــ

وہ جب نیا نیا اس شہر میں آیا تھا تو ایک دن اسی بگو نے بس اسٹاپ پر اس کا ہاتھ پکڑ کر زور زور سے چلا کر کہا تھا "مل گیا، یہی ہے میرا دولہا، اب بلاؤ قاضی جی کو کر دو میری شادی" ــــــــ بگو کی اس اچانک حرکت پر وہ خفیف سا ہو کر رہ گیا تھا۔ اطراف کے سارے لوگ قہقہہ مار کر ہنس پڑے تھے اور بچوں نے شور مچا کر اس کے اطراف ناچنا شروع کر دیا۔ وہ بھی ان میں شامل ہو کر دھما چوکڑی مچانے لگی اور اٹھا سیدھا کر مٹکا کر، ناچنے لگی۔ وہ بھی شرم سے پانی پانی ہو گیا تھا، موقع ملتے ہی وہاں سے کھسک گیا لیکن اس کے دل کے نہاں خانے میں امید کی ایک کرن جگمگا اٹھی۔ آج بگو نے خود سے اس کا ہاتھ تھام لیا تھا۔ اگر یہاں کے لوگوں کی عقیدت کی بات سچ ہے تو یقیناً اس کے بھی دن پھرنے والے ہیں اس کی بھی ساری فکریں دور ہونے والی ہیں۔ وہ دل ہی دل میں خوش ہونے لگا اور بگو کے تعلق سے اس کی عقیدت خواہ مخواہ سر اٹھانے لگی۔ اس نے دل ہی دل میں ارادہ کیا کہ ایک دن وہ بھی بگو کو اپنے گھر لے جا کر کھانا وغیرہ کھلائے گا۔ تاکہ وہ کچھ اور زیادہ اس کی طرف توجہ دے اور جلد سے جلد اس کے گھر میں خوشیاں ابھر آئیں۔ وہ ہر دم بگو کی تلاش میں رہنے لگا تاکہ اس کو اپنے گھر چلنے کی دعوت دے۔ مگر بگو کا کوئی ٹھور ٹھکانہ نہیں تھا۔ ابھی یہاں تو ابھی وہاں۔ وہ تو ایک چھلاوہ تھی۔ پھر اس کے پیچھے عموماً بچوں کا ایک ہجوم ہوتا جو اس کو چھیڑتا اور چڑاتا رہتا ــــ وہ سامنے سامنے ناچتی رہتی اور پیچھے بچے اس طرح گاتے رہتے۔

بگو دیوانی
چھنگیا پانی
آئی جوانی
مر گئی نانی

وہ خوب کھلکھلا کر ہنستی رہتی۔ ایسے میں اس سے بات کرنے کا موقع ملنا مشکل تھا ــــ ایک رات تقریباً گیارہ بجے وہ گھر لوٹ رہا تھا تو بگو اس کو اپنی گلی کے موڑ پر راستے

میں بیٹھی نظر آگئی اس نے یہ موقع غنیمت جانا اور اس کے قریب آکر کھڑا ہوگیا۔ وہ اپنے بالوں میں پھولوں کا گجرہ سنوارنے میں معروف تھی اور اطراف میں لوگ بھی نہیں تھے۔ اس نے آہستہ سے آواز دی۔ ۔ ۔ ۔ بگو۔ ۔ ۔ ۔ اس کا دل زور سے دھڑک رہا تھا ـــــــ بگو نے پہلے تو اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی لیکن جب اس نے دوبارہ پکارا تو ذرا ناپسندیدہ نگاہوں سے اس کو گھورنے لگی اور چلا کر کہا۔

"کیا ہے۔ آگیا مائی ملا ستانے کو۔ ۔ ۔ ۔" وہ پھر اپنے اپنے کام میں معروف ہوگئی۔

"میرے گھر چل کے کھانہ کھالے۔" اس نے ہمت سے کام لیا اور کہا۔

"کھانا!" اس نے تقریباً چلا کر کہا اور زور زور سے ہنسنے لگی۔ وہ خفگی سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ لیکن اتفاق سے گلی میں لوگ کم تھے اور ان کی طرف کوئی توجہ بھی کم دے رہا تھا۔

"ہاں ہاں کھانا۔ چل اٹھ" اس نے دوبارہ کہا۔

"پہلے میرے سے شادی کر پھر میں تیرے گھر آسکتی ہوں" بگو نے فیصلہ کن انداز میں کہا اور وہ گڑبڑا کر رہ گیا۔ اسکے ہاتھ پاؤں سن ہوگئے۔

"کیا سوچ رہا رے۔" بگو نے ڈھٹائی سے پوچھا ـــــ کچھ لین دین کا سوال ہے کیا۔ تو کچھ فکر مت کر، بہت ہے میرے پاس۔ ۔ ۔ ۔ بس تو ہاں بول دے ـــــــ وہ بری طرح سوچ میں پڑ گیا لیکن آج وہ بگو کو اپنے گھر لے جانا چاہتا تھا اسی لئے چپکے سے حامی بھر لی۔

"شادی بھی ہو جائے گی پہلے کھانہ تو کھالے۔" اس نے دھیرے سے کہا۔

"سچ" وہ ایک دم اچھل پڑی۔ تو راضی ہے تو چل پہلے میرا گھر دیکھ لے، جہیز کا سامان دیکھ لے ـــ چل چل ـــــ بگو نے اس کا ہاتھ پکڑا اور گھسیٹتی ہوئی ایک گلی کی طرف لے گئی۔ وہ حیران و پریشان اس کے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ گلی ختم ہونے کے بعد ندی کے کنارے ایک ویران، کھنڈر میں وہ اس کو لے آئی۔ یہاں پر قدرے تاریکی تھی۔ اس نے مٹی کا دیا جلایا۔ اور اپنے جہیز کا سامان دکھلانے لگی۔ ـــــ یہ دیکھو پلنگ، یہ برتن، یہ الماری۔ یہ ریڈیو۔ یہ میز کرسیاں ـــــ یہاں پر دنیا بھر کا کچرہ جمع تھا۔ بہت سارے پتھر رکھے ہوئے تھے کئی خالی ڈبے اور کاغذات کا ڈھیر تھا۔ وہ ان سب کو اپنے جہیز کا سامان بتا رہی تھی پھر اس نے ایک کونے میں کھودنا شروع کیا۔ وہاں سے ایک ڈبہ نکلا۔ اس نے وہ ڈبہ دکھایا اور کہا۔ "گھوڑے جوڑے کی رقم کی تو پرواہ مت کر۔ دیکھ اس میں لاکھ دو لاکھ تو ہونگے!"

وہ دل ہی دل میں ہنس دیا۔

"میں تیار ہوں مگر پہلے تو میرے گھر چل کر کھانا کھالے"

"واہ شادی سے پہلے میں تیرے گھر کیسے آسکتی ہوں" بگو نے کھٹاک سے جواب دیا۔

"پھر تو پاگل کہاں ہے رے۔" اس نے پوچھا۔

کون کہتا ہے میں پاگل ہوں۔ چل چل اب بہانے مت بنا۔ چل قاضی جی کو ڈھونڈینگے ـــــ وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر پھر باہر لے آئی۔ ابھی وہ باہر نکل رہے تھے کہ ایک بڑھیا لکڑی ٹیکتی ہوئی اندر آتی ہوئی ملی۔

"ارے کون ہے بگو۔ ۔ ۔ ۔" اس بڑھیا نے پوچھا۔

"اماں لڑکا مل گیا۔ بس اب شادی کر ڈال۔ ۔ ۔ ۔" اس نے بڑھیا کا ہاتھ پکڑ لیا۔ وہ راضی ہے میں نے اس کو سارا سامان دکھا دیا۔ وہ راضی ہے اماں ـــ اس بڑھیا نے بگو کی باتوں پر کوئی دھیان نہیں دیا۔ اور ایک طرف اپنی لاٹھی ٹیک کر پھٹے پرانے بستر پر آکر بیٹھ گئی۔ پھر پوچھا۔

"کون ہے رے بابا۔"

"میں ہوں اماں۔" اس نے جواب دیا۔

تو کہاں اس دیوانی کے چکر میں پھنس گیا۔ یہ تو پاگل ہے۔ ہر روز کسی نہ کسی کو پکڑ کر اسی طرح لاتی ہے۔

"اماں۔ اماں" بگو زور زور سے چلانے لگی۔

"چپ کل موہی" بڑھیا نے اس کو ڈانٹ دیا۔ جا بیٹا اپنا راستہ لے۔ بگو غصے سے ایک کونے میں جا کر بیٹھ گئی۔ اور اول فول بکنے لگی۔ وہ بڑھیا کے قریب آکر بیٹھ گیا اور آہستہ سے پوچھنے لگا۔

"اماں۔ یہ بگو کون ہے۔ یہ کیسا چکر ہے؟"

بیٹا یہ میری بیٹی ہے۔ اس کا نام بیگم ہے۔ ہم ایک اچھے خاندان کے لوگ ہیں۔ لیکن زمانے کے ہاتھوں ہمارا یہ حال ہوا ہے اس کا باپ اس کی شادی کی فکر کرتے کرتے مر گیا۔ ہم لوگ اچھے خاندان سے ہیں لیکن غریب تھے اور گھوڑے جوڑے اور جہیز کا انتظام نہیں کر سکے اس کی وجہ سے اس کی شادی نہیں ہو سکی۔ ایک بار بارات گھر پر آکر لوٹ گئی۔ بس اسی دن سے یہ پاگل ہوگئی ہے۔ دن رات یہ پھولا ن پہن کر دلہن بنی پھرتی ہے۔ اور ایک ایک کا ہاتھ پکڑ کر لاتی ہے۔ نہ جانے کہاں کہاں سے یہ کوڑا کرکٹ جمع کر رکھا ہے اور یہ پاگل چھوکری اس کو جہیز کا سامان سمجھتی ہے۔ اب اس کو کون سمجھائے۔ بڑھیا اتنا کہہ کر خاموش ہوگئی وہ شاید رونے لگی تھی۔

آپ اس کا علاج کیوں نہیں کرواتیں۔ اس نے ہمدردی سے پوچھا۔

علاج؟ بیٹا علاج کرواؤنگی تو یہ اچھی ہو جائے گی۔ اور اچھی ہو جائے گی تو پھر شادی کا سوال اٹھ کھڑا ہو جائے گا۔ نہ بیٹا۔ یہ پاگل ہی بھلی۔ اس سے ہمارا پیٹ بھرتا ہے۔ بڑھیا پلو سے آنسو پونچھتی رہی اور وہ گم صم وہاں بیٹھا رہا ـــــ بگو کی اول فول بکنے کی آواز اب ذرا مدھم پڑ گئی تھی۔ کچھ دیر بیٹھ کر وہ وہاں سے چلا آیا ـــــ اس کا سر چکرانے لگا تھا۔

آج بگو کی موت کی خبر نے اس کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ وہ سر سے پاؤں تک لرز کر رہ گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ آخر یہ سب کچھ کیسے ہوا۔ وہ تو اچھی خاصی بھلی چنگی تھی۔ صرف اس کے دماغ پر ہلکا سا اثر تھا۔ لیکن بے رحم موت پاگلوں کو بھی نہیں چھوڑتی۔ وہ دوڑا دوڑتا اس مقام تک آیا۔ یہاں پر اس کی میت کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ محلے کے لوگ اس کی موت مٹی میں ہاتھ بٹا رہے تھے۔ اس نے دیکھا بگو کی میت اس کے اپنے اکٹھا کئے ہوئے جہیز کے سامان کے بیچ میں رکھی ہوئی تھی ـــ وہ بڑھیا اب بھی اسی کونے میں بیٹھی آنسو بہا رہی تھی ـــــ وہ سیدھا بڑھیا کے پاس آگیا اور سلام کر کے قریب بیٹھ گیا۔

"اماں آداب" ـــــ بڑھیا نے دھندلی آنکھوں سے اس کو دیکھا۔ اور آداب کا جواب دیکر خاموش ہوگئی۔

"یہ سب کیسے ہوگیا اماں ـــ بگو بیمار تو نہیں تھی۔" اس نے پوچھا۔

"سب قسمت کا کھیل ہے بیٹے" بڑھیا نے بڑی مشکل سے جواب دیا ـــ تجھے خبر نہیں سارا شہر جان گیا ہے۔ میری تو عزت خاک میں مل گئی ـــ اس کی سمجھ میں کچھ بھی نہیں آرہا تھا۔ اس نے گھبرا کر پوچھا ـــ نہیں اماں مجھے کچھ بھی معلوم نہیں۔ آخر ہوا کیا؟

"پتہ نہیں زمانے کو کیا ہوگیا ہے بیٹے" بڑھیا نے پلو میں منہ چھپا لیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی ـــــ لوگ ایک پاگل عورت کو بھی نہیں چھوڑتے۔ کل رات کسی منہ جلے نے میری بیٹی کی عزت لوٹ لی ـــــ اور بگو نے ان پتھروں میں اپنا سر ٹپک ٹپک کر اپنی جان دیدی۔ میں بوڑھی اندھی مجھے معلوم بھی نہیں کب اس نے دیواروں سے ٹکریں لی اور کب بڑا پتھر اٹھا کر خود ہی کو کچل ڈالا ـــ وہ تو صبح کو لوگوں نے دیکھا۔

بعد میں پولیس آئی۔ بہت لفڑے ہوئے اور پھر معلوم ہوا کہ کل رات۔ ۔ ۔ ۔ ۔

"اماں" اس کے منہ سے بس اتنا ہی نکل سکا۔ اس کو جیسے سانپ سونگھ گیا اور وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے بگو کی میت کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کو لگا جیسے وہاں پر بگو کی میت نہیں اس کی تینوں بیٹیوں کی میتیں رکھی ہیں۔ اور سارا زمانہ ننگے قہقہے لگا کر ان لاشوں کی ننگی بوٹیاں نوچنا چاہتا ہے ـــ اس کا رواں رواں کانپ اٹھا۔ اور وہ بھی پاگلوں کی طرح ادھر ادھر خوفناک نظروں سے دیکھنے لگا ـــــ اس کا جی چاہا وہ بھی اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور خوب زور زور سے قہقہے لگائے۔ سارے لوگوں پر پتھر برسائے۔ لیکن اس کو دکھ تھا کہ ابھی اس کے ہوش و حواس قائم تھے اور وہ ابھی پاگل نہیں ہوا تھا ـــــ

کچھ دیر بعد جب بگو کی میت اٹھی اور جنازہ جانے لگا تو اس کو محسوس ہوا جیسے یہ بگو کا جنازہ نہیں خود اس کی اپنی میت ہے اس کے خاندان کی میت ہے۔ اس کی تینوں بیٹیوں کی میت ہے۔ اور کاندھا دینے والا کوئی نہیں ـــ سوائے اپنے آپ کے۔

(آکاش وانی اورنگ آباد/بمبئی سے نشر)

افسانہ

میوزیم پیس

قیصر رضا

معلوم نہیں کیوں ان لوگوں نے مجھے اتنے بڑے مکان میں مقید کر دیا ہے۔ یہاں پورے آرام کی چیزیں میرے لئے میسر ہیں پھر بھی خود کو میں قیدی پاتا ہوں ——— جس مکان میں میں قید کیا گیا ہوں یہ دو منزلہ ہے۔ اس کے کمرے کافی بڑے بڑے ہیں باہر بڑے بڑے روشن دان بھی ہیں جن سے صبح، دوپہر، شام اور رات کی خوشبودار ہوائیں آتی رہتی ہیں۔ بڑی سی ایک لائبریری بھی ہے جس میں بہت سی کتابیں ہیں۔ بڑے اچھے فرنیچر بھی ہیں لیکن ان تمام چیزوں کے باوجود اس مکان کے چاروں طرف ایک بہت ہی اونچی سی دیوار دے دی گئی ہے۔ جس سے میں دوسری طرف کی چیزوں کو نہیں دیکھ پاتا ہوں۔ یہاں تک کہ مجھے مکان کی چہار دیواریوں سے بھی نکلنے کی اجازت نہیں ہے کہ میں کم از کم اس اونچی دیوار کے اندر ہی اپنے جسم کو صبح کی تازہ دھوپ سے سینک سکوں۔ اس لئے دو منزلہ عمارت کی کھڑکیوں میں موٹے موٹے لوہے کے چھڑ ڈال دیئے گئے ہیں اور کانٹے دار تار ان میں لگا دیئے گئے ہیں۔ دروازہ پر ایک بھاری قفل بھی لگا دیا گیا ہے تاکہ باہر جانے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکوں۔ میں دور ہی سے گزارہ کر دن کی دھوپ کو تکا کرتا ہوں اور باغ میں کھلے پھولوں پر اپنی نگاہ گاڑ دیتا ہوں۔

جو کمرہ مجھے سونے کے لئے ملا ہوا ہے اس کے سامنے ایک سنہرہ پنجرہ لٹکا ہوا ہے جس میں ایک خوبصورت سی پہاڑی مینا دن بھر پھدکتی رہتی ہے مینا دن بھر پھدکتی ہے اور کبھی، کبھی صرف اتنا ہی کہتی ہے کس لئے .... کس لئے .... پھر پھدکتی ہے۔ میں نے بارہا چھپ کر اسے دیکھا ہے کہ جب کوئی اس کے سامنے موجود نہیں رہتا ہے تو وہ اپنی پیلی چونچ سے پنجرے کی سنہری تیلیوں کو ٹیڑھا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

جب میں کمرے میں بے جان لیٹے لیٹے اوب جاتا ہوں تو اس کمرے میں پہنچ جاتا ہوں جسے لائبریری کی شکل دے دی گئی ہے، جس میں لاکھوں کتابیں ہیں اور کچھ کتابوں کو الٹ پلٹ کرنے میں تھک جاتا ہوں۔

ایک بار میں کتابیں الٹ رہا تھا تو مجھے ایک ایسی کتاب ملی جس کی جلد گرد سے میلی ہو چلی تھی لیکن جس کے اندر کے کاغذ بڑے حسین تھے۔ اس میں بڑی ہی رنگین تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ میں ان تصویروں کو دیکھ رہا تھا کہ ایک تصویر میرے سامنے آگئی جس میں ایک ننگا انسان ایک ببر شیر سے (بغیر کسی ہتھیار کے) لڑ رہا تھا ——— پھر دوسرے صفحہ پر ایک تصویر دکھائی دی جس میں ایک انسان (شاید وہ درخت کی چھال لپیٹے تھا) ایک بھالے سے شیر پر حملہ کر رہا تھا ——— تیسری تصویر کا انسان دور ہی سے تیر اپنی کمان سے پھینک کر ایک شیر کو مار رہا تھا ——— پھر ایک اور تصویر آئی جس میں کا انسان پورے کپڑے پہنے ایک مچان پر بیٹھا اس شیر کا نشانہ لے رہا تھا جو نیچے بندھی بکری کی طرف آہستہ آہستہ بڑھ رہا تھا ——— اس تصویر کو دیکھ کر مجھے ایسا ہی لگا جیسے اس بندوق سے کوئی چھوٹ کر جانا چاہتی ہے۔ شاید وہ گولی مجھے ہی لگ جائے یہ سوچ کر میں نے فوراً ہی اس صفحہ کو پلٹ دیا۔

جب جب طبیعت اکتاتی تو میں کچھ لکھنے بیٹھ جاتا۔ نہ معلوم میں کیا لکھتا رہتا۔ یہاں تک کہ بہت سے کاغذات سیاہ ہو جاتے۔ پھر میں ان کاغذات کو کمرہ سے کچھ دنوں کے لئے غائب پاتا۔ اس کے بعد میرے ہی لکھے ہوئے ان کاغذات کا جریدہ خوب صورت سی کتاب کی شکل میں عموماً سامنے آ جاتا۔ شروع شروع میں تو میں یہ دیکھ کر بہت حیران ہوا تھا لیکن اب آہستہ آہستہ یہ عادت ختم سی ہو گئی ہے۔ نہ ہی اب بات پر حیران ہی ہوتا ہوں اور نہ خوشی و تعجب کی علامت خود میں سونگھ پاتا ہوں۔

اس وقت میں بہت حیران ہوتا ہوں جب دیکھتا ہوں کہ میں اپنے قلم کی جس نب سے لکھ رہا تھا وہ بدل دی گئی ہے۔ ایسا اسی صورت میں ہوتا ہے جب لکھتے لکھتے میری نب گھس جاتی ہے اور اس کی لکھاوٹ کسی موٹی سیاہ سیاہی کی مانند نظر آتی ہے۔ یہاں تک کہ میں خود اسے دیکھ کر اپنی نظریں پھیر لیتا ہوں۔ لیکن جب اس میں نئی نب لگ جاتی ہے تو مجھے لکھتے ہوئے کافی اچھا معلوم ہوتا ہے کیونکہ میری لکھاوٹ مجھے افرنگی نوجوان لڑکی کی مانند دکھائی دیتی ہے جو منی اسکرٹ میں ملبوس ہوتی ہے اور دھوپ میں جلنے کی وجہ سے اس کا جسم سورج کی حدت اور پسینہ سے کچھ اور ہی اثر چھوڑتا ہوا ہوتا ہے۔

میں اس مکان کے اس کمرہ میں جانے سے خود کو بچاتا ہوں جس میں بڑی بڑی فریموں میں بہت سی پورٹریٹ ٹنگی ہوئی ہیں جس میں رہنے والوں پر لوگ کرم کر چکے ہیں لیکن ان کا چہرہ، مجھے بہت ہی خوفناک لگتا ہے۔ بڑی بڑی داڑھیاں جو بیچ سے دو حصوں میں بٹی ہوتی ہیں، مونچھیں باہر کو نکلی، سرخ سرخ آنکھیں، اور اس کے بعد کمر سے لٹکتی تلواریں بہتوں کے چہرے داڑھیوں سے تو صاف ہوتے ہیں لیکن اس وقت بڑی بڑی مونچھوں کو کان کے نیچے تک بڑھائے گئے قلم سے جوڑ دیا جاتا جس سے ان کی تصویریں اور زیادہ بھیانک نظر آتیں۔ مجھے تو ایسا ہی لگتا جیسے وہ تمام کی تمام تصویریں اپنے پورٹریٹ سے باہر آ کر مجھ پر اپنی تلواروں سے فوراً حملہ کر دیں گی۔ پھر کیا ہوگا .... ہر طرف میری لاش بکھر جائے گی اور میرا خون ناحق رائیگاں جائے گا۔ اسی لئے میں نے اس کمرہ میں جانا ہی چھوڑ دیا ہے۔

روزانہ ہی رات کو ایک سیاہ بلا میرے پائتنے آ کر سو جاتا ہے۔ اس وقت مجھے بہت زیادہ وحشت ہوتی ہے کیونکہ جب میں چھوٹا سا تھا تو میری ماں مجھ سے کہا کرتی تھی سیاہ بلے کو کبھی نہ مارنا کیونکہ وہ بلا نہیں ہوتا۔ وہ ماموں ہوتے ہیں۔ اور جن کے تصور ہی سے میری روح کانپ اٹھتی۔ میں چادر لپیٹے ہونے کے باوجود بھی اپنی ٹانگوں کو اور سکوڑ لیتا کہ کہیں میری ٹانگیں غلطی سے ماموں سے نہ ٹکرا جائیں۔ میں اپنے گھٹنوں کو پیٹ میں گھسائے اسی طرح سو رہتا۔ جب کبھی وہ بلا میرے جاگتے میں آ جاتا اور میاؤں میاؤں کرتا میری گود میں بیٹھ جاتا تو میں دم سادھ کر آنکھیں بند کر لیتا جیسے اب جن ماموں میری گردن دبا دیں گے۔

رات کو مجھے ان چھپکلیوں سے بھی بہت خوف لگتا جو ننھے ننھے پتنگوں پر اچانک حملہ کر کے انہیں لقمۂ اجل بنا دیتیں۔ میں نے کبھی سنا تھا کہ ان چھپکلیوں کے کاٹے کا علاج ہی نہیں ہے ان کا زہر بہت ہی تیز ہوتا ہے ——— مجھے ان مریل چھپکلیوں سے شدید نفرت ہے۔ اسی لئے میں کاغذ کے ٹکڑے کو دانتوں سے خوب کچل کر تھوک میں بھگو کر چھوٹے پتنگے کی شکل میں اچکا کر دیوار پر پھینک دیتا ہوں۔ یہ اس پر حملہ کر دیتی ہیں۔ اگر کوئی چھوٹی ہوتی تو ان کے حلق کے پار ہو گئی ورنہ یہ دیوار پر اپنا سر پٹکتی ہے اور دور بھاگ جاتی ہے۔

ایک بار جب کہ چھوٹی مینا اپنے پنجرہ کی تیلیوں کو ٹیڑھا کر رہی تھی تو میں ادھر نکل آیا۔ میں نے ادھر ادھر دیکھا ہر طرف خاموشی تھی۔ کوئی پہرہ دار اس وقت موجود نہیں تھا ———

میں نے آہستہ سے پنجرہ کا دروازہ کھول دیا اور خود وہاں سے ہٹ گیا۔ دیکھتا رہا۔ چھوٹی مینا نے ادھر ادھر دیکھا کچھ دیر تک وہ اس کھلے دروازہ کے پنجرہ میں پھدکتی رہی۔ پھر دروازہ سے اس نے اپنی گردن نکالی تب وہ آزاد تھی۔ اڑنے کی کوشش میں دو تین بار کمرہ ہی میں گر پڑی۔ پھر ہانپتی ہوئی وہ سلاخ دار کھڑکیوں کے پاس آ کر باہر فضا میں نکل گئی۔ وہ کسی طرح اڑ کر ایک درخت کی ملائم شاخ پر بیٹھی ہی تھی کہ دو تین کوے اچانک اس پر حملہ آور ہوئے۔ مینا چیختی رہی کس لئے .... کس لئے .... اور کچھ دیر بعد اس کے پر فضا میں بکھر گئے۔

میں یہ دیکھ کر زمین پر گر پڑا۔ چند ثانیہ بعد ہوش ٹھکانے آیا تو ذہن نے سوچا۔ اف! پابندی بنا دیئے جانے کے بعد آزادی ملتی بھی ہے تو وہ ڈگمگاتے ہوئے پرواز کرتی ہے، تب کوئی نہ کوئی اس پر حملہ آور ہو ہی جاتا ہے۔

تب میں نے سوچا کہ اچھا ہی ہوا جب ایک بار میں کسی نہ کسی طرح اس مکان سے نکل کر ایک درخت کی نئی شاخ پر چڑھ کر اس دیوار پر چڑھ گیا تھا اور دوسری طرف کودنا ہی چاہتا تھا کہ چند طاقتور ہاتھوں کی پھینکی ہوئی ایک موٹی رسی نے جکڑ کر مجھے اس طرف کی زمین پر لا پٹخا تھا ——— کاش اللہ اسی طرح چند طاقتور ہاتھ کسی رسی میں جکڑ کر اس مینا کو بھی اسی پنجرہ کے اندر لا پھینکتے۔

اب میں کھلی فضا میں سانس لینے کے بارے میں کبھی نہیں سوچوں گا، اس لئے کہ مجھے اس کے بارے میں سوچنے کا حق نہیں ہے۔ میں جو ایک اونچی دیواروں کا بندی ہوں۔ شاید باہر نکلا تو .... میں بھی مینا بن جاؤں گا۔ (پٹنہ سے نشر)

اردو سروس

پہلی مجلس

میڈیم ویو: ۳۲۷٫۱۴ میٹر (۹۰۲ کلوہرٹز) میڈیم ویو: ۲۸۰٫۱۴ میٹر (۱۰۷۱ کلوہرٹز)

شارٹ ویو: ۴۸٫۱۰ میٹر (۶۱۲۰ کلوہرٹز)

دوسری مجلس

میڈیم ویو: ۳۲۷٫۱۴ میٹر (۹۰۲ کلوہرٹز) میڈیم ویو: ۲۸۰٫۱۴ میٹر (۱۰۷۱ کلوہرٹز)

شارٹ ویو: ۳۱٫۰۱ میٹر (۹۶۷۵ کلوہرٹز)

تیسری مجلس

میڈیم ویو: ۳۲۷٫۱۴ میٹر ۹۰۲ کلوہرٹز شارٹ ویو: ۹۱٫۰۵ میٹر ۳۲۹۵ کلوہرٹز

مقررہ پروگراموں کے لیے "آواز" یکم اکتوبر کا شمارہ دیکھیے

جمعہ ۱۶؍اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قرآن خوانی معہ ترجمہ
قاری محمد خشام صدیقی
بشیر احمد ساقی، نعت خوانی
نعتیہ کلام

۶-۳۰ حرفِ غزل

۷-۳۰ نوائے ساز
شرن رانی، سرود وادن

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
سلامت حسین خاں
الاپ، دھرپد، راگ للت

دوپہر

۳-۰۰ حسین بخش، ملتانی کافی

رات

۸-۰۰ طنز و مزاح
تقریر از فکر تونسوی

۹-۰۰ حسنِ غزل
انیتا تلوار، شکیل بدایونی اور
شمیم جے پوری کا کلام

۹-۱۵ شہ پارے
'مثنوی زہرِ عشق'
تحریر، کمال احمد صدیقی

۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی
شرن رانی، سرود
سلامت حسین خاں
الاپ اور دھرپد راگ بنگ میں

ہفتہ ۱۷؍اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت خوانی - قوالی

۶-۳۰ شہرِ صبا
سریندر کور، غزلیں
راجکمار رضوی، محمود شام کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز
اسد علی خاں، وینا

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
راجن مشرا، ساجن مشرا
خیال اور ترانہ بھیروی

دوپہر

۲-۳۰ بزمِ خواتین
دیکھو ہم نے کیسے بسر کی 'پولیس میں'
تقریر از کرن بیدی
گیت
خطوں کے جواب

رات

۹-۰۰ حسنِ غزل
سریندر کور، غزلیں

۹-۳۰ نئی نسل نئی روشنی
اسپورٹس میگزین

۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی
راجن مشرا، ساجن مشرا
خیال ابھوگی
اسد علی خاں، وینا

اتوار ۱۸؍اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں

۶-۳۰ شہرِ صبا
ستیش بترا، غزلیں
نسیم بانو، غزلیں

۷-۳۰ نوائے ساز
برج بھوشن لال کابرہ
گٹار پر راگ بلاول

۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
شانتی ہیرانند، ٹھمری بھیروی، دادرا

دوپہر

۲-۳۰ کہکشاں

رات

۸-۴۵ اقتصادی جائزہ
از ایم سلطان

۹-۰۰ حسنِ غزل
نسیم بانو، غزلیں

۹-۱۵ کجرہن کارے
شانتی ہیرانند، ٹھمری

۹-۳۰ ادبی نشست
پاکستانی شاعر احمد مشتاق، مباحثہ
شرکا: ڈاکٹر شمیم حنفی، فرحت احساس،
شہریار اور محمود ہاشمی

۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی
برج بھوشن کابرہ، گٹار پر راگ یمن

پیر ۱۹؍اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت خوانی - قوالیاں

۶-۳۰ شہرِ صبا
راجندر مہتہ، ساحر ہوشیارپوری کا کلام
پشپا ہنس، متین سروش اور
اختر انصاری کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز
نرنجن پرساد، بانسری پر شد بھیروی

۹-۳۲ مادھوری شتو، خیال رام کلی

رات

۸-۴۵ کلام شاعر، کلیم عاجز

۹-۰۰ حسنِ غزل
راجندر مہتہ، صبا افغانی اور
شمیم جے پوری کا کلام

۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی
نرنجن پرساد، بانسری پر راگ کروانی
مالنی راجندر، خیال مالکونس

۱۲-۰۵ شان خاں، ٹھمری کھماج اور دادرا
درگیش نندنی، ٹھمری تلنگ

منگل ۲۰؍اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں

۶-۳۰ شہرِ صبا
مدھوبالا چاولہ، پی بی سری واستو اور
جیالال وسنت کا کلام
مظفر، خمار اور جاں نثار اختر کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز
منیر خاں، سارنگی پر توڑی

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
ملکور علی خاں، خیال بیراگی بھیروی

دوپہر

۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
(۱) پابند لمحے (دوبارہ نشریات)
'وہ تتلیوں کی کھوج میں نہ جانے کہاں
چلا گیا'
(۲) خلوص نامہ

رات

۸-۴۵ 'علوم کی ترقی میں ہند کا حصہ'
تقریر از ڈاکٹر وحید اختر

۹-۰۰ حسنِ غزل
مدھوبالا چاولہ، جگر اور فیض کا کلام

۹-۳۰ آئینہ
خاکہ نگاری نمبر۔ سید ضمیر حسن

۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی
رام نارائن، سارنگی پر راگ پوریا کلیان
مشکور علی خاں، خیال چندر پربھا

بدھ ۲۱؍اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت خوانی - قوالی

۶-۳۰ شہرِ صبا
گگو ماتھر غزلیں
موہندر سنگھ، پورن سنگھ ہنر اور

پی سی کوشر کا کلام
۷-۱۲ اننت لال وساتھی
شہنائی پر راگ رام کلی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
مالتی پانڈے ، خیال دیسی

دوپہر
۲-۳۰ بزم خواتین
(۱) نفسیاتی جانکاری
'والدین کا اچھا برتاؤ - بچوں کی بہترین تربیت' تقریر از عائشہ سلطانہ
(۲) غزل
(۳) کام کی باتیں
۳-۰۰ فلمی دنیا
(۱) پہچانیئے : سرفراز احمد
(۲) تجزیہ : سبط اصغر رضوی

رات
۸-۴۵ شہرنامہ : 'پٹنہ'
تحریر : رضوان احمد
۹-۰۰ حسن غزل
گگو ماتھر : غزلیں
۹-۳۰ کھیل کے میدان سے
ایڈیٹر : کے جی اگروال
(۱) فٹبالر سے انٹرویو
(۲) کھیلوں کا جائزہ
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
اننت لال وساتھی ، شہنائی پر دھنگ
مالتی پانڈے ، خیال کیدارہ

جمعرات ۲۲ اکتوبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں
۶-۳۰ شہر صبا
اسٹیلے والٹر : غزلیں
مینا کپور : آتش ، مومن اور ظفر کا کلام
۷-۳۰ نوائے ساز
وِنے کمار : ستار پر بھیراگی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
ایم آر گوتم : خیال تیلومت بھیرو

دوپہر
۲-۰۰ وِنے کمار : ستار پر راگ ملتانی
پرکاش وڈھیرہ : راگ سارنگ

رات
۹-۰۰ 'انسان بھی عجیب ہے' ڈرامہ

شمع فروزاں

ڈاکٹر جاوید ایوبی

زندگی اور کائنات کا دوسرا نام ہے لفظ! - لفظ۔ جو احساس وخیال، آواز اور اظہار سے وابستہ ہو کر ہماری کائنات میں زندگی کا سب سے بڑا اور سب سے اہم جواز بن جاتا ہے۔ انسان پر جن چیزوں کے احترام کا فریضہ عائد ہوتا ہے ان میں لفظ بھی شامل ہے۔ امن عالم کے لیے اپنی جان کی قربانی دینے والے اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل ہیمر شولڈ نے اپنی ڈائری میں لفظ کے احترام کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے لکھا ہے۔

" اگر سماج یا نسلِ انسانی کو آگے بڑھنا ہے تو لفظ کا احترام ضروری ہے۔ اس کا استعمال احتیاط سے، سچائی سے، اور دلی محبت کے ساتھ ہونا چاہیے۔ الفاظ کا غلط استعمال انسان کی توہین کے مترادف ہے۔ ایسا کرنے سے پُل اڑ جاتے ہیں۔ کنوؤں میں زہر پھیل جاتا ہے اور یہ انسانی ارتقا کے پہیے کو پیچھے کی طرف گھما دیتا ہے۔"

لفظ یا الفاظ کا سرچشمہ ہمارے خیالات ہیں۔ ذہن کا فکری عمل بھی الفاظ کا مرہون منت ہے۔ ہمارے خیالات لاشعور کی ایک تحریری سطح سے ابھرتے ہیں اور الفاظ کی شکل میں ہم سے ہمکلام ہوتے ہیں۔ خیالات کی یہ خودکلامی یا ہم کلامی، ہمارے افکار وخیالات اور ہمارے اعمال کے بنیادی کردار کی تخلیق کرتی ہے۔ سوامی وویکانند نے اپنے ایک خطبے میں کہا ہے۔

" ہر خیال ہتھوڑے کی طرح جو ہمارے جسموں پر ضربیں لگاتا ہے جیسے کسی کے خیالات ہوں وہ ویسا ہی بن جاتا ہے۔"

چنانچہ ہمارے خیالات خود ہمارے کردار کی بنیادی خصوصیت کی تعمیر کے علاوہ جب الفاظ کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں تب ان کا تعلق ہمارے اردگرد پھیلی ہوئی دنیا اور اس میں بسنے والے انسانوں سے استوار ہوتا ہے۔ یہ عظیم رشتہ وہ ہے جو ہمیں اور تمدن کے ایک باضابطہ معاشرے کا رکن بنا دیتا ہے۔ یہ رشتہ، ہمارے خیالات اور الفاظ سے بہتری اور نیکی کی توقعات وابستہ کر لیتا ہے کہ یہی ایک مہذب انسان کا کردار اور اس کی خصوصیت ہے۔ اس عظیم رشتے سے منسلک ہو جانے کے بعد ہمارے الفاظ صرف ہماری ذات تک محدود نہیں رہتے بلکہ ہمارے خیالات ان خوابوں کی تشکیل میں مصروف ہو جاتے ہیں جن سے نسل انسانی کو راحت اور مسرت کی تعبیر پیدا ہو سکے۔ موجودہ معاشرے میں انسانی تہذیب نے الفاظ اور خیالات کو جس طرح پراگندہ کیا ہے اور الفاظ کا احترام جس طرح ختم ہوا ہے اس کے متعلق فرائڈ نے اپنی تصنیف " تہذیب اور اس کی بے چینیاں " میں بڑے کرب کے ساتھ لکھا ہے۔

" میں سوچتا ہوں کہ میرے الفاظ پیغمبر کی طرح انسانیت کو راحت افزا زندگی کا کوئی خواب نہیں دکھا سکتے تو میری ہمت جواب دے جاتی ہے کیونکہ بنیادی طور پر تمام مخلوق ان الفاظ کا مطالعہ کرتی ہے جو مسرتوں کے خوابوں کا پتہ دینے والے ہوں۔ اب انسان فطرت کو تسخیر کرنے کی قوت کو اس انتہا تک لے آئے ہیں کہ وہ آسانی کے ساتھ ایک دوسرے کو آخری سانس تک ہلاک کر سکتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ فطرت کے تسخیر کے جنون میں ہم نے ان لفظوں سے اپنا تعلق توڑ لیا ہے جو ہمارے لاشعور کا سب سے اہم سرمایہ ہے۔"

لفظ ایک قوت ہے۔ لفظ زندگی اور عمل کا استعارہ ہے۔ وہ استعارہ جو ہمیں خیال کی دولت سے اظہار کی مسرت سے اور تکمیل کے خوابوں سے روشناس کراتا ہے۔ لفظ کی توقیر اس کا احترام اور اس کا صحیح اور سچا استعمال ہمیں انسانی معاشرے کی بہترین نعمتوں سے ہمکنار کرتا ہے۔

لفظ اور خیال کا رشتہ، یعنی زندگی اور عمل کا رشتہ اتنا بے ثبات اور عارضی نہیں ہے جتنی شبنم کی وہ بوند جو کنول کی پتی پر تھرتھرا رہی ہے۔ یہ آفتاب اور کائنات کا رشتہ ہے جو ہمیشہ حرکت کی علامت بنا رہتا ہے۔

(اردو سروس سے نشر)

تحریر : محی الدین

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
وجے کمار ، ستار پر راگ بگیشری
سلامت علی خاں ، خیال راگیشری

جمعہ ۲۳ر اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قرآن خوانی مع ترجمہ
نعت خوانی - نعتیہ کلام

۷-۳۰ نوائے ساز
سنیل مکرجی ، سرود پر راگ الہیہ بلاول

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
شروتی ڈبلیو سادولکر ، خیال رام کلی

سہ پہر

۳-۰۰ لچھمن داس سدھو ، ملتانی کافیاں
مانک ورما ، ٹھمری پیلو

رات

۸-۴۵ آج کے تناظر میں ، سلسلہ تقاریر
'مشین اور انسان' از پروفیسر باقر مہدی

۹-۰۰ حسن غزل
افضل حسین نگینہ ، فراق گورکھپوری کا کلام

۹-۱۵ تازہ افسانہ
از اختر الزماں خاں

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
سنیل مکرجی ، سرود پر کوشی کانجڑا
شروتی ڈبلیو سادولکر ، خیال کیدارہ

ہفتہ ۲۴ر اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت خوانی - قوالی

۶-۳۰ شہر صبا
مدن بالا سدھو ، غزلیں
اندرا داس ، حالی اور فراق کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز
گوپال کرشن ، وچتر وینا پر راگ بھوپالی

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
سلوچنا برہسپتی ، خیال

سہ پہر

۲-۳۰ بزم خواتین
(۱) بدلتے ہوئے سماج میں خاندان کا تصور'
(۲) گیت
(۳) خطوں کے جواب

۳-۰۰ سہ پہر شیخ

رات

۹-۰۰ حسن غزل
مدن بالا سدھو ، غزلیں

۹-۳۰ نئی نسل نئی روشنی
(۱) بدلتی دنیا 'دیہات'
تقریر از ضیاء الدین
(۲) کوئیز - مرتبہ ، اے ایس راقم علی

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
گوپال کرشن ، وچتر وینا پر راگ کوشک دھونی
سلوچنا برہسپتی ، خیال

اتوار ۲۵ر اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں

۶-۳۰ شہر صبا
غلام علی خاں ، غزلیں
مینو پرشوتم ، فراق اور درد کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز
ہری پرشاد چورسیا ، گٹار پر دھن

۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
صفدر حسین خاں ، ٹھمری کالنگڑا
دادرا بھیرویں اور دادرا کالنگڑہ

رات

۸-۴۵ دلی ڈائری
تحریر ، رشیر چندر

۹-۰۰ حسن غزل
غلام علی خاں ، غزلیں

۹-۱۵ گرین کارے
سویتا دیوی ، ٹھمری دیس

پیر ۲۶ر اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت خوانی - قوالی

۶-۳۰ شہر صبا
ایر بیگم ، اختر شیرانی اور
عرش ملسیانی کا کلام
ہیرا لال ، ذوق اور حسرت کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز
پرکاش وڈھیرہ ، بانسری

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
سویتا دیوی ، خیال ٹوڈی

رات

۸-۴۵ کلام شاعر ، حکیم منظور

۹-۰۰ حسن غزل
ایا بیگم ، سکندر علی وجد اور
اختر انصاری کا کلام

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
آنجہانی پنڈت ڈی وی پلسکر کی یادیں

۱۲-۰۵ سدھیشوری دیوی
ٹھمری شنکرا اور دادرا

منگل ۲۷ر اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قوالی

۶-۳۰ شہر صبا
دینا ناتھ ، قیصر قلندر اور
بشیر بدر کا کلام
چاند رانی ، داغ اور ظفر کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز
شیو کمار شرما ، سنتور پر راگ بھٹیار

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
سرفراز حسین خاں ، خیال بھٹیار

دوپہر

۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
(۱) حرف آغاز ، محمود فیاض
(۲) 'تعلیمی نظام - نیا اور پرانا' فیچر
تحریر ، ایس ایم ساجد
(۳) غزل

رات

۸-۴۵ 'ہماری تہذیب : رواداری اور قومی ہم آہنگی'
تقریر از صباح الدین اے رحمن

۹-۰۰ آئے دیوالی
دیوالی پر کورس گانے

۹-۳۰ ذرا عمر رفتہ کو آواز

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
شیو کمار شرما ، سنتور پر راگ کوشک دھونی
سرفراز حسین خاں ، خیال مارعا

بدھ ۲۸ر اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت خوانی - قوالی

۶-۳۰ شہر صبا
نذیر احمد کاشی ، غزلیں
منیر خاتون بیگم ، ذوق اور شفق کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز
جگن ناتھ وساتھی ، شہنائی

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
اوما ڈے ، خیال بلاسکھانی توڑی

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین
(۱) اپنے شام وسحر - ایم منظور الامین
(۲) غزل
(۳) دستر خوان

۳-۰۰ صدائے رفتہ

رات

۸-۴۵ پس منظر ، بہادر برنی

۹-۰۰ حسن غزل
منیر خاتون بیگم ، میر اور غالب کا کلام

۹-۳۰ سائنس میگزین
ایڈیٹر ، ایم اے قریشی
(۱) 'سائنسی مزاج' ، اداریہ
(۲) اکیوسٹکسٹ ڈاکٹر ایم آر خاں سے ملاقات
(۳) سائنس کی خبریں

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
جگن ناتھ وساتھی ، شہنائی
اوما ڈے ، خیال راگیشری

جمعرات ۲۹ر اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں

۶-۳۰ شہر صبا
مبارک بیگم ، اقبال اور
فیض کا کلام
ہریش بھاردواج ، ذوق اور
حالی کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز
شمیم احمد ، ستار پر سندھی بھیرویں

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
شفیع احمد ، خیال

دوپہر

۳-۰۰ محمود مرزا ، ستار پر راگ پٹ دیپ
اننت لال وساتھی ،
راگ مدھمت سارنگ

رات

۸-۴۵ آپ کا خط ملا

۹-۰۰ 'خواب زار' ڈرامہ
تحریر ، اظہار اثر

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
شفیع احمد ، خیال
شمیم احمد ، ستار پر راگ بہاگ

۱۴ر اکتوبر ۱۹۸۷

جمعہ ۳۰ اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قرآن خوانی مع ترجمہ
نعت خوانی - نعتیہ کلام

۷-۳۰ نوائے ساز
نندلال گھوش، ستار پر راگ توڑی

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
اسد امانت علی خاں، حامد علی خاں
خیال توڑی

دوپہر

۳-۰۰ غلام عباس، کافی شیخ فرید
لکشمی شنکر، ٹھمری پیلو

رات

۸-۴۵ تقریر از شفیقہ فرحت

۹-۰۰ حسن غزل
بیگم اختر، غزلیں

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
'بیگم اختر کی یاد میں'
یوم وفات پر خصوصی پروگرام

ہفتہ ۳۱ اکتوبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی، نعت خوانی - قوالی

۶-۳۰ شہر صبا
اقبال احمد صدیقی، عمر انصاری اور
اختر شیرانی کا کلام
رانی گرولا، وامق جونپوری کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز
مصطفٰی رضا، وچترا وینا پر راگ اہیر

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
بیگاری بائی، خیال دیسی

رات

۹-۰۰ حسن غزل
اقبال احمد صدیقی، شفق اور داغ کا کلام

۹-۳۰ نئی نسل نئی روشنی
(۱) نیا آہنگ نئے فنکار -
مرغوب حسین خاں سے گفتگو
(۲) کچھ یاد رہا کچھ بھول گئے 'ایک شعر'
از اعجاز الدین پاپولر

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
مصطفٰی رضا، وچترا وینا پر
راگ رگیشری
بیگاری بائی، خیال جیونی کانہڑہ

دہلی

میڈیم ویو

دہلی الف ۳۶۶٫۳ میٹر ۸۱۹ کلو ہرٹز
دہلی ب ۲۹۴٫۹ میٹر ۱۰۱۷ کلو ہرٹز
دہلی ج ۲۱۹٫۶۳ میٹر ۱۳۶۸ کلو ہرٹز
دہلی د ۲۴۶٫۹ میٹر ۱۲۱۵ کلو ہرٹز

شارٹ ویو

صبح ۰۰-۸ تک ۴۱٫۱۵ میٹر ۷۲۹۵ کلو ہرٹز
صبح ۸-۱۵ کے بعد ۲۷٫۱۹ میٹر ۱۱۰۷۰ کلو ہرٹز
دوپہر ۴۱٫۱۵ میٹر ۷۶۳۰ کلو ہرٹز
شام ۵-۴۵ تک ۲۷٫۱۹ میٹر ۱۱۰۷۰ کلو ہرٹز
شام ۶-۰۰ سے رات تک ۴۱٫۱۵ میٹر ۷۲۹۵ کلو ہرٹز

خبریں

دہلی 'الف' عالمی خبریں: ہندی: صبح ۶-۰۰ تا ½۲-۶ انگریزی: صبح ½۲-۶ تا ۵-۶
ہندی میں خبریں: ۸-۰۰، ۱۱-۰۵، ۱-۰۱، ۲-۰۰، ۵-۰۰، (صوبائی خبریں) ۵-۰۶،
۵۰-۷ (علاقائی خبریں) ۴۵-۸، ۰۵-۱۱ (عالمی خبریں)
انگریزی میں خبریں: دوپہر ۰۰-۱۲ سنسکرت میں خبریں: صبح ۰۰-۷، شام ۱۰-۶
اردو میں خبریں: صبح ۵۰-۸، دوپہر ۵۰-۱ اور رات ۱۵-۹ (خبریں اور تبصرہ)
پنجابی میں خبریں: دوپہر ۴-۱
دہلی 'ب' ہندی میں خبریں: ۴۵-۲ (دھیمی رفتار سے)
انگریزی میں خبریں: صبح ۱۰-۸، ۰۰-۱۱، ۰۱-۲، ۲-۰۰ (دھیمی رفتار سے)
۰۰-۴، ۰۰-۶، ۰۰-۹، ۰۰-۱۱ (عالمی خبریں)
پنجابی میں خبریں: صبح ۳۰-۸ شام ۳۰-۷ ہندی میں نیوز لیٹر: صبح ۰۰-۹ بجے
دہلی 'د' ہندی میں خبریں: شام ۳۰-۷
انگریزی میں خبریں: رات ۱۵-۹
کھیل کود کی خبریں: شام ۰۰-۷ (ہندی) رات ۰۰-۸ (انگریزی)

مقررہ پروگرام کے لیے "آواز" شمارہ یکم اکتوبر دیکھئے

جمعہ ۱۶ اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ دیاشنکر اور ساتھی: شہنائی
۱۰-۳۰ وادیہ ورند
۱۱-۰۲ زندہ حسن، ٹھمری، دادرا
۱۱-۳۰ شری کرشن شرما، گٹار

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت

۵-۳۰، رات ۹-۰۰
دیاشنکر و ساتھی، شہنائی
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ گاندھی چرچا
۸-۱۵ ڈاکٹروں کی رائے میں
۸-۳۵ سبد سنگیت
۹-۳۰ 'کل نہیں لوٹے گا' ناٹک
تحریر: کانتی دیو
ہدایت: دینا ناتھ
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
کے آر جے رامن ائیر: گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
شری کرشن شرما: گٹار
۷-۵۰ سنگم، تیلگو گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری، راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
عبدالوحید صابری و ساتھی: قوالیاں

۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
کے آر جے رامن ائیر: گائن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
سدیش سنہا
گیت، بھجن، غزلیں
۹-۳۰ انگریزی پروگرام

ہفتہ ۱۷ اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ شجاعت حسین خاں: ستار
۱۰-۳۰ وادیہ ورند
۱۱-۰۲، رات ۹-۰۰
درشن سنگھ، کلارنیٹ

۱۱-۳۰، ۵-۴۰
رادھے راج: گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت

رات

۸-۰۰ سوواستھ رکشا
۸-۱۵ آج کے اتتھی
۸-۳۰ سبد سنگیت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: موسیقی
نینا دیوی، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
کمار گندھرو، گائن
۷-۵۰ سنگم
کنڑ گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ڈوگری لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
پورن چند بانجھی
اڑیسی گیت
۳-۳۰ شجاعت حسین خاں
ستار وادن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
پرکاش کور
شبد اور پنجابی گیت
۹-۳۰ اورگیسٹ ٹونائٹ

اتوار ۱۸ اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، رات ۹-۰۰
منی پرساد : گائن
سیتارام : سارنگی

۹-۰۰ بال کاریہ کرم

۱۰-۰۰ اتوار نظم خوانی
آپکی فرمائش پر شاستریہ سنگیت

۱۱-۰۲ یووا وانی سے

۱۱-۳۰ کرناٹک سنگیت
ایس آر چندرو : گائن

دوپہر

۱۲-۱۵ 'جب نیند نہیں آتی' جھلکی
تحریر : گنگادھر شکل
ہدایت : وی پی دیکشت بتک

۲-۳۰ 'کل نہیں لوٹے گا' ناٹک
تحریر : کانتی دیو
ہدایت : دینا ناتھ

۵-۲۰ سنسکرت پاٹھ

۵-۲۵ ایس آر چندرو : گائن

رات

۸-۰۰ رابندر سنگیت

۸-۱۵ ساہتیکی

۹-۳۰ محفل

۱۰-۰۰ چین (انتخاب)

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ روی شنکر : ستار

۷-۵۰ سنگم : آسامی گیت

۹-۱۵ اپنی نگری

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
دولت راٹھور : وائلن پردھن

۳-۳۰ منی پرساد : گائن
سیتارام : سارنگی

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵ پرسار گیت

۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۱۹ اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ علاؤالدین خاں : اسراج

۱۰-۳۰ وادیہ ورند

۱۱-۰۲ برہم سروپ سنگھ : وچتروینا

۱۱-۳۰، رات ۹-۰۰
شانتی ہیرانند : گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
تیلگو لوک گیت

۱۲-۳۰ 'بنجر' مدن موہن شرما کے ڈوگری ناٹک کا ریڈیو عکس
ترجمہ : سیکھن کمار آنندیہ

۵-۴۰، رات ۸-۱۵
کویتا سہگل، کمل سہگل : گائن

رات

۸-۰۰ سواستھ رکھشا

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ہندی تقریر

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
منور علی خاں : گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۲ سنگیت سوربھی
شانتی ہیرانند : گائن

۷-۵۰ سنگم : سندھی گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری
اودھی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
رادھیکا وڈھیرا : سندھی گیت

۳-۳۰ علاؤالدین خاں : اسراج

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
نیرا اوس : بھجن، رابندر سنگیت

۹-۳۰ انگریزی تقریر

منگل ۲۰ اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ کرشنا بشٹ اور بھارتی چکرورتی
گائن

۱۰-۳۰، رات ۸-۳۰
مصطفےٰ رضا : وچتروینا

۱۱-۰۲، رات ۹-۰۰
ایرن رائے چوہدری : گائن

۱۱-۳۰ بھجن لال : سرود
نذیر احمد : طبلہ

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی : اڑیہ

۵-۰۵ گیان وگیان

۵-۴۰ ایرن رائے چوہدری : گائن
نذیر احمد : طبلہ

رات

۸-۰۰ ادیوگ منڈل

۸-۱۵ ان سے ملئے

۹-۳۰ 'شان دلی، پرشٹ بھومی اور ادبھو'
تحریر و پیشکش : الیف سی ماتھر

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
شیش پرکاش قمر : شہنائی

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
مصطفےٰ رضا : وچتروینا

۷-۵۰ سنگم : بنگلہ گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
پاربتی بربچاری : بھجن، غزل

۳-۳۰ کرشنا بشٹ اور بھارتی چکرورتی
گائن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
گھنشیام داس : غزلیں

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : انگریزی تقریر

بدھ ۲۱ اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ستیہ دیو پنوار : وائلن

۱۰-۳۰ وادیہ ورند

۱۱-۰۲ کیشور گھوناتھ تیلگاونکر : گٹار

۱۱-۳۰ سریندر سنگھ، تیج پال سنگھ
گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی :
کنڑھ لوک گیت

۵-۴۰، رات ۹-۰۰
ستیہ دیو پنوار : وائلن
چرنجیت لال : طبلہ

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ 'جب نیند نہیں آتی' جھلکی
تحریر : گنگادھر شکل
ہدایت : وی پی دیکشت بتک

۸-۱۷ وگیان آلوک

۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
شرافت حسین خاں : گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
کیشور گھوناتھ تیلگاونکر : گٹار

۷-۵۰ سنگم : گجراتی

۹-۱۰ لوک مادھوری
ہریانوی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
گنگا کرشن ملہوترہ : گیت، بھجن

۳-۳۰ سماشانتارام : گائن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
سریندر کور : بھجن، گیت

۹-۳۰ لیگل اسپاٹ

جمعرات ۲۲ اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، ۱۱-۳۰، رات ۹-۰۰
میرا پی دیش پانڈے : گائن
چندر موہن : طبلہ

۱۰-۳۰ میناکشی مکرجی

۱۱-۰۲، رات ۸-۳۰
محمد احمد بنے : سارنگی
سنت رام : طبلہ

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
بنگلہ لوک گیت

۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ

۵-۴۰ بال کاریہ کرم

رات

۸-۱۵ 'تب کیا کریں جب دشمن دوستی دکھائے'
ہندی تقریر

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ناٹک
'آج کی شکنتلا'
کنڑھ کے نامور ڈرامہ نگار
آدتیہ رنگاچار کے ناٹک کا ریڈیو عکس
ترجمہ : بی آر نارائنن

۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
سرسوتی بالا سبرامنیم ، گائن
دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۲ سنگیت سوربھی
نثار حسین خاں ، گائن
۷-۵۰ سنگم ، مراٹھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
برج کے لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
گرگرو سنگھ وساتی ، مشبد (?)
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
سرسوتی بالا سبرامنیم ، گائن

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
امینہ برنی ، غزلیں
۹-۳۰ انگریزی تقریر

جمعہ ۲۳ر اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ سرفراز حسین خاں ، گائن
۱۰-۳۰ راجندر پرسنا ، بانسری
انوار حسین ، طبلہ
۱۱-۰۲ بسنت راجورکر ، گائن
۱۱-۳۰ ، رات ۹-۰۰
مسرت علی خاں ، سرود

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت
۵-۳۰ سرفراز حسین خاں ، گائن
انوار حسین ، طبلہ
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات
۸-۰۰ گاندھی چرچا
۸-۱۵ اولوکن
۸-۳۵ راجندر پرسنا ، بانسری
۹-۳۰ 'چڑیا گھر' پال گنگی پدم راج کے تیلگو ناٹک کا ہندی عکس
ترجمہ ، بال شوری ریڈی
ہدایت ، تیندر شرما
پیشکش ، شیلندر
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
اندرا وینکٹ رامن ، گائن

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
راجندر پرسنا ، بانسری
۷-۵۰ سنگم ، تامل گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
شریف احمد ، غزلیں

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
چترسین ، گیت ، بھجن
۹-۳۰ انگریزی فیچر

ہفتہ ۲۴ر اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ ، شام ۵-۳۰ ، ۹-۰۰
سمتی مٹانکر ، گائن
۱۰-۳۰ آر ایس کمبوج ، وچتروینا
چھما خاں ، طبلہ
۱۱-۰۲ پنڈت منی رام ، گائن
۱۱-۳۰ شیام گوپی رائے چودھری
سرود وادن

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
گجراتی لوک سنگیت

رات
۸-۰۰ سواستھ رکشا
۸-۱۵ یوم اقوام متحدہ
۸-۳۰ سیدھ سنگیت (?)
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی
پرکاش وڈھیرو ، بانسری

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ شیام گوپی رائے چودھری
سرود
۷-۵۰ سنگم ، ملیالم
۹-۱۰ لوک مادھوری
گڑھوالی لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
شیبرت سرکار ، بنگلہ لوک گیت
۳-۳۰ آر ایس کمبوج ، وچتروینا
چھما خاں ، طبلہ

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
صلاح الدین احمد ، گیت ، غزل
۹-۳۰ اور گیسٹ ٹونائٹ

اتوار ۲۵ر اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ ، رات ۹-۰۰
غلام تقی خاں ، گائن
۹-۰۰ بال کاریہ کرم
۱۰-۰۰ اتوار نظم خوانی
وجے شنکر چترویدی ، اسراج
رادھے شیام ، طبلہ
۱۱-۰۲ یووا وانی سے
۱۱-۳۰ ، شام ۵-۳۵
کرناٹک سنگیت
کے۔ واگیش ، گائن

دوپہر
۱۲-۱۵ لوک جھونک
۲-۳۰ 'چڑیا گھر' تیلگو ناٹک کا ہندی عکس
تحریر ، پال گنگی پدم راج
ترجمہ ، بال شوری ریڈی
ہدایت ، تیندر شرما
پیشکش ، شیلندر
۵-۰۲ سنسکرت پاٹھ

رات
۸-۰۰ رابندر سنگیت
۸-۱۵ ساہتیکی
۹-۳۰ محفل
۱۰-۰۰ چاین (?)
(۱) ڈی وی پلسکر ، گائن
(۲) مقصود سوامی ، دیکھشری آکرتیاں (?)

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
استاد عبدالکریم خاں ، گائن
۷-۵۰ سنگم ، اڑیہ گیت
۹-۱۵ اپنی نگری

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
اروپ چترجی ، ہوائین گٹار
۳-۳۰ غلام تقی خاں ، گائن

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
پرسار گیت
۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۲۶ر اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ شنو کھورانہ ، گائن
سردار خاں ، طبلہ
۱۰-۳۰ وادیہ ورند
۱۱-۰۲ نصیر الدین خاں گورے ، گائن
غفار حیدر ، طبلہ
۱۱-۳۰ ایم سی شنوالکر اور وی وی دیلکر
شہنائی اور کلارنیٹ

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
تامل لوک گیت
۱۲-۳۰ 'شان دہلی' ، پرشوتم بھوی اور داھو (?)
تحریر و پیشکش ، ایف سی ماتھر
۵-۳۰ ، رات ۹-۰۰
شنو کھورانہ ، گائن
سردار خاں ، طبلہ

رات
۸-۰۰ سواستھ رکشا
۸-۱۵ اختر علی ذاکر ، گائن
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، تقاریر
۱۰-۰۰ سنگیت سوربھی
پارتھا داس ، ستار

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۲ سنگیت سوربھی
ٹھمری
۷-۵۰ سنگم ، سندھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
بھوجپوری لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
بلی تازمانی (?) ، غزلیں
۳-۳۰ نصیر الدین خاں گورے ، گائن
غفار حسین ، طبلہ

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
انیما داس گپتا
رابندر سنگیت
۹-۳۰ انگریزی تقریر

منگل ۲۷ر اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، رات ۹-۰۰
یعقوب علی خاں، سرود

۱۰-۳۰، ۵-۴۰
بشیر احمد خاں، گائن

۱۱-۰۲ بھیم سنگھ، کلارنٹ

۱۱-۳۲ جے وی ایس راؤ، خیال

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
آسامی لوک گیت

۵-۰۵ گیان وگیان

رات

۸-۰۰ اردو لوک منڈل

۸-۱۵ فلم چرچا

۸-۳۲ سبد سنگیت

۹-۳۰ 'دیپ کا تھا'، ڈاکومینٹری فیچر
تحریر و پیشکش، چندر شیکھر وشنوئی

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
اے جی وردل، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
شیخ غلام علی خاں، گائن

۷-۵۰ سنگم، بنگلہ گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
کرناٹک سنگیت

۳-۳۰ یعقوب علی خاں، سرود

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
شنکر داس گپتا
گیت، بھجن، غزلیں

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، انگریزی تقریر

بدھ ۲۸ر اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ رومارانی بھٹاچاریہ، گائن

۱۰-۳۰ علی اکبر خاں، سرود

۱۱-۰۲ جواہر لال مٹو، گائن

۱۱-۳۰ الفت حسین، کلارنٹ

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
ملیالم لوک گیت

۵-۴۰، رات ۹-۰۰
رومارانی بھٹاچاریہ، گائن

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ لوک جھونک

۸-۱۵ وگیان آلوک

۸-۳۵ سبد سنگیت

۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
گوپال کرشن، وچتر وینا

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
علی اکبر خاں، سرود

۷-۵۰ سنگم، گجراتی گیت

۹-۱۰ لوک بھارتی
ہریانوی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
نرملا جے شنکر، گیت، بھجن

۳-۳۰ جی راج لکشمی، گائن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
اوشا سیٹھ، پنجابی گیت، غزلیں

۹-۳۰ انگریزی پروگرام

جمعرات ۲۹ر اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، ۱۱-۳۰، رات ۹-۰۰
شمی رانی، سرود

۱۰-۳۰ نکھل بنرجی، ستار

۱۱-۰۲ کندوینگ، گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
بنگلہ لوک گیت

۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ

۵-۳۰ بال کاریکرم

رات

۸-۱۵ مہلائیں اور وکاس (۵ سماجک استر
ہندی تقریر

۸-۳۰ سبد سنگیت

۹-۳۰، ۱۰-۰۰ سنگیت

۱۰-۳۰ سیتا ناراین، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۲ سنگیت سوربھی
شوبھا گرٹو، ٹھمری، دادرا

۷-۵۰ سنگم، مراٹھی گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری
برج کے لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
مادھوری چترویدی، اودھی لوک گیت

۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
سیتا ناراین، گائن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
مہندر پال، بھجن، غزلیں

۹-۳۰ پٹیل میموریل لیکچرز
ٹورازم ان انڈیا

جمعہ ۳۰ر اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، ۴-۴۰، ۵-۴۰، رات ۹-۰۰
رابرٹ چودھری، ستار
سبھاش نروان، طبلہ

۱۰-۰۲ پربھاکر کروکر، گائن

۱۱-۳۰، رات ۸-۳۵
سبد سنگیت

۱۱-۱۵ ٹھمری

۱۱-۳۰ اوشا پارکھی، خیال

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ گاندھی چرچا

۸-۱۵ ڈاکٹروں کی رائے میں

۹-۳۰ 'پاگل کتے کا مسیحا'، ناٹک
تحریر: سروشیو دیال سکسینہ

۱۰-۳۰ اے وی ایس کرشنا راؤ، وائلن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ آسکرن شرما، گائن

۷-۵۰ سنگم، تیلگو

۹-۱۰ لوک مادھوری،
راجستھانی گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
مرنالنی کھانڈیکر، بھجن، گیت

۳-۳۰ اے وی ایس کرشنا راؤ، وائلن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
محمد یعقوب، غزلیں

۹-۳۰ پٹیل میموریل لیکچرز
ٹورازم ان انڈیا

ہفتہ ۳۱ر اکتوبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، ۴-۳۰، ۵-۳۰، رات ۹-۰۰
اسد علی خاں، بین
گلا رام شرما، پکھاوج

۱۰-۳۰، رات ۸-۳۰
شفیع احمد خاں، گائن

۱۱-۰۲ شرشطاسین، ستار

۱۱-۳۰ رسک لال اندھاریہ، گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت

رات

۸-۰۰ سواستھ رکشا

۸-۱۵ آج کے اتتھی

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی
عبدالحلیم جعفر خاں، ستار

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
شفیع احمد خاں، گائن

۷-۵۰ سنگم، کنڑ لوک گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری
کشمیری لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
اوشا کنند، غزلیں

۳-۳۰ شرشطاسین، ستار

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
کمل ہنس پال، گیت، غزل

لکھنؤ

میڈیم ویو لکھنؤ الف: ۲۴۷٫۴ میٹر، ۱۲۱۰ کلو ہرٹز
(صبح ۵۵-۵ سے ۴۵-۸ تک اور شام ۱۵-۵ کے بعد)
شارٹ ویو لکھنؤ ب: ۶۰٫۳۲ میٹر ۴۹۷۵ کلو ہرٹز
لکھنؤ ب: ۴۸٫۴۱ میٹر (۶۱۹۰ کلو ہرٹز) صبح ۳۰-۸ تا ۳۰-۹

خبریں

عالمی خبریں ہندی: صبح ۰۰-۶ تا ۰۵-۶ انگریزی: صبح ۰۵-۶ تا ۱۰-۶
ہندی میں خبریں: صبح ۰۰-۸ بجے، دوپہر ۰۰-۱، اور ۱۰-۲ شام ۰۵-۶ شب ۴۵-۸ اور ۰۵-۱۱
انگریزی میں خبریں: صبح ۱۰-۸ بجے دوپہر ۰۰-۱ اور ۰۰-۲ شب ۰۰-۹ اور ۰۰-۱۱ بجے
سنسکرت میں خبریں: صبح ۰۰-۷ بجے، شام ۱۰-۶ بجے
اردو میں خبریں: صبح ۵۰-۸ بجے، شب ۱۵-۹ بجے
نیوز لیٹر: ہندی: صبح ۰۰-۹ بجے
ضلعے کی چٹھی: صبح ۰۵-۹ بجے
اردو میں علاقائی خبریں دوپہر ۳۰-۲ بجے
پرادیشک سماچار: شام: ۳۰-۷ بجے

مقررہ پروگرام کے لیے "آواز" شمارہ یکم اکتوبر دیکھیے

جمعہ ۱۶ اکتوبر

صبح
۳۰-۷ سور ویلا: ہندی میں نظم خوانی
۴۵-۷، رات ۱۵-۸
روپالی مکھرجی۔ بھجن اور گیت
۳۰-۸ اردو پروگرام (روزانہ)
دوپہر
۰۰-۱۲ اور شام ۴۵-۵
منوج سریواستو۔ گیت اور بھجن
رات
۳۰-۹ "دوبارہ": ڈرامہ
مصنف: منجول بھگت
ریڈیو کس: رادھے شیام اگروال
۰۰-۱۰ آمنے سامنے

ہفتہ ۱۷ اکتوبر

صبح
۴۵-۷ اور شام ۴۵-۵
سہانا چٹرجی
گیت، بھجن اور غزلیں
دوپہر
۱۰-۱ مشتاق حسین خاں: خیال
رات
۰۰-۸ پری سنواد

۳۰-۹ نیشنل پروگرام: موسیقی

اتوار ۱۸ اکتوبر

صبح
۳۰-۷ آپ کے آس پاس: فیچر
۴۵-۷ اور شام ۴۵-۵
شانتی ہیرانند: غزلیں
دوپہر
۰۰-۱۲ بارہ دری
۱۰-۱ آج اتوار ہے
منشی اتواری لال: جھلکی
مصنف نریش مصر
رات
۰۰-۱۰ بدھادیتیہ مکھرجی: ستار
۳۰-۱۰ محمد حسین سرہنگ: خیال

پیر ۱۹ اکتوبر

صبح
۴۵-۷ اور دوپہر ۰۰-۱۲
اندرا کیول رمنی: بھجن
۱۰-۹ اور رات ۳۰-۸
منورما بھٹناگر: خیال
شام
۴۵-۵ رویندر سنگیت

۱۵-۸ شنکر داس گپتا: بھجن
۴۵-۹ رام ڈھروے: طبلہ وادن
۰۰-۱۰ کوی گوشٹھی
۳۰-۱۰ منالال گھوش: بانسری

منگل ۲۰ اکتوبر

صبح
۴۵-۷ اوشا سیٹھ: بھجن
۱۰-۹ وگیان چرچا
شام
۴۵-۵ اور رات ۳۰-۸
اقبال عالم: گیت اور بھجن
۰۰-۸ سنسکرت پروگرام
۴۵-۹ بھارت بھارتی
۰۰-۱۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۱ اکتوبر

صبح
۴۵-۷ سازِ غزل: غزلوں کا خاص پروگرام
۱۰-۹ اور رات ۳۰-۸، ۳۰-۱۰
الیاس خاں: ستار
منے خاں: طبلہ پر سنگت
دوپہر
۱۰-۱ میرا بنرجی: خیال
شام
۴۵-۵ اور رات ۱۵-۸
گنگنی دیودھر: گیت اور بھجن
۰۰-۱۰ "گھر": ڈرامہ
مصنف: گنگا پرساد مصر

جمعرات ۲۲ اکتوبر

صبح
۴۵-۷ پریم سنگھ کوٹ: بھجن، گیت
۱۰-۹ اور رات ۳۰-۱۰
شمشیر سنگھ: سرود
شام
۴۵-۵ اور رات ۱۵-۸
غلام مصطفےٰ: غزلیں
۳۰-۹ نیشنل پروگرام: فیچر

جمعہ ۲۳ اکتوبر

صبح
۳۰-۷ سور ویلا

ہندی میں نظم خوانی
۴۵-۷ اور رات ۱۵-۸
شانتی مہروترا
گیت اور بھجن
۱۰-۹ اور رات ۳۰-۱۰
افضال حسین خاں نظامی
ٹھمری، خیال
دوپہر
۰۰-۱۲ اور شام ۴۵-۵
ریتندر موہن بنرجی: بھجن
رات
۳۰-۸ سرن رانی: سرود وادن
۳۰-۹ "شہر جنا ۱۹۸۰": ڈرامہ
مصنف: کے پی سکسینہ

ہفتہ ۲۴ اکتوبر

صبح
۴۵-۷ اور شام ۴۵-۵
وندنا گپتا: بھجن اور گیت
۱۰-۹ اور دوپہر
اے کے گوکڑے: خیال
رات
۰۰-۸ سینٹ روزی ٹرسنگھ ڈوس
۳۰-۹ کلاسیکی موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۲۵ اکتوبر

صبح
۴۵-۷ اور شام ۴۵-۵
منور حسین جمالی: غزلیں
۳۰-۱۰ سبھا روواری
دوپہر
۱۰-۱ آج اتوار ہے
لکشمی کا آنگن: جھلکی
مصنف: کمل کشور سکسینہ
رات
۰۰-۱۰ بہادر خاں: سرود
۳۰-۱۰ امیر خاں: خیال

پیر ۲۶ اکتوبر

صبح
۴۵-۷ دیپک کمار بھٹاچاریہ
گیت اور بھجن
۱۰-۹ اور دوپہر ۱۰-۱، ۱۲، ۳۰-۸
رام شنکر داس 'پاگل داس'
پکھاوج وادن

دوپہر

۱۲-۰۰ اور رات ۸-۱۵
وینا سہسر بدھے: گیت اور بھجن

۵-۴۵ رویندر سنگیت

رات

۹-۴۵ کارتک کمار: ستار

۱۰-۳۰ ایس این رتن جھنکر: خیال

منگل ۲۷ر اکتوبر

صبح

۷-۴۵ اور شام ۵-۴۵
ونود کمار چترجی: گیت، بھجن

۹-۱۰ وگیان چرچا

دوپہر

۱۲-۱۰ اکبر حسین خاں، طبلہ سولو

رات

۸-۰۰ سنسکرت پروگرام

۸-۲۰ دیپاولی: رام کی ایودھیا واپسی کا
کا لپنک آنکھوں دیکھا حال
از عتیق حنفی

۹-۴۵ بھارت بھارتی

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۸ر اکتوبر

صبح

۷-۴۵ سازِ غزل
غزلوں کا خاص پروگرام

۹-۱۰ اور دوپہر ۱۲-۱۰، رات ۸-۳۰
بہادر خاں: سارنگی وادن
طبلہ پرسنگت: پرکاش گوسوامی

دوپہر

۱-۱۰ برہمانند گوسوامی: خیال، ٹھمری

شام

۵-۴۵ اور رات ۸-۱۵
شو بھا دیکشت: بھجن، گیت

۱۰-۰۰ "دور کا گھروندا": ڈراما
مصنف: شری پتی اوشا چودھری

۱۰-۳۰ بسنت رائے دیلش پانڈے
خیال

جمعرات ۲۹ر اکتوبر

صبح

۷-۴۵ اور شام ۵-۴۵
لکشمی شنکر: بھجن، گیت

۹-۱۰ اور دوپہر ۱-۱۰، ۱۲-۳۰، ۱۰
کاشی ناتھ شنکر بوڈس
خیال
طبلہ پرسنگت: رام کمار شرما

رات

۸-۱۵ عبدالحئی: غزلیں

جمعہ ۳۰ر اکتوبر

صبح

۷-۳۰ سُور ویلا: ہندی میں نظم خوانی

۷-۴۵ اور رات ۸-۱۵
دھرم پال بڑیگا
سگم سنگیت

۹-۱۰ اور رات ۱۰-۳۰
اشوک گوسوامی
وائلن وادن
طبلہ پرسنگت: سپن سنہا

شام

۵-۴۵ علی وارثی اور پارٹی
قوالی اور غزلیں

۸-۰۰ وِشو متیہ یا دِوَس کی قبل
اتر پردیش کے راجیہ پال کا
پیغام

ہفتہ ۳۱ر اکتوبر

صبح

۷-۴۵ ہرمندر سنگھ
بھجن اور گیت

۹-۱۰ موتی لال بھٹ: خیال

دوپہر

۱۲-۰۰ اور شام ۵-۴۵
ہردیال لگوترا
گیت، بھجن اور غزل

۱-۱۰ راگ رنگ
ولایت حسین خاں: خیال

رات

۸-۱۵ سردار تلبھ بھائی پٹیل جینتی

۹-۳۰ نیشنل پروگرام: موسیقی

رامپور

۲۳۶٫۷ میٹر ۱۲۶۷ کلوہرٹز

خبریں

عالمی خبریں: ہندی: صبح ۶-۰۰ تا ۶-۱۵ انگریزی: صبح ۶-۲۰ تا ۶-۵
ہندی میں خبریں: صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵ اور ۲-۱۰، شام ۶-۰۵، رات ۸-۴۵
ہندی میں سماچار پتر: صبح ۹-۰۰ ضلع کی چٹھی: صبح ۹-۰۵ پرادیشک سماچار: شام ۷-۲۰
انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰، دوپہر ۲-۰۰، رات ۹-۰۰ اردو میں خبریں: صبح ۸-۵۰ اور رات ۹-۱۵

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

پہلی مجلس

صبح

۵-۵۵ وندے ماترم: آرمبھک اُدھگھوشنا
منگل دھونی

۶-۳۵ آج کا چنتن (علاوہ جمعہ)
جمعہ: گاندھی چرچا

۶-۴۰ ستو کسانوں

۶-۵۵ پروگراموں کا خلاصہ

۷-۱۵ روزگار سماچار

۷-۳۰ بھاشا شکشا (علاوہ جمعہ و اتوار)
جمعہ: کاویہ سوربھ
اتوار: آج اتوار ہے

۷-۴۵ سنسکرت پروگرام (ہر جمعرات کو)
درپن (ہر جمعہ کو)
سگم سنگیت (صرف پیر، منگل،
بدھ اور ہفتہ کو)

۸-۲۰ لوک گیت

۸-۳۰ اردو پروگرام (ہر جمعہ کو)

۹-۱۰ تا ۱۰-۰۰
بال جگت (ہر اتوار کو)

دوسری مجلس

دوپہر

۱۲-۳۰ آپ کے لیے (ہر اتوار کو)
فلمی قوالی (ہر پیر کو)
آپ کی پسند (ہر منگل اور جمعرات کو)
سور سنگم (ہر بدھ کو)
دھنک (ہر جمعہ کو)
ترنگ (ہر ہفتہ کو)

۱۲-۴۵ آپ کی چٹھی ملی (ہر اتوار کو)

۱-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ

۱-۱۰ پریوار جگت (ہر اتوار کو)
مہلا جگت (ہر پیر کو)
دھرتی گاتی ہے
(پہلے، تیسرے اور پانچویں منگل کو)
پٹھان راگ
(دوسرے اور چوتھے منگل کو)
گرامین مہلاؤں کے لیے
(ہر بدھ کو)
گیتیکا (ہر جمعرات کو)
نعت اور قوالی (ہر جمعہ کو)
سواستھ سندیش (ہر سنیچر کو)

۱-۳۰ جوانوں کے لیے (ہر سنیچر کو)

۲-۲۰ چتر پٹ سنگیت (ایک ہی کلاکار)

۲-۳۵ آس پاس (ہر اتوار کو)

تیسری مجلس

شام

۶-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ

۶-۱۰ علاقائی سوچنائیں

۶-۳۰ یووانی

۷-۰۰ کرشی جگت

۷-۳۰ کرشی جگت کا باقی حصہ

۷-۴۵ پریوار کلیان پرش وتری (ہر اتوار کو)
اردو پروگرام (ہر پیر کو)
انگریزی تقریر (پہلے اور تیسرے بدھ کو)
آپنے لکھا ہے (دوسرے اور چوتھے بدھ کو)
شرتاؤں کے منچ (پانچویں بدھ کو)
آپ کی چٹھی ملی (ہر جمعرات کو)
لیجیے پھر سنیے! (ہر جمعہ کو)

ہندی تقریر (ہر سنیچر کو)
۸—۰۰ سگم سنگیت (علاوہ اتوار اور منگل)
اتوار : جوئبار
منگل : سنسکرت پروگرام
۸—۱۵ پرادیشک سماچار درشن (ہر اتوار کو)
شاستریہ سنگیت (پیر، بدھ، جمعرات اور ہفتہ کو)
۸—۲۰ وادیہ ورند (ہر منگل کو)
۸—۳۰ ساز اور آواز
۹—۳۰ چہار بیت (ہر اتوار کو)
ناٹک (ہر جمعہ کو)
۹—۴۵ آپکی پسند (ہر اتوار کو)
وادیہ ورند (پیر اور منگل کو)
۱۰—۰۰ وچار دھارا (ہر دوسرے پیر کو)
ملاقات (ہر تیسرے پیر کو)
محفل (پانچواں پیر)

جمعہ ۱۶ اکتوبر

صبح

۷—۳۰ کاویہ سوربھ
۸—۲۰ لوک گیت
۹—۳۰ آہنگ : اردو پروگرام

دوپہر

۱—۴۰ اور رات ۱۵—۸
اسد علی خاں : رودر وینا وادن

شام

۶—۳۰ یوواوانی : ۱۔ سرگم : لوک گیت
۲۔ خطوں کے جواب
۳۔ پریوار کلیان
۷—۰۰ کرشی جگت : مرغی پالن
شکشا پروگرام
مرغی فارم کے استھان کا چناؤ
تقریر ڈاکٹر ڈی، سی، جوہری
۸—۰۰ متاڈے : سگم سنگیت

ہفتہ ۱۷ اکتوبر

صبح

۷—۴۵ اور رات ۰۰—۸ بجے
سنیل کمار ملک : سگم سنگیت
۸—۲۰ لوک گیت

شام

۶—۳۰ یواوانی ۱۔ تقریر شیر شاہ خاں
۲۔ سنواد، گیت، فلم دھونی
(تصویروں اور گیتوں پر مبنی پروگرام)
۷—۳۰ کرشی جگت : چنے کی کھیتی سے زیادہ
فائدہ، انٹرویو اشوک کمار
۷—۴۵ جن وانی :
وردھوں کے پرتی ہمارا اداتیو
بھینٹ وارتاؤں پر مبنی پروگرام
پیش کش : اندر جیت نرالا
۸—۱۵ استاد امیر خاں : خیال

اتوار ۱۸ اکتوبر

صبح

۸—۲۰ لوک گیت

دوپہر

۱—۱۰ پریوار جگت
۱۔ سنوار - جاڑوں کی تیاریاں
۲۔ بھگوڑے بچے - تقریر
۳۔ گیت اور غزل

شام

۶—۳۰ یووانی : مباحثہ
بے روزگاری کے جنم داتا ہم سویم ہیں
شرکار : سلیم الدین خاں
جگ پال کور اور فرحت خاں فرحت
۷—۰۰ کرشی جگت
سرکاری سمیتیاں اور گرامین وکاس
بھینٹ وارتا · ویریندر سنگھ
۸—۰۰ جوئے بار : شجاعت حسین خاں : غزلیں
۹—۳۰ نظام الدین اور ساتھی
چہار بیت

پیر ۱۹ اکتوبر

صبح

۷—۴۵ مہندر پال : سگم سنگیت
۸—۲۰ لوک گیت

دوپہر

۱—۱۰ مہلا جگت
'نند بھابھی کا رشتہ' : مباحثہ
۲۔ تقریر ۳۔ گیت اور غزل
۱—۴۰ اور رات ۱۵—۸ بجے
محفوظ علی خاں : طبلہ وادن

شام

۶—۳۰ یواوانی : 'ایک ادھوری زندگی'
کہانی از کمیش بھارتی
۲۔ کاویہ پاٹھ، ہندی
سنیل کمار اپادھیائے

۳۔ جھلکی
۷—۰۰ کرشی جگت
آلو کی فصل کی دیکھ بھال
۷—۴۵ اردو پروگرام : مباحثہ
ہمارے نوجوان اور تعلیمی نصاب

منگل ۲۰ اکتوبر

صبح

۷—۴۵ من موہن پہاڑی : سگم سنگیت
۸—۲۰ نوتن سکسینہ : لوک گیت

دوپہر

۱—۱۰ دھرتی گاتی ہے
۱—۴۰ استاد عبدالکریم خاں : خیال

شام

۶—۳۰ یووانی
۱۔ رووِنگ مائکروفون
۲۔ میری پسند
۳۔ مغربی موسیقی
۷—۰۰ کرشی جگت : خطوں کے جواب

بدھ ۲۱ اکتوبر

صبح

۷—۴۵ اور رات ۰۰—۸ بجے
سدھارانی شرما : سگم سنگیت
۸—۲۰ لوک گیت

دوپہر

۱—۱۰ گرامین مہلاؤں کے لیے
۱۔ مہلائیں پریوار کی آئے کیسے بڑھائیں
تقریر کماری وشنوئی
۲۔ "میرا لال بڑھے جائے ہنستے ہنستے"
تقریر سروج اپادھیائے
۳۔ مہلاؤں کے لیے پری شکشن
تقریر انور جہاں بیگم
۱—۴۰ اور رات ۱۵—۸ بجے
سیتا سرن سنگھ : خیال
۶—۳۰ یوا وانی
فلم پتریکا "چھایالوک"
۷—۰۰ کرشی جگت
اس بار کسان گیہوں اگائیں
تقریر دیکھندر سنگھ
۷—۴۵ انگریزی تقریر

جمعرات ۲۲ اکتوبر

صبح

۷—۴۵ ساہتیہ سدھا : سنسکرت پروگرام
سنسکرت کوی : اشو گھوش
سوا دھارن وارتا
۸—۲۰ شوبھا بھٹناگر : لوک گیت

دوپہر

۱—۱۰ گیتیکا

شام

۶—۳۰ یووانی : شاعری، افتخار طاہر
یواپسند
۷—۰۰ کرشی جگت : پریوار کلیان
۸—۰۰ مکیش : سگم سنگیت
۸—۱۵ استاد رجب علی خاں : خیال

جمعہ ۲۳ اکتوبر

صبح

۸—۲۰ لوک گیت
۸—۳۰ اردو پروگرام : آہنگ

دوپہر

۱—۱۰ نعت اور قوالی

شام

۶—۳۰ یواوانی
۱۔ سرگم : لوک گیت، پریا پاٹھک
۲۔ خطوں کے جواب
۳۔ پریوار کلیان
۷—۰۰ کرشی جگت : چھوٹے اور بڑے
مرغیوں کے گرمے کا نرمان
تقریر۔ ڈاکٹر پی۔ رنگ ناتھن
۸—۰۰ راج کمار رضوی : غزلیں
۸—۱۵ بہادر خاں : سرود وادن

ہفتہ ۲۴ اکتوبر

صبح

۷—۴۵ اور رات ۰۰—۸ بجے
ویریندر کمار : سگم سنگیت
۸—۲۰ لوک گیت

شام

۶—۳۰ یووانی : انٹرواز، آئی ڈی ماتھر
انٹرویو : کرشن گوپال شرما
۲۔ شعری نشست
شرکار : منصور علی خاں عثمانی
طاہر عدیل اور عتیق آفریدی
۷—۰۰ کرشی جگت
مٹی کی جانچ کیوں ضروری ہے؟
بات چیت : ڈاکٹر اوم پرکاش سنگھ
۷—۴۵ دیرکاویہ سنرمتا منشی کلیان رائے
تقریر

۸ — ۱۵ پروینی سلطانہ
استاد محمد دلشاد خاں : خیال گائن

اتوار ۲۵ اکتوبر

صبح
۸ — ۲۰ لوک گیت

دوپہر
۱ — ۱۰ پریوار جگت : مباحثہ
ایندھن کے پرکار اور پریوگ
شرکاء : اوشا اگروال، شہناز ظفر
ڈاکٹر سروجنی اگروال
۲۔ گیت اور غزل

شام
۶ — ۳۰ یوا وانی : سوالوں کے دائرے میں
شرکار : ڈی۔ پی۔ سنگھ (ضلع
سوچنا ادھیکاری) کماری گوجیش
اگروال، ہرش وردھن اور
عظیم میاں
۷ — ۰۰ کرشی جگت : خطوں کے جواب
۸ — ۰۰ جرتے بار
سخاوت حسین خاں : غزلیں
۹ — ۳۰ نظیر احمد اور ساتھی : چہاربیت

پیر ۲۶ اکتوبر

صبح
۷ — ۴۵ اور رات ۰۰ — ۸ بجے
سگم سنگیت
۸ — ۲۰ لوک گیت

دوپہر
۱ — ۱۰ مہیلا جگت : ۱۔ کہانی
۲۔ سمسیا سمادھان
۳۔ گیت اور غزل
۱ — ۴۰ یعقوب علی خاں : سرود وادن

شام
۶ — ۳۰ یووانی : ۱۔ کہانی
۲۔ شاعری (ہندی) ۳۔ جھلکی
۷ — ۰۰ کرشی جگت : بات چیت
از ناتھ سنگھ چوہان
۷ — ۴۵ 'خیاباں' اردو پروگرام
فانی بدایونی : فن اور شخصیت، تقریر
۸ — ۱۵ محمد یٰسین : طبلہ وادن

منگل ۲۷ اکتوبر

صبح
۷ — ۴۵ گیت اور بھجن

۸ — ۲۰ لوک گیت

دوپہر
۱ — ۱۰ پٹھان راگ
۱ — ۴۰ استاد نثار حسین خاں : خیال

شام
۶ — ۳۰ یوا وانی
۱۔ میری پسند ۲۔ مغربی موسیقی
۷ — ۰۰ کرشی جگت : خطوں کے جواب

بدھ ۲۸ اکتوبر

صبح
۷ — ۴۵ کملا مِصرا : سگم سنگیت
۸ — ۲۰ لوک گیت

دوپہر
۱ — ۱۰ گرامین مہیلاؤں کے لیے
۱۔ دیپاولی منائیں، دیوالہ بچائیں
تقریر از بندو سنگھ
۲۔ پھل اور سبزیوں کا سن رکشن
ملاقات : ارملا کانت آنند
۳۔ ٹھنڈک سے بچوں کو بچائیں
بات چیت : ڈاکٹر گپتا
۱ — ۴۰ اور رات ۱۵ — ۸ بجے
برج بھوشن کابرہ : گٹار وادن

شام
۶ — ۳۰ یووانی : "کالج کی ایک شام"
۷ — ۰۰ کرشی جگت
۸ — ۰۰ خالد : سگم سنگیت

جمعرات ۲۹ اکتوبر

صبح
۷ — ۴۵ ساہتیہ سدھا : سنسکرت پروگرام
۸ — ۲۰ روبی رستوگی اور سکھیاں
لوک گیت
۱ — ۱۰ گیتکا

شام
۶ — ۳۰ یوا وانی : اردو کلام : فرید نعمانی
۲۔ یوا پسند
۷ — ۰۰ کرشی جگت
۸ — ۰۰ شیلندر سنگھ : سگم سنگیت
۸ — ۱۵ رام چندر بھٹ : طبلہ سولو

جمعہ ۳۰ اکتوبر

صبح
۷ — ۳۰ کادے سوریہ

(آگے ص ۴۳ پر)

جالندھر چنڈی گڑھ

جالندھر الف ۳۴۴۳ میٹر-۸۷۳ کلوہرٹز جالندھر ب ۴۲۷۶۴۳ میٹر-۷۰۲ کلوہرٹز
چنڈی گڑھ ۲۰۹۶۱ میٹر-۱۴۴۰ کلوہرٹز (شام ۱۰-۶ سے ۴۰-۶ تک)

جمعہ ۱۶ اکتوبر

صبح
۷-۳۵، دوپہر ۰۰-۱۲، رات ۳۰-۱۰
شاستریہ سنگیت
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
اوپندر بھٹناگر، غزلیں
۹-۱۵ شام ۷-۴۵
سریندر کوہلی، گیت

دوپہر
۱۲-۳۰، شام ۵-۰۵
شرنا اروڑہ، شبد گیت
۲-۳۰ منشی خاں، لوک گیت

شام
۵-۱۵ رجنی دیوی، لوک گیت
۸-۰۰ 'سمکالین ہندی ساہتیہ میں انکوش
کے شر' ہندی تقریر از
سریش سیٹھ
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۳۰ 'اس بار نہیں' ہندی ناٹک
تحریر : ریوتی سرن شرما
۱۰-۱۵ پورن شاہکوٹی، لوک گیت

ہفتہ ۱۷ اکتوبر

صبح
۸-۲۰ پورن شاہکوٹی، گیت
۸-۵۰، شام ۵-۰۵
پنجابی گیت
۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵، شام ۷-۴۵
رتن لال دیپک، غزلیں

دوپہر
۱۲-۳۰ لوک رنگ
۲-۲۰ سادے آس پاس
پنجابی میں جھلکی

شام
۵-۱۵ گورمیت کور باوا اور ساتھی

لوک گیت
۸-۰۰ پنجابی تقریر

اتوار ۱۸ اکتوبر

صبح
۷-۲۰ آسادی وار
بھائی دویندر سنگھ راگی و ساتھی
شبد
۷-۴۵ پرتی بمب : جھلکی
۸-۵۰ پنجابی گیت
۱۰-۳۰ آپ کی فرمائش
فلمی نغمے

دوپہر
۱۲-۱۵ گھنشام داس، گیت
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ راجندر سنگھ راج و ساتھی
لوک گیت

شام
۵-۱۵ جاگیر سنگھ طالب، لوک گیت
۷-۴۵ جاگرت،
سلسلہ وار گھریلو فیچر
۸-۰۰ انگریزی تقریر
۸-۳۰ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ شبد کیرتن

پیر ۱۹ اکتوبر

صبح
۶-۳۰ آرادھنا، بھگتی سنگیت
۸-۲۰، شام ۶-۴۵
سوامی موہن داس، بھجن
۸-۴۰ ساہتیہ سدھا، سنسکرت پروگرام
سنسکرت کاویہ پاٹھ
پنجابی ترجمہ، ڈاکٹر ترلوچن سنگھ بندرا
۹-۱۵ سری رام، غزلیں

دوپہر

۱۲-۰۰ تہاڈی پسند
فرمائشی پنجابی گیت

۱۲-۳۰ پنجابی گیت

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ جیون سنگھ چندن وساتھی

شام

۷-۵۵ گیت

۸-۰۰ ساکٹ اکار (ہندی)
از موہن مہرشی

۸-۳۰ سگم سنگیت

۹-۳۰ پنجابی ناٹک

۱۰-۱۵ جبیر سنگھ خوشدل، لوک گیت

منگل ۲۰ اکتوبر

صبح

۸-۲۰ ملکھی رام، لوک گیت

۸-۵۰ پنجابی گیت

۹-۱۵ جاگرت
پنجابی میں سلسلہ وار گھریلو فیچر

دوپہر

۱۲-۰۰ کچہ گلاں کچہ گیت

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ امرجیت سنگھ گورداسپوری
لوک گیت

شام

۵-۱۵ نرنیدر بیبا، لوک گیت

۷-۴۵ صلاح الدین احمد: غزلیں

۸-۰۰ اردو تقریر

۸-۲۰ کویتا پاٹھ از برہم دیو سجلہ

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفلِ موسیقی

بدھ ۲۱ اکتوبر

صبح

۸-۲۰ پنجابی گیت

۸-۵۰ سعیدہ بانو: لوک گیت

۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵
دیویندر سنگھ، شبد

دوپہر

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ گوردیال سنگھ بلوکی، لوک گیت

شام

۷-۴۵ قدم قدم پڑا پڑا

۸-۰۰ پنجابی تقریر

۸-۲۵ سگم سنگیت

۹-۳۰ آپ کی فرمائش
فلمی نغمے

جمعرات ۲۲ اکتوبر

صبح

۸-۲۰ سورن بالا، لوک گیت

۸-۵۰ پنجابی گیت

۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵، شام ۷-۴۵
ارشاد رحمت قوال اور ساتھی
کافیاں/نعتیں/غزلیں

دوپہر

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ چمن لال گورداسپوری وساتھی
لوک گیت

شام

۵-۱۵ امر سنگھ لکھن پوری وساتھی
لوک گیت

۸-۰۰ سرجنا
پنجابی میں ادبی پروگرام

۹-۳۰ علاقائی سنگیت کا پروگرام

جمعہ ۲۳ اکتوبر

صبح

۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
اوپندر ربھاکر: غزلیں

۸-۵۰ دھوندر سنگھ امن اور ساتھی

۹-۱۵ پنجابی گیت

دوپہر

۱۲-۳۰، ۵-۱۵
سشرن اروڑہ، شبد/گیت

۲-۳۰ دھنا سنگھ رنگیلا، لوک گیت

شام

۵-۱۵ سورن سنگھ، لوک گیت

۷-۴۵ نرنیدر کور، گیت

۸-۰۰ 'سمکالین ہندی اپنیاس میں آکروش کے سر' تقریر از رمیش کنتل میگھ

۸-۲۵ سگم سنگیت

۹-۳۰ ہندی ناٹک

۱۰-۱۵ پریتم جگیاسو، لوک گیت

ہفتہ ۲۴ اکتوبر

صبح

۸-۲۰ بلبیر راج، گیت

۸-۵۰، شام ۵-۰۵
پنجابی گیت

۹-۰۵، دوپہر ۱۲-۱۵، شام ۷-۴۵
رتن لال دیپک: غزلیں

دوپہر

۱۲-۳۰ پورن چند وڈالی وساتھی
لوک گیت

۱۲-۴۵ سگم سنگیت

۲-۲۰ ساڈے آس پاس
پنجابی جھلکی

شام

۵-۱۵ کرتار سنگھ چانن ڈھاڈی وساتھی
واراں

۸-۰۰ پنجابی تقریر

۹-۳۰ نیشنل پروگرام: موسیقی

اتوار ۲۵ اکتوبر

صبح

۷-۲۰ آسا دی وار
بھائی دیویندر سنگھ راگی وساتھی
شبد

۷-۴۵ بھجن

۸-۲۰ سنتی بھجن

۸-۵۰ پنجابی گیت

۱۰-۳۰ آپ کی فرمائش
فلمی نغمے

دوپہر

۱۲-۱۵ انیتا تلواڑ: گیت

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ ستیش چندر: لوک گیت

شام

۵-۱۵ گوردیو سنگھ کومل: لوک گیت

۸-۰۰ انگریزی تقریر

۸-۳۰ سگم سنگیت

۱۰-۰۰ شبد گائن

پیر ۲۶ اکتوبر

صبح

۸-۲۰ بھجن

۸-۳۰ ساہتیہ سدھا: سنسکرت پروگرام
سنسکرت ساہتیہ دے امر پاتر 'رام'
پنجابی تقریر از ڈی کے گیت

۸-۵۰ شوکت علی ماتوئی: لوک گیت

۹-۱۵ جھلکی: طنز و مزاح کا پروگرام

دوپہر

۱۲-۰۰ تہاڈی پسند
فرمائشی پنجابی گیت

۱۲-۳۰ کرشنا، وینا بخشی اور بھوشن مہتہ
گیت

۲-۳۰ پریتی بالا، لوک گیت

شام

۷-۴۵ گیت

۸-۰۰ ہندی تقریر

۸-۲۵ سگم سنگیت

۹-۳۰ پنجابی ناٹک

۱۰-۱۵ جسدیو کمار میلاجٹ

منگل ۲۷ اکتوبر

صبح

۸-۲۰ گردھاری لال وساتھی
بھینٹاں

۸-۵۰ پنجابی گیت

۹-۱۵ جاگرت
سلسلہ وار گھریلو فیچر

دوپہر

۱۲-۰۰ کچھ گلاں کچھ گیت

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ ہنس راج وساتھی، بھینٹاں

شام

۵-۱۵ گوربخش سنگھ کویشر وساتھی
کویشری

۷-۴۵ لکشمی بائی راٹھور: گیت

۸-۰۰ اردو تقریر

۸-۲۰ کویتا پاٹھ

۸-۳۰ سگم سنگیت

۹-۳۰ کھیڈ سنسار

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۸ اکتوبر

صبح

۸-۲۰ بھجن

۸-۵۰ رنجنا: لوک گیت

۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵
شبد

دوپہر

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ جگت سنگھ جگا: لوک گیت

شام

۷-۴۵ قدم قدم پڑا پڑا

۸-۰۰ پنجابی تقریر

۸-۱۰ پنجابی گیت
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۳۰ آپکی فرمائش

جمعرات ۲۹ اکتوبر

صبح
۸-۲۰ رنجیت کور، غزلیں
۸-۵۰ قوالی
۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵، شام ۷-۵۰
راجکمار، کافی، گیت اور غزلیں

دوپہر
۲-۲۰ پیلا سنگھ جلال آبادی
لوک گیت

شام
۵-۱۵ اجیت سنگھ دکو ہاوالا
لوک گیت
۸-۰۰ سرجنا
پنجابی میں ادبی پروگرام
۸-۳۰ سگم سنگیت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، روپک

جمعہ ۳۰ اکتوبر

صبح
۸-۲۰ برہم سنگھ، شبد
۸-۵۰ لچھمن داس سندھو
صوفیانہ کلام
۹-۱۵ نیلم ساہنی، غزلیں

دوپہر
۱۲-۳۰ بھجن
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ بملا دیوی، لوک گیت

شام
۵-۱۵ ہرنیک سنگھ زخمی و ساتھی
لوک گیت
۸-۰۰ پستک سمیکشا - نوپکاشن
از شریمتی سدھا سرین
۸-۱۰ ہندی گیت
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۳۰ ہندی ناٹک
۱۰-۱۵ سرجیت، لوک گیت

ہفتہ ۳۱ اکتوبر

صبح
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۵۰ بھجن
۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵
مہندر پال سنگھ نگینہ
شبد/گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ لوک رنگ
لوک گیتوں کا پروگرام
۲-۲۰ ساڈے آس پاس
جھلکی

شام
۵-۱۵ کلدیپ سنگھ پردیسی
لوک گیت
۷-۴۵ اینا رائے، بھجن
۷-۵۵ گیت
۸-۰۰ پنجابی تقریر
۸-۳۰ سگم سنگیت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

بقیہ: رام پور

۸-۲۰ لوک گیت
۸-۳۰ 'آہنگ' اردو پروگرام

دوپہر
۱-۱۰ نعت اور قوالی

شام
۶-۳۰ یوا وانی ۱- سرگم: لوک گیت
کماری بینا ماتھر
۲- خطوں کے جواب ۳- پریوار کلیان
۷-۰۰ کرشی جگت
۸-۱۵ پنڈت روی شنکر: ستار وادن

ہفتہ ۳۱ اکتوبر

صبح
۷-۴۵ اور رات ۸-۰۰ بجے
فریدہ خانم: سگم سنگیت
۸-۲۰ لوک گیت

شام
۶-۳۰ یوا وانی: ۱- انمول باتیں
مینا سکسینہ ۲- سنواد گیت
۷-۰۰ کرشی جگت
ملاقات: پیارا سنگھ
۷-۴۵ بھارت اور وگیان: تقریر
۸-۱۵ سندیشوری دیوی: ٹھمری ٹھپا

روہتک

میڈیم ویو ۲۶۲٫۴۷ میٹر ۱۱۴۳ کلو ہرٹز

پہلی مجلس ۶-۲۵ سے ۹-۰۰ تک (اتوار ۹-۱۵ تک) دوسری مجلس ۱۲-۳۰ سے ۳-۱۰ تک
تیسری مجلس ۵-۳۰ سے ۱۰-۳۰ تک (ہفتہ اتوار ۱۱-۰۰ بجے تک)

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۶-۳۰ وندنا
۶-۵۵ کھیتی کی باتیں
۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۲۵ ضلع کی چٹھی
۷-۵۰ ارچنا (بھگتی سنگیت)
۸-۴۰ سب رس

دوپہر
۱-۱۰ آپ کی فرمائش
(اتوار کے علاوہ)
۱-۴۰ اسکول براڈکاسٹ
(ہفتہ اور اتوار کے علاوہ)
۲-۲۰ لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ پرادیشک سنگیت
(بدھ کے علاوہ)
۶-۳۰ گرامین سنسار (دیہاتی پروگرام)
۷-۳۰ اطلاعات
۷-۴۵ سنگیت سریتا
۹-۱۵ ایک فلم سے
(جمعرات کو آپ کا خط ملا)

جمعہ ۱۶ اکتوبر

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
کماری پربھا، سگم سنگیت
۷-۲۵ گوڑگاؤں ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
شبیر حسین، سارنگی وادن
۸-۲۰ مانگے رام میراثی اور
سجن کور سندھو ساتھی، لوک سنگیت
۸-۳۰ گاندھی چرچا

دوپہر
۱۲-۳۰ گاتی پنکتی
۱-۰۰ ورندگان
۲-۲۰ نتھو رام شرما اور سجن کور سندھو و
ساتھی، لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
پترکا
۶-۱۰ گجراتی لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ کھیل جگت
۸-۲۰ لچھمن داس سندھو، غزل
۹-۱۵ ایک فلم سے 'بھومیکا'
۹-۳۰ 'تیسرے پہر کی دھوپ'، ناٹک

ہفتہ ۱۷ اکتوبر

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
مدھوبالا سکینہ، سگم سنگیت
۷-۲۵ جیند ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ بسم اللہ خاں، شہنائی
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
پریم سنگھ، چاند سالورے، لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ پھر سنیے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ اساتذہ کیلئے

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
گیتوں بھری کہانی
۶-۱۰ بندیل کھنڈی لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
آکاشوانی گاؤں میں

٨-٠٠ پروانۂ روشن
٨-٣٠ محمد یعقوب ، غزلیں
٩-١٥ ایک فلم سے 'بدلتے رشتے'

اتوار ١٨ اکتوبر

صبح

٧-١٠ ، شام ٥-٤٥
دیوراجہ جین ، سگم سنگیت
٧-٢٥ کوروکشیتر ضلع کی چٹھی
٧-٣٠ علی اکبر خاں ، سرود
٨-٣٠ بال کنج
٩-٠٥ اس ماس کا گیت

دوپہر

١٢-٣٠ ناری جگت
١-٠٠ کھلا آکاش
٢-٣٠ ٹیک چند چوہان اور پشپا سینی وساتھی ، لوک سنگیت

شام

٥-٣٠ یووانسار
نوجوانوں کی پسند
خطوں کے جواب
٦-١٠ سندھی لوک گیت
٦-٣٠ گرامین سنسار
آپ کی پسند
٨-٠٠ آج کا موضوع ہے
٨-٣٠ مہدی حسن ، غزلیں
٩-١٥ ایک فلم سے 'ونیگ'
٩-٣٠ فیچر
١٠-٠٠ پرانی فلموں سے

پیر ١٩ اکتوبر

صبح

٧-١٠ ، شام ٥-٤٥
بلرام گپتا ، سگم سنگیت
٧-٢٥ مہندرگڑھ ضلع کی چٹھی
٧-٣٠ ، رات ١٠-٠٠
راجن مشرا ساجن مشرا
کلاسیکی موسیقی
٨-٣٠ ، دوپہر ٢-٣٠
سوہن سنگھ راٹھی اور سورج بھان
لوک سنگیت

دوپہر

١٢-٣٠ ملے جلے گانے
١-٣٠ چھٹی جماعت کیلئے درس

٥-٣٠ رفتار زمانہ
٦-١٠ پنجابی لوک گیت
٦-٣٠ گرامین سنسار
٨-٠٠ انگریزی تقریر
٨-٣٠ طلعت عزیز ، سگم سنگیت
٩-١٥ ایک فلم سے 'زینت'

منگل ٢٠ اکتوبر

صبح

٧-١٠ ، شام ٥-٤٥
یوگل بھاردواج ، سگم سنگیت
٧-٢٥ سونی پت ضلع کی چٹھی
٧-٣٠ ستار وادن
٨-٣٠ ، دوپہر ٢-٣٠
مکتساو ڈانگی وساتھی اور
کرن سنگھ سیوال ، لوک سنگیت

دوپہر

١٢-٣٠ لائبریری سے انتخاب
١-٠٠ ورندگان
١-٣٠ ساتویں جماعت کیلئے درس

شام

٥-٣٠ یووانسار
میری پسند کے گیت
٦-١٠ بنگالی لوک گیت
٦-٣٠ گرامین سنسار
'پنگھٹ' دیہی خواتین کیلئے
٨-٠٠ کلام شاعر
٨-٣٠ جگجیت سنگھ ، غزلیں
٩-١٥ ایک فلم سے 'جاگتے رہو'
٩-٣٠ انگریزی میں تبادلہ خیال

بدھ ٢١ اکتوبر

صبح

٧-١٠ ، شام ٥-٤٥
جیوتی چودھری ، سگم سنگیت
٧-٢٥ سرسا ضلع کی چٹھی
٧-٣٠ غلام صادق خاں ، کلاسیکی موسیقی
٨-٣٠ ، دوپہر ٢-٣٠
نفے سنگھ وساتھی اور تیج پرکاش
لوک سنگیت

دوپہر

١٢-٣٠ دھرتی کے گیت
١-٠٠ کترنیں
١-٣٠ آٹھویں جماعت کیلئے درس

٥-٣٠ یووانسار
٦-١٠ ننھے منے
٦-٣٠ گرامین سنسار
'الجھن اور حل' تقریر از تیج پرکاش
لوک گیت
٨-٠٠ 'دل کی بیماری' ہندی تقریر
٨-٣٠ محمد رفیع ، سگم سنگیت
٩-١٥ ایک فلم سے 'دور کی آواز'
٩-٣٠ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ٢٢ اکتوبر

صبح

٧-١٠ ، شام ٥-٤٥
گلن گوئیا ، سگم سنگیت
٧-٢٥ فرید آباد ضلع کی چٹھی
٧-٣٠ چلتے چلتے
٨-٣٠ ، دوپہر ٢-٣٠
راجندر کمار ، سونیا ڈانگی ، لوک سنگیت

دوپہر

١٢-٣٠ ساز اور آواز
١-٠٠ ورندگان
١-٣٠ نویں جماعت کیلئے درس

شام

٥-٣٠ یووانسار
سرگم
٦-١٠ ہماچل پردیش کے لوک گیت
٦-٣٠ گرامین سنسار
بالک منڈلی
٨-٠٠ گھر آنگن
٨-٣٠ طلعت محمود ، غزلیں
٩-١٥ آپ کا خط ملا

جمعہ ٢٣ اکتوبر

صبح

٧-١٠ ، شام ٥-٤٥
سریندر سنگھ بیدی ، سگم سنگیت
٧-٢٥ روہتک ضلع کی چٹھی
٧-٣٠ رام نارائن ، سارنگی
٨-٢٠ بلونت سنگھ ، امید سنگھ اور
ہری رام شرما ، لوک سنگیت
٨-٣٠ گاندھی چرچا

دوپہر

١٢-٣٠ گاتی پنکتی
١-٠٠ ورندگان
١-٣٠ پرائمری جماعتوں کیلئے درس

٢-٣٠ بلونت سنگھ ، امید سنگھ ، کپور چند
لوک سنگیت

شام

٥-٣٠ یووانسار
پتریکا
٦-١٠ پنجابی گیت
٦-٣٠ گرامین سنسار
بلونت سنگھ ، امید سنگھ ، لوک گیت
٨-٠٠ کلاس کلب
٨-٣٠ لتا منگیشکر ، سگم سنگیت
٩-١٥ ایک فلم سے 'ہیر رانجھا'
٩-٣٠ ہیلتھ میگزین
١٠-٠٠ دیوبرت چودھری ، ستار

ہفتہ ٢٤ اکتوبر

صبح

٧-١٠ ، شام ٥-٤٥
لیش شرما ، سگم سنگیت
٧-٢٥ حصار ضلع کی چٹھی
٧-٣٠ پروین سلطانہ ، کلاسیکی موسیقی
٨-٣٠ ، دوپہر ٢-٣٠
منگت خاں قریشی اور
ونے کمل ، لوک سنگیت

دوپہر

١٢-٣٠ پھر سنئے
١-٠٠ ورندگان
١-٣٠ اساتذہ کیلئے

شام

٥-٣٠ یووانسار
ناٹک
٦-١٠ کشمیری لوک گیت
٦-٣٠ گرامین سنسار
منگت خاں قریشی ، لوک گیت
٨-٠٠ پروانۂ روشن
٨-٣٠ کنول سندھو ، سگم سنگیت
٩-١٥ ایک فلم سے 'مارش'

اتوار ٢٥ اکتوبر

صبح

٧-١٠ ، شام ٥-٤٥
نندکشور ، [illegible]
٧-٢٥ انبالہ ضلع کی چٹھی
٧-٣٠ بھیم سین جوشی ، کلاسیکی موسیقی
٨-٣٠ بال کنج
٩-٠٥ اس ماس کا گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ناری جگت
سکھم کی باتیں
۱-۰۰ کھلا آکاش
۲-۳۰ سورج مل وساتھی اور
رام کمار سجھروال ، لوک سنگیت
شام
۵-۳۰ یووا سنسار
نوجوانوں کی پسند - خطوں کے جواب
۶-۱۰ ڈوگری لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
آپ کی پسند
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۳۰ پربتی ساگر ، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'دل سے ملے دل'
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۲۶ر اکتوبر

صبح
۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
پربتی چاولہ ، سگم سنگیت
۷-۲۵ بھوانی ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
سنگھ بندھو ، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ تاراچند ، پیارے لال رانہ
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ملے جلے گانے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ چھٹی جماعت کیلئے درس
۲-۲۰ تاراچند ، اصغر حسین ، لوک سنگیت
شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ برج کے لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
تاراچند ، لوک گیت
۸-۰۰ انگریزی تقریر
۸-۳۰ مینو پرشوتم ، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'کھلونا'

منگل ۲۷ر اکتوبر

صبح
۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
مالک لال دہیا ، سگم سنگیت
۷-۲۵ کرنال ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ سرود وادن
۸-۲۰ سنیتا گریوال ، ٹیک چند چوہان
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ ورندگان
۲-۲۰ سنیتا گریوال ، ہزاری لال
لوک سنگیت

شام
۵-۲۰ یووا سنسار
میری پسند کے گیت
۶-۱۰ مدھیہ پردیش کے لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
پنگھٹ
۸-۰۰ کلام شاعر
۸-۳۰ کیش ، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'جب یاد کسی کی آتی ہے'
۹-۳۰ وگیان پتریکا
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۲۸ر اکتوبر

صبح
۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
منجو سیال ، سگم سنگیت
۷-۲۵ گوڑگاؤں ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
ونے کمار ، ستار
۸-۲۰ ، دوپہر ۲-۲۰
امرجیت کور ، جیا لال سانگی
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت
۱-۰۰ کترنیں
۱-۴۰ آٹھویں جماعت کیلئے درس
شام
۵-۳۰ یووا سنسار
تقریر
۶-۱۰ ننھے منے
گیت اور کہانی
۶-۳۰ گرامین سنسار
امرجیت کور ، لوک گیت
۸-۰۰ ہندی تقریر
۸-۳۰ یونس ملک ، غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے 'جوانی دیوانی'
۹-۳۰ چرچا کا موضوع ہے

جمعرات ۲۹ر اکتوبر

صبح
۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
وید سیٹھی ، سگم سنگیت
۷-۲۵ جیند ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ چلتے چلتے
۸-۲۰ گیانی اندر سنگھ ناگر ، ایوب خاں
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ایک رنگ
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ نویں جماعت کیلئے درس
۲-۲۰ پریم لتا ، گیانی اندر سنگھ ناگر
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
سرگم
۶-۱۰ بھوجپوری لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
بالک منڈلی
۸-۰۰ گھر آنگن
۸-۳۰ سیما شرما ، سگم سنگیت
۹-۱۵ آپ کا خط ملا
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

جمعہ ۳۰ر اکتوبر

صبح
۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
سبھاش چندر سینی ، سگم سنگیت
۷-۲۵ کوروکشیتر ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
پنا لال سولنکی ، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ ، دوپہر ۲-۲۰
رتن لال اور سنتوش سامپل وال و ساتھی
لوک گیت
۸-۳۰ گاندھی چرچا

دوپہر
۱۲-۳۰ گاتی پنکتی
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ پرائمری جماعتوں کیلئے
شام
۵-۳۰ یووا سنسار
پتریکا
۶-۱۰ پنجابی لوک گیت

باتیں جن سے زندگی سنورتی ہے

[illegible]

سائنس کی ترقی نے [illegible] دور دور روشن کر دیا [illegible] دلوں کی سیاہی دور کرنے [illegible] عدالت کا قانون مجرم کو [illegible] ڈال سکتا ہے لیکن [illegible] نہیں سکتا ۔ حکومت [illegible] جسموں کو غلام بنا سکتی ہیں لیکن دلوں کو فتح نہیں کر سکتیں ۔ لیکن اخلاق سے دلوں کی تسخیر بھی ممکن ہے اور [illegible] اصلاح بھی ۔

[illegible]

۶-۳۰ گرامین سنسار
رتن لال ، لوک گیت
۸-۳۰ خالد ، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'دل لگی'
۹-۳۰ اٹ پٹے سوال ، چٹ پٹے جواب

ہفتہ ۳۱ر اکتوبر

صبح
۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
مدن لال شرما ، سگم سنگیت
۷-۲۵ مہندر گڑھ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ شہنائی وادن
۸-۲۰ سنیتا ڈانگی ، چندو لال
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ سپھر شیشے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ اساتذہ کیلئے
۲-۲۰ سنیتا ڈانگی اور ماسٹر سورج
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ اتر پردیش کے گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
سنیتا ڈانگی ، لوک گیت
۸-۰۰ ہریانہ درشن
۸-۳۰ ستی ابھے آتما ، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'حقیقت'

شملہ

۳۸۷.۶ میٹر ۷۷۴ کلوہرٹز
صبح ۵-۴۵ سے ۷-۳۰ ، ۶۰۷۴ کلوہرٹز
صبح ۷-۴۵ سے ۹-۳۰ اور ۹-۲۵ سے ۴-۴۵ ۵-۴۵ ، ۶۰۲۰ کلوہرٹز
شام ۵-۰۰ سے ۶-۱۵ اور ۶-۰۰ سے رات ۱۲-۰۰ ، ۳۲۲۳ کلوہرٹز

خبریں

ہندی صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵ اور ۲-۱۰ شام ۶-۰۵ رات ۸-۴۵ اور صرف ہفتہ ۱۱-۱۰
انگریزی صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ ، ۲-۰۰ رات ۹-۰۰ اور صرف ہفتہ ۱۱-۰۵
سنسکرت صبح ۷-۰۰ اردو صبح ۸-۵۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۶-۳۵ گیان وندنا اور وندنا
۶-۵۵ کھیتی باڑی
۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۳۰ سامانکی
۷-۴۵ پہاڑی سنگیت
۹-۰۰ راجیہ کی چٹھی
۹-۳۰ اختتام

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
۱۲-۲۰ اختتام (سوائے اتوار)
۱-۱۰ فوجی بھائیوں کیلئے پروگرام
۲-۲۰ کھیتی چرچا اور موسم
۲-۳۰ سب رنگ
۳-۰۰ اختتام

شام
۵-۰۰ ہماچل پروگرام
لاہول سپتی (اتوار، منگل، جمعہ)
کنٹری پروگرام (پیر، جمعرات)
چھابانگی پروگرام (بدھ، ہفتہ)
۵-۳۰ کلوی پروگرام (اتوار، بدھ)
مہاسوی پروگرام (پیر، جمعہ)
سرموری پروگرام (منگل، ہفتہ)
چنونو (جمعرات)
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی/پہاڑی دھن
۶-۱۵ کانگڑی پروگرام (اتوار، جمعرات)
منڈیالی پروگرام (پیر، جمعہ)
بلاسپوری پروگرام (منگل، ہفتہ)
خواتین کیلئے (بدھ)
۶-۱۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ
۶-۴۵ علاقائی خبریں
۷-۰۵ کرشی جگت
۷-۳۵ گرامین بولتوں کیلئے
۸-۰۰ دھارارے گیت
۱۰-۳۰ اختتام
(ہفتہ، منگل ہفتہ کو ۱۱-۰۵ بجے)

جمعہ ۱۶ اکتوبر

صبح
۷-۳۰ ترنگ ، کویتا پاٹھ
۷-۵۵ سمے کی بات ، پنالال ٹھاکر
۸-۲۰ ، رات ۸-۲۵ سگم سنگیت
۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۰۵ محفل

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
انگریزی کہانی

شام
۶-۰۰ سامانیک چرچا
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۴۵ وادیہ ورند

۹-۱۵ ہندی بات چیت
۱۰-۰۰ من بھاون
پرانی فلموں سے فرمائشی گیت

ہفتہ ۱۷ اکتوبر

صبح
۷-۳۰ گیت
۸-۲۰ سیاحوں کیلئے
۸-۳۰ انگریزی سبق
۹-۰۵ رس دھارا

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
'جن سیوائیں' تقریر

شام
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ اساتذہ کیلئے
۸-۱۵ سگم سنگیت
۸-۲۵ فلمی موسیقی
۹-۱۵ ہیم درشن
علاقائی ریڈیو نیوز ریل

اتوار ۱۸ اکتوبر

صبح
۷-۴۵ اس ماس کا گیت
۸-۲۰ آپکی چٹھی آپکی فرمائش
۹-۰۵ پہاڑی دھن
۹-۱۵ 'ان دنوں'
انٹرویو پر مبنی
۹-۳۰ ساز اور آواز
۹-۴۵ وگیان اور جیون
۱۰-۰۰ یووا وانی
۱۱-۰۰ ہندی ڈرامہ

دوپہر
۱۲-۰۰ شیل شکھر
۱۲-۳۰ بال گوپال
۳-۰۰ ونیتا منڈل ، خواتین کیلئے

شام
۶-۰۰ پہاڑی دھن
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۱۵ پنچایتوں بارے قانون
تقریر از کنور شمشیر سنگھ
۹-۳۰ گیت پہاڑاں رے
فرمائشی پہاڑی گیت

پیر ۱۹ اکتوبر

صبح
۷-۳۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ شبد
۸-۲۵ ساہتیہ ویلا
۹-۰۵ بھولے بسرے گیت

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
'یہ تیرہ استقل' تقریر

شام
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس
۸-۲۵ خاندان کی بہبود کا پروگرام
۸-۳۰ دیش گان
۹-۳۰ ہندی میں بات چیت
۹-۴۵ سگم سنگیت

منگل ۲۰ اکتوبر

صبح
۷-۳۰ خاندان کی بہبودی پرمبنی گیت
۷-۵۵ سمے کی بات ، ایس شستی
۸-۲۰ ، رات ۸-۱۵
سگم سنگیت
۸-۳۵ علاقائی سنگیت
۹-۰۵ چنیکا

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
انگریزی کا سبق

شام
۶-۰۰ سامانیک چرچا
۸-۲۵ سب رس
۹-۱۵ ہماری وکاس یاترا
۹-۳۰ انگریزی بات چیت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۱ اکتوبر

صبح
۷-۳۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ ٹھمری ، دادرا
۸-۳۵ امر بھارتی
۹-۰۵ ایک فلم کے گیت

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
ہمارے سیمانت واسی 'ناگالینڈ'

شام

۵-۳۰ کلوی پروگرام
خبریں، لوک گیت
صحت بارے بات چیت
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۶-۱۵ میلا سیلن
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۱۵ گھر آنگن : سلسلہ وار ڈرامہ
۹-۳۰ چرچا کا وشے ہے
۱۰-۰۰ آپکے انورودھ پر
نئی فلموں سے

جمعرات ۲۲ر اکتوبر

صبح

۷-۳۰ دیش گان
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر، بات چیت
۹-۰۵ ایک کلاکار

دوپہر

۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ

شام

۵-۰۰ کنتری پروگرام : خبریں، لوک گیت
'گاؤں کی بات'، روپک از
ہیرا نند رینگی
۵-۵۰ لوک گیت
۶-۰۰ اس ماس کا گیت
۶-۱۵ کانگڑی پروگرام
خبریں، لوک گیت
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ بھگتی سنگیت
۹-۱۵ آپکا پتر ملا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام آف اسپورٹس

جمعہ ۲۳ر اکتوبر

صبح

۷-۳۰ ترنگ، کویتا پاٹھ
۷-۵۵ سنئے کی بات
۸-۲۰، رات ۸-۲۵
سگم سنگیت
۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۰۵ محفل

دوپہر

۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
چاند ملک، چھوٹی بچت، سالہ یوجنا

شام

۶-۰۰ سلمانیک چرچا
۸-۰۰ سماچار درشن
۸-۳۵ وادیہ وِرند
۹-۱۵ ہندی میں بات چیت
۹-۳۰ ہندی ڈرامہ

ہفتہ ۲۴ر اکتوبر

صبح

۷-۳۰ گیت
۸-۲۰ دیش گان
۹-۱۵ رس دھارا

دوپہر

۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ

شام

۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۶-۱۵ بلاسپوری پروگرام
۷-۳۵ گیت
۷-۴۰ اساتذہ کیلئے
۸-۱۵ سگم سنگیت
۸-۲۵ فلم سنگیت
۹-۱۵ ہیم درشن
علاقائی ریڈیو نیوز ریل
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

اتوار ۲۵ر اکتوبر

صبح

۷-۳۰ اس ماس کا گیت
۸-۲۰ آپکی چٹھی آپکی فرمائش
۹-۰۵ فلمی دھن
۹-۱۵ 'اِن دنوں' انٹرویو پر مبنی
۹-۳۰ ساز اور آواز
۹-۴۵ وگیان اور جیون
۱۰-۰۰ یووا وانی
۱۱-۰۰ ہندی ڈرامہ

دوپہر

۱۲-۰۰ بات چیت
۱۲-۳۰ بال گوپال
۲-۰۰ ونیتا منڈل : خواتین کیلئے

شام

۵-۳۰ کلوی پروگرام، خبریں، لوک گیت
'دیپاوتی' ڈرامہ
تقریر و بلیت : اوتابلوام
۶-۰۰ پہاڑی دھن
۶-۱۵ کانگڑی پروگرام، خبریں، لوک گیت

'دیوالی' ڈرامہ
تقریرو بلیت، اونکار لال بھاردواج
۶-۵۵ خاندانی بہبود کا پروگرام
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۱۵ شرم سنسار
۹-۳۰ گیت پہاڑا رے

پیر ۲۶ر اکتوبر

صبح

۷-۳۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ شبد
۸-۳۵ کلام : شباب للت
۹-۰۵ بھولے بسرے گیت

دوپہر

۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
صحت مند جسم
راشٹر گان پاٹھ

شام

۵-۰۰ کنتری پروگرام، خبریں، لوک گیت
خلوں کے جواب، 'دیوالی'، روپک
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس
۸-۲۵ خاندانی بہبود پر مبنی پروگرام
۸-۳۰ دیش گان
۹-۱۵ ہندی بات چیت
۹-۴۵ سگم سنگیت

منگل ۲۷ر اکتوبر

صبح

۷-۵۵ سمے کی بات، رام کمار
۸-۲۰، شام ۸-۱۵
سگم سنگیت
۸-۳۵ علاقائی سنگیت
۹-۰۵ چینکا

شام

۵-۰۰ اصول سیتی پروگرام
۵-۳۰ سرموری پروگرام
۶-۰۰ سائنٹیک چرچا
۶-۱۵ بلاسپوری پروگرام
۸-۲۵ سب رس
۹-۱۵ خاندانی بہبود پر مبنی پروگرام
۹-۳۰ انگریزی بات چیت
۹-۴۵ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۸ر اکتوبر

صبح

۷-۳۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ ٹھمری، دادرا
۸-۳۵ سنسکرت کویتا پاٹھ
۹-۰۵ ایک فلم کے گیت

شام

۵-۳۰ کلوی پروگرام، خبریں، لوک گیت
'بھیا دوج'، تقریر از کلا بلرام
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۶-۱۵ ونیتا منڈل : خواتین کیلئے
۸-۱۵ سماچار درشن
۹-۱۵ گھر آنگن، سلسلہ وار ڈرامہ
۹-۳۰ چرچا کا وشے ہے

جمعرات ۲۹ر اکتوبر

صبح

۷-۳۰ دیش گان
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر
۹-۰۵ ایک کلاکار

شام

۵-۰۵ کنتری پروگرام
خبریں، لوک گیت اور بات چیت
۵-۳۰ چنو منو
۶-۰۰ اس ماس کا گیت
۶-۱۵ سانگڑی پروگرام، خبریں، لوک گیت
انٹرویو پر مبنی پروگرام
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ بھگتی سنگیت
۹-۱۵ آپکا پتر ملا
۱۰-۰۰ ہندی بات چیت

جمعہ ۳۰ر اکتوبر

صبح

۷-۳۰ ترنگ، کویتا پاٹھ
۷-۵۵ سمے کی بات، دیپک بھنڈاری
۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۰۵ محفل

دوپہر

۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
'ہملا دِن' بات چیت

شام

۶-۰۰ سائنٹیک چرچا
(آگے ص ۴۹ پر)

بھوپال، رائپور، گوالیار، جبلپور

بھوپال الف ۲/۲ ۳۰۳ میٹر ۹۸۵ کلوہرٹز　بھوپال ب ۲/۲ ۲۴۳ میٹر ۱۲۳۳ کلوہرٹز

صبح ۵-۴۵ سے ۰۰-۴۵ ۹ ۴۹۹۰ کلوہرٹز

صبح ۸-۳۰ سے ۹-۲۰ / ۹-۴۵ - ۹
صبح ۹-۴۵ سے ۵-۱۵ / ۵-۴۵ شام } ۱۸۰، کلوہرٹز

شام ۵-۳۰ سے ۰۰-۱۲ رات، ۳۳۱۵۰ کلوہرٹز

رائے پور: ۳۰۵/۹ میٹر ۹۸۱ کلوہرٹز　گوالیار: ۲۱۶/۴ میٹر ۱۳۹۶ کلوہرٹز

جبلپور ۲/۵۴۳ میٹر ۱۱۷۹ کلوہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۸-۰۰، ۹-۰۵ (پرادیشک سماچار)

دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، ۲-۴۵، شام ۵-۴۵، ۶

رات ۸-۴۵ (۱۱-۰۵ صرف ہفتے کو)

انگریزی میں خبریں، صبح ۸-۱۰، ۱۰-۰۰

دوپہر ۱۲-۰۰، ۱-۰۰، شام ۶-۰۰

رات ۹-۰۰ (۱۱-۰۰ صرف ہفتے کو)

جمعہ ۱۶ اکتوبر

صبح

۸-۳۰ ، دوپہر ۱-۳۰ وکیل احمد ، غزلیں

۸-۳۰ کے آر سنگھے ، وائلن پروبھاس

دوپہر

۲-۳۰ شیل بالا ترویدی ، لوک گیت

رات

۸-۰۰ 'کہکشاں' اردو پروگرام
(۱) 'نئی سمتیں'، سائنسی پروگرام
(۲) 'آج کے بھوپال کا کرکٹ'، بات چیت
شرکا، نعیم کوثر اور کے ایس بھٹناگر

۱۰-۰۰ ترنگ
'پڑوسن بھی دیکھے گی'، جھلکی
پیشکش، کملا سکینہ

۱۰-۳۰ کے آر سنگھے ، وائلن

ہفتہ ۱۷ اکتوبر

صبح

۸-۲۰ ہیپا زسیا ، سگم سنگیت

۸-۳۰ رام داس ہونگرے ، خیال

دوپہر

۱۲-۳۰ مہیلا سبھا

۱-۳۰ سنجیون مینکا
نئی رچنا

۸-۰۰ چترلیکا
'ونیگ لیکھن کا ساہتیک مولیہ'
مباحثہ، شرکا، بھگوان راوت
ڈاکٹر وجے بہادر سنگھ،
رام پرکاش ترپاٹھی اور لکشمی کانت وسرو

اتوار ۱۸ اکتوبر

صبح

۸-۲۰ بال سبھا

۹-۱۵ سندھی پروگرام

۹-۴۵ سبھ سنگیت
آر۔ وی۔ گرروڑ ، بانسری

دوپہر

۱-۳۰ آر۔ وی۔ گرروڑ ، راگداری

۲-۳۰ رجنی کھرگ ، لوک گیت

شام

۵-۳۰ یووا وانی
سامعین کی پسند وغیرہ

پیر ۱۹ اکتوبر

صبح

۷-۳۰ وملا دیوی سکینہ ، لوک گیت

۸-۲۰ سگم سنگیت
منور خاں ، غزلیں

۸-۳۰ وی ڈی بروے ، خیال

۱-۱۰ درپن ، خطوط پرمبنی پروگرام

رات

۱۰-۳۰ دلوبرت چوہدری ، ستار

منگل ۲۰ اکتوبر

صبح

۸-۲۰ جگدیش سنگھ ٹھاکر
سگم سنگیت

۸-۳۰ 'آئینہ' اردو میگزین
(۱) 'آؤ بچو تمہیں بتائیں' نظم از مہدی جعفر
(۲) 'حساب اور بچے'، تقریر از ایف یو خاں
(۳) 'خواتین کا رول اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی'
مباحثہ ۔ شرکا: اختر جہاں، موہن بانی

۱-۳۰ کاویہ دھارا : سویتا بنرجی

رات

۸-۱۵ 'چھٹی یوجنا اور ادیوگک وکاس'
تقریر از ڈاکٹر اے سی منوچہ

بدھ ۲۱ اکتوبر

صبح

۷-۳۰ چندر کلا سونی ، لوک گیت

۸-۲۰ جے شری ترڈے ، سگم سنگیت

۸-۳۰ نصیر امین الدین خاں ڈاگر
دھروپد

۱۲-۳۰ مہیلا سبھا

رات

۸-۰۰ سامائکی
کہانی از اوم پرکاش مہرہ

جمعرات ۲۲ اکتوبر

صبح

۸-۲۰ سپرا بوس ، سگم سنگیت

۲-۳۰ رتن بائی کھڑگ ، لوک گیت

شام

۵-۳۰ یووا وانی

۸-۰۰ 'آٹھویں دشک کی کتھا ساہتیہ'
ہندی تقریر از ڈاکٹر شیام بھٹناگر

جمعہ ۲۳ اکتوبر

صبح

۷-۳۰ محمد اقبال ، غزلیں

۸-۳۰ نیرا دوبے : ستار

دوپہر

۲-۳۰ کرن شرما ، لوک گیت

رات

۸-۰۰ 'کہکشاں' اردو پروگرام
(۱) روشن چراغ : آغا حسین صیقل
(۲) ریڈیو کارٹون
(۳) 'نئے ترقیاتی پروگرام اور مدھیہ پردیش'
بات چیت، مظہر علی خاں، افضال احمد

۱۰-۰۰ نیرا دوبے : ستار

۱۰-۳۰ الیکانن : خیال

ہفتہ ۲۴ اکتوبر

صبح

۸-۲۰ کانتا آنند : سگم سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ مہیلا سبھا

۱-۳۰ نئی رچنا : شیو کمار شیو

رات

۸-۰۰ امرتا

اتوار ۲۵ اکتوبر

صبح

۸-۲۰ بال سبھا

۹-۱۵ سندھی پروگرام

دوپہر

۱-۳۰ سندر لال سونی ، ستار

۲-۳۰ پورن داس دیوان ، لوک گیت

رات

۹-۳۰ 'حادثہ' ناٹک
تحریر ، برہم جیت گوتم
پیشکش ، مقبول حسین

پیر ۲۶ اکتوبر

صبح

۷-۳۰ بہاری لال راؤ : لوک گیت

۸-۲۰ میتا بھٹا چاریہ ، سگم سنگیت

۸-۳۰ ایم ایل نا تھن : وائلن

۱-۱۰ درپن ، خطوط پرمبنی

رات

۸-۱۵ یہ جیون ہے

منگل ۲۷ اکتوبر

صبح

۸-۲۰ بی ایم مولے : سگم سنگیت

۸-۳۰ 'آئینہ' اردو پروگرام
دیوالی
(۱) 'تلسی کی دیوالی' فیچر
(۲) نظم خوانی
(۳) 'دیوالی ایک جگمگاتا تیوہار' تقریر از کرنل محبوب
۱-۳۰ کاویہ پاٹھ : پنکج پیریا

رات

۸-۰۰ یگ بودھ
۸-۱۵ 'دیوالی کے پوراتک سندربھ' ہندی تقریر از ڈاکٹر پربھو دیال اگنی ہوتری

بدھ ۲۸ اکتوبر

صبح

۷-۳۰ ششی کرن سکینہ ، لوک گیت
۸-۲۰ نیرا بہنے ، سگم سنگیت
۸-۳۰ سیارام تیواڑی ، توڑی
۱۲-۳۰ مہیلا سبھا
۲-۳۰ ششی کرن سکینہ ، لوک گیت

۸-۰۰ سابیتکی
کاویہ پاٹھ ، شلبھ ، رام سنگھ
۹-۳۰ ترنگ
'بابو بیکار' جھلکی
تحریر : ورِیندر کمار مرا
پیشکش : مینا کشی مشر
۱۰-۰۰ 'یہ بھی سادھن کمائی کا'
تحریر ، الیس این سکینہ

جمعرات ۲۹ اکتوبر

صبح

۸-۲۰ سمنارائے ، سگم سنگیت
۸-۳۰ اوماشنکر مشرا ، ستار
۱-۳۰ سمنارائے ، سگم سنگیت
۲-۳۰ روپاس راؤ ، تیتی اور ساتھی لوک گیت

رات

۸-۰۰ ہندی تقریر
'گوالیار قلعہ کا اتہاس'
از شمبھو دیال گرو
۱۰-۳۰ افضل حسین جے پور والے ٹھمری

جمعہ ۳۰ اکتوبر

صبح

۷-۳۰ کسم بڑو کر ، سگم سنگیت
۸-۳۰ پنالال کوشلی ، ستار

دوپہر

۲-۳۰ لکشمن نارائن گگراڈے لوک گیت

رات

۸-۰۰ 'کہکشاں' اردو پروگرام
(۱) 'دیس بدیس' بات چیت
پریم شری واستو ، حنات صدیقی
(۲) 'مجھے کچھ کہنا ہے' تقریر

ہفتہ ۳۱ اکتوبر

صبح

۸-۲۰ سروج رجاون ، سگم سنگیت
۸-۳۰ امرناتھ ، خیال

دوپہر

۱۲-۳۰ مہیلا سبھا
۱-۳۰ نئی رچنا
کاویہ پاٹھ ، پرکاش ڈوگرے

شام

۵-۳۰ یووادانی

بقیہ : شملہ

۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۱۵ جگیاسا
۹-۳۰ ہندی ڈرامہ
۱۰-۰۰ من بھاون
پرانی فلموں سے فرمائشی گیت

ہفتہ ۳۱ اکتوبر

صبح

۷-۳۰ گیت
۸-۲۰ دلیش گان
۹-۰۵ رس دھارا
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
بات چیت

شام

۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ اساتذہ کیلئے
۸-۱۵ سگم سنگیت
۸-۱۰ فلمی سنگیت
۸-۲۵ وادیہ وِرند
۹-۱۵ ہیم درشن
علاقائی ریڈیو نیوز ریل
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی

جے پور، اجمیر، بیکانیر، ادے پور، جودھپور

جے پور 'الف' ۲۰۳/۲ میٹر ۱۴۷۶ کلو ہرٹز، اجمیر ۴۹۷/۵ میٹر ۶۰۳ کلو ہرٹز
جے پور 'ب' ۲۳۶/۳ میٹر ۱۲۶۹ کلو ہرٹز، بیکانیر ۲۱۵/۰ میٹر ۱۳۹۵ کلو ہرٹز
ادے پور ۲۶۶/۶ میٹر ۱۱۲۵ کلو ہرٹز، جودھپور ۵۴۳/۹ میٹر ۵۳۱ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں : صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵، ۱-۱۰، ۲-۴۵، ۲-۰۰، شام ۵-۰۰، ۵-۰۵، ۶-۰۰، ۷-۰۰، رات ۱۱-۴۵
(پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۱۱-۰۵ بجے)
انگریزی میں خبریں : صبح ۸-۱۰، دوپہر ۱۲-۰۰ (صرف اتوار) ۱-۰۰، ۲-۰۰، شام ۶-۰۰، رات ۹-۰۰
(پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۱۱-۰۰ بجے)
صوبائی خبریں (ہندی) : صبح ۹-۰۵، شام ۷-۰۵، (راجستھانی) شام ۷-۱۵
سندھی میں خبریں : صبح ۸-۴۰، شام ۶-۱۵
سنسکرت میں خبریں : صبح ۷-۰۰، شام ۶-۱۰
ہندی میں سماچار پتر : صبح ۹-۰۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

۶-۳۰ منگل دھونی : وندے ماترم
۶-۳۵ وندنا
۷-۰۵ روپ ریکھا اور موسم
۷-۱۰ کرساں ری بات : بازار بھاؤ (روزانہ)
۷-۲۰ راماتن پاٹھ
۷-۳۰ ساماتیکی
۸-۵۰ رس دھارا (سوائے اتوار)
سور گنگا (اتوار)
۱۰-۱۵ اختتام (سوائے ہفتہ، اتوار)
(ہفتہ کو ۹-۵۰ اور اتوار ۱۰-۳۰)
(۱۱-۰۰)
۱-۵۰ کرشی لوک اور موسم (سوائے اتوار)
۳-۱۰ اختتام

شام

۵-۰۵ یووادانی (نوجوانوں کے لیے پروگرام)
۶-۰۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ
۷-۲۵ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ کرشکوں کے لیے (کسانوں کے لیے پروگرام)
۱۰-۳۰ اختتام (بدھ، جمعرات، جمعہ)
۱۱-۱۰ اختتام (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار)

جمعہ ۱۶ اکتوبر

صبح

۷-۲۰ مانس گان (روزانہ)
۷-۳۰ ، دوپہر ۱-۱۰
شاستریہ سنگیت

دوپہر

۱-۳۰ گل حسن خاں ، لوک گیت
۲-۲۰ اسکول براڈکاسٹ

شام

۵-۰۵ یووادانی (روزانہ)
۶-۳۰ مروانی
۱۰-۰۰ راجستھانی گیتوں کا فرمائشی پروگرام

ہفتہ ۱۷ اکتوبر

صبح

۸-۲۰ کتھا لوک
۹-۱۰ لوک گیت

دوپہر

۱-۵۰ کرشی لوک اور موسم

شام

۶-۳۰ سہیلیاں ری باڑی
۸-۰۰ 'کہکشاں' اردو پروگرام
ہماری مشترکہ تہذیب اور تمدن 'لباس'
تقریر
کلام شاعر : پارسا کوثر

9-15 وکاس کی نئی دشائیں

اتوار ۱۸ ؍ اکتوبر
صبح
8-30 سور گنگا
10-00 ہندی ڈرامہ از جگموہن اگلانی
ہدایت: موہن مہر چندانی
دوپہر
12-30 'میک اپ' جھلکی
تحریر: سدھا جوہری
ہدایت: ایس ایس کپور
2-30 جھلکی
شام
6-25 راجستھانی گیتوں کا فرمائشی پروگرام
8-00 انگریزی تقریر از ڈاکٹر ایس سنہا
10-00 میگزین پروگرام

پیر ۱۹ ؍ اکتوبر
صبح
8-30 ستار پر دھن
دوپہر
12-30 اندر دھنش
1-30 جیونی بھارگو، لوک گیت
شام
6-30 شاستریہ سنگیت
6-50 سنیہ لتا شرما، گیت اور بھجن
10-00 پیر شب کی محفلِ موسیقی

منگل ۲۰ ؍ اکتوبر
صبح
8-20 راجستھلی
8-30 رس دھارا
9-20 نیلم شرما: غزلیں
دوپہر
1-40، شام ۶-۲۵
شیام نارائن ماتھر، لوک سنگیت
شام
6-45 نیلم شرما، گیت اور بھجن
8-00 کھلا آکاش
9-30 سندھی پروگرام

بدھ ۲۱ ؍ اکتوبر
صبح
8-30، رات ۱۰-۴۵
معین الدین، غزلیں

9-30 فیاض حسین، گیت
دوپہر
1-30 سدھا لال اور ساتھی، لوک گیت
شام
5-05 یووانی
'تمباکو نوشی سے ہونے والے نقصانات'
انٹرویو
6-30 سندھی پروگرام
نئی روشنی نوا وچار
8-00 کھلا آکاش
9-30 ڈرامہ
تحریر: سدھا گپتا
پیشکش: ایس ایس کپور
10-15 فیاض خاں، بھگتی سنگیت

جمعرات ۲۲ ؍ اکتوبر
صبح
7-50 دیووانی
9-10، دوپہر ۱-۳۰
راشیور پرساد سادھو، لوک گیت
9-20، شام ۶-۳۰
عبداللطیف اور ساتھی، قوالی

جمعہ ۲۳ ؍ اکتوبر
صبح
8-30، 9-20
بتن دیوانہ، پارسا اور جگر کی غزلیں
دوپہر
12-30 فلمی گانے
1-30 رام لال و ساتھی، لوک گیت
6-25 بتن دیوانہ، غالب کا کلام
8-00 کھلا آکاش

ہفتہ ۲۴ ؍ اکتوبر
صبح
8-30 روپ نارائن مینا اور ساتھی
لوک گیت
دوپہر
1-50 کرشی لوک اور موسم کا حال
رات
8-00 'کہکشاں' اردو پروگرام
'کیا ہمارے مسائل قوم کے مسائل نہیں ہیں' مباحثہ
شرکا: عبدالغنی فائز، تقی الدین تقی اور سراج دھولپوری

کلام شاعر

اتوار ۲۵ ؍ اکتوبر
صبح
7-10 دیش بھگتی گان - موسم
8-20 سور گنگا
9-15 مکل: بچوں کیلئے پروگرام
10-00 سندھی پروگرام
کویتا پاٹھ: رادھا کشن راہی
گرداس مل، ڈھولن راہی اور کملا کیشوانی

پیر ۲۶ ؍ اکتوبر
صبح
8-20 ببلی دیوی، لوک گیت
8-30 افروز بانو، غزلیں
دوپہر
1-50 کرشی لوک اور موسم
شام
6-45 افروز بانو
پارسا اور داغ کا کلام
7-20 کرشکوں کیلئے
8-00 کھلا آکاش
10-00 پیر شب کی محفلِ موسیقی

منگل ۲۷ ؍ اکتوبر
صبح
7-20 شاستریہ سنگیت
9-10 مینا چودھری، لوک گیت
9-20، شام ۶-۴۵
سگم سنگیت
دوپہر
1-10 سہیلیاں ری باڑی
شام
6-35 لوک گیت
7-20 کرشکوں کیلئے
9-30 سندھی پروگرام
تنہا جی چٹھی لی
دیوالی کے گیت

بدھ ۲۸ ؍ اکتوبر
صبح
8-30 ول کسار پاٹنی و ساتھی
جین بھجن
9-10 ارملا کھنہ، لوک گیت

9-20، رات ۱۰-۴۵
کملا گوئل، گیت، غزلیں
دوپہر
1-10 شاستریہ سنگیت
شام
6-30 سندھی پروگرام
سندھی سنت کوی 'سامی'
تقریر از نارائن داس جھوبانی
9-30 'ایک اور کرفیو' ڈرامہ
تحریر: ستیم پرکاش

جمعرات ۲۹ ؍ اکتوبر
صبح
7-50 دیووانی: گنگادھر دویدی
9-10 دوپہر ۱-۲۰
رام چندر اور ساتھی، لوک گیت
9-20، شام ۶-۵۰
دیوی لال شرما، بھجن
رات
9-15 سواستھ پرچا
10-30 شاستریہ سنگیت

جمعہ ۳۰ ؍ اکتوبر
صبح
8-20 پرارتھنا سبھا
8-30، شام ۶-۴۵
کملیش کیشپ، بھجن اور گیت
دوپہر
1-10 شاستریہ سنگیت
رات
8-00 کھلا آکاش
9-15 ملے جلے گانے
10-00 راجستھانی گیت

ہفتہ ۳۱ ؍ اکتوبر
صبح
8-20 کتھا لوک
9-10 لوک گیت
دوپہر
1-30 رام سروپ ساتھوا، لوک گیت
شام
6-45 لوک دھن
7-20 کرشکوں کیلئے
8-00 'کہکشاں' [illegible]
9-15 وکاس کی نئی دشائیں

حیدرآباد

۴۷۴٫۵ میٹر ۶۳۸ کلوہرٹز   ۲۵۶٫۴ میٹر ۱۱۷۰ کلوہرٹز

خصوصی پروگرام

جمعہ ۱۶ اکتوبر

صبح

۶-۳۰ الیشور اللہ
قرأت کلام پاک، سید رفیع اللہ بخاری
نعت شریف، داور نصیب

۸-۳۰ یووادانی
'دوائوں کے مضر اثرات' تقریر از ذکی احمد

شام

۵-۳۰ سائنس میگزین
پیشکش، انورنگ یوتھ ایسوسی ایشن

۹-۳۰ نیرنگ
ناولوں کی دنیا۔ باغ و بہار
'اس ہفتہ کی ڈائری' از عارف الدین سلیم
ڈاکٹر سے ملاقات
ڈاکٹر ظفر علی بلگرامی سے گفتگو
قوالیاں

ہفتہ ۱۷ اکتوبر

صبح

۸-۲۵ یووادانی فلمی قوالیاں

شام

۵-۳۰ ترنگ
(۱) 'آخری منزل' ڈرامہ
پیشکش، سپر آرٹ شیلٹ گلڈ
(۲) افکار عالیہ 'امجد حیدرآبادی'
تقریر از رشید قریشی
(۳) لطیفے ہی لطیفے
(۴) گیت اور غزلیں

اتوار ۱۸ اکتوبر

صبح

۸-۲۵ یووادانی
'گلدستہ' خطوط پر مبنی

۹-۳۰ بچوں کیلئے

دوپہر

۲-۳۰ بہنوں کیلئے
(۱) 'کیا اپنا علاج آپ کرنا خطرناک ہے'
ڈاکٹر متین رزاق سے بات چیت
(۲) 'دھڑکن'
افسانہ از مہر مرزا
(۳) ڈھولک کے گیت
(۴) خطوں کے جواب

۵-۳۰ ترنگ 'ساز اور آواز'
ہمارے گلوکار' بیگم اختر، فیچر
از جواد جہاں بیابانی

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) 'دوسرا سفر' ڈرامہ
تحریر، غلام یزدانی
(۲) غزلیں

پیر ۱۹ اکتوبر

صبح

۸-۳۰ یووادانی
نغموں کی دنیا از ماسٹر نواز

شام

۵-۳۰ ترنگ
(۱) کھیلوں پر تبصرہ از کے ڈی پرکاش
(۲) خطوں کے جواب
(۳) فلمی گانے

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا 'باغ و بہار'
(۲) ہم آپ اور وہ۔ کل ہمارا ہے
(۳) کلام شاعر بہ زبان شاعر
ڈاکٹر مغنی تبسم اور خورشید جنیدی
(۴) غزلیں اور گیت

منگل ۲۰ اکتوبر

صبح

۸-۲۵ یووادانی
'برقی توانائی' تقریر از راشد علی خاں

شام

۵-۳۰ ادبی میگزین
پیشکردہ، اتحاد ویلفیر ایسوسی ایشن

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا 'باغ و بہار'
(۲) صنعتی مزدوروں کیلئے
تقریر از کمال الدین علی خاں
(۳) مزاحیہ کلام از نصیر الدین خاں
(۴) وہ بھی کیا زمانے تھے 'رقص کی محفلیں'
تقریر از اچاریہ بھیشم
(۵) ڈھولک کے گیت

بدھ ۲۱ اکتوبر

صبح

۸-۲۵ یووادانی
شہر نامہ، نوجوانوں کی سرگرمیوں پر مبنی
'بارش اور جنگلات' از علی الدین احمد

دوپہر

۲-۳۰ طلبا کیلئے

شام

۵-۳۰ ترنگ
وراثتی پروگرام
پیشکردہ، انڈین آرٹس اکیڈیمی

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا 'باغ و بہار'
(۲) آؤٹ لائن بطین' ہفتہ وار مزاحیہ پروگرام
پیشکردہ، اظہر افسر
(۳) اکیلی، کہانی از نیپال سنگھ دربا
(۴) غزلیں

جمعرات ۲۲ اکتوبر

صبح

۸-۲۵ یووادانی
یونیورسٹی طلبا کیلئے

دوپہر

۲-۳۰ اسکول طلبا کیلئے

شام

۵-۳۰ ترنگ
'میری پسند' فلمی گیتوں پر مبنی

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا 'باغ و بہار'
(۲) قومی پروگرام

جمعہ ۲۳ اکتوبر

صبح

۶-۳۰ الیشور اللہ
تلاوت کلام پاک،
قاری غوث محی الدین نظامی
نعت شریف، احمد کافی

۸-۳۰ یووادانی
'خاندانی منصوبہ بندی کیوں؟'
تقریر از ثمینہ خان

شام

۵-۳۰ ترنگ
سائنس میگزین
پیشکردہ، یوتھ ایسوسی ایشن

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا 'باغ و بہار'
(۲) اس ہفتہ کی ڈائری
(۳) ڈاکٹر سے ملاقات
(۴) 'آپسی اتحاد'
نظمیں از خواجہ ضمیر
(۵) قوالیاں

ہفتہ ۲۴ اکتوبر

صبح

۸-۲۵ یووادانی
فلمی قوالیاں

شام

۵-۳۰ 'وہ لوگ' ڈرامہ
پیشکش، سپر آرٹس اکیڈیمی، سانپ توپ

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا باغ و بہار
(۲) افکار عالیہ 'علامہ اقبال کے ترجمے'
تقریر از حسن الدین
(۳) لطیفے ہی لطیفے
(۴) گیت اور غزلیں

اتوار ۲۵ اکتوبر

صبح

۸-۲۵ یووادانی
گلدستہ، نوجوانوں کے خطوط پر مبنی

۹-۳۰ بچوں کیلئے

دوپہر

۲-۳۰ بہنوں کیلئے
(۱) 'سونے کا پنجرہ' افسانہ از سیدہ محسنہ
(۲) 'پکوان' از تسنیم امجد
(۳) ڈھولک کے گیت
(۴) خطوں کے جواب

شام

۵-۳۰ ترنگ

۱) دیہاتی پروگرام
پیشکردہ : اراکین معین الدولہ کلب
۹-۳۲ نیرنگ
۱) ڈرامہ ۲) غزلیں

پیر ۲۶ اکتوبر

صبح
۸-۳۰ یووادانی
نظموں کی دنیا از الیس سجاتا

شام
۵-۳۰ ترنگ
۱) کھیلوں پر تبصرہ از الیاس حیدر
۲) خطوں کے جواب
۳) فلمی گانے
۹-۳۲ نیرنگ
۱) ناولوں کی دنیا باغ وبہار

ہم آپ اور وہ
ریلوے قلی سے بات چیت
کلام شاعر بزبان شاعر
از ڈاکٹر وحید اختر، جلیل عنابادی
غزلیں

منگل ۲۷ اکتوبر

صبح
۸-۲۵ یووادانی
'کمپیوٹر کے بارے میں' تقریر از
ڈاکٹر عابدہ وہاب

شام
۵-۳۰ ترنگ
ادبی میگزین
۱) 'بندگی' افسانہ از محمد اکبر
۲) مزاحیہ کلام از محمود سرشار
۹-۳۰ نیرنگ
۱) ناولوں کی دنیا - باغ وبہار
۲) منسوق مزدوروں کیلئے
۳) مزاحیہ خاکہ از حنیفہ خلیل مزاق
۴) 'چراغوں کی رات' فیچر
تحریر : اطہر افسر
۵) ڈھولک کے گیت

بدھ ۲۸ اکتوبر

صبح
۸-۲۵ یووادانی
'شہزادہ'، نوجوانوں کی سرگرمیوں پر مبنی

دوپہر
۲-۳۰ اسکول طلبا کیلئے
شام
۵-۳۰ ترنگ 'دیہاتی پروگرام'
پیشکردہ : اراکین حیدرآباد ویلفیر سوسائٹی
۹-۳۰ ترنگ
۱) ناولوں کی دنیا باغ وبہار
۲) خطوں کے جواب
۳) 'آؤ مل بیٹھیں' ہفتہ وار مزاحیہ پروگرام
پیشکش : اطہر افسر
۴) 'پیار کا بندھن' کہانی از پریم کشور نگم
۵) غزلیں

جمعرات ۲۹ اکتوبر

صبح
۸-۲۵ یووادانی : یونیورسٹی طلبا کیلئے
'علامہ اقبال - فن اور شخصیت'،
تقریر از حسن ثاقب

دوپہر
۲-۳۰ اسکول طلبا کیلئے
شام
۵-۳۰ ترنگ
'میری پسند' فلمی نغموں پر مبنی
۹-۳۰ نیرنگ
۱) ناولوں کی دنیا 'باغ وبہار'
۲) اپنی نگری اپنے لوگ
۳) آپ کی پسند ، فلمی گانے
۴) 'فضول خرچی' تقریر از خاکی حیدرآبادی
۵) 'سائنس کی دنیا' تقریر از محمد احسان

جمعہ ۳۰ اکتوبر

صبح
۶-۳۰ الیشورالتد
قرأت کلام پاک ، قاری خواجہ شمس الدین
نعت شریف ، معین الدین بزمی فدائی
۸-۳۰ یووادانی
کلام شاعر ، ایم اے باسط
شام
۵-۳۰ ترنگ : سائنس میگزین
پیشکردہ : یاقوت پورہ یوتھ کیڈیمی
۹-۳۰ ترنگ
۱) ناولوں کی دنیا 'باغ وبہار'
۲) اس ہفتہ کی ڈائری ، الفراد یب

(آگے ص ۵۴ پر)

سرینگر

میڈیم ویو سری نگر الف - ۲۶۸/۸ میٹر ۱۱۱۶ کلو ہرٹز
شارٹ ویو سری نگر ب - ۶۱/۷۳ میٹر ۴۸۶۰ کلو ہرٹز
۴۹/۱۰ میٹر ۶۱۱۰ کلو ہرٹز ۹۱/۵۶ میٹر ۳۲۷۷ کلو ہرٹز
پہلی مجلس - صبح ۶-۳۰ سے صبح ۱۰-۰۰ تک
دوسری مجلس - صبح ۱۱-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک
اتوار کو صبح ۶-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک مسلسل

خبریں

صبح
۷-۰۰ سنسکرت
۷-۴۵ کشمیری
۸-۱۰ انگریزی
۸-۵۰ اردو
۹-۰۰ ہندی
دوپہر
۱-۵۰ اردو
۲-۰۰ انگریزی
شام
۶-۰۰ انگریزی
۶-۲۵ کشمیری
رات
۹-۰۰ انگریزی
۹-۱۵ اردو
۱۱-۰۰ انگریزی

علاقائی خبریں

صبح
۹-۰۵ دلچسپ خبریں
۹-۲۰ اردو
۹-۲۵ کشمیری
دوپہر
۲-۱۰ لداخی
۷-۳۰ کشمیری
۷-۴۵ اردو

جمعہ ۱۶ اکتوبر

صبح
۷-۰۵ شمیم دیو ، غزلیں
۷-۱۵ گاندھی کتھا
۸-۰۰ چندراکانت ، غزلیں
۹-۱۰ فریدہ خانم ، گیت ، غزل
دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
آٹھویں جماعت کیلئے اردو میں
سائنس پروگرام
۱۲-۴۰ غلام محمد راہ ، غزلیں
۴-۰۰ ایم اے تبت بقال اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
شام
۶-۱۰ غلام محمد راہ ، غزلیں
۸-۰۰ 'وادی کی آواز'
۹-۳۰ 'ہم قلم' اردو میں ادبی میگزین

ہفتہ ۱۷ اکتوبر

صبح
۷-۰۵ ، شام ۶-۱۰
اوتکار ناتھ کول ، غزلیں
۸-۰۰ نسیم بانو ، غزلیں
۹-۱۰ مشتاق حسین ، گیت اور غزلیں
۱۱-۳۰ ، ۴-۳۰
شیخ عبدالعزیز و ساتھی
صوفیانہ موسیقی
دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
نویں جماعت کے طلبا کیلئے
جغرافیہ کا پروگرام
۱۲-۴۰ اوتکار ناتھ کول ، مشتاق حسین
غزلیں
رات
۸-۴۵ 'نجوم'
تقریر از ایچ ایل گنجو

اتوار ۱۸ اکتوبر

صبح
۷-۰۵ غلام حسن صوفی ، غزلیں
۸-۰۰ بیلا ساحر ، اردو غزلیں
۹-۱۰ یونس ملک ، گیت اور غزلیں
۱۱-۰۰ سنگیت میگزین
امجد علی خاں ، راگ میاں ملہار
۱۱-۳۰ کشمیری میں کھیل (دوبارہ)

دوپہر
۱۲-۴۰ یم چھ وناں
۲-۳۰ بزم شعار
شام
۶-۱۰ غلام حسن صوفی ، غزل
۹-۳۰ مغربی موسیقی

پیر ۱۹ ر اکتوبر

صبح
۷-۰۵ وجے کمار ٹلّا ، غزلیں
۸-۰۰ سخاوت حسین ، اردو غزلیں
۸-۲۰ توبہ نو ، یودا وانی سے انتخاب
۹-۱۰ سرلا کپور ، غزلیں اور گیت

دوپہر
۱۲-۴۰ وجے کمار ٹلّا ، کشمیری غزلیں
سخاوت حسین ، اردو غزلیں
۴-۰۰ سعادت کول ، غزلیں
راج بیگم ، کشمیری غزلیں

رات
۸-۲۰ 'سونتہ ولور'
۸-۴۵ اردو بات چیت
۹-۳۰ کشمیری میں کھیل

منگل ۲۰ ر اکتوبر

صبح
۷-۰۵ ، دوپہر ۲-۱۵
جلال گیلانی ، غزلیں
۸-۲۰ صلاح الدین احمد
غزلیں اور گیت (اردو)
۱۱-۳۰ ، دوپہر ۲-۳۰ ، ۴-۰۰
جی ایم قالین باف اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

شام
۶-۱۰ جلال گیلانی ، غزل
۸-۴۵ سائنٹیفک دنیا
کشمیری میں بات چیت
۹-۳۰ صدیوں پہلے
طرح ترنگی پر مبنی پروگرام

بدھ ۲۱ ر اکتوبر

صبح
۷-۰۵ نسیم اختر ، غزلیں
۸-۰۰ شانت سکینہ ، اردو غزلیں
۹-۱۰ شجاعت حسین
گیت اور غزلیں

دوپہر
۱۲-۴۰ مہاراج کرشن پنڈتا ، غزلیں
شجاعت حسین ، غزلیں
۴-۳۰ نسیم اختر ، غزلیں
مہاراج کرشن ، غزلیں
شام
۶-۱۰ نسیم اختر ، غزل

جمعرات ۲۲ ر اکتوبر

صبح
۷-۰۵ ، شام ۶-۱۰
غلام قادر وانی ، غزلیں
۸-۰۰ شبیر حسین خاں ، اردو غزلیں
۹-۱۰ نرملا رون ، گیت اور غزلیں
۱۱-۳۰ ، دوپہر ۲-۳۰
غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۴۰ غلام قادر وانی ، غزلیں
نرملا رون ، غزلیں
۲-۱۵ نرملا دیوی ، غزلیں
رات
۸-۴۵ ہیلتھ فورم
۱۰-۳۰ داستان

جمعہ ۲۳ ر اکتوبر

صبح
۷-۰۵ ریتا کول ، غزلیں
۷-۱۵ گاندھی کتھا
۸-۰۰ سیما شرما ، غزلیں
۹-۱۰ بشیر احمد ، گیت اور غزل
دوپہر
۱۲-۴۰ نعتیں اور منقبت
۲-۱۵ کنول کشور جالا ، غزلیں
۴-۰۰ ایم اے ستاری اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

شام
۶-۱۰ کنول کشور جالا ، غزل
۹-۳۰ اپنی دھرتی اپنا دیش

ہفتہ ۲۴ ر اکتوبر

صبح
۷-۰۵ ، شام ۶-۱۰
آر کے کاچرو ، غزلیں
۷-۳۵ سازینہ
۸-۰۰ اقبال احمد صدیقی ، غزلیں
۸-۲۰ مولل شعار :
سودہ اور پکش ، مظفر عازم
۹-۲۰ اقبال بانو ، گیت اور غزلیں
۱۱-۳۰ ، سہ پہر ۳-۳۰
کمال بٹ اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۴۰ آر کے کاچرو ، غزلیں
اقبال بانو ، غزلیں
شام
۶-۰۰ آر کے کاچرو ، غزل
۸-۴۵ انگریزی میں بات چیت
۹-۳۰ بزم سامعین (اردو)
۱۰-۳۰ شہر صدا
پرانے فلمی گانے

اتوار ۲۵ ر اکتوبر

صبح
۷-۰۵ ، شام ۶-۱۰
راج بیگم ، غزلیں
۸-۰۰ راجیندر مہتہ ، نینا مہتہ ، غزلیں
۹-۱۰ چترا سنگھ ، گیت اور غزلیں
۱۰-۱۵ ہونہار
اردو میں بچوں کیلئے ملا جلا پروگرام
۱۱-۰۰ فلم میگزین (کشمیری)

دوپہر
۱۲-۴۰ ایک آواز (فلمی گانے)
شام
۸-۰۰ وادی کی آواز
۹-۳۰ مغربی موسیقی

پیر ۲۶ ر اکتوبر

صبح
۷-۰۵ سہ پہر ۳-۳۰
غلام محمد میر ، غزلیں
۸-۰۰ نتن کیلش ، غزلیں
۸-۲۰ توبہ نو (دیو وانی سے انتخاب)
۹-۱۰ غلام سراج خاں ، گیت اور غزلیں
دوپہر
۱۲-۴۰ آرتی ٹکو اور غلام محمد میر
غزلیں

شام
۶-۱۵ سونیا کول ، غزلیں
۸-۴۵ اردو میں بات چیت
۹-۳۰ اردو میں کھیل

منگل ۲۷ ر اکتوبر

صبح
۷-۰۵ ، شام ۶-۱۰
نسیم اختر ، غزلیں
۸-۰۰ ہیم لتا ، غزلیں
۱۱-۳۰ ، دوپہر ۲-۴۰ ، ۴-۰۰
غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۴۰ بھجن
۲-۱۵ نسیم اختر ، غزلیں
رات
۸-۰۰ وادی کی آواز
۸-۴۵ انگریزی میں بات چیت
۹-۳۰ سائنس میگزین (کشمیری)

بدھ ۲۸ ر اکتوبر

صبح
۷-۰۵ کیلاش مہرو ، غزلیں
۸-۰۰ محمد یعقوب ، غزلیں
۹-۱۰ لتا منگیشکر ، گیت اور غزلیں

دوپہر
۱۲-۴۰ شوبھا گورٹو ، غزلیں
جمیل احمد ، غزلیں
۴-۳۰ عبدالصمد صوفی ، غزلیں
شام
۶-۱۰ محمد صدیق پانپوری ، غزلیں
۸-۰۰ وادی کی آواز
۹-۳۰ سنگرمال
کشمیری میں ادبی پروگرام
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش
فلمی نغمے

جمعرات ۲۹ ر اکتوبر

صبح
۷-۰۵ ششی چوپڑہ ، غزلیں
۸-۰۰ احمد حسین محمد حسین ، غزلیں
۸-۲۰ پنجابی پروگرام
۹-۱۰ نینا دیوی
گیت اور غزلیں
۱۱-۳۰ ، دوپہر ۲-۳۰
شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

۱۶ ر اکتوبر ۱۹۸۱ء

دوردرشن لکھنؤ

چینل ۴ ... [illegible]
بینڈ ۱ ... [illegible]

[illegible]

شام ... [illegible]

[illegible]

اتوار

شام ۶-۳۰ ننھے منے (بچوں کے لیے) ۶-۵۰ سپتاہکی (ہفتہ بھر کے پروگراموں کی تفصیلات) ۷-۰۰ اور ۸-۲۰ ہندی فیچر فلم ۸-۱۵ ذرا دھیان دیں ۹-۳۰ کل کے پروگرام اور اختتام

پیر

شام ۷-۳۰ آپ کا سواستھ (I' III' V') سواستھ سمپدا (II IV) ۷-۴۵ ورت چتر ۸-۱۵ (آج کل) حالات حاضرہ ۸-۳۵ اپہار ۹-۰۵ سرسوتی (ہندی ادبی پروگرام) ۹-۳۵ اختتام

منگل

شام ۷-۳۰ کامگار سبھا ۸-۱۵ وگیان جگت/ٹی وی این ایف فلم لوگیان اور جن جیون ۸-۳۵ ڈرامہ ۹-۳۰ سرگم ۱۰-۰۰ اختتام

بدھ

شام ۷-۳۰ کھیل جگت ۸-۱۵ آپ کی ڈاک ۸-۳۵ بی بی ناتیوں والی (لکھنؤ کی سماجی تہذیب کی ایک جھلک) ۹-۰۰ گنجن ۹-۳۵ سیریل انگریزی فلم ۱۰-۰۰ اختتام

جمعرات

شام ۷-۳۰ یودادرشن ۸-۳۵ چترہار ۹-۰۵ بات اپنی اپنی سنت وانی/آپ اور قانون ۹-۳۵ اختتام

جمعہ

شام ۷-۳۰ پھلواری بچوں کے لیے پروگرام ۸-۴۵ آج کل ۸-۳۵ فرائی ڈے کوئز ۹-۰۵ اودھ چوپال (اردو ادبی پروگرام) ۹-۳۵ اختتام

ہفتہ

شام ۷-۳۰ گھر کی دنیا ۸-۱۵ آج کے اتتھی (مہمان) ۸-۳۵ علاقائی فیچر فلم/ہندی ڈرامہ

دوپہر

۱۲-۴۰ ، مشتی چاچو، ظہور احمد شاہ غزلیں

۲-۱۵ ، شام ۶-۱۰ ظہور احمد شاہ ، غزلیں

رات

۸-۰۰ وادی کی آواز

۸-۲۵ کھیلن ہندو دنیا

۹-۳۰ 'ایک شام موسیقی کے' ریڈیو کشمیر سنگیت میلن سے انتخاب

جمعہ ۳۰ اکتوبر

صبح

۷-۰۵ ، شام ۶-۱۰ غلام نبی شیخ ، غزلیں

۷-۱۵ گلنو کتھا

۸-۰۰ بیگم اختر ، غزلیں

۹-۱۰ شیش بہتر ، گیت اور غزلیں

دوپہر

۲-۱۵ حسنو داس ، غزلیں

۴-۰۰ استاد رمضان جو اور ساتھی صوفیانہ موسیقی

رات

۹-۳۰ مشاعرہ (اردو)

ہفتہ ۳۱ اکتوبر

صبح

۷-۰۵ ، شام ۶-۱۰ آشا کول ، غزلیں

۸-۰۰ ممتاز ، غزلیں

۹-۱۰ محمد رفیع ، گیت اور غزل

۱۱-۳۰ ، سہ پہر ۴-۳۰ محمد عبداللہ ستاری و ساتھی صوفیانہ کلام

دوپہر

۱۲-۴۰ آشا کول ، محمد رفیع غزلیں

رات

۸-۰۰ وادی کی آواز

۸-۳۰ پرکاش غیر نصابی تعلیمی پروگرام (کشمیری)

۸-۴۵ انگریزی تقریر از نثار علی

۹-۳۰ سنگیت سرس

۱۰-۰۰ موسیقی

دوردرشن بمبئی

بمبئی چینل ۴	تصویر ۶۲٫۲۵ میگاہرٹز
بینڈ ۱	آواز ۶۷٫۷۵ میگاہرٹز
پونہ چینل ۵	تصویر ۱۷۵٫۲۵ میگاہرٹز
بینڈ ۳	آواز ۱۸۰٫۷۵ میگاہرٹز

خبریں

شام ۷-۳۰ مراٹھی میں خبروں رات ۹-۰۰ ہندی میں خبریں ۱۰-۰۰ انگریزی میں خبریں شام ۸-۳۰ کل کے پروگرام

[illegible]

اتوار

صبح ۹-۰۰ سلسلے وار فلم ۹-۳۰ پنجابی پروگرام ۱۰-۳۰ ...

وڈر جیسلون (مدراس سے) ۱۱-۰۰ میجک لیمپ سا پتاہکی، ہندی میں ہفتے بھر کے پروگرام کی جھلک ۱۱-۳۰ اختتام

شام ۶-۰۰ اور ۶-۳۲ ہندی فیچر فلم ۹-۳۰ کل کے پروگرام ۹-۱۰ یوگا سیاسی ۹-۳۰ سائنس رپورٹ

پیر

صبح ۱۰-۳۰ اور ۲-۰۰ شالے چتروانی (طلبا کے لیے) پانچویں جماعت کے لیے (انگریزی کا سبق)

شام ۶-۳۰ سنتاگتوری ۷-۰۰ سُگم سنگیت (گجراتی) ۷-۱۰ آمچی ماتی آمچی مانس ۷-۳۰ کل کے پروگرام ۷-۳۲ گیان دیپ ۸-۰۰ یوواورشن (مراٹھی) ۸-۳۰ سلسلے وار انگریزی فلم ۹-۱۰ وائس دی گلو ورلڈ ۹-۳۰ ورت چتر ۱۰-۱۰ اختتام

منگل

شام ۶-۳۰ کلسل ۷-۰۰ مراٹھی گیت ۷-۳۰ کل کے پروگرام ۷-۳۲ پربھو رتن ایک جیوتی / رونیان وگیان ۸-۰۰ یو وا درشن (گجراتی) ۸-۳۰ اسپورٹس راؤنڈ اپ ۹-۱۰ پریچے ماسیتیا ہندی ادبی پروگرام ۱۰-۱۰ بزم قوالی / کرناٹک موسیقی ۱۰-۳۰ اختتام

بدھ

صبح ۱۰-۳۰ اور دوپہر ۲-۰۰ شالے چتروانی (طلبا کے لیے) چھٹی جماعت کے لیے انگریزی کا سبق

شام ۶-۳۰ سہ رازے گھر ۷-۰۰ فلم ۷-۱۰ آمچی ماتی آمچی مانس ۷-۳۰ کل کے پروگرام ۷-۳۲ پرادیشک سنگیت/ لکشادیپالی مانس ۸-۰۰ محفل یاراں/ امرت منتھن ۸-۳۰ ٹیک ورلڈ ۹-۱۰ پار کبھات/ ہندی ڈرامہ ۱۰-۰۱ حالات حاضرہ سے متعلق پروگرام ۱۰-۳۰ اختتام

جمعرات

شام ۶-۳۰ گھر پیشاں/ وندن وار ۷-۰۰ لوک سنگیت ۷-۱۰ کامگار وشو ۷-۳۰ کل کے پروگرام ۷-۳۲ گجراتی گیت، ہندی گیت ۸-۰۰ ہندی ڈرامہ / مراٹھی ڈرامہ ۹-۱۰ چھایا گیت ۹-۵۵ خصوصی اعلان ۱۰-۰۱ اختتام

جمعہ

صبح ۱۰-۳۰ اور دوپہر ۲-۰۰ شالے چتروانی (طلبا کے لیے) آٹھویں جماعت کے لیے سائنس کا سبق

شام ۶-۳۰ کھیل کھلونے ۷-۰۰ ہندی گیت ۷-۱۰ آمچی ماتی آمچی مانس ۷-۳۰ کل کے پروگرام ۷-۳۲ گیان دیپ ۸-۱۰ اسپورٹس راؤنڈ اپ ۹-۱۰ آؤ ہاری ساتھیا/ پھول کھلے ہیں گلشن گلشن ۹-۴۵ ورت چتر ۱۰-۱۰ موسیقی اور رقص کا نیشنل پروگرام ۱۰-۵۵ اختتام

ہفتہ

صبح ۱۰-۳۰ اور دوپہر ۲-۰۰ شالے چتروانی استادوں کے لیے

شام ۶-۰۰ اور ۶-۳۲ علاقائی زبان میں فیچر فلم ۸-۳۰ کل کے پروگرام ۹-۱۰ رقص / آن دی فیلڈ آف دی فیلڈ ۹-۳۰ سائنس فورم / روائیر لیشنز ۱۰-۳۰ اختتام

بقیہ : حیدرآباد

(۲) ڈاکٹر سے ملاقات ' تھکن اور اس کا علاج ' ڈاکٹر ایس اے ستار سے بات چیت

(۳) انجام پہ رونا آیا ' بیگم اختر پر فیچر

(۵) قوالیاں

ہفتہ ۳۱ اکتوبر

صبح

۸-۲۵ یووا وانی

فلمی قوالیاں

شام

۵-۳۰ ترنگ

ڈرامہ

۹-۳۰ ترنگ

(۱) ناطون کی دنیا ' باغ و بہار '

(۲) افکار عالیہ

(۳) لطیفے ہی لطیفے

(۴) گیت اور غزل

[illegible]





↑ محترمہ رفعت زمانی بیگم آکاشوانی رامپور کے لیے اپنا کلام
ریکارڈ کراتے ہوئے۔ ساتھ میں شرافت یار خان۔
→ کماری سوالحا دوودرشن سمبلپور سے اڈیسی رقص پیش کرتے ہوئے۔



↑ فلم کامیڈین راجندر ناتھ
وودھ بھارتی سے ہلکے پھلکے گیت پیش کیے۔



↑ آکاشوانی پٹنہ کے اردو پروگرام میں نثر شعری نشست کے شرکاء شعراء (دائیں سے)
ڈاکٹر قمر رئیس، ڈاکٹر وحید اختر، ڈاکٹر ملک زادہ منظور احمد، حسن نعیم، شمیم فاروقی اور محمود سعیدی



↑ فلم اداکار طارق شاہ
ریڈیو کشمیر سرینگر کے اسٹوڈیو میں۔



↑ کماری وجاہت اور لوکمار ڈمری
آکاشوانی نجیب آباد سے گڑھوالی سنگیت پیش کرتے ہوئے۔

Regd.No. D-(C)39

AWAZ
16th. October 1981

Licensed (U-23) to post without prepayment at C.P.S.O. New Delhi.



(اوپر) پہلی ایشیائی خواتین ہاکی چیمپئن شپ کی فاتح ٹیم (ہندوستان) کی کھلاڑیوں کے ساتھ
کانفرنس کی روشنی میں، راقم علی انٹرویو کرتے ہوئے
(دائیں سے) دیویندر کھوکھر، شکشی شرما اور سدھا چودھری۔

(اوپر بائیں)
پروفیسر محمد شفیع نے سائنس میگزین پروگرام میں
"زیادہ زمین کا صحیح استعمال" کے زیر عنوان تقریر پیش کی۔





"مدھر نگار رنگ"
مزاحیہ پروگرام کی ریکارڈنگ کا ایک منظر۔



بزم خواتین میں "عورت سماجی تبدیلیوں کی آئینہ دار" کے
زیر عنوان نشر مباحثے کے شرکا، (دائیں سے) زرین بشیر
تارکیشوری سنہا، چرنجیت کور اور مریم کاظمی۔

فقیر اعجاز الدین (مہاراجہ رنجیت سنگھ کے
عہد پر تحقیقات کر رہے پاکستانی اسکالر)
کے ساتھ محمود ہاشمی (بائیں) محو گفتگو۔

اردو سروس کی جھلکیاں

PUBLISHED BY THE DIRECTOR GENERAL, ALL INDIA RADIO, AT THE OFFICE OF THE CHIEF EDITOR, AKASHVANI GROUP OF JOURNALS SECOND FLOOR PTI BUILDING SANSAD MARG NEW DELHI 110001.
PRINTED BY THE MANAGER, GOVT. OF INDIA PHOTO LITHO PRESS, FARIDABAD

آواز

۱۰ر سے ۲۴ر کا زنگ

اشاعت کا ۴۶ واں سال

قیمت 50 پیسے



اس بار مرثیہ اور سلام

جوش عظیم آبادی

حسین ابن علی جانِ احمدِ مختار
گھرے ہیں دشت بلا میں بہ نرغۂ کفار
ہے ایک بیکس و تنہا پہ فوج کی یلغار
ہیں چور چور جراحت سے سید ابرار
سناں کا وار بھی جانِ بتول سہتا ہے
لہو غریب کا پشت فرس سے بہتا ہے
وفور ضعف سے حالت جو غیر ہونے لگی
تو روح فاطمہ باغ جناں میں رونے لگی
منہ اپنا بنت علی آنسوؤں سے دھونے لگی
تڑپ کے زینب دلگیر جان کھونے لگی
چھٹی لگام بھی ہاتھوں سے غش جو آنے لگے
قدم رکابوں سے نکلے تو ڈگمگانے لگے
فرس سے کون اتارے کہ پاس کوئی نہیں
علی کے لال کو گھیرے ہوئے ہیں دشمن دیں
لرز رہا ہے فلک اور سسک رہی ہے زمیں
سر اپنا پیٹتے ہیں حامدانِ عرش بریں
فرس سے بادشہِ مشرقین گرتے ہیں
دہائی دیتی ہے زینب حسین گرتے ہیں
اٹھائے برچھیاں ہاتھوں میں بانیانِ ستم
پکارتے ہیں کہ کر دو سرِ حسین قلم
دکھائی دیتا ہے میدان میں حشر کا عالم
برائے سجدہ زمیں پر جھکے جو شاہ امم
سنان و شمر بھی خنجر بکف بہم دوڑے
جفا و جور کی کھاتے ہوئے قسم دوڑے
تمام بھی نہ ہوئی تھی ابھی نماز امام
کہ زلزلے سے ہوا دشت لرزہ براندام
تھا وقت عصر مگر ان میں تھی سیاہی شام
ہوا مسافر غربت کا آہ کام تمام
گلوئے خشک جو ایذائے قتل سہتا تھا
تو ریگ گرم پہ سید کا خون بہتا تھا
فضا میں گونج رہی تھی یہ دردناک صدا
کہ قتل ہو گیا سبط رسول وا اسفا
تڑپ کے بنت علی نے کہا کہ زین عبا
صدا یہ آتی ہے کس طرح کی سنو بیٹا
یہ دشت ظلم شہِ مشرقین قتل ہوئے
کوئی پکار رہا ہے حسین قتل ہوئے
سنا مریض نے جس دم تو غیر حال ہوا
کہا پھوپھی سے کہ پردہ ہٹائیے تو ذرا
نظر جو عابدِ بیکس نے کی سوئے صحرا
سناں پہ فرق امام حجاز کو دیکھا
عصا کا لے کے سہارا قیام کو اٹھے
سر حسین جو دیکھا سلام کو اٹھے

رضا امروہوی

حق پرستی، راستی، آل پیمبر کا مزاج
حق کی خاطر سر کٹا دینا بہتر کا مزاج

اک تبسم تیر پر ہے اک نظر شمشیر پر
کس قدر حق آشنا ہے ننھے اصغر کا مزاج

دشت ہے بیچارگی کا، آزمائش کی گھڑی
زیر خنجر بھی تر و تازہ ہے سرور کا مزاج

جس نے مشکیزہ کی خاطر شانے تک کٹوا دیئے
موجیں کب بہلا سکیں اس دلاور کا مزاج

پیاس ہو یا جنگ ہو ایثار ہو یا بیکسی
سیرت اصغر میں بھی شامل ہے اکبر کا مزاج

نیمچوں نے اک نئی تاریخ لکھ دی خون سے
قاسم و عون و محمد سمجھے لشکر کا مزاج

بے ردا زینب سے پوچھو یا کسی بیمار سے
ہم بتائیں کیا رضاؔ شبیر و شبر کا مزاج

([illegible] سے)

حیات لکھنوی

پہلے دنیا میں جواب خلد پیدا ہی نہ تھا
کیسے ہوتا جب شہِ عالم کا روضہ ہی نہ تھا

گھر لٹایا شاہ نے اور جنگ کی باطل شکن
توڑ دیں عہدِ ازل یہ تو گوارا ہی نہ تھا

واقفِ رازِ الٰہی تھے حسین حق پرست
ورنہ مٹنے کے سوا باطل کو چارا ہی نہ تھا

ذرہ ذرہ آئینہ ہے فتح حق کا، یزید
تیرا عزم فتح سدی کیا تھا سودا ہی نہ تھا

سر کے بل کیوں نہ آجاتا حُر درِ شبیر تک
کیا اسے ارمان فردوس معلّٰی ہی نہ تھا

عرش رب کا بھی درخشندہ ستارہ ہے حسین
احمد مختار کی آنکھوں کا تارا ہی نہ تھا

بعد قتل شہ پشیمانی سے کیا ہوگا یزید
پہلے ہی سے سب کچھ تھا تو اچھا ہی نہ تھا

دامنِ آل عبا ہے میرے ہاتھوں میں حیاتؔ
اور تو اس کے سوا کوئی سہارا ہی نہ تھا

([illegible] سے)

مشیر جھنجھانوی

ظلمت میں راہ رو کا سہارا حسین ہے
ہے کربلا فلک تو ستارا حسین ہے

ہر شخص کی زبان پہ ہے نام حسین پاک
کیونکر کہیں کہ صرف ہمارا حسین ہے

زینب کو جس نے تاج شریعت عطا کیا
وہ فاطمہ کا راج دلارا حسین ہے

دامانِ مصطفےٰ سے ہے دامن بندھا ہوا
میدان حشر میں بھی سہارا حسین ہے

طوفانِ وقت کشتی امت رواں دواں
اس بحر زندگی میں کنارا حسین ہے

ہے کون جس پہ آج شہادت ہوئی تمام
ہر ذرہ کربلا کا پکارا حسین ہے

تفسیر جس کی زینب و سجاد بن گئے
وہ حق نما لطیف اشارا حسین ہے

حُر زانوئے امام پہ سر رکھ کے سو گئے
جب شاہ نے کہا کہ تمہارا حسین ہے

خون شفق میں ڈوب کے ابھرا ہے آفتاب
وہ منظر حسین وہ نظارا حسین ہے

پانی تو کیا سراب میسر نہیں مشیرؔ
صحرائے تشنگی میں سہارا حسین ہے

([illegible] سے)

رام کرشن مضطر

تنویر صدق پیکر صبر و رضا حسین
آگاہِ راز مشعل راہ خدا حسین

فرزند فاطمہ پسر مرتضیٰ حسین
آئینہ دار صورت خیر الوریٰ حسین

بدر الدجیٰ کے قالب نورین کی جان تھے
امت کے تھے امام قیادت کی شان تھے

ہوتے ہیں اہل حق کے کچھ ایسے بھی امتحاں
اہل وفا پہ ہوتی ہیں ایسی بھی سختیاں

وہ دشتِ کربلا وہ تمازت کہ الاماں
پیاسا تھا جس میں ساقی کوثر کا خانداں

جس کے نفس نفس میں تھا چشمہ حیات کا
صد حیف اس پہ بند تھا پانی فرات کا

لوٹا ستمگروں نے غریبوں کا قافلہ
میداں میں سر بکف تھے محبانِ باصفا

کس درجہ ظلم اصغر معصوم پر ہوا
سنتا تھا کون بیکس و مظلوم کی صدا

لیکن نہ کی یزید سے بیعت امام نے
پیغام حق دیا شہِ عالی مقام نے

دین محمدی کا درخشندہ آفتاب
جس کی نظر نظر میں تھے اوصاف بوتراب

پیدا کیا حسین نے دنیا میں انقلاب
قربانیوں سے فتح کیا رحمتوں کا باب

انسانیت کو عظمت جاوید بخش دی
بے مثل ہے جہاں میں شہادت حسین کی

([illegible] سے)

ہزار حیف ابھی گرم تھا تن مظلوم
یہ ظلم تازہ بھی ڈھلانے لگا وہ لشکر شوم
شقاوتوں کی ہوئی سب کو انتہا معلوم
کہ پائمال ہوئی لاش سید معصوم
سنی کسی نے نہ فریاد قلب سوزاں کی
تڑپ کے دیتی تھی زینب دہائی اماں کی
پکارتی تھی کہ ہو اس گھڑی کہاں اماں
ہوا ریاض تمہارا بھی رائگاں اماں
لگی ہے آگ بصد گرمی فغاں اماں
نکل رہا ہے مرے دل سے اب دھواں اماں
تن حسین ہوا پائمال مقتل میں
پڑی ہوئی ہے مسافر کی لاش جنگل میں

(پٹنہ سے)

سنگیت سمیلن ۱۹۸۱

اتوار یکم نومبر

صبح ... ۱۱ سے دوپہر ... ۱۲



صبح ۱۰.۰۰ سے ۱۱.۰۰

زرین داروالا ——— سرود
صابر خاں ——— طبلہ

صبح ... ۱۱ سے دوپہر ... ۱۲



پنڈت منی رام ——— گائن
لڑن خاں ——— سارنگی
ساحتا پرساد ——— طبلہ
موہن مونگھرے ——— ہارمونیم
(۱۸ اکتوبر کو دہلی میں منعقد محفل کی ریکارڈنگ)

رات ... ۱۰ سے ... ۱۱



سری رنگم ایس گوپال رتنم ——— گائن
اکّالنک ارجن شرما ——— وائلن
پالگھاٹ وی اے سندرم ——— گھاٹم
(۱۸ اکتوبر کو مدراس میں منعقد محفل کی ریکارڈنگ)

پیر ۲ نومبر

رات ... ۱۰ سے ... ۱۱



راجن مشرا ساجن مشرا ——— دوگانہ
کمار بوس ——— طبلہ
جینت بوس ——— ہارمونیم
(۱۷ اکتوبر کو کلکتہ میں منعقد محفل کی ریکارڈنگ)

منگل ۳ نومبر

رات ... ۱۰ سے ... ۱۱



بی این سریش ——— بانسری
ایم ایم ناگ راج ——— وائلن
ایم اے کانن ——— مردنگم
بی کے وینکٹ رام ——— گھاٹم
(۱۸ اکتوبر کو دہلی میں منعقد محفل کی ریکارڈنگ)

بدھ ۴ نومبر

رات ... ۱۰ سے ... ۱۱



رام نارائن ——— سارنگی
سریش تلوار ——— طبلہ

(۱۷ اکتوبر کو کلکتہ میں منعقد محفل کی ریکارڈنگ)

جمعرات ۵ نومبر

رات ... ۱۰ سے ... ۱۱



شیرکالی ایس گووندراجن ——— گائن
ایس آر بھاسکرن ——— وائلن
ویلور راماچندرن ——— مردنگم
کے ایم ودیاناتھن ——— گھاٹم
ایم آر وی کیمبیری سوامی ——— مورسنگ
(۱۸ اکتوبر کو وجے واڑہ میں منعقد محفل کی ریکارڈنگ)

جمعہ ۶ نومبر

رات ... ۱۰ سے ... ۱۱



سیا رام تیواری ——— گائن
دنیش کمار تیواری ——— سنگت گائن
کشوری پرساد مشرا ——— سارنگی
رام جی اپادھیائے ——— پکھاوج
محمود دھولپوری ——— ہارمونیم
(۱۸ اکتوبر کو اندور میں منعقد محفل کی ریکارڈنگ)

ہفتہ ۷ نومبر

رات ۹.۳۰ سے ... ۱۱



لال گڑی جی جیارمن ——— وائلن
جی جے آر کرشنن ——— وائلن سنگت
پالگھاٹ آر رگھو ——— مردنگم
جی ہری شنکر ——— کنجیرا
(۱۸ اکتوبر کو بمبئی میں منعقد محفل کی ریکارڈنگ)

اتوار ۸ نومبر

صبح ... ۱۰ سے ... ۱۱



دیا شنکر اور ساتھی ——— شہنائی

صبح ... ۱۱ سے دوپہر ... ۱۲



رسک لال اندھاریا ——— گائن
منوہن سنگھ ——— طبلہ
ادم پرکاسلی ——— ہارمونیم
(۱۸ اکتوبر کو شلور میں منعقد محفل کی ریکارڈنگ)

رات ... ۱۰ سے ... ۱۱



سی سرو جا سی للیتا ——— دوگانہ
اے کنیا کماری ——— وائلن
ترکوکی نریندرن ——— مردنگم
اے گووند راجن ——— گھاٹم

(۱۸ اکتوبر کو ترچور میں منعقد محفل کی ریکارڈنگ)

پیر ۹ نومبر

رات ۱۰ سے ۱۱



دیب برت چودھری — ستار
لطیف احمد خاں — طبلہ
(۱۷ اکتوبر کو بمبئی میں منعقد محفل کی ریکارڈنگ)

منگل ۱۰ نومبر

رات ۱۰ سے ۱۱



ایم چندر شیکھرن — وائلن
ٹی وی ایس مکا ئیر — مردنگم
(۱۸ اکتوبر کو ترچور میں منعقد محفل کی ریکارڈنگ)

بدھ ۱۱ نومبر

رات ۱۰ سے ۱۱



محمد حسین منصور — گائن
نظام الدین خاں — طبلہ
آر کے بیجاپوری — ہارمونیم
(۱۷ اکتوبر کو بمبئی میں منعقد محفل کی ریکارڈنگ)

جمعرات ۱۲ نومبر

رات ... سے ۱۱

ایم ایس بالا سبرامنیا سرما — گائن
انا ورتو راما سوامی — وائلن
وی کملاکر راؤ — مردنگم
انا ورپو کرپالم — گھاٹم
(۱۸ اکتوبر کو بنگلور میں منعقد محفل کی ریکارڈنگ)



جمعہ ۱۳ نومبر

رات ۱۰ سے ۱۱



رگھوناتھ سیٹھ — بانسری
کاشی ناتھ مشرا — طبلہ
(۱۸ اکتوبر کو راجکوٹ میں منعقد محفل کی ریکارڈنگ)

ہفتہ ۱۴ نومبر

رات ۹.۳۰ سے ۱۱



بھیم سین جوشی — گائن
وی ایم جوشی — سنگت گائن
مادھو گاڈی — سنگت گائن
سنتوش کانت مہلے — طبلہ
وشوناتھ کانہرے — ہارمونیم
(۱۸ اکتوبر کو دہلی میں منعقد محفل کی ریکارڈنگ)

اتوار ۱۵ نومبر

صبح ۱۰ سے ۱۱

بدھ دیو داس گپتا — سرود
انل پالت — طبلہ



صبح ۱۱ سے دوپہر ۱۲



حفیظ احمد خاں — گائن

غلام صابر قادری — سارنگی
ہدایت خاں — طبلہ

ایم جی ڈنگر — ہارمونیم
(۱۸ اکتوبر کو جے پور میں منعقد محفل کی ریکارڈنگ)

رات ۱۰ سے ۱۱



داسو اپتی ہیگڑے — ناگا سورم
گرگا پاٹی ستیہ نارائنا — ناگا سورم سنگت
بسو سطیتی اور سیپے — تاول
(۱۸ اکتوبر کو بنگلور میں منعقد محفل کی ریکارڈنگ)

مزید تفصیلات
آئندہ شمارے میں

موسیقی ہماری زندگی کا ایک اہم جزو ہے۔ خوشی کا موقع ہو یا غم کا، ہماری زندگی میں موسیقی قدم قدم پر اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ہمارے ملک کی زندگی اور ہمارے عوام میں موسیقی کی جڑیں نہایت گہری اور صدیوں پرانی ہیں۔

یہ وہ سرزمین ہے جہاں تان سین جیسے موسیقاروں نے جنم لیا، جہاں موسیقی کی روایات، مہارت اور فنکاری کی پشت پر کئی صدیوں کی کاوشیں اور ریاضی کار فرما ہے، جہاں موسیقی کا فن نسل در نسل منتقل ہوتا چلا آرہا ہے، جہاں موسیقی کے دبستان قائم ہوئے۔

یہاں نصف صدی سے زائد عرصے سے آل انڈیا ریڈیو موسیقی کے میدان میں خدمات انجام دیتا آیا ہے۔ ہر برس منعقد ہونے والا سنگیت سمیلن ایسا ہی ایک خوشگوار و موسیقی ریز عرصہ ہوتا ہے جس کا انتظار شائقین موسیقی نہایت بے چینی سے کرتے ہیں۔

۱۶ نومبر رات ۱۰ بجے	پنڈت کے وی نارائنا سوامی	گائن
۱۷ نومبر رات ۱۰ بجے	ڈی کے داتار	وائلن
۱۸ نومبر رات ۱۰ بجے	رنگنا تھکی راجگوپالن	وینا
۱۹ نومبر رات ۱۰ بجے	سرفراز حسین خاں	گائن
۲۰ نومبر رات ۱۰ بجے	این ایس سرینواسن	بانسری
۲۱ نومبر رات ساڑھے نو بجے	مادھو اچاریہ ککشی	دوگاد
۲۲ نومبر صبح ۱۰ بجے	رمیش پریم	وچتر وینا
صبح ۱۱ بجے	گنگو بائی ہنگل	گائن
رات ۱۰ بجے	بمل مکرجی	ستار
۲۳ نومبر رات ۱۰ بجے	ایم وی ورداسوامی	گوٹو وادیم
۲۴ نومبر رات ۱۰ بجے	سریتا گنگولی	گائن
رات ۹.۳۰ — ۱۰	چھترپتی سنگھ	پکھاوج
۲۵ نومبر رات ۱۰ بجے	کٹا اور ایم ابراہیم	گائن
۲۶ نومبر رات ۱۰ بجے	وجے دھوراؤ	بانسری
۲۷ نومبر رات ۱۰ بجے	وی ایل جانکی رام	وینا
۲۸ نومبر رات ساڑھے نو بجے	پدماوتی شالیگرام	گائن
۲۹ نومبر رات ۱۰ بجے	پی وی رمن اور پی وی لکشمن	دوگانہ
۲ دسمبر صبح ۱۰ بجے	اشوک رائے	سرود
صبح ۱۱ بجے	منور علی خاں	گائن

آواز

آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

یکم سے ۱۵ر نومبر ۱۹۸۱ء ـــ ۱۰ر سے ۲۴ر کارتک ۱۹۰۳ شاکا

جلد ۴۶ شمارہ ۲۱

قیمت فی پرچہ ۵۰ پیسے سالانہ دس روپے

ڈاک خرچ بذمہ ادارہ

اس شمارے میں

نیشنل پروگرام دوردرشن



پنڈت امرناتھ کا گائن

اندور گھرانہ کے نمایاں فنکار پنڈت امرناتھ نے ابتدائی تعلیم پروفیسر بی این دتا کی زیر نگرانی حاصل کی اس کے بعد اپنے گرو اور مشہور گائیک استاد امیر خاں مرحوم سے رہنمائی حاصل کی۔

راگوں کی روح اور گہرائی پر انہیں مکمل عبور و دسترس حاصل ہے۔ اس کے علاوہ الاپ، سرگم اور تان بھی ان کی گائیکی میں نمایاں خصوصیت رکھتی ہیں۔ اپنے فن کا مظاہرہ وہ ملک و بیرون ملک بہت سی محافل موسیقی میں کر چکے ہیں۔

موسیقی کے نقاد انہیں موسیقاروں کا موسیقار کا خطاب دیتے ہیں۔ پنڈت جی شائقین موسیقی، استاد ہائے موسیقی اور جواں سال فنکاروں میں یکساں مقبول ہیں۔ آج کل آپ بھارتیہ کلا کیندر، دہلی سے منسلک ہیں۔

دوردرشن ٹیلی کاسٹ

دہلی	۶ر نومبر
بمبئی	۱۳ر نومبر
مدراس	۲۰ر نومبر
کلکتہ	۲۷ر نومبر



بمل مکرجی کا ستار وادن

بمل مکرجی کا شمار ستار وادن میں جے پور ـ سینیا گھرانہ کے صف اول کے فنکاروں میں کیا جاتا ہے ـ سینیا گھرانہ کے گنکاری انداز اور آلاپ کی جمالیات ان کے راگوں کی پیشکش کی انفرادی و نمایاں خصوصیات ہیں۔

بمل مکرجی کو موسیقی کی صلاحیتیں اپنے والدین سے ورثے میں ملی ہیں ستار وادن کی ابتدائی تربیت اپنے والد امویہ چندر مکرجی سے حاصل کی اور بعد میں مروده دربار کے مشہور بین کار استاد عابد حسین کی شاگردی اختیار کی۔

بمل مکرجی نے بہت کم عمر میں ہی ریڈیو پروگرام دینا شروع کر دیا تھا۔ آپ نہ صرف اچھے موسیقار ہیں بلکہ آئی اے ایس کے ایک سینئر ممبر بھی ہیں۔

اس پروگرام میں مہاپرش مشرا طبلے پر سنگت کریں گے۔ جو کہ نہ صرف کلکتہ بلکہ ملک بھر کے ایک نمایاں طبلہ نواز ہیں۔

دوردرشن ٹیلی کاسٹ

کلکتہ	۶ر نومبر
دہلی	۱۳ر نومبر
بمبئی	۲۰ر نومبر
مدراس	۲۷ر نومبر

جتیندر ابھیشیکی کا گائن

جتیندر ابھیشیکی کی پیدائش و پرورش گوا میں ہوئی ابتدائی تربیت اپنے والد بلونت راؤ ابھیشیکی سے حاصل کی جو ایک نامور کیرتن کار تھے۔ اس کے بعد جگناتھ بوا پروہت عظمت حسین خاں اور گلوبھائی جدتن والا نے ان کے فن کو جلا بخشی۔

ایک شیریں اور خوشگوار آواز کے مالک جتیندر ابھیشیکی کو خیال، ٹھمری، بھجن اور مراٹھی ناٹیہ سنگیت گانے میں یکساں مہارت حاصل ہے۔ مراٹھی ناٹیہ سنگیت کو ایک نئی زندگی دینے کا سہرا انہی کے سر ہے۔

دوردرشن ٹیلی کاسٹ

بمبئی	۶ نومبر
مدراس	۱۳ نومبر
کلکتہ	۲۰ نومبر
دہلی	۲۷ نومبر

میرے بچپن کا محرم

پنڈت برجموھن ناتھ

محرم نام ہے اسلامی سنہ ہجری کے پہلے مہینے کا۔

لیکن برصغیر ہندوستان میں اور خصوصاً اودھ اور لکھنؤ میں محرم کا نام آتے ہی - عزاداری۔ رسول کے نواسے یعنی ان کی عزیز بیٹی جناب سیدہ فاطمہ اور امیرالمومنین حضرت علی کے بیٹے سیدالشہدا حضرت امام حسین اور کربلا کے میدان میں ان کے گھر والوں اور رفقا کے سوگ ماتم، تعزیوں مجلسوں کا تصور ہی ذہن پر چھا جاتا ہے۔

میرے بچپن کی سب سے پہلی یاد محرم سے موسوم روشنی کی ہے۔ اگر میں اپنے گھر سے ہی شروع کر دوں تو روشنی نواب نیا محل کے امام باڑے سے شروع ہوتی تھی۔ اس کے بعد گھسو جان امام باڑہ، رانی صاحب مرشد آباد کا امام باڑہ، پرانے نخاس میں نجا اور نور جہاں کے امام باڑے خاص طور پر آراستہ ہوتے تھے۔ درگاہ حضرت عباس بھی روشنی سے مزین ہوتی تھی۔

چوک میں دونوں طرف ڈیرے دار طوائفیں روشنی کرتی تھیں۔ دونوں طرف کوٹھے روشنی سے آراستہ ہوتے تھے۔ میں نے حیدری کے امام باڑے یا حیدر حسین خاں کے پھاٹک کی روشنی خود تو نہیں دیکھی لیکن میرے والد بیان کرتے تھے کہ وہاں بھی کبھی دیکھنے کے قابل روشنی ہوتی تھی۔ سوداگر کا امام باڑہ، آغا باقر کا امام باڑہ اور میاں داراب کا امام باڑہ بھی یہ سبھی محرم کی گہما گہمی کے مرکز تھے۔ سب سے زیادہ روشنی کا اہتمام اودھ کے شاہی اوقاف امام باڑہ حسین آباد آصف الدولہ اور شاہ نجف میں ہوتا تھا۔

یہ روشنیاں پہلی محرم کو شروع ہو جاتی تھیں۔ محرم کی آٹھ تاریخ کو ہم لوگ ان شاہی امام باڑوں میں روشنی دیکھنے جاتے تھے اسی تاریخ کو ان امام باڑوں میں گورنر آتے تھے۔ محرم کو شاہی خاندان وظیفہ داران پنشنداران لاٹ صاحب کے استقبال کے لیے موجود رہتے تھے کمشنر ڈپٹی کمشنر اور دیگر حکام تو رہتے ہی تھے۔ اس دن کا دعوت نامہ ملنا ہی ایک اعزاز سمجھا جاتا تھا۔ دوسری جنگ عظیم کے بلیک آوٹ کے دوران روشنی میں تخفیف ضرور ہوئی لیکن روشنی بند نہیں ہوئی۔

حسین آباد سے آصفی امام باڑے تک ایک عظیم میلے کی سی صورت رہتی تھی۔ بازار لگتے تھے۔ قندیلیں، کھانے کا سامان ہلکے پھلکے پکوان سبھی ملتے تھے۔ سب سے زیادہ فروخت گوٹے کی ہوتی تھی۔ میرے کانوں میں "دل بہار گوٹا" "رنگ دار گوٹا" "خوش گوار گوٹا" آج بھی گونجتی رہتی ہیں۔ دھنیا الائچی، ناریل، پستہ، بادام، ڈلی، سپاری، چکنی ڈلی گوٹے کا جزو ہوتے تھے۔ گوٹے سوگواروں کے لیے پان کا بدل تھا۔ جب میں ذرا بڑا ہوا تو دوسری جنگ عظیم کے بعد کی مہنگائی کے سبب گوٹا کمیاب ہوتا چلا گیا۔ اب کہیں دکھتا بھی نہیں

دوسرا بڑا ہنگامہ ان پوسٹروں اشتہاروں کا میرے ذہن میں ہے جو محرم آتے ہی دیواروں پر چپک جاتے تھے۔ جو اردو میں ہوتے تھے اور جن کو میں پڑھنا چاہتا مگر ہجے اور تلفظ دونوں کے اعتبار سے وہ دشوار ہوتے تھے۔

میرے بچپنے تک عزاداری عام تھی اور محرم ہر فرقے کے لوگوں میں منایا جاتا تھا۔ راجہ امام بخش کی روایات بھی باقی تھیں۔ کئی ہندو حضرات ٹھاکر گنج، مشک گنج، مصاحب گنج وغیرہ میں اچھے مرثیے نوحے لکھتے پڑھتے تھے۔

حسین آباد کی ضریح کا جلوس جسے لوگ موم تعزیے کے نام سے جانتے تھے ہمیشہ میرے گھر کے سامنے سے ہی گزرتا تھا اور اس زمانے میں اور اس سے بھی پہلے ہی شاید ہی کوئی کشمیری برہمن خاندان ہو جس نے اس گھر سے محرم کا جلوس اور ضریح نہ دیکھی ہو۔ دسویں محرم کا دن میرے گھر میں چہل پہل کا دن ہوتا تھا۔ گوٹا، پوریاں کچا کھانا افراط سے بنتا تھا تاکہ دور دور سے آئے مہمانوں کو تکلیف نہ ہو۔ شام تک آئے ہوئے لوگ جمع رہتے تھے۔

عشرہ کی شام کو یا دوپہر بعد سے مختلف برادریوں کے اور پیشہ ور گروہوں کے تعزیے نکلنے شروع ہو جاتے تھے۔ کپڑے کے ہرے لال، تعزیے، جو کے تعزیے، چوڑیوں کے تعزیے یہ سہ پہر کو ہی نکلتے تھے۔ دیہاتوں سے آئے ہوئے لوگ ڈھول دھف تاشے وغیرہ بجاتے تھے۔

حسین آباد کا موم کا تعزیہ اور آصف الدولہ کا کاغذ کا تعزیہ دونوں بہت بڑے ہوتے تھے۔ بیسوں آدمی انھیں اٹھاتے تھے۔ ہاتھی، اونٹ، نیزے، نشان، ماہی مراتب، مرثیہ خواں، سوز خواں سبھی جلوس میں شریک ہوتے تھے۔ پولیس اور فوج کا بینڈ چلتا تھا۔ موم کا اتنا بڑا تعزیہ بنانا بھی ایک مخصوص فن تھا۔ اتنی بڑی رنگ برنگی خوبصورت عمارت موم کی بنا دینا لکھنؤ کے لیے ایک مایۂ ناز فنکارانہ شاہکار کی حیثیت تھی۔

ضریح کے استقبال میں جگہ سبیلیں لگی ہوتی تھیں پانی پیو تو یاد کرو پیاس امام کی۔

میرے بچپن میں محرم خود ایک صنعت [illegible] تھا۔ ہزاروں لوگ اس یادگار سے اس تیوہار سے پرورش پاتے تھے۔ تعزیے بنانے والے، شیرمال، خرمے، کباب حلوے پراٹھے اور نذر نیاز کے لیے بننے والے کھانوں کے رکاب دار بنانے والے، خود شاہی اوقاف کے کھانے ہی منوں میں بنتے تھے۔ دس دن تک ہزاروں گھروں میں چولہا نہیں جلتا تھا۔ ہندوؤں کے یہاں عام طور سے لوگ بڑے بڑے تباخ حصے میں بھیجتے تھے۔

میرے بچپن میں سوز خوانی کا چلن تھا۔ نثر خوانی کا چلن تھا۔ سوز بلا ساز کے المیہ موسیقی ہے۔ نثر میں مسجع اور مقفع عبارتوں کا استعمال ہوتا تھا۔ سوز خوانی میں منجھو صاحب مشہور تھے نثر نگاری میں نجم الحسن نثار صاحب کو میں نے سنا تھا۔

مہندی کے جلوس میں نے اپنے بچپن میں دیکھے نہیں۔ حسین آباد کے علاوہ گولہ گنج سے بھی مہندی کے جلوس نکلتے تھے۔ مرثیہ گو حضرات میں مجھے یقین نہیں کہ میں نے دولہا صاحب عروج جو میر انیس کے خاندان کے فرد تھے اور میرے پڑوسی تھے انھیں سنا ہو لیکن جناب پیارے صاحب رشید، حضرت شدید، حضرت مودب کو خاندان دبیر کے نمائندہ جناب سرفراز حسین کو میں نے سنا تھا۔ اتنا تیز میرے بچپن میں آ گیا تھا۔ بارہ دری رائے دل آرام صاحب کول جہاں میر انیس مجلسیں پڑھا کرتے تھے وہاں اب مجلسیں ہونا بند ہو گئیں ہیں۔

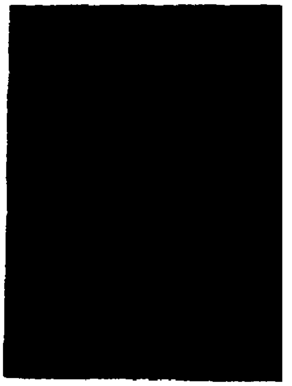
ماتمی انجمن بننا شروع ہو گئی تھیں۔ آگ کا ماتم کبھی کاظمین میں کبھی شاہی امام باڑوں میں ہوتے تھے۔ چھریوں اور برچھیوں سے ماتم کا رواج نیا چلا تھا ایسا میرے بزرگ کہتے تھے۔

(لکھنؤ سے نشر)

پنڈت برج موہن ناتھ کاچر
کشمیری محلہ - لکھنؤ (یو۔پی)

یادش بخیر
ہم بھی جوان تھے

آل احمد سرور



جوانی بڑی نعمت ہے۔ مگر بڑھاپے میں بوڑھے ملاح کی طرح ہر شادی کی ...یں جانے والے کا ہاتھ پکڑ کر اپنی جوانی کی داستان سنانا ...تی ہے۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے سانپ نکل جانے کے ...پیٹتے رہنا یا نقلی دواؤں کا اشتہار دینا۔ مگر اچھے خاصے ...آدمی بھی اس مرض میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔

یادوں کی خاصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ بڑی سہانی ...ہیں۔ انسان عام طور پر حال سے غیر مطمئن ہوتا ہے۔ اس ...یا تو ماضی کی سنہری یادوں سے دل بہلاتا ہے یا مستقبل ...خواب بنتا ہے۔ بچپن کچھ حیرت اور کچھ جوانی کی آرزو میں ...جاتا ہے۔ جوانی کے زمانے میں خوابوں کی دنیا کے حقائق ...جنگ ہوتی ہے۔ بہت سے خواب کام آ جاتے ہیں مگر کچھ ...جہان بیچ بھی جاتے ہیں۔ اس زمانے میں بچپن کی موہوم ...یں اور گھریلو زندگی کی سادہ خوشیاں یاد آتی ہیں پھر جب ...پا آتا ہے اور تجربے کی وجہ سے تخیل چراغ تہہ دامن ہو ...ہے تو یہ ماضی کے تاریک گوشوں کو روشن کرتا ہے۔ اسے ...مقدس ہالہ عطا کرتا ہے اور وہی جوانی جو کھردری اور میلی ...سی، ٹیالی سی تھی، اب عروس جمیل اور لباس حریر کے ...راق معلوم ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک بات یہ بھی ...کہ بوڑھے عام طور پر جوانوں کو رشک کی نظر سے دیکھتے ...ور جوان عام طور پر بوڑھوں پر ترس کھاتے ہیں۔ جوان ...طور پر اپنے گرد و پیش کی دنیا اور اس کے محشرستان میں ...رہتے ہیں۔ بوڑھے عام طور پر پیچھے دیکھتے ہیں اور وقت ...صلہ ماضی کے در و بام کو ایک شفق آلود سحر عطا کر دیتا ...، وہ قدریں جو جوانی میں طوق گلو معلوم ہوتی تھیں اب ...وں کا ہار لگنے لگتی ہیں۔ ماضی کی ہر لڑکی پری نظر آتی ہے ...ہر داستان طلسم ہوش ربا اور بوستان خیال۔ ہر صبح ...بنارس، ہر شام، شام اودھ، ہر مزار تاج محل اور ہر خرابہ ...ان بافبانی صحرا کا منظر۔

مولوی عبدالحق نے کسی جگہ لکھا ہے کہ "ایک بوڑھا ...ی ٹیکتا ہوا کسی سڑک پر جا رہا تھا۔ اتفاق سے ٹھوکر لگی اور ...ا۔ گرتے ہی اس نے ایک دل دوز نعرہ لگایا "ہائے جوانی" ...فدا حواس بجا ہوئے تو ادھر ادھر دیکھ کر کہنے لگا مگر جوانی میں بھی کون سے تیر مارے تھے" اپنا حال بھی کچھ ایسا ہی ہے لوگ کہتے ہیں جوانی دیوانی ہوتی ہے۔ ہوتی ہوگی۔ ہماری جوانی میں تو نشہ تھا بدمستی نہ تھی، شعلے تھے آتش فشاں نہ تھا فطرت سے عشق تھا۔ حسن نسوانی کے جلوے تھے۔ کتابوں کی نت نئی ادائیں تھیں۔ آزادی کی تحریک کا ولولہ تھا۔ انسانیت کے لیے خوب سے خوب تر کی جستجو تھی۔ میر، غالب، اقبال حسرت، فانی، جگر، اختر شیرانی کی کائنات کا حسن تھا۔

آج کل اٹھتے بیٹھتے ایک فلمی گانا سننے میں آتا ہے "جب پیار کیا تو ڈرنا کیا" پیار تو ہمارے زمانے میں بھی ہوتا تھا مگر ڈر غالب رہتا تھا۔ بزرگوں کا ڈر، سماج کا ڈر، استادوں کا ڈر، پھر اوامر و نواہی، جائز و ناجائز، خوب اور ناخوب کی لکیریں واضح اور روشن تھیں۔ اب تو جیسے سب کچھ دھندلا سا گیا ہے۔

یادش بخیر سلطان حیدر جوش جو ادب لطیف کے دور کے ایک ممتاز ادیب تھے، بڑے مزے کی باتیں کرتے تھے، ایک دفعہ کہنے لگے۔ زندگی کے چار دور ہوتے ہیں۔ ایک جلالی، ایک جمالی، ایک مقالی ایک خیالی، پھر اس کی شاخیں بتاتے تھے کہ کچھ لوگ ساری عمر جلالی رہتے ہیں، کچھ جمالی کچھ مقالی اور کچھ خیالی۔ اس بات کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ کچھ لوگ ساری عمر بچے ہی رہتے ہیں کچھ اقبال کے زندگی کے تصور کی طرح ہر دم جوان، کچھ پیدا ہی بوڑھے ہوتے ہیں۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ کچھ لوگ گفتار کے غازی ہوتے ہیں اور اپنی جوانی کی محرومیوں یا نامرادیوں کو چھپانے کے لیے ہر جوئے کم آب کو ٹھاٹھیں مارتا ہوا دریا اور ہر کرن کو آفتاب و ماہتاب بنا کر پیش کرتے ہیں۔ بہر حال جلالی قبیلے میں جوش ملیح آبادی کا نام ضرور لیا جا سکتا تھا جن کی یادوں کی بارات جھوٹ ہو یا سچ ہے مزے کی چیز، جمالی قبیلے میں اختر شیرانی کا نام لیا جا سکتا ہے جن کے یہ مشہور شعر سبھی کو یاد ہوں گے۔

ہر چیز پر بہار ہر اک شے حسین تھی
دنیا جواں تھی میرے عہد شباب میں
یہ کس کو دیکھ کر دیکھا ہے میں نے بزم ہستی کو
کہ جو شے ہے خدائی میں حسین معلوم ہوتی ہے

اور پھر حفیظ جالندھری کی مشہور نظم "ابھی تو میں جوان ہوں" جو وہ اب بھی مشاعروں میں پڑھتے ہیں تو ممکن ہے کہ کچھ سننے والے اسے اپنی داستان سمجھ کر پھولے نہ سماتے ہوں، مگر زیادہ تر لوگ ان پر ترس ہی کھاتے ہیں، کس خانے میں رکھی جائے اس کا فیصلہ آپ لوگ ہی کیجیے۔ اور اقبال نے خضر کے متعلق جو کہا تھا "جس کی پیری میں ہے مانند سحر رنگ شباب" ایسے بوڑھے بھی نظر آ جائیں گے۔ مجھے اس سلسلے میں چودھری محمد علی ردولوی یاد آتے ہیں جو بڑھاپے میں بھی ایسے باغ و بہار جاندار اور طرح دار تھے کہ ان کے گرد جوانوں کا جھرمٹ رہتا تھا۔

ادھر خود نوشت سوانح عمریوں کو خاصی مقبولیت حاصل ہو گئی ہے۔ میں انھیں فوٹو گرافی نہیں مصوری کہتا ہوں کیونکہ وقت گزرنے کے ساتھ آدمی کچھ بدلتا ضرور ہے اور پچھلے واقعات اسی طرح ہی بیان کیے جا سکتے ہیں ان میں کچھ تخیل کی اور کچھ نظر کی کارفرمائی رہتی ہے۔ ہاں جن کی زندگی بھرپور ہوتی ہے جیسے رضا علی کی تھی، ان کے اعمال نامے میں منہ بولتی تصویریں دیکھی جا سکتی ہیں۔ کچھ تصویریں شاعری میں بھی بکھری ہوئی ملتی ہیں۔ مثلاً اکبر کا یہ شعر تو سبھی کی ترجمانی کرتا ہے۔

بہت رہا ہے کبھی لطف یار ہم پر بھی
گزر چکی ہے یہ فصل بہار ہم پر بھی

یہی اکبر ہیں جنھوں نے سعدی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا تھا۔

لکھو لائف میری ایام جوانی کے سوا
سب بتا دوں کا تمھیں اقتدو دانی کے سوا

لیکن ہمارے یہاں اقتدو دانی کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے۔ پہاڑوں کی سیر جہاں برف پوش چوٹیاں، تند رو چشمے، گنگناتے جھرنے، گھنے اور حد نظر تک پھیلے ہوئے دیودار وں کی چھتر چھایا ہے۔ چناب کی وہ جوانی اور شورش ہے جو اب نظر نہیں آتی، مسوری سے چکر لگاتے جاتے ہوئے جمنا کا وہ مستانہ رقص ہے جو کھوار کو اپنی آغوش میں لے لیتا ہے۔ شیش ناگ کی وہ مقدس جھیل ہے جس میں برف کے تودے تیرتے ہیں۔ ننگا پربت کا وہ منارۂ نور ہے جو کبھی کبھار موسم کی مہربانی سے کھلن مرگ سے دکھائی دیتا ہے سونہ مرگ میں گنگبل کی وادی ہے جہاں پگھلی ہوئی چاندی بہتی ہے پھر وہ کتابیں ہیں جنھیں مہدی ناز نسیان حرم کہتے ہیں، لکھنؤ کا وہ کافی ہاؤس ہے جہاں دید و دانش دونوں کا سامان تھا، جہاں نگاہوں کے تیر دلنشیں تھے اور کافی کے چمچوں میں زندگی تھی۔ جہاں ڈی پی مکرجی، چیلاپتی راؤ، یشپال، ڈاکٹر علیم، آچاریہ نریندر دیو، رام منوہر لوہیا، رشید جہاں، احتشام حسین، مجاز، ڈاکٹر فریدی، آنند نرائن ملا، ڈاکٹر موجمدار، کالی پرشاد، گرجا کمار ماتھر اکثر آتے اور دنیا جہاں کے مسائل پر گھنٹوں بحثیں ہوتیں، ترقی پسند مصنفین کی انجمن کے وہ جلسے ہیں جن کی اطلاع اخبار میں دیے بغیر نیشنل ہیرالڈ میں شائع ہوتی کیونکہ کوئی اکوار ناظم نہ ہوتا تھا۔ لکھنؤ یونیورسٹی اور شہر کے وہ معرکے ہیں جب لکھنؤ کے مرد آہن سی بی گپتا گھر پر آئے تو ان سے ملنے کے لیے انکار کر دیا جاتا اور وہ جوش جنون تھا جس نے ذرا سی بے انصافی

پر یونیورسٹی سے استعفٰے دینے پر مجبور کر دیا تھا اور گپتا جی کو وائس چانسلر بادھا کمل مکرجی سے کہنا پڑا تھا کہ سرور صاحب کو جانے دیجئے۔ اس سے پہلے علی گڈھ کے معرکے یاد آتے ہیں جن میں ڈاکٹر ضیاء الدین وائس چانسلر نے میرے ایک مضمون پر ایگزیکٹو کونسل میں تحریک کی تھی کہ ان کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے کیونکہ مضمون کے آخر میں اقبال کا یہ شعر تھا ؎

میراث میں آئی ہے انھیں مسند ارشاد
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

غرض ہم بھی جوان تھے۔ اگرچہ بڑھاپے کی عام کیفیت نحوست، افسردگی، ماضی پرستی، مردم بیزاری، زمانے کی ناقدری کی شکایت اب بھی ہمیں نہیں ہو سکی اور ہم آج کے آشوب اور بہت سی قدروں کی پامالی میں نئی تعمیر اور نئی تخلیق کے مظہر بھی دیکھ لیتے ہیں گویا ذہنی طور پر بوڑھے نہیں ہوئے ہیں اور نئی نسل کی کمزوریوں اور طاقت دونوں کو سمجھتے ہیں۔ مگر یہ بہرحال کہہ سکتے ہیں۔

دشت میں پھول کھلاتے تو ہے اہل وفا
شہر خوباں میں اگر نام نہ کرنے پائے

جب ایم اے میں پڑھتے تھے تو استاد نے اپنی ذاتی لائبریری کی ساری الماریاں ہمارے لیے کھول دی تھیں۔ چنانچہ ایچ لارنس کی کتاب LADY CHATTERLYS LOVER کا مکمل ایڈیشن اس وقت پڑھا تھا۔ ہوسٹل کے ساتھی خدا جانے اپنے کچھ اصلی اور کچھ فرضی معاشقوں کی داستانیں ہمیں کو سنایا کرتے تھے۔ سینٹ جانس کالج میں اتنے شریف اور سنجیدہ سمجھے جاتے تھے کہ ایک دفعہ ہمارے ایک ساتھی ہم سے لڑ پڑے۔ بات یہ ہوئی کہ اس زمانے میں کالج میں لڑکیاں خال خال تھیں اور وہ بھی اینگلو انڈین۔ ایک پری پیکر نے جسے سبھی دور سے دیکھا کرتے تھے ایک دن نہ جانے کیوں ہم سے بات کی اور یہ پوچھا کہ انگریزی کا کلاس اب کس کمرے میں ہونے لگا ہے۔ ہم نے اسے بتا دیا۔ اس پر ہمارے یہ دوست آتے اور پوچھنے لگے کہ کیا باتیں ہو رہی تھیں ہم نے یہ گفتگو دہرا دی۔ اس پر ہمارے ساتھی نے کہا کہ تم نے یہ کیوں نہیں کہا کہ مجھے معلوم نہیں، میرے اس ساتھی کو معلوم ہے اس طرح مجھے بھی شرف ہمکلامی حاصل ہو جاتا۔

غرض جب ہم جوان تھے تو گویا آسمان زیادہ روشن ستارے زیادہ چمکدار اور دھرتی زیادہ حسین نظر آتی تھی مگر گل رخوں کو دیکھتے رہے اور کانٹوں سے نباہ کرتے رہے، اس کے علاوہ کوئی ایسا واقعہ ظہور میں نہیں آیا جس سے دنیا بدل جائے، یا تاریخ سرے سے نئی ہو جائے۔ ہم نہ جوان رہے نہ انقلابی رہنما، نہ کبھی جیل جانے کا اتفاق ہوا نہ پاگل خانے، نہ شفا خانے۔ ایک دفعہ طلبا کی ایک اسٹرائک کے لیڈر تھے، مگر وہ اسٹرائک ایک گھنٹے میں ختم ہو گئی اور ہماری شرطیں مان لی گئیں۔ پھر بھی یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ بقول شاعر ؎

حیات گرچہ بہت مختصر تھی شبنم کی
گلوں کے ساتھ رہی رات بھر یہ کیا کم ہے

(مسہ نگر سے)

سن ہجری کی تاریخ اور اس کی اہمیت

اسحاق النبی علوی

یوں تو دنیا میں بے شمار تقویمیں رائج ہوئیں بے شمار سنوں نے جنم لیا لیکن ان میں سے کسی سنہ کو بین الاقوامی سنہ منوانے کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ یہ شرف ہوا تو صرف دو تقویموں کو جنمیں ایک عیسوی تقویم ہے اور دوسری ہجری اور انھیں دونوں سنوں کا سکہ کم وبیش پوری دنیا پر چل رہا ہے۔ یہ دونوں سنہ کسی خاص ملک یا خطہ زمین سے وابستہ نہیں بلکہ پورے کرہ ارض پر پھیلے ہوئے ہیں۔

بادی النظر میں عیسوی سنہ ہجری سنہ کے مقابلے میں صدیوں قدیم معلوم ہوتا ہے۔ لیکن آپ کو یہ سن کر شاید تعجب ہوگا کہ تاریخ کا فیصلہ اس کے خلاف ہے تاریخی طور پر ہجری سنہ کا چلن عیسوی سنہ کے مقابلہ میں بہت زیادہ قدیم ہے۔ اور ساتھ ہی دنیا کے بہت بڑے حصہ کی تاریخ بھی بجائے عیسوی سنہ کے ہجری سنہ سے وابستہ ہے۔ اور اسی سے سمجھ میں آسکتی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ چھٹی صدی عیسوی میں ایک رومی پادری کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہوا کہ عیسائیوں کے پاس اپنا کوئی سنہ نہیں۔ تو انھوں نے حساب لگا کر عیسوی سنہ کی بنیاد ڈالی۔ یہ حساب اگرچہ عام طور پر آجکل غلط سمجھا جاتا ہے تاہم دنیا بھر کا عمل اسی حساب پر ہے۔ یہاں یہ بات بھی ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ عیسوی سنہ کی بنیاد پڑ جانے کے بعد بھی صدیوں تک اس پر عمل نہ ہو سکا۔ کنگھم نے اپنی کتاب "The Book of Indian Era" میں لکھا ہے کہ اس پر آٹھویں صدی عیسوی کی ابتدا میں عمل شروع ہو گیا تھا۔ لیکن ایک بہت بڑے مورخ کاتانی نے دعویٰ کیا ہے کہ عیسائیوں میں سنہ عیسوی کے رواج پہلے پہلی صدی عیسوی میں شار لیمان کے زمانے میں ہوا۔ ایک اور مورخ نے بقول ڈاکٹر حمید اللہ صقلیہ کی تاریخ لکھتے ہوئے وہاں کے گرجا کا ایک کتبہ درج کیا ہے جسمیں مہینہ کا نام تو فرنگی ہے۔ لیکن تاریخ صرف ہجری سنہ میں دی گئی ہے۔ گویا صقلیہ میں کوئی ایسا معروف سنہ نہیں پایا جاتا تھا جس پر سب متفق ہوں اور یہ کہ ہجری سنہ سے سب واقف تھے۔

نویں صدی عیسوی کے مشہور مورخ تھیوفانیس نے (Theophanes) اسلامی عہد کی تاریخ پر بھی قلم اٹھایا ہے۔ ولیوزن نے عربوں کی بادشاہت اور ان کے زوال پر جو کتاب لکھی ہے اس میں بہت سے واقعات کی تاریخیں تھیوفانیس کے حوالہ سے بھی لکھی ہیں۔ قابل لحاظ بات یہ ہے کہ ان تاریخوں میں عیسوی سن کے حساب سے کوئی تاریخ نظر نہیں آتی۔ بلکہ سب کی سب سلیوکی سن میں دی گئی ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ تھیوفانیس کے عہد میں بھی عیسوی سنہ رائج نہ تھا بلکہ سلیوکی سن چل رہا تھا یہ تو تھا مغربی ممالک کا حال۔

مشرقی ملکوں میں عیسوی سن اس درجہ غیر مستعمل رہا کہ ہزارویں صدی عیسوی بلکہ اس کے بہت بعد کے منجمین بھی اسے کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے بلکہ اس کے بجائے سریانی یا بالفاظ دیگر سلیوکی استعمال کرتے تھے۔ جو اس زمانے میں خالص شمسی بنالیا گیا تھا۔ چنانچہ البیرونی نے اپنی کتابوں میں کہیں کہیں تو فرنگی مہینوں کا نام لیا ہے۔ لیکن حسابات میں عیسوی سنہ کہیں استعمال نہیں کیا۔

مسعودی نے جو ہزارویں صدی کا مشہور مورخ ہے بڑی کوشش کے بعد انطاکیہ کے ایک گرجے کی کسی دستاویز کی بنیاد پر سنہ ۳۳۲ھ میں حضرت مسیح کی تاریخ ولادت سنہ ۹۴۰ سال قبل قرار دی ہے حالانکہ موجودہ عیسوی کیلنڈر کے حساب سے سنہ ۹۴۳ یا ۹۴۴ ہونا چاہیئے۔ اس سے اندازہ کیجئے کہ مسعودی کے زمانے تک دیندار عیسائیوں میں بھی متفقہ طور پر کوئی عیسوی سنہ رائج نہ تھا ورنہ انطاکیہ کا گرجا مسعودی کے زمانے میں مشرق کے سب سے بڑے گرجوں میں شمار ہوتا تھا۔ اس سے قطع نظر انسانی تہذیب کی تاریخ

ہجری سنہ نے جو اثر ڈالا وہ بھی قابل لحاظ ہے۔ یہ سنہ اپنی پہلی صدی کے اندر نہ صرف پورے مشرق وسطیٰ شمالی افریقہ وسطی ایشیائی کے دریائے سندھ کو عبور کرکے ہندوستان کے برصغیر تک پہنچ چکا تھا اس لیے ساتویں صدی کے بعد مشرق کے ان ملکوں کی تاریخ پر جو کتابیں لکھی گئیں ان کا حصہ اسی سنہ میں نظر آتا ہے۔ ہندوستان کی دھار تک بیچ کو چھوڑ کر پورے اسلامی عہد کی تاریخ آپ کو اسی سنہ میں ملے گی۔ ساتھ ہی آپ کو یہ بھی نظر آئے گا کہ آج بھی راجہ ٹوڈرمل کے زمانے کا جاری کیا ہوا، ہجری سنہ جو فصلی سنہ کے نام سے مشہور ہوا۔ سرکاری کاغذات میں علیٰ حالہٖ لکھا جاتا ہے اور اس کی فصل خریف اور ربیع کا اندراج آج بھی کاغذوں میں کاتوں ہے۔

ہجری سنہ جو کہ خالص اسلامی ہے مسلمانوں کے دین کا ایک جز بن گیا ہے۔ اس لئے مسلمان جہاں جہاں آباد ہیں وہاں اس سنہ کا چلن بھی موجود ہے مسلمانوں کی آبادی اس دنیا میں کچھ اس طرح پھیلی ہوئی ہے کہ کوئی گوشہ خالی نظر نہیں آتا دنیا بھر کے تقریباً ۴۲ چھوٹے بڑے ملکوں میں مسلمان برسر اقتدار ہیں۔ اگر انہیں روس اور چین و ہندوستان کی وہ ریاستیں بھی شامل کرلی جائیں جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں تو ان کی تعداد پچاس تک پہنچ جاتی ہے۔ ان ریاستوں میں مسلمان پوری آزادی کے ساتھ اپنا ہجری سنہ استعمال کرتے ہیں اور دینی احکام بجالاتے ہیں۔

گذشتہ صدی میں یعنی چودھویں صدی ہجری میں اسلامی ملکوں نے یورپی اقتدار سے جو آزادیاں حاصل کیں وہ یقیناً قابل فخر اور لائق تحسین ہیں جاسکتی ہیں اور ان ملکوں کو حق پہنچتا ہے کہ وہ پندرھویں صدی کا استقبال اپنی پوری توانائی کے ساتھ کریں بشرطیکہ ان کا عزم انسانیت کو آگے بڑھانے کا ویسا ہی ہوجائے جیسا اپنے آغاز کے وقت تھا ورنہ انسانیت کی نظر میں اس استقبال کے کوئی خاص معنی نہیں۔ اس پس منظر کے بعد ہجری سنہ کی تاریخ پر نظر ڈالیے۔

اس سنہ کا آغاز پیغمبر اسلام کی ہجرت سے ہوا یعنی جب اسلام کی تحریک مکہ میں کامیاب ہونے لگی تو وہاں کے دولتمند طبقے نے پیش بندی کے طور پر اس تحریک کے معرکہ کو ہی ختم کردینا چاہا ایک کانفرنس طلب کی گئی جس نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ اس کانٹے کو ہمیشہ کے لیے نکال دیا جائے اس کی اطلاع پیغمبر اسلام کو ہوئی تو آپ نے اسی وقت ہجرت کا فیصلہ کیا اور مکہ سے روپوش ہونے کے تین دن بعد مدینہ روانہ ہوگئے۔ جہاں کے باشندے ان کے پہلے سے منتظر تھے یہ عہد آفریں واقعہ جس زمانے میں ظہور میں آیا تھا اسے مسلمانوں نے سن قرار دے کر ایک نئے عہد کا آغاز کیا۔ ظہور اسلام سے پہلے ملک عرب لامرکزیت کا گھر تھا چھوٹی چھوٹی آزاد شہری مملکتوں میں نہ کوئی راجہ نہ بادشاہ تھا ہر قبیلہ خود مختار تھا اور ایک قسم کے پنچایتی راج کا عادی تھا۔ اس لیے عرب میں کوئی ایک مرکزی سنہ بھی موجود نہ تھا۔ ہر بستی کا سنہ الگ تھا طریقہ حساب جدا تھا۔ حتیٰ کہ بہت سی جگہوں کے نام بھی مختلف تھے تاہم مکہ کو یہ تفرق حاصل تھا کہ وہاں پورے عرب کی ایک مرکزی عبادت گاہ موجود تھی جسے کعبہ کہا جاتا ہے۔ سال میں دو بار یہاں اجتماع ہوتا جس میں شرکت کے لیے دور دور سے مسافر آتے اور اپنے معبودوں کے لیے نذرانے لاتے۔ ان نذرانوں کے لیے مناسب موسموں کی ضرورت تھی اس لیے یہاں کے منتظمین سے بنی فقیم کو جو چندر ما دیوتا کے خاص پجاری تھے یہ اختیار دے رکھا تھا۔ کہ وہ حساب لگا کر قمری سال کو شمسی سال میں تبدیل کردیا کریں تاکہ زرعی پیداواریں ٹھیک وقت پر عبادت گاہ تک پہنچ سکیں اس طرح مکہ میں بجائے خالص قمری سنہ کے شمسی قمری شمسی [illegible] تقویم کا رواج چلا آرہا تھا۔

پیغمبر اسلام نے جب مدینہ کو ہجرت فرمائی تو قدرتی طور پر مسلمانوں نے بھی ادھر ہی کا رخ کیا۔ بلکہ روایات سے سے پتہ چلتا ہے کہ پیغمبر اسلام کی ہجرت سے پہلے مسلمانوں نے مدینہ پہنچنا شروع کردیا تھا۔ بہر صورت مکی مہاجرین مدینہ میں اپنے ساتھ مکی تقویم بھی لے گئے مگر تاریخ کی متعدد شہادتوں سے پتہ چلتا ہے کہ مدینہ میں جو تقویم رائج تھی وہ خالص قمری تقویم تھی۔ مکہ کی طرح قمری شمسی تقویم نہ تھی اس طرح ہجرت کے بعد مدینہ میں دو قسم کی تقویموں کا بیک وقت رواج ہو گیا تھا۔ دینکلر کا خیال ہے کہ مکہ اور مدینہ میں اگرچہ دو قسم کی تقویمیں رائج تھیں۔ لیکن ان دونوں تقویموں میں مہینوں کے نام بالکل مشترک تھے ڈاکٹر حمید اللہ کا خیال ہے کہ ہماری مروجہ ہجری تقویم مکہ کی قمری شمسی تقویم کی راست وارث ہے مگر مجھے اس خیال سے اتفاق نہیں بلکہ تاریخ کی مثبت شہادتوں سے پتہ چلتا ہے کہ ہماری مروجہ ہجری تقویم کی مورث مدنی تقویم ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مدینہ میں سنہ ھ تک مسلمانوں کی دینی تقویم مکہ کی قمری شمسی تقویم رہی ہے لیکن سنہ ھ میں بعض دینی ضروریات کے تحت پیغمبر اسلام نے اس تقویم کو منسوخ فرمایا۔ قرآن مجید میں سورۂ توبہ کی ۳۶ ویں آیت میں اس تنسیخ کا اعلان موجود ہے اور یہ اعلان متفقہ طور پر سنہ ھ کے ذوالحجہ میں کیا گیا جس کے امیر حضرت ابوبکر تھے۔ بہر صورت اس بات پر متعدد علما متفق ہیں کہ واقعات سیرت میں جو کچھ بھی تضاد پائے جاتے ہیں اس کی بنیاد یہی دو تقویمی کارفرمائی ہے اس سلسلے میں عبداللہ یوسف علی کا خیال بھی یہی ہے۔ حتیٰ کہ مارگولیتھ تک اس سے متفق ہے کہ واقعات سیرت میں جو تقویمی تضاد پائے جاتے ہیں اس کی بنیاد بھی مکہ کی یہی قمری شمسی تقویم ہے چنانچہ انھوں نے اپنی کتاب Rise of Islam میں وسٹنفیلڈ وغیرہ کی مروجہ ہجری جدولوں کے متعلق یہ رائے ظاہر کی ہے۔ کہ اسلام کی ابتدائی ۹ برسوں کے لیے یہ جدولیں گمراہ کن ہیں اس لیے کہ ان میں یہ فرض کرلیا گیا ہے کہ عہد جاہلیت کی تقویم خالص قمری تھی۔ جبکہ یہ بات یقینی ہے کہ وہ خالص قمری نہ تھی بلکہ قمری شمسی تھی چنانچہ موسمی کیفیات جس کے حوالے عزوات سرایا کے سلسلے میں اکثر مل جاتے ہیں انھیں ولہوزن نے جمع کیا ہے۔ یہ شیفیلڈ کی جدولوں کے قطعی غیر مطابق ہیں بعض حالات میں واقعات کو ڈھائی مہینہ بڑھا دینے سے مناسب مطابقت ہوجاتی ہے۔

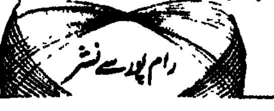
واقعہ یہ ہے کہ نہ تو یہ خیال صحیح ہے کہ واقعات سیرت کا ریکارڈ صرف قمری شمسی تقویم کے ذریعہ ہوا اور نہ یہ خیال درست ہے کہ ان تمام ریکارڈوں میں خالص قمری تقویم استعمال ہوئی۔ بہر صورت میں پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ واقعات سیرت میں جو تاریخیں بیان ہوئی ہیں وہ مدنی اور مکی دونوں تقویموں کی کارفرمائی کا نتیجہ معلوم ہوتی ہیں۔

اس سلسلے میں پوری تفصیلی بحث ماہنامہ "برہان" دہلی کی آٹھ اشاعتوں میں یعنی مئی تا دسمبر سنہ ۱۹۶۴ء میں کی ہے جس کا دوہرانا یہاں ممکن نہیں۔ تاہم اس موقع پر دو یا تین مثالیں دے دینا کافی سمجھتا ہوں مختلف تاریخی شہادتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مکی تقویم کی ہمیشہ اعتدال خریفی کے متعلق ترجاندوں سے ہوتی ہے۔ یعنی اس کا ماہ محرم ہمیشہ ستمبر اکتوبر سے مطابق رہتا اس کے مقابلے میں مدنی تقویم کسی خاص موسم یا فصل کی محتاج نہ تھی اور بالکل اسی طرح چل رہی جیسے آج کل ہماری ہجری تقویم چل رہی ہے۔

چنانچہ ۲۷ جنوری کا سورج گرہن جو ربیع الآخر سنہ ۱۰ھ میں آن پڑا تھا۔ جس دن رسول اللہ کے صاحبزادے ابراہیم کا انتقال ہوا تھا۔ مکی تقویم کی رو سے درست بیٹھتا ہے۔ اور جمادی سنہ ۴ھ کی چاند گرہن کی تاریخ مدنی تقویم کے اعتبار سے بالکل درست ثابت ہوتی ہے۔ جو ۱۹ر نومبر سنہ ۶۲۰ سے مطابق تھی۔

اس تقویم کو اسلامی سلطنت کی قبولیت کا شرف خلیفہ ثانی کے عہد کا واقعہ ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ اشعری نے جو بصرہ کے گورنر تھے خلیفہ کو شکایت لکھی کہ مرکز سے جو خطوط آتے ہیں ان پر کوئی تاریخ نہیں ہوتی جس کی وجہ سے بہت سی غلطیاں ممکن ہیں۔ غالباً اسی دوران میں حضرت عمر کے سامنے ایک چیک پیش کیا گیا تھا جس میں صرف شعبان لکھا ہوا تھا اور کسی سنہ کا حوالہ نہ تھا اس کو دیکھ کر یہ سوال پیدا ہوگیا کہ اس سے کون سا شعبان مراد لیا جائے اسی نوعیت کے غالباً دوسرے واقعات بھی پیش آئے ہوں گے جن سے مجبور ہوکر حکومت کو ہجری سنہ اختیار کرنا پڑا یہ واقعہ سنہ ۱۶ھ کا بیان کیا جاتا ہے۔ یعنی رسول اللہ کی رحلت سے صرف پانچ چھ سال کا۔

ہمارے ملک نے پندرھویں صدی کی تقریبات کے سلسلہ میں جو اقدامات بڑی گرمجوشی کے ساتھ کیے ہیں وہ مرحبا قابل قدر ہیں۔ ان اقدامات کی اہمیت یوں اور بڑھ جاتی ہے کہ مردم شماری کے اعتبار سے ہندوستان دنیا کا دوسرا بڑا ملک ہے جہاں مسلمان آباد ہیں۔



بسمل سعیدی

انوارالنسا نادرہ

ھندوپاک کے ادبی اور شعری حلقوں میں کون ایسا ہے، جو حضرت بسمل سعیدی کی شخصیت اور ان کی شاعری سے آشنا نہیں، وہ راجستھان ہی کے نہیں بلکہ ہندوپاک کے ان عظیم شعراء میں سے تھے جنھوں نے لیلائے تغزل کے بکھرے ہوئے گیسوؤں کو سنوارا اور اس کے دلفریب جمال کو نئے آب و رنگ سے نکھار کر ارباب نظر کی محفلوں میں آنے کے قابل بنایا، اور اردو شاعری میں اپنا نقش دوام ثبت کیا۔

انھوں نے راجستھان کی اس مردم خیز، اور علم پرور مسلم ریاست ٹونک میں ہوش کی آنکھیں کھولیں، اور پرورش و تعلیم پائی، جو اپنے علم دوست، قدرشناس حکمرانوں کی قدر شناسی اور علم پروری کی بدولت ہمیشہ علماء، شعراء اور باکمالوں کا مرجع و مسکن رہی ہے۔

علماء، فضلاء، ادباء، شعراء، اور حکماء و اطباء کون سا طبقہ ایسا تھا جس کے ماہرین اس سرزمین پر نہ پائے جاتے ہوں خود بسمل صاحب کا خاندان، ان کا گھرانہ، علم و ادب و شعر و حکمت کا بڑا مرکز و منبع تھا۔

ان کے مورث اعلیٰ علامہ سید حیدر علی اپنے دور کے جید و تبحر عالموں میں شمار ہوتے تھے۔ ان کے دادا مولوی احمد علی مستجاب، نہ صرف علوم رسمیہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ بلکہ فارسی اور اردو کے قادرالکلام شاعر تھے۔ ان کے والد مولوی حکیم سید احمد اسعد ایک حاذق طبیب ہونے کے ساتھ فارسی اور اردو کے مسلم الثبوت استاد سخن تسلیم کیے جاتے تھے۔

اس لحاظ سے اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ شاعری ان کو خاندانی ورثہ میں ملی تھی یا شعر و سخن کا ذوق ان کی گھٹی میں پڑا تھا۔ وہ بچپن ہی سے شعر کہنے لگے تھے اور شاعری کے ابتدائی دور ہی سے مشاعروں میں شریک ہونے لگے تھے۔

انھوں نے اگرچہ غزل، نظم، رباعی تینوں اصناف سخن میں داد سخنوری دی ہے لیکن وہ درحقیقت غزل کے مانے ہوئے استاد تھے۔

چنانچہ ان کے تلمیذ رشید جناب مخمور سعیدی لکھتے ہیں کہ:

بسمل صاحب نے غزل، نظم، اور رباعی تینوں اصناف سخن کو اپنے وسیلہ اظہار کے طور پر قبول کیا ہے اور تینوں اصناف میں اپنی قادرالکلامی اور فنی مہارت کا ثبوت بہم پہنچایا ہے۔ لیکن وہ صنف سخن جس میں بسمل صاحب کی داخلی شخصیت کا بھرپور اظہار ہوا ہے اور جس کے آئینہ میں ان کے فکر و فن کے انفرادی خد و خال اپنی پوری آب و تاب سے جلوہ نما ہوئے ہیں۔ غزل ہی ہے۔ ان کا ایک مقطع ہے ؎

جس شخص کی بسمل سے ملاقات ہوئی ہے
وہ شخص محبت کے پیمبر سے ملا ہے

اور محبت کے اس پیمبر پر جو صحیفہ نازل ہوا ہے وہ غزل کی زبان میں ہے۔



بسمل سعیدی مرحوم کی ایک یادگار تصویر
آکاشوانی اسٹوڈیو میں۔

بسمل صاحب نے اپنی غزل سے محبت کی پیمبری کا کام لیا ہے۔ اور اس کے ذریعہ ان ہی واردات و کیفیات کی ترجمانی کی ہے جو فرشتہ محبت نے ان کے دل و دماغ پر وارد کیے ہیں۔ وہ خود فرماتے ہیں ؎

میری شاعری خلط مبحث نہیں ہے
محبت کی روداد ہے اور میں ہوں

بسمل صاحب کی شاعری میں روداد محبت کے ذکر اور ان کی پرخلوص و پرمحبت شخصیت کا اعتراف کرتے ہوئے حضرت جوش ملیح آبادی نے لکھا ہے۔

"بسمل صاحب بے حد محبت کے آدمی ہیں ان کی محبت میں دل کو مسخر کر لینے کی طاقت ہے اس کے دوش بدوش یہ بلا کے حساس اور خوددار واقع ہوئے ہیں"

بسمل صاحب کی شاعرانہ خصوصیات بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر نورالحسن انصاری لکھتے ہیں

کسی شاعر کے کلام کو سمجھنے کے لیے اس کے مزاج کی بنیادی خصوصیت کو سمجھنا ضروری ہے بسمل سعیدی کی افتاد طبع کا ارتکازی پہلو غیر معمولی محبت اور بلا کی حساسیت ہے۔ بلکہ یہ بلا کی حساسیت نتیجہ ہے، ان کی بلا کی محبت کا۔ اس لیے ان کے اشعار کی گہرائیوں تک وہی پہنچ سکتا ہے اور ان کی کیفیات کو صحیح معنوں میں محسوس کر سکتا ہے جس کی طبیعت خود بلا کی حساس ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ جن لطیف و نازک حسیات اور جن ناقابل بیان واردات کو انھوں نے وجدان میں ڈوب کر، اور کیف میں مسحور ہو کر بیان کر دیا ہے وہ نبض و قلب کی دھڑکن برداشت نہیں کر سکتی، چند شعر ملاحظہ فرمائیے۔

اب یوں گذر رہی ہے محبت میں زندگی
جیسے اندھیری رات میں دریا رواں رہے

٭

محبت سے کہیں اس کا تحمل ہی نہ ہو بسمل
محبت کے بھروسے پر جو ارماں کر رہا ہیں

٭

جب وہ ہوتے ہیں تو ہر شے جیسے ہو جاتی ہے گم
وہ نہیں ہوتے تو ہر شے میں انھیں پاتے ہیں ہم

ان اشعار سے ان کی فطرت کا صحیح معنوں میں اظہار ہوتا ہے اور صرف یہی اشعار نہیں بلکہ بسمل صاحب کے سینکڑوں ایسے اشعار ہیں جو ان کی داخلی کیفیات کے ترجمان ہیں۔ ان اشعار کا بانکپن دیکھیے۔

وائے بیدار جنوں، دشت میں دیوانے کو
ہر طرف کچھ در و دیوار نظر آتے ہیں

٭

وہ کریں جو معذرت ستم، تو خوشا نصیب زہے کرم
نہ بھلا سکیں گے مگر وہ ہم جو گذر گئی دل زار پر

بسمل صاحب نے اپنے دل کی دھڑکنوں کو الفاظ کے سپرد کیا ہے۔ اور اپنی آپ بیتی کو شعر کے پیکر میں ڈھالا ہے وہ فقط ہی کے بسمل نہ تھے۔ بلکہ غمِ جاناں اور غمِ دوراں کے بھی بسمل تھے یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام میں درد ہے، سوز ہے سرد سردآہیں ہیں، گرم گرم آنسو ہیں۔

چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں ؎

اظہار ہے دردِ دل کا بسمل
الہام نہ شاعری نہ فسوں ہے

بسمل صاحب مومن اور داغ سے متاثر تھے، اور انھیں کے اسلوب و ادا کی راہ کو انھوں نے ذہنی شاعری کی منزل قرار دیا تھا، وہ تجاہلِ عارفانہ اور فکر شاعرانہ کے وہ اسالیب بیان نہایت کامیابی کے ساتھ اختیار کرتے ہیں جن کے لیے مومن مشہور ہیں۔

اس سلسلہ کے چند شعر سنئے ؎

کون ہے جو نہیں زمانے میں
کس سے شکوہ کریں زمانے کا

٭

آہ کا کیوں اثر نہیں ہوتا
دردِ دل دردِ سر نہیں ہوتا

٭

یاد کرتا ہوں میں تجھے جس وقت
کیا تجھے بھی مری یاد آتی ہے

ان کی شاعری میں بلا کا کرب ہے۔ اور ان کی شاعری سے زیادہ ان کی زندگی کربناک تھی بقول ان کے وہ دو سروں کے پھیپھڑوں سے سانس لیتے تھے۔

فرماتے ہیں

کسی سے تو کسی کی موت ہی دیکھی نہیں جاتی
مگر مجھ سے تو میری زندگی دیکھی نہیں جاتی

بسمل صاحب کی شخصیت کا تعارف اگرچہ ابتدائے شعور سے مجھے حاصل تھا لیکن ان کو بہت قریب سے دیکھنے اور ان سے ہم کلام و مخاطب ہونے کی سعادت مجھے ان کی زندگی کے آخری ایام میں میسر آئی۔

ٹونک کے ایک معزز اور طیب خاندان کے ممتاز فرد ہونے کی حیثیت سے میں بسمل صاحب اور ان کے برادر بزرگ حکیم سید یحییٰ میاں کا نام اپنے گھر میں بچپن ہی سے سنتی رہی تھی۔ ہمارے خاندان اور ان کے خاندان کے درمیان زمانۂ قدیم سے گہرے روابط رہے ہیں۔

ہمارے نانا صاحب زادہ عبدالمعبود خاں مرحوم سے ان کے برادرانہ تعلقات تھے۔ ہمارے بزرگ ان کی اور ان کے خاندان کی عزت و منزلت کرتے تھے۔

بسمل صاحب، ریاست ٹونک کے راجستھان میں شامل ہو جانے کے کچھ ہی سال بعد ٹونک سے دہلی نقل سکونت کر گئے تھے، اور وہیں مستقل بود و باش اختیار کر لی تھی۔ اور دہلی کے ادبی و شعری حلقوں میں اپنا ایک ممتاز مقام بنا لیا تھا، لیکن انھیں ٹونک اور ٹونک والوں کو وہ ہمیشہ یاد آتے رہتے تھے۔ بالآخر وطن اور اہل وطن کی دعوت اور کشش ایک عرصہ کے بعد سنہ ۱۹۷۶ میں انھیں ٹونک کھینچ لائی۔

ان کی ٹونک تشریف آوری پر یہاں کے علمی، ادبی اور شعری حلقوں، اور ارباب شعر و سخن نے ان کا پر تپاک خیر مقدم کیا تھا۔ ان کی آمد سے یہاں کے ماحول شعر و سخن میں ایک نئی زندگی پیدا ہو گئی تھی۔ مشاعروں، نشستوں، دعوتوں اور پارٹیوں کی گرم بازاری تھی۔

بسمل صاحب کے اعزاز میں منعقد ہونے والی تقریبات مسرت و عقیدت کا آنکھوں دیکھا حال استاد محترم مولانا سید منظور الحسن برکاتی نے اپنی کتاب "بسمل سعیدی اپنے وطن میں" بڑے ہی دلچسپ انداز میں تحریر کیا ہے۔

سچ پوچھئے تو مجھے اس کتاب کے ذریعہ پہلی بار بسمل صاحب کی ادبی و شعری، اور سرمایۂ افتخار شخصیت سے متعارف ہونے کا موقع ملا۔

بسمل صاحب کو اور قریب سے دیکھنے اور ان سے ہم کلامی کی عزت و سعادت مجھے اس وقت حاصل ہوئی جب میں "ریسرچ انسٹی ٹیوٹ" سے وابستہ ہو گئی، بسمل صاحب کے ہمارے انسٹی ٹیوٹ کے ڈائرکٹر صاحبزادہ شوکت علی خاں سے بڑے ہی قریبی تعلقات تھے۔ وہ جب تک ٹونک میں قیام پذیر رہتے انسٹی ٹیوٹ ضرور تشریف لاتے رہتے۔ یہاں ان سے عقیدت و خلوص رکھنے والوں میں شوکت صاحب کے علاوہ مولانا سید منظور الحسن برکاتی مولانا سید قاضی الاسلام مولانا سید عبدالقادر رحمنداں اور مولوی حکیم محمد عمران خاں صاحب بھی علمی و تحقیقی کاموں سے وابستہ تھے۔ ان سب ہی حضرات سے ملنے میں وہ بڑی مسرت محسوس کرتے تھے۔ میں بھی ایک طالب علم کی حیثیت سے ان کی بارگاہ میں باریاب رہتی تھی۔ کبھی کبھی وہ مجھے بھی شفقت سے اپنا مخاطب بنا لیتے تھے۔

وہ باتیں دلچسپ انداز میں کرتے تھے۔ ان کا سینہ معلومات علمی کا گنجینہ تھا ادبی و شعری لطیفوں سے وہ محفل کو پر بہار بنا دیا کرتے تھے، ان کا انداز گفتگو کافی دلکش تھا، ان کا لب و لہجہ دھیما دھیما اور پُرکیف تھا، جس میں خلوص، تکلف اور سنجیدگی کے رنگ ہوتے تھے جو مخاطب کا دل موہ لیتے تھے۔

بہت لگتا تھا جی صحبت میں ان کی
وہ اپنی ذات میں اک انجمن تھے

ان کی بذلہ سنجی، حاضر جوابی، نکتہ آفرینی، خوش اخلاقی خوش مذاقی اور خوش مزاجی کی وجہ سے ان کے پاس بیٹھنے اٹھنے میں خاص لطف حاصل ہوتا تھا۔

انھیں ہم سے جدا ہوئے چار سال ہو چکے ہیں لیکن وہ ہمارے دلوں کی بستی اور یادوں کی دنیا سے رخصت نہیں ہوئے ہیں۔ ان کی یاد آج بھی ہمارے دلوں کو تڑپاتی ہے۔ ان کی وفات سے بزم شعر و سخن میں جو جگہ خالی ہوئی ہے اس کا پُر ہونا دشوار ہے۔

اب میں ان ہی کے دعائیہ شعر کے ساتھ اپنی گفتگو ختم کرتی ہوں ؎

قیامت تک رہے گل پوش جنت کی بہاروں سے
تری تربت پہ فرماتی رہے رحمت گل افشانی

بسمل صاحب نے ۲۶ رؔ ۲۷ر اگست سنہ ۷۷ ۱۹ء کی درمیانی شب میں دہلی میں وفات پائی۔

(بے پورے نشر)

انوار النساء نادرہ
عمر منزل ٹونک (راجستھان)

غزل

بسمل سعیدی

حسن گلشن نہیں تو کچھ بھی نہیں — عشق دامن نہیں تو کچھ بھی نہیں
ان کا کوچہ بہشت ہے تو ہو — میرا مدفن نہیں تو کچھ بھی نہیں
زندگی تیری رہ گزر میں اگر — کوئی رہزن نہیں تو کچھ بھی نہیں
قصۂ یوسف و زلیخا میں — چاک دامن نہیں تو کچھ بھی نہیں
رام کے ساتھ دل کی دنیا میں — کوئی راون نہیں تو کچھ بھی نہیں
عشق کی آندھیوں میں شمع حسن — زیرِ دامن نہیں تو کچھ بھی نہیں
حسن کی پاک دامنی تسلیم — عشق بدظن نہیں تو کچھ بھی نہیں
ایک گتھی ہے زندگی جس میں — دل کی الجھن نہیں تو کچھ بھی نہیں
آف زمانے کا ظاہر و باطن — رام راون نہیں تو کچھ بھی نہیں
اس جبیں کی برہمی پہ نہ جا — دل برہمن نہیں تو کچھ بھی نہیں
عشق کچھ دل پہ منحصر تو نہیں — عشق تن من نہیں تو کچھ بھی نہیں
عشق دیکھے تو حسن آئے نظر — دل وہ درپن نہیں تو کچھ بھی نہیں
لاکھ عشرت کدہ ہو کوئی دل — غم کا مسکن نہیں تو کچھ بھی نہیں
رُت برستی ہے بن کے ساون کیا — آنکھ ساون نہیں تو کچھ بھی نہیں
ہے جو باغ و بہارِ صحن چمن — تیرا آنگن نہیں تو کچھ بھی نہیں
شام میخانہ لے طلوعِ جام — صبح گلشن نہیں تو کچھ بھی نہیں
دوست زیرِ نگاہ نقد ہوں جب — دوست دشمن نہیں تو کچھ بھی نہیں
روئے روشن کے ساتھ ساتھ اگر — روح روشن نہیں تو کچھ بھی نہیں
فکر الہام ہی سہی لیکن — فکر میں فن نہیں تو کچھ بھی نہیں

شعر کچھ بھی سہی مگر بسمل
دل کی دھڑکن نہیں تو کچھ بھی نہیں

(بے پورے نشر)

فکرعالیہ

نطشے

محسن جلگانوی

پندرھویں صدی میں نشاۃ الثانیہ کے ساتھ ہی مغرب میں جو تہذیبیں رونما ہوئیں اس کے نتیجہ میں نئے شعور نے جنم لیا تہذیبی اور تاریخی تبدیلیوں کی ایسی شکست و ریخت میں جدید شعور جدیدیت کے نام سے پہچانا جانے لگا اس نئے شعور کے آب و گیاہ میں کئی اور تحریکوں کے بیٹے بھی آ گئے تھے جن میں اصلاح دین کی تحریک ذات اور کائنات کے تصورات کو اولیت اور اہمیت دی جا سکتی ہے۔

صنعتی انقلاب نے زندگی کی قدروں کو مختلف سطحوں پر متاثر کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور اس انقلاب نے سائنس کو نئی توانائی عطا کی تھی جس کے نتیجے میں سائنسی نظام حیات کے لیے ایک لازمی عنصر اور محرک کی حیثیت اختیار کر چکا تھا سائنس فلسفہ مذہبی اور سماجی فکر کی روانیسویں صدی کے آخر تک یونہی اثر انداز ہوتی چلی جاتی ہے۔ جہاں علمی اور شعوری میدان میں نفسیات اور طریقہ کار کے طور پر تحلیل نفسی کی روایت سے اس روکی تربیت ہوتی ہے تحلیل نفسی کی اس روایت کا دھارا میں سانس لینا بھی ضروری ہے۔

شعور و لاشعور انسانی جبلت دانشوروں و تخلیق کاروں کے لیے ہمیشہ ہی سے غور و فکر کا موضوع رہے ہیں۔ نطشے نے انسانی ذہن کی پر اسرار گونا گونی اور گنجلک احساس کو ان ہی خطوط پر سمجھنے کی شعوری کوشش کی تھی تحلیل نفسی کے موسس فرائڈ نے خود اس بات کا اعتراف کیا تھا کہ لاشعور کی دریافت اور کارکردگی سے متعلق تحقیق کی کامیابی کے جس کارنامے کو اس سے منسوب کیا جا رہا ہے دراصل اس کا سرا ماضی میں بہت دور جا ملتا ہے دراصل وجود اور وجود کی اصطلاحات کو ترقی یافتہ فکر سے ہم آہنگ کرنے میں نطشے نے اہم رول ادا کیا ہے اسی لیے نطشے کی شخصیت بیسویں صدی کے وجودیت کے نظریے کے لیے پہلا اہم سرچشمہ قرار پاتی ہے۔ نطشے کا ایک اہم عنصر فلسفی ہونے کا رہا ہے موضوعیت یا داخلیت کے وجود کے باطنی تجربے کو ہی سے فی نفسہٖ وجود کا مترادف قرار پاتا ہے اور اس خیال کی بنیاد پر منطق کا محرک امکانی کے علاوہ نہیں ہو سکتے حقیقی وجود میں نہیں

بیسویں صدی کے ابتدا تک اپنے لیے کوئی صحیح سمت تلاش نہیں کر پایا ہے بلکہ یہ کہا جائے کہ تحلیل نفسی کی روایت کو بیسویں صدی ہی میں واضح سمت ملی تو غلط نہ ہوگا۔ انسانی تمدن میں انسانی احتیاج بدرجہ تمام شکست و ریخت اور تاریخی ارتقاء کی طرح تخلیقی اظہار اور شعور و لاشعور کا عمل بھی مسلسل کارگر ہوتا رہتا ہے لیکن اب تک یہ مسائل کسی اہم مکتب فکر یا کسی مسلمہ نظریے یا روایت کے پابند نہیں رہے تھے بیسویں صدی کے آغاز کے ساتھ ہی ان مسائل کو فلسفیانہ غور و فکر کے لیے مرکزیت حاصل ہوگی۔

نطشے کا نام اپنی نظریات کے پس منظر میں بہت زیادہ اہمیت کا حامل قرار پاتا ہے اپنے فکری عمل کے بارے میں نطشے نے ایک جگہ یہ بات کہی تھی کہ "میں نے اپنی تحریروں میں ہمیشہ اپنے پورے جسم اور زندگی کو سمو دیا ہے۔ اور میں خالص ذہنی مسائل کے بارے میں کچھ نہیں جانتا" نطشے کہتا ہے کہ فرد کو عظیم مسائل کے جھیلنے کے لیے ہمیشہ آمادہ رہنا چاہیے یعنی کسی مسئلہ کو محض سمجھ لینا کافی نہیں بلکہ اس کے تمام تر ذاتی انسلاکات کے لیے عملی یا ختنیگی سطح پر ان

نطشے نے تمام فلسفیانہ نظاموں کو ذاتی اعترافات کی مختلف النوع ہستیوں سے تعبیر کیا اور کہا کہ اگر ہماری آنکھیں اس حقیقت کو پہچان سکیں تو بالآخر ہم اس نتیجہ تک پہنچیں گے کہ ہر فلسفیانہ فکر کا انجام اپنی ذات کا تجربہ ہے نطشہ کے یہاں خدا کی ذات ایک انجانی قوت ہے جو روح کی گہرائیوں میں غوطہ زن ہو کر کسی حقیقت کی جستجو میں سرگرم ہے اور جو زندگی کی وسعتوں میں ایک طوفان خیز آندھی کی طرح رواں دواں ہے انجانی قوت کی اس حقیقت کی تلاش کا یہ اظہار نطشہ کی ایک ابتدائی نظام میں ملتا ہے۔ نطشہ کی ایک اور نظام میں وہ خدا کی ذات کو ایک سفاک ترین شکاری کا لقب دیتا ہے۔ جو اپنے شکار کو اپنی مرضی کے مطابق مروڑتا ہے ایک ابدی اذیت میں مبتلا کرتا ہے اور بالآخر موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے نطشہ کے یہاں انسان اپنی ہی ذات سے خیر بھی ہے اور شر بھی نطشہ کہتا ہے کہ زندگی کی ہر صداقت اس کے ذاتی تجربے کے ذریعے ہی اس پر منکشف ہوتی ہے۔ نطشہ کا فلسفہ یہ ہے کہ حیات ہو یا موت ہو دونوں کے بھید اپنے ہی وجود کی سطح پر کھلتے ہیں نطشہ کے یہاں ہمیں زندگی کا ایک ہمہ گیر مشاہدہ اور گہرا مطالعہ دیکھنے کو ملتا ہے۔ نطشہ کی نگاہ میں موت کی ہمہ گیریت تھی اور انسان کی بے پناہ مجبوری اور اس تجربہ میں اس نے زندگی کی حقیقتوں کو سمجھنے اور اپنی فکر میں رچانے بسانے کی کوشش کی تھی اس کے یہاں موت انسان کے سر پر ایک دائم آسیب کی طرح ہے اور انسان کی مایوسی و محرومی اور مجبوری اس آسیب کی پیدا کردہ بیماری کی طرح ہے اور یہ بیماری ایسی مہلک ہے کہ جس میں ہر فرد تھک ہار جاتا ہے اور خود ہی مر جانے کی آرزو کرتا ہے لیکن متعین شدہ مدت تک وہ اپنی اس خواہش کی تکمیل بھی کرنے سے قاصر ہے۔ لہٰذا وہ اس محرومی و مجبوری کے حبس سے خود کو چھڑا کر بھاگنا چاہتا ہے لیکن وجود کی زنجیر اسے جانے نہیں دیتی لیکن نطشہ اس سنگھرش کو ناگزیر قرار دیتا ہے اور اس کے خیال میں یہی کشاکش دراصل فرد کو بناتی بھی ہے اور فرد کی حیثیت سے زندہ بھی رکھتی ہے۔

جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ نطشہ نے وجودیت کی طرز فکر کو نئی جہتوں سے آشنا کیا جس کے ساتھ ہی وجودیت کی ایک فلسفیانہ میدان کے طور پر تشہیر ہوئی وجودیت کی جڑیں دراصل مذہبی اور فلسفیانہ تفکر کی روایت میں دور تک پھیلی ہوئی ہیں بلکہ یہاں تک کہا جا سکتا ہے کہ وجودیت کے اس سمندر میں سیاست معقیت مذہب خدا پرستی نشاط پرستی اور لامذہبیت کے دھارے بھی آملتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ وجودیت کے دعویدار مختلف تضادات کا شکار ہو کر رہ گئے ہیں۔ نطشہ کے فلسفے میں انسان ہر لمحہ اپنے وجود کے عمل اور ردعمل سے بندھا ہوا ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ وجود فرد کے لیے انفرادی تجربہ بھی ہے اور پیر تسمہ پا کی طرح اس کی مجبوری بھی نطشہ کے فلسفہ میں فرد کی آزادی کی بڑی اہمیت رہی ہے اس لیے کہ آزادی کے بغیر وجود کی تنہائیوں کا بھی اظہار ممکن نہیں ہے اور نہ ذات سے ہم آہنگی کا احساس اس طرح نطشہ کی وجودیت کے ڈانڈے نئی مذہبیت سے جا ملتے ہیں اور اسے عقیدہ پرستی کی ادعائیت سے بچا کر حقائق و معارف کی ایک نئی آگہی بخشتے ہیں یہ آگہی عقل کی بجائے جذبے اور احساس کی سرزمین پر نمو پذیر ہوتی ہے اور وجودیت کو موضوعیت روحانیت ادراک اور وجدانی سے ہم رشتہ کر دیتی ہے۔ اسی لیے بعد کے کئی وجودی مفکروں کے یہاں نطشہ کی طرح مخالف عقلیت اور مخالف معروضیت میلانات ایسی مزاج کی رو کا نتیجہ ہیں نطشہ کے یہاں سوچنے والا فرد اپنے مسائل سے ذاتی تعلق کے مناظر میں سوچتا ہے اور اسی مناظر میں اپنی احتیاج اپنے مقصد کو دیکھتا ہے۔ یا محض معروضی طور پر ان مسائل کا تجزیہ کرتا ہے۔ کیونکہ معروضیت کو فکر بے حس بناتی ہے اور عدم حسیت وجود سے لاحاصلی کا نتیجہ ہے۔ نطشہ کی نظر میں وہ فلسفی جو صرف اپنے دور کا ترجمان ہو اور معروضی طریقے سے دوسروں کے مسائل پر فکر کے نتائج پیش کرتا ہے وہ متحرک حقیقت کا ترجمان نہیں ہو سکتا۔ (حیدرآباد)

سائنس کے کرشمے زراعت کے میدان میں

ایف وائی زیڈ فاروقی

ملکی معاشیات میں زراعت کا ایک بہت بڑا اور اہم مقام ہے۔ قومی دولت کا قریب قریب ۵۰ فیصد حصہ زراعت مہیا کرتی ہے اور ملکی آبادی کے ۷۵ فیصد یعنی تین چوتھائی کی کفالت کرتی ہے۔ ملکی برآمد میں بھی زراعت پیداوار کا ایک بڑا حصہ ہے جس سے ہم کو بیرونی زرمبادلہ کی آمدنی ہوتی ہے۔

آزادی کے بعد سے زراعت کے میدان میں ملک نے کافی ترقی کی۔ سنہ ۵۱-۱۹۵۰ء میں ہماری اناج کی پیداوار ۵۰ لاکھ ٹن تھی اور آج یہ مقدار بڑھ کر ۱۳۰ لاکھ ٹن ہو گئی ہے۔ یہ ایک قابل لحاظ کارنامہ ہے۔

زراعتی ترقی میں ہمارا ملک کئی دوروں سے گذرا ہے ایک تو آزادی کے وقت تک کا دور تھا اس وقت اناج کے معاملے میں نہ صرف یہ کہ ہم خود کفیل تھے بلکہ اس کی برآمد بھی کرتے تھے۔ اس وقت تک ہمارے سائنس دانوں کی زیادہ تر توجہ فصل کی ایسی نسل تیار کرنے پر تھی جو بیماری کا مقابلہ کرسکے اور جس پر خشک سالی کا زیادہ اثر نہ ہو۔ ہماری مختلف فصلوں کی قسمیں ایسی تھیں جو آب و ہوا، مختلف جراثیم اور ایذا رساں کیڑے مکوڑوں کی موجودگی، دوسری سبز پیداوار جیسے غیر ضروری گھاس اور جڑی بوٹیاں اور زمین کی زرخیزی کی بنا پر وجود میں آئی تھیں۔ فصلوں کی ان قسموں میں زیادہ بڑھنے کی قوت تھی۔ یہ روشنی اور حرارت سے جلد متاثر ہوتی تھیں اور دیر میں کاٹنے کے لیے تیار ہوتی تھیں یعنی ان کے پودے بڑے اور شاداب ہوتے تھے۔ اور بیج یا اناج کم پیدا کرتے تھے۔

آزادی کے شروع کے دور میں پہلی بار اناج کی کمی کا احساس ہوا۔ چونکہ مجموعی طور پر نسبتاً بہت کم زرخیز زمین پر آبپاشی ہوتی تھی اور اس کا زیادہ حصہ برسات کے پانی کا مرہونِ منت تھا اور چونکہ تقسیم کے بعد ملک کی زرخیز زمین کا کافی حصہ خاص کر جہاں نہری آبپاشی ہوتی تھی ہمارے ہاتھ سے چلا گیا اس لیے اس دور میں پیداوار بڑھانے کے لیے کوشش یہ کی گئی کہ زیادہ سے زیادہ زمین کو آبپاشی کے تحت لایا جائے۔ آبپاشی کے لیے بڑے بڑے منصوبے بنائے گئے جن سے آبپاشی اور زراعتی پیداوار دونوں میں کافی اضافہ ہوا۔ رفتہ رفتہ آبپاشی کے مزید امکانات ختم ہوتے گئے اور موجودہ صورتِ حال یہ ہے کہ زراعتی زمین کا بہت کم حصہ ایسا رہ گیا ہے جس کو آبپاشی کے تحت لایا جاسکے۔ بڑھتی ہوئی آبادی کی بنا پر ضرورت یہ محسوس ہوئی کہ اب ایسی فصلیں پیدا کی جائیں جن کی پیداوار زیادہ ہو۔ موجودہ صدی کی ساتویں دہائی میں زراعتی سائنسدانوں نے بیشتر توجہ اس طرف رکھی اور اس سے خاطر خواہ بلکہ حیران کن نتائج برآمد ہوئے۔ زراعت میں نئے تکنیکی طریقے، جراثیم کش دوائیں، کیمیائی کھاد اور پودوں کے نئے اقسام سب ہمارے سائنسدانوں کے شرمندۂ احسان ہیں۔

کامیابی کی یہ کہانی ہر فصل پر صادق آتی ہے۔ خاص کر اناج کی پانچ فصلوں پر یعنی چاول۔ گیہوں۔ مکئی جوار اور باجرہ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ ہماری شروع کی گیہوں اور چاول کی فصل میں پودے بڑے اور سرسبز ہوتے تھے۔ لمبے ہونے کی وجہ سے تیز ہوا سے گر جاتے تھے اور چونکہ پودے کی خوراک کا زیادہ حصہ پودے کے بڑھنے ہی میں لگ جاتا تھا۔ اس لیے اناج کے لیے خوراک کا کم استعمال ہوتا تھا۔ ہمارے سائنسدانوں نے اپنی تمام تر توجہ اس پر لگائی کہ اگر غیر ضروری مد میں پودے کی خوراک کا استعمال نہ ہو تو خوراک کا زیادہ حصہ اناج میں استعمال ہوگا اور اس طرح پیداوار میں اضافہ ہوگا۔ اس کوشش میں سائنسداں کافی کامیاب رہے۔ گیہوں کی اس طرح کی فصل میکسیکو میں پیدا کی گئی اور دھان کی فلپائن میں۔

اس جگہ بہتر یہ ہوگا کہ کچھ فصلوں کا فرداً فرداً ذکر کیا جائے۔ سب سے پہلے میں دھان کی IR-8 قسم کا ذکر کروں گا۔ چند سال قبل چینی سائنسدانوں کو دھان کی ایک قسم ملی جس کو DEE-GEE-Woo-Gen کہتے تھے۔ اس کے پودے چھوٹے قد کے اور مضبوط تھے۔ اور ان کی پیداوار بھی زیادہ تھی۔ دھان کی اس قسم پر مسٹر H.M. BEACHEL نے کافی تجربے کیے یہ تجربے فلپائن کے۔ لاس بیناس میں رائس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں کیے گئے۔ ان میں جو قسمیں نکلیں ان میں سے ایک IR-8 ہے جو ایک لمبی انڈونیشیا کی قسم اور دوسری چھوٹی قسم Dee-Gee-Woo-Gen کے اختلاط سے پیدا کی گئی۔ IR-8 کی پیداوار یہاں قومی نمائش میں 5397 کلو فی ہیکٹر تک پہنچی۔ اس کے مقابلے ملک کی اوسط پیداوار سنہ ۵۱ء میں 669 کلو فی ہیکٹر تھی۔ IR-8 کی ترویج کی بنا پر ہر قومی اوسط سنہ ۶۹-۶۸ء 1339 کلو فی ہیکٹر پر پہنچ گیا۔

اسی طرح گیہوں کے لیے Norin 10 نامی جین کی دریافت بہت فائدہ مند ثابت ہوئی۔ اس جین کا پتہ جاپان میں سالومن نامی ایک سائنسداں نے چلایا۔ یہ جین گیہوں کے پودے کے قد کو چھوٹا کرنے کی ذمہ دار ہے۔ اس جین سے نسلی اصلاح کے لیے امریکہ میں مسٹر ووگل اور میکسیکو میں ڈاکٹر نارمن بارلو نے کام کیا اور ایسی قسم پیدا کی جو قد میں چھوٹی اور مضبوط (یعنی تیز ہوا میں نہ گرنے والی) تھی اور جس کی پیداوار بھی زیادہ تھی۔ اس قسم کو ہندوستان میں مزید ترقی دی گئی اور حسب ذیل قسمیں پیدا کی گئیں:۔ کلیان سونا، ۲۲۷، سونالیکا، سونارا ۶۴، شرتی سونارا وغیرہ۔ ان نئی قسموں کے استعمال سے ملک کی اوسط پیداوار جو سنہ ۶۵ء میں ۶۶۲ کلو فی ہیکٹر تھی سنہ ۶۸-۶۷ء میں بڑھ کر ۱۵۰۴ کلو فی ہیکٹر ہو گئی اور ہم اناج کے معاملے میں قریب قریب خود کفیل ہو گئے

اب کچھ دوسری فصلوں کا بھی ذکر ہو جائے۔ سنہ ۶۱ء میں کپاس کی ایچ ۴ (H-4) اور سنہ ۷۲ء میں وارالکشمی قسمیں دریافت ہوئیں جن سے اوسط پیداوار جو سنہ ۶۲-۶۱ء میں ۱۴۰ کلو فی ہیکٹر تھی، بڑھ کر سنہ ۶۹-۶۸ء میں ۱۷۱ کلو فی ہیکٹر ہو گئی۔ نہ صرف یہ بلکہ اس کا ریشہ بھی اوسط سے کافی بڑا پیدا ہوا۔ ان فصلوں کے علاوہ سائنس کے تجربے دلہن، تلہن، سبزی اور پھلوں پر بھی کیے جا رہے ہیں۔

کچھ دوسری باتوں کا ذکر بھی اس سلسلے میں ضروری معلوم پڑتا ہے۔ یہ تو ہر کوئی جانتا ہے کہ کیمیائی کھاد اور جراثیم کش ادویا کے استعمال سے پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے۔ لیکن دقت صرف یہ ہے کہ ملک میں ان سب چیزوں کی پیداوار ضرورت سے بہت کم ہے اور ان کی درآمد کے لیے نہ صرف دوسرے ملکوں کا مرہونِ منت ہونا پڑتا ہے بلکہ اس پر زرِ مبادلہ کا خرچ بھی کافی ہوتا ہے۔ سائنسداں نے اس مسئلہ کے حل کی ترکیب پر غور و فکر شروع کی اور ایسے جراثیم کی دریافت کی جو AZOSPRILLUM کہلاتے ہیں۔ ان جراثیم میں دالوں کے پودوں کے ذریعے فضائی نائٹروجن کو لے کر مٹی میں حل کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے اور اس سے کیمیائی نائٹروجن کا استعمال کافی حد

تک کم کیا جا سکتا ہے۔ اسی قسم کے جراثیم گیہوں، دھان اور جوار میں دریافت ہوئے جو ایزو سپریلم کہلائے۔ ان تکنیکی طریقوں سے سائنسدانوں نے گیہوں میں ۲۲ فیصد چاول میں ۵۰ فیصد اور جوار میں ۴۲ فیصد پیداوار بڑھائی۔ یہ تکنیکی طریقے غریب کسانوں کے لیے جو کیمیائی کھاد اور دوا نہیں خرید سکتے بہت کارآمد ہوں گے۔

جراثیم کش ادویا کے لیے بھی کچھ اسی قسم کے تجربے کیے جا رہے ہیں چونکہ یہ بھی کافی درآمد ہوتی ہیں۔ جن پر بیرونی زر مبادلہ خرچ ہوتا ہے۔ انڈین ایگریکلچرل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں یہ تجربہ گندھک کے اس مواد پر کیا گیا جو اب تک بے کار سمجھ کر پھینک دیا جاتا تھا۔ گندھک کا یہ مواد گندھک کے تیزاب بنانے والے کارخانوں سے نکلتا ہے۔ ملک میں اسی طرح آٹھ ہزار ٹن مواد ضائع ہوتا ہے۔ تجربوں سے پتہ چلا کہ اس مواد میں بھی جراثیم کش خصوصیات پائی جاتی ہیں اور اس کی اگر تمباکو کی نیکوٹین سے ملا کر دوا تیار کی جائے تو وہ پودوں کی مختلف بیماریوں کے کیڑوں اور جراثیم کو مارنے میں تیر بہدف کام کرتی ہے۔

پیداوار بڑھانے کے لیے نیوکلیائی توانائی کے استعمال پر بھی تجربے کیے جا رہے ہیں۔ گاما شعاؤں اور ایکسرے کے استعمال سے اس کے امکانات ظاہر ہوتے ہیں کہ فصل مقررہ وقت سے قبل کاٹنے کے لیے تیار کی جا سکتی ہے۔ ۵-۱۲ ہزار ان شعاعوں کے استعمال سے فصل مقررہ وقت سے بیس دن قبل تیار ہو گئی۔ اسی قسم کے نتائج کچھ گیہوں میں بھی حاصل ہوئے ہیں۔ یہ بہت سودمند اور اہم دریافت ہے۔ ہمارے یہاں جہاں پیداوار بڑھانے کے لیے اب مزید زمین مہیا نہیں، کم وقفے کی فصلیں، بہت کارآمد ثابت ہوں گی۔ اس طرح ہم سال میں دو فصلوں کی جگہ تین اور چار فصلیں اگا سکیں گے۔

زراعتی ریسرچ کی ایک اور شاخ جو اس سلسلے میں کافی اہم ہے اس کو Genetic Engineering کہتے ہیں۔ اس شاخ میں زیادہ تحقیقاتی کام فصل کی نسلی خصوصیات کو بدلنے پر ہوا ہے۔ سوویت یونین میں کافی کام نسلی خصوصیات کو ضرورت کے مطابق بدلنے پر صرف ہوا۔ یہی کام ڈاکٹر نارمن بارلو نے میکسیکو میں بھی کیا۔ اس کا حصول اس طرح کیا گیا کہ بیج کے ذروں پر برقی دباؤ اور کیمیائی اثر ڈالا گیا۔ اس طرح یہ ممکن ہو گیا کہ نسل میں صرف وہ نمایاں خصوصیت جس کی ہم کو ضرورت ہے اگلی فصل میں آ سکے اب تک پودوں کا اختلاط زیادہ تر اندازاً کیا جاتا تھا یعنی امید یہ کی جاتی تھی کہ دو قسم کے پودوں کے اختلاط سے جو نئی قسم پیدا ہو گی اس میں دونوں فصلوں کی خصوصیات موجود ہوں گی۔ لیکن یہ ممکن نہ تھا کہ نئی فصل میں صرف وہی خصوصیات آئیں جو ہم کو چاہیے۔ تحقیقات کی اس شاخ سے اب یہ ممکن ہو گیا ہے کہ صرف

(آگے ص ۱۵ پر)

عہد سلاطین میں سنسکرت کی ترویج و اشاعت

پروفیسر محمد صابر خاں

یہ ایک حقیقت ہے کہ عہد سلاطین میں اور اس کے بعد بھی سنسکرت زبان و ادب کی کافی ترقی و ترویج ہوئی ہے۔ اس عہد کے حکمرانوں نے بہت سے سنسکرت کے شعراء اور مصنفین کی سرپرستی کی تاکہ وہ فکر دنیا سے آزاد ہو کر کتابیں لکھ سکیں۔ اور اشعار نظم کر سکیں۔ تاریخی واقعات بتاتے ہیں کہ اگر کسی ہندی یا سنسکرت کے شاعر نے کسی مسلمان حکمراں کی مدح میں کوئی شعر یا نظم کہی ہے تو اسے زر و خلعت اور انعام و اکرام سے مالا مال کر دیا ہے۔

زمانہ وسطیٰ میں سنسکرت کے عالموں نے بیشمار کتابیں ہر موضوع اور ہر فن پر لکھی ہیں، ان میں سے بہت سی ایسی ہیں جو ابھی صرف مخطوطات کی شکل میں دنیا کی اور خاص طور پر ہندوستان کی لائبریریوں میں محفوظ ہیں اور ان میں سے بے شمار ایسی ہیں جن کی فہرست تک تیار نہیں ہوئی ہے۔ یہ بھی ایک وجہ ہے کہ سنسکرت زبان کی ترویج و اشاعت میں مسلمانوں نے جو حصہ لیا ہے وہ ابھی پردۂ خفا میں ہے۔ جب ان میں سے بعض ایسی کتابیں اور نظمیں جن میں سنسکرت کے مصنفوں اور شاعروں نے اپنے مسلمان محسنوں اور سرپرستوں کی تعریف کی ہے۔ شائع ہو گی تو معلوم ہو گا کہ مسلمانوں نے اس زبان کی ترویج میں کیا حصہ لیا ہے۔ اس کے علاوہ خود مسلمانوں نے بھی سنسکرت پڑھی اور اس زبان میں کتابیں بھی لکھی ہیں لیکن ان کی تعداد کم ضرور ہے اور ہمیں صرف پانچ نام: البیرونی، عبدالرحیم خان خاناں، ابوالفضل، شائستہ خاں اور داراشکوہ ملتے ہیں۔ اس عہد کی سنسکرت کی اشاعت کا ثبوت وہ بے شمار کتابیں ہیں جن کا ترجمہ عربی اور فارسی میں کیا گیا ہے۔ ہر موضوع اور ہر فن کی کتابوں کے علاوہ ہندوستان کی خالص مذہبی اور مقدس کتابوں کا مثلاً وید، مہابھارت، رامائن، بھاگوت گیتا، بسورانا کے ترجمے بھی کیے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ خود مختار حکمرانوں نے بھی اس قسم کے ترجموں کے کام میں دلچسپی لی ہے۔ ان میں سے کشمیر اور بنگال کی خدمت کا خاص طور سے مختصراً ذکر کیا جائے گا۔

مندرجہ بالا حقائق کے پیش نظر یہ کہا جا سکتا ہے کہ عہد سلاطین کے حکمرانوں کی ایک خصوصیت علم و ادب کی سرپرستی رہی ہے اور اس میں انھوں نے زبان اور مذہب و ملت کی تفریق نہیں کی۔ اگر ہم اسلامی ثقافت کا مطالعہ کریں تو معلوم ہو گا کہ اس کے مزاج میں رواداری ہے۔ نہ صرف ہندستان کے مسلمانوں نے بلکہ عرب ممالک کے مسلمانوں نے بھی سنسکرت میں لکھی ہوئی علم ہیئت، علم الحساب، طب اور فلسفہ کی کتابوں سے دلچسپی لی ہے اور ان کا عربی ترجمہ کر کے دنیا میں نشر کیا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ سندھ کے عالموں کا ایک وفد خلیفہ ابوجعفر المنصور کے دربار میں ۷۷۱ء میں پہنچا تھا۔ وہاں انھوں نے خلیفہ کو علم ہیئت پر ایک سنسکرت کتاب برہما گپتا کی براہما اسپھر توسدھانتا پیش کی، خلیفہ اس کتاب سے اتنا خوش ہوئے کہ انھوں نے اس کا عربی ترجمہ کرنے کا حکم دیا اور ابراہیم الفزاری اور یعقوب بن طارق نے ایک برہمن عالم کی مدد سے اس کا عربی میں ترجمہ کیا اور اس کا نام سندھ ہند رکھا گیا۔ یہ سنسکرت کی پہلی کتاب تھی جس کا ترجمہ خلیفۂ وقت کے حکم سے عربی میں ہوا تھا۔ اس کے بعد مختلف موضوع اور فن کی سنسکرت کتابوں کا ترجمہ عربی میں ہوا مثلاً آریہ بھٹ کی آریہ بھاتیا، شاناق یعنی چانکیہ کی کتاب تہذیب اخلاق، ہیتوپدیا اور پنچ تنترا، موخرالذکر کتاب کا نام عربی میں کلیلہ و دمنہ رکھا گیا۔ اور عربوں نے اس ترجمے کو یورپ میں اسپین کے ذریعہ رائج کیا اور اسی کی بنیاد پر یورپ کی سب سے پہلی کہانی کی کتاب مرتب ہوئی جو ایسوپس فیبلس کے نام سے مشہور ہے۔ عرب آیورویدک میں بھی کافی دلچسپی رکھتے تھے اور بغداد میں ویدوں کی بڑی قدر تھی۔ جو سنسکرت سے عربی میں ترجمہ کے کام میں بھی مدد دیتے تھے۔ علی ابن الطبری کی فردوس

الحکمہ اور ابوبکر محمد بن زکریا الرازی کی الحاوی فی الطب سے پتہ چلتا ہے کہ چرک اور شرتا کی کتابوں کا ترجمہ عربی میں کیا گیا تھا۔ شاناق یعنی چانکیہ کی ایک کتاب کا ترجمہ بھی عربی میں ہوا تھا جس کا عربی نام کتاب السمدم والتریاق تھا۔

اگر ہندستان کے سلاطین نے سنسکرت کی کتابوں اور ان کے شاعروں اور مصنفوں سے دلچسپی لی تو یہ کوئی نئی بات نہیں تھی کیونکہ ان کے یہاں اس کی روایت موجود تھی اور عباسی خلفاء علماء اور ویدوں کی سرپرستی کر چکے تھے۔

قبل اس کے کہ ہم ہندستان کے سلاطین کی سنسکرت دوستی اور اس سے دلچسپی کا جائزہ لیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم سلطان محمود غزنوی اور ابوریحان محمد بن احمد البیرونی کا مختصر طور پر ذکر کریں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سلطان محمود علم و ادب کا بہت بڑا سرپرست تھا۔ اور یہ بہت دلچسپ تاریخی واقعہ ہے کہ اس نے ۱۰۲۰ء سے ۱۰۲۸ء تک بہت سے ایسے سکے جاری کیے جن پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، کلمۂ شہادت اور سکوں کی دوسری تفصیل کا سنسکرت ترجمہ منقوش ہیں۔ مثلاً اوی یکتیا نامے، اوی یکتم محمد اوتارا، آیم ٹنک محمد ایوزا گھٹے آہتا، نراپتی محمودہ، جنا ہینا سمبتی وغیرہ۔ ان سکوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اسے نہ صرف سنسکرت سے دلچسپی تھی بلکہ وہ ہندوؤں کی مذہبی زبان کا احترام بھی کرتا تھا۔ ہم جانتے ہیں کہ البیرونی سلطان محمود کے دربار سے منسلک تھا اور یہ عین ممکن ہے کہ اس نے نہ صرف سلطان کو مشورہ دیا تھا کہ وہ سنسکرت ترجمہ سکوں پر منقوش کرائے، بلکہ اس نے ترجمہ بھی خود ہی کیا تھا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ البیرونی کون تھا؟

یہ کہنا صحیح ہوگا کہ البیرونی جس کا انتقال ۱۰۵۰ء میں ہوا سنسکرت کا بہت بڑا عالم تھا۔ وہ تیرہ سال تک ہندستان میں رہا اور سنسکرت میں ماہر ہو گیا۔ اس کی معرکتہ آلارا کتاب کتاب الہند، ہندستان کی دینیات، ریاضی، نجوم، ہیئت، فلسفہ، کیمیا، تاریخ، علم الاقوام نقشۂ عالم فلسفہ اور طب سے بحث کرتی ہے اور اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے سارے بیانات سنسکرت کتابوں ہی سے ماخوذ ہیں۔ علماء کی رائے یہ ہے کہ اس نوع کی کوئی انسائیکلوپیڈیا سنسکرت زبان میں لکھی نہیں گئی ہے۔ اس عربی کتاب کے ذریعہ البیرونی نے سنسکرت ادب، ہندستانی تاریخ اور اس کے تہذیب و تمدن کو عرب دنیا سے روشناس کرایا۔ یہ اس کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ اس کی اہم خدمات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے سنسکرت کی بہت سی کتابوں کا عربی میں اور عربی کتابوں کا سنسکرت میں ترجمہ کیا تھا۔ اس سے اس کا مقصد شاید یہ رہا ہو کہ وہ ہندوؤں اور مسلمانوں کو ایک دوسرے کے علوم و فنون اور تہذیب و تمدن سے روشناس کرائے، کم از کم ایک سنسکرت کتاب ایسی ہے جس کا عربی ترجمہ موجود ہے لیکن اس کی اصل سنسکرت مفقود ہے۔ سنسکرت کی کتنی بڑی خدمت ہے کہ سنسکرت کی ایک کتاب ضائع ہونے سے بچ گئی۔ ویدوں، اپنیشد، شونترا، بھاگوت گیتا، مہابھارت اور راماین کی اصل متن سے وہ اچھی طرح واقف تھا اور اس کو ان کتابوں سے محبت تھی۔ وہ لکھتا ہے کہ اس نے سارے پوران کو زبانی یاد کر لیا تھا۔ ہندستان میں اس کے پیروؤں میں ابوالفضل اور دارا شکوہ کے نام لیے جا سکتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ سلطان شہاب الدین غوری کا درباری شاعر امرت دتا سنسکرت کا شاعر تھا، جو بارھویں صدی عیسوی کے اواخر تک زندہ رہا۔ ۱۳۶۱ء میں سلطان فیروز شاہ تغلق نے نگرکوٹ کے ایک مندر میں سنسکرت کے بہت سے مخطوطات دیکھے، ان میں سے ایک کتاب فلسفہ، نجوم اور ہیئت پر تھی، جسے اس نے فارسی میں ترجمہ کرنے کا حکم دیا۔ سنسکرت کے عالموں کی مدد سے اس زمانے کے مشہور شاعر عزالدین خالد خانی نے اس کا ترجمہ کیا اور اس کا نام دلائل فیروز شاہی رکھا۔ اسی سلطان کے حکم سے علم ہیئت سرولی اور علم نجوم پر آدیش تنتر کے ترجمے بھی فارسی میں کیے گئے اس فن پر سنسکرت کی ایک اور اہم کتاب برہم سمہیتا مؤلفہ دراہ مہرہ کا فارسی ترجمہ تاریخ فیروز شاہی کا مصنف شمس سراج عفیف نے کیا تھا۔

لودھی خاندان کے بادشاہ سکندر لودھی کے زمانے میں فن طب کی مشہور کتاب گرنتھ ویدک کا فارسی ترجمہ ۱۲-۱۵۱۳ء میں بھوہ سنز خواص نے کیا۔ اور اس کا نام طب سکندری یا معدن الشفاء سکندر شاہی رکھا گیا۔

اب صوبائی خود مختاری حکمرانوں کا حال بھی سنئے:

گجرات میں محمود شاہ نے عربی اور سنسکرت کی اہم کتابوں کے فارسی ترجمے کے لیے ایک خاص محکمہ قائم کیا اور اسکی فرمائش پر واگھ بھٹ کی مشہور آیورویدک کی کتاب اشٹانگ پردیا کا فارسی ترجمہ علی محمد بن اسماعیل اساولی نے کیا۔ اس کا نام شفائے محمدی رکھا گیا۔

کشمیر کے سلطان زین العابدین کو فارسی کے علاوہ ہندی پر بھی عبور حاصل تھا۔ اس کے کارنامے نہ صرف سیاسی رواداری بلکہ علمی بے تعصبی کا ثبوت دیتے ہیں، اسے سنسکرت کے عالموں میں جون راج اور سری ورا پر بہت اعتماد تھا اور وہ ان کی سرپرستی کرتا تھا۔ ان دونوں نے سلطان کی سرپرستی میں سنسکرت میں کشمیر کی تاریخ لکھی تھی، سلطان کا ایک اور درباری بودھی بھٹ ویدوں کا عالم تھا، سلطان نے ایک دارالترجمہ بھی قائم کیا تھا جس کی فارسی کی کتاب سنسکرت میں اور سنسکرت کی فارسی میں ترجمہ ہوتی تھیں۔ سوما پنڈت اس ادارے میں ایک اعلیٰ عہدے پر فائز تھے۔ سری ورا نے جامی کی مشہور مثنوی یوسف زلیخا کا سنسکرت میں ترجمہ کیا تھا۔ اس کا نام کتھا کوتک رکھا گیا۔ ملا احمد سنسکرت اور فارسی کے عالم تھے۔ سلطان کے حکم سے انھوں نے مہابھارت اور کلہن کی مشہور تاریخ راج ترنگنی کا فارسی میں ترجمہ کیا تھا۔ اس کے بعد اس کے شاگرد سری ورا نے اس پر مزید اضافہ کیا تھا۔ اور اس کا نام زین راج ترنگنی رکھا۔ دوسرے بہت سے کشمیری عالم سلطان کے دربار سے وابستہ تھے۔ سری ورا سلطان کو والمیکی کی وششت، برہم درشن اور اس کے ساتھ سمجھا پڑھ کر سناتا اور ان کی شرحیں بھی کرتا جاتا تھا۔ سوما پنڈت نے سلطان کی ایک سوانح عمری زین چیت لکھی جس میں اس کی بے حد تعریف کی ہے۔ یہ ایک دلچسپ واقعہ ہے کہ کشمیر میں بہت سے مزاروں پر خاص طور پر سری نگر اور مارتا بند میں سنسکرت کے کتبے پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک کتبہ ۱۴۸۴ء کا ہے، جسے سلطان محمد شاہ کے زمانے میں نصب کیا گیا تھا۔

بنگال میں سب سے پہلی سنسکرت کی کتاب جس کا ترجمہ فارسی اور عربی دونوں میں ہوا وہ امرت کنڈ ہے جو فن یوگا پر ہے۔ اس کا ترجمہ بھوجر برہمن کی مدد سے لکھنوتی کے عالم قاضی رکن الدین سمرقندی نے فارسی میں کیا تھا اور اس کا نام حوض الحیات رکھا گیا۔ بنگال کے سلطان نے بھی اس زبان کی اشاعت میں حصہ لیا۔ اور مہابھارت اور راماین کا سب سے پہلے بنگلہ میں ترجمہ ان ہی کے سرپرستی میں ہوا۔ مہابھارت کا ترجمہ سلطان نصرت شاہ ولد سلطان حسین شاہ کے حکم سے ہوا تھا۔ ان کے چاٹگام کے صوبہ دار پراگل خاں کے حکم سے ایک اور ترجمہ کو بیندر پرمیشور نے کیا تھا۔ اشتری پربو، ان کا بیٹا چھوٹے خاں جب چاٹگام کا گورنر مقرر ہوا تو اس کے حکم سے شاعر سری کراندی نے اشومیدھ پربو کا ترجمہ بنگلہ میں کیا۔ کرتی باش نے راماین کا ترجمہ بھی ایک سلطان کی سرپرستی میں کیا تھا۔ سلطان حسین شاہ بنگالی شاعر مالادھر بوسو کے سرپرست تھے۔ سلطان کے حکم سے انھوں نے بھاگوت گیتا کے دو باب کا ترجمہ بنگلہ میں کیا تھا۔ ان کے علاوہ بنگال کے سلاطین نے بہت سے سنسکرت جاننے والے عالموں کی سرپرستی بھی کی۔

یہ صحیح ہے کہ یہ سب داستان پارینہ ہیں لیکن ان کو اس وقت دہرانے کی ضرورت ہے کیونکہ ان کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

(آکاشوانی کلکتہ سے نشر)

پروفیسر محمد صابر خان، کلکتہ

بقیہ :- سائنس کے کرشمے

اسی قسم کی نسل پیدا کی جائے جس کی ہم کو ضرورت ہے۔ اس سے ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ کوئی تجربہ بیکار نہیں ہوگا۔ ہر تجربہ میں ہم یہ جان سکیں گے کہ آنے والی فصل کی نسل خصوصیات کیا ہوں گی۔

آخر میں یہی کہوں گا کہ وہ کرشمے جو زراعت کے میدان میں سائنسدانوں نے دکھائے ہیں۔ اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ سائنس ہمیشہ ہمارے آڑے وقتوں پر کام آتی رہے گی اور ہم اس مقام سے کہیں آگے بڑھ جائیں گے جہاں ہم اس وقت ہیں۔ یہ سائنس ہی کا کرشمہ ہے کہ آج یہ ممکن ہے کہ سائبریہ کے منجمد علاقوں میں استوائی فصلیں اگائی جا سکیں۔

(ناگپور سے نشر)

آکاشوانی رامپور کا مقابلہ مضمون نویسی

"میں نے چھٹیاں کیسے بتائیں"

اس موضوع پر گذشتہ دنوں آکاشوانی رامپور کی جانب سے بچوں کے لئے مضمون نویسی کے ایک انعامی مقابلے کا انعقاد کیا گیا۔ اس مقابلے میں بچوں نے نہایت ذوق و شوق سے حصہ لیا اور اپنی قلمکاری کے جوہر دکھائے۔

ذیل میں ہم اس مقابلے میں انعام پانے والے تین مضامین اپنے ننھے منے سامعین کے لیے پیش کر رہے ہیں۔

پہلا انعام

شیفالی اگروال

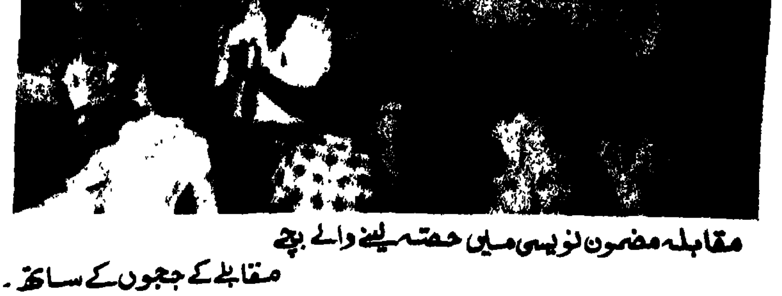
چھٹیاں بھی بڑی عجیب چیز ہیں اور اس کو منانے کا بھی سب کا الگ الگ ڈھنگ ہے۔ اس سال کی چھٹی جیسے میں نے منائی اگر آپ سب کو بتادیا تو آپ سب خوب ہنسیں گے۔ لیکن دیکھئے یہ ہنسنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ تو میرا درد دل ہے جو میں آپ کو اپنا سمجھ کر بتا رہی ہوں۔ لیکن اتنا یاد رہے کہ میرے کسی گھر والے کو پتہ نہیں چلنا چاہیے ورنہ میری خیر نہیں۔

اچھا اب میں آپ کو بتا ہی دوں اپنی عجیب اور غریب چھٹیوں کے بارے میں۔ پتا ہے؟ اس سال میں نے اپنی چھٹیاں روٹی بیل کر منائیں آپ سوچ رہے ہوں گے یہ بھی کیا طریقہ ہے چھٹی منانے کا۔ لیکن آپ میری دکھ بھری داستان سنیں گے تو سمجھ لیں گے کہ روٹی بیل کر چھٹیاں کیسے بتائی جاتی ہیں۔

چھٹیوں کی بات ہی کچھ ایسی ہے جس میں بڑے بوڑھے اور بچے سب ہی کو دلچسپی ہے۔ جی ہاں! سال کے آخری دنوں میں سب کو انھیں چھٹیوں کا انتظار رہتا ہے اور کسی کو رہتا ہو یا نہیں مجھے تو بہت رہتا ہے۔ میرے تو جب سے امتحان شروع ہوتے ہیں امتحان کے دن نہ گِن کر یہ گننے لگتی ہوں کہ چھٹیاں ہونے میں کتنے دن رہ گئے۔ کیوں کہ میرے پاپا چھٹیوں میں کہیں نہ کہیں جانے کا پروگرام بنا لیتے ہیں۔ اور اس سال تو الگ ہی معاملہ تھا کیونکہ پاپا نے شملہ جانے کا پروگرام بنایا تھا اور وہاں کے ایک ہوٹل میں کمرہ بک کروایا تھا۔

زندگی میں پہلی بار شملہ دیکھنے کا موقع ملتا ابھی تک تو اس کی برف سے ڈھکی چوٹیاں فلم میں ہی دیکھی تھیں۔ یا تصویروں میں۔ پر اب تو اپنی نظر سے دیکھنے کا موقع مل رہا تھا۔ میں نے اسکول میں سارے بچوں کو سنا رکھا تھا کہ ہم لوگ چار جون کو شملہ جا رہے ہیں اور سات جولائی کو آئیں گے اور میں نے دوستوں کی پسند کی ایک لمبی فہرست تیار کر لی تھی کہ کس کے لیے کیا کیا لانا ہے؟

خیر صاحب کہنے کا مطلب یہ ہے کہ خوب زور و شور سے شملہ جانے کی تیاری چل رہی تھی۔ اسکول بند ہوتے ہی ممی نے پیکنگ شروع کر دی اور اتنی جلدی بھی کیوں نہیں کرتیں ایک مہینے کے لیے جو جانا تھا۔ بھاگم بھاگ مچی تھی ۳۱ر مئی تک اس میں نکل گیا اب تو صرف چار دن ہی بچے تھے جانے میں۔ بڑی مشکل سے کٹ رہے تھے یکم جون کا اخبار دیکھا تو جیسے بم پھٹ گیا۔ اس میں بڑے موٹے موٹے حرفوں میں لکھا تھا کہ بی۔ اے کے امتحانات پندرہ جون سے ہیں۔ اب آپ سوچ رہے ہوں گے کہ شملہ کا اور امتحان کا کیا تعلق۔ جی ہاں تعلق بہت بڑا ہے۔ بات یہ تھی کہ میری ممی کو اپنے انٹر پاس کرنے کے دس سال بعد بی۔ اے پاس کرنے کا شوق چڑھ آیا تھا اور انھیں امتحان دینا تھا۔ اس لیے ممی کی ہدایت کے مطابق شملہ کا پروگرام ختم کرنا پڑا اور میری ممی پڑھتی تھیں اور مجھے گھر میں سب سے بڑے ہونے کے ناطے دونوں وقت کا کھانا بنانا پڑتا تھا۔ اب آپ ہی سوچئے کہاں برف کی چوٹیوں کی ٹھنڈک اور کہاں گیس پر روٹی سیکنا۔ خیر اپنی قسمت! روٹی بیلتی جاتی اور اسکول کھلنے کے دن گنتی جاتی۔ کم از کم اسکول کھلنے پر اس کھانا پکانے سے تو چھٹی ملتی۔ لیکن آپ کو پتہ ہے کہ ہماری قسمت نے اور کیا کھیل کھیلا۔ یہ کہ ۱۴ر جون کو روہیل کھنڈ یونیورسٹی کے وائس چانسلر رام پور آئے اور انھوں نے یہاں اعلان کیا کہ امتحانات اب پندرہ جون سے نہ ہو کر سولہ جولائی سے ہیں اور ہمیں سولہ جولائی تک روٹیاں سیک کر ماتر سیوا کرنی ہوگی۔ "ہاں میرا درد دل بڑا دردناک ہے" اب آپ ہی سوچئے میری چھٹیاں کیسے بیتی ہوں گی۔ (رامپور سے نشر)



مقابلہ مضمون نویسی میں حصہ لینے والے بچے مقابلے کے ججوں کے ساتھ۔

دوسرا انعام

سمن شرما

ہمارے اسکول میں بحث ہو رہی ہے کہ کب گرمیوں کی چھٹی ہو، اور ہم گھومنے جائیں۔ سب بچے ۲۰ رمئی کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ آج ۱۹ رمئی ہے۔ کل ہمارا رزلٹ ملے گا۔ ہم خوشی خوشی اپنے گھر آئیں گے اور گھومنے بھی جائیں گے۔

۲۰ رمئی کو میرا رزلٹ مل گیا اور میں خوشی خوشی اپنے گھر آئی۔ کیونکہ ہر سال کی طرح اس سال بھی میں اپنے درجے میں اوّل آئی ہوں۔

دوسرے دن ہم نے ماما جی کے گھر جانے کا پروگرام بنایا۔ دوسرے دن ہم رات کو ماما جی کے گھر جانے کے لیے روانہ ہوئے۔ راستے میں لہلہاتے پیڑ بہت ہی اچھے لگ رہے تھے۔ دوسرے دن ہم صبح ہی چنڈی گڑھ ماما جی کے گھر پہنچے۔

ایک ہفتے تک تو ہم نے اپنی تھکاوٹ ہی اُتاری اور آنے جانے والوں سے ملتے رہے۔ ہم نے گھومنا تو یکم جون سے شروع کیا۔ سب سے پہلے ہم چنڈی گڑھ کا راک گارڈن دیکھنے گئے جو کہ دیکھنے میں بڑا ہی اچھا لگ رہا تھا۔ اسے دیکھ کر ہمیں نصیحت ملی کہ ٹوٹی پھوٹی چیزوں کو پھینکنا نہیں چاہیے۔ بلکہ اس کا صحیح استعمال کرنا چاہیے۔ غلط نہیں؟

اسے دیکھ کر شام کو ہم اپنے گھر لوٹے اور شام کا ناشتہ کرکے تھوڑی دیر آرام کیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد ہم ٹہلنے گئے آکر پھر رات کا کھانا کھا کر معلومات بڑھانے والی کتابیں پڑھیں۔ اور سو گئی۔ دوسرے دن ہم جلدی اٹھے اور نہا دھو کر پنجور گارڈن گئے۔ وہاں پر ہم نے ایچ ایم ٹی کارخانہ دیکھا بہت سی گھڑیوں کے پرزے بنتے دیکھے اور کچھ گھڑیاں تیار بھی دیکھیں۔ جو دوسرے ملکوں کو بھیجی جاتی ہیں۔ شام کو ہم گھر لوٹے۔ اور باتیں کیں اور پھر کتابوں میں سے میں نے گاندھی جی کی، نہرو جی کی ستے وادی ہریش چندر وغیرہ کی کتابیں پڑھیں۔ دوسرے دن ہم پنجور گارڈن گئے گئے۔ وہ دیکھ کر میں حیران رہ گئی۔ وہاں ہم نے چڑیا گھر میں شیر، چیتا، بھیڑیا، مگرمچھ، گینڈا، کبوتر طوطا اور ہاتھی وغیرہ دیکھے۔ ہم نے رات کو بھی آرام نہیں کیا اور پھر دوسرے دن اور جگہ گھومے۔

اس طرح ہم نے اپنی چھٹیاں بتائیں اور اپنی معلومات بڑھائی۔

کچھ تفریح کی اور پھر ۳۰ رجون کو ہم رات کی گاڑی سے روانہ ہوئے اور یکم جولائی کو رامپور پہنچے۔ اور اسکول آکر اپنے نئے کلاس میں حاضری دی۔ یہ جان کر ہمیں بہت صدمہ ہوتا ہے کہ سماج بڑا خودغرض ہے۔ ہمیں پتہ چلا کہ جس فن کار نے راک گارڈن میں اپنے فن کا مظاہرہ کیا تھا بعد میں اس کے ہاتھ کاٹ دیے گیے کیونکہ وہ اپنے فن کا مظاہرہ کہیں اور نہ کر سکے۔

(رامپور سے نشر)

تیسرا انعام

کوثر ریاض

کل ہی میرے امتحانات ختم ہوئے ہیں۔ جس طرح مشین کام کرتے کرتے تھک جاتی ہے اسی طرح امتحان میں سخت محنت کرنے کے بعد میں بھی تھک چکی تھی۔ چونکہ سب جانتے ہیں کہ بھارت ورش ایک کرشی پردھان دیش ہے اور کھیتی باڑی گاؤں میں ہی ممکن ہے۔ اسی لیے میں نے اپنے نانا جی کے گاؤں ہنس پور جو کہ اتر پردیش کے ایک پچھڑے ضلع اعظم گڑھ میں ہے۔ وہاں جانے کا طے کیا۔ اسٹیشن سے تانگے کے ذریعہ ہم نانا جی کے گھر پہنچے روزمرہ کے کاموں کو ختم کرنے کے بعد اگلے دن باریکی سے معائنہ کرنا شروع کیا اور پایا کہ گاؤں نہ صرف اقتصادی اعتبار سے بلکہ تعلیم کے اعتبار سے بھی پچھڑا ہوا ہے۔ اسی دن سے ہم نے اپنے گاؤں میں خدمت خلق کرنی شروع کی پہلے ہفتے میں ہم اور ہمارے دو بھائیوں نے مل کر صفائی وغیرہ کا کام کرنا شروع کیا اور نانا جی کے جان کاروں کی مدد سے گاؤں کا کوڑا کرکٹ اٹھوا کر گاؤں کے باہر کھدوائے گئے گڈوں میں بھروانا شروع کر دیا۔ گاؤں کی سڑکوں پر جھاڑو لگوائی۔ اور اس ہفتے کے پورے ہونے پر گاؤں کی تقریباً پوری طرح صفائی ہو چکی تھی۔ اور دوسرے ہفتے میں ہم نے ان پڑھتا جیسے مسائل پر غور کیا۔ گھر گھر جاکر ہم نے تعلیم کی ضرورت کا احساس دلایا۔ گاؤں والوں نے ہمیں یقین دلایا کہ گاؤں کے جونیر ہائی اسکول میں اپنے بچوں کا داخلہ کرائیں گے۔ یہ پورا منصوبہ دوسرے ہفتے بھی چلتا رہا۔ تیسرے ہفتے میں ہم نے گھر گھر جاکر گاؤں والوں کو چھوٹے دھندوں کے ذریعہ مالی مشکلات سے آہستہ آہستہ چھٹکارا پانے کا طریقہ بتلایا۔

چونکہ اب دو دن بعد ہی ہمارا رزلٹ بٹنے والا تھا۔ اس لیے ہم نے اپنے شہر لکھنؤ کے لیے گاؤں والوں اور نانا جی سے وداع لی۔

گاؤں والوں کو اپنے بل پر ترقی کرنی کی راہ دکھا چکے تھے لیکن تعلیمی اور اقتصادی اعتبار سے گاؤں اب بھی پچھڑا ہوا تھا۔ ہم نے دوبارہ مستقبل کی چھٹیوں میں اپنے ادھورے کام کو پورا کرنے کا تہیہ کیا۔ اور یوں ہم اگلے سال کی چھٹیوں کا انتظار کرنے لگے۔ (رامپور سے نشر)



مضمون نویسی کے مقابلے میں انعام حاصل کرتے ہوئے
(دائیں سے) کوثر ریاض شاہ۔ سمن شرما اور شیفالی اگروال۔

ہمارے پڑوسی

سید مسعود عالم

لوگ کہتے ہیں گھر بنانے سے پہلے وہاں کے ماحول یعنی پڑوسیوں کو دیکھ لینا بہتر ہوتا ہے۔ اس دیکھ لینے سے مطلب ان کا رکھ رکھاؤ اور برتاؤ مراد ہے۔ جب تک آپ کا پڑوسی آپ سے خوش رہتا ہے اسی میں آپ کے گھر کی خوشحالی کو دخل ہوتا ہے۔ پڑوسی عموماً دو طرح سے آپ کے چلن میں مخل انداز ہوتے ہیں۔ ایک تو خود ان کے اپنے گھریلو معاملات سے متاثر کرنا اور دوسرے نئے پڑوسی کے گھریلو معاملا میں بے جا دخل دیتے ہوئے اپنی دانست میں عقلمندی کا مظاہرہ کرنا۔ آپ کا کنبہ چاہے کتنا ہی مختصر کیوں نہ ہو اور آپ کو کتنے ہی آرام و آسائش کی اشیاء میسر ہوں آپ کا آرام اس وقت خاک میں مل جاتا ہے جب آپ کا پڑوسی آپ کو اپنی حت نئی سے آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے۔

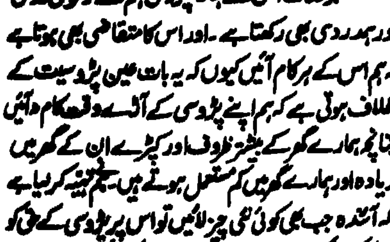
ہم نئے نئے ایک محلے میں جا بسے تھے کہ ایک نئے پڑوسی نے ہمارے گھر بسانے کے کچھ ہی دنوں بعد ایک معمولی طوطے کو اڑا دیا تھا۔ وہ تو خیر ہوئی کہ ہم ابھی طوطا نہیں لائے تھے طوطا خریدنا چاہتے تھے لیکن اتفاقاً طوطے کے پنجرے کے غائب ہو جانے کے باعث ہمارے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ چوں کہ ہم محلہ بدلنے میں ماہر تھے اور ہر سال چھ مہینے میں ہم محلہ یوں بدلتے تھے جیسے ہر سال عید کے بیئے ہم نئے نویلے لباس کی تلاش میں رہتے ہیں۔ ہاں تو جس محلہ اور پڑوس کا ذکر ہو رہا تھا وہاں طوطے کے پنجرے کا اچانک غائب ہو جانا کچھ دیر کے لیے الجھن کا باعث ثابت ہوا۔ یہ الجھن کچھ دنوں تک چلتی رہی پھر ایک دن جب میں میں کی آواز ہمارے کانوں سے گوش گذار ہوئی تو خوشی سے اچھل پڑے۔ اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں ہے۔ آس پڑوس کے دو چار گھروں میں ہم نے جھانکنا شروع کر دیا۔ ایک گھر میں سے طوطے کی آواز آ رہی تھی وہاں دروازہ پر ہم نے دستک دی۔ صاحب خانہ یعنی ہمارے پڑوسی باہر آئے پوچھنے لگے کہیے کیا کام ہے، کس سے ملنا ہے۔ ہم نے کہا بھائی صاحب میں آپ کا نیا پڑوسی ہوں' اس طوطے کی آواز ہمارے کانوں کو ایسی بھلی لگی کہ ہم خود تو آپ کے گھر کی طرف کھنچ کر چلے آئے ہیں براہ کرم اگر آپ ہمیں اپنے طوطے کا دیدار کرا دیں تو کانوں کے ساتھ ساتھ آنکھوں کی ٹھنڈک کا بھی سامان ملے گا۔ وہ دوڑے دوڑے گئے اور پنجرہ طوطے سمیت ساتھ لائے۔ وہ اتنے بے وقوف بھی نہیں تھے کہ پنجرے کے بغیر طوطے کو پکڑ کر لاتے' ہم نے فوراً اس پنجرے کو پہچان لیا اور کہا دیکھیے جناب یہ پنجرہ ہمارا ہے اسے ہم نے اپنے گھر کی چھت پر رکھا تھا۔ ہمارے پڑوسی نے پنجرے کی چوری سے اظہار بے تعلقی کرتے ہوئے جواب دیا چار روز قبل تیز ہواؤں کے جھکڑ چلے تھے۔ شاید ان ہی تیز ہواؤں کے ذریعہ یہ پنجرہ ہمارے گھر پہنچا ہو گا۔ اور اگر میں آپ کا پنجرہ آپ کو اس وقت واپس دے دوں تو میرا طوطا اکیلا رہ جائے گا۔ اگر آپ میرے دوسرے پنجرے کے خریدنے تک صبر فرمائیں تو مناسب ہو گا۔ ہم الٹے پاؤں اپنے پڑوسی کے اس خوش خلقی کے مظاہرے پر واپس لوٹے۔

"اس کمرے میں ایک بھی کھڑکی نہیں ہے۔ تازہ ہوا اور روشنی کیلئے یہ مناسب رہے گا کہ اس جگہ پر ایک کھڑکی کھولی جائے"۔ یہ ہیں ہمارے دوسرے پڑوسی کے الفاظ جو اپنے کمرے میں کھڑکی کھولنا چاہتے ہیں جبکہ اس کا رخ ہمارے گھر کے دالان کی طرف ہوتا ہے۔ ہمارے اعتراض کرنے پر انھوں نے خندہ پیشانی سے جواب دیا کہ یہ ہمارے گھر کا داخلی معاملہ ہے اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں ہے کہ اس کا رخ آپ کے دالان کی طرف ہو رہا ہے ہم مجبور ہیں۔ یہ کوئی خلاف قاعدہ غلطی بھی نہیں ہے۔ بھلا کوئی ایسا قانون قاعدہ ہو گا جو آپ کو اس بات کا پابند کر دے کہ آپ کا پڑوسی یا کوئی فرد تازہ ہوا اور دھوپ نہ پائے تو بھلا کیا وہ صحت مند رہ سکتا ہے۔ ضبط کے اس امتحان سے بھی ہم کسی طرح گذر گئے۔ آپ کو اپنے پڑوسی کے صحت کا خیال رکھنا تو ایسا ہی جیسے آپ نے ساری قوم کی صحت کو سنبھالنے کا ذمہ لے رکھا ہو۔

ہمارے سر میں درد ہو رہا ہو یا کبھی ہم مطالعہ میں مصروف ہوں یا کبھی محو عبادت' پڑوسیوں کے گھر سے ریڈیو کی آوازیں لگاتار کانوں کے پردے سے اس طرح ٹکراتی ہیں جیسے شور مچ گیا ہو۔ مختلف پڑوسیوں کے عادات اور مزاج یکساں نہیں ہوتے۔ کسی کو ریڈیو سیلون پسند ہے تو کسی کو کرکٹ کی کامنٹری بھاتی ہے کوئی مختلف اسٹیشنوں سے صرف خبریں سننے کا عادی ہے تو کوئی فارن میوزک کا دلدادہ ہے۔ اور ان سب اسٹیشنوں کی ملی جلی آواز ایک بے ہنگم شور کی سی کیفیت پیدا کر دیتی ہے۔ چار و ناچار تمام کام کاج چھوڑ کر ہم بھی اپنے ریڈیو کے قریب جاتے ہیں اور اس کا والیوم اس قدر بڑھا دیتے ہیں خود ہمیں اپنی آواز تو کجا اپنی بیوی کی آواز بھی سنائی نہیں دیتی۔ صرف ہونٹ ہلتے نظر آتے ہیں جس سے منھ ہی منھ کچھ کہنے کا شائبہ گذرتا ہے۔ اس وقت ہمیں بے اختیار خاموش فلموں کا دور یاد آجاتا ہے۔

بعض پڑوسی مہمان نوازی (جسے آپ وقت گذاری ہی سمجھ لیجیے) کے معاملے میں اتنے فراخدل ہوتے ہیں کہ آپ کو گھر بلاتے ضرور ہیں لیکن باتیں کرنے میں اتنے ماہر کہ باتیں دنیا کے جغرافیہ سے نکل کر تاریخ کے ادوار تک اور سماجیات و سیاسیات سے لیکر فلکیات تک پہنچ جاتی ہیں۔ ہم تھوڑی دیر کے بعد اٹھنے کے لیے پہلو بدلنا ہی چاہتے ہیں کہ وہ اپنی آواز کو ٹک وار کر دیتے ہیں۔ اس وقت ہماری حالت کسی کلاس میں بیٹھے طالب علم کی طرح ہوتی ہے جسے درس پڑھایا جا رہا ہو۔ چھٹکارا اسی صورت میں ملتا ہے جب انھیں کسی کام سے جانا ہو۔ ان کے اندر جاتے ہی ہم سر پر پاؤں رکھ کر ان کے گھر سے کھسکے ہوتے ہیں۔ ایک مرتبہ تاریخ کی کوئی جنگ ان کا موضوع بنی ہوئی تھی۔ وہ جذبات میں آکر ایک دم اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہم سمجھے شاید یہ جا رہے ہیں چلو چھٹی ملی اور ہم واپس جانے کے لیے مڑے ہی تھے کہ بجلی کی سی تیزی کے ساتھ انھوں نے ہمارا ہاتھ زور سے پکڑ کر کھینچا اور پھر دوبارہ صوفہ پر ہمیں دراز کر دیا۔ اگر کوئی اس وقت ہمارے بیٹھنے کا اسٹائل دیکھتے تو مسکرائے بغیر نہیں رہ سکتے۔ لیکن ہمارے پڑوسی صاحب لاپرواہی کے ساتھ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہیں۔

برخلاف اس کے ہمارا پڑوسی ہم سے دعوی دوستی اور ہمدردی بھی رکھتا ہے۔ اور اس کا متقاضی بھی ہوتا ہے کہ ہم اس کے ہر کام آئیں کیوں کہ یہ بات عین پڑوسیت کے خلاف ہوتی ہے کہ ہم اپنے پڑوسی کے آڑے وقت کام دآئیں چنانچہ ہمارے گھر کے بیشتر ظروف اور کپڑے ان کے گھر میں زیادہ اور ہمارے گھر میں کم مستعمل ہوتے ہیں۔ ہم نے تہیہ کر لیا ہے کہ آئندہ جب بھی کوئی نئی چیز لائیں تو اس پر پڑوسی کے حق کو تسلیم کر لیا کریں۔ ورنہ پڑوسی کو ناراض کرنا خود ناشاد رہنے اور پڑوسی کو خوش رکھنا خود اپنے آپ کو خوش رکھنے کے مترادف ہے۔



چکبست اور احترام انسانیت

صبیحہ انور

فن اپنے خالق کے ذاتی احساسات اور انفرادی تجربات کا غماز ہوتا ہے جذبات کا غلبہ فنکار کو تخلیقی کرب سے دوچار کرتا ہے۔ شاید اسی لیے فن کی دنیا کو جذباتی اتار چڑھاؤ کا ایک کھیل بھی کہا گیا ہے۔

لیکن فن کی دنیا میں کبھی کبھی یہ حادثہ بھی ہو جاتا ہے جب فن کار کے ذاتی تجربات تمام عالم انسانیت کی آواز بن جاتے ہیں اور اس کے پیغام کی ہمہ گیری زماں و مکاں پر حاوی ہو جاتی ہے۔

اردو کے مشہور شاعر پنڈت برج نرائن چکبست کو جو زمانہ میسر ہوا وہ ہندوستانی تاریخ کے لحاظ سے ایک انوکھا دور تھا یہ دور وہ تھا جب غلامی ہماری رگ و پے میں سرایت کر چکی تھی۔ احساس غلامی نے نہ صرف ہمارے جذبۂ خودداری کو مجروح کیا تھا بلکہ اس نے ہماری ہمتوں کو پست اور انسانیت کے اعلیٰ جذبات کو مضمحل کر دیا تھا۔ انسان آزاد پیدا ہوا ہے اور آزادیٔ فکر اس کا جذباتی حق ہے۔ مگر ہمارے ارادے غلام اور ہمتیں شکستہ تھیں۔ مغربی تہذیب کی جگمگاہٹ میں آنکھیں ایسی چیدہ ہوئی تھیں کہ ہندوستانی تہذیب کے چراغ خود بخود ماند پڑ گئے تھے۔ اس وقت شکست سے زیادہ زہریلا وہ احساس شکست تھا جس نے ہمارے دلوں سے آزادی کا ولولہ اور ترقی کی امنگیں چھین لی تھیں۔ یہی وہ وقت تھا جب چکبست کا شعور شعری نکھرا۔ چکبست ایک فنکار کا دل و دماغ رکھتے تھے اور من بڑا ہی زود حس اور ادراک واقع ہوا ہے۔ کوئی تحریک جو وقت کے ساتھ پیدا ہوتی ہے فن کی دنیا تک آتے آتے ایک زندہ حقیقت بن جاتی ہے۔ چکبست کی شاعری میں فن اپنی پوری خوبی کے ساتھ جلوہ نما ہے۔ اگرچہ چکبست کی شاعری میں ہمیں جس ہندوستان کی تصویر دکھائی دیتی ہے اس میں بیداری کا مفہوم یہی تھا کہ ہمارے اندر وطن کی محبت اور قومی بہبود کا احساس پیدا ہو۔ بے حسی اتنی عام تھی کہ حب الوطنی اور ترقی کا شوق ہی بڑی جراءت کی بات ہے۔ مگر چکبست اپنی چشم تصور سے آنے والے ہندوستان کو دیکھ رہے تھے۔ انھیں معلوم تھا کہ اخوت اور بھائی چارے کا جذبہ ہندوستان کے خمیر میں شامل ہے اسی لیے چکبست نے اپنی تحریروں کی بنیاد جس چیز پر رکھی وہ ہے انسانیت کا احترام اور وطن سے محبت!

چکبست سیاسی مدبر نہ تھے کہ ملک کے سامنے کوئی مربوط نظام حیات کا نقشہ رکھتے وہ ایک وطن پرست انسان دوست فن کار تھے۔ چکبست کی انسان دوستی مذہبی تعریف سے بالاتر چیز ہے۔ انسانیت کے اس ہمہ گیر تصور ہی نے ان کے کلام کو تاثیر کی شدت عطا کی ہے۔ ان کی نظموں میں قومی یکجہتی کا جو نقشہ نظر آتا ہے وہ تعصب اور فرقہ بندی سے الگ ہے ان کا حب وطن کل اہل وطن کی محبت ہے۔

گوتم نے آبرو دی اس معبد کہن کو
سرمد نے اس زمیں پر صدقے کیا وطن کو
اکبر نے جام الفت بخشا اس انجمن کو
سینچا لہو سے اپنے رانا نے اس چمن کو

چکبست اپنی نظموں میں جس جذبۂ اخوت کو بار بار مخاطب کرتے ہیں آج کے ہندوستان میں اس کی اہمیت اور زیادہ ہو گئی ہے خاک وطن ان کی بارگاہ اعلیٰ ہے۔ وطن کی خاک کو مسجد اور شوالے کی یکساں قابل احترام تصور کرتے ہیں ہندوستانیوں کے "دل حق ہیں" کو وہ فرقہ واریت سے آزاد رکھنے کے خواہش مند ہیں۔ وہ بڑی بے باکی سے کہتے ہیں۔ کہ تسبیح اور زنار کے پھندے بلائے جاں ہیں۔

بلائے جاں ہیں یہ تسبیح اور زنار کے پھندے
دل حق بیں کو ہم ہر قید سے آزاد کرتے ہیں
اذاں دیتے ہیں بتخانے میں جا کر شان سے مومن
حرم میں نعرہ ناقوس ہم ایجاد کرتے ہیں

وہ اردو کا پہلا شاعر ہے جو بھیشم و ارجن کی شجاعت کا واسطہ دے کر ہندوستانیوں کے جذبۂ غیرت کو للکارتا ہے چکبست کی قومی نظمیں صرف جذباتی ابال نہیں ہیں انھیں ہندوستانیوں کی کمزوریوں کا بھی احساس ہے۔

رقیب کہتے ہیں رنگ وطن نہیں یکساں
بنا ہے قوس و قزح خاک ہند کا داماں
جدھر نگاہ اٹھے اس طرف نیا ہے سماں
نہ ایک رنگ طبیعت نہ ایک رنگ زباں

چکبست انسانیت کے جس وسیع تصور کے حامل ہیں اس کے ساتھ کسی تفریق کا خیال بھی تکلیف دہ ہے وہ بڑے دکھ سے اعتراف کرتے ہیں ؎

غرور و جہل نے ہندوستاں کو لوٹ لیا
بجز نفاق کے اب خاک بھی وطن میں نہیں
نئے جھگڑے نرالی کاوشیں ایجاد کرتے ہیں
وطن کی آبرو اہل وطن برباد کرتے ہیں
یہاں تسبیح کا حلقہ وہاں زنار کا پھندہ
اسیری لازمی ہے مذہب شیخ و برہمن

چکبست کی قومی نظموں کو اگر جمہوری ہندوستان کے پس منظر میں پڑھا جائے تو اپنی قوم کو فلاح و بہبود کے علاوہ جو دوسرا قومی جذبہ ابھرتا دکھائی دیتا ہے وہ ہے انسانیت پر اعتماد اور احترام کا جذبہ انھیں انسانیت کے ناقابل تقسیم ہونے پر یقین ہے۔ وطن دوستی کا نعرہ تو اس وقت تک ہر خاص و عام کی زبان پر آ چکا تھا مگر چکبست کا وطن دوستی کا پیغام انسانی اخوت کے جس جذبے میں ڈوبا ہوا ہے وہ اسے ہر عہد اور ہر دل کی آواز بنا دیتا ہے بلکہ جیسے جیسے وقت گزرتا جائے گا چکبست کے پیغام کی اہمیت بڑھتی رہے گی۔

سیاسی میدان سے الگ ہٹ کر بھی چکبست نے بنی نوع انسان کے دکھ درد کو محسوس کیا اور اس کی بہتری کے لیے کوشاں ہوئے۔ انھیں ہندوستانی تہذیب سے گہرا لگاؤ ہے یہاں کی تہذیب اور شائستگی کو برقرار رکھنے پر بار بار اصرار کرتے ہیں۔ اپنی اکثر نظموں میں انھوں نے ہندو مذہبی روایات کو پیش کیا ہے۔ مگر وہ ان روایات کے ٹوٹ جانے پر اظہار مسرت کرتے ہیں جو ان کے انسانیت کے تصور کو ٹھیس پہنچاتی ہے

اسی لیے سنہ ۱۹۱۶ء میں جب کشمیری پنڈتوں میں ایک بیوہ کی دوسری شادی کا واقعہ ایک تہذیبی سانحہ کی طرح رونما ہوا تو باوجود ہندوستانی تہذیب کے شیدائی ہونے کے چکبست نے اس کا پُرجوش خیر مقدم کیا۔ کئی کئی نظموں میں کیا۔

مل گئے خاک میں کتنے ہی غریبوں کے شباب
ان گناہوں کا ہے اس قوم کی گردن پہ عذاب
جو پرانی روشوں کے لیے رہتے ہیں خراب
ان کی صورت سے اب آتا ہے زمانے کو حجاب
شان اخلاق نہیں جبر کی تدبیروں میں
بے گناہوں کو جکڑتے تھیں زنجیروں میں

آئیں پیران طریقت یہ تماشا دیکھیں
ہاں سنتے دور کا اٹھتا ہوا پردہ دیکھیں
دیکھ لیں دھرم کی اس قوم کی خوباتی ہے
ان رگوں میں ابھی رشیوں کا لہو باقی ہے

انھیں عورت کی بڑائی اور اس کے فرائض کا احساس ہے وہ عورت کو صرف محبوبہ نہیں بلکہ انسانیت کے خالق کے عظیم روپ میں بھی دیکھتے ہیں۔ اپنی اکثر نظموں میں انھوں نے عورت کو انسانی فرائض سے آگاہ کیا ہے۔

قومی اور اصلاحی نظموں کے علاوہ چکبست نے مرثیے بھی لکھے ہیں یہ مرثیے رنج و غم کا جذباتی طوفان نہیں ہے۔ محبان وطن کی موت پر ان کا دل خون کے آنسو روتا ہے۔ مگر چکبست کے یہاں یہ غم کسی ایک فرد کا غم نہیں ہے چونکہ انھیں انسانیت کے لامحدود تصور پر ایمان ہے اس لیے ان کے کسی مرثیے میں غم پر مایوسی غالب نہیں ہونے پاتی۔ یہ نوحے نہیں انسانیت کا رزمیہ ہیں جس نے ان کے کرداروں کو فنا کی منزل سے آگے بڑھا کر اور آنے والی نسلوں کے لیے مشعل راہ بنا کر بقائے دوام بخش دی ہے۔

چکبست کی نظموں میں انسانیت کا جو احترام اور انسانی عظمت پر جو اعتماد ملتا ہے وہ ان کو کسی مخصوص دور کا نہیں بلکہ کل عالم انسانیت کا شاعر بنا دیتا ہے۔ اخوت اور رواداری کے اس پیغام کی دنیا کو ہمیشہ ضرورت رہے گی کیونکہ یہی انسانی زندگی کی تقدیر اور منزل ہے اور اسی میں اس کی نجات مضمر ہے۔

(لکھنؤ سے نشر)

صبیحہ انور
نامی بلڈنگ
نامی پریس، نخاس لکھنؤ

غزل

حی کلو ماہر چاند پوری

کوئی حسین سا منظر تلاش کرتا ہوں
میں اپنی زیست کا محور تلاش کرتا ہوں

قدم قدم پہ بھٹکنے کا خوف ہے مجھ کو
قدم قدم پہ میں رہبر تلاش کرتا ہوں

ہر ایک عقل کا دشمن مجھے بتاتا ہے
صدف صدف میں جو گوہر تلاش کرتا ہوں

بھرے ذہن میں محفوظ اک حسیں خاکہ
کہاں ہے وقت کا آذر تلاش کرتا ہوں

نظر نظر میں جمال حبیب ہے میرے
قریب دل کے میں اکثر تلاش کرتا ہوں

مرے جنوں میں عجب شان بے نیازی ہے
خرد کے شہر میں پتھر تلاش کرتا ہوں

رہ طلب میں بہت دھوپ تیز ہے ماہر
کسی کی زلف معطر تلاش کرتا ہوں

(رامپور سے)

بچوں کا ادب

ادب زبان کی تحریری صورت ہے۔ زبان جب تک بولی جائے اور تحریر میں نہ آئے تب تک زبان ہے لیکن جب اسے تحریر کا جامہ پہنا دیں اس وقت اسے ادب کہیں گے۔ اس طرح گفتگو اور زبانی گفت و شنید کو ادب نہیں سمجھا جاتا اور عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ادب زبان کی تحریری شکل اور نوشتوں کا نام ہے جو مستند ہو گئے ہیں۔ جب تک تقریر پر تحریر کی مہر نہ لگے تب تک وہ زبان ہے اگر زبان ضبط تحریر میں آجائے تو ادب ہے گویا ادب زبان کا زینتی اور آرائشی پہلو ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اردو زبان کے اس آرائشی پہلو میں بچوں کے لیے کیا کچھ موجود ہے اور کیا اضافہ ہو رہا ہے۔

ہر بچہ اپنی اسکولی زندگی میں چار نفسیاتی دوروں سے گذرتا ہے پہلے تین دوروں کا تعلق بچپن سے ہے۔ تین سال سے چھ سال تک کا زمانہ بچے کی عمر کا وہ دور ہے جسے "توازنی دور" کہتے ہیں۔ اس زمانے میں تخیل کی پرواز بلند نہیں ہوتی اور فرضی داستانوں اور پریوں کی کہانیوں سے اسے کچھ زیادہ لطف بھی حاصل نہیں ہوتا۔ عام طور پر اس عمر کے بچے دنیائے آب و گل میں زندگی بسر کرتے ہیں وہ حقیقی دنیا اور اس کی اشیا سے دلچسپی رکھتے ہیں اور اس کے متعلق اپنی معلومات کو وسیع اور پختہ بنانا چاہتے ہیں چنانچہ وہ مانوس اشیاء، اشخاص اور جانوروں کے قصے بہت پسند کرتے ہیں کیونکہ ان کے تجربات کچھ اس قسم کے ہوتے ہیں جس قسم کے تجربات سے وہ خود آشنا ہوتے ہیں۔ اس دور کے اس نفسیاتی تجزیہ سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ تین سال سے چھ سال کی عمر تک کے بچوں کے لیے جو کتابیں تیار کی جائیں ان میں الفاظ و تصاویر کا توازن برقرار رکھا جائے۔ پچھلے دو تین سالوں میں اس اصول پر چند کتابیں شائع ہوئی ہیں ان کتابوں کا کاغذ، تصاویر کے لیے رنگوں کا انتخاب اور چھپائی معیاری نہیں۔ پھر بھی نہ ہونے سے کچھ ہونا بہتر ہے۔ بچپن کا دوسرا دور تخیلی کہلاتا ہے جو چھ سال کی عمر سے شروع ہوتا ہے اور تقریباً آٹھ سال کی عمر میں ختم ہو جاتا ہے۔ اس عہد میں بچہ حقیقت پسند دور سے گذر جاتا ہے اور اب اسے ایسی کہانیوں سے دلچسپی نہیں ہوتی جن میں وہی باتیں بیان کی جاتی ہیں جن سے بچہ بخوبی واقف ہے۔ اب وہ تخیل کی دنیا میں قدم رکھتا ہے اور اس کے تجربات کا دائرہ وسیع ہو جاتا ہے اور ان باتوں سے واقف ہونا چاہتا ہے جہاں اب تک اس کی رسائی نہیں ہوئی۔ وہ جس دنیا میں رہتا ہے، چلتا پھرتا ہے وہ دنیا اسے بہت تنگ اور محدود معلوم ہوتی ہے اور ہر چیز معمولی نظر آتی ہے وہ اس کے آگے قدم بڑھانا چاہتا ہے جہاں کا ذرہ آفتاب ہو۔ جہاں بلیاں شیر کے برابر ہوں۔ جہاں مرغیاں سونے کے انڈے دیتی ہوں۔ جہاں کے لوگ اڑتے ہوں جہاں دودھ کی نہریں بہتی ہوں۔ غرض کہ ایسی دنیا کا خواب دیکھنے لگتا ہے جہاں کی ہر چیز غیر معمولی ہو۔ چنانچہ وہ دیوں اور پریوں کی کہانیوں کو بہت پسند کرتا ہے۔ کوہ قاف کی پریوں کے قصے، مازندران کے دیوں اور سینگ والے انسانوں کے قصے۔ افریقہ کے بونوں کے قصے اسے حیرت میں ڈال دیتے ہیں اور وہ بے حد خوش اور مسرور ہوتا ہے اسی طرح وہ ان جانوروں کے قصے سن کر محظوظ ہوتا ہے جو اس کے ملک سے دور دوسرے ملکوں میں پائے جاتے ہیں اور جن کی ہستی ان کے تخیل کی دنیا میں عجیب پر اسرار ہوتی ہے۔ چین کے پانڈا، آسٹریلیا کے کنگرو، سائبیریا کے رین ڈیر اور برفانی کتے۔ کوہ ہمالیہ کے راج ہنس سب کے سب اس کے لیے معمہ ہیں اور وہ ان

ڈاکٹر احمد حسین

ب کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے۔
اس دور کا نفسیاتی تجزیہ کرنے کے بعد ہم اس
ہ پر پہنچتے ہیں کہ اس عمر کے بچے تخیل کی پرواز کو بلند دیکھنا
ہتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے بعض ادیبوں نے بچوں کی اس
سیاتی کیفیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کی مسرت کا کچھ
مان فراہم کیا ہے۔ مثلاً میاں جنو کا قصہ، بالشتی میاں
قصہ، تین ریچھوں کا قصہ، اسکیمو بچے، جاپانی بچے، امریکن
بچے، کرشن اور سداما، اندھے کے ہاتھ میں چراغ، جھینگر کا
ازہ، ٹیڑھی کھیر وغیرہ۔

درختوں اور جانوروں کا بیان۔ شہروں عمارتوں
ر چیزوں کا ذکر بھی اس عمر کے بچے بڑے شوق اور انہماک
ہ پڑھتے ہیں۔ اگر یہ مضامین مشہور اہل قلم کے لکھے
ئے ہوں تو بہت مفید ہوتے ہیں۔ آزاد مرحوم نے
بی ریڈروں میں درختوں اور جانوروں کا ذکر جس پر لطف
ماز میں کیا ہے اس طرح کسی اور نے نہیں کیا۔

اس دور میں بچہ ترنم سے بھی لطف اندوز ہونے
لگتا ہے۔ الفاظ کی موزونیت اس کے دل و دماغ کو متاثر
رتی ہے یہی وجہ ہے کہ درسی کتابوں کی آسان نظمیں بچے
زبانی جلد حفظ کر لیتے ہیں اور بڑے شوق و دلچسپی سے ترنم
کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ مثلاً چندا ماما دور کے۔ لکڑی کا گھوڑا
لی، برسات کی بہار، چھپکلی، چاندنی رات، جگنو اور بچہ
بچے کی دعا، ہندوستان ہمارا وغیرہ۔

اردو میں اس قسم کی نظمیں بہت کم ہیں۔ جو ہیں وہ
یادہ تر اسمٰعیل میرٹھی اور آزاد وغیرہ نے لکھی ہیں، میر و سودا
ی منظوم کہانیاں مقبول نہ ہوئیں۔ دورِ جدید کے بعض
شاعروں نے اس طرف خاص توجہ کی ہے۔ حفیظ جالندھری
رلا مجیدی، شفیع الدین نیر اور عبدالغفار مدہولی نے بچوں
کے لیے موزوں نظموں کا خاصا ذخیرہ فراہم کر دیا ہے۔

بچپن کا تیسرا دور آٹھ سال کی عمر سے یا ذرا بعد میں شروع ہوتا ہے اور بارہ سال تک قائم رہتا ہے اس دور کو مخاطرات کا دور کہتے ہیں۔ اب بچہ خیالی دنیا سے باہر نکلتا ہے اور جرأت و ہمت، بہادری اور شجاعت کے کارناموں سے اس کی دلچسپی بڑھتی ہے۔ یہ مخاطرات کا دور ہے اس دور میں بھیم اور ارجن کی شجاعت۔ اکبر اور شیر شاہ کی دلیری۔ رستم اور سہراب کی جوانمردی اور بہادران قوم و وطن کے تذکروں سے بچوں میں حب وطن، شجاعت اور دلیری کا بیج بویا جا سکتا ہے۔

بچوں کی زندگی میں یہ دور بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ اس عمر میں بچے عبارت روانی کے ساتھ پڑھنے لگتے ہیں اور اپنے مطالعہ کو صرف درسی کتب تک ہی محدود رکھنا نہیں چاہتے بلکہ جو کتاب۔ رسالہ ان کو مل جاتے اس کو پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی لیے ماہرین تعلیم کی یہ رائے ہے کہ اسی دور میں ذوق سلیم کی پرورش کی بنیاد رکھنی چاہیے۔ زبان کی تحصیل کا اولین مقصد ہی ذوق سلیم کی پرورش ہے کیونکہ جتنے لوگ پڑھ سکتے ہیں ان میں سے بہت کم سمجھ بوجھ کر پڑھتے ہیں اور عام طور پر یہ لوگ اچھے لٹریچر کا ذوق نہیں رکھتے۔ اس لیے کہ مدرسے میں انھیں اچھے اور برے لٹریچر میں تمیز کرنے کی تربیت نہیں دی جاتی عام طور پر مدرسوں اور گھروں میں بچوں کو درسی کتابوں کے علاوہ دوسری کتابوں کے پڑھنے سے روکا جاتا ہے لیکن یہ ناممکن ہے کہ بچوں پر اتنی سخت نگرانی رکھی جاتے کہ جو کچھ والدین اور مدرسین بچوں کو پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے وہ بچے نہ پڑھیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں بچوں کے ادب کی اہمیت و ضرورت کا شدت سے احساس ہوتا ہے اگر مدرسے میں اچھی اور مفید کتابیں فراہم نہ کی جائیں اور گھر میں بھی موزوں لٹریچر مہیا نہ ہو تو بچے کہیں نہ کہیں سے کتابیں حاصل کر کے اپنا شوق پورا کریں گے۔ یہی وجہ ہے کہ بچوں کو عموماً اچھی اور مفید کتابیں پڑھنے کو نہیں ملتیں۔ ماہرین تعلیم کی متفقہ رائے ہے کہ بغیر کتب خانے کے مدرسہ اسی طرح ہے جیسے بغیر روح کے جسم۔ اس قول کی روشنی میں اگر ہم اپنے مدارس کا جائزہ لیں تو صرف جسم ہی جسم نظر آتے ہیں روح ندارد۔ یہی حال ہمارے گھروں کا بھی ہے۔ شاید سو گھروں میں ایک آدھ گھر ایسا نکلے گا جہاں بچوں کے پڑھنے کے لیے ایک دو کتابیں یا رسالے ہر ماہ پابندی سے آتے ہوں ادب کے مطالعے ہی سے اخلاق کی تربیت بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ ذوق سلیم کی بدولت نہ صرف اچھے اور برے لٹریچر میں امتیاز کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے بلکہ اچھی اور بری چیزوں اور اچھے اور برے کاموں میں بھی امتیاز کرنا ممکن ہو جاتا ہے۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ بچوں کے ادب کی حدود متعین نہیں اور نہ ہی اس کی کوئی مقررہ قدریں ہیں۔ لیکن یہ ایک سطحی بات ہے۔ اگر ہم بغور جائزہ لیں تو یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ بچوں اور بڑوں دونوں کے ادب کی کچھ نہ کچھ مشترکہ قدریں ہیں۔ بچوں کے ادب کو بھی ہمارے ادب میں ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔

سی۔ ایل۔ لیو کا کہنا ہے کہ وہ ادب معیاری نہیں جس سے ہم دس سال کی عمر میں تو لطف اندوز ہو سکیں مگر پچاس سال کی عمر میں نہ ہوں۔ ادب کے معیاری ہونے کا ثبوت ہی یہی ہے کہ ہر عمر اور ہر زمانے میں لوگ اس سے لطف اندوز ہوں۔

آج کے سائنسی دور میں ہم بچوں کو بھی دوسری چیزوں کی طرح ناپنے لگے ہیں۔ پہلے ہم ان کا ذخیرۂ الفاظ۔ ان کی صلاحیت و ذہانت ناپتے ہیں اور پھر اسی حساب سے ان کو پڑھنے کے لیے کتابیں تجویز کرتے ہیں۔ ایسا کرتے وقت ہم بچوں کے تجسس کے اس جوش کو بھول جاتے ہیں جس کو ناپنے کا پیمانہ ابھی ایجاد نہیں ہوا ہم ایسا شاید اس لیے کرتے ہیں کہ عرصہ ہوا ہم نے اپنے بچپن کی ان صلاحیتوں اور متلاشی نظروں کو چھوڑ دیا اور اب ان کو بھلا بیٹھے ہیں۔

مختصر یہ کہ کسی شخص کو اس بات پر اعتراض نہ ہوگا کہ بچوں کے لیے دلچسپ، مفید و دیدہ زیب کتب شائع کی جائیں اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اردو میں بچوں کے لیے لکھنے والے ادیبوں کی کمی نہیں کتابیں چھاپنے کے لیے بھی لوگ تیار ہیں۔ اصل مسئلہ ان کتابوں کی نکاسی کا ہے اور اسی لیے بات آگے نہیں بڑھتی۔ یہ مسئلہ اس قدر پیچیدہ ہے کہ بڑے بڑے دانشور مفکر و ماہرین تعلیم ابھی تک تو اس مسئلہ کا قابل عمل حل تلاش کرنے سے قاصر رہے ہیں۔ مستقبل سے اچھی توقعات ہی وابستہ رکھنی چاہیے۔

(اورنگ آباد / ریڈیو بمبئی سے نشر)

ڈاکٹر احمد حسین پرنسپل مرہٹواڑہ کالج آف ایجوکیشن
اورنگ آباد ۴۳۱۰۰۱

غزل

نوید بلاسپوری

اے جذبۂ دل اے جوشِ جنوں کیا یاد رہا کیا بھول گئے
چنتے رہے کلیاں اور دامن کانٹوں سے بچانا بھول گئے

کیا اس میں خطا تھی ساقی کی سب ہوشِ خرد کی باتیں
ساغر تو اٹھانا یاد رہا ہونٹوں سے لگانا بھول گئے

کچھ اتنے حسیں کچھ اتنے جواں اللہ رے کشش ان آنکھوں کی
ملتے ہی نظر ہم گھبرا کر آدابِ تماشا بھول گئے

ذکرِ شبِ فرقت قصۂ غم احوالِ جنوں افسانۂ دل
کہنے کو سبھی کچھ کہہ ڈالا اور حرفِ تمنا بھول گئے

ایسا بھی ہوا ہے اے ہمدم بے درد زمانے کے ڈر سے
کانٹوں پہ نگاہیں پڑتے ہی ہم پھول کا چہرہ بھول گئے

اب تک یہ سمجھتے تھے دنیا دشمن ہے ہماری اب لیکن
اپنوں کے ستم جب یاد آئے سوزِ غمِ دنیا بھول گئے

آغازِ محبت اے توبہ انجام نوید اب کیا کہیے
اللہ رے بتوں کی چاہت میں ہم نام خدا کا بھول گئے

(آکاشوانی ناگپور سے)

سوویت روس میں اسلام

محمد امین پنڈت

روس رقبے کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا ملک سوویت ہے۔ ارضِ عالم میں کل زمینی خطے کا ساتواں حصہ روس میں واقع ہے۔ آبادی کے لحاظ سے سوویت روس تیسرے، چین پہلے اور ہمارا ملک ہندوستان دوسرے نمبر پر ہے۔ آج سے پانچ برس پہلے سوویت روس کی کل آبادی ساڑھے پچیس کروڑ نفوس پر مشتمل تھی۔ اس کی سرحدیں شمال میں سائبریا اور قطب شمال کے ساتھ، مشرق میں جاپان کے سمندر کے ساتھ، مغرب میں یورپی ممالک مثلاً پولینڈ، چیکوسلواکیہ، ہنگری، رومانیہ کے ساتھ ملتی ہیں۔ جنوب مغرب میں اس کی سرحدیں ترکی، ایران اور بحیرہ اسود کے ساتھ ملتی ہیں۔ جنوب میں چین منگولیا اور افغانستان کے ممالک واقع ہیں۔ چونکہ افغانستان کے ساتھ ہماری ریاست جموں وکشمیر کی سرحدیں ملتی ہیں۔ لہٰذا یہ قدرتی بات ہے کہ یہاں کے لوگوں میں یہ جاننے میں دلچسپی ہوگی کہ سوویت روس میں اسلام کے پیروکار کیسے رہتے ہیں۔ کس طرح اپنی سماجی زندگی گذارتے ہیں اور کیونکر اپنے ذہنی فرائض انجام دیتے ہیں۔

ابتدا میں اس بات کی وضاحت کرنا ضروری ہے کہ سوویت روس میں کسی بھی مذہب کو ملک کے قومی اور حکومتی امور میں کوئی عمل دخل نہیں۔ یونین آف سوویت سوشلسٹ ری پبلکس کے آئین میں جو ۷ راکتوبر ۱۹۵۲ء کو منظور کیا گیا۔ وضاحت کے ساتھ کہا گیا ہے کہ

"شہریوں کو ضمیر اور اعتقاد کی آزادی کے تحفظ کا حق حاصل ہے چرچ کو اسٹیٹ سے علٰحدہ کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح اسکول کو چرچ سے علٰحدہ کر دیا گیا ہے۔ تمام شہریوں کو عقائد کے معاملے میں مساوی حق عطا کیا گیا ہے، جو چاہے اسے مذہبی عبادات کی آزادی ہوگی اور جو مذہب کی پابندی تسلیم نہ کرے اسے بھی آزادی ہے، البتہ مذہب کی بنیاد پر منافرت پھیلانے کی اجازت نہیں۔"

اب ہم یہ دیکھیں گے کہ سوویت روس میں مذہبی عقائد رکھنے والے شہریوں کی تعداد کیا ہے اور ان کا تناسب کیا ہے۔ یہ تو آپ سن چکے ہیں کہ سوویت روس کی کل آبادی جس میں سالانہ ۱۴ فی صدی کی شرح سے اضافہ ہوتا ہے، پچیس کروڑ کے قریب پہنچ گئی ہے۔ قدیم روسی مسیحی چرچ کے ساتھ تعلق رکھنے والوں کی تعداد تین کروڑ کے قریب ہے جو زیادہ تر سوویت روس کے یورپی خطے میں رہتے ہیں۔ بیلو اشیا، یوکرین، لتھونیا وغیرہ جمہوریتوں میں رومن کیتھولک مسیحی رہتے ہیں۔ ان کی تعداد بھی تین کروڑ کے قریب بتائی جاتی ہے۔ روسی یہودوں کی تعداد ۸۸ لاکھ اور بدھ مت کے پیروکاروں کی تعداد پانچ لاکھ بتائی گئی ہے۔ حال ہی میں انٹرنیشنل جیوگرافک انسائیکلوپیڈیا اینڈ اٹیلس کا تازہ ایڈیشن لندن میں شائع ہوا ہے۔ اس کی رو سے آج سے گیارہ سال قبل ۱۹۷۰ء کے قریب سوویت روس میں مذہب اسلام کے ساتھ وابستہ روسی شہریوں کی کل تعداد تین کروڑ کے قریب تھی۔ ان میں سے اکثر ترکی زبانیں بولتے ہیں۔ اہلِ اسلام کی اکثریت سنی فرقہ سے تعلق رکھتی ہے۔

سوویت تاجکستان کے ساتھ کشمیر کا گہرا ثقافتی اور تہذیبی رشتہ رہا ہے تاجکستان کی راجدھانی دوشنبہ ہے، جہاں کشمیر ہی کی طرح ندی نالے، نہریں، آبشار سبزہ زار اور مرغزار ہیں۔ پوشاک میں بھی مماثلت ہے۔ وہاں پر فارسی کشمیر ہی کی طرح بولی جاتی ہے۔ ایک دوسری جمہوریت ازبکستان ہے جس کی راجدھانی تاشقند ہے۔ یہ شہر عربی اور فارسی علوم وفنون کا گہوارہ رہا ہے۔ وسطِ ایشیا کی انہی مملکتوں سے فارسی زبان، کشمیر اور شمالی ہندوستان آئی تھی۔ انہی سوویت جمہوریتوں میں آج بھی اہلِ اسلام کی اکثریت پائی جاتی ہے۔ روس کے اسی خطۂ زمین میں بخارا شریف اور ختلان شریف واقع ہیں۔ جن کے ساتھ مسلمانانِ کشمیر کو حضرت خواجہ مشکل کشا اور امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رح کے ناطے جو عقیدت اور جذباتی لگاؤ ہے وہ محتاجِ بیان نہیں۔ سوویت وسط ایشیا کی انہی جمہوریتوں کے مرکزی مسلم بورڈ کے چیرمین ایشان مفتی ضیاء الدین صاحب کا ایک بیان حال ہی میں روسی اخبارات اور "مسلمانانِ سوویت روس" نامی ایک کتابچہ میں چھپ گیا ہے۔ مفتی ضیاء الدین صاحب کے بیان کا اقتباس سنانے سے پہلے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ آج سے تقریباً پندرہ برس قبل جب ہندوستان سے علمائے اسلام یعنی مولانا عتیق الرحمٰن صاحب اور شاہی امام دہلی سید عبداللہ بخاری صاحب پر مشتمل ایک وفد وسط ایشیا کی سوویت جمہوریتوں تاجکستان اور ازبکستان کے دورے پر گیا تھا۔ تو میزبانی کے فرائض ایشان ضیاء الدین بن ایشان بابا خان مفتی اعظم تاشقند نے ہی انجام دیے تھے۔ مفتی صاحب ضیاء الدین نے اپنے بیان میں فرمایا ہے۔

"چودھویں صدی ہجری کے خاتمے پر پندرھویں صدی کا طلوع تمام عالمِ اسلام کے لیے ایک یادگاری واقعہ ہے۔ سوویت یونین کے مسلمان بھی پورے ذوق وشوق عقیدت تمناؤں اور توقعات کے ساتھ اس اہم ترین تاریخی واقعہ کی جانب نظریں لگائے ہوئے ہیں۔

پندرھویں صدی ہجری سن کی تقریبات کے سلسلے میں متعدد نئی مسجدیں تعمیر کی جا رہی ہیں۔ قرآن شریف کا ایک ایڈیشن کچھ عرصہ میں پہلے ہی شائع کیا جا چکا ہے اور اس کے ہزار ہا نسخے تقسیم کئے گئے ہیں کئی نوجوان امام اور خطیب مناسب درس وتدریس کے ساتھ تیار کیے جا چکے ہیں۔ اوقاف اور اسلامی اداروں کی آمدنی کا معقول انتظام کیا گیا ہے اور دنیائے اسلام کی دوسری تنظیموں کے ساتھ تعلقات استوار کیے جا رہے ہیں۔"

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ وسط ایشیا اور قزاقستان کے اس مسلم بورڈ کے اہتمام سے قرآن کریم کے چھ نئے ایڈیشن، حضرت امام البخاری رح کی تصنیفات الجامع الصحیح اور الادب المفرد کو نئے سرے سے چھاپ کر شائع کیا گیا ہے۔ مفتی ضیاء الدین صاحب نے جو گذشتہ بیس برسوں سے وسط ایشیا مسلم بورڈ کے چیرمین چلے آ رہے ہیں، نے آگے چل کر کہا ہے۔

"ہجری تقریبات کے سلسلے میں مسلم بورڈوں جن کے صدر دفاتر تاشقند کے علاوہ باشکو داغستان اور آذربیجان کی ری پبلکس میں موجود ہیں، کے متعدد مسلم رہنماؤں نے طے کر لیا ہے کہ وسیع پیمانے پر دو کانفرنسیں منعقد کی جائیں گی۔ ہماری توقعات ہیں کہ ان کانفرنسوں میں عرب ممالک اور دیگر ممالک کے نمائندے بھی شرکت کریں گے۔ نیز سوویت یونین میں

علاقائی بنیادوں پر سیمنار منعقد کیے جا رہے ہیں۔

آج سے تقریباً پانچ سال پہلے اکتوبر ۱۹۷۶ء میں سوویت روس میں اسلامی تاریخ و تہذیب کے نکتۂ نظر سے ایک یادگار واقعہ رونما ہوا، وہ یہ کہ تاشقند کے تواریخی شہر میں جو یوں بھی نوادرات اور نایاب کتب کی محافظ گاہ ہے۔ خلیفہ سوئم حضرت عثمان ذی النورینؓ کے عہد میں تحریر کیا گیا۔ قرآن کریم کا صحیفہ تاشقند کے عجائب گھر سے دیدار و زیارت کے لیے نکالا گیا۔ یہ ان تین ابتدائی نسخوں میں سے ایک نادر اور نایاب نسخہ ہے جو حضرت عثمانؓ نے لکھوا کر مختلف مقامات کو ارسال فرمائے تھے تاکہ ان سے معتبر اور مستند نقلیں تیار کروائی جائیں، اس وقت اسلامی سلطنت کی سرحدیں مغرب میں اندلس (سپین) اور مشرق میں چین تک وسعت پا چکی تھیں۔

جون ۱۹۷۸ء میں تاجکستان کی راجدھانی دوشنبہ میں وہاں کے علمائے اسلام اور ائمہ مساجد اور رہنمایان دینِ محمدی کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں بعض دینی امور سے متعلق مسلم بورڈ نے کچھ فتاوی اجرا کیے۔ ان فتاوی کا تعلق صدقۂ فطر کی ادائیگی، شرح محمدی کے مطابق شادیوں کی انجام دہی، عورتوں کے حقوق اور ان کے تئیں خاوندوں کا سلوک، مہر کی زیادتی اور جہیز کی بدعت وغیرہ معاملات کے ساتھ تھا۔ اسی قسم کے دینی اجلاس دوسرے شہروں مثلاً الما آتا، تاشقند، فرون نسے، اشک آباد، چیم قند اور اوش میں طلب کیے گئے۔

آج سے کچھ عرصہ قبل سمرقند کے مشہور اور تاریخی شہر میں احادیث کی معتبر اور مستند مجموعہ کتاب الجامع الصحیح کے مصنف "حضرت امام بخاری" کی بارہ صد سالہ تقریبات بڑی شان و شوکت سے منائی گئیں۔

بخارا شریف میں میر عرب مدرسہ کے نام سے ایک دینی درس گاہ قائم ہے، جہاں تعلیم یافتہ مسلمان نوجوانوں کے لیے دینی علوم میں درس و تدریس کا کام انجام دیا جاتا ہے۔ بخارا کی اس تربیت گاہ میں ائمہ اور خطیب حضرات کو سات سالہ کورس کے دوران حفظِ قرآن، سیرۃ النبی، احادیث، شریعت، فقہ، سماجیات، سائنسی علوم اور تواریخ اسلام کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس مدرسہ میں قرات قرآن کے مقابلے بھی ہوتے ہیں۔

بخارا کی جامع مسجد میں رمضان شریف کے دوران ختمات قرآن کا کار ثواب انجام دیا جاتا ہے۔ بخارا شریف کے مدرسہ اور وہاں کی مسجد کا جو غیر ملکی مسلمان زعما آج تک معائنہ کر چکے ہیں، ان میں جمہوریہ یمن کے مفتی اعظم احمد ابن محمد جبار اور ملک شام کے مفتی اعظم احمد کفتر و شامل ہیں۔ عیدین، شب برات، شب قدر اور میلاد النبی کی مذہبی تقریبات کا جس تزک و احتشام اور عقیدت کے ساتھ دوسرے اسلامی ملکوں میں اہتمام کیا جاتا ہے، قریب قریب وہی منظر سوویت یونین کی مسلمان اکثریت والی ری پبلکس میں بھی دیکھنے میں آنے لگے ہیں۔ (سرینگر کشمیر سے)

حرف تابندہ

خواجہ مہدی نظامی

قبلے کو لوگ قبلہ نما کہتے ہیں۔ وہ ذات پاک جو مسجودِ حقیقی ہے۔ جو رب العالمین ہے۔ جس کی طرف دھیانیوں کے دھیان ہزار ہا برس سے لگے ہوئے ہیں۔ اس تک پہنچنے کے لیے واسطے وسیلے ڈھونڈے جاتے ہیں۔ ان واسطوں اور وسیلوں کے ذریعہ خیال کو یکسو کیا جاتا ہے دل و دماغ کی حاضری کا اہتمام ہوتا ہے۔ پاکی اور طہارت وسفید کپڑے کا احرام، امیر غریب کا مونڈھے سے مونڈھا ملانا۔ یہ سب تیاریاں ہیں قبلے تک پہنچنے کی اور قبلے کو قبلہ نما بنا کر سارے جہان کے پالن ہار کے دربار تک رسائی حاصل کرنے کی۔ اس دربار تک جہاں دولت وحشمت، اختیار و اقتدار کی بنا پر عزت اور بزرگی نہیں ملتی بلکہ تقویٰ اور پرہیزگاری کی پوچھ سب سے زیادہ ہوتی ہے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی فرماتے تھے کہ میں تمھیں بتاؤں کہ آخرت کے دن بارگاہ الٰہی میں کس چیز کی سب سے زیادہ مانگ ہوگی۔ کون سی چیز اس روز پسند کی جائے گی۔ کس کام کا فائدہ اس روز پہنچے گا؟ اس کے بعد حضرت فرماتے تھے کہ وہ چیز ہوگی دلوں کی راحت رسانی! اس روز دیکھا جائے گا کہ اللہ کے وہ کون سے بندے تھے جنھوں نے اللہ کی مخلوق کے دلوں کو راحت پہنچائی۔ ان کو سکھ دیا۔ دکھ سے بچایا۔

قبلے اور کعبے کے بارے میں حکم ہے کہ اس کو پاک صاف رکھا جائے۔ اس میں لوگوں کے سر جھکانے عبادت کرنے کا اہتمام ہو۔ یہ دوسرا قبلہ نما یہ انسانی دل جس کی راحت رسانی کا ذکر حضرت محبوب الٰہی نے کیا یہ بھی چاہتا ہے کہ اسے پاک رکھا جائے صاف رکھا جائے۔ کھوٹ سے کپٹ سے۔ حسد سے لالچ سے۔ خود غرضی سے۔ اس کو بھی تیار کیا جائے کہ یہاں مالک حقیقی کے سامنے رکوع اور سجدوں کا اہتمام ہو۔ حرم کعبہ میں لڑائی جھگڑا ایذا رسانی۔ خوں ریزی سب حرام ہے۔ وہاں حرام ہونے والی چیز اس گھر کی مسجد میں اس باطن کی عبادت گاہ میں جائز کب ہو سکتی ہے حضرت خواجہ نظام الدین اولیا ہی کا فرمان ہے کہ کسی کو برا کہنا تو برا ہے ہی لیکن کسی کا برا چاہنا۔ برا کہنے سے بھی برا ہے۔ کعبے میں کسی گندگی کسی کثافت کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ مالک کل کے اس راج سنگھاسن پر یہ چیزیں اگر بار پا جائیں تو پھر یہ اس لائق کہاں رہ جاتا ہے کہ خالق دو جہاں کا نزول اجلال وہاں ہو۔

انسان کی زندگی میں کتنی چیزیں ہیں جو قبلہ نما بنتی ہیں۔ جو خدا تک پہنچاتی ہیں۔ ٹیگور نے بڑے پیارے الفاظ میں گوتم بدھ کی رخصت کا حال لکھا ہے جب وہ گھر بار کو چھوڑ کر سچائی اور حق کی تلاش میں باہر جا رہے تھے۔ گوتم نے اپنے سوتے ہوئے بال بچوں پر حسرت کی نظر ڈالی تو ٹیگور کو ایک غیبی آواز یہ کہتی سنائی دی کہ "میرا بندہ مجھے چھوڑ کر کہاں جا رہا ہے؟" انسان کا دل۔ انسان کے بال بچے گھر بار سب قبلہ نما بن سکتے ہیں۔ سب خدا تک پہنچا سکتے ہیں۔ مولانا روم نے کہا تھا کہ دنیا خدا سے غافل ہونے کا نام ہے۔ روزگار او رچاندی اور بال بچوں کا نام دنیا نہیں ہے۔ حضرت امام باقر علیہ السلام نے قرآن مجید کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ جو چیز تمھیں خدا سے غافل کر دے وہی تمہارا طاغوت ہے

کبھی کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ انسان کا دکھ سکھ اس کا قبلہ نما بن جاتا ہے ایسے لوگ بہت کم ہیں جنھیں سکھ میں خدا کی یاد آئے۔ آخری مغل تاجدار حضرت بہادر شاہ ظفر نے کہا تھا

ظفر آدمی اس کو نہ جانیئے گا ہو وہ کیسا ہی صاحب فہم و ذکا
جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

عیش اور سکھ عام طور پر خدا سے غافل کر دیا کرتے ہیں۔ لیکن دکھ اکثر و بیشتر خدا کو یاد دلاتا ہے۔ انسان کو خدا کی طرف رجوع کرتا ہے۔ نہ ماننے والے بھی تکلیف اور لاچاری میں خدا کو ماننے لگتے ہیں۔ جن کو اپنا دکھ نہیں ہوتا وہ دوسروں کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے لگیں۔ دوسروں کے غم میں شریک ہو جائیں تو غم کا یہ ساجھا قبلہ نما ہو جاتا ہے۔ خدا تک پہنچا دیتا ہے۔

خدا تک رسائی خدا کی یاد ہے۔ اور یاد کسی کی بھی ہو سوز و گداز کے جلو میں آتی ہے۔ جس کی آنکھ آنسو سے خالی ہو وہ سنگ دل سمجھا جاتا ہے۔ دل کا درد ایک ایسا قبلہ نما ہے جو خدا کی یاد کے ساتھ راحت اور خوشی بھی لے کر آتا ہے۔ مگر ایسی راحت اور ایسی خوشی جو اپنی معراج پر پہنچ کر پھر درد کا سوز و گداز کا روپ دھار لیتی ہے۔ پھر آنسو بن جاتی ہے شاید اسی لیے حضرت بابا فرید گنج شکر یہ دعا دیتے تھے کہ خدا تجھے وقتِ خوش، راحت دل اور آب دیدہ مرحمت فرمائے!

حاجی کعبے کا طواف کرتے ہیں۔ قبلے کو قبلہ نما بنا کر اپنے مقصود حقیقی اللہ کے طلب گار ہوتے ہیں۔ جن کو یہ نعمت میسر نہیں ہے وہ اپنے نہاں خانۂ دل کی سیڑھیاں اترتے ہیں۔ انسانیت کے درد میں، خدا ترسی میں ایک حرم پاک ان کو بھی مل جاتا ہے۔ اللہ کی ان گنت مخلوق میں، رنج و راحت میں وہ خدا تک پہنچنے کا راستہ ڈھونڈتے ہیں اور اکثر و بیشتر پاتے بھی ہیں ان کو بھی خوش قسمت حاجیوں کی طرح گھر اور گھر والے تک رسائی میسر آتی ہے۔ لاکھ کٹ داتا کی نعمت وہاں بھی ملتی ہے۔ یہاں بھی ملتی ہے۔ قبلے والا کس کس طرح سب کا ہاتھ تھامتا ہے۔ کیسے کیسے سہارا دیتا ہے۔ سنبھالتا ہے اور رحم و کرم کی نگاہ سے راستے کی ساری صعوبتوں کو دم بھر میں کافور کر دیتا ہے۔ سچ ہے۔ تمام تعریفیں اسی کو سزاوار ہیں۔

(اردو سروس سے نشر)

افسانہ

اڑ جا رے پنچھی

بشیشور دیپ

اس نوعمر نیپالی نوکر کو انھوں نے پہلی بار بھیروا کے بس اڈے پر دیکھا تھا۔ جب اس کا باپ اسے ان کے حوالے کرنے آیا تھا۔ سردار اجیت سنگھ کی تو خیر اتنی خواہش نہ تھی کہ نوکر نیپالی ہی رکھا جائے لیکن سردارنی دلجیت کور نے سوچ رکھا تھا کہ جب نیپال جا رہے ہیں تو وہاں سے اور کچھ لائیں یا نہ لائیں ایک چھوٹا سا نیپالی نوکر ضرور لائیں گے۔ اور یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ یہ نوکر انھیں نیپال میں داخل ہونے سے پہلے، نیپال کی سرحد پر ہی مل گیا۔

گورکھپور سے بھیروا ہو کر کھٹمنڈو جانا ہو تو صبح پانچ بجے کی بس پکڑنا پڑتی ہے اور بھیروا سے بھی ایک بس کھٹمنڈو جاتی ہے۔ اس لئے رات بھر بھیروا میں ٹھہرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ سردار اجیت سنگھ اور سردارنی دلجیت کور کو اس بات کا علم تھا۔ اور انھوں نے پہلے ہی سے بھیروا میں ٹھہرنے کا پروگرام بنا رکھا تھا۔ جب وہ ہندوستان کی سرحد سونالی پہنچے تو دوپہر ہو چکی تھی۔ بارڈر کراس کرنے میں رکشا ہی موزوں سواری تھی۔ چنانچہ انھوں نے سونالی سے بھیروا تک کے لیے رکشا لے لیا۔

اس نیپالی رکشا والے کو انھوں نے سب سے پہلے بس اڈے پر چلنے کے لیے کہا اور وہاں پہنچ کر کھٹمنڈو جانے والی بس میں دو سیٹیں ریزرو کرا لینے کے بعد وہ پشوپتی لاج میں آ گئے۔

سردار اور سردارنی نے کھٹمنڈو کا پروگرام صرف سیر کے لیے بنایا تھا لیکن ساتھ ہی انھوں نے یہ بھی سوچ رکھا تھا کہ وہ کھٹمنڈو سے کچھ بدیشی سامان بھی لیتے آئیں گے جو کہ وہاں سستا ملنے کی امید تھی۔ اور اگر ایک نیپالی نوکر بھی مل جائے تو کیا کہنے؟ ایک چھوٹا سا نوکر۔۔۔ ایک نیپالی منڈوا! جو گھر کے کام کاج میں دلجیت کور کا ہاتھ بٹا سکے۔ ان کے بچے کو باہر گھمانے لے جا سکے۔ ان کے دوست اروڑہ صاحب نے ایک نیپالی نوکر رکھا تھا اور اسی وقت سے دلجیت کور نے نیپالی نوکر کی رٹ لگا رکھی تھی۔ اور اب تو وہ لوگ خود نیپال جا رہے تھے۔

پشوپتی لاج میں انھوں نے اپنے کمرے ہی میں کھانا منگوایا۔ جو نوکر کھانا لے کر آیا اس کی ٹوپی کی بناوٹ کو دیکھ کر انھوں نے اندازہ لگا لیا کہ وہ نیپال کا رہنے والا ہے۔

"کیوں بھئی تم کہاں کے رہنے والے ہو۔؟" سردارنی سے رہا نہ گیا۔

"صاب یہاں سے تیس کوس پر میرا گاؤں ہے۔ بٹول کے پاس"

> سردار اور سردارنی نے کھٹمنڈو کا پروگرام صرف سیر کے لیے بنایا تھا لیکن ساتھ ہی انھوں نے یہ بھی سوچ رکھا تھا کہ وہ کھٹمنڈو سے کچھ بدیشی سامان بھی لیتے آئیں گے جو کہ وہاں سستا ملنے کی امید تھی۔ اور اگر ایک نیپالی نوکر بھی مل جائے تو کیا کہنے۔

"ارے تو کوئی نوکر دلوا دو نا۔ چھوٹا سا لڑکا ہو۔"

سردارنی یہ موقع نہیں کھونا چاہتی تھی۔

"نوکر چاہیے صاب۔؟ نوکر تو مل جائے گا۔ میں آج ہی، ابھی تھوڑی دیر بعد چھٹی لے کر گاؤں چلا جاتا ہوں۔ کل صبح تک لے آؤں گا۔"

"لیکن ہم تو ابھی کھٹمنڈو جا رہے ہیں۔" سردار صاحب بولے۔

اور سردارنی نے ان کی بات کاٹ دی۔

"ارے تو کیا ہوا۔؟ ہم اس نوکر کو اپنے ساتھ کھٹمنڈو لیتے جائیں گے اور پھر وہاں سے جالندھر"

اور پھر وہ اس سے مخاطب ہوئیں۔

"تو کل صبح تک اسے لے آؤ۔ اور اگر یہاں نہ پہنچ سکو تو اسے لے کر سیدھے بس کے اڈے پر پہنچ جاؤ۔ پہنچ جاؤ گے نا؟"

"جی صاب! صبح تک ضرور لے آؤں گا۔"

اس نیپالی بیرے نے صدق دلی سے حامی بھری تھی۔ لیکن وہ لوگ اس کی اس بات کو بھول گئے۔ دراصل انھیں یقین نہ تھا کہ اتنی جلدی ایک نیپالی نوکر مل جائے گا۔

دوسری صبح جب وہ بس پر سامان رکھ رہے تھے تو اس بیرے کو ایک چھوٹے سے لڑکے کے ساتھ آتا دیکھ کر حیران رہ گئے۔

بیرے نے قریب آ کر کہا "نمستے صاب! میں آپ کے لیے نوکر لے آیا۔ یہ میرا بیٹا ہے صاب۔" اور پھر اپنے بیٹے سے مخاطب ہوا۔

"سلام کرو صاب کو۔"

وہ لڑکا اپنے دائیں ہاتھ کا پیالہ سا بنا کر منہ کے پاس لے آیا۔ یہ نیپالی طریقہ تھا سلام کرنے کا۔ لکھنؤ کے اداب عرض کہنے کے طریقے سے ملتا جلتا۔ لیکن اس میں ہاتھ کو پیشانی کے بجائے منہ کے پاس لے جایا جاتا ہے۔ اب پہلی بار غور سے انھوں نے اس لڑکے کو دیکھا۔ دبلا پتلا گورے رنگ کا۔ نو دس برس کا نیپالی لڑکا۔ سلیٹی رنگ کا قمیص اور پائجامہ پہنے۔ جو بغیر ہاتھ منہ دھوئے اپنے باپ کے ساتھ سویرے سویرے اٹھ کر چلا آیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں نیند باقی تھی۔ دونوں باپ بیٹا ادھر سے آتے ہوئے کسی ٹرک پر بیٹھ کر آئے تھے اگر تھوڑی دیر بعد پہنچتے تو بس چھوٹ گئی ہوتی۔ لیکن دلجیت کور کی خوش قسمتی تھی کہ وہ دونوں وقت پر پہنچ گئے اور انھیں وہ نوکر مل گیا۔

سردارنی نے اس لڑکے سے پوچھا۔

"کیا نام ہے تمہارا۔؟"

"باز بہادر صاب۔"

"او! باز بہادر! ٹھیک ہے۔ چلو بس کے اندر بیٹھ جاؤ وہ سامنے بیگ رکھا ہے نا۔؟ اس پر بیٹھ جاؤ۔ ہم تمہارا ٹکٹ بنوائے لیتے ہیں۔"

لڑکے سے اس کا باپ باتیں کرنے لگا۔ نیپالی زبان میں۔ جب سردارنی اس کی طرف دیکھنے لگی تو وہ ہندوستانی میں بولنے لگا۔ وہ لڑکے کو سمجھا رہا تھا۔

خوب دل لگا کر کام کرنا بیٹا!۔ بہت زیادہ کام نہیں ہوگا۔ اور مشکل بھی نہیں ہوگا۔ برتن تو تم مانجھ ہی لیتے ہو۔ اور فرش دھونا کون مشکل کام ہے۔ پھر مالکن تو بہت اچھی ہیں سب سمجھا دیں گی ان کا حکم ماننا۔ جو کہیں ویسے ہی کرنا۔ کپڑے بھی اچھی طرح سے دھونا کسی چیز کا نقصان نہ کرنا۔ سمجھ گئے نا؟ اور لڑکا ہاں میں سر ہلا دیتا۔ ایک خاموش اور مجبور سی ہاں۔ پہلی دفعہ وہ گھر سے باہر نکلا تھا۔ پہلی دفعہ وہ اپنے ماں باپ سے بچھڑ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر اداسی نمایاں تھی۔ لیکن اس کا باپ اس کی اداسی کو نظرانداز کر رہا تھا۔ اب اسے نوکری تو کرنا ہی ہے

نوکری نہیں کرے گا تو کھائے گا کیا۔ اور نوکری کے لیے پردیس تو جانا ہی پڑتا ہے۔ اپنا دیش تو پرایا ہو جاتا ہے۔ جب بس چلنے لگی تو اس نے سردار صاحب سے کہا۔

"صاب! آپ کی واپسی کی بس ہمارے گاؤں کے پاس رکتی ہے میں تو یہاں بھیروا میں رہوں گا۔ آپ کی واپسی پر اس کی ماں اس سے مل لے گی۔"

"ٹھیک ہے ہم تو پندرہ دن کے بعد لوٹیں گے۔"

"کوئی بات نہیں صاب۔ وہ تین چار دن برابر بس دیکھ لے گی۔" پھر وہ اپنے بیٹے سے مخاطب ہوا۔ "اچھا بیٹا اداس نہ ہونا۔" اور یہ کہتے ہوئے اس کی آواز بھرا گئی۔ اس کے بیٹے کی آنکھوں میں بھی آنسو جھلملانے لگے۔ لیکن اس نے انھیں آنکھوں میں ہی پی لیا۔ اور بس کی کھڑکی میں سے باہر دیکھنے لگا بس اب رینگنے لگی تھی۔ وہ نیپالی بیرا چند قدم ساتھ چلا اور رک گیا۔ اور وہیں کھڑا بس کی طرف دیکھتا رہا۔ جب تک کہ بس اس کی نظروں سے اوجھل نہ ہو گئی۔

سردار اور سردارنی باز بہادر کو صرف بہادر کہہ کر پکارتے تھے۔ ان کا بچہ بہادر سے کافی ہل گیا تھا۔ سردارنی نے بچے کے چھوٹے موٹے سب کام اس کو سکھا دیے تھے۔ جیسے اس کی دودھ کی بوتل دھونا اسے گود میں لے کر بوتل سے دودھ پلانا۔ اس کا نیپکن گیلا ہو جائے تو اسے بدل دینا۔ وہ سو جائے تو آہستہ سے اسے بستر پر لٹا دینا اور اس کے دائیں بائیں دونوں طرف چھوٹے چھوٹے تکیے رکھ دینا اور پھر چھوٹی سی چھتری نما مچھر دانی کھول کر اس کے اوپر لگا دینا۔ کٹھمنڈو میں وہ لوگ ہوٹل میں ٹھہرے تھے اس لیے باز بہادر کو وہاں صرف بچے ہی کے کام کرنا پڑتے یا دو چار کپڑے دھونا پڑتے۔ دن بھر وہ بچے کے کام کرتا اور رات کو ان

> اب ماں سے کب مل سکے گا؟
> کیسے ملے گا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

کے کمرے باہر برآمدے میں کپڑا بچھا کر سو رہتا۔ جس طرح بچہ اس کے ساتھ ہل گیا تھا۔ اسی طرح اس کا من بھی بچے میں الجھا رہتا۔ وہ بچے کو جی بھر کے کھلایا کرتا۔ بس اگر اسے کسی کی یاد آتی تھی تو وہ ماں کی یاد تھی۔ وہ اکثر سوچا کرتا کب سردار جی یہاں سے واپس جائیں گے اور کب ان کی بس گاؤں کے پاس سے گزرے گی اور اس کی ملاقات اس کی ماں سے ہوگی ماں نے کہا تھا۔ وہ وہاں بس اسٹاپ سے بس میں سوار ہو جائے گی اور ان کے ساتھ بھیروا تک چلی جائے گی اور بھیروا میں وہ پشوپتی لاج میں ان کے ساتھ رہے گی اور اس واپسی میں وہ ایک دن ماں کے ساتھ رہ لے گا۔ وہ ماں کو بہت سی باتیں بتائے گا۔ کٹھمنڈو کے بارے میں، سردار اور سردارنی اور ان کے بچے کے بارے میں اور جب سردار اور سردارنی کے ساتھ وہ وہاں سے چلنے لگے گا تو ماں سے کہے گا۔

"ماں تم اداس نہ ہونا۔ پھر میں پھر جلدی ہی تم سے ملنے آؤں گا۔ سردار جی بڑے اچھے ہیں میں ان سے چھٹی مانگ لوں گا۔ مجھے چھٹی مل جائے گی۔ تم بالکل اداس نہ ہونا۔"

لیکن وہ خود تو ابھی سے اداس ہو رہا تھا۔ اور ابھی تو سردار صاحب کا کئی دن کٹھمنڈو ٹھہرنے کا پروگرام تھا۔

سردار اور سردارنی نے کٹھمنڈو میں کئی جگہیں دیکھیں پشوپتی مندر، سنگھا دربار، بودھا ناتھ سٹوپا، بالاجو، دا نرگا رڈن اور پھر وہ پاٹن گئے۔ بھگتی پور گئے اور ہر جگہ وہ بھی ان کے ساتھ رہا۔ انھوں نے کئی مقامات پر تصویریں بھی کھینچیں۔ ایسی تصویریں جن میں وہ خود تھے۔ اور ان کا بچہ تھا۔ اور کئی ایسی تصویریں جن میں ان لوگوں کے ساتھ باز بہادر بھی تھا۔ باز بہادر نے پہلی بار اپنی تصویر دیکھی تو بہت خوش ہوا۔ ایک تصویر میں تو باز بہادر اکیلا ہی تھا۔ وہ تصویر وہ ان سے مانگ لے گا۔ اور وہ تصویر وہ اپنی ماں کو دے دے گا۔

اور ایک دن وہ لوگ بس پر اپنا سامان لدوا رہے تھے کٹھمنڈو سے واپس جا رہے تھے۔ اور باز بہادر بہت خوش تھا۔ بہت خوش!

اجیت سنگھ اور دلجیت کور نے کٹھمنڈو میں بہت سی چیزیں خریدی تھیں۔ ٹرانسسٹر، گھڑیاں، کیمرہ، ٹیپ ریکارڈر ساڑھیاں اور خوشبوئیں وغیرہ اور اب انھیں وہاں سے نکال لے جانے کا سوال تھا۔

جب سامان پیک ہو رہا تھا تو سردارنی نے ہولے سے کہا۔ "سامان تو لے لیا ہے اتنا سارا۔ بارڈر پر چیکنگ ہوئی تو۔۔۔؟"

"ارے تم فکر نہ کرو۔ میں نے سب پتہ کر لیا ہے۔ ہم اس روٹ سے نہیں جا رہے ہیں جس روٹ سے آئے تھے ہم گنگڑ بنا والے بارڈر کی طرف جا رہے ہیں۔ اس بارڈر پر زیادہ چیکنگ نہیں ہوتی۔ گنگڑ سے سلی گوری چلے جائیں گے۔"

اور سردارنی نے اطمینان کی سانس لی تھی۔

اور یہ بس اب اس روٹ سے چلی جا رہی تھی۔

اور باز بہادر کو کچھ پتہ نہ تھا۔ اس کو نہ سردار نے بتایا تھا اور نہ ہی سردارنی نے۔ بھلا یہ بھی کوئی نوکر کو بتانے کی بات تھی؟ اور وہ بھی ایک کمسن نوکر کو۔۔۔؟"

باز بہادر بس میں بیٹھا بہت خوش تھا وہ کھڑکی میں سے جھانک کر پیڑوں کو، سڑک کے کنارے بنے مکانوں اور جھونپڑیوں کو، اور بس کے ہر اسٹاپ پر بس کو گھیرتے والے خوانچہ والوں کو دیکھ رہا تھا اسے ان نظاروں میں کوئی بھی تبدیلی نظر نہ آ رہی تھی۔ ویسے ہی سب نظارے تھے جو کٹھمنڈو جاتی بار پوکھراں والے روٹ پر اس نے دیکھے تھے۔ ویسے ہی چار دیواروں والے ڈبوں جیسے مکان، ویسی ہی مٹی کی دیواروں اور چھپر کی چھتوں سے بنی لکڑیوں کی بلیوں پر کھڑی زمین سے کئی کئی فٹ اونچی جھونپڑیاں۔ ایک دو بار اس نے کچھ تبدیلی محسوس بھی کی تو یہ سوچ کر دل کو سمجھا لیا کہ بس شاید کسی دوسری سڑک پر سے گزر رہی ہے اور تھوڑی دیر بعد پھر وہی پہلے والی سڑک آ جائے گی۔ اور پھر اس کا گاؤں بھی آ جائے گا۔ لیکن دوپہر تک جب پوکھراں نہ آیا تو اسے ذرا سا محسوس ہونے لگا۔ کٹھمنڈو جاتے وقت اس نے پوکھراں میں سردار اور سردارنی کے ساتھ کھانا کھایا تھا۔ اور بہت خوشی محسوس کی تھی۔ اس لیے پوکھراں اسے یاد تھا۔ اچھی خاصی رونق تھی۔ بہت بڑا بازار تھا۔ بہت سے ہوٹل تھے۔ بہت سی کاریں کھڑی تھیں۔ پوکھراں اسے اچھی طرح یاد تھا۔ اور اب پوکھراں کا اسٹاپ آ ہی نہیں رہا تھا وہ کس سے پوچھے؟

سردار اور سردارنی اس کے احساسات سے بے خبر اگلی سیٹوں پر بیٹھے اپنے بچے سے کھیل رہے تھے۔ جب شام کے پانچ بج گئے تو اس نے متفکرانہ انداز میں اپنے پاس بیٹھے ایک نیپالی سے پوچھا۔

"پوکھراں کب آئے گا۔۔۔؟"

وہ نیپالی اس کی طرف دیکھ کر ہنس پڑا

"ارے اس روٹ پر پوکھراں نہیں آتا۔"

"اور بٹول؟"

"بٹول بھی نہیں۔"

"اور بھیروا۔۔۔؟"

اس بار وہ نیپالی زور سے ہنس پڑا۔ "تم پاگل ہو گیا؟ اس روٹ پر گنگڑ بنا آئے گا۔ بھیروا نہیں آئے گا۔"

یہ سن کر اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ تو یہ بس اس کے گاؤں کے پاس سے نہیں گزرے گی۔؟ ماں جو اس وقت ہر روز اس کی بس دیکھنے آتی ہوگی! آج بھی آئی ہوگی! کل بھی آئے گی۔ نہ جانے کتنے دن آتی رہے گی؟ اس کا باپ بھی بھیروا کے بس اڈے پر پتہ کرتا ہوگا۔ وہ نہ ماں سے مل سکے گا نہ باپ سے۔ ماں سے ملنے کے لیے وہ بہت بے قرار تھا۔ اب ماں سے کب مل سکے گا؟ کیسے ملے گا؟ اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اسی وقت بس میں بیٹھے ایک مسافر نے ریڈیو کٹھمنڈو لگا دیا۔ نیپالی گانے آ رہے تھے ایک بچہ گا رہا تھا۔

الوٹا چرا ارطی آیو ۔ میرو کٹھا ماں بسے اور
(ایک پنچھی اڑ کر آیا۔ اور میرے پاؤں پہ آکر بیٹھ گیا۔)
تسکو مکھ ماں چٹھی تھیو ۔ میرو آماں نہ پٹھا ٹیکو
(اسکے منہ میں ایک چٹھی تھی۔ میری ماں نے وہ چٹھی بھیجی تھی۔)
پیارو چرا! اڑی جائیو ۔ بھنڈیوا آں لی سلام
(او پیارے پنچھی اڑ جاؤ۔ اور جا کر میری ماں کو سلام دو۔)
ماں تا آؤ نو سکدے نا ۔ یاں چھا میر دھیرے ری کام
(میں تو اب آ نہیں سکتا۔ یہاں میرا بہت سارا کام باقی ہے)
پیارو چرا اڑی جائیو
(او پیارے پنچھی اڑ جاؤ)

باز بہادر کی آنکھیں چھلک آئیں۔ اور سردارنی اپنے روتے ہوئے بچے کو چپ کرانے لگی۔

"چپ ہو جا پتر۔ چپ ہو جا۔ دیکھ کتنا اچھا گانا آ رہا ہے۔

پیاری چرا اڑی جائیو......"

(لکھنؤ سے نشر)

ڈاکٹر بشیر پردیپ
۱۰۔ گلستاں کالونی لکھنؤ

افسانہ

عذاب

شمس الدین شمیم

میں بازار سے تھک ہار کر پوٹلی کندھے پر لٹکائے واپس گھر لوٹ کر اپنے کمرے میں داخل ہوا تو کسی نے میرے ذہن پر اچانک دستک دی "واہ میاں چلے آئے نا واپس اور وہ بھی پوٹلی سمیت"

اس آواز سے میں سراسیمہ ہو گیا اور پوٹلی کی طرف ٹک ٹک تکنے لگا، پوٹلی جوں کی توں تھی۔ سویرے جب میں ایک نئے عزم کے ساتھ پوٹلی لے کر چلا تھا تو اس وقت بھی کمرے سے باہر آتے ہی ایسی ہی ایک اجنبی آواز گونجی تھی "ارے میاں کیا ہو گیا ہے تمہیں پوٹلی کو کمرے کے اس تاریک گوشے میں پٹک دو اور اس کے بغیر ہی یہاں سے بھاگ نکلو" لیکن میں نے اس آواز کو محض جذباتیت سمجھ کر نظر انداز کیا اور ایک نئے عزم کے ساتھ منزل کی جانب گامزن ہوا۔ میرے دل میں ہلکی سی بیقراری اور عجیب سی خوشی تھی۔ پھر جونہی میں ایک چوراہے پر پہنچا تو میرا پاؤں بے خیالی میں ایک پتھر سے ٹکرا گیا، پوٹلی گر گئی، چوٹ آگئی۔ لیکن چوٹ کو بھول کر پوٹلی پر ایسے جھپٹا مار لیا جیسے ایک ماں کھوئے ہوئے بچے پر جھپٹا مارتی ہے۔ میں نے پوٹلی کو سینے سے لگایا اور پھر دھیرے دھیرے چلنے لگا۔ درد کی شدت اور زوروں کی پیاس، لیکن پیاس بجھانے والے موسموں کی طرح کم ہوتے تھے۔ جن کے ہاتھوں سے میں سیراب ہونا چاہتا تھا میں بیحد مایوس ہو چلا حالانکہ حد نظر تک پانی ہی پانی تھا ٹھنڈا، شفاف اور میٹھا بھی۔ لیکن میں نے پیا کیوں نہیں یا مجھے پانی پلانے والے کس شخص کی تلاش تھی۔ اس کے بارے میں، میں کچھ کہہ نہیں سکتا یا شاید میں وضاحت کے گُر سے آشنا نہیں۔ ہاں ایک بات ہے جب پیاس لگنے پر پانی نہیں ملتا تو بیچاری پیاس خود بخود فرو ہو جاتی ہے اور گمان ہوتا ہے کہ جیسے ڈل جھیل کا سارا پانی پیٹ میں آگیا ہے۔ میں تشنگی کے اس عالم میں بھٹکتا رہا۔ اور جب کچھ سفاک لمحوں کی صلیب سے گزرنے کے بعد میں ایک دفتر میں داخل ہوا تو اس دفتر میں کام کرنے والے بابو لوگ مجھے اور پھر میری پوٹلی کو حیرت کی نگاہوں سے تکنے لگے۔ میں پسینے میں شرابور بڑے بابو کی نیم برہنہ ٹیبل پر جھک گیا۔

"تو تم ہی ہو پوٹلی والے" بڑے بابو نے عینک تلاش کرتے ہوئے کہا۔

"جی میں ہی ہوں"

"پوٹلی میرے سامنے کھول دو کہ سارے اسرار و رموز مجھ پر عیاں ہو جائیں"

جناب وقت آنے پر میری پوٹلی خود بخود دھیرے دھیرے آپ کے سامنے آجائے گی۔

نہیں — مجھے یہ افلاطونی باتیں کرنا پسند نہیں، سنو۔ تمہیں کام مل جائے گا لیکن اس آفس میں کام کرنے کے لیے ایک INK REMOVER کی ضرورت ہوتی ہے کیا تم اپنی پوٹلی میں INK REMOVER ساتھ لائے ہو؟"

"نہیں میری پوٹلی میں کوئی INK REMOVER نہیں" میں نے بے نیازی سے کہا۔

"تو پھر تم جا سکتے ہو"

لیکن میری پوٹلی میں اچھی اچھی چیزیں ہیں" میں نے وضاحت کی لیکن اس نے فخریہ لہجے میں حکم صادر کیا

"تم جا سکتے ہو۔ اس دنیا میں INK REMOVER سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں، چلے جاؤ یہاں سے"

میں کچھ نہ کہہ سکا۔ بابو لوگ قہقہے بلند کرنے کی فضا استوار کرنے لگے۔ میں سہم سا گیا اور میری پوٹلی سمٹ سی گئی۔ جانے میں کیسے اس دفتر سے باہر آسکا۔

میں نہیں جانتا کہ مجھے زوروں کی بھوک نے ستایا لیکن مجھے معلوم ہے بھوک کیسی ہوتی ہے۔ کچھ آدمیوں کے لیے بھوک بہت ہی پیاری شے ہے۔ لیکن مجھ جیسے لوگوں کے لیے بھوک بہت ہی کڑوی چیز ہے۔ بھرے بھرے جسم کو دیمک کی طرح اندر ہی اندر چاٹ جاتی ہے۔ خیر جب میں بھوک سے نڈھال ہو گیا تو قریب کی ایک پارک میں جا گھسا۔ بھوک نے کچھ دیر آنکھوں پر اندھیرے کا پردہ بٹھا دیا، ذہن ماؤف ہونے لگا جمائیوں نے بھرپور حملہ کیا اور آنکھوں سے برسات شروع ہوئی۔ لیکن کچھ وقت کے بعد بھوک خود بخود مٹ گئی۔ اندھیرے کا پردہ اٹھ گیا۔ آنسوؤں کے دریا سوکھ گئے اور میں سہمی ہوئی پوٹلی کی طرف دیکھ کر سوچنے لگا۔ "میں نے پوٹلی میں INK REMOVER کیوں نہیں رکھا" لیکن ساتھ ہی یاد آیا کہ اس پوٹلی میں INK REMOVER نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ پوٹلی کی سبھی چیزیں مجھے بے حد بھاتی ہیں اور وہ بھی مجھ سے بے پناہ پیار کرتی ہیں۔ اگر میں نے ان چیزوں میں INK REMOVER کو شامل کر لیا تو ساری کی ساری چیزیں اس کی موجودگی میں ٹوٹ جائیں گی ایک ایک کر کے مر جائیں گی۔

یہ سوچ کر میں نے پوٹلی کندھے پر لٹکالی اور دھیرے دھیرے اٹھا لیکن نقاہت کی وجہ سے سر چکرا گیا۔ میں نے چنار کے تنے کا سہارا لیا اور دھیرے دھیرے پارک سے نکل کر ایک ایسے ماحول میں پہنچ گیا جہاں زندگی انجانوں کی طرح کسی نامعلوم منزل کی جانب تیزی سے بھاگی جا رہی تھی اور میں بھی ناامید سا اس انجانی زندگی کے دریا میں دھیرے دھیرے بہنے لگا۔ کچھ دیر چلنے کے بعد میں ایک بڑے بازار میں پہنچا تو وہاں سڑک کے بیچوں بیچ مجھے میرے دل کی دھڑکن ملی۔

"بولو پاگل؟"

"کہ کچھ نہیں۔ بس ایک بار پھر کوچۂ جاناں یاد آیا"

"پگلے میں تم سے دل کھول کر باتیں کروں گی۔ لیکن پہلے یہ بتاؤ کہ پوٹلی میں میرے لیے کوئی قیمتی تحفہ لائے ہو؟

نہیں۔ یہ وہی پوٹلی ہے جس کی تم بار بار تلاشی لے چکی ہو۔ جس کے گوشے گوشے سے تم واقف ہو۔ اس میں تمہارے لیے کچھ بھی نہیں۔

تو پھر چلے جاؤ۔ بڑا آیا پیار کا پجاری۔ خالی خولی تعریف سے مجھے کیا لینا دینا، جاؤ، اور اپنا راستہ ناپو۔

یہ کہہ کر میرے دل کی دھڑکن بڑی بے دلی سے چلی گئی۔ میرے سینے کے اندر کوئی چیز تڑپنے لگی اور میں بڑی مشکل سے سڑک پار کر کے ایک دُکان کے سامنے کھڑا ہو سکا۔ دُکان میں طرح طرح کی کتابیں اور رسالے دیکھ کر میرا من للچایا۔ لیکن میری جیب کا پیٹ بھی بھوکا تھا۔ مجھے بہت دکھ ہوا۔ پھر بھی یونہی میں دکان میں داخل ہوا۔ لیکن ابھی میں دکان میں داخل ہوا ہی تھا کہ دکاندار مجھ سے مخاطب ہوا۔

"کیا بیچتے ہو۔ پوٹلی میں کیا ہے"

یہ سنتے ہی میری زبان پھسل گئی۔

"جی ہاں! ہاں اس میں آپ کے لیے قلم ہے"

اوگڈ۔ لیکن کیا تمہارا قلم ننگا ہے؟" اس نے پوچھا۔

"جی! میں ننگے قلم کی بات سمجھا نہیں" میں نے وضاحت چاہی۔ "وہی قلم جو ننگے لفظ پیدا کرتا ہو ننگے لفظوں کی کھیتی بوتا اور کاٹتا ہو۔"

"جناب میری پوٹلی میں جو قلم ہے۔ وہ ننگے لفظ پیدا نہیں کر سکتا۔ وہ تو بے لباسوں کے لیے پیرہن فراہم کرتا ہے۔"

چھی چھی چھی۔ مجھے ایسے قلم کی ضرورت نہیں۔ جاؤ یہاں سے میرا وقت برباد نہ کرو۔

دکاندار کے ترکش سے اس آخری تیر سے میرا وجود چھلنی ہو گیا اور میں دکان سے ٹوٹا ٹوٹا سا باہر آگیا۔ باہر اندھیرے کے پرچھیں چکے تھے۔ میں دھیرے دھیرے چلتا ہوا گھر لوٹ آیا۔ اور جب اپنے کمرے میں داخل ہوا تو ذہن پر کئی دستکیں کئی صدائیں جاگنے لگیں۔

واہ میاں۔ چلے آؤ نا واپس، اور وہ بھی پوٹلی سمیت۔ میں کوئی جواب نہ دے سکا۔ میرے ذہن پر قیمتی تحفہ، ننگا قلم اور INK REMOVER جیسے ہتھوڑے برسانے لگا۔ میں کانپ اٹھا۔ سہمی ہوئی پوٹلی کو اپنے سینے کے اور قریب کر لیا۔ اور پھر تھوڑی ہی دیر میں گہری نیند سو گیا

(ریڈیو کشمیر سرینگر)

ایک لمحہ

مہناز انور

کوئی دس بارہ سال پہلے میں نے فرائیڈ کو پڑھا تھا۔ اور وہ میری روح کی گہرائیوں تک اتر گیا تھا۔

ہر جگہ اسی کے اثرات تھے — رفتہ رفتہ مجھے بکھرے ہوئے سماج میں ہر طرح کے افراد کی نفسیات سمجھنے کا چسکا سا پڑ گیا — مجھے لوگوں کے دل کی گہرائیوں میں چھپے ہوئے خوابیدہ جذبات کی ایک دنیا آباد ملی۔ میں ان کے غائر مطالعہ کے بعد کوئی ریمارک دے کر دوسرے فرد کی نفسیات سمجھنے لگتا — اور یہ سلسلہ یوں ہی ایک طویل عرصہ تک چلتا رہا۔ مجھے انفرادی خوشی و غم کا راز محض ایک لمحہ کے احساس میں ملنے لگا — اس خوشی و غم کا تعلق نہ دولت سے ہے نہ افلاس سے — یہ احساس کانچ کا ایک بہت ہی نازک کھلونا ہے، جو ذرا سی ٹھیس سے چکنا چور ہو جاتا ہے۔ میں نے سماج کے عمیق مشاہدہ کے بعد آس پاس کی بکھری ہوئی زندگیوں سے لیے ان گنت لمحات اپنے ذہن میں محفوظ کر لیے جن میں انھیں روحانی مسرتیں اور کربناک اذیتوں سے دوچار ہونا پڑا تھا — میرے تجربے اور تجزیے میں اکثریت سماج کے کمزور طبقے کے افراد کی تھی، جو مسلسل جان لیوا رنج و محنت کے بعد بھی اپنی محنت کا پھل حاصل نہیں کر پاتے اور پھر وہ بیگانگی کے احساس سے دوچار ہوتے ہیں۔

ان تجربوں کا جائزہ نہ کسی ادبی موضوع کے شاہکار کے لیے تھا نہ کسی سیاسی افق پر پھیلانے کے لیے۔ میں خود ایک عام آدمی ہوں اور دنوں کڑی دھوپ میں چلتے رہنے کے بعد اب کہیں جا کے ٹھنڈا سا یہ نصیب ہوا ہے — آج میں چاہتا ہوں ہر طرف سے نگاہیں پھیر کر اپنے ایک بہت قیمتی لمحہ کی موت کا ذکر کروں جس نے مجھے انجان لذت سے آشنا کیا — !

میں تین کمروں کے ایک اور آرام دہ مکان میں اپنی بیوی اور بچی کے ساتھ رہتا تھا۔ آس پاس کی آبادی زیادہ تر شکستہ مکانوں اور جھونپڑیوں پر مشتمل تھی۔ میں اس آبادی کے گندے اور نیم عریاں بچوں سے اپنی بچی کو بالکل الگ تھلگ رکھنا چاہتا تھا، کہیں ان کا تاریک سایہ میری بچی کے مستقبل پر نہ پڑ جائے۔ میری بیوی کچھ زیادہ ہی شکی مزاج تھی۔ وہ ہمیشہ ہی دروازہ کھڑکیوں پر دبیز پردے ڈالے رکھتی کہیں اس بستی سے آنے والے گندے ہوا کے جھونکے کوئی چھوت کی بیماری نہ لے آئیں — اتفاق سے ایک دن چیتھڑوں سے بنا ہوا ایک گیند میرے آنگن میں آ گرا — تھوڑی ہی دیر میں بچوں کا ایک جھنڈ بھی دروازہ پر آ دھمکا — میں ایک ملاقاتی سے باتوں میں مصروف تھا۔ اور میری بیوی باتھ روم میں تھی۔ میری بچی آگے بڑھی اور پردہ ہٹا کر حسرت سے پوچھنے لگی! تم لوگ یہاں کیوں آئے ہو؟ سب نے ایک آواز ہو کر کہا — ہمارا گیند اس گھر میں چلا گیا ہے۔ اتنا سنتے ہی میری بچی دوڑ کر سارا آنگن دیکھ آئی اور کہنے لگی — نہیں تو — گیند تو نہیں آیا۔ ہاں یہ دیکھو گندے کپڑوں سے بنا ایک گولا سا پڑا ہے۔ اور یہ سنتے ہی سارے بچے اس گولے کو لے کر بڑھ گئے — میں اپنی بچی اور ان سارے بچوں کی حرکات دیکھ رہا تھا مگر کچھ قابل اعتراض نہ پایا اور نہ ہی اپنی باتوں کا سلسلہ دوست کی موجودگی میں توڑنا چاہا — میری بیوی بھی باتھ روم میں شاور کی تیز آواز میں کچھ نہ سن سکی۔ اگلے دن جیسے ہی آفس سے واپسی پر میں نے گھر میں قدم رکھا — دیکھا کہ بیوی کسی کتاب میں کھوئی ہوئی ہے اور بچی تنہا بیٹھی کیرم بورڈ پر تیزی سے اِدھر اُدھر اپنی نازک انگلیوں کی ساری طاقت کے ساتھ پھینک رہی ہے میرے قدموں کی آہٹ پر وہ چونک پڑی! — ارے ہماری بیٹی اکیلے ہی کھیل رہی ہے میری آواز پر بیوی نے بھی کتاب بند کر دی۔ بیوی چائے بنانے لگی اور میں بچی کے ساتھ بیٹھ کر اس کا کھیل دیکھنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر میں چائے تیار ہو گئی اور ہم تینوں چائے کی میز پر پہنچ گئے — میری بیٹی ہر روز کی طرح مجھے اسکول کی باتیں، ٹیچرس کے سلوک اپنے دوستوں کے قصے سنانے لگی۔ اسی دوران اس

نے کہا — پاپا ہمارے گھر کے سامنے وہ اس جھونپڑ[ی] کے پاس وہ جو چھت والا مکان دکھ رہا ہے وہاں ایک لڑکا رہتا ہے جو اسکول جاتے وقت مجھے روز راستے [میں] ملتا ہے۔ وہ بھی کسی اسکول میں پڑھتا ہے۔ پاپا آج میں[نے] اس کا نام پوچھا! اس کا نام رامو ہے۔ پھر میں نے پوچھ[ا] تمہارے پاپا کس آفس میں کام کرتے ہیں۔ پاپا کہنے [لگا] میرے بابو مالی ہیں — پودوں کی سیوا کرتے ہیں۔ میں[نے] اپنی بچی کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ تم بہت [بڑی] ہونے لگی ہو — بغیر جانے کہیں کوئی راستہ میں ایسے [لوگوں] سے بولتا ہے — !

اس دن کے بعد سے مجھے کچھ خبر نہیں ہوئی اور [میری] بچی سے رامو کی خاصی دوستی ہو گئی۔ ایک اتوار کو ہم لوگ اِدھر اُدھر کی باتوں میں مصروف تھے کہ دروازے کے پرد[ے] پر ہلکی سی جنبش ہوئی اور ایک معصوم سا بچہ کھڑا نظر آیا — میں نے اسے اندر بلاتے ہوئے کہا — کہو بیٹے کیا بات ہے؟ وہ سہما سہما دہیں کھڑا رہا اور اس کی زبان سے ایک لفظ بھی نہ نکلا — میری بیٹی نے خوش ہوتے ہوئے کہ[ا] پاپا یہی رامو ہے! — پاپا رامو بہت اچھا ہے کبھی گالی نہیں دیتا۔ پاپا اسے اندر بلا لو — میں نے اپ[نی] بیوی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ہاں ہاں بلا لو۔ اور پھ[ر] انھیں کھیلنے کے لیے ہم نے اکیلا چھوڑ دیا میں بیوی کو دیر تک سمجھاتا رہا۔ بچوں کے لیے تنہائی کا احساس کس قدر نقصان [دہ] ہے۔ ہم عمر بچوں کے ساتھ کھیلنے سے ایک طرف ان [کا] ذہنی ارتقا ہوتا ہے تو ساتھ انھیں Social behav iour آتا ہے۔ ہاں اتنا خیال رکھنا کہ بچی ان لوگوں میں [زیادہ] زیادہ گھلنے ملنے نہ پائے اور نہ ہی ان کے گھر میں جائے۔

میں اکثر چھپ چھپ کر ان کی باتیں بھی سنتا۔ مجھ[ے] ان کی معصوم بھولی بھالی باتوں میں بڑا لطف آتا ایک دن میری بیٹی رامو سے پوچھ بیٹھی۔ تمہارے پاس کون کون سے کھلونے ہیں؟ ایک دن مجھے بھی دکھاؤ! — میں نے دیکھا رامو کا چہرہ بجھ سا گیا اس نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ میرے بابو کے پاس پیسے ہی نہیں بچتے۔ میں ان سے روز کہتا ہوں مجھے تمہارا جیسا چابی سے دوڑنے والا ہوائی جہاز لا دیں۔ وہ کہتے ہیں دل لگا کر پڑھو اب کی مہینے پیسے ملتے ہی ہوائی جہاز لا دوں گا — اور پھر! یہ ہوائی جہاز دیکھنے آج ایک دن میری بیٹی رامو کے گھر پہنچ گئی۔

میرے لیے ان دونوں بچوں کے احساسات قابل غور تھے۔ میری نظریں ان دونوں کا پیچھا کر رہی تھیں۔ اور میں بالکونی سے یہ سارا تماشہ دیکھ رہا تھا اور بالکل خاموش تھا۔ رامو خوشی خوشی دوڑ کر اپنا جہاز لے آیا۔ یہ دیکھو کتنا پیارا ہے! گھر گھر کی آواز کے ساتھ یہ چلتا بھی ہے۔ میری بچی نے اسے ہاتھ میں لیتے ہوئے غور سے دیکھا — بالکل خراب! یہ کس کام کا ہے؟ ساری طاقت سے زمین پر پھینک دیا — میرے پاس تو بہت اچھا ہوائی جہاز ہے وہ تو بہت تیز بھاگتا ہے اس سے لال لال چنگاریاں بھی نکلتی ہیں۔ رامو

کا جہاز ٹوٹ چکا تھا۔ اس کے بنگو بکھر چکے تھے۔ رامو کے سارے جسم میں چنگاریاں دوڑ رہی تھیں اور وہ اندر ہی اندر جھلسا جا رہا تھا۔ وہ کبھی ٹوٹے ہوئے جہاز کو دیکھتا اور کبھی میری بچی کو۔ میں باہر نکل کر رامو کی طرف بڑھا۔ مگر کچھ سوچ کر لوٹ آیا۔ بیوی کو کچن میں مصروف پا کر میں بھی اندر چلا گیا اس کے مزاج اور موڈ کا خیال رکھتے ہوئے میں نے ان باتوں کا اس سے کوئی ذکر نہ کیا۔ اتنے میں میری بچی دبے قدموں اپنے گھر آ چکی تھی۔ میں نے اس سے کچھ نہ پوچھا مگر اندر ہی اندر مجھے اپنی بیٹی کی یہ حرکت سخت ناگوار گذری ـــــ دل بوجھل سا ہو گا۔ آخر مجھ سے رہا نہ گیا اور پھر میں رامو کے گھر کی طرف چل پڑا ـــــ میں نے دیکھا ایک سادہ سیدھا جوان تھا اس گھر کے اندر داخل ہوا ہے اس کا چہرہ تھکن سے شل تھا۔ رامو نے بہت سہمے ہوئے اور ہوئے انداز میں کہا ـــــ "بابو میرا ہوائی جہاز ٹوٹ گیا ہے" اتنا سنتے ہی رامو کے گال پر ایک زناٹے دار تھپڑ پڑا اور وہ تلملا گیا۔ "کیسے ٹوٹ گیا؟" ـــــ رامو نے سسک سسک کر رونا شروع کیا ـــــ "وہ جو سامنے والے صاحب ہیں ان کی لڑکی میرے گھر آئی تھی۔ اُس سے ......" رامو ابھی اپنا جملہ پورا بھی نہ کر پایا تھا کہ باپ نے بیٹے کو گود میں لیتے ہوئے بڑے پیار سے اُس کے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔ "صاحب کی لڑکی تیری دوست ہے اس سے ٹوٹ گیا! کوئی بات نہیں میں تجھے اور لا دوں گا۔" میں نے دیکھا کہ باپ کے مضمحل چہرے پر اچانک چمک سی آ گئی اور میرے ذہن میں وہ لمحہ ہمیشہ کے لیے قید ہو گیا۔

(لکھنؤ سے نشر)

مدّعا

حمید الماس

دور جانے کی تمنا تو نہیں ہے لیکن
ایک ہی راستہ ہے زیرِ قدم برسوں سے
جس سے ہر سانس پہ ہوتا ہے تھکن کا احساس
اور ہر گام پہ یہ وہم بھی ہوتا ہے مجھے
کیا زمانے سے جدا ہو گی مری راہ گذر
مجھ کو اکساتی ہے موہوم سفر کی لذت
آبلہ پا کو ہو آغاز نہ انجام کی فکر
اور نادیدہ جہانوں سے گذرتا ہی رہوں

✥

چلتے چلتے میں خدا جانے کہاں جا کے رکوں
کوئی صحرا ہو کہ پھولوں کی روش ہو کہ سراب
مجھ کو لینے کے لیے تم وہاں موجود رہو

افسانہ

تلاش

ڈاکٹر مسعود عالم ملک

لیکن یہ سطر کچھ تو کہتا ہی ہے، مگر تاریکی ـــــ اُف! گھنگھور اندھیرا۔ ! ہونٹوں پہ مسکراہٹ اور کرب کا انوکھا سنگم! گہری گہری نظروں سے پڑھتا گیا ـــــ پیشانی پہ سلوٹیں ابھریں، یکسوئی اور انہماک کا ایک پر اسرار سماں! بادِ نسیم کا ایک فرحت بخش جھونکا ـــــ کھڑکیوں سے سرعت سے آکر گذر گیا۔ کتاب کے اوراق بکھر گئے گوتم بدھ کا مجسمہ ذرا سا لڑکھڑا سا گیا ـــــ شانتی! شانتی ـــــ کہیں بھی تو نہیں ـــــ! گھڑیال نے صبح کے ٹھیک دس بجائے۔ تیزی سے اٹھا، ناشتہ کیا اور آفس چلا گیا۔

شام کو آفس سے لوٹتے وقت وہ کسی کافی ہاؤس میں ضرور جاتا۔ ایک کپ کافی اور سگریٹ کا لامتناہی سلسلہ ـــــ! پھر! کچھ بسکٹ اور چاکلیٹ اپنے تینوں چھوٹے چھوٹے بچوں کے لیے لے لیتا۔ اُف! کتنے معصوم اور خوبصورت ہیں یہ بچے۔ اور ان سے بھی زیادہ دلکش و دلفریب کہکشاں تھی جس نے اس کی زندگی میں بھرپور رعنائیاں بھر دی تھیں۔ اور کیا چاہیے تھا اسے! شادابی کی رمق کبھی کبھی اتنی تیز ہو جاتی کہ مسرتوں سے وہ جھوم سا جاتا اور رات کی سیاہ زلفیں اس کی چوڑی چکلی چھاتی پر اس طرح بکھر جاتیں کہ رات کے جادو میں وہ گم ہو جاتا ـــــ زندگی رقص کرنے لگتی پھر پھر سو جاتا۔ شب کے پچھلے پہر اٹھ جاتا اور کتاب میں غرق ہو جاتا، لڑکھڑایا مجسمہ پھر ایستادہ ہو جاتا۔ تلاش، تلاش ـــــ! تاریکی ـــــ! تاریکی ـــــ! صرف تاریکی ـــــ!

اندھیرے کا پڑاؤ دھیرے دھیرے سرکنے لگا اور کھڑکی کے پردے سے آگے ہوئے سورج کی چھنتی ہوئی نرم و گداز کرنیں اوراق پر جھلمل کرتی آنکھ مچولی کرنے لگتیں ـــــ! اس کی رگوں میں ایک سرور سا بھر جاتا ـــــ! سکون ـــــ! نہیں! نہیں ـــــ! موت کا دوسرا نام سکون ہے ـــــ پھر آنکھوں کی جھیل میں ایک چھوٹی سی کشتی ہولے ہولے لہرانے لگتی ـــــ کہکشاں اور ساجد ـــــ مسکراہٹ! انوکھی مسکراہٹ ـــــ پچھلے چار برس کے مناظر جھلملانے لگے ـــــ تین پھول ـــــ زندگی ہی زندگی ـــــ! چہرے پر سرخی سی رینگ گئی ـــــ سگریٹ کے مرغولوں میں کھو سا گیا اور ان مرغولوں نے غالبؔ کا دیوان سامنے رکھ دیا۔ سکون سا ملا۔ پھر ساجد بکھر سا گیا "عراق نے ایران کا سب سے بڑا پٹرول کا ٹینک بموں سے اڑا دیا، ہزاروں انسان ہلاک ہو گئے"، سامنے میز پر جلی حروف سے لکھا اخبار پڑا تھا۔ اُف! تیزی سے اخبار پڑھتا گیا۔ قدرت کا اپنا انتقام ہے۔ تقویت ملی، سکون ملا۔ پھر جھینک سا گیا۔ بکھر جانے کی کیفیت پر حاوی ہو گیا اور ساجد کہکشاں اور بچوں کے ساتھ اتوار منانے کی غرض سے باہر نکل گیا۔ دن بھر ادھر اُدھر سبھوں کے ساتھ گھومتا رہا۔ تجزیاتی نظریں ادھر ادھر پھسلتی رہیں۔ ایک ایک کیفیت سے نکل کر دوسرے کیفیت میں داخل ہو جاتا۔ دماغ کا بوجھ ہلکا ہوتا گیا۔ لگے ہاتھ ان لوگوں نے ایک فلم بھی دیکھ لی۔ دماغ ایک دم ہلکا ہو گیا ـــــ! فلم دیکھنے کے بعد رکشے کے چکر میں پڑ گیا۔ سوچا، رکشہ پانا جوئے شیر کے مترادف ہے۔ اپنے چھوٹے سے کارواں کے ساتھ کچھ دور پیدل چلنے لگا۔ ایک کھمبے کے قریب بجلی کے کھمبے سے ایک مریل سی عورت پھٹے چیتھڑے کپڑے میں ملبوس پانچ چھ بچوں کے ساتھ نظر آئی۔ وہ دل ہی دل میں کڑھ گیا اور اپنے فلیٹ کے سامنے ایک مریل سی کتیا کی یاد آ گئی جس کی چھاتی سے چھ سات بچے ہر دم لگے رہتے ـــــ! اُف! عورت! قدرت کا ایک حسین عطیہ ـــــ ایک کربناک المیہ ـــــ!!!

کارل مارکس کے نظریات سے الجھتے الجھتے سو گیا۔ دوسرے دن پھر یکسوئی سے پڑھنے لگا۔ وہ کچھ کھوج رہا تھا۔ گمنامی ـــــ! تو جاؤں تو کہاں جاؤں ـــــ! شام کا سایہ پھیلنے لگا۔ ایک جھٹکے سے کتاب پرے رکھ دی اور باہر نکل آیا۔ بنفشہ کے شگفتہ پھول کی خوشبو سے اس کا مکمل وجود معطر ہو گیا لگا۔ ذہن کو خنکی سی ملی ـــــ وارفتگی شوق میں وہ پارک میں چکر لگانے لگا رنگ برنگے پھولوں سے لطف اندوز ہوتا رہا۔ ہر پھول ایک کہانی تھا۔ ایک کھلی ہوئی داستان حیات تلاش پھولوں کی مسکراہٹ نے کچھ دیا کچھ لیا۔ اور پھر واپس چلا آیا۔ ڈارون اس کی گردن پر سوار ہو گیا۔ اوہ ـــــ! انسان اور بندر

—— ! مگر گھپ تاریکی —— گھنگھور اندھیرا —— کولمبس نے امریکہ تلاش کر لیا اور میں تشنہ کام ہی ہوں —— مگر کیسے اور کیوں —— !

پھر کالیداس کا پیکر آیا۔ تیزی سے سگریٹ سلگائی —— دھوئیں کے لچھوں میں وہ بھی گم ہو گیا اور ساجد تنہا رہ گیا —— اس وسیع و عریض دنیا میں —— ! ارسطو اس کے وجود پر چھانے لگا اور مسلسل بہت دنوں تک پڑھتا رہا۔ ایک بار سریندر نے اسے ٹوکا "یار! ساجد! کوئی تھیسس لکھ رہے ہو کیا؟" پھیکی سی مسکراہٹ ہی اس کا جواب تھی —— ! مہینوں سے سریندر حیرت میں تھا کہ آخر معاملہ کیا ہے! ساجد چاہتا کیا ہے —— ! مگر ارسطو بھی اسے نہ دے سکا۔ جب تک فلسفۂ حیات سے دودھ کی نہر نکالنا چاہتا تھا۔ ہاں دودھ! انسانی زندگی کے لیے اشد ضروری ہے —— ! لیکن اب وہ دودھ کہاں —— !

ورڈ سورتھ کو پڑھا۔ وہ قدرت کی مصوری شاعری کے روپ میں کرتا تھا۔ اسے قلبی سکون ملا۔ ذہنی تناؤ کم ہوا۔ چہرے پر شادابی آنے لگی۔ کہکشاں کہکشاں ہنستی گئی اس کی تھکی تھکی سی راتیں اور اداس لمحے پر شباب ہونے لگے۔ ہر سو نور ہی نور، خوشی ہی خوشی، گلاب ہی گلاب —— ! واہ رے! ورڈ سورتھ ! پھر وہ سوچتا "میں بھٹک گیا ہوں، کہیں میری کھوج اس شاعر کے پھولوں میں گم نہ ہو جائے —— !"

نرالا کو پڑھا اور خوب پڑھا —— آنکھیں خوشی سے جگمگانے لگیں اور پھر روح سہمی اندھیارے میں کراہ اٹھی۔ کرشن چندر کے افسانے زندگی بخشنے لگے —— بہت سارے افسانے کئی کئی بار پڑھے اور تلاش اور کبھی ختم نہ ہونے والی تلاش اس کا پیچھا کرتی رہی —— چیخوف اور ٹالسٹائی کے افسانے اور ناول اسے کچھ دیتے مگر بار بار بکھر جاتا۔ جیسے اس کا مقدر بن چکا تھا —— !

میکسم گورکی کی کتابیں اسے بے تاب کر دیتیں اور اپنی رگوں میں خون کے دوران کے متعلق سوچتا —— یہ کیسا خون ہے —— ! کہاں جاؤں اور کیا کروں —— اُف ذہن پراگندہ ہو چکا ہے —— ! دفعتاً ریڈیو سے یہ آواز ابھری "الجیریا میں زبردست زلزلہ آیا۔ ہزاروں انسان ہلاک، ایک شہر مکمل کھنڈر بن گیا"۔ اس خبر نے اسے پتھر بنا دیا —— قدرت کا اپنا خاص نظام ہے —— تنقیدی اور تجزیاتی نظریے تلملا گئے —— پھر کہاں جاؤں —— ! اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ چودھویں کا چاند اپنے آب و تاب کا مکمل اظہار کر رہا تھا۔ ہر سو چاند کی چادر سی پھیلی تھی۔ آنکھیں مسرت سے مخمور ہو گئیں، اور ملٹن کے رومانی اشعار اس کے رگ و پے میں نئے رنگ احساسات اور ہیجان پیدا کرنے لگے۔ پُراسرار چاندنی، پراسرار تلاش اور پراسرار گردشِ دوراں واقعی ملٹن کتنا بڑا شاعر تھا —— ! کچھ دیر کے بعد کہکشاں کی زلفیں اس کے بازوؤں پر پھیلنے لگیں —— زندگی ہی زندگی تین پھول، ایک مالی اور ایک مالن —— اور کیا چاہیے تھا اسے —— !

کچھ دنوں سے کتابیں پڑھنے کا سلسلہ کچھ دھیما پڑ گیا تھا۔ ویش آزاد ہوا، سکون ہی سکون —— مگر سکون کہاں پر تھا اس کا سراغ نہ مل سکا —— !!! گاندھی جی کا آدرش

یکم دسمبر ۱۹۸۱ء

محض آدرش ہی رہا —— غلامی کی زنجیروں کا صرف روپ بدل گیا۔ انسان بدل گیا۔ کھانے پینے کی چیزیں بدل گئیں، بھاؤ بڑھ گیا —— کڑوا تیل سترہ روپے کلو، چینی دس روپے کلو اور کراسن تیل چار روپے لیٹر اور چاول ایک سو بیس روپے من —— جی چاہتا ہے ان کتابوں کو جلا دوں —— ان نوٹوں کو جلا دوں جو میرے ہاتھ میں ہر ماہ بارہ سو روپے کے روپ میں آتے ہیں پھر اس خاندان کا کیا ہوگا —— !!!

اب اس نے گیتا کا ترجمہ پڑھنا شروع کیا اور پڑھتا ہی گیا۔ راماین بھی پڑھنے لگا۔ مگر کچھ بھی تو نہ ملا۔ بائبل پڑھا۔ اندھیرا ہی اندھیرا —— گھٹن ہی گھٹن —— !!! قرآن شریف اور حدیث پڑھا اور مسلسل کئی دنوں تک پڑھتا گیا۔ سکون تو ملتا مگر اندھیارے کی بھول بھلیوں میں گم ہو جاتا اور اس کی کھوج محض کھوج بن کر رہ جاتی۔ کہکشاں بار بار پوچھتی کہ آپ کس چیز کی تلاش میں ہیں اور صرف وہ مسکرا کر رہ جاتا —— !

"ایک مسالہ ڈوسا اور ایک کپ کافی"، اس نے آفس سے چھٹنے کے بعد کیفے کے بیرے کو آرڈر دیا۔ کافی پر اس نے کتنی سگریٹیں نچھاور کر دیں۔ جسمانی اور ذہنی اعصاب پر غنودگی سی چھانے لگی۔ بیرے نے سامنے بل رکھ دیا۔ "ساڑھے تین روپے" ایں! ایسا کیوں؟ وہ ہکلایا۔ بیرے نے کہا "بابو جی! ہر چیز کی قیمت آسمان کو چھو رہی ہے"

وہ زیر لب بڑبڑایا "اسی لیے تو ڈیڑھ روپے کے بل نے اچانک ساڑھے تین روپے کا روپ دھارن کر لیا" —— !!! اس نے بل ادا کیا اور تھکے تھکے قدموں سے باہر آ گیا۔ یعنی بارہ سو روپے کے متعلق بہت سنجیدگی سے سوچنے لگا۔ کھانے پینے کی عام چیزوں کی قیمتوں کا یہ حال ہے تو کیا کیا ہوگا —— میرے یہ بچے جب کل سیانے ہوں گے تو تیل گھی وغیرہ طرح کی چیزوں کے صرف نام سنیں گے اور محض کہانی سمجھ کر مسکرائیں گے اور نہ جانے وہاں تک پہنچتے پہنچتے جسم پر کپڑے بھی ہوں گے کہ نہیں۔ برطانیہ کا سورج ایک زمانے تک غروب نہ ہوا مگر گردشِ فلک نے کیسے بجھتا ہے آج تک —— ! دنیا کے سارے تماشے سارے خون خرابے دو طرح کے آہنی ہاتھوں سے ہوتے ہیں! ہر جگہ نفرت ہی نفرت کے پودے لگائے جاتے ہیں —— اور ہر جگہ انسان سب کچھ جان کر بھی جاننا نہیں چاہتا اس لیے کہ ان دو قوتوں کے آہنی پنجے اتنے زبردست ہیں کہ انسان خود کو مجبورِ محض سمجھتا ہے —— ! نپولین کا خواب تشنہ رہا، ہٹلر کا خواب زہر کے پیالے میں سسک کر رہ گیا تو پھر ان دونوں آہنی ہاتھوں کا کیا ہوگا —— ! یہاں تک پہنچتے پہنچتے اس کے ذہن کو جیسے کہ ایک روشنی سی ملی۔ اور وقت کی پکار اور تقاضے اس کے شعور اور لاشعور کے تاریک گوشوں کو منور کر گئے —— اور خوشی خوشی آپریشن تھیٹر سے باہر نکل آیا —— !!!

(پٹنہ سے نشر)

ڈاکٹر مسعود عالم ملک
مہس بلاک، ڈاکخانہ مہس
بلہ بی چمپارن بہار

سرابوں کا سفر

ڈاکٹر سخاوت شمیم

سوچی ہوئی تقدیر سے وابستہ خموشی
جیسے مرے اعصاب پہ خوش رنگ قبا ہو

تتلی کے پروں کی طرح نازک سی امنگیں
کھلتے ہوئے پھولوں کا پتہ پوچھ رہی ہیں
ٹھہرے ہوئے پانی پہ ابھرتی ہوئی لہریں
ساحل کی تمنا میں کئی بار اٹھی ہیں

منزل کا پتہ دیتے ہوئے میل کے پتھر
اب گرم نگاہوں سے پگھلتے بھی نہیں ہیں
وہ راستے جن پر کبھی اک شور بپا تھا
آواز سے قدموں کی تھرکتے بھی نہیں ہیں

پیڑوں سے ابھرتی ہوئی کونپل کا ہرا پن
رنگینی بکھیرے مرے آنگن میں کہاں تک
پھیلی ہوئی خاموش سیاہی سے گزر کر
تاروں کا سفر رات کے دامن میں کہاں تک

چاہت کے ارادے، تری قربت کا تصور
بیتا ہوا ہر پل مرے خوابوں کا سفر ہے
میں دور بہت دور چلا آیا ہوں لیکن
خاموش تمنا تو سرابوں کا سفر ہے

میں دیکھ رہا ہوں کہ تری مانگ سمٹ کر
اک نقطۂ موہوم بنی جاتی ہے پھر بھی
سوچی ہوئی تقدیر سے وابستہ خموشی
جیسے مرے اعصاب پہ خوش رنگ قبا ہو

(بجھ پور سے)

افسانہ

ھمت کا مسافر

ظفر حبیب

احسن لطف اللہ ایک طویل نام تھا جسے پیار سے مختصر کرکے لطفی بنا دیا تھا۔ پیار کی یہی تو خرابی ہے جو عام طور پر بوالعجبی بنی رہتی ہے۔ یہ کبھی اس قدر پھیل جاتا ہے کہ حیات و کائنات اس کے دامن میں پناہ لے لے اور کبھی اتنا سکڑ جاتا ہے کہ نام کی وسعت بھی برداشت نہ کرسکے۔ لطفی ایک مختصر نام تھا جو پیار کی یادگار کی حیثیت رکھتا تھا لیکن اس اختصار میں جہان بھر کی کشادگی محصور تھی ـــــ ایم۔ اے۔ میں ٹاپ نہ کرسکنے کے فوراً بعد لطفی کا ہائی اسکول میں ملازمت اختیار کرلینا اس کے احباب کو بےحد گراں گذرا تھا۔ پیار کے پیکر دوستوں نے کہا تھا کہ وہ کسی دوسرے سبجکٹ میں ایک بار پھر امتحان دے کر ضرور ٹاپ کرے گا۔ لیکن لطفی خود کو اس کے لیے تیار نہ کرسکا چنانچہ اسکول میں معلمی کرنے کے لیئے اس نے اپنے آپ کو اسکول کی چہار دیواری میں داخل کرلیا۔ ملازمت کے چند دن بعد ہی ہر زبان پر اس کا چرچا اس کی کامیابی کا پہلا قدم تھا۔ رازداں بیگم اس اسکول میں شعبۂ اردو کی تنہا معلمہ تھیں جو انگنت ہنگامہ خیزیوں کی تمنا لیے خاموش اور پرسکون زندگی گذار رہی تھیں صنفی تقاضے کے تحت تنہا کچھ کرنے سے معذور تھیں۔ وہ متلاشی تھیں کسی ایسی ذات کی جسکی معیت میں کچھ کیا جاسکے لطفی کا اسکول کی ملازمت میں داخل ہونا شروع شروع میں انھیں اچھا نہ لگا۔ صرف اس لیئے کہ لطفی کی رعنائی اور دلکشی اسکول کے ماحول کو مرتعش کرسکتی تھی۔ اور ہوا بھی کچھ ایسا ہی اسکول کی تقریباً تمام معلمہ اس کی گرویدہ و شیدا ہوگئیں۔ طالبات میں لطفی صاحب کا ذکر انتہائی شدومد سے ہونے لگا ہر کوئی بجائی جان کا تذکرہ کرکے ہی اپنے آپ کو مسرور کرنے کو مجبور تھی۔ اسکول کھلنے کے چند ماہ بعد بزم ادب کا سالانہ جلسہ کرنے کی نوبت آئی تو رازداں بیگم نے ایک بار پھر خود کو تنہا محسوس کیا۔ مجبوراً لطفی پر ان کی نگاہ پڑی جو اب تک اسکول کی تمام سوسائٹیوں کا رکن بن چکا تھا اور اپنی ذمہ داریاں بخوبی نباہ رہا تھا۔ رازداں بیگم نے ایک دن لطفی سے پوچھا "آپ نے اپنا کیریر بنانے کے لیے کچھ دن انتظار کیوں نہیں کیا آپ کو کسی نہ کسی کالج میں ضرور جگہ مل جاتی"۔

"بیگم صاحبہ! وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا۔ پھر میں وقت کا انتظار کیوں کرتا؟ اس میں انتظار کی کون سی بات تھی۔ ہاں تھوڑی دوڑ دھوپ کرنا پڑتی"۔ "بیگم صاحبہ شاید آپ یہ بھول رہی ہیں کہ زندگی کا تلاطم خیز سمندر پار کرنے کے لیے چھوٹی چھوٹی ندیوں میں تیرنا سیکھنا پڑتا ہے۔ میں ان نوجوانوں کی طرح نہیں جو بلندی کا خواب دیکھتے ہیں لیکن پستی سے آنکھ ملانے کی جرأت نہیں رکھتے۔ بلندی کا راستہ پستی ہی سے تو ہو کر گذرتا ہے"۔

ان باتوں کے بعد رازداں بیگم کو لطفی کے کردار کا اندازہ ملنے لگا تھا۔ اور اسی لیے بزم ادب میں ان کی شمولیت بیگم کے لیے ہچکچاہٹ کا سبب نہیں رہی تھی۔ یہاں تک کہ اسکول کی تاریخ کا وہ حسین دن آ ہی گیا جب بزم ادب کے جلسہ کی تعریف میں شہر کا ہر ذی ہوش رطب اللساں تھا۔ دراصل یہی پہلا دن تھا جب لطفی نے مستقبل کے منصوبوں کا خاکہ عوام کے سامنے کھل کر رکھا تھا۔ عوام نے تالیوں کی گڑگڑاہٹ میں ان منصوبوں کا پرجوش خیرمقدم کرتے ہوئے بھرپور تعاون کا وعدہ کیا تھا جس سے لطفی کے جذبۂ عمل کو اشتعال ملی اور بیگم صاحبہ کو لطفی کو سمجھنے کا کچھ اور موقع بھی ملا۔ بیگم صاحبہ لطفی کے خیالات سے قطعی طور پر متفق تھیں۔ انھیں شدید احساس تھا کہ انسانیت بھوکوں سے کراہ رہی ہے جو سیاست، معیشت اور ثقافت کے نام پر اسے لگائے گئے ہیں۔ ایک ہمہ گیر انقلاب کے بغیر انسانیت کی مسیحائی کرنا محال ہے۔ لیکن اس انقلاب کی زد میں آنے والے جابروں اور ظالموں کے مقابلہ کے لیے ایک مرد آہن کی ضرورت ہے۔ لطفی کلبلاتی انسانیت کی پرسکون سطح پر ابھرنے والا مرد آہن انھیں نظر آیا جو معاشرے کے ہر بدعنوان شخص کو احترام اور آدمیت کا سبق سکھانے میں مصروف تھا۔

لطفی اس بات پر یقین رکھتا تھا کہ معاشرہ کو نئی زندگی عطا کرنے کے لیے افراد میں حیات نو کی روح پھونکنا ضروری ہے اور یہ روح اس وقت مناسب فضا میں بالیدگی حاصل کرے گی جب انسانیت کا پہلا مکتب اخلاقیات کے رنگ و روغن سے مزین کر دیا جائے گا۔ وہ یورپ کی طرح علم و ہنر کی روشنی پھیلاکر اپنے ظلمات کو چشمۂ حیواں نہیں بنانا چاہتا تھا۔ اسے ایشیائی ثقافت اور ایشیائیوں کے مزاج کا علم تھا۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اس کی اپنی سرزمین ان تمام ثقافتوں کا سنگم ہے اور اس لیے اس سنگم پر وہ انقلاب کا نیا محل بنانے کے لیے ایک مدرستہ البنات کی بنیاد ڈال چکا تھا جس کے لیے اسے ہر طرف سے خطیر رقمیں بھی مل رہی تھیں اور تحسین و آفریں بھی رازداں بے حد نڈھال تھیں۔ ان کا گھرانہ فلاکت زدہ تھا۔ بوڑھے والدین اور چند عزیز بھائیوں کی ذمہ داری لیے وہ قبل ورد بےچین اور معتوب زندگی گذار رہی تھیں۔ ذمہ داری کے اس بوجھ نے ان کے چہرے کی مسکراہٹ رہن رکھ لی تھی لیکن ان ذمہ داریوں سے بھی بڑی ذمہ داری لطفی نے اس کے سر پر رکھ دی۔ مدرستہ البنات کی ساری انتظامی ذمہ داری اس کے لیے کافی تھی کہ رازداں کو ضعیف و نزار کر دے لیکن لوگ حیران تھے کہ کل تک بجھی بجھی رہنے والی رازداں آج جوان تر ہوتی جا رہی ہے۔ یہ رعنائی و برنائی اس شام اپنے نقطۂ عروج کو پہنچ گئی جب رازداں شہر میں ایک نئے ثقافتی مرکز کا افتتاح کرتی ہوئی اعلان کر رہی تھی کہ لطفی صاحب کو اب ایک مالی ادارہ کھولنا ہے جو سود کی لعنتوں سے پاک ہو اور غریبوں کے لیے راحت رساں اس لیے ثقافتی مرکز کی ذمہ داری کوئی دوسرا شخص قبول کرے ـــــ اس خدمت کیلئے پیش کردہ ناموں کی طویل فہرست دیکھتے ہوئے لطفی بےحد خوش تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

(پٹنہ سے نشر)
ظفر حبیب
صدر شعبۂ اردو
اے۔ پی۔ ایس۔ ایم۔ کالج
برونی ۸۵۱۱۱۲ (بہار)

راکھ تلے

بدر ایچ خان

نہیں نہیں ــــ آٹھ نو سال کا تو نہیں۔ لیکن ہاں ــــ میں قریب پانچ سال کا تھا کہ میری آنٹی نے ایک کتاب لکھی اور میری ماں سے یہ وعدہ کیا کہ میرے بڑے ہونے پر یہ کتاب مجھے پڑھنے کے لیے دی جائے گی۔ کیونکہ جب ہی تک یہ مکمل ہوگی اور اس وقت تک ہی میں اس قابل ہو سکوں گا کہ یہ سمجھ سکوں کہ کتاب کا اصل مفہوم کیا ہے اور خود کتاب کیا ہے۔ جس وقت آنٹی میری ماں سے یہ وعدہ کر رہی تھیں اس وقت میں ان لوگوں کے قریب ہی بیٹھا امتحان کی فکر سے بے فکر پڑھائی کی سوچوں میں منہمک تھا۔ آنٹی کا وعدہ سنتے ہی میں نے اپنی صاف ستھری تختی پر مغرور انداز میں سطریں کھینچنا شروع کر دیں۔ تب ہی سے مجھے اپنی اہمیت کا احساس ہونے لگا۔

کتاب کے اوراق میں اضافہ ہوتا رہا۔ اور ادھر میرے اندر اس کو پڑھنے کا اشتیاق تندرست ہوتا گیا۔ میری چاہت مجھے گھنٹوں بیٹھ کر یقین دلاتی کہ ایک روز یہ کتاب ضرور پایہ تکمیل تک پہنچے گی۔ اور پھر یہ کہ اس کو پڑھنے والا صرف اور صرف ــ میں ہوں گا ایسا لگتا تھا اور ایسا لگتا کیا تھا بلکہ میرا یقین ہے کہ اس کے ایک ایک ورق کا ایک ایک لفظ میری نگاہوں کے لیے منتظر اور مضطرب رہتا تھا۔ شاید اسے بھی معلوم تھا کہ صحیح معنوں میں اسے پڑھنے والا صرف میں ہی ہوں۔

لمبے گھنٹوں کی آغوش میں دم توڑتے رہے اور گھنٹے دنوں سے گلے ملتے رہے اور پھر مہینوں کی بلندی سے گر کر سالوں کی پستی میں خودکشی کرتے رہے لیکن ان میں سے ہر ایک کی زندگی اس کتاب کے ہر ایک لفظ سے منسلک تھی۔

میری چاہت، میری دیوانگی اس کے لیے بڑھتی گئی اور ایک دن میں اس کی نظروں کے سامنے بڑا ہو گیا اور وہ میرے دیکھتے دیکھتے مکمل ہو گئی۔ میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ ابھی مجھے اس کتاب کو چھونے کی بھی اجازت نہیں دی گئی۔ صرف دور سے دیکھنے کا حق حاصل تھا۔ کیونکہ اس پر ابھی سرخ جلد چڑھنا باقی تھی۔ اور ویسے بھی اس ادب کو جاننے کی لگن نے مجھے کافی حساس و شائستہ بنا دیا تھا کہ اس کو چھونے سے میرا دل خود پرہیز کرتا رہا۔ کبھی کبھی دل چاہتا تھا کہ آنٹی سے لڑوں اور کہوں کہ اب کتنا وقت اور لگائیں گی اس پر جلد چڑھوانے میں۔ لیکن آنٹی اور ماں کی باتیں چوری چوری سن کر اتنا ضرور معلوم تھا کہ وہ وقت بہت قریب ہے۔

لیکن ایک روز وہ ہوا جس کے لیے میں نے کبھی ایک لمحے کے سوویں حصے میں بھی نہیں سوچا تھا۔ ہوا یہ کہ آنٹی اور ماں آپس میں کچھ باتیں کر رہی تھیں۔ قریب ہی کمرے میں وہ کتاب میرے سامنے تھی۔ بے داغ سفید کپڑوں میں کتنی پاکیزہ اور معصوم لگ رہی تھی وہ۔ میں نہ جانے کب سے نظروں نظروں میں اس سے سوال کرتا رہا اور وہ نہ جانے کب تک خیالوں میں جواب دیتی رہی۔ اچانک میں بلکہ وہ کتاب بھی دائرہ نما ہواؤں کی زد پر پھڑپھڑا اٹھی ــــ میں چونک گیا۔ دراصل آنٹی کی باتیں کیا تھیں سیاہ آندھیوں کا شور تھا۔ جس نے کمرے کی انتہائی نم اور پُرسکون فضا کو بے قرار کر دیا۔ یہ ہوائیں وہ چراغ بجھانے لگیں جس سے میں اپنی کتاب کو چپکے چوری پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ گرم ہواؤں کی جھڑپ سے وہ شمع تھرتھرانے لگی اس کے پگھلے موم کا ایک قطرہ پر ٹپکا۔ پھر کسی خوبصورت ہاتھ نے قطرہ چھپا لیا۔ ایک قطرہ اور ٹپکا اور انگوٹھی کے نگ کی جگہ مخروطی انگلی پر جڑ گیا۔ آنٹی کہہ رہی تھیں کہ سنا ہے تمہارے صاحب زادے اس قدر کے بالغ ہوتے ہیں کہ کلاس کی بیشتر کتابیں پڑھ چکے ہیں۔ اور ابھی بھی "نشاط" نام کی ایک کتاب ان کے پاس ہے جس کی مصنفہ میری دوست ہے۔ اس لیے ان کے پاس اتنا وقت کہاں ہے کہ میری لکھی ہوئی کتاب پڑھ سکیں۔ یہ سازش آنٹی کی ان دوستوں کی تھی جن کے شاہکاروں کو ان کے کافی اصرار پر بھی میں نے پڑھنا نہیں چاہا۔ وجہ صرف یہ تھی کہ میرے ضمیر نے کبھی آنٹی کے احساس اور یقین کو ٹھیس پہنچانی نہیں چاہی۔ اس کے علاوہ آنٹی کا خیال تھا کہ اپنی تخلیق کو کوئی غیر ملک لے جائے اور وہاں تمام عمر اس کا مطالعہ کرتا رہے۔ بہرحال آنٹی ماں سے یہ سب کہنے کے بعد کھڑی ہوئیں اور اپنی کتاب اٹھا کر لے گئیں۔ میری خوددار طبیعت ماں کو آنٹی کا انداز گفتگو ایک آنکھ نہ بھایا اور نہ ہی انھوں نے اس موضوع کو کبھی درمیان میں لانے کی کوشش کی۔ کیونکہ وہ آنٹی کی ضدی فطرت سے اچھی طرح واقف تھیں۔ علاوہ اس کے کہ زیادہ صفائی میرے لیے تکلیف کا باعث ہوتی۔ بہرحال وہ کتاب مجھ سے چھین لی گئی۔ اور ایک دن میری نظروں کے سامنے ایک ایسے شخص کو دے دی گئی جس کی آنکھوں کی روشنی بے انتہا کم تھی۔ مجھے آنٹی سے یہ شکایت نہیں کہ وہ کتاب انھوں نے مجھے کیوں نہیں دی مگر کم از کم ایسے شخص کو تو دیتیں جس کی آنکھوں کی روشنی تو کافی ہوتی۔ آنٹی نے نہ جانے کیا دیکھا۔ ایسے لوگ جب زیادہ قابل ہو جاتے ہیں تو بے حسی کو بھی شائستگی سمجھ بیٹھتے ہیں۔ خیر وہ کتاب لے گیا اور اس الماری میں لے جا کر ڈال دی جہاں پہلے سے ایک کتاب موجود تھی۔ آنٹی کی کتاب غیر ممالک تو کیا۔ یہاں بھی انسانی نظروں سے محروم رہی۔ اور پھر الماری کی گھٹن سے اس کا وجود پیلا اور خستہ ہو گیا اس کے ایک ایک ورق کو دیمک چاٹ گئی۔

میرے پاس سے وہ کتاب چلی گئی لیکن میرے اندر کا انسان اسے اب بھی دل کے صحیفہ میں سجائے بیٹھا ہے۔ کوئی صبح ہوتی ہے وہ رحل اٹھاتا ہے۔ ہونٹوں کو جنبش دیے بغیر مطالعہ کرتا ہے۔ اور نہ جانے کون سی صبح ہوتی ہے۔ رحل رکھی رہتی ہے۔ کتاب رکھی رہتی ہے اور وہ سو جاتا ہے۔ لیکن چونکہ اب اس پر میرا کوئی حق نہیں۔ اس لیے میں نے اپنے اندر کے انسان سے تمام اوراق صاف کرا دیے ہیں لیکن حروف کے نشانات اپنی جگہ قایم ہیں جو لاکھ جتن کے باوجود بھی امٹ ہیں۔

جب کبھی بھی میرا قلم کسی ورق کی نازک حالت دیکھ کر نشتر لگانے کی کوشش کرتا ہے تو یا تو آر پار نکل جاتا ہے یا پھر روشنائی دوا کی طرح کاغذ کی رگوں میں دوڑ تو جاتی ہے لیکن تیزاب کی طرح رگیں گلا دیتی ہے۔ اور اب یہ اوراق اس قابل بھی نہیں کہ میری تو کیا اپنی بھی داستان کا بوجھ اٹھا سکیں۔ اس وقت ان اوراق کو اکٹھا کر کے بیٹھا تھا کہ ان پر کچھ لکھوں اور پرانے نشانات چھپا دوں۔ لیکن . . . نہیں

آج میں اپنے ہوش میں کہاں ہوں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے اس کتاب کو ردی کی طرح آگ میں جلتے دیکھا ہے۔ میں آج غصے اور تکلیف سے پاگل ہو گیا ہوں۔ میری آنکھوں میں کالا خوف اتر آیا ہے۔ میرے ضبط کا بندھ ٹوٹ چکا ہے۔ اور اب یہ خوف ہر دم ٹپکے گا۔ ہر پل ٹپکے گا۔ اگر کوئی بچا سکے تو بچا لے دنیا کی تمام سفید کتابوں کو اس سیاہ خون کے قطروں سے داغدار ہونے سے۔

(اردو سروس سے)

بدر ایچ خاں
۳۰۸۔ لطیف منزل
سرائے رحمٰن، علی گڑھ ۲۰۲۰۰۱

اردو سروس

پہلی مجلس

میڈیم ویو: ۲۳، ۳۲۶ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو: ۴۱، ۴۸ میٹر (۶۱۶۰ کلو ہرٹز)

صبح
۵-۴۳ سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
۵-۴۵ صبح گاہی
۶-۱۵ خبریں
۶-۲۵ شہر صبا
۷-۰۰ پرانی فلموں سے
۷-۲۰ شمع فروزاں
۷-۲۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۳۰ ساز سنگیت (سازینہ)
۷-۴۵ گزشتہ شب ۴۵-۸ کی دوبارہ نشریات (بجز جمعہ)
جمعہ: ہم سے پوچھئے (I، III، V)
اب کی بار (II، VI)
۸-۰۰ آپ کی فرمائش
۸-۲۰ تاریخ ساز
۸-۲۵ آپ کی فرمائش (جاری)
۹-۰۰ آج کی بات (بجز جمعہ اور اتوار)
جمعہ/اتوار: آؤ بچو!
۹-۰۵ آپ کی فرمائش (جاری)
(بجز جمعہ/اتوار)
۹-۱۵ لوک سنگیت (بجز جمعہ/ہفتہ/اتوار)
جمعہ/اتوار: آؤ بچو!
ہفتہ: گیت اپنے دیش کے
(حب الوطنی کے نغمے)
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی (بجز جمعہ/ہفتہ/اتوار)
جمعہ: آپ کے خط آپ کے گیت
ہفتہ: ہلکی کلاسیکی موسیقی
اتوار: چلتے چلتے
۱۰-۰۰ اختتام

دوسری مجلس

میڈیم ویو: ۳، ۴۲۷ میٹر ۷۰۲ کلو ہرٹز)
میڈیم ویو: ۱۱، ۲۸۰ میٹر (۱۰۷۱ کلو ہرٹز) شارٹ ویو: ۱، ۳۱ (۹۶۷۵ کلو ہرٹز)

دوپہر
۱-۵۸ سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
۲-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
۲-۰۲ خبروں کا خلاصہ
۲-۰۷ اتوار: آپ کا خط ملا
پیر: دھنک (I)
نگاہِ انتخاب (III، V)
فلمی قوالیاں (II، VI)
منگل: بھگتی گیت (I، III، V)
میری نظر میں (II، IV)
بدھ: ہلکی کلاسیکی موسیقی
جمعرات: دھوپ چھاؤں
جمعہ: سات سوال
ہفتہ: گیتانجلی (I، III، V)
گیت آپ کے شعر ہمارے
(II، IV)
۲-۳۰ اتوار: گیتوں بھری کہانی (I)
محفل (II)
مشاعرہ (III)
غیر فلمی غزلیں (IV)
رنگ محل (V)
پیر: دھنک (I)
نگاہِ انتخاب (III، V)
راگ رنگ (II، IV)
۲-۳۰ منگل: نغمہ و تبسم
(I II IV)
گیت سے گیت (III، V)
بدھ: بزم خواتین
جمعرات: پنگھٹ (I، III، V)
یادیں بن گئیں گیت (II IV)
جمعہ: حرف و غزل
ہفتہ: بزم خواتین
۳-۰۰ اتوار: فلمی قوالیاں (I III)
غیر فلمی قوالیاں (II، IV)
رنگ محل (V)
پیر: سازینہ
منگل: نئی نسل نئی روشنی
بدھ: فلمی دنیا (I، III)
رنگارنگ (II، V)
بات ایک فلم کی (IV)
جمعرات: غیر فلمی قوالیاں
(I، III، V)
دریچہ (II IV)
جمعہ: آواز دے کہاں ہے
ہفتہ: پھر سنئے
۳-۳۰ آپ کی پسند
۴-۰۰ جہاں نما (بجز اتوار)
۴-۱۰ آپ کی پسند
۴-۳۰ تبصرہ
۴-۳۵ آپ کی پسند
۴-۵۰ خبریں
۵-۰۰ اختتام

تیسری مجلس

میڈیم ویو ۴، ۴۲۷ (۷۰۲ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو ۹۱۰۵ (۳۲۹۵ کلو ہرٹز)

رات
۷-۵۸ سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
۸-۰۰ خبریں
۸-۱۰ صدائے شام (بجز اتوار)
اتوار: آواز دے کہاں ہے
(جمعہ کی دوبارہ نشریات ۱۵-۳ بجے تک)
۸-۲۰ جہاں نما ۴ بجے کی دوبارہ نشریات
(بجز اتوار)
۸-۳۰ آبشار (بجز اتوار)
۸-۴۵ اتوار: کھیل کھلاڑی
(ایشیائی کھیلیں) (II III IV)
اردو دنیا (V)
پیر: کلام شاعر
منگل: تقریر
بدھ: شہر نامہ (I III V)
دلی ڈائری (II، IV)
جمعرات: خط کے لئے شکریہ
جمعہ: تقریر
ہفتہ: ریڈیو نیوز ریل
۹-۰۰ حسن غزل (بجز جمعرات)
ڈرامہ: (جمعرات)
(I، II، III، IV)
خواب زار (جمعرات) (V)
۹-۱۵ اتوار: گجر بن کارے
پیر/بدھ: غیر فلمی قوالیاں
منگل: علاقائی نغمے
جمعرات: ڈرامہ/خواب زار
جمعہ: افسانہ (I)
کتابوں کی باتیں (II IV)
شہ پارے (III V)
ہفتہ: نغمہ و ساز
۹-۳۰ اتوار: رنگارنگ (I V)
جمال ہمنشیں (II)
ادبی نشست (III)
دھرتی کے رنگ (IV)
پیر: ایک راگ کئی روپ (I)
داستان ایک شہر کی (II)
شکریہ کے ساتھ (IV)
ایک تھا فلم کے گیت (III V)
منگل: آئینہ (I، III)
نیچر (II IV)
ماضی کے دیار (V)
بدھ: سائنس میگزین (II V)
کھیل کے میدان سے (I III)
مشاعرہ (IV)
جمعرات: ڈرامہ/خواب زار
جمعہ: سیر و سفر
۹-۴۵ ہفتہ: نئی نسل نئی روشنی
جمعرات: سازینہ
۱۰-۰۰ خبریں
۱۰-۱۰ تعمیل ارشاد
۱۰-۳۰ اخباروں کی رائے
۱۰-۳۵ تعمیل ارشاد (جاری)
۱۰-۵۵ شمع فروزاں (صبح کی دوبارہ نشریات)
۱۱-۰۰ خبروں کا خلاصہ
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
۱۲-۰۰ خبریں
۱۲-۰۵ فلمی نغمے (بجز جمعرات)
جمعرات: پائل (فلمی مجرے)
۱۲-۳۰ آخر شب (بزم قوالی)
۱۲-۵۸ کل کے پروگراموں کی تفصیل
۱-۰۰ اختتام

اتوار یکم نومبر

صبح
۵-۵۵ صبح گاہی
۶-۲۵ شہر صبا
قوالیاں
چندن کمار، سائرہ ... اور
امیر قزلباش کا کلام

۷-۰۰ پرانی فلموں سے
۷-۲۰ شمع فروزاں
۷-۲۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۳۰ ساز سنگیت
۸-۲۰ تلمیخ ساز
۹-۰۰ آؤ بچّوں
۹-۳۲ چلتے چلتے

دوپہر
۲-۰۷ آپ کا خط ملا
۲-۳۰ گیتوں بھری کہانی
۳-۰۰ فلمی قوالیاں

رات
۸-۱۵ آواز دے کہاں ہے
گذشتہ جمعہ کی دوبارہ نشریات
۸-۴۵ کھیل کھلاڑی
ایشیائی کھیل ۸۲ء
۹-۰۰ سوز خوانی
۹-۱۵ گجر بن کا رسے
راجیش بکاری بتو
۱۰-۳۰ اخباروں کی رائے
۱۰-۵۵ شمع فروزاں (دوبارہ)
۰۰-۳۰ آخر شب
بزم قوالی

پیر ۲ نومبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
نعت و قوالی
۶-۲۵ شہر صبا
انیتا لکوار، جگر مراد آبادی کا کلام
جتندر نیازی، شوکت پردیسی کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
علاؤالدین خاں،
اسراج پر راگ سالگ براری ٹوڑی
۸-۲۰ تلمیخ ساز
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
امرناتھ، خیال بھیروی

دوپہر
۲-۰۷ دھنک
۳-۰۰ سازوں پر سنگیت
۴-۰۰ جہاں نما

شام
۸-۱۵ صدائے شام، نغمہ
۸-۲۰ جہاں نما (دوبارہ)
۸-۳۰ آبشار

۸-۴۵ کلام شاعر
۹-۰۰ سوز خوانی
۱۰-۳۰ اخباروں کی رائے
۱۰-۵۵ شمع فروزاں (دوبارہ)
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
امرناتھ، خیال یمن کلیان
علاؤالدین، اسراج پر راگ بہاگ

منگل ۳ نومبر

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
بیلا ساوید، مجاز لکھنوی اور
قیصر قلندر کا کلام
دینا ناتھ، جاں نثار اختر اور
ٹی سی کوثر کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
پنا لال چورسیہ، وائلن پر
راگ بیراگی بھیروی
۹-۳۰ کلاسیکی موسیقی
بینا پانی مشرا، خیال

دوپہر
۲-۰۷ جھگو گیت
۲-۳۵ نغمہ و تبسم
۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی

رات
۸-۰۰ تقریر
۹-۰۰ سوز خوانی
۹-۳۰ آئینہ
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
بینا پانی مشرا، خیال اور ترانہ
راگ مل گجری
پنا لال چورسیہ، وائلن پر راگ دیسی

بدھ ۴ نومبر

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
غلام مصطفٰے خاں، مخدوم کا کلام
اندرانلی ہکمہ، محمد عثمان عارف کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
ولایت حسین، شہنائی پر راگ بھیروی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
موجود حسین خاں، خیال دیسی

دوپہر
۲-۰۷ ہلکی کلاسیکی موسیقی

۲-۳۰ بزم خواتین
۳-۰۰ فلمی دنیا

رات
۸-۴۵ شہر نامہ
۹-۰۰ سوز خوانی
۹-۳۰ کھیل کے میدان سے
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
موجود حسین خاں، خیال جے جے ونتی
ولایت حسین، شہنائی پر راگ کلاوتی

جمعرات ۵ نومبر

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
کرونا بریل، عرش ملسیانی اور
ساغر نظامی کا کلام
شری رام، انشو واحدی
اور ساحر لدھیانوی کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
بدھ دتیہ مکرجی، ستار پر راگ بسنت مکھاری
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
مانک ورما، خیال اہیر بھیروی

دوپہر
۲-۰۷ دھوپ چھاؤں
۲-۳۰ پگڈنڈی
۳-۰۰ خط کیلئے شکریہ

رات
۹-۰۰ ڈرامہ
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
مانک ورما، خیال مارو بہاگ
بدھ دتیہ مکرجی، ستار پر راگ درباری
۱۲-۰۵ پائل فلمی مجرے

جمعہ ۶ نومبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
تلاوت قرآن مجید مع ترجمہ
نعت ـ نعتیہ کلام
۶-۲۵ شہر صبا
۷-۴۵ ہم سے پوچھیے
۹-۰۰ آؤ بچّوں
۹-۳۲ ایک خط ایک گیت

دوپہر
۲-۰۷ سات سوال
۲-۳۰ حرف غزل
غزلوں کا پروگرام مع تشریح

۳-۰۰ آواز دے کہاں ہے

شام
۸-۴۵ تقریر
۹-۰۰ سوز خوانی
۹-۱۵ افسانہ
۹-۳۰ روبرو
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
پنڈت منی پرشاد، خیال کرشنک دھونی
۱۲-۰۵ فلمی نغمے

ہفتہ ۷ نومبر

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
محمد ظفر، جاں نثار اختر اور
نذیر بنارسی کا کلام
ششی لتا ورک، نیر آفتی کا کلام
۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی

دوپہر
۲-۰۷ گیتانجلی
۲-۳۰ بزم خواتین
۳-۰۰ پھر سنیئے

رات
۸-۴۵ ریڈیو نیوز ریل
۹-۰۰ نغمہ و ساز
۹-۳۰ نئی نسل نئی روشنی
۱۱-۰۵ سالمہ، محرم پر خصوصی پروگرام

اتوار ۸ نومبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
بشیر احمد ساقی، نعت
۶-۲۵ شہر صبا
بیگم اختر، سوز
مرثیہ، سلام
۷-۰۰ مرثیہ: میر انیس،
پیشکش: ایاز احمد انصاری
۷-۳۰ مرثیہ، بیگم صالحہ عابد
۹-۳۲ رباعی سلام
استاد چاند خاں

دوپہر
۲-۰۵ آپ کا خط ملا
۲-۳۰ محرم پر خصوصی پروگرام

رات
۸-۴۵ کھیل کھلاڑی

'ایشیائی کھیل ۸۲ء'
۹-۰۰ ، ۱۱-۰۵ ، ۱۲-۳۲
مرثیہ اور سوز

پیر ۹ رنومبر

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
ایم ایل نکرہ ، غزلیں
۷-۳۰ ساز سنگیت
حاجی غلام صابر
سارنگی پر راگ اہیر بھیروی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
رجنی کانت وی ڈیسائی
خیال کوکب بلاول

دوپہر
۲-۰۷ فلمی قوالیاں

رات
۸-۴۵ کلام شاعر
۹-۰۰ حسن غزل
اینہ برنی ، جگر مرادآبادی اور
فانی بدایونی کا کلام
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
رجنی کانت وی ڈیسائی
خیال جے جے ونتی
حاجی غلام صابر
سارنگی پر راگ مالکونس

منگل ۱۰ رنومبر

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
ثمینہ آزاد ، کے کے نیر اور
پربھا ماتھر کے نغمے
ترلوک کپور ، جگدیش مہتہ درد
کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
وائلن پر سندھی بھیروی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
سندھیا مکرجی ، خیال گن کلی

دوپہر
۲-۰۷ میری نظر میں
۲-۳۰ نغمہ و تبسم

رات
۸-۴۵ تقریر
۹-۰۰ حسن غزل
ثمینہ آزاد ، حسن جعفر اور

فیض کا کلام
۹-۳۰ فیچر
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
سندھیا مکرجی ، خیال بہاگ
ایس این گاتی ،
وائلن پر راگ مالکونس

بدھ ۱۱ رنومبر

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
گرو نانک کے یوم ولادت پر خصوصی
پروگرام
سنام سنگھ وساتھی ، شبد ، بھجن
۷-۳۰ ساز سنگیت
دیا شنکر وساتھی ، شہنائی پر راگ للت
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
سیارام تیواری ، راگ کومل رکھب
اساوری میں تین تال اور دھرپد

دوپہر
۲-۰۷ ہلکی کلاسیکی موسیقی
۲-۳۰ بزم خواتین
۳-۰۰ رنگا رنگ

رات
۸-۴۵ دلی ڈائری
۹-۰۰ حسن غزل
سنام سنگھ وساتھی ، شبد
۹-۳۰ سائنس میگزین
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
سیارام تیواری ، راگ باگیشری میں
الاپ اور دھمار
دیا شنکر وساتھی ، خیال مدھو بہاگ

جمعرات ۱۲ رنومبر

صبح
۶-۲۵ بشیر احمد ، غلام ربانی تاباں اور
ظفر کا کلام
رویندر گرو ور ، ساحر بھوپالی اور
شیم جے پوری کا کلام
۷-۳۰ امرت حسین خاں ،
ستار پر راگ میاں کی توڑی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
سری کانت بھاکرے ، خیال بھٹیار

دوپہر
۲-۳۰ یادیں بن گئیں گیت
۳-۰۰ دریچہ

رات
۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ
۹-۰۰ ڈرامہ
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
سری کانت بھاکرے ، خیال کیدارہ
امرت حسین خاں ، ستار پر بھاگیشوری
۱۲-۰۵ پائل فلمی مجرے

جمعہ ۱۳ رنومبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
تلاوت قران پاک مع ترجمہ
نعت - نعتیہ کلام
۶-۲۵ شہر صبا
۷-۳۰ ساز سنگیت
یعقوب علی خاں ، سرود پر
راگ نٹ بھیروی
۹-۰۰ آؤ بچو
۹-۳۲ آپکے خط آپکے گیت

دوپہر
۲-۰۷ سات سوال
۲-۳۰ حرف غزل
غزلیں مع تشریح
۳-۰۰ آواز دے کہاں ہے

رات
۸-۴۵ تقریر
۹-۰۰ حسن غزل
پشپا ہنس ، صبا افغانی اور
فراق گورکھپوری کا کلام
۹-۱۵ کتابوں کی باتیں
۹-۳۰ روبرو
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
گنگوبائی ہنگل ، خیال مارووا
یعقوب علی خاں ، راگ چندرکونس

ہفتہ ۱۴ رنومبر

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
نرملا دیوی ، فیض احمد فیض اور
داغ کا کلام
شنکر داس گپتا ، ساحر لدھیانوی اور
اکبر الہ آبادی کا کلام
۷-۰۰ شمع فروزاں
آنجہانی نہرو پر خصوصی تحریر از
ذہین نقوی

۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی

دوپہر
۲-۰۷ گیت آپکے شعر ہمارے
۲-۳۰ بزم خواتین
۳-۰۰ 'جدید ذہن کا سرچشمہ 'نہرو'
خصوصی فیچر

رات
۸-۴۵ ریڈیو نیوز ریل
۹-۰۰ حسن غزل
شنکر داس گپتا ، شیم جے پوری اور
امو شرش ملیانی کا کلام
۹-۳۰ نئی نسل نئی روشنی
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
سریندر سنگھ اور تیج پال سنگھ
خیال جے جے ونتی

اتوار ۱۵ رنومبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
افضال اقبال وساتھی ، قوالیاں
۶-۲۵ شہر صبا
شبیر حسین ، رضا موسوی اور
بشیر بدر کا کلام
پرتاپ بلبیر سنگھ ، غزلیں
۷-۳۰ ساز سنگیت
بیرالال ، طبلہ پر تین تال
۹-۳۲ چلتے چلتے

دوپہر
۲-۰۷ آپکا خط ملا
۲-۳۰ مشاعرہ (دوبارہ)
۳-۰۰ فلمی قوالیاں

رات
۸-۱۵ آواز دے کہاں ہے
(جمعہ کی نشریات دوبارہ)
۸-۴۵ کھیل کھلاڑی
'ایشیائی کھیل ۸۲ء'
۹-۰۰ حسن غزل
شبیر حسین ، امیر قزلباش کا کلام
۹-۱۵ کچھ بن کارے
شرافت حسین خاں ، طرح کماچ
۹-۳۰ ادبی نشست
۱۱-۰۵ بزم موسیقی

دہلی

میڈیم ویو: دہلی "الف" ۳۶۶۶۳ میٹر ۸۱۹ کلوہرٹز دہلی "ب" ۲۹۴۰۹ میٹر ۱۰۱۷ کلوہرٹز
دہلی "ج" ۲۱۹۶۲ میٹر ۱۳۶۸ کلوہرٹز دہلی "د" ۲۴۴۰۹ میٹر ۱۲۱۵ کلوہرٹز
شارٹ ویو: صبح ۰۰-۸ تک ۸۹۱۵ میٹر ۳۳۳۵ کلوہرٹز ۸-۱۵ تا ۶-۰۰ بعد ۴۲۰۱۹ میٹر ۷۱۱۰ کلوہرٹز
دوپہر ۴۱۰۱۵ میٹر ۷۹۳۰ کلوہرٹز شام ۵-۴۰ تک ۴۲۰۱۹ میٹر ۷۱۱۰ کلوہرٹز
شام ۶-۰۰ تا ۱۱-۰۰ تک ۸۹۱۵ میٹر ۳۳۳۵ کلوہرٹز

دہلی "الف" عالمی خبریں ہندی اور انگریزی: صبح ۶-۰۰
ہندی میں خبریں: ۸-۰۰، ۱۱-۰۰، ۱-۰۵، ۱۰-۱۰ ، ۲
۵-۰۰ (صوبائی خبریں) ۶-۰۵، ۵-۰۷ (علاقائی خبریں)
۸-۴۵، ۱۱-۰۵ (عالمی خبریں)
انگریزی میں خبریں: دوپہر ۱۲-۰۰ سنسکرت میں خبریں صبح ۷-۰۰، شام ۶-۱۰
اردو میں خبریں: صبح ۸-۵۰، دوپہر ۱-۵۰ اور رات ۹-۱۵ (خبریں اور تبصرہ)
پنجابی میں خبریں: دوپہر ۱-۴۰

دہلی "ب": ہندی میں خبریں: ۲-۴۵ (دھیمی رفتار سے)
انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰، ۱۰-۰۰، ۱-۰۰، ۲-۰۰، ۲-۲۰ (دھیمی رفتار سے)
۴-۰۰، ۶-۰۰، ۹-۰۰، ۱۱-۰۰ (عالمی خبریں)
پنجابی میں خبریں: صبح ۸-۴۰، شام ۷-۳۰، ہندی میں نیوز لیٹر: صبح ۹-۰۰ بجے
دہلی "د" ہندی میں خبریں: شام ۷-۳۰ انگریزی میں خبریں رات ۹-۱۵
کھیل کود کی خبریں شام ۷-۰۰ (ہندی) رات ۸-۰۰ (انگریزی)

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

دہلی الف

صبح
۵-۵۵ وندے ماترم، منگل دھنی
۶-۰۵ وندنا، بھکتی باتری
۶-۳۰ کھیتی کی باتیں
۶-۴۵ رام چرت مانس
۶-۴۵ سر دھارا
۶-۵۱ آج کے پروگرام اور موسم
۷-۰۱ پربھاتی (سوائے اتوار)
۷-۳۱ چترپٹ سنگیت
۷-۴۱ وندگان (سوائے پیر، منگل)
۸-۴۱ اردو مجلس (روزانہ)
۹-۰۰ اختتام (سوائے اتوار)

دوپہر
۱۲-۰۱ لوک بھارتی (سوائے اتوار)
۱۲-۱۱ سنگم سنگیت (سوائے اتوار)
۱۲-۳۱ بچوں کا پروگرام
(اتوار، منگل، جمعرات، جمعہ)
عورتوں کا پروگرام
(بدھ، جمعہ)
۲-۰۰ ایک چترکار (روزانہ)
۲-۰۲ چترپٹ سنگیت (روزانہ)
۲-۰۲ موسم اور اختتام (اتوار ۲-۳۰)
۶-۰۱ ستاروں کی محفل بچوں کے لیے پروگرام
۶-۰۱ گرام سنسار (روزانہ)

دہلی ب

۷-۰۰ کرشی جگت
۹-۳۰ پروگراموں کا خلاصہ، موسم
۷-۴۵ سا ہتیکی
۷-۴۵ وادیہ وادن
۱۱-۰۰ وادیہ وند
۱۱-۱۰ موسم اور اختتام

دہلی ب

صبح
۷-۰۰ وندے ماترم
۷-۰۷ انگریزی میں پروگرام (خلاصہ)
۷-۲۰ گیتکا (سوائے پیر)
۷-۲۰ سنگیت سوربھی
۸-۰۰ تا ۸-۴۰ پنجابی پروگرام
۹-۳۰ سپھرس (سوائے بدھ)
۱۰-۰۲ اختتام (اتوار ۱۱-۰۰)

دوپہر
۳-۱۰ موسم کا حال (انگریزی میں)
۳-۱۲ اسپورٹس سروس
۵-۵۰ اخبار والوں کی بات
۵-۵۵ آج کا پروگرام اور موسم کا حال
۶-۰۵ فوجی بھائیوں کے لیے پروگرام
۷-۰۰ پنجابی پروگرام
۷-۴۰ ساز سنگیت
۷-۴۵ اردو مجلس
۸-۱۰ سماچار درشن (اتوار بدھ جمعہ)
میڈیا یونیورسل (منگل جمعرات ہفتہ)
یونیورسل اسپورٹس ریویو

دہلی د

یووا وانی

صبح
۷-۰۰ آج کا پروگرام (ہندی)
۷-۰۵ سرشٹی

۷-۴۵ گیان وردھا
۷-۵۰ وادیہ سنگیت / وادیہ وادن
۸-۰۰ شاستریہ سنگیت
۸-۲۵ وندگان
۸-۳۰ مغربی موسیقی
۹-۰۰ اختتام (اتوار ۱۰-۰۰)

شام
۵-۵۵ آج کا پروگرام
۷-۰۵ محفل
۷-۵۰ یُگ پاٹھ (ہندی) (سوائے جمعہ)
۸-۰۵ ان دی گروو (پاپ میوزک)
۸-۵۰ پاٹھ (انگریزی) (منگل سے جمعہ)
۹-۰۰ ریویو
۱۱-۰۰ اختتام

اتوار یکم نومبر

دہلی "الف"

صبح
۸-۱۰، رات ۹-۰۰
مادھوری شو، گائن
۹-۰۰ بال کاریہ کرم

دوپہر
۱۲-۱۵ 'ورت'، جھلکی
تحریر، کناد رشی بھٹناگر
ہدایت، دینا ناتھ
۲-۳۰ 'پاگل کتے کا مسیحا' ناٹک از
سروییشور دیال سکسینہ
ہدایت، کمد ناگر

شام
۵-۳۰ سنسکرت پاٹھ
۵-۳۵ کرناٹک سنگیت
۸-۰۰ رابندر سنگیت
۸-۱۵ ساہتیکی
۹-۳۰ محفل

دہلی "ب"

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
رویندر سنگھ، بانسری
۷-۵۰ سنگم
آسامی گیت
۹-۱۵ اپنی نگری

دوپہر
۳-۱۵، ۴-۰۲
اصغر حسین، وائلن پرودھن
۳-۳۰ مادھوری متھو، گائن

شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
پرسدّ گیت
۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۲ر نومبر

دہلی "الف"

صبح
۸-۱۰ اوپی کپور، ٹھمری، دادرا
۱۰-۳۰ وادیہ وند
۱۱-۰۲ اوت کنی، ستار
۱۱-۳۰ پریم پرکاش جوہری، گائن

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
تیلگو لوک گیت
۱۲-۳۰ 'ڈیڑھ پانچ'، ناٹک
تحریر، نرمل ورما
ہدایت، ستیندر شرت

شام
۵-۴۰ جے وی ایس راؤ، گائن
۸-۱۵ جگدیش پرشاد، گائن
۹-۰۰ سبدھ سنگیت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام
'بھارتیا کی میری پہچان'، ہندی تقریر

دہلی "ب"

صبح
۷-۳۲ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم
سندھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
اودھی لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵، ۴-۰۲
امرجیت، بھجن، گیت
۳-۳۰ اوپی کپور، ٹھمری، دادرا

شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
ہریش بھاردواج
بھجن، غزل
۹-۳۰ انگریزی تقریر

منگل ۳ر نومبر

دہلی "الف"

صبح
۸-۱۰، رات ۹-۰۰
میرا پی دیس پانڈے، گائن
۱۰-۳۰ وادیہ وند
۱۱-۰۲ مرنالنی کمانڈیکر، گائن
۱۱-۳۰، شام ۵-۳۰
گھاسی رام نرمل، جل ترنگ
۱۱-۴۵، شام ۵-۵۵
سبدھ سنگیت

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
اڑیہ لوک گیت
۵-۰۵ گیان وگیان

رات
۸-۰۰ ادیوگ منڈل
۸-۱۵ ننھے پرکاش

۸-۳۰ گھاسی رام نرل : جل ترنگ
۹-۳۰ 'دوکان کا ساجھے دار' ناٹک
پون کنم ویکے کی ملیالم کہانی کا ہندی
عکس از ہیرت بھٹناگر
ہدایت : ممتا گپتا

دہلی 'بے'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم
بنگلہ گیت
۹-۱۵ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
سندھی گیت
۳-۳۰ میرا پی دیش پانڈے : گائن

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
ورندگان
۹-۳۰ نیشنل پروگرام (انگریزی)

بدھ ۴ نومبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، شام ۵-۴۰
مہندر شرما ، گائن
۱۰-۳۰ وادیہ وِرند
۱۱-۰۲ برمیندر کمار شرما : ستار
۱۱-۳۰ گوری گوبا : گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
کنڑ لوک گیت

شام

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت
۸-۰۰ 'ورت' ناٹک
تحریر ، کنادرشی بھٹناگر
ہدایت ، دینا ناتھ
۸-۱۵ وگیان آلوک
۸-۲۵ سبدھ سنگیت
۹-۰۰ مہندر شرما ، گائن
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

دہلی 'بے'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم

گجراتی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
امیتاب شرما ، گیت ، بھجن
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
انجلی بنرجی : غزلیں
۹-۳۰ یووا وانی سے انتخاب

جمعرات ۵ نومبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، ۱۱-۳۰
چندن رائے : سرود
۱۰-۳۰ وادیہ وِرند
۱۱-۰۲ ، رات ۹-۰۰
این آر شہانے ، گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
بنگلہ لوک گیت
۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ
۵-۴۰ بال کاریہ کرم

رات

۸-۱۵ 'مہلائیں اور وکاس' (۳) شکشا
ہندی تقریر
۸-۳۰ ٹھمری
۹-۳۰ شاستریہ سنگیت

دہلی 'بے'

صبح

۷-۳۲ سنگیت سوربھی
استاد فیاض خاں ، گائن
۷-۵۰ سنگم
مراٹھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری ، برج لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
گجراتی گیت
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
دینا ناتھ ، ملتانی کافی ، غزل
۹-۳۰ انگریزی تقریر

جمعہ ۶ نومبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، شام ۵-۴۰
نکھل بنرجی : ستار
۱۱-۰۲ چندر کانت پنڈت ، گائن
۱۱-۳۰ سی این بنرجی : ستار

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت

شام

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت
۸-۰۰ گاندھی چرچا
۸-۱۵ اولوکن
۸-۲۵ ٹھمری
۹-۰۰ سبدھ سنگیت
۹-۳۰ 'اجنتا' ناٹک
تحریر : ڈاکٹر اچلا شرما
ہدایت : ممتا گپتا

دہلی 'بے'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم : تامل گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
رابندر سنگیت
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
پربھا بھارتی وساتھی : قوالیاں
۹-۳۰ اسپورٹس میگزین (انگریزی)

ہفتہ ۷ نومبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، رات ۹-۰۰
چت دیوبرمن : اسراج
۱۰-۳۰ وادیہ وِرند
۱۱-۰۲ پریم لتا پوری : گائن
۱۱-۳۰ رمیش کمار شرما : ستار

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت
۵-۴۰ ٹھمری ، دادرا

رات

۸-۰۰ سواستھ رکشا
۸-۱۵ کچھ کہا انتی
۸-۳۰ سبدھ سنگیت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی

دہلی 'بے'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم ، ملیالم گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ڈوگری لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
محمود نظامی وساتھی ، قوالیاں
۳-۳۰ چت دیوبرمن : اسراج

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
ودیا ناتھ سیٹھ
گیت اور غزل
۹-۳۰ آورگیسٹ لوناشٹ

اتوار ۸ نومبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ غلام صادق خاں اور
غلام سراج خاں ، گائن
۹-۰۰ بال کاریہ کرم

دوپہر

۱۲-۱۵ 'میرا نیس' فیچر
تحریر ، گوپی چند نارنگ
۲-۳۰ 'اجنتا' ناٹک
تحریر : ڈاکٹر اچلا شرما
ہدایت ، ممتا گپتا

شام

۵-۲۰ سنسکرت پاٹھ
۵-۳۵ کرناٹک سنگیت
۸-۰۰ رابندر سنگیت
۸-۱۵ ساہتیکی
۹-۰۰ سبدھ سنگیت
۹-۳۰ سنگیت پتریکا
'ہماچل پردیش کی تل پہچتی سادھنا'
ہندی تقریر از
ایس ایس ٹھاکر

دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم :
اڑیہ گیت
۹-۱۵ اپنی نگری
دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
نریندر دت ، بانسری دھن
۳-۳۰ غلام صادق خاں اور
غلام سراج خاں ، گائن
شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
پرساد گیت
۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۹ ر نومبر

دہلی 'الف'
صبح
۸-۱۰ ، ۱۱-۳۲ ، شام ۵-۳۰
پی ڈی بپت رشی ، وائلن
۱۰-۳۰ وادیہ ورند
۱۱-۰۲ ، رات ۹-۰۰
لکشمن داس سندھو ، ٹھمری دادرا
دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
تامل لوک گیت
۱۲-۳۰ 'دوکان کا ساجھے دار' ناٹک
پون کمار دسکے کی ملیالم کہانی کا
ریڈیائی عکس ، بصیرت بھٹناگر
ہدایت ، ممتا گپتا
رات
۸-۰۰ سواستھ رکھشا
۸-۱۵ بلبیر لال ورما ، گائن
۹-۳۰ نیشنل پروگرام
'بھارتیہ تنتر و دیگیان' ہندی تقریر
۹-۴۵ سبدھ سنگیت
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۲ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم ، سندھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری ،
بھوجپوری لوک گیت
دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲ ورند گان

۳-۳۲ لکشمن داس سندھو
ٹھمری ، دادرا
شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
سگم سنگیت
۹-۳۰ انگریزی تقریر

منگل ۱۰ ر نومبر

دہلی 'الف'
صبح
۸-۱۰ ، شام ۴-۵۰ ، ۹-۰۰
سویتا دیوی ، گائن
۱۰-۳۲ وادیہ ورند
۱۱-۰۲ سعید خاں ، ستار
۱۱-۳۰ رام اوتار ، گائن
دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
آسامی لوک گیت
۵-۰۵ گیان وگیان
رات
۸-۰۰ ادیوگ منڈل
۸-۱۵ وگیان وارتا
۸-۳۰ سبدھ سنگیت
۹-۳۰ ماہانہ انتخاب ناٹک
'ہیش' بنگلہ کہانی سے ماخوذ
تحریر ، شرت چندر چٹرجی
مترجم : بی ایس بھٹناگر
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم
بنگلہ گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہماچل لوک گیت
دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
کرناٹک سنگیت
۳-۳۰ سبدھ سنگیت
شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵ ایلنگم ، بھجن ، غزل

بدھ ۱۱ ر نومبر

دہلی 'الف'
صبح
۸-۱۰ ونے کمار ، ستار
۱۰-۳۰ وادیہ ورند
۱۱-۰۲ سنیتا سکسینہ ، گائن
۱۱-۳۰ وسنت راناڈے ، وائلن
دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
ملیالم لوک گیت
۵-۳۰ ، رات ۹-۰۰
ونے کمار ، ستار
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت
رات
۸-۰۰ 'جگ چانن ہوئیا' فیچر
تحریر ، گوپی ناتھ دکشت
ہدایت ، ممتا گپتا
۸-۱۵ وگیان آلوک
۸-۴۵ سبدھ سنگیت
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم
گجراتی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
چھتیس گڈھی لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
شبد
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
آسا سنگھ مستانہ
پنجابی گیت
۹-۳۰ لوک وانی سے انتخاب

جمعرات ۱۲ ر نومبر

دہلی 'الف'
صبح
۸-۱۰ ، رات ۹-۰۰
بیج برجو مہاراج ، ٹھمری ، دادرا
۱۰-۳۰ وادیہ ورند
۱۱-۰۲ بلدیو کرشن ، جل ترنگ
۱۱-۳۰ مالتی گلانی ، گائن
دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
کونکنی لوک گیت
۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ

غزل

واجد سحری

آپ چاہیں گے اگر چاہنے والوں کی طرح — ہم سنور جائیں گے بکھرے ہوئے بالوں کی طرح
تمہارے دل میں سکوں بن کے مکیں ہو جاؤ — کیوں بھٹکتے ہوئے پھرتے ہو خیالوں کی طرح
ان کا خوں چاٹ نہ لے پیاس کی ماری تتلی — پھول گلشن میں ہیں اس شوخ کے گالوں کی طرح
راکھ بھی چھوڑی نہیں گھر کو جلا کر میرے — گھر میں رکھا تھا جنھیں گود کے پالوں کی طرح
ان کی تلوار سے گردن کو بچاؤں کیسے — وہ جو ملتے ہیں بہت چاہنے والوں کی طرح
بات دل کی نہ سمجھ پاؤ گے بس رہنے دو — لاکھ پڑھتے رہو چہرہ کو رسالوں کی طرح
تذکرہ گذرے ہوئے دور کا اے دوست نہ چھیڑ — ہم الجھ جائیں گے الجھے ہوئے بالوں کی طرح
پڑھ کے چہرہ کو سمجھ لیتے ہیں باتیں دل کی — ہم سے تم لاکھ ملو چاہنے والوں کی طرح

کرب کی اپنے کتھا کس کو سنائیں واجد
سب پریشاں ہیں یہاں چاہنے والوں کی طرح

(از دور درشن دہلی)

تصحیح:- آواز یکم اکتوبر کے صفحات ۳۵ اور ۳۶ کی تصاویر مطبع کی غلطی سے آپس میں تبدیل ہوگئی ہیں جس کے لیے ادارہ معذرت خواہ ہے۔ صفحہ ۳۵ پر جناب ساغر نظامی کی اور صفحہ ۳۶ پر جناب معین احسن جذبی کی تصویر ہے۔

۵-۳۰ بال کاریہ کرم
۸-۱۵ تب کیا کریں جب گواہ بگڑ جائے،
ہندی تقریر
۸-۳۰ سبھ سنگیت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، فیچر
'کتنا اپمان کتنا سمپورن'،
تحریر ، کنھیا لال نندن
ترتیب ، رمانا تھ اوستھی
دہلی 'بی'

صبح
۷-۳۲ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم
مراٹھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
برج کے لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
سنگم سنگیت
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
اندرا نلنی سکھ ، گیت ، غزل
۹-۳۰ انگریزی تقریر

جمعہ ۱۳ نومبر

دہلی 'الف'
صبح
۸-۱۰ ، شام ۵-۴۰
بالجی چترویدی ، دھرپد/دھمار
۱۰-۳۰ وادیہ ورند
۱۱-۰۲ مرنال سین گپتا ، سرود
۱۱-۳۰ اختر نواز ، گائن
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت
شام
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت
۸-۰۰ گاندھی چرچا
۸-۱۵ اولوکن
۸-۳۵ ٹھمری
۹-۰۰ بالجی چترویدی ، گائن
۹-۳۰ 'جواہر وجیتم'، سنسکرت ناٹک
تحریر و پیشکش ، شریمتی کملا رتنم
دہلی 'بی'
صبح ۷-۳۰ سنگیت سوربھی

مرنال سین گپتا ، سرود
۷-۵۰ سنگم
تیلگو گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
سنگم سنگیت
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
افضال اقبال اور ساتھی
قوالیاں
۹-۳۰ ان پرسپیکٹو
انگریزی پروگرام

ہفتہ ۱۴ نومبر

دہلی 'الف'
صبح
۸-۱۰ ، رات ۹-۰۰
اشوک کمار رائے ، سرود
۱۰-۳۰ وادیہ ورند
۱۱-۰۲ ، شام ۵-۴۰
سوم تیواری ، گائن
۱۱-۳۰ شرافت خاں ، گائن
دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت
رات
۸-۰۰ سواستھ رکشا
۸-۱۵ 'گلاب اور سنکھڑیاں' فیچر
تحریر ، ڈاکٹر ایچ کے دیوسرے
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم
کنڑ گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
گڑھوالی لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
علی خاں قوال و ساتھی ، قوالیاں
۳-۳۰ اشوک کمار رائے ، سرود

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
شانتی ہیرانند ، غزلیں
۹-۳۰ اورگیسٹ ٹوناٹ

اتوار ۱۵ نومبر

دہلی 'الف'
صبح
۸-۱۰ ، رات ۹-۰۰
نصیر ظہیر الدین ، نصیر فیاض الدین ڈاگر
دھرپد
پکھاوج پر سنگت ، گوپال داس
۱۰-۰۰ بدھ دیو داس گپتا ، سرود
مالبیکا کانن ، گائن
دوپہر
۱۲-۱۵ 'نئی مشین پرانی مشین'،
جھلکی
تحریر ، دلیپ سنگھ
ہدایت ، دینا ناتھ
۲-۱۵ 'جواہر وجیتم'، سنسکرت ناٹک
تحریر و پیشکش ، شریمتی کملا رتنم

۵-۲۰ سنسکرت پاٹھ
شام
۵-۴۵ کرناٹک سنگیت
۸-۰۰ رابندر سنگیت
۸-۱۵ ساہتکی
۹-۳۰ محفل
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم
آسامی گیت
۹-۱۵ اپنی نگری
دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
اوما کانت ، گنشار پردھن
۳-۳۰ نصیر ظہیر الدین ، نصیر فیاض الدین ڈاگر
دھرپد
شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
پرسار گیت
۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

غزل

غلام ربانی تاباں

شرح جاں سوز کی غم عرض وفا کیا کرتے
تم بھی اک جھوٹی تسلی کے سوا کیا کرتے

شیشہ نازک تھا ذرا چوٹ لگی ٹوٹ گیا
حادثے ہوتے ہی رہتے ہیں گلا کیا کرتے

رات نے چھیڑ دیے بھولے ہوئے افسانے
جاگ کر صبح نہ کرتے تو بھلا کیا کرتے

اپنی کشتی کو بھی مل جاتا کنارہ شاید
تند تھی موج، مخالف تھی ہوا کیا کرتے

جذبہ شوق کو اظہار کی فرصت نہ ملی
لفظ و معنی کا فسوں ٹوٹ گیا کیا کرتے

دل کو وہ درد ملا جس کا مداوا نہ علاج
میرے مونس، میرے غمخوار بھلا کیا کرتے

تھی نہ کیا کیا ہوس سیر و تماشہ تاباں
راستہ پاؤں کی زنجیر بنا کیا کرتے

(اردو مجلس دہلی سے)

لکھنؤ

میڈیم ویو لکھنؤ (الف) ۲۶ء۴۴۱ میٹر ۶۸۱ کلو ہرٹز
" لکھنؤ (ج) ۷۸ء۲۴۳ میٹر ۱۲۶۸ کلو ہرٹز
شارٹ ویو لکھنؤ (الف اور ج) ۶۰ء۹۳ میٹر ۳۲۰۵ کلو ہرٹز
صبح ۵ بجے ۷ تک اور شام اور رات
" لکھنؤ " ۸۲ء۴۸ میٹر ۶۱۶۰ کلو ہرٹز صبح ۸-۰۰ کے بعد
" لکھنؤ " ۳۸ء۴۱ میٹر ۷۲۵۰ کلو ہرٹز دو پہر کے بعد

[illegible]

ہندی انگریزی: ۶-۰۰ بجے (عالمی خبریں)
ہندی: صبح ... بجے، دوپہر ... اور ۲-۱۰ بجے، شام ... شب ... اور ۱۱-۰۰ بجے
انگریزی: صبح ...، دوپہر ۱-۰۰، شب ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰ بجے
سنسکرت: صبح ۷-۰۰ بجے اور شام ۶-۱۰ بجے
اردو: صبح ۸-۵۰ اور شب ۹-۱۵ بجے
نیوز لیٹر: ہندی: صبح ۹-۰۰ بجے — ضلع کی چٹھی: صبح ۹-۰۵ بجے
اردو میں علاقائی خبریں: دوپہر ... بجے — پارلیمنٹ سماچار: شام ۷-۳۰ بجے

[illegible]

صبح
۵-۵۵ وندے ماترم / منگل دھون
۶-۰۵ کرشی چرچا اور موسم کا حال
۶-۲۰ آرادھنا
۶-۴۵ گاندھی چرچا (بدھ)
۶-۵۰ چوپاد نمو (جمعہ کے علاوہ)
۶-۵۵ آج کا کاریہ کرم اور موسم کا حال
۷-۰۵ بانسری گان
۷-۱۵ آپ کے آس پاس فیچر (اتوار)
۷-۳۰ سنسکرت شکشا: (پیر، جمعرات) تلقین (منگل، بدھ، ہفتہ)
۸-۲۰ لوک گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰ اِس ماس کے گیت (اتوار)
۹-۱۵ پتر کہانی وغیرہ (اتوار)
۹-۲۰ چنتن (اتوار)
۹-۴۵ بال سنگم (اتوار)
۱۰-۳۰ روپ بار سنگیت سبھا (اتوار)
۱۱-۲۰ اختتام

دوپہر
۱۲-۰۰ برادری (اتوار)
۱۲-۱۰ یووا رنگ منچ (اتوار کے علاوہ)
۱۲-۳۰ کاریہ کرم ... (اتوار)
... (پیر)
... (بدھ)
... (جمعرات)
۱-۱۰ آج اتوار ہے (اتوار)

گھر آنگن (پیر اور جمعرات)
کرشی (منگل اور جمعہ)
راگ رنگ (ہفتہ)
۱-۲۵ لوک گیت (اتوار)
۱-۳۰ جوانوں کے لیے
۲-۲۰ دگیان اور کسان
۲-۲۵ موسم کا حال اور اختتام

شام
۵-۰۰ پروانی ۵-۳۰ لوک گیت
۵-۴۰ مقامی اطلاعات اور موسم کا حال
۶-۰۰ گم شدہ افراد سے متعلق اطلاعات
۶-۱۵ شرک ... (اتوار)
... (اتوار کے علاوہ)
۶-۴۵ آج اور کل کے کاریہ کرم
۶-۵۰ کسانوں کے لیے (منگل، جمعہ کے علاوہ)
... (منگل اور جمعہ)
۷-۳۰ دیش گان
۷-۴۵ ... (اتوار، منگل، بدھ)
روِیندر سنگیت (پیر)
آؤ بچو (جمعہ)
بال گرہ (جمعہ)

شب
۸-۰۰ ہندی تقریر (اتوار کے علاوہ)

۹-۳۰ انگریزی تقریر (اتوار، جمعہ)
۹-۴۵ بھارت بھارتی (منگل)
۹-۵۰ گیت سنگیت (اتوار)
پریوار کلیان پرشنوتری (بدھ)
۱۰-۰۰ سانجھی (پیرا و ہفتہ ...)
۱۱-۱۰ موسم کا حال اور اختتام

لکھنؤ ب

صبح
۵-۵۵ لکھنؤ الف کے مطابق
۶-۴۵ اختتام
۸-۰۰ لکھنؤ الف کے مطابق
۹-۳۰ اختتام
۹-۴۵ لکھنؤ الف کے مطابق (اتوار)

دوپہر
۱۲-۰۰ لکھنؤ الف کے مطابق
۲-۳۰ اختتام

شام
۵-۰۰ لکھنؤ الف کے مطابق
۵-۴۵ اُتر پردیش پروگرام (لکھنؤ اور نجیب آباد)
۹-۴۵ لکھنؤ الف کے مطابق

شب
۱۱-۱۰ اختتام

اتوار یکم نومبر

صبح
۷-۳۰ آپ کے آس پاس: فیچر
۸-۳۰ اردو پروگرام (روزانہ)
۱۰-۱۰ آج اتوار ہے
: شدی جرل اسٹور، جھلکی
تحریر: دنیش بھارتی

شام
۵-۴۵ سگم سنگیت
۸-۱۵ پرادیشک سماچار درشن
۱۰-۰۰ شاستریہ سنگیت

پیر ۲ نومبر

صبح
۷-۴۵، دوپہر ۱۲-۰۰، رات ۸-۱۵
سگم سنگیت
۹-۱۰، رات ۸-۳۰
گنیش پرساد مشر: خیال
رنگ ناتھ مشر: طبلہ سنگت

شام
۵-۴۵ روِیندر سنگیت
۹-۴۵ سبھدرا پاٹل کر
دلربا وادن
۱۰-۳۰ سنگیت سیلان

منگل ۳ نومبر

صبح
۷-۴۵، شام ۵-۴۵، ۸-۲۰
سگم سنگیت
۹-۱۰ وگیان چرچا

دوپہر
۱۲-۳۰ من بھاون
فرمائشی فلمی نغمے

رات
۸-۰۰ سنسکرت پروگرام
۹-۴۵ بھارت بھارتی

بدھ ۴ نومبر

صبح
۷-۴۵ سازِ غزل
غزلوں کا خصوصی پروگرام
۹-۱۰، رات ۱۰-۳۰
نیش چند: ستار وادن

دوپہر
۱۲-۰۰ سنسکرت گیتم
۱-۱۰ پرشوتم داس سردار: خیال

رات
۸-۳۰ نرملا دیوی: ٹھمری
۹-۵۰ پریوار کلیان پرشنوتری
۱۰-۰۰ 'دو دشمن'، ڈرامہ
تحریر: رفیعہ منظور الامین

جمعرات ۵ نومبر

صبح
۷-۴۵، شام ۵-۴۵، ۸-۱۵
سگم سنگیت
۹-۱۰ سیتا سن سنگھ: خیال

رات
۸-۰۰ ہندی تقسیر

۹-۳۰ نیشنل پروگرام: علاقائی موسیقی

جمعہ ۶ نومبر

صبح
۷-۳۰ سورویلا
ہندی نظم خوانی
۹-۱۰، رات ۱۰-۳۰
بھگوان داس مشر: سارنگی وادن
رام کمار مشرا: طبلہ سنگت
۱۲-۰۰، شام ۵-۴۵، ۸-۱۵
سگم سنگیت

رات
۸-۰۰ رام کمار مشرا: طبلہ وادن
۹-۳۰ 'تپتی ریت پر پاؤں'، ڈرامہ
تحریر: رام لال

ہفتہ ۷ نومبر

صبح
۷-۴۵، دوپہر ۱۲-۰۰، شام ۵-۴۵
سگم سنگیت
۹-۱۰ شرو ستوتے: خیال

دوپہر
۱-۱۰ راگ رنگ
زرین دارو والا: سرود

رات
۸-۰۰ ہندی مباحثہ

اتوار ۸ نومبر

صبح
۷-۳۰ آپ کے آس پاس: فیچر
۱۰-۳۰ سبھا رویوارکی

دوپہر
۱-۱۰ آج اتوار ہے
جھلکی

رات
۸-۱۵ پرادیشک سماچار درشن
۹-۵۰ گیت سنگیت
۱۰-۰۰ وِٹھل مکرجی: ستار
۱۰-۳۰ منور علی خاں: خیال

پیر ۹ نومبر

صبح
۹-۱۰، رات ۸-۳۰، ۱۰-۳۰
کاشی ناتھ شنکر بوکس

خیال

دوپہر

۱۲-۱۰ پنالال چورسیہ
طبلہ وادن

شام

۵-۴۵ رویندر سنگیت
۹-۴۵ ایم ایس گوپالا کرشنن
وائلن وادن
۱۰-۰۰ کلاسُن
سانسکرتک سمیکشا

منگل ۱۰ر نومبر

صبح

۷-۴۵، شام ۵-۴۵
سگم سنگیت
۹-۱۰ وگیان چرچا

دوپہر

۱۲-۳۰ من بھاون
فرمائشی فلمی نغمے

رات

۸-۰۰ سنسکرت پروگرام
۹-۴۵ بھارت بھارتی
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۱ر نومبر

صبح

۷-۴۵ سازغزل
غزلوں کا خصوصی پروگرام
۹-۱۰ محفوظ علی خاں، طبلہ

دوپہر

۱۲-۰۰ سنسکرت گیتم
۱-۱۰، رات ۸-۳۰، ۱۰-۳۰
سریندر شنکر اوستھی، خیال

شام

۵-۴۵، ۸-۱۵
سگم سنگیت
۹-۵۰ پیارا کلیان پر شنوتری
۱۰-۰۰ ڈرامہ

جمعرات ۱۲ر نومبر

صبح

۷-۴۵، شام ۵-۴۵، ۸-۱۵
سگم سنگیت
۹-۱۰، رات ۱۰-۳۰
گوپال چندسندی، وائلن

دوپہر

۱-۱۰ گھر آنگن
دیہی خواتین کیلئے

رات

۸-۰۰ ہندی تقریر
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ناٹک

جمعہ ۱۳ر نومبر

صبح

۷-۳۰ سوَرویلا
ہندی نظم خوانی
۷-۴۵، دوپہر ۱۲-۰۰، شام ۵-۴۵، ۸-۱۵
سگم سنگیت
۹-۱۰، رات ۸-۳۰
پریم سنگھ کنوٹ، خیال

رات

۹-۳۰ ڈرامہ
۱۰-۳۰ بسم اللہ خاں اور ساتھی
شہنائی وادن

ہفتہ ۱۴ر نومبر

صبح

۷-۴۵ سگم سنگیت
۹-۱۰ دلربا وادن

دوپہر

۱۲-۰۰ سگم سنگیت
۱۲-۳۰ من بھاون
فرمائشی فلمی نغمے
۱-۱۰ راگ رنگ
گووند پرساد جے پور والے
خیال

رات

۸-۰۰ ویگیانکی
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

اتوار ۱۵ر نومبر

صبح

۷-۳۰ آپ کے آس پاس، فیچر
۱۰-۰۰ بدھ دیو داس گپتا، سرود
آفاق حسین خاں، طبلہ
۱۱-۰۰ مالبیکا کانن، گائن
وی جی جوگ، وائلن

رات

۸-۰۰ پرادیشک سماچار درشن
۹-۵۰ گیت سنگیت

رامپور

(۳۳۲-۰۰ میٹر (۹۰۱ کلو ہرٹز)

خبریں

عالمی خبریں، ہندی: صبح ۶-۰۰ تا ۶-۰۲ انگریزی: صبح ۶-۰۲ تا ۶-۰۵
ہندی میں خبریں: صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵ اور ۲-۱۰، شام ۶-۰۵، رات ۸-۴۵
ہندی میں سماچار پتر: صبح ۹-۰۰ ضلع کی چٹھی: صبح ۹-۰۵ پرادیشک سماچار: شام ۷-۲۰
انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰، دوپہر ۲-۰۰، رات ۹-۰۰ اردو میں خبریں: صبح ۸-۰۵، رات ۹-۱۵

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

پہلی مجلس

صبح

۵-۵۵ وندے ماترم، آربھک، دھن گوشا
منگل دھونی
۶-۳۵ آج کا چنتن (علاوہ جمعہ)
جمعہ: گاندھی چرچا
۶-۴۰ سنو! کسانوں
۶-۵۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۱۵ روزگار سماچار
۷-۳۰ بھاشا شکشا (علاوہ جمعہ و اتوار)
جمعہ: کاویہ سوربھ
اتوار: آج اتوار ہے
۷-۴۵ سنسکرت پروگرام (ہر جمعرات کو)
درپن (ہر جمعہ کو)
سگم سنگیت (صرف پیر، منگل، بدھ اور ہفتہ کو)
۸-۲۰ لوک گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام (ہر جمعہ کو)
۹-۱۰ تا ۱۰-۰۰
بال جگت (ہر اتوار کو)

دوسری مجلس

دوپہر

۱۲-۳۰ آپ کے لیے (ہر اتوار کو)
فلمی قوالی (ہر پیر کو)
آپ کی پسند (ہر منگل اور جمعرات کو)

سوَرسگم (ہر بدھ کو)
دھنک (ہر جمعہ کو)
ترنگ (ہر ہفتہ کو)
۱۲-۴۵ آپ کی چٹھی ملی (ہر اتوار کو)
۱-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
۱-۱۰ پریوار جگت (ہر اتوار کو)
یووا جگت (ہر پیر کو)
دھرتی گاتی ہے
(پہلے، تیسرے اور پانچویں منگل کو)
پٹھان راگ
(دوسرے اور چوتھے منگل کو)
گرامین مہلاؤں کے لیے
(ہر بدھ کو)
گیتا (ہر جمعرات کو)
نعت اور قوالی (ہر جمعہ کو)
سواستھ سندیش (ہر سنیچر کو)
۱-۳۰ جوانوں کے لیے (ہر سنیچر کو)
۲-۲۰ پاتریہ سنگیت (ایک ہی کلاکار)
۲-۳۵ آس پاس (ہر اتوار کو)

تیسری مجلس

شام

۶-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
۶-۱۰ علاقائی سوچنائیں
۶-۳۰ یووانی
۷-۰۰ کرشی جگت

۷-۲۰ کرشی جگت کا باقی حصہ
۷-۴۵ پریوار کلیان پرشن و تّر (ہر اتوار کو)
اردو پروگرام (ہر پیر کو)
انگریزی تقریر (ہر دوسرے بدھ کو)
آپ کے سوال ہمارے جواب (ہر بدھ کو)
شہروں کے سماج (ہر جمعہ کو)
آپ کی چٹھی ملی (ہر جمعرات کو)
یہ ہے پیغام! (ہر جمعہ کو)
ہندی تقریر (ہر سنیچر کو)
۸-۰۰ سگم سنگیت (علاوہ اتوار اور منگل)
اتوار: جوئے بہار
منگل: سنسکرت پروگرام
۸-۱۵ پرادیشک سماچار درشن (ہر اتوار کو)
شاستریہ سنگیت (ہر پیر، بدھ، جمعرات اور ہفتہ کو)
۸-۲۰ وادیہ وِرند (ہر منگل کو)
۸-۳۰ ساز اور آواز
۹-۳۰ چار بیت (ہر اتوار کو)
ناٹک (ہر جمعہ کو)
۹-۴۵ آپ کی پسند (ہر اتوار کو)
وادیہ وِرند (پیر اور منگل کو)
۱۰-۰۰ ہمارا دھارا (ہر دوسرے پیر کو)
ملاقات (ہر تیسرے پیر کو)
محفل (پانچواں پیر)

اتوار یکم نومبر

صبح

۸-۲۰ کرشنا آریہ اور سکھیاں
لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ پریوار جگت
(۱) قسطوں پر سامان کی خریداری، مشورہ
(۲) ہم چلنے ہم تو روز روز کے ادھار سے
مزاحیہ تقریر
(۳) گیت اور غزل

شام

۶-۳۰ یووا وانی
پریچرچا - سرگم
کماری بینا شرما، لوک گیت
۷-۰۰ کرشی جگت
خطوں کے جواب
۸-۰۰ جوئے بار
جمیل احمد، غزلیں

پیر ۲ر نومبر

صبح

۷-۴۵ شیمہ دیو

اور کیلاش مہرہ
غزلیں
۸-۰۰ نندرانی ترپاٹھی
لوک گیت

دوپہر
۱-۱۰ مہلا جگت
(۱) 'یہ بھی ایک جھلک ہے' نائیکا
(۲) شردکال میں بچوں کو روگوں سے
'بچائیں' تقریر
(۳) گیت اور غزلیں
۱-۴۰ علی اکبر خاں ؛ سرود وادن
شام
۶-۳۰ یوواوانی
'کویتا اور رنگ' کہانی
۷-۰۰ کرشی جگت
۷-۴۵ اردو پروگرام
'بزم مزاح'
شرکا، حکیم اعجاز احمد خاں بریلوی
عظیم امروہوی، گوہر عثمانی
شوق اثری اور شفیع پیام
۸-۰۰ محمد یعقوب ؛ غزلیں
۸-۱۵ استاد فیاض خاں ؛ خیال

منگل ۳ر نومبر

صبح
۷-۴۱ انیما سرواستو ؛ سگم سنگیت
۸-۲۰ آر بی ترپاٹھی ؛ لوک گیت
دوپہر
۱-۱۰ دھرتی گاتی ہے
۱-۴۰ مالنی راجورکر ؛ خیال
شام
۶-۳۰ یوواوانی
(۱) 'جاگتی آوازیں' انٹرویو پر مبنی
(۲) میری پسند
۷-۰۰ کرشی جگت
(۱) خطوں کے جواب
(۲) 'گیہوں کی نئی نئی قسمیں اور فائدے'
بلبیر سنگھ سے بات چیت

بدھ ۴ر نومبر

صبح
۷-۴۵ رشمی استھانہ
گیت اور بھجن
۸-۲۰ کملدی رینو سنگھ
کمایونی لوک گیت

دوپہر
۱-۱۰ 'آنچل' گرامین مہلاؤں کیلئے
(۱) 'اناج کو چوہوں اور گھن سے بچائیں'
آشا اگنی ہوتری سے بات چیت
(۲) مہلاؤں کو گوبر گیس سینٹر - ایک وردان'
(۳) 'گھروالے کیا میں شاٹر لگائیں'
کماری پریم جیت کور سے بات چیت
۱-۴۰، رات ۸-۱۵
پنڈت روی شنکر ؛ ستار
شام
۶-۳۰ یوواوانی
کھیل پتریکا ، ونود کمار سنگھ
۷-۰۰ کرشی جگت
'حیوانوں پر ادویہ کیوں ضروری ہے؟'
محمود احمد خاں سے بات چیت
۷-۴۵ انگریزی میں بات چیت
ڈی سی شرما اور ڈی کے سنہا
۸-۰۰ ساوتری سکینہ
گیت ، غزل

جمعرات ۵ر نومبر

صبح
۷-۴۵ ساہتیہ سدھا ، سنسکرت پروگرام
۸-۲۰ اوما شنکر پنکج ، لوک گیت
دوپہر
۱-۱۰ گنتیکا
۱-۴۰، رات ۸-۱۵
استاد امیر خاں ؛ خیال
شام
۶-۳۰ یوواوانی
شاعری ، یووا پسند
فرمائشی فلمی گیت
۷-۰۰ کرشی جگت
۸-۰۰ بھوپندر ؛ نظم ، غزل

جمعہ ۶ر نومبر

صبح
۷-۳۰ کاویہ سوربھ
ڈاکٹر دھولتار شوگی ، برج راج پانڈے
۸-۲۰ ریکھا شوتیا ،
لوک گیت

دوپہر
۱-۴۰ شیو کمار شرما
سنتور وادن

شام
۶-۳۰ یوواوانی
سرگم - خطوں کے جواب
پریوار کلیان
۷-۰۰ کرشی جگت
تقریر از ڈاکٹر اے کے سرواستو
۸-۰۰ مہندی حسن ؛ غزلیں
۸-۱۵ جن پرکاش گھوش ، بال سیرا
ہارمونیم ، پیانو

ہفتہ ۷ر نومبر

صبح
۸-۲۰ سادھنا مہروترہ ؛ لوک گیت
شام
۶-۳۰ یوواوانی
'بھارت کے انترکش میں بڑھتے قدم'
تقریر از نریندر کول
۷-۰۰ کرشی جگت
(۱) 'گیہوں میں پانی کب کب'
ستیش کمار سکسینہ سے بات چیت
(۲) 'گاؤں کے وکاس کیلئے شکشا کیسی ہو'
ہیش چند اگروال سے بات چیت
۷-۴۵ ریڈیو پتریکا
پریل - آلوچکوں کے بیچ
(۱) شاعر : کیلاش چند اگروال
(۲) کتھاکار : ایشور سرن سنگھل
آلوچک : ڈاکٹر رشی کمار چترویدی
اور ڈاکٹر شنو اگروال
۸-۱۵ استاد عبدالکریم خاں ؛ گائن

اتوار ۸ر نومبر

صبح
۸-۲۰ لوک گیت
دوپہر
۱-۱۰ پریوار جگت
(۱) 'بھائی دیور سمبندھ' تقریر
(۲) گیت اور غزلیں
شام
۶-۳۰ یوواوانی
(۱) 'شادی - آولیک آولشکتا'
بات چیت
(۲) سرگم
۷-۰۰ کرشی جگت
جگ رام شرما سے بات چیت

۸-۰۰ سیما شرما اور صلاح الدین احمد
غزلیں

پیر ۹ر نومبر

صبح
۷-۴۵ احمدی بیگم چوپڑہ ، نرملا دیوی اور
ملکہ پکھراج ؛ غزلیں
۸-۲۰ لوک گیت
دوپہر
۱-۱۰ 'بندیا' خواتین کیلئے
(۱) خطوں کے جواب
(۲) 'کیا کہوں کچھ کہا نہیں جائے'
مزاحیہ تقریر
۱-۴۰ شیو بھارانی کوسیا ؛ طبلہ
شام
۶-۳۰ یوواوانی
کہانی اور شاعری
۷-۰۰ کرشی جگت
'گیہوں کی بوائی کرتے وقت دھیان
دینے یوگیہ باتیں'
تقریر از آر - بی جین
۷-۴۵ اردو پروگرام
'خوشحال مستقبل کیسے ؟ مباحثہ
شرکا، اوشا گپتا ، محمد راشد
لئیق احمد خاں
۸-۰۰ سدھا ملہوترہ ، مہندی حسن
سگم سنگیت
۸-۱۵ شیو بھارانی کودیا ؛ طبلہ وادن

منگل ۱۰ر نومبر

صبح
۷-۴۵ اوشا شنڈن ؛ غزل ، گیت
۸-۲۰ بی ایس بھٹناگر ؛ لوک گیت
دوپہر
۱-۱۰ پٹھان راگ
۱-۴۰ غلام مصطفےٰ خاں ؛ خیال
شام
۶-۳۰ یوواوانی
'جاگتی آوازیں' انٹرویو پر مبنی
میری پسند
۷-۰۰ کرشی جگت
'گاؤں میں پنے جل ویوستھا'
انٹرویو ، کیدار ناتھ

بدھ ۱۱ نومبر

صبح

۷-۴۵ ارمیلا وڈھیرا ، سگم سنگیت

۸-۲۰ لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ 'آنچل' گرامین مہلاؤں کیلئے

۱-۳۰ بمالتو لبسواس ، دلال رائے
بانسری ، جلترنگ

شام

۶-۳۰ یوواوانی
وگیان پتریکا - 'سائنس کی دنیا'

۷-۰۰ کرشی جگت
اخلاص علی سے بات چیت

۸-۰۰ 'گرونانک دیوجی کا جیون درشن'
تقریر

۸-۱۵ اوشا سیٹھ ، شاستریہ سنگیت

جمعرات ۱۲ نومبر

صبح

۷-۴۵ ساہتیہ سدھا
سنسکرت پروگرام

۸-۲۰ رجنی شنڈن ، لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ گیتیکا

۱-۳۰ پنڈت جسراج ، خیال

شام

۶-۳۰ یوواوانی ، شاعری
یوواپسند - فرمائشی فلمی گانے

۷-۰۰ کرشی جگت
راجکمار شرما سے بات چیت

۸-۰۰ جوئے بار
مدن موہن گوسوامی ، غزلیں

۸-۱۵ امانت علی خاں ، خیال

جمعہ ۱۳ نومبر

صبح

۷-۳۰ کلاوے سوریہ
ڈاکٹر ارملیش اور مدن ویرکت

۸-۲۰ لوک گیت

شام

۶-۳۰ یوواوانی
سرگم - لوک گیت
خطوں کے جواب - پریوار کلیان

۷-۰۰ کرشی جگت
'مرغی گھر میں استعمال ہونیوالا سامان'
تقریر از ایم سی کٹ مریا

۸-۰۰ طلعت محمود ، غزلیں

۸-۱۵ استاد رجب علی خاں ، خیال

ہفتہ ۱۴ نومبر

صبح

۷-۴۵ ستیش بتبر ، غزلیں

۸-۲۰ لوک گیت

شام

۶-۳۰ یوواوانی
تقریر - کوی گوشٹھی

۷-۰۰ کرشی جگت
'گیہوں میں ٹاپ ڈریسنگ'
تقریر از تارا چند تومر

۷-۴۵ گئودان ناول کا نائیک 'ہوری'
تقریر از منموہن شکلا
تقریر از ڈاکٹر لکھمن لال سنگھ

۸-۰۰

۸-۱۵ پنڈت روی شنکر ، ستار

اتوار ۱۵ نومبر

صبح

۷-۳۰ آج روی وار ہے

۸-۲۰ سادھنا مہروترہ ، لوک گیت

۹-۱۰ بال جگت

دوپہر

۱-۱۵ پریوار جگت

شام

۶-۳۰ یوواوانی .
پریچرچا
سرگم
سگم سنگیت

۷-۰۰ کرشی جگت
اتل کمار گپتا سے بات چیت

۸-۰۰ صغیر احمد خاں ، غزلیں

۹-۳۰ منجو خاں اور ساتھی
چہار بیت

جالندھر چنڈی گڑھ

جالندھر "الف" ۳۴۳٫۷ میٹر ۸۷۳ کلو ہرٹز جالندھر "ب" ۱۴۲٫۳۴ میٹر ۷۰۲ کلو ہرٹز
چنڈی گڑھ ۲۰۹٫۶ میٹر ۱۴۳۰ کلو ہرٹز (شام ۶-۱۰ تا ۶-۳۰ تک)

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

جالندھر الف

صبح

۶-۲۵ وندے ماترم ؛ منگل دھونی

۶-۳۰ آرادھنا ؛ بھگتی سنگیت

۶-۵۵ موسم اور کھیتی باڑی پروگرام

۷-۰۵ امرت بودھ

۷-۱۵ پریچے : پروگراموں کا خلاصہ

۷-۲۰ آساوی وار (صرف اتوار)

۸-۲۰ سیتی بھجن (صرف اتوار)

۸-۴۰ آپ کے اثر میں (اتوار)
ساہتیہ سدھا : سنسکرت پروگرام
(پیر) اخباراں دی رائے (منگل)
سماچار درپن (بدھ اور ہفتہ)
تراشے (جمعرات)
تہاڈی چٹھی ملی (جمعہ)

۹-۱۵ بال جگت
بچوں کے لیے ہفتہ وار پروگرام

۱۰-۰۰ چانن ریشماں
ہفتہ وار زرعی پروگرام

۱۰-۳۰ آپ کی فرمائش (اتوار)

۹-۳۰ اختتام (۱۱-۱۵ تک اتوار کو)

دوپہر

۱۲-۰۰ بکھو گلاں بکھو گیت (منگل)

۱۲-۳۰ تاری سنسار (اتوار اور جمعرات)

۱۲-۴۵ جیون جاچ (پیر اور جمعہ)

۱-۰۵ فوجی بھائیوں کے لیے

۲-۰۰ موسم اور اتے کھیتی

۲-۲۰ ساڈے آس پاس (ہفتہ)

۲-۳۰ لوک گیت ؛ چیدہ چیدہ فنکار

۲-۴۵ ہندی خبریں (دھیمی رفتار)

شام

۵-۰۵ بال واڑی (دیہاتی بچوں کے لیے
پیر) پھلجھڑی (بدھ)

۵-۳۰ گوروانی وچار (روزانہ)

۶-۰۰ مقامی اعلانات اور
پروگراموں کا خلاصہ

۶-۱۰ پرادیشک سماچار (پنجابی)

۶-۲۰ پرادیشک سماچار (ہندی)

۶-۳۰ دیہاتی پروگرام

۷-۴۰ روزگار سماچار (روزانہ)

۸-۲۰ ادھیا پکوں کے لیے (صرف ہفتہ)

۹-۲۵ تبصرہ (اردو)

جالندھر ب

صبح

۱۰-۱۰ طالب علموں کے لیے پروگرام

شام

۶-۰۰ یوواوانی -
لڑکوں کے لیے پروگرام

۷-۰۰ دیس پنجاب
پنجابی میں رنگا رنگ پروگرام

۸-۰۰ اختتام

اتوار یکم نومبر

صبح

۷-۲۰ آساوی وار
بھائی دویندر سنگھ راگی و ساتھی

۷-۳۵ بھجن

۷-۴۵ پرتی بھا ، جھلکی

۸-۵۰ پنجابی گیت

۱۰-۳۰ آپکی فرمائش ، فلمی نغمے

۱۲-۳۰ بھیم سین ، گیت اور غزل

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ سریندر شندا ، لوک گیت

شام

۵-۱۵ طفیل نیازی اور جاوید طفیل

لوک گیت

۷-۴۵ جاگرت، سلسلہ وار گھریلو فیچر

۸-۰۰ انگریزی تقریر

۸-۳۰ سگم سنگیت

۱۰-۰۰ شبد گائن

پیر ۲؍نومبر

صبح

۷-۳۰ محمد یعقوب، غزلیں

۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰

نریندکار شرما، بھجن/غزلیں

۸-۳۰ ساہتیہ سبھا، سنسکرت پروگرام

"ودواناں دی نظروچ 'مہابھارت'"

تقریراز ڈاکٹر کے ایل شرما

۸-۵۰ گوردیپ سنگھ، لوک گیت

۹-۱۵، شام ۷-۴۵

کرتار سنگھ، شبد/گیت

دوپہر

۱۲-۰۰ تہاڈی پسند

۱۲-۳۰ پنجابی گیت

۲-۳۰ ہربھجن سنگھ رتن، لوک گیت

رات

۸-۰۰ 'سماکالین ہندی ناٹک میں آکروش کے سور'

ہندی تقریر از ڈاکٹر ویریندر مہدیرتہ

۸-۲۵ سگم سنگیت

۹-۳۰ پنجابی ناٹک

منگل ۳؍نومبر

صبح

۷-۳۰ انل شرما، گیت اور غزل

۸-۲۰ ہربھجن سنگھ نابل اور ساتھی

لوک گیت

۸-۵۰ پنجابی گیت

۹-۱۵ جاگرت، گھریلو فیچر

دوپہر

۱۲-۰۰ کچھ گلاں کچھ گیت

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ بلدیو سنگھ ندھادا، لوک گیت

شام

۵-۱۵ کلدیپ مانک، لوک گیت

۸-۰۰ اردو تقریر

۸-۲۰ کوستا پاٹھ، ڈاکٹر مراری لال شرما سرس

۸-۳۰ سگم سنگیت

۱۰-۰۰ منگل رتب کی محفل موسیقی

بدھ ۴؍نومبر

صبح

۷-۳۰ لچھمن داس سندھو، کافیاں

۸-۲۰ شانتی داس، بھجن

۸-۵۰ جگجیت سنگھ زیروی، لوک گیت

۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵

بھائی کرم سنگھ راگی وساتھی

شبد

دوپہر

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ جبیر سنگھ کملا، لوک گیت

شام

۸-۰۰ پنجابی تقریر

۸-۳۰ سگم سنگیت

۹-۳۰ آپکی فرمائش

فلمی نغمے

جمعرات ۵؍نومبر

صبح

۷-۳۰، شام ۷-۵۰

چرنجیت کور، گیت اور غزل

۸-۲۰ اکبر علی جوہاں، لوک گیت

۸-۵۰، شام ۵-۰۵

پنجابی گیت

دوپہر

۱۲-۱۵ مدھوریما، گیت

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ چندر شیکھر، لوک گیت

شام

۵-۱۵ رویل سنگھ کبا، لوک گیت

۸-۰۰ سرجنا

پنجابی میں ادبی پروگرام

۸-۳۰ سگم سنگیت

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، علاقائی موسیقی

جمعہ ۶؍نومبر

صبح

۷-۳۰ ستیش چندر، گیت اور غزل

۸-۲۰، دوپہر ۱۲-۳۰

ملاکپور، شبد

۸-۵۰ برکت سدھو، صوفیانہ کلام

۹-۱۵، شام ۵-۰۵

جاوید رحمت قوال اور ساتھی

نعتیں/کافی

دوپہر

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ گورچرن سنگھ گوہوڑا اور ساتھی

واراں

شام

۵-۱۵ کشمیر سنگھ شمبھو، لوک گیت

۷-۴۵ سیتا کوہلی، گیت اور غزل

۸-۰۰ 'سماجک اوڑھیاں اور سنت ساہتیہ'

تقریر از ڈاکٹر چرن داس شاستری

۸-۲۵ سگم سنگیت

۹-۳۰ ہندی ناٹک

ہفتہ ۷؍نومبر

صبح

۷-۳۰ شبد

۸-۳۰ کسم بڑولکر، گیت، غزل

۸-۵۰، شام ۵-۰۵

پنجابی گیت

۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵، شام ۷-۴۵

ودیا ساگر راماپال

بھجن/گیت/غزل

دوپہر

۱۲-۳۰ لوک رنگ

لوک سنگیت کا پروگرام

۲-۳۰ ساڈے آس پاس

شام

۵-۱۵ لوراں، لوک گیت

۸-۰۰ پنجابی تقریر

۸-۳۰ سگم سنگیت

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

اتوار ۸؍نومبر

صبح

۷-۳۰ آسا دی وار

بھائی دویندر سنگھ راگی وساتھی

۷-۲۵ بھجن

۷-۴۵ پرتی بمب

۸-۲۰ مسیحی بھجن

۸-۵۰ پنجابی گیت

۱۰-۳۰ آپکی فرمائش

فلمی نغمے

دوپہر

۱۲-۱۵ گیت اور غزل

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ ارشاد رحمت قوال وساتھی

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت

۵-۱۵ محمد سلیم اقبال وساتھی

لوک گیت

۷-۴۵ جاگرت، سلسلہ وار گھریلو فیچر

۸-۰۰ انگریزی تقریر

۸-۳۰ سگم سنگیت

۱۰-۰۰ شبد گائن

پیر ۹؍نومبر

صبح

۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۳۰

سریندر کوہلی، گیت

۸-۲۰ پنجابی گیت

۸-۳۰ ساہتیہ سبھا، سنسکرت پروگرام

'سنسکرت دے ساہتیکار: جے دیو'

غزل

ڈاکٹر ملک زادہ منظور احمد

مقتل مقتل اہل ستم کا حوصلۂ دل دیکھا ہے
ہم نے فرازِ دار سے اکثر کوچۂ قاتل دیکھا ہے

صحرا، زنداں طوق سلاسل آتش زہر و دار و رسن
دنیا نے تاریخ وفا کا بس یہی حاصل دیکھا ہے

سرخی لب کے، رنگ قبا کے، نقشِ حنا کے خواب نہ پوچھ
وقتِ سحر تعبیر میں ہم نے خونِ رگِ دل دیکھا ہے

مجھ کو یہ ڈر ہے ٹوٹ نہ جائے آج غرور حسن و جمال
اس نے میرے آئینۂ دل کو اپنے مقابل دیکھا ہے

صحرا صحرا شور سلاسل گلشن گلشن شورشِ گل
اب کے برس منظور نے طوفاں ساحل ساحل دیکھا ہے

(آکاشوانی لکھنؤ سے)

پنجابی تقریر، ایس کے شوا
۸-۵۰ امریک سنگھ ہرگوبندپوری
لوک گیت
۹-۱۵ جھلکی

دوپہر
۱۲-۰۰ تہاڈی پسند
فرمائشی پنجابی گیت
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ ارجن دیوامر، لوک گیت

شام
۷-۴۵ گیت
۸-۰۰ بھارتیہ سنسکرتی کی دین 'ناگالینڈ'
ہندی تقریر
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۳۰ پنجابی ناٹک

منگل ۱۰ نومبر

صبح
۷-۲۰ چاندرائے، غزلیں
۸-۲۰ جگموہن کور: لوک گیت
۸-۵۰ پنجابی گیت
۹-۱۵ جاگرت، پنجابی میں گھریلو فیچر

دوپہر
۱۲-۰۰ کجھ گلاں کجھ گیت
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ بھان سنگھ ماہی، لوک گیت

شام
۵-۱۵ باغ سنگھ، لوک گیت
۷-۴۵ چاندرائے، غزلیں
۸-۲۰ کویتاپاٹھ
۸-۳۰ سگم سنگیت
۹-۳۰ 'پنجاب میں ہندی اگھو بیتر کائیں'
بات چیت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۱ نومبر

صبح
۷-۲۰ شبد (گورونانک کی رچنائیں)
۸-۲۰ شبد
۸-۵۰ بنارسی سنگھ بھل، لوک گیت
۹-۱۵ بھجن

دوپہر
۱۲-۱۵ بھگتی سنگیت (گورونانک جی کے شبد)
۲-۲۰ نعتیں
۲-۳۰ ہردیو سنگھ کنول کوثر اور ساتھی

کوی شری

رات
۸-۰۰ پنجابی تقریر
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۳۰ آپکی فرمائش
فلمی گیت

جمعرات ۱۲ نومبر

صبح
۷-۳۰ راجندر مہتہ اور نیناشاہ
گیت و غزل
۸-۲۰ ملکھی رام، لوک گیت
۸-۵۰ چرن داس سفری، حمد و ثنا
۹-۱۵ پریم پاٹھک

دوپہر
۱۲-۱۵ پریم پاٹھک، غزلیں
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ کلونت سنگھ بیدی، لوک گیت

شام
۵-۱۵ چندرکانتا کپور، لوک گیت

رونقی رام، ڈھولک پر سنگت
۷-۵۰ چرن داس سفری، کافی
۸-۰۰ پریمل، ہندی میں ادبی پروگرام
لگھو کہانی، ہنسراج بھارتی

کویتا پاٹھ، شری ونود شاہی
'ہندی لوک گیتوں بھاؤناتمک ایکتا'
تقریر
۸-۳۰ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ نیشنل پروگرام، ناٹک

جمعہ ۱۳ نومبر

صبح
۷-۲۰ نریندر گپتا، غزلیں
۸-۲۰، رات ۸-۳۰
سگم سنگیت
۸-۵۰ محمد شریف قوال و ساتھی
صوفیانہ کلام
۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۳۰، شام ۵-۱۵
پریم جگیاسو
بھجن/گیت و غزل/لوک گیت

دوپہر
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ ذیلا رام و ساتھی، لوک گیت

شام
۵-۴۵ پنجابی گیت
۸-۰۰ چھٹی پنج ورشیہ یوجنا میں وکاس کے
لکشیہ، ادیوگ سمبندھی
ہندی تقریر
۹-۳۰ ہندی ناٹک

ہفتہ ۱۴ نومبر

صبح
۷-۲۰، دوپہر ۱۲-۱۵
صلاح الدین احمد، غزلیں
۸-۲۰ ہندی گیت
۸-۵۰ پنجابی گیت
۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵
نریندر کور، گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ہردیو سنگھ خوشدل، لوک گیت
۲-۲۰ ساڈے آس پاس

شام
۵-۱۵ دھنا سنگھ رنگیلا، لوک گیت
۷-۴۵، ۸-۳۰
سگم سنگیت
۸-۰۰ پنجابی تقریر
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

اتوار ۱۵ نومبر

صبح
۷-۲۰ آسا دی وار
بھائی دویندر سنگھ راگی و ساتھی
۷-۳۵ بھجن
۷-۴۵ پرتی بمب
۸-۲۰ مسیحی بھجن
۸-۵۰ بلدیو راج، پنجابی گیت
۱۰-۰۰ چانن رشماں
۱۰-۳۰ آپکی فرمائش

دوپہر
۱۲-۱۵ سویتا سمن، گیت و غزل
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ رمیش رنگیلا و ساتھی
لوک گیت

شام
۵-۱۵ گرمیت کور باوا و ساتھی
لوک گیت
۷-۴۵ جاگرت
۸-۰۰ انگریزی تقریر
۸-۳۰ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ شبد گائن

تری فطرت کا یہ پہلو انوکھا ہم نے دیکھا ہے
کبھی قاتل، کبھی تجھ کو مسیحا ہم نے دیکھا ہے
ترے دل کو بھی بے تاب تمنا ہم نے دیکھا ہے
ترے دل میں بھی اک طوفاں بپا ہم نے دیکھا ہے
بتائیں کیا کہ آگرہ میں کیا ہم نے دیکھا ہے
جسے دیکھا ہے مطلب کا ہی بندہ ہم نے دیکھا ہے
بیاں میں آ نہیں سکتے مناظر باغ عالم کے
بتائیں کیا کہ دو آنکھوں سے کیا کیا ہم نے دیکھا ہے
بنایا حسن کو سب کی نظر میں محترم جس نے
اسی الفت کو دنیا بھر میں رسوا ہم نے دیکھا ہے
جھکی ہے جب ترے قدموں پہ سجدے میں جبیں اپنی
بلندی پر مقدر کا ستارہ ہم نے دیکھا ہے
نہیں جاتی، اب ان آنکھوں کی حیرانی نہیں جاتی
جن آنکھوں سے رخ تاباں تمہارا ہم نے دیکھا ہے
محبت کے سمندر میں ہوئے ہیں غرق یعنی
محبت کے سمندر کا کنارہ ہم نے دیکھا ہے
کوئی مانے نہ مانے لیکن اپنی بند آنکھوں سے
کسی نے جو نہیں دیکھا وہ جلوہ ہم نے دیکھا ہے
ہما، حیرت فزا ہیں پھول اپنے دل کے داغوں کے
انہیں فصل خزاں میں بھی شگفتہ ہم نے دیکھا ہے

ہما ہونالوی



(جالندھر کے لئے)

حیدرآباد

۴۰۶٫۵ میٹر (۷۳۸ کلو ہرٹز) ۲۵۶٫۴ میٹر (۱۱۷۰ کلو ہرٹز)

اتوار یکم نومبر

صبح

۸-۲۵ یووادانی
'گلدستہ' نوجوانوں کے خطوں پر مبنی

۹-۳۰ بچوں کیلئے
'پنج تنترا' سے کہانی از
آشارام یادو
وراثتی پروگرام
سینٹ پال اسکول کے طلبا کی پیشکش

دوپہر

۲-۳۰ بہنوں کیلئے
(۱) آرائش کی باتیں 'جلد کی حفاظت'
(۲) 'کتابوں کا مطالعہ - ایک اچھی عادت'
تقریر
(۳) ڈھولک کے گیت
(۴) خطوں کے جواب

شام

۵-۳۰ ترنگ
'ساز اور آواز' کیش کے گیتوں پر مبنی
ایک خصوصی پروگرام

۹-۳۰ 'ایک آدمی تھا' ڈرامہ
تحریر، میری مہتہ
غزلیں

پیر ۲ر نومبر

صبح

۸-۳۰ یووادانی
'نغموں کی دنیا' از محمد یوسف

شام

۵-۳۰ ترنگ
(۱) کھیلوں پر تبصرہ از حلیم الدین خالد
(۲) خطوں کے جواب
(۳) فلمی گانے

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) ہم، آپ اور وہ
(۳) کلام شاعر بزبان شاعر
روحی قادری اور اختر واجدی
(۴) غزلیں اور گیت
(۵) 'وہ بھی کیا زمانے تھے'
فوٹوگرافی پر شاہ علی سے بات چیت

منگل ۳ر نومبر

صبح

۸-۲۵ یووادانی
'چند عجیب پرندے' تقریر از
محمد عبدالرب

شام

۵-۳۰ آہنگ
ادبی میگزین
حیدرآباد رینگ مینس الیوسی ایشن کی
پیشکش

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) صنعتی مزدوروں کیلئے
(۳) مزاحیہ خاکہ
از مصطفیٰ علی بیگ
(۴) ڈھولک کے گیت

بدھ ۴ر نومبر

صبح

۸-۲۵ یووادانی
'شہنامہ' نوجوانوں کی سرگرمیوں پر مبنی

دوپہر

۲-۳۰ اسکول طلبا کیلئے

شام

۵-۳۰ ترنگ
وراثتی پروگرام
آرٹس اینڈ آرٹسٹ ایسوسی ایشن کی
پیشکش

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) خطوں کے جواب
(۳) 'اڑوس پڑوس'
ہفتہ وار مزاحیہ پروگرام
(۴) نئی کہانی 'چشم نگاراں'
از ظہور الحسن
(۵) غزلیں

جمعرات ۵ر نومبر

صبح

۸-۲۵ یووادانی
یونیورسٹی طلبا کیلئے

دوپہر

۲-۳۰ طلبا کیلئے

شام

۵-۳۰ میری پسند
فلمی نغموں پر مبنی

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) اپنی نگری اپنے لوگ
(۳) آپ کی پسند
فلمی گانے
(۴) 'داستانوں کی اہمیت'
تقریر از داؤد اشرف

جمعہ ۶ر نومبر

صبح

۶-۳۰ الیشورالنہ
قرأت کلام پاک - نعت

۸-۳۰ یووادانی
'خواتین اور کھیل' تقریر

شام

۵-۳۰ ترنگ
'سبزی منڈی' فیچر

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) اس ہفتہ کی ڈائری
(۳) ڈاکٹر سے ملاقات
'پیٹ کا درد، علاج اور احتیاط'
ڈاکٹر کاشی رام سے بات چیت
(۴) قوالیاں

ہفتہ ۷ر نومبر

صبح

۸-۲۵ یووادانی : فلمی قوالیاں

شام

۵-۳۰ ترنگ

غزل

خواجہ معین الدین صدیقی برقی فدائی

اگر کچھ رنگ دل جوئی تیرے انداز میں ہوتا ۔۔۔ اداؤں میں کرشمہ سحر تیرے ناز میں ہوتا
غضب ہوتا اگر کچھ درد بھی آواز میں ہوتا ۔۔۔ پھر ایسا لطف نغمہ میں نہ کسی ساز میں ہوتا
اثر جو دل فریبی کا نگاہ ناز میں ہوتا ۔۔۔ کسی جادو میں اور نہ وہ اعجاز میں ہوتا
میرے دل میں جگر میں تیر بن کر اتر جاتی ۔۔۔ اثر اتنا تو اے ظالم نگاہ ناز میں ہوتا
کبھی تو اپنی محفل میں بلا لیتا وہ مجھ کو بھی ۔۔۔ اگر کچھ پاس میرے مونس دم ساز میں ہوتا

ہوا کی طرح اڑ کر بزم جاناں میں پہونچ جاتا
اگر کچھ زور اے برقی پرواز میں ہوتا

حیدرآباد سے

'پیغام' ڈرامہ
انڈین فلمس آرٹس اکیڈمی کی پیشکش
۹-۳ ترنگ
محرم کا خصوصی پروگرام

اتوار ۸ر نومبر

صبح
۸-۲۵ یووانی
'گلدستہ' نوجوانوں کے خطوط پر مبنی
۹-۳۰ بچوں کیلئے
دوپہر
۲-۳۰ بہنوں کیلئے
(۱) 'واقعہ کربلا سے درس' تقریر
(۲) سلام
(۳) نوحے
(۴) خطوں کے جواب
شام
۵-۳۰ ترنگ
ورائٹی پروگرام
۹-۳۰ نیرنگ
یوم عاشورہ کا خصوصی پروگرام

پیر ۹ر نومبر

صبح
۸-۳۰ یووانی
نغموں کی دنیا از
مدھوکانتا
شام
۵-۳۰ ترنگ
(۱) کھیلوں پر تبصرہ از
معراج اختر
(۲) خطوں کے جواب
(۳) فلمی گانے
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) ہم آپ اور وہ
(۳) کلام شاعر بزبان شاعر
از اوج یعقوبی
(۴) غزلیں

منگل ۱۰ر نومبر

صبح
۸-۲۵ یووانی
'خود روزگار اسکیم کے امکانات'

تقریر از ایس ایم حسن
شام
۵-۳۰ آہنگ
ادبی میگزین
یوتھ کلچرل ایسوسی ایشن، فرحت نگر
کی پیشکش
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) صنعتی مزدوروں کیلئے
(۳) مزاحیہ خاکہ از صباح الدین
(۴) ڈھولک کے گیت

بدھ ۱۱ر نومبر

صبح
۸-۲۵ یووانی
'شبنامہ' نوجوانوں کی سرگرمیوں پر
مبنی
دوپہر
۲-۳۰ اسکول طلبا کیلئے
شام
۵-۳۰ ترنگ
میوزیکل ورائٹی پروگرام
ریڈ اسٹار کلچرل فورم کی پیشکش
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) خطوں کے جواب
(۳) آؤ دل بہلائیں
ہفتہ وار مزاحیہ پروگرام
(۴) 'انسانیت' نئی کہانی
(۵) غزلیں

جمعرات ۱۲ر نومبر

صبح
۸-۲۵ یووانی
یونیورسٹی طلبا کیلئے
دوپہر
۲-۳۰ اسکول طلبا کیلئے
شام
۵-۳۰ ترنگ
'میری پسند'
فلمی نغموں پر مبنی
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) اپنی نگری اپنے لوگ
(۳) آپ کی پسند، فلمی گانے

(۴) سائنس کی دنیا

جمعہ ۱۳ر نومبر

صبح
۶-۳۰ الیشور للہ
قرأت کلام پاک - نعت شریف
۸-۳۰ یووانی
'عدم تشدد اور پنڈت جواہر لال نہرو'
تقریر ایس اے رحمٰن قادری
شام
۵-۳۰ ترنگ
سائنس میگزین
سکندرآباد یوتھ اکیڈمی کی پیشکش
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) اس ہفتہ کی ڈائری
از امجد باغی
(۳) ڈاکٹر سے ملاقات
'گردے کے امراض' بات چیت
(۴) قوالیاں

ہفتہ ۱۴ر نومبر

صبح
۸-۲۵ یووانی
فلمی قوالیاں
شام
۵-۳۰ ترنگ
'نذرانہ' ڈرامہ
یوتھ ویلفیئر ایسوسی ایشن کی پیشکش
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) افکار عالیہ

'پنڈت نہرو - ایک شخصیت ہزار پہلو'
تقریر از حافظ ابو یوسف
(۳) لطیفے ہی لطیفے
(۴) گیت اور غزلیں

اتوار ۱۵ر نومبر

صبح
۸-۲۵ یووانی
'گلدستہ' نوجوانوں کی سرگرمیوں
پر مبنی
۹-۳۰ بچوں کیلئے
'چینی کا قلمدان'
سینٹ زین اسکول حسینی عالم کی پیشکش
(۲) 'جب ہم پڑھتے تھے'
رام کشن راوت سے بات چیت
دوپہر
۲-۳۰ بہنوں کیلئے
(۱) کام کی باتیں
کچن گارڈن - آپکا خانہ باغ
از شمشی معرا
(۲) ڈھولک کے گیت
(۳) خطوں کے جواب
(۴) کلام شاعر
از گوہر
شام
۵-۳۰ ترنگ
'ساز اور آواز'
بڑے غلام علی خاں
پیشکش، رام دیو
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ڈرامہ
(۲) غزلیں

رباعیات

منوھر لال بہار

ہم دیپ محبت کے جلاتے جائیں
ہر بندہ معبود کا ہے فرض بہار
ظلمتوں کے اندھیروں کو مٹاتے جائیں
زہر ایک بہانے سے لگاتے جائیں

ہم جام محبت کے پیا کرتے ہیں
ہر پھول کی خوشبو سے معطر چمن ہو
دن رات جگر خون کیا کرتے ہیں
مر مر کے اس دھن میں جیا کرتے ہیں

(حیدرآباد سے نشر)

روہتک

میڈیم ویو ۲۶۲ر۲ میٹر ۱۱۴۳ کلو ہرٹز
پہلی مجلس: صبح ۶-۲۵ سے ۹-۰۵ تک (اتوار ۹-۱۰ تک)
دوسری مجلس: ۱۲-۳۰ سے ۲-۱۰ تک
تیسری مجلس: ۵-۳۰ سے ۱۰-۰۰ تک (ہفتہ رات گیارہ بجے تک)

اتوار یکم نومبر

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
سورج پرکاش گرودر، سگم سنگیت
۷-۲۵ سونی پت ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ نواب خاں، طبلہ
۸-۲۰ بال کنج
بچوں کیلئے پروگرام
۹-۰۵ اس ماہ کا گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۰۰ کھلا آکاش
۲-۲۰ سری کرشن شرما اور
روی بلراج ویاس، لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
نوجوانوں کی پسند
خطوں کے جواب
۶-۱۰ راجستھانی لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
آپ کی پسند
۷-۳۰ روزگار سوچنائیں (روزانہ)
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۳۰ احمد حسین محمد حسین
سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے
'بات ایک رات کی'
۹-۳۰ ڈرامہ

پیر ۲ نومبر

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
دینو راجہ جین، سگم سنگیت
۷-۲۵ سرسہ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
این وی پٹوردھن
کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ جیانند اور جگو رام بالمیکی
لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ملے جلے گانے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ چھٹی جماعت کیلئے درس
۲-۲۰ جیانند، لیلا رانی
لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ سندھی لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
لیلا رانی، لوک گیت
۸-۰۰ انگریزی تقریر
۸-۳۰ انوپ جلوٹا، گیت
۹-۱۵ ایک فلم سے، 'چاندی سونا'

منگل ۳ نومبر

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
سریندر سنگھ بیدی، سگم سنگیت
۷-۲۵ فریدآباد ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ استاد امیر خاں، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
راج بالا، شیام لال سانگی اور
سنگیتا راٹھی، لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ ساتویں جماعت کیلئے درس

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
میری پسند کے گیت
۶-۱۰ ہماچل پردیش کے لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
'پنگھٹ' دیہی خواتین کیلئے
۸-۰۰ کلام شاعر
۸-۳۰ شام بھتیجہ، گیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'درد'
۹-۳۰ ہندی میں تبادلہ خیال
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۴ نومبر

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
مانک لال ورما، سگم سنگیت
۷-۲۵ روہتک ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
سرفراز حسین خاں، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
سرتا گرودر، رام مہر سنگھ
لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت
۱-۰۰ کتھائیں
۱-۴۰ آٹھویں جماعت کیلئے درس

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ ننھے منے
کہانی اور گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
سرتا گرودر، لوک گیت
۸-۰۰ ہندی تقریر
۸-۳۰ مناڈے، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'عاشق'
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۵ نومبر

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
نند کشور، سگم سنگیت
۷-۲۵ حصار ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ چلتے چلتے
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
افضالنا، بلبیر سنگھ
لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ایک رنگ
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ نویں جماعت کیلئے درس

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
سرگم
۶-۱۰ مدھیہ پردیش کے لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
بالک منڈلی
۸-۰۰ گھر آنگن
۸-۳۰ پریتی ساگر، سگم سنگیت
۹-۱۵ آپکا خط ملا

جمعہ ۶ نومبر

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
پرتبھا جین، سگم سنگیت
۷-۲۵ انبالہ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
ایس-جی-رے-چودھری
سرود وادن
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
علی شکور اور گجے سنگھ وساتھی
لوک سنگیت
۸-۳۰ گاندھی چرچا

دوپہر

۱۲-۳۰ گاتی پنکتی
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ پرائمری جماعتوں کیلئے درس

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
پترلیکا
۶-۱۰ پنجابی لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
گجے سنگھ وساتھی، لوک گیت
۸-۰۰ کھیل جگت
۸-۳۰ ہیمنت کمار، گیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'خاموشی'
۹-۳۰ قوالیاں

ہفتہ ۷ نومبر

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵، گگن گوگیا، سگم سنگیت

۷-۲۵ بھوانی ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ بلّو خاں وارثی، طبلہ
۸-۳۰ سمیر سنگھ آریہ، ایوب خاں
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ سپھر سپنے
۱-۰۰ وندگان
۱-۳۰ اساتذہ کیلئے
۲-۳۰ سمیر سنگھ آریہ، رام سنگھ سبھروال
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ ڈوگری لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
سمیر سنگھ آریہ، لوک گیت
۸-۳۰ ہریانہ درشن
۸-۳۰ کمار گندھرو، بھجن
۹-۱۵ ایک فلم سے 'مقدر کا سکندر'

اتوار ۸ نومبر

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
آشا گپتا، سگم سنگیت
۷-۲۵ کرنال ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ نیاز احمد، فیاض احمد
کلاسیکی موسیقی
۸-۳۰ بال کنج
۹-۰۵ اس ماہ کا گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۰۰ کھلا آکاش
۲-۳۰ نہال سنگھ، پیارے لال رائے
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
نوجوانوں کی پسند
خطوں کے جواب
۶-۱۰ مارواڑی لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
آپ کی پسند
[illegible] آج اتوار ہے
[illegible] دلیپ کمار رے، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'ترشول'
[illegible]

پیر ۹ نومبر

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
مدن سنگھ، سگم سنگیت
۷-۲۵ گوڑگاؤں ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
ہیش واجپائی، کلاسیکی موسیقی
۸-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
بھیم سنگھ وساتھی اور چندربھان ہونہ
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ملے جلے گانے
۱-۰۰ وندگان
۱-۳۰ چھٹی جماعت کیلئے درس

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ کشمیری لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
بھیم سنگھ وساتھی، لوک گیت
۸-۰۰ انگریزی تقریر
۸-۳۰ کے ایل سہگل، گیت
۹-۲۲ ایک فلم سے 'تیاگ'

منگل ۱۰ نومبر

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
جیوتی چودھری، سگم سنگیت
۷-۲۵ جیند ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ شوبھا گرتو، ٹھمری
۸-۳۰ دھرم پال بادی، ہزاری لال
لوک گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ وندگان
۱-۳۰ ساتویں جماعت کیلئے درس
۲-۳۰ سنیتا ڈانگی، ہزاری لال
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
میری پسند کے گیت
۶-۱۰ گجراتی لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
'پنگھٹ'، دیہی خواتین کیلئے
سونیتا ڈانگی: لوک گیت

۸-۰۰ کلام شاعر
۸-۳۰ جیوتیکا رانے، گیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'منزل'
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۱۱ نومبر

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
رمیش چندر دت، سگم سنگیت
۷-۲۵ کورکشیتر ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
پرکاش وڈھیرو، بانسری
۸-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
بنارسی لال وساتھی اور
چیتن پرکاش وساتھی، لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت
۱-۰۰ کترنیں
۱-۳۰ آٹھویں جماعت کیلئے درس

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ ننھے منے
کہانی اور گیت

۶-۳۰ گرامین سنسار
بنارسی لال وساتھی، لوک گیت
۸-۰۰ ہندی تقریر
۸-۳۰ ہری اوم شرن، بھجن
۹-۱۵ ایک فلم سے 'یادوں کی بارات'
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۱۲ نومبر

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
مدن لال شرما، سگم سنگیت
۷-۲۵ مہندرگڑھ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ چلتے چلتے
۸-۳۰ ظہور میر اور رگھوبیر سندھو وساتھی
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ساز اور آواز
۱-۰۰ وندگان
۱-۳۰ نویں جماعت کیلئے درس
۲-۳۰ ظہور میر اور
رنجی شرما وساتھی
لوک سنگیت

تبدیلی

فضل تابش

سب کچھ بدل گیا ہے گھر میں
گھوڑے پر بیٹھی منی بھی
منی کو گھیرے میں باندھے سارے بچے
گھوڑے کی رنگین لگامیں
سب کچھ بدل گیا ہے گھر میں

گھر میں اک انجان سا اکھڑا اکھڑا موسم ہے
آنگن میں پیڑوں سے بچھڑے سوکھے پتے
گھر سے باہر پھینکے جانے سے پہلے کی
سہمی سہمی تندرائی آنکھیں ہیں

پیڑوں پر پتے آئیں گے
لیکن پہلے
بچے منی کو گھیریں گے
کیا وہ سب بھی
پہلے جیسے بچے ہوں گے
کیا پھر سب کچھ پہلے جیسا ہو جائے گا

(اردو سروس سے نشر)

شام

۵-۳۰ یووانسنسار
سرگم
۶-۱۰ بندیل کھنڈی لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
'بالک منڈلی' دیہی بچوں کیلئے
۸-۰۰ گھر آنگن
۸-۳۰ پردیپ چٹرجی، بھجن
۹-۱۵ آپ کا خط ملا
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

جمعہ ۱۳ نومبر

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
شکنتلا دھیر، سگم سنگیت
۷-۲۵ سونی پت ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ شری کانت باکرے
۸-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
رام نواس شرما، وجینتی شرما
لوک سنگیت
۸-۳۰ گاندھی چرچا

دوپہر

۱۲-۳۰ گاتی پنکتی
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ پرائمری جماعتوں کے لیے درس

شام

۵-۳۰ یووانسنسار
پتریکا
۶-۱۰ پنجابی لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
رام نواس شرما، لوک گیت
۸-۰۰ وگیان کلب
۸-۳۰ غلام علی، غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے
'دل دیا درد لیا'

ہفتہ ۱۴ نومبر

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
مدھوبالا سکینہ، سگم سنگیت
۷-۲۵ سرسہ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ گنگا پرساد پاٹھک، کلاسیکی موسیقی
۸-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
جھن لال ملک اور
پیارے رام جھین، لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ پھر ملیئے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ اساتذہ کیلئے

شام

۵-۳۰ یووانسنسار
۶-۱۰ بنگالی لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
پیارے رام جھین، لوک گیت
۸-۰۰ ہریانہ درشن
۸-۳۰ رونی لیلیٰ، غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے
'دور نہیں منزل'

اتوار ۱۵ نومبر

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
لیش شرما، سگم سنگیت
۷-۲۵ فریدہ آباد ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ ڈی وی پلسکر، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ بال کنج
بچوں کیلئے پروگرام
۹-۰۵ اس ماہ کا گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۰۰ کھلا آکاش
۲-۳۰ بارو سنگھ وساتھی اور
کشور کمار، لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووانسنسار
نوجوانوں کی پسند
خطوں کے جواب
۶-۱۰ راجستھانی لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
آپ کی پسند
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۳۰ بیگم اختر
غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے
'سی آئی ڈی'
۹-۳۰ فیچر
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

شملہ

میڈیم ویو ۳۸۷٫۶ میٹر ۷۷۴ کلوہرٹز
شارٹ ویو ۹۳٫۰۹ میٹر ۳۲۲۳ کلوہرٹز صبح ۷-۳۰ تک اور شام ۶-۳۰ کے بعد
۴۹٫۸۳ میٹر ۶۰۲۰ کلوہرٹز صبح ۷-۴۵ کے بعد اور شام ۶-۱۵ تک
صبح ۵-۴۵ سے ۷-۳۰ ۳۲۲۳ کلوہرٹز صبح ۷-۴۵ سے ۹-۳۰ اور ۹-۴۵ سے ۴-۴۵
۵-۴۵ اور شام ۵-۰۰ سے ۶-۱۵ تک ۶۰۲۰ کلوہرٹز ۶-۰۰ سے رات ۱۲-۰۰ ۳۲۲۳ کلوہرٹز

خبریں

ہندی صبح ۸-۰۰، دوپہر ۹-۰۰، ۱-۱۰، ۲-۰۱، شام ۵-۰۰ ۶-۰۰ اور رات ۸-۴۵ - صرف ہفتہ کو رات ۱۰-۰۱
رات ۹-۰۰ اور صرف ہفتہ ۱۱-۰۵ سنسکرت صبح ۷-۰۵ اردو صبح ۸-۰۵

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۶-۲۰ گیسان وندنا اور
بھکتی سنگیت
۶-۵۵ کھیتی باڑی
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۵ پہاڑی سنگیت
۹-۰۵ فلمی موسیقی

دوپہر
۱-۱۰ فوجی بھائیوں کیلئے پروگرام
۲-۲۰ موسم - کھیتی چرچا
۲-۳ سب رنگ

شام
۶-۴۵ علاقائی خبریں
۷-۰۵ کرشی جگت
۷-۳۵ گرامین یوواؤں کیلئے پروگرام
۸-۰۰ دھارا سے گیت

اتوار یکم نومبر

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ اس ماس کا گیت
۸-۲۰ آپکی چٹھی آپکی فرمائش
۸-۲۵ ساہتیہ ویلا
۹-۰۵ پہاڑی دھن
۹-۱۵ ان دنوں
۹-۳۰ ساز اور آواز
۹-۴۵ وگیان اور جیون
۱۰-۰۰ یووا وانی
۱۱-۰۰ ہندی ڈرامہ

دوپہر

۱۲-۰۰ گیتوں بھری کہانی
۱۲-۳۰ بال گوپال
۳-۰۰ ونیتا منڈل

شام

۶-۰۰ پہاڑی دھن
۷-۲۵ خاندان کی بہبودی کا پروگرام
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۱۵ ہندی کہانی
۹-۳۰ گیت پہاڑاں رے

پیر ۲ نومبر

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ شبد
۸-۲۵ ساہتیہ ویلا
۹-۰۵ بھولے بسرے گیت

شام

۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۶-۵۵ خاندان کی بہبودی کا پروگرام
۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس
۸-۲۵ دلیش گان
۹-۳۰ ہندی میں بات چیت
۱۰-۰۰ نیشنل پروگرام، فیچر

منگل ۳ نومبر

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ سنگیت
۷-۵۵ سمے کی بات، دیپک بھنڈاری
۸-۲۰، رات ۸-۱۵
سگم سنگیت
۸-۳۵ علاقائی سنگیت
۹-۰۵ چینکا

شام

۶-۰۰ سامانیک چرچا

۸-۲۰ سب رس

۹-۱۵ تعلیم پر بات چیت

۹-۳۰ انگریزی میں بات چیت

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۴ نومبر

صبح

۷-۱۰ کرناٹک سنگیت

۷-۴۰ جیون جیوتی

۸-۲۰ کلاسیکی موسیقی

۸-۳۵ امر بھارتی ، ڈاکٹر شانتی بھکشو

۹-۰۵ ایک فلم کے گیت

شام

۶-۰۰ ضلع کی چٹھی

۶-۱۵ مہلا سمیلن

۸-۱۵ سماچار درشن

۸-۲۵ سگم سنگیت

۹-۱۵ گھر آنگن

۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۵ نومبر

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۷-۴۰ دلیش گان

۸-۲۰ پنجابی گیت

۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر

۹-۰۵ ایک کلاکار

شام

۵-۳۰ چنو منو

۶-۰۰ اس ماس کا گیت

۸-۱۵ غزلیں

۸-۲۵ بھگتی سنگیت

۹-۱۵ آپ کا پتر ملا

جمعہ ۶ نومبر

صبح

۷-۱۰ پرارتھنا سبھا

۷-۴۰ جیون جیوتی

۷-۵۵ سچ کی بات ، کیشو آنند

۸-۲۰ ، رات ۸-۲۵ سگم سنگیت

۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی

۹-۰۵ محفل

دوپہر

۲-۲۰ مہلا سمیلن

شام

۶-۰۰ سامانیک چرچا

۸-۱۵ سماچار درشن

۸-۳۵ وادیہ ورند

۹-۱۵ ہندی بات چیت

۱۰-۰۰ من بھاون پرانی فلموں سے فرمائشی گیت

ہفتہ ۷ نومبر

صبح

۷-۴۰ گیت

۸-۲۰ سیلانیوں کیلئے رینو کا ملا

تقریر ، چندر منی وششٹ

۹-۰۵ رس دھارا

شام

۶-۰۰ ضلع کی چٹھی

۸-۱۵ غزلیں

۸-۲۵ فلمی موسیقی

۹-۱۵ ہیم درشن ، علاقائی ریڈیو نیوز ریل

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی

اتوار ۸ نومبر

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۷-۴۰ اس ماس کا گیت

۸-۲۰ آپکی چٹھی آپکی فرمائش

۹-۰۵ پہاڑی دھن

۹-۱۵ ان دنوں

۹-۳۰ ساز اور آواز

۹-۴۵ وگیان اور جیون

۱۰-۰۰ یووا وانی

۱۱-۰۰ ہندی ڈرامہ

دوپہر

۱۲-۰۰ پٹاری

۱۲-۳۰ بال گوپال

۳-۰۰ ونیتا منڈل

شام

۶-۰۰ پہاڑی دھن

۷-۳۵ خاندان کی بہبودی کا پروگرام

۸-۱۵ سماچار درشن

۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی

۹-۱۵ یک ریویو

۹-۳۰ گیت بہاڑا رے

پیر ۹ نومبر

صبح

۷-۱۰ ، رات ۱۰-۰۰ کلاسیکی موسیقی

۷-۴۰ جیون جیوتی

۸-۲۰ شبد

۸-۳۵ ساہتیہ ویلا

۹-۰۵ بھولے بسرے گیت

شام

۶-۰۵ ضلع کی چٹھی

۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس

۸-۲۵ دلیش گان

۹-۱۵ ہیم ترنگنی

۹-۳۰ ہندی میں بات چیت

۹-۴۵ سگم سنگیت

منگل ۱۰ نومبر

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۷-۴۰ گیت

۷-۵۵ سچ کی بات ، کرم چند سود

۸-۲۰ ، رات ۸-۱۵ سگم سنگیت

۸-۳۵ علاقائی سنگیت

۹-۰۵ چٹکا

شام

۶-۰۰ سامانیک چرچا

۸-۲۵ سب رس

۹-۱۵ وگیان جگت

۹-۳۰ ہندی میں بات چیت

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۱ نومبر

صبح

۷-۱۰ کرناٹک سنگیت

۷-۴۰ جیون جیوتی

۸-۲۰ کلاسیکی موسیقی

۸-۳۵ امر بھارتی

۹-۰۵ ایک فلم کے گیت

شام

۶-۰۰ ضلع کی چٹھی

۶-۱۵ مہلا سمیلن

۸-۱۵ سماچار درشن

۸-۲۵ سگم سنگیت

۹-۱۵ جھلکی

۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

۱۰-۰۵ آپکے انورودھ پر نئی فلموں کے گیت

جمعرات ۱۲ نومبر

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۷-۴۰ دلیش گان

۸-۲۰ پنجابی گیت

۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر ، بات چیت

۹-۰۵ ایک کلاکار

شام

۶-۰۰ اس ماس کا گیت

۸-۱۵ غزلیں

۸-۲۵ بھگتی سنگیت

۹-۱۵ آپ کا پتر ملا

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، فیچر

جمعہ ۱۳ نومبر

صبح

۷-۱۰ پرارتھنا سبھا

۷-۲۵ دلیش گان

۷-۴۰ ترنگ ، کویتا پاٹھ

باتیں جن سے زندگی سنورتی ہے ۔ تحریر :- محمد حفیظ الرحمٰن

انسان کو صداقت ودیانت کا حامل ہونا چاہیئے، اس کے بغیر زندگی میں استواری واستحکام نہیں آتا، زندگی کو بنانے اور سنوارنے میں صداقت ودیانت کا بڑا ہاتھ ہے۔ صداقت ودیانت سے کنارہ کشی زندگی کے بگاڑ کا باعث ہوتی ہے۔ انسان کا صادق القول، صادق الفعل اور دیانت دار ہونا ضروری ہے ۔ تاکہ پچی، لفنگی، بگڑی اور الجھی ہوئی زندگی سے بھاگ سکے، اور صاف ستھری زندگی کی طرف رہنمائی حاصل کی جاسکے ۔ (پچھنے سے نقل)

۷-۵۵ سے کی بات: اچھر گھر پہار
۸-۲۰، رات ۸-۱۵
سگم سنگیت
۹-۰۵ محفل
شام
۶-۰۰ سلانیک چرچا
۸-۱۵ سماچار درشن
۹-۱۵ ہندی تقریر
۹-۳۰ ہندی ڈرامہ
۱۰-۰۰ من بھاون
پرانے فلمی نغمے

ہفتہ ۱۴ رنومبر

صبح
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۳۰ گیت
۸-۳۰ اسپورٹس
۹-۰۵ رس دھارا
شام
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ فلم سنگیت
۹-۱۵ علاقائی ریڈیو نیوز ریل

اتوار ۱۵ رنومبر

صبح
۷-۱۰، رات ۸-۱۵
کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ اس ماس کا گیت
۸-۳۰ آپکی چٹھی آپکی فرمائش
۹-۰۵ پہاڑی دھن
۹-۱۵ ان دنوں
۹-۳۰ ساز اور آواز
۹-۴۵ وگیان اور جیون
۱۰-۰۰ یووا وانی
۱۱-۰۰ ہندی ڈرامہ
دوپہر
۱۲-۳۰ بال گوپال
۳-۰۰ ونیتا منڈل
شام
۶-۰۰ پہاڑی دھن
۷-۳۵ خاندان کی بہبودی کا پروگرام
۸-۱۵ سماچار درشن
۹-۳۰ گیت بہاتا رسے

جے پور، اجمیر، بیکانیر، اودے پور، جودھپور

جے پور (الف) ۲۰۲ء۱۲ میٹر ۳۰۶ جے پور (ب) ۴۱ء۲۳۰ میٹر ۱۳۶۶ کلوہرٹز
اجمیر ۷ء۲۹۴ میٹر ۱۰۲۰ کلوہرٹز بیکانیر ۲۱۵ء۱ میٹر ۱۳۹۵ کلوہرٹز
اودے پور ۲۶۶ء۱ میٹر ۱۱۲۵ کلوہرٹز، جودھپور ۵۹۳ء۹ میٹر ۵۰۳ کلوہرٹز ۲۵۰ء۶ میٹر ۱۱۹۰ کلوہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۰۰-۸، دوپہر ۰۵-۱، ۱۰-۲، ۴۵-۲، شام ۰۵-۶
رات ۴۵-۸ (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۰۵-۱۱ بجے)
انگریزی میں خبریں: صبح ۱۰-۸، دوپہر ۰۰-۱۲ (صرف اتوار) ۰۰-۱، ۰۰-۲، شام ۰۰-۶
رات ۰۰-۹ (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۰۰-۱۱ بجے)
صوبائی خبریں: (ہندی) صبح ۵۰-۶، شام ۰۵-۵ (راجستھانی) شام ۱۵-۷
سندھی میں خبریں: صبح ۴۰-۸، شام ۱۵-۶
سنسکرت میں خبریں: صبح ۰۰-۸، شام ۱۰-۶، ہندی میں سماچار پتر: صبح ۰۰-۹

اتوار یکم نومبر

صبح
۶-۵۵ پرتی بمب
۷-۳۰ مانس گان
۸-۳۰ سور گنگا
۱۰-۰۰ سندھی پروگرام، ڈاکٹر جی رلنے
'دماغی طور سار بار کمزور چھورا'
ڈاکٹر کامیو ہیراجانی
دوپہر
۱۲-۴۵ 'پتر لا' خطوں کے جواب
۲-۴۰ ساز سنگیت
شام
۵-۰۵ یووا وانی
۸-۱۰ ساز سنگیت
۹-۱۵ ان سے ملئے
۱۰-۰۰ میگزین پروگرام

پیر ۲ رنومبر

صبح
۷-۳۰ مانس گان
۸-۳۰، ۹-۳۰
روبی چترجی، گیت بھجن
شام
۶-۳۰ محنت کشوں کیلئے پروگرام
۶-۴۵ روبی چترجی، گیت، غزل
۸-۰۰ کوی وانی
۸-۱۵ سگم سنگیت

منگل ۳ رنومبر

صبح
۸-۳۰ کاویہ رچنا
۹-۳۰ شام، ۶-۴۵
بول چند، گیت اور غزلیں
دوپہر
۱-۵۰ کرشی لوک اور موسم
رات
۸-۰۰ راجستھلی
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

بدھ ۴ رنومبر

صبح
۸-۳۰ راجستھلی
راجستھانی میں تقریر
۹-۳۰، رات ۱۰-۴۵
سمن ماتھر، بھجن، گیت، غزل
دوپہر
۱-۳۰ لوک گیت
شام
۶-۳۰ سندھی پروگرام
کہانی نارجن کرپلانی
آج جو کلاکار، ملیا اسرانی

جمعرات ۵ رنومبر

صبح
۷-۵۰ دیہاتی
سنسکرت شاعری، ڈاکٹر ہری رام آچاریہ
۸-۳۰ 'بھارتیہ سنسکرتی اور راشٹریتا'
ہندی تقریر از دیوی شنکر تیواری
دوپہر
۱۲-۰۰ ریڈیو پرو لوگ پریوجنا پروگرام
(اسکولی بچوں کیلئے)
رات راجستھلی، تقریر
۸-۰۰

جمعہ ۶ رنومبر

صبح
۸-۳۰، شام ۶-۴۵
ساوتری سکسینہ، گیت، غزلیں
دوپہر
۲-۳۰ اسکول براڈ کاسٹ
شام
۶-۲۵ نروانی
کویراسٹور (راجستھانی شاعری)
۸-۰۰ کتھا لوک
کہانی، موہن سنگھ یادو

ہفتہ ۷ رنومبر

صبح
۷-۳۰ مانس گان
۸-۳۰ 'آرتھک وشیہ میں راشٹریہ بینکوں کا یوگدان'
ہندی تقریر از گوردھن کتھوریا
دوپہر
۱۲-۰۰ ریڈیو پرولوگ پریوجنا پروگرام
رات
۸-۰۰ 'کہکشاں' اردو پروگرام
۹-۱۰ کھلا آکاش

اتوار ۸ رنومبر

صبح
۸-۳۰ سور گنگا
۹-۱۵ مکل: بچوں کیلئے
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
دوپہر
۱۲-۰۰ مہلا جگت
۱-۱۰ آپکی فرمائش
۲-۳۰ سمودگان
شام
۶-۲۵ راجستھانی گیتوں کا فرمائشی پروگرام
۷-۳۰ کرشکوں کیلئے
۸-۰۰ انگریزی تقریر

۹-۱۵ ان سے ملیئے
۹-۳۰ سندھی پروگرام

پیر ۹ر نومبر

صبح
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
۸-۳۰ جیوتی مشرا ، بھجن
دوپہر
۱-۳۰ لوک گیت
شام
۶-۳۰ انڈسٹریل پروگرام
۸-۱۵ سگم سنگیت
۹-۱۵ سماچار ترنگ
صوبائی ریڈیو نیوز ریل
۱۰-۰۰ ریڈیو سنگیت سمیلن
دیوبرت چودھری ، ستار

منگل ۱۰ر نومبر

صبح
۷-۲۰ مالن گان
۸-۲۰ سنسکرت کاویہ
سنگیت بدھ رچنا
۹-۲۰ ، شام ۶-۴۵
الغوسی پنوار ، گیت غزلیں
شام
۷-۲۰ کرشکوں کیلئے
۹-۳۰ سندھی پروگرام ، ڈرامہ

بدھ ۱۱ر نومبر

صبح
۸-۲۰ راجستھلی
'سماج راسکن سا جی دار'
راجستھانی میں تقریر از موہن آلوک
۹-۲۰ پنا لال بوہرہ ، بھجن
دوپہر
۱-۱۰ شاستریہ سنگیت
شام
۵-۰۵ یووا وانی
۶-۳۰ سندھی پروگرام
'بارن جی پھلواری'
آدرش ودیالیہ اجمیر کے طلبا کا
پیشکردہ پروگرام
۷-۱۵ ضلع کی چٹھی
۹-۱۵ کھلا آکاش
۱۰-۰۰ سنگیت سمیلن

جمعرات ۱۲ر نومبر

صبح
۷-۵۰ دیووانی ، کتھاکومدی
سنسکرت کہانی از مکرناتھ شاستری
۸-۰۰ 'راجستھان - اپنے اتہاس کاروں کی درشٹی میں' تقریر از
کیلاش دان اجول
۹-۲۰ رام گوپال مشرا ، گیت
دوپہر
۱-۵۰ کرشکوں کیلئے
شام
۶-۲۵ لوک دھارا
۸-۰۰ راجستھلی
۸-۱۰ سگم سنگیت
۹-۱۵ کھلا آکاش

جمعہ ۱۳ر نومبر

صبح
۶-۵۵ پرتی بمب
۷-۲۰ مالن گان
۸-۳۰ کملا کیسوانی ، گیت
دوپہر
۱-۱۰ شاستریہ سنگیت
رات
۸-۰۰ کتھالوک ، کشن شرما
۹-۳۰ ملے جلے گانے

ہفتہ ۱۴ر نومبر

صبح
۷-۲۰ مالن گان
۸-۳۰ 'راجستھان کے پراچین گرنتھاگار'
ہندی تقریر از ڈاکٹر وشنودت شرما
۹-۲۰ سگم سنگیت
شام
۶-۲۵ لوک دھن
۸-۰۰ 'کہکشاں' اردو پروگرام
افسانہ ، مشکور جاوید
کلام شاعر ، راہی شہابی
'نہرو کا سیاسی نظریہ' تقریر از فضیل جتین

اتوار ۱۵ر نومبر

صبح
۷-۱۰ دیش بھگتی گان
۷-۲۰ مالن گان (باقی ص ۵۴ پر)

سرینگر

میڈیم ویو سری نگر الف۔ ۲۶۸.۱۸ میٹر ۱۱۱۶ کلوہرٹز
شارٹ ویو سری نگر ب ۱ ، ۲۴۵ میٹر ۱۲۲۴ کلوہرٹز
۴۹.۱۰ میٹر ۶۱۱۰ کلوہرٹز ، ر ۹۱.۵۴ میٹر ۳۲۷۷ کلوہرٹز
پہلی مجلس۔ صبح ۶-۳۰ سے صبح ۱۰-۰۰ تک
دوسری مجلس۔ صبح ۱۱-۲۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک
(اتوار کو صبح ۶-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک مسلسل)

خبریں

صبح
۶-۰۰ سنسکرت میں خبریں
۶-۲۵ کشمیری میں خبریں
۶-۱۰ انگریزی میں خبریں
۸-۰۰ اردو میں خبریں
۹-۰۰ ہندی میں خبریں
دوپہر
۱-۰۰ اردو میں خبریں
۲-۰۰ انگریزی میں خبریں
شام
۶-۰۰ انگریزی میں خبریں
۶-۲۵ کشمیری میں خبریں
رات
۹-۰۰ انگریزی میں خبریں
۹-۱۵ اردو میں خبریں
۱۱-۰۰ انگریزی میں خبریں

علاقائی خبریں

صبح ۷-۰۵ ڈوگری میں خبریں
۷-۳۰ اردو میں خبریں | ۷-۴۵ کشمیری
دوپہر ۲-۱۰ لداخی میں خبریں
۷-۳۰ کشمیری میں خبریں ۱۰-۴۵

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۶-۳۵ صبح گاہی : بھگتی سنگیت کا پروگرام
۶-۵۰ روشنی ، گاشر اجیر
برگزیدہ شخصیتوں کے زریں اقوال
۷-۱۵ کاشتکارن ہندہ خاطرہ
(سوائے بدھ)
۷-۳۰ زونہ ڈب : سلسلہ وار فیچر
(سوائے ہفتہ)
۸-۲ گھر والوں کے لیے ، گھر والوں کیلئے اردو میں پروگرام (اتوار)
نو بہ نو یووانی سے انتخاب
(پیر)
پنجابی پروگرام ، منگل ، جمعرات اور اتوار ۴ بجے شام
شش رنگ ، ریڈیو ڈائجسٹ
(بدھ)
گھرہ بارہ خاطرہ
گھر والوں کیلئے کشمیری میں پروگرام ، ہر جمعہ کو
مولہ بتھ (جمعہ I ، II ، IV)
حرف حرف (ہفتہ III ، V)
۸-۲۵ پردہ (ہفتہ I ، III اور V)
ذات تبرات (ہفتہ II اور IV)
۹-۰۵ ریڈیو ڈائری (سوائے منگل اور) میزان (منگل)
۹-۳۰ تونہ فرمائش ، سامعین کی فرمائش پر کشمیری گانے ، (ماسوائے ہر منگل کو رات کے دس بجے)
۱۰-۰۰ ریڈیو نیوز ریل (اتوار کو)
۱۰-۱۵ ہونہار ، بچوں کے لیے اردو پروگرام (ہر اتوار)
۱۱-۰۰ ثقافت
کشمیری میں کلچرل میگزین (اتوار I)
فلم میگزین (اردو) (اتوار II)
سنگیت میگزین (اتوار III)
فلم میگزین (کشمیری) (اتوار IV)
ثقافت : کلچرل میگزین (اردو) (اتوار V)
دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
(سوائے اتوار روزانہ)
۱۲-۴۰ پراگ ۔ ہندی میں پروگرام (اتوار I)
رسالو منزہ (اتوار II)
یمی چھیہ وان (اتوار III)
ایک آواز : فلمی گانوں کا پروگرام (اتوار IV)
کورس (اتوار V)
۱-۰۰ مغربی موسیقی
۱-۳۰ اور ۳-۰۰
فوجی بھائیوں کیلئے پروگرام
۲-۳ کہکشاں : یووانی سے انتخاب (اتوار I)
سو سنزل ۔ اسٹوڈیو سے باہر ریکارڈ کیا گیا پروگرام (اتوار II)
بزم شعار : کشمیری میں مشاعرہ (اتوار III)
بات ایک فلم کی (اتوار IV)
آتش نگاش ، دیہاتی سننے والوں کیلئے (جمعہ)
۴-۰۰ پنجابی پروگرام (ہر اتوار)
۴-۳۰ پی مال : خواتین کے لیے پروگرام (کشمیری) (ہر اتوار)
پہاڑی پروگرام (ہر جمعرات)
شام
۵-۰۰ گوجری پروگرام (جموں سے پہلے)
۵-۲۵ گوجری پروگرام (جموں کیلئے پہلے)
۶-۱۵ گامی بھاین ہندہ خاطرہ
دیہاتی بھائیوں کے لیے پروگرام
۷-۰۰ وادی آواز : پاکستان اور پاکستانی مقبوضہ کشمیر میں رہنے والوں کیلئے پروگرام (جمعہ کو ایک گھنٹے کیلئے)
۸-۳۰ پرا گاش : غیر نصابی تعلیمی پروگرام (سوائے ہر اتوار کے روزانہ)
سونتہ ولور : نئی تحقیقات پر مبنی پروگرام (ہر پیر کو)
۸-۳۰ اس ہفتے کا خط (ہر بدھ کو)
۸-۴۵ تونہ چٹھی وانہ : کشمیری میں سامعین کے خطوں کے جواب (ہر اتوار کو)
اردو میں بات چیت (ہر پیر کو)
کشمیری میں بات چیت (ہر منگل کو)
خط کیلئے شکریہ (اردو میں خطوں
کے جواب (ہر جمعہ کو)
کھیلوں کی دنیا (جمعرات I)
سپلتہ نوم (جمعرات II اور III)
کھیلن ہند دنیا (جمعرات III ، V)
انگریزی میں بات چیت (ہر ہفتہ کو)
۹-۴۰ سلسلہ وار کھیل (ہر اتوار کو)
اردو یا کشمیری میں کھیل (ہر پیر کو)
حسن باطنی (آرکائیوز سے انتخاب)
(منگل I)
سائنس میگزین (اردو) منگل
صدیوں پہلے (راج ترنگنی پر مبنی پروگرام) (منگل III)
سائنس میگزین (کشمیری) منگل
سنچیکا (ہندی میں پروگرام)
(منگل V)
منظر (تعمیر و ترقی پر مبنی پروگرام سری نگر سے) بدھ I
ملاقات (مشہور شخصیات سے)
ملاقات (بدھ II)
منظر : تعمیر و ترقی پر مبنی پروگرام (جموں سے پہلے) بدھ III
سنگرمال (کشمیری میں ادبی پروگرام) بدھ IV
چترنگا : ہندی میں پروگرام
(بدھ V)
علاقائی موسیقی کا نیشنل پروگرام
(جمعرات I)
فیچر وں کا نیشنل پروگرام
(جمعرات II)
وید دھا (ہندی میں پروگرام
(جمعرات III)
کھیلوں کا نیشنل پروگرام
(جمعرات IV)
ایک شام سنگیت کی (جمعرات
گفتگو : (اردو میں مباحثہ)
(جمعہ I)
ماسٹر ذراسے (کشمیری میں مباحثہ
جمعہ II)
ہم قلم (اردو میں ادبی پروگرام
(جمعہ III)
اپنی دھرتی اپنا دیش دلیچھ
آو

(جمعہ III)
مشاعرہ: (اردو میں مشاعرہ
جمعہ I
میاں زندگی ہیں کار
(مشہور شخصیات کے ساتھ
ان کی زندگی اور فن کے بارے
میں گفتگو (ہفتہ I)
بزم سامعین (کشمیری)
ہفتہ II
محفل (مشہور شخصیات کے
ساتھ ان کی زندگی اور فن کے

بارے میں گفتگو (اردو)
(ہفتہ III)
بزم سامعین (اردو) ہفتہ III
سنگیت درس (موسیقی کا پروگرام

۱۰-۰۰ ہفتہ I
آپ کی فرمائش: سامعین کی
پسند پر فلمی گانے (بجز اتوار کو)
نندہ پوشہ مال: موسیقی کا پروگرام
جمعرات III
محفل موسیقی (جمعہ I)
اسپورٹس میگزین (جمعہ II)

گاشر تارکہ (مشہور کشمیری
شاعر پر فیچر) جمعہ III
داستان (جمعہ III، IV)
یادِ رفتہ (کشمیری ادب کا ڈائجسٹ)
ہفتہ II
امر سنگیت ہفتہ III
کورس گانے ہفتہ IV
۱۰-۳۰ بزم قوال ہر جمعرات کو
شہر صدا: (سامعین کی
فرمائش پر فلمی گانے
(ہر ہفتہ کو)

اتوار یکم نومبر

صبح

۷-۰۵ صبح گاہی
بھگتی سنگیت کا پروگرام

۸-۰۰ سینا کرجی، غزلیں

۸-۲۰ گھرانوں کیلئے اردو پروگرام

۱۰-۰۰ 'ہونہار'
اردو میں بچوں کیلئے پروگرام

۱۱-۰۰ کورل سنگیت

دوپہر

۲-۳۰ 'ہی مال'
خواتین کیلئے کشمیری میں پروگرام

شام

۶-۱۰ نیلم ساہنی، غزل

۸-۰۰ وادی کی آواز

۸-۳۰ پراگاش

پیر ۲ نومبر

صبح

۸-۰۰ سخاوت حسین، غزلیں

۸-۳۵ ہندی میں بات چیت

۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۱۵، ۰۰-۴
عبدالرحیم بٹ اور ساتھی
کشمیری سنگیت

دوپہر

۲-۳۰ شاستری سنگیت

۳-۳۰ آغا شکور اور عبدالرحمن خان
غزلیں

رات

۸-۳۰ صوفیانہ موسیقی کا پروگرام

۹-۳۰ 'اسکرینینگ شر'
کشمیری میں کھیل
تحریر: راجہ بشیر احمد گلکار

منگل ۳ نومبر

صبح

۸-۰۰ طلعت عزیز، غزلیں

۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۳۰، ۴-۰۰
غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۵ ہردے ناتھ توشخانی
غزلیں

۴-۳۰ نسیم اختر اور ساتھی
چھکری

رات

۸-۰۰ وادی کی آواز

۹-۳۰ 'وودھا'
ہندی میں پروگرام

بدھ ۴ نومبر

صبح

۸-۰۰ جگجیت سنگھ، چترا سنگھ
غزلیں

۱۱-۳۰ عبدالرشید حافظ اور ساتھی
کشمیری موسیقی

دوپہر

۱۲-۰۰ محمد عبداللہ ستاری اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
جگجیت سنگھ، چترا سنگھ
غزلیں

۴-۳۰ غلام محمد راہ اور راندا کاچرو
غزلیں

رات

۸-۰۰ وادی کی آواز

جمعرات ۵ نومبر

صبح

۸-۰۰ جمیل احمد: غزلیں

۱۱-۳۰ شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۰۰ نیاز احمد، نظیر احمد قوال اور ساتھی
غزلیں

۲-۱۵ راج بیگم: غزلیں

رات

۸-۰۰ وادی کی آواز

جمعہ ۶ نومبر

صبح

۷-۳۰ گلندھی کتھا

۸-۰۰ غلام نبی: غزلیں

۱۱-۳۰، ۳-۳۰
غلام محمد ناز اور ساتھی
کشمیری موسیقی

دوپہر

۲-۱۵ وجے کمار ملا: غزلیں

۴-۰۰ کمال بٹ اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

رات

۸-۰۰ وادی کی آواز

۹-۳۰ 'رائے ترائے'
کشمیری میں مباحثہ

۱۰-۰۰ داستان

ہفتہ ۷ نومبر

صبح

۸-۰۰ بیگم اختر، غزلیں

۸-۲۰ 'نوی تخلیق'

۸-۳۵ حرف حرف

۱۱-۳۰ محمد عبداللہ ستاری اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۰۰ محمد سلطان بٹ اور ساتھی
چھکری اور روف

۱۲-۴۰ نرملا روف اور غلام نبی
غزلیں

۲-۳۰، ۴-۰۰
علی محمد اور ساتھی
سرنائی

رات

۸-۰۰ وادی کی آواز

۸-۴۵ انگریزی میں بات چیت
مقرر، عبدالغنی ہوش

اتوار ۸ نومبر

صبح

۸-۰۰ غزلیں

۸-۲۰ اردو میں گھرانوں کیلئے پروگرام

۱۰-۱۵ ہونہار
اردو میں بچوں کیلئے پروگرام

۱۱-۳۰ 'گونگی دیواریں' اردو کھیل
تحریر: آفاق احمد

۴-۳۰ 'ہی مال'
کشمیری میں خواتین کیلئے

رات

۸-۰۰ وادی کی آواز

۸-۳۰ پراگاش
غیر نصابی تعلیمی پروگرام

پیر ۹ نومبر

صبح

۸-۰۰ شانتی ہیرانند: غزلیں

۸-۲۰ 'ذات بترات'
پیشکش، اے آر بٹ

۸-۳۵ ہندی میں بات چیت

۱۱-۳۰ غلام نبی بلبل اور ساتھی
کشمیری موسیقی

دوپہر

۱۲-۰۰ احمد حسین، محمد حسین
غزلیں

۴-۳۰ اومکار ناتھ کول اور نسیم اختر
غزلیں

رات

۸-۰۰ وادی کی آواز

۹-۳۰ 'اندھیرے اجالے' اردو کھیل
تحریر: شبنم قیوم

منگل ۱۰ نومبر

صبح

۸-۰۰ شوبھا گورٹو: غزلیں

۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۳۰، ۴-۰۰
غلام محمد قالین باف اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۵ نرملا دیوی: غزلیں

۴-۳۰ غلام محمد ڈار اور ساتھی چھکری

رات

۸-۰۰ وادی کی آواز

۸-۳۰ 'پراگاش'
غیر نصابی تعلیمی پروگرام
۹-۳۰ 'سنگرمال'
کشمیری میں ادبی پروگرام

بدھ ۱۱ر نومبر

صبح
۸-۰۰ مہندر چوپڑا : غزلیں
۱۱-۳۰ غلام نبی شیخ اور ساتھی
کشمیری موسیقی

دوپہر
۱۲-۰۰ محمد خلیل اور ساتھی
کشمیری موسیقی
۴-۳۰ نسیم اختر : غزلیں

رات
۸-۰۰ وادی کی آواز
۸-۳۰ 'پراگاش'
غیر نصابی تعلیمی پروگرام

جمعرات ۱۲ر نومبر

صبح
۸-۰۰ غلام سراج خاں : غزلیں
۱۱-۳۰ ، دوپہر ۳۰-۲
غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۰۰ عزیز احمد خاں وارثی اور ساتھی
قوالی
۲-۱۵ آشا کول : غزلیں

رات
۸-۰۰ وادی کی آواز
۸-۳۰ 'پراگاسش'
غیر نصابی تعلیمی پروگرام
۸-۴۵ 'ڈرگ ایڈیکٹو'
ڈاکٹر جی کیو علاقہ بند سے انٹرویو

جمعہ ۱۳ر نومبر

صبح
۸-۰۰ محمد یعقوب : غزلیں
۱۱-۳۰ ، ۳۰-۴
نذیر احمد بٹ اور ساتھی
کشمیری موسیقی

دوپہر
۱۲-۰۰ ، ۰۰-۴
محمد عبداللہ تبت بقال و ساتھی

ہفتہ ۱۴ر نومبر

صبح
۸-۰۰ اقبال احمد صدیقی : غزلیں
۸-۲۵ مولل شعار
۱۱-۳۰ ، دن ۳۰-۴
شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
۴-۰۰ غلام نبی بلبل اور ساتھی
چھکری

رات
۸-۰۰ وادی کی آواز
۸-۳۰ پراگاسش
غیر نصابی تعلیمی پروگرام

اتوار ۱۵ر نومبر

صبح
۸-۰۰ ہیم لتا : غزلیں
۸-۳۰ اردو میں گھرانوں کیلئے پروگرام
۱۰-۱۵ 'ہونہار'
اردو میں بچوں کیلئے ملا جلا پروگرام
۱۱-۳۰ 'شیشہ پھٹمت' کشمیری کھیل
تحریر : بشیر دادا

رات
۸-۰۰ وادی کی آواز
۸-۳۰ 'پراگاسش'
غیر نصابی تعلیمی پروگرام
۸-۴۵ انگریزی میں بات چیت
تقریر از ڈاکٹر ایچ کے رازداں

۸-۲۰ سورنگما
۹-۱۵ مکل : بچوں کیلئے

دوپہر
۱۲-۳۰ جھلکی
۱-۱۰ آپ کی فرمائش

شام
۵-۰۵ یووا وانی
۷-۳۰ کرشکوں کیلئے
۸-۰۰ انگریزی تقریر از کرنل بھوانی سنگھ
۹-۳۰ سندھی پروگرام

دوردرشن لکھنؤ

چینل : ۴ — ۶۲/۲۵ میگا ہرٹز (تصویر)
بینڈ : ۱ — [illegible] میگا ہرٹز (آواز)

[illegible]

شام ۰۰-۶ ۔ ۔ [illegible] (دیہی عوام کے لیے پروگرام) (سوائے اتوار اور منگل) اتوار کو ۳۰-۶ سے چھوٹے بچوں کے لیے اور منگل کو ۰۰-۷ کامگار سبھا۔ صنعتی مزدوروں کے لیے۔ ۳۸-۸ چار ۳۰-۸ کل کے پروگرام [illegible] جمعرات کو ۳۵-۹ بجے ، بدھ اور ہفتہ کو ۰۰-۱۰ بجے

[illegible]

اتوار
شام ۳۰-۶ ننھے منے (بچوں کے پروگرام) ۵۰-۶ سپنا ہیکی (ہفتہ بھر کے پروگراموں کی تفصیلات) ۰۰-۷ [illegible] سندر فیچر فلم ۱۵-۸ دردھیان دین ۳۰-۹ کل کے پروگرام اور اختتام

پیر
شام ۳۰-۶ آپ کا سواستھ [illegible]

(۳۵-۷ [illegible] ورت چتر ۱۵-۸ [illegible] ۳۵-۸ [illegible] ۰۰-۹ سرسوتی [illegible] پروگرام [illegible]

منگل
شام ۳۰-۶ کامگار سبھا ۱۵-۸ [illegible] فیچر فلم ۳۵-۸ ڈرامہ ۳۰-۹ رقص ۰۰-۱۰ اختتام

بدھ
شام ۳۰-۶ کھیل جگت ۱۵-۸ آپ کی ڈاک ۳۰-۸ [illegible] وال لکھنؤ کی سماجی تہذیب کی ایک جھلک ۰۰-۹ [illegible] ۳۵-۹ سیریل انگریزی فلم ۰۰-۱۰ اختتام

جمعرات
شام [illegible]
[illegible] ۳۵-۹ اختتام

جمعہ
شام ۳۰-۶ پھلواری بچوں کے لیے پروگرام ۱۵-۸ آج کل [illegible] (اردو ادبی پروگرام) ۳۰-۹ اختتام

ہفتہ
شام ۳۰-۶ گھر کی دنیا ۱۵-۸ لوک سنگیت ۳۵-۸ علاقائی فیچر فلم / ہندی ناٹک ۰۰-۹ انگریزی فلم ۰۰-۱۰ اختتام

دوردرشن بمبئی

بمبئی چینل ۴	تصویر ۲۵/۶۲ میگا ہرٹز
بینڈ ۱	آواز ۷۵/۶۷ میگا ہرٹز
پونہ چینل ۵	تصویر ۲۵/۱۷۵ میگا ہرٹز
بینڈ ۳	آواز ۷۵/۱۸۵ میگا ہرٹز

خبریں اور روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

شام ۳۰-۷ مراٹھی میں خبریں رات ۰۰-۹ ہندی میں خبریں ۰۰-۱۰ انگریزی میں خبریں
شام ۴۰-۷ کل کے پروگرام

ہفتہ وار نشر ہونے والے پروگرام

اتوار
صبح ۰۰-۹ سلسلے وار فلم ۳۰-۹ پرتبھا آنی پرتیبھا ۰۰-۱۱ ساپتاہکی : ہفتہ بھر کے پروگرام کی ہندی میں جھلک ۳۰-۱۱ اختتام شام ۳۰-۶ [illegible] ہندی میں فیچر فلم ۱۰-۹ آروگیہ سمپدا ۳۰-۹ سائینس رپورٹ ۱۰-۱۰ اختتام

پیر
شام ۳۰-۶ ستانگڑی : گجراتی میں بچوں کا پروگرام ۰۰-۷ سگم سنگیت ۱۰-۷ آپلی ماتی آپلی مانس ۴۲-۷ گیان دیپ ۰۰-۸ یوواد شں ۳۰-۸ سلسلے وار فلم ۱۵/۱۰-۹ فوکس / اوپن ہاؤس (مدراس سے ریلے) ۴۵/۴۰-۹ ورت چتر ۱۰-۱۰ اختتام

منگل
شام ۳۰-۶ کلیل : مراٹھی میں بچوں کا پروگرام ۰۰-۷ سگم سنگیت ۱۰-۷ کامگار وشو : صنعتی مزدوروں کے لیے پروگرام ۴۲-۷ دنیا دن دگیان (روزکی سائنس) پریورتن ایک چنوتی ۰۰-۸ یووا درشن (ہندی) ۳۰-۸ سپورٹس راؤنڈ اپ ۱۰-۹ سینہیا : ہندی میں ادبی پروگرام / پریکرما ۳۰-۹ قانون اور عام آدمی ۱۰-۱۰ اسپتی کا خصوصی پروگرام / آمدنی ۴۵/۴۰-۱۰ اختتام

بدھ
شام ۳۰-۶ سندر ماز سے گھر ۰۰-۷ فلم ۱۰-۷ آپلی ماتی آپلی مانس ۴۲-۷ پرارتھنا سنگیت / کلاسیکل ڈانس ۰۰-۸ آئینہ خانہ / چترگیت (گجراتی) ۳۰-۸ ٹیک ورلڈ ۱۰-۹ پارکھات ۱۰-۱۰ حالات حاضرہ سے متعلق پروگرام

جمعرات
شام ۳۰-۶ گھر بیٹھاں (گجراتی) ۰۰-۷ لوک سنگیت ۱۰-۷ کامگار وشو ۴۲-۷ سگم سنگیت ۰۰-۸ گجراتی ڈرامہ / مراٹھی ڈرامہ ۱۰-۹ چھایا گیت ۵۵-۹ خصوصی اعلان ۱۰-۱۰ اختتام

جمعہ
شام ۳۰-۶ کھیل کھلونے ۰۰-۷ سگم سنگیت ۱۰-۷ آپلی ماتی آپلی مانس ۴۲-۷ گیان دیپ ۱۰-۸ کرسٹر آگن ۱۰-۹ گجرا / پھول کھلے ہیں گلشن گلشن ۱۰-۱۰ موسیقی اور رقص کا نیشنل پروگرام ۵۵-۱۰ اختتام

ہفتہ
شام ۰۰-۶ اور ۴۲-۷ مراٹھی فیچر فلم / ۳۰-۶ اور ۴۲-۷ ڈرامہ ۱۰-۹ کلاسیکی موسیقی / آن دی فیلڈ آف دی فیلڈ ۳۰-۹ پروفیل / وائبرینشنز ۲۰-۱۰ اختتام

تزکیہ قلب :- یعنی قلب و دماغ کی طہارت و پاکیزگی اور نفس کا گندگیوں آلائشوں خرابیوں برائیوں اور نجاستوں سے پاک کرنا، تاکہ قلب پاکیزہ، مجلیٰ و مصفیٰ ہو کر، خباثت، نقائص عیوب اور ذنوب سے پرہیز کر سکے، اس طرح یہی پاکیزگی قلب انکی زندگی کو سنوارنے اور نکھارنے میں معاونت کریگی اور الجھنوں اور پراگندگیوں سے بچا ئیگی۔
(چشمۂ نشر)

MGIPRR(FBD)—71/AIR(ND)/81—21-10-82—1900.





ہمارا سماج اور ذرائع ابلاغ' کے زیر عنوان اردو مجلس (دہلی) سے نشر گفتگو کے شرکا، (دائیں سے) کمال احمد صدیقی، پروفیسر محمد حسن
کملیشور اور ڈاکٹر شمیم حنفی۔

ڈاکٹر کرن سنگھ (ممبر پارلیمنٹ) ریڈیو کشمیر سری نگر کے پروگرام محفل' کی صدابندی کے لیے اسٹوڈیو کی جانب۔ ہمراہ ہیں 'محفل' کے نگراں بشیر شاہ



ناظم علی خاں اور مہندر پرساد گپتا
آکاشوانی رام پور سے نشر
گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے۔



'مکل'
آکاشوانی جے پور سے نشر ہونے والے بچوں کے پروگرام کے
ننھے منے فن کار۔



جمیل احمد
ریڈیو کشمیر جموں
کی جانب سے
مدعو سامعین کے رو برو منعقد
محفل موسیقی میں
غزل سرا۔

Regd. No. D-(C) 39

AWAZ
1st. November 1981

Licenced (U-23) to post without prepayment at CPSO, New Delhi





(اوپر)
نرملا اردن۔
کلاسیکی موسیقی کی صدابندی کے وقت۔

(اوپر دائیں) پربھا بھارتی۔
قوالیاں ریکارڈ کراتے ہوئے۔

(دائیں) شمیم آزاد۔
غزلیں ریکارڈ کراتے ہوئے۔

(نیچے) طفیل نیازی۔
پاکستان کے مشہور لوک گائیک
مدعو سامعین کے روبرو منعقد ایک محفل موسیقی میں
اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہوئے۔





اردو سروس کی جھلکیاں

۱۶ر نومبر ۱۹۸۱ء
۲۵ر کارتک سے اگرہائن ۳-۱۹۰ شاکا

آواز

اشاعت کا ۴۰ واں سال
قیمت 50 پیسے



اس بار ناگپوری غزلیں

واحد ہمسر ناگپوری

مجھے آرزوئے خوشی نہ تھی مجھے تیرے غم کی تلاش تھی میں جہاں گیا میں جدھر گیا
ترا نقشِ پا بھی ملا نہیں میں جبینِ شوق لیے ہوئے تری رہگزر سے گزر گیا
ترے سنگ در پہ جو ناز نیں مری جانِ زار نکل گئی مری اصل میں ہے یہ بندگی
اُسے اپنی موت پہ ناز ہے وہ نماز اسی کی نماز ہے ترے آستاں پہ جو مر گیا
ترا حسن میری نظر میں ہے ترا درد میرے جگر میں ہے مجھے ہے خوشی کہ تو گھر میں ہے
میں تجھے بھلا دوں محال ہے یہ خیال تیرا خیال ہے تو سراپا دل میں اتر گیا
تری بات میں وہ اثر نہیں تری مجھ پہ اب وہ نظر نہیں میں کہاں ہوں تجھکو خبر نہیں
تری زندگی میں بہار ہے ترے پاس میرا قرار ہے جو نثار تجھ پہ ہی کر گیا
تو حسین ہے تو جوان ہے ترے ساتھ سارا جہان ہے نہ یہ وہم ہے نہ گمان ہے
مرے پاس کیا میں غریب ہوں مرے ہمنشیں وہ نصیب ہوں جو بھری جوانی میں مر گیا
میں بتاؤں کیا مجھے کیا ملا مرے ظرف سے بھی سوا ملا ہے یہ انتہا کہ خدا ملا
میں تو ہمسر آشنا غم سے تھا یہ کسی کا مجھ پہ کرم ہوا جو نصیب میرا سنور گیا

غلام رسول اشرف

دل تو سائل ہے ترے در پہ صدائیں دے گا　　کچھ ملے یا نہ ملے پھر بھی دعائیں دے گا
درد کے پھول مہک اٹھیں گے دل میں ہر سو　　موسمِ گل بھی تو زخموں کو ہوائیں دے گا
ہر عمارت کے در و بام پکاریں گے مجھے　　مجھ کو ہر شخص مرے بعد صدائیں دے گا
سولیاں ختم ہوئیں لوگ ابھی باقی ہیں　　حاکمِ شہر بھی کس کس کو سزائیں دے گا
بے لباسی ہی بھلی اس سے تو اپنی اشرف
وقت دے گا بھی تو زخموں کی قبائیں دے گا

مصور کارنجوی

ہو گی نہ غوطہ زن کو خبر اور کتنے دن
دریا چھپائے لعل و گہر اور کتنے دن
تم کو غباروں پہ ہے بہاروں کی بد دعا
پھرتے رہو گے خاک بسر اور کتنے دن
کیا ان سے آشیانے بنائیں گی بلبلیں
لائے صبا عقاب کے پر اور کتنے دن
چاہیں تو آسماں کو کریں زیر اہلِ زر
لیکن بتاؤ قوتِ زر اور کتنے دن
ان کو شبیہِ ناز مصور دکھا گئے
طالب رہیں گے شمس و قمر اور کتنے

مدحت الاختر

رہتا ہے ہر گھڑی یہ گماں اب ملے گا تو
پہچان بھی نہ پائیں گے ہم جب ملے گا تو
تری دعائیں مانگتے رہتے ہیں رات دن
اے جانِ انتظار ہمیں کب ملے گا تو
تجھ سے بچھڑ کے بھیڑ میں کھو جاؤں گا مگر
سب سے جدا ملوں گا تجھے جب ملے گا تو
سب بے تکلفی کے مزے دل میں رہ گئے
سوچا نہ تھا کہ اتنا مہذب ملے گا تو
شوخی ہماری خواہشِ معصوم کی تو دیکھ
انسان کے لباس میں یا رب ملے گا تو

عاجز ہنگن گھاٹی

حالات کے حصار میں جب وہ سمٹ گیا
گھر کا دھواں بھی خوف کی چھت سے لپٹ گیا
یادوں کے درمیان تھا وہ محوِ حیات
تنہائیوں میں سانس کی ڈوری سے کٹ گیا
اشکوں کے پھول جل گئے عارض کی آنچ سے
صحرا کے بازوؤں میں سمندر سمٹ گیا
خوش ہو رہا تھا مجھ کو غبارہ بنا کے وہ
میں اس کی دسترس سے نکلا تو پھٹ گیا
عاجز وہ شکلِ یار میں زہریلا ناگ تھا
موقع ملا تو کاٹ کے فوراً پلٹ گیا

منشاء الرحمٰن خاں منشا

ہاتھ جب سے درد کے نادر خزانے آئے ہیں
لب پہ رہ رہ کے بڑے پیارے ترانے آئے ہیں
ان کی یاد، ان کی تمنا، ان کا غم ان کا خیال
خانۂ دل کو مسلسل جگمگانے آئے ہیں
یوں ہی لگتا ہے کئی قسطوں میں مرنے کے لیے
ہم یہاں کچھ روز جینے کے بہانے آئے ہیں
غنچۂ دل جس سے کھلتا ہے وہ رُت آئی کہاں
یوں تو آنے کو بہت موسم سہانے آئے ہیں
کتنے پانی میں ہیں آئیں ان کو بھی دیکھیں ذرا
حضرت منشا، کلام اپنا سنانے آئے ہیں

منظور ندیم بالاپوری

دل کی کتاب کھول کے دلبر کے سامنے　　ہم رو رہے ہیں بیٹھ کے پتھر کے سامنے
جلوے نہ بانٹ گھر کے دریچوں کو بند کر　　میلہ سا لگ رہا ہے ترے گھر کے سامنے
ہم پھول ہیں بڑھائے جو چاہت سے کوئی ہاتھ　　مانندِ تیغ بھی ہیں ستمگر کے سامنے
بے رنگ سا ملا تھا مجھے خاکۂ حیات　　کچھ رنگ بھر رہا ہوں تجھے کر کے سامنے
اک عمر کی تھی پیاس بجھانی پر اے ندیم
دم ٹوٹ سا گیا ہے سمندر کے سامنے

گذشتہ سے پیوستہ

سنگیت سمیلن ۱۹۸۱ء

نشریات

۱۶ر نومبر

رات ۱۰.۰۰ سے ۱۱.۰۰



پالگھاٹ کے وی نارائنا سوامی ____ گائن
کے بالا سبرامنیم ____ وائلن
کرشنا کڈی منی ____ مردنگم
(۱۸ر اکتوبر کو لکھنؤ میں منعقد محفل کی ریکارڈنگ)

۱۷ر نومبر

رات ۱۰.۰۰ سے ۱۱.۰۰



ڈی کے داتار ____ وائلن
وجو نا گیشکر ____ طبلہ
(۱۸ر اکتوبر کو لکھنؤ میں منعقد محفل کی ریکارڈنگ)

۱۸ر نومبر

رات ۱۰.۰۰ سے ۱۱.۰۰



ماننگا ناتھی راج گوپالن ____ وینا
سری کشم وی راجا راؤ ____ مردنگم
(۱۸ر اکتوبر کو کلکتہ میں منعقد محفل کی ریکارڈنگ)

۱۹ر نومبر

رات ۱۰.۰۰ سے ۱۱.۰۰



سرفراز حسین خاں ____ گائن
اندر لال ڈھانڈرا ____ سارنگی
دائم علی قادری ____ طبلہ
علام باقر خاں ____ ہارمونیم
(۱۸ر اکتوبر کو پونا میں منعقد محفل کی ریکارڈنگ)

۲۰ر نومبر

رات ۱۰.۰۰ سے ۱۱.۰۰



این ایس سری نواسن ____ بانسری
پی ایس نارائنن ____ وائلن
ڈی۔ رام موہن راؤ ____ مردنگم
کے ایس منجوناتھ ____ گھاٹم
(۱۸ر اکتوبر کو مدراس میں منعقد محفل کی ریکارڈنگ)

۲۱ر نومبر

رات ۹.۳۰ سے ۱۱.۰۰



رادھا اور جیالکشمی ____ دوگانہ
دوارم منگاتھیارو ____ وائلن
کے آر وی ائیر ____ مردنگم
یو کے نارائنا سوامی ____ گھاٹم
(۱۸ر اکتوبر کو دہلی میں منعقد محفل کی ریکارڈنگ)

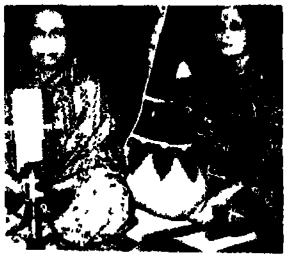
۲۲ر نومبر

صبح ۱۰.۰۰ سے ۱۱.۰۰



رمیش پریم ____ وچتر وینا
کالے رام ____ طبلہ

صبح ۱۱.۰۰ سے دوپہر ۱۲.۰۰



گنگو بائی ہنگل ____ گائن
کرشنا ہنگل ____ سنگت گائن
عاشق علی خاں ____ سارنگی
شیشا گری ہنگل ____ طبلہ
وسنت کنکاپور ____ ہارمونیم
(۱۸ر اکتوبر کو حیدرآباد میں منعقد محفل کی ریکارڈنگ)

رات ۱۰.۰۰ سے ۱۱.۰۰



بل کرنی ____ ستار
مہا پرش مشرا ____ طبلہ
(۱۸ر اکتوبر کو پونا میں منعقد محفل کی ریکارڈنگ)

۲۳ر نومبر

رات ۱۰.۰۰ سے ۱۱.۰۰



ایم وی وراسوامی ____ گوٹو وادیم
جے زل کاشی ناتھ شاستری ____ وائلن
وی ایس راج گوپال ____ مردنگم
(۱۸ر اکتوبر کو وجے واڑہ میں منعقد محفل کی ریکارڈنگ)

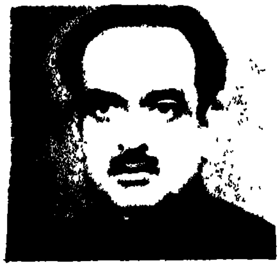
۲۴ر نومبر

رات ۱۰.۰۰ سے ۱۰.۴۰



ریتا گنگولی ____ گائن
عبداللطیف خاں ____ سارنگی
راشد مصطفےٰ ____ طبلہ
سوہن لال ترا ____ ہارمونیم

رات ۱۰.۴۰ سے ۱۱.۰۰



چھتر پتی سنگھ ____ پکھاوج سولو
عبداللطیف خاں ____ سارنگی
سنند لال ____ ہارمونیم
(۱۸ر اکتوبر کو راجکوٹ میں منعقد محفل کی ریکارڈنگ)

۲۵ر نومبر

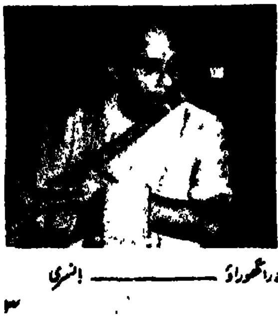
رات ۱۰.۰۰ سے ۱۱.۰۰



کدم اور ایم سبرامنیم ____ گائن
سی پی وکشنا مورتی ____ وائلن
وائی وگنیشور راؤ ____ مردنگم
ٹی آئی ونائیک رام ____ گھاٹم
(۱۸ر اکتوبر کو بمبئی میں منعقد محفل کی ریکارڈنگ)

۲۶ر نومبر

رات ۱۰.۰۰ سے ۱۱.۰۰



وجے راگھوراؤ ____ بانسری

۱۶ر سے ۳۰ر نومبر ۱۹۸۱ء ۲۵ر کارتک سے ۹ اگرہاین ۱۹۰۳ شاکا

آواز

آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

جلد ۴۶ ——— شمارہ ۲۲

قیمت فی پرچہ ۵۰ پیسے ——— سالانہ دس روپے

(ڈاک خرچ بذمہ ادارہ)

اس شمارے میں

چیف ایڈیٹر ——— جے پی گوئل ——— فون ۳۸۲۲۴۹

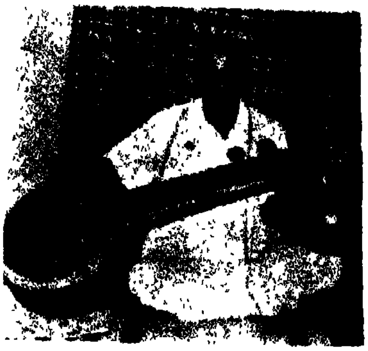
ایڈیٹر ——— سراج احمد ——— فون ۳۶۲۲۵۷

گری دھر پرساد جے پور والے ——— طبلہ

(۱۹ر اکتوبر کو اندور میں منعقد محفل کی ریکارڈنگ)

۲۷ر نومبر

رات ۰۰-۱۰ سے ۰۰-۱۱



وی ایل جانکی رام ——— وینا

گرو ویوردورائے ——— مردنگم

آر ایس کرشنا مورتی راؤ ——— گھاٹم

(۱۸ر اکتوبر کو کوئمبتور میں منعقد محفل کی ریکارڈنگ)

۲۸ر نومبر

رات ۳۰-۹ سے ۰۰-۱۱



پدماوتی شالگرام ——— گائن

اننت کُنٹے ——— سارنگی

جے کے بروکر ——— طبلہ

وسنت گورو ——— ہارمونیم

(۱۹ر اکتوبر کو لکھنؤ میں منعقد محفل کی ریکارڈنگ)

۲۹ر نومبر

رات ۰۰-۱۰ سے ۰۰-۱۱

بی وی رمن اور بی وی لکشمن ——— وِگاتہ

کے ایس امبیگری سوامی ——— وائلن

پی ایس کرشنن ——— مردنگم

(۱۸ر اکتوبر کو کلکتہ میں منعقد محفل کی ریکارڈنگ)



پاکستانی ادب مذہبی شعور

ابن فرید

ادب، انسان کی ان اعلیٰ ترین صلاحیتوں کا مظہر ہے جو اس میں تہذیبی و ثقافتی عمل و تعامل کے ذریعہ پیدا ہوتی ہے۔ اسی لیے باوجود جمالیاتی کمال کے، ادب خود کو اس سیاق سے بے نیاز نہیں کر سکتا جس میں اس کی صورت گری کی گئی ہے۔ اس میں وہ ماضی، روایت اور عصری معاشری و فکری ماحول نمایاں طور پر نظر آتا ہے جو اس کے وسیلہ ترسیل یا الفاظ و کلمات کو معنی و مفہوم عطا کرتا ہے۔ پاکستانی ادب میں مذہبی شعور کا جائزہ لیتے ہوئے میرے سامنے یہی عمرانی حقیقت ہے۔

پاکستان دو قومی نظریہ کی بنیاد پر عالم وجود میں آیا۔ اور قوموں کی تخصیص مذہبی بنیادوں پر کی گئی۔ ابتدائً اسلام اور پاکستان دو متبادل نام تصور کیے گئے۔ ادب میں اس تصور کی ترجمانی میں محمد حسن عسکری، ممتاز شیریں اور صمد شاہین وغیرہ پیش پیش رہے۔ انھوں نے شروع شروع میں قومی اور مذہبی تصورات میں اس حد تک خلط مبحث کیا کہ انھیں ہر وہ چیز پاکستانی نظر آئی جو پاکستان میں رائج تھی، اور جو کچھ پاکستان کے ارضی خطہ میں ہوتا تھا وہ اسلامی تھا کیوں کہ اسے مسلمان برت رہے تھے۔

اس تصور میں کہیں کوئی بہت بڑا سقم مضمر تھا۔ اس لیے اس اساس کی تلاش ہوئی جو پاکستان کے نظریہ، ثقافت اور ادب کو قدیم تر ماضی عطا کر سکے۔ شروع میں مولانا صلاح الدین احمد، چراغ حسن حسرت اور عبدالمجید سالک وغیرہ نے اس تقاضے کی طرف کبھی مبہم اور کبھی واضح الفاظ میں اشارہ کیا۔ پھر بعد میں جیلانی کامران، مظفر علی سید اور جمیل جالبی وغیرہ نے تاریخ و تہذیب کے حوالے سے اس تصور کو زیادہ بلند آہنگی کے ساتھ پیش کیا۔ قدیم تر ماضی سے رشتہ کی تلاش نے موہن جوداڑو اور ٹیکسلا کو پاکستان کا وسیلہ قرار دیا۔ لیکن یہاں ایک گتھی خود بہ خود الجھ گئی۔ قرآن حکیم اسلام کا ماضی دراوڑی تہذیب میں نہیں مشرق اوسط میں متعین کرتا ہے۔ اس طرح وہ ارضی وابستگی جو تصور پاکستان اور سرزمین پاکستان میں قایم ہو سکتی تھی وہ فکری اور نظریاتی تضاد کی وجہ سے عملاً ممکن نہ ہو سکی۔

یہ کوشش و کاوش دراصل پاکستان کو ایک قومی ورثہ عطا کرنے کی تھی اس کے لیے اس پاکستانی کلچر کی ترجمانی ضروری تھی جو اسے اپنے گرد و پیش کے ممالک کے درمیان اپنی شناخت فراہم کر سکے لیکن اس مشکل کی طرف توجہ نہ دی گئی کہ نظریاتی اساس اور ثقافتی و تاریخی اساس کی قلم کاری بعض حالات میں خاصی دشوار ہو جاتی ہے۔

حلقۂ ادب اسلامی نے روایتی، رواجی اور ارضی اساس کے بجائے پاکستانی ادب کو تصوری و نظری اساس فراہم کرنے کا دعویٰ کیا۔ اس نے ادب کے لیے جمالیاتی و فکری اقدار قرآن اور تعلیمات اسلام میں تلاش کیں۔ اس نظریہ فکر کے اہم داعیوں میں ملک نصر اللہ خاں عزیز، نعیم صدیقی، ماہر القادری، اسعد گیلانی اور ابوالخطیب وغیرہ پیش پیش رہے۔ انھوں نے سوچنے کے انداز میں کسی حد تک تبدیلی پیدا کی لیکن پاکستانی ادب میں یہ آواز توانا آواز نہ بن سکی کیونکہ تقریباً یہ سارے کے سارے ہی اہل قلم عملی سیاست میں ایسے کھوئے کہ انھیں اپنی ادبی کاوشوں کو پختگی عطا کرنے کی بھی مہلت نہ ملی۔

پاکستان کا سیاسی بحران بھی اس کے نظری و فکری پہلو کے واضح شکل اختیار کرنے میں مانع رہا۔ وہاں کے ادیب و شاعر خاصے طویل عرصے تک یہ فیصلہ نہ کر سکے کہ ادب کو تصور پاکستان سے ہم آہنگ کریں یا اس کی سرزمین سے وابستہ کریں۔ ہند و پاک جنگوں کے زمانے میں جو ہنگامی ادب وہاں تخلیق کیا گیا وہ اسلامی سے زیادہ قومی تھا، اور جنگوں کے ختم ہوتے ہی وہ موضوعات زیادہ مقبول ہوئے جن میں اہمیت افہام و تفہیم کو دی جاتی تھی۔

ایک امر اور خاص طور سے لائق توجہ ہے کہ پاکستانی شعر و ادب میں ہندو دیومالا اور ہندی لفظیات کا استعمال ہندوستانی ادب کے مقابلہ میں زیادہ فراوانی کے ساتھ ہوتا رہا ہے۔ قرۃ العین حیدر کے ناول "آگ کا دریا" سے لے کر وزیر آغا کی معاشری تنقیدی و تحقیقی کتاب "اردو شاعری کا مزاج" تک یہ برتاؤ نمایاں طور پر محسوس کیا جاتا ہے۔ جمیل الدین عالی ابن انشاء، تاج سعید، کشور ناہید وغیرہ کے دوہے ماضی سے ارضی وابستگی اور پاکستان سے نظری بعد کی بہرحال چغلی کھاتے ہیں۔ اسی وجہ سے پاکستانی ادب میں اس کی نظریاتی بنیادیں مستحکم نہ ہو سکیں، اور محمد حسن عسکری جیسے سرگرم ترجمان، ادب کو خیرباد کہہ کے، تصوف کی خانقاہ میں گوشہ نشین ہو گئے۔

ادھر چند برسوں سے پاکستانی ادب میں ان اصناف کی تجدید ہوئی ہے جو خالص مذہبی اصناف تصور کی جاتی رہی ہیں۔ میری مراد حمد و نعت سے ہے۔ ان اصناف میں پاکستان بننے سے پہلے اور اس کے فوراً بعد سے اب تک طبع آزمائی کی جاتی رہی ہے، لیکن انھیں اس قدر مرکز توجہ نہیں بنایا گیا تھا جتنا حال میں اہمیت دی جا رہی ہے۔ پہلی اہم بات تو یہ ہے کہ اس طرف وہ پختہ کار متوجہ ہوتے ہیں جنھوں نے اس دیار میں حاضری کے بارے میں کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ اور کبھی سوچا تھا تو اس انداز سے:

"اسلامی لٹریچر بہت وسیع ہے، اور مجھے اس کے گہرے مطالعے کے وافر مواقع نہیں ملے۔ اس لیے میں اس صنف میں کسی نوع کی انفرادیت نہ پیدا کر سکا۔ مگر آئندہ چل کر اس رنگ میں بھرپور انداز میں لکھنا میری نہایت عزیز تمناؤں میں شامل ہے، اور کیا عجب ہے کہ میں اسلام کو ایک آفاقی نظام حیات کی صورت میں آئندہ اپنی نظموں میں پیش کر سکوں۔"

(احمد ندیم قاسمی۔ تمہید: "جلال و جمال")

احمد ندیم قاسمی نے "اسلام کو ایک آفاقی نظام حیات کی صورت میں" کبھی اپنی نظموں میں تو پیش نہ کیا البتہ گزشتہ چند برسوں سے انھوں نے بڑی پابندی کے ساتھ نعت گوئی کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ اور اس طرح کے بھرپور اشعار کہے ہیں:

پورے قد سے میں کھڑا ہوں تو یہ تیرا ہے کرم
مجھ کو جھکنے نہیں دیتا ہے سہارا تیرا
مجھ سے پہلے کا جو ماضی تھا ہزاروں کا سہی
اب جو تا حشر کا فردا ہے وہ تنہا تیرا

حمد و نعت کی مروجہ ہیئت میں نعیم صدیقی سے لے کر مظفر وارثی اور تحسین فراقی تک سب ہی بڑی ولولہ انگیز شاعری کر رہے ہیں۔ نئے مضامین، نیا انداز نعتیہ شاعری میں دوبارہ زندگی کی روح پھونک رہا ہے، لیکن سب سے زیادہ چونکانے والی بات یہ ہے کہ نئے شاعروں کے پہلو بہ پہلو بزرگ تر شعراء بھی نعت میں ہیئتی تجربے کر رہے ہیں۔ عبدالعزیز

خالد ۱۹۶۶ء سے نعتیہ شاعری کی طرف متوجہ ہیں اور دو طویل ترین نظمیں "منحمنّا" اور "فارقلیط" اس صنف میں پیش کر چکے ہیں۔ اب ان کی تیسری طویل ترین نظم "ماذ ماذ" بھی منظر عام پر آ رہی ہے جس میں انھوں نے مدح کی مناسبت سے بحر میں تبدیلی کے تجربے کیے ہیں۔ ان کے علاوہ عارف عبدالمتین نے نظم آزاد میں اور کرم حیدری نے کثیر البحر پابند نظم میں نعتیں کہی ہیں نئے شاعروں میں اس نوعیت کے تجربے تحسین فراقی، راسخ عرفانی اور رشید قیصرانی وغیرہ بھی کر رہے ہیں۔ انور سدید، مظفر وارثی، حفیظ صدیقی، حافظ مظہر الدین، کشور ناہید، عطاالحق قاسمی، پروین شاکر، شہزاد احمد، اور ضیا محمد ضیا، وغیرہ نے بھی پابند آزاد نظموں کی ہیئت میں حمدیں اور نعتیں کہی ہیں۔

حمد و نعت سے ہٹ کر دوسری اصناف کی طرف نسبتاً کم توجہ دی گئی ہے۔ مثلاً پچھلی دو دہائیوں میں مرثیہ اور سلام میں کوئی قابل قدر اضافہ نہ ہو سکا۔ ڈاکٹر سید صفدر حسین کے ضخیم مجموعۂ مراثی "لب فرات" کے [illegible] وہ عام طور سے پچھلوں اور بزرگوں کے کلام پر ہی اکتفا کیا گیا ہے نظموں میں مذہبی تصورات کو کبھی موضوع بنایا گیا تو وہ یا تو اس قدر راست بیانی کا شکار ہو گئیں کہ ان کی ادبی حیثیت مجروح ہو گئی یا اتنی مبہم ہو گئیں کہ ان کے رموز کو پانا مشکل ہو گیا۔ اس کی وجہ میرے نزدیک یہ ہو سکتی ہے کہ اوّل الذکر قسم کی نظمیں جوشیلے رضاکاروں کی پیش کردہ ہیں۔ اور ثانی الذکر ان ذہنی متشککوں کی جو ابھی اقبال کی جراتِ رندانہ کے حامل نہیں ہو سکے ہیں۔

پاکستانی اہل قلم کے نزدیک اقبال شعر و ادب اور علم و تحقیق کے لیے مقدس ترین موضوع ہیں۔ ان کے مقام و مرتبہ کا میں ہی نہیں بلکہ ہر صاحب نظر معترف ہے، لیکن بعض اوقات انھیں دور از کار مباحث کے لیے استعمال (EXPLOIT) کیا جاتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اقبال پر بہت کچھ لکھا جا رہا ہے، لیکن بیشتر اس لیے لکھا جا رہا ہے کہ لکھنے کی سعادت نصیب ہو چنانچہ پاکستان میں شاید ہی کوئی بدنصیب لکھنے والا ہو جس کو اقبال پر لکھنے کی سعادت نصیب نہ ہوئی ہو۔ کثرت پیداوار کا ایک عیب یہ بھی ہوتا ہے کہ اس کا غالب حصّہ ناکارہ ہوتا ہے۔ اقبال پر پیش شدہ لٹریچر کا بھی یہی عیب ہے۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی اور تحسین فراقی نے اس ناقص اور خام مواد کی نشاندہی بڑی صراحت کے ساتھ کی ہے۔

پاکستانی نقادوں نے تنقید میں مذہبی شعور پر بڑی صراحت اور استدلال کے ساتھ بحث کی ہے کیونکہ اس صنف میں اپنے نقطۂ نظر کو دو ٹوک انداز میں پیش کرنے کے خاصے امکانات ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی ڈاکٹر سید عبداللہ، ڈاکٹر وحید قریشی، سلیم احمد، ڈاکٹر انور سدید، پروفیسر فروغ احمد، پروفیسر تحسین فراقی اور ڈاکٹر معین الدین عقیل وغیرہ کے یہاں اسلامی ادب کی زیادہ وسعت نظر کے ساتھ ترجمانی ملتی ہے۔ ان کے نزدیک

اسلامی ادب کا دوسرا نام صالح ادب ہو سکتا ہے۔ اس کی اقدار مستحکم اور ابدی ہوتی ہے۔ اگر ادبی اقدار ان صالح اقدار سے ہم آہنگ ہوں تو اسلامی ادب کے لافانی شہ پارے عالم وجود میں آ سکتے ہیں۔ یہ نقاد نمونے کے طور پر اقبال کو پیش کرتے ہیں۔ اس طرف پیش قدمی ڈاکٹر وزیر آغا نے بھی کی ہے۔ اور اس کا اعلان انھوں نے 'اوراق' کے جدید نظم نمبر کے اداریہ میں اس طرح کیا ہے کہ جدید نظم کا اصل پیش رو اقبال کو قرار دیا ہے۔

فسانوی ادب میں آدم جی انعام حاصل کرنے والے ناولوں میں عموماً پاکستانی قومی کلچر کو پیش کیا گیا ہے۔ مذہبی اپروچ کی حیثیت عموماً ثانوی رہی ہے، مثلاً عبداللہ حسین کے ناول "اداس نسلیں" اور جمیلہ ہاشمی کے ناول "تلاش بہاراں" میں محرومی اور ماضی بعید سے وابستگی زیادہ نمایاں ہے۔ حال میں انتظار حسین کے ناول "بستی" ہجرت کے موضوع پر ہے، لیکن اس میں بھی پچھتاوے کا احساس زیادہ نمایاں ہے۔ البتہ ابوالخطیب اور سلمیٰ یاسمین نجمی نے حلقۂ ادبِ اسلامی کے نظریۂ ادب کی پاسداری کی ہے۔

ڈراموں میں اے میرزا ادیب نے ان موضوعات کو خصوصیت کے ساتھ مرکز توجہ بنایا ہے جو تاریخ اسلام یا اس کے اقداری مسائل سے تعلق رکھتے ہیں۔ بانو قدسیہ آغا ناصر اور ابصار عبدالعلی حالاں کہ ان موضوعات کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے لیکن ان سے لاتعلق بھی نہیں ہیں۔

افسانوں میں انتظار حسین نے ان مذہبی شعور کو خاص طور سے برتا ہے جو یو پی کے مسلمانوں کے تہواروں اور رسوم و رواج کے جلو میں پروان چڑھا ہے۔ اس میں روایت، معاشرتی پابندیوں (MORES) اور لوک ریت (FOLK WAY) کو زیادہ اہمیت حاصل ہے مسعود مفتی نے شروع شروع میں عام معاشرتی، اقتصادی اور شخصی موضوعات پر افسانے لکھے تھے لیکن گذشتہ چند سالوں سے انھوں نے جن ناموں کا اضافہ اس صنف میں کیا ہے ان میں جیلانی بی اے، لالہ صحرائی، اسعد گیلانی ابوالخطیب، سلمیٰ یاسمین نجمی اور محمود فاروقی نے اپنی طرف متوجہ کیا ہے۔ اس قافلہ میں آخر میں آ کر میرزا ادیب بھی شریک ہو گئے ہیں۔

اس مختصر سے جائزہ سے ہم بہ خوبی یہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ پاکستانی ادب میں مذہبی شعور دو جہتوں میں عکس ریز ہے۔ پہلی جہت وہ ہے جو روایت اور رسوم و رواج کو اہمیت دے رہی ہے، اور دوسری جہت نظری و فکری ہے۔ اوّل الذکر دائرہ خیال کے ادبی فنکار ہر اس عمل کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں جو پہلے سے ہوتا آیا ہے اور ثانی الذکر اسلام کو ایک مکمل نظامِ حیات کی طرح پیش کرنا چاہتے ہیں۔

میں یہ فیصلہ کرنے کے موقف میں بہر حال نہیں ہوں کہ ادبی زاویۂ نظر سے کسے کس پر فوقیت حاصل ہے۔

(اردو سروس سے نشر)

بڑے شہر کا آدمی کسی چھوٹی بستی میں پہنچتا ہے تو دیکھتا ہے کہ وہاں سب ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ اس چھوٹی بستی کا کوئی باشندہ دوسروں کے لیے اجنبی نہیں ہوتا۔ شہر کے آدمی کے لیے یہ ایک انوکھا تجربہ ہوتا ہے۔ اس کے اپنے شہر میں یہ حال ہو چکا ہے کہ اس کے محلے کے لوگ بھی سب ایک دوسرے سے واقف نہیں ہیں۔ اور اگر وہ کسی شہری نو آبادی میں رہتا ہے تو اس کا تجربہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک ہی عمارت کے مختلف کرایہ دار آپس میں روشناس تک نہیں ہیں۔

نئی دنیا کی صورت حال کم و بیش شہری نو آبادی کی سی ہے۔ لیکن نو آبادی کی مثال نئی دنیا پر ہو بہو صادق نہیں آتی اس لیے کہ نئی دنیا بیک وقت پھیل بھی رہی ہے اور سمٹ بھی رہی ہے۔ کل کی دنیا کل کے انسان کی اپنی بستی یا زیادہ سے زیادہ اس کے اپنے ملک تک محدود تھی۔ آج کی دنیا آج کے انسان کے لیے اتنی وسیع ہو گئی ہے کہ اس کو سات سمندر پار تک کی نہ صرف خبر رہتی ہے بلکہ فکر بھی رہتی ہے۔ لیکن نئی دنیا کی یہی وسعت اس کی تنگی بھی ہے۔ سات سمندر پار کی بات جو کل کے انسان کو کسی اور دنیا کی بات معلوم ہوتی تھی، آج کے انسان کو اپنے گھر کی دہلیز پر ہوتی محسوس ہوتی ہے یعنی کل جو کچھ دور دور تھا آج وہ سب قریب قریب آ گیا ہے اور قریب تر آتا جا رہا ہے۔ قرآن مجید کی ایک آیت ہے:

(ترجمہ: کیا انھوں نے دیکھا نہیں کہ ہم زمین کو اس کے اطراف سے گھٹاتے چلے آ رہے ہیں۔)

چودہ سو برس پہلے کے انسان کو شاید زمین کا یہ گھٹنا واضح طور پر محسوس نہ ہوتا ہو لیکن آج کا انسان اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھ رہا ہے اور اس منظر سے خوش نہیں ہے اس لیے کہ زمین اپنے باشندوں کے ہجوم سمیت سمٹ رہی ہے۔ کل ایک عام انسان کے کان جتنے ناموں سے آشنا تھے آج ان کی تعداد میں صدگونہ اضافہ ہو گیا ہے اور ہر صبح کا اخبار اور ٹیلی ویژن و ریڈیو سے نشر ہونے والا ہر خبرنامہ اس تعداد میں اضافہ کرتا جا رہا ہے گویا آج کے انسان کے گرد ایسے انسانوں کا جنگل گھنا ہوتا جا رہا ہے جن کو وہ جانتا ہے لیکن وہ اس کو نہیں جانتے یہاں تک کہ اس جنگل میں اسے خود کو پہچاننا بھی مشکل ہو گیا ہے۔ اس طرح اس کی یہ فطری خواہش کہ اگر وہ دوسروں کو جانتا ہے تو دوسرے بھی اسے جانیں کچل کر رہ گئی ہے۔

بھرے مجمع میں تنہائی اور اجنبیت کا احساس جو آج ادب کا اہم موضوع اور نئی نسل کا سنگین مسئلہ بن گیا ہے، اسی صورت حال کا نتیجہ ہے۔ کبھی کبھی یہ احساس ایک خطرناک رُخ اختیار کر لیتا ہے، یعنی انسانوں کے جنگل میں کھویا ہوا انسان جب اپنا اثبات نہیں کرا پاتا تو دوسروں کی نفی پر تُل جاتا ہے۔ اور ہم اخباروں میں پڑھتے ہیں کہ فلاں شہر کی ایک بلند عمارت پر چڑھ کر ایک شخص نے انسانوں سے چھلکتی ہوئی سڑک پر اندھا دھند گولیاں برسانا شروع کر دیں ہلاک ہونے والے بے گناہ شہریوں کی تعداد اتنی تھی۔ یہ دراصل

انسانی شناخت اور عقیدہ

نیر مسعود

انسانی خون کی پیاس نہیں ہوتی بلکہ اپنی شناخت قایم کرنے کی ایک مایوسانہ کوشش ہوتی ہے۔ یہی انسان کبھی حیوانی سطح پر دوسروں کو ختم کرکے خود کو ایک ہجوم میں گم ہونے سے بچانا چاہتا ہے اور کبھی دانش ورانہ سطح پر تمام مروجہ مذہبی، سماجی اور فلسفیانہ اقدار اور افکار کا انکار کرکے اپنا الگ وجود منوانے کی کوشش کرتا ہے اور اپنے لیے دوسروں سے جداگانہ عقیدوں کی تلاش میں سرگرم رہتا ہے تاکہ اس کو ان تازہ عقیدوں کے وسیلے سے پہچانا جاسکے۔ اور یہاں آکر انسانی شناخت کے ساتھ عقیدے کا مسئلہ بھی پیوستہ ہوجاتا ہے لیکن انسانی شناخت کی ایک اور سطح پر عقیدے کا مسئلہ اور بھی زیادہ پیچیدہ ہوجاتا ہے۔ یہ وہ سطح ہے جہاں انسان کو یہ فکر زیادہ پریشان نہیں کرتی کہ دوسرے اس کو پہچانیں۔ بلکہ اس کا ذہن اس مسئلہ میں الجھتا ہے کہ وہ خود اپنے آپ کو کیونکر پہچانے۔ اور طرح طرح کے سوال اس کو آسیب کی طرح گھیر لیتے ہیں۔ میں کیا ہوں؟ اور کیوں ہوں۔ میرا وجود میں آنا کس مقصد کو پورا کرتا ہے اور وجود میں آکر مجھے کون سا مقصد پورا کرنا ہے۔ وہ ان سوالوں کا جواب مذہب فلسفے اور سائنس میں ڈھونڈتا ہے لیکن پرانے جوابوں سے آسودہ نہیں ہوتا نئے جواب تلاش کرتا ہے اور ہر نیا جواب ایک نئے عقیدے کی داغ بیل ڈالتا ہے۔ اس کو عقیدے سے مفر نہیں، حتیٰ کہ اگر وہ یہ مان لیتا ہے کہ اس کا وجود ناقابل فہم بے معنی اور بے مقصد ہے تو یہ بے عقیدگی اور تمام عقیدوں کا انکار خود ایک عقیدہ قرار پاجاتا ہے۔

آج دنیا میں انسان کی شناخت سے متعلق عقیدوں کی آویزش کا ایک دلچسپ تماشا نظر آتا ہے۔ ایک طرف وہ عقیدے ہیں جو مذہب کی شکل میں روحانیت اور روایت کی راہ سے آکر انسان کے اندر حلول کرچکے ہیں اور کوئی تبدیلی قبول نہیں کرتے۔ دوسری طرف وہ عقیدے ہیں جو عقیدہ بننے سے پہلے کسی سیاسی، سماجی، فلسفیانہ یا سائنسی نظریے کی حیثیت سے قایم ہوتے ہیں۔ ان نظریوں کی بنیاد مشاہدے تجربے اور منطقی استدلال پر ہوتی ہے۔ یہ نظریے کچھ انسانوں کو قائل اور متاثر کرتے ہیں اور ان کے درمیان مسلم اور مستحکم ہوکر ان کا عقیدہ بن جاتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ جب انسان کسی نظریے کو اپنا عقیدہ بنا لیتا ہے تو پھر آسانی کے ساتھ اس سے دست بردار نہیں ہوسکتا۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ جن مشاہدوں، تجربوں اور دلیلوں پر ایک نظریے کی بنیاد رکھی جاتی ہے ان سے بالکل مختلف بلکہ متضاد لیکن اتنے ہی ناقابل تردید مشاہدوں، تجربوں اور دلیلوں پر ایک اور نظریے کی بنیاد رکھی جاتی ہے اور یہ نظریہ بھی بہتوں کا عقیدہ بن جاتا ہے۔ یہ نظریاتی عقیدے آپس میں بھی ٹکراتے ہیں اور سب مل کر مذہبی عقیدے سے بھی ٹکراتے ہیں۔ مثلاً آج کل یہ نظریہ گردش کر رہا ہے کہ ماقبل تاریخ کے زمانوں میں ہماری زمین پر دوسرے سیاروں کی ترقی یافتہ مخلوق اتری تھی اور اسی نے ہم جانور نما انسانوں کو مہذب انسان بنایا تھا۔ ہزاروں سال پرانے غاروں میں بنے ہوئے ہزاروں سال پرانے نقوش جو واضح طور پر خلائی جہازوں، خلائی مسافروں اور خلائی لباسوں کی شبیہہ دکھاتے ہیں، اس نظریے کی شہادت میں پیش کیے جاتے ہیں۔ ان نقوش سے وابستہ قدیم روایتیں بھی اسی قسم کی داستانیں بیان کرتی ہیں کہ مثلاً مریخ سے ایک دیوتا ایک روشن گولے میں بیٹھا ہوا زمین پر اترا، اس نے انسانوں کو عقل سکھائی اور پھر اسی گولے میں بیٹھ کر مریخ پر واپس چلا گیا۔ ایرک فان ڈینکن اس نظریے کا سب سے بڑا مبلغ ہے۔ اس نے دنیا بھر کے آثار قدیمہ کا معائنہ اور مذہبی اور اساطیری صحیفوں کا مطالعہ کرکے اپنی تحقیقات کو کئی کتابوں میں پیش کیا ہے اور بڑے دلچسپ نتائج اخذ کیے ہیں۔ مثلاً مہابھارت کی جنگ میں ایٹمی ہتھیار استعمال ہوتے تھے، گل گامش کی داستان میں ہم جسے شیطان صفت جان دار سمجھتے ہیں وہ دراصل مشینی آدمی تھا۔ کوہ طور پر برق تجلی نہیں گری تھی بلکہ وہ خلائی راکٹ کی پرواز کا دھماکہ تھا، عہد نامۂ قدیم کے مختلف پیغمبر اپنے مکاشفوں میں عرش الٰہی کی سیر کے جو واقعات بیان کرتے ہیں وہ دراصل خلائی جہازوں کے سفر تھے

فان ڈینکن یہاں تک دعویٰ کرتا ہے کہ انسان دوسرے سیاروں سے آنے والے انھیں خلائی مسافروں کی اولا[د] اور روئے زمین کے اصل باشندے وہ تھے جنھیں جنات، شیاطین، راکشش اور دیو کہا گیا ہے۔ اور جنھیں دیوتا او[ر] اوتاروں اور خداؤں کا نام دیا گیا ہے وہ درحقیقت یہی [خلائی] مہمان تھے۔ فان ڈینکن کی کتابیں ناولوں سے زیادہ مقبو[ل] ہوئیں اور ناولوں ہی کی طرح تفریح کی غرض سے پڑھی گ[ئیں] چنانچہ شروع میں اسے اپنی کتابوں سے بے پناہ دولت سوا کچھ حاصل نہیں ہوا۔ مذہبی عقیدے والے حلقوں [نے] ظاہر ہے اس نظریے کو اعتنا کے قابل نہیں سمجھا، بعـ[ض] سائنس دانوں نے بھی سرسری طور پر اس کی تردید بلکہ تضحی[ک] کی، لیکن اب کچھ دنوں سے یہ نظریہ ذہنوں کو زیادہ متاثر ک[ر رہا] ہے اور اس میں انسان کو اپنی شناخت کی ایک نئی صور[ت] نظر آنے لگی ہے، یعنی یہ نظریہ عقیدہ بننے کی منزل تک پہنچ ر[ہا ہے] چنانچہ حال ہی میں سائنس داں حلقے کی طرف سے ایک اپیل شائع ہوئی ہے کہ فان ڈینکن جھوٹے مفروضوں ا[ور] غلط سلط تاویلوں سے کام لے کر اور حقیقتوں کو مسخ کر[کے] ذہنوں کو گمراہ کر رہا ہے لہٰذا سائنس دانوں کا فرض ہے [کہ] وہ سنجیدگی کے ساتھ اس کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا از[الہ] کریں۔ اس پریشانی کا سبب غالباً یہ ہے کہ اس نظریے [کی] روشنی میں آج کی دنیا کی ساری سائنسی ترقیاں اور خلا[ئی] کامیابیاں آج کے انسان کی طبع زاد نہیں بلکہ ایک بہت پرانے بھولے بھالے سبق کا آموختہ قرار پاتی ہیں۔

عقیدوں کی جنگ کی ایک اور دلچسپ مثال دیکھ[یے] طب کی تاریخ میں ایسے بہت سے واقعات ملتے ہیں کہ کس[ی] حادثے یا دورے یا آپریشن کے نتیجے میں کسی شخص کی حرک[ت] قلب رک گئی اور وہ طبی اعتبار سے مرگیا۔ لیکن پھر اس [کی] حرکت قلب جاری ہوگئی اور وہ تندرست ہوگیا۔ ایک ڈا[کٹر] نے اس طرح مرکر زندہ ہونے والے سیکڑوں مریضوں کی عا[رضی] موت کے دوران کے تجربے قلمبند کرلیے۔ ان تجربوں میں ج[ن] باتوں کا اشتراک حیرت انگیز تھا۔ مثلاً زیادہ تر لوگوں نے دیکھا [کہ] وہ ایک بلندی پر ہیں، نیچے ان کا مردہ جسم پڑا ہوا ہے اور سوگوا[ر] اس کے گرد جمع ہیں، پھر چند لمحوں کے اندر ان کی پوری زندگ[ی] مجسم ہوکر ان کے سامنے سے گذر گئی، پھر انھیں محسوس ہوا کہ و[ہ] ایک نیم تاریک سرنگ سے گذر رہے ہیں جس کے سرے پ[ر] تیز روشنی ہے اور اس روشنی کے آگے ایک ربانی ہستی کا ہیولیٰ نظر آرہا ہے ان تجربوں کی اشاعت سے حیات بعد الموت کے مذہبی عقیدے کو بڑی تقویت حاصل ہوئی اور اس کتاب سے سائنسی حلقوں میں بے چینی پیدا ہوئی، چنانچہ کارنل یونیورسٹ[ی] کے سائنس داں کارل سیگان نے ان تجربوں کی خالص سائنسی توجیہ کی۔ اس کا کہنا ہے کہ یہ حیات بعد الموت کے تجربے نہیں ہیں بلکہ انسان کی ولادت کا تجربہ ہے جو زندگی بھر اس کے لاشعور میں دبا رہنے کے بعد اچانک ابھر آتا ہے نیم تاریک سرنگ سے گذر کر روشنی کی طرف آنا دراصل بطن مادر سے پیدا

(آگے ص ۱۶ پر)

عمر خیام

سید مہدی حسن

یورپ جب نیم وحشی تھا مشرق میں علم ودانش کے چشمے ابل رہے تھے۔ یہ کہاوت صدیوں پہلے مشرق کے سرآمد روزگار شخصیتوں کے علمی نتیجہ فنی کمالات اور ان کے بے مثال کارناموں کا آئینہ ہے لیکن مغربی استعماریت کے زیر اثر نگاہ تحقیق اور ذوق جستجو کا محور جب مغربی علوم کی دریوزہ گری قرار پائی تو اپنوں سے بیگانگی اور بے اعتنائی تقلیدی ذہنیت کی راہ نما بنی۔

مشرق کی تاریخ ساز شخصیتوں کے علمی کارناموں کی داستان طویل ہے یہ کارنامے کیمیا طبعیات مابعد الطبعیات حکمت وطبابت فلسفہ ادب سیاست تاریخ شاعری علوم ریاضی ہیئت ونجوم صنعت وحرفت تہذیب اخلاق ومعاشرت مذہب تصوف اور اسرار کائنات کے مختلف پہلوؤں پر محیط ہیں۔ مشرق کے ارباب علم ودانش کو کبھی علوم وفنون کی گرہ کشائی کا اسم اعظم یاد تھا ان کی فکر دقیقہ رس ہر میدان میں تحقیق کے گل کھلاتی تھی اور پیچیدہ مسائل کی گتھیوں کو سلجھانے میں بیباک تھی۔ ان کی ذہنی کاوشوں کا سرمایہ مغرب کے ارباب فکر ونظر کے لیے دلیل راہ بنا۔

عمر خیام اپنے زمانے میں یگانۂ روزگار تھا۔ مختلف علوم وفنون میں اس کا کوئی حریف نہیں تھا وہ ایک زبردست ماہر فلکیات تھا ہیئت ونجوم اور علم ریاضی میں اس کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ طبعیات اور مابعد الطبعیات کے مسائل پر عبور رکھتا تھا یونانی فلسفہ پر اس کی گہری نظر تھی۔ جبر ومقابلہ یا الجبرا پر اسکے رسالے ایک عرصے تک یورپ کی مختلف درس گاہوں کے نصاب میں شامل تھے۔ اس نے شمسی تقویم کے ماہ وسال درست کیے علم ہیئت ونجوم میں اس کی مہارت کی بنا پر ملک شاہ نے رصدگاہ کی تعمیر اور ضروری آلات کی فراہمی کا کام اس کو سونپا۔ خیام قرات کے اصولوں اور ان کی نزاکتوں سے خوب آگاہ تھا، وہ مفسر حدیث تھا۔ عربی زبان وادب کا ماہر تھا فارسی نثر میں 'نوروزنامہ' اس کی یادگار ہے جس میں اس نے نوروز کی اہمیت اور اس کے مراسم کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔

خیام کی علمیت زور ذہانت کے باعث رئیس بخارا شمس الملک اس کو تخت پر اپنے برابر بیٹھاتا تھا اور ملک شاہ کے دربار میں اس کو ندیم کا اعزاز حاصل تھا۔ نظام الملک طوسی نے سیاست نامے میں لکھا ہے کہ ندیم کا منصب ان افراد کو دیا جاتا تھا جو محترم ہوں عالم ہوں خوش خلق ہوں زندہ دل ہوں راز دار ہوں متقی ہوں تاریخ پر جن کو عبور ہو حکایت ازبر ہوں، شطرنج اور دوسرے کھیلوں سے واقف ہوں، موسیقی اور مصوری میں جن کا جمالیاتی ذوق نکھرا ستھرا ہو، سراحت الصدور میں بھی ندیم کے یہی فرائض مذکور ہیں۔

یہ ایک حزنیہ ہے کہ مشرق ارباب کمال کی زندگی مختلف افسانوں کے تانے بانوں میں الجھی ہوئی ہوتی ہے اور ان کی زندگی کے حالات تعنادیاتی کی رنگ سامانیوں میں اجاگر نہیں ہوتے۔ یہی کچھ حال خیام کا بھی ہے اس کی علمی وجاہت اور درباری اعزاز واکرام کے باوجود ان کی ولادت اور وفات کی صحیح تاریخ نہیں ملتی۔ مختلف تاریخوں میں لکھا ہے کہ خیام پانچویں صدی ہجری کے اوائل میں پیدا ہوا۔ نظام الملک طوسی کی تالیف اور فردوس التواریخ کے بیانات کے مطابق خیام امام موفق کی درس گاہ نیشاپور میں جن میں صباح اور نظام الملک کا ساتھی تھا عصری تحقیقات کی روشنی میں یہ روایت ساقط الاعتبار ہے کیونکہ اس دور کے دوسرے معتبر تذکروں مثلاً راحت الصدور تاریخ وصاف اطہر البلاد تاریخ حکما اور شہرازی کی تالیف نزہیت الارواح اور سلیقیون کی تاریخ سے اس کی تصدیق نہیں ہوتی۔

خیام کے ولادت ووفات کا صحیح تاریخ روایات میں گم ہے۔ تاریخ وفات کے بارے میں تضاد بیانی ہے۔ تاریخ ادبیات ایران کے مولف نے ۵۱۷ اور ۵۲۰ ہجری اور مولانا قزوینی نے ۵۲۶ اور ۵۴۰ ہجری کے درمیان لکھا ہے اور سوامی نرتھا اور مولانا سید سلیمان ندوی نے ۵۲۶ ہجری قرار دیا ہے۔

خیام کا علمی مقام اس کی ادبی شہرت سے کہیں زیادہ بلند ہے۔ لیکن اس کی ادبی شہرت کے سامنے اس کی علمی وجاہت کو گہن لگ گیا ہے۔ تاریخ ادبیات ایران کا مولف لکھتا ہے کہ خیام جب علمی اور فلسفیانہ مسائل کی صبر آزما افکار سے اکتا جاتا تھا تو بطور تفریح طبع شعر کہا کرتا تھا۔ اس طرح اسکی رباعیات کی تعداد (۱۰۰) سے زیادہ نہیں ہے۔ باقی رباعیات الحاقی ہیں۔ دوسرے محققین کے بیان سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے لیکن اس کے نام سے موسوم رباعیات کی تعداد پانچ سو سے زیادہ ہے۔

رباعیات میں خیام نے اپنے مختلف تجربات اور افکار زیب قلم کیے ہیں۔ کہیں کہیں شاعرانہ شوخی اور طنز واستہزاء سے بھی کام لیا ہے۔ کہیں شرعی مسائل پر نکتہ چینی کر جاتا ہے۔ ظاہر ہے یہ اسلوب اظہار پاسداران شریعت کی برہمی کا سبب بنتا ہے کیونکہ وہ ظاہر پر حکم لگاتے ہیں۔ جزیہ سے شاعر کے ناز اور عوض ہنر کے آداب نہیں جانتے اور شوخی کو گستاخی پر محمول کرتے ہیں۔ خیام کی شاعری معاصر علماء کے نزدیک ہدف ملامت تھی لیکن سالک راہ تصوف حکیم سنائی خیام کی شاعرانہ عظمت کے معترف ہیں۔ آئین اکبری میں شہنشاہ اکبر کی یہ رائے درج ہے کہ حافظ کی ہر غزل کے بعد خیام کی ایک رباعی لکھی جانی چاہئے ورنہ غزل کی مثال اس شراب کی سی ہوگی جس کے ساتھ گزک نہ ہو۔

خیام راز آفرینش کے بارے میں کہتا ہے کہ انسان کی عقل محدود ہے اور دنیا کی وسعتیں لامحدود ہیں اس لیے اس کی حقیقت کو سمجھنا آسان نہیں ہے۔

دنیا میں آدمی اپنی مرضی سے نہیں آیا لیکن مصائب وآلام میں پھنسا ہوا ہے۔ اس سلسلے میں کوئی خطا ہو جائے تو وہ اس کے سامنے جوابدہ ہے جس نے اس کو ان سارے درد وغم اور ظلم مصائب وآلام کا ہدف بنایا ہے۔ عقل مند کو چاہئے کہ اس فنا پذیر دنیا سے سبق لے زندگی کو غنیمت جانے، دنیاوی لذتوں سے بہرہ مند ہونے کی کوشش کرے اور اچھی طرح جان لے جو بھی اس دنیا سے گیا لوٹ کر نہیں آیا۔

خیام کا فلسفہ یہ ہے کہ ہر کام میں احتیاط لازم ہے افراط سے ہر معاملے میں بچو اور دنیاوی لذتوں پر فریفتہ نہ ہو۔ کسی سے برائی نہ کرو اور لوگوں کو نقصان پہنچانے کے درپے نہ رہو، یہ دو روزہ دنیا غم اٹھانے کے لیے نہیں ہے جب تک زندگی ہے خوش رہو اور ہر ایک سے نیکی کرو۔

(حیدرآباد سے نشر)

آواز کی قیمت

فی پرچہ ——— ۵۰ پیسے
سالانہ ——— دس روپے
دو سال ——— اٹھارہ روپے
تین سال ——— پچیس روپے

احساس کمتری

ڈاکٹر ڈی آر وج

انسان کا ذہن اس کے اعمال کا محرک ہوتا ہے اگر ذہن تندرست و توانا ہوگا۔ تو انسان ترقی کی منزلوں کی طرف بڑھتا جائے گا۔ اس کے برعکس ایک علیل ذہن نہ صرف انسان کی ترقی کے راستے میں حائل ہوگا۔ بلکہ اسے تنزل کے گہرے گڑھے تک لے جانے کا باعث بن سکتا ہے۔ آج ہم جس ذہنی کیفیت پر بحث کریں گے وہ ہے احساس کمتری۔ ماہر نفسیات کے مطابق احساس کمتری کا سیدھے سادے الفاظ میں مفہوم یہ ہے کہ اس مرض کا شکار انسان اپنی صلاحیتوں کے بارے عدم و اعتماد کا ہوتا ہے۔ اسے اپنے آپ پر بھروسہ نہیں رہتا اور ایسا انسان لازمی طور پر زندگی کی دوڑ میں دوسرے لوگوں سے پیچھے رہ جاتا ہے۔ وہ اپنی ذات کے منفی پہلوؤں کے بارے میں سوچتا رہتا ہے۔ حتےٰ کہ اس کی شخصیت میں موجود مثبت اوصاف پس پشت چلے جاتے ہیں۔

احساس کمتری کی کمزوری ایک آفاقی مسئلہ ہے بلکہ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ ہر ذی روح کسی نہ کسی شکل میں کبھی نہ کبھی اس ذہنی کیفیت سے دوچار ہوتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ کچھ اشخاص کی حالت میں یہ کیفیت عارضی نوعیت کی ہوتی ہے۔ جبکہ دوسرے لوگوں کی حالت میں اس کی جڑیں بہت گہری ہوتی ہیں۔ اگر ہم اپنی زندگی کا بغور مطالعہ کریں تو بات سامنے آئے گی کہ زندگی میں بے شمار مواقع ایسے آتے ہیں جب انسان میں اپنے آپ پر اعتماد کا فقدان۔ ایک اذیت ناک حقیقت بن کر ہمارے سامنے آتا ہے۔ اس بات کا اطلاق ہم سب پر کم و بیش ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ کچھ تاریخ ساز ہستیاں ایسی ہوئی ہیں۔ جنھیں ہم فوق البشر سمجھتے رہے ہیں۔ لیکن ان کی سوانح حیات کے مطالعے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ یہ دیو قامت شخصیتیں بھی کسی نہ کسی شکل میں احساس کمتری کا شکار رہی ہیں۔

احساس کمتری کا احساس حقیقی اور ٹھوس وجوہات کی بنا پر بھی پیدا ہو سکتا ہے اور یہ محض ایک تخیلاتی احساس بھی ہو سکتا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ پہلی حالت میں اس کا تدارک دوسری حالت سے نسبتاً زیادہ آسان ہوتا ہے۔ بہرحال یہ ایک موذی علالت ہے جو انسانی زندگی کی راہ میں سدِ راہ ہے۔ اس سے انسان کی ذاتی زندگی بھی متاثر ہوتی ہے اور معاشرے کو بھی اس سے نقصان پہنچتا ہے۔ اس لیے یہ اشد ضروری ہے کہ ہم اس ذہنی کیفیت کے اسباب و علامات کا بغور جائزہ لیں۔ اس کی نوعیت کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اس کی بیخ کنی کے لیے سرگرداں رہیں۔ یہ کسی فرد واحد کا مسئلہ نہیں ہے۔ پورے سماج کا مسئلہ ہے اور سلسلے میں سب کو اپنا فرض اور ذمّے داری کا احساس ہونا اشد ضروری ہے۔

احساس کمتری کا آغاز اکثر انسان کی شخصیت میں موجود کسی خامی یا معذوری کی وجہ سے ہوتا ہے۔ خامیاں تو ہر انسان میں ہوتی ہیں۔ لیکن جب یہ خامیاں انسانی ذہن پر حاوی ہو جائیں جب انسان ان کے احساس میں مبتلا ہو کر بے دلی اور مایوسی کا شکار ہو جائے تو بتدریج ایسے شخص میں احساس کمتری کی جڑیں مضبوط ہونے لگتی ہیں۔ مثال کے طور پر اگر کوئی جسمانی طور پر معذور شخص یہی سوچتا رہے کہ اس خامی کی وجہ سے وہ زندگی کی دوڑ میں پچھڑ گیا ہے۔ وہ دوسرے لوگوں سے کمتر ہے۔ وہ ہرگز ہرگز ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یا کسی شخص کو یہ خیال لگاتار اذیّت دیتا رہے کہ سماج میں اسے وہ مرتبہ حاصل نہیں جس کا وہ حقدار ہے۔ اس میدان میں دوسرے لوگ اس سے بہت آگے ہیں سماجی طور پر اس کی حیثیت ضمنی ہے اور دوسروں کی نسبت اس کی قدر و قیمت بہت کم ہے۔

احساس کمتری کا اگلا دور وہ ہے۔ جب یہ احساس انسانی لاشعور کا حصہ بن جاتا ہے۔ اور اس کا مظاہرہ احساس برتری کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ ایسا شخص اپنی مفروضہ برتری کو دوسروں کو جتانے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ خودستائی اور خودنمائی کی عادات اسی ذہنی کیفیت کی آئینہ دار ہیں اور یہ ایک گہرے احساس کمتری کی نشاندہی کرتی ہیں۔

احساس کمتری کی سب سے خطرناک حالت وہ ہے۔ جب اس کا شکار انسان ایک مستقل احساس محرومی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ایسے شخص کو غریبی سے بڑھ کر غریب ہونے کا احساس زیادہ اذیت دیتا ہے۔

میں چاہوں گا کہ اس گفتگو میں خاص طور پر ان حالات کا تجزیہ کروں جن میں یہ احساس اوائل عمری میں نمودار ہوتا ہے۔ کیونکہ آیندہ زندگی میں ظاہر ہونے والے احساس کمتری کے بیج اکثر و بیشتر اوائل عمری میں انسانی ذہن کا حصہ بن چکے ہوتے ہیں۔ ماہرین نفسیات نے بچوں کی حالت میں احساس کمتری کے سلسلہ میں کچھ علامتوں کا ذکر کیا ہے۔

(۱) کم آمیزی اور تنہائی پسندی۔ ایسا بچہ دوسرے بچوں کی صحبت سے بچنا چاہتا ہے اور اپنے ساتھیوں میں پریشان ہو جاتا ہے۔

(۲) احساس خود پرستی۔ ایسا بچہ اپنے بارے میں سوچتا رہتا ہے اور اسی وجہ سے دوسرے بچوں کی صحبت میں بہت جلد گھبراہٹ کا شکار ہو جاتا ہے۔ وہ سماجی سرگرمیوں میں کسی طرح کی گرم جوشی کا مظاہرہ نہیں کرتا۔

(۳) ضرورت سے زیادہ شرمیلاپن۔

(۴) ضرورت سے زیادہ حساس ہونا۔ اس کمزوری کا شکار بچہ اپنے بارے کسی طرح کی نکتہ چینی سے ایک دم تلملا اٹھتا ہے۔ اس میں قوت برداشت کا قطعی طور پر فقدان ہوتا ہے۔ یہ کمزوری اس کے احساس کمتری کا سیدھا نتیجہ ہے۔

(۵) لگاتار شکوے شکایات کرنے کی عادت

(۶) دوسروں کی توجہ کا مرکز بننے کے لیے نازیبا حرکتوں کا موجب ہوتا ہے۔

(۷) اپنے ساتھی کم عمر کے بچوں کو بلا وجہ تنگ کرتا ہے اور ان پر اپنی بنیادی برتری کا رعب ڈالنے کی نازیبا اور ناجائز کوشش کرتا ہے۔

(۸) اپنی کسی خوبی کے بارے میں ڈینگ مارتا رہتا ہے۔ جو کہ بالواسطہ طور پر اس کے اپنے احساس کمتری کے اظہار کے سوا کچھ بھی نہیں۔

یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ بچوں کی نشوونما کے لیے ذمہ دار سبھی افراد کو ان باتوں کو ذہن نشین کر لینا چاہیے اور بچے کو ان انتہائی مضر رجحانات سے بچانے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ یہ ایک مقدّس فرض ہے ایک اہم ترین ذمہ داری۔ ایک ماہر نفسیات کے مطابق اس احساس کی بنیاد انسانی ذہن میں تب پڑتی ہے جب انسان کی دوسروں کی طرف سے اپنائے جانے اور بے غرض و بے لوث محبت کی فطری ضرورت تکمیل پزیر نہیں

ہو پاتیں۔ ایسا انسان یہ سوچنے لگتا ہے کہ شاید اس لیے کوئی اسے پیار نہیں کرے وہ اس کے قابل ہی نہیں والدین بھائی، بہنوں۔ استاد صاحبان اور دیگر مجید افراد جن کا بچوں سے واسطہ پڑتا ہے ان کو یہ بات ذہن نشین کرنی ہوگی کہ بچے بھی محبت کے متمنی ہوتے ہیں۔ وہ بجا طور اسے اپنا حق سمجھتے ہیں۔ وہ ایسی محبت چاہتے ہیں جس میں کسی قسم کی غرض کا شائبہ تک نہ ہو۔

They NEED LOVE WITHOUT ANY STRINGS ATTACHED

یہاں یہ بات بھی سمجھنی ہوگی کہ ہمدردی یا مہربانی ہرگز محبت کی نعم البدل نہیں ہے۔ بقول شاعر۔

"مہربانی کو محبت نہیں کہتے اے دوست"

اس لیے اگر ہم چاہتے ہیں کہ بچوں میں احساس کمتری نمودار نہ ہو تو بچوں سے ایسی ہی بے لوث محبت کرنی ہوگی ان کو یہ احساس دلانا ہوگا کہ ان کی اپنی اہمیت ہے اور وہ ہمارے پیار کے صحیح حقدار ہیں۔

احساس کمتری کے تدارک کے لیے اس مرض میں مبتلا شخص کو خود بھی کوشش کرنی پڑتی ہے۔ ایک مشہور ماہر نفسیات نے احساس کمتری سے بچنے کے لیے یہ چار باتیں ضروری قرار دی ہیں۔

(۱) انسان اپنے آپ کو اسی شکل میں قبول کرے جیسا اسے قدرت نے بنایا ہے۔

(۲) اپنی خامیوں کو سمجھنے کے بعد انھیں دور کرنے کی سعی کرنی چاہیے۔ اور پھر ان کا خیال تک ذہن سے نکال دینا چاہیے۔

(۳) اپنی خامیوں کو برداشت کرنے کی صلاحیت پیدا کرنی چاہیے۔

(۴) اپنی خوبیوں کا علم ہونا چاہیے اور اپنے پر مکمل اعتماد۔ نیز دوسروں سے بلاوجہ اپنا موازنہ کرنے سے بھی گریز کرنا چاہیے۔

اس ضمن میں معاشرے کے دوسرے افراد کی ذمہ داری بھی بڑی واضح اور اہم ہے۔ انھیں ایسے اشخاص کے بارے میں جو اس ذہنی کیفیت سے دوچار ہوں صحیح رویہ اپنانا ہوگا۔ کسی بھی صورت کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہیے جس سے اس احساس کو تقویت ملے دوسرے انسانوں کی خوبیوں اور مثبت باتوں کو اولیت دینی چاہیے اور انھیں اپنے عمل سے یہ باور کروانا چاہیے کہ وہ کسی لحاظ سے بھی دوسرے لوگوں سے کمتر نہیں۔ اس رویے کی کامیابی کے لیے مکمل صدق دلی سے کوشش کرنی چاہیے۔

آخر میں میں یہی کہنا چاہوں گا کہ اس نفسیاتی کمزوری یا ذہنی کیفیت کے ماہرین نے حقائق کی بنا پر یہ حوصلہ افزا نتیجہ نکالا ہے کہ یہ علالت ہرگز لاعلاج نہیں اور باقی امراض کی طرح اس بیماری کی بھی صحیح تشخیص اس کے تدارک کی ضامن ہے۔ (جالندھر سے نشر)

نئے چہرے

راج ببّر

فلموں کی تاریخ گواہ ہے، کہ انڈسٹری میں جب جب نئے چہروں کی آمد رکی، انڈسٹری گوناگوں مشکلات کا شکار ہوئی۔ دیر تک اداکاروں کی تازہ کھیپ' آنے سے کیا ہوتا ہے؟ — تمام فلمیں معدودے چند اسٹارز میں منقسم ہونے لگتی ہیں۔ تب یہ از حد مصروف ہو جانے والے اداکار یا اسٹار نہ صرف یہ کہ ہوش رُبا معاوضہ طلب کرتے ہیں۔ بلکہ فلمساز کو ہزار ڈھنگ سے پریشان کرنا اپنا وطیرہ بنا لیتے ہیں۔ ایسے مصروف اسٹارز میں چند ایک چاہ کر بھی فلمساز کو پورا تعاون نہیں دے پاتے۔ کیونکہ ایک ہی دن میں کئی کئی اور دور دور واقع اسٹوڈیوز میں شوٹنگ ہونے کے سبب ان پر ہر آن ایک بدحواس عجلت سوار رہتی ہے اور جب تک کام اطمینان اور یکسوئی سے نہ کیا جائے اطمینان بخش نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔

مطلوبہ اداکاروں کی کمی کے باعث گنے چنے اسٹارز پر وہ رولز بھی لاد دیے جاتے ہیں جن کے لیے وہ موزوں نہیں ہوتے۔ مثلاً ایک ادھیڑ عمر کا ہیرو کالج بوائے بنا نظر آتا ہے!

علاوہ ازیں ایک چہرے کو بار بار اسکرین پر دیکھ کر فلم بین اکتا بھی جاتے ہیں۔ اور جب نئے اداکاروں کے سامنے نہ آنے کے سبب کوئی مقابلہ نہیں رہتا تو پرانے اور جمے ہوئے اسٹارز یا تو اپنے کام میں دلچسپی نہیں لیتے یا پھر پوری فلم میں بے جا مداخلت کرنے لگتے ہیں۔ اس روش سے یونٹ کے دیگر آرٹسٹوں اور تکنیکی ماہروں میں بدمزگی کا پیدا ہونا قدرتی امر ہے اور آپ جانئے تناؤ بھرے ماحول میں کیا گیا کام پرفیکشن نہیں دیتا۔

بہرحال! یہ تسلی کی بات ہے کہ آج فلم انڈسٹری کو اپنے دروازے نئے اداکاروں پر کھولنے میں پہلے جیسا تامل نہیں رہا۔ چنانچہ آج نوواردان فلم کے طور پر متھن چکرورتی، وجیندر، راج کرن، ارون گوول، راج ببّر، دیپک پراشر، مکیش کھنہ، کمار گورو، اور سنجے دت وغیرہ کا بھی چرچا ہے اور ان سب میں سب سے زیادہ چرچا ہے — راج ببّر کا۔

آگرہ سے تعلق رکھنے والا راج ببّر نیشنل اسکول آف ڈرامہ اور دہلی ٹیلی ویژن کے ڈراموں میں غیر معمولی اداکارانہ صلاحیتوں کا مظاہرہ کر چکا تھا۔ فلم ایکٹر کے طور پر اس کی اب تک ریلیز ہونے والی فلمیں یہ ہیں — سو دن ساس کے، انصاف کا ترازو، آپ تو ایسے نہ تھے، نذرانہ پیار کا، جذبات، جوالا مکھی، کل یگ، پونم اور پریم گیت۔

فقط ان فلموں کے دم پر ہی اس نے نہ صرف تمام نئے چہروں پر سبقت حاصل کر لی ہے بلکہ یہ واضح اشارہ بھی کر دیا ہے کہ مستقبل قریب ہی میں ایک تابناک منزل پر پہنچنے سے اسے اب کوئی نہیں روک سکتا۔

راج ببّر کے ساتھ وہ سب چیزیں ہیں جو کسی اداکار کو ایک بڑا ایکٹر اسٹار بنا دیا کرتی ہیں۔ وہ چیزیں کیا ہیں۔؟

اعلیٰ تعلیم یافتہ، ذہین اور کامیاب اسٹیج آرٹسٹ ببّر لمبے قد، اکہرے بدن، فوٹوجینک چہرے، روشن آنکھیں، پُرا کڑ آواز کا مالک ہونے کے باعث ظاہری طور پر بھی ایک



راجیو مرزا

پرکشش یعنی آئیڈیل شخصیت رکھتا ہے۔ وہ غضب کا اداکار ہے۔ اس سے بھی کسی کو انکار نہیں۔ لیکن فلموں میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے ان جملہ اوصاف کا ہونا ہی کافی نہیں۔ راج ببر کی موجودہ اور مستقبل کی طے شدہ مقبولیت میں اس کی خوش قسمتی کو بھی دخل ہے۔ یہ اس نئے چہرے کی خوش قسمتی تھی کہ اسے ابتدا اور قلیل سی مدت میں بڑے بینر کی فلمیں مل گئیں۔ نئے اداکاروں میں وہ واحد اداکار ہے جو بی۔ آر۔ چوپڑا اور شیام بینگل جیسے ذہین ہدایت کاروں کی ڈائرکشن میں ریکھا، زینت امان، اور رینا رائے جیسی چوٹی کی ہیروئنوں کے مقابل آکر اپنی قدر و منزلت بڑھا چکا ہے۔ اس کی ریلیز شدہ فلموں میں سوشل، رومانی، گھریلو، ایکشن، روایتی اور آف بیٹ! یعنی ڈھب اور طرز کی فلم ہے۔ اسے بھی ایک نیک فال سمجھئے، کیونکہ فلم بینوں کے بھی چار طبقے ہیں اور ٹاپ پر رہنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ ہمہ وقت کم از کم تین طبقوں کو مطمئن کرتے چلیں اور یہ بھی ممکن ہے جب آپ کی صاف ستھری اعلیٰ معیاری فلموں کے ساتھ ساتھ تفریحی اور ایکشن کہی جانے والی عامیانہ فلمیں بھی نمائش کے لیے پیش ہوتی رہیں۔ ان مختلف نوعیت کی فلموں سے راج ببر نے فلمسازوں کو بتا دیا کہ وہ کسی بھی طرح کی فلم میں کسی بھی طرح کا رول بدرجہ اتم بخیر و خوبی ادا کر سکتا ہے۔

یہ چیز بھی اس کے حق میں کہی جائے گی کہ وہ بیک وقت مرکزی کردار بھی نبھا رہا ہے اور سیکنڈ رول بھی!

فلموں میں مرکزی کردار عموماً اس روایتی ہیرو کا ہوا کرتا ہے جس میں فلم بینوں کے لیے اب کوئی کشش نہیں رہی۔ جبکہ وسعت اور ورائٹی رکھنے والا سیکنڈ رول ایک درمیانے درجے کے اداکار کو اکثر ہیرو سے بھی زیادہ مقبولیت بخش دیتا ہے۔ لیکن محض خوش قسمتی کے بل بوتے پر کسی کو دلیپ کمار اور امیتابھ بچن جیسا اعلیٰ و ارفع مقام نہیں مل جاتا۔ ہمارے سامنے جیتندر کی مثال ہے جو سراسر خوش قسمتی کی بدولت گزشتہ اٹھارہ بیس سال سے متواتر ٹاپ ہیرو چلا آ رہا ہے۔ لیکن وہ چونکہ عمدہ اداکار نہیں ہے اس لیے اسے کبھی وہ عظمت و مقبولیت حاصل نہیں ہوئی جو دلیپ کمار، اشوک کمار، راجکپور، راجکمار، سنجیو کمار، راجیش کھنہ اور امیتابھ بچن جیسے منجھے ہوئے اداکاروں کا طرۂ امتیاز بنتی رہی ہے۔

اگر ایک لفظ میں راج ببر کی شخصیت اور اس کی کامیابی کا تجزیہ کیا جائے تو وہ لفظ ہے ــــ توازن! عام لفظوں میں یوں کہہ لیں کہ وہ ایک اعلیٰ کردار یا سلجھے ذہن کا مالک ہے۔

ایک فلم آرٹسٹ کے طویل کیریر میں عموماً دو بڑی رکاوٹیں حائل ہوا کرتی ہیں۔ ایک انڈسٹری کا ماحول، دوسری خود اس کی اپنی ذات! اس کی اپنی ذات کس طرح؟ وہ اس طرح کہ کامیابی کے بعد فلمی گلیمر ایک بہت بڑی آزمائش بن کر سامنے آتا ہے۔ اور اکثر اسٹار اس امتحان میں ناکام ثابت ہوتے ہیں۔ راتوں رات ایک بڑی دولت شہرت اور مقبولیت کا مالک بن جانے والے عموماً یا تو مختلف قسم کی عیاشیوں کا شکار ہو جاتے ہیں یا پھر انھیں غرور لے ڈوبتا ہے! لیکن راج ببر اس کی ذہانت اور فن اداکاری کے تئیں اس کے خلوص کا مظہر ہے۔ تجارتی پیمانے پر 'کل یگ' بھلے ہی ہلکی رہی ہو لیکن تمام اصحاب ذوق نے اسے ایک ایسی عمدہ اور اعلیٰ فلم قرار دیا ہے جسے بلاشبہ ہندی سینما میں اضافہ کہا جا سکتا ہے۔ ایسی تاریخ ساز فلم کا جز بننا بھی خوش قسمتی اور اہمیت سے خالی نہیں۔ پھر آپ دیکھیں اس فلم میں اس کا رول معمولی یا آسان رول نہیں تھا۔ اس فلم میں اسے اپنے سے بڑی عمر والے ایک ایسے شخص کی عکاسی کرنا تھی جو ایک ناموافق ماحول میں جینے پر مجبور ہے 'کل یگ' میں ببر کے کام کی ایک خصوصیت یہ بھی رہی کہ وہ ایک ادھیڑ عمر کا شخص نظر آنے میں کامیاب رہا ــــ میک اپ کی وجہ سے نہیں، اپنے چہرے کے تاثر یعنی اعلیٰ جذبات نگاری کے سبب! اس کی فلم 'ہم پانچ' بھی کل یگ کی طرح ہی ایک معیاری اور آف بیٹ فلم تھی۔ رہی اکثریت کی پسند ــــ عام فارمولہ فلمیں، سو راج ببر وہ بھی کر رہے ہیں۔ یعنی وہ فلمی عظمت حاصل کرنے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے نہیں کھو رہا۔ ان سب حقائق کے پیش نظر اس نئے چہرے



▲ راج ببر اور ساریکا فلم "دولت" میں۔

راج ببر ــــ ایک آئیڈیل شخصیت کا مالک۔ ◄

کو اس قسم کی کوئی بدہضمی نہیں ہوئی اور اس کا سبب ہے اس کی متوازن شخصیت، اس میں اس کے اسٹیج آرٹسٹ ہونے کا بھی ہاتھ ہے۔ ایک خاصے طویل عرصے تک دولت اور گلیمر سے محروم اسٹیج پر کام کرتے رہنے سے ببر کے اندر وہ فن کار کافی مضبوط ہو چکا ہے جو اپنی زندگی میں سب سے زیادہ قوت و اہمیت فن کو دیتا ہے اور سطحی چیزیں جیسے دولت گلیمر اور حسین عورتیں جسے متزلزل نہیں کر پاتیں۔

آخر میں اس کی ایک فلم 'کل یگ' کا تھوڑا سا ذکر کرتا چلوں۔ اس فلم میں نئے اور پرانے اداکاروں کی بھیڑ میں ببر نے ایک مختصر سا رول ادا کیا ہے۔ لیکن اس فلم کو قبول کرنا

راج ببر کے شاندار مستقبل کی پیشن گوئی بڑے وثوق سے کی جا سکتی ہے!!

(اردو سروس سے نشر)

راجیو مرزا
سی۔۱۱ رانا پرتاپ باغ
نئی دہلی

لوک گیتوں میں اخلاقی قدریں

اظہر علی فاروقی

اخلاقی روایات کی پابندی کا بنیادی مقصد جہاں تک ہم سمجھ سکے ہیں' یہ ہے کہ ان روایات کی پابندی کرنے سے نہ صرف خاندان بلکہ اس سے بڑھ کر سماج اور معاشرہ باہمی خلفشار سے محفوظ رہے اور یہ کہ زندگی امن و سکون کے ساتھ ہموار راہوں پر چلتی رہے۔ ماہرین اخلاقیات کا عقیدہ ہے کہ اخلاق حسنہ پر عمل پیرا ہونے سے تزکیہ نفس ہوتا ہے۔ اور روح کو پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ کچھ اخلاقی قدریں بین اقوامی ہیں مثلاً راست بازی، دیانت داری، اخوت، امداد باہمی، مصیبت زدگان کی مدد وغیرہ۔ کذب، دغا، فریب، بے ایمانی وغیرہ سے اجتناب کرنا۔

آیئے ہم اپنے پیش نظر بین اقوامی اخلاقی اقدار رکھتے ہوئے لوک گیتوں میں اخلاقیت اور اخلاقی روایات کا ایک سرسری جائزہ لینے کی کوشش کریں۔ ہمیں یہ نہ بھولنا چاہئے لوک گیت کار دیہاتی اَن پڑھ یا کچھ تعلیم خود قسم کے کم سواد لوگ ہوتے ہیں جن میں مرد کم اور عورتیں زیادہ۔ ایسے حالات میں لوک گیت کاروں سے ہم یہ امید نہیں کر سکتے کہ وہ ہمارے لیے اخلاقیات کا کوئی مرتب اور مکمل فلسفہ پیش کریں۔ ان لوگوں میں اس وسعت نظر کی بھی امید نہ رکھنا چاہیئے جو ایک تعلیم یافتہ معلم اخلاق سے کی جا سکتی ہے۔

اس ضمن میں تمام ماہرین اخلاقیات نے جذبۂ خودداری کو سرفہرست رکھا ہے اور یہ ایک ایسی اخلاقی قدر ہے جو انسان کو بہتری برائیوں سے بچاتی رہتی ہے اگر جھوٹ بولنے سے انسان کا قلب سیاہ ہو جاتا ہے اور حافظہ کمزور ہو جاتا ہے تو خودداری کے فقدان سے رفتہ رفتہ اس کا ضمیر مردہ ہو جاتا ہے۔ لوک گیتوں میں اس باوقار جذبۂ خودداری کی ایک جھلک دیکھئے۔ کوئی نوجوان عورت بہو کے روپ میں اپنی سسرال میں ہے وہاں اسے بے انتہا مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کا بھائی اسے دیکھنے جاتا ہے وہ اپنی دردبھری کہانی اس کو سناتی ہے وہ مصیبتیں کیا ہیں، اسی کی زبانی سنئے۔

کئی من کوٹوں بھیا کئی من پیسوں رے ...... نا
ساس کھنچیا بھر بسنا موسے منجلوے رے ...... نا
اور موسے پنیا پاتال سے بھرا وے رے ...... نا

بظاہر اس کے صبر و تحمل کا دامن پاش پاش ہو رہا ہے لیکن جذبۂ خودداری اس کے ضمیر کو بیدار کرتا ہے شریفانہ غیرت اور حمیت اسے جھنجوڑتی ہے اور وہ اپنے بھائی سے التجا کرتی ہے۔

یہو دکھ باندھو بھیا اپنی گٹھریا جہواں ندیا پڑے بہاورے
ہمارا دکھ گٹھری میں باندھ لو اور جہاں ندی پڑے اس کو بہادو گویا بھول جاؤ۔ یہ صرف اس لیے کہ خاندان میں خلفشار نہ پیدا ہونے پائے اور زندگی کے توازن میں فرق نہ پڑنے پائے۔

بزرگوں کی عظمت کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کی عزت کرنا اور چھوٹوں سے محبت کرنا اخلاقیات کی ایک بین اقوامی قدر ہے اور لوک گیت کار بھی اس کی تلقین کرتا ہے اگرچہ اس کی نظر صرف افراد خاندان تک رک جاتی ہے۔ ایک ماں اپنی بیٹی کو سمجھاتی ہے۔

ساس نندیا توری بٹیا گریا دیں لیہو تو انچرا پساری
ساس نند کی گالیوں کو آنچل پھیلا کر لے لو اور انہیں کچھ نہ کہو وہ تمھاری بزرگ ہیں۔

ساس سسر کی عظمت کا ایک جذبہ دیکھئے وہ بھی بہو کی طرف سے بات یہ ہوئی کہ کوئی جوان گنگا اشنان کے میلے میں اشنان کے لیے جانے کا ارادہ کرتا ہے۔ ماں باپ کمزور ہیں اس کی بیوی ساس سسر کی عظمت کا لحاظ کرتے ہوئے اسے میلے جانے سے کس طرح روکتی ہے۔ اسی کی زبانی سنئے۔

ماتا پتا کے دھوتیا کچھارو ان ہی میں گنگا تہار
کوئی جوان سسرال جاتا ہے، واپسی پر ماں پوچھتی ہے کیسے رہے بیٹا؟ لڑکا جواب دیتا ہے۔

ماں! میں آرام کرنے کے لیے نہیں گیا تھا
میں تو باپ کی سیوا کرتا تھا
پر تمہاری سیوا کے لیے کوئی نہ تھا
لیکن اب "دھنی ہو وے داسی تہار" میری بیوی آپ کی خدمت کرے گی۔

ہندو سماج میں شوہر کو بیوی کے لیے ایک دیوتا، اور مسلم سماج میں بھی قریب قریب یہی روپ دیا گیا ہے اور اسی لیے لوک گیتوں میں شوہر پرستی اس کی خدمت گزاری کی بڑی خوبصورت مثالیں ملتی ہیں۔ ایک گیت سنئے جس میں ماں بہن اور بھائی کا رشتہ بتایا گیا ہے اور بیوی کی حیثیت بھی۔ بیوی خود اپنے شوہر سے کہتی ہے۔

ماں تو تہرے سر کی پھڑیا ہو .... رے
بہنا تو تہرے سر کی پگیا ہو .... رے
بھیا تو تہرے دہنی بھیا ہو .... رے
میں ہوں تہرے چرن کی دھوتیا ہو ..... رے

محنت جفاکشی، صبر و عمل ایسی اخلاقی قدریں ہیں جو کسی لڑکی کو گھر گرہستی اور سگھڑ بنانے کے ضروری سمجھی جاتی ہے اور لوک گیتوں میں اس کا مظاہرہ قدم قدم پر ہوتا ہے۔ ایک ماں اپنی بیٹی سے کہتی ہے۔

سیکھ لیو گن وا گن سیکھ لیو رام سوتی ان اخلاقی اقدار پر وہ گیت روشنی ڈالتے ہیں جہاں عورتوں کے روزمرہ معمولات کا ذکر آتا ہے۔ ایک گیت سنئے اور دیکھئے کہ سندر کیا کیا کرتی ہے۔

سندر سا انگنا بڑھوریں بڑھنی لیے بھور بھیو چڑیاں چہچہاتیں
سندر سا گوبرا چلی ہیں چھنیا لیے بڑھنی تو دھرن اوٹے کوٹے
سندر سناریں گھونگھٹا سے گگری تو دھرن کنواں کی جگت

اسی طرح ایک دوسرا گیت ہے جس کا پہلا بول ہے۔ "کونے جو نیا تیلنیا کھنیا لگاوے،، اس میں بھی انھیں روزانہ معمولات کا ذکر ہے۔ ایک کم سن لڑکی زیور پہنے پہنے گھونگھٹ نکالے کام کر رہی ہے اور اپنی ہم سن سہیلی سے بتاتی ہے۔

دیکھو گوئیاں کیسا روا داری کنگنا
کنگنا پہن ہم انگنا بڑھوریں
کوڑے میں پھینک آتے کنگنا
دیکھو گوئیاں کیسا رواری کنگنا

اسی حالت میں وہ پانی بھرنے جاتی ہے اور کنوئیں میں جھکا گرا دیتی ہے کھانا پکاتی ہے اور کنگنا چولہے کی نذر ہو جاتا ہے۔

ایسے لوک گیت جن میں دیہاتی عورت کے روزانہ معمولات کا ذکر ہے کیا عجب ہے کہ ایسے گیت سن کر آپ کو ڈاکٹر ٹیگور کی ایک نظم چمپا فلاور یاد آجائے جس میں ایک بچی چمپا فلاور بن کر اپنی ماں کے کام کاج دیکھتی رہتی ہے جو اسی قسم کے معمولات روزمرہ پر مشتمل ہے۔

بے جوڑ شادی کو پسندیدہ نظروں سے نہ دیکھنا لوک گیتوں کی ایک اخلاقی قدر ہے لڑکی بھرپور جوان ہے اور لڑکا ایک الھڑ نابالغ اور اسی لیے اس کی بیوی کہتی ہے۔

"چھوٹے سے موسے بالما انگنا میں گلی کھیلیں رے"

اسی طرح پانچ سال کی لڑکی اسی سال کے بوڑھے مرد سے بیاہی جاتی ہے۔ بڈھے شوہر کا مذاق اس طرح اڑایا گیا ہے۔

پانچ برس کی موری رنگ رنگیلی اسیا برس کو دماد
نکرید آؤ موری رنگ رنگیلی اجگر تھارو دوا
انگنوا کی بیٹھ سے پچھ پچھ بوڑھو گرو منہ بائے

سات سکھی ہل گزصوا اٹھائیں بوڑھا سیند رہجاؤ

لوک گیتوں میں اخلاقی اقدار کے سلسلے میں ایک ایسی اخلاقی قدر کا سامنا ہوتا ہے جو نہ صرف عجیب سی ہے بلکہ حیرت انگیز بھی اور وہ ہے زوجین کے انتخاب میں کھلے بندوں آزادی" اور یہ حیرت اس وقت اپنے منتہا پہ پہنچ جاتی ہے جب ہم دیہاتی سماج کا ماحول اور طرز عمل دیکھتے ہیں کہ ماں باپ کی مرضی کے خلاف لڑکی چوں تک نہیں کرسکتی اور لڑکا اس طرح خاموش رہتا ہے گویا اس کے منہ میں زبان نہیں پھر بھی لوک گیتوں میں ایسے گیت ملتے ہیں جہاں دونوں بالکل آزاد ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ لوک گیت کاروں نے رسم سوئمبر کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایسے گیت بنائے ہوں۔ یہ آزادی صرف اتر پردیش کے لوک گیتوں ہی میں پائی جاتی بلکہ پنجاب، مہاراشٹر، مرہٹواڑ پردیشوں کے لوک گیتوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ دیکھئے اور ایک نوجوان کی آواز سنئے۔

کونے کی اونچی اٹریا شرج مکھی چھائی رے
کونے گھر کنیا کماری ت دلہو چاہی رے

وہ لڑکی پسند کرلیتا ہے اور اس کے گھر جا بیٹھتا ہے۔ لڑکی کا بڑا بھائی اس رویے کو ناپسند کرتا ہے اور اسے مارنا چاہتا ہے کہ لڑکی بول پڑتی ہے۔ اسی کے وجود پر اس کا وجود دہائی ہے۔

جن مارو پوت تپسدی جنم مورد کھی ایس ہیں

ایک اور گیت ہے جس کا پہلا بول ہے " بابا ہیں چلے مور برہیرن پات ہتھیمبر ڈرائی" اس میں لڑکی خود اپنے بر کے اوصاف بتاتی ہے۔ پنجابی کا ایک گیت ہے جس کا پہلا بول ہے" چنگا دے بربال چنگا گھراں او نگر سہاوڑاں " گجراتی گیت " اے داداجی لمبا اتر بر ڈھنڈھیونا" مرہٹی گیت " باباجی دیش دنیا پر دیش دیکھو مہاری جوڑی کٹو بر ہیر جو " اور سب گیتوں میں لڑکیاں قریب قریب ایک ہی قسم کے اوصاف بتاتی ہیں کہ اتنا لمبا نہ ہو کہ اونٹ کہلائے، اتنا چھوٹا نہ ہو کہ بونا کہا جائے، موٹا نہ ہو کہ لوگ بھوندو کہیں، کالا نہ ہو کہ سہیلیاں توا سمجھ لیں، اتنا گورا بھی نہ ہو کہ کوڑھ کا شبہ ہونے لگے۔ صرف ایک گیت میں پڑھا لکھا ہونے کا ذکر ہے یہ گیت نوجوان عورتوں کی نفسیاتی ذہنیت کی یکسانیت پر روشنی ڈالتے ہیں۔

اُتم کھیتی مدھیم وان ...... والی کہاوت میں نوکری کو بھیک مانگنے سے بدتر قرار دیا گیا ہے اور شہرہ آفاق شاعر معلم اخلاق شیخ سعدی نے زریں کمر پیچ باندھ کر کسی کی خدمت میں کھڑے ہونے سے بہتر چونے کے پانی میں ہاتھ جلا لینے کو فرمایا ہے

مردوں اور عورتوں کی نفسیاتی ذہنیت کا جو خاکہ ان گیتوں میں کھینچا گیا ہے ان سے اخلاقی اقدار پر روشنی پڑتی ہے خودداری کل کی لاج کا لفظ بے جوڑ شادی کی مذمت ساس کا بڑا اسلوک ہونے پر بھی بہوؤں کی کریم النفس صبر و عمل خدمت گزاری کا جذبہ شوہر کی عظمت اور پرستاری۔ شوہر کی بدسلوکی کا جواب خدمت گزاری اور انکسار سے دینا، عصمت کی لاج کی قیمت جان سے ادا کرنا وغیرہ لوک گیتوں کی جاندار اخلاقی اقدار ہیں۔ جو شیلی کے اس قول کے مطابق لوک گیت کاروں کے سینوں میں محفوظ ہیں۔

(ڈاکٹر شوقی لکھنؤ سے براڈ کاسٹ)

چند عجیب و غریب پودے

اس سرزمین کے چاروں طرف جدھر بھی نظریں دوڑائیں ہمیں ہر طرف قدرت کی حسین و جمیل تخلیقات نظر آئیں گی۔ یہ دلچسپ اور دلفریب ہی نہیں بلکہ عجیب و غریب بھی ہیں، قدرت نے جہاں انسان، حیوانات و جمادات وغیرہ میں عجائبات کے رنگ بکھیرے ہیں وہیں عجیب و غریب نباتات بھی پیدا کیے ہیں۔

علم نباتیات سائنس کی ایک اہم ترین شاخ ہے ویسے تو سائنس کی ہر شاخ معلومات کا ایک ذخیرہ ہے خصوصاً جب علم نباتیات کے تحت چند ایسے پودوں کا مطالعہ کرنے پر ہم تعجب کرنے لگتے ہیں کہ اس طرح کے عجیب و غریب نظام ان میں کس طرح پائے جاتے ہیں؟

آئیے چند اہم عجیب و غریب پودوں کی زندگیوں کے مختصر حالات پر روشنی ڈالیں۔

شرمانے والے پودے : ان پودوں کا قد تقریباً ایک فٹ ہوتا ہے۔ اس کی پتیاں ببول کی پتیوں کی سی ہوتی ہیں جو لجوتی کہتر کے نام سے مشہور ہے۔ یہ ایک حساس پودا ہے جب اسے کوئی شے چھوتی ہے تو یہ مرجھا جاتا ہے، اور کوئی دس پندرہ منٹ کے بعد پھر یہ سابق حالت میں آجاتا ہے۔ اور ایک تعجب کی بات ہے کہ یہ پودا ماحول کا خوگر ہوجاتا ہے۔ یہ ماحول سے متاثر نہیں ہوتا یعنی نہیں مرجھاتا۔ یعنی اس کی پتیاں نہیں سمٹتی۔ اس کی جانچ آپ بھی کرسکتے ہیں۔ اس پودے کو ریل گاڑی میں کسی مقام پر رکھ دیجئے۔ جب گاڑی حالت سکون میں رہے گی اس کی پتیاں کھلی رہیں گی۔ اور جوں ہی گاڑی متحرک ہوجائے گی پتیاں گاڑی کی جنبش سے متاثر ہوکر سمٹ جائیں گی۔ جب یہ پودا سفر کا عادی ہوجائے گا پتیاں کھل جائیں گی لیکن جب گاڑی پھر رک جائے گی پتیاں سکڑ جائیں گی۔ جیسے کہ یہ اپنی حالت کے بدلنے سے چونک گیا ہو۔ علم نباتات کی اصطلاح میں اسے مائموسا پوڈیکا (Mimosapodica) کہتے ہیں۔

جاپان کے پست قامت درخت : یہ ایک عجیب و غریب پودے ہیں، جو خصوصاً جاپان میں اگتے ہیں۔ یہ عمر میں سو سال سے زیادہ ہونے پر بھی قد میں ایک یا دو فٹ سے زیادہ نہیں بڑھتے۔

انسان نما درخت : یہ امریکہ کا ایک نادر الخلقت درخت ہے۔ اس کی بناوٹ انسانی شکل کی سی ہوتی ہے۔ انسان کی طرح اس کے ہاتھ اور پیر ہوتے ہیں نیز اس کے سر پر ٹوپ اور دائیں ہاتھ میں ایک چھڑی بھی ہوتی ہے۔ یہ قدرتی طور پر اس طرح کی شکل اختیار کرچکا ہے۔ اس درخت کا نام 'بارلو' ہے۔

قدیم درخت : یہ ایک عظیم الجثہ درخت کا ایک ٹکڑا ہے جو کیلی فورنیا میں پیدا ہوا تھا اس کی عمر ایک اندازے کے مطابق ایک ہزار تین سو تینتیس سال ہے۔ لیکن یہ درخت مقام 'ارٹاوا' کے درخت 'ڈرگوں' کے مقابلہ میں ایک بچے کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کی عمر کوئی چھ ہزار سال تھی جو طوفان کی زد میں آکر گر گیا اور مرگیا۔

آدم خور درخت : اس قسم کے درخت افریقہ کے گھنے جنگلوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ قد میں بہت لامبا اور گھنا ہوتا ہے۔ یہ درخت آدمیوں اور جنگل کے جانوروں کو اپنی غذا بنالیتے ہیں۔ درخت کے مختلف شاخوں کے اگلے حصوں میں بڑے بڑے ڈھال نما پھول لگے ہوتے ہیں۔ اور شاخوں میں دو فٹ لامبے کانٹے لگے ہوتے ہیں۔ جب کبھی کوئی انسان یا جانور غفلت یا لاپرواہی سے اس درخت سے ہوکر گذرتے ہیں تو یہ زہریلے کانٹے دار شاخوں سے اس جاندار کو اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں۔ فوراً اس کے زہریلے کانٹے جاندار کے جسم میں چبھ جاتے ہیں اور تمام جسم کا خون چوس کر باقی ماندہ جسم کو پھینک دیتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان درختوں کے نیچے آدمیوں اور دوسرے جانوروں کے ڈھیر لگے پائے جاتے ہیں۔

ڈنک مارنے والا پودا : اس پودے کو 'بچھوا گھا' کہتے ہیں جو شمالی ہندوستان میں پایا جاتا ہے۔ جب کوئی جاندار اس کے قریب سے گذر جاتا ہے تو یہ ڈنک مارتا ہے جس کو جاندار کو جلن اور درد ہوتا ہے۔ اس کے پتیوں، تنوں اور شاخوں پر بال ہوتے۔ جن کی مدد سے یہ پودا ڈنک مارتا ہے۔

(حیدرآباد سے نشر)

پیشکش: مغلپورہ یوتھ اکیڈمی
حیدرآباد

عادت ھی بنالی جھوٹ بولنے کی

ثریا سعید

بات صرف اتنی سی ہے کہ جب ہم شہر میں داخل ہوتے ، اس وقت سب سے پہلے ہمیں ایک ٹیکسی ڈرائیور ملا ۔ اس نے ہمارا حلیہ دیکھا ــــ پھر مسکرایا ــــ اور جلدی سے ہمارا ٹین کا بکس اٹھا کر ٹیکسی کی ڈگی میں رکھتے ہوئے بولا ، بادشاؤ ــــ راجہ لگتے ہو ، راجہ ! ــــ بھوجپور سے آرہے ہو کیا ــــ ؟ "

ہم نے اپنے چہرے کی گرد جھاڑ کر جواب دیا ــــ "اب تو یہاں شہر میں بھی اپنی کوٹھی بنالی ہے نا ــــ بس وہیں جانا ہے "

ٹیکسی ڈرائیور نے ہمیں شہر کی بڑی بڑی سڑکوں پر گھمایا اور راستے میں مڑ مڑ کر ہمارے چہرے کے تاثرات دیکھتا رہا ۔ آدھے گھنٹے کے بعد ہم سے پوچھا ۔

"کہو راجہ ! کھلے پیسے ہیں یا پٹرول پمپ سے سو کا نوٹ تڑوا لوں ــــ "

ہمیں فوراً اپنی جیب کا خیال آیا ــــ اور ہم نے کہا کہ اگلی سڑک سے پہلے اُتار دینا ــــ وہیں ہماری کوٹھی ہے ٹیکسی ڈرائیور نے ہم سے کہا کہ آپ جیسے راجہ لوگ ــــ میٹر کی طرف تو نہیں دیکھتے ــــ پھر بھی دیکھ لیجئے ــــ ہم نے اچٹتی نظروں سے میٹر پر نظر ڈالی ــــ اور ۴۶ روپے میٹر میں دیکھے ــــ لیکن ڈرائیور کو پورے پانچ نوٹ دس دس روپے والے دیدیے ــــ اس نے ہمیں سلام کیا ــــ اور ہمیں ایسا لگا جیسے ہم واقعی راجہ ہے ــــ اور وہ بھی بھوجپور کے ــــ بعد میں ہم نے جیب میں بچے ہوئے باقی پیسے گنے اور سوچا کہ ٹیکسی والے نے شاید ہم سے سچ بولا ہے ــــ لیکن ہم نے جھوٹ بولا کچھ روپے زیادہ دیدیے ــــ اور کچھ دیر کے لیے خود کو بھوجپور کا راجہ تصور کیا ــــ یہ شروعات تھی جب ہم نے جھوٹ بولنا شروع کیا تھا ــــ اس لیے کہ تھوڑا سا بل زیادہ دے کر ہم تھوڑی دیر کے لیے راجہ بن گئے تھے ۔ تب سے آج تک ہم اپنی اسی عادت کو جی رہے ہیں ۔

کالج اور ہوسٹل کا انتظام تو شہر میں رہنے والے ہمارے چچا نے کر ہی دیا تھا ــــ دوست بہت سارے بن گیے اور ہم نے سب کو بھوجپور کی صدیوں پرانی بادشاہت کی کہانیاں کچھ ایسے انداز سے تخلیق کرنی اور سنانی شروع کردیں کہ ہمارے تمام دوست ہمیں راجہ کہہ کر پکارنے لگے ۔ ایک بار ایسا ہوا کہ ہمارے دوستوں نے ہم سے پوچھا ــــ "تمہارے بھوجپور میں مچھلی کا شکار ہوتا ہے ؟" ہم نے بتایا کہ ہمارے پردادا نے ایک پورے گاؤں کو خریدا ــــ اور گاؤں کے سب رہنے والوں کے لیے ایک شہر بنوایا ــــ پھر اس گاؤں کی تمام زمین پر ایک اتنا بڑا اور اتنا چوڑا کنواں کھدوایا کہ دو ہزار مزدور پانچ برس تک زمین کو کھودتے رہے ــــ تب کہیں جاکر وہاں ایک جھیل جیسا کنواں بنایا ــــ کنارے پر سنگ مرمر کی بنچیں بنوائیں ــــ اور اس کنویں کو شکار گاہ میں تبدیل کردیا ۔

ایک دوست جو بڑی محویت سے ہماری کہانی سن رہا تھا ــــ بولا کنویں میں تو مچھلیاں ہوتی ہی نہیں ہیں " ہم نے فوراً جواب دیا کہ ہمارے پردادا نے بنگال کے دریاؤں سے مچھلیاں منگوانے کا انتظام بھی کیا تھا ۔ ہر ہفتے بہت ساری مچھلیاں بنگال سے منگوائی جاتی تھیں ، اور اس جھیل میں ڈال دی جاتی تھیں ۔ پھر ہمارے پردادا ان کا شکار کرتے تھے ــــ ہمارے کئی دوستوں نے بیک آواز ہو کر کہا کہ تمہارے پردادا بڑے بے وقوف تھے ــــ مچھلیاں جھیل میں ڈلوانے کے بجائے ، محل کے صحن میں جمع کردیتے اور سب سے کہتے کہ دیکھو ہم نے کتنی ساری مچھلیاں پکڑی ہیں ۔ یہ ترکیب زیادہ اچھی رہتی نا ۔ ہم نے اپنی عادت کے مطابق ایک اور جھوٹ فوراً تخلیق کیا ــــ اور کہاں کہ مچھلیاں دو چار دن تک جھیل میں رکھی جاتی تھیں ــــ اور انھیں موسم کا سب سے بہترین پھل کھلایا جاتا تھا ــــ تب جاکر ان کا شکار کیا جاتا تھا ــــ

ایک دوست نے کہا کہ مچھلیوں کے لیے سیب کہاں سے منگواتے تھے تمہارے دادا ــــ

ہم نے فوراً کشمیر کا نام لیا ۔

ہمارے دوست نے پوچھا کہ ان دنوں ریل گاڑیاں تو ہوتی نہ ہوں گی ــــ پھر اتنی جلدی کشمیر سے سیب کیسے آتے ہوں گے ۔

ہم نے اپنی عادت کے مطابق ایک اور جھوٹ تخلیق کیا اور کہا کہ ہمارے پردادا نے بھوجپور سے کشمیر تک سو سو قدم کے فاصلے پر گھوڑ سوار کھڑے کردیے تھے ــــ اس طرح بھوجپور تک صرف آٹھ گھنٹے میں کشمیر سے تازہ سیب آجاتے تھے ۔

ہمارے دوست نے پوچھا کہ یہ سلسلہ ، یعنی مچھلیوں کو سیب کھلانے والا کب تک جاری رہا ؟ ــــ ہم نے بتایا کہ ہمارے بچپن تک اسی طرح سیب آتے رہے ۔

دوستوں نے پوچھا کہ وہ گھوڑ سوار اتنی مدت تک کیا ایک ہی جگہ کھڑے رہے ــــ ؟

اب کی بار ہم چکرا گئے ــــ اور کچھ جھوٹ گڑھنا چاہا لیکن بات بنی نہیں ۔

ہم صرف اتنا ہی کہہ سکے کہ ہمارے پردادا نے تمام گھوڑ سواروں کو آب حیات پلا دیا تھا لیکن دس سال پہلے زبردست آندھی آئی ، اور وہ گھوڑ سوار اس آندھی میں اڑ کر نہ جانے کہاں چلے گئے ــــ تب سے اب تک ہمارا پورا خاندان اور ہم خود ، ان تازہ تازہ سیبوں کے منتظر ہیں جو دوبارہ نصیب نہیں ہوسکے ۔

ہمارے ایک دوست نے فوراً ہمیں ایک سیب پیش کیا ، اور کہا کہ تم نے تو روز کے سیب کھانے کی عادت ہی بنالی ہے ۔

اور ہم سوچتے رہے کہ ہم نے کس چیز کی عادت بنائی ہے ۔

(اردو سروس کے شکریہ سے)

قلمکار حضرات

اپنی تخلیقات براہ کرم ہمیں اشاعت کے لیے ارسال نہ کریں "آواز" میں صرف وہی تخلیقات شائع کی جاتی ہیں جو نشر ہونے کے بعد ہمیں ریڈیو اسٹیشنوں سے موصول ہوتی ہیں ۔

شکیل بدایونی سے ایک ملاقات

ضیا علی اشرفی

اے بدایوں اے ہزاروں باکمالوں کے وطن
اے دیار اولیا اللہ والوں کے وطن
اے ادیبوں شاعروں نازک خیالوں کے وطن
اے بدایوں آج ہم آشفتہ حالوں کے وطن
کیوں تجھے وہ عہد رفتہ کا فسانہ یاد ہے
جس کو آنکھیں ڈھونڈتی ہیں وہ زمانہ یاد ہے

بدایوں قدیم زمانہ سے شعر و ادب کا گہوارہ رہا ہے۔ ہر عہد میں یہاں کچھ ایسی ہستیاں گزری ہیں جو بین الاقوامی شہرت کی حامل ہوئی ہیں۔ انھیں میں حضرت شکیل بدایونی کا نام نامی شامل ہے۔

شکیل صاحب کو میں اس زمانہ سے جانتا تھا جب وہ اسلامیہ اسکول میں پڑھتے تھے اور کالی شیروانی پہنتے تھے۔ خوب صورت چہرہ اور گورا رنگ تھا۔ گداز جسم اور میانہ قد تھا۔ ۱۳ر اگست ۱۹۱۶ء کو بدایوں میں پیدا ہوئے تھے۔ ۱۹۳۶ء میں مسلم اسلامیہ ہائی اسکول سے ہائی اسکول اگزامینیشن پاس کیا تھا۔ ۱۹۴۲ء میں مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ سے بی۔اے کی ڈگری حاصل کی تھی۔ اس کے بعد وہ دہلی جاکر محکمہ سپلائی میں ملازم ہوگئے تھے۔ ۱۹۴۶ء میں دہلی کو خیرباد کہہ کر بمبئی چلے گئے تھے اور کاردار اسٹوڈیو میں بحیثیت گیت نگار ملازم ہوگئے تھے۔ مولانا ضیاءُ القادری مرحوم کا فیضانِ تربیت اور حضرت جام نوائی کا فیضان صحبت ان کی شاعرانہ صلاحیتیں بروئے کار لانے میں ممد و معاون ثابت ہوا۔

شکیل صاحب ایک غزل گو شاعر اور گیت نگار کی حیثیت سے ملک بھر میں معروف و مقبول تھے۔ ان کے نغموں سے تمام ہندوستان گونج رہا تھا۔ بچہ بچہ ان کے گیت گاتا تھا۔ ان کے گیت شاخِ صنوبر کی طرح سدا بہار ہوتے تھے۔ ان میں غزل کی روح ہوتی تھی اس لیے مقبول ہوتے تھے۔ ۶ر مارچ ۱۹۶۹ء کو گورنر اتر پردیش نے بدایوں تشریف لاکر ان کے نام پر شکیل روڈ کا افتتاح کیا تھا۔ علالت کے باعث وہ اس تقریب میں شریک نہ ہوسکے تھے اس تقریب کے ٹھیک ایک سال بعد ۲۰ر اپریل ۱۹۷۰ء کو بمبئی کے ایک اسپتال میں ان کا انتقال ہوگیا تھا۔ اس خبر کو سنتے ہی ملک کے ادبی حلقوں میں صف ماتم بچھ گئی تھی۔ یوپی کے گورنر جناب بی۔ گوپال ریڈی صاحب نے پیغام تعزیت بھیجا تھا۔ جس میں انھوں نے لکھا تھا شکیل نے ایک غزل گو شاعر کی حیثیت سے اردو شاعری میں مقام پیدا کیا ہے۔ جملہ فلم بیں حضرات ان کی غزلیات اور گیتوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔ ڈاکٹر یوسف حسین خاں نے اپنی کتاب "اردو غزل" میں اور جگر بریلوی نے اپنی کتاب "جدید تغزل" میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ جگر بریلوی نے لکھا ہے شکیل کے کلام میں تنہا شعریت ہی نہیں بلکہ خود ان کی زندگی بھی ہے۔ شکیل شاعرِ فطرت ہیں۔ ان کا کلام محض لفظی طلسم تبدیلیوں کا مجموعہ نہیں بلکہ ان کا کلام ان کی زندگی کا آئینہ دار ہے۔ ورندر پرشاد سکسینہ نے لکھا ہے شکیل کے گیتوں سے دل کے کنول کھل اٹھتے ہیں اور شوق کے گل کدے پھر سے تر و تازہ ہوجاتے ہیں۔

یوں تو متعدد بار بدایوں کی ادبی نشستوں میں مجھے ان کا کلام ان کی زبان سے سننے کا اتفاق ہوا تھا لیکن یکم فروری ۱۹۶۱ء کو جشن جمہوریت کے یادگاری مشاعرہ میں انھوں نے جو کلام سنایا تھا وہ کبھی بھلایا نہیں جاسکتا۔ شاداں صاحب نے اس مشاعرہ کی پوری کارروائی اپنے اخبار ہماری آواز کے خصوصی نمبر میں شائع کی تھی۔

حالاں کہ اس روز شدید بارش ہورہی تھی اور یہ سلسلہ صبح چھ بجے سے جاری تھا مگر بدایوں کے عوام عقیدت و محبت کی بنا پر شکیل صاحب کے لیے چشم براہ تھے انتہائی بے چینی سے ان کا انتظار کیا جارہا تھا۔ تقریباً گیارہ سال بعد وہ اپنے وطن آرہے تھے۔ اس کے باوجود بے شمار لوگ اپنے ہردل عزیز شاعر کے استقبال کے لیے چوکی بل زیارت پر جمع ہوگئے تھے۔ مجمع بڑھتا جارہا تھا اور لوگ قطار اندر قطار چلے آرہے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں پھولوں کے گجرے تھے اور چہروں پر مسکراہٹ۔ شکیل صاحب دہلی سے بذریعہ کار بدایوں تشریف لارہے تھے۔ بدایوں ضلع کے اندر داخل ہوتے ہی ان کا استقبال شروع ہوگیا تھا۔ ادچھانی کے کے باشندوں نے انتہائی گرم جوشی سے ان کا خیر مقدم کیا تھا۔ اس کے بعد وہ ادرخمار بارہ بنکوی شام ساڑھے چھ بجے بدایوں تشریف لائے تھے۔ چوکی چونگی پر ان کا نہایت شان دار استقبال کیا گیا تھا اور جلوس کے ساتھ ان کو شہر میں لایا گیا تھا۔ آگے آگے باجے بجتے آرہے تھے اور پیچھے پیچھے جم غفیر تھا۔ سڑکیں عوام سے بھری ہوئی تھیں۔ بڑی مشکل سے ٹاؤن ہال تک آسکے تھے جہاں مشاعرہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس زمانہ کے چیرمین میونسپل بورڈ اور بانی مشاعرہ جناب شبیر حسن خاں صاحب نے ٹاؤن ہال پر ان کا پرجوش خیر مقدم کیا تھا۔ سکریٹری مشاعرہ حضرت شاداں بدایونی شکیل صاحب کو ان کے مکان واقع محلہ چاہ میر لے گئے تھے۔ وہاں بھی ان کے پرستاروں کا ہجوم تھا۔ لوگ اس طرح ان پر گر رہے تھے جس طرح شمع پر پروانے گرتے ہیں۔ رات کے ساڑھے نو بجے مشاعرہ شروع ہوا تھا۔ جس وقت شکیل صاحب پنڈال میں تشریف لائے تھے شکیل زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے سارا پنڈال گونج اٹھا تھا۔ جب ان کے پڑھنے کی باری آئی تو اراکین مشاعرہ کمیٹی کے شکریہ کے بعد انتہائی مترنم لہجے اور دل کش انداز انداز میں انھوں نے غزل پڑھی تھی۔ داد تحسین کا زبردست شور مچ گیا تھا۔ اس شعر نے قیامت برپا کردی تھی۔

ہر لحظہ کوئی میرے آگے کرتا ہے خدائی کا دعویٰ
ہر بار کسی کا نقش قدم سجدوں سے مٹانا پڑتا ہے

شکیل صاحب پڑھے جارہے تھے اور کیف و مستی کے عالم میں لوگ جھوم جھوم کر داد دیتے جارہے تھے۔ اپنے مخصوص اور پرسوز ترنم سے شکیل صاحب نے متعدد غزلیں اس مشاعرہ میں سنائی تھیں۔ ان کے اس شعر نے تو مشاعرہ لوٹ لیا تھا۔

سمجھو یہی کہ تم سے محبت نہیں مجھے
کچھ بدگمانیاں بھی ضروری ہیں پیار میں

اس کے بعد جب انھوں نے ارباب وطن اور سرزمین وطن سے عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے مقطع پڑھا تھا۔

خاکِ وطن کو منہ سے ملیں کیوں نہ ہم شکیل
مدت کے بعد آئے ہیں اپنے دیار میں

اس وقت کا عالم نہ پوچھیے۔ سامعین کے دل بے قابو ہوگئے تھے۔ ان کی آنکھیں پرنم ہوگئی تھیں میں نے دیکھا تھا بعض لوگوں نے جیب سے رومال نکال کر آنسو پونچھے تھے۔ یقیناً اس وقت شکیل صاحب کی عظمت کے نقوش سامعین کے دلوں پر دائمی طور پر ثبت ہوگئے تھے۔ اس مشاعرہ میں شکیل صاحب کا یہ شعر بھی بہت مقبول ہوا تھا۔

آپ خون عشق کا الزام اپنے سر نہ لیں
آپ کا دامن سلامت اپنے قاتل ہم سہی

اور اس شعر کو سننے کے بعد تو داد تحسین کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

بلٹر آپ مجھ سے محبت نہ کیجیے
دو روز ہی میں آپ کا چہرہ اُتر گیا

صبح کے پانچ بجے مشاعرہ ختم ہوا تھا۔ ساغر نظامی صاحب نے آخری غزل پڑھی تھی۔ دوسرے دن جب مجھ سے ملاقات ہوئی تو پوچھنے لگے بدایوں کے مردان خدا کے متعلق آپ کی کتاب مکمل ہوگئی یا ابھی اس کے پایۂ تکمیل کو پہنچنے میں کچھ دیر ہے۔ جب میں نے ان کو اپنی مجبوریاں بتائیں تو فرمانے لگے جس طرح بھی ہوسکے اس کام کو ضرور انجام دینا۔ مجھے انتہائی افسوس ہے کہ ان کی حیات میں مردان خدا شائع نہ ہوسکی ورنہ وہ ضرور اس کے متعلق اپنے خیالات اظہار فرماتے۔

جن کو اٹھنا ہے وہ اٹھ جاتے ہیں چپکے سے شکیل
بعد ان کے بزم میں گریہ سہی ماتم سہی

(رام پور سے نشر)

بقیہ:۔ انسانی شناخت

ہونے کا عمل ہے اور اس ربانی ہستی کا دیدار اس نرس یا دائی یا ڈاکٹر کا یاد آنا ہے جو نوزائدہ بچے کو اپنے ہاتھوں پر لیتا ہے اور بعض بے ہوشی والی دواؤں کے اثر سے یا بعض دماغی کیفیات میں انسان خود کو اپنے بدن سے الگ اور بلند محسوس کرنے لگتا ہے۔ اسی کے ساتھ کارل سیگان نے مذہبی عقیدے پر ایک ضرب یہ کہہ کر لگائی کہ جنت کا تصور بھی حقیقتاً بطن مادر کی اس دنیا کی یاد ہے جہاں بچہ ایک محفوظ اور آرام دہ مسکن میں اس طرح زندگی گذارتا ہے کہ اس کے کھانے پینے، نقل و حرکت وغیرہ کی تمام ضرورتیں اور خواہشیں ازخود پوری ہوتی رہتی ہیں اور دنیا میں آنے کے بعد وہ اس زندگی کو ترس جاتا ہے اور تصور کرتا ہے کہ یہ دنیاوی زندگی ختم ہونے کے بعد اسے دائمی جنت ملے گی جہاں اس کی تمام ضرورتیں اور خواہشیں ازخود پوری ہوتی رہیں گی۔ کارل سیگان کے اس نظریے پر چہ میگوئیاں شروع ہوگئیں جس اس لیے کہ یہ نظریہ بھی عقیدہ بن سکتا ہے۔

غرض واقعہ یہ ہے کہ انسان خود ایک بھول بھلیاں ہیں۔ اور خود ہی اس میں بھٹک رہا ہے اور جب تک اسے اپنے انسان ہونے کا احساس ہے اس وقت تک وہ اپنی شناخت قایم کرنے کی فکر میں پریشان اور اس کے لیے کسی تسکین بخش عقیدے کی تلاش میں سرگرداں رہے گا۔

(اردو سروس سے نشر)

نیتر مسعود
"ادبستان" دین دیال روڈ
لکھنؤ ۲۲۶۰۰۳

جاپانی این سیفالائیٹس مہلک بھی ہوسکتا ہے

ڈاکٹر وائی پی رودراپا

بیماری دماغ پر شدت سے اثرانداز ہونے والی بیماریوں میں سے ایک ہے۔ جاپانی این سیفالائٹس کی زد میں آنے والے کیسوں میں موت کے امکانات ۸۰ فیصدی تک پہنچ سکتے ہیں اور بچ نکلنے والوں میں سے بہت سے معذور ہوکر رہ جاتے ہیں۔ ڈاکٹر وائی۔ پی۔ رُدرپا۔ ڈائریکٹر میڈیکل ایجوکیشن کرناٹک اسٹیٹ اس بیماری کی کچھ علامتوں اور معالجانات کا ذکر کرتے ہوئے مشورہ دیتے ہیں کہ مچھروں کی روک تھام کے لیے اقدامات ضروری ہیں اور سُوّر پالنے کے مقامات انسانی آبادی سے دور ہونے چاہئیں۔

این سیفالائیٹس دماغ میں سرخ سوجن آنے کا نام ہے۔

خاص کر بچوں میں اس وبا کا پھیلنا، ہندوستان میں کم نہیں ہے۔ ہرپیز (Henpen) چیکن پاکس (Chieken Pox)، ممپس (Mumps) ریبیز (Rabin) کے وائرس جو مچھروں کے سہارے نقل و حرکت کرتے ہیں این سیفالائیٹس پیدا کرتے ہیں۔ جاپانی این سیفالائیٹس کے وائرس سے پیدا ہونے والی اس بیماری نے ان دنوں ہمیں بڑی حد تک متوجہ کیا ہے کیونکہ ملک میں اس کی وبا، خاص کر کرناٹک، مغربی بنگال، اترپردیش اور بہار میں بڑے پیمانے پر رہی ہے۔

جاپانی این سیفالائیٹس ہندوستان میں ۱۹۵۲ء سے جانی گئی ہے اور اس سے مقابلہ کرنے والے غذائی اجزا، کرناٹک، تامل ناڈو، آندھراپردیش، مغربی بنگال، بہار، یوپی، آسام اور اروناچل پردیش میں، پانچویں دہائی میں منظرِ عام پر لائے گئے تھے۔ یہ وبائیں وقفہ بہ وقفہ واقع ہوتی رہی ہیں۔ ۱۹۷۳ء میں مغربی بنگال کے بردوان اور بنکورہ ضلعوں میں بڑی وبا پھیلی تھی۔ ۱۹۷۸ء میں ہندوستان کے کئی علاقوں جیسے تامل ناڈو، آسام، مشرقی یوپی اور مغربی بنگال میں کئی بار یہ وبا پھوٹی تھی۔ ۱۹۷۹ء میں مغربی بنگال کے ہگلی اور بردوان ضلعوں، کرناٹک کے کولار، بنگلور اور تمکور ضلعوں، اور آندھراپردیش کے چیتور اور اننت پور ضلعوں میں کئی بار وبا پھوٹی تھی۔

علامتیں اور علاج

ڈاکٹری نقطہ نگاہ سے تشخیصی صورت حال چار مرحلوں میں تقسیم کی جاسکتی ہے:۔

(۱) پہلے دو سے تین دن کی ابتدائی حالت جب کہ بخار بڑا شدید ہوتا ہے۔ عام چھوت کی علامتیں جیسے متلاہٹ سردرد وغیرہ آنکھوں کے پٹھوں میں عملی تبدیلیاں جن سے پتلیوں کا فطری ردِّ عمل ضایع ہوجاتا ہے۔ اس حالت میں دماغی باریک ریشوں میں وائرس کے شدید پھیلاؤ سے دماغی ریشوں کی الجھن پیدا ہوجاتی ہے۔ یہ حالت ہوتی ہے۔ اندرونی تردیدی اجزا کے بروئے کار ہونے کی جس میں اعصابی سیل مبتلا نہیں ہوتے۔

(۲) دوسری حالت چار سے کر چھ دن کے بعد دیکھی جاتی ہے۔ بخار بدستور رہتا ہے۔ دماغی علامتیں بڑھ جاتی ہیں۔ اس کا ثبوت ملتا ہے ان زخموں سے جو دماغی تلی کے پودوں کی سطح پر پیدا ہوجاتے ہیں۔ خدوخال بدلنے سے یا ہوش ضایع ہونے سے بڑے بڑے دورے پڑتے ہیں۔ خاص کر پٹھوں پر فالج کی صورت میں جب پٹھوں پر ریشائی جھٹکوں کی کمی ہوجاتی ہے۔ (۳) تیسری حالت ہے بحالی کی جب کہ بخار اتر جاتا ہے۔ فطری ردِّ عمل واپس آجاتے ہیں۔ دماغی خرابی کی علامتیں جیسے ریشوں میں منافقت دکھائی دیتی ہیں (۴) چوتھی یا آخری حالت بیماری سے سنبھلنے کی حالت ہوتی ہے جب کہ اعصابی نقص کی بچی کھچی علامتیں دیکھی جاتی ہیں۔ دماغی تبدیلیاں جیسے یادداشت کی کمی اور دیگر جسمانی خرابیاں ظاہر ہوجاتے

ہیں۔

یہ جاننا ضروری ہے کہ ایسے این سیفالائیٹس کیسوں میں موت کے امکانات ۴۰ فیصدی تک ہوتے ہیں اور بعد میں رونما ہونے والی خرابیاں جیسے دماغی اور جسمانی نقص بچ جانے والوں میں سے ۵۰ فیصدی رہ جاتے ہیں۔ ٹمپریچر کا فوراً ۱۰۴ - ۶ تک پہنچ جانا اور پانچ چھ دن تک اسی طرح رہنا لازمی طور پر مہلک ہوتا ہے۔ اگر ٹمپریچر پہلے دو تین دن میں ہی ۱۰۴ - ۶ تک پہنچ جائے تو پانچ چھ دنوں میں ہی بہت سے مریض جاں بحق ہو جاتے ہیں۔ لیکن جہاں ٹمپریچر کم اور ۶ - ۱۰۴ ایک یا دو دن تک ہی رہتا ہے۔ وہاں بچنے کے امکانات ۵۰ فیصدی تک ہوتے ہیں۔

اس بیماری کا کوئی خاص علاج نہیں ہے۔ لیکن کبھی کبھی زندگیاں بچائی جا سکتی ہیں اور چند ایسے کیسوں میں بعد میں رہ جانے والی خرابیاں مناسب زوردار علامتی علاج اور تیمارداری سے کم سے کم کی جا سکتی ہے۔ بخار اتارنے والی ادویہ اور گرم پانی کی اسفنجی سے جسمانی مروڑوں کو روکا جا سکتا ہے۔ دماغی اختلال کو Parenteral Corticosteroids ٹیکوں سے Monitol کم کیا جاتا ہے۔ غذائیت کو نشاستہ آمیز غذا جو ناک کے ذریعے دی جائے اس سے برقرار رکھا جاتا ہے اور مزید چھوت کو انٹی بائٹک ٹیکوں سے روکا جاتا ہے۔ مقعد، بلیڈر، اور پیٹھ کو خاص توجہ دینی چاہیے اور یہ اچھی تیمارداری سے ہوتی ہے۔

جاپانی این سیفالائیٹس کتنے ہیں ایک سے زیادہ پر اثر انداز نہیں ہوتا اور گاؤں میں اوسطاً ایک یا دو کیس ہی دیکھے جاتے ہیں۔ جاپان میں سیرولاجیکل مطالعات سے پتہ چلا ہے کہ ہر ظاہری کیس کے مقابلے میں پانچ سو سے ایک ہزار تک تشخیص شدہ کیس ہوتے ہیں یہی چیز ہندوستان کے بارے میں بھی تسلیم کی جاتی ہے۔

بیماری کا پھیلنا اور روک تھام

یہ بیماری مچھروں کی ان اقسام کے ذریعے پھیلتی ہے جنھیں قبیلاً کیولکس اور انا فلیز کہا جاتا ہے۔ ان میں سے یہ اقسام زیادہ اہم ہیں:

کیولکس میں Tritaeniorhynchus، Bitaeniorhynchus ' Vishnui، Subpictus اور انا فلیز Fatigans Hycranus ' Bandinostnic، اہم ہیں۔ عام طور پر بیماری کا انتقال گھریلو جانوروں سے مچھروں اور مچھروں سے گھریلو جانوروں تک ہوتا ہے' یہ اس کا معمول ہے۔ گھریلو جانوروں میں سے سؤر مویشی' بھیڑیں' پرندے ایسے ہیں جن کے خون میں جاپانی این سیفالائیٹس سے لڑنے کے غذائی اجزا پائے جاتے ہیں۔ چھوٹے سؤر کے بچے زیادہ اہم ہیں بیماری پھیلانے میں دوسرے درجے پر وہ پرندے آتے ہیں جو تالابی پرندوں جیسے بطخوں لمبا رسوں اور دھان کے کھیتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

ان میں سے سؤر بہت اہم ہیں۔ مشرقی اور جنوب مشرقی ایشیائی ملکوں کے پورک کھانے والی آبادی کے مقابلے میں ہندوستان میں سؤر کی آبادی دوسرے مویشیو کی آبادی سے کم ہے' اور ان ممالک میں سو فیصدی سؤروں میں اس بیماری سے لڑنے کے اجزا موجود ہوتے ہیں یہی ایک وجہ ہے کہ جاپان اور چین کی نسبت ہندوستان میں جاپانی این سیفالائیٹس کے امکانات کم ہیں۔ یہ وائیرز یعنی بیماری منتقل کرنے والے مچھر (کیولکس وشنوئی Trieto eni orrhycus) کو مویشیوں سے رغبت ہوتی ہے۔ مویشی اس کی آخری آماج گہ ہوتے ہیں۔ اس طرح مویشی اور سؤر کا باہمی تناسب ہندوستان میں جاپانی این سیفالائیٹس کے وائرس کے دائرہ عمل کو مدھم کر دیتا ہے۔ آخر میں آدمی آتا ہے۔ آدمی مچھروں سے چھوت چھات کا سوانگ نہیں کرتا اور اس سلسلے میں آدمی آخری مقام ہے۔ جو شہادت دستیاب ہوئی ہے اس کے مطابق آبی پرندوں سے مچھر اور مچھر سے آبی پرندوں تک اور سؤر سے مچھر' مچھر سے سؤر کا دائرہ ایک قدرتی صورتِ حال ہے۔ آدمی آخر آماج گہ ہے۔ آبی پرندے سے مچھر' مچھر سے آبی پرندے کا چکر بہت ہی مستقل اور جانوروں پر باقاعدگی سے اثر انداز ہونے والا ہے۔ سؤر سے مچھر' مچھر سے سؤر کا چکر عارضی اور بے قاعدہ معلوم ہوتا ہے۔ انسانوں میں وبا سؤروں میں اس کی عارضیت کے نقش قدم پر چلتی ہے۔

بیماری کی روک تھام کے اقدامات یہ ہو سکتے ہیں

(ا) بیماری بردار مچھر کو قابو میں لانا۔
(ب) مچھروں کو انسانوں کو کاٹنے سے روکنا۔
(ج) انسانوں کو ٹیکہ لگانا۔
(د) پانی کے جوہڑ بننے سے روکنا۔

مختلف قسم کے مچھروں کو پرورش دینے والے مقامات ملک میں الگ الگ نوعیت کے ہوتے ہیں۔ اس لیے کوئی ایک جیسے اقدامات تجویز نہیں کیے جا سکتے۔ پرورش گاہوں کے وسیع رقبوں اور ان کے بارے میں تھوڑی جانکاری کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ محسوس ہوتا ہے کہ لاروا مارنے والے طریقے موجودہ حالات میں اتنے قابل تعین نہیں۔ لیکن ذیل کے عملی اقدامات ان علاقوں کے حکام صحت کے لیے پیش کیے گئے ہیں جہاں خطرات کے امکانات بہت ہیں یا جہاں یہ بیماری موجود ہے:-

(i) ان علاقوں میں مچھروں کی گنجائیت اور پھیلاؤ کی جانکاری
(ii) علاقوں میں جاپانی این سیفالائیٹس منتقل کرنے والے عناصر پر جراثیم کش ادویات کے اثری امکانات کا مطالعہ۔
(iii) سدا سال بڑے مچھروں کی آبادی پر نگرانی بیماری کے جانے پہچانے اور متوقع مہینوں میں شدید زیادتی اور پھر صحت اور معالجاتی حکام کو اس صورتِ حال کی شناخت پر متوجہ کرنا۔
(iv) جہاں مچھروں کا بڑھنا شدید صورت اختیار کرے وہاں مچھروں پر قابو پانے کے مناسب اقدامات ہونے چاہئیں جیسے جراثیم کش ادویات کا گھروں کے اندر اور آرام گاہوں کے ارد گرد دہرایا لی پر استعمال۔ اندرونی مکانات' مویشی گھر' سؤر پالنے کی جگہیں اس نقطہ نگاہ سے اہم ہیں۔

اس کے بعد مچھروں سے کاٹے جانے کا انسداد آتا ہے اور یہ ایسے ہو سکتا ہے:-

(۱) لوگوں کو مچھروں کی زد سے بچنے کے لیے تحریک و تعلیم دی جائے۔
(۲) ضروری جگہوں پر بہتر مچھر دانیاں مہیا کی جائیں۔
(۳) مچھر بھگانے والی ادویات سستے داموں دی جائیں

ٹیکہ

وائرس جب سرگرم عمل ہو جاتا ہے تو ویکسین کا طریقہ استعمال یہ ہونا چاہیے:-

ابتدائی مبرائیت :- ایک ملی لیٹر کا ٹیکہ جو ایک سے دو ہفتے کے وقفہ پر دیا جائے (تین سال سے کم عمر کے بچوں کے لیے آدھے ملی لیٹر کی مقدار ہونی چاہیے)۔

تشدیدی مقدار :- کچھ مہینوں سے لے کر ایک سال کے وقفے کے بعد ٹیکہ لگانے کا دستور کچھ ممالک میں رائج ہے۔ یہ صرف ان علاقوں میں برتا جاتا ہے جہاں بیماری شاذ و نادر ہی رونما ہوتی ہے اور اسے ہر چار سال بعد دہرایا جاتا ہے۔ یہ طریقہ وبائی دوران میں لگایا جاتا ہے اور وبا پھوٹنے سے ایک ماہ پہلے ہی یہ کام پورا ہو جانا چاہیے۔ اس بارے میں یہ بھی مد نظر رہے کہ ویکسین سو فیصدی کارگر نہیں ہوتی۔ ایک ایک کر کے ٹیکہ لگائے جانے کے ایسے مستند کیس بھی دیکھے گئے ہیں جن کی مزید مبرائیت دیر پا نہیں رہتی۔

جاپانی این سیفالائیٹس کے لیے سؤر بڑے اہم مہمان نواز اور حوصلہ افزا پائے گئے ہیں۔ اس لیے سؤر پالنے کی جگہوں کا انسانی رہائش گاہوں سے دور ہونا ضروری ہے۔ سؤر خانوں اور ملی جلی رہائش گاہوں کو مناسب جراثیم کش دوائیوں سے سپرے کرنا ممکن ہے اور سؤروں کو ٹیکے لگانا بھی ممکن ہے۔

مناسب نگرانی' مچھروں کی لعنت کا انسداد اور سؤروں' خاص کر سؤر کے بچوں کو اس وبا کے لیے معاون ہونے سے روکنے پر بہت سی موتیں اور اس خطرناک بیماری سے پیدا ہونے والی بہت سی اذیت کو کم سے کم کیا جا سکتا ہے۔

(بنگلور سے نشر)

پرندوں کے گھونسلے

محمد اسحاق صدیقی

تم نے گوریا کو گھونسلا بنانے کی تیاری کرتے دیکھا ہوگا۔ ہوسکتا ہے کہ تمہارے گھر کے کسی کونے میں اس کا گھونسلا موجود بھی ہو، جب انڈے دینے کا زمانہ آتا ہے تو چڑیاں گھاس پھوس جمع کرنے لگتی ہیں اور چڑے ان کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ بان کے ٹکڑے، لحاف کی روئی اور ٹاٹ کا سن نوچ نوچ کر لے جانے میں انھیں کافی محنت کرنا پڑتی ہے۔

اگر تمہارے گھر میں کبوتر پلے ہیں تو تم نے انھیں بھی تنکے جمع کرتے دیکھا ہوگا لیکن جس پھوہڑپن سے وہ گھونسلا بناتے ہیں اسے دیکھ کر مایوسی ہوئی ہوگی۔

گھونسلا بنانے میں جتنا کم سامان فاختہ استعمال کرتی ہے کوئی دوسری چڑیا نہیں کرتی۔ اس کا گھونسلا اتنا چھدرا ہوتا ہے کہ نیچے سے انڈے نظر آتے ہیں۔ بسا اوقات انڈے اور بچے ٹپک بھی جاتے ہیں۔ تیتر، بٹیر اور بعض دوسرے پرندے اپنے گھونسلے عموماً کسی جھاڑی کے نیچے بناتے ہیں تاکہ شکاری جانوروں سے حفاظت ہو سکے۔ وہ انڈے دینے سے پہلے زمین میں ایک چھچھلا گڈھا کھودتے ہیں اور پھر اس میں گھاس پھوس بچھا دیتے ہیں۔

بطخیں اور مرغابیاں عموماً دریا کے کنارے گھاس پھوس کا گھونسلا بناتی ہیں جو گھاس اور نرکل کے درمیان چھپا ہوتا ہے۔ وہ عام طور پر اپنے سینے کے نرم پر نوچ کر اپنے گھونسلے میں بچھا دیتی ہیں تاکہ بچے اس نرم وگرم گدے پر آرام سے رہ سکیں۔

بعض بطخیں پانی میں اپنا گھاس پھوس کا گھونسلا بنا کر نرکلوں سے اس طرح لٹکا دیتی ہیں کہ جب دریا میں پانی چڑھتا ہے تو گھونسلا پانی کے ساتھ ساتھ اونچا ہوتا جاتا ہے اور جب پانی گھٹتا ہے تو آہستہ آہستہ نیچا ہو جاتا ہے۔

بعض پرندے اپنے گھونسلے زمین کے اندر بناتے ہیں۔ گنگا مینا جسے دریائی مینا بھی کہتے ہیں، اپنے گھونسلا دریا کے کنارے بالو میں بناتی ہے لیکن کنارے کا اونچا ہونا ضروری ہے تاکہ پانی میں بہہ نہ جائے۔ یہ گھونسلا سُرنگ کی طرح ہوتا ہے جسے وہ اپنے پنجوں اور چونچ سے کھودتی ہے۔ سُرنگ کے خاتمے پر ایک گول کمرا ہوتا ہے، جس میں وہ گھاس پھوس چڑیوں کے پر، سانپ کی کینچل، چیتھڑے اور کاغذ کی تہہ جما دیتی ہے۔ یہ مینائیں مل جل کر رہنا پسند کرتی ہیں۔ اس لیے وہ ایک جگہ اکٹھا ہو کر اپنے گھونسلے بناتی ہیں ان کے راستے ایک دوسرے سے ملے ہوتے ہوتے ہیں اس لیے اگر وہ چاہیں تو زمین کے نیچے ہی نیچے ایک دوسرے سے مل سکتی ہیں۔ اوپر سے ان گھونسلوں کے صرف سوراخ نظر آتے ہیں۔

کوڑلا جو ایک مچھلی کھانے والا پرند ہے، دریائی مینا کی طرح دریا کے کنارے زمین میں سوراخ کرکے انڈے دیتا ہے۔ سوراخ کے آخری کنارے پر ایک گول کمرا ہوتا ہے، جس میں انڈے دیے جاتے ہیں۔ اس کمرے کا فرش نہایت گندہ ہوتا ہے مچھلیوں کے بچے کھچے ٹکڑے، ان کے کانٹے اور بیٹ کے سڑنے سے بڑی بدبو پیدا ہوتی ہے۔

بعض پرندوں کے گھونسلے ٹیلے کی طرح ہوتے ہیں۔ وہ آس پاس کے نباتات کو توڑ کر زمین پر جمع کرتے ہیں اور اس کی چوٹی پر انڈے دیتے ہیں۔ سارس کے گھونسلے اس طرح کے ہوتے ہیں جب پانی میں ڈوبنے کا اندیشہ ہوتا ہے تو اسے بڑا بنایا جاتا ہے۔

ابابیل کے گھونسلے پیارے نما ہوتے ہیں انھیں وہ چھت یا چھجے کے پاس مٹی سے بناتی ہیں۔ ابابیل کا تھوک بڑا چپچپا ہوتا ہے۔ گھونسلا بنانے کے لیے وہ بار بار ذرا سی مٹی چونچ میں لے جاتی ہے اور راستے میں اسے تھوک ملا کر نرم کر لیتی ہے گھونسلے میں جانے کے لیے ایک سوراخ رہتا ہے اور اندر کے حصے میں پروں کا استر لگایا جاتا ہے۔

بتاسی بھی اپنا گھونسلا مکان کی چھت یا چھجے میں بناتی ہے۔ یہ چڑیاں مل جل کر رہتی ہیں اور ان کے گھونسلے مستقل ہوتے ہیں یہ گھونسلے تھالی نما ہوتے ہیں جو چڑیوں کے پر اور گھاس پھوس سے بنائے جاتے ہیں۔ بتاسی کا تھوک ابابیل کی طرح بڑا چپچپا ہوتا ہے وہ سیمنٹ کا کام کرتا ہے جب یہ چڑیا اپنی چونچ میں کوئی چیز گھونسلا بنانے کے لیے لاتی ہے تو اسے منہ میں گیلا کر لیتی ہے جس کی وجہ سے وہ چیز دیوار میں چپک جاتی ہے۔ گھونسلے کے اندرونی حصے کو نرم وگرم رکھنے کے لیے پروں کا استر لگایا جاتا ہے۔ بڑے بڑے درختوں پر مچان کی طرح کے گھونسلے بناتے ہیں یہ گھونسلے سوکھی ہوئی ٹہنیوں سے بنائے جاتے ہیں اور کھلی ہوئی جگہ میں، کیونکہ انھیں دوسرے پرندوں کا ڈر نہیں ہوتا۔ چیل اور کوؤں کے گھونسلے اسی طرح کے ہوتے ہیں۔

ابلق مینا اپنا گھونسلا درخت پر بناتی ہے اور اس میں پتیاں، تنکے، گھاس، چیتھڑے اور دوسری چڑیوں کے پر بچھا کر گدا تیار کرتی ہے۔ اپنے گھونسلے میں گھوڑے اور انسان کے بال بچھاتا ہے اور کبھی کبھی لوہے کا تار بھی استعمال کرتا ہے۔ یہ سوچ کر تعجب ہوتا ہے کہ وہ انھیں کس طرح

موڑتا ہے۔ چھوٹی چڑیاں عموماً اپنے گھونسلے نیچے درختوں پر اور جھاڑیوں میں چھپی ہوئی جگہ بناتی ہیں یہ گھونسلے پیالے نما ہوتے ہیں اور انھیں گھاس پھوس پتلی شاخوں اور نازک جڑوں سے بنایا جاتا ہے۔

بلبل، شاہ بلبل اور پیلک مکڑی کے جالے سے سیمنٹ کا کام لیتے ہیں وہ اسے اپنے گھونسلے کے باہر لپیٹتے ہیں تاکہ بکھرنے نہ پائے۔

بعض پرند اپنا گھونسلا درخت کے کھوکھلے تنے یا شاخ میں بناتے ہیں اور جن کی چونچ تیز ہوتی ہے وہ خود سوراخ بنا لیتے ہیں اور جن کی چونچ نازک ہوتی ہے وہ دوسرے پرندوں کے بنائے ہوئے سوراخوں سے کام لیتے ہیں۔ درختوں کے بجائے اگر دیوار میں کوئی مناسب سوراخ مل جاتا ہے تو اس میں بھی گھونسلا بنا لیا جاتا ہے۔

دیسی مینا اپنا گھونسلا درخت یا دیوار کے سوراخ میں بناتی ہیں۔ جس کے لیے گھاس پھوس، چڑیوں کے پر چیتھڑے اور کاغذ کے ٹکڑے بڑے پھوہڑپن سے جمع کر دیتی ہے اکثر چیتھڑے گھونسلے سے باہر لٹکے ہوتے نظر آتے ہیں۔ پہاڑی مینا پوپیا اور پوئی مینا کے گھونسلے بھی اسی طرح کے ہوتے ہیں اور ایسا ہی گھونسلا نیل کنٹھ اور ہُدہُد کا ہوتا ہے۔ کوڑا کرکٹ جمع کرنے کی وجہ سے ان گھونسلوں سے بڑی بدبو آتی ہے۔

بسنتا درخت کی شاخ میں سوراخ کرکے گھونسلا بناتا ہے۔ عموماً وہ ایسی شاخ چنتا ہے جو اندر سے کھوکھلی ہو۔ گھونسلے میں جانے کا راستہ روپے کے برابر ہوتا ہے مگر اس کا خیال رکھتا ہے کہ سوراخ اوپر نہ ہو ورنہ پانی برسنے پر بچے ڈوب سکتے ہیں۔

کٹھ پھوڑ آم کے تنے میں اتنا بڑا خول بناتا ہے کہ وہ اس کی مادہ اور بچے سب اس میں رہ سکیں۔ یہ سوراخ عموماً ایسے حصّے میں بنایا جاتا ہے جو اندر سے کھوکھلا ہوتا ہے۔ اگر وہ کھوکھلا نہیں ہوتا تو خود اسے کھوکھلا کرنا پڑتا ہے۔ اس خول کا اندر سے پندرہ سینٹی میٹر چوڑا ہونا ضروری ہے اور یہ باہر سے بالکل گول ہوتا ہے۔ آم کی سخت لکڑی کاٹنے میں اسے بڑی محنت کرنا پڑتی ہے اور ہر بار جب وہ چونچ مارتا ہے تو دور سے آواز سنائی دیتی ہے نر مادہ دونوں مل کر گھونسلا بناتے ہیں، انھیں اپنا گھونسلا بنانے میں کئی دن لگتے ہیں۔

معمولی طوطے کی مادہ درخت کے تنے میں سوراخ بناکر انڈے دیتی ہے عام طور پر یہ درخت سیمل کا ہوتا ہے جس کی لکڑی زیادہ سخت نہیں ہوتی اکثر پرانے درختوں میں انھیں قدرتی سوراخ بھی انڈے دینے کے لیے مل جاتے ہیں مشہور ہے کہ جو طوطے سیمل کے درخت کے سوراخوں میں پیدا ہوتے ہیں وہ خوب باتیں کرتے ہیں۔ چڑی مار ان گھونسلوں کی تلاش میں رہتے ہیں، اور جب بچّے گھونسلے چھوڑنے والے ہوتے ہیں تو انھیں پکڑ کر بیچ ڈالتے ہیں۔

ہیرامن طوطا، لال سرا اور لٹکن بھی اپنے گھونسلے کسی درخت کی شاخ میں گڈھا کھود کر بناتے ہیں۔ اندر گھاس پھوس کا فرش نہیں بچھاتے بلکہ اپنی چونچ سے کاٹی ہوئی چپٹیوں ہی پر انڈے دیتے ہیں۔ بعض بطخیں بھی درخت کے کھوکھلے تنوں میں گھونسلا بناتی ہیں اور بسا اوقات پانی سے بہت دور۔ جب بچے کچھ بڑے ہو جاتے ہیں تو ایک ایک کرکے گھونسلے سے نکل کر درخت سے نیچے اُتر آتے ہیں یا اُڑکر نیچے گھاس پر پہنچ جاتے ہیں۔

دھنیش کی مادہ کسی درخت کے کھوکھلے تنے میں انڈے دیتی ہے پھر نر اس سوراخ کو نباتاتی مادے اور رال (چیر وغیرہ کے گوند) سے بند کر دیتا ہے لیکن ایک پتلی سی جھری باقی رکھتا ہے جس سے مادہ کی چونچ نظر آتی ہے۔ انڈوں کے شوقین جانور اس بڑی سی چونچ کو دیکھ کر اندر جانے کی ہمت نہیں کرتے جب تک انڈوں سے بچے نکل کر کافی بڑے نہیں ہو جاتے نر کیڑے مکوڑے اور پھل لاکر مادہ کو کھلاتا ہے اسے اتنی محنت کرنا پڑتی ہے کہ وہ سوکھ کر کانٹا ہو جاتا ہے۔ جب بچے کافی بڑے ہو جاتے ہیں تو مادہ اس قید خانے کو توڑ کر باہر آجاتی ہے۔

بعض پرندوں کے گھونسلے نیچی جھاڑیوں میں لٹکے ہوتے نظر آتے ہیں یہ باریک پتیوں اور تنکوں کے بنے ہوتے ہیں۔ ان کی وضع تھیلی جیسی ہوتی ہے مضبوطی کے لیے باہر جالا لپیٹ دیا جاتا ہے اور نرمی کے لیے سیمل کی روئی یا اُون کی تہہ جما دی جاتی ہے۔ پیلک، شکر خورے اور بُلبل چوہی کے گھونسلے اسی طرح کے ہوتے ہیں۔

شکر خورے کے گھونسلے میں آنے جانے کا سوراخ بغل سے ہوتا ہے اس سوراخ کے اوپر برسات کا پانی روکنے کے لیے ایک برساتی بھی ہوتی ہے۔

پیلک کوّوں سے بہت ڈرتا ہے۔ اسی لیے اس کی مادہ اپنا تھیلی نما گھونسلا بجُنگے کے پاس بناتی ہے جس سے کوّے بہت ڈرتے ہیں بجُنگے کا گھونسلا گھاس پھوس کا بنا ہوتا ہے جس کے باہر وہ مکڑی کا جالا لگاتا ہے یہ دو شاخوں کے بیچ میں بنا ہوتا ہے۔

درزی چڑیا اپنا گھونسلا ایک یا دو پتیاں سی کر بناتی ہیں وہ اپنی چونچ سے سوئی کا کام لیتی ہے اور کسی پودے کے ریشے کو تاگے کے طور پر استعمال کرتی ہے اکثر اپنی چونچ سے مکڑی کا جالا روئی یا اون کے ریشے بٹ کر تیار کرتی ہے اس کے بعد پتے کے کنارے کنارے سوراخوں کی قطاریں بناتی ہے پھر ان سوراخوں میں تاگا پرو کر تھیلی کی شکل میں سیتی ہے وہ تاگے کے شروع اور آخر میں گرہ بھی لگاتی ہے۔ سلائی کے بعد گھونسلے میں سیمل کی روئی بچھاتی ہے اور تب انڈے دیتی ہے جب انڈوں سے بچّے نکلتے ہیں تو وہ اس نرم و گرم گھونسلے میں بڑے آرام سے رہتے ہیں۔ اور جب ہوا چلتی ہے تو جھولا بھی جھولتے ہیں۔

سب سے انوکھا گھونسلا بیا کا ہوتا ہے۔ بیا کے گھونسلے تم نے تاڑ ببول یا دوسرے درختوں میں الٹی صراحیوں کی طرح لٹکے ہوئے دیکھے ہوں گے بیا اپنا گھونسلا بنانے میں لمبی گھاس یا تاڑ یا کیلے کے پتے استعمال کرتا ہے جس کی پہلے وہ باریک دھجیاں پھاڑتا ہے اور پھر اُنہیں خوبصورتی سے بُنتا ہے۔

یہ گھونسلا ایک لمبی ڈنڈی کے سہارے درخت سے لٹکا رہتا ہے۔ اس کے دو حصّے ہوتے ہیں۔ اوپر والے حصّے میں ایک گول کمرا ہوتا ہے جہاں مادہ انڈے دیتی ہے نیچے والے حصّے میں صراحی کی طرح ایک لمبی گردن ہوتی ہے۔ یہ گھونسلے میں داخل ہونے کا راستہ ہے۔ بیا اس میں نیچے سے داخل ہوتا ہے یہ اس کے لیے بہت آسان ہے کسی دوسرے جانور کے لیے بہت مشکل ہے۔ اس کے اندر کئی جگہ گیلی مٹی چپکا دیتا ہے۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ اس مٹی میں جگنو پکڑ کر سر کی طرف سے چپکا دیتا ہے اور اس طرح اندھیرے گھر میں روشنی کرتا ہے۔ لیکن پرندوں کے ماہروں کو اس خیال کے صحیح ہونے میں شبہ ہے۔

(آکاشوانی لکھنؤ سے براڈکاسٹ)

محمد اسحاق صدیقی
۵-۱اے گوئین تالاب
لکھنؤ ۲۲۶۰۰۱

افسانہ

شطرنج

شاہین فاروقی

عورت اس کی کمزوری تھی — شاہراہوں پر عورت، بازار میں عورت، دفتر دوکان اور پارک میں عورت، ہر جگہ عورت ہی عورت ہونے کے باوجود وہ صنف لطیف کو دیکھ کر جھرجھری سی محسوس کرکے گریز اختیار کرتا تھا اور پھر اس کے لاشعور میں بچپن کے دریچے روشن ہوجاتے — وہ چھ سال کا تھا۔ گھر کا چہیتا ہونے کے سبب پڑوس کی لڑکیوں کے ساتھ کھیلا کرتا تھا۔ ان لڑکیوں میں ایک بڑی عمر کی لڑکی عفت بھی تھی، آنکھ مچولی کے وقت وہ اسے لے کر جانوروں کے کوٹھے میں چھپ جاتی تھی اسے چھپانے کے بہانے اپنی باہوں میں چھپا لیتی، وہ گھبراہٹ محسوس کرتا۔ اسے اپنا دم گھٹتا ہوا معلوم ہوتا لیکن ایک خفیف سی مبہم اور لذت آگیں لہر بھی محسوس کرتا کہ اتنے میں پہچاننے والی لڑکی انھیں آکر پکڑ لیتی اور سارا طلسم ٹوٹ جاتا — یہ مبہم خوف اور لاشعور میں دبی ہوئی چنگاریاں آج بھی ہیجان پیدا کرتیں اور وہ گھٹی ہوئی تمناؤں کے ہجوم سے گھبرا جاتا تھا۔ عالیہ نے تو اسے جوالا مکھی کے دہانے پر کھڑا کر دیا تھا۔

عالیہ! — ایک بھرپور عورت، امڈتی جوانی انگ انگ سے جیسے کرنیں پھوٹ رہی ہوں جسم کا گداز نگاہوں کے لیے لذت بخش تھا، شریانیں خون سے بھری ہوئی تھیں بالکل جیسے رس بھرا انگور! رنگ بھی عناب کی طرح رچپتی، گندمی شہابی، سرخ و سفید کا عجیب امتزاج تھا، بس ایک پیکر تھا جس کی دید سے انسان کے اندر عجیب تڑپ پیدا ہو کر دل وجاں آپ ہی آپ قابو سے نکل جاتے، بڑی دیر تک مبہوت بنا وہ عالیہ کو دیکھتا رہتا تھا۔

ایک بار وہ اپنا ہاتھ ایسی ہی آگ سے جلا چکا تھا اور اب راکھ سے بھی گھبرانے لگا تھا مگر گھبرانے سے زندگی کہیں پیچھا چھوڑتی ہے، دریچے کھل گئے، یادیں جل اٹھیں، روشنی پھیل گئی، آمنہ اس کے خیالوں پر چھا گئی — آمنہ اس کی ناہموار زندگی میں جیسے خود بخود بہتی چلی آئی تھی۔

وہاب الدین اس کے سرپرست کے گہرے دوست تھے، انھوں نے عقیل کی تعلیمی حالت سے متاثر ہوکر آمنہ کو اس کی زندگی میں ڈھکیل دیا تھا، بالکل کاروباری انداز تھا، لیکن آمنہ معصوم تھی۔ چار دیواری کا چراغ تھا! باپ کی سودے بازی سے بے نیاز وہ عقیل کے تصور سے وہ اپنے نہاں خانۂ دل کو سجاتے ہوئے تھی، اس کی ہرنی جیسی پیاری پیاری آنکھیں چپ چاپ گہرے خواب دیکھتیں۔ محبت اس کی دنیا اور خواب اس کے ساتھی۔!

عقیل اپنے ماضی کے کرب و اضطراب سے گھبرایا ہوا افلاطونی محبت کا قائل تھا۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ امرت کے چشمے پر پہنچ گیا۔ اس نے محسوس کیا آمنہ کی آنکھوں میں، اس کی مسکراہٹ میں سب کچھ الفت تھی، پیار تھا، محبت تھی، عورت کی آنکھ میں پیدا ہونے والی محبت کو مرد پہچان لیتا ہے۔!

خیال و دل کا رشتہ تصور کے دھاگے سے ایسا استوار ہوچکا تھا کہ دونوں ایک دوسرے کے خیال سے سرشار رہنے لگے تھے۔ عقیل اپنی جان اپنی زندگی، اپنا سب کچھ اس پر نچھاور کر دینا چاہتا تھا۔ وہ اسی کیف و بے خودی میں زندگی کی ہیجانی لہروں پر کشتی حیات لے جا رہا تھا، وہ کنارے پر پہنچنا چاہتا تھا کوئی لہر ڈھکیل دیتی، کوئی تھوڑی دور ساتھ لے جاکر اچھال دیتی۔ کسی نے بھی کنارے تک نہیں پہنچایا۔

دن گذرتے رہے، ہر خیال، ہر امنگ کے پیچھے آمنہ کا خیال بجلی کی سی توانائی کا اثر رکھتا تھا۔ مگر حاسد آسمان دور ہی سے اپنی عیار آنکھوں سے فانی انسانوں کی لافانی محبت کی ٹریجڈی دیکھنے کا متمنی تھا۔ وہ کامیاب ہوگیا اور عقیل بی اے میں ناکام! آمنہ کے سوداگر باپ کی تمناؤں پر جیسے اوس پڑ گئی۔ اس نے عقیل کے تعلیمی اخراجات بند کر دیے، بیٹی کا رشتہ توڑ دیا اور فوراً ہی ایک برسر ملازمت لڑکے سے بیاہ دینے کو تیار ہوگیا۔ آمنہ اس ظلم کو برداشت نہ کر سکی۔ اس کے خوابوں کا محل گر پڑا، اس نے کھانا پکاتے وقت ہاتھ اپنا ہاتھ جلا کر ناپسندیگی کا اظہار کیا۔ لیکن روٹی کپڑے سے لے کر انسانی زندگی تک کا سودا کرنے والوں کی دنیا میں محبت کا گذر کہاں؟ آمنہ کے خواب ادھورے رہ گئے۔ اس کا پیار ادھورا رہ گیا، وہ اپنے دانتوں سے ہونٹ کاٹتی۔ اس کی دراز پلکوں پر شبنم کے قطرے مچلنے لگتے اور ایسا معلوم ہوتا گویا اس کی روح لبوں پر آگئی۔

عقیل بھی مضطرب رہنے لگا۔ محبت کی شعاع جو دونوں کے دلوں میں در آئی تھی اسے کوئی بھی ضائع کرنا نہیں چاہتا تھا لیکن یہاں تو اسلاف کے گناہوں کا بوجھ اولاد کو بھگتنا پڑتا ہے۔

عقیل شام کی اذیت ناک خاموشی میں پڑے پڑے اپنے زخموں کو کرید رہا تھا کہ بازو کے بنگلے میں ریکارڈ بجنے لگا۔ ہوا کی ہر لہر کے ساتھ دھڑکنیں کمرے میں بج رہی تھیں۔ دل میں جذبات کا پرشور دریا امڈ آیا تھا محسوس ہو رہا تھا کہ گانے کی الاپ کے ساتھ بے تاب ہوکر آمنہ چلی آرہی ہے۔!

آمنہ — جا چکی تھی، عقیل کی پہنچ سے دور بہت دور لیکن وہ اس کے دل سے نہ نکل سکی۔ آج بھی وہ جیسے سامنے کھڑی تھی، اس کا گندمی رنگ، ابھرے ہوئے رخساروں پر گڈھے، بھرے ہوئے بازو، گیندے کی طرح شاداب چہرہ، اور ہواؤں سے سرکشی کرنے والے گیسو.....

اب اس کی منگنی ہوگئی تھی، ہر شخص جیسے مطمئن، باپ کے گلے سے پھانس نکل گئی تھی، اپنے عجلت سے کام لے کر آمنہ کو چھین لیا تھا، لیکن وہ اکثر بے زبانی میں کہتی میں تمہارے لیے تو لڑ رہی ہوں، وہ عقیل کے بھتیجے کو کس قدر عزیز رکھتی تھی اپنے بھائیوں سے بھی زیادہ چاہتی تھی۔

شادی کی تاریخ قریب ہوتی جا رہی تھی اور عقیل اندر ہی اندر گھلا جا رہا تھا، رات رانی کے پھول کھل رہے تھے۔ شادی کی دھوم دھام تھی، کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی اور لڑکیاں ساز بجا رہی تھیں — بہار سے! مرے پیا سے کہیو جاکے!

عقیل تڑپ اٹھا۔ ایسا محسوس ہوا کہ آمنہ نے شکست دل کا اعتراف کرتے ہوئے آبگینہ محبت کو چکنا چور کر دیا اور اس کی کرچیں عقیل کے دل کے پار ہوتی جا رہی ہیں۔ وہ غم و اندوہ کے اتھاہ ساگر میں ڈوب گیا۔ دنیا اس کی نگاہوں میں مٹی کا ایک تودہ رہ گئی۔ وہ زندگی کے گرداب میں تیزی سے گھوم گیا مگر وہ خود اعتماد تھا، یہی تو ایک قدرتی عطیہ ہے جو کسی کو پیدائش کے وقت ہی مل جاتا ہے اور کوئی محروم رہ جاتا ہے وہ ہار ماننے والا نہیں تھا، ماضی کی ساری تلخیوں اور ناہمواریوں کو پس پشت ڈال کر دل کے آئینے کو صیقل کر دیا تھا لیکن جہاں محبت، سچائی اور خلوص کا فقدان ہو وہاں منافقت کی آگ اتنی تیز ہوتی ہے کہ یہ جلا زیادہ نہیں ٹھہر سکتی، ماضی کی ناگواریاں عالیہ سے قریب ہونے میں اس کے پاؤں کو ڈانواں ڈول کر رہی تھیں مگر حسن سحر انگیز سے وہ اپنے کو بچا نہ سکا، مرد ہی تو تھا آخر! دبی گھٹی، اور مبہم آرزوئیں زندگی کو پھر ایک بار حسین بنا کر پیش کر رہی تھیں، اس نے پھر عورت کا فریب کھانے کی ٹھان لی، وہ لذت آزار سے تسکین حاصل کرنا چاہتا تھا۔ مگر عالیہ کی نانی راہ میں حائل تھی۔

کمرے کا عجیب عالم تھا۔ ہر چیز بدلی ہوئی تھی، میز پر عالیہ کا فوٹو، قلم، کاغذ، سگریٹ، اور چھالیہ کا جیسے انبار تھا۔ میں نے کن آنکھوں سے اشارہ کیا تو اس نے اخبار میری طرف بڑھا دیا۔ ایک اشتہار کے نیچے گہری گہری سی لکیریں اور بے شمار نشانات تھے۔

"مکتبہ جمل، جہانسا روڈ"

اوّل درجے کے افسانے پر ۲۰۰، دوم درجہ کہانی پر ۱۵۰، اور تیسرے درجے کے افسانے پر ۱۰۰ روپے انعام دیا جائے گا۔"

"تو لکھو پھر کہانی" میں نے مذاق کیا

اس کا چہرہ مجبوری اور بے بسی کا آئینہ دار تھا۔ سچ ہے اس نے زندگی بھر کوئی افسانہ، کوئی شعر اور کوئی مضمون نہیں لکھا تھا۔ وہ ہیگل، کانٹ اور مارکس کے نظریات سنا سکتا تھا۔ پھول کی پتی کا رنگ بتا سکتا تھا۔ لیکن اس کی خوشبو سے محظوظ ہونے کا گر دنیا کو بتانا اس کے بس کی بات نہ تھی۔

"مگر تمہیں یہ شوق چرایا کیوں؟" میں نے ٹوکا دیا

"تم نہیں جانتے وہ سوکھی ٹانگوں والے لنگور سلیم کو بڑا افسانہ نگار بنتا ہے۔ بڑھیا کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔" عقیل نے کہا۔

"کون بڑھیا؟"

"وہی عالیہ کی نانی، افسانے پر پہلا انعام حاصل کرنے والا ہی عالیہ کو رفیقہ حیات بنا سکے گا۔" اس نے نپے تلے ہوئے انداز میں کہا۔

"یار ہٹاؤ عورت میں کیا رکھا ہے۔ تمہاری طرح کے فلسفی کے لیے تو عورت زہر ہے" میں مسکرا دیا

"ہنستے کیا ہو، یہاں جان پر بن آئی ہے۔" اس نے گھبرا کر کہا

"محبت میں ایسا ہوتا ہی ہے۔ پہلے لوگ پاپڑ بیلتے تھے اب کہانی لکھنا پڑتا ہے۔ اور پھر ایک عورت کی تو بات ہے تو نہ سہی اور سہی، نکال دو اس خیال کو

"نہیں، عالیہ کا خیال چھوڑ دینا حور کو لنگور کے حوالے کرنا ہے۔"

اور وہ کرسی سے اٹھ کر اضطراب کے عالم میں ٹہلنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں گھٹائیں تھیں، آخر جذبات کی بے پناہ قوت ہی تو ہے۔ انسان فطرت سے بغاوت نہیں کر سکتا' وہ سر کھجا کھجا کر ایک جھنجلاہٹ محسوس کر رہا تھا اب تک کوئی پلاٹ نہیں بنا سکا تھا۔ سوچا سلیم کی کہانی پڑھنا چاہیے، اس نے ایک ماہنامہ اٹھا لیا۔ سلیم کی کہانی پڑھنے لگا — کہانی کی ہیروئن طوائف زادی تھی، ہیرو اعلیٰ ذات کا دولتمند، طبقاتی فرق شادی میں حائل، دونوں ایک دوسرے کو رسّی سے باندھ کر تالاب میں ڈوب گئے، یہ تھا کہانی کا پلاٹ!

عقیل جھنجھلا گیا۔ ہشت! یہ بھی کوئی افسانہ ہے، خود کشی کرنے والا ہیرو بزدل کس کام کا! یکایک اسے کوئی خیال سوجھا۔ مسلسل دو گھنٹہ دماغ سوزی کے بعد لکھا — ایک تھا ہیرو، ایک تھی ہیروئن، ہیرو کہنے لگا مجھ سے شادی کر لو ہیروئن بولی پہلے تم ادیب بن جاؤ ہیرو نے کبھی کہانی لکھی نہیں تھی، اس نے خود کشی نہیں کی، اس نے رقیب کو خوب پیٹا اور خود ساری عمر کنوارا رہا!

تھوڑی دیر اس نے مفکرانہ انداز سے کہانی کو دیکھا اور کہانی کے ساتھ ایڈیٹر کو ایک دھمکی آمیز خط بھی لکھ دیا کہ اگر پہلا انعام نہ دیا گیا تو اکیلے میں گھیر کر ہوش ٹھکانے لگا دوں گا

نتیجے کے دوسرے دن اخبار ملا اور ساتھ ایک خط بھی، اس نے دھڑکتے دل اور کانپتے ہاتھوں سے اخبار کھولا۔ پہلے صفحے پر نمایاں جگہ چھپا تھا

مکتبہ جمل نے افسانوں کی اشاعت کا اعلان کیا تھا مگر بعض وجوہ سے اشاعت روک دی گئی۔ البتہ انعام پانے والوں کے نام کا اعلان کیا جاتا ہے، پہلا انعام عقیل درّانی، دوسرا اور تیسرا......

اب اس نے خط پڑھنا شروع کیا۔ خط عالیہ کا تھا لکھا تھا۔

"پیارے عقیل، اخبار بھیج رہی ہوں۔ مبارک ہو تم جیت گئے۔ نانی تمہاری صلاحیتوں کی معترف ہو گئیں دوڑ کر چلے آؤ"

جب عقیل عالیہ کے گھر پہنچا تو نانی کسی تقریب میں گئی ہوئی تھیں، عالیہ تنہا تھی کہنے لگی

"آئیے آئیے میں تو سمجھی آپ قلندر ہوں گے!"

عقیل چپ چاپ سر نیچا کیے کرسی پر بیٹھ گیا اور بولا

"عالیہ میں تمہاری محبت کے لائق نہیں میں نے تمہیں دھوکا دیا ہے۔"

اور پھر اس نے اپنے دھمکی آمیز خط کا ذکر کیا۔ اس نے سوچا تھا کہ عالیہ یہ جان کر اس سے نفرت کرے گی لیکن ایسا نہ ہوا، الٹا وہ شوخ مسکراہٹ سے بولی

"مجھے معلوم ہے"

"یعنی!" عقیل اک دم کرسی سے اچھل پڑا "تمہیں کیسے معلوم؟"

"بیٹھ جاؤ بتاتی ہوں۔ جگر تھام کے بیٹھو" عالیہ نے کہا "مکتبہ کے مالک کو جانتے ہو؟"

"کون ہے"

عالیہ نے اپنی طرف اشارہ کر کے کہا "ایں بدولت"!

"یعنی!" عقیل نے پھر حیرت سے پوچھا

"ہاں" عالیہ نے کہا "نانی کو سلیم کی طرف جھکتا دیکھ کر مجھے خطرہ ہو گیا تھا، میں ایک دم انکار نہیں کر سکتی تھی، ماں باپ کے مرنے کے بعد نانی نے ہی میری پرورش کی۔ یہ اعلان میں نے اپنی ایک سہیلی کے ذریعہ کرایا تھا۔ سلیم نے اپنی عیاری سے نانی کو یقین دلایا تھا کہ وہ بڑا ادیب ہے، وہی اوّل آئے گا، نانی تیار ہو گئیں، تمہارا خط مجھے ملا، تم کہانی نہ بھیجتے تو بھی اوّل آنے والوں میں تمہارا ہی نام ہوتا۔ کیوں کیسی رہی؟"

"مگر ہم نے سلیم اور نانی کو دھوکا دیا" عقیل نے شرمندگی سے کہا۔

"ہاں مگر زندگی کا حسن تو فریب ہی میں ہے۔ زندگی ایک شطرنج ہے!" عالیہ نے کہا اور دونوں مسکرانے لگے۔

(اورنگ آباد / پربھنی سے نشر)

شاہین فاروقی

۱۔۲۵۔۲۶ لوٹا کارنجہ اورنگ آباد

غزل

منظر سلیم

جی چاہے ہے اب لفظوں میں غزلوں کو بسا دیں
غزالوں کو گئے شہروں کی قصیں سنا دیں
کچھ اور نہ ممکن ہو تو ہم خود ہی سے الجھیں
سناٹے میں آواز کی تلخی ہی ملا دیں
ہم تیز ہوا میں نہ اٹھے گھر سے نکل کر
اب جو بھی شکستہ در و دیوار سزا دیں
کچھ برف پگھل جائے تو ہو جسم کو جنبش
کچھ ہونٹوں پہ قابو ہو تو سورج کو دعا دیں

عکس میں عکس

انور عظیم

سات سمندر پار کا فاصلہ اور وقت — ایک بڑی خلیج کو پاٹتا ہے۔

مجھے یہ بتا کر وہ چلا گیا۔ لکڑی کا دروازہ اسپرنگ پر اب بھی آہستہ آہستہ آگے پیچھے ہو رہا ہے۔ اب میں کیبل کا ننھے لیس ہوں کلنک تیار ہے۔ تازہ رنگ کی بو ذرا کھل رہی ہے لیکن جگہ اچھی ہے۔ دور تک شہر نظر آتا ہے۔ ٹریس ریستوراں کا اتنا قریب ہونا بھی برا نہیں ہے۔ تھوڑا شور تو ہے۔ لیکن فائدہ یہ ہے کہ میں لوگوں کے چہرے پڑھ سکتا ہوں۔ ان کی حرکتوں سے ان کے کردار اور ان کی اندرونی دنیا کی تھاہ پا سکتا ہوں۔ بے پناہ سکون بھی ہے اور بہت جھڑکی سرسراہٹ بھی۔ ایسے میں پہلا مریض جو آجائے تو — آئے گا آئے گا۔ کوئی نہ کوئی تو آئے گا۔ اخباروں میں اشتہار چھپ چکے ہیں۔ میری ڈگری کا ڈھول بھی پٹ چکا ہے۔ اور وہ صبح ہی صبح آیا بھی تھا اشتہار پڑھ کر زمانے کا بچھڑا دوست۔ دروازے پر روشنی کا ہالہ اپنی حرکت کھو چکا ہے۔ اب وہ بہت دور نکل گیا ہوگا۔ اس نے اپنے بارے میں جو باتیں کہیں وہ مجھے چکرا رہی ہیں۔ کیوں نہ سگریٹ پی جائے۔ کون جانے وہ میری ٹانگ لینے کی کوشش کر رہا ہو سگریٹ کا المباکش پھیپھڑوں میں جاتا ہے یا دل میں بھی۔ بڑا سکون محسوس ہوتا ہے۔ یہ ٹائی کی موٹی ناٹ بہت ستا رہی ہے کل سے میں ٹائی نہیں باندھوں گا۔ صبح سے شام ہوتی جا رہی ہے اور کوئی آیا ہی نہیں۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ میرے جھکی دوست کے سوا اور کسی نے اشتہار پڑھا ہی نہ ہو۔

میرا قلم، میرا پیڈ!

اگر وہ مریض ہوتا تو میں اس کی کیس ہسٹری نوٹ کر لیتا۔ لیکن — میز پر رکھی ہوئی چیزوں کے سامنے ایک دوسرے میں کس طرح کھوتے چلے جا رہے ہیں۔ اور مجھے جمائیاں آ رہی ہیں۔ ابھی سے جمائیاں! ابھی تو پوری زندگی انتظار میں کاٹنی ہے۔ ویسے بھی زندگی ہے ہی کیا انتظار کے سوا، جمائیوں کے سوا!

ہاں میرا خیال ٹھیک ہے۔ وہ میری ٹانگ لے رہا تھا وہ جو کچھ کہہ رہا تھا۔ سات سمندر پار تو ہو سکتا ہے۔ یہاں نہیں ہو سکتا۔ ابھی تو یہاں کی شہری زندگی پر بھی کھیتوں کا پھیلاؤ اور کنوؤں کی خاموشی چھائی ہوئی ہے۔ کنوؤں کی گہری خاموشی۔ مجھے تو ایسا ہی لگتا ہے۔ ویسے اگر لیڈا مجھے tension نہ کرتی تو میں وہیں کا ہو رہتا۔ لیکن اس نے میری ہندوستانی روح کے ساتھ بھیانک مذاق کیا۔ اگر میں سائیکیاٹرسٹ نہ ہوتا اور میں خود اپنے بخیے ادھیڑنے میں کامیاب نہ ہوتا تو میں گیا تھا۔ بالکل گیا تھا۔

دستک!

کون؟ آئیے آئیے۔ اف کتنی سہمی ہوئی لڑکی ہے! جینز، آنکھوں پر عینک۔ بھنویں کمان کی طرح تنی ہوئی۔ ترشی ہوئی۔ جسم بھرا ابھرا۔ ذرا زیادہ ہی بھرا ابھرا۔ آنکھیں بے قرار، تیوریاں چڑھی ہوئی، گردن میں ذرا سا خم اور سر کو کچھ جھٹکے سے لگتے ہوتے۔ ہونٹ کھلتے ہیں تو لگتا ہے بھنچ رہے ہیں بھنچتے ہیں تو لگتا ہے کھل رہے ہیں۔ دلچسپ! یہ ہوئی نا بات! آئیے، آئیے، یہاں بیٹھئے۔ سامنے کی کرسی پر۔ جی ہاں۔ میں یہاں، آپ وہاں۔ اور یہ میز درمیان میں۔ کہئے میں آپ کے لیے کیا کر سکتا ہوں!

جی ہاں، اشتہار تو پڑھا ہوگا۔ اب آپ اشتہار تو بھول جائیے۔ میرا کام وہاں شروع ہوتا ہے جہاں اشتہار ختم ہوتا ہے دیکھئے نا میرا کام آپ کو سمجھنا ہے۔ جاننا ہے۔ تب ہی میں آپ کے کام آ سکتا ہوں۔ یہ میری پروفیشنل مجبوری ہے۔ اور آپ کی مجبوری ہے مجھ پر بھروسہ Total confidence۔ یوں سمجھئے ہم ایک دوسرے کے لیے آئس برگ ہیں۔ صرف آٹھواں حصہ دکھائی دے رہا ہے۔ باقی سات حصے آنکھوں سے اوجھل ہیں جو کچھ چھپا ہوا ہے میں اسے discover کرنا چاہتا ہوں۔ اگر میں یہ نہ کروں تو جانکاری پوری نہیں ہوگی۔ رومانس میں آدھے جاننے بلکہ اس سے بھی کم سے کام چل سکتا ہے۔ مگر علاج معالجے میں آدھی جانکاری سے کام نہیں چل سکتا جب تک ہم ایک دوسرے کے سامنے ننگے نہ ہو جائیں۔ نہیں نہیں پلیز۔ Literary نہیں۔ یہ کہنے کا ایک طریقہ ہے یہ آپ بھی سمجھتی ہیں اور میں بھی۔ اچھا تو اب آپ کھل جائیے اور مجھے اپنا دوست جانئے۔ بتلائیے پرابلم کیا ہے۔

پرابلم؟ کوئی پرابلم نہیں

پھر آپ ہمارے کلنک میں آئیں کیسے کیسے؟

یہ کلنک ہے؟ میں تو اسے آشرم سمجھ رہی تھی

آپ میں کافی سینس آف ہیومر ہے

خاموشی۔

ہم دونوں ایک دوسرے کو آنکھوں آنکھوں میں تولتے ہیں۔ وہ پرس سے ایک ننھا سا رومال نکالتی ہے اور عینک کے شیشے صاف کرتی ہے۔ میں چپ چاپ قلم اٹھاتا ہوں اور پیڈ پر کچھ لکیریں کھینچتا ہوں اور ان کو کاٹتا ہوں۔ وہ مسکراتی ہے۔ اس کے دانت اس کی عینک کی طرح چمکنے لگتے ہیں۔ اگلے ہی لمحے اس کے چہرے پر دھواں سا چھا جاتا ہے۔

آپ یکایک بہت اداس ہو گئیں۔ کہئے تو کولڈ ڈرنک منگواؤں؟ اتنی سردی میں؟ نہیں میں یہاں کولڈ ڈرنک پینے نہیں آئی ہوں۔ مجھے آپ کا مشورہ چاہیے۔ میں سائیکیٹرسٹ کو ہیٹ کرتی ہوں۔ مگر نہ جانے کیوں آپ کے پاس چلی آئی۔ لیکن میرا قصور؟ اچھا تو آپ اتنا بھی نہیں جانتے۔ پہلا قصور تو یہی ہے کہ آپ دوسروں کی زندگی کے ڈھکے چھپے کونوں میں ٹارچ کی لائٹ مارتے ہیں۔ یہ آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ اشتہار، پروفیشن کا اشتہار۔ اوہ آئی کا ڈ! آپ میرے پروفیشن کو بالکل غلط سمجھیں۔ میں تو اپنے ہر مریض کے ساتھ اندرونی سفر میں تھوڑی دور چلتا ہوں اور بس ہر شخص کو اپنے اندرونی سفر میں کسی نہ کسی ہمسفر کی ضرورت ہوتی ہے۔ پھر میں ہی سہی۔ ہاں آپ ہی سہی

اس کے چہرے کا دھواں آہستہ آہستہ چھٹتا ہے اس کی آنکھوں میں راتوں کی خیرگی جھلملاتی ہے۔ اس کا چہرہ رنگ بدلتا ہے۔ جب میں اس کے سر کو گردن آہستہ آہستہ ہلتے دیکھتا ہوں تو مجھے گرگٹ کا خیال آتا ہے۔ جیسے ہی مجھے یہ خیال آتا ہے مجھے ایک مکھی دکھائی دیتی ہے جو پہلے میری ناک پر بیٹھنے کی کوشش کرتی ہے۔ لیکن بعد میں زچ ہو کر میز کے کونے پر پیپر ویٹ کرا اتر جاتی ہے اور مریض کی کہنی کو چاٹتی ہے یا شاید سونگھتی ہے۔ پھر وہ میز کے اس طرف غائب ہو جاتی ہے جہاں لڑکی بیٹھی ہے گھور رہی ہے اور بھنبھنا رہی ہے۔

اچھا بتائیے معاملہ کیا ہے۔ کوئی معاملہ نہیں۔ مگر میں بتاتی ہوں۔ یہ سب یوں شروع ہوا۔ جب میں یونیورسٹی کی آخری کلاس میں پہنچی تو میں نے اس کو دیکھا۔ جیسے اور بہت سے تھے وہ بھی تھا۔ مگر اس میں خاص بات تھی۔ وہ اوروں کی طرح نہیں تھا۔ وہ بہت کم لوگوں سے ملتا جلتا تھا۔ کبھی کبھار کسی سے بات کرتا تھا۔ بہت کم لوگ اس کے دوست تھے۔ وہ کلاس میں بحث کیا کرتا تھا۔ تب اس کی آنکھوں سے چنگاریاں نکلتی تھیں اور اس کے ہونٹ بھنچ جاتے تھے۔ اس کی گردن

کی رگیں پھول جاتی تھیں۔ تب میرا جی چاہتا تھا کہ اس کی گردن میں باہیں ڈال دوں اور اپنے ہونٹوں کی پلکوں سے اس کی آنکھوں کی چنگاریاں چن لوں۔

وہ یہ سب کہہ رہی تھی اور میں پیڈ پر لکھ رہا تھا۔

پھر؟

پھر میں نے اپنی دوست لڑکیوں کو بتایا۔ اور انھوں نے کہا یہ تو بڑی سیریس بات ہے۔ اسے عشق کہتے ہیں۔ کیوپڈ کا تیر ہمیشہ نشانہ پر بیٹھتا ہے۔ پھر میرے کان جلنے لگے اور میں رات کو جب بستر میں لیٹتی تو مجھے لگتا کہ وہ میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا ہے اور میں اس کا نام لے کر پکارتی اور وہ منہ پھیر کر کمرے سے باہر نکل جاتا۔ لڑکیاں ہنستیں اور پھر بڑی گمبھیرتا سے کہتیں یہ تو بڑی سیریس بات ہے۔

ایک دن اس لڑکے کا خط آیا: "یہ تماشا بند کرو مجھے تم سے کوئی دلچسپی نہیں ہے" دلچسپی نہیں ہے۔ کیا میں ایسی گئی گذری ہوں کہ کوئی مجھ سے دلچسپی بھی نہیں لے سکتا۔ اور میں نے قسم کھائی کہ میں اس کی دلچسپی کا مرکز بن جاؤں گی۔ وہ مجھ سے بھاگتا رہا اور میں اس کا پیچھا کرتی رہی اور وہ بھاگتا رہا۔ یونیورسٹی کی تعلیم ختم ہوئی تو وہ آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ پھر میں نے اپنے دوستوں سے ذکر کیا۔ وہ بہت ہنسیں اور کھود کھود کر پوچھتی رہیں۔ آخر میں نے ان سے کہا میں اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔ چند دن بعد ان میں سے ایک نے اس کا پتہ لگا لیا۔ وہ اب کالج میں پڑھا رہا تھا۔ اس کا ٹیلیفون بھی ہاتھ آگیا تھا۔ اب میں نے اس کو ٹیلیفون کرنا شروع کیا۔ وہ میری آواز سن کر ہی ٹیلیفون رکھ دیتا تھا۔ ایک دن میں نے اپنے ایک دوست کو ساتھ لیا اور اس کے گھر پہنچ گئی۔ اس سے پہلے میں اس کے کالج جا کر چینی کھانا کھانے کی دعوت دے چکی تھی۔ لیکن اس نے کہا تھا میں کالج پڑھانے آتا ہوں چینی کھانا کھانے نہیں۔ میں نے کہا میرے ساتھ چینی کھانا کھا کر دیکھو مزا ہی اور ہوگا۔ جب میں اپنے کالج کی کلاس چھوڑ کر آسکتی ہوں تو کیا تم نہیں چھوڑ سکتے کلاس! وہ مجھے دیکھتے ہی پتھر کا ہو جاتا تھا۔ تب بھی یہی ہوا۔ میں زبردستی اس کے باپ کے ڈرائنگ روم میں بیٹھ گئی اور ٹافیوں کا پیکٹ اس کے سامنے رکھا۔ بولا جن لوگوں سے میرا کوئی واسطہ نہیں جن لوگوں سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ان سے گفٹ نہیں لیتا۔ اس نے ٹافیوں سمیت مجھے وہاں سے چلتا کر دیا۔ کالج سے وہ میرے ساتھ بھاگتا نہیں مگر وہ مجھے گھسنے نہیں دیتا۔ جہاں جہاں میں ہو سکتی ہوں۔ وہاں وہاں وہ پر نہیں مارتا۔ ڈاکٹر میں کیا کروں؟

کہ نہیں بھول جاؤ اس قصے کو

کیوں کہ اس میں سچائی نہیں ہے

اس لڑکے کی ماں نے بھی یہی کہا تھا

پھر؟

پھر میں نے اس آدمی کو دیکھا جس کے پٹھے لوہے کے ہیں اور جو میرے اشارے پر کچھ بھی کر سکتا ہے۔ میں نے کہا وہ لڑکا میرا پیچھا کر رہا ہے۔ اس سے چھٹکارا دلاؤ۔ اس نے ٹیلیفون اٹھایا اور اس کا نمبر ملایا اور آواز بدل کر کہا: جانتے ہو میں کون ہوں؟ میں ناگپور سے آیا ہوں۔ تم اس لڑکی کا پیچھا چھوڑ دو۔ لڑکے نے جواب دیا: میں نہیں کرتا کسی لڑکی کا پیچھا۔ میرے آدمی نے کہا۔ میں سب جانتا ہوں۔ اگر تم کیمپس میں دکھائی دیے تو یاد رکھو ـــ بہت پچھتاؤ گے!"

اس وقت پہلی بار بند آنکھوں سے میں نے اس لڑکے کا چہرہ دیکھا۔ بوکھلایا ہوا، شرمندہ اور بے بس چہرہ۔ اور میرے دل کو بڑی شانتی ملی۔ لیکن اب، اس سے کیا ہوگا۔ میری نیند اڑ چکی ہے اور سب مجھ سے کہہ رہے ہیں سائیکڑسٹ کے پاس جاؤ۔ علاج کراؤ۔ اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ میں اپنی ہار مان لوں۔

اس کی آنکھوں میں عجیب قسم کا بھینگا پن پیدا ہو جاتا ہے۔

میں کہتا ہوں ـــ یہ تو روزمرہ کی کہانی ہے۔ تم بے کار اس کو شیریں فرہاد کا قصہ بنا کر پیش کر رہی ہو۔

وہ کھڑی ہو جاتی ہے۔ بپھرتی ہے۔ پھنکارتی ہے۔

میں کرسی کی طرف اشارہ کرتا ہوں۔ اور وہ پھر بیٹھ جاتی ہے مگر اس کے سینے کی دھونکنی چلتی رہتی ہے۔

دیکھو تم ایک من گھڑت دنیا میں رہ رہی ہو۔ اس دنیا میں وہ لڑکا نہیں ہے۔ لیکن تم بھٹکتی ہوئی ہے۔ یہ ایک سائیکولوجیکل کمپلیکیشن ہے۔ تمہیں اس سے نکلنا ہے Lugage-nud کا نام لے کر اسکنڈل پھیلانے سے بھی کچھ نہ ہوگا۔ ہر شخص اپنی دنیا میں جیتا ہے۔ تم اس کو اپنی دنیا میں جینے دو، تم اپنی دنیا میں جیو۔ جھوٹ سے خوشی کا سوتا نہیں پھوٹتا۔

وہ کھڑی ہو جاتی ہے اور چیختی ہے ـــ اب تم فرائڈ کا نام لوگے۔ اب تم پورا لیکچر دوگے جس میں فرسٹریشن، وِش فل تھنکنگ، میک بلیو کا ذکر بار بار ہوگا۔ مجھے ان باتوں سے نفرت ہے کیا سائیکاٹرسٹ سیدھے سادے ڈھنگ سے بات نہیں کر سکتے۔ یہ سب مجھے Pointless معلوم ہوتا ہے اصل بات کا کسی کے پاس جواب نہیں۔ اصل بات کیا ہے؟

چاند! مجھے چاند چاہیے۔

وہ اٹھتی ہے اور چھت کی طرف ہاتھ بڑھاتی ہے چھت کا تازہ رنگ سانس روک کر اس کے ہاتھ کو دیکھتا ہے۔

تم سائیکڑسٹ نہیں ہو۔ تم فراڈ ہو۔ تم اور تمہارا اشتہار۔ تمہاری فیس کیا ہے؟

فیس؟ میری کوئی فیس نہیں۔ میری فیس کیا ہو سکتی ہے۔ وہ زور سے میز پر گھونسہ مارتی ہے۔ اس کی آنکھوں کا بھینگا پن بڑھ جاتا ہے۔

میری انگلیاں کانپ رہی ہیں۔ سگریٹ بار بار میز پر گر جاتی ہے۔ پیڈ پر راکھ پھیل چکی ہے۔

تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو کہ میں جو کچھ کہہ رہی ہوں جھوٹ ہے؟

میں کہہ سکتا ہوں کیونکہ میں اس کہانی کا دوسرا رخ جانتا ہوں۔

رُخ؟ رُخ کیا ہوتا ہے۔ سچ کوئی رخ نہیں ہوتا۔ ایسی بات صرف وہی کہہ سکتا ہے جو نہیں جانتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔

وہ پیڈ کھینچتی ہے اور میرے منہ پر دے مارتی ہے۔

یہ تم کیا کر رہی ہو۔ کیا تم پاگل ہو؟

پاگل نہ ہوتی تو یہاں کیوں آتی!

نہیں، آنے کی اور بھی وجہیں ہو سکتی ہیں۔

یکایک اس کی نظر کیل کی طرح میرے چہرے پر ٹھک کر رہ جاتی ہے۔

آہستہ آہستہ اس کے چہرے کا تناؤ ٹوٹنے لگتا ہے۔ اس کی آنکھوں کا بھینگا پن جاتا رہتا ہے۔ اس کے ہونٹوں پر بڑی پراسرار مسکراہٹ ابھرتی ہے

تم بالکل وہی ہو ـــ وہی۔

وہ میز سے کترا کر میری طرف بڑھتی ہے۔

کیا تم نفوچینک ہو؟ میں چیختا ہوں

تم بتاؤ۔ تم سائیکڑسٹ ہو۔

مائی گاڈ!

میں آدمی ہوں یا ساہی، میرے جسم پر ہزاروں کانٹے کیلوں کی طرح کھڑے ہو گئے ہیں۔

وہ بہت قریب آگئی ہے۔ اور اس کے ہاتھ میری گردن کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

(اردو سروس سے نشر)

غزل

ساحرہ بیگم

کسی نے مجھ کو میرے نام سے پکارا ہے
یہ اک گماں بھی یقیناً بڑا سہارا ہے

سحر نصیب ہو اس رات کو کبھی لیکن
ابھی تلک تو میری طرح بے سہارا ہے

کسی کی بزم سے اٹھنا محال ہے ہم کو
وگرنہ اتنا تغافل کسے گوارا ہے

کبھی پکار لے اک بار زندگی تو بھی
ہر اک بار ہمیں نے تجھے پکارا ہے

اسے تو ساحرہ تنکے کا آسرا ہے بہت
جہاں وہ ڈوب رہا ہے وہیں کنارا ہے

(اردو سروس سے)

افسانہ

تمہی سچ ہے

قمر جہاں

صبح وہ وقت سے پہلے ہی جاگ پڑی۔ کتنا آج کام پڑا تھا گھر میں رات بھر بار بار آنکھ کھلتی رہی پرندوں کی خوش گوار چہچہاہٹ نے صبح کا اعلان کیا تو وہ قبل از وقت بستر سے نکل پڑی۔ پاس سوئے ہوئے منے کو اچھی طرح چادر اڑھا کر ایک نظر پربھاکر پر ڈالی۔ کتنا معصوم بن کر سویا ہوا ہے ابھی جاگتے ہی ایک ہنگامہ کھڑا کر دیگا۔ ایسا نہیں کہ پربھاکر اس سے پیار نہیں کرتا مگر اس کی کوتاہیوں پر آگ بگولا کیوں ہو جاتا ہے ؟ کیا اس کی خدمتوں کی اجرت میں پیار دیتا ہے ؟ کیا یہ سودے بازی نہیں ہے ؟ دو سال سے وہ اندر ہی اندر ٹوٹ رہی ہے۔ زندگی میں کیا نہیں۔ اپنا گھر، پیار کرنے والا شوہر، ساس کی حکومت نہیں نندوں کے طعنے نہیں۔ پھر یہ سونے پن کا احساس کیوں ؟ وہ پربھاکر کے قریب کیوں نہیں جا پاتی؟ کل اور آج کے درمیان وہ تلوار کی نوک کے نیچے کھڑی ہے۔ حال سے پیچھا چھڑانا اس کے اپنے بس کی بات نہیں رہی۔ کتنی بے دلی سے زندگی گذار رہی ہے پربھاکر صاف ستھرا اور نفیس زندگی کا عادی اور خود اس کا یہ حال کہ سارے گھر میں میلے کپڑے پڑے ہیں۔ بستر دن دن بھر درست نہیں ہوتے ۔ کچن سے کھانا پکا کر نکل آتی ہے تو پھر وہاں پاؤں دھرنا مشکل ہو جاتا ہے اور پھر پربھاکر کا غصہ ابل پڑتا ہے۔ جھنجھلاہٹ کے مارے وہ گھر کی طرف سے اور بے تعلق بن جاتی ہے۔ زندگی کچھ اور بکھر جاتی ہے۔ وہ فیصلہ نہیں کر پاتی کہ گھر کو سمیٹے یا زندگی کو۔ سب سے زیادہ غصہ اسے اپنے والدین پر آتا تھا۔ کیا وہ انتظار نہیں کر سکتے تھے کہ کمل کوئی ڈھنگ کی نوکری ڈھونڈ کر اس کے ساتھ اپنا گھر بسا لیتا۔ وہ پیار تو اب ریل گاڑی سے کٹ کر علاحدہ ہو جانے والا ڈبہ بن کر رہ گیا تھا مگر اس کا سب کچھ تو اسی ڈبے میں رہ گیا تھا۔ وہ پیچھے مڑ کر کیسے نہ دیکھتی۔ آج تک دبی سرگوشیاں اس کا پیچھا کرتیں۔

" نیلو تمہارے ہاتھ کتنے خوبصورت ہیں۔ یہ ہاتھ روٹیاں پکانے کے لیے نہیں ہیں۔"

" نیلو تمہارے بال کتنے خوبصورت ہیں۔ بیلے کی کلیاں ان کا حسن بڑھا دیتی ہیں۔"

" نیلو ! کاہی رنگ کا سوٹ تم پر خوب کھلتا ہے۔

" نیلو ! ہر وقت گھر کا کام نہ کیا کرو۔ میں جتنی دیر گھر میں رہوں بس میرے پاس بیٹھی رہا کرو۔"

نیلو۔ نیلو۔ نیلو۔ جیسے نیلو کا دیوانہ بن گیا تھا۔ کیسی خوبصورت تھی کمل کے ساتھ گزاری ہوئی وہ زندگی۔ کیسا طوفانی پیار تھا۔ ہر لمحہ ابلتا، امڈتا ہوا۔ مگر خالی پیار سے زندگی نہیں سنور جاتی۔ نیلو کے والدین نے شادی پر اصرار کیا مگر ایک سال تک کمل نوکری تلاش نہ کر سکا پھر پربھاکر کا رشتہ آیا جو کمل سے ہر لحاظ سے بہتر تھا۔ نیلو نے ہر طرح سے احتجاج کیا۔ وہ تو کمل کی نوکری کے انتظار میں ایک سال تو کیا، ایک یگ گزار سکتی تھی۔ مگر اس کی ایک نہ چلی اور وہ پربھاکر کے پلے باندھ دی گئی۔ شروع شروع میں پربھاکر نے بھی اسے طوفانی پیار دیا مگر پھر اس کے یہاں ٹھہراؤ پیدا ہو گیا۔ گھر کی طرف سے بے پروائی وہ زیادہ دن تک برداشت نہ کر سکا۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ٹوک جھونک شروع ہو گئی اور نیلو جس نے اپنے ماضی سے پیچھا چھڑانا چاہا تھا ایک بار پھر اسی راہ پر پلٹ گئی۔ کمل کی خبر اسے ملتی رہی۔ اسے نوکری بھی مل گئی تھی اور ایک اچھا سا گھر بھی مگر اس نے ابھی تک شادی نہ کی تھی۔ اور نیلو اس کی تباہ زندگی کا خود کو ذمے دار قرار دیتی تھی۔

پچھلی بار وہ میکے گئی تو اس نے کمل سے شادی کے لیے اصرار کیا اور کمل مان گیا۔ وہ شادی میں تو نہ شریک ہو سکی مگر کمل اور رجنی کو اپنے گھر آنے کی دعوت دے ڈالی۔ اور آج کمل آ رہا تھا۔ بیتے لمحوں کی یلغار ایسی شدید تھی کہ وہ بیچاری کھڑکی میں کھڑی بہت دیر تک بیلے کی کلیوں کو تکتی رہی۔ باغ کیسا اجڑا پڑا تھا۔ پربھاکر کو پھولوں سے کیسا عشق تھا مگر اس کی بے حسی اور بے تعلقی کو دیکھ کر وہ بھی خاموش ہو گیا۔ خود رو سبزے نے باغ کی صورت ہی بگاڑ دی تھی۔ چیزوں کی خوبصورتی برقرار رکھنے کے لیے ان کی تہذیب و ترتیب کتنی ضروری ہوتی ہے ؟ مگر تہذیب و ترتیب تو وہ اپنے جذبات کی بھی نہ کر سکی تھی۔ کوئی بندھ نہ باندھ سکی تھی۔

ہاں تو اسے آج بہت کام ہے۔ پورے گھر کو درست کرنا ہے کچن کا سب سامان جگہ پر لانا ہے۔ باغ کو سنوارنا ہے۔ وہ آج بہت خوش تھی۔ پربھاکر کو کسی بات پر ناراض نہیں کرنا چاہتی تھی چائے بنا کر اس نے پربھاکر کو جگایا۔ مسکرا کر چائے کی پیالی اسے پیش کی پھر برش کر کے ایک کپ چائے پی اور ساری کا پلو کمر میں کس کر کچن میں داخل ہو گئی۔ تین گھنٹے کی لگاتار محنت نے کچن کی صورت ہی بدل دی۔ وہ بیڈ روم میں چلی گئی۔ بستر کی چادریں تبدیل کیں تکیوں کے غلاف بدلے، کھڑکی کے گندے پردے اتار کر صاف پردے ڈالے۔ ڈریسنگ ٹیبل کا سامان سلیقے سے رکھا پھر ڈرائنگ روم پر دھاوا بول دیا۔ ایک ایک چیز کی گرد صاف کی۔ کمل کے پسندیدہ پھول سجائے۔ پربھاکر حیرت اور خوشی کے جذبے سے سرشار اسے دیکھتا رہا۔

"نیلو اگر تم چاہو تو یہ گھر روز ایسے ہی رہ سکتا ہے۔"

وہ جھلا گئی۔ "تم رو رہے منے کو سنبھال لو گے؟"

صاف ستھرے گھر کو صاف رکھنے میں زیادہ وقت تھوڑا ہی لگتا ہے۔ میں صبح دو گھنٹے منے کو سنبھال سکتا ہوں۔"

" تو پھر میں گھر صاف رکھوں گی۔" آج وہ صلح کے موڈ میں تھی۔

سب طرف سے فرصت پا کر وہ کپڑوں کی الماری کھول کر کھڑی ہو گئی لال، پیلی، نیلی، اودی، زرد، کاہی، فیروزی اور گلابی ساڑیوں کا انبار لگا ہوا تھا۔ وہ دیر تک ساڑیوں کو تکتی رہی۔

کمل کو کاہی رنگ پسند ہے نا۔ اس نے آہستہ سے کاہی رنگ کی ساری اتار لی۔ سورج ڈھل چکا تھا۔ پربھاکر اسٹیشن چلا گیا تھا۔ تیار ہو کر اس نے خود پر ایک تنقیدی نگاہ ڈالی۔ کچھ کسر رہ گئی تھی۔ وہ آئینہ دیکھ کر سوچتی رہی۔ شام کی خوشگوار ہوا بیلے کی مہک کے ساتھ اسے اس کمی کا احساس دلا گئی۔ ہاں بیلے کی کلیاں دراز زلفوں کا حسن بڑھا دیتی ہیں۔ وہ باغ کی طرف چلی گئی اسے باغ کی شکستہ حالت دیکھ کر افسوس ہوا۔ اگر وہ چاہتی تو اس باغ کا حسن بڑھا سکتی تھی ان پیڑ پودوں کو نئی زندگی دے سکتی تھی، اس گھاس کو

سر سبز و شاداب بنا سکتی تھی۔ مگر یہ سب کیوں ہوا؟ کیا وہ اس کی ذمّے دار ہے؟ نہیں یہ بھا کر۔ نہیں کمل وہ خواہ مخواہ اپنے خیالات سے الجھ گئی۔

اندر آکر وہ پھر تصوّرات کی دنیا میں ڈوب گئی۔

کمل آتے ہی اس کے چاروں طرف منڈلانے لگے گا۔ اس کی ہر بات کی تعریف کرے گا۔ پیاز کی پکوڑیاں کھا کر بیتے دنوں کو یاد کرے گا۔ اس کی کاہی ساری کی تعریف کرے گا۔ بیلے کی کلیاں دیکھ کر وہ بیتے دنوں کی یادوں میں کھو جائے گا۔ مگر وہ خود غرض نہیں ہے۔ وہ کمل کو سمجھائے گی کہ رجنی کے ساتھ انصاف کرے۔ اس کے ساتھ پیار بھری زندگی گزارے۔

خیالوں میں مگن وہ مٹّی کی بوتل دھو رہی تھی کہ ہارن کی آواز پر چونک پڑی۔ شاید وہ لوگ آگئے تھے۔ گھبراہٹ میں اس کے ہاتھ پیر کانپنے لگے۔ جلدی سے ہاتھ خشک کرکے وہ باہر نکل آئی۔ پربھاکر اور کمل کار سے نیچے اتر چکے تھے۔ کمل ہاتھ بڑھا کر رجنی کو سہارا دے رہا تھا۔ نیلو نے رجنی پر بھرپور نظر ڈالی۔ معمولی خدوخال کی لیکن بے حد پرکشش لڑکی تھی۔

وہ لوگ گھر کی طرف مڑے۔

"ہیلو نیلو جی۔" کمل چلّایا۔ رجنی نے نرمی سے دونوں ہاتھ جوڑ دیے۔ بے حد خوب صورت اور سڈول انگلیاں تھیں۔

"نمستے۔" نیلو جھک گئی۔

وہ لوگ ڈرائنگ روم میں آکر بیٹھ گئے۔

"کہیے نیلو جی! کیسی رہی میری پسند۔" وہ شرارت سے رجنی کے قریب سرک گیا۔ رجنی چھوئی موئی کی طرح سمٹ گئی۔

"آپ کا انتخاب ہمیشہ اچھا ہوتا ہے کمل جی۔" اس نے ذو معنی جواب دیا۔ ناشتے میں اس نے پیاز کی گرم پکوڑیاں تیار کیں تو کھلاتے وقت اس کے کان کمل کی آواز پر رہے۔ ابھی وہ رجنی سے اصرار کرے گا کہ ایسی ہی پکوڑیاں پکانا سیکھ لے اور روز ناشتے میں کھلایا کرے۔ مگر کمل نے اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ انڈیل دیا۔

"نیلو جی! پکوڑیاں تو ہماری رجنی بناتی ہے۔ ایسی لذیذ کہ بس دن یہ کھلاتی ہے، رات کا کھانا بھول جاتا ہوں۔"

چھناک سے کوئی چیز نیلو کے اندر ٹوٹ گئی۔ آنسو چھپانے کے لیے وہ کچن میں تڑپ گئی۔ کیسی بے دردی سے کمل نے اس کو ٹھکرا دیا تھا۔ ریت کے محل گرنے کی آواز کس نے سنی ہے۔ پھر بھی وہ خود کو دھوکا دیتی رہی —— کمل مجبور ہے۔ وہ سب کے سامنے اور کیا کہہ سکتا ہے۔ ابھی تنہائی میں وہ اپنا دل کھول کر اس کے سامنے رکھ دے گا۔ اپنا ایک ایک دکھ اس کے کانوں میں

شمع فروزاں

شمیم حنفی

ایک خواب

ان آنکھوں کا ہے جو عرصہ ہوا بند ہو چکیں!

ان آنکھوں نے دیکھا کہ سامنے ایک باغ ہے۔ باغ میں جگہ جگہ فوارے چھوٹ رہے ہیں۔ روشیں بن رہی ہیں۔ پھول مہک رہے ہیں اور ہوا کی شرارت سے پودے لہک رہے ہیں۔ دور دور تک ہریالی ہے جو آنکھوں کو بھاتی ہے اور دلوں کو اپنی سمت بلاتی ہے۔ لوگوں کی ایک بھیڑ ہے جو اس باغ کی روشوں پر آگے اور آگے اور آگے بڑھی جاتی ہے اس بھیڑ سے بھی آگے پرواز میں مگن پرندوں کی قطاریں ہیں۔ یہ پرندے خواہشوں کے پیغامبر ہیں۔

اور یہ باغ۔ یہ امید کا باغ ہے، خزاں کے خوف سے عاری۔ اس باغ کی بہاریں بارہ ماسی ہیں۔ اس باغ میں آنے والے بوڑھے بھی ہیں، جوان بھی، اور بچے بھی۔ سب کے سب خواہشوں کے مارے ہوتے اپنی تمناؤں کی ڈور تھامے بڑھے جاتے ہیں اور ان لوگوں کی ہنسی اڑاتے ہیں جو راستے میں تھک کر بیٹھ رہے۔ انھیں پست ہمت جانتے ہیں اور تھکا ہارا گردانتے ہیں۔

لیکن ان آنکھوں نے جو خواب دیکھ رہی تھیں اس سے آگے کچھ اور بھی دیکھا۔ انھوں نے دیکھا کہ دور سے جو منظر ٹولیوں میں بٹی ہوئی بھیڑ کو سہانا لگتا تھا۔ پاس پہنچنے پر پھیکا پڑ جاتا ہے۔ لوگ اس حال پر افسوس کرتے اور یہ سوچ کر آگے بڑھ جاتے کہ شاید آگے کا منظر پُرفریب نہ ہو اور وہی کچھ ہو جیسا کہ دور سے دکھائی دیتا ہے۔ بہت سے تھکن کے مارے بے چارے بھی اسی گمان کے شکار ہوتے اور آگے بڑھ جاتے۔

مگر آگے بھی وہی ہوتا جو اس سے پہلے ہو چکا تھا۔ پاس پہنچنے پر ہر ہریالی پیلی پڑ جاتی اور پھول مرجھاتے ہوئے نظر آتے۔ روشوں کی رونق دور سے جتنی بھلی لگتی تھی پاس سے اتنی ہی بے کیف دکھائی دیتی۔

اس سب کے ہوتے ہوئے بھی خواہشوں کا سفر ختم ہونے میں نہ آتا۔ امید کا شگوفہ بجھا جاتا۔ پھر یہ بھیڑ کہاں رکتی؟ کیوں رکتی؟ کہ پرندے خواہشوں کی پرواز میں مگن تھے۔

ان آنکھوں نے جو خواب دیکھ رہی تھیں، آگے یہ بھی دیکھا کہ دور بہت دور امید کے باغ کا ایک گوشہ ایک سادہ، ستھرے جھونپڑے سے آباد تھا۔ جھونپڑے کی دیواریں کچی تھیں مگر صاف اور لپی پتی۔ چھت معمولی تھی مگر سایہ دار اور کچھ لوگ اس جھونپڑے میں سکھ کی نیند سوتے تھے۔

اس جھونپڑے کے دروازے پر ایک تختی لگی تھی جس پر لکھا تھا: قناعت کا آرام گھر۔ یہ وہ مخلوق تھی جس نے اپنی خواہشوں کے پرندے کے پر کاٹ دیے تھے اور اب ان کے سینوں میں وہ اضطراب نہ تھا جو آنکھوں کی نیندیں اور دلوں کا چین چھین لیتا ہے۔

کچھ لوگ، جو قناعت کو حوصلوں کی پستی اور امیدوں کی شکست سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ بھول جاتے ہیں کہ قناعت نام ہے ایک ایسی روشن، تابناک اور نشاط افروز فتح کا جس کا دروازہ صرف حوصلہ مندوں پر کھلتا ہے۔ وہ فاتح ہوتے ہیں اپنی موہوم تمناؤں کے، ان خواہشوں کے جو پرواز کا صلہ پاکر بھی مطمئن نہیں ہوتیں۔

جیسے ایک عمر ملی وہ دوسری کا جویا ہوتا ہے جیسے ایک نعمت میسر آئی وہ دوسری کا طلب گار ہوتا ہے جیسے ایک کامیابی ملی وہ دوسری کا متلاشی ہوتا ہے۔ لہو گرم رکھنے کے لیے یہ بہانہ ضروری ہے۔ لیکن ہمیں بھولنا چاہیے کہ ان بہانوں پر روک نہ لگائی گئی تو یہ عذاب بن جائیں گے۔ آخر کوئی تو ایسی منزل بھی آئے جسے ہم اپنے سفر کی آخری منزل، اپنی حدِ کمال کہہ سکیں۔ جب ہی ہم اپنے آپ سے، اپنے سماج سے، اپنی دنیا سے آسودہ ہو سکتے ہیں۔ یہ آسودگی زندگی کی تلاش کا صلہ بھی ہے اور اس کا سہارا بھی۔

(اردو سروس سے نشر)

افسانہ

کھلونا

م۔ق۔خان

جب احساس کے پور پور، روم روم میں گناہ کے اعتراف کا سانپ اپنے تیز اور گھناؤنے دانت پیوست کر دیتا ہے تو زندگی کے سارے ولولے یکسر معدوم ہو جاتے ہیں۔ زندگی ایک بوجھ بن جاتی ہے سانس کا آرا زندگی کی شہتیر کو مسلسل چیرتا رہتا ہے۔ زندگی ایک ایسی سڑی لاش ہو جاتی ہے جس سے تعفن اٹھتا رہتا ہے۔

اس نے بار بار کوشش کی کہ دلیلوں سے اپنے اندر اٹھتی آواز کا منہ بند کر دے لیکن وہ اسے جتنا خاموش کرنا چاہتی وہ آواز اور شور برپا کرتی۔ اب اس آواز کی ہزار زبانیں تھیں!

وہ دل کو سمجھاتی اس گناہ میں اس کی اپنی خواہش کو کیا دخل تھا؟ اس نے تو کبھی خواب میں بھی ایسا نہیں سوچا تھا — لیکن سب کچھ جو ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا — کب کسی فرد کی خواہش کا پابند رہا ہے؟ سوال ہے کہ اسے پابند کون کرے۔ پھر سوال سر ابھارتے — کیا گناہ وہی ہے جس میں خواہش کو دخل ہے؟ کیا گناہ کی ساری داستان محض خواہش کی بے راہ روی کی کہانی ہے؟

پھر خواہش کسی کی محتاج ہے؟ اسے کون جنم دیتا ہے؟؟

حالات کے آتشیں دائرے کبھی کبھی یوں وسیع ہو جاتے ہیں کہ تا حد نظر آگ ہی آگ ہوتی ہے۔ اور انسان ان حالات کے ہاتھ میں ایک کھلونا! شریر بچے کے ہاتھ میں ایک کھلونا۔ جو ابھی ابھی اس کی متاع عزیز تھی اور دوسرے لمحے کچھ بھی نہیں۔ بالو کا گھروندا۔ حباب بے معنی وجود!

اور کتنی بار طفل وقت و حالات کے ہاتھوں کا کھلونا بنی!

ایک ادنیٰ کھلونے کی وقعت ہی کیا ہے؟ —

لیکن......

لیکن ایک کھلونے کا مقدر بھی اس سے کہیں اچھا تھا

کھلونا جذبات و احساسات سے عاری ہوتا ہے

کاش وہ مٹی کا ایک کھلونا ہی ہوتی؟

کھیلنے والے بچے کی مسکراہٹ پر اسے ہنسنا پڑتا، روتے بچے کی ہمنوائی میں رونا لیکن ایک عجیب احساس اسے کچوکے لگاتا رہتا۔ ضمیر اندر اندر گھن کی طرح کھائے جاتا — اس نے گناہ کی پردہ پوشی کی ہے۔ اس نے جھوٹ اور ملمع کا ایک حسین ہالہ بن رکھا ہے — یہ جھوٹ، یہ ملمع، یہ اداکاری دوسروں کو فریب دے سکتی ہیں لیکن...... وہ خود....؟

اس کا دم گھٹتا جھوٹ یا مصلحت اندیشی بہرحال ایک گھور پاپ ہے اور اس کی عیش و عشرت کا شیش محل جھوٹ اور فریب کی بنیاد پر کھڑا ہے۔ اس کے دل کے نہاں خانے میں برابر جنگ چلتی رہتی۔ ضمیر اسے ہر بغاوت پر اکساتا اور وہ مصمم ارادہ کر لیتی کہ وہ حقیقت کا انکشاف کر ڈالے گی — کھل کر اعتراف کر لے گی اس کے دل کا بوجھ ہلکا ہو جاتا۔

لیکن سچ کہنا حقیقت کا اعتراف کرنا اتنا آسان نہیں تھا۔ یہ حقیقت یہ اعتراف ایک ایسا دھماکہ تھا کہ وہ خود اس میں جھلس جائے گی۔ اس کا جسم سلگنے لگتا۔ اس کا بنایا محل کرکرانے لگتا اور وہ اس کے ملبے کے نیچے دفن ہونے لگتی۔

شنکر اس سے ٹوٹ کر محبت کرتا تھا۔ اس کی والہانہ محبت اس کی ہر بغاوت کو دبا دیتی۔ شنکر کا وجود اس کے لیے ایک ایسے برگد کا سایہ تھا جس کی گھنیری شاخوں کے سائے میں وہ نہایت اطمینان سے زندگی گذار رہی تھی حقیقت کی کڑی دھوپ کا کوئی خوف نہیں تھا۔ وہ سب کچھ بھول گئی تھی۔ ماضی کے روح فرسا واقعات سانپ کی زبان بن کر لپلپاتے۔ اس ڈسنے کو بڑھتے ضرور لیکن شنکر کا پیار جادو تھا۔ سارا زہر زائل ہو جاتا۔ اس کے حلقہ بازو کے حصار میں وہ اپنے کو ہر طرح سے محفوظ محسوس کرتی۔ ذہن سے خدشات کے سارے آسیب کو وہ جھٹک چکی تھی۔

اس نے بھی شنکر سے ایسی ہی محبت کی تھی۔ دونوں محبت کی اونچی فصیل میں گھرے محفوظ بیٹھے تھے کہ اب کوئی سورما حملہ آور اسے کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

لیکن ایک حادثے نے شب خون مارا اور شگاف پڑا۔ اور یہ شگاف دھیرے دھیرے بڑھنے لگا۔

شنکر ایک عام انسان تھا۔ اس کی محبت اس کی پسند، اس کی خواہش ان ساری چیزوں سے اس کی وابستگی کا بھی یہی معیار تھا۔ شنکر کو اپنا مستقبل غیر محفوظ محسوس ہونے لگا۔ شنکر نے ہنستے ہنستے ایک دن کہا "ہمارے سونے آنگن میں ننھے ننھے قدموں کی چاپ کیا کبھی سنائی نہیں دے گی؟"

یہ الفاظ اس کے لیے زہر میں بجھے تیر تھے۔ زخم جمی پپڑی بری طرح کھرچ گئی۔ وہ ہنسی ہنسی میں ٹال گئی لیکن اس نے دل میں سوچ لیا۔ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ وہ سارے مستقبل کو یکسر صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دے گی۔ نہ مستقبل ہوگا نہ ماضی اپنے آپ کو دہرائے گا — !

زندگی صرف اس نقطہ پر رک جائے گی۔ اسے صرف حال چاہیئے!

شنکر پھر تھوڑے دنوں کے بعد وہی راگ الاپتا اور اس کے ذہن کو منتشر کر دیتا۔

اس نے خواب دیکھا۔ شنکر اپنے ارادے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ ایک بچی پیدا ہوئی ہے۔ وہ بے حد خوش ہے وہ بچی کو گود میں اچھال رہا ہے۔ بچی دیکھتے دیکھتے جوان ہو گئی ہے۔ وہ اس کی گرفت سے بھاگنا چاہتی ہے۔ اور شنکر نے اسے حلقہ بازو میں جکڑ رکھا ہے۔ ایک دلخراش چیخ سے اس کی نیند ٹوٹ گئی۔

اس کی قوت تمیز سلب ہے — یہ چیخ — ؟

خود اس کی چیخ تھی یا — اس کی بیٹی کی جسے شنکر نے ابھی ابھی بھینچ لیا تھا۔

شنکر گہری نیند میں تکیہ بھینچے پڑا تھا — اس نے حقارت سے اس کی جانب دیکھا — یہ راکشش ہے — یہ تکیہ — اس کی جواں سال بیٹی ہے۔

کیسی چکنی چپڑی باتیں کرتا ہے؟ اوپر اوپر محبت و ایثار کا مجسمہ اور اندر اندر وحشی، شہوت کا پیکر!

لیکن اندر اور باہر کے تضاد کی پرکھ — اس کی کون سی کسوٹی ہے؟ اس دورنگی کو کس نے فاش کیا ہے؟

انہیں احساسات و جذبات کا نتیجہ تھا کہ جب شنکر اس کی جانب پیار سے دیکھتا — اسے اس کی وہی بہیمانہ تصویر نظر آتی۔ اب اسے پیار سے وحشت سی ہونے لگی تھی۔ وہ سوچتی شنکر کا پیار ایک وحشی بھوک ہے۔ ایک ایسی بھوک جو صرف اس کے وجود تک محدود نہیں بلکہ اس کا سلسلہ بہت دور سے شروع ہوتا ہے اور یہ سلسلہ مستقبل کے سینے میں بہت دور تک چلا جاتا ہے۔

لیکن وہ اس پورے تسلسل کو محض ایک جھٹکے میں ختم

کردے گی۔ ایک بدترین گناہ کا سلسلہ ٹوٹ جائے گا۔

شنکر جب بھی اس کی جانب مخاطب ہوتا وہ سہم جاتی اس کے ارادوں میں اور استحکام آجاتا۔ وہ شنکر کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہونے دے گی۔ وہ شنکر سے کترانے لگی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شنکر بھی اس سے دور رہنے لگا اس نے سمجھا وہ جیت گئی۔ اب کوئی مستقبل اسکی پریشانی کا باعث نہیں ہوگا۔ ماضی کا سلسلہ حال میں آکر ختم ہوا حال! بس حال!! سارے غم واندوہ استحصال ظلم کی لمبی داستان اب ختم ہوتی ہے۔ اب وجود کا نقطہ صرف ان ذی روح تک ہی محدود ہوگا جن کے پاس نہ ضمیر ہوگا نہ گناہ و ثواب کی تمیز و تفریق!

وہ اپنے وجود سے انکار کر رہی تھی۔ وہ اس ازلی حقیقت کو جھٹلانے پر تلی تھی۔ جس کی وہ ایک ادنیٰ کڑی تھی۔ تکمیل کسی ایک فرد یا ذات تک محدود نہیں۔ وہ اس حقیقت کو ساقط نہیں کرسکتی تھی جو تمام بنی نوع انسان کے وجود کا ماحصل تھی۔ وہ اپنے ان جذبات کو یکسر رد کر رہی تھی۔ جس کا گہرا تعلق خود اس کی ذات سے تھا۔

پہلے پہل کا وہ اطمینان جو اس نے شنکر کی دوری سے محسوس کیا تھا اب بے چینی کا رنگ اختیار کر رہا تھا اب بھی شنکر کی قربت کی آگ اس کے دل میں جل رہی تھی وہ یہ نہیں برداشت کرسکتی تھی کہ شنکر اس کے محور سے دور رہ کر کسی دوسرے محور میں چکر کاٹنے لگے۔ وہ تو محض ایک حد فاصل کھینچ کر شنکر کو مستقبل کی حفاظت سے باز رکھنا چاہتی تھی۔

انسان ماضی سے خواہ کتنا بیزار، مستقبل کے تصور سے جس قدر بھی پریشان ہو۔ حال کی اسے سب سے زیادہ فکر ہوتی ہے۔ حال سے اس کی گہری وابستگی ہوتی ہے کہ اس پر اس کا اختیار ہوتا ہے۔

شنکر اب دیر سے گھر آنے لگا تھا۔ دونوں ہی ایک مکان میں اجنبی سے رہنے لگے تھے۔ نتیجہ یہ تھا کہ شنکر گھر پہ ہوتا تو اس کا سارا وقت ماں کے ساتھ گذرتا کبھی کبھی شنکر ماں کے کمرے میں سو بھی جاتا۔

اس نے یہ ساری چیزیں دیکھیں اور اس کے ذہن میں کیلیں پیوست ہونے لگیں۔ اس کے تخیل میں آگ سی لگ گئی۔ اس پر ہذیانی کیفیت طاری ہو جاتی۔ اس کے جی میں آتا کہ وہ شور کرنے لگے "دنیا والوں آؤ دیکھو کیا ہو رہا ہے؟"

وہ تلملا کر رہ جاتی۔ وہ کان لگا کر سنتی لیکن آواز اتنی نحیف ہوتی کہ وہ کچھ نہیں سمجھ پاتی۔ وہ سوچنے لگتی۔ اس دنیا میں پیش آنے والے سارے واقعات ایک ہی محیط کا طواف کر رہے ہیں یہاں کوئی ابتدا، عروج، کوئی انتہا نہیں؟ اس کا کوئی سرا نہیں، کوئی محور نہیں؟

وہ خود اس کا باپ، شنکر، شنکر کی ماں، سارے لوگ اس محیط پر بنے چند ایسے نقطے ہیں جو اس محیط کی تکمیل میں ایک مقام تو رکھتے ہیں لیکن اس سے الگ ان کا کوئی وجود نہیں ——؟

یہ کیسا دائرہ ہے؟ کیا یہی زندگی ہے؟؟ اس دائرے میں ایک مقام پہ مجبور بن کر رہنا ہی زندگی ہے؟؟؟

اور اس نے فیصلہ کر لیا۔ میں اس محیط کی ایک ایک کڑی توڑ دوں گی۔ یہ سارا سلسلہ بکھر جائے گا۔ میں ایسا دھماکہ خیز انکشاف کروں گی کہ محیط کو قائم رکھنے والی ساری کڑیاں الگ ہو جائیں گی اور لوگ ہر کڑی کو نفرت اور حقارت سے دیکھیں گے۔

شنکر کی ماں نے اخبار دکھاتے ہوئے کہا: "دیکھو یہ یوگی راج ہیں۔ ان کے آشیرواد سے بنجر زمین میں فصل لہلہا اٹھتی ہے۔ اس زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں تم لوگ جو آج ہو وہ کل نہیں رہوگے۔ سمے کسی کا انتظار نہیں کرتا۔ رشی کیش میں یہ ابھی رہتے ہیں۔ جا کر مل لو۔ گھومنے گھمانے سے من بھی بہل جائے گا"

وہ خاموشی سے ساس کی باتیں سنتی رہی۔ ماں کے جانے کے بعد شنکر نے پوچھا۔

جانا چاہتی ہو؟ کب چلنے کا ارادہ ہے؟؟"

اس نے سوال کا کوئی جواب نہیں دیا۔ شنکر نے پھر اپنا سوال دہرایا

"تم جاؤ اور تم اپنی ممی کو یوگی راج کے پاس لے جاؤ" وہ بپھر کر بولی

"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہوگیا ہے؟ شرم نہیں آتی؟" شنکر نے گرج کر کہا

"ہاں مجھے شرم آنی چاہیے اور تمہیں اور تمہاری ماں کو اس بات پر فخر کرنا چاہیے کہ۔

"خاموش! ذلیل!!"

نہیں میں چپ نہیں رہ سکتی شنکر! ایک جوان بیٹا اپنی بیوی کو چھوڑ کر ہر وقت اپنی ماں کے گرد کیوں منڈلاتا ہے؟ رات بھر شہد کی مکھیاں تمہارے کمرے میں بھنبھناتی ہیں، آخر کیا ماجرا ہے تم اور تمہاری....''

تم اس حد تک ذلیل ہوسکتی ہو میں نے کبھی ایسا کبھی سوچا بھی نہیں تھا"

"سچ کہنا اگر ذلالت ہے تو میں ضرور ذلیل ہوں"

اسی شام کو اس کے باپ نے بلا کر اسے تنبیہ کی

تمہیں اس طرح کے الزام لگاتے شرم نہیں آئی؟ تمہاری زبان کیسے کھلی؟"

ہاں یہ تعجب خیز بات ہے لیکن میں کب تک خاموش رہتی۔ سچ بات....'

"خاموش بدتمیز" باپ نے جھڑکا۔ "یہ پاگل ہوگئی ہے"

نہیں میں چپ نہیں رہ سکتی۔ پاگل میں نہیں آپ کے شنکر بابو ہیں جو ماں کے ساتھ۔ اور پاگل آپ ہیں جس نے بیٹی کے مقدس رشتے کو...."

"بیٹی؟ کس کی بیٹی؟؟ شاید تمہیں یہ معلوم نہیں کہ تو میری بیٹی نہیں ہے۔ میری بیوی کو اسپتال میں ہوش آیا تو اس نے اپنا نوزائیدہ بچہ مانگا۔ ہم سب پریشان ہوگئے کسی ماں نے اپنے بچے کو اسپتال میں چھوڑ دیا تھا اور غائب ہوگئی تھی۔ میں نے ڈاکٹروں اور نرسوں سے تمہیں لے لیا اور میری بیوی تاحیات تمہیں اپنی بیٹی سمجھتی رہی"

(پٹنہ سے نشر)

م۔ق۔خان
معروف گنج
گیا (بہار)

بقیہ یہی سچ ہے

اتار دے گا۔ وہ اتنی جلد بازی سے کام کیوں لے رہی ہے۔ ابھی تو وہ آیا ہے۔ رجنی خفا نہ ہوجائے گی؟ پربھاکر شک نہ کرے گا۔؟ وہ خاموشی سے انگیٹھی سے لپٹوں طرف دیکھتی رہی۔ مگر وہ یہ سب کیوں کر رہی ہے کیوں سوچ رہی ہے۔ دو سال کی شادی شدہ زندگی میں وہ پربھاکر کے ساتھ کیا انصاف کرسکی؟ ہر وقت وہ خود بھی الجھی رہتی ہے اور پربھاکر بھی چڑچڑا ہوتا جارہا ہے۔ کب سے وہ ان دراروں پر بھٹک رہی ہے۔ پیچھے دیکھتی ہے تو آگ ہی آگ ہے اور آگے اندھیرا ہی اندھیرا۔ وہ کب تک یوں درمیان میں کھڑی رہے گی۔

اس نے اپنے اور پربھاکر کے درمیان ایک ایسی کھائی پیدا کرلی تھی جسے وہ پاٹنا تو چاہتی تھی مگر جس کے فاصلوں اور گہرائی کا خود اسے علم نہ تھا۔ دو دن تک وہ کمل کے ساتھ چند لمحے گزارنے کا انتظار کرتی رہی مگر کمل تو رجنی کا دیوانہ بن گیا تھا۔ بس کھانے اور ناشتے کے وقت ڈرائنگ ٹیبل پہ سب کی ملاقات ہوتی اس کے بعد وہ یا تو سیر و تفریح کے لیے کہیں نکل جاتے یا پھر کمرے میں بند رہتے اور ڈرائنگ ٹیبل پر بھی کمل کا موضوع گفتگو رجنی ہی ہوتی۔ نیلو اندر سے ٹوٹ ٹوٹ گئی۔ بکھر بکھر گئی۔ تو کیا اس نے اپنی گھریلو زندگی میں اسی کمل کے لیے آگ لگائی تھی؟ اسی کمل کے لیے اس نے پربھاکر سے اپنی چاہتوں کے رشتے سے انکار کیا تھا۔ اپنی زندگی کے دو خوبصورت برسوں کو اس نے دوزخ کے شعلوں کی نذر کر دیا تھا۔ وہ مشین کی طرح کام انجام دے رہی تھی۔ دماغ سن تھا۔ کچھ سوچ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔ ہوش آیا تو رجنی اور کمل اس سے رخصت ہو رہے تھے۔ وہ ایک لفظ نہ بول سکی۔ خاموشی سے ہاتھ جوڑ دیے۔ اور پلٹ کر پربھاکر کی باہوں میں پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی——

(آکاش وانی لکھنؤ سے نشر)

اوہ، پھر ملیریا

اس کا بروقت علاج کیجئے۔ اس کو ملیا میٹ کر دیجئے

خوفناک ملیریا کا خطرہ منڈلا رہا ہے۔ یہ ایک خطرناک مرض ہے۔ اس کا موثر تدارک ضروری ہے۔ اس کا علاج گو، دستیاب ہے مگر بہتر طریقہ ہے اس سے بچاؤ۔ یہاں آپ کو کچھ فائدہ مند سجھاؤ دیئے جاتے ہیں:

وجوہ

- ملیریا ایک قسم کے جراثیم سے ہوتا ہے۔
- مچھر، ملیریا کے مریض کو کاٹتے ہیں تو وہ یہ جراثیم اپنے ساتھ لے جاتے ہیں اور صحت مند لوگوں کے جسم میں داخل کر دیتے ہیں۔
- جمع شدہ پانی، مچھروں کی پیدائش میں معاون ہوتا ہے۔
- مریض کا علاج بروقت نہ کرانے سے مرض کے پھیلنے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔

علامتیں

1 اچانک لرزے کے ساتھ بخار چڑھ جاتا ہے۔
2 جسم ٹوٹنے اور سر میں شدید درد ہونے لگتا ہے۔
3 بعد ازاں حرارت کم ہو جاتی ہے، پسینہ بہت آتا ہے، نقاہت ہو جاتی ہے۔

ہوشیار

دماغی یا موذی ملیریا سے دماغی خلل لاحق ہو سکتا ہے جو بیہوشی یا ہذیان کی صورت اختیار کر سکتا ہے۔ اگر بروقت اس کا علاج نہ ہو تو یہ مہلک بھی ثابت ہو سکتا ہے۔

علاج

- مریض کے خون کی جانچ فوراً کروایئے۔
- ابتدائی علاج کے طور پر کلوروکوئین کی گولیاں کھلایئے۔
- خون کی جانچ سے اگر ملیریا کی تصدیق ہو جائے تو پورے پانچ دنوں تک ملیریا کا مکمل علاج کرایئے۔

ملیریا کارکن، نزدیکی پرائمری ہیلتھ سینٹر، ڈسپنسری یا اسپتال سے رجوع کیجئے جہاں یہ سہولیات مفت دستیاب ہیں۔



احتیاطی تدابیر

- گندہ یا بارش کا پانی دیر تک نالیوں، گڈھوں، گملوں، متروک ٹین ڈبوں وغیرہ یا اپنے گھر میں نیز آس پاس جمع نہ رہنے دیں۔
- پانی جمع رکھنے کی ٹنکیاں، ٹب، مٹکے وغیرہ ہفتے میں ایک بار ضرور خالی کر کے صاف کیجئے۔
- کیڑے مار دوائیاں چھڑکنے والی ٹیموں سے تعاون کیجئے۔
- اپنے گھر کے کونے کونے میں دواؤں کا چھڑکاؤ کروایئے — اسٹور، باورچی خانہ، عبادت گاہ، مویشی خانے میں بھی چھڑکاؤ ضرور کروایئے۔ چھڑکاؤ کے دوران کھانے پینے کی چیزیں اور مویشیوں کا چارہ ڈھانپ کر رکھئے۔
- چھڑکاؤ کے فوراً ہی بعد پلاسٹر یا سفیدی کرانے سے اجتناب کیجئے۔

بخار کے ہر واقعہ کی اطلاع صحت کارکنوں کو دیجئے

ملیریا کے انسداد کا قومی پروگرام

(وزارتِ صحت و خاندانی بہبود)

22۔ شام ناتھ مارگ، دہلی 110054

davp 81/155

اردو سروس

پہلی مجلس

میڈیم ویو: ۴۲۷.۳۴ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز) میڈیم ویو: ۲۸۰.۱۴ میٹر (۱۰۷۱ کلوہرٹز)

شارٹ ویو: ۳۱.۷۰ میٹر (۹۴۶۰ کلوہرٹز)

دوسری مجلس

میڈیم ویو: ۴۲۷.۳۴ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز) میڈیم ویو: ۲۸۰.۱۴ میٹر (۱۰۷۱ کلوہرٹز)

شارٹ ویو: ۳۱.۰۱ میٹر (۹۶۷۵ کلوہرٹز)

تیسری مجلس

میڈیم ویو: ۴۲۷.۳۴ میٹر ۷۰۲ کلوہرٹز شارٹ ویو: ۹۱.۰۵ میٹر ۳۲۹۵ کلوہرٹز

مقررہ پروگراموں کے لیے "آواز" یکم نومبر کا شمارہ دیکھیے

پیر ۱۶؍ نومبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت اور قوالی

۶-۲۵ شہرِ صبا
نینا بھادوڑی، مہندر پال
غزلیں

۷-۳۰ سازِ سنگیت
چت دیو برمن، راگ بھٹیار

۸-۲۰ ترنگِ ساز

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
شنو کھورانہ، خیال

دوپہر

۲-۰۷ نگاہِ انتخاب

رات

۸-۴۵ کلامِ شاعر

۹-۰۰ حسنِ غزل
مہندر پال، غزلیں

۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی
شنو کھورانہ، خیال
چت دیو برمن، اسراج پر راگ درباری

منگل ۱۷؍ نومبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں

۶-۲۵ شہرِ صبا
کمل ہنس پال، شاد فدائی کا کلام
ہریش بھاردواج، ساحر بھوپالی اور
فنا نظامی کا کلام

۷-۳۰ سازِ سنگیت
این راجم، وائلن پر راگ دیسی

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
شرافت حسین خاں، خیال جونپوری

دوپہر

۲-۰۷ جگمگی گیت

۲-۳۰ گیت سے گیت

۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی

رات

۸-۴۵ تقریر

۹-۰۰ حسنِ غزل
کمل ہنس پال، ساغر نظامی کا کلام

۹-۳۰ آئینہ

۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی
شرافت حسین خاں، خیال شدھ کلیان
این راجم، وائلن پر راگ جوگ

بدھ ۱۸؍ نومبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت اور قوالی

۶-۲۵ شہرِ صبا
نیلم ساہنی، فراق گورکھپوری کا کلام
گھنشیام داس، امیر مینائی اور
حسن نعیم کا کلام

۷-۳۰ سازِ سنگیت
اننت لال و ساتھی
شہنائی پر راگ دیسی

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
گریجا دیوی، خیال دیسی

دوپہر

۲-۳۰ بزمِ خواتین

۳-۰۰ فلمی دنیا
(۱) "پہچانیے"
ترتیب و پیشکش، سرفراز احمد
(۲) تجزیہ، ظہیر کیفی امروہوی

رات

۸-۴۵ شہر نامہ

۹-۰۰ حسنِ غزل
نیلم ساہنی، جگر مرادآبادی اور
صادق دہلوی کا کلام

۹-۳۰ کھیل کے میدان سے

۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی
گریجا دیوی، خیال نائیکی
اننت لال و ساتھی،
شہنائی پر راگ مدھوکونس

جمعرات ۱۹؍ نومبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں

۶-۲۵ شہرِ صبا
ایرا نگم، جاں نثار اختر کا کلام
اے۔ رمیش کمار، صبا افغانی اور
عزیز وارثی کا کلام

۷-۳۰ نوائے ساز
کلیانی رائے، ستار پر جونپوری

۹-۳۰ کلاسیکی موسیقی
حفیظ احمد خاں، خیال للت کیسر

دوپہر

۲-۰۷ دھوپ چھاؤں

۲-۳۰ پنگھٹ

رات

۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ

۹-۰۰ ڈرامہ

۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی
حفیظ احمد خاں، خیال رسل نغمی
کلیانی رائے، ستار پر مالکونس

جمعہ ۲۰؍ نومبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
تلاوت قرآن پاک معہ ترجمہ
نعت، نعتیہ کلام

۶-۲۵ شہرِ صبا

۷-۳۰ سازِ سنگیت
نیل مکرجی، سرود پر راگ اہیا بلاول

۷-۴۵ ہم سے پوچھیے

۹-۳۲ آپ کے خط آپ کے گیت

دوپہر

۲-۰۷ سات سوال

۲-۳۰ حرفِ غزل

۳-۰۰ آواز دے کہاں ہے

رات

۸-۴۵ تقریر

۹-۰۰ حسنِ غزل
ولایت حسین ساگر، عرش ملسیانی اور
مجاز کا کلام

۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی
ہیرابائی بڑوڈکر، خیال کیدارہ
نیل مکرجی، سرود پر راگ کوسی کانہڑہ

ہفتہ ۲۱؍ نومبر

صبح

۶-۲۵ شہرِ صبا
وندنا واجپئی، غزلیں
راجندر کمار کاچرو، رضا امروہوی اور
گووند چاپنوری کا کلام

۷-۳۰ سازِ سنگیت

۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی

دوپہر

۲-۰۷ گیتانجلی

۲-۳۰ بزمِ خواتین

۳-۰۰ پھر سنیے

رات

۹-۰۰ حسنِ غزل، وندنا واجپئی

۱۱-۰۵ بزمِ موسیقی
پنڈت جسن لال، خیال راگ کونس

اتوار ۲۲؍ نومبر

صبح

۶-۲۵ شہرِ صبا
شانتی ہیرانند، غزلیں

محمد عرفان صدیقی ، امیر قزلباش اور
غالب کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
رمضان خاں ، طبلہ پر روپک تال
۹-۳۲ چلتے چلتے
دوپہر
۲-۰۷ آپکا خط ملا
۲-۳۰ غزلیں (فرمائشی)
۳-۰۰ قوالیاں (فرمائشی)
رات
۸-۴۵ کھیل کھلاڑی
ایشیائی کھیل ۱۹۸۲ء
۹-۰۰ حسن غزل
شانتی ہیرانند ، غزلیں
۹-۱۵ کچھ دن کا رے
پروین سلطانہ ، ٹھمری پہاڑی
۱۱-۰۵ بزم موسیقی

پیر ۲۳ نومبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
نعت خوانی
۶-۲۵ شہر صبا
ارملا ناگر ، غزلیں
موہندر چوپڑہ ، راجیش کمار اوج
کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
گوپال مشرا ، سارنگی پر راگ توڑی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
غلام مصطفےٰ خاں ، خیال توڑی
دوپہر
۲-۳۰ راگ رنگ
رات
۸-۴۵ کلام شاعر
۹-۰۰ حسن غزل ، ارملا ناگر
۹-۳۰ شکریہ کے ساتھ
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
غلام مصطفےٰ خاں ، خیال راگیشری
گوپال مشرا ، سارنگی پر ملہو بہاگ

منگل ۲۴ نومبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں
۶-۲۵ شہر صبا

جمیل احمد ، درد اور اقبال کا کلام
امرجیت ، فانی اور مومن کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
وی جی جوگ ، وائلن پر راگ توڑی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
نزاکت علی خاں ، خیال گجری توڑی
دوپہر
۲-۰۷ میری نظر میں
۲-۳۰ نغمہ و تبسم
۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
رات
۸-۴۵ تقریر
۹-۰۰ حسن غزل
جمیل احمد ، ریاض خیرآبادی اور
ذوق کا کلام
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
نزاکت علی خاں ، خیال لگن کونس
وی جی جوگ ، وائلن پر راگ
جے جے ونتی

بدھ ۲۵ نومبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
نعت خوانی - قوالی
۶-۲۵ شہر صبا
سیما شرما ، سکندر علی وجد اور
بشیر بدر کا کلام
راحت علی ، عمر قریشی اور
مشیر جھنجھانوی کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
بسم اللہ خاں وساتھی
شہنائی پر ٹھمری بھیروی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
استاد نثار حسین خاں ، خیال نٹ بھیروی
دوپہر
۲-۳۰ بزم خواتین
۳-۰۰ پاکستانی فلم کی 'بسیرا'
ترتیب و پیشکش ، پروانہ ردولوی
رات
۸-۴۵ دلی ڈائری
۹-۰۰ حسن غزل
راحت علی ، حسرت موہانی اور
ظفر کا کلام
۹-۳۰ مشاعرہ
۱۱-۰۵ بزم موسیقی

۱۱-۰۵ استاد نثار حسین خاں ، خیال ہم کلیان
بسم اللہ خاں اور ساتھی
شہنائی راگ کیدارہ

جمعرات ۲۶ نومبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں
۶-۲۵ شہر صبا
وتیا ناتھ سیٹھ ، نذیر اکبرآبادی اور
جوش ملیانی کے نغمے
افروز بانو ، غزلیں
۷-۳۰ نوائے ساز
اوما شنکر مشرا ، ستار وادن
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
شیلا دھر ، خیال گن کلی
دوپہر
۲-۳۰ یادیں بن گئیں گیت
۳-۰۰ دریچہ
رات
۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ
۳-۰۰ ڈرامہ
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
اوما شنکر مشرا ، ستار وادن
شیلا دھر ، خیال جے جے ونتی

جمعہ ۲۷ نومبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
تلاوت قرآن پاک مع ترجمہ
نعت و نعتیہ کلام
۶-۲۵ شہر صبا
۷-۳۰ ساز سنگیت
فردوس احمد ، سرود پر للت
۷-۴۵ اب کی بار
۹-۰۰ آو بچوں
۹-۳۲ آپ کے خط آپکے گیت
دوپہر
۲-۰۷ سات سوال
۲-۳۰ حرف غزل
۳-۰۰ آواز دے کہاں ہے
رات
۸-۴۵ تقریر
۹-۰۰ حسن غزل
جگدیش سہگل ، شاد عارفی اور

بشیر بدر کا کلام
۹-۱۵ کتابوں کی باتیں
۹-۳۰ روبرو
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
پدماوتی گوکھلے ، خیال کاموَد
فردوس احمد ، سرود پر راگ درباری

ہفتہ ۲۸ نومبر

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
صلاح الدین احمد ، غزلیں
شانتا سکینہ ، آنند نرائن ملا اور
ساحر ہوشیارپوری کا کلام
۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
دوپہر
۲-۰۷ گیت آپ کے شعر ہمارے
۲-۳۰ بزم خواتین
۳-۰۰ پھر سنیئے
رات
۸-۴۵ ریڈیو نیوز ریل
۹-۰۰ حسن غزل
صلاح الدین احمد ، غزلیں
۹-۳۰ نئی نسل نئی روشنی
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
غلام تقی خاں ، خیال

اتوار ۲۹ نومبر

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
غلام تقی خاں ، غزلیں
نسیم بانو ، غزلیں
۷-۳۰ ساز سنگیت
شیخ داؤ ، طبلہ پر تین تال
۹-۳۲ چلتے چلتے
۲-۰۷ آپ کا خط ملا
۲-۳۰ رنگ محل
رات
۸-۴۵ کھیل کھلاڑی
ایشیائی کھیل ۱۹۸۲ء
۹-۱۵ کچھ دن کا رے
کنول سنگھ ، ٹھمری مشر کماج

پیر ۳۰ نومبر

صبح
۶-۲۵ شہر صبا (باقی ص ۲۳۹ X)

دہلی

میڈیم ویو

دہلی الف ۳ ۳۶۶۶ میٹر ۸۱۹ کلو ہرٹز
دہلی ب ۲۹۴۶۹ میٹر ۱۰۱۷ کلو ہرٹز
دہلی ج ۲۱۹۰۳ میٹر ۱۳۶۸ کلو ہرٹز
دہلی د ۲۴۶۶۹ میٹر ۱۲۱۵ کلو ہرٹز

شارٹ ویو

صبح ۰۰-۶ سے ۸-۱۵ تک ۱۵-۹۱ میٹر ۲۳۶۵ کلو ہرٹز
صبح ۸-۱۵ کے بعد ۴۳-۹۱ میٹر ۷۱۱۰ کلو ہرٹز
دوپہر ۱۵-۱۳۱ میٹر ۷۶۳۰ کلو ہرٹز
شام ۵-۴۵ تک ۲۲-۱۹ میٹر ۷۱۱۰ کلو ہرٹز
شام ۰۰-۶ سے رات تک ۱۵-۹۱ میٹر ۲۳۶۵ کلو ہرٹز

خبریں

دہلی الف: عالمی خبریں: ہندی: صبح ۰۰-۶ تا ۶-۲½ انگریزی: صبح ۶-۲½ تا ۶-۵

ہندی میں خبریں: ۰۰-۸، ۰۰-۱۱، ۱۱-۵، ۱-۱۰، ۱۲-۰۰، ۵، (صوبائی خبریں) ۵-۰۶، ۶

۰۰-۷ (علاقائی خبریں) ۸-۴۵، ۵-۰۸، ۱۱-۰۰ (عالمی خبریں)

انگریزی میں خبریں: دوپہر ۰۰-۱۲ سنسکرت میں خبریں: صبح ۰۰-۷، شام ۶-۱۰

اردو میں خبریں: صبح ۸-۵۰، دوپہر ۵۰-۱ اور رات ۹-۱۵ (خبریں اور تبصرہ)

پنجابی میں خبریں: دوپہر ۴۰-۱

دہلی ب: ہندی میں خبریں: ۲-۴۵ (دھیمی رفتار سے)

انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰، ۰۰-۱۰، ۱-۲۰، ۲-۲ (دھیمی رفتار سے)

۴-۰۰، ۶-۰۰، ۹-۰۰، ۱۱-۰۰ (عالمی خبریں)

پنجابی میں خبریں: صبح ۸-۳۰، شام ۷-۳۰ ہندی میں نیوز لیٹر: صبح ۰۰-۹ بجے

دہلی د: ہندی میں خبریں: شام ۷-۳۰

انگریزی میں خبریں: رات ۹-۱۵

کھیل کود کی خبریں: شام ۰۰-۷ (ہندی) رات ۰۰-۸ (انگریزی)

مقررہ پروگرام کے لیے "آواز" شمارہ یکم نومبر دیکھیے

پیر ۱۶ نومبر

دہلی 'الف'

صبح

۱۰-۸، شام ۵-۴۰، ۰۰-۹ نصیر احمد خاں، گائن

۱۰-۳۰ وادیہ ورند
۱۱-۰۲ عبدالسمیع خاں، سرود
۱۱-۳۰ شیشری سین، گائن
۱۲-۰۲ لوک بھارتی، تیلگو گیت
۱۲-۳۰ 'مہیش'، ناٹک
شرت چندر کی کہانی کا ریڈیائی روپ
پیشکش: بی ایس بشناگر

رات

۰۰-۸ سواستھ پرکشا
۸-۱۵ سبھد سنگیت
۸-۳۰ ٹھمری

۰۰-۹ نیشنل پروگرام، ہندی تقریر

دہلی 'ب'

صبح

۷-۲۲ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم، سندھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
اودھی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۲۲ شام شانتی سنگھ سیٹھی و ساتھی، شبد
۳-۳۰ عبدالسمیع خاں، سرود
۶-۴۵، ۸-۴۵
شانتا سکینہ، بھجن/غزل
۹-۳۰ انگریزی تقریر

منگل ۱۷ نومبر

دہلی 'الف'

صبح ۸-۱۰ راس بہاری دتہ، ستار

۱۰-۳۰ وادیہ ورند
۱۱-۰۲ شمیم احمد خاں، گائن
۱۱-۳۰ یشونت دانی، بانسری

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
اڑیہ لوک گیت
۵-۰۵ گیان وگیان
۵-۴۰، رات ۰۰-۹
راس بہاری دتہ، ستار

رات

۰۰-۸ اڈیوگ منڈل
۸-۱۵ ان سے ملیے
۸-۳۰ سبھد سنگیت
۹-۳۰ 'کلیے اور کنکر'، ناٹک
تحریر: آر کے شرما
ہدایت: دینا ناتھ
۰۰-۱۰ ریڈیو سنگیت سمیلن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم، بنگلہ گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
اوشا بھگتی، بھوجپوری لوک گیت
۳-۳۰ سبھد سنگیت
۳-۴۵ ٹھمری

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
سگم سنگیت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، انگریزی تقریر

بدھ ۱۸ نومبر

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ ایل کے پنڈت، گائن
۱۰-۳۰ وادیہ ورند
۱۱-۰۲، رات ۸-۳۵
سبھد سنگیت
۱۱-۱۵ ٹھمری
۱۱-۳۰ وینا پانی مشرا، گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
کنڑ لوک گیت

شام

۵-۳۰، ۰۰-۹
ایل کے پنڈت، گائن
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت
۰۰-۸ 'نئی مشین، پرانی مشین'، جھلکی
تحریر: دلیپ سنگھ
ہدایت: دینا ناتھ
۸-۱۵ وگیان آلوک
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم
گجراتی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری: ہریانوی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲ سندھی گیت
۳-۳۰ سرسوتی راما ناتھن، گائن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
شبد
۹-۳۰ لیگل اسپاٹ

جمعرات ۱۹ نومبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ اوما شنکر مشرا، ستار
۱۰-۳۰ وادیہ ورند
۱۱-۰۲ بینظیر بیگم، ٹھمری، دادرا
۱۱-۳۰، رات ۰۰-۹
اوما شنکر مشرا، ستار

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
بنگلہ گیت
۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ

شام

۵-۴۰ بال کاریہ کرم
۸-۱۵ میلانیں اور وکاس، سلسلہ وار تقریر
(۹) سواستھ اور بچے
۸-۳۰ سبھد سنگیت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

دہلی 'ب'

صبح

۷-۲۲ سنگیت سوربھی
ٹھمری، دادرا

۷-۵۰ سنگم، مراٹھی گیت
۹-۱۰ لوک بھارتی
برج کے لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵، ۴-۰۲

پرجیت کور، شبد
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
سندری شیشادری، گائن

شام
۶-۴۵، ۸-۴۵

اندرناراین، گیت، غزل
۹-۳۰ انگریزی تقریر

جمعہ ۲۰ نومبر

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ سنیل کمار بوس، ٹھمری، دادرا
۱۰-۳۰ وادیہ ورند
۱۱-۰۲ وجے کمار، بانسری
۱۱-۳۰ وسنت راؤ راجورکر، راگ گوڑ سارنگ

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت

شام
۵-۴۰، ۹-۰۰

سنیل کمار بوس، ٹھمری، دادرا
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت
۸-۰۰ گاندھی چرچا
۸-۱۵ ڈاکٹر کی رائے میں
۸-۳۵ سبد سنگیت
۹-۳۰ 'مہاراجہ رنجیت سنگھ' پنجابی ناٹک
تحریر و پیشکش: کرتار سنگھ دگل
دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم
تامل گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵، ۴-۰۲

اہلا ناگر، گیت، غزل
۳-۳۰ اے ڈی ایس کرشنا راؤ، گائن

شام
۶-۴۵، ۸-۴۵

قوالیاں
۹-۳۰ انگریزی پروگرام

ہفتہ ۲۱ نومبر

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ منور علی خاں، گائن
۱۰-۳۰ وادیہ ورند
۱۱-۰۲ اشوک کمار و ساتھی
شہنائی وادن
۱۱-۳۰ وجینتی بھٹاچاریہ، گائن

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت

شام
۵-۴۰، رات ۹-۰۰

منور علی خاں، گائن
۸-۰۰ سواستھ رکشا
۸-۱۵ آج کے اتتھی
۸-۳۰ سبد سنگیت
دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم
ملیالم گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
کشمیری لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵، ۴-۰۲

سگم سنگیت
۳-۳۰ اشوک کمار اور ساتھی
شہنائی وادن

شام
۶-۴۵، ۸-۴۵

کرونا ابول، گیت، غزل
۹-۳۰ اور گیسٹ ٹونائٹ

اتوار ۲۲ نومبر

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰، رات ۹-۰۰

دیپالی ناگ، گائن
۹-۰۰ بال کاریہ کرم

دوپہر
۱۲-۱۵ 'کمل ناتھ کی جیت' جھلکی

پردیپ پنت کی کہانی کا ریڈیو عکس
ہدایت: بھارت رتن بھارگو
۲-۳۰ 'چور پہ چور، چور' پنجابی ناٹک
تحریر: بی ایس کھوسلہ
ہدایت: دلوپندر سنگھ
۵-۲۰ سنسکرت پاٹھ

شام
۵-۳۵ کرناٹک سنگیت
اکھلا کرشنن، گائن
۸-۰۰ رابندر سنگیت
۸-۱۵ ساہتیکی
۹-۳۰ محفل
دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم
اڑیہ گیت
۹-۱۵ اپنی نگری

دوپہر
۳-۱۵، ۴-۰۲

نکیش جولی، منڈولن پردھن
۳-۳۰ دیپالی ناگ، گائن

شام
۶-۴۵، ۸-۴۵

پرسار گیت
۹-۳ کرنٹ افیئرز

پیر ۲۳ نومبر

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ امرناتھ، گائن
۱۰-۳۰ وادیہ ورند
۱۱-۰۲، رات ۸-۱۵

فردوس احمد خاں، سرود
۱۱-۳۰ محمد سعید، محمد راشد
راگ للت

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
تیلگو لوک گیت
۱۲-۳۰ 'کونی اور کونکر' ناٹک
تحریر: آر کے شرما
ہدایت: دینا ناتھ

شام
۵-۴۰، ۹-۰۰

امرناتھ، گائن
۸-۰۰ سواستھ رکشا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام
'اپنی دھرتی، اپنا دیش'
'مہاراشٹر'
ہندی تقریر
دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۲ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم
۹-۱۰ لوک مادھوری
بھوجپوری لوک گیت

۳-۱۵، ۴-۰۲

سگم سنگیت
۳-۳۰ سبد سنگیت
۳-۴۵ ٹھمری
شام ۶-۴۵، ۸-۴۵ سگم سنگیت
۹-۳۰ انگریزی تقریر

منگل ۲۴ نومبر

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰، ۵-۴۰، رات ۹-۰۰

احمد رضا، وچتروینا
پریم ولبھ، طبلہ پرسنگت
۱۰-۳۰ وادیہ ورند
۱۱-۰۲ مشتاق حسین خاں، گائن
۱۱-۳۰ بلونت رائے ورما، ستار

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
آسامی لوک گیت
۵-۰۵ گیان وگیان

رات
۸-۰۰ ادیوگ منڈل
۸-۱۵ فلم چرچا
۸-۳۰ ٹھمری
۹-۳۰ شان دہلی، ڈاکومنٹری فیچر
'لال حویلی خانم کا بازار'
تحریر و پیشکش: ایف سی ماتھر
دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ بلونت رائے ورما، ستار
۷-۵۰ سنگم
بنگلہ گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۲۰

کرناٹک سنگیت

۳-۳۰ مشتاق حسین خاں ، گائن

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵

پشپا ہنس ، پنجابی گیت

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، انگریزی تقریر

بدھ ۲۵ر نومبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ظہور احمد خاں ، وائلن

۱۰-۳۰ وادیہ ورند

۱۱-۰۲ پنڈت ونائیک راؤ پٹوردھن گائن

۱۱-۳۰ منتوش بنرجی ، ستار

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی

ملیالم گیت

شام

۵-۴۰ ، ۹-۰۰

ظہور احمد خاں ، وائلن

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

۸-۰۰ 'کمل ناینک کی جیت' ، جھلکی

پریم چند کی کہانی کا ریڈیو عکس

تحریر و پیشکش ، رتن بھارگو

۸-۱۵ وگیان آلوک

۸-۲۵ ٹھمری ، دادرا

۹-۳۰ چترپا کا وفیسہ

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

۷-۵۰ سنگم

گجراتی گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری

ہریانوی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۲۰

سورج کپور ، غزلیں

۳-۳۰ وی ایس سندی ، گائن

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵

وی ایچ ساگر ، غزلیں

۹-۳۰ دیگر اسٹیشنوں سے انتخاب

جمعرات ۲۶ر نومبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، ۱۱-۳۰

حفیظ احمد خاں ، گائن

۱۰-۳۰ وادیہ ورند

۱۱-۰۲ وشو جیت رائے چودھری سرود وادن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی

بنگلہ لوک گیت

شام

۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ

۵-۴۰ بال کاریہ کرم

۸-۱۵ تب کیا کریں ہم جب قرضدار کر جائے

ہندی تقریر

۸-۳۰ سبدھ سنگیت

۹-۰۰ حفیظ احمد خاں ، گائن

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، ناٹک

'الونتریتی پریشن'

آنند کیمیانی کی کہانی کا ریڈیو عکس

ہندی ترجمہ ، بھارت رتن بھارگو

دہلی 'ب'

صبح

۷-۲۲ سنگیت سوربھی

وشو جیت رائے چودھری ، سرود

۷-۵۰ سنگم

مراٹھی گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری

برج کے لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۲۰

کے اے وینکٹیشون ، گائن

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵

من موہن پہاڑی

بھجن ، پنجابی گیت

۹-۳۰ انگریزی تقریر

جمعہ ۲۷ر نومبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ سلوچنا برہسپتی ، گائن

۱۰-۳۰ وادیہ ورند

۱۱-۰۲ غلام صابر خاں ، سارنگی

۱۱-۳۰ سلطان احمد خاں ، گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی

مراٹھی لوک گیت

شام

۵-۴۰ ، ۹-۰۰

سلوچنا برہسپتی ، گائن

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

۸-۰۰ گاندھی چرچا

۸-۱۵ اولوکن

۸-۲۵ جتیندر پرتاپ ، ستار

۹-۳۰ 'کولتار' ناٹک

تحریر و ہدایت ، مدرا راکشس

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

جتیندر پرتاپ ، ستار

۷-۵۰ سنگم

تیلگو گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری

راجستھانی لوک گیت

۳-۱۵ ، ۴-۲۰

سگم سنگیت

۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

سی اے وینکٹا چلم ، وینا

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵

سگم سنگیت

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، انگریزی فیچر

ہفتہ ۲۸ر نومبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ شمس الدین فریدی ڈیسائی

رودر وینا

۱۰-۳۰ وادیہ ورند

۱۱-۰۲ عقیل احمد خاں ، گائن

۱۱-۳۰ ، رات ۸-۳۰

این این گھوش ، ستار

۱۲-۰۲ لوک بھارتی

گجراتی لوک گیت

شام

۵-۳۰ عقیل احمد خاں ، گائن

۸-۰۰ سوواستھ رکھشا

۸-۱۵ آج کے اتتھی

۹-۰۰ پرشوتم داس ، پکھاوج

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

۷-۵۰ سنگم

کنڑ گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری

ڈوگری لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۲۰

گیتا جے رمن ، بھجن

۳-۳۰ شمس الدین فریدی ڈیسائی

رودر وینا

۶-۴۵ ، ۸-۴۵

ترلوک کپور ، گیت ، غزل

۹-۳۰ اور گیسٹ ٹوناسٹ

اتوار ۲۹ر نومبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ نرنجن پرساد ، بانسری

۹-۰۰ بال کاریہ کرم

دوپہر

۱۲-۱۵ جھلکی ، لوک چھونک

۲-۳۰ 'کولتار' ناٹک

تحریر و ہدایت ، مدرا راکشس

۵-۲۰ سنسکرت پاٹھ

۵-۳۵ کرناٹک سنگیت

گومتی وشوناتھن ، گائن

رات

۸-۰۰ رابندر سنگیت

۸-۱۵ ساہتیکی

۹-۰۰ نرنجن پرساد ، بانسری

۹-۳۰ 'پراکرتی کی پدچاپ'

خصوصی میوزیکل فیچر

تحریر ، بھارت رتن بھارگو

موسیقی ، ہری چند ورما

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

۷-۵۰ سنگم

آسامی گیت

۹-۱۵ اپنی نگری (باقی ص ۴۸ پر)

لکھنؤ

میڈیم ویو لکھنؤ الف: ۲۹۰.۱/ ۳۰۱ میٹر، ۷۴۷ کلو ہرٹز
(صبح ۵۵-۵ سے ۴۵-۷ تک اور شام ۱۵-۵ کے بعد)

شارٹ ویو لکھنؤ ب: ۹۰/ ۹۳.۳ میٹرز ۳۲۰۵ کلوہرٹز
لکھنؤ ب: ۴۸/ ۹۱ میٹر (۲۰۰۰ کلوہرٹز) صبح ۳۰-۸ تا ۳۰-۹

خبریں

عالمی خبریں ہندی: صبح ۰۰-۶ تا ½۲-۶ انگریزی: صبح ½۲-۶ تا ۰۵-۶

ہندی میں خبریں: صبح ۰۰-۸ بجے، دوپہر ۰۵-۱ اور ۱۰-۲، شام ۰۵-۶، شب ۴۵-۸ اور ۰۵-۱۱

انگریزی میں خبریں: صبح ۱۰-۸ بجے، دوپہر ۰۰-۱ اور ۰۰-۲، شب ۰۰-۹ اور ۰۰-۱۱ بجے

سنسکرت میں خبریں: صبح ۰۰-۷ بجے، شام ۱۰-۶ بجے

اردو میں خبریں: صبح ۵۰-۸ بجے، شب ۱۵-۹ بجے

نیوز لیٹر: ہندی: صبح ۰۰-۹ بجے

ضلعے کی چٹھی: صبح ۰۵-۹ بجے

اردو میں علاقائی خبریں دوپہر ۲۰-۲ بجے

پرادیشک سماچار: شام: ۲۰-۷ بجے

مقررہ پروگرام کے لیے "آواز" شمارہ یکم نومبر دیکھیے

پیر ۱۶ نومبر

صبح

۴۵-۷، دوپہر ۰۰-۱۲
سنگم سنگیت

۳۰-۸ اردو پروگرام
'ملاقات' عمیق حنفی سے نیر مسعود کی گفتگو

۱۰-۹، رات ۳۰-۸، ۴۵-۸
جی این گوسوامی: وائلن وادن
آفاق حسین: طبلہ سنگت

شام

۴۵-۵ رویندر سنگیت

منگل ۱۷ نومبر

صبح

۴۵-۷، شام ۴۵-۵، ۲۰-۸
سنگم سنگیت

۳۰-۸ اردو پروگرام
میگزین 'طرزِ جمہور' سلسلۂ تقاریر
(۲) 'جمہوریت - ایک طرزِ زندگی'
تقریر از: جمیل مہدی
کلام شاعر

۱۰-۹ وگیان چرچا
'بڑھتی ہوئی آبادی پرورش اور شہر'
فیچر

بدھ ۱۸ نومبر

صبح

۴۵-۷ سازِ غزل

۳۰-۸ اردو پروگرام
سائنس نامہ
'سائنس اور ٹکنالوجی کے میدان میں
ہوئی ترقیوں کا ایک جائزہ'
تحریر: ڈاکٹر ایس اے رضوی
رنگِ تغزل

۱۰-۹، دوپہر ۱۰-۱
وی وی مہادانے: خیال

شام

۴۵-۵، ۱۵-۸
سنگم سنگیت

جمعرات ۱۹ نومبر

صبح

۴۵-۷، شام ۴۵-۵، ۱۵-۸
سنگم سنگیت

۳۰-۸ اردو پروگرام
یہ بستیاں ہماریاں 'قصبہ نگینہ'
اترپردیش کے قدیم قصبہ نگینہ کے
باشندوں سے ملاقاتوں پر مبنی فیچر
ترتیب و پیشکش: شفاعت علی

۱۰-۹ سجاتس رائے: بانسری وادن

جمعہ ۲۰ نومبر

صبح

۳۰-۷ سوروبلا
ہندی نظم خوانی

۳۰-۸ اردو پروگرام
میگزین
ماضی اور حال کے آئینے میں 'بدایوں'
عرفان صدیقی سے بات چیت
افسانہ از کوثر چاندپوری

۱۰-۹، رات ۳۰-۹
کرشن کمار کپور: خیال
یوگ مایا شکل: طبلہ سنگت

دوپہر

۴۵-۱۲، شام ۴۵-۵، ۱۵-۸
سنگم سنگیت

رات

۳۰-۹ 'ریت کی دیوار' ناٹک
تحریر: شریمتی سروجنی نرائن

ہفتہ ۲۱ نومبر

صبح

۴۵-۷، دوپہر ۰۰-۱۲، شام ۴۵-۵
سنگم سنگیت

۳۰-۸ اردو پروگرام
خواتین کیلئے
'گھریلو کام اور شوہر'
مختلف لوگوں کے خیالات پر مبنی فیچر
ترتیب و پیشکش: کماری اوما چکبست

۱۰-۹ اکبر حسین: طبلہ سولو

دوپہر

۱۰-۱ راگ رنگ
سرسوتی رانے: خیال

شام

۳۰-۷ یووا وانی

اتوار ۲۲ نومبر

صبح

۳۰-۷ آپ کے آس پاس: فیچر

۴۵-۷، شام ۴۵-۵
سنگم سنگیت

۳۰-۸ اردو پروگرام
'بولتی تحریریں' کلاسیکی اردو ادب سے انتخاب پر مبنی پروگرام

دوپہر

۱۰-۱ آج اتوار ہے
'چکر پڑا النغرا' جھلکی
تحریر: شنکر سلطانپوری

۳۰-۹ گیت سنگیت

پیر ۲۳ نومبر

صبح

۴۵-۷، دوپہر ۰۰-۱۲
سنگم سنگیت

۳۰-۸ اردو پروگرام

۱۰-۹، رات ۳۰-۸، ۴۵-۹
شمشیر سنگھ: سرود وادن

شام

۴۵-۵ رویندر سنگیت

منگل ۲۴ نومبر

صبح

۴۵-۷، شام ۴۵-۵، ۳۰-۸
سنگم سنگیت

۳۰-۸ اردو پروگرام
مذہب
'رب سے ناطہ' تقریر از مفتی محمد رضا انصاری
کلام شاعر

۱۰-۹ وگیان چرچا
کباڑی چل رہی ہے (۲) آپ کے
سواستھ پر

بدھ ۲۵ نومبر

صبح

۴۵-۷ سازِ غزل

۳۰-۸ اردو پروگرام
ہمارے مزاح نگار
راجہ مہدی علی خاں: فیچر از
صوفیہ پروین

۱۰-۹، رات ۳۰-۸ عبدالغنی: ٹھمری

دوپہر

۱۰-۱ مدھوکر گوالکر: شہنائی وادن

رات

۱۵-۸ سنگم سنگیت

جمعرات ۲۶ نومبر

صبح

۴۵-۷ سنگم سنگیت

۸-۳۰ اردو پروگرام
اساتذہ کا کلام
۹-۱۰ جیالبسواس اور ہمانشو لبسواس
ستار اور بانسری جگلبندی

شام
۵-۴۵، ۸-۱۵
سگم سنگیت

جمعہ ۲۷ رنومبر

صبح
۷-۴۵، دوپہر ۱۲-۰۰، شام ۵-۴۵، ۸-۴۵
سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
میگزین پروگرام
میرا بھی زمانہ تھا 'بازار جہاں لال'
تقریر

افسانہ

۹-۱۰، رات ۸-۲۱
مقصود علی، ستار وادن
جگدیش چوبے، طبلہ پر سنگت

رات
۹-۱۰ سنسکرت پاٹھ

ہفتہ ۲۸ رنومبر

صبح
۷-۴۵، شام ۵-۴۵
سگم سنگیت
۸-۳۲ اردو پروگرام
بچوں کیلئے 'تلوک چند محروم'
اردو شاعر تلوک چند محروم کی زندگی
اور بچوں کیلئے لکھی ہوئی انکی نظموں
پر مبنی پروگرام
ترتیب و پیشکش، شفاعت علی
۹-۱۰ نیاز احمد، فیاض احمد، خیال

دوپہر
۱-۱۰ راگ رنگ
امرت حسین خاں، ستار وادن

اتوار ۲۹ رنومبر

صبح
۷-۴۵، شام ۵-۴۵
سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
'یگانہ چنگیزی'
اردو شاعر یگانہ چنگیزی کی زندگی
اور فن پر مبنی فیچر
تحریر: نامی انصاری

رات
۸-۰۰ پرادیشک سماچار درشن
۹-۵۰ گیت سنگیت

پیر ۳۰ رنومبر

صبح
۷-۴۵، دوپہر ۱۲
سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
'آواز'
آل انڈیا ریڈیو کے پندرہ روزہ جریدے
'آواز' کی تحریروں کا انتخاب
۹-۱۰ دھرم ناتھ مشر
ٹھمری، دادرا

شام
۵-۴۵ رویندر سنگیت
۸-۳۰، ۸-۴۵
دھرم ناتھ مشر، ٹھمری
۱۰-۳۰ علی حسن اور ساتھی
شہنائی وادن

بقیہ: اردو سروس

ستیش بتر، امیر مینائی، باش اور
سدرشن فاخر کا کلام
اور مالک، فیض احمد فیض اور
ساحر بھوپالی کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
حفیظ اللہ خاں، ساز نگر پر
راگ بیرالی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
. پرن ناتھ: خیال کومل رکھب اساوری

۷-۰۰ نگاہ انتخاب
۸-۴۵ کلام شاعر
۹-۰۰ حسن غزل
ستیش بتر، داغ دہلوی اور
فراق گورکھپوری کا کلام
۹-۳۰ ایک ہی فلم کے گیت
۱۱-۰۷ بزم موسیقی
پرن ناتھ، خیال بھوپالی
رام نارائن، سارنگی پر راگ پوریا کلیان

رامپور

۷، ۳۳۶ میٹر ۸۹۱ کلوہرٹز

خبریں

عالمی خبریں: ہندی: صبح ۶-۰۰ تا ۶-۲۲ انگریزی: صبح ۶-۲ تا ۶-۵
ہندی میں خبریں: صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵ اور ۲-۱۰، شام ۶-۰۵، رات ۸-۴۵
ہندی میں سماچار پتر: صبح ۹-۰۰ ضلع کی چٹھی: صبح ۹-۰۵ پرادیشک سماچار: شام ۷-۳۰
انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰، دوپہر ۲-۰۰، رات ۹-۰۰ اردو میں خبریں: صبح ۸-۵۰ اور رات ۹-۱۵

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

پہلی مجلس
صبح
۵-۵۵ وندے ماترم، آرمبھک اُدگھوشنا
منگل دھونی
۶-۳۵ آج کا چنتن (علاوہ جمعہ)
جمعہ: قرآن کی چرچا
۶-۴۰ سنو! کسانوں
۶-۵۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۱۵ علاقائی سماچار
۷-۳۰ بھاکتی سنگیت (علاوہ جمعہ و اتوار)
جمعہ: کلام حمد یہ
اتوار: آج اتوار ہے
۷-۴۵ سنسکرت پروگرام (ہر جمعرات کو)
درپن (ہر جمعہ کو)
سگم سنگیت (صرف پیر، منگل
بدھ اور ہفتہ کو)
۸-۳۰ لوک گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام (ہر جمعہ کو)
۹-۱۰ تا ۱۰-۰۰
بال جگت (ہر اتوار کو)
دوسری مجلس
دوپہر
۱۲-۳۰ آپ کے لیے (ہر اتوار کو)
فرمائش (ہر بدھ کو)
آپ کی پسند (ہر منگل اور جمعرات کو)

سور سنگم (ہر بدھ کو)
دھنک (ہر جمعہ کو)
ترنگ (ہر ہفتہ کو)
۱۲-۴۵ آپ کی چٹھی ملی (ہر اتوار کو)
۱-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
۱-۱۰ پریوار جگت (ہر اتوار کو)
مہیلا جگت (ہر پیر کو)
دھرتی کہتی ہے
(پہلے، تیسرے اور پانچویں منگل کو)
پنچوں والی
(دوسرے اور چوتھے منگل کو)
گرامین مہیلاؤں کے لیے
(ہر بدھ کو)
گیتکا (ہر جمعرات کو)
نعت اور قوالی (ہر جمعہ کو)
سواستھ سندیش (ہر سنیچر کو)
۱-۳۰ جوانوں کے لیے (ہر سنیچر کو)
۲-۲۰ چترپٹ سنگیت (ایک ہی کلاکار)
۲-۳۵ آس پاس (ہر اتوار کو)
تیسری مجلس
شام
۶-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
۶-۱۰ علاقائی سرچنائیں
۶-۳۰ یووانی
۷-۰۰ کرشی جگت

۷-۳۰ کرشی جگت کا باقی حصہ
۷-۴۵ پریوار کلیان پر فیچر (ہر اتوار کو)
اردو پروگرام (ہر پیر کو)
انگریزی ڈرامہ (ہر منگل اور بدھ کو)
آپ کے سب سے ضروری سوالوں کے جواب
شہریوں کے سوالات (ہر بدھ کو)
آپ کی چٹھی ملی (ہر جمعرات کو)
چھ پیسے (ہر جمعہ کو)
ہندی ڈرامہ (ہر سنیچر کو)
۸-۰۰ سگم سنگیت (علاوہ اتوار اور منگل)
اتوار: جوئےبار
منگل: سنسکرت پروگرام
۸-۱۵ پرادیشک سماچار درشن (ہر اتوار کو)
شاستریہ سنگیت (ہر پیر، بدھ،
جمعرات اور ہفتہ کو)
۸-۳۰ ودیا مندر (ہر منگل کو)
۸-۳۰ ساز اور آواز
۹-۳۰ چار بیت (ہر اتوار کو)
ناٹک (ہر جمعہ کو)
۹-۴۵ آپ کی پسند (ہر اتوار کو)
ودیا مندر (پیر اور منگل کو)
۱۰-۰۰ دہلی دربار (ہر دوسرے پیر کو)
ششت (ہر تیسرے پیر کو)
محفل (ہر چوتھے پیر)

پیر ۱۶ رنومبر

دوپہر
۱-۱۰ بندیا
(۱) بچوں کو آزادی، کب اور کتنی، پر پرچا
(۲) کچھ کام کی باتیں
'بیکار چیزوں کا استعمال' تقریر
(۳) گیت اور غزل

شام
۶-۳۰ یووانی
کہانی - کلام شاعر - جھلکی
۷-۰۰ کرشی جگت
(۱) 'ٹماٹر کی اننت کھیتی' تقریر از
شری رام شرومنی تیواڑی
(۲) 'آلو کی کھیتی میں کتنی لاگت کتنا فائدہ'
تقریر از بھوپال سنگھ ملک

۷-۴۵ اردو پروگرام
'تہذیبی یگانگت اور روہیلکھنڈ'
بات چیت
شرکا: ڈاکٹر الیشور سرن،
شبیر علی خاں شکیب اور
سید بہاء الحق رضوی
پیشکش
شرافت یار خاں

منگل ۱۷ نومبر

صبح

۸-۲۰ نیرجا پنت، لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ دھرتی گاتی ہے

شام

۶-۳۰ یووا وانی
'پریکرما' ملاقاتوں پر مبنی
میری پسند

۷-۴۵ کرشی جگت
(۱) خطوں کے جواب
(۲) بات چیت، ستیش چند دویدی

بدھ ۱۸ نومبر

دوپہر

۱-۱۰ آنچل
(۱) 'سلائی مشین کی دیکھ ریکھ'
تقریر از ارمیلا اگروال
(۲) زرعی کاموں میں خواتین کا تعاون
(۳) بات چیت، ارچنا شرما

شام

۶-۳۰ یووا وانی
فلمی پتریکا، چھایا لوک

۷-۰۰ کرشی جگت
(۱) 'آپ بھی دھنیہ اگائیں'
تقریر از پریم پال سنگھ
(۲) ملاقات: گلاب رائے

۷-۴۵ 'لٹریچر ریفلیکٹس دی اسپرٹ آف دی ٹائم'
انگریزی مباحثہ
شرکا: ڈاکٹر بی ایل اگروال اور
ڈاکٹر جی کے کنسل

جمعرات ۱۹ نومبر

صبح

۷-۴۵ ساہتیہ سدھا، سنسکرت پروگرام
تمثیلی تقریر از متھرا پرساد کالا

۸-۲۰ سشما جوشی، لوک گیت

شام

۶-۳۰ یووا وانی
کلام شاعر - یووا پسند

۷-۰۰ کرشی جگت
'گرامین اسکولوں سے' فیچر

۸-۰۰ جھنے بار
محمد اسلم، غزلیں

جمعہ ۲۰ نومبر

صبح

۷-۳۰ کاویہ سوربھ
ڈاکٹر رجیندر اوستھی، راجیشور رائے چترویدی

۸-۳۰ اردو پروگرام
(۱) 'گھریلو نوکر' فیچر
تحریر و پیشکش، شرافت یار خاں
(۲) 'ہر بات پہ کہتے ہو ...'
مزاحیہ تقریر از سلمان صبا
(۳) روہیلکھنڈ کے صوفی بزرگ' تقریر
حسنین میاں

شام

۶-۳۰ یووا وانی
سرگم - خطوں کے جواب

۷-۰۰ کرشی جگت
'چوزوں کا پالن اور دیکھ ریکھ'
تقریر از ڈاکٹر سی ایچ ڈمری

ہفتہ ۲۱ نومبر

شام

۶-۳۰ یووا وانی
تقریر - سنواد گیت

۷-۰۰ کرشی جگت
(۱) 'اپنی سبزی کو کیڑوں سے بچائیں'
تقریر از ڈاکٹر گمندر سنگھ (پنت نگر)
(۲) ٹماٹر کی کھیتی سے فائدہ، تقریر از
جنڈو سنگھ

۷-۴۵ کوی گوشٹھی
شرکا: مہیشوری چترویدی، راجکمار شرما
اشیہ لتا تیواڑی، ڈاکٹر شیو ناتھ اروڑہ
اور کشن سروج
پیشکش: اندرجیت مزالا

اتوار ۲۲ نومبر

دوپہر

۱-۱۰ پریوار جگت
(۱) مباحثہ
(۲) گیت اور غزل

شام

۶-۳۰ یووا وانی
سوالوں کے دائرے میں 'روڈ ویز'
مباحثہ

۷-۰۰ کرشی جگت
(۱) خطوں کے جواب
(۲) بات چیت، جنتی پرساد

۹-۳۰ صغیر خاں اور ساتھی، چہار بیت

پیر ۲۳ نومبر

دوپہر

۱-۱۰ بندیا
(۱) کہانی - ناری کی آتم نربھرتا پر
(۲) سمسیا سمادھان

شام

۶-۳۰ یووا وانی
کہانی - شاعری

۷-۰۰ کرشی جگت
(۱) 'دلہنی فصلوں میں کیٹ نینترن'
تقریر از ڈاکٹر بی کے سہگل
(۲) بات چیت: آر ایس اپادھیائے

۷-۴۵ اردو پروگرام
'خیابان' میگزین پروگرام
• جگر بریلوی کا فن اور شخصیت' گفتگو
شرکا: ڈاکٹر لطیف حسین ادیب اور
نواب حسن خاں نظامی

منگل ۲۴ نومبر

شام

۶-۳۰ یووا وانی
'پریکرما' انٹرویوز پر مبنی
میری پسند

۷-۰۰ کرشی جگت
(۱) خطوں کے جواب
(۲) 'گاؤں میں کون کون سی صنعتیں ممکن
اور سہولیات'
پرم ہنسی یادو سے بات چیت

بدھ ۲۵ نومبر

دوپہر

۱-۱۰ 'آنچل'
(۱) 'شرد کالین پوشک آہار'
تقریر از رام شری گوتم
(۲) 'گرم کپڑوں کی دھلائی'
تقریر از ممتاز صبا
(۳) 'سادگی میں ہی آنند ہے'
تقریر از پشپا سکینہ

شام

۵-۳۰ یووا وانی
'کالج کی ایک شام'

۷-۰۰ کرشی جگت
(۱) تقریر از ڈاکٹر مہندر سنگھ خالصہ
(۲) تقریر از وریندر سنگھ

جمعرات ۲۶ نومبر

صبح

۷-۴۵ ساہتیہ سدھا
تقریر از ڈاکٹر انپورنا مصرا

شام

۶-۳۰ یووا وانی
کلام شاعر - یووا پسند

۷-۰۰ کرشی جگت
'گوبر گیس سینٹر سے لابھ'
تقریر از نتھو سنگھ

۸-۰۰ جھنے بار
موتی بیگم، غزلیں

جمعہ ۲۷ نومبر

صبح

۷-۳۰ کاویہ سوربھ
رادھا رمن دویدی، اوما کانت شرما

۸-۳۰ اردو پروگرام
(۱) 'فن خوشنویسی اور روہیلکھنڈ'
تقریر از ظہیر علی صدیقی
(۲) 'فن مصوری اور نوابین رامپور'
تقریر از نفیس صدیقی
(۳) 'روہیلکھنڈ کی تاریخی عمارتیں'
تقریر از عارف حسن خاں

شام

۶-۳۰ یووا وانی
سرگم - پریوار کلیان

۷-۰۰ کرشی جگت
مرغی پالن شکت پروگرام
پاٹھ - ۷
تحریر: ڈاکٹر ایچ بی جوشی

ہفتہ ۲۸ نومبر

شام

۶-۳۰ یووا وانی
بسنت والتا - شعری نشست

۷-۰۰ کرشی جگت
'جانوروں میں ماتا کی بیماری'
تقریر از ڈاکٹر ایس کے گرگ
تقریر از پریم پال سنگھ

۷-۴۱ جن وانی
'دیواروں پر چسپاں کیے جانے والے
اشتہارات'
انٹرویو پر مبنی پروگرام

اتوار ۲۹ نومبر

دوپہر
۱۰-۱ پریوار جگت
(۱) 'سنواد برابر پریوار کیسے بنتے ہیں'
(۲) 'چھوا چھوت ایک کلنک'
تقریر
(۳) گیت اور غزل

شام
۲-۶ یووا وانی
پریچرچا اور سرگم
۰۰-۷ کرشی جگت
(۱) خطوں کے جواب
(۲) مستقبل کیلئے بچت کریں
۰۰-۸ شوبھا ما تھر، سگم سنگیت
۲-۹ عبدالغفور مستری اور ساتھی
چہاربیت

پیر ۳۰ نومبر

دوپہر
۱-۱ بندیا
(۱) 'ششو اور لوری' تقریر
(۲) 'آپ بھی کوئی ادیوگ کیجئے' تقریر
(۳) گیت اور غزل

شام
۲-۶ یووا وانی
کہانی ۔ کلام شاعر
۰۰-۷ کرشی جگت
'پمپ چلاتے وقت دھیان دیں'
تقریر از ڈاکٹر کے این شکلا
تقریر از ڈاکٹر رام لکشمن سنگھ
۱-۷ اردو پروگرام
ادبی کتابوں پر تبصرہ
از ڈاکٹر فہمیدہ کبیر

آواز قیمت

جالندھر چنڈی گڑھ

جالندھر الف ۳۴۳٫۶ میٹر - ۸۷۳ کلوہرٹز　جالندھر ب ۴۲۷٫۴ میٹر - ۷۰۲ کلوہرٹز
چنڈی گڑھ ۲۰۹٫۶ میٹر - ۱۴۳۰ کلوہرٹز　(شام ۱۰-۶ سے ۳۰-۶ تک)

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

جالندھر الف

صبح
۶-۲۵ وندے ماترم (منگل وار)
۶-۳۰ آرادھنا، بھگتی سنگیت
۶-۵۵ موسم اور کھیتی باڑی پروگرام
۸-۰۵ امرت وانی
۸-۱۵ پنجابی پروگراموں کا خلاصہ
۸-۲۰ آساں دی وار (صرف اتوار)
۸-۲۰ سیتی بھجن (صرف اتوار)
۸-۴۰ آپ کے اُتریں (اتوار)
سانجھی سبھا، سنسکرت پروگرام
(پیر) انہاں دی رائے (منگل)
سہاور پیار (بدھ اور جمعہ)
تاریخ (جمعرات)
تہاڈی چٹھی ملی (جمعہ)
۹-۱۵ بال جگت
بچوں کے لیے ہفتہ وار پروگرام

۱۰-۰۰ جان پہچان
ہفتہ وار زرعی پروگرام
۱۰-۳۰ آپ کی فرمائش (اتوار)
۹-۳۰ اختتام (۱۵-۱۱ تک اتوار کو)

دوپہر
۱۲-۰۰ پنجابی لوک گیت (منگل)
۱۲-۳۰ گری سنسار (اتوار اور جمعرات)
۱۲-۴۵ جیون جاچ (پیر اور بدھ)
۱-۰۵ فوجی بھائیوں کے لیے
۲-۰۰ موسم اور اس کی کھیتی
۲-۲۰ سانجھے آس پاس (ہفتہ)
۲-۳۰ لوک گیت، چھیڑ چھاڑ
۲-۴۵ ہندی کے خبروں (دیہی پروگرام)

شام
۵-۰۵ بال واڑی (دیہاتی بچوں کے لیے پیر)، پھلجھڑی (بدھ)
۵-۳۰ گردواری و بچار (روزانہ)

۶-۰۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ
۶-۱۰ پراویڈنٹ سماچار (پنجابی)
۶-۲۰ پراویڈنٹ سماچار (ہندی)
۶-۳۰ دیہاتی پروگرام
۷-۳۰ روزگار سماچار (روزانہ)
۸-۲۰ ادھیاپکوں کے لیے (صرف ہفتہ)
۹-۲۵ تبصرہ (اردو)

جالندھر ب

صبح
۱۰-۱۰ طالب علموں کے لیے پروگرام

شام
۶-۰۰ یووا وانی
لڑکوں کے لیے پروگرام
۷-۰۰ دس، پنجاب
پنجابی میں رنگارنگ پروگرام
۸-۰۰ اختتام

پیر ۱۶ نومبر

صبح
۷-۲۰، دوپہر ۱۲-۲۴
سیتا کوہلی، گیت اور غزل
۷-۳۰ امرناتھ، خیال چاروکیشی اور ستار ادھیم
۸-۲۰، شام ۷-۴۵
پنجابی گیت
۸-۲۰ سانجھی سبھا
'سنسکرت ناٹیہ پرمپراؤں کالی داس تک دین'
تقریر از مادھو سروپ بہل
۸-۵۰ پرومیلا پی، لوک گیت
۹-۱۵ بی ایس نانک، گیت، غزل

دوپہر
۱۲-۰۰ تہاڈی پسند
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ پورن شاہکوٹی، لوک گیت

رات
۸-۰۰ ونگ ونگا، شیو
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۳۰ 'باباپیرہ دے جا'، پنجابی ناٹک
تحریر: ہربنس سنگھ کھورانہ

منگل ۱۷ نومبر

صبح
۷-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
غزلیں
۷-۳۰ ایم آر گوتم: خیال جونپوری
۸-۲۰ سوداگر مل کومل اور ساتھی
بھنڈیل
۸-۵۰ پنجابی گیت
۷-۱۵ جاگرت

دوپہر
۱۲-۰۰ کچھ گاؤں کچھ گیت
۲-۳۰ رنبیر سنگھ رانا، لوک گیت

شام
۵-۱۵ بچن سنگھ ملپوری، لوک گیت
۸-۰۰ 'خواتین اور ملازمت' اردو تقریر
از چمن لال کریال
۸-۲۰ کویتا پاٹھ (ہندی) از
پھول چند مانو
۸-۳۰ سگم سنگیت
۹-۳۰ کھیڈ سنسار

بدھ ۱۸ نومبر

صبح
۷-۲۰ شبد
۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۰۰
لطیف احمد صدیقی، سارنگی پر
راگ بھٹیار/تلنگ
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
غزلیں
۸-۵۰ پریتی بالا، لوک گیت
۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵
دیپک چٹرجی، بھجن/غزلیں

دوپہر
۲-۳۰ بھگونت سنگھ پیاسا، لوک گیت

رات
۸-۰۰ 'کالی داس تے بھارتی ناٹک'
پنجابی تقریر از ڈاکٹر سرجیت سنگھ سیٹھی
۸-۳۰ سگم سنگیت
۹-۳۰ آپ کی فرمائش

جمعرات ۱۹ نومبر

صبح
۷-۲۰ شبد
۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۰۰
ڈی کے مترا، ستار پر
توڑی/شدھ سارنگ
۸-۲۰، شام ۷-۰۵
محمد تقی قوال اور ساتھی
نعتیں/لوک گیت
۸-۵۰ جسبیر سنگھ خوشدل، لوک گیت
۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵
سورن لتا شرما
بھجن/غزلیں

دوپہر
۱۲-۳۰ نریندر بیبا، لوک گیت

شام
۵-۱۵ ہربنس سنگھ رنگیلا و ساتھی
لوک گیت
۸-۳۰ سگم سنگیت

جمعہ ۲۰ نومبر

صبح
۷-۲۰ شبد
۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۰۰
لیش پال، خیال بلاسخانی توڑی
اور خیال سوہا
تکشن سنگھ، طبلہ پر سنگت
۸-۲۰، شام ۷-۴۵
پنجابی گیت
۸-۵۰ غدور سنگھ امن اور ساتھی
صوفیانہ کلام
۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۲۴
روی شوا، بھجن/غزلیں

دوپہر
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ جگا سنگھ جوگی اور ساتھی
کولیشری

شام
۵-۰۵ روی شوا، پنجابی گیت
۵-۱۵ امرجیت سنگھ گورداسپوری
لوک گیت
۸-۰۰ ساکشاتکار، بھینٹ کارتا
درگا داس کھنہ
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۳۰ 'زندہ باد، مردہ باد'، ناٹک ہندی
تحریر، منوہر بھاٹیہ

ہفتہ ۲۱ نومبر

صبح
۷-۲۰ بھیم سین، گیت اور غزل
۷-۳۰، دوپہر ۱۱
سکھدیو سنگھ، وائلن پر
جوگیا/راگ بھیروی
۸-۲۰ بھجن
۸-۵۰ پنجابی گیت
۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۰۰، شام ۷-۴۵
بھائی بخشیش سنگھ راگی و ساتھی
شبد

دوپہر
۱۲-۳۰ لوک رنگ
پنجابی لوک سنگیت کا پروگرام
۲-۲۰ سانجھے آس پاس

شام
۵-۱۵ جگجیت کور، لوک گیت
۸-۰۰ 'سمرتی اور جادری تکنیکی ودیاں'
پنجابی تقریر از ایس ایس بھٹی
۸-۳۰ سگم سنگیت

اتوار ۲۲ نومبر

صبح
۷-۲۰ آسا دی وار

بھائی دیویندر سنگھ راگی و ساتھی
۷-۳۵ بھجن
۸-۳۰ پنجابی گیت

دوپہر
۱۲-۱۵ پرکاش کور اور راجندر کمار راجن
پنجابی گیت
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ چمن لال کور داسپوری و ساتھی
لوک گیت

شام
۵-۱۵ سعیدہ بانو : لوک گیت
۷-۴۵ جاگرت
۸-۰۰ انگریزی تقریر

پیر ۲۳ نومبر

صبح
۷-۲۰ ، دوپہر ۱۲-۲۰
سریندر کوہلی ، گیت
۸-۲۰ ، دوپہر ۲-۲۰
غزلیں
۸-۵۰ رجنی دیوی ، لوک گیت
۹-۱۵ جھلکی ، طنز و مزاح کا پروگرام

دوپہر
۱۲-۰۰ تہاڈی پسند
۲-۳۰ تیش چند ، لوک گیت

شام
۷-۴۰ پنجابی گیت
۸-۰۰ 'راشٹر بھاشا کے روپ میں ہندی
کی سمیائیں' ، ہندی تقریر از
یدھشٹر یادو
۸-۲۵ سنگم سنگیت
۹-۳۰ پنجابی ناٹک

منگل ۲۴ نومبر

صبح
۷-۲۰ رام کرشن چند لیشی ، غزلیں
۸-۲۰ گرو دھاری لال اور ساتھی
بھینٹیں
۸-۲۰ پنجابی گیت
۹-۱۵ جاگرت

دوپہر
۱۲-۰۰ کہر گاؤں کے گیت
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ امر سنگھ لکھن پوری اور ساتھی
لوک گیت

شام
۵-۱۵ پون چندر ڈالی اور ساتھی
لوک گیت
۸-۰۰ اردو تقریر
۸-۲۰ کویتا پاٹھ

بدھ ۲۵ نومبر

صبح
۷-۲۰ پنجابی گیت
۸-۲۰ احمد حسین ، محمد حسین
غزلیں
۸-۵۰ رنجنا ، لوک گیت
۹-۱۵ ، دوپہر ۱۲-۱۵
کانشی رام وحشی اور ساتھی
شبد

دوپہر
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ سروجیت ، لوک گیت

رات
۸-۰۰ پنجابی تقریر
۸-۲۵ سنگم سنگیت
۹-۳۰ آپ کی فرمائش

جمعرات ۲۶ نومبر

صبح
۷-۲۰ پنجابی گیت
۸-۲۰ جاگیر سنگھ طالب ، لوک گیت
۸-۵۰ قوالی
۹-۱۵ ، دوپہر ۱۲-۱۵ ، شام ۷-۵۰
سلیم اقبال
کافی / نعتیں / غزلیں

دوپہر
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ سورن لتا ، لوک گیت

شام
۵-۱۵ کرنیل سنگھ ساگا ، لوک گیت
۸-۰۰ سرجنا
پنجابی میں ادبی پروگرام
۸-۳۰ سنگم سنگیت

جمعہ ۲۷ نومبر

صبح
۷-۲۰ چرنجیت کور ، لوک گیت
۸-۲۰ ، دوپہر ۲-۲۰
شونت سنگھ ، بھجن / غزلیں

۸-۵۰ جاگیر محمد ، صوفیانہ کلام
۹-۱۵ پنجابی گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ دیپک چٹرجی ، گیت اور غزل
۲-۳۰ سریندر سنگھ سمن ، لوک گیت

شام
۵-۱۵ ریشماں ، لوک گیت
۷-۴۵ چرنجیت کور ، گیت ، غزل
۸-۰۰ 'چھٹی پنج ورشیہ یوجنا میں وکاس کے لکش
کرشی سمبندھی' ، ہندی تقریر از
ایم آر گبر
۹-۳۰ ہندی ناٹک

ہفتہ ۲۸ نومبر

صبح
۷-۲۰ تیش چندر ، گیت اور غزل
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۵۰ غزلیں
۹-۱۵ ، دوپہر ۱۲-۱۵ ، شام ۷-۴۵
اجیت کور ، شبد / گیت / غزلیں

دوپہر
۱۲-۳۰ جیون سنگھ چنن اور ساتھی
لوک گیت
۱۲-۴۵ ، رات ۸-۲۵
سنگم سنگیت
۲-۲۰ سانڈے آس پاس
پنجابی میں جھلکی

شام
۵-۱۵ جگت سنگھ جگا ، لوک گیت
۸-۰۰ پنجابی میں تقریر

اتوار ۲۹ نومبر

صبح
۷-۲۰ آسا دی وار

بھائی دیویندر سنگھ راگی و ساتھی
۷-۳۵ شبد
۸-۵۰ پورن شاہ کوٹی ، پنجابی گیت
۱۰-۳۰ آپ کی فرمائش

دوپہر
۱۲-۱۵ پورن شاہ کوٹی ، گیت اور غزل
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ گلزار بھٹی ، لوک گیت

شام
۵-۱۵ کرتار سنگھ چنن ڈھاڈی اور ساتھی
لوک گیت
۷-۴۵ جاگرت
۸-۰۰ انگریزی تقریر
۸-۲۵ سنگم سنگیت

پیر ۳۰ نومبر

صبح
۷-۲۰ شبد
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۵۰ ہنس راج اور ساتھی ، بھینٹاں
۹-۱۵ ، شام ۷-۴۵
تیج بہادر ساہنی ، بھجن / گیت

دوپہر
۱۲-۰۰ تہاڈی پسند
۱۲-۳۰ ہندی گیت
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ سوہن سنگھ سونا اور ساتھی
لوک گیت

رات
۸-۰۰ نو پرکاشن ، ہندی میں کتابوں پر تبصرہ
تحریر ، ڈاکٹر نند وبالی
۸-۲۵ سنگم سنگیت
۹-۳۰ پنجابی ناٹک
۱۰-۱۵ جیدیو کمار بملا جٹ
لوک گیت

قطعہ

کنول پرشاد کنول

عشق نے عمر بھر کے خوابوں کے
نیک تعبیر دیکھ لی جیسے
اس کو دیکھا تو یوں لگا معبود!
تیری تصویر دیکھ لی جیسے

(ڈاکٹر انشیا حیدرآباد سے ہمالہ تک)

روہتک

میڈیم ویو ۲۶۲ء۴ میٹر — ۱۱۴۳ کلو ہرٹز

پہلی مجلس ۶-۲۵ سے ۱۰-۰۰ تک (اتوار ۱۰-۱۵ تک) دوسری مجلس ۱۲-۳۰ سے ۲-۱۰ تک

تیسری مجلس ۵-۳۰ سے ۱۰-۰۰ تک (ہفتہ اتوار ۱۱-۰۰ بجے تک)

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۶-۳۰ وندنا
۶-۵۵ کھیتی کی باتیں
۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۲۵ ضلع کی چٹھی
۷-۵۰ ارچنا (بھگتی سنگیت)
۸-۴۰ سبرس

دوپہر

۱-۱۰ آپ کی فرمائش (اتوار کے علاوہ)
۱-۴۰ اسکول براڈ کاسٹ
(ہفتہ اور اتوار کے علاوہ)
۲-۲۰ لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ پرادیشک سنگیت (بدھ کے علاوہ)
۶-۳۰ گرامین سنسار (دیہاتی پروگرام)
۷-۳۰ اطلاعات
۷-۴۵ سنگیت سریتا
۹-۱۵ ایک فلم سے (جمعرات کو آپ کا خط ملا)

پیر ۱۶ نومبر

صبح

۷-۱۰ اے بری برن، سگم سنگیت
۷-۲۵ روہتک ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
غلام مصطفےٰ خاں، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
نند کشور اور جے بھگوان کوشک
لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ علاقائی گانے
۱-۰۰ وِرندگان
۱-۴۰ چھٹی جماعت کیلئے درس

شام

۵-۳۰ رفتارِ زمانہ
۶-۱۰ برج کے لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
نند کشور، لوک گیت
۷-۴۵ پی بی سرنواس، سگم سنگیت
۸-۰۰ ہندی تقریر
۸-۳۰ رادھا سلوچنہ، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'شری ۴۲۰'

منگل ۱۷ نومبر

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
منجو بترہ، سگم سنگیت
۷-۲۵ حصار ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ ڈی وی پلسکر، گائن
۸-۲۰ مانگے رام میراثی اور منپھول سنگھ
لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ وِرندگان
۱-۴۰ ساتویں جماعت کیلئے درس
۲-۲۰ مانگے رام میراثی اور
رتنی شرما و ساتھی، لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
میری پسند کے گیت
۶-۱۰ پنجابی لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
رتنی شرما و ساتھی، گیت
۸-۰۰ کلامِ شاعر
۸-۳۰ سموہ گان
۹-۱۵ ایک فلم سے 'آرزو'
۹-۳۰ انگریزی میں تبادلۂ خیال
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۱۸ نومبر

صبح

۷-۱۰ انجلی بوس، سگم سنگیت
۷-۲۵ انبالہ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
شری کانت باکرے، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
شیر سنگھ و ساتھی اور اوم پرکاش تیلاوٹ
لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت
۱-۰۰ کترنیں
۱-۴۰ آٹھویں جماعت کیلئے درس

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ ننھے منے
۶-۳۰ گرامین سنسار
شیر سنگھ و ساتھی، لوک گیت
۷-۴۵ جوتیکا رائے، سگم سنگیت
۸-۰۰ ہندی تقریر
۸-۳۰ مناڈے، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'بیجو باورا'
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۱۹ نومبر

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
پرتبھا جین، سگم سنگیت
۷-۲۵ بھوانی ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ چلتے چلتے
۸-۲۰ ست نرائن وششٹ اور
حکم چند راٹھی و ساتھی، لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ایک رنگ
۱-۰۰ وِرندگان
۱-۴۰ نویں جماعت کیلئے درس
۲-۲۰ جگدیش و رگری و ساتھی اور
حکم چند راٹھی و ساتھی
لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
لوک سنگیت - سرگم
۶-۱۰ ہماچل پردیش کے لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ گھر آنگن
۸-۳۰ ہریش بھاردواج، سگم سنگیت
۹-۱۵ آپ کا خط ملا
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

جمعہ ۲۰ نومبر

صبح

۷-۱۰ جعفر حسین و ساتھی، سگم سنگیت
۷-۲۵ کرنال ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
استاد امیر خاں، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ اوم پرکاش، لوک سنگیت
۸-۳۰ گاندھی چرچا

دوپہر

۱۲-۳۰ گاتی پنکتی
۱-۰۰ وِرندگان
۱-۴۰ پرائمری جماعتوں کیلئے درس
۲-۲۰ اوم پرکاش اور سلطان سنگھ راٹھی
لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ بنگالی لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
اوم پرکاش، لوک گیت
۷-۴۵ حبیب پینٹر قوال، سگم سنگیت
۸-۰۰ کھیل جگت
۸-۳۰ سپرتی گھوش
۹-۱۵ ایک فلم سے 'سہاگ رات'
۹-۳۰ 'تیسرے پہر کی دھوپ'، ناٹک

ہفتہ ۲۱ نومبر

صبح

۷-۱۰ کرشنا کلے، سگم سنگیت
۷-۲۵ گوڑگاؤں ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ سمترا کنا دھر چودھری، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
بلونت سنگھ بابلا اور سورج بھان
لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ پھر سنیئے

1-00 ورندگان
1-30 اساتذہ کیلئے

شام

5-30 یووانسار
6-10 راجستھانی لوک گیت
6-30 گرامین سنسار
آکاشوانی گاؤں میں
7-45 ارمل وڈھیرا
8-00 ہریانہ درشن
8-30 یونس ملک، سگم سنگیت
9-15 ایک فلم سے 'ضدی'

اتوار ۲۲ نومبر

صبح

7-10، شام 7-45
وینو راجہ جین اور اوم پرکاش شرما
سگم سنگیت
7-25 جیند ضلع کی چٹھی
7-30 پروین سلطانہ، کلاسیکی موسیقی
8-20 بال کنج
9-05 اس ماہ کا گیت

دوپہر

12-30 ناری جگت
1-00 کھلا آکاش
2-20 ستویر سنگھ اور راجندر کمار
لوک سنگیت

شام

5-30 یووانسار
نوجوانوں کی پسند، خطوں کے جواب
6-10 گجراتی لوک گیت
6-30 گرامین سنسار
آپ کی پسند
8-00 آج اتوار ہے
8-30 شاردا، گیت
9-15 ایک فلم سے 'باورچی'
10-00 پرانی فلموں سے

پیر ۲۳ نومبر

صبح

7-10 سلاکپور، سگم سنگیت
7-25 کورکشیتر ضلع کی چٹھی
7-30، رات 10-00
راس بہاری دتہ، ستار
8-20، دوپہر 2-20
رام کمار سبھروال اور آشالتا
لوک سنگیت

دوپہر

12-30 ملے جلے گانے
1-00 ورندگان
1-40 چھٹی جماعت کیلئے درس

شام

5-30 یووانسار
6-10 ڈوگری لوک گیت
6-30 گرامین سنسار
رام کمار سبھروال، لوک گیت
7-45 ایم ایس سوبھالکشمی، سگم سنگیت
8-00 انگریزی میں تبادلہ خیال
8-30 ارشاد احمد قوال و ساتھی، قوالیاں
9-15 ایک فلم سے 'رام پور کا لکشمن'

منگل ۲۴ نومبر

صبح

7-10، شام 7-45
مدھوبالا سکینہ، سگم سنگیت
7-25 مہندر گڑھ ضلع کی چٹھی
7-30 نواب خاں، طبلہ
8-20 دیپا ماتھر اور اوما دتہ
لوک سنگیت

دوپہر

12-30 لائبریری سے انتخاب
1-00 ورندگان
1-40 ساتویں جماعت کیلئے درس
2-20 دیپا ماتھر، رام چند
لوک سنگیت

شام

5-30 یووانسار
میری پسند کے گیت
6-10 کشمیری لوک گیت
6-30 گرامین سنسار
دیپا ماتھر، لوک گیت
8-00 کلام شاعر
8-30 اوشا سیٹھ، سگم سنگیت
9-15 ایک فلم سے 'پریم پجاری'
9-30 وگیان پتریکا
10-00 پرانی فلموں سے

بدھ ۲۵ نومبر

صبح

7-10 اندرناتھ، سگم سنگیت
7-25 سونی پت ضلع کی چٹھی
7-30، رات 10-00
رویندر دیو، ستار
8-20، دوپہر 2-20
رام کمار سیویا اور
تلاوتی دکھیا و ساتھی، لوک سنگیت

دوپہر

12-30 دھرتی کے گیت
1-00 کترنیں
1-40 آٹھویں جماعت کیلئے درس

شام

5-30 یووانسار
6-10 ننھے منے
6-30 گرامین سنسار
رام کمار سیویا، لوک گیت
7-45 قلندر آزاد، سگم سنگیت
8-00 ہندی تقریر
8-30 جگموہن، گیت
9-15 ایک فلم سے 'سیما'
9-30 چرچا کاوشیہ ہے

جمعہ ۲۶ نومبر

صبح

7-10، شام 7-45
رمیش چندر دت، سگم سنگیت
7-25 سرسا ضلع کی چٹھی
7-30 چلتے چلتے
8-20، دوپہر 2-20
اصغر حسین، ریٹا و ساتھی
لوک سنگیت

دوپہر

12-30 ساز اور آواز
1-00 ورندگان
1-40 نویں جماعت کیلئے درس

شام

5-30 یووانسار۔ سرگم
6-10 مدھیہ پردیش کے لوک گیت
6-30 گرامین سنسار
8-00 گھر آنگن
8-30 کے ایل سہگل، سگم سنگیت
9-15 آپکا خط ملا

جمعرات ۲۷ نومبر

صبح

7-10 رماسین، سگم سنگیت
7-25 فریدہ آباد ضلع کی چٹھی
7-30، رات 10-00
نریش جی تری کھانڈے
کلاسیکی موسیقی
8-20 سونیتا ڈانگی، لوک سنگیت
8-30 گاندھی چرچا

دوپہر

1-00 ورندگان
1-40 پرائمری جماعتوں کیلئے درس
2-20 چمن لال، سونیتا ڈانگی
لوک سنگیت

شام

5-30 یووانسار
6-10 پنجابی لوک گیت
6-30 گرامین سنسار
چمن لال، لوک گیت
7-45 شانتا سکینہ
سگم سنگیت
8-00 وکاس کلب
8-30 ہیمنت کمار، گیت
9-15 ایک فلم سے 'یہ کیسا انصاف'
9-30 ہیلتھ میگزین

ہفتہ ۲۸ نومبر

صبح

7-10 وی ایچ ساگر، سگم سنگیت
7-25 روہتک ضلع کی چٹھی
7-30 بلو خاں، طبلہ
8-20، دوپہر 2-20
دیپ چند اور پیارے رام مستانہ
لوک سنگیت

دوپہر

12-30 بچہ سنیے
1-00 ورندگان
1-40 اساتذہ کیلئے پروگرام

شام

5-30 یووانسار
ڈرامہ
6-10 بھوج پوری لوک گیت
6-30 گرامین سنسار
دیپ چند، لوک گیت
7-45 محمد سعید قوال اور ساتھی
قوالیاں
8-00 ہریانہ درشن
8-30 چندرکانت، سگم سنگیت
9-15 ایک فلم سے 'سنگم'

اتوار ۲۲ر نومبر

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵

بگل بجار دواج ، سگم سنگیت

۷-۲۵ حصار ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ ونے کمار ، ستار

۸-۳۰ بال کنج

۹-۰۵ اس ماہ کا گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ناری جگت

۱-۰۰ کملا آکاش

۲-۳۰ شکنتلا دھیمہ اور ہری رام شرما لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یوواسنسار - نوجوانوں کی پسند

۶-۱۰ ہماچل پردیش کے لوک گیت

۶-۳۰ گرامین سنسار

آپکی پسند

۸-۰۰ آج اتوار ہے

۸-۳۰ جانی بابو قوال اور ساتھی ، قوالیاں

۹-۱۵ ایک فلم سے 'روٹی'

۹-۳۰ ہریانہ کی صنعتی ترقی

۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۲۳ر نومبر

صبح

۷-۱۰ ریتا گنگولی ، سگم سنگیت

۷-۲۵ انبالہ ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰

استاد بڑے غلام علی خاں
کلاسیکی موسیقی

۸-۳۰ ، دوپہر ۲-۳۰

رام مہر سنگھ ، بدھیان سنگھ ، لوک گیت

دوپہر

۱-۳۰ چھٹی جماعت کیلئے درس

شام

۵-۳۰ یوواسنسار

۶-۱۰ بنگالی گیت

۶-۳۰ گرامین سنسار

رام مہر سنگھ ، لوک گیت

۷-۴۵ افضل حسین ، سگم سنگیت

۸-۰۰ انگریزی تقریر

۸-۳۰ کیمیش ، گیت

۹-۱۵ ایک فلم سے 'جانی دشمن'

اورنگ آباد، پربھنی

اورنگ آباد ۱۹۷۱۲ ۱۵۲۱ کلوہرٹز
پربھنی ۲۲۹۱۵ ۱۳۰۵ کلوہرٹز

خبریں

ہندی ۸-۰۰ صبح ۵-۰۰ ، ۶ شام ۴۵-۸ رات

مراٹھی (علاقائی خبریں) ۵-۰۰ صبح پونہ ۷-۰۰ بجے شام (بمبئی) دوپہر ۲-۰۰ تا ۲-۰۵ (اورنگ آباد سے)

مراٹھی (مرکزی خبریں) ۸-۳۰ صبح ۱-۳۰ دوپہر ، ۸-۰۰ رات

انگریزی ۸-۱۰ صبح ۹-۰۰ رات ، ۹-۰۰ بجے رات اردو ۵۰-۱۰ دوپہر ۹-۱۵ رات

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۶-۳۰ وندے ماترم

۶-۳۵ امرت دھارا

۶-۴۰ پروگرام کا خلاصہ (بزبان مراٹھی)

۶-۴۵ کسانوں کے لئے پروگرام

۶-۵۰ سورانجلی

۸-۲۵ ضلع کی چٹھی

۹-۰۵ اختتام

شام

۵-۳۰ یوواوانی (نوجوانوں کے لئے پروگرام)

۵-۵۰ پریس کی رائے

۵-۵۵ روزگار سماچار

۶-۰۰ مقامی اعلانات

۶-۱۰ پروگرام کی تفصیل (بزبان مراٹھی)

۶-۳۰ کسانوں کے لئے پروگرام (بزبان مراٹھی)

۷-۳۰ آپکے گھر آپکے شیوار

۸-۳۰ مدھوگندھ ۱۰-۳۰ اختتام

پیر ۱۶ر نومبر

صبح

۶-۴۵ کسانوں کیلئے (مراٹھی)

۶-۵۰ سروانجلی

۷-۱۵ رام تاتے ، وائلن

۷-۳۰ 'سب رنگ'

اردو پروگرام (روزانہ)

۸-۵۰ ہلکی پھلکی موسیقی

دوپہر

۱۲-۳۰ فلمی نغمے

۲-۰۰ مقامی خبریں (مراٹھی)

شام

۵-۳۰ یوواوانی (مراٹھی میں) روزانہ

۷-۳۰ آپکے گھر آپکے شیوار

۸-۱۵ مراٹھی تقریر

۸-۳۰ مدھوگندھ

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، ہندی تقریر

منگل ۱۷ر نومبر

صبح

۷-۱۵ خیال

۸-۴۰ ناٹیہ سنگیت

۹-۴۰ ہندی پروگرام

دوپہر

۱۲-۳۰ مشرا سنگیت

۱-۰۰ نظام الدین خاں ، طبلہ

شام

۶-۱۵ لوک سنگیت

۶-۳۰ دیہاتیوں کیلئے

۸-۱۵ اون پاوس

۸-۳۰ مدھوگندھ

۹-۳۰ 'اجنتا - سیاحوں کی نظر میں'
تقریر از راج متل

بدھ ۱۸ر نومبر

صبح

۶-۴۵ کسانوں کیلئے (مراٹھی)

۷-۱۵ کلاسیکی موسیقی

۸-۴۰ ٹھمری

۹-۴۰ ہندی پروگرام

دوپہر

۱۲-۳۰ مراٹھی فلمی گیت

۱-۰۰ خیال

۱-۳۰ بگل گان

شام

۸-۳۰ مدھوگندھ

جمعرات ۱۹ر نومبر

صبح

۷-۱۵ ناگناتھ وادیار ، خیال

۸-۳۰ برج بھوشن کابرہ ، گٹار

دوپہر

۱۲-۳۰ فلمی گانے

۱-۰۰ این راجم ، وائلن

رات

۸-۳۰ مدھوگندھ

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، اسپورٹس

جمعہ ۲۰ر نومبر

صبح

۷-۱۵ گاندھی وندنا

۸-۴۰ ناٹیہ سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ فلمی نغمے

۱-۰۰ کلاسیکی موسیقی

شام

۷-۳۰ ورتا وشیش

۸-۱۵ مراٹھی تقریر

۹-۳۰ ڈرامہ (مراٹھی)

ہفتہ ۲۱ر نومبر

صبح

۷-۱۵ کلاسیکی گائن

۸-۳۰ سور شلپ

۹-۴۰ ہندی پروگرام

دوپہر

۱۲-۳۰ رنگ محفل

۱-۰۰ امیر خاں ، خیال

رات

۸-۱۵ اون پاوس

اتوار ۲۲ نومبر

صبح

۷-۱۵ کلاسیکی گائن

۸-۴۰ بھاؤ گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ناٹیہ سنگیت

۱-۰۰ بہنوں کیلئے (مراٹھی)

۱-۴۰ سموہ گان

رات

۹-۳۰ میری پسند

پیر ۲۳ نومبر

صبح

۷-۱۵ سازسنگیت (کلاسیکی)

۸-۴۰ ہلکے پھلکے گیتوں کا پروگرام

دوپہر

۱۲-۳۰ فلمی گانے

۱-۰۰ کلاسیکی موسیقی

شام

۶-۳۰ دیہاتیوں کیلئے

۸-۳۰ مدھوگندھ

۹-۳۰ میری پسند

منگل ۲۴ نومبر

صبح

۷-۱۵ کلاسیکی گائن

۸-۴۰ ناٹیہ سنگیت

۹-۳۰ ہندی پروگرام

دوپہر

۱۲-۳۰ مشر سنگیت

۱-۰۰ کلاسیکی موسیقی

رات

۹-۳۰ بنکروں سے بات چیت

بدھ ۲۵ نومبر

صبح

۷-۱۵ سازسنگیت (کلاسیکی)

۸-۴۰ ٹھمری، دادرا

دوپہر

۱۲-۳۰ فلمی نغمے

رات

۸-۱۵ انگریزی تقریر

۸-۳۰ مدھوگندھ

جمعرات ۲۶ نومبر

صبح

۷-۱۵ کلاسیکی گائن

دوپہر

۱۲-۳۰ فلمی نغمے

۱-۰۰ کلاسیکی موسیقی

جمعہ ۲۷ نومبر

صبح

۷-۱۵ گاندھی وندنا

۸-۴۰ ناٹیہ سنگیت

۱۲-۳۰ فلمی نغمے

رات

۹-۳۰ مراٹھی میں فیچر

ہفتہ ۲۸ نومبر

صبح

۷-۱۵ لوک سنگیت

۸-۴۰ سورشلپ

دوپہر

۱۲-۳۰ رنگ محفل

۱-۰۰ کلاسیکی موسیقی

رات

۸-۱۵ اون پاوس

جے پور، اجمیر، بیکانیر، اودے پور، جودھپور

جے پور (الف) ۲۰۳/۲ میٹر ۱۴۷۶ کلو ہرٹز، اجمیر ۴۹۹/۵ میٹر ۶۰۳ کلو ہرٹز

جے پور (ب) ۲۳۴/۳ میٹر ۱۲۶۹ کلو ہرٹز، بیکانیر ۲۱۵/۱ میٹر ۱۳۹۵ کلو ہرٹز

اودے پور ۲۶۶/۶ میٹر ۱۱۲۵ کلو ہرٹز، جودھپور ۵۴۲/۹ میٹر ۵۳۱ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵، ۱-۱۰، ۲-۴۵، ۲-۳۰، شام ۵-۰۰، ۵-۵۰، ۶-۰۰، ۷-۰۰، رات ۸-۴۵

(پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۱۱-۰۵ بجے)

انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰، دوپہر ۱۲-۰۰ (صرف اتوار) ۱-۰۰، ۲-۰۰، شام ۶-۰۰، رات ۹-۰۰

(پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۱۱-۰۰ بجے)

صوبائی خبریں (ہندی): صبح ۹-۰۵، شام ۵-۰۰، (راجستھانی) شام ۷-۱۵

سندھی میں خبریں: صبح ۸-۴۰، شام ۶-۱۵

سنسکرت میں خبریں: صبح ۷-۰۰، شام ۶-۱۰

ہندی میں سماچار پتر: صبح ۹-۰۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

۶-۳۰ منگل دھونی: وندے ماترم

۶-۳۵ وندنا

۷-۰۵ روپ ریکھا اور موسم

۷-۱۰ کرساں ری بات: بازار بھاؤ (روزانہ)

۷-۲۰ رامائن پاٹھ

۷-۳۰ ساماییکی

۸-۵۰ رس دھارا (سوائے اتوار)

سورگنگا (اتوار)

۱۰-۱۵ اختتام (سوائے ہفتہ، اتوار)

(ہفتہ کو ۹-۵۰ اور اتوار ۱۰-۳۰

۱۱-۰۰)

۱-۵۰ کرشی لوک اور موسم (سوائے اتوار)

۳-۱۰ اختتام

شام

۵-۰۵ یووا وانی (نوجوانوں کے لیے پروگرام)

۶-۰۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ

۷-۲۵ ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ کرشکوں کے لیے (کسانوں کے لیے پروگرام)

۱۰-۳۰ اختتام (بدھ، جمعرات، جمعہ)

۱۱-۱۰ اختتام (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار)

پیر ۱۶ نومبر

صبح

۷-۲۰ مانس گان

۸-۳۰ وشوموہن بھٹ: گٹار پر دھنیں

۹-۲۰ مدن لال شرما: گیت

دوپہر

۱-۳۰ لوک گیت

۱-۵۰ کرشی لوک اور موسم

شام

۵-۰۵ روزگار سوچنائیں

۷-۱۵ ضلع کی چٹھی

۸-۰۰ کوی وانی: جے سنگھ نیرج

منگل ۱۷ نومبر

صبح

۷-۳۰ آرایم ملوا وکر: خیال ابیر بھیرو

۸-۲۰ سنسکرت کاویہ سنگیت بدھ رچنا

دوپہر

۱-۱۰ سہیلیاں ری باڑی

شام

۵-۰۵ یووا وانی

۷-۱۵ ڈونگر پور ضلع کی چٹھی

۷-۲۰ کرشکوں کیلئے

۸-۰۰ راجستھلی

کویتا پاٹھ: گمن وکرم

غزل

قمر تنویر

شریکِ غم ہی نہیں بیکسی میں ہونا تھا
تمہیں کچھ اور میری زندگی میں ہونا تھا
"وہ اشکِ غم" بھی "فریبِ کرم" نے چھین لیا
"چراغِ راہ" جسے تیرگی میں ہونا تھا
ملے جو زخم تو دل نہیں دیا گلوں کی طرح
"وہ حالِ غم" ہی ہوا جو خوشی میں ہونا تھا
حضور زحمتِ اظہارِ غم نہ فرمائیں
وہ ہو چکا جو میری زندگی میں ہونا تھا
تم اب فریبِ محبت پہ کیوں پشیماں ہو
یہ حادثہ تو میری زندگی میں ہونا تھا
قمر غم کے اندھیروں میں وہ بھی ڈوب گئے
وہ ذہن و فکر جنہیں روشنی میں ہونا تھا

(اردو مجلس سے)

۹-۳۰ سندھی پروگرام
تنہا جی فرمائش

بدھ ۱۸ر نومبر

صبح

۷-۲۰ مانس گان

۸-۳۰ راجستھلی

۹-۳۰ تیج کرن راؤ ، غزلیں

دوپہر

۱-۱۰ شاستریہ سنگیت

۱-۵۰ کرشی لوک اور موسم

شام

۶-۳۰ سندھی پروگرام
'نئی روشنی نوا وچار
پری چرچا
شرکا، ڈاکٹر رام آہوجہ، کانتا کھوریا
اور جے بی ٹلوانی

۸-۰۰ ڈاکٹر سے ملاقات
'دمہ۔ کارن اور اپچار'
از ڈاکٹر بی این شرما

۹-۱۵ کھلا آکاش
'لوک گیت اور گاتھائیں
راسو چنگا ، میگھ راج مکل

جمعرات ۱۹ر نومبر

صبح

۸-۲۰ 'سوجن میں لوین سون رئی بود'
'ناٹک میں'
ہندی تقریر از حمید اللہ

۹-۲۰ شالنی ویلکر ، بھجن

دوپہر

۱-۱۰ میلا جگت
ان کی کہانی ان کی زبانی

۱-۴۰ لوک گیت

شام

۶-۵۰ شالنی ویلکر ، بھجن

۸-۰۰ راجستھلی
'راجستھان میں سہکاریتا آندولن
رووکاس' تقریر

جمعہ ۲۰ر نومبر

صبح

۷-۲۵ مانس گان

۷-۴۰ نشکور خاں
خیال کومل رشبھ اساوری

۸-۳۰ ارملا کھنہ ، بھجن

شام

۶-۲۵ کویراسوز

۷-۱۵ جیسلمیر ضلع کی چٹھی

۹-۱۵ کھلا آکاش
آپ نے پوچھا تھا

ہفتہ ۲۱ر نومبر

صبح

۸-۲۰ 'بھارتیہ سنسکرتی کے آدھار استمبھ
'شیو'
ہندی تقریر از کیلاش واجپائی

۹-۱۰ لوک گیت

دوپہر

۱۲-۰۰ ریڈیو پرائمری پری ایجنا پروگرام
کلاس ۳،۲ کیلئے

۱-۱۰ شاستریہ سنگیت

۱-۵۰ کرشی لوک اور موسم

شام

۷-۳۰ کرشکوں کیلئے

۹-۱۵ کھلا آکاش
یہ وشیہ کیوں پڑھے جاتے ہیں ا'اتہاس'

اتوار ۲۲ر نومبر

صبح

۷-۲۰ مانس گان

۷-۳۰ لکشمن بھٹ
تیلنگ ، دھمار ، ہنڈول
بی این پار ، پکھاوج پر سنگت

۸-۲۰ سور گنگا

۹-۱۵ مکل

دوپہر

۱۲-۰۰ میلا جگت

۱-۱۰ آپ کی فرمائش

۲-۲۰ آپ کی رچنا ، کویتا

شام

۵-۰۵ یووا وانی

۶-۲۵ راجستھانی فرمائشی گیت

۸-۰۰ انگریزی تقریر

۹-۳۰ سندھی پروگرام

پیر ۲۳ر نومبر

صبح

۷-۲۰ مانس گان

۸-۳۰ عبدالسعید ، غزلیں

۹-۱۰ لوک گیت

شام

۶-۳۰ ادھوگ جگت
صنعتی مزدوروں کیلئے پروگرام

۷-۲۰ کرشکوں کیلئے

۸-۲۰ عبدالسعید ، غزلیں

۹-۱۵ سماچار ترنگ
علاقائی ریڈیو نیوز ریل

۹-۲۵ گیت

منگل ۲۴ر نومبر

صبح

۸-۲۰ سنسکرت کاویہ ، سنگیت بدھ رچنا

۹-۲۰ ذکی سلیم وارثی قوال و ساتھی
قوالی

دوپہر

۱-۱۰ سہیلیاں ری باڑی

شام

۷-۳۰ کرشکوں کیلئے

۸-۰۰ راجستھلی

۹-۳۰ سندھی پروگرام
یوگل گیت

بدھ ۲۵ر نومبر

صبح

۷-۲۰ مانس گان

۷-۳۰ شبیر حسین ، ٹھمری ، دادرا

۸-۳۰ تین ہنزجی ، گیت

۹-۲۰ رفیق حسین ، غزلیں

دوپہر

۱-۱۰ شاستریہ سنگیت

شام

۶-۳۰ سندھی پروگرام
کوشلیا کرپلانی ، سگم سنگیت

۷-۲۰ کرشکوں کیلئے

۹-۱۵ کھلا آکاش
'نوکر اور مالک کے قانونی سمبندھ'

جمعرات ۲۶ر نومبر

صبح

۷-۵۰ دیو وانی

۹-۲۰ ، شام ۶-۵۰
پریم دوبے ، غزلیں

دوپہر

۱-۱۰ میلا جگت
'پرشن اتر' ڈاکٹر رشمی ماتھر

رات

۹-۱۵ کھلا آکاش
قلعوں کے نشان کی کہانی
'کشل گڑھ'

جمعہ ۲۷ر نومبر

صبح

۷-۳۰ پرتاپ سنگھ چوہان
ستار پر راگ بھٹیار

۹-۲۰ رمن شرما ، گیت اور غزل

دوپہر

۱-۵۰ کرشی لوک اور موسم

شام

۶-۳۵ پرتاپ سنگھ چوہان
ستار پر راگ پیلو

۸-۱۰ گیت

۹-۱۵ کھلا آکاش
آپ نے پوچھا تھا

ہفتہ ۲۸ر نومبر

صبح

۷-۳۰ مانس گان

۸-۲۰ ہندی تقریر

۹-۱۰ لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ شاستریہ سنگیت

شام

۶-۳۰ سہیلیاں ری باڑی

۸-۰۰ کہکشاں

۹-۱۵ کھلا آکاش
یہ وشے کیوں پڑھے جاتے ہیں؟
'ناٹک شاستر'

اتوار ۲۹ر نومبر

صبح

۷-۲۰ مانس گان

۷-۳۰ راجیش کماری ہتو
خیال رام کلی

۸-۲۰ سور گنگا
محمد حسین ، غزل
سوہن سنگھ ، بھجن

۹-۱۵ مکل

۱۰-۰۰ سندھی پروگرام

سرینگر

میڈیم ویو سری نگر الف - ۲۶۸.۸ میٹر ۱۱۱۶ کلو ہرٹز
شارٹ ویو سری نگر ب - ۶۱.۰۳ میٹر - ۴۸۶۰ کلو ہرٹز
۴۹.۱۰ میٹر ۶۱۱۰ کلو ہرٹز ۹۱.۵۶ میٹر ۳۲۷۷ کلو ہرٹز

پہلی مجلس - صبح ۳۰-۶ سے صبح ۰۰-۱۰ تک
دوسری مجلس - صبح ۳۰-۱۱ سے رات ۰۵-۱۱ تک
[illegible] رات ۰۵-۱۱ تک مسلسل

خبریں

صبح
۰۰ - ۷ سنسکرت
۲۵ - ۷ کشمیری
۱۰ - ۸ انگریزی
۵۰ - ۸ اردو
۰۰ - ۹ ہندی
دوپہر
۵۰ - ۱ اردو

۰۰ - ۲ انگریزی
شام
۰۰ - ۶ انگریزی
۲۵ - ۶ کشمیری
رات
۰۰ - ۹ انگریزی
۱۵ - ۹ اردو
۰۰ - ۱۱ انگریزی

علاقائی خبریں

صبح
۰۵ - ۹ دلچسپ خبریں
۲۰ - ۹ اردو
۲۵ - ۹ کشمیری
دوپہر
۱۰ - ۲ لداخی
۳۰ - ۷ کشمیری
۴۵ - ۷ اردو

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۰۵ — ۷ صبح گاہی، بھگتی سنگیت (روزانہ)
۲۰ — ۷ روشنی: برگزیدہ ہستیوں کے زریں اقوال (اتوار، منگل، جمعرات)
گاشراچھیر: برگزیدہ ہستیوں کے زریں اقوال (پیر، بدھ، ہفتہ)
۳۰ — ۷ بجائی ہند ستر (دیہاتیوں کے لیے پروگرام (علاوہ جمعہ)
گاندھی کتھا (جمعہ)
۲۰ — ۸ گھرانوں کیلئے اردو میں پروگرام (اتوار)
"رسالو منتر" (پہلی پیر کو)
فات بترات (دوسری اور چوتھی پیر کو)
"ثقافت" کشمیری میں پروگرام (تیسری پیر کو)
"ثقافت" اردو میں پروگرام (پانچویں پیر کو)
"پنجابی پروگرام" (منگل اور جمعرات کو اتوار کو ۰۰-۴ بجے)
۲۰ — ۸ شش رنگ: کشمیری میں پروگرام (بدھ کو)
گھر بارہ خاطرہ: کشمیری میں گھرانوں کے لیے پروگرام (جمعہ)
"نو تخلیق" (پہلی تیسری اور پانچویں ہفتہ)
تخلیق نو (دوسری ہفتہ کو)
نو لیکھن (چوتھے ہفتہ)
۲۵ — ۸ ہندی میں بات چیت (پہلے، دوسرے اور چوتھے پیر کو)
"حرف حرف" اردو گیتوں پر مبنی پروگرام (پہلے ہفتہ کو)
"تول شعار" کشمیری گیتوں پر مبنی پروگرام (دوسرے، چوتھے اور پانچویں ہفتہ کو)
"پراگ" ہندی گیتوں پر مبنی پروگرام (تیسرے ہفتہ کو)
۰۵ — ۹ "زونہ ڈب" کشمیری میں سلسلہ وار فیچر پروگرام (علاوہ جمعرات)
۳۰ — ۹ "توہنز فرمائش" سامعین کی فرمائش جمعرات کو رات ۰۰-۱۰ بجے)
۰۰ — ۱۰ ریڈیو نیوز ریل (اتوار)
۱۵ — ۱۰ "نو نہال" بچوں کیلئے اردو میں پروگرام (اتوار)
۰۰ — ۱۱ فلمی میگزین (اردو) (دوسرے اتوار)
سنگیت میگزین (تیسرے اتوار)
فلمی میگزین (کشمیری) (چوتھے اتوار)

دوپہر
۰۰ — ۱ مغربی موسیقی (اتوار ۳۰-۹ بجے رات)
۳۰ — ۱ اور ۰۰-۳ بجے فوجی بھائیوں کے لیے پروگرام
۳۰ — ۲ بزم شعر، کشمیری میں مشاعرہ (تیسرے اتوار کو)
"سونترل" دیہات سے صدابند ریکارڈنگ
"آش پہ گاش"
دیہاتی سامعین کیلئے پروگرام (جمعہ کو)
۳۰ — ۴ "ہی مال" خواتین کیلئے کشمیری میں پروگرام (اتوار کو)
پہاڑی پروگرام (جمعرات کو)
۳۵ — ۵ گوجری پروگرام
۱۵ — ۶ "گامی بھائی ہند خاطرہ" پروگرام
۴۰ — ۷ روزگار سماچار
۰۰ — ۸ "وادی کی آواز" پاکستان اور پاکستانی مقبوضہ کشمیر میں سننے والے بھائی بہنوں کیلئے پروگرام
۳۰ — ۸ "نو اگاش" غیر تعلیمی نصابی پروگرام (علاوہ اتوار اور پیر)
۴۵ — ۸ "توہنز چھ ٹراٹھ" سامعین کے خطوں کے جواب (اتوار)
اردو میں بات چیت (پیر کو)
کشمیری میں بات چیت (منگل کو)
خط کے لیے شکریہ (بدھ کو)
کھیلوں کی دنیا (پہلی جمعرات)
ہیلتھ فورم (دوسری اور چوتھی جمعرات)
کھیلن ہند دنیا (کشمیری) (تیسری اور پانچویں جمعرات کو)
انگریزی میں بات چیت (ہفتہ کو)
۳۰ — ۹ کشمیری / اردو میں کھیل (پیر کو)
"وودھا" ہندی میں ادبی پروگرام (پہلے منگل کو)
"وسنگرمال" کشمیری میں ادبی پروگرام (دوسرے اور چوتھے منگل کو)
"ہم قلم" اردو میں ادبی پروگرام (تیسرے منگل کو)
"سنچیکا" دوسرے نشریاتی اداروں سے منتخب پروگرام (چوتھے منگل کو)
"سائنس میگزین" اردو (دوسرے بدھ)
"سائنس میگزین" کشمیری (چوتھے بدھ)
"پتریکا" ہندی میں پروگرام (پانچویں بدھ)
علاقائی موسیقی کا پروگرام (پہلی جمعرات)
فیچروں کا قومی پروگرام (دوسری جمعرات)
ڈراموں کا قومی پروگرام (تیسری جمعرات)
ایک شام سنگیت کی، سنگیت میلوں کے پروگراموں سے اقتباسات (پانچویں جمعرات)
"زالے ترانے" کشمیری میں مباحثہ (پہلے اور تیسرے جمعہ کو)
"گفتگو" اردو میں مباحثہ (دوسرے جمعہ کو)
"اپنی دھرتی اپنا دیش" فیچر (چوتھے جمعہ کو)
مشاعرہ (اردو) (پانچویں جمعہ کو)
"میانی زندگی میون کار" اہم شخصیت سے بات چیت (پہلے ہفتہ کو)
"بزم سامعین" (کشمیری میں) (دوسرے ہفتہ کو)
"محفل موسیقی" (تیسرے ہفتہ کو)
"بزم سامعین" (اردو) (چوتھے ہفتہ کو)
"تصویر" تعمیر و ترقی کے کاموں پر مبنی دستاویزی فیچر (پانچویں بدھ کو)
۰۰ — ۱۰ "آپ کی فرمائش" (اردو) (اتوار، بدھ)
"توہنز فرمائش" (کشمیری) (منگل کو)
"داستان" (کشمیری)، (جمعہ کو)
بادشو (دوسرے ہفتہ کو)
گاشہ تارکہ (کشمیری) (چوتھے ہفتہ)
۳۰ — ۱۰ "شہر صدا" غیر فلمی سنگیت کی فرمائش (ہفتہ کو)

پیر ۱۶ر نومبر

صبح
۰۰ — ۸ راجندر مہتہ، نینا مہتہ غزلیں
۲۰ — ۸ ثقافت
کشمیری میں کلچرل پروگرام
۰۵ — ۹ زونہ ڈب

دوپہر
۳۰ — ۱۲ غزلیں
راجندر مہتہ، نینا مہتہ
رحمت السخاں، پرتھوی ناتھ رینہ
۳۰ — ۲ پرتھوی ناتھ رینہ: ٹھمری، دادرا
۳۰ — ۴ رحمت السخاں اور نینا دیوی
غزلیں

سلسلہ وار فیچر

شام
۶-۱۰ ضلع نامہ
۸-۴۵ 'وادی کے اس طرف'
دستاویزی پروگرام
تحریر ، کے کے کپور
۹-۳۰ 'سپن تہ سورہ ڈگ'
کشمیری میں کھیل
تحریر ، امر مالموہی

منگل ۱۷ نومبر

صبح
۸-۰۰ ملکہ پکھراج اور اقبال بانو
غزلیں
۸-۲۰ پنجابی پروگرام
۱۱-۳۰ ، دوپہر ۲-۳۰ ، ۴-۰۰
شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۲-۱۵ نسیم اختر ، غزلیں
۴-۳۰ نسیم اختر اور ساتھی
چھکری

شام
۶-۱۰ میرا کاکی ، غزل
۶-۳۰ گامی بجاین ہندہ خاطرہ
گل اختر و ساتھی
۸-۰۰ وادی کی آواز
'اب بھی یاد آتے ہیں'
پرانے گانوں کا پروگرام
۸-۴۵ سائنسی دنیا
کشمیری میں پروگرام
۹-۳۰ ہمکلام (اردو پروگرام)
تحریر ، پشکرناتھ
۱۰-۰۰ تو ہنز فرمائش

بدھ ۱۸ نومبر

صبح
۸-۰۰ مجدد نیازی ، غزلیں
۱۱-۳۰ ، علی محمد اور ساتھی ، صوفیانہ موسیقی
دوپہر
۱۲-۴۰ مجدد نیازی ، ایم ایل نکو
غزلیں
۲-۱۵ ، ۴-۰۰
علی محمد اور ساتھی ، سرنائی وادن
۴-۳۰ ششی چوپڑہ ، اسداللہ
غزلیں

شام
۶-۱۰ اسداللہ ، غزلیں
۸-۰۰ وادی کی آواز
نئی فلموں سے
۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

جمعرات ۱۹ نومبر

صبح
۸-۰۰ سیما شرما ، غزلیں
۸-۲۰ پنجابی پروگرام
۹-۰۵ دلچسپ خبریں
۹-۱۰ وادیہ ورند
۱۱-۳۰ عبدالخالق اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۴۰ سیما شرما اور راجندر کمار کا چرو
غزلیں
۲-۱۵ راج بیگم ، غزلیں
۲-۳۰ عبدالخالق اور ساتھی ، غزلیں
۴-۰۰ 'کیاری'
انل کمار اور اندو بالا ، ڈوگری گیت
نیتا ساہنی ، پنجابی گیت
۴-۳۰ پہاڑی پروگرام
شام
۶-۱۰ راج بیگم ، غزل
راجندر کمار کا چرو ، غزل
۸-۰۰ وادی کی آواز
۸-۴۵ کھیلن ہند دنیا
۹-۳۰ 'صدیوں پہلے'
(راج ترنگنی پر مبنی پروگرام)

جمعہ ۲۰ نومبر

صبح
۸-۰۰ صلاح الدین احمد ، غزلیں
۸-۲۰ گھر بارہ خاطر
۹-۰۵ زونہ ڈب
۱۱-۳۰ عبدالخالق کاوا اور ساتھی
کشمیری موسیقی

دوپہر
۲-۱۵ وجے کمار ملا ، غزلیں
۲-۳۰ 'آتش نہ گاشس'
۴-۰۰ محمد عبداللہ ستاری اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
۴-۳۰ محمد عبداللہ تارہ بلی اور ساتھی
چھکری

شام
۶-۱۰ وجے کمار ملا ، غزلیں
۸-۰۰ وادی کی آواز
سامعین کے خطوں کے جواب
۹-۳۰ 'رانے ترانے' مباحثہ
۱۰-۰۰ داستان

ہفتہ ۲۱ نومبر

صبح
۸-۰۰ شانتا سکینہ ، غزلیں
۸-۲۰ نوئی تخلیق
تازہ افسانہ از اختر محی الدین
۸-۴۵ 'پراگ' ہندی نظموں کی تشریح
۱۱-۳۰ ، ۴-۳۰
غلام محمد سازنواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۴۰ سلیم اقبال اور شانتا سکینہ
غزلیں
۲-۳۰ زونہ بیگم اور ساتھی ، چھکری
۴-۰۰ زونہ بیگم ، چھکری
شام
۶-۱۰ آشا کول ، غزلیں
۸-۰۰ وادی کی آواز
غلام حسن صوفی ، غزلیں
۸-۴۵ انگریزی میں بات چیت
از ڈاکٹر سی ایل گنجو
۹-۳۰ محفل موسیقی
۱۰-۳۰ شہر صدا

اتوار ۲۲ نومبر

صبح
۸-۰۰ مہدی حسن ، غزلیں
۸-۲۰ گھرانوں کیلئے
۱۰-۰۰ علاقائی ریڈیو نیوز ریل
۱۰-۱۵ 'ہونہار'
اردو میں بچوں کیلئے ملا جلا پروگرام
۱۱-۰۰ فلم میگزین (کشمیری)

دوپہر
۱۲-۴۰ فلمی گانے
۲-۱۰ ساز اور آواز
۲-۳۰ سونزل
۴-۰۰ پنجابی پروگرام
۴-۳۰ ہی ملّ
شام
۶-۱۰ شمیمہ دیو ، غزلیں
۸-۰۰ وادی کی آواز
'ادارے'
تقریر از غلام نبی رتن پوری
۸-۴۵ تو ہنز چیٹھی واتز
۹-۳۰ مغربی موسیقی

پیر ۲۳ نومبر

صبح
۸-۰۰ پریم جگیاسو اور ششی لتا درک
غزلیں
۸-۲۰ رسالو منزو
۸-۳۵ ہندی بات چیت
۹-۰۵ زونہ ڈب
۱۱-۳۰ عبدالرشید حافظ اور ساتھی
کشمیری موسیقی

دوپہر
۱۲-۴۰ پریم جگیاسو اور ششی لتا درک
غزلیں
۲-۱۵ ، ۴-۰۰
عبدالرشید حافظ اور ساتھی
چھکری
۴-۳۰ عبدالاحد پرے ، غزلیں
شام
۶-۱۰ ضلع نامہ
۸-۰۰ وادی کی آواز
پنجابی اور سندھی نغمہ
۸-۴۵ اردو میں تقریر از ڈاکٹر محبوب والی
۹-۳۰ محفل
اردو کھیل از رام کمار ابرال

منگل ۲۴ نومبر

صبح
۸-۰۰ شجاعت حسین خاں اور ستیش بابر
غزلیں
۸-۲۰ پنجابی پروگرام
۱۱-۳۰ شیخ عبدالعزیز اور ساتھی ، غزلیں
دوپہر
۲-۱۵ مہاراج کرشن پنڈتا ، غزلیں
۲-۳۰ ، ۴-۰۰

فلم ایڈیٹر درکار ہے

ڈائریکٹر دوردرشن کیندر، سری نگر کو فلم ایڈیٹر کی اسامیاں پر کرنے کیلیے درخواستیں مطلوب ہیں۔ فیس کا اسکیل، تعلیمی قابلیت، عمر کی حد وغیرہ سے متعلق تفصیلات درج ذیل ہیں

اسامیوں کی تعداد ۴ (ایک اسامی شیڈول کاسٹ اور ایک شیڈول ٹرایب کے لیے مخصوص ہے)۔

کام کی نوعیت : خاموش اور گویا فلموں کی ایڈیٹنگ، ایڈیٹنگ آلات کی سنبھال لاگ بک میں کی نمبر کا اندراج، لائبریری شیٹس کو ترتیب دینا، ساؤنڈ ایفیکٹس دینا، لوپ ریکارڈنگ تیار کرنا، کیوشیٹس کی ڈبنگ، نیگیٹو پرنٹس کی چیکنگ کرنا اور ساونڈ ٹریکس بنانا فلم ایڈیٹر کے فرائض میں شامل ہوگا۔

اھلیت (لازمی)

- میٹرک یا اس کے مساوی۔
- کسی مسلمہ ادارے سے فلم ایڈیٹنگ میں ڈگری/ڈپلوما۔
- امیدوار نے مڈل اسکول کا امتحان اردو/کشمیری بطور ایک مضمون کے ساتھ پاس کیا ہو (یہ پابندی ان افراد پر عائد ہیں جن کی مادری زبان اردو/کشمیری ہے یا یہ زبانیں پرائمری اور سکینڈری اسکول میں اس کا وسیلہ تعلیم رہی ہیں۔)

فیس کا اسکیل : ۴۲۵ - ۱۵ - ۵۰۰ - ای بی - ۱۵ - ۵۶۰ - ۲۰ - ۶۴۰ - ای بی - ۲۰ - ۷۰۰ - ۲۵ - ۷۵۰ روپے۔

عمر کی حد : یکم جولائی ۱۹۸۱ء کو ۲۱ اور ۳۰ برس کے درمیان۔ شیڈول کاسٹ، شیڈول ٹرائب، دوردرشن کے اسٹاف آرٹسٹوں اور دیگر خصوصی زمروں کے امیدواروں کو عام ہدایت کے مطابق

مذکورہ بالا اسامیوں کے لیے عام ھدایات

۱۔ حکومت چاہے تو بھرتی کے قواعد میں چھوٹ دے سکتی ہے

۲۔ ٹسٹ/انٹرویو کے لیے امیدواروں کو اپنے اخراجات پر آنا ہوگا۔ لیکن شیڈول کاسٹ شیڈول ٹرائب امیدواروں کو قواعد کے مطابق ٹریولنگ الاؤنس دیا جائے گا۔

۳۔ سرکاری ملازم اپنی درخواستیں اپنے دفتر کے توسط سے ارسال کریں۔ سرکاری ملازم کے انتخاب کی صورت میں اس کو دوردرشن میں تقرری سے قبل اپنی موجودہ ملازمت سے استعفیٰ دینا ہوگا۔

۴۔ منتخب امیدوار کا تبادلہ کسی دوردرشن کیندر/اپ گرہ دوردرشن کیندر پر کیا جا سکتا ہے۔

۵۔ تمام ضروری کارروائیوں کی تکمیل سے قبل منتخب امیدوار کو ابتدا میں ماہانہ قابل تجدید معاہدے کی بنیاد پر رکھا جائے گا۔ اس کے بعد مقررہ فیس اسکیل میں ان کو بطور اسٹاف آرٹسٹ تین سالہ معاہدے پر تقرری دی جائے گی۔ جس میں سے دو سال کی مدت آزمائشی شمار کی جائے گی۔ آزمائشی مدت کی کامیاب تکمیل پر انھیں طویل المدت معاہدے کے لیے قابل غور سمجھا جائے گا جو کہ امیدوار کی ۵۸ برس کی عمر تک چلے گا۔

۶۔ درخواستیں سادہ کاغذ پر دیں اور اس میں درج ذیل معلومات مہیا کریں پورا نام اور مکمل پتہ، عمر، تاریخ پیدائش کے ساتھ، تعلیمی اور پیشہ ورانہ اہلیتیں، تجربہ، موجودہ روزگار اور ساتھ میں تائیدی اسناد کی مصدقہ نقول منسلک کریں۔ دوردرشن، آل انڈیا ریڈیو میں اس سے پہلے کسی اسامی یا اسامیوں کے لیے درخواست دی ہو اور امیدوار کا کوئی رشتہ دار اگر دوردرشن/آل انڈیا ریڈیو یا وزارت اطلاعات و نشریات کے کسی شعبے میں ملازم ہے تو اس سے متعلق تفصیلات کا اندراج بھی درخواست میں کریں۔ درخواستیں ۱۸ر نومبر ۸۱ء تک اسٹیشن ڈائریکٹر، دوردرشن کیندر سرینگر کے پاس پہنچ جانی چاہیے۔

۷۔ مقررہ تاریخ کے بعد آنیوالی، نامکمل، اسناد کی نقول کے بغیر اور دفتر کے توسط سے نہ آنے والی درخواستیں کسی بھی حالت میں قابل قبول نہ ہوں گی۔

۸۔ امیدوار کے انتخاب سے قبل یا بعد میں کسی وقت یہ انکشاف ہوا کہ اس نے عمداً ضروری معلومات کو پوشیدہ رکھا ہے تو اس کا تقرر منسوخ کر دیا جائے گا۔

۹۔ کسی بھی طرح کے اثر و رسوخ کے استعمال کی کوشش امیدوار کی ناموزونیت کا سبب ثابت ہوگی۔

شیخ عبدالعزیز اور ساتھی، صوفیانہ موسیقی

شام

۶-۱۰ مبارک چند پنڈتا، غزلیں

۸-۰۰ وادی کی آواز

اب بھی یاد آتے ہیں

۸-۴۵ 'اچھن ہندوان'

ڈاکٹر بشیر احمد کے ساتھ انٹرویو

۹-۳۰ سنگیت

کشمیری میں ادبی پروگرام

۱۰-۰۰ تو ہنز فرمائش

بدھ ۲۵ر نومبر

صبح

۸-۰۰، دوپہر ۱۲-۳۰

ونی ونتہ پانو اور آشا بھونسلے

غزلیں

۸-۳۰ ریڈیو ڈائجسٹ (کشمیری)

دوپہر

۲-۳۰ بھیم سین جوشی، گائن

۴-۳۰ نسیم اختر، غزلیں

شام

۶-۱۰ غلام قادر وانی، غزلیں

۸-۰۰ وادی کی آواز

نئی فلموں سے

۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ

۹-۳۰ سائنس میگزین

۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

جمعرات ۲۶ر نومبر

صبح

۸-۰۰ شوبھا گورٹو، غزلیں

۸-۳۰ پنجابی پروگرام

۹-۰۵ دلچسپ خبریں
۹-۱۰ وادیہ ورند
۱۱-۳۰ ، دوپہر ۱۲-۲
کمال بٹ اور ساتھی ، صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۳۰ شوبھا گرٹو اور ریتا کول
غزلیں
۴-۰۰ ڈوگری دوگانے
لداخی گانے
۴-۳۰ پہاڑی پروگرام

شام
۶-۱۰ ریتا کول ، غزلیں
۸-۰۰ وادی کی آواز
۸-۴۵ سامعین کے خطوں کے جواب
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ڈرامہ

جمعہ ۲۷ نومبر

صبح
۸-۰۰ شبیر حسین خاں ، غزلیں
۸-۲۰ گھر بارہ خاطرہ
۱۱-۳۰ ، ۴-۳۰
حبیب اللہ بمبرو اور ساتھی ، کشمیری موسیقی

دوپہر
۲-۱۵ محمد صدیق پانپوری اور اندرا کاچرو
غزلیں
۲-۳۰ آتش تہ گاشش
دیہاتی بھائیوں کیلئے
۴-۰۰ استاد رمضان جو اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

شام
۶-۱۰ اندرا کاچرو ، غزلیں
۸-۰۰ وادی کی آواز
سامعین کے خطوں کے جواب
۹-۳۰ اپنی دھرتی اپنا دیش
۱۰-۰۰ داستان

ہفتہ ۲۸ نومبر

صبح
۸-۰۰ حافظ احمد خاں : غزلیں
۸-۲۰ زونیکھن (ہندی)
۸-۴۵ 'موول شعار'
تحریر و پیشکش : رحمٰن راہی
۱۱-۳۰ ، ۴-۳۰
غلام محمد قالین بفت اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۴۰ حافظ احمد خاں اور یونس ملک
غزلیں

شام
۶-۱۰ اونکار ناتھ کول ، غزلیں
۸-۰۰ وادی کی آواز
شمیمہ دیو
۸-۴۵ انگریزی تقریر از
پروفیسر حق ایم ربانی
۹-۳۰ بزم سامعین (اردو)
۱۰-۰۰ گاشہ تارکہ
مشہور کشمیری شعراء پر فیچر
۱۰-۳۰ شہر صدا
فرمائشی غیر فلمی گیت

اتوار ۲۹ نومبر

صبح
۸-۰۰ ، شام ۶-۱۰
شمیمہ دیو ، غزلیں
۸-۳۰ گھرانوں کیلئے
۱۰-۰۰ علاقائی ریڈیو نیوز ریل
۱۱-۰۰ کورل سنگیت
۱۱-۳۰ حسن ماضی
بھولی بسری یادوں پر مبنی

دوپہر
۱۲-۴۰ فلمی گانے
۲-۱۰ ساز اور آواز
۲-۳۰ بشیر احمد ، نامہ دیوی اور
غلام مصطفےٰ خاں ، غزلیں
۴-۰۰ پنجابی پروگرام
۴-۳۰ خبرنامہ
تحریر ، ستما

رات
۸-۰۰ وادی کی آواز
'ادارے' تقریر از غلام نبی رتن پوری
۸-۴۵ تو ہنز چٹھی واژ
۹-۳۰ مغربی موسیقی
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش
فلمی نغمے

پیر ۳۰ نومبر

صبح
۸-۰۰ ، دوپہر ۱۲-۴۰
اقبال احمد صدیقی ، ہیم لتا
غزلیں

۸-۲۰ 'ثقافت'
اردو میں کلچرل پروگرام
۱۱-۳۰ ، دوپہر ۲-۱۵ ، ۴-۰۰
محمد سلطان بٹ اور ساتھی
کشمیری موسیقی

دوپہر
۲-۳۰ برہم سروپ سنگھ ، وچترو وینا
۴-۰۰ کم لتا اور ظہور احمد شاہ
غزلیں

شام
۶-۱۰ ضلع نامہ
۸-۰۰ وادی کی آواز
پنجابی اور سندھی نغمہ
۸-۴۵ 'ورق ورق روشن'
اردو تقریر از آل احمد سرور

بقیہ :- دھلی

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
منموہن شوا ، وائلن پر دھن
۳-۳۰ نرنجن پرساد ، بانسری

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
پرسار گیت
۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۳۰ نومبر

صبح دلہنے الفے
۸-۱۰ شرافت حسین خاں ، گائن
۱۰-۳۰ وادیہ ورند
۱۱-۰۴ ضیا معین الدین ڈاگر
بین پر راگ توڑی
۱۱-۳۰ سوہن سنگھ
خیال راگ دیسی
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
تیلگو لوک گیت
۱۲-۳۰ شان دہلی ، فیچر - حصہ دوئم
'لال حویلی خانم کا بازار'

شام
۵-۴۰ ، ۹-۰۰
شرافت حسین خاں ، گائن
۸-۰۰ سوا ستھ رکھشا
۸-۱۵ سبھ سنگیت
۸-۳۰ ٹھمری
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، ہندی تقریر
'بھارتیتا کی میری پہچان'
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
دہلی ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
سوہن سنگھ ، گائن
۷-۵۰ سنگم
سندھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
اودھی لوک گیت
۳-۱۵ ، ۴-۰۲ سنگم سنگیت
۳-۳۰ سبھ سنگیت
۳-۴۵ ٹھمری

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
سرلا کپور ، گیت ، غزل
۹-۳۰ انگریزی تقریر

بقیہ :- جے پور

۱۲-۰۰ میلا جگت
۱-۱۰ آپکی فرمائش اور موسم

شام
۶-۲۵ راجستھانی گیتوں کا فرمائشی پروگرام
۸-۱۰ انگریزی تقریر
۹-۱۵ ان سے ملئے

پیر ۳۰ نومبر

صبح
۷-۲۰ مانس گان
۸-۳۰ ، رات ۸-۱۰
احمد اللہ قوال اور ساتھی ، قوالی

دوپہر
۱-۱۰ شاستریہ سنگیت
۱-۵۰ کرشی لوک اور موسم

شام
۵-۰۵ یووا وانی
۷-۵۰ کرشکوں کیلئے
۸-۰۰ کوی وانی
۱۰-۰۰ پیر شب کی محفل موسیقی

دور درشن بمبئی

بمبئی چینل ۴:	تصویر ۲۵-۶۲ میگاہرٹز
بینڈ ۱:	آواز ۷۵-۶۷ میگاہرٹز
پونہ چینل ۵:	تصویر ۲۵-۱۷۵ میگاہرٹز
بینڈ ۳:	آواز ۷۵-۱۸۰ میگاہرٹز

خبریں

شام ۷-۳۰ مراٹھی میں خبریں رات ۹-۰۰ ہندی میں خبریں ۱۰-۰۰ انگریزی میں خبریں
شام ۷-۴۰ کل کے پروگرام

ہفتہ وار ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

اتوار

صبح ۹-۰۰ سلسلے وار فلم ۹-۳۰ پرتیبھا آئی پریتا ۱۰-۳۰ ونڈر بیلون (مدراس سے)/ میجک لیمپ ۱۱-۰۰ ساپتاہیکی: ہندی میں ہفتے بھر کے پروگرام کی جھلک ۱۱-۳۰ اختتام
شام ۶-۰۰ اور ۷-۴۲ ہندی فیچر فلم ۷-۴۰ کل کے پروگرام ۹-۱۰ یوگا بھیاس/ آپ کا سواستھ ۹-۳۰ سائنس رپورٹ

پیر

صبح ۱۰-۴۰ اور ۲-۰۰ شالے چترواانی (طلباء کے لیے) پانچویں جماعت کے لیے (انگریزی کا سبق
شام ۶-۴۰ سنا کلڑی ۷-۰۰ سنگم سنگیت (گجراتی)
۷-۱۰ آپچی ماتی آپچی مانس ۷-۴۰ کل کے پروگرام ۷-۴۲ گیان دیپ ۸-۰۰ یووا درشن (مراٹھی) ۸-۳۰ سلسلے وار انگریزی فلم ۹-۱۰ واٹس دی گڈ ورڈ/ چترگیت ۹-۴۰ ورت چتر/ کورنالی پاپری ۱۰-۱۰ اختتام

منگل

شام ۶-۳۰ کھیل ۷-۰۰ گیت (مراٹھی ہندی) ۷-۴۰ کل کے پروگرام ۷-۴۲ پریودتن ایک چنوتی/ دنیان وگیان ۸-۰۰ یوواورشن ۸-۳۰ اسپورٹس راونڈاپ ۹-۱۰ پریکیار سنتھیا (ہندی ادبی پروگرام) ۱۰-۱۰ شام غزل بزم قوالی/ کرناٹک موسیقی ۱۰-۴۰ اختتام

بدھ

صبح ۱۰-۴۰ اور دوپہر ۲-۰۰ شالے چترواانی (طلباء کیلئے) چھٹی جماعت کے لیے انگریزی کا سبق
شام ۶-۳۰ سندر مازے گھر ۷-۰۰ فلم ۷-۱۰ آپچی ماتی آپچی مانس ۷-۴۰ کل کے پروگرام ۷-۴۲ پراویشک سنگیت/ لکھا ویکالی مانس ۸-۰۰ محفل یاراں/ امرت منتھن ۸-۳۰ ینگ ورلڈ/ یوتھ پینوراما ۹-۱۰ پارلیامنٹ ہندی ڈرامہ ۱۰-۱۰ حالات حاضرہ سے متعلق پروگرام ۱۰-۴۰ اختتام

جمعرات

شام ۶-۳۰ گھر بیٹھاں/ ونڈر وار ۷-۰۰ لوک سنگیت ۷-۱۰ کامگار وشو ۷-۴۰ کل کے پروگرام ۷-۴۲ گجراتی گیت/ ہندی گیت ۸-۰۰ ہندی ڈرامہ/ مراٹھی ڈرامہ ۹-۱۰ چھایا گیت ۹-۵۵ خصوصی اعلان ۱۰-۱۰ اختتام

جمعہ

صبح ۱۰-۴۰ اور دوپہر ۲-۰۰ شالے چترواانی (طلباء کے لیے) آٹھویں جماعت کے لیے سائنس کا سبق
شام ۶-۳۰ کھیل کھلونے ۷-۰۰ ہندی گیت ۷-۱۰ آپچی ماتی آپچی مانس ۷-۴۰ کل کے پروگرام ۷-۴۲ گیان دیپ ۸-۱۰ اسپورٹس راؤنڈ اپ ۹-۱۰ آوہ ماری ساتھے/ پھول کھلے ہیں گلشن گلشن ۹-۴۵ ورت چتر ۱۰-۱۰ موسیقی اور رقص کا نیشنل پروگرام ۱۰-۵۵ اختتام

ہفتہ

صبح ۱۰-۴۰ اور دوپہر ۲-۰۰ شالے چترواانی استادوں کے لیے
شام ۶-۰۰ اور ۷-۴۲ علاقائی زبان میں فیچر فلم ۷-۴۰ کل کے پروگرام ۹-۱۰ رقص/ آن دی فیلڈ آن دی فیلڈ ۹-۳۰ سائنس فورم/ روآبریشنز ۱۰-۳۰ اختتام

دور درشن سری نگر

بینڈ ۳ ۲۲۵ - ۲۳۰ ایم ایچ زیڈ (تصویر) چینل ۵ ۱۷۵ - ۱۸۰ ایم ایچ زیڈ (آواز)

[illegible]

صبح ۱۱-۰۰ سے ۱۱-۳۰ تک بچوں کے لیے تعلیمی پروگرام (صرف پیر اور جمعرات کو) شام ۷-۰۰ دیہاتی بھائیوں کے لیے (پیر، منگل، بدھ، جمعرات) ۸-۰۰ کشمیری میں خبریں ۸-۱۵ پروگراموں کا خلاصہ ۹-۴۵ اردو میں خبریں ۱۰-۰۰ اختتام (اتوار کو ۱۰-۳۰)

خصوصی پروگرام

پیر ۱۶ر نومبر

شام ۷-۳۰ کشمیری لوک موسیقی ۷-۴۵ ٹی وی ان لائف پر مبنی ٹی وی خبریں ۸-۱۷ فلمی گیتوں اور رقص پر مبنی پروگرام ۹-۰۰ کھیلوں سے متعلق اردو میں پروگرام ۹-۳۰ ٹیلی کلب ۱۰-۰۰ اختتام

منگل ۱۷ر نومبر

شام ۷-۳۰ کشمیری کلاسیکی موسیقی ۷-۴۵ فلمز ڈویژن کی دستاویزی فلم ۸-۱۷ ناظرین کے خطوں کے جواب ۸-۴۵ انگریزی سلسلہ وار فلم ۹-۲۰ انٹرویو۔

بدھ ۱۸ر نومبر

شام ۷-۳۰ نعتیہ (کشمیری) ۷-۴۵ نشر شدہ پروگراموں سے انتخاب ۸-۱۷ کشمیری میں سلسلہ وار فیچر ۸-۳۵ ہلکی پھلکی موسیقی ۸-۴۵ کلاسیکی موسیقی ۹-۱۵ کشمیری میں ادبی میگزین پروگرام

جمعرات ۱۹ر نومبر

شام ۷-۳۰ کشمیری لوک کہانی ۸-۱۷ فلمی گیتوں اور رقص پر مبنی پروگرام ۹-۰۰ حالات حاضرہ (اردو) ۹-۳۰ فلمز ڈویژن کی دستاویزی فلم ۱۰-۰۰ اختتام

جمعہ ۲۰ر نومبر

شام ۷-۰۰ گجروں کے لیے پروگرام ۷-۳۰ اردو میں خاندانوں کے لیے پروگرام ۸-۱۷ کشمیری میں کھیل ۹-۰۰ ہلکی پھلکی موسیقی ۹-۱۵ صحت و تندرستی سے متعلق کشمیری میں پروگرام

ہفتہ ۲۱ر نومبر

شام ۷-۰۰ بچوں کے لیے اردو میں پروگرام ۷-۳۰ ایک نظم کانی دی روپ ۷-۴۵ ڈوگری پروگرام ۸-۱۷ کشمیری میں سلسلہ وار فیچر ۸-۳۵ مشاعرہ ۹-۱۵ سماجی ترقیات پر مبنی پروگرام

اتوار ۲۲ر نومبر

صبح ۱۱-۰۰ بچوں کے لیے کشمیری میں پروگرام ۱۱-۳۰ کشمیری لوک موسیقی ۱۱-۵۰ ڈرامہ (دوبارہ) ۱۲-۴۰ نشر شدہ پروگراموں سے انتخاب

شام ۰۰-۶ کشمیری لوک موسیقی ۲۰-۶ نوجوانوں کے لیے کشمیری میں پروگرام ۵۰-۶ روزگار ببلیٹن ۰۰-۷ اور ۱۷-۸ ہندی فیچر فلم ۰۰-۱۰ اختتام

پیر ۲۳ر نومبر

شام ۳۰-۷ کشمیری لوک موسیقی ۴۵-۷ بی ٹی وی این ایف پر مبنی ترقیاتی ٹی وی خبریں ۱۷-۸ فلمی گیتوں کا پروگرام ۰۰-۹ کھیلوں سے متعلق اردو میں پروگرام ۳۰-۹ ہلکی پھلکی موسیقی

منگل ۲۴ر نومبر

شام ۳۰-۷ کشمیر کا ثقافتی ورثہ ۴۵-۷ فلمز ڈویژن کی دستاویزی فلم ۱۷-۸ ناظرین کے خطوں کے جواب ۴۵-۸ انگریزی سلسلہ وار فلم ۳۰-۹ انٹرویو

بدھ ۲۵ر نومبر

شام ۳۰-۷ لغتہ (کشمیری) ۴۵-۷ نشر شدہ پروگراموں سے انتخاب ۱۷-۸ کشمیری میں سلسلہ وار فیچر ۳۵-۸ ہلکی پھلکی موسیقی ۴۵-۸ دوسرے کیندروں سے ۱۵-۹ اُردو میں ادبی میگزین پروگرام ۰۰-۱۰ اختتام

جمعرات ۲۶ر نومبر

شام ۳۰-۷ کشمیری لوک کہانی ۱۷-۸ فلمی گیتوں اور رقص پر مبنی پروگرام ۰۰-۹ حالات حاضرہ (اردو) ۳۰-۹ فلمز ڈویژن کی دستاویزی فلم

جمعہ ۲۷ر نومبر

شام ۰۰-۷ کشمیری لوک موسیقی ۳۰-۷ ہوم سائنس ۵۰-۷ شہری ذمہ داریوں سے متعلق پروگرام ۱۷-۸ ڈرامہ (دوسرے کیندروں سے) ۰۰-۹ دستاویزی فلم ۱۵-۹ صحت و تندرستی سے متعلق اردو میں پروگرام

ہفتہ ۲۸ر نومبر

شام ۰۰-۷ بچوں کے لیے اردو میں پروگرام ۳۰-۷ کسی گاؤں کی جھلک ۴۵-۷ ڈوگری پروگرام ۱۷-۸ کشمیری میں سلسلہ وار فیچر ۳۵-۸ اردو میں رنگا رنگ پروگرام ۱۵-۹ سماجی ترقیات پر مبنی پروگرام ۰۰-۱۰ اختتام

دوردرشن لکھنؤ

چینل: ۴ — ۲۵ء۶۲ میگا ہرٹز (تصویر)
بینڈ: ۱ — ۷۵ء۶۷ میگا ہرٹز (آواز)

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونے والے پروگرام

شام ۳۰-۶ چوپال (دیہی عوام کے لیے پروگرام (ماسوائے اتوار اور منگل) اتوار کو ننھے منے بچوں کے لیے ۰۰-۶ بجے سے منگل ۳۰-۶ گھر چوبارہ (کسان عورتوں کے لیے ۰۰-۸ سماچار

ہفتہ وار ٹیلی کاسٹ ہونے والے پروگرام

اتوار

شام ۰۰-۶ ننھے منے بچوں کے لیے ۲۰-۶ سپتاہکی (ہفتہ بھر کے پروگراموں کی تفصیلات) ۳۰-۶ اور ۱۵-۸ ہندی فیچر فلم ۳۰-۹ کل کے پروگرام اور اختتام

پیر

شام ۰۰-۷ آپ کا سواستھ ۱۵-۷ ورتیہ چیتر ۳۰-۷ سیریئل انگریزی فلم (مختصر فلم) ۱۵-۸ آج کل، ۳۰-۸ ایہار ۰۰-۹ سرسوتی ۳۰-۹ کل کے پروگرام اور اختتام

منگل

شام ۰۰-۷ کامگار سبھا (مزدوروں کے لیے) ۳۰-۷ سرگم (کلاسیکی موسیقی ۱۵-۸ وگیان جگت ۳۰-۸ ایہار/ناٹک ۳۰-۹ کل کے پروگرام اور اختتام

بدھ

شام ۰۰-۷ گنجن سگم سنگیت ۳۰-۷ یوا درشن (نوجوانوں کے لیے) ۱۵-۸ آپ کی ڈاک ۳۰-۸ سلسلے وار ہندی ناٹک ۰۰-۹ کل کے پروگرام اور اختتام

جمعرات

شام ۰۰-۷ گھر کی دنیا ۳۰-۷ کھیل جگت ۱۵-۸ ٹی وی ای الفنار کلا اور کیرتی ۳۰-۸ چترہار فلمی رقص اور موسیقی ۰۰-۹ کل کے پروگرام اور اختتام

جمعہ

شام ۰۰-۷ پھلواری ۳۰-۷ دوسرے دوردرشن کیندروں سے ۱۵-۸ آج کل ۳۰-۸ کوئز ۰۰-۹ اودھ پنچ اردو ادبی پروگرام ۳۰-۹ کل کے پروگرام اور اختتام

ہفتہ

شام ۰۰-۷ دوردرشن ورتیہ چترا پھر دیکھئے ۳۰-۷ سنٹ ڈالی آپ اور قانون ۱۵-۸ لوک گیت/آج کے اتیتھی ۳۰-۸ سیریل انگریزی فلم ۰۰-۹ کل کے پروگرام اور اختتام

خصوصی پروگرام

پیر ۱۶ر نومبر

شام ۳۰-۶ چوپال (کسانوں کے لیے پروگرام): وقتی دیکھ بھال گرام سبھا اور ترقیاتی کام ۳۰-۷ سیریئل انگریزی فلم "فائربال" ۳۰-۸ ایہار (پھول کھلے ہیں گلشن گلشن)

منگل ۱۷ر نومبر

شام ۳۰-۷ سرگم (کلاسیکی گانے) ۳۰-۸ ایہار (ناٹک)

بدھ ۱۸ر نومبر

شام ۳۰-۶ چوپال (کسانوں کے لیے) گیہوں کی بوائی رام گنگا کمانڈ پروجیکٹ ۳۰-۷ گنجن (سگم سنگیت

جمعرات ۱۹ر نومبر

شام ۳۰-۶ چوپال (کسانوں کے لیے) آلو کو جھلسا روگ سے بچائیں: جاڑے کے موسم میں پھول

جمعہ ۲۰ر نومبر

شام ۳۰-۶ چوپال (کسانوں کے لیے) آبپاشی شدہ کھیت میں ربیع کی کھیتی: مسالوں کی ترقی یافتہ کھیتی

بدھ ۲۵ر نومبر

شام ۳۰-۶ چوپال (کسانوں کے لیے) گیہوں کی کھیتی (سائنٹفک طریقے): مچھلی پالن

قطعہ

عطا کلیانوی

کسی بت کا جو بن گیا مندر
اپنے دل کا حرم غنیمت ہے

لوگ کل کے تھے باکمال بہت
آج اپنا بھی دم غنیمت ہے

MRPRD (TED)—106/ADG (ED)/91—3-11-91—2000.





▲ مشہور کیریکٹر آرٹسٹ بھگوان سنہا (بائیں سے دوسرے) کے ساتھ آکاشوانی پٹنہ کے محفل پروگرام میں ستیش آنند، ڈاکٹر شنکر پرشاد اور ستیہ پرکاش نارائن کرن۔

موتی بیگم ــ ان کی گائی غزلیں آکاشوانی رام پور کے ’جوئے بار‘ پروگرام میں نشر کی گئیں ◄



◄ آکاشوانی روہتک کے اسٹوڈیو میں
منعقد اردو مشاعرے کے
شرکا شعراء
(دائیں سے)
ستنام سنگھ کمار
تبسم علی پوری
طلعت عرفانی
کندن گوڑ گانوی
بلبیر راٹھی
اے سی بحر اور
زخمی حصاری۔

► آکاشوانی اورنگ آباد/پربھنی
سے اردو پروگرام
’سب رنگ‘
میں نشر ایک مشاعرے میں
ناندیڑ کے شرکا شعراء
(دائیں سے)
حامد اردھاپوری
مولانا محمد عمر اطہر صدیقی
بشیر احمد خاں عاصی
حبیب اختر
کے ٹی صدیقی اور
محسن علی خاں۔



Regd.No. D-(C)39

AWAZ
16th. November 1981

Licensed (U-23) to post without prepayment at C.P.S.O. New Delhi.





(اوپر) حمیدالدین محمود 'فلمی دنیا' پروگرام میں تقریر
'آسامی فلمیں' پیش کرتے ہوئے۔

(اوپر دائیں)
راجیو مرزا — فلمی دنیا کے سلسلہ تقاریر
'نئے چہرے' کے تحت کمار گورو کو متعارف کراتے ہوئے۔

(دائیں)
کرنل این کمار اور میجر اے سی چوپڑہ
بین الاقوامی کوہ پیما کے ساتھ
'روبرو' پروگرام میں اے ایس راقم علی (دائیں) کی گفتگو۔

(نیچے)
پاکستان کے مشہور قوال
مقصود نیازی اور ان کے ہمنوا
مدعو سامعین کے روبرو اپنے فن کا
مظاہرہ کرتے ہوئے۔





اردو سروس کی جھلکیاں

PUBLISHED BY THE DIRECTOR GENERAL, ALL INDIA RADIO, AT THE OFFICE OF THE CHIEF EDITOR, AKASHVANI GROUP OF SECOND FLOOR PTI BUILDING SANSAD MARG NEW DELHI 110001.
PRINTED BY THE MANAGER, GOVT. OF INDIA PHOTO LITHO PRESS, FARIDABAD

یکم سے ۱۵ دسمبر ۱۹۸۱ء
۱۰ سے ۲۴ اگرہائن ۱۹۰۳ شاکا

آواز

اشاعت کا ۳۶ واں سال
قیمت 50 پیسے



اس بار پٹنہ سے غزلیں

اختر قادری

اس کی خلوت میں بھی خلوت کا کب انداز آیا
قافلہ حسن کا لے کر وہ فسوں ساز آیا
کام میرے نہ مرا عزم نہ تگ و تاز آیا
ہوے پابند قفس جب پر پرواز آیا
کیسے اخفائے محبت کا یہ انداز آیا
لب پہ جان آئی زباں پر نہ ترا راز آیا
ہر قدم راہ وفا میں ہے بلا خیز مگر
مرحلہ پیش عجب بر سر آغاز آیا
بس میں جینا ہے نہ مرنے پہ ہے قابو اپنا
یہی جینا ہے تو اس جینے سے میں باز آیا
سادگی کہئے مگر جو بھی بڑھا میری طرف
میں یہ سمجھا مرا ہمدم مرا دمساز آیا
سرزنش ہے مجھے یہ صورت شاد اے اختر
اب بھی اک عمر پہ جینے کا نہ انداز آیا

شاہد احمد شعیب

عجیب منظر بے نام ایک خواب عجیب
سفر کی بے سفری کا بھی ہے عذاب عجیب
بغیر درس ہوئے رمز آشنائے حیات
یہاں تو مدرسۂ دل کا ہے نصاب عجیب
لگاؤں آنکھوں سے چوموں خوشی سے جھوم اٹھوں
ملی ہے غم کے تقدس کی اک کتاب عجیب
کوئی سبیل نکالے گا آج دشت خیال
ابھر رہا ہے خط رہگزار خواب عجیب
نمود چہرۂ بے چہرگی کی بات گئی
ہے رخ پہ خانہ خرابوں کے آب و تاب عجیب
بنائے کلفت جاں بھی علاج درد بھی ہے
معاملات شب و روز کا حساب عجیب
چلو کہ کچھ تو میسر ہے اک فریب سہی
وہ اذن حرکت بے نام اک سراب عجیب
حریف لمحوں کی زد پر رہے مگر ہے شعیب
سنبھل کے چلنے کا انداز کامیاب عجیب

کلیم عاجز

آنکھیں بھی ہیں اندی اندی دل بھی ٹوٹا ٹوٹا ہے
وقت کے پتھر نے مت پوچھو کتنا پیسا کوٹا ہے
تازہ اشکوں کا آنکھوں سے پھر جھرنا کیوں پھوٹا ہے
شاید عاجز دل کی ندی کا باندھ کہیں سے ٹوٹا ہے
تھوڑی جدائی سے بھی کسی کے دل پر اغم ٹوٹا ہے
ہاتھ بہت دن تک کانپے ہیں جب کوئی دامن چھوٹا ہے
دل میں جو سامان بھرا تھا سب ٹوٹا سب چھوٹا ہے
غم نے ہمیں پامال کیا ہے پیار نے ہم کو لوٹا ہے
عشق و محبت کی دنیا میں بات بنانا مشکل ہے
دل کی کسوٹی کہہ دیتی ہے کیا سچا کیا جھوٹا ہے

غبار بھٹی

سرشا خسار آئی وہ بہار مژدہ بادا
ہوئے مست اور غزل خواں گل و خار مژدہ بادا
رُخ صبح جلوہ گر ہے وہ غبار مژدہ بادا
ہوئی ختم رفتہ رفتہ شب تار مژدہ بادا
اسے فطرت محبت نے بنا دیا گلستاں
مرے سوز دل سے اٹھا جو شرار مژدہ بادا
تری آرزو میں جینا، تری آرزو میں مرنا
مری زندگی کا ہے اب یہ شعار مژدہ بادا
نہ چھٹا، نہ چھٹ سکے گا کبھی دل سے دامن حق
ہے عروج مجھ کو حاصل سر دار مژدہ بادا
نہیں فصل گل کا احساں یہ کمال نقش پا ہے
تری رہگذر میں برپا ہے بہار مژدہ بادا
ہے سپاس وحشتوں کا کہ بروئے کار آئیں
مرا پائے شوق پہونچا سر خار مژدہ بادا
مرے ذوق بندگی کی ہوئی اس طرح سے تسکیں
مجھے مل گیا بالآخر در یار مژدہ بادا
جو چلا ہے والہانہ بسوئے دیار طیبہ
اسی کارواں سے نسبت ہے غبار مژدہ بادا

تاج پیامی

ہزاروں بار سمجھایا گیا ہوں
مگر ہر بار بہکایا گیا ہوں
یہ دنیا آئینہ خانہ صفت ہے
حقیقت اپنی دکھلایا گیا ہوں
یہاں تو درد کا صحرا ہے یارب
کہاں میں لا کے ٹھہرایا گیا ہوں
مجھے شیشہ سمجھتا ہے زمانہ
اک اک پتھر سے ٹکرایا گیا ہوں
خود اپنے میکدہ میں اے پیامی
اک اک قطرہ کو ترسایا گیا ہوں

سلطان اختر

نیند ٹوٹی تو سمندر نہ جزیرہ دیکھا
رات بھی میں نے وہی خواب شکستہ دیکھا
میں نے ہر موڑ پہ رک کر ترا رستہ دیکھا
تو نے پھر بھی نہ مجھے عہد گذشتہ دیکھا
گوشے گوشے میں کسی خوف کی پرچھائیں دکھی
گھر کی ہر چیز پہ آسیب کا سایہ دیکھا
کوئی تہذیب بھی شائستہ ملبوس نہیں
جس کو بھی دیکھا سر راہ برہنہ دیکھا
سب کی پیشانی پہ حالات کی تاریکی تھی
سب کے ہونٹوں پہ کڑے وقت کا نوحہ دیکھا
اس نے سہمی ہوئی آنکھوں پہ ہتھیلی رکھ لی
جب خس جسم سے اٹھتا ہوا شعلہ دیکھا
ہنس کے ملنے سے تصنع کی چمک چھپ نہ سکی
اے وہ چہرہ جو میں نے پس چہرہ دیکھا

متین عمادی

سوچتا ہوں کہ تری یاد بھلا دی جائے
زندگی درد کی باہوں سے چھڑا دی جائے
ہم مصور ہیں سبھی رنگ و قلم رکھتے ہیں
آپ جو کہیے وہ تصویر بنا دی جائے
اپنا معیار نظر بھی کوئی شے ہے کہ نہیں
کیوں جبیں اپنی ہر اک در پہ جھکا دی جائے
قہقہہ کوئی فضاؤں میں اچھالیں اے دل
اپنے ہر غم کی ہنسی آج اڑا دی جائے
میری آواز وہ پہچان کے شاید لوٹے
دور ہی سے سہی اک بار صدا دی جائے
دوستو کوئی اگر حال ہمارا پوچھے
خاک تھوڑی سی ہواؤں میں اڑا دی جائے

شہیم قاسمی

بے رنگ سے احساس کا موسم بھی ملے گا
شاداب تصور کے عوض غم بھی ملے گا
بڑھ جائے گی چھونے سے اگر تشنہ لبی اور
ہر پھول پہ یوں قطرۂ شبنم بھی ملے گا
باہر کی فضاؤں میں گھٹن پھیل رہی ہے
سناٹے میں اب نوحہ و ماتم بھی ملے گا
سچ ہے کہ بہت سایۂ ظلمات گھنا ہے
رستے میں کہیں نور مجسم بھی ملے گا
یہ پھول یہ خوشبو یہ خیالات یہ موسم
ان سب کے وسیلے میں ترا غم بھی ملے گا

گذشتہ سے پیوستہ سنگیت سمیلن ۱۹۸۱ء نشریات

اتوار ۶ر دسمبر



صبح ۱۰.۰۰ سے ۱۱.۰۰

اشوک رائے — سرود
فیاض خاں — طبلہ



صبح ۱۱.۰۰ سے دوپہر ۱۲.۰۰

منور علی خاں — گائن
رمضان خاں — سارنگی
رمضان خاں — طبلہ
امیر علی — ہارمونیم

(۱۸ر اکتوبر کو مدراس میں منعقد محفل کی ریکارڈنگ)

دوردرشن نیشنل پروگرام

چارو سجا کا منی پوری رقص



چارو سجا منی پوری رقص کی حسین اور ذہین نمائندہ فنکارہ ہیں انھوں نے کمسنی میں ہی رقص سیکھنا شروع کر دیا تھا۔ تریونی کلا سنگم سے بھارت ناٹیم، کتھک اور منی پوری رقص کی ابتدائی تربیت پانے کے بعد منی پوری رقص میں خصوصی اعلیٰ تربیت پانے کے لیے راجکمار سنگھ جیت سنگھ کی شاگردی اختیار کی۔

چارو نے اسکول اور کالج کے زمانے میں ہی رقص کے فن پر مہارت حاصل کرلی اور انٹر یونیورسٹی یوتھ فیسٹول میں اوّل انعام حاصل کیا۔ روایت سے بھرپور ان کا رقص نفاست اور لطافت کا عمدہ نمونہ پیش کرتا ہے اس میں منی پوری کلچر کی اعلیٰ روایتوں کی جھلک نظر آتی ہے۔ منی پوری اسٹائل کی ترقی اور پرچار کے لیے وہ جی جان سے کام کر رہی ہیں۔ وہ اس فن کی ابتدا اور مذہبی اہمیت پر بھی ریسرچ کر رہی ہیں تریونی بیلیٹ گروپ کی وہ نمائندہ فنکارہ ہیں انھوں نے دنیا کے کئی ملکوں سے اپنے فن کی داد حاصل کی۔ بھارت و بیرون ممالک میں لیفٹیننٹ راجکمار سنگھ جیت سنگھ کے ساتھ منی پوری رقص پر کئی لیکچر بھی دیے ہیں۔ ان کا منی پوری رقص دوردرشن پر ٹیلی کاسٹ کیا جائے گا۔

دوردرشن ٹیلی کاسٹ

کلکتہ	۴ر دسمبر
دہلی	۱۱ر دسمبر
بمبئی	۱۸ر دسمبر
مدراس	۲۵ر دسمبر

آکاشوانی نیشنل پروگرام

ضیا معین الدین ڈاگر کا وینا وادن : ۵ر دسمبر رات ۹-۳۰ بجے



مقبول موسیقار ضیا معین الدین ڈاگر کا وینا وادن موسیقی کے نیشنل پروگرام میں ۵ر دسمبر کو شب ۹.۳۰ بجے سنا جا سکے گا۔ ان کا تعلق دھرپد گائیکی کے مشہور ڈاگر گھرانے سے ہے۔ موسیقی کی ابتدائی تربیت انھوں نے اپنے والد استاد ضیاالدین خاں ڈاگر سے پائی جو سابقہ اودے پور ریاست میں درباری گویے تھے۔

ضیا معین الدین ڈاگر نے گائن اور وینا نوازی دونوں میں تعلیم پائی انھیں وینا سازی کی تکنیکی باریکیوں پر مکمل عبور حاصل ہے اور وہ دھرپد انگ میں راگوں کو باکمال صلاحیت کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

ان کے فن کو ملک اور بیرون ملک میں بہت سراہا گیا ہے۔ وہ امریکہ کی کئی یونیورسٹیوں میں موسیقی کے معلم رہ چکے ہیں۔ اور آجکل یونیورسٹی آف واشنگٹن (سیٹل) سے منسلک ہیں۔

پراپنچم سیتارام کا بانسری وادن : ۱۲ دسمبر رات ۹-۳۰ بجے



مقبول اور باصلاحیت جواں سال فنکار پراپنچم سیتارام کا بانسری وادن ۱۲ دسمبر کو رات ساڑھے نو بجے موسیقی کے نیشنل پروگرام میں سنا جا سکے گا وہ بانسری مکمل فنکارانہ مہارت کے ساتھ بجاتے ہیں۔ موسیقی کی ابتدائی تعلیم انھوں نے اپنے والد پی کرشنا مورتی اور اپنے چچا پی سرینواسا چاریہ سے حاصل کی۔ اس کے بعد ملک کے متعدد نامور موسیقاروں ٹی آر مہالنگم، ڈاکٹر ایم بالا مرلی کرشنا، سندھیا وندنم سری نواسا راؤ، اور اننا وار پوپانا سوامی سے اعلیٰ تربیت پاکر انھوں نے اس فن پر مہارت حاصل کرلی۔ پراپنچم سیتارام نے آٹھ سال کی چھوٹی سی عمر میں ہی موسیقی کے پروگراموں میں شرکت کرنا شروع کر دیا تھا۔ وہ ملک اور بیرون ملک میں موسیقی کی متعدد محفلوں میں اپنے فن پر داد حاصل کر چکے ہیں۔ انھوں نے کئی نامور اعزازات خطابات اور ایوارڈز حاصل کیے ہیں۔ آج کل وہ آکاشوانی مدراس کے اسٹاف میں ہیں۔ سانس پر غیر معمولی قابو، حساس شعور اور سروں کی شائستگی ان کے فن کی نمایاں خصوصیات ہیں۔

منگل شب کی محفل موسیقی

پربھاکر ڈھالکڈے کا وائلن وادن : یکم دسمبر رات ۱۰.۰۰ بجے

نابینا وائلن نواز پربھاکر ڈھالکڈے کو یکم دسمبر کو رات دس بجے منگل شب کی محفل موسیقی میں سنا جا سکے گا۔ اس پروگرام میں گوپال وڈ گاؤنکر انھیں طبلے پر سنگت دیں گے۔

پربھاکر ڈھالکڈے نے وائلن بجانے کا فن اپنے والد بالاجی پنت ڈھالکڈے سے سیکھا انھوں نے اگھپور اندھ ودیالیہ کے پرنسپل کیشو راؤ تمرے کی زیر نگرانی اپنے فن میں نکھار پیدا کیا۔ انھیں پنڈت بدری پرساد کتھک سے بھی فیض حاصل ہوا۔ این راجم اور ایس گوپال کرشنن نے بھی ان کی حوصلہ افزائی کی۔ وہ ہلکی موسیقی کی دھنیں بھی تیار کرتے ہیں۔

آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

یکم سے ۱۵ دسمبر ۱۹۸۱ء ۱۰ سے ۲۴ اگرہائن ۱۹۰۳ شاکا

جلد ۴۶ شمارہ ۲۳
قیمت فی پرچہ ۵۰ پیسے سالانہ دس روپے
ڈاک خرچ بذمہ ادارہ

اس شمارے میں

معذرت:
... اس کے "پھول اور اس کے طبی فوائد" کے زیر عنوان پھولوں سے متعلق ایک مضمون اندرونی صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔

محمد قلی قطب شاہ اور مذہبی رواداری

ڈاکٹر امیر اللہ خاں شاہین

محمد قلی قطب شاہ اردو کا پہلا صاحب دیوان شاعر ہے۔ اس کے پچاس ہزار اشعار کا دفتر بے پایاں آج بھی "معانی سخن" کے نام سے موجود ہے۔ معانی، ترکمان، اور قطب کے تین جداگانہ تخلصوں کے تحت شاعری کرنے والا یہ انیلا، البیلا شخص لگ بھگ ساری ہی اصناف سخن میں طبع آزمائی کرتا رہا۔ اس نے اپنے مخصوص لب ولہجے، اپنی شخصیت کی انفرادی چھاپ اور چھوٹ کے ساتھ نظمیں لکھیں، قصیدے، مرثیے، مسدس مخمس، رباعیاں ترتیب دیں اور وہ غزلیں لکھیں جو ریختی کے قبیل سے بھی ہیں۔ اس کی ریختہ گوئی زبان ریختہ کی اردوئے معلیٰ بنانے پر تلی نظر آتی ہے۔ اس کی شاعری کا مجموعی آب ورنگ اس کی رسیلی، رنگین اور روادار شخصیت کا آئینہ دار ہے۔ اس کی شاعرانہ حیثیت "کسی استاد شہ" کی مرہون منت نہیں، نہ سنی سنائی بلکہ اس کے تجربوں کی دھوپ چھاؤں اس کی اپنی آپ بیتی ہے۔

موضوعاتی نظمیں اس کا انفرادی کارنامہ ہیں۔ وہ عنوانات جو غیر شاعرانہ کے زمرے میں آتے تھے اور جو شاعری میں شجر ممنوعہ تھے معانی نے اپنی خلاقی و طباعی سے انھیں کو ادب سے معمور و مزین کر دیا۔ اور یہ سب کچھ آزاد و حالی سے لگ بھگ تین سو سال پہلے کیا۔ اپنی مٹی سے پیار، مقامی آب ورنگ کا دلدادہ جسے نظیر اکبر آبادی کا شعار اور شیوۂ خاص سمجھا جاتا ہے نظیر سے صدیوں پہلے قطب شہ کے کلام میں اس کثرت اور والہانہ شیفتگی کے ساتھ ملتا ہے کہ "ارضیت" کی یہ بھرپور عکاسی ایک جام جہاں نما بن گئی ہے!

طرفہ تماشہ یہ کہ حقیقت کا یہ احساس و ادراک اس "عشق پیشہ" کے یہاں ہے جو مجنوں کی طرح صحرا نورد اور فرہاد کا سا کوہ کن ہے جو بحر عشق کے ناپید کنار قلزم میں طوفانی موجوں کے تھپیڑے کھاتا نظر آتا ہے۔ عشقیہ شاعری میں وہ اپنے گنے چنے پیش روؤں اور بے شمار معاصرین سے منزلوں آگے ہے۔ اس لیے کہ کشادہ خاطری کے جو حالات اسے میسر آئے بہت کم کے حصے میں آتے ہیں۔ اس کا مزاج بچپن سے عاشقانہ تھا۔ چھوٹی سی عمر میں اس نے بڑی پکی محبت کی اپنے عشق خانہ خراب کی خاطر اور کسی حسن جہاں تاب کے لیے راہ وفا کی خاک پھانکی۔ اس نے اپنی محبوب رقاصہ چھپلم بھاگ متی کو پانے کے لیے اس دریائے پرشور کو عبور کیا جس کی طوفانی موجیں شہزادے کو بڑھ بڑھ کر اپنی آغوش میں لینا چاہتی تھیں مگر اسے پہنچنا وہاں تھا جہاں اس کی معشوقہ کے ارغوانی ہونٹ تپتے تمتماتے عارض گل گوں اور سلگتا سراپا سرتاپا انتظار تھا۔ اس طوفانی رات کے گھٹاٹوپ اندھیرے میں گھرا شہزادہ، سیل بے اماں کی طرح گھوڑے کو ایڑ لگاتا ہے اور چند ساعتوں میں دریا پار کر کے اک سراپا اشتیاق کو گلے لگا لیتا ہے۔ بھاگ متی سے یہ والہانہ پیار اس بات کا پہلا اور کھلا ثبوت ہے کہ شروع سے اس نے اپنی زندگی کو ایسے سانچے میں ڈھالا جس میں تعصب اور تنگ نظری کو کوئی جگہ نہیں دی۔ اعلیٰ اور ادنیٰ کی بھی کوئی مصنوعی دیوار حائل نہیں تھی تبھی تو وہ اس رقاصہ کو اپنی ملکہ بناتا ہے پیار سے اسے حیدر محل کا لقب دیتا ہے اور اسی نام کی مناسبت سے گولکنڈہ کے قریب ایک نیا نگر بسا کر اسے حیدرآباد کا تاریخی نام دیتا ہے۔ گویا اپنی وفاداری اور رواداری پر مہر تصدیق ثبت کر دیتا ہے۔

قطب شاہ کی تمام تر سیلانی کیفیتوں اور اس کی پرت در پرت شخصیت کا حال اس کی شاعری کے مختلف زاویوں سے سامنے آتا ہے۔ مختلف زاویوں سے وہ اپنے ایک محبوب کو نہارتا اور نثار کرتا جاتا ہے اس کی سیماب وشی اسے کسی ایک پیا کا نہیں ہونے دیتی۔ اس کے معشوق محلات اور ملکائیں بدلتی رتوں کی طرح، درجنوں کی تعداد میں ہیں۔ جن میں سے وہ کسی سے بھی بیزار ہے نہ برہم بلکہ بڑے چاؤ چونچلے کے ساتھ ایک ایک کے ناز اٹھاتا ہے بظاہر یہ ہرجائی پن ہے مگر فی الواقع یہ اس کی مروت

دل نوازی اور دل آسائی ہے۔ وہ ان سے "اکتساب نور" بھی کرتا ہے اور ان کو منظوم خراج عقیدت بھی پیش کرتا ہے۔

مذہبی رواداری کے اس عظیم علمبردار نے کل بیالیس سال کی مختصر عمر پائی اور اسی میں عمر خضر پانے والوں سے بازی لے گیا۔ سنہ ۱۵۶۵ء میں پیدا ہوا۔ ۱۵۸۰ء میں تاج دار گولکنڈہ بنا اور تاحیات داد عیش دیتا رہا۔ کبھی نازنین کے جھرمٹ میں "راس لیلا" مناتا اور کبھی کسی بت طناز کے ساتھ خلوت میں "کریڑا لین" نظر آتا ہے۔ ان سے بھی بڑھ کر میدان کارزار میں اپنی تیغ آب دار کے جوہر دکھاتا ہے۔ نظر بازی اور شمشیر زنی دونوں اس کے لیے کھیل تھے بلکہ ان سے بھی فروتر ؎

عید نظارہ ہے شمشیر کا عریاں ہونا

غالب کے یہاں یہ محض ایک شاعرانہ کیفیت کا بیان ہے قطب شاہ نے خود تلواروں کی چھاؤں میں زندگی بسر کی ہے ؎

مر مر کے ہم نے کاٹی ہیں اپنی جوانیاں

یہاں میر نے خود سے زیادہ دلی والوں کی بپتا بیان کی ہے، ترکمان نے ترک تازیوں کا آپ مردانہ وار مقابلہ کیا ہے۔ دورِ جاہلیت کے اعرابی رجز خوانوں اور ہندی میں ویر گاتھا کال کے کوی سامنتوں کی سی خصوصیت پوری اردو شاعری میں محض قطب شاہ کے یہاں ہے۔

قلی قطب شاہ ایک بٹی ہوئی شخصیت (Split Personality) کا نام بھی ہے اس میں جو اجتماع متضادین ہے اس سے اس کی شخصیت کا ہیرو ہشت پہلو اور اس کا جینس آفاق گیر ہو گیا ہے۔ وہ تمام عمر علاقائی تعصب اور فرقہ واریت سے نبرد آزما رہا۔ تمام مذاہب اور فرقے اس کے عہد جہانگیری میں اپنی جداگانہ شان کے ساتھ پروان چڑھتے رہے یہ سب اس کے گلشن کے رنگ برنگے پھولوں کی مانند بہار جانفزا دکھاتے رہے۔ اس کی شخصیت اور شاعری کا سونا اور دمکتا رہا یہ سب کچھ اس لیے ممکن ہوا کہ رواداری کی یہ عظیم روایت اسے ورثے میں ملی تھی۔ اس کی ذہنی تربیت ہی ست رنگی دھنک کی رنگا رنگی اور بوقلمونی میں ہوئی تھی۔ اسے اس پر ہمیشہ فخر رہا کہ اس نے بھاگیہ رتی کی کوکھ سے جنم لیا اور خالص ہندوستانی ماحول میں آنکھ کھولی ماں کی ممتا اور دھرتی ماتا کی مہک اور مٹھاس میں مگن رہا۔ اس نے اپنی محبوب بھاگیہ متی کو حیدر محل بنا کر گنگا جمنی تہذیب کی وہ بنیاد رکھی جس نے کثرت میں وحدت کے جلوے دکھائے سنگ دلوں کو موم کرنے کے لیے اس نے نئے نئے رشتے استوار کیے چنانچہ محل کے دروازے سب پر کھل گئے۔ وہ خداداد محل ہو یا اعلیٰ محل یا مہندی محل، مشتری ہو یا بلقیس زمانی، قطب منصور کر بھیمنی ہندو، چھبیلی تارکہ پدمنی، سندریا سجن! سب کا ایک رتبہ تھا سب کو اس کے حضور اعلیٰ و ارفع مقام حاصل تھا۔

ہندوستانی فکر
بھوجن ہتائے، بھوجن سکھائے

مجیب رضوی

بھوجن ہتائے، بھوجن سکھائے یعنی بیشتر لوگوں کا مفاد، بیشتر لوگوں کا سکھ چین۔ یہ تصور بھی مغرب سے آکر دبے پاؤں ہندوستانی فکر میں داخل ہو گیا ہے۔ اسی لیے قدیم ہندوستانی نظام فکر میں اس کی نشاندہی ممکن نہیں ہے۔ اس تصور کا تعلق دنیا داری اور مادی زندگی سے ہے اور ہمارے رشی منی مادی زندگی کو موہ مایا سمجھ کر قابل احتراز سمجھتے تھے۔ ان کی آنکھیں اور ان کا ذہن آسمان کی طرف لگا تھا۔ وہ زمین پر رونما ہونے والے واقعات اور اپنے ماحول کی کیفیات پر کم ہی دھیان دیتے تھے۔ ان کے لیے مادی اور سماجی زندگی ایک ناگزیر حقیقت تھی اور اس کے چاروں حصوں کی انھوں نے توضیح و توسیع بھی کی ہے۔ ارتھ (معاشی زندگی)، کام (سماجی زندگی)، دھرم (فرائض)، موکش (نجات)، پر بحثیں اٹھائی گئی ہیں۔ لیکن معاشی، سماجی اور فرائض سے متعلق مسائل کو اخلاقیات کے بندھن میں جکڑ کر چھوڑ دیا گیا ہے جب تک لوگ ان اخلاقیاتی اصولوں پر کاربند رہے، ذاتیں اور فرد اپنے اپنے فرائض کو احکام خداوندی سمجھ کر پورا کرتے رہے تب تک ادھر توجہ کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ دنیا سے اس طرح فرصت پا کر ہمارے مفکرین نجات کی تلاش میں سرگرداں رہے۔ نتیجے کے طور پر مذہبی سلسلوں میں اضافہ ہوتا گیا اور طرح طرح کی طرز عبادت وجود میں آتی گئیں۔ ہندوستانی فکر دین سنوارتا رہا اور دنیا بگڑتی گئی۔

بھوجن ہتائے کا تعلق اصل میں ملکیت سے ہے۔ مغرب میں اس پر غور و فکر زمانہ قبل مسیح سے شروع ہو گیا تھا۔ اہل مغرب کی نظریں دنیا سنوارنے کی طرف زیادہ تھیں۔ افلاطون نے ایک آدرش ریاست کا خواب دیکھا۔ نجی ملکیت سے کچھ اتنا متنفر ہوا کہ زن و شوہر کے رشتے کو ہی ختم کر دیا۔ اس کا خیال تھا کہ نہ کوئی کسی کی بیوی ہو گی اور نہ ہی کوئی کسی کی اولاد۔ لوگ بیوی بچوں کے لیے ہی دولت جمع کرتے ہیں۔ اس نے اسی لیے اپنی سمجھ میں نجی ملکیت کی بنیادی وجہ کو ختم کر کے اس مسئلے سے نجات پانے کی کوشش کی۔ اس کے بعد متواتر مغربی فکر میں نجی ملکیت کا مسئلہ زیر غور رہا ہے۔ میکاولی نے کہا کہ سماج کے نشو و نما میں حرکت پیدا کرنے والی طاقت انسان کی موروثی خود غرضی ہے اور نجی ملکیت اس کا اعلا مظہر ہے۔ سیاست اور سماج کے رشتوں پر غور و فکر کرنے والوں کے ذہنوں پر بہت دنوں تک میکاولی حاوی رہا۔ دوسری طرف کیمپنیلا نے ایک ایسے سماج کا نقشہ پیش کیا جس میں نہ دولت ہے اور نہ ملکیت۔ لیکن اس کی کتاب "سورج کا شہر" صرف چند باذوق اشخاص کو ہی متاثر کر سکی۔

روسو کی انسانی فطرت کے متلاشی کی حیثیت سے شہرت زیادہ ہے۔ لیکن اس نے بھی ملکیت کے مسئلہ پر اپنی رائے دی ہے۔ اسے ایسا سماج قابل قبول ہے۔ جس میں نہ دولت کی افراط ہو اور نہ ہی غربت کی انتہا ہو۔ افراط اور انتہا کا تعین بعد میں اس کے پیروکار کرتے رہے، طرح طرح کی تاویلیں دیتے رہے۔ ایک دوسرے فرانسیسی مفکر فوریئر نے ملکیت کو ہی تمام برائیوں کی جڑ قرار دیا۔ لیکن فرانس میں ہی لیسز فیرے سماج کا تصور ابھرا جس کے مطابق نجی ملکیت کی پوری آزادی ہونی چاہیے اور جائداد اور دولت کمانے پر کسی طرح کی پابندی عائد نہیں ہونی چاہیے۔ انگلینڈ میں سینٹ سائمن نے نجی ملکیت کی وجہ سے انسان کے ہاتھوں انسان کی استحصاریت کے خلاف آواز بلند کی۔ غرضیکہ ملکیت نجی ہو یا سماجی ایک ایسا مسئلہ رہا ہے جس کا مغربی نظام فکر میں ایک خاص مقام ہے۔ صدیوں سے اس کا تذکرہ ہوتا آیا ہے، اس پر تبصرہ ہوتا رہا ہے اور اس فکر

سماج برابر متاثر ہوتا رہا ہے۔ لیکن انیسوی صدی کی آخری دہائیوں میں فیبین اشتراکیوں کا دور دورہ تھا۔ انگلینڈ سے بہت پہلے فرانس میں یہ نظریہ جڑ پکڑ چکا تھا۔ سرمایہ داری کی لوٹ کھسوٹ عریاں ہو کر سامنے آچکی تھی۔ مارکس کی سائنسی اشتراکیت مقبول عام ہو رہی تھی۔

اسی دوران میں انگلینڈ کے مفکر بینتھم نے اس سلسلے greatest good of the greatest number کا نظریہ پیش کیا۔ "بہوجن ہتائے" میں بینتھم کے اسی خیال کی بھرپور عکاسی ہے۔ بینتھم کے شاگرد جان اسٹورٹ مل نے اس خیال کی توضیح کی اور سرمایہ داری و اشتراکیت میں تال میل بٹھانے کی کوشش کی۔ سیاسیات میں اسی نظریہ کو فلاحی ریاست کا نام دیا گیا ہے۔ سیدھی سادگی زبان میں اس کا مطلب صرف اتنا ہے کہ نجی ملکیت قائم رہے اور دولت کا فائدہ ریاست کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ عوام کو پہنچے۔ انگلینڈ میں فلاحی ریاست کا نظریہ جب مقبول عام ہو رہا تھا تبھی ہندوستان سے کافی تعداد میں، طالب علم انگلینڈ بغرض اعلا تعلیم کو گئے تھے۔ ان کے ذہنوں پر اس کا اثر پڑنا لازمی تھا۔ ہمارے ملک میں بہت سی معاشیاتی اور سیاسی اصطلاحات کو سکۂ رائج الوقت بنانے میں پنڈت جواہر لال نہرو کا ہاتھ رہا ہے۔ وہ اپنے زمانہ طالب علمی میں لاسکی کے طالب علم رہے ہیں۔ ان کے ذہن پر فلاحی ریاست کا اثر پڑنا لازمی تھا۔ اسی لیے ان کی قیادت میں تشکیل پانے والے ہمارے دستور العمل اور ہماری ریاست کے بنیادی اصولوں پر اس نظریہ کی پوری چھاپ ہے۔ ہمارے ملک میں نجی ملکیت اور قومی ملکیت کے درمیان تال میل بٹھانے کی کوشش نظر آتی ہے۔ ہماری ریاست کا یقین اشتراکیت میں نہیں بلکہ اشتراکی سماج میں ہے۔ چونکہ اشتراکیت میں نجی ملکیت اور ذرائع پیداوار پر کچھ لوگوں کا اختیار قابل قبول نہیں ہے اور ہم لوگوں کو ایک طرف یہ اختیار دیتے ہیں اور دوسری طرف اس سے پیدا ہونے والی استعماریت کا سدباب کرنے کے لیے ریاستی طاقت کو ذریعہ بناتے ہیں اسی لیے ہم اس نئے تجربہ کی بنا پر اپنی کوششوں کو اشتراکی سماج کہتے ہیں۔ بہوجن ہتائے کی ہندوستانی فکر میں یہی تعبیر ہے۔ دولت اکٹھا کرنے کی اجازت ہے لیکن بہت سی بندشوں کے ساتھ، تجارت کرنے کی چھوٹ ہے لیکن بہت سے ضابطوں کی پابندی کے ساتھ۔ کارخانے چلانے کا ہمارے شہریوں کو حق ہے، اس میں کام کرنے والے مزدوروں کی محنت سے فائدہ اٹھانے کا بھی پورا اختیار ہے لیکن کارخانے من مانی کرنے کے لیے وہ آزاد نہیں ہے۔ مزدوری کی اجرت، بونس، پراوی ڈنٹ فنڈ، تعطیلات، کام کے اوقات اور مزدوروں کی فلاح و بہبود کے سلسلے میں ریاستی ضابطوں پر کاربند ہونا نہایت ضروری۔ دولت کی اجارہ داری کے خلاف ہماری ریاست برابر متوجہ رہتی ہے اور دولت کی منصفانہ تقسیم پر نظر رکھتی ہے۔ یہی ہمارا بہوجن ہتائے ہے۔

ریاست اور فرد کے عمل سے بیشتر لوگوں کو فائدہ پہنچے، یہ خیال جتنا خوش کن ہے اس کی راہ اتنی ہی پرپیچ ہے۔ "بیشتر لوگوں" کی گنتی آسان نہیں ہے۔ ووٹوں کے لیے سروں کی گنتی یا سیاست داں کرتے ہیں اور یا اس کی ضرورت محکمہ مردم شماری کے عملے کو پڑتی ہے۔ ہم نے اپنی آسانی کے لیے اس کا مترادف عوام گڑھ لیا ہے چنانچہ ہر شخص ہر میدان میں عوام کی دہائی دیتا سنائی پڑتا ہے۔ اس عوام کی کوئی تعریف مشکل ہے۔ زمینداروں سے زمین لے کر اگر کسانوں میں تقسیم کر دی جائے تو صرف ایک گروہ کو زمین کا حق ملکیت حاصل ہو جائے گا۔ زمیندارانہ حقوق کے مبلغ کہتے ہیں کہ چھوٹی چھوٹی قطعات آراضی میں پیداوار کی لاگت زیادہ آئے گی اور غلے کی پیداوار بھی کم ہوگی۔ اس طرح عوام کو غلے کی قلت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ گویا صرف اس عمل سے عوام کے ایک حصے کو فائدہ پہنچے گا، لیکن مجموعی طور پر عوام کو اس کا نقصان برداشت کرنا پڑے گا۔ اس طرح بہوجن ہتائے کا راستہ دشوار گزار ہو جاتا ہے۔ جو لوگ طبقات کے بہبود کو مد نظر رکھتے ہیں ان کے لیے یہ مسئلہ آسان ہو جاتا ہے۔ لیکن جو اس سے گریز کرتے ہیں ان کے لیے عوام اور عوام کے درمیان حد فاصل کھینچنا مشکل ہوتا ہے۔ اس لیے بہوجن ہتائے کا اطلاق اسی حد تک ممکن ہے کہ دولت مندوں سے دولت حاصل کر کے عام فلاح و بہبود کے کاموں پر خرچ کی جائے جن سے ہر کس و ناکس فائدہ اٹھا سکے۔

بہوجن ہتائے انگلینڈ کے افادیت پسندوں کی دین ہے۔ سوداگری ہر چیز کو نفع نقصان کے ترازو میں تولتا ہے۔ سوداگرانہ مزاج رکھنے والے ہی اس طرح کا نظریہ پیش کر سکتے تھے۔ انھیں لوگوں کے زیر اثر ہمارا سیاسی، معاشی اور تعلیمی نظام تشکیل ہوا ہے۔ ہمارا مزاج ابھی تک تجارتی نہیں بن پایا ہے لیکن ہم نے ان تصورات کو اپنا لیا ہے اور اسی لیے ابھی تک سماجی اور اخلاقی الجھنوں میں مبتلا ہیں۔ ہمارے تفکر میں یا فرد پر زور ہے اور یا سب پر۔ اسی لیے گاندھی جی نے اپنے نظریے کو سرودے کا نام دیا ہے۔ اس میں سب کے فلاح کا تصور ہے۔ اس لیے بہوجن ہتائے کی جگہ سروجن ہتائے ہندوستانی مزاج کے زیادہ قریب ہے۔ اس "سب" کی تعریف قدیم ہندوستان کے طرز و فکر میں واضح ہے۔ یہ ہے "وسودھیو کٹمبکم" یعنی زمین کے سب باسی ایک خاندان ہیں۔ اس میں انسان کی تخصیص نہیں ہے۔ سارے جاندار ایک دوسرے سے جڑے ہوتے ہیں۔ بہوجن ہتائے کے زیر اثر پیداوار بڑھائی جاتی ہے تاکہ لوگوں کو سستا اور کافی مقدار میں خوراک ملے اور اشیائے ضروری کم قیمت پر دستیاب ہوں۔ لیکن اس کے لیے سائنسی ایجادوں سے کیڑے مکوڑوں کو ختم کیا جاتا ہے۔ ان کی کمی کی وجہ سے بہت سے مسائل کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ کیڑے مکوڑے ہزاروں بیماریوں کے کیڑوں کو اپنی خوراک بنا کر انسان کو تندرست رکھتے تھے۔ ان کی کمی کی وجہ سے انسانی صحت کے دشمنوں کو آزادی مل گئی۔ آب و ہوا کو ان دوائیوں، چمنی کے دھوئیں، کارخانوں کی آلائش نے مکدر کیا اور اسے صاف رکھنے والے ہمارے معاون بھی ہم سے بچھڑ گئے۔ یہ سب ہوا زیادہ سے زیادہ لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے۔ اس سے ہم اسی نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ جو کام بہوجن ہتائے کے لیے کیا جائے وہ ضروری نہیں ہے کہ سب کو سکھ چین بھی پہنچا سکے، بہوجن سکھائے ہو۔

بہوجن ہتائے کی طرح بہوجن سکھائے کی بھی ایک تاریخ ہے۔ اس تصور کا وجود بیسویں صدی کی چوتھی دہائی سے قبل ہندوستانی فکر میں ناپید ہے۔ بہوجن ہتائے کا تو اثر معاشی اور سیاسی ہے اور بہوجن سکھائے کا تصور رومانی اور ادبی ہے۔ اپنے شاہکار رام چرت مانس میں تلسی داس نے اعلان کیا کہ وہ "اپنے انبساط کے لیے رام کی کتھا بیان کرتے ہیں"۔ اپنے اس مصرعے میں انھوں نے "سوانتا سکھائے" کی اصطلاح استعمال کی ہے جس کا مطلب ہے نجی لطف و انبساط۔ اسی کے جوڑ پر "بہوجن سکھائے" کی اصطلاح گڑھی گئی ہے جس کا مطلب ہے۔ بیشتر لوگوں کے لطف و انبساط کے لیے۔ رامائن کے روسی مترجم برانیکوف نے اپنے پیش لفظ میں رام کو لوک نایک (قائد عوام) بتایا اور ثابت کیا کہ تلسی داس نے رامائن اپنے لطف کے لیے نہیں لکھی بلکہ انھوں نے رام کی تمثیل کے ذریعہ عوامی جدوجہد کی راہ کا تعین کیا ہے، رام راج کے ذریعہ انھوں نے ایک خوش آیند کل کا مژدہ لیے ہوئے عوام کو سنایا ہے۔ اس لیے تلسی کی رامائن سوانتا سکھائے نہیں ہے بلکہ بہوجن سکھائے ہے۔ تب سے تلسی داس کا ہر نقاد ان کے سلسلے میں بہوجن سکھائے کا استعمال ضرور کرتا ہے۔ مقصدی ادب کے مبلغوں کا تو یہ تکیہ کلام ہے۔ اس طرح بہوجن سکھائے سے مراد جسمانی اور مادی سکھ چین نہیں ہے بلکہ کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا جوڑ کر فکری بھان متی کا کنبہ جوڑنے کی ہمیں عادت ہے۔ اسی کے تحت بہوجن ہتائے کے ساتھ بہوجن سکھائے جوڑ دیا گیا

قطعہ
غبار بھٹی

ہمارے خوں کی بوندوں کا ہی یہ ثمرہ ہے
جو رقص کرتی ہے ہر سو بہار آزادی
ہماری سعی کو بھی کاش بال و پر مل جائے
کسی طرف سے چھٹے تو غبار آزادی

(پٹنہ سے نشر)

ہے۔ ان کے میل سے معنیٰ میں ابہام چاہے پیدا ہو گیا ہو لیکن موسیقی کا لطف ضرور حاصل ہوتا ہے۔

بہوجن سکھائے پر خالص مادی نقطہ نظر سے بھی سوچا جا سکتا ہے۔ ہر فلاح و بہبود کا قدم فوری طور پر سکھ و چین کا ضامن نہیں ہوتا۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک نسل درخت لگاتی ہے اور اس کا پھل دوسری نسل کو ملتا ہے۔ ہمارے بزرگوں نے آزادی کی جنگ لڑی لیکن اس کا سکھ و چین ہمیں میسر ہو رہا ہے۔ اس طرح بہوجن ہتائے کے کام دو حصوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ ایک وہ جن کا نتیجہ فوری طور پر برآمد ہوتا اور دوسرے وہ جن سے سکھ چین طویل مدت کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ ایک ایسا عمل ہے جو اپنے فائدے کے لیے کیا جاتا ہے اور دوسرا ایسا قدم ہے جو دوسروں کی فلاح کے لیے اٹھایا جاتا ہے۔ پہلے میں خود غرضی ہے اور دوسرے میں بے لوث خدمت ہے۔ سوال یہ ہے کہ انسان محض خود غرض ہے۔ یا وہ کبھی اپنی اس سفلی جبلت سے نجات بھی حاصل کر پاتا ہے۔ آج کی دنیا کے ماہرین علم بڑی شد و مد سے اسی بحث میں مبتلا ہیں، علم سماجیات کے کچھ ماہر میکاولی کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے خود غرضی کو ہی انسان کا جوہر سمجھتے ہیں دوسری طرف ایسے عالم ہیں جو انسان کو فطرتاً فرشتہ سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خود غرضی تو اقتصادی اور سماجی حالات نے انسان پر لاد دی ہے۔ وہ معاشی الجھنوں سے نجات پاتے ہی اپنی خود غرضی سے دستبردار ہو جاتے گا۔ اگر یہ ممکن ہے تبھی یہ سوچا جا سکتا ہے کہ آج کا انسان طویل المدتی فلاحی کام کر سکتا ہے۔ لیکن آج کی دنیا میں ایسا نہیں ہو رہا ہے۔ ہم اپنے سکھ چین کے لیے آنے والی نسلوں کے مفاد کو دھکا پہنچا رہے ہیں۔ ہم نے جنگل صاف کر دیے، معدنیات سے زمین خالی کر دی پٹرول اور کوئلے بیس تیس سال میں ہضم کر جائیں گے۔ ہم نے اپنے تحفظ کے لیے ایٹم بم کے ذخیرے اکٹھے کر لیے ہیں۔ جو تحفظ کے ضامن ہرگز نہیں ہیں۔ یہ سکنڈوں میں ہمیں نیست و نابود کر سکتے ہیں اور بقول آئنسٹائن دنیا میں صرف دو چار بندر ہم پر آنسو بہانے کے لیے باقی رہ جائیں گے۔ ہمارے یہ سارے عمل بہوجن ہتائے ہو سکتے ہیں۔ لیکن بہوجن سکھائے ہرگز نہیں ہیں۔ دونوں کو ایک دوسرے پر لازم و ملزوم ہونا چاہیے۔ یہ تبھی ممکن ہے جب آدم و حوا کی پوری نسل کا مفاد ہماری نظر میں ہو، اپنے سکھ چین کے ساتھ آنے والی نسلوں کے سکھ چین کا بھی ہمیں پاس ہو، ہر جاندار کا مفاد ہمارے پیش نظر ہو، ایسی صورت میں "بہوجن ہتائے" "سرو جن ہتائے" ہو جائے گا۔

اور "بہوجن سکھائے" "سرو جن سکھائے" میں تبدیل ہو جائے گا اور تبھی ہم ان مغربی تصورات کو ہندوستان کی اسپرٹ میں ڈھال سکیں گے۔

(اردو سروس سے نشر)

لداخ میں اسلام

محمد امین پنڈت

لداخ میں اسلام کے فروغ و اشاعت کی پوری کہانی تاریخ کے پردے میں گم ہو چکی ہے۔ لہٰذا وثوق کے ساتھ کہنا مشکل ہے کہ پیغام اسلام ہماری ریاست کے اس دور افتادہ گوشے میں سب سے پہلے کب، کیسے اور کیوں کر پہنچا۔

عام خیال ہے کہ وادئ کشمیر کی طرح لداخ میں بھی اسلام کی بنیاد آج سے تقریباً چھ سو سال پہلے حضرت میر سید علی ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھوں پڑی۔ علامہ اقبال نے بھی حضرت امیر کبیرؒ کو سید السادات سالار عجم، "بانی اسلام در کشمیر" کہہ کر پکارا ہے۔

حالیہ تحقیق اور مطالعہ کے نتیجے میں تاریخی واقعات کے کچھ پوشیدہ گوشوں پر روشنی پڑی ہے۔ حال ہی میں "حیات و کمالات حضرت امیر کبیرؒ" نامی ایک کتابچہ شایع ہوا ہے جس کی رو سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت امیر کبیرؒ ۷۷۴ ہجری میں پہلی بار کشمیر تشریف لائے۔ گویا یہ آج سے تقریباً چھ سو پچیس سال پہلے کا زمانہ تھا۔ ان دنوں یہاں سلطان شہاب الدین کی حکومت تھی۔ مبلغ اول سید شرف الدین عبدالرحمان ترکستانی عرف بلبل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ شاہ ہمدانؒ کی پہلی سیاحت کشمیر سے تقریباً نصف صدی قبل یہاں تشریف لا چکے تھے اور ان کے ہاتھوں لداخ سے بھاگ کر آئے ہوئے بودھی شہزادے گیالپو رینچن نے مذہب اسلام قبول کر کے ملک صدر الدین کا نام اختیار کیا تھا۔ ظاہر ہے کہ گیالپو رینچن کے مذہب اسلام قبول کرنے کا اثر اس کے عزیز و اقارب اور دیگر لداخی لوگوں پر بھی پڑا ہوگا۔

سلطان شہاب الدین ایک لحاظ سے کشمیر کے قدیم نامور راجہ للتادتیہ کا ثانی تھا۔ کیونکہ اس نے نہ صرف کشمیر کی بگڑی سلطنت کو سنوارنے کا کام کیا بلکہ مملکت کو وسعت دینے کا کام بھی انجام دیا۔ کشمیری سلاطین میں اس منفرد اور ممتاز سلطان نے فتح و تسخیر کی ابتدا پکھلی سے کی پھر سوات اور لداخ، دوسری طرف کشتواڑ، جموں اور پشاور ہوتے ہوئے کابل، بدخشاں، فرغین، قندھار اور پھر ہندوکش تک جا پہنچا۔

اسی سلطان کی حکومت و اقتدار کے زمانے میں حضرت امیر کبیر شاہ ہمدانؒ "بانی مسلمانی کشمیر" جب دوسری مرتبہ یہاں تشریف لائے تو انھوں نے وسط ایشیا کے بلند مرتبہ سادات، علماء، مبلغین، روحانی پیشوا اور ماہرین صنعت و حرفت کی ایک بڑی جماعت اپنی سربراہی میں کشمیر میں پہنچا دی یہی وہ زمانہ ہے جب ۷۸۳ ہجری میں آپ بہ نفس نفیس لداخ تشریف لے گئے اور وہاں تبلیغ اسلام اور اشاعت دین محمدیؐ کا کام انجام دیا۔ اس وقت کشمیر میں حکومت کی باگ ڈور سلطان قطب الدین کے ہاتھوں میں آ چکی تھی۔

حضرت امیر کبیر رحمتہ اللہ علیہ نے وادی کشمیر میں جگہ جگہ خانقاہیں اور مساجد تعمیر کروائیں۔ لہٰذا اس بات کا قوی امکان ہے کہ اپنے دورۂ لداخ کے وقت میر سید علی ہمدانیؒ نے لداخ میں ضرور مسجدیں یا خانقاہیں تعمیر کرائی ہوں گی۔ مگر یہ ضرور ہے کہ بعد کے حوادث نے لداخ میں اسلامی تہذیب و تمدن کے آثار پر گمنامی کے پردے ڈال دئے تھے۔

چودھویں صدی عیسوی کی ابتدا میں جب کشمیر میں سلطان زین العابدین بڈشاہ کا اقتدار تھا۔ لداخ میں اشاعت اسلام کا ایک مختصر تذکرہ فارسی کی تاریخی کتب میں ملتا ہے۔ تاریخ حسن کے حصہ تذکرۃ اولیائے موسومہ اسرار الاخبار میں جہاں ریشیان کشمیر کے بارے میں

درج ہے کہ مٹین مقام کے قریب شاہ جوئے جسے اب مارتنڈ کنال کہتے ہیں کی تعمیر کے وقت حضرت بابا زین شاہ صاحب ولی کے خادموں سے بیگار لی گئی۔ اس پر ولی زین شاہ کو رنج و ملال ہوا۔ اور جب شاہ کوہل یعنی نہر کے افتتاح کے وقت سلطان بڈشاہ ان کی خدمت میں گئے تو ولی موصوف نے بڈشاہ کی جانب توجہ و التفات نہ کی۔ اس پر بڈشاہ کو غصہ آگیا اور حکم دیا کہ زین شاہ ریشی کو جو دراصل کشتوارہ کے رہنے والے تھے اور جن کا اصلی ابتدائی نام زے سنگھ تھا۔ جلا وطن کر کے لدّاخ بھیج دیا جائے۔ اس شاہی حکم کے مطابق کشمیر کے بلند مرتبہ ریشی اپنے بعض خادموں اور مریدوں کے ہمراہ لدّاخ چلے گئے اور وہاں کے لوگوں کو قبول اسلام پر آمادہ کر کے ان کی تربیت کا فریضہ احسن انجام دیتے رہے۔ بعد میں جب بڈشاہ فالج کی موذی بیماری کا شکار ہوا، تو اس نے اپنے بیٹے حیدر خان کو لدّاخ بھیجا۔ ریشی زین شاہ صاحب تک اپنی معذرت پہنچائی اور عزت و احترام کے ساتھ واپس کشمیر آنے پر آمادہ کیا۔

اس واقعہ کے تقریباً دو صدی بعد جب ۹۲۸ھ یعنی ۱۵۲۱ عیسوی میں وسط ایشیا سے مغولستان کے حکمران سلطان سعید خان کے حکم سے مرزا حیدر کورگانی اور رشید سلطان نے مغل فوج لے کر لدّاخ پر چڑھائی کی تو انھیں لدّاخ میں صرف لاماؤں کا غلبہ نظر آیا۔ مرزا حیدر کے سفرنامہ لدّاخ تاریخ رشیدی میں لدّاخ میں اسلامی آثار کا کہیں کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔

اس کے بعد سترہویں صدی کا ایک واقعہ دلچسپ اور قابل ذکر ہے وہ یہ کہ شغر اور کھپلو کے مسلمان حکمران علی شیر خان نے لدّاخ پر چڑھائی کر کے اسے فتح کر لیا۔ لیکن لدّاخ کے ساتھ رابطہ اور اتحاد قائم رکھنے کی غرض سے اپنی بیٹی ارگیال خاتون کی شادی جمیانگ نمگیل کے ساتھ کر دی۔ ارگیال خاتون کی نسبت لدّاخ میں یہ مشہور ہے کہ باوجود یہ کہ وہ ایک بودھ خاندان میں بیاہی گئی مگر مرتے دم تک وہ اپنے مذہب اسلام پر قائم رہی۔ اس کی قبر اور اس کے ملحق ایک مسجد منہدم خراب خستہ حالت میں اب بھی علاقہ نوبراہ میں موضع ہوندر میں موجود ہے۔

اس قسم کی انٹرکاسٹ میرج یعنی بین الفرقہ شادیوں کا رواج لدّاخ میں بہت عرصہ سے آیا ہے۔ یارقند، ختن سے لداخ آنے والے اور کشمیر سے لدّاخ جانے والے مسلمان تاجر وہاں کی لڑکیوں سے شادی کرتے رہے ہیں اور ان شادیوں کے نتیجے میں جو اولاد پیدا ہوتی تھی انھیں ارغون کہا جاتا تھا اس کا ذکر MAGIC LADAKH نامی کتاب میں آیا ہے۔

لدّاخ میں اسلام کی تبلیغ اور اسلامی شعائر کی از سر نو ترویج کا تذکرہ ہمیں تقریباً تین سو سال کے وقفہ کے بعد سترہویں صدی عیسوی میں ملتا ہے۔ جب مغل شہنشاہ محی الدین اورنگ زیب عالم گیر نے اپنے گورنر متعینہ کشمیر نواب سیف خان کے ذریعہ لدّاخ کے راجہ دیل دین نمگیل کو مغلیہ دربار کا باجگذار بننے پر آمادہ کیا۔ یہی وہ زمانہ ہے جب لدّاخ کے مرکزی قصبہ لیہہ میں ایک جامع مسجد تعمیر ہوئی۔ جس میں جمعہ کی نماز پر خطبہ کے وقت مغل بادشاہ کا ذکر کیا گیا۔ صوبیدار سیف خان کا پیغام لیہہ تک شفیع خان نامی ایک شخص نے پہنچایا تھا۔ جو گورنر کشمیر کا ایک ملازم تھا۔ اس واقعہ کو "بودھ ازم ان کشمیر اینڈ لدّاخ" نامی انگریزی کتاب میں ان الفاظ کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے۔

"بیرونی حملوں سے بچاؤ کے لیے دیل دین نمگیل نے کشمیر کے مسلمان گورنر سے فوجی امداد طلب کرنے کی خاطر اسلام قبول کیا۔ لیکن جونہی اس کے وطن سے حملہ آور نکالے گئے وہ پھر سے بودھ مت کی طرف لوٹ گیا۔"

کنگھم کے مطابق یہ حملہ آور سا کا قوم سے تعلق رکھتے تھے اور مورکرافٹ کے مطابق وہ کلمک تاتاری تھے۔ "بہر حال یہ ایک حقیقت ہے کہ اسی نے لیہہ میں سب سے پہلی مسجد جامع تعمیر کی"

ظاہر ہے کہ یہی وہ مسجد ہوگی جس میں اورنگ زیب کے نام کا خطبہ امام خطیب نے پڑھا ہوگا۔ اور یہی وہ مسجد ہے جس کی تواریخی اہمیت کے پیش نظر ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے ۱۹۴۹ء میں اپنے اولین دورۂ لدّاخ میں ملاحظہ کیا تھا۔ آج بھی اس جامع مسجد میں مغلوں کے وقت کے یادگاری قالین موجود ہیں۔ جو دہلی اور لدّاخ کے تین سو سالہ پرانے تعلقات کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ اس مسجد کا نقشہ دو ہزار سونے کی اشرفیوں اور ایک ہزار چاندی کے سکوں کے ساتھ باجگذاری کی علامت کے طور پر دہلی دربار میں بھیجا گیا تھا غالباً یہ مسجد ۱۶۶۱ء ۱۶۶۲ء میں تعمیر ہوئی تھی۔

لیہہ کے علاوہ لدّاخ کے مختلف مقامات پر متعدد مسجدیں پائی جاتی ہیں ایک ایسی مسجد ڈسکٹ میں ہے جو نبرا وادی میں واقع ہے۔ لیہہ سے لہاسہ جانے والی قدیم تجارتی شاہراہ پر واقع کئی دیہاتوں میں بھی مسجدیں موجود ہیں۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ لہاسہ یعنی تبت اصلی اور لدّاخ کے مابین صدیوں سے باہمی تجارت چلی آرہی ہے۔ اس تجارت میں کشمیری مسلمان تاجروں کو مناپلی حاصل رہی ہے اور اس وجہ سے انھیں تبت بقال کے نام سے پکارا جاتا رہا ہے۔ ان تاجروں کے ذمے اون، پشمینہ، چائے، سلک وغیرہ کی لین دین کا کام مخصوص تھا۔ لہاسہ اور ڈوگرہ حکمرانوں کے درمیان اس معاملے پر ایک معاہدہ بھی طے پایا تھا۔ ان میں بعض کشمیری مسلمان تاجر لہاسہ میں ہی ایک سو سال سے قیام پذیر ہو گئے تھے۔ وہ آج کل پناہ گزینی کی زندگی سرینگر میں گزار رہے ہیں۔ اسی طرح آج سے تقریباً تین سو سال پہلے بخارا شریف کے نقش بندیہ سلسلہ کے صوفیا کا جو اثر ترکستان کاشغر، یارقند لیہہ اور وادی کشمیر پر پڑا، وہ بھی ایک طویل داستان ہے۔

کرگل میں جسے پوریگ کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ فروغ اسلام کی کہانی دلچسپ، لیکن قدرے مختلف ہے۔ لدّاخ میں بودھوں کی غالب اکثریت ہے۔ اور مسلمان اقلیت میں ہیں جو عموماً اہل السنت والجماعت ہیں۔ اس کے برعکس کرگل میں غالب اکثریت شیعہ مسلمانوں کی ہے۔ کرگل اور دردستان میں شیعہ مذہب کی اشاعت و ترویج میں میر شمس الدین عراقی کا خاص ہاتھ رہا ہے۔ جو اعلا درجہ کے عالم و فاضل تھے اور عراق سے یہاں تشریف لائے تھے۔ کرگل میں جو امام باڑہ ہے وہ ضلع لدّاخ میں سب سے بڑا ہے اور صدیوں کے تواریخی حوادث کے باوجود قائم اور موجود ہے۔ ضلع لدّاخ کی تیسری تحصیل اسکردو ہوا کرتی تھی۔ یہ علاقہ اب پاکستان کے قبضہ میں ہے۔ یہاں بھی شیعہ آبادی کی اکثریت ہے اور وہاں بہت سے مقامات پر امام باڑے موجود ہیں۔ کرگل اور اسکردو دونوں جگہوں میں جب اسلام کا ظہور و فروغ ہوا، تو مقامی آبادی کی تہذیب و تمدن اور لوک ادب پر اسلامی چھاپ پڑ گئی اور نعت، منقبت اور مرثیہ کا ایک بیش بہا خزانہ وجود میں آگیا۔ لدّاخ میں فروغ اسلام کی سرگزشت دلچسپ ہے لیکن ابھی اس کی تفصیل مزید تحقیق و جستجو کی طالب ہے:

(ریڈیو کشمیر سری نگر سے نشر)

غزل

قربان انصاری

اپنے سر کوئی الزام کیا لیجئے　　آیئے دل سے دل اب ملا لیجئے
راستے سے مسافر بھٹک جائے گا　　دیپ پلکوں پہ اپنی جلا لیجئے
بیچ میں ٹوکنا میری عادت نہیں　　آپ روداد اپنی سنا لیجئے
داستاں تو میری داستاں بن گئی　　اب نگاہ محبت اٹھا لیجئے
آدمی آدمی ہے فرشتہ نہیں　　آپ جب چاہیئے آزما لیجئے
ایسا قربان اپنا مقدر کہاں
خود چلے جایئے یا بلا لیجئے

(دگور کھپور سے نشر)

پکاسو ۔ فرناندے اولیور کی نگاہ میں

پروفیسر خورشید سمیع

پکاسو ایک ڈرائنگ ماسٹر کا بیٹا ملاگا میں پیدا ہوا آرٹ کی ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کرنے کے بعد ۱۴ برس کی عمر میں پکاسو بارسلونا کے اسکول آف ائن آرٹس میں داخل ہوا۔ اس اسکول میں پکاسو کی اس دور کی صاویر آج بھی آویزاں ہیں، اور ان تصاویر میں اس عظیم فنکار کی ل انگلیوں کا لمس آج بھی محسوس کیا جا سکتا ہے۔ چند ہی ماہ بعد کاسو میڈرڈ کے پرنسپل اسکول میں منتقل ہو گیا۔ ۱۹۰۰ میں اس نے فنکاروں کے مکہ۔ پیرس کا پہلا سفر کیا، اگلے برس اس نے اس ہر میں اپنی تصاویر کی پہلی نمائش کی، اس وقت اس کی عمر صرف ا برس کی تھی۔ اور پھر ۱۹۰۴ میں وہ مستقل طور پر پیرس میں منتقل و گیا۔

پکاسو تو ایک عظیم فنکار تھا اور اس کی تصاویر نے ساری یا سے خراج عقیدت حاصل کیا ہے۔ اس کی ایک ایک تصویر لاکھوں پے میں فروخت ہوتی ہے، لیکن اس مصور نے بے حد مفلسی کا زمانہ گذارا ہے۔ مصوری کی دنیا کا ایک مشہور لطیفہ یہ بھی ہے کہ ایک کاری کو ایک فنکار نے اتنی خوبصورتی سے پیش کیا کہ اس پر آرٹ لری میں ہنگامہ ہو گیا۔ ایک ہجوم اسے دیکھتا رہا اور اس کی قیمت لعوں روپے لگائی گئی اور اس آرٹ گیلری کے باہر وہی بھکاری ں کی وہ تصویر تھی کھڑا، ایک ایک پیسے کیلئے ہاتھ پھیلاتا رہا، ہر لیر سے بھیک مانگتا رہا۔

پکاسو کا وہ دور جو فرناندے اولیور کے ساتھ گزرا بے حد بصورت اور دلچسپ ہے۔ یہ ایک دلچسپ کہانی بھی ہے، لیکن ں کا ایک کربناک پہلو بھی ہے۔ اولیور جو مصور، اس کی تصویروں ، کے طرز زندگی اور اس کی مفلوک الحالی سے ٹوٹ کر پیار کرتی ؛ آج صرف یہ کہانی بیان کر سکتی ہے۔ مصور سے دور رہ کر۔

ممکن ہے یہ باتیں تلخ ہوں، مگر ہر سچائی کا تلخی سے گہرا ہے۔ اسی طرح یہ تلخی بھی کھٹک ہے کہ ہمارا ابتدائی زمانہ وہ تھا جب شخص بہت سے فاقوں کی طرح ایک ایک چیز کے لئے پریشان دونوں وقت کے کھانے اور ہر موسم کے کپڑوں کے لئے محتاج، پھر بھی یہ وہی دن تھے جب ہم بہت خوش تھے، اور وہ خوشی اب کبھی واپس نہیں آئے گی۔ اور کوشش کے باوجود ہمیں ان یادوں سے چھٹکارا نہیں مل سکے گا۔ ویسے اس کی زبان میں سنئیے۔ میں ان یادوں سے چھٹکارا بھی نہیں پانا چاہتی، پکاسو اور اس کے تمام دوست، شاعر، مضمون نگار، تنقید نگار اور مصور، وہ سب جو اس وقت جوانی کی دہلیز پر تھے، ٹوٹی چھتوں کے نیچے، کھنڈر جیسے اسٹوڈیو میں، پھٹے پرانے کپڑے میں، ٹوٹے فرنیچروں کے بیچ، نفرت مخالفت، سخت تنقیدوں کے بیچ اپنا راستہ بنا رہے تھے، آج ان میں سے بہت بہتوں کے پاس خوشنما بنگلے ہیں، لمبی کاریں ہیں، ریشمی کپڑوں میں لپٹی محبوبائیں ہیں۔ ان کے ایک اشارے پر ان کی ہر خواہش پوری ہو جاتی ہے۔ لیکن کچھ ایسا بھی ہے جو انہیں اس وقت ملا تھا اور اب جس کے لیے وہ ترستے ہیں پیرس کی اس عجیب و غریب دنیا میں تب ہی میرا داخلہ ہوا تھا جس دنیا کا مرکز دھیرے دھیرے پکاسو بنتا جا رہا تھا۔

لیکن اس سے پہلے کچھ میں اپنے بارے میں بتا دوں۔ شاید پکاسو اب مجھے بھول چکا ہو، یا شاید بہت چاہ کر بھی نہ بھول پایا ہو۔ جن لوگوں نے پکاسو کے بارے میں لکھا ہے انہوں نے اکثر میرا ذکر اس طور پر کیا ہے "وہ جوان اولیور" اور بس۔ لیکن کہانی اتنے کم لفظوں میں نہیں سماتی۔ فرانس میں اس وقت عقلمندوں کی دنیا میں عورت کو ذرا حقیر نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ سترہ برس کی عمر میں شادی کا ایک ناکام تجربہ کر چکی تھی، لیکن اس کے باوجود میری رعنائیت کم نہیں ہوئی تھی۔ میں شیان سڑک کے تیرہ نمبر کے مکان میں رہتی تھی، جوان لوگوں کا اڈہ تھا۔ اس مشہور مونت مارترے محلے میں، جہاں دنیا بھر کے بے روزگار مصور، سنگتراش پھٹے حال ادیب، نائٹ کلبوں کے ڈانسر رہتے تھے، مکان کی حالت بھی خوب تھی، جاڑے میں چھتوں پر برفیلے گلیشیر بہہ کر آتے تھے، اور برسات میں ہر کمرہ حمام بن جاتا تھا، پوری عمارت میں صرف ایک نل تھا جہاں اپنی اپنی بالٹیاں لے کر مستقبل کے عظیم مصور، شاعر، اداکارائیں اور دھوبنیں جمع ہوتی تھیں اور مصوری کی نزاکتوں پر بحث مباحثے سے لیکر گالی گلوچ تک کا بازار گرم رہتا تھا۔ اور اس عجیب و غریب دنیا میں ایک دن ایک خستہ حال اسپینی نوجوان کرایہ دار کی شکل میں داخل ہوا۔ اس کی شکل و صورت بھی کوئی خاص نہ تھی، کپڑے گندے اور سستے تھے، چہرہ سوکھا اور تھکا ہوا تھا، یہ پکاسو تھا۔ میرے لئے اس میں کشش کی کوئی بات ہی نہیں تھی، پھر بھلا میں کیونکر دلچسپی لیتی۔ کبھی کبھی اس کے سوکھے اور مصوری کرتے کرتے تھکے چہرے پر رحم ضرور آجاتا مگر میرا غرور اس کی اجازت نہیں دیتا کہ میں اس سے ملوں، لوچہ ہوگا کوئی پکاسو، مجھے کیا؟

پھر مجھے عمارت کے دوسرے لوگوں کی کانا پھوسی کے دوران یہ معلوم ہوا کہ پکاسو خود مجھ سے ملنا چاہتا ہے۔ مجھ میں نہ جانے کیوں ایک عجیب سی گدگدی ہوئی، جہاں چاہ وہاں راہ وہ دن مجھے اچھی طرح یاد ہے، ایک خوشگوار دن تھا، دوپہر ڈھل رہی تھی، لیکن پیرس کے افق پر بادل چھانے لگے تھے، پھر دیکھتے دیکھتے گہرے ہونے لگے، بجلی چمکی اور اچانک بارش کے ساتھ طوفان آگیا، آنگن میں سے مجھے بچانے کیلئے پکاسو نے بغیر تکلف کے میری بانہہ پکڑی اور اپنی اسٹوڈیو میں کھینچ لایا۔ آج تک میری آنکھوں میں چاروں طرف گھری ہوئی بارش کے بیچ اسٹوڈیو کا سارا نقشہ موجود ہے، بکھراؤ، بے ترتیبی، بڑے بڑے کینوس پر ادھوری اور عجیب تصویریں، آڑی ترچھی گہرے رنگوں کی لکیریں، رنگ میں ڈوبے برش اتنی ہی سخت جتنی کہ پکاسو کی گرفت اور اس کے بعد میں نے تھکی ہوئی نظروں سے اسٹوڈیو کو ایک بار غور سے دیکھا، سب کچھ جوں کا توں تھا، مگر اسٹوڈیو میرے لئے بدل گیا تھا اس سے قبل میں اس سے کبھی نہیں ملی تھی، اور حیرت سے سوچتی تھی کہ یہ شخص جو ہمیشہ قہوہ خانے میں گپیں مارا کرتا ہے کیسے اتنی اچھی تصویریں بنا لیتا ہے۔ میں پھر بھی اس سے کتراتی رہی مگر ایک

دن مکان کے زینے پر میری اس سے مڈبھیڑ ہو گئی، وہ کہیں سے بلی کا ایک بچہ لے آیا تھا، مجھے دیکھ کر مسکرایا اور بلی کا بچہ گود سے اٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا، میں ہنسی، بلی کے بچے کو تھپتھپایا اور پل بھر میں ہم دوست بن گئے۔ میں اس کے اسٹوڈیو کے رہائشی حصے میں گئی، ایک چھوٹا سا تخت تھا جس پر گدا بچھا ہوا تھا، لوہے کا زنگ لگا اسٹوو، جس پر ایک پیلا چینی کا برتن،

ایک تولیہ ٹنگا ہوا تھا اور صابن کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا۔ ایک کونے میں ٹین کا کالا صندوق تھا جس پر کپڑا ڈال کر بیٹھنے کی جگہ بنائی گئی تھی، چھوٹے بڑے کینوس کے بہت سارے ٹکڑے، رنگ اور تیل کے برتن، فرش پر بکھرے برش، میز کی دراز میں ایک چھوٹا سا پالتو سفید چوہا، جسے وہ کسی پوشیدہ خزانے کی طرح رکھتا تھا، مجھے کیا معلوم تھا کہ اس سفید چوہے کی طرح میں بھی ایک دراز میں بند ہو جاؤں گی۔

اس برساتی دوپہر کے بعد میری زندگی کے طور طریقے ہی بدل گئے۔ پتہ نہیں پکاسو نے اس بات کا ذکر کیا ہے یا نہیں، کہ ایک بار میں پورے دو مہینوں تک اس کے کمرے سے باہر نہیں نکل سکی، کیونکہ پہننے کیلئے میرے پاس جوتے ہی نہیں تھے۔ اور شاید اسے یہ بھی نہ یاد رہا ہو کہ ایک بار جاڑے کے دنوں میں مہینہ بھر تک ہم دونوں بستر میں گڈمڈ دن رات پڑے رہتے تھے کیونکہ کمرہ گرم کرنے کیلئے ہمارے پاس کوئلہ نہیں تھا۔ بعد میں ایک رحمدل کوئلے والا ملا جو ہمیں کوئلہ تو دیتا مگر دام لینا بھول جاتا تھا کیونکہ اسے میری آنکھیں بیحد پسند تھیں، اور ان دنوں میرا خیال بھی یہی تھا کہ کھانا کپڑا، آسائش نہ سہی، ایک پیالہ چائے ہو، کتابیں ہوں، تخت پر گدا پڑا ہے اور گدے پر پکاسو ہو، تو پھر کسے اور کیا چاہئے؟

میں خود کو کسی شہزادی سے کم نہیں سمجھتی تھی، اور میں تھی بھی اتنی ہی کاہل۔ مجھ سے گھر کا کوئی کام کاج نہیں ہوتا تھا یہاں تک کہ خود بیچارہ پکاسو ہی اسٹوڈیو میں جھاڑو لگاتا تھا اور سودا سلف لاتا تھا۔ ایک بار میں نے جھاڑو دینے کیلئے ایک ملازمہ رکھی، اسے بیس پیسے فی ہفتہ دینے کی بات ہوئی، وہ بہت سویرے آتی تھی اور ہم دونوں اس وقت بستر ہی میں پڑے ملتے تھے، وہ بیٹھ کر اخبار پڑھتی رہتی، جب ہم جاگتے تو اس امید میں بیٹھی رہتی کہ ایک پیالی چائے اسے بھی ملے گی۔ چائے کے بعد وہ جھاڑو ضرور لگاتی، مگر چونکہ جھاڑو پھٹہدار تھی، اور اس کے سبھی پنکھ جھڑ چکے تھے اس لئے وہ اس کے ٹھٹھ سے ہی ٹھک ٹھک کر تمام کی صفائی کرتی، بعد میں ہم طے شدہ رقم اسے نہ دے سکے اور وہ بھی ہمیں چھوڑ کر چلی گئی۔ ان دنوں ایک یا دو فرینک اگر مل جاتے تو کھانے کا انتظام ہو جاتا لیکن کبھی کبھی وہ بھی میسر نہیں ہوتا اس لئے اکثر ایک دوسری ترکیب عمل میں لانی پڑتی۔ پڑوس میں ایک پیسٹری کی دکان تھی ہم لوگ وہاں جاکر پیسٹری کا آرڈر دے آتے، دوپہر کو جب دوکان کا چھوکرا آکر کھٹکھٹاتا، تو ہم لوگ دم سادھے اس طرح چپ بیٹھ جاتے، جیسے گھر میں کوئی نہ ہو، تنگ آکر وہ ٹوکری رکھ کر چلا جاتا، اس کے جانے کے بعد ہم دروازہ کھولتے اور پھر ٹوکری خالی ہو جاتی، دو ایک دنوں میں، جب تصویروں سے کچھ پیسے ہوتے تو ہم اسے کچھ دے آتے۔

سچ پوچھئے تو اس زمانے میں کلا کے انقلابات کو ترقی دینے میں اگر کسی کا سب سے بڑا حصہ ہے، تو وہ دوکانداروں کا ہے جنہوں نے ادھار کھلا کھلا کر کلاکاروں کو زندہ رکھا۔ ویسے وہ زمانہ مہنگائی کا نہ تھا۔ اگر کوئی آدمی مہینے میں پچاس فرینک بھی کما لے، تو مہینہ بھر کا خرچ نکل گیا، لیکن اگر کلا کی بہترین، تصویروں کو بھی مہینے بھر میں پچاس فرینک نہ ملے تو اس بچارے دوکانداروں کا کیا قصور؟

آج جس کی پینٹنگ لاکھوں ڈالر میں بکتی ہے، کیا کوئی یقین کرے گا کہ اسی پکاسو کی دو سب سے عظیم تصویریں، ان میں سے ایک اب عالمگیر شہرت کی ہو گئی ہے، ان میں ایک شراب گھر میں ایک مرد اور عورت نیم وا آنکھوں سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں، اور ان کے شراب میں عکس ہے غریبی کا۔ دوسری ایک عظیم تصویر، جس میں ایک لنگڑا آدمی بیساکھیوں پر جھکا ہوا ہے اس کی پیٹھ پر پھولوں کی ایک ٹوکری ہے۔ سب کچھ گہرے نیلے رنگ کا ہے، صرف پھول تھوڑا چٹخ دار رنگ کا ہے، کیسا گہرا تضاد جھانکتا تھا اس تصویر میں، ایک خوشی اور غم کی دو رنگی تصویر ساتھ ساتھ، شاید اس لئے کہ پکاسو کے جیون میں ہی دو رنگی تھی۔

خود پکاسو جو غریب تھا اسے ایک زمانے میں خبط تھا کہ کپڑا سب سے ٹھاٹ کا رہے تو اچھا ہے، اس کا ایک دوست تھا۔ ان دنوں رئیسوں کے ہاتھ میں دستانے ضرور ہوا کرتے تھے۔ مرکھپ کر کسی صورت سے دونوں نے مل کر ایک جوڑا دستانہ لیا۔ مگر مصیبت یہ کہ دستانہ ایک جوڑا تھا اور ادر ہاتھ دو جوڑے دونوں الگ بھی جانے کو تیار نہ تھے، اور تب پکاسو نے ذہانت سے کام لیا اور ایک دلچسپ ترکیب نکالی، ان لوگوں نے ایک ایک ہاتھ میں دستانہ پہنا اور دونوں کے ایک ایک خالی ہاتھ پتلون کی جیب میں رہتے اور اسی طرح یہ دونوں رئیس بن کر سارے شہر میں گھومتے پھرتے۔

بعد کو پکاسو نے ایک دوست بنایا، میکس جیب، جو عالمگیر شہرت کا فرانسیسی شاعر تھا۔ اور اگر وہ اسے ہر طرح کی مالی مدد نہ پہنچاتا، تو ممکن تھا پکاسو کو پیرس چھوڑنا ہی پڑ جاتا۔ اور یہ دوستی یوں ہوئی کہ اسپین کی آرٹ گیلری میں پکاسو کی ایک پینٹنگ دیکھ کر میکس جیب، مبہوت ہو گیا اور جب یہ معلوم ہوا کہ اس کا مصور کل اٹھارہ سال کا جوان ہے، تو وہ اس سے اس قدر متاثر ہوا کہ ایک بہانہ بنا کر وہ اس سے ملنے گیا، اور تب سے ہی دوستی بڑھی، بعد کو جب اسے یہ معلوم ہوا کہ یہ مصور بری طرح مالی الجھنوں میں ہے تو اس نے اسے سنبھالنے کی ٹھانی۔

ان دنوں پکاسو کے ارد گرد دوستوں کا ایک بڑا حلقہ رہتا جسے لوگ مذاق میں پکاسو گینگ کہا کرتے تھے، ان لوگوں کا ایک اڈہ بھی بن گیا تھا، جہاں بیٹھ کر ہر شکل کو شعری اور نثری تخلیقات سنائی جاتی تھیں اور ان پر بحث ہوتی تھی۔ یہ اڈہ کافی دور تھا لیکن پیرس کے سارے باذوق حضرات وہاں پہنچتے تھے، خود میں بھی وہاں کئی بار گئی تھی، کافی دور پیدل چلتے ہوئے جانا پڑتا تھا۔ لیکن شاید وہ عمر اور ماحول ہی ایسا تھا کہ کافی دور پیدل جاکر بھی تھکن کا احساس کبھی نہیں ہوتا تھا، انہیں دنوں ایک اور مشہور فرانسیسی شاعر گوئیلام اپولنیر سے میری ملاقات ہوئی۔ دوسرے مشہور فرانسیسی شاعر لافارگیو کا بھی ان دنوں کافی ذکر تھا۔

پکاسو گینگ کے لوگ اکثر رات کو دیر سے لوٹا کرتے تھے، خوب پیئے ہوئے، چلاتے ہوئے، ایک دوسرے کو گالیاں دیتے ہوئے اور پھر دوسرے ہی لمحے گلے میں ہاتھ ڈال کر گلا پھاڑ کر گاتے ہوئے، کبھی کبھی ان کی جیب میں ریوالور بھی ہوتا تھا اور ایک دوسرے کا نام لے کر ہوا میں گولیاں بھی چلاتے تھے۔ جب پکاسو جھنڈ لوٹتا تھا تو، لوگوں کی نیندیں حرام ہو جاتی تھیں۔ ایک دن جب رات کو یہ لوگ دیر سے لوٹے تو زوروں سے نعرے لگا رہے تھے، لافارگیو مردہ باد، لافارگیو، مشہور فرانسیسی شاعر تھے۔ اس لئے میں دوسرے دن صبح کو پکاسو سے ملنے گئی کہ آخر لافارگیو نے ایسا کون سا تصور کیا ہے؟ مگر صبح تک سب کا نشہ اتر چکا تھا۔ اور آج تک یہ سوال حل نہ ہو سکا کہ اس رات لافارگیو مردہ باد کا نعرہ لگانا اتنا ضروری کیوں ہو گیا تھا؟ اسی دن میں نے پکاسو کے یہاں گوئیلام اپولنیر کو دیکھا، وہ بسکٹی رنگ کا سوٹ پہنے تھا۔ اور اس کے چہرے پر بچوں کا سا بھولا پن تھا۔ اس کی شاعری بہت خوبصورت ہوتی تھی، مگر پڑھنے کا انداز بڑا بے ڈھنگا تھا۔ گوئیلام سے میری دوستی ہوئی مگر میں بہت دنوں تک اسٹوڈیو نہیں جا سکی تھی۔ بس اداسی کے سبب، ایک دن میں نے گوئیلا سے کہلا بھیجا کہ میں اسٹوڈیو آ رہی ہوں، پکاسو بیحد خوش ہوا۔ مگر اسٹوڈیو بیحد گندہ تھا، اس نے گھبراہٹ میں پورے اسٹوڈیو میں فنائل چھڑک دیا اور "یوڈی کولون" کی شیشی کا چھڑکاؤ بھی جم کر ہوا، ہم اتنے دنوں بعد ملے تھے کہ ہمارے دل خوشیوں سے بھر گئے، صرف ہم تینوں کو بدبو کی وجہ سے اپنی ناکیں بند کرنی پڑی تھیں، بہر حال وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی تصاویر کی مانگ بڑھتی گئی اور یہ بات حیرت سے سنی جائیگی کہ ویلاڑد جو اس کی تمام تصاویر کی نمائش کرتا تھا، تیس تیس تصویروں کو صرف دو ہزار فرینک میں خرید لیتا تھا۔ ویلارڈ ایک عجیب آدمی تھا اس کے پاس گوگاں، رینوئر، سیزان، لاترِیک اور پکاسو کی تصاویر کا انمول خزانہ تھا۔ وہ ایک سے ایک پینٹنگ اور مورتیاں جمع کرتا تھا

اس زمانے میں روسو جو ایک مشہور پینٹر تھا، اس کی دعوت پکاسو نے خود اپنے یہاں کی اور دعوت میں بد انتظامی سے بچنے کیلئے صرف بیس افراد کو بلایا گیا، کافی سجاوٹ کی گئی مگر پکاسو گروپ اتنا بڑا تھا کہ بن بلائے کافی آدمی آگئے اور اس سارے ہنگامے میں دلچسپ بات یہ ہوئی کہ کھانے کا آرڈر دینا ہی لوگ بھول گئے، نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں نے پینے پر ہی سارا بخار اتارا۔ گروہ میں ایک عورت بھی تھی، لارلساں، اسے یاروں نے خوب پلا دی، اور جب وہ بہکی تو مربے کی ایک پلیٹ پر بیٹھ گئی، سبھی پی کر بدمست تھے۔ اور لوگوں نے اسے بھینچ بھینچ

کر کافی چھپا، مگر وہ شراب کی تیزی میں بہت زیادہ بہک گئی اور فرانسیسی شاعر اپولینیر کو اس قدر پیٹا کہ آخر دوستوں نے مجبوراً اسے پیر باندھ کر الگ ڈال دیا اور بعد میں گود میں بٹھا کر گھر پہنچا آئے، اس بیچ روسو آؤٹ ہو چکے تھے اور انہوں نے خود ہی صدارتی کرسی سنبھالی اور تب پکاسو کے دوستوں نے انکی شان میں قصیدے پڑھنے شروع کیا۔ مگر وہ تو نیم غنودگی میں تھے اور عالم یہ تھا کہ سر پر سے شمعدان کا پگھلا موم ان کے چہرے سے ہوکر گر رہا تھا مگر انہیں احساس تک نہ تھا۔ وقت کے ساتھ پکاسو عالمگیر شہرت پا تا گیا، اس کے پاس بلویرڈ

میں ایک بڑا اسٹوڈیو تھا جہاں کوئی بغیر اجازت نہیں جا پاتا، اور ساتھ ہی ساتھ درجنوں نوکر اور آسائش کا کافی سامان تھا مگر میں آج بھی نہیں بھول سکی کہ شروع شروع نوٹوں کی گڈی ملنے پر وہ کتنا محتاط تھا۔ وہ نوٹوں کی گڈی ایک بٹوے میں رکھکر اپنی اندرونی جیب میں رکھتا اور حفاظت کے لئے اوپر ایک سیفٹی پن لگاتا، جب کبھی کچھ خریدنا ہوتا تو وہ پن کھولتا، بٹوا کھول کر پیسے دیتا، اور پھر پن لگاتا۔ اس حرکت کو دیکھ کر ہم لوگ مسکراتے اور اس کا چہرہ اس وقت بیزاری سے بھرا ہوتا۔ ایک بار اتفاق سے پن کھلا رہ گیا تو وہ بہت دیر تک اسی ادھیڑ بن میں رہا کہ کسی نے اس کے اس خزانے کو دیکھ تو نہیں لیا۔

پیسے آنے کی اسے بیحد خوشی ہوتی۔ مگر اپنی ہر تصویر سے الگ ہوتے ہوئے اس کا دل بے حد اداس ہو جاتا تھا، جب کبھی بھی سودا پٹ جاتا تھا اور تصویر چلی جاتی، تو وہ کئی کئی دن تک کھویا کھویا سا رہتا اور کسی کام میں اس کا جی نہ لگتا تھا۔

یہ تو سارے کے سارے اولیویر کے خیالات تھے وہ نظریات جو ایک عورت محبوب کی شکل میں پکاسو کے بارے میں رکھتی تھی۔ مگر بہر حال ان سے فرانس کے اس دور (۱۹۰۴ء سے ۱۹۳۴ء تک) کے مصوروں، شاعروں، کلاکاروں کی حالت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ پتہ نہیں خود پکاسو کے دوست بھی جو وقت کے بہت ہی مشہور شاعر، افسانہ نگار اور مصور تھے ان تمام نظریات کے بارے میں کیا خیال ظاہر کریں مگر یہ حقیقت ہے کہ جس قدر قریب سے اولیویر نے اس ماحول کو دیکھا ہے ور پرکھا ہے کسی دوسرے نے شاید ہی دیکھا ہو۔

پکاسو نے عورتوں کے متعلق رائے زنی کرتے ہوئے کہا تھا: "میری نگاہ میں عورت صرف دو طرح کی ہوتی ہے یا تو دیوی ہے یا پاپوش"

پتہ نہیں عورتوں کی ان دو قسموں میں وہ اولیویر کو کس روپ میں دیکھتا رہا۔ بظاہر اسکی محبت میں جو گرمجوشی تھی اس کے تحت یہ کہنا اور سوچنا بھی گناہ ہے کہ وہ اولیویر کو پاپوش سمجھتا ہو، مگر مصور ہے وہ اپنی کسی بھی بات کو اشارے میں کہے گا، تصویروں کا اشارہ ہو یا الفاظ کا اشارہ۔

(پٹنہ سے نشر)

پھول اور اس کے طبی فوائد

ڈاکٹر محمد خلیل الرحمٰن

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پہ کلام نرم نازک بے اثر

اگرچہ پھول کی پتی سے ہیرے کا جگر کٹ نہیں سکتا مگر یہی پھول بیمار کو بیماری سے نجات دلانے میں، مذہبی رسومات کی ادائیگی میں، پوجا پاٹ میں، دیوتاؤں کو خوش کرنے میں شادی بیاہ کی خوشیوں کو دوبالا کرنے میں کام آتا ہے۔ یوں دیکھا جائے تو پھول انسان کے غم اور خوشی کے لمحات کا ساتھی ہے۔

کائنات اور زندگی کے مختلف شعبوں میں انسان کی کامیابی اور بالادستی ذہین دماغ اور صحت مند جسم کی دین ہے جب کبھی بھی زندگی کی مشغولیات بڑھ جاتی ہیں اور آدمی پر کام کا بوجھ زیادہ ہوتا ہے تو وہ پھولوں میں اپنی تفریح اور سکون کا سامان پاتا ہے، اس لئے آپ اپنے آپ کو پھولوں سے جدا مت کیجئے کیونکہ دل، دماغ، معدے اور صحت پر دل دماغ کو خوش کرنے والی خوشبوؤں کا کافی گہرا اثر پڑتا ہے۔ بائبل میں حضرت سلیمان علیہ السلام سے یہ بات منقول ہے کہ دل کی شادمانی اور خوشی عمدہ دوا کی طرح نفع پہونچاتی ہے۔ پھولوں کی خوشبو سے طاعون، چیچک اور میعادی بخار کے جراثیم مر جاتے ہیں اس لئے اکثر دوا خانوں اور ہاسپٹلوں میں خوشبو والے پھولوں کے درخت لگائے جاتے ہیں۔ بقراط کہتا ہے۔ عالج المرضیٰ بعقاقیر ارضہ۔ یعنی جس ملک کا مریض ہو اسی ملک کی جڑی بوٹیوں سے اس کا علاج کرو۔ پھول ان جڑی بوٹیوں کا سرتاج ہے، خوشبو ان کی روح ہے۔

آجکل مہاراشٹر میں خاص و عام کی زبان پر جس بیماری کا چرچا ہے، وہ ہے آنکھ کا دکھنا یا آنکھ کا آنا۔ اس روتی ہوئی دکھتی ہوئی آنکھ کے لئے مہاراشٹر اور میسور کے علاقے میں کثرت سے پایا جانے والا پودا، گورکھ منڈی کا پھول کام آتا ہے، اس پھول کو صبح نہار منہ ایک عدد کھاتے رہیں تو آنکھ کی بینائی تیز ہوتی ہے۔ اور یہ جلدی امراض میں بطور مصفی خون بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ گلاب اپنی خوشبو اور خوبصورتی کی وجہ سے اکثر گھروں میں پایا جاتا ہے۔ اس کو سونگھنے سے دل و دماغ کو قوت حاصل ہوتی ہے، مگر گرم مزاج والوں کو نزلہ، زکام اور چھینک پیدا کرتا ہے۔ عرق گلاب کان کے درد اور آشوب چشم کا آسان علاج ہے، اس سے دل، جگر، معدہ کو قوت ملتی ہے۔ گل قند جو گلاب کا مشہور مرکب ہے، مقوی دماغ و معدہ ہے۔ قبض میں دیتے ہیں۔ گلاب کا شربت گرمی کی بے ہوشی کو مٹاتا ہے۔ سفید رنگ کا گلاب گل سیوتی سے دل کو تقویت ملتی ہے، بھوک لگتی ہے، دست صاف آتے ہیں۔ پیلے اور سفید رنگ کے چنبیلی کے پھول مفرح ہیں۔ ان کی خوشبو دماغ کو تقویت بخشتی ہے۔ آشوب چشم میں ان کا لیپ کارآمد ہے۔ ان کا تیل فالج، لقوہ، عرق النساء خارش، داد جیسی بیماریوں میں استعمال کرتے ہیں۔ صنوبر کی شکل والا زرد اور سفید رنگ کا پھول چنپا کو سونگھنے سے دل و دماغ کو تقویت ملتی ہے، اس کا رس کان کے درد، متلی، قے، میں فائدہ مند ثابت ہوا ہے۔ چنپا کی کلی پانی میں گھس کر منہ پر چھائیاں ہو تو ملیں، اس پھول کے جوشاندہ سے سوزاک اور پیشاب کی جلن دور ہوتی ہے شب کو کھلنے والا، چاند کی طرف منہ کرنے والا سفید پھول، چندر مکھی، درد شکم اور حافظہ کو قوی کرتا ہے۔ ڈھاک جسے پلاس بھی کہتے ہیں، اس کا درخت بڑا ہی خوبصورت ہوتا ہے، اس کے پھول گل ٹیسو، پیشاب کی جلن روکنے اور امراض نسوانی میں کام آتے ہیں۔ کشمیر کی حسین وادیوں میں پایا جانے والا آسمانی اور بنفشی رنگ کا پھول گل بنفشہ، سے نزلہ، زکام، کھانسی، حلق کی خراش، پیاس کی شدت بے خوابی، دماغ کی خشکی دور ہوتی ہے۔ اس کا شربت پیشاب کی جلن اور بخار کو کم کرتا ہے خمیرہ بنفشہ گرمی کی کھانسی، نزلہ، زکام، قبض کو دفع کرتا ہے، اس کا تیل دماغ کی کمزوری اور بے خوابی میں کام آتا ہے۔ جدید تحقیق سے پتہ چلا کہ گل بنفشہ میں anticancer کی خاصیت پائی جاتی ہے۔۔ دستوں اور نسوانی امراض کے لئے اس پھول

سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ آک کا مشہور پودا تقریباً ہندوستان کے ہر علاقے میں پایا جاتا ہے، عام آدمی بھی اس سے واقف ہے، اس کا پھول، گل مدار، کھانسی اور دمہ میں مفید ہے۔ سوکھی کھانسی میں، املتاس، کا پھول کام کرتا ہے۔ دہرہ دون کے جنگلات میں بکثرت پایا جانے والا سرخ رنگ کا پھول، گل دھاوا، خونی دست، خونی بواسیر اور سیلان الرحم میں نافع ہے۔ آدھے سر کے درد میں، پھلکند، کے پھول سے آرام ملتا ہے۔ ذیابیطس میں کرنج، کا پھول کام آتا ہے۔ باغوں کی خوبصورتی اور دلکشی بڑھانے میں گڑھل کا پھول اہم ہے، یہ پھول بالوں کو سیاہ اور لمبا کرنے میں، بے چینی، دل کی دھڑکن جریان، کھانسی، ورم مثانہ اور سوزاک میں کام آتا ہے۔ اس پھول کی خوشبو سے قلب کو فرحت ملتی ہے، اور نفس کو خوشی ہوتی ہے۔

جزائر انڈمان اور ہندوستان کے ساحلی علاقوں میں خوشبودار جھاڑی نما درخت، کیوڑہ، کثرت سے ملتا ہے، یہ اپنی خوشبو سے دل کی گھبراہٹ اور دماغ کی کمزوری کو دور کرتا ہے، چیچک کے زمانے میں اسے بطور حفظ ماتقدم استعمال کرتے ہیں۔ لونگ دراصل ایک خشک شدہ کلی ہے، اسے درد معدہ، سانس کی تنگی، دانتوں کے درد، بھوک کی کمی، متلی، قئے میں استعمال کرتے ہیں۔ لونگ کا تیل دانتوں کے درد کے لئے مجرب ہے، خونی بواسیر میں ناگیسر، گیندے کے پھول کی پنکھڑی، اور گل عباس، سے فائدہ ملتا ہے۔ انار کی کلی کے سفوف سے زخم بھر جاتے ہیں، دانتوں اور مسوڑھوں سے جاری خون بند ہوتا ہے کشمیر میں اس کا رس کام آتا ہے، آشوب چشم اور بچوں کے دانت نکلتے وقت دست میں مفید ہے، بچوں کی کھانسی میں بکری کے دودھ میں کلی گھس کر پلاتے ہیں۔ موگرے کے پھول کی خوشبو سے طبیعت میں خوشی پیدا ہوتی ہے۔ منہ اور آنکھ کی بیماریوں، پیاس کی شدت بے خوابی میں اس کا استعمال ہوتا ہے۔ بیلے کے پھول اعضائے رئیسہ کو قوت دیتے ہیں۔ نرگس کے پھول کی خوشبو سے نزلہ زکام رفع ہوتا ہے۔ موتی کی طرح سفید پھول، موتیا، میں خوشبو نزاکت اور لطافت پائی جاتی ہے۔ یہ مقوی دل و دماغ ہے تالابوں اور چشموں میں پایا جانے والا، کنول، کا پھول دل کو قوت دیتا ہے۔ بکری کے دودھ کے ساتھ اس پھول کا استعمال آشوب چشم میں مفید ہے۔

نیلوفر جو کشمیر کی جھیلوں میں ملتا ہے، یہ اختلاج قلب، چکر، قئے، متلی میں فائدہ دیتا ہے۔ گرمی سے پیدا ہوا درد سر، بے خوابی، اور امراض قلب میں مہندی کا پھول کام آتا ہے۔ رہسوہ کا پھول، رکت پت، پیاس کی شدت دست اور پیٹ کے کیڑوں کو مارتا ہے، پیشاب کی جلن اور کمی میں، اڑدسہ، کے پھول سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔۔۔ بالوں کو سیاہ اور لانبا کرنے میں، گل شبو، اور جاسوند کے پھول بہت ہی مشہور ہیں۔ پتھری کی شکایت، گل داؤدی، سے رفع ہوتی ہے۔ زعفران کی کاشت کے لئے کشمیر بہت مشہور ہے یہ مقوی دل و دماغ ہے۔ امراض قلب میں اسے عرق گلاب میں دیتے ہیں۔ بینائی کی کمزوری میں اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ بچوں کی کھانسی میں اسے دودھ میں ڈال کر دیتے ہیں۔ نیم کے پھول کے جوشاندہ سے غرارے کرنے سے مسوڑھوں اور دانتوں کو قوت ملتی ہے، بلغم اور صفرا مٹتا ہے۔

پھولوں کے شربت، شہد، میں قدرت نے بہت سی بیماریوں کا علاج رکھا ہے۔ جس دوا کے ساتھ ملا دو، تو وہ اس دوا کی خاصیت بڑھا دیتا ہے۔ اس میں پانی، شکر، گوند، کیلسیم اور فاسفورک ایسڈ پایا جاتا ہے۔ ہر عمر کے لئے مفید ہے۔ لیکن بچوں اور بوڑھوں کے لئے اکسیر ہے یہ خون بڑھانے اور پیدا کرنے کی سب سے بڑی موجود دوا ہے۔ نزلہ، زکام، کھانسی، دق، معدے اور آنتوں کے زخم، ٹائیفائڈ، بخش، خون کی خرابی، موٹاپہ، میں، شہد، سے شفا ملتی ہے۔ ڈاکٹر تھامسن اکثر اختلاج قلب میں شہد کا مشورہ دیتے ہیں۔ شہد ایک طاقت بخش اور انرجی پیدا کرنے والی غذا کا کام بھی انجام دیتی ہے اگر اس میں دودھ، مکھن یا گھی ملا دیں تو سونے پہ سہاگہ ہے۔

مختصر یہ کہ قدرت نے انسان کی صحت خوشی اور سکون کا سامان خوبصورت پھول اور اس کی خوشبو اور اس کے امرت جیسے رس، شہد، میں پنہاں رکھا ہے۔

(آکاشوانی اورنگ آباد ریڈیو سے نشر)

ڈاکٹر محمد خلیل الرحمان
لیکچرار، گورنمنٹ آیورویدک کالج
ناندیڑ۔

غزل

شہریار

ستارے چاند سب سہمے ہوئے ہیں
کہ تیور رات کے بدلے ہوئے ہیں
غضب ہے قافلے والے ابھی تک
ہمارے واسطے ٹھہرے ہوئے ہیں
کسی سیلاب کا خطرہ ہے ہم کو
جو اپنے اشک ہم روکے ہوئے ہیں
مناظر یہ بھلے لگتے ہیں لیکن
ہزاروں بار کے دیکھے ہوئے ہیں
سمیٹے گا کہاں تک کوئی ہم کو
ہم اتنی دور تک بکھرے ہوئے ہیں
اب اس کو جو بھی چاہو نام دے لو
یہ سچ ہے ہم تمہیں بھولے ہوئے ہیں

(لکھنؤ سے نشر)

کا ادبی ماحول ہمیشہ جاگتا رہا ہے۔ ہر لمحہ گورکھپور ہر گھڑی، رات رات، دن دن جو ہم ہر زمانے میں یہ دھرتی فکر و فن کے پودے اگاتی رہی ہے جو آگے چل کر تناور درخت بنے ہیں۔

تو آیئے آج ہم ان تناور درختوں کی ان سایہ دار اشجار کے سائے میں کچھ لمحے دم لیتے چلیں۔ یہ ریاض خیرآبادی ہیں، یہ منشی پریم چند ہیں، یہ آصغر گونڈوی ہیں، یہ حکیم برہم ہیں۔ یہ سب کے سب پردیسی مگر سب کے سب گورکھپوری بھی۔ اور یہ ہیں مہدی افادی، اور یہ ہیں گورو پرشاد عبرت، اور یہ ہیں پنڈت ہری دت خوشتر، گوری سرن تسنبل، رنگ بہادر لال جگر، وسیم خیرآبادی، نہیم گورکھپوری، ولایت گورکھپوری، شرار ہمری آبادی، اور یہ ہیں ایلطوری پرشاد گہر۔ مگر آج ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔ اپنی یاد، اپنا ذکر، اپنا فن چھوڑ کر دور افق کے پار چلے جانے والے یہ شاعر یہ ادیب اپنے وقت کے ہیرو بھی تھے گورکھپور کے بازار، سڑکیں، محلے، گلی کوچے ان کی یادوں سے آج بھی روشن ہیں۔ اور وہ در و بام وہ بالا خانے وہ کنج جو شام آتے ہی گھنگھروؤں کی آوازوں اور پائلوں کی چھاچھم سے آباد ہو جایا کرتے تھے۔ آج کھنڈرات میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ مگر اپنے بانکے البیلے شاعروں کی کہانیاں اکثر آنے جانے والوں کو سنایا کرتے ہیں۔ جی ہاں یہاں ایسے لوگ بھی گزرے ہیں جن کی شہرتوں کا سفر خوبصورت بھی ہے اور پراسرار بھی اور رسوائیوں سے ہمکنار بھی، جن کی غزلیں سیاہ رات کی نوخیز باندیوں کے لبوں پر مچلتی رہتی تھیں۔ وہ روایات کا لبادہ اوڑھے ہوئے شاعر تھے اور صرف شاعر۔ ممکن ہے ترقی پسندی کے امکانات ان کے یہاں پائے جاتے ہوں، مگر کوئی انہیں سنبھالنے والا کوئی سہارا دینے والا، کوئی ان کے احساسات کو جگانے والا بھی تو نہیں تھا۔ یا اگر تھا تو بے فکرے رئیسوں کی مصاحبت میں گم بیٹھے پریم چند، مبارک خاں شہید کی قدیم عید گاہ کے سامنے چھوٹے سے سرکاری کوارٹر میں رہتے تھے وہ اکیلے تھے ان کی کہانیاں اکیلی تھیں، ان کی سوچیں اکیلی تھیں مگر ان کے کوارٹر کے پاس ہی ساوت پاٹھ شالہ کے بغل میں ایک کوٹھی تھی اس میں ایک فنکار، ایک فلسفی، ایک شوریدہ سر رہا کرتا تھا۔ لوگ جسے رگھوپت سہائے کہتے تھے اور جو آگے چل کر فراق گورکھپوری بنا۔ اور دور دور تک مشہور ہوئے۔

میاں صاحب کے امام باڑے میں ایک صاحب رہا کرتے تھے۔ مختصر قد و قامت والے احمد صدیق نام کے ساتھ تخلص رکھا کرتے تھے، مجنوں، جنہیں مجنوں گورکھپوری کہا جاتا ہے۔ اردو ادب کے یہ دو ستون فراق اور مجنوں کون نہیں جانتا۔ ترقی پسندی کی اصطلاح کا پہلا استعمال گورکھپور میں غالباً انہیں لوگوں نے کیا۔ فراق صاحب تو خیر الہ آباد چلے گئے اور وہیں کے ہو رہے مگر مجنوں صاحب سینٹ اینڈورڈ کالج گورکھپور میں درس و تدریس کا کام کرتے

گورکھپور کے چند ترقی پسند شاعر

ایم کوٹھیاوی راھی

ہے۔ اور گورکھپور بہت بعد کو چھوڑا۔ ان کی جوانی کے ایام
گزرے، ان کے فن کو جلا یہیں ملی، ان کی مشہور کتابیں
سے شائع ہوئیں، انہوں نے افسانہ نگاری کی، پھر
ری شروع کی بعد کو نقاد ہوئے۔ ان کے زمانے میں خود
کی قیام گاہ واقع امام باڑہ میاں صاحب روز نشستیں
رتی تھیں، مخصوص ادبی نشست، ترقی پسند مصنفین کی
تشکیل وہیں ہوئی جن میں مقالے اور افسانے پڑھے۔
تے تھے۔ اور نظمیں غزلیں سنائی جاتیں۔ مجنوں صاحب کے
زشاگرد ترقی پسند مصنفین' سے وابستہ رہے۔ مجنوں صاحب
کے زمانے میں علی سردار جعفری، کیفی اعظمی، مخدوم محی الدین
دالحق تاباں، وامق جونپوری، معین احسن جذبی اور مجاز،
گورکھپور آیا کرتے تھے۔ ایک بار فیض بھی آئے تھے، مجنوں
صاحب کے زیر نگرانی ہونے والے ایک کل ہند مشاعرے
دلوں مجنوں صاحب کی شعر گوئی شباب پر تھی، وہ یہاں
دوسرے ترقی پسند شاعر کہے جا سکتے ہیں کیونکہ ترقی پسند
ری کی ابتدا یہاں فراق صاحب سے ہوئی ہے۔ مجنوں صاحب
شاعری جو صرف غزل اور رباعی تک محدود ہے ایک نئی حیات
نکات کی طرف مظاہرہ کرتی ہے۔

یہ نظام تیرگی زیر و زبر ہونے کو ہے
کچھ افق پر تھرتھراہٹ ہے سحر ہونے کو ہے

یہ بھی سچ ہے کہ انجمن ترقی پسند مصنفین' کے لئے مجنوں
فراق نے زمین ہموار کی۔ مجنوں صاحب نے اس سلسلے
برابر نشستیں منعقد کیں۔ مگر اس انجمن کی رکنیت اختیار کرنے
رسم کبھی پوری نہیں ہوئی۔ وجہ جو بھی ہو۔ یہ ترقی پسند
ریک کے بہت اہم اور با اثر سربراہوں میں تھے، ان کی
شمار نظمیں، غزلیں اور رباعیاں اس وقت کے چوٹی کے
سالوں میں پابندی سے شائع ہوا کرتی تھیں۔ تنقید میں پرانی
زاق تنقید وں کے بعد انہوں نے جو تنقیدی مضامین لکھے
سے اس نئی تحریک اور نئے ادب کو بڑی بصیرت حاصل
ئی۔ ایک طرف تو انہوں نے سیماب اکبرآبادی، آثر لکھنوی

کلیم الدین احمد اور عندلیب شادانی جیسے نقادوں کو منہ توڑ
جواب دیا تو دوسری طرف ترقی پسند تحریک کے سرپھرے
انتہا پسندوں کو نئے ادب کی ماہیت اور مقصد سمجھانے کی
کوشش کی۔

اور اب آیئے فراق صاحب سے بھی ملتے چلیں، ان
کے متعلق بہت کچھ کہا گیا ہے۔ وہ ترقی پسند شاعری کے معاملے
میں ذرا انتہا پسندی سے کام لیتے تھے۔ ان کے مزاج کے خلاف
اگر کوئی بات ہو جاتی تو وہ آپے سے باہر بھی ہو جاتے ہیں اور
خود کو ترقی پسند ماننے سے انکار بھی کر دیتے ہیں جب کہ ان کی
شخصیت کو علاحدہ کر کے یہ تحریک ادھوری رہ جائے گی۔
انہوں نے بہت سی نظمیں براہ راست اشتراکیت اور مارکس
کے فلسفے کے زیر اثر بھی کہی ہیں۔ یہ نظمیں زبان، اسلوب اور
موضوع کے اعتبار سے اپنے وقت کے گرانقدر تجربے تھے
'دھرتی کی کروٹ'، 'روٹیاں'، 'ڈالر دیش'، 'تلاش حیات'
'داستان آدم' ایسی نظموں کی بہترین مثالیں ہیں۔ 'اے باد خزاں
باد خزاں، باد خزاں چل' ایک ایسی حسین اور سنجیدہ نظم ہے
جو اپنے فکر و احساس اور ساتھ ہی ساتھ اپنی شعری اور جمالیاتی
کیفیت کے اعتبار سے اردو کی بہترین ترقی پسند نظموں میں شمار
کی جائے گی۔ کلاسیکی روایات کو قائم رکھتے ہوئے اسلوب
و بیان کے پرانے سانچوں میں ترقی پسند شعر کہنا سب کے بس
کا کام نہیں۔ فراق کے اشعار میں کتنے بلیغ، خیال انگیز اور دوررس
اشارے ملتے ہیں، ملاحظہ ہو:

انہیں بہار کی آنکھوں نے بھی نہیں دیکھا
جو گل چمن کو سجا کے کھلائے جاتے ہیں

فراق اور مجنوں کے بعد گورکھپور میں جن لوگوں نے براہ
راست یا بالواسطہ اس انجمن کی تشکیل و ترقی کے لئے کام کئے ہیں
ان میں گنیش پرشاد پیام، شمیم مظفرپوری (مرحوم) جوگیندر پال نے
سمیع الحق سرمد، اور ملک زادہ منظور احمد کے نام سرفہرست
ہیں۔ گنیش پرشاد پیام یہاں سے نکلنے والے اردو رسالوں
ماہنامہ 'جمالی'، اور 'بیسویں صدی' کی مجلس ادارت میں شامل
رہے۔ وہ فراق سے متاثر ہیں، ان کے کچھ اشعار ملاحظہ ہوں:

غم حیات نہیں، فکر روزگار نہیں
پیام یہ اہل محبت کا شعار نہیں
صبا کی نرم روی سے غبار اٹھتا ہے
میرا چمن ابھی شائستہ بہار نہیں

نزاکتیں بھی بڑی محنتوں سے ملتی ہیں
فضا کو چیر کے پائی ہے شاخ گل نے لچک
مٹا سکی نہ جنہیں تری کم نگاہی بھی
سنوارتے ہیں وہی زندگی کے نوک و پلک

گنیش پرشاد پیام کی طرح سمیع الحق سرمد بھی اس زمانے
کے ممتاز ترقی پسند شاعروں میں شمار ہوتے ہیں جو اپنی شعلہ
بیانی سے سوئے ہوؤں کو جگاتے ہیں۔ ان کا یہ کہنا ہے کہ ترقی
پسند تحریک سے میری وابستگی اس رومانیت کا ثمرہ ہے جو
ایک نئے سماج کی تشکیل اور ایک نئی امنگ کی علم بردار تھی
وہ اپنی ایک نظم میں کہتے ہیں:

بڑی کٹھن ہے بڑی پرخطر ہے راہ شوق
میں باز آیا محبت کی سرفرازی سے
کوئی سہے بھی کہاں تک گریز کے انداز
طبیعت اوب گئی ان کی بے نیازی سے

انہوں نے غزلیں بھی کہی ہیں، ان کے دو شعر ملاحظہ ہوں:

ہر چند کہ رشتے ٹوٹ گئے اب اس سے رسم و راہ نہیں
جب صدمے دل پہ گزرتے ہیں اس وقت وہی یاد آتا ہے

زیست کی جہد مسلسل تو کوئی بات نہ تھی
ہاں تیری یاد میں ہر گام پہ رونا... آیا

گورکھپور کے ترقی پسند شاعروں کی فہرست اگر تیار کی جائے
تو اس میں ان حضرات کے علاوہ وحید اللہ منتدی اور جوہر عسکری
کا نام بھی جلی حرفوں میں لکھا جائے گا۔ ظفر گورکھپوری بانس گاؤں
کے قریب ایک گاؤں میں پیدا ہوئے ان کی تعلیم و تربیت بمبئی
میں ہوئی مگر وطن سے تعلق قائم رہا۔ کبھی کبھی آجاتے ہیں۔ ان کے
کئی مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ ان کی غزلیں بڑی تیکھی ہوتی ہیں۔

جب پیاس بجھانی ہی ٹھہری تو ظفر صاحب
دریا پہ تو پہرے ہیں، مقتل کی طرف چلئے

گورکھپور کا ادبی افق کچھ برسوں سے گرد آلود ہو چلا تھا۔ اب
پھر سے چمک اٹھا ہے۔ روایات کے پابند لوگ بھی حالات اور
وقت کے تقاضوں کی طرف دھیان دینے لگے ہیں۔ ترقی پسند
مصنفین کی حالیہ کانفرنس کے بعد ایک نئی امنگ ایک نئی روانی
یہاں کے شاعروں میں ابھر آئی ہے۔ ایسے کچھ شاعروں کا ذکر
کرنا چاہتا ہوں جن میں ترقی پسند شاعری کے امکانات ہیں، ان
میں سے بیشتر کا تعلق گورکھپور سے نہیں ہے۔ وہ مختلف شہروں
کے رہنے والے ہیں۔ یا تو یہاں سکونت اختیار کر لی ہے یا ملازمت
کے سلسلے میں یہاں رہنے لگے ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر محمود الہی،
ڈاکٹر سلام سندیلوی، ڈاکٹر احمد لاری، ڈاکٹر افغان اللہ خاں،
سعید اختر، شمیم یزدانی، نفیس غازیپوری، محمد ادریس نگرامی،
علیم حسرت، اقبال غازیپوری اور محشر بریلوی کی حیثیت یہاں

ہمدردی کی ہے۔ سعید اختر جس شہر میں رہے تحریک سے وابستگی رہی۔ نمونہ کلام کے طور پر چند اشعار ملاحظہ ہوں:۔

رنگ حیات بہت کچھ نکھر گیا ہے یہاں
میرا شعور بڑا کام کر گیا ہے یہاں

ڈاکٹر احمد لاری فرماتے ہیں:۔

عشق کا یہ فیض ہے یا حسن کا حسن کرم
وہ بھی لیتے ہیں ادب سے اپنے دیوانے کا نام

ادریس خانہ پوری

دستک تو دے رہی ہے برابر کسی کی یاد
دروازے دل کے بند پڑے ہیں مگر یہاں
لیتی رہے گی سسکیاں انسانیت یونہی
ڈستا رہے گا یونہی بشر کو بشر یہاں

نفیس کا ایک مجموعۂ کلام بھی شائع ہو چکا ہے۔ وہ اپنی شاعری سے ایک نئی تر و تازگی کے ساتھ زندگی کے فرسودہ ماحول کی تبدیلی کا کام لیتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اور اب ڈاکٹر افغان اللہ خاں کا شعر ملاحظہ ہو:۔

بند کر نا تھا کتابوں کا کہ آنکھیں کھل گئیں
زندگی جب سامنے آئی تو صورت اور تھی

ڈاکٹر افغان اللہ خاں نے فراق گورکھپوری پر ریسرچ کی ہے۔ ان کے بعد قسیم یزدانی کا یہ شعر ملاحظہ ہو:۔

سادگی اوڑھ چکی ہے جو اداؤں کی ردا
ہو نہ ہو اس نے کوئی آئینہ دیکھا ہو گا

علیم حسرت کہتے ہیں

دنیا سمٹ کے آ گئی لمحوں کی گود میں
لیکن دلوں کے فاصلے پھر بھی نہ کم ہوئے

بھڑکی ہوئی ہے آتش نمرود ہر طرف
شعلہ بدن بدن سے نکلتا دکھائی دے

اقبال خانپوری کا کہنا ہے:۔

رات کاٹیں بھی تو کس آس پہ کاٹیں یارو
کل تو سنتے ہیں کہ سورج پہ بھی پہرہ ہو گا

محمد ادریس مکرانی بنیادی طور پر نظم کے شاعر ہیں اور ترقی پسندی ان کے یہاں واضح طور پر پائی جاتی ہے۔ انہوں نے بہت سی شاہکار نظمیں تخلیق کی ہیں، مگر ایک بھرپور مقصدیت ان کی غزلوں میں بھی نمایاں ہے۔ ان کی ایک غزل کے دو شعر ملاحظہ ہوں:۔

کچھ درندے بھی چلے آئے چمن میں اے دوست
پھول کے ساتھ کوئی زخم بھی مہکا ہو گا
کتنی راتوں کی سیاہی کا لہو ہے ..... درکار
کتنے سورج کے بکھلنے پہ سویرا ..... ہو گا

انجم عرفانی، جوہر وارثی، ڈاکٹر منظور ادیب، قلیم عالی، نسیم سامانی، ہیبش اشک، تحریرا انجم، صابر قیسی، سالار شاکر، راشد صدیقی، سلیمان مسرور، اقبال مسعودی اور مزاح گو

عبدالرؤف گرگٹ، ترقی پسند شاعری کی طرف مائل ہیں، البتہ ڈاکٹر غلام رسول مکرانی کا تعلق گورکھپور کے ترقی پسند شاعروں کی دوسری نسل سے ہے۔ ڈاکٹر مکرانی نے شروع سے ہی اس تحریک سے اپنی وابستگی کو برقرار رکھا، انہوں نے کئی شاہکار نظموں کے علاوہ بے شمار کامیاب غزلیں بھی کہیں، ان کی ایک غزل کے دو شعر ملاحظہ ہوں:۔

خرد کے نام پہ دے دے کے زندگی کا لہو
جنوں کا پیرہن ..... تار تار کیا لیتے

ہر ایک راہ پہ بجتے تھے دھڑکنوں کے جرس
مگر دلوں کی خبر ..... شہریار کیا لیتے

جوہر وارثی کہتے ہیں:۔

سودائے وفا کوشی اپنا پختہ تو ذرا ہو لینے دے
تجھ کو بھی غم جاناں کی قسم لے گردش دوراں دیکھیں گے

قسیم سلمانی کے بھی دو شعر ملاحظہ ہوں:۔

ہنسی کا بوجھ کٹھن پڑ گیا ہے کچھ شاید
تمہارا چہرہ بھی اب زرد زرد لگتا ہے
بھٹک رہے ہیں کسی شہر بے چراغ میں ہم
ملا ہے جو بھی طبیعت کا سرد لگتا ہے

علیم عالی نے کہا ہے:۔

اپنا حق مانگتے ہو ڈر ڈر کر
یہ صدا تو کسی فقیر کی ہے

اور صابر قیسی کہتے ہیں:۔

دم صبح تو تھا فسوں رات کا
جلا ہے چراغوں میں خوں رات کا

اور راشد صدیقی کے دو شعر سنیئے:۔

خامشی توڑ کے رکھ دوں گا ہونٹوں کی اک دن
سنگ کے شہر میں آیا ہوں غزل خواں بن کر
بن کے ساون میری آنکھوں سے ٹپک پڑتا ہے
بند کمرے میں مچلتا ہے جو ... ارماں بن کر

اور آخر میں عبدالرؤف گرگٹ کے یہ اشعار:۔

اپنی گلی کی دھوپ نہ اپنے چمن کی دھوپ
تقسیم کر رہا ہے وہ اپنے بدن کی دھوپ

اب تو کرتے ہیں اس شاخ سے پتوں کے خطوط
گلرخوں سے کوئی رشتہ نہیں شاید مربوط

ترقی پسند تحریک کا جو پودا مجنوں اور فراق نے کبھی اس دھرتی پہ لگایا تھا وہ اب ایک تناور درخت بن چکا ہے اور یہاں کے نئی نسل کے حساس لوگ اس پیڑ کی چھاؤں میں فکر و سخن کرتے ہیں، برابری، انسانیت، دشمنی، سماجی انصاف کے فقدان کا خاتمہ ہوتا ہے جس کے لئے خدمت لوح و قلم کا سلسلہ از سر نو شروع ہو گیا ہے، اب میں اپنی ایک نظم کا آخری بند سنا کر آپ سے رخصت چاہوں گا:۔

اب اس کو تم ہی کہو خواب کس طرح کہہ دوں
کھلی ہے جب سے میری آنکھ وہ دہی تجلیات
مگر تمہارے تصور میں کھو گیا ہوں میں
قلم اٹھانے کو کہتے ہیں پھر سے جذبات
بنا رہی ہیں لکیریں دھوئیں کی تصویریں
بدلنے والی ہے شاید یہ صورت حالات
دبی ہوئی ہے میری انگلیوں میں چنگاری
پگھل رہی ہے تخیل کی برف آج کی رات
دھواں اڑا کے ذرا دیر جلنے والا ہوں
میں آج تم پہ کوئی نظم کہنے والا ہوں

(گورکھپور سے نشر)

بقیہ:۔ محمد قلی قطب شاہ

وہ مسلک سے شیعی ہے بارہ اماموں کو خراج عقیدت پیش کرتا ہے مگر اسی ذوق و شوق کے ساتھ بسنت، پنچمی، رکشا بندھن، عید قرباں، عید نوروز، عید میلادالنبی پر بھی نظمیں لکھتا ہے۔

اس سارے کاروبار شوق میں وہ اپنی رعایا سے غافل نہیں رہتا جس طرح سازشوں کے تار و پود بکھیرنے میں اسے ملکہ حاصل ہے اسی طرح ایسے منصوبے بناتا رہتا ہے جس سے اس کی رعیت فلاح و بہبود سے ہم کنار ہو سکے عملی کوششوں کے بعد جناب باری میں دعاؤں کے ساتھ سجدہ ریز بھی ہوتا ہے ؎

مرا شہر لوگاں سوں معمور کر
رکھیا جیوں تو دریا میں من یا سمیع

فلاح و بہبودی کی اس دعا میں ہندو و مسلمان کی کوئی تفریق نہیں کوئی تعصب اور تنگ نظری نہیں۔ مگر جہاں اپنے خلاف کسی سازش کی اسے بھنک بھی مل جاتی ہے وہ سینہ سپر ہو جاتا ہے کیونکہ اسے فرمان روا کی طرح وہ جہانبانی کے اس راز سے بخوبی واقف ہے کہ مضبوط حکومت کے لیے سختی بھی ضروری ہوتی ہے دشمنوں کا سر کچلنے کے بعد جذبۂ شکر سے پھر جھک جاتا ہے ع

محمد قطب شاہ غازی کرے مولود بھو چھند سوں

اس کی زبان اپنے عہد کی معیاری زبان ہے قدامت کی لکیریں گہری ہیں اس لیے گہری نظر کی متقاضی ہیں۔ اس کے باوجود وسیع المشربی اس کی شاعری کا سب سے نمایاں رنگ ہے یوں تو اس کا پورا کلام مذہبی رواداری کا آئینہ دار ہے تاہم یہاں اس ثبوت میں محض اس کا ایک شعر کافی ہے۔

میں نہ جانوں، کعبہ و بت خانہ و میخانہ کوں
دیکھتا ہوں ہر کہاں دستا ہے تج مکھ کی صفا

(اردو مجلس 'دہلی' سے نشر)

ڈاکٹر امیر اللہ خاں شاہین
صدر شعبہ اردو
میرٹھ یونیورسٹی میرٹھ (یوپی)

جینے کا حق

خواجہ حسن ثانی نظامی

جان کسے پیاری نہیں ہوتی۔ شاعروں کا معاملہ تو خیر سرا ہے کہ ہر وقت نینوں کے بان اور ابرو کی کٹاری کھانے کو بیقرار رہتے ہیں اور دلوں بے قرار رہتے ہیں کہ اس سے بگڑتا کیا ہے نہیں! ورنہ کیا انسان اور کیا حیوان۔ جس کو دیکھئے جان ہے تو جہان ہے: کا وظیفہ پڑھتا ہے اور بقول کسے سب کا یہ حال ہے کہ پیٹ ٹھکانا اور بندہ بھر کا! آدمیوں نے شہر بسا رکھتے کا قصہ ہی نہیں رکھا۔ ریڈیو، ٹیلی فون، دوربین اور ایک سے ایک بہتر خطرے کی خبر دینے والی موجود ہے، لیکن جانور بیچارے ابھی تک بابا آدم کے وقتوں کی دنیا میں جئے جا رہے ہیں۔ ان کو خوف و خطر کی خبر دینے والے بس سوکھے پتے ہی ہیں دشمن کے قدموں کی ذرا آہٹ ہوئی یہ اچھل کر بھاگے۔ سو اب جنگل اس بری طرح کٹ رہے ہیں کہ یہ پتے کا سہارا بھی ختم ہوا چاہتا ہے۔ وہ زمانے لد گئے جب میاں شیر جنگل کا راجہ کہلاتے تھے۔ اب تو ان کی محل سرا دوسروں کے قبضے میں ہے اور ان راج ادھیراج کو سر چھپانے کا ٹھکانہ میسر نہیں۔ کل کی سی بات ہے دیکھنے والے اب بھی بے شمار موجود ہیں کہ ہمالیہ کے دامن میں دور دور تک ہرے بھرے جنگل کھڑے لہلہاتے تھے اور درندے چرندے پنکھو پکھیرو جس کو دیکھو چین کی بنسری بجاتا تھا لیکن بھلا ہو آدمی کا نہ خود نچلا بیٹھتا ہے نہ کسی کو بیٹھنے دیتا ہے۔ جنگل کٹے، کھیت بنے، جھونپڑیاں پڑیں بستیاں اور بازار وجود میں آئے اور جانور جن کا یہ اصل گھر تھا جو سینکڑوں ہزاروں برس سے یہاں رہتے بستے تھے برباد ہو گئے۔ جس کو دیکھو اسی جان کا لاگو۔ اور کہیں پناہ نہیں کہیں راہ نہیں کہ دو گھڑی آرام سے رہ لیں۔ آپ نے اکثر سنا ہوگا جنگل کے قریب نئی توڑی زمینوں میں کسی شیر نے آدمیوں پر حملہ کر دیا۔ ایک آدھ مر گیا دو چار زخمی ہو گئے۔ لیجیے صاحب بری خونخواری کے جو قصے ہم نے گھڑ رکھے تھے ان سب کی تصدیق ہو گئی اور جو آیا مارو مارو پکارتا ہوا آیا۔ حالانکہ آپ بے زبان جانوروں کی طرف جو ذرا بھی انکوائری کا مطالبہ کئے بغیر جانبدارانہ تحقیقات کرائیں تو پتہ چلے گا کہ یہ کیسی خونخواری؟ کہاں کی مردم آزاری؟ ساری بات ننھی سی جان بچانے کی تھی جانور بیچارے گنے کے کھیتوں کو جو جنگلات کے کنارے بوئے گئے ہیں۔ پرانے گھاس کے میدانوں کا قائم مقام سمجھتے ہیں۔ انہیں کیا معلوم کہ یہ نئی قسم کی گھاس خود بخود پیدا نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ اسے آدمیوں نے لگایا ہے اور بڑی محنت سے لگایا ہے فصل تیار ہونے کے بعد اس کی کٹائی بھی ضروری ہے ہوتا یہ ہے کہ کوئی شیرنی گنے کے کھیت میں اپنے ننھے منے بچوں کو لئے بیٹھی ہوتی ہے۔ کھیت کاٹنے والے اس کے سر پر جا پہنچتے ہیں۔ وہ اپنے بچوں کی حفاظت کے فطری جذبے کے تحت غرا کر اور ذرا دھمکا کر کھیت کاٹنے والوں کو بھگا دیتی ہے اور کبھی کبھار ایک آدھ دھپ رسید بھی کر دیتی ہے۔ اور آپ جانیں یہ دھپ کسی دھان پان اور اس کومل نازنین کا دھپ نہیں ہوتا جو مرزا غالب کی نامناسب بیش دستی پر پنجہ بیٹھی تھی اور مرزا کو کہنا پڑا تھا

دھول دھپا اس سراپا ناز کا شیوہ نہیں
ہم ہی کر بیٹھے تھے غالبؔ پیش دستی ایک دن

بلکہ یہ دھپ شیرنی کا ہوتا ہے۔ جس کے نتیجے میں مداخلت بے جا کرنے والے اکثر و بیشتر اللہ کو پیارے ہو جاتے ہیں۔ مگر ان جان ہاروں کے ولی وارث اس واقعے سے ذرا نصیحت نہیں پکڑتے اور دو چار کھیت جا کر شیرنی کو اپنی نئی قیام گاہ میں پھر دکھی کرنے پہنچ جاتے ہیں۔ اس بار جنگل کی رانی واقعی اپنا جلال دکھاتی ہے اور جو بھی ہتھے چڑھ گیا اس کا قصہ پاک کر دیتی ہے۔ ایک جہان میں شور ہو جاتا ہے کہ آدم خور شیر آگیا۔ اور اس سے پہلے کہ شیر لاگو ہو آدمی صاحب خود شیر کے لاگو ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ اس بیچاری ماما کی ماری شیرنی نے ایک آدمی بھی نہیں کھایا ہوتا کہ اس پر دھرا جانے والا آدم خوری کا الزام درست ثابت ہو وہ غریب تو صرف اپنے بچوں کی اور اپنی جان بچانے کی کوشش کرتی ہے یہ الگ بات ہے کہ خدا نے اس کی ششیری ہی ایسی بنائی ہے کہ دوسروں کی جان پر بن جاتی ہے سو جب آدمی دشمن پر بمباری کرتا ہے تو کیا اس میں بے گناہ نہیں مرتے؟ مگر انسان بھی عجیب چیز ہے۔ کتنا ہی منصف مزاج اور مہذب بنے جانور کو اپنے سیلف ڈیفنس کا حق دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔

دلی کے آس پاس میں جو چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں اراولی پربت کی ہیں اور اب جنگلوں کے بجائے مکانوں اور کارخانوں سے ڈھک گئی ہیں۔ یہاں بھی ہرن چکارے چوکڑیاں بھرا کرتے تھے اور حضرت امیر خسرو سے لے کر میر تقی میر اور مرزا غالب شاید سارے ہی شاعروں کو انکے روپ میں اپنا محبوب دکھائی دیا کرتا تھا۔ کوئی انکی بڑی بڑی آنکھوں کا ملان اپنے معشوقوں کی آنکھوں کے سائز سے کرتا۔ کوئی انکے رم کرنے اور دیکھتے ہی بھاگ جانے پر آہیں بھرتا کہ محبوب بھی بیچارے عاشق کو اسی طرح پاس نہیں پھٹکنے دیتا۔ کسی کے نزدیک یہ سارے ہرن چکارے اس لئے سر تھیلی پہ لئے پھرتے ہیں کہ معشوق عاشق پر نشانہ بازی کرنے کے بجائے ان کا شکار کھیلے۔ اس زمانے میں وائلڈ لائف محافظ قانون نہ آدمیوں کے لئے تھا نہ جانوروں کے لئے۔ ایک شاعر ان غزالوں سے پریس رپورٹر اور انفارمیشن بیورو کا کام لیا چاہتے تھے اور اپنے آنجہانی دوست کا حال بڑے قلق سے پوچھتے تھے کہ

غزالاں تم تو واقف ہو کہو مجنوں کے مرنے کی
دِوانہ مر گیا آخر کو ویرانے پہ کیا گزری

یہ شعر آج کل کے زمانے میں کہا جاتا تو کوئی بچا کھچا غزال ہندی ٹھنڈا سانس بھرتا اور کہتا کہ مرحوم کو تو پولیس کی گاڑی لاوارث جان کر پوسٹ مارٹم کے لئے مردہ گھر لے گئی اور ویرانے پر یہ گزری کہ مکان ہی مکان اور کارخانے ہی کارخانے بن گئے۔ ہماری زندگی اجیرن ہو گئی۔ آپ کے دوست مردہ گھر گئے ہیں۔ ہم کسی کی ہنڈیا گرم کریں گے اور پیٹ گھر پہنچ جائیں گے!

کانوں سنی نہیں، آنکھوں دیکھی کہتا ہوں۔ دلی کے قرب و جوار کی پہاڑیوں پر جنگل کے باسیوں کی بستی اجڑی اور آدمیوں کی بستی بسی تو ایک خدا ترس بزرگ مجھ سے بولے کہ ایک تماشا دیکھو گے؟ میں نے عرض کیا ضرور دیکھوں گا۔ وہ مجھے ایک پہاڑ پر لے گئے جہاں آبادی کی ابھی شروعات ہی تھی وہاں پانچ سات چکارے جنہیں چھوٹا ہرن اور انڈین گیزل اور غزال ہندی بھی کہا جاتا ہے، آدمیوں اور پالتو کتوں سے ڈر کر بھاگے بھاگے پھر رہے تھے۔ بزرگ کو معلوم تھا کہ یہ بھاگ کر کہاں پناہ لیں گے۔ ایک جگہ جنگل کا چھوٹا سا ٹکڑا کٹنے سے بچ گیا تھا وہاں ایک چٹان کے پیچھے انہوں نے مجھ کو اور اپنے آپ کو چھپا لیا تھوڑی دیر میں چکارے بھاگتے ہوئے آئے اور چٹان سے چھ سات گز کے فاصلے پر کھڑے ہو کر اس سمت دیکھنے لگے جدھر سے وہ جان بچا کر بھاگے تھے۔ میں نے جنگل کے چھوٹے

کو استقدر قریب سے زندگی میں پہلی مرتبہ دیکھا۔ انکے کانپتے ہوئے اور پسینے میں نہاتے ہوئے بدن فریاد کر رہے تھے کہ ہمیں بچاؤ۔ مگر نہ وہاں کوئی شاعر تھا نہ پرانے زمانے کا کوئی سورما نائٹ جو اپنے محبوب کو اس روپ میں بھی دیکھتا اور مدد کو آگے بڑھتا۔ اللہ بھلا کرے بشنوئی برادری کا وہ ہرنوں کی سب سے بڑی محافظ ہے اور اب آہوان صحرا کو کہیں پناہ ملتی ہے تو بشنوئی آبادیوں کے قریب ہی ملتی ہے۔ اور یہ جانور جو بظاہر ناسمجھ کہلاتے ہیں اپنے ہمدردوں کو اتنا پہچاننے لگے ہیں کہ خطرے کا احساس ہوتے ہی جنگل ویرانے کا رخ کرنے کی بجائے آبادی کی طرف دوڑتے ہیں اور بشنوئی بھائی واقعی آجکل کے سورما نائٹ ہیں کہ ان کی حفاظت میں اپنی جان تک قربان کرنے کو تیار رہتے ہیں اور بشنوئیوں ہی پر کیا منحصر ہے۔ ہندستان میں تو آبادی کی اکثریت جیو رکشا میں یقین رکھتی ہے۔ صبح صبح کتنے ہی لوگ چیونٹیوں کے بلوں پر شکر ڈالتے نظر آتے ہیں، چڑیوں کو دانا کھلاتے ہیں،۔ جانوروں پر بے رحمی کے خلاف سوسائٹیاں بنی ہوئی ہیں۔۔ اسپتال چل رہے ہیں، جینی بھائی انکے روح رواں ہیں ہندستان ساری دنیا میں وہ اکیلا ملک ہے جہاں ہزاروں سال پہلے کوٹلیہ کے زمانے میں جنگلی جانوروں کی حفاظت کا قانون بنا۔ وائلڈ لائف سینکچو ریز وجود میں آئیں لیکن جو بات کوٹلیہ نے ہزاروں برس پہلے محسوس کرلی تھی اس کی طرف ہماری توجہ آجکل اتنی نہیں ہے جتنی ہونی چاہیئے۔ جنگلی جانوروں کی حفاظت اس طرح ہرگز ممکن نہیں ہے کہ شکار پر پابندی لگادی جائے اور جنگل ختم ہو جائیں۔ یہ تو وہی بات ہوگی کہ درخت کی جڑ کو تو بالکل سوکھا رکھا جائے اور اس کے پتوں پر ہم پانی چھڑکتے رہیں۔ جانوروں کے رہنے کے لئے جنگل نہ ہوں گے تو ان کی حفاظت کے سارے قانون اور ساری ہمدردیاں بیکار چلی جائیں گی۔ آدمیوں میں تو کچھ لوگ آدم بیزار ہوتے ہیں کچھ گیانی دھیانی تپسوی ہوتے ہیں جو الگ تھلگ رہنا پسند کرتے ہیں لیکن جانوروں میں جانور بیزار اور تپسوی ٹائپ کے جانور بہت کم ہیں۔ اکثریت ان کی ہے جو اپنی اپنی برادری یا جانوروں ہی کی دوسری برادریوں کے ساتھ رہنا پسند کرتے ہیں۔ البتہ فضا جنگل کی چاہتے ہیں۔ کھلی ہوئی آزاد جہاں کسی قدر تخلیہ اور پرائیوسی بھی میسر آسکے۔ آپ نے کبھی نہ سنا ہوگا کہ پالتو ہاتھیوں کے ہاں انسانی قید کے زمانے میں بچے ہوئے ہوں۔ وجہ یہی ہے کہ اس مہذب جانور کو انسانی آبادی میں وہ تخلیہ اور وہ تنہائی میسر نہیں آتے جسکا جنگل میں ہر طرف موقعہ ہوتا ہے۔ شیروں اور دوسرے جانوروں کی آبادی گھٹنے کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے گھر گرہستی اور بچوں کو پالنے پوسنے کے لئے جو سکون و اطمینان چاہیئے اور جس طرح کا محفوظ ٹھکانہ درکار ہے وہ جانوروں کو میسر نہیں رہا ہے۔ ہر جگہ آدمی صاحب مداخلت بے جا کرنے پر تلے ہیں اور یہ دخل در معقولات جانوروں کو اس قدر ناگوار اور ناپسند ہے کہ انہیں شیر چیتوں کے ساتھ رہنا سہنا تو گوارا ہوتا ہے جن کی یہ خوراک بنتے رہتے ہیں۔ لیکن آدمیوں کا قرب ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ بات بھی سچی ہے کہ آدمی جانور کو طرح طرح سے دق کرتا رہتا ہے۔ اور جانور آپس میں ہزار طرح کے اختلافات کے باوجود ایک دوسرے سے دق نہیں بلکہ بعض بعض دفعہ تو ایک دوسرے کے کام آتے ہیں۔ مثلاً مگرمچھ صاحب جو مرغی سے لیکر بڑے بڑے چوپایوں تک کو پانی میں گھسیٹ کر لے جانے اور آرام سے ہڑپ کر جانے کیلئے مشہور ہیں، انکی ایک چڑیا سے بڑی دوستی ہوتی ہے۔ اتفاق سے مانس ہاری ہیں۔ گوشت کھاتے ہیں تو اسکے ریشے دانتوں میں پھنس جاتے ہیں اب وہ ٹوتھ پک اور خلال کہاں سے لائیں؟ دوست چڑیا اسکے مشکل کو حل کر دیتی ہے۔ مگرمچھ صاحب قبلہ و کعبہ اپنا منہ کھول کر پانی کے کنارے بیٹھ جاتے ہیں اور چڑیا نوکرانی بنی دانتوں کی صفائی کیا کرتی ہے۔ ایک ایک ریشہ چن کر کھا جاتی ہے۔ ادھر چڑیا کا پیٹ بھرتا ہے ادھر مگرمچھ کے دانت صاف ہو جاتے ہیں۔ اور چڑیا اپنی ننھی سی جان لئے بے کھٹکے مگرمچھ کے خطرناک جبڑوں پر براجمان رہتی ہے۔ گینڈے کا بھی یہی حال ہے کیچڑ و پانی میں رہنے کی وجہ سے اسکی پرت در پرت کھال میں کیڑے پڑ جاتے ہیں، ان کیڑوں کو چڑیا کھا جاتی ہیں اور گینڈے میاں مزے سے ان چڑیوں کو سواری کراتے پھرتے ہیں۔ مگر آدمی تو بھلا اس طرح کے کسی کام کے لئے جانوروں کے پاس آجائے؟ توبہ کیجئے۔ آدمی کے دل میں ہزار ہمدردی کا اور رحم کا جذبہ ہو جانور اس سے ڈرتا ہی رہتا ہے۔ ہزاروں سال کے تجربے نے جانوروں کو یہی سکھایا ہے اور ان کے دل میں یہی بات جم گئی ہے کہ دھرتی کے سینے پر سب سے خطرناک مخلوق اگر کوئی ہے تو یہی دو ٹانگوں والی مخلوق ہے اس سے بچو اور بھاگو اور فلاح کی کوئی امید نہ رکھو!

اب یہ فرض ہمارا ہے کہ جانوروں کی اس غلط فہمی کو دور کریں اور اپنے عمل سے ثابت کریں کہ ہم ان کے دشمن نہیں دوست ہیں۔ ان سے ہمارے بہت سے کام بنتے ہیں۔ ان کا گھر جنگل، جتنا انکے لئے ضروری ہے اتنا ہی ہمارے لئے بھی ہے۔ بقائے باہم اور ایک دوسرے کے ساتھ رہنے سہنے اور جیو اور جینے دو کا اصول آدمی کا زرین اصول ہے۔ شکر ہے اس طرف پیش قدمی ہو چکی ہے۔ جنگل اور جنگل کے باسیوں کی حفاظت کا خیال سب کو آیا ہے۔ جانوروں کو اپنے قدرتی ماحول میں رہنے کا حق دینے کی باتیں ہونے لگی ہیں۔ وائلڈ لائف سینکچو ریز وجود میں آرہی ہیں۔ جانوروں کو کوئی دکھ بیماری ہوتی ہے تو آدمیوں کی جان بچانے کی جسطرح کوششیں اور جدو جہد ہوتی ہے اسی طرح کی جدو جہد اور کوشش انکے لئے بھی کی جاتی ہے۔ مگر اس کو کیا کہیئے کہ جانوروں کو علاج معالجے کے لئے قابو میں کرنے کیلئے ہم نشے کے تیر چلاتے ہیں اور بے ہوش کرنے کے بعد ہی جانور کے پاس جا سکتے ہیں نشہ پلا کے گرانا کوئی بہت قابل تعریف بات نہیں ہے۔ بہت زیادہ قابل تعریف بات تو یہ ہوگی کہ جانور آدمی سے ڈر کر اور بھاگ کر اپنی جان بچانے کا خیال نہ کریں بلکہ بے خوف و خطر آدمی کے پاس آئیں جیسے ہمارے تپسوی رشی منیوں کے پاس آیا کرتے تھے اور ہر جاندار کو یہ احساس ہوتا تھا کہ دھرتی کی گود پر سب کا حق برابر ہے۔

اردو مجلس 'دہلی' سے نشر

بنگالی

ہندوستان میں فلم سازی کی تاریخ تقریباً ساٹھ سالوں کا احاطہ کرتی ہے سنہ ۱۹۲۰ء کے دہے میں ہندوستان میں خاموش فلموں کا دور شروع ہوا اور اس دہے کے ختم ہوتے ہی گویا فلموں کا دور شروع ہو گیا۔ پچاس سال قبل ۱۴ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء کو بمبئی میں امپریل کے جھنڈے تلے بننے والی پہلی ہندوستانی گویا فلم "عالم آرا" نمائش کے لیے پیش کی گئی اور اس کے پانچ ہفتے بعد ہی کلکتہ میں مدن تھیٹر کے جھنڈے تلے بننے والی پہلی گویا بنگالی فلم "JAMAI SASTHI" نمائش کے لیے پیش کردی گئی۔ اس طرح ہندوستانی سنیما میں خاموشی کا دور ختم ہو گیا اور آواز کا دور شروع ہو گیا۔ جس سال 'عالم آرا' ریلیز ہوئی اسی سال ۲۲ دوسری گویا ہندی فلمیں بھی بنیں ان میں سے تین بنگالی میں، ایک تامل میں اور ایک تیلگو میں بھی بنی تھیں۔

ان تاریخی حقائق کی روشنی میں اگر یہ کہا جائے کہ بنگالی زبان کی فلموں کی تاریخ ہندوستان کی دوسری زبانوں کی فلموں کی تاریخ سے جڑی ہوئی ہے تو غلط نہ ہوگا۔ سچ تو یہ ہے کہ ہندوستانی سنیما کے فروغ میں بنگال کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ بنگالی پروڈیوسروں، ڈائرکٹروں، اداکاروں، اداکاراؤں اور تکنیشنوں نے ہندوستانی سنیما کو صف اول کا سنیما بنانے اور فلموں کے ذریعہ معاشرے کی اصلاح کرنے میں ناقابل فراموش خدمات انجام دی ہیں۔ خاموش دور سے لے کر اب تک ہندوستانی سنیما نے جو ترقی کی ہے اس میں بنگال کا حصہ ملک کے دوسرے علاقوں کے مقابلے میں سب سے زیادہ ہے۔ بنگال کی جن عظیم شخصیتوں نے ہندوستانی سنیما کو ترقی دی ان میں بی این سرکار کا نام سرفہرست آتا ہے ان کا تعلق بنگال کے ایک معزز گھرانے سے تھا، ان کے والد این این سرکار بنگال کے ایڈوکیٹ جنرل تھے اور خود انھوں نے لندن یونیورسٹی سے انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کی تھی اس زمانے میں تعلیم یافتہ اور معزز گھرانوں کے لوگ

فلمیں

پروانہ ردولوی

فلم سازی کے پیشے کو معیوب سمجھتے تھے۔ مگر بی این سرکار نے فلمیں بنانے کے پیشے کو اختیار کرکے فلم سازی کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا۔ انھوں نے سنہ ۱۹۳۰ء میں نیو تھیٹرز کے نام سے کلکتہ میں ایک فلم ساز ادارہ قایم کیا۔ سنہ ۱۹۵۴ء تک ۱۷۰ کے قریب فلمیں بنا کر بنگالی سینما کو ہی نہیں بلکہ ہندوستانی سینما کو بھی عزت و احترام کے درجے تک پہنچایا۔ حالانکہ سنہ ۱۹۵۴ء میں نیو تھیٹرز عملی طور پر بند ہو چکا تھا مگر اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ۲۸، نومبر ۱۹۸۰ء کو ۷۹ سال کی عمر میں اپنے انتقال کے وقت تک بی این سرکار کسی نہ کسی حیثیت میں سینما کے فروغ کے لیے کام کرتے رہے۔ اسی لیے تو ان کے انتقال پر مشہور اداکارہ کانن دیوی نے یہ کہا تھا کہ "اب ٹالی گنج کو ان کے رتبہ کا پروڈیوسر کبھی نہ ملے گا۔" بی این سرکار نے سب سے پہلے دو خاموش فلمیں 'CHOR KANTA' اور 'CHASAR MEVE' بنائی تھیں جو بری طرح ناکام ہوئی تھیں۔ اس کے بعد انھوں نے سرت چندر کی 'DENA PAONA' ٹیگور کی 'NATIR PUJA' بنگالی میں اور 'صبح کا ستارہ' اور 'زندہ لاش' کی طرح کی چند فلمیں ہندی میں بنائیں مگر یہ تمام فلمیں بھی بری طرح سے ناکام ہو گئیں اور وہ گوشہ گمنامی میں چلے گئے۔ ایک دن نتن بوس نے جو اپنے بھائی ساؤنڈ ریکارڈسٹ مکل بوس کے ساتھ شروع ہی سے بی این سرکار کے ساتھ تھے بی این سرکار کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ ایک نو آموز شخص سے ایک فلم کا منظر نامہ سن لیں انھوں نے منظر نامہ سن کر اس نو آموز شخص کو سائن کر لیا۔ اس طرح دیوکی بوس کا فلمی دنیا سے تعارف ہوا اور چنڈی داس، جیسی کامیاب فلم نے نیو تھیٹرز کو نئی زندگی دی۔ دیکھتے ہی دیکھتے دیوکی بوس نیو تھیٹرز کا اٹوٹ حصہ بن گئے اور انھوں نے پوران بھگت، سیتا، سپیرے اور ودیا پتی جیسی عظیم فلمیں دیں۔ بی این سرکار کا نیو تھیٹرز بہترین دماغوں کی پناہ گاہ بن گیا اور اس نے نہ صرف ان بہترین دماغوں کو تلاش کیا بلکہ پوری طرح پروان چڑھنے کا موقع بھی دیا ہے اور آج تک نتن بوس، آر سی بورل، کانن دیوی اور چندراوتی جیسی عظیم ہستیاں اس حقیقت کی معترف ہیں۔

اگر بی این سرکار نے عزم و حوصلہ سے کام نہ لیا ہوتا تو روپ لیکھا، جیسی ناکام فلم بنانے والا برواڈیو داس، جیسی عظیم فلم کیسے بناتا۔ ٹائپ رائٹر فروخت کرنے والا کے ایل سہگل اپنے دور کا عظیم گلوکار اداکار کیسے بنتا اور ایک کیمرہ مین کی حیثیت میں فلمی زندگی شروع کرنے والا نتن بوس بھاگیہ چکر، دیدی، جیون مرن، اور کاشی ناتھ جیسی لاجواب فلموں کا ڈائرکٹر کیسے بنتا۔

بمل رائے نے بھی اپنی فلمی زندگی کا آغاز بطور کیمرہ مین کیا تھا۔ ان کو بھی بی این سرکار نے ایک فلم 'UDAVER PATHEV' کا ڈائرکٹر بنا کر کہیں سے کہیں پہنچایا۔ بنگالی ڈائرکٹروں نے پھانی بھرا، ہیم چند، پرفلا رائے اور کارتک چٹرجی کا بھی بڑا نام ہے۔ کہانی نگاروں میں سیلا جانند مکھرجی، اور بنے چٹرجی اور موسیقاروں میں آر سی بورال اور پنکج ملک بھی نیو تھیٹرز ہی کی دین ہیں جن اداکاروں اور اداکاراؤں نے نیو تھیٹرز کے ذریعہ شہرت حاصل کی ان میں کانن دیوی، اوما ششی، جمنا، مولینا۔ درگا داس بنرجی، پہاڑی سانیال۔ بروا اور سہگل کے علاوہ پرتھوی راج۔ جگدیش سیٹھی اور رتن بائی کے نام بھی شامل ہیں۔ بی این سرکار نے گویا فلموں کا دور شروع ہونے کے بعد ایک امریکن ساؤنڈ ریکارڈسٹ ولیم ڈرینگ کی خدمات حاصل کیں تا کہ مکل بوس اور نیو تھیٹرز کے دوسرے ٹیکنشنوں کی تربیت ہو سکے۔ انھوں نے سب سے پہلے چنڈی داس میں پس منظر کی موسیقی پیش کی اور بھاگیہ چکر میں پلے بیک گانے دیے۔ کیمرہ ورک اور ایڈیٹنگ کو بھی ترقی دی اور دیو داس میں پہلی بار جمپ کٹ (JUMPCUT) کے ڈرامائی [illegible] دیے گئے۔ نیو تھیٹرز بند ہونے کے بعد بنگالی فلموں کا مستقبل تاریک ہو گیا اور ٹالی گنج میں سناٹا چھا گیا۔ اداکاری کے محاذ پر اس سناٹے کو اتم کمار اور سچترا سین نے توڑا اور پروڈکشن اور ہدایت کاری کے محاذ پر آجکل ستیہ جیت رے اور مرنال سین نئے نئے تجربات کرکے بنگالی سینما کو زندہ رکھنے اور ترقی دینے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ اتم کمار نے اپنی تیس سالہ فلمی زندگی میں لگ بھگ ۲۵۰ فلموں میں کام کیا انھوں نے بنگالی سینما کو نئی زندگی دی۔ گذشتہ سال جولائی میں ۵۴ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہو گیا اور اس طرح بنگالی سینما کی قوت مدافعت میں ایک بار پھر کافی ضعف پیدا ہو گیا۔ سچترا سین اور اتم کمار کی رومانی جوڑی نے بنگالی سینما کو فرش سے عرش تک پہنچایا۔ بنگالی فلم بینوں کی اس رومانی جوڑی میں اپنی زندگی کا عکس نظر آنے لگا۔ اور عام لوگ اس کو اپنی محبت اپنے جذبات اپنی خواہشات اور اپنی آرزوؤں کا اظہار سمجھنے لگے۔ جس کے نتیجہ میں بنگالی سینما میں "میلو ڈرامہ" کی آمیزش بڑھ گئی اور اس نے کمرشیل سینما کا درجہ حاصل کر لیا۔ اگنی پریکشا، گرہ پرویش۔ ساپجھیر پردیپ شپ موچن۔ ساہرا دپورے، ساگریکا۔ شلپی، ہرانو سور چندرناتھ، پاتھے ہولو دیری، راج لکشمی او سری کانتا۔ سپتا پدی اور چاوا پاوا جیسی ہٹ فلموں کے ذریعہ اتم کمار نے بنگالی سینما کی قوت مدافعت بڑھائی تھی۔ بلاشبہ یہ فلمیں خوب چلیں مگر اتم کمار کے اندر کا آرٹسٹ پوری طرح سے باہر نہیں آ سکا۔ کیونکہ ان فلموں کا مقصد صرف تفریح تھا اور تفریحی فلموں میں جو خامیاں ہو سکتی ہیں وہ سب ان فلموں میں بھی موجود تھیں۔ مگر عام فہم فلم بین کو بھرپور تفریح ملے تو وہ خامیوں پر توجہ نہیں دیتے۔ وہ پیسے خرچ کرکے پردے پر اپنی تمناؤں کو حقیقت کی شکل میں دیکھنا چاہتے ہیں اور بس۔

بنگالی سینما میں جا ہسر رائے کا نام بھی جلی حروف میں لکھا جائے گا انھوں نے بنگالی فلموں میں صحت مند کامیڈی کے فروغ کی کوشش کی۔

مرنال سین اور ستیہ جیت رے بامقصد سینما کی تحریک کے علمبردار ہیں۔ ان دونوں کا شمار دنیا کے بڑے بڑے ڈائرکٹروں میں ہوتا ہے۔ ستیہ جیت رے اب تک تیس کے قریب فلمیں بنا چکے ہیں۔ بہت سے قومی اور بین الاقوامی اعزازات ان کو مل چکے ہیں۔ وہ صرف ڈائرکٹر ہی نہیں بلکہ اپنی فلموں کے سکرپٹ رائٹر، کیمرہ مین، موسیقار، اور ایڈیٹر بھی ہوتے ہیں۔ آکسفورڈ، دہلی اور جادھو پور یونیورسٹیوں سے انھیں ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگریاں بھی مل چکی ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ بنگالی فلموں کو اور ان کے ذریعہ ہندوستانی سینما کو بین الاقوامی سربلندی انھیں کے دم سے حاصل ہوئی۔ مرنال سین نے اپنی فلمی زندگی کا آغاز بطور ڈائرکٹر "رات بھورے" سے کیا مگر یہ فلم بری طرح ناکام ہوئی۔ تین سال بعد انھوں نے ایک اور فلم "نیلا آکاش ——" بنائی جس کو کچھ کامیابی حاصل ہوئی۔ ان کی فلمی زندگی کے ۲۵ سال پورے ہو چکے ہیں ان پچیس برسوں میں انھوں نے بیس فلمیں بنائی ہیں جن میں زندگی کے مختلف پہلوؤں اور مختلف مسائل پر بحث کی گئی ہے۔

رٹ وک گھاٹک اور چدانند داس گپتا نے بھی بنگالی فلموں میں زندگی کی تلخ حقیقتوں کو پیش کرنے کا کام کیا ہے دراصل ان چاروں ڈائرکٹروں نے بنگالی فلموں میں نئے تجربات کیے ہیں اور نئی لہر کے ذاکی ہیں۔ گھاٹک اب ہمارے درمیان نہیں ہیں مگر انھوں نے بنگالی سینما پر گہری چھاپ ڈالی ہے۔ یہ چھاپ ہے سینما میں انقلابی سیاسی عناصر کی آمیزش کی جس کو آگے بڑھانے کے لیے خود مغربی بنگال کی سرکار بھی کوشاں ہے۔

(اردو سروس سے نشر)

پروانہ ردولوی
روزنامہ "پرتاپ"
بہادر شاہ ظفر مارگ نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

کہاں چھپے رہے

رام لعل نابھوی

میں نے اپنی زندگی میں بہت کچھ بننے کی خواہش کی اور کوشش بھی کی۔ لیکن جب کچھ بھی نہ بن سکا تو ادیب بننے کا خیال آیا۔

ادب مختلف اقسام کا ہے۔ ترقی پسند ادب، معیاری ادب، بازاری ادب، لطیف ادب، کثیف ادب، شعوری ادب، فحش ادب، عریاں ادب، اشتراکی ادب، سرمایہ پرست ادب، بیوپاری ادب، کلاسیکی ادب، جنسی ادب، مزاحیہ ادب، طنزیہ ادب، تنقیدی ادب، تردیدی ادب، ادب جو ادب ہو، ادب جو بہت بڑی بے ادبی ہے، مجھے یہ سب ادب پسند ہیں۔ ادیب کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ بقول کسے؛

ادب ادب ہے ادب کا نہیں کوئی مذہب
خدا کے فضل سے یہ کفر ہے نہ یہ اسلام

میں بڑے شہروں میں نہیں گیا۔ جہاں فٹ پاتھوں پر بچے پیدا ہوتے ہیں، پلتے ہیں اور مرتے ہیں۔ اور دوسری طرف عالیشان عمارتوں میں زندگیاں پنپتی ہیں، کھلتی ہیں اور اپنے ماحول کو مہکاتی ہیں، جنہیں دیکھ کر ادب پیدا ہوتا ہے۔ ادبیت رنگ نکھارتی ہے۔ میں نے کبھی فاقے نہیں کاٹے نہ مجھے کبھی مرغن غذائیں دستیاب ہوئی ہیں۔ فکرو فاقہ ادیب بناتا ہے یا پھر بے فکری۔ میں نے کبھی کسی کوٹھے کا رخ نہیں کیا جہاں سے کچھ سیکھنے کو ملتا۔ اب جب جانا ضروری ہو گیا تو کوٹھے ختم ہو گئے۔ قدرت کو ہی مجھے ادیب بنانا منظور نہیں تھا تو حکومت کو کیسے ہوتا۔ میرے دل میں کبھی دھڑکن پیدا نہیں ہوئی۔ نہ مجھے کسی کے دل کی دھڑکن سننے کا موقعہ ملا جس سے میرے دل میں دھڑکن پیدا ہوتی۔ میں نے کسی کی جیب نہیں کاٹی نہ کسی بدنصیب جیب کترے نے میری جیب کاٹی۔ جس نے میرے دماغ کو جھنجھوڑا ہوتا۔ نہ یہ ہوا کہ بچے پیدا نہیں ہوئے، نہ وہ بات ہوئی کہ "ہر سال تیری گود میں بچہ نظر آیا"، جن کے پیدا ہونے پر مضامین پیدا ہوتے مجھے کسی پولیس اسٹیشن جانے کا موقعہ نہیں ملا۔ جہاں میرے دماغ کی چولیں ڈھیلی کی گئی ہوتیں، جن سے کوئی آواز نکلتی مجھے کسی نے گالی نہیں دی، نہ کسی نے گالی دینے کا سلیقہ سکھایا نہ یہ سلیقہ کسی کتاب میں پڑھنے کو ملا۔ میں نے پاگل خانہ بھی نہیں دیکھا، کوئی لے کر ہی نہیں گیا۔ حالانکہ کچھ پاگل مجھے کھلم کھلا پاگل کہتے ہیں۔ سنا ہے کچھ ادیب بھی وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے تو میرا ابھی چانس ہے اور میں اس چانس سے پورا فائدہ اٹھاؤں گا۔ مجھے علماء کی محفلیں، علمی مباحثے سننے کا کبھی موقعہ نہیں ملا۔ میں نے طالبعلمی کے زمانے میں درسی کتب میں غزلیں، نظمیں، قصیدے، مرثیے پڑھے تھے، لکھنے والوں کے نام پڑھے تھے لیکن مجھے کسی مدرّس نے شعر کو تخلیق کرنا نہیں سکھایا تھا۔ یا تو اس لئے کہ شعر تراشی کا کام یا اشعار بنانے کا ڈھنگ ان کا کام نہیں تھا یا پھر اس لئے کہ مدرّسوں کو شعر بنانے کا خود ہی شعور نہیں تھا۔ میں کسی بڑی لائبریری میں نہیں گیا جہاں ادب بکھرا پڑا ہے جہاں ادیب الماریوں سے نکل کر مجھے جھانکتے اور میرا پیچھا کرتے۔ مجھے باادب بناتے۔ میں کسی ادیب کو نہیں جانتا نہ کوئی ادیب مجھے جانتا ہے۔ ادیب کے پیش نظر دنیا کے مسائل رہتے ہیں وہ ان کی چھان بین کرتا ہے اور اپنے نقطۂ نظر کے مطابق حل پیش کرتا ہے، لیکن مجھے کوئی نقطہ ملا نہ نظر۔ میں نے سنا کہ ادیب بننے کے لئے ساغر، مینا اور ساقی کی ضرورت پڑتی ہے، اعلیٰ قسم کے ساغر اور مینا تو میں لے آیا لیکن بسیار تلاش کے باوجود عمدہ تو کیا ادنیٰ ساقی بھی نہیں ملا، جو ساقی کو جانتے ہیں وہ مجھے نہیں جانتے، جو مجھے جانتے ہیں وہ ساقی کو نہیں جانتے۔ نہ ساقی آتا ہے نہ ساقی ملتا ہے، میری صورت بھی ادیبوں کی سی نہیں، اس سے شرافت ٹوبرستی ہے ادب نہیں، افکار و خیالات اوپر سے نہیں اترے، تحریر و انشا، نیچے سے نہیں ملے، خوش کلامی، فصیح البیانی میرے حصہ میں نہیں آئی، نہ یہ اشیاء بازار میں ملیں۔ ادب آئے تو کہاں سے لایا جائے تو کہاں سے، میرے دل میں خود شعر کہنے کی خواہش نے کبھی جنم نہیں لیا۔ شعر کیسے ہوتا ہے کیوں بنایا جاتا ہے، کیوں چھپایا جاتا ہے، اس کی تشہیری کیوں کی جاتی ہے، کس طرح کی جاتی ہے، شعر کا شعور کہاں سے ملتا ہے، شعر لکھنے کا کیا فائدہ ہے، شعر کو کیا فائدہ پہونچتا ہے، شاعر کو کیا، سامعین کو کیا، ان باتوں کی مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں تھی۔

ایک دن ایک مشاعرے میں ایک ملاقاتی جنہیں مشاعروں میں جانے کا شوق خبط کی حد تک پہنچا ہوا تھا، مجھے بھی لے گئے، پہلے شاعر سے لے کر آخری شاعر تک کا کلام بغور سنا، شعراء کی قدر، افزائی دیکھی، میرے دل میں بھی امنگ اٹھی کہ میں بھی شعر کہوں، آخر جب یہ لوگ شعر کہہ سکتے ہیں تو میں کیوں نہیں کہہ سکتا۔ ادیب بننے کے خیال نے عملی جامہ پہنانے کا خیال لیا۔ لائبریری پہونچا، ایک کتاب ڈھونڈھ کر نکالی جس میں ردیف، قافیہ، وزن، مطلع، مقطع، وغیرہ سے مکمل واقفیت پہنچائی گئی تھی، ایک شعر بنانے کی کوشش کی، بہت زور مارا لیکن شعر نہ بنا، شعر بن جاتا تھا لیکن میری نظر میں وہ اس قابل ہی نہیں ہوتا تھا کہ سنایا جائے، اس کوشش میں شعر بنانے کا خیال زور پکڑتا گیا اور خیال نے جنون کی شکل اختیار کر لی۔ آخر یہ فیصلہ کیا کہ اگر پرانے اور نئے دیوانوں سے ایک ہی ردیف، قافیے میں اور وزن کے تناسب سے ایک ایک ایسا شعر سرقہ کر لیا جائے جو عام استعمال نہ ہوتا ہو تو ایک غزل مرتب ہو سکتی ہے، اس غزل کو کسی استاد کے پاس لے جا کر اس کی مرمت کرانے کی بھی ضرورت نہیں تھی، مولا دے اور بندہ لے، خدا کے فضل و کرم سے غزل مرتب ہو گئی، اب دوسری نشست کا انتظار کرنے لگا۔

اتفاق کی بات ایک مستند ادیب کی تشریف آوری پر خاص نشست کا اہتمام ہوا اور میں بھی جا پہنچا، شعراء اور ادبار نے اپنا اپنا کلام پیش کیا۔ جو انہوں نے اپنے دماغ کا عرق نکال کر لکھا تھا۔ خوب واہ وا ہوئی جب سب سنانے والے اپنا اپنا کلام سنا چکے تو میر جلسہ نے فرمایا کہ اگر کوئی اور صاحب اپنا کلام سنانا چاہیں تو تشریف لائیں، میں تو اسی انتظار میں بیٹھا تھا، کالر کو ٹھیک کیا، شیروانی کے کس بل نکالے، غزل کا مطلع ابھی مکمل نہیں ہوا تھا کہ واہ وا کا شور بلند ہو گیا، پوری غزل کہتے کہتے وہ داد ملی کہ شاید ان شعرا کو جن کے یہ اشعار تھے، نہ ملی ہوگی، سبھی حیران تھے کہ اس پایہ کی غزل کہنے والے یہ صاحب اب تک کہاں چھپے رہے، اس غزل میں میرا ایک بھی شعر نہیں تھا، لیکن غزل مال مسروقہ ہے یہ بات کسی کی سمجھ میں آسکتی تھی نہ آئی۔ اگر ادیب بننے کا خیال مبارک شروع میں ہی تشریف شریف لے آیا ہوتا تو ہو سکتا ہے میں بھی اس وقت تک جناب میر کی طرح فرما چکا ہوتا؛

"مستند ہے میرا فرمایا ہوا"

(شعلہ سے نشر)

سونا

غیاث احمد گدی

تب میں دیکھتا ہوں۔ دروازے سے لگی سونا کھڑی ہے۔

میں آنکھیں بند کر لیتا ہوں اور اس خوبصورت لمحے کو قید کر کے بہت نیچے، پاتال سے بھی نیچے اتر جاتا ہوں۔ جہاں دور دور تک جواہر ریزے بکھرے پڑے ہیں۔ میں ان چرائے ہوئے لمحوں کے تابناک پیروں کو وہیں پھیلا دیتا ہوں۔

پاتال میں کچھ اور حسن نظر آتا ہے۔ میرے اندر کی دنیا کچھ اور جگمگا اٹھتی ہے۔

اور تبھی میں محسوس کرتا ہوں کہ دبے دبے قدموں سے تھکی تھکی سونا آتی ہے — میرے قریب ٹھہر کر میرے چہرے پر بھرپور نظر ڈالتی ہے۔ کچھ دیر تک اس کی نظریں میرے چہرے پر کچھ ڈھونڈتی ہیں۔

"تم سو رہے ہو" — ؟

تم سو رہے ہو — ؟ کتنا سوتے ہو — ؟ کبھی تو جاگ کر میرا انتظار کر لیا کرو۔

کبھی تو جاگ کر . . . ایسے ہی جیسے میں کیا کرتی ہوں۔ میں کرتی رہتی ہوں"

سونا کا کیا ہے وہ تو پاگل ہے۔ وہ جس چیز کا انتظار کر رہی ہے وہ اسے کبھی ملے گی بھی — ؟ جو بہت دور چلا گیا ہو۔ جو آگے ہی آگے بڑھتا چلا جا رہا ہو' وہ واپس آ جائے گا — ؟ میں سونا کو کیسے سمجھاؤں کہ ایسے مسافر کا انتظار نہیں کیا کرتے جو چلتے چلتے خود وقت کے تاریک گھنے جنگلوں میں یوں کھو گیا کہ اسے آور اور چھور دونوں میں سے کسی کا پتہ نہیں — وہ تم تک لوٹ کر کیسے آئے گا — ؟

لیکن وہ کچھ نہیں سنتی! کچھ نہیں سمجھتی۔ وہ حسب معمول رات گئے گھر آئے گی میری آنکھوں کو چومے گی۔ اس کے بعد سیدھے باتھ روم چلی جائے گی۔ وہاں اچھی طرح نہائے گی چاہے کوئی موسم ہو' اچھی طرح ڈھیر سا صابن لگا کر' بدن کا ذرا ذرا میل چھڑا کر' حالانکہ اس کے جسم پر ذرا میل نہ ہوگا۔ پھر تولیے سے ایک ایک انگ کو اچھی طرح پونچھے گی۔ کپڑے تبدیل کرے گی' وہی سفید سی ساڑی پہنے گی جس سے اس کے جسم کا گلابی رنگ دہک اٹھتا ہے۔ تب وہ میرے پاس آئے گی۔ میرا کمبل اٹھا کر دیکھے گی کہ میرا بستر گیلا تو نہیں' اور جب نہیں ہوگا تو میرے پہلو میں لیٹ کر' اپنی ٹانگیں میری ٹانگوں پر' اور رخسار میری چھاتی پر رکھ کر سو جائے گی'

یہ سب چند منٹوں میں ہو جاتا ہے"۔ . . . .

اور ان چند منٹوں کے مختصر وقفے میں کچھ نہیں ہوتا۔ کچھ بھی ایسا نہیں ہوتا جسے دیکھ کر احساس ہو کہ دنیا چلتے چلتے چند منٹوں کے لیے وہ نہیں رہی — . . . .

دنیا وہی رہتی ہے جو وہ ہے . . . . جو وہ ہوتی ہے۔

ایک دن میں سونا سے پوچھتا ہوں کہ وہ اپنے بستر پر کیوں نہیں سوتی۔ میرے بستر میں کیوں گھس آتی ہے۔ وہ بھی نہا دھو کر' صاف ستھری ہو کر' جیسے پجارنیں مندروں کو جاتی ہیں — اور سوتی ہو تو یوں کیوں سوتی ہو کہ تمہاری ٹانگیں میری ٹانگوں پر پڑی ہوتی ہیں اور تمہارا سر میری پتھر جیسی چھاتی پر اور . . . . اور . . . .

خوبصورت سونا سو رہی ہوتی ہے۔ پتہ نہیں نیند کی پریاں اسے اپنی آغوش میں بھر کر کہاں لے جاتی ہیں۔ لیکن وہ جہاں بھی ہو وہیں سے . . . .

وہ وہیں سے دودھ کی لہر کی طرح پھوٹتی ہے . . . .

اور اتنی ہی دور سے سونا کی آواز بھی آتی ہے۔ جو مجھ سے کہتی ہے۔

بس! رات بہت ہو گئی ہے چپ چاپ سو رہو"

سو رہو . . . . ؟

یہ جو سیدھی سڑک ہے' بہت دور تک چلی جاتی ہے۔ دھیرے دھیرے' کبھی تیز تیز آگے بڑھتی چلی جاتی ہے۔ جیسے اگلے موڑ پر کوئی اس کا انتظار کر رہا ہے۔ یہ سڑک جیسے جیسے آگے بڑھتی جاتی ہے بلندی . . . . اس کے آگے سر جھکاتی چلی جاتی ہے۔ میں اپنی کھڑکی سے دائیں کروٹ دیکھتا رہتا ہوں اور وہ یونہی چلتی رہتی ہے۔ وقت کے مانند اس کے پاؤں تھکتے نہیں' وقت کے مانند وہ کہیں دم نہیں لیتی۔ رواں ہے . . . . رواں ہے . . . .

ایسی ایک سڑک تھی۔ بلندی اور پستی کی پروردہ' جس پر چلتی ہوئی مجھے وہ چھوٹی سی گڑیا جیسی لڑکی نظر آئی تھی۔ وہ لڑکی ننھی سی' پھولوں جیسی شگفتہ لڑکی جس کے کٹے ہوئے سنہرے بال اس کے شانوں پر تڑپ رہے تھے' کبھی اس کندھے پر' کبھی اس کندھے پر' اور وہ تیزی سے بھاگتی جا رہی تھی . . .

یہ بہت پہلے کی بات ہے' کوئی سو دو سو برس ادھر کی' جب میں بہت بڑا تھا اور یہ دنیا بہت چھوٹی تھی' ایک ننھی سی خوبصورت گڑیا کی طرح۔ جب میں بہت مفلس' بے حد قلاش تھا اور یہ دنیا اتنی ہی تونگر تھی۔

میں نے دیکھا وہ لڑکی تیزی سے سڑک پر بلندی کی طرف بھاگی جا رہی ہے اور اس کے سنہرے ترا شیدہ بالوں کا گچھا اس کے دونوں شانوں پر باری باری تڑپ رہا ہے۔

تب میرے دل میں ایک بات آئی اور میں چپکے سے اٹھا اور تیزی سے بھاگتی ہوئی بچی کے پیچھے بھاگنے لگا۔ یوں کہ میرے دونوں ہاتھ میرے دامن کو سنبھالے ہوئے تھے۔ میں اس خوبصورت بچی کے پیچھے بھاگا جا رہا تھا اور اس کے بالوں کا سونا جھڑ جھڑ کر میرے دامن میں گرتا جا رہا تھا۔ سونے کے ننھے ننھے ذروں سے میرا دامن ابھی اچھی طرح بھرا بھی نہ تھا کہ اچانک وہ لڑکی رک گئی اور اس نے میری طرف پلٹ کر غصے سے دیکھا۔

"اف وہ — ! یہ کیا کر رہے ہو"۔ ؟

دیکھتی نہیں۔ سونے کے برادے جمع کر رہا ہوں جو تمہارے بالوں سے جھڑ رہے ہیں"!

مگر کیوں"؟

اس لیے کہ مجھے چاہیے"!

مگر کیوں — ؟

خیالات کا سلسلہ ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ چپکے سے سونا آ جاتی ہے اور میرے چہرے پر جھک کر اپنی سانس کا سارا سونا بکھیر دیتی ہے اور مڑ کر دھیرے سے مسکراتی ہے۔

"یوں کیا سوچ رہے تھے — ؟ کیا سوچ رہے تھے بتاؤ —"؟

سونا جانتی ہے میں اس کی باتوں کا جواب نہیں دے سکتا۔ آواز سے میرا رشتہ بہت دن ہوئے ٹوٹ چکا ہے۔ الفاظ کو مجھ سے روٹھے زمانہ ہو گیا ہے۔ نگاہ کی زبان کو وہ سمجھ جاتی ہے' مگر اتنا بھی نہیں' یوں ہی چلتے چلتے کنکروں کے ڈھیر میں بکھرے ہوئے انگنت جواہر ریزوں میں سے ایک آدھ کو اٹھا پاتی ہے' دیکھتی ہے جانچنے کی کوشش کرتی ہے۔ لیکن پرکھ نہیں پاتی تو انہیں کنکروں میں پھینک دیتی ہے کہ ابھی اسے اس کی پہچان نہیں' کہ ابھی اس کی نگاہ جوہر آشنا نہیں' چنانچہ وہ پھر میری طرف متجسس نظروں سے دیکھتی ہے اور کہتی ہے۔

میں بتاؤں تم کیا سوچتے رہتے ہو"۔ ؟

وہ رک جاتی ہے اسفنج کرتے کرتے اس کے ہاتھ میل کی موٹی تہہ پر جم جاتے ہیں۔ پھر بھیگے ہوئے تولیے سے رگڑ رگڑ کر صاف کر دیتی ہے"۔ یہاں بند کمرے میں اتنی دھول کہاں سے آ جاتی ہے جانے"۔ . . . ؟

سونا اپنا اگلا سوال بھول جاتی ہے اور میرے بدن پر میل دیکھ کر دوسرا سوال کر دیتی ہے جس میں اس کے اگلے

سوال کا جواب بھی چھپا ہوتا ہے۔

مجھے گویائی کی شمع نصیب ہوتی تو میں یہ اجالے بغیر نہیں رہتا کہ جسے تم دھول سمجھ رہی ہو وہ دھول نہیں۔ ذرا غور سے دیکھو وہ سونے کے ذرے ہیں جو ایک گوریا اکثر جانے کہاں سے آکر مجھ پر چھڑک جاتی ہے۔ اور مجھے تونگر بنا کر چلی جاتی ہے۔ تب میں اکثر سوچا کرتا ہوں کہ یہ اجنبی اجنبی سی چڑیا اتنا بہت سا سونا کہاں سے لے آتی ہے۔ سونا، تم بولو۔ تم ہی کچھ بتاؤ کہاں سے لے آتی ہے....؟؟

سونا میرے سوال کا جواب نہیں دیتی۔ وہ چپ رہتی ہے۔ کچھ نہیں بتاتی۔

تبھی سونا کا ہاتھ میرے سینے کی طرف جاتا ہے اور اس کے جلتے ہوئے ہاتھ رک جاتے ہیں۔ سانس تیز ہو جاتی ہے۔

میں گردن گھما کر بمشکل سونا کی طرف دیکھتا ہوں اور مجھے ایک ذرا حیرانی ہوتی ہے کہ اس کے چہرے پر کسی جذبہ کا عکس نہیں، کوئی چمک، کوئی رنگ نہیں ہوتا۔ رنگوں کی ان ساعتوں میں ایسی بے رنگی—؟ ایسی بے رونقی....؟؟

اور اگر کوئی رنگ ہوتا بھی ہے تو میری نگاہ اسے نہیں پہچان پاتی۔ تب میں اس سے پوچھتا ہوں، بڑی اپنائیت سے پوچھتا ہوں کہ

"سچ سچ بتاؤ سونا کہ تم کون ہو—؟

اور کہاں سے چل کر میرے پاس آتی ہو—؟؟

اس کنارے سے—! وہ ہنستی ہے، بالوں کی لٹ کو سر پر پھینکتی ہے۔ میری طرف پیار سے دیکھتی ہے، پھر ہنستی ہے۔

لیکن سونا نے میری بات کا جواب نہیں دیا ہے اگرچہ کہ مجھے میرا جواب مل گیا ہے، وہ تو کچھ اور کہہ رہی ہے، وہ دھیرے دھیرے کہتی ہے۔

"اس کنارے سے ایک آواز آتی ہے جو میرے سر کے اوپر آنچل کو اچھی طرح جماتی ہے۔ پھر مجھے پیار سے ایک پھول سا تھپڑ رسید کرتی ہے۔"

"پگلی! اچھی بیاہتا عورتیں یوں دن دھاڑے شوہر کے کمروں میں کھلے سر نہیں چلی جایا کرتیں.... یہ کہہ چکنے کے بعد وہ آواز میری بلائیں لیتی ہے اور مسکراتی ہے۔ میں ہنستی ہوں، ہماری شادی کو کتنے دن ہو گئے ہیں۔ کئی صدیاں گزر گئی ہیں۔ جنم جنم سے ہمارا تمہارا گہرا رشتہ ہے، یہ میں کسی کو کیا سمجھاؤں۔ جب تمہیں پیاس لگ رہی ہوتی ہے تو میرے جگر سے دھواں سا اٹھتا دکھائی دیتا ہے۔ جب تمہیں بھوک ستاتی ہے تو میں تڑپ اٹھتی ہوں۔ میرے سینے پر ایک بوجھ سا بیٹھ جاتا ہے اور تمہاری خاموشی کو دیکھ کر میرا دم ہی نکل جاتا ہے۔

تو سچ تو یہ ہے کہ یہ سب قربانی نہیں ہے۔ یہ جو میں تمہارے لیے کرتی ہوں، اس میں بھی ایک غرض پوشیدہ ہے— ہے نا—؟ جسے تم دیکھ نہیں پاتے...."

آواز کہاں ہے—؟ کہاں رہتی ہے—؟؟ میں قریہ قریہ، بستی بستی ڈھونڈتا پھرتا ہوں وہ مجھے کہیں مل جائے تو میں اس کے قدموں پر سر جھکا دوں اور اسے منا کر اپنے گھر لیتا آؤں۔ پھر میں اسے سجاؤں، اتنا سجاؤں، سنواروں کہ وہ آواز سے لے میں تبدیل ہو جائے۔ تب میں اسے سونا کے کانوں میں بوند بوند کر کے اتارتا رہوں۔

"کہ جب سب کچھ چھن جاتا ہے۔
سب کچھ لٹ جاتا ہے۔
تو انتظار کی آگ دھیرے دھیرے۔
دھیرے دھیرے سلگتی رہتی ہے۔
اور کبھی نہیں بجھتی
کبھی نہیں بجھتی——"

لیکن آواز مجھ سے روٹھ کر چلی گئی ہے— وہ نہیں ملتی۔ کہیں نہیں ملتی۔ نہ آواز نہ جنبش، دونوں نے مجھے چھوڑ دیا ہے، مجھ سے روٹھ گئے ہیں.... میرا جسم پتھر ہے، میری راہ میں پتھروں کی دیوار کھڑی ہے۔ میرے گلے میں آواز بھی پتھر ہو گئی ہے۔ پتھروں کی قید میں میں لاکھ سر پٹکوں مجھے نجات نہیں۔

جانے کن گناہوں کی پاداش میں مجھے یہ سزا ملی ہے! کوئی بتائے۔

میرا گناہ کیا تھا—؟
میری خطا کیا تھی—؟؟

اس لیے سونا، میری جان سونا میں تمہیں کچھ نہیں دے سکتا۔ نہ آواز کی سوغات نہ لمس کا تحفہ، تم کوشش کر کے کئی زندگیاں گزار ڈالو، تم باتوں کے کتنے ہی گلزار کھلاتی رہو، جواب میں تمہیں پتھر ہی ملے گا—

پتھر ہی ملے گا—!

رات آدھی سے زیادہ گزر گئی ہے۔ سیاہ، بدہیئت رات، سناٹوں اور تنہائیوں کی پروردہ رات۔ گزر رہی ہے۔ سونا میرے پہلو میں لیٹی میرے رخساروں کو چوم رہی ہے، دریچے سے باہر اندھیرے کی سپاہ کھڑی ہے، ہوا آہستہ آہستہ بہہ رہی ہے۔ دھیرے دھیرے.... رات گزر رہی ہے.... گزر رہی ہے۔

(اردو سروس سے)

چتا بھڑبھڑاتی رہی۔ کومیلا اسے دیکھتے ہوئے پتہ نہیں کیا سوچنے لگی۔

رات کو اور بھی گھنا ہوتے دیکھ کر بولی:

لوگ کب کے لوٹ گئے۔ تم بھی جاؤ۔ مجھے پتہ نہیں کب تک رکنا پڑے۔

وہ دور نکل گئی:

یہ کہتا تھا چتا ٹھنڈی ہونے تک پاس بیٹھی رہنا۔

کومیلا رات کی آتما میں جھانکنے کے لیے بے چین ہو اٹھی:

عجیب آدمی تھا۔ میرا اس کا ملاپ بھی عجیب ڈھنگ سے ہوا۔ میں جانتی تھی۔ شاید یہ بھی جانتا تھا۔ اس کی آخری خواہش اور بھی عجیب تھی۔

تم بتاؤ اس کی راکھ کو ذرہ ذرہ بکھیر دینے سے سمسیا حل ہو جائے گی!

شمشان—— کالا بھجنگ شمشان ہنکار اٹھا۔

کومیلا کی پرچھائیں جیسی کایا کو دیکھتے ہوئے میں سننے لگا۔

اس میں بیٹھا کوئی الجھا ہوا ڈیزائن بننے لگا:

جب میں نے اسے پہلی بار دیکھا یہ شمشان سے زیادہ بھیانک لگا تھا۔

چٹختی چنگاریاں شعلوں کا روپ دھارن کرنے لگیں۔

کومیلا نہیں رکی:

یہ پریشان رہتا—— لوگ جانے کس سے اور کون سے ستھان کی بات کرتے ہیں۔

زندگی کی گپھا ہی میں بھی یہ اکثر چونک پڑتا:

مجھے سب یاد ہے۔ کچھ بھی دھندلا نہیں پڑا۔

کورو کشیتر کی بات جانے دو۔

اس مہا یدھ میں بھی میرے ساتھ ایسا ہی ہوا۔

میں وہاں جانا بھی نہیں چاہتا تھا۔ میں تو اپنی ہی لیبارٹری میں قدرت کے ساتھ جوجھ رہا تھا۔ اس کے سینے میں جھانکنے کی کوشش کر رہا تھا۔ پہاڑ، پاتال اور سمندر کا بھید جاننے میں لگا ہوا تھا۔ آسمان میری نظروں کو بلا رہا تھا.... تبھی میرے کانوں میں رن بھیری گونجنے لگی۔ میں اپنے کو بھول گیا۔ نہ چاہتے بھی میں اٹھ کھڑا ہوا۔

یہ پچھتانے لگتا:

تم وشواس کرو۔ میں کسی یدھ میں اپنی مرضی سے نہیں گیا۔ کوئی دوسرا مجھے کھینچ لے گیا——

یہ بوکھلا جاتا:

تم نہیں جانتے آدمی بیٹھے بیٹھے کیا سے کیا ہو جاتا ہے۔

یہ اپنی کہانی کی طرف لوٹ آتا:

میرے پاس شکتی تھی۔ برسوں کی تپسیا سے پراپت کی ہوئی شکتی۔ کچھ بھی کر سکنے کی شکتی۔

اچھا ہوا اس یگ کی نیتی کرشن طے کر رہا تھا۔

آواز قیمت
فی کاپی —— ۵۰ پیسے سالانہ —— ۱۰ روپے
دو سال —— ۱۸ روپے تین سال —— ۲۵ روپے

گلیڈی ایٹر

کنور سین

مجھے یدھ بھومی میں اترتے دیکھ کر کرشن اداس ہو گیا۔

وہ مجھے جانتا تھا۔ میری شکتی کو پہچانتا تھا۔ اسے پتہ تھا میں اس کا ساتھ دوں گا جو ہار رہا ہو گا۔ یدھ میں کوروؤں کی ہار نشچت تھی۔ لیکن میں ان کے ساتھ ہو جاتا تو.....

کرشن پانڈوؤں کی ہار سے زیادہ سرشٹی کے پورن وناش سے ڈر گیا۔

جس دن میں کورو کشیتر پہنچا اسی شام وہ سادھو کے بھیس میں میرے پاس آیا۔ اس نے بھکشا میں میرا سر مانگ لیا۔

"لیکن میں یدھ دیکھنا چاہتا ہوں۔ اس میں حصّہ لینا چاہتا ہوں" میں تلملایا

"تم یدھ دیکھ سکو گے لیکن اس میں حصّہ نہیں لو گے" کرشن کی مسکان کٹھور تھی۔ اس نے میری منڈی کاٹ کر درخت سے لٹکا دی۔

کتھا سنانے کے بعد یہ ست پٹانے لگا:

سوال یہ نہیں کہ میں نے یدھ میں حصّہ نہیں لیا سوال اور ہے.....

کومیلا نے ایک بار پھر کالے شمشان کی لہو میں ڈوبی جیبھ کو دھیان سے دیکھا۔

پہتا نہیں مجھے کیا کچھ بتاتا رہتا۔ اتنا کچھ یاد رکھنا آسان نہیں۔ پھر بھی مجھے یاد ہے — قصّہ وسطی دور میں وسط ایشیا کا۔

یہ تڑپ اٹھتا،

میں نے بس ایک ہی نظارہ دیکھا — تلوار سان پر، تیر کمان پر۔

گھوڑے کی ہنہناہٹ اور ہاتھی کی چنگھاڑ — لشکر ہمیشہ کوچ کرتا رہا۔

ان دنوں بڑا اندھیر تھا۔ سب کچھ لٹ چکا تھا۔ تہذیب اور تمدّن کی پرچھائیں تک باقی نہ رہی تھی۔ میرے ہاتھ میں بیل کی راس اور کندھے پر کدال تھی۔ پاؤں کے نیچے پتھریلی دھرتی۔

میں دن رات بھومی کی بنجر کوکھ کو اپجاؤ بنانے میں لگا رہتا۔ امید تھی ہریالی پھوٹے گی اور میرا مقدر جاگ اٹھے گا۔ اس سے پہلے میں نے پتہ نہیں کہاں کہاں کی خاک چھانی۔ آدمی دانہ پانی کی تلاش میں جانور اور پرندے سے بھی زیادہ لمبا سفر طے کرتا ہے۔

اس سے پہلے کہ میں بھومی کو مسکراتے ہوئے دیکھوں ایک دن میرے کان کھڑے ہو گئے۔ دور نقارے پر چوٹ پڑنے لگی۔ میرے دل کی دھڑکن جیسی آواز۔

میں سچ کہتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا تھا لیکن میں نے کدال زمین پر رکھ دی۔ بیل کی راس چھوڑ دی بیل کی آنکھیں بھر آئیں۔ وہ رمبھانے لگا۔ لیٹی ہوئی کدال کھڑی ہو گئی۔ اس کا دستہ میرے دائیں ہاتھ کو چومنے لگا — بھومی بھی آہیں بھرنے لگی۔

کدال، بیل اور بھومی سے لگاؤ کے ہوتے ہوئے بھی میں نقارے کی آواز کی جانب کھنچتا چلا گیا۔

وسط ایشیا کا میدان جس پر اندھا یک گدھ کے پروں کی طرح چھایا ہوا تھا۔

دھول اور شور۔ تلوار کی کڑکڑاہٹ اور تیر کی سنسناہٹ۔

کوئی تھا جو نقارے پر چوٹ لگا کر مجھے کھینچ لے گیا۔ وہ کون تھا میں نہیں جانتا۔ وہ بول رہا تھا:

'لشکر کوچ کرے گا۔ تلوار اور ڈھال ہمارا نشان ہے، اور نشانہ — ریگستان کے پرلے سرے پر پہاڑ کے اس پار کی ہریالی ہماری منتظر ہے۔ وہاں اناج، پانی، دولت ہے اور عورت بھی۔'

لوٹ کا مال بانٹنے کا ترازو ہر ایک کی اپنی ڈھال۔ ڈھال بھر اناج، سونا، عورت جو بھی..... تلوار میان سے باہر رہے۔ سروں کو کاٹتی۔ لہو چاٹتی۔

مجھے یاد ہے ایک بار میں لشکر سے بچھڑ گیا۔ بھٹک کر جنگل میں پہنچ گیا۔ عجیب نظارہ تھا۔ جنگل میں جھاڑی کے نیچے سانپ اور نیولا چین سے بیٹھے مسکرا رہے تھے۔

تھوڑی دیر میں دوسرے درندے آنے لگے۔ چھاؤں میں بیٹھ کر ایک دوسرے کو سہلانے لگے۔

نہ بھیڑ بھیڑیے کو دیکھ کر سہمی نہ بھیڑیا بھیڑ کو دیکھ کر غرایا۔ سچ کہتا ہوں چوہا شیر کی پیٹھ پر بیٹھ کر آیا۔ میں جھاڑی کی جانب بڑھا کہ اس کا پتہ توڑوں۔ اسے چبا کر اپنے بکھرے وجود کو جوڑوں لیکن یہ میری قسمت میں نہ تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے سب غائب ہو گیا۔ نہ جھاڑی رہی نہ درندے

اس دن سے میں جھاڑی کی تلاش میں لگ گیا۔

کومیلا رک گئی۔ دل چتا کی آنچ ناپنے لگی،

یہ کم نہیں ہوئی۔

میں نے کہا نہ تم جاؤ۔ مجھے پتہ نہیں کب تک یہاں بیٹھنا پڑے۔

مجھے جوں کا توں بیٹھے دیکھ کر وہ پھر اس کی کہانی سنانے لگی۔

یہ سچ کہتا تھا۔ میں بھی جھوٹ نہیں بولتی۔

اس کا اور میرا ملاپ بڑا عجیب تھا۔

جنگ چھڑی ہوئی تھی۔ بستی آگ میں گھری ہوئی تھی۔

یہ دھوئیں کو پار کرکے اور آگ کو چیر کر ہمارے گھر میں آ دھمکا۔ اسے دیکھ کر گھر کے لوگ لرز اٹھے میں مسکراتی رہی۔

میری ماں، باپ اور بھائی کو قتل کرکے یہ میری طرف بڑھا میں نے مسکرانا بند نہیں کیا۔ اس نے سنگین کی نوک میری چھاتی پر رکھ دی۔ میں پھر بھی مسکراتی رہی۔ دوسرے ہی پل اس کی آنکھوں کی سرخی پگھلنے لگی۔ جبڑے ڈھیلے پڑنے لگے۔ ہاتھ بھی..... بندوق ایک طرف پھینک کر یہ میری طرف لپکا — جھاڑی — میری جھاڑی۔

اس نے مجھے باہوں میں بھر لیا۔

صبح ہوئی تو اس نے دیکھا یہ میری گود میں سر رکھے لیٹا ہوا ہے۔ میں اس کے بالوں میں انگلیاں پھیر رہی ہوں۔ میری چھاتیوں پر اس کے ہونٹوں کے نشان ہیں اور میرے ہونٹوں پر ان کی مٹھاس۔ رات بھر شہد جو چوستا رہا۔

مجھے شروع سے بگل اور نقارے کی آواز کھینچتی رہی۔ میں نے کبھی ادھر جانے کی نہیں سوچی۔ پتہ نہیں کون مجھے ادھر کا رخ کرنے کو اکسانے لگتا۔ دھند بن کر مجھ پر چھانے لگتا۔ میں نہ چاہتا لیکن میں رک نہ پاتا۔

یہ میری طرف دیکھ کر بہک اٹھا،

میری آنکھوں میں جمی وحشت دیکھ کر ہر کسی کا کلیجہ دہل اٹھتا۔ لیکن تم.....!

تم کون ہو؟ تم کون ہو؟ یہ پوچھتا رہا میں مسکراتی رہی۔ اپنی دانست میں اس کے اندھیرے من میں جوت

جلاتی رہی۔ اسے قدرت کا نیا روپ دکھاتی رہی۔
اب فوج لٹیروں کا بے ہنگم ٹولہ نہ تھی۔
اب اس کا اپنا قانون تھا اور قاعدہ بھی۔
ہر فوجی کی اپنی رجمنٹ تھی۔ اس کا اپنا نشان تھا۔ سرکار کی دی ہوئی وردی تھی اور سرکار کی طرف سے مقرر تنخواہ۔ کوئی فوج میں بھرتی ہو سکتا تھا۔ اسے اپنی مرضی سے چھوڑ نہیں سکتا تھا۔ بھگوڑے پر مقدمہ چلایا جاتا۔ وہ سخت سزا پاتا۔
اس نے پرواہ نہیں کی۔ یہ میرے ساتھ بھاگ نکلا۔ ندی نالوں کو پار کر کے اس نگری میں آپہنچا۔
دوسرے سال ہمارے لڑکا پیدا ہوا۔ یہ خوشی سے ناچ اٹھا:
اسے تلوار سے بچائیں گے۔ بگل کی آواز سے دور لے جائیں گے۔
لیکن دوسرے ہی لمحے یہ اداس ہو گیا:
سوال نقارے یا بگل کا نہیں۔ سوال اور ہے۔
یہ اپنے سر کو جھٹکنے لگا۔ جیسے اپنے خیالات کی چھان پھٹک کرنے لگا۔
میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔ میں نے کبھی نہیں۔ چاہا پھر بھی میں..... میں کس کو الزام دوں؟
کومیلا نے ایک بار پھر چتا کی آگ کی طرف ہاتھ بڑھایا:
اس کی آنچ کم نہیں ہوئی۔
خیر!
ایک دن یہ کام سے لوٹا تو گھبرایا ہوا تھا:
مجھے لگتا ہے جھاڑی سوکھنے لگی۔
اس کی بات سن کر میں چکرائی۔ میں نے اس کی آنکھوں کو دیکھا۔ ان میں سرخی ابھرنے لگی تھی۔
میں چیخ اٹھا:
میرے کانوں میں پھر نقارہ گونجنے لگا۔
لشکر کے کوچ کرنے کی آواز آنے لگی۔
لگتا ہے مجھے تلوار بلانے لگی۔
میں کیا کروں!
کچے گوشت کا ذائقہ اور گرم لہو کا سواد میرا پیچھا نہیں چھوڑتا۔ شاید یہ میرا وہم ہے۔ تم دعا کرو کہ ایسا ہی ہو۔
یہ اپنے بچے کی طرف اداس نظروں سے دیکھنے لگا۔

اس دن میں مسکرا نہ سکی۔
اس دن سے اس کی حالت خراب ہونے لگی۔
رات دن کراہتا رہتا۔ چیختا چنگھاڑتا رہتا کونے میں پڑی بندوق کی طرف ہاتھ بڑھاتا۔ آنے والی جنگ کی خبر سناتا۔
ایک دن یہ مٹھیاں بھینچنے اور دانت سکوڑنے لگا:
مجھے بتاؤ آج کل گلیڈی ایٹر کا تماشہ ہوتا ہے یا نہیں۔
میں حیرت سے اسے تکنے لگی تو وہ ہنس پڑا:
میں جھوٹ نہیں کہتا۔ گلیڈی ایٹر کا کرم میں نے اپنی مرضی سے نہیں نبھایا۔ وہ تو میں پکڑا گیا اور سدھایا گیا۔ لیکن سوال صرف میرے پکڑے جانے کا نہیں سوال اور بھی ہے۔
یہ اپنے کو کھوجتے ہوئے گلیڈی ایٹر کی کہانی سنانے لگا:
پرانی بات ہے۔ یونانی غلاموں کی تجارت کرتے۔ کئی ایک گلیڈی ایٹر اکھاڑے چلاتے۔ جوان، تندرست اور توانا غلام خرید لاتے۔ انھیں خوب پالتے۔ فولاد میں ڈھالتے۔ داؤ پیچ بتاتے۔ چھری چلانا سکھاتے۔ پٹھے تیار ہو جاتے تو شہر میں منادی کرائی جاتی۔ بادشاہ، ملکہ اور امیروں کبیروں تک خاص ایلچی کے ہاتھ خبر بھجوائی جاتی۔ تماشے پر ٹکٹ لگایا جاتا۔
لوگ اکھاڑے کے گرد بیٹھ جاتے تو غلاموں کی جوڑی چھوڑی جاتی۔ دونوں کے ہاتھ میں خنجر۔ دونوں ایک دوسرے پر پل پڑنے کو تیار۔
میں قسم کھاتا ہوں۔ بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ وہ کبھی نہ چاہتے لیکن وہ نہ ٹلتے۔
اکھاڑہ خون سے لال ہو جاتا۔ غلام ایک دوسرے کی تکا بوٹی اڑاتے۔ تماشائیوں کا دل بہلاتے۔ اکثر وہ ایک دوسرے کے گوشت کے ٹکڑے امیرزادیوں کے ہاتھوں میں تھماتے۔ شہزادیاں اور ملکہ گوشت کے لوتھڑوں کو دباتی رہتیں، مسکراتی رہتیں۔
آخر ایک غلام دوسرے کو گرا کر اس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھتا اور اپنا خنجر اس کے دل پر رکھ دیتا۔ اس وقت بادشاہ اپنی جگہ سے اٹھتا۔ اکھاڑے میں آتا نیچے پڑے غلام کے سینے میں خنجر کو آہستہ آہستہ اترتے دیکھتا اور خوشی سے تالیاں بجاتا۔ غلام کا تڑپنا اسے بہت بھاتا کہانی سناتے سناتے یہ چیخ اٹھتا!

کومیلا نے چتا کی طرف دیکھ کر آہ بھری:
اس کے پاگل پن کو بڑھتے دیکھ کر میں نے ترکیب سوچی۔ میں اسے مرغوں، مینڈھوں اور سانڈوں کی لڑائی دکھانے لے جانے لگی۔ اس کی کچے گوشت کی بھوک اور گرم لہو کی پیاس بجھانے کا اور کوئی طریقہ نہ تھا۔
یہ بڑے شوق سے دیکھتا رہتا۔
اکھاڑے کے کنارے بیٹھا قہقہے لگاتا۔ سیٹی بجاتا۔ لہولہان جانوروں کو دیکھ کر خوشی سے پھولا نہ سماتا۔ لیکن گھر آتے ہی اداس ہو جاتا۔
کل یہ بہت اداس تھا۔
اس نے اکھاڑے کو جانے سے انکار کر دیا:
جانوروں کے خون سے طبیعت اکتانے لگی۔
مجھے پرانی بو بلانے لگی۔
شام ہوتے ہی یہ کلبلانے لگا۔ ایک ہی رٹ لگا رکھی:
سچ بتاؤ وانا ورن میں بارود کی بو ہے یا نہیں!
میں نے کوئی جواب نہ دیا۔
یہ اور بھی اداس ہو گیا:
آج فیصلہ ہو جائے۔ یا میں یا مجھ میں چھپا.....
یہ چونک پڑا:
تمھیں ملٹری بینڈ کی دھن سنائی نہیں دیتی؟ وہ مجھے بلا رہے ہیں۔ میرے ساتھیوں کے بدن پر ہتھیار سجا رہے ہیں۔ مجھے بھی پیٹ اور پیٹھ پر بم باندھنے ہیں..... مجھے جانے دو۔ مجھے جانے دو۔ اپنا کرم نبھانے دو۔
اس کی حالت دیکھ کر میں بلبلائی — تم نے مجھے گلیڈی ایٹر کی دکھ بھری کتھا سنائی۔ اب تم..... —
میری بات سن کر یہ کانپ اٹھا:
تم ٹھیک کہتی ہو۔ میں نے فیصلہ کر لیا۔ وعدہ کرو چتا ٹھنڈی ہونے تک اس کے پاس بیٹھی رہو گی اور۔
صبح ہونے سے ذرا پہلے یہ دھیرے دھیرے کونے کی طرف چلنے لگا۔ وہاں پڑی اپنی بندوق پر نظریں جمائے۔
میں نے اسے نہیں روکا۔
اس نے بندوق اٹھائی۔ اس کو اچھی طرح پرکھا۔ زنگ اتار کر اس میں گولی لگائی۔
یہ نچلے کمرے میں جانے کے لیے سیڑھیاں اترنے لگا —
میں نے اسے نہیں روکا۔
میں پلنگ پر سوتے اپنے بیٹے کو دیکھتی رہی۔
کومیلا چونک اٹھی۔
بولنا چھوڑ کر وہ تیسری بار چتا کی آگ ناپنے لگی:
یہ کم نہیں ہوئی۔ یہ بالکل کم نہیں ہوئی.....
(اردو سروس سے) ——————

جلتے ہوئے جہاز پر کچھ لوگ

رضوان احمد

ہاں! تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ ہم لوگ جہاز کی دوسری منزل پہ بیٹھ کر حدِ نظر تک پھیلے ہوئے سمندر کا جائزہ لے رہے تھے اور جہاز سمندر کا سینہ چیرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا کہ عرشے پر بیٹھے ہوئے کچھ پرندے نظر آئے جو بار بار اڑانیں بھرتے تھے۔ دور تک فضا میں چکر کاٹتے تھے اور پھر عرشے پر لوٹ آتے تھے۔ ہم سوچ رہے تھے کہ اب ان کی موت یقینی ہے کیونکہ جہاز کے پنچھی کو پھر جائے اماں نہیں ملتی وہ جہاز سے اڑتا ہے اور پھر جہاز پر واپس آتا ہے۔ بالآخر اکتا کر یہیں جان دے دیتا ہے، ہر طرف پانی ہی پانی ہوتا ہے وہ چاہے جتنی اڑانیں بھریں انہیں کوئی درخت مل سکتا ہے اور نہ خشکی۔ جہاز پر بے حال ہو کر واپس آتے ہیں تو اس کی کریہہ آواز انہیں پھر اڑنے پر مجبور کرتی ہے پھر جان دیدینے کے علاوہ چارہ کیا رہ جاتا ہے:

داور صاحب اپنے سمندری سفر کا قصہ سنا رہے تھے اور ہم سب خاموشی سے ان کی داستان سن رہے تھے۔

میں نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا "یہ سمندر کا سفر بھی عجیب ہوتا ہے!

انہوں نے میرے منہ سے بات چھین لی: میاں تم کیا جانو! تمہیں اس کا تجربہ نہیں ہم سب کچھ جھیلے بیٹھے ہیں۔ یہ سمندر بے حد بھیانک ہوتا ہے اور اس کا سفر اس سے بھی زیادہ وحشتناک۔ مہینوں پانی پر چلتے رہنا پڑتا ہے، پانی کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ میں تمہیں جس سفر کی داستان سنانے جا رہا ہوں یہ بڑے جان جوکھم کا سفر تھا۔ ایسا سفر کم لوگوں نے کیا ہوگا۔ یاد کرتا ہوں تو اب بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں:

داور صاحب ذرا سانس لینے کے لئے رکے تو ہم میں سے ایک اور صاحب بولے "میں نے بھی کئی سمندری سیاحوں کے قصے پڑھے ہیں، واقعی یہ جان جوکھم کا سفر ہوتا ہے:

داور صاحب پھر شروع ہو گئے: وہ سب کچھ جو تم نے کتابوں میں پڑھا ہے، فرضی اور من گھڑت ہے وہ فرضی داستانیں ان میں ذرا بھی حقیقت نہیں۔ لیکن میں جو تم لوگوں کو سنانے جا رہا ہوں یہ ویسی کوئی فرضی داستان اور کتابی نہیں ہے۔ بالکل حقیقی قصہ ہے، آپ بیتی ہے، اس میں کوئی جھوٹ نہیں، کسی طرح کا مبالغہ نہیں۔

داور صاحب ہمارے پڑوسی تھے اور انہیں اپنی زندگی کے واقعات سنانے کا شوق تھا اس لئے ہم لوگوں کو شام کے وقت اکثر جمع کر لیتے، یا ہم خود ہی تفریح کی غرض سے آجاتے تھے۔ اس وقت بھی یہ چھ اشخاص تفریح کی غرض سے ہی چلے آئے تھے اور داور صاحب نے اپنے سمندری سفر کی داستان سنانی شروع کی۔

"ہاں! تو جہاز سمندر کا سینہ چیرتا چلا جا رہا تھا، ہم اپنے کیبنوں میں ہچکولے کھاتے رہتے تھے، کبھی کبھی جی چاہتا تو تفریح کیلئے گھوم پھر لیتے، کبھی دوسروں سے بیٹھ کر گپ شپ کرتے اور کبھی تاش کے لئے بیٹھ جاتے۔ ایک مولوی صاحب بھی تھے جو پورے جہاز پر دندناتے پھرتے تھے، اور سب کو عبادت کی تلقین کرتے پھرتے، ہمیں ان کی یہ بات بہت بری لگتی —————— لیکن بزرگی کا خیال کر کے کوئی کچھ نہیں بولتا تھا۔ ایک اور صاحب تھے جو اپنے کیبن میں بالکل ننگ دھڑنگ پڑے رہتے۔ وہ مستقل مراقبے میں رہتے تھے اور انہیں تن بدن کا ہوش نہیں تھا۔ مولوی صاحب بار بار ان کے کیبن میں منہ ڈال کر انہیں سخت سست کہتے، عبادت کی تلقین کرتے اور کپڑے پہننے کو کہتے لیکن ان پر کچھ اثر نہ ہوتا جیسے انہوں نے سنا ہی نہ ہو۔

مولوی صاحب بڑبڑاتے ہوئے چلے جاتے — "یہ بہروپیا ہے، ڈھونگی ہے، عیار ہے:

کسی کو پتہ نہ تھا کہ یہ شخص کہاں سے آرہا ہے اور اسے کہاں جانا ہے: اچانک باہر سے شور و غل کی آوازیں آنے لگیں، ہم لوگ باہر گلی میں آئے۔

کوئی مسلسل چیخ رہا تھا: "سب پاگل ہو جائے گا۔ سب پاگل ہو جائے گا۔ سب اندھا ہو جائے گا۔"

"لیکن یہ تو خود ہی پاگل ہو چکا ہے" ہم میں سے کسی نے کہا۔

"اور شاید اندھا بھی ہے" یہ کسی دوسرے کی آواز تھی

"یہ آخر ماجرا کیا ہے کچھ سمجھ میں نہیں آرہا ہے

"یہ شخص گلی میں آکر بلا وجہ شور مچا رہا ہے۔ سب پاگل ہو جائیں گے۔ سب اندھے ہو جائیں گے۔ تو آخر اسے کیا فکر پڑی ہوئی ہے"

"تم لوگوں نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ یہ شخص پاگل اور اندھا ہے" ایک صاحب نے ہم لوگوں کے قریب آکر تلخ لہجے میں استفسار کیا۔

"ہاں وہ پاگل بھی ہے اور اندھا بھی ہے" میں نے زور دے کر کہا۔

"لیکن اس کا تمہارے پاس کیا ثبوت ہے؟"

"یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ جو بات کہی جائے اس کا ثبوت بھی ہو"

"اس نے اور بھی تلخ لہجے میں کہا "مثلاً میں کہوں کہ تم مجھے نظر نہیں آرہے ہو تو کیا میں اندھا ہوں"

"یقیناً" میں نے سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں! ہو سکتا ہے کہ تمہارا کوئی وجود ہی نہ ہو۔ تم اپنا وجود کیونکر ثابت کر سکتے ہو"

"تو کیا واقعی میرا کوئی وجود نہیں ہے" میں نے اپنے ایک ساتھی سے پوچھا۔

"یہ تو مجھے بھی معلوم نہیں" اس نے حیرت سے کہا۔

"لیکن میں جو ہوں تو کیا ہوں"

"میں نے کبھی اس بات پر غور ہی نہیں کیا تھا، شائد وہ شخص بھی یہی سوچتے سوچتے پاگل ہو گیا ہو اور 'سب پاگل ہیں سب اندھے ہیں' کی گردان کرنے لگا ہو"

پھر وہ جانے کس طرف چلا گیا اور گلی میں خاموشی چھا گئی، ہم پھر کمرے میں داخل ہوئے تو داور صاحب ہمارے منتظر تھے

"عجیب بات ہے اپنے گھروں کے اندر بھی کوئی سکون سے کام نہیں کر سکتا، دنیا بھر کے ہنگامے در آتے ہیں"

"ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ جہاز اپنی منزل کی جانب گامزن تھا۔ ایک رات ہم لوگ سو رہے تھے کہ شور کی آوازیں سنائی دیں اور ہم شور کی آواز سن کر جاگے تو پورے جہاز میں بھگدڑ مچی ہوئی تھی ہر شخص آگ، آگ چلاتا بھاگ رہا تھا لوگ ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے، کوئی اپنے ہوش و حواس میں نہیں تھا، عورتیں اور بچے چیخ و پکار کر رہے تھے سب بھاگ بھاگ کر اوپری منزل پر جمع ہو رہے تھے، نیچے آگ کی لپٹیں اٹھ رہی تھیں اور ایک کہرام مچا ہوا تھا۔ مولوی صاحب

اوپر پاتھا تھا اٹھاکر جانے کیا ورد کر رہے تھے جلدی جلدی لائف بوٹ نکالی گئیں اور رسّوں کے سہارے پہلے عورتوں اور بچوں کو اتارا جانے لگا۔ جو پھسل کر نیچے گر جاتے تھے انہیں بچانے کی فکر کسی کو نہیں تھی کیونکہ وہ فوراً ہی آدم خور شارکوں کا لقمہ بن جاتے تھے۔ اس افراتفری میں بھی ہم لوگوں کو اس بات کا خیال آیا کہ وہ الف ننگا مجذوب کہیں نہیں ہے، نیچے اب اس کا کیبن دھڑا دھڑ جل رہا تھا۔ یقیناً آگ نے اسے جلا کر راکھ کر دیا ہوگا۔ مولوی صاحب نے نفرت سے کہا: وہ بہروپیہ اور ڈھونگی تھا، ایسے لوگوں کا یہی حشر ہوتا ہے۔"

اچانک گلی سے چور چور کی آوازیں آنے لگیں۔ ہم نے راہداری میں آکر کھڑکیوں سے باہر جھانکا، بھگدڑ مچی ہوئی تھی

"عجیب مصیبت ہے۔ یہ لوگ سکون سے جینے ہی نہیں دیتے: ایک چور کیا آگیا سارے محلے کو سر پر اٹھا لیا گیا۔ داور صاحب نے جھنجھلا کر کہا۔ آپ لوگ بیٹھئے میں ابھی کہانی ختم کرتا ہوں۔ سارا مزہ کرکرا کر دیا۔

ہمیں اس محلے کے شور سے زیادہ ان کی کہانی میں دلچسپی تھی، ہم پھر بیٹھ گئے، اچانک دروازے پر آہٹ ہوئی اور باوردی پولیس کمرے کے اندر آ گئے۔

"کیا بات ہے" داور صاحب نے پوچھا

"ہم لوگ چور کو تلاش کر رہے ہیں"

"یہاں کوئی چور نہیں ہے"

"اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ آپ لوگوں میں سے کوئی چور نہیں ہے"

"اس لئے کہ ہم لوگ یہاں کہانی سننے کے لئے جمع ہوئے ہیں"

"مگر وہ چور اسی عمارت میں داخل ہوا تھا"

"تو آپ اسے باہر جاکر تلاش کیجئے، ہم یہاں بیٹھ کر کہانی سن رہے ہیں، ہمیں آپ کیوں ڈسٹرب کرتے ہیں"

وہ دونوں چور کو تلاش کرتے ہوئے باہر چلے گئے

ہم میں سے ایک نے کہا "ان لوگوں کو کسی کے آرام تکلیف کا کچھ خیال نہیں، انہیں کہانی سننے اور چوری کرنے میں کوئی فرق ہی محسوس نہیں ہوتا"

داور صاحب نے کہانی شروع ہی کی تھی کہ وہ دونوں پھر واپس آ گئے۔ پھر ایک سپاہی نے کہا کیا ہم یہاں بیٹھ سکتے ہیں۔ ہم بھی کہانی سننا چاہتے ہیں"

لیکن یہ کہانی آدھی سے زیادہ ختم ہو چکی ہے، ہم آپ کے لئے کہانی پھر سے شروع نہیں کر سکتے۔

"کوئی حرج نہیں کہانی بہرحال دلچسپ ہوتی ہے اسے کہیں سے بھی سنا جائے"

"تو کیا آپ لوگ اپنی ڈیوٹی انجام نہیں دیں گے"

"کون اپنی ڈیوٹی انجام دے رہا ہے جو ہم انجام دینے جائیں" انہوں نے الٹے ہمیں سے سوال کر دیا۔

"ہاں یہ بات تو ٹھیک ہے" ہم سب نے بیک زبان کہا۔

اس پر ہمارے ایک ساتھی نے کہا: ایک بار گوتم بدھ نے اپنے بھکشوؤں کو نصیحت کرتے ہوئے ایک واقعہ سنایا —— وہ سفر میں تھے کہ انہوں نے دیکھا کہ ایک مکان میں آگ لگی ہوئی ہے لیکن اس کا مکین بالکل بے خبر آرام کر رہا ہے، انہوں نے اسے بتایا کہ مکان میں آگ لگ چکی ہے مگر اس نے کوئی توجہ نہیں دی بالکل مطمئن رہا، جب باہر کا حصہ جل چکا اور آگ کے شعلے اس کے جسم کو چھونے لگے تب پھر انہوں نے احساس دلایا کہ آگ بالکل اس کے قریب پہنچ چکی ہے تو اس نے چونک کر پوچھا کیا باہر بارش ہو رہی ہے"

"یہ کیا بات ہوئی" ایک سپاہی نے تیز آواز میں پوچھا۔

"میں تو گوتم بدھ کی نصیحت سنا رہا تھا"

داور صاحب نے پھر کہانی شروع کی، ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ اس مجذوب کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ آگ کی لپٹیں اب اوپر کی طرف بڑھ رہی تھیں اور مولوی صاحب بے حد مضطرب ہو رہے تھے، انہوں نے اپنی باری کا انتظار کئے بغیر لپک کر رسا پکڑ لیا جوان کے ہاتھوں سے چھوٹ گیا اور وہ سمندر میں جا گرے جہاں خوفناک شارکوں نے انہیں اپنا لقمہ بنا لیا ہوگا

ہم بھی بہ ہزار خرابی بسیار لائف بوٹ میں اترے، بے سروسامانی کا عالم سب پر بیہوشی کی کیفیت طاری تھی۔ کشتیاں پتہ نہیں کون سی نامعلوم سمت کی جانب گامزن تھیں، پتہ نہیں کب دوسرا جہاز آیا اور ہم ساحل تک پہونچے، ہمیں اس دوران بالکل ہوش نہیں تھا۔ لیکن یہ دیکھ کر ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ جب ہم نے ساحل پر قدم رکھا تو وہ الف ننگا مجذوب ہم لوگوں سے پہلے وہاں موجود تھا۔

"اچھا عجیب بات ہے" ہم سب کے منہ سے بیک وقت نکلا۔

"اور ہاں ——"

ابھی ان کا جملہ مکمل بھی نہیں ہوا تھا کہ پھر گلی میں بے پناہ شور اور بھگدڑ شروع ہو گئی۔ دونوں پولیس کے سپاہی بھاگ کر سیڑھیاں طے کرنے لگے۔

"شاید پھر چور آ گئے" ہم کھڑکیوں کے پاس آئے۔

باہر شور ہو رہا تھا۔ خون۔ قتل۔ آگ۔ آگ۔

اور پھر اچانک ہی یہ دیکھ کر ہمارے ہوش اڑ گئے کہ ہمارا مکان آگ سے پوری طرح گھر چکا ہے آگ کی لپٹیں اوپر تک پہونچ چکی ہیں اور ہم سب اسکی زد میں ہیں۔

"ہم یہاں کہانی سن رہے تھے اور باہر آگ نے ہمیں اپنے نرغے میں لے لیا" ہم نے داور صاحب کو بتایا۔

"چلئے جلدی کیجئے ورنہ ہم سب شعلوں کا لقمہ بن جائیں گے۔"

"لیکن ابھی تو کہانی ختم نہیں ہوئی" انہوں نے بے بسی سے کہا۔

"کہانی کو یہیں پر چھوڑ دیجئے ورنہ ہماری اپنی کہانی ختم ہو جائے گی"

ہم کسی طرح ہانپتے کانپتے اور جھلستے باہر آئے تو ہم نے دیکھا کہ سڑک پر خون دور تک پھیلا ہوا ہے اور کئی مکان آگ کی زد میں ہیں۔

(پٹنہ سے نشر)

میں نے ہوڑہ جنکشن پر ہی کلکتہ گائیڈ خرید لیا تھا میرے میزبان رشید بھائی سویرے آفس نکل جاتے تو رات گئے واپس لوٹتے۔ میں اپنے کام سے فارغ ہو کر گائیڈ بک کے سہارے گھومتا رہتا۔

ہائے اس شہر نگاراں کا کیا کہنا۔ ہر سمت بکھرے جلوے دعوتِ نظارہ دے رہے ہوتے۔ سرسراتے آنچل، بکھری زلفیں، سمٹی باہیں، کھنکتے قہقہے اور ڈگمگاتے قدم کی کیف آور جلوہ سامانیاں آنکھوں کو خیرہ کر رہی ہوتیں اور قدم خود بخود انجانی شاہراہوں پر اٹھتا چلا جاتا۔ جی چاہتا ہر ہر لمحہ کا رس نچوڑ لوں۔ دل کے نہاں خانہ میں پر لطف رنگین منظر کو مقید کر لوں۔

پروگرام کے مطابق اتوار کے دن سویرے ہی ہم لوگ سیر بہاراں کو نکل پڑے، عمارت سے باہر آتے ہی رشید بھائی نے استفسار کیا —"آپ تو پہلی بار کلکتے آئے ہیں؟ یہاں کی طرز رہائش کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟"

"یہی ایک چیز ہمارے ذہن پر بار گذری ہے، یہاں کی بلند بانگ اور وسیع و عریض عمارتوں میں ہزارہا کمرے ہیں۔ اور ہر ایک کمرے میں ایک ایک فیملی یا پھر کئی کئی لوگوں کی ٹولی مقیم ہے۔ مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ دن دور نہیں جب انسان پنجرہ نما کمروں میں رہائش اختیار کرے گا اور اسے ہم فخریہ Hanging cottage کہا کریں گے"

"میں اب تک کسی خاص جگہ نہ جا سکا۔ لقا ندن میں گم بس وارفتگیٔ جنوں میں بیگانہ وار کبھی یہاں اور کبھی وہاں سے گذر گیا۔ یہاں کا ماحول ہی ایک گونہ بے خودی طاری کئے دیتا ہے۔

"اور بھی یہ ساون ہی تو ہے" میں نے دبے لہجے میں ایک خاص موضوع کی طرف اشارہ کیا۔ رشید بھائی ہوش کے موتی لٹانے لگے —"ہاں صاحب! یہاں کی جلوہ آرائیوں کا کیا کہنا۔ دوپہر کی چلچلی دھوپ یا شام کا سرمئی اندھیرا۔ یہاں ہر ہر قدم پر حسن و عشق کی آنکھ مچولی کا سرابی منظر جذبات کے صحرا میں ہلچل مچا دیتا ہے۔ جوڑوں کی چاپلوس لئے رنگ برنگی تتلیوں کے عالم سپردگی کا رقص سرکس کے رنگین شامیانے کا دلربا منظر پیش کرتا ہے۔ آرزوئیں اور تمنائیں جذبات کے جھولوں پر پینگ لینے لگتی ہیں اور دل کے ارد گرد کالی ڈوروں کے تنے جال پر ایک سرد آگیں دھاچوکڑی سی مچ جاتی ہے۔ پر یہ تن کا ہوش اور من کا خروش لوٹنے والے رنگین اجالے روح کی بالیدگی پر مکڑی کے مٹیالے جالے کی مانند تنتے چلے جاتے ہیں۔ اور زندگی صرف......."

ہم ٹرام اسٹینڈ پہنچ چکے تھے۔ اور ٹرام الارم بجاتی چلی آ رہی تھی۔ بھیڑ میں گفتگو کا سلسلہ منقطع ہو گیا تھا۔ ہم تمام میں ایک دوسرے سے دور جا پڑے تھے۔ کبھی کبھی بھرے مجمع میں انسان کتنا تنہا ہوتا ہے۔ میں سوچ رہا تھا اس سست جذباتیت اور سطحی چکا چوند کے دور محرومانی میں رشید بھائی کی طرح نفیس روشن مینارہ بھی تو ہے۔ بعض شخصیتیں کتنی پیاری، کتنی معصوم اور کیسی باوضو ہوتی ہیں جیسے مسجد و مندر کے

ایڈونچر

عبید قمر

شفاف گنبد!

ہم مختلف مقامات کی سیر کرتے رہے اور مختلف ہوٹلوں کی منفرد ڈشوں کا لطف اٹھاتے رہے، ہر مقام اور شئے کی رشید بھائی بصیرت افروز تعریف بیان فرماتے اور میں مبہوت و متحیر سا اس بحرِ بیکراں کی موجوں سے مشامِ جاں کو بھگوتا رہتا! ہوٹل پلیشیریم کے ڈائننگ روم سے باہر نکلتے ہی رشید بھائی نے ایک بادہ خانہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اب ہم ذہنی طور پر بھی تھک گئے ہیں اور ایسے میں ضروری ہے کہ........ میں تو بھئی صرف بیئر لیتا ہوں۔ اور اس کا ہلکا ہلکا خمار آور نشہ ___ جیسے تھکا ماندہ گھر آنے پر کسی کی مخروطی انگلیاں سر میں دھیرے دھیرے مالش کر رہی ہوں۔ جیسے بارش کی پہلی پھوار آہستہ آہستہ گنگنا رہی ہو۔ اور انگ انگ میں ایک انجانا سا سرور بھر جائے رواں رواں محرم لمس کی تابش سے چمک اٹھے۔"

اپنی مخصوص خندہ لبی کے ساتھ مجھے لئے ہوئے وہ "میڈ ہاؤس" میں داخل ہوئے۔ ان کی متلاشی نظریں مسکراہٹ کی روشنی میں ٹارچ کے ہالے کی مانند مختلف چہروں کا جائزہ لینے لگیں اور مجھ پر تو ایک گونہ بے خودی کا عالم طاری تھا۔ ہائے کیسا خوابناک ماحول تھا۔ روشنی کے نیلگوں سمندر میں آرکسٹرا کی مدھم لہروں پر رنگین جوڑے سرشاری و سرمستی کے دھارے میں بہتے چلے جا رہے تھے۔ یہ ابلتے قہقہے، یہ بہکتے قدم، یہ مدہوش نگاہیں، یہ مچلتے ارمان، حسن و عشق کی سربستہ ادا عیاں بے حجاب تشکیل پہ سیکڑوں ہیں مد غم تھیں۔ ہر نفس بے خود و سرمستانہ تھا، ہر جذبہ پُرشور اور انداز بیباک۔ لمس کی جوالا جبلیوں میں ملائیت بنا پھر رہا تھا۔

ہم ایک دور دراز گوشے میں رکھے صوفہ پر جیسے خلوت نشین ہو گئے۔ اس رنگین ماحول سے بے پرواہ رشید بھائی دردناک لہجہ میں یوں گویا ہوئے۔

"ہر سوسائٹی کا اپنا پروٹوکول ہے یہ! میں تم سے متفق ہوں۔ اور یہ جام و مینا بھی اپنے سب کچھ ہوتے ہیں ___ ہاں فطری جذبات کے مختلف سمت سے ابھرتے رنگین فوارے کے خلا میں بے چینی کے محور پر رقص کناں ہوتی ہیں۔ اور پھر دیکھتے دیکھتے یہ ہنگامہ ہاؤ ہو عجیب سی چیخ و پکار میں بدلنے لگتا ہے۔ جیسے تہذیب کی بیوہ کو ماتمی لباس پہنایا جا رہا ہو جھنکار کے ساتھ چوڑیاں توڑی جا رہی ہوں۔ آہ و بکا کے ساتھ ماتھے کا سیندور پونچھا جا رہا ہو۔ اور ___ اور ایسے میں میری روح چیخ اٹھتی ہے۔ میں انجانے کرب میں سلگنے لگتا ہوں، تپنے لگتا ہوں۔ اور تب بیئر کے یہ چند گھونٹ.........."

رشید بھائی نے تیزی سے ایک بھرا چھلکتا گلاس حلق میں انڈیل لیا۔ ان کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ میرے وجود میں بھی ہیجان بسا تھا۔ میں بھی دھیمی دھیمی آنچ میں سلگ رہا تھا۔ لیکن آگ کی بھی تو مختلف قسمیں ہوتی ہیں!

ڈانس کا ایک دور ختم ہو گیا تھا۔ اب لوگ اپنی اپنی سیٹوں پر واپس آ رہے تھے اور قہقہوں کا جیسے آبشار پھوٹ پڑا ہو۔ ساتھ ہی ادھورے جذبات میں لپٹی گفتگو کا ایک لا متناہی سلسلہ تھا۔ میری نظریں سامنے صوفے پر بیٹھنے والے دو حسین جوڑوں پر مرکوز تھیں۔ اور ایسے میں رشید بھائی کی جذبات سے مغلوب آوازیں یوں ابھر رہی تھی جیسے پُرشور ندی کے کنارے ان دیکھی بانسری کی لہراتی دھن تان آہستہ آہستہ پھیلتی ہوئی فضا پر چھا جائے۔

"یہ سچ ہے انسان اپنی فطری حیوانی جبلتوں سے کچھ چھٹکارا حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن یہ تہذیب کے حصار سے نکل کر تو پھر حیوان ہی بن جاتا ہوا! یہ غسل خانوں میں گنگنانا، عورتوں کے والہانہ گیت، مختلف اقسام کے ناچ، یہاں تک کہ صوفیوں کے حال قال میں بھی تو اسی جذبہ حیوانی کی تسکین ہوتی ہے۔ یہ کیا کہ ہم صرف جذبوں ہی کے محور پر رقص کرنے لگیں اور ساری بشریت کھوتے ہوئے ہپی ازم کی راہ فرار پہ گامزن ہو جائیں۔"

میری نظروں کے تعاقب میں رشید بھائی یکایک بے کل ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

"بھئی اب چلا جائے۔ مجھے ایک جگہ جانا ہے اور میں ذرا وقت کا پابند ہوں" وہ ذرا دیر کے لئے رکے اور پھر میری منظورِ نظر سیٹ پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالتے ہوئے یوں گویا ہوئے۔

"حسن تو بدصورت و بے جان چہروں میں بھی پنہاں ہوتا ہے۔ اس عالم رنگ و بو میں کون شئی ہے جس کی کوئی خوبی قابل تحسین نہ ہو۔ ہاں جمالیاتی حس اور بالغ نظری چیدہ چیدہ شخصیتوں کو ودیعت کی گئی ہے۔ لیکن ان کی قسمت میں تو محرومیاں ہی ہوتی ہیں۔ سب کچھ پا کر بھی احساس نارسائی کا زہر ان کے رگ و پے میں سرایت ہوتا ہے۔ پھر کاتب تقدیر سے گلہ کون کرے۔ ایسے لوگ تو احساس کی صلیب پر لٹکے ہوتے ہیں اور ایام کی کانٹیاں لگتی جاتی ہیں۔"

اب ہم واپس سیڑھیوں سے اتر رہے تھے، لڑکے لڑکیوں کا ایک رنگین غول اوپر چڑھ رہا تھا۔ ان سبھوں سے ذرا پیچھے ایک الہڑ دوشیزہ ہتھیلی پر رکھی شراب کی کھلی بوتل کی مانند ہلکورے لیتی چلی آ رہی تھی، آتے ہی اس نے بہ انداز دلربائی رشید بھائی کے گلے میں باہیں ڈال دیں، پھر نشہ کے بوجھ سے لچکتا بدن سنبھالتی یوں گویا ہوئی۔

"یو آر نوٹی ڈیر! میں اپنا کنوارہ جسم آج شام کی نذر کرتے ہوئے تمہارے حوالے کرتی ہوں، فیصلہ کر کے فلیٹ سے نکلی تھی کہ اس ہوٹل سے نکلتے ہوئے جس مرد پر میری پہلی نظر پڑے گی، مردانہ لذت سے مجھے آشنا کرانے کا شرف بس اسے ہی حاصل ہوگا ___ آؤ ڈیئرسٹ پہلے تھوڑی سی گلابی چھلکائیں۔"

"نو تھینک یو! معاف کیجئے گا محترمہ میں رسم شادی کا قائل ہوں۔" یہ کہہ کر رشید بھائی نے نہایت اطمینان سے اس کی مرمریں باہیں اپنی گردن سے الگ کیں اور "گڈ بائی" کہتے ہوئے گیٹ سے نکل گئے۔

(پٹنہ سے نشر)

غزل

مظہر امام

ترے خیال کا شعلہ تھما تھما سا تھا — تمام شہرِ تمنا بجھا بجھا سا تھا
نہ جانے موسمِ تلوار کس طرح گذرا — مرے لہو کا شجر تو جھکا جھکا سا تھا
ہمیں بھی نیند نے تھپکی دی، سو گئے تم بھی — تمام حادثۂ شب سنا سنا سا تھا
بلاتے شام کے سائے تھے اور وادیٔ دل — اگرچہ صبح کا چہرہ دھلا دھلا سا تھا
چراغِ منزلِ دل پر جلا کے کیا کرتے — وفا کا قافلہ کب سے رکا رکا سا تھا
وہ نام جس کے لیے زندگی گنوائی گئی
نہ جانے کیا تھا، مگر کچھ بھلا بھلا سا تھا

(لکھنؤ سے نشر)

سائے کی تلاش

جاوید لطیف

دن بھر تو اس کا کام کاج میں دل لگ جاتا اور شام کو وہ تفریحاً ٹہلتا ہوا ریلوے اسٹیشن پہنچ جاتا ریلوے پلیٹ فارم کی کسی خالی بنچ پر بیٹھ جاتا اور اسٹیشن کے ہجوم کی دلچسپیوں میں کھو جاتا کبھی موڈ آتا تو پلیٹ فارم کی آخری حدوں سے گزر کر پبلک گارڈن کے گیٹ میں داخل ہو جاتا اور کچھ دور تک گارڈن کی سیر کر کے اپنے کوارٹر پر واپس آجاتا۔ آفس کے کام کاج کے بعد کی تنہائیاں پہلے پہلے تو اسے محسوس نہیں ہوتیں لیکن پھر کھلنے لگیں اس لیے کبھی کوئی فلم دیکھنے یا کوئی اسٹیج شو دیکھنے چلا جاتا۔

ایک دن حسب معمول حبیب ریلوے اسٹیشن کے ایک پلیٹ فارم کی بنچ پر بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے پاس ہی ایک عمر رسیدہ بزرگ آکر بیٹھ گئے سر پر جناح کیپ لگائے بدن پر شیروانی اور ڈھیلا پجامہ پہنے پیروں میں نفیس جوتے اور ہاتھ میں خوبصورت چھڑی لیے ہوئے . . . . وہ ایک آسودہ حال خاندان کے فرد لگتے تھے بنچ پر بیٹھ کر انھوں نے شیروانی کی جیب سے سگریٹ کی ڈبی نکالی اس میں سے ایک سگریٹ لے کر منھ میں دبایا اور ماچس تلاش کرنے لگے ان کی جیب میں ماچس نہیں تھی پلٹ کر انھوں نے حبیب سے پوچھا . . . .

میاں صاحب زادے ماچس ہوگی . . . .

حبیب جو یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا جواب دینے کے لیے بالکل تیار بیٹھا تھا۔

معافی چاہتا ہوں۔ میرے پاس ماچس نہیں ہے۔

کیا تم سگریٹ نہیں پیتے۔

جی . . . . جی نہیں میں . . . . میں سگریٹ نہیں پیتا۔ حبیب نے جھک کر اس طرح کہا جیسے وہ گناہ گار ہو۔

تعجب ہے . . . . تو پھر پان چھالیاں وغیرہ کھاتے ہوگے . . . . تمباکو والا پان۔

جی نہیں سادہ پان کھاتا ہوں اور نہ تمباکو والا۔ میں پان کھاتا ہی نہیں۔

سگریٹ پیتا ہی نہیں . . . . پان کھاتا ہی نہیں . . . . یہ تو اور بھی تعجب کی بات ہے۔ معلوم پڑتا ہے کہ یا تو تم کسی دینی مدرسے میں ٹیچر ہو پھر کسی مسجد میں آذان دیتے ہوگے . . کیوں ٹھیک پہچانا نا . . . .

جی نہیں . . . . میں محکمہ پی اینڈ ٹی میں سروس کرتا ہوں۔

پی اینڈ ٹی . . . . یہ کون سا محکمہ ہے۔

سنٹرل گورنمنٹ کے تحت پوسٹ اینڈ ٹیلیگراف ڈیپارٹمنٹ۔

اچھا اچھا میں سمجھ گیا . . . . وہاں کیا کرتے ہو میاں تم۔

پوسٹ ماسٹر کا عہدہ ہے۔

اوہو تو جناب پوسٹ ماسٹر ہیں مجھے ماسٹروں سے بڑی دلچسپی ہے مثلاً اسٹیشن ماسٹر سے ماسٹر اور پوسٹ ماسٹر وغیرہ۔

یہ کہہ کر عمر رسیدہ بزرگ خود ہی ہنسنے لگے بات بھی دلچسپ تھی حبیب بھی ہنسنے لگا پھر حبیب نے سامنے سے گزرتے ہوئے ایک صاحب سے ماچس طلب کی اور بزرگ کی سگریٹ سلگا دیا۔ شکریہ بیٹے . . . . تم نہ صرف ایک اچھے کردار کے نوجوان ہو بلکہ خوش اخلاق بھی ہو مجھے تم جیسے نوجوان پسند ہیں ہاں تو بیٹے تمھاری ڈیوٹی کہاں ہے آجکل۔

یہیں اسٹیشن کے گیٹ کے اندر کے ڈاک خانے میں۔

ارے . . . . یہیں ہو لیکن میں نے تو نہیں دیکھا تمھیں۔ شاید نئے نئے آئے ہوگے۔ جی ہاں . . . . ابھی کچھ دن ہوئے میرا اس جگہ ٹرانسفر ہوا ہے۔

مع فیملی آئے ہوگے اس لئے کہ اس میں رہائش کوارٹر بھی ساتھ ہی لگا ہوا ہے۔

جی میں تنہا ہوں . . . . کچھ عرصہ بعد والدہ صاحبہ کو بلوالوں گا۔

اور والد صاحب . . . .

جی وہ بھی آجائیں گے۔

تو کیا تم نے ابھی تک شادی نہیں کی ہے۔

جی نہیں۔

شادی کے بارے میں کچھ سوچا بھی نہیں۔

جی یہ کام میرے والدین کریں گے۔

ماشاء اللہ بڑے سعادت مند ہو تم سے مل کر مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے۔

اتنے میں کچھ لوگ اس بنچ کے قریب پہنچے جہاں وہ بزرگ اور حبیب بیٹھے باتیں کر رہے تھے ان لوگوں میں سے ایک لڑکی جلدی سے آگے بڑھی اور بزرگ سے مخاطب ہوئی۔

ہم آپ کو ڈھونڈ رہے ہیں اور آپ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں چلیے . . . . بزرگ اٹھ کھڑے ہوتے اور کہنے لگے . . . .

بیٹی ان سے ملو یہ یہاں کے پوسٹ ماسٹر ہیں میں ان سے ہی باتیں کرنے میں لگا ہوا تھا پوسٹ ماسٹر صاحب یہ میری بیٹی ہے صبیحہ . . . .

حبیب نے اٹھ کر صبیحہ کو تعظیم دی صبیحہ نے بھی رسمی سلام کیا پھر وہ اور دوسرے لوگ جو بنچ کے پاس آگئے تھے بزرگ کو ساتھ لے کر چل دیے۔

حبیب بنچ سے اٹھ کر بس کھڑا کا کھڑا ہی رہ گیا . . . . صبیحہ اس کی آنکھوں میں اس طرح پھیل گئی جیسے ظلمات میں نور کی کرنیں در آتی ہیں۔ وہ صبیحہ کے حسن بے مثال اور قد و قامت کی رنگینی اور شگفتگی میں کھو کر اپنے آپ کو بھول گیا تھا۔

کیسا عجیب اتفاق ہے اگر لڑکی کے والد اس کے پاس آکر نہ بیٹھتے . . . . تھوڑی دیر اِدھر اُدھر کی گپ شپ نہ ہوتی تو اس ماہ اس حسینہ سے تعارف کیسے ہوتا۔

کچھ دیر یونہی سکتے کے عالم میں کھڑے رہنے کے بعد آہستہ آہستہ اسے ہوش آیا جب تک سامنے والی ٹرین جا چکی تھی ٹرین میں سفر کرنے والے روانہ ہو چکے تھے اور انھیں خدا حافظ کہنے والے اب لوٹ رہے تھے وہ بزرگ بھی لوٹ رہے تھے صبیحہ ان کے ساتھ نہیں تھی اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بھی سفر پہ روانہ ہو گئی تھی۔ تو صبیحہ چلی گئی۔

اس نے چاہا کہ آگے بڑھ کر بزرگ سے ملاقات کرے مگر ہمت نہیں ہوئی۔ جب وہ لوگ اس کی آنکھوں سے اوجھل ہو گئے تو وہ بھی چل پڑا آہستہ آہستہ . . . . اپنے کوارٹر کی طرف . . . .

دوسرے دن جب وہ پوسٹ آفس میں کام کر رہا تھا وہی بزرگ آگئے۔ اس نے اپنی کرسی سے اٹھ کر پرجوش انداز میں انھیں وش کیا۔ آگے بڑھ کر دوسرے دروازے سے انھیں اندر بلا لیا اور ان کو کرسی پیش کی پھر سب کام چھوڑ کے ان کے سامنے بیٹھ گیا۔

ارے بیٹے کل اتنی دیر تک تم سے گفتگو رہی لیکن نہ تم نے مجھ سے میرا نام پوچھا اور نہ میں نے تم سے تمھارا نام پوچھا۔

جی ہاں عجیب اتفاق ہے حبیب نے کہا . . . . ناچیز کو حبیب احمد کہتے ہیں۔

اور میرا نام نصیر الدین ہے۔ یہ لو میرا کارڈ اس پر سب کچھ لکھا ہے۔

کیا منگواؤں آپ کے لیے چائے یا کوئی مشروب

میں ہوٹل کی چیزیں کھانے پینے سے پرہیز کرتا ہوں بیٹے۔

تو پھر آپ اگر مناسب سمجھیں تو اندر گھر میں چلیں میں اپنے ہاتھ سے آپ کو چائے بنا کر پیش کروں گا۔

ہاں یہ ہوئی کوئی بات۔۔۔ مگر تم اس وقت ڈیوٹی پر ہو۔

ڈیوٹی پر ضرور ہوں مگر آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ اس وقت کچھ کام بھی نہیں ہے اور پھر چائے پی کر آنے تک ایسا کوئی حرج بھی نہ ہوگا میرے ساتھی موجود ہی ہیں کام دیکھنے کے لیے اور میں بھی کونسا باہر جا رہا ہوں یہیں موجود ہوں۔۔۔۔

تو پھر ٹھیک ہے چلو چند منٹ کی تو بات ہے دیر تک میں بھی تو نہیں ٹھہروں گا۔

حبیب نصیر الدین صاحب کو دوسرے دروازے سے اندر لے گیا اور دیوان خانے میں بیٹھے رہے اور جب چائے آگئی تو کہنے لگے۔

بھئی واہ۔۔۔۔ بڑی پھرتی ہے تم میں فٹافٹ چائے تیار کر لائے اور چائے کی رنگت کہہ رہی ہے کہ چائے مزیدار ہوگی۔

شکریہ۔۔۔ میں چائے کے علاوہ اپنا کھانا بھی خود ہی پکا لیا کرتا ہوں۔

یہ تو بڑی اچھی بات ہے بیٹے مگر فکر مت کرو یہ کام شادی ہونے تک کا ہے شادی ہوگئی اور بیوی گھر میں آگئی تو بس آرام ہی آرام ہو جائے گا۔ تم نے میری بیٹی صبیحہ کو دیکھا۔

نصیر الدین صاحب کے اس سوال پر حبیب جھینپ گیا۔

ارے کہو بھئی کہو۔۔۔ تکلف کی ضرورت نہیں میں بڑا روشن خیال انسان ہوں۔

جی۔۔۔ دیکھا۔۔۔۔

کیسی لگی میری بیٹی پسند آئی۔۔۔۔ چلو جلدی جواب دو۔۔۔ جھجکو مت۔۔۔ بولو۔۔۔ حبیب کے ماتھے پر پسینہ آگیا۔

جی۔۔۔ جی۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ انھیں ناپسند کرنے والا سب کچھ ہو سکتا ہے مگر۔ کوئی انسان نہیں ہو سکتا۔

بہت خوب اور تم بھی مجھے پسند آگئے ہو کہو کیا ارادہ ہے۔

اس کھلے اور واضح سوال پر اسے یوں لگا جیسے وہ آگ لینے آیا تھا مگر اسے پیمبری مل رہی ہے۔

میں مطلب نہیں سمجھا۔۔۔ مطلب تو بالکل صاف ہے بیٹے اگر تمھیں صبیحہ پسند ہے تو فوراً اپنے ماں باپ کو خط لکھ کر بلا لو میں ان سے اپنی بیٹی کے لیے تمھارے رشتہ مانگوں گا۔

اس نے محسوس کیا کہ اسرار پیمبری اس پر ہویدا ہو گئے ہیں۔

جی۔۔۔ جی۔۔۔ بہت اچھا میں آج ہی ان کو خط لکھ دوں گا۔

اور سنو بیٹے حبیب آفس بند کرنے کے بعد نہا دھو کر تم ہمارے گھر آجانا چائے وہیں پینا گھر کے لوگ تمھیں دیکھیں میں تم کو سب سے ملاؤں گا۔

یہ کہہ کر وہ اٹھ کھڑے ہوئے گھر کے اندر سے پوسٹ آفس کے احاطے میں آئے اور پھر باہر سڑک پر۔۔۔

حبیب نہایت ادب و احترام سے ان کے پیچھے پیچھے انھیں باہر تک چھوڑنے آیا۔۔۔ جب وہ چلے گئے تو اس کے دل میں ایسی لہریں اٹھنے لگیں جیسے جھولا جھولتے وقت اٹھتی ہیں۔ وہ شادی ضرور کرنا چاہتا تھا لیکن اسے اس بات کی توقع نہیں تھی کہ اس قدر ڈرامائی انداز میں چٹ منگنی پٹ بیاہ والا معاملہ ہو جائے گا اور وہ بھی ایک اونچے خاندان میں ایک حسین و جمیل لڑکی کے ساتھ۔۔۔۔

وہ نصیر الدین صاحب کو خدا حافظ کہہ کر اپنے ٹیبل پر آگیا اس کا دل خوشی کے مارے جھوم رہا تھا اس نے فوراً اپنے والدین کو اس خوشگوار اور انقلابی حادثے کی اطلاع دی اور لکھا کہ وہ جلد سے جلد یہاں پہنچ جائیں صبیحہ کے والدین ان سے ملنا چاہتے ہیں۔

شام کو وہ بہت بن ٹھن کر نصیر الدین صاحب کے دیے ہوئے پتہ پر جا پہنچا یہ جگہ آسودہ حال لوگوں کی بستی تھی جہاں وہ آیا تھا ایک خوبصورت بنگلہ تھا جس کے احاطے میں مختلف اقسام کے پھول لگے ہوئے تھے احاطے میں ایک خوبصورت پھاٹک لگا ہوا تھا سامنے ہی ورانڈہ تھا جہاں بیت کی خوبصورت کرسیاں جن پر جاذب نظر گدیاں بھی ہوئی تھیں بچھی رکھی تھیں وہاں کچھ لوگ موجود تھے اور نصیر الدین صاحب بھی۔۔۔۔

اخاہ۔۔۔۔ آؤ میاں حبیب احمد آؤ۔۔۔ میں تمھارا ہی انتظار کر رہا تھا۔ پتہ تو آسانی سے مل گیا نا۔ آؤ۔۔۔ آجاؤ۔

حبیب ہچکچاتا ہوا برامدے میں پہنچ گیا۔ اس نے سب کو سلام کیا۔ بیٹھو میاں بیٹھو اطمینان سے۔۔۔ تکلف نہ کرو۔۔۔

نصیر الدین صاحب نے بڑی محبت سے کہا۔ اور حبیب ایک کرسی پر بیٹھ گیا اتنے میں اندر سے کوئی آیا اور جھک کر نصیر الدین صاحب کے کانوں میں کچھ سرگوشی کی۔۔۔۔ نصیر الدین صاحب فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے۔۔۔۔

میاں حبیب احمد۔ میں ابھی پانچ منٹ میں آتا ہوں بیٹھے رہو چائے آئے گی تو بلا تکلف چائے پیتے رہو جب تک میں آجاؤں گا۔۔۔۔

اور یہ کہہ کر نصیر الدین صاحب گھر کے اندر چلے گئے۔۔۔ ان کے اندر جاتے ہی ایک خوش رو آدمی کرسی کھینچ کر حبیب کے پاس آکر بیٹھ گیا اور حبیب سے مخاطب ہوا۔ معاف کیجیے گا ہم آپ کی ایک غلط فہمی دور کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔

اس نے حبیب کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

آپ کا نام حبیب احمد ہے نا۔۔۔۔ تو حبیب احمد صاحب بات یہ ہے کہ یہ ہمارے تایا ابا ہیں نصیر الدین صاحب۔۔۔۔ ان کی نوجوان بیٹی یعنی ہماری چچا زاد بہن ابھی کچھ عرصہ پہلے اچانک انتقال کر گئی ہیں تایا ابا ان کی شادی بڑی دھوم سے کرنا چاہتے تھے بیچارے تایا ابا اپنی بیٹی کی موت قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں اس حادثہ جانکاہ نے انھیں پاگل بنا دیا ہے یہ پاگل پن بھی اپنی نوعیت کا ایک ہے وہ اپنی بیٹی کو مردہ تسلیم نہیں کرتے بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ زندہ ہے ان کی بیٹی صبیحہ منوں مٹی کے نیچے دفن ہو چکی ہے مگر وہ ہماری بہن عالیہ کو ہی اپنی بیٹی صبیحہ سمجھ رہے ہیں اور اسے صبیحہ ہی کہہ کر پکار رہے ہیں ہماری بہن عالیہ کا ایک جگہ رشتہ پکا ہو چکا ہے مگر تایا ابا کی دماغی بیماری کے خوف سے شادی نہیں ہو پا رہی ہے ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ ابھی ان کا یہ طلسم نہ توڑو قائم رہنے دو آگے چل کر انھیں ہوش آجائے گا اس لیے حالات جوں کا توں قائم ہیں اس روز ریلوے اسٹیشن پر ہماری بہن عالیہ ہی تھی جو بمبئی جا رہی تھی۔ ہمیں معلوم ہے کہ تایا ابا نے آپ سے کیا کہا ہے وہ اپنی بیٹی صبیحہ کی شادی آپ سے کرنا چاہتے ہیں جو کہ مر چکی ہے اب سمجھ لیجیے کہ یہ ان کا دماغی فتور ہے پاگل پن ہے۔۔۔ آپ پہلے شخص نہیں بلکہ تایا ابا آپ سے پہلے اور بھی دو نوجوانوں کو یہاں لا چکے ہیں۔

اس بیان کو سن کر حبیب احمد کا دل گھبرانے لگا کہاں تو وہ مسرور و شاداں اس بنگلے میں داخل ہوا تھا اور کہاں اب وہ یہاں سے بھاگ نکلنے کی سوچ رہا تھا غضب ہو گیا۔۔۔ نصیر الدین صاحب پاگل نکلے۔۔۔۔

ہم سے ایک تعاون فرمایئے ہم آپ کے شکر گزار رہیں گے۔۔۔ خوش رو آدمی نے کہا۔

آپ اس ناٹک کو جاری رکھیے۔۔۔ چائے آئے گی چائے پیجیے اور بالکل نارمل حالت میں تایا ابا سے رخصت ہو جایئے۔ آگے پھر کس طرح اور کیا کیا جائے وہ ہم آپ کو بتاتے رہیں گے ابھی تو ہم نے مصلحتاً تایا ابا کو پانچ منٹ کے لیے آپ سے الگ کر دیا ہے جب وہ آئیں گے تو ہنسی خوشی ان سے رخصت ہو جایئے۔ لیجیے چائے آگئی۔۔۔۔

بہت اچھا ایسا ہی کروں گا۔۔۔ حبیب نے مری مری آواز میں کہا۔

اتنے میں نصیر الدین صاحب آگئے اور کہنے لگے۔

کہو بیٹے چائے کیسی لگی۔۔۔۔ لیکن تمھارے ہاتھ کی چائے بھی کچھ کم لذیذ نہیں تھی ہاں۔۔۔۔ یہاں میں نے سب لوگوں سے تمھارا تعارف کرا دیا ہے تم نے اپنے والدین کو خط لکھ دیا ہے نا۔

جی ابھی نہیں۔۔۔۔ لیکن لکھ دوں گا۔

تو پھر یہاں سے رخصت ہو کر پہلا کام یہی کر دیجیے میری باتوں کا برا مت مانو میں بہت روشن خیال ہوں۔

اور بنگلے سے رخصت ہو کر جب وہ پوسٹ آفس پہنچا تو سب سے پہلے اس نے اپنے والدین کو دوسرا خط لکھا۔ جس میں اس نے لکھا کہ میں نے جس کام کے لیے آپ کو بلایا تھا اس میں گڑبڑ ہو گئی ہے۔

ابھی مت آنا۔ تفصیلات بعد میں لکھوں گا۔ اور یہ خط پوسٹ کرنے کے واسطے اپنے ہاتھ میں تھام کر وہ اپنے کوارٹر سے باہر نکلا اور ریلوے اسٹیشن کے ہنگاموں میں کھو جانے کے لیے چل پڑا۔

(حیدرآباد سے نشر)

اردو سروس

میڈیم ویو ۴۲۷.۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز) شارٹ ویو ۳۱.۲۷ میٹر (۹۵۹۰ کلوہرٹز)

صبح

- ۵-۴۴ سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
- ۵-۴۵ صبح گاہی
- ۶-۱۵ خبریں
- ۶-۲۵ شہر صبا
- ۷-۰۰ پرانی فلموں سے
- ۷-۲۰ فلمی نغمے
- ۷-۲۵ پروگراموں کا خلاصہ
- ۷-۳۰ سازسنگیت (سازینہ)
- ۷-۴۵ گزشتہ شب ۹.۴۵ کی دوبارہ
- نشریات (بجز جمعہ)
- جمعہ: ہم سے پوچھئے (I, III, V)
- آپ کی بات (II, IV)
- ۸-۰۰ آپ کی فرمائش
- ۸-۲۰ تاریخ ساز
- ۸-۲۵ آپ کی فرمائش (جاری)
- ۹-۰۰ آج کی بات (بجز جمعہ اور اتوار)
- جمعہ/اتوار: آؤ بچو!
- ۹-۰۵ آپ کی فرمائش (جاری) (بجز جمعہ اتوار)
- ۹-۱۵ لوک سنگیت (بجز جمعہ/ہفتہ/اتوار)
- جمعہ/اتوار: آؤ بچو!
- ہفتہ: گیت اپنے دیش کے (حب الوطنی کے نغمے)
- ۹-۳۳ کلاسیکی موسیقی (بجز جمعہ/ہفتہ/اتوار)
- جمعہ: آپ کے خط آپ کے گیت
- ہفتہ: ہلکی کلاسیکی موسیقی
- اتوار: چلتے چلتے
- ۱۰-۰۰ اختتام

میڈیم ویو ۱ ۴۲۷.۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز) میڈیم ویو ۲ ۲۸۰.۱۱ میٹر (۱۰۷۱ کلوہرٹز) شارٹ ویو ۳۱.۰۱ (۹۶۷۵ کلوہرٹز)

دوپہر

- ۱-۵۸ سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
- ۲-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
- ۲-۰۲ خبروں کا خلاصہ
- ۲-۰۵ اتوار: آپ کا خط ملا
- پیر: دھنک (I)
- نگاہ انتخاب (III, V)
- فلمی قوالیاں (II, IV)
- منگل: ملکی گیت (I, III, V)
- میری نظر میں (II, IV)
- بدھ: ہلکی کلاسیکی موسیقی
- جمعرات: دھوپ چھاؤں
- جمعہ: سات سوال
- ہفتہ: گیتانجلی (I, III, V)
- گیت آپ کے شعر ہمارے (II, IV)
- ۲-۳۰ اتوار: گیتوں بھری کہانی (I)
- محفل (II) مشاعرہ (III)
- غیر فلمی غزلیں (IV)
- رنگ محل (V)
- پیر: دھنک (I)
- نگاہ انتخاب (III, V)
- رنگ برنگ (II, IV)
- ۲-۳۰ منگل: نغمہ و ترنم (I, II, IV)
- گیت سے گیت (III, V)
- بدھ: بزم خواتین
- جمعرات: یکجہتی (I, III, V)
- یادیں بن گئیں گیت (II, IV)
- جمعہ: حرف غزل
- ہفتہ: بزم خواتین
- ۳-۰۰ اتوار: فلمی قوالیاں (I, III)
- غیر فلمی قوالیاں (II, IV)
- رنگ محل (V)
- پیر: سازینہ
- منگل: نئی نسل نئی روشنی
- بدھ: فلمی دنیا (I, III)
- رنگا رنگ (II, V)
- بات ایک علم کی (IV)
- جمعرات: غیر فلمی قوالیاں (I, III, V)
- دیکھیے (II, IV)
- جمعہ: آواز دے کہاں ہے
- ہفتہ: کچھ سنیے
- ۳-۳۰ آپ کی پسند
- ۴-۰۰ جہاں نما (بجز اتوار)
- ۴-۱۰ آپ کی پسند
- ۴-۳۰ تبصرہ
- ۴-۳۵ آپ کی پسند
- ۴-۵۰ خبریں
- ۵-۰۰ اختتام

میڈیم ویو ۳۰۳.۲۷ میٹر (۹۰۰.۲ کلوہرٹز) شارٹ ویو ۹۱.۰۵ (۳۲۹۵ کلوہرٹز)

رات

- ۷-۵۸ سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
- ۸-۰۰ خبریں
- ۸-۱۰ صدائے شام (بجز اتوار)
- اتوار: آواز دے کہاں ہے (جمعہ کی دوبارہ نشریات)
- ۸-۳۰ جہاں نما (دوبارہ نشریات) (بجز اتوار)
- ۸-۳۰ آبشار (بجز اتوار)
- ۸-۴۵ اتوار: کھیل کھلاڑی
- [illegible] (I, III, V)
- اردو دنیا (V)
- پیر: کلام شاعر
- منگل: تقریر
- بدھ: شہرنامہ (I, III, V)
- دلی ڈائری (II, IV)
- جمعرات: خط کے لئے شکریہ
- جمعہ: تقریر
- ہفتہ: ریڈیو نیوز ریل
- ۹-۰۰ حسن غزل (بجز جمعرات)
- ڈرامہ (جمعرات) (I, II, III, IV)
- خواب زار (جمعرات) (V)
- ۹-۱۵ اتوار: [illegible]
- پیر/بدھ: غیر فلمی قوالیاں
- منگل: علاقائی نغمے
- جمعرات: ڈرامہ/خواب زار
- جمعہ: افسانہ (I)
- کتابوں کی باتیں (II, IV)
- شہ پارے (III, V)
- ہفتہ: نقد و ساز
- ۹-۳۰ اتوار: رنگا رنگ (I, V)
- جمال ہمنشیں (II) ادبی نشست (III)
- وادی کے رنگ (IV)
- پیر: ایک راگ کئی روپ (I)
- داستان ایک شہر کی (II)
- شکریہ کے ساتھ (IV)
- ایک ہی فلم کے گیت (III, V)
- منگل: آئینہ (I, III)
- پیکر (II, IV)
- ماضی کے دریچے (V)
- بدھ: سائنس میگزین (II, V)
- کھیل کے میدان سے (I, III)
- مشاعرہ (IV)
- جمعرات: ڈرامہ/خواب زار
- جمعہ: روبرو
- ۹-۴۵ ہفتہ: نئی نسل نئی روشنی
- جمعرات: سازینہ
- ۱۰-۰۰ خبریں
- ۱۰-۱۰ تعمیل ارشاد
- ۱۰-۱۳ اخباروں کی رائے
- ۱۰-۲۵ تعمیل ارشاد (جاری)
- ۱۰-۵۵ شمع فروزاں (صبح کی دوبارہ نشریات)
- ۱۱-۰۰ خبروں کا خلاصہ
- ۱۱-۰۵ بزم موسیقی
- ۱۲-۰۰ خبریں
- ۱۲-۰۵ فلمی نغمے (بجز جمعرات)
- جمعرات: پائل (فلمی رقص)
- ۱۲-۳۰ آخر شب (بزم قوالی)
- ۱۲-۵۸ کل کے پروگراموں کی تفصیل
- ۱-۰۰ اختتام

منگل یکم دسمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: قوالیاں

۶-۲۵ شہر صبا: گگو ماتھر
فراق گورکھپوری کا کلام
مہدی حسن: غزلیں

۷-۳۰ سازسنگیت: وی سی راناڈے
وائلن پر نٹ بھیروں

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
یونس خاں: خیال جونپوری

شب

۹-۰۰ حسن غزل: گگو ماتھر
داغ اور ذوق کا کلام

۱۱-۰۵ بزم موسیقی: وی سی راناڈے
وائلن پر راگ جوگ
یونس حسین خاں: خیال راگیشری

بدھ ۲ دسمبر

صبح

۶-۲۵ شہر صبا: شمشی لتا ورک
خمار بارہ بنکوی اور شفق کا کلام
آسا سنگھ مستانہ
رام کشن مضطر کا کلام

۷-۳۰ سازسنگیت
پرکاش وڈھیرا: بانسری پر راگ بھاس

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی: ونجے کچلو روی کچلو
الاپ، راگ ملت

دوپہر

۳-۰۰ فلمی دنیا: مباحثہ
ہماری فلموں میں نئے رجحانات

شب

۹-۰۰ حسن غزل: شمشی لتا ورک
مخدوم محی الدین اور فراق گورکھپوری کا کلام

۹-۳۰ کھیل کے میدان سے: ہم جیت بھول گئے۔ فیچر: از سنیل کمار

۱۱-۰۵ پرکاش وڈھیرا
بانسری پر راگ درباری
ونجے کچلو روی کچلو
خیال بہاگ

جمعرات ۳ دسمبر

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
چندن کمار داس: ساحر بھوپالی
اور امیر قزلباش کا کلام
نینا دیوی: جگر اور فیض کا کلام

۷-۳۰ سازسنگیت: بھگوان داس
سنطور پر راگ بسنت کھماری

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی: اوما ڈے
راگ بلاس خانی توڑی

شب

۹-۰۰ ڈرامہ

۱۱-۰۵ بزم موسیقی: بھگوان داس
سنطور پر راگ باگیشری
اوما ڈے: خیال راگیشری

جمعہ ۴ دسمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: تلاوت قرآن و ترجمہ
قاری محمد حشام صدیقی
نعت: حاجی محمد یٰسین خاں صادق
نعتیہ کلام: پیرو قوال

۶-۲۵ شہر صبا: امینہ برنی
بیخود دہلوی اور قدر کا کلام
ترلوک کپور
جگدیش مہتہ درد کا کلام

۷-۳۰ سازسنگیت: اشوک راتے
راگ بلاس خانی توڑی

شب

۸-۴۵ تقریر

۹-۰۰ حسن غزل: امینہ برنی
جگر اور فانی کا کلام

۹-۱۵ افسانہ

۱۱-۰۵ بزم موسیقی: اشوک راتے
سرود پر پہاڑی جھنجھوٹی
اے کانن: خیال شدھ کلیان

ہفتہ ۵ دسمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی: نعت، قوالی، رشید

۶-۲۵ شہر صبا: انیتا طولاڑ
شمیم جے پوری کا کلام
ستیش بھوتانی: صبا افغانی کا کلام
سجاتا چکرورتی: اے این ملّا
اور سلام سندیلوی کا کلام

۷-۳۰ سازسنگیت: شرمشتھا سین
ستار پر راگ ملت

۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
اللہ جلائی بائی
ٹھمری بھیروی اور دادرا

شب

۹-۰۰ حسن غزل: انیتا طولاڑ
جگر مرادآبادی کا کلام

۹-۳۰ نئی نسل نئی روشنی

۱۱-۰۵ بزم موسیقی: شرمشتھا سین
ستار پر راگ کیدارا
بھیم سین جوشی
خیال پوریا کلیان

اتوار ۶ دسمبر

صبح

۶-۲۵ شہر صبا

غلام علی : داغ کا کلام
سرلا کپور
بی کے پوری اور شفق کا کلام
۳۰ — ۷ ساز سنگیت : رمیش پریم
وینا پر راگ آساوری
۰۰ — ۹ آؤ بچو! بچوں کا پروگرام
(جمعہ کی نشریات دوبارہ)

شب

۰۰ — ۹ حسن غزل : غلام علی
حکیم مومن کا کلام
۱۵ — ۹ کجربن کارے
۰۵ — ۱۱ بزم موسیقی : رمیش پریم
وینا پر راگ مالکونس
استاد سلامت علی خاں
خیال اور ترانہ راگ راگیشری

پیر ۷ دسمبر

صبح

۴۵ — ۵ صبح گاہی : نعت، قوالی، بھجن
۲۵ — ۶ شہر صبا : برجو مہاراج
شمیم جے پوری کا کلام
رانی گرولا : وامق جونپوری کا کلام
۰۰ — ۷ ساز سنگیت : شکور خاں
سارنگی پر راگ رام کلی
۳۲ — ۹ کلاسیکی موسیقی
ڈاکٹر سمتی مشاٹکر : خیال

شب

۰۵ — ۱۱ بزم موسیقی : شکور خاں
سارنگی پر راگ مارو بہاگ
ڈاکٹر سمتی مشاٹکر : خیال نارائن

منگل ۸ دسمبر

صبح

۲۵ — ۶ شہر صبا : غلام عباس
حسرت موہانی اور داغ کا کلام
ریتا گنگولی : حفیظ جالندھری کا کلام
۳۰ — ۷ ساز سنگیت : پی ڈی سیت رشی
وائلن پر راگ بھٹیار
۳۲ — ۹ کلاسیکی موسیقی : شفیع احمد
خیال پہاڑی توڑی

شب

۰۰ — ۹ حسن غزل : ریتا گنگولی
حسرت موہانی کا کلام
۰۵ — ۱۱ بزم موسیقی : پی ڈی سیت رشی
وائلن پر راگ شام کلیان
شفیع احمد : خیال آناری

بدھ ۹ دسمبر

صبح

۴۵ — ۵ صبح گاہی : نعت، قوالی، شبد
۲۵ — ۶ شہر صبا : رونا لیلےٰ
ظفر اور فیض کا کلام
۳۰ — ۷ ساز سنگیت : راجندر پرسنا
بانسری پر راگ للت
۳۰ — ۹ بزم موسیقی : سلوچنا چترویدی

شب

۰۰ — ۹ حسن غزل : رونا لیلیٰ
داغ اور فیض کا کلام
۲۵ — ۹ سائنس میگزین : مدیر پروفیسر نواب حسن
آلودگی ایک انسانی مسئلہ : فیچر
۰۵ — ۱۱ بزم موسیقی : راجندر پرسنا
بانسری پر راگ باگیشوری
سلوچنا چترویدی
خیال : اڈانا کانڑا

جمعرات ۱۰ دسمبر

صبح

۲۵ — ۶ شہر صبا : انجلی بنرجی
سراج اور مجروح سلطانپوری کا کلام
۳۰ — ۷ ساز سنگیت : بھجن سوپوری
سنتور پر راگ توڑی
۳۲ — ۹ کلاسیکی موسیقی
شرافت حسین خاں : خیال جونپوری

شب

۰۰ — ۹ ڈرامہ
۰۵ — ۱۱ بزم موسیقی : بھجن سوپوری
سنتور پر راگ پوریہ کلیان
شرافت حسین خاں : خیال

جمعہ ۱۱ دسمبر

صبح

۴۵ — ۵ صبح گاہی : تلاوت قرآن و ترجمہ
قاری عبداللہ سلیم
نعت : بشیر احمد اور ہمنوا
۲۵ — ۶ شہر صبا : شانتی ہیرانند
کیفی اعظمی اور حمید لکھنوی کا کلام
راجندر مہتہ
ساحر ہوشیارپوری کا کلام
۳۰ — ۷ ساز سنگیت : زرین دارو والا
سرود پر راگ شاردا
۴۵ — ۸ ہم سے پوچھیے
۴۲ — ۹ آپ کے خط آپ کے گیت

شب

۴۵ — ۸ تقریر
۰۰ — ۹ حسن غزل : شانتی ہیرانند
قدر لکھنوی اور سراج لکھنوی کا کلام
۰۵ — ۱۱ بزم موسیقی : زرین دارو والا
سرود پر راگ جوگ
رسک لال اندھاریہ

ہفتہ ۱۲ دسمبر

صبح

۴۵ — ۵ صبح گاہی : نعت، قوالی، بھجن
۲۵ — ۶ شہر صبا : سیما شرما
حسن نعیم کا کلام
۳۰ — ۷ ساز سنگیت
جیا بوس : ستار پر سندھی بھیروی
۳۲ — ۹ ہلکی کلاسیکی موسیقی : افضل حسین جے پور
ٹھمری، بھیروی اور دادرا

شب

۰۰ — ۹ حسن غزل : سیما شرما
میر تقی میر اور مشیر جھنجھانوی کا کلام
۳۰ — ۹ نئی نسل نئی روشنی
۰۵ — ۱۱ بزم موسیقی : کمل سہگل کویتا سہگل
خیال
جیا بوس : ستار پر چھایا نٹ

اتوار ۱۳ دسمبر

صبح

۲۵ — ۶ شہر صبا : ستیش بترا
امیر قزلباش کا کلام
کمل ہنس پال : ساغر نظامی اور پورن سنگھ ہنر کا کلام
۳۰ — ۷ ساز سنگیت : اسد علی
وینا پر راگ جوگیہ
۰۰ — ۹ آؤ بچو! : بچوں کا پروگرام
(جمعہ کی دوبارہ نشریات)

شب

۰۰ — ۹ حسن غزل : کمل ہنس پال
اختر پوجا اور غالب کا کلام
۰۵ — ۱۱ بزم موسیقی : اسد علی خاں
وینا پر راگ کیدارہ
روشن آرا بیگم : خیال زرتابی

پیر ۱۴ دسمبر

صبح

۲۵ — ۶ شہر صبا : امرجیت
شکیل اور شاذ تمکنت کا کلام
اے۔ رمیش کمار : صبا افغانی اور عزیز وارثی کا کلام
۳۰ — ۷ ساز سنگیت : بسمر کنا چودھری
وائلن پر راگ بسنت مکھاری
۳۲ — ۹ کلاسیکی موسیقی : امینہ رائے
خیال بلاس خانی توڑی

شب

۴۵ — ۸ کلام شاعر
۰۰ — ۹ حسن غزل : امرجیت
فانی اور مومن کا کلام
۰۵ — ۱۱ بزم موسیقی : بسمر کنا دھر چودھری
وائلن پر راگ بھوپالی
امینہ رائے : خیال نٹ چندر

منگل ۱۵ دسمبر

صبح

۲۵ — ۶ شہر صبا
بشیر بدر اور رفعت سروش کا کلام
ہریش بھاردواج
فراق گورکھپوری کا کلام
۳۰ — ۷ ساز سنگیت
سرود پر امجد علی خاں
۳۲ — ۹ کلاسیکی موسیقی
اسد امانت علی خاں اور حامد علی خاں : خیال توڑی

شب

۴۵ — ۸ خط کے لیے شکریہ
۰۰ — ۹ حسن غزل : پرتیا بلبیر سنگھ
جاں نثار اختر اور فیض احمد فیض کا کلام
۰۵ — ۱۱ بزم موسیقی : امجد علی خاں : سرود
اسد امانت علی خاں اور حامد علی خاں : خیال
ترانہ راگ مالکونس

دہلی

میڈیم ویو: دہلی "الف" ۳۶۶۳ میٹر ۸۱۹ کلو ہرٹز، دہلی "ب" ۲۹۳۰۹ میٹر ۱۰۱۶ کلو ہرٹز
دہلی "ج" ۲۱۹۰۳ میٹر ۱۳۶۸ کلو ہرٹز، دہلی "د" ۲۴۶۰۹ میٹر ۱۲۱۵ کلو ہرٹز
شارٹ ویو: صبح ۶-۰۰ سے ۹-۱۵ تک ۹۰۱۵ میٹر ۲۲۳۵ کلو ہرٹز، صبح ۹-۱۵ کے بعد ۲۴۱۹ میٹر ۱۱۰ کلو ہرٹز
دوپہر ۵۰۱۳ میٹر ۶۲۳۰ کلو ہرٹز، شام ۴-۳۵ تک ۹۱۴۳ میٹر ۱۱۰ کلو ہرٹز
شام ۶-۰۰ سے بعد تک ۹۰۱۵ میٹر ۲۲۳۵ کلو ہرٹز

خبریں

دہلی الف عالمی خبریں ہندی اور انگریزی: صبح ۶-۰۰
ہندی میں خبریں: ۸-۰۰، ۱۱-۰۰، ۱-۰۵، ۲-۱۰
۵-۰۰ (صوبائی خبریں) ۶-۰۵، ۷-۰۵ (علاقائی خبریں)
۸-۴۵، ۱۱-۰۵ (عالمی خبریں)
انگریزی میں خبریں: دوپہر ۱۲-۰۰ سنسکرت میں خبریں صبح ۷-۰۰، شام ۶-۱۰
اردو میں خبریں: صبح ۸-۵۰، دوپہر ۱-۵۰ اور رات ۹-۱۵ (خبریں اور تبصرہ)
پنجابی میں خبریں: دوپہر ۱-۴۰

دہلی ب: ہندی میں خبریں: ۲-۴۵ (دھیمی رفتار سے)
انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰، ۱۰-۰۰، ۱-۰۰، ۲-۰۰، ۲-۲۰ (دھیمی رفتار سے)
۴-۰۰، ۶-۰۰، ۹-۰۰، ۱۱-۰۰ (عالمی خبریں)
پنجابی میں خبریں، صبح ۸-۳۰، شام ۷-۳۰، ہندی میں نیوز لیٹر: صبح ۹-۰۰ بجے
دہلی "د" ہندی میں خبریں شام ۷-۳۰ انگریزی میں خبریں: رات ۹-۱۵
کھیل کود کی خبریں شام: ۷-۰۰ (ہندی) رات ۸-۰۰ (انگریزی)

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

دہلی الف

صبح
۵-۵۵ وندے ماترم، منگل دھون
۶-۰۵ وندنا، کھیتی باڑی
۶-۳۰ کھیتی کی باتیں
۶-۳۵ رام چرت مانس
۶-۴۵ سوردھارا
۶-۵۵ آج کے پروگرام اور موسم
۷-۰۵ پرتی دھوری (سوائے اتوار)
۷-۲۰ چیتر پرسارن
۷-۲۵ ورندگان (سوائے پیر، منگل)
۷-۴۰ اردو مجلس (روزانہ)
۸-۰۰ اختتام (سوائے اتوار)

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی (سوائے اتوار)
۱۲-۱۵ سنگم سنگیت (سوائے اتوار)
۱۲-۳۰ بچوں کا پروگرام
(اتوار، منگل، جمعرات، جمعہ)
گرامین بہنوں کا پروگرام
(بدھ، جمعہ)
۲-۰۰ ایک ہی کلاکار (روزانہ)
۲-۳۰ چترپٹ سنگیت (روزانہ)
۲-۴۰ موسم اور اختتام (اتوار ۳-۳۰)
۶-۱۵ مقامی اطلاعات اور گم شدہ لوگوں کے لیے پروگرام
۶-۲۰ کرم سمباد (روزانہ)

۷-۰۰ کرشی جگت
۷-۳۰ پروگراموں کا اعلان، موسم
۷-۳۵ سامئیکی
۷-۴۵ وادیہ وادن
۱۱-۰۰ وادیہ وند
۱۱-۱۰ موسم اور اختتام

دہلی ب

صبح
۶-۰۰ وندے ماترم
۶-۰۲ انگریزی میں پروگرام (دوبارہ)
۶-۲۰ گیتکا (سوائے پیر)
۶-۳۰ سنگیت سوربھی
۸-۳۰ ۹-۳۰ پنجابی پروگرام
۹-۳۰ سبھ رس (سوائے بدھ)
۱۰-۰۲ اختتام (اتوار ۱۱-۰۰)

دوپہر
۳-۱۰ موسم کا حال (انگریزی میں)
۳-۱۵ اسپورٹس سروس
۵-۵۰ اخباروں کی رائے
۵-۵۵ آج کا پروگرام اور موسم کا حال
۶-۰۵ فوجی بھائیوں کے لیے پروگرام
۷-۰۰ پنجابی پروگرام
۷-۴۰ سار سنگیت
۷-۴۵ اردو مجلس
۸-۱۵ سماچار درشن (اتوار سے جمعہ)
پارلیمنٹ (منگل، جمعرات، ہفتہ)
نیوز ریل اسپورٹس (پیر)
۸-۲۵ سماچار پتروں سے
۹-۱۵ اسپاٹ لائٹ
(بعد میں سار سنگیت)
۹-۳۵ سنجیدہ موسیقی (اتوار کو ۱۰-۰۰)
۱۱-۰۵ موسم کا حال اور اختتام

دہلی د
یوواوانی

صبح
۷-۰۰ آج کا پروگرام (ہندی)
۷-۰۵ [illegible]
۷-۴۵ وگیان ورتا
۷-۵۰ وادیہ سنگیت / وادیہ وادن
۸-۰۰ شاستریہ سنگیت
۸-۲۵ ورندگان
۸-۳۰ مغربی موسیقی
۹-۰۰ اختتام (اتوار ۱۰-۰۰)

شام
۶-۵۵ آج کا پروگرام
۷-۰۵ محفل
۷-۵۰ [illegible] (ہندی) [illegible]
۸-۰۵ ان دی گروو [illegible]
۸-۵۰ [illegible] انگریزی [illegible]
۹-۰۰ [illegible]
۱۱-۰۰ اختتام

منگل یکم دسمبر

دہلی الف

صبح
۸-۱۰ آرتی رائے چودھری: گائن
۱۰-۳۰ وادیہ وند
۱۱-۰۲ پنا لال چورسیا: وائلن
۱۱-۳۰ مشتری بیگم: ٹھمری
۱۲-۰۲ لوک بھارتی: اڑیہ لوک گیت
۵-۰۵ گیان وگیان
۵-۴۰ آرتی رائے چودھری: گائن
۸-۰۰ ادیوگ منڈل
۸-۱۵ ہندی میں تقریر
۸-۳۰ سنسد سمیکشا
۹-۰۰ آرتی رائے چودھری: گائن
۹-۳۰ نروان: ذکیہ مشہدی کی کہانی کا ریڈیو عکس
مصنف: سستا بھٹناگر
ہدایت: ممتا گپتا
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا

دہلی ب

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
پنڈت ڈی، وی، پلسکر: گائن
۷-۵۰ سنگم: بنگلہ گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری: ہماچلی لوک گیت
۹-۱۵ اور ۲-۰۲ بجے
مہندر کور: شبد بھجن
۳-۳۰ پنا لعل چورسیا: وائلن

شام
۶-۴۵ اور ۸-۴۵ بجے
شبد
۸-۳۰ ٹوڈے ان پارلیمنٹ
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: تقریر (انگریزی)

بدھ ۲ دسمبر

دہلی الف

صبح
۸-۱۰ منی پرساد: گائن
۱۰-۳۰ وادیہ وند
۱۱-۰۲ موتی داس: سرود
۱۱-۳۰ تیج پال سنگھ: گائن
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
کنڑ لوک گیت
۵-۴۰ تیج پال سنگھ: گائن
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت
۸-۰۰ لوک جھونک

۸-۱۵ وگیان آلوک
۸-۳۰ سنسد سمیکشا
۹-۰۰ تیج پال سنگھ: گائن
۹-۳۰ چرچا کا وشے
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش پر شاستریہ سنگیت

دہلی ب

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
سنندہ پٹنائک: گائن
۷-۵۰ سنگم: گجراتی گیت
۹-۳۰ لوک مادھوری: ہریانوی لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵ اور ۲-۰۲ بجے
گکوا کھتر: گیت، بھجن اور غزلیں
۳-۳۰ انتا پورنی رام چندرن: گائن
۶-۴۵ اور ۸-۴۵ بجے
سگم سنگیت
۹-۳۰ یوواوانی سے انتخاب

جمعرات ۳ دسمبر

دہلی الف

صبح
۸-۱۰ نینا دیوی: ٹھمری، دادرا
۱۰-۳۰ وادیہ وند
۱۱-۰۲ ہری سنگھ اور ساتھی: شہنائی
۱۱-۳۰ نینا دیوی: ٹھمری، دادرا
۱۲-۰۲ لوک بھارتی: بنگلہ لوک گیت

شام
۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ
۵-۴۰ بال کاریہ کرم
۸-۱۵ ہندی میں تقریر
۸-۳۳ سنسد سمیکشا
۹-۰۰ نینا دیوی: ٹھمری
۹-۳۰ ڈاکٹر راجندر پرساد میموریل لیکچرز

دہلی ب

صبح
۷-۳۲ سنگیت سوربھی
کشوری امونکر: گائن
۷-۵۰ سنگم: مراٹھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
برج لوک گیت
۲-۱۵ اور ۲-۰۲ بجے
سگم سنگیت
۲-۳۰ کرناٹک سنگیت

شری نگم آرکاٹن: گائن
۶—۱۵ اور ۸—۴۵ بجے
سگم سنگیت
۸—۳۰ ٹوڈے ان پارلیمنٹ
۹—۳۰ انگریزی میں تقریر

جمعہ ۴ دسمبر

دھلی الف

صبح
۸—۱۰ شرن رانی، سرود
۱۰—۳۰ وادیہ وزند
۱۱—۰۲ اینتارلتے، گائن
۱۱—۳۰ شرن رانی: سرود
۱۲—۰۲ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت

شام
۵—۴۰ اینتارائے: گائن
۵—۵۵ گڑھوالی سنگیت
۸—۰۰ گاندھی چرچا
۸—۱۵ اولوکن
۸—۳۰ سندسیکھشا
۹—۰۰ شرن رانی سرود
۹—۳۰ ڈاکٹر راجندر پرساد
میموریل لیکچرز (حصہ دوم)

دھلی ب

صبح
۷—۳۰ سنگیت سوربھی
استاد فیاض خاں: گائن
۷—۵۰ سنگم: تامل گیت
۹—۱۰ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت
۳—۱۵ اور ۲۔۰—۴ بجے
صغیر احمد: غزلیں
۳—۳۰ اے این سنگھ شرما: گائن
۶—۴۵ اور ۴۵—۸ بجے
سگم سنگیت
۹—۳۰ اسپورٹس میگزین

ہفتہ ۵ دسمبر

دھلی الف

صبح
۸—۱۰ شنوکموراند: گائن
۱۰—۳۰ وادیہ وزند
۱۱—۰۲ وشنو پرستا اور ساتھی، شہنائی
۱۱—۳۰ اجیت سنگھ پنیل: گائن

۱۲—۰۲ لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت
۵—۴۰ شنو کموراند: گائن
۸—۰۰ سواستھ رکھشا
۸—۱۵ آج کے اتھتی
۸—۳۰ اس ہفتہ سنسد میں
۹—۰۰ شنو کموراند: گائن
۹—۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

دھلی ب

صبح
۷—۳۰ پنڈت اومکارناتھ ٹھاکر: گائن
۷—۵۰ سنگم: ملیالم گیت
۹—۱۰ لوک مادھوری
گڑھوالی لوک گیت
۳—۱۵ اور ۲۔۰—۴ پر
سگم سنگیت
۳—۳۰ سنگیت
۶—۴۵ اور ۴۵—۶ بجے
مہندر چوپڑہ: گیت بھجن غزلیں
۹—۳۰ آؤر گیسٹ ٹونائٹ

اتوار ۶ دسمبر

دھلی الف

صبح
۸—۱۰ گوپال کرشن: وچترووینا
۹—۰۰ بال کاریہ کرم
۱۰—۰۰ شانتی ہیرانند: ٹھمری، دادرا
۱۱—۰۲ یووا وانی سے
۱۱—۳۰ کرناٹک سنگیت
ایمنی شنکر شاستری: وینا
رائے کلیانی سندرم: مردنگم
۱۲—۱۵ جھلکی: منشی رام غلام
مصنف: پرہلاد نارائن رائے زادہ
۲—۳۰ انت ترت پرشن: آنند کمانی
کی سندھی کہانی کا ریڈیو عکس
مترجم اور ہدایت کار
بھارت رتن بھارگو
۵—۲۰ سنسکرت پاٹھ
۵—۲۵ ایمنی شنکر شاستری: وینا
۸—۰۰ رابندر سنگیت
۸—۱۵ ساہتیکی
۹—۰۰ گوپال کرشن: وچترووینا
۱۰—۰۰ پچھین

دھلی "ب"

صبح ۷—۳۰ سنگیت سوربھی

ایس این گلاٹی: وائلن
۷—۵۰ سنگم: اڑیہ گیت
۹—۱۵ اپنی نگری
۳—۱۵ اور ۲۔۰—۴ بجے
کے سی مہرہ: وائلن پر دھن
۳—۳۰ ایس این گلاٹی: وائلن
۶—۴۵ اور ۴۵—۸ بجے
پرسار گیت
۹—۳۰ کرنٹ افیرز

پیر ۷ دسمبر

دھلی الف

صبح
۸—۱۰ غلام حسین: گائن
۱۰—۳۰ وادیہ وزند
۱۱—۰۲ زندہ حسن: ٹھمری، دادرا
۱۱—۳۰ اجیت سنگھ: وچترووینا
۱۲—۰۲ لوک بھارتی: تامل لوک گیت
۱۲—۳۰ تروان: ذکیہ مشہدی کی کہانی
کا ریڈیو عکس
مترجم: شسما بھٹناگر
ہدایت: ممتا گپتا
۵—۴۰ زندہ حسن: ٹھمری، دادرا
۸—۰۰ سواستھ رکھشا
۸—۱۵ اجیت سنگھ: وچترووینا
۹—۰۰ سبدھ سنگیت
۹—۳۰ نیشنل پروگرام
تقریر (ہندی)
آدی واسی جیون
سمسیا اور سمادھان
ساماجک بکھیش: تقریر
۹—۴۵ سبدھ سنگیت
۱۰—۰۰ سنگیت سبھا
جگن ناتھ اور ساتھی: شہنائی

دھلی ب

صبح
۷—۳۲ سنگیت سوربھی
نیاز احمد اور فیاض احمد: گائن
۷—۵۰ سنگم: سندھی سنگیت
۹—۱۰ لوک مادھوری
بھوجپوری لوک گیت
۳—۱۵ اور ۲۔۰—۴ بجے
چندرکانت گپتا: بھجن
۳—۳۰ غلام حسین: گائن
۶—۴۵ اور ۴۵—۸ بجے

پریتا بلبیر سنگھ: گیت، غزلیں
۹—۳۰ انگریزی میں تقریر

منگل ۸ دسمبر

دھلی الف

۸—۱۰ شفیع احمد: گائن
۱۰—۳۰ وادیہ وزند
۱۱—۰۲ رادھے راج: گائن
۱۱—۳۰ چنتامنی جین: جل ترنگ
۱۲—۰۲ لوک بھارتی: آسامی لوک گیت
۵—۴۰ شفیع احمد: گائن
۸—۰۰ ادیوگ منڈل
۸—۱۵ وگیان وارتا
۸—۳۰ ٹھمری
۹—۰۰ شفیع احمد: گائن
۹—۳۰ لکشمن ریکھا: ناٹک
ماہانہ انتخاب
ہدایت: اپیندرنا تھ اشک
۱۰—۰۰ سنگیت سبھا

دھلی ب

صبح
۷—۳۰ سنگیت سوربھی
چنتامنی جین: جل ترنگ
۷—۵۰ سنگم: بنگلہ گیت
۹—۱۰ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت
۳—۱۵ اور ۲۔۰—۴ بجے
کرناٹک سنگیت
۳—۳۰ رادھے راج: گائن
۶—۴۵ اور ۴۵—۸ بجے
مدن بالا سندھو
شبد اور پنجابی گیت
۹—۳۰ نیشنل پروگرام
تقریر (انگریزی)

بدھ ۹ دسمبر

دھلی الف

صبح
۸—۱۰ یعقوب علی خاں: سرود
۱۰—۳۰ وادیہ وزند
۱۱—۰۲ اے رمیش کمار: ٹھمری، دادرا
۱۱—۳۰ یعقوب علی خاں: سرود
۱۲—۰۲ لوک بھارتی
ملیالم لوک گیت
۵—۴۰ اے رمیش کمار: ٹھمری، دادرا

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت
۸-۰۰ جھلکی: منشی رام غلام
مصنف: پرہلاد نارائن
رائے زادہ
ہدایت کار: دینا ناتھ
۸-۱۵ گلیان آلوک
۸-۲۵ سبدھ سنگیت
۹-۰۰ یعقوب علی خاں: سرود
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
واسودیو دیش پانڈے: گائن

دہلی ب

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
جتیندر ابھی شیکھی: گائن
۷-۵۰ سنگم: گجراتی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
مالوی لوک گیت
۳-۱۵ اور ۴-۰۲ بجے
سگم سنگیت
۳-۳۰ سرسوتی کشتیکھر: گائن
۶-۴۵ اور ۸-۴۵ بجے
لکشمی داس سندھو: غزلیں
اور ملتانی کافی
۹-۳۰ یووا وانی سے انتخاب

جمعرات ۱۰ دسمبر

دہلی الف

صبح
۸-۱۰ رما رانی بھٹاچاریہ: گائن
۱۰-۳۰ وادیہ ورند
۱۱-۰۲ غلام دستگیر خاں: ستار
۱۱-۳۰ رما رانی بھٹاچاریہ: گائن
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
کیکنی لوک گیت
۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ
۵-۴۰ بال کاریہ کرم
۸-۱۵ ہندی میں تقریر
۸-۴۰ سبدھ سنگیت
۹-۰۰ رما رانی بھٹاچاریہ: گائن
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: فیچر
۱۰-۰۰ سنگیت
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
سبارائے: گائن

دہلی ب

صبح
۷-۳۲ سنگیت سوربھی
غلام دستگیر خاں: ستار
۷-۵۰ سنگم: مراٹھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
برج لوک گیت
۳-۱۵ اور ۴-۰۲ بجے
اجیت کمار بنرجی
بنگلہ لوک گیت
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
سبارائے: گائن
۶-۴۵ اور ۸-۴۵
پشپا رانی: گیت، بھجن
۹-۳۰ انگریزی میں تقریر

جمعہ ۱۱ دسمبر

دہلی الف

صبح
۸-۱۰ غلام تقی خاں: گائن
۱۰-۳۰ وادیہ ورند
۱۱-۰۲ پرکاش این سکینہ: بانسری
۱۱-۳۰ غلام تقی خاں: گائن
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت
۵-۴۰ سبدھ سنگیت
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت
۸-۰۰ گاندھی چرچا
۸-۱۵ اولوکن
۸-۲۵ ٹھمری
۹-۰۰ غلام تقی خاں: گائن
۹-۳۰ خاص سہ ماہی ناٹک: رابیہ
پنڈت آنند کمار کے ناول کا ریڈیو
شکس
مصنف: مدرا راکھشش
ہدایت: ستیا شو بھارڈی
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
جے وی سبرامنیم: گائن

دہلی ب

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
ریلا مورے: ٹھمری
۷-۵۰ سنگم: تیلگو لوک گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت
۳-۱۵ اور ۴-۰۲ بجے
جے شری امرل: گیت، بھجن
۳-۳۰ جے وی سبرامنیم: گائن
۶-۴۵ اور ۸-۴۵ داس: گیت، غزل
۹-۳۰ ان پرس پیکنگ
انگریزی میں پروگرام

ہفتہ ۱۲ دسمبر

دہلی الف

صبح
۸-۱۰ سمتی مٹا تکر: گائن
۱۰-۳۰ وادیہ ورند
۱۱-۰۲ علاؤالدین خاں: اسراج
۱۱-۳۰ نصیرالدین خاں گورے: گائن
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت
۵-۴۰ سمتی مٹا تکر: گائن
۸-۰۰ سواستھ رکھشا
۸-۱۵ آج کے اتھتی
۸-۳۰ نصیرالدین خاں گورے: گائن
۹-۰۰ سمتی مٹا تکر: گائن
۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

دہلی ب

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم: کنڑ گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
کشمیری لوک گیت
۳-۱۵ اور ۴-۰۲
سگم سنگیت
۳-۳۰ علاؤالدین خاں: اسراج
۶-۴۵ اور ۸-۴۵ بجے
راجندر کمار کاچرو: گیت، غزل
۹-۳۰ آور گیسٹ ٹونائٹ

اتوار ۱۳ دسمبر

دہلی الف

۸-۱۰ مہندر شرما: گائن
۹-۰۰ بال کاریہ کرم
۱۰-۰۰ دیوبرت چودھری: ستار
۱۱-۰۲ یووا وانی سے
۱۱-۳۰ مادری منگلم راجندرن: گائن
کے لکشمی نارائن شاستری: وائلن
۱۲-۱۵ جھلکی: آنے والا
مصنف: سراج انور
ہدایت کار: دینا ناتھ
۲-۳۰ رابیہ: پنڈت آنند کمار کے ناول
کا ریڈیو شکس
مترجم: مدرا راکھشش
۵-۲۰ سنسکرت پاٹھ
۵-۲۵ کرناٹک سنگیت
مادری منگلم رام چندرن: گائن
۸-۰۰ رابندر سنگیت
۸-۱۵ ساہتیکی
۹-۰۰ سبدھ سنگیت
۹-۳۰ سنگیت پتریکا
۱۰-۰۰ چین

دہلی ب

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
جگدیش موہن: جل ترنگ
۷-۵۰ سنگم: آسامی گیت
۹-۱۵ اپنی نگری
۳-۱۵ اور ۴-۰۲ بجے
رمیش ڈانگی: وائلن پردمن
۳-۳۰ جگدیش موہن: جل ترنگ
۶-۴۵ اور ۸-۴۵ بجے
پرسار گیت
۹-۳۰ کرنٹ افیرز

پیر ۱۴ دسمبر

دہلی الف

صبح
۸-۱۰ پرکاش وڈھیرا: بانسری
۱۰-۳۰ وادیہ ورند
۱۱-۰۲ بھوپیندر سیتل: گائن
۱۲-۳۰ لکشمن ریکھا: ناٹک
مصنف: اوپیندر ناتھ اشک
۵-۴۰ پرکاش وڈھیرا: بانسری
۸-۰۰ سواستھ رکھشا
۸-۱۵ مصطفیٰ رضا: وچتر وینا
۹-۰۰ پرکاش وڈھیرا: بانسری
۹-۳۰ نیشنل پروگرام
تقریر (ہندی)
۹-۴۵ سبدھ سنگیت
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
نصیر ظہیر الدین ڈاگر، نصیر فیاض
الدین ڈاگر: دھرپد گائن

دہلی ب

صبح
۷-۳۲ سنگیت سوربھی

بیونڈرسیتل: گائن
۷—۵۰ سنگم: سندھی گیت
۹—۱۰ لوک ماڈھوری
اودھی لوک گیت
۳—۱۵ اور ۴—۰۲
لجیا بھاٹیہ: سندھی گیت
۳—۳۰ سبدھ سنگیت
۳—۳۵ ٹھمری
۴—۳۵ اور ۸—۴۵ بجے
شری رام: غزلیں
۹—۳۰ انگریزی میں تقریر

منگل ۱۵ر دسمبر

دہلی الف
۸—۱۰ چین کی بین: سنطور
۱۰—۳۰ وادیہ وِرند
۱۱—۰۲ میرابائی دیش پانڈے: گائن
۱۱—۳۰ اشتیاق حسین: سارنگی
۱۲—۰۲ لوک بھارتی
اڑیہ لوک گیت
۵—۰۵ گیان وگیان
۵—۴۰ میرابائی دیش پانڈے: گائن
۸—۰۰ اوئیوگ منڈل
۸—۱۵ ہندی میں تقریر
۸—۳۰ ٹھمری
۹—۰۰ میرابائی دیش پانڈے: گائن
۹—۳۰ گائتری: ناٹک
مصنف: بی۔ ایس بھٹناگر
ہدایت: ستیندر شرت
۱۰—۰۰ سنگیت سبھا

دہلی ب
۷—۳۰ سنگیت سدبھی: ٹھمری
۷—۵۰ سنگم: بنگلہ گیت
۹—۱۰ لوک ماڈھوری
ہماچلی لوک گیت
۳—۱۵ اور ۴—۰۲
بینا چٹرجی: بھجن
۳—۳۰ اشتیاق حسین: سارنگی
۴—۳۵ اور ۸—۴۵ بجے
نیلم ساہنی: شبد، غزل
۹—۳۰ نیشنل پروگرام
تقریر (انگریزی)

لکھنؤ

میڈیم ویو لکھنؤ (الف) [illegible] میٹر [illegible] کلوہرٹز
لکھنؤ (ب) [illegible] میٹر [illegible] کلوہرٹز
شارٹ ویو لکھنؤ [illegible] میٹر [illegible] کلوہرٹز صبح [illegible] اور شام اوقات
لکھنؤ : [illegible] میٹر [illegible] کلوہرٹز صبح ۸—۰۰ کے بعد
لکھنؤ : [illegible] میٹر [illegible] کلوہرٹز دوپہر کے بعد

خبریں

ہندی انگریزی: ۶—۰۰ بجے (ریاستی خبریں)
ہندی: صبح [illegible]، دوپہر [illegible] اور ۲—۰۱ بجے، شام [illegible]، شب [illegible] اور [illegible] بجے
انگریزی: صبح [illegible]، دوپہر [illegible]، شب ۹—۰۰ اور ۱۱—۰۰ بجے
سنسکرت: صبح ۷—۰۰ بجے اور شام ۷—۱۰ بجے
اردو: صبح ۸—۵۰ اور شب ۹—۱۵ بجے
ہیڈلائنز: ہندی: صبح ۹—۰۰ بجے، علاقائی خبریں: صبح ۹—۰۵ بجے
اردو میں علاقائی خبریں: دوپہر [illegible] بجے، پارلیمنٹ سماچار: صبح، شام [illegible] بجے

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۵—۵۵ وندے ماترم / منگل دھونی
۶—۰۵ کرشی چرچا اور موسم کا حال
۶—۳۰ آرادھنا
۶—۳۵ گاندھی چرچا (بدھ)
۶—۵۰ چاند نمد (جمعہ کے علاوہ)
۶—۵۵ آج کا کاریہ کرم اور موسم کا حال
۷—۰۵ بانسری گان
۷—۱۵ آپ کے آس پاس، لیکچر (اتوار)
۷—۳۰ سنسکرت شکشا (پیر، جمعرات)
نگرشک (منگل، بدھ، ہفتہ)
۸—۲۰ لوک گیت
۸—۳۰ اردو پروگرام
۹—۱۰ اس ماہ کے گیت (اتوار)
۹—۱۵ پتر کیت رضیہ واد (اتوار)
۹—۳۰ بھینٹ واریاں (اتوار)
۹—۴۰ بال سنگم (اتوار)
۱۰—۳۰ ریڈیو سنگیت سبھا (اتوار)
۱۱—۳۰ اختتام
دوپہر
۱۲—۰۰ بہاراس (اتوار)
۱۲—۱۰ بہار [illegible]
اتوار اور چھٹیوں کے علاوہ
۱۲—۳۰ کاریہ شیل مہلاؤں کیلئے (اتوار)
لے جیوتی [illegible] (پیر)

سپرسس (بدھ)
چتر پٹ [illegible] (جمعرات، جمعہ)
۱—۱۰ آج کی بات (اتوار)
گیتانجلی (پیر اور جمعرات)
گرہ شوبھی (منگل، جمعہ)
راگ رنگ (ہفتہ)
۱—۲۵ لوک گیت (اتوار)
۱—۳۰ جوانوں کے لیے
۲—۳۰ وگیان اور کسان
۲—۳۵ موسم کا حال اور اختتام
شام
۵—۰۰ دیہاتی گان ۵—۲۰ لوک گیت
۵—۳۰ مقامی اطلاعات اور موسم کا حال
۶—۰۰ گم شدہ افراد سے متعلق اطلاعات
۶—۱۵ شرک سیبا کرشی (اتوار)
مزدور منڈل (اتوار کے علاوہ)
۶—۲۵ آج اور کل کے کاریہ کرم
۶—۳۰ کسانوں کے لیے
(منگل، جمعہ کے علاوہ)
دیہاتی سبھا پر گوشٹی (منگل، جمعہ)
۷—۳۰ پرواوانی
شب
۸—۰۰ ہندی تقریر
(اتوار، پیر، بدھ، جمعرات، جمعہ)

۹—۳۰ انگریزی تقریر (اتوار، بدھ)
۹—۳۵ بھارت بھاشتی (منگل)
۹—۵۰ گیت سنگیت (اتوار)
پریوار کلیان پر گوشٹی (بدھ)
۱۰—۰۰ ساہتیکی (جمعہ اور ہفتہ پیر کو)
۱۱—۱۰ موسم کا حال اور اختتام

لکھنؤ ب
صبح
۵—۵۵ لکھنؤ الف کے مطابق
۷—۳۵ اختتام
۸—۰۰ لکھنؤ الف کے مطابق
۹—۳۰ اختتام
۹—۳۵ لکھنؤ الف کے مطابق (اتوار)
دوپہر
۱۲—۰۰ لکھنؤ الف کے مطابق
۲—۳۵ اختتام
شام
۵—۰۰ لکھنؤ الف کے مطابق
۵—۳۵ آشا تن پروگرام
(لکھنؤ اور نجیب آباد)
۶—۳۵ لکھنؤ الف کے مطابق
شب
۱۱—۱۰ اختتام

منگل یکم دسمبر

صبح
۸—۳۰ اردو پروگرام: میگزین پروگرام
مذہب اور اخلاقی قدریں: بات چیت
افسانہ: رتن سنگھ
۹—۱۰ وگیان چرچا: پریم کی نرالی بھاشا
بات چیت

رات
۸—۰۰ سنسکرت پروگرام
۱۰—۰۰ منگل شب کی موسیقی

بدھ ۲ر دسمبر

صبح
۷—۴۵ ساز غزل
۸—۳۰ اردو پروگرام: سائنس تحقیق
بیماریوں کی تشخیص کیلئے: بات چیت

رنگ تغزل
۹—۳۰ "برٹ از ناٹ انڈ ہیرٹی"
انگریزی میں انٹرویو
۱۰—۰۰ "ٹائپ رائٹر": ڈرامہ
مصنف: ارمل کمار تھیلیال

جمعرات ۳ر دسمبر

صبح
۸—۳۰ اردو پروگرام: طرحی شعری نشست
مصرع طرح:-
"حیات ذوقِ سفر کے سوا کچھ اور نہیں"
شرکاء: عشرت ظفر، شاہد فریدی،
احمد میرٹھی اور کیف رضوی
شب
۹—۳۰ علاقائی موسیقی کا نیشنل پروگرام
۱۰—۳۰ شاستریہ سنگیت

جمعہ ۴ر دسمبر

صبح
۷—۳۰ سورولیا: ہندی میں نظم خوانی
۸—۳۰ اردو پروگرام: میگزین پروگرام
ماضی اور حال کے آئینہ میں: ہردوئی
وجاہت علی سندیلوی کی بات چیت
کلام شاعر
شب
۵—۴۵ اور رات ۸—۱۵
سنگم سنگیت
۹—۳۰ "پھول کھل اٹھے": نوٹنکی
کرن لکھنوی
۱۰—۳۰ شاستریہ سنگیت

ہفتہ ۵ر دسمبر

صبح
۸—۳۰ اردو پروگرام: خواتین کیلئے
"ہم پر الزام ہے" شوہر کو مرید بنانے کا
مزاحیہ بات چیت: انیس نصرت
نظم: "بچوں کی ضدیں"
بات چیت: ناہید عمر
۹—۱۰ شاستریہ سنگیت
شب
۹—۳۰ کلاسیکی موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۶ر دسمبر

صبح
۸—۳۰ اردو پروگرام: محاذ زندگی

رامپور

۳۳۳٫۶۲۰ میٹر (۹۱۰ کلو ہرٹز)

خبریں

عالمی خبریں: ہندی: صبح ۶—۰۰ تا ۶—۱/۲ انگریزی: صبح ۷—۰۲ تا ۹—۰۵
ہندی میں خبریں: صبح ۸—۰۰، دوپہر ۱—۰۵ اور ۲—۱۰، شام ۶—۰۵، رات ۸—۴۵
ہندی میں علاقائی خبریں: صبح ۷—۰۹ علاقائی جھلکی: صبح ۹—۰۵ پارلیمنٹ سماچار: شام ۷—۳۰
انگریزی میں خبریں: صبح ۸—۱۰، دوپہر ۲—۰۰، رات ۹—۰۰ اردو میں خبریں: صبح ۸—۰۵ اور رات ۹—۱۵

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

پہلی مجلس

صبح

۵—۵۵ وندے ماترم: آربھک اُدگھوشنا، منگل دھونی
۶—۲۵ آج کا چنتن (علاوہ جمعہ)
جمعہ: گاندھی چرچا
۶—۳۰ سنو! کسانوں
۶—۵۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷—۱۵ روزگار سماچار
۷—۳۰ سماشا شکشا (علاوہ جمعہ و اتوار)
جمعہ: کاویہ سوربھ
اتوار: آج اتوار ہے
۷—۴۵ سنسکرت پروگرام (ہر جمعرات کو)
درپن (ہر جمعہ کو)
سگم سنگیت (صرف پیر، منگل، بدھ اور ہفتہ کو)
۸—۲۰ لوک گیت
۸—۳۰ اردو پروگرام (ہر جمعہ کو)
۹—۱۰ تا ۱۰—۰۰
بال جگت (ہر اتوار کو)

دوسری مجلس

دوپہر

۱۲—۳۰ آپ کے لیے (ہر اتوار کو)
فلمی قوالی (ہر پیر کو)
آپکی پسند (ہر منگل اور جمعرات کو)
سورسنگم (ہر بدھ کو)
دھنک (ہر جمعہ کو)
ترنگ (ہر ہفتہ کو)
۱۲—۴۵ آپکی چٹھی ملی (ہر اتوار کو)
۱—۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
۱—۱۰ پریوار جگت (ہر اتوار کو)
مہیلا جگت (ہر پیر کو)
دھرتی گاتی ہے
(پہلے، تیسرے اور پانچویں منگل کو)
پنچاں راگ
(دوسرے اور چوتھے منگل کو)
گرامین مہیلاؤں کے لیے
(ہر بدھ کو)
گنگا (ہر جمعرات کو)
نعت اور قوالی (ہر جمعہ کو)
سواستھ سندیش (ہر سنیچر کو)
۱—۳۰ کسانوں کے لیے (ہر سنیچر کو)
۲—۲۰ چترپٹ سنگیت (ایک ہی کلاکار)
۲—۳۵ آس پاس (ہر اتوار کو)

تیسری مجلس

شام

۶—۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
۶—۱۰ علاقائی سوچنائیں
۶—۳۰ یووا وانی
۷—۰۰ کرشی جگت
۷—۳۵ پارلیمنٹ کی کارروائی و ترقیات (ہر اتوار کو)
اردو پروگرام (ہر پیر کو)
انگریزی تقریر (پہلے اور تیسرے بدھ کو)
آپکے بھیجے ہوئے سوالوں کے جواب (ہر بدھ کو)
شہریوں کے حقوق (ہر بدھ کو)
آپکی چٹھی ملی (ہر جمعرات کو)
نیچے پہنتے (ہر جمعہ کو)
ہندی تقریر (ہر سنیچر کو)
۸—۰۰ سگم سنگیت (علاوہ اتوار اور منگل)
اتوار: جوتیہار
منگل: سنسکرت پروگرام
۸—۱۵ پارلیمنٹ سماچار ریڈیو (ہر اتوار کو)
شاستریہ سنگیت (ہر پیر، بدھ، جمعرات اور ہفتہ کو)
۸—۲۰ وادیہ وند (ہر منگل کو)
۸—۳۰ ساز اور آواز
۹—۳۰ چارچیت (ہر اتوار کو)
ناٹک (ہر جمعہ کو)
۹—۴۵ آپکی پسند (ہر اتوار کو)
وادیہ وند (ہر پیر اور منگل کو)
۱۰—۰۰ وچار دھارا (ہر دوسرے پیر کو)
ققنت (ہر تیسرے پیر کو)
محفل (دہانچوالی پیر)

منگل یکم دسمبر

صبح

۷—۴۵ طلعت محمود: غزلیں
۸—۲۰ اوشا اگروال: لوک گیت

دوپہر

۱—۴۰ لکشمی داس سندھو: ٹھمری، دادرا

شام

۶—۳۰ یووا وانی: 'پری کرما'
بھینٹ وارتاؤں پر مبنی پروگرام
میری پسند
۷—۰۰ کرشی جگت
خطوں کے جواب
بھینٹ وارتا: دریندر سنگھ

بدھ ۲ دسمبر

صبح

۷—۴۵ اور رات ... ۸ بجے
کیسٹ: غزلیں
۸—۲۰ بسنتا جوشی: لوک گیت
۱—۱۰ آنچل: اچار اور بڑی
بھینٹ وارتا: ممتا کرشن
"عورتیں ترقی کے کاموں میں آگے آئیں"
بھینٹ وارتا: سرن بھیشوری
۱—۴۰ اروند پارکھ: ستار وادن

شام

۶—۳۰ یووا وانی

ادبی کارناموں پر مبنی فیچر
تحریر: ڈاکٹر انیس اشفاق

دوپہر

۱—۱۰ آج اتوار ہے
اوپر والے نیچے والے: جھلکی
مصنف: چندر پربھا بھٹناگر

شب

۸—۰۰ پستک سمیکشا
۹—۵۰ گیت سنگیت

پیر ۷ دسمبر

صبح

۸—۳۰ اردو پروگرام: کیا فلم بینی سے سماجی برائیوں کو بڑھاوا مل رہا ہے؟: مباحثہ
شرکا: شائستہ حسن، ایم اے حفیظ اور سردار کرم جیت سنگھ
۹—۱۰ شاستریہ سنگیت

شام

۵—۴۵ رویندر سنگیت
۱۰—۰۰ ساہتیکی

منگل ۸ دسمبر

صبح

۸—۳۰ اردو پروگرام: میگزین پروگرام
میرا بھی زمانہ تھا: ڈالی گنج
شمس تبریز خاں کی بات چیت
افسانہ: نزہت فاطمہ
۹—۱۰ وگیان چرچا
۸—۰۰ سنسکرت پروگرام

شب

۸—۰۰ سنسکرت پروگرام
۱۰—۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۹ دسمبر

صبح

۷—۴۵ ساز غزل: غزلوں کا خاص پروگرام
۸—۳۰ اردو پروگرام: مزاحیہ محفل
۹—۱۰ شاستریہ سنگیت

دوپہر

۱۲—۰۰ سنسکرت گیتم

شب

۱۰—۰۰ "چھوٹا ڈاکٹر": ڈرامہ
مصنف: دیویندر ناتھ مصر "نرگن"
ترجمہ: اودھ بہاری لال

جمعرات ۱۰ دسمبر

صبح

۸—۳۰ اردو پروگرام
بستیاں ہماریاں: قصبہ کٹرا
تمثیلی فیچر
انٹرویو اور اسپاٹ آبزرویشن پر مبنی
ترتیب پیشکش: ایس ایم زاہد فاخری
۹—۱۰ شاستریہ سنگیت

شب

۸—۰۰ مالوا دھیکار دِوس: مالو مہان
ہندی میں بات چیت
۸—۱۵ سگم سنگیت

جمعہ ۱۱ دسمبر

صبح

۷—۳۰ سورویلا: ہندی میں نظم خوانی
۸—۳۰ اردو پروگرام: کتابوں کی باتیں
اردو کتابوں پر سہ ماہی تبصرہ
مبصر: پروفیسر نورالحسن ہاشمی
کلام شاعر: محمد علی موج

شب

۸—۰۰ دیکھی سنی بات: ہندی میں بات چیت
۹—۱۰ "کچی پتھ": ڈرامہ
مصنف: الاچندر جوشی
ترجمہ: راجیندر تیواری

ہفتہ ۱۲ دسمبر

صبح

۸—۳۰ اردو پروگرام: بچوں کے لیے
اخبار کی کہانی: فیچر
شوکت عمر
پیشکش: کماری اما چکبست
۹—۱۰ شاستریہ سنگیت

دوپہر

۱—۱۰ راگ رنگ

شب

۸—۰۰ وگیانکی
۹—۳۰ کلاسیکی موسیقی کا قومی پروگرام

اتوار ۱۳ دسمبر

صبح

۷—۴۵ اور شام ۵—۴۵ پر
سگم سنگیت

(آگے ص ۴۶ پر)

کھیل پتریکا، کھیل جگت
۷—.. کرشی جگت
مینتھا کی جڑوں کا رکھ رکھاؤ
بھینٹ وارتا : جی، ایس، تنجر
۷—۴۵ "ٹوورڈس گڈ ایڈمنسٹریٹو افیشینسی"
انگریزی میں مباحثہ

جمعرات ۳ر دسمبر

صبح
۸—۲۰ نیرجا پنت : لوک گیت
دوپہر
۱—۴۰ اور رات ۱۵—۸
پروین سلطانہ : گائن
شام
۶—۳۰ یووانی : کلام شاعر، یووا پسند
۷—.. کرشی جگت
پروگرام کارخانوں سے
۸—.. جوئبار : شوبھا ماتھر : غزلیں

جمعہ ۴ر دسمبر

صبح
۸—۲۰ گیان وتی سکسینہ اور سکھیاں
لوک گیت
دوپہر
۱—۴۰ اور رات ۱۵—۸ پر
پنڈت جسراج : گائن
شام
۶—۳۰ یووادانی : سرگم
خطوں کے جواب
۷—.. کرشی جگت
انڈے دینے والی مرغیوں کی دیکھ بھال
تقریر : ڈاکٹر اے، بی، جھا
۸—.. محبوب ظفر اور ساتھی : قوالی

۹—۳۰	"ٹوٹا ہوا وہ" ناٹک مصنف : زبیر رضوی پیشکش : جوالا پرشاد

ہفتہ ۵ر دسمبر

صبح
۷—۴۵ اور رات ..—۸ پر
لتا منگیشکر : سگم سنگیت
۸—۲۰ رجنی ماتھر : لوک گیت

شام
۶—۳۰ یوادانی
۷—.. کرشی جگت
بھینٹ وارتا : ڈی، پی، سنگھ
۸—۱۵ نثار حسین : طبلہ، سولو

اتوار ۶ر دسمبر

صبح
۸—۲۰ مردولا سکسینہ، سندیش آریہ
سروج شریواستو : لوک گیت
دوپہر
۱—۱۰ پریوار جگت : سنواد
اترے ہوئے کپڑوں کا استعمال
دنود وارتا، گیت اور غزل
شام
۶—۳۰ یووادانی : سرگم
۷—.. کرشی جگت : خطوں کے جواب
بھینٹ وارتا : ارجن رائے
۸—.. سخاوت حسین : غزلیں
۹—۳۰ سرفراز حسین اور ساتھی
چہار بیت

پیر ۷ر دسمبر

صبح
۷—۴۵ اور رات ..—۸
جمیل احمد : سگم سنگیت
۸—۲۰ انوپم شریواستو : لوک گیت
دوپہر
۱—۱۰ بندیا : ناٹیکا 'بدھائی ہو'
تقریر، گیت اور غزل
۱—۴۰ اور رات ۱۵—۸ پر
سودیپ کمار مترا : گٹار وادن
شام
۶—۳۰ یووادانی : کہانی، کلام شاعر
۷—.. کرشی جگت : پری چرچا
شرکار : ڈاکٹر پشکرناتھ بھٹ
ڈاکٹر اشوک میترے
چندر پرکاش ماتھر

منگل ۸ر دسمبر

صبح
۷—۴۵ محمد رفیع : گیت، بھجن
۸—۲۰ نوتن سکسینہ : لوک گیت
دوپہر
۱—۱۰ لکشمی شنکر، نرملا ارون : ٹھمری



آکاشوانی رام پور سے نشر منظوم سمپوزیم کے شرکار (بائیں سے)
زبیر رضوی، رونق رضا، جلیل خاں نعمانی، وحشی بدایونی اور حفیظ آتش

شام
۶—۳۰ یووادانی : پری کرما، میری پسند
۷—.. کرشی جگت : خطوں کے جواب

بدھ ۹ر دسمبر

صبح
۷—۴۵ اور رات ..—۸ پر
مدن موہن گوسوامی : غزلیں
۸—۲۰ شوبھا بھٹناگر : لوک گیت
دوپہر
۱—۱۰ آنچل : بھینٹ وارتا
پریم لتا اگروال، سندھیا مترا اور
راج کمار بھلّہ
۱—۴۰ اور رات ۱۵—۸ پر
بھیم سین جوشی : گائن
شام
۶—۳۰ یووادانی : وگیان پتریکا
"سائنس کی دنیا"
۷—.. کرشی جگت
بھینٹ وارتا : حکم سنگھ

جمعرات ۱۰ر دسمبر

صبح
۸—۲۰ سروج ماتھر : لوک گیت
دوپہر
۱—۴۰ اور رات ۱۵—۸ پر
اسد علی خاں : رودر وینا
شام
۶—۳۰ یووانی : کلام شاعر، یووا پسند
۷—.. کرشی جگت
پروگرام گاؤں کے بازار سے

۸—.. جوئبار : شجاعت حسین خاں
غزلیں

جمعہ ۱۱ر دسمبر

صبح
۸—۲۰ روبی رستوگی اور سکھیاں
لوک گیت
دوپہر
۱—۴۰ اور رات ۱۵—۸ پر
شام
۶—۳۰ یووادانی : سرگم
خطوں کے جواب
۷—.. کرشی جگت : وارتا
ڈاکٹر ٹی، سی، جوہری
۸—.. غلام صابر اور ساتھی : غزلیں

ہفتہ ۱۲ر دسمبر

صبح
۷—۴۵ اور رات ..—۸ بجے
شیام موہن : بھجن، گیت اور غزل
۸—۲۰ پریم شیل بھٹناگر : لوک گیت
شام
۶—۳۰ یووادانی : کلام شاعر
۷—.. کرشی جگت : پھل دار پودوں کی
حفاظت : بھینٹ وارتا
بدری پرساد گیتا
۸—۱۵ بسنت راؤ دنیش پانڈے : گائن

اتوار ۱۳ر دسمبر

صبح
۸—۲۰ آر، بی، ترپاٹھی

دوپہر
۱۲-۳۰ آپ کیلئے: کیا سے کیا ہوگیا، جھلکی
مصنف: دنیش بھارتی
پیشکش: جوالا پرشاد
۱-۱۰ پریوار جگت: تقریر
گھر کے بڑے بوڑھے اور نئی پیڑی کے تعلق'

شام
۶-۳۰ یوواوانی: سرگم
۷-۰۰ کرشی جگت: خطوں کے جواب
۸-۰۰ روناایلے' سگم سنگیت
۹-۳۰ لیاقت حسین اور ساتھی چہار بیت

پیر ۱۴ دسمبر

صبح
۷-۴۵ اور رات ۔۔ ۸ پر
موتی بیگم: غزلیں
۸-۲۰ اوماشنکر پنکج: لوک گیت

دوپہر
۱-۱۰ 'بندیا': خطوں کے جواب
ولود وارتا
کیا کہوں کہا نہیں جائے
گیت اور غزل
۱-۴۰ استاد امیر خاں: گائن

شام
۶-۳۰ یوواوانی: کہانی
کلام شاعر (ہندی)
۷-۰۰ کرشی جگت
بھینٹ وارتا: راج پال سہگل
۸-۱۵ عبدالحیٔ: ٹھمری، دادرا

منگل ۱۵ دسمبر

صبح
۷-۴۵ خالد: غزلیں
۸-۲۰ ریکھا شرونیا: لوک گیت

دوپہر
۱-۴۰ محمد یسین: طبلہ

شام
۶-۳۰ یوواوانی: پری کرما
میری پسند
۷-۰۰ کرشی جگت
خطوں کے جواب

جالندھر چنڈی گڑھ

جالندھر الف ۴۲۶/۳۳۴ میٹر ۸۷۳ کلوہرٹز جالندھر ب ۴۹/۴۲۷ میٹر ۷۰۲ کلوہرٹز
چنڈی گڑھ ۲۰۹/۶ میٹر ۱۴۴۰ کلوہرٹز (شام ۶-۱۰ تا ۹-۳۰ تک)

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح
۶-۲۵ وندے ماترم منگل دھن
۶-۳۰ آرادھنا: بھکتی سنگیت
۶-۵۵ موسم اور کھیتی باڑی پروگرام
۷-۰۵ امرت بودھ
۷-۱۵ پریچے: پروگراموں کا خلاصہ
۷-۲۰ آسا دی وار (اتوار)
۸-۲۰ مسیحی بھجن (صرف اتوار)
۸-۴۰ آپ کے اتریں (اتوار)
ساہتیہ سدھا: سنسکرت پروگرام (پیر)
اخباراں دی رائے (منگل)
سماچار درپن (بدھ اور ہفتہ)
ترانے (جمعرات)
تہاڈی چٹھی ملی (جمعہ)
۹-۱۵ بال جگت: بچوں کیلئے پروگرام (ہفتہ)
۱۰-۰۰ چانن رشماں
ہفتہ وار کھیتی باڑی پروگرام (اتوار)
۱۰-۳۰ آپ کی فرمائش: سننے والوں کی فرمائش پر فلمی سنگیت (اتوار)
۹-۳۰ اختتام (اتوار ۱۵-۱۱ تک)

دوپہر
۱۲-۰۰ تہاڈی پسند: سننے والوں کی پسند پر پنجابی گیت (پیر)
بھولاں کھو گیت (منگل)
۱۲-۳۰ ناری سنسار (اتوار اور جمعرات)
۱۲-۴۵ جیون جاچ (پیر اور جمعہ)
۱-۰۵ فوجی بھائیوں کے لیے
۲-۰۰ موسم اور اتنت کھیتی پروگرام
۲-۲۰ ساڈے آس پاس (ہفتہ)
۲-۳۰ لوک گیت: چیدہ چیدہ فنکار
۲-۴۵ دھیمی رفتار میں ہندی میں سماچار بلیٹن

شام
۵-۰۵ بال واڑی
(دیہاتی بچوں کیلئے پروگرام (پیر)
پھلجڑی (بدھ)
۵-۱۵ لوک گیت
۵-۳۰ گوروانی وچار (روزانہ)
۶-۰۰ ستھانیہ سوچنائیں (مقامی اطلاعات) اور پروگراموں کا خلاصہ
۶-۱۰ پرادیشک سماچار (پنجابی)
۶-۲۰ پرادیشک سماچار (ہندی)
۶-۳۰ دیہاتی پروگرام
۷-۴۰ روزگار سماچار
۷-۴۵ قدم قدم پڑا پڑا (بدھ)
لوک رچی سماچار (جمعرات)
۸-۲۰ ادھیا پکوں کے لیے (ہفتہ)
۹-۲۵ تبصرہ (اردو)

جالندھر (ب)

صبح
۱۰-۱۰ ودیارتھیوں کے لیے پروگرام

شام
۶-۰۰ یووانی: نوجوانوں کے لیے
۶-۴۵ یونیورسٹی براڈکاسٹ
۷-۰۰ دیس پنجاب
پنجابی میں رنگارنگ پروگرام
۸-۰۰ اختتام

منگل یکم دسمبر

صبح
۸-۲۰ لوک گیت: ہرجن سنگھ نابل اور ساتھی
۸-۵۰ شبد
۹-۱۵ جاگرت: پنجابی میں سلسلہ وار
گھریلو نیچر پروگرام

دوپہر
۱۲-۰۰ بھولاں کھو گیت
۲-۲۰ شبد
۲-۳۰ لوک گیت
چرن سنگھ کنگن پوری

شام
۵-۰۵ شبد
۵-۱۵ لوک گیت: سریندر شندا
۸-۰۰ اردو تقریر
۸-۲۰ کویتا پاٹھ
۸-۳۰ سگم سنگیت
۹-۳۰ کھیڈ سنسار
کھیلوں کا میگزین پروگرام
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
بھال سین ڈھانکے: وائلن وادن

بدھ ۲ دسمبر

صبح
۷-۲۰ سگم سنگیت
۷-۳۵ پنجابی گیت
۸-۲۰ سری رام: غزلیں
۸-۵۰ کلدیپ سنگھ پردیسی: لوک گیت
۹-۱۵ بھائی ہربنس سنگھ راگی اور ساتھی
شبد
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ گوردیپ سنگھ: لوک گیت

شام
۸-۰۰ پنجابی تقریر
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۳۰ آپ کی فرمائش: سننے والوں کی فرمائش پر فلمی سنگیت

جمعرات ۳ دسمبر

صبح
۷-۲۰ شبد
۸-۲۰ کلدیپ سنگھ مانک: لوک گیت
۸-۵۰ پنجابی گیت
۹-۱۵ ہربھجن لال: بھجن

دوپہر
۱۲-۱۵ ہربھجن لال: گیت اور غزل
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ چندر شیکھر: لوک گیت

شام
۵-۱۵ رنجیتا سنگھ مان: لوک گیت
۷-۵۰ ہربھجن لال: کافی
۸-۰۰ سرجنا: پنجابی میں ہفتہ وار پروگرام
۸-۳۰ سگم سنگیت
۹-۳۰ علاقائی موسیقی کا نیشنل پروگرام

میزورم اور میگھالیہ کے گیت

جمعہ ۴ر دسمبر

صبح

۷ — ۲۰ شبد
۸ — ۲۰ پرمندر بچل : گیت
۸ — ۵۰ محمد تقی قوال اور ساتھی
صوفیانہ کلام
۹ — ۱۵ گوزبچن لال : غزلیں

دوپہر

۱۲ — ۳۰ گوزبچن لال : غزلیں
۲ — ۲۰ غزلیں
۲ — ۳۰ دلبارا سنگھ مانگٹ اور ساتھی
لوک گیت

شام

۵ — ۰۵ پرمندر بچل : گیت
۵ — ۱۵ مہندر جیت سیکھوں : لوک گیت
۷ — ۴۵ پنجابی گیت
۸ — ۰۰ بھارتیہ سنسکرتی کو دین
انڈمان نکوبار کی : ہندی تقریر
۸ — ۲۵ سگم سنگیت
۹ — ۳۰ صبح ہونے تک : ہندی ناٹک
مصنف : ڈاکٹر ایس پی، آنند
۱۰ — ۱۵ لال چند یملا جٹ : لوک گیت

ہفتہ ۵ر دسمبر

صبح

۷ — ۲۰ شبد
۸ — ۲۰ گیت
۸ — ۵۰ پنجابی گیت
۹ — ۱۵ ارشاد رحمت قوال اور ساتھی : کافی

دوپہر

۱۲ — ۱۵ ارشاد رحمت قوال اور ساتھی
نعتیں
۱۲ — ۳۰ لوک رنگ
۲ — ۲۰ ساڈے آس پاس
پنجابی ناٹک

شام

۵ — ۰۵ پنجابی گیت
۷ — ۴۵ ارشاد رحمت قوال اور ساتھی
غزلیں
۸ — ۰۰ پنجابی تقریر
۸ — ۳۰ سگم سنگیت
۹ — ۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۶ر دسمبر

صبح

۷ — ۲۰ آسادی وار
بھائی دیویندر سنگھ راگی اور ساتھی
۷ — ۲۵ بھجن
۸ — ۲۰ مسیحی بھجن
۸ — ۵۰ پنجابی گیت
۱۰ — ۳۰ آپ کی فرمائش : سننے والوں کی
فرمائش پر فلمی سنگیت۔

دوپہر

۱۲ — ۱۵ شانتا سکسینہ : گیت اور لوک گیت
۲ — ۲۰ غزلیں
۲ — ۳۰ گورچرن سنگھ گوہر ووڈ ڈھاڈی اور
ساتھی : واراں

شام

۵ — ۰۵ پنجابی گیت
۵ — ۱۵ اکبر علی جودہان : لوک گیت
۷ — ۱۵ جاگرت : فیملی نیچر (پنجابی)
۸ — ۰۰ انگریزی تقریر
۸ — ۳۰ سگم سنگیت
۱۰ — ۰۰ شبد گائن

پیر ۷ر دسمبر

صبح

۷ — ۲۰ پریم ناتھ ترکھا : خیال آساوری
۷ — ۴۵ شوکمار شرما : سنطور وادن
۸ — ۲۰ غزلیں
۸ — ۵۰ ملکھی رام : لوک گیت
۹ — ۱۵ پشپا رانی اور پرکاش سدھو : گیت

دوپہر

۱۲ — ۰۰ تہاڈی پسند : سننے والوں کی فرمائش
پر پنجابی گیت
۱۲ — ۳۰ پرکاش کور اور نریندر کور : گیت
۲ — ۲۰ غزلیں
۲ — ۳۰ جاگیر جا پل سڈے والیا اور ساتھی
لوک گیت

شام

۷ — ۴۵ پنجابی گیت
۸ — ۲۵ سگم سنگیت
۹ — ۳۰ پنجابی ناٹک
۱۰ — ۱۵ منموہن کور : لوک گیت
۱۰ — ۳۰ پریم ناتھ ترکھا : خیال کامود
۱۰ — ۴۵ شوکمار شرما : سنطور وادن

منگل ۸ر دسمبر

صبح

۷ — ۲۰ بھجن
۷ — ۳۰ جگموہن سہگل : ستار پر بھوپالی توڑی
۷ — ۴۵ ساما پرشاد : طبلہ پر تین تال
۸ — ۲۰ محمد صدیق : لوک گیت
۸ — ۵۰ پنجابی گیت
۹ — ۱۵ جاگرت : پنجابی میں سلسلہ وار
گھریلو پروگرام

دوپہر

۱۲ — ۰۰ کجھ گلاں کجھ گیت
۲ — ۲۰ غزلیں
۲ — ۳۰ بلدیو سنگھ رندھاوا : لوک گیت

شام

۵ — ۰۵ پنجابی گیت
۵ — ۱۵ برکت سدھو : لوک گیت
۷ — ۴۵ جگموہن سہگل : ستار پر راگ پوربی
۸ — ۰۰ اردو تقریر
۸ — ۲۰ پنجابی میں کویتا پاٹھ
۸ — ۳۰ سگم سنگیت
۹ — ۳۰ ہندی میں مباحثہ
۱۰ — ۰۰ منگل وار یہ سنگیت سبھا
شریمتی سنتوش ماتھر : گائن

بدھ ۹ر دسمبر

صبح

۷ — ۲۰ سی۔ایل۔ دلی : کافیاں
۷ — ۳۰ شریو کالیکر : خیال جونپوری
۸ — ۲۰ پنجابی گیت
۸ — ۵۰ امریک سنگھ ہرگوبند پوری
لوک گیت
۹ — ۱۵ بھائی دیویندر سنگھ راگی : شبد

دوپہر

۱۲ — ۰۰ سبدھ سنگیت
برہم سروپ سنگھ : دچتر وینا
۱۲ — ۱۵ بھائی دیویندر سنگھ راگی : شبد
۲ — ۲۰ غزلیں
۲ — ۳۰ جاگیر سنگھ طالب : لوک گیت

شام

۸ — ۰۰ پنجابی پروگرام
۸ — ۲۵ سگم سنگیت
۹ — ۳۰ آپ کی فرمائش : سننے والوں کی
فرمائش پر فلمی سنگیت
۱۰ — ۳۰ شریو کالیکر : خیال پوریا کلیان

جمعرات ۱۰ر دسمبر

صبح

۷ — ۲۰ شبد
۷ — ۳۰ غلام مصطفےٰ خاں : خیال رام کلی
۸ — ۲۰ سرسوتی وشواس : بھجن
۸ — ۵۰ لوک گیت : نوراں
۹ — ۱۵ بہاری لال مہتہ : گیت

دوپہر

۱۲ — ۰۰ غلام مصطفےٰ خاں : ٹھمری
۱۲ — ۱۵ سرسوتی وشواس : بھجن
۲ — ۲۰ غزلیں
۲ — ۳۰ کرتار سنگھ رملا : لوک گیت

شام

۵ — ۰۵ پنجابی گیت
۵ — ۱۵ کرم چند : لوک گیت
۷ — ۵۰ بہاری لال مہتہ : گیت
۸ — ۰۰ پری مل : ہندی میں ہفتہ وار
پروگرام
۸ — ۳۰ سگم سنگیت
۹ — ۳۰ ناٹکوں کا نیشنل پروگرام
۱۰ — ۳۰ غلام مصطفےٰ خاں
خیال راجیشوری کونس

جمعہ ۱۱ر دسمبر

صبح

۷ — ۲۰ شبد
۷ — ۳۰ شام لال : شہنائی پر راگ نٹ بھیرو
۸ — ۲۰ جگجیت والیہ : گیت
۸ — ۵۰ محمد سلیم قوال اور ساتھی : صوفیانہ کلام
۹ — ۱۵ رتنیکا تیواڑی : غزلیں

دوپہر

۱۲ — ۳۰ رتنیکا تیواڑی : غزلیں
۲ — ۲۰ غزلیں
۲ — ۳۰ باغ سنگھ : لوک گیت

شام

۵ — ۰۵ جگجیت والیہ : پنجابی گیت
۵ — ۱۵ سورن لتا : لوک گیت
۷ — ۴۵ پنجابی گیت
۸ — ۲۵ سگم سنگیت
۹ — ۳۰ ہندی ناٹک
۱۰ — ۱۵ پریم پاٹھک : لوک گیت

۱۰ — ۳۰ شام لال
شہنائی پر راگ مدھوکونس

ہفتہ ۱۲ دسمبر

صبح

۷ — ۲۰ شبد
۷ — ۳۰ وینا پانی مصرا: خیال امیر بھیرو
۸ — ۲۰ غزلیں
۸ — ۵۰ پنجابی گیت
۹ — ۱۵ چندرکانتا: کافیاں

دوپہر

۹ — ۱۵ غزلیں
۱۲ — ۳۰ سورن باوا: لوک گیت
۱۲ — ۴۵ گھنشام داس: گیت اور کافی
۲ — ۲۰ ساڈے آس پاس

شام

۵ — ۰۵ پنجابی گیت
۵ — ۱۵ لکھبیر سنگھ لکھا: لوک گیت
۷ — ۴۵ سگم سنگیت
۸ — ۰۰ پنجابی تقریر
۸ — ۳۰ سگم سنگیت
۹ — ۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۱۳ دسمبر

صبح

۷ — ۲۰ آسادی وار
بھائی بخشیش سنگھ راگی اور ساتھی
۷ — ۳۵ بھجن

۷ — ۴۵ پرتی بمب: جھلکی
۸ — ۲۰ مسیحی بھجن
۸ — ۵۰ لچھمن داس سندھو: کافیاں
۱۰ — ۳۰ آپ کی فرمائش: سننے والوں کی
فرمائش پر فلمی سنگیت

دوپہر

۱۲ — ۱۵ لچھمن داس سندھو: کافی، گیت
۲ — ۲۰ غزلیں

۲ — ۳۰ بھان سنگھ ماہی: لوک گیت

شام

۵ — ۰۵ پنجابی گیت
۵ — ۱۵ پرتی بالا: لوک گیت
۷ — ۴۵ جاگرت: سلسلہ وار گھریلو فیچر
پروگرام (پنجابی)
۸ — ۰۰ انگریزی میں تقریر
۸ — ۳۰ سگم سنگیت
۱۰ — ۰۰ شبد

پیر ۱۴ دسمبر

صبح

۷ — ۲۰ شبد
۸ — ۳۰ پورن شاہکوٹی: گیت
۸ — ۵۰ رنجیت کور: لوک گیت
۹ — ۱۵ جھلکی

دوپہر

۱۲ — ۰۰ تہاڈی پسند: سننے والوں کی
فرمائش پر پنجابی گیت
۱۲ — ۳۰ پورن شاہکوٹی: گیت اور غزل
۲ — ۲۰ غزلیں
۲ — ۳۰ بنارسی بیل: لوک گیت

شام

۷ — ۴۵ پی، ایس، نارنگ: گیت اور غزل
۸ — ۰۰ ہندی تقریر
۸ — ۲۵ سگم سنگیت
۹ — ۳۰ پنجابی ناٹک
۱۰ — ۱۵ لوک گیت

منگل ۱۵ دسمبر

صبح

۷ — ۲۰ شبد
۸ — ۲۰ لوک گیت
۸ — ۵۰ پنجابی گیت
۹ — ۱۵ جاگرت: سلسلہ وار گھریلو فیچر
پروگرام (پنجابی)

دوپہر

۱۲ — ۰۰ کجھ گلاں کجھ گیت
۲ — ۲۰ غزلیں
۲ — ۳۰ ذیلارام اور ساتھی: لوک گیت

شام

۵ — ۰۵ پنجابی گیت
۵ — ۱۵ ہردیو سنگھ خوشدل: لوک گیت
۸ — ۰۰ اردو تقریر
۸ — ۲۰ کویتا پاٹھ

۸ — ۳۰ سگم سنگیت
۹ — ۳۰ وگیان جگت
۱۰ — ۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
رندھیر رائے

روہتک

میڈیم ویو ۲۶۲٫۴ میٹر ۱۱۴۳ کلوہرٹز
پہلی مجلس: صبح ۶٫۲۵ سے ۹٫۰۵ تک (اتوار ۹٫۱۵ تک)
دوسری مجلس: ۱۲٫۰۰ سے ۳٫۱۰ تک
تیسری مجلس: ۵٫۰۰ سے ۱۰٫۳۰ تک (ہفتہ رات گیارہ بجے تک)

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۶ — ۲۰ اور ۷ — ۰۵ شام
بھگتی سنگیت
۶ — ۵۵ کھیتی باڑی
۷ — ۰۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷ — ۲۵ ڈسٹرکٹ نیوز لیٹر
۸ — ۲۰ لوک سنگیت
(اتوار کو بچوں کیلئے)
۸ — ۴۰ سب رس

دوپہر

۱ — ۱۰ فلمی سنگیت

۱ — ۴۰ اسکول براڈکاسٹ
(سوائے ہفتہ، اتوار اور تعطیلات)
۲ — ۲۰ لوک سنگیت

شام

۵ — ۳۰ یووا سنسار
۶ — ۱۰ علاقائی لوک سنگیت
(بدھ کو ننھے منے)
۶ — ۳۰ گرامین سنسار
۷ — ۳۰ مقامی اعلانات
۹ — ۱۵ ایک فلم سے

منگل یکم دسمبر

صبح

۷ — ۱۰ اور شام ۷ — ۴۵ بجے
ستاوا جپائی: سگم سنگیت
۷ — ۲۵ بھوانی ضلع کی چٹھی
۷ — ۳۰ منور علی خاں: کلاسیکی موسیقی
۸ — ۲۰ منگل ناتھ اور ساتھی
ہردھیان سنگھ: لوک سنگیت

دوپہر

۱۲ — ۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱ — ۰۰ ورندگان
۱ — ۴۰ ساتویں جماعت کیلئے درس
۲ — ۲۰ پریم لتا ڈاگر، منگل ناتھ اور ساتھی
لوک سنگیت

شام

۵ — ۳۰ یووا سنسار
۶ — ۱۰ اتر پردیش کے گیت
۶ — ۳۰ گرامین سنسار، پنگھٹ
۷ — ۳۰ روزگار سوچنائیں
۸ — ۰۰ کلام شاعر

۸ — ۳۰ نسیم فصیح: گیت اور غزلیں
۹ — ۱۵ ایک فلم سے: فلم "بجلی"
۹ — ۳۰ ہندی میں تبادلہ خیال
۱۰ — ۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۲ دسمبر

صبح

۷ — ۱۰ اور شام ۷ — ۴۵
سگم سنگیت
۷ — ۲۵ کرنال ضلع کی چٹھی
۷ — ۳۰ اور رات ۱۰ — ۰۰ بجے

راجندر کمار: بانسری
۸ — ۲۰ عابد حسین، ساجن کور سندھو اور
ساتھی: لوک سنگیت

دوپہر

۱۲ — ۳۰ دھرتی کے گیت
۱ — ۰۰ کترنیں
۱ — ۴۰ آٹھویں جماعت کیلئے درس
۲ — ۲۰ عابد حسین، گلاب سنگھ کھانڈے
وال: لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ ننھے منے
۶-۳۰ گرامین سنسار
عابد حسین: لوک گیت
۷-۳۰ روزگار سوچنائیں
۸-۰۰ ہندی میں تقریر
۸-۳۰ دیش بھگتی کے گیت
۹-۱۵ ایک فلم سے
فلم "چلتی کا نام گاڑی"
۹-۳۰ چرچا کا وشے ہے

جمعرات ۳ دسمبر

صبح
۷-۱۰ اور شام ۷-۴۵ بجے
بلرام گپتا: سگم سنگیت
۷-۲۵ گوڑگاؤں کی چٹھی
۷-۳۰ چلتے چلتے
۸-۲۰ دریاؤ سنگھ ملک، پریم سنگھ
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ایک رنگ
۱-۰۰ وزندگان
۱-۴۰ نویں جماعت کیلئے درس
۲-۲۰ دریاؤ سنگھ ملک، مکلاوانی
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ پنجابی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار: بالک منڈلی
۷-۳۰ روزگار سوچنائیں
۸-۰۰ گھر آنگن
۸-۳۰ صابری بندھو قوال: قوالیاں
۹-۱۵ آپ کا خط ملا

جمعہ ۴ دسمبر

صبح
۷-۱۰ اور شام ۷-۴۵ بجے
سریش جی شری کھانڈے
سگم سنگیت
۷-۲۵ جنید ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ اور رات ۱۰-۰۰ بجے
سنگھ بندھو: کلاسیکی موسیقی
۸-۴۰ اور دوپہر ۲-۲۰ بجے
راجیشور کوشک
پیارے لال ساتھی، لوک سنگیت
۸-۳۰ گاؤں کی چرچا

دوپہر
۱۲-۳۰ گاتی پگڈنڈی
۱-۰۰ وزندگان
۱-۴۰ پرائمری جماعتوں کیلئے درس

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ برج کے گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
راجیشور کوشک: لوک گیت
۷-۳۰ روزگار سوچنائیں
۸-۰۰ کھیل جگت
۸-۳۰ بھائی پیارا سنگھ راگی اور ساتھی
شبد
۹-۱۵ ایک فلم سے: فلم "دستک"
۹-۳۰ قوالیاں

ہفتہ ۵ دسمبر

صبح
۷-۱۰ اور شام ۷-۴۵ بجے
شکنتلا دیمبر: سگم سنگیت
۷-۲۵ کوروکشیتر ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ گرجا دیوی: ٹھمری، دادرا
۸-۲۰ اور دوپہر ۲-۲۰ بجے
سری پال سنگھ
سنتوش سامپل وال اور ساتھی
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ پھر سنئے
۱-۰۰ وزندگان
۱-۴۰ اساتذہ کیلئے پروگرام

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ سندھی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار: ناٹک
سری پال سنگھ: لوک گیت
۷-۳۰ روزگار سوچنائیں
۸-۰۰ ہریانہ درشن
۸-۳۰ محمد یعقوب: غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے
فلم "ایک پھول دو مالی"

اتوار ۶ دسمبر

صبح
۷-۱۰ اور شام ۷-۴۵ بجے
لکشمی نارائن پاراشر: سگم سنگیت
۷-۲۵ مہندر گڑھ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ استاد علی کریم خان: کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ بال کنج
۹-۰۵ اس ماہ کا گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۰۰ کھلا آکاش
۲-۲۰ پلٹے رام مستانہ، رام سروپ
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ راجستھانی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار: آپ کی پسند
۷-۳۰ روزگار سوچنائیں
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۳۰ لتا منگیشکر: گیت اور بھجن
۹-۱۵ ایک فلم سے
فلم "ایک گاؤں کی کہانی"
۹-۳۰ جھلکی: "چلے تھے لکھ پتی بننے"
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۷ دسمبر

صبح
۷-۱۰ اور شام ۷-۴۵ بجے
مان سنگھ: سگم سنگیت
۷-۲۵ سونی پت ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ اور رات ۱۰-۰۰ بجے
راجن مشرا، ساجن مشرا
کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ اور دوپہر ۲-۲۰
مان سنگھ بھٹ، علی شکور
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ لے چلے گانے
۱-۰۰ وزندگان
۱-۴۰ ساتویں جماعت کے لیے درس

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ گجراتی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
مان سنگھ بھٹ: لوک گیت
۷-۳۰ روزگار سوچنائیں
۸-۰۰ انگریزی میں تقریر
۸-۳۰ آشا بھونسلے: گیت اور بھجن
۹-۱۵ ایک فلم سے: فلم "دل لگی"

منگل ۸ دسمبر

صبح
۷-۱۰ اور ۷-۴۵ شام
سبھاش چندر سینی: سگم سنگیت
۷-۲۵ سرسہ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ درگا پرساد: طبلہ
۸-۲۰ رمنی شرما، بھیم سنگھ اور ساتھی
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ وزندگان
۱-۴۰ ساتویں جماعت کے لیے درس
۲-۲۰ رام نواس شرما، رام پائی اور ساتھی
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ ڈوگری گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار: پنگھٹ
رام پائی اور ساتھی: لوک گیت
۷-۳۰ روزگار سوچنائیں
۸-۰۰ کلام شاعر
۸-۳۰ احمد حسین محمد حسین، غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے: فلم "لیلیٰ مجنوں"
۹-۳۰ ساہتیکی
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۹ دسمبر

صبح
۷-۱۰ اور شام ۷-۴۵ بجے
یوگل بھاردواج: سگم سنگیت
۷-۲۵ فریدآباد ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ اور رات ۱۰-۰۰ بجے
مشتاق حسین: کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ رام کمار شرما، کرشنا سینی اور ساتھی
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت
۱-۰۰ کترنیں

۱-۴۰ آٹھویں جماعت کے لیے درس
۱-۲۰ رام کرشن ددا اور ساتھی
ٹیک چند چوہان : لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ ننھے منے
۶-۳۰ گرامین سنسار : رام کرشن ددا اور
ساتھی : لوک گیت
۷-۳۰ روزگار سوچنائیں
۸-۰۰ ہندی میں تقریر
۸-۳۰ سمودگان
۹-۱۵ ایک فلم سے : فلم "رنگیلا رتن"
۹-۳۰ چرچا کا وشے ہے

جمعرات ۱۰ دسمبر

صبح

۷-۱۰ اور شام ۷-۴۵ بجے
کماری پربھا : سگم سنگیت
۷-۲۵ روہتک ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ چلتے چلتے
۸-۲۰ شکنتلا ڈانگی اور ساتھی
امرجیت کور : لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ساز اور آواز
۱-۰۰ وندگان
۱-۴۰ نویں جماعت کیلئے درس
۱-۲۰ مہر سنگھ اور ساتھی، امرجیت کور
لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ کشمیری گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار : بالک منڈلی
۷-۳۰ روزگار سوچنائیں
۸-۰۰ گھر آنگن
۸-۳۰ جگجیت کور : گیت
۹-۱۵ آپ کا خط ملا
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

جمعہ ۱۱ دسمبر

صبح

۷-۱۰ نند کشور : سگم سنگیت
۷-۲۵ حصار ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ پنڈت اونکار ناتھ ٹھاکر
کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ سمیر سنگھ آریہ، شام لعل سانگی
لوک سنگیت
۸-۳۰ گاندھی چرچا

دوپہر

۱۲-۳۰ گاتی پنکتی
۱-۰۰ وندگان
۱-۴۰ پرائمری جماعتوں کیلئے درس
۲-۲۰ رگھبیر سنگھ اور ساتھی
سمیر سنگھ اور : لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ مدھیہ پردیش کے گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
رگھبیر سنگھ اور ساتھی : لوک گیت
۷-۳۰ روزگار سوچنائیں
۷-۴۵ مانک لعل ورما : سگم سنگیت
۸-۰۰ وگیان کلب
۸-۳۰ انور : غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے : فلم "امتحان"
۱۰-۰۰ امجد علی خاں : سرود

ہفتہ ۱۲ دسمبر

صبح

۷-۱۰ اور شام ۷-۴۵ بجے
سورج پرکاش گرودر : سگم سنگیت
۷-۲۵ انبالہ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ بسم اللہ خاں : شہنائی
۸-۲۰ موہر سنگھ، ایوب خاں
لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ پھر سنئے
۱-۰۰ وندگان
۱-۴۰ اساتذہ کے لیے پروگرام
۲-۲۰ موہر سنگھ، رام کمار
لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ پنجابی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
موہر سنگھ : لوک گیت
۷-۳۰ روزگار سوچنائیں
۸-۰۰ ہریانہ درشن
۸-۳۰ پامیلا سنگھ : بھجن
۹-۱۵ ایک فلم سے : فلم "پارس"

اتوار ۱۳ دسمبر

صبح

۷-۱۰ اور شام ۷-۴۵
دیدی سیٹھی : سگم سنگیت
۷-۲۵ بھوانی ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ رام نارائن : سارنگی
۸-۲۰ بال کنج
۹-۰۵ اس ماہ کا گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۰۰ کھلا آکاش
۲-۲۰ دتی بلراج داس، اوشا رانی
اور ساتھی : لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ بھوجپوری گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار : آپ کی پسند
۷-۳۰ روزگار سوچنائیں
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۳۰ حبیب بشیر قوال : قوالیاں
۹-۱۵ ایک فلم سے : فلم "دش نمبری"
۹-۳۰ ڈرامہ
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۱۴ دسمبر

صبح

۷-۱۰ اور شام ۷-۴۵ بجے
آشا گپتا : سگم سنگیت
۷-۲۵ کرنال ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ اور رات ۱۰-۰۰ بجے
علی اکبر خاں : سرود
۸-۲۰ ماسٹر سورج، رام پھل شرما
لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ لے چلے گانے
۱-۰۰ وندگان
۱-۴۰ چھٹی جماعت کے لیے درس
۲-۲۰ منپھول سنگھ، بہادر ناتھ اور
ساتھی : لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ ہماچلی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
منپھول سنگھ : لوک گیت
۷-۳۰ روزگار سوچنائیں
۸-۰۰ انگریزی میں تقریر
۸-۳۰ شاما بانو : گیت
۹-۱۵ ایک فلم سے : فلم "پریم پربت"

منگل ۱۵ دسمبر

صبح

۷-۱۰ اور شام ۷-۴۵
سریندر سنگھ بیدی : سگم سنگیت
۷-۲۵ گوڑگاؤں ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ ڈی، وی، پلسکر : کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ تیج پربھاکر
لیلارام سانگی : لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ وندگان
۱-۴۰ ساتویں جماعت کیلئے درس
۲-۲۰ مونیتا ملک اور ساتھی
لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ بنگالی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار : پنکھٹ
منیتا ملک اور ساتھی : لوک گیت
۷-۳۰ روزگار سوچنائیں
۸-۰۰ کلام شاعر
۸-۳۰ مدنا لیلی : گیت
۹-۱۵ ایک فلم سے
فلم "پلکوں کی چھاؤں میں"
۹-۳۰ انگریزی میں تبادلۂ خیال
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

قلم کار حضرات!
اپنی تخلیقات ہمیں اشاعت کیلئے ارسال نہ کریں "آواز" میں صرف وہی تخلیقات شائع کی جاتی ہیں جو نشریہ کے بعد ہمیں ریڈیو اسٹیشنوں سے موصول ہوتی ہیں

شملہ

...یم ویو ۳۸۷٫۶ میٹر ۷۷۴ کلوہرٹز
...ٹ ویو ۹۳٫۰۹ میٹر ۳۲۲۳ کلوہرٹز صبح ۷-۳۰ تک اور شام ۴-۳۰ کے بعد
۴۹٫۸۳ میٹر ۶۰۲۰ کلوہرٹز صبح ۷-۴۵ کے بعد اور شام ۶-۱۵ تک
...۵-۴۵ سے ۷-۳۰ ۳۲۲۳ کلوہرٹز صبح ۷-۴۵ سے ۹-۳۰ اور ۹-۴۵ سے ۴-۴۵
...۵۰ اور شام ۵-۰۰ سے ۶-۱۵ تک ۶۰۲۰ کلوہرٹز ۶-۰۰ سے رات ۱۱-۰۰ ۳۲۲۳ کلوہرٹز

خبریں

...صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵ اور ۲-۱۰، شام ۶-۰۵ اور ۸-۴۵ ۔ صرف ہفتہ کو رات ۱۱-۱۰
...ت ۹-۰۰ اور صرف ہفتہ ۱۱-۰۵، سنسکرت: صبح ۷-۰۵، اردو: صبح ۱۱-۵۰

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح
۶-ا گیان وندوا ور وندنا
۶- کھیتی باڑی
۷- پروگراموں کا خلاصہ
۷- کلاسیکی موسیقی
۷- سامائیکی
۷-ا پہاڑی سنگیت
۹- راجیہ کی چٹھی، موسم کا حال
۹-ا اختتام

دوپہر
۱۲- اسکول براڈکاسٹ
۱۲-ا اختتام (سوائے اتوار)
ا- فوجی بھائیوں کے لیے پروگرام
۲-ا سنہری کرنیں
۲-ا سب رنگ
۳- اختتام

شام
۵- ہماچل پروگرام: لاہول سپتی (اتوار، منگل، جمعہ)
کنری پروگرام (پیر، جمعرات)
چمبیالی پروگرام (بدھ، ہفتہ)
۵-۳۰ کلوی پروگرام (اتوار، بدھ)
مہاسوی پروگرام (پیر، جمعہ)
سرموری پروگرام (منگل، ہفتہ)
چنو منو (جمعرات)
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی، پہاڑی دھن
۶-۱۵ کانگڑی پروگرام (اتوار، جمعرات)
منڈیالی پروگرام (پیر، جمعہ)
بلاسپوری پروگرام (منگل، ہفتہ)
خواتین کے لیے (بدھ)
۶-۱۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ
۶-۴۵ علاقائی خبریں
۷-۰۵ کرشی جگت
۷-۳۵ گرامین یووان کے لیے
۸-۰۰ دھارا رے گیت
۱۰-۳۰ اختتام (ہفتہ، منگل کو ۱۱-۰۵ بجے)

منگل یکم دسمبر

صبح
۶-۲ گیان وندوا ور وندنا: بھارتیہ درشن
ڈاکٹر مان سنگھ
۷- کلاسیکی موسیقی
۷-۳ سنگیت
۷-۵ ستے کی بات
۸-ا سنگم سنگیت
۸-۳۵ پرادیشک سنگیت
۹-۰۰ چٹکا

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
اسکولوں کا انعامی مقابلہ

شام
۶-۰۰ سامائیک چرچا
۸-۱۵ سنگم سنگیت
۸-۲۵ سب رس
۹-۱۵ تعلیم کے موضوع پر بات چیت
۹-۳۰ انگریزی میں تقریر
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲ دسمبر

صبح
۶-۳۵ گیان وندوا ور وندنا: دیدوں سے امرت: درگا دت شاستری
۷-۱۰ کرناٹک سنگیت
۷-۴۰ جیون جیوتی: سوامی ہری داس
جے۔ ایس۔ بکل سرشٹیا
۸-۲۰ ہلکی کلاسیکی موسیقی
۸-۳۵ امر بھارتی: بھارتیہ جیون
کشور رام شرما
۹-۰۰ ایک فلم کے گیت

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
اسکولوں کے فائنل مقابلے
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سنگم سنگیت
۱-۱۵ گھر آنگن
۹-۳۰ چرچا کا دشے
۱۰-۰۰ آپ کے انورودھ پر
نئی فلموں سے فرمائشی گانے

جمعرات ۳ دسمبر

صبح
۶-۳۵ گیان وندوا ور وندنا
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ دیش گان
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر: بات چیت
۹-۰۰ ایک کلاکار

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
گیان پرتی یوگتا

شام
۶-۰۰ اس ماس کا گیت
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ بھکتی سنگیت
۹-۱۵ آپ کا پترلا

جمعہ ۴ دسمبر

صبح ۶-۳۵ گیان وندوا ور وندنا
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۲۵ دیش گان
۸-۴۰ ترنگ: کویتا پاٹھ
۸-۲۰ سنگم سنگیت
۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۰۵ محفل

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
گیان پرتی یوگتا

شام
۶-۰۰ سامائیک چرچا
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سنگم سنگیت
۸-۳۵ وادیہ وِرند
۹-۱۵ ہریالی بنی رہے: تقریر
۹-۳۰ ٹوٹے ہوئے رشتوں کا سارتھی: ڈرامہ
تحریر۔ سریش سیٹھ
۱۰-۰۰ من بھاون: پرانی فلموں سے فرمائشی گیت

ہفتہ ۵ دسمبر

صبح
۶-۳۵ گیان وندوا ور وندنا
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ گیت
۸-۲۰ سیاحوں کے لیے راوی کے تٹ پر
تقریر۔ ڈی، پی، جوشی
۸-۳۰ انگریزی سبق
۹-۰۵ رس دھارا

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ

شام
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ فلمی میوزک
۱-۱۵ علاقائی ریڈیو نیوز ریل
۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۶ دسمبر

صبح
۶-۳۵ گیان وندوا ور وندنا
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ اس ماس کا گیت
۸-۲۰ آپ کا چٹھی آپ کی فرمائش

۰۵ — ۹ پہاڑی دھن
۱۰ — ۹ لوک رُچی سماچار
۱۵ — ۹ ان دنوں
۳۰ — ۹ ساز اور آواز
۴۵ — ۹ وگیان اور جیون
۰۰ — ۱۰ یووا وانی
۳۰ — ۱۱ ہندی ڈرامہ

شام

۰۰ — ۶ پہاڑی دھن
۱۵ — ۸ سماچار درشن
۲۵ — ۸ کلاسیکی موسیقی
۱۵ — ۹ من منتھن : کہانی
۳۰ — ۹ گیت پہاڑ اور ے
فرمائشی پہاڑی گیتوں کا ہفتہ وار پروگرام

پیر ۷ دسمبر

صبح

۳۵ — ۶ گیان وندواور وندنا
۱۰ — ۷ کلاسیکی موسیقی
۴۰ — ۷ جیون جیوتی : پی۔ سی۔ رائے
۲۰ — ۸ شبد
۲۵ — ۸ ادبی پروگرام
۰۵ — ۹ بھولے بسرے گیت

شام

۰۰ — ۶ ضلع کی چٹھی
۱۵ — ۸ نیوزریل اسپورٹس
۲۵ — ۸ خاندان کی بہبودی کا پروگرام
۳۰ — ۸ دیش گان
۱۵ — ۹ گول میز : بات چیت
۳۰ — ۹ سندی میں تقریر
۴۵ — ۹ سگم سنگیت
۰۰ — ۱۰ نیشنل پروگرام : فیچر

منگل ۸ دسمبر

صبح

۳۵ — ۶ گیان وندواور وندنا
۱۰ — ۷ کلاسیکی موسیقی
۴۰ — ۷ سنگیت
۵۵ — ۷ سمے کی بات
۲۰ — ۸ سگم سنگیت
۴۰ — ۸ علاقائی سنگیت
۰۵ — ۹ چینکا

شام

۰۰ — ۶ سامائیک چرچا
۱۵ — ۸ سگم سنگیت
۲۵ — ۸ سب رس
۱۵ — ۹ وگیان جگت
۳۰ — ۹ ہندی میں تقریر
۴۵ — ۹ سگم سنگیت
۰۰ — ۱۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۹ دسمبر

صبح

۳۵ — ۶ گیان وندواور وندنا
۱۰ — ۷ کرناٹک سنگیت
۲۰ — ۷ جیون جیوتی
۲۰ — ۸ ہلکی کلاسیکی موسیقی
۲۵ — ۸ امر بھارتی
۰۵ — ۹ ایک فلم کے گیت

شام

۰۰ — ۶ ضلع کی چٹھی
۱۵ — ۸ سماچار درشن
۲۵ — ۸ سگم سنگیت
۱۵ — ۹ جھلکی : کمل کانت کی گواہی
۳۰ — ۹ چرچا کا وشے ہے
۰۰ — ۱۰ آپ کے انورودھ پر
نئی فلموں سے فرمائشی گیت

جمعرات ۱۰ دسمبر

صبح

۳۵ — ۶ گیان وندواور وندنا
۱۰ — ۷ کلاسیکی موسیقی
۴۰ — ۷ دیش گان
۲۰ — ۸ پنجابی گیت
۴۵ — ۸ ریڈیو ڈاکٹر : بات چیت
۰۵ — ۹ ایک کلاکار

شام

۰۰ — ۶ اس ماس کا گیت
۱۵ — ۸ غزلیں
۲۵ — ۸ بھگتی سنگیت
۱۵ — ۹ آپ کا پتر ملا
۳۰ — ۹ ہمارا گودھن : فیچر

جمعہ ۱۱ دسمبر

صبح

۳۵ — ۶ گیان وندواور وندنا
۱۰ — ۷ کلاسیکی موسیقی
۲۵ — ۷ دیش گان
۴۰ — ۷ ترنگ : کویتا پاٹھ
۲۰ — ۸ سگم سنگیت
۲۵ — ۸ کلاسیکی موسیقی
۰۵ — ۹ محفل

شام

۰۰ — ۶ سامائیک چرچا
۱۵ — ۸ سماچار درشن
۳۵ — ۸ سگم سنگیت
۱۵ — ۹ سیتو سنسکرتی کے صوفی درشن : تقریر
۳۰ — ۹ ’راستہ بند ہے‘ : ڈرامہ
تحریر : ڈاکٹر سدھ ناتھ کمار
۰۰ — ۱۰ من بھاون
پرانی فلموں سے فرمائشی گیت

ہفتہ ۱۲ دسمبر

صبح

۳۵ — ۶ گیان وندواور وندنا
۱۰ — ۷ کلاسیکی موسیقی
۴۰ — ۷ گیت
۲۰ — ۸ اسپورٹس
۳۰ — ۸ انگریزی سبق
۰۵ — ۹ رس دھارا

شام

۰۰ — ۶ ضلع کی چٹھی
۱۵ — ۸ غزلیں
۴۵ — ۸ فلمی میوزک
۱۵ — ۹ علاقائی ریڈیو نیوز ریل
۳۰ — ۹ موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۱۳ دسمبر

صبح

۳۵ — ۶ گیان وندواور وندنا
۱۰ — ۷ کلاسیکی موسیقی
۴۰ — ۷ اس ماس کا گیت
۲۰ — ۸ آپ کی چٹھی آپ کی فرمائش
۰۵ — ۹ پہاڑی دھن
۱۰ — ۹ لوک رُچی سماچار
۱۵ — ۹ ان دنوں
۳۰ — ۹ ساز اور آواز
۴۵ — ۹ وگیان اور جیون
۰۰ — ۱۰ یووا وانی
۰۰ — ۱۱ ہندی ڈرامہ

۰۰ — ۲ ونیتا منڈل

شام

۰۰ — ۶ پہاڑی دھن
۱۵ — ۸ سماچار درشن
۲۵ — ۸ کلاسیکی موسیقی
۱۵ — ۹ بک ریویو
۳۰ — ۹ گیت پہاڑ اور ے
فرمائشی پہاڑی گیتوں کا پروگرام

پیر ۱۴ دسمبر

صبح

۳۵ — ۶ گیان وندواور وندنا
۱۰ — ۷ کلاسیکی موسیقی
۴۰ — ۷ جیون جیوتی
۲۰ — ۸ شبد
۲۵ — ۸ ادبی پروگرام
۰۵ — ۹ بھولے بسرے گیت

شام

۰۰ — ۶ ضلع کی چٹھی
۱۵ — ۸ نیوزریل اسپورٹس
۲۵ — ۸ خاندان کی بہبودی کا پروگرام
۳۰ — ۸ دیش گان
۱۵ — ۹ ہم ترنگنی
۳۰ — ۹ ہندی میں بات چیت
۴۵ — ۹ سگم سنگیت
۰۰ — ۱۰ کلاسیکی موسیقی

منگل ۱۵ دسمبر

صبح

۳۵ — ۶ گیان وندواور وندنا
۱۰ — ۷ کلاسیکی موسیقی
۴۰ — ۷ سنگیت
۵۵ — ۷ سمے کی بات
۲۰ — ۸ سگم سنگیت
۴۰ — ۸ علاقائی سنگیت
۰۵ — ۹ چٹکلا

شام

۰۰ — ۶ سامائیک چرچا
۱۵ — ۸ سگم سنگیت
۲۵ — ۸ سب رس
۱۵ — ۹ وگیان جگت
۳۰ — ۹ ہندی میں تقریر
۴۵ — ۹ سگم سنگیت
منگل شب کی محفل موسیقی

جے پور، اجمیر

جے پور الف ۲۰۳ر۲ میٹر ۱۴۷۶ کلو ہرٹز
جے پور (ب) ۲۲۶ر۴ میٹر ۱۳۲۹ کلو ہرٹز
اجمیر ۴۹۷ر۵ میٹر ۶۰۳ کلو ہرٹز

منگل یکم دسمبر

صبح

۶-۳۵ فدنا (روزانہ)
۷-۲۰ مانس گان (روزانہ)
۸-۲۰ سنسکرت کا دیہ سنگیت دوہ رچنا
۹-۱۰ جمنا ناتھ سونی : لوک گیت
۹-۲۰ الور وودھا ہاتھرا گیت

دوپہر

۱-۳۰ جمنا ناتھ سونی : لوک گیت
۱-۵۰ کرشی لوک، موسم

شام

۵-۰۵ یووا وانی (روزانہ)
۵-۵۵ روزگار سوچنائیں
۷-۲۰ کرشکوں کے لیے (روزانہ)
۸-۰۰ راجستھلی : کاویہ پاک
راجستھانی کویتا پاٹھ
بستی رام سونسکی
۹-۳۰ سندھی پروگرام
فلمی اور غیر فلمی ریکارڈ

بدھ ۲ر دسمبر

صبح

۸-۲۰ راجستھلی
۸-۳۰ سگم سنگیت
احمد حسین : غزلیں

دوپہر

۱-۱۰ شاستریہ سنگیت
۲-۲۰ ودھالیہ پرسارن

شام

۹-۳۰ سندھی پروگرام
کہانی پوپٹی : ہری تندرانی
اجھیے فنکار : نارائن میگھ نانی
۸-۰۰ وارتا : پرانوں میں سمت
پرچار کی بھاونا
۹-۱۵ کھلا آکاش : وارتا
طلاق اور قانون، گیت
کیا آپ جانتے ہیں
۱۰-۱۵ جگدیش نارائن شرما : بھگتی سنگیت
۱۰-۴۵ احمد حسین : غزلیں

جمعرات ۳ر دسمبر

صبح

۷-۵۰ دیوا وانی : وچار کرانتی کا سنگھرش
میں ایک
"اپنشد کال" کو شستیکی
سدھارن وارتا
ڈاکٹر رما شنکر پتلی
۸-۲۰ ہندی وارتا
۹-۱۰ لوک گیت : ششی شرما
۹-۲۰ شرو تیلنگ : گیت

شام

۶-۳۵ نرمان کے سور
۷-۱۵ ضلع کی چٹھی
۸-۰۰ راجستھلی : سادگی اور سیواری مورت
راجیندر بابو
تقریر پھول چند باپنا
۹-۱۵ کھلا آکاش : قلعوں کے نرمان
کی کہانی : بوندی کا قلعہ
اشوک شرما، گیت
کیا آپ جانتے ہیں

جمعہ ۴ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ شیام لال : پکھاوج وادن
۸-۳۰ ایم۔ ایل۔ بنکرا : بھجن
۹-۱۰ سمن ماتھر : لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ شاستریہ سنگیت
۱-۳۰ سمن ماتھر : لوک گیت

شام

۶-۴۵ ایم۔ ایل۔ نکرا : گیت اور غزلیں
۸-۰۰ ہیتو بھاردواج : کتھالوک
۸-۰۰ کتھالوک : ہیتو بھاردواج کی
کہانی
۹-۱۵ کھلا آکاش : آپنے پوچھا تھا
۹-۳۰ ناٹک

ہفتہ ۵ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ عبدالحمید : ٹھمری، دادرا
۸-۲۰ راجستھان اپنے اتہاس کاروں کی
نظریں، دیال داس
ہندی تقریر : ڈاکٹر گوپی ناتھ شرما
۹-۱۰ پکھوبائی پارٹی : لوک گیت

دوپہر

۱-۳۰ لوک گیت : گوتیا پارٹی

شام

۵-۵۵ روزگار سوچنائیں
۸-۰۰ کہکشاں : اردو پروگرام
۹-۱۵ کھلا آکاش
یہ وشتے کیوں پڑھے جاتے ہیں
گنت (حساب)
گیت، کیا آپ جاتے ہیں

اتوار ۶ر دسمبر

صبح

۷-۲۰ مانس گان
۷-۳۰ بجرنگ کمار : خیال آساوری
۹-۱۵ مکل : اس ماس کا گیت
سنستھا کا پروگرام
تقریر : بی۔ آر۔ امبیڈکر
ایک پریچے : تقریر سریش جوشی

دوپہر

۱۲-۰۰ مہلا جگت پروگرام
۱۲-۴۵ پترلا : شوتاؤں کے پتر واتر
۲-۳۰ جھلکی : پ۔ک

شام

۵-۰۵ یووا وانی : پتر واتر
ہنستے ہنسائیے، نو ترنگ
۵-۵۵ روزگار سوچنائیں
۶-۲۵ راجستھانی فرمائشی پروگرام
۹-۳۰ سندھی پروگرام : ڈاکٹر جی رائے
۱۰-۰۰ پتریکا پروگرام : مروذھرا
ساہتیک ریڈیو پتریکا۔ سوجن کے
شن اور آپ، ایک شاک
سات کار : کہانی کار دیویندر شرما
چندر سے : وہ دن وہ باتیں
سنسرن : یگل کشور چترویدی
رچن اور رچنا کار : کمار شیو۔

پیر ۷ر دسمبر

صبح

۷-۲۰ مانس گان
۷-۳۰ برہمانند گوسوامی
خیال شیومت بھیرو
۸-۴۰ گلاب دیوی : لوک گیت

دوپہر

۱-۳۰ لوک گیت : بہاری کنتھک

شام

۵-۰۵ یووا وانی
۶-۳۰ ادھوگ جگت پروگرام
شرمکوں کے لیے
۸-۰۰ کومی وانی : شری وید ویاس
۱۰-۰۰ سوموار یہ راتریکالین سنگیت سبھا
برہمانند گوسوامی : خیال

منگل ۸ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ دھرم دیر گیتا
بانسری پر راگ بھوپال توڑی
۹-۱۰ پنّا لال بوہرا پارٹی : لوک گیت
۹-۲۰ محمد سعید صابری اور ساتھی
قوالیاں

شام

۶-۳۵ سمن ماتھر : لوک گیت
۷-۲۰ کرشکوں کے لیے : وارتا
پریوار نیوجن اور گرامین وکاس
سندھی پروگرام

بدھ ۹ر دسمبر

صبح

۷-۳۰ افضل حسین : دادرا، ٹھمری
۸-۲۰ راجستھلی وارتا : مورساد و میجان
دورا اسٹاف
۸-۳۰ افروز بانو : غزل
۹-۱۰ پوترا کماری : لوک گیت
۱-۳۰ کانا رام پارٹی : لوک گیت

شام

۵-۰۵ یووا وانی : کہانی

۶-۳۰ سندھی پروگرام : بارن جی
پھلواری؛ جھاتروں روواراپہنت
کا نیہ کرم
۷-۱۵ ضلع کی چٹھی : باڑمیر
۹-۱۵ کھلا آکاش : دمنیت اور وان پتر
کیسے ، گیت
کیا آپ جانتے ہیں
۹-۳۰ ناٹک : بھیشم پرتگیا
تحریر : ڈاکٹر ہری رام آچاریہ
۱۰-۳۰ ریحانہ مرزا : لوک گیت

جمعرات ۱۰ دسمبر

صبح
۷-۵۰ دیواوانی
۸-۲۰ ہندی میں تقریر
۹-۱۰ جنس لال اور ساتھی : لوک گیت
دوپہر
۱-۵۰ کرشی لوک : موسم
شام
۶-۲۵ لوک دھارا
۶-۳۵ نرمان کے سور
۸-۰۰ راجستھلی : وارتا
مانو ادھیکار دوس، مطلب ایلیب
وش وشاجو
۹-۱۵ کھلا آکاش : قلعوں کے نرمان کی
کہانی : بیکانیر کا قلعہ جونش
تحریر : درگا شنکر ، گیت
کیا آپ جانتے ہیں

جمعہ ۱۱ دسمبر

صبح
۷-۲۰ مانس گان
۸-۳۰ فیاض حسین : غزلیں
۹-۱۰ گوری دیوی : لوک گیت
شام
۶-۲۵ فیاض حسین : غزلیں
۸-۰۰ اشوک شکلا : کتھا لوک
۹-۱۵ کھلا آکاش
آپ نے پوچھا تھا
۹-۳۰ ناٹک : جگل
ڈاکٹر راگھیہ راگھو کی کہانی کا ریڈیو
ناٹیہ روپانتر
روپانتر کار : کمار اتھسکر
۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت

ہفتہ ۱۲ دسمبر

صبح
۷-۲۰ مانس گان
۸-۲۰ ہندی میں تقریر
۹-۲۰ ارملا کھنہ : لوک گیت
دوپہر
۱-۱۰ شاستریہ سنگیت
۱-۳۰ پشپا ویاس : لوک گیت
شام
۶-۳۰ سہیلیاں ری باڑی
ڈاکٹر سے بھینٹ
خون کی کمی سے ہونے والے روگ
اور ان سے بچاؤ
۸-۰۰ کہکشاں : افسانہ
سدرشن بالی
میرا پسندیدہ شاعر اور اسکا کلام
ڈاکٹر سخاوت شمیم
۹-۱۵ کھلا آکاش
یہ وِشہ کیوں پڑھے جاتے ہیں
سامانیہ وگیان

اتوار ۱۳ دسمبر

صبح
۸-۲۰ سور گنگا
۹-۱۵ منگل : اس ماس کا گیت
ناٹک : پریاں کی جیوتی
مندارانی نکشی بائی
تحریر : منوہن گیت
ابھی لاش : تقریر
امر پسلنتیں ، وچ تنتر
تقریر : ڈاکٹر شوکمار شلک
۱۰-۰۰ سندھی پروگرام
فلمی اور غیر فلمی گانے
۱۰-۳۰ راجستھانی کوی گوشٹھی پرانی بھاگی
سروشری محمد صدیق ، ہریش بھادانی
سانور دیا ، کشور کلپنا کانت
دوپہر
۱۲-۰۰ جھلا جگت : ترکون
سمپادکیہ ، کہانی ، کویتا
شام
۵-۵۵ روزگار سوچنائیں
۶-۲۵ راجستھانی فرمائشی پروگرام
۸-۰۰ انگریزی وارتا
۱۰-۰۰ تو آس پاس

جودھپور

جودھپور ۵۶۴٫۹ میٹر ۵۳۱ کلوہرٹز ۲۵٫۷۶ میٹر ۱۱۹۰ کلوہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح
۹-۱۰ راجستھانی بھگتی گیت
دوپہر
۱۲-۳۰ فلمی گیت (سوائے اتوار)
۱-۱۰ کلاسیکی موسیقی
(سوائے منگل، جمعرات)
اتوار کو فلمی گیت
۱-۵۰ راجستھانی لوک گیت
(سوائے اتوار)
۵-۰۵ یوواوانی
یوواترنگ اور ورائٹی پروگرام
(منگل اور جمعہ)
۵-۳۰ نو ترنگ
فلم سنگیت پر مبنی
(اتوار)
۶-۲۵ آس پاس (اتوار)
نیوجنی سوچنائیں (پیر و جمعہ)
لوک گنگا (منگل)
شاروا سنگم (بدھ)
گیان وردھان (جمعرات)
سائنس ڈائجسٹ (ہفتہ)
۶-۳۰ سرحدی علاقوں میں رہنے والے
سامعین کیلئے ملاجلا پروگرام
۸-۲۵ ایک کلاکار
۹-۱۵ تقریر (ہندی / انگریزی)
(منگل، جمعرات)
ملے جلے گانے (بدھ اور جمعہ)
خطوں کے جواب (ہفتہ)
۱۰-۰۰ بہار گیت
(دوسری اور تیسری جمعرات)

پیر ۱۴ دسمبر

صبح
۷-۳۰ ششی موہن بھٹ : ستار پر راگ
کومل رشبھ آساوری
۸-۲۰ مہیش دت شرما : لوک گیت
دوپہر
۱-۳۰ مال ناتھ ساتھی : لوک گیت
۸-۰۰ کپور چند رگندھرو
بھجن
۱۰-۰۰ سوموار یہ پتر یکالین سنگیت سبھا
ششی موہن بھٹ
ستار پر راگ کلاوتی
۱-۵۰ کرشی لوک
شام
۵-۵۵ روزگار سوچنائیں
۷-۳۰ کرشکوں کے لیے : کہانی
۸-۰۰ کوی وانی : اوکنپن شرما

منگل ۱۵ دسمبر

صبح
۷-۲۰ مانس گان
۷-۳۰ اے آر شاستری : خیال الہایالاول
۹-۱۰ کملا اگروال : لوک گیت
۹-۲۰ چھوٹی لال : گیت
۱-۱۰ سہیلیاں ری باڑی
۱-۵۰ کرشی لوک : موسم
شام
۶-۲۵ کملا اگروال : لوک گیت
۸-۰۰ راجستھلی : کاویہ پاٹھ
راجستھانی کاویہ پاٹھ
نند کشور چترویدی
۹-۱۵ کھلا آکاش
درد ہو تو کیا کیجئے . سر میں
این، سی، شرما ، گیت
کیا آپ جانتے ہیں
۹-۳۰ سندھی پروگرام
تنہاہی فرمائش (آپ کی فرمائش)

اودے پور

اودے پور ۲۶۶٫۶۹ میٹر ۱۱۲۵ کلو ہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح

۶-۲۵ بھگتی سنگیت

۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ

۷-۱۰ کھیتی باڑی

۷-۲۰ مانس گان

۷-۳۰ سنگیت سریتا

۷-۴۰ فلمی سنگیت

۹-۱۰ سگم سنگیت (سوائے اتوار)

دوپہر

۱۲-۳۰ فلمی گیت (سوائے اتوار)

۱-۴۰ کرشی لوک (سوائے اتوار)

۱-۵۰ لوک سنگیت

۵-۰۵ یووادانی

۶-۰۰ مقامی اعلانات

پروگراموں کا خلاصہ

موسم کا حال

۷-۳۰ کرشکوں کے لیے

۸-۰۰ کھلا آکاش

(سوائے ہفتہ اور اتوار)

۸-۲۵ فلمی گیت

بیکانیر

۲۱۵٫۰ میٹر ۱۳۹۵ کلو ہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

۶-۳۵ بھگتی سنگیت

۷-۰۵ پروگرام کا خلاصہ

۷-۱۰ کھیتی باڑی (سوائے اتوار)

۷-۲۰ مانس گان

دوپہر

۱-۴۰ کرشی لوک (سوائے اتوار)

۶-۰۰ مقامی اعلانات

پروگراموں کا خلاصہ

موسم کا حال

۷-۳۰ کرشکوں کے لیے

۸-۰۰ کھلا آکاش

(سوائے ہفتہ اور اتوار)

غزل

ثوبان فاروقی

تیری سانسوں کی جب تک رفاقت نہ ہو
میرے شعروں میں فن کی حرارت نہ ہو

آج پھر چاند ہے خون میں موجزن
دیکھنا جسم پھر بے حفاظت نہ ہو

کون ہے جو جنوں سے پریشاں نہیں
کون ہے جس کو غم کی ضرورت نہ ہو

یاد — جنگل کی وہ سرسراتی ہوا!
جس میں وحشت تو ہو آدمیت نہ ہو

میری صورت سے بھی دل لگایا کرو
جب کوئی دل لگانے کی صورت نہ ہو

(پٹنہ سے نشر)

اورنگ آباد، پربھنی

اورنگ آباد: ۱۹۶٫۲ میٹر — ۱۵۲۱ کلو ہرٹز — پربھنی: ۲۲۹٫۹ میٹر — ۱۳۰۵ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی ... صبح ... شام ... رات [illegible] — اردو ... (اورنگ آباد) [illegible] — انگریزی ... [illegible]

[illegible]

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح

۶-۳۰ [illegible]

۶-۳۵ [illegible]

۶-۴۰ پروگرام کا خلاصہ [illegible]

۶-۴۵ کسانوں کے لئے پروگرام

۶-۵۰ [illegible]

۸-۲۵ [illegible]

۹-۰۵ اختتام

شام

۵-۳۰ پھلواری (بچوں کے لئے پروگرام)

۵-۵۰ [illegible]

۵-۵۵ روزگار سماچار

۶-۰۰ مقامی اعلانات

۶-۱۰ پروگرام کی تفصیل (زبان مراٹھی)

۶-۳۰ کسانوں کے لئے پروگرام (زبان مراٹھی)

۷-۳۰ [illegible]

۸-۳۰ [illegible]

۱۰-۴۰ اختتام

منگل یکم دسمبر

صبح

۷-۱۵ نیرا بسرجی: ٹھمری

۷-۳۰ سب رنگ (اردو پروگرام) روزانہ

شام

۵-۳۰ یووادانی (مراٹھی میں نوجوانوں کے لیے پروگرام) (روزانہ)

۸-۱۵ مراٹھی میں تقریر

بدھ ۲ دسمبر

صبح

۷-۱۵ اور دوپہر ۱-۰۰ بجے بالے خاں: ستار

شام

۸-۴۰ استاد عبدالکریم خاں ٹھمری، دادرا

جمعرات ۳ دسمبر

صبح

۷-۱۵ خیال

۸-۴۰ روی شنکر: ستار

۸-۱۵ نعتذیل

۹-۳۰ پرادیشک اور لوک سنگیت کا نیشنل پروگرام

جمعہ ۴ دسمبر

صبح

۷-۱۵ گاندھی وندنا

دوپہر

۱-۰۰ طاقت حسین خاں: خیال

رات

۹-۳۰ مراٹھی میں فیچر

ہفتہ ۵ دسمبر

صبح

۷-۱۵ لوک سنگیت

دوپہر

۱-۰۰ محمد حیات خاں: غزل، قوالی

رات

۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۶ دسمبر

صبح

۷-۱۵ پی، وی، پلسکر: خیال

۸-۴۰ ہلکی پھلکی موسیقی

۹-۰۵ مراٹھی میں بچوں کیلئے پروگرام

دوپہر

۱۲-۳۰ اسٹیج گیت

۱-۰۰ بزم خواتین (مراٹھی میں عورتوں کیلئے پروگرام)

۸-۱۵ مراٹھی میں خطوط کے جواب

۱۰ — ۰۰ ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر کو خراج عقیدت

پیر ۷ دسمبر

صبح

۶ — ۵۰ دیپالی کالے: ہندی گیت

رات

۹ — ۳۰ نیشنل پروگرام (ہندی تقریر)

۱۰ — ۰۰ روشن آرا بیگم: خیال

منگل ۸ دسمبر

صبح

۷ — ۱۵ رکما بائی سین گپتا: خیال

۸ — ۴۰ اسٹیج کے گیت

شام

۸ — ۱۵ مراٹھی میں تقریر

۱۰ — ۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۹ دسمبر

صبح

۷ — ۱۵ سنطور اور بانسری

دوپہر

۱ — ۰۰ جگدیش پرکاش پنڈت: خیال

شام

۹ — ۳۰ مراٹھی میں مباحثہ

جمعرات ۱۰ دسمبر

صبح

۷ — ۱۵ ڈی آر اوتھاولے: خیال

۸ — ۴۰ علاؤالدین خاں: سرود

دوپہر

۱ — ۰۰ بڑے غلام علی خاں: خیال

شام

۸ — ۱۵ نیوزریل

۹ — ۳۰ نیشنل پروگرام: ہندی میں فیچر

جمعہ ۱۱ دسمبر

صبح

۷ — ۱۵ گاندھی وندنا

۸ — ۴۰ اسٹیج گیت

۱۲ — ۳۰ فلمی گانے

شام

۸ — ۱۵ مراٹھی میں تقریر

۹ — ۳۰ ڈرامہ (مراٹھی)

ہفتہ ۱۲ دسمبر

صبح

۷ — ۱۵ موسیقی

دوپہر

۱۲ — ۳۰ رنگ محل

شام

۸ — ۱۵ مراٹھی میں سیریل فیچر: اوپن ہاؤس

۹ — ۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

بقیہ: لکھنؤ

۸ — ۳۰ اردو پروگرام: جگت موہن لال رواں
عہد حیات اور شاعر: فیچر
تحریر: لطیف صدیقی

دوپہر

۱ — ۱۰ آج اتوار ہے "منشی اتواری لال": جھلکی
مصنف: نریش مصر

شب

۸ — ۰۰ اترادھیکار سا قانون اور مہلاؤں کی استھیت: ہندی میں بات چیت

پیر ۱۴ دسمبر

صبح

۷ — ۴۵ اور دوپہر ۱۲ — ۰۰ پر سگم سنگیت

۸ — ۳۰ اردو پروگرام

۹ — ۱۰ شاستریہ سنگیت

شام

۵ — ۴۵ رویندر سنگیت

شب

۸ — ۳۰ اور ۹ — ۴۵ و ۱۰ — ۳۰ پر شاستریہ سنگیت

منگل ۱۵ دسمبر

صبح

۸ — ۳۰ اردو پروگرام: میگزین پروگرام
مذہب کی وحدت
بات چیت: غلام حسین
مختصر افسانہ: شمع مہدی

۹ — ۱۰ وگیان چرچا

۸ — ۰۰ سنسکرت پروگرام

۹ — ۴۵ بھارت بھارتی

۱۰ — ۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بھوپال، رائپور، گوالیار، جبلپور

بھوپال "الف" ۲۰۲/۲ میٹر ۱۴۸۵ کلو ہرٹز   بھوپال "ب" ۲۲۳/۳ میٹر ۱۳۴۴ کلو ہرٹز

صبح ۴۵-۵ سے ۴۵-۷، ۹۹۰ ۲ کلو ہرٹز

صبح ۳۰-۸ سے ۲۰-۹/۴۵-۹ } ۱۸۰ ۷ کلو ہرٹز
صبح ۴۵-۹ سے ۱۵-۵/۴۵-۵ شام }

شام ۳۰-۵ سے ۰۰-۱۲ رات، ۳۳۱۵ کلو ہرٹز

رائے پور: ۳۰۵/۹ میٹر ۹۸۱ کلو ہرٹز   گوالیار: ۲۱۶/۴ میٹر ۱۳۸۶ کلو ہرٹز

جبلپور ۲۵۴/۲ میٹر ۱۱۷۹ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۰۰-۸/۵-۹ (پرادیشک سماچار)
دوپہر ۵-۱، ۱۰-۲، ۴۵-۲، شام ۵-۶
رات ۴۵-۸ (۵-۱۱ صرف ہفتے کو)

انگریزی میں خبریں: صبح ۱۰-۸، ۰۰-۱۰
دوپہر ۰۰-۱۲، ۰۰-۱، شام ۰۰-۶
رات ۰۰-۹ (۰۰-۱۱ صرف ہفتے کو)

منگل یکم دسمبر

صبح

۷ — ۳۰ رام کلی شرما اور ساتھی

۸ — ۲۰ کے ایس کلشن: سگم سنگیت

۸ — ۳۰ اردو پروگرام آئینہ
مزاحیہ تقریر: اشتہار غور سے سنئے
"ضرورت ہے ایک بیوی کی"
از: جہانقدر چغتائی
بیوی کی شان میں ایک قصیدہ
ملیے ایک بیوی سے
محترمہ تنویر علی

دوپہر

۱ — ۳۰ کاویہ دھارا: ڈاکٹر پرشوتم چکرورتی

۱ — ۴۰ اسکول براڈ کاسٹ

رات

۸ — ۰۰ یگ بودھ

۸ — ۱۵ چھٹی یوجنا اور مدھیہ پردیش میں گرامین وکاس
ہندی تقریر: داؤلال ساکھی

بدھ ۲ دسمبر

صبح

۸ — ۲۰ سگم سنگیت: کرشن رائے چودھری

۸ — ۳۰ ایم آر ناگر: ستار

دوپہر

۱۲ — ۳۰ مہلا سبھا

۱ — ۴۰ اسکول براڈ کاسٹ

۲ — ۳۰ سشیلا شریواستو اور ساتھی
لوک گیت

شام

۵ — ۳۰ پھلواری: ترنوں کی پسند

۸ — ۰۰ ساہتیکی: کاویہ پاٹھ
راجکماری رشمی

۱۰ — ۳۰ دیانند دیوگنھرو
ہنس دھونی

جمعرات ۳ دسمبر

صبح

۸ — ۲۰ ایس ایس گندھے: سگم سنگیت

۸ — ۳۰ عبدالصمد خاں: سارنگی

دوپہر

۱ — ۴۰ اسکول براڈ کاسٹ

۲ — ۳۰ سشیلا شرما: لوک گیت

رات

۸ — ۰۰ ہندی تقریر: چنچل سالین کوی جاتس
ڈاکٹر شیام بھٹناگر

۱۰ — ۰۰ عبدالصمد خاں: سارنگی

۱۰ — ۳۰ راجہ کالے: خیال امن

جمعہ ۴ دسمبر

صبح

۸-۲۰ سگم سنگیت: میل پربھا ونیس

۸-۳۰ رام کشن چندشری: خیال توڑی

دوپہر

۲-۳۰ ہربلاس پنیٹر: لوک گیت

رات

۸-۰۰ اردو پروگرام کہکشاں
بات چیت: کچھ خودکشی کے بارے میں
کمدنی شرما اور اویناش جیش
اسلامی فکر اور خودکشی کا مسئلہ
تقریر

ہفتہ ۵ دسمبر

صبح

۸-۲۰ کشن بھٹ: سگم سنگیت

۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ

دوپہر

۱-۳۰ کاویہ پاٹھ: نئی رچنا
کنئے علی فاطمہ

۲-۳۰ رادھے شیام مالویہ اور ساتھی
لوک گیت

رات

۷-۱۵ چوپال: دیہی بچوں کا پروگرام
کونپل کے ساتھ

۸-۰۰ سرجنا: کہانی
ڈاکٹر نریندر سادھیا
کاویہ پاٹھ: رادھے لال بیرھاونے

اتوار ۶ دسمبر

صبح

۸-۲۰ بال سبھا

۹-۱۵ سندھی پروگرام

دوپہر

۱-۳۰ اومکار سنگھ سکروار اور ساتھی
لوک گیت

شام

۵-۲۰ یووا وانی: ترنوں کی پسند

۶-۴۰ شرنک جگت

پیر ۷ دسمبر

صبح

۷-۳۰ مدھولیکا شریواستو اور ساتھی
لوک گیت

۸-۲۰ جانکی پنت: سگم سنگیت

۸-۳۰ ایل، وی مسلگاؤنکر: خیال

۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ

دوپہر

۱-۱۰ درپن: خطوط پر مبنی پروگرام

رات

۱۰-۰۰ سروج پرانجپے: وائلن

۱۰-۳۰ ایل، وی مسلگاؤنکر: خیال بہاگ

منگل ۸ دسمبر

صبح

۸-۲۰ ایلا بھٹاچاریہ: سگم سنگیت

۸-۳۰ اردو پروگرام آئینہ
کھجوراہو: تقریر
ڈاکٹر ایم ڈی گھرے
بابا شیخ فرید: فیچر
کلام جاوید

۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ

دوپہر

۱-۳۰ کاویہ دھارا: جگدیش شریواستو

۲-۳۰ لوک گیت
پنالال گھیلے اور ساتھی

رات

۸-۰۰ یگ بودھ

۸-۱۵ ہندی تقریر: ہندی ساہتیہ میں
آتم کتھا: ڈاکٹر ایتا پانڈے

بدھ ۹ دسمبر

صبح

۷-۳۰ رام چرن منکیلے اور ساتھی
لوک گیت

۸-۲۰ گوند بھارتی: سگم سنگیت

۸-۴۰ شاردا پرشاد بھٹ: سرود

۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ

دوپہر

۱۲-۳۰ مہلا سبھا

شام

۵-۳۰ یووا وانی: ترنوں کے لیے

۸-۰۰ ساہتیکی: کہانی
ڈاکٹر سشیل چترویدی

۹-۳۰ اب نہ کہیں گے: ترنگ
مصنف: یوگیش شرما
پیشکش: مقبول حسین

۱۰-۰۰ شاردا پرشاد بھٹ: سرود

۱۰-۳۰ شاردا پرشاد بھٹ

۱۰-۳۰ رسک لال اندھاریا
خیال مارو بہاگ

جمعرات ۱۰ دسمبر

صبح

۸-۲۰ نرملا دیش پانڈے: سگم سنگیت

۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ

دوپہر

۲-۳۰ میم دیوی گپتا اور سہیلیاں
لوک گیت

رات

۷-۱۵ چوپال: گرام لکشمی
دیہی عورتوں کا پروگرام

۸-۰۰ ہندی تقریر: سمکالین کویتا کی
بھاشا اور تکھنے: دھنیے ورما

جمعہ ۱۱ دسمبر

صبح

۸-۲۰ منوہا لال: سگم سنگیت

۸-۳۰ کسم نگریا: ستار

دوپہر

۱-۴۰ اسکول براڈکاسٹ

۲-۳۰ کرشنا چوہان: لوک گیت

رات

۸-۰۰ اردو پروگرام کہکشاں
شعر و نغمہ شاعر اور رقیب

از عشرت رشید
مذہب اور سیاست
تقریر: ڈاکٹر حمید قریشی

ہفتہ ۱۲ دسمبر

صبح

۸-۲۰ سریش چندر جین: سگم سنگیت

۸-۳۰ سعید خاں: ٹھمری دادرا

دوپہر

۱۲-۳۰ مہلا سبھا

۲-۳۰ ساوتری پانڈے اور سہیلیاں
لوک گیت

رات

۷-۱۵ چوپال: دیہی بچوں کے پروگرام
کونپل کے ساتھ

اتوار ۱۳ دسمبر

صبح

۸-۲۰ بال سبھا

۹-۱۰ سندھی پروگرام

۹-۲۰ بی شیام سندر نائیڈو
لوک گیت

رات

۹-۳۰ ہواؤں کا دوردھ: ناٹک
مصنف: وبھوکمار
پیشکش: ہریندر کمار کوٹیا

پیر ۱۴ دسمبر

صبح

۷-۳۰ ایش نندنی: لوک گیت

۸-۲۰ بلرام ناگ دیو: سگم سنگیت

۸-۳۰ وی، آر، شیولیکر: وائلن

دوپہر

۱-۱۰ درپن: خطوط پر مبنی پروگرام

۱-۴۰ اسکول براڈکاسٹ

رات

۱۰-۰۰ بلرام ناگ دیو: خیال ہمیر

۱۰-۳۰ وی، آر، شیولیکر: وائلن

منگل ۱۵ دسمبر

صبح

۷-۳۰ سشیلا شرما اور سہیلیاں
لوک گیت

۸-۲۰ سریتا لال: سگم سنگیت

۸-۳۰ اردو پروگرام آئینہ
کچھ ریختی کے بارے میں
اختر سعید خاں

آغا سلطان چندر
ریختی کا ایک قدیم نمونہ
ریختی کا ایک تازہ نمونہ
ساجدہ سنجی

دوپہر

۱-۳۰ کاویہ دھارا: وشوکانت پاٹھک

۱-۴۰ اسکول براڈکاسٹ

رات

۸-۰۰ یگ بودھ

۸-۱۵ ہندی تقریر: آدم یگ کی ابتدا
دھرتی پر جلی
سندر لال ترپاٹھی

حیدرآباد

۳۰۶.۵ میٹر (۹۷۸ کلو ہرٹز)   ۲۵۶.۴ میٹر (۱۱۷۰ کلو ہرٹز)

منگل یکم دسمبر

صبح

۸-۲۵ یوا وانی: رسم و رواج کے بندھن
تقریر: از کفی عنہ
افسانہ: شاہینہ
بہادر شاہ ظفر: تقریر
از: صبیح الدین

شب

۹-۳۰ نیرنگ: ناولوں کی دنیا
صنعتی مزدوروں کے لیے پروگرام
مزاحیہ خاکہ
از: پرویز یداللہ مہدی
ڈھولک کے گیت

بدھ ۲ دسمبر

صبح

۸-۲۵ یوا وانی: شہر نامہ
نوجوانوں کی سرگرمیوں پر مبنی پروگرام
ڈاکٹر راجندر پرساد
تقریر: از رؤف انجم

دوپہر

۲-۳۰ طلباء کے لیے: اسکولی طلباء کیلئے

شام

۵-۳۰ ترنگ: وراثتی پروگرام
پیش کش: کوٹلہ عالیجاہ سوشیل ویلفیر ایسوسی ایشن

۹-۳۰ نیرنگ
ناولوں کی دنیا
۲. خطوں کے جواب
۳. آؤ مل بیٹھیں: ہفتہ وار مزاحیہ پروگرام: از اظہر افسر
۴. نئی کہانی: سیب
از عاتق شاہ
۵. غزلیں: بیگم اختر

جمعرات ۳ دسمبر

صبح

۸-۲۵ یوا وانی
یونیورسٹی کے طلباء کیلئے پروگرام

دوپہر

۲-۳۰ طلباء کے لیے

شام

۵-۳۰ ترنگ
میری پسند: فلمی گانوں پر مبنی

شام

۵-۳۰ ترنگ: روایتی پروگرام
پیشکش: اسٹوڈنٹس پروگریسو کلب

۹-۳۰ نیرنگ
۱. ناولوں کی دنیا
۲. اپنی نگری اپنے لوگ
۳. آپ کی پسند: فلمی گانے

جمعہ ۴ دسمبر

صبح

۶-۴۰ الیشور اللہ: قرات کلام پاک
از محمد مبشر احمد
نعت شریف: حکیم راگی

۸-۴۰ یوا وانی
پہیلیاں: تقریر
از ایم اے وحید

شام

۵-۳۰ ترنگ
ناولوں کی دنیا
۲. اس ہفتہ کی ڈائری
از س، الف عشرت
۳. ڈاکٹر سے ملاقات
برص اور اس کا علاج
انٹرویو، ڈاکٹر ایس اے قدیر
۴. قوالیاں

ہفتہ ۵ دسمبر

صبح

۸-۲۵ یوا وانی: فلمی قوالیاں

شام

۵-۳۰ ترنگ: ڈرامہ

۹-۳۰ نیرنگ
۱. ناولوں کی دنیا
۲. محفل غزل
۳. لطیفے ہی لطیفے
۴. گیت اور غزلیں

اتوار ۶ دسمبر

صبح

۸-۲۵ یوا وانی: گلدستہ
نوجوانوں کے خطوں پر مبنی پروگرام

۹-۳۰ بچوں کے لیے پروگرام

دوپہر

۲-۳۰ بہنوں کے لیے
۱. کہانی: از نادرہ شبنم
۲. خطوں کے جواب
۳. ڈھولک کے گیت

۹-۳۰ نیرنگ
۱. ڈرامہ ۲. غزلیں

پیر ۷ دسمبر

صبح

۸-۴۰ یوا وانی: نغموں کی دنیا
از ساجدہ بیگم

شام

۵-۳۰ ترنگ: ۱. کھیلوں پر تبصرہ
از زین العابدین
۲. خطوں کے جواب
۳. فلمی گانے

۹-۳۰ نیرنگ
۱. ناولوں کی دنیا
۲. ہم آپ اور وہ
۳. کمسن کی شادی
تقریر: از احسن علی مرزا
۴. کلام شاعر بہ زبان شاعر
از تاج مہجور، مسعود عابد
۵. غزلیں: طلعت اور کیشی

منگل ۸ دسمبر

صبح

۸-۲۵ یوا وانی
آندھرا پردیش کی مصنوعات
تقریر: از سید معین الدین ندیم

شام

۵-۳۰ آہنگ: میگزین پروگرام
مولانا آزاد میموریل سوسائٹی
۱. ناولوں کی دنیا
۲. صنعتی مزدوروں کے لیے پروگرام
۳. مزاحیہ خاکہ
از سردار السلام
۴. ڈھولک کے گیت
ارجمند تطہیر اور ساتھی

بدھ ۹ دسمبر

صبح

۸-۲۵ یوا وانی
بچوں کی بیماریاں: تقریر
از ڈاکٹر ایم ایس دیشپانڈے

۲-۳۰ طلباء کے لیے: اسکول طلباء کیلئے

شام

۵-۳۰ ترنگ: وراثتی پروگرام
از انڈین میوزک اسکول

۹-۳۰ نیرنگ
۱. ناولوں کی دنیا
۲. خطوں کے جواب
۳. ہفتہ وار مزاحیہ پروگرام
آؤ مل بیٹھیں: از اظہر افسر
۴. نئی کہانی: تنہا تنہا
از اعظم راہی
۵. غزلیں: سلمیٰ آغا اور لتا

جمعرات ۱۰ دسمبر

صبح

۸-۲۵ یوا وانی
یونیورسٹی کے طلباء کے لیے
انسانی حقوق: تقریر
از سریش چندر

دوپہر

۲-۳۰ طلباء کیلئے
اسکولی طلباء کے لیے
میری پسند: فلمی گانوں پر مبنی

۹-۳۰ نیرنگ
۱. ناولوں کی دنیا
۲. اپنی نگری اپنے لوگ

۲- اردو ادب میں مثنوی
تقریر: از احمد علی خاں ادیب
۴- آپ کی پسند: فلمی گانے

جمعہ ۱۱ دسمبر

صبح
۶-۴۰ ایشور اللہ: قرات کلام پاک
از خورشید نسیم
نعت شریف: میر ہاشم علی
۸-۴۰ یووا وانی: تقریر
شام
۵-۳۰ ترنگ
سائنس میگزین پروگرام
عثمانیہ میڈیکل کالج
۹-۳۰ نیرنگ
۱- ناولوں کی دنیا
۲- اس ہفتہ کی ڈائری
عابد صدیقی
۳- ڈاکٹر سے ملاقات
ڈاکٹر شیام سندر
۴- قوالیاں
شنکر شمبھو اور ساتھی

ہفتہ ۱۲ دسمبر

صبح
۸-۲۵ یووا وانی: فلمی قوالیاں
شام
۵-۳۰ ترنگ
ڈرامہ: کہکشاں آرٹس اکاڈمی
۹-۳۰ نیرنگ
۱- ناولوں کی دنیا
۲- ہمارا دیش، نظم
از- راحت کوثر
۳- بھائی چارہ، نظم
از زور آفاقی
۴- لطیفے ہی لطیفے
آپسی اتحاد: نظم
از- علی افسر
۵- گیت اور غزلیں

اتوار ۱۳ دسمبر

صبح
۸-۱۵ یووا وانی: گلدستہ
نوجوانوں پر مبنی پروگرام

۹-۳۰ بچوں کے لیے
دوپہر
۲-۳۰ بہنوں کے لیے
شام
۵-۳۰ ترنگ: ورائٹی پروگرام
۱- ڈرامہ ۲- غزلیں

پیر ۱۴ دسمبر

صبح
۸-۴۰ یووا وانی
نغموں کی دنیا
از- ایم اے رب عارف
شام
۵-۳۰ ترنگ
کھیلوں پر تبصرہ
از- لیاقت علی خاں
۲- خطوں کے جواب
۳- فلمی گانے
۹-۳۰ نیرنگ
۱- ناولوں کی دنیا
۲- ہم آپ اور وہ
۳- کلام شاعر: بہ زبان شاعر
۴- غزلیں

منگل ۱۵ دسمبر

صبح
۸-۲۵ یووا وانی
سردار پٹیل: تقریر
ڈاکٹر سروج بجاج
شام
۵-۳۰ آہنگ
ادبی میگزین پروگرام
کلام شاعر: حسن ضیاء
افسانہ: مرزا حمید اللہ بیگ
۹-۳۰ نیرنگ
ناولوں کی دنیا
۲- صنعتی مزدوروں کیلئے پروگرام
خود کی بھلائی کے لیے حفاظتی
تدبیر: تقریر
از- شری ایم کرشنا سوامی
۳- مزاحیہ خاکہ
۴- ڈھولک کے گیت
کنیز فاطمہ اور ساتھی

سرینگر

میڈیم ویو سری نگر الف۔ ۲۶۸۰۱۸ میٹر ۱۱۱۶ کلوہرٹز
شارٹ ویو سری نگر ب ۱، ۲۴۵ میٹر ۱۲۲۴ کلوہرٹز
۴۹،۱۰ میٹر ۶۱۱۰ کلوہرٹز ۹۱،۵۳ میٹر ۳۲۷۰ کلوہرٹز
پہلی مجلس۔ صبح ۶-۳۰ سے صبح ۱۰-۰۰ تک
دوسری مجلس۔ صبح ۱۱-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک (اتوار کو صبح ۸-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک مسلسل)

خبریں

صبح
۷-۰۰ سنسکرت میں خبریں
۷-۲۵ کشمیری میں خبریں
۸-۱۰ انگریزی میں خبریں
۸-۵۰ اردو میں خبریں
۹-۰۰ ہندی میں خبریں
دوپہر
۱-۵۰ اردو میں خبریں
۲-۰۰ انگریزی میں خبریں
شام
۶-۰۰ انگریزی میں خبریں
۶-۲۵ کشمیری میں خبریں
رات
۹-۰۰ انگریزی میں خبریں
۹-۱۵ اردو میں خبریں
۱۱-۰۰ انگریزی میں خبریں

علاقائی خبریں

صبح
۹-۰۵ دلچسپ خبریں
۹-۲۰ اردو میں خبریں
۹-۲۵ کشمیری میں خبریں
۲-۱۰ لداخی میں خبریں
شام
۷-۳۰ کشمیری میں خبریں
۷-۴۵ اردو میں خبریں

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح
۷-۰۵ صبح گاہی، بھگتی سنگیت (روزانہ)
۷-۲۰ روشنی: برگزیدہ ہستیوں کے زریں اقوال (اتوار، منگل، جمعرات)
گاشراچھر: برگزیدہ ہستیوں کے زریں اقوال (ہفتہ، پیر، بدھ)
۷-۳۰ بجائی ہندسنز: دیہاتیوں کے لیے پروگرام (علاوہ جمعہ)
گاندھی کتھا (جمعہ)
۸-۲۰ گھرانوں کیلئے اردو میں پروگرام (اتوار)
"رسالومنز" (پہلے پیر)
"ذات بترات" (دوسرے اور چوتھے پیر کو)
"ثقافت" کشمیری میں پروگرام
(تیسرے پیر کو)
"ثقافت" اردو میں پروگرام
(پانچویں پیر کو)
پنجابی پروگرام
(منگل اور جمعرات کو)
اتوار کو ۸-۴۰ بجے
۸-۲۰ شش رنگ: کشمیری میں پروگرام
(بدھ کو)
گھر بارہ خاطرہ: کشمیری میں
گھرانوں کے لیے پروگرام (جمعہ)
۸-۳۰ "نو تخلیق"
(پہلے تیسرے اور پانچویں ہفتہ کو)
، "نولیکھن" (چوتھے ہفتہ کو)
۸-۲۵ ہندی میں بات چیت
(پہلے، دوسرے اور چوتھے پیر اور

ہفتہ کو)
"حرف حرف" اردو گیتوں پر مبنی
پروگرام (پہلے ہفتہ کو)
"نول شعار" کشمیری گیتوں پر مبنی
پروگرام (دوسرے، چوتھے اور
پانچویں ہفتہ کو)
"چراغ" ہندی گیتوں پر مبنی پروگرام
(تیسرے ہفتہ کو)

۹-۰۵ زونہ ڈب" کشمیری میں سلسلہ وار فیچر پروگرام (علاوہ جمعرات)
۹-۳۰ تو ہنز فرمائش: سامعین کی فرمائش (جمعرات کو رات ۰۰-۱۰ بجے)
۱۰-۰۰ ریڈیو نیوز ریل (اتوار)
۱۰-۱۵ "نونہال" بچوں کیلئے اردو پروگرام (اتوار)
۱۱-۰۰ فلم میگزین (اردو) (دوسری اتوار)
سنگیت میگزین (تیسری اتوار)
فلمی میگزین (کشمیری - چوتھی اتوار)

دوپہر

۱-۰۰ مغربی موسیقی (اتوار رات ۳۰-۹)
۱-۳۰ اور ۰۰-۳ بجے
فوجی بھائیوں کے لیے پروگرام
"سوزل" دیہات سے صدا بند ریکارڈنگ (چوتھی اتوار)
آش پہ گاش: دیہاتی سامعین کے لیے پروگرام (جمعہ)
۴-۳۰ ہی مال: خواتین کیلئے کشمیری میں پروگرام (اتوار)
بہارلی پروگرام (جمعرات)
۵-۳۵ گوجری پروگرام
۶-۱۵ گامی بھائین ہندہ خاطرہ پروگرام

شام

۷-۴۰ روزگار سماچار
۸-۰۰ وادی کی آواز: پاکستان اور پاکستانی مقبوضہ کشمیر میں سننے والے بھائی بہنوں کیلئے پروگرام
۸-۳۰ "پراگاش" غیر نصابی تعلیمی پروگرام (علاوہ اتوار، پیر)
۸-۴۵ "تو ہنز چٹھی واز"
سامعین کے خطوں کے جواب (اتوار)
اردو میں بات چیت (پیر کو)
کشمیری میں بات چیت (منگل)
خط کیلئے شکریہ (بدھ)
کھیلوں کی دنیا (پہلی جمعرات)

ہیلتھ فورم (دوسری اور چوتھی جمعرات)
کھیلن ہند دنیا (کشمیری)
(تیسری اور پانچویں جمعرات)
انگریزی میں بات چیت (ہفتہ)
۹-۳۰ کھیل، کشمیری/اردو (پیر)
"دودھا" ہندی میں ادبی پروگرام
(پہلے منگل کو)
"سنگرمال" کشمیری میں ادبی
پروگرام (چوتھے منگل)
"ہم قلم" اردو میں ادبی پروگرام
(تیسرے منگل)
"سنچیکا" دوسرے نشریاتی اداروں
سے منتخب پروگرام (چوتھے منگل)
"سائنس میگزین" (اردو)
(دوسرے بدھ)
"سائنس میگزین" (کشمیری)
(چوتھے بدھ کو)
"پتریکا" ہندی میں پروگرام
(پانچویں ہفتہ کو)
علاقائی موسیقی کا نیشنل پروگرام
(پہلی جمعرات)
فیچروں کا نیشنل پروگرام
(دوسری جمعرات)
ڈراموں کا نیشنل پروگرام
(تیسری جمعرات)
ایک شام سنگیت کی: سنگیت
سمیلنوں کے پروگراموں سے
اقتباسات (پانچویں جمعرات)
"زائے ترائے" کشمیری میں مباحثہ
(پہلے اور تیسرے جمعہ کو)
"گفتگو" اردو میں مباحثہ
(دوسرا جمعہ)
"اپنی دھرتی اپنا دیش"، فیچر
(چوتھا جمعہ)
مشاعرہ (اردو) (پانچواں جمعہ)
"میانی زندگی میون کار" کسی
شخصیت سے بات چیت (پہلا ہفتہ)
"بزم سامعین" (کشمیری)
(دوسرا ہفتہ)
محفل موسیقی (تیسرا ہفتہ)
بزم سامعین (اردو)
(چوتھا ہفتہ)
"تصویر، تعمیر و ترقی کے کاموں

پر مبنی دستاویزی فیچر (پانچوں بدھ)
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش (اردو)
(اتوار، بدھ)
"تو ہنز فرمائش" (کشمیری) (منگل)
داستان (کشمیری) (جمعہ)

بائیسکوپ (دوسرا ہفتہ)
گاشہ تارکھ (کشمیری)
(چوتھا ہفتہ)
۱۰-۳۰ "شہر صدا" غیر فلمی سنگیت کی فرمائش (ہفتہ)

منگل یکم دسمبر

صبح

۷-۰۵ صبح گاہی، بھگتی سنگیت
۸-۰۰ سرلا کپور: غزلیں
۸-۲۰ پنجابی پروگرام
۹-۰۵ زونہ ڈب (سلسلہ وار فیچر)
۱۱-۳۰ محمد عبداللہ ستاری اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
۱۲-۴۰ انتخاب: بھجن
۲-۱۵ غزلیں (کشمیری)
۲-۳۰ اور ۰۰-۴ بجے
محمد عبداللہ ستاری اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
۴-۳۰ نسیم اختر اور ساتھی: چھکری

شام

۷-۴۰ روزگار سماچار
۸-۳۰ "ساتی کتھ" نیل متہ پوران
گفتگو۔ موہن نراشس اور
ایم ایل کوچرو
۸-۴۵ "نوہ کتابہ" نئی کتابوں پر تبصرہ
مقرر ڈاکٹر مرغوب بانہالی
۹-۳۰ "دودھا" (ہندی پروگرام)
۱۰-۰۰ تو ہنز فرمائش
سامعین کی فرمائش پر کشمیری گانے

رات

۸-۳۰ پراگاش
غیر نصابی تعلیمی پروگرام (کشمیری)
۸-۴۵ خط کے لیے شکریہ
اردو میں سامعین کے خطوں
کے جواب
۹-۳۰ پھر سنئے (لوداوانی سے انتخاب)
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش
سامعین کی فرمائش پر فلمی گانے

بدھ ۲ دسمبر

صبح

۷-۰۵ صبح گاہی، بھگتی سنگیت
۸-۰۰ سخاوت حسین خاں: غزلیں
۸-۲۰ شش رنگ
ڈائجسٹ پروگرام (کشمیری)
۹-۰۵ "زونہ ڈب" (سلسلہ وار فیچر)
۱۲-۴۰ سخاوت حسین خاں اور بیلا ساویر
غزلیں
۱۲-۳۰ ایس این سوپوری: ستار وادن
راجندر رینہ: طبلہ
۴-۳۰ اور ۱۰-۶ اور ۱۵-۶ بجے
اسداللہ اور شمشی چرپڑہ: غزلیں

جمعرات ۳ دسمبر

صبح

۷-۰۵ صبح گاہی، بھگتی سنگیت
۸-۰۰ خالد: غزلیں
۸-۲۰ پنجابی پروگرام
۹-۰۵ دلچسپ خبریں
۹-۱۰ وادیہ وورند
۱۱-۳۰ غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
۱۲-۴۰ خالد اور شپارانی: غزلیں
۲-۱۰ کیلاش مہرہ: غزلیں
۲-۱۵ عبدالرحمان ریشی: غزلیں
۲-۳۰ غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
۶-۱۰ عبدالرحمان ریشی: غزلیں

رات

۸-۳۰ "پراگاش"
غیر نصابی تعلیمی پروگرام (کشمیری)
۸-۴۵ کھیلوں کی دنیا (اردو)
۹-۳۰ علاقائی موسیقی کا نیشنل پروگرام

جمعہ ۴ دسمبر

صبح

۷-۰۵ صبح گاہی، بھگتی سنگیت
۷-۳۰ گاندھی کتھا
۸-۰۰ مہندر سنگھ: غزلیں
۸-۲۰ گمرہ بابہ خاطرہ
(کشمیری میں گھر والوں کیلئے پروگرام)
۹-۰۵ زونہ ڈب (سلسلہ وار فیچر)

۱۰ — ۲ مہندر سنگھ: غزلیں
۱۵ — ۲ راج بیگم: غزلیں (کشمیری)
۳۰ — ۲ "آش تہ گاش" (دیہاتی بھائیوں کے لیے میگزین پروگرام)
۰۰ — ۴ شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
۳۰ — ۴ غلام محی الدین پلپوری اور ساتھی
چھکری اور روف
۱۰ — ۶ راج بیگم: غزلیں

رات

۳۰ — ۹ "زائے ترائے" کشمیری میں مباحثہ
۰۰ — ۱۰ داستان

ہفتہ ۵ دسمبر

صبح

۰۵ — ۷ صبح گاہی، بھگتی سنگیت
۰۰ — ۸ راجکمار رضوی: غزلیں
۲۰ — ۸ "نوی تخلیق"
(چمن لعل چمن کا تازہ کلام)
۲۵ — ۸ حرف حرف (اردو)
شعریات کی تشریح اور تفہیم
۰۵ — ۹ زونہ ڈب (سلسلہ وار فیچر)
۳۰ — ۱۱ ایم، اے، تبت بقال اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
۴۰ — ۱۲ راجکمار رضوی اور فریدہ خانم
غزلیں (اردو)
۱۰ — ۲ سونیتا کول: غزلیں (کشمیری)
۱۵ — ۲ فلمی دوگانے
۰۰ — ۴ غلام نبی ڈڈلوال اور ساتھی چلنت
۳۰ — ۴ ایم اے تبت بقال اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
۱۰ — ۶ سونیتا کول: غزلیں (کشمیری)

رات

۳۰ — ۸ پراگاش: غیر نصابی تعلیمی پروگرام
(کشمیری)
۴۵ — ۸ انگریزی میں بات چیت
مقرر ڈاکٹر سمودر کول
۳۰ — ۹ "میانی زندگی میون کار"
(کشمیری میں پروگرام)
۳۰ — ۱۰ شہر صدا
غیر فلمی گانوں کا پروگرام

اتوار ۶ دسمبر

صبح

۰۵ — ۷ صبح گاہی، بھگتی سنگیت

۰۰ — ۸ اگلے ہفتے
۲۰ — ۸ گھرانوں کے لیے (اردو میں
گھرانوں کے لیے ملا جلا پروگرام
۰۵ — ۹ زونہ ڈب (سلسلہ وار فیچر)
۰۰ — ۱۱ کورل میوزک
۳۰ — ۱۱ ڈراموں کا نیشنل پروگرام (دوبارہ)
۴۰ — ۱۲ فلمی گانے
۱۰ — ۲ غلام حسن صوفی: غزل
۱۵ — ۲ ساز اور آواز
۳۰ — ۲ "کہکشاں" یودا وانی سے انتخاب
۰۰ — ۴ تواڈی پسند
پنجابی گانوں کیلئے فرمائش
۳۰ — ۴ "تہی مال"
کشمیری میں خواتین کیلیے ملا جلا پروگرام
۳۵ — ۵ تمہاری پسند
(گوجری گانوں کیلئے فرمائش)
۱۰ — ۶ غلام حسن صوفی: غزل

رات

۳۰ — ۸ پراگاش (غیر نصابی تعلیمی پروگرام)
(کشمیری)
۴۵ — ۸ توہنز چیٹھی واٹز
کشمیری میں خطوں کے جواب
۳۰ — ۹ ویسٹرن میوزک
۰۰ — ۱۰ آپ کی فرمائش
سامعین کی فرمائش پر فلمی گانے

پیر ۷ دسمبر

صبح

۰۵ — ۷ صبح گاہی، بھگتی سنگیت
۰۰ — ۸ پشپا ہنس: غزلیں
۲۰ — ۸ "رسالو منزہ" (رسالوں میں سے لیے گئے اہم اقتباسات)
۳۵ — ۸ ہندی میں بات چیت
۰۵ — ۹ زونہ ڈب (سلسلہ وار فیچر)
۴۰ — ۱۲ مہندر چوپڑا اور مدھوبالا چاولہ
غزلیں (اردو)
۱۰ — ۲ غلام محمد میر: غزلیں (کشمیری)
۳۰ — ۲ کلاسیکی موسیقی
بھوپندر شیتل
۳۰ — ۴ غلام محمد میر اور نسیم اختر
غزلیں (کشمیری)

رات

۳۰ — ۸ سنطور: صوفیانہ موسیقی کا پروگرام

احسن رضوی

غزل

دور تک پھولی ہوئی سرسوں کا منظر دیکھوں
یا ترے چہرے پہ مسکاں کا ساگر دیکھوں
رات ہو جاؤں تو خوابوں کے گھنے بن میں رہوں
صبح اٹھوں تو پھر افکار کا لشکر دیکھوں
وہ جو باہر سے مجھے اتنا بھلا لگتا ہے
سوچتا ہوں کبھی اس شخص کے اندر دیکھوں
کبھی ایسا ہو کہ ہر لمحہ لگے دن جیسا
اور کبھی دن کو بھی لمحے کے برابر دیکھوں
اتنی ویران نہ لگے جتنی نظر آتی ہے
زندگی کو جو کبھی ذات سے ہٹ کر دیکھوں
کس قدر بیش بہا لموں کو چھوڑ آیا ہوں
کیسے ممکن ہے کہ میں پیچھے نہ مڑ کر دیکھوں
سب کی نظروں سے گرا ہوں تو یہ جی کرتا ہے
اپنی نظروں سے بھی ایک بار میں گر کر دیکھوں
(سرینگر سے نشر)

منگل ۸ دسمبر

صبح

۰۵ — ۷ صبح گاہی، بھگتی سنگیت
۰۰ — ۸ چندر کانت اور دلراج کور
غزلیں
۲۰ — ۸ پنجابی پروگرام
۰۵ — ۹ زونہ ڈب (سلسلہ وار فیچر)
۳۰ — ۱۱ اور ۳۰-۲ و ۰۰-۴ بجے
غلام محمد قالین بفت اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
۴۰ — ۱۲ بھجن
۱۵ — ۲ غلام نبی شیخ: غزل (کشمیری)
۳۰ — ۴ راج بیگم اور ساتھی
۱۰ — ۶ چھکری اور روف
۱۰ — ۶ غلام نبی شیخ: غزلیں

رات

۳۰ — ۸ پراگاش
غیر نصابی تعلیمی پروگرام (کشمیری)
۴۵ — ۸ "فن تہ ادب"
کشمیری میں بات چیت
مقرر - جواہر لعل رینہ
۳۰ — ۹ "نسترگ بال"
کشمیری میں ادبی میگزین

۰۰ — ۱۰ توہنز فرمائش
سامعین کی فرمائش پر کشمیری گانے

بدھ ۹ دسمبر

صبح

۰۵ — ۷ صبح گاہی، بھگتی سنگیت
۰۰ — ۸ طلعت عزیز: غزلیں (اردو)
۲۰ — ۸ شش رنگ (کشمیری ڈائجسٹ)
۰۵ — ۹ زونہ ڈب (سلسلہ وار فیچر)
۴۰ — ۱۲ طلعت عزیز اور سیما شرما
غزلیں (اردو)
۱۰ — ۲ سیما شرما: غزل
۳۰ — ۲ دیپ برت چودھری: ستار وادن
۳۰ — ۴ بی، ایل، تعاشی اور ساتھی: کورس
نرملا دیوی: غزلیں (کشمیری)

رات

۳۰ — ۸ "پراگاش"
غیر نصابی تعلیمی پروگرام (کشمیری)
۴۵ — ۸ خط کے لیے شکریہ
سامعین کے خطوں کے جواب
۳۰ — ۹ سائنس میگزین (اردو)

جمعرات ۱۰ دسمبر

صبح

۰۵ — ۷ صبح گاہی

بھگتی سنگیت
۸ — ۰۰ نرملا اروڑہ : غزلیں
۸ — ۲۰ پنجابی پروگرام
۹ — ۰۵ دلچسپ خبریں
۹ — ۱۰ وادیہ وریند
۱۱ — ۳۰ اور ۳۰-۲ بجے
محمد عبداللہ ستاری اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
۱۲ — ۴۰ نرملا اروڑہ اور لچھمن داس سندھو
غزلیں (اردو)
۲ — ۱۰ اومکار ناتھ کول : غزل
۲ — ۱۵ محمد خلیل اور ساتھی : قوالی

رات
۸ — ۳۰ "پراگاش" غیر نصابی تعلیمی پروگرام (کشمیری)
۸ — ۴۵ ہیلتھ فورم : بات چیت
مقرر، ڈاکٹر بی۔ ایل۔ بھان
۹ — ۳۰ نیشنل پروگرام : فیچر

جمعہ ۱۱ر دسمبر

صبح
۷ — ۰۵ صبح گاہی، بھگتی سنگیت
۷ — ۳۰ گاندھی کتھا
۸ — ۰۰ ستیش ببر : غزلیں
۹ — ۰۵ زونہ ڈب : سلسلہ وار فیچر
(کشمیری)
۱۲ — ۴۰ نعتیں اور منقبت
۲ — ۱۰ ستیش ببر : غزلیں (اردو)
۲ — ۱۵ ریتا کول : غزلیں (کشمیری)
۲ — ۳۰ دیہاتی بھائیوں کے لیے پروگرام
۴ — ۰۰ غلام محمد سازنواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
۶ — ۱۰ ریتا کول : غزلیں (کشمیری)
۸ — ۰۰ "وادی کی آواز"
پاکستان اور پاکستان مقبوضہ کشمیر میں سننے والوں کے لیے
پروگرام
۹ — ۳۰ اردو میں مباحثہ
۱۰ — ۰۰ داستان

ہفتہ ۱۲ر دسمبر

صبح
۷ — ۰۵ صبح گاہی، بھگتی سنگیت
۸ — ۰۰ نینا دیوی : غزلیں (اردو)
۸ — ۲۰ تخلیق نو (تازہ تخلیق)
۸ — ۲۵ "موال شعار" (کشمیری)
تحریر پیشکش : این کاہل
۹ — ۰۵ زونہ ڈب : سلسلہ وار فیچر (کشمیری)
۱۱ — ۳۰ شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
۱۲ — ۴۰ نینا دیوی اور آر کے، کاچرو
غزلیں
۲ — ۱۰ شمیمہ دیو : غزلیں
۴ — ۳۰ شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

شام
۶ — ۱۰ آر، کے، کاچرو : غزلیں
۸ — ۳۰ پراگاشس
غیر نصابی تعلیمی پروگرام (کشمیری)
۸ — ۴۵ انگریزی میں بات چیت
مقرر۔ ڈاکٹر اے لے بیگ
۹ — ۳۰ بزم سامعین (کشمیری)
۱۰ — ۰۰ "یادشتہ" (عصر حاضر کے ہندوستانی ادب پر بات چیت
۱۰ — ۳۰ شہر صدا
سامعین کی فرمائش پر غیر فلمی گانے

اتوار ۱۳ر دسمبر

صبح
۷ — ۰۵ صبح گاہی، بھگتی سنگیت
۸ — ۰۰ اگلے ہفتے
(اگلے ہفتے کے پروگراموں کی جھلک)
۸ — ۲۰ گھرانوں کے لیے
(اردو میں گھرانوں کیلئے ملا جلا پروگرام)
۹ — ۰۵ زونہ ڈب (سلسلہ وار فیچر کشمیری)
۱۰ — ۰۰ ریڈیو نیوز ریل
۱۰ — ۱۵ "پھلواڑی" : اردو میں بچوں کیلئے ملا جلا پروگرام
۱۱ — ۰۰ فلم میگزین (اردو)
۱۱ — ۳۰ "پورا آدمی" اردو میں کھیل
تحریر، ایچ کے، بھارتی (دوبارہ نشر)
۱۲ — ۴۰ فلمی گانے
۲ — ۱۰ جگجیت سنگھ : غزل
۲ — ۱۵ ساز اور آواز
۲ — ۳۰ کورس
۴ — ۰۰ پنجابی پروگرام
۴ — ۳۰ "ہی مال"
(خواتین کیلئے کشمیری میں پروگرام)
۵ — ۲۵ گوجری پروگرام (جموں سے ریلے)
۶ — ۱۰ کیلاش مہرہ : غزلیں

رات
۸ — ۳۰ پراگاش
غیر نصابی تعلیمی پروگرام (کشمیری)
۸ — ۴۵ تو ہنز چٹھی آز
(کشمیری میں خطوں کے جواب)
۹ — ۳۰ ویسٹرن میوزک
۱۰ — ۰۰ آپ کی فرمائش
(سامعین کی فرمائش پر فلمی گانے)

پیر ۱۴ر دسمبر

صبح
۷ — ۰۵ صبح گاہی، بھگتی سنگیت
۸ — ۰۰ بیگم اختر : غزلیں
۸ — ۲۰ ذات بترات
۸ — ۲۵ ہندی میں بات چیت
۹ — ۰۵ زونہ ڈب (سلسلہ وار فیچر کشمیری)
۱۲ — ۴۰ بیگم اختر اور راحت علی
غزلیں (اردو)
۲ — ۱۰ راحت علی : غزل (اردو)
۲ — ۳۰ شاستریہ سنگیت
استاد بڑے غلام علی خاں : گائن
استاد احمد جان تھرکوا : طبلہ وادن
۴ — ۳۰ جلال گیلانی اور نسیم اختر : غزلیں
۶ — ۱۰ "ضلع نامہ" (ڈسٹرکٹ نیوز لیٹر)

رات
۸ — ۳۰ "سنطور" صوفیانہ موسیقی
۸ — ۴۵ "وادی کے اس طرف" فیچر
تحریر: مدن موہن شرما
۹ — ۳۰ "دیتھ ہندی بٹھی زہ" کشمیری میں کھیل
تحریر۔ سوم ناتھ زتشی

منگل ۱۵ر دسمبر

صبح
۷ — ۰۵ صبح گاہی، بھگتی سنگیت
۸ — ۰۰ منہار : غزلیں
۸ — ۲۰ پنجابی پروگرام
۱۱ — ۳۰ کمال بٹ اور ساتھی : صوفیانہ موسیقی
۲ — ۱۰ منہار : غزل (اردو)
۲ — ۱۵ ایم کے پنڈتا : غزلیں (کشمیری)
۲ — ۳۰ اور ۰۰ — ۴ بجے
کمال بٹ اور ساتھی : صوفیانہ موسیقی
۴ — ۳۰ عبدالرشید اور ساتھی
چکری اور روف
۶ — ۱۰ ایم کے پنڈتا : غزل

رات
۸ — ۳۰ "پراگاش"
غیر نصابی تعلیمی پروگرام (کشمیری)
۸ — ۴۵ سائنٹفک دنیا : بات چیت
مقرر۔ ڈاکٹر ایس کے چودھری
۹ — ۳۰ "ہم کلام"
(اردو میں پروگرام)
۱۰ — ۰۰ تو ہنز فرمائش
(سامعین کی فرمائش پر کشمیری گانے)

لیہ

میڈیم ویو ۲۸۴/۹ میٹر ۱۰۵۳ کلو ہرٹز

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۷ — ۲۰ بھگتی سنگیت
۸ — ۲۵ پروگراموں کا خلاصہ

دوپہر
۱ — ۱۰ اور رات ۸ — ۰۰
فوجی بھائیوں کے لیے
۲ — ۱۵ لداخی موسیقی

شام
۶ — ۱۵ ملا جلا پروگرام (لداخی میں)
۱۰ — ۰۰ وِوِدھ بھارتی پروگرام
(علاوہ ہفتہ)

دوردرشن لکھنؤ

چینل: ۴ ـــ ۶۲/۲۵ میگا ہرٹز (تصویر)

بینڈ: ۱ ۶۷/۷۵ میگا ہرٹز (آواز)

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

شام ۳۰-۶ چوپال (دیہی عوام کے لیے پروگرام
اتوار کو ننھے منے بچوں کے لیے ... ۶ بجے سے
۳-۶ گھر دوارہ (دیہی عورتوں کیلئے) ... ۸ سماچار

ہفتہ وار ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

اتوار

شام ... ۶ ننھے منے بچوں کے لیے ۲۰-۶ سپتاہکی (ہفتہ بھر کے پروگراموں کی تفصیلات) ۳۰-۶ اور ۱۵-۸ ہندی فیچر فلم ۳۰-۹ کل کے پروگرام اور اختتام

پیر

شام ... ۷ آپ کا سواستھ، ۱۵-۷ ورتیہ چتر/فلم ڈویژن ڈاکیومنٹری، ۳۰-۷ سیریل انگریزی فلم/فایریال، مختصر فلم، ۱۵-۸ آجکل، ۳۰-۸ اپہار ... ۹ سرسوتی، ۲۰-۹ کل کے پروگرام

منگل

شام ... ۷ کامگار سبھا (مزدوروں کے لیے) ۳۰-۷ سرگم کلاسیکی موسیقی)/رقص، ۱۵-۸ وگیان اور جن جیون ۳۰-۸ ناٹک (ہندی/اردو) ۱۵-۹ کل کے پروگرام اور اختتام

بدھ

شام ... ۷ گنجن سگم سنگیت ۳۰-۷ یووادرشن (نوجوانوں کیلئے) ۱۵-۸ آپ کی ڈاک، ۳۰-۸ سلسلہ وار ہندی ناٹک، ... ۹ کل کے پروگرام اور اختتام

جمعرات

شام ... ۷ گھر کی دنیا، ۳۰-۷ کھیل جگت، ۱۵-۸ ٹی، وی، این ماہف کلا اور کرتی ۳۰-۸ چترہار؛ فلمی رقص اور موسیقی ... ۹ کل کے پروگرام اور اختتام

جمعہ

شام ... ۷ پھلواری ۳۰-۷، دوسرے دوردرشن کیندروں سے ۱۵-۸ آج کل ۳۰-۸ کو تہ چکار ... ۹ اور صنعتی اردو ادبی پروگرام ۳۰-۹ کل کے پروگرام اور اختتام

ہفتہ

شام ... ۷ دوردرشن ورتیہ چتر، پھر دیکھئے یوگ ابھیاس (... سے اور ۱۵-۸) علاقائی فیچر فلم، ۳۰-۷ سنت وانی آپ اور قانون/بات اپنی اپنی ۱۵-۸ لوک گیت: آج کے اتنمی ۳۰-۸ سیریل انگریزی فلم ... ۹ کل کے پروگرام اور اختتام

دوردرشن سرینگر

بینڈ ۱ ۶۲/۲۵، ایم ایچ زیڈ (تصویر) چینل ۴ ۶۷/۷۵، ایم ایچ زیڈ (آواز)

خبریں اور روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

صبح ... ۱۱ سے ۲۰-۱۱ تک بچوں کے لیے تعلیمی پروگرام (صرف پیر اور جمعرات کو)
شام ... ۷ دیہاتی بھائیوں کے لیے (پیر، منگل، بدھ، جمعرات) ... ۸ کشمیری میں خبریں، ۱۵-۸ پروگراموں کا خلاصہ، ۴۵-۹ اردو میں خبریں، ... ۱۰ اختتام

خصوصی پروگرام

منگل یکم دسمبر

شام ۳۰-۷، کشمیری کلاسیکی موسیقی، ۴۵-۷، فلمز ڈویژن کی دستاویزی فلم، ۱۷-۸ ناظرین کے خطوں کے جواب، ۴۵-۸ انگریزی سلسلہ وار فلم، ۲۰-۹ انٹرویوز

بدھ ۲ دسمبر

شام ۳۰-۷، نعتیہ (کشمیری) ۴۵-۷، نشر شدہ پروگراموں سے خصوصی انتخاب ۱۷-۸ کشمیری سلسلہ وار فیچر، ۳۵-۸ ہلکی پھلکی موسیقی، ۴۵-۸ کلاسیکی موسیقی

جمعرات ۳ دسمبر

شام ۳۰-۷، کشمیری لوک کہانی، ۱۷-۸ فلمی گیتوں اور رقص پر مبنی پروگرام، ... ۹ حالات حاضرہ (اردو) ۳۰-۹ فلمز ڈویژن کی دستاویزی فلم، ... ۱۰ اختتام

جمعہ ۴ دسمبر

شام ... ۷ مجبزوں کے لیے پروگرام ۳۰-۷، کشمیری میں خاندانوں کے لیے پروگرام، ۱۷-۸ کھیل (اردو) ... ۹ ہلکی پھلکی موسیقی، ۱۵-۹ صحت و تندرستی سے متعلق کشمیری میں پروگرام

ہفتہ ۵ دسمبر

شام ... ۷ بچوں کے لیے اردو پروگرام، ۳۰-۸ ایک نظم کائی وی روپ ۴۵-۷، ڈوگری پروگرام، ۱۷-۸ سلسلہ وار کشمیری فیچر، ۳۵-۸ موسیقی کا پروگرام، ۱۵-۹ سماجی ترقیات پر مبنی پروگرام

اتوار ۶ دسمبر

صبح ... ۱۱ بچوں کیلئے کشمیری میں پروگرام ۳۰-۱۱ کشمیری لوک موسیقی ۵۰-۱۱ کھیل (دوبارہ) ۴۰-۱۲ یونیورسٹی طلباء کے لیے،

شام ... ۶ کشمیری لوک موسیقی، ۲۰-۶ نوجوانوں کے لیے اردو پروگرام، ۵۰-۶ روزگار بلیٹن، ... ۷ و ۲۰-۸ فیچر فلم ہندی، ... ۱۰ اختتام

پیر ۷ دسمبر

شام ۳۵-۷، کشمیری لوک موسیقی، ۴۵-۷، ٹی وی نیوز فیچر ۱۷-۸ فلمی گیتوں اور رقص پر مبنی پروگرام ... ۹ کھیلوں سے متعلق اردو میں پروگرام ۳۰-۹ فلمز ڈویژن کی دستاویزی فلم

منگل ۸ دسمبر

شام ۳۰-۷، کشمیری دستکاریاں اور فنکار، ۱۷-۸ ناظرین کے خطوں کے جواب، ۴۵-۸ انگریزی سلسلہ وار فیچر ۲۰-۹ انٹرویو

بدھ ۹ دسمبر

شام ۳۰-۷، نعتیہ (کشمیری) ۴۵-۷، نشر شدہ پروگراموں

سے انتخاب ۱۷ــ۸ کشمیری میں سلسلہ وار فیچر ۳۵ــ۸ ہلکی پھلکی موسیقی، ۴۵ــ۸ دوسرے کیندروں سے ۱۵ــ۹ اردو میں ادبی میگزین پروگرام، ۰۰ــ۱۰ اختتام

جمعرات ۱۰ دسمبر

شام ۳۰ــ۷، کشمیری لوک کہانی، ۱۷ــ۸ فلموں گیتوں اور رقص پر مبنی پروگرام، ۰۰ــ۹ حالات حاضرہ (اردو) ۳۰ــ۹ فلمز ڈویژن کی دستاویزی فلم

جمعہ ۱۱ دسمبر

شام ۰۰ــ۷، کشمیری لوک موسیقی، ۳۰ــ۷، ہوم سائنس ۴۰ــ۷، شہری ذمہ داریوں سے متعلق پروگرام، ۱۷ــ۸ کھیل (دوسرے کیندروں سے) ۰۰ــ۹ دستاویزی فلم ۱۵ــ۹ صحت و تندرستی سے متعلق اردو میں پروگرام

ہفتہ ۱۲ دسمبر

شام ۰۰ــ۷ بچوں کے لیے اردو پروگرام ۳۰ــ۷ سائنس پروگرام، ۴۵ــ۷ ڈوگری پروگرام، ۱۷ــ۸ کشمیری میں سلسلہ وار فیچر ۳۵ــ۸ رنگا رنگ موسیقی کا پروگرام ۱۵ــ۹ سماجی ترقیات پر مبنی پروگرام، ۰۰ــ۱۰ اختتام

اتوار ۱۳ دسمبر

صبح ۰۰ــ۱۱ بچوں کیلئے کشمیری میں پروگرام ۳۰ــ۱۱ کشمیری لوک موسیقی ۵۰ــ۱۱ کھیل (دوبارہ) ۴۰ــ۱۲ نشر شدہ پروگراموں سے انتخاب

شام ۰۰ــ۶ کشمیری لوک موسیقی ۲۰ــ۶ نوجوانوں کے لیے کشمیری میں پروگرام ۵۰ــ۶ روزگار بلیٹن، ۰۰ــ۷ اور ۱۷ــ۸ ہندوستانی فیچر فلم

پیر ۱۴ دسمبر

شام ۳۰ــ۷، کشمیری لوک موسیقی ۴۵ــ۷، ٹی وی این ایف پر مبنی ٹی وی نیوز فیچر، ۱۷ــ۸ فلمی گیتوں اور رقص پر مبنی پروگرام، ۰۰ــ۹ کھیلوں سے متعلق اردو میں پروگرام ۳۰ــ۹ ہلکی پھلکی موسیقی

منگل ۱۵ دسمبر

شام ۳۰ــ۷، کشمیری کلاسیکی موسیقی، ۴۵ــ۷ فلمز ڈویژن کی دستاویزی فلم، ۱۷ــ۸ ناظرین کے خطوں کے جواب ۴۵ــ۸ انگریزی سلسلہ وار فلم ۲۰ــ۹ انٹرویوز

دوردرشن بمبئی

بمبئی: چینل ۴ تصویر ۶۲٫۲۵ میگا ہرٹز
بینڈ ۱ آواز ۶۷٫۷۵ میگا ہرٹز
پونہ: چینل ۵ تصویر ۱۷۵٫۲۵ میگا ہرٹز
بینڈ ۳ آواز ۱۸۰٫۷۵ میگا ہرٹز

ہفتہ وار ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

اتوار

صبح ۰۰ــ۹ سلسلے وار انگریزی فلم ۳۰ــ۹ پرتبھا آنی پربتیا ۳۰ــ۱۰ ونڈر بیلون (مدراس سے ریلے) / میجک لیمپ، ۰۰ــ۱۱ ساپتاہکی: ہندی میں ہفتہ بھر کے پروگرام کی جھلک

شام ۰۰ــ۶ اور ۴۲ــ۷ ہندی فیچر فلم ۳۰ــ۷ مراٹھی میں خبریں، ۴۰ــ۷ کل کے پروگرام ۰۰ــ۹ ہندی میں خبریں ۱۰ــ۹ آروگیہ سمپدا، ۳۰ــ۹ سائنس رپورٹ ۰۰ــ۱۰ انگریزی میں خبریں، ۱۰ــ۱۰ اختتام

پیر

صبح ۴۰ــ۱۰ شالے چترواني (طلباء کیلئے) پانچویں جماعت کیلئے انگریزی کا سبق، ۰۰ــ۱۱ اختتام،

دوپہر ۰۰ــ۲ شالے چترواني (طلباء کیلئے) پانچویں جماعت کیلئے انگریزی کا سبق صبح ٹیلی کاسٹ کیا گیا سبق دوبارہ،

۲۰ــ۲ اختتام

شام سنتا گڑوی، گجراتی میں بچوں کیلئے پروگرام، ۰۰ــ۷ گجراتی گیت، ۱۰ــ۷ آپچی ماتی آپچی مانس، ۳۰ــ۷، مراٹھی میں خبریں ۴۰ــ۷، کل کے پروگرام، ۴۲ــ۷، گیان دیپ، ۰۰ــ۸ یوودرشن (مراٹھی) ۳۰ــ۸ انگریزی میں سلسلہ وار فلم ۰۰ــ۹ ہندی میں خبریں، ۱۰ــ۹ فوکس / اوپن ہاؤس (مدراس سے ریلے) ۴۰ــ۹ ورت چتر ۰۰ــ۱۰ انگریزی میں خبریں، ۱۰ــ۱۰ اختتام

منگل

شام ۳۰ــ۶ کیلبل: مراٹھی میں بچوں کیلئے پروگرام ۰۰ــ۷، مراٹھی گیت، ۱۰ــ۷، کامگار وشو، ۳۰ــ۷، مراٹھی میں خبریں ۴۰ــ۷، کل کا پروگرام، ۴۲ــ۷، دینا دن وگیان / پریورتن ایک چنوتی، ۰۰ــ۸ یوا درشن (ہندی / گجراتی) ۳۰ــ۸ سپورٹس راؤنڈاپ، ۰۰ــ۹ ہندی میں خبریں، ۱۰ــ۹ سنچیتا: ہندی میں ادبی پروگرام / پرکریا ۴۰ــ۹ مغربی موسیقی، ۰۰ــ۱۰ انگریزی میں خبریں، ۱۰ــ۱۰ شام غزل / آروہی / رشید انچیا پلیکر لے، ۴۰ــ۱۰ اختتام

بدھ

صبح ۴۰ــ۱۰ شالے چترواني (طلباء کیلئے) چھٹی جماعت کے لیے انگریزی کا سبق ۰۰ــ۱۱ اختتام

دوپہر ۰۰ــ۲ شالے چترواني (طلباء کیلئے) چھٹی جماعت کیلئے انگریزی کا سبق، صبح ٹیلی کاسٹ کیا گیا سبق (دوبارہ ٹیلی کاسٹ ۲۰ــ۲ اختتام

شام ۳۰ــ۶ سندر ماتے گھر، ۰۰ــ۷ فلم، ۱۰ــ۷، آپچی ماتی آپچی مانس، ۳۰ــ۷، مراٹھی میں خبریں ۴۰ــ۷، کل کے پروگرام ۴۲ــ۷، پرادیشک سنگیت / ملکھا ونگلی مانس، ۰۰ــ۸ آئینہ خانہ / چترگیت (گجراتی)، ۳۰ــ۸ ینگ ورلڈ، ۰۰ــ۹ ہندی میں خبریں ۱۰ــ۹ پاریجات، ۰۰ــ۱۰ انگریزی میں خبریں ۱۰ــ۱۰ حالات حاضرہ سے متعلق پروگرام ۴۰ــ۱۰ اختتام

جمعرات

شام ۳۰ــ۶ گھر بیٹھاں / وندن وار، ۰۰ــ۷، لوک سنگیت ۱۰ــ۷، کامگار وشو، ۳۰ــ۷، مراٹھی میں خبریں، ۴۰ــ۷، کل کے پروگرام ۴۲ــ۷، گیت، ۰۰ــ۸ گجراتی ڈرامہ / مراٹھی ڈرامہ، ۰۰ــ۹ ہندی میں خبریں، ۱۰ــ۹ چھایا گیت ۵۵ــ۹ خصوصی اعلان، ۰۰ــ۱۰ انگریزی میں خبریں، ۱۰ــ۱۰ اختتام

جمعہ

صبح ۴۰ــ۱۰ شالے چترواني (طلباء کے لیے) آٹھویں جماعت کے لیے سائنس کا سبق ۰۰ــ۱۱ اختتام

دوپہر ۰۰ــ۲ شالے چترواني (طلباء کیلئے) آٹھویں جماعت کے لیے سائنس کا سبق صبح ٹیلی کاسٹ کیا گیا سبق (دوبارہ ٹیلی کاسٹ) ۲۰ــ۲ اختتام

شام ۳۰ــ۶ کھیل کھلونے: ہندی میں بچوں کے لیے پروگرام ۰۰ــ۷، ہندی گیت ۱۰ــ۷، آپچی ماتی آپچی مانس ۳۰ــ۷ مراٹھی میں خبریں، ۴۰ــ۷، کل کے پروگرام ۴۲ــ۷، گیان دیپ ۱۰ــ۸ اسپورٹس راؤنڈاپ، ۰۰ــ۹ ہندی میں خبریں ۱۰ــ۹ گجرا / پھول کھلے ہیں گلشن گلشن ۴۵ــ۹ ورت چتر ۰۰ــ۱۰ انگریزی میں خبریں، ۱۰ــ۱۰ موسیقی اور رقص کا نیشنل پروگرام ۵۵ــ۱۰ اختتام

ہفتہ

شام ۳۰ــ۶، ۴۴ــ۶ ہندی ناٹک / مراٹھی فیچر فلم، ۳۰ــ۷، مراٹھی میں خبریں ۴۰ــ۷، کل کے پروگرام ۰۰ــ۹ ہندی میں خبریں، ۱۰ــ۹ کلاسیکی موسیقی / آن دی فیلڈ آف دی فیلڈ ۳۰ــ۹ پروفائیل / ڈائریکٹرز، ۰۰ــ۱۰ انگریزی میں خبریں، ۲۰ــ۱۱ اختتام

[illegible](P30)-119/AIR/NB/81-2,000—17-11-81





'سماج کی ترقی میں تعلیم یافتہ خواتین کا رول' کے زیر عنوان اردو مجلس (دہلی) سے نشر مباحثے کے شرکاء (دائیں سے) معین اعجاز، موہنی انجم اور پروفیسر ساجدہ زیدی

آکاشوانی رامپور کے جوتے بار پروگرام میں غزل سرا جمیل احمد



آکاشوانی اورنگ آباد کے اردو پروگرام 'سب رنگ' میں 'کینسر' کے موضوع پر نشر مباحثے کے شرکاء (دائیں سے) ڈاکٹر اختر ظہیر، ڈاکٹر محمد نواز، ڈاکٹر آر ایس کابجن، ڈاکٹر ثمینہ خاں





کرتار سنگھ دگل (بائیں سے تیسرے) ریڈیو کشمیر سری نگر سے پنجابی پروگرام میں نشر ایک گفتگو کی ریکارڈنگ کے وقت اراکین ریڈیو کشمیر سری نگر کے ساتھ

آکاشوانی احمد آباد سے نشر "ساہتیک شام" میں انور بڑودی اپنا کلام پیش کرتے ہوئے

Regd.No. D-(C)39

A[illegible] 1st De[illegible]er 1981

Licensed (U-23) to post without prepayment at C.P.S.O. New Delhi.



نازیہ حسن اور زوہیب حسن
مشہور ڈسکو سنگر
ان کے ساتھ رینو مہرا کا ایک انٹرویو
یوواوانی (دہلی) کے
'یوو آرٹسٹ ٹوناٹ'
پروگرام میں
نشر کیا گیا



▲ فلم آرٹسٹ اسرانی کے ساتھ بھائی لال بڑوت (دائیں)
آکاشوانی راجکوٹ کے ایک پروگرام میں



▲ فلم آرٹسٹ سجیت کمار کے ساتھ شمیم فاروقی (دائیں)
آکاشوانی پٹنہ کے اردو پروگرام میں



▲ لکشمی شنکر، ریڈیو کشمیر سرینگر کی جانب سے منعقد
ریڈیو سنگیت سمیلن میں ٹھمری دادرا پیش کرتے ہوئے



▲ آکاشوانی رامپور کے اردو پروگرام میں نشر مباحثے کے شرکاء
(دائیں سے) اوشا گپتا، ڈاکٹر کملا دیوی، سارا قریشی
ممتاز قریشی، شرافت یار خاں اور سردار جاوید خاں

PUBLISHED BY THE DIRECTOR GENERAL, ALL INDIA RADIO, AT THE OFFICE OF THE CHIEF EDITOR, AKASHVANI GROUP OF
SECOND FLOOR PTI BUILDING SANSAD MARG NEW DELHI 110001.

۱۶ر سے ۳۱ دسمبر ۸۱
۲۵ر اگرہائن سے ۱۰ر پوش ۱۹۰۳ء

آواز

اشاعت کا ۴۶ واں سال
قیمت 50 پیسے



اس بار اردو سروس سے غزلیں

صدیق مجیبی

داغ رسوائی کے دے گا اور کیا دے گا مجھے
آئینہ ہی دیکھنا پاگل بنا دے گا مجھے

جسم کے رشتے ہیں سچے روح کے قصے فضول
اب کے وہ بچھڑا تو دیکھو گے بھلا دے گا مجھے

میں پیمبر ہوں نہ میرے ساتھ تائید خدا
وقت کا دریا بھلا کب راستہ دے گا مجھے

ریت کی مانند کٹتی جا رہی ہے زندگی
جانے کب تک یہ سزا سیلِ بلا دے گا مجھے

پھیل جائے گی رگ و پے میں ہوس کی آگ جب
میں طلب پانی کروں گا وہ ہوا دے گا مجھے

میری عریانی بھی ہے بے برگ پیڑوں کی طرح
موسم گل اب کے زخموں کی قبا دے گا مجھے

عاقبت سے مطمئن ہوں زندگی سے گر نہیں
جب سزا دے گا خدا سب سے جدا دے گا مجھے

انیس عمروی

کچھ تو اجنبی راہیں اس پہ گپ اندھیرا ہے
اور میں مسافر ہوں راہبر لٹیرا ہے

ہر قدم مراحل ہیں سینکڑوں مسائل ہیں
زندگی کا جنگل بھی کس قدر گھنیرا ہے

عشق جذبۂ صادق روح حسن پاکیزہ
عشق سے اُجالا ہے حُسن سے سویرا ہے

آج وہ نہ خود آئے اور نہ ان کی یاد آئی
قربتوں کے دامن میں فرقتوں کا ڈیرا ہے

جو حسین رہتا ہے رات بھر خیالوں میں
میں سکون ہوں اس کا وہ قرار میرا ہے

اک تو موسمِ گل ہے اور پھر یہ تنہائی
دل کی ہر تمنا پر الجھنوں کا گھیرا ہے

اے انیسؔ خود ہم نے دردِ غم کے طوفاں میں
پرزہ پرزہ خوابوں کو ہر طرف بکھیرا ہے

فضل تابش

اندھیرا آنے سے پہلے ہی آگئی تھی رات
اُجالے پیڑوں کے چہرے بجھا گئی تھی رات

ہمارے گھر کا سبھی کچھ مٹا گئی تھی رات
تمہارے در پہ سویرا بچھا گئی تھی رات

نہا گئے تھے سبھی راستے وہ کس خوں میں
اس ایک رات اجالوں میں آگئی تھی رات

چھپا لیے تھے سبھی زخم اشک اجڑے دن
اسی لیے تو اور مجھے اور بھا گئی تھی رات

پڑا ہوا تھا اندھیرا اُداس لہروں پر
سمندروں کو بھی سونا سکھا گئی تھی رات

ہمارے پاس بھی کچھ تو نہ تھا اسد کی قسم
ہماری حسرت تعمیر ڈھا گئی تھی رات

عبدالرحیم نشتر

نہ تھا گماں کبھی اپنی شکست ہونے کا
مجھے تو خاک ملی اس کو تخت سونے کا

مجھے دھکیل دیا کس دیار میں اس نے
کہ ایک پل بھی میسر نہیں ہے رونے کا

چہار سمت پھراتی ہے جستجو کس کی
یہ کام سونپ دیا کس کے بوجھ ڈھونے کا

سیہ نصیب ہوں چھٹتا نہیں غبار ابھی
ابھی نہیں ہے سمے دل کے داغ دھونے کا

عجیب چبھتی ہوئی کیفیت مقابل ہے
ثمر یہ ہاتھ لگا تخم درد بونے کا

ذرا سی بات میں کچھ یوں وہ توڑ دیتا ہے
کہ جیسے دل نہیں ہوتا کسی کھلونے کا

لگا دی جست اچانک ہی گہرے پانی میں
مجھے جو شوق ہوا ڈوبنے ڈبونے کا

ظہیر صدیقی

خواب گاہوں سے اذان فجر ٹکراتی رہی
دن چڑھے تک خامشی منبر پہ چلاتی رہی

ایک لمحہ کی خطا پھیلی تو، ساری زندگی
چبھتے ذرے کانچ کے پلکوں سے چنواتی رہی

کب یقیں تھا کوئی آئے گا مگر ظالم ہوا
بند دروازے کو دستک دیکے کھلواتی رہی

لمس حرف و صوت کی لذت سے واقف تھی مگر
پہلوئے آواز میں تخیل شرماتی رہی

صورتیں ایسی کہ جن کے اک تصور سے ظہیرؔ
جسم کے دریا کی اک اک موج بل کھاتی رہی

ظفر مرادآبادی

مجھ کو فرقت کے عذابوں سے بچا لے جانا
تم ہو سیلاب اتو مجھ کو بھی بہا لے جانا

دل کی ہی قدر نہ اس دور میں سر کی قیمت
اس کے در پر نئے معیارِ وفا لے جانا

کچھ نہیں رختِ سفر لے مرے چند لیکن
کپکپاتے ہوئے ہونٹوں کی دعا لے جانا

تم اگر آئے ہوا امن کے پیغامبرو!
شہر سے میرے فسادوں کی وبا لے جانا

لوگ پوچھیں گے ترے جسم کے زخموں کا سبب
خود کو خوش رنگ قباؤں میں چھپا لے جانا

نیشنل پروگرام

دوردرشن

پروین سلطانہ : گائن

عصر حاضر کی نامور گائیکہ پروین سلطانہ شیریں آواز کی مالک ہیں اور گائیکی پر انھیں مکمل دسترس اور کنٹرول حاصل ہے۔ تیز سرگم اور بلند و پیچیدہ تانوں کا خوبصورتی سے استعمال ان کے فن کی انفرادی خصوصیت ہے۔

ابتدائی تعلیم اپنے والد اکرام المجید سے حاصل کرنے کے بعد ۱۲ سال تک کلکتہ کے چنموئی لہری سے تربیت حاصل کی۔ ۱۹۷۴ء سے اب تک وہ کرانہ گھرانے کے محمد دلشاد خاں سے گائیکی میں مزید تربیت حاصل کر رہی ہیں۔

پروین سلطانہ خیال، ٹھمری، غزل اور بھجن یکساں مہارت سے گاتی ہیں اور شمال و جنوب میں یکساں مقبول ہیں۔ پروین سلطانہ "پدم شری" اعزاز حاصل کرنے والی سب سے کم عمر فن کار ہیں۔



دوردرشن ٹیلی کاسٹ

کلکتہ ________ ۱۸ر دسمبر

دہلی ________ ۲۵ر دسمبر

آکاشوانی

جشنِ تان سین کی ریکارڈنگ : ۲۶ر دسمبر

ہر برس کے مانند اس سال بھی جشن تان سین ۲۸ر سے ۳۰ر نومبر تک گوالیار میں منایا گیا۔ اس جشن میں ملک کے نامور فن کاروں نے شرکت کی اور اپنے فن کا مظاہرہ کیا۔

۲۶ر دسمبر کو رات ساڑھے نو بجے موسیقی کے نیشنل پروگرام میں جشن تان سین کی افتتاحی تقریب کی ریکارڈنگ کا انتخاب نشر کیا جائے گا۔

پنڈت جسراج کا گائن : ۱۹ر دسمبر رات ساڑھے نو بجے

ملک کے صف اول کے گائیک فن کار پنڈت جسراج کی موسیقی میں حوصلہ افزائی ان کے والد پنڈت موتی رام نے کی۔ لیکن موسیقی میں ان کو تربیت ان کے بڑے بھائی پنڈت منی رام سے ملی۔

شیریں آواز کے مالک پنڈت جسراج اپنی خیال گائیکی میں راگوں کی باریکیوں کو اجاگر کرتے ہیں اور ساتھ ہی پیچیدہ اور بلند تانوں کا استعمال بھی بے حد خوبصورتی سے کرتے ہیں۔

پنڈت جسراج نے اپنے فن کا مظاہرہ ملک اور بیرون ملک منعقد موسیقی کی محفلوں میں کیا ہے اور شائقین و ناقدین موسیقی دونوں سے داد تحسین حاصل کی ہے۔

ایمنی شنکر شاستری : گائن

ایمنی شنکر شاستری کا تعلق موسیقاروں کے نمایاں گھرانے سے ہے۔ کرناٹک موسیقی کے رموز انھوں نے اپنے والد سورگیہ وینا چاریہ سری ایمنی اچیوت راما شاستری سے سیکھے۔

آج وہ خود ایک گرو کا درجہ رکھتے ہیں اور کئی نامور فن کار ان کے شاگرد ہیں۔ بحیثیت ڈائریکٹر نیشنل آرکسٹرا اور چیف پروڈیوسر (موسیقی)، فن کی خدمت کے لیے انھیں متعدد اعزازات و خطابات ملے ہیں۔ حال میں ہی آپ کو آندھرا پردیش کا ودوان نامزد کیا گیا ہے۔



دوردرشن ٹیلی کاسٹ

نئی دہلی ________ ۱۸ر دسمبر

بمبئی ________ ۲۵ر دسمبر

رمیش پریم : وچتر وینا

بے حد قدیم ساز ہونے پر بھی وچتر وینا کو عمومیت کا درجہ حاصل نہیں رہا ہے۔ یہ رمیش پریم کی شخصیت ہے جس نے عصر حاضر میں اپنے تخیل کی بلندی پرواز کی مدد سے وچتر وینا پر موسیقی کی نئی جہتیں اور نئی رچنائیں پیدا کیں۔

رمیش پریم نے علم موسیقی محمد شریف خاں پونچھ والے اور کرانہ گھرانہ کے پنڈت جیون لال مٹو سے حاصل کی۔ اپنے فن کا مظاہرہ وہ ملک کی متعدد محافل موسیقی اور ریڈیو ٹیلی ویژن پر کر چکے ہیں۔



دوردرشن ٹیلی کاسٹ

مدراس ________ ۱۸ر دسمبر

کلکتہ ________ ۲۵ر دسمبر

آواز

آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

جلد ۴۶ ــــ شمارہ ۲۴

ٹیلی فون
ایڈیٹوریل ــــ ۳۸۲۲۵۴
بزنس ــــ ۳۸۲۳۵۱
تار کا پتہ ــــ LISTENER
چیف ایڈیٹر ــــ جے پی گوئیل
ایڈیٹر ــــ سراج احمد

نئی دہلی ــ بدھ ۱۶ دسمبر ۱۹۸۱ء بمطابق ۲۶ اگرہائن ۱۹۰۳ شاکا

اس شمارے میں

قیمت

فی کاپی	۵۰ پیسے
سالانہ	۱۰ روپے
دو سال	۱۸ روپے
تین سال	۲۵ روپے

(ڈاک خرچ بذمہ ادارہ)

معذور افراد کا بین الاقوامی سال

خصوصی ضمیمہ

ہم معذور نہیں

(فیچر)

(ایک آواز)....

ہماری زندگی خود ایک حادثہ ہے جو اپنے سوا اور کچھ سوچنے کی مہلت نہیں دیتا۔ پوری انسانیت سال رواں کی شکر گزار ہے جس نے سماج کے ایسے طبقہ سے ہمیں روشناس کرایا جو تھا تو ہم میں ہی۔ لیکن ہم اس سے متعارف نہیں تھے۔ آیئے اس دکھی طبقہ کے عزم و ہمت کی جیتی جاگتی تصویر وقت کے کینواس پر گہرے رنگوں سے بنا دیں جسے پھر کوئی نہ مٹا سکے۔ کوئی نہ مٹا سکے....

ایک مردانہ آواز: (خود سے بات کرتے ہوئے بڑبڑانے کے انداز میں۔)

"کتنا تھک گیا ہوں میں.... آہ.... اوف.... لیکن کیا ہوا تھک گیا تو ہزاروں معذوروں اور دکھی لوگوں کی زندگیاں تو سدھار دیں میں نے۔ مجھے اپنی تھکن کا کوئی افسوس نہیں۔ کوئی افسوس نہیں۔"

(ایک طنزیہ نسوانی ہنسی.... ہاہاہا.... ہاہا)

مردانہ آواز: "کون ہے۔ کون ہے بھئی"؟

نسوانی آواز: "میں ہوں قسمت"

مردانہ آواز: "قسمت؟ کس کی قسمت"؟

نسوانی آواز: "انسانوں کی قسمت۔ تم معذوروں کے بین الاقوامی سال ہو نا انیس سو اکاسی؟ سنا ہے تم معذوروں کی بہبود کے پیغام لائے ہو ان کے دکھ بانٹنے آئے ہو؟"

سالِ رواں: ہاں.. ں.. لیکن تمہیں اس سے کیا۔؟

قسمت: مجھے خدا نے ڈھیر ساری سیاہی ملی تھی میں نے اس کالک کو جہاں چاہا جس کے ماتھے پر چاہا مل دیا۔ اب تم ان کے آنسو پونچھتے بیٹھو۔

سالِ رواں: کس کے آنسو؟ معذوروں کے؟ نہیں بالکل نہیں وہ لوگ اتنے بزدل نہیں کہ ہر ایک کے سامنے آنسو بہائیں۔

قسمت: میرے سامنے بہاتے ہیں۔ میں نے کسی کی آنکھیں چھین لیں کسی کے پیر چھین لیے کسی کے ہاتھ چھین لیے۔ اور جب میری دہائی دیکر یہ میرے سامنے گڑگڑاتے ہیں اور مجھ سے رحم کی بھیک مانگتے ہیں تو مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔ بہت سکون ملتا ہے۔"

سالِ رواں: "ہونہہ۔ وہم ہے تمہارا۔ میں نے ان معذوروں کو بہت قریب سے دیکھا ہے بہت قریب سے۔ ان میں ہٹے کٹے انسانوں سے زیادہ قوت آزادی ہے ان سے زیادہ عزم و ہمت ہے یہ کسی کے سامنے روتے نہیں کسی سے رحم کی بھیک بھی نہیں مانگتے"

قسمت: لیکن میرے بارے میں کیا خیال ہے۔ ہاں؟ میں ان کی قسمت ہوں اگر میں ناراض ہو جاؤں تو؟

سالِ رواں: "کچھ نہیں ہوگا۔ بہادر لوگ اپنی قسمت خود بنا لیتے ہیں۔"

تحریر: خواجہ علاء السیدین ربانی
پیشکش: جمال الدین ساحل

قسمت: "میں ان سب کی ہتھیلیوں میں خوش قسمتی کی لکیریں نہ رکھوں تو"؟

سالِ رواں: "ہاتھ کی لکیروں سے کچھ نہیں ہوتا میڈم۔ اس پر بھی اگر یہ لوگ چاقو سے اپنی ہتھیلیوں میں وہ لکیر بنا لیں تو؟ پھر تو ہار مان لوگی تم"؟

قسمت: "ان سے اگر اتنی ہی ہمدردی تھی تو اب تک کہاں سوتے ہوئے تھے تم" بہت دنوں بعد آن کی بھلائی کا خیال آیا"؟

سالِ رواں: میں نے کچھ نہیں کیا ان کے لیے میں کچھ کر بھی نہیں سکتا ایک پردہ جو ان بلند ہمت انسانوں اور معروف دنیا کے بیچ تھا بس اسے ہٹا دیا میں نے ورنہ یہ لوگ تو ہمیشہ زندگی سے لڑتے آئے ہیں اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کا مقابلہ کرتے آئے ہیں۔ تم بار بار معذور کہہ کر ان کی بے عزتی مت کرو"۔

قسمت: "اچھا۔ اچھا سنو تمہارے ان بارہ مہینوں کے جشن اور ہنگاموں سے کیا ہوگا بھلا!"

سالِ رواں: "میرے آنے اور آکر چلے جانے سے کوئی فرق نہیں پڑیگا۔ یہ لوگ تو زندہ حقیقت ہیں ہمیشہ سے اپنے آپ کو منواتے آئے ہیں اور منواتے رہیں گے"۔

قسمت: "بہت خوب۔ تمہاری اس بکواس کے دلیل میں ایک آدھ ثبوت بھی ہے"۔

سالِ رواں: "ایک آدھ کیوں ڈھیر دل ثبوت ہیں میرے پاس۔ تم صرف اپنی آنکھیں کھلی رکھو کر اور جگر تھام کر میرے ساتھ آؤ۔ آؤ۔ آؤ۔ آؤ نا۔ یہ دیکھو تمہارے ہاتھوں ستایا ہوا انسان اشوک رگھوناتھ لکھوٹے۔ آدھے بدن سے معذور ہے پھر بھی جنگ میں مصروف ہے۔

اشوک رگھوناتھ لکھوٹے ——— "میں زندگی کی خوبصورتی کھو بیٹھا ہوں اس لیے دنیا کی خوبصورتی کو سمجھ سکتا ہوں۔ لوگ کہتے ہیں دنیا میری ہے۔ لیکن دنیا میں برائی سے زیادہ اچھائی ہے اسی لیے دنیا چل بھی رہی ہے۔ لیکن جب برائی اچھائی کا فائدہ اٹھاتی ہے تو اچھائی کو اور اچھوں کو تکلیف ہوتی ہے میری لڑائی دنیا سے ہے قسمت سے ہے۔ وہ ہمیں زیادہ سے زیادہ مجبور بنانے کی کوشش کرتی ہے۔ لیکن میں نے بھی فیصلہ کر لیا ہے کہ اپاہج ہونے کے باوجود ہم جھکیں گے نہیں چاہے ٹوٹ جائیں۔

مرگ جل جھوٹا ہے تو کیا ہوا۔ ہرن کی پیاس تو سچی ہے اور پیاسے ہرن کی طرح ہماری حالت ہے۔

میرا بارہ سال کا تجربہ ہے کہ خود کی مدد ہی سب سے اچھی مدد ہے، میں آنسو بہانا پسند نہیں کرتا۔

گاندھی جی کے دیہانت پر سب لوگ آنسو بہا رہے تھے لیکن ایک آدمی ایسا تھا جو بالکل نہیں رو رہا تھا۔ لوگوں کے پوچھنے پر اس نے کہا "رونے سے کیا ہوگا۔ اپنے بازوؤں کی طاقت پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ ابھی بیٹھے میں کہتا ہوں۔

اور بیٹھنے والے کشتی میں ذرا ہنستے چل ذرا کھیلتے چل
آنسو نہ گرانا پانی میں طوفان بپا ہو جائے گا

اپاہج تو دنیا کا شکوہ کرے گا ہی۔ لیکن افسوس تو یہ ہے کہ اچھے لوگ بھی دنیا کا شکوہ کرتے ہیں۔ مجھ میں اچھے لوگوں سے زیادہ ہمت ہے اس لئے مجھے دنیا سے کوئی شکایت نہیں۔ میں لوگوں سے رحم کی بھیک بھی نہیں مانگتا۔ یہ لوگ کسی کو کیا دے سکتے ہیں۔ ایک بھکاری دوسرے بھکاری کو کیا دے گا۔

یہ لوگ تو کسی کی معذوری کا فائدہ اٹھاتے ہیں اس لیے میں اپاہج ہونے کے باوجود کسی سے اچھے برتاؤ کی امید بھی نہیں رکھتا۔

میں چل نہیں سکتا سائیکل نہیں چلا سکتا سٹی بس سے آنا جانا کرتا ہوں سیٹ نہ ملے تو میں کسی سے سیٹ نہیں مانگتا بلکہ اگر کوئی لڑکی یا لڑکا کھڑا ہو تو اس کو اپنی سیٹ دیتا ہوں صرف اس لیے کہ اگر لوگ ہمیں سمجھ نہیں سکتے تو نہ سمجھیں لیکن ہمارے بارے میں غلط فہمی بھی نہ رکھیں۔

۱۹۶۳ء کی بات ہے میں بی۔ اے فائنل میں پڑھتا تھا۔ خوبصورت پرسنلٹی تھی میری ....
لیکن ٹھیک پرکشا کے دن میں Left Hem plegia اور MENINGITIS کا شکار ہو گیا اور میں اپنے آدھے بدن سے اپاہج ہو گیا ۳ سال ہسپتال میں رہا ۲ سال گھر پر رہا۔ بہت علاج کروایا لیکن معذور ہو جانا ہی میری قسمت میں تھا۔

مجھے اپنے دوستوں سے کچھ نہیں ملا۔ میں نے جو کچھ پایا وہ اپنی قوت ارادی سے حاصل کیا۔

اپنی معذوری کے بارے میں میں صرف اتنا ہی کہوں گا کہ "قسمت نے مجھے جسمانی معذور بنا دیا، جسمانی معذوری نے مجھے معاشی معذور بنا دیا ——— یہ سلسلہ جاری ہے۔ میں اس کو ختم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں"۔ زندگی میں مجھے کچھ اچھے لوگ بھی ملے جن سے میں نے زندگی سے نپٹنے سے لڑنا سیکھا اور میں نے زندگی کی ایک فلاسفی بنا لی۔

"ممکن ہے میں قسمت پر فتح نہ حاصل کر سکوں لیکن یہ یقینی ہے کہ میں قسمت کے آگے نہیں جھکوں گا"۔

میں اپاہج ہونے کے دن سے آج تک خود کی مدد خود کرتا آیا ہوں۔ روٹی روزی کمانے کے لیے میں کینواس پر پینٹنگ کرتا ہوں۔ فوٹو گرافی پیپر پر انلارجنگ کرتا ہوں اخبار اور میگزین کے لیے آرٹیکل لکھتا ہوں مراٹھی پڑھا ہوا ہوں لیکن "عمر خیام" میگزین میں اردو شاعری پر ساٹ آرٹیکل بھی لکھے ہیں۔ میری ایک کہانی ریڈیو پر بھی براڈ کاسٹ ہوئی ہے۔

ابھی ابھی مجھے N.M.R کر کے ڈیلی ویجز پر M.S.E.B میں نوکری ملی ہے اس طرح میں اپنا گذارہ کرتا ہوں۔ اور میں نے دنیا سے منوالیا ہے کہ میں معذور نہیں ہوں اور جب قسمت میرے بازوؤں کی طرف دیکھ کر میرا مذاق اڑانے کی کوشش کرتی ہے تو اسے للکار کر میں اتنا



(دائیں سے) جناب خواجہ غلام السیدین ربانی، شری پی وی جی راجن، جناب عبدالستار اور شری اشوک رگھوناتھ لکھوٹے، کماری کہکشاں جبیں۔

ہی کہتا ہوں کہ۔

ہمت بلند ہے اپنی پتھر کی جان رکھتا ہوں
قدموں تلے زمیں تو کیا آسمان رکھتا ہوں

. . . .

سالِ رواں: "کیا سوچ رہی ہو تم؟۔ ہاں"؟۔ یہ دیکھو ایک — اور ثبوت —
کہکشاں جین۔ کمزور اور ناتواں لڑکی کو بھی نہیں چھوڑا تھا تم نے لیکن وہ بھی تم سے نہیں ہاری۔
کہکشاں جین: "— میرے بچپن کی دھندلی یادداشت میں آج بھی یہ بات بہت صاف

صاف محفوظ ہے کہ ۳ سال کی عمر میں تیز بخار کے بعد پولیو نے میرے بائیں پیر کو ناکارہ کر دیا تھا۔ ماں باپ نے جتنی بھی دوڑ دھوپ کرنی تھی کر ڈالی۔ دعائیں دوائیں کچھ بھی کام نہ کر سکیں تو صبر کر لینے کے سوا کچھ بھی چارہ نہیں رہا۔

میں لڑکی تھی کمزور بے بس۔ میرے آگے ساری زندگی پڑی تھی — اپاہج بن کر زندگی گزارنا ایک مسئلہ ہے۔ اس دنیا میں زمین کا بوجھ بن کر جینے والوں کے لیے کوئی جگہ نہیں اور سہارے بھی کب کسی کا ساتھ دیتے ہیں۔

تمام عمر سہاروں کی آس ہوتی ہے۔
تمام عمر سہارے فریب دیتے ہیں۔

ہمت کر کے اسکول جانا شروع کیا۔ ہر قدم پر مشکلیں آئیں گھر سے نکل کر اسکول تک جانا رکشہ اور بس کی مشکلیں ہر روز سامنے رہتیں میں خاموش زندگی سے لڑتی رہی۔ خود کو یہ یقین دلاتی رہی کہ ہمت ہارنے کی ضرورت کیا ہے۔ دنیا میں ہر مشکل کا کوئی نہ کوئی حل تو ہوگا۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ لوگوں کی آنکھوں میں میں نے اپنے لیے کوئی ہمدردی نہیں دیکھی لیکن میں ناامید نہیں ہوئی۔ میرے ساتھ میری قوتِ ارادی تھی۔ جو ہر ٹھوکر اور ہر موڑ پر میرا ساتھ دیتی رہی۔

اپنی جد وجہد اور کوششوں سے میں آج اتنی مجبور نہیں ہوں جتنا لوگ سمجھتے ہیں لیکن دکھ بھرے دن اور مشکلوں کے زمانے آج بھی مجھے یاد ہیں۔ زخم بھر گئے ہیں لیکن ان کے نشانات اب بھی باقی ہیں۔

میٹرک کے سال کی بھاگ دوڑ مجھے اب تک یاد ہے جب دن بھر کی تھکن کے باوجود اسکول کی پڑھائی کے بعد ٹیوشن کے لیے بھاگنا پڑتا۔

بس وقت پر نہ ملتی سائیکل سے کسی نہ کسی طرح پہنچنا پڑتا سر پر اپریل اور مئی کی تپتی دھوپ رہتی اور چڑھتی پھولتی سانسوں کے ساتھ مجھے اسکول اور ٹیوشن کے لیے لگاتار بھاگ دوڑ کرنا پڑتا پھر امتحان کے نتیجے نے یہ ثابت کر دیا کہ میں زندگی سے ہاری نہیں آج کل میں نے E.B.D جوائن کیا ہے۔

اپنے عزم و ہمت پر یقین ہے مجھے کہ میں اسے پاس بھی کر لوں گی اپنے پیروں پر کھڑی ہو جاؤں گی۔

پھر شاید مجھے کوئی معذور نہیں سمجھے گا۔

میں جو کچھ بھی ہوں جیسی بھی ہوں بہت اچھی ہوں مجھے کسی کی ہمدردی اور رحم کی کوئی ضرورت نہیں۔

قسمت سے یہ جنگ میں تنہا لڑوں گی اور جیت کی امید کے ساتھ لڑوں گی۔

سالِ رواں: "تم خاموش کیوں ہو گئیں۔ محترمہ قسمت صاحبہ"؟
قسمت: "نہیں کچھ نہیں"
سالِ رواں: "آؤ۔ پی۔ وی۔ جی۔ راجن سے ملاؤں تم کو اپنے دونوں پیر گنوا کر بھی یہ شخص زندگی سے ہارا نہیں اس سے ملوگی؟

پی وی جی راجن — "میں ایک اچھے بھلے انسان سے اپنگ کیسے بن گیا یہ ایک دکھ بھری کہانی ہے۔ پھر بھی ساری دنیا کے سامنے میرے جیون کی یہ لڑائی آنی چاہیے۔

ایک بھلے چنگے جوان کی طرح جیون کے ۱۲ سال بتانے کے بعد ایک دن ریلوے وبھاگ میں کام کرتے ہوئے ایک ٹرین نے میرے دونوں پیر چھین لیے۔

میرے جیون کی دوڑ میں سب سے زیادہ اہم میرے نقلی پیر بن گئے یہ پیر میں نے بہت مشکلوں سے حاصل کیے ان نقلی پیروں پر کھڑے ہو کر پھر سے میں نے بھاگ دوڑ شروع کر دی۔

ریل منتری کا مہاریل پر بندھک اور نہ جانے کن کن لوگوں کے پاس گیا۔

آخر اسی انڈین ریلویز میں ایک اپنگ بھنڈار و ترک کی نوکری سے ترقی کر کے میں آج E. R ریلوے میں۔ اپر ڈویژن کلرک کی طرح کام کر رہا ہوں۔

پورے بھارت کے ریل وبھاگوں میں میں اکیلا کرم چاری ہوں جس کے دونوں پیر Pelvis کے پاس سے صرف ۹ نو انچ باقی ہیں۔ نقلی پیر اور بیساکھیاں ہی میرے ساتھی ہیں۔

میں نے تو جیون کی اکیس بہاریں دیکھی ہیں۔ مجھے کوئی دکھ نہیں میں تو اب بھی جی لوں گا۔

لیکن جو جنم سے اپنگ ہوتے ہیں ان کا دکھ کون دیکھتا ہے۔ سب لوگ معذوروں کو نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ انھیں ان کے معذور ہونے کا خیال دلاتے ہیں اور بھیک مانگنے پر مجبور کرتے ہیں۔ انھیں نیچ سمجھتے ہیں۔ لیکن ہم سارا سے یہ کہتے آئے ہیں کہ اگر ہم گرے ہیں تو اوپر اٹھ جائیں گے۔ کوئی ہم کو نیچا نہ دیکھے نہ معذور سمجھ کر ہم پر احسان نہ کرے۔

میں اپنے وبھاگ میں پرسنل برانچ میں کام کرتا ہوں ساتھ ہی میں اس پورے پرسنل برانچ کا پرتی ندھتو بھی کرتا ہوں۔

اپنگ ہوتے ہوئے بھی میں خود کی تو کیا دوسرے کئی ہٹے کٹے لوگوں کے کام کرتا ہوں ان کے دکھ دور کرتا ہوں اور چیلنج کے طور پر دوسروں سے زیادہ کام کرتا ہوں۔

میرے ادھیکاریوں کو آج تک مجھ سے کوئی شکایت نہیں ہوئی۔

میں یہی کہوں گا کہ اگر جات پات اور پروفیشن کی بنیاد پر لوگوں کو سہولتیں دی جاتی ہیں تو ہم معذوروں نے کیا بگاڑا ہے ہم تو اپنا حق مانگتے ہیں۔ اس لیے ہمیں بھی Reservation اور Carry forward جیسی سویدھائیں ملنی چاہئیں۔ ہم دیش کی سیوا میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ دیش کے لیے ہم بوجھ نہیں ہیں۔ بلکہ دیش کا سرمایا ہیں۔

مجھے قسمت نے معذور کر دیا ہے اور زندگی بھر کے لیے ایک چیلنج دیا ہے میں نے ہنسی خوشی اس چیلنج کو قبول کیا ہے زندگی اور قسمت کے ساتھ لڑا ہے۔ ہم سنگھرش شیل ہیں اور رہیں گے معذور کہہ کر کوئی ہماری بے عزتی نہ کرے یہی ہماری امید ہے۔

سالِ رواں: "ارے پھر کچھ سوچنے لگیں تم"؟
قسمت: "بس کرو بابا بس کرو یہ ثبوت بہت ہیں"
سالِ رواں: "ابھی کہاں۔ ان سے تو ملو انہیں پہچانتی ہو تم کون ہیں یہ۔ ان کی آنکھیں چھین لیں تم نے لیکن ان کے گلے میں سرسوتی بستی ہے۔ دیکھو"۔ (ہارمونیم کی آواز) اور آلاپ کے ساتھ۔ . . .

روشنی ہوتی نہیں شمس و قمر جلتے ہیں۔
آنکھ کی سرخیوں میں اشک جگر جلتے ہیں۔

سالِ رواں "یہ ہیں سورمڑی" پربھاکر دھاکڑ لے

پربھاکر دھاکڑ لے :"— ہم پہلے آرموری چندر پور ضلع میں ایک گاؤں جہاں میں رہا کرتے تھے جب ہم تین سال کے تھے تب ہماری آنکھیں گئیں۔ آنکھیں ایسی گئیں کہ آنکھ آنے کی بیماری جو ہوتی ہے وہ ہوئی گاؤں میں جو وید یا ڈاکٹر رہا کرتے تھے انھوں نے ہم پر کچھ آپائے کرنے کا سوچا۔ ان کا کچھ جما نہیں برابر۔ زیادہ آنکھیں خراب ہونے کے بعد ہم کو ناگپور میڈیکل کالج میں دکھایا گیا وہاں کے ڈاکٹروں نے کہا کہ کافی دیر ہو گئی ہے پہلے آنا چاہیے تھا تو اس طرح آنکھیں اور بھی ڈاکٹروں کو دکھائیں انھوں نے بھی کہا کہ آ نہیں سکتیں۔

پھر پتا جی نے ہم کو گائیڈ کیا کہ پوری طرح سنگیت سیکھو۔ وہ خود شاستریہ سنگیت اور

گانا بجایا کرتے تھے۔ اور آج ہم جو کچھ بھی ہیں وہ پتا جی کی بدولت ہی ہیں۔ پھر اچھی نوکری ملنی چاہیے اس خیال سے پتا جی نے ہم کو بلائنڈ اسکول میں داخل کروایا۔ ۷ سال ہم نے وہاں سیکھا بریل لپی اور دوسرے ساز طبلہ ہارمونیم۔ وائلن۔ گانا وغیرہ ہم نے وہاں حاصل کیا۔

اسکول والے کہتے تھے کہ تم یہیں رہو کیونکہ اسکول کی آرکسٹرا کا میں مکھیہ گائیک تھا۔ میں نے سوچا کہ گانے میں کچھ اور امپروو کرنا چاہیے۔ اور ایک محفل میں پنڈت جگدیش جی کا گانا ہم نے سنا وہ ہم کو بہت اچھا لگا۔ پتا جی سے ہم نے کہا ہماری اچھائی یہ ہے۔ انھوں نے سوکار کیا اور گرو کے پاس لے گئے اور باقاعدہ گنڈہ وغیرہ باندھ کر باقاعدہ پڑھائی شروع کی۔

گانا سیکھتے سیکھتے اچانک اس کی طرف ہمارا دھیان زیادہ ہونے لگا۔ میں جو گایا کرتا وہ وائلن پر نکالنے کی کوشش کرتا۔ یہ مجھے زیادہ اپیل کرنے لگا۔ دھیرے دھیرے گانے سے میرا وائلن پر توجہ بڑھنے لگی۔

اور آج آپ لوگوں کی دعا سے تھوڑا بہت وائلن بجاتا ہوں۔

. . . .

ایک آواز: مری صدا کو دبانا تو خیر ممکن ہے
مگر حیات کی للکار کون روکے گا
فصیل آتش و آہن بہت بلند سہی
بدلتے وقت کی رفتار کون روکے گا

جب بھی تعمیر کے پُر عزم سہارے جاگے
ظلمت شب میں کئی درد کے مارے جاگے
صرف آکاش کی جاگیر نہیں صبح کا نور
اس زمین پر بھی کئی چاند ستارے جاگے

جو لوگ عزم کے ساتے میں جنگ کرتے ہیں
وہ کب شکست کی مایوسیوں سے ڈرتے ہیں
وہ کھیت ہو کہ کوئی شہر ہو کہ سرحد ہو
عظیم لوگ ہر اک رہ گذر پہ چلتے ہیں

. . . .

سالِ رواں: " عزم و ہمت کی ایک اور زندہ مثال — رام بھاؤ ششی کانت آدسکر

رام بھاؤ ششی کانت آدسکر: " میرا گاؤں ایک چھوٹا سا دیہات ہونے کی وجہ سے میں ماتا پتا کے ساتھ اس گاؤں میں رہتا تھا جب میں چار سال کا تھا تو پولیو کی وجہ سے میں اپنگ ہوگیا اور ایک معذور کی طرح اپنگ بال وکاس گرہ میں ایک سے لے کر پانچ کلاس تک میرا ایجوکیشن ہوا۔ اس ایجوکیشن کے ساتھ میں ڈرائنگ، پنٹنگ۔ ہست کلا اور کیننگ وغیرہ سیکھی اور نئی نئی چیزیں بنانے کی طرف میرا دھیان گیا۔ ہوسٹل سے نکلنے کے بعد میں نے پھر سے ایجوکیشن شروع کیا۔ ایجوکیشن کے ساتھ ساتھ Caning اور Painting میری ہابی بن گئے۔ بعد Copper wire Art (کیننگ کی ایک تبدیل شدہ شکل جس میں تانبے کے تاروں سے شبیہیں بنائی جاتی ہیں) نامی کلا میں زیادہ رچی ہونے کی وجہ سے میں آرٹ میں پرگتی کرتا گیا اس لائن میں پرگتی کرنے کے ساتھ ہی میں نے دہلی میں ریڈیو اور ٹی وی ٹیکنولوجی کا کورس کیا۔ یہ کورس کرنے کے بعد پھر سے اپنی ایجوکیشن لائن اسٹارٹ کی میں نے پرارمبھک شکشا تو پوری کرلی تھی گیارھویں بارھویں میں سائنس لیکر فرسٹ ایر اور سیکنڈ ایر بی ایس سی پورا کیا۔ ساتھ ہی میرا رجحان Copper wire Art کی طرف بڑھتا ہی گیا اور میں اس میں نئے نئے آرٹ ڈیولپ کرتا رہا۔ اس میں زیادہ آکرشک پوز بننے لگے۔ باہر اور میرے دوستوں میں اس کی چرچا ہونے لگی۔ راشٹرپتی اوارڈ حاصل کرنے کے لیے چار پوز میں نے تیار کیے اور راشٹرپتی بھون بھیجے جس میں ترنگا، اجنتا آرٹ۔ گوتم بدھ اور رادھا کرشن کے پوز تھے چاروں میں الگ الگ کلاکرتیوں سے پرچھاؤ ڈالے گئے تھے۔ بعد میں اس آرٹ پر مجھے ۵۰۰ روپے کا کیش پرائز اور پرمان پتر راشٹرپتی کی طرف سے پراپت ہوا۔

. . . .

سالِ رواں: " آنکھوں کی روشنی سے محروم یہ ایک اور جنگ جو انسان عبدالقادر جنھوں نے مایوسیوں اور ظلمتوں میں بھی ہمت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا ان سے ملو۔ ۔ ۔ ۔

عبدالقادر: " حواس خمسہ میں سے کسی حس کا فقدان یا اعضائے انسانی سے کسی عضو کا ضائع ہوجانا ایک ناقابل برداشت اور دردناک امر ہے۔ میرے ساتھ بھی اس قسم کا ایک حادثہ پیش آیا۔ میری آنکھیں ۲۶ سال کی عمر میں ناگہانی امراض سے ضائع ہوگئیں۔ یہ حادثہ بذات خود نہ جانے کن مایوسیوں اور پریشانیوں کا سامنا کرنے کے لیے آن پڑا تھا مگر اللہ کا فضل و کرم رہا کہ مجھ پر مایوسیوں نے غلبہ حاصل نہیں کیا اور میں اس غلطاں میں رہا کہ آئندہ زندگی میں کن راہوں پر چلوں کہ مجھے معاشی پریشانیوں سے دوچار نہ ہونا پڑے میں نے اپنے ماحول کو ٹٹولا مجھے اپنے غیر نظر آنے لگے اور بفضل تعالیٰ غیروں کو اپنا پایا۔

مایوسیوں میں امید کی کرن نظر آئی اور میں اس پر گامزن رہا۔ حالانکہ اپنے تعلیمی دور کے بعد سے ہی ستمبر ۱۹۶۰ سے لائف انشورنس کارپوریشن۔ آف انڈیا میں ملازمت میں تھا۔ ۱۹۶۰ سے ۱۹۶۷ تک ٹائپسٹ کی حیثیت سے ملازمت اختیار کی اور اپنے نابینا ہونے کی مدت تک یعنی ۱۹۷۲ تک کلریکل اسسٹنٹ کی حیثیت سے کام کرتا رہا۔ مگر اس حادثہ سے میری نوکری جاتی رہی میں نے بہت کوشش کی کہ میری نوکری قائم رہے لیکن L.I.C. نے مجھے نوکری سے برطرف کردیا اور ۱۹۷۴ میں ریٹائر کر دیا گیا۔ میں نے اس سلسلے میں نیشنل اسوسی ایشن آف بلائنڈ سے کانٹیکٹ کیا۔ انھوں نے مجھے "امپریس مل" میں ٹیلی فون آپریٹر کی ٹریننگ دلوائی اور میں نے اپنی کوشش جاری رکھتے ہوئے سرکاری احکام جاری ہونے پر L.I.C. سابقہ میں ٹیلی فون آپریٹر کی نوکری جوائن کی وہاں میں نے اسی ٹیلی فون آپریٹر کے کام کو اپنایا۔ L.I.C. کے آفس میں مجھے ٹرائل کے طور پر (آئی بی ایم انٹرپریٹر) پر رکھا گیا میں نے کام کرنے سے قبل سیکشن ہیڈ سے پوچھا کیا میں کام کرسکوں گا یا نہیں تو مسٹر گدرے کہنے لگے "اللہ ہے" لہٰذا مجھ میں ایک خود اعتمادی پیدا ہوئی اور میں نے اس انٹرپریٹر پر کام کرنا شروع کیا اس کے کنٹرول پینل کی وائرنگ اور مختلف کارڈز ڈیزائن کے لحاظ سے وائرنگ کرنا اپنے آپ سیکھی یا کچھ مشکلات ہوئیں تو دوستوں سے پوچھ لیا کرتا تھا جن سے مجھے ہر طریقہ کی ہمدردی اور تعاون حاصل رہا اس طریقے سے کام کرنے سے اس اسٹیج پر آیا کہ میرے آفیسرز بھی بہت خوش ہوئے اور انھوں نے اس بات کے لیے N.A.B کی رپورٹ پر اسٹیٹ اوارڈ کے لیے میری سفارش کی لہٰذا میں نے مارچ ۱۹۷۹ء کو صادق علی گورنر آف مہاراشٹر کے ہاتھوں اسٹیٹ اوارڈ حاصل کیا۔

. . . .

سالِ رواں: " کہیے محترمہ کیا خیال ان معذوروں کے بارے میں؟ "
قسمت: " شاید ٹھیک ہی کہتے ہو "
سالِ رواں: " اب تو کوئی ثبوت نہیں مانگو گی تم "
قسمت: " بس کرو بابا بس کرو اب میں نے تسلیم کرلیا ہے کہ واقعی یہ لوگ معذور نہیں۔
ایک آواز: " دنیا اور دنیا کے لوگ اس بات کو تسلیم کریں چاہے نہ کریں لیکن یہ حقیقت ہے کہ قسمت کے ہاتھوں ستائے ہوئے یہ انسان زندگی کے ہر ایک لمحے میں حالات سے جنگ کرتے ہیں۔ ہر موڑ پر عزم و ہمت کے نئے معیار بناتے ہوئے لوگوں کے رویے سے بے پرواہ اپنے نصب العین کی طرف لگاتار بڑھتے رہتے ہیں۔
انھیں معذور کوئی نہیں کہہ سکتا کوئی نہیں کہہ سکتا "

(. . . . ——— Gay music)
(آکاشوانی ناگپور سے نشر)

سماج میں معذور افراد کا مقام

میر نصرت علی شکیل

سماج یہ وہ لفظ ہے جس کو دوسرے فرقے یا گروہ کے ساتھ پیوست کر دیا جائے تو اس قدر وسیع اور بلیغ ذو معنی ہو کر اپنے دوسرے لفظ کی شان دوبالا کر دیتا ہے۔ اس کو وسعت دیتا ہے اور کھلم کھلا منظر عام پر آجاتا ہے۔ اس وقت اس کی وسعت اور ہیئت ترکیبی اور معذور کو نہیں دیکھنا بلکہ سماج کو بحیثیت انسان پرکھا جائے۔ چاہے سماج کے ساتھ فرقوں کا نام لگا دیئے گئے ہوں۔ سماج اپنے اندرونی طور پر ہر انسان کی اچھائی اور نیکی اور خوبی کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ یہ سماج کی تعریف جو بلا تفریق مذہب و ملت آئین و قوانین وابستہ ہیں۔ آیا سماج میں معذور افراد کا مقام اس میں ایسی ایسی باتیں و کام اور تنظیم ہیں جس میں غائر نظر ڈالی جائے یا بطور خاص مطالعہ کیا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ معذور کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ میں بدن انسانی کے اوپری حصہ سے آخری حصہ تک معذوروں کو ظاہر کرونگا۔

۱:۔ دماغ کے معذور ۲:۔ آنکھوں کے معذور ۳:۔ کان کے معذور ۴:۔ زبان کے معذور ۵:۔ ہاتھوں کے معذور ۶:۔ پاؤں کے معذور۔ غرض کہ یہ سب معذور ہیں کہ معذور ان میں نمبر ۱۔ ۲۔ ۵۔ ۶ درجہ اول کے معذوروں میں گنے جانے کے قابل ہیں باقی ۳۔ ۴ درجہ دوم یا کم قابل التفات ہوتے ہیں سماج ان کے لئے بہت کچھ کر سکتا ہے لیکن بہت تنظیمیں ایسی ہیں جو ابتدا میں بنی اور چند سال بعد بگڑ گئیں یا ختم ہو گئیں گویا وجود میں ہی نہ آئیں تھیں ایسا نہ ہونا چاہئے۔ بلکہ ہر تنظیم خواہ چھوٹی ہو یا بڑی ہو اس کا استقلال اور پائیداری ملحوظ ہے۔ معذوروں کے لئے اگرچہ حکومت کافی مدد دیتی ہے اور اس کے لئے ایک اچھا خاصا بجٹ مقرر کیا جاتا ہے لیکن پھر بھی ناکافی ہوتا ہے اس لئے کہ معذوروں کے اہل و عیال بھی ہوتے ہیں ان سب کی پرورش اور ان سب کی پرورش اور ان کی خاطر خواہ کی زندگی کی تکمیل ناممکن بلکہ مشکل کام ہے حکومت جو مدد دیتی ہے اس کا تو بڑا حصہ معذوروں کی دیکھ بھال اور اخراجات میں کام آتا ہے اور ان کی مدد ہوتی ہے لیکن اس کا کچھ حصہ یا بڑا حصہ حکومت کے اخراجات پر خرچ ہونا ضروری بھی ہے مثال کے طور پر اسی بجٹ سے اخراجات دفاتر پوسٹل چارجز بھی ضروری بلکہ لابودی ہیں حکومت جس قدر خرچ کرنا ہو معذوروں کا خیال کرتے خرچ کرتی ہے۔

لیکن ضرورت اس امر کی ہے معذوروں کے لئے عوام چندہ دیں یا ان کا کوئی فنڈ ہو تو اس میں حصہ لے۔ ایسے کم لوگ ہیں جو اس کام میں حصہ لیتے ہوں اور جو بھی حصہ لیتے ہیں وہ فراخدلی نہیں بلکہ مجبوراً کچھ دے دیا کرتے ہیں۔ اس کے لئے ایک باضابطہ اور مستقل تنظیم اس طرح ہونی چاہئے اس کے کئی اشکال اور کئی قسم کی تنظیمیں ہو سکتی ہیں۔ یہ سب کہ سب پائیدار اور استوار اور اپنی جگہ ٹھیک ہیں لیکن اس کام کے لئے وقت نکالنا اور اپنے اوقات میں سے تھوڑے وقت کی قربانی ضروری ہے پہلے یہ کہ امانت دار اور محنتی لوگوں کی ایک باوقار جماعت ہو جنکے اثرات و رسوخ کافی وزنی اور دوسروں پر اثرات ڈالنے والے ہوں ورنہ صدا بہ صحرا کا مصداق ہوگا۔ اور تنظیم اور بے فائدہ ہوگی۔ ادھر یہ معذور چیخ پکار کریں گے کہ ہم کو ہمت دے کر لوگ خود اپنا پیٹ بھرنے کو دیکھ رہے ہیں۔ مثل مشہور ہے کہ اگر کسی تقریب میں ایک آدھ شخص کو بھی کھانا کم پڑ جائے تو سب کو کم ہونے کا مصداق ہو جاتا ہے اور اس طرح اس مقام پر احتیاط ضروری ہے اور لابودی ہے۔

پچھلے زمانے میں ایسا ہوا کہ کوئی کمیٹی یا کمیٹیاں تشکیل کر دی جاتی تھیں اور وہ اپنے صدور یا دستور کے موافق کاروبار انجام دیتی تھیں لیکن کئی موڑ یا مواقع ایسے آئے کہ یہ کمیٹیاں ٹوٹ گئیں اور کاروبار اچھی طرح انجام نہ پائے اس بنا پر ان معذوروں کی ٹھیک ٹھیک مدد نہ کی اور ادھر یہ بے چارے ننگے بھوکے ہو جاتے جن کے نتائج یوں نکلتے کہ چندہ دینے والے اور چندہ جمع کرنے والے اور نامور افراد ان سے منسوب اپنے بدنام ہو جانے اور آخر کار چندہ بند کرنے پر مجبور ہو جاتے۔ پھر ادھر یہ معذور بہ لحاظ صدا بھیک مانگنے پر مجبور ہو جاتے جس کے نتائج یہ نکلتے کہ بعض افراد ان سے تنگی اور نفرت محسوس کرتے اور چند افراد یاد کے لئے کچھ دے دلا کر ٹال دینے پر مجبور ہو جاتے۔ دوسرے معنوں میں نتیجہ یہ کہ ان کو بھیک مانگنے پر مجبور ہونا پڑتا اور بہت ساروں کو مستقل طور پر بھیک مانگنے کی عادت ہو جاتی یہ طریقہ ایک اچھے شہر اور شہریوں کے لئے برا ہے۔ بہت سارے معذور اب بھی ہوتے ہیں کہ ان کی بیماریوں اور گندگیوں سے لوگ تنگ آجاتے ہیں۔ اور اگر کوئی باہر کا سیاح آجائے اور یہ ان سے بھیک مانگیں تو اس سے شہر اور شہریوں اور ملک کی بدنامی کا باعث ہوتا ہے۔ ان کے لئے علاحدہ دوا خانے اور کالونی بھی قائم کریں تو یہ دوا لے کر کالونی سے رفو چکر ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کو بھیک کی بھیانک عادت پڑ جاتی ہے۔ ان پر اس قدر سخت اور کڑی نگرانی تو نہیں رکھی جاتی جیسے جیلوں کی طرح یہ اپنی کالونیوں اور ان مقررہ مقامات سے کہیں نہ جانے پائیں اور ان کی باضابطہ حاضری لی جائے۔ یہ ناممکن ہے۔ بہتر طریقہ اور عمدہ انتظامات یہ ہو سکتے ہیں کہ ان کو ایک ایسی جگہ رکھا جائے جہاں پر ایک شعبہ اور تعلیمی ایک ہی کیپاؤنڈ میں علٰحدہ علٰحدہ پر قائم کر دیئے جائیں اور ان میں سے ایماندار شریف اور بے غرض اور آنکھ والوں اور دوسرے قسم کے معذوروں کا انتخاب کیا جائے اور تعلیم کیلئے چند مکانات ان کے سپرد کر دی جائیں اور اہلیان محلہ یا چند کالونی والوں میں اور بازار والوں سے اقرار زبانی لینا کہ وہ اپنے محلہ یا گاؤں یا شہر کی عزت و ناموس اور معذوروں کی پرورش کے لئے ایک مٹھی اناج دے دیا کریں۔ یہ اناج آٹھوں پہر جمع کریں اور ایک بااعتماد شخص منتظم کے حوالے کر دیں وہ منتظم اس تنظیم کو چلائے اور دولت مندوں اور عہد اداروں اور سمجھ دار لوگوں سے بھی مدد لیں۔ منتظم ماہانہ تنخواہ پانے والا ہو اس پر ایک صدر یا نگراں کار مقرر کیا جائے جو سختی سے ہفتہ میں ایک بار یا مہینے میں دو بار غلہ روپیہ اور دوسری چیزوں کی تنقیح کرے غلطی یا تغلب کو محسوس کرے تو فوراً ہٹا کر دوسرا منتظم مقرر کریں غرض منتظم ایماندار باصلاحیت اور اعتماد والا ہو اور افسران متعلقہ بھی اس کی دیکھ بھال خاطر خواہ کریں لیکن اس کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ افسران متعلقہ منتظم اور دیگر حضرات مذہبی پابند اور نیک ہوں اور قابل اعتماد ہوں اس سے آہستہ آہستہ معذوروں کا یہ ادارہ ترقی کر سکتا اور ان کے لئے مستقل اقامت گاہیں مستقل سامان زندگی حاصل ہو سکتا ہے اور مستقل میں یہ نیک نام معذور بن سکتے ہیں اور ان سے ایسے کام لئے جا سکتے جیسے گھریلو صنعت یا دوسرے ایسے کام جس سے یہ معذور سادہ لیکن آرام کی زندگی بسر کریں۔ امید کہ میری یہ آخری حقیر رائے کیا ایسے عزیز لوگوں میں یا اداروں میں یا حکومت کے عہدے داروں اور لائق افراد خدا ترس لوگوں تک پہونچا دی جائے جس کو صحیح معنوں میں سماج میں معذوروں کا ایک مقام اور ایک حقیقت بن جائے۔ (حیدر آباد سے نشر)

معذور افراد اور کھیل

ڈی آر ناکر

اقوام متحدہ کا بین الاقوامی ادارہ ہر ایک سال کو کسی نہ کسی طریقے سے مناتا ہے۔ اس سے پہلے بچوں اور خواتین کے بین الاقوامی سال منائے جا چکے ہیں۔ ان برسوں میں بچوں اور خواتین کی بہبودی کے لیے مختلف پروگرام زیر عمل لائے گئے تھے اور مختلف نقطۂ نظر سے اس بات پر بھی بحث کی گئی تھی کہ بچوں اور خواتین کے سماجی، اخلاقی اور اقتصادی ارتقا کی تکمیل کیسے کی جائے۔ اس کے لیے ٹھوس اقدامات بھی عمل میں لائے گئے تھے۔

ہیلن کیلر کی جنم صدی کے مدنظر اقوام متحدہ کے ادارہ نے ۱۹۸۱ء کے برس کو "جسمانی طور پر معذور افراد کے بین الاقوامی سال" کی حیثیت سے منانے کا فیصلہ کیا ہے۔

اس سال کے دوران میں حتے الامکان معذور افراد کی امداد کے لیے اقدامات کیے جا رہے ہیں جیسے انہیں وظیفے دینا، روزگار پیدا کرنا، نوکریوں میں انھیں مناسب فیصدی کی ترجیح دینا، صنعتوں میں انھیں تربیتی سہولت دینا تاکہ وہ اپنی روٹی خود کما سکیں اور وہ احساس کمتری کا شکار نہ ہوں بلکہ فخر کے ساتھ وہ یہ بھی محسوس کریں کہ سماج میں ان کا مرتبہ دوسرے لوگوں کے برابر ہے۔

ہندوستانی تہذیب و تمدن میں خدا کی حیثیت بڑی ہی جداگانہ تصور کی جاتی۔ ہمارے یہاں اعتقاد یہ ہے کہ اگر خدا کسی شخص کا ایک انگ چھین لیتا ہے وہ اسے اس کی کمی کا احساس نہیں ہونے دیتا۔ وہ اسے غیر معمولی تقویت دے کر اس کی کمی پوری کر دیتا ہے۔ یہ بات چاہے زندگی کے دوسرے شعبوں میں صحیح ہو یا نہ ہو لیکن کھیلوں کے شعبے میں ہمارے یہاں ٹھوس مثالیں موجود ہیں۔

سب سے پہلے ہمیں ذکر کرنا ہوگا اس بے مثال کرکٹ سمراٹ کا جسے جام رنجیت سنگھ کہتے ہیں۔ اسے رنجیت سنگھ کی بجائے Run-Get-Singh کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ ایک حادثے میں اس کی ایک آنکھ میں گولی لگی اور آپریشن کے بعد بھی اس کی آنکھ بحال نہ ہو سکی کیونکہ زخم کافی شدید تھا۔ لیکن اس نے ثابت کر دیا تھا کہ اگر آدمی کی قوت ارادی آہنی ہو تو وہ کرکٹ میں چوکے اور چھکے بدستور مار سکتا ہے۔ بعد میں وہ ایک لاثانی کرکٹ کھلاڑی ثابت ہوا۔ ہمارے ملک میں رنجیت ٹرافی ٹورنامنٹ اسی کی یاد میں کھیلا جاتا ہے۔

اسی طرح کا واقعہ شاہی کھلاڑی نواب پٹودی کا بھی ہے۔ ایک کار کے حادثے میں اس کی دائیں آنکھ زخمی ہو گئی تھی اور وہ سمجھنے لگا کہ اب وہ کرکٹ کھیلنے کے قابل نہیں رہے گا۔ لیکن صرف ایک سال کے بعد کرکٹ میں اس کے جوہر کھلنے لگے اور وہ کرکٹ کی دنیا پر چھا گیا۔

دوسرے کرکٹ کھلاڑیوں کا ذکر کیا جائے تو ان میں بھگوت چندر شیکھر کا نام اوّل ہے۔ بچپن ہی میں ایک ناگہانی چوٹ لگ جانے سے وہ پولیو کی زد میں آ گیا۔ آٹھ برس کی عمر میں اس کا تمام دایاں بازو مفلوج ہو گیا۔ اگرچہ کہ اس کا دایاں بازو ذرا چھوٹا ہو گیا پھر بھی اس نے ہمت نہیں ہاری اور قدرت سے بدستور برسرِ پیکار رہا۔ کرکٹ کا جادو اس کی رگوں میں دوڑ رہا تھا۔ ایک روز

اسکول میں کرکٹ کھیلتے ہوئے اس نے کپتان سے بولنگ کی اجازت چاہی۔ لیکن کپتان نے اس کے بازو کی حالت کے مدنظر بے اعتمادی کی وجہ سے اس شرط پر بولنگ کی اجازت دی کہ وہ صرف ایک ہی اوور تک بولنگ کرے گا۔ اس شرط کی وجہ سے اس نے اپنے دائیں ہاتھ سے ایک سٹریٹ پار کر لگایا۔ لیکن قدرت کی مرضی، اور چندر شیکھر کی استقامت، خود اعتمادی اور قوت ارادی کے باعث بلے باز بال کی رفتار کا اندازہ نہ کر سکا اور بال نے اسٹمپس کو برق رفتاری سے پاش پاش کر دیا۔ چندر شیکھر خود اس غیر معمولی رفتار سے حیران رہ گیا۔ اور پھر اس نے اسی ہاتھ سے، جسے قدرت نے بیکار کر دیا تھا، بڑے بڑے جوہر دکھا کر ریکارڈ قائم کیے۔

چنانچہ چندر شیکھر نے اسی ہاتھ کے استعمال سے بڑے بڑے طاقتور بلے بازوں کو ہلا دیا۔ اگرچہ وہ ایک اسپنر تھا اس کے اکثر بال درمیانے درجے کے قدم باز بالر کی طرح آتے تھے۔ اس کے کچھ بال اچھل بھی پڑتے تھے۔ بڑے بڑے معروف بلے باز چندر شیکھر کی بولنگ کا اندازہ لگانے میں دھوکہ کھا جاتے تھے۔ اور اپنی وکٹ کھو بیٹھتے تھے۔ سات رنوں میں آٹھ وکٹ، اڑتیس رنوں میں چھ وکٹ وغیرہ، وغیرہ سے ہمیں اس کی غیر معمولی بولنگ خوبی کا اندازہ ہوتا ہے۔

اگر ہم بین الاقوامی سطح پر دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ معذور افراد کے لیے کھیلوں کے شعبے میں بڑی ترقی ہوئی ہے اور دنیا کے معذور کھلاڑیوں کے لیے کھیلوں کی تقریبات کا انتظام کیا جاتا ہے۔

انگلینڈ میں ایک بین الاقوامی کھیلوں کا مقابلہ زیر اہتمام لایا گیا تھا۔ اس مقابلے میں چھبیس ملکوں کے تین سو پچاس معذور کھلاڑیوں نے حصہ لیا۔ اس مقابلے میں، بال پھینکنا، تلوار بازی، بوجھ اٹھانا، باسکٹ بال، تیر اندازی، ٹیبل ٹینس وغیرہ کے مقابلے ہوئے جس میں برطانیہ نے چالیس تمغے حاصل کیے۔

معذور افراد کی اولمپکس جن کا اہتمام اسرائیل میں ہوا تھا، تیس ملکوں کے سات سو کھلاڑیوں نے حصہ لیا تھا۔ ہندوستان نے پہلی بار اس مقابلے میں حصہ لیا تھا جہاں نو مرد اور عورتوں کی ایک ٹیم بھیجی گئی تھی۔

۱۹۴۸ء میں بھی ایک ایسا مقابلہ سٹاک مینڈیولا ہسپتال واقع انگلستان میں منظم ہوا تھا جس کا سارا اعزاز سر گٹ مین کے حصے میں جاتا ہے۔ کھیلوں کے ایسے مقابلوں کے بعد ہسپتال ہی میں معذور کھلاڑیوں کے لیے ایک مستقل کھیل گھر بنانے کی ضرورت محسوس کی گئی اور لاکھوں پونڈ خرچ کر کے کھیل گھر تعمیر کیا گیا۔ اس میں ٹیبل ٹینس، تیراکی، بال پھینکنا، وغیرہ جیسے کھیلوں کی تربیت اور انتظام کا کام کیا جاتا ہے اور منصوبہ یہ ہوتا ہے کہ معذور کھلاڑی مستقل طور پر کھیلوں میں حصہ لے سکیں۔

بمبئی اور ہندوستان کے دوسرے بڑے شہروں میں یہ منصوبہ تیار کیا گیا ہے کہ معذور افراد کے لیے کھیلوں کا سلسلہ چلایا جائے تاکہ وہ لوگ کھیل سکیں اور تربیت لیں۔

اس کے علاوہ مختلف صدیوں میں معذور کھلاڑیوں نے لیے کئی طرح کے مقابلوں کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ سرکار بھی اس کے لیے امداد، رفاقت اور مالی تعاون فراہم کرتی ہے۔

ایسے کھیلوں کے مقابلے اس خیال سے زیر اہتمام لائے جاتے ہیں کہ معذور افراد کھیلوں سے محروم نہ رہیں، انھیں اپنے ہنر کو ظاہر کرنے کی کافی مواقع ملیں چنانچہ بہت سے کھلاڑی ان میں حصّہ لیتے ہیں۔

جنگ عظیم کے بعد کرنل جانسن کی ٹانگ بے کار ہو گئی اور اسے لکڑی کی ٹانگ استعمال میں لانی پڑی۔ پھر بھی اس نے حوصلہ نہیں ہارا۔ کرکٹ بھی کھیلتا رہا اور ایک میچ میں اس نے ۲۰۰ رن بنائے۔

نارمن دائرورتھ جو لنگڑا تھا کرکٹ کھیلا کرتا تھا۔ صرف یہی نہیں بلکہ اس نے ایک ہزار وکٹ جیتنے کا ریکارڈ بھی قائم کیا۔ لوگوں نے اسے اعزاز دیا اور چاندی سے منڈھا ہوا بال اسے بطور تحفہ دیا۔ اس معذور کرکٹ کھلاڑی نے اپنی ٹیم کی دس سال تک کپتانی کی، ۲۷۰۰ رن بنائے اور بائیس موسم کرکٹ کا کھیل کھیلا۔

۱۹۷۶ء میں برطانیہ میں ایک یادگار کرکٹ میچ کھیلا گیا۔ اس میچ میں ان کھلاڑیوں نے حصّہ لیا جنھوں کے انگلستان کے لیے جنگ لڑی تھی اور معذور ہو گئے تھے۔ ایک ٹیم میں صرف ایک ٹانگ والے کھلاڑی تھے اور دوسری ٹیم میں صرف ایک ہاتھ والے۔ اس عجیب و غریب میچ کو دیکھنے کے لیے تماشائیوں کی اتنی بھیڑ رہی کہ سب ٹکٹ بک گئے۔ بہت سے شوقین مایوس سے ہو گئے۔ یہ لوگ زبردستی پھاٹکیں توڑ کر اندر چلے گئے۔ بہت سے لوگ پاس کے ایک مکان کی چھت پر چڑھ گئے، مکان کی چھت ہی بیٹھ گئی۔ نیچے گھوڑوں کا اصطبل تھا۔ گھوڑے زخمی ہو کر سیدھے کرکٹ کے میدان میں دوڑ پڑے۔ خوب شور شرابا ہوا۔ کھیل اس روز کے لیے بند کر دیا گیا لیکن کھیل کے پرستاروں نے اپنی ٹکٹوں کا روپیہ انگلستان پر اپنی جان فدا کرنے والے دلیروں کے فنڈ کے لیے وقف کر دیا۔

اس طرح، معذور افراد بھی کھیلوں میں حصہ لے کر ایک خاص نام و نمود کی حد تک پہنچ سکتے ہیں اور وہ بھی سماج میں اپنی اہمیت دکھا کر باوقار زندگی کر سکتے ہیں۔

(آل انڈیا ریڈیو راجکوٹ سے)

معذور اشخاص کے لئے روزگار

اگرچہ جسمانی طور پر معذور لوگوں کی تعداد خاصی بڑی ہے پھر بھی ایسا کوئی شخص مشکل سے ہی نظر آتا ہے جو کوئی کام یا پیشہ اختیار نہ کر سکتا ہو۔ لیکن ہندوستان میں روزگار حاصل کرنے کی رفتار اتنی تیز ہے اور تندرست امیدواروں کی دستیابی اتنی زیادہ ہے کہ کوئی روزگار دینے والا اپنی رضامندی سے کسی معذور شخص کو روزگار دینے کے بارے میں سوچتا ہی نہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ روزگار دینے والوں میں زیادہ تر ایسی ذہنیت کے ہوتے ہیں جو معذور افراد کو روزگار مہیا کرنا کام میں سست روی کی حوصلہ افزائی کے مترادف سمجھتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کام دینے والے اس خیال کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں کہ معذور امیدوار اپنا کام چستی سے کر سکتا ہے۔ ان حالات میں کوئی امیدوار جو کسی نہ کسی اعتبار سے معذور ہے مشکل سے ہی کام حاصل کر سکتا ہے چاہے وہ ایک یا اور کسی دھندے کے لئے صلاحیت رکھتا ہو۔ سماج اور کام دینے والوں کے اس برتاؤ کے مدنظر مرکزی اور ریاستی سرکاروں نے آسامیاں حاصل کرنے کے مواقع بڑھانے کے لئے معذور امیدواروں کے خصوصی رعایات دی ہیں۔

جسمانی طور پر معذور امیدوار زیادہ تر ذیل کی نوعیت کے ہوتے ہیں۔

۱۔ اندھے ۲۔ بہرے اور گونگے ۳۔ دیگر معذوریتوں والے ۴۔ دماغی پسماندگی والے۔

سب سے پہلے ہم ان خصوصی اقدامات پر نظر ڈالیں گے جو سرکار نے اس طرح کے معذور افراد کے لئے روزگاری مواقع بڑھانے یا مناسب تربیت مہیا کرنے کے لئے کئے ہیں۔

یہ بہت ضروری ہے جسمانی طور پر معذور اشخاص کو مناسب روزگار فراہم کرنے کی خاصی کوششیں کی جائیں۔ اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے جسمانی طور پر معذور امیدواروں کے لئے خصوصی روزگاری دفاتر کھولے ہیں۔ ریاست گجرات میں ایسا ایک روزگاری دفتر ۱۹۶۰ء سے احمد آباد میں کام کر رہا ہے۔ اب ایسے تین مزید دفاتر کھولے گئے ہیں۔ ایک راجکوٹ، ایک وڈودرا اور ایک سورت میں ہے۔ گجرات سرکار کے یہ چاروں دفتر تینوں قسم کے تمام معذور افراد کی پیشانی اعتبار سے رجسٹریشن کرتے ہیں۔ ان اندھے بہرے گونگے اور دیگر معذور اشخاص شامل ہیں۔ بعد میں یہ دفتر انھیں روزگار حاصل کرنے میں مدد دیتا ہے۔

یہ روزگاری دفاتر پرائیویٹ اداروں کو معذور اشخاص کو روزگار دینے کے لئے جبھی مجبور کر سکتے ہیں جب خود سرکار بھی ان معذور لوگوں کو اپنے عملہ میں شامل کرے۔ اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے گجرات سرکار نے کلاس نمبر ۳ اور کلاس نمبر ۴ میں آسامیوں کا چار فیصدی معذور افراد کے لئے مخصوص کیا ہے۔ اس کے مقابلے میں مرکزی سرکار نے اپنی گروپ سی اور گروپ ڈی آسامیوں کا تین فیصدی ان کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔

بعض دفعہ معذور امیدوار تندرست امیدواروں کے مقابلے میں روزگار کے لئے صلاحیت پیدا کرنے میں زیادہ وقت لیتے ہیں۔ اس حقیقت کی روشنی میں ریاستی سرکار اور مرکزی سرکار نے جسمانی طور پر معذور امیدواروں کے لئے ۱۰ سال کی رعایت مقرر کی ہے۔ اس کے علاوہ معذور افراد کے لئے خصوصی روزگاری ادارے سے وابستہ ایک طبی بورڈ مقرر کیا ہے اور اہتمام کیا گیا ہے کہ معذور امیدوار کو سرکاری یا نیم سرکاری دفاتر میں نوکری دینے سے پہلے یہ طبی بورڈ پوری طبی چھان بین کے بعد نوکری کے لئے ڈاکٹری سرٹیفکیٹ دیتا ہے یہی نہیں بلکہ ایک قدم آگے چل کر مرکزی سرکار نے معذور امیدوار کو ترجیحی امیدوار قرار دیا ہے چنانچہ تیسرے اور چوتھے درجے کی خالی آسامیوں کے لئے معذور افراد کو مرکزی سرکار کے دفاتر میں ترجیح کی سفارش کی گئی ہے۔

جے ایس نندی

ریاست گجرات کے روزگاری دفاتر کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ بلاناغہ مناسب خالی آسامی کے لئے جسمانی طور پر معذور ہوئے امیدواروں کے نام تجویز کرے۔ مرکزی اور ریاستی سرکار کی طرف سے ایسے اقدامات کے ساتھ ہی معذور امیدواروں کے لئے سرکاری ملازمت حاصل کرنے کے مواقع کافی بڑھ گئے ہیں۔

لیکن آخرکار نیم سرکاری شعبے میں خالی آسامیاں محدود ہیں اور روزگار دینے والوں کا بیشتر حصہ پرائیویٹ شعبے میں موجود ہے۔ اس لئے یہ لازمی ہے کہ معذور امیدوار پرائیویٹ شعبے میں بھی روزگار حاصل کریں۔ پرائیویٹ شعبے میں کام کرنے والے زیادہ ترین کارندے کسی نہ کسی اعتبار سے تربیت یافتہ یا تجربہ کار ہوتے ہیں۔ اس لئے جسمانی طور پر معذور امیدواروں کو پرائیویٹ سیکٹر میں روزگار حاصل کرنے کے لئے اپنی قابلیت کے مطابق تربیت یا تجربہ حاصل کرنا ہوگا۔

اس جہت میں بھی سرکار نے ریاست گجرات کے ٹیکنیکل اور غیر ٹیکنیکل تعلیمی اداروں میں معذور امیدواروں کے لئے کچھ جگہیں مخصوص کر دی ہیں تاکہ انھیں تربیت دی جا سکے مثال کے طور پر سرکاری طور پر صنعتی تربیت کے مراکز میں ۲ فی صدی جگہیں اور پالی ٹیکنک میں ۳ فی صدی جگہیں مخصوص کر دی ہیں۔ اس لئے معذور امیدواروں کے لئے یہ مفید ہے کہ وہ اپنے آپ کو مختلف پیشوں کے لئے تربیت یافتہ بنانے کے لئے ان انتظامات کا پورا فائدہ اٹھائیں۔

لیکن یہ کیسے معلوم ہوگا کہ ایک معذور شخص ایک خاص پیشے کے قابل ہے اور کونسی تربیت اس کے لئے مفید ہوگی؟ سرکار نے اس کا بھی اہتمام کیا ہے۔ بھارت سرکار نے احمد آباد کے آئی۔ ٹی۔ آئی ہوسٹل کی عمارت میں معذور افراد کے لئے ایک ایسا ادارہ کھولا ہے جس کا نام ہے "پیشہ ورانہ بحالی کا مرکز"۔ عام طور پر یہاں کئی طرح کے کاروبار ہوتے ہیں۔ لیکن دراصل یہاں جسمانی طور پر معذور اشخاص کی پرکھ کی جاتی ہے جس میں ان کی عمل قوت، دلچسپیاں، مشاغل، صلاحیتیں، کام کی رفتار، استواری وغیرہ کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ اس کے بعد یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ جسمانی طور پر معذور امیدواروں کے لئے کون سے دھندے سب سے زیادہ موزوں ہیں۔ امیدواروں کی پرکھ کھاتی کے کام، خیاطی، لوہار کے کام، ٹیلی ویژن اور ریڈیو وغیرہ سے وابستہ شعبوں میں کی جاتی ہے۔ پرکھ کے بعد امیدوار کو بحال کرنا ہی سب سے بڑا کام ہوتا ہے۔ پھر بھی کبھی کبھی جسمانی طور پر معذور امیدواروں کو ایک سال کے لئے پلانٹ کے اندر تربیت دی جاتی ہے۔ یہ مرکز ضروری تربیت کے بعد مناسب امیدواروں کے لئے مناسب کام تلاش کرنے میں مدد دیتا ہے۔

جس بات پر اوپر خیال آرائی کی گئی ہے وہ محض معذور افراد کے لئے ایک مرکزی سرکار کے ادارے کے بارے میں تھی۔ دراصل جب بمبئی سے الگ ہو کر گجرات ایک علاحدہ ریاست بن گیا تھا تو اس میں معذور اشخاص کے لئے تربیت فراہم کرنے والے ادارے بہت کم تھے۔ لیکن آج، معذور اشخاص کے بارے میں گجرات سرکار کی فراخدلانہ پالیسی کے تحت ایسے اداروں کی تعداد ۴۲ تک پہنچ گئی ہے جن میں سے صرف نو ادارے سرکاری ہیں۔ باقی ادارے سرکار سے گرانٹ اور رضاکارانہ کام کرتے ہیں۔ اس لئے رضاکارانہ اداروں کا حصہ بہت بڑا ہے۔

اس بات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سماج کے ممتاز شہری رضاکارانہ اداروں کے ذریعے جسمانی طور معذور لوگوں کی امداد کے لئے آگے آ رہے ہیں اور یہ سماج کے کردار کا ایک روشن پہلو ہے۔ سرکار نے وظائف کی فراخدلانہ سکیموں کا اعلان کیا ہے تاکہ جو معذور اشخاص روزگار کے مواقع بڑھانے کے لئے تعلیم لے رہے ہیں انہیں مالی حالات دشواری پیش نہ کریں۔ اس کے علاوہ معذور اشخاص پلانٹ کے اندر تربیت پانے کی سکیم کا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اس اسکیم کے مطابق کوئی امیدوار کسی کارخانے میں ایک سال کے لئے اپنے حسب حال کسی ہنر کی تربیت لے سکتا ہے۔ اس عرصے میں ہر امیدوار ایک سال تک سو روپئے ماہوار وظیفہ بھی لے سکتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ امیدوار ایسے پیشوں کی تربیت بھی لے سکتے ہیں جن کا اپرنٹس شپ سکیم میں اعلان کیا گیا ہے۔ اس طرح کسی بھی پیشے میں پوری جانکاری اور تجربہ حاصل کرنے کے بعد روزگار کے مواقع بڑھ سکتے ہیں۔ معذور افراد کے لئے رکاوٹ جتنہ سکیم کے تحت مزید رعایات بھی ہوتی ہیں۔

دوسرے امیدوار اس اسکیم کا فائدہ تبھی اٹھا سکتے ہیں جب وہ پانچ سال سے زیادہ عرصے سے روزگاری دفتر میں رجسٹر ہو چکے ہوں۔ لیکن جسمانی طور پر معذور افراد اس سکیم کا فائدہ پانچ سال کے بجائے صرف چند مہینے کی رجسٹریشن پر ہی اٹھا سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ بھارت سرکار اور ریاستی سرکار نے ان روزگار دینے والے اداروں کے لئے، بطور حوصلہ افزائی انعامات دینے کا اعلان بھی کیا ہے، جو معذور اشخاص کو کام مہیا کریں گے۔ جب گیس، پٹرول، مٹی کا تیل وغیرہ کے لئے ایجنسیاں خود روزگاری کے نقطۂ نگاہ سے دی جاتی ہیں تو کچھ ایجنسیاں معذور امیدواروں کے لئے مخصوص کر دی جاتی ہیں۔ جب کوئی معذور امیدوار سرکار کی طرف سے بنائی گئی خصوصی تربیتی سکیموں میں تربیت اور تجربہ حاصل کرنے کی بنا پر اپنا خود مختار دھندا شروع کرنا چاہتا ہے تو اسے خصوصی سہولتیں دی جاتی ہیں۔ اگر ہم ان پیشوں کا ذکر کریں جن میں معذور اشخاص کامیابی کے ساتھ اور بغیر کسی دشواری کے کام کر رہے ہیں تو یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اندھے اشخاص بڑی تعداد میں کپڑے کے کارخانوں میں کپڑے پر مہریں لگانے کا کام اور الیکٹرک موٹریں بنانے والے کارخانوں میں موٹروں کے تار لپیٹنے کا کام بڑی خوبی سے کر رہے ہیں۔ اسی طرح بہرے اور گونگے امیدوار چھاپے خانوں میں بطور کمپوزیٹر، مستری، جلد ساز کام کر رہے ہیں اور ان دوسرے پیشوں میں بھی جہاں جسمانی محنت کی ضرورت ہے جن امیدواروں کے پاؤں خراب ہو جاتے ہیں اور دونوں ہاتھ اچھے ہوتے ہیں۔ وہ بطور کلرک، ٹائپسٹ یا کارخانوں میں پرزے یکجا کرنے کا کام کرتے ہیں جہاں کام بیٹھ کر کیا جا سکتا ہے۔ معذور خواتین نے درزی کا کام خود روزگاری کے لئے شروع کر دیا ہے۔

اگرچہ ایسے امیدوار مالی امداد کی ضرورت محسوس کریں تو یہ امداد قومیائے بنک چار فیصدی کے معمولی سود پر مہیا کرتے ہیں۔ بنکوں سے قرضے ڈسٹرکٹ انڈسٹریل سینٹر کے توسط سے بھی لئے جا سکتے ہیں۔ رہنمائی کے لئے ڈسٹرکٹ انڈسٹریل سینٹر یا بنک سے براہ راست تعلق پیدا کرنا ضروری ہے۔

اس طرح جسمانی طور پر معذور افراد کے لئے بہت سے مواقع فراہم کرنے کے اقدامات ہوتے ہیں لیکن معذور امیدواروں کے سب سے بڑے مددگار وہ ہیں۔ کیونکہ جب ایک معذور شخص کسی کام کے لئے بھرتی کیا جاتا ہے، تو اسے مالک روزگار قریب سے دیکھتا ہے یہ جاننے کے لئے کہ وہ کتنی لگن اور محنت سے کام کرتا ہے۔ اگر معذور شخص اپنے مالک روزگار کی ہر طرح سے اپنے کام سے تسلی کا ثبوت دیتا ہے تو مالک روزگار کو دوسرے معذور افراد کو بھرتی کرنے کی تحریک ملتی ہے لیکن مالک روزگار آئندہ معذور آدمیوں کو کام کے لئے بھرتی نہیں کرے گا اگر وہ یہ دیکھے کہ پہلے لگا ہوا امیدوار اپنی معذوریت کے بہانے کام کرنے سے کتراتا ہے۔ ان حالات میں اگر وہ معذور اشخاص جو آج کام کر رہے ہیں اپنا فرض لگن، ایمانداری اور چست روی سے کرتے رہیں تو روزگار کے مواقع بڑی تعداد میں پیدا ہو جائیں گے ان افراد کے لئے جنہیں ابھی تک کوئی کام نہیں ملا۔

(راجکوٹ سے نشر)

بہرے اور گونگے افراد کی بہبودی

ڈاکٹر بی این چھٹانی

جسمانی طور پر معذور دوسرے لوگوں کی طرح، بہرے اور گونگے لوگوں کو بھی انسانی سماج نے قدیم زمانے سے ان کے مناسب حقوق سے محروم رکھا ہے۔ اس صورت حال کی وجوہات آسانی سے سمجھ میں نہیں آتیں۔

ہمارے یہاں بہرے لوگوں کی تعداد اندازاً تیئس لاکھ کے قریب ہے۔ ان کو تعلیم و تربیت دینے اور بحال کرنے کی سہولتیں افسوس ناک حد تک نامناسب ہیں۔ مثال کے طور پر ملک بھر میں ان کی ضروریات کے لیے صرف تین مرکز ہی ایسے ہیں جہاں خاص خاص پیشوں کی تربیت دی جاتی ہے اور صرف ۱۹۰ سکول اور چوالیس فلاح و بہبود کی تنظیمیں ان کے لیے موجود ہیں اور یہ ادارے بھی پوری استعداد سے کام نہیں کرتے۔

اقوام متحدہ کے ادارے نے ۱۹۸۱ء کے برس کو "بین الاقوامی سال برائے معذور افراد" قرار دیا ہے۔ اقوام متحدہ کے وفادار رکن ہونے کے ناطے ہم نے اپنے تمام معذور افراد کے لیے اپنی بہترین کوششیں صرف کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ لیکن آج ہم اپنے آپ کو صرف بہرے اور گونگے افراد تک محدود رکھیں گے۔ مرکزی اور ہریانہ سرکار نے ایسے معذور افراد کے لیے ہر ممکن امداد بہم پہنچانے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ وہ کارآمد شہری بن کر ہمارے ملے جلے معاشرے کے تمام حقوق سے بہرہ ور ہو سکیں۔ نو پیشہ آموز بحالی کے ادارے اور اتنے ہی خصوصی روزگار فراہمی کے مرکز پہلے ہی ملک بھر میں موجود ہیں۔ سرکاری اور نیم سرکاری اداروں میں ۳ فیصدی اسامیاں معذور لوگوں کے لیے مخصوص ہوں گی۔ ان میں سے ایک فیصدی بہرے اور گونگے افراد کے لیے ہوں گی۔ یہ محض سرکار کے سالانہ منصوبے کے مطابق ہے۔ ہمیں بطور عوام، چھوٹے چھوٹے تعصبات سے ہٹ کر بہرے اور گونگے لوگوں کے لیے باعزت زندگی کا اہتمام کرنا ہوگا کیونکہ وہ لوگ بھی ہمارے اپنے بھائی بند ہیں۔ پرائیویٹ اداروں کو بھی انھیں ترجیح دینی چاہیے۔ سرکاری محکموں کو بھی ان کی بہبودی کے لیے جسمانی تندرستی کے معیار نرم کر دینے چاہئیں میں تشدید کے ساتھ کہنے کی اجازت چاہوں گا کہ بہرے لوگ بھی بخوبی کام کرنے کی تربیت پا سکتے ہیں، یہ کام چاہے بڑا مشینی کام ہو یا جسمانی۔ دراصل وہ بھی اس قدر خداداد صلاحیتوں کے مالک ہو سکتے ہیں کہ وہ کسی بھی کاروباری شعبے میں سبقت لے جائیں۔ مثال کے طور پر آپ میں سے بہت لوگوں نے ڈاکٹر ہیلن کیلر کے بارے میں سنا ہوگا جو نہ صرف بہری، گونگی تھیں بلکہ اندھی بھی تھیں۔ ستیش گجرال، بہت سنگتراش فنکار، الجن بھٹاچارجی اور ستیش کمار (دونوں ارجن ایوارڈ یافتہ) سب اس معذوری میں مبتلا ہیں لیکن انھوں نے اسے اپنی قومی سطح کی کامیابی میں حائل نہیں ہونے دیا۔ میں اپنے پیشے میں ایک ایسے ریڈیالوجسٹ کو جانتا ہوں جو بہرہ ہے۔ دراصل ایسے پیشے بہت کم ہیں جو ان کے لیے دور از کار رکھے جا سکیں۔

ہریانہ میں گونگے اور بہروں کے لیے ایک ایسا ادارہ ہے جو سرگرم کار رہتا ہے۔ یہ ادارہ دس برس سے زیادہ عمر سے ان کی بہبودی کے لیے قابلِ تحسین کام کر رہا ہے اس کا ہیڈکوارٹر چنڈی گڑھ میں ہے۔ ادارہ ہریانہ کے بہرے اور گونگے لوگوں کی بحالی کے لیے امداد بہم پہنچانے والی تمام رضاکارانہ کوششوں کو مربوط و منظم کرنے کا کام کرتا ہے۔ یہ عوام کو ان کی بہبودی کے لیے خدمات پیش کرنے کی تعلیم بھی دیتا ہے۔ یہ ادارے کو آگے بڑھانے کے لیے روپیہ بھی اکٹھا کرتا ہے۔ بہروں کے لیے اس نے گوڑگاؤں میں رہائشی مکتب بھی قائم کر رکھا ہے جہاں ۱۰۰ سے زیادہ لڑکے اور لڑکیاں عمدہ تعلیم، ڈاکٹری علاج اور پیشہ آموز تربیت پاتے ہیں۔ انھیں مناسب کاروبار حاصل کرنے میں مدد بھی دی جاتی ہے۔ تیس سے زیادہ لڑکے لڑکیوں کو پہلے ہی بحالی کے لیے کچھ اسامیاں پیش کی جا چکی ہیں۔ ادارہ سننے کی مشین بھی مفت تقسیم کرتا ہے ان لوگوں کے لیے جو نہیں خرید سکتے۔ ہریانہ کے پاس محض بہرے اور گونگوں کے لیے ۱۹۸۱ کا سال منانے کا بڑا منصوبہ موجود ہے۔ جب گوڑگاؤں کی طرح ایک اور مرکز حصار ڈویژن میں قائم ہوگا تو اس کے پاس انبالہ کے قریب رائے پور رانی میں "بولنے اور سننے" کا مرکز قائم کرنے کی تجویز بھی ہے۔ کھیل کود کی گرماگرمی کے ذریعے معذور لوگوں کی بحالی میں حوصلہ افزائی کی تجویز بھی راستے میں ہے۔

کولون، واقع مغربی جرمنی میں ۲۲ جولائی سے یکم اگست ۱۹۸۱ء تک منائے جانے والی "چودھویں عالمی کھیلیں برائے ۱۹۸۱ء" میں ہماری شمولیت کے مدنظر، ضروری ہے کہ ہمارے امیدواروں کو مقابلے کے ذریعے اپنی صلاحیت کا اظہار کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ موقعہ دیا جائے قومی سطح پر بہروں کے لیے کھیلوں کا آٹھواں اجتماع دسمبر ۱۹۸۰ء کے آخری ہفتے میں کوچین میں ہوا تھا۔ ان کھیلوں کا فائدہ یہ رہا کہ عالمی اجتماع کے لیے قابل امیدواروں کے انتخاب میں مدد ملی اور انھیں عالمی مقابلے تک سرگرم مشق رہنے اور تندرست رہنے کے مواقع فراہم ہوئے۔ اس عالمی چیمپئن شپ میں حصہ لینے والے کھلاڑیوں کو بین الاقوامی معیاروں کا تجربہ مہیا کرنے کے لیے ہم نے گونگے کھلاڑیوں کی ٹیمیں نیپال، بنگلہ دیش، سری لنکا اور ملیشیا سے بھی مدعو کی ہیں۔

جو ریاستیں اس عالمی چیمپئن شپ میں حصہ لے رہی ہیں ان کے نام ہیں: آندھرا پردیش، آسام، بہار، دہلی، گجرات، ہریانہ، کرناٹک، کیرل، مہاراشٹر، اڑیسہ، راجستھان، تامل ناڈو، اترپردیش، مغربی بنگال، اور ٹریننگ سنٹر دی فار ایڈلٹ ڈیف حیدرآباد۔ حصہ لینے والے تمام کھلاڑیوں کا استقبال کرنے کے لیے ہریانہ تیار ہے اور انھیں نیک خواہشات پیش کرتا ہے (آل انڈیا ریڈیو روہتک سے)

نئی اردو تنقید

ڈاکٹر نیر مسعود

چند سال پہلے کی بات ہے، ایک ادبی محفل میں غالب کی شاعری پر مقالہ پڑھا جا رہا تھا۔ مقالہ نگار نے بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ غالب کی شاعری کی مختلف خصوصیتوں کا بیان کیا تھا۔ مقالہ ختم ہونے کے بعد اس کی قرار واقعی تعریف کی گئی۔ البتہ بعض سامعین کا خیال تھا کہ مقالے میں غالب کے کلام سے جو مثالیں دی گئیں ان سے بہتر مثال دی جا سکتی تھی۔ کچھ دن کے بعد انکشاف ہوا کہ یہ مقالہ دراصل مومن کی شاعری پر ایک بزرگ ادیب کے ایک تنقیدی مقالے کی لفظ بہ لفظ نقل تھا۔ مقالہ نگار نے صرف یہ کیا تھا کہ اس مضمون میں سے مومن کے شعر ہٹا کر ان کی جگہ غالب کے شعر رکھ دیے تھے اور مضمون میں جہاں جہاں "مومن" لکھا تھا وہاں وہاں "غالب" لکھ دیا تھا۔ اس انکشاف سے جہاں مقالہ نگار کی سبکی ہوئی وہاں بزرگ ادیب کے تنقیدی مضمون کی بھی ایک صفت سامنے آئی وہ یہ کہ انھوں نے مومن کی شاعری کے بارے میں جو کچھ لکھا وہ غالب کی شاعری کے بارے میں بھی لکھا جا سکتا ہے۔ یعنی اس تنقید کے لحاظ سے مومن اور غالب دونوں ایک طرح کے شاعر تھے۔ اردو کی بیشتر تنقید کا یہی حال ہے کہ ادب کی بنیادی خصوصیتوں کو ادیب کے انفرادی خصوصیات قرار دے کر ان پر بحث کی جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس طرح کسی مخصوص ادیب کے فن کے متعلق ہماری معلومات میں کوئی اضافہ نہیں ہو سکتا۔ مثلاً پریم چند کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ اپنے مشاہدات تجربات اور تاثرات کو افسانے کی شکل میں پیش کر دیتے ہیں یا غالب کے متعلق یہ کہنا کہ وہ اپنے احساسات کو فنی اظہار کے قالب میں ڈھال دیتے تھے۔ ایسا ہی جیسے یہ کہنا کہ فلاں شاعر کی غزل کے سب شعر ہم قافیہ ہوتے ہیں اور وہ مقطع میں اپنا تخلص لاتا ہے۔ کسی حد تک اس قسم کی تنقید آج بھی ہو رہی ہے لیکن نئی تنقید نے اس ڈگر سے ہٹنے کی کوشش کی ہے۔ نیا نقاد کسی ادیب کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ وہ دوسرے ادیبوں سے کس حد تک مختلف ہے اور اس کے فن کی امتیازی پہچان کیا ہے۔ اس طریقۂ کار میں خود اس ادیب اور دوسرے ادیبوں کی تحریروں کے گہرے مطالعے کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے اس لیے کہ یہاں ادب کو ادب ہی کے وسیلے سے سمجھنا ہوتا ہے۔ نئی تنقید نے اس طریقۂ کار نے بہت سے پرانے ادبی مباحث کو تازہ کیا اور بہت سے نئے سوال قائم کیے۔ مثلاً کسی فن پارے کی تخلیق میں خارجی حالات کہاں تک اور کس کس طرح اثر انداز ہوتے ہیں۔ کیا کسی فن پارے کو سمجھنے اور اس سے لطف اندوز ہونے کے لیے ان خارجی حالات سے واقفیت ضروری ہے؟ یعنی کیا غالب اور ذوق کو اس وقت تک نہیں سمجھا جا سکتا جب تک انیسویں صدی کی دہلی بلکہ پورے ہندوستان کی سیاسی، سماجی اور معاشی صورت حال کو نہ سمجھ لیا جائے اور خود غالب اور ذوق کے حالات زندگی سے واقفیت حاصل نہ کر لی جائے؟ ادیب کی ظاہری شخصیت اور اس کے تخلیق کردہ ادب سے بننے والی شخصیت کے نقش میں بالعموم فرق کیوں ہوتا ہے اور دونوں شخصیتوں میں اصل شخصیت کس کو مانا جائے؟ معاشرے میں ادیب کے کیا فرائض ہیں، کیا اس کے تخلیقات کی فنی قدر و قیمت کا دار و مدار ان فرائض کو پورا کرنے نہ کرنے پر ہے؟ وغیرہ۔ ان بحثوں کا یہ فائدہ ضرور ہوا کہ تنقید کی دنیا میں گرماگرمی پیدا ہو گئی جو تنقید اور خود ادب کے حق میں اچھا شگون ہے۔

ہماری تنقید زیادہ تر شاعری ہی کے گرد گھومتی رہی ہے۔ نثری اصناف پر بہت کم اور خود نثر پر اس سے بھی کم لکھا گیا ہے۔ نئی تنقید کو اس کمی کا احساس ہوا ہے۔ اگرچہ ابھی تک وہ اس کمی کی زیادہ تلافی نہیں کر سکی ہے لیکن اب نثر کے موضوعات پر پہلے سے زیادہ مضمون دیکھنے میں آ رہے ہیں۔ اس سلسلے میں فی الحال شمس الرحمٰن فاروقی کا طویل مضمون "شعر، غیر شعر اور نثر" مہدی جعفری کی کتاب "نئے افسانے کا سلسلۂ عمل" اور گوپی چند نارنگ کے کیے ہوئے بعض نثری تحریروں کے اسلوبیاتی مطالعے قابل ذکر ہیں۔

مغربی نقادوں سے استفادے کی روایت کا آغاز حالی کی تنقید سے ہو گیا تھا۔ یہ روایت اردو میں تسلسل کے ساتھ قائم ہے اور نئی تنقید پر اس کی چھاپ کچھ زیادہ ہی گہری ہے۔ اسی لیے نئے نقادوں میں بیشتر نمایاں نام انھیں کے ہیں جو مغربی ادب اور تنقید سے بہ خوبی واقف ہیں، مثلاً وزیر آغا، شمس الرحمٰن فاروقی، افتخار جالب، باقر مہدی، شمیم حنفی وغیرہ مغربی تنقید ارسطو کے وقت سے ارتقا کی بے شمار منزلیں طے کرتی ہوئی آج کی منزل تک پہنچی ہے۔ ہماری تنقید نے خود ارتقا کے ان مرحلوں سے گزرے بغیر اس ارتقا یافتہ مغربی تنقید کے سانچے میں ڈھلنے کی کوشش کی ہے۔ اردو شاعری کے اصناف مثنوی، قصیدے، غزل وغیرہ میں بھی تقریباً یہی صورت حال رہی کہ فارسی میں یہ اصناف ارتقائی منزلوں سے گزرنے کے بعد درجۂ کمال کو پہنچ لیے تو اردو شاعری نے ارتقائی منزلوں کو طے کیے بغیر خود کو ان اصناف کے سانچے میں ڈھال لیا۔ گویا اردو کو فارسی کے وسیلے سے ایک آسان نسخہ ہاتھ آ گیا کہ ترقی یافتہ زبانوں کے ترقی یافتہ ادبی اصناف کا تتبع کیا جائے۔ تخلیقی ادب کی حد تک یہ نسخہ کام کا تھا۔ اگرچہ اس میں بھی کچھ اجزا نقصان دہ تھے لیکن تنقید جس کا تعلق تفکر، منطق اور معروض سے ہے۔ مسلسل نشو و نما اور مربوط پیش رفت کی متقاضی ہے۔ ہماری تنقید کا مسئلہ یہی ہے کہ اس نے ارتقا کے زینوں کو طے کیے بغیر ایک چھلانگ میں بلندی پر پہنچنے کی کوشش کی ہے۔ اور اس کوشش نے اسے نقصان بھی پہنچایا ہے۔ یعنی تنقید کے مبادیات کی طرف پوری توجہ نہیں کی گئی، اور اس لیے ہمیں بیشتر نئی تنقید نامربوط سی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ مغرب سے استفادہ کر کے نئی اردو تنقید نے ہماری نگاہ کو بہت سے ایسے زاویے دیے ہیں جن سے ہم اپنے ادب کی ان خصوصیتوں

آج خواجہ و مزدور، حاکم و محکوم اور عام افراد انسانی کے درمیان تصادم اور سنگھرش کی وارداتیں اکثر ہوتی رہتی ہیں جس کے نتیجے میں احتجاج اسٹرائک اور تالا بندی وغیرہ کی نوبت آتی ہے اور پھر انتقامی جذبات پر قابو پانے کی غرض سے جو تدابیر اختیار کی جاتی ہیں، ان سے حالات سدھرنے کی بجائے اور دھماکہ خیز ہو جاتے ہیں ـــــ اور یہ سب اس لیے ہوتا ہے کہ خود غرضی اور مفاد پرستی عام ہو گئی ہے۔ جس کو دیکھیے اپنے ہی بھلے کی سوچتا ہے، اُسے اس بات کی مطلق پرواہ نہیں ہوتی کہ جس چیز کو وہ اپنے لیے مفید تصور کرتا ہے "اس چیز میں دوسروں کا کس قدر نقصان ہے۔

ہمارے آقا و مولا رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لیے دنیا والوں کو ایک اصول بتایا تھا "تم اپنے لیے جو چیز پسند نہیں کرتے، دوسروں کے لیے وہی چیز بھی پسند نہ کرو۔"

(پٹنہ سے نشر)

کو بھی واضح طور پر دیکھ سکتے ہیں جو اس سے پہلے تنقید کی نظروں سے اوجھل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ نئے تنقید میں ادب پاروں کے فنی تجزیے کے بہت اچھے نمونے سامنے آتے ہیں اور تجزیہ نگاری کو نئی اردو تنقید کا سب سے اہم کارنامہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ ابھی تک زیادہ تر غزل، نظم، افسانے اور ادبی نثر کے تجزیے کیے گئے ہیں۔ لیکن دوسرے ادبی اصناف سے بھی یکسر تغافل نہیں برتا گیا ہے۔ اور امید ہے کہ مستقبل میں ان اصناف پر بھی نئے نئے زاویوں سے روشنی پڑے گی۔

گفتگو ختم کرنے سے پہلے نئی تنقید کے اسلوب نثر کا بھی کچھ ذکر ضروری ہے۔ انشا پردازانہ عبارت جو تنقید کے لیے سب سے زیادہ مہلک ہے اپنا اعتبار کھو کر نئی تنقید سے تقریباً غائب ہو چکی ہے۔ اس وقت تنقید میں دو اسلوب زیادہ رائج ہے۔ ایک تو خشکی کی طرف مائل وہ سنجیدہ اسلوب ہے جو خواجہ حالی کی دین ہے۔ نئی تنقید میں زیادہ رواج اسی اسلوب کا ہے۔ دوسری طرف وہ شوخی اور چھیڑ چھاڑ کے انداز والا اسلوب ہے جس کو محمد حسن عسکری نے قدرے اعتدال کے ساتھ اختیار کیا تھا۔ سلیم احمد اور وارث علوی وغیرہ کے یہاں اس اسلوب کی معتدل اور غیر معتدل دونوں صورتیں مل جاتی ہیں۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ ابھی تک نئی اردو تنقید کو مناسب ترین اسلوب نہیں مل سکا ہے۔ مجموعی حیثیت سے نئی تنقید میں ایک متحرک اور اضطراب کی سی کیفیت ہے اور یہ کیفیت خود اس بات کی ضامن ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ اس تنقید کی نظر میں مزید وسعت / مزید گہرائی آئے گی اور اس کی بدولت ہمارے ادب میں وہ نئی معنویت پیدا ہوگی جس کی جھلکیاں ابھی سے نظر آنے لگی ہیں۔

(آکاشوانی لکھنؤ سے نشر)

ڈاکٹر نیر مسعود
ادبستان
دین دیال روڈ۔ لکھنؤ ۳

غزل

ملک زادہ منظور احمد

غم جاناں جو نہیں ہے غم دوراں ہے بہت
زندگی تیرا ہر اک رنگ میں احساں ہے بہت
کون سلجھائے گا اب گیسوئے جاناں دیکھیں
آج کے دور کا انسان پریشاں ہے بہت
کس کو بتلاؤں اک شعلے پہ پروانے کے ہیں
لوگ کہتے ہیں کہ محفل میں چراغاں ہے بہت
اے میرے دست جنوں تیری تسلی کے لیے
ان کا دامن جو نہیں اپنا گریباں ہے بہت

(آکاشوانی لکھنؤ سے نشر)

مسیحی تعلیمات

شعیب

قرآن حکیم کے بموجب اس دنیا کے ہر کونے پر ہر قوم میں ہر دور میں، نبی اور پیغامبر بھیجے گئے تاکہ وہ اپنی قوم کی اصلاح کریں اور نیک راہ پر چلنے کے راستوں کی نشاندہی کریں۔ تاکہ دنیا میں امن و امان قائم رہے اور انسان دکھ سکھ میں اپنے معبود کو یاد بھی کرتا رہے۔ ان نبیوں کی تعداد ایک لاکھ چھیاسی ہزار بتائی گئی ہے۔ ان میں سے چار پیغمبروں کا ذکر زیادہ گیا ہے جس سے کہ ان کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے انہیں چاروں نبیوں پر اللہ تعالیٰ نے اپنا مکمل کلام بھیجا ہے۔ سب سے پہلا نام حضرت داؤد علیہ السلام کا آتا ہے جن پر توریت اتاری گئی، دوسرا نام حضرت موسیٰ علیہ السلام کا آتا ہے جن پر زبور اتاری گئی۔ تیسرا نام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آتا ہے جن کو انجیل مقدس عنایت کی گئی۔ اور سب سے بعد میں تمام صحائف اور تینوں بڑی کتابوں کو ملا کر اسلام کو مکمل کر کے قرآن شریف کی شکل میں اتارا گیا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے پیرو اب اس روئے زمین پر تقریباً ناپید ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے جو یہودی کہلاتے ہیں، ان کا تسلط اسرائیل پر ہے ویسے یورپ اور امریکہ کے ممالک میں بزنس اور سائنس، پر بھی انھیں کا قبضہ ہے۔ یہودیوں کی تعداد بھی بہت کم ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کے ماننے والے آج اس دنیا میں سب سے زیادہ پائے جاتے ہیں۔ دنیا کے انتہائی پچھڑے اور غیر مہذب علاقوں میں بھی حضرت عیسیٰؑ کے ماننے والے ضرور ملیں گے۔ عیسائیوں کے بعد تعداد کے لحاظ سے مسلمانوں کا نمبر آتا ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سی وجوہات یا عوامل ہیں جن کی بنا پر عیسائیوں کی تعداد دنیا بھر میں سب سے زیادہ ہے۔ اور یہ لوگ کیوں اور کس بنا پر دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں، کیوں یہ لوگ ان علاقوں میں بھی پائے جاتے ہیں جہاں کسی زمانے میں انسان کا گوشت انسان کو سب سے زیادہ مرغوب تھا۔ ان سب باتوں کا مکمل اور چھوٹا سا جواب ہے حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات اور پھر ان تعلیمات کو آگے بڑھانے یا پھیلانے والوں کا جذبہ، یقین اور عمل پر بھروسہ وغیرہ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اور پیغمبروں کی طرح معجزات سے نوازا تھا، وہ مردہ جسم میں قُم کہہ کر جان ڈال دیا کرتے تھے۔ خطرناک سے خطرناک مرض کی شفا صرف ان کے ہاتھ پھیر دینے سے ہو جاتی تھی۔ حضرت عیسیٰؑ کو ایک گھرانے سے بہت محبت تھی۔ اس گھر میں ایک نوجوان رہتا تھا جس کا نام الیاجر تھا اور اسکی دو بہنوں کا نام مارتھا اور مریم تھا۔ مسیح پر ایک وقت ایسا آیا کہ وہ بستی والوں کے زیادہ تنگ کرنے پر شہر سے دور اپنے حواریوں کے ساتھ گوشہ نشین ہو گئے تھے۔ اسی دوران الیاجر بیمار پڑا اور اس کا انتقال ہو گیا اس کے انتقال کی خبر سن کر مسیح اپنے ساتھیوں کے منع کرنے کے باوجود کہ شہر والے پھر تنگ کریں گے اور پتھر ماریں گے وہ بیت لحم کی جانب چل پڑے۔ ان کے آنے کی خبر سن کر دونوں بہنیں ان سے ملنے کے لئے گھر سے بھاگتی ہوئی آئیں اور مسیح کو دیکھ کر زار زار رونے لگیں۔ اور کہا اے ابی! اگر تو یہاں ہوتا تو ہمارا بھائی کبھی نہ مرتا۔ مسیح نے کہا موت اور زندگی میں ہی ہوں اگر کوئی مر بھی جائے اور مجھ میں بنا رہے تو وہ پھر سے زندہ ہو جائے گا۔ مریم بولی ہاں جب خدا سب کو زندہ کرے گا تب میرا بھائی بھی زندہ ہو جائے گا۔ ان لڑکیوں کے دکھ کا احساس کرتے ہوئے مسیح دل میں بہت دکھی ہوئے اور کہا الیاجر کی قبر کہاں ہے؟ لوگوں نے انہیں الیاجر کی قبر پر پہونچایا۔ مسیح نے دل میں بہت صدمے سے بھر کر الیاجر کو زور سے آواز دی "اے الیاجر! میں تجھے آواز دیتا ہوں تو باہر نکل آ۔ الیاجر اپنے کفن میں بندھا ہوا قبر سے باہر نکل آیا۔ مسیح نے لوگوں سے کہا اس کے کفن کو کھول دو اور اسکو اس کے گھر جانے دو۔ اس کے پہلے الیاجر کی بہنوں نے مسیح کو روکا تھا کہ اسے کیوں دستک دیتا ہے اسے مرے ہوئے کئی دن ہو گئے ہیں اور اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ مسیح نے ان سے کہا اگر تم ایمان رکھو گی تو خدا کے بڑے کرشمے کو دیکھو گی۔ مسیح نے کہا کہ گناہ کی مزدوری موت ہے۔ گناہ سے توبہ کرو کیونکہ گناہ کے رہتے

ہوئے کوئی انسان خدا کے پاس نہیں جا سکتا۔ خدا روح ہے اور یہ لازمی ہے کہ لوگ پاکیزگی اور دل کی سچائی سے اس کی پرستش کریں۔

ہر دور اور ہر سماج میں ہمیشہ سے یہ ہوتا آیا ہے کہ کوڑھیوں کو بستی میں نہیں رہنے دیتے۔ حضرت عیسیٰؑ کے زمانے میں بھی یہی رواج تھا۔ ایک مرتبہ کچھ کوڑھی ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اپنے مرض سے چھٹکارا پانے کے لیے درخواست کی۔ مسیح نے ان کے جسموں پر ہاتھ پھیرا تو وہ پل بھر میں بھلے چنگے ہو گئے۔ اور دعائیں دیتے ہوئے چلے گئے ان میں سے ایک نوجوان کے علاوہ باقی سب ناشکرے نکلے۔

حضرت عیسیٰؑ کے ماننے والے لوگوں کے پاس نہ تو معجزات تھے نہ کمالات۔ انہوں نے اس کا بدل یہ نکال کر کہ غریب اور نادار بستیوں میں جا جا کر تعلیم کو عام کیا، چلتی پھرتی ڈسپنسریاں قائم کیں اور لوگوں کو مفت دوائی اور غذائی تقسیم کیں۔ اور یہ کام اس طرح سے کیا کہ غریب لوگوں کے دلوں کو جیت لیا۔ عیسائی نرسوں اور ننوں میں خدمت کا جذبہ زیادہ ہوتا ہے دوسرے نرسنگ ہوم کے پیشے کو بھی باعزت اور باوقار بنا دیا۔ ان سب کاموں کو بوڑھے لوگ نہیں نوجوان لوگ چلاتے ہیں بوڑھے تو صرف ہدایات دینے کا کام کرتے ہیں۔

عدم تشدد، جس کا سب سے زیادہ پروپیگنڈہ اور استعمال ہندستان میں ہوا، اس کی سب سے پہلی آواز اور ہدایت حضرت عیسیٰؑ نے دی تھی۔ انہوں نے اپنے حواریوں کو سمجھایا تھا کہ اگر کوئی غصہ میں تمہارے ایک گال پر طمانچہ مارے تو فوراً اسے دوسرا گال پیش کر دو۔ وہ خود ہی شرما جائے گا معافی مانگے گا اور اپنی غلطی کا احساس کرے گا۔ اسی وجہ سے عیسائی مرد و عورت دونوں میں نرمی، حلیمی، ملنساری، دوسروں کے دکھ درد میں شریک ہونے کا جذبہ زیادہ ملتا ہے۔ ویسے اس زمانۂ جاہلیت میں اس بات پر عمل کرنا خود ایک معجزے سے کم نہیں۔ اور یہ کون کرتا تھا حضرت عیسیٰؑ کے نوجوان حواری، ساتھی اور پیرو۔ اس نرمی، حلیمی اور ملنساری کی ٹریننگ شروع سے ہی ملتی ہے اور یہی عادات و اطوار عیسائیوں کو اپنے مذہب کی تبلیغ میں بہت مدد کرتی ہیں۔

ہر سماج میں ہر طبقے میں اچھائیاں، برائیاں اور کمیاں ہوتی ہیں، اسی طرح اشخاص میں بھی اچھائیاں اور برائیاں دونوں موجود ہوتی ہیں۔ لیکن اگر خرابی سے ہی خرابی کو ختم کیا جائے تو نہایت غیر مناسب بات معلوم ہوتی ہے۔ ایک سماجی برائی کو ختم کرنے کا یا اس کو رد کرنے کا جو طریقہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنایا وہ نہایت مناسب اور انصاف، ایمانداری اور سچائی پر مبنی تھا۔ گناہگار مرد یا عورت کو اس کے گناہ کی سزا ضرور ملنی چاہیئے لیکن اگر ایک گناہگار دوسرے گناہ گار کو سزا دینے کے لیے اٹھ کھڑا ہو تو برائیوں کا خاتمہ ناممکن ہو جائے گا۔ اور انصاف بھی کہیں نہیں رہے گا۔ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰؑ اپنے شاگردوں کے ساتھ کہیں جا رہے تھے راستے میں انہیں ایک جگہ بہت بھیڑ دکھائی دی، وہ وہاں پہونچے تو دیکھا کہ ایک عورت کو بیچ میں کھڑا کر کے لوگ اس کے چاروں طرف دائرے کی شکل میں کھڑے ہو کر اس پر پتھر برسا رہے تھے۔ اس عورت کے جسم کے ہر حصے سے خون رِس رہا تھا۔ مسیح بھیڑ کو چیرتے ہوئے اس عورت تک پہونچے اور انہوں نے بلند آواز سے لوگوں سے سوال کیا کہ اس عورت کا قصور کیا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ یہ زانیہ ہے اور رنگے ہاتھوں پکڑی گئی ہے۔ اس نے بستی میں بڑی گندگی پھیلا رکھی ہے۔ مسیح نے کہا یقیناً اس نے گناہ کیا ہے مگر اب اس پر پہلا پتھر وہی شخص پھینکے گا جس نے زندگی میں کوئی گناہ نہ کیا ہو۔ تمام لوگ دھیرے دھیرے کھسک گئے۔ بعد میں اس عورت نے بہت توبہ کر لی اور گناہ نہ کرنے کا عہد کیا۔ تلسی داس نے شاید اسی واقعہ سے متاثر ہو کر لکھا:-

برا جو دیکھن میں چلا برا نہ ملیا کوئے
جب دیکھا من اپنا مجھ سے برا نہ کوئے

بہادر شاہ ظفر نے بھی اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے:

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنے خبر
رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی برائیوں پر جو نظر
تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

مذہب وہی مکمل ہوتا ہے جو سماج کے ہر طبقہ پر نظر رکھے اور زندگی کی تمام باریکیوں کو تفصیل کے ساتھ بیان کرے امیر اور غریب کا فرق ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔ ہر دور میں امرا نے اپنی دولت کے بل بوتے پر مذہب کو اپنے مطلب کا بنانے کی کوشش کی، یا پیسے کے زور پر اعمال میں کمی بیشی کر کے جنت کا حقدار بننے کی تمنا کی۔ ایک مرتبہ ایک نوجوان مسیح کے پاس آیا اور ان سے معلوم کیا کہ حیات ابدی پانے کے لیے میں کیا کروں؟ مسیح نے اس سے سوال کیا کہ کیا تو پاک کلام کو اچھی طرح سے جانتا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ ہاں!- خوب اچھی طرح سے جانتا ہوں اور عمل بھی خوب اچھی طرح کرتا ہوں۔ تب مسیح نے کہا کہ ایک کام کرو کہ تم اپنی ساری جائداد اور دولت کو غریبوں میں تقسیم کر دو، اس کا اجر تم کو دوسری دنیا میں ملے گا۔ وہ نوجوان مایوس ہو کر چلا گیا۔ دولت کے بدلے میں اس نے ابدی زندگی اور حقیقی زندگی کے حصول کو نقصان کا سودا تصور کیا۔ اس دولت مند نوجوان کے جانے کے بعد حضرت عیسیٰؑ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے نکلنا آسان ہے مگر ایسے دولت مند کا آسمان میں داخل ہونا ناممکن ہے۔ جو دولت کو غریبوں، ضرورتمندوں اور ناداروں پر ان کے لئے خرچ کرنے سے گھبراتا ہو کہ اس کی دولت میں کمی آجائے گی۔

حضرت عیسیٰ کو بچوں سے بہت پیار تھا۔ بچے کا دل چھل کپٹ اور ریاکاری سے بالکل پاک ہوتا ہے اسی وجہ اس کو معصوم کہتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ کہیں سے بہت تھکے ہارے آکر بیٹھے ہی تھے کہ بہت سی عورتیں اپنے معصوم بچوں کو لے کر آئی تاکہ وہ ان کے سر پہ ہاتھ رکھیں اور انہیں دعا دیں۔ مسیح کے حواریوں نے انہیں روکا تو مسیح نے انھیں منع کیا اور کہا کہ بچوں کو میرے پاس آنے دو، انھیں منع مت کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت ایسے ہی بچوں کی ہے۔ اور انھوں نے بچوں کو گود میں لے کر انھیں پیار کیا اور دعائیں دیں۔

حضرت عیسیٰؑ نے اپنے شاگردوں کو نصیحت کی کہ اگر کوئی گنہگار اپنے کیے پر شرمندہ ہو اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرے اور اللہ کی عبادت میں خلل نہ ڈالے تو اللہ اس کو معاف کر دیتا ہے۔ مریم نام کی ایک عورت کو جب یہ معلوم ہوا کہ مسیح اسکی بستی کے ایک عالم شمعونؔ کے گھر تشریف لائے ہیں تو وہ ان سے ملنے سیدھی ان کے پاس آئی اور ان کے قدموں پر سر رکھ کر رونے لگی۔ اپنے آنسوؤں سے مسیح کے پیروں کو گیلا کرتی اور اپنے بالوں سے پیروں کو صاف کرتی۔ شمعونؔ کو یہ برا لگا۔ اس نے اپنے دل میں یہ سوچا کہ اگر مسیح نبی ہوتا تو ضرور یہ احساس کرتا کہ یہ عورت جو اسے چھو رہی ہے کتنی بدچلن ہے اور اتنی گنہگار عورت کو کبھی اپنے پیر چھونے نہیں دیتا۔ حضرت عیسیٰؑ جو کہ اللہ کے پیغمبر تھے انھوں نے شمعونؔ کے دل کی بات جان لی اور اس کو مخاطب کر کے کہا، شمعونؔ جس کا زیادہ قرض ہو اور اس کو اس کا مالک معاف کر دے اور جس کا قرض کم ہو وہ بھی معافی پائے تو بتا کون اپنے مالک سے زیادہ محبت کرے گا۔ شمعونؔ نے جواب دیا جس کا قرض زیادہ تھا۔ مسیح نے کہا تو نے ٹھیک سوچا۔ پھر کہا دیکھ میں تیرے گھر میں مہمان ہو کر آیا اور تو نے میرے پاؤں دھونے کو پانی تک نہ دیا اور یہ عورت جب سے آئی ہے رو رو کر اپنے آنسوؤں سے میرے پاؤں کو گیلا کرتی ہے اور بالوں سے پونچھتی ہے۔ پھر انھوں نے اس عورت سے کہا۔ اے بیٹی! جا تیرے گناہ معاف ہوئے، اب پھر سے گناہ مت کرنا۔ وہ عورت یہ سن کر خوش خوش اپنے گھر چلی گئی۔ (اردو سروس سے نشر)

غزل

واحد ہمسر ناگپوری

کیا جو یاد انھیں عرصۂ دراز کے بعد
دعا کو ہاتھ مرے اٹھ گئے نماز کے بعد

ادائے زلف تو محمود سے کوئی پوچھے
نظر میں ایک بھی جچتا نہ تھا ایاز کے بعد

ہمیں تو ایسی عبادت پہ رشک آتا ہے
ادا نہ ہو سکا سجدا تری نماز کے بعد

سوائے ہم نے زمانے میں اے شہِ خوباں
کسی کے ناز اٹھائے نہ تیرے ناز کے بعد

دعا کے واسطے اکثر یہ ہاتھ اُٹھے ہیں
کبھی نماز سے پہلے کبھی نماز کے بعد

ہمیشہ رندوں میں گزری ہے زندگی اپنی
کبھی نشیب میں آئے نہیں فراز کے بعد

ہزاروں بار سجیں محفلیں مگر ہمسر
کہاں وہ بزم میں گرمی رہی مجاز کے بعد

(ناگپور سے نشر)

قلعہ دھارور کے کتبہ جات

اشرف الدین فیضی

قلعۂ دھارور چوں آید بہ یاد
یادِ یارِ مہرباں آید ہمی
آبِ ڈِڈِّی در لطافت ہائے آں
بہتر از آبِ جاں آید ہمی

دھارور ضلع بیڑ کا ایک قدیم اور مشہور قصبہ ہے۔ ساتویں صدی عیسوی میں راشٹر کوٹ خاندان کے دان پتروں میں بھی اس کا نام موجود ہے، مختلف زمانوں میں اس کے مختلف نام رکھے گئے ہیں، دس پندرہ سال سے یہ قصبہ "قلعہ دھارور" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اس وقت ہم دھارور کے کتبہ جات پر سلسلہ وار روشنی ڈال رہے ہیں، جو خاندان تغلق، عہد بہمنیہ، عادل شاہی بیجاپور، نظام شاہی احمد نگر اور دورِ مغلیہ پر مشتمل ہے

سب سے پہلا اور قدیم کتبہ قصبہ کی مسجد کا ہے جو۔۔ سب رس، ۱۹۳۲ء میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ اس مسجد کو سلطان محمد تغلق کے جنرل ملک تاج الدین محمد نے ۷۲۷ھ میں تعمیر کروایا تھا۔ کتبہ یوں ہے:

ایں عمارت در عہد خلافت دوراں، خلیفۂ زمان بے، ملک سلیمان ابوالمجاہد محمد بن تغلق شاہ السلاطین علامت ملک تاج الدین محمد سپہ سالار بامید...... دیدار بنا کرد بندۂ محتاج محمد حجاج، العشرین شعبان سنہ سبع و عشرین سبعمائۃ ہجری:

دوسرا کتبہ قصبہ کے تالاب کے کنارے حضرت پیر ارقی کی چوکھنڈی کے قریب گنبد کلاں کے دروازے پر کندہ ہے جو بہمنی طرز تعمیر کی شہادت دیتا ہے:

رواق باصفا چوں حسن دلبر
خجالت بردہ از دے قصر قیصر
بنا کردہ محمد خاں بہ اہتمام
رسانیدہ بفیض لطف دوار

جہاں تاریک و چشم خور پر نم
خلایق از آں درد حسرت بست پر غم
چوں بر اوج فلک جائے تو باشد
ملک را رائے بارائے تو باشد
سفر کرد، ازیں دنیائے فانے
بہشت عدن، جائے تست دائے
چوں تاریخ وفاتش فکر... کردم
ز ہجرت چند بودہ ذکر کردم
ندا آمد ز ہے سبحان اسریٰ
کہ گرفت ملک مکان اعلیٰ

تیسرا کتبہ تعمیر قلعہ دھارور کی یاد دلاتا ہے، جس کو عادل شاہی خاندان کے ایک مشہور سپہ سالار کشور خاں لاری نے ٹکسال برج پر نصب کروایا ہے۔ کتبہ ہے:

تمام گشت بدست علی غلام علی
بدست کشور غازی بنائے برج علی
در سن خمس و سبعین و تسعمائۃ ہجری۔

چوتھا کتبہ قلعہ کے صدر دروازے کے قریب ایک برج پر کندہ ہے۔ جو اس عہد میں "برج دروازہ امام" کہلاتا تھا یہ کتبہ احمد نگر کے نظام شاہی دور کی یادگار ہے۔ جس سے ان بادشاہوں کے مذہبی عقیدہ پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ کتبہ اس طرح ہے:

ایں برج بنام ہشت و چہار ست امام
در وقت و زمان ترکمان گشت تمام
۲۳ ذی الحجہ شہور سن تسع و سبعین تسعمائۃ ہجری

پانچواں کتبہ قلعہ کی مسجد کے صدر دروازے پر کندہ ہے جو اپنے بانی کے نام اور سن تعمیر کا یوں اظہار کر رہا ہے:۔

در عہد نظام شاہ عالی مقدار
آں شاہ جہاں پناہ، خورشید لقب
بانی بنائے خیر شد، سنجر خاں
آں منبع خلق و لطف و احساں ادب

تاریخ بنائے خیر اگر می خواہی
از "قبلۂ اہل مجز و اخلاص" طلب

چھٹا کتبہ شاہ برج کے روبرو مشرقی جانب ایک پرکوٹ پر کندہ ہے۔ اس کتبے کی پانچویں سطر دیوناگری رسم الخط میں ہے، زبان فارسی ہے:

ایں برج حضرت دیوان علی مرتضیٰ شاہی کار کردہ بنام احمد آقا ایں حصار ملک نظام شاہ مقبول بارگاہی عطائے عنایت خداوند الٰہی حوالہ کرد احمد آقا برائے محافظت مرتب آیدست۔ برج بآبی پُر است، تاریخ فی العشرین شہور رمضان المبارک سنۃ ... خمس ثمانین و تسعمائۃ ہجری۔

बुरज हजरत दीवान अली
मुर्तुज़ा शाही

ساتواں کتبہ جامع مسجد کے صدر دروازے پر کندہ ہے یہ مسجد مرتضیٰ نظام شاہ ثانی کے عہد حکومت میں نور اللہ نامی کسی شخص نے تعمیر کروائی ہے اس کتبہ میں اس آبادی کا نام پیٹھ فتح آباد درج ہے۔ کتبہ یوں ہے:

اللہ محمد علی

ز "غیب" آوردہ شد تاریخ مسجد
بحق تحقیق از مصراع اوّل
و لے بشمار از آں لفظ نخستیں
بود مصراع اول، لفظ اول
بنائے کردہ نور اللہ مسجد
ز فیض فائض فضل مفضل
مسجد پیٹھ فتح آباد ۱۰۱۲ھ

آٹھواں کتبہ قاضی مسجد کے صدر دروازے پر خط نستعلیق میں یوں کندہ ہے:

لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

خادم شرع متیں، کرد از کمال صدق و جاں
مسجد احداث بہر مقدم صاحب دلاں
ہاتف طبع سخن پرور، بگوشش ہوش گفت
"موجب اسباب فضل و دیں" بگو تاریخ آں
بانی مسجد خادم شرع، عبدالوہاب، ۱۰۴۲ھ

نواں کتبہ شاہ ولی باغ کے کنویں کے اندر چار قدم نیچے نصب ہے، اس باغ کے احاطہ کو آج سانولی باغ کہتے ہیں، کتبہ کی عبارت اس طرح ہے:

ایں چاہِ آب در عمل قلعدار خاں
داراب بیگ کردہ بیامن شاں
فی سنہ ۱۰۹۱ھ ساخت

دسواں کتبہ دکھنی کی امرائی کے کنویں پر ہے، عبارت ٹوٹ گئی ہے صرف سنہ تعمیر ۱۰۹۱ھ واضح طور پر کندہ ہے۔

گیارواں کتبہ قلعدار خاں قلعدار کے مقبرے کے کمانوں پر نور باغ میں موجود ہے۔ قلعدار خاں ۱۰۸۰ھ میں فتح آباد دھارور کی قلعداری پر بھیجے گئے اور ۱۰۹۳ھ میں یہیں انتقال فرمایا۔ اشعار یہ ہیں۔۔

خان عالی قدر قلعدار خاں
آں کہ در فردوس دارد اعتکاف
چوں بہ سیر جنت مادی رواں
گشت ازیں محنت سرائے برخلاف
شد بنا از فضل معمار قدر
گنبدے بر مرقدش گردوں مطاف
گفت ہاتف سال تاریخ بنا
حبذا اے قبۂ قدسی طواف
۱۰۹۹ھ سن تعمیر برآمد ہوتا ہے

بارہواں کتبہ مراد باولی پر کندہ ہے۔ یہ باولی قصبہ کی آبادی سے ایک فرلانگ کے فاصلہ پر مشرقی جانب واقع ہے۔ جس کو مظفر خاں قلعدار کے چچا زاد بھائی مراد خاں نے سنہ ۱۱۰۹ھ میں تعمیر کروایا تھا۔ جس اراضی میں یہ باولی ہے وہ تلاوڑی کے نام سے موسوم ہے۔ کتبہ یوں ہے:۔

بدور حضرت اورنگ زیب عالمگیر
ایں چشمہ بناکرد مراد ابن کبیر
در سنہ چہل و یک از جلوس مقدس و معلی
مطابق سنہ یک ہزار و یک و نہ ہجری

کتبہ چاہ مہاداجی صراف، پیٹھ محلہ میں سرکاری مدرسہ کے متصل ایک کنواں ہے۔ اس کے کتبے کا پتھر کنوئیں سے علاحدہ کر کے ایک قریبی دیوار میں نصب کیا گیا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مہاداجی ترل صراف نے یہ کنواں شکے ۱۶۰۹ میں تعمیر کروایا ہے کتبہ کی عبارت اس طرح ہے:۔

شری وینکٹیش سُبہائے
شری شکے ۱۶۰۹ دن دو جی ترِنی
مہاداجی ترل صرافے، ہے وابی کیلی اسے

الغرض یہ کتبہ جات مؤرخین کی رہبری و رہنمائی میں ایک مشعل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہیں سے ہمیں ماضی کے تہذیبی ادوار کا پتہ چلتا ہے

(آکاشوانی اورنگ آباد / پربھنی سے نشر)

اشرف الدین نعیمی
برناول گلی، چونا بازار، بیڑ

بحر سے غذا کے متبادل ذرائع

محمد خلیل

موجودہ دور خلائی دور ہے آج ہم خلائی تحقیق میں مصروف ہیں اور زمین سے ہزاروں میل دور مصنوعی سیارے بھیج رہے ہیں جس طرح خلا کی وسعتوں میں ہمارے شوق کی تسکین کے لیے قدرت نے متعدد اشیا مہیا کی ہیں اسی طرح سمندر کی اتھاہ گہرائیوں میں بھی ہماری دلچسپی کی بے شمار اشیا مہیا کی ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ خود زندگی نے سمندر کی گود میں جنم لیا اور اس طرح سمندر میں زندگی کی ابتدا ہوئی اور پھر زندگی بے شمار صدیوں سے گزرتی ہوئی خشکی پر آ پہنچی۔ ہزاروں برسوں سے خشکی سے حاصل ہونے والی معدنیات مثلاً تیل، کوئلہ، کیمیات وغیرہ اور ان میں سب سے اہم غذا کے متعدد ذرائع ہیں جو انتہائی تیزی سے ختم ہوتے جارہے ہیں۔ اگر ان اشیا کے استعمال کی یہی رفتار رہی تو ہو سکتا ہے کہ وہ وقت آجائے جب یہ ذرائع ہماری ضرورت کے مطابق ناکافی ہوں گے اس طرح سمندر ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے ہم خصوصی طور پر غذائی مسائل کو حل کر سکتے ہیں۔

ایک اندازے کے مطابق زمین کا تین چوتھائی حصہ پانی سے ڈوبا ہوا ہے۔ اور سمندروں میں تقریباً تیس کروڑ مکعب میل پانی ہے۔ غذائی حیثیت سے سمندر کا استعمال تاریخ انسانی میں نہایت قدیم ہے سمندر ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جہاں سے انسان اپنی ضروریات کو مختلف طور پر پورا کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے زمین کی طرح سمندر میں بھی زندگی کا انحصار زیادہ تر بحری نباتات پر ہے۔ بحری خورد بینی تیرنے والے پودوں کی ایک کثیر تعداد سمندر میں پائی جاتی ہے۔ بحری حیوانات ان کو بطور غذا استعمال کرتے ہیں۔ بیشتر نباتات کو اپنے نمو کے لیے سورج کی شعاعوں کی اشد ضرورت ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ بحری نباتات صرف تین سو فٹ گہرائی تک اگتے ہیں۔ سمندر کی گہرائی سے پانی سطح

کی جانب منتقل ہوتا رہتا ہے۔ اور اس پانی میں غذائی نمک
کی کثیر تعداد موجود ہوتی ہے جس سے بحری نباتات کی تعد
میں کثرت سے اضافہ ہوتا ہے۔
بحری نباتات میں الجی پودوں کا مقام نہایت ا
ہے اس کا استعمال ہم اپنی زندگی میں متعدد طور پر کر سکتے
الجی کو اس کے رنگ کے لحاظ سے چار اقسام میں بانٹا ج
جا سکتا ہے، مثلاً سبز الجی، نیلی الجی، سرخ الجی اور بھور
الجی۔ الجی کی کچھ اقسام بہت چھوٹی ہوتی ہے۔ اور پا
میں تیرتی رہتی ہیں انھیں فائی ٹو پلینکٹن کہتے ہیں۔ اس
علاوہ وہ الجی بھی ہیں جو بڑی ہوتی ہیں۔ انھیں بحری گھا
کہتے ہیں۔ ہندوستان کے ساحل پر ایسے مقامات ہیں جہا
بحری نباتات کثیر تعداد میں پائی جاتی ہیں۔ ایک انداز
کے مطابق بحری گھاس کی ۱۲۹ اقسام اب تک دریافت
ہو چکی ہیں۔ الجی ایک خلوی پودے ہیں اور ان کا جس
ایک خلیے پر مشتمل ہے اور ان کے اندرونی حصوں کو ہ
بغیر خورد بین کے نہیں دیکھ سکتے ہیں ان پودوں میں جڑ
تنا، پتیاں اور پھول نہیں ہوتے لیکن غذائی طور پر ان کی
بڑی اہمیت ہے۔ ان میں پروٹین (لحمیہ) چربی اور حیاتی
موجود ہیں۔ اس چھوٹے سے پودے کے فوائد کی معلومات
دوسری جنگِ عظیم سے پہلے سائنسدانوں کو تجربات کے
دوران حاصل ہوئی اور متعدد تجربات سے بہتر نتائج برآ
ہوتے ہیں۔ اس پودے کے خلیے میں غذائی اجزا کی ایک
کثیر مقدار پائی جاتی ہے اس میں کلوروفل جو ایک ہر
رنگ کا مادہ ہے پایا جاتا ہے جس کی مدد سے پانی اور کا
ڈائی آکسائڈ سے سورج کی شعاعوں کی موجودگی میں یہ ا
غذا تیار کرتے ہیں۔ ان پودوں میں کاربوہائیڈریٹس ف
نامیاتی اجزا، اور حیاتین پائے جاتے ہیں۔ حیاتین اے
حیاتین ای، سی اور حیاتین ڈی خاص طور پر ان پودو
میں موجود ہیں۔ یہاں یہ بات بھی دلچسپی کا باعث ہے کہ

الجی کی کچھ ایسی قسمیں بھی ہیں جن میں پروٹین کی مقدار اناج میں پائی جانے والی مقدار سے کہیں زیادہ ہوتی ہے اور اس طرح ان پودوں سے مختلف قسم کی لذیذ غذائی اشیا تیار کی جا سکتی ہیں اور اس کا استعمال ایک مقوی غذا کے طور پر بھی کیا جا سکتا ہے۔ یہ پودے چونکہ مختلف اوقات میں بڑھتے ہیں اس لیے اس سے حاصل کی جانے والی اشیا کی مقدار اور خصوصیات بھی مختلف ہوتی ہے۔

کلوریلا نامی پودے نے بھی اپنی خصوصیات سے ہر ایک کو اپنی جانب متوجہ کیا ہے۔ یہ بحری پودا بھی جو عام طور پر کائی کی شکل میں دستیاب ہے۔ پروٹین کی ایک کثیر مقدار رکھتا ہے۔ جو مقابلتاً دودھ اور گوشت کے اس میں زیادہ مقدار میں موجود ہے۔ یہی نہیں بلکہ اس میں حیاتین کی ساری قسمیں پائی جاتی ہیں۔ کاربوہائیڈریٹس پروٹین، چربی اور دوسرے معدنی اجزا بھی اس میں پائے جاتے ہیں۔ پروٹین کی ایک قسم جو انڈے میں پائی جاتی جسے لائسین کہتے ہیں کلوریلا میں پائی جاتی ہے۔ اس پودے کا استعمال امریکہ میں خلائی سفر کے دوران غذا اور آکسیجن کے طور پر بہت عام ہو رہا ہے۔ اس کے استعمال سے خلا میں طویل عرصے تک سفر کر سکتے ہیں۔ یہ پودا صرف سمندر میں ہی نہیں اگتا بلکہ اسے بہ آسانی تجربہ گاہوں اور دوسری جگہوں پر بھی اگا سکتے ہیں اور اس طرح اب ان کے کھیت تیار کیے جا رہے ہیں اور اس سے ہم متعدد غذائی اشیا تیار کر سکتے ہیں۔ ابھی حال ہی میں جاپان میں سائنسدانوں نے الجی سے روٹی سوپ اور آئس کریم تیار کی ہیں۔ تجربات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اگر کلوریلا کے سفوف کو ملا کر روٹیاں تیار کی جائیں تو اس سے پروٹین اور چربی میں بیس فیصد کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ جاپان میں کلوریلا سے متعدد قسم کے سفوف تیار کیے گئے ہیں جس کے ایک چمچ میں لاکھوں الجی کے جز موجود ہونے سے یہ صحت کے لیے نہایت مفید اور کارآمد ہے۔ آج دنیا کے بہت سے ترقی یافتہ ممالک میں الجی کا استعمال غذا کے طور پر ہو رہا ہے اور اس طرح غذائی مسائل کو حل کرنے میں مدد ملے گی۔ آج بیرونی ممالک میں خاص طور پر جاپان میں لوگ الجی سے تیار کی ہوئی اشیا بڑے شوق سے کھانا پسند کرتے ہیں اور ایک اندازے کے مطابق تقریباً ۲۵ فیصد الجی روزمرہ کی استعمال غذائی اشیا میں ضرور موجود ہوتی ہے۔ الوا نامی بحری الجی کو بیرونی ممالک میں گراں غذائی اشیا کے طور پر شمار کیا جاتا ہے۔ برازیل میں ناسٹاک نامی پودے کو ابال کر غذائی طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں اسپائی روجائرا نامی الجی کو گراں غذائی اشیا میں شمار کیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں صوبہ راجستھان کے کچھ علاقوں میں الوا نامی الجی کو غذا کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ الجی سے 'اگر' کو اگا سکتے ہیں۔ یہ بحری گھاس کی سرخ اقسام میں پایا جاتا ہے۔ اس کی خصوصیات یہ ہے کہ پانی کے ساتھ گرم کرنے پر جیلی بناتا ہے اسے کھانے پینے کی اشیا میں استعمال کیا جاتا ہے۔

ایک اندازے کے مطابق ۱۹۷۵ء میں دنیا میں بحری الجی کی اوسط پیداوار ۱۱ لاکھ ۴۲ ہزار ۹ سو پچاس میٹرک ٹن تھی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ دنیا کی ۵ فیصد الجی جاپان اور یورپ میں غذائی طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ سبز الجی کی ایک قسم الوا جو ہندوستانی ساحلی علاقوں میں کثرت سے موجود ہے۔ اس میں اندازے کے مطابق تقریباً ۲۶ فیصد پروٹین موجود ہے۔ پروٹین ہر فرد کے لیے غذائی طور پر بڑی اہمیت رکھتی ہے لیکن اس کے باوجود یہ عام آدمی کو غذائی طور پر نہیں مل پاتی ہے اس طرح الوا کے استعمال سے اس کمی کو بخوبی پورا کیا جا سکتا ہے۔ بحری الجی کو جیلی اور خشک طور پر استعمال کرنے کے علاوہ سلاد کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ بہت سے ممالک میں بحری الجی کو جانوروں کے چارے کے طور پر استعمال کرتے ہیں مثلاً سرگاسم نامی پودے کا چارا اسب جانوروں کے لیے نہایت مناسب ہوتا ہے۔ اس سے گائے اور بھینس کے دودھ میں اضافہ ہو جاتا ہے دوسری جانب بھیڑوں کی اون میں زیادتی ہو جاتی ہے۔

چونکہ الجی کا استعمال غذائی طور پر ابھی محدود ہے اور انھیں علاقوں میں ہوتا ہے جہاں غذائی مسائل درپیش ہیں اب ہمیں غذائی مسائل کو بخوبی حل کرنے کے لیے الجی کی کاشت میں اضافہ کرنا ہوگا اس کی کاشت نہایت آسان ہے اور بہت کم جگہ میں اسے اگایا جا سکتا ہے اور اس طرح بحری الجی سے غذائی طور پر ہم پورا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

ہندوستان میں بحری الجی کے غذائی 'کیمیائی' اور ادویاتی اہمیت کو اب شدت سے محسوس کیا جا رہا ہے اور اس سلسلے میں کونسل آف سائنٹفک انڈسٹریل ریسرچ کے کئی اداروں میں بحری الجی پر تحقیق ہو رہی ہے جن میں نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اوشنوگرافی گوا اور بھاؤ نگر کا مرکزی نمک اور بحری کیمیائی تحقیقی ادارہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں جہاں الجی پر متعدد تحقیقی کام ہو رہے ہیں اور اس میں بڑی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

سمندر میں نباتات کی طرح 'حیوانات کی ایک کثیر تعداد بھی موجود ہے جو غذا کی حیثیت سے بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ ان میں بحری مچھلیاں غذا کی نقطۂ نظر سے اپنا ایک خاص مقام رکھتی ہیں جو عام طور پر گہرے پانی میں پائی جاتی ہیں۔ ان کا معدہ جسامت میں بہت بڑا ہوتا ہے اور پھیلنے کی بے پناہ صلاحیت رکھتا ہے۔ چنانچہ یہ مچھلی اپنے سے بڑے جسامت والے جانوروں کو بھی نگل جاتی ہے تاکہ ایک دفعہ کھائی ہوئی غذا کافی عرصہ تک کام آ سکے۔ ایک اندازے کے مطابق سمندر میں ہر سال تقریباً ایک کھرب ٹن جاندار پیدا ہوتے ہیں جب کہ پوری نسل انسانی کا وزن محض دس کروڑ ٹن ہے۔ دو کروڑ ٹن کے قریب مچھلیاں ہر سال سمندر اور دوسرے ذرائعوں سے حاصل کی جاتی ہیں۔ پوری دنیا میں جتنی مچھلیاں پکڑی جاتی ہیں ان میں ۸۰ فیصد سمندروں سے حاصل کی جاتی ہے۔ مچھلیوں میں پروٹین کی ایک کثیر مقدار پائی جاتی ہے جو ہماری صحت کے لیے نہایت ضروری ہے۔ اس میں چربی اور حیاتین کی بھی اچھی مقدار پائی جاتی ہے۔ غذائی طور پر مچھلی کا گوشت' تیل اور اس کی کھال بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ مچھلیاں انسانی غذا کے علاوہ حیوانوں کی بھی اچھی غذا ہے۔ کچھ خاص مچھلیوں کے ایک چیچپے قسم کے تیار شدہ مائع سے جیلی تیار کی جاتی ہے۔ آجکل مچھلی پکڑنے کے لیے بعض جگہوں پر انتہائی جدید طریقے استعمال ہوتے ہیں جن سے خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہوا ہے اگر یہ طریقے مثلاً بجلی اور روشنی وغیرہ سے مچھلی پکڑنا عام ہو جائیں تو غذا کا مسئلہ کافی حد تک حل ہو جائے گا۔

سمندر میں پائے جانے والے یہ ذرائع غذائی بحران کو حل کرنے میں معاون ہو سکتے ہیں۔ آج دنیا کی آبادی کس قدر تیزی سے بڑھ رہی ہے اور غذائی مسائل ایک اہم مسئلہ بن گیا ہے لیکن اس کے باوجود یہ ذرائع ابھی پوری طور پر عام نہیں ہو سکے ہیں۔ اس کے فوائد سے ابھی لوگ پوری طرح واقف نہیں ہیں اور کچھ حلقوں میں ان کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے غذائی طور پر ان کی فراہمی آسان نہیں ہے اس طرح ان مسائل کو حل کرنے کے لیے مزید غور و خوض کی ضرورت ہے تاکہ غذائی مسائل کو بہتر طور پر حل کیا جا سکے اور ایک صحت مند فضا پیدا ہو سکے۔

(اردو سروس سے)

غزل

تصویر کے چہرے پہ جو رنگوں کی چمک تھی
وہ کاغذی پھولوں کے تصور کی مہک تھی

راتوں کی سیاہی سے بدن ڈھانپنے والے
احساس کی آنکھوں میں سحر خیز چمک تھی

تپتے ہوئے صحرا میں نہ تھے باغ کے سائے
اس خواب کی صورت میں حقیقت کی جھلک تھی

لفظوں کو برتتا رہا وہ سوچ سمجھ کر
آواز میں جذبات کے شعلوں کی لپک تھی

معلوم ہوا آج وہ کیوں جاگ رہا تھا
اس شخص کی آنکھوں میں اجالوں کی کسک تھی

سوکھے ہوئے پیڑوں کے لیے موسم برسات
اور میرے لیے تیرے خیالوں کی دھنک تھی

میں اس کے نشاں تک بھی پہنچ پا یا نہ جامی
اور اس کی رسائی مری تقدیر تلک تھی

منظر احمد جامی

(اردو سروس سے نشر)

پریم چند اور گورکھپور

ڈاکٹر احمر لاری

یو، پی کے مشرقی اضلاع میں گورکھپور اردو زبان وادب کا اہم مرکز رہا ہے۔ ابھی تک گورکھپور کی ادبی تاریخ پر کوئی باقاعدہ تحقیقی کام نہیں ہوا ہے، اس لیے سنہ ۱۸۵۷ء کے پہلے کے حالات پردۂ گمنامی میں پڑے ہوتے ہیں۔ مگر ۱۸۵۷ء کے بعد یہاں اردو زبان وادب کا باقاعدہ ارتقا ملتا ہے۔ اس سرزمین پر منشی نوندرائے مولوی احسان اللہ عباسی، قاضی تلمذ حسین اور مہدی افادی جیسے ادیب اور منشی سنت لال عنبر، منشی گورکھ پرشاد عبرت اصغر حسین صغیر، مرزا فہیم، رنگ بہادر لال جگر، ہری ہردت خوشتر، محمد عمر خاں عمر اور گوری سرن لال سنبل جیسے شاعر پیدا ہو چکے ہیں۔ آج بھی مجنوں گورکھپوری، فراق گورکھپوری اور ہندی گورکھپوری کے ادبی کارناموں کے ذریعہ گورکھپور کے نام روشن کیے ہوئے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ وسیم خیر آبادی، ریاض خیر آبادی، حکیم عبدالکریم برہم، حفیظ جونپوری اور فطرت واسطی کی شاعری اور منشی پریم چند کی افسانہ نگاری اسی سرزمین کی ادب پرور فضا میں پروان چڑھی اور یہیں انھیں شہرت کا تاج عطا ہوا۔

پریم چند جن کا اصلی نام دھنپت رائے تھا۔ ۳۱ر جولائی ۱۸۸۱ء کو بنارس سے چار پانچ میل کے فاصلے پر واقع موضع لمہی میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد منشی عجائب لال ڈاک خانے میں کلرک تھے۔ ۱۸۹۲ء میں ان کا تبادلہ گورکھپور ہوا۔ پریم چند بھی اپنے والد اور سوتیلی ماں کے ہمراہ گورکھپور آئے اور یہاں مشن اسکول میں ان کا نام چھٹے درجے میں لکھا گیا۔ پریم چند نے چھٹے درجے سے آٹھویں درجے تک اس اسکول میں تعلیم حاصل کی۔ اس طرح طالب علمی ہی کے زمانے سے پریم چند کا گورکھپور سے تعلق ہو گیا اور وہ بارہ سال سے پندرہ سال کی عمر تک یہاں قیام پذیر رہے۔

دراصل گورکھپور ہی میں پریم چند کی باقاعدہ تعلیم کا آغاز ہوا اور یہیں ان کے ادبی ذوق کی نشوونما ہوئی۔ فراق گورکھپوری پریم چند کی اس دور کی زندگی پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"پریم چند نے مجھے بتایا کہ لڑکپن میں ان کی دوستی اپنے درجے کے ایک لڑکے سے ہو گئی جو ایک تمباکو فروش کا بیٹا تھا۔ روزانہ وہ اپنے کم عمر دوست کے ساتھ اسکول کے بعد اس کے مکان پر جاتے تھے وہاں.... تمباکو فروش اور اس کے احباب بیٹھ کر حقے پیتے اور طلسم ہوش ربا پڑھتے تھے۔ یہاں پریم چند اپنے کمسن دوست کے ساتھ بیٹھ کر طلسم ہوش ربا کے افسانے سنتے تھے۔ یہاں تک کہ شام ہو جاتی یہ سلسلہ تقریباً ایک سال تک جاری رہا۔"

پریم چند نے صرف داستانیں سننے اور پڑھنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انھوں نے اس وقت اردو میں جتنا افسانوی ادب موجود تھا وہ سب پڑھ ڈالا۔ وہ اپنے مضمون "میری پہلی تخلیق" میں گورکھپور کی طالب علمی کی زندگی کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اس وقت میری عمر کوئی تیرہ سال ہو گی۔ ہندی بالکل نہ جانتا تھا۔ اردو کے ناول پڑھنے کا جنون تھا۔ مولانا شرر، پنڈت رتن ناتھ سرشار مرزا رسوا اور مولوی محمد علی ہردوئی نواسی اس وقت کے مقبول ترین ناول نویس تھے۔ ان کی چیزیں یہاں مل جاتی تھیں۔ اسکول کی یاد بھول جاتی تھی۔ کتاب ختم کر کے ہی دم لیتا تھا۔"

آگے چل کر رقم طراز ہیں:

"ریتی پر ایک کتب فروش بدھی لال رہتا تھا اس کی دوکان پر جا بیٹھتا تھا۔ اس کے اسٹاک سے ناول لے لے کر پڑھتا تھا۔ مگر دوکان پر سارے دن تو بیٹھ نہ سکتا تھا۔ اس لیے میں اس کی دکان سے انگریزی کتابوں کی کنجیاں اور خلاصے لے کر اپنے اسکول کے لڑکوں کے ہاتھ بیچا کرتا اور اس کے معاوضہ میں ناول دوکان سے گھر لا کر پڑھتا تھا۔ اور تین برسوں میں میں نے سینکڑوں ہی ناول پڑھ ڈالے ہوں گے۔ جب ناولوں کا اسٹاک ختم ہو گیا تو میں نے نولکشور سے نکلے ہوئے پرانوں کے اردو ترجمے بھی پڑھ ڈالے۔"

اس شوقِ مطالعہ نے جہاں پریم چند کے ذہن کو وسعت اور شعور کو پختگی عطا کی وہیں ان کے ادبی کیریر کی راہ بھی متعین کر دی بقول میر تقی میر ؎

کیا تھا شعر کو پردہ سخن کا
سو ٹھہرا ہے وہی اب فن ہمارا

انھوں نے بعد میں افسانہ اور ناول ہی کو اپنے تخلیقی اظہار کا وسیلہ بنایا۔

پریم چند دوبارہ اپنی ملازمت کے سلسلے میں ۱۸ر اگست سنہ ۱۹۱۶ء کو گورکھپور کے نارمل اسکول میں بحیثیت اسسٹنٹ ٹیچر آئے۔ یہیں ۱۹۱۸ء میں ان کے بڑے لڑکے شری پت رائے کی ولادت ہوئی۔ گورکھپور ہی کے قیام کے دوران ۱۹۱۹ء میں انھوں نے الہ آباد یونیورسٹی سے بحیثیت ٹیچر امیدوار انگریزی تاریخ اور فارسی کے مضامین لے کر بی، اے کا امتحان پاس کیا۔

پریم چند کے گورکھپور میں قیام کا زمانہ (۱۹۱۶ - ۱۹۲۱ء) قومی اور عالمی سطح پر بڑی اہم تبدیلیوں کا زمانہ تھا۔ نومبر ۱۹۱۷ء میں روس میں اشتراکی انقلاب آیا جس نے دنیا کی سیاست معیشت اور تہذیب و تمدن پر دوررس اثرات مرتب کیے۔ ۱۹۱۸ء میں پہلی جنگ عظیم ختم ہوئی۔ اسی زمانے میں قومی سیاست کی باگ ڈور مہاتما گاندھی کے ہاتھ میں آئی اور جنگ آزادی میں ترک موالات اور ستیہ گرہ کا دور شروع ہوا۔ جلیانوالہ باغ کے خونیں حادثے کے بعد ۱۹۲۰ء میں مہاتما گاندھی پورے ملک کا دورہ کرتے ہوئے گورکھپور آئے۔ ان کی تقریر نے پریم چند کے فکر و نظر میں انقلاب برپا کر دیا۔ انھیں انگریزی حکومت اور سرکاری ملازمت سے نفرت پیدا ہو گئی اور انھوں نے ۱۶ر فروری ۱۹۲۱ء کو ملازمت سے استعفےٰ دے دیا۔ اس وقت ان کی تنخواہ ۱۲۵ روپے ماہوار تھی۔ اس کے بعد بھی چند دنوں تک گورکھپور میں ان کا قیام رہا اور بالآخر ۱۸ر مارچ ۱۹۲۱ء کو وہ بنارس چلے گئے اس بار وہ ۱۸ر اگست سنہ ۱۹۱۶ء تا ۱۸ر مارچ ۱۹۲۱ء یعنی چار سال سات ماہ گورکھپور میں رہے۔

گورکھپور میں قیام کا زمانہ پریم چند کی تخلیقی زندگی کے لیے نہایت سازگار ثابت ہوا۔ اس دوران میں انھوں نے چالیس افسانے اور دو ناول "بازارِ حسن" اور "گوشۂ عافیت" لکھے۔ ان کے افسانوں کے دو مجموعے پریم پچیسی حصہ اول اور پریم پچیسی حصہ دوم شائع ہوئے۔ ان کے اس دور کی تخلیقات میں اگر ایک طرف مہاتما گاندھی اور لیو ٹالسٹائی کے اثر سے اصلاحی رویہ اور اخلاقی اقدار نمایاں ہوئے تو دوسری طرف روس کے اشتراکی انقلاب کے اثر سے مادی ضرورتوں اور سماجی رشتوں کا احساس بھی پیدا ہوا۔ اردو کے ادیبوں اور شاعروں میں اس انقلاب کا اثر سب سے پہلے پریم چند، اقبال اور حسرت موہانی نے قبول کیا۔ پریم چند کے ناول "گوشۂ عافیت" میں یہ اثر خاصا نمایاں ہے۔ پریم چند کی تخلیقات میں مثالیت پسندی اور حقیقت نگاری کی کشمکش اسی دور کی دین ہے جس نے آئندہ انھیں حقیقت نگاری ہی نہیں بلکہ اشتراکی حقیقت نگاری کی منزل تک پہنچایا۔ (گورکھپور سے نشر)

ڈاکٹر احمر لاری گورکھپور یونیورسٹی گورکھپور (یوپی)

ٹھی زبان پر فارسی کے اثرات

محمد فرید خاں تنویر

ایران کے شہرۂ آفاق شاعر شیخ سعدی نے اپنی مشہور تصنیف گلستان میں ایک حقیقت یں اس طرح پیش کیا ہے کہ کسی شخص نے ایک باغ پودے کے قریب کی مٹی کو اٹھایا اور اس میں گلاب برت سے پوچھا۔ اے مٹی فطرت کے اصول کے یہ خوشبو کیسے پیدا ہوئی؟ مٹی نے جواب دیا۔ یہ میرے ہمنشیں ہے۔" یہ بات جس طرح دو ساتھیوں پر صادق آتی ہے بالکل قوموں پر بھی پوری اترتی ہے جو آپسی میل جول، رہن سہن ندگی کی تکمیل کے لئے ایک دوسرے سے قریب ہو جایا کرتی ملاپ اور قربت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جس قوم کا کلچر اور زبان یافتہ اور طاقتور رہوتی ہے وہ اپنے سے کم ترقی پذیر قوم سی قدر غلبہ پا لیتی ہے۔

سے ملک ہندوستان جنت نشان کی دھرتی نے جہاں شی، منی، پیر، ولی، عالم، فاضل، دانشور، فلسفی، شاعر، ے دھنی اور فاتح پیدا کئے وہاں اس سرزمین کی زر ، کی وطن دلآویزی نے اسے صدیوں غیر ملکی حملہ جگاہ بنائے رکھا۔ کبھی اس پر وسط ایشیا کے آریا کبھی یونان کا سکندر اعظم، کبھی اس پر منگولیوں نے ترکوں اور ایرانیوں نے۔ کبھی یہ مغلوں کے تصرف فرانسیسیوں اور فرنگیوں کی گرفت میں۔ لیکن ایک ج سب کی علامتوں کو اس ملک کی دھرتی نے اپنے ل کی طرح نمایاں کر رکھا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ جتک رہا اس کا اثر زیادہ قائم ہے اور جو لوگ صرف ئے تھے وہ مال غنیمت لے کر چلتے بنے۔ جس قوم ملک کو اپنا وطن سمجھا اس نے انکی پذیرائی کی اور ں میں ایسی نمایاں جگہ دی کہ وہ اپنا اصل وطن بھول رہے۔

خ کے اوراق شاہد ہیں کہ عرب و ہند کا تعلق اتنا ہی عرب اور بحر ہند۔ عرب کے تاجروں کا تعلق ہند سے پہلے کا ہے۔ فرق یہ ہے کہ ظہور اسلام سے پہلے وہ صرف تاجر بن کر مالابار (موجودہ کیرالا) کے ساحلی علاقوں میں بغرض تجارت آتے جاتے رہے لیکن ظہور اسلام کے بعد ساتویں صدی عیسوی میں وہ فاران کی چوٹی سے نکلے ہوئے انقلابی نور کی روشنی کو لے کر آئے اور یہ اسباب تجارت کے لین دین کے ساتھ ساتھ اپنے عقائد کی ترویج و اشاعت بھی کرتے رہے۔ جنوبی ہند کی بھگتی کی تحریک میں جہاں گوتم بدھ کے نظریات کی جھلکیاں دکھائی دیتی ہیں وہاں اسلامی تصورات کی کرنیں بھی نمایاں نظر آتی ہیں جو اسی ہندو مسلم میل جول کا اثر ہے۔ آٹھویں صدی عیسوی میں محمد بن قاسم کی شکل میں شمالی ہند کے سندھ اور پنجاب کے علاقوں پر جو حملہ آور آیا تھا اس نے اپنی حکومت قائم کی ہو یا نہ کی ہو لیکن جنوبی ہند کے یہ عرب تاجر مقامی لوگوں کے دلوں پر اپنی حکومت قائم کر چکے تھے۔ ملک کافور کا رامیشورم تک یلغار کرتے ہوئے ترد چیرا پلی کے علاقے میں مسلمانوں کی آبادی کو پانا اور ابن بطوطہ کا سیاحت کرتے ہوئے مالابار کے ہندو راجا بلال دیو پانڈیہ کی فوج میں مسلمانوں کی کثیر تعداد کو دیکھنا اس بیان کی صداقت کیلئے بیّن ثبوت ہے۔ دسویں صدی عیسوی میں جب مسلمان فارسی زبان و ادب کا سرمایہ لیکر اور ایرانی تہذیب و تمدن میں رنگ کر ہندوستان میں داخل ہوئے تو اس ملک میں فارسی زبان کا اسی طرح بول بالا ہونے لگا جیسے یہ ملک انکی اپنی زبان ہو۔ اسی دور میں ایران پر خونخوار منگولیوں کے پے در پے حملے اور تباہ کاری ہوئی تو اس ملک کے دانشوروں، شاعروں، ادیبوں، مؤرخوں، مصنفوں، صوفیوں، عالموں اور فوجی جرنیلوں کو ہندوستان کی سرزمین ایک پرسکون ٹھکانہ نظر آئی جہاں مسلمان حکمراں اور امراء ان کا استقبال کرنے کے لئے بانہیں پھیلائے ہوئے تیار کھڑے تھے لہٰذا فارسی زبان کی قسمت کا ستارہ چمک اٹھا۔ بعد ازاں مغل بادشاہوں کی علم دوستی اور ان کے امراء کی غیر معمولی دلچسپی نے تو فضا کو اس طرح رنگین بنا دیا اور فارسی شعراء اور قلم کاروں کی کثیر تعداد دیکھکر یہ گمان ہونے لگا تھا کہ فارسی ایران کی نہیں ہندوستان کی زبان ہے۔

شمالی ہندوستان کی طرح جنوبی ہند کا وہ علاقہ جسے آج ہم مہاراشٹر کے نام سے پکارتے ہیں، تیرہویں صدی عیسوی میں علاء الدین خلجی کی یلغار سے محفوظ نہ رہ سکا۔ کہا جاتا ہے کہ علاء الدین خلجی برار کے علاقوں سے گذرتا ہوا دولت آباد (موجودہ اورنگ آباد) تک پہنچ گیا تھا لیکن مال غنیمت لے کر چلتا بنا۔ محمد بن تغلق کا دولت آباد سے والہانہ تعلق کا واقعہ جس نے اسے پاگل بادشاہ کہلوایا اسی مہاراشٹر سے وابستہ ہے۔ منگول درندوں کے حملوں سے اپنے دارالسلطنت کو بچانے کا منصوبہ محمد بن تغلق کو چاہے کتنا ہی مہنگا پڑا ہو لیکن اس منصوبے نے شمالی ہندوالوں کو جنوبی ہند کے لوگوں سے میل جول بڑھانے کا ایک عمدہ موقع فراہم کیا اور اگر یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ اسی میل ملاپ کو بطور ایک نشانی مراٹھی زبان نے فارسی کے الفاظ لے کر اپنے دامن میں محفوظ کر لیا ہے۔ یہاں یہ تذکرہ بے محل نہ ہوگا کہ مسلمان درویشوں اور صوفیوں نے جن کا مسلک بندوں کو خدا سے ملانا اور اندھیرے میں بھٹکنے والوں کو ہدایت کی روشنی عطا کرنا تھا۔ فارسی اور مراٹھی زبانوں کو ملانے کا ایک اہم رول ادا کیا ہے اس لئے کہ انکی زبانوں سے نکلے ہوئے بھگتی کے گیتوں کے رس اور چاشنی نے سننے والوں کے دلوں پر نقش کالحجر کی طرح اثر پیدا کیا اور یہ انکی بے لوث کوششوں کا نتیجہ ہے کہ فارسی زبان کے ہزاروں الفاظ عوام کی زبانوں پر آج تک رواں دواں ہیں۔

بیان کئے ہوئے اسباب کے علاوہ مراٹھی زبان پر فارسی کے اثرات کا ایک اہم سبب یہ بھی ہے کہ شمالی ہند کے مسلم حکمرانوں کے مقابلے میں جنوبی ہند کے بادشاہ زیادہ روادار تھے ان کے درباروں میں اکبر کے دربار کی طرح عربی فارسی کے عالموں کے ساتھ ساتھ سنسکرت کے پنڈت بھی براجمان ہوا کرتے تھے اور انھیں ہمیشہ یہ احساس رہتا تھا کہ انکی رعیت صرف مسلمانوں پر مشتمل نہیں بلکہ یہاں غیر مسلم بھی ہیں جن میں مراٹھے زیادہ اہمیت کے حامل تھے انکی اسی منصفانہ مزاجی کا اثر تھا کہ اگر مسلمان انہیں 'غریب پرور' کہتے تھے تو ہندو انہیں 'مہابلی' اور 'جگت گرو' کہکر پکارتے تھے۔

بہمنی خاندان اور اس کے بعد 'عادل شاہی' اور 'برید شاہی' قطب شاہی' اور عماد شاہی خاندانوں کے حکمرانوں نے معاملہ مرہٹہ سرداروں کو اعلیٰ عہدوں اور منصبوں پر مامور کیا تھا ایسے ہی مرہٹہ سرداروں میں سے عادل شاہی خاندان کے ایک اعلیٰ عہدیدار کا ایک واقعہ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں جس کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا اور قومی یکجہتی اور ہندو مسلم میل ملاپ کا واضح ثبوت ہے۔ کہ مالوجی جب اولاد سے ناامید ہوگیا تو اپنے پیرو مرشد حضرت شریف شاہ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر ملتجی ہوا۔ حضرت کی دعا سے جب اسے یکے بعد دیگرے دو فرزند عطا ہوئے تو اس نے حضرت کی یاد میں اپنے پہلے بیٹے کا نام شاہ جی اور دوسرے بیٹے کا نام شریف جی رکھا۔ یہی وہ شاہ جی ہے جس کا ہونہار بیٹا شیوا جی مہاراشٹر اسٹیٹ کا ہیرو چھترپتی شیواجی کے نام سے آج زبان زد خاص و عام ہے۔ جیسا کہ میں عرض کر رہا تھا کہ جنوب ہند کے مسلمان حکمرانوں کی بے مثال رواداری سے ایک ایسی فضا پیدا ہو چکی تھی کہ جس کے سبب غیر ارادی طور پر حکمرانوں کی بولی عوام کی بولی بنتی چلی گئی۔

اس کے علاوہ معاشی ضرورت کے تحت سرکاری دفاتر اور عدالتوں میں کام کرنیوالوں نے دربار میں زیادہ اثر و رسوخ حاصل کرنے

گذاری کے محکموں میں زیادہ سے زیادہ ترقی کے منازل طے کرنے
ں نے فارسی زبان سیکھنا اپنے لئے اسی طرح لازم کرلیا تھا جس
نگریزوں کے دورِ حکومت میں انگریزی زبان سیکھنے اور اس میں
سے زیادہ مہارت حاصل کرنے میں ہندوستانی جٹے رہتے تھے
ی ضرورت فارسی زبان کو عوامی زبان بنانے میں زیادہ ممد و
ں ثابت ہوئی۔

آج ہمارے علاقے میں "لجت پایڑ" کی گلی گلی شور مچا ہوا ہے
سمجھتے ہیں کہ "لجت" مراٹھی کا خاص لفظ ہے۔ لیکن ذرا غور سے
تو پتہ چلتا ہے کہ یہ ایک مرکب لفظ ہے جس میں ایک فارسی کا لفظ
"لذت" سے بگڑ کر "لجت" بن گیا ہے۔ اسی طرح کے ہزاروں الفاظ
زبان میں تلاش و جستجو کی محنت شاقہ اٹھائے بغیر آسانی سے مل
گے۔ لیجئے ملاحظہ فرمایئے:۔

ی دولت ۔ تونڈزبانی ۔ گلی کوچہ ۔ خط پتر، کاٹ کسر ۔
ج اپائے ۔ ظلم زبادتی ۔ تیزی مندی ۔ کام کاج ۔ نوکر چاکر ۔
گلوں میں کام ۔ دولت، زبانی، کوچہ، خط، کسر، علاج، ظلم
، چاکر۔ فارسی زبان کے الفاظ ہیں جو آج مراٹھی میں بے تکان
ل ہوتے ہیں۔ آیئے اسی قبیل کے چند محاورے بھی سنتے چلیے

ہی اکل ۔ تہلچی گھر وگھری نکل

جی ہمت ۔ خداجی مدت

توچور و ۔ انی سرزور و

تو دجیر۔

ی ۔ آندھرا حکمتی

دروں میں اکل ۔ نکل ۔ مدت ۔ حاجر، وجیر فارسی کے الفاظ
کثرت استعمال سے بگڑ چکے ہیں ان کا صحیح تلفظ عقل، نقل،
وزیر اور مدد ہے۔ اسی طرح ہمت، سرزور، ملیدہ وغیرہ الفاظ
ور حکمتی (حکمت)، فارسی کے الفاظ ہیں جو صحیح تلفظ کے ساتھ
کے تول استعمال کئے گئے ہیں۔

محکمۂ مالگذاری اور عدالت دیوانی اور فوجداری کے
ے دستاویزات دیکھنے سے تو واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ
کے سینکڑوں الفاظ مراٹھی میں مستعمل ہوئے ہیں۔ آج بھی جو
کچہری اور ریونیو ڈپارٹمنٹ میں عام طور پر بولے جاتے ہیں
دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ فارسی کا اثر کس حد تک مراٹھی
پر تھا مثلاً یہ الفاظ:۔

گو، ناظر، تحصیلدار، نائب تحصیلدار، قاضی، گواہ، شہادت
عرضدار، عرضی نویس، ورثا، وراثت، موروثی، حق ملکیت
روزنامچہ، دادخواہ، راہداری، پروانگی، بندوبست، ۔
ر، انعام دار، رسالدار، چوبدار، کل کرن، دیسائی، عرضی نویس
نویس، عامل، حاکم ۔

فارسی الفاظ کی حکمرانی عوامی بولی تک محدود نہیں تھی بلکہ
اثر مراٹھی زبان کے صرف و نحو پر بھی پڑا تھا۔ مراٹھی زبان کے
جانتے ہیں مراٹھی کے صرف و نحو میں اضافت لفظی کا کوئی قاعدہ
ہے لیکن فارسی کے زیر اثر یہ الفاظ بنائے گئے ہیں۔ قلعۂ رائے گڑھ
پونا، شہر بمبئی ۔

ں کا حرف جار "بر" کا استعمال ملاحظہ کیجئے:۔ بر ورش، بر وج
، بر تپش، فارسی کے متعلقات فعل بجنسہ مراٹھی میں مستعمل
کئے جاتے ہیں مثلاً وغیرے، جلد، بالکل، ہمیشہ۔

فارسی میں اسم کے اخیر میں ی کا اضافہ کرکے صفت بناتے ہیں مثلاً
خراباتی، خراسانی، اس کا اثر مراٹھی زبان میں بھی دیکھیے:۔ دگڑی
ڈونگری، توڑی۔

فارسی میں بندہ سے بندگی اور بیچارہ سے بیچارگی کے اصول پر مراٹھی
میں بنائے گئے الفاظ:۔ بیاہ گی، ماستری، نمکی، ویک وغیرہ وغیرہ۔

یہ الفاظ بغیر تبدیل کئے یا ہلکی سی تبدیلی سے مراٹھی کے
شبدہ کوش میں شامل ہوگئے ہیں:۔ بس، ہاں، فلاں، سبب،
البتہ، ہمیشہ، خود، ہرایک، وغیرہ، قسم۔

فارسی کے سابقے یعنی دار، باز، گر، گار، سے یہ الفاظ بنائے گئے
عام دار، خاص دار، چارہ گر، چالباز، کائدے باز، جعل ساز،
اسی طرح لاحقے یعنی بے یا کم یا نا سے یہ الفاظ مثلاً بے ڈر، بے سمجھ،
بے ڈول، بے تال، بے دھڑک۔ نابیت، نالایک، کم اکل، کم قوت
وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کی سیکڑوں مثالیں دی جاسکتی ہیں اور ثابت
کیا جاسکتا ہے کہ مراٹھی زبان پر فارسی زبان کا براہ راست اثر پڑا
ہے اور ایسی ملی جلی زبان ہماری قومی یکجہتی کے لئے نہایت ضروری ہے۔
(آکاشوانی ناگپور کے شکریہ)

محمد فرید خاں تنویر   مومن پورہ، ناگپور

شمع فروزاں

کاہلی

جاوید وششٹ

کاہلی آدمی کو کام چور بناتی ہے۔ کاہل آدمی محنت و مشقت سے جی چراتا ہے، اس لیے وہ نہ روحانی ترقی کرسکتا ہے نہ مادی۔

دین اور دنیا کا حصول سخت ریاضت، سخت محنت کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لیے کاہل شخص نہ دین کا رہتا ہے نہ دنیا کا۔

بھرتری ہری نے ٹھیک ہی کہا ہے کہ ——— "کاہلی انسان کے جسم میں رہنے والا سب سے بڑا دشمن ہے"۔

سسرو نے تو یہاں تک کہا ہے کہ ——— "کاہلی ایک قسم کی خودکشی ہے"۔

زرتشر کے نزدیک ——— "کاہلی متعدد برائیوں کے ایک مجموعے کا نام ہے"۔

بائبل میں آیا ہے کہ ——— "کاہل آدمی جاڑے کے سبب ہل نہیں چلاتا، اس لیے فصل کاٹنے کے وقت وہ بھیک مانگے گا اور کچھ نہ پائے گا"۔

کاہلی، دراصل، ایک نفسیاتی مرض ہے۔ ذہن کی ایک ایسی کیفیت ہے جو عمل کا سدِ باب کرتی ہے۔

ایک مغربی حکیم کا قول ہے کہ ——— "کاہلی ایک ایسا جذبہ ہے جس کا ہمیں خود بھی کوئی احساس نہیں ہوتا۔ اگر ہم غور کریں تو جتنا نقصان کاہلی سے ہوتا ہے اتنا کسی اور جذبے سے نہیں"۔

کاہل آدمی قوتِ ارادی سے کوسوں دور رہتا ہے۔ اس لیے اسے ہر کام میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ اس سے تعمیرِ کردار بھی ممکن نہیں۔ لہٰذا کاہلی اور سستی کو کردار دشمن ہی قرار دیا جائے گا۔

کاہلی برائیوں کا سرچشمہ ہے۔ کاہل آدمی اپنی ایک برائی پر پردہ ڈالنے کے لیے دوسری برائیوں کا سہارا لیتا ہے۔ حق و صداقت کی راہ پر چلنے کی صلاحیت اس میں باقی نہیں رہتی محض اپنی کاہلی اور سستی کی وجہ سے۔

کاہلی انسان کے وجود کو گھن کی طرح چاٹ جاتی ہے۔ اس لیے آخر میں اسے کفِ افسوس ملنے اور پچھتانے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ اور اس کی حالت کچھ ایسی ہو جاتی ہے کہ ع نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ——— "سستی کو یہ موقع نہ دو کہ وہ تمہیں ٹھگ لے۔ کیونکہ جتنا تم آج اسے دیتے ہو، کل اسی قدر تم سے چرا لے گی"۔

حضرت محمد صلعم کا ارشاد ہے کہ ——— "تم دو صفتوں سے دور رہو، ایک پژمردگی، دوسرے کاہلی، کیونکہ اگر تم پژمردہ ہوگئے تو حق کو برداشت نہ کرسکو گے اور اگر کاہل ہوگئے تو حق ادا نہ کرسکو گے"۔

فارسی کہاوت بھی ہے کہ ——— "کاہلی کے درخت میں کفر کا پھل لگتا ہے"۔

طبّی نقطۂ نظر سے بھی یہ نکتہ بڑا اہم ہے کہ ——— "سستی و کاہلی جسم کو وقت سے پہلے بوڑھا بنا دیتی ہے۔ اگر آرام طلبی اور کاہلی کو ترک کر دیا جائے اور دماغ سے کام لیتے رہیں تو نہ صرف ذہنی سرگرمی بڑھاپے تک جاری رہے گی، بلکہ اس سے زندگی کو طول دینے میں بھی مدد ملے گی"۔

(اردو سروس سے)

افسانہ

وقت وقت کی بات

مسرور جہاں

بیضوی شیشے والی خوبصورت سنگھار میز کے سامنے بیٹھی ہوئی مسز پاشا اپنے میک اپ کو آخری ٹچ دے رہی تھیں اور آلابی ان سے ذرا فاصلہ پر ہینگر لیے کھڑی تھیں۔ جس میں چوڑے روپہلے باڈر کی سبز بنارسی ساڑی لگی تھی۔ یہ ساڑی مسز پاشا نے خاص اسی موقع کے لیے خریدی تھی آج ان کی شادی کی سالگرہ تھی اور شہر کے سب سے بڑے ہوٹل میں پارٹی کا اہتمام کیا گیا تھا۔

مسز پاشا نے ساڑی باندھی اور قدآدم آئینے میں خود کو گھوم پھر کر ہر زاویے سے دیکھا اور ساڑی کی فال اور آنچل درست کر کے ایک بار پھر وہ سنگھار میز کے سامنے بیٹھ گئیں۔ آلابی نے زیورات کا بکس ان کے سامنے رکھ دیا۔ مسز پاشا نے جڑاؤ جھالے پہنے اور پھر ایک ہار منتخب کر کے پہنا اور لے اپنے سینے پر پھیلا کر تنقیدی نظروں سے دیکھنے لگیں۔ آلابی کا تصور انھیں اس ایک پل میں کہاں سے کہاں لے گیا۔ اور وہ بے ساختہ کہہ اٹھی۔

"میم صاحب! ان لمبے لمبے جھالوں کے ساتھ اگر آپ یہ جڑاؤ بند پہنتے تو زیادہ اچھا لگے گا"

مسز پاشا کو آلابی کی مداخلت بہت ناگوار گزری انھوں نے سخت لہجہ میں کہا۔

"آلابی! اپنی اوقات دیکھ کر بات کیا کرو مجھے بھی اچھے برے کا سلیقہ ہے"

"معاف کر دیجیے"

آلابی کا جوش مسرت سے سرخ چہرہ آن کی آن میں زرد پڑ گیا۔ اسی وقت فون کی گھنٹی بجی تو مسز پاشا ادھر متوجہ ہو گئیں۔

"دیکھو تو ذرا کون ہے؟"

آلابی نے فون اٹھایا۔ دوسری طرف مسٹر پاشا تھے اس نے ریسیور مسز پاشا کو دے دیا۔

"ہیلو! بس میں تیار ہوں آپ آجائیے"

مسز پاشا نے ریسیور کریڈل پر ڈال دیا اور ذرا نرم لہجے میں بولیں۔

"آلابی مجھے واپسی میں دیر ہو جائے گی۔ تم اپنے سامنے بے بی کو فیڈر کرا دینا۔ یہ آیا سخت نکمی ہے"

"جی اچھا میم صاحب"

آلابی بکھرا ہوا سامان ٹھیک کرنے لگیں اور مسز پاشا پرس لے کر کھٹ کھٹ کرتی باہر چلی گئیں۔ مسٹر پاشا ہارن دے رہے تھے۔

سنگھار میز درست کرتے کرتے ان کی نظر شیشے پر پڑی تو وہ چونک اٹھیں۔ وہاں ایک کمسن اور خوبصورت دوشیزہ مسکرا رہی تھی۔ وہ آہستہ سے اسٹول پر بیٹھ گئیں اور پلکیں جھپکا جھپکا کر اس شبیہہ کو دیکھنے لگیں۔ جس کا نام کبھی علن تھا۔ اور نواب اختر اسے عالیہ بیگم کہتے تھے۔ طوائف کے بالاخانہ پر کسی طوائف زادی کو بیگم کہنا ہی بڑی مضحکہ خیز بات تھی۔ لیکن نواب اختر نے اسی کبھی علن یا عالیہ نہیں کہا تھا۔ وہ اسے ہمیشہ عالیہ بیگم کہتے تھے۔ اور ایک دن وہ سچ مچ ان کی بیگم بن گئی۔

نواب اختر نے گھر والوں کی مخالفت کے باوجود اس سے عقد کر لیا اور وہ شہر چھوڑ دیا اور اس کے ساتھ ایک شاندار کوٹھی میں رہنے لگے انھوں نے کاروبار بھی شروع کر دیا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں ان کا کاروبار چمک اٹھا۔ انھوں نے زندگی کی آسائش اپنی چہیتی بیوی کے قدموں میں ڈال دی اور ایک پل کے لیے بھی اسے یہ محسوس نہ ہونے دیا کہ وہ اسے کسی بالاخانے سے لائے ہیں۔ اور عالیہ بھی سب کچھ بھول کر نواب اختر کی محبت میں ڈوب گئی کہ ایسا چاہنے والا تو کسی کسی کو قسمت ہی سے ملتا ہے۔

"بیگم! ارے بھئی عالیہ بیگم"

نواب اختر اسے پکارتے ہوئے اندر آئے وہ سنگھار میز کے سامنے بیٹھی ہوئی اپنے لمبے سیاہ بالوں میں کنگھی کر رہی تھی۔

"دیکھئے! میں آپ کے لیے کیا لایا ہوں۔؟"

نواب اختر نے ایک منقش بکس اس کے سامنے رکھ دیا۔ عالیہ نے بکس کھولا۔ مانک کے جڑاؤ کا بہت خوبصورت سیٹ جگمگا رہا تھا۔

یہ آپ کیوں لے آئے پہلے ہی اتنے زیورات موجود ہیں پھر یہ فضول خرچی کیوں کی؟

اچھا! ہماری محبت بھی اب فضول چیز ہو گئی

"خدا نہ کرے" عالیہ نے جلدی سے کہا تو وہ ہنس دیے اور جڑاؤ گلوبند اس کی صراحی دار گردن میں پہنا کر اسے پرشوق نظروں سے دیکھنے لگے تو وہ بری طرح شرما گئی اچھا اب جلدی سے تیار ہو جائیے مہمان آنا شروع ہو گئے ہیں۔ نواب اختر نے اسے یاد دلایا۔

عالیہ نے لمبے لمبے جھالے پہنے کنگن اور انگوٹھی پہنی اور نیلی بنارسی ساڑی پہن کر تیار ہو گئی۔

"بیگم، شادی کی سالگرہ مبارک ہو"

نواب اختر نے اس کے دونوں ہاتھ تھام کر محبت سے کہا تو اس کی آنکھوں میں آنسو چھلک آئے اور اس نے بڑی عقیدت سے اپنا سر ان کے ہاتھوں پر ٹیک دیا یہ مضبوط ہاتھ تو اس لائق تھے کہ انھیں سجدہ کیا جا سکتا تھا۔ جلد ہی نواب اختر کا حلقۂ احباب وسیع ہو گیا اور ان کی شامیں کلب میں دوستوں کے ساتھ گذرنے لگیں۔ وہ ضد کر کے عالیہ کو بھی اپنے ساتھ لے جاتے تھے عالیہ کو کلب کا نمائشی ماحول سخت ناپسند تھا۔ لیکن وہ شوہر کی خاطر چلی جاتی تھی۔ شریف زادیوں کی بے حیائی دیکھ کر اسے بالاخانے کی زندگی یاد آتی تھی، جہاں کار کھ رکھاؤ اور وضع داری کم از کم ان کلبوں سے بدرجہا بہتر تھی۔ اس کے باوجود بالاخانے بدنام تھے۔ اور عیاشی کے یہ اڈے نیک نام تھے۔

نواب اختر نے سوسائٹی کے آداب سیکھے تو شراب

بھی پینے لگے اور جوا بھی کھیلنے لگے۔ جس کو وہ پیلو اور فلاش کا نام دیتے تھے۔ اور ہر رات لمبی لمبی رقمیں ہار جاتے تھے عالیہ انھیں سمجھاتی تو ہنس کر ٹال جاتے۔ دولت بہت تھی اور اس کے ختم ہونے کا انھیں کوئی خوف نہیں تھا۔ لیکن عالیہ جانتی تھی کہ دونوں ہاتھوں سے لٹایا جائے تو ایک روز قارون کا خزانہ بھی خالی ہو جاتا ہے۔

عالیہ نے اپنی توجہ اپنے دونوں بچوں پر مرکوز کر دی اس نے کلب جانا چھوڑ دیا۔ رضی اور نیلو فر بڑے پیارے بچے تھے اور عالیہ دونوں کو بہت چاہتی تھی۔ البتہ نواب اختر کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ اپنے بچوں کو پیار کر سکیں۔ اب تو وہ کاروبار سے بھی لاپرواہ ہو چکے تھے۔ عالیہ نے انھیں کئی بار سمجھایا اپنی محبت کا واسطہ دیا۔ بچوں کے مستقبل کا واسطہ دیا۔ لیکن شراب اور گلنار نے ان کی عقل خبط کر دی تھی۔

گلنار ترقی یافتہ سوسائٹی کی فیشن ایبل طوائف تھی۔ عالیہ کو ان کے میل جول کا علم ہوا تو وہ شوہر سے الجھ پڑی۔

"آپ گلنار سے نہ ملا کیجیے۔ وہ بہت بدنام لڑکی ہے۔"

"کیوں — آخر اس میں کیا خرابی ہے —؟"

اچھی فرینڈ ہے۔ بہترین ڈانسر ہے۔ اور پیلو تو غضب کا کھیلتی ہے۔"

"لیکن — وہ اچھے کردار کی عورت نہیں ہے۔ اختر وہ تم کو تباہ کر دے گی۔"

"تم کو اس کے کردار پر حرف گیری کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔" نواب اختر نے پہلی بار اس سے سخت لہجہ میں بات کی تھی۔

"ٹھیک ہے — لیکن میں آپ کو بربادی کے گڑھے میں گرتے نہیں دیکھ سکتی — میں آپ کی بیوی ہوں اور مجھے اس بات کا پورا حق ہے کہ آپ کو غلط راہ پر چلنے سے منع کروں ورنہ مجھ میں اور گلنار میں فرق ہی کیا رہ جائے گا — وہ آوارہ اور بدقماش عورت ہے میرا گھر اجاڑنا چاہتی ہے۔ یہ نہیں ہوگا کبھی نہیں ہوگا۔"

عالیہ نے ہذیانی لہجہ میں کہا تو نواب اختر آپے سے باہر ہو گئے۔

تڑاخ.... ان کا بھرپور ہاتھ اس کے نرم گلابی گال پر اپنے پانچوں نشان چھوڑ گیا۔ یہ وہی مضبوط اور حوصلہ مند ہاتھ تھا جس نے اس کو کبھی سہارا دیا تھا۔ جس کو وہ سجدے کے لائق سمجھتی تھی۔

"تم بہت زیادہ سر چڑھ گئی ہو۔ شاید تم یہ بھول گئیں کہ علن سے عالیہ بیگم میں نے تم کو بنایا تھا۔ ورنہ ...... اسی کوٹھے پر ناچ ناچ کر مر گئی ہوتیں۔"

نواب اختر غصے سے پیر پٹختے باہر چلے گئے عالیہ کو ان کی بات سن کر سکتہ سا ہو گیا۔ یہ اس کی شرافت اور پاکیزگی پر کڑی ضرب تھی۔ عالیہ بیگم بن کر اس نے کون سا گناہ کیا تھا جس کی پاداش میں اس کو سزا دی جا رہی ہے کیا اس لیے کوئی علن — بالاخانے سے نیچے اترنے کا حوصلہ نہیں کرتی؟ اور اپنے کوٹھے پر بیٹھ کر نواب اختر جیسے لوگوں کو بربادی اور تباہی کے غار میں دھکیل کر فاتحانہ قہقہے لگاتی ہے — کاش! اس نے بھی یہی کیا ہوتا اور محبت کے نام پر شرافت کی زندگی کے خواب نہ دیکھے ہوتے۔ آخر ایک دن نواب اختر کو یاد آ ہی گیا کہ وہ اسے کہاں سے لائے تھے۔ وہ خود تو اس بات کو بھول چکی تھی لیکن نواب اختر نہیں بھولے تھے اسے وہ دن یاد آئے جب وہ اس کو ایک نظر دیکھنے کے لیے گھنٹوں انتظار کرتے تھے۔ یہی نہیں۔ اسے اپنانے کے لیے انھوں نے اس کی نام نہاد ماں کو دولت سے نہال کر دیا تھا۔ اور آج... جب وہ ان کی ہو چکی ہے وہ اس سے غیروں کا سا سلوک کر رہے ہیں۔ اسے یاد دلا رہے ہیں کہ اسے علن سے عالیہ بیگم انھوں نے بنایا تھا۔ ورنہ وہ اسی کوٹھے پر ناچ ناچ کر مر گئی ہوتی۔

کاش اس نے انھیں نچا نچا کر برباد کر دیا ہوتا کاش.... عالیہ دونوں بچوں کو سینے سے لگا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ یہ بچے نہ ہوتے۔ تو شاید وہ پھر انھیں راستوں پر لوٹ جاتی۔ لیکن وہ ان کی وجہ سے مجبور تھی۔

نواب اختر کا رویہ دن بہ دن خراب ہوتا گیا گلنار نے شریف زادی ہو کر بھی طوائفوں کے وہ سارے ہتھکنڈے استعمال کر ڈالے جو کسی مرد کو قابو میں کر سکتے تھے پھر بھلا نواب اختر اس کی گرفت سے آزاد ہو سکتے تھے۔ اور ایک دن انھوں نے گلنار سے کورٹ میرج کر لی۔ اور اسے کوٹھی میں لے آئے۔ عالیہ نے وہاں بے غیرت اور بے عزت بن کر رہنا گوارا نہ کیا۔ اور بچوں کو لے کر چلی گئی۔ یہ بچے ایک شریف خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ انھیں ہر ایرے غیرے کی چوکھٹ پر پھینکنا اس نے مناسب نہ سمجھا — اور انھیں دادا دادی کے حوالے کر دیا۔

وہ تنہا گمنام راستوں پر بڑھ گئی۔ عالیہ بیگم سے علن بننے کا حوصلہ اس میں نہیں تھا اس لیے وہ آلابی بن گئی — ایک گھریلو ملازمہ اور آج مسز پاشا کو لمبے لمبے جھالوں کے ساتھ ہار پہنتے دیکھ کر اسے وہ جڑاؤ سیٹ دیکھ کر اسے وہ جڑاؤ سیٹ یاد آ گیا جو نواب اختر نے اسے شادی کی پہلی سالگرہ پر تحفے میں دیا تھا۔ اور جڑاؤ گلوبند اسے اپنے ہاتھ سے پہنایا تھا۔ نواب اختر یاد آئے تو ماضی کے اوراق ایک ایک کر کے الٹتے چلے گئے

یہ وقت وقت کی بات تھی۔ جو کل کی عالیہ بیگم آج آلابی بن گئی تھی۔ ورنہ! مسز پاشا انھیں ان کی اوقات کیوں یاد دلاتیں۔ مسز پاشا کو کیا معلوم کہ ایک دن اسی طرح وہ بھی شادی کی سالگرہ کے لیے سنورتی تھیں۔ آلابی نے آئینہ پر نظر ڈالی۔ وہاں عالیہ بیگم نہیں صرف آلابی تھی — اور وہ بے بی کو فیڈر کرانے اس کے کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔ اب آئینہ ہر عکس سے خالی ہو چکا تھا۔

(لکھنؤ سے نشر)

مسرور جہاں
کراؤن گیٹ، جگت نرائن روڈ
لکھنؤ (یو، پی)

غزل

منظر سلیم

بستیوں کے پاس جتنے بھی بڑے اشجار تھے
سب کی شاخیں سوکھتی جاتی تھیں سب بیمار تھے

بھیڑ سے آگے نکلنے کی کوئی صورت نہ تھی
آدمی اک دوسرے کے سامنے دیوار تھے

پی کے زہرِ خامشی کہلاتے تھے خود کو شہید
وہ جو آوازوں کے قاتل تھے بڑے ہشیار تھے

راستے زنجیر تھے کھینچے لیے جاتے تھے ساتھ
منزلوں پر قافلوں کے مقبرے تیار تھے

لوگ تنہا بھی تھے اور تنہائی سے محروم بھی
سب کے گھر میں میہماں اغیار ہی اغیار تھے

ذرہ ذرہ تیرگی کے خوف سے تھا جاں بلب
اور سورج کے مسیحا آسماں کے پار تھے

فکر ہر تحریر کو تھی اپنی ہی تردید کی
لفظ اپنے معنی و مفہوم سے بیزار تھے

جو کتابیں جل گئیں ان میں بھی منظر جان تھی
جو ورق پھاڑے گئے ان میں بھی کچھ اشعار تھے

(آکاشوانی لکھنؤ سے نشر)

افسانہ

اب وہ اترنے والا ہے

انیس رفیع

اب وہ اترنے ہی والا ہے۔
آپ سب قطار میں کھڑے ہو جائیں۔
— اس کے اترنے کی علامتیں دھیرے دھیرے واضح ہوتی جا رہی ہیں۔

اب مزید گذارش کی گنجائش مفقود ہے

دوڑ کر!
رینگ کر!
گھسٹ کر!
کسی بھی طرح بنائی گئی سیدھی لکیر پر کھڑے ہو جائیں!

موقع —

امید ہے کہ آپ سب قطار میں کھڑے ہو گئے ہونگے۔
جس خط پر آپ کھڑے ہیں وہاں سے گردن اٹھا کر دیکھیے۔
آسمان کی طرف۔

جی ہاں آسمان کی طرف۔ وہ چوٹی آپ کو صاف صاف دکھائی پڑنی ہی چاہیے کیونکہ کل کی بدلیاں اب آسمان کو خالی کر چکی ہیں۔ اور وہاں سے اترنے والا بے حد خوش ہے اور اب وہ خوشی آپ پر بھی اترنے والی ہے — آپ اپنے ہونٹوں کو مسکراہٹ کے لیے تیار رکھیں —

تیار.... رکھیں....
رکھیں.... تیار.... تیار.... رکھیں.... رکھیں...

اب وہ اترنے ہی والا ہے۔ خبر ہے کہ وہ پہلا قدم اٹھا چکا ہے۔ لیکن آپ کی سرگوشیوں سے اندازہ ہو رہا ہے کہ آپ لوگ خبردار نہیں ہیں۔ اترنے والا آپ سب کو چوکنا دیکھنا چاہتا ہے۔ صف ٹیڑھی میڑھی ہے۔ جیسے مستقیم پر نہیں بلکہ منحنی پر کھڑی ہے۔ صف سیدھی کر لیں — کر لیں — صف — سیدھی —

اب وہ اترنے ہی والا ہے۔ خبر ہے کہ وہ کئی قدم اٹھا چکا ہے۔ لگتا ہے آپ لوگوں نے صفیں سیدھی کر لی ہیں آپ اپنے بدن کے ہر عضو کو اچھی طرح ٹٹول کر تشفی کر لیں کہ سب ٹھیک ہیں۔ کوئی بھی معطل اور ناکارہ نہیں۔ اترنے والا کچھ بھی طلب کر سکتا ہے۔ اس مسکراہٹ کے عوض جو آپ کو ملنے ہی والی ہے —

ہاں! ایک بار آپ کو پھر یاد دلا دوں۔ آپ سب اپنے ہونٹوں کو مسکراہٹ کے لیے تیار رکھیں — ضرورت ہو تو دو چار بار ریہرسل کر لیں تاکہ عین موقع پر آپ کو کف افسوس نہ ملنا پڑے۔ احتیاطاً ایک بات اور بھی نوٹ فرمالیں۔ اترنے والے کی طرف سے جتنی بھی مسکراہٹ آپ کے حصے میں الاٹ ہو اس سے زیادہ مسکرانے کی کوشش ہرگز نہ کریں۔

اب وہ اترنے ہی والا ہے۔ وہ بڑی تیزی سے قدم اٹھا رہا ہے

موقع —

کون ہو تم؟ کہاں سے بول رہے ہو؟
ہمارے تلوؤں کے نیچے یہ کیسی لکیریں سرسرا رہی ہیں؟
کیا یہ خطوط مستقیم —
کون اترنے والا ہے؟

موقع ختم —

اب وہ اترنے ہی والا ہے۔ شور نہ کریں — وہ واپس بھی ہو سکتا ہے — کیونکہ جس تیزی سے وہ نیچے اتر رہا ہے اس سے کہیں تیزی سے وہ اوپر کی طرف لوٹتا ہے — اور ایک ذرا صف میں کھڑے ہو گئے ہیں تو نقصان ہی کیا ہے۔ آپ تک مسکراہٹیں اسی لیے نہیں اتریں کہ آپ سب بہت بے صبرے واقع ہوئے ہیں یقین کیجیے آپ لوگ کسی داؤ پر نہیں چڑھائے گئے ہیں۔ بلکہ قطار بند کیے گئے ہیں۔ بس اتنی سی دیر میں آپ کی ایڑیاں چھلنے لگیں۔ بہرحال آپ کو قطار بند کر کے آپ کے صبر کا امتحان لینا مقصود ہے۔ کیونکہ اترنے والا اگر آپ سے کچھ طلب کرے گا تو اس کے عوض مسکراہٹ کی تھیلیاں بھی تو پیش کرے گا۔ البتہ یہ سچ ہے کہ ہمیں بھی نہیں معلوم کہ وہ آپ سے کیا طلب کرے گا۔ لہذا آپ ا[…] کو ہر اعتبار سے حاضر رکھیں — اور اب تو معلوم ہو ہی گیا ہے کہ —

وہ اترنے ہی والا ہے۔ سامنے کی پہاڑی کے قدموں کی چاپ سنائی دے رہی ہے —

موقع —

لیکن وہ کیوں اتر رہا ہے؟
وہ کس کے لیے اتر رہا ہے؟
تم نے اسے کیوں اترنے پر مجبور کیا ہے؟
ہم لوگ مسکراہٹیں لے کر کیا کریں گے؟

موقع ختم —

آپ کے سوالات بے حد فطری ہیں۔ مگر آپ اس وقت ختم ہو جائیں گے جب اترنے والا اتر آئے گا [...] کے اترنے کی دیر ہے۔ پھر آپ ایک ایک مسکراہٹ [...] کرنے کو بے چین ہو جائیں گے —

وہ دیکھو! وہ دیکھو! اترنے والا اتر آیا۔
اب وہ برگٹ ہو رہا ہے — ہونٹ مسکرا[...] تیار رکھیں۔ وہ مسکراہٹ کی تھیلیوں سے لدا ہوا۔ چاہیے وہ تھیلی آپ کو؟ تیار ہیں آپ سب؟ یہ [...] کھل جائیں گی — یہ آپ ہی کے لیے ہیں۔ بس ا[...] وہ آپ سے کچھ طلب کرے گا۔ بولیے! جلدی کیجیے! [...] کریں! ورنہ وہ اگلی پہاڑی کی جانب نکل جائے [...] بھی لوگ اس کے منتظر ہیں — بڑا ہی نادر موقع [...] گنوانا عین حماقت ہے — بولیے — بولیے — ایک دو ہاں! ہاں! بولیے۔ آواز نکالیے! بول....

ہاں! ہاں! ہمیں وہ تھیلی چاہیے!
مسکراہٹ کے لیے ہمارے ہونٹ تیار ہیں
شکریہ! اب اترنے والے سے گذارش۔

سامنے بنے ہوئے چندن کی لکڑی والے پلیٹ فارم [...] ہو جائیں۔ لوگوں کی یہ قطار آپ کا سواگت کرتی [...] بیچ میں تالیاں پیٹنے اور جے جے کار کا اشارہ بھی کر[...] نروس ہونے کی قطعی کوئی ضرورت نہیں۔ آپ کو ا[...] بات رکھنے کے لیے ان کے پاس جانے کی ضرورت [...]

فارم ایسے آلات موجود ہیں جو آپ کی بات ان تک [...] گے۔ جے جے کار اور تالیوں کا شور آپ تک ا[...] ہی پہنچا رہے گا۔ آپ کے اور ان کے بیچ ہم نے [...] ساری حفاظتی ریکھائیں کھینچ رکھی ہیں۔ اب آپ [...] پر تشریف لے آئیں لوگ آپ کے منتظر ہیں۔ [...] اب آپ اپنی باتیں رکھیں —

"امید ہے کہ آپ سب میرے ہونٹوں پہ [...] مسکراہٹ مزید دیکھ رہے ہوں گے۔ ہمارا نصب [...] مسکراہٹ ہے — ہمارے پاس مسکراہٹ کی [...] ہم اپنی ساری تھیلیاں آپ میں بانٹ دیں گے مگر [...] عوض آپ ہمیں اپنا ایک ایک بازو پیش کریں گے

سب نے اپنے اپنے بازو پیش کیے۔ اترنے والا بازوؤں کو سمیٹ کر اوپر کو لوٹ گیا۔ مگر قطار میں کھڑے لوگوں کے مسکراہٹ کے لیے جس طرح تیار تھے۔ تیار ہی رہ گئے۔ اترنے والا کچھ دن بعد پھر اترا۔ اس نے کہا۔

"آپ کے وہ بازو جو ہم لے گئے تھے ہمارے کسی کام نہ آئے۔ سڑ گئے۔ ہم نے انھیں پہاڑی کی دوسری طرف پھینک دیا۔ مسکراہٹ کی تھیلیاں اب بھی محفوظ ہیں۔ آپ سب ہمیں اپنی ایک ایک ٹانگ دے دیں۔"

مگر اس بار بھی مسکراہٹ کی تھیلیاں بند کی بند رہیں کچھ دنوں بعد اترنے والا پھر اترا۔ اس نے قطار میں کھڑے لوگوں کو بتایا ــــ

"آپ کی ٹانگیں ہمارے لیے بیکار ثابت ہوئیں۔ انھیں بھی ہم نے پہاڑ کی دوسری طرف پھینک دیا ہے۔ شاید آپ کی آنکھیں ہمارے کچھ کام کی ہوں۔

آپ سب اپنی اپنی آنکھیں ہمیں دے دیجئے۔"

سب نے اپنی اپنی آنکھیں پیش کر دیں۔ اترنے والا آنکھیں لے کر اوپر چڑھ گیا۔ تھیلی بند کی بند رہی ــ ہونٹ مسکراہٹ کے لیے بالکل تیار تھے۔ بالکل تیار ــــ کہ شاید اس بار ــــ

اترنے والا ایک مدت بعد پھر اتر آیا۔ اس بار اس کے لہجے میں بڑی ہمدردی اور جملوں میں دکھ کی آمیزش تھی۔

"آپ سب نے ہماری طرف سے ملنے والی مسکراہٹ کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ آپ سب ہمارے سچے اور مخلص پرستار ہیں۔ یقین کیجئے ملنے والی مسکراہٹ ضرور ملے گی.... مگر اب جبکہ آپ اندھے، لنگڑے اور نہتے ہو چکے ہیں اور اس قابل بھی نہیں رہے کہ قطار سے نکل کر اپنے حصّہ کی مسکراہٹ اپنے ہونٹوں پر لے سکیں اور دوسروں کی مسکراہٹ دیکھ سکیں اس لیے آپ سے گذارش ہے کہ آپ اپنے اپنے ہونٹ ہمارے حوالے کر دیں ہم انھیں اوپر چوٹی پر لے جائیں گے اور اعلیٰ قسم کی مسکراہٹ ان پر منڈھ کر انھیں آپ کے پاس واپس بھیج دیں گے۔"

سب نے اپنے اپنے ہونٹ پیش کر دیے۔ اترنے والا ہونٹوں کا قافلہ لے کر اوپر چڑھ گیا ــ اور پھر کبھی واپس نہیں آیا ــ اور ایک دن یہ اعلان ــــ

ــــ بڑی خوشی کی بات ہے کہ آپ کی قوت سماعت بے حد وفادار ہے۔ آپ لوگوں نے برابر کہی جانے والی باتیں غور سے سنیں اور ان پر عمل کیا۔ لہٰذا آپ یہ جان لیں کہ اترنے والا آپ کبھی نہیں اترے گا کہ اب آپ کے پاس مسکراہٹ کے لیے ہونٹ بھی نہیں رہے ــــ براہ کرم آپ سب قطار توڑ دیں۔ جلدی کریں ہمیشہ لگائیں !!!

(پٹنہ سے نشر)

انیس فصیح
آکاشوانی کلکتہ
کلکتہ

۲۱ر دسمبر ۱۹۸۱ء

افسانہ

من کی آنکھیں

عظیم راہی

آج زبردستی اُسے شہر کے مشہور آئی اسپیشلسٹ ڈاکٹر موہن گوپال کے دواخانے میں لایا گیا ہے۔ ڈاکٹر نے بہت ہی غور و خوض کے ساتھ اس کی آنکھوں کا معائنہ کیا اور کہا کہ آپریشن کرنے کے بعد اس کی آنکھوں کی روشنی دوبارہ لوٹ سکتی ہے۔ اور وہ پھر سے دیکھ سکتا ہے۔ یہ سنتے ہی اس نے قہقہے لگانا شروع کر دیے اور زور زور سے ہنسنے لگا۔ "نہیں ڈاکٹر میں دیکھنا نہیں چاہتا مجھ پر اتنا بڑا ظلم مت کیجئے دیکھئے ایسا میں قطعی اس دنیا کو دیکھنا نہیں چاہتا۔ جہاں پیار کرنا ایک گناہ ہے۔ ایک جرم ہے جس کی سزا بہر حال اسے بھگتنا ضروری ہے۔ یہ دنیا نہیں ڈاکٹر! ظالموں کی بستی ہے۔ جدھر دیکھو محبت کے دشمن پہرہ دیتے نظر آتے ہیں، ہر طرف زمانے اور سماج کے رسوم و رواج کی دیواریں کھڑی ہیں۔ یہاں صرف انھیں لوگوں کا بول بالا ہے۔ جنھوں نے محبت کرنے والوں کے لیے یہ رسمیں بنائی ہیں۔ اونچ نیچ کے فرق، ذات پات کے بھید بھاؤ کے فرق پیار کرنے والوں پر ہر طرح کے بندھن جس کے باعث ایک انسان دوسرے انسان سے بھی محبت بھی نہیں کر سکتا۔ کبھی سوچتا ہوں کہ واقعی اس دنیا میں انسان بستے ہیں یا صرف ان کے چہروں پر انسانیت کا لبادہ اڑھا دیا گیا ہے۔ ان کے دل بھیڑیوں کی مانند ہو گئے ہیں۔ انھیں نہ تو کسی انسان کی قدر ہے اور نہ ہی محبت بھرے دلوں کی پرواہ۔ واقعی ان ظالموں کے چہرے بہت بھیانک ہوں گے۔ میں انھیں کس طرح دیکھ پاؤں گا۔ مجھ میں اتنی سکت کہاں کہ ان وحشی انسانوں کے چہرے دیکھ سکوں۔ ان کے پاس رشک و حسد کی نگاہیں ہیں۔ یہ پیار بھری نظروں سے محبت کرنے والوں کو کبھی نہیں دیکھ سکتے۔ بھلا یہ کس طرح پھر مجھے برداشت کر پاتے۔"

اسے آج بھی یاد ہیں بیتے ہوئے وہ سارے لمحے جو تیز رفتار وقت میں ڈھل کر اب کئی سالوں میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ پرانے لمحات نئے لمحوں سے مل کر ایک نئے وقت کو جنم دیتے ہیں۔ جو ہر پل بدلتا رہتا ہے۔ آگے بڑھتا رہتا ہے

مگر ان بدلتے ہوئے لمحوں کے ساتھ گذری ہوئی وہ سـ
باتیں کبھی نہیں بدلتیں۔ وہ صدا یونہی جوان رہتی ہے۔ ا
یادیں بن کر انسان کے دل و دماغ پر چھا جاتی ہیں۔ معـ
سانولی سی تیکھے نقوش والی سنیتا اس کے گھر کے سامنے
کرتی تھی۔ وہ ایک ہی اسکول کے طالب علم تھے۔ شا
اکثر ساتھ کھیلا کرتے آنکھ مچولی کھیلنا اسے بے حد پسند تھا
سنیتا اس کی آنکھیں بند کر دیتی۔ پھر اپنے نازک ہاتھ
سے اپنی اوڑھنی اس کی آنکھوں پر مضبوطی سے باندھ
تمہیں قسم اگر تم نے دیکھنے کی کوشش کی تو پھر کبھی میں تمہ
ساتھ نہ کھیلا کروں گی۔ وہ شرارت سے مسکرانے لگتا۔ پـ
اس کے قسم دینے کے بعد کیسے دیکھ سکتا تھا۔ سنیتا کی د
کام کر جاتی اور واقعی وہ اپنی آنکھیں بند کر دیتا۔ اس طـ
وہ اس کی آنکھیں اپنی اوڑھنی سے باندھ کر کہیں چھپـ
تو کبھی بھاگنے لگتی۔ وہ اسے ڈھونڈنے لگتا۔ کبھی اسے ٹھو
لگ جاتی۔ تو کبھی وہ گرتے گرتے سنبھل جاتا۔ جب وہ اس
ہاتھ آ جاتی اور وہ اسے پکڑنے میں کامیاب ہو جاتا تو وہ
سے پھولے نہ سماتا۔ اسے یوں محسوس ہوتا جیسے اسے سـ
دنیا کی متاع مل گئی ہو۔

بچپن کی بے فکر اور معصوم دنیا سے نکل کر انھوں
جوانی کی دہلیز پر اپنے قدم جماتے اور زندگی کی لمبی سیڑھی
ان کے سامنے تھی۔ جس پر پہلا قدم اسے ابھی رکھنا تھا
یہ معلوم تھا کہ بچپن کا آنکھ مچولی کا کھیل واقعی اس کا مقدر بن
گا۔ ایک روز وہ کالج سے گھر آ رہا تھا کہ راستہ پار کرتے
اچانک اس کی سائیکل ایک کار سے ٹکرا گئی۔ اور وہ
کے لیے اپنی آنکھیں کھو بیٹھا۔ اس کی دنیا اندھیری ہو گئی
کے ماں باپ اپنی غریبی کے سبب اس کی آنکھوں کا آپـ
نہ کرا سکے۔ اتنی خوبصورت اور روشنیوں سے جگمگاتی
کے لیے صرف اندھیرا بن گئی۔ لیکن اس اندھیرے میں
سنیتا کے پیار کی خوشبو نظر آنے لگی جس سے اس کی د
سے جگمگا گئی۔ اور وہ اس کی آنکھوں سے دنیا دیکھنے
ہر وقت اس کے قریب رہتی۔ اس کی دلجوئی کرتی،

ہمت دلایا کرتی۔ اس میں جینے کی امیدیں پیدا کرتی۔

اس کی معصوم دل بہلانے والی باتیں اس کے جینے کا سہارا بن گئیں۔ اور اس سہارے نے اس میں جینے کی ایک امنگ پیدا کردی۔ واقعی وہ پرکاش سے سچی محبت کرتی تھی۔ اس کے اندھا ہونے کے باوجود اس کی محبت میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ بلکہ اس کی محبت میں اور بھی اضافہ ہوگیا تھا۔ اس بے لوث محبت کی قربانی دنیا جانتی ہو جو خود جل کر دوسروں کو روشنی کی زندگی بخشتی ہو۔ وہ محبت جو کی نہیں جاتی بلکہ ہوجاتی ہے۔ وہی محبت جس کی کوئی عمر نہیں ہوتی جو صدا دلوں میں جوان رہتی ہے۔ اور نہ ہی یہ محبت کسی رشتے کی محتاج ہوتی ہے۔ بلکہ محبت کا یہ جذبہ قدرتی طور پر اچانک ایک انسان کے دل میں دوسرے انسان کے لیے پیدا ہوجاتا ہے اور پھر ان کا جینا ایک دوسرے کے لیے وقف ہوکر رہ جاتا ہے۔ مگر ان کا یہ ساتھ دنیا والے برداشت نہ کرسکے۔ سنیتا پر لوگوں نے دن رات طعنے کسنے شروع کردیے۔ طعنے تشنوں کی اس پر بارش کردی گئی لوگ کہتے "جو خود اپنا سہارا نہیں بن سکتا بھلا وہ تمہیں کیا سہارا دے سکے گا؟ ایسا شخص جو دوسروں کے ساتھ ساتھ خود اپنے آپ پر بھی بوجھ ہو۔ جس کا سارا وجود سوائے بوجھ کے اور کچھ نہ ہو۔ اس کے ساتھ زندگی گذارنے کا تصور بھی غلط ہے" لیکن لوگوں کی ان باتوں کا سنیتا پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ وہ سچے پیار میں آگ کی طرح جلتی رہی۔ سنیتا اپنی بے لوث محبت کے ساتھ ساتھ اس کی خدمت بھی کرتی رہی۔ ہر وقت اس کے ساتھ رہتی تو اسے یوں محسوس ہوتا جیسے سنیتا اس کا سایہ ہو جسے وہ دیکھ تو نہیں سکتا مگر محسوس ضرور کرسکتا ہے۔ لیکن ایک وقت ایسا آیا جب سنیتا کے گھر والوں نے اس پر پابندی عائد کردی۔ اس کا پرکاش سے ملنا جلنا بند کردیا گیا۔ اور آخر اس طرح وہ مجبور کردی گئی کہ گھر کی چار دیواری میں اسے قید کردیا گیا۔

وہ ڈاکٹر سے مسلسل کہے جا رہا تھا "میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا اور صرف اندھیرا ہے۔ اور کہیں دنیا کی کوئی بھی خوبصورتی نظر نہیں آتی۔ ہر سو اندھیرا ہر روشنی میرے لیے صرف اندھیرا ہے۔ بھلا اندھے کے لیے بھی دنیا ہوتی ہے؟ لیکن میری دنیا تو صرف سنیتا تھی مکمل عورت۔ قربانی اور ایثار کی جو دیوی تھی۔ محبت کی اس دیوی میں ایک عورت کی ساری خوبیاں بدرجۂ اتم موجود تھیں۔ اور شاید یہی وجہ تھی کہ اس کے ساتھ نے میری محبت کو اور بھی مضبوط اور مستحکم بنادیا تھا میرے جسم کی آنکھیں جب مجھ سے بچھڑ گئیں تو مجھے من کی آنکھیں مل گئیں۔ اور میں نے ان آنکھوں کی روشنی سے ایک نئی دنیا بسالی پیار و محبت کی دنیا، قربانی و ایثار کی دنیا۔ جس دنیا میں مجھے زمانے اور سماج کے رسم و رواج نظر نہیں آتے۔ اس دنیا میں میں ہوں، اور میری سنیتا"

"میری زندگی کی روشنی جسے میں ان آنکھوں سے کبھی نہ دیکھ پاؤں گا۔ زمانے کے ان رواؤں کو دیکھنے کی سکت اب مجھ میں نہیں رہی ہے۔ اور سب سے خاص اور اہم بات یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب، جب سے میں من کی ان آنکھوں سے دیکھنے لگا ہوں۔ اور جب میں من کی ان آنکھوں سے دیکھتا ہوں تو میرے تصور میں بسی ہوئی دنیا مجھے بے حد خوبصورت دکھائی دیتی ہے۔ اور اس دنیا میں جب اپنی سنیتا کو دیکھتا ہوں تو وہ اتنی خوبصورت نظر آتی ہے کہ اس کے سامنے آسمان کی پریاں بھی شرمانے لگتی ہیں۔ اس کے حسن کے سامنے اس دنیا کی خوبصورتی ماند پڑنے لگتی ہے۔ بہت خوبصورت دکھائی دیتی ہے میری سنیتا ــــ کہیں ایسا نہ ہو ڈاکٹر کہ تن کی آنکھوں سے میری سنیتا بدصورت دکھائی دے۔ یہ میں کبھی برداشت نہیں کرسکتا۔ نہیں ڈاکٹر مجھے یہ آنکھیں نہیں چاہیئے۔ ان آنکھوں کی اب مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میں من کی ان آنکھوں کے بغیر اب جی نہیں سکتا"

یہ کہتے کہتے اس کی آواز بند ہوگئی اور وہ دیوانہ وار چیخنے لگا۔ چیختے چیختے اس کی آواز گھٹنے لگی۔ اور پھر اچانک اس نے زور زور سے ہنسنا شروع کردیا۔ اور پھر وہ مسلسل زوردار قہقہے لگانے لگا۔ ڈاکٹر اُسے حسرت سے تک رہا تھا۔ اس کے چہرے پر حسرت واستعجاب اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات کے سائے لہرا رہے تھے۔ اچانک پاگل خانے کے ماہر چشم ڈاکٹر نے بتایا کہ "وہ نہ صرف اندھا ہے بلکہ پاگل بھی ہے"۔ "سنیتا کی شادی ہوئے کئی سال بیت گئے ہیں مگر یہ اب بھی اسے اپنی ہی سمجھتا ہے۔ اور دن رات اسی کا نام لیتا رہتا ہے۔

پاگل خانے کے ڈاکٹر کی بات سن کر وہ اور بھی شدت سے ہنسنے لگا۔ اور پھر بہت ہی افسردہ لہجے میں اس نے کہا "دنیا اب مجھے پاگل بھی سمجھتی ہے۔ ہاں میں پاگل ہوں واقعی بڑی ظالم ہے دنیا بھی ـــــ ہا۔ ہاہا۔ ہاہا۔ ہاہا۔ ہاہا۔ ....."

اور پھر فضاؤں میں دور تک تیزی سے اس کے قہقہے بلند ہوگئے۔ اور ماحول پر ایک عجیب سی سوگواری چھاگئی۔

عظیم راہی (اورنگ آباد / پربھنی سے نشر)

۷۰-۱۴-۱ بڈی لائن اورنگ آباد

افسانہ

یہ تو میں کل ہی استعفیٰ دیدیتی ہوں"۔

ٹھیک پیار دلار میں لپٹی ہوئی کندن کی لمبی لمبی دلیلوں کے جواب میں رما نے جیسے ہی یہ کہا تو دیا پر کہنے کے ساتھ ہی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے۔

آنسو دیکھتے ہی بغل میں لیٹے کندن کا لہجہ اور زیادہ نرم ہوگیا۔ رما کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے بولا۔ دیکھو ڈارلنگ میں یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ تم Strain میں آؤ۔ ذرا اپنا چہرہ دیکھا ہے رما۔ پھر تو تم کتنی Neglect ہو رہا ہے آجکل۔

رما چپ۔

تمھیں کالج سے آٹھ سو روپے ملتے ہیں نا۔ چلو مجھ سے ہزار روپے لے لینا بس"۔

"بات روپئے کی نہیں ہے کندن، سوچتی ہوں کس سال سے جس کام کو اتنا دل لگا کر کررہی ہوں جس کام کی وجہ سے میرے اندر ایک نئی رما کا جنم ہوا ہے اسے چھوڑ کر کتنا خالی پن آجائیگا"

کیا بے کار کی بات کرتی ہو۔ غصہ میں کندن اچھل کر بیٹھ گیا۔ تمھیں وقت ہی نہیں ملے گا یہ سب سوچنے کا اور یہ نئی نوکری کا تم سوچتی ہو میں نے اپنے لیے لی ہے۔ تم لوگوں کے آرام اور خوشحالی کے لیے ہی تو یہ سب کیا ہے۔ تمہارے سکھ کو اپنے سکھ سے الگ سمجھا ہے کبھی۔ اور اس بہت کے بعد کئی بار دہرائی ہوئی آرام اور سہولیات کی لمبی فہرست کو وہ تفصیل سے گنانے لگا۔ لیکن کندن کی باتوں سے بے نیاز سی رما کے دل میں نہ جانے کیوں دس سال پہلے کندن کے جملے تیر رہے تھے۔ تب اس کی شادی کو کل چھ مہینے ہی ہوتے تھے۔ اور کندن چاہتا تھا کہ رما نوکری کرے۔ ایسا نہیں کہ کندن بے کار تھا پر ٹھاٹ باٹ کی زندگی شروع سے کندن کا خواب رہی ہے۔ نوکری کرنے میں رما کو کوئی دشواری نہیں تھی پر اس کی کوئی

نئی نوکری

منو بھنڈاری

بہت خواہش بھی نہیں تھی دل میں۔ خواہش سے بھی زیادہ کمی تھی خود اعتمادی کی کیسے انٹرویو دے گی۔ کیسے پڑھائے گی کیسے لڑکیوں کو قابو میں کرے گی۔ اور تب بھی کندن نے کسی طرح بغل میں لٹا کر اسے سمجھایا تھا، حوصلہ بندھایا تھا، انٹرویو کے لیے تیاری کروائی تھی اور بھاگ دوڑ کر کے جیسے تیسے یہ کام دلوا دیا تھا۔ اور دس سال میں جب یہ نوکری اس کی شخصیت کا حصہ بن گئی تو کندن کہہ رہا ہے کہ رما نوکری چھوڑ دے۔

چار مہینے پہلے کندن کو ایک غیر ملکی کمپنی میں بڑی اچھی نوکری مل گئی۔ موٹی تنخواہ اور مستقبل کے لیے بڑے بڑے سنہرے وعدے۔ کندن کے تو جیسے پیر ہی زمین پر نہیں پڑ رہے تھے۔ پندرہ دنوں تک دونوں نے صرف جشن منایا۔ تقرری کے ایک مہینہ بعد ہی کندن کو بڑے لان کے ساتھ ایک بنگلہ ملا۔ اس ہدایت کے ساتھ کہ اسے بالکل ہندوستانی طریقہ سے سجایا جائے۔ رما کی فنکارانہ صلاحیتوں اور دلچسپی پر بڑا بھروسہ تھا کندن کو

اور رما بھی جی جان سے جٹ گئی تھی۔ سارا دن شاپنگ کرنے کے بعد آئے دن رما کو کندن کے ساتھ یا تو کسی پارٹی میں جانا ہوتا تھا یا پھر اپنے گھر کسی پارٹی کا انتظام کرنا ہوتا تھا بڑی بڑی کمپنیوں اور بڑے بڑے لوگوں سے تعلقات قائم کرنا اس نوکری کا لازمی حصہ تھا اور اسی لیے کندن کو جلد ہی دو کلب کا ممبر بننا پڑا۔ صورت حال یہ تھی کہ کندن کو صرف نوکری ہی نہیں ملی تھی پوری شخصیت ہی نئی ملی تھی۔ مصروفیات نئی ملی تھیں۔ گھر سجا۔ کندن کے چہرے پر نکھار آیا۔ پر اس کے علاوہ بھاگ دوڑ میں رما کے چہرے کی چمک ختم ہو گئی۔ رما کے اس بوجھ سے آزاد کرنے کے لیے کندن کو ایک ہی راستہ سوجھا کہ رما سے نوکری چھڑوا دے۔

۲۰ ستمبر ۱۹۸۴ء

رما کو نوکری چھوڑے دو مہینے ہو گئے اور اسے خود تعجب ہو رہا ہے کہ خالی پن لگنا تو دور اس کی بات تک سوچنے کا اسے وقت نہیں ملا۔

کالج چھوڑتے وقت کندن نے بہت ساری کتابیں خرید کر دی تھیں۔ رما کو اپنی دماغی بھوک خاموش کرنے کے لیے۔ لیکن سجاوٹ کی بہت سی نایاب چیزوں کی طرح وہ بھی بک کیس میں سجی ہی رہ گئیں۔ پڑھنے کا تو وقت ہی نہیں ملا۔ کالج سے ملی Farewell پارٹی کے دن اس نے وعدہ کیا تھا کہ ہفتہ میں ایک دن ضرور لنچ کے وقت وہ کالج پہنچا کرے گی۔ کوئی بڑھیا سا کھانا لے کر سب کو کھلانے اور گپ لگانے۔ پر کبھی کباڑوں کی نیلامی میں مصروف رہی تو کبھی رنگ روغن والے مستریوں سے سر پھوڑتی رہی کبھی پارٹیاں دیتی اور رہی تو کبھی غیر ملکی مہمانوں کے ساتھ آس پاس کے قابل دید مقامات کی سیر کرتی رہی۔

آج اچانک کالج سے مسز داس کا فون آیا۔ ارے رما تم تو ہم کو بھول ہی گئیں۔ آنکھ سے دور۔ دماغ سے دور۔ سنا تھا کہ بڑے افسر کی بیوی بن گئی ہو۔ اب یقین بھی ہو گیا ہے۔" ایسی بات کرے گی تو میں لڑ پڑوں گی۔ مسز داس کتنا مس کرتی ہوں آپ لوگوں کو۔ پر کیا بتاؤں اگلے مہینے جرمنی سے کمپنی کے ڈائرکٹر آ رہے ہیں۔ اس سے پہلے سارا گھر پوری طرح سیٹ کر دینا ہے۔ اسی چکر میں سانس لینے کی فرصت ہی نہیں ملا۔ گھر سجا لینے کے بعد آپ سب لوگوں کو بلاؤں گی۔ تب آپ سمجھیں گی کہ میں کس کام میں مصروف تھی۔

"کچھ نہیں تم آج ہی آؤ۔ بہت ساری خبریں اکٹھی ہو گئی ہیں تمھیں سنانے کے لیے۔ تمھارے بغیر ہمارا اسٹاف روم بہت سونا ہو گیا ہے"

"ٹھیک ہے لنچ تک پہنچتی ہوں" مسز داس کی آواز سنتے ہی یکایک رما کے دل میں کالج کے دن زندہ ہو گئے جلدی میں رسوئی میں جا کر اپنے باورچی سے بڑھیا آلو کے پراٹھے بنانے کو کہا اور اندر جا کر تیار ہونے لگی۔ تبھی فون کی گھنٹی بجی۔ ادھر کندن تھا "ڈارلنگ دیکھو لنچ کے لیے میں گھر ہی آ رہا ہوں ساتھ میں دو مہمان اور ہوں گے بہت فارمل ہونے کی ضرورت نہیں ہے بس دیکھ لینا ذرا ٹھیک ٹھاک ہو جائے" رما کچھ کہتی اس سے پہلے ہی ٹیلیفون کی لائن کٹ گئی۔ ایک لمحہ کے لیے رما جو تھا پکڑے کھڑی رہی پھر بھاری قدموں سے باورچی خانہ میں گئی اور بولی "آلو کے پراٹھے نہیں کٹ لیٹ بنا دینا۔" پھر اور چیزوں کے بنانے کی ہدایات دیں اور پھر نئے سرے سے تیار ہونے لگی۔ تسر کی معمولی ساڑی اتار کر ساؤتھ انڈین سلک کی ساڑی پہنی۔ اسی سے ملتا جلتا گہرا میک اپ کیا۔

ٹھیک ایک بجے سنورے گھر میں سجی سنوری رما نے کندن اور اس کے مہمانوں کا استقبال کیا...

رسمی طور پر ہنسی مزاق اور ہر چیز کی تعریفوں کے درمیان کھانا پینا ختم ہوا۔ گاڑی مہمانوں کو چھوڑنے کے لیے چلی گئی۔ اور کندن اپنی عادت کے مطابق پائپ سلگا کر آرام کرسی پر دراز ہو گیا۔ کھانے کے بعد دس منٹ کا آرام اس کے لیے ضروری ہے۔ برتن اٹھوا کر رما لوٹی تو کندن کے چہرے پر آرام کے بعد کی تازگی لوٹ آئی تھی "رما یار تم اس ساری میں غضب کی لگ رہی ہو۔ دیکھو تم ہو بھی غضب کی۔ آدھے گھنٹہ کے نوٹس پر کیا لاجواب کھانا کھلایا ہے" اور کندن نے پیار سے رما کو اپنی بانہوں کے گھیرے میں لے لیا۔

"چھوڑو بھی"۔ رما خود کو چھڑاتی ہوئی دور جا کھڑی ہوئی۔ کندن مسکراتا رہا۔ ارے لو میں تو بھول ہی گیا" کوٹ پہنتے ہی جیسے کندن کو کچھ یاد آیا ہو۔ اس نے جیب سے نوٹوں کی تین گڈیاں نکالی "یہ جمعدار اور مالی کے لیے" یہ خان ساماں۔ اور بیرے کے لیے" کہتے ہوئے دو چھوٹی گڈیاں رما کے ہاتھ میں تھما دیں اور بڑی ادا کے ساتھ، تھوڑا سا جھک کر بڑی گڈی دیتے ہوئے بولا "اور یہ میم صاحب کی خدمت میں"

"آج کیا پہلی تاریخ ہو گئی ہم کالج کیا چھوڑا مجھے تو دن اور تاریخ کا بھی دھیان نہیں رہتا" گڈیوں کو ہتھیلی پر ایک کے اوپر ایک جماتے ہوئے رما نے کہا۔

"تمھیں کرنا بھی کیا ہے ان سب کا خیال کرے گے"

"ہم" رما کی پیٹھ پر ہلکا سا دھول جما کر کندن کھٹ کھٹ کرتا ہوا پورٹیکو کی طرف چل دیا۔ پیچھے پیچھے رما بھی۔ گاڑی لوٹ آئی تھی اور کندن کو دیکھتے ہی ڈرائیور نے تپاک سے دروازہ کھولا۔ گاڑی میں بیٹھ کر کندن نے ہاتھ کے ہلکے سے اشارے سے رما کو الوداع کہا اور گاڑی لال بجری کی سڑک پر تیرتی ہوئی آگے چلی گئی۔ رما نوٹوں کی گڈیاں ہاتھوں میں لیے اپنی جگہ ساکت کھڑی رہی۔ کچھ لمحوں بعد وہ مڑی اور دھیرے دھیرے بغیچہ کی طرف چلی آئی......

(اردو سروس سے نشر)

دوردرشن کیندر لکھنؤ

کیمرہ مین گریڈ II

فلم ایڈیٹر ــ ساؤنڈ ریکارڈسٹ

اور پراپرٹی/وارڈروب اسسٹنٹ

درکار ہیں

اسٹیشن ڈائریکٹر دوردرشن کیندر لکھنؤ کو دوردرشن کیندر، لکھنؤ میں اسٹاف آرٹسٹوں کی درج ذیل اسامیاں پُر کرنے کیلئے درخواستیں مطلوب ہیں۔ کام کی نوعیت، فیس اسکیل، تعلیمی قابلیت، عمر کی حد وغیرہ سے متعلق تفصیلات درج ذیل ہیں۔

(کُل اسامیوں کا ۱۵ فیصد شیڈول کاسٹ اور ½۷ فیصد شیڈول ٹرائب امیدواروں کیلئے مخصوص ہے۔)

کیمرہ مین گریڈ II : ۲ اسامیاں

کام کی نوعیت تمام اقسام کے ٹی وی کیمروں بشمول فلم و الیکٹرونک، سے بخوبی واقفیت۔ کمپوزیشن اور کوآرڈینیشن کی اچھی سمجھ اور ذہن۔ سپرد کردہ آلات کی دیکھ بھال اور سنبھال کی ذمہ داری۔ فلم اور الیکٹرونک، دونوں طرح کے کیمروں سے شوٹنگ کرنے کی مہارت ٹی وی نظام کی کارکردگی سے اور تکنیکی و فنکارانہ مسائل سے واقفیت وغیرہ عمومی طور پر کیمرہ مین گریڈ II کے فرائض میں شامل ہیں۔

اہلیت (لازمی)

i) میٹرک یا اس کے مساوی

ii) کسی مستند ادارے سے سنیماٹوگرافی میں ڈگری یا ڈپلومہ

پسندیدہ

i) موشن پکچر فوٹوگرافی کا تین سالہ تجربہ

عمر : یکم جولائی ۱۹۸۱ء کو ۲۱ اور ۳۰ برس کے درمیان

فیس اسکیل : ۵۵۰-۲۵-۷۵۰-ای بی-۳۰-۹۰۰ روپے اور ساتھ میں بھتے۔

فلم ایڈیٹر : ۲ اسامیاں

کام کی نوعیت خاموش اور بولتی فلموں کی ایڈیٹنگ۔ ایڈیٹنگ آلات کی سنبھال۔ لاگ بک میں کی جنبوں کا اندراج۔ لائبریری شاٹس اور ساؤنڈ ایفیکٹس ترتیب دینا۔ ریکارڈنگ کیلئے لوپس تیار کرنا۔ کیوشیٹس کی ڈبنگ۔ نیگیٹوز اور پرنٹس چیک کرنا۔ ساؤنڈ ٹریکس شامل کرنا وغیرہ عموی طور پر فلم ایڈیٹر کے فرائض میں شامل ہیں۔

اہلیت (لازمی)

i) میٹرک یا اس کے مساوی

ii) کسی مسلمہ ادارے سے فلم ایڈیٹنگ میں ڈگری یا ڈپلومہ

iii) امیدوار نے مڈل اسکول کا امتحان، اسامی سے متعلق زبان جیسے ہندی، بطور ایک مضمون کے ساتھ پاس کیا ہو۔ (یہ پابندی ان افراد پر عائد نہیں، اسامی سے متعلق زبان جنکی مادری زبان ہے یا پرائمری اور سکنڈری اسکولوں میں وسیلہ تعلیم رہی ہے۔)

عمر : یکم جولائی ۱۹۸۱ کو ۲۱ اور ۳۰ برس کے درمیان

فیس اسکیل : ۴۲۵-۱۵-۵۰۰-ای بی-۱۵-۵۶۰-۲۰-۶۴۰-ای بی-۲۰-۷۰۰-۲۵-۷۵۰ روپے اور ساتھ میں بھتے۔

ساؤنڈ ریکارڈسٹ : ۳ اسامیاں

کام کی نوعیت تمام فلم پروگراموں کیلئے ساؤنڈ ریکارڈ کرنا۔ مائیکروفون نصب کرنے میں مدد دینا ساؤنڈ کیمرہ مین کے جنرل اسسٹنٹ کے طور پر کام کرنا۔ جب اور جہاں ضرورت ہو فلم کی ایڈیٹنگ اور پروسیسنگ میں مدد دینا عموی طور پر ساؤنڈ ریکارڈسٹ کے فرائض میں شامل ہیں۔

اہلیت : (لازمی)

i) میٹرک یا اسکے مساوی

ii) کسی مسلمہ ادارے سے ساؤنڈ ریکارڈنگ میں ڈپلومہ یا سرٹیفکیٹ۔

عمر : یکم جولائی ۱۹۸۱ء کو ۲۱ اور ۳۰ برس کے درمیان۔

فیس اسکیل : ۴۲۵-۱۵-۵۰۰-ای بی-۱۵-۵۶۰-۲۰-۶۴۰-ای بی-۲۰-۷۰۰-۲۵-۷۵۰ روپے اور ساتھ میں بھتے۔

پراپرٹی/وارڈروب اسسٹنٹ : ایک اسامی

کام کی نوعیت : کاسٹیوم ڈیزائنر کی مدد کرنا۔ پراپرٹی سروس کے کام کو یقینی طور پر موثر بنانا۔ پراپرٹی مین کے فرائض انجام دینا۔ پروگراموں کیلئے بجٹ، پراپرٹی کی چیکنگ اور کنٹرولنگ کرنا۔ تمام اسٹاک اور پراپرٹی کی آمد/اجرا سے متعلق ریکارڈ کی سنبھال۔ پراپرٹی کی خرید اور سنبھال میں مدد دینا۔ پراپرٹی کو درست طور پر رکھنا اور سنبھالنا۔ اور دیگر متعلقہ کام کرنا عموی طور پر فرائض میں شامل ہیں۔

اہلیت : (لازمی)

i) میٹرک یا اسکے مساوی

ii) ٹیلی ویژن/اسٹیج/فلم میں وارڈروب اور پراپرٹی کی ہینڈلنگ، اسٹوریج اور دیکھ بھال کا کم از کم تین سالہ تجربہ

عمر : یکم جولائی ۱۹۸۱ء کو ۲۱ اور ۳۰ برس کے درمیان

عمر کی حد : دوردرشن میں ملازم اسٹاف آرٹسٹوں کو بھرتی کا مجاز افسر قواعد کے مطابق عمر کی حد میں رعایت دے سکتا ہے۔ شیڈول کاسٹ/ٹرائب امیدواروں کو ۵ برس کی اور خصوصی زمروں کے امیدواروں کو سول اسامیوں کیلئے مرکزی سرکار کی جانب سے جاری کردہ ہدایات کے مطابق عمر کی حد میں رعایت دی جائے گی۔

ریزرویشن : مذکورہ بالا اسامیوں سے ۱۵ فیصد شیڈول کاسٹ اور ½۷ فیصد شیڈول ٹرائب امیدواروں کے لیے مخصوص ہیں۔

۳ - ٹسٹ/انٹرویو کیلئے بلائے جانے پر امیدواروں کو اپنے اخراجات پر آنا ہوگا۔ لیکن بے روزگار شیڈول کاسٹ/ٹرائب امیدواروں کو سفر بھتہ دیا جائے گا۔

۴ - سرکاری ملازمین اپنی درخواستیں اپنے دفتر کے توسط سے ارسال کریں۔ سرکاری ملازم کے انتخاب کی صورت میں اسکو دوردرشن میں تقرری سے قبل اپنی موجودہ ملازمت سے مستعفی ہونا ہوگا۔ منتخب امیدوار کا تبادلہ/تقرر کسی بھی دوردرشن کیندر/اپ گرہ دوردرشن کیندر پر کیا جا سکتا ہے۔

۵ - تمام ضروری کاروائیوں کی تکمیل سے قبل منتخب امیدوار کا تقرر ابتدا میں عارضی قابل تجدید معاہدے کی بنیاد پر کیا جائیگا۔ اس کے بعد انکو مقررہ فیس اسکیل میں بحیثیت اسٹاف آرٹسٹ تین سال کے معاہدے پر رکھا جائیگا جس میں دو سال کی مدت آزمائشی شمار ہوگی۔ آئندہ تجدید

آکاشوانی بمبئی

اسسٹنٹ ایڈیٹر (نیوز - گجراتی) درکار ہے

اسٹیشن ڈائریکٹر، آل انڈیا ریڈیو بمبئی کو آل انڈیا ریڈیو بمبئی میں اسسٹنٹ ایڈیٹر (نیوز / گجراتی) اسٹاف آرٹسٹ کی اسامی پر کرنے کیلئے درخواستیں مطلوب ہیں۔

کام کی نوعیت: نیوز ایجنسی اور دیگر ذرائع سے موصول ہونے والے مواد کی ایڈیٹنگ، خبروں کے مواد کو انگریزی سے علاقائی زبان میں یا اسکے برعکس درست اور تیز رفتاری سے ترجمہ کرنا۔ افراد کے ساتھ انٹرویو کرنا، مقامات اور واقعات پر توضیحی کمنٹری دینا۔ مذکورہ بالا انٹرویوز اور کمنٹری کی ریکارڈنگ کرنا۔ جب اور جہاں ضرورت ہو اسکرپٹس، ناٹک، فیچر، تقاریر اور کہانیاں وغیرہ لکھنا۔ نشریات کیلئے مواد کا انتخاب اور ایڈیٹنگ کرنا۔ تقاریر اور کہانیوں وغیرہ کے اسکرپٹس پڑھنا جب اور جہاں ضرورت ہو پروگرام میں شرکت کرنا۔ اور خصوصی سامعین کیلئے پروگرام پیش کرنا۔ اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً سپرد کردہ فرائض کی انجام دہی موٹے طور پر اسسٹنٹ ایڈیٹر کے فرائض میں شامل ہیں۔

اسامی کیلئے درکار اہلیت، عمر اور فیس اسکیل سے متعلق تفصیلات درج ذیل ہیں۔

اہلیت

لازمی: (الف) کسی مسلمہ یونیورسٹی کی ڈگری یا اسکے مساوی۔

(ب) خبروں کی رپورٹنگ اور ایڈیٹنگ کا کم از کم تین سال کا تجربہ (ریڈیو نیوز بلیٹن اور نیوز ریل وغیرہ کیلئے۔)

(ج) اسامی سے متعلق زبان سے واقفیت

(د) قومی اور بین الاقوامی حالات حاضرہ سے واقفیت۔

(ہ) خبروں کے مواد کو انگریزی سے گجراتی میں درست اور تیز رفتار ترجمہ کرنے کی صلاحیت۔

پسندیدہ: (الف) جرنلزم یا ماس کمیونیکیشن میں ڈپلوما

(ب) نشریات کیلئے موزوں آواز

(ج) کتابیں لکھنے یا ریڈیو / جرائد کیلئے لکھنے کا تجربہ

یکم جولائی ۱۹۸۱ کو ۲۱ اور ۳۵ برس کے درمیان (آل انڈیا ریڈیو کے اسٹاف آرٹسٹوں، شیڈولڈ کاسٹ اور شیڈولڈ ٹرائب امیدواروں کو قواعد کے مطابق رعایت۔)

فیس اسکیل: ۶۵۰-۳۰-۷۴۰-۳۵-۸۱۰-ای بی-۳۵-۸۸۰-۴۰-۱۰۰۰-ای بی-۴۰-۱۲۰۰ اور ساتھ میں وہ بھتے جو آل انڈیا ریڈیو کے اسٹاف آرٹسٹوں کو وقتاً فوقتاً دیئے جاتے ہیں۔

(۴) امیدواروں کو تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو کیلئے اپنے اخراجات پر آل انڈیا ریڈیو، بمبئی پہنچنا ہوگا۔

(۵) سرکاری ملازمین اپنی درخواستیں اپنے دفتر کے توسط سے ارسال کریں۔

(۶) منتخب امیدوار کا تبادلہ آل انڈیا ریڈیو کے کسی بھی اسٹیشن پر کیا جاسکتا ہے۔

(۷) تمام ضروری کاروائیوں کی تکمیل سے قبل منتخب امیدوار کا تقرر ابتدا میں ماہانہ قابل تجدید معاہدے کی بنیاد پر کیا جائیگا۔ اس کے بعد انکو مقررہ فیس اسکیل میں اسٹاف آرٹسٹ کی حیثیت تین سالہ معاہدے کی بنیاد پر رکھا جائیگا جس میں سے دو سال کی مدت آزمائشی شمار کی جائیگی آزمائشی مدت کی کامیاب تکمیل پر امیدوار کے ساتھ طویل المدت معاہدہ کیا جائیگا جو کہ امیدوار کی ۵۸ برس کی عمر تک چلیگا۔

(۸) امیدوار اپنی درخواستیں سادہ کاغذ پر دیں اور اس میں مندرجہ ذیل تفصیلات کا اندراج کریں۔ (۱) پورا نام اور پتہ (۲) عمر، تاریخ پیدائش کے ساتھ (۳) جس اسامی کیلئے درخواست دی ہو اس کا نام (۴) تعلیمی اور پیشہ ورانہ قابلیت (۵) تجربہ (۶) موجودہ روزگار وغیرہ اور ساتھ میں تائیدی اسناد کی تصدیق شدہ نقول منسلک کریں (۷) امیدوار کا کوئی رشتہ اگر آل انڈیا ریڈیو یا وزارت اطلاعات و نشریات کے کسی اور شعبے میں ملازم ہے تو اسکے بارے میں لکھیں۔ (۸) آل انڈیا ریڈیو میں اس سے قبل بھی اگر کسی اسامی کیلئے درخواست دی ہو تو اس بارے میں بھی لکھیں۔ درخواستیں ۳۱ دسمبر ۱۹۸۱ء تک اسٹیشن ڈائرکٹر آل انڈیا ریڈیو بمبئی کے پاس پہنچ جانا چاہئیں۔

(۹) مقررہ تاریخ کے بعد موصول ہونے والی درخواستیں کسی بھی حالت میں قابل قبول نہ ہونگی۔ ٹسٹ / انٹرویو کے لیے بلاتے وقت زیادہ قابل اور زیادہ تجربہ کار امیدواروں کو ترجیح دی جائیگی۔ جن افراد نے ہمارے گذشتہ اشتہار کے جواب میں درخواستیں دی تھیں انہیں دوبارہ درخواست دینے کی ضرورت نہیں۔

(۱۰) کسی بھی قسم کے اثر و رسوخ کے استعمال کی کوشش امیدوار کی ناموزونیت کا سبب ثابت ہوگی۔

کی کامیاب تکمیل پر انکو طویل المدت معاہدے کے لیے قابل غور سمجھا جائے گا جو کہ امیدوار کی عمر ۵۸ برس ہونے تک چلیگا۔

۶۔ امیدوار اپنی درخواستیں سادہ کاغذ پر دیں اور اس میں درج ذیل تفصیلات مہیا کریں۔ پورا نام اور پتہ، عمر۔ تاریخ پیدائش کے ساتھ۔ جس اسامی کیلئے درخواست دی ہے اسکا نام تعلیمی اور پیشہ ورانہ قابلیت، تجربہ، موجودہ روزگار وغیرہ اور ساتھ میں تائیدی اسناد کی مصدقہ نقول منسلک کریں۔ اگر اس سے قبل دوردرشن میں کسی اسامی کیلئے درخواست ہو اور اگر امیدوار کا کوئی رشتہ دار دوردرشن / آل انڈیا ریڈیو / وزارت اطلاعات و نشریات کے کسی شعبے میں ملازم ہو تو اس بارے میں بھی تفصیلات درج کریں۔ درخواستیں ۳۱ دسمبر ۱۹۸۱ء تک ڈائرکٹر، دوردرشن کیندر لکھنؤ کے پاس پہنچ جانا چاہئیں۔

۷۔ ایک سے زیادہ اسامی کے اہل امیدوار، ہر اسامی کیلئے علیحدہ اور ہر لحاظ سے مکمل درخواست دیں۔ ایک درخواست صرف ایک ہی اسامی کیلئے قابل غور سمجھی جائیگی۔

۸۔ مقررہ تاریخ کے بعد موصول ہونیوالی، نامکمل، اسناد کی مصدقہ نقول کے بغیر اور دفتر کے توسط سے نہ آنے والی درخواستیں کسی بھی صورت میں قابل قبول نہ ہونگی۔ امیدواروں کو خیال رکھنا چاہیئے کہ دفتر کے توسط سے آنے والی درخواستیں مقررہ تاریخ تک پہنچ جائیں۔

۹۔ امیدوار کے انتخاب سے قبل یا بعد میں یہ انکشاف ہوا کہ اس نے عمداً ضروری معلومات کو چھپایا ہے تو اس کا تقرر منسوخ کر دیا جائے گا۔

۱۰۔ کسی بھی قسم کے اثر و رسوخ کے استعمال کی کوشش امیدوار کی ناموزونیت کا سبب ثابت ہوگی۔

اردو سروس

پہلی مجلس

میڈیم ویو: ۳۲۲٫۱۴ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز)　میڈیم ویو: ۲۸۰٫۱۴ میٹر (۱۰۷۱ کلو ہرٹز)

شارٹ ویو: ۴۸٫۷۰ میٹر (۶۱۶۰ کلو ہرٹز)

دوسری مجلس

میڈیم ویو: ۳۲۲٫۱۴ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز)　میڈیم ویو: ۲۸۰٫۱۴ میٹر (۱۰۷۱ کلو ہرٹز)

شارٹ ویو: ۳۱٫۱۰ میٹر (۹۶۷۵ کلو ہرٹز)

تیسری مجلس

میڈیم ویو: ۳۲۲٫۱۴ میٹر ۷۰۲ کلو ہرٹز　شارٹ ویو: ۹۱٫۰۵ میٹر ۳۲۹۵ کلو ہرٹز

مفصل پروگراموں کے لیے "آواز" یکم دسمبر کا شمارہ دیکھیے

بدھ ۱۶ دسمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت، قوالی اور بھجن

۶-۲۵ شہر صبا
امیتابھ شرما، جاں نثار اختر اور
بشیر بدر کا کلام
شانتا سکینہ، فراق گورکھپوری،
درد اور آنند نرائن ملا کا کلام

۷-۳۰ سازسنگیت
پرکاش این سکینہ،
بانسری، راگ نٹ بھیرو

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
مالتی پانڈے، خیال دیسی

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین
(۱) 'مساوات کا تصور، تعلیمی نقطۂ نظر سے'
تقریر
(۲) گیت
(۳) دسترخوان

۳-۰۰ فلمی دنیا
(۱) 'فلمی صنعت اور اقلیتیں'
تقریر از حمید الدین محمود
(۲) 'پرچھائیے'، سرفراز احمد

رات

۸-۴۵ شہر نامہ
'سرینگر'، غلام نبی خیال

۹-۰۰ حسن غزل
شانتا سکینہ، فیض احمد فیض کا کلام

۹-۳۰ کھیل کے میدان
'عالمی ہاکی کپ'، فیچر
ترتیب و پیشکش، ورِیندر کھنہ

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
پرکاش این سکینہ، بانسری پر راگ جوگ
مالتی پانڈے، خیال کیدارہ

جمعرات ۱۷ دسمبر

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
شانتی ماتھر، عزیز وارثی اور
ایم ایل ملہوترہ کا کلام
سعادت بن اشرف، ریاض خیرآبادی
اور فیض کا کلام

۷-۳۰ سازسنگیت
شیو کمار شرما،
سنطور پر راگ بھٹیار

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
شکور علی خاں، خیال بیراگی بھیرو

دوپہر

۲-۳۰ پنگھٹ

۳-۰۰ قوالیاں

رات

۸-۴۵ خاکہ 'ملے شکوہ'

۹-۰۰ 'پرچھائیں'، ڈرامہ
تحریر، پریم پاٹھک

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
(۱) شیو کمار شرما،
سنطور پر راگ کوشک دھونی
(۲) شکور علی خاں،
خیال اور ترانہ راگ بھوپالی

جمعہ ۱۸ دسمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
(۱) تلاوت قرآن مجید مع ترجمہ،
قاری عبدالباری
(۲) نعت رسول
(۳) نعتیہ کلام

۶-۲۵ شہر صبا
(۱) نیلم ساہنی، جاں نثار اختر،
رفعت سروش اور سیماب اکبرآبادی کا کلام
(۲) تپش بستر، غلام ربانی تاباں اور
حسن کمال کا کلام

۷-۳۰ سازسنگیت
شرن رانی، سرود پر راگ جونپوری

۹-۰۰ آؤ بچو!
(۱) کیا تم جانتے ہو؟
'اوس، بارش اور اولے کیسے گرتے ہیں'
تقریر از سریندر کوشک
(۲) گیت
(۳) بچوں کی دنیا

دوپہر

۳-۰۰ آواز دے کہاں ہے
پیشکش، اے جبّار

رات

۸-۴۵ طنز و مزاح
تقریر از جمال پاشا

۹-۰۰ حسن غزل
نیلم ساہنی، فیض اور جگر کا کلام

۹-۱۵ شہ پارے
'آثار الصنادید' تحریر، رضیہ فاروقی

۱۱-۰۰ بزم موسیقی
(۱) شرن رانی، سرود پر جے جے ونتی
(۲) مالنی راجورکر، خیال مالکونس

ہفتہ ۱۹ دسمبر

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
محمد یعقوب، غزلیں
مدن بالا، رضا امروہوی اور
عرش ملسیانی کا کلام

۷-۳۰ سازسنگیت
غلام حسین خاں، ستار پر راگ بھٹیار

۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
بیگم اختر، ٹھمری و دادرا

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین
(۱) گھر کیسے چلے — جب بچے زیادہ ہوں
مذاکرہ
(۲) غزل
(۳) خطوں کے جواب

رات

۸-۴۵ ریڈیو نیوز ریل

۹-۰۰ حسن غزل
محمد یعقوب، غزلیں

۹-۳۰ نئی نسل نئی روشنی
کالج کی شام

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
(۱) کرشنا بشٹ اور بھارتی چکرورتی
خیال چندروتی
(۲) غلام حسین خاں، ستار پر راگ یمن

اتوار ۲۰ دسمبر

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعتیہ قوالی، حبیب پینٹر اور ہمنوا

۶-۲۵ شہر صبا
(۱) اقبال بانو، داغ دہلوی کا کلام
(۲) شنکرداس گپتا، شمیم جے پوری،
عرش ملسیانی اور ساحر لدھیانوی
کا کلام

۷-۳۰ سازسنگیت
ضیاء محی الدین خاں ڈاگر،
راگ آسا ویری للت

دوپہر

۲-۳۰ مشاعرہ

۳-۰۰ قوالیاں

رات

۹-۰۰ حسن غزل
اقبال بانو، فانی بدایونی اور
فیض کا کلام

۹-۱۵ کیسے من کا بھیے
شوبھا گرٹو، ٹھمری کماچ

۹ ادبی نشست
اس سہ ماہی کے ادبی رسائل کا جائزہ
۱۱ بزم موسیقی
ضیاء محی الدین ڈاگر،
وینا پر راگ نند کشوری
ملک ارجن منصور، خیال نند

پیر ۲۱ دسمبر

شہر صبا
(۱) رویندر گودرو، مومن اور
جگر مراد آبادی کا کلام
(۲) مہدی حسن، میر تقی میر اور
اقبال کا کلام
ساز سنگیت
ہیرالال، طبلہ وادن
ہلکی کلاسیکی موسیقی
میراپی دلیش پانڈے
خیال دیو گری بلاول

نگاہ انتخاب
سازوں پر موسیقی

کلام شاعر، عزیز قیسی
حسن غزل
مہدی حسن، غزلیں
ایک ہی فلم کے گیت
بزم موسیقی
(۱) ہیرالال، طبلہ وادن
(۲) میراپی دلیش پانڈے، خیال باگیشری

منگل ۲۲ دسمبر

شہر صبا
(۱) شبیر حسین، خار بارہ بنکوی اور
شمیم جے پوری کا کلام
(۲) ہیلا ساویر، جگر مراد آبادی،
مجاز لکھنوی اور قیصر قلندر کا کلام
ساز سنگیت
جگن ناتھ مشرا، شہنائی پر للت
کلاسیکی موسیقی
رومارانی بھٹاچاریہ، خیال رام کلی

جھلکی گیت
گیت سے گیت

۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
(۱) حرف آغاز
(۲) قوالی
(۳) بدلتی دنیا۔ مستقبل کے امکانات،
تقریر از رشیدہ بانو
رات
۸-۴۵ 'ہماری تہذیب ۔ کلچر اور تہذیب سے وابستگی'
تقریر از عتیق حنفی
۹-۰۰ حسن غزل
شبیر حسین، غالب کا کلام
۹-۳۰ آئینہ
ادبی میگزین
۱۱-۰۰ بزم موسیقی
(۱) رومارانی بھٹاچاریہ، خیال جے جے ونتی
(۲) جگن ناتھ، شہنائی پر راگ پوریا کلیان

بدھ ۲۳ دسمبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
(۱) نعتیہ قوالیاں، انعام احمد و ہمنوا
(۲) شبد
۶-۲۵ شہر صبا
(۱) مہندر چوپڑہ، غزلیں
(۲) عزیز بانو، پارسا جے پوری، جگر
اور ظفر کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
امرناتھ، بانسری پر گجری توڑی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
رشید حسین خاں، خیال توڑی
دوپہر
۲-۳۰ بزم خواتین
(۱) شام ڈھلے محبوب کا انتظار ۔
اردو افسانوں میں، تقریر از
رفیعہ منظور الامین
(۲) گیت
(۳) کام کی باتیں
۳-۰۰ بات ایک فلم کی
رات
۸-۴۵ دلی ڈائری
پیشکردہ، حسن سرور
۹-۰۰ حسن غزل
مہندر چوپڑہ، غزلیں
۹-۳۰ مشاعرہ
۱۱-۰۵ بزم موسیقی

(۱) امرناتھ، بانسری پر راگ چندر کونس
(۲) رشید حسین خاں، خیال چندر کونس

جمعرات ۲۴ دسمبر

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
(۱) بتن دیوانہ، جگر مراد آبادی کا کلام
(۲) چاند رانی، ظفر، مومن اور
مجروح کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
کرشن شرما، گٹار وادن
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
راجن مشرا، ساجن مشرا
خیال اور ترانہ راگ بھیرو
دوپہر
۲-۳۰ یادیں بن گئیں گیت
۳-۰۰ دریچہ
رات
۹-۰۰ 'زرد پتے' ڈرامہ
تحریر: اقبال مجید
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
(۱) کرشن شرما، گٹار پر راگ ایمن
(۲) راجن مشرا، ساجن مشرا
خیال ابھوگی

جمعہ ۲۵ دسمبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
تلاوت قرآن پاک معہ ترجمہ،
قاری فرید احمد
نعت ۔ نعتیہ کلام
۶-۲۵ شہر صبا
کرسمس پر خصوصی پروگرام
اسٹیلا والٹرا اور ہمنوا
۷-۳۰ ساز سنگیت
نندلال گھوش،
سرود پر راگ توڑی
۷-۴۵ 'اب کی بار'
مزاحیہ جھلکی
۹-۰۰ آؤ بچو
(۱) کرسمس کی اہمیت
(۲) کرسمس کے گیت
(۳) بچوں کے خط
دوپہر
۲-۳۰ حرف غزل

۳-۰۰ آواز دے کہاں ہے
رات
۸-۴۵ آج کے تناظر میں
'تخلیقی ذہن اور کمپیوٹر'
تقریر از فضیل جعفری
۹-۰۰ حسن غزل
سیتا کوہلی، مجاز اور ظفر کا کلام
۹-۱۵ کتابوں کی باتیں
ڈاکٹر تنویر احمد علوی
۹-۳۰ روبرو
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
نندلال گھوش، سرود پر راگ درباری
استاد چاند خاں، خیال درباری

ہفتہ ۲۶ دسمبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
نعت، جمیل شمی اور ہمنوا
بھجن
۶-۲۵ شہر صبا
پریم ناتھ، غزلیں
ریتا گنگولی، امیر قزلباش کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
سروجیت کور، ستار پر راگ دیسی
۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
نرملا ارون، ٹھمری، بھیروی، دادرا
دوپہر
۲-۳۰ بزم خواتین
(۱) اپنے شام و سحر
(۲) گیت
(۳) دسترخوان
رات
۸-۴۵ ریڈیو نیوز ریل
۹-۰۰ حسن غزل
ریتا گنگولی، ساحر اور
غلام ربانی تاباں کا کلام
۹-۳۰ نئی نسل نئی روشنی
اسٹوڈیو مشاعرہ
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
(۱) سروجیت کور، ستار پر راگ ابھوگی
(۲) گنیش رام چندر، خیال

اتوار ۲۷ دسمبر

صبح
۶-۲۵ شہر صبا

نسیم بانو چوپڑہ ، غزلیں
اقبال احمد صدیقی ، عمر انصاری
اختر شیرانی کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
احمد رضا ، بین پر راگ توڑی
۹-۰۰ آؤ بچو !
جمعہ کی نشریات دوبارہ
۹-۳۲ چلتے چلتے

دوپہر
۲-۰۷ آپ کا خط ملا
۲-۳۰ غیر فلمی غزلیں
۳-۰۰ غیر فلمی قوالیاں

رات
۸-۴۵ کھیل کھلاڑی
۹-۰۰ حسن غزل
نسیم بانو چوپڑہ ، غزلیں
۹-۱۵ کجرہ بن کارے
سدھیشوری دیوی ، ٹھمری مشر تلنگ
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
(۱) احمد رضا ، وینا پر راگ مالکونس
(۲) گنگا پرساد پاٹھک ، خیال ہمیر

پیر ۲۸ دسمبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
۶-۲۵ شہر صبا
بلونت بنسل ، مجاز لکھنوی اور
فیض احمد فیض کا کلام
شمیم آزاد : کے کے سیتر کا کلام
پربھا ماتھر ، حسن جعفری کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
عبدالغنی ، سارنگی وادن
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
دیپالی ناگ ، خیال للت

دوپہر
۲-۳۰ رنگ رنگ

رات
۸-۴۵ کلام شاعر
غلام ربانی تاباں
۹-۰۰ حسن غزل
بلونت بنسل ، داغ دہلوی اور
نوح ناروی کا کلام
۹-۳۰ شکریہ کے ساتھ
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
(۱) عبدالغنی ، سارنگی

دیپالی ناگ ، خیال مروہ

منگل ۲۹ دسمبر

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
۶-۲۵ شہر صبا
(۱) اندر نارائن ، کمال احمد صدیقی اور
غلام ربانی تاباں کا کلام
(۲) ارملا ناگر ، رام کرشن مضطر اور
عزیز وارثی کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
جیت دیو برمن : اسراج پر سیرگی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
غلام مصطفیٰ خاں : خیال

دوپہر
۲-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
(۱) کوئیز
(۲) 'کچھ یاد رہا کچھ بھول گئے' بڑے لکھاوے میں'
تقریر از حامد ربانی

رات
۸-۴۵ علوم کی ترقی میں ہند کا حصہ
' علم طبعیات ' تقریر از
سعید الزماں چغتائی
۹-۰۰ حسن غزل
ارملا ناگر ، رضا امروہوی اور
بشیر بدر کا کلام
۹-۳۰ ماضی کے دیار
(۱) 'رشید احمد صدیقی کا علی گڈھ'
تقریر از اطہر پرویز
(۲) 'جامعہ کا ماضی' -
تقریر از سعید انصاری
(۳) آنند نرائن ملا سے ملاقات کے اقتباسات
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
(۱) جیت دیو برمن ، اسراج پر راگ ابھوگی
(۲) غلام مصطفیٰ خاں ، خیال

بدھ ۳۰ دسمبر

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
(۱) دینا ناتھ ، شیر جھنجھانوی اور
مجروح سلطانپوری کا کلام
(۲) مدھو رانی : غالب ، شکیل اور
فراق گورکھپوری کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
نرنجن پرساد ، بانسری پر
راگ مشر بھیرو
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
کشوری امونکر ، خیال جونپوری

دوپہر
۲-۳۰ بزم خواتین
مشاعرہ

رات
۸-۴۵ شہر نامہ
۹-۰۰ حسن غزل
دینا ناتھ ، قیصر قلندر اور
بشیر بدر کا کلام
۹-۳۰ سائنس میگزین
مدیر ، محمد خلیل
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
(۱) نرنجن پرساد ، بانسری پر
راگ کروانی
(۲) کشوری امونکر ، خیال مالکونس
اور ترانہ

جمعرات ۳۱ دسمبر

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
(۱) جمیل احمد ، ریاض خیرآبادی
اور اقبال کا کلام
(۲) پریتا بلبیر سنگھ ، بشیر بدر،
رفعت سروش اور شمیم جے پوری کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
سدھ رام یادو ، سندری پر
راگ بھیروی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
منور علی خاں ،
خیال کومل رکھب اساوری

دوپہر
۲-۳۰ '۱۹۸۱ء کے جھروکے سے'
خصوصی پروگرام

رات
۸-۴۵ خدا کیلئے شکریہ
۹-۰۰ ڈرامہ
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
(۱) سدھ رام یادو ، سندری پر
راگ مالکونس اور دھن
(۲) منور علی خاں ، خیال درباری



بزم موسیقی کے لیے ریکارڈنگ کراتے ہوئے سپندر سنگھ، تیج پال سنگھ

دہلی

میڈیم ویو

دہلی الف ۳۶۶ء۳ میٹر ۸۱۹ کلوہرٹز
دہلی ب ۲۹۴ء۹ میٹر ۱۰۱۷ کلوہرٹز
دہلی ج ۲۱۹ء۳ میٹر ۱۳۶۸ کلوہرٹز
دہلی د ۲۴۶ء۹ میٹر ۱۲۱۵ کلوہرٹز

شارٹ ویو

صبح ۰۰-۶ سے ۱۵-۸ تک ۱۵ء۹ میٹر ۳۳۲۶۵ کلوہرٹز
صبح ۱۵-۸ کے بعد ۴۱ء۹ میٹر ۷۱۱۰ کلوہرٹز
دوپہر ۱۵ء۳۱ میٹر ۹۶۳۰ کلوہرٹز
شام ۴۵-۵ تک ۱۹ء۴۲ میٹر ۷۱۱۰ کلوہرٹز
شام ۰۰-۶ سے رات تک ۹۱ء۱۵ میٹر ۳۲۶۵ کلوہرٹز

خبریں

دہلی الف: عالمی خبریں: ہندی: صبح ۰۰-۶ تا ۲-۶ ½ انگریزی: صبح ½ ۲-۶ تا ۵-۶
ہندی میں خبریں: ۰۰-۸، ۰۰-۱۱، ۰۵-۱، ۱۰-۲، ۰۰-۵، (صوبائی خبریں) ۰۵-۶،
۵۰-۷ (علاقائی خبریں) ۴۵-۸، ۰۵-۱۱ (عالمی خبریں)
انگریزی میں خبریں: دوپہر ۰۰-۱۲ سنسکرت میں خبریں: صبح ۰۰-۷، شام ۱۰-۶
اردو میں خبریں: صبح ۵۰-۸، دوپہر ۵۰-۱ اور رات ۱۵-۹ (خبریں اور تبصرہ)
پنجابی میں خبریں: دوپہر ۴۰-۱
دہلی ب: ہندی میں خبریں: ۴۵-۲ (دھیمی رفتار سے)
انگریزی میں خبریں: صبح ۱۰-۸، ۰۰-۱۰، ۰۰-۱، ۲۰-۲ (دھیمی رفتار سے)
۰۰-۴، ۰۰-۶، ۰۰-۹، ۰۰-۱۱ (عالمی خبریں)
پنجابی میں خبریں: صبح ۳۰-۸ شام ۳۰-۷ ہندی میں نیوز لیٹر: صبح ۰۰-۹ بجے
دہلی د: ہندی میں خبریں: شام ۳۰-۷
انگریزی میں خبریں: رات ۱۵-۹
کھیل کود کی خبریں: شام ۰۰-۷ (ہندی) رات ۰۰-۸ (انگریزی)

مقررہ پروگرام کے لیے "آواز" شمارہ یکم دسمبر دیکھئے

بدھ ۱۶ دسمبر

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ بھیم سین جوشی: گائن
۱۰-۳۰ وادیہ وِرند
۱۱-۰۲ اننت لال اور ساتھی، شہنائی
۱۱-۳۰، ۵-۴۰، رات ۹-۰۰
برجو مہاراج: ٹھمری، دادرا

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی: کنڑ لوک گیت

شام

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت
۸-۰۰ 'آنے والا' جھلکی
تحریر: سراج انور
ہدایت: دینا ناتھ

۸-۱۵ وگیان لوک
۸-۳۵ اننت لال اور ساتھی، شہنائی
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
پالتھ داس: ستار

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
اننت لال اور ساتھی، شہنائی
۷-۵۰ سنگم، گجراتی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہریانوی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
سگم سنگیت
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
این جے شری: وینا

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
سندر پنڈیر: غزلیں
۹-۳۰ انگریزی پروگرام

جمعرات ۱۷ دسمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ راجن مشرا، ساجن مشرا: ایکل گائن
۱۰-۳۰ وادیہ ورند
۱۱-۰۲ پیوش پنوار: سنطور
۱۱-۳۰، رات ۸-۳۰
بشیر احمد: ٹھمری، دادرا

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
بنگلہ لوک گیت
۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ
۵-۳۰ بال کاریہ کرم

رات

۸-۱۵ ہندی میں تقریر
۹-۰۰، ۱۰-۰۰
راجن مشرا، ساجن مشرا: ایکل گائن
۹-۳۰ نیشنل اسپورٹس میگزین
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۲ پیوش پنوار: سنطور
۷-۵۰ سنگم: مراٹھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری: برج کے لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
ویر بھان کے بیلا سندھی: سندھی گیت
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
اوما گرگ: گیت، بھجن
۹-۳۰ انگریزی پروگرام

جمعہ ۱۸ دسمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، رات ۹-۰۰
مادھوری شو: گائن
۱۰-۳۰ وادیہ وِرند
۱۱-۰۲، ۵-۴۰
راجندر پرسنا: بانسری
۱۱-۳۰ ممتا داس گپتا: گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ گاندھی چرچا
۸-۱۵ ڈاکٹر کی رائے میں
۸-۲۵ ٹھمری
۹-۳۰ 'اننت کی اور'
ملیالم ناٹک کا ہندی عکس
ترجمہ: ڈاکٹر این چندر شیکرن
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
ای اے درگا بالا سبرامنیم: گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
راجندر پرسنا: بانسری
۷-۵۰ سنگم: تامل گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری: راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
سگم سنگیت
۳-۳۰ ای اے درگا بالا سبرامنیم
کرناٹک گائن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
ارملا ڈھیرا
گیت، بھجن، غزلیں
۹-۳۰ انگریزی پروگرام

ہفتہ ۱۹ دسمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، رات ۹-۰۰
پی ڈی سیت رشی: وائلن
۱۰-۳۰ وادیہ ورند
۱۱-۰۲، ۵-۴۰
الّا بھومک: گائن
۱۱-۳۰ سبدھ سنگیت
۱۱-۴۵ ٹھمری

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی

گجراتی لوک گیت

رات

۸-۰۰ سوواستھ رکشا
۸-۱۵ آج کے اتتھی
۸-۳۰ ٹھمری
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
ٹھمری
۷-۵۰ سنگم
ملیالم گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ڈوگری لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
سگم سنگیت
۳-۳۰ پی ڈی سیت رتنی ، وائلن

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
چندرکانت گندھرو ، بھجن غزل
۹-۳۰ اورگیسٹ ٹونائٹ

اتوار ۲۰ دسمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ غلام صادق خاں ، گائن
نصرو خاں ، سارنگی
چرنجیت لال ، طبلہ
۹-۰۰ بال کاریہ کرم
۱۰-۰۰ فرمائشی شاستریہ سنگیت
۱۱-۰۲ یووا وانی سے
۱۱-۳۰ ، ۵-۳۵
ٹی آر سبرامنیم ، گائن

دوپہر

۱۲-۱۵ 'نمنترن پتر' جھلکی
تحریر : مدھو مہندر راہی
ہدایت : ممتا گپتا
۲-۳۰ 'اننت کی اور'
ملیالم ناٹک کا ہندی ترجمہ
ترجمہ : ڈاکٹر این چندر شیکھرن نائیر
ہدایت : بی آر بھارگو
۵-۲۰ سنسکرت پاٹھ
۵-۲۵ کرناٹک سنگیت
ٹی آر سبرامنیم ، گائن

رات

۸-۰۰ رابندر سنگیت
۸-۱۵ ساہتیکی
۹-۰۰ غلام صادق خاں ، گائن
۹-۳۰ محفل
۱۰-۰۰ چین

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم ، اڑیہ گیت
۹-۱۵ اپنی نگری

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
ہربھجن سنگھ ، ہوائین گٹار
۳-۳۰ غلام صادق خاں ، گائن

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
پرسار گیت
۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۲۱ دسمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ سویتا دیوی ، گائن
۱۰-۳۰ وادیہ ورند
۱۱-۰۲ شاستریہ سنگیت
۱۱-۳۰ پریما دیوی ، ٹھمری ، دادرا

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
تامل لوک گیت
۱۲-۳۰ 'گانٹھ' ناٹک
تحریر : بی ایس بھٹناگر
ہدایت : ستیندر شرت

شام

۵-۴۰ ، ۸-۱۵
سویتا دیوی ، گائن
۸-۰۰ سوواستھ رکشا
۹-۰۰ ، ۹-۴۵
سبدھ سنگیت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، ہندی تقریر
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
گورو دیو سنگھ : سرود

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۲ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم
سندھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
بھوجپوری لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
رنجنا چودھری ، راجستھانی لوک گیت
۳-۳۰ سنگیت

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
چترسین ، گیت ، بھجن
۹-۳۰ انگریزی تقریر

منگل ۲۲ دسمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ اوما شنکر مشرا : ستار
پریم ولبھ : طبلہ
۱۰-۳۰ وادیہ ورند
۱۱-۰۲ سوم تیواری ، گائن
ضمیر احمد : طبلہ
عبدالغنی : سارنگی
۱۱-۳۰ سبدھ سنگیت

دوپہر

۱۲-۰۲ آسامی لوک گیت
۵-۰۵ گیان وگیان
۵-۴۰ اوما شنکر مشرا : ستار
پریم ولبھ : طبلہ

رات

۸-۰۰ ادیوگ منڈل
۸-۱۵ ہندی تقریر
۸-۳۰ سوم تیواری ، گائن
ضمیر احمد ، طبلہ
۹-۰۰ اوما شنکر مشرا ، ستار
پریم ولبھ : طبلہ
۹-۳۰ شان دہلی ، سلسلہ وار فیچر
(۳) خانم کا بازار
تحریر و تشکیل ، الف سی ماتھر
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
شری کمل بوس ، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم
بنگلہ گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
کرناٹک سنگیت
۳-۳۰ سوم تیواری ، گائن

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
پورنیما داس ، گیت ، بھجن
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : تقریر

بدھ ۲۳ دسمبر

دہلی 'ب'

صبح

۸-۱۰ لکشمن کرشن راؤ پنڈت ، گائن
۱۰-۳۰ وادیہ ورند
۱۱-۰۲ ، رات ۸-۳۵
دیا شنکر وساتھی ، شہنائی
۱۱-۳۰ شاستریہ سنگیت

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
ملیالم لوک گیت

شام

۵-۴۰ ، ۹-۰۰
لکشمن کرشن راؤ پنڈت ، گائن
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت
۸-۰۰ 'نمنترن پتر' جھلکی
تحریر : مدھو مہندر راہی
ہدایت : ممتا گپتا
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
اسد علی خاں : بین
پرشوتم داس : پکھاوج

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
دیا شنکر وساتھی ، شہنائی
۷-۵۰ سنگم
گجراتی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہریانوی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
چندر شری رانے ، بھجن
۳-۳۰ پربھا اگیشوری ، گائن

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵

سیاشیا، گیت، بھجن، غزل

۹-۳۰ دیگر اسٹیشنوں سے انتخاب

جمعرات ۲۴ دسمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، ۱۱-۳۰ ، رات ۹-۰۰

اشوک کمار رائے ، سرود

۱۰-۳۰ وادیہ ورند

۱۱-۰۲ کرشنا بشٹ بھارتی چکرورتی ، گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی

بنگلہ لوک گیت

۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ

۵-۴۰ بال کاریہ کرم

رات

۸-۱۵ ہندی تقریر

۸-۳۰ سبدھ سنگیت

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، ناٹک 'گھروندہ'

تحریر ، شنکر شیش

ہدایت ، ستیندر شرت

۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت

این راماموری ، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۲ سنگیت سوربھی

کرشنا بشٹ بھارتی چکرورتی ، گائن

۷-۵۰ سنگم

مراٹھی گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری

برج کے لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲

روحی گپتا

بندیل کھنڈی لوک گیت

۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۱ ، ۸-۴۵

وندنا واجپئی ، غزل

۹-۳۰ انگریزی تقریر

جمعہ ۲۵ دسمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، ۱۱-۳۰

نصیر احمد خاں ، گائن

۱۰-۳۰ وادیہ ورند

۱۱-۰۲ ، ۵-۴۰

شجاعت حسین خاں ، ستار

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی

مراٹھی لوک گیت

شام

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

۸-۰۰ گاندھی چرچا

۸-۱۵ ڈاکٹر کی رائے میں

۸-۳۵ نصیر احمد خاں ، گائن

۹-۳۰ 'جڑواں بہنیں' ناٹک

۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت

اناپارنی راماچندرن ، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

۷-۵۰ سنگم

تیلگو گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری

راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲

مردول گرگ ، گیت ، غزل

۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

اناپارنی راماچندرن ، گائن

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵

حبیب پینٹر اور ساتھی ، قوالیاں

۹-۱۵ اسپاٹ لائٹ

ہفتہ ۲۶ دسمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، ۵-۴۰

کیشو رگھوناتھ تیلگاؤنکر ، گٹار

۱۰-۳۰ وادیہ ورند

۱۱-۰۲ ، رات ۹-۰۰

لکشمن داس سندھو ، ٹھمری ، دادرا

ضمیر احمد خاں ، طبلہ

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی

گجراتی لوک گیت

رات

۸-۰۰ سوا ستھ رکھشا

۸-۱۵ آج کے اتنھی

۸-۳۰ سبدھ سنگیت

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی

جشن تان سین کی ریکارڈنگ

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

۷-۵۰ سنگم

کنڑ گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری

گڑھوالی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲

پریم ناتھ ، گیت ، غزل

۳-۳۰ لکشمن داس سندھو

ٹھمری ، دادرا

ضمیر احمد خاں ، طبلہ

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵

کمل ہنس پال ، گیت ، بھجن ، غزل

۹-۳۰ اور گیسٹ تو ناٹ

اتوار ۲۷ دسمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، رات ۹-۰۰

منور علی خاں ، گائن

۹-۰۰ بال کاریہ کرم

۱۰-۰۰ اتیندر کمار موئترا ، سرود

۱۱-۰۲ یووا وانی سے

۱۱-۳۰ کرناٹک سنگیت

بی وی رمن اور بی وی لکشمن گائن

دوپہر

۱۲-۱۵ لوک جھونک

۲-۳۰ 'جڑواں بہنیں' ، ناٹک

شام

۵-۳۵ کرناٹک سنگیت

بی وی رمن اور بی وی لکشمن ، گائن

۸-۰۰ راشٹر سنگیت

۸-۱۵ سابتکی

۹-۳۰ سنگیت پتریکا

۱۰-۰۰ چین

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

۷-۵۰ سنگم ، آسامی گیت

۹-۱۵ اپنی نگری

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲

مرتینجے چکرورتی ، گٹار پردھن

۳-۳۰ منور علی خاں ، گائن

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵

پرسار گیت

۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۲۸ دسمبر

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، ۱۱-۳۰

احمد رضا ، وچتروینا

۱۰-۳۰ وادیہ ورند

۱۱-۰۲ ، ۵-۴۰

بالجی چترویدی ، دھرپد

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی

اگر لوگ چغل خوروں کی باتوں کو اہمیت ہی نہ دیں تو بہت سی غلط فہمیاں جن کے نتیجہ میں فتنے سر اٹھاتے ہیں پیدا ہی نہ ہوں۔ کیا آپ کو نہیں معلوم کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے چغلی کھائی۔ "فلاں شخص آپ کو گالیاں دے رہا تھا۔" آپ نے فرمایا "کسی اور کو دیا ہو گا۔" اس نے کہا۔ "وہ نام لے لے کر گالیاں دے رہا تھا۔" آپ نے فرمایا۔ "میرے ہم نام اور بھی کئی آدمی ہیں، ان ہی میں سے کسی ایک کو دے رہا ہوگا۔" اس شخص نے کہا۔ "میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس نے گالیاں آپ ہی کو دی ہیں۔" آپ نے فرمایا۔ "چپ رہو، تمہارے پاس اس کا کیا ثبوت ہے کہ گالیاں مجھ کو دی گئی ہیں، کیا تم اس کے دل میں اتر کر دیکھ آئے ہو؟"

تحریر :- ضیا جالوی (پٹنہ سے نشر)

تیلگو لوک گیت
شانِ دہلی ، سلسلہ وار فیچر
'خانم کا بازار' III
تریروپیکش ، ایف سی ماتھر

سواستھ رکھشا
بالجی چترویدی ، دھرپد
طوطارام شرما ، پکھاوج
مرلی کرشن ، ستار
احمد رضا ، وچترونیا
نیشنل پروگرام ، ہندی تقریر
ڈاکٹر راجندر پرساد میموریل لیکچرز
'بدھی جیوی اور ساماجک دائتو'
پہلا لیکچر
سنگیت سبھا
کمل سہگل اور کویتا سہگل
یگل گائن
'دہلی ب'

...یت سوربھی
...لی کرشن ، ستار
...سنگم
سندھی گیت
...ک مادھوری
اودھی لوک گیت

...۴۰
...بوس ، بھجن ، رابندر سنگیت
...ائن

...۸-۱
...لاح الدین احمد ، گیت ، غزل
...یزی پروگرام

...ل ۲۹ر دسمبر
دہلی 'الف'

...رافت حسین خاں ، گائن
...دیہ وند
...رت علی خاں ، سرود
...ل بوس ، ٹھمری ، دادرا

...ک بھارتی
اڑیہ لوک گیت
...یان وگیان

شام
۵-۴۰ ، ۹-۰۰
شرافت حسین خاں ، گائن
۸-۰۰ ادیوگ منڈل
۸-۱۵ ہندی تقریر
۸-۳۰ سبدھ سنگیت
۹-۳۰ ڈاکٹر راجندر پرساد میموریل لیکچرز
'بدھی جیوی اور ساماجک دائتو'
(دوسرا لیکچر)
۱۰-۳۰ سنگیت سبھا
شاہد خاں ، سرود
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم ، بنگلہ گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت
دوپہر
۲-۱۵ ، ۴-۰۲
سدیش سنہا ، بھجن ، گیت
۳-۳۰ سنیل بوس ، ٹھمری ، دادرا
شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
مہندر پال ، گیت ، بھجن ، غزل
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، انگریزی تقریر

بدھ ۳۰ر دسمبر
دہلی 'الف'
صبح
۸-۱۰ ، ۱۱-۳۰
سلوچنا برہسپتی ، گائن
۱۰-۳۰ وادیہ وند
۱۱-۰۲ سدھیر گوتم ، سنطور
دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
کنڑ لوک گیت
شام
۵-۴۰ ، ۸-۳۰
سدھیر گوتم ، سنطور
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت
۸-۰۰ لوک جیونک
۸-۱۵ وگیان آلوک
۹-۰۰ سلوچنا برہسپتی ، گائن
۹-۳۰ جیر چا کا وشیہ
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا

دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۰ سنگیت سبھا
۷-۵۰ سنگم گجراتی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہریانوی لوک گیت
دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
شیلے والٹر ، گیت ، بھجن ، غزل
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
چمپا نارائن ، گائن
شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
سریندر کور ، شبد ، پنجابی گیت
۹-۳۰ یووا وانی سے انتخاب
انگریزی پروگرام

جمعرات ۳۱ر دسمبر
دہلی 'الف'
صبح
۸-۱۰ ، ۱۱-۳
امرناتھ ، گائن
۱۰-۳۰ وادیہ وند
۱۱-۰۲ گھنشیام داس پربھاکر ، جلترنگ
فتح محمد ، طبلہ
دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
بنگلہ لوک گیت
۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ
۵-۳۰ بال کاریہ کرم
رات
۸-۱۵ ہندی تقریر
۸-۳۰ سبدھ سنگیت
۹-۰۰ امرناتھ ، گائن
۹-۳۰ سنگیت
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
ٹی۔آر۔کرشنن ، گائن
ڈی پنچ پکیشن ، وائلن
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۲ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم
مراٹھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
برج کے لوک گیت

غزل
رمز عظیم آبادی

رنگوں کا امتیاز' غزل کا ہنر نہ دے
میری طرح کسی کو عذابِ نظر نہ دے

ٹوٹے گا سنگِ طنز برسنے سے تیرا دل
پتھر کے شہر میں مجھے شیشے کا گھر نہ دے

چاروں طرف زمیں کے دھویں کا غلاف ہے
ایسے میں مرگِ ظلمتِ شب کی خبر نہ دے

ہر گام پر جہاں نہ کوئی حادثہ ملے
میرے جنوں کو ایسی کوئی رہگذر نہ دے

بستی میں کورچشموں کی سورج کا فائدہ؟
بادِ صبا کسی کو نویدِ سحر نہ دے

تو جانتا ہے راہ میں دشت و سراب ہیں
تابِ سفر نہ ہو جنہیں اذنِ سفر نہ دے

فکرِ معاش، ذکرِ بتاں ، یادِ رفتگاں
قیدی ہوں دائروں کا مجھے بال و پر نہ دے

مانگے نہ رمز یاروں سے دادِ سخن کی بھیک
شاعر بنا کے فطرتِ دریوزہ گر نہ دے
(پٹنے نشر)

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
چندر منی چوہدری ، ملتانی کافی اور غزل
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
محمد یعقوب ، غزلیں
۹-۳۰ انگریزی تقریر

کھنؤ

الف: ۲۰۱٫۴ میٹر، ۱۴۹۰ کلو ہرٹز
...۴۵۔ ۷ تک اور شام ۱۵۔۵ کے بعد)

شارٹ ویو لکھنؤ ب: ۹۰٫۴۹ میٹر، ۳۳۰۵ کلو ہرٹز
لکھنؤ ب: ۴۸٫۹۱۲ میٹر (۶۱۴۰ کلو ہرٹز) صبح ۸-۳۰ تا ۹-۲۰

خبریں

...بریں ہندی: صبح ۶-۰۰ تا ۶-۲ ½ انگریزی: صبح ۶-۲ ½ تا ۶-۰۵
...ں خبریں: صبح ۸-۰۰ بجے، دوپہر ۱-۰۵ اور ۲-۱۰، شام ۶-۰۵، شب ۸-۴۵ اور ۱۱-۰۵
...یں میں خبریں: صبح ۸-۱۰ بجے، دوپہر ۱-۰۰ اور ۲-۰۰، شب ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰ بجے
...ت میں خبریں: صبح ۷-۰۰ بجے، شام ۶-۱۰ بجے
...خبریں: صبح ۸-۵۰ بجے، شب ۹-۱۵ بجے
...ز ہندی: صبح ۹-۰۰ بجے
...کی چٹھی: صبح ۹-۰۵ بجے
...ں علاقائی خبریں دوپہر ۲-۲۰ بجے
...نک سماچار: شام ۷-۲۰ بجے

...پروگرام کے لیے "آواز" شمارہ یکم دسمبر دیکھیئے

...ھ ۱۶ دسمبر

...ز غزل
...زلوں کا خصوصی پروگرام

...پروگرام
...سی تحقیق زرعی ترقی کیلئے،
...یراز ڈاکٹر احسن رضوی
...غزل

...نگیت
...ں مالی پروفیشن، انگریزی تقریر
ایس پی شیوارسن

...ات ۱۷ دسمبر

...روگرام
نوحہ، مرثیہ اور سلام

...ترہ سنگیت

...نگیت
...ی جھلکی

جمعہ ۱۸ دسمبر

صبح

۷-۳۰ سوروبلا
ہندی نظم خوانی

۸-۳۰ اردو پروگرام، میگزین
(۱) ہمہ گیر برادری کی تعلیم۔ہندو مذہب میں،
تقریر از رام کمار گپتا
(۲) کلام شاعر: ملک زادہ منظور احمد

۹-۱۰ شاستریہ سنگیت

رات

۸-۰۰ 'ہماری سماجک ولوستھا اور مسلمانوں کی استتھی'، ہندی تقریر

۹-۳۰ 'ایک ٹکڑا آسمان'، ناٹک
تحریر: دنیش بھارتی

ہفتہ ۱۹ دسمبر

صبح

۷-۴۵ سگم سنگیت

۸-۳۰ اردو پروگرام، خواتین کیلئے
'بدلتی قدریں اور خواتین'
انٹرویو پر مبنی پروگرام
ترتیب و پیشکش، غزالہ شہناز

دوپہر

۱-۱۰ راگ رنگ

رات

۸-۰۰ 'انوشاسن ہیںتا ایک راشٹریہ سمسیا'، مباحثہ

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

اتوار ۲۰ دسمبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام
'بولتی تحریریں'، کلاسیکی اردو ادب کے انتخاب پر مبنی

دوپہر

۱-۱۰ آج اتوار ہے
'گھر کا آدمی'، جھلکی
تحریر: سریش چترویدی

شام

۵-۴۵ سگم سنگیت

۱۰-۰۰ رگھوناتھ سیٹھ، بانسری وادن

۱۰-۳۰ گووندپرساد جے پوروالے، خیال

پیر ۲۱ دسمبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام
شعری نشست
شرکا: کمال جائسی، عمر انصاری
خمار بارہ بنکوی، عزیزہ بانو داراب وفا

۹-۱۰، رات ۸-۳۰، ۹-۳۰
گنیش پرساد مصر، خیال

شام

۵-۴۵ رویندر سنگیت

۹-۴۵ سویتا دیوی، ٹھمری

۱۰-۰۰ 'ہماری فلمیں۔سماج کیلئے کتنی ہتکر اور کتنی اہتکر'، مباحثہ

منگل ۲۲ دسمبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام، میگزین
ماضی اور حال کے آئینے میں 'اٹاوہ'
تقریر از سردار علیم
افسانہ از اپیندر ناتھ اشک

۹-۱۰ وگیان چرچا

شام

۵-۴۵ سگم سنگیت

رات

۸-۴۵ سنسکرت پروگرام

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۳ دسمبر

صبح

۷-۴۵ ساز غزل
غزلوں کا خصوصی پروگرام

۸-۳۰ اردو پروگرام
ہمارے مزاح نگار 'احمق پھپھوندی'
فیچر از صباح الدین عمر

۹-۱۰، رات ۸-۳۰
ممتا سین، خیال

دوپہر

۱-۱۰، رات ۱۰-۳۰
سپربھات پال، سرود

رات

۹-۳۰ کرسمس کے موقع پر انگریزی میں خصوصی پروگرام

۱۰-۰۰ 'مہیش'، ناٹک
تحریر: شرت چندر
ترجمہ: بی ایس بھٹناگر

جمعرات ۲۴ دسمبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام
'یہ بستیاں ہماریاں'
قصبہ پوایاں کے باشندوں سے ملاقاتوں پر مبنی فیچر
ترتیب و پیشکش: شفاعت علی

۹-۱۰، رات ۱۰-۳۰
اشوک گوسوامی، وائلن

رات

۸-۰۰ 'دیکھی سنی بات'، تقریر

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، فیچر

جمعہ ۲۵ دسمبر

صبح

۷-۳۰ سوروبلا
ہندی نظم خوانی

۸-۳۰ اردو پروگرام
(۱) ہمہ گیر برادری کی تعلیم عیسائی مذہب میں،
تقریر
(۲) کلام شاعر

۹-۱۰، رات ۸-۳۰
رام دلارے، کلارنیٹ

رات

۸-۰۰ مدن موہن مالویہ جینتی 'مہاتما مالویہ'

۹-۳۰ 'ستارا' ناٹک
تحریر : یوگیش پروین
۱۰-۳۰ پربھاکر کاریکر : خیال

ہفتہ ۲۶ دسمبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام : بچوں کیلئے
(۱) بچوں کا نغمہ
(۲) ایک کہانی
(۳) 'گرد و غبار سے کیا ہوتا ہے؟'
معلوماتی تقریر از ڈاکٹر قمر رحمٰن
۹-۱۰ ممتاز علی خاں : خیال

دوپہر

۱-۱۰ نرملا اروڑ : ٹھمری، غزل، دادرا

رات

۸-۰۰ وکاس یاترا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ۲۷ دسمبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام
'غالب کی آفاقیت' گفتگو
آل احمد سرور، نورالحسن ہاشمی اور
گوپی چند نارنگ

دوپہر

۱-۱۰ آج اتوار ہے
'سیوک سیلانی' کہنی، جھلکی
تحریر : شنشی پنجابی

رات

۸-۰۰ 'سماچار پتر اور انکا اتر دائتو' تقریر
۱۰-۰۰ سنگھ بندھو : خیال
۱۰-۳۰ نکھل بنرجی : ستار وادن

پیر ۲۸ دسمبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام
'اکبر الٰہ آبادی : عہد، شخصیت اور شاعری'
فیچر
تحریر : ڈاکٹر قمر جہاں
پیشکش : شفاعت علی
۹-۱۰، رات ۸-۳۰
ہردیال ملگوترہ : خیال

احمد میاں : طبلہ سنگت

شام

۵-۴۵ رویندر سنگیت
۹-۴۵ رام دھروے : طبلہ سولو
۱۰-۳۰ این راجم : وائلن

منگل ۲۹ دسمبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام : میگزین
ہمہ گیر برادری کی تعلیم 'اسلام میں'
تقریر از امیر حسن
رنگ تغزل
۹-۱۰ وگیان چرچا

رات

۸-۰۰ سنسکرت کوی گوشٹھی
۹-۴۵ بھارت بھارتی
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۳۰ دسمبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام
'آواز' سے
۹-۱۰، رات ۸-۳۰
دیوی رام آریہ : ستار وادن
ڈی پی چودھری : طبلہ سنگت

دوپہر

۱-۱۰، رات ۱۰-۳۰
سریندر شنکر اوستھی : خیال
۹-۵۰ پریوار کلیان پرشنوتری

جمعرات ۳۱ دسمبر

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام
'۱۹۸۱ء'
انٹرویوز پر مبنی پروگرام
پیشکش : شفاعت علی
۹-۱۰، رات ۱۰-۳۰
دلدار خاں : سارنگی وادن

رات

۸-۰۰ 'بندا دھیانے' کہانی از
موتا لیز مجمدار
۹-۳۰ شاستریہ سنگیت

رامپور

۳۳۶.۷ میٹر ۸۹۱ کلو ہرٹز

خبریں

عالمی خبریں : ہندی : صبح ۶-۰۰ تا ۶-۲ ½ انگریزی : صبح ۶-۲ ½ تا ۶-۵
ہندی میں خبریں : صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵ اور ۲-۱۰، شام ۶-۰۵، رات ۸-۴۵
ہندی میں سماچار پتر : صبح ۹-۰۰ ضلع کی چٹھی : صبح ۹-۰۵ پرادیشک سماچار : شام ۷-۲۰
انگریزی میں خبریں : صبح ۸-۱۰، دوپہر ۲-۰۰، رات ۹-۰۰ اردو میں خبریں : صبح ۸-۵۰ اور رات ۹-۱۵

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

پہلی مجلس

صبح

۵-۵۵ وندے ماترم، دھنک، دھرم گرنتھ، منگل دھونی
۶-۳۵ آج کا چنتن (علاوہ جمعہ)
جمعہ : کلام حمید رحیا
۶-۴۰ سنو کسانوں
۶-۵۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۱۵ روزگار سماچار
۷-۳۰ بھاشا شکشا (علاوہ جمعہ، اتوار)
جمعہ : کلام سرور عید
اتوار : آج اتوار ہے
۷-۴۵ سنسکرت پروگرام (ہر جمعرات کو)
درپن (ہر جمعہ کو)
سگم سنگیت (بدھ، پیر، منگل
بدھ اور ہفتہ کو)
۸-۰۰ لوک گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام (ہر جمعہ کو)
۹-۱۰ تا ۱۰-۰۰
بال جگت (ہر اتوار کو)

دوسری مجلس

دوپہر

۱۲-۳۰ آپ کے لیے (ہر اتوار کو)
فلمی قوالی (ہر پیر کو)
آپکی پسند (ہر منگل اور جمعرات کو)
سرسنگم (ہر بدھ کو)
دھنک (ہر جمعہ کو)
ترنگ (ہر ہفتہ کو)
۱۲-۴۵ آئیے جھیلیں (ہر اتوار کو)
۱-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
۱-۱۰ پریوار جگت (ہر اتوار کو)
مہلا جگت (ہر پیر کو)
ہمرہی کوئی ہے
(پہلے، تیسرے اور پانچویں منگل کو)
کسان راگ
(دوسرے اور چوتھے منگل کو)
گرامین مہلاؤں کے لیے
(ہر بدھ کو)
گیتیکا (ہر جمعرات کو)
نعت اور قوال (ہر جمعہ کو)
سواستھ سندیش (ہر سنیچر کو)
۱-۳۰ جوانوں کے لیے (ہر سنیچر کو)
۲-۲۰ چترپٹ سنگیت (ایک ہی کلاکار)
۲-۳۵ آس پاس (ہر اتوار کو)

تیسری مجلس

شام

۶-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
۶-۱۰ علاقائی سوچنائیں
۶-۳۰ یووانی
۷-۰۰ کرشی جگت
۷-۳۰ کرشی جگت کا باقی حصہ
۷-۴۵ پریوار کلیان پرشنوتری (ہر اتوار کو)
اردو پروگرام (ہر پیر کو)
انگریزی تقریر (بدھ اور سنیچر کو)
آپ نے لکھا ہے (دوسرے اور چوتھے بدھ کو)
شرتاؤں کے سنگ (پہلے بدھ کو)
آپکی پسند (ہر جمعرات کو)
بچے پڑھیے (ہر جمعہ کو)
میری نظر (ہر سنیچر کو)
۸-۰۰ فلم سنگیت (علاوہ اتوار اور منگل)
اتوار : جوت جاگے
منگل : سنسکرت پروگرام
۸-۱۵ پرادیشک سماچار درشن (ہر اتوار کو)
شاستریہ سنگیت (پیر، بدھ،
جمعرات اور ہفتہ کو)
۸-۲۰ وادیہ وند (ہر منگل کو)
۸-۳۰ ساز اور آواز
۹-۳۰ چار بیت (ہر اتوار کو)
ناٹک (ہر جمعہ کو)
۹-۴۵ آپکی پسند (ہر اتوار کو)
وادیہ وند (پیر اور منگل کو)
۱۰-۰۰ وچار دھارا (ہر دوسرے پیر کو)
ملاقات (ہر تیسرے پیر کو)
محفل (پانچواں پیر)

بدھ ۱۶ دسمبر

صبح

۷-۴۵ اور رات ۸-۰۰ بجے
سی۔ ایچ۔ آتما
۸-۲۰ نندرانی ترپاٹھی

دوپہر

۱-۱۰ آنچل : دستکاری سے فائدہ
بھینٹ وارتا : شریمتی ارونا
بچوں کو حادثوں سے بچائیں
شریمتی نشا اگروال
۱-۴۰ اور رات ۸-۱۵ پر
برکت علی خاں : گائن

شام

۶-۳۰ یووانی
فلمی پتریکا، چھایا لوک
۷-۰۰ کرشی جگت : بھینٹ وارتا
شری راشنکر پانڈے اور
شری ایس۔ پی۔ سنگھ
۷-۴۵ انگریزی تقریر

جمعرات ۱۷ دسمبر

صبح

۷-۴۵ ساہتیہ سدھا : سنسکرت پروگرام
۸-۲۰ بینا شرما اور سکھیاں
لوک گیت

دوپہر
۱ — ۱۰ اور رات ۸ — ۱۵ بجے
وی جی جوگ : وائلن

شام
۶ — ۳۰ یووا وانی، کلام شاعر، یووا پسند
۷ — .. کرشی جگت : بھینٹ وارتا
اودے ویر سنگھ
۸ — .. جوئیبار : غزلوں کا مخصوص پروگرام

جمعہ ۱۸ر دسمبر

صبح
۷ — ۳۰ کاویہ سوربھ
۸ — ۲۰ مدن موہن برج واسی
لوک گیت
۸ — ۳۰ اردو پروگرام : آہنگ

دوپہر
۱ — ۴۰ اور رات ۸ — ۱۵
غلام مصطفیٰ خاں : گائن

شام
۶ — ۳۰ یووا وانی : سرگم
خطوں کے جواب
پریوار کلیان
۷ — .. کرشی جگت
مرغی پالنے کی تعلیم
مرغیوں کی خوراک کیسے بنائیں
تقریر۔ ڈاکٹر آر. کے. پی. شریواستو
۸ — .. محمد رفیع : گیت، بھجن

ہفتہ ۱۹ر دسمبر

صبح
۷ — ۴۵ اور رات ۸ — ..
سعادت حسین اور ساتھی : قوالی
۸ — ۲۰ کرن کمار

شام
۶ — ۳۰ یووا وانی : سنواد گیت
۷ — .. کرشی جگت
گیہوں کی دیر سے کھیتی
بھینٹ وارتا۔ راجیشور مشرا
تمباکو کی کھیتی فائدہ مند
بھینٹ وارتا : تیج رام آریہ
۸ — ۱۵ پنڈت شیورام شرما : ہارمونیم

اتوار ۲۰ر دسمبر

صبح
۸ — ۲۰ لوک گیت

دوپہر
۱ — ۱۰ پریوار جگت

شام
۶ — ۳۰ یووا وانی : پری چرچا، سرگم
۷ — .. کرشی جگت : خطوں کے جواب
نہروں سے سنچائی کرتے وقت
دھیان دیں : امیش چندر شکل
۸ — .. ملکہ پکھراج
۹ — ۳۰ چہار بیت
امیر احمد اور ساتھی

پیر ۲۱ر دسمبر

صبح
۷ — ۴۵ اور رات ۸ — ..
شیلندر سنگھ : غزلیں
۸ — ۲۰ کرشن چند شرما اور ساتھی

دوپہر
۱ — ۱۰ 'بندیا'
۱ — ۴۰ اور رات ۸ — ۱۵
شیو کمار شرما : سنتور وادن

شام
۶ — ۳۰ یووا وانی : کہانی، کلام شاعر
۷ — .. کرشی جگت : بھینٹ وارتا
یعقوب علی خاں، ریوتی رام
۷ — ۴۵ اردو پروگرام : 'آہنگ'

منگل ۲۲ر دسمبر

صبح
۷ — ۴۵ بیگم اختر : غزلیں
۸ — ۲۰ مانک چند شرما اور ساتھی

دوپہر
۱ — ۴۰ دھرم ناتھ مشرا : گائن

شام
۶ — ۳۰ یووا وانی
پری کرما ۔ میری پسند
۷ — .. کرشی جگت : خطوں کے جواب
بھینٹ وارتا : این. او. جوشی

بدھ ۲۳ر دسمبر

صبح
۷ — ۴۵ اور رات ۸ — ..
انوپ جلوٹا : سگم سنگیت
۸ — ۲۰ سرس کول : لوک گیت

دوپہر
۱ — ۱۰ 'آنچل'
۱ — ۴۰ اور رات ۸ — ۱۵
پنا لال گھوش : بانسری

شام
۶ — ۳۰ یووا وانی
کالج کی ایک شام
۷ — .. کرشی جگت

جمعرات ۲۴ر دسمبر

صبح
۷ — ۴۵ ساہتیہ سدھا : سنسکرت پروگرام
۸ — ۲۰ رمیش راوت : لوک گیت

دوپہر
۱ — ۴۰ غلام تقی خاں : گائن

شام
۶ — ۳۰ یووا وانی : یووا پسند
۷ — .. کرشی جگت
آکاشوانی گاؤں میں
۸ — .. جوئیبار
جمیل احمد : غزلیں
شوبھا گرٹو : گائن

جمعہ ۲۵ر دسمبر

صبح
۷ — ۳۰ کاویہ سوربھ
۸ — ۲۰ کرشنا آریہ اور سکھیاں
لوک گیت
۸ — ۳۰ اردو پروگرام 'آہنگ'

دوپہر
۱ — ۴۰ اور رات ۸ — ۱۵
منے خاں : طبلہ

شام
۶ — ۳۰ یووا وانی
سرگم، خطوں کے جواب
۷ — .. کرشی جگت
تقریر : ڈاکٹر برج پال سنگھ
۸ — .. بیلا ساویر : سگم سنگیت

ہفتہ ۲۶ر دسمبر

صبح
۷ — ۴۵ اور رات ۸ — ..
طالب حسین سلطانی اور ساتھی
نعت
۸ — ۲۰ امیشوری شریواستو
لوک گیت

شام
۶ — ۳۰ یووا وانی
۷ — .. کرشی جگت
مٹر کی فصل میں کیا کریں؟
بھینٹ وارتا : آر. سی. بھاٹی
۸ — ۱۵ نرملا دیوی، لکشمی شنکر
ٹھمری، گائن

اتوار ۲۷ر دسمبر

صبح
۸ — ۲۰ شکنتلا شریواستو : لوک گیت

دوپہر
۱ — ۱۰ پریوار جگت

شام
۶ — ۳۰ یووا وانی
سوالوں کے دائرے میں، سرگم
۷ — .. کرشی جگت
خطوں کے جواب
بھینٹ وارتا : سمیت احمد
۸ — .. برجو مہاراج
۹ — ۳۰ چہار بیت
شاکر حسین اور ساتھی

پیر ۲۸ر دسمبر

صبح
۷ — ۴۵ اور رات ۸ — ..
بھوپندر : سگم سنگیت
۸ — ۲۰ کملیش مشرا : لوک گیت

دوپہر
۱ — ۱۰ 'بندیا'
۱ — ۴۰ اور رات ۸ — ۱۵
نثار حسین : طبلہ وادن

شام
۶ — ۳ یووا وانی : کہانی، کلام شاعر
۷ — .. کرشی جگت
دیسی کھاد کیسے بنائیں؟
بھینٹ وارتا : کیدار سنگھ
بھینٹ وارتا : اے. پی. گوئل
۷ — ۴۵ اردو پروگرام : آہنگ

منگل ۲۹ر دسمبر

صبح
۷ — ۴۵ بسنت کمار

سگم سنگیت
۸-۲۰ اوشا اگروال: لوک گیت
دوپہر
۱-۴۰ منگنا بنرجی: بگاتن
شام
۶-۳۰ یوواوانی
پری کرما، میری پسند
۷-۰۰ کرشی جگت: خطوں کے جواب
دیہی ترقی اور بینک
بھینٹ وارتا: ذکر رلتے

بدھ ۳۰ دسمبر

صبح
۷-۴۵ اور رات ... ۸
حبیب ولی محمد: غزلیں
۸-۲۰ کسم گومل: لوک گیت
دوپہر
۱-۱۰ آنچل
۱-۴۰ رام شنکر پاگل داس: پکھاوج
شام
۶-۳۰ یوواوانی
سنسکرتک پتریکا: اولوکن
۷-۰۰ کرشی جگت
۸-۱۵ پنڈت شیو شنکر: ستار وادن

جمعرات ۳۱ دسمبر

صبح
۷-۴۵ ساہتیہ سدھا: سنسکرت پروگرام
۸-۲۰ محمد صدیق: لوک گیت
دوپہر
۱-۴۰ اور رات ۸-۱۵
برج بھوشن کاورطی
گٹار وادن
شام
۶-۳۰ یوواوانی
کلام شاعر، یووا پسند
۷-۰۰ کرشی جگت
۸-۰۰ جوئیبار
موتی بیگم
غزلیں

جالندھر چنڈی گڑھ

جالندھر الف ۴۴۴۳ میٹر - ۸۷۳ کلوہرٹز جالندھر ب ۴۲۷۴۳ میٹر - ۷۰۲ کلوہرٹز
چنڈی گڑھ ۲۰۹۶۲ میٹر - ۱۴۳۰ کلوہرٹز (شام ۱۰-۶ سے ۴۴-۶ تک)

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۸-۰۰، دوپہر ۵-۱-۰۰، ۲-۱۰، ۴۵-۲ (دھیمی رفتار سے)
شام ۵-۶-۰، ۲۰-۶ (پرادیشک سماچار) رات ۴۵-۸، ۱۱-۰۵
پنجابی میں خبریں: صبح ۸-۳۰ دوپہر ۴۰-۱ شام ۱۰-۶ (پرادیشک سماچار) شام ۷-۳۰
انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ رات ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰
اردو میں خبریں: صبح ۸-۵۰ دوپہر ۱-۵۰ رات ۹-۱۵ (خبریں) ۹-۱۵ تبصرہ
روزگار سماچار: شام ۷-۴۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

جالندھر الف
صبح
۶-۲۵ وندے ماترم (منگل دھونی)
۶-۳۰ آرادھنا (بھگتی سنگیت)
۶-۵۵ موسم اور کھیتی باڑی پروگرام
۷-۰۵ امرت وانی
۷-۱۵ پریچے (پروگراموں کا خلاصہ)
۷-۲۰ آسا دی وار (صرف اتوار)
۸-۲۰ سیپی بھجن (صرف اتوار)
۸-۳۰ آپ کے اترہیں (اتوار)
ساہتیہ سدھا (سنسکرت پروگرام)
(پیر) اخباراں دی رائے (منگل)
سماچار درپن (بدھ اور ہفتہ)
ترانے (جمعرات)
تہاڈی چٹھی ملی (جمعہ)
۹-۱۵ بال جگت
بچوں کے لیے ہفتہ وار پروگرام
۱۰-۰۰ چانن ریشاں
ہفتہ وار زرعی پروگرام
۱۰-۳۰ آپ کی فرمائش (اتوار)
۹-۳۰ اختتام (۱۱-۱۵ تک اتوار کو)
دوپہر
۱۲-۰۰ پکھ کھولاں پکھو گیت (منگل)
۱۲-۳۰ ناری سنسار (اتوار اور جمعرات)
۱۲-۴۵ جیون جاچ (پیر اور جمعہ)
۱-۰۵ فوجی بھائیوں کے لیے
۲-۰۰ موسم اور اتے کھیتی
۲-۲۰ ساڈے آس پاس (ہفتہ)
۲-۳۰ لوک گیت / چیدہ چیدہ فنکار
۲-۴۵ ہندی خبریں (دھیمی رفتار)
شام
۵-۰۵ بال واڑی (دیہاتی بچوں کے لیے
پیر) پھلجھڑی (جمعہ)
۵-۳۰ گوروانی دیچار (روزانہ)
۶-۰۰ مقامی اعلانات اور
پروگراموں کا خلاصہ
۶-۱۰ پرادیشک سماچار (پنجابی)
۶-۲۰ پرادیشک سماچار (ہندی)
۶-۳۰ دیہاتی پروگرام
۷-۳۰ روزگار سماچار (روزانہ)
۸-۳۰ اودھیا بچوں کے لیے (صرف ہفتہ)
۹-۲۵ تبصرہ (اردو)
جالندھر ب
صبح
۱۰-۱۰ طالب علموں کے لیے پروگرام
شام
۶-۰۰ یوواوانی
یوکوں کے لیے پروگرام
۷-۰۰ دیس پنجاب
پنجابی میں رنگا رنگ پروگرام
۸-۰۰ اختتام

بدھ ۱۶ دسمبر

صبح
۷-۲۰ بھجن
۷-۳۰ این۔ راجم: وائلن پر راگ دیسی
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۵۰ سنت سنگھ بندرا: لوک گیت
۹-۱۵ اور دوپہر ۱۲-۱۵ بھائی ہرجندر سنگھ
راگی اور ساتھی: شبد
دوپہر
۱۲-۰۰ این۔ راجم: وائلن پر راگ نیلامبری
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ گورچرن داس بے دیسی: لوک گیت
شام
۸-۰۰ پنجابی میں تقریر
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۳۰ آپ کی فرمائش: سامعین کی فرمائش
پر فلمی سنگیت
۱۰-۳۰ این۔ راجم: وائلن پر راگ درباری

جمعرات ۱۷ دسمبر

صبح
۷-۲۰ شبد
۷-۳۰ استاد بڑے غلام علی خاں: خیال جوگیا
۸-۲۰ گیت
۸-۵۰ سعیدہ بانو: لوک گیت
۹-۱۵ بھجن
دوپہر
۱۲-۰۰ استاد بڑے غلام علی خاں: ٹھمری
۱۲-۱۵ گیت
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ جوگا سنگھ جوگی اور ساتھی: کویشری
شام
۵-۱۵ رمیش رنگیلا اور ساتھی: لوک گیت
۷-۵۰ گیت
۸-۰۰ سرجنا: پنجابی میں ادبی پروگرام
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: کھیڈ سنسار
۱۰-۰۰ ضلع دی تصویر
۱۰-۳۰ استاد بڑے غلام علی خاں: خیال
کیدار

جمعہ ۱۸ دسمبر

صبح
۷-۳۰ کمار گندھرو: خیال دیسی
۸-۲۰ سگم سنگیت
۸-۵۰ محمد شریف قوال اور ساتھی: صوفیانہ
کلام
۹-۱۵ پیارے لال: غزلیں
دوپہر
۱۲-۰۰ کمار گندھرو: خیال توڑی
۱۲-۳۰ سگم سنگیت
۲-۳۰ منشی خاں: لوک گیت
شام
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ نریندر بیبا: لوک گیت (الغوزہ پر
سنگت بیلی رام)
۷-۴۵ سگم سنگیت
۸-۰۰ پنجاب کی ہندی پترکارتا
ہندی تقریر از وجے نرباده
۸-۲۵ گیت
۸-۳۰ پیارے لال: گیت
۹-۳۰ کراہتے اجالے: ہندی ناٹک
از سریش سیٹھ
۱۰-۱۵ سرجیت پتیجہ: لوک گیت
۱۰-۳۰ ایم۔ آر۔ گوتم: خیال چھایانٹ

ہفتہ ۱۹ دسمبر

صبح
۷-۲۰ بھجن
۷-۳۰ بہاری لال

شہنائی پر راگ گن کلی

۴ - ۷ بھجن سنگھ : طبلہ
۱ - ۸ انل کمار : گیت
، - ۸ پنجابی گیت
۱ - ۹ سریندر سنگھ شو اور ساتھی : شبد

دوپہر

۰ - ۱۲ بہاری لال : شہنائی پر راگ برندا بنی سارنگ
۱ - ۱۲ سریندر سنگھ اور ساتھی
۱ - ۱۲ لوک رنگ : لوک سنگیت پروگرام
۱ - ۲ سا ڈے آس پاس : پنجابی میں جھلکی

شام

۰ - ۵ پنجابی گیت
۱ - ۵ چمن لال گوردا اس پوری اور ساتھی لوک گیت
۴ - ۷ انل کمار گیت اور غزل
۰ - ۸ پنجابی میں وارتا
۱ - ۸ پنجابی گیت
۲ - ۹ سنگیت کا نیشنل پروگرام

اتوار ۲۰ دسمبر

صبح

۲ - ۷ بھجن
۱ - ۷ برتی بب ، جھلکی پروگرام
۱ - ۸ مسیحی بھجن
، - ۸ گیت (دیش بھگتی)
۱ - ۱۰ آپ کی فرمائش (سننے والوں کی فرمائش پر فلمی گیت)

دوپہر

- ۱۲ علی حسین اور ساتھی : شہنائی پر دھن
- ۱۲ چندر کانتا کپور : گیت
۰ - ۲ غزلیں
۱ - ۲ ستیش چندر : لوک گیت

شام

۰ - ۵ پنجابی گیت
۱ - ۵ چندر کانتا کپور : لوک گیت
۴ - ۷ جاگرت : پنجابی میں سلسلہ وار گھریلو پروگرام
۰ - ۸ انگریزی میں تقریر
۲ - ۸ سگم سنگیت
۲ - ۹ کرنٹ افیرز
۲ - ۱۰ علی حسین اور ساتھی : شہنائی پر پوریا کلیان

پیر ۲۱ دسمبر

صبح

۲۰ - ۷ شبد
۳۰ - ۷ رتنا کر ویاس : سرود پر راگ نٹ بھیرو
۲۰ - ۸ پنجابی میں گیت
۵۰ - ۸ رجنی دیوی : لوک گیت
۱۵ - ۹ ستیش چندر : گیت اور غزل

دوپہر

۳۰ - ۱۲ سیتا کوہلی : گیت اور غزل
۲۰ - ۲ غزلیں
۳۰ - ۲ جگجیت سنگھ زیروی : لوک گیت

شام

۴۵ - ۷ سیتا کوہلی : گیت اور غزل
۰۰ - ۸ پنجاب میں الپ گیات ہندی کوی ہندی تقریر
از ڈاکٹر دیویندر سنگھ ودیارتھی
۲۵ - ۸ سگم سنگیت
۳۰ - ۹ پنجابی ناٹک
۱۵ - ۱۰ جسبیر سنگھ خوشدل : لوک گیت

منگل ۲۲ دسمبر

صبح

۲۰ - ۷ شبد
۳۰ - ۷ اجیت سنگھ پنٹیل : خیال کومل رشب آساوری
۲۰ - ۸ ہنس راج اور ساتھی : بھینٹیاں
۵۰ - ۸ پنجابی گیت
۱۵ - ۹ جاگرت : پنجابی میں سلسلہ وار گھریلو جھلکی (دوبارہ)

دوپہر

۲۰ - ۲ غزلیں
۳۰ - ۲ امرجیت سنگھ گورداس پوری لوک گیت

شام

۰۵ - ۵ پنجابی گیت
۱۵ - ۵ جسدیو کمار ریلاجٹ : لوک گیت
۰۰ - ۸ اردو میں تقریر
۳۰ - ۸ سگم سنگیت
۳۰ - ۹ پری چرچا (پنجابی)
۰۰ - ۱۰ کمل بوس گائن

بدھ ۲۳ دسمبر

صبح

۲۰ - ۷ جگجیت سنگھ زیروی : پنجابی غزلیں
۳۰ - ۷ برج نرائن : سرود پر راگ گجری توڑی
۴۵ - ۷ وسنت رائے دنیش پانڈے : خیال نٹ بھیرو
۲۰ - ۸ سوشیل بہل : غزلیں
۵۰ - ۸ پورن چند وڈالی اور ساتھی لوک گیت

دوپہر

۰۰ - ۱۲ برج نرائن : سرود پر راگ شدھ سارنگ
۲۰ - ۲ شوشیل بہل : غزلیں
۳۰ - ۲ پرکاش چند چمن : لوک گیت

شام

۰۰ - ۸ پنجابی تقریر
۲۵ - ۸ سگم سنگیت
۳۰ - ۹ آپ کی فرمائش
۳۰ - ۱۰ برج نرائن : سرود پر راگ کوشی کانہڑہ

جمعرات ۲۴ دسمبر

صبح

۲۰ - ۷ شبد
۳۰ - ۷ بلبیر سنگھ کلسی : خیال للت
۵۰ - ۷ کنٹھے مہاراج : طبلہ پر جھپ تال
۲۰ - ۸ رنجنا : لوک گیت
۵۰ - ۸ پنجابی گیت
۱۵ - ۹ رتن لال دیپک : غزلیں

دوپہر

۰۰ - ۱۲ وی جی جوگ : وائلن پر راگ ہنڈول بہار
۱۵ - ۱۲ رتن لال دیپک : غزلیں
۲۰ - ۲ غزلیں
۳۰ - ۲ امر سنگھ نکھن پوری اور ساتھی : لوک گیت

شام

۰۵ - ۵ پنجابی گیت
۱۵ - ۵ شوکت علی ماتوئی : لوک گیت
۵۰ - ۷ رتن لال دیپک : غزلیں
۳۰ - ۸ سگم سنگیت
۳۰ - ۹ گلدستہ
۳۰ - ۱۰ بلبیر سنگھ کلسی : خیال راجیشوری

۴۵ - ۱۰ وی جی جوگ : وائلن پر راگ جوگ کونس

جمعہ ۲۵ دسمبر

صبح

۲۰ - ۷ شبد
۳۰ - ۷ پرکاش وڈیرہ : بانسری پر دیوگری بلاول
۲۰ - ۸ پنجابی گیت
۵۰ - ۸ صوفیانہ کلام : محمد ورسنگھ امن اور ساتھی
۱۵ - ۹ مسیحی بھجن

دوپہر

۰۰ - ۱۲ منی پرشاد : خیال چارو کیشی
۳۰ - ۱۲ کرسمس گیت
۲۰ - ۲ غزلیں
۳۰ - ۲ پیارا سنگھ جلال آبادی : لوک گیت

شام

۰۵ - ۵ پنجابی گیت
۱۵ - ۵ شنکر داس اور ساتھی : لوک گیت
۴۵ - ۷ کرسمس گیت
۰۰ - ۸ چھٹی پنج ورشیہ یوجنا میں وکاس کے لکشیہ : وگیان سمبندھی : تقریر از اشوک نندہ
۲۵ - ۸ سگم سنگیت
۳۰ - ۹ ہندی ناٹک
۱۵ - ۱۰ جگموہن کور : لوک گیت
۳۰ - ۱۰ پرکاش وڈیرہ : بانسری پر آبھوگی کانہڑہ

ہفتہ ۲۶ دسمبر

صبح

۲۰ - ۷ لچھمن داس سندھو : کافی
۳۰ - ۷ شری گریش : خیال بسنت مکھاری
۲۰ - ۸ بھجن
۵۰ - ۸ پنجابی گیت
۱۵ - ۹ شبد

دوپہر

۰۰ - ۱۲ شری گریش : خیال میاں کی سارنگ
۱۵ - ۱۲ شبد
۳۰ - ۱۲ سروجیت : لوک گیت

۳

۱۲-۴۵ پچھمن داس سندھو؛ غزلیں
۲-۲۰ ساڈے آس پاس

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ کلونت سنگھ بیدی؛ لوک گیت
۷-۴۵ نکمبیر سنگھ غزلیں
۷-۵۵ گیت
۸-۰۰ پنجابی وارتا
۹-۳۰ سنگیت کا نیشنل پروگرام

اتوار ۲۷ دسمبر

صبح

۷-۲۰ بھائی بخشیش سنگھ راگی اور ساتھی آسا دی وار
۷-۳۵ بھجن
۷-۴۵ پرتی بمب؛ جھلکی پروگرام
۸-۲۰ مسیحی پروگرام
۸-۵۰ دیش بھگتی کے گیت
۱۰-۳۰ آپ کی فرمائش

دوپہر

۱۲-۰۰ روی شنکر؛ ستار پر راگ بھوپالی توڈی
۱۲-۱۵ دیپک چیٹرجی؛ گیت اور غزل
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ جیون سنگھ چندن اور ساتھی؛ لوک گیت

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ کشمیر سنگھ شمبھو؛ لوک گیت
۷-۴۵ جاگرت؛ گھریلو سلسلہ وار پنجابی فیچر پروگرام
۸-۰۰ انگریزی میں تقریر
۸-۲۵ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ شبد گائن
۱۰-۳۰ جسونت رائے پروہت؛ خیال مالکونس

پیر ۲۸ دسمبر

صبح

۷-۲۰ شبد
۷-۳۰ ایرا رائے چودھری؛ خیال دیسی
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۵۰ پورن شاہ کوٹی؛ لوک گیت
۹-۱۵ جھلکی۔ طنز و مزاح کا پروگرام

دوپہر

۱۲-۳۰ پریم پاٹھک: غزلیں
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ گورمیت کور باڈ اور ساتھی؛ لوک گیت

شام

۷-۴۵ شوبھا گرٹو؛ غزلیں

نو پرکاشن
پستک سیکشا ۱۹۸۱ء کی مہتو پورن پستکیں، ڈاکٹر کیرتی کیسر

۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۳۰ پنجابی میں ناٹک
۱۰-۱۵ جگت سنگھ جگا: لوک گیت
۱۰-۳۰ ایرا رائے چودھری: خیال بہاگ

منگل ۲۹ دسمبر

صبح

۷-۲۰ احمد حسین اور محمد حسین: غزلیں
۷-۳۰ سنیل مکرجی: سر - دپر راگ نٹ بھیرو
۸-۲۰ سریندر سنگھ سمن: لوک گیت
۸-۵۰ پنجابی گیت
۹-۱۵ جاگرت: پنجابی میں سلسلہ وار گھریلو فیچر (دوبارہ)

دوپہر

۱۲-۰۰ کچھ گلاں کچھ گیت
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ گھر دھاری لال اور ساتھی؛ لوک گیت؛ بھنٹیاں

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ رنجپال سنگھ پال: لوک گیت
۸-۰۰ اردو میں تقریر
۸-۳۰ سگم سنگیت
۹-۳۰ انگریزی میں پری چرچا
۱۰-۰۰ منگل شب کی موسیقی: شہید خان سرود وادن

بدھ ۳۰ دسمبر

صبح

۷-۲۰ سی۔ ایل۔ دلی: کافیاں
۷-۳۰ سوہن سنگھ: خیال دیوگری بلاول

(باقی ص ۴۶ پر)

روھتک

میڈیم ویو ۲۶۲٫۴۷ میٹر   ۱۱۴۳ کلو ہرٹز

پہلی مجلس ۶-۲۵ سے ۹-۰۵ تک (اتوار ۹-۱۵ تک)   دوسری مجلس ۱۲-۳۰ سے ۳-۱۰ تک
تیسری مجلس ۵-۳۰ سے ۱۰-۳۰ تک (ہفتہ اتوار ۱۱-۰۰ بجے تک)

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵ شام ۶-۰۵ رات ۸-۴۵
انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۶-۳۰ وندنا
۶-۵۵ کھیتی کی باتیں
۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۲۵ ضلع کی چٹھی
۷-۵۰ ارچنا (بھگتی سنگیت)
۸-۴۰ سب رس

دوپہر

۱-۱۰ آپ کی فرمائش (اتوار کے علاوہ)
۱-۴۰ اسکول براڈ کاسٹ

(ہفتہ اور اتوار کے علاوہ)
۲-۲۰ لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ پرادیشک سنگیت (بدھ کے علاوہ)
۶-۳۰ گرامین سنسار (دیہاتی پروگرام)
۷-۳۰ اطلاعات
۷-۴۵ سنگیت سریتا
۹-۱۵ ایک فلم سے (جمعرات کو آپ کا خط ملا)

بدھ ۱۶ دسمبر

صبح

۷-۱۰ اور شام ۷-۴۵ سویتا واجپائی: سگم سنگیت
۷-۲۵ جنید ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ اور رات ۱۰-۰۰ دیال سنگھ رانا: کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ اور دوپہر ۲-۲۰ رام ناتھ اور ساتھی، دریاؤ سنگھ ملک لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت
۱-۰۰ کیرتنیں
۱-۴۰ آٹھویں جماعت کیلئے سبق

شام

۵-۳۰ یووا سنسار (روزانہ)
۶-۱۰ نغمے

۶-۳۰ گرامین سنسار رام ناتھ اور ساتھی: لوک گیت
۷-۳۰ روزگار سوچنائیں (روزانہ)
۸-۰۰ ہندی میں تقریر
۸-۳۰ متا ٹھے: گیت
۹-۱۵ ایک فلم سے فلم: "ریشم کی ڈوری"
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۱۷ دسمبر

صبح

۷-۱۰ اور شام ۷-۴۵ مدن لعل شرما: سگم سنگیت
۷-۲۵ کوروکشتر ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ چلتے چلتے
۸-۲۰ اور دوپہر ۲-۲۰ سروپ لعل سانگی، دیپا ماتھر لوک سنگیت

پہر
— ۱۲ ایک رنگ
— ۱ ورندگان
— ۱ نویں جماعت کیلئے سبق
ام
— ۶ کشمیری لوک گیت
— ۶ گرامین سنسار (روزانہ)
— ۸ گھر آنگن
— ۸ پرریتی ساگر: سگم سنگیت
— ۹ آپ کا خط ملا
— ۱۰ پرانی فلموں سے

جمعہ ۱۸ دسمبر

صبح
— ۷ اور شام ۴۵ - ۷
رمیش چندر دت: سگم سنگیت
— ۷ مہندر گڑھ ضلع کی چٹھی
— ۷ اور رات ۰۰ — ۱۰
سنگھ بندھو: کلاسیکی موسیقی
— ۸ اور دوپہر ۲۰ - ۲
یشونت دت شرما اور ساتھی
چندر بھان نمونا: لوک سنگیت
— ۸ گاندھی چرچا

پہر
— ۱۲ گاتی بگتی
— ۱ ورندگان
— ۱ پرائمری جماعتوں کے لیے سبق
ام
— ۶ پنجابی گیت
— ۶ گرامین سنسار
یشونت دت شرما اور ساتھی
لوک گیت
— ۸ کھیل جگت
— ۸ ہیمنت کمار: گیت
— ۹ ایک فلم سے: فلم "انورودھ"
— ۹ تیسرے پہر کی دھوپ

ہفتہ ۱۹ دسمبر

صبح
— ۷ اور شام ۴۵ - ۷
بلراج گپتا: سگم سنگیت
— ۷ سونی پت ضلع کی چٹھی
— ۷ نواب خاں: طبلہ
— ۸ اور دوپہر ۲۰ - ۲
ابھیت سنگھ کھلاوٹ اوم پرکاش

لوک سنگیت

دوپہر
۳۰ - ۱۲ پھر سنئے
۰۰ ۱ ورندگان
۴۰ - ۱ آنند کے لیے

شام
۱۰ — ۶ راجستھانی لوک گیت
۳۰ - ۶ گرامین سنسار
ابھیت سنگھ کھلاوٹ: لوک گیت
۰۰ — ۸ ہریانہ درشن
۳۰ — ۸ کمار گندھرو: بھجن
۱۵ - ۹ ایک فلم سے: فلم "منزل"

اتوار ۲۰ دسمبر

صبح
۱۰ — ۷ اور شام ۴۵ — ۷
سریش جی شری کھنڈے
سگم سنگیت
۲۵ — ۷ سرسہ ضلع کی چٹھی
۳۰ — ۷ شری کانت اکرے: کلاسیکی موسیقی
۲۰ — ۸ ال گنج
۰۵ - ۹ اس ماہ کا گیت

دوپہر
۳۰ — ۱۲ ناری جگت
۰۰ — ۱ کھلا آکاش
۲۰ — ۲ دھرم پال، اسغر حسین
لوک سنگیت

شام
۳۰ - ۵ یووا سنسار
نوجوانوں کی پسند
۱۰ — ۶ بنگالی گیت
۰۰ — ۸ آج اتوار ہے
۳۰ — ۸ دلیپ کمار رائے: سگم سنگیت
۱۵ - ۹ ایک فلم سے
فلم "بڑی بہن"
۳۰ — ۹ فیچر
۰۰ — ۱۰ پرانی فلموں سے

پیر ۲۱ دسمبر

صبح
۱۰ — ۷ اور شام ۴۵ — ۷
وینو راجہ جین: سگم سنگیت
۲۵ — ۷ فرید آباد ضلع کی چٹھی
۳۰ — ۷ اور رات ۰۰ — ۱۰
پنا لعل سولنکی: کلاسیکی موسیقی

۲۰ — ۸ اور دوپہر ۲۰ - ۲
لبھے رام اور ساتھی چاند سالونے
لوک سنگیت

دوپہر
۳۰ — ۱۲ ملے جلے گانے
۰۰ — ۱ ورندگان
۴۰ - ۱ چھٹی جماعت کے لیے درس

شام
۱۰ — ۶ گجراتی گیت
۳۰ - ۶ گرامین سنسار
ابھے رام اور ساتھی: لوک گیت
۰۰ - ۸ انگریزی میں تقریر
۳۰ — ۸ کے ایل سہگل: گیت
۱۵ - ۹ ایک فلم سے
فلم "گومتی کے کنارے"

منگل ۲۲ دسمبر

صبح
۱۰ — ۷ اور شام ۴۵ - ۷
مدھو بالا سکسینہ: سگم سنگیت
۲۵ — ۷ روہتک ضلع کی چٹھی
۳۰ — ۷ دیال سنگھ رانا: کلاسیکی موسیقی
۲۰ — ۸ اور دوپہر ۲۰ - ۲
درشن چیٹ کالا اور ساتھی
چمن لعل: لوک سنگیت

دوپہر
۳۰ - ۱۲ لائبریری سے انتخاب
۰۰ - ۱ ورندگان
۴۰ — ۱ ساتویں جماعت کیلئے درس

شام
۳۰ — ۵ یووا سنسار: میری پسند کے گیت
۱۰ - ۶ پنجابی دوگانے
۳۰ - ۶ گرامین سنسار
درشن چت کالا اور ساتھی
لوک سنگیت
۰۰ — ۸ کلام شاعر
۳۰ — ۸ جوتیکا رائے: بھجن
۱۵ — ۹ ایک فلم سے
فلم 'دوسری سیتا'
۰۰ — ۱۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۲۳ دسمبر

صبح
۱۰ — ۷ اور شام ۴۵ - ۷

شکنتلا مہیجہ: سگم سنگیت
۲۵ - ۷ حصار ضلع کی چٹھی
۳۰ - ۷ اور رات ۰۰ — ۱۰
اجیت سنگھ پنٹل: کلاسیکی موسیقی
۲۰ — ۸ اور دوپہر ۲۰ - ۱
ضلع سنگھ انگن سمیر سنگھ یادو
لوک سنگیت

دوپہر
۳۰ — ۱۲ دھرتی کے گیت
۰۰ — ۱ کنٹر نیں
۴۰ — ۱ آٹھویں جماعت کے لیے درس

شام
۱۰ — ۶ ننھے منے
۳۰ — ۶ گرامین سنسار
سمیر سنگھ یادو: لوک گیت
۰۰ — ۸ ہندی میں تقریر
۳۰ — ۸ ہری اوم شرن: بھجن
۱۵ — ۹ ایک فلم سے: فلم 'زنگ'
۳۰ - ۹ چرچا کا وشے ہے

جمعرات ۲۴ دسمبر

ضلع
۱۰ — ۷ اور شام ۴۵ — ۷
پربھا: سگم سنگیت
۲۵ — ۷ انبالہ ضلع کی چٹھی
۳۰ — ۷ چلتے چلتے
۲۰ — ۸ اور دوپہر ۲۰ - ۲
حکم چند راکھی اور ساتھی
شکنتلا دھیجہ: لوک سنگیت

دوپہر
۳۰ — ۱۲ ساز اور آواز
۰۰ — ۱ ورندگان
۴۰ — ۱ نویں جماعت کیلئے درس

شام
۱۰ — ۶ ڈوگری گیت
۰۰ — ۸ گھر آنگن
۳۰ — ۸ پردیپ چٹرجی: سگم سنگیت
۱۵ — ۹ آپ کا خط ملا

جمعہ ۲۵ دسمبر

صبح
۱۰ — ۷ اور شام ۴۵ — ۷
گلشن نارائن پراشر: سگم سنگیت
۲۵ — ۷ بھوانی ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ اور رات ۱۰-۰۰
دیوبرت چودھری: کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰ اور دوپہر ۲-۲۰
جگورام بالیکی رام مہر سنگھ
لوک سنگیت

۸-۳۰ گاندھی چرچا

دوپہر

۱۲-۳۰ گاتی پنکتی

۱-۰۰ وردنگان

شام

۶-۱۰ مراٹھی گیت

۶-۳۰ گرامین سنسار
جگورام بالیکی: لوک گیت

۸-۰۰ وکاس کلب

۸-۳۰ غلام علی: غزلیں

۹-۱۵ ایک فلم سے
فلم "زندہ دل"

۹-۳۰ ریلیٹو میگزین

ہفتہ ۲۶ دسمبر

صبح

۷-۱۰ اور شام ۷-۴۵
مان سنگھ: سگم سنگیت

۷-۲۵ کرنال ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ کیسر ابی کیرکر: کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰ اور دوپہر ۲-۲۰
چاند دلال رام کمار سوریا
لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ پھر سنئے

۱-۰۰ وردنگان

۱-۴۰ اساتذہ کے لیے

شام

۶-۰۰ بھوجپوری گیت

۶-۳۰ گرامین سنسار
چاند دلال: لوک گیت

۸-۰۰ ہریانہ درشن

۸-۳۰ روناليلی: گیت

۹-۱۵ ایک فلم سے: فلم 'بہار'

اتوار ۲۷ دسمبر

صبح

۷-۱۰ اور شام ۷-۴۵
یش شرما: سگم سنگیت

۷-۲۵ گوڑگاؤں ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ عبدالحلیم جعفر خاں
کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰ بال کنج

۹-۰۵ اس ماہ کا گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ناری جگت

۱-۰۰ کھلا آکاش

۲-۲۰ اوم پرکاش تیلاوٹ
ریت اور سکھیاں: لوک گیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
نوجوانوں کی پسند
خطوں کے جواب

۶-۱۰ پنجابی گیت

۸-۰۰ آج اتوار ہے

۸-۳۰ بیگم اختر: غزلیں

۹-۱۵ ایک فلم سے
فلم "جوانی دیوانی"

۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۲۸ دسمبر

صبح

۷-۱۰ اور شام ۷-۴۵
سبھاش چندر سنہا
سگم سنگیت

۷-۲۵ جیند ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ اور رات ۱۰-۰۰
ہیش راجپانی: کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰ اور دوپہر ۲-۲۰
بلٹ مومیا سورج بھان
لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ملے جلے گانے

۱-۰۰ وردنگان

۱-۴۰ چھٹی جماعت کے لیے درس

شام

۶-۰۰ اتر پردیش کے لوک گیت

۶-۳۰ گرامین سنسار
بالٹ مومیا: لوک گیت

۸-۰۰ انگریزی میں تقریر

۸-۳۰ صابری بندھو قوال: قوالیاں

۹-۱۵ ایک فلم سے
فلم "بدلتے رشتے"

منگل ۲۹ دسمبر

صبح

۷-۱۰ اور شام ۷-۴۵
گلن گوگیا: سگم سنگیت

۷-۲۵ کوروکشیتر ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ ایم آر گوتم: کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰ اور دوپہر ۲-۲۰
کوشلیا کادیان اور سکھیاں
شیر سنگھ اور ساتھی
لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب

۱-۰۰ وردنگان

۱-۴۰ ساتویں جماعت کے لیے درس

شام

۵-۳۰ یووا سنسار: میری پسند کے گیت

۶-۱۰ پوربی لوک گیت

۶-۳۰ گرامین سنسار
کوشلیا کادیان اور سکھیاں
لوک گیت

۸-۰۰ کلام شاعر

۸-۳۰ محمد رفیع: گیت

۹-۱۵ ایک فلم سے
فلم: "یادوں کی بارات"

۹-۳۰ ہریانوی مشاعرہ

بدھ ۳۰ دسمبر

صبح

۷-۱۰ اور شام ۷-۴۵
یوگل بھاردواج
سگم سنگیت

۷-۲۵ مہندر گڑھ ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ اور رات ۱۰-۰۰
کندن لعل شرما: کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰ اور دوپہر ۲-۲۰
پیارے ناتھ اور ساتھی
شکنتلا ڈانگی اور سکھیاں
لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت

۱-۰۰ کیتز نیلی

۱-۴۰ آٹھویں جماعت کے لیے درس

شام

۶-۱۰ ننھے منے

۶-۳۰ گرامین سنسار
شکنتلا ڈانگی اور سکھیاں
لوک گیت

۸-۰۰ ہندی میں تقریر

۸-۳۰ بھائی پیارے سنگھ راگی اور
ساتھی: شبد

۹-۱۵ ایک فلم سے
فلم 'کاجل'

۹-۳۰ چرچا کا وشے ہے

جمعرات ۳۱ دسمبر

صبح

۷-۱۰ اور شام ۷-۴۵
جوتی چودھری: سگم سنگیت

۷-۲۵ سونی پت ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ چلتے چلتے

۸-۲۰ اور دوپہر ۲-۲۰
امید سنگھ اور ساتھی
نیت رام اور ساتھی
لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ایک رنگ

۱-۰۰ وردنگان

۱-۴۰ نویں جماعت کے لیے درس

شام

۶-۱۰ پنجابی گیت

۸-۰۰ گھر آنگن

۸-۳۰ پربھتی چاولہ: سگم سنگیت

۹-۱۵ آپ کا خط ملا

۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

قلمکار حضرات

اپنی تخلیقات براہ کرم ہمیں اشاعت کے لیے ارسال نہ کریں
'آواز' میں صرف وہی تخلیقات شائع کی جاتی ہیں جو نشر ہونے کے بعد
ہمیں ریڈیو اسٹیشنوں سے موصول ہوتی ہیں۔

شملہ

میڈیم ویو ۳۸۸٫۶ میٹر ۷۷۳ کلوہرٹز
شارٹ ویو ۳۲٫۰۹ میٹر ۹۳۳۵ کلوہرٹز صبح ۷٫۳۰ بجے تک اور شام ۷٫۳۰ کے بعد
۴۹٫۵۳ میٹر ۶۰۷۰ کلوہرٹز صبح ۷٫۲۵ کے بعد اور شام ۷٫۱۵ بجے تک
صبح ۵٫۱۵ سے ۷٫۳۰ ۳۳۳۳ کلوہرٹز صبح ۷٫۲۵ سے ۹٫۳۰ اور ۹٫۱۵ سے ۲٫۲۵
۵٫۳۵ اور شام ۵٫۰۰ سے ۶٫۱۵ تک ۶۰۲۰ کلوہرٹز ۹٫۰۰ سے رات ۱۱٫۰۰ ۳۳۳۳ کلوہرٹز

خبریں

ہندی صبح ۸٫۰۰ دوپہر ۲٫۰۵ اور ۲٫۱۰ شام ۶٫۰۵ اور ۸٫۲۵ صرف ہفتہ کو رات ۱۰٫۱۰
رات ۹٫۰۰ اور صرف ہفتہ ۱۱٫۰۵ سنسکرت صبح ۷٫۰۵ اردو صبح ۱۱٫۵۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۶ — ۲۵ [illegible]
۶ — ۵۵ کھیتی باڑی
۷ — ۰۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷ — ۱۰ کلاسیکی موسیقی
۸ — ۲ سامائیکی
۸ — ۱۵ پہاڑی سنگیت
۹ — ۰۰ راجیہ کی چٹھی، موسم کا حال
۹ — ۲ اختتام
دوپہر
۱۲ — ۰۰ اسکول براڈکاسٹ
۱۲ — ۲۰ اختتام (سوائے اتوار)
۱ — ۱۰ فوجی بھائیوں کے لیے پروگرام
۲ — ۲۰ سنہری کرنیں
۲ — ۳۰ سب رنگ
۳ — ۰۰ اختتام
شام
۵ — ۰۰ ہماچل پروگرام، لاہول سپتی (اتوار، منگل، جمعہ)
کنری پروگرام (پیر، جمعرات)
چمبیالی پروگرام (بدھ، ہفتہ)
۵ — ۳ کلوی پروگرام (اتوار، بدھ)
جاسوی پروگرام (پیر، جمعہ)
سرحدی پروگرام (منگل، ہفتہ)
چنزمنو (جمعرات)
۶ — ۰۰ ضلع کی چٹھی، پہاڑی دھن
۶ — ۱۵ کانگڑی پروگرام (اتوار، جمعرات)
منڈیالی پروگرام (پیر، جمعہ)
باپیمسک پروگرام (منگل، ہفتہ)
خواتین کے لیے (بدھ)
۶ — ۱۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ
۶ — ۲۵ علاقائی خبریں
۷ — ۰۵ کرشی جگت
۷ — ۲۵ گرامین یوواں کے لیے
۸ — ۰۰ دھارا دے گیت
۱۰ — ۳۰ اختتام (ہفتہ، منگل کو ۱۱٫۰۵ پر)

بدھ ۱۶ دسمبر

صبح
۷ — ۱۰ کرناٹک سنگیت
۷ — ۳۰ جیون جیوتی
۸ — ۲۰ ہلکی کلاسیکی موسیقی
۸ — ۲۵ سنسکرت کوتا پاٹھ
۹ — ۰۵ ایک فلم کے گیت
شام
۴ — ۳۰ یوواوانی
۶ — ۰۰ ضلع کی چٹھی
۸ — ۱۵ سماچار درشن
۸ — ۲۵ بھگتی سنگیت
۹ — ۱۵ گھر آنگن
۹ — ۳۰ چرچا کا وشے
۱۰ — ۰۰ آپ کے انورودھ پر

جمعرات ۱۷ دسمبر

صبح
۷ — ۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷ — ۳۰ دیش گان
۸ — ۲۰ پنجابی گیت
۸ — ۳۵ ریڈیو ڈاکٹر: بات چیت
۹ — ۰۵ ایک کلاکار
شام
۵ — ۳۰ چنزمنو پروگرام
۶ — ۰۰ اس ماس کا گیت
۸ — ۱۵ غزلیں
۸ — ۲۵ بھگتی سنگیت
۹ — ۱۵ آپ کا پتر ملا
۹ — ۳۰ نیشنل اسپورٹس میگزین
۹ — ۴۵ سگم سنگیت

جمعہ ۱۸ دسمبر

صبح
۷ — ۱۰ پرارتھنا سبھا
۷ — ۲۵ دیش گان
۷ — ۴۰ ترنگ کوتا پاٹھ
۷ — ۵۵ سچے کی بات
۸ — ۲۰ سگم سنگیت
۸ — ۳۵ کلاسیکی موسیقی
۹ — ۰۵ محفل
دوپہر
۲ — ۳۰ مہیلا سمیلن: خواتین کے لیے
شام
۶ — ۰۰ سامائیک چرچا
۸ — ۱۵ سماچار درشن
۸ — ۲۵ سگم سنگیت
۹ — ۱۵ ہریالی جنگلات سے: تقریر
۹ — ۳۰ ڈرامہ
۱۰ — ۰۰ من بھاون
(پرانی فلموں سے فرمائشی گیت)

ہفتہ ۱۹ دسمبر

صبح
۷ — ۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷ — ۳۰ گیت
۰ — ۲۰ سیانوں کے لیے رہائشی سہولیات
۸ — ۳۰ انگریزی سبق
۹ — ۵ رس دھارا
شام
۶ — ۰۰ ضلع کی چٹھی
۸ — ۱۵ غزلیں
۸ — ۲۵ فلمی میوزک
۹ — ۱۵ ہم درشن
(علاقائی ریڈیو نیوز ریل)
۹ — ۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۲۰ دسمبر

صبح
۷ — ۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷ — ۳۰ اس ماس کا گیت
۸ — ۲۰ آپ کی چٹھی آپ کی فرمائش
۶ — ۰۵ پہاڑی دھن
۹ — ۱۰ لوک روچی سماچار
۹ — ۱۵ ان دنوں: انٹرویو پر مبنی
۹ — ۴۵ وگیان اور جیون
۱۰ — ۰۰ یوواوانی
۱۱ — ۰۰ ہندی ڈرامہ
۱۲ — ۰۰ کوی گوشٹھی
۱۲ — ۳۰ بال گوپال
۳ — ۰۰ ونیتا منڈل
شام
۶ — ۰۰ پہاڑی دھن
۷ — ۳۵ خاندانی بہبود کا پروگرام
۸ — ۱۵ سماچار درشن
۰ — ۲۵ کلاسیکی موسیقی
۹ — ۱۵ قانون اور دیکھنی

پیر ۲۱ دسمبر

صبح
۷ — ۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷ — ۴۰ جیون جیوتی
۸ — ۲۰ شبد
۸ — ۳۵ ساہتیہ ویکا: ادبی پروگرام
۹ — ۰۵ بھولے بسرے گیت
شام
۶ — ۰۰ ضلع کی چٹھی
۸ — ۱۵ نیوزریل اسپورٹس
۸ — ۲۵ دیش گان
۹ — ۱۵ جگیا سا
۹ — ۳۰ ہندی میں بات چیت
۹ — ۴۵ سگم سنگیت
۱۰ — ۰۰ کلاسیکی موسیقی

منگل ۲۲ دسمبر

صبح
۷ — ۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷ — ۴۰ سنگیت
۰ — ۲۰ سگم سنگیت
۸ — ۳۵ علاقائی سنگیت
۹ — ۰۵ جھنکا
شام
۶ — ۰۰ سامائیک چرچا
۸ — ۱۵ سگم سنگیت
۸ — ۲۵ سب رس
۹ — ۱۵ خاندان کی بہبود کا پروگرام
۹ — ۳۰ انگریزی میں بات چیت
۱۰ — ۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۳ دسمبر

صبح
۷ — ۱۰ کرناٹک سنگیت
۷ — ۳۰ جیون جیوتی
۰ — ۲۰ ہلکی کلاسیکی موسیقی
۸ — ۳۵ شاشوت وانی
۹ — ۰۵ ایک فلم کے گیت
شام
۶ — ۰۰ ضلع کی چٹھی
۸ — ۱۵ سماچار درشن
۰ — ۲۵ سگم سنگیت
۹ — ۱۵ گھر آنگن: سلسلہ وار ڈرامہ
۹ — ۳۰ چرچا کا وشے

جمعرات ۲۴ دسمبر

صبح

۱۰ — ۷ کلاسیکی موسیقی

۴۰ — ۷ دیش گان

۲۰ — ۸ پنجابی گیت

۳۵ — ۸ ریڈیو ڈاکٹر: بات چیت

۰۵ — ۹ ایک کلاکار

شام

۰۰ — ۶ اس ماس کا گیت

۱۵ — ۸ غزلیں

۲۵ — ۸ بھگتی سنگیت

۱۵ — ۹ آپ کا پتر ملا

۳۰ — ۹ نیشنل پروگرام: ڈرامہ

جمعہ ۲۵ دسمبر

صبح

۱۰ — ۷ پرارتھنا سبھا

۲۵ — ۷ دیش گان

۴۰ — ۷ ترنگ: کویتا پاٹھ

۲۰ — ۸ سگم سنگیت

۳۵ — ۸ کلاسیکی موسیقی

۰۵ — ۹ محفل

دوپہر

۴۰ — ۲ مہلا سمیلن
خواتین کے لیے پروگرام

شام

۰۰ — ۶ سامائیک چرچا

۱۵ — ۸ سماچار درشن

۲۵ — ۸ سگم سنگیت

۳۵ — ۸ وادیہ ورند

۱۵ — ۹ کرسمس پر تقریر

۳۰ — ۹ سلسلہ وار ڈرامہ

۰۰ — ۱۰ من بھاون
پرانی فلموں سے فرمائشی گیت

ہفتہ ۲۶ دسمبر

صبح

۱۰ — ۷ کلاسیکی موسیقی

۴۰ — ۷ گیت

۲۰ — ۸ اسپورٹس پر پروگرام

۳۰ — ۸ انگریزی سبق

۰۵ — ۹ رس دھارا

شام

۰۰ — ۶ ضلع کی چٹھی

۱۵ — ۸ غزلیں

۲۵ — ۸ فلمی میوزک

۱۵ — ۹ ہیم درشن
(علاقائی ریڈیو نیوزریل)

۳۰ — ۹ موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۲۷ دسمبر

صبح

۱۰ — ۷ کلاسیکی موسیقی

۴۰ — ۷ اس ماس کا گیت

۲۰ — ۸ آپ کی چٹھی آپ کی فرمائش

۰۵ — ۹ پہاڑی دھن

۱۰ — ۹ لوک رِچی سماچار

۱۵ — ۹ ان دنوں: انٹرویوز پر مبنی

۳۰ — ۹ ساز اور آواز

۴۵ — ۹ وگیان اور جیون

۰۰ — ۱۰ یووا وانی

۰۰ — ۱۱ ہندی میں ڈرامہ

۰۰ — ۱۲ ہندی میں بات چیت

۳۰ — ۱۲ بال گوپال

۰۰ — ۳ خواتین کے لیے دنیا منڈل

شام

۰۰ — ۶ پہاڑی دھن

۳۵ — ۷ خاندانی بہبود کا پروگرام

۱۵ — ۸ سماچار درشن

۲۵ — ۸ کلاسیکی موسیقی

۱۵ — ۹ شرم سنسار

۳۰ — ۹ گیت پہاڑاں رے
(فرمائشی پہاڑی گیتوں کا ہفتہ وار پروگرام)

پیر ۲۸ دسمبر

صبح

۱۰ — ۷ کلاسیکی موسیقی

۴۰ — ۷ جیون جیوتی

۲۰ — ۸ شبد

۳۵ — ۸ کلام: لال چند پرارتھی، چاند گلاٹی

۰۵ — ۹ بھولے بسرے گیت

شام

۰۰ — ۶ ضلع کی چٹھی

۱۵ — ۸ نیوزریل اسپورٹس

۲۵ — ۸ دیش گان

۱۵ — ۹ سندھی میں تقریر

۴۵ — ۹ سگم سنگیت

۰۰ — ۱۰ کلاسیکی موسیقی

منگل ۲۹ دسمبر

صبح

۱۰ — ۷ کلاسیکی موسیقی

۴۰ — ۷ سنگیت

۲۰ — ۸ سگم سنگیت

۳۵ — ۸ علاقائی سنگیت

۰۵ — ۹ جھنکا

شام

۰۰ — ۶ سامائیک چرچا

۱۵ — ۸ سگم سنگیت

۲۵ — ۸ سب رس

۱۵ — ۹ بھارت بھارتی

۳۰ — ۹ انگریزی میں بات چیت

۰۰ — ۱۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۳۰ دسمبر

صبح

۱۰ — ۷ کرناٹک سنگیت

۴۰ — ۷ جیون جیوتی

۲۰ — ۸ ہلکی کلاسیکی موسیقی

۰۵ — ۹ ایک فلم کے گیت

شام

۰۰ — ۶ ضلع کی چٹھی

۱۵ — ۶ مہلا سمیلن: خواتین کے لیے پروگرام

۱۵ — ۸ سماچار درشن

۲۵ — ۸ سگم سنگیت

۱۵ — ۹ جھلکی

۳۰ — ۹ چرچا کا وشیہ ہے

۰۰ — ۱۰ آپ کے انورودھ پر
(نئی فلموں سے فرمائشی گیت)

جمعرات ۳۱ دسمبر

صبح

۱۰ — ۷ کلاسیکی موسیقی

۴۰ — ۷ دیش گان

۵۵ — ۷ سمے کی بات

۲۰ — ۸ پنجابی گیت

۳۵ — ۸ ریڈیو ڈاکٹر: بات چیت

۰۵ — ۹ ایک کلاکار

شام

۳۰ — ۵ چنو منو پروگرام

۰۰ — ۶ اس ماس کا گیت

۱۵ — ۸ غزلیں

۲۵ — ۸ بھگتی سنگیت

۱۵ — ۹ آپ کا پتر ملا

۳۰ — ۹ سائنس میگزین پروگرام

۰۰ — ۱۰ فیچر

بقیہ:- جالندھر

۲۰ - ۸ بھائی درشن سنگھ کومل راگی اور ساتھی: شبد

۵۰ - ۸ بلا دیوی: لوک گیت

۱۵ - ۹ ودیا ساگر رلمپال: گیت

دوپہر

۱۵ - ۱۲ بھائی درشن سنگھ کومل اور ساتھی شبد

۲۰ - ۲ ودیا ساگر رلمپال: غزلیں

۳۰ - ۲ جوگندر رکسار ساجن: لوک گیت

شام

۰۰ - ۸ پنجابی تقریر

۲۵ - ۸ سگم سنگیت

۳۰ - ۹ آپ کی فرمائش

۳۰ - ۱۰ سوہن سنگھ: خیال بسنت

جمعرات ۳۱ دسمبر

صبح

۲۰ - ۷ شبد

۳۰ - ۷ فیلو رام: بانسری پر دھن

۴۰ - ۷ بھیم سین جوشی: خیال

۲۰ - ۸ گلزار بھٹی: لوک گیت

۵۰ - ۸ پنجابی گیت

۱۵ - ۹ راج کمار: کافی

دوپہر

۰۰ - ۱۲ بسم اللہ خان اور ساتھی: راگ بلاس خانی توڑی

۱۵ - ۱۲ راج کمار: گیت اور غزل

۲۰ - ۲ غزلیں

۳۰ - ۲ درشن سنگھ: لوک گیت

شام

۰۵ - ۵ پنجابی گیت

۱۵ - ۵ سریندر اقبال سنگھ چیمہ: لوک گیت

۵۰ - ۷ راج کمار: غزلیں

۳۰ - ۹ دودھ کا ریہ کرم

۳۰ - ۱۰ فیلو رام: بانسری پر دھن

۴۰ - ۱۰ بھیم سین جوشی: خیال

بھوپال، رائپور، گوالیار، جبلپور

بھوپال 'الف' ۰۰-۲۱۰-۲ میٹر ۱۴۸۵ کلوہرٹز بھوپال 'ب' ۲۳۰۲ میٹر ۱۲۳۳ کلوہرٹز
صبح ۵-۴۵ سے ۱۵-۰۰ ۶۷۰۰ کلوہرٹز
صبح ۸-۳۰ سے ۲-۳۰/۹-۴۵ ۱۸۰۰ کلوہرٹز
صبح ۹-۱۵ سے ۱۵-۵/۴۵-۵ شام ۹۶۹۰ کلوہرٹز
شام ۵-۳۰ سے ۱۰-۰۰ رات ۲۳۱۵ کلوہرٹز
رائے پور ۳۰۹/۱ میٹر ۹۸۰ کلوہرٹز گوالیار ۲۱۵/۸ میٹر ۱۳۹۰ کلوہرٹز جبلپور ۲۰۲ میٹر ۱۴۸۵ کلوہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں صبح ۸-۰۰، ۵-۰۰ (پراویشک سماچار) دوپہر ۵-۱۰، ۱-۱۲، ۵-۲، شام ۰۵-۶، رات ۴۵-۸، ۱۰-۰۰ : صرف سننے کو۔
انگریزی میں خبریں صبح ۸-۱۰، ۹-۰۰، دوپہر ۱۲-۰۰، شام ۶-۰۰، رات ۱۱-۰۰، ۱۰-۰۰ صرف سننے کو۔

بدھ ۱۶ر دسمبر

صبح
۷-۳۰ اردو دوپہر ۲-۲۰
لکشمی او نیکے اور سہیلیاں
لوک گیت
۸-۲۰ رمیش کمار پہل : سگم سنگیت
۹-۳۰ اردو رات ۱۰-۳۰
بالا صاحب پونچھوالے : خیال
۹-۱۰ اردو دوپہر ۱-۴۰
اسکول براڈکاسٹ

دوپہر
۱۲-۳۰ مہلا سبھا
۱-۱۰ پتر مکھیں لوک گیت سنیں

شام
۵-۳۰ یوواوانی : ترنوں کی پسند
وگیان کنج ، آج کے کلاکار
کہانی

رات
۸-۰۰ سامنجک : کاویہ پاٹھ
مینک شریواستو
۱۰-۰۰ نذر حسین : سارنگی، درباری کانڑہ

کے. آر. سرنگے : وائلن

دوپہر
۱-۳۰ اسکول براڈکاسٹ
۲-۳۰ دیپا شرما اور سہیلیاں : لوک گیت

رات
۱۸-۰ گرام لکشمی
دیہی عورتوں کا پروگرام
۸-۰۰ ہندی تقریر
سوتنترا سنگرام اور بہادر شاہ ظفر
تقریر : ڈاکٹر پربھو دیال اگنیہوتری
۱۰-۳۰ جگدیش پرشاد : گائن

جمعہ ۱۸ر دسمبر

صبح
۸-۲۰ اردو دوپہر ۱-۳۰
وکیل احمد : سگم سنگیت
۸-۳۰ ستدھ رام سوامی کوردار : خیال
سارنگی پر سنگت : سردار خاں
۱-۴۰ اسکول براڈکاسٹ
۲-۳۵ بابا پورن داس : لوک گیت

رات
۸-۰۰ اردو پروگرام : کہکشاں
میر انیس کی کردار نگاری
آغا سلطان حمید
محمد حسین آزاد اور نثر
محمد عباس رضوی
۱۰-۰۰ "غلام عادت کے"
مصنف : وامن پاترکر
پیشکش : میناکشی مشر
۱۰-۳۰ سردار خاں : سارنگی پر پوریا کلیان

ہفتہ ۱۹ر دسمبر

صبح
۸-۲۰ پرشورام پٹیل : سگم سنگیت
۸-۳۰ مجید خاں : کلارینٹ
۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ

دوپہر
۱۲-۳۰ مہلا سبھا
۱-۳۰ نئی رچنا : کاویہ پاٹھ ، دیواکر گپتا
۲-۳۰ آشا دیوی جھاڑی : لوک گیت

رات
۷-۱۵ چوپال : دیہی بچوں کے پروگرام
کونپل کے ساتھ

اتوار ۲۰ر دسمبر

صبح
۸-۲۰ بال سبھا
۹-۱۵ سندھی پروگرام

دوپہر
۱-۴۰ راگداری : مادھوا بھیڈکر
خیال ، سارنگ
۲-۳۰ گیتا بائی سرام اور سہیلیاں
لوک گیت

شام
۵-۳۰ یوواوانی : ترنوں کی پسند
۶-۴۰ شرک جگت

رات
۹-۳۰ ناٹک : کنواں

پیر ۲۱ر دسمبر

صبح
۷-۳۰ مدھو بالا شرما : لوک گیت
۸-۲۰ نرملا دیولیا : سگم سنگیت
۸-۳۰ ایس. کے. داس گپتا : بیراگی بھیرو
۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ

دوپہر
۱-۱۰ درپن : خطوط پروگرام

رات
۱۰-۳۰ اے. کانن : خیال

منگل ۲۲ر دسمبر

صبح
۷-۳۰ اردو دوپہر ۲-۳۰
بہاری لال راؤ : لوک گیت
۸-۲۰ نرمل کمار پاٹھک : سگم سنگیت

۸-۳۰ اردو پروگرام آئینہ
بزم سخن : شرکا۔
اختر علی اختر، مسلم ساگری
مسعود ذوقی، اشرف ندیم
اختر وامق ، بشر صہبائی

۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ

دوپہر
۱-۳۰ کاویہ دھارا : سنت مشرانوپ

رات
۸-۰۰ یگ بودھ

بدھ ۲۳ر دسمبر

صبح
۸-۲۰ اوشا شرما : سگم سنگیت
۸-۴۰ اردو رات ۱۰-۳۰
آر. وی. گرو : بانسری

دوپہر
۱۲-۳۰ مہلا سبھا
۱-۴۰ اسکول براڈکاسٹ
۲-۳۰ ششی کرن سکسینہ : لوک گیت

رات
۸-۰۰ ساہتیکی : وینگ وارتا
ڈاکٹر شیو شرما
۹-۳۰ ترنگ : کدو کی کرامات
پیشکش : ہریہر کلا منڈلی چھندا
۱۰-۰۰ روپک : روشنی کی کھوج میں چراغ
تحریر : کے. ایس. مہتہ
پیشکش : میناکشی مشر
۱۰-۲۵ اسمٰعیل دادو خاں : طبلا

جمعرات ۲۴ر دسمبر

صبح
۸-۲۰ اردو دوپہر ۱-۳۰
جگدیش سنگھ ٹھاکر : سگم سنگیت
۸-۳۰ ارمیلا داس گپتا : شاستریہ سنگیت
۹-۱۰ اردو دوپہر ۱-۴۰
اسکول براڈکاسٹ

جمعرات ۱۷ر دسمبر

صبح
۸-۱۰ تاپسی چکرورتی : سگم سنگیت
۸-۲۰ اردو رات ۱۰-۰۰

۳۰ — ۲ چندر کلا سونی : لوک گیت

رات

۰۰ — ۱۰ جگناتھ اور ساتھی : شہنائی

جمعہ ۲۵ دسمبر

صبح

۲۰ — ۸ اور دوپہر ۳۰-۱
سگم سنگیت : منور خاں : غزلیں

۳۰ — ۸ عبداللطیف خاں
سارنگی پر جونپوری

۳۰ — ۲ کسرن شرما : لوک گیت

رات

۰۰ — ۸ اردو پروگرام
کچھ کرسمس کے بارے میں
کلام شاعر : محمد نعیم صبا

۳۰ — ۱۰ عبداللطیف خاں : سارنگی پر رمن

ہفتہ ۲۶ دسمبر

صبح

۲۰ — ۸ کلجیت سنگھ سینگر : سگم سنگیت

۳۰ — ۸ سنگیتا کٹھالے : خیال

دوپہر

۳۰ — ۱۲ مہلا سبھا

۳۰ — ۱ کاویہ پاٹھ : ڈاکٹر پرمود پانڈے

۳۰ — ۲ رتن بائی کھرگ : لوک گیت

رات

۱۵ — ۷ چوپال : دیہی بچوں کے پروگرام
کونسل کے ساتھ

اتوار ۲۷ دسمبر

صبح

۲۰ — ۸ بال سبھا

۱۵ — ۹ سندھی پروگرام

۳۰ — ۲ مالتی لتا مالوی اور سہیلیاں
لوک گیت

رات

۳۰ — ۹ ایک اور دیوداس : ناٹک
مول کہانی مالتی جوشی
ریڈیو روپانتر ارفانہ شرد
میناکشی مشر

پیر ۲۸ دسمبر

صبح

۳۰ — ۷ اور دوپہر ۳۰-۲
منی مانجو : لوک گیت

۲۰ — ۸ سگم سنگیت : کیرتی شرما

۱۰ — ۱ درپن : خطوط پر مبنی پروگرام

منگل ۲۹ دسمبر

صبح

۳۰ — ۷ وملا شریواستو : لوک گیت

۲۰ — ۸ سگم سنگیت : آشا لتا رن، گیت

۳۰ — ۸ اردو پروگرام آئینہ : بات چیت
کیا اردو کی ترقی کے لیے فارسی
رسم الخط ضروری ہے ؟
شمس الرحمٰن فاروقی
ڈاکٹر فدا عباس

۳۰ — ۱ کاویہ دھارا : اندرا

رات

۰۰ — ۸ یگ بودھ

بدھ ۳۰ دسمبر

صبح

۲۰ — ۸ اشوک شرما : سگم سنگیت

۳۰ — ۸ اور رات ۰۰ — ۱۰
رحمت علی خاں : سرود

دوپہر

۳۰ — ۱۲ مہلا سبھا

رات

۰۰ — ۸ ہرگووند سونی اور ساتھی
لوک گیت

رات

۰۰ — ۸ ساہتکی : کاویہ پاٹھ
یگل شریواستو

۳۰ — ۹ ترنگ : زندہ دل
مصنف : انیس اطہر علی
پیشکش : میناکشی مشر

جمعرات ۳۱ دسمبر

صبح

۲۰ — ۸ کسم بڑودکر : سگم سنگیت

۳۰ — ۸ پربھو دیو سردار : شاستریہ سنگیت

۳۰ — ۲ سنگیتا چوبے : لوک گیت

رات

۱۵ — ۷ گرام لکشمی
دیہی عورتوں کا پروگرام

۰۰ — ۸ دیاسری کی گوتھائیں
ہندی تقریر : نریش چندر ورما

۳۰ — ۱۰ نکھل بنرجی : ستار

جے پور، اجمیر

جے پور الف ۲/۲۰۲ میٹر ۱۴۷۶ — جے پور (ب) ۲۳۶/۴ میٹر ۱۲۶۹ کلو ہرٹز

اجمیر ۵/۴۹۷ میٹر ۶۰۳ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں : صبح ۰۰-۸، دوپہر ۰۵-۱،۱۰-۲،۴۵-۲، شام ۰۰-۵،۰۵-۶،۰۰-۷، رات ۴۵-۸
(پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۰۵-۱۱ بجے)

انگریزی میں خبریں : صبح ۱۰-۸، دوپہر ۰۰-۱۲ (صرف اتوار) ۰۰-۱، ۰۰-۲، شام ۰۰-۶، رات ۰۰-۹
(پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۰۰-۱۱ بجے)

صوبائی خبریں (ہندی) : صبح ۰۵-۹، شام ۰۵-۷، (راجستھانی) شام ۱۵-۷

سندھی میں خبریں : صبح ۴۰-۸، شام ۱۵-۶

سنسکرت میں خبریں : صبح ۰۰-۷، شام ۱۰-۶

ہندی میں سماچار پتر : صبح ۰۰-۹

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

۳۰ - ۶ منگل دھونی : وندے ماترم

۳۵ - ۶ وندنا

۰۵ - ۷ روپ ریکھا اور موسم

۱۰ - ۷ کرساں ری بات : بازار بھاؤ (روزانہ)

۲۰ - ۷ راماین پاٹھ

۳۰ - ۷ سامائیکی

۵۰ - ۸ رس دھارا (سوائے اتوار)
سور گنگا (اتوار)

۱۵ - ۱۰ اختتام (سوائے ہفتہ، اتوار)
(ہفتہ کو ۵۰-۹ اور اتوار ۳۰-۱۰
۰۰-۱۱)

۵۰ - ۱ کرشی لوک اور موسم (سوائے اتوار)

۱۰ - ۳ اختتام

شام

۰۵ - ۵ یوواوانی (نوجوانوں کے لیے پروگرام)

۰۰ - ۶ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ

۲۵ - ۷ ضلع کی چٹھی

۳۰ - ۷ کرشکوں کے لیے (کسانوں کے لیے پروگرام)

۲۰ - ۱۰ اختتام (بدھ، جمعرات، جمعہ)

۱۰ - ۱۱ اختتام (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار)

بدھ ۱۶ دسمبر

صبح

۳۰ - ۷ شوشنکر پانڈے : بانسری پر راگ
للت

۲۰ - ۸ راجستھلی : کوشل کمار بجاج : تقریر
راجستھان کی نیاری ہست کلا

۲۰ - ۹ رجنی پانڈے : بھجن

دوپہر

۱۰ - ۱ شاستریہ سنگیت

۳۰ - ۱ حمید الدین : لوک گیت

شام

۰۵ - ۵ یوواوانی : بھینٹ وارتا : تشیلی
دواؤں کے سیون کا دش پرینام

۵۵ - ۵ روزگار سوچنائیں

۳۰ - ۶ سندھی پروگرام : نئی روشنی نیا وچار
نوجوانوں کے لئے پروگرام : اشوک
چندلانی، کہانی : کویتا پاٹھ : راجندر
ریجھوانی

۳۰ - ۷ کرشکوں کے لئے : یہ کیا کہتے ہیں

۰۰ - ۸ تقریر : مرو ستھل میں ہونے والے
روگ اور ان کا اپچار

۱۵ - ۹ کھلا آکاش : لوک گیت

۱۵ - ۹ گرراج کمار : ہلکا سنگیت

۳۰ - ۱۰ اجے سنگھ گہلوت : لوک گیت

جمعرات ۱۷ دسمبر
صبح
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
۷-۵۰ یوواوانی وچار کرانتی
شیش کا سنگھرش یگ: تقریر
ڈاکٹر نند کشور گوتم
۸-۲۰ ہندی میں تقریر: راجستھان کے
پراچین گرنتھاگار: انوپ سنسکرت
لائبریری بیکانیر: ڈاکٹر دوا کرشاشتری
۹-۱۰ گنپت لال ڈانگی اور ساتھی: لوک
گیت
۹-۲۰ ریحانہ مرزا: غزلیں
دوپہر
۱-۱۰ مہیلا جگت
ان کی کہانی ان کی زبانی
اودھیش کمار
۲-۴۰ لوک چاؤ کے راجستھانی میں
ہفتہ وار خبریں
شام
۶-۲۵ نرمان کے سور
۷-۱۵ ضلع کی چھٹی: ڈونگرپور
۸-۰۰ راجستھلی: راجندر بوہرا
۹-۱۵ کملا آکاش
قلعوں کے نرمان کی کہانی
جیسلمیر کا قلعہ: سردار موہن ناتھر
گیت: کیا آپ جانتے ہیں؟

جمعہ ۱۸ دسمبر
صبح
۶-۲۵ وندنا
۷-۲۰ مانس گان
۷-۳۰ امیر محمد خان: ٹھمری دادرا
۹-۱۰ پنالال بھوپا اور ساتھی: لوک گیت
۹-۲۰ گوری امدایار: گیت و غزلیں
دوپہر
۱۲-۳۰ چترپٹ سنگیت
۱-۱۰ شاستریہ سنگیت
۱-۵۰ کرشی لوک: موسم
شام
۶-۴۵ ستیش نرائن: سگم سنگیت
۸-۰۰ اشوک اودے: کتھا لوک کہانی
۹-۱۵ کملا آکاش: آپ نے پوچھا تھا

ہفتہ ۱۹ دسمبر
صبح
۷-۳۰ ہیم لتا ورما: خیال بھیرو
۸-۲۰ ہندی وارتا
۸-۳۰ گلاب دیوی: لوک گیت
۹-۱۰ موہن لال گویا: لوک گیت
دوپہر
۱-۳۰ کملیش کماری: لوک گیت
۱-۵۰ کرشی لوک موسم
شام
۷-۰۵ ضلع کی چھٹی: جے پور
۸-۰۰ کہکشاں: اردو پروگرام ہماری مشترکہ
تہذیب اور تمدن
۹-۱۵ کملا آکاش: یہ رشتے کیوں پڑھے
جاتے ہیں، مہیش انل: گیت، کیا
جانتے ہیں
۹-۳۰ سنگیت کا نیشنل پروگرام

اتوار ۲۰ دسمبر
صبح
۷-۳۰ وشوموہن بھٹ: گٹار پر راگ
بھٹیار
۹-۱۵ مکل: اس ماہ کا گیت: سوال و
جواب
ڈاکٹر پردیپ بھٹناگر: بال کلاکار
ہرش وردھن ٹھاکر: بھجن
۱۰-۰۰ سندھی پروگرام: ناٹک
ایشور چندر
دوپہر
۱۲-۰۰ مہیلا جگت
۲-۳۰ جھلکی
شام
۵-۰۵ یوواوانی: ہنسیے ہنسایئے: نوترنگ
۶-۲۵ راجستھانی فرمائشی گیتوں کا پروگرام
۷-۲۰ کرشکوں کے لیے
۸-۰۰ انگریزی میں تقریر: آر کے نگم
۱۰-۰۰ سنگیت روپک
۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت: وشوموہن
بھٹ: گٹار پر راگ باگیشوری

پیر ۲۱ دسمبر
صبح
۷-۳۰ ستیہ نرائن شرما: وائلن پر
راگ جونپوری اور بھیرو
۸-۲۰ لوک گیت
۹-۲۰ منگلو ارپتوارہ گیت اور غزل
دوپہر
۱-۳۰ شونرائن ڈکا: لوک گیت
۲-۴۰ [illegible]
شام
۵-۵۵ روزگار کی خبریں
۶-۴۵ لوک دھن
۸-۰۰ کوی وانی
۹-۱۰ گرداس مل: گیت اور بھجن
۱۰-۰۰ ستیہ نرائن شرما: وائلن پر راگ
بہاگ

منگل ۲۲ دسمبر
صبح
۶-۳۰ وندے ماترم اور
منگل دھونی
۶-۳۵ بھگتی سنگیت
۷-۰۰ پروگراموں کا [illegible]
۷-۲۰ رام چرت مانس [illegible]
دوپہر
۱۲-۴۵ فلم سنگیت
۵-۰۵ یوواوانی
شام
۷-۲۰ کرشکوں کے لیے

بدھ ۲۳ دسمبر
صبح
۸-۲۰ راجستھانی میں پروگرام
۹-۱۰ لوک سنگیت
شام
۶-۳۰ سندھی پروگرام
۷-۲۰ کرشکوں کے لیے

جمعرات ۲۴ دسمبر
صبح
۸-۲۰ پرچار پستکوں کی
پستک سمیکشا
از ڈاکٹر سریندر اپادھیائے
۹-۱۰ پریم نارائن ساتھی: لوک گیت
دوپہر
۱-۱۰ مہیلا جگت: پرشن اتر
۱-۴۰ پریم نارائن پارٹی: لوک گیت
شام
۶-۲۵ لوک دھارا
۶-۲۵ نرمان کے سور
۸-۰۰ راجستھلی: پراچین بات شیل میں
راجستھانی ونود وارتا
ہوں کا ... بات
آچھی لاگے۔ نیگموپ ستوفی سبیتہ
نارائن پربھاکر: امن
۹-۱۵ کملا آکاش: روپک: ایک دوار
بند ایک دوار کھلے ہیں (حصہ)

جمعہ ۲۵ دسمبر
صبح
۷-۳۰ جے کمار پنوار: وائلن وادن
۹-۱۰ بنسی لال اور ساتھی: لوک گیت
۹-۲۰ سمکر سنگیت: کرسمس گیت
دوپہر
۱-۱۰ شاستریہ سنگیت
۱-۵۰ کرشی لوک: موسم
شام
۵-۰۵ یوواوانی
۵-۵۵ روزگار سوچنائیں
۶-۴۵ پربھا ماتھر: بھجن
۷-۲۰ کرشکوں کے لیے
۸-۰۰ کتھا لوک
۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت: جے کمار
پنوار وائلن وادن

ہفتہ ۲۶ دسمبر
صبح
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت: دائم علی: طبلہ
پرتین تال اور سواری
۸-۳۰ ارملا کھنہ اور ساتھی: لوک گیت
۹-۱۰ گنپت لال ڈانگی: لوک گیت
دوپہر
۱-۵۰ کرشی لوک: موسم
شام
۶-۳۰ سہیلیاں ری باڑی: ڈاکٹر بہن
سے بھینٹ: سردیوں میں ہمارا
آہار کیسا ہو، آں بی بتا تھا
کام ری: پرستو: اودھیش کمار
۷-۱۵ ضلع کی چھٹی
۷-۵۰ راجستھانی میں پرادیشک سماچار
۸-۰۰ کہکشاں
۹-۱۵ کملا آکاش

اتوار ۲۷ دسمبر

صبح

۷-۳۰ بھن دیوانہ: خیال دیش کار
۹-۱۵ منگل
۱۰-۰۰ سندھی پروگرام: کویتا پاٹھ
ارجن ہاسد (۲) سگم سنگیت
کے. کے. بکاتے
۱۲-۴۵ چترملا: شوتاؤں کے پتر وتر
۱-۱۰ آپ کی فرمائش: موسم
۲-۲۰ ترکون: (۱) سمپادکیہ (۲) کہانی
(۳) کویتا

شام

۵-۰۵ یوواوانی
۶-۲۵ راجستھانی گیتوں کا فرمائشی
پروگرام
۸-۰۰ انگریزی تقریر: ای کوز فرام دی
پاسٹ
۱۰-۳ بھن دیوانہ: خیال مال کونس

پیر ۲۸ دسمبر

صبح

۶-۵۷ پراتی بمب
۷-۲ مانس گان
۸-۲ سینہ لتا شرما: لوک گیت
۹-۲ سگم سنگیت

دوپہر

۱-۲ شیودت پروہت: لوک گیت
۱-۵ کرشی لوک: موسم

شام

۶-۲۷ لوک دھن
۷-۱۰ ضلع کی چٹھی: ناگور
۹-۱۰ سماچار ترنگ: پرادیشک ریڈیو
نیوز ریل

منگل ۲۹ دسمبر

صبح

۹-۲ ہیمنت کمار گٹار پر دھنیں

دوپہر

۱-۴ شکنتلا شرما: لوک گیت

شام

۵-۰ یوواوانی: یووا پسند
۶-۴ ہیمنت کمار: گٹار پر دھنیں
۸-۰۰ راجستھلی: کادیہ پاک: راجستھانی
کویتا پاٹھ: دھنا لال سمن

۹-۱۵ کھلا آکاش: درد ہو تو کیا کیجئے
(گردن میں)
۹-۳۰ سندھی پروگرام: ہک فنکار:
کہانی کار سان
(۲) لوک گیت

بدھ ۳۰ دسمبر

صبح

۸-۲۰ راجستھلی: راجستھانی میں گیت
گوند کی برم پرا: آر. کے. وششٹھ
۸-۳۰ بنواری لال: بھجن
۹-۱۰ وینا رستوگی: لوک گیت
۹-۲۰ ڈی. وی. نہرا گیت
۱-۱۰ شاستریہ سنگیت

شام

۶-۳۰ سندھی پروگرام
(۱) لوک سنگیت کا وشیش پروگرام
بھگت گھنشیام اور ساتھی: کملا
کیشوانی
۷-۲۰ کرشکوں کے لئے
۹-۱۵ کھلا آکاش: ایک دوار بند انیک
دوار کھلے ہیں (حصہ III)
۱۰-۳۰ لوک گیت: پربھات کماری چوہان
۱۰-۴۵ ڈی. وی. نہرا گیت اور غزلیں

جمعرات ۳۱ دسمبر

صبح

۷-۲۰ مانس گان
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
۷-۵۰ دیوا وانی: سنسکرتی کا نیتی کاویہ
مہابھارت کا شاستریہ وسدھانت
وارتا: ڈاکٹر شیاما بھٹناگر
۸-۲۰ ہندی تقریر
۱۰-۹ اور ۱۰-۴۰ لوک گیت: وینا پانڈے رستوگی
۱-۵۰ کرشی لوک: موسم

شام

۵-۰۵ یوواوانی
۵-۵۵ روزگار سوچنائیں
۶-۱۵ لوک دھارا
۶-۱۵ زمان کے سور
۷-۲۰ کرشکوں کے لئے
۹-۱۵ کھلا آکاش
ایک دوار بند ایک دوار کھلے ہیں
حصہ IV
۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت

سرینگر

میڈیم ویو سری نگر الف - ۲۶۸.۸ میٹر ۱۱۱۶ کلوہرٹز
شارٹ ویو سری نگر ب - ۴۱.۷۳ میٹر ۷۱۹۰ کلوہرٹز
۴۹.۱۰ میٹر ۶۱۱۰ کلوہرٹز ۹۱.۵۶ میٹر ۳۲۷۷ کلوہرٹز

پہلی مجلس - صبح ۶-۳۰ سے صبح ۱۰-۰۰ تک
دوسری مجلس - صبح ۱۱-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک
(اتوار کو صبح ۶-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک مسلسل)

خبریں

صبح

۷-۰۰ سنسکرت
۷-۲۵ کشمیری
۸-۱۰ انگریزی
۸-۵۰ اردو
۹-۰۰ ہندی

دوپہر

۱-۵۰ اردو

۲-۰۰ انگریزی

شام

۶-۰۰ انگریزی
۶-۲۵ کشمیری

رات

۹-۰۰ انگریزی
۹-۱۵ اردو
۱۱-۰۰ انگریزی

علاقائی خبریں

صبح

۹-۰۵ دلچسپ خبریں
۹-۲۰ اردو
۹-۲۵ کشمیری

دوپہر

۲-۱۰ لداخی
۷-۳۰ کشمیری
۷-۴۵ اردو

مقررہ پراموں کے لیے "آواز" کا شمارہ یکم دسمبر دیکھئے

بدھ ۱۶ دسمبر

صبح

۸-۰۰ صلاح الدین احمد: غزلیں
۸-۲۰ ششی رنگ
ڈائجسٹ پروگرام (کشمیری)

دوپہر

۱۲-۴۰ صلاح الدین، نورجہاں، غزلیں
۲-۱۰ عبدالاحد پرے: غزلیں
۴-۰۰ برج بھوشن کابرا: راگ بہاگ
دیبو ترت چودھری: ستار وادن
۴-۳۰ عبدالاحد پرے اور راج بیگم،
غزلیں
۶-۱۰ راج بیگم، عبدالاحد پرے
غزلیں

رات

۸-۰۰ وادی کی آواز: نئی فلموں سے
۹-۳۰ بزم شعر (مشاعرہ)

جمعرات ۱۷ دسمبر

صبح

۸-۰۰ ششی لتا ورک: غزلیں
۹-۰۵ دلچسپ خبریں
۹-۱۰ وادیہ وزند (سازینہ)
بھجن سوپوری
۱۱-۳۰ صوفیانہ موسیقی: غلام محمد قالین
بفت اور ساتھی
۱۲-۴۰ ششی لتا ورک اور حسین خاں
غزلیں
۲-۱۰ غلام محمد راہ: غزلیں
۲-۳۰ غلام محمد قالین بفت اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
۴-۰۰ "کیاری" ونود رازداں
(ڈوگری اور گوجری گیت)
۶-۱۰ غلام محمد راہ: غزل

رات

۸-۴۵ کھیلوں کی دنیا (کشمیری)
۹-۳۰ "صدیوں پہلے"
پنڈت کلہن کی مرتب کی ہوئی
تاریخ کشمیر راج ترنگنی پر مبنی
پروگرام

جمعہ ۱۸ دسمبر

صبح

۸-۰۰ آشا بھونسلے: غزلیں

۸-۲۰ گمرہ بارہ خاطرہ
(کشمیری میں کھرانوں کیلیے پرگرام)
۱۱-۳۰ حبیب اللہ بمبو اور ساتھی
کشمیری موسیقی
۱۲-۲ کشمیری موسیقی
۱۲-۴۰ نعتیں اور منقبت
۲-۱۰ آشا بھونسلے : غزلیں
۲-۱۵ اندرا کاچرو : غزل
۲-۳۰ آش تہ گاش
۴-۰۰ محمد عبداللہ ستاری اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
۴-۳۰ حبیب اللہ بمبو اور ساتھی چھکری
۶-۱۰ اندرا کاچرو : غزلیں

رات

۹-۳۰ "ژانٹے ترانٹے"
کشمیری میں مباحثہ
شرکار : جی، ایم، بادن
پی، این، جلالی
آر، ایل ہنڈو اور
ڈاکٹر منظور فاضلی
۱۰-۰۰ داستان

هفته ۱۹ دسمبر

صبح

۸-۰۰ جمیل اکبر : غزلیں
۸-۲۰ "نوی تخلیق" تازہ افسانہ
تحریر : ہردے کول بھارتی
۸-۲۵ پراگ (ہندی نظموں کی تشریح کا پروگرام)
۱۱-۳۰ اور شام ۴-۳۰
غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
۱۲-۴۰ شبیر حسین : غزلیں
۲-۱۰ جمیل اکبر : غزلیں
۲-۳۰ اور ۴-۰۰
محمد عبداللہ تارہ بلی اور ساتھی
چھکری
۶-۱۰ غلام نبی شیخ : غزلیں

رات

۸-۳۰ پرا گاش
غیر نصابی تعلیمی پروگرام (کشمیری)
۸-۴۵ انگریزی میں بات چیت
مقرر : پروفیسر ایس ایل پنڈت
۹-۳۰ محفل موسیقی

اتوار ۲۰ دسمبر

صبح

۸-۰۰ اگلے ہفتے
(ہفتے کے چیدہ چیدہ پروگرام)
۸-۲۰ گھرانوں کے لیے پروگرام (اردو)
۱۰-۰۰ ریڈیو نیوز ریل (علاقائی)
۱۰-۱۵ "ہونہار"
بچوں کیلئے پروگرام (اردو)
۱۱-۰۰ سنگیت میگزین
۱۱-۳۰ کشمیری میں کھیل
۱۲-۴۰ فلمی گانے
۲-۱۰ راجکمار رضوی : غزلیں
۲-۱۵ ساز اور آواز
۴-۰۰ پنجابی پروگرام
۴-۳۰ "ہی مال"
خواتین کیلئے کشمیری میں پروگرام
گفتگو : ڈاکٹر شکتی بھان (کشمیری)
۶-۱۰ غلام حسن صوفی : غزلیں
۹-۳۰ ویسٹرن میوزک

پیر ۲۱ دسمبر

صبح

۸-۰۰ سندھیا مکرجی : غزلیں
۸-۲۰ "ثقافت"
کشمیری میں ادبی پروگرام

دوپہر

۱۲-۴۰ ترلوک کپور : غزلیں
۲-۱۰ نسیم اختر : غزلیں
۲-۳۰ شاستریہ سنگیت : راگ مارو
استاد امیر خاں : گائن
۴-۳۰ نسیم اختر : غزلیں
۶-۱۰ ضلع نامہ : ڈسٹرکٹ نیوز لیٹر

رات

۸-۳۰ صوفیانہ پروگرام : سنطور
۸-۴۵ اردو میں بات چیت
۹-۳۰ کشمیری میں کھیل

منگل ۲۲ دسمبر

صبح

۸-۰۰ انیتا شرما اومی : غزلیں
۱۱-۳۰ شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
کشمیری موسیقی

دوپہر

۱۲-۳۰ بھجن
۲-۱۰ اومی : غزلیں
۲-۱۵ محمد صدیق پانپوری، ششی چوپڑا
غزلیں
۲-۳۰ اور شام ۴-۰۰
شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

شام

۶-۱۰ محمد صدیق پانپوری : غزلیں
۸-۴۵ کشمیری میں بات چیت
مقرر : عبدالغنی مدہوش
۹-۳۰ سنگرمال
کشمیری میں ادبی پروگرام

بدھ ۲۳ دسمبر

صبح

۸-۰۰ غلام مصطفےٰ خاں، سیما شرما
غزلیں
۸-۲۰ شش رنگ
(کشمیری ڈائجسٹ)

دوپہر

۱۲-۴۰ غلام مصطفےٰ خاں، سیما شرما
غزلیں
۲-۱۰ راج بیگم : غزلیں
۲-۳۰ ولایت حسین خاں : راگ یمن
میاں بائی برمودکر : گائن
۴-۳۰ راج بیگم، رحمت اللہ خاں
غزلیں
۶-۱۰ راج بیگم : غزلیں

رات

۹-۳۰ سائنس میگزین (کشمیری)

جمعرات ۲۴ دسمبر

صبح

۸-۰۰ اقبال بانو، طلعت عزیز : غزلیں
۱۱-۳۰ اور دوپہر ۲-۳۰
محمد سلطان میر اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی۔
۱۲-۴۰ اقبال بانو، طلعت عزیز : غزلیں
۲-۱۰ اومکار ناتھ کول : غزلیں
۲-۱۵ نرملا دیوی : غزلیں
۴-۰۰ "کیاری"
(جموں، کشمیر اور لداخ کی موسیقی)
کلپنا کیسر : لداخی قوالی
۴-۳۰ پہاڑی پروگرام
۶-۱۰ اومکار ناتھ کول : غزلیں
۸-۴۵ ہیلتھ فورم
مقرر : ڈاکٹر گریجا دھر
۹-۳۰ ڈراموں کا نیشنل پروگرام

جمعه ۲۵ دسمبر

صبح

۷-۳۰ گاندھی کتھا
۸-۰۰ غلام علی : غزلیں
۱۱-۳۰ غلام محمد کاوا اور ساتھی
کشمیری موسیقی
۲-۱۰ غلام علی : غزلیں
۲-۱۵ شمیمہ دیو : غزلیں
۲-۳۰ آش تہ گاش
(دیہاتیوں کیلئے پروگرام)
۴-۰۰ استاد رمضان اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
۶-۱۰ شمیمہ دیو : غزلیں

رات

۹-۳۰ "اپنی دھرتی اپنا دیش" فیچر
۱۰-۰۰ داستان

هفته ۲۶ دسمبر

صبح

۸-۰۰ دلراج کور : غزلیں
۸-۳۵ مول شعار (کشمیری)
۱۱-۳۰ اور شام ۴-۳۰
ایم اے تبت بقال اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
۱۲-۴۰ راجندر مہتہ : غزلیں
۲-۱۰ دلراج کور : غزلیں
۲-۳۰ غلام نبی ڈولوال اور ساتھی
چھکری
۶-۱۰ نسیم اختر اور راج بیگم : غزلیں

رات

۸-۴۵ انگریزی میں بات چیت
۹-۳۰ بزم سامعین (اردو)
۱۰-۰۰ "گاشہ تارکھ"
(مشہور کشمیری شعرا کیلیے فیچر)
۱۰-۳۰ شہر صدا
غیر ملکی گانوں کی فرمائش

اتوار ۲۷ دسمبر

صبح

۸-۰۰ "اس ہفتے"

لیہ

میڈیم ویو ۲۸۴۰۹ میٹر ۱۰۵۳ کلو ہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح

۴۰ — ۷ بھگتی سنگیت
۲۵ — ۸ پروگراموں کا خلاصہ

دوپہر

۱۰ — ۱ اور رات ۰۰ — ۸
فوجی بھائیوں کے لیے

۱۵ — ۲ لداخی موسیقی

شام

۱۵ — ۶ ملا جلا پروگرام (لداخی میں)
۰۰ — ۱۰ ویودھ بھارتی پروگرام
(علاوہ ہفتہ)

بیکانیر

۲۱۵۰۰ میٹر ۱۳۹۵ کلو ہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

۳۵ — ۶ بھگتی سنگیت
۰۵ — ۷ پروگرام کا خلاصہ
۱۰ — ۷ کھیتی باڑی (سوائے اتوار)
۲۰ — ۷ مانس گان

دوپہر

۴۰ — ۱ کرشی لوک (سوائے اتوار)

۰۰ — ۶ مقامی اطلاعات
پروگراموں کا خلاصہ
موسم کا حال
۳۰ — ۷ کرشکوں کے لیے
۰۰ — ۸ کھلا آکاش
(سوائے ہفتہ اور اتوار)

جودھپور

جودھپور ۵۶۴۲۹ میٹر ۵۳۱ کلو ہرٹز ۲۵۰۰۱۶ میٹر ۱۹۰ کلو ہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح

۱۰ — ۹ راجستھانی بھگتی گیت

دوپہر

۳۰ — ۱۲ فلمی گیت (سوائے اتوار)
۱۰ — ۱ کلاسیکی موسیقی
(سوائے منگل، جمعرات)
اتوار کو فلمی گیت
۵۰ — ۱ راجستھانی لوک گیت
(سوائے اتوار)
۰۵ — ۵ یووادانی
یووا ترنگ اور ودانی پروگرام
(منگل، جمعہ)
۳۰ — ۵ نو ترنگ
فلم سنگیت پر مبنی
(اتوار)

۲۵ — ۶ آس پاس (اتوار)
نئی جنتی سوچنائیں (پیر، جمعہ)
لوک گنگا (منگل)
شاردا سگم (بدھ)
گیان وگیان (جمعرات)
سائنس ڈائجسٹ (ہفتہ)
۳۰ — ۶ سرحدی علاقوں میں رہنے والے
سامعین کیلئے ملا جلا پروگرام
۲۵ — ۸ ایک کلاکار
۱۵ — ۹ تقریر (ہندی / انگریزی)
(منگل، جمعرات)
لے چلے گانے (بدھ اور جمعہ)
خطوں کے جواب (ہفتہ)
۰۰ — ۱۰ بہار گیت
(دوسری اور تیسری جمعرات)

اودے پور

اودے پور ۲۶۶۰۹۲ میٹر ۱۱۲۵ کلو ہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح ۳۵ — ۶ بھگتی سنگیت ۰۵ — ۷ پروگراموں کا خلاصہ

۱۰ — ۷ کھیتی باڑی
۲۰ — ۷ مانس گان
۳۰ — ۷ سنگیت سریتا
۴۰ — ۷ فلمی سنگیت
۱۰ — ۹ سگم سنگیت (سوائے اتوار)

دوپہر

۳۰ — ۱۲ فلمی گیت (سوائے اتوار)
۴۰ — ۱ کرشی لوک (سوائے اتوار)
۵۰ — ۱ لوک سنگیت

شام

۰۵ — ۵ یووادانی
۰۰ — ۶ مقامی اطلاعات
پروگراموں کا خلاصہ
موسم کا حال
۰۰ — ۷ کرشکوں کے لیے
۰۰ — ۸ کھلا آکاش
(سوائے ہفتہ اور اتوار)
۲۵ — ۸ فلمی گیت

(ہفتے کے پروگراموں کی جھلک)
۰۰ — ۱۰ "سونہار"
(اردو میں بچوں کیلئے پروگرام)
۰۰ — ۱۱ فلم میگزین (کشمیری)
۳۰ — ۱۱ "نو بہ نو" (یووادانی سے انتخاب)
۴۰ — ۱۲ فلمی گانے
۱۰ — ۲ بیم لتا : غزلیں
۱۵ — ۲ ساز اور آواز
۳۰ — ۲ سوترل
(دیہاتوں سے او، بی، ایس
پروگرام)
۰۰ — ۴ پنجابی پروگرام
۳۰ — ۴ "ہی مال"
(خواتین کیلئے کشمیری میں پروگرام)
۱۰ — ۶ کیلاش مہرہ : غزلیں

رات

۳۰ — ۹ ویسٹرن میوزک

پیر ۲۸ دسمبر

صبح

۰۰ — ۸ اقبال احمد صدیقی، غزلیں
۲۰ — ۸ ذات بترات
۴۰ — ۱۲ اقبال احمد صدیقی : غزلیں
۱۰ — ۲ غلام محمد میر : غزلیں
۳۰ — ۲ روی شنکر : ستار وادن
۳۰ — ۴ غلام محمد میر اور سونیا کول : غزلیں

۱۰ — ۶ ضلع نامہ (ڈسٹرکٹ نیوز لیٹر)

رات

۳۰ — ۸ سنطور
۴۵ — ۸ اردو میں بات چیت
۳۰ — ۹ اردو میں کھیل

منگل ۲۹ دسمبر

صبح

۰۰ — ۸ سمن کلیا نپور : غزلیں
۳۰ — ۱۱ اور ۳۰ — ۲، ۳۰ — ۴
غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
۴۰ — ۱۲ بھجن
۱۰ — ۲ سمن کلیا نپور : غزلیں
۱۵ — ۲ اور شام ۱۰ — ۶
شانتی کول : غزلیں

رات

۴۵ — ۸ "تراوہ منترہ تہ بے سہارا زنانہ"
(کشمیری میں گفتگو)
۳۰ — ۹ "سنچا ئیکا" (ہندی)
دوسرے نشریاتی اداروں سے
منتخب شدہ پروگرام

بدھ ۳۰ دسمبر

صبح

۰۰ — ۸ الکا دیو : غزلیں

۲۰ — ۸ "شسش رنگ"
(ریڈیو ڈائجسٹ کشمیری)

دوپہر ۲

۴۰ — ۱۲ الکا دیو، مجید نیازی : غزلیں
۱۰ — ۲ آرتی ٹکو : غزلیں
۳۰ — ۲ سمیش چودھری : گائن
۳۰ — ۴ اور شام ۱۰ — ۶
آرتی ٹکو، ظہور احمد : غزلیں

رات

۳۰ — ۹ "تصویر"
ریاست جموں و کشمیر کی تعمیر و
ترقی پر مبنی پروگرام
(جموں اور لیہہ سے ریلے)

جمعرات ۳۱ دسمبر

صبح

۰۰ — ۸ احمد حسین محمد حسین : غزلیں

۰۵ — ۹ دلچسپ خبریں
۳۰ — ۱۱ اور دوپہر ۳۰ — ۲
شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
۴۰ — ۱۲ مہدی حسن
جگجیت سنگھ : غزلیں
۱۰ — ۲ لتا منگیشکر : غزلیں
۱۵ — ۲ ریتا کول، ایم کے پنڈتا : غزلیں
۰۰ — ۴ "کیاری" (جموں و کشمیر لداخی
موسیقی پر مبنی پروگرام)
۳۰ — ۴ پہاڑی پروگرام
۱۰ — ۶ ریتا کول : غزلیں

رات

۴۵ — ۸ کھیلن ہند دنیا (کشمیری)
۳۰ — ۹ ایک شام سنگیت کی
(محفل موسیقی سے انتخاب)



نرملا اروڑن ـ ریڈیو کشمیر سرینگر کی جانب سے منعقد ایک محفل گا رہی ہیں

دوردرشن سرینگر

بینڈ ۱ ۲۵-۱۲۱ ایم ایچ زڈ (تصویر) چینل ۳ ۷۵-۶۰ ایم ایچ زڈ (آواز)

[illegible]

صبح ۰۰-۱۱ سے ۲۰-۱۱ تک بچوں کے لیے تعلیمی پروگرام (صرف پیر اور جمعرات کو) شام ۰۰-۷ دیہاتی بھائیوں
یے (پیر، منگل، بدھ، جمعرات) ۰۰-۸ کشمیری میں خبریں ۱۵-۸ پروگراموں کا خلاصہ
۹-۰ اردو میں خبریں ۰۰-۱۰ اختتام (اتوار کو ۳۰-۱۰)

خصوصی پروگرام

ھ ۱۶ دسمبر

۳۰-۷ نعتیہ (کشمیری) ۴۵-۷ نشر شدہ پروگراموں
صوصی انتخاب ۱۷-۸ کشمیری سلسلہ وار فیچر
۸ ہلکی پھلکی موسیقی ۴۵-۸ کلاسیکی موسیقی ۱۵-۹ اردو
ادبی میگزین پروگرام

عرات ۱۷ دسمبر

۳۰-۷ کشمیری لوک کہانی ۱۷-۸ فلمی گیتوں اور رقص
پروگرام ...۹ حالات حاضرہ (اردو) ۳۰-۹ فلمز
ین کی دستاویزی فلم

عہ ۱۸ دسمبر

...۷ گجروں کے لئے پروگرام ۲۰-۷ خاندانوں کے
اردو میں پروگرام ۱۷-۸ کشمیری ڈرامہ ...۹ ہلکی
موسیقی ۱۵-۹ صحت و تندرستی سے متعلق کشمیری
پروگرام

فتہ ۱۹ دسمبر

...۷ بچوں کے لئے اردو میں پروگرام ۲۰-۷
نظم کاٹی دی روپ ۴۵-۷ ڈوگری پروگرام ۱۷-۸
یری سلسلہ وار فیچر ۴۵-۸ مشاعرہ ۱۵-۹ سماجی
یات پر مبنی پروگرام

وار ۲۰ دسمبر

پہر ...۱ فیچر فلم (ہندستانی) ۲۰-۳ دستاویزی فلم
۳۰-۳ یونیورسٹی طلبار کے لئے ...۴ اختتام
م ...۷ بچوں کے لئے کشمیری میں پروگرام ۳۰-۷
یری لوک موسیقی ۵۰-۷ دستاویزی فلم ۱۷-۸ روزگار

بلیٹن ...۹ دوسرے کیندروں سے ۳۰-۹ ہلکی پھلکی موسیقی۔

پیر ۲۱ دسمبر

شام ۳۰-۷ کشمیری لوک موسیقی ۴۵-۷ ٹی وی
این ایف پر مبنی ٹی وی نیوز فیچر ۱۷-۸ فلمی گیتوں اور
رقص پر مبنی پروگرام ...۹ کھیلوں سے متعلق اردو میں پروگرام
۳۰-۹ ٹیلی کلب ...۱۰ اختتام

منگل ۲۲ دسمبر

شام ۳۰-۷ کشمیر کا ثقافتی ورثہ ۴۵-۷ فلمز ڈویژن
کی دستاویزی فلم ۱۷-۸ ناظرین کے خطوط کے جواب
۴۵-۸ انگریزی سلسلہ وار فلم ۳۰-۹ صوفی سنتوں
پر پروگرام

بدھ ۲۳ دسمبر

شام ۳۰-۷ نعتیہ (کشمیری) ۴۵-۷ نشر شدہ پروگراموں
سے خصوصی انتخاب ۱۷-۸ سلسلہ وار کشمیری فیچر
۳۵-۸ ہلکی پھلکی موسیقی ۴۵-۸ دوسرے کیندروں سے
۱۵-۹ اردو میں ادبی میگزین پروگرام

جمعرات ۲۴ دسمبر

شام ۳۵-۷ کشمیری لوک کہانی ۱۷-۸ فلمی گیتوں اور
رقص پر مبنی پروگرام ...۹ حالات حاضرہ (اردو)
۳۰-۹ فلمز ڈویژن کی دستاویزی فلم ...۱۰ اختتام

جمعہ ۲۵ دسمبر

شام ...۷ کشمیری لوک موسیقی ۳۰-۷ ہوم سائنس

۵۰-۷ شہری ذمہ داریوں سے متعلق پروگرام ۱۰-۸ کھیل
(دوسرے کیندروں کی پیش کش) ...۹ دستاویزی فلم
۱۵-۹ صحت و تندرستی سے متعلق اردو میں پروگرام

ہفتہ ۲۶ دسمبر

شام ...۷ بچوں کے لئے اردو میں پروگرام ۳۰-۷ کسی
گاؤں کی جھلک ۴۵-۷ ڈوگری پروگرام ۱۰-۸ سلسلہ
وار کشمیری فیچر ۳۵-۸ اردو میں رنگارنگ پروگرام
۱۵-۹ سماجی ترقیات پر مبنی پروگرام ...۱۰ اختتام

اتوار ۲۷ دسمبر

دوپہر ...۱ ہندی فیچر فلم ۳۰-۳ دستاویزی فلم
۴۰-۳ نشر شدہ پروگراموں سے انتخاب

شام ...۷ بچوں کے لئے کشمیری میں پروگرام ۳۰-۷
کشمیری لوک موسیقی ۵۰-۷ ہلکی پھلکی موسیقی ۱۷-۸
روزگار بلیٹن ۳۰-۸ نوجوانوں کے لئے کشمیری میں
پروگرام ...۹ دوسرے کیندروں کی پیشکش ...۱۰
اختتام

پیر ۲۸ دسمبر

شام ۳۰-۷ کشمیری لوک موسیقی ۴۵-۷ ٹی وی این ایف
پر مبنی ٹی وی نیوز فیچر ۱۷-۸ فلمی گیتوں اور رقص پر
مبنی پروگرام ...۹ کھیل کود سے متعلق اردو میں پروگرام
۳۰-۹ ہلکی پھلکی موسیقی ...۱۰ اختتام

منگل ۲۹ دسمبر

شام ۳۰-۷ کشمیری دستکاریوں اور فنکاروں پر پروگرام
۱۷-۸ ناظرین کے خطوط کے جواب ۴۵-۸ انگریزی
سلسلہ وار فلم ۳۰-۹ انٹرویوز

بدھ ۳۰ دسمبر

شام ۳۰-۷ نعتیہ (کشمیری) ۴۵-۷ نشر شدہ پروگراموں
سے انتخاب ۱۰-۸ کشمیری میں سلسلہ وار فیچر ۳۵-۸
ہلکی پھلکی موسیقی ۴۵-۸ کلاسیکی موسیقی ۱۵-۹ کشمیری
میں ادبی میگزین پروگرام

جمعرات ۳۱ دسمبر

شام ۳۰-۷ کشمیری لوک کہانی ۱۷-۸ فلمی گیتوں اور
رقص پر مبنی پروگرام ...۹ حالات حاضرہ (اردو)
۳۰-۹ فلمز ڈویژن کی دستاویزی فلم ...۱۰ تا ...۱۲
نئے سال کی آمد کے موقع پر خصوصی رنگارنگ پروگرام

......82221
Date....7..4..82

دور درشن بمبئی

بمبئی چینل ۴:	تصویر ۲۵ء۶۲ میگاہرٹز
بینڈ ۱:	آواز ۷۵ء۶۷ میگاہرٹز
پونہ چینل ۵:	تصویر ۲۵ء۱۷۵ میگاہرٹز
بینڈ ۳:	آواز ۷۵ء۱۸۵ میگاہرٹز

خبریں

شام ۳۰-۷ مراٹھی میں خبریں رات ...۹ ہندی میں خبریں ...۱۰ انگریزی میں خبریں
شام ۴۰-۷ کل کے پروگرام

ہفتہ وار ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

اتوار

صبح ...۹ سلسلے وار فلم ۳۰-۹ پربھا آئی پرتیبھا ۳۰-۱۰ ونڈر بیلون (مدراس سے ریلے) ہیجک لیمپ ...۱۱ ساپتاہکی، ہندی میں ہفتے بھر کے پروگرام کی جھلک ۴۰-۱۱ اختتام
شام ...۶ ہندی میں فیچر فلم ۳۰-۷ مراٹھی میں خبریں ۴۰-۷ کل کے پروگرام ۴۲-۷ ہندی فیچر فلم کا بقیہ حصہ ...۹ ہندی میں خبریں ۱۰-۹ یوگا بھیاس/آپ کا سواستھ ۳۰-۹ سائنس رپورٹ ...۱۰ انگریزی میں خبریں ۱۰-۱۰ اختتام

پیر

صبح ۴۰-۱۰ اور دوپہر ...۲ شالے چترواني (طلبا کے لئے) پانچویں جماعت کے لئے انگریزی کا سبق
شام ۴۲-۶ سنتا کڑی، گجراتی میں بچوں کے لئے پروگرام ...۷ گجراتی گیت ۱۰-۷ آمچی مانی آمچی مانس ۳۰-۷ مراٹھی میں خبریں ۴۰-۷ کل کے پروگرام ۴۲-۷ گیان دیپ ...۸ یوو درشن (مراٹھی) ۳۰-۸ انگریزی میں سلسلے وار فلم ...۹ ہندی میں خبریں ۱۰-۹ واٹس دی گڈ ورڈ/ چترگیت (مراٹھی) ۴۰-۹ درپت چتر/ کورٹا چی پائیری ...۱۰ انگریزی میں خبریں ۱۰-۱۰ اختتام

منگل

شام ۳۰-۶ کلبل، مراٹھی میں بچوں کے لئے پروگرام ...۷ مراٹھی گیت ۱۰-۷ کامگار وشو ۳۰-۷ مراٹھی میں خبریں ۴۰-۷ کل کے پروگرام ۴۲-۷ پریورتن کے ایک جنوتی/ دیناون وگیان ...۸ یوو درشن (گجراتی) ۳۰-۸ سپورٹس راؤنڈاپ ...۹ ہندی میں خبریں ۱۰-۹ پریکرما/ سنجتیا ہندی میں ادبی پروگرام ...۱۰ انگریزی میں خبریں ۱۰-۱۰ بزم قوالی/ کرناٹک سنگیت ۴۰-۱۰ اختتام

بدھ

صبح ۴۰-۱۰ اور دوپہر ...۲ شالے چترواني (طلبا کے لئے) چھٹی جماعت کے لئے انگریزی کا سبق
شام ۳۰-۶ سندر ماز نے گھر ...۷ فلم ۱۰-۷ آمچی مانی آمچی مانس ۳۰-۷ مراٹھی میں خبریں ۴۰-۷ کل کے پروگرام ۴۲-۷ پرادیشک سنگیت/ ملکھا دیکلی مانس ...۸ محفل یاراں، اردو میں ادبی پروگرام امرت منتھن ۳۰-۸ یوتھ یونورما مدراس سے ریلے/ بینگ ورلڈ ...۹ ہندی میں خبریں ۱۰-۹ پاریجات/ ہندی میں ڈرامہ ...۱۰ انگریزی میں خبریں ۱۰-۱۰ احوالات حاضرہ سے متعلق پروگرام/ ہندی ڈرامہ کا بقیہ حصہ ۴۰-۱۰ اختتام

جمعرات

شام ۳۰-۶ گھر بیٹھاں/ دندن دار ...۷ لوک سنگیت ۱۰-۷ کامگار وشو ۳۰-۷ مراٹھی خبریں ۴۰-۷ کل کے پروگرام ۴۲-۷ گجراتی گیت/ ہندی گیت/ ورندگان ...۸ ہندی ڈرامہ/ مراٹھی ڈرامہ/ تماشائیہ/ رقص ...۹ ہندی میں خبریں ۱۰-۹ چھایا گیت ۵۵-۹ خصوصی اعلان ...۱۰ انگریزی میں خبریں ۱۰-۱۰ اختتام

جمعہ

صبح ۴۰-۱۰ اور دوپہر ...۲ شالے چترواني (طلبا کے لئے) آٹھویں جماعت کے لئے سائنس کا سبق
شام ۳۰-۶ کھیل کھلونے ہندی میں بچوں کے لئے پروگرام ...۷ ہندی گیت ۱۰-۷ آمچی مانی آمچی مانس ۳۰-۷ مراٹھی میں خبریں ۴۰-۷ کل کے پروگرام ۴۲-۷ گیان دیپ ۱۰-۸ اسپورٹس راؤنڈاپ ...۹ ہندی میں خبریں ۱۰-۹ آدد ماری ساتھے/ پھول کھلے ہیں گلشن گلشن ۴۵-۹ درپت چتر ...۱۰ انگریزی میں خبریں ۱۰-۱۰ موسیقی اور رقص کا نیشنل پروگرام ۵۵-۱۰ اختتام

ہفتہ

شام ...۶ علاقائی زبان (مراٹھی کے علاوہ) میں فیچر فلم/ مراٹھی فیچر فلم ۳۰-۷ مراٹھی میں خبریں ۴۰-۷ کل کے پروگرام ۴۲-۷ فیچر فلم کا بقیہ حصہ ...۹ ہندی میں خبریں ۱۰-۹ رقص کا پروگرام/ آن دی فیلڈ آف دی فیلڈ ۳۰-۹ سائنس فورم/ وائبریشنز ...۱۰ انگریزی میں خبریں ۲۰-۱۰ اختتام

دور درشن لکھنؤ

چینل ۴: [illegible]
بینڈ ۱: [illegible]

[illegible]

شام [illegible]

[illegible]

اتوار

[illegible]

پیر

شام [illegible]

[illegible] ۳۰-۹ کل کے پروگرام اور اختتام

[illegible] ۰-۳۰-۸ ایجار ...۹ [illegible] ۳۰-۹ کل کے پروگرام اور اختتام

منگل

شام ...۷ [illegible] ۳۰-۹ کل کے پروگرام اور اختتام

بدھ

شام ...۷ [illegible] ...۹ کل کے پروگرام اور اختتام

جمعرات

شام ...۷ [illegible] ...۹ کل کے پروگرام اور اختتام

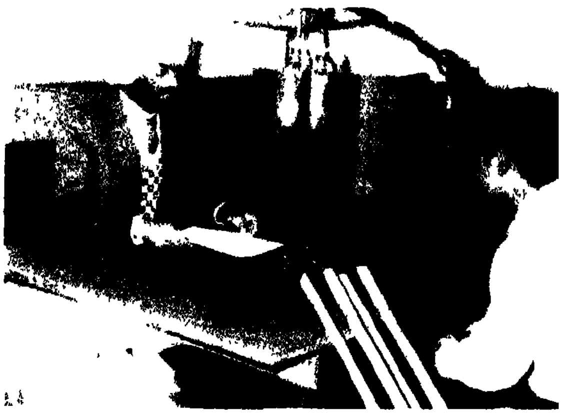
جمعہ

شام ...۷ [illegible] ...۹ اور [illegible] اردو
ادبی پروگرام ۳۰-۹ کل کے پروگرام اور اختتام

ہفتہ

شام ...۷ [illegible] ...۹ کل کے پروگرام اور اختتام

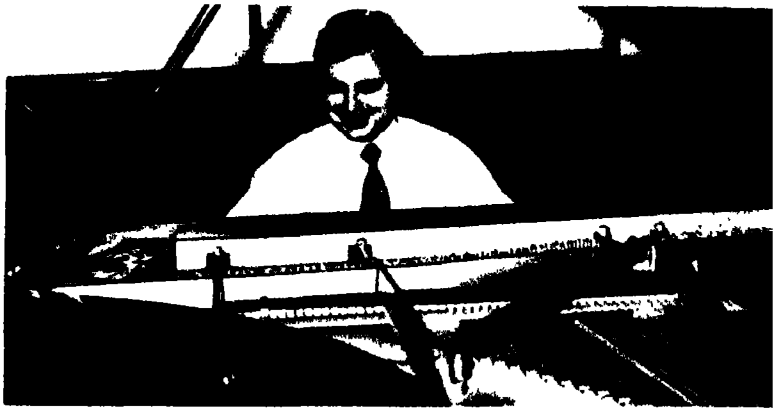
خط و کتابت کرتے وقت
اپنا خریداری/
ایجنسی نمبر ضرور تحریر کریں
اس سے آپ کے خطوں کے جواب
دینے میں آسانی ہوگی۔



ج ان سے ملئے' پروگرام میں چندر موہن (دائیں) کے ساتھ جو اسٹیٹ بنک آف انڈیا میں
ملازم ہیں کے ساتھ ڈی ایس ول آکاشوانی شملہ کے لیے انٹرویو کرتے ہوئے۔



▲ سنیل کمار سریواستو - کانڈلہ پورٹ ٹرسٹ میں کلرک ہیں، ان کے ساتھ ایک
انٹرویو آکاشوانی بھج سے نشر کیا گیا۔



نکولاس کونستاندلیس - امریکہ کے ایک پیانو فن کار، ان کا پیانو وادن آکاشوانی بمبئی سے نشر کیا گیا۔



ن مینڈس (عمر ۱۰ سال)
ب ننھا منا فنکار جس کی ایک ٹانگ پولیو کا شکار ہو گئی - آکاشوانی بمبئی سے اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہوئے ◄
شری سنسار چند - انڈین ٹیلی فون انڈسٹری بنگلور کے ایک نابینا ملازم۔ جو اپنے فرائض بخوبی انجام دیتے ہیں۔





▲ سینٹ لوئیس انسٹی ٹیوٹ کے بہرے اور نابینا ننھے فنکاروں نے آکاشوانی مدراس سے آرکسٹرا پیش کیا۔

معذور افراد کا سال | یہ حوصلے یہ ولولے

Regd. No. D-(C) 39

AWAZ
16th. December

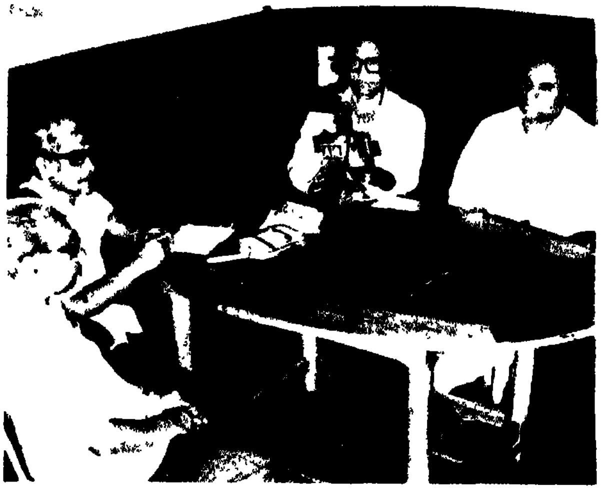
Licenced (U-23) to post without prepayment at CPSO, New Delhi

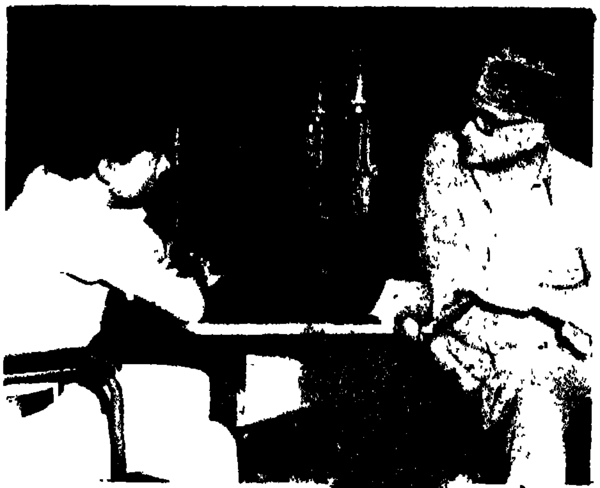




فلم اداکارہ رماوج
ان کے ساتھ آکاشوانی جالندھر سے یوواوانی پروگرام میں بلدیو گریوال نے انٹرویو کیا۔

چندرکانت گندھرو اور پشپا ھنس آکاشوانی راجکوٹ کی جانب سے منعقد سگم سنگیت کی محفل میں







(اوپر)
نامور فلم اداکار بھارت بھوشن کے ساتھ
شمیم فاروقی آکاشوانی پٹنہ کے لیے انٹرویو کرتے ہوئے۔

(اوپر بائیں) آکاشوانی اورنگ آباد سے 'ہمہ گیر تعلیم'
کے موضوع پر نشر مباحثے کے شرکا
(دائیں سے) محمد عبدالعظیم ایم ایل اے
محمد قمرالدین، اخترالزماں ناصر
اور سلطان سلیم۔

(بائیں) مشہور اردو ادیبہ عصمت چغتائی
ریڈیو کشمیر سری نگر سے نشر پروگرام 'محفل' میں محو گفتگو۔
شرکا:۔ اختر محی الدین، محمد یوسف ٹینگ، نصرت اندرابی
بشیر شاہ، سوہن لال کول، پران کشور اور قدوس جاوید۔

PUBLISHED BY THE DIRECTOR GENERAL, ALL INDIA RADIO, AT THE OFFICE OF THE CHIEF EDITOR, AKASHVANI GROUP OF
SECOND FLOOR PTI BUILDING SANSAD MARG NEW DELHI 110001.
PRINTED BY THE MANAGER . GOVT. OF INDIA PHOTO LITHO PRESS. FARIDABAD